بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسلمانوں کی موجودہ مشکلات اور ان کا حل

اس سال کے شروع میں "خلافت اسلامیہ" پر بروئے قرآن وحدیث ایک چھوٹا سا رسالہ لکھتے ہوئے میں نے اس کو ان الفاظ پر ختم کیا تھا:-

"اگرچہ بار بار ذمہ وار اراکین سلطنت کی طرف سے ایک سے زیادہ دفعہ یقین دلایا جا چکا ہے مسئلہ خلافت کا تعلق صرف اہل اسلام سے ہے۔ اور وہ (یعنی مسلمان) ٹرکی کے سوائے کسی اور کو خلافت کا جائز مالک تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں تو پھر سلطنت عثمانیہ کا آزادانہ اور طاقتور قیام اور عرب کے لئے اسی سلطنت کا ایک جزو ہونا بھی ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ اور ٹرکی کا کسی سلطنت کے زیر قبضہ رکھا جانا یا اس کا عرب یعنی خلافت کے جزو ضروری سے محروم کر دینا یا اس کا خارجی پابندیوں میں جکڑ کر اس کی قوت مدافعت کو زائل کر دینا ہر سچے مسلمان کے لئے اس دردناک احساس کا موجب ہوگا کہ دنیا کی عیسائی سلطنتوں نے خود مذہب اسلام پر حملہ کیا ہے" اور ایسا ہی ان تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے جو سلطنت ٹرکی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے اس وقت کی جا رہی تھیں یہ بھی لکھا تھا "موجودہ خطرہ اگر فی الواقع پیدا ہو گیا تو اگرچہ مذہب اسلام کی صداقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر اس کے یہ معنے تو ضرور ہوں گے کہ یہ استحکام مذہب پر ایک خطرناک حملہ ہے اور مسلمانوں کا حقیقی امن سلب ہو جائے گا۔ یہی ایک بات ہے جس نے ہر ایک مسلم قلب کو بے چین کر رکھا ہے"

افسوس ہے کہ مدبرین یورپ اور بالخصوص مدبرین سلطنت برطانیہ نے آخر اسی راہ پر قدم مارنا مناسب سمجھا اور خلافت اسلامیہ یعنی اسلام کی مرکزی حکومت کو پاش پاش کرکے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ان کا مذہبی آزادی دینے کے دعوے کا ظاہر و باطن ایک نہیں۔ اور جب اسلام کو کمزور کرنے کا ایک موقعہ ان کو ملا تو نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی آزادی کی ہی کوئی پروا نہیں کی بلکہ اپنے قول و قرار کی پابندی کو بھی بھول گئے۔ عیسائیت کو جو خوف اسلام کے غلبہ کا ہمیشہ سے رہا ہے وہ پادریوں کے دلوں تک محدود نہیں بلکہ بڑے بڑے مدبرین سلطنت کے دل بھی اسی اثر کے نیچے رہتے ہیں۔ اور اسی لئے ایک عرصہ دراز سے مسلمان سلطنتوں کو کمزور پا کر وہ اس جوڑ توڑ میں لگے رہتے ہیں کہ کس طرح مسلمانوں کی ظاہری قوت کا خاتمہ ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت ان لوگوں نے جن کے ہاتھ میں جسمانی طاقت ہے اس طاقت کو خلافت اسلامی یعنی اسلام کی شوکت کے آخری نشان کو توڑنے پر صرف کیا ہے۔ اور ان کھلے اور صاف وعدوں کی بھی کوئی پروا نہیں کی گئی کہ خلافت ایک مذہبی سوال ہے جو صرف مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے جس کے صاف معنے یہ تھے کہ اس میں کوئی حکومت کسی قسم کا دخل نہیں دے گی۔ جائے غور ہے کہ اگر خلافت مذہبی سوال ہے تو یہ فیصلہ کرنا کہ مقامات مقدسہ اور عرب پر کس کا اقتدار ہو کسی عیسائی حکومت کا کام نہیں بلکہ اس کو مسلمانوں سے دریافت کرنا چاہئے تھا۔ بجائے اس کے مسلمانوں کی سارے شور و پکار کی کچھ پروا نہ کی گئی۔ تمام اہل اسلام نے بالاتفاق یہ مطالبہ کیا کہ ٹرکی کا اقتدار عرب پر رہے اور خلافت کا اہل ٹرکی کو قرار دیا۔ مگر خلافت کو مذہبی سوال لکھنے والوں نے کچھ پرواہ نہ کی اور عملاً ایک ایسے شخص کے سپرد خلافت کو کر دیا جو خود خلیفۃ المسلمین کا باغی تھا اور جو اس قدر کمزور ہے کہ کمزور دشمن سے بھی مقامات مقدسہ کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ جو عیسائیوں کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی کی طرح کام کرتا ہوا اسلامی شوکت کی تخریب کے درپے رہا ہے پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کیا کہ دار الخلافت یعنی قسطنطنیہ پر عرب کے بعض حصص پر مقامات مقدسہ پر اقتدار یا قبضہ جما لیا۔ اور خلیفہ کو بے دست و پا کرکے ہر قسم کے اصلی اختیارات حکومت بھی اس کے ہاتھ سے نکال لئے اور انہیں اپنے ہاتھوں میں لے لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی سی حکومت جو اس کے پاس چھوڑی گئی تھی اس پر ہندو مسلمانوں کے ایک گروہ نے آزاد سلطنت قایم کر لی کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ خلیفہ کے نام سے عیسائی حکومتیں اپنا اقتدار وہاں بھی قایم کرنا چاہتی ہیں اور یوں جسے مسلمانوں کا آج خلیفہ کہا جاتا ہے اس کی آزادانہ حکومت اپنے محل کی چار دیواری تک بھی نہیں۔ ان مصائب اسلام پر اور یورپ کے اسلام کے ساتھ اس سلوک پر چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے ایک بھی نہیں جس کی آنکھیں خون کے آنسو نہ بہا رہی ہوں۔

مگر افسوس یہ ہے کہ یورپ نے اس طرح اسلام کی قوت کو توڑنے سے جو فائدہ حاصل کرنا چاہا تھا وہ بھی اس کو نہ ملا۔ اگر یورپ کی ملک گیری کی ہوس اور حکومت کی توسیع اس کی وجہ تھی تو اس کے اس رویہ نے جو اس جنگ عظیم کے بعد اختیار کیا گیا ہے حکومت کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا ہے۔ گو اس میں ظاہر طور پر کچھ ملکی اضافہ بھی نظر آتا ہو۔ حکومت بغیر استحکام کے لاشے ہی نہیں بلکہ آئے دن کی مشکلات کا موجب ہے۔ اور استحکام حکومت کی بنیاد حاکم و محکوم کے تعلقات محبت ہیں انہی تعلقات کو مدبرین برطانیہ کی خطرناک غلطی نے پاش پاش کر دیا اور جہاں محبت موجزن تھی وہاں نفرت کا سمندر لہرا رہا ہے یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے جس سے اگر حکومت اپنی آنکھیں بند کرتی ہے تو اپنی جڑوں کو آپ کاٹتی ہے۔ اور جو آج کوئی مسلمان کہلانے والا انکار کرتا ہے تو وہ صرف دین فروشی کرتا ہے۔ اور اپنی قوم کا دشمن ہے بلکہ وہ دوسری قوم کو بھی دھوکہ دے کر اس سے بھی دشمنی کرتا ہے۔ اور اگر یورپ کے واقعی یا مدبرانہ مسیحی مشیروں کا یہ خیال تھا کہ اس طرح اسلام کی قوت ٹوٹ کر آخر کار عیسائیت دنیا میں پھیل جائے گی تو یہ پہلی بات سے بھی بڑھ کر یقینی امر ہے کہ عیسائیت بر رنگ مذہب اب دنیا میں ہمیشہ کے لئے ناکام ہو چکی۔ اور کوئی دلیل اس دھبہ کو نہیں دھو سکتی جو اس کے عمل نے پیدا کر دیا ہے۔ ایک زمانہ میں عیسائیت نے اپنے ظاہری اخلاق کی نمائش سے بہت کچھ کامیابی حاصل کی مگر عظیم جنگ یورپ اور اس کے نتائج نے اس ظاہری نمائش اخلاق کے پردہ کو اٹھا دیا ہے اور اس کے باطن کی تصویر دکھا دی ہے اگر یورپ اس جنگ کے بعد فتح کے نشہ میں حد سے زیادہ مست نہ ہو جاتا تو شاید اب بھی وہ اپنی اس ریائی نمائش کو قایم رکھ سکتا اور پیام اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے اندر ہی اندر نقصان کا موجب تھا۔ مگر وہ خدا جو اپنے لیظہرہ علی الدین کلہ کے وعدہ کی صداقت کو دنیا میں روشن کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے فضل سے ہی وہ سب پردے اٹھا دیئے جن کی آڑ میں عیسائیت ترقی کر رہی تھی۔ پھر کیا یہ سچ نہیں کہ یورپ نے اپنے وعدوں کی پرواہ نہ کرکے کیونکہ وہ غالب ہے اور الفاظ کے جو معنے چاہے کر سکتا ہے اپنا اعتبار کھو دیا ہے اور اس کے وعدوں کی اب کوئی وقعت نہیں رہی یہاں تک کہ خود امیر فیصل اور بانی شاہ حجاز جو تین سال تک اتحادیوں کے پہلو بہ پہلو اسلام کی قوت توڑنے کے لئے لڑتے رہے آج یہ رونا رو رہے ہیں کہ جو کچھ ہمارے ساتھ وعدے کئے گئے تھے ان کی اب کوئی پرواہ نہیں کی جاتی غرض اگر غور کیا جائے تو مدبرین یورپ اور بالخصوص مدبرین سلطنت برطانیہ نے موجودہ صورت حالات پیدا کرکے خود اپنے ساتھ دشمنی کی ہے۔ اور آج تو نہیں کیونکہ آج طاقت کا نشہ ہے مگر کسی دن [illegible] مدبرین کو اس رویہ پر اظہار افسوس کرنا پڑے گا اور شاید یہ تدارک بھی نہ ہو سکے گی۔

مسلمانوں کے لئے اب یہ سوال ہے کہ ان کو ان حالات میں اسلامی شوکت کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے کس راہ پر چلنا چاہئے قبل اس کے کہ اس پر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ ایک مسلمان کے لئے کسی حالت میں بھی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا جائز نہیں۔ اسلام نے کفارہ کی تعلیم کو باطل قرار دے کر جدوجہد کی راہ سکھائی ہے حتی کہ انسانی ہستی کی آخری منزل مقصود خدا کو بھی جدوجہد کا رستہ ہی بتایا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جس کام کو ہم [illegible] میں کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے ہمیں پورا زور صرف کرنا چاہئے۔ یہ کہہ دینا کہ جو کچھ خدا کو منظور تھا ہو گیا گو یہ ایک رنگ میں صحیح بھی ہے مگر دنیا میں جو کوئی غلطی ہو جو کوئی ظلم ہو جو کوئی حق تلفی ہو جو کوئی کمزوری ہو اس کو دور کرنے کا حکم بھی خدا تعالے نے ہی دیا ہے اور اس کے دور کرنے کی راہیں بھی اسی نے [illegible] یہ سب سچ ہے کہ اللہ تعالے ظلم نہیں کرتا پس گو یہ مسلمانوں کے اعمال کی سزا ہے اور بلاشبہ ہے لیکن [illegible] نے ان اعمال کو درست کرنے کے طریق بھی ہم کو بتا دیئے ہیں۔ پس اس حالت میں رہ کر اس پر قانع ہو جانا نہیں بلکہ اس سے نکلنے کی کوشش خدائی منشا کو پورا کرتی ہے۔ اسلام پر ایسے زمانے پہلے بھی آئے ہیں [illegible] میں خلافت اسلامیہ کو جو اس وقت عباسیوں کے پاس تھی انہی ترکوں نے پاش پاش کر دیا جو آج خلافت کے حامل ہیں۔ [illegible] سلطنت اسلامی کا ظاہر یا دور ہی دنیا سے ختم کر دیا گیا۔ مسلمانوں نے ہمت نہیں ہاری۔ اور وہی ترک مسلمان ہو کر اسلام کی قوت کا موجب بن گئے۔ اور یوں یہ رنگ اسلام کی شوکت کے دوبارہ پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر قائم ہونے کا موجب ہو گیا۔ دوسرے وقت میں [illegible] صلیبی جنگوں میں اسلام کی شوکت کو توڑا جانا۔ اور ایک صدی کے قریب تک بیت المقدس پر قبضہ رکھا۔ مگر پھر خدا تعالے نے صلاح الدین جیسا ایک انسان پیدا کر دیا جس نے اسلام کی [illegible] تو پھر دوبارہ شوکت اسلامی کا پرچم بیت المقدس پر لہرایا۔ [illegible] مسلمانوں کو اس موجودہ مغلوبیت کے وقت بھی ہمت ہار کر کوشش کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ بلکہ حصول مقصد کے لئے جدوجہد میں لگے رہنا سب سے مقدم امر ہے۔ اور جدوجہد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس ظلم کا جو اس وقت اسلام پر ہوا ہے احساس بھی مسلمان قوم کے اندر پورے زور سے موجود رہے کیونکہ بغیر اس احساس کے جدوجہد باقی نہیں رہ سکتی۔ اور احساس کو زندہ رکھنے اور جہاں موجود نہیں وہاں پیدا کرنے کے لئے ان [illegible] کی طرف بار بار توجہ دلاتے رہنا اور حصول مقصود کے لئے راہیں سوچتے رہنا اولین ضروری [illegible]

اب سوال یہ ہے کہ اس جدوجہد کو کون سی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ اس جدوجہد میں اجتماع کا رنگ ہونا چاہئے۔ اگر ہم ایک چھوٹا سا قدم اٹھائیں اور سب مل کر اٹھائیں تو وہ بہت زیادہ مفید ہوگا بہ نسبت اس کے کہ ہم میں سے چند آدمی منتشر طور پر آگ میں کود پڑیں۔ اجتماع و اتحاد کے برابر کوئی طاقت نہیں جس قدر اور جب اسلام کو نقصان پہنچا ہے تاریخ میں یہی معلوم ہوگا کہ وہ مسلمانوں کی باہمی تفرقہ سے پہنچا ہے۔ اسی لئے مخالفین اسلام بھی اسلام کے خلاف جب کوئی ہتھیار رچانا چاہتے ہیں تو پہلے آپس میں تفرقہ پیدا کرا دیتے ہیں اور ایسی صورت میں اپنا مقصد آسانی سے حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ [illegible] کے اتفاق و اتحاد کو اپنے مقاصد میں کامیابی کا سب سے پہلا ذریعہ بنائیں۔ خود اللہ تعالے نے [illegible] میں اس اتحاد کو ہی کامیابی کی جڑ بتایا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ کنتم علی شفا حفرۃ من النار (باہمی اختلافات اور تفرقہ کی آگ کے گڑھے کے کنارے) پر تم تھے۔ اور اس میں گر کر بھسم ہوا چاہتے تھے کہ خدا نے تمہیں اس حالت سے بچا لیا۔ جو کچھ قرآن [illegible] عرب کی پہلی حالت کا نقشہ کھینچا ہے وہی آج بعینہٖ مسلمانوں میں حالت نظر آتی ہے کہ باہم جدا جدا [illegible] تفرقہ کی آگ قریب ہے کہ ان کو بھسم کر دے اس لئے ان کی سب سے پہلی ضرورت بھی اس تفرقہ کو دور کرنا اور مسلمان دنیا میں ایک اتحاد کی لہر پیدا کرنا ہے۔ دنیا میں چالیس کروڑ مسلمانوں کا اندازہ کیا جاتا ہے ان تمام کے اندر اگر یہ بیداری پیدا ہو جائے کہ اس وقت اسلام کس مصیبت کی حالت میں ہے۔ اور ہم کو اس مصیبت کا کیا علاج کرنا چاہئے۔ تو ہماری جدوجہد چند سالوں میں وہ [illegible] پیدا کر سکتی ہے جو ہماری متفرق کوششیں ایک صدی میں بھی نہیں کر سکتیں۔ مگر [illegible] بہت ہیں ان کے لئے ضرورت ہے بہت صبر و سکون کے ساتھ کام کرنے کی اور ایک [illegible] تمام یا بہت بڑے حصہ کو اکٹھا کر لینا خود ایک عظیم الشان کامیابی ہوگی۔ پس یہ خیال دل میں نہیں لانا چاہئے کہ اس کام میں بہت سال لگ جائیں گے۔ بڑے بڑے کاموں میں سالوں کو دن سمجھنا چاہئے۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ خود اس جدوجہد میں ہزارہا مشکلات کا سامنا ہوگا اور بالخصوص تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش ہوگی اور کام کرنے والوں کی راہ میں روڑے بھی اٹکائے جائیں گے مگر صبر و استقلال کے سامنے مشکلات کے پہاڑ بھی ہوں تو ٹل جائیں گے۔ چالیس کروڑ مسلمانوں کا اتحاد دنیا میں ایک ایسی طاقت ہوگی جس کے سامنے اعدائے اسلام کا کوئی منصوبہ کارگر نہ ہو سکے گا۔

ابھی تک دنیا کے بیشتر حصوں کے مسلمانوں کا بہت سا حصہ اس بات سے غافل ہے [illegible] ان کی کمزوری کی اصل وجہ کیا ہے۔ وہ ان کا باہم تفرقہ ہے۔ اور اگر ایک دفعہ مسلمان قوم میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ چینی۔ ہندی۔ افغان۔ عرب۔ ترک۔ افریقی یہ سب بھائی بھائی ہیں خواہ دنیا میں کہیں بھی ہوں اور ایک بھائی کے دوسرے بھائی پر کچھ حقوق ہیں تو اسلام کے مصائب کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور بغیر اس اتحاد کو پیدا کرنے کے اسلام کی اصل غرض بھی پوری نہیں ہوتی کیونکہ مذہب اسلام کے دو ہی بڑے کام ہیں ایک خدا تعالے کی توحید کا دنیا میں قایم کرنا دوسرے ملکی اور قومی حدود کو مٹا کر نسل انسانی کے اندر وحدت پیدا کرنا۔ اس اتحاد کی بنیاد رکھی ہوئی حجۃ الوداع میں جب نبی کریم صلعم نے عرب کے چاروں کناروں سے مسلمانوں کو جمع دیکھا۔ قرآن کو ایک [illegible] نصیحت بڑے پر زور الفاظ میں فرمائی۔ پہلے آپ نے پوچھا کون دن ہے [illegible] کون مہینہ ہے کون شہر ہے کیا حرمت کا دن حرمت کا مہینہ حرمت کا مقام نہیں۔ [illegible] ارشاد ہوا الا ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا الی یوم تلقون ربکم تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں یہ آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ اور اس کی حرمت کو ویسا ہی سمجھو جس طرح حرمت والے مہینہ میں حرمت والے شہر میں حرمت والے دن کی عزت تمہارے دلوں میں ہے اور جس طرح اس حرمت کو کوئی چیز نہیں توڑ سکتی اسی طرح اس حرمت کو بھی کوئی چیز توڑنے والی نہ ہو۔ پس آپ نے اخوت اہل اسلام کی بنیاد تین باتوں پر رکھی ہے۔

(اول) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون نہ گرائے [illegible]

کہ جب دو مسلمان تلواریں کھینچ کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو دونوں کا ٹھکانا آگ ہے۔ پس جب ایک مسلمان فرد کے خون گرانے کے ارادہ اور عزم پر بھی اس قدر تشدید ہے۔ تو مسلمان قوموں کا ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنا اور ایک دوسرے کو تہس نہس و نابود کرنے کے درپے ہونا کس قدر بڑا گناہ ہے۔ اور اسی گناہ کی سزا آج ہم یہاں دنیا میں بھی بھگت رہے ہیں۔ پس اتحاد اسلام کی بنیاد کی پہلی اینٹ یہی ہے کہ مسلمان مسلمانوں کے خلاف جنگ نہ کریں۔ نبی کریم صلعم ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں ✦

دوم۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا مال نہ لے۔ مال میں روپیہ جایداد ملک و مقبوضات سب کچھ داخل ہے۔ پس کسی مسلمان فرد یا قوم کے لئے یہ بھی جایز نہیں کہ دوسرے مسلمانوں کے ملک و مقبوضات کے چھیننے میں کسی قسم کی کوشش میں شریک ہو۔ اور یہ اتحاد اسلامی کی بنیاد کی دوسری اینٹ ہے ✦

سوم۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت پر حملہ نہ کرے۔ گویا مسلمان ایک دوسرے کی تحقیر کرنے والے بھی نہ ہوں۔ اسی میں یہ بھی آجاتا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کی تکفیر نہ کریں۔ کیونکہ مسلمان کو کافر قرار دینا سب سے بڑا حملہ ہے جو اس کی عزت پر کیا جا سکتا ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف مسلمانوں نے اس قدر زبان کھولی ہے کہ غیر تو ان کی زبان سے بچ بھی جائیں۔ مگر اپنے ہی مسلمان بھائی نہیں بچتے۔ اور [illegible] طریق پر بجائے اپنوں کے حامی ہونے کے انہی کی تذلیل و تکفیر کے درپے رہتے ہیں پس مسلمانوں کی تذلیل و تکفیر سے بچنا یہ اتحاد اسلامی کی تیسری بنیادی اینٹ ہے ✦

ان تین باتوں کا اجتماع فی الحقیقت اتحاد کو اپنے کمال کو پہنچا دیتا ہے اور اگر کہیں یہی بات فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہے کہ آنحضرت صلعم کی تمام باتیں خدا کی وحی سے ہی تھیں۔ آج اگر کوئی شخص ساری دنیا کے تجربوں کو اکٹھا کر کے اتحاد کی بنیاد رکھنا چاہے تو اس سے بہتر سنگ بنیاد تجویز نہیں کر سکتا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اخوت اسلامی میں کچھ حقوق بھی مسلمانوں کے ایک دوسرے پر ہیں۔ ان کے ذکر کا یہ موقعہ نہیں۔ یہ صرف وہ باتیں ہیں جو اتحاد کو پیدا کرتی ہیں یا پیدا شدہ اتحاد کو تباہ ہونے سے بچاتی ہیں ✦

اس سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کے لئے دوسری قوموں کا قتل ان کا مال چھیننا ان کی عزت پر حملہ کرنا جایز ہے۔ اور صرف مسلمانوں کے متعلق ان امور کا ارتکاب نہیں ہونا چاہئے۔ کسی کا بھی ناحق خون گرانا کسی کا بھی بالباطل مال لینا کسی کی بھی تحقیر و تذلیل کرنا جایز نہیں۔ مگر مسلمانوں کی باہمی اخوت میں ان امور پر زیادہ زور اس لئے دیا گیا ہے کہ انہی امور کو مدنظر رکھنے کی وجہ سے اس قوم نے دنیا میں آخر اس بربادی کی حالت کو پہنچنا تھا۔ علاوہ ازیں مسلمان دنیا کے ایک ملک یا دنیا کی ایک قوم تک محدود رہنے والے نہ تھے پس یوں بھی خصوصیت سے ان کو اس طرف توجہ دلانا مقصود تھا کہ مختلف ملکوں میں پھیل کر مختلف قوموں میں سے ہونے کی وجہ سے مختلف فرقوں میں تقسیم ہو کر ایسا نہ ہو کہ اخوت اسلامی کی یہ بنیاد ہی تمہارے ہاتھوں سے متزلزل ہو جائے۔ اور کیا یہ سچ نہیں کہ آج مسلمانوں کی مصائب کی اصل وجہ صرف ان کا آپس میں ایک دوسرے پر تلوار اٹھانا اور آپس میں ایک دوسرے کو برباد کرنے کی کوشش کرنا اور ایک دوسرے کی تکفیر کے درپے رہنا ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مسلمان کفر کی ترقی اور اسلام کی کمزوری کا موجب ہو رہے ہیں۔ ایک ہو کر وہ اسلام کی قوت اور کفر کی کمزوری کا ذریعہ بن جائیں گے۔ حدیث صحیح میں صاف لکھا ہے۔ لا اسلط علیہم عدوا من سوی انفسہم فیستبیح بیضتہم ولو اجتمع علیہم من بین اقطارہا حتی یکون بعضہم یہلک بعضا ویسبی بعضہم بعضا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں پر کوئی دشمن ایسا مسلط نہ کرونگا کہ جو ان کو بیخ و نابود کر دے۔ گو دنیا کی چاروں اطراف سے دشمن ان پر جمع ہو جائیں یہانتک کہ مسلمانوں کا ہی ایک گروہ دوسرے کو ہلاک کرنا شروع نہ کر دے اور یہانتک کہ وہ خود ایک دوسرے کی آزادی چھین کر ان کو قید غلامی میں نہ ڈالیں۔ مخبر صادق کا کون سا قول سچا نہیں نکلا جو مسلمانوں کو یہ مصیبت کا دن نہ دیکھنا پڑتا۔ مگر خوب یاد رکھو کہ انہی الفاظ میں مسلمانوں کے دکھوں کا علاج بھی ہے جو بتاتا ہے کہ ایک دوسرے کو قتل کرنا چھوڑ دو۔ ایک دوسرے کو غلام بنانا چھوڑ دو۔ ایک دوسرے کی تذلیل و تکفیر چھوڑ دو۔ اور رسول عربی کے اس ارشاد کو سارے مسلمانوں تک پہنچا دو۔ اگر یہ نہیں کرتے تو ہزار تدبیریں کرو تم ان مصائب سے نکل نہیں سکتے۔ یہ پہلا قدم ہے اس کے بغیر سب تدبیریں ہیچ ہیں ✦

کل دنیا کا اتحاد اسلامی ایک بڑا عظیم الشان کام ہے۔ اور یہ ریزولیوشنوں یا لفظوں کا کام نہیں بلکہ سخت درجہ کی سعی بکار ہے۔ اسپر بالآخر سب قوموں کی ہمت جب تک [illegible] اس کا تکمیل کو پہنچانا ممکن ہے مگر ابتدا کہیں سے ہونی چاہئے اور ہندوستان سے زیادہ موزوں جہاں سات کروڑ مسلمان ہیں اور کوئی نہیں۔ جو ہندوستان کے مسلمانوں میں ایسا اتحاد قائم ہو جانا بھی سہل ہے اور جب ایک چھوٹا سا [illegible] حصہ عالم اسلامی کا ایک اصول پر قائم ہو گیا تو مسلمانان عالم کا اس کا اتباع کرنا بھی ایک سہل امر ہو جائے گا بلکہ پہلے اگر برٹش امپائر کے مسلمانوں کا ہی اسپر اتفاق ہو جائے تو ایک چوتھائی مسلمانان عالم نے گویا اس اصل کو قبول کر لیا اور ایک بھاری منزل اس سفر کی طے ہو گئی۔ اور یہاں صرف ضرورت بھی اس قدر ہے کہ مسلمانوں میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ وہ ایک دوسرے کی تذلیل و تکفیر کو چھوڑ دیں اور اپنی قوت کو مخالفین اسلام کے بالمقابل خرچ کریں۔ میں حیران ہوں کہ ہم ہندوؤں کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے کے لئے ایک حلال چیز گائے کے ذبیحہ کو ترک کر سکتے ہیں مگر اس سے بہت بڑھکر جو اتحاد مفید ہے یعنی مسلمانان عالم کا اتحاد اس کی خاطر ہم ایک دوسرے کی تکفیر نہیں چھوڑ سکتے۔ حالانکہ تکفیر ایک نہایت معیوب امر ہے صحابہ نے تو ایک دوسرے سے جنگ کر لینے کے باوجود ایک دوسرے کی تکفیر سے انکار کیا مگر ہم [illegible] جنگ کیے بغیر ہوتے ہوئے ایک دوسرے کی تکفیر ترک نہیں کر سکتے۔ ہم حق پر ہیں اس لئے دوسرے مسلمان بھائی کی ہم کو کوئی پروا نہیں۔ یہ ایک غلط اصول ہے جس نے مسلمانوں کو برباد کیا ہے۔ دوسرے بھائی پر بھی جب تک وہ کھلے طور پر اصول اسلامی کا قایل ہے اور شعار اسلامی کی بے حرمتی کرنے والا نہیں حسن ظن سے کام لینا چاہئے۔ ہاں یہ مرض تکفیر دور نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس کا وہ علاج نہ کیا جائے جو نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ اور وہ ایک قصاص کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے یعنی جس طرح جو انسان دوسرے کو قتل کرتا ہے اسے واجب القتل سمجھا جاتا ہے اسی طرح جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو جو علی الاعلان ان ہی اصول اسلامی کا قایل ہے جن کے قبول کرنے سے ایک کافر بھی اسلام میں داخل ہو سکتا ہے۔ کافر کہے اسکے ساتھ مسلمانوں کا سا نہیں بلکہ کفار کا سا سلوک کیا جائے۔ غرض یہاں سے ابتدا کہ اس اتحاد کی لہر کو تمام دنیا میں پھیلایا جائے اور اس کام کو کرنے والا ایک خاص گروہ ہو جس کی ساری توجہ اس کام پر ہو۔ ہمارے بہت کام اس لئے تکمیل کو نہیں پہنچتے کہ ایک سر او ہزار سودا کا مصداق ہوتے ہیں۔ یہ عظیم الشان کام ہے جب تک ایک خاص گروہ متعین نہ ہو جو دن رات اسی کام میں لگا ہو اس وقت تک کامیابی کا مونہہ دیکھنا مشکل ہے۔ اتحاد اسلامی اتنا بڑا کام ہے کہ جن لوگوں کے ذمے اور بہت قسم کے کام ہیں وہ اس کو سرانجام نہیں دے سکتے۔ پس عملی قدم اٹھانے کے لئے وہ لوگ بصورت ایک انجمن کے الگ ہو جائیں جن کا یہ کام ہو۔ الگ ہونے سے یہ غرض ہے مراد ہے کہ وہ اپنی ساری توجہ اس کام پر صرف کریں اور پھر ایک ہی نظم کے ماتحت ہوں جیسا کہ وہ دوسرے شعبوں میں دوسرے کام سرانجام پاتے [illegible] اس اتحاد کا [illegible] دونوں میں اتنا [illegible] نظر آ جائے گا کہ آج خود ہندوستان میں جو مسلمانوں کی طاقت [illegible] خود اسلام کو نقصان پہنچانے پر صرف ہو رہی ہے وہ خدمت اسلام میں

صرف ہوگی۔ بہت سے لوگوں کا وقت اسلام کی خدمت کے لئے نکل آئیگا۔ ترجمے اور [illegible] کا کام دینے لگیں گے۔ سینکڑوں کتب اسلام کی صداقت کو ظاہر کرنے والی اور مسلمانوں کو [illegible] والی شائع ہونے لگیں گی۔ اور لاکھوں روپیہ خود بخود اسلام کی اشاعت پر صرف ہونے لگے گا۔ یہ قدم اٹھانے میں جتنی دیر لگ رہی ہے اسی قدر اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ کل تک ہندوؤں کے ساتھ اتحاد ایک ناممکن امر نظر آتا تھا۔ اشتراک مصائب اور تھوڑی سی قربانی نے اس کو ممکن کر دیا۔ کیا مسلمانوں کے اندر باہمی اتحاد پیدا ہونے کے لئے ابھی کچھ اور مصائب کی ضرورت ہے جو ہم اس طرف قدم نہیں اٹھاتے کیا اسلام کے زندہ ہونے میں مسلمانوں کا باہمی اتحاد اس سے زیادہ زبردست طاقت نہیں مگر اس کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں ہوئی۔ اگر ہندوؤں کے ساتھ اتحاد سے ہندوستان کے مسلمانوں کو سلف گورنمنٹ میں [illegible] ہے تو مسلمانان عالم کے اتحاد میں خود اسلام کی زندگی ہے ✦

دوسرا کام مسلمانوں میں ان باتوں کا پیدا کرنا ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے یا مسلمانوں کی اصلاح کا کام۔ یہ کام بھی سب دوسرے کاموں پر مقدم ہے۔ اس وقت سب سے بڑا ہتھیار جس کو مسلمان عمل میں لانا چاہتے ہیں ترک موالات ہے [illegible] کے لئے خود ہاتھ میں قوت کی ضرورت ہے۔ کوئی قوم دنیا میں اجانب [illegible] موالات کا مقابلہ نہیں کر سکتی جب تک اس کے اندر طاقت موجود نہ ہو۔ اور قوم کے اندر قوت اعلیٰ صفات کے [illegible] پیدا ہو سکتی [illegible] اس لئے اندرونی اصلاح کو ترک موالات پر بلحاظ مرتبہ بہرحال تقدم حاصل ہے۔ [illegible] نبی کریم صلعم نے قوم کو اس راہ پر چلایا۔ اور [illegible] مقابلہ کا حکم اس وقت دیا جب آپ ایک ایسی قوم تیار کر چکے [illegible] جو اعلیٰ درجہ کی صفات ایثار و اتحاد و عزم و استقلال صبر و استقامت [illegible] اپنے اندر لئے ہوئے تھی۔ پس اپنی قوم کی اصلاح کی طرف ان کے اندر اعلیٰ درجہ کے جوہر پیدا کرنے کی طرف دوسرے امور سے جو ترک موالات میں داخل ہیں سر دست زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اس لئے کہ اس وقت قوم کی حالت ایسی بگڑی ہوئی ہے کہ وہ کسی وسیع پیمانہ پر چلنے سے چھوٹے کام کی اہلیت بھی اپنے اندر نہیں رکھتی۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو خلافت اسلامیہ کا زوال نتیجہ ہے ہماری قوم کے بگڑ جانے کا۔ اگر قوم اندر سے بگڑ نہ جاتی تو عثمانی جیسی بڑی سلطنت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی تھی۔ اس کو کوئی بیرونی دشمن تباہ نہ کر سکتا تھا۔ اور مخبر صادق نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا حتی یکون بعضہم یہلک بعضا۔ اور جب ہماری بیماری اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ایک عظیم الشان بنی بنائی سلطنت کھو بیٹھے ہیں تو ایسی حالت کے ہوتے ہوئے ہم دوبارہ کھوئی ہوئی عظمت و شوکت کو کیونکر حاصل کر سکتے ہیں یا بالفرض اگر کوئی ظاہری اسباب ایسے پیدا بھی ہو جائیں جن سے وہ حاصل ہو جائے تو پھر اس کے اسی طرح ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ پس اندرونی اصلاح کا سوال بیرونی معاملات سے بھی بڑھکر اہمیت رکھتا ہے۔ اور اس اصلاح کے کام میں سب سے بڑا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو عمل بالقرآن کی طرف توجہ دلائی جائے۔ قرآن کریم کا علم ہر ایک مسلمان بچہ کو دیا جائے اور سیرت اور تاریخ اسلامی کے وہ پاک نمونے قوم کی ہدایت کے لئے ان کے سامنے لائے جائیں جن سے مسلمانوں کے اندر اسلامی سادگی، خدمت اسلام کی تڑپ، مال و جان کی قربانی، عزم و صبر و استقلال، انابت اور رجوع الی اللہ کی پاک صفات پیدا ہوں ✦

تیسری ضرورت ہر ملک کے اندر خواہ وہاں حکومت اسلامی ہو یا نہ ہو ایک بیت المال کا قیام ہے کیونکہ کوئی کام چل نہیں سکتا جب تک کہ اس کے پیچھے مالی طاقت موجود نہ ہو۔ اس کی ابتدا ریزولیوشن کے رنگ میں ہو چکی ہے۔ مگر خوف ہے کہ توجہ کا انتشار دوسری اطراف میں ہو کر اصل کام نہ رہ جائے۔ بیت المال کا قیام نہ صرف روپیہ کے فراہم کرنے کا ذریعہ ہوگا اور یوں مالی طاقت کے پیدا ہونے سے ہمارے کام کامیابی کا منہ دیکھنے کے قابل ہو سکیں گے۔ بلکہ ہزاروں مسلمانوں کے لئے جو اب ذلیل ملازمتوں پر گذارہ کرتے ہیں ذریعہ معاش ہو جائے گا [illegible] زکوٰۃ کے وصول کرنے والے بھی ہونگے اور قوم میں صحیح خیالات کے پھیلانے کا موجب بھی یہی ہوں گے۔ اور بیت المال کے ذریعہ سے مسلمان اپنی قوت کو جس طرح چاہینگے لگا سکیں گے ✦

ان تین ابتدائی مراحل کے بعد جو ہم کو ہرحال میں اختیار کرنے چاہئیں خواہ ہمارے مطالبات متعلق خلافت ہمارے تسلیم کر لئے جائیں میں ان امور کی طرف آتا ہوں جو ترک موالات کے ماتحت آتے ہیں۔ ترک موالات ایک شرعی مسئلہ ہے جس سے کسی مسلمان کو اس لئے انکار نہیں ہو سکتا کہ قرآن کریم میں صراحت سے اس کا ذکر موجود ہے۔ اور اس سے بھی کسی مسلمان کو انکار نہیں کہ باوجود ترک موالات کے حکم کے جس کی رو سے کفار سے نصرت لینا یا ان کو نصرت دینا دونوں ناجایز ہیں خود نبی کریم صلعم نے کفار کے ساتھ معاہدات نصرت کئے ہیں۔ اس مسئلہ پر اگر ضرورت محسوس ہوئی تو میں علیحدہ روشنی ڈالنے کی کوشش کرونگا [illegible] صورت میں [illegible] علماء [illegible] کا فتویٰ شائع ہو چکا ہے اس کے رو سے بھی [illegible] ذکر [illegible] موالات [illegible] کیا ہے کون کون سے امور داخل ہیں [illegible] موالات کی موجودہ حالات کے ماتحت تفصیلات کو قائم کرنا قیاس سے ہے اس بارہ میں حضرت نبی کریم صلعم کا عمل یا ارشاد ایک قطعی فیصلہ ہے جس کے سامنے ہر مسلم کی گردن جھکنی چاہئے مگر جب حالات میں اختلاف واقع ہو جائے تو اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور قیاس کرنا پڑتا ہے کہ ہم کس حد تک [illegible] حالات کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلعم پہلے تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں طرح طرح کے دکھ کفار کے ہاتھ سے اٹھاتے رہے مسلمانوں کو خدا کا نام لینے پر دکھ دیئے جاتے تھے [illegible] کھلے طور پر نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ تبلیغ میں بھی سخت رکاوٹیں تھیں۔ جب یہ دکھ انتہا کو پہنچ گئے تو ہجرت کا حکم ہوا جس کے ساتھ ان دشمنان اسلام سے جنہوں نے نبی کریم صلعم کی جان کو لینے کا بھی [illegible] کر لیا تھا خود بخود قطع تعلق ہو گیا۔ اور مدینہ میں نبی کریم صلعم نے ایک آزاد حکومت قائم کر لی جس میں وہاں کے یہودیوں کے ساتھ معاہدات تھے مگر یہ حکومت [illegible] آزاد تھی اس کے بالمقابل جب ہم اپنے حالات کو دیکھتے ہیں تو کسی قدر فرق پاتے ہیں۔ ہم مسلمانان ہند کوئی اپنی آزاد حکومت نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک غیر قوم کے ماتحت ایک محکوم کی حیثیت میں ہیں۔ جس قوم کے ساتھ ترک موالات کا سوال پیش کیا ہے۔ [illegible] ہمارے اختیار سے نہیں بلکہ دوسری قوم فاتح ہے [illegible] حیثیت میں ہم پر حکمران ہے۔ [illegible] کی طاقت ہے اور نہ ہی ہم ہجرت کر کے کہیں جا سکتے ہیں۔ نبی کریم صلعم کی مدنی زندگی کے ساتھ تشابہ اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب ہماری اپنی آزاد حکومت ہو۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ ہماری اپنی آزاد حکومت ہندوستان میں اس وقت بھی نہ ہوگی جب ہندوستان کو سلف گورنمنٹ مل جائے کیونکہ اگر وہ سلف گورنمنٹ لفظی معنی میں بھی صحیح ہو تو بھی اس میں غالب عنصر بلحاظ زیادتی کے [illegible] اہل وطن کا ہوگا۔ اور اگر ہم تعلیم میں تجارت میں صنعت و حرفت میں ان کے برابر بھی ہو جائیں تو بھی ایک چوتھائی سے زیادہ اثر حکومت پر ہمارا نہ ہوگا اور ظاہر ہے چونکہ کثرت رائے کے فیصلہ جات پر اصل فیصلہ [illegible] کا قریباً قریباً ہندوؤں کے ہاتھ میں ہی ہوگا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کی ہجرت کے لئے نہ کوئی جگہ ہے اور نہ یہ بات عمل میں آ سکتی ہے۔ پس ہماری حالت ہر حال میں قریباً قریباً وہی [illegible] ہے کہ ہم ایک محکوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اس وقت کو [illegible] ہر حال ہم [illegible] بات کو

نہیں کیا جاسکتا۔ نئی تجاویز کا کرنا بڑے غور اور بڑے وقت کو چاہتا ہے۔ پس ان حالات میں مسلمانوں کو بھی کوئی ایسا ہی طریق اختیار کرنا چاہیے۔ جس سے قوم آئندہ کے نقصان سے بچ جائے ورنہ اگر آج مسلمان اپنے سارے سکولوں اور کالجوں کا سرکاری یونیورسٹی سے الحاق توڑنے میں کامیاب بھی ہو جائیں تو نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہ ہوگا کہ مسلمانوں کا حصہ سرکاری ملازمتوں میں جو پہلے سے بوجہ کمی تعلیم کم ہے آہستہ آہستہ معدوم ہونا شروع ہو جائیگا اور اگر آج سے دس یا بیس سال بعد بھی ہندوستانیوں کی حکومت ہندوستان میں قائم ہو تو اس وقت جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت کے کاروبار ہونگے وہ یہ نہیں کریں گے کہ مسلمانوں کی خاطر تمام ملازمتوں کو خالی کر کے الگ ہو جائیں گے بلکہ اس نقصان کی تلافی پچاس سال میں بھی نہ ہو سکے گی جس طرح آج بھی مسلمانوں کی گذشتہ کمی تعلیم کی تلافی پچاس سال میں بھی نہیں ہو سکی پس اگر کوئی وجہ نہیں تو اپنے ہندو برادران وطن کے طریق عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی اور قوم کی آئندہ بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہندوستان میں سلف گورنمنٹ ہو مسلمانوں کو وہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے جس سے ان کی قوم کا جس قدر حصہ سرکاری ملازمتوں میں ہے وہ نابود ہو جائے۔ ہاں حتی الوسع ان موجودہ کالجوں اور سکولوں میں بھی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور ان میں مذہبی تعلیم کا عنصر غالب کر کے اس کو لازمی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور موجودہ الحاق کو توڑنے کی بجائے نئے آزاد کالج اور سکول قائم کرنے چاہئیں جن کی اعانت نئی یونیورسٹی کے ذمہ اسی طرح پر ہو جس طرح گورنمنٹ سرکاری یونیورسٹیوں کے ملحقہ کالجوں اور سکولوں کی اعانت کرتی ہے۔ اور اس کے لئے فنڈ کا فکر ہونا چاہئے۔ اور کوشش یہ ہونی چاہئے کہ مسلمان طالب علم سوائے خاص شاخوں کے جیسے میڈیکل انجینئرنگ وغیرہ بجائے گورنمنٹ اور مشن سکولوں اور کالجوں کے اپنے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں قوم کی رہنمائی کی باگ ہے ان کو چاہئے کہ مدبرانہ رنگ اختیار کرتے ہوئے قوم کے ایثار کو اچھے سے اچھے موقعہ پر لگانے کی کوشش کریں۔ اور ان باتوں سے بچیں جو قوم کے لئے نقصان کا موجب ہوں۔ ہندو قوم کے ساتھ بیشک اتحاد بھی رہے۔ مگر اس بات کو نظر انداز نہ کیا جائے کہ ہمارا ان کے ساتھ ایک دوستانہ مقابلہ بھی ہے۔ نہ مسلمانوں کی قومیت نابود ہو سکتی ہے نہ ہندو اپنی قومیت کو ترک کر سکتے ہیں۔ پس اس دوستانہ مقابلہ میں جو امور کل کو ہمارے لئے نقصان دہ ہو سکتے ہیں ان کی فکر آج سے کرنی چاہئے۔

ان سب باتوں کے ساتھ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ جس قدر باتیں اوپر لکھی گئی ہیں۔ ان سب کا اثر زیادہ سے زیادہ صرف اس قدر ہے کہ مسلمانوں کو کھوئی ہوئی شوکت واپس مل جائے۔ خلافت کا استحکام ہو جائے۔ جہاں جہاں مسلمان موجود ہیں وہ اپنے حقوق کو پالیں۔ لیکن اگر ہم اپنی نظر کو اس حد تک محدود کر لیں تو گویا قرآن کریم کے ارشاد کی اور خدائی وعدوں کی ہم نے کوئی قدر نہ کی۔ کیونکہ ہمارے لئے تو یہ وعدہ ہے کہ یہ دین کل ادیان پر غالب آجائے گا۔ آیا اس کے لئے بھی کوئی کوشش مسلمانوں کو کرنی چاہئے یا نہیں۔ یوں کہنا چاہئے کہ یہ سب طریق اپنی قوم کو دوسروں کے حملوں سے بچانے کے ہیں۔ آیا کوئی طریق ان پر حملہ کرنے کا بھی ہے یا نہیں۔ جو فوج صرف اسی بات پر آ جاتی ہے کہ اپنی ہی حفاظت کرتی ہے اور دشمن پر حملہ کرنے کا کوئی فکر نہیں کرتی اس کی ہمت اور طاقت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ قتال کی مسلمانوں میں طاقت نہیں حتی کہ جو کچھ مسلمان سلطنتیں باقی رہ گئی ہیں ان میں بھی کفار کے ساتھ قتال کی طاقت نہیں۔ بلکہ ان کے معاہدات ان کے ساتھ ہیں یا ہو رہے ہیں اور وہ بھی زیادہ تر ایک مغلوب فریق کی حیثیت میں۔ اور قتال کی طاقت نہ ہونا ایک ایسا امر ہے جس کا آج متفقہ طور پر سب مسلمانوں کو اقرار ہے۔ قتال کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے ہی اس کی بجائے ترک موالات کو اختیار کیا گیا ہے۔ ہجرت اگر مسلمان کریں تو چالیس کروڑ نہ سہی پندرہ بیس کروڑ جو اس وقت یورپ کے اثر کے نیچے ہیں کہاں جائیں۔ پس اسکی بھی استطاعت نہیں۔ ترک موالات کی غرض اب صرف ہندوستان کے لئے سلف گورنمنٹ کا حصول ہے۔ اور جب یہ مل جائے تو اس کا اثر خلافت پر پڑنے کی امید کی جاتی ہے۔ مگر یہ امید ابھی دور کی ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جس طرح پہلے مسلمانوں نے دوسری قوموں پر بھروسہ کر کے نقصان اٹھایا آج پھر وہ اسی طریق کو اختیار کر کے کل کو نقصان نہیں اٹھائیں گے اس لئے میں اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ التماس کرتا ہوں کہ ان حالات میں اگر اسلام نے غالب آنا ہے تو کیا دوسری راہ اس کے غلبہ کی ابھی کھلی نہیں۔ اور کیوں ہم اس پر کوئی زور صرف نہیں کرتے ترکوں نے خلافت کو تباہ کیا مگر تھوڑے عرصہ بعد خود اسلام کی حلقہ بگوشی اختیار کی۔ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ۔ تاریخ اسلامی میں اسکی بہت سی نظیریں ہیں جو ایک وقت دشمن تھے وہی دوسرے وقت خادم بن گئے۔ مگر اس کے لئے بھی کوشش درکار ہے۔ بغیر جدوجہد کے تو کوئی مقام نہیں ملتا۔

اگر اسلام صلح کے مراد ہے اگر اسلام قومیت اور ملک کی قیدوں اور روکوں کو دور کر کے نسل انسانی میں مساوات قائم کرتا ہے۔ تو کیا یہ دنیا کے لئے عظیم الشان رحمت نہیں کہ ان کو ان مقام پر پہنچانے کی کوشش کی جائے تا جس طرح ہم ایک ملک کے اندر اور ایک قوم کے افراد ہو کر بھائی بھائی بن کر رہ سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے فوائد میں ممد و معاون ہیں اسی طرح کل نسل انسانی بھائی بھائی بن جائے دنیا میں جتنے بھی نسل انسانی کی بہبودی کے کام کئے جاتے ہیں وہ سب اپنی قومیت اور ملک تک محدود ہو کر دوسروں کی حق تلفی کا موجب ہو جاتے ہیں اور یوں حقیقی طور پر نسل انسانی کی بھلائی نہیں بلکہ نقصان کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ پس نسل انسانی کی خیر خواہی اس امر کی مقتضی ہے کہ اس اصول کو بھی پھیلایا جائے۔ نسل انسانی کی فرداً فرداً بہتری اسلام کے اصول توحید میں ہے اور بحیثیت مجموعی اس کی بہتری مساوات نسل انسانی میں ہے اور یہی اسلام کے دو اصل الاصول ہیں۔ پس گو اپنی قوم کی بہتری کی فکر بھی ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ مگر ایک مسلمان کا یہ مطمح نظر نہیں ہونا چاہئے اس میں پھر بھی ایک خود غرضی کا رنگ باقی رہ جاتا ہے۔ اور ایثار کامل کا نمونہ بغیر اس کے نہیں دکھایا جا سکتا کہ ہم حقیقی امن کی راہوں کو دنیا میں پھیلائیں۔ پھر خدا کے کلام پر ہمارا ایمان ہے جس نے ہمیں یہ وعدہ دیا ہے کہ دین اسلام کل دنیا پر غالب آجائے گا۔ اس کے لئے بھی ہماری کوششوں میں کوئی سستی ہونا چاہئے نہیں بلکہ مقدم حصہ وہی ہونا چاہئے۔ اور اس بات کو چھوڑ کر کہ وہ کامیابی کا دن کب ہوگا۔ جب گروہ در گروہ اسلام کے اندر دوسرے لوگ داخل ہونگے۔ جیسا رسول اللہ صلعم کے وقت میں بھی سارے مصائب کے بعد وہ زمانہ آگیا تھا ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا تھوڑی تھوڑی کامیابی جو اس مقصد میں حاصل ہوتی رہے وہ مسلمان قوم کی بہتری کی تجاویز میں خود ایک نہایت بلند مرتبہ رکھتی ہے کہ ہر جگہ ان قوموں کے اندر جو اسلام کے ساتھ اس وقت مخالفانہ رویہ رکھتی ہیں وہ لوگ پیدا ہو جائیں گے جو اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ اور ہمدرد ہونگے اور اپنی قوم کو بہت سی غلط فہمیوں سے نکال سکیں گے۔ اور قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیاں صاف طور پر بتاتی ہیں کہ اسلام کا غلبہ اسی طرح ہوگا کہ کل دنیا پر اسلام پھیل جائیگا۔ مگر بغیر جدوجہد کے کوئی کام دنیا میں نہیں ہوتا۔ اور مسلمانوں کے لئے یہ وقت ہے

کہ وہ کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ اور ساری دنیا کو رحمۃ للعالمین کے نیچے جمع کرنے کی فکر کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھیں کہ [illegible] کا ہر ایک ہتھیار استعمال کرنے میں آزاد ہیں جس سے وقت پر کام نکل سکے تو کم از کم ایک [illegible] نہیں اور اسے ہر حال میں یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ وہ کوئی ایسا ہتھیار استعمال نہ کرے جس سے [illegible] خلاف دنیا میں نفرت بڑھے۔ کیونکہ اس کا کام اسلام کی طرف لوگوں کو بلانا ہے۔ اور یہ مقصد [illegible] نہیں ہو سکتا کہ اسلام کے ساتھ محبت اور ہمدردی پہلے پیدا ہو۔

کہ جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن [illegible] پیشگوئیاں اسلام کے آخری غلبہ کی ہیں۔ اور حقیقی غلبہ اسلام کا پہلے بھی بذریعہ [illegible] اور آئندہ بھی بذریعہ اشاعت ہی ہو سکتا ہے۔ تاہم اس تجویز پر عمل [illegible] یہ ذریعہ بالفعل بھی نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اور اگر کوئی نقص ہے تو [illegible] کہ اس پر کافی طاقت اور توجہ صرف نہیں کی جاتی۔ اسلام کی اس عظیم الشان کامیابی کا [illegible] چھوٹی سی کوشش یہ ہے جو خواجہ کمال الدین صاحب سے [illegible] ہے کہ چند سال کے عرصہ میں تین سو اور چار سو کے درمیان انگریز مسلمان ہو چکے ہیں [illegible] بڑے بڑے شریف اعلیٰ طبقہ کے لوگ ہیں۔ جیسے لارڈ اور کپتان اور ایڈیٹر مصنف [illegible] [illegible] ایک مشہور رسالہ لوک کپتھال ہیں جو حال ہی میں اسلامک کرانیکل کے ایڈیٹر ہو گئے [illegible] کے لوگ [illegible] اسلام بنالینا بتاتا ہے کہ اسلام کے اندر کس قدر روحانی طاقت [illegible] ساتھ [illegible] ہے۔ اس وقت مسلمان قریباً ہر جگہ محکومیت کی حالت میں ہیں اور یہ [illegible] انسان حاکم قوم بلکہ ساری دنیا پر اقتدار رکھنے والی قوم کے مرکز میں جا کر اسلام کا [illegible] کرتا ہے کوئی آسان بات نہ تھی۔ بالخصوص اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس وقت [illegible] کے متعلق کیسی کیسی خطرناک غلط فہمیوں میں مبتلا تھی اور اس کے ساتھ صدیوں سے اسلام کی [illegible] تصویر کھینچی جاتی تھی پھر اگر ہم اس کوشش کو سو گنا کر دیں تو کیا سو گنا نتائج کے [illegible] یقیناً اس سے بھی بڑھکر نتائج دیکھ سکتے ہیں۔ اور تیس چالیس انسان [illegible] مسلمان ہو جائیں تو کیا یہ امر اسلام کی شوکت کا چھوٹا سا ذریعہ ہے یہ کام ہو جانے [illegible] رہیگا کہ صرف توجہ درکار ہے۔

اشاعت اسلام کے اس کام کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کر رہی ہے [illegible] کامیابی کا اصول ہے کہ ایک ایک عظیم الشان کام پر ایک جماعت کی ساری توجہ صرف ہو۔ [illegible] مسلمانان عالم میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے ایک جماعت کھڑی ہو جائے۔ تعلیم اسلامی کے قائم کرنے کے لئے ایک دوسری جماعت کھڑی ہو جائے۔ مقدمات کا فیصلہ بروئے قرآن و حدیث کرانے میں [illegible] ایک تیسری جماعت ہو جائے بیت المال کے قیام اور زکوٰۃ کی وصولی کے لئے ایک چوتھی جماعت کھڑی ہو جائے اور ان جماعتوں کی کلی توجہ صرف ایک ایک کام پر ہو [illegible] ان کی اعانت کرنے والے ہوں۔ تو ان میں سے ہر ایک کام میں کامیابی کی راہ کھل سکتی ہے۔ لیکن [illegible] جماعت کی توجہ سب امور کی طرف ہو تو سارے کام ہی ادھورے رہیں گے [illegible] احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی کامیابی کی یہ ہے کہ اس نے اپنی توجہ کو صرف ایک کام [illegible] یعنی اشاعت اسلام کا کام اس کے لئے جس قدر انگریزی میں مذہبی لٹریچر اس تھوڑے سے [illegible] ایک جماعت نے پیدا کر دکھایا ہے وہ اپنی جگہ بے نظیر ہے۔ اور علاوہ اس کے تبلیغ کا کام [illegible] برابر جاری ہو رہا ہے۔ انگلستان میں یہ کام خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے [illegible] [illegible] انجمن وقتاً فوقتاً بھیجتی رہتی ہے۔ ٹرینیڈاڈ میں بھی ایک مبلغ بھیج دیا گیا ہے [illegible] [illegible] ہم اس قابل ہیں کہ دو تین مشن ہماری [illegible] چلا سکیں مگر یہ سارا سوال [illegible] [illegible] ابھی اس وجہ سے ہے کہ مسلمان قوم نے ابتک اس بات کو [illegible]
[illegible] یہ راہ اسلام کی عظیم الشان کامیابی کی راہ ہے۔

محمد علی
احمدیہ بلڈنگس لاہور

خدا تعالے کے قانون کو توڑنا چاہتا۔ ایک چوڑھے کے مکان پر جو بارش پڑتی ہے۔ وہی بارش ایک برہمن کے مکان پر بھی پڑتی ہے۔ اور جو دھوپ اور جو ہوا ایک چوڑھے کے جسم کی پرورش کرتی ہے اسی طرح ایک برہمن کے جسم کو بھی پیدا کرتی ہے۔ جس طرح وہ ماں کو تکلیف دیکر پیدا ہوا۔ اسی طرح ایک برہمن بھی ماں کو تکلیف دیکر پیدا ہوا۔ اور جس طرح ایک چوڑھے کو لذات دنیا سے حظ حاصل ہوتا ہے اسی طرح ایک برہمن کو بھی حظ حاصل ہوتا ہے۔ مگر ان کمینتوں نے وہ ظلم ڈھایا کہ ان غریبوں کا راستے سے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ آپ نے اپنی ریاست میں اس کا قلع قمع کیا ہے اس کا اجر ضرور ملیگا۔

اتنی تبلیغ کے بعد مہاراجہ صاحب نے چودہ سوال کئے۔ جن کا ذکر ذیل میں ہے:-

سوال ۱- اسلام کے اصول اگر درست ہوتے تو آج خلافت کیوں جاتی۔

جواب ۱- قرآن کریم میں علاوہ اوامر اور نواہی کے سات سو اصول ہیں۔ مسلمان ان میں سے ایک کے بھی پابند نہیں ہیں۔ مثلاً امرھم شوریٰ بینھم۔ وغیرہ۔

سوال ۲- جب اسلام کے پابند نہیں تو وہ کافر ہوئے؟

جواب- ہم کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ دائرۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ ہاں یہ کام کے مسلمان نہیں صرف نام کے مسلمان ہیں۔

سوال ۳- آخر کوئی ان اصولوں پر عمل بھی کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب- ہاں ضرور ہیں۔ ان میں سے میں ایک ہوں جو دنیا کی آگ کو ٹھنڈی کر کے اشاعت اسلام یعنی اسلام کے کام میں لگا ہوا ہوں۔ قرآن کریم میں ہم کو اخرجت للناس کہا ہے ہمارا اشاعت ہی کام ہے۔ جب تک اشاعت تھی۔ خلافت کی طرف کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ یہ کام اسلام کے سات سو اصولوں کی پابندی کی بنیاد ہے۔

سوال ۴- انسان کے لئے اللہ بس ہے یا نہیں۔ اگر بس ہے تو رسول کی ضرورت کیا ہے؟

جواب- انسان کو ہر وقت ہر معاملہ میں نمونہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ بچہ بھی جب چار پانچ سال کا ہوتا ہے۔ باپ کا جوتا کوٹ وغیرہ پہننے کی کوشش کرتا ہے۔ حتے کہ آپ اور میں جو لباس پہنے ہیں اور جو میٹھک بیٹھتے ہیں۔ وہ بھی کسی کا نمونہ ہے۔ غرض انسان فطرتاً نمونہ کا خواہاں ہے اسی لئے اللہ تعالے نے انسانوں کو نیک بنانے کی غرض سے نمونے بھیجا کرتا ہے وہ مجسم نیک لوگ ہوتے ہیں ان کی ہر ایک حرکت میں خوبی رہتی ہے۔ جنہوں نے نمونہ کا انکار کیا۔ آخر رہبان بن گئے۔ ہمارے نبی کریم صلعم سب سے کم درجہ کی انسانی حیثیت سے ترقی کرتے کرتے شہنشاہی تک پہنچے ہیں آپ میں تمام دنیا کے انسانوں کے لئے نمونہ موجود ہے۔ اس وجہ سے وہ خاتم الانبیاء ہیں۔

سوال ۵- جب وہ اللہ کے رسول تھے تو مار کیوں کھائی ہمارے طوطے کو کوئی مار نہیں سکتا۔ تو اللہ کے رسول کو کس طرح مارے۔

جواب- جتنے رسول آئے ہیں وہ سب مار کھاتے ہی رہے وہ انسان ہوتے ہیں۔ دنیا کے لوگ خدا تعالے کی ہر ایک چیز کو مارتے ہیں۔ انسان کے قبضہ کی چیز کو مار نہیں سکتے آپ کے طوطے کو تو ہم مار نہیں سکتے۔ مگر خدا کے جنگل کے خدا کے طوطوں کو انسان مار ہی لیتے ہیں۔

سوال ۶- ہاں اگر محمد صلعم کو انسان کہتے ہو تو میں مانتا ہوں۔ بیشک وہ انسان تھے پیغمبر تھے۔ اور بڑے عقلمند اور مدبر آدمی تھے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ مسلمانوں نے انکو خدا بنا کے بٹھایا ہے۔ میں نے بہت دریافت کیا۔ دباکا یہی جواب ملتا ہے کہ وہ انسان نہیں تھے۔

جواب- میں کہتا ہوں یقین مانئے۔ اگر وہ انسان نہیں تھے وہ ہمارے کسی کام کے نہیں تھے۔ کیونکہ آسمان سے خدا آ جائے اور کچھ کر کے چلا جاوے تو وہ ہمارا نمونہ کسی حیثیت میں نہیں ہو سکتا۔

سوال ۷- قرآن کریم محمد صلعم کے خیالات ہیں۔ خدا تعالے منزہ کار ہے۔ کس طرح بات کرتا ہے۔

جواب- آپ سپن (خواب) سشپتی (غنودگی) جاگرت (بیداری) کے الہامات سے ضرور واقف ہیں۔ بزرگان دین ان سے بذریعہ آکاش وانی خدا تعالے سے بات کرتے تھے اور اب بھی بات کرتے ہیں۔ ان میں سے میں ایک ہوں اگر آپ میرے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کریں۔ تو آپ بھی خدا تعالیٰ کی آواز سن سکتے ہو۔ وہ درحقیقت خدا کی آواز نہیں ہوتی بلکہ فرشتہ کی آواز ہوتی ہے جو یفعلون ما یؤمرون کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ (باقی دارد)

متفرق خبریں

بولشویکوں کی طوفان خیز جارحانہ کارروائی۔ لنڈن نو ۲۲ دسمبر۔ اخبار ٹائمز کو قسطنطنیہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ بولشویکوں کی فوجیں جو آجکل باکو میں مقیم ہیں سان میریاپن اسٹنر کے ڈویژن ہیں اور ان کے ساتھ نہائیت بھاری (توپخانہ ہے جارجیا کے بولشویک جنہوں نے قفقاز میں بولشویکوں کو سیاہ وسفید کا مالک بنا رکھا ہے۔ اس حملہ میں شریک ہونگے جو ایران کے خلاف کیا جائیگا۔ اور عجب نہیں کہ بولشویک جس مقصد کے لئے تجارتی تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں اس سے انکا یہ منشاء ہو کہ آئندہ موسم بہار میں مشرق کی طرف ایک طوفان خیز جارحانہ کارروائی کی جاوے۔

یورپ میں بولشویکوں کی نقل وحرکت:- لنڈن ۲۲ دسمبر اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقام لٹکارسٹ اطلاع دیتا ہے کہ بولشویکوں کی فوجی نقل وحرکت پولینڈ کی فوجوں کے میمنہ پر شروع ہو گئی ہے اور ان کا یہ مقصد ہے کہ کوہ کارپیتھین کو عبور کر کے ہنگری یا بسربیا میں سے گذرتے ہوئے بحیرہ اسود پر جا نکلیں۔

ایران کے تجارتی تعلقات- برسلز ۲۲ دسمبر۔ وزیر ایران نے اعلان کیا ہے کہ ایران سرکاری طور پر بین الاقوامی ایوان تجارت سے ملحق ہو گا۔

پناہ گزینوں میں ہیضہ پھوٹ پڑا۔ قسطنطنیہ ۲۵ دسمبر۔ پناہ گزین روسیوں میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے۔ ایک دن میں ۵۰ مریض پڑے اور ۱۳ اموات وقوع میں آئیں۔

حکومت کا فکر و اندیشہ- لنڈن ۱۱ دسمبر۔ آج دارالعوام میں مسئلہ بیکاری پر گورنمنٹ نے بہت کچھ فکر و اندیشہ کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر مسکینا مارا نے بیان کیا کہ حکومت بلا ناغہ اس مسئلہ پر غور کرتی رہیگی۔ اور تکلیف و پریشانی کو کم کرنے اور تجارت کو ترقی دینے کی تجاویز سوچے گی۔

ڈاکٹر مسکینا مارا نے یہ بھی کہا کہ ۱۰ دسمبر کو جس قدر لوگ بیکار رکھے اس کی تفصیل یہ ہے۔ معلاکہ [illegible] ہزار سابقہ فوجی ایک لاکھ ۸۴ ہزار شہری اور ایک لاکھ ۱۳ ہزار عورتیں مزدوریاں زندگی کی گرانی سے بیکاری کیوجہ سے اور بھی اندیشناک ہو گئی ہے۔ حکومت نے ساڑھے تین کروڑ پونڈ عارضی صلح کے بعد سے سابقہ فوجی سپاہیوں پر خرچ کئے ہیں۔ لیکن لوگ تو کام کے خواہاں ہیں سودے کے آرزومند نہیں۔

حکومت نے تجویز پیش کی تھی کہ معماروں کی انجمنیں سابقہ فوجیوں کو کام پر لگا لیں۔ اب ان تجارتی مجالس کا اختیار ہے۔ لارڈ ویڈز کی صدارت میں جو کمیٹی بنی ہے وہ بھی بیکاروں کے کچھ کام کاج کی تجویز کرے گی۔ نیز سڑکوں اور مکانات کی تعمیر کی تجاویز پر غور ہو گا۔ پارلیمنٹ سے درخواست کی جائے گی۔ کہ اس مجلس کو تین لاکھ پونڈ دیئے جائیں۔ بیکار فوجیوں کو سب پر ترجیح ملے گی۔

لنڈن ۱۰ دسمبر۔ بولشویک برطانیہ کے خلاف افغانستان ایران ٹرانس کیسپیا۔ عراق اور مصر میں جنگی کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ بولشویک اس حکمت پر گامزن ہیں کہ نمائندوں کے ذریعہ سے اپنی اغراض ومقاصد کی تبلیغ کریں۔ خفیہ انجمنوں کی بنیاد قائم کریں لیکن ان تمام تحریکات کا سرچشمہ ماسکو میں ہو گا ان انجمنوں کے اراکین گولی بارود سے ہر وقت مسلح رہا کرینگے۔ اور ایک قسم کا حلفی بیان دینگے جس شخص کے متعلق یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اس نے مخبری کی ہے تو وہ سزائے موت کا مستوجب ہو گا۔ مختلف قسم کی فوری ہدایات چند پمفلٹ شائع کیا کرینگے۔ جیسا کہ ان ایک ایجنٹ آجکل افغانستان میں ہے۔ جب اس قسم کے تمام لوگ ملک کے مختلف حصوں میں پھیل جائیں گے۔ تو پھر ایک انقلاب پسند جماعت تیار کر لیجائیگی۔ بخارا کی تباہی بھی اسی طریقہ سے کامیاب ہوئی۔ ان کا طرز عمل بخارا کے ساتھ آخر وقت تک بظاہر دوستانہ تھا جب مطلب نکل گیا۔ تو پھر ملک کو برباد کر دیا۔ اسی قسم کی خوفناک تحریک کا حال افغانستان میں پھیلایا جا رہا ہے بولشویک خفیہ طریقوں پر ایک کارروائیاں کر رہے ہیں جن کا علم حکومت کابل کو اب تک نہیں ہے۔ سورٹز جو بولشویکوں کا نمائندہ ہے اصلاب تک افغانستان میں بیٹھا ہوا ہے۔ اور یہ کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح برطانیہ اور افغانستان کی آپس میں جنگ چھڑ جائے۔ اور وہ افغانستان کو پھر تختۂ مشق بنائے۔

جلد ۸ | منشی الہی بخش لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۵ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء | نمبر ۵۲

کلام الامام امام الکلام

قرآن کریم قصوں سے پاک ہے

بے شکر ربّ عزّ و جل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہوگیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہوگیا
اس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہوگیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہوگیا
وہ راہ جو ذاتِ عزّ و جل کو دکھاتی ہے
وہ راہ جو دل کو پاک و مطہّر بناتی ہے
وہ راہ جو یارِ گمشدہ کو کھینچ لاتی ہے
وہ راہ جو جامِ پاکِ یقیں کا پلاتی ہے
وہ راہ جو اس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے
وہ راہ جو اس کے پانے کی کامل سبیل ہے
اس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا
جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا
افسردگی جو سینوں میں تھی دور ہوگئی
ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہوگئی
جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے

جواہر ریز

ایمان بالغیب کی حقیقت

جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدء اور معاد کے ماننے میں فلسفیوں کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے۔ نبیوں کے طریق کا اصل منشاء یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بار آور ہوگا کہ جب غیب کی باتوں کو غیب ہی کی صورت میں قبول کیا جائے۔ اور ظاہری حواس کی کھلی شہادتیں یا دلائل ہندسیہ کی یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائیں کیونکہ تمام و کمال مدار ثواب اور استحقاق قرب و وصل الٰہی کا تقویٰ پر ہے۔ اور تقویٰ کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشوں اور لمبے جوڑے انکاروں اور ہر یک بدظنی کی موشگافی سے اپنے تئیں بچاتا ہے اور محض دور اندیشی سے تھوڑے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہ پر غلبہ اور رجحان دیکھ کر بحسن ظن قبول کر لیتا ہے اسی بات کا نام ایمان ہے اور اسی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے۔ اور دنیا و آخرت میں سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے۔ اور پھر دعا اور نماز اور ذکر اور فطرت سے اپنی حالت علمی میں ترقی چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہو کر اور خود اس کا ہاتھ پکڑ کر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اسکو پہنچا دیتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ بعد استقامت و مجاہدات و ریاضات و تزکیہ و تصفیۂ نفس ملتا ہے پہلے نہیں اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی کلی صفائی کرنا چاہتا ہے۔ اور قبل از صفائی اپنے بد عقائد اور بد اعمال کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا وہ اس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے۔ کیونکہ ایمان اسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جنکو مانا گیا ہے کسی قدر پردہ غیب میں ہیں یعنی ایسی حالت پر واقعہ ہیں جو ابھی تک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ تام نہیں کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئے بلکہ ان کا ثبوت غلبۂ ظن تک پہنچا ہے وبس۔

یہ تو انبیاء کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتیں پا چکے ہیں اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکے ہیں۔ اور ہمیشہ پہنچتے ہیں۔ اور جن اعلیٰ درجہ کی نعمتوں کو شوخی اور جلدی سے فلسفی لوگوں نے ڈھونڈا اور نہ پایا۔ وہ سب مراتب ان ایماندار بندوں کو بڑی آسانی سے مل گئے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اس میں معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانوں نے اسکو نہیں سنا۔ اور نہ اس کی آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی اس کے دل پر گذرا لیکن اسکے مقابلہ پر خشک فلاسفروں کا جھوٹا اور مغشوش فلسفہ جس پر آجکل کے نو تعلیمیافتہ لوگ فریفتہ ہو رہے ہیں اور جسکے بد نتائج کی بےخبری نے بہت سے سادہ لوحوں کو برباد کر دیا ہے۔ یہ بات ہے کہ جبتک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو جائے۔ اور بکلی اس کا انکشاف نہ ہو جائے۔ تب تک اسکو ہرگز ماننا نہیں چاہیے گو یا خدا ہو یا کوئی اور چیز ان میں سے اعلیٰ درجہ کے اور کامل فلاسفر جنہوں نے ان اصولوں کی سخت پابندی اختیار کی تھی۔ انہوں نے اپنا نام محققین رکھا۔ جن کا دوسرا نام دہریہ بھی ہے۔ ان کامل فلاسفروں کا بیان ہے۔ اپنے اصول قدیمہ کے مذہب پر رہا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا وجود قطعی طور پر بذریعہ عقل ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہم نے اسکو بچشم خود دیکھا اسلئے ایسے خدا کا ماننا ایک ایسی امر مظنون اور مشتبہ کا مان لینا ہے جو اصول مقررہ فلسفہ سے بالکل بعید ہے۔ سو انہوں نے پہلے ہی خدا تعالیٰ کو درمیان سے اڑایا۔ پھر فرشتوں کا یوں فیصلہ کیا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرح نظر نہیں آتے۔ چلو یہ بھی درمیاں سے اٹھاؤ۔ پھر روحوں کی طرف متوجہ ہوئے اور بہت سا سوچ کر ظاہر کیا کہ ہم کوئی ثبوت قابل اطمینان اس بات پر نہیں دیکھتے۔ کہ بعد مرنے کے روح باقی رہجاتی ہے۔ نہ کوئی روح نظر آتی ہے۔ اور نہ واپس آکر کچھ اپنا قصہ سناتی ہے بلکہ سب روحیں مفارقت بدن کے بعد خدا اور فرشتوں کی طرح بے اثر و بے نشان ہیں سو ان کا بھی وجود ماننا خلاف دلیل و برہان ہے۔ (باقی ارد)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔
لاہور میں امذنوں انفلوئنزا اور ایکقسم کی نمونیا بخار کا زور ہے۔ مولانا مولوی احمد گل صاحب اور شہر کے کئی دیگر دوست اس میں مبتلا ہیں حضرت امیر کے اہل و عیال میں بھی شکایت ہے اس لئے احباب سے درخواست ہے کہ وہ خاص طور پر مریضوں کی شفایابی کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر قسم کی بلا اور ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔

سید شاہ نواز صاحب فیروزپور سے اپنی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں

گذشتہ ہفتہ یہ خبر درج ہونے سے رہ گئی۔ کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی والدہ مکرمہ فوت ہو گئی ہیں خداوند کریم ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ چہارشنبہ و یکشنبہ مورخہ ۵ و ۹ جنوری ۱۹۲۱ء نمبر ۵۲ ۵۳

دعوت الی الاسلام

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ۔ (قرآن العظیم) لوگوں کو اپنے رب کے مذہب (اسلام) کی طرف دلائل علمیہ اور وعظ و نصیحت حسنہ کے ساتھ دعوت دیتے رہو۔ اور ان کے ساتھ احسن طریق پر مجادلہ (مناظرہ اور مباحثہ) بھی کرو۔ تمہارا کام تو صرف اتنا ہی ہے۔ فی الحقیقت تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ کون اُس کے رستے سے گمراہ رہنے والا ہے اور کون ہدایت یافتوں میں ہو جانے والا ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو دعوت الی الاسلام کا طریق سکھایا ہے۔ اور اسکو نوع انسانی کے تنوع طبائع کے لحاظ سے طرق ثلاثہ پر تقسیم کیا ہے۔ کیونکہ نفوس بشریہ اپنے اختلاف ماہیت کے لحاظ سے تین ہی طرح پر تقسیم کئے جا سکتے ہیں اور سب سے اول دعوت الی الاسلام کا مستحق اس گروہ کو ٹھہرایا ہے کہ جو دلائل علمیہ اور براہین عقلیہ کی بنا پر حق اور صداقت کو اختیار کرتے ہیں اور سچ پوچھو تو یہی وہ لوگ ہیں کہ جو دین کو قبول کر کے قوم اور مذہب کے لئے بہترین اجزا بن سکتے ہیں۔ یہ حکمت اور فلسفۂ حقہ کی مضبوط زنجیروں سے مذہب کے اندر داخل کئے جاتے ہیں۔ ان کے سامنے کوئی دنیوی اغراض اور امانی کا بت نہیں ہوتا۔ وہ حق کی خاطر سچے مذہب کو قبول کرتے ہیں اس لئے مذہب کے اندر آ کر بھی اُن کے اعمال اور افعال میں خلوص کا رنگ ہوتا ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جو قوم اور سوسائٹی کے استحکام اور تمکنت کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ بھیڑوں کے گلے کی طرح تقلیداً مذہب کو اختیار نہیں کرتے بلکہ جس طرح ایک صاحب کمال اپنے سے زیادہ کمال کی طرف کھنچ آتا ہے۔ اس طرح یہ لوگ خود صاحب علم اور حکمت ہونے کے سبب قرآن حکیم کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ وہ خود چونکہ جوہر حکمت سے مزین ہوتے ہیں۔ اور قرآن تنزیل من حکیم حمید ہے اس لئے وہ اسکو اپنے روح کی تڑپ اور غذا سمجھکر اُس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ پس ایسے لوگ کہ جن کے اندر حق و حکمت اور علم و معرفت کی تڑپ ہو۔ سب سے پہلے اور سب سے بڑھکر مستحق ہیں اس امر کے کہ اُن کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ اسی لئے اس پرحکمت کلام نے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ کو سب پر مقدم رکھا ہے یعنی اسلام صرف وحشیوں اور نیم مہذب لوگوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں آیا۔ بلکہ اس کی دعوت کے سب سے اول مستحق وہ لوگ ہیں کہ جو حکمت اور فلسفہ کو دوست رکھتے ہیں اُسکے خطاب کے اوّلین حقدار وہ ہیں کہ جنکو باقعمت حکیمانہ اور فلسفیانہ دلائل سے قائل کیا جا سکے۔ وہ بنی اسرائیل کی بھیڑیں نہیں کہ اندھا دھند ایک دوسرے کے پیچھے چلتی جائیں اور نہ وہ ایک ایسا مذہب ہے کہ جو اپنی دعوت کا دائرہ ایک ہی قوم تک جیسے برہمن تک محدود رکھتا ہو۔ تاکہ غیروں کے ہاتھوں پڑ کر اس کی حقیقت آشکارا نہ ہو جائے۔ اسلام کی دعوت تمام دنیا اور جہان کے لئے عام ہے۔ اور اسکے سب سے پہلے مخاطب وہ لوگ ہیں کہ جو حکمت اور فلسفہ کو دوست رکھتے ہیں ❊

(۲)

پروفیسر میکسمولر کہ جو علوم سنسکرت اور تعلیمات وید کی جزئیات سے سب سے بڑھکر آشنا تھا۔ اور جسکے فضل و علم نے سوامی دیانندجی جیسے مذہبی انسان سے بھی موکش مل (نجات یافتہ) کا خطاب حاصل کر لیا تھا۔ اپنے ایک لیکچر میں جو انہوں نے ۱۸۷۳ء میں ویسٹ منسٹر ایبے میں دیا تھا لکھتے ہیں کہ دنیا کے چھ بڑے بڑے مذاہب کی تقسیم دو حصوں میں کی جا سکتی ہے۔ ایک تو وہ مذاہب ہیں کہ جو اپنی دعوت کا دائرہ اپنی ہی قوم تک محدود سمجھتے اور رکھتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو اپنی تعلیمات اور ہدایات کا خوان تمام اقوام عالم کے سامنے دراز کرتے ہیں۔ ان دونوں کو وہ اپنی مخصوص اصطلاح میں مشنری اور غیر مشنری مذاہب کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ غیر مشنری مذاہب کی ذیل میں وہ یہودی۔ ہندو اور زرتشتی مذاہب کو رکھتے ہیں اور بدھ مسیحیت اور اسلام کو وہ مشنری مذاہب قرار دیتے ہیں۔ مشنری مذہب کی تعریف اُن کے نزدیک یہ ہے۔ کہ جس مذہب میں اپنی تعلیم کی اشاعت و ترویج اور غیر اقوام کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کو اس مذہب کے بانی یا اسکے بعد اُسکے خلیفہ نے ایک مقدس فرض سمجھکر اسپر عمل کیا ہو۔ بانی مذہب کے علاوہ خلیفہ کی شرط انہوں نے عیسائیت کو مشنری مذاہب کی ذیل میں لانے کے سبب ایزاد کر دی ہے۔ ورنہ کسی مذہب کو مشنری قرار دینے کے لئے صرف یہی شرط کافی تھی۔ کہ اس مذہب کی کتاب مقدس میں اس کی اشاعت اور تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو۔ یا اس مذہب کے داعی اول نے اُسکو اپنا فرض مقدس سمجھا ہو۔ مشنری مذہب کی یہ وہ تعریف ہے کہ جس کی رو سے دُنیا بھر کے مذاہب میں سے صرف ایک ہی مذہب اس کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اشاعت اسلام کو مسلمانوں کا نہایت اہم فرض ٹھہرایا گیا ہے ایک آیت میں فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ۔ فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ۔ وہ لوگ جو اُن کے بعد کتاب کے وارث بنائے گئے وہ اسکی نسبت طرح طرح شکوک میں پڑے ہلاک ہو رہے ہیں۔ پس اس لئے تم اُن کو اسلام کی دعوت دو۔ اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اس مقدس کام پر لگے رہو۔ تم اُنکی خواہشات کی پیروی مت کرو۔

وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔ ان لوگوں کو جنکو کوئی کتاب دی گئی ہے۔ اور ان لوگوں کو بھی کہ جن کو کوئی کتاب نہیں دی گئی کہدو۔ کہ کیا تم اسلام لاتے ہو پھر اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو سمجھ لیں کہ وہ سیدھی راہ پر آ گئے اور اگر وہ اعراض کریں۔ تو تم پر تو (اُن) کو تبلیغ کا فرض ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھتا ہے۔

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ تم میں سے ایک جماعت لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتی رہے۔ نیک باتوں کا حکم کرے اور بُری باتوں سے منع کرتی رہے اور یہی وہ جماعت ہے کہ جو کامیاب ہونیوالی ہے۔

لِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا هُمْ نَاسِکُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّکَ فِی الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ اِنَّکَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ۔ ہر ایک اُمت اور مذہب کے لئے ہم نے مخصوص عبادات مقرر کی ہیں کہ جنکو وہ بجا لاتے ہیں باقی سب مذاہب کو علیحدہ علیحدہ ہدایات دی گئی ہیں۔ کوئی ایک دوسرے کی اقلیم کا پابند نہیں) مگر تمہیں چونکہ سب کیلئے ہدایت اور امر دیا گیا ہے اس لئے انہیں تمہارے ساتھ تنازع نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ ان سب کو اپنے رب کی طرف بلاتے رہو۔ فی الحقیقت تم ہی سیدھی راہ پر ہو۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ۔ مشرکین میں سے اگر کوئی تمہاری حفاظت طلب کرے تو اسکی حفاظت کرو۔ تاکہ وہ اللہ تعالےٰ کے کلام کو سُنے۔ پھر اُسکے امن کی جگہ اُسکو پہنچا دو۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ پھر اگر وہ اپنی بداعمالیوں سے باز آویں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ یعنی اسلامی ٹیکس کو ادا کریں۔ تو وہ تمہارے مسلم بھائی ہیں۔ اور ہم علم رکھنے والی قوم کے لئے احکام کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

غرض اس قسم کی بیسیوں آیات میں پیغام اسلام کے نشر و اعلان کا نہایت تاکیدی حکم دیا گیا ہے ❊

(۳)

خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر تمام اقوام کو اپنی دعوت کے پہنچانے میں صرف کی اور فرمایا کہ میں دُنیا کی ہر ایک احمر اور اسود۔ گورے اور کالی اقوام کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ خود حضورؐ نے تمام بادشاہان وقت کے نام اسلام کے دعوتی رقعے لکھوائے۔ جن میں سے ایک رقعہ کی اصل جو مقوقس کے نام لکھا گیا تھا آج تک موجود ہے۔ آپؐ نے جناب مسیح کی طرح اپنی دعوت کے مخاطب صرف بنی اسرائیل یا کسی اور خاص قوم کو نہیں قرار دیا۔

آج اسلام کے تتبع میں دیگر مذاہب بھی اپنے مذاہب کی اشاعت کو ایک ضروری امر سمجھتے ہیں۔ مگر اگر اُنکی کتابوں اور اُنکے اولین داعیوں کے طرز عمل کو دیکھا جائے تو قطعاً یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ مشنری مذاہب ہیں۔ پروفیسر میکسمولر نے ہندو مذہب کو سرے سے مشنری مذہب نہیں قرار دیا۔ اور نہ قدیم ساتن رشیوں اور منیوں نے غیر اقوام کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کی دعوت دی۔ بلکہ ان کو یہ بھی گوارا نہ تھا۔ کہ غیر اقوام کے لوگ ان کے طرز کی عبادت کریں۔

رامچندرجی اور شمبوک شودر کے قصّے سے کون ناواقف ہے۔ آپ نے جب اس شودر کو تپسیا (خدا کی عبادت) کرتے ہوئے دیکھا تو نہایت برافروختہ ہو کر تلوار کا ایک ہاتھ مارا۔ اور اس کی گردن اڑا دی۔ کہ شودر ہو کر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ شودر کے لئے تو برہمنوں کی خدمت ہی خدا کی عبادت ہے۔ شودر بیچارے تو غیر اقوام سے تعلق رکھتے تھے۔ عورتیں خواہ برہمن ہی کیوں نہ ہوں وید کو پڑھنے کی مجاز نہ تھیں اور نہ وہ ویدک طریق پر عبادت کر سکتی ہیں۔ منو سمرتی میں صاف لکھا ہے کہ اپنے خاوند کی خدمت ہی عورت کیلئے خدا کی عبادت ہے۔ ہمارے اس زمانے میں وید پرچار (اشاعت وید) کے بڑے حامی آریہ سماجی ہیں اگرچہ اپنے ناخنوں تک زور لگانے کے باوجود غیر اقوام کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کے جواز میں سوائے ایک یجر وید کے مبہم سے منتر کے کوئی منتر یا سند وید وں سے پیش نہیں کر سکے یتھے ماں وام کلیانی ماودانی الخ ایک ہی منتر ہے کہ جو ہمیشہ آریہ سماج سے لیکر آج تک دھرم پرچار کے جواز میں پیش کیا جاتا ہے لیکن زبان سنسکرت کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی اس بات کو جانتا ہے۔ کہ یتھا کا جواب ہمیشہ تتھا آیا کرتا ہے جو اس منتر میں موجود نہیں۔ منتر کے الفاظ صرف اس قدر ہیں کہ جیسے میں اس سکھ دینے والی کلام کو کہتا ہوں تتھا وغیرہ کے لفظ جیسے کا جواب دیتے وید منتر میں موجود نہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اگر اس منتر کا اقبل اور مابعد دیکھا جائے تو صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ کہنے والے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح میں کہتا ہوں اس طرح تم اُن سب لوگوں کو دان (خیرات) دیا کرو۔ پھر آج تک تمام ہندو قوم کا طرز عمل اُن کے عقیدہ پر گواہ ہے۔ اور اس مذہب کے مایہ ناز عالموں نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا ہے کہ اگر ویدک شرتی کسی شودر کے کان میں پڑ جائے۔ تو اس میں سکہ پگھلا کر ڈالدینا چاہیئے۔ اور گایتری کے منتر کا ایک تہائی حصہ زبان پر لانے سے عورت دوزخ کی صاحب قرار پا جاتی ہے ❊

مضمون کے اس حصّے کے متعلق ہم کسی فرصت کی صحبت میں تفصیل سے لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس لئے سردست اتنے ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ہندو مذہب کے بعد دوسرا مذہب عیسائی مذہب ہے عیسائی مذہب کو مشنری مذہب قرار دینا بانی مذہب کے زندگی بھر کے طرز عمل کے یکسر خلاف تھا۔

انجیل میں متعدد آیات ایسی ملتی ہیں کہ جن میں جناب مسیح نے غیر اقوام میں اپنے مذہب کی تبلیغ سے صاف الفاظ میں رد کیا ہے۔ چنانچہ انجیل متی باب ۱۵ کی آیت ۲۲ "دیکھو ایک کنعانی عورت وہاں کی سرزمین سے نکل کے اسے پکارتی ہوئی چلی آئی کہ اے مالک ابن داؤد مجھ پر رحم کر کہ میری بیٹی ایک دیو کے غلبہ سے بیحال ہے۔ اُس نے اُسے جواب نہ دیا۔ تب اُس کے شاگردوں نے پاس آکر اُسکی منت کی۔ کہ اُسے رخصت کر کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے اُس نے جواب میں کہا میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا۔ تب وہ آئی اور اُسے سجدہ کر کے کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب دیا مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کو پھینک دیویں

ہے اس لئے کہ ... اے خداوند مگر کتے بھی جو ٹکڑے ان کے خداوند کی میز سے گرتے ہیں کھاتے ہیں۔ تب یسوع نے جواب میں اسے کہا اے عورت تیرا اعتقاد بڑا ہے جو چاہتی ہے تیرے لئے ہوگا"

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ گویا مسیح کا مشن ان کے اپنے الفاظ میں صرف گم شدہ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کی اصلاح تھا۔ یعنی بنی اسرائیل میں سے بھی وہ لوگ جو بھیڑوں کے مصداق نہ تھے اور نہ وہ جناب موسیٰ کی صحیح تعلیم سے گمراہ تھے وہ اُنکی دعوت کے مخاطب نہ تھے۔ اُن کے مخاطب صرف بنی اسرائیل کے وہ لوگ تھے جو بھیڑوں کی طرح اپنے گلہ کا ساتھ چھوڑ کر اندھا دھند بھٹک رہے تھے۔ اگر اُن کی دعوت عام ہوتی تو وہ اُس مہذب کنعانی عورت کو اپنی تعلیم سے محروم نہ کرتے۔

جناب مسیح کے بعد حواریوں میں مسیحی دین کی غیر اقوام میں اشاعت پر جس قدر اختلافات تھا۔ وہ اعمال اور اُن خطوط سے ثابت ہے کہ جو عہدنامہ جدید میں شامل ہیں

"ابتدا میں حواریوں کا دائرہ تبلیغ صرف یہود اور اُنکے شہروں تک محدود رہا۔ لیکن جس وقت پالؔ جو پہلے دین عیسوی کا سخت دشمن تھا۔ اور حواریوں اور اُنکے متبعین کو سخت اذیتیں دیا کرتا تھا۔ تائب ہو کر حلقہ میں داخل ہوگیا۔ اور برناباس کے ہمراہ انطاکیہ وغیرہ میں جہاں اقوام غیر یہود جنکو وہ جنٹائلز کہتے تھے تبلیغ اور منادی شروع کر دی تو ایک نیا قضیہ یہ پیدا ہوا کہ غیر یہود جو ایمان لائیں اُن پر احکام توریت کی پابندی لازم ہے۔ یا نہیں۔ یہ قضیہ بیت المقدس میں حواریان مسیح کے روبرو پیش ہوا۔ اور رد و قدح کے بعد جو کچھ طے پایا اُسکو ہم کتاب اعمال حواریین باب ۱۵۔ درس ۲۲ لغایت ۲۹ سے ترجمہ کرکے درج کرتے ہیں:۔

"تب حواریان اور مشائخ مع کل اہل حلقہ کے اس بات پر رضامند ہوئے کہ پالؔ اور برناباس کے ہمراہ اپنی جماعت کے دو شخصوں کو جن کا نام جوداس ملقب بہ برسباس اور سیلاس تھا۔ روانہ کر دیں۔ اور چند خطوط اِس مضمون کے لکھدیں کہ حواریاں اور مشائخ اور برادران دین کی طرف سے اُن جنٹائلز (غیر یہود) بھائیوں کو جو انطاکیہ، شام اور سلیشیا میں رہتے ہیں بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہمارے چند دوستوں نے اپنے اقوال سے تمہاری طبیعتوں کو ... میں ڈالکر تشویش دی ہے۔ یہ کہکر کہ تم لوگ بھی ختنہ کراؤ اور شریعت کی پابندی کرو۔ مگر ہم نے اُنہیں ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ لہٰذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بالاتفاق اپنے منتخب آدمیوں کو اپنے پیارے ... اور پالؔ کے ہمراہ تمہارے پاس روانہ کریں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر اپنی جانوں کو مصیبت میں ڈالا۔ اس لئے ہم ... اور سیلاس کو بھیجتے ہیں جو تم سے زبانی بھی بیان کریں گے۔ کیونکہ روح القدس اور ہم کو یہ پسند آیا ہے کہ تم پر ... ضروری امور کے اور کسی بات کی تکلیف نہ دی جائے۔ کہ تم اُن کو بتوں سے ... کھاتے ... اور خون اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں (مخنقہ) اور حرامکاری سے پرہیز کرو۔ اگر تم ان امور سے اجتناب کرو گے۔ تو تمہارے واسطے بہتر ہے۔ خدا حافظ"

حواریوں کے اس اجتہاد نے اگرچہ علماء یہود کی سختگیریوں اور ظاہری پابندیوں کو توڑ کر شریعت موسوی کو آسان صورت میں اقوام غیر یہود کے سامنے پیش کرکے ان کو اپنے دین میں داخل کرلیا۔ لیکن خرابی یہ ہوئی کو سنہ ۷۰ء میں جب کل حواری یکے بعد دیگرے دُنیا سے رخصت ہوگئے اور یروشلم (بیت المقدس) کو رومیوں نے فتح کرکے تباہ و برباد کر دیا۔ اور یہود کی قومیت کا شیرازہ پراگندہ ہوگیا۔ تو غیر یہود اقوام نے حواریوں کی رخصت شرعیہ کو اباحت اور پھر بدعت کے قالب میں ڈھال دیا۔ بہت سے جعلی خطوط حواریوں کی طرف منسوب کر دیے گئے۔ شریعت موسوی سے علانیہ بیزاری کا اظہار ہونے لگی نئے نئے عقائد کی بنیاد رکھی گئی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں فتنہ آرائیوں کا بازار گرم ہوگیا"

غرض نہ تو مسیح اور نہ خود حواری اس امر کو پسند کرتے تھے۔ کہ مسیحی مذہب کی اشاعت غیر اقوام میں کی جائے اس کے

ہمانی دور اس میں ہی لوگ رہتے گم جنکو مسیحی تعلیم سے فی الحقیقت کوئی واسطہ نہ تھا۔

(۴)

قرآن کریم کی آیت مندرجہ عنوان میں اہل حکمت و علم کو دعوت اسلام دینے کے بعد دوسری قسم کی دعوت "والموعظة الحسنة" موعظہ حسنہ قرار دیگئی ہے۔ وعظ کے معنے ایسی نصیحت کے ہیں کہ جسکو سنکر انسان کے دل کے اندر رقت اور نرمی پیدا ہو جائے۔ دُنیا میں اس قسم کے لوگ بھی کثرت پائے جاتے ہیں۔ کہ یا تو عقلی دلائل اور حکمت کی باتیں اُن کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ یا وہ ایسی باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتے ان کے لئے طریق دعوت وعظ ہے۔ مگر وعظ یا رقت دلانیوالی باتیں کئی طرح کی ہوسکتی ہیں۔ فرمایا اس وعظ میں بھی حسنہ کا رنگ ہونا چاہیئے۔ یعنی جو لوگ عقلی اور فلسفیانہ دلائل اور حق و حکمت کی باتیں سمجھنے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں اُن کے لئے طریق تبلیغ موعظہ حسنہ ہے۔ اسکے ذریعے سے اُنکو اسلام کی طرف بلانا چاہیئے۔ اس دوسرے طرز تبلیغ کے بعد فرمایا۔ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ اس تیسری طرز کا تعلق دعوت سے کوئی نہیں۔ دعوت صرف دو ہی قسم کی ہے۔ تیسری بات مجادلہ ہے

دُنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں جو جدل و مناظرہ کے شائق ہیں اور اُن کی طبیعت خطرتاً اس طرف راغب ہے اُن کے ساتھ جدل و مناظرہ کرنا چاہیئے۔ یہ سب سے آخری اور تیسرا طریق ہے۔ کہ جس سے لوگوں کو اسلام کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ شرط لازمی ہے۔ کہ جدل و مناظرہ کے لئے کوئی احسن طریق اختیار کرنا چاہیئے جادلھم بالتی ھی احسن۔ جدل و مناظرہ کے لئے صرف وہی طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ جو سب سے احسن ہو۔ اس کے بعد فرمایا۔ ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین ۰

تمہاری تبلیغی کوشش تو یہیں تک محدود ہے اس کا لازمی نتیجہ تو یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ ضرور تمہاری دعوت کو قبول ہی کر لیں۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کو ہی بہتر علم ہے کہ کون اس کی راہ سے گمراہ ہے۔ اور کون ہدایت پانیوالا ہے اس لئے تمہارا فرض یہی ہے۔ کہ تم ان سب قسم کے لوگوں کو کہ جو حکمت اور فلسفیانہ دلائل سے یا وعظ و نصیحت سے دعوت اسلام پر توجہ کرنیوالے ہوں۔ اسلام کی طرف بلاتے رہو۔ اور جدل و مناظرہ سے بھی لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ دلاؤ۔

قرآن کریم کیسے صاف اور صریح الفاظ میں تمام دُنیا جہان کے لوگوں کو اسلام کی دعوت پہنچانے کو نہ صرف مسلمانوں کا فرض قرار دیتا ہے۔ بلکہ اُنکو تبلیغ اور اشاعت کے طریق بھی سکھلاتا ہے۔

کیا مسلمانوں کے لئے یہ امر کچھ غیرت دلانیوالا نہیں کہ وہ مذاہب کہ جن کی کتب مقدسہ صاف اور صریح الفاظ میں اپنے مذاہب کی غیر اقوام میں تبلیغ اور اشاعت سے منع کرتی ہیں۔ وہ تو اپنے مذاہب کے مسیحی ... وغیرہ نے خلاف ... اپنے مذاہب کی اشاعت میں جان توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ اپنے اوقات گرامی ... اور جان و مال کو اسی دھن میں صرف کر رہے ہیں۔ مگر ایک مسلمان ہیں کہ اشاعت اسلام اُن کا فرض ٹھہرایا گیا ہے۔ مگر وہ اس کی طرف جیسی کہ چاہیئے توجہ نہیں کرتے۔

مسلمانوں نے جو کچھ کھویا ہے وہ اپنے اس فرض منصبی سے روگردانی کے سبب کھویا ہے کیا اس قدر نقصان عظیم اور قومی تباہی کے بعد بھی ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ مسلمان اپنی اس واحد کامیابی کی راہ پر عمل پیرا ہوں اور عند المصائب تذھب الاحقاد مصائب کے وقت باہم آویزیوں کو الگ رکھدینا چاہیئے۔ اس پر کاربند ہو کر متحدہ طاقت کے ساتھ اپنے اس نصب العین کو اپنی تمام ترجیہد و جہاد کا محور بنالیں۔

اقتباسات

مسلم لیگ کی قراردادیں

ناگپور ۳۱ دسمبر۔ مسلم لیگ نے حسب ذیل قراردادیں منظور کیں (۱) آل انڈیا مسلم لیگ مرحوم شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و الم کا اظہار کرتی ہے۔ جن کی بے لوث خدمات مذہبی و ملکی نے انہیں قوم میں ہردلعزیز بنادیا۔ تاریخ اسلامی کے نازک موقعہ پر ان کی بے خوف و عدیم المثال پابندی شریعت مذہب کے لئے مالٹا کے دور دراز قید میں صبر سے تکالیف برداشت کرنا اور اُن کی سیدھی سادی اعلیٰ خوش زندگی مسلمانانِ ہند کے لئے ایک بڑا ترکہ چھوڑ گئی ہے۔ یہ لیگ مولانا کے پسماندگان سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اور رب الآخرت کی درگاہ میں دست بدعا ہے کہ مولانا کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

(۲) آل انڈیا مسلم لیگ علیگڑھ میں قیام دار العلوم قومی کا خیر مقدم کرتی ہے اور اسکے پرنسپل مولانا محمد علی کو اُن کی دلیرانہ رہنمائی پر مبارکباد پیش کرتی ہے۔ اور طلباء کو بھی اُنکی زبردست جرأت اور باوجود مشکلات عظیم اپنے فرائض کو بجا لانے پر مبارکباد پیش کرتی ہے

یہ لیگ عوام کو حتی الامکان اس دار العلوم کی اخلاقی و مادی امداد کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

(۳) یہ جلسہ مسلم لیگ ڈاکٹر ممتاز حسین بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ کی بے وقت وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ جنہوں نے خلافت کے معاملہ میں ان تھک جوش سے کام کرکے مسلمانوں میں ہردلعزیزی حاصل کی اور جن کی وفات سے ملک ایک قابل ایڈوکیٹ اور سچے محب وطن و عقیدتمند کارگذار سے محروم ہوگیا اور یہ لیگ پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتی ہے۔

(۴) آل انڈیا مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہوں گے:۔

(الف) اہل ہند کے لئے ہر جائز اور امن پسند طریقہ پر حصول سوراج۔

(ب) مسلمانان ہند کے سیاسی۔ مذہبی اور دوسرے حقوق کی حفاظت کرنا اور ترقی دینا

(ج) ہندوستان کے مسلمانوں اور دوسری قوموں کے درمیان رابطۂ اتحاد و دوستی کو ترقی دینا

(د) مسلمانانِ ہند اور مسلمانان عالم کے درمیان برادرانہ تعلقات قائم کرنا۔ اور اُنہیں ترقی دینا۔

(۵) قربانی گاؤ کے متعلق گذشتہ اجلاس امرتسر کے موقعہ پر جو قرارداد منظور ہوئی تھی۔ یہ لیگ جہاں اسکی تجدید کرتے ہوئے مسلمانوں سے اس پر عمل پیرا ہونے پر زور دیتی ہے۔ وہاں ساتھ ہی اپنے ہندو بھائیوں سے بھی استدعا کرتی ہے کہ قانونی کارروائی سے اجتناب کریں۔ جس سے اندیشہ ہے کہ صورت حالات کی مشکلات میں اور اضافہ ہو جائیگا۔

(۶)۔ (الف) آل انڈیا مسلم لیگ قرارداد پر امن عدم تعاون کی تجدید کرتی ہے جو اس نے اپنے اجلاس خاص ... میں منظور کی تھی۔

(ب) لیگ تحریک عدم تعاون کی ترقی پر اپنا صاد و ضابطہ تحریر میں لاتی ہے۔ جو عام طور پر کامیاب ہوں۔ بالخصوص ... احرار کے مقاطعہ کونسل اور مختلف حلقہ ہائے نیابت کے اُن کثیر التعداد رائے دہندگان کے متعلق جنہوں نے جدید اخلاقی کونسلوں کے لئے اپنے حق رائے دہندگی کو استعمال نہیں کیا۔ انتخاب کنندوں کے واضح طرز عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ لیگ اُن اصحاب کو اپنی اپنی کونسلوں سے مستعفی ہونے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ جنہوں نے رائے دہندوں کی مرضی کے خلاف مختلف کونسلوں میں جگہ حاصل کی۔ اور اگر کوئی صاحب ایسا کرنے سے قاصر ہے۔ تو اس صورت میں لیگ رائے دہندوں کو مشورہ دیتی ہے کہ اس قسم کے نمائندوں سے ہر قسم کا سیاسی تعلق منقطع کرلیں۔

(ج) لیگ اُن نوجوانان ہند کے نام کو بھی سراہتی ہے۔ جنہوں نے اپنے فرائض کی ذمہ داری کو قبول کیا۔ اور ہم ضرورت پر زور دیتی ہے کہ تمام سرکاری امداد کالجوں اور سکولوں سے بہت جلد تعلقات منقطع کر لئے جائیں۔ اور تمام درسگاہوں کے مالکین اور ٹرسٹیوں کی توجہ اس امر کی جانب منعطف کراتی ہے۔ کہ آئندہ حکومت کی امداد و الحاق سے دستکش ہو جائیں۔ ساتھ ہی لیگ طلباء کے والدین اور سرپرستوں سے درخواست کرتی ہے کہ بلا توقف مزید اپنے بچوں کو امدادی اور سرکاری نگرانی کے تحت درسگاہوں سے اٹھالیں۔ اور یہ بالغ طلبا کو بھی یہی کہتی ہے کہ اس قسم کی درسگاہوں سے الگ ہو جائیں۔

(د) لیگ وکلاء اور اہل مقدمہ پر بھی زور دیتی ہے کہ بہت جلد سرکاری عدالتوں سے مقاطعہ کرلیں اور جگہ جگہ ثالثی عدالتیں

۱۔ اعمال ۱۱ باب ۲۶۔ پال کے متبعین کو سب سے پہلے انطاکیہ میں کرسچین (مسیحی) کا لقب ملا۔

حضرات شیعہ سے خطاب

(از قلم حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ مشنری مدراس)

مسلمانوں کی حالت زار پر آج مسلمان ہی خون کے آنسو رو رہے ہیں مگر ان لغویات اور بدعات کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے جو ان کے اندر ان کے مذہب کو بدنام کرنیوالی جاری اور ساری ہو چکی ہیں تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ مسلمانوں نے اس مہینے میں کیا کچھ بدعات کی رسمیں آپ جاری کر لی ہیں اور حضرت امام حسینؓ کے ذوالجناح اور پنجے اور روضہ کی شکلیں بنانی شروع کر دی ہیں، خود ہی فرضی قبروں اور روضوں کی نقلیں بناتے ہیں اور خود ہی انکے آگے مرادوں کے رقعے لکھکر گذارتے ہیں مراد مانگنے بیٹھ جاتے ہیں۔ خود ہی فرضی ذوالجناح اور حضرت امام حسینؓ کا فرضی اور نقلی عمامہ اور فرضی تیر و تفنگ بناتے ہیں۔ اور خود ہی ان کے سامنے ماتم اور آہ و فغان کرتے اور چھاتی پیٹتے ہیں اور پھر خود ہی اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی نقلی ذوالجناح اور ہاتھ سے بنائی ہوئی جھوٹی زیارتوں کو مقدس سمجھکر بوسہ دیتے اور ہاتھ چھوکر آنکھوں پر لگاتے اور دنیا جہان کے سامنے اس مقدس اسلام کا جو نہایت پاک اور اعلیٰ توحید اور صرف خدا پرستی کا سچا مذہب ہے یہ نقشہ دکھاتے ہیں۔ اور غرض جو ان تمام شیعات کی یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ کے لئے جس نے ایک آنسو بھی بہا دیا وہ قطعی جنتی ہو گیا۔ گویا بلا تشبیہ عیسائیوں کی طرح اپنے گناہوں کا کفارہ شہادت حسینؓ قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ اسلام میں کفارہ کی کوئی تعلیم نہیں۔ وہ مذہب جو خود کفارہ مسیح کی تعلیم کو غلط اور باطل قرار دیتا ہے افسوس آج اس مذہب کے نام لیوا اور مسلمان نام رکھنے والے اسی باطل اور غلط خیال میں خود ہی گرفتار ہو گئے۔ ہمارے شیعہ بھائیوں نے تو یہاں تک اس میں غلو کیا ہے کہ اپنی نشستگاہوں میں قطعے لکھوا کر لگا دیئے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ من بکیٰ علی الحسین او تباکی او تبکی وجبت لہ الجنۃ۔ یعنے خدا نے فرمایا جو شخص امام حسینؓ پر رو دیا یا اس نے دوسروں کو رلایا اس کے لئے جنت واجب ہو چکی۔ حالانکہ نہ خدا نے اور نہ اس کے پاک اور برگزیدہ رسول محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہیں ایسا فرمایا۔ اور نہ ائمہ اہلبیت نے ہی کبھی ایسا کہا ہے۔ پھر کس قدر ڈرنے کا مقام ہے کہ اسکو خدا کا کلام کر کے لکھا اور بتلایا جاتا ہے

شیعہ حضرات تو حضرت امام حسینؓ یا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو قاضی الحاجات سمجھنے لگ گئے ہیں محرم کے تعزیوں پر ہزاروں درخواستیں مرادوں کے لئے گذارتے ہیں بلکہ بعض ناسمجھ تو ان تعزیوں کو پوجتے بھی ہیں۔ شیعوں کے محلوں میں سیر کر کے دیکھ لو۔ کوئی گھر نہیں ہوگا۔ جس کے دروازے پر یہ قطعے یا علی مشکل کشا یا امام حسین ابن رسول اللہ یا علی مدد وغیرہ وغیرہ اور یہ شعر

لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمہ
المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھما والفاطمہ

اور یہ قطعے تو سنی شیعہ سب گھروں میں دیکھے جاتے ہیں " در عہد است علی فاطمہ حسن حسین "

یوں تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ کو اپنی مظلومانہ زندگی کے رو سے اسلام میں ایک بڑی عظمت حاصل ہے اور حضرت امام حسینؓ کا مظلومانہ واقعہ خدا تعالیٰ کی نظر میں بہت عظمت اور وقعت رکھتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ آنیوالے زمانہ میں بھی اس کی عظمت قائم رکھے اسی وجہ سے یہ واقعہ اس مہینے میں ہوا جو اسلام کا شروع سال کا مہینہ ہے تاکہ سال کے شروع ہوتے ہوئے وہ زمانہ بھی آنکھوں کے سامنے آ جائے۔ جس میں جگر گوشۂ بتول کمال درجے کے ظلم اور جور و جفا کی راہ سے دمشقی اشقیا کے محاصرہ میں آکر مع احباب و اصحاب و عزیز و اقربا وطن سے دور صحرائے غربت میں نہر فرات کے کنارے تین دن کے بھوکے پیاسے رکھ کر شہید کئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ روز ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری مطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے پر ظلم احکام نکلنے تھے۔ اور جس میں ایسے سنگدل اور سیاہ درون لوگ پیدا ہوتے۔ ہمیشہ کے لئے مصیبتوں کا آماجگاہ بنا دیا۔ تا اس کے دیکھنے والے دو فائدے اس سے حاصل کریں۔ ایک یہ کہ امام مظلوم حسین رضی اللہ عنہ کا دردناک واقعہ شہادت انکو یاد آ جائے۔ دوسرے یہ کہ یزیدیوں کا شعور ہوگا جس سے ہزار طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے دمشق ہی ہے۔

چونکہ احتمال ہے کہ بعض غبی الطبع اس اظہار کا اصل منشا سمجھنے میں غلطی کھائیں اور جیسا کہ جو بعض لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ اہل بیت کو نعوذ باللہ کچھ چیز نہیں سمجھتے ہیں یا ائمہ اہلبیت کی نعوذ باللہ توہین کرتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ہم احمدی نعوذ باللہ ائمہ اہل بیت یا حضرت امام حسینؓ سے محبت نہیں رکھتے ضروری ہے کہ ہم پہلے اپنا اور اپنے مقدس امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کا عقیدہ امام حسینؓ اور دیگر ائمہ طاہرین رضی اللہ عنہم اور یزید پلید کی نسبت لکھدیں تاکسی قسم کی غلط فہمی نہ رہے۔ وھو ہذا:۔

ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا۔ اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دنیا کی محبت نے اسکو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاہر مطہر تھے اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کے تقوےٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنیوالے ہیں جو اسکو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقوےٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو انہی میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ انکی شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے" انتہی بلفظ الشریف از اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان صفحہ ۲۱۔

لیکن باوجود اس کے یہ جو بعض شیعہ صاحبان نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کو پرستش کی حد تک پہنچایا ہے۔ اور اسکو اسلام کا مغز سمجھ لیا ہے اور یہاں تک غلو کیا ہے کہ لکھدیا ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی وہ شان ہے کہ تمام نبی اپنی مصیبتوں کے وقت میں اس امام کو اپنا شفیع ٹھہراتے تھے۔ اور انکی طفیل انکی مصیبتیں دور ہوتی تھیں۔ اور ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مصیبت کے وقت حضرت امام حسینؓ کے ہی دست نگر تھے اور آپ کی مصیبتیں بھی امام حسینؓ کی شفاعت ہی سے دفعہ ہوتی تھیں۔ یہ اس قسم کی باتیں ہیں جو شیعہ مذہب کے بدیہی البطلان عقائد کو ظاہر کر رہی ہیں کیونکہ اگر تمام انبیاء علیہم السلام حضرت امام حسینؓ کو ہی اپنا شفیع ٹھہراتے تھے تو تمام انبیاء پھر حضرت امام حسینؓ کے ہی طفیل ہوئے اگر حضرت حسین رضؓ نہ ہوتے تو تمام نبیوں کا نجات پانا مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ یہ تو قرآن مجید پر تقدم ہے۔

شیعہ حضرات کو چاہئے کہ وہ حضرت امام حسینؓ کی نسبت ایسا غلو نہ کریں۔ کہ جس سے قرآن مجید اور حضرت نبی کریم صلعم کی بھی ہتک لازم آوے۔ ہر ایک کو فضیلت وہ دینی چاہئے جو قرآن مجید سے ثابت ہو۔ کیا تعجب نہیں کہ قرآن مجید تو انبیاء کا نام لیکر ان کا ذکر کرتا ہے اور ان کی تعریف کرتا ہے مگر حضرت امام حسین رضؓ جو تمام انبیاء کے شفیع اور سردار ہیں ان کا سارے قرآن مجید میں ذکر ہی ندارد۔ ہاں یہ سچ ہے کہ حضرت امام حسین رضؓ خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے اور قرآن کریم نے جو راستبازوں۔ مطہروں اور معصوموں، صدیقوں اور شہیدوں کے نشانات بتلائے ہیں وہ سب آپ میں پائے جاتے تھے۔ لیکن بلاوجہ انکو تمام انبیاء کا سردار بنانا خدا کے پاک رسولوں اور قرآن مجید کی سخت ہتک کرنا ہے یہ اور بات ہے کہ سنی یا شیعہ حضرات مجھکو گالیاں دیں یا میرا نام کافر یا دجال رکھیں لیکن مبلغ اسلام ہونے کی حیثیت سے جو بات حق ہے اس کا کہنا میرا فرض ہے میں یہی کہوں گا کہ حضرت امام حسین رضؓ کی فضیلت کا دعوےٰ تمام انبیاء پر ایک جھوٹا دعوےٰ ہے نہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہو سکتا ہے نہ کسی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور نہ کوئی شیعہ یا رافضی کوئی قول خدا۔ کوئی قول رسول یا کوئی قول ائمہ اہلبیت سے ایسا دکھلا سکتا ہے جہاں حسین رضؓ کو افضل الرسل اور شفیع المذنبین کہا گیا ہو۔ اور نہ کوئی قول حسینؓ کا ایسا دکھایا جا سکتا ہے۔ جس میں حضرت امام نے خود فرمایا ہے۔ کہ مجھے کل انبیاء پر فضیلت ہے۔

سوائے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو۔ کہ حسینؓ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ تمہارا منجی وہ نہیں ہے بلکہ وہ ہے جو حسین رضؓ کا بھی منجی ہے اور جو حسینؓ سے بھی بہت بڑھکر ہے وہ رسول رب العالمین۔ خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پھر کیا حسین رضؓ انکے برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں حسین رضؓ کو وہ درجہ اپنے پاس سے نہ دو۔ جو خدا اور اس کے رسول نے انکو نہیں دیا۔ قرآن مجید کی طرف آؤ کہ اس میں نجات ہے اس میں فلاح دارین ہے۔ اس میں ایمان اور اسلام اور سلامتی ہے۔ ان جھوٹے قصے کہانیوں کو جانے دو۔ جو قرآن مجید سے صریح خلاف ہے۔ اور جن پر قرآن مجید کی تصدیق نہیں، وہ سب جعلی ہیں انکو مانکر تم اپنا دین اور ایمان دونوں ضائع کرو گے۔ قرآن مجید کی طرف دوڑو اسکو محکم پکڑ و کہ حضرت علی و حسن و حسین و فاطمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی اسی قرآن مجید کے تابع تھے اسی قرآن مجید سے ہدایت پاتے تھے اسی سے نور حاصل کرتے تھے۔ یاد رکھو کہ نبوت سے بڑھکر تو کوئی مقام نہیں اگر حسین رضؓ کا درجہ کسی نبی کے برابر ہوتا۔ تو خدا انکو بھی نبی بناتا نہ کہ فقط امام۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حقیقی طور پر امام کا لفظ بھی صرف انبیاء کے لئے ہی خاص ہے حضرت امام حسین پر یا اور بزرگوں پر تو مجازاً اس کا استعمال ہوتا ہے نہ حقیقتاً۔ کیونکہ پیشروئی کی قوت اور استعداد اور علم جو نبیوں کو ہوتا ہے وہ دوسروں کو جو غیر ان کے ہوں کبھی نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ خدا کے حضور کیسا ہی اعلیٰ مرتبہ کیوں نہ رکھتے ہوں۔ قرآن مجید کو کھولکر دیکھو کہ اس میں نبیوں کا کیا اعلیٰ مقام اور درجہ بتایا گیا ہے۔ کیا وہ مقام حسین رضؓ کو حاصل تھا ہرگز نہیں۔ جو شخص قرآن مجید کو محکم پکڑتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے میں اسکو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کیوقت جہاز پر بیٹھ گیا لیکن جو شخص قرآن مجید کو نہیں مانتا بلکہ اسکو اٹھا کر پھینکدیتا ہے یا اسکو محرف مبدل ناقص اور ناتمام کہکر چھوڑتا ہے وہ خدا کے غضب میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا اسکے پاس سامان نہیں سچے شفیع صرف محمد رسول اللہ صلعم ہیں باقی سب جھوٹے اور بناوٹی شفیع ہیں جو خود اپنے ہاتھ سے تراشے گئے ہیں۔ (باقی دارد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۲۱ء نمبر ۵۴

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

بلاشبہ تمہارے لئے اللہ کے رسول کے اعمال زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے

تمام اقوام عالم میں اپنے مشاہیر کی یادگاروں اور انکے کارنامے نمایاں کو کسی نہ کسی رنگ میں محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کتابوں۔ قصے کہانیوں اور سالانہ تہواروں اور آجکل کی مہذب اور متمدن اقوام میں تماثیل اور مجسموں کے نصب کرنے سے ان کی یاد کو تازہ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے یہ داستان امیر حمزہ۔ مہابھارت رامائن اور ویدوں کے بعید قصے از قیاس قصے اور تذکرے دُنیا نے کیوں ہزاروں سال سے محفوظ کر رکھے ہیں جنکی غرض واحد بلکہ مقصد وحید صرف اس قدر ہے کہ جن لوگوں نے کسی پاک اور اعلےٰ عمل کا بہترین نمونہ اپنی زندگی میں پیش کیا ہے اُن کی یاد کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا جائے۔ جو لوگ نیکی اور صداقت کی راہوں پر چلے ہیں اُن کے نیک اعمال کی یاد ہمیشہ تازہ ہوتی رہے لیکن مرور زمانہ کے ساتھ دُنیا کی عالمگیر مرض مشاہیر پرستی نے ان نیک اور پاک تذکروں میں بہت سے زوائد اور اباطیل کو داخل کر دیا ہے۔ اور اُن مقدس انسانوں کو جو دُنیا کی رہنمائی اور رشد و ہدایت کی تاسیس کے لئے خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ خدا اور دیوتا معبود بنا لیا۔ اور وہ مجسمے کہ جو فی الحقیقت اُنکے نیک اعمال اور کارہائے نمایاں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ بالآخر دُنیا کی ضلالتوں اور بربادیوں کے سنگِ راہ ہو کر رہ گئے۔

قرآن کریم جو دُنیا کی تمام رسم پرستیوں اور ضلالت آمیز راہوں سے نسلِ انسانی کو بچانے کے لئے آیا۔ اُس نے نیک انسانوں اور اعلےٰ ترین ہستیوں کی یادگاریں تماثیل اور مجسموں کے ذریعہ قائم کرنے کی تعلیم نہیں دی کہ جن کا اثر ظواہر سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھتا تھا۔ اور دُنیا ہمیشہ اور الاباد تک اُن کے پتھروں سے ٹھوکر کھا کر جہالت اور تاریکی کے گڑھوں میں گرتی رہی اُس نے سالانہ جشنوں اور تہواروں کے رنگ میں اُن کی یاد کو تازہ رکھنے کی تعلیم نہیں دی کہ یہ وسائل ہمیشہ رسم پرستی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ان تمام وسائل کے ذریعہ انسانوں کی بڑائی تو کی جاسکتی ہے اور اُن کو انسانیت کی سطح سے بلند کر کے اوتار۔ دیوتا اور خدا بنایا جاسکتا ہے۔ پر نیک اعمال کی یاد ان سے تازہ نہیں ہوتی۔ بلکہ حقیقت اور مقصود اصلی ان ظاہری مجسموں کے وجود میں گم ہو جاتا ہے۔ جہالت اور تاریکی کے فرزند اُنکے حضور انتہائی عجز و الحاح کے ساتھ سربسجود ہوتے ہیں۔ مگر اُنکے نیک اعمال اور زندگی بھر کے کارہائے نمایاں کو معلوم کرنے اور اُن پر عمل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کرتے۔ وہ لوگوں کے دلوں میں اپنی الوہیت اور معبودیت کی ارادت اور عقیدت تو پیدا کر سکتے ہیں مگر انسان کے حقیقی کمال اور نیکی و صداقت کی عملی بزرگی کو پیدا نہیں کر سکتے۔

قرآن کریم نے بھی ہمارے سامنے ایک یادگار رکھی ہے۔ وہ کوئی پتھر کا مجسمہ اور کسی وجاہت کی تمثیل نہیں اور نہ یہ حکم دیا ہے کہ سال کے کسی مخصوص دن میں اُس کی ولادت کی یاد کو تازہ کر لیا کرو۔ اس نے ہم مسلمانوں کے سامنے ایک سچی یادگار اور حقیقی تذکار کو قائم کیا ہے۔ مگر ایسا تذکار جو اپنے خصائص کے لحاظ سے تمام دُنیا میں کوئی نظیر نہیں رکھتا۔۔۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

ہے۔ بلاشبہ تمہارے لئے اللہ تعالےٰ کے رسول کے اعمال زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے

یہ تذکار کسی مجسمہ اور تمثیل کی شکل میں نہیں بلکہ یہ یادگار اعلےٰ نیکیوں اور صداقتوں کی یادگار ہے اور دُنیا میں یہ ایک ہی انسان ہے کہ جس کے سوانح زندگی کے افکار اور اشغال کو اس اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔ ورنہ مختلف مذاہب کے داعیوں میں سے اور کون داعی ہے کہ جس کے سوانح اور اعمال اس قدر تفصیل و جامعیت کے ساتھ محفوظ رکھے گئے ہوں۔

وید کے رشیوں کی شخصیت تو ابھی تعین ہی نہیں ہو سکتی۔ کہ کون پر نازل ہوئے۔ وید جن پر انہوں نے کس طرح عمل کر کے دکھایا۔ یہ تو بعد کا سوال ہے۔ کہ جس کا جواب دینے سے ہندو لٹریچر قطعاً عاجز ہے۔ یہی حال اناجیل اور باقی کتب مقدسہ اور ان کے داعیوں کے حالات زندگی کا ہے۔ اناجیل خود اس پر گواہ ہیں کہ یہ کتابیں سینکڑوں سال بعد زبانی روایات کی بنا پر مرتب کی گئی ہیں ✦

لینت اور ہمدردی کا ایک اعلےٰ مجسمہ

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین ۝

احد کی جنگ میں جب کفار کے حملے کی وجہ سے مسلمان منتشر ہو گئے۔ اور جس کا نتیجہ آخر یہ ہوا۔ کہ بہت سے مسلمان اور بڑے بڑے صحابہ رض شہید ہو گئے۔ اور کچھ لوگ بھاگ کر مدینہ چلے گئے۔ اور اس تمام مصیبت کی وجہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ کی نافرمانی تھی کہ جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص مقام پر کھڑا کیا تھا۔ اور یہ حکم دیا تھا۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو تم وہ اپنی جگہ کو نہ چھوڑیں۔ مگر اس گروہ نے اس جگہ کو چھوڑ دیا۔ اور باقی تمام مسلمانوں کی مصیبت کا موجب ہوئے۔ اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ تعلیم دی کہ جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ اب اس گروہ کے ساتھ کہ جس نے نافرمانی کی۔ اور کل مسلمانوں کی مصیبت کا باعث ہوئے۔ اور قریب تھا کہ کل کے کل کچل دیئے جاتے۔ اگر اللہ تعالےٰ کی نصرت اُن کے شامل نہ ہوتی۔ ایسے موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم یہ کس قدر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے کہ تو اُن کے لئے نرم واقع ہوا ہے۔ ولو کنت فظا غلیظ القلب اگر تو سخت ہوتا فظ کے معنے ہیں کلام میں سخت غلیظ القلب یا دل کا سخت ہوتا۔ لانفضوا من حولک یہ جو تمہارے اردگرد لوگ جمع ہیں نہ ہوتے۔ بلکہ تجھ سے دُور بھاگ جاتے فاعف عنھم اس لئے اگرچہ انھوں نے قصور کیا ہے۔ مگر تم ان سے درگذر کرو۔ اُن سے باز پرسی مت کرو۔ اور نہ اُن کو سزا دو۔ واستغفر لھم بلکہ اُن کے لئے دُعا کرو۔ اُن کی سزا سے درگذر کرنا ہو تو آسان ہے۔ مگر تم اُن کے لئے دُعا بھی کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ اُنکو ایسے قصور سے محفوظ رکھے وشاورھم فی الامر۔ صرف یہی نہیں اُن کو آئندہ اپنے مشیر بنائے رکھو۔ اُن سے اپنے امور مہمہ میں مشورہ لیا کرو۔

جن لوگوں کے قصور کی وجہ سے مسلمانوں کا اس قدر نقصان ہوا۔ اُن کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے آپ کے حکم کی کھلی نافرمانی کی اُن کے ساتھ یہ نرمی برتی جاتی ہے وہ اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت سے ہمدردی اور محبت ثابت ہوتی ہے اور اس تعلق کا پتہ چلتا ہے جو آپ کو ان لوگوں کے ساتھ تھا۔

یہاں تک کہ وہ گروہ جس نے اسلام کی بیخکنی میں کسی قسم کی کمی نہیں کی دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف مددیں دیں۔ اور نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اُن کا رئیس رئیس عبد اللہ بن ابی جب فوت ہوا۔ تو اُس کے بیٹے کی درخواست پر آپ نے اپنا کرتہ اُس کے لئے عطا فرمایا۔ اور بعض لوگوں کی رائے کے خلاف اُس کا جنازہ بھی خود پڑھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے دل میں کس قدر نرمی اور رقت تھی۔ جنکو ذرا سا بھی تعلق تھا۔ اُنکے ساتھ بھی کمال ہمدردی کا برتاؤ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ دُنیا میں کوئی قوم نہیں بن سکتی۔ جب تک اُس میں باہم ہمدردی اور نرمی نہ ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کا ہمدردی وہ مشکل مقام تھا۔ کہ آپ نے نافرمانی کرنیوالوں کو زجر و توبیخ تک نہ کی۔ یہاں تک کہ جو اُن میں سے بھاگ گئے تھے۔ اور وہ تین دن کے بعد واپس آئے۔ تو اُنکو صرف اسقدر کہکر کہ لقد ذھبتم۔ تم بہت دور چلے گئے۔ اور وہ بھی پیار کے الفاظ میں۔ اور ایسے موقعہ پر جہاں بہت سی سختیاں کرنی پڑتی ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نرمی سے کام لیا۔ اور اُن کی اصلاح کی۔ کہ کوئی بڑے سے بڑی سختی بھی اُن کی اصلاح نہ کر سکتی تھی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ آپ کے اس قدر جان نثار تھے۔ اور آپ کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار تھے۔

یہ خلق لینت کہ جس کی نسبت خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہ بڑی بھاری رحمت ہے۔ یہ کس طرح سے پیدا ہوتا ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ بعض دل تو اللہ تعالےٰ نے ہی ایسے بنا تا ہے۔ کہ جن میں لینت اور ہمدردی کمال درجے کی ہوتی ہے مگر ان کو جو قوتیں اللہ تعالےٰ نے دیئے ہیں۔ ان کو بھی من اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھنا چاہئے۔ تو اس کے اندر بھی وہ خوبی پیدا ہو سکتی ہے

اپنے قویٰ اور خلق کا ہمیشہ برمحل استعمال انسان میں بہت سی خوبیاں پیدا کر دیتا ہے۔ اس آیت میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف مقصود نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے لئے سبق دینا مقصود ہے کہ مسلمانوں میں باہم کس طرح نرمی اور ہمدردی ہونی چاہئے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب کفار اور منافقین کے لئے اس قدر نرم تھے۔ تو اپنوں کے لئے کس قدر نرم ہوں گے۔

انسان کی جب خلق خدا سے ہمدردی ہوتی ہے تو اُن سے درجۂ غایت محبت پیدا ہوتی ہے۔ جماعتیں ہمیشہ باہمی ہمدردی اور نرمی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور آپس کی بے اتفاقی اور سختی سے بگڑ جاتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی کا نزول ہوا۔ اور آپ اس کی شدت سے گھبرا کر گھر واپس آئے۔ اور اس کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ تو اُس نے فرمایا واللہ مایخزیک اللہ تعالیٰ ابداً انک لتصل الرحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق۔ اللہ تعالےٰ تجھے کبھی ضائع نہیں کریگا۔ کیونکہ تو صلہ رحمی رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ اور تھکے ماندوں کے بوجھ اٹھاتا ہے۔ اور جن کا کوئی کمانے والا نہیں۔ اُن کے لئے اہتمام کرتا ہے۔ اور تو مہمانوں کی تواضع کرتا ہے اور مصائب میں حق کے مددگار ہیں۔ یہی وہ باتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ اور تاریخ کے ساتھ جان نثاری کے ثبوت دیتے تھے ورنہ محض دعاوی سے تو کوئی شخص دُنیا کو اپنا اس قدر گرویدہ نہیں بنا سکتا۔ جس قوم کا لیڈر اپنے پیروؤں کے ساتھ اس قسم کا خلق۔ لینت اور ہمدردی کا اظہار نہیں کرتا۔ وہ اپنے پیروؤں کے اندر اس قدر جان نثاری کبھی پیدا نہیں کر سکتا۔ (باقی دارد)

استقامت

استقامت ایک ایسی چیز ہے کہ کہتے ہیں الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ استقامت ہی تو تھی۔ کہ خواب میں حکم ہوا۔ کہ تو بیٹا ذبح کر۔ حالانکہ خواب کی تعبیر اور تاویل بھی ہو سکتی تھی۔ مگر خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت اور ایسی استقامت ہے کہ یہ حکم پاتے ہی بلا تامل اس کے لئے تیار ہو گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آجکل اگر کسی کا بچہ امراض میں مبتلا رہ کر مر جائے تو خدا تعالےٰ کی نسبت ہزاروں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اور شکوہ و شکایت کے لئے زبان کھولتے ہیں۔ لیکن ایک ابراہیم ہے کہ بیٹے کی محبت کو کچل ڈالا۔ اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو تیار ہو گیا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جنکو خدا تعالےٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ایسے آدمیوں کے کلمات طیبات قرار دیئے جاتے ہیں اور اُن کو ذریعۂ دعا اُن کے کپڑوں کو متبرک قرار دیا جاتا ہے۔ یاد رکھو! مومنوں کا ایلام بر رنگ انعام ہوتا ہے اور اس سے عوام کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضور صلعم پر آئیں۔ ہم تو اُن کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اُٹھتا ہے۔ جب اُن کا تصور کرتے ہیں اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی، فراخدلی، استقلال۔ عزم اور استقامت کا پتہ ملتا ہے۔ کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ مگر اُسکو ذرہ بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لحہ سست اور غمگین نہیں ہوتے۔ وہ مشکلات اُن کے ارادہ کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔ بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اُٹھتے ہیں کہ آپ تو خدا کے حبیب مصطفےٰ اور مجتبیٰ تھے پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے واسطے جب تک زمین کو کھودا نہ جائے اُس کا جگر پھاڑا نہ جائے۔ وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں۔ تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے۔ جو مایۂ حیات ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لذت جو خدا تعالےٰ کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم کے دکھانے سے ملتی ہے جب تک سخت مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گذرے۔ وہ لوگ جو اس کو چہ سے

ترکی پونانیوں کے علاقے خالی کر کے واپس لے لئے جائیں۔ جنرل ورنیزیلوس اعظم یونان نے جو اس نے سیتاپا میں کہا کہ نہ صرف امن دنیا کے امن کے قیام کے لئے بلکہ خود یونانیوں کے فائدے کے لئے ترکوں کو کم سخت اور منصفانہ سزا دی جائے۔

(۴) اگر ہم مشرق - بلقان اور یورپ میں امن و امان چاہتے ہیں تو ہمیں سیورے کے عہد نامہ پر نظر ثانی کرنی چاہئے فرانس وہ ملک اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں (اخبار پیٹیٹ پیرس)

(۵) سابق پریزیڈنٹ فرنچ فارن آفس کمیٹی کی رائے میں ترکی کے ساتھ اتحادانہ عہدنامہ کرنے کی گفتگو شروع کر کے عہدنامہ سیورے کی نظر ثانی کی جانی چاہئے۔ عہد نامہ سیورے پر گو فرانس کے دستخط موجود تھے۔ تاہم وہ درحقیقت انگلینڈ کا کام تھا۔ جس کا مُدعا ترکوں کو ایشیا کوچک میں دھکیل دینا اور یونان کو مشرقی ممالک پر اقتدار دینا تھا۔ اس شرط پر کہ وہ وفاداری سے انگلینڈ کے منصوبوں میں مدد دیتا رہے۔ لیکن سفراء نے دو باتوں سے غفلت کی۔ یعنی یونان کی قابلیت اور ترکوں کی مرضی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بموجب عہدنامہ یونان کو ترکوں کا بہت سا علاقہ دے دینے کے پابند ہو گئے۔ جو نہ تو قسطنطنیہ کی گورنمنٹ سے اسے پورا کر سکتی ہے اور نہ اسپر زور دینے کی کوشش کریگی۔ ترکی کی حکومت کا اصل مقصد انگورا میں ہے۔ جہانکہ ایک پارلیمنٹ تمام قوم کے نام پر باقاعدہ کام کر رہی ہے۔ اور جب تک حکومت انگورا عہدنامہ کو قبول نہ کرے۔ یہ بالکل بے فائدہ ہے اور جب تک کہ ہم قسطنطنیہ کی گورنمنٹ کی مرضی سے مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ سیدھی گفت و شنید نہ کریں یہ معمہ لاینحل ہے ❁

اقتباسات

انڈین نیشنل کانگرس ناگپور

تقریر صدارت

ہندوستان کا پیغام انگلستان کو :- اسوقت ہمارے سامنے جو کام ہے وہ جیسا کہ ہمارے ہر طرح مفاد کے لئے اہم اور عظیم ہے ویسا ہی مشکل بھی ہے۔ ہمیں نہایت غور کے بعد ایک پیغام تیار کر کے اپنے مہربان بادشاہ اور دُنیا کی تمام بڑی بڑی قوموں کے پاس بھیجنا ہے اور وہ پیغام یہ ہے کہ اہل ہند کو اُن کے حکمرانوں نے ایک نہایت ناقابل برداشت حالت میں ڈالدیا ہے۔ اور اس لئے اب انہوں نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ وہ اپنے خوش نما ملک کو "اپنے بیٹوں کے رہنے کے قابل اور محفوظ بنا کر چھوڑیں گے" اور اگر انکے اس نہایت ضروری مقصد کے حصول میں کچھ دیر ہوئی تو اسکے معنے اُن کے لئے تباہی و بربادی اور اگر تمام دُنیا کے لئے نہیں تو سلطنت کے لئے ضرور خطرے کے موجب ہونگے۔

ہم کیا ہیں؟ ہمارے لئے اسوقت سب سے بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ اس عظیم الشان کام کو کس طرح انجام دیا جائے؟ سب سے پہلے ہمیں صحیح صحیح طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ہم کیا ہیں؟ تاکہ بعد میں ہم صاف اور صحیح طور پر یہ سمجھ سکیں کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں؟ ہم اپنی آزادانہ خواہش اور رضامندی سے ایک حقیقی معاہدہ کی رو سے عظیم الشان برطانی دولت مشترکہ (کومن ویلتھ - اصطلاحی یعنے سلطنت متحدہ) کے اہم جُزو ہیں۔ اور یہ ہماری قومی انسٹی ٹیوشن (کانگرس) ایک عرصہ دراز تک زمانہ کے رحم میں رہ کر ۳۵ سال پہلے اس نئے جامۂ ہستی میں آیا تھا۔ کہ اس معاہدہ کے فریق ثانی کو اس امر کی ترغیب دے یا اس بات کے لئے مجبور کرے کہ ہمارے ملک کی پولیٹیکل ترقی اور نئی زندگی کے لئے اپنے فرائض اور اقرارات کو وفاداری کے ساتھ پورا کرے۔ تاکہ ہم برطانی دولت مشترکہ سے تعلق رکھنے والی دیگر قوموں کے برابر حقوق حاصل کر سکیں اور انگریزی کانسٹی ٹیوشن کی برکتوں میں ایک برابر کے حصہ دار کی مانند حصہ لے سکیں۔ اور ان سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ ہم مطمئن ہیں کہ اگر پہلے سالہاسال سے یہ وقت نہیں آیا تھا۔ تو اب وہ وقت آ گیا ہے جبکہ برطانی ہند میں فوراً ذمہ دار گورنمنٹ قائم کر دی جائے۔ اور اس مقصد کے لئے ایک باضابطہ تحریری دستاویز تیار کی جائے۔ جس میں رعایا کے بنیادی حقوق کا اعلان ہو اور یہاں کی گورنمنٹ کی ساخت (کنسٹی ٹیوشن)، سلطنت متحدہ اور خود مختار ممالک محروسہ (نو آبادیات) کی مانند ہو۔ ہم یہاں اسلئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ حقیقی معاہدے کے فریق ثانی سے یہ مطالبہ کریں۔ کہ اب وہ اپنے حصہ معاہدہ کی تکمیل کو لفظاً یا عملاً اور زیادہ عرصہ تک ملتوی نہیں رکھ سکتے۔ اس مقصد کے لئے ہمیں قانون اور تمام ایسے ذرائع سے مسلح ہو جانا چاہئے۔ جن کی امداد سے ہم انہیں یا اُن کے کارکنوں اور ایجنٹوں کو آئندہ ایسی وعدہ خلافیوں سے کم از کم صریحی وعدہ خلافیوں سے جیسی کہ وہ اب تک کرتے رہے ہیں روک سکیں اس مطلب کے لئے میں نے اس متذکرہ بالا دستاویز کا ایک مسودہ بھی تیار کر لیا ہے جو کہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

اعلان حقوق :- اس مجوزہ سکیم کا سب سے بڑا اور ضروری حصہ تو یہ ہے کہ بحیثیت ایک انسان کے اور سلطنت برطانیہ کے ایک شہری (سٹی زن) کے ہمارے بنیادی حقوق کا اعلان کر دیا جائے۔ ایک تحریری کانسٹی ٹیوشن کی تحریری اہمیت کے متعلق کسی مبالغہ آرائی سے کام لینا نہایت ناممکن ہے۔ تقریباً تمام جدید ممالک جہاں کہ آئینی گورنمنٹ ہے۔ اُن کے قوانین کی ساخت تحریری ہی ہے۔ انگلستان صرف اس سے مستثنیٰ ہے وہ بھی محض کسی قدر۔ کیونکہ اس کا کنسٹی ٹیوشن بھی سندات (چارٹرز) قوانین پارلیمنٹ اور روایات و مراسم سے بنا ہوا ہے۔ جن کی انگلستان کے بڑے جج معمولی قوانین کی مانند ہی حفاظت کرتے ہیں۔ جنہوں نے کہ انگلستان کی آزادی کی حفاظت اور حصولیت میں ملکی مدبروں اور سپاہیوں سے کچھ کم شاندار حصہ نہیں لیا۔ اب وہ زمانہ گذر گیا ہے۔ کہ ہم کسی غیر تحریری کنسٹی ٹیوشن کا اپنے دل میں خیال تک بھی لا سکیں۔ غیر تحریری کنسٹی ٹیوشن صرف پیدا ہو سکتا ہے۔ ایک دن میں بنایا نہیں جا سکتا۔ انگریزی کنسٹی ٹیوشن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس کا آغاز سات صدی پہلے اُس مشہور و معروف سند سے ہوا۔ جو کہ میگنا چارٹا کہلاتی ہے۔ اور اسکو ۱۸۳۲ء کے ریفارم ایکٹ نے نہایت مکمل طور پر درجہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس لئے یہ امید کرنا کہ ہندوستان اب اپنے کنسٹی ٹیوشن کی پیداوار کا آغاز کریگا۔ اور اس کی کامل تکمیل کا میلوں تک منتظر رہیگا۔ ایک صریحاً نادانی ہے۔ علاوہ ازیں تمام دُنیا کے ماہرین سیاست تحریری کنسٹی ٹیوشن کے اعلےٰ فوائد کے بارے میں متفق الرائے ہیں۔ (اپنے اس دعوے کے ثبوت میں آپ نے پروفیسر ڈیسے اور انگلستان کے سب سے بڑے سیاسی مدبر ایڈمنڈ برک کا حوالہ دیا)۔

تحریری اعلان حقوق کی تعلیمی حیثیت علاوہ ازیں ایک تحریری اعلان حقوق قومی تعلیم کے نقطۂ خیال سے ایک اعلےٰ اہمیت رکھتا ہے۔ ہم سب کو معلوم ہے کہ قدیم رومیوں کے زمانہ میں بارہ تختیوں کے قوانین کس طرح بچوں کو ازبر زبان کرائے جاتے تھے۔ اور اس عظیم الشان جمہوری حکومت کی طاقت و دولت کی ترقی میں اس طریق سے بھی کچھ کم حصہ نہیں لیا تھا۔ اپنے بنیادی حقوق کی ابتدائی اور صحیح واقفیت سے اپنے ہموطنوں کے اس قسم کے حقوق کا خیال بھی دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ اس لئے سب لوگ سلطنت کی طرف اپنی شہریت کے عام فرائض نہایت عمدگی سے سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ اس تعلیم کی بدولت لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں وہ عادات اور خصائل نشوونما اور ترقی حاصل کرتی ہیں جن کی بدولت لوگوں میں قابلیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہموطنوں کے ساتھ کمال مساوات اور اتحاد اور امن سے زندگی بسر کر سکیں۔ اس لئے یہ صاف طور پر آپ کے دلنشین کرانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ کہنا مبالغہ آرائی سے بالکل مبرا ہے کہ انسانیت کے بنیادی حقوق کے اعلان پر ایک قوم کے ہر ایک نوجوان کو کلام الٰہی کے طور پر غور کرنا چاہئے۔ سیاسی کلام الٰہی جو کہ انسانی کوششوں سے حاصل ہوا ہے۔ الہام کے ذریعہ الہام حاصل شدہ مذہبی کلام الٰہی کی ہی ایک شاخ ہے اور اسکے اصول کی بنیادی چٹان انسانی تجربہ ہے ان کی کارآمدگی کے متعلق انسانی تجربہ اور انسانی فہم ہے نہ کہ بلا دلیل ایمان و اعتقاد۔ مسٹر پائنکر فرانس کی جمہوری سلطنت کا مشہور پریزیڈنٹ اعلان حقوق کو نہایت موزوں طور پر تمام قوانین کا قانون لکھتے ہیں۔ اور اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ ہر قوم جس کے بنیادی حقوق یقینی نہ ہوں۔ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس کا کوئی بھی کنسٹی ٹیوشن نہیں ❁

کونسی طرز حکومت اچھی ہے؟ اسکے بعد سکیم میں گورنمنٹ کی مشینری کے طرز عمل کا ذکر ہے جسکو پروفیسر ہیرالڈ لاسکی نے رعایا کی سیاسی حکومت کا قانونی ایجنٹ کہا ہے۔ یہ ذمہ دار حکومت کا ایک خاکہ ہے۔ میں یہ خیال کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ اس بارہ میں بہت کم صاحب کو یہ اعتراض ہوگا۔ کہ ذمہ دار گورنمنٹ حکومت کا بہترین طریق ہے۔ جو کہ اب تک کسی آزاد ملک میں پایا گیا ہے۔ ذمہ دار گورنمنٹ کے لفظ میں "مدبری ذمہ داری" پوشیدہ ہے۔ یہ انتظامی گورنمنٹ کی ذمہ داری وضع قوانین کی طرف جو کہ رعایا کی قائم مقام اور تمام انتظامی گورنمنٹ کی ذمہ داری اپنے ہر ایک فعل کے متعلق جس کا کہ اس سے تعلق ہے۔ ایک مدبری گورنمنٹ جو کہ اپنی عمدگی اور رعایا کی آزادی کی حفاظت کے خیال سے ذمہ دار گورنمنٹ کی برابری کا دعوےٰ کر سکتی ہے کی طرز حکومت ہے۔ جس میں گورنمنٹ کا ہر فعل لازمی یا ہر وقت مطالبہ رعایائے ملک کے فیصلہ کے لئے پیش ہے۔ لیکن یہ طرز حکومت بڑے بڑے ملکوں کے لئے تقریباً اس سے دوسرے درجہ پر بہترین طرز حکومت سیاستہائے امریکہ کی سی جمہوری حکومت ہے۔ وہاں انتظامی احکام اعمال کے لئے براہ راست رعایا کے سامنے ذمہ دار نہ کہ اُن کے قائم مقام لیجسلیٹو کونسل کے سامنے۔ وہاں وزارت کی کوئی مجموعی ذمہ داری نہیں۔ وہ وزارت پر کی اسند نہ تو اکٹھے کھڑے ہی ہوتے ہیں اور نہ اکٹھے گرتے ہیں۔ لوگ ان میں سے ہر ایک کو انکے طرز عمل کے لئے (امپیچ) پارلیمنٹ میں مقدمہ چلانا) کے قدیم اور بھدے طریقہ سے برخاست کر سکتے ہیں۔ یا دوسرے انتخاب میں انہیں الگ کر سکتے ہیں۔ مگر پارلیمنٹ کی طرز کی یا وزارت کی حکومت میں انتظامی حکومت صرف اسی وقت برطرف ہو سکتی ہے۔ جبکہ وہ قائم مقام جماعت وضع قوانین کی کثرت رائے کا اعتماد اپنے مجموعی طرز عمل سے یا اپنے میں سے کسی ایک کے طرز عمل سے کھو دیں۔ اور کثرت رائے اُسے پسند نہ کرے اور یہ ضروری نہیں کہ یہ طرز عمل کوئی جرم یا کسی طرح کی بدچلنی کی حد تک پہنچا ہو جس پر الزام عائد کر کے پارلیمنٹ میں مقدمہ چلایا جا سکے۔ کسی انتظامی حکومت لیجسلیٹو کونسل کے خواہ اس کا ایک ایوان ہو یا دو۔ اعتماد کے بغیر بھی چلائی جا سکتی ہے ❁

بخارا کی کہانی انگریزی جاسوس کی زبانی

ہندوستان کے سیاسی افسر میجر ایف۔ ایم بیلی نے جنکو اگست ۱۹۱۸ء میں ایک خاص وفد پر ترکستان کی بالشویک گورنمنٹ کے پاس بھیجا گیا تھا اور جنکا اسوقت تک کوئی پتہ نہیں چلا تھا۔ بلکہ ایسا گمان ہو گیا تھا۔ کہ اُنکو غالباً بالشویکوں نے قتل کر ڈالا۔ علم جغرافیہ شاہی سوسائیٹی کے سامنے اپنی سرگذشت حسب ذیل بیان کی۔ کہ میں نے بالشویکوں کے جاسوس کی حیثیت سے ۱۹۱۹ء کی موسم خزاں میں دو ماہ سلطنت بخارا میں گذارے اور بعد کو کچھ ہمراہیوں کے ساتھ قراقوم کے ریگستان کے پار شمالی ایران میں بچکر نکل آیا۔ انہوں نے دوران تقریر میں بخارا کے حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ ایک اسلامی سلطنت ہے جو تمام مشرق میں اپنی باشندگان کی جوش جنون اور ریگستانی سفر و خانہ بدوش ترکمان آبادی کے لئے جہاں ہر شخص اپنے پڑوسیوں پر وار کرنے کیلئے ہر وقت آمادہ رہتا ہے خاص طور پر مشہور ہے ہمیں یاد دہانی کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ گذشتہ عرصہ میں بالشویک افواج نے بخارا پر دھاوا کیا اور امیر بخارا فرار ہو گیا۔ زار روس کے عہد حکومت میں بخارا اصل ایک نیم ملکی ریاست تھی اور جس وقت میجر بیلی وہاں موجود تھا اسوقت بالشویکوں نے اسکو بالکل خود مختار ریاست تسلیم کر رکھا تھا لیکن ترکستان اور بخارا کی بالشویکوں میں باہمی کشمکش کے آثار نمایاں تھے ❁

بخارا شہر کے حالات :- میجر موصوف نے بتلایا کہ جسوقت میں بخارا میں تھا اسوقت بازاروں میں بڑی رونق تھی وہاں ایک یہودی آبادی اور ایک ہندو کی سرائے ہے اور اسمیں تقریباً ۲۵ ہندو رہتے ہیں جو معمولی سوداگر یا دادو ستد کرنے والے ہیں لیکن یہودی یا ہندو گھوڑی یا گاڑی پر سوار ہو کر شہر میں نہیں نکل سکتے ہیں اور اُنکو اپنی چغوں کے اوپر کمر کے گرد ایک ڈوری لپیٹنا لازمی ہے نہ وہ کسی قسم کا پٹکا استعمال کر سکتے ہیں مگر روسی لوگ بخارا میں اپنے لباس کے اوپر رنگین خلعت پہنتے اور اپنے سروں پر روسی طرز کی بالوں کی ٹوپی اوڑھتے ہیں۔ امیر بخارا شہر سے تین میل باہر ایک محل میں رہتا ہے اور شہر میں کبھی نہیں آتا۔ شہر کا سب سے مشہور حاکم قاضی کلاں ہے وہاں کا چیف جسٹس ہے اور اکثر کوتل گھوڑوں کے جلوس سے شہر میں گشت کرتا ہے ❁

افواج بخارا :- افواج اکثر سڑکوں پر گشت لگاتی نظر آتی ہیں لیکن اُن میں بھی کمزوریاں نمایاں ہیں۔ اور افسر لوگ روسی نشان استعمال کرتے ہیں مگر فوجی جرنیل دیکھنے میں باعزت نہیں معلوم ہوتے وہ سب بوڑھے آدمی ہیں جنکی لمبی لمبی سفید داڑھیاں ہیں جبکہ جلوس میں تقریباً ایکدوسرے سوار نکلتے ہیں لیکن ہر عہدیدار مختلف سمتوں سے ادا ہوتا ہے چاروں طرف ایک شکستہ حال لیکن مضبوط شہر پناہ بنی ہوئی ہے جس کا محیط تقریباً ساڑھے سات میل کا ہے۔ آبادی نہایت گنجان ہے۔ حتیٰ کہ تمام شہر میں کوئی کشادہ جگہ یا باغیچہ تک نہیں ہے ❁

تو اپنی جائدادیں تک اس کی راہ میں خدا کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ یہ یقین اور ایمان میرزا نے اگر اُنکے دلوں میں پیدا نہیں کیا تو پھر دوسرے لوگ کیوں اسطرح اشاعت اسلام کیلئے قربانیاں نہیں کرتے کیا انہیں خدا کے کلام پر یقین نہیں کیا وہ اشاعت اسلام کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے پھر کیا وجہ ہے کہ اُن کے دلوں میں اس کا جوش پیدا نہیں ہوتا جب تم یقین رکھتے ہو کہ اسلام کی کامیابی کی صرف یہی ایک راہ ہے جس شخص نے اس علاج کو تجویز کیا اسکو تم نے دھکا دیدیا۔ اور خود تم اسکے نسخہ کے علاوہ اور کوئی نسخہ تجویز نہیں کرسکتے محض اُس کی ایک پیشگوئی کیوجہ سے تم اُسکو چھوڑ رہے ہو حالانکہ اسکے علاوہ اُس نے اور سینکڑوں پیشگوئیاں کی ہیں کہ جنکے تم خود مصدق ہو۔ باقی سب باتوں کو چھوڑ کر صرف ایک بات کو لے لینا یہ فیصلہ کا طریق نہیں

تعدد ازدواج کی بنا پر نبی کریم صلعم پر اعتراض کا جواب

عیسائی بھی اسیطرح جب اُن کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پیش کی جاتی ہے تو وہ کل خوبیوں کو نظر انداز کرکے یہ اعتراض کردیتے ہیں کہ نبی کریم نے بہت سی شادیاں کی ہیں مگر وہ پھر غور نہیں کرتے کہ ایک شخص جو شہوت کا غلام ہے وہ بھی شادیاں کرتا ہے اور ایک وہ بھی ہے کہ جو اسپر حکمران ہے وہ بھی کرتا ہے دیکھنا صرف یہ ہے کہ آیا شادی کرنیوالا شہوت کا غلام ہے یا وہ اس پر حکمران ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اگر کوئی یہ ثابت کردے کہ آپ شہوت کے غلام تھے تو ہم انکے اس تعدد ازدواج کو خود بری نگاہ سے دیکھیں گے۔ عرب جیسے گرم ملک میں جہاں انسان بلوغت کو بہت جلد پہنچ جاتا ہے آپ ۲۵ برس تک تجرد کی حالت میں رہے اور اس جوش شباب کے عہد میں یہ شخص امین ہے عفیف ہے اور اس پر اُسکی قوم کوئی دھبہ نہیں لگا سکتی اگر یہ شخص شہوت کا غلام ہوتا تو ایسے جذبات کے ہیجان کے اوقات میں ضرور کہیں نہ کہیں مبتلا ہو جاتا اسکے بعد یہی ۲۵ سالہ جوان ایک چالیس سال کی معمر عورت کے ساتھ شادی کرتا ہے اور اس معمر عورت کے ساتھ اپنی جوانی کے ۲۵ سال بسر کردینا یہ بتلاتا ہے کہ آپکو اپنے جذبات پر کسقدر حکومت حاصل تھی آپ جذبات کے غلام نہ تھے بلکہ اُن پر ایک زبردست حکمران تھے۔ اسکے بعد ۵۲ سال کی عمر میں اس بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد آپ نے اور شادیاں کی ہیں اور اُنکی تعداد دس تک پہنچ جاتی ہے جس سے اللہ تعالےٰ کا مقصد یہ دکھلا دینا تھا کہ وہ شخص جو بڑھاپے کی حالت میں دس بیویوں کے حقوق ادا کرسکتا ہے وہ اگر اپنے جذبات پر زبردست حاکم ان نہ ہوتو جوانی میں کیونکر ایک ہی بیوی پر بس کرسکتا ہے۔ قوت تو اسقدر ہے کہ دس بیویاں رکھ سکتا ہے اور جذبات پر حکومت اسقدر کہ عالم شباب میں صرف ایک ہی معمر بیوی پر اکتفا کرتا ہے ایک راہب یا ایک جنگل میں زندگی بسر کرنیوالا مجرد انسان کہ جسکے سامنے اُسکے دل کو گرانے والے سامان موجود نہیں۔ ہوتے نامردی کی حالت میں مجرد رہ سکتا ہے مگر اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلعم کے دس بیویوں سے شادی کرلینے سے یہ دکھادیا کہ وہ نامرد بھی نہیں بلکہ ایک زبردست جذبات کا مالک ہے اور وہ ان پر ایک زبردست حکمران ہے پھر جو شخص شہوت کا غلام ہو۔ وہ تو اپنی عورتوں کی خاطر سب کچھ کرتا ہے۔ مال و دولت جو کچھ اسکے قبضہ میں آتا اُن کو خوش رکھنے کے لئے سب اُنکو دیدیتا۔ مگر اسکے برخلاف جب آپکے پاس مال و دولت آیا اور اُن عورتوں کا دل بھی اُسکو دیکھکر للچایا تو آپکو حکم ہوتا ہے اور آپ اُن عورتوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا ...الخ اگر تم دُنیا کی زندگی اور زینت کو دوست رکھتی ہو تو پھر تمکو سب کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کردیا جائے۔ کیا یہ شخص شہوت کا غلام معلوم ہوتا ہے کہ جو مال و دولت غیروں کو تقسیم کرتا ہے اور اپنی بیویوں کو صاف جواب دے دیتا ہے۔

حضرت میرزا صاحب کی شناخت کا ایک معیار

اسی اصول کی رُو سے مرزا صاحب کی زندگی پر بھی نگاہ کرلو۔ کہ آیا اُنکی زندگی اُنکے عفیف ہونے پر شاہد ہے یا نہیں۔ اُنہوں نے کبھی عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا۔ بلکہ قدرت نے اُنکی آنکھ نیچی بنائی تھی۔ یہ بات مشہور ہے کہ ایک عورت آپ کے سامنے سے کسقدر بے حجابی کی حالت میں گذر رہی تھی تو کسی دوسری عورت نے کہا کہ مرزا صاحب سامنے بیٹھے ہیں تو اُس نے جواب دیا۔ کہ اسکو بھی کچھ نظر آتا ہے ؟ کیا شہوت کے غلام اسی قسم کے لوگ ہوتے ہیں کہ جنکی نظر کسی طرف نہ اُٹھتی ہو

رؤیا کی تعبیر میں غلطی انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے

اصل بات یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں غلطی کا احتمال ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا کلام اور رؤیا دو الگ الگ چیزیں ہیں انبیاء کو یہ دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں مگر اس امت کے اولیاء کیلئے جو کچھ باقی ہے اُسکی حقیقت رؤیا سے بڑھکر نہیں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات - نبوۃ میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا اور وہ مبشرات رؤیا صالحہ ہیں۔ اور تعبیر رؤیا میں غلطی کا لگ جانا ایک یقینی امر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کے معاملہ میں ایک بال برابر بھی غلطی نہیں کرتے تھے مگر رؤیا کے معاملہ میں آپ سے بھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے اسکا یہ [illegible] رسول اللہ صلعم کی کسر شان نہیں بلکہ اسمیں آپکے بعد آنیوالے اولیاء امت کے متعلق ایک سبق رکھا گیا ہے کہ لوگ اُنکی اجتہادی غلطی سے ٹھوکر کھا کر اُن پر بدظن نہ ہوں۔ کیا آپ نے اسی آیۃ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا الخ کی بنا پر حج کی نیت سے سفر نہیں کیا۔ کیا اسکے اسوقت پورا نہ ہونے پر حضرت عمرؓ نے اعتراض نہیں کیا حضرت عمرؓ کا اعتراض کرنا ہی یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ سب لوگوں کو ساتھ لیکر کس نیت سے تشریف لائے تھے۔ کیا ہجرت کی زمین کے متعلق آپکو غلطی نہیں لگی اور اسی غلطی کیوجہ سے طائف سے مار کھا کر واپس آنا پڑا۔ کیا وہ حدیث بھی یاد نہیں جس میں آپ نے فرمایا تھا۔ اسرعکن لحوقاً بی اطولکن یداً مجھ سے جلد وہ عورت ملیگی کہ جسکے ہاتھ لمبے ہونگے۔ اور اسی کی بنا پر آپکے سامنے آپکی بیویوں نے اپنے ہاتھ ناپے اور آخر یہ ثابت ہوا کہ اطولکن یداً سے مراد ہاتھ کی لمبائی نہیں بلکہ سخاوت مراد ہے۔ غرض پیشگوئی میں غلطی کا لگ جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ انبیاء سے شریعت کی تفصیلات میں غلطی قطعاً نہیں ہو سکتی مگر رؤیا کی تعبیر میں غلطی ہو سکتی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخر نبی بھی ایک بشر ہی ہوتا ہے کہ جو باقی لوگوں کی

نبی شریعت کی تفصیلات میں غلطی نہیں کرسکتا

طرح غلطی کرسکتا ہے مگر شریعت میں ایک بال برابر غلطی نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اوقات میں [illegible] کی سورتیں ایکدم نازل ہو جاتی تھیں جبرئیل صرف ایکمرتبہ پڑھا دیتے تھے۔ پھر یہ کمال تھا کہ اتنی لمبی سورتوں کا ایک لفظ بھی ادھر اُدھر نہ ہوتا۔ [illegible] لکھکر انکو یاد کرتے تھے۔ مگر آپ لکھنے کے بغیر یاد رکھتے تھے اور صحابہ کے لکھے ہوئے اور آپکے حافظہ میں ذرہ بھر تفاوت نہ ہوتا تھا۔ مگر حق یہ بتلانا مقصود تھا کہ اس کلام پر خدا کی حفاظت ہوتی تھی۔ ایکطرف تو یہ کمال تھا اور دوسری طرف نماز میں غلطی کرا کے دکھا دیا کہ یہ کمال آپکا ذاتی کمال نہ تھا بلکہ وہ الہٰی محافظت تھی ایکدفعہ آپ نے صرف دو ہی رکعت پر سلام پھیر دیا۔ اور مسجد سے باہر نکل آئے تو ایک صحابی نے عرض کیا اقصرت الصلوٰۃ یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول کیا نماز اب چھوٹی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا نہیں اور پھر آپ نے دوبارہ نماز پڑھی اسی لیے قرآن کریم میں سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ آتا ہے ہم تجھے پڑھائینگے پھر تو اسکو نہ بھول سکیگا مگر وہ باتیں جو وحی الٰہی سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ بشریت سے تعلق رکھتی ہیں وہ تو بھول بھی جائیگا۔ ورنہ اس آیت کے یہ معنے نہیں کہ ہم تجھے پڑھا دینگے تو اسکو نہ بھولیگا۔ مگر جو اللہ چاہیگا بھول بھی جائیگا۔ تو ترجمہ [illegible] بے معنے ہے بلکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ وحی الٰہی کا محفوظ کردینا ہمارا کام ہے تمہارے حافظہ کا کمال نہیں تم خود تو بھول بھی جاتے ہو۔ ایسا ہی اگر شریعت کے کلام الٰہی میں غلطی ہو جائے تو [illegible] ہی تباہ ہو جائے مگر جن باتوں کا تعلق شریعت سے نہیں اُن میں غلطی بھی ہوئی ہے تاکہ اس میں امت کے لئے سبق ہو کہ وہ اولیاء اللہ کے بارے میں ٹھوکر نہ کھائیں۔

نکاح والی پیشگوئی کا دوسرا جواب

اس پیشگوئی کے متعلق دوسرا جواب یہ ہے کہ خود حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ خدا نے اسکو منسوخ کردیا اسکی وجہ یہ ہے کہ نہ تو مرزا صاحب شہوانی انسان تھے۔ اور نہ یہ رؤیا اس قسم کی وحی تھی کہ جس میں تعبیر کی غلطی کا احتمال نہ ہو۔ اور تیسرے یہ کہ انذاری پیشگوئیاں ٹل بھی جاتی ہیں انذار کا مطلب ہی اصلاح ہوتا ہے اور اس انذاری پیشگوئی کی غرض یہی ہوتی ہے کہ جن لوگوں کے متعلق کی گئی ہے اُن کی اصلاح ہو جائے۔ اس کا مقصد صرف رجوع ہوتا ہے پس جب مقصد حاصل ہو جائے تو وہ پیشگوئی ٹل بھی جاتی ہے پس اس پیشگوئی کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگیا اور اُن لوگوں نے ڈر کر توبہ کرلی۔ تو پھر یہ پیشگوئی بھی ٹل گئی۔

حضرت مرزا صاحب کی عظیم الشان خدمات

میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ طریق فیصلہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کیلئے درست نہیں کہ کسی ایک بات کو لیکر بحث کیجائے اصل فیصلہ کی راہ یہ ہے کہ ایکطرف تم ان باتوں کو رکھو جنکو مرزا صاحب کی کمزوریاں سمجھتے ہو اور دوسری طرف اُنکی خوبیوں کو رکھو اُنکی خدمات اور دین اسلام کی صداقت کے دلائل جو اُنہوں نے بیان کئے ہیں اُنکو رکھو اور پھر مجموعی حیثیت سے اس پر غور کرو کیا عدالت میں کسی ایک بات کے بدلے میں سب دوسری شہادتوں کو رد کردیا جاتا ہے یا فیصلہ میں اُنکا لحاظ رکھا جاتا ہے کیا اُنکی یہ بات قابل قدر نہیں کہ اس کا کام عظیم الشان کام ہے اور وہ تمہیں اس راہ پر چلاتا ہے کہ جسپر چلکر اسلام کی فلاح اور کامیابی منحصر ہے اسکے بالمقابل جو طریق عمل اختیار کیا جاتا ہے وہ اصل مقصد کو حاصل

ترک موالات سے مسلمانوں کا فائدہ یقینی نہیں

[illegible] لیکن نہیں کہ ترک موالات کا آخری مطلب سوراجیہ ہے اور یہی بڑے سے بڑا نتیجہ ہے جو ہو سکتا ہے گو یہ بھی یقینی نہیں کیونکہ آرہ [illegible] والوں نے جس شدت سے اس ترک موالات کو اختیار کیا ہے اس کی امید اسا ہندوستان سے نہیں ہو سکتی مگر کیا انکو اس سے سوراجیہ مل گیا۔ اور بالفرض ہندوستان میں اگر یہ سوراجیہ ہمکو حاصل ہو بھی جائے تو مسلمانوں کو اس سے معتدبہ فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ہندوستان کے پچیس کروڑ باشندوں کے بالمقابل ۷ کروڑ مسلمانوں کی رائے کیا وقعت رکھتی ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ پنجاب میں مسلمانوں کی کثرت ہے اسلئے اس کا اثر پڑ سکتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ تمہاری تعلیمی پستی کیوجہ سے اسجگہ بھی تمہاری کثرت فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ پس اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو۔ تو تمہارے

(مسلمانوں کی یقینی کامیابی صرف اشاعت اسلام پر منحصر ہے)

لئے صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ تم اشاعت اسلام کرو۔ ہندوؤں کو اپنے ہمسایہ قوموں کو مسلمان بناؤ۔ اور یہ کہنا کہ ہندوؤں کو مسلمان بناؤ کوئی بُری بات نہیں کیونکہ اسلام کی تعلیم کے دو ستون ہیں یا دو اصول ہیں ایک خدا کی توحید اور دوسری نسل انسانی کی وحدت

قومی حد بندیاں دنیا کی مصیبت کا اصل باعث ہیں

دُنیا کی تمام مصیبتیں اور جنگ صرف اسی وقت بند ہو سکتے ہیں کہ جب قومی حدود کو توڑ دیا جائے۔ قومیں جب تک ملکی اور نسلی امتیازات کو ترک نہیں کرتیں وحدت نسل انسانی قائم نہیں ہو سکتی۔ اور یہ وحدت نسل انسانی ایک ایسی چیز ہے کہ جو صرف اسلام اپنے ساتھ لایا۔ انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ - ہم نے تمکو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ تمام دُنیا کے انسان بلحاظ نسل اور ولادت کے کوئی امتیاز نہیں رکھتے۔ پیدائش کے لحاظ سے کسی انسان کو دوسرے پر فضیلت نہیں

قومی حدود کو صرف اسلام ہی توڑ سکتا ہے

یورپ میں اس جنگ عظیم کے برپا ہونے کی وجہ صرف یہی تھی کہ تمام قومیں ایکدوسرے کو تباہ کرنے کی فکر میں تھیں۔ قومی تعصبات اور وطن پرستیوں نے ایک قوم کو دوسرے کا دشمن بنادیا تھا اسلام ان تمام قوم پرستیوں اور اختلاف رنگ کے امتیازات کو مٹانے کے لئے آیا۔ اسلام کے ان اصولوں نے دنیا کو فتح کرلیا ہے ہندوؤں کو یہ خوشخبری پہنچا دو کہ اگر تم ذات پات کی بندھنوں سے آزادی چاہتے ہو تو اس آزادی کا پیغمبر صرف اسلام ہے ترک موالات مسلمانوں کو اس جگہ نہیں پہنچا سکتا کہ جہاں اشاعت اسلام پہنچا سکتی ہے کہا یہ جاتا ہے کہ ترک موالات سے سوراجیہ حاصل ہوگا۔ اور پھر خلافت کے معاملہ میں زور دیا جا سکتا ہے یہ ایک [illegible] کی باتیں اور [illegible] کی امید ہے۔ جس خدا نے ترکوں جیسے دشمنان اسلام کو [illegible] اسلام بنادیا اور پھر اُنکو خلافت عطا کی۔ [illegible] دہ [illegible] آج [illegible] اسلام اور خلافت اسلامیہ [illegible] اسلام کی دولت نہیں [illegible] سکتا۔ یاد رکھو کہ [illegible] اور [illegible] ہوتی رہی [illegible] لیکن اسلام نہیں رک سکتا وہ [illegible] کو توڑتا اور دنیا کو وحدت نسل انسانی کی دعوت دیتا۔

اشاعت اسلام سے کسقدر کامیابی کی امید ہے

مسلمانوں کو کامیاب بنانے والی چیز صرف اشاعت اسلام ہی ہے ایک چھوٹی سی جماعت نے دلائل میں کسقدر عظیم الشان کام کر دکھایا۔ اگر ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان اسکی طرف توجہ کریں۔ [illegible] اُنکی کیا [illegible] وہاں شور و شر نہیں مچا سکتے؟ اور اُنکی کوششوں [illegible] مسلمان نہیں ہو سکتے؟ اور کیا اسیطرح [illegible] مسلمانوں کو حکومتوں میں شرکت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسلامی کامیابی کے لئے مرزا صاحب نے ہمکو [illegible] ہے اور یقیناً یہی ایک کامیابی کی راہ ہے۔ اگر دیکھنا ہو تو آپ لوگ اس جماعت میں جو صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے بنائی گئی ہے شامل نہیں ہو سکتے تو کچھ عرصہ کے لئے تجربۃً شامل ہو کر دیکھ لو اور خوب غور سے ہمارے طرز عمل کو دیکھو۔ کہ آیا ہم اپنی ذاتی اغراض کیلئے جدوجہد کرتے ہیں یا صرف اسلام کی اشاعت اور خدا کیلئے کرتے ہیں ہمارے اندر دونی معاملوں میں شامل ہو کر دیکھو کیونکہ بغیر شمولیت کے تم ہمارے ارادوں اور کاموں سے واقف نہیں ہو سکتے۔ پھر اگر ہمارا عمل خلاف اسلام اور خودغرضی پر مبنی دیکھو تو نہ صرف تو علیحدہ ہو جاؤ بلکہ دنیا کو بھی اشتہار دیدو۔ کہ یہ لوگ خودغرض ہیں اور اگر تمہارے دل گواہی دیں کہ یہ جماعت اسلام کی خدمت میں دیوانہ وار لگی ہوئی ہے تو بتلاؤ کہ یہ درد اور اسلام کی تڑپ اُنکے دل میں کہاں سے آئی۔ اگر میرزا سے نہیں ملی تو پھر دوسری جماعتوں میں یہ تڑپ کیوں نہیں۔ جس میں یہ طاقت ہے کہ وہ ایک قوم کے اندر اسلام کا عشق پیدا کرسکتا ہے کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اسلام کی مصیبت پر غور کرو۔ اور خدارا اس راہ کو اختیار کرو۔ کہ جو اسلام کو تمام مصیبتوں سے نکالنے والی ہے میں نے تو بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر تم ہمارے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے۔ تو اپنے طور پر ہی اس راہ کو اختیار کرو۔ یہ اشاعت اسلام دس سال میں وہ کامیابی دکھا سکتی ہے۔ مگر ہم ہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت کا مذہب

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

اخبار

پیغامِ صلح

ہفتہ میں دوبار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت ؎ عہ
ششماہی ؎ سہ ماہی ؎
طلباء سے سالانہ للعہ

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء | نمبر ۵۶

کلام الامام امام الکلام

قرآن کریم قصوں سے پاک ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

نورِ خدا کی اس میں علامت ہی کیا رہی
توحید خشک رہ گئی نعمت ہی کیا رہی

لوگو سنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں

مردہ پرست ہیں وہ جو قصہ پرست ہیں
پس اس لئے وہ موردِ ذلّت و شکست ہیں

بن دیکھے دل کو دولتِ تقویٰ نہیں ہے کل
قصوں سے کیسے پاک ہو یہ نفس پر خلل

کچھ کم نہیں یہودیوں میں یہ کہانیاں
پر دیکھو کیسے ہوگئے شیطاں کے تمغاں

ہردم نشانِ تازہ کا محتاج ہے بشر
قصوں کے معجزات کا ہوتا ہے کب اثر

کیونکر ملے فسانوں سے وہ دلبرِ ازل
گر اک نشاں ہو ملتا ہے سب زندگی کا پھل

قصوں کا یہ اثر ہے کہ دل پُر فساد ہے
ایماں زباں پہ سینہ میں حق سے عناد ہے

دُنیا کی حرص و آز میں یہ دل ہیں مر گئے
غفلت میں ساری عمر بسر اپنی کر گئے

اے سونے والو جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا

جواہر ریزے

اسلام اور غیر مذہب والوں سے محبت

(گذشتہ سے پیوستہ)

مگر مشفق شخص مشفق علیہ کے حالات بنظر خوف و عبرت دیکھتا ہے اور اندیشہ کرتا ہے کہ شاید وہ شخص اس تباہ حال میں ہلاک نہ ہو جائے اور حقیقی شفقت کی یہ علامت ہے کہ وہ شخص مشفق علیہ سے ہمیشہ نرمی سے پیش نہیں آتا۔ بلکہ اس کی نسبت محل اور موقع کے مناسب حال کارروائی کرتا ہے۔ اور کبھی نرمی اور کبھی درشتی سے پیش آتا ہے بعض وقت اسکو شربت پلاتا ہے اور بعض اوقات ایک حاذق ڈاکٹر کی طرح اس کا ہاتھ یا پیر کاٹنے میں اس کی زندگی دیکھتا ہے۔ اور بعض اوقات اس کے کسی عضو کو چیرتا ہے۔ اور بعض اوقات مرہم لگاتا ہے اگر تم ایکدن ایک بڑے شفاخانہ میں جہاں صدہا بیمار اور ہر ایک قسم کے مریض آتے ہیں بیٹھکر ایک حاذق تجربہ کار ڈاکٹر کی کارروائی کو مشاہدہ کرو۔ تو امید ہے کہ شفقت کے معنے تمہاری سمجھ میں آجائیں گے سو تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے۔ کہ نیکوں ابرار اخیار سے محبت کرو۔ اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ یعنی اے کافرو یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پاجاؤ۔ پھر فرمایا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ یعنی کیا تو اس غم سے ہلاک ہو جائیگا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو ان کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے پھر ایک مقام میں فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ یعنی مومن وہی ہیں جو ایکدوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ شدائد پر صبر کرو۔ اور خدا کے بندوں پر شفقت کرو۔ اس جگہ بھی مرحمت سے مراد شفقت ہے کیونکہ مرحمت کا لفظ زبان عرب میں شفقت کے معنوں پر مستعمل ہوتا ہے قرآنی تعلیم کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ میں رنگین ہو جاتی ہے بجز خدا تعالیٰ اور صلحاء کے اور کسی سے جائز نہیں بلکہ سخت حرام ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ اور دوسرے مقام میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ یعنی یہود اور نصاریٰ سے محبت مت کرو۔ اور ہر ایک شخص جو صالح نہیں اس سے محبت مت کرو۔ ان آیتوں کو پڑھکر عیسائی دھوکا کھاتے ہیں کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ بیدین فرقوں سے محبت نکریں۔ لیکن نہیں سوچتے کہ ہر ایک لفظ اپنے محل پر استعمال ہوتا ہے جس چیز کا نام محبت ہے وہ فاسقوں اور کافروں سے اسی صورت میں بجالانا متصور ہے کہ جب ان کے کفر اور فسق سے کچھ حصہ لے لے۔ نہایت سخت جاہل وہ شخص ہوگا جس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دین کے دشمنوں سے پیار کرو۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ کہ پیار اور محبت اسی کا نام ہے کہ اس شخص کے قول اور فعل اور عادت اور خلق اور مذہب کو رضا کے رنگ میں دیکھیں اور اس پر خوش ہوں اور اس کا اثر اپنے دل پر ڈال لیں۔ اور ایسا مومن سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہیں۔ ہاں مومن کافر پر شفقت کریگا۔ اور تمام دقائق ہمدردی بجالائیگا۔ اور اسکی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو۔ اور قرضداروں کے قرض ادا کرو۔ اور زیر باروں کے بار اٹھاؤ۔ اور بنی نوع سے ہمدردی کا حق ادا کرو۔ اور فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو۔ اور عدل سے بڑھکر یہ کہ احسان کرو۔ اور جیسے بچہ سے اسکی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے۔ (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

مولانا احمد گل صاحب کے مختصر حالات بروایت مولانا مولوی عبدالستار

مولوی احمد گل صاحب مرحوم در اوائل شباب ہندوستان بہر او تحصیل علوم دینیہ ریاست ٹونک مولوی دوست محمد صاحب قندھاری کے پاس کچھ عرصہ ٹھیرے کتب معقول و قدرے دینیات ان سے حاصل کیا پھر وہاں سے پانی پت تشریف لائے۔ قاری صاحب پانی پتی سے بعض کتب احادیث کمالی در صول فقہ اخذ کیا پھر کابپور قریباً ۳ سال تک مولوی محمد احسن صاحب جنہوں نے مثنوی مولانا روم تحشیہ کرکے چھپوائی ہے ان سے کتب معقول و حکمت و دیگر ترجمہ کتب دریدہ ضمن و لعیجہ حدیث اخذ کرکے سند مستند فاصل حاصل کیا اور حضرت حافظ مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی سے قادری طریق میں دست بیعت ہوئے۔ پھر وہاں سے اپنے وطن مالوف علاقہ ننگ ضلع کوہاٹ ریاست ٹیری تشریف فرما ہوئے۔ اور اپنی کتابیں درس تدریس دیتے رہے اور ملا نجم الدین صاحب نازی حروف آدھا ملا صاحب سے طریقہ قادری میں تلقین حاصل کی جب ملا صاحب آدھا فوت ہوگئے تو وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ کے ماتحت ارشاد حاصل کرنے کے لئے بہت بیتاب تھے۔ صاحبزادہ عبداللطیف مرحوم کی شہادت کا تذکرہ کیا کرتے تھے مگر کیا معاملہ ہے چونکہ حالات اور واقعات سے پورے واقف

غظیم الشان انسان کی حالت ہے کہ جس کی عزت دُنیا کا کثیر حصّہ کرتا ہے غرض دنیا کا مال انسان کی عزت کو نہیں بڑھاتا۔ اس دُنیا کے مال و دولت کی مثال روئیدگی کی مثال ہے جو ایک وقت بڑھتا ہے اور پھر چُورا چُورا ہو جاتا ہے۔ خسارہ آتا ہے اور ناکامی ہو جاتی ہے۔ تو تمہیں غور کرنی چاہئے کہ تم کس گروہ میں شامل ہونے کے لئے دعا مانگتے ہو۔ اور قیامت کے دن اصحاب یمین کی صف میں کھڑا ہونا چاہتے ہو۔ یا اصحاب شمال کی صف میں۔ اگر تم سمجھو تو اصحاب یمین اور اصحاب شمال کا فیصلہ بھی اس دُنیا میں ہو جاتا ہے جس گروہ میں تم شامل ہونا چاہتے ہو اور جس کے لئے دُعا کرتے ہو تو پھر اسی میں شامل ہونے کی کوشش بھی کرو۔ اگر دعا تو اصحاب یمین میں شامل ہونے کی کرتے ہو اور اپنے اعمال سے اصحاب شمال میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہو تو پھر اس دُعا کا کیا فائدہ۔ قرآن کریم نے تو عام اعتبار سے تمہیں اختیار دیا ہے جس گروہ میں تم شامل ہونا چاہو ہو سکتے ہو۔

مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ عام مسلمانوں کی نسبت ہمارا ایک خاص مقام ہے۔ پس اس لئے ضرورت ہے کہ ہم دوسروں کے لئے اچھا نمونہ پیش کریں کیونکہ ہم اپنی جماعت کی غرض

اشاعت دین

بتاتے ہیں اور ہم دوسرے لوگوں کو اپنے حق پر ہونے کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ہماری زندگیوں کے اندر کس قدر انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اگر وہ جھوٹا تھا۔ تو جماعت کے اندر یہ عشق کی آگ کون لگا گیا۔ اور فی الحقیقت دعاوی اور پیشگوئیوں کی بحثیں اس دلیل کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ اصل دلیل جو غیر دل کو کھا جانے والی ہے وہ یہی ہے کہ مرزا صاحب نے ایک جماعت کے دلوں کے اندر باقی مسلمانوں کی نسبت ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اور یہی بات ہے

جو ہم سب کو ممتاز کرنے والی ہے

تو پھر اگر ہم دُنیا سے علیحدہ نہ ہوئے اور مال و دولت کی محبت میں ویسے ہی کھینسے رہے تو پھر کس طرح تم دوسروں کو کہہ سکتے ہو۔ کہ مرزا صاحب حق پر تھے۔ جب تک تم اپنی زندگیوں کے اندر اسکے پیدا کردہ انقلاب کو قبول نہیں کرتے تو پھر مرزا صاحب کو قبول کرنے کا کیا فائدہ؟ حضرت مرزا صاحب نے تم سے ایک اقرار لیا تھا کہ

تم دین کو دنیا پر مقدم رکھوگے

یعنی دین کو اصل اور دُنیا کو اس کا خادم قرار دوگے۔ جب تم اس ایک ہی اقرار کو پورا نہیں کرتے تو پھر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھدینے کا کیا فائدہ؟

دین کی تائید کے لئے مال کی ضرورت ہے

تسبیح اور وظائف سے دین کی تائید نہیں ہو سکتی۔ جب تک تم دوسرے کاموں کی نسبت اس میں حصّہ نہ لوگے۔ تو تم دین کی تائید نہیں کر سکتے۔

جب تم سے مرزا صاحب نے یہ اقرار لیا تھا کہ دین کو اصل اور مال کو اس کا خادم سمجھوگے تو پھر تم اس مقام میں کیوں کھڑے نہیں ہوتے۔

دین کی اشاعت میں اسوقت کس قدر مشکلات ہیں

ایک طرف خود حضرت صاحب کی جماعت کا ایک گروہ غلو میں مبتلا ہو کر دُور نکل گیا۔ اور وہ اسلام جس کی خدمت کے لئے مسیح موعود آیا تھا۔ اسی اسلام میں ایک خطرناک تفریق اس گروہ نے پیدا کر دی کہ

مسیح موعود کو ماننے والا مسلمان اور باقی سب دنیا کافر

ہو گئے اس کے غلو سے ساری جماعت بدنام ہوئی اور ہو رہی ہے عام لوگ امتیاز نہیں کر سکتے اور سلسلہ کی مخالفت ترقی کر رہی ہے بیشک ابتداء میں بھی سلسلہ کی مخالفت ہوئی۔ لیکن وہ مخالفت اللہ تعالےٰ کے اٹل قانون کے ماتحت محبت میں تبدیل ہو تی جاتی ہے۔ مگر میاں صاحب کے غالیانہ عقائد نے جہاں جماعت کو گمراہی میں ڈبو دیا۔ ساتھ ہی سلسلہ کی مخالفت کی آگ بھی بھڑکا دی۔ پہلے مخالفت کرنے والے ناحق پر تھے، کہ وہ حضرت صاحب کو اور آپ کے مریدوں کو کافر کہتے تھے اب کافر کہنے کی ابتدا خود میاں صاحب نے کی ہے۔

اسوقت بہت سے لوگ باوجود مخالفت کے مرزا صاحب کے ساتھ تھے۔ پس

حضرت صاحب کا دعوی لوگوں سے بناء مخاصمت نہیں

کیونکہ دعوے تو اسوقت بھی موجود تھا اور لوگ باوجود مخالفت آپ کی خدمات کے معترف اور آپ کے ساتھ تھے لیکن ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہو سکتے کہ جو چالیس کروڑ مسلمانوں پر کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔

اسلام کی غرض تمام دُنیا کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنا تھا۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جبکہ تمام دُنیا تاریکی میں پڑی ہوئی تھی اور کل قومیں گمراہ ہو چکی تھیں تو کیا وہ خدا ہمیشہ کی عادت کے مطابق تمام ممالک میں الگ الگ نبی نہ بھیج سکتا تھا جبکہ اس نے عرب میں ایک نبی کو بھیجا تو کیا وہ اسی وقت ہندوستان میں کوئی نبی مبعوث نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس خدا نے پسند نہیں کیا کہ دُنیا کو مختلف جھنڈوں کے نیچے جمع کیا جائے اسکے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ میں خواہ تیرہ سو برس لگ جائیں۔ یا دو ہزار سال مگر

وحدت نسل انسانی کو قائم کرنے کے لئے

ایک ہی شخص کو قرآن دیا اور اسی ایک ہی کو کل قوموں کے لئے ہادی بنایا۔ لیکن یہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ اس وحدت کو زید و بکر کے پیروؤں نے توڑ دیا۔ اور اس عالمگیر نبوّت کو چھوڑ کر اب اسکو ایک تنگ دائرہ کے اندر محدود کر رہا ہے

آج میاں صاحب کی جماعت میں سے ایک شخص [illegible] نبوت کا دعوے کرتا ہے میاں صاحب کے معیار نبوت کی رُو سے اس کی نبوت میں کوئی کسر نہیں۔ پھر اُسکے دعوے کو کیوں قبول نہیں کیا جاتا۔ مگر میاں صاحب کو مشکل پڑی ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ تو نبی نہ بنے اور اُسکے مرید نبی ہو جائیں۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اب اگر کوئی نبی ہوگا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ اسلام میں نئی نئی امتیں بنتی چلی جائینگی۔ میاں صاحب نے ختم نبوت کے بعد اجرائے نبوت کے دعوے کا اعلان کر کے اسلام کے اندر تفرقہ پیدا کر دیا ہے۔ کہ جس کی وجہ سے اہل حق اس سلسلہ سے متنفر ہو گئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فتنہ کوئی چھوٹا سا فتنہ نہیں مگر اسکی بناء پر بعض لوگ جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کیا آئے۔ اُلٹا اختلاف پیدا کر دیا

اُن کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس نام کا ایک شخص پہلے بھی آیا تھا۔ یعنی حضرت مسیح اسرائیلی۔ اُن کے پیروؤں میں بھی اختلاف پڑ گیا تھا۔ مگر اُن کے پیروؤں کے اس گروہ نے جو حق پر تھا کوشش نہ کی۔ اور نہ ہمت سے کام لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باطل پھیل گیا۔ اس لئے تمہیں آج ہی فکر کرنی چاہئے کہ [illegible] کے لئے کمربستہ رہو۔ لیکن اگر پیروؤں کے اختلاف کی وجہ سے مدعی کو جھوٹا کہتے ہو۔ تو پھر اسکو کیا کہوگے کہ جس کی تصدیق قرآن کریم کرتا ہے۔ اور اس کے پیروؤں میں اختلاف کا ذکر بھی کرتا ہے۔ پس کسی کے پیروؤں کا اختلاف بانیٔ سلسلہ کے جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔ اور نہ سمجھدار لوگ ان باتوں کی طرف خیال کرتے ہیں۔

لوگ مرزا صاحب کو ماننے کے لئے تیار ہیں

اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ایک ہی دلیل کھا جانے والی دلیل ہے۔ کہ مرزا صاحب نے جو اسلام کی کامیابی کی راہ آج سے نصف صدی پیشتر بتائی ہے مجبوراً وہی راہ مسلمانوں کو اختیار کرنے پڑے گی۔ اور مرزا صاحب کی کونسی بات ہے کہ جسکو سمجھدار لوگ آج ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کیا وفات مسیح کو کل مسلمانوں کے دل مان گئے ہیں یا نہیں۔ پس اس لحاظ سے کون کہہ سکتا ہے کہ مرزا ناکام رہا۔ کیا اس شخص کو ناکام کہا جا سکتا ہے کہ جس کی سخت سے سخت مخالفتوں کے باوجود دُنیا اُس کے نقش قدم پر چلنے کے لئے مجبور ہو۔

دوسری بات اشاعت اسلام ہے

اور مسلمانوں کی کامیابی کی یہی ایک راہ ہے صحیح تعلیم کا پھیلانا تمہارا کام ہے اس کام کی ضرورت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ یہ راہ بھی مرزا صاحب نے بتائی اور اپنی جماعت کو اس پر قائم کیا۔ کل دُنیا کے مسلمان اس کی ضرورت کے معترف ہیں۔ پس ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں ایک ہی بڑا فرق ہے اور وہ وفات مسیح ہے وفات مسیح کا ماننا اگر اسلام کے مفید نہ ہوتا۔ یا کم از کم اُسکے نہ ماننے سے نقصان کبھی نہ ہوتا۔ تو ہم اسکو بھی غیر ضروری سمجھکر اس پر اس قدر زور نہ دیتے۔ حیات مسیح کا عقیدہ اس لئے خطرناک ہے کہ یہ ایک آلہ ہے مخالفین اسلام کے ہاتھوں میں کہ جسکے ذریعہ سے وہ اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ ورنہ خضر اور الیاس کو بھی لوگ ماننے کو تو زندہ مانتے ہیں مگر چونکہ اُن کی حیات کا اثر اسلام پر کچھ نہیں ہوتا اور نہ اُنکو اسلام پر حملہ کا ہتھیار بنایا گیا ہے مگر

حیات مسیح ایک خطرناک آلہ ہے

جسے عیسائی ہر ایک جگہ مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اور کہتے سنتے گھروں میں کہ کل انبیاء وما جعلنا هم جسدا لا يأكلون الطعام وما كانوا خالدين کے مصداق تھے۔ یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اُن کے جسم ایسے نہ بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور تغیر پذیر نہ ہوں۔ خالد کے معنے تغیر پذیر کے ہیں اور تمہارے اپنے اعتقاد کے مطابق صرف مسیح ہی ایک ہے کہ جو اس تغیر سے محفوظ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خالق اور بشر میں امتیاز یہی ہے کہ خالق تغیر سے پاک ہے اور مخلوق تغیر پذیر ہے۔ پس ایک طرف غیر متغیر اور کھانے پینے سے بری ایک ہستی ہے اور دوسری طرف کھانے پینے کی محتاج اور تغیر پذیر مخلوق ہے پس تم اپنے ہی اعتقاد کے رو سے مسیح کو کس میں رکھو گے۔ خالق میں یا مخلوق میں۔ وہ مسلمانوں میں کام کرنے والے مناوروں کو یہی تعلیم دیتے ہیں کہ تم تثلیث کی بحث کے جھگڑوں میں نہ پڑو۔ بلکہ تم صرف مسیح کی زندگی سے مسلمانوں کو فتح کر سکتے ہو۔ پس تم ان کو صرف حیات مسیح کی طرف دعوت دو۔ اور اسی کے دلائل اُن کے سامنے پیش کرو۔ پس

وفات مسیح پر ہم اس لئے زور دیتے ہیں

کہ اس سے اسلام پر زد پڑتی ہے۔ اور یہی ایک خطرناک ہتھیار ہے کہ جو اسلام کے خلاف چلایا جاتا ہے ورنہ یہ مسئلہ بھی فی الحقیقت کوئی ایسا اہم مسئلہ نہ تھا۔ اور آجتک اُمّت مختلف فیہ چلا آیا ہے مجمع البحار میں صاف لکھا ہے :-

الاکثر ون علی ان عیسٰی لم یمت و قال مالک مات

اکثر لوگوں کا مذہب یہی ہے کہ عیسٰیؑ نہیں مرے۔ مگر امام مالک کہتے ہیں کہ مر گئے۔ تو اس زمانے تک اکثر افراد امت کا مذہب یہی رہا ہے کہ عیسٰیؑ نہیں مرے مگر جب تک وہ [illegible] اسلام پر نہیں چلا۔ اور نہ عیسائیوں نے اسکو استعمال کیا۔ اسوقت تک اس کی پرواہ نہیں کی گئی مگر آج عیسائیوں نے اسکو اسلام کے خلاف سب سے زبردست ہتھیار کے طور پر اسکو استعمال کیا تو خدا نے ایک مجدد کے ذریعہ اس کا جواب بھی دیدیا۔ اور [illegible] وفات مسیح اسلام کی ایک زبردست ضرورت بن گئی ہے۔

یورپ میں اگر [illegible] کو پیش کیا جائے کہ مسیح آسمان چہارم [illegible] تو [illegible] مسلمان کبھی نہیں ہو سکیں۔ اور نہ کبھی [illegible] ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ایسا حربہ ہے کہ جو اس زمانے کے مسیح نے [illegible] دیا کہ جس سے عیسائیت فنا ہو گی۔ پس اس کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ مرزا ناکام رہا۔ کیا اس شخص کو ناکام کہا جا سکتا ہے کہ جو اپنے دشمنوں کی بیخ پر ایسا تبر رکھد کہ جو اُسکو نیست و نابود کر کے ہو الا ہو۔ اس نے ہمیں ایسا زبردست ہتھیار دیا ہے کہ جسکے ذریعہ سے اسلام کی کامیابی اور دشمن کی شکست یقینی ہے پھر اگر اس میں کامیابی نہ ہو۔ تو اس میں اس کا قصور نہیں بلکہ ہماری کم ہمتی ہے اور یہ بزدلی اسی قسم کی ہے کہ جس طرح ایک بہت بڑی قوم نے اپنی نامردی کی وجہ سے اپنے نبی کو کہدیا۔ فاذهب انت و ربك فقاتلا انا ههنا قاعدون۔ تم اور تمہارا خدا ہو کامیابی اور فتح کے وعدے دیتا ہے جا کر جنگ کرو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ مرزا ناکام نہیں بلکہ ہماری کم ہمتی اسکو ناکام کر سکتی ہے۔

پس یاد رکھو کہ تمہارے لئے رُشد کی اور تمہاری اپنی کامیابی اسی میں ہے کہ تم اس پر تیار ہو جاؤ کہ خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کو لگا دو۔ اگر تمہارا ایمان قرآن پر ہے تو تو آج سے تم پکے عہد کر کے جاؤ۔ کہ

ہم ضرورت دینی کے وقت اپنے مالوں کو ضرور خدا کی راہ میں دیدیں گے خواہ ہم اُجڑ جائیں۔ لٹ جائیں خواہ کچھ ہو جائے۔ مگر ہم اپنے اس عہد پر قائم رہیں گے

میں تو ہمیشہ مسلمانوں کو توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ وہ کیوں اپنا بیت المال نہیں بناتے لیکن اس کے لئے بہت بڑی کوشش درکار ہے جب تک بڑے بڑے لوگ توجہ نہ کریں اسکو قائم نہیں کر سکتے۔

تم اشاعت دین کے مدعی ہو

اور تمہارے قیام کی غرض قرآن کریم میں لتکونوا شهداء على الناس قرار دی گئی ہے اس لئے تمہیں تمام مسلمانوں کے پیشرو اور امام ہونے کی حیثیت میں وہ کام کرنے چاہئیں کہ جو دوسروں کے لئے قابل نمونہ ہوں۔ اور لوگ اگر سستی بھی کریں تو کریں۔ مگر تم قابل معافی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ تمہارا مقام ایک نازک مقام ہے۔ تمہیں اس پر قائم رہنے کے لئے قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اگر تمہارے اندر یہ قربانی کی روح نہیں۔ تو اسکو تمہیں اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے ہو لئے

تھی صرف ایک خدا کی بڑائی اور جلال اور بادشاہت کی منادی کرنے آیا تھا۔ جہلا کے فعل سے قطع نظر کرکے ہم جب ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جو تجارت پیشہ اور بڑے بڑے وجیہ ذی عزت صاحبان وغیرہ ہیں جب پنجہ اور گھوڑے کے ساتھ ساتھ جاتے دیکھتے ہیں تو ششدر و حیرت ہو جاتے ہیں کہ یا اللہ ان کی عقلوں کو کیا ہو گیا ان کے قلوب ایسے مردہ کیوں ہو گئے۔ اس رسول پاک کی امت کہلا کر یہ شرک رسوم کہ ایک لکڑی یا بانس کے نیزہ پر دو تین شالیں اوڑھنے لٹکاتے ہیں اور اس کا فرضی نام علم عباس رکھکر اسکو بوسے دیتے ہیں۔ اس کے نیچے دعائیں مانگتے ہیں۔ ایک لکڑی کا ممبر رکھکر اس پر سیاہ اور سبز چادریں لپیٹ دیتے ہیں۔ اور اس کا فرضی نام ممبر حسین یا ممبر حضرت زینب رکھکر دسویں شب عاشورہ کو اس ممبر کا اعتکاف کرکے اور اسکے پاس دعائیں مانگتے ہیں کوئی اتنا نہیں سمجھتا کہ اس ممبر میں کس طرح بزرگی اور فضیلت داخل ہو گئی۔ یا حضرت امام حسین کی روح اس میں داخل ہو گئی۔ یہ تو بعینہ ایسا فعل ہے جو مشرک لوگ اپنے معبودوں اور ٹھاکروں اور اپنے ناٹک کی بنائی ہوئی تصویروں کے آگے کرتے ہیں اور اپنے اس فعل کو موجب نجات یقین کرتے ہیں ٭ (باقیدارد)

رسید زر

فہرست زر چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۰ء

(معرفت شیخ الدین صاحب کمپازیٹر)

۱۔ مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	۲۸ . .
۲۔ شیخ امیرالدین صاحب کلرک ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس	۵ . .
۳۔ قاضی احمد علی صاحب پولیس لین انسپکٹر کہنہ جیل شملہ	۱ ۴ .
۴۔ شیخ الدین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس	۲ . .
۵۔ مولوی عبدالرحمن صاحب میڈیکل برانچ۔ سالانہ جلسہ فنڈ	۲ . .
میزان کل 38/4/.	۳۸ ۴ .
منہا ترجمۃ القرآن	۱۱ ۱۲ .
میزان کل 5/-/-	۵۰ . .

فہرست زر چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ بابت جنوری ۱۹۲۱ء

معرفت شیخ الدین صاحب کمپازیٹر

مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ بقایا چندہ	۶۸ . .
شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل آفیس	۴ . .
مولوی عبدالرحمن صاحب میڈیکل برانچ ۔ زکوٰۃ	۲۵ . .
ماسٹر نور محمد صاحب کلرک ڈی۔جی۔آئی۔ایم۔ایس۔	۴ . .
شیخ عبدالمجید صاحب میڈیکل برانچ ۔ اشاعت اسلام	۲ . .
مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	۲۸ . .
شیخ الدین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس	۲ . .
میزان کل 133/-/-	۱۳۳ . .

فہرست چندہ جماعت لائل پور بابت اکتوبر ۱۹۲۰ء

معرفت بابو محمد حسین صاحب پوسٹ ماسٹر	۱۰۸ - ۱۲ - .
خرچ ڈاک سالانہ	. - ۱۲ .
میزان ۱۰۹-۹-۰	۱۰۹ - ۹ - .

متفرق خبریں

ٹرکی ۔ لندن ۱۲ جنوری۔ "مارننگ پوسٹ" رقمطراز ہے کہ ان واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ جو حال ہی میں یونان میں ظہور پذیر ہوئے ہیں عہدنامہ سیورے ناقابل عمل معلوم ہوتا ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ وہ مقام جو ایشیائے کوچک میں ٹرکی کی تنہا بندرگاہ ہے۔ واپس کر دی جائے۔ سمرنا کو خودمختار بنا دیا جائے۔ مالی شرائط اور دردانیال کی شرائط ترمیم ہو جائیں۔ اخبار مذکور نے یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ دول متحدہ کو دیکھنا چاہئے۔ کہ آیا مصطفےٰ کمال پاشا سے کوئی قابل عمل مفاہمت ہو سکتی ہے یا نہیں کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ سمرنا کے قبضہ نے مصطفےٰ کمال کی فوج کو منصہ شہود پر لاکر کھڑا کیا ہے۔ اور اگر یونان سمرنا سے دست بردار ہو جائیگا۔ تو اس کے ساتھ ہی مصطفیٰ کمال پاشا کی فوج بھی معدوم ہو جائے گی ٭

بحیرہ اسود میں جھڑپ ۔ لنڈن ۱۲ جنوری بحیرہ اسود کی جھڑپ کے متعلق واقعات قسطنطنیہ کے ایک تار سے ظاہر ہوئے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک فرانسیسی تارپیڈو کشتی بحیرہ اسود میں اس لئے گشت کر رہی تھی۔ کہ اسلحہ کی ناجائز آمد و رفت کو روکے۔ نوورسسک کے نواح میں ایک بولشویکی جہاز نے اس پر حملہ کیا۔ اور فرانسیسی کشتی کو خشکی پر چڑھا دیا ٭

یمن میں آتش جنگ ۔ لنڈن ۱۳ جنوری۔ ٹائمز کو قاہرہ سے یہ تار موصول ہوا ہے کہ حدیدہ جہاں برطانوی اور ہندوستانی سپاہ مقیم ہے۔ معرض خطر میں ہے۔ امام یحییٰ والئے صنعا بہت کچھ معاندانہ کارروائیوں کا اظہار کر رہا ہے اور حجیلہ پر قابض ہو کر اب ساحل کی طرف پیشقدمی کر رہا ہے۔ اس کی افواج کا سر لشکر محمود ندیم بے ہے۔ جس کا کلینجا بعد پیشگی حدیدہ کا گورنر مقرر ہو چکا ہے۔

"حدیدہ بحیرہ قلزم کے مشرقی جانب ساحل عرب پر واقع ہے اس میں ۳۳ ہزار نفوس کی آبادی ہے۔ جس کا جزو غالب عرب ہیں یہاں برطانیہ۔ ریاستہائے متحدہ۔ فرانس۔ اٹلی اور یونان کے قونصل خانے بھی بنے ہوئے ہیں"

ایران ۔ لنڈن ۱۳ جنوری "ایوننگ نیوز" کو طہران سے معلوم ہوا ہے کہ ماسکو میں ایرانی نمائندے کو ہدایت ہوئی ہے کہ وہ روس کے ساتھ معاہدہ کرے۔ جو فی الحقیقت ایک دام تزویر ہے۔ اور جس کے رو سے بولشویکوں نے ایران کو سب کچھ دیدیا ہے مگر بدلے میں کچھ بھی مطالبہ نہیں کیا ٭

برطانیہ میں کھلبلی ۔ لنڈن ۱۴ جنوری۔ ٹائمز کو طہران سے ایک تار موصول ہوا ہے کہ حالت نہایت تاریک ہے مگر ہنوز مایوس کن نہیں۔ اگر ایک زبردست سیاسی کا بینہ فوراً ہی مجلس وزارت کو مدعو کرے۔ اور برطانی و ایرانی مفاد کو تسلیم کرنے کی حکمت عملی پر حامل ہو جائے۔ بیشتر اسکے کہ برطانی فوجیں ایران سے چلی جائیں۔ تو ممکن ہے۔ کہ کچھ بچاؤ ہو جائے ورنہ ایرانی برطانی معاہدہ مُردہ ہو جائیگا ٭

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت سردار غلام رسول خان صاحب بی اے منصف درجہ اول ڈیرہ غازیخان

چیتن رام ولد پرسرام ذات ... ساکن بہاری لعل ولد روچی رام بیاشیہ
سکنہ دھوا تحصیل سنگھڑ مدعی / بنام / سکنہ دھوا تحصیل سنگھڑ
مہر پال رام ولد کھوتہ رام چھابڑیہ
سکنہ دھوا تحصیل سنگھڑ مدعا علیہم

دعویٰ دخلیابی

بنام بہاری لعل ۔ و مہرپال رام مدعا علیہم مذکورۃ الصدر

بمقدمہ مندرجہ صدر رپورٹ پیادہ سے واضح ہوا کہ تم تعمیل سمن سے عمداً گریز کرتے ہو۔ اور روپوشی کرتے ہو۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر تم بتاریخ ۲۷ جنوری ۱۹۲۱ء حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نکرو گے تو تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۹۲۱ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط منصف صاحب

بحروف انگریزی

مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب تلہ گنگ کامل پور ضلع اٹک

حاجی ولد بوستان ذات گوجر ساکن غور غشتی تحصیل اٹک مدعی / بنام / رحمت اللہ ولد خیر اللہ و سماۃ سید خانم بیوہ خیر اللہ قوم پٹھان سکنہ غور غشتی تحصیل اٹک

دعوے دخلیابی

اشتہار بنام رحمت اللہ ولد خیر اللہ ساکنہ غور غشتی تحصیل اٹک

رپورٹ سمنات سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ رحمت اللہ وطلا عیابی کرنے سے انکاری ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی نالش کی کرو ورنہ تمہارے برخلاف یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی ٭

آج مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۱ء کو بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا ٭

دستخط منصف صاحب

بحروف انگریزی

مہر عدالت

النظر

سلسلہ تصنیفات احمدیہ

کی تیسری جلد کہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب توضیح مرام ۔ فتح اسلام اور ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے شائع ہو گئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ وہ معرکۃ الآرا تصنیفات ہیں۔ کہ جنہوں نے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ وفات مسیح اور دعاوی مسیح موعود کو مدلل اور مسکت طور پر بیان کیا گیا ہے نزول ابن مریم کی حقیقی تعبیر کو محکمات اور بینات کی بنا پر ثابت کیا گیا ہے۔ طباعت اور کتابت دیدہ زیب اور کاغذ عمدہ لگایا گیا ہے۔ شروع میں فہرست مضامین بھی نہایت محنت سے تیار کرکے لگا دی گئی ہے یہ جلد ۱۱۸۴ صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ قیمت تین روپیہ فی جلد ہے جو اس گرانی کاغذ و طباعت کے زمانہ میں نہایت مناسب ہے۔

تعلیم اسلام یا اسلامی اصول کی فلاسفی

مذہبی دنیا کے فاتح اعظم مجدد دوران مسیح موعودؑ کا وہ لاجواب اور بے نظیر خطبہ کہ جو جلسہ اعظم مذاہب میں، کل مذاہب کے داعیوں کے بالمقابل پڑھا گیا اور متفقہ طور پر سب نے اعلےٰ خطبہ تسلیم کیا گیا حقائق قرآن، معارف اسلام اور صداقت اسلام کے ثبوت میں یہ ایک بینہ مبینہ ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے کتابت و طباعت کے لحاظ سے نہایت عمدہ چھاپا ہے۔ قیمت

ترجمۃ القرآن انگریزی

انگریزی زبان میں ترجمہ قرآن شریف معہ عربی متن فٹ نوٹوں میں نہایت لطیف تفسیر کی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ انگلستان و ہندوستان کے مشہور اہل قلم نے اس ترجمہ کے متعلق نہایت عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے یہ ترجمہ ولایت میں دو ایڈیشنوں میں چھپایا گیا ہے

قسم اول انڈیا پیپر نہایت خوبصورت مجلد چرمی جلد قیمت عہ
قسم دوم موٹی مضبوط جلد ولایتی کاغذ ۔ ؎
مؤلفہ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔

نکات القرآن

مصنف موصوف نے ان چار حصص میں قرآن کریم کے پہلے پانچ پاروں کے تفسیری نوٹ لکھے ہیں جن میں زمانہ حال کی ضروریات اور غیر مذاہب والوں کے اعتراضات کو جو وہ قرآن شریف پر کیا کرتے ہیں پیش نظر رکھ کر یہ نوٹ لکھے ہیں قیمت حصہ اول ۸ر دوم ۸ر سوم ۱۰ر چہارم ۸ر

جمع قرآن

قرآن کریم کی جمع و ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے اور جو اعتراضات حفاظت قرآن مجید پر غیر مذاہب والے کیا کرتے ہیں اُن کا رد کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر منگانا کے صحائف قرآنی کی حقیقت بھی الم نشرح کی گئی ہے۔ حجم ۱۲۰ صفحات۔ قیمت ... ۱۲ر

النبوۃ فی الاسلام

اس میں نبوت، رسالت، محدثیت اور مجددیت اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کی نبوت پر بحث کی ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف اور حضرت مرزا صاحب کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی اور حضرت مرزا صاحب نبی نہیں محدث ہیں اخیر میں اس کتاب کے ایک ضمیمہ دیا گیا ہے جس میں حضرت مرزا صاحب کی اُن تمام تحریروں کو یکجا کیا گیا ہے جن سے آپ کا نبوت سے انکار کرنا ثابت ہوتا ہے۔ قیمت مجلد ۲ مجلد ۲

مسیح موعودؑ

اس میں سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے جیسے مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن شریف سے واضح کیا گیا ہے اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کے دعاوی مسیحیت و مجددیت اور آپ کی پیشگوئیوں پر قرآن کریم و حدیث سے روشنی ڈالی گئی ہے سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیقات کرنیوالوں کو اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے قیمت مجلد ۸ر

آیت اللہ

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حضرت مسیح موعودؑ سے مباہلہ کرنے سے فرار کا ثبوت مفصل دیا گیا ہے قیمت ۳ر

شناخت مامورین

جس میں مامورین من اللہ شناخت ملہمین کرنے کے نشانات پر مفصل بحث کئے گئے ہیں ... قیمت ۳ر

مرآۃ الحقیقۃ

میاں محمود احمد صاحب کی کتاب "حقیقۃ الامر" کے جواب میں یہ رسالہ تصنیف کیا گیا ہے جس میں محمودی مغالطات اور اصل عقائد کی ہو بہو تصویر کھینچی گئی ہے۔ ۵ر

دفتر بک ڈپو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور یکشنبہ مؤرخہ ۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء | نمبر ۵۷

کلام الامام امام الکلام

قرآن کریم قصوں سے پاک ہے

[illegible] کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا
اے صاحبِ جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
[illegible] لوگوں سے کوئی رہا نہیں
دیکھو تو جا کے ان کے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب وہ ساری [illegible] تمہارے گئے کدھر
اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے
اک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائیں گے
پھر دفن کر کے گھر میں تاسف سے آئیں گے
اے لوگو عیشِ دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوفِ مرگ و خیالِ فنا نہیں
سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گزر گئے
وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے
ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو
ملتی نہیں عزیزو فقط قصوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ
وہ لغو دین ہے جس میں فقط قصے جات ہیں
ان سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں

جواہر ریزے

اسلام اور غیر مذاہب والوں سے محبت

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر فرماتا ہے لاینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین یعنی نصاریٰ وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنے سے ممانعت فرمائی تو اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ نیکی اور احسان اور ہمدردی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے نہیں بلکہ جن لوگوں نے ہتھیار سے قتل کرنے کے لئے [illegible] نہیں کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا اگرچہ [illegible] ہوں یا یہودی ہوں بیشک ان پر احسان کرو ان سے ہمدردی کرو انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین و اخرجوکم من دیارکم و ظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم و من یتولھم فاولئک ھم الظلمون ٭ یعنی خدا نے جو تمہیں ہمدردی اور دوستی سے منع فرمایا ہے تو صرف ان لوگوں کی نسبت جنہوں نے دینی لڑائیاں تم سے کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نکالا اور [illegible] کیا جب تک باہم ملکر تمہیں نکال نہ دیا۔ سو اُن کی دوستی حرام ہے کیونکہ یہ دین کو مٹانا چاہتے ہیں اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تولّی[1] عربی زبان میں دوستی کو کہتے ہیں جس کا دوسرا نام مودّت ہے۔ اور اصل حقیقت دوستی اور مودّت کی خیرخواہی اور ہمدردی ہے سو مومن نصاریٰ سے اور یہود اور ہنود سے دوستی اور ہمدردی اور خیرخواہی کر سکتا ہے اور احسان کر سکتا ہے۔ مگر ان سے محبت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک باریک فرق ہے اس کو خوب یاد رکھو۔

قرآن کا خدا

جاننا چاہئے کہ جس خدا کی طرف ہمیں قرآن شریف نے بلایا ہے۔ اس کی اس نے یہ صفات لکھی ہیں:

ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب و الشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین ٭ الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر ٭

[1] تولّی کی تاہر بات پر دلالت کرتی ہے کہ تولّی میں ایک تکلف ہے جو مغایرت پر دلالت کرتا ہے مگر محبت میں ایک ذرہ مغایرت باقی نہیں رہتی۔

ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یسبح لہ ما فی السمٰوات و الارض و ھو العزیز الحکیم ٭ علیٰ کل شیءٍ قدیر ٭ رب العٰلمین ٭ الرحمٰن الرحیم ٭ مالک یوم الدین ٭ اجیب دعوۃ الداع ٭ الحی القیوم ٭ قل ھو اللہ احد ٭ اللہ الصمد ٭ لم یلد و لم یولد ٭ و لم یکن لہ کفواً احد ٭ یعنی وہ خدا جو واحد لاشریک ہے جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں یہ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آ جائے۔ اس صورت میں خدائی معرضِ خطرہ میں رہیگی اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں۔ تو وہ سب سے اعلیٰ جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نہیں ہو سکتا وہی خدا ہے جس کی پرستش میں ادنےٰ کو شریک کرنا ظلم ہے پھر فرمایا کہ عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہم آفتاب و ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں ٭ (باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں۔

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو کچھ قدر بخار کی شکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے دین کے خادم کا حامی و ناصر ہو۔ اور ان کو ہر قسم کے ابتلاء سے محفوظ رکھے ٭

اس جمعۃ المبارک کو حافظ محمد حسن صاحب بی۔اے نے جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ میں مبلغین کی علمی قابلیت کو بڑھانے کے لئے لیکچروں کا سلسلہ جاری کرنے کی تحریک کی اور اس غرض کے لئے ایک مقامی انجمن کی تاسیس کی تجویز پیش کی اس انجمن کے ممبر صرف انگریزی خوان طلباء ہی نہ ہوں گے۔ بلکہ عربی خوان مولوی صاحبان کو بھی اس میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہے مختلف مسائل دینیہ پر ہر ہفتہ لیکچروں کا انتظام ہوگا۔ اس انجمن کے سرپرست مولوی [illegible] صاحب باتفاق رائے سے قرار پائے۔ اور مستقل صدر پریذیڈنٹ ماسٹر یعقوب خان صاحب مقرر ہوئے۔

مسلم احمدیہ [illegible] پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - یکشنبہ مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۵۷

عمل بالقرآن

(۱)

کائنات کی کوئی شے تجدد اور تبدل کے قانون سے خالی نہیں ان اجزائے صغار سے لیکر کہ جن کو انسان کی ننگی آنکھ دیکھ بھی نہیں سکتی - بحر و بر کے بڑے بڑے رقبوں تک تمام کے اندر ایک حادثہ طبیعیہ اور محشر تغیر بپا ہے - سمندر کی موجیں - پہاڑوں کی آتش افشانیاں اور زمین کے زلازل کرۂ ارضی کے نقشے کو ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں - جہاں آج سمندر لہرا رہا ہے تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ اس کے اندر بھی بڑے بڑے قطعات آباد تھے - اسی طرح صحاری کے ذرّے اور مختلف اقطاع عالم کے خشک رقبے اس پر شاہد ہیں کہ کسی زمانے میں وہاں ایک بحر ذخار موجزن تھا - دریاؤں نے بارہا اپنے رخ کو بدلا اور آبادی کی جگہ ویرانی کر دی - خوفناک زلازل نے ملکوں کو تہ و بالا کر دیا - پہاڑوں کی آتش افشانیوں نے سبزہ زاروں پر آتشی سمندر رواں کر دیا - لیکن ان تمام انقلابات سے بڑھ کر وہ انقلابات زیادہ معنی خیز ہیں کہ جو اقوام اور امم میں ظہور پذیر ہوتے ہیں - وہ قومیں ایک وقت قعر مذلت میں پڑی ہوتی ہیں وقت آجاتا ہے کہ وہ ترقی کے بلندترین مقام پر پہنچا دی جاتی ہیں اور وہ قومیں جو اخلاق اور تمدن کے بام رفیع پر پہنچ چکی ہوتی ہیں پستی اور ذلت کے گڑھوں میں گرا دی جاتی ہیں مذہب اور عقائد کی سرزمین میں ایک تزلزل بپا ہو جاتا ہے تو لوگ جادۂ صواب کی صراط مستقیم سے گمراہ ہو کر تاریکی اور ضلالت کی اسفل السافلین میں پہنچ جاتے ہیں - کس قدر قومیں اور مذاہب تھے کہ جنہوں نے خیالات اور عقائد کی سرزمین میں عجیب و غریب تبدیلیاں کر دیں - اور دنیا کے مذہب کے اعداد و شمار کے نقشے کو یکسر پلٹ دیا - ادیان اور شرائع باہم آویزیوں اور نبرد آزمائیوں نے سینکڑوں مذاہب کو دنیا سے ملیا میٹ و نابود کر کے ان کے عقائد اور خیالات کو بھی محو کر دیا۔

(۲)

اعتقادات اور اعمال کی سرزمین میں ایسا ہی ایک انقلاب آج سے تیرہ سو برس پیشتر دنیا میں ظہور پذیر ہوا - جبکہ دنیا تغیر کے لئے بیقرار اور تبدیلی کے لئے مضطر تھی - یہ عالم روح و معنی کا ایک زلزلہ تھا - کہ جس کی جنبش نے دلوں کو غفلت سے بیدار کر دیا اور بیقرار روحوں کو امن اور راحت بخشی - وہ ایک چشمۂ ہدایت و فیضان تھا - کہ جس کے اندر روح کی حقیقی تشنگی کے لئے تسکین کا سامان تھا - وہ انسانی تعمیر اور ثمرات پر ہوَن کنندہ کی آتش افشانیوں کا داعی نہ تھا - بلکہ وہ دنیا کے گرم اور جلتے ہوئے صحاری پر نمودار ہونے والا ابر رحمت تھا - جو انسانیت کی سوکھی کھیتیوں کو سرسبز کرنے اور کائنات ارضی کی سعادت کو سیراب کرنے کے لئے امنڈ آیا تھا - وہ جس طرح یروشلم کی برباد شدہ رشد و صداقت کو واپس دلانے والا تھا اسی طرح ہندوستان اور ایران کے آتشکدوں کو سرد کر کے جنت اور گلزار بنا دینے والا تھا - قرآن مجید - فرقان حمید دنیا کی تمام تاریکیوں کے لئے روشنی اور ہدایت ہو کر چمکا - اسکے اندر اگنی دیوتا کی سی تباہ و برباد کرنے والی خاصیت نہ تھی - بلکہ وہ ایک خاص نور تھا کہ جس کو انسانی رشد و ہدایت اور روحانیت کو جلا کر راکھ کر دینے والی صفت سے منزہ رکھا گیا تھا - دنیا کے آتشکدے اور ہوَن کنڈ اس ابر رحمت سے سرد کر دیئے گئے - اور دنیا نے اپنی کھوئی ہوئی سرسبزی اور سعادت کو حاصل کر لیا - ارباب متفرقہ اور مختلف دیوتاؤں اور معبودوں کے آگے کھڑی

کھانے کی بجائے انسان کو اپنے ایک ہی مالک کی طرف دعوت دی اور خدا کی بندگی اور پرستش کی ایک ایسی بادشاہت قائم کر دی کہ جس کے آگے دنیا کی تمام ماسوا اللہ طاقتیں سرنگوں ہو گئیں)۔

(۳)

قرآن کریم وہ آفتاب صداقت تھا کہ جس کی کرنیں کثیف بادلوں میں سے بھی دلوں پر گرتی تھیں اس نے عرب جیسے اکھڑ اور وحشی ملک اور صدیوں سے بگڑے ہوئے لوگوں کو شاہراہ تمدن و اخلاق پر لا کھڑا کیا - نفوس انسانی کے اخلاق و تربیت کی اصلاح و تکمیل جیسے اہم اور مقدس فرض کو جس طرح قرآن کریم کی تعلیم نے سرانجام دیا اسکی نظیر تاریخ عالم میں تلاش کرنا محال ہے مسلمانوں نے جب تک اس تعلیم اخلاق فاضلہ کو اپنا دستور العمل بنائے رکھا وہ ترقی اور تمدن کے بلندترین مقام پر پہنچے گئے - لیکن جس وقت انہوں نے اس سے روگردانی کی دنیا اور دین دونوں انکے ہاتھ سے جاتے رہے اور آج مسلمانوں کی حالت جس ذلت اور پستی کے مقام پر پہنچ چکی ہے وہ کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو آج سے تیرہ سو سال پیشتر مسلمانوں کی اس حالت کی طرف صاف الفاظ میں اشارہ کر دیا تھا - انہا ستکون فتن کقطع اللیل المظلم قیل فمن النجاۃ منہا یا رسول اللہ قال کتاب اللہ تعالیٰ فیہ نبأ من قبلکم و خبر ما بعدکم و حکم ما بینکم وھو فصل لیس بالھزل من ترکہ تجبرا قصمہ اللہ ومن ابتغی الھدی فی غیرہ اضلہ اللہ وھو حبل اللہ المتین و نورہ المبین والذکر الحکیم والصراط المستقیم وھو الذی لا تزیغ بہ الاھواء ولا تتشعب معہ الآراء ولا یشبع منہ العلماء ولا یملہ الاتقیاء من علم علمہ سبق ومن عمل بہ اجر ومن حکم بہ عدل ومن اعتصم بہ فقد ھدی الیٰ صراط مستقیم

ترجمہ:- اے امت مسلمہ تم پر فتنے شب دیجور سے بھی زیادہ تاریکی کی طرح آئینگے آپ سے پوچھا گیا ان سے نجات کا کیا طریق ہے کہا ان سے نکلنے اور نجات پانے کی واحد سبیل قرآن کریم (عمل بالقرآن) ہے اس میں تم سے پہلی قوموں کے تاریخی شواہد ہیں اور آئندہ تمہارے بعد آنیوالی خبریں ہیں اور تمہارے باہمی تنازعوں کے اس میں فیصلے موجود ہیں جو کوئی اسکو چھوڑ دیگا - اللہ تعالےٰ اس سے مؤاخذہ کریگا - اور جو کوئی اس قرآن کریم کے سوا اور کسی کتاب میں ہدایت کو تلاش کرے - اللہ تعالےٰ اسکو ہدایت نہ دیگا - وہ اللہ تعالےٰ کا مضبوط رستہ اور اس کا نور ہے وہ حکمت اور فلسفہ کی تعلیم ہے اور وہ نجات کے لئے صراط مستقیم ہے اسکے اندر انسان کو گمراہ کرنے والی اور راہ راست سے بھٹکا دینے والی کوئی تعلیم نہیں - جس نے اس کا علم حاصل کیا وہ سبقت لے گیا - اور جس نے اس پر عمل کیا اس کا اجر ضائع نہ ہوگا - اور جس نے اس کی رو سے کوئی فیصلہ کیا اس نے انصاف سے کام لیا اور جس نے اسکو مضبوط پکڑا اس نے صراط مستقیم کی طرف چلایا"۔

اس فرمان نبوی کی رو سے مسلمان اگر دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ان کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ

عمل بالقرآن

ہے - جب تک قرآن کریم کو مسلمان اپنا دستور العمل نہیں بناتے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے -

دوسرے مذاہب اور اسلام میں یہ بیّن فرق ہے کہ وہ اپنی دینی مذہبی کتابوں کی تعلیم کو جب تک نہ چھوڑیں گے کبھی کامیاب نہ ہونگے - کیا لالہ لاجپت رائے صاحب نے کہ جو اسوقت ہندو مذہب کی قومی کشتی کے ناخدا ہیں بار بار اس بات کو بیان نہیں کیا - کہ دنیاوی ترقی کے لئے مذہبی کتابوں کی سند تلاش کرنا فضول ہے اصل بات یہی ہے کہ ان کی مذہبی کتابوں کے اندر تمدنی ترقی کی طرف رہنمائی کرنے والی کوئی تعلیم نہیں کوئی ہمیں بتائے - کہ ویدوں کے اندر کہاں اصول سیاست اور تمدن کو بیان کیا گیا ہے - یہ الگ امر ہے کہ کوئی اپنے دماغی خیالات کی تائید میں منو سیدھ یگیہ گھوڑے کی قربانی والے منتروں سے دُور کی کوڑی نکال لائے - ورنہ چاروں ویدوں کے اندر کہیں بھی اخلاق و تربیت نفوس انسانی اور تمدن و تہذیب کے اصول بیان نہیں کئے گئے -

قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے کہ جو ان معاملات میں انسان کی رہنمائی کر سکتی ہے - مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس کتاب کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کو مدت سے چھوڑ رکھا ہے - ان کی بیماری ایک ہی ہے کہ انہوں نے کلام الٰہی کو پس پشت ڈال رکھا ہے - اس لئے اس کا علاج بھی ایک ہی ہے کہ وہ اس الٰہی کتاب کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

غیرت دینی کی ایک مثال

۱۲ جنوری ۱۹۲۱ء کے اخبار پیغام صلح میں سید شاہنواز صاحب سب انسپکٹر پولیس کی وفات کی خبر پڑھکر دل کو بہت صدمہ ہوا - واقعی بڑے مخلص احمدی تھے - ایکدفعہ جلال آباد سے ریل میں آتے ہوئے میرے ہمراہ سفر تھے - اور ایک افسر ذی رتبہ سے سلسلہ کلام میں حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق کچھ سخت الفاظ استعمال ہو گئے - سید صاحب موصوف انکے ساتھ لڑ پڑے - بلکہ اتنی غیرت دکھلائی کہ اسٹیشن آنے پر اس کمرہ سے اٹھکر دوسرے کمرے میں چلے گئے - مجھے ان کی وہ غیرت اب تک یاد ہے - اور ان کا روبہ آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے - دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ سید صاحب کو مغفرت کرے - اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے۔

غلام محمد افسر خزانہ کیمل پور

ترکوں کے مفروضہ مظالم

(ایشیائی ریویو بجواب محمڈن)

مدبّران جاپان کی آنکھوں سے

تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس امر واقعہ سے آگاہ ہیں کہ کسی زمانے میں سیاسیات یورپ کے اکھاڑے کے مشہور پہلوان تھے - انہوں نے یورپ کے عین درمیانی حصے میں داخل ہو کر زندگی کے ہر شعبے میں اپنے بلند و برتر رعب و داب کا سکہ بٹھا یا تھا - موجودہ متمدن یورپ کا معصوم و شیرخوار بچہ ایشیائی مادر ارتقاء کے بطن سے پیدا ہوا - اور اسی دایۂ تربیت کی گود میں پلا - بڑھا اور جوان ہوا ہے -

جب (با لخصوص نہیں تو زیادہ تر) ایشیائی تمدن سے واسطہ پڑنے اور اُس کی روح جذب کر لینے کی وجہ سے اہل مغرب کے دلوں میں بیداری کی روح دوڑ گئی تو ان مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جنہیں ملحد و غاصب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے (ان کے دل اہل مغرب کے) بحر قلب میں ضرورت استحاد و یگانگت کے احساسات سے ایک تلاطم برپا ہو گیا - جائز ذریعوں سے نہیں - بلکہ ادراک انسانی سے بالاتر نہایت نفرت انگیز فن صف آرائی کے ذریعے وہ (اہل مغرب) منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے صدیوں تک دوڑ دھوپ کرتے رہے ان زمانوں کی تاریخ افتراپردازیوں سے لبریز ہے - اہل مغرب ترکوں کی طاقت کو ضعف پہنچانے اور یورپ سے بستر بند ہوا کر انہیں نکال کر یورپ باہر کرنے کے لئے ممکن نفع بخش وسائل کے ادنےٰ ہتھیار دریافت کرتے رہے -

اس حکمت عملی کی تکمیل میں ایک زبردست مخالف ترکان پروپیگنڈا (اشاعت مقاصد) معرض نفاذ میں لایا گیا - بہت سی مضحکہ خیز دروغ بافیاں جن کی تخلیق میں پختہ کاری کی ساری قوت صرف کی جاتی تھی - اطراف و اکناف عالم میں مشتہر کر دی جاتی تھیں - ترک وحشی حیوانوں کی مانند سمجھے جاتے تھے اس عالم کون و فساد کے بحر بے پایان میں مسلمانوں کے ہاتھوں عیسائیوں کے افسانہائے قتل کے طوفان بلا خیز کی فلک بوس موجیں اٹھ رہی تھیں - ترکوں نے ان حسد آمیز الزامات سے اپنے کو بری الذمہ ثابت کرنے کی بہتیری کوششیں کیں - مگر پروپیگنڈا کے ذرائع مثلاً اخبار بجری برقی پیامات اور خبر رسانی کے محکمے گورے لوگوں کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے سب کی سب پا در ہوا ثابت ہوئیں -

سابق سلطنت ٹرکی میں پوشیدہ افراد کی تنہا قاتلانہ کارروائی کو مزبورہ حکومت کے عالمگیر گشت مظالم کی صورت میں ظاہر کیا گیا - لیکن آہ ! غیر مسلم حکومتوں کے ہاتھوں سے مسلمانوں کے قتل کی نہایت وحشیانہ و ابلیسانہ کارروائیوں پر بڑی احتیاط سے پردہ ڈالا گیا - غرض جب کبھی ایسے جرائم رونما ہوئے - گوری دنیا کے اخبارات نے ہمیشہ انکو غفلت و بے پرواہی کی نگاہ سے دیکھا - گویا چند ہزار ترکوں کے قتل کو انسانیت سے کسی قسم کا جانی تعلق نہیں -

دنیا کے مسیحیت عیسائیوں کے ساتھ نام نہاد ترکوں کی بدسلوکی کے خلاف تو راست بازانہ غم و غصہ کا اظہار کرتی ہے - مگر ملقان کی قوموں نے مسلمانوں کے ساتھ جو وحشیانہ و ظالمانہ سلوک کیا ہے اس کے متعلق جرم و گناہ کا ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالتی ۱۸۹۸ء میں ایک لاکھ مسلمان تھے - مگر اب وہ مسلمانوں کے وجود سے تقریباً خالی ہے - ۱۸۹۸ء میں کریٹ میں نوے ہزار مسلمان آباد تھے لیکن آج

مثلاً نے اُسے اپنی توحید کی خبر دی ہو۔ بہرحال لغوی معنی نبی کے ایسے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے اور سب انبیاء نے اور قرآن مجید اور اسلام کی اصطلاح ہیں نبی کے جو معنے ہیں اُنکو ان شروط اور لوازم کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ لغوی معنی وہ ہیں جو اُسکے اصل اشتقاق کے رو سے اُسکے معنے ہو سکتے ہیں تو چونکہ اشتقاق اسکا نبا ر یا نبوت اور نباوت سے کیا گیا ہے اور چونکہ وزن اُس کا فعیل ہے اس لئے اس حد تک اسکے معنی لغوی کہلا سکتے ہیں کہ عظیم الشان خبر دینے والا یا خدا کی بابت خبر دینے والا اور یا بغیر بیان کیفیت کے کثرت کو مد نظر رکھکر یہ بھی کہا جائے۔ کہ کثرت سے خبر دینے والا۔ گو کسی لغت والے نے یہ معنی کثرت سے خبر دینے والا نہیں کئے مگر بر رُوئے قواعد نبی کے یہ معنی ہو سکتے ہیں لیکن ان سب معنوں کو بھی اگر لے لیا جاوے۔ تب بھی یہ معنے صرف نبی کے لئے تو مخصوص نہیں رہتے۔ بلکہ ایک محدَّث یعنی غیر نبی ملہم اور متکلم من اللہ پر بھی نبی کے یہ لغوی معنی صادق آسکتے ہیں۔ یہ لوگ محض چالاکی سے قرآن مجید اور اسلام کی برگزیدہ اصطلاح پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کا لفظ لغت کی کتابوں میں ان معنوں میں آتا ہے اور صرف انہی معنوں میں محدود ہے حالانکہ جانتے ہیں کہ جن لفظوں کو قرآن مجید اصطلاحی طور پر بعض معانی کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اپنے متواتر بیان سے مقبول سمجھا دیتا ہے کہ فلاں معنے کے لئے اس نے فلاں لفظ خاص کر رکھا ہے ان معنی سے اس لفظ کو صرف اس خیال سے پھیرنا کہ کسی لغت کی کتاب میں اسکے یہ معنی آئے ہیں اور صرف انہی معنوں میں یہ لفظ محدود ہے۔ صریح الحاد ہے۔ کیونکہ اس طرح روزہ نماز زکوٰۃ حج کے بھی کچھ اور ہی معنے ہو جائینگے۔ پس جو شخص الحاد کا ارادہ نہیں رکھتا اسکے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ قرآن مجید کے معنی اسکے مروّجہ اور مصطلح الفاظ کے لحاظ سے کرے ورنہ وحی کتاب اسلام۔ کفر وغیرہ عربی الفاظ کے بھی وہی معنی کرنے پڑینگے۔ جو لغوی معنوں میں محدود ہیں۔ خود وحی کے لفظ کو دیکھئے کہ اسکے وہ معنی جنکی رو سے خدا کی کتابیں وحی رسالت کہلاتی ہیں کہاں لغت سے ثابت ہوتے ہیں اور کس کتاب لغت میں وہ کیفیت نزول وحی لکھی ہے۔ جس کیفیت سے خدا اپنے رسولوں سے کلام کرتا ہے اور ان پر اپنے احکام نازل کرتا ہے۔ اسی طرح اسلام کے لفظ میں نظر کیجئے کہ اس کے لغوی معنے صرف یہی ہیں کہ جو کسی کو کام سونپنا۔ یا ترک مقابلہ اور ترک گذاشت اور اطاعت اس میں یہ مضمون کہاں ماخوذ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی کہنا۔ پس اگر ہر ایک لفظ کا لغت سے ہی فیصلہ کرنا چاہیئے تو اس حالت میں اسلام بھی صرف صلح یا کام سونپنے کا نام ہوگا۔ اور دوسرے سب معانی جو شریعت نے مقرر کئے ہیں۔ نعوذ باللہ ناجائز اور غیر صحیح ٹھہر ینگے۔

غرض یہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ کہ ہر ایک علم میں خواہ علم ادب ہو خواہ کوئی دوسرا علم ہو۔ ایسے الفاظ عرفیہ مزید مستعمل ہوا کرتے ہیں جن سے لغا ت اصطلاحی اس علم کے واضع اور روشن ہوا کرتے ہیں سو جب ہم قرآن کریم کا غور سے مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں ہمیں نبی کے خاص معنی ملتے ہیں۔ جنکو ہم انشاء اللہ اس بحث میں لکھیں گے۔ اور قبل اسکے کہ قرآن مجید اور احادیث شریف سے اس بات پر بحث کی جائے کہ نبی کس کو کہتے ہیں یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتابوں اور تحریروں میں بار بار لکھا ہے۔ کہ احادیث میں جو مسیح موعود کو نبی بتلایا گیا تو اُن احادیث میں نبی کے اصطلاحی معنی مراد نہیں جو دعوے نبوت لازم آوے۔ بلکہ لغوی معنی مراد ہیں چنانچہ لکھا ہے :-

"یہ لفظ بطور استعارہ ہیں جیسے کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جسکو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اُسکو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں" (ازالہ اوہام صفحہ حاشیہ)

تنبیہہ: جیسا میں قاضی یوسف سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ کس طرح صرف قاموس لغت ہی سے نبی کا معنی لیکر اس لفظ نبی کو لغوی معنی تک ہی محدود ہونے کو قرآن مجید سے ثابت کر سکتے ہیں۔

حضرت اگر یہی مذہب ہے کہ جو کچھ لغت میں کسی لفظ کے معنی آئے ہیں وہی معنی ہم قرآن مجید میں اس لفظ کے لینگے۔ تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اب آپ کو قرآن میں آئے لفظ نبی کے معنے کرنے میں قرآن مجید کی اصطلاحات کی ضرورت نہیں تو صلوٰۃ کے معنے نماز یعنی تکبیر و قرأت و قیام و رکوع و سجود و تسبیح و تحمید و سلام والی چیز جو ایک شرعی اصطلاح ہے لینے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ جب رسول اور نبی کے لفظ کا لغوی معنوں پر ہی آگر دارو مدار آگیا۔ تو صلوٰۃ کے معنے جو لغت میں شفقت و رحمت و دعا ہی حقیقتاً ہے۔ اور قرآن مجید میں بھی کئی ایک مقام پر دعا

لفظ نبی کے) صلوٰۃ کا لفظ مختلف معانی کے ساتھ استعمال ہوا ہے اسکو بھی یعنی تکبیر و قرأت و قیام و رکوع و سجود و تسبیح و تحمید و سلام والی چیز جو شرعی اصطلاح میں صلوٰۃ ہے جواب دیجئے۔ اور صرف لغوی معنی کے لحاظ سے اسکو بجالا یا کیجئے۔ سنئے مطول میں لکھا ہے :-

کلفظ الصلوٰۃ اذا استعمله المخاطب فی الشرع فی الدعاء مجازاً وكذا اذا استعمله المخاطب بعرف اللغة فی الارکان المخصوصة مجازاً (وقال) اما الحقيقة فلان واضعها ان كان واضع اللغة وان كان الشارع فشرعية والا فعرفية عامة اوخاصة (وقال) اذا استعمل المخاطب بعرف الشرع لفظ الصلوٰة فی العبادة المخصوصة يكون حقيقة وفی الدعاء يكون مجازاً (مطول باب الحقيقة والمجاز)

ترجمہ: مثلاً لفظ صلوٰۃ کا استعمال بطریق شرع دعا میں ہونا مجازی ہوگا۔ جیسا کہ لغوی استعمال اس ہی لفظ صلوٰۃ کا نماز میں مجازی کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا ہے) کہ اگر واضع حقیقت کا لغت ہے تو حقیقت لغویہ اور اگر واضع حقیقت کا لغت ہے تو حقیقت لغویہ اور اگر واضع حقیقت کا شریعت ہے تو حقیقت شرعیہ اور اگر حقیقت کا واضع بیان ہے عرفیہ عامہ اور حقیقت کا واضع کوئی خاص جماعت ہے تو عرفیہ خاصہ کہلائیگی چنانچہ شرعی اصطلاح میں ہی صلوٰۃ کا معنی نماز حقیقی ہوگا۔ اور دعا مجازی اور وضع کے معنی ہیں کسی لفظ کا ایسے معنی خاص کے لئے معین کر دینا جو بذاتِ خود ان معنے کے لئے دلالت کرے۔ مجاز کے معنے گذرنے والا مجاز اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے اپنے مکان اصلی کو چھوڑ دیا ہے۔ مجاز مصدر میمی ہے اور معنے اسم فاعل مستعمل ہے (ناقل)

اور شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے :-

الاسماء الشرعية كالصلوٰة فانا نعلم قطعاً ان لغويها وهو الدعاء غير مراد فلابد من معنى آخر شرعى وهو غير مدرك الا ببيان من الشارع والمزيدا وهى لغة الزيادة على ما فهى زيادة مخصوصة فی الشرع وهى غير معلومة الا ببيان منه (مسلم الثبوت)

ترجمہ: کہ شرعی اصطلاحات جیسے کہ صلوٰۃ پس تحقیق ہم جانتے ہیں کہ اس کا لغوی معنی دُعا ہی ہے۔ اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ بلکہ شارع کے بیان کے سوا لُغت سے مقصود کو ہم پا نہیں سکتے ہیں اور ایسے ہی ربوا جسکو اہل لغت مطلق زیادتی کو کہتے ہیں اور اس میں شک ہی نہیں کہ سب زیادتی حرام نہیں ہے بلکہ شرع نے جس زیادتی کے لین دین کو حرام فرمایا ہے اسکو معلوم کرنے ہم محتاج ہیں۔ صرف لُغت کی یہاں نہیں چلتی ہے"

خلاصہ ان دونوں حوالوں کا یہ ہے کہ حقیقت وہ کلمہ ہے کہ جن معنے کے واسطے وضع کیا گیا ہو۔ اُنہی معنی میں وہ مستعمل بھی ہو۔ وضع کرنے میں بھی یہ قید ہے کہ جس اصطلاح میں کلام کرتے ہوں اُسی اصطلاح میں ہو۔ اور اصطلاحات تین ہیں۔ لغت، شرع، عرف، سو اگر کلام اصطلاح لُغت میں ہو رہی ہو تو جو لفظ کہ واضع لُغت میں ایک خاص معنے کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ اور وہی معنے مراد بھی ہوں۔ تو اُس کا نام حقیقت ہے۔ اور چونکہ مطول میں اس تعریف میں یہ قید لگائی ہے کہ جس اصطلاح میں کلام کرتے ہوں اسی میں اُسکے معنے حقیقی ہوتے ہیں۔ اس لئے ان معانی سے احتراز ہو گیا جو دوسری اصطلاح میں معنی موضوع لہٗ میں مستعمل ہو۔ اس لئے شرع کی اصطلاح کے معنے الگ ہوگئے۔ اور لغت کے الگ۔ مثلاً نبی۔ جب ہم اصطلاح شرع میں کلام کر رہے ہوں۔ اور پھر اثناء کلام میں نبی کے معنی خبر دینے والا اور خبر پانے والا لیں تو اسوقت یہ معنی مجازی ہوں گے۔ کیونکہ یہ تو لُغت کے معنے ہیں اور برعکس اسکے اصطلاح لغت میں اگر نبی کے معنے صاحب وحی شریعت یا صاحب وحی کتاب ہوں تو حقیقت نہ کہلائیں گے کیونکہ یہ تو شرع کے معنے ہیں۔ منہ ❖

اقتباسات

ترکوں کا حملہ شام پر

فرانسیسیوں کی شکست پیرس ۱۲ دسمبر۔ (ولایتی ڈاک) آج اخبار ٹیمپس نے شام میں فرانسیسیوں کی شکست اور ہزیمت کی ایک خبر شائع کی ہے۔ یہ شکست ملاطیہ سے ۲۷ میل جنوب و مشرق میں ہوئی جہاں ایک فرانسیسی رسالہ جسکے پاس توپیں اور مشین گنیں تھیں ترکوں کے ایک طاقتور رسالہ نے اور ادر عیم تاب سے بڑھ کر حملہ کیا۔ اس سخت معرکہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکوں کو فتح ہوئی۔ جنہوں نے کچھ قیدی اور سامان حرب حاصل کیا کچھ فرانسیسی اس معرکہ میں ہلاک ہوئے۔ ابھی تک فرانسیسی گورنمنٹ کی طرف سے اس ہزیمت کے متعلق کوئی تفصیلی بیان نہیں شائع ہوا۔ اخبار ٹیمپس لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کو فوراً اس واقعہ کی تشریح کرنی چاہیئے یہ کیسے ممکن تھا کہ ایک ترکی سپاہ حلب اور اسکندرونہ کے درمیان سے گذر کر خالص عرب علاقہ میں داخل ہوگئی۔ اور پھر اس نے فرانسیسیوں پر حملہ کیا۔ جو اس علاقہ کے حکم بردار ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اب وہ ترکوں کے اقتدار اور حکومت سے بالکل ہی آزاد ہو گیا ہے۔ اخبار ٹیمپس نے اس واقعہ کی بنا پر اور نیز اس امر پر زور دیا ہے کہ معاہدہ سوریز کی جلد نظرثانی ہونی چاہیئے۔ اور اس مسئلہ پر اخبار مذکور برابر مجاہدانہ مضمون لکھ رہا ہے۔ ایک طعن آمیز جملہ میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ عین اسوقت جبکہ امیر فیصل شاہ حجاز یورپ کو ایک تلوار نذر کر رہے تھے۔ عربوں نے انگریزی علاقہ میں ایک انگریزی ریلوے ٹرین پر حملہ کرکے اُسپر قبضہ کر لیا۔ اخبار ٹیمپس نے پھر اس کی ضرورت ظاہر کی ہے کہ معاہدہ سوریز کی جلد سے جلد نظرثانی چاہیئے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ فرانس نے جو جرنیل پیلی کو قسطنطنیہ میں مقرر کیا ہے تو اُسکے معنے یہ ہیں کہ وہ ترکوں سے مصالحت کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں اُس نے یہ بھی لکھا ہے کہ فرانس نے سلیشیا کے علاقہ پر اسوقت جو قبضہ کیا ہے۔ اُس کا منشا صرف یہی ہے کہ وہ بعد میں اس صوبہ کو پھر ترکوں کے حوالہ کر دے اور یہ عجیب بات ہے کہ جس علاقہ کو معاہدہ سوریز کے ماتحت خالی کریگا اسی کے لئے فرانس کو بیکار اپنی فوجیں کٹوانا پڑتی ہیں ❖

معرکہ کی مزید تفصیل

پیرس ۱۴ دسمبر۔ اس فرانسیسی شکست کے مزید تفصیلی حالات موصول ہوئے ہیں جن میں ایک فرانسیسی دستہ کو شکست ہوئی ہے۔ وہ صرف اس علاقہ میں گشت لگا رہا تھا۔ اس دستہ میں چھ پیدلوں کی جماعتیں تھیں۔ اور کچھ میدانی توپیں تھیں معرکہ میں فرانسیسیوں کے بیس آدمی قتل ہوئے۔ جن میں ایک افسر بھی شامل تھا۔ اور اُن کے علاوہ چالیس آدمی زخمی ہوئے۔ دوران میں بھی ترکوں کے ہاتھ آئیں جس ترکی رسالہ سے مقابلہ ہوا۔ وہ غالباً مقام قرہ طاغ میں تاب کی پہاڑی علاقوں سے آیا تھا۔ ترکوں کی مدد پر شام کی باغی عرب بھی موجود تھے۔ ابھی تک شام کا یہ علاقہ پورے طور پر فرانسیسیوں کے زیر تسلط نہیں آیا ہے۔ معرکہ عین الشر قطار پر ہوا۔ جو ساحل بحر روم پر جبلہ سے تین میل کے فاصلے پر اور لطاکیہ سے تقریباً ۱۵ میل جنوب مشرق میں ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جسر الشغر کے مقام پر ایک دوسری فرانسیسی فوج چوکی پر بھی حملہ کیا گیا۔ شاید یہ حملہ آور فوج بھی وہی تھی جس نے فرانسیسی دستہ کو مذکورہ مقام پر پہلے شکست دی تھی۔ حلب سے مزید فرانسیسی فوجیں اس غرض سے روانہ ہوئی ہیں کہ وہ ترکوں کی واپسی منقطع کردیں۔ بعض فرانسیسی اخبارات اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اب فوراً ہی مصطفیٰ کمال پاشا سے گفتگوئے مصالحت شروع کرکے ان ترکی مواقع سے فرانسیسی فوجوں کو واپس بلا لیا جائے۔

اسیم پال ڈپٹی گورنر علاقہ سین شرقی فریب یہ اظہار خیالات کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فرانسیس کے وقار کو ایسے معاملات کے شروع کرنے سے صدمہ نہیں پہنچتا۔ اور دریافت کرتا ہے کہ کیا یہ حامل انگلستان کے اندیشے سمجھے۔ میں فرانج اور برطانی اتحاد کی ضرورت کا بڑا حامی ہوں۔ مگر اتحاد ہونا چاہیئے کہ ماتحتی۔ صرف ہماری ہی فوجوں کو سیلیشیا میں خطرہ ہے اگر ہم اپنی فوجوں کی حفاظت کے لئے ضروری کارروائیاں کریں۔ جو ہمارے اتحاد کے منافی کبھی نہ ہوں۔ تو انگلستان ہمیں کیونکر ملامت کر سکتا ہے۔

فرانس ترکوں سے صلح کا خواہشمند ہے

فرانس جو دُنیا میں مسلمانوں کا ہمدرد بنکر ٹیونس کی عظیم الشان قوت الجیریا کی زبردست حکومت اور مراکش کی عربی سلطنت کا بتدریج خاتمہ کر چکا ہے پھر اسلامی دنیا کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے بے چین ہے۔ در انحالیکہ اس کی یقین دلیل میں کہ فرانس نے درستی کے پردے میں بعض دیگر یورپین سلطنتوں کی طرح ہمیشہ اسلام کی قوت کو متزلزل کرنے میں کوتاہی نہیں کی لیکن شام پر ترکوں کی عظیم الشان فتوحات کی بدولت فرانس کے حواس باختہ ہیں اور ترکوں و شامی قوم پرست عربوں کے مخلصانہ اتحاد کی وجہ سے پیرس کے سرکاری حلقوں میں ایک خوفناک تشویش پھیل رہی ہے گویا کہ فرانس نے شام کے پتھر کو چوم کر چھوڑ دیا ہے اس سے ہمارا مطلب شام کی مکمبرداری سے ہے ترکوں کی غیرت اسلامی نے اپنی قدیم فوجی طاقت کے دیو کی مدد سے پریسیڈنٹ ولسن کی ہر ایک تجویز کو پس پشت ڈال دیا ہے اخبارات کا بیان ہے کہ اس شکست نے پیرس کو رُلا دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۱ء نمبر ۵۸

خطبۂ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۰ء)

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون - ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وہم لا یسمعون ۔ ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون ..... الی ..... اجر عظیم (قرآن عظیم سورۃ انفال)
پڑھ کر فرمایا۔ ہماری ضرورتیں یا وہ باتیں کہ جن کا ہم کو علم ہونا چاہئے۔ جو بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمارے فرائض میں داخل ہیں بہت سی باتیں ہیں ان میں سے میں ایک کی طرف اسوقت توجہ دلاتا ہوں کہ جو ہماری ناکامیوں کی جڑ ہے۔ نماز، روزہ اور مخلوق خدا سے ہمدردی بہت سی باتیں ہیں کہ جن پر ہم کو کاربند ہونا چاہئے۔ مگر ان سب کے اوپر ایک بات ہے کہ جس کا حکم اس آیت کریمہ میں دیا گیا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ اے وہ لوگو کہ جو ایمان لائے ہو یا ایماندار ہونے کا دعوے کرتے ہو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو۔ تو اللہ اور اسکے رسول کے احکام پر عمل کرو۔ جب تم مُنہ سے اقرار کرتے ہو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرو۔ جب تم مُنہ سے اقرار کرتے ہو تو اپنے اعمال سے اسکی صداقت کا ثبوت دو تم نے مومن ہونے کے اقرار کے ساتھ ہی اس بات کا اقرار کرلیا ہے۔ کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے اور اس کے کسی حکم سے جی نہیں چرائیں گے۔ لیکن باوجود اس کے اگر تم اس سے مُنہ پھیرلو اور وہ بھی بے خبری اور لاعلمی کے سبب نہیں بلکہ و انتم تسمعون حالانکہ تم سنتے ہو۔ تو یاد رکھو کہ تم سے پیشتر بھی ایک گروہ نے اطاعت کا اقرار کیا تھا۔ حالانکہ وہ بات کو سُنتے تک نہ تھے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک فی الحقیقت بدترین مخلوق وہ بہرے اور گونگے لوگ ہیں کہ جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ تم ان کے نقش قدم پر مت چلو۔

ایک وقت تو وہ تھا کہ جب مسلمان اس انتظار میں رہتے تھے کہ

کوئی نیا حکم نازل ہو

اور ہم اُس پر عمل کرکے دکھائیں۔ اور یہی وہ پاک لوگ تھے۔ کہ جن کی نسبت خود اللہ تعالےٰ نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

کا سرٹیفکیٹ عطا کیا۔ اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہوگیا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوگئے

اس لئے ان آیات میں وہ لوگ تو مخاطب نہ تھے اور نہ وہ ہو سکتے ہیں۔ ان میں تو کوئی اور ہی لوگ مخاطب ہیں۔ البتہ آج بہت سے لوگ مسلمانوں میں موجود ہیں کہ جو تولوا عنہ کے مصداق ہیں ایسے ہی لوگوں کو تنبیہہ فرمائی ہے ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وہم لا یسمعون کہتے ہیں کہ ہم سُنتے ہیں مگر فی الحقیقت سُنتے نہیں۔ آواز کی گونج کانوں کے پردوں کو ضرور کھٹکھٹاتی ہے پر وہ اسکو قبول نہیں کرتے۔ اس پر عمل نہیں کرتے۔

سمع کے دو معنے ہیں

ایک سُننا اور دوسرے قبول کرنا۔ اس جگہ سُننے سے مُراد قبول کرنا ہے۔ یہ لوگ منافقین میں داخل سمجھے گئے ہیں لوگوں کے سامنے تو ایمان کا دعوے کرتے تھے مگر اُس پر عمل نہیں کرتے

قالوا سمعنا وہم لا یسمعون

اُن کا سُننا اور نہ سُننا برابر تھا۔ اسلئے کہ سُننے کا جو مقصد ہے اسکو وہ پُورا نہ کرتے تھے نتیجہ کے لحاظ سے سُننے اور نہ سُننے کو برابر کہا ہے کیونکہ وہ عملاً احکام اسلام کا انکار کرتے تھے اگرچہ ایمان کا انکار نہ کرتے تھے تاہم اُن پر لفظ منافق کا اطلاق ہوگیا اور اُن کو صم بکم بہرے اور گونگے کہا گیا۔

فی الحقیقت یہ شریر لوگ بلکہ بہائم صفت گویا انسان نہیں۔ جانور ہیں۔ بدترین مخلوق ہیں۔ الذین لا یعقلون ۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ جو کچھ سُنتے ہیں اسکو قبول نہیں کرتے۔ ہر ایک مسلمان جس کا ایمان ہے۔ کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے اُسکو یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اس کا محض منہ سے اقرار کرنا کہ وہ احکام اسلام کو تسلیم کرتا ہے کسی طرح کافی نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ اُس پر عمل کرکے نہ دکھائے ایسا شخص نہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ انسانیت سے بھی خارج اور

شر الدواب

میں شامل ہے ولو علم اللہ فیہم خیراً لاسمعہم اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو اُن لوگوں کے کانوں تک بات پہنچا دے مگر وہ چونکہ خدا سے دُور پڑے ہوئے ہیں اسلئے وہ گویا نہیں سکتے ولو اسمعہم لتولوا وہم معرضون ان کی یہ حالت ہے کہ اگر وہ اس حالت سے نکلنا بھی چاہیں تو نہیں نکل سکتے سُن سمجھ کر بھی وہ اعراض ہی کئے جاتے ہیں

یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم اے ایماندارو اللہ اور اُسکے رسول کی آواز کو قبول کرو۔ وہ تمہیں کسی اور غرض کے لئے نہیں بلاتے بلکہ وہ صرف اس لئے بلاتے ہیں کہ تمہیں زندہ کریں۔ جس کی طرف وہ تمہیں بلاتے ہیں۔ اس میں تمہاری

زندگی کا سامان ہے

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زندگی سے مُراد وہ زندگی نہیں کہ جو ہر ایک بچّہ کو ملتی ہے۔ بلکہ یہ وہ زندگی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی فرمانبرداری سے ملتی ہے ایک تو وہ زندگی ہے کہ جس میں حیوان اور انسان یکساں طور پر مشترک ہیں۔ جس طرح سے ایک انسان اس زندگی کے سامان جمع کرلیتا ہے اسی طرح ایک حیوان بھی اس زندگی کے سامان حاصل کرلیتا ہے۔ اس زندگی کے علاوہ ایک اور زندگی ہے جو صرف قرآن سے ملتی ہے۔ اکثر لوگ تو قرآن کو پڑھتے ہی نہیں اور جو لوگ پڑھتے بھی ہیں وہ بھی اس کے مطلب کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اس لئے مسلمان آجکل اس زندگی سے دُور پڑے ہوئے ہیں۔

ایک قرآن کریم اور دوسری رسول اللہ کی سیرت

یہ ایسی چیزیں ہیں کہ دشمنوں کے سر بھی انکے سامنے جھک جاتے ہیں۔ جرمن علم ادب کا مشہور ترین انسان (گیٹی) قرآن کریم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"جب کبھی ہم اس کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پہلے پہلے اس سے ہم کو بیزاری ہوتی ہے۔ اور بار بار یہی حالت ہوتی ہے مگر پھر یہ جلد ہی ہمارے دل کو کھینچ لیتا ہے ہمیں حیرت زدہ کر دیتا ہے اور بالآخر مجبور ہوکر ہم اس کی عزت کرنے لگتے ہیں۔"

کیا طاقت ہے کہ دشمن اسکو نفرت کے ساتھ شروع کرتا ہے مگر بالآخر یہ اپنا مسخر بنا ہی لیتا ہے۔ نفرت کو لیکر اگر کوئی شخص اسکو شروع کرے تو عزت کے ساتھ ختم کریگا۔ دُنیا کی باقی چیزوں کی نفرت سے نفرت بڑھتی مگر یہ ایک ایسی چیز ہے کہ

اسکی نفرت سے بھی بالآخر عزت پیدا ہوتی ہے

مگر افسوس تو مسلمانوں پر ہے کہ وہ اسکو نہیں پڑھتے ورنہ ایسے عاشق ہو جائیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انکو خدا کے ساتھ تعلق نہیں رہا۔ اگر وہ اس کلام الٰہی کو غور اور فکر کے ساتھ مطالعہ کریں۔ تو انکو پتہ لگ جائے۔ کہ اس کے پڑھنے سے [illegible] شوق اور لذت پیدا ہوتی ہے [illegible] قرآن کریم کا [illegible] تھا کہ وہ لوگ جو ایک وقت اس کے دشمن تھے۔ اور لوگوں کو اس کے سُننے سے منع کرتے تھے آخرکار انہوں نے عزت کے ساتھ اس کے سامنے سر جھکا دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں مسلمان اس کی عزت تو اب بھی بہت کرتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ یہ عزت صرف ظاہر تک محدود ہے اس

اس کی حقیقی عزت اس پر عمل کرنا ہے

کہ جو اکثر معدوم ہے۔ اس کتاب کے اندر یہ کمال ہے کہ جو اسکی عزت کرے یہ اسکو معزز بنا دیتی ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو یتیمی کی حالت سے بادشاہت تک پہنچا دیا۔ وہ کوئی توپ کی تلوار نہ تھی۔ بلکہ اسی قرآن کریم کی تعلیم کا اثر تھا کہ کل عرب کو آپ کے جان نثار بنا دیا تھا۔ اور سخت سے سخت دشمنوں کی گردنوں کو اس کے سامنے جھکا دیا۔

اسی قرآن کریم پر عمل کا اثر تھا

کہ آپ کے اندر وہ اخلاق پیدا کر دیئے تھے کہ جس سے عرب جیسے اکھڑ لوگ بھی آپ کے والہ و شیفتہ ہو گئے تھے آپ کے انہی اخلاق کی نسبت جو قرآن کریم کی پیروی نے آپ کے اندر پیدا کر دیئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انک لعلیٰ خلق عظیم
فرمایا ہے۔ ان اخلاق کی طاقت تلوار کی طاقت سے زبردست ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ لوگ اس زبردست طاقت سے کام نہیں لیتے۔

واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ۔ جان لو کہ اللہ تعالےٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص جو نیکی کی تحریک کو قبول نہیں کرتا اور اس پیغام زندگی کو نہیں سُنتا وہ بہت سی نیکیوں کے کرنے سے رُک جاتا ہے جو لوگ الٰہی احکام کی فرمانبرداری کرتے رہتے ہیں اُن کو اور بھی نیکیوں پر عمل کرنے کی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ لیکن جہاں نیکی کی بجا لانے میں طبیعت رکنے لگ جائے

تو پھر خدا اور انسان کے درمیان بُعد واقع ہو جاتا ہے

دن رات دنیا کے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں اور خدا کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ بڑے بڑے شہروں میں دولتمند لوگوں کی حالت کو دیکھو کہ کس طرح انہوں نے روپیہ اور پیسہ کو معبود بنا رکھا ہے۔ رات دن اسی کا خیال دماغ میں سمایا رہتا ہے کہ کس طرف سے دولت اکھٹی ہو جائے۔ انکو اس دنیوی زندگی کے بعد کسی اور زندگی کا خیال تک بھی نہیں آتا

اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے کیسی کیسی نعماء عطا فرمائی ہیں اُن کا شکریہ اسی طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ تم انکو اللہ تعالےٰ کے احکام کے مطابق خرچ کرو۔ اور

لا تخونوا اللہ والرسول

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی خیانت مت کرو۔

الٰہی احکام کی خلاف ورزی

خدا اور اس کے رسولؐ کی خیانت ہے۔ اور یہ ایک ایسی خوفناک راہ ہے کہ دُنیا میں جس قدر قومیں تباہ ہوئی ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی سے تباہ ہوئی ہیں۔

دُنیا کے مال اور نعماء تمہارے پاس بطور امانت ہیں

تم ان الٰہی امانتوں کی خیانت مت کرو

واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنۃ۔ یہ مال اور تمہاری اولاد فی الحقیقت تمہارے لئے آزمائش کی چیزیں ہیں کہ جن کی وجہ سے تم آزمائے جاتے ہو۔ تمام قرآن کریم مال کی مذمت سے بھرا پڑا ہے۔ اسکو غور سے پڑھ کر دیکھو۔ تو پتہ چلتا ہے کہ وہ مال کی محبت اور اسکو معبود بنانے کا مخالف ہے ورنہ مال کے کمانے اور اس کی حفاظت کا مخالف نہیں

اگر مال کا جمع کرنا منع ہوتا۔

تو پھر خدا تعالےٰ اسکو کمانے اور محفوظ رکھنے کا حکم نہ دیتا۔ اور نہ اس کی حفاظت کے طریق سکھاتا۔ خدا تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ تم اپنے گھر میں کچھ نہ رکھو اور سب کا کل مال خدا کی راہ میں دیدو۔ بلکہ اس کی اصل منشاء یہ ہے کہ تمہاری غرض صرف خدا کو دوست رکھنا ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی محبت کو مال پر قربان کر دو۔ اور خدا کی بجائے دولت کے بُت کو اپنا معبود بنا لو۔ اسی بُت کو توڑ دینے کے لئے فرمایا۔

یوم یحمیٰ علیہا فی نار جہنم فتکویٰ بہا جباہہم وجنوبہم وظہورہم ہذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۔ کہ جب اس جمع کردہ مال کے ساتھ ان کے چہروں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ دیا جائیگا۔ یہ وہ مال ہے کہ جو تم نے اپنے نفسوں کے لئے جمع کیا پس تم اب اپنے خزانہ کردہ مال کے عذاب کا مزہ چکھو

وہ مال کہ جسکو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرنا چاہتے تھے بالآخر کسی نہ کسی طرح اُن کے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے۔

تجارت اور معاملات میں خسارہ پڑ جانے سے اور کسی طرح ضائع ہو جانے سے آزردہ دماغ مغموم ہو جاتا ہے۔ دل اسکے ضائع ہو جانے سے سکڑتا ہے۔ اور درد و غم سے بیٹھ جاتا ہے اور اس وقت افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے اسکو خدا کی راہ میں کیوں خرچ نہ کیا۔ پس اسوقت سے پیشتر کہ حسرت اور یاس تمہارے سامنے آئے۔ تم اپنے مالوں اور جانوں کو خدا تعالےٰ کی راہ میں لگا دو

خطبۂ ثانیہ

میں اُن دوستوں سے جو یہاں کے رہنے والے ہیں یا باہر سے آئے ہیں کہتا ہوں کہ وہ غور کریں کہ ان سردی کے دنوں میں کیوں اپنے آپکو تکلیف دیتے ہیں اور اپنے آرام اور راحت کو چھوڑ کر یہاں آئے ہیں ہماری نیتوں کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے لیکن یہ ظاہر امر ہے کہ ہم اس جگہ سال میں ایک مرتبہ محض خدا کے دین کی خاطر جمع ہوتے ہیں۔ اور اس اجتماع

کی غرض سوائے دین کے اور کچھ نہیں۔

گویہ تین دن بطور اعتکاف کے ہیں۔ کہ جن میں ہم نے سوائے عبادت الٰہی کے اور کچھ نہیں کرنا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ چونکہ نماز بغیر جماعت کے نہیں ہوتی اس لئے بجائے اسکے کہ ہمارے دوست اپنے اپنے ڈیروں میں الگ الگ نماز پڑھیں یہاں مسجد میں ہم سب اکٹھے ہوں اور خدا کے حضور اسلام کے لئے رو رو کر دعائیں کریں۔ کہ وہ مسلمانوں کی اس حالت پر رحم کرے۔ اور ان کو اس ذلت سے نکالے اور مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر نصرت اور غلبہ عطا فرماوے۔ اس لئے پنجوقتہ نماز کا سب دوستوں کو خیال رکھنا چاہئے دین کی ترقی کے لئے عجز اور دعا ضروری ہے تاکہ ان سے کوئی دینی فائدہ پہنچے اگر اس اجتماع میں دینی رنگ نہ ہو تو پھر اسکی حیثیت ایک میلہ سے بڑھ کر نہیں۔

پس اس اجتماع سے ہماری غرض عبادت اور اسلام کیلئے دعائیں کرنا اور دین کی ترقی کی تجاویز سوچنا ہے۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جو لوگ مہمان کے طور پر باہر سے تشریف لائے ہیں۔ ہجوم کے سبب سے بہت سی انکو تکالیف ہوتی ہیں۔ کسی وقت کھانا بے وقت ملتا ہے کبھی ٹھنڈا ملتا ہے اور ضروریات طبعی میں بھی تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں وہ انکو صبر سے برداشت کریں۔ اور خدا کی خاطر برداشت کریں کیونکہ ایسے ہجوم میں میزبانی کے فرائض کو اچھی طرح سے ادا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جو لوگ یہاں کے رہنے والے ہیں میں ان کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ حتی المقدور مہمانوں کو کسی قسم کی تکالیف نہ پہنچنے دیں۔ اور ان پر اگر کسی قسم کی سختی بھی ہو۔ تو اسکو برداشت کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی اس قربانی کا اجر دیکھا جائیگا۔ اگر خدا کے لئے دکھ اور تکالیف اٹھانی پڑیں تو ان کو خوش ہونا چاہئے۔ اس مختصر سی نصیحت پر میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ اور اب ہم اللہ تعالیٰ سے اسلام کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی خدمت کی توفیق دے اور اس سالانہ اجتماع کو ہمارے لئے مبارک کرے۔

فرزندان عیسویت کی جہد اور جہاد

عیسائی بدستور حسب دستور اپنا کام کر رہے ہیں۔ ولایت سے سینکڑوں صندوق نئے اور من لبھانے والے لٹریچر کے ہندوستان پہنچ گئے ہیں۔ اسی طرح امریکہ سے تازہ مشنری بھی آ پہنچے ہیں۔ اور ان کی تازہ سرگرمیاں کچھ نہ کچھ ضرور گل کھلائیں گی۔ پچھلے ہفتے ہم نے لاہور لوہاری دروازہ کے اندر ایک سفید ریش والے ٹوپی پہنے ہوئے عیسائی کو دیکھا۔ جسکے ہاتھ میں بہت خوبصورت کتابیں تھیں اور وہ کھڑا ہوا آٹھ آٹھ آنہ میں بیچ رہا تھا۔ ہم نے اس سے کہا یہ کیسی کتاب ہے۔ کہنے لگا۔ آئندہ کی پیشگوئیوں کا حال اور دنیا کے آخر کا حال اس میں درج ہے۔ ہم نے پوچھا۔ کیا اس میں انجیل کی باتیں بھی ہیں۔ تو جھٹ کہہ اٹھا۔ کہ اگر اس میں انجیل کی باتیں نہ ہوتیں تو میں اس طرح سر بازار یہ کتابیں بیچنے کی تکلیف کیوں اٹھاتا۔

جب یہ گفتگو ہوئی تو اسوقت اس کے پاس ایک درجن سے زیادہ کتابیں تھیں اور شام کے پانچ بجے ہو گئے۔ پھر ہم نے اس عیسائی کو انارکلی میں گھومتے اور ایک ایک آدمی کو کتاب لینے کی ترغیب دیتے ہوئے دیکھا۔ اب شام کے سات بج چکے تھے۔ اسی طرح رات کے آٹھ بجے یہ شخص ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا۔

جبکہ ۹ بجے تھے کہ یہ عیسائی ٹھنڈی سڑک کی طرف جاتا ہوا نظر پڑا۔ اب اسکے ہاتھ خالی تھے اور یہ بڑی خوشی خوشی تیز قدم اٹھاتا ہوا گھر جا رہا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ اس شخص نے قسم کھائی ہوئی تھی کہ جب تک کل کتابیں بیچ نہ لونگا تب تک گھر واپس نہیں جاؤنگا۔ یہ طریقے ہیں اپنا لٹریچر پھیلانے کے۔ یہ شخص کوئی معمولی گنوار آدمی نہیں تھا۔ بلکہ ولایتی یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہے۔ لیکن عیسائی لٹریچر پھیلانے کے لئے اس نے اپنے کچھ وقت کو لگایا ہوا ہے۔ (آریہ گزٹ)

باطل کے پرستار اپنے دین کو پھیلانے کے لئے کس قدر جہد و جہاد سے کام کر رہے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے اندر اس کا عشر عشیر بھی موجود ہو۔ یا کم از کم مخالفوں کی ان سرگرمیوں کو دیکھکر ہی ان کی رگوں کے خون میں جوش پیدا ہو تو کس قدر کامیابی کی امید ہو سکتی ہے کیا ہمارے نوجوان طلبار اس قسم کی غیرت دینی کا جوش نہیں دکھا سکتے۔

انجمن لٹریچر تیار کرتی ہے لیکن اسکو لوگوں تک پہنچانے کی کوئی سبیل نہیں۔ ہمارے کالجوں اور سکولوں کے طلبار اور دفاتر کے نوجوانوں کو اس طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے اور انجمن سے مفت لٹریچر منگوا کر کثرت سے لوگوں میں تقسیم کرنا چاہئے۔

علی الصارم عشاق

آریوں کی آنکھوں پر ٹھیکری

مسیح نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ انسان دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی دیکھ سکتا ہے۔ پر اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہمارے آریہ دوستوں کی بھی یہی حالت ہے۔ گورنمنٹ کی مردم شماری کی رپورٹ میں سرکاری حکام ان کی زبان درازیوں کا شکوہ کریں تو جھوٹے۔

ہندو اور مسلمانوں کے تمام فرقے اگر انکی منہ زوریوں سے نالاں ہوں۔ تو بیجا خود آریوں کے لفصفت شعار لیڈر انکو ملنڈاگ کا خطاب دیں۔ تو خطا کار۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہندو مسلمانوں نے کسی بھی فرقے کی نسبت اس قدر دریدہ دہنی کی شکایت تمام مذاہب نے متفقہ طور پر نہیں کی۔ کہ جس قدر آریہ سماج کی نسبت کی گئی ہے مگر ہمارے دوستوں کی ڈھٹائی بھی قابل داد ہے۔ کہ کل دنیا کے بالمقابل اپنی جفاکاریوں کو محسوس تک بھی نہیں کرتے۔

سر مائیکل اوڈوائر سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب بھی انکے شاکی ہیں اس لئے انکو بھی آریوں کی طرف سے طرح طرح کے خطاب دئیے جا رہے ہیں۔ ع

سب ما بیک طرف آں شوخ تنہا یکطرف

اپنے موضوع معنوی کے لحاظ سے انہی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

تحسین ناشناس

مسٹر محمد سعید صاحب جو اپنے دماغی اختلال کیوجہ سے اسسٹنٹ انسپکٹری کے عہدہ سے رجعت قہقری کر کے سیکنڈ ماسٹری تک پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے اشتہار بازی چھپوا کر شدہ اندوختہ پر دوغلیائی پانے کے لئے اب ایک اشتہاری کتاب لکھی ہے۔ اور اس کا موضوع فن اشتہار بازی کے اصول کے مطابق نہایت عجیب وغریب قرار دیا ہے یعنی اپنے چچاؤں۔ ماموؤں۔ ماسیوں اور پھوپھیوں کی لڑکیوں کے ساتھ بزعم خود نکاح ناجائز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس پر ایڈیٹر آریہ گزٹ رقمطراز ہے کہ یہ ایک عجیب آواز ہے جو مسلمانوں کے نکاحوں کے خلاف مسلمانوں کی ہی طرف سے بلند کی گئی ہے۔ بات تو یہ ٹھیک کہتا ہے لیکن مسلمان شاید ہی مانیں"

ایڈیٹر آریہ گزٹ کا ایک نااہل اور ناواقف شریعت کی بیٹھ ٹھوکنا تحسین ناشناس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور ایک فرد واحد کی آواز کو مسلمانوں کی آواز قرار دینا اقتضائے طبیعت کی نیش زنی کے سوا اور کیا معنے رکھتا ہے۔

ہم ایڈیٹر مذکور کو بتلانا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم ویدوں کی طرح کوئی مبہم اور معمولی کی کتاب نہیں کہ جس سے اپنی بیٹیوں تک سے خلوت جائز ٹھہر سکے۔ دیکھو رگوید منڈل ۳ سوکت ۳۱ - منتر ۱۔

"دہنی یعنی سورج جو بمنزلہ والد کے ہے شفق میں جو اسکی بیٹی کی جا بجا ہے (کیونکہ اسی سے پیدا ہوتی ہے) کرن کی صورت میں نطفہ ڈالتا ہے جس سے دن جو اسکے بیٹے کی مثال ہے پیدا ہوتا ہے"

ترجمہ رگوید بھاشیہ سوامی دیانند جی کے مطابق ہے۔ آریہ المیفور اس قدرت کے نظارے کو کہ سورج بمنزلہ باپ کے ہو کر اپنی بیٹی شفق کو حاملہ کرتا ہے اور اس سے دن جو اس کا بیٹا ہے پیدا ہوتا ہے"

پیش کرکے سماج کی توجہ اس تعلق اور رشتہ نکاح کی طرف دلاتا ہے ورنہ روزمرہ کے اس پیش منظر نظارہ

کو پیش کرنے کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ ع

عاقلے را اشارہ کافی ست

قرآن کریم تو صاف الفاظ میں فرماتا ہے :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

ترجمہ :- یعنی تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں اور ایسا ہی تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کے پہلے خاوند سے لڑکیاں جن سے تم ہم صحبت ہو چکے ہو اور اگر تم ان سے ہم صحبت نہیں ہوئے تو کوئی گناہ نہیں اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی عورتیں اور ایسے ہی دو بہنیں ایک وقت میں۔ یہ سب کام جو پہلے ہوتے تھے آج تم پر حرام کئے گئے۔ یہ بھی تمہارے لئے جائز نہ ہوگا۔ کہ جبراً عورتوں کے وارث بن جاؤ یہ بھی جائز نہیں کہ تم ان عورتوں کو نکاح میں لاؤ جو تمہارے باپوں کی بیویاں تھیں۔ جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا"

اس کے بالمقابل آریہ دوستوں کو بھی اپنے ویدوں سے صاف الفاظ میں جن عورتوں سے نکاح ناجائز ہے انکی فہرست پیش کرنی چاہئے۔ ورنہ ویدوں کو کامل کتاب کہنے کے دعوے سے کان پکڑنے چاہئیں۔

"توہمات پرستی کی خوفناک صورتیں"

عنوان بالا کے ماتحت ایک آریہ اخبار لکھتا ہے کہ ......

.... "صوبہ بمبئی میں ایک ساس کے پاس اسکی بہو (دلہن) جس کا نام چنداں تھا۔ آئی۔ اسکے آتے ہی گھر میں ایک بیل مر گیا ساس نے سمجھا کہ یہ سب اس بدبخت چنداں کی بدولت ہوا ہے۔ یہ ڈائن ہے۔ کہ آتے ہی بیل مار دیا بس پھر کیا تھا۔ تین دن تک اسے ایک مکان کے اندر بند کر دیا۔ اور نہ پانی اور نہ اَن اسے دیا۔ بھوک سے لاچار چنداں نے کچھ چاولوں کے چند دانے کھا لئے۔ اس پر ساس اور بگڑی۔ اور لوہا گرم کرکے اس کے منہ، رخساروں اور جسم پر داغ لگائے۔ چنداں کی بدقسمتی سمجھو۔ کہ انہیں دنوں میں پھر ایک بیل مر گیا۔ اب تو ساس کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ ضرور بیل کھانی ڈائن ہے غصہ کی انتہا نہ رہی لوہا گرم کیا۔ اور پیٹ اور جسم کے دوسرے حصوں کو اچھی طرح سے داغا۔ آخر یہ خبر چنداں کے باپ کو مل گئی اور معاملہ پولیس میں گیا۔ عدالت نے ساس کو ۲½ سال کی قید کی سزا دی۔ اور پھر ہائیکورٹ نے بھی اس سزا کو بحال رکھا۔

کیا توہم پرستی کے خلاف جہاد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں؟

پیغام توہم پرستی سے اگر فی الواقعی نجات حاصل کرنا چاہتے ہو یاد رکھو کہ اس کی ایک ہی سبیل ہے کہ جب تک اسلام کی غلامی کے حلقہ کو آویزہ گوش نہیں بلکہ آویزۂ عقل و ہوش نہ بناؤ گے۔ کبھی توہم پرستی سے تم آزاد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وید تو خود توہم پرستی کا معلم اول ہے۔ ملاحظہ ہو اتھرو وید :-

الوسوم پیر سوم پیر وادم پر کھشوم - سر دیئہ ے رکت کبھعان پیر اتان سوتا سو۔

چلتے وقت پیچھے سے بلانا۔ دونوں طرف سے بلانا۔ مخالف سمت سے بلانا۔ چھینک کا ہونا۔ یا ناک کی پھڑپھڑاہٹ ان سب کے ساتھ میرے خالی گھڑوں (پانی کی برتنوں) کو بھی دور کر دو۔

یہ چھینک کا آنا۔ آگے پیچھے دائیں بائیں سے بلانا اور اور خالی گھڑوں کو بدشگونی خیال کرنا اگر توہمات پرستی نہیں تو اور کیا ہے ؟

اسی طرح کوّے اور کبوتر کی نحوست کے بھی ویدوں میں منتر مذکور ہیں۔

پس اگر سچے دل سے توہم پرستی سے بیزار ہو تو قبول اسلام کے سوا تمہارے لئے چارہ نہیں۔

نسلی اور قومی تعصبات کو ترک کر کے صداقت کے جھنڈے تلے آ جاؤ۔ کیونکہ توہمات سے بچنا صرف مومن اور مسلمان کی شان ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ والذین ہم عن اللغو معرضون مومن ہی صرف توہم پرستیوں سے باز رہتے ہیں۔

کیا عیسائی ایماندار ہیں؟

اخبار نور افشاں لکھتا ہے کہ:۔

"جس قدر ایمان کا بیان انجیل مقدس میں پایا جاتا ہے کسی اور کتاب میں اس قدر ذکر ایمان کا نہ ہوگا۔ سب کچھ دار و مدار ایمان ہی پر موقوف رکھا ہوا نظر آتا ہے اور دین و دنیا کی تمام برکتیں صرف ایمان ہی کے ذریعے سے حاصل ہونے کا دعوےٰ صرف انجیل مقدس میں پایا جاتا ہے۔ دیگر لوگ اپنے نیک اعمال سے سب کچھ حاصل کرنے کا بڑا یقین رکھتے ہیں اس کے برعکس مسیحی ایمان ہی کے ذریعہ سے اس کی برکتوں کا دروازہ کھلا ہوا دیکھتے ہیں ....

.... حنوک کا ایمان کیسا عجیب تھا۔ جس کی وجہ سے وہ آسمان پر زندہ اٹھایا گیا۔ داؤد کا ایمان خدا پر ایسا کامل تھا۔ کہ جس کی وجہ سے اپنے بڑے بڑے دشمنوں پر فتحیاب ہوا۔ دانیل کا ایمان کیسا پختہ تھا۔ کہ شاہی کھانوں کے اور مے اور دوسری مقوی اشیاء کے کھانے سے انکار کیا۔ اور تاہم وہ دوسرے ہمراہیوں سے مضبوط نکلا۔ خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کا ایمان پہلے متزلزل تھا۔ لیکن جب ان کا ایمان مضبوط ہو گیا۔ تو وہ آخر شہادت حاصل کرنے تک قائم رہے .... انہوں نے ایمان کے سبب سے بادشاہوں کو مغلوب کیا۔ راستبازی کے کام کئے۔ وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے منہ بند کئے۔ آگ کی تیزی کو بجھایا۔ تلواروں کی دھار سے بچ نکلے۔ کمزوری میں زور آور ہوئے۔ لڑائی میں بہادر بنے۔ غیروں کی فوجوں کو بھگا دیا۔ عورتوں نے اپنے مردے پھر زندہ پائے"۔

لیکن سوال تو ہے۔ کیا وہ ایمان کہ جس کی تعریف میں ہمارے دوست اس قدر رطب اللسان ہیں اس زمانے میں کبھی کسی عیسائی میں پایا جاتا ہے یا نہیں۔ نہ تو کوئی عیسائی اب تک حضرت حنوک کی طرح اپنے ایمان کی وجہ سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اور نہ عیسائی عورتوں نے کبھی اپنے مردے زندہ پائے اور نہ محض ایمان کی وجہ سے کسی قسم کے سامان جنگ سے کام لئے بغیر (سامان جنگ سے کام لینا یہ تو عمل ہے کہ جس کی ایمان کی موجودگی میں ہمارے عیسائی ایماندار ضرورت نہیں سمجھتے) اپنے مخالف لشکروں پر فتح پائی ہے اور نہ تربیت کے بغیر جو عمل ہے۔ کبھی عیسائیوں نے شیروں کے منہ بند کئے ہیں اور نہ دانیل نبی کی طرح انہوں نے ایمان کی وجہ سے اچھے اچھے مقویات کو چھوڑ کر جسم اور دماغ کو کمزور کرنے والے کھانے اختیار کئے ہیں۔ مقویات اور نعماء الٰہی کو چھوڑنا یہ عجیب قسم کا ایمان ہے کہ جو عیسائی دوستوں کی زبان سے سننے میں آیا ہے یہ طرفہ ایمان بلاشبہ مسلمان صوفیوں اور ہندو سادھوؤں میں تو پایا جاتا ہے مگر عیسائی دنیا تو ان میں آٹھ دفعہ شکم کو گرم کرنیوالی دنیا اس ایمان سے یکسر خالی ہے۔

جناب مسیح کے حواری بھی ایمان سے محض کورے تھے

اگرچہ ایڈیٹر اخبار نور افشاں نے دبی زبان سے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کا ایمان پہلے متزلزل تھا مگر انجیل صاف الفاظ میں ہمیں بتلاتی ہے کہ ایمان کا متزلزل ہونا تو کجا ان میں سرے سے ایمان تھا ہی نہیں چنانچہ متی میں لکھا ہے "اور جب وے جماعت کے پاس پہنچے۔ ایک شخص اس پاس آیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کے کہا۔ اے خداوند میرے بیٹے پر رحم کر کیونکہ وہ مرگی میں ہے اور بہت دکھ اٹھاتا ہے کہ اکثر آگ میں گرتا اور اکثر پانی میں اور میں اس کو تیرے شاگردوں کے پاس لایا تھا پر وے اسے چنگا نہ کر سکے۔ یسوع نے جواب میں کہا اے بے اعتقاد اور ٹیڑھی قوم میں کب تک تمہارے ساتھ رہونگا کب تک تمہاری برداشت کرونگا۔ اسے یہاں میرے پاس لاؤ۔ تب یسوع نے دیو کو دھمکایا وہ اس سے نکل گیا اور وہ چھوکرا اسی گھڑی چنگا ہو گیا۔ تب شاگردوں نے الگ یسوع پاس آ کے کہا۔ ہم کیوں اسے نکال نہ سکے یسوع نے انہیں کہا۔ اپنی بے ایمانی کے سبب کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا۔ تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا۔ تو وہ چلا جاتا۔ اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہ ہوتی۔ مگر اس طرح کے دیو بغیر دعا و روزہ کے نہیں نکالے جاتے" (متی ۱۴ تا ۲۱)

اقتباسات

لارڈ ریڈنگ ہندوستان آکر کیا کریں گے

"وہ ہندوستان میں "وسیع" انصاف کریں گے"

ہندوستان کے آئندہ وائسرائے لارڈ ریڈنگ نے ولایت میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں ہندوستان میں اس نیت سے جا رہا ہوں کہ وہ کام کروں جو راستی پر مبنی ہو۔ یقین ہے کہ میں ہرگز نا کام نہیں ہونگا۔ میں کرسی عدالت کو چھوڑ کر تقسیم انصاف سے دست بردار نہیں ہوتا۔ بلکہ میرا مدعا انصاف کو اور زیادہ پیمانہ پر عمل میں لانے کا ہے۔ قانونی عدالتوں میں انصاف کا دائرہ اختیار شہادت کے واقعات تک محدود ہوتا ہے۔ لیکن پالیٹکس میں اس دائرہ کو بہت وسعت حاصل ہوتی ہے۔

انڈین ریلوے کی تحقیقاتی کمیٹی

مسافران درجہ سوم کی مشکلات:۔ پبلک کو محکمہ ریلوے سے کس قدر شکایات ہیں اور ریلوے ڈیپارٹمنٹ نے ان شکایات کا سدباب کرنے کے لئے عملی طور پر کیا کچھ کیا ہے۔ اس کا ذکر تحصیل حاصل ہے۔ عام لوگوں کو ایک دو کیا بیسیوں شکایات محکمہ ریل سے ہیں۔ جن کے انسداد کے لئے تاحال کوئی عملی کارروائی نہیں کی گئی۔ چنانچہ ان شکایات کی بنا پر گورنمنٹ نے انڈین ریلوے کے متعلق ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کی ہے۔ جو اس وقت ہندوستان کا دورہ کر رہی ہے۔ کلکتہ میں مسٹر کے چودھری نے ایسٹ انڈین ریلوے پسنجر ایسوسی ایشن کی طرف سے شہادت دیتے ہوئے کہا۔ کہ ہماری ایسوسی ایشن کا مقصد مسافران ریل خصوصاً درجہ سوم کے مسافروں کے مفاد کی حفاظت کرنا ہے۔ درجہ سوم کے مسافروں کو ٹکٹ تو دیدیے جاتے ہیں لیکن گنجائش کے سوال کا تسلی بخش جواب نہیں دیا جاتا۔ حالانکہ درجہ سوم کے مسافروں کی اوسط ۸۷ فیصدی ہے۔ ان کے مقابلہ میں دوسرے درجوں کی آسائش کا خیال جن کی اوسط درجہ اول ½ فیصدی درجہ دوم ۳ فیصدی اور درجہ درمیانہ ۱۹ فیصدی ہے۔ زیادہ سے زیادہ رکھا جاتا ہے۔ ریل والے نئی لائنیں بنائے جاتے ہیں لیکن مسافروں کی سہولیت کی انہیں پروا نہیں ان کے لئے گاڑیاں مہیا کرنا وہ اپنا فرض نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ان کا فرض پرانے خریداروں کو مطمئن کر کے نئے سلسلے قائم کرنا ہونا چاہئے۔ آپ نے کہا۔ درجہ سوم کے ٹکٹوں کی فروخت کے لئے کئی کھڑکیاں اور ٹکٹ انسپکٹر ہونے چاہئیں درجہ سوم کی گاڑیاں حفظان صحت کے اصول سے بنائی جانی چاہئیں۔ مسٹر چودھری نے یہ بھی کہا کہ میری رائے میں درجہ دوم اور درمیانہ بالکل اڑا دینا چاہئے۔ تاکہ جمہوریت و مساوات کا احساس ترقی پذیر ہو۔ صدر ریلوے کمیٹی کے سوال پر کہ اول درجہ کو بھی جمہوریت کے احساس میں کیوں شامل نہ کیا جائے۔ آپ نے کہا۔ کہ ان کے پاس روپیہ ہے۔ انہیں خرچ کرنے دیجئے دوسرے ان کی تعداد قلیل قابل نظر انداز ہے۔ رہیں ذات پات کا امتیاز تو آخر درجوں کا امتیاز بڑھاتی ہیں۔

دہلی میں خان بہادر کی ہتک کا مقدمہ

"مولانا عارف کا ضمانت پر رہا ہونے سے انکار"۔

دہلی ۵ا جنوری۔ دہلی کے خان بہادر کی ہتک کی توہین کے مقدمہ کی سماعت آج پھر مسٹر نکلس ورکھہ کی عدالت میں شروع ہوئی۔ ایک ملزم محمد اسحاق کی طرف سے اس کے وکیل مسٹر سٹو نرائن نے بیماری کا میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش کیا اور کہا کہ جب تک وہ حاضر عدالت ہونے کے قابل نہ ہو اسکے خلاف سماعت مقدمہ ملتوی کی جائے۔ باقی ملزموں کے متعلق عدالت نے حکم دیا تھا۔ کہ وہ ۱۵۰۰ روپیہ کی دو مزید ضمانتیں اور ۱۵۰۰ کا ذاتی مچلکہ دیں۔ عبداللہ چوڑی والے کی طرف سے مسٹر رؤف علی نے کہا۔ کہ یہ فیصلہ یکطرفہ ہے کیونکہ ملزموں سے وجہ دریافت نہیں کی گئی۔ اور نہ انہیں جوابدہی کا موقعہ ملا ہے۔ اسکے علاوہ ملزم معزز آدمی ہیں۔ اور یقیناً وہ کہیں بھاگ نہیں جائینگے۔ اس اضافہ ضمانت سے ان کی بدنامی ہوگی۔ اس پر عدالت کا حکم مظہر ہے کہ اس سوال پر ۱۸ تاریخ کو پھر بحث کی جانے والی تھی چوتھے ملزم مولانا عارف ہسوی نے حسب ذیل بیان پیش کیا:۔

میں قطع تعلق کا حامی ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میرا یہ عقیدہ ہے کہ راستی کی جس طریق پر ممکن ہو۔ اشاعت کرنی چاہئے۔ اسی غرض سے میں اب تک اپنا ڈیفنس پیش کرتا رہا ہوں۔ اب میرا وہ کام ختم ہو گیا ہے۔ میں نے اس عدالت کو کبھی عدالت نہیں سمجھا اس لئے میں قطع تعلق پر عمل کرتا ہوا آئندہ کسی سوال کا جواب نہیں دونگا۔ نہ کسی ضامن کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ عدالت نے حکم دیا اس ملزم کو حوالات میں رکھا جائے۔

عدم تعاون کے سلسلہ میں لالہ لاجپت رائے سے چند سوالات

(۱) کیا لالہ لاجپت رائے کے صاحبزادہ لالہ امرت رائے نے جون ۱۹۲۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے کا امتحان پاس کیا؟

(۲) کیا لالہ لاجپت رائے نے اپنے صاحبزادہ کو مزید تعلیم حاصل کرانے کے لئے امریکہ بھیجا ہے۔

(۳) کیا یہی وجہ تھی کہ وہ بذات خود ۱۲ دسمبر ۱۹۲۰ء کو یونیورسٹی کنووکیشن کے موقعہ پر ڈگری نہ لے سکا؟

(۴) کیا اس کی غیر حاضری میں اسکی طرف سے ڈگری دی جانے کی درخواست کی گئی تھی؟

(۵) کیا لالہ لاجپت رائے نے یونیورسٹی کو ۲۵ روپیہ جو ایسے حالات میں فیس یا سزا کے طور پر لئے جاتے ہیں طلب کرنے پر بھیجے؟

(۶) کیا پچھلے ہفتہ یونیورسٹی نے لالہ لاجپت رائے کے صاحبزادہ کو ڈگری دیدی ہے؟

(۷) کیا لالہ لاجپت رائے انصاف کے ساتھ دوسرے لوگوں کے لڑکوں سے تارک الدنیا یا بالکل پولیٹیکل شہید بن جانے کے لئے کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے صاحبزادہ کو کولمبیا یونیورسٹی میں پوسٹ گریجویٹ تعلیم دلا رہے ہیں؟ کیا وہ اور لوگوں کے لڑکوں سے یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے کالجوں کے چھوڑ دینے کی درخواست کر سکتے ہیں جبکہ وہ اپنے صاحبزادہ کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی ڈگری کی اتنی قدر کرتے ہیں۔ کیا وہ ڈی۔اے۔وی کالج کے منتظموں سے یونیورسٹی سے الحاق توڑ دینے کو کہہ سکتے ہیں جبکہ انکے صاحبزادہ ابھی اس سے گریجویٹ ہوئے ہیں۔ کیا وہ اخبار "بندے ماترم" میں یونیورسٹی کی ڈگری کو غلامی کی زنجیر کہہ سکتے ہیں اور ہزارہا طلبہ سے کالج چھوڑ کر آتش فشاں کے جانے کی اپیل کر سکتے ہیں؟ (درگاداس وکیل لاہور)

غازی امان اللہ خان کی قابل قدر کارروائی

اعلیٰ حضرت غازی امان اللہ خان والئے افغانستان کے چونکہ دل میں رعیت کا درد اور شرع اسلامی کا حقیقی جذبہ موجود ہے۔ سرحدی فرمان تازہ ان تمام غلاموں اور کنیزوں کی رہائی کا حکم دیدیا ہے جو اس سے پہلے امراء اور وزراء کی ملک بدوش خیال کی جاتی تھیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امیر صاحب اپنے فرمان میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ غلاموں اور کنیزوں کا رکھنا شرع اسلامی اور حریت و مساوات کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اسلئے حکم دیا جاتا ہے کہ تمام ایسے غلام اور کنیزیں رہا کر دیئے جائیں۔ جب کلام الٰہی تمام مسلمانوں کو مساوی حقوق دیتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ امیر اور دولت مند لوگ غلام اور کنیزیں رکھ کر شرع اسلامی کی خلاف ورزی کریں۔ اور بندگان خدا کو اذیتیں دیں۔ اگر کسی کنیز سے اولاد پیدا ہو چکی ہے اور اس کنیز کے ساتھ بے جبری یا کسی طریقہ سے نکاح نہیں کیا گیا تو مالک کنیز کو لازم ہے۔ کہ وہ فوراً نکاح کی رسم ادا کرے۔ مگر اسے کنیز کی صورت میں نہ رکھے۔ بلکہ اپنی اصلی بیوی سمجھے۔ اور ویسے حقوق اسے دے۔ آگے چل کر آپ حکم دیتے ہیں کہ کسی کو اجازت نہیں کہ وہ حیلہ یا بہانہ سے کسی غلام یا کنیز کو اپنے پاس رکھے بلکہ ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ تمام غلاموں اور کنیزوں کو کھلی آزادی دے۔

پیغام و رنگ

شذرات

آدم اور حوا سفید تھے تہذیب جدید کے بہت سے اور کارناموں میں سے ایک یہ کارنامہ لائق یادگار سمجھا جائیگا کہ تکبر و نخوت کی چربی جو ارباب تہذیب کی آنکھوں پر چڑھی ہے۔ علوم کی روشنی کے ہوتے ہوئے جہالت کی تاریکی اس پر مسلط ہوئی ہے یورپ خوش قسمتی سے سفید رنگ ہے اور دوسرے ممالک کے لوگ سیاہ یا گندم گون۔ اس پر یہ ایک اور بات ہے کہ آج گردش زمانہ نے ان رنگت والے لوگوں کو سفید چمڑا والوں کا محکوم بنا دیا ہے۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ موخرالذکر ان کو بھی دائرہ انسانیت کے اندر سمجھیں۔ ایک مدت سے کالے اور گورے کی تمیز قریباً ہر جگہ جہاں یورپ کی حکومت ہے۔ چلی آتی ہے لیکن ذیل کے الفاظ جو "مینسٹیسمین" نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں ایک کتاب پر ریویو کرتے ہوئے اس میں سے نقل کئے ہیں خاص طور پر پڑھنے اور اس علم و روشنی کی جس کا ان میں اظہار ہے داد دینے کے قابل ہیں۔

اس کتاب کا نام "Children of Slaves" "غلاموں کے بچے" ہے اور جن الفاظ کا ہم حوالہ دیتے ہیں ان میں مصنف کتاب کی امریکہ کے ایک شیر قانونی کے ساتھ گفتگو ہے:۔

"میں نے ڈسٹرکٹ اٹرنی سے پوچھا کہ کیا آپ نے کسی شخص کو سیاہی ملے ہوئے اور پر لگے ہوئے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ بلکہ ایک شخص کو میں نے دکھ دیئے جاتے (پیٹتے ہوئے) میں نے دیکھا ہے اس پر میں نے تامل کیا اور کہا۔ "لیکن سزا یکی قانونا کوئی اچھا کام نہیں" اس پر وہ کچھ کھسیانہ سا ہو گیا۔ اور کہا۔ "مار پیٹ حبشیوں پر کوئی اثر نہیں کرتی۔ اس کے اندر کوئی روح نہیں بہشت یا دوزخ کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور کیمپ میں بھی وہ نہیں جاتے"

"یہ آپ نے کس طرح سمجھا"۔

"وہ تو حیوان ہیں۔ کبھی وہ باغ عدن میں موجود نہیں تھے۔ کیونکہ آدم اور حوا **سفید تھے** پس چونکہ ابتدائی گناہ میں ان کا کوئی حصہ نہیں اس لئے ہماری نجات کے معاملہ میں بھی ان کا کوئی حصہ نہیں۔ مسیح ان کو بچانے کے لئے نہیں آیا تھا۔ جو کبھی خدا کے فرشتوں سے دور نہیں ہوئے"۔

تہذیب جدید اور ان علوم کی روشنی میں جو مذہب کے لئے مایۂ ناز ہیں۔ ان الفاظ کو کیا سمجھنا چاہئے۔ اس کا فیصلہ اصحاب انصاف بآسانی بخوبی کر سکتے ہیں۔

"عیسائیت مانع شراب نہیں بلکہ اسلام"
عیسائیت کے ایک دلدادہ کا بیان

"مارننگ پوسٹ" کی ۱۱ ستمبر ۱۹۴۰ء کی اشاعت میں ایک دلدادۂ عیسائیت کی طرف سے جو شاید پادری کے منصب پر بھی فائز ہیں۔ ایک نوٹ شائع ہوا تھا۔ جو ہمارے ناظرین کے خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے راقم مضمون "حرمت شراب" کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"آجکل بعض وقت یہ خیال کر لیا جاتا اور بیانگ دہل اسکو بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شراب ہر رنگ میں عیسائیوں کے لئے حرام قرار دی گئی ہے۔ اور کہ جو شخص شراب فروشی یا ساخت شراب کے کام میں شامل ہو۔ اس نے اپنی عیسویت کے حقوق کو ضائع کر دیا۔ اور اپنے عیسائیت کے نام کو بٹہ لگایا۔ صرف نشہ شراب ہی نہیں بلکہ خود شراب کو بھی ایک لعنتی چیز قرار دیا جاتا ہے" لیکن حقیقت یہ ہے کہ مادی اشیاء کو بذات خود برا قرار دینا عیسائیت کے موافق نہیں بلکہ اس کے مخالف آواز اٹھانا ہے یہ کہنا بالکل غلط ہے جیسا کہ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ بائبل نے شراب کو حرام قرار دیا ہے یا اس کی حقارت کی ہے۔ بائبل میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس میں شراب کو بذات خود برا کہا گیا ہو۔ ہاں شراب کے نشہ کے خلاف بہت سی دھمکیاں بائبل میں ہیں۔ لیکن محض شراب پینے کے خلاف ایک بھی نہیں۔ بعض اوقات بائبل کی بیان کردہ شرابوں کو نشہ آور اور غیر نشیلی دو مختلف قسموں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ یہ بتایا جائے کہ جہاں یہ صرف غیر نشیلی شراب ہی ناجائز ٹھہرائی گئی ہے۔ لیکن بڑے بڑے فضلاء اس کے مؤید نہیں۔ پھر خاص طور پر عیسائیوں کے لئے اسکو ہم خود اپنے خداوند و آقا (مسیح) کی مثال پیش کرینگے۔ یہ بالکل صاف بات ہے کہ انہوں نے نہ شراب سے احتراز کی تعلیم دی۔ اور نہ ہی خود اس پر عمل کیا۔

وہ لوگ جو اس مذہب کے خواہشمند ہیں جو شراب اور تمام نشئی اشیاء سے روکتا ہے وہ اسکو پا سکتے ہیں لیکن وہ مذہب عیسائیت نہیں اسلام ہے"

یہ الفاظ اپنی تفسیر آپ ہیں بالخصوص آخری خط کشیدہ الفاظ غور طلب اور صداقت پسند طبائع کے لئے خاص اثر کا موجب ہو سکتے ہیں۔ ہم اپنے ہندوستانی عیسائی حضرات سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ان کے پاس اپنے ایک ہم مذہب کی اس تحریر کا کوئی جواب ہے۔ اور کیا وہ مذہب جس کے خود بانی کا دامن بھی (معاذ اللہ) شرابخوری کے دھبہ سے پاک نہیں۔ ماننے کے قابل ہو سکتا ہے؟ پس کیوں اسلام کی طرف نہیں آتے اور اس کی قوت قدسی سے فیضیاب نہیں ہوتے؟

مراسلات

طالبان خلافت کو اب کیا کرنا چاہیئے

(از غلام عبد الرحمن صاحب مدرس کوشماما کش)

زمانۂ حال جو اسلام کے حق میں سراسر شومئی قسمت سے منحوس ثابت ہوا۔ جس میں یکے بعد دیگرے اسلامی ممالک اور خلافت کے چھن جانے سے آسمانی مصائب نے جو بجلیاں ہم مسلمانوں پر گرائی ہیں۔ اُن کی زد سے ہمارا کوئی فرد بھی نہ بچا۔ ہر ایک مسلمان اپنے اپنے گھر بستر غم پر دردِ خلافت سے کراہ رہا ہے اور ہندوستان کے ہزاروں مسلمان انگریزی ہسپتالوں سے اپنے تئیں لاعلاج سمجھکر افغانستان کے اسلامی شفا خانوں میں پہنچے ہیں اور ہماری ہم وطن رحمدل ہندو ہمسایہ قوم ہماری اس بیماری میں تیمارداری کر رہی ہے۔ اور اس مصیبت ناگہانی سے نجات حاصل کرنے اور خلافت کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے مدبران ملک و فدایان مذہب و ملت نے جابجا خلافت کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ اور حضرت مولانا مولوی ظفر علی خان صاحب فخر قوم جیسے کئی حامیان خلافت شکنجۂ قانون میں آکر خاص خاص عرصہ کے لئے ہم سے رخصت ہو کر اپنی اپنی جیل کو رشک گلشن بنا کر آ جائیگا و ثریا بنا چکے ہیں غرضیکہ اسلامی سلطنت کے تباہ و برباد ہونے و خلافت کا وجود معدوم ہو جانے سے مسلمانوں کا بچہ بچہ تصویر غم ہے۔ اور ہر پیر و جوان اس بحر غم کے گرداب مصیبت کا شکار ہو رہا ہے۔ لیڈران ملک و ملت نے اس بحر مصیبت کو عبور کرنے کے لئے کشتی ترک موالات تجویز کی ہے۔ جس کے مفید کارآمد ثابت ہونے یا نہ ہونے کی بحث کی گنجائش اس مختصر سے مضمون میں نہیں۔ لیکن یہ کہے بغیر میں نہیں رہ سکتا اور کوئی شخص اس بات کا منکر بھی نہیں۔ کہ جو کام ہوتا ہے وہ بغیر مشیت ایزدی نہیں ہوتا۔ اس لئے اسلامی سلطنت کا پرزے پرزے ہونا اور خلافت کا زائل ہو جانا بھی منجانب اللہ ہی ہے۔ گویا کہ ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ جس کی وجہ سے اسلامی ممالک چھن گئے اور ہماری قوم نتیجۂ عذاب میں گرفتار ہو گئی۔ یعنے ہم نے خدا کو بھلا دیا۔ اور اپنی بدکرداریوں و بداعمالیوں سے اس حالت کو پہنچ گئے ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یعنی مشیت ایزدی نے جو انصاف ہم سے کیا ہے۔ وہ ہمارے اعمال کا نعم البدل ہی ہے اس سے گلہ نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ خدا ہم پر خوش و خرم ہوتا۔ اور دشمن ہماری سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمکو بے سروسامان و بے خانمان کر دیتے۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

محال است چوں دوست دارد ترا
کہ در دست دشمن گذارد ترا

مسلمانو! کیا یہ مقام شرم نہیں۔ کہ وہ ممالک آج یورپ نے ہم سے چھین لئے۔ جن کو ہمارے آباؤ اجداد نے بڑی بڑی قربانیوں سے فتح کیا تھا۔ آؤ ہم سوچیں۔ کہ زمانہ اول کے مسلمانوں نے کس طرح ترقی کی۔ اور ہم کو ترقی کی بجائے رجعِ قہقری کیونکر کیونکر نصیب ہوئی۔ حالانکہ قرنِ اولے کے مسلمانوں سے ہماری تعداد کئی لاکھ گنا زیادہ ہے۔ اور ہمارے بمبئی کے ایک ایک مسلمان تاجر کی مالی حیثیت اُن مسلمانوں کی اجتماعی مالی حیثیت کے برابر بلکہ کہیں زیادہ ہے۔ شروع شروع میں تو اسلام کی یہ حالت تھی کہ مسلمان انگلیوں پر گنے جاتے تھے۔

ایک وقعہ کا ذکر ہے۔ کہ مردم شماری ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کی تعداد سات سو تک معلوم ہوئی کہ پہنچگئی ہے تو مسلمان ایکدوسرے کو خوشی خوشی سے یہ مژدہ سناتے کہ ہماری تعداد اب سات سو تک پہنچگئی ہے۔ سوچنے کا مقام ہے۔ کہ ان سات سو نے تو ایسے کارناموں اور فتوحات کی وجہ سے تمام دُنیا کو حیران کر دیا مگر آج ہم ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان ہیں۔ بلکہ دُنیا کے کروڑوں مسلمان خود پریشان ہیں کہ ہم کیا کریں۔ خلافت کے لئے غیروں کے دروازوں پر مارے مارے پھرتے ہیں۔ آخر ان دونوں باتوں کی کیا وجہ ہے کہ وہ مسلمان تو پستی سے بلندی کی طرف گئے اور ہم بلندی سے پستی کی طرف مارچ کر رہے ہیں ہمارے چاہِ ضلالت میں گرنے کی یہی وجہ ہے۔ کہ ہم مسلمانوں کو اسلام کے ساتھ دلی اُنس نہیں محض بناوٹی و فرضی مسلمان ہیں۔ عروسِ دُنیا کے حسن پر دلدادہ و شیدا ہیں۔ اور اُس کے ہر ایک ناز و عشوہ پر جان فدا کرتے ہیں۔ اُس کے لئے فلک نما عمارتوں کی تعمیر اور اپنی اولاد کی شادیوں پر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں روپے بیجا صرف کر دیتے ہیں۔ برعکس اس کے اگر اللہ کے نام پر کوئی سوال کرے۔ یا خلافت فنڈ کے چندہ کی اپیل ہو۔ تو ہم ایک پیسہ تک دینے کے روادار نہیں ہوتے۔ اگر رسول اللہ صلعم کا نام لیا جائے۔ تو ہاتھوں کو چومتے ہوئے ادب کے واسطے چشموں پر رکھکر اپنی دلی محبت کا ثبوت دیتے ہیں۔ حالانکہ رسالت مآب کی پیروی کرنی ہم اپنی کسرِ شان اور ہتک خیال کرتے ہیں۔ نماز کا احترام جس کی نسبت اللہ تبارک جلشانہٗ نے قرآن شریف میں سات سو دفعہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اس قدر ایستادہ ہوتے کہ پاؤں میں ورم ہو جاتا۔ آج ہم رسول خدا کی پیروی کرنیوالے اور محبت کے دعویدار ہیں کہ صوم وصلوٰۃ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے ہمارا بائیکاٹ ہے۔ بقول ترجمان حقیقت علامہ اقبال ؎

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اتیام و غربا پروری اور مساکین و مہمان نوازی کے ممتاز عہدے جن پر ہمارے آباؤ اجداد قانونِ شریعت سے فخریہ طور پر قابض رہے ہیں۔ ہم خلف الرشیدوں نے اُن عہدوں سے مستعفی ہو کر شراب نوشی قماربازی۔ زناکاری و بدکاری یعنی تمام فسق و فجور کے محکموں میں داخل ہو کر ان اسامیوں کے چارج حاصل کئے جن کی طرف ہمارے بزرگوں نے بھولے سے بھی نگاہ نہ کی تھی۔ بلکہ ان محکموں کے افسروں اور اہلکاروں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے اُن کا عدم تعاون رہا۔ غرضیکہ جو ہمارا فعل ہے وہ آئینِ شریعت اسلامیہ کے برخلاف ہی ہے۔

اب مقام غور ہے کہ جو عشق و محبت ہم کو عروسِ دُنیا اور اپنی اولاد کے ساتھ ہے کیا اُس کا عشرِ عشیر بھی محبتِ رسولؐ ہمارے دلوں میں ہے۔ یا نہیں۔؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بھائیو! اسی پیغمبر خدا کی حدیث شریف ہے کہ لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احبّ الیہ من والدہ و ولدہ کہ تمہارا دعوٰے ایمان جھوٹا ہے جب تک اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ ہو۔ اب ہم اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر سوچیں کہ ہمارا دعوٰے ایمان جھوٹا ہے یا سچا۔ کیا ذات باریتعالےٰ یونہی ہم سے ناراض ہے۔ آؤ سب سے پہلے ہم اللہ اور اُسکے رسولؐ کی تابعداری کر کے اُنکو خوش کرلیں۔ ہمیشہ یاد رہے کہ رسالت کی اس صورت میں دُنیا خودبخود ہماری غلامی اختیار کریگی بقول حدیث ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت کا

مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا | مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
اندرین دین آمده از مادریم | هم برین از دار دنیا بگذریم
آن رسولے کش محمد ہست نام | دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن | جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام | ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام او | بادۂ عرفان ما از جام او
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست | زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود | آن نہ از خود از ہمان جا می بود

ہفتہ میں دوبار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع
ہوتا ہے

پیغام صلح

آزادہ روہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

مذہب

ما ازو یابیم ہر نور و کمال | وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست | ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک وز خبرہائے معاد | ہرچہ گفت آن سید ہر دو بلاد
معجزات انبیائے سابقین | ہمہ از جان مسلمان مانتیں
مسلم آن ہرچہ قرآن بالیقین | منکر آن کو ز دین و حق بریں
تاقیامت ہم چنان اہل کتاب | نزد ما کافر است و خسران و تباب

سالانہ قیمت (سے)
ششماہی سے طلباء سے عہ
طلباء سے سالانہ للعہ

جلد ۸	بنتہ المسیح لاہور مورخہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۲۱ء	نمبر ۶۱

کلام الامام امام الکلام

قرآن کریم قصوں سے پاک ہے

جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بد شعار لوگ انھیں کچھ ستاتے ہیں
جب اُن کے مارنے کیلئے چال چلتے ہیں
جب اُن سے جنگ کرنےکو باہر نکلتے ہیں
تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنے رعب نشاں سے جماتا ہے
کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے
اُس ذات پاک سے جو کوئی دل لگاتا ہے
آخر وہ اس کے رحم کو ایسا ہی پاتا ہے
جن کو نشان حضرت باری ہوا نصیب
وہ اُس جناب پاک سے ہر دم ہوئے قریب
کھینچے گئے کچھ ایسے کہ دنیا سے سو گئے
کچھ ایسا نور دیکھا کہ اُس کے ہی ہو گئے
بن دیکھے کیسے پاک ہو انساں گناہ سے
اس چاہ سے نکلتے ہیں لوگ اسکی چاہ سے
تصویر شیر سے نہ ڈرے کوئی گوسپند
نہ مارِ مُردہ سے ہے کچھ اندیشۂ گزند
پھر وہ خدا جو مُردہ کی مانند ہے پڑا
پس کیا امید ایسے سے اور خوف اس سے کیا
ایسے خدا کے خوف سے دل کیسے پاک ہو
سینہ میں اسکے عشق سے کیونکر تپاک ہو

جواہر ریزے

پورے مسلمان ہو

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب تم دُنیا سے بالکل انقطاع کر کے اُس کی طرف آجاؤ گے۔ وہ خود تمہارا متولّی اور متکفل ہو جائیگا جو آدمی منبتل تام نہیں کرتا۔ بلکہ کچھ تو دنیا رہتا ہے۔ اور کسی قدر خدا کا بھی رہتا ہے۔ وہ کبھی بھی مقصود حقیقی کو حاصل نہیں کرسکتا اُسے نہ دین کی عزت مل سکتی ہے۔ نہ دُنیا کی۔ خدا تعالےٰ تم سے یہ چاہتا ہے۔ کہ تم پورے مسلمان ہو۔ مسلمان کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ انقطاع کلی ہو۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمان کو مسلمان پیدا کر کے لا انتہا فضل کئے ہیں بشرطیکہ وہ غور کرے اور سمجھے۔ ایک ہندو سے رامچندر کے خدا ہونے یا خدا تعالےٰ کے خالق ہونے پر بحث کرو۔ اس وقت تمہیں ایک لذت اور سرور آئیگا۔ کہ تمہارا خدا کیسے قادر مطلق۔ محیی۔ ممیت۔ خالق کل شئے ہے۔ اور بر خلاف اسکے جنہوں نے رامچندر جیسے کھانے پینے کے محتاج انسان کو خدا بنا لیا ہے جب یہ کہیں گے کہ اسکی بیوی کو راون نکال کر لیگیا۔ تو کس قدر شرم اُن خدا کے ماننے والے کو دامنگیر ہوگی۔ کہ عجیب خدا ہے۔ جو اپنی بیوی کی بھی حفاظت نہیں کرسکا۔ ایسا ہی آریہ جب اپنے خدا کی یہ صفت مانتے ہیں۔ کہ اُس نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا۔ اور وہ اپنے کسی بڑے سے بڑے بھگت کو بھی کبھی نجات نہیں دیسکتا یا اُس نے ایسی نجاست انسانوں کے لئے بنائی کہ ایک مرد اپنی بیوی کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں دوسرے مرد سے اولاد پیدا کر لینے کی اجازت دیسکتا ہے۔ تو اُسے کیسا شرمندہ ہونا پڑیگا۔ اگر اس میں غیرت اور حیا کا کوئی مادہ باقی ہو۔ لیکن مسلمان کیسا خوش ہوگا۔ اور اسکی امیدیں کیسی وسیع ہونگی جب یہ خالق کل شئی اور قدوس سبحان خدا کو پیش کرتا ہے۔

پس یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ انبیاء اور ابرار کا نام ابد تک زندہ رہتا ہے۔ گزشتہ زمانہ کے بادشاہوں یہاں تک کہ قیصر و کسریٰ کا کوئی نام بھی نہیں لیتا برخلاف اسکے خدا تعالےٰ کے راستبازوں اور برگزیدوں کی دُنیا مداح ہے۔

دیکھو ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عظمت دُنیا میں قائم ہے کہ ۹ کروڑ مسلمان آپ کے نام لینے والے موجود ہیں۔ جو ہر وقت آپ پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا کوئی قیصر و کسریٰ پر بھی درود پڑھتا ہے۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی کس قدر عظمت ہو رہی ہے یہاں تک کہ نادانوں نے اپنی جہالت اور کم مائیگی کی وجہ سے انکو خدا بنا رکھا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ رسولوں کا طبقہ مصائب اٹھا کر دُنیا سے گذر گیا مگر اُن کا خدا کے لئے عیش و آرام کو چھوڑ کر طرح طرح کے آلام و رنج کے بار کو اٹھا لینا اُنکی عظمت کا باعث ہوگیا۔ یہ بات نہیں ہے کہ خدا کے محبوبوں کو تکالیف آتی ہیں اُنکی تکالیف میں ایک لطیف سر ہوتا ہے۔ ان پر اسلئے سب سے زیادہ تکالیف اور مصائب نہیں آتی ہیں، کہ تباہ ہو جائیں۔ بلکہ اسکے لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ دیکھو کہ دُنیا میں ہر چیز قابل کے لئے خدا نے یہی قانون ٹھیرایا ہے کہ اول وہ صدمات کا سخت تختۂ مشق بنایا جاتا ہے کسان زمین میں ہل چلا کر اس کا جگر پھاڑتا ہے۔ اور اس مٹی کو باریک کرتا ہے یہانتک کہ تھوڑا سا جھونکا آنے سے اِدھر اُدھر لئے پھرتے ہیں نادان خیال کریگا۔ کہ زمیندار نے بڑی غلطی کی جو اچھی بھلی زمین کو خراب کر دیا۔ مگر عقلمند خوب سمجھتا ہے کہ جبتک زمین کو اس درجہ تک نہ پہنچایا جاوے۔ وہ پھل پھول پیدا کرنے کی قابلیت کبھی نہیں رکھ سکتی اسیطرح اس زمین میں بیج ڈالدیا جاتا ہے جو خاک میں ملکر بالکل مٹی کے قریب قریب ہو جاتا ہے لیکن کیا وہ دانے اسلئے مٹی میں ملائے جاتے ہیں کہ زمیندار انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے؟ نہیں نہیں وہ دانے اُسکی نگاہ میں بہت ہی بیش قیمت ہیں۔ اُنکی غرض انکو مٹی میں گرانے کی صرف یہ ہے کہ وہ کھلیں اور پھولیں اور ایک ایک کی بجائے ہزار ہزار ہو کر نکلیں۔ (باقی آئندہ)

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

ایک یہودیہ خاتون کا قبول اسلام

ہمارے احباب یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ ایک اور خاتون نے قبول اسلام کا اعلان کیا۔

یہ خاتون یہودی خاندان میں سے ہیں۔ اور یہودی مذہب رکھتی تھیں۔ ایک نو مسلمہ سے انکی ملاقات اور میل جول تھا۔ اسی کے ذریعہ سے اسلام کی واقفیت انہیں ہوئی۔ اسلامی لٹریچر اس سے لیکر پڑھتی رہیں۔ اسلامک ریویو کے بھی متعدد نمبر نظر سے گذرے آخر وہ دن آیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اظہار اسلام کی جرأت عطا فرمائی۔

اس نو مسلمہ خاتون کے ساتھ وہ لنڈن سے محض اسی غرض سے چلکر آئیں کہ کلمہ طیبہ پڑھکر اسلامی برادری میں داخل ہوں۔ حیا جیسی صفت جو اللہ تعالےٰ نے پہلے سے ہی اُن میں کوٹ کوٹ کر بھر رکھی ہے اسی وجہ سے مجمع عام میں بیٹھنے سے وہ بہت شرم کرتی رہیں۔ آخر مکرم مولوی مصطفیٰ خان صاحب نے اسلام کے متعلق خاص طور پر مخاطب کر کے ایک لمبی تقریر کی۔ اور اسکے بعد اس خاتون کو اختیار دیا۔ کہ اگر اُن کا دل ان باتوں کو مانتا ہو تو اسکی قبولیت کا اظہار کریں۔ ورنہ نہیں۔ ہر خاتون نے کہا کہ میں ان باتوں کو مانتی ہوں اور میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ چنانچہ قبولیت اسلام کا اقرار نامہ اُن سے لیا گیا۔ اور اس کا اعلان کیا گیا۔

اس خاتون کا اصلی نام سارہ ہے۔ اسی کو اس کا اسلامی نام قرار دیا گیا

مسلم احمدیہ پریس ... لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۶ فروری سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۶۱

مولوی ثناء اللہ سے دو دو باتیں

أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ

یا برو، ہمچوں زناں رنگے و بوئے پیش گیر
یا چو مرداں اندر آ، گوئے در میداں فگن

(۴)

اس ضلالت اندوز زمانے کے مکفرین مسیح موعودؑ کے رأس الرئیس کہ جنہوں نے "اہلحدیث" کا عنوان دلآویز طراز سرورق بنا رکھا ہے اور آئے دن کبھی تو خود اس برگزیدہ خدا کے خلاف اپنی فاضلیت کی ریزش گراتے رہتے ہیں اور کبھی کوہاٹ کے ایک داتیا مدہوش پردہ نشین سے کتب مسیح موعودؑ کی جدت آفرین تفسیریں اُگرھواتے ہیں۔ اور اس مدگرونہ تدلیس و تحریف سے اپنے قلم کاری کے وہ جوہر دکھاتے ہیں کہ شیخ سخد کی روح بھی اپنی اس فدّیت کی ابلہ فریبیوں پر قبر میں تڑپ اٹھتی ہوگی۔ لیکن جب کبھی ان مولوی صاحب اور انکے اعوان و انصار کو کسی بحث کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو ایسی گھنی سادھ لیتے ہیں کہ گویا "مُردہ اند" کی مثال اپنے موضوع معنوی کے لحاظ سے انہی کے لئے وضع کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اُن کی آئے دن کی فتنہ آرائیوں کے سدباب کے لئے انہی کی درخواست پر مباہلہ کے لئے بالمقابل بُلایا۔ تو مولوی صاحب ملبلا کر رہ گئے۔ اور اپنی مذرت، فیاض قرآن دانی اور تفسیر فہمی کا ثبوت ان الفاظ میں بہم پہنچایا کہ "چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا الہامی ہے اس لئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں" (الہامات مرزا صاحب)

اگر دعوت مباہلہ پر ٹھیک کہنا مولوی صاحب کے چھوٹے انداز قرآن دانی میں نبی اور رسول کا ہی کام ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عیسائیوں کو جو نہ ملہم تھے اور نہ رسول۔ مباہلہ کے لئے بلانا عبث ٹھہر لیگا"

مگر محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قرآن کریم کا فرمان اگر لغو ٹھہرے (نعوذ باللہ) تو اس چودھویں صدی کے مولوی کی بلا سے انہیں تو کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچانا مقصود تھا۔

ہمارے محترم فاضل مولوی عبدالستار صاحب نے "اہلحدیث" کے متذکرہ صدر کوہاٹی پردہ نشین کو اصولی بحث کے لئے میدان میں بُلایا اور اسکے متعلق کچھ استفسارات تحریر فرما کر جواب کے لئے للکارا تو انھوں نے بجائے اس کے کہ خود اس دعوت پر مردانہ وار مقابلہ کے لئے نکلتے، الٹی مولوی ثناء اللہ صاحب کو جواب کے لئے بہتیرا اُکسایا۔ جیکارا اور ایڑ لگائی۔ مگر اُن کو تو سوالات کے دیکھتے ہی گویا سانپ سونگھ گیا تھا ایک مدت کے بعد ہوش آئی تو لکھا کہ ان لوگوں کے ساتھ اس طرح مباحثہ نہیں کرنا چاہئے۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جس طرح ذوقِ عصمت فروشی کی حد سے بڑھی ہوئی تمنا ایک شاہد شکیں (دیا بہ فام) کو اپنی چہرہ کی رونق آرائی کے لئے گھنٹوں آئینہ کے سامنے کھڑے رہنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اسی طرح یہ چودھویں صدی کا مکفر مسیح اور اس کے اقران و مماثل خود آرائی میں شب و روز مصروف رہتے ہیں لیکن جب کبھی انکو کسی اصولی بحث کے لئے میدان میں بلایا جاتا ہے تو ان کی تمام تر غازہ بندی عرقِ انفعال میں غرق ہو جاتی ہے۔

ہم مولوی صاحب اور ان کے امثال کو کسی نتیجہ خیز اصولی بحث کی طرف دعوت دیتے ہوئے انہیں یہ شعر سناتے ہیں ؎

یا برو، ہمچوں زناں رنگے و بوئے پیش گیر
یا چو مرداں اندر آ، گوئے در میداں فگن

(۵)

تازہ "اہلحدیث" کی باسی کڑھی

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے صداقت کے ثبوت میں مخالفین اور معاند مولویوں کی سحر بیان کے بالمقابل "اعجاز احمدی" کے رنگ میں ید بیضاء کی وہ نمود کی تھی۔ کہ جسکی ضیاء ریز برقی لمعات نے بڑے بڑے علم و فضل کے مدعی مولوی صاحبان کو باوجود مقابلہ کی دعوت کے صاعقہ زدہ بنا دیا تھا۔ اس قصیدہ اعجازیہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو خصوصیت سے مقابلہ کی دعوت دی گئی تھی مگر مولوی صاحب یہ کہکر جان بچائی تھی کہ مرزا صاحب تحدی کیوں کرتے ہیں۔ اور پھر اس تلخ گھونٹ سے تشنہ لب ہو کر پہلو تہی کر لی تھی۔

آج مدت کے بعد آنحضور نے "مرزا جی کی عربی دانی" کے زیرِ عنوان حضرت صاحب کے تبحر علمی پر سوقیانہ انداز میں اعتراض شائع کیا ہے کہ

الارض والسماء معك كما هو معي

"مولانا لکھتے ہیں کہ یہ هو عربی دانوں کی توجہ چاہتا ہے" "کیونکہ هو ضمیر مفرد مذکر ہے نہ السماء کی طرف پھر سکتی ہے اور نہ الارض کی جانب کیونکہ یہ دونوں مؤنث سماعی ہیں۔ اور دونوں کی طرف تو کیا ہی کیونکہ پھرے گی اسلئے ماننا پڑیگا کہ مرزا صاحب بزعم خود نہ صرف مسائل شرعیہ میں مجدد تھے بلکہ لغت اور زبان میں بھی ایجاد کرتے تھے" (نقل مطابق اصل)

حقیقت یہ ہے کہ مرزا میں مولانا نے اس کی طرف اشارہ کیا اور اب تازہ اہلحدیث میں اس باسی کڑھی کو پیش کیا ہے۔

مولوی ثناء اللہ کا متذکرہ صدر الہام پر نکتہ گیری کو اپنی طرف منسوب کرنا سوائے فاضلیت کی فخر و نمود کے اور کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ مولینا اور انکے اور خوشہ چینوں کے عالی زعم الف حضرت مسیح موعودؑ نے تاں اس سلطان القلم نے کہ جس کے تبحر علمی اور اعجاز بیانی کے بالمقابل ستائم مولوی صاحبان باں ہمہ دعاوی فاضلیت و عربی دانی سرنگوں ہو چکے ہیں۔ اور آجتک اُنکے قصائد کا جواب پیش نہیں کر سکے خود اس الہام کو سب سے اول جہاں درج کیا ہے وہاں اس اعتراض کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب خود مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے چاکِ تقدیری کا رفو کیا کرتے تھے۔ اور مولوی صاحب نے یقیناً عقائد مرزا کی تالیف سے پہلے ضرور اسکو ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

حضرت صاحب کی صداقت پر یہ ایک بیّن دلیل ہے کہ جہاں انہوں نے سب سے پیشتر اس الہام کو درج کیا وہاں خود ہی اس کی تاویل بھی بتلائی ہے جس سے اس برگزیدہ خدا کی راستبازی کا پتہ چلتا ہے کہ باوجود اس کے کہ انکو یہ خوب معلوم ہے کہ بظاہر یہ الہام قابلِ اعتراض ہے۔ مگر اس الہام الٰہی میں کسی قسم کی تحریف نہیں کرتے حالانکہ ایک شہرت کا طالب اور جھوٹا انسان اپنی کمزوری کے معلوم ہو جانے پر اسکو کس طرح الہام تسلیم کر سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ میں جہاں اس الہام کو درج کیا ہے اسکے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "هو" کا ضمیر واحد بتادیں ما فی السموات والارض ہے۔ اور ان کلمات کا مطلب تعطفات اور برکات الٰہیہ ہیں جو حضرت خیرالرسل صلعم کی متابعت کی برکت سے ہر ایک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور حقیقی اور بجز مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور دوسرے سب طفیلی ہیں" ......

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ...)

فاضل صاحب کو اگر اپنی فاضلیت کی کوئی شان دکھانی منظور تھی تو حضرت صاحب کی اس تاویل پر جرح کرتے اور اگر وہ نقل کو لیس کالعقل نباشد" کے مصداق نہ ہوتے تو اس ایک بات کے اندر حضرت صاحب کی صداقت کا زبردست ثبوت تھا۔ کہ حضرت صاحب باوجود اس کے کہ بظاہر الہام کے الفاظ میں غلطی معلوم ہوتی تھی، مگر آپ نے خدا کے القاء کردہ کلام میں تحریف کو جائز نہیں سمجھا اور خدا کے مقابلہ میں آپ جیسے عیب چینوں کی ژاژ خائی کی قطعاً پرواہ نہیں کی۔ الہام جن الفاظ میں ہوا تھا۔ اُن ہی میں رہنے دیا۔ مگر اُس کے ساتھ ہی لفظ پرستوں کا منہ بند کرنے کے لئے اسکی ایک تاویل پیش کر دی۔

مگر یہ فاضل صاحب کی پرلے درجہ کی خیانت اور حق پوشی ہے کہ وہ الہام کو نقل کرتے ہوئے حضرت صاحب نے جو اُس کی تاویل پیش کی ہے۔ اُسکو چھوڑ دیتے ہیں تاکہ یہ جھوٹا فخر اُن کو حاصل ہو جائے۔ کہ انہوں نے مرزا صاحب کی عربی کا تخلیہ کیا ہے۔

مولوی صاحب کا یہ اعتراض اس صورت میں البتہ کسیقدر وزنی ہو سکتا تھا کہ جس طرح مکذب المرشد نے اپنے اخبار "اہلحدیث" میں داوی صاحبہ کے ساتھ نکاح کے جواز کا فتوے دیکر اپنی انتہائی رسالت کا ثبوت دینے کے لئے قرآن کریم کی ایک آیت سے بھی استثناء اور استنباط کر لیا تھا۔ مگر جب فاضل صاحب پر چاروں طرف سے لعنتوں کی بوچھاڑ ہونے لگی تو رجوع کر لیا۔

اسی طرح اگر حضرت مرزا صاحب الہام کو انہی الفاظ میں شائع کر دیتے اور پھر عربی دانوں کے اعتراضات کے بعد اسکی اصلاح کر دیتے یا تاویل پیش کر دیتے۔ مگر جب حضرت صاحب نے اسکو آپ جیسے نکتہ گیروں کے وجود میں آنے سے پیشتر الہام کے ساتھ ہی اسکی تاویل بھی شائع کر دی۔ اور کلام الٰہی کی اصلاح کر دینے کو خیانت سمجھا۔ اور اسکی صرف تاویل پر قناعت کی حالانکہ ایسے موقعہ پر ہر ایک جھوٹا اور دروغ باف مفتری تاویل پر اصلاح کو ترجیح دیتا۔ ان فی ذالک لذکری لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید ○

(۶)

اصل حقیقت یہ ہے کہ الہامی کلمات قواعد عربیہ کے تابع نہیں ہوتے ہیں بلکہ قواعد کی تخریج کے لئے متبوع ہوتے ہیں۔ کما حرّره السیوطی فی الاقتراح (جیسا کہ امام سیوطی نے اقتراح میں لکھا ہے) اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اپنی تفسیر فوز الکبیر میں اسی نکتہ کو ذکر فرمایا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ جن نحوی مسائل میں نحاۃ کا باہم اختلاف رہا ہے ان میں قرآن کریم نے جس مذہب کو ترجیح دی ہے وہی راست اور درست تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم اس اعتراض کے جوابات قرآن کریم کو ہی پیش کئے دیتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۂ مزمل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "والسماء منفطر به"

اب اس پر ہمارے فاضل مکذب صاحب اپنی فاضلیت کا اندوختہ خرچ کر کے جواب دیں کہ آیا اس آیت پر بھی اعتراض وارد ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر ہوتا ہے تو پھر جواب اس کا آپکی عربی دانی اگر لگوائے تو جواب دینا۔ اور اگر اس آیت کو بھی آپ خلاف قواعد عربیہ ہی سمجھتے ہیں۔ تو حضرت مرزا صاحب کے الہام کی طرح اس آیت سے انحراف اور انکار شائع کر دینا چاہئے۔

پس اس اعتراض کے جواب کی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ کلام الٰہی قواعد عربیہ کا تابع نہیں بلکہ متبوع ہے۔ اور یا دوسری تاویلی طرز اختیار کرنی پڑیگی۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے اس اپنے الہام میں اور مفسرین نے اس آیت کے جواب میں اختیار کی ہے۔ چنانچہ بیضاوی میں لکھا ہے کہ السماء منفطر به۔ السقف کبر علی تاویل السقف او اضاد الشیئ

پس آپ کا یہ اعتراض کہ "هو" ضمیر مفرد مذکر ہے نہ السماء کی طرف پھر سکتی ہے اور نہ الارض کی جانب۔ کیونکہ یہ دونوں مؤنث سماعی ہیں"

قرآن کریم کی اس آیت پر بھی وارد ہوتا ہے کہ جس میں السماء کو منفطر کے ساتھ۔ علی رغم الفت ثناء اللہ اور انکے اقران و مماثل مؤنث سماعی کی بجائے مذکر لایا گیا ہے۔

اسی طرح تفسیر بحر المحیط میں ذیل قول السماء منفطر به یوں تحریر ہے کہ قال الفراء یعنی المظلة تذکر و تؤنث فجاء منفطر علی التذکیر و منه قول الشاعر:-

فلو رفع السماء الیه قوم لحقنا بالسماء بالسحاب

اور ایسا ہی قرآن کریم میں بہت سی آیات ہیں جو بزعم زاعمین اُن پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اور پھر مفسرین حسبما یلوح له جواب دیتے ہیں منجملہ ان کے قولہ تعالیٰ: لا یؤخذ منها عدل ولا هم ینصرون بھی ہے۔ اس پر تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ جمع لدلالة النفس المنکرة علی النفوس الکثیرة وذکر لمعنی العباد یعنی هم کی ضمیر جمع لائی گئی ہے۔ کیونکہ نفس جو منکرہ ہے وہ دلالت کرتا ہے۔ نفوس کثیرہ پر اور ضمیر بجائے مؤنث کے مذکر لائی گئی۔

ہم مولوی ثناء اللہ اور اسکے مماثل قاصرات الطرف سبیلیوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ آئندہ اس قسم کی لغو نکتہ گیریوں سے باز رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ والدہ دلہن کے نکاح کے جواز کی طرح اس سے بھی رجوع کرنا پڑے۔

مجلہ وہابیان ہند کو چیلنج

ایک شخص الفقیہ امرتسر کے ذریعہ سے نام نہاد اہلحدیثوں کو چیلنج دیتا ہے کہ وہ کوئی ایسی حدیث صحیح پیش کریں۔ جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مخالف ہو۔ یا حضرت امام صاحبؒ کا کوئی قول یا فتوے جو حدیث کے خلاف ہو۔ اور مقلدان امام صاحب باوجود ایسا معلوم ہونے کے پھر عامل ہوں۔ یا جن مسائل درمیانت کا حل قرآن و حدیث

جلد ۸ | بلدۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ یکم جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۲۱ء

کلام الامام امام الکلام

قرآن کریم قصوں سے پاک ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہن دیکھئے کس طرح کسی مہ رخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی
جب تک خدائے زندہ کی تمکو خبر نہیں
بے قید اور دلیر ہو کچھ دل میں ڈر نہیں
سو روگ کی دوا یہی وصل الٰہی ہے
اس قید میں ہر ایک گناہ سے رہائی ہے
پر جس خدا کے ہونیکا کچھ بھی نہیں نشاں
کیونکر نثار ایسے پہ ہو جائے کوئی جاں
ہر چیز میں خدا کی ضیاء کا ظہور ہے
پر پھر بھی غافلوں سے وہ دلدار دور ہے
جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانیوالے یہ نسخہ بھی آزما
عاشق جو ہیں وہ یار کو مر مر کے پاتے ہیں
جب مر گئے تو اُس کی طرف کھینچے جاتے ہیں
یہ راہ تنگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے
دلبر کی مرنیوالوں پہ ہر دم نگاہ ہے
ناپاک زندگی ہے جو دوری میں کٹ گئی
دیوار زہد خشک کی آخر کو پھٹ گئی
زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُسکے عزیز و حبیب ہیں

جواہر ریزے

مہر نبوت کی اصل حقیقت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے متعلق جو اعتراض کیا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ ایک ذوقی بات ہے مگر میں یہ بات اپنے سچے جوش اور اخلاص سے کہتا ہوں کہ میرا ایمان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نشان نبوت کو رسولی وغیرہ الفاظ سے نسبت دینا ایک مومن اور سچے مسلمان کا کام نہیں یہ گستاخی اور شوخی ہے۔ جو کفر کی حالت تک پہنچ جاتی ہے۔ ہم کو ایسے معاملات میں زیادہ تفتیش اور چھان بین کی ضرورت نہیں کہ وہ مہر نبوت کیا تھی؟ اور کیسی تھی؟ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق میں اللہ تعالے نے بیشمار نشانات بین اور واضح طور پر رکھے تھے اُن میں سے ایک مہر نبوۃ بھی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے انبیاء علیہم السلام کو ایسی ہی نسبت ہے جیسی کہ ہلال کو بدر سے ہوتی ہے۔ ہلال کا وجود ایک تاریکی میں ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے کمال کو پہنچکر بدر بن جاتا ہے تو وہ بدر اپنی پہلی حالت ہلال کا مثبت اور مصدق ہو جاتا ہے پس یقیناً سمجھو کہ اگر رسول اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو پہلے نبی اور اُن کی نبوتوں کے پہلو مخفی رہتے۔ اب سوچو اور بتلاؤ کہ کیا موجودہ اناجیل سے انسان طریق توحید کا پتہ لگا سکتا ہے کیسی حیران کر دینے والی بات ہے کہ خدا تعالے کا نبی اس کی توحید کو قائم کرنے آیا کرتا ہے یا اپنی خدائی منوانے؟ پس اب موجودہ انجیل نے یہی نہیں کہ طریق توحید کو گم کیا۔ بلکہ ساتھ ہی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کو اڑا دیا۔ اور چاہا کہ وہ خدا یا ابن خدا بنتے۔ اُن کو نبی کے درجہ سے بھی گرا کر معاذ اللہ بہت بڑے درجہ کا آدمی بنا دیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات نے آکر اُن کی تعلیم کو زندہ کیا۔ اور خود مسیح کی اپنی ذات اور وجود کے لئے سچائی کی کو اسکو گردوں سے نکال کر اُس زندگی میں داخل کیا جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور رسولوں کو دیجاتی ہے۔ تعلیم وہی کامل ہو سکتی ہے۔ جو انسانی قویٰ کی پوری مربی اور متکفل ہو۔ نہ یہ کہ ایک ہی پہلو پر واقع ہوئی ہو۔ انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ وہ کیا کہتی ہے۔ اور اُسکے بالمقابل قویٰ کیا تعلیم دیتے ہیں۔ انسانی قویٰ اور فطرت خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے۔ پس اُس کی قولی کتاب جو کتاب اللہ کہلاتی ہے۔ یا اُسے تعلیم الٰہی کہو۔ اُس کی ساخت اور بناوٹ کے مخالف اور متضاد کیونکر ہو گی؟ اسی طرح پر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو دنیا اور سابقین کے اخلاق

ہدایات۔ معجزات اور قوت قدسیہ [illegible] حضورؐ نے آکر اُن سب کو پاک ٹھہرایا [illegible] نشانات سورج سے زیادہ روشن [illegible] پس آپ کی نبوت یا نشانات نبوت پر [illegible] دن چڑھا ہوا ہو۔ اور کوئی احمق نابینا [illegible] میں کچھ کہتا ہوں کہ دوسرے مذاہب تاریکی [illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے [illegible] لعنت اور عذاب الٰہی سے تباہ ہو جاتی [illegible] جس نے دوسروں کو بھی تاریکی سے نکالا [illegible] اور دوزخ کا پتہ ہی ملنا مشکل ہو جاتا [illegible] نشان نہیں ملتا۔ اب بتلاؤ کہ اس میں [illegible] اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھیں اور [illegible] سچی روشنی اور حقیقی نور جو نبوت کے لئے [illegible] توحید ہی کو دیکھو کہ جہاں قرآن [illegible] آتا ہے۔ کہ شرک کی جڑ کاٹ رہا ہے [illegible] ایسے صاف اور روشن نظر آتے ہیں [illegible] ختم نبوت یوں سمجھ سکتے ہیں [illegible] پر ختم ہو جاتے ہیں وہ [illegible] موسوم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد [illegible] یہ ایمانوں کا کام ہے۔ [illegible] سمجھا معرفت کا [illegible] علیہ وسلم کی تشریف آوری [illegible] بعد سوزی قوموں کو روشنی [illegible] شریعت نہیں ملی۔ اگر [illegible] سکتی۔ عرب سے وہ آفتاب [illegible] اور ہر بستی پر اپنا نور ڈالا [illegible] توحید اور نبوت کے مسئلہ [illegible] ہو سکتا ہے۔ یہ فخر کا مقام ہے [illegible] جو لوگ حد کرتے ہیں اور [illegible] ہوتے ہیں۔ وہ بالکل [illegible] مثلاً تعدد ازدواج پر اعتراض [illegible] اجازت دی ہے ہم [illegible] ہے۔ جو ہمکو یہ دکھلاتے [illegible] زیادہ عورتیں کرو [illegible] کہ اگر اوقات انسان کو [illegible] عورتیں کرے مثلاً عورت [illegible] میں مبتلا ہو کر [illegible] [illegible]

[illegible] مطبوعہ [illegible] اللہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۳ چہارشنبہ مورخہ ۹ فروری ۱۹۱۶ء نمبر ۹۲

مولوی ثناء اللہ صاحب سے دو دو باتیں

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہلحدیث کے کئی ایک نمبروں میں حضرت مسیح موعودؑ کے آخری فیصلہ والے اشتہار کی بناء پر بہت کچھ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے اس لئے اول تو حضرت صاحب کے اس اشتہار کو تمام وکمال درج کرتے ہیں پھر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے آئینہ صداقت میں جو روشنی اس پر ڈالی ہے اس کا کسی قدر اقتباس درج کرکے اہلحدیث کے اس پر تازہ انکار اور طرز جدید کا انشاء اللہ تعالےٰ جواب لکھیں گے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ہو قل ای وربی انہ لحق

۱- مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود۔ کذاب دجال۔ مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص مفتری۔ کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے میں مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے "تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مکاشفہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں۔ تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں۔ تو میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں"۔

(۲) یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔

(۳) اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص در حقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین!

(۴) بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید۔
مرقومہ ۱۵- اپریل ۱۹۰۷ء- یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ۔

اس اشتہار میں جو نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ دیئے گئے ہیں۔ یہ میں نے دیئے ہیں۔ اصل میں نہیں۔ فقرہ (۱) میں تو حضرت صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرکے صرف یہ لکھتے ہیں کہ تم اپنے پرچہ اہلحدیث میں میرا نام مفتری، دجال، کذاب، مردود، مفسد وغیرہ رکھتے ہو۔ اگر میں فی الواقع ایسا ہی ہوں۔ تو میں آپکی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ مفسد اور کذاب ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے" لیکن ہر ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے۔ یا ایک عام قانون ہے۔ مگر فی الواقع ایسا نہیں۔ نہ یہ کوئی پیشگوئی تھی۔ نہ عام قانون تھا۔ جو آپ نے بیان کیا ہو۔ بلکہ فقرہ (۲) میں اس کی خود تشریح فرما دی ہے" یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے"۔ پس معلوم ہوا ہے کہ سچائی مستم کے فیصلہ کے جس سے پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب گریز کر چکے تھے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی صاحب سے دعا کے ذریعہ سے فیصلہ خداوندی چاہا ہے۔ مگر جس طرح فقرہ (۱) سے جو مغالطہ لگ سکتا تھا کہ گویا حضرت صاحب کے نزدیک ہر ایک جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ جسکو فقرہ (۲) نے دور کر دیا کہ یہ دعا کے ذریعہ سے ایک فیصلہ چاہا گیا ہے۔ اسی طرح فقرہ (۲) سے اگر کسی شخص کو یہ مغالطہ لگ سکتا کہ حضرت مسیح موعود صرف اپنی دعا پر حصر کرتے ہیں۔ تو اس مغالطہ کو فقرہ (۳) کی دعا اور فقرہ (۴) نے بڑی صفائی سے دور کر دیا۔ فقرہ (۲) میں یہ کہا کہ یہ میں نے دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ دعا سے یہ فیصلہ خدا سے چاہا جاتا ہے وہ صرف مباہلہ کے رنگ میں ہی ہوتا ہے۔ یوں کسی بزرگ یا ولی یا نبی کی بد دعا سے کسی مخالف کی ہلاکت ضروری ہو جانا یہ سنت اللہ میں داخل نہیں جب تک کہ اس دعا میں مباہلہ کا رنگ پیدا نہ ہو۔ چنانچہ فقرہ (۲) کے بعد فقرہ (۳) میں اپنی دعا کو درج کرکے فقرہ (۴) میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا ہے" بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔ یہ فقرہ صاف بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی طرف سے جو کرنا تھا۔ کر دیا۔ مگر فریق ثانی سے یہ آپکا مطالبہ ہے کہ وہ بھی اسکے بالمقابل کچھ کرے۔ صرف اپنی دعا پر حصر نہیں کیا۔ اگر اپنی بد دعا پر حصر کر دیتے۔ تو پھر کہا جا سکتا تھا۔ کہ شاید آپ نے اس بد دعا کو یکطرفہ فیصلہ تصور کر لیا ہے مگر مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ صریح مطالبہ کہ وہ بھی مقابلہ پر کچھ کرے۔ بتاتا ہے کہ آپ اس کی طرف سے ایسی ہی دعا کے منتظر ہیں۔ جیسا کہ لفظ مباہلہ کا منشاء ہے۔ علاوہ بریں یہ ظاہر ہے کہ یہ اصل مطالبہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ تھا کہ وہ بالمقابل قسم کھائیں۔ یا مباہلہ کے لئے آئیں اور یہ مطالبہ ایک بار نہیں کئی دفعہ پہلے بھی ہو چکا تھا اور وہ پورا ہو نہیں سکتا۔ جب تک کہ مولوی ثناء اللہ کی طرف سے کوئی کارروائی نہ ہو۔ پس یہ اشتہار اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کرتا ہے تو صرف اس معنی میں کہ اس کے بالمقابل مولوی صاحب بھی کچھ کریں۔ اور وہ تو درحقیقت مباہلہ کے لئے کبھی آمادگی ظاہر کر چکے تھے۔ جیسا کہ انکی تحریر مندرجہ اہلحدیث ۱۹ اپریل سے صاف پایا جاتا ہے۔ اور مباہلہ کے اصل معنے صرف اسی قدر ہیں۔ کہ دونوں فریق الگ دعا کریں کہ جو شخص عمداً جھوٹ کو اختیار کرتا ہے۔ اس پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ پس اس اعلان کا آخری فقرہ اس بارہ میں فیصلہ کن ہے کہ حضرت مسیح موعود صرف اپنی یکطرفہ دعا کو آخری فیصلہ تصور نہیں فرماتے بلکہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے بھی کسی بات کے منتظر ہیں۔ ہاں اپنی طرف سے جو کچھ انہوں نے کرنا تھا۔ کر دیا۔ یعنی اپنی کارروائی میں کسی حالت منتظرہ کو باقی نہیں چھوڑا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو کچھ کرنا ہے وہ ابھی باقی ہے۔ (بقیہ مضمون دیکھو بر صفحہ ۱۴)

ایک محمودی کا تجاہل

ایک محمودی ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اگر [illegible] تو ہم اسے مسلمان کہیں گے [illegible] اس عالی گروہ کے کافر ہیں۔ اس [illegible] کہدینا انہیں مسلمان نہیں بنا دیتا۔ مگر [illegible] نہیں کہ اسی آیت کو حضرت مسیح موعود [illegible] استدلال پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو [illegible] و دیگر کتب) اس لئے ایسے لوگوں کا [illegible] کے مذہب سے ہی ناواقف ہوں۔ [illegible]

نبی یا محدث

ایک محمودی لکھتا ہے۔ کہ حضرت [illegible] ۱۹۰۱ء تک جماعت کے کسی ایک فرد [illegible] میں دکھا دیں کہ "حضرت مسیح غیر نبی کے [illegible] باطل ہیں جماعت کا یہ مذہب تھا۔ کہ [illegible] ہیں سب سے اول تو اپنے پیرے [illegible] تک کے حوالہ جات دربارہ نبوت [illegible] دیتا ہے۔ اگر ۱۹۰۲ء تک حضرت صاحب [illegible] مجازی نبی۔ بروزی نبی۔ بغیر شریعت [illegible] خود بحالت کی منشوخی کے کیا معنے [illegible] نے ۱۹۰۲ء سے پہلے اور نہ بعد [illegible] کیا۔ اگر حضرت صاحب اپنے آپ کو [illegible] نبی سہی تو یہ کبھی نہ فرماتے کہ [illegible]

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض [illegible] ہیں ہیں۔ اسلام میں فتنہ پڑتا [illegible] بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی [illegible] دن رات کے محاورات میں [illegible]

یہ محمودی صاحب کسی غیر تشریعی نبی کا [illegible] اپنی نسبت نبی کا لفظ استعمال کرنے [illegible] طرح روکا ہو۔ اور اسے مذہب میں [illegible]

تعجب ہے کہ پیر پرستی اتنی جلدی [illegible] جواب دے دیتی ہے۔ کہ جو چند بیان [illegible] حضرت مولوی محمد علی صاحب کے [illegible] سے حضرت مولانا صاحب کی تذلیل [illegible] دوست اپنے پیر کے صریح فتوے کے [illegible] میں ان کو لڑکیاں نکاح میں دی جا [illegible] رہبر تک کو لڑکیاں دیدیں۔ تو یہ [illegible] بڑی عزت کا مقام۔ تلک اذا [illegible]

قادیانی گدی کا ایک نیا پرستار

[illegible] کے نزدیک کسی نبی کا موعود ہونے [illegible] مستحق ہو جاتا ہے۔ نہ کہ محدث [illegible] ہوتا۔ کہ وہ ازالہ اوہام کو لیو [illegible] مسیح موعود علیہ السلام نے کئی بزرگان [illegible] نقل فرمائے ہیں کہ انہوں نے موعود [illegible] کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز [illegible] کسی نے نبی نہ کہا۔ بلکہ محدث ہی کہا [illegible]

(۲) آخری زمانہ کے موعود [illegible] صاحب منصب لکھتا ہے کہ [illegible] محدثیت کا دعوےٰ ہے۔ جو خدا [illegible] اس کے مقابل زید، بکر کی فضول [illegible] وہ آیۃ المسیح محدث لیکھلی [illegible] کہلا سکتا ہے۔ جیسے کہ صاحب [illegible]

"الفضل" ابھی تک [illegible] مسلمانوں کو لڑکی دینا حرام کہتا ہے۔ مگر [illegible] مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم کے [illegible] صاحب سے کیوں نہیں پوچھا گیا [illegible] احمدی کی لڑکی غیر احمدی کو [illegible] لئے اسے وہ بد تکفیر اہل قبلہ [illegible] مولوی محمد علی صاحب دیکھنا [illegible] عمان صفحہ کی تردید کرنے کی کوشش [illegible] کسی شخص کے خیالات کا اندازہ [illegible] اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔

اقتباسات

گاندھی کے نام ایک پادری کا خط

پادری جی گلسپائی نے گاندھی کو ایک چٹھی کے دوران میں لکھا ہے۔ کہ تمام محبانِ ملک کا فرض ہے کہ وہ اس گورنمنٹ سے جس نے بیجا طور پر شیطانیت اور جبر سے بھری ہوئی حکومت کہا جاتا ہے۔ علیحدہ نہ رہیں۔ بلکہ ہر ممکن طریقہ سے (نئی کونسلوں وغیرہ میں حصہ لیکر) گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کرلیں اور اُسے اپنے خیال کے مطابق نیک راستہ پر لانے کی کوشش کریں۔ مجھے امید ہے اور میں دُعا کر رہا ہوں کہ گذشتہ سال جس طرح ستیاگرہ کے معاملہ میں اپنی غلطی محسوس کرلی تھی۔ اسی طرح اس معاملہ میں بھی خدا آپ کو اپنی غلطی کا علم کرا دے۔ اور آپ ترک موالات کی بجائے موالات کی تحت آ جائیں!!

مہاتما گاندھی کا جواب

اس کے جواب میں مہاتما گاندھی نے لکھا ہے کہ "مسٹر گلسپائی کا خیال ہے۔ کہ میں ناجائز طور پر موجودہ گورنمنٹ کو شیطانیت سے بھری ہوئی کہتا ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے، کہ اگر میں ایسی حکومت کو جو دھوکہ، قتل اور وحشیانہ مظالم کی مرتکب ہوئی ہے۔ جس نے ابھی تک اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کی ہے۔ بلکہ ان کے چھپانے کے لئے طرح طرح کی دروغ بیانیوں سے کام لے رہی ہے۔ شیطانیت سے بھری ہوئی نہ کہتا تو سفید جھوٹ ہوتا۔ میں درحقیقت یقین کرتا ہوں۔ کہ میں آپ کے بھائیوں کا راز فاش کرکے اس گورنمنٹ کے دوست کے فرائض ادا کر رہا ہوں کیونکہ اس گورنمنٹ میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی لوگ تعریف کرتے ہیں۔

جھانسی میں گرفتاری

جھانسی سے خبر آئی ہے کہ یو-پی گورنمنٹ کے ایماء سے ۲۷ر جنوری کی رات کو جھانسی پولیس نے وہاں کی خلافت کمیٹی کے سکرٹری مسٹر ہادی کو گرفتار کرکے جیل بھیجدیا ہے۔ اس گرفتاری سے تمام شہر میں سخت سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور ۲۸ر جنوری کو شہر میں دن بھر ہڑتال رہی۔ اور ہزارہا آدمی بدیں امید کہ شاید آج ملزم عدالت میں پیش کیا جائے۔ احاطہ عدالت میں جمع ہوئے۔ مگر نہ معلوم کیوں ملزم اُس روز عدالت میں نہ لایا گیا۔

یہ گرفتاری مسٹر ہادی کی کسی تقریر پر زیر دفعہ ۱۵۳-الف-عمل میں آئی ہے .... اس کے متعلق سب سے عجیب بات یہ ہے کہ یہ گرفتاری مسٹر ہادی کی ایک اس تقریر کے لئے عمل میں آئی ہے جو آپ نے ستمبر ۱۹۲۰ء میں بمقام مریا نیور کی تھی۔

اس پر عام طور پر پبلک میں بڑی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اور لوگ حیرت کے ساتھ ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہیں۔ کہ ستمبر میں کئے گئے جرم کے لئے جنوری میں مقدمہ کیوں چلایا جا رہا ہے۔ کیا اتنے عرصہ گورنمنٹ کمبھکرن والی نیند سوتی رہی ہے۔

ہندوستان پر حملہ کی تیاریاں

اس امر کے روز افزوں ثبوت موجود ہیں کہ ماسکو میں وہی پرانی روح جنگ موجود ہیں۔ اور فوجیں ہمسایہ ملکوں کی سرحدوں پر جمع ہو رہی ہیں۔

محاذ ترکستان کے سفیر نے اعلان شائع کیا۔ جس سے ثابت ہے، کہ ہندوستان کے متعلق سازش کا طریق ترک نہیں کیا، اس اعلان میں سرخ پوش فوجوں کو مخاطب کیا ہے کہ حامیانِ ہند کی حریت خواہ اقوام میں انقلاب پھیلاؤ۔ اور برطانی امراء اور مہاجنوں کے کارندوں کی غلط بیانیوں اور بیہودہ سرائیوں کا جو طومار باندھ رکھا ہے اس کی تردید کردو۔

ہندوستانی کا قتل اور گورہ قاتل بری

الہ آباد ہائیکورٹ کے جسٹس ... کا ...

اور جیوری کے سامنے آگرہ کا سارجنٹ کارٹ رائیٹ اس جرم میں ماخوذ تھا۔ کہ اُس نے ایک ہندوستانی سوداگر شام لال نامی کو اس قدر مارا کہ اُس کا دم نکل گیا۔

حالات یہ ہیں۔ کہ یہ شخص چند اشیاء لیکر ملزم کے بنگلہ پر گیا وہاں اس کی بیوی سے سودا کر رہا۔ بیوی نے چند چیزیں خرید لیں۔ اور پھر اُسے لیمو لانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ لیمو لیکر آیا۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ اُس نے اس یورپین عورت کی شان میں چند گستاخانہ کلمات کہے۔ جس پر اُسے بنگلہ سے نکال دیا گیا۔ پھر ایک اور گورے سارجنٹ بیل نے یہ حالت سن کر بدقسمت شام لال کو بلوا بھیجا۔ اور اُس نے اُسے اس قدر مارا کہ وہ غریب تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ ملزم نے بیان کیا کہ اُسے اپنی بیوی کا ذکر سنکر بہت جوش آگیا تھا۔ اُس کی نیت شام لال کو جان سے مارنے کی نہ تھی۔ مگر چونکہ اُس کی تلی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور اُسے چند دیگر اندرونی عارضے بھی تھے۔ اس لئے مر گیا۔

جیوری کے ممبروں نے اس گورہ قاتل کو بے قصور قرار دیا۔ اور جج نے اُسے بری کر دیا۔ غریب شام لال مر گیا۔ اور یہ گورہ صاف بری کر دیا گیا۔ (ریاست لاہور)

دیوبند سے تبلیغ اسلام کی آواز

دہلی ۵ر جنوری۔ دیوبند اسلامی تعلیم دینیات کا مشہور مرکزی مقام ہے جہاں ہر گوشۂ ہند اور مدینہ منورہ وکابل ایسے دور دراز مقامات سے تحصیل علم کے لئے طالب علم آتے رہتے ہیں۔ حال میں یہاں کے تقریباً ۸۰۰ فارغ التحصیل طلباء نے "جمعیت العلماء" کے نام سے ایک مجلس قائم کی ہے جو ایک تبلیغی جماعت ہے۔ اور اراکین مجلس بحیثیت مبلغین اسلام کام کریں گے۔ اغراض ومقاصد حسب ذیل ہیں:-

(۱) قولاً و فعلاً عقائد دین اسلام کی تبلیغ واشاعت اور خاص کر ان لوگوں کے مفاد کے لئے جو ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے اسلام کو مانتے اور اُس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جنہیں پیغمبر اسلام کی اعلیٰ تعلیم وتلقین کے جذبہ سے اتفاق نہیں۔ اور جن کی زندگیوں اور اخلاق کو درست کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

(۲) تمام ہندوستان میں اس کی شاخیں قائم کرنا۔ اور تمام ایسی دینی جماعتوں کو اس سے ملحق کرنا۔ جو اس کے ساتھ ملکر ایک مقصد واحد کے لئے کام کرنے کی خواہشمند ہوں۔

(۳) مقصد خلافت کو ترقی دینا اور اس کے مبلغین ان مقامات میں مجالس خلافت قائم کرائیں گے۔ جہاں ابھی تک قائم نہیں ہوئی۔

ترکِ موالات اور قومی تعلیم

ترک موالات کا مقصد: سب سے پہلے یہ بات صاف کرلینی چاہئے۔ کہ ترک موالات اور نان کواپریشن کا مقصد کیا ہے! نان کواپریشن کی ایک شرعی صورت خاص مسلمانوں کے لئے ہے۔ اور ایک اخلاقی وسیاسی حیثیت تمام ملک کے لئے ہے۔ سچائی کو کتنے ہی مختلف ناموں سے پکارا جائے۔ مگر سچائی مختلف نہیں ہو سکتی۔ اخلاق ومذہب۔ سیاست یہ مختلف نام ہیں۔ لیکن ان سب کے اندر سچائی ایک ہی ہے پس گو اس مسئلہ کی بھی دو صورتیں ہوگئی ہیں لیکن حقیقت علت اور مقصد ونتیجہ دونوں کا ایک ہی ہے۔

مسلمانوں کے لئے شرعی صورت یہ ہے۔ کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے برخلاف لڑنیوالے فریق سے ولایت واعانت کا رشتہ نہیں رکھ سکتے۔ یعنی اس کی محبت۔ وفاداری۔ اطاعت۔ مددگاری اُن کے لئے جائز نہیں۔ برٹش گورنمنٹ ایک محارب یعنی لڑنیوالی ہے پس جسقدر بھی اس کی اطاعت میں ہیں۔ موالات ومعاونت کے رشتے اُس سے قطع کردینے چاہئے۔

عام ملکی صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ جو حکومت ظلم وناانصافی پر کاربند ہو جس کا وجود راستی وعدالت کے لئے دُنیا کی سب سے بڑی روک ہو۔ اور جو قوموں کی آزادی وامن کو ہندوستان اور ہندوستان کے باہر غارت کر رہی ہو۔ نہ تو ہم اُسکی اعانت کرسکتے ہیں اور نہ اُسکے ساتھ مل جُل کر کام کرسکتے ہیں۔ اس لئے بھی کہ ہم ظلم واستبداد کے حامی نہیں۔ اور اس لئے بھی کہ ہماری اعانت خود ہماری غلامی کے لئے کام میں نہ لائی جا سکے۔ اگر ہندوستان نے ایسا کیا۔ تو وہ فوراً آزاد ہو جائیگا۔ کیونکہ اصل وجہ ہندوستان کو جس چیز نے محکوم وغلام بنا رکھا ہے۔ وہ غیروں کی مددگاری وموالات ہی کی لعنت ہے....

.... یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک مسئلہ اصلاح تعلیم کا ہے۔ اور ایک مسئلہ ترک موالات کا۔ ایک یہ ہے کہ قوم کے لئے قومی تعلیم ہونی چاہئے۔ اور ایک یہ ہے کہ قوم کے لئے قومی حکومت ہونی چاہئے ہم کو جو منزل درپیش ہے وہ دوسری ہے۔ پہلی نہیں ہے بلاشبہ جو تعلیم سرکاری یونیورسٹیوں میں دی جا رہی ہے [illegible] اور اسی طرح ناقص ہے جس طرح ہمیشہ اجنبی [illegible] کو ناقص ہونا چاہئے۔ وہ ہم کو اس لئے علم نہیں سکھاتی [illegible] اور اپنے ملک کے لئے بنیں اور سنبھلیں بلکہ اس لئے [illegible] حکمرانی کے لئے کارآمد ہوں۔ لیکن سرکاری تعلیم کے نقص کا مسئلہ کچھ آج ہی کی پیداوار نہیں ہے نصف [illegible] ہم کو یہی تعلیم دی جا رہی ہے اور تیس برس کے لئے ہم قومی [illegible] کے لئے مضطرب ہیں۔ اس وقت جو سوال ہمارے سامنے ہے وہ ملک کی آزادی اور نجات کا ہے۔ جس کی آزادی پر [illegible] آزادی واصلاح بھی موقوف ہے پس تعلیمی اصلاح [illegible] ضروری ہو۔ ہمارے موجودہ دستور العمل سے خارج [illegible] جو کام ہم کرنا چاہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ لوگ [illegible] ترک کردیں۔ جو سرکاری ماتحتی میں دی جا رہی ہے [illegible] لوگوں نے ترک کردیا۔ تو ہمارا کام پورا ہوگیا۔ خواہ [illegible] کسی دوسری تعلیم کو اختیار کریں یا نہ کریں۔

طلبہ کیا کریں؟ اب رہی یہ بات کہ سرکاری تعلیم [illegible] بعد طلبہ لوگ کیا کریں؟ تو یہ سوال ترک موالات میں [illegible] نہیں ہے۔ لیکن ایک علیحدہ سوال ضرور ہے بہت سے لوگوں نے اس کا جو جواب دیا ہے کہ قومی تعلیم گاہیں کھولدی جائیں [illegible] یونیورسٹیوں کی جگہ قومی یونیورسٹیاں لے لیں۔ اگر وہ تعلیم کا یہ اُس کے عام مفہوم میں بولتے ہیں اور اُن سے [illegible] تعلیم ہے۔ جو وقت اور ضرورت کے مطابق فوراً [illegible] تو میں اس جواب کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن اگر یہ مقصود ہے [illegible] معنوں میں سرکاری تعلیم گاہوں پر کالج اور یونیورسٹی [illegible] ہوتا ہے انہی معنوں میں ہم کو بھی قومی تعلیم شروع کردینی [illegible] میں پوری طرح اس سے انکار کرتا ہوں۔ اور [illegible] کہ وقت تعلیم کا نہیں ہے بلکہ اس چیز کا ہے، جو ہم کو [illegible] تعلیم تک خود بخود پہنچا دے گی۔ اگر ہم نے اس حقیقت [illegible] کی تو ترک موالات کے اصلی مقصد کو ہم خود بخود [illegible] ضائع کردیں گے۔

انقلاب اور اصلاح:- ایک چیز ہے انقلاب [illegible] اصلاح۔ یعنی ایک ریزولیوشن ہے اور ایک رفارم [illegible] اور "اصلاح" دونوں سے مقصود یہ ہے کہ موجودہ [illegible] میں تبدیلی پیدا کی جائے۔ لیکن "انقلاب" [illegible] کہتے ہیں۔ اور "رفارم" تدریجی تبدیلی کو یعنی موجودہ [illegible] کو بتدریج بدلتے بدلتے آخری درجہ تغیر تک پہنچا دیا جائے [illegible]

ہم ترک موالات کے ذریعہ سے ملک کو موجودہ غلامی [illegible] سے نکال کر آزاد کرنا چاہتے ہیں پس سب سے پہلے [illegible] کو صاف کرلینا چاہئے کہ یہ منزل انقلاب کی ہے [illegible]

اس ایک بنیادی بات کے صاف نہ ہونے کی وجہ سے [illegible] الجھنیں پیدا ہوگئی ہیں۔ میں اس حقیقت کا اعلان کرتا [illegible] ہوں۔ کہ یہ منزل رفارم کی نہیں ہے۔ انقلاب کی ہے [illegible] کے نام سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ انقلاب کے لئے [illegible] نہیں کہ ہمیشہ خونریزی والا ہی انقلاب ہو۔ تدریجی [illegible] "انقلاب" بھی فطرت کائنات کا ایک باقاعدہ عمل [illegible] جماعت وقوم کی حالت میں سیاسی انقلاب بغیر قتل وخونریزی کے بھی ہو سکتا ہے۔

"ترک موالات" کا عمل انفرادی عمل نہیں ہے۔ جماعتی عمل ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ تمام ملک اس حکومت کی اعانت وشرکت سے کنارہ کش ہو جائے۔ جو اپنی [illegible] کو شرکت سے مسلح ہو کر اُسکی آزادی اور تمام دنیا کی آزادی [illegible] پامال کر رہی ہے۔ یہ مقصد اُسی وقت حاصل ہو گا۔ جب [illegible] یکایک تمام ملک متفقہ طور پر ترک موالات کر دے گا۔ اس متفقہ ترک موالات کی عملی استعداد ممکن ہے کہ بتدریج پیدا ہو۔ لیکن نفس عمل اُسی وقت کا [illegible] ہوگا۔ جب اچانک متفقہ طور پر عمل وظہور میں آ [illegible] نہیں یہ اصلاح نہیں ہے۔ جس کے لئے آہستہ [illegible] اُٹھایا جائے۔ یہ انقلاب ہے جس کی کیفیت [illegible] منتظر اور معدوم ہے۔ اور جب اس کم وکیف کے [illegible] میں آ جائے گا۔ اپنا نتیجہ ومقصد حاصل کرے گا۔

یہی وجہ ہے کہ بار بار ایک سال کی مدت [illegible] کے لئے کہی گئی ہے۔ ایک سال سے مقصود یہ ہے کہ انقلابی شکل میں فوراً اس کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے [illegible] عمل اصلاح کا نہیں ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے ایک بہت بڑی مدت کا گذرنا ناگزیر ہوتا ہے۔

(باقی آیندہ)

نامہ وو کنگ

ہندوستان اور انگلستان میں ذریعہ اتحاد

ایک اینگلو انڈین کے خیالات

۱۴ دسمبر ۱۹۲۰ء کو رائل کولونیل انسٹی ٹیوٹ میں سر فرانسس ینگ ہسبنڈ نے ایک زبردست لیکچر بعنوان بالا سے دیا جس میں انہوں نے اس بات کو خوب وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ کہ ہندوستان میں اسوقت کیسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔

ہندوستان پر حکومت کرنے کے لئے زیادہ تر جس بات کی ضرورت سر فرانسس ینگ ہسبنڈ نے بتائی اور جسے ہر ہندوستانی کی دلی خواہش کا صحیح آئینہ کہا جا سکتا ہے۔ وہ ہے "اشتراک عمل" اور "باہمی ربط و ضبط"۔ تمام لیکچر کے دوران میں اس بات پر انہوں نے بہت ہی زور دیا کہ اگر برطانوی ہندوستانی قلوب پر فتح پا سکتے اور ان سے کام لے سکتے ہیں تو وہ انہیں غلام بنا کر نہیں۔ بلکہ ان سے ربط و اتحاد پیدا کرنے سے۔ چنانچہ انکے یہ الفاظ پڑھنے کے قابل ہیں:۔

"انگلستان اور ہندوستان کو اگر کوئی زنجیر ایکدوسرے سے باندھ سکتی ہے تو وہ اشتراک عمل کی زنجیر ہے۔ یہ باہمی محبت اور دوستی اور ایکدوسرے کی ہمدردی ہی ہے۔ جو ہم سب کو آپس میں متحد کر سکتی ہے"

یہ اشتراک عمل کیونکر پیدا ہو۔ ایسے لوگ کہاں سے آئیں جو حاکم بننے کے باوجود رعایا سے دوستی و مروت کا رابطہ اتحاد باندھیں سر فرانسس نے اس کی بہترین عملی راہ بتائی کہ سب سے پہلے ہندوستان کو ٹھیک طور پر سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انہوں نے بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کی شکایت کی۔ کہ:۔

"تین صدیاں ہمیں ہندوستان سے تعلق پیدا کئے ہوئے گذر گئیں لیکن اس طویل مدت کے باوجود کوئی ہم میں سے ایسا پیدا نہ ہوا۔ جو صحیح طور پر ہندوستان کی ترجمانی کر سکتا ہو۔ نہ ہی خود ہندوستانیوں نے کوئی ایسا شخص ہمارے لئے بہم پہنچایا"

لیکن سوال یہ ہے کہ ہندوستانیوں کو اس بات کا اہل ہی کون سمجھتا ہے کہ انکی ترجمانی کسی کام آسکے۔ جب حکام کا ایک خاص نقطہ نگاہ قرار پا چکا ہو۔ جس سے ادہر اُدہر تجاوز کرنا اور رعایا کی باتوں پر کان دھرنا انہیں گوارا نہ ہو۔ تو کسی ہندوستانی کا اپنے ملک کا ترجمان بنکر انگلستان کے سامنے آنا سچ کارآمد؟

ہاں سر فرانسس کے اس خیال کی ہم ضرور تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہندوستان کو اگر ضرورت ہے تو آپ ٹھیک طور پر سمجھنے والوں کی۔ جو بالفاظ سر فرانسس "اشتراک عمل میں اعلےٰ قابلیت، خاص تربیت اور عمدہ روایات کے مالک ہوں۔ جو اعلےٰ اصولوں پر چلنے والے ہوں۔ صاف مختصر سی زندگی بسر کرنیوالے اور پاکیزہ دل انگریز جنٹل مین ہوں"۔ "جنٹل مین" کے لفظ پر سر فرانسس نے خاص زور دیا۔ اور ہندوستانیوں کے متعلق بتایا کہ:۔

"ہماری طرح ہندوستانیوں میں بھی بہت سے عیوب ہیں۔ لیکن کمینگی اور دکھاوا ان میں نہیں۔ تم ہندوستان میں سالہا سال بسر کرو۔ اور اس کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک سفر کرتے ہوئے چلے جاؤ۔ کمینگی اور روکھا پن کا نام ونشان تک نہ پاؤ گے۔ ہندوستانی (جنٹلمین) شریف لوگ ہیں اور ادنیٰ ترین دیہات کے اندر بھی ایسے لوگ تمہیں ملیں گے۔ جو واقعی جنٹلمین ہیں لیں چونکہ وہ خود جنٹلمین ہیں اسلئے جو بھی جنٹلمین ان سے ملے۔ اسکو وہ فوراً پہچانتے اور اس کی آؤ بھگت کرتے ہیں ایسے شخص کے ساتھ ہندوستانی فی الفور گھل مل جاتے اور اس سے بے تکلفی کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ اس کی زندگی کو خوری آرام دہ سمجھتے اور باعث راحت محسوس کرتے ہیں۔ اور تو اور ایسی حالت میں بھی جبکہ ایک انگریز جو جنٹلمین نہیں ان سے سختی کے ساتھ پیش آتا۔ ان پر دانت پیستا اور ایسے وحشیانہ سلوک سے بھی دریغ نہیں کرتا جس کا باور کرنا مشکل ہے۔ ہندوستانی شریف انگریزوں سے وہی سلوک روا رکھنے جو شرفا کا حق ہے"

یہ سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے وہ لفظ ہیں۔ جو سر مائیکل اوڈوائر جیسے استبداد پرست حکمران کے منہ پر انہوں نے کہے کیونکہ موخر الذکر بھی اسی جلسہ میں موجود تھے۔ شائد اسوقت سر مائیکل کو اپنی حکومت پنجاب یاد آگئی ہوگی۔ اور جیسا کہ انکے بعد کے ریمارکس سے پتہ لگتا ہے یہی سلسلہ شرافت کی وجہ سے سر فرانسس کے

ان الفاظ پر وہ دانت ہی پیستے رہ گئے۔

ان ریمارکس کا ہم آگے چلکر ذکر کریں گے۔ لیکن یہاں سر فرانسس کی تقریر میں سے ایک بات کا بتانا بھی ضروری ہے۔

سر فرانسس نے اس پر زور دیتے ہوئے کہ سرکاری ملازمت اور ذمہ داری کے عہدوں پر انگلستان سے ایسے آدمیوں کے بھیجنے کی سخت ضرورت ہے جو فی الحقیقت جنٹلمین ہوں" اس حقیقت نفس الامری کو بھی آشکارا کیا۔ کہ "گورنمنٹ آف انڈیا نے ان خدمات کے لئے صرف ایک خاص لٹریری امتحان کا پاس کرلینا ہی بہترین لیاقت قرار دے رکھا ہے" انہوں نے مثال کہا ہے کہ "جب ہندوستان فوج یا ملازمت کے لئے کسی شخص کو چننا ہو تو اس بات کو ہرگز نہیں دیکھا جاتا۔ کہ آیا اس شخص کو ان خلقی صفات سے بھی کوئی حصہ ملا ہے یا نہیں۔ جو ایک جنٹل مین میں پائی جانی ضروری ہیں۔ بلکہ وہ صرف ایک آدمی کو چن لیتے ہیں۔ جو ایک مقابلہ کے لٹریری امتحان میں اپنے ساتھیوں سے زیادہ نمبر حاصل کر لیتا ہے اس کا ساتھی خواہ کیسا ہی اعلےٰ درجہ کا شریف کیوں نہ ہو۔ اور وہ لوگوں کا لیڈر بننے کی ایسی قابلیت رکھتا ہو۔ جس کی ہندوستانیوں کو ضرورت ہے لیکن اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا اگر وہ مقدم الذکر انسان قطع نظر اس کے کہ وہ کیسا ہی بد دماغ اور روکھا انسان ہے اس سے ایک نمبر زیادہ حاصل کر چکا ہے"۔

ایسی حالت میں بقول سر فرانسس شرفا اگر جاتے ہیں۔ تو کہاں؟ وہ تجارت کو اختیار کرتے اور زمینداری کے لئے مشرقی افریقہ میں چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ اپنی شخصیت اور اخلاق کے لحاظ سے وہ ہندوستان کے بہترین حاکم بن سکتے۔ اور راعی و رعایا دونوں کو فائدہ پہنچا سکتے تھے۔

"اشتراک عمل" کا ذکر کرتے ہوئے سر فرانسس نے اسکی جو بنیاد قرار دی ہے اس کا ذکر ہم خاص طور پر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ:۔

"اس بات کو میں دل سے مانتا اور اسپر یقین کامل رکھتا ہوں کہ اشتراک عمل اور تعلقات باہمی کا انحصار مذہب پر ہونا ضروری ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں۔ جو نیک نیتی سے یہ یقین کرتے ہیں۔ کہ مذہب کی زندگی کے دن گذر چکے ہیں۔ اور کہ مذہب صرف توہم پرستی کا نام اور قدیم الایام کے آثار باقیہ میں سے ہیں۔ لیکن میں ان سے متفق نہیں۔ بلکہ اسکے خلاف میرا یقین ہے۔ کہ مذہب کے سب سے زیادہ شاندار دن ابھی آنے والے ہیں اور کہ مذہب بھی اسی دن نابود ہوگا۔ جب ایک دوست یا ساتھی کی محبت اور وفاداری عنقا ہو جائیگی"

اس میں شک نہیں کہ دوستی اور محبت کا وہ گہرا جذبہ جسکو مذہب پیدا کرسکتا ہے۔ دنیا کی کوئی دوسری طاقت اسکو مٹا نہیں سکتی۔ اور نہ اس کا مقابلہ کر سکتی ہے پس اگر ایسے تعلقات کی بنیاد مذہب کے اوپر رکھی جائے۔ اگر ایک شخص دوسرے سے دوستی اور ربط ضبط صرف ملکی اور نفسانی اغراض کے لئے نہیں بلکہ اسلئے رکھے کہ اس کے مذہب نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو یہ ایسی بات ہے۔ جو ان تعلقات کو بہت ہی زیادہ مضبوط اور موجب رحمت بنا دیتی ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ دنیا میں ایسے بھی انسان ابھی موجود ہیں جو مذہب کی اس زبردست طاقت کو محسوس کرتے اور اسکو پہچانتے ہیں۔ یقیناً وہ دن دنیا کے لئے باعث رحمت ہوگا۔ جب انسانوں کے باہمی تعلقات اور میل جول میں سے نفسانیات دور ہو کر مذہب انکی جگہ لیگا۔ اور بالفاظ نبوی الحب للہ والبغض للہ کا رنگ دنیا میں قائم ہوگا۔ لیکن بات کا صاف کرنا یہاں ضروری ہے سر فرانسس کا شائد یہ خیال ہے کہ مذہب بھی کوئی ایسی چیز ہے جو دوسری اشیا کی طرح انسانوں ہی کے ہاتھوں کی ساخت ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

"میرا یہ بھی یقین ہے۔ کہ جس طرح سے انگلستان نے شاندار شاعری پیدا کی ہے۔ اسی طرح سے وہ اعلیٰ ترین مذہب کو بھی پیدا کرے گی"

مذہب اگر شاعری کی طرح انسانی تخیلات ہی کا نتیجہ ہو تو اس کا نام مذہب رکھنا یہ توہم پرستی سے بڑھکر نہ ہوگا۔ لیکن اگر مذہب کا اصلی اور حقیقی منبع خود ذات باری ہے۔ تو ہمیں تعجب ہے۔ کہ سر فرانسس نے مذہب کو کل دنیا کے لئے ضروری قرار دینے کے باوجود انگلستان کو خدا تعالےٰ کا پیارا وطن اور انگریزوں ہی کو اس کے برگزیدہ فرزند کیونکر سمجھ لیا۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ انگلستان کو وہ مایہ ناز مذہب جسکو سال گذشتہ کے ابتدائی ایام میں برطانوی سلطنت کے وزیر اعظم مسٹر لائیڈ جارج اتحاد عالم کا

[illegible] واحد ذریعہ قرار دے چکے ہیں یعنی [illegible] اصولوں کے سوائے مذہب کی بنیاد نہیں [illegible] نظر مشرق پر ڈالکر دیکھیں۔ تو انہیں اسلام [illegible] دیگا۔ جو ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا مغرب کو [illegible] منور کرنوں سے روشن کر رہا تھا۔ جس اعلےٰ [illegible] انگلستان کے شاعرانہ دماغ سے ترقی کر [illegible] بڑھکر سچا اور فطری مذہب قرآن حکیم [illegible] میں آج بھی موجود ہے۔ کاش اس کی طرف [illegible] کے بجائے اس کی روشنی سے مستفید ہونے کی کوشش کریں [illegible]

مراسلات

موجودہ علمائے اسلام کے فتاوی ہائے کفر [illegible]

اور

مسیح موعودؑ سے عناد کی وجہ

چند ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک مولوی صاحب نے [illegible] اہل قبلہ کو صرف بدیں وجہ کافر کہا کہ اس نے رسول کریم [illegible] علیہ وسلم کی ریش مبارک کی لمبائی بیان کرنے میں [illegible] چوتھائی کے برابر بتایا مولوی صاحب موصوف [illegible] جناب مولوی صاحب نے فتوے کفر کی چند کاپیاں [illegible] تقسیم کردیں۔ بالاتفاق حسن ایک کاپی دستخطی جناب [illegible] اس اہل قبلہ کے ہاتھ آگئی۔ اس نے دعوے ازالہ [illegible] کا زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند عدالت [illegible] علاقہ دائر کر دیا۔ مولوی صاحب بہادر کے نام [illegible] طلبی عدالت سے جاری ہوا۔ تو ہر وقت [illegible] صاحب کے حواس باختہ ہو رہے تھے۔

عدالت میں حاضر ہونے پر وعدہ کیا کہ [illegible] برخلاف اہل قبلہ کبھی جاری نہیں کریں گے [illegible] خلاصی کرائی۔

اسی مولوی صاحب نے ایک کتاب برخلاف [illegible] لکھی ہے۔ جب مولوی صاحب سے پوچھا [illegible] کیا گیا۔ کہ مولانا صاحب فلاں کتاب آپ [illegible] تو فرمانے لگے ہاں جناب میں نے ہی [illegible] جب پوچھی گئی۔ کہ جناب نے ایسا کیوں کیا [illegible] اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو روٹی کہاں سے کھائیں [illegible] پوچھے کون۔ واقعی اشتہر عجنا [illegible] درست و سچا ہے۔

اسطرح احمدی قوم کے ایک فرقہ کو کفر یاد [illegible] وارد ہے۔ ایسی صورت میں جناب [illegible] محمد علی صاحب کا "رد تکفیر اہل قبلہ" [illegible]

خادم [illegible]

چھاؤنی فیروزپور میں تبلیغ احمدیت

راقم عبدالغفور صاحب گھڑی ساز چھاؤنی فیروزپور [illegible] بروز اتوار بتاریخ ۳۰ جنوری ۱۹۲۱ء کو [illegible] حبیب اللہ صاحب اڈیٹر مدثر شاہ صاحب کے [illegible] متعلق نبوت حضرت مسیح موعودؑ شروع ہوگئی [illegible] دلچسپ اور لطیف تھی۔ چنانچہ آخرالامر [illegible] نے تمام مجلس کے روبرو حضرت مرزا صاحب [illegible] مجدد الوقت ہونے کا اقرار کیا۔ اور [illegible] کہ حضرت صاحب نے رسالت و نبوت کا دعوے نہیں کیا [illegible] نے عموماً اور محمودیوں نے خصوصاً آپ پر افترا [illegible] ہے۔ میر صاحب نے بہت سے حوالجات تحریرات [illegible] کے اور ان کی عبارتیں انکو پڑھ کر سنائیں۔ کہ [illegible] نے کبھی اس قسم کی مجازی نبوت کا دعوے کیا ہے کہ [illegible] کے مقام پر پہنچکر ایک کامل متبع انا النبی [illegible] کر دیتا ہے۔ سو اس رنگ میں حضرت مرزا صاحب [illegible] کو استعمال کیا ہے۔

اس کے بعد تیسرے روز نماز ادا کرنے کے لئے [illegible] پاس والی مسجد میں گئے۔ تو اس جگہ کے مولوی نے [illegible] اس مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ تم مرزائی [illegible] چونکہ نماز کے وقت کئی لوگ جمع ہو گئے تھے [illegible]

ہوگئی تھی۔ بھتی صاحب نے ہر چند کہا کہ ہرزہ ائی نہیں ہول رہا ہوں ۔ بلکہ میں نے مجیب کی ہے۔ مگر وہ ناداں میرت نودی کب اس بات کو مانتا تھا۔

اہل اسلام کی لئے اس سے بدتر بات اورکیا ہو سکتی ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی عبادت اور ذکر سے منع کرتے ہیں ۔ کیا اُن کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفد نجران کے عیسائیوں کو بھی مسجد نبوی میں جاکر جانے کی اجازت دی ۔ اور اُن عیسائیوں نے بجائے خدائے واحد کی عبادت کے تین خداؤں کی عبادت کی۔

مگر اس وقت کے مولویوں پر کہ وہ خدائے واحد کی پرستش سے روکتے ہیں۔ اگر اُن کو خدا اور اس کے برگزیدہ رسول عربی فداہ امی و ابی کی محبت ہوتی۔ تو وہ ایسی بزدلی اور سفیہانہ حرکات نہ کرتے۔ وہ تو اب اس انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہ عیسائیوں کے نبی حضرت عیسٰے علیہ السلام دوبارہ تشریف لاوینگے۔ اور مولویوں کو زر و سیم سے مالا مال کر دینگے۔ افسوس کہ بگڑے توامت محمدیہ ۔ اور اس کی اصلاح کریں حضرت عیسٰے علیہ السلام۔ کیوں اللہ تعالےٰ نے ہمارے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ آسمان پر نہ رکھا۔

پھر یہ لوگ اور اُن کے مولوی ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم لوگ کافر کہتے ہیں ۔ ہم تو اُن کو کافر نہیں کہتے۔ ہاں وہ ہم کو کافر کہتے ہیں ۔ اور کافروں والا سلوک روا رکھتے ہیں

افسوس کہ مولوی صاحب کو منع کرتے وقت یہ آیت قرآنی بھول گئی۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰه ان یذکر فیہا اسمہ وسعٰی فی خرابہا اولئک ما کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم۔ اس شخص سے بڑھکر کون ظالم ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کی مسجدوں کو اسکے ذکر سے منع کرتا ہے ۔ اور اس کی خرابی اور بربادی میں کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ اسکے لئے چاہئے تھا۔ کہ وہ ڈرتے ڈرتے اس میں داخل ہوتے ایسے لوگوں کے لئے دُنیا میں ذلت اور رسوائی ہے ۔ اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے"

اب غور کر کے دیکھو ۔ کہ اس زمانہ میں مسلمان ذلیل ہو رہے ہیں یا نہ ۔ اس کی اصل وجہ یہی ہے ۔ کہ مولوی لوگ اپنے پیٹ کے دھندوں میں پھنس گئے ۔ اور تبلیغ اسلام اور تلقین قرآن چھوڑ دی ۔ اگر مولوی لوگ عوام کو اسلام اور دین سے واقف کرتے ۔ تو مسلمانوں کو یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا ۔ لیکن ہم یقین رکھتے ہیں کہ اب نصرت الٰہی آئیگی اسکے آثار نمودار ہو گئے ہیں۔ اور کل روئے زمین پر صداقت اور حقانیت اسلام کا جھنڈا نظر آئیگا ۔ اور باطل پاش پاش ہو جائیگا۔

اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے کہ یہاں سلسلہ کے متعلق تحریک شروع ہوگئی ہے اور جناب میر مدثر شاہ صاحب کی سعی اور کوششوں کا نتیجہ ہے کہ چند احباب اس طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اور کچھ قریب آگئے ہیں۔ یعنی وفات مسیح کے قائل بلکہ قائل نظر آتے ہیں دعا ہے کہ اللہ کریم میر صاحب کو اُن کی کوششوں میں کامیاب کرے ۔ آمین ثم آمین!!

متفرق خبریں

افغانستان کی ترقی:۔ افغانستان میں حال میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ تمام ملک میں نئے سکول جاری کئے گئے ہیں کابل میں لڑکیوں کے لئے ایک سکول جاری کیا گیا ہے۔ جس کی انسپکٹر خود امیر کی بیگم محترم اور سپرنٹنڈنٹ مدیر خارجہ محمود طرزی کی بیگم ہوئی ہیں۔ تمام اُستانیاں شاہی خاندان کی ہونگی سنہ ۱۹۱۹ء سے کابل اور مستون کے مابین اور کابل اور قندھار کے مابین ٹیلیفون لگایا ہے اب کابل اور مزار شریف کے درمیان قائم کی جا رہی ہے۔

امریکہ کے سکھوں کی تعلیم کیلئے فیاضی ۔ سکرٹری خالصہ مڈل سکول ششکر ضلع جالندھر اطلاع دیتے ہیں کہ امریکہ کی خالصہ تعلیمی انجمن نے انکو تقریباً سترہ ہزار روپے کی رقم بطور امداد بھیجی ہے گذشتہ سال اس سوسائٹی کی طرف سے سکول کو بائیس ہزار روپے کی رقم وصول ہوئی تھی۔

عراق عرب خالی نہ کیا جائے ۔ لنڈن ۴ فروری ۔ لارڈ سڈنہم نے لنڈن ٹائمز میں ایک چٹھی میں لکھا۔ جس میں اس خیال کی مخالفت کی ہے۔ کہ برطانیہ کو مالی وجوہات سے عراق خالی کرکے صرف بصرہ اور اسکے نواح پر قبضہ کرنا چاہئے وہ کہتے ہیں کہ جنوبی ایران میں ہمارے فوائد کے علاوہ اور معاملات ایران اور افغانستان درمند پر اثر کے لحاظ سے اور سلطنت اور سب نوع انسان کے فوائد کی خاطر ہم عراق کو بدنظمی کی حالت میں نہیں چھوڑ سکتے ۔ اگر ہم وہاں سے چلے آئیں تو ہم وہاں ترکوں کو ضرور لانے والے ہوں گے۔

لنڈن کانفرنس میں ترکوں کے مطالبات قسطنطنیہ

۴۔ فروری ۔ ترکی حسب ذیل مطالبات لنڈن کانفرنس میں روانہ کرنے والی ہے۔ علاقہ سمرنا میں معاہدہ سیورس کے مطابق جو حقوق یونان کو دیئے گئے ہیں وہ منسوخ کئے جائیں تھریس کو خود مختاری دی جائے۔ جو قومیت کے اصول پر مبنی ہو ۔ عہد نامہ سیورس کے مطابق جو ترکی علاقہ آرمینیا کو دیا گیا ہے وہ ترکی حکومت میں رکھا جائے معاہدہ کی ان اقتصادی دفعات میں ترمیم کی جائے۔ جو جن کا ترکی کی حکومت اور خود مختاری پر اثر پڑتا ہے۔ فوجی دفعہ کی ترمیم کہ ترکی اپنی حفاظت کے لئے کافی اور قابل فوج رکھ سکے۔

ڈیوک صاحب آگرہ میں ۔ آگرہ ۵ فروری جناب ڈیوک آف کناٹ قلعہ میں تشریف لیگئے اور شہنشاہ اکبر اعظم کے مقبرہ کو دیکھنے کے لئے سکندرہ گئے۔

برطانی حکمرداری کی مجوزہ شرائط ۔ لنڈن ۴ فروری جوئش کرانیکل (جو یہود کا اخبار ہے) نے فلسطین کی برطانی حکمرداری کی شرائط کا مسودہ شائع کیا ہے جو جمعیت الاقوام میں پیش کیا جائیگا۔ اخبار مذکور رقمطراز ہے کہ شرائط مجوزہ سے یہود کی تمنائیں پوری نہیں ہوتیں۔

مسٹر بالفور نے اس کے متعلق ایک چٹھی لکھی ہے اور کہا ہے کہ شرائط مجوزہ کے متعلق برطانی اور فرانسیسی حکومتیں متفق و متحد ہیں۔

لیڈی ریڈنگ کے خیالات ۔ لنڈن ۳ فروری لیڈی ریڈنگ نے فرمایا ہے کہ میں خواتین ہند کے مسائل کا مطالعہ کر رہی ہوں۔ اور مجھے توقع ہے۔ کہ میں اُن کی مدد کرسکونگی وائسرائن کو کام کرنے کے بڑے بڑے موقعے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ مستورات اپنی اغراض سیدھی اس کے پاس لاتی ہیں۔ میں خواتین ہند کی بیحد تعریف کرتی ہوں۔ کیونکہ انہوں نے عجیب و غریب طور پر دوران جنگ میں ملک معظم کی خدمت میں اپنی محبوب ترین چیزیں پیش کیں جس پر انہیں بجا فخر حاصل ہو سکتا ہے۔

میں اس سال کے اخیر پر تھوڑی دیر کے لئے انگلستان واپس آؤنگی۔ کیونکہ میرے طبی مشیر نے ایسا ہی مشورہ دیا ہے۔ اور میں کافی قوی کبھی نہیں مگر ایک ڈنٹ اور لیک ایسان کی اہلیہ بعد میں ہندوستان آکر مجھ سے ملیں گے۔

ہندو سکھ بھائیوں کی حرکت نازیبا ۔ پشاور ۵ فروری کل رات ہندو سکھ بھائیوں نے گوردوارہ بھائی جوگا سنگھ پر تیل چھڑک کر آگ لگادی بمشکل آتش فرو کر دی گئی۔ لیکن ابھی ہندو سکھ بھائی اور شر ارتیں کر رہے ہیں ۔ اور کلیلیں مچا رہے ہیں۔

جرمنی کے لئے سزا :۔ اتحادی کانفرنس نے جرمنی کے معاہدہ کی عدم تعمیل کی سزاؤں میں یہ قرار دیا ہے کہ کمیشن تاوان جرمنی کے محاصل جنگی پر اپنا قبضہ کر لیگی۔ اور جدید ٹیکس لگانے یا اس میں اضافہ کرنے کا اسکو اختیار رہیگا ۔ جرمنی کو یہ اجازت نہ ہوگی کہ اتحادیوں کی منظوری کے بغیر ملکی قرضہ کا ٹھیکہ کرے ایک اخلاقی سزا یہ تجویز کی گئی ہے کہ جرمنی کو مجلس اقوام میں شامل نہیں کیا جائیگا۔

عزت پاشا بھی ترک احرار سے مل گئے ۔ انگورا کے قوم پسند اخبار "حکمت ملی" نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی حکومت کا یہ اعلان شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ ترکی نے جو وفد ترک احرار کے ساتھ گفت و شنید کرنے کے لئے انگورا میں بھیجا تھا ۔ اس کا سردار عزت پاشا ترک احرار کی تحریک میں شامل ہو گیا ہے اس خبر سے ترکی حلقوں میں سخت سنسنی پھیل گئی ہے ۔ اس اعلان کا مضمون حسب ذیل ہے کہ "ہمارے دشمنوں نے ترکوں اور ترکی کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہر ایک طریقہ استعمال کیا گورنمنٹ ترکی نے جو وفد انگورا بھیجا ہے اسکے تمام ارکین محبان وطن ہیں۔ جو برطانیہ کے ڈر سے اناطولیہ کی مقدس سرزمین سے پار نہ ہو سکتے تھے۔ اسلئے انہوں نے گورنمنٹ انگورا کے ساتھ گفت و شنید کرنے کا بہانہ کیا ۔ اور اب وہ اپنے ملک کی بہتری اور خوشحالی کے لئے ہمارے ساتھ مل گئے ہیں ۔ انہوں نے سرکاری طور پر اعلان کر دیا ہے۔

کہ وہ اناطولیہ کی [illegible]

گورنمنٹ فرانس کی خوشی [illegible] کرتے ہوئے وزیر اعظم فرانس نے بیان کیا کہ [illegible] اور جرمنی سپاہ کو غیر مسلح کرنے کے [illegible] جو فیصلہ کیا ہے وہ فرانس کی [illegible]

فلسطین پر انگریزوں کی نگرانی [illegible]

معلوم ہوتا ہے۔ کہ فلسطین پر [illegible] برطانیہ نے مرتب کئے ہیں اُن سے [illegible] جن کے نام پر اسی ملک کو ترکوں سے [illegible] بالکل خوش نہیں ہوئے۔

خالصہ کالج امرتسر ۔ امرتسر [illegible] ہے ۔ کہ خالصہ کالج امرتسر میں ترک موالات [illegible] ہے ۔ مسٹر کرکپیٹرک لالہ گردہاری لال [illegible] طلبا کو ضروری مشورہ دینے [illegible]

یارچہ کی درآمد میں حیرت انگیز کمی [illegible] ختم ہونے والے ہفتہ میں غیر ممالک سے [illegible] سدر کا مقابلہ پر ۴ کروڑ ۴۰ لاکھ گز کم [illegible] سنہ ۱۹۲۰ء اسی ہفتہ میں [illegible] میں آیا تھا۔

آئرلینڈ ۔ خبروں سے معلوم ہوتا ہے [illegible] فساد جاری ہے ۔ قوم پرستوں کی طرف سے [illegible] برابر چلے جاتے ہیں ۔ گرفتاریاں اور [illegible] بھی جاری ہے۔

جلد ۸ | پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور یکشنبہ مورخہ ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۹ ہجری المقدس مطابق ۱۳ فروری سنہ ۱۹۲۱ء | نمبر ۶۳

کلام الامام امام الکلام

قرآن کریم قصوں سے پاک ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

وہ دور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دور ہیں
ہردم اسیر نخوت وکبر و غرور ہیں
تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہ عشرت کو چھوڑ دو
لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیال حضرت عزت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول
اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا
جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات
شوخی و کبر دیو لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
اے کرم خاک چھوڑ دو کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضی مولیٰ اسی میں ہے

جواہر ریز

تعدد ازدواج

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر اگر کوئی مذہب وشریعت کثرت ازدواج کو روکتی ہے۔ تو یقیناً وہ بدکاری اور بداخلاقی کی مؤید ہے۔ لیکن اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے۔ اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کے نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پس مرگ خاندان میں بہت سے جھگڑے اور کشت وخون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں کرکے اولاد پیدا کرے بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دیدیتی ہیں۔ پس جس قدر غور کرو گے یہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئیگا۔ عیسائی کو تو کوئی حق ہی نہیں پہنچتا۔ کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے کیونکہ انکے مسلمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں۔ اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تھے تو پھر انکو اس بات کا جواب دینا مشکل ہوگا۔ کہ اُن کے الہام خدا کے الہام کیونکر ہو سکتے ہیں عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں۔ جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جائز نہیں رکھتے۔ علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کو بیان نہیں کیا گیا۔ لنڈن کی عورتوں کا زور ایک باعث ہو گیا کہ دوسری عورت نہ کریں۔ پھر اسکے نتائج خود دیکھ لو۔ کہ لنڈن اور پیرس میں عفت اور تقوے کی کیسی قدر ہے۔

ایسا ہی دوسرے مسائل غلامی اور جہاد پر بھی اُن کے اعتراض درست نہیں کیونکہ توریت میں ایک لمبا سلسلہ ایسی جنگوں کا چلا ہے حالانکہ اسلام کی لڑائیاں ڈیفنسو (دفاعی) تھیں۔ اور وہ صرف دس سال تک اندر ختم ہوگئیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ مسائل انکی کتابوں میں نکال سکتا ہوں۔ اور ایسے ہی یہ ادعا ہے۔ کہ تمام صداقتیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اگر کوئی مدعی ایسی صداقت پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں ہیں اُسے نکالکر دکھانے کو طیار رہوں۔ اسلامی شریعت نے وہ مسائل لئے ہیں۔ جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کے لئے مطلوب ہیں۔ اور جو ہر پہلو سے اُسکے قوائے کی تربیت کرتے ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہاں اسلام کے جو اعتراض غیر مذاہب پر ہیں۔ وہ اُن کا جواب نہیں دے سکتے۔

پس میں پھر کہتا ہوں کہ بڑی باتوں کو استخفاف اور استہزاء کی نظر سے نہ دیکھیں۔ استہزاء سے کفر کا اندیشہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا ادب اور معرفت ہونا چاہیئے۔ ہر ایک عارف ان باتوں کے ہزارہا جواب دے سکتا ہے۔ کیا چہروں میں ایسی علامات نہیں ہوتیں جن کو

دیکھکر ہم ایک سعید اور شقی۔ بد معاش اور خوش طلق میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور پہچان لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے۔ کہ ایک شخص نے آپکو دیکھ کر کہا کہ یہ جھوٹے کا منہ نہیں۔ اب بتاؤ کونسا نشان تھا جو جھوٹوں میں ہوتا ہے۔ اور آپ میں نہ تھا۔ ایک اشتباہ تو تھا جسکو بصیرت والا انسان دیکھ سکتا ہے۔ ایسا ابلہ اور احمق کون ہے جو نیک اور بد کو چہرہ سے دیکھ کر تمیز نہیں کر سکتا۔ مومن کا چہرہ اور اسکو ایک امتیاز بخشتا ہے۔ اور اُسکے با خدا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی منہاج نبوۃ میں ایک معرفت ہو۔ تو بتلاؤ اس سے کیا استبعاد لازم آتا ہے سب کچھ محلِ [illegible]

بالآخر یاد رکھو کہ یہ ایک ضروری بات ہے۔ ہم کو ضرورت نہیں کہ ان باتوں میں پڑیں۔ اصول پر بحث ہونی چاہیئے۔ اصول کے اثبات پر فرع خود ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ ایمان لانا ضروری ہے۔ انکی کنہ اور کنہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا ضروری نہیں۔ ورنہ اگر کنہ کرتے تو ہم اسکو روک سکتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ اور اُس کی صفات پر ملائکہ اور اللہ تعالےٰ کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام وغیرہ امور ایمانی پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان سب باتوں کا ماننا اصول ہے۔ اور باقی امور ان پر متفرع ہیں اور یہ سب صفائی کے ساتھ ثابت شدہ صداقتیں ہیں۔ تعلیم اسلام صاف ہے۔ کہ ہر قوت کو اعتدال اور عین محل پر رکھتی اور تربیت کرتی ہے۔ اور یہ عظیم الشان معجزہ ہے۔ ہمارے نبی کریم کی تعلیم دوسری تعلیمیں ایسی نہیں۔ کسی کا ناک نہیں تو کسی کے کان نہیں غرض وہ ناقص اور ادھوری ہیں بکمل خلقت تعلیم اسلام ہی کی [illegible]

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالےٰ بخیریت تمام [illegible] اسلام شب ورود سفر و فضل اللہ کریم ان کا مالی [illegible] دیگر بزرگان سلسلہ بتوفیقہ تعالےٰ بخیر وعافیت خدا [illegible] فیروزپور میں غیر احمدیوں سے ایک مباحثہ میں جو دوسری اشاعت میں مفصلاً شائع ہوگا خدا کے فضل وکرم سے بڑی کامیابی ہوئی۔

اعلان واجب الاذعان

جو احباب گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر موجود نہ تھے نہیں معلوم ہوگا کہ کثرت رائے سے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہر ممبر اپنی آمدنی میں سے دو پیسے فی روپیہ چندہ اغراض کے لئے اور ایک پیسہ فی روپیہ مدرسہ کے دے۔ اب پھر مزید اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئیندہ اسکے مطابق عملدرآمد ہو۔ اور مقامی [illegible] کی طرف خاص طور پر خیال رکھیں۔ (سکرٹری) [illegible]

خطبۂ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)

(مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء)

تشہد اور تعوذ کے بعد یا ایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون ۔ یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم ۔ پڑھ کر فرمایا۔ یہ دو آیتیں جو میں نے اسوقت پڑھی ہیں۔ قرآن کریم میں سورۃ حجرات کے نام سے ایک سورۃ موسوم ہے۔ اس کے دوسرے رکوع کی پہلی دو آیتیں ہیں۔ ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قوم کو وہ آداب سکھائے ہیں۔ کہ جو قوم کی صلاحیت کا موجب ہیں۔ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال یہ ہے کہ تعلیم انسانی کی کسی شاخ کو باقی نہیں چھوڑا گیا۔ مثلاً یہ اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ تعلیم جس کی ضرورت انسان کو ہو سکتی ہے وہ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں موجود ہے۔ ان دو آیات میں جن دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ایک گروہ دوسرے گروہ پر تمسخر نہ کرے شاید وہ گروہ اس سے بہتر ہو۔ ولا تلمزوا انفسکم اور نہ اپنے لوگوں پر طعن کیا کرو۔ ولا تنابزوا بالالقاب اور نہ برے ناموں سے کسی کو پکارو۔ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ۔ ایمان لانے کے بعد ان باتوں کا ارتکاب بہت ہی برا ہے۔ ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون ۔ اور جو ان باتوں سے باز نہ آئیں وہی ظالم لوگ ہیں۔

بڑی بڑی موٹی باتیں ہیں اور بظاہر معمولی سی نظر آتی ہیں۔ غور کرو۔ تو انہی پر قوم کی اصلاح کا مدار ہے ان احکام کے دینے سے

قرآن کریم کی غرض کیا ہے

ان آیات کے اول اور آخر دونوں طرف کی آیات میں اسکو بتا دیا گیا ہے۔ ان آیات سے پہلے فرمایا انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون مومن باہم بھائی بھائی ہی ہیں۔ اپنے بھائیوں میں صلح کروا دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ میری نظر میں قرآن کریم کی یہ عجیب شان نظر آتی ہے کہ جہاں ایک رکوع کا تعلق بظاہر دوسرے رکوع سے نظر نہیں آتا یا ایک سورۃ کا کوئی تعلق دوسری سورۃ سے نظر نہ آئے تو ان دونوں کی آخری آیت پر غور کرنے سے پتہ چل جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک رکوع کا تعلق دوسرے رکوع سے معلوم نہ ہوتا ہو تو پہلے رکوع کی آخری آیت پر غور کرو۔ یہاں پہلے رکوع کی آخری آیت میں مومنوں میں اصلاح کا ذکر ہے۔ اور دوسرے رکوع کی غرض بھی یہی ہے کہ

مومنوں کا ایک ایسا بھائی چارہ قائم ہو

جس میں کسی قسم کی فساد ڈالنے والی باتیں باقی نہ رہیں۔ پھر ان دو آیات کے بعد جو آیت آتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان احکام کی غرض و غایت کیا ہے۔ فرمایا۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر ۔ اس سورۃ میں شروع سے ہی یا ایھا الذین امنوا یعنی مومنوں سے خطاب چلتا ہے۔ مگر یہاں آیت میں یا ایھا الذین امنوا کو چھوڑ کر یا ایھا الناس سے خطاب کیا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس کا مقصد دنیا میں ایک بڑے بھاری سلسلہ اخوت کو قائم کرنا ہے۔ گویا مومنوں سے ہی خاص خطاب کو چھوڑ کر کل انسانوں سے خطاب عام کر دیا ہے۔ کہ جس طرح تمام نسل انسانی آپس میں بھائی بھائی ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پھر سب مل کر باہم ہمدردی اور اخوت کے تعلقات کو پیدا کریں۔ اسلام نے نسل انسانی میں ہمدردی کے تعلقات بڑھانے کے لئے بہت سی ایسی باتوں سے منع کر دیا ہے جن کا چھوڑنا بظاہر ناگوار معلوم ہوتا ہے مثلاً مسلمانوں کو سود خوری سے منع کیا ہے۔ اور اسکی وجہ صرف باہمی ہمدردی کو بڑھانا ہے۔ ورنہ ہر شخص جو کسی جگہ روپیہ لگاتا ہے۔ وہ بڑھانے کے لئے ہی لگاتا ہے۔ جیسے وہ روپیہ لیکر تجارت پر لگاتا ہے تو پھر روپیہ دینے والا کیوں اس روپیہ پر نفع لیکر نہ بڑھائے۔ مگر سود خوری سے چونکہ آپس کے تعلقات منقطع ہوتے تھے اس لئے اس سے روک دیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سود کا اثر شاید بعض طبیعتوں پر پہلے پہل برا نہ ہو کیونکہ ہر ایک بدی کا نتیجہ لازماً بد ہی نہیں ہوتا مگر بدی نامعلوم طور پر اپنا اثر بد ضرور رکھتی ہے۔ اس بات کو معلوم کرنے کے لئے بدی کے اثرات پر مجموعی طور سے نظر ڈالنی چاہئے۔ ایک روپیہ کو ایک شخص ہاتھ میں لیتا ہے۔ مگر اس کے ہاتھ کا اثر روپیہ پر نظر نہیں آتا۔ مگر جب وہی روپیہ لاکھ آدمیوں کے ہاتھ میں سے گذرتا ہے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ کس قدر گھس گیا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ فی الحقیقت ہر ایک ہاتھ نے اس پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور کیا ہے۔ کہ جس کا مجموعی نتیجہ لاکھ آدمی کے ہاتھ میں سے گذرنے کے بعد معلوم ہوا ہے

اسی طرح بدی کا نتیجہ پہلی مرتبہ اکثر حالتوں میں نظر نہیں آتا۔ مگر بدی جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اسکے نتائج کھلے طور پر نظر آنے لگ جاتے ہیں

اسلام کی سب سے بڑی غرض ہمدردی اور محبت کو ہی نوع انسان میں بڑھانا ہے

جن لوگوں نے سود خوری کو دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ غیروں سے محبت اور ہمدردی کا پیدا ہونا تو کجا۔ وہ اپنے آخر کار بیوی بچوں کی خاطر بھی روپیہ خرچ نہیں کرتے۔ روپیہ کی محبت انکو اس قدر شدید ہوتی ہے کہ وہ اپنی جان سے بھی اسکو عزیز سمجھتے ہیں کہ اکثر اوقات اسکی محبت دیوانگی تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان کی نسبت فرمایا الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس یعنی گویا مال کی محبت نے انکو پاگل کر دیا ہے۔ اسی ہمدردی اور تعلقات باہمی کے صدمہ پہنچنے کی وجہ سے جوئے، شراب اور قمار بازی وغیرہ سے بھی مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ خود ہی فرمایا۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون ۔ شیطان جوئے اور شراب کے ذریعے تم میں عداوت اور بغض ڈلوانا چاہتا ہے کہ تمکو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکدے۔ پھر کیا تم باز نہیں آتے۔

اب ہم اصل مضمون آیت کی طرف رجوع کریں تو معلوم ہوگا کہ فی الواقع تمسخر اور طعن اور برے نام رکھنا یہ وہ باتیں ہیں جن سے ہمدردی اور محبت کے تعلقات منقطع ہوتے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں ایکدوسرے کی نسبت بغض پیدا ہوتا ہے۔ دشمنی ترقی کرتی ہے۔ کینہ کی نشوونما ہوتی ہے۔ اسکے بعد فرمایا۔ یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن اے ایماندارو بہت سے ظنوں سے بچو۔ ان بعض الظن اثم اس لئے کہ بعض قسم کا ظن صریح گناہ ہے۔ ولا تجسسوا اور لوگوں کے عیبوں کی ٹوہ میں نہ لگے رہا کرو ولا یغتب بعضکم بعضا اور نہ آپس میں ایکدوسرے کی غیبت کیا کرو۔ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ ۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانا پسند کرتا ہے۔ پس چاہئے کہ تم اس سے کراہت اور نفرت کرو۔

یہ چھ چیزیں ہیں کہ جن سے ہم مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے

ان میں سے تین باتوں کو ایک آیت میں رکھا ہے۔ اور تین دوسری آیت میں رکھی ہیں۔ فی الحقیقت ان باتوں کے پیدا ہونے سے چونکہ باہمی تعلقات محبت اور ہمدردی منقطع ہو جاتے ہیں جہاں ایک قوم کے لوگ طعن، بدظنی اور دوسروں کے احوال کے تجسس میں لگ جاویں گے۔ وہاں آپس کے تعلقات محبت کٹ جاتے ہیں۔ قرآن کریم جس کی غرض آپس میں محبت اور ہمدردی کے تعلقات پیدا کرنا ہے۔ اس نے ان تعلقات کے منقطع کرنے والی باتوں سے روکا ہے۔ خواہ وہ چھوٹی چھوٹی باتیں کیوں نہ ہوں۔ جس طرح ہر چیز کا بیج ہمیشہ چھوٹا ہوتا ہے اسی طرح بدی کا بیج بھی چھوٹا ہوتا ہے

قرآن کریم کا مقصد چونکہ بدی کو دور کرنا ہے

اس لئے وہ اسکو بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ اور لوگوں کو کام کے قابل بنانے کے لئے اس کی سخت ضرورت تھی۔ کہ ایسے احکام دیئے جاتے کیونکہ جتنا وقت قوم کا ان باتوں میں لگتا ہے وہ سب ضائع چلا جاتا ہے مسلمانوں کی حالت آجکل ایسی ہے کہ انکے اوقات کا بیشتر حصہ

فضول باتوں میں گذرتا ہے کہ کسی کی برائی ہو رہی ہے اور کسی کی غیبت ہوتی ہے جب کبھی چند دوست [illegible] تو پھر ان باتوں کے سوا اور کوئی شغل نہیں ہوتا [illegible] کے لئے ان لوگوں کو کہا جائے تو کہتے ہیں کہ فرصت [illegible] کے کاموں کے لئے تو ان کو فرصت نہیں [illegible] کے لئے ان کا وقت ملتا رہتا ہے۔

غرض قرآن کریم نے ایکدوسرے کی غیبت [illegible] سے مسلمانوں کو روکا ہے

اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

پہلی بات جس کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے [illegible] من قوم ہے۔ ایک قوم دوسری پر تمسخر [illegible] اڑائے تمسخر سے مراد کسی کی تحقیر کرنا ہے۔ اسکے [illegible] تلمزوا انفسکم اپنے لوگوں پر طعن مت کرو [illegible] ہیں کسی کے اچھے فعل کو برے رنگ میں پیش کرنا [illegible] جگہ فرمایا۔ والذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقت والذین لا یجدون الا جھدھم فیسخرون منھم سخر اللہ منھم ولھم [illegible] وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں ان لوگوں پر کہ جنکو [illegible] ہے۔ تو وہ کل کے کل مال کو خدا کی راہ میں لا [illegible] کہ انہوں نے ریا کاری اور دکھلاوے کے لئے [illegible] انکے اچھے فعل کو بدی کی طرف منسوب کر دیتے [illegible] غریب تھے اور انہوں نے کچھ تھوڑا دیا تو [illegible] یہ جیسے انگلی کو خون لگا کر شہیدوں میں [illegible]

تیسری بات یہ فرمائی ولا تنابزوا بالالقاب [illegible] نام مت رکھو۔ جاہلیت کے زمانے میں عرب [illegible] نام ایسے رکھکر انکو خطاب کرتے یا ان کا ذکر کرتے [illegible] ناگوار ہوں۔ آج بھی یہی حالت ہے ہنسی [illegible] طور پر کسی کا کچھ نام رکھ لیتے ہیں کسی کا کچھ [illegible] لوگوں کو بلاتے ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ جن سے [illegible] حمیت ٹوٹتے ہیں اور لوگوں میں ایکدوسرے کی [illegible] بڑھتی ہے۔

نہ کسی پر تمسخر کرو اور نہ طعن کرو اور نہ کسی کے برے [illegible] ان تینوں میں تحقیر کا رنگ ہے۔ یہ تین باتیں تو [illegible] میں کرنیوالے کی نیت دوسرے کی تحقیر ہوتی ہے [illegible] کی باتیں کہ جن سے روکا گیا ہے وہ ہیں کہ جن میں [illegible] ہوتی مگر ان سے بھی چونکہ تعلق محبت [illegible] اس لئے ان سے بھی منع فرمایا۔ ان میں پہلی بات [illegible] کثیرا من الظن ۔ اے ایماندارو کسی قسم کے ظن [illegible] تو خواہ مخواہ کسی کی نسبت برا خیال کر لینا ہے۔ مثلاً ایک [illegible] کسی طرف جا رہا ہو تو اس پر یہ ظن کر لینا کہ ضرور یہ [illegible] اور برے کام کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ دوسرا حکم ولا [illegible] کا ہے۔ دوسرے لوگوں کے عیب مت تلاش کرتے پھرو [illegible] ایک ٹوہ میں لگے رہنا کہ اس کی کسی کمزوری پر اطلاع [illegible] تجسس ہے۔ اول تو فرمایا ظن سے بچو۔ پھر تجسس سے بچنے کا [illegible] اور پھر تیسرا حکم ولا یغتب بعضکم بعضا ایکدوسرے [illegible] کی غیبت مت کرو۔ اپنے بھائی کے متعلق جو بری بات [illegible] اس کی کمزوری ہو اس کا ذکر پیٹھ پیچھے مت کرو۔ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ پس جس طرح تم اسکو مکروہ سمجھتے ہو [illegible] اپنے بھائی کے پیٹھ پیچھے بھی بری باتیں کرنے سے بچو [illegible] طور پر مردہ کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ مگر افسوس [illegible] ظاہری طور پر مردار کھانے سے بچتے ہیں مگر اخلاقی طور [illegible] اپنے بھائیوں کا مردہ گوشت کھاتے ہیں [illegible] عیب یا کمزوری مردہ گوشت سے مشابہ ہے۔ پس [illegible] سے جسمانیات کی طرف انتقال کرکے غیبت کی اصل [illegible] سمجھایا ہے۔

یہ سب باتیں بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں معلوم ہوتی [illegible] مگر جب یہ باتیں بڑھ جاتی ہیں تو نہایت خطرناک ہو جاتی [illegible] قوم کی طاقت ضائع ہوتی ہے۔ اور آپس میں بغض [illegible] اسی عادت بد کا نتیجہ ہے کہ جب کبھی کوئی خدا کا [illegible] کرنے کے لئے اٹھتا ہے تو اس پر لعن و طعن کی [illegible] نکتہ چینی شروع ہو جاتی ہے۔ بجائے اسکے کہ ایک [illegible] اس کی اعانت کی جائے۔

مسیح کی مخالفت ابتداء تو بعض اچھے لوگوں [illegible] کی ہے۔ مگر جب سمجھا گیا۔ تو پھر انکو مقابلہ [illegible]

تعلیم کے متوقع ہیں۔ تو ان کو صاف صاف کہدینا چاہیئے کہ یہ توقع سال بھر تک پوری نہ ہوگی۔

ابتدا سے اب تک اس بارہ میں میرا یہی خیال رہا ہے کلکتہ۔ بانکی پور۔ بنارس۔ الہ آباد وغیرہ کی تقریروں میں میں نے بارہا طلبہ کے سامنے یہی خیالات ظاہر کئے۔ لیکن چونکہ اب تک اس بارہ میں مہاتما گاندھی جی سے کوئی فیصلہ کن گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ اسواسطے یہ بات ضبط تحریر میں نہیں آئی۔ اب مجھے نہایت خوشی ہے کہ خود مہاتما جی کا بھی یہی خیال ہے اور وہ بالکل اس سے متفق ہیں ✦

مراسلات

مسئلہ نبوت مسیح موعود

(نمبر ۱)

ایک اور طریق فیصلہ

(متعلقہ [illegible])

(از خاکسار مرزا [illegible] صاحب [illegible])

یہ امر میاں صاحب اور ان کے مریدین کے ہاں مسلم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب گواہ ہیں۔ کہ جناب ممدوح نے امتی اور نبی کو اپنے لئے مشترک طور پر قرار دیا ہے اور ان دونوں ناموں کا مرکب ایک نام اپنے پر لینا جائز قرار دیا ہے اور اس کی [illegible] [illegible] اور نواس عالی [illegible] نبی اللہ بیان کی ہے۔

میاں صاحب اور ان کے مریدین قادیانی احباب مثال سنہ ۱۹۰۰ یا ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود کا خیال اپنے متعلق بدلنے کا اصل وہ اپنے آپ کو محدث کہتے تھے نبی سمجھنے لگے۔ اور بعد اس کے محدث اپنے آپ کو کبھی نہیں کہا اور نہ لکھا۔

یہ امر کتابوں کے مطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب میں محدث کا لفظ کم ملتا ہے بلکہ نہیں ملتا اور اس سے پہلی کتابوں میں محدث کا لفظ کثرت سے اور عام استعمال میں ملتا ہے اور یہی شبہ میاں صاحب اور انکے تابعین کی اصلی دستاویز ہے۔ بیشک یہ شبہ دور نہ ہو سکتا۔ اگر دو باتیں مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور کتب میں موجود نہ ہوتیں۔ اول یہ کہ جہاں مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی تحریرات میں محدث کا لفظ عام ملتا ہے وہاں نبی کا لفظ بالکل نہ ہوتا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ محدث کا لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے لئے کثرت سے استعمال فرماتے رہے مگر نبی کا لفظ بھی ساتھ ہی استعمال کرتے رہے۔ دوم یہ بات کہ جہاں پہلی تحریرات اور کتب میں امتی اور نبی کا لفظ مشترک طور پر اپنے اوپر لیکر بیان کیا۔ اس امتی اور نبی کی تشریح خود محدث سے مسیح موعود بیان فرما دیتے۔ حالانکہ امتی نبی کو خود مسیح موعود محدث بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے ہمارے قادیانی احباب حق پر نہیں معلوم ہوتے۔

حقیقت الوحی اور نزول مسیح اخبار عام اور براہین حصہ پنجم وغیرہ بعد کی کتب ہیں

امتی نبی کا تشریح [illegible] اطلاق بیان کیا ہے۔ حوالہ جات لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ عام ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ خود مسیح موعود علیہ السلام نے امتی اور نبی کس کو قرار دیا ہے۔ وھو ھذا:-

(ازالہ اوہام [illegible] اور [illegible])

ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنیوالے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے۔ مگر اسکو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے ....

اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائیگی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ سو یہ بات کہ اسکو امتی بھی کہا اور نبی بھی۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔

اسی لئے خدا تعالے نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (ازالہ اوہام)

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امتی نبی اور محدث میں کچھ فرق نہیں بتلایا۔ بلکہ امتی نبی پہلی تحریرات میں موجود ہے اور محدث کا لفظ بھی موجود ہے اور امتی نبی کی تشریح محدث سے بیان کر دی ہے اب اگر بعد کی تحریرات میں محدث کی بجائے امتی نبی کا استعمال ہر جگہ بیان کیا تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ امتی نبی اور محدث کو خود ایک ہی چیز اول بیان کر چکے ہیں۔ اور اسکے خلاف بعد میں کوئی تحریر نہیں لکھی۔ ہاں اگر امتی نبی اور محدث میں مسیح موعود علیہ السلام خود کچھ فرق ظاہر کر دیتے تو پھر ہم ماننے پر تیار تھے۔ ایک طرف خود مسیح موعود کا "امتی نبی" کو "محدث" کا ہم معنی اور مترادف قرار دینا۔ اور پھر اس کے خلاف امتی نبی اور محدث میں کچھ فرق قائم نہ کرنا یہ امر ظاہر کرتا ہے کہ مسیح موعود ابتداء سے لیکر اخیر تک ایک ہی خیال اپنی نبوت کے متعلق رکھتے تھے۔ میاں صاحب اور اُن کے تابعین خیال کرتے ہیں کہ محدث بھی منوجہ نبی ہوتا ہے۔ اسکو جزئی نبی۔ مجازی نبی اور ناقص اور بروزی اور ظلی کہہ سکتے ہیں۔ مگر امتی نبی کو غیر تشریعی نبی کہیں گے۔

گویا نبوت کے تین مدارج ہیں۔ پہلا درجہ محدثیت کا ہے پھر غیر شارع نبی۔ پھر شارع نبی۔ اور غیر شارع اور شارع نبی میں من حیث النبوۃ کچھ فرق نہیں ہوتا۔ مگر محدث اور غیر شارع نبی میں ضرور فرق ہوتا ہے۔ شریعت نبوت کا جزو نہیں یہ اس لئے کہ غیر شارع انبیاء امم سابقہ میں گذر چکے ہیں۔ اور قرآن نے بالحاظ شارع و غیر شارع سب کو نبی کہا ہے۔

اصل میں دو باتیں اور بھی یہاں قابل تصفیہ ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ شارع اور صاحب کتاب ایک بات سمجھی گئی۔ یہ [illegible] ہے۔ حقیقت میں شریعت کتاب کا ایک حصہ ہوتا ہے کتاب اس وحی کا نام ہے۔ جو ایک نبی پر بذریعہ جبرئیل نازل ہوتی ہے۔ اس میں جو اوامر اور نواہی و حدود مقرر کئے ہیں وہ شریعت کہلاتی ہے۔ دوم۔ نبی وہ ہوتا ہے جو براہ راست بغیر توسط اور کسب خدا تعالے کے منصب نبوت پر فائز کیا جاتا ہے پس جو صاحب کتاب نہ ہو۔ اور براہ راست نہ ہو۔ وہ نبی ہرگز نہیں ہوتا ہے۔ یہ اصطلاح شریعت اسلامی نے ہمکو بتلا دی ہے۔ تیسری ایک اور بات بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ بعض وقت متکلمین اہل اسلام نے شریعت کو کتاب کا مترادف بیان کر دیا ہے۔ اور یہ اسلئے کہ بعض انبیاء گو براہ راست منصب نبوت پر فائز ہوئے۔ جیسا کہ وہ تمام انبیاء جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر گذر چکے ہیں۔ اور وحی انکو بتوسط جبرئیل ملی ہے ان کی وحی کتاب کہلانے چاہیئے۔ مگر چونکہ شریعت کا حصہ ان کی وحی میں نہیں تھا۔ بلکہ وہ پہلے نبی ہی کی شریعت پر کار بند تھے یا پہلی شریعت میں کچھ ترمیم یا تنسیخ یا اضافہ کرتے رہے جو وقتی ضروریات اور اقتضاء قومی کا نتیجہ ہوتا تھا۔ اسلئے انکو غیر شارع کہہ دیا گیا۔ اور شریعت کو کتاب کا مترادف سمجھ لیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ وہ صاحب کتاب نہ تھے۔ یہ دھوکہ ہمارے قادیانی احباب کو بھی لگا ہے کہ انہوں نے شریعت اور کتاب کو باہم مترادف سمجھ لیا ہے۔ جیسا کہ کسی انسان کو صرف ایک صفت شجاعت سے شیر کہہ دیتے ہیں اور یہ مجاز اور استعارہ اہل زبان کے محاورات میں بالخصوص عربی فصیح اور بلیغ کے لئے تو مجاز اور استعارہ بطور جان کے ہے۔ اور قرآن میں اس کا استعمال اس درجہ موجود ہے۔ اس امر کو ہم مانتے ہیں کہ بعض انبیاء بنی اسرائیل کی شریعت وہی موسوی شریعت تھی مگر اسکے ماننے پر ہم تیار نہیں ہیں کہ وہ صاحب کتاب نہ تھے۔ کیونکہ کتاب اس وحی کو کہتے ہیں جو بتوسط جبرائیل کسی نبی پر براہ راست نازل ہوتی ہے اور انزل معھم الکتاب الخ اس بارہ میں نص قطعی کا حکم رکھتی ہے۔ شریعت بعض دفعہ کتاب کی جزو ہوتی ہے اور بعض دفعہ کتاب میں شریعت تو نہیں ہوتی۔ مگر وہ وحی کتاب کہلاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل کتاب ہے۔ قرآن نے اسکو کتاب کہا ہے۔ مگر شریعت حضرت عیسیٰ کی بھی وہی موسوی شریعت ہے یا توراۃ ہے گویا حضرت عیسےٰ کی امت پر لازم تھا کہ وہ حضرت عیسےٰ کی وحی اور توراۃ ہر دو پر عمل کرے۔

اس فرق کو نہ سمجھکر ہمارے قادیانی احباب کہدیتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ صاحب کتاب اور شارع نبی نہ تھے حالانکہ وہ صاحب کتاب نبی تھے اور شریعت توراۃ بھی چونکہ انکے دستور العمل میں شامل تھی۔ اس لئے کہدیتے ہیں کہ وہ شارع نبی نہیں تھے شریعت مکمل جدا اُن پر نازل نہیں ہوئی۔

اب میں اصل مطلب کی طرف عود کرکے لکھتا ہوں کہ فی الواقع محدث اور غیر شارع نبی۔ یا بالفاظ دیگر بدون کتاب نبی ایک چیز ہے۔ کیونکہ محدث کی وحی کتاب نہیں کہلا سکتی اور اس جگہ کتاب کا لفظ مطابق اصطلاح شریعت اسلامی ہم کہتے ہیں جسکے معنے اوپر ہم نے تشریح طور پر کر دیئے ہیں ورنہ لغت کی رو سے کتاب کے معنے مکتوب عام وحی جو بھی ہو وہ بھی ہو سکتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے قادیانی احباب اسکو حیلہ جوئی سے پکڑ لیں کیونکہ انی القی الی کتاب کریم وغیرہ بھی تو قرآن میں موجود ہے۔ اور اس صورت میں مسیح موعود کی وحی بھی مکتوب موجود ہے مگر وہ کتاب کو از روئے لغت معنے مکتوب سمجھی جاوے مگر از روئے شریعت اسلام وہ کتاب نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ وہ نبوت براہ راست اور بتوسط جبرئیل امین نہیں۔ اور جو تفریق امتی نبی اور محدث میں ہمارے قادیانی احباب کرتے ہیں وہ درست نہیں۔ یہ وہم اُنکو اس طرح پیدا ہوا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد کی کتابوں میں مسیح موعود نے جزوی نبی۔ ظلی نبی۔ بروزی نبی۔ ناقص نبی لکھنا اپنے متعلق ترک کر دیا تھا۔ البتہ امتی اور نبی ہر دو مشترک اور مرکب نام اپنے آپکو لکھتے رہے۔

مگر مجازی اور ظلی بھی اپنے آپ کو بعد کی تحریرات میں لکھنا اس صورت میں قادیانی احباب حق پر نہیں معلوم ہوتے۔ کیونکہ مجازی۔ ظلی اور امتی نبی میں جب باہم فرق نہیں کیونکہ بعد کی کتب میں اپنے متعلق یہ نام لکھ چکے ہیں تو جزوی اور بروزی اور ناقص نبی اگر نہیں لکھا تو اس سے فرق اصل منصب میں پیدا اور قائم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کسی لفظ کا بعض کتب میں زیادہ اور مکرر لکھنا اور بعض میں کم لکھنا یہ [illegible] نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ سب الفاظ ایک ہی معنی رکھتے تھے اب مسیح موعود نے کسی کو زیادہ اور کسی کو کم استعمال کیا۔

اصل میں غیر شارع نبی کا لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کی بالکل کوئی اصطلاح نہیں تھی اسلامی اصطلاح میں محدث۔ نبی اور رسول کے الفاظ [illegible]۔ غیر شارع صوفیاء کرام کا مصطلح لفظ ہے۔ جو محدث کی جگہ اسکو استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔

ہمارے قادیانی احباب نے اسکو تیسری چیز سمجھ لیا ہے جو درست نہیں۔ غیر شارع نبی۔ محدث اور شارع کے درمیان کوئی تیسری قسم کی درمیانی نبوت نہیں بلکہ غیر شارع نبی کی پوزیشن وہی محدث کا پوزیشن ہے۔ قادیانی کہتے ہیں کہ غیر شارع اور شارع میں فرق نہیں اور غیر شارع اور محدث میں فرق ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کسقدر بے انصافی بات ہے کہ جس نبی کی شریعت پر چلکر ایک نبی بن جاتا ہے اس میں اور اصلی نبی میں جس کا وہ متبع ہے کچھ فرق نہیں فرق تو خود ظاہر ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ امتی نبی، شریعت اسلامی کی کوئی اصطلاح نہیں۔ یہ مسیح موعود کی اصطلاح ہے اور جنہوں نے یہ اصطلاح قائم کی ہے۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ حقیقی نبوت اور امتیت جمع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دونوں متبائن ہیں۔ جو حقیقی رسول اللہ ہوگا وہ امتی نہیں ہو سکتا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر مسیح موعود علیہ السلام کسی وقت آخر ایام میں نبی اللہ اور رسول اللہ محمد رسول اللہ صلعم جیسے بن گئے تھے۔ تو پھر وہ امتی نہیں کہلا سکتے کیونکہ نبی کو امتی کہنا یا امتی کو نبی کہنا کفر ہے۔ حالانکہ وہ خود اپنے آپکو امتی اور نبی مشترک طور پر ظاہر کرتے ہیں اور جب وہ ایسا ظاہر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو حقیقی نبی اللہ نہیں سمجھتے ورنہ تباین واقع ہوتا ہے۔ حقیقی رسول اللہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا وہ محدث ہی ہے جو امتی ہو کر رسول اللہ بن سکتا ہے اور ترقی کر سکتا ہے جیسا اسکی آخری ترقی محدث کی ہے ✦

بقیہ مضمون از صفحہ ۴

بلکہ یہ خاندانی وجاہت اور خودداری سے ملا جلا ایک جذبہ ہے۔ خودداری کا عنصر اس میں غالب ہے یہ ایک ایسا ناقابل بیان جذبہ ہے جسکی وجہ سے ایک ادنیٰ ترین ہندوستانی بھی ایک سخت لفظ سننے

یا کوئی غیر منصفانہ کام دیکھنے پر فوراً کام کو چھوڑ دیتا۔ اور اپنی قوت کا اب سے زیادہ پاس کرتا ہے۔ ہزارہا ہندوستانی خواتین گھروں کی چاردیواری میں محصور رہکر مرجانا قبول کرسکتی ہیں۔ لیکن یہ انہیں گوارا نہیں۔ کہ سخت ترین ایام قحط میں گھر سے باہر آکر امداد طلب کریں۔ یہ وہ صفت ہے۔ جسے ایک سوم یا چہارم درجہ کا انگریز سمجھنے سے قاصر رہتا ہے"۔

لارڈ میسٹن نے یہ بھی بتایا۔ کہ انہوں نے انگریزی یونیورسٹیوں میں جاکر ان سے کہاہے کہ ہندوستان کے لئے انہیں بہترین آدمی پیدا کرنے چاہئیں۔

سرچارلس مانرو سابق کورنر جنرل افواج ہند نے ہندوستانی سپاہیوں کی جواں مردی و جانفشانی کی تعریف کی اور بتایا کہ گذشتہ جنگ میں اپنے گھر بار کو چھوڑ کر فرانس کی شدید ترین سردیوں میں رہ ازلیقہ کے دشت کندوں اور عراق و سومالی لینڈ کے علاقوں میں توپ و تفنگ کا نشانہ بننے کی تحریص جس بات نے انہیں دلائی۔ وہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور انگریز سپاہیوں کا ان کے ساتھ ہونا تھا۔

سرمائیکل اوڈوائر نے اپنے ریمارکس میں جن حرکات مذبوحی کا اظہار کیا وہ ان کے ان ستمنا و بیانات سے ظاہر ہے جن میں وہ حکومت خود اختیاری کے خلاف بھی اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہندوستانیوں اور انگریزوں میں زمین و آسمان کا فرق بھی بتاتے ہیں۔ اور پھر سرفرانسس کی تقریر سے یہ کہکر اتفاق بھی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ:-

"میں پورے طور پر اس سے متفق ہوں کہ اگر ایک شخص واقعی جنٹلمین ہے تو وہ ہمارے ہندوستانی دوستوں سے آسانی سے راہ و ربط قائم کرسکتا۔ اور ایک مشترکہ بات پر انہیں لا سکتا ہے"۔

کاش! سرمائیکل اپنے ان الفاظ کو ایک طرف اور اپنے استبدادی واقعات حکومت کو دوسری طرف رکھکر دیکھیں تو انہیں معلوم ہوجائے۔ کہ جنٹلمین کا کونسا مفہوم ان پر صادق آتا ہے۔ (دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ)

متفرق خبریں

اسلامیہ کالج لاہور کے ساڑھے پانسو طلبا میں سے بمشکل صرف ۸۰ سو لڑکے کالج بیٹھ جاتے ہیں۔ باقیوں نے ترک موالات کی بنا پر کالج میں جانا بند کیا ہوا ہے۔ ۸ فروری کو اس کالج کے ۴۰ طلبا علیگڑھ کے آزاد قومی کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

پٹنہ میں مہاتما گاندھی نے عورتوں کے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کی۔ ہزارہا عورتیں موجود تھیں۔ مہاتما جی نے کہا کہ انہیں سودیشی کی ترقی کے لئے مردوں سے بھی زیادہ کوشاں ہونا چاہئے۔ عورتوں پر اس تقریر کا بہت اثر ہوا۔ اور انہوں نے بہت سے زیورات اتار کر مہاتما گاندھی کے آگے رکھدیے۔

پٹواریان انبالہ:- بہ تعمیل حکم صدر کمیٹی و پیروی ہیڈ کوارٹر پٹواریان بہار پنجاب لائل پور ڈویژن بھی شامل سٹرائک ہوگیا ہے۔ چونکہ ۲۰ فروری کو تمام پٹواریان انبالہ کا اجلاس بمقام لائل پور قرار پایا ہے۔ جس میں ماسوائے بیکوروں کے ایک ڈرامہ واسطے عیاں کرنے پوزیشن پٹواریان انبالہ ہوگا۔ ساتھ ہی ایگزیکٹو کمیٹی کا اجلاس بھی ہوگا۔ اس لئے تمام پٹواریان کی خدمت میں التماس ہے کہ ہمارے ہی نہیں بلکہ اپنی ہی مدد کرتے ہوئے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ شیخ عبدالغنی جنرل سکرٹری ڈویژن انبالہ

بمبئی کے ایک جلسہ میں مسٹر شاستری نے کہا تھا۔ کہ ڈیوک آف کناٹ عنقریب ایک ایسا اعلان کرینگے۔ جس سے ہندوستانیوں کے زخم مندمل ہوجائیں گے مگر اب ان افواہوں کے متعلق اخبار "بیو ایمپائر" لکھتا ہے کہ یہ تمام افواہیں بالکل لغو اور بے بنیاد ہیں۔ ہمعصر موصوف لکھتا ہے کہ گذشتہ چند مہینوں سے زبردست افواہیں پھیل رہی ہیں۔ ڈیوک آف کناٹ ایک نہایت ہی اہم اعلان کریں گے۔ اور حامیان ترک موالات اس کی وجہ سے اپنی آئندہ جدوجہد کو حق بجانب قرار دے رہے ہیں۔ یہ تمام افواہیں غلط ہیں۔ اور ہمارے پاس کافی دلائل ایسے موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوسکے۔ کہ یہ افواہ بالکل بے بنیاد ہے۔

جرمنی سے تاوان کی وصولی کے سوال پر لوئیر پال کے ایک اخبار کو اسقدر غلو گیا ہے۔ کہ وہ یہ لکھتا ہے کہ جرمنی میں انقلاب کرکے بالشویک گورنمنٹ قائم کردی جائے۔ اور روس کے ساتھ دوستی قائم کرلی جائے۔

ایک جرمن اخبار لکھتا ہے۔ کہ جرمنی کو غیر مسلح کرنے کا جو مطالبہ اتحادی کرتے ہیں۔ اسے منظور نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ پولینڈ کی فوجیں ایک دن کے کوچ کے بعد برلن دارالسلطنت جرمنی پر حملہ کرسکتی ہیں۔

مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ نے برمنگھم میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جرمنی سے تاوان ضرور وصول کیا جائیگا اور اسے ہرگز یہ موقعہ نہ دیا جائیگا۔ کہ وہ وقت ٹالتا رہے اس تقریر سے فرانسیسی بہت خوش ہیں۔

لنڈن میں پادری بوسان نے اعلان کیا ہے کہ حق خود اختیاری سے یورپ میں بہت تباہی برپا ہورہی ہے۔ اور اگر ہندوستانیوں کو یہ اختیار دیا گیا تو وہاں عیسائیت کی تحریک کو سخت نقصان پہنچیگا۔

قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ انگورا کی احرار ترکی حکومت کے وزیر خارجیہ نے باب عالی قسطنطنیہ کو تار دیا ہے۔ کہ اتحادیوں کی کانفرنس کے لئے ترکی قوم نے اپنے نمائندے چن لئے ہیں اور وہی اس کانفرنس میں شریک ہونے کا حق رکھتے ہیں۔

پنجاب کونسل کے اجلاس میں راجہ نریندر ناتھ یہ قرار داد پیش کرینگے کہ گوجرانوالہ۔ امرتسر۔ اور قصور کے باشندوں پر گذشتہ فسادات کے متعلق جو تاوان لگایا گیا ہے۔ وہ منسوخ کردیا جائے۔ اور جو رقوم وصول ہوچکی ہیں وہ لوگوں کو واپس کردی جائیں۔

دیانند اور سناتن دھرم کالج دوبارہ کھل گئے ہیں۔ پرنسپلوں کو انکے والدین کی چٹھیاں موصول ہوئی ہیں۔ جن طلباء کی اس حرکت کو ناپسند کیا گیا ہے۔

پٹنہ میں ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر محمد علی نے کہا کہ ولایت سے ہندوستان میں ہرسال ساٹھ کروڑ روپیہ کا کپڑا آتا ہے اگر ہندوستانی سودیشی کپڑا پہننے کا حلف اٹھائیں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ برطانیہ کی تجارت تباہ ہوجائے۔ لنکا شائر کے تمام کارخانے ٹوٹ جائیں۔ اور گورنمنٹ بھی سیدھی ہوجائے۔

بمبئی کی میوہ منڈی میں ایک انگریز نے کسی دوکاندار سے ۸ روپیہ کے پھل خریدے۔ اور اسے دس روپیہ کا نوٹ دیا۔ میوہ فروش نے دو روپیہ کے عوض اسے دو خلافت نوٹ دیئے۔ صاحب بہادر اسپر کپڑوں سے باہر ہوگئے۔ اور انہوں نے آؤ نہ دیکھا تاؤ۔ فوراً خلافت کے نوٹوں کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ جب دوکاندار نے یہ حال دیکھا۔ تو اس نے دس روپیہ کا نوٹ پھاڑ دیا۔ اب جھگڑا شروع ہوگیا۔ صاحب بہادر نے کہا کہ میں تمہارے ان نوٹوں کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا۔ دوکاندار نے کہا کہ اگر تم انہیں تسلیم نہیں کرتے۔ تو میں تمہارے اس دس روپیہ کے نوٹ کو بھی نہیں مانتا۔ تم نے مجھے واپس دے دینے تھے۔ پھاڑے کیوں۔ آخر دوکاندار نے پھل لیکر اندر رکھ لئے۔ اور صاحب بہادر خالی ہاتھ چلے گئے۔ سنا گیا ہے کہ اس یورپین نے پولیس میں اس واقعہ کی رپورٹ کردی ہے۔ اور پولیس تحقیقات کررہی ہے۔

احمد نگر میں خاندان بہمنی کی زمانہ کی ایک مسجد ہے جو وہاں کے کلکٹر صاحب کے بنگلہ کے صحن میں آگئی ہے۔ صاحب بہادر اس سے اصطبل کا کام لے رہے ہیں۔ مسٹر ظہیر احمد صاحب نے احمد نگر میں تقریر کرتے ہوئے اس طرف توجہ دلائی۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو بیحد افسوس ہے۔

دہلی میں ایک انگریز پادری آجکل آئے ہوئے ہیں۔ ان کا دعوےٰ ہے کہ وہ بیمار کو صرف ہاتھ لگا کر اچھا کردیتے ہیں۔ لوگ ان کے پاس کثرت سے جاتے ہیں۔ اچھا تو کوئی نہیں ہوا۔ لیکن وہم پرستوں اور عجائب پرستوں کی صحیح مردم شماری کا اچھا موقع ہے۔ اگر کوئی ایسے احمقوں کی تعداد معلوم کرنا چاہے۔ تو اس گرجا کے دروازے پر جا بیٹھے۔ جہاں پادری صاحب مقیم ہیں۔

کلکتہ میں ایک ہزار عورتوں کے جلسہ میں گاندھی جی نے اپنی گاڑھے کی چادر بچھادی۔ اور کہا کہ جو تمکو پیارا ہے ملک کی خدمت کے لئے مجھے دے دو۔ عورتوں نے چاندی سونے کے زیور اتار اتار کر دینے شروع کئے۔ ایک عورت نے اپنا چھوٹا بچہ جو گود میں لے رہی تھی۔ مہاتما کی چادر میں پھینک دیا۔ گاندھی جی نے فوراً اپنی چادر سمیٹ لی اور کہا کہ جب اپنے بچوں تک کو تم قربان کرنے لگیں تو اب حکومت خود اختیاری کے لئے کیا دیر ہوسکتی ہے۔

آجکل انگلستان میں مسٹر لائڈ جارج کی بہت سخت مخالفت ہورہی ہے اور اخبارات میں یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ پارلیمنٹ کا انتخاب از سر نو ہو معلوم ہوتا ہے کہ ویلز میں مسٹر لائڈ جارج کے مخالف زیادہ زور پکڑ رہے ہیں وہاں ایک جلسہ میں مسٹر لائڈ جارج نے کہا کہ اگر وہاں کے لوگ میری خدمات کو پسند نہیں کرتے تو میں کل ہی استعفےٰ داخل کرنے کو تیار ہوں۔

لنڈن میں یقین کیا جاتا ہے کہ ترکی احرار لنڈن کی کانفرنس میں اپنے نمائندے بھیجیں گے۔ ان میں سے ایک عزت پاشا ہونگے جس کا مطلب یہ نہیں کہ مصطفےٰ کمال پاشا قسطنطنیہ کے وزراء سے مل گئے ہیں بلکہ ان کا ارادہ سلطان کو تخت سے اتار دینے کا ہے

(آخری فقرہ پر اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ خبریں [illegible] ہیں۔ سیاست)

بعد کی خبر ہے کہ احرار کا وفد لنڈن کی طرف [illegible] روانہ ہوچکا ہے۔ انگورا کے احرار ترکی نے [illegible] لنڈن کی کانفرنس ملتوی کی جائے۔ اس لئے [illegible] وفد کے پہنچنے میں تاخیر کا امکان ہے۔

شام کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی سیاسی حالت ابھی بہتر نہیں ہوئی۔ شامیوں کے حملے برابر جاری ہیں ایک حملہ کی خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۵ انگریزوں اور [illegible] ہندوستانی سپاہیوں نے شامیوں کا مقابلہ کیا۔ انگریزوں کے ۰۰ جوان زخمی ہوئے۔ مقتولین کی تعداد تاحال معلوم نہیں ہوئی۔ شام کے تمام امراء اور عوام آزادی کے خواہشمند ہیں فلسطین میں بھی فساد پیدا ہوچکا ہے اور ادی عمان میں بھی حالات اچھے نہیں۔ شامیوں کی روش سے فرانس اور انگلستان کے افسر بہت تنگ اور مصیبت میں ہیں۔ انکے احکام کی کوئی قدر نہیں اور لوگ انکی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

مصطفےٰ کمال پاشا نے احرار ترکوں کے نام ایک اعلان شائع کیا ہے جسکے آغاز میں وہ لکھتے ہیں کہ صلیب کے مقابلہ میں ہلال اسوقت خطرہ میں ہے۔ میں تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی فوجوں کو جمع کریں۔ فرانس اور اس کے اتحادیوں کو اپنا دشمن سمجھیں [illegible] قوم بالشویکوں اور علاقہ الطہان کے مابین معاہدہ [illegible] ہوا ہے اسکو محترم و مقدس سمجھیں اور اس کی خدمت کریں [illegible] میں لکھا ہے کہ بالشویکوں کو مسلمانوں کی عزت کرنا چاہئے [illegible] میں عہد نامہ کرلیا ہے اور وہ ہمارے مدد و مددگار ہیں۔

دین و حالانکہ ایشاں خود را مقتدائے دین میدانند وبہترین خلائق مے انگارند۔ ویحسبون انہم علیٰ شیٔ الا انہم ھم الکاذبون استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ اولٰئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون ۔ عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشستہ است و از تضلیل واغواء خاطر جمع ساختہ۔ آں عزیز سرّ آنرا پرسید گفت کہ علماء سوء ایں وقت دریں کار با من مدد عظیم کردند۔ ومرا ازیں مہم فارغ ساختند والحق ہر مداہنت کہ در امور شرعیہ واقع شدہ وہر فتورے کہ در ترویج ملت ودین ظاہر گشتہ است از شومی علماء سوء است وفساد نیات ایشاں آرے علماء کہ از دنیا بے رغبت اند واز حب جاہ وریاست ومال ورفعت آزاد از علماء آخرت اند ووارث انبیاء اند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وبہترین خلائق ایشان اند .... ونوم العلماء عبادۃ در شان ایشاں متحقق است۔ ایشانند کہ جمال آخرت درنظر ایشاں مستحسن آمدہ وقباحت دنیا وشناعت آں بشاہدہ گشتہ آنرا بنظر بقا دیدند۔ وایں را بداغ زوال متسم یافتند لاجرم خود را بباقی سپردند واز فانی باز داشتند .... اگر دنیا عزیز است آخرت خوار است واگر دنیا خوار است آخرت عزیز است جمع ایں دو امر از قبیل جمع اضداد است .... الخ ۔

(مکتوبات جلد اول مکتوب [illegible])

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا ایک ذلیل اور خوار چیز ہے۔ اور بدترین مخلوقات سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عزیز کردہ چیز کو ذلیل کرنا اور اس کی ذلیل کردہ چیز کو عزت دینا نہایت ہی قبیح ہے۔ بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ سے معارضہ اور مقابلہ کرنا ہے ۔ اور تدریس وفتیا اسوقت نفع مند ہوتا ہے کہ خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ اور وہ حب اور جاہ اور ریاست کے شائبہ اور حصول مال ورفعت سے خالی ہو۔ اور اس خالی ہونے کی علامت دنیا میں زہد کرنا ہے ۔ اور دنیا اور مافیہا سے بے رغبت ہونا ہے۔ علماء کہ اس بلا میں مبتلا ہیں وہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں۔ وہ دنیا کے عالم ہیں ۔ اور وہی ہیں بدترین علماء اور تمام لوگوں سے شریر ہیں۔ ..... باایں وہ اپنے آپ کو دین کا مقتدا جانتے ہیں ۔ اور بہترین خلائق سمجھتے ہیں ۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ نیکی پر ہیں نہیں نہیں آگاہ رہو کہ وہی کذاب ہیں ان پر شیطان مسلط ہے ۔ اور اسی نے انکو ذکر الٰہی سے روکا ہے۔ اور اس ذکر کو بھلوا دیا ہے۔ یہی شیطانی گروہ ہے۔ اور آگاہ رہو کہ شیطانی گروہ خسارہ میں رہتا ہے۔ (الآیۃ) عزیز نے شیطان لعین کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہوا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے اور اغواء کرنے سے خاطر جمع ہوچکا ہے تو عزیز نے اس کا سرّ اور راز اس سے پوچھا اس نے یعنی شیطان نے جواب دیا۔ کہ بدترین علماء نے اسوقت اس کام میں میرے ساتھ عظیم الشان امداد کی ہے اور مجھکو اس مہم سے فارغ البال کردیا ہے ۔ اور حق یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو سستی اور مداہنت اور منافقت کہ امور شرعیہ میں واقع ہوئی ہے اور جو فتور کہ دین اور مذہب کی اشاعت میں ظاہر ہوا ہے یہ سب کچھ ان شریر علماء کی شوخی اور انکی بدنیتی کیوجہ سے ہوا ہے ہاں وہ علماء کہ جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور حب اور جاہ طلبی اور ریاست اور مال اور رفعت سے آزاد ہیں۔ وہ آخرت کے علماء ہیں۔ اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے وارث ہیں اور بہترین مخلوقات سے ہیں اور ان کا یہ شان ہے کہ انکی نیند کو بھی عبادت کہا گیا ہے۔ وہی ہیں کہ جن کی نظروں میں آخرت کا جمال مستحسن ہوگیا ہے ۔ اور وہی ہیں کہ جنکی نظروں میں دنیا قبیح وشنیع مشاہدہ ہوچکی ہے۔ ایک کو انہوں نے بقا کی نظر سے دیکھا ۔ اور دوسرے کو زوال کے داغ سے داغدار دیکھا اس لئے ناچار انہوں نے اپنے آپکو باقی کے سپرد کردیا۔ اور فانی سے اپنے آپکو باز رکھا۔ اگر دنیا عزیز ہے تو پھر آخرت خراب ہے اور اگر دنیا تیری نظر میں خراب ہے تو آخرت عزیز ہے۔ ان دو امور کا جمع کرنا ایسا ہے کہ دو اضداد کا جمع کرنا"

حضرت مجدد الف ثانی بڑے ہی عظیم الشان انسان گذرے ہیں ان کی عظمت اور بزرگی ان کے کلمات طیبات اور ان کے کارناموں سے ظاہر ہوتی ہے ۔ آپ مکتوبات جلد ثالث مکتوب [illegible] میں لکھتے ہیں۔ جس کا خلاصہ ترجمہ میں اس جگہ لکھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی۔ اور آنحضور نے مجھ کو بڑی بڑی عالی بشارتیں دیں جس سے میرے اندر تازگی پیدا ہوگئی ہے۔ میں آپکو وہ واقعہ لکھتا ہوں۔ غور سے سُننا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ کہ اے احمد میں تیری انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے بعد میں دیکھتا ہوں کہ میں آنحضرت صلعم کے ساتھ ایک جگہ میں ہوں۔ اور اس طرح سے اپنی زندگانی بسر کررہا ہوں کہ جس طرح بیٹا اپنے باپ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔ اور میں آنحضور اور آنحضور کے اہل بیت سے کوئی اجنبیت نہیں دیکھتا بلکہ فرزندان محرم کی طرح داخل حرم شریف ہوچکا ہوں۔ اور امہات المومنین آنحضور صلعم کے سامنے مجھے خدمات کے [illegible] کے لئے [illegible] فرماتی ہیں۔ اور آنحضور کے ہاتھ میں ایک طومالی کاغذ ہے [illegible] کی سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ اور اس پر آنحضرت صلعم کی مہر مزین ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ مجھے اجازت دی گئی ہے۔ کہ میں شفاعت کرونگا۔ اور [illegible] مقام شفاعت عطا کیا گیا ہے۔"

میر صاحب کے لئے بھی وقت ایک گھنٹہ کا مقرر تھا۔ مگر لوگ اس قدر محظوظ ہورہے تھے کہ بجائے ایک گھنٹہ کے ڈیڑھ گھنٹہ گذر گیا۔ سامعین تو سبحان اللہ اور جزاک اللہ کہہ رہے تھے۔ مگر مولوی صاحب گالیاں دیئے جاتے تھے اور غیظ وغضب سے بھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

مولوی صاحب کو سخت ناکامی ہوئی۔ اور وہ سوائے طعن اور بد الفاظی کے اور کچھ نہ کرسکے۔ مولوی صاحب کی اس [illegible] کی حرکات سے لوگ بہت برافروختہ ہوئے۔ اور مولوی صاحب کو جبراً روکا گیا۔ چونکہ رات کے ۱۲ بج چکے تھے اور لوگوں نے اٹھنا شروع کردیا۔ اس لئے ہم لوگ بھی وہاں سے چلے آئے۔

شہادت حقہ

عرصہ تقریباً پندرہ روز کا ہوتا ہے کہ لال کرتی بازار فیروزپور میں احمدی جماعت اور حنفیوں کے درمیان مباحثہ ہوا۔ میں اس مباحثہ میں شریک تھا۔ میں جناب میر صاحب کا مرید نہیں ہوں بلکہ حنفی المذہب ہوں لیکن ایک امر حق کے ظاہر کرنے میں کسی شخص کا خوف نہیں کرتا۔ مولوی عبد الغنی شاہ صاحب جو حنفیوں کی طرف سے پیش ہوئے۔ کوئی دلیل یا ثبوت نہیں پیش کرسکے۔ بلکہ وہ بجائے دلائل کے گالیاں دیتے تھے۔ اور غیظ اور غضب سے پُر تھے۔ احمدی جماعت کی طرف سے میر مدثر شاہ صاحب نے نہایت نرمی اور معقولیت سے اپنے دلائل کو پیش کیا۔ اور اس میں شک نہیں کہ مجھ پر اور اکثر حاضرین پر بہت اچھا اثر پڑا۔

مولوی عبد الغنی شاہ صاحب کی تقریر سے بجائے اسکے کہ احمدی لوگوں سے ہمیں نفرت پیدا ہوتی۔ حسن ظن پیدا ہوگیا۔ چنانچہ اس بناء پر ہم لوگوں نے اس مولوی صاحب کو دوبارہ بحث کے لئے نہیں طلب کیا۔ اور میں توثیقاً یہ کہتا ہوں کہ اگر مولوی عبد الغنی صاحب کی باتیں جو انہوں نے حضرت مسیح کے متعلق بیان کیں۔ جن سے ان کی فضیلت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی تھی اگر سچ ہیں۔ تو میں اسلام کی جگہ عیسائی مذہب قبول کرونگا۔ اور بجائے مسجد کے گرجا گھر جاؤں گا۔

الٰہی بخش لال کرتی بازار فیروزپور۔

اعلان فسخ بیعت

بحضور حضرت امیر قوم جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرصہ تقریباً تین ماہ کا ہوتا ہے۔ کہ میں نے بتحریک حکیم سیف الدین صاحب فیروزپوری جناب میاں محمود احمد صاحب سے بیعت کی تھی۔ مگر بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مرید حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اگر بیعت کے وقت مجھے حکیم صاحب یہ بتلاتے کہ ہم مرزا صاحب کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ تو میں ہرگز میاں صاحب کی بیعت نہ کرتا۔ کیونکہ میرے نزدیک حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ افسوس ہے کہ مجھے مغالطہ دیا گیا۔ میرا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح موعود اس صدی کے [illegible] مجدد ہیں۔ میں نے معلوم کرلیا ہے کہ اصل احمدی آپ ہیں۔ اس لئے میں فسخ بیعت کا اعلان کرتا ہوں [illegible] کے ہاتھ پر سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل [illegible] اور اخبار پیغام صلح میرے نام پر وی پی [illegible] اور اس امر کو ظاہر کرنا ضروری ہے۔ کہ ان تمام [illegible] روشنی میر مدثر شاہ صاحب نے [illegible] اور [illegible] ان سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور میں ایک [illegible] لگا کہ ایک امر حق کے قبول کرنے میں کامیاب ہوا ہوں۔

شہباز خان ولد دولت خان نمبر [illegible] ارسکنہ [illegible] حبدید۔ تحصیل وضلع فیروزپور۔

امید کی جھلک

افریقہ میں اسلام

دُنیائے اسلام پر اس وقت چاروں طرف سے مصائب اور [illegible] کی جو گھٹا ئیں چھارہی ہیں اور اسلامی سلطنتوں کے زوال [illegible] مسلمانوں کے دنیوی تنزل نے فرزندان اسلام کو [illegible] میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ان میں روشنی اور امید کی شعاعیں [illegible] دیکھنی ہوں اور اسلام کی رفعت اور شاندار مستقبل کی [illegible] ڈھونڈنا ہو۔ تو افریقہ کے اُن مقامات کو جاکر دیکھو [illegible] اور عیسائیت کی جنگ ایک مدت سے برپا ہے اور [illegible] باوجود بے سروسامانی اسلام کے نام لیواؤں سے وہ شکست [illegible] اٹھا چکی ہے۔ جس کے علاج سے وہ اب مایوس ہوتے جارہے [illegible] عیسائی مشنری ایک مدت سے اسیر چیخ وپکار کررہے [illegible] اتنک اُن کے اخبارات اور رسائل ایک بے سروسامان [illegible] تاجر کے تبلیغی کارناموں سے سخت متحیر وپریشان [illegible] میں مسیحی رسالہ "دی مسلم ورلڈ" میں ایک پادری صاحب نے ایک طویل مضمون میں اس کا رونا روتے ہوئے [illegible] سہارا تلاش کیا ہے۔

ووکنگ مشن کا عظیم الشان کام

اسلام کی اس بڑھتی ہوئی رَو کو جو قوت ووکنگ مسلم مشن کے [illegible] سے پہنچی ہے۔ اور یورپ کے مادہ ناز تہذیب کو [illegible] متأثر کرنے کے ساتھ افریقہ کے دحشت کدوں اور [illegible] ممالک کو اسلامی تہذیب سے آراستہ کرنے کا جو عظیم الشان کام اس مشن نے کیا ہے۔ وہ ان خطوط سے ظاہر ہے جو [illegible] ان تمام ممالک سے وصول ہوتے رہتے ہیں۔

ایک نومسلم کا خلوص دینی

اس کی ایک تازہ مثال مغربی افریقہ کے علاقہ [illegible] کے ایک تاجر کا خلوص اسلامی سے بھرا ہوا ایک خط ہے۔ ممدوح کا نام [illegible] ایم مختیرسن ہے۔ اور [illegible] گولڈ کوسٹ میں اکسپورٹ امپورٹ مرچنٹ ہیں۔ ایک [illegible] اسلامک ریویو کے وہ خریدار ہیں۔ اور اس کے مطالعہ سے اسلام کے متعلق واقفیت حاصل کرتے رہے ہیں۔ گذشتہ [illegible] اسلام اور عیسائیت کے بعض متنازعہ فیہ مسائل پر انہوں نے یہاں خط وکتابت کی۔ مولانا مولوی مصطفٰے خان صاحب نے ان سوالات کا مفصل جواب دیا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ ممدوح نے قبول اسلام کا اعلان لکھکر بھیجدیا۔ اور اپنے ساتھ اپنے خاندان کے بھی قبول اسلام کی خوشخبری سنائی۔ اس ہفتہ ان کا دوسرا خط آیا ہے جس میں انہوں نے اپنے علاقہ میں ایک اسلامی سکول قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"میں اپنے شہر کے انگریزی مسلمانوں کو جمع کرکے ایک سوسائٹی بنانے کی کوشش کررہا ہوں۔ تاکہ ہم ہر جمعہ کے دن ایک جگہ جمع ہوسکیں اور ایک مسلم یا اسلامک انگلش سکول قائم کیا جائے۔ جہاں ہمارے بچے پڑھ سکیں اور اس طرح سے قرآن کریم انگریزی ترجمہ کے ذریعہ آسانی کے ساتھ انہیں سکھایا جائے [illegible] موجودہ طریق تعلیم جو یہاں ہوتا [illegible]

آزادہ روہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

مذہب
مذہب

پیغام صلح

ہفتہ میں دوبار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع
ہوتا ہے

سالانہ قیمت
ششماہی ، سہ ماہی
طلباء سے سالانہ

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور چہار شنبہ مورخہ ۱۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۳ فروری سنہ ۱۹۲۱ء | نمبر ۶۶

کلام الامام امام الکلام

قرآن کریم قصوں سے پاک ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی
میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
ایسے بدوں سے اُن کے ہوں ایسے معاملات
کیا یہ نہیں کرامت و عادت سے بڑھکے بات
جو مفتری ہے اس سے کیوں یہ اتحاد ہے
کس کو نظیر ایسی عنایت کی یاد ہے
مجھ پر ہر اک نے وار کیا اپنے رنگ میں
آخر ذلیل ہو گئے انجام جنگ میں
اِن کینوں میں کسی کو بھی ارماں نہیں رہا
سب کی مراد تھی کہ میں دیکھوں رہِ فنا
تھے چاہتے کہ مجھ کو دکھائیں عدم کی راہ
یا حاکموں سے پھانسی دلا کر کریں تباہ
یا کم سے کم یہ ہو کہ میں زنداں میں جا پڑوں
یا یہ کہ ذلتوں سے میں ہو جاؤں سرنگوں
یا مخبری سے اُن کی کوئی اور ہی بلا
آ جائے مجھ پہ یا کوئی مقبول ہو دعا
پس ایسے اردوں سے کر کے مقدمات
چاہا گیا کہ دن مرا ہو جائے مجھ پہ رات
[illegible]

جواہر ریز

نماز کی حقیقت

(گذشتہ سے پیوستہ)

کس قدر بے نصیب ہے کیسا ہی محروم ہے۔ یا عارضی اور فانی لذتوں کے علاق تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے کیا ہو سکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ مگر تلاشِ حق میں مستقل اور پویہ قدم درکار ہیں۔ قرآن کریم میں ایک موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے۔ اس میں بھی سر اور بھید ہے۔ ایمان لانیوالوں کو مریم اور آسیہ سے مثال دی ہے یعنی خدا تعالیٰ مشرکین میں سے مؤمنوں کو پیدا کرتا ہے۔ بہرحال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے۔ یعنی جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے۔ اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے۔ اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ ایک جوڑا مبارک اور مفید ہوتا ہے۔ ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے۔ اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے۔ مرد اور جگر خراب ہوتا ہے۔ صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں آتشک سے مجذوم ہو کر دنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اولاد بھی ہو جاوے تو کئی پشت تک یہ سلسلہ برابر چلا جاتا ہے اور ادھر عورت بےحیائی کرتی پھرتی ہے اور عزت اور آبرو کو ڈبو کر بھی سچی راحت حاصل نہیں کر سکتے غرض اس جوڑے سے الگ ہو کر کس قدر بدنتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اسیطرح پر انسان روحانی جوڑے سے الگ ہو کر مجذوم اور مخذول ہو جاتا ہے۔ دنیا دی جوڑے سے زیادہ رنج و مصائب کا نشانہ بنتا ہے۔ جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کے لئے ملا ہے۔ اسیطرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا کے لئے حظ موجود ہے۔ صوفی کہتے ہیں جس کو یہ حظ نصیب ہو جائے وہ دنیا و مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھکر ترجیح رکھتا ہے اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسکو معلوم ہو جائے۔ تو اُس میں فنا ہو جائے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور انکی نمازیں صرف ٹکریں ہیں۔ اور اوپر سے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے حسرت نشست و برخاست ہے دل پر ہوتی ہے مجھے اور کبھی افسوس ہوتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف

اس لئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جائیں۔ اور پھر اس نماز سے یہ بات اُن کو حاصل ہو جاتی ہے یعنی وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پھر انکو کیوں یہ کھا جانیوالا غم نہیں لگتا۔ کہ جھوٹی موٹی اور اور جعلی نماز سے انکو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے انکو عزت نہ ملیگی اور کیسی عزت ملیگی۔ غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالےٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے۔ اور بڑی بھاری وجہ یہی ہے پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولےٰ حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی ہے کہ کیوں؟ انکو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزے کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ ہے۔ کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور موذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا اُنکے دل دکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابلِ رحم ہیں۔ دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں۔ مگر کبھی جا کر کھڑے ہوں پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ سے نہایت سوز اور جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔

(باقیہ دارد)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ مع دیگر حضرات بزرگان صدر انجمن خدمات دینی میں مصروف ہیں۔ خداوند کریم ان کا حامی و ناصر ہو۔ مولانا مولوی عزیز بخش صاحب منیرہ خادس خان سے کچھ عرصہ کے لئے تشریف لے آئے ہیں وہ حضرت شاہ صاحب محمد علی صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی جگہ کام کریں گے۔ کیونکہ شاہ صاحب موصوف بیرونجات میں دورہ فرمائیں گے۔ بتاریخ ۱۹ فروری کو مولانا ممدوح نے جنازہ غائب۔ جناب خواجہ صاحب ڈاکٹر غلام محمد صاحب سول سرجن صوبہ سرحدی حال مقیم احمدیہ بلڈنگس کے فرزند ارجمند بعمر قریباً ایک سال کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں اللہ کریم والدین کو صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور مرحوم کو جزا میں شفیع بنا دے۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ چہار شنبہ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۲۱ء نمبر ۶۶

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

(مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۲۱ء)

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے فما اوتیتم من شیء فمتاع الحیوة الدنیا وما عند اللہ خیر و ابقیٰ للذین اٰمنوا وعلیٰ ربھم یتوکلون ۝ والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا ھم یغفرون ۝ والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰة وامرھم شوریٰ بینھم ومما رزقنٰھم ینفقون ۝ والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون ۝ وجزاء سیئة سیئة مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین ۝ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولٰئک ما علیھم من سبیل ۝ انما السبیل علی الذین یظلمون الناس و یبغون فی الارض بغیر الحق اولٰئک لھم عذاب الیم ۝ ولمن صبر و غفر ان ذالک لمن عزم الامور ۝

فرمایا ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کچھ تم کو دیا گیا ہے۔ خواہ کوئی چیز ہے کسی قسم کا سامان ہے۔ رہنے کا مکان ہو۔ کھانے پینے کی چیز ہو۔ یا اور کسی قسم کا مال و منال یہ تو دُنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان ہے

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ مگر وہ بہتر اور باقی رہنے والا سامان کن لوگوں کو ملتا ہے۔ للذین اٰمنوا وعلیٰ ربھم یتوکلون ۝ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں دُنیا کے مال و متاع اور سامان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُسکو نہایت بتلایا گیا ہے ایک شخص کے دل میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ انسان کی زندگی کا جس پر انحصار ہے۔ وہ کھانے پینے اور پہننے کے سامان کہ جنکے بغیر انسان کی زندگی محال ہے اس کا ذکر ایسے الفاظ میں کیوں کیا گیا ہے۔ کہ وہ حقیر معلوم ہوں۔ اور اُن کی طرف انسان کی توجہ نہ ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگوں نے ان الفاظ سے متاثر ہوکر دُنیا کے مال و متاع کو ترک کر دیا ہے کیونکہ سارے قرآن کریم میں کہیں مال کی تحریص نہیں دلائی گئی ہے۔ بلکہ جا بجا اس کی طرف سے توجہ کو ہٹایا گیا ہے دوسری طرف قرآن کریم میں مال کو فضل اور خیر بھی کہا گیا ہے پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ باوجود اسکو اللہ تعالیٰ کا فضل اور خیر قرار دینے کے اسکو حقیر بھی قرار دیا ہے اور اسکی تحریص نہیں دلائی گئی۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ وہ چیز کہ جس کی محبت انسان کے دل پر خود بخود غالب آجاتی ہے

اُس کی تحریص دلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انسان کی محبت مال کے ساتھ بغیر کسی ناصح کی نصیحت اور واعظ کی وعظ کے خود بخود ترقی کرتی چلی جاتی ہے لیکن وہ سامان ضروری کہ جسکو خیر و ابقیٰ کہا گیا ہے۔ وہ اس قدر چھپی ہوئی چیز ہے اور اُس سے انسان کی طبیعت کو اسقدر بُعد واقع ہوا ہے کہ اسکی نسبت بار بار وعظ و نصیحت کی ضرورت ہے اور بعض لوگوں پر اثر کے باوجود پھر غفلت چھا جاتی ہے۔ اور وہ اس پر اس قدر توجہ نہیں کرتے کہ جس قدر توجہ کی ضرورت ہے۔ اسی لئے وہ کتاب جو انسان کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے اس کا فرض ہے کہ جس بات کی طرف توجہ کی آنکھ نہ اُٹھتی ہو اُسکو بار بار بیان کرے۔

ان آیات میں اس جگہ مومنوں کی تین صفات بیان کی گئی ہیں۔ الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور کھلی بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں واذا ما غضبوا ھم یغفرون اور جب وہ غیظ و غضب کے موقعوں پر غفر کرتے ہیں۔ تین ہی باتیں ہیں یعنی

حرص، شہوت اور غضب

جو انسان کو راہِ راست سے دور لیجاتی ہیں۔ بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب حرص سے ہوتا ہے۔ شہوت سے بڑی بڑی بے حیائی کے کام سرزد ہو جاتے ہیں۔ غضب سے دوسرے لوگوں کی حق تلفی کا ارتکاب ہوتا ہے۔ ویسے عام طور پر معاف کر دینا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ خوبی کی بات وہی ہے کہ جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔ کہ غضب کے وقت معاف کر دینا بحالتِ غضب کی حالت میں معاف کرنا مشکل ہے مشکل مقام ہے

اعلیٰ درجہ کا مومن وہی ہے

کہ جو اس جوشِ غضب کی حالت میں معاف کر دیتا ہے اور اپنے غصہ پر قابو پالیتا ہے۔ اور فی الحقیقت یہی وقت درگذر اور معاف کر دینے کا ہوتا ہے۔ اور ایسی حالت کی معافی ہی معافی ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں ہر شخص اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے۔ اور دوسرے شخص کو ہر طرح قصوروار سمجھکر اس پر اظہارِ غیظ و غضب کے لئے تیار ہوتا ہے ایسے وقت درگذر کر دینا اور بخش دینا بڑا ہی اعلیٰ مقام ہے اور غصہ کو دبا جانا کوئی آسان کام نہیں۔

اسکے بعد فرمایا۔ والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰة وہ لوگ جو اپنے رب کے احکام کو قبول کرتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔ وامرھم شوریٰ بینھم اور اُن کے کام ہمیشہ مشورت سے ہوتے ہیں۔ ومما رزقنٰھم ینفقون اور جو کچھ اُنکو دیا گیا ہے۔ اُن کو خرچ کرتے ہیں۔ یہ مومنوں کی تعریف میں ہی کہا گیا ہے۔ کہ اُن کے کام آپس میں مشورہ سے طے پاتے ہیں۔ گویا آپس میں مشورہ کرنا بھی ایک

اعلیٰ درجہ کی مدح کا مقام ہے

اس کے بعد فرمایا۔ والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون جب اُن پر بغاوت اور زیادتی کی جاتی ہے تو وہ مدد طلب کرتے ہیں۔ انتصار کے اصل معنے مدد طلب کرنے کے ہیں۔ انتصار کے معنے ہیں مدد چاہنا۔ نصر کے معنے مدد دینے کے ہیں۔ انتصار کے اصل معنی مدد چاہنے کے ہیں۔ اور اس لحاظ سے اسکے معنے بدلہ لینے کے بھی آجاتے ہیں جب کوئی شخص کسی پر ظلم کرتا ہے تو وہ مظلوم مدد کے لئے کسی کو بلاتا ہے۔ قرآن کریم نے ظلم کے خلاف مدد چاہنے کو بھی مقام مدح میں بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم کے مقابل پر مدد لینے والے یا مدد چاہنے والے کا بھی بڑا مقام ہے۔ اور وہ شخص جو یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ ایک گال پر تھپیڑ کھاکر دوسری بھی اُس کی طرف پھیر دینی چاہیئے۔ یہ کوئی مدح کی تعلیم نہیں ظلم کے خلاف ہمیشہ صدائے احتجاج بلند کرنی چاہیئے

بدلہ لینے کا بھی آخر ایک وقت ہوتا ہے۔ ہر موقعہ اور محل پر معاف کر دینا اصلاح کا موجب نہیں ہوتا۔ اگر ظلم کا مقابلہ نہ کیا جائے۔ تو دُنیا سے امن اُٹھ جائے۔ اور ظلم ترقی کرتا چلا جائے۔ اس لئے قرآن کریم نے ظلم کے خلاف مدد چاہنے کو مقام مدح پر بیان کیا ہے۔ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے یہودیوں اور مشرکوں کو کیوں مارا اور کیوں اُن کی شرارتوں کا مقابلہ کیا۔ وہ در اصل غلطی کرتے ہیں کیونکہ اگر اُن کا مقابلہ نہ کیا جاتا تو دُنیا سے امن ہی اُٹھ جاتا۔ اور وہ چھوٹی سی قوم جو حق کی اشاعت کی خاطر پیدا کی گئی تھی۔ تباہ ہو جاتی۔ اور صداقت کی آواز ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاتی۔ پس ظلم کا مقابلہ کرنا اور اسکے خلاف مدد چاہنا یہ بھی اسی طرح مدح کا مقام ہے۔ کہ جس طرح معاف کر دینا اور درگذر کرنا مگر چونکہ انسان ظلم کا بدلہ لینے کے لئے اکثر اعتدال اور میانہ روی کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے اسکو اعتدال پر لانے کے لئے اس حکم کے ساتھ کچھ شرائط بھی لگا دی ہیں۔ چنانچہ فرمایا وجزاء سیئة سیئة مثلھا۔ بدی کی سزا ضرور دی ہے۔ فمن عفا واصلح۔ ہاں اگر کوئی معاف کر دے مگر یہ معاف کرنا اصلاح کی غرض سے ہو یا اس سے اصلاح کی امید ہو۔ یہ معافی اور درگذر شر اور ظلم کو بڑھانے والا نہ ہو۔ بلکہ اصلاح کی غرض سے ہو۔ فاجرہ علی اللہ تو ایسی معافی کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے مگر اس میں شرط یہ ہے کہ اس معافی اور درگذر میں اصلاح مدِنظر ہو۔

ہر موقعہ پر معافی اور درگذر بھی مفید نہیں ہو سکتا بلکہ اگر ایک فاسق عورتوں کی عصمت پر حملہ کرے تو ایسے وقت میں اس کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے؟ بلکہ اُس کو معاف کر دینا چاہیئے۔ اس کا نام معافی نہیں بلکہ یہ سخت بے غیرتی ہے۔ جس شخص کے دل میں خلق خدا کی محبت نہ ہو اسکو سزا دینا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ دنیا میں ظلم اور جبر کے بڑھ جانے کا سخت اندیشہ ہو گا۔ مذہب کے دو بڑے اصولوں میں سے ایک

شفقت علیٰ خلق اللہ

ہے جو اس شفقت سے خالی ہے اللہ تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا انہ لا یحب الظالمین اللہ تعالیٰ ظلم کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد فرمایا ولمن انتصر بعد ظلمہ اور جو ظلم کے بعد مدد کے لئے پکارتا ہے یا مدد چاہتا ہے۔ فاولٰئک ما علیھم من سبیل۔ ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ انما السبیل علی الذین یظلمون الناس۔ الزام تو اُن لوگوں پر ہے کہ جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں ویبغون فی الارض بغیر الحق اور دُنیا میں ناحق فساد پھیلاتے پھرتے ہیں۔ اور تمردوں کے ساتھ دبا سنا پھرتے ہیں اولٰئک لھم عذاب الیم۔ انہی کے لئے دردناک عذاب بھی مقدر ہے۔ ولمن صبر و غفر ان ذالک لمن عزم الامور اور جو صبر اور غفر کرے۔ تو یہ بلند مقامات سے ہے۔ انسان جب ایک وقت تک دُکھ اور ظلم کو برداشت کرتا رہتا ہے [illegible] ظالموں پر قدرت اور غلبہ حاصل ہو جائے۔ اور پھر وہ استقامت کے باوجود [illegible] بڑے بھاری مقامات سے ہے۔ [illegible] اگر غور کرکے دیکھا جائے تو دکھ اور مصائب کے برداشت کرنے کے بعد اگر عفو کیا جائے تو یہ بلند مقام ہے۔ قابل قدر غفر اسی کو کہتے ہیں۔ [illegible] طرح غفر اور عفو کا نمونہ پیش کرنا کوئی اعلیٰ درجہ کی بات نہیں جبکہ اپنے دشمنوں پر قدرت اور غلبہ ہی نصیب ہوا ہو۔ اگر اپنی کمزوری اور بے بسی کے عالم میں اگر کسی کو معاف بھی کر دے۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ انہوں نے غفر اور عفو کی تعلیم اسوقت دی جبکہ خود اُن میں کسی ظلم کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ سال تک متواتر کفار سے تکلیفیں اور دکھ اُٹھائے اور حد درجے اذیتیں برداشت کیں۔ جب بدلہ لینے کا وقت آیا۔ اور آپ کو اپنے اُن دشمنوں پر ہر طرح کی قدرت اور غلبہ حاصل ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فاتح اور وہ دشمن مفتوح ہو گئے تو آپ نے عفو کا نمونہ دکھایا۔ اور اس قسم کی عفو کا نمونہ دُنیا میں کسی بادشاہ فاتح نے کبھی نہیں دکھایا۔ اور نہ اس کی کوئی نظیر دُنیا کی تاریخ سے پیش کر سکتا ہے کہ ایک قوم اپنی بیکسی کے زمانہ میں دوسری قوم سے حد درجہ کے دُکھ اور مصیبتیں اُٹھا چکی ہو اور وہ دوسری قوم اُس پر متواتر ظلم کرتی رہی ہو جب غلبہ پالے تو اُسکو فتح کرکے اسکو معاف کر دے اور اسکی بدسلوکیوں اور بے رحمیوں کی باز پرس نہ کرے۔ کس قدر وسیع دل تھے اس شخص کا کہ جو ایسے وقت میں جبکہ اُن کے ظالموں کو پا بزنجیر کرتا اور پھر یہ کہکر اُن کو چھوڑ دیتا ہے لا تثریب علیکم الیوم آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں اسکے ظالم کی سزا دینی تو درکنار وہ اُن کو ان کے ظلم کی ملامت بھی نہیں کرتا۔ [illegible] ایسی مثالوں کے وقت عفو پر عمل کرکے دکھاتا ہے ان آیات کے مطالب کو بیان کرتے ہوئے درمیان میں سے ایک بات رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ الذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰة وامرھم شوریٰ بینھم ومما رزقنٰھم ینفقون اس کی تشریح کو میں نے چھوڑ دیا تھا۔ اس آیت پر غور کرو کہ اس کی ترکیب بھی عجیب ہے وہ لوگ جو اپنے رب کے احکام کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور خدا کی تابعداری کرتے ہیں نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور اپنے معاملات کو باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں اور جو کچھ اُن کو دیا گیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں قرآن کریم میں جہاں کہیں اقامت صلوٰة اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر ساتھ ساتھ ملتا ہے یہ ایک جگہ (بقیہ دیکھو صفحہ کالم ۲)

اس پر کہاں تک عملدرآمد کیا ہے۔

لیڈران خلافت کا کیا یہی فرض ہے کہ سوراج حاصل کریں تاکہ سکہ خلافت میں امداد مل سکے لیکن حصول سوراج میں یہ بھی داخل ہے کہ قحط زدگان کی امداد کی جائے۔ اس کو دوسری انجمنوں کے ذمہ لگا کر اپنی بریت کرنا خلاف دانش ہے۔

اقتباسات

پرستش نماز

خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ تحریک نماز ملک میں بتدریج ترقی کرتی ہوئی نظر آرہی ہے اور نام کے مسلمان کام کے مسلمان بنتے جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے قصبات اور دیہات میں نماز کا چرچہ زیادہ نشوونما پا رہا ہے۔ لیکن افسوس کہ شہروں اور بڑے قصبوں کی دنیا پرست مسلم آبادی بہت ہی کم اس طرف متوجہ ہوئی ہے۔ شہروں کے رہنے والوں اور مرکزی خلافت کمیٹیوں کو ضرور اس طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ اگر اور کچھ بھی نہ ہوا۔ اور صرف مسلمانوں کو پابند نماز ہی بنا دیا تو موجودہ زمانہ کی بد وجہد اور مصائب و آلام کا کافی معاوضہ ہو جائیگا۔ کیا اچھا ہو۔ کہ ہندوستان کی زمین پر چلنے پھرنے والا کوئی متنفس جو مسلمان کہلاتا ہے ایسا باقی نہ رہے۔ جو پابند نماز نہ ہو۔ جس دن ایسا ہو۔ اس دن اسلامی ہندوستان کی مشکلات کا خاتمہ سمجھنا چاہئے۔ ہر بزرگ خاندان کا فرض ہونا چاہئے۔ کہ وہ تمام اپنے اہل خاندان سے نماز کا حساب کرے ہر آقا کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ اپنے نوکروں کو بے نماز نہ رہنے دے۔ یاد رکھو ؎

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

گاندھی جی کی خواہش

گاندھی جی نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا ہے۔ کہ "لوگ جو میرے پاؤں پڑتے ہیں اور گاندھی جی کی جے" کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ اس ناستودہ و مذموم حرکت کو ترک کر دیا جائے۔ میں جس چیز کی خواہش رکھتا ہوں وہ عمل ہے۔ یعنی لوگ میری باتوں کو سنیں سمجھیں۔ اور اُن پر عمل کریں۔ گاندھی جی کی یہ خواہش اپنے اندر دانائی، خلوص اور مآل اندیشی رکھتی ہے۔ جس کی اُن سے ہر شخص کو توقع ہو سکتی ہے۔ جو لوگ انتہائے زیادہ تذلل و انکسار پر آمادہ ہو جاتے اور کسی انسان کو خدا کی مرتبہ تک پہنچا دیتے ہیں وہ عمل کے وقت عموماً پیچھے رہتے اور بزدل ثابت ہوا کرتے ہیں۔ گاندھی جی کی تعلیم پر حقیقی طور پر عمل کرنے والے اور اُن کے مقصد کو کامیاب بنانے والے عموماً وہی لوگ ہیں جو کبھی گاندھی کے ہاتھ پاؤں چومنے اور گاندھی کو سجدہ کرنے پر آمادہ نہیں۔ گاندھی یقیناً اس رمز سے آگاہ ہیں اور شرک کو موجب شرک سمجھتے ہیں۔

سودیشی تحریک کو درزیوں کی امداد

صوبہ بہار کے درزیوں کا مسٹر مظہر الحق کے مکان کے قریب ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تھا۔ جس میں یہ قرارداد منظور ہوئی۔ کہ کوئی درزی دیسی کپڑوں کے سینے کی اُجرت سے دگنی اجرت لئے بغیر ممالک غیر سے آئے ہوئے کپڑوں کو نہ سیئے۔ اگر کوئی شخص اس کے خلاف عملدرآمد کرے گا۔ تو کوئی درزی اس کے کارخانے میں کام نہ کریگا۔ براد کے درزیوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ یہ تجویز جلد کامیاب ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مہاتما گاندھی کی تحریک کو سب سے زیادہ تائید درزیوں کی اس تجویز سے ہو سکتی ہے ضرورت ہے کہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں پردیسی کپڑے کے استعمال کو روکنے کے لئے درزیوں کی یہ اعانت حاصل کی جائے۔ یقین ہے کہ درزی بمنزور اس اعانت پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور چرخہ دار ان سے بھی زیادہ معین و مددگار ثابت ہوں گے۔

نماز مانع بیحیائی و بدافعالی ہے

کلام باری تعالےٰ ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ نماز بے حیائی و بدافعالی سے روک دیتی ہے۔

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی کی بدافعالی کی شکایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ میرے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ ہاں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ان صلوٰتہ تنھاہ عن ذالک۔ ان کی نماز انکو ان باتوں سے روک دے گی۔ چند روز کے بعد صحابہؓ نے پھر شکایت کی۔ حضور انورؐ نے پھر وہی جواب دیا تیسری دفعہ شکایت کی نوبت آئی۔ اور حضورؐ نے پھر وہی ارشاد کیا۔ لیکن چوتھی مرتبہ شکایت کی نوبت نہ آئی اور صحابی موصوف کی بدافعالی دفع ہو گئی۔

ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو باوجود نمازی ہونے کے بدکاریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ سو اس کی وجہ اللہ یہ وجہ نہیں ہے کہ نماز مانع بیحیائی و بدافعالی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ نماز کے ادا کرنے کا جو حق ہے۔ وہ ادا نہیں کیا جاتا۔

شراب خانہ خراب

اس پر مضمون عقل و ہوش غارت گر جو بدنیا ساکی طرح پلید و کثیف چیز ہے دنیا میں بڑے بڑے انقلاب اور بربادیاں رونما کیں۔ اس کے مہلک اثر نے ہزاروں قیمتی دماغوں کو مخزن بیحیائی اور لاکھوں بلند ہمت نوجوانوں کو پست ہمتی کا وارث بنایا۔ مسلمانوں کو اس پلید عرق سے ہمیشہ احتراز و اجتناب رہا ہے موجودہ زمانہ میں شراب نوشی کی کثرت نے ہندوستانی اخلاق کو جس طرح برباد کیا ہے۔ محتاج بیان نہیں۔ ہندوستان کی ہر قوم میں اب بیداری کے آثار نمایاں ہیں۔ اس لئے تمام حلقوں میں اس کی روک تھام کے لئے پُر اثر کوششیں شروع ہو گئی ہیں کلکتہ میں شراب کی تمام دکانوں اور مے نوشی کے خلاف لوگ سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ بعض مقامات پر تو شرابی ان کے پاؤں پڑ گئے۔ اور آئندہ کے لئے شراب سے توبہ کر لی۔ بعض دکانوں سے ایسے بھی نکلتے دیکھے گئے جن کے منہ کالے کئے۔ اور گلے میں جوتیوں کے ہار تھے۔ کندرپور میں ایک شراب کی دکان کے سامنے فساد ہو گیا۔ فتنہ بازوں نے مجمع کرنیوالوں کا لاٹھیوں سے مقابلہ کیا۔ کئی آدمی زخمی ہوئے۔ پولیس نے مجمع کو منتشر کیا۔ اور زخمیوں کو ہسپتال پہنچایا۔ ناگور اور نانی پیٹی کے درمیان جس قدر دکانیں شراب کی تھیں۔ سب بیٹ پڑی ہیں ضرورت ہے۔ کہ ہر شہر و قصبہ میں شراب کے خلاف انجمنیں اور جمعیتیں قائم ہوں اور اپنا کام سرگرمی سے شروع کر دیں۔

قصیدہ

از جودت طبع جناب خان صاحب محمد ابراہیم خان صاحب خیرپور سندھ

قصیدہ ہذا بر رسم دستاربندی جناب میر علی نواز خان صاحب بموجودگی کلکٹر صاحب بہادر خان صاحب محمد ابراہیم خان صاحب خیرپور سندھ نے پڑھکر سنایا۔ قارئین پیغام صلح کی ضیافت طبع کے لئے انہوں نے یہاں ارسال فرمایا ہے لہٰذا اسکو درج اخبار کیا جاتا ہے۔

قصیدہ تہنیت

اے میر میر جاہ و دولت تنشستہ شاد — ساغر بکف ز فیض امام علی مراد
خوش باش ز انکہ اختر بخت تو از کمال — چوں مہر بر سپہر چہارم قدم نہاد
گفتار شاعرانہ کہ حسن بالکذب ہست — ہرگز پسند نیست شاہانہ ات مباد
[illegible] — درج گہر ز کلک صفا سفتہ ام مراد
[illegible] — دُر دانہ دار تا کہ شود گوش اہل داد
شاہے کہ ظل شان علی العرش استویٰ ست — یکساں خوش است باہمہ چوں جان بہر نہاد
فیضان بیزوال نصیب جہان شدہ است — کاندر پناہ عدل وے آسودہ شد عباد
[illegible] — [illegible] رسل شارع سداد
بعد از کمال عدل و احسان بود کہیں — [illegible] معتقد شدہ
منظور حق ز نشاۃ انسان تعبد است — اے سایۂ خدا بخدا بودہ باش شاد
دستار مسند [illegible] ز حضور حق — تا عالم ہمیشہ بقا و ادش امتداد
[illegible] — [illegible] مبدا والمعاد
[illegible] — جنت سجیہ [illegible] نوشاد
بیست سر بود [illegible] — کاخر بمین [illegible] فتاد
یارب [illegible] مقصد [illegible] — شاہم [illegible] کامیاب باد
یارب [illegible] آل عبا کایں [illegible] — [illegible] شاہ و صاحب تاج [illegible]

[1] میر علی نواز خان صاحب چہارم امیر اند از امیر علی مراد۔ [illegible] میر فیض محمد و پدر او شاہ [illegible] علی مراد است۔ [illegible] ساغر [illegible] کہ مراد علی است درست شما آمدہ است۔

[2] یعنی بادشاہ کہ ظل شان الرحمٰن علی العرش استویٰ میباشد۔ یعنی آں اینکہ چوں بر سلطنت خود با ہمہ سادات متخلی است ہمچنیں بادشاہ را باید کہ باہمہ یکساں نظر داشتہ تعصب نکند و مثل جان کہ در ہر بدن است باہمہ یکساں بودہ باشد۔

مبارک شادی

ہمیں [illegible] — زشمس الفضل [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — بدان [illegible] سریں است
[illegible] آں زمان یکساں [illegible] نور — [illegible] ظلمت کدہ [illegible]
[illegible] — [illegible] آں ترین است
[illegible] — [illegible] شیوہ ہمیں است
[illegible] — [illegible]
نکاح دیگر از بہر ضرورت — [illegible]
جواز ش صورتے مخصوص دارد — [illegible] لعین است
[illegible] — مگر [illegible] اوّلین است
[illegible] — [illegible] لکاح [illegible]
[illegible] — [illegible] دل مفتوں بریں است
[illegible] — [illegible] است
[illegible] خواب [illegible] — [illegible] است
غرض شوق [illegible] — [illegible] است
مگر [illegible] خواب درست — [illegible] زرین است

[illegible] شادی مبارک باد دلشاد
کرد [illegible] چشم دور بین است

چو مقصود دل عاشق برآید — [illegible] است
سیاہ کالم الفضل بے سُود — [illegible] است
[illegible] — [illegible] است

ز بہر منکران آں حبیبے
بحق دشمن آں مہ جبین است

[illegible] — [illegible] لعین است
مگر حلقہ بگوش آں مسیحا — [illegible] بہترین است
[illegible] — [illegible] است

مقالات قبیح را کردہ منسوخ
خیالات قبیح خود معین است

[illegible] خلافت [illegible] — [illegible] است

مرید آں را مبارک ہمچنیں پیر
بہ پیر ہم مبارک ہمچنیں است

ایں شادی بر [illegible] صد مبارک — [illegible] است
فرض زندہ بماند یا نماند — احیاء السنن فرض [illegible] است
غرض [illegible] باقی [illegible] — اگر زندہ شوند [illegible] است
بدل شوق [illegible] زندہ کردن — [illegible] است
خدایا زندہ باشند ایں مریداں — [illegible] است

بلادِ غیر میں تبلیغ اسلام

ایک یہودی فاضل کا لیکچر مسجد ووکنگ میں

مسجد ووکنگ جو اسوقت انگلستان میں مسلمانوں کا ایک ہی مذہبی مرکز ہے۔ عام طور پر جس قدر منزلت کی نظروں سے دیکھی جاتی ہے اور اسلام کا جو عظیم الشان کام اس مسجد کے ذریعہ سے ہوا ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ فضلائے انگلستان قطع نظر اس کے کہ وہ یہودی ہیں۔ یا عیسائی اس مسجد میں دور دور سے چلکر آتے اور اسلام کی خوبیوں اور معقولیت کا اعتراف کھلے طور پر کرتے ہیں۔

چند دن کی بات ہے۔ ایک فاضل یہودی جو اسوقت آکسفورڈ یونیورسٹی میں زبان عبرانی کے پروفیسر ہیں اور ہمارے واجب الاحترام بزرگ مولوی سید عبدالحی صاحب عرب کے شاگرد بھی ہیں۔ اپنی بیوی بچوں سمیت مسجد میں آئے۔ یہ پہلا موقعہ ان کے لئے نہ تھا۔ اس سے قبل بھی وہ خواجہ صاحب کے زمانہ میں یہاں آتے رہے ہیں اور ان سے اور مولوی سید عبدالحی صاحب عرب سے اسلام کی خوبیوں کو سن سن کر قرآن کریم کے ساتھ انہیں ایک خاص محبت پیدا ہوگئی ہے۔ مولوی سید عبدالحی صاحب سے عربی کی تحصیل میں یہانتک ترقی کی ہے کہ اب وہ بلا تکلف عربی میں باتیں کرلیتے ہیں ہم میں سے ایک ایک اس فکر سے خوش ہوتے رہے کہ جو قرآن جیسی کتاب سے محبت رکھتا ہے۔ [illegible] سے محبت رکھتا ہوں

ان کے اس [illegible] محبت کو دیکھکر مولوی مصطفےٰ خاں صاحب نے مسجد میں لیکچر دینے کے لئے کہا جسے انہوں نے ہمارے بہت اصرار کرنے پر بالآخر منظور کیا۔ اور مختصر سا لیکچر توحید الٰہی اور اسلام کی معقولیت پر دیا۔ دوران لیکچر میں انہوں نے اپنا خاص پروفیسری کا گاؤن پہنا ہوا تھا۔ جو ایک خاص شان دکھا رہا تھا شروع لیکچر میں اپنے استاد مولوی سید عبدالحی صاحب عرب کا جو سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ خاص طور پر انہوں نے ذکر کیا۔ اور ان سے تعلیم حاصل کرنے کا ذکر دلی شکر و امتنان کے ساتھ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ ان یہودی فاضل کا وجود اسلام کے لئے بہت مفید اور بہت سے دوسرے لوگوں کی کشش کا موجب ہوگا۔

[illegible] خوشی ہے کہ ہمارے فاضل دوست مولوی سید عبدالحی صاحب جو سلسلہ عالیہ کے بہت پرانے ممبر ہیں آکسفورڈ کی پروفیسری میں بھی خدمات دینیہ بجا لانے کا موقعہ پاکر کوشاں رہتے اور دوسروں کے فائدے کا موجب ہوتے ہیں؟

لندن میں لیکچروں کا سلسلہ

گذشتہ اتوار بروز ۳۰ جنوری ۱۹۲۱ء

سے لندن کی [illegible] ۔۔۔۔ نماز کا انتظام بھی [illegible] لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے ان سے [illegible] اور دوسرے لوگوں کو جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں [illegible] گیا ۔۔۔۔ مولوی مصطفےٰ خان صاحب [illegible] لیکچروں کا اعلان کیا۔

مسٹر خالد شیلڈرک نے بھی ایک مختصر سی تقریر میں نو مسلمین اور ہمدردان اسلام کو اس بات کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی کہ ہم اسوقت بہت تھوڑے ہیں اور بالمقابل غلط فہمیاں پھیلانے والے اور دشمن بہت زیادہ۔ ایسی حالت میں ہمیں آپس میں نہایت محبت اور اتفاق سے کام کرنا چاہئے۔ اور جہاں تک ہو سکے اسلام کو پھیلانے اور غلط فہمیوں کی تردید میں ایکدوسرے کی امداد کرنی چاہئے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا لیکچر گذشتہ اتوار کو مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے "Position of Islam among other religions" "دوسرے مذاہب میں اسلام کا مقام" پر دیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ ۔ حضرت موسیٰؑ ۔ حضرت عیسےٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں سے ثابت کیا۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام مذاہب کے موعود ہیں

مسجد ووکنگ میں اس آیندہ اتوار کو پروفیسر ہنری لیون ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ نے ایک لمبا لیکچر اسلام پر دیا ؏

پیرس میں مسجد

کچھ عرصہ ہوا۔ ایک لندنی اخبار کے حوالہ سے ہم نے لکھا تھا۔ کہ پیرس کی مجلس جنگ اپنی مسلمان رعایا کی خدمات کی یادگار میں ایک مسجد وہاں بنانے والی ہے۔ حال ہی میں ٹائمز نے اس کے متعلق ایک تازہ اطلاع شائع کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مسجد جلد ہی اب پایہ تکمیل کو پہنچنے والی ہے۔ اور اس کی امامت اور اس میں قرآن کریم کے درس و تدریس کے لئے مراکو سے کسی مسلمان عالم کا تقرر عمل میں آئیگا۔ اس دل خوش کن خبر پر ایک مسلمان حکومت فرانس کے لئے طبعاً شکر گذار ہوگا۔ اگرچہ یہ خوشی مبدل بہ رنج ہوجاتی ہے جب اسی فرانس کا ہاتھ حکومت اسلامیہ کی تباہی میں نظر آتا ہے۔ لیکن اس قدر خوشی کی بات ہے۔ کہ انگلستان کی طرح فرانس میں بھی اسلام کا ایک مرکز قائم ہوجائیگا۔ جو اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کا بڑا ذریعہ ہوگا

یہ الہٰی کام ہیں۔ کہ ایک طرف جب اسلام کا پولیٹیکل طور پر زوال ہو رہا ہے۔ ایک دوسرے پہلو سے اسکی عظمت کے سامان پیدا ہوتے جارہے ہیں یہ بتاتا ہے کہ اب اسلام کو اللہ تعالےٰ تبلیغ کے ذریعہ سے ہی ترقی دینا چاہتا ہے۔ اور دوسرے ذرائع اس کے لئے مفید نہیں ہو سکتے یہی ایک ذریعہ ہے جو بالآخر اسلام کی تمام کھوئی عظمتوں کو قائم کرنے کا موجب ہوگا ؏

(دوست محمد از ووکنگ۔ انگلینڈ)

اقتباسات

اسلام کی شان و شوکت ممنون شمشیر نہیں ہے

مہاتما گاندھی کی زرّین رائے

لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تارکان موالات صاف صاف اس امر کو تسلیم کریں گے۔ کہ جبر و تشدد کے سوا اور کوئی چیز بھی قوم کے جادۂ ارتقا میں دیوار بنکر حائل نہیں ہوسکتی۔ ممکن ہے کہ آئرلینڈ جبر و تشدد کے ذریعہ آزادی حاصل کرے۔ ممکن ہے کہ ٹرکی جبر و تشدد کے ذریعہ ایک محدود وقت میں کھوئے ہوئے مقبوضات پر دوبارہ قابض ہوجائے۔ لیکن ہندوستان سو سال تک بھی جبر و تشدد کے ذریعہ آزادی حاصل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اسکے باشندے اور [illegible] و انواع تعلیم و تربیت۔ اور قومیت وغیرہ کے اعتبار سے دوسرے ملکوں کے باشندوں سے مختلف و متباین واقع ہوئے ہیں انہوں نے مصائب و نوائب کے آب و ہوا میں پرورش پائی ہے۔ صحیح یا غلط۔ مفید یا غیر مفید اسلام نے بھی ہندوستان میں پرامن راہیں کھولدی ہیں۔ اور میں دلیرانہ کہتا ہوں۔ کہ مسلمانان ہند صرف پرامن خاموشی اور [illegible] فقیرانہ اور شاہانہ تکلیف برداشت کرنے سے اسلام کی عظمت و شان کو قائم و برقرار رکھ سکیں گے۔ میں اس حیرت انگیز مذہب کا جسقدر زیادہ مطالعہ کرتا ہوں۔ اسی قدر زیادہ متیقن ہوتا جاتا ہوں۔ کہ اسلام کی جلیل القدر شان و شوکت تیغ و صمصام کی ممنون احسان نہیں۔ بلکہ اپنے خلفائے ماسبق کی شرافت ذاتی۔ ایثار نفس۔ اور صبر و تحمل ایسی صفات حسنہ کی رہین منت ہے۔ اسلام کا ستارۂ اقبال اسوقت برج زوال میں چلا گیا۔ جب اسکے مقلدین نے غلطی سے بدی کرنے کی سمجھ کر تلوار کو انسان کے گلے میں حمائل کر دیا۔ اور اس کے بانی (روحی فداہ) اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے زہد و تقویٰ۔ انکسار و حلم۔ اور ورع و عبادت کو پس پشت ڈالدیا۔ مگر اسوقت یہ بیان میرے مبحث سے خارج ہے۔ کہ اسلام کی رفیع الشان عمارت کا سنگ بنیاد دیگر مذاہب کی طرح جبر و تشدد پر نہیں۔ بلکہ حلم و تحمل پر۔ جان [illegible] پر نہیں۔ بلکہ جان بخشی پر رکھا گیا ہے ؏

میں یہ کہا کرتا چاہتا ہوں۔ کہ [illegible]

ایک سال کے اندر اندر سوراج حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو لازم ہے کہ وہ صادق القول ہو کر اپنے عقیدہ و قسم پر قولاً و فعلاً دونوں طرح مضبوطی سے جمے رہیں۔ خواہ وہ ترک موالات کو بھول ہی جائیں۔ مگر عدم تشدد کو فراموش کرنے کی جرأت نہ کریں۔ فی الحقیقت ترک موالات ہی عدم تشدد ہے جب ہم ایسی حکومت کو تسلیم کرتے ہیں۔ جس کا عقیدہ جبر و تشدد ہے تو گویا ہم خود تشدد پسند ہیں اسکا آخری حربہ صداقت نہیں بلکہ طاقت ہے اس حکومت کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جب سر پر آ بنے۔ تو دلائل و براہین یا ضمیر کی آواز پر کان نہ دھرو۔ بلکہ شمشیر براں کو میان سے نکالو۔ ہم اس عقیدہ سے بیزار ہو کر اسکے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں تشدد سے کام لے کر اپنے عقیدہ و اعتقاد کو جھٹلانا نہیں چاہئے۔ اگرچہ انگریز تعداد میں تھوڑے ہیں۔ مگر جبر و تشدد کے لئے منظم و مستعد ہیں اگرچہ ہم کثیر التعداد ہیں مگر ایک عرصہ دراز تک جبر و تشدد کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ جبر و تشدد ہمارے لئے ایک "پیغام یاس" ہے ؏

سکھوں سے ذات پات نہ پوچھی جائے

سردار مان سنگھ بی۔ اے ممبر لیجسلیٹو اسمبلی نے حسب ذیل ریزولیوشن انڈین لیجسلیٹو اسمبلی میں پیش کرنے کا نوٹس دیدیا ہے:-

"اس امر واقعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ سکھ دھرم ذات پات کی بنا پر کوئی تمیز روا نہیں رکھتا۔ یہ اسمبلی گورنر جنرل باجلاس کونسل سے سفارش کرتی ہے۔ کہ سکھوں سے آئیندہ مردم شماری میں ذات نہ پوچھی جائے اور ان کے نام بغیر کسی ذات پات کی تمیز کے درج کئے جائیں"

اس پر ایڈیٹر لائل گزٹ لکھتا ہے کہ:-

"سردار مان سنگھ نے اس ریزولیوشن کو اسمبلی میں پیش کر کے خالصہ پنتھ کی ایک بہت قیمتی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ وقت آگیا ہے۔ کہ خالصہ اب بحیثیت مجموعی ذات پات کے عقیدہ و خیال کے جوئے کو اتار کر پھینک دے۔ اور اپنے تئیں سچے معنوں میں خالص ثابت کرے۔ جو لوگ ذات پات کے جوئے کو اتار کر نہیں پھینک سکتے۔ خالصہ انکو اب پنتھ سے باہر نکال کر پھینک دے جب تک سکھوں میں ذات پات کا ہندوانہ عقیدہ موجود ہے تب تک وہ ہرگز ہرگز ہندو ہونے سے انکار نہیں کرسکتے۔ اور حقیقی معنوں میں سکھ نہیں کہلا سکتے"۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ہی وقت میں کوئی شخص جب کھتری یا برہمن اور سکھ نہیں ہو سکتا۔ تو ایک ہی وقت میں کوئی شخص ذات کا عقیدہ اور گورو سکھی پر وشواش نہیں رکھ سکتا۔ کفر و ایمان اور خدا و شیطان ایک جگہ ایک ہی وقت میں قیام نہیں رکھ سکتے۔ آبادی بڑھانے کی بھی ہمیں کوئی ضرورت نہیں تھوڑے ہوں۔ مگر پورے سکھ ہوں۔ اب خام اعتقاد لوگوں کو صاف الفاظ میں کہدو۔ کہ وہ ایک طرف ہوجائیں یا وہ ہندو بنیں۔ یا ذات پات کے عقیدہ کو خیرباد کہکر خالص سکھ بنیں۔ ذات پات کو تسلیم کرکے کوئی شخص سکھ نہیں رہ سکتا"

سکھوں کے ساتھ امیر افغانستان کا سلوک

اخبار لائل گزٹ لکھتا ہے۔ کہ:-

"آجکل افغانستان میں بالکل امن و امان ہے۔ اور تمام رعایا امیر امان اللہ خان سے بہت خوش ہے۔ ہندوؤں کی دلجوئی کی خاطر امیر صاحب نے تمام افغانستان میں گاؤکشی حکماً بند کردی ہے مرحوم امیر حبیب اللہ خان نے جلال پور کے متصل سلطان پور میں چشمہ دیو نانک گورو پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور چشمہ پر اپنے محلات بنوالئے تھے یہ چشمہ سکھوں کا تیرتھ اور شری گورو نانک دیو جی [illegible] ملک میں تشریف آوری کی یادگار ہے۔ اور اس پر ہمیشہ بیساکھی کے دن سکھوں کا میلہ لگا کرتا تھا۔ سابقہ امیر حبیب اللہ خان کی اس غیر مستحسن [illegible] [illegible] سے [illegible] کو بہت [illegible]

بیٹھتے ہی وہ چشمہ آزاد کر کے سکھوں کے حوالہ کر دیا۔ اور چشمہ کی حفاظت کے لئے ایک گارڈ مقرر کر دی تاکہ مسلمان سکھوں کو تنگ نہ کر سکیں۔

امیر امان اللہ خان کی اس فراخدلی اور انصاف پسندی سے تمام افغانستان کے سکھ خوش اور اُن کے مداح ہو گئے ہیں۔ پنجاب کے سکھ بھی جب یہ خبر سنیں گے۔ امیر صاحب کی بے تعصبی۔ انصاف پسندی اور رعایا پروری کی داد دیں گے"۔

پیغام صلح :- احسان بلا معاوضہ تو بہت بڑی قربانی اور وسعت قلبی کو چاہتا ہے۔ کاش سکھ صاحبان مسلمانوں کے اس حسن سلوک کے عوض ہی "شہید گنج لاہور کی مسجد" مسلمانوں کو مفت نہیں تو قیمتاً ہی دے دیں۔

کیا ایڈیٹر لائل گزٹ ازراہ کرم اپنے اخبار میں یہ تحریک کر کے مشکور کریں گے ؟

ایڈیٹر اخبار "پرکاش" کو اس کے اعتراضات کے جوابات

(از قلم مولوی عبدالرحمن صاحب مدرس کوٹ راد ہاکشن)

پچھلے دنوں احمدی مشنری مولوی صدیق حسین صاحب نے مہاراجہ صاحب کولہاپور کے حضور میں جو وعظ بطور دعوت اسلام فرمایا تھا۔ اسکے متعلق ایڈیٹر اخبار "پرکاش" نے اپنے پرچہ اخبار مورخہ ۹ جنوری ۱۹۲۱ء میں ایک مضمون بعنوان "راجہ کولہاپور کو اسلام کی دعوت" لکھا ہے۔ جس میں وہ رقمطراز ہے کہ:-

"مولوی صاحب کی دلیری کی تعریف کرنی چاہئے جو مہاراجہ ممدوح کو دعوت اسلام دینے گئے۔ اس تعریف کے بعد مہاراجہ صاحب کے وہ چند اعتراض لکھے ہیں۔ جو وعظ ختم ہونے پر کئے گئے۔ جن کی تائید کرتا ہوا ایڈیٹر مذکور لکھتا ہے کہ :-

"ان کا جواب اسلام کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

وہ فضول اعتراض بے مبنیاد حسب ذیل ہیں :-

(۱) اسلام کے اصول اگر زبردست ہوتے۔ تو آج خلافت کیوں جاتی۔

(۲) انسان کے لئے اللہ بس ہے یا نہیں۔ اگر بس ہے۔ تو رسول کی کیا ضرورت۔

(۳) جب وہ اللہ کے رسول تھے تو مار کیوں کھائی جاوے۔ طوطے کو کوئی نہیں مار سکتا۔ تو اللہ کے رسول کو کس طرح مارے۔

(۴) اگر محمدؐ کو انسان کہتے ہو۔ تو میں مانتا ہوں کہ بیشک وہ انسان تھے۔ اور بڑے عقلمند اور مدبر شخص تھے۔ لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے انکو خدا بنا کے بٹھایا ہے۔

اس اعتراض پر حاشیہ ایڈیٹر مذکور مؤید ہوا ہے۔ کہ اس میں شک نہیں۔ کہ اسلام اصولی طور پر تو حضرت محمدؐ صاحب کو انسان کا درجہ دیتا ہے لیکن عملی طور پر انہیں خدا کا درجہ دے رکھا ہے اسلام کے کلمہ میں خدا کے ساتھ حضرت کا نام شامل ہے کوئی انسان تو حبیب پرست نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ وہ حضرت کو خدا کا رسول تسلیم نہ کرے"۔

ان بیہودہ اعتراضات پر یہ کہنا کہ اسلام کی طرف سے ان کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا تعصب پر مبنی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ تماشا دیکھنے کی بات ہے کہ جب کمزور دشمن کسی طاقتور دشمن کے زدوکوب کرنے کے لئے حملہ کرتا ہے۔ تو وہ خود اپنی کمزوری ہی سے منہ کے بل گرتا ہے۔ اب دیکھئے اب پہلے تائید ی اعتراضات ہی کے جواب میں ایڈیٹر صاحب اپنی کمزوری سے کس طرح گرتے ہیں۔

جوابات اعتراضات

(۱) اسلامی ممالک اور خلافت کے چھن جانے سے اسلام کی صداقت اور اسکے زبردست اصولوں میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ کیونکہ اسلام پر ایسے کئی زمانے آ چکے ہیں اور یہ خلافت اسلامیہ کئی دفعہ زائل اور کئی دفعہ قائم ہوئی ہے جس زمانے میں عباسیوں کے پاس تھی اور خاندان عباسیہ کا آفتاب اقبال عین نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ جس کی شعاعوں سے چشمان حاسد خیرہ ہو رہی تھیں۔ تو انہیں ترکوں نے پیکر خلافت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جو آج خود خلافت کے اہل ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ سلطنت اسلامی کا گویا چراغ ہی دنیا سے گل کر دیا۔ بعد ازاں وہی ترک مسلمان ہو گئے اور سلطنت اسلام دوبارہ قائم ہو کر پہلے سے بھی کہیں زیادہ ہو گئی ؛

اس کے بعد اسلام پر دوسرا زمانہ آیا جس میں کہ یورپ نے اتحاد و اتفاق کیا اور صلیبی جنگوں میں شوکت اسلام کے پیکر کو توڑنا چاہا۔ اور ایک صدی تک بیت المقدس پر قبضہ رہا۔ بالآخر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صلاح الدین جیسا شیر دل انسان مسلمانوں میں پیدا کر دیا جس کی کوششوں سے اسلام کی منتشر قوت دوبارہ از سر نو جمع ہو گئی۔ اور دوبارہ پرچم شوکت اسلام بیت المقدس پر لہرانے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے لقب سے آج تک ملقب ہیں۔ سو عرض ہے کہ اگر زمانہ حال میں بھی سلطنت اسلام اور خلافت چھن گئی ہے تو اس سے صداقت اسلام میں کچھ فرق نہیں آ سکتا اور اسلامی زبردست اصول کمزور ثابت نہیں ہو سکتے کیونکہ پولیٹیکل اقتدار پر کسی مذہب کا صادق یا کاذب ہونا منحصر نہیں ہے۔ کیونکہ سلطنت اور دنیا کا مال و دولت و اقبال آنے جانے والی چیزیں ہیں

طائر اقبال را ہرگز نباشد اعتبار
ایں کبوتر ہر زمان شاخ بام دیگر است

ان کا کیا اعتبار ہے خدا جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ کیونکہ وہ بے نیاز ہے۔ علم جیوگرافی کے عالم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ زمانہ قدیم میں سلطنت اطالیہ اس قدر وسیع تھی۔ کہ بحیرہ روم ایک جھیل سمجھا جاتا تھا۔ جو اس کے دونوں ساحلوں پر کے سب ممالک قلمرو اطالیہ میں داخل تھے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں جو سلطنت اطالیہ ہے وہ انگریزی بوٹ کے مشابہ ہے۔ خیر اس سلطنت کا تو ابھی ٹمٹماتا چراغ باقی ہے۔ سکندر۔ دارا۔ افراسیاب کے تو نام ہی نام اب باقی ہیں۔ مدت ہوئی کہ ان کی سلطنتیں صفحہ ہستی سے مٹ چکی ہیں۔ ؎

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

سو مطلب یہ ہے۔ کہ اس دار فانی میں، بادشاہی اقتدار و وقار کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور کسی مذہب کے سچا یا جھوٹا ثابت ہونے کے لئے ملکی اختیار کی ضرورت نہیں۔ اس موقعہ پر ایڈیٹر کا شاید یہ اعتراض ہو کہ جب مذہب کے لئے ملکی اختیار کی ضرورت نہیں تو آج خلافت اور اسلامی ممالک کے چھین جانے سے مسلمان بے چین کیوں ہو رہے ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ ہر زندہ قوم کے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مقامات مقدسہ پر ہماری قوم کا ہی قبضہ رہے جیسا کہ بیت المقدس کے قبضہ کے لئے عیسائی قوم آج تک بے قرار رہی ہے۔ اسی طرح آج ہم مسلمان بھی یہ چاہتے ہیں، کہ ہمارے مقامات مقدسہ پر ہماری قوم کا ہی قبضہ رہے خدانخواستہ اگر ہماری یہ آرزو پوری نہ ہو۔ تو اس صورت میں مذہب اسلام کی صداقت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا اور اسلامی زبردست اصول کمزور ثابت نہیں ہو سکتے کیونکہ کسی مذہب کے کاذب یا صادق ہونے کے لئے پولیٹیکل اقتدار کوئی دلیل نہیں جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔

اگر ایڈیٹر مذکور مذہب کے صادق ہونے کی دلیل پولیٹیکل اقتدار مانتا ہے تو میں ایک خدا لگتی بات کہنے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ یہ کہ خدا کے فضل و کرم سے اب تک دو اسلامی سلطنتیں موجود ہیں۔ جن کے آفتاب اقبال و عروج سے دشمنان اسلام کی آنکھیں چندھیا رہی ہیں اور ان اسلامی دو سلطنتوں کے بالمقابل ویدک دھرم کی ایک سلطنت بھی قائم نہیں ہے۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

انصاف ہی کہیگا۔ کہ ایڈیٹر پرکاش ویدک دھرم چھوڑ کر علیحدہ بیٹھ رہے حاصل کرے کیونکہ آج پولیٹیکل اقتدار جس قدر عیسائی قوم کا ہے کسی اور دوسری قوم کا نہیں ہے اگر یہ اصول ویدک دھرم پر عاید نہیں ہو سکتا تو اسلام پر بھلا کس انصاف سے عاید ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اسلامی ممالک اور خلافت کے چھن جانے سے اسلامی اصولوں کو کمزور خیال کرنا محض نادانی نہیں تو اور کیا ہے ؟ جبکہ جنگ یورپ دنیا کے لئے یہ پیغام لایا ہے کہ اسلامی اصول اسقدر مضبوط اور زبردست ہیں کہ مجبوراً ان پر عمل کرنا فرض ہے مثلاً شراب نوشی جو اسلام میں ساڑھے تیرہ سو برس سے منع کیا جاتا آیا ہے۔ اور دنیا مخالفت کرتی چلی آئی۔ اس جنگ میں شراب نوشی کے بد اثرات نے جو قبیح نتائج پیدا کئے۔ انہوں نے یورپ و امریکہ کو مجبور کر دیا۔ کہ شراب نوشی کا ترک کرنا لازمی امر ہے۔ اور مخالفت شراب نوشی کے اسلامی اصول پر عمل کرنا ہی ہمارا ذریعہ نجات ہے چنانچہ بعض ملکوں میں شراب نوشی قانوناً بند ہو چکی ہے اور گورنمنٹ امریکہ نے تو اب یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ آئندہ کوئی شرابی جہازوں پر سوار نہ ہو چنانچہ کوئی شرابی اب امریکہ کے جہازوں پر سوار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اس عظیم جنگ میں جس قدر کہ کثرت سے جانی نقصان ہوا ہے۔ بعض مدبروں نے اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے کثرت ازدواج کے اسلامی اصول پر عمل کرنے کی ضرورت بتلائی ہے کیونکہ جب کبھی دنیا کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہوئی تو قرآن حکیم کے نسخوں سے شفا پائی ہے۔ مگر افسوس کہ اس نسخہ کے استعمال سے تغافل ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ جنگ کچھ عرصہ اور جاری رہتا۔ اور اسطرح جانی نقصان ہوتا رہتا۔ تو یورپ خود بخود اس اسلامی اصول پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا۔ سو مطلب یہ ہے کہ اسلامی اصول تو [illegible] کھا کھا کر اختیار کرنے کے بعد عمل کرنے پر مجبور ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہیگی اس لئے اگر کوئی اسلامی اصولوں کو کمزور خیال کرتا ہے تو وہ اپنی جہالت اور نادانی کا ثبوت دیتا ہے۔ (باقیدارد)

گئو رکھشا

مسلمان اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ گائے اگر زراعت کے لئے مفید ہے تو اس سے دس برس پہلے بھی مفید تھی گائے کی حفاظت اگر ہندوؤں کا مذہبی فرض ہے تو یہ فرض اب سے دس برس پہلے بھی تھا۔ گائے اگر دودھ گھی وغیرہ کی افراط کا موجب ہے تو گائے اب سے دس برس پہلے بھی دودھ گھی وغیرہ اسی طرح دیتی تھی۔ جیسی آجکل۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اب سے دس سال پہلے اس سرگرمی کا نام ونشان نہ تھا جو آج دیکھی جا رہی ہے۔ اگر دس برس پہلے یہ سرگرمیاں ہوتیں۔ تو آجکل ضرورت تھی کہ انکو ترک کر دیا جاتا۔ اور ہندو مسلم اتفاق کو پائدار بنایا جاتا۔ حالات حاضرہ پر غور کرنے سے جو بات بے ساختہ نظر کے سامنے آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر ان ایام میں مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کوئی مسلم قالب ایسا نہیں جس میں مسرت و اطمینان کو تلاش کیا جا سکے مسلمانوں نے اپنی ہمدردی اور دلسوزی کے لئے ہندوؤں سے کبھی درخواست نہیں کی بلکہ ہندوؤں نے خود ہی مسلمانوں کی ہمدردی کا اظہار کیا۔ جسکو مسلمانوں نے بڑے ہی شکر گذاری اور محبت کے ساتھ دیکھا محبت نے جواب میں محبت اور حمایت نے جواب میں حمایت۔ جیسا کہ مسلمانوں کا شیوہ ہے مسلمانوں کی طرف سے ظہور میں آئی۔ طرفین کی اس محبت و حمایت نے خوشنما ہم آہنگی کا ایوان عالیشان فوراً تعمیر کر دیا جس کی اٹاری پر چڑھ کر مستقبل کی شاندار اور نہ صرف دلفریب انگیز [illegible] نظر آنے لگے۔

ہندوؤں کی لین دین کرنے والی قوم نے اپنے حصہ کی خرچ کی ہوئی ہمدردی کا سود پیشگی ہی وصول کرنا ضروری سمجھا اور گائے کے مسئلہ کو چھیڑنا اس لئے مناسب خیال کیا کہ مسلمان اتفاق و محبت کے سبب یا اپنی قلت اور ہندوؤں کی کثرت سے مرعوب ہو کر یا اپنی سیاسی اہمیت کے کم ہو جانے کے سبب (جو خلافت عثمانیہ کی بربادی کے سبب کم سمجھی جانے لگی ہے) یا گاندھی جی کی آل انڈیا لیڈری کے سبب ہمارے مطالبات کو گو وہ کیسے ہی سخت و شدید ہوں تسلیم کر لیں گے۔ لیکن یہ نہ سوچا کہ شریف آدمی کے لئے کسی کی مصیبت میں شریک ہونے کا معاوضہ طلب کرنا اس قدر شرم انگیز فعل ہے کہ ہمدردی نہ کرنا اس قدر موجب شرم نہیں۔ نیز مسلمانوں کی مذہبی آزادی اور

نہ کبھی حدود میں عرصت اتحاد حتی کرنا بڑا ہی خطرناک کام ہے۔ کیونکہ مسلمان ہوم رول حکومت خود اختیاری اور ہر ایک چیز کو اپنے مذہب پر قربان کر سکتے ہیں۔

قوم پرست ہندوؤں کی طرف سے صرف ایک بات کہی جا سکتی ہے وہ یہ کہ جو لوگ گائے کے ذبح کرنے کو روکنے [illegible] مسلمانوں کو مجبور کرتے اور گورنمنٹ سے قانون بنواتے ہیں وہ حریت پسند اور قوم پرست ہندو نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کے گرگے ہیں اور قومیت متحدہ کے دشمن۔ لہٰذا ان حرکات ناشائستہ کی ذمہ داری ہمارے اوپر کیسے عائد ہو سکتی ہے۔؟

بلاشک یہ جواب معقول ہے اور مسلمانوں میں بھی ایسے شخصوں کی کافی تعداد موجود ہے جو قوم فروشی اور ایمان فروشی میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس بات کا کیا جواب ہے کہ مسلمان تو اپنے ہر ایک نالائق شخص کی نالائقی سے اپنی بیزاری کا اظہار کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب جیسے بااثر مولویوں کو مردود و مطرود قرار دیکر بے دست و پا کر دیا۔ قوم فروش ہندو اور قوم فروش ہندوؤں سے بیزاری کا اظہار کیوں نہیں کرتے۔

لالہ [illegible] صاحب کا اخبار عرصہ تک گائے کے متعلق ہندوؤں کو جوش دلاتا اور آمادہ کرتا رہا ہے۔ اب جبکہ خطرناک نتائج پیدا ہونے کی توقع ہے۔ تو کیوں ہندو لیڈر خاموش ہیں۔؟

ان کو چاہیئے کہ لالہ سکھ بیر سنگھ اور ہندو ممبران میونسپل بورڈ لکھنؤ و کانپور و لاہور وغیرہ سے اظہار بیزاری کریں اور کم سے کم اس قسم کے مضمون اخبارات میں شائع کریں۔ کہ گئو رکھشا کے مسئلہ کو بلند آہنگی سے چھیڑنا بحالت موجودہ سخت خطرناک اور ہندو مسلم اتفاق کو صدمہ پہنچانے والا ہے۔ اگر ہندو لیڈر ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے بھی خاموش رہے تو لازماً اور اضطراراً مسلمان یہی سمجھیں گے۔ کہ درپردہ ہندو لیڈروں کے [illegible] و اشارہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔ (مقتبس از ہفتہ وار مدینہ بجنور)

اسلام

ختم نبوت پر قرآن کریم کی شہادت

(گذشتہ سے پیوستہ)

وحی کے متعلق

پس تعبیرت کے ذریعہ بھی ویسا ہی اسکو حاصل ہوتا ہے جیسا کہ سمع کے ذریعہ اور یہ دروازہ بند ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھولا جاویگا لیکن اولیاء اللہ کے لئے الہام والی وحی باقی ہے جس میں کوئی تشریع نہیں۔ اس جگہ سمجھ لینا چاہیئے کہ لا تشریع فیہ کے کیا معنے ہیں یعنی ایسی وحی کہ نہ خود اسپر عمل کرے اور دوسروں کو اس وحی منزل کی طرف دعوت دیوے۔ جیسا کہ نبی اور رسول کے بنیانہ میں حضور شیخ نے فرمایا ہے۔ اس لئے کہ تشریع والی وحی احکام کے نسخ اور احکام کے ثابت ہونے کا نام ہے۔ فرمایا حضور شیخ نے کہ اگر وحی بذریعہ روح الامین جبرائیل علیہ السلام بعد محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ہوتی تو البتہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوتے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہرگز عمل نہ کرتے بلکہ اپنی شریعت پر حکم کرتے یعنی وہ وحی جو بذریعہ جبرائیل ان پر نازل ہوتی۔

پھر فتوحات کے باب ۳۱۰ میں فرماتے ہیں۔ کہ تحقیق تو جان لے کہ وحی بذریعہ ملک سوائے نبی کے قلب کے کسی دوسرے پر نازل نہیں ہوتی ہرگز اور غیر نبی ایک جملہ واحدہ سے بھی اوامر الٰہی سے مامور نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے بیان کر دیا۔ اور قائم کر دیا۔ اوامر اور نواہی واجب اور فرض حرام حلال مکروہ و مباح سب امور کو۔ پس یہ امورات الٰہی منقطع ہو گئے انقطاع نبوت و رسالت سے۔ اور اللہ تعالےٰ کے بندوں میں اب تک کوئی بھی ایسا نہیں ہو سکتا جسکو اللہ تعالیٰ اپنے کسی حکم سے مامور فرماوے کہ تو اس طرح خدا کی عبادت کر یا ایسا نہ کر۔ پس اگر وہ شخص بطور فرض یا واجب کسی بات کا حکم دیوے۔ تو اسکی حیثیت شارع جیسی حیثیت ہوگی۔ اور اس صورت میں اسکا دعائے نبوت میں اسنے خطا کی ہوگی۔ حالانکہ وہ منقطع ہو چکی۔ اور اگر اس نے کسی چیز سے بطور حرام منع کر دیا مانند شارع کے یا کسی سنت کا امر کر دیا یا مانند شارع کے یا کسی مکروہ سے منع کر دیا مانند شارع کے تو یہ سب [illegible] ہو نگے اور ادعاء نبوت میں وہ سچا نہ ہوگا۔

اور اگر وہ مدعی کہے کہ مجھکو فلاں امر مباح کا اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہے۔ تو ہم اسکو کہیں گے کہ سوائے اسکے نہیں کہ وہ حکم مباح راجع ہوتا ہے اس امر پر کہ یا وہ حکم تیرے حق میں واجب ہوگا یا سنت اور یہی تو عین نسخ ہے اس شرع کے بالمقابل جس پر کہ تو آیا ہے اور جب تیری وحی نے اسکو مباح ٹھہرا دیا تیرے مزعوم کے مطابق تیرے لئے تو یہ معصیت ہے شارع علیہ السلام کی۔

جیسے وہ حکم اولاً قائم فرمایا تھا بذریعہ وحی الٰہی کے اور اگر وہ حکم تو شارع علیہ السلام نے مباح ٹھہرایا تھا۔ اور اس مدعی کی وحی نے بھی اسکو مباح ٹھہرایا تھا اور اس مدعی کی وحی نے بھی اسکو مباح ٹھہرایا تھا تو اسکو کہا جاویگا۔ کہ اس سے فائدہ کیا ہوا۔ کہ ایک مباح مشروع کے لئے پھر ملک فرشتہ تیرے لئے نازل ہوا۔ اور یہ عقلاً قبیح اور بدیہی البطلان ہے۔

اور اگر وہ مدعی نبوت کہے کہ یہ حکم فرشتہ کے ذریعہ مجھ پر وحی نہیں کیا گیا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے مجھکو بغیر واسطہ ملک کے یہ حکم القاء فرمایا ہے تو ہم اس کو کہیں گے کہ یہ دوسری بات پہلی بات سے سخت تر ہے کیا تو یہ کہتا ہے کہ تیرے ساتھ اللہ تعالےٰ نے اسی طرح کلام کیا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان سے کلام کیا تھا۔ اور اس بات کا نہ تو علماء نقل سے کوئی قائل ہے اور نہ علماء ذوق و حال سے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ نے تیری ہمراہ کلام کیا یا تجھکو ایسا کہا۔ تو وہ نہیں کلام نازل کرتا ایسا جس میں احکام حلال حرام اوامر اور نواہی ہوں بلکہ ایک جملہ بھی اوامر سے نازل نہیں فرماتا بلکہ غیر نبی پر جو کلام نازل ہوتا ہے اس میں علوم اور معارف اور اخبار پیشینگوئیاں ہوتے ہیں نہ کہ شرائع۔

پھر حضور شیخ فتوحات کے باب ۲۱ میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مدعی نبوت کہے کہ فلاں چیز کا مجھکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو وہ صحیح نہیں۔ تحقیق وہ تلبیس ہے کیونکہ حکم امر یا نہی اسی قسم کلام سے ہے کہ اس کا سد باب ہو چکا ہے۔ کوئی امر متعلق تکالیف کے بندوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایسا باقی نہیں رکھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مشروع نہ ہو چکا ہو۔ پس حضرات اولیاء اللہ وغیرہ کے لیے کسی امر کا سماع بذریعہ وحی باقی نہیں ہے۔ بلکہ ان کے لئے مناجاۃ (سرگوشی) باقی ہے۔ جس میں اوامر نہیں ہوتے اور وہ حدیث و سمر کے اقسام سے ہے۔

اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی کہے کہ میں خدا کے حکم سے فلاں فلاں باتوں کا مامور کیا گیا ہوں۔ وہ جو شریعت محمدیہ کے مخالف ہوں۔ امورات شرعی تکلیفی سے تو وہ سمجھ جاوے کہ بات اسپر مشتبہ ہو گئی ہے۔ اگرچہ وہ سچا بھی ہو۔ اور اسکے کان نے سن بھی لیا ہو۔ پس وہ بات اللہ تعالےٰ کی طرف سے نہیں اور تحقیق وہ ابلیس کی طرف سے ہے مدعی کا صرف گمان ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالےٰ نے ابلیس کو یہ امر عطا کیا ہے کہ وہ عرش اور کرسی اور آسمان کو [illegible] کر سکتا ہے اہل اللہ کی نگاہ میں اور ایسی حالت میں وہ اہل اللہ سے کلام بھی کرتا ہے جیسا کہ مبحث خلق الحق میں گذرا۔ پس ہم اس کلام کو انشاء اللہ تعالےٰ مبحث ولایت میں مبسوط ذکر کرینگے

پس واضح ہو گیا تم پر کہ اوامر اور نواہی الٰہیہ کا سد باب ہو چکا۔ اور جو شخص اس امر کا مدعی ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ تو وہ مدعی شریعت ہوگا۔ جو اس پر وحی کی گئی ہوگی۔ خواہ وہ موافق شریعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا اسکے خلاف ہو۔ پس ایسی صورت میں اگر ہم قادر اور غالب ہیں تو اسکو قتل کریں گے ورنہ بصورت دیگر اس سے اعراض کر کے علیحدہ ہو جاویں گے۔ ...

اور حضرت سید عبد القادر جیلانی رح فرماتے ہیں کہ تحقیق انبیا علیہم السلام [illegible] ہیں۔ اور ہمکو بطور لقب [illegible] اور نبی کا اسم ہمارے [illegible] سے موسوم نہیں ہو سکتے باوجود [illegible] ہمارے۔ دونوں میں اپنی کلام کے معانی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معانی [illegible] ہے۔ اور ان سے ہمکو خبردار کیا [illegible] مقام پر قابض ہو جاوے تو وہ انبیاء الاولیاء (نبی) کہلاتا ہے۔ اور ان کی نبوت [illegible] ہے کہ وہ احکام شریعت محمد رسول اللہ [illegible] تعریف اور حقیقت کو جانتے ہیں [illegible] نہیں کرتے (یعنی احکام شریعت [illegible] مجتہد کا درجہ رکھتے ہیں) اور سوائے [illegible] کے اور کچھ معنے نہیں ہوتے

الغرض یہی وہ امور ہیں جو [illegible] اپنے متعلق فرماتے ہیں۔ اس سے [illegible] اور سوائے اختلاف الفاظ کے [illegible] ان کے اور اولیاء اللہ و اہل اللہ [illegible] اور ملتے جلتے ہیں۔

پس میں عرض کرتا ہوں کہ [illegible] جاوے کہ وہ جناب مسیح [illegible] ہمارے ہم کو شارع نبی قرار [illegible]

قادیان کا دارالافتاء [illegible]

(از قلم جناب میرزا عبد الکریم صاحب [illegible])

لا یحب اللہ الجہر بالسوء من [illegible] وکان اللہ سمیعاً علیماً

قادیان کا ۱۸/۲۸ [illegible] الفضل [illegible] مطالعہ سے گذرا۔ جس کے صفحہ [illegible] فتوے اور صفحہ ۵ پر میاں صاحب کی [illegible] والی سطح کو [illegible] (۱) خلاصہ استفتاء یہ ہے کہ کیا [illegible] میں یہ کہنا کہ "خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے" جائز ہے یا نہیں؟ تو حافظ روشن سرور شاہ صاحب مفتی [illegible] ہیں کہ "غیر احمدیوں کا کفر بینات سے [illegible] کے لئے دعاء مغفرت جائز نہیں۔ [illegible] والدہ کے لئے دعاء مغفرت کی [illegible] نہ ملی۔ پس جو مرد یا عورت کہ حق [illegible] نہیں ہوتا۔ اسکے متعلق دعا [illegible] لیے۔ ایسا کہا گیا [illegible] اس بات کی توبہ کرنی [illegible] رہنا چاہیئے" دستخط سید سرور شاہ [illegible]

اب میں ان کے فتوے [illegible] کرنا چاہتا ہوں۔ کہ [illegible] وہ اس قسم کے اختیارات [illegible] تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ لا تقولوا لمن [illegible] لست مومناً (جو تمہیں السلام علیکم [illegible] نہیں) اور ایک صحابی کو کسی ایسے ہی شخص کے [illegible] آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ ہلا شققت [illegible] اس کا دل تو نہیں چیر کر دیکھا تھا [illegible] الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل [illegible] وان زنی وان سرق قال وان زنی [illegible] یعنی جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا [illegible] مر گیا تو وہ جنتی ہوا۔ حضرت [illegible] پوچھا کہ اگرچہ اس نے [illegible] آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ ہاں اگرچہ [illegible] دفعہ آنحضرت صلعم نے [illegible] میں یہی فرمایا۔ پھر جس شخص کو آپ لوگوں [illegible] کیا تھے کہ نبی آخر الزمان [illegible] کہ "میں اہل قبلہ کو [illegible] بھی آپ لوگ [illegible] اور فرمایا [illegible] حکم [illegible] الدستور [illegible]

جلد ۸ | بلدۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء | نمبر ۱۸

کلام الامام امام الکلام

قرآن کریم فضول سے پاک ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

توریت میں بھی نیز قرآن مجید میں
لکھا گیا ہے رنگ وعید شدید میں
کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا
ہوگا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا
پھر یہ عجیب غفلت رب قدیر ہے
دیکھے ہے ایک کو کہ وہ کیسا شریر ہے
پچیس سال سے ہے وہ مشغول افترا
ہر دن ہر ایک رات یہی کام ہی رہا
ہر روز اپنے دل سے بناتا ہے ایک بات
کہتا ہے یہ خدا نے کہا مجھکو آج رات
پھر بھی وہ ایسے شوخ کو دیتا نہیں سزا
گویا نہیں ہے یاد جو پہلے سے کہہ چکا
پھر یہ عجیب تر ہے کہ جب حامیان دین
ایسے کے قتل کرنے کو فاعل ہوں یا معین
کرتا نہیں ہے اُن کی مدد وقت انتظام
تا مفتری کے قتل سے قصہ ہی ہو تمام
الٹا تو اس کا وعدہ رہا سارا طاق پر
اوروں کی سعی و جہد پہ بھی کچھ نہیں نظر
کیا وہ خدا نہیں ہے جو فرقاں کا ہے خدا
پھر کیوں وہ مفتری سے کرے اسقدر وفا
آخر یہ بات کیا ہے کہ ہے ایک مفتری
کرتا ہے ہر مقام میں اسکو خدا بری

(باقی دارد)

جواہر ریزے

نماز کی حقیقت

گذشتہ سے پیوستہ

میں اسکو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے یعنی کہاں نطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزا یعنی مختلف قسم کی اغذیہ۔ اور انکی ساخت اور بناوٹ۔ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ پھر جوان بوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اسپر مختلف اوقات میں گذرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو۔ اور وہ نقشہ ہر آن اسکے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مدمقابل میں اپنی عبودیت کو ڈالدے غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دیکر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈالدے اُس کا فیضان اور پرتو اُس پر نہیں پڑتا۔ اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ جس سے بڑھکر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسوا اللہ سے اُسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔ اُسوقت خدا تعالیٰ کی محبت اُسپر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت اُن دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام صلوٰۃ ہے پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کر دیتی ہے اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے۔ جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات ( ) کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے۔ اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اُسکی راہ میں ہوتی ہے آگاہ کر کے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جبکہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس کے ہاتھ میں نہیں اسکے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلل۔ کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اُسے کیونکر آ سکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ فحشاء کی طرف اس کی نظر اُٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض اسے ایسی لذت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں

پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے۔ دُعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دُعا کا اللہ ہی کے لئے ہے جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اُسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اُسکی طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اُس انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے۔ وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے۔ اور اپنے آپکو انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوٰت والارض کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی اُدھر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب فیہ وہ مسلم ہے۔ اور مومن اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور اُدھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے۔ کہ اُس پر وہ وقت آ جانا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔ ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہوتا ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اُس درخت کی طرح جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جائیں اور اُسطرف نشوونما پا لیں) اُدھر ہی جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور اُسکے دل میں پیدا ہو کر اُسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے جس طرح پر وہ شاخیں پھر دوسری طرف مُڑ نہیں سکتیں۔ اسیطرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدا سے دور ہوتی جاتی ہے۔

(باقی دارد)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت دینی کاموں میں مصروف ہیں۔ اللہ کریم حامی و ناصر ہو۔ دیگر بزرگان سلسلہ بھی خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔

بیجاپور سے مولوی صدیق حسن صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ایک چوکیدار مسلمان ہوا۔ چھ ماہ کے پیشتر سے وقتاً فوقتاً مجھے ملتا رہتا تھا۔ اور بہت سنجیدگی سے اسلام کی حقیقت دریافت کرتا تھا۔ قبل اسکے مسلسل دو سال سے عیسائیوں نے اپنا پورا زور لگائے رکھا تھا۔ مگر اسلام کے اصول اُسکے خوب ذہن نشین ہو گئے۔ یقین ہو گیا کہ اسلام کے احکام کے مطابق عمل کرنے سے نجات ہے۔ لہٰذا آج جامع مسجد بیجاپور میں مولوی صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ میں نے اسکو ایک مصحف اور سیپارہ عم دیا ہے۔ نو مسلم نے میاں بیوی بچے مال وغیرہ سے ہمیشہ اظہار کیا کرتا تھا۔ مگر اب کوئی ساتھ نہیں ہے۔ اس قربانی پر صدق دلی سے مسلمان ہوا

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح سے شائع ہوا۔

جس سے کہ آپ کی شانِ خدائی ظاہر ہوتی ہو۔ بلکہ کلمہ شریف میں تو اس امر کی احسن طریق سے تعلیم دی گئی ہے کہ "اللہ ایک ہے جو پوجا اور سجدہ کرنے کے لائق ہے۔ اور حضرت محمدؐ آپ کے عبد یعنی بندے ہیں۔ اب پرلے درجہ کا بیوقوف بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کلمہ شریف میں رسول پاک کو خدا یا خدا کا شریک خیال کرنا محض غلطی۔ نادانی اور لاعقلی ہے۔ بلکہ اس میں ہمیشہ کیلئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو کوئی بشر خدا یا خدا کا شریک تسلیم نہ کرے۔ بلکہ یہی سمجھے کہ خداوند کریم وحدہٗ لا شریک ہے اور حضرت صاحب آپکے بندے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص دائرۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو سب سے پہلے یہی تعلیم دیجاتی ہے یعنی اس اقرار کے لئے کلمہ شریف پڑھایا جاتا ہے۔ پھر ہر مسلمان چوبیس گھنٹہ میں بائیس دفعہ (پانچوں نمازوں کے بائیس التحیات) یہ پڑھتا ہے۔ کہ اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدًا عبده و رسوله یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ تحقیق محمدؐ بندہ اور رسول اُس کا ہے اب مقام انصاف ہے کہ مسلمانوں کو یہ کہنا کہ مسلمان تو حضرت صلعم کو خدا یا خدا کا شریک مانتے ہیں۔ جہالت اور نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام نے تو وحدہٗ لا شریک کی تعلیم عرب میں اُسوقت دی جبکہ خانہ کعبہ شریف میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ اور ہندوستان میں اُسوقت جبکہ ایک ایک ہندو کے حصہ میں ڈیڑھ ڈیڑھ بت آتا تھا۔ اب اسلام ہی کو یہ کہنا کہ یہ وحدہٗ لا شریک کی تعلیم نہیں دیتا۔ گویا سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید۔ نیز مشرق کو مغرب اور مغرب کو مشرق کہنے کے برابر نہیں ہے۔

اب یہ بات رہی کہ کوئی انسان توحید پرست نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ حضرتؐ کو خدا کا رسول نہ تسلیم کرے" اس میں شک ہی کیا ہے۔ کیونکہ خدا کی شان و شوکت اور جلالیت اور ربوبیت کاملہ کا علم اُس کے رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی دُنیا کو ہوتا ہے۔ اگر رسول کو تسلیم نہ کیا جاوے تو انسان خدا سے محض بیگانہ رہتا ہے۔ اس لئے خدا پر ایمان لانے اور خدا شناس ہونے کے لئے رسول کو تسلیم کرنا ضروری امر ہے۔ (عبدالرحمٰن مدرس کوٹ راد ملکش)

متفرق خبریں

سرحدی - قبائل سے آئے دن جو آویزش رہتی ہے اُسکے مصارف کا اندازہ اکثر حضرات کو بالکل نہ ہوگا لیکن اُنہیں یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا۔ کہ جس چیز کو وہ اب تک محض کھیل اور خوش مذاقی کا ایک آلہ خیال کرتے ہونگے۔ صرف اُسکی نذر ہندوستانی ٹیکس ادا کنندگان کا پچھلے پچیس برس میں سینتیس کروڑ روپیہ ہو چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح ہر پچیس برس کے بعد مصارف کی رقموں کا اعلان ہوتا رہیگا یا ان مناقشات کو ختم کرنے کی کوئی تدبیر اختیار کی جائے گی؟

یورپ کی پچھلی خوفناک اور خونریز جنگ میں جہاں لاکھوں فرانسیسی انگریز، جرمن، ترک، آسٹرین کام آئے ہیں۔ وہاں ہمارے بدنصیب ملک کے بھی چھتیس ہزار جوان رعنا جام فنا نوش کر گئے نہ معلوم اور اُن لوگوں کا کوئی ذکر نہیں جو بالکل بیکار ہو گئے ہیں اور صرف اسی اُمید پر کہ اس جانفشانی کے بدلے اُن کا ملک بھی کنیڈا، آسٹریلیا کی صف میں کھڑا ہو سکیگا۔ لیکن کیا اُنکی خواب کی تعبیر پوری ہوئی؟

مردم شماری کے متعلق ۱۸ فروری کو مہاتما گاندھی اور ممبران کانگرس کمیٹی کی کانفرنس میں یہ سوال زیر بحث آیا کہ جن لوگوں کو شمار کنندہ بنایا جاتا ہے۔ آیا انکو یہ سرکاری کام منظور کرنا چاہیئے۔ یا انکار کر دینا چاہیئے۔ مہاتما جی نے فرمایا کہ اب تک چونکہ کانگرس نے سول قانون کی خلاف ورزی کا سلسلہ شروع نہیں کیا اس لئے مردم شماری کے احکام کی بھی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیئے۔ اور جن اشخاص کو شمار کنندہ کا یا کوئی اور کام سپرد کیا جائے۔ انہیں اس کی تعمیل کرنی چاہیئے۔

مصر میں خفیہ پولیس کو پتہ چلا کہ ایک خاص مکان میں بم کے گولوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ پولیس نے فوراً اس مکان کی تلاشی لی اور یہاں پر اُسکو بم کے بنانے کے مصالحے اور دیگر آتشگیر مادہ کا ایک بڑا ذخیرہ اور باغیانہ کاغذات ملے۔ مالک مکان اور وہ شخص بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جس کے متعلق مالک مکان نے بیان کیا تھا۔ کہ اُس نے مجھ سے بم تیار کرائے تھے۔ اس شخص نے جسکے لئے بم تیار کئے

سے بیان کیا ہے۔ کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں اور میری بیوی امریکن ہے۔ یہ امریکن خاتون مارچ سنہ ۱۹۱۹ء کے بعد کے نازک زمانہ میں جامع ازہر میں جو جلسے منعقد ہوتے تھے۔ برابر حصہ لیتی رہی اور اُس نے اپنی پرجوش تقریروں سے اہل ملک میں بہت کچھ شہرت حاصل کر لی تھی۔ یہ دفعہ اس قدر اہم خیال کیا گیا ہے اور اس سے اس نظام عمل کی تاریخ پر جس کے ذریعہ وزراء پر بم پھینکے گئے۔ اس قدر روشنی پڑتی ہے۔ کہ تحقیقات کا افسر اعلیٰ خود تحقیقات کر رہا ہے۔

ترکی مطالبات - مولانا شوکت علی ۲۴ فروری کو بمبئی سے تار دیتے ہیں کہ تمام کارکنان خلافت اس تار کو پڑھ کر نہایت ہی خوش ہوں گے۔ جو ڈاکٹر انصاری نے تختۂ جہاز پر سے بھیجا ہے۔ تار کا مضمون حسب ذیل ہے :-

"مسٹر چھوٹانی - ہز ہائینس سر آغا خان، مسٹر حسن امام مولانا قدوائی اور قاضی عبدالغفار کے درمیان ہر روز بحث ہوتی ہے۔ اور یہ سب ہمارے مطالبات کے ساتھ متفق الرائے ہیں۔ اب محنت سے کام کرنے اور خلافت کی رسید بک کے ذریعہ روپیہ جمع کرنے کا وقت ہے۔ خدا نے چاہا تو ہمیں بہت جلد فتح نصیب ہوگی۔ اور اس جنگ میں ہم ظفریاب ہوں گے۔"

گورنمنٹ کی ایک اور شکست - یہ ایک کھلی ہوئی صداقت ہے۔ کہ جو کونسلیں گورنمنٹ نے ہندوستان میں قائم کی ہیں وہ ملک کی اصلی نمائندگی کا حق ادا کرنے کے نا قابل ہیں۔ اور چونکہ گذشتہ انتخابات کے موقعہ پر عام ہندوستانی ان سے الگ تھلگ رہے ہیں اس لئے ان کونسلوں کے ممبروں پر ہندوستانیوں کو ذرا بھی اعتماد نہیں ہے کہ وہ اُن کے حقوق کی حفاظت کریں گے۔ مگر باوجود اسکے گورنمنٹ ان نام نہاد کونسلوں میں بھی جہاں زیادہ تر خوشامدی اور چاپلوسی بھرے پڑے ہیں کئی مرتبہ شکست فاش کھا چکی ہے اور حال میں ہی امرتسر کے تاوان کے متعلق جو شکست کھائی ہے۔ وہ گورنمنٹ کو اُسکی اصلی حالت دکھانے کے لئے کافی سمجھنی چاہیئے۔ گورنمنٹ نے اس موقعہ پر اپنا پورا زور مخالفت میں صرف کیا۔ اسکے جعولی ملک ممبروں نے بھی طرح طرح سے اس تحریک کی مخالفت کی۔ مگر جب ووٹ لئے گئے تو ۴۵ ووٹ لالہ نریندر ناتھ کے حق اور صرف ۱۳ خلاف نکلے۔ گورنمنٹ پنجاب باشندگانِ امرتسر کا تاوان معاف کریگی یا نہیں یہ سوال دوسرا ہے مگر کونسل میں اگرچہ یہ کونسل نام نہاد ہی ہے گورنمنٹ شکست فاش کھا چکی ہے۔ کیا اب بھی گورنمنٹ یہ ڈینگ مار سکتی ہے۔ کہ لوگوں کے حقوق اور مطالبات کے متعلق فیصلہ کرنے کا حق قدرتی طور پر اسے حاصل ہے۔

ایران کی جنگی تیاریاں - ہاڈنیز کو طہران دارالخلافہ ایران سے معلوم ہوا ہے کہ رضا خان انقلاب پسند لیڈر۔ ایران کی حالت بہتر بنانے کے لئے بڑی تجاویز سوچ رہا ہے وہ کہتا ہے۔ کہ وہ سیاسی قیدیوں سے روپیہ حاصل کریگا۔ اور جو قومیں زیادہ خطرناک ہیں۔ اُنہیں ملک بدر کر دے گا۔

بولشویک لیڈروں کا اختلاف - برلن کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ لینن اور ٹراٹسکی کے درمیان مزدوروں کی انجمنوں کے حقوق کے متعلق اختلاف ہو گیا ہے لینن انہیں آزاد کرنے کے حق میں ہے۔ ٹراٹسکی اُن سے جبریہ خدمت لینے کے اصول کو مانتا ہے

ماسکو میں انقلاب ہو گیا۔ بعد ازاں ٹراٹسکی نے آرمی کونسل کی صدارت سے استعفٰی دیدیا۔ مگر بولشویک سپاہیوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپ کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اعلان جنگ کر دیا۔ اور ماسکو کی گلیوں میں خوب خونریزی ہوئی۔

یونانی لیڈروں میں اتفاق - یونان کا تار مظہر ہے کہ یونانیوں کی یہ خبر لگ رہی ہے۔ کہ ایشیا کوچک کا علاقہ ان کے ہاتھ سے نہ چھن جائے۔ اس لئے اب ایم وینزیلوس اور مخالف پارٹی آپس میں مشورہ کرنے میں مصروف ہیں۔ گرگ آشتی اسی کا نام ہے۔

مسلمان والنٹیروں کا جوش - مسلمان والنٹیر اللہ اکبر جانفزا قومی نعروں سے مُردہ دلوں کو بلا رہے تھے گورنمنٹ کے مسلمان فوجی سپاہیوں نے بھی ان نعروں کو سنا اور نہایت جوش و خروش سے ان قومی نعروں کے جواب میں اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے رہے۔ اس سے برطانوی کیمپ میں تہلکہ سا مچا دیا۔ اس کی اطلاع سید اسمٰعیل غزنی کمانڈنگ آفیسر بمبئی مسلم والنٹیر کور کو دی گئی"

ترکی مطالبہ ۲۳ فروری لنڈن کانفرنس کے اجلاس میں دونوں ترکی وفد شامل ہوئے۔ توفیق پاشا اور باقر سمیع۔ دونوں نے مشرق میں امن کے قیام کے اصول پر زور دیا اور کہا گیا۔ کہ وہ ترکی معاہدہ کے موجودہ نقائص پر مدلل بحث کریں۔

ترکوں سے اتحادیوں کی مایوسی ترکی وفد کے ممبروں کی بے پروائی پر لنڈن میں اظہار مایوسی کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ ترکوں کو مہینوں پہلے اس کانفرنس کا علم تھا۔ مگر انہوں نے اپنے معاملہ کو تیار نہیں کیا۔ اسی طرح جرمن نمائندے بھی تیار ہو کر نہیں آئے۔

فرید پور میں مسلح ڈاکہ - فرید پور کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سو کے قریب ہندو مسلمانوں نے ملکر زبردست ڈاکہ ڈالا۔ معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ... کے گاؤں پر حملہ کیا بندوقوں کا بھی استعمال کیا۔ ... ہزار روپیہ کی نقدی اور زیورات لے گئے۔

مشرق قریب کی کانفرنس ۲۲ فروری کو باشندگان حیدرآباد سندھ نے ایک عظیم الشان جلسہ میں گورنمنٹ ہند کی اس کارروائی پر اظہار نفرت کیا گیا۔ اور پاس کیا گیا۔ کہ جن لوگوں کو مشرق قریب میں مسلمانان ہند کی طرف سے شرکت کے لئے نامزد کیا گیا ہے۔ اُن میں سے زیادہ تر مسلمانوں کے حقیقی نمائندے نہیں ہیں۔ اور وہ مسلم جذبات کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔

لنڈن کانفرنس - ۲۴ فروری کو کانفرنس کا جلسہ دن بھر ہوا۔ توفیق پاشا بوجہ علالت غیر حاضر تھے۔ مصطفےٰ رشید بے نے کہا کہ دونوں ترکی وفود نے وفد احرار کے سرگروہ باقر سمیع بے کو اجازت دیدی ہے کہ وہ ترکی مطالبات بیان کرے۔ اس نے مطالبہ کیا۔ کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں ترکی کے پاس جو علاقے یورپ میں تھے۔ وہ اسکو دیئے جائیں۔ ایشیائے کوچک میں ترکوں اور عربوں کی کثرت رائے سے حدود قائم کیجائیں۔ مشرقی سرحد وہی ہو۔ جو جنگ سے پہلے تھی۔ ارمنی و ایرانی سرحد وہ ہو جو حال ہی میں ترکوں نے ارمنوں سے معاہدہ کر کے طے کی ہے یونان سمرنا کو خالی کر کے ترکوں کو دیدیں، ترکی بیڑہ آزاد ہو۔ درہ دانیال کے فوجی استحکامات رہیں۔ مگر یہ ترکوں کے ماتحت ہو اور اسکے نظم کے لئے جو بین الاقوامی کمیشن بنا ہے۔ اس میں ترکی شامل ہو۔ چھوٹی قوموں کے مفاد کا تحفظ ہو۔ ترکی کی عدالتوں کا اقتدار تسلیم کیا جائے اور ترکی و اجنبی نمائندے ملکر موجودہ طریق دادگستری کی اصلاح کریں۔ سرحد اور ساحل اور اندرونی امن کے تحفظ کے لئے ترکی کے پاس کافی بھرتی و جبری فوج ہو۔ جنڈرمی فوج کا انتظام درست کیا جائے۔ اور اس میں اجنبی افسر مددینا معاہدہ کی منظوری کے بعد ترکی اور قسطنطنیہ سے غیر ترکی فوجیں نکال دی جائیں ترکی کو مکمل مالی و اقتصادی آزادی حاصل ہو۔ ترکوں نے اعداد و شمار سے ثابت کیا۔ کہ سمرنا اور مشرقی تھریس میں ترکی آبادی زیادہ ہے۔ اور جب ترکی نمائندے چلے گئے تو یونان سے ان علاقوں کی آبادی کے اعداد مانگے گئے۔

اتحادیوں کا مطالبہ - اتحادیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ سمرنا اور تھریس کے متعلق جو اعداد اتحادی جمع کریں ... ترکوں اور یونانیوں سے استصواب کریں۔ کہ وہ انکو ماننے پر تیار ہونگے یا نہ۔ اور اگر وہ مان گئے۔ تو اتحادی ایک بین الاقوامی کمیشن قائم کریں گے۔ فرانس و اٹلی میں تجویز سے متفق ہیں اور امید ہے کہ ترک اور یونانی بھی اسکو مان لیں گے۔

یونانی اور ترکی رائے - ترکی وفد نے اتحادیوں کی تجویز کے جواب میں کہا ہے کہ وہ سوچکر جواب دیں گے۔ اور یونانیوں کے نمائندوں نے اپنی حکومت کو تار بھیجا ہے ترکی احرار کے وفد نے بھی مصطفےٰ کمال پاشا کو تار دیا ہے۔

تشدد کی راہ

پنڈت رام بھجدت کی زبان بند :- گورنر پنجاب نے پنڈت رام بھجدت صاحب چودھری کو بروئے قانون تحفظ ہند حکم دیا ہے۔ کہ چونکہ اُن کے بعض افعال امن عامہ کے خلاف ہیں۔ لہٰذا وہ تا حکم ثانی کسی جلسہ عام میں شامل ہونے یا تقریر کرنے سے باز رہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ٨ یکشنبہ مورخہ ٦ مارچ سنہ ١٩٢١ء نمبر ٦٩

امتناع ذبح بقر پر نفاذِ قانون

آج اس سیاسی ہیجان اور طغیانی کی فراوانی کے دوران مسلمانوں جیسی عظیم قوم جس نفسیاتی چال سے شکار کی گئی ہے وہ فلسفۂ جذبات کی ایک نہایت ہی اہم فرع ہے۔ وہ لوگ جو نفسِ انسانی کے اس گہرے راز سے واقف ہیں ان پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ انسانی دل کو مسخر کرنے کے لئے حاشت و ہمدردی کے چند جملے جو کام کرتے ہیں وہ کام بڑی سے بڑی مادی طاقت اور دلائل دیگر ہیں کی چمکتی ہوئی تلوار سے قطعاً ناممکن ہے

اس لالہ زار ہند میں ایک عرصہ دراز سے گائے کے متعلق ہندو مسلم جذبات کی قریباً ہر سال نمود ہوتی رہی ہے۔ کبھی مذہبی مناظروں اور مباحثوں کے رنگ میں اور کبھی طاقت و قوت کی باہمی آویزشوں کے ذریعہ سے دونوں قوموں نے اسکے متعلق اپنے شدید احساسات کا اظہار کیا ہے ایک طرف اگر خدا کے حکم نے اپنے بندوں کو اس کی قربانی پر آمادہ کر رکھا تھا تو دوسری طرف خود اس جانور کی محبت و عظمت نے اس کی حفاظت کا واسطہ ڈال رکھا تھا۔ (والنصروا الھتکم ان کنتم فاعلین) مسلمانوں پر نہ تو ہندو دوستوں کی سحر بیانی کا اثر ہوا۔ اور نہ ان کی اعداد کی کثرت ہی مسلمانوں کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی سے باز رکھ سکی۔ ہندوستان کے یہ دونوں فرزند اسی کی وجہ سے ہر سال ایکدوسرے کے خون سے شرابور ہوتے تھے۔ کہ یکایک اس سرزمین کا مطلع ایک عظیم الشان سیاسی طوفان سے غبار آلود ہو گیا۔ مسلمانوں نے اپنی رہی سہی شوکت دنیوی عیسائی سلطنتوں کے ہاتھوں برباد ہوتے دیکھکر طبعاً ایک المناک صدمہ محسوس کیا۔ اور اس انتہائی بیچارگی کے عالم میں مسلمانوں کو کسی کا نظر کرم دیکھ لینا ہی کافی تھا۔

ایسے موقع پر ہندو برادران وطن نے مسلمانوں کو اس درد میں ہمدردی کا اظہار کیا۔ لیکن اس اظہار ہمدردی کے ہر ایک موقعہ پر اشاروں ہی اشاروں میں یہ بھی بتلا دیا کہ اگر وہ اس ہمدردی کو مستقل طور پر حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انکو گائے کی قربانی سے ہاتھ کھینچ لینا چاہئے۔ مسلمانوں نے ہندو اظہار ہمدردی کا پاس کرتے ہوئے اس شرط کو صرف اس حد تک قبول کر لیا ہے۔ کہ وہ حتی الامکان دوسرے جانوروں کی قربانی کو ذبح گاؤ پر ترجیح دیں گے۔ لیکن بعض ناعاقبت اندیش برادران وطن اس معتدل حد تفہیم پر قائم نہ رہتے ہوئے اس سے آگے قدم بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی اس رواداری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس فکر میں ہیں کہ امتناع ذبح بقر کے لئے قانون پاس کرا لیا جائے۔

حیرت اور تعجب کی جا ہے کہ وہ لوگ جو ترک موالات کی حدود کو اس قدر وسیع قرار دیتے ہیں کہ گورنمنٹ کی کسی معاملہ میں کبھی اعانت حاصل نہ کی جائے۔ وہی دوسری طرف مسلمانوں کے مفاد کو ملیا میٹ کرنے کے لئے گورنمنٹ کی پناہ بھی تلاش کر رہے ہیں مگر امتناع ذبح بقر کو قانونی حدود کے اندر لانے کی کوشش فی الحقیقت ہندو مسلم اتحاد کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش ہے۔

ہم اپنے ہندو دوستوں کو یہ صاف صاف بتلا دینا چاہتے ہیں کہ ان کی یہ نارو کوشش ایک ایسی چنگاری کا کام دیگی۔ کہ جس سے دونوں قوموں کا سرمایۂ اتحاد جل کر خاک ہو جائے گا۔

ذبح بقر کے متعلق اسلامی احکام اور روایات کو اخبار پیغام صلح کے گذشتہ نمبروں میں مفصل طور پر پیش کیا جا چکا ہے اس کے ضمن میں ہم نے وید مقدس اور ہندو شاستروں کے رو سے بھی اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالدی تھی اقتصادی حیثیت سے بھی حفاظت بقر پر جو کچھ ہمارے خیالات تھے۔ ان کا اظہار کر دیا گیا تھا۔ اسلئے اب صرف اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے مسلم پریس اور انجمنوں کی طرف سے اسکے خلاف متفقہ طور پر آواز اٹھائی گئی ہے اس لئے سرکار

شذرات

پادریوں کی ضرورت

ایک عرصہ سے کلیسہ انگلستان پر پادریوں کی غربت کا سوال معرض بحث میں ہے۔ اور اس کے دور کرنے کی کئی ایک تدابیر آجتک پیش ہو چکی ہیں۔ انہی میں سے ایک تجویز یہ بھی ہے کہ پادری کے منصب کو ذریعہ معاش بنانے اور اس پر ایک علیحدہ جماعت جو اس کام کے لئے خاص ہو۔ (جیسا کہ آجکل حال ہے) مقرر کرنے کی کوئی ضرورت چنداں نہیں ہر ایک شخص جو کسی قدر قابلیت رکھتا ہے اپنے فارغ اوقات میں ایک پادری کے فرائض بھی انجام دے سکتا ہے۔

اس لئے اور نیز خود کلیسا کے بعض سمجھدار اراکین کا خیال ہے کہ پادریوں کو اُن کے موجودہ فرائض سے سبکدوش کر کے انہیں آزادی دی جائے۔ کہ وہ اپنی روزی دیگر ذرائع سے کمائیں۔ اس کی جگہ محلہ کا کوئی پڑھا لکھا آدمی حسب ضرورت کلیسا کے فرائض کو اپنے فارغ اوقات میں انجام دے لیا کرے۔

یہ تجویز گذشتہ سال سے معرض بحث میں ہے۔ اور حال ہی میں سینٹ پال کیتھیڈرل لندن کے ڈین انج نے بھی اس کی تائید میں آواز بلند کی ہے اور بتایا ہے کہ اب قوم عام طور پر پڑھی لکھی ہے اور کوئی ضرورت نہیں کہ ان کو نماز پڑھانے یا وعظ کرنے کے لئے کوئی خاص آدمی مقرر ہوں۔ خود پادریوں کے سامعین میں سے بہت ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو ان سے زیادہ قابلیت کے ساتھ انہی کاموں کو کر سکتے ہیں۔

پادریوں نے کبھی حسب استطاعت اس تجویز کی مخالفت میں پورا زور صرف کیا ہے۔ اپنے کاموں کی طویل فہرست بھی انہوں نے پیش کی ہے اور بتایا ہے کہ اس قدر کاموں کو کوئی ایسا شخص سرانجام نہیں دے سکتا۔ جس کا وقت محض انہی کاموں کے لئے فارغ نہ ہو۔ مثلاً ایک جاں بلب مریض کے سرہانے بیٹھکر اسکے لئے دعا کرنا مردہ کا جنازہ پڑھنا۔ نکاح پڑھانا بپتسمہ دینا وغیرہ وغیرہ

اسی قسم کا جواب حال ہی میں ایک شخص کینن ہیفوڈ نی کا ڈیم نے سنڈے پکٹوریل میں دیا ہے بجائے اس کے کہ وہ تمام کاموں کی فہرست دیتا۔ اس نے ڈین انج پر بہت سی طعنہ زنیوں کے بعد آخر میں ایک آہ سرد بھر کر کہا ہے۔ کہ کاش ڈین انج صاحب اپنی ڈینری کو چھوڑ کر کسی محلہ کی پادریت کو ایک سال کے لئے قبول کریں۔ تو پھر انہیں معلوم ہو کہ ایک پادری کو کیا کیا کام کرنے پڑتے ہیں اسوقت انہیں معلوم ہوگا۔ کہ اُن کا کوئی لمحہ کام سے خالی نہیں۔ تمام دن بہت سے مسائل زندگی کو انہیں حل کرنا ہوگا۔ اپنی انتظامی قابلیت کو انہیں بے انتہا ہوشیاری نرمی اور صبر کے ساتھ ملا کر کام کرنا ہوگا۔ انہیں پتہ لگیگا۔ کہ ہر طبقہ کے لوگ سینکڑوں مختلف کاموں کے لئے اُن کی امداد کے دست نگر ہوتے ہیں"

یہ سب کچھ صحیح۔ لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیر پرستی کا مرض ایک نہ ایک رنگ میں انگلستان کے بھی گھر گھر میں موجود ہے ہر کام میں جب تک پادری نہ ہو بات ٹھیک نہیں بنتی۔ یہ پادریوں کی گدی کی مضبوطی اور عامہ اخلاق کی کمزوری کا موجب ہے۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں میں بھی یہ مرض بہت حد تک آج سرایت کر چکا ہے۔ ان میں بھی پیروں۔ گدی نشینوں اور ملانوں کا گروہ محض اسی قسم کے کاموں کے لئے وقف ہے جو ایک پادری کے فرائض منصبی سمجھے جاتے ہیں حالانکہ ایسے ہوئے ہیں کہ اُن کے سلف میں بہت سے بزرگ اور اولیائے کرام حتے کہ بادشاہوں تک خود اپنے ہاتھ سے کام کر کے اپنی روزی کماتے اور مخلوق خدا کی خدمت کرتے تھے۔

اختلاف الوان اور فطرتِ انسان

خدا کی زمین ان آئے دن کے مظالم اور گناہ خون سے کئی دفعہ رنگی جا چکی ہے۔ جو تہذیب مغرب کے ان مایۂ ناز فرزندوں نے جن کی رنگ اور بوم اور آب و ہوا نے اُن کے رنگوں کو سفید کر دیا ہے اپنے سے مختلف رنگ کے انسانوں پر کئے ہیں اور آئے دن کرتے ہیں۔ امریکہ کا لانچم قانون اور اُس کے ماتحت حبشیوں کی دہاں تجارت اور اُن پر بیشمار مظالم۔ جزائر غرب الہند کے ناقابل شنید حالات۔ سوڈان۔ جنوبی افریقہ اور ہندوستان کے بعض واقعات تہذیب مغرب کے لئے موجب ننگ ہیں۔ جس کا اعتراف انگلستان کے بعض سمجھدار انسانوں نے علانیہ کیا ہے۔

لیکن باوجود اس کے بعض ایسے بھی شخص موجود ہیں جو اس نفرت کو جو اختلاف الوان کی وجہ سے روا رکھی جاتی ہے فطرت کے عین مطابق اور اللہ تعالیٰ کی مشیت سمجھتے ہیں۔ ایک اسی قسم کے انسان سر ٹرگلبرٹ فریسکو ہیں۔ جنہوں نے مختلف ممالک کی بادیہ پیمائی سے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ مختلف الوان والوں کے لوگوں میں شادیاں نہیں ہونی چاہئیں کیونکہ یہ خلاف فطرت اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے ایک یوریشین کو وہ نہیں پسند کرتے ہیں نہ انگریز۔"

اس تجویز کو اس حد تک تو ہم بھی مبارک کہیں گے کہ اس سے مادر وطن کے بہت سے بچے یوریشین ہونے کی قومیت و مذہب اور اخلاق میں مدغم ہونے سے بچ جائیں گے۔

لیکن یہ امر کہ یہ خلاف فطرت ہے اور دوسرے لوگوں کے اختلاف کی طرح ان کی مخلوق میں بھی اختلافات اور کشیدگیاں بڑھنی چاہئیں اس کے ہم قائل نہیں۔

یوریشین کے ہر دو اطراف سے مردود ہونے کی وجہ ایک تو اس کی اپنی فرعونیت ہے کہ وہ دیسیوں سے دور بھاگتا اور یوریپین بننا چاہتا ہے۔ اور دوسری طرف یوریپین اشخاص کی تنگ دلی اور پست حوصلگی ہے۔ وہ انہیں اپنے نزدیک تک پھٹکنے نہیں دیتے۔ وہ انہیں کا طور و طریق اختیار کرتے ان کا مذہب کو اپنا مذہب بناتے اور سب کچھ وہی ہو جاتے ہیں لیکن یہ انہیں کسی طرح اپنا نہیں مانتے۔

کاش انسان وہ دیسیوں کی طرف جھکیں اور انکے اوضاع و اطوار کو اختیار کریں۔ تو انہیں معلوم ہو۔ کہ ان جیسے وسیع حوصلہ اور کھلے دل والے انسان خود تہذیب مغرب نے کبھی پیدا نہیں کئے۔

سلطنتوں کی بجائے تدفین

لنڈن ٹائمز نے حال ہی میں اس تجویز پر جو عراق کی ذمہ داری اپنے اوپر لینے کے متعلق اراکین انگلستان نے لیگ آف نیشنز میں پیش کرنے کے لئے مرتب کیا ہے۔ نکتہ چینی کرتے ہوئے بڑے زور سے اسکے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے اور لکھا ہے۔ کہ برٹش ٹیکس گذار اب اتنی طاقت نہیں رکھتے۔ کہ وہ محض تیل کے کنوؤں کی خاطر ایک ایسے ملک کا انتظامی بار اپنے سر پر لیں۔ جو کئی ایک سلطنتوں کا جائے تدفین بن چکا ہے" اس کی رائے ہے۔ اور نہایت پرزور الفاظ میں اُس نے اس کا اظہار کیا ہے۔ کہ انگریزی قوم کو فوراً اپنا لاؤ لشکر اور افراد سے ہٹا لینا چاہئے۔ اور وہاں کی حکومت عربوں کے سپرد کر دینی چاہئے۔ جو وہاں کے رہنے والے ہیں

لیکن اصلی ورثاء کو محروم کر کے اور اُن سے چھین کر ان اوروں کے ہاتھوں میں۔ جو حکومت کے اہل نہیں۔ بجائے اسکے جا سول طرف دشمن موجود ہیں۔ ایسا ہی ہے۔ جیسے بکریوں کے ایک گلہ کو بھیڑیوں کے سپرد کر دیا جائے۔

پھر کیا اس سے بہتر یہ نہیں۔ کہ ملک کو خود اسکے اصلی ورثاء ہی کو دے دیا جائے۔ اور یوں خود برٹش رعایا کے بہت سے بے چین دلوں کو طمانیت کے پانی سے تسکین دی جائے؟

محمودیوں کا علاج اب خدا کے ہاتھ میں ہے

اخبار الفضل میں ایک محمودی صاحب نے خط شائع کیا ہے کہ وہ ایک عرصہ سے بیمار تھا۔ اور غیر مبائعین کے ایک طبیب خلیفہ محمد اکرم صاحب کے زیر علاج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو رویاء میں کہا کہ اسکے علاج سے دستکش ہو جاؤ۔ اس سے تمکو فائدہ نہ ہوگا۔ اس رویاء کی تعبیر تو بالکل صاف ہے کہ محمودیوں کا مرض اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ وہ اب دنیا کے کسی طبیب کا محتاج نہیں رہا۔ اب اسکا علاج صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔

میاں صاحب سے دو سوال

(١) سنا گیا ہے کہ میاں صاحب نے اپنا تیسرا نکاح ایک رویاء کی بنا پر کیا ہے قرآن کریم شریعت اسلامیہ اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ گھر دارانہ علاج خاص ضرورتوں کے ماتحت جائز ہے کیا کسی آیت یا حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ محض رویاء کو پورا کرنا بھی تعدد ازدواج کی ضرورتوں میں سے ہے۔

(٢) صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کی بیوہ ہونے کے لحاظ سے میاں صاحب نے فرمایا۔ کہ لڑکی کے والدین نے اسکو پہلے میاں شریف احمد اور بشیر احمد صاحب کے حضور پیش کیا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اسلئے انکو مجبوراً اس سے نکاح کرنا پڑا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا کہیں حضرت مرزا صاحب کی نئی شریعت میں بیوہ عورت کو دو ساتھ میں لینا ضروری قرار دیا گیا ہے یا یہ قرآن کریم کا حکم ہے۔ بھائی کی بیوہ کو بھائی ہی ضرور نکاح میں لیوے بجائیکہ ہمیں علم ہے قرآن کریم نے عورتوں کو جبراً ورثہ میں لینے کی مخالفت کی ہے۔ البتہ یہودی شریعت نے اسے

کلام الامام امام الکلام

قرآن کریم قصوں سے پاک ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر تا دھا منتری تھا جبھی یہ ملی سزا
آخر میری مدد کے لئے خود اٹھا خدا
سب پہ سارا حال بریت کا کھل گیا
عزت کے ساتھ تب میں وہاں سے بری ہوا
الزام مجھ پہ قتل کا تھا سخت تھا یہ کام
تھا ایک پادری کی طرف سے یہ اتہام
جتنے گواہ تھے وہ تھے سب امیر برخلاف
اک بھی مولوی بھی تھا جو کہ مارتا تھا لاف
دیکھو یہ شخص اب تو سزا اپنی پائیگا
اب بچ کے سخت یہ بچ کر نہ جائیگا
اتنی شہادتیں ہیں کہ اب کھل گیا قصور
اب پیچ پاؤ صاحب ہے اک بات پر ضرور
پستر پہ تو بد دعا بھی تھی ایک ہولناک
اتنی دعا کہ گھس گئی سجدے میں اُنکی ناک
القصہ جہل کی نہ رہی کچھ بھی انتہا
اک سو تھا مگر ایک طرف سجدہ و دعا
آخر خدا نے دی مجھے اس آگ سے نجات
دشمن تھے جتنے ان کی طرف کی نہ التفات
کیسا یہ فضل اُس سے نمودار ہو گیا
اک سنتری کا وہ بھی مددگار ہو گیا
اُس کا تو فرض تھا کہ وہ کوشش کرے یا وہ
خود مارتا وہ گردن کذاب بدنہاد

(باقی دارد)

جواہر ریزے

نماز کی حقیقت

گذشتہ سے پیوستہ

میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسی کے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جس کی شان نعم المولیٰ و نعم النصیر و نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔ دنیا اور دنیا کی مددیں ان لوگوں کے سامنے کالمیت ہوتی ہیں اور مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں لیکن دنیا کو دعا کا ایک موٹا طریق بتانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں۔ حقیقت میں وہ اپنے کاروبار کا متولی خدا تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل سچ ہے وھو یتولی الصلحین اللہ تعالیٰ انکو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ وقت نصرت الٰہی کا تھا۔ اسکو تلاش کرتے تھے کہ وہ کس کے شامل حال ہوتی ہے۔ یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا۔ بلکہ من انصاری الی اللہ کہکر وہ اس نصرت اللہ کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرط شوق سے بیقرار ہو کی طرح اس کی تلاش میں رہتا ہے۔ نادان اور کوتہ اندیش لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے۔ بلکہ اسی طرح اس شان میں وہ کسی دل کے لئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے۔ ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے پس مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سر اور راز یہی ہے۔ جو قیامت تک اسیطرح پر رہیگا۔ اشاعت دین میں مامور من اللہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں۔ مگر کیوں؟ اپنے ادائے فرض کے لئے۔ تاکہ دلوں میں خدا تعالیٰ کی عظمت پیدا کرے۔ ورنہ یہ (ایک ایسی بات ہے کہ قریب بکفر پہنچ جاتی ہے۔ اگر غیر اللہ کو متولی قرار دیں اور ان نفوس قدسیہ سے ایسا امکان محال مطلق ہے؟ میں نے ابھی کہا ہے کہ توحید تب ہی پوری ہوتی ہے کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذات واحد ہو۔ لا الٰہ الا اللہ کے معنی یہی ہیں۔ صوفیوں نے اس میں اللہ کے لفظ سے محبوب، مقصود، معبود مراد لی ہے۔

بیشک اصل اور سچ یہی ہے۔ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔ اور پھر میں اصلی ذکر کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور

حاصل نہیں ہو سکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں۔ انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے۔ خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔

میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں۔ کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ۔ اور ایسے کاربند ہو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔

انبیاء کے ساتھ خاص مراعات قابل اعتراض نہیں

انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی نہ کوئی تخصیص اگر اللہ تعالیٰ نے کر دیا تو یہ کوتاہ اندیش لوگوں کی ابلہ فریبی اور غلطی ہے کہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھو توریت میں کاہنوں کے ذرقہ کے ساتھ خاص مراعات ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ اور ہندوؤں کے برہمنوں کے لئے خاص خاص رعائتیں ہیں۔ یہ نادانی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی کسی تخصیص پر اعتراض کیا۔ اُن کا نبی ہونا ہی سب سے بڑی خصوصیت ہے جو اور لوگوں میں موجود نہیں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیریت ہیں۔ حضرت شاہ صاحب انجمن کی مالی حالت کو مضبوط کرنے کیلئے کوشش فرما

گاوکشی پر انجمن کا ایک ریزولیوشن

نقل ریزولیوشن نمبر 515 جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے اجلاس منعقدہ ۸ مارچ ۱۹۲۱ء میں باتفاق رائے پاس کیا:

"چونکہ لاہور میونسپل کمیٹی میں گاؤکشی کو حدود میونسپل کمیٹی میں ممنوع کرنے کے لئے ریزولیوشن زیر غور ہے جس کے فیصلہ کی آخری تاریخ ۱۰ مارچ ہے اور چونکہ گاؤکشی کو قانونی طور پر بند کرنا مسلمانوں کے مذہب میں مداخلت ہے۔ اس لئے یہ انجمن لاہور میونسپل کمیٹی کو اس کی مداخلت سے منع کرتی ہے۔ اور مشورہ دیتی ہے کہ اس قسم کا ریزولیوشن پاس نہ کیا جائے۔ جس کی رُو سے حدود میونسپلٹی کے اندر گاؤکشی ممنوع ہو۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مذہبی حقوق میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ البتہ اگر مسلمان کسی جگہ اہل ہنود کی پاسداری کے لئے از خود بطور مواخات گائے کے گوشت کو استعمال نہ کریں۔ تو یہ جُدا امر ہے۔"

عزیز بخش منزیمہ سکرٹری احمدیہ انجمن

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بہ اہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ چہارشنبہ مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۷۰

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ
مورخہ ۱۶ جمادی الثانی سنہ ۳۹ھ مطابق ۲۵ فروری سنہ ۲۱ء

تشہد و تعوذ کے بعد ومن آیٰتہٖ انک تری الارض خاشعۃ فاذا انزلنا علیہا الماء اھتزت وربت ۔ ان الذی احیاھا لمحی الموتیٰ ۔ انہ علیٰ کل شیء قدیر ۔ ان الذین یلحدون فی اٰیٰتنا لا یخفون علینا افمن یلقیٰ فی النار خیر ام من یاتی اٰمنا یوم القیٰمۃ ۔ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر ۔ ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانہ لکتٰب عزیز ۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ۔ ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک ان ربک لذو مغفرۃ وذو عقاب الیم ۔ ولو جعلنٰہ قراٰنا اعجمیا لقالوا لولا فصلت اٰیٰتہ ءاعجمی وعربی ۔ قل ھو للذین اٰمنوا ھدی وشفاء ۔ والذین لا یؤمنون فی اٰذانہم وقر وھو علیہم عمی ۔ اولٰئک ینادون من مکان بعید ۔ (سورۃ حٰم سجدہ) پڑھکر فرمایا خدا کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ جس پر غور کرنے سے تم بڑا فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ ایک وقت تم زمین کو دیکھتے ہو کہ وہ کس درماندگی کی حالت میں پڑی ہوئی ہے۔ خشک پڑی ہوئی ہے اور روئیدگی کا اس پر کوئی نشان نہیں ہوتا۔ پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں اس میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور نشو و نما شروع ہو جاتا ہے جو خدا مردہ اور خشک شدہ زمین میں حرکت اور زندگی کے آثار پیدا کر دیتا ہے۔ وہی یقیناً ان مردہ دلوں کو بھی زندہ کر دیگا فی الحقیقت وہ ہر ایک بات پر قدرت رکھنے والا ہے۔ ان الذین یلحدون فی اٰیٰتنا وہ جو ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں کجی اختیار کرتے ہیں لا یخفون علینا وہ ہم سے پوشیدہ اور چھپے ہوئے نہیں۔ افمن یلقیٰ فی النار خیر ام من یاتی اٰمنا یوم القیٰمۃ ۔ کیا وہ جو آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن کے سایہ میں ہو وہ اچھا ہے

اس پر تم خود ہی غور کرو۔

اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر ۔ جو تم چاہو کرو۔ وہ تو جو کچھ تم کرتے ہو اسکو دیکھتا ہے ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانہ لکتٰب عزیز ۔ وہ لوگ جو ذکر الٰہی کو جب ان کے پاس وہ آوے جھٹلاتے ہیں۔ اور اس کا انکار کرتے ہیں۔

حالانکہ وہ بڑی عزت والی کتاب ہے

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ باطل نہ تو اس پر آئندہ غالب آسکتا ہے اور نہ گذشتہ کوئی ہی اسکو جھٹلا سکتا ہے۔ تنزیل من حکیم حمید اس لئے کہ وہ حکیم اور حمید ہستی کا نازل کردہ کلام ہے ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک ان ربک لذو مغفرۃ وذو عقاب الیم ۔ تجھے تو جو کچھ یہ منکر کہتے ہیں وہی ہے جو تجھ سے پیشتر رسولوں کو کہا گیا۔ تیرا رب یقیناً صاحب مغفرت اور دردناک بدلہ دینے پر صاحب اختیار ہے۔ ولو جعلنٰہ قراٰنا اعجمیا لقالوا لولا فصلت اٰیٰتہ اور اگر ہم اس کلام کو عجمی قرآن بنا دیتے تو یہ لوگ ضرور یہ کہتے کہ اس کی آیات مفصل کیوں نہیں ہیں کھول کر بیان نہیں کی گئیں ءاعجمی وعربی ۔ عجمی قرآن اور عربی رسول یہ عجیب سی بات ہے۔ قل ھو للذین اٰمنوا ھدی وشفاء ۔ کہدے کہ یہ قرآن ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ ہدایت نامہ اور انکے دکھوں کی کامل شفا ہے والذین لا یؤمنون فی اٰذانہم وقر وھو علیہم عمی ۔ اور وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں گرانی ہے اور وہ ان پر تاریک ہو رہا ہے اولٰئک ینادون من مکان بعید ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو گویا دُور سے بُلائے جاتے ہیں یعنی بعد مکانی کے سبب آواز گویا تو سُنتے ہی نہیں یا سمجھتے نہیں۔

یہ شاید پانچ یا چھ آیات ہیں جو میں نے اسوقت پڑھی ہیں اور ان کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ بظاہر ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چند بے تعلق سی باتیں ہیں یا چند ایک مضمون ہیں جو ایک جگہ بیان کر دئے گئے ہیں۔ پہلے تو زمین کے متعلق ذکر ہے کہ وہ درماندہ اور خشک پڑی ہوتی ہے بارش سے اس میں روئیدگی اور سبزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر کچھ ایسے لوگوں کا ذکر ہے کہ آیات اللہ میں الحاد اور کجروی کی روش اختیار کرتے ہیں پھر جنتی اور اہل نار کا ذکر چھیڑ دیا ہے اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور معاند لوگوں کا ذکر ہے اور اس میں یہ کہکر تسلی دے دی گئی ہے کہ تجھ سے پیشتر بھی رسولوں کی اسی طرح مخالفت کی گئی۔ پھر قرآن کے عجمی نہ ہونے اور عربی ہونے کا تذکرہ ہے اور خاتمہ پر قرآن کریم کا مومنوں کے لئے شفا اور ہدایت اور کافروں کے لئے تاریکی اور گرانی ہونا بیان کیا گیا اور اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر یہ ایک بے ربط سا مضمون ہے کہ جس کے اجزا کو باہم ایکدوسرے سے کوئی تعلق نہیں

اس سے بہت لوگوں کو غلطی لگی ہے

کہ قرآن کریم کے مضامین میں اکثر ربط نہیں۔ لیکن جبتک انسان بہت سی چیزوں پر غور کی نظر نہیں ڈالتا وہ اکثر بے ربط اور بے تعلق نظر آتی ہیں اور ان کے حقائق اسپر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ لیکن جب وہ غور اور فکر سے کام لیتا ہے انہی چیزوں کے اندر ایک نظام اور ترتیب نظر آ جاتی ہے

قرآن کریم ایک ایسی دلکش چیز ہے

اور اس کا حسن ایک کشش اپنے اندر رکھتا ہے مگر حسن کی آنکھیں ہوں وہی اسکو دیکھ سکتا اور اس پر اطلاع پا سکتا ہے۔ حسن خواہ کوئی بھی ہو وہ الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتا اسی طرح پر قرآن کریم کا حسن بھی الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ دیکھنے والا جس قدر صاحب حال ہوگا اسی قدر اسکے حسن پر اطلاع پائے گا۔ لیکن الفاظ میں کوئی اس کو محدود نہیں کر سکتا اور اس کے مطالب کے بیان کرنے میں اسکے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی صرف دو چار باتیں اس بے پایاں خزانہ سے سُنا دے کوئی تفسیر خواہ کتنی ہی ضخیم کیوں نہ ہو وہ اس کے حقائق پر اس قدر اطلاع نہیں دے سکتی۔ کہ جس قدر اس کے خود اپنے الفاظ مطلع کر سکتے ہیں۔

پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں

کہ اس کی ناقدری نہ کرو۔ صحابہ کرامؓ نے اس کی بہت قدر کی ہے۔ اور اس کے خزانوں کو حاصل کیا ہے۔ اور اسکے حسن پر اطلاع پائی ہے۔ مگر اس زمانے کے مسلمانوں نے اسکو چھوڑ دیا ہے۔ اس پر غور اور فکر نہیں کرتے۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ جنکو چھوڑنا چاہئے۔ انکو تو چھوڑ نہیں سکتے۔ مگر سب سے آسان چھوڑی جانے والی چیز صرف قرآن ہی ہے۔ سینکڑوں بُری عادات اور افعال ہیں کہ جنکو نہیں چھوڑ سکتے۔ مگر قرآن کریم کو نہایت آسانی سے چھوڑ سکتے ہیں کسی بات کو چھوڑنے کے لئے کہو ہزار وعظ و نصیحت کرو۔ اسکو نہیں چھوڑتے۔ مگر قرآن کو چھوڑنے کے لئے کسی کو کہنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسکو بغیر کہے چھوڑنے کے لئے تیار رہیں۔

صحابہؓ کے وقت میں کس قدر شعرا موجود تھے۔ مگر اُن کے دلوں پر اُن کا اس قدر اثر نہ ہوا۔ کہ جس قدر قرآن کریم کا ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ اسکے حسن اور خوبی کو دیکھتے تھے۔ جب تک تم بھی اسکے حسن کو نہ دیکھو گے اور اس پر غور نہیں کرو گے اس کا عشق تمہارے اندر پیدا نہیں ہو سکتا۔

اگلے دن میں نے ایک یورپین مصنف کا مقولہ پیش کیا تھا۔ کہ قرآن کریم کو پڑھتے ہوئے ابتدا میں ایک اجنبیت اور تنفر سا معلوم ہوتا ہے۔ مگر جوں جوں اسکو پڑھو

اس کی کشش دل کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے

تو پھر تمہارے دلوں کو کیا ہوا۔ کہ تمہارے اندر اس کا عشق پیدا نہیں ہوتا۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اسکو غور و فکر سے پڑھا جائے۔ تاکہ اسکے حقائق و معارف اور اسرار تم پر کھلیں۔

اسوقت جو آیات میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں بظاہر کوئی ربط اور تعلق نظر نہیں آتا۔ مگر فی الحقیقت ان میں ایک ہی بات بیان کی گئی ہے صرف تھوڑے سے غور اور فکر کی ضرورت ہے سب سے پہلے یہ فرمایا۔ کہ زمین ایک وقت سوکھی پڑی ہوئی ہوتی ہے اُس کے اندر زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے لیکن جب اس پر

بارش ہو جاتی ہے

تو کھیتیاں، سبزیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور تھوڑی ہی دیر میں اس پر ہرے بھرے کھیت اور سبزہ زار لہلہانے لگ جاتے ہیں خشکی کے دنوں میں معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ مخفی طاقتیں زمین کے اندر کہاں پڑی ہوئی ہوتی ہیں اور بارش کے پڑنے سے بظاہر پانی زمین کی سطح پر بہ جاتا ہے اور اس کا کوئی خاص اثر نظر نہیں آتا۔ مگر فی الحقیقت یہی قطرے زمین کی طاقتوں کو کھینچ لیتے ہیں اور ذرات کے اندر ایک حرکت اور زندگی پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح خدا کا کلام بھی مُردہ دلوں میں زندگی کے آثار پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ لوگ جو مُردگی کی حالت میں روح معنی سے خالی ہوتے ہیں۔ پھر نئے سرے سے زندہ ہو جاتے ہیں انہ علیٰ کل شیء قدیر ۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

جس وقت یہ الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کئے گئے۔ اور آپ کی زبان سے کہلوائے گئے۔ وہ ایک ایسا زمانہ تھا۔ کہ اسوقت اس قوم کی حالت ایسی بگڑ چکی تھی کہ کسی کا وہم بھی اس طرف نہ جا سکتا تھا کہ

یہ قوم بھی کبھی زندہ ہو جائیگی

یہ سورہ اور آیات مکہ کے ابتدائی زمانہ کی نازل شدہ ہیں۔ اس وقت انہی باتوں کی وجہ سے لوگ آپ کو مجنون کہتے ہیں۔ اسوقت اُن لوگوں پر انقلاب کی اس قدر امید قطعاً نہ تھی کہ جسقدر آج یورپ میں انقلاب کی امید ہو سکتی ہے۔ وہ لوگ اُن کی طرح علم اور فلسفہ پڑھے ہوئے لوگ نہ تھے وہ تو جاہل مطلق لوگ تھے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کام سپرد کیا گیا وہ یعلمہم سے شروع ہوتا ہے یعنی وہ اُن کو تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں خود ہی فرمایا۔ یعلمہم الکتٰب والحکمۃ ویزکیہم وہ اُنکو علم اور فلسفہ سکھاتا ہے اور اُن کا تزکیہ بھی کرتا ہے۔ ایسے جاہل اور اجڈ لوگوں کو کون زندہ کر سکتا ہے وہی زندہ کر سکتا ہے۔ کہ جو پانی سے زمین کو زندہ کر دیتا ہے اور جس طرح آسمان کے پانی سے زمین زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح خدا کا کلام ان مردوں کو زندہ کر دیگا

قومی زندگی کی اس بشارت کے بعد

ان لوگوں کے انجام کا ذکر کیا۔ کہ جو خدا تعالےٰ کے کلام اور بات میں شرارتیں اور کجی اختیار کرتے ہیں ملحد کہلاتے ہیں۔ لحد تو کہتے ہیں قبر کی بھی لحد مشہور ہے۔ اسکو بھی اسی لئے لحد کہتے ہیں کہ وہ قبر کے درمیان میں نہیں بلکہ ایک طرف کو ہوتی ہیں جو کجروی اختیار کرتے ہیں ان کو ملحد کہتے ہیں۔ یعنی ان کا میلان راست روی سے ہٹا ہوا ہوتا ہے۔ فرمایا۔ لا یخفون علینا ۔ ایسے لوگ ہم سے پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ کو ایسے لوگوں کا علم ہے اس کے بعد لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ ایک تو وہ ہیں۔ کہ جو تبدیل کر لیتے ہیں اس کی نسبت فرمایا کہ وہ کامیاب ہو جانے والا گروہ ہے۔ اور دوسرا وہ جو الحاد کی راہ اور کجروی اختیار کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر اور الٹی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ آگ میں پڑنے والے اور خسارہ اٹھانے والے لوگ ہیں۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف خواہ یہود تھے۔ یا مشرکین عرب۔ دونوں کی مخالفت اسی قسم کی تھی کہ اصول حقہ اسلام پر اعتراض نہ کرتے تھے بلکہ یونہی چھوٹی چھوٹی باتیں ایذا دہی کی کرتے رہتے تھے آپ کے کھانے پر اعتراض ہوتا تھا۔ کبھی چلنے پھرنے پر۔ مال ھٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ۔ یہ رسول کیسا رسول ہے کہ جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اور ایسے ہی فضول اعتراضوں سے آپ کے دعاوی کے ابطال کی کوشش (بقیہ نمبر صفحہ ۵)

جنگ اور سپیچولزم

سپیچولزم ایک مذہب ہے۔ جو انگلستان میں آجکل عام طور پر پھیل رہا ہے۔ یوں تو یہ عیسائیت سے علیحدہ نہیں لیکن پھر بھی بہت سی باتیں اس میں ایسی ہیں جن کا لفظاً عیسائیت سے کوئی تعلق بھی نہیں۔ اس مذہب کا بڑا اصل الاصول مُردہ ارواح سے باتیں کرنا ہے۔ اس کے خاص طریق استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور خاص لوگ اس کے لئے مقرر ہیں۔ (زیادہ تر عورتیں ہیں) جو ارواح سے باتیں کراتی ہیں۔ اور بعض عمدہ باتیں بھی ہیں۔ جن کے بیان کا یہ موقعہ نہیں۔ اس پر کسی دوسری فرصت میں ایک مبسوط مضمون کے ذریعہ سے مفصل روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائیگی۔ اور اس میں یہ بھی دکھایا جائیگا کہ سپیچولزم اسلامی معتقدات کے کہاں تک مخالف یا موافق ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

لیکن یہاں ہمارا منشاء پکٹوریل کے ایک مضمون نگار مسٹر ہنری ڈیلین کے ان خیالات کو پیش کرنا ہے۔ جو اس نئے مذہب کے متعلق انہوں نے ظاہر کئے ہیں۔

مسٹر ہنری ڈیلین کے نزدیک سپیچولزم کیا ہے؟ توہمات کا مجموعہ۔ یہ توہمات کہاں سے پیدا ہوئے۔ اور لوگوں کے دماغوں میں کیونکر جاگزین ہو گئے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے مسٹر ہنری ڈیلین نے ڈاکٹروں کی اس عام رائے کو پیش کیا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ "قریباً تمام انگریز مرد عورتیں" کم و بیش معلوم اور نو معلوم رنگ میں ایک بیماری میں مبتلا ہیں جس کا نام ہے (Post war neurasthenia) "پوسٹ وار نیورستھینیا"

اس کی وجہ کچھ تو کہا جاتا ہے کہ "وہ صدمات ہیں جو جنگ میں چھینے والے گولوں اور ہوائی جہازوں کی انگلستان پر گولہ باری سے لوگوں کے دماغوں کو پہنچے۔ اور کچھ وہ خوراک ہے جو جنگ کے دنوں میں لوگوں کو ملتی رہی۔ اور اس میں غذائیت کوئی نہ تھی۔ بالخصوص مارجرین جو یہاں مکھن کی جگہ استعمال ہوتی رہی اور آج تک استعمال ہو رہی ہے۔ وہ غذائیت سے بالکل خالی ہے۔ ایسا ہی پھل وغیرہ جن سے غذائیت زیادہ مل سکتی ہے۔ جنگ میں نایاب رہے۔ اور ظاہر ہے کہ غذائیت کے ٹھیک طور پر نہ ملنے سے کس قدر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ بچوں کو ہڈی کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ نوجوانوں میں طاقت بالکل جاتی رہتی ہے۔ اور کردہ اختناق کا مرض انہیں لاحق ہو جاتا ہے۔ جرمنی میں اسی وجہ سے کارسبکل کی بیماری دبا بنکر ظاہر ہوئی"

مضمون نگار کا بیان ہے کہ چونکہ ہم غذائیت سے اس قدر محروم نہیں رہے۔ جیسے وسط یورپ۔ اس لئے ہم ان خطرناک دباؤں سے بچ گئے۔ اور ہمیں ایک دماغی بیماری نیورستھینیا نے آ دبایا۔ جس طرح سے اس بیماری کا یہ تقاضا ہے۔ کہ خودکشیاں اور وحشیانہ جرائم بڑھیں اسی طرح یہ بہت سے عجوبوں اور عجیب و غریب چیزوں پر ایمان پیدا کرنیکا موجب بھی ہیں"

غرض ان تمام وجوہات کو مضمون نگار نے سپیچولزم کی زیادہ اشاعت کا موجب بتایا ہے۔

اور صرف سپیچولزم کو ہی نہیں۔ بلکہ کیپٹن بارلس کے اس خیال کو بھی جو ہبوط آدم کے مسیحی عقائد کے خلاف انہوں نے ظاہر کیا ہے اور ایسا ہی ڈین انج کے اس خیال کو کہ "کنواری کے بیٹا" سے مسیح کا پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اسی نیورستھینیا کے اثر کا نتیجہ بتایا ہے۔

لیکن ہمیں تعجب ہے کہ خود مضمون نگار صاحب اس عالمگیر مرض سے کیونکر محفوظ ہیں۔ دیکھنا چاہئے۔ کہ کوئی سپیچولزم کا حامی یا کیپٹن بارلس اور ڈین انج کا ہم مشرب مضمون نگار کی اس تحریر میں نیورستھینیا کے جراثیم کیونکر نکالتا ہے۔

"مسیحی روایات کو قبول نہیں کیا جاتا"

مسئلہ طلاق کے متعلق جو قوانین اس وقت اراکین سلطنت اور خود پادریوں کے زیر غور ہیں ان پر قبل ازیں روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ عام رائے ان قوانین کے حق میں ہے لیکن بعض پرانی وضع کے پادری ان کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور انہیں وہ شادی کی تقدیس کو کم کرنے کا موجب جانتے ہیں۔

حال ہی میں ویسٹ مینسٹر کے آرچ بشپ کارڈینل بورن نے اپنے کلیسا سے تعلق رکھنے والوں کو ایک کھلا خط لکھا ہے۔ جس میں اس لئے ظاہر کیا ہے۔ کہ:۔

"بڑا خطرہ ہمیں جس بات کا ہے اور جس کا ہم پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ وہ کنبوں کی روز افزوں کشیدگیاں اور باہمی رنجشیں ہیں"

"مذہبی خیالات رکھنے والے لوگوں نے طریق ازدواج کے غیر مقدس استعمال کی حمایت، تائید اور جواز میں کتابیں لکھ لکھ کر شائع کی ہیں۔ اس پر تقریریں کرتے اور ان کے حق میں شہادتیں دیتے ہیں اور ایسی کارروائیاں کرتے ہیں جو ایک وقت کل دُنیا کی نظروں میں قابل نفرت سمجھی جاتی تھیں"۔

اس لئے کارڈینل موصوف کا یہ فیصلہ ہے۔ کہ:۔

"مسیحی روایات کو اب قبول نہیں کیا جاتا۔ اور قوم کی رہبری کے لئے نکاحوں کے بارہ میں غیر مسیحی خیالات کو پیش کیا جاتا ہے"

شاید کارڈینل موصوف زمانہ موجودہ کو بھی کانسٹنٹائن کا زمانہ سمجھے ہوئے ہیں کہ جو بات حضرات پوپ کے مونہوں سے نکل جائے وہ فرشتہ آسمانی کی طرح قابل عمل سمجھ لی جائے۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ ہے کہ پادری تو ایک طرف خدا تعالیٰ کی بھی پیروی کو لوگ ضروری نہیں سمجھتے۔ جب تک کہ فطرت کے وہ مطابق نہ ہو۔ الا ماشاء اللہ۔ زبان سے خواہ کروڑہا انسان کفارہ اور صلیب کا اقرار کرتے رہیں لیکن عمل اس کے خلاف ہے اور بہت ہیں جو قول و فعل کے اس تفاوت کو دیکھ کر اپنا ایمان بھی درست کر چکے ہیں۔ پس مسیحی روایات خواہ وہ شادی کے متعلق ہیں یا کوئی اور اگر فطرت صحیح کے مخالف ہیں تو ان کا مٹنا ایک قدرتی امر تھا۔ اور وہ دن آتا ہے جب طوعاً و کرہاً لوگوں کو اپنے تمام نظام عمل کو بدل کر فطرت صحیح کے مطابق کرنا پڑیگا۔

(دوست محمد از ووکنگ انگلینڈ)

قادیان شریف کو مکہ بنانے کی طیاریاں

"در شمار مکہ چوں تاید شمار قادیاں"

حضرت میاں محمود احمد صاحب اپنی تبرکات خلافت مطبوعہ ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۶ کے آخری پانچ چھ سطور میں یوں رقمطراز ہیں:۔

"آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے۔ جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا"۔

"ہمارا سالانہ جلسہ بھی حج کی طرح ہے اور جو فائدہ حج سے مقصود ہے۔ وہ سب لاکھ جلسہ پر ہی آ کر احمدی اٹھاتے ہیں"

یہ خلافت ثانیہ کے پہلے سال کے کرشمہ جات میں سے ایک ہے۔ اور مسیح موعودؑ کی بنی بنائی ہوئی جماعت کو غلو کی طرف مائل کرنے کا بنیادی پتھر ہے۔

ایک مرید نے الارم سگنل دیا کہ جماعت کا غلو کی طرف بڑا رجحان ہے۔ اس کے روکنے کی کوئی فکر کی جاوے۔ تو جناب میاں صاحب نے اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ ملاحظہ ہو روزانہ ڈائری جناب والا در اخبار الفضل مطبوعہ ۱۰ فروری ۱۹۲۱ء صفحہ ۵ کالم ۲ و ۳۔ ابھی پورے دو ہفتہ نہیں گذرنے پائے کہ ۲۴ فروری ۱۹۲۱ء کے اخبار الفضل میں صفحہ اول پر ایک غالی صاحب کا یہ شعر بڑے فخر سے چھاپا گیا:۔

مظہر حق دیدہ ام گویا ز دو آمد خدا
در شمار مکہ چوں تاید شمار قادیاں"

جب جماعت کے افراد کی غلو میں یہ رفتار ہو۔ تو اب مشکل معلوم ہوتا ہے کہ جناب میاں صاحب اسکو روک سکیں۔ رَو جب ایکدفعہ چل پڑے تو اس کا روکنا مشکل ہوتا ہے۔ اور پیر و مرید دونوں ہی ساتھ ساتھ بہتے چلے جاتے ہیں۔

افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو کبھی سالانہ جلسہ پر جو ان کے عہد مبارک میں ہوئے۔ ایسا [illegible]

[illegible] دعوے نہیں کیا۔ لیکن [illegible] کہ آپ ایسا دعوے جلد کیوں نہیں [illegible] لمبی چھلانگ کے لئے مستعد ہیں [illegible] یہی مولوی فاضل صاحب [illegible] اے جلیا آشفتہ [illegible] مصلح موعود ہیں [illegible] رہا کہتا ہے کہ مظهر الحق والعلا [illegible] من السماء [illegible] حضرت میاں صاحب کہتے ہیں [illegible] اب جماعت احمدیہ کس کی [illegible] پر اپنا فضل کر۔ آمین [illegible]

ہندوستانی فوج کو تعلیم دینے [illegible]

اگست ۱۹۱۹ء میں وزیر جنگ نے [illegible] پائی ہے کہ تعلیم کو فوجی تربیت کا [illegible] تعلیم کے پریذیڈنٹ نے [illegible] ہوئے کہا تھا کہ برطانوی سپاہیوں [illegible] متعلق بہت جلد عملدرآمد ہوگا۔ اور [illegible] امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے [illegible] ضرور دلمی نستجا ونیز گورنمنٹ [illegible] آئندہ مالی سال کے بجٹ میں [illegible] ہندوستانی سپاہیوں کی معمولی [illegible] جائے۔ جیسا کہ برطانوی [illegible] جاتا ہے۔ مزید یہ کا انتظام [illegible] اس تعلیم کا فوری منشاء یہ ہے [illegible] تاکہ وہ زمانہ حال کی جنگ کی [illegible] سرانجام دینے کے لئے دماغی [illegible] یہ ہے کہ سپاہی ایک [illegible] حیثیت سے کار آمد آدمی [illegible] حصول کے لئے لازمی ہے کہ [illegible] آخری مقصد کو مد نظر [illegible] دینے اور حصول علم کی آسانیاں [illegible] کا ارادہ ہے۔ تاکہ علم زراعت [illegible] ڈیری۔ مویشیوں کی غور و پرداخت [illegible] کھیتی کا علم۔ اقتصادیات [illegible] زراعتی انجنیئری۔ ابتدائی [illegible] جہاں کہیں خواہش ہو [illegible] کے ذریعہ ان مضمونوں سے [illegible] یہ طالب فوجی سروس [illegible] ہوتی ہے اسی طرح ایک [illegible] ہے۔ جس کی بابت ایک کمیٹی [illegible] افسروں اور عہدیداروں پر مشتمل ہوگی [illegible] ہندوستانی فوج کے دستوں میں [illegible] یہ اشخاص ہندوستانی فوج سے [illegible] فوج کے مدرسہ تعلیم میں ان [illegible] اسی قسم کے ہوں گے۔ جیسے کہ انگلستان [illegible] کے اشخاص کی تعلیم کے لئے [illegible] تمام انتظام سوچ لیا [illegible] عرصہ درکار ہوگا۔ جبکہ [illegible] آدمیوں کی تعداد مکمل [illegible] آدمیوں کی تعلیم کے [illegible] جو آج تک مسٹر [illegible] [illegible]

بقیہ مضمون از صفحہ ۲

کی جاتی تھی۔ اس جگہ تو آیات میں الحاد کا ذکر کیا گیا۔ مگر آگے خود ہی فرمایا۔ کہ وہ آیات میں الحاد کر کے بھی آیاتِ الٰہی کا ابطال نہیں کر سکتے۔ لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه - باطل نہ تو کوئی من بین یدیه اس کے سامنے سے حملہ کر سکتا ہے یا آئندہ کے حقائق و انکشافات ہی اسکو باطل کر سکتے ہیں۔ اور نہ گذشتہ یا پیچھے کے نشان ہی اس کا کچھ بگاڑ سکتے یا ابطال کر سکتے ہیں کیونکہ یہ تنزیل من حکیم حمید جو آئندہ واقع ہونیوالا ہے اسکے جاننے والے حکیم نے اور جو کچھ گذشتہ میں ہو چکا ہے اس سے واقف ہے۔ حمید نے اسکو نازل کیا ہے۔

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے۔ کہ اسکی تعریف مجبوراً اکثر لوگوں کو کرنی پڑتی ہے۔ بڑے بڑے دشمن بھی اس کی حمد کرتے ہیں۔ اور صاف اعتراف کرتے ہیں کہ جو کام اس نے کر کے دکھایا ہے۔ وہ کسی نے نہیں کر کے دکھایا۔

اسکے بعد فرمایا ما یقال لك الا ما قد قیل للرسل من قبلك ان ربك لذو مغفرة وذو عقاب الیم جو باتیں یہ تجھکو کہتے ہیں یا ہنسی اُڑاتے ہیں یہ باتیں اور ہنسی تجھ سے پہلے رسولوں کی اڑائی گئی۔ اُن کی اس قدر دلیری اور جرأت کی وجہ کیا ہے۔ ان ربك لذو مغفرة تیرا رب بہت غفر کرنیوالا ہے وہ کوئی ایسا رب نہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ میں آ جائے۔

وہ انسان کی طرح تنگدل نہیں

کہ ذرا سی بات سے تنگ آ جائے۔ اور ہلاکت و بربادی کے چیلنج دیدے۔ اس کی مغفرت کی وسعت اسی دنیا میں نظر آ جاتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان رسول اور صحابہ کرام جیسے مومنوں کو ۱۳ سال تک جو ایذا دکھ اور تکالیف پہنچتے رہے۔ پھر خدا نے کیوں نہ اُن کو پکڑ کر فوراً ہلاک کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنی بڑی بخشش کا مالک ہے۔ جب تک ظلم حد سے نہ بڑھ جائے۔ اور حق و صداقت کی آواز دبنے لگے۔ وہ برابر معاف اور درگذر کرتا رہتا ہے جب بات حد سے بڑھ جاتی ہے۔ تو ذو عقاب الیم یہ مت سمجھو کہ وہ حق کو ضائع کر دیگا اور ظلم کو بڑھنے دیگا۔ نہیں بلکہ وہ دردناک عذاب دینے والا ہے۔

ولو جعلنه قرانا اعجمیا لقالوا لولا فصلت ایته

قرانا اعجمیا سے مراد غیر عربی زبان۔ انگریزی۔ فارسی یا ہندی مراد نہیں بلکہ اعجمی لفظ عجمہ سے لیا گیا ہے جو خلاف اِبانۃ یعنی وضاحت ہے اور اعجام ابہام کو کہتے ہیں۔ اس لئے عجما وات جانوروں کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ جو اپنے مافی الضمیر کو واضح نہ کر سکے اور لغت میں ہے کہ اعجم جس کی زبان میں عجمہ یعنی ابہام ہو۔ خواہ وہ عربی ہو یا غیر عربی۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے ایک عرب اور ہندی دونوں اعجم کہلا سکتے ہیں جبکہ وہ اظہار خیالات پر قادر نہ ہوں۔ اس طرح اگر کوئی ہندوستان کا باشندہ اپنے خیالات کا اظہار اچھی طرح کر سکتا ہے تو وہ عربی کہلا سکتا ہے۔

پس قرانا اعجمیا سے مراد ہے ایسا قرآن جو تفصیل کے ساتھ تمام امور کو بیان نہ کرتا ہو اسی لئے دوسری جگہ اس کی نسبت فرمایا لولا فصلت ایته پھر یہ لوگ اعتراض کرتے کہ اسکی آیات کھول کر اور واضح طور پر کیوں نہیں بیان کی گئیں۔ کہ جس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو تو قرآن کریم نے فرمایا کہ یہ قرآن عربی یعنی ایسی زبان میں نازل کیا گیا ہے کہ جس میں ابہام نہیں۔ اسکے علاوہ دوسری جس قدر کتابیں دیگر مذاہب کے ہاتھوں میں ہیں اُن کے اندر بہت سی باتوں اور اصولوں میں ابہام ہے۔ مگر

قرآن کریم تو ایک نور ہے

دوسری کتابوں کی مثال چراغ کی مثال ہے مگر قرآن کریم ایک سورج کی مانند ہے۔ کہ جس پر اسکی روشنی پڑتی ہے اس کی شناخت میں کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا۔ تمام اصول دین کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ مگر جن لوگوں کی طبیعت ہر معاملہ میں کجروی اختیار کرنے کی ہوتی ہے وہ سیدھی اور روشن باتوں میں بھی الحاد اور کجی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ جس قدر زیادہ تفصیلات سے ایک بات کو بیان کیا جاتا ہے کج فہم لوگ اسی قدر زیادہ اسپر نکتہ چینیاں

کر لیتے ہیں۔ اس لئے یہ مضمون شروع سے لیکر آخر تک ایک ہے۔

صادق خیال لوگ کہیں بھی ہوں ان کی زندگی میں ایک بات مشترکہ طور پر ملتی ہے کہ اُن کے مخالف جب راست روی سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو پھر کجروی اختیار کر بیٹھے ہیں۔

رسول کے آنے سے پیشتر تو ان لوگوں کی حالت خشک زمین کی طرح ہوتی ہے کہ جس میں کوئی زندگی کا نشان نہیں ملتا۔ مگر صادق کے آنے کے ساتھ ہی ایک روشنی اور زندگی پیدا ہو جاتی ہے

بدیوں کی جگہ نیکی پیدا ہو جاتی ہے

اور وہ دُنیا کو تاریکی سے نکال کر نیکی کی راہ پر قائم کرتے ہیں اور یہی اُن کی کامیابی اور صداقت کی دلیل ہوتی ہے ایک فلاسفر اور حکیم دُنیا میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ بجلی کو قابو کر سکتا ہے عجیب و غریب اور صنعت و حرفت کے کرشمے دکھا سکتا ہے دریاؤں، سمندروں اور ہواؤں کو اپنے قابو میں لا سکتا ہے مگر دُنیا میں بدی کی جگہ نیکی کو قائم نہیں کر سکتا۔ مگر ایک صادق اور مامور من اللہ کا مقصد دُنیا میں صرف بدی کی جگہ نیکی کو قائم کرنا ہوتا ہے، اس لئے اُس کی صداقت کی آزمائش کے لئے صرف ایک ہی معیار ہے کہ زمین اُس کی آمد سے پہلے مُردہ اور خشک پڑی ہوئی تھی اسکے اندر زندگی پیدا ہوئی۔ یا نہیں۔ اُس نے مردہ دلوں کو زندہ کیا یا نہیں۔

اور یہ ایک عظیم الشان نشان ہے

اُس کی صداقت کا۔ کہ وہ لوگ جن کے اندر زندگی کا کوئی نشان نہیں نظر آتا تھا۔ وہ اُس کی آواز اور کلام سے زندہ ہو جاتے ہیں۔ خدا کے اولیاء اور ماموروں میں سے خواہ کوئی ہو۔ حضرت معین الدین چشتی ہوں۔ یا حضرت عبد القادر جیلانی رح یا سید محمد جونپوری ہوں یا حضرت مرزا صاحب ہوں اُن کی صداقت کا مشترکہ نشان صرف ایک ہی ہے کہ اُنہوں نے مُردوں کو جلایا یا نہیں۔ اُنکے اندر زندگی پیدا کی یا نہیں۔

الحاد کرنے والے تو ہمیشہ اُن کی مخالفت میں طعنہ زنی کے تیر چلاتے ہی رہتے ہیں۔ کون بزرگ ہے جس کی مخالفت نہیں کی گئی۔ پھر ہمارے مرزا صاحب اس سے کیونکر بچ سکتے تھے۔ اُنکو بھی اُن کے دشمنوں نے اپنے زعم میں کئی دفعہ مارا۔ مجھے یاد ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب نے یہ شائع کیا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے جو عربی سکھائی ہے اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تو مولوی صاحبان نے بجائے اسکے کہ اُن کے جواب میں کوئی کتاب لکھکر دکھاتے اُلٹی حضرت صاحب کی عربی کی غلطیاں نکالنی شروع کر دیں۔ حضرت صاحب کی ایک کتاب میں عجبت له ایک فقرہ آ گیا تھا۔ مخالفوں نے اسکو پکڑ کر اعتراض کر دیا۔ کہ عجب کا صلہ لام نہیں آتا۔ اور اپنے خیال میں یہ سمجھ لیا۔ کہ اب یہ مارا گیا اور اسکی عربی دانی کی قلعی کھل گئی مگر آخر جب حدیث میں سے عجبا له نکالکر دکھایا گیا اور اور بھی بہت سے حوالے عجب کے ساتھ صلہ لام آنے کے مل گئے تو اُن لوگوں کو شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

اسی طرح سے ایک اور مضمون میں جو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اخبار میں شائع کیا کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ایک بات کا حوالہ تفسیر ثنائی سے دیا ہے۔ اور میں تفسیر ثنائی کا مصنف ہوں دکھایا جائے کہ وہ حوالہ میری تفسیر ثنائی کے کس صفحہ پر دیا ہے۔ ایسا کوئی حوالہ میری تفسیر میں موجود نہیں۔ اس پر اُس نے بڑا شور مچایا۔ کہ مرزا صاحب جو اس قدر جھوٹ لکھتے ہیں کہ دیدہ و دانستہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کس طرح راستباز ٹھہر سکتے ہیں اس پر انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ اب مرزا کا جھوٹ پکڑا گیا اور وہ مارا گیا۔ مگر بات اصل میں یہ تھی کہ پانی پت میں ایک بزرگ قاضی ثناء اللہ صاحب ہوئے ہیں۔ حضرت صاحب نے ان کی تفسیر کا حوالہ دیا تھا مولوی ثناء اللہ نے خواہ مخواہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈال دیا کہ اس سے ان کی تفسیر ثنائی مُراد ہے۔

فی الحقیقت یہ صادق لوگ لا یاتیه الباطل من بین یدیه ... کے مصداق ہوتے ہیں انکو کوئی نہیں مار سکتا۔ مگر اُن کے مخالف زندہ بھی مُردوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے جس وقت ثناء اللہ

کو مخاطب کر کے بد دُعا کرنے کے لئے بالمقابل مُباہلہ کا اعلان لکھدیا۔ کہ اس کے بالمقابل تم بھی کچھ لکھو اور مباہلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مگر اسوقت اُن کے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ خدا مفسد اور کذاب لوگوں کو لمبی عمر دیا کرتا ہے مجھے یہ تمہارا طریق فیصلہ منظور نہیں۔ میں ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کرتا۔ مباہلہ کے لئے دونوں فریقوں کا بالمقابل دُعا کرنا شرط ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل اور قرآن کریم سے ثابت ہے جب نجران سے آپ کا مباحثہ ہو چکا۔ انہوں نے دلائل کو قبول نہ کیا۔ تو پھر یہ حکم ہوا کہ اس طرح فیصلہ کرو۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود دوسرے دن اپنے متعلقین کو ساتھ لیکر نکل آئے کہ بالمقابل دعاء کی جائے مگر عیسائیوں نے مباہلہ منظور نہ کیا اور مقابل پر دُعا نہ کی۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تو کجا آپ کی وفات کے چند ماہ بعد بھی ان کے فوت ہو جانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی تو یہ بھی بڑی زبردست دلیل ہے کہ باوجود اس کے کہ آپ کو کئی ماہ سے موت کا الہام ہو رہا تھا۔ اور آپ نے انہیں پر ایمان رکھتے ہوئے وصیت بھی کر دی تھی۔ مگر باوجود اس کے اُن کا ایمان اپنی صداقت پر کسقدر مضبوط تھا۔ کہ وہ ایک جوان آدمی کو مباہلہ کا چیلنج دے کر کہ اگر تم میرے مقابل پر آ گئے تو پہلے تم ہی مرو گے اور مجھے خدا تعالےٰ بچا لیگا۔ جو شخص مدت سے بیمار ہو اسکو ہر وقت موت کا خطرہ رہتا ہے۔ اور دوسری طرف خدا نے بھی اسکی موت کی خبر دے دی ہے۔ لیکن اس وقت بھی وہ اپنے مخالف کو چیلنج دیتا ہے کہ اُسکے ساتھ مقابلہ کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو اپنی سچائی پر کس قدر یقین تھا۔ کہ خدا اُسکو دشمن کے مقابلہ میں ضرور کامیاب کرے گا۔

ہمارے ایک دوست نے لکھا ہے۔ کہ حضرت صاحب کے اس واقعہ میں بھی حضرت مسیحؑ سے ایک شدید مشابہت ثابت ہوتی ہے جس طرح سے یہودیوں نے اُن کو صلیب پر کھینچکر بزعم خود اُنکو ملعون بنا دیا۔ اور عیسائیوں نے بھی اسکو تسلیم کر لیا۔ اور اس طرح حضرت مسیح کا صلیبی موت سے بچ رہنا ایک امر مشتبہ ہو گیا اسی طرح سے ثناء اللہ کی دُعا کئے بغیر یہ ہوا۔ کہ تمام لوگوں کو یہ امر مشتبہ ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود ثناء اللہ کے بالمقابل

مباہلہ کے اثر سے فوت ہوئے

حالانکہ فی الحقیقت جس طرح حضرت مسیح یہود کے صلیبی موت سے نہیں فوت ہوئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود بھی ثناء اللہ کے بالمقابل مباہلہ سے فوت نہیں ہوئے [illegible] مباہلہ اُن کے ساتھ ہوا۔

حضرت مرزا صاحب کے خلاف آجکل ایک اور سوال کا بڑا شور ہے کہ نعمت اللہ ولی کے جو اشعار مسیح موعود کے متعلق حضرت صاحب نے شائع کئے ہیں وہ [illegible] اور اُن میں اپنے مطلب کے شعر بنا کر ملا دئے گئے [illegible] شعروں کو پیش نہیں کیا گیا۔

جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں اگر وہ ذرا بھی عقل سے کام لیں تو کیا وہ شخص جسکو یقین ہو کہ اُسکے مخالف اُس کا ایک ایک لفظ پکڑنے والے ہیں۔ وہ کبھی اپنی کتابوں میں اتنا بڑا جھوٹ شائع کر سکتا ہے۔

مرزا صاحب اپنی صداقت کے ثبوت میں نعمت اللہ ولی کے محتاج نہیں

اور نہ ہماری جماعت کے مبلغ ہی ان شعروں کو حضرت صاحب کی صداقت میں کہیں جا کر پیش کرتے ہیں ہم تو اُن کی صداقت میں قرآن اور حدیث کو پیش کرتے ہیں۔ اگر قرآن کریم اور حدیث سے آپ کی صداقت ثابت نہ ہو تو نعمت اللہ ولی کے اشعار آپکو صادق ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ تاہم حضرت صاحب نے تو صرف ایک امر واقعہ کے طور پر اُنکو لکھا ہے ایک عجیب بات ہے کہ ان میں ایک شعر یہ بھی ہے [illegible]

ترکِ عیار شکست مے بینم الخ

جہاں حضرت صاحب نے ان اشعار کو نقل کیا ہے وہیں یہ بھی لکھا ہے کہ فلاں شخص اس شعر پر یہ اعتراض کرتا ہے مگر یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ اس کا منشاء یہ ہے کہ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کے بعد ترکوں کی سلطنت میں کمزوری واقع ہو جائیگی اب دیکھیئے کہ یہ بات کس قدر صحیح نکلی پھر آگے لکھا ہے۔ ترکوں کا دشمن یعنی روس بھی فتحیابی کا نتیجہ [illegible] اور اسکے آگے یہ بھی مذکور ہے۔ کہ اس وقت ملک عرب کے اندر سلطنتیں قائم کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ [illegible] حضرت صاحب کی

مستدلال ہیں جن کا لفظ لفظ صداقت سے بھرا ہوا ہے جو اس شخص کو مفتری کہنا حد درجہ کی جرأت ہے اصل بات صرف اس قدر ہے۔ کہ ان اشعار کی مختلف روائتیں ہیں ایک روائت وہ بھی ہے کہ جسکو حضرت صاحب نے لیا ہے

حضرت صاحب نے جعل نہیں بنایا

لوگ ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں کہ جن سے صادقوں کی صداقت پر حملہ ہو سکے۔ مگر خدا تعالےٰ ان سب کے بالمقابل ان کو سچا کر دکھاتا ہے۔

خدا کے مامور اپنے کاموں سے پہچانے جاتے ہیں

جس راہ پر وہ قوم کو چلاتے ہیں وہی کامیابی کی راہ ہوتی ہے اس کے سوا اور کوئی کامیابی کی راہ نہیں۔

پس اسلام اسی پر چلنے سے کامیاب ہو سکتا ہے کہ جس پر اسکو اس صدی کے مجدد نے چلایا ہے۔

مسلمانوں کی کامیابی کے یہ معنے نہیں

کہ وہ ہندوستان میں کوئی حصہ سلطنت کا حاصل کرلیں، ایران ٹرکی، اور افغانستان میں مسلمانوں کی خودمختار سلطنتیں نہیں؟ پھر کیا اُن کی موجودگی سے اسلام کامیاب ہوگیا۔ سلطنت کے بن جانے سے بھی اسلام کی کامیابی کی راہ

اشاعت اسلام ہی ہے

مجددوں کا کام دولت اور سلطنت دلانا نہیں ہوتا۔ وہ دنیا میں لوگوں کے اندر نیکی پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں اگر اُن کا مقصد سلطنت دلانا ہو تو بہتیرے سیاسی لوگ اُن سے اچھے ہیں اور اگر اُن کا کام نیکی پھیلانا اور صداقت اشاعت کرنا ہے۔ تو پھر مرزا صاحب کے سوا اور کسی نے یہ کام نہیں کیا ٭

متفرق خبریں

سردار منگل سنگھ ایڈیٹر و ماسٹر سندر سنگھ مینجر اکالی کا مقدمہ لاہور میں ۲۳ر فروری کو پیش ہوا۔ شہادتیں ہوئیں۔ سردار گجن سنگھ مستغیث نے کہا۔ اکالی میں میرے خلاف مضامین لکھے گئے۔ ملزمان نے جواب دعوےٰ دینے سے انکار کر دیا۔ عدالت نے ملزمان پر زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ تعزیرات ہند فرد جرم لگا دیا۔ ماسٹر سندر سنگھ سے چار سو روپیہ کی ضمانت طلب کی۔ انکار کرنے پر انہیں جیل بھیجدیا گیا۔ آئندہ پیشی ۷ر مارچ کو ہے دونوں ملزمان جیل میں پہنچائے گئے ٭

بحکم ڈپٹی کمشنر پشاور پنڈت امیر چند بمبوال اور حکیم عبدالجلیل جیل میں ڈالدیئے گئے۔ پشاور میں سخت سنسنی پھیل رہی ہے ٭ صاحب موصوف نے ان دونوں سے کسی جلسہ میں حصہ نہ لینے کے لئے کہا تھا۔ انکار پر دس دس ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کیگئی ہر دو صاحبان کے ضمانت سے انکار پر تین تین سال کی سزا کا حکم سنا[illegible]

امرتسر کے سکھوں نے ایک جلسہ میں قرار دیا کہ مسٹر کنگ کا جنازہ لاہور اور امرتسر میں نکالا جائے ٭

ڈسٹرکٹ کورٹ ناگپور میں نیلام ٹھیکہ شراب کے موقعہ پر عظیم مظاہرہ کیا گیا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ نیلام نہ رک سکا۔ بوقت شام ایک ٹھیکیدار کو قریب عدالت زدوکوب کیا گیا۔ پولیس اور مجسٹریٹ پر پتھر پھینکے گئے۔ معہ یوروپین افسر مجروح چند پولیس مینوں کو چوٹیں آئیں۔ دو ملزموں پر ٹھیکوں کے نیلام میں مانع ہونے پر مقدمہ چلایا گیا۔ لوگوں نے پھر شورش کی۔ پولیس پر پتھر پھینکے۔ دو لڑکے سخت مجروح ہوئے لفٹنٹ کرنل جیپ بھی سخت زخمی ہوئے اُن کی موٹر بھی خراب ہوگئی لوگوں نے مقدمہ سنکر واپس جاتے وقت شراب کی دوکانیں لوٹ لیں یوروپین لوگوں کی حفاظت کے لئے فوج بلائی گئی۔

ڈاکٹر ایل آئی پر شراب کی دوکانیں بائیکاٹ کرنے کے متعلق تقریر کرنے پر زیر دفعہ ۱۴۴ مقدمہ چلایا جائیگا۔

ناگپور کے ڈاکٹر ٹوکھر پر بھی شراب کی دوکانوں کو بائیکاٹ کرنے کی تحریک پر مقدمہ چلنے والا ہے ٭

لنڈن کانفرنس میں جو وفد ترکی دو وفود شامل ہوئے توفیق پاشا نے وفد کو سمجھے کے مستر قدیم قیام امن پر زور دیا۔ اُن سے کہا گیا۔ [illegible] کہ سمجھے کہ موجودہ نقطہ نظر پر بحث کریں۔ اور اسوقت [illegible]

[illegible] کی بحث نہ کرنے کی وجہ سے [illegible]

اخبار گلاسگو ہیرلڈ کا بیان۔ ترکوں سے شکست کھا کر یونانی فوج میں بغاوت رونما ہو گئی۔ ایشیا کوچک سے بھی یونانی فوج واپس منگوائی جا رہی ہے۔

امیر فیصل نے درخواست کی ہے کہ اُنہیں شاہ حجاز کے نمائندہ کی حیثیت سے ترکی معاہدہ کی بحث کے وقت لنڈن کانفرنس میں شامل کیا جائے ٭

ترکی وفود میں بحث چھڑ جانے سے لنڈن کانفرنس کی ابتدا میں تاخیر ہوئی۔ احرار ترکی وفد کے سردار بازسمیع نے اعلان کردیا ہم ترکی کی مکمل آزادی کے طالب ہیں ہم یونان یا قسطنطنیہ کے وزراء سے نہ ملیں گے۔ اور ہر شاہ قسطنطین یونانیوں کو بھاڑ رہا ہے برطانیہ اور یونان ترکوں سے تلوار کے ساتھ فیصلہ کرنے کے خیال میں ہیں۔ فرانس اور اٹلی صلح کے حق میں ہے انکی کا خیال ہے صلح عمدہ ہے۔ ورنہ اتحادیوں کو بہت بڑا حملہ کرنا پڑیگا۔ اور یا حالت زیادہ خطرناک ہو جائیگی ٭

امریکہ نے مجلس اقوام کی انتظامیہ کمیٹی کو لکھا ہے جن علاقوں پر حکمبرداری ہے۔ اتحادیوں کے حقوق مساوی ہوں

پیرس میں جنگی تیاریاں شروع ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ جرمنی معاہدہ صلح کو نہ مانیگا۔ اور فرانس کو اس سے جنگ کرنا پڑیگا ٭

انگورا کی ترکی حکومت کا وفد لنڈن پہنچگیا۔ ممبران کانفرنس یونانی اور ترکی وفود سے تبادلہ خیالات کریں گے۔

یونان معاہدہ ترکی کی ترمیم کے سخت خلاف اور فرانس فی الفور ترمیم چاہتا ہے اسکی رائے ہے سمرنا کا تمام علاقہ ترکوں کو دیدیا جائے شہر سمرنا کی قسمت کا فیصلہ چند سال بعد اہل شہر کی رائے عامہ کے مطابق کیا جائے۔ لنڈن میں آغاز کانفرنس ہو گیا ٭

یونانی سفیر نے معاہدہ ترکی کی تبدیلی اور یونان کو باہر سے قرض نہ لینے کے خلاف آواز اٹھائی کہ یہ قید دور کر دیجائے ٭ ایشیا اور سالیشیا کے متعلق ضابطہ کی بحث میں یونان اور فرانس کے نمائندوں نے حصہ لیا۔ کانفرنس کا انجام بخیر ہوگا

اسک شہر کی حفاظت کے لئے ترکوں نے شہر کے گرد خندقیں کھود لیں مصطفےٰ کمال انگورا سے چلکر میدان جنگ میں پہنچگئے ایشیا کو چکسایں اسک شہر کی طرف یونانی فوج سے ترکی فوج کا مقابلہ ہوگیا۔ عصمت بے سپہ سالار تھے۔ یونانی بھاگ گئے ٭ ہزاروں یونانی ہلاک اور مجروح ہوئے۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ کئی فوجیں ترکوں نے گرفتار کرلیں۔ میلان ترکی کے ایک شکاگو ٹریبون کا بیان اس جنگ کے بعد ترکوں نے اسمہ پر قبضہ کرلیا۔ یونانی اسمہ سے بھی ہٹ گئے بروسہ بھی ترکوں نے لے لیا۔ بروسہ سے ۱۴ میل پر شہر ہیراتیہ میں یونانی مفرور پناہگزین ہیں۔ یونانیوں کے ۴ ہزار آدمی ہلاک اور ۱۴۰۰ مجروح اس فتح سے ترکوں کے حوصلہ بڑھ گئے۔ سمرنا چھیننے کی تیاریاں ہیں عیسائی بھی ارمنوں سے تنگ آکر ترکوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔

شام کے شیخ صالح صاحب علوی شامی فوج کے ہمراہ مصطفےٰ کمال کے ساتھ آملے۔ عبدالحق حمید بے بھی ساتھ ملگیا

مشہور عالم ترکی شاعر ہے اسلامبول سے بھاگ کر ادھر آیا ہے مظالم قسطنطنیہ سے بیزار ہو کر ترکوں سے ملگیا

ترکی وزارت وزیر اوقاف کا عہدہ اُڑا کر شیخ الاسلامات کا عہدہ قائم کرنیوالی ہے۔ ایک کونسل فیصلہ کریگی ٭

ٹھیکیداران مسکرات پٹ گئے۔ الہ آباد سے خبر موصول ہوئی ہے کہ وہاں دیہات کے ٹھیکے مسکرات نیلام ہو رہے تھے کسی شخص نے بولی نہ دی۔ دو آدمیوں نے افیون کے ٹھیکے خریدے۔ جب یہ دونوں شخص عدالت سے باہر آئے تو ان کو مارا پیٹا گیا۔ اور ایک کا منہ کالا کردیا گیا۔

یہ واقعہ بتلاتا ہے کہ ملک میں مسکرات کے برخلاف کس قدر جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے ایسے گندے ساہوکاروں کو کسی اور پیشہ کی طرف رخ کرنا چاہیئے۔ یہ پیشہ انکو لے ڈوبے گا ٭

امیدواران میونسپل انتخاب لاہور۔ پنڈت رام بھجدت چودھری دروازہ شاہ عالمی اور رنگ محل وارڈ کے ہندوؤں کی طرف سے اور مسٹر جیگوپال ٹنڈن رنگ محل اور کشمیری دروازہ وارڈ کے ہندوؤں کی طرف سے میونسپل کمیٹی کے لئے کھڑے ہوئے ہیں

ڈیوک کے موٹر ڈرائیور پر فائر۔ کھڑگپور بنگال ریلوے اسٹیشن پر ڈیوک کی سپیشل پہنچی۔ بہت سے آدمی موجود تھے اُن میں ایک شخص بابو دتا کشور سب انسپکٹر خفیہ پولیس بنارس بھی موجود تھا۔ ڈیوک کے موٹر ڈرائیور کو پانی پینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس نے سب انسپکٹر پولیس سے دریافت کیا کہ پانی کہاں [illegible] ڈرائیور نے اپنی کرسی [illegible] پستول سے فائر کردیا ڈرائیور نے [illegible] مقدمہ حکام بالا کے سپرد ہو گیا ہے۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول کامل پور

مقدمہ نمبر ۱۵۶ سنہ ۱۹۲۱ء

مقدمہ شہباز ولد فضل احمد ذات اعوان سکنہ نمل تحصیل پنڈی گھیپ۔ مدعی

بنام

سہیندداس۔ جے گوپال۔ بھگوانداس۔ جیمنڈ۔ پسران امیر چند ذات کھتری سکنہ سگری تحصیل پنڈی گھیپ۔

عبداللہ ولد قائم کر۔ سماۃ الہی نور زوجہ عبداللہ۔ سماۃ سعیداں زوجہ لعل خان اقوام اعوان سکنہ نمل

جیرام ولد رامداس کھتری سکنہ سگری۔ گوبردهن داس و لیثر داس پسران ساون مل کھتری سکنہ سگری۔ لعل خان و محمد خان پسران ولی خان۔ غلام محمد۔ فتو پسران سیدا۔ شیر بہادر عباس پسران بازا بولائیت محمد خان دادا پوترہ بھائی خود خاجہ۔ سوہارہ نابالغان پسران سمندا بولائیت [illegible] گلابی والدہ خود۔ لعل نابالغ ولد صوبہ بولائیت محمد خان دادا پوترہ بھائی خود۔ شیر زمان ولد فضل احمد اقوام اعوان سکنہ نمل تحصیل پنڈی گھیپ

نوٹ:۔ مدعا علیہ ۱۸ حال قید جیل خانہ پشاور بمعرفت صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر جیل پشاور

دعوےٰ دخلیابی اراضی تعدادی [illegible] کنال ۱/۴ حصہ منجملہ دو سو چوداں کنال ۵ مرلہ

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان عرضی دعوےٰ مدعیان نے عدالت ہذا میں داخل کیا ہے اور بوجہ کثیر التعداد ہونے مدعا علیہم مندرجہ عنوان کے ہر ایک مدعا علیہم پر فرداً فرداً تعمیل سمن سے ہونی مشکل ہے۔ اس لئے بوجہ سے آگاہی جملہ مدعا علیہم بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ برائے سماعت مقدمہ اب تاریخ پیشی عدالت ہذا میں ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء مقرر ہوئی ہے۔ اگر وہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہوکر جوابدہی مقدمہ کی تاریخ پر نہیں کریں گے۔ تو اُن کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جائیگی۔

آج مورخہ ۲ر مارچ سنہ ۱۹۲۱ء بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری کیا گیا ٭

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب اٹک۔ کامل پور۔ ضلع اٹک۔

بمقدمہ محمد حیات ولد عمر الدین سکنہ اسلام گڑھ تحصیل اٹک

بنام

نور محمد و سردار و خیر محمد ولد حیات و غلام محمد و نیک محمد پسران دینہ۔ و روشن الدین ولد الف دین سکنہ منقدار تحصیل [illegible] فضل الدین مدیاسین پسران کرم دین سکنہ اسلام گڑھ تحصیل اٹک مدعا علیہم

دعوےٰ دخلیابی بذریعہ تقسیم

اشتہار بنام فضل الدین ولد کرم الدین سکنہ اسلام گڑھ تحصیل اٹک۔

درخواست مقدمہ و بیان حلفی مدعی و رپورٹ سمنات سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے یعنی مدعا علیہ مفقود الخبر ہے۔ اس لئے فضل الدین ولد کرم الدین سکنہ اسلام گڑھ۔ مدعا علیہ کے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء کو حاضر ہوکر جوابدہی نالش کی کرو۔ ورنہ تمہارے برخلاف یکطرفہ کارروائی کی جاویگی۔

آج مورخہ ۲۲ر فروری سنہ ۱۹۲۱ء بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت جاری کیا گیا ٭

دستخط منصف صاحب بحروف انگریزی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۲۰ء نمبر ۱۰

تحریف کتب انبیاء

بسلسلہ اشاعت مورخہ ...

(۴)

عیسائی مذہب اگرچہ عقل اور نقل کی تمام مہذ ایذیوں سے یکسر آزاد ہے۔ عقل سے اس لئے کہ یہی وہ محقق چیز ہے کہ جس نے ان کے عقیدے میں جناب آدم کو جنت سے بدر کیا۔ اور نقل سے اس لئے کہ سینٹ پال کے عقیدے میں یہ ایک لعنت ہے۔ جبکہ ان عقلا نے اس طرح لعنت کی پابندیوں کو اپنے اوپر لازم کر کے اور ملعون کہلا کے اللہ تعالیٰ نے انسانی فلاح و بہبود کے لئے ایک طریق عمل بغیر کسی برگزیدہ انسان کی وساطت کے مقرر کرتا ہے مگر وہ طریق عمل کیا ہے؟ اسلئے کہ مرسلوں کو خدا کے قریب لے جائے۔ وہ انکو رشد و ہدایت کی راہوں سے دور کر کے ملعون بنا دیتا ہے۔ عقل اور تمیز سے کام لینے پر جنت ہاتھ سے گئی اور شریعت پر چلنے سے لعنت کا طوق ملا۔

تاہم جناب مسیح کی الوہیت کہو یا مسیحیت انکو ثابت کرنے کے لئے ہمارے مسیحی دوست اناجیل اور عہدنامہ عتیق کو بھی ایک گونہ الہامی طور پر لکھا ہوا تسلیم کرتے ہیں اور آئے دن مسلمانوں کو قرآن کریم کی بعض آیات کی بناء پر کہ جن میں انجیل اور توریت کے صحف سماوی ہونے کی تصدیق کی گئی ہے۔ مسلمانوں کے سامنے ان کتابوں پر ایمان لانے کے لئے بطور حجت ملزمہ کے پیش کرتے رہتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان از روئے قرآن کریم کے انجیل اور دیگر کتب سماویہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر اسی کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ اناجیل اربعہ جنکو عیسائی انجیل کا لقب دیتے ہیں محرف ہیں یعنی ان میں تغیر اور تبدل ہوگیا ہے۔ اور انجیل پر ایمان لانے سے یہ ضروری نہیں کہ ان چار کتابوں کو غیر محرف مانا جائے۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ شکسپیر کا کلام نہایت اعلےٰ درجہ کا کلام ہے تو اس سے یہ لازم نہ آئیگا کہ جو نسخے اسکے پائے جاتے ہیں وہ غلطی اور تغیر و تبدل سے پاک ہیں اور اس سے تمام نسخوں کی صحت کا تسلیم کرنا نہ پایا جائیگا۔ بیشک ان میں موتی ہیں مگر ساتھ ہی کنکر بھی بکثرت ملے ہوئے ہیں۔ یہ جواب ایسا صاف ہے کہ اسکے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ آیا فی الواقعی ان نسخوں میں تحریف ہوئی ہے یا نہیں۔ اس کا انصاف ہم مسیحی محققین پر ہی چھوڑتے ہیں۔ سر دست چند محققین مسیحی کی تحقیقات کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

(۵)

اناجیل کے متعلق یورپین مصنفین بلحاظ اختلاف خیالات تین گروہوں میں منقسم ہیں:۔

پہلا گروہ:۔ عوام اور ان کے پیشوا مشنری جماعت۔ یہ لوگ اب تک عہد جدید کی کتابوں کو اوّل سے آخر تک لفظاً اور معناً کلام الٰہی سمجھتے ہیں اور اصول درایت اور تاریخی شہادت کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں۔

دوسرا گروہ اُن علماء مسیحی کا جو جدید تحقیقات کے اصول کے پیرو ہیں۔ مگر اسکے ساتھ پابند دین بھی ہیں۔ اُن میں آجکل پروفیسر ہارنک بہت مشہور ہے۔ جو برلن یونیورسٹی میں تاریخ کلیسا کا پروفیسر اور پروشیا کی رائل اکاڈمی کا ایک ممتاز ممبر ہے۔

ہارنک کہتا ہے "یہ سچ ہے کہ اوّل کی تین انجیلیں بھی چوتھی انجیل کی طرح تاریخی حیثیت سے گری ہوئی ہیں مگر یہ اس غرض سے تحریر نہیں ہوئیں کہ واقعات جس طور سے گذرے قلمبند کئے جائیں۔ بلکہ غایت یہ تھی۔ کہ ان کتابوں کے ذریعہ سے ابن عیسوی کی بشارت دی جائے"۔ اس گروہ کے خیال میں صرف روح اناجیل پر غور کرنا چاہئے الفاظ اور واقعات ایسے مہتم بالشان نہیں ہیں۔

تیسرا گروہ آزاد خیال عیسائیوں کا ہے جن میں اکثر طالب حق ہیں اور باقی لا مذہب۔

لا مذہبوں میں ایک قوی گروہ ہے جو ٹوبنگن اسکول کے نام سے مشہور ہے۔ اس گروہ کا پیشوا ایک جرمنی عالم [illegible] ہے جو ۱۸۲۶ء سے ۱۸۶۰ء تک مقام ٹوبنگن میں دینیات کا پروفیسر رہا ہے۔ اس کی تحقیقات کا ملخص یہ ہے کہ عہد جدید کی کتابیں زیادہ تر سینٹ پال کے خیالات کا آئینہ ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ نیقیہ کے مشہور [illegible] کے بعد جب مسئلہ تثلیث مسلمہ اصول دین قرار پایا تو حضرت عیسےٰ کی پاکیزہ تعلیمات بت پرستوں کے عقائد کے قالب میں ڈھال دی گئیں۔ گویا روم کے [illegible] کی کھال اوڑھ لی۔ یعنی [illegible] عیسائیت کی شکل میں نظر آتی ہے۔

[illegible] کے خیالات کو قلیب [illegible] اپنی کتاب "[illegible] اناجیل کے حقائق" رکھا اور یہ خیال صفحہ ۹ [illegible] ادا کرتا ہے۔

"ڈاکٹر رابن سن کو اقرار ہے کہ اناجیل اربعہ مشکوک ہیں۔ بہتوں کا خیال ہے کہ دوسری صدی کی پیداوار ہیں۔ دوم کا مصنف سینٹ مارک (مرقس) ہے صحیح ہے اور یہ کہ مارک پطرس حواری کا ترجمان تھا [illegible] انجیل کو حواری مذکور کی روایات سے تحریر کیا ہے۔ بہت خوب! ہم اس نتیجہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ یعنی پولس مجھ کہ ایک انجیل کی سماعت ایسے راوی سے ہے۔ جو چند بار روایت بیان کرتا ہے۔ لیکن اس راوی کو صرف ایک سال (بقول رینن بسند تا تین تین سال) صحبت مسیح حاصل ہوئی یہ حواری ناخواندہ تھا۔ تیس یا چالیس سال کے بعد وہ روایت کرتا ہے۔ جسکو دوسرا شخص (مرقس) غیر زبان میں تحریر کرتا ہے اور پھر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کا ترجمہ کہاں تک اصل کے مطابق ہوا ہے۔ علاوہ اسکے ڈاکٹر رابن سن اپنے الواب "وعظ کبیر" اور "غیر مرقسی دستاویز" میں مرقس کے انجیل کی اہم فروگذاشتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے ...... یہ اہم فروگذاشتیں کیا ہیں؟ کیا ہم ان کو معمولی سمجھیں۔ ہمکو خود ان کا کھوکھلا سا انتخاب کر کے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اس انجیل میں حضرت عیسیٰ کی بطور اعجاز پیدائش کا نہ تذکرہ ہے۔ اور نہ آپ کے عہد طفولیت کے حالات۔ جن کو سابقہ پیشین گوئی کی تصدیق سمجھتے ہیں۔ اس طرح پہاڑی والے مشہور وعظ کا بھی کچھ ذکر نہیں دوبارہ زندہ ہو جانے کا قصہ صرف چند سطروں میں مذکور ہے۔ اور آسمان پر تشریف لیجانا صرف ایک سطر میں۔ بد قسمتی سے یہی دو سطریں ہیں جو بالاتفاق الحاقی مانی جاتی ہیں۔ کیونکہ انجیل مرقس کا حقیقی [illegible] میں باب ۱۶۔ آیت ۸ پر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے نہ طلاق نہ لعنت ثانی نہ معمود کسی مسئلہ کا بھی ذکر نہیں۔ زبانی روایات گم شدہ دستاویز اور نامعلوم کاتب۔ بس یہی ایک ذریعہ رہگئے جس سے ہم کو ان تفصیلی حالات کا علم ہوتا ہے۔ جو ہمارے مذہب کی روح رواں ہیں کیا اس سے بڑھ کر اور بھی کوئی ناقابل اطمینان امر ہے۔ جس سے مسیحی عقائد اور انجیلی حقائق پر شبہ عائد ہوتا ہو"۔

اب ہم اُن قدیم نسخوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو مروجہ بائبل کی ماخذ ہیں:۔

(۶)

قدیم نسخے علماء مسیحی بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ عہد جدید کے اصلی نسخے سب معدوم ہیں۔ البتہ اُن کی نقلیں جو مختلف زمانوں میں ہوئیں اب تک موجود ہیں۔ ایسی نقلیں قریب ۵۰۰ کے ہیں۔ لیکن ان میں بھی سب سے قدیم صرف تین نسخے ہیں۔ اور وہ بھی چوتھی صدی عیسوی کے پیشتر کے نہیں ہیں ان تین مشہور نسخوں کی مختصر کیفیت ہم یہاں درج کرتے ہیں:۔

اوّل نسخہ ویٹیکن۔ یہ نسخہ کتب خانہ ویٹیکن واقع روم (اٹلی) میں چار پانسو برس سے موجود ہے۔ یہ پروفیسر ہارنگ اسکو چوتھی صدی عیسوی کی ابتدا کا لکھا ہوا بتاتے ہیں۔ مگر بشپ مارش لکھتے ہیں کہ نہیں یہ پانچویں صدی کے آخر کا لکھا ہوا ہے۔ مونٹ فاکن کی رائے میں پانچویں یا چھٹی صدی میں لکھا گیا ہے۔ اس نسخہ میں عہد عتیق اور جدید کی کتابیں یونانی زبان میں تحریر ہیں مگر کامل نہیں ہیں مثلاً کتاب پیدائش کے ابتدائی ۴۶ باب اور زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک کم ہیں۔ اسی طرح عہد جدید میں نامۂ عبرانیاں باب ۹ آیت ۱۴ سے آخر باب تک اور سینٹ پال کے نامے بنام تموتھی اور طیطوس اور فلیمن اور تمام مکاشفات یوحنا جو گم تھے۔ ان کو پندرھویں صدی میں کسی نے نکر لکھکر شامل کردیا ہے انجیل مرقس باب ۱۶ کے آیات ۹ لغایت ۲۰ کے واسطے کاتب نے سادہ ورق چھوڑ دیا ہے۔

دوم نسخہ اسکندریہ۔ یہ نسخہ سرل لیوکر کے پاس تھا جو قسطنطنیہ کا لاٹ پادری تھا۔ اسی نے ۱۶۲۸ء میں سرطامس روکی معرفت چارلس اوّل شاہ انگلستان کو یہ نسخہ نذر کیا۔ جو اب تک برٹش میوزیم میں موجود ہے اس نسخہ میں بھی عہد عتیق اور جدید کی کل کتابیں یونانی زبان میں موجود ہیں۔ مگر متی کی انجیل ابتداء سے باب ۲۵۔ آیت ۶ تک نہیں ہے اور انجیل یوحنا باب ۶۔ آیت ۵۰ سے باب ۸ آیت ۵۲ تک نہیں ہے۔ عہد عتیق میں زبور سے پہلے ایک نامہ اتھانی سیس بنام مارسلی نیس نا ایک ہے۔ اس نسخہ کی تاریخ تحریر میں سخت اختلاف ہے۔ مگر اسقدر اتفاق ہے کہ پانچویں صدی کے پیشتر کا لکھا ہوا نہیں ہے۔

سوم نسخہ سینا۔ اس نسخہ کے دستیاب ہونے کی عجیب داستان ہے۔ ٹشنڈارف ایک مشہور جرمن عالم تھا جس کو کتب مقدسہ کے قلمی نسخوں کی تحقیقات اور جستجو کا نہایت شوق تھا۔ ۱۸۴۴ء میں ایک مرتبہ اس کا گذر ایک خانقاہ میں ہوا۔ جو کوہ طور کے نیچے واقع تھی جس وقت وہ خانقاہ کے کتب خانہ کی سیر کر رہا تھا۔ اتفاق سے اسکی نظر ایک ٹوکرے پر پڑی جس میں قلمی اوراق کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اور جو آگ روشن کرنے کے واسطے وہاں لائے گئے تھے۔ ڈاکٹر نے جھک کر چند اوراق ٹوکرے سے نکال لئے تو جو کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یونانی نسخہ سپٹیوجنٹ کی سب سے قدیم نقل ہے اور اسوقت تک اتنی پرانی نقل کوئی اسکی نظر سے نہیں گذری تھی۔ جوش مسرت میں اُس نے فوراً راہبوں سے درخواست کر کے ۴۳ ورق نکال لئے۔ لیکن اسکے اندر شوق اور بیتابانہ حرکت سے راہب سمجھ گئے کہ غالباً یہ اوراق کا ڈھیر جسے وہ آگ کی نذر کرنے چلے تھے کسی بیش بہا دولت سے مالا مال کردیگا۔ اس لئے انھوں نے ڈھیرا اٹھا لیا۔ اور صاف کہدیا کہ اب اور اوراق نہیں ملسکتے ناچار ڈاکٹر موصوف اپنے وطن جرمنی کو واپس آیا۔ اور کوشش کی کہ خدیو مصر کے ذریعہ سے پورا نسخہ مل جائے۔ مگر ناکامی رہی۔ تاہم وہ مایوس نہ ہوا اور پندرہ برس تک برابر کوشش کرتا رہا۔ آخرزار روس کی توجہ کو اُس نے اپنی طرف مبذول کرلیا۔ اور شاہی سفیر کی حیثیت سے وہ ۱۸۵۹ء میں اس خانقاہ میں آیا اور بڑی مشکل سے کامل نسخہ کا پتہ لگا کر راہبوں کو رضامند کرلیا۔ اور نسخہ اپنے ساتھ لیکر سینٹ پیٹرزبرگ پایہ تخت روس میں واپس آیا۔ جہاں وہ نسخہ اب تک شاہی کتب خانہ میں موجود ہے۔

یہ نسخہ چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں عہد عتیق اور جدید اور اپوکریفہ شامل ہیں۔ اس نسخہ میں انجیل مرقس کا باب آخر جس میں حضرت عیسےٰ کا دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ جانے کا قصہ درج ہے مطلق مذکور نہیں ہے اس لئے اب انصاف پسند علماء مسیحی کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ واقعی یہ آیات یعنی باب ۱۶۔ آیات ۹ لغایت ۲۰ الحاقی ہیں کیونکہ ویٹیکن نسخہ میں ان آیات کی جگہ پر سادہ ورق چھوٹا ہوا تھا جس سے یہ خیال تھا کہ کیا عجب کاتب نے سہواً چھوڑ دیا ہو۔ لیکن اس نسخہ میں آیت ۸ پر خاتمہ ہے اور پھر بغیر کسی فاصلہ کے انجیل لوقا کا آغاز ہوگیا ہے۔

الغرض مذکورہ بالا تین نسخے سب سے قدیم مانے جاتے ہیں۔ لیکن یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تینوں نسخے چوتھی صدی عیسوی کے پیشتر کے لکھے ہوئے نہیں ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان نسخوں میں عقاید فرقہ تثلیثیہ (جسکا ہم نے اوپر حوالہ دیا ہے) مذکور ہیں۔ جن کے باعث سے دین عیسوی کی اصلی تعلیم کا چشمہ گندلا ہو گیا ہے۔

(بقیہ مضمون بر صفحہ ۵ - کالم ۱ ملاحظہ ہو)

ؔ دیکھو ہارنک کی کتاب انگریزی ترجمہ "دائٹ از کرسچیانٹی"۔

قرآن کریم کی متعلق مشاہیر یورپ کی آراء

۱۔ واشنگٹن اروِنگ "سیرتِ محمدیہ" میں لکھتا ہے "قرآن میں نہایت بلند تخیل اور پُراز اخلاص خیالات مندرج ہیں"

۲۔ جی سیل ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتا ہے "قرآن شریف کے متعلق تمام دنیا کو اعتراف ہے کہ وہ انتہادرجے کی فصیح اور بے عیب زبان میں لکھا گیا ہے۔ اور یہ مسلّمہ ہے کہ اسکی زبان عربی زبان کا معیار ہے"

۳۔ ہربرٹ لیکچرز میں لکھا ہے "کہ اسلامی قانون قابلِ تعریف اصول پر مشتمل ہے۔ اور زیادہ قابلِ تعریف یہ امر ہے کہ اُسے ان اصول کی تعمیل اور استحکام دہی کی زبردست حمایت میں کامیابی حاصل ہوئی ہے"۔

۴۔ اڈمنڈ برک نے امپیچمنٹ آف وارن ہیسٹنگز میں قرآن کریم کی بڑی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ "اسلامی قانون ایک تاجدار سے لیکر ادنےٰ ترین افرادِ رعایا تک کو حاوی ہے۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جو ایک معقول ترین علمِ فقہ پر مشتمل ہے۔ جس کی نظیر اس سے پیشتر دنیا نہیں پیش کر سکتی"

۵۔ پاپولر انسائیکلو پیڈیا جلد ہشتم کے صفحہ ۲۲۶ میں لکھا ہے کہ "قرآن کریم کی زبان فصیح ترین عربی خیال کی جاتی ہے اور اس میں طرزِ بیان اور شاعری کی ایسی خوبیاں موجود ہیں کہ اسکی نظیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اُس کی اخلاقی تعلیم بالکل خالص ہے اور جو شخص پوری طرح اس پر کاربند ہو۔ وہ نیک زندگی بسر کر سکتا ہے"

۶۔ ڈاکٹر کینن آئزک نے بحیثیت صدر نشین کلیسائے انگلستان ایک تقریر کی تھی جو اسی زمانے میں لنڈن ٹائمز میں شائع ہوئی تھی اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے "کہ اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے۔ جو تمدن کا جھنڈا اٹھاتا ہے۔ جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو۔ اسکو سیکھے جو بتاتا ہے کہ صاف کپڑے پہنو۔ اور صفائی سے رہو۔ جو حکم دیتا ہے کہ استقلال و استقامت و عزتِ نفس نہایت لازمی فرض ہے۔ بے شک دین اسلام کے فوائد و منافع یقینی ہیں۔ اور اس کی خصوصیات شائستگی و تمدن کی سب سے بڑی بنیاد بلکہ ارکانِ اعظم ہیں"

۷۔ فرانس کے سب سے مشہور پادری ڈاکٹر لوزان فرماتے ہیں "جدید علمی اکتشافات یا ان مسائل میں جنکو ہم نے اپنے زور سے حل کیا ہے۔ یا ہنوز وہ زیرِ تحقیق و نظر ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو تعلیم قرآنی کے مخالف ہو۔ ہم علمیا یوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ اور ہمنشین بنانے میں اب تک جتنی کوششیں کی ہیں۔ اسلام اور قرآن میں یہ سب کچھ پہلے سے موجود ہے اور پوری طرح سے موجود ہے"

۸۔ شمالی نائیجیریا کی شاہی مجلس میں ڈاکٹر موڈل نے ایک معرکۃ الآراء تقریر میں بیان کیا "اسلام کی طاقت قرآن پر مبنی ہے جو اپنی جلد میں پارلیمنٹ۔ قانون۔ حقوق۔ عظمت ان سب کو جمع رکھتا ہے۔ یہ ایک عظیم الشان کتاب ہی نہیں بلکہ ایک شاندار اجتماعی قانون بھی ہے سخت غلطی ہوگی اگر اہلِ نظر اس کی طاقت کا اعتراف نہ کریں۔ جس نے اپنے پیروؤں کے جھنڈے فلک الافلاک تک پہنچا دیئے۔ اور افریقہ کے بربروں میں ایسی روح تمدن کی پیدا کی۔ اپنے پاکیزہ اخلاق اور تعلیمات کا اُن کو ایسا خوگر بنایا۔ کہ اُن کی ہمسایہ قومیں جو مسلمان نہیں ہیں کسی طور و طریق میں بھی اُن کے ہمرنگ نظر نہیں آتیں"

۹۔ تاریخ محمد رسول اللہ صلعم جیسا خوش نصیب انسان پیش نہیں کر سکتی۔ وہ ایک قوم اور ایک سلطنت کے ساتھ ہی ایک مذہب کا بانی تھا۔ وہ بے علم تھا اور بمشکل نوشت و خواند کے قابل تھا۔ تاہم وہ ایک ایسی کتاب کا مصنف ہوا ہے۔ کہ جو نظم بھی ہے ضابطہ قوانین بھی ہے۔ عام دعاؤں کا مجموعہ بھی ہے۔ اور بحیثیت مجموعی ایک مذہبی کتاب بھی ہے۔ اور جس کی صداقت و دانش و فصاحت کا معجزہ ہونے کی حیثیت سے نوعِ انسان کا چھٹا حصہ دل سے عزت کرتا ہے۔ محمد مدعی ہے کہ یہ اُس کا معجزہ ہے وہ مستقل و پائدار معجزہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ واقعی معجزہ ہے" (باسورتھ سمتھ کی لائف آف محمد)

۱۰۔ گیٹی کہتا ہے کہ ابتداء میں قرآن کریم کو پڑھنے سے تنفر اور وحشت پیدا ہوتی ہے۔ مگر جوں جوں اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اسکے ساتھ ہر ایک اسکے مطالعہ کرنے والے کو عشق پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کا دلآویز طرزِ بیان اور تعلیم اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے"

۱۱۔ ڈیون پورٹ اپنی کتاب موسومہ "محمد اور قرآن" میں اسلام کے صحیفہ آسمانی ہونے کے متعلق یہ خیالات ظاہر کئے ہیں
"قرآن عالم اسلامی کا ایک مشترکہ قانون ہے یہ معاشرتی ملکی، تجارتی، فوجی، عدالتی اور تعزیری معاملات پر حاوی ہے لیکن باایں ہمہ ایک مذہبی ضابطہ ہے۔ اُس نے ہر چیز کو باقاعدہ بنایا ہے مذہبی رسوم سے لیکر حیاتِ روزمرہ کے مشاغل، روحانی نجات سے جسمانی صحت۔ اجتماعی حقوق سے انفرادی حقوق شرافت سے جنایت۔ دنیوی سزا سے لیکر اُخروی عقوبت تک تمام امور کو سلکِ ضابطہ میں منسلک کر دیا ہے"... ایک اور مقام پر لکھا ہے۔" قرآن کے بے شمار اوصاف میں سے دو زیادہ واضح ہیں۔ اول وہ ہیبت و احترام کا لہجہ جو اُس خالقِ اکبر کے متعلق ہر جگہ اس میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جس کی طرف کوئی انسانی کمزوری اور انسانی خواہش منسوب نہیں کیگئی۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ اس میں اوّل سے آخر تک غیر فصیح۔ مخرب اخلاق اور نامناسب خیالات، محاورات اور حکایات کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ جو تمام خرابیاں اس کتاب میں بکثرت موجود ہیں جس کا نام پیروان مسیح نے "عہد قدیم" رکھا ہے"۔

۱۲۔ کوارٹرلی ریویو میں ایک محقق انگریز لکھتا ہے:۔
"ہم اس عجیب کتاب کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس کی اعانت سے عربوں نے سکندرِ اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روم کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کر لی۔ اور جس قدر زمانہ کہ روم کو اپنی فتوحات حاصل کرنے میں درکار ہوا تھا۔ اس کا دسواں حصہ بھی انکو نہ لگا۔ ایسی کتاب جس کی اعانت سے حملہ بنی شام میں عرب لوگ بحیثیت سلاطین یورپ میں آئے تھے۔ جہاں کہ اہلِ فنقیہ تاجروں کی حیثیت سے اور یہود پناہ گیروں یا قیدیوں کی طرح آئے تھے۔ یہی لوگ معہ اُن پناہ گیروں کے (قرآن کی مدد سے) یورپ کو انسانیت کی روشنی دکھانے کے واسطے نمودار ہوئے تھے۔ یہی لوگ جبکہ تاریکی محیط ہو رہی تھی یونان کی مُردہ عقل اور علم کو زندہ کر کے اور اہلِ مغرب و اہلِ مشرق کو فلسفہ۔ طب۔ ہیئت۔ اور نظم لکھنے کی خوش نما اور دلچسپ فن سکھانے کے لئے آئے۔ اور علوم جدیدہ کے بانی مبانی ہوئے تھے"

۱۳۔ مسٹر ٹامس کارلائل جو انیسویں صدی کے مشاہیر یورپ میں اعلےٰ درجہ پر مانے جاتے ہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اصلاحوں پر نظر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔
"ایک تغیرِ عظیم انسانوں کی تمام حالات اور الہیات میں کیسا تغیر اور عروج اس پر ظاہر ہوتا ہے"
"اس وقت خدا کی مخلوقات میں سے محمد کے کلام کو ماننے والے بہ نسبت کسی اور کلام کے بہت زیادہ ہیں"۔ اسلام کے معنی ہیں خودی کو چھوڑنا اور خودی کو مارنا۔ یہی سب سے اعلےٰ درجہ کی حکمت ہے۔ جو آسمانوں نے زمین پر آجتک منکشف کی ہے"
"قوم عرب کے واسطے (اسلام کا آنا) اندھیرے سے نور میں پیدا ہونا تھا۔ پہلے پہل عرب ہی اُسکے ذریعہ سے زندہ ہوا"۔ یہی عرب کی ایک آدمی محمد ہے اور ایک صدی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوا۔ کہ ایک چنگاری سا گرا۔ ہاں ایک ہی چنگاری۔ ایک ایسی دنیا پر جو سیاہ نامعلوم ریت معلوم ہوتی تھی۔ مگر دیکھو کہ وہ ریت آتشگیر مادہ ثابت ہوا۔ جسکا شعلہ آسمان کے برابر اونچا۔ دہلی سے غرناطہ تک جیکا اُٹھا۔ میں کہتا ہوں کہ بڑا آدمی ہمیشہ آسمانی بجلی کے مشابہ ہوتا ہے۔ دوسرے آدمی خشک ایندھن بنے ہوئے اُس کے منتظر ہوتے ہیں اور پھر وہ بھی آگ ما ہو جاتے ہیں"

۱۴۔ سر ولیم میور فرماتے ہیں:۔

"محمد کے احکام جو ابتک چند اور سادے معلوم ہوتے ہیں اُنہوں نے ایک حیرتناک اور عظیم الشان کام کر دکھایا تھا۔ جب سے ابتدائی عیسویت نے دنیا کو نیند سے جگایا تھا۔ اور بُت پرستی کے ساتھ ہلاکت خیز جنگ شروع کیا تھا۔ انسانوں نے نہ کبھی عالم جیسا روحانی زندگی کا عروج دیکھا تھا۔ اور نہ ایسا ایمان جس نے تو دور قلب کے ساتھ نیکی کی حمایت میں اپنے آپ کو قربان کیا ہو۔ اور اُس میں خوشی منائی ہو"۔ ایک نامعلوم زمانے سے مکہ اور کل جزیرۃ العرب روحانی غفلت میں غرق تھا۔ یہودیت عیسائیت اور فلسفہ کے خفیف اور عارضی اثر قلوب عرب پر محض ایسی حرکت پیدا کی تھی۔ جیسا کہ ایک نہر سے کسی خاموش جھیل کی سطح پر کہیں کہیں جھریاں پڑ جائیں۔ نیچے تمام بے حرکت اور خاموش پڑا تھا۔ لوگ توہم پرستی، بیرحمی اور بدی میں غرق تھے یہ ایک عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا باپ کی بیوہ کا وارث دیگر متاع کے ساتھ بنتا اور اُس سے نکاح کر لیتا تھا۔ غرور اور افلاس نے اُنہیں ہندوؤں کی طرح لڑکیوں کا مار ڈالنا رائج کر دیا تھا۔ اُن کا مذہب بیہودہ جہ کا بُت پرستی تھا۔ ان کا ایمان کسی اعلےٰ طاقت اور حکومت والے خدا میں نہ تھا۔ بلکہ محض چند مخفی پوشیدہ چیزوں سے وہم پرستی کے طور پر ڈرتے اور اُن کی خوشنودی کیواسطے منتیں مانتے تھے۔ [illegible]

[illegible] ...پھر آگے چلکر سر ولیم میور لکھتے ہیں [illegible]

[illegible] ۱۵۔ ڈاکٹر [illegible] ... اسلام کی حیرت انگیز [illegible]

حملہ براوران [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - چہارشنبہ مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۷۲

خطبۂ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ ۱۹۲۱ء
(مورخہ ۴ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۲۱ء)

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئًا ان اللہ غفور رحیم ۵ انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون ۵ قل اتعلمون اللہ بدینکم واللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض واللہ بکل شیء علیم ۵ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان ان کنتم صادقین ۵ ان اللہ یعلم غیب السموات والارض واللہ بصیر بما تعملون ۵ پڑھ کر فرمایا - اعراب یا بادیہ نشین کہتے ہیں ہم ایمان لائے ان کو کہدو - تم ایمان نہیں لائے - تم یوں کہدو کہ ہم مسلم یعنی فرمانبردار ہوئے - ولما یدخل الایمان فی قلوبکم اس لئے ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا - اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو تمہارے اعمال کی جزاء میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی - اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے مؤمن کون لوگ ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے ہیں پھر کسی قسم کے شکوک ایمان لانے کے بعد اُن کے دلوں میں پیدا نہیں ہوئے - اور انہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا ہے اور یہ جہاد بھی اور کسی غرض کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہے یہی صادق لوگ ہیں

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مؤمن اور مسلم دونوں کو الگ الگ بیان کیا ہے - اصل میں زبان کے لحاظ سے ایمان کے معنے مان لینا اور اسلام کے معنے فرمانبرداری کے ہیں - مگر شریعت کی اصطلاح میں ان کے معنے خاص ہیں اور قرآن کریم میں یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوئے ہیں ایمان کا اطلاق کبھی تو محض زبان سے مان لینے پر ہوتا ہے - کیونکہ جو شخص کسی کو مان لیتا ہے وہ اس کا اقرار زبان سے کرتا ہے اس لئے یہ محض زبان سے اقرار پر بھی آجاتا ہے جیسے کہ فرمایا - یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ - اے وہ لوگو جو ایمان لانے کا منہ سے اقرار کرتے ہو - ایمان لاؤ - تو اس آیت میں پہلا ایمان صرف زبان سے اقرار کر لینے کے لئے آیا ہے اور دوسرا اعمال اور جوارح سے جس کا ثبوت دیا جائے - مراد ہے -

تو اصل ایمان کے معنے ہیں زبان سے دل سے اور دونوں کے بعد عمل سے اس کا ثبوت دینا - کیونکہ جب ہم منہ سے کسی بات کو مان لیتے ہیں تو اُسکو عمل میں لانا ضروری ہو جاتا ہے

اسلام نے صرف اسی ایمان کو اصل ایمان قرار دیا ہے

کہ جس پر انسان کے اعمال بھی شہادت دیتے ہیں - صرف زبان سے اقرار بھی ایمان ہے مگر یہ اس کا ابتدائی مقام ہے - اور اعمال وجوارح سے اس کا ثبوت یہ بھی ایمان ہے مگر یہ اس کا انتہائی مقام ہے -

اسی طرح اسلام بھی دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے - اسلام کے معنے فرمانبرداری کے ہیں صرف منہ سے فرمانبرداری کا اقرار بھی اسلام ہے - اور کامل طور پر اسلام کے احکام کی فرمانبرداری کرنا بھی اسلام کے معنے ہیں - اس جگہ اس کا اطلاق صرف پہلے معنوں میں یعنی اسلام کا منہ سے اقرار کر لینے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان بادیہ نشینوں کو جو کہتے ہیں - کہ ہم ایمان لائے انکو کہدو کہ ابھی تم

کہو - بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے - کیونکہ لما یدخل الایمان فی قلوبکم - ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا -

مفسرین نے اس کے متعلق بہت بحثیں کی ہیں کہ یہ کون لوگ تھے - کسی نے کہا فلاں گروہ تھا - اور کسی نے کہا فلاں قبیلہ تھا - مگر ہمارے خیال میں کسی قبیلہ کی خصوصیت کی ضرورت نہیں - سب ہی لوگوں میں ایسے لوگ ہو سکتے ہیں اور نہ صرف اُسی زمانے میں بلکہ ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہو سکتے ہیں - وہ لوگ جو صرف منہ سے اقرار کر لیتے ہیں - اور عملاً تعمیل اسکا اُس کی پرواہ نہیں کرتے - ظاہر طور پر ایمان لاکر مسلمان تو کہلا سکتے ہیں مگر مؤمنوں میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ - مؤمن تو صرف وہی لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اُسکے رسول پر یہ منہ سے اقرار ہوا - ثم لم یرتابوا پھر وہ اپنے دل میں کسی طرح کا شک نہ کریں - تو سب سے پہلے زبان سے ایمان کے اقرار کا ذکر ہے اور پھر اسکے بعد دل سے اس بات کو سچا جاننے کا اور تیسرا درجہ جوارح سے ایمان کا ثبوت دینے کا ہے - اس کی نسبت فرمایا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اپنے جوارح سے پورا زور لگاتے ہیں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ مگر کس بات میں زور لگاتے ہیں - روپیہ کمانے میں نہیں کھانے پینے اور آسائش کے سامان حاصل کرنے کیلئے نہیں - بلکہ فرمایا فی سبیل اللہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زور لگاتے ہیں - اور کوششیں کرتے ہیں اپنے بال بچوں اور بیویوں کے لئے تو ساری دُنیا ہی زور لگاتی ہے اور اپنی قوم کے لئے بھی بہت لوگ بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں مگر مؤمن اور کسی چیز کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے اعضاء اور جوارح سے خدا کی راہ میں زور لگاتے ہیں -

مسلمانوں میں تو بہت بحثیں ہوتی ہیں کہ فلاں کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے - مگر قرآن کریم نے اس جگہ اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ کسی مسلمان کو جو منہ سے اقرار اسلام کرتا ہے - دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا - ہے کہ وہ مؤمن نہیں - اور دوسری جگہ تو صاف فرمایا - لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا جو تمہیں سلام کہتا ہے - اُسکو کبھی یہ مت کہو کہ تم مؤمن نہیں - اور حدیث میں بھی صاف الفاظ میں آتا ہے

لا تکفروا اھل قبلتکم

جو تمہارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اُسکی تکفیر مت کرو - قبلہ کی اس قدر تکریم کی ہے - کہ جو اُس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے - اُسکو کبھی کافر مت کہو حالانکہ قرآن کریم میں صاف طور پر ارشاد ہے کہ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب کسی سمت مشرق اور مغرب کی طرف منہ کر لینا کوئی بڑی نیکی کی بات نہیں - ایک طرف تو اُس کی اس قدر عظمت کہ اس کی طرف منہ کر لینا ہی مسلمان ہونے کا فیصلہ کر دیتا ہے - اور ایسے شخص کو کافر نہیں کہہ سکتے اور دوسری طرف یہ فرمانا کہ مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنا کوئی نیکی عظیم نہیں - بظاہر یہ دونوں باتیں متضادسی معلوم ہوتی ہیں مگر اصول چونکہ یہ ہے کہ جو موٹے طور پر بھی اسلام کا قائل ہے - اسکو کبھی کافر مت کہو - اور کسی کو یہ حق نہیں کہ اہل قبلہ کو اسلام سے خارج قرار دے جو ایمان کا اقرار صرف زبان سے کرتے ہیں اور دلوں میں ایمان نہیں قرآن کریم اُن کو بھی مسلم کہتا ہے - اور جو ایمان کو کمال تک پہنچاتے ہیں - یعنی دل اور اعمال سے بھی اس کی شہادت دیتے ہیں

وہ بھی مسلم ہیں

اس لئے یہ جائز نہیں کہ کسی ایک کے خیال یا دوسرے کے خیال پر جھٹ کفر کا فتوے لگا [illegible] جائے جس طرح یہ صحیح نہیں کہ احمدی اپنے بعض خصوصیات کی بنا پر فتوے کفر کے نیچے ہیں - اسی [illegible] نہیں کہ کوئی شخص محض احمدی نہ ہونے [illegible] جاتا ہے - اسی طرح مؤمن یا کامل الایمان بھی ایک شخص محض ایک یا دوسری جماعت میں سے ہونے سے نہیں بنتا - جب محض مسلمان کہلانے سے مؤمن نہیں تو محض احمدی کہلانے سے بھی مؤمن نہیں - مسلمان

کہلانا - یا احمدی کہلانا بغیر اعمال صالحہ کافی نہیں جب مسلمان ہو کر بھی وہ مؤمن نہیں کہلا سکتے تو احمدی کہلانا اور اس پر عملی گواہی پیش نہ کرنا کس کام آسکتا ہے - جب ان میں اور دوسرے مسلمانوں میں عملاً کوئی مابہ الامتیاز نہ ہو - تو ایک مجدد کو مان لینا کسی کام نہیں آسکتا -

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی مجدد کو نہ ماننے پر بھی عملاً مؤمن ہو سکتے ہیں تو پھر مجدد کے آنے کا کیا فائدہ ہوا - اور اس لحاظ سے تو اُس کا آنا اور نہ آنا برابر ہوا - مگر یہ اعتراض صحیح نہیں - کہ جس کی خلاف ورزی یا نہ ماننے سے کوئی کافر نہ بنے - اُسکی ضرورت نہیں ہوتی -

ایک شخص نماز نہ پڑھنے سے دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا - مگر یہ کوئی نہیں کہتا کہ نماز کی ضرورت نہیں - مجدد کی ضرورت سے انکار تو دوسرے مسلمان بھی نہیں کرتے اسی طرح میں نے بیان کیا ہے کہ ان آیات میں جو میں نے پڑھی ہیں

ایمان کے تین مراتب بیان کئے گئے ہیں

اوّل مرتبہ زبان سے اقرار کا ہے - دوسرا مرتبہ دل سے سچا جاننا ہے - تیسرا اپنے اعضاء اور جوارح سے بھی اپنے ایمان کی شہادت دینا ہے - اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کی نسبت فرمایا گیا - وجاھدوا باموالھم وانفسھم ہم اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ پورا زور لگاتے ہیں

اگر غور کیا جائے تو اعلاء کلمۃ اللہ میں [illegible] باتیں آجاتی ہیں اور

مجدد کے آنے کی غرض یہی ہوتی ہے

کہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ کرے - اس لئے لوگوں کا ایمان کامل درجہ نہیں مل سکتا جب تک کہ وہ اُسکے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ نہ کریں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلے دو مرتبے ایمان کے نہیں ہیں - مؤمن تو وہ بھی ہیں -

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ تو منافقوں کے ساتھ بھی ظاہر طور پر مسلمانوں کا سا ہی سلوک کرتے تھے اگرچہ قرآن کریم میں یہ بھی مذکور ہے کہ وہ یہ گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے - اور اُن کی گواہی کی اللہ تعالیٰ تردید کرتا ہے کہ یہ لوگ دل سے تو گواہی نہیں دیتے اور اپنے دعوے ایمان میں جھوٹے ہیں - تاہم اُن کے ساتھ سلوک مسلمانوں جیسا ہی کیا گیا -

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کا جنازہ خود پڑھا - اور اپنی قمیص اُسکو دفنانے کے وقت دی - اس لئے جو شخص صرف منہ سے اسلام کا اقرار کرتا ہے - تم کو حق نہیں کہ اُسکو کافر کہو - پہلے غیروں نے زبردستی سے احمدیوں پر کفر کا فتوے لگایا اور کہا کہ انکو مسجدوں میں داخل نہ ہونے دو - ان کو مسلمانوں کی قبرستان میں دفن نہ ہونے دو - اسی طرح اب احمدیوں کو جوش آیا - تو انہوں نے بھی دوسرے مسلمانوں پر کفر کا فتوے لگا دیا - مگر [illegible] دونوں فریقوں کی زبردستی اور غلو کا نتیجہ ہے - جو شخص صرف زبان سے بھی مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے اُسکو بھی دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کا کسی کو اختیار نہیں -

تیسری بات جو قرآن کریم نے ان آیات میں بیان کی ہے - وہ جہاد ہے کہ مؤمن اپنا مال اور جان سب کچھ قربان کرتے ہیں - اب غور کر کے دیکھو کہ اس جہاد فی سبیل اللہ میں کون [illegible] اُٹھاتا ہے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ تلوار کے ذریعے سے اعلاء کلمۃ اللہ ہو سکتا ہے تو وہ غلطی کرتا ہے

تلوار سے حفاظت اسلام ہو سکتی ہے

کہ اسلام کو شکست دنا بود ہونے سے بچایا جائے لیکن اشاعت اسلام تلوار سے نہیں ہو سکتی اور آج تو دعا فلت اسلام کے متعلق بھی زبان خلق نے فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ تلوار سے نہیں ہو سکتی -

آج کس طرح سے مسلمان دُنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مصائب کے نیچے ہیں وہ نان کواپریشن جس کا آج اس قدر شور ہے اس بات پر گواہ ہے - کہ اب مسلمانوں کا بچنا تلوار کے زور سے ممکن نہیں - آج نان وائیولینٹ "Non Violent" کا کس قدر شور ہے - مگر آج سے تیس سال پہلے کسی کا واہمہ بھی اس کی طرف نہ جا سکتا تھا میرزا اس لئے کافر کہلایا کہ وہ یہ کہتا تھا - کہ مسلمانوں کی ترقی اب تلوار کے ذریعہ سے مقدر نہیں یہی وجہ تھی کہ اُسکو منکر جہاد سمجھکر اسکی تکفیر کی گئی مگر آج تیس سال کے بعد اُسکی اس بات کی تصدیق کل دُنیا نے کر دی ہے - وہ بات جو تیس سال

قادیاں را چوں بخواند "مسکہ" ہم حضرت مسیح
مکہ خواندن خفت بے باکی شمارند قادیاں
مرغزارے را بگفتن "مکہ" ایں جرأت قبیح
بر زبان کس نہ زیبد جز شرار قادیاں
لیث چوں در مرغزارے آمدہ غراں کنوں
برّہ را مژدہ شمار ہی در مزار قادیاں
غرض من ہجوے نہ از کس بل حقیقت آشکار
بر پرستار خلافت ۔ انحصار قادیاں

تصویر افکار

جذبۂ توحید

حضرات یہ نظم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے سنگاپور سے برائے اشاعت ارسال فرمائی ہے۔ اور رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ مارچ ۱۹۲۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ آپ نے اسکو برائے افادۂ عام پیغام صلح میں بھی شائع کرنے کے لئے تحریر فرمایا۔ امید ہے کہ احباب اس سے مستفید ہوں گے۔

کسی سے دل کو لگا چکے ہیں جزا محبت کی پا چکے ہیں
دوئی کو دل سے اٹھا چکے ہیں ہم اپنی ہستی مٹا چکے ہیں
کہاں کی عزت کہاں کی ذلت کہاں کی پستی کہاں کی رفعت
کسی کے در کے ہم ہو چکے ہیں یہ دل سے باتیں بھلا چکے ہیں
نہ بیم و امید کے تقاضے نہ رنج و راحت کا لینا دینا
جو دولتِ دل کو دے چکے ہیں وہ سارے جھگڑے چکا چکے ہیں
جو ہم سے جاتے ہیں ننگِ ناموس آشنا مال و جاہ جائیں
قدم جو اٹھنا تھا اٹھ چکا ہے ہم انکے کوچہ میں آ چکے ہیں
نہ دیں کے چارہ ساز گر ہوں تو بن کے ناصح نہ یار آئیں
کہ ہر قدم پر عصائے راہ ہم جو خارِ راہ کو ہٹا چکے ہیں
مقام رفعت انہیں مبارک جو خواہشِ جاہ کے ہیں قیدی
فقیر تو فرشِ خاکساری پہ اپنا بستر جما چکے ہیں
ہوئے خوشی سے جو ہاتھ خالی غنائے کی آکے دست بوسی
کسی کی دولت وہ کیا کریں گے جو اپنی دولت لٹا چکے ہیں
یہ کس نے توڑی امید آخر میں انسیہ قرباں کہ کفر ٹوٹا
نقوشِ امید غیر جو کچھ بھی دل پہ تھے سب مٹا چکے ہیں
نہیں وہ آتے نہ آئیں تو کیا۔ نہ کوئی حسرت نہ آرزو ہے
جو کچھ کبھی دل میں رہا تھا باقی۔ وہ خون کرکے بہا چکے ہیں

ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو عہدہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بستی جرائم پیشہ اقوام کے واسطے ایک انٹرینس تک تعلیم یافتہ مسلمان کی ضرورت ہے۔ تنخواہ تیس روپیہ ماہوار علاوہ الاؤنس بشرح الاؤنس ملازمان سرکاری۔ حسن کارگذاری پر ترقی کی امید۔ درخواست بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور معہ نقول سرٹیفکیٹ جلد آنی چاہیئے۔
عزیز بخش سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضروری توجہ

اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا

پیشتر ازیں احباب کو بارہا اس طرف توجہ دلائی گئی کہ جلسہ سالانہ پر جن احباب نے چندوں کے لئے وعدے کئے تھے ان کے ایفا میں تساہل برتا جا رہا ہے۔ اب پھر مکرر تحریک کی جاتی ہے۔ کہ اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں۔
محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

متفرق خبریں

عراق عرب کی حکومت۔ ڈیلی نیوز کے پاس یہ یقین کرنے کی وجہ ہے کہ مسٹر چرچل کا خیال ہے کہ موصل، بغداد اور بصرہ کے متعلق اسکو اپنی پالیسی کا کافی صلہ ملجائیگا اگر وہ تینوں ان عرب صوبوں کی ایک حکومت بنا سکا۔ جسکی تائید حکمت عملی قاہرہ اور طاقت ہتھیار اپنے انتظامی مشورہ اور اعانت سے مذکر مسٹر نگرانی کے زور سے کرے۔ اس حکومت کی سیادت امیر فیصل کے سپرد کی جائے گی۔

مسٹر ہارڈنگ تخت صدارت پر۔ واشنگٹن ۴ مارچ مسٹر ہارڈنگ آج اضلاع متحدہ امریکہ کے انتیسویں پریسیڈنٹ کے طور پر واشنگٹن میں گدی پر بٹھائے گئے۔ جدید صدر نے اپنی تقریر میں کہا کہ امریکہ کسی مستقل فوجی اتحاد میں شامل نہیں ہوسکتا اور نہ وہ ممالک غیر کی انتظامی ذمہ داریاں اپنے سر لے سکتا ہے۔ البتہ وہ کامل تخفیف اسلحہ کی غرض سے دوسرے اقوام عالم کے ساتھ مشورہ کرنے کو تیار ہے۔ انہوں نے مسائل باہمی کے تصفیہ کے لئے دنیا بھر کی ایک عدالت قائم کئے جانے کی تائید کی۔

پریسیڈنٹ ہارڈنگ نے یہ بھی کہا کہ ہم کسی قوم کو اپنے ساتھ جنگ کرنے کا موقعہ نہیں دیں گے۔ ہم فوجی تعصبات سے مبرا ہیں۔ ہم جذبہ انتقام کو دل میں راہ نہیں دیتے۔ فتح کے خواب نہیں دیکھتے۔ مسلہ طاقت و زور کی تیغیں نہیں بگھار تے۔ لیکن اگر دوبارہ جنگ کے لئے ہم کو مجبور کر دیا گیا تو ہمیں امید ہے کہ شخصی کو مجموعی قوت میں تبدیل کر دیں گے۔ اور سارے امریکہ کو مادی اور روحانی طریق پر قومی مدافعت پر آمادہ و تیار کرلیں گے۔

چیدہ خبریں:۔ لنڈن ۸ مارچ۔ قسطنطنیہ کا ایک برقی پیام مظہر ہے کہ پیروان کمال پاشا نے باطوم پر قبضہ کر لیا ہے۔
مسٹر چھوٹانی اور ڈاکٹر انصاری پیرس سے لنڈن کو روانہ ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۷ مارچ جدید کابینہ ایران سید ضیاء الدین وزیر اعظم اور وزیر داخلہ اور وزیر الملک وزیر صیغہ خارجہ پر مشتمل ہے۔

لنڈن ۷ مارچ۔ لارڈ ایلنبی نے لارڈ ملز کی تجاویز کے متعلق شاہی پارلیمنٹ کا فیصلہ سناتے ہوئے گفتگو کرنے سے قبل پیرو نیکٹوریٹ (ملک محروسہ) کی تنسیخ کی نسبت رعایت کرنے میں برطانیہ عظمیٰ کی نیک نیتی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا گویا کہ یہ برطانیہ کی دلی خواہش کا ثبوت ہے کہ وہ مصریوں کے ساتھ پائداری دوستی کے اصول پر تعلقات برقائم کرنا چاہیئے۔

لنڈن ۷ مارچ۔ لیمرک کے میئر کو آج صبح اسکے مکان میں گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ اور اس کی بیوی زخمی ہوئی۔ سابق میئر اوکلاگمن کو بھی اس کے مکان کے اندر گولی سے ہلاک کیا گیا۔

مالیگاؤں۔ ۷ مارچ انجمن ہدایت اسلام مالیگاؤں کے معتمدین نے پیسہ فنڈ کی فراہمی کی مخالفت کی۔ اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بلا کر اس کے روبرو اس قسم کی جھوٹی شہادتیں دیں۔ کہ باشندوں کو تنگ کرکے سرمایہ کے لئے چندہ جمع کیا جا رہا ہے سپرنٹنڈنٹ نے شیخ عبد الواحد اور مولوی عبد الماجد کو ڈرایا دھمکایا اور کہا کہ جب تک وہ الزامات کی تعلیم کھلا تردید نہ کرینگے (وہ سپرنٹنڈنٹ) سرمایہ کی فراہمی اور جلسوں کے انعقاد کی ممانعت کر دیں گے۔ اس کا مزید ثبوت مل گیا۔ جبکہ مولوی نذیر احمد جنیدی نے ۸۰۰۰ لوگوں کے جلسے میں تقریر کی۔ اور وہاں حاضرین نے بالاتفاق سپرنٹنڈنٹ اور معتمدین وغیرہ کا خوف نہیں۔

مہاتما گاندھی کو رائے زادہ ہنسراج کی طرف سے ذیل کا "تار" موصول ہوا ہے جالندھر میونسپل کمیٹی نے بالاتفاق ارادہ کیا ہے کہ وہ کل صبح آپ کو تہنیت کا ایڈریس دے گی۔ براہ نوازش بذریعہ تلغراف منظوری کی اطلاع دیجئے۔ مہاتما جی نے یہ جواب دیا۔ میں بخوشی ایڈریس منظور کروں گا۔ بشرطیکہ یہ ہریانہ و ہوشیار پور کے دورے اور لدھیانہ کی واپسی پر انہوں...

میمن سنگھ ۵ مارچ۔ مسز سی آر داس۔ مس موہن نیوگی اور طبیب الدین احمد کے خلاف مجسٹریٹ نے جو احکام نافذ کئے تھے وہ منسوخ کر دیئے ہیں جب سے حکم نافذ ہوا تھا شہر میں ہڑتال رہی۔ آج تین دن کے بعد بازار کھلے ہیں۔

کلکتہ ۹ مارچ ایک جلسہ عام میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ترک موالات کے مکمل پروگرام پر عملدرآمد کیا جائے۔ کیونکہ دفتری حکومت کے طرز عمل کے مقابلہ اور حصول سوراج کا واحد ذریعہ بھی ایک ہے۔

مدراس۔ ۵ مارچ۔ اتوار کے روز ۲۷ فروری کو بعد دوپہر

ایک مہیانی اور انہوا جلوس پر مسلمانوں کے محلہ کے قریب پتھر پھینکے گئے۔ عیسائیوں نے بھی اس کا جواب دیا۔ مسلمانوں کے چھ مکان جلا ڈالے۔ شہر کے دو حصے ہوگئے۔ ایک طرف ہندو اور مسلمان اور دوسری طرف ادہولو عیسائی۔ ۲۸ فروری کو دونوں میں کثیر تصادم ہوا۔ پولیس کے فائر کرنے پر مجمع منتشر ہوگیا۔ ایک عیسائی پولیس زخمی ہوکر دوسرے روز مر گیا۔ پہلی مارچ کو عیسائیوں نے اپنے ہمراہی کی موت کی خبر سن کر ہندوؤں کے دکانوں اور مکانوں پر حملہ کر دیا۔ پولیس اور مجسٹریٹ نے فائر کئے جس سے آٹھ عیسائی زخمی ہوئے۔ ۸۷ آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔ اب بالکل امن ہے۔ توکیبلو سے فوج آگئی ہے۔

لنڈن ۲۸ فروری۔ سکر مشرق وسطے کے علاقہ اقتدار کے متعلق جوابات دیتے ہوئے مسٹر لائیڈ جارج نے کہا کہ مصر جو برطانوی دستوری ہے اور سوڈان اور حجاز دفتر خارجیہ کے ماتحت رہیں گے۔

مسٹر لائیڈ جارج نے اس سلسلہ میں بیان کیا کہ اب عرب اور عراق کے معاملات میں انڈیا آفس کو زیادہ دخل حاصل نہ ہوگا۔

دہلی ۳ مارچ۔ راجہ آئین و قوانین کا آج سارا دن غیر سرکاری کاموں میں صرف ہوا۔ ممبران نے ایک ریزولیوشن میں بڑی دلچسپی ظاہر کی جو خود انہیں کے متعلق تھا یعنی یہ کہ بجائے پندرہ روپیہ یومیہ کے ان کا معاوضہ بیس روپیہ یومیہ کر دیا جائے چنانچہ یہ تجویز پاس ہوگئی۔ اسی طرح بچاس رائے سے دعا یہ (آنرایبل کے) یہ ریزولیوشن بھی منظور کیا کہ آئندہ سے لفظ آنریبل ان کے ناموں کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

مہنت نرائن داس اور پنجاب گورنمنٹ:۔
لاہور ۔ ۴ مارچ ۔ پنجاب گورنمنٹ نے ایک بیان کے دوران میں اس سے انکار کیا ہے کہ حادثہ ننکانہ کے سب سے بڑے ملزم مہنت نرائن داس کے ساتھ خاص رعایات برتی گئیں۔ اس مہنت نرائن داس کو عام ملزمین کی کوٹھڑی میں نہیں رکھا گیا۔

دہلی ۳ مارچ ہندوستانی محکمہ تعلیم میں ہندوستانیوں کا آغاز عمل میں آیا ہے جس کے باعث ہندوستانیوں کی تعداد ۱۰ فیصدی ہو گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء نمبر ۷۲

تنقید و تحقیق اناجیل

عیسائی پادری ہمیشہ سے قرآن کریم پر یہ الزام دیتے رہے ہیں اور اس نے خواہ مخواہ اناجیل کی تحریف کا الزام اُن کے سر لگا دیا ہے۔ حالانکہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ جب کسی کو کتاب مقدس میں تحریف کی جرأت ہوئی ہو۔ کیونکہ بائیبل میں خدا تعالےٰ کی کلام کو تبدیل کرنے کے لئے سخت وعید موجود ہے۔ اس کے لئے کافی ثبوت دیئے جا چکے ہیں اب ہم "جمع و ترتیب انجیل" پر ایک تنقیدی نظر ڈالتے ہیں۔ عیسائیوں کی کتاب جس پر اُن کا ایمان ہے بائیبل ہے۔ جو یونانی لفظ ببلاس کا بگڑا ہوا ہے جس کے معنی ہیں۔ الکتاب۔

بائیبل کے دو حصے ہیں۔ ایک عہد عتیق اور دوم عہد جدید۔ سردست ہم عہد جدید کو ہی لیتے ہیں۔ عہد جدید جن کتابوں کا مجموعہ ہے وہ یہ ہیں:۔

(۱) اناجیل اربعہ یعنی متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا کی کتابیں جن میں حضرت عیسٰے کے حالات اور اقوال درج ہیں۔ حضرت عیسٰے اور اُن کے حواریوں کی زبان ارامی (سریانی) تھی۔ لیکن یہ کتابیں روایت بالمعنی کے طور پر پہلے یونانی زبان میں لکھی گئیں۔

مرقس کی انجیل سب سے قدیم بتائی جاتی ہے جو ۶۵ء سے ۷۰ء کے درمیان لکھی گئی۔ اس کا مصنف ایک ولی تھا۔ کوئی حواری نہ تھا۔ اور اس نے سُنی سنائی روائتیں رومہ کے عیسائیوں کے واسطے تحریر کر دیں۔

اس کے بعد دوسرا درجہ متی کی انجیل کو دیا جاتا ہے اس کے متعلق روایت ہے کہ ایک ملفوظ تھا۔ جسکو متی نے جو عیسٰے علیہ السلام کا ایک حواری تھا۔ اپنی زبان میں لکھا تھا۔ لیکن وہ اُسی زمانہ میں معدوم ہو گیا تھا۔ اس لئے مترجم نے بہت کچھ اپنی طرف سے اُس میں داخل کر دیا۔ مثلاً اسی انجیل کے دسویں باب آیت ۵۔ اور ۲۸ باب آیت ۱۹۔ میں سخت اختلاف ہے۔

امر الذکر میں حضرت عیسٰی کی بعثت صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے ہے اور حواریوں کو تعلیم دی جاتی ہے کہ سوائے بنی اسرائیل کے کسی سے کبھی ملنا جُلنا نہیں اور کسی کو اس کی تعلیم نہ دینا۔ لیکن مؤخر الذکر میں جبکہ بقول عیسائیاں مسیح دوبارہ زندہ ہو کر حواریوں کو دکھائی دیا۔ تو فرمایا کہ جاؤ باپ بیٹا اور روح القدس کے نام پر ساری دُنیا کو اصطباغ دو۔ لوقا کبھی کوئی حواری نہ تھا بلکہ ایک طبیب تھا۔ جو سینٹ پال کی صحبت میں رہتا تھا اس نے لوقا کی انجیل صرف تھیوفلس کی تلقین کے لئے لکھی۔ اور اس کا ماخذ متی اور مرقس کی اناجیل کو قرار دیا۔

یوحنا کی انجیل اس یہودی فلسفہ کی متابعت میں جو سکندریہ میں اشراقین کی تعلیمات سے پیدا ہوا تھا۔ اور جس کا بانی مشہور یہودی فلسفی فائلو جو ۵۰ء میں فوت ہوا تھا یہ حضرت عیسٰے کا ہمعصر ہوا ہے۔

بطور نمونہ ہم انجیل یوحنا کے پہلے باب کی ابتدائی آیات کو لیتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی۔ زندگی اس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی۔ نور تاریکی میں چمکتا ہے۔ اور تاریکی نے اُسے دریافت کیا۔"

یوحنا ۔ ۱ : ۱ تا ۵

ابتدا میں یہودیوں کے تصوف کے رنگ میں حضرت عیسٰے کو روح اور کلمہ قرار دیا گیا۔ مگر رفتہ رفتہ "ایک تین اور تین ایک" کی خالص عیسوی الہیات کی بنیاد اس پر قائم ہو گئی۔

(۲) اعمال حواریین۔ حضرت عیسٰے کے حواریوں نے انکی وفات کے بعد جو جو کام کئے ان کی تفصیل اس کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ لوقا نے اپنی انجیل لکھنے کے بعد ان اعمال کو تھیوفلس کی ہدایت کے لئے لکھا۔

(۳) مجموعہ خطوط حواریین مع مکاشفات یوحنا۔ اس میں سب سے بڑا حصہ سینٹ پال کے خطوط کا ہے جو یونانیوں اور رومیوں کے نام لکھے گئے۔

(۴) ان کتابوں کے علاوہ اور ۳۴ اناجیل۔ ۳۴ اعمال حواریین اور ۹ خطوط حواریین ہیں۔ جن کو بعض فرقے معتبر اور بعض نامعتبر کہتے ہیں

(انسائیکلو پیڈیا برٹینکا طبع جدید جلد ۳ و ۱۵ تحت لفظ "بائیبل" و "جینز کرائسٹ")

مزید ثبوت کے لئے اسی کتاب کی جلد ۱۵ میں زیر عنوان "جمع و ترتیب انجیل" لکھا ہے:

"یسوع اور اس کے حواری تو کتابیں اصل میں ... تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یسوع اور اس کے حواری دونوں انہیں کتابوں پر قانع تھے۔ غالباً پورے دو سو برس بعد وفات مسیح ایسی تحریریں نظر آتی ہیں۔ جنکو کتب عیسوی کہہ سکتے ہیں عیسائیوں کی پہلی نسل تحریر کتاب کی طرف مائل نہ تھی۔ ... کتاب لکھنے کے واسطے کوئی خاص وجہ نہ تھی بلکہ نہ لکھنے کے واسطے البتہ صریح علت موجود تھی۔ یہ علت اُن کے اس رجحان طبیعت میں مضمر تھی۔ جس کو مسیح کی "حیات بعد الممات" سے تعبیر کرتے ہیں عیسائیوں کی پہلی نسل مسیح کے آسمان سے دوبارہ تشریف لانے کی روزانہ منتظر تھی۔ اصل یہ ہے۔ کہ عیسائی نہ صرف "مسیحا" کے دوبارہ ورود کے منتظر تھے۔ بلکہ رجعت یسوع کا انتظار کرتے تھے۔ یہود کا عقیدہ تھا۔ کہ مسیح میں صفات مافوق البشر پائے جائیں گے۔ اس لئے مسیح کی پہلی تشریف آوری (جس سے نامرادی اور بےکسی ظاہر ہوئی) پر دعوٰی "مسیحا" کا دعوےٰ صادق نہ ہوا۔ اس لئے عیسائیوں کی پہلی نسل جوش و خروش کے ساتھ یسوع کی بہت جلد ایسی آمد کے منتظر تھے جو جاہ و جلال اور عظمت و شان کے ساتھ ہو۔ قلوب کی یہ حالت ہو تو تصنیفات کی ضرورت ہی کیا تھی انکو توقین تھا۔ کہ عنقریب خدا سے بالمشافہ گفتگو ہو گی"

صفحہ ۸۷۲)

اس اقرار "حق برزبان جاری" کے بعد میرے خیال میں کسی مزید تشریح کی حاجت نہ رہیگی۔ کہ انجیل موجودہ تمام کی تمام وحی ہے۔ جو عیسٰی علیہ السلام پر اُتری تھی۔

مذہب اور شراب

اسلام کے نمایاں خصائص میں سے جو اسے دیگر مذاہب سے ممتاز کرتے ہیں۔ اس کا عملی اور روزانہ زندگی پر ... اثر ہے۔ خواہ وہ اثر انفرادی زندگی میں نمایاں ہو ... مجموعی زندگی میں۔ اسلام فقط زبانی عبادت ہی پر مشتمل نہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل انقلاب کرنا چاہتا ہے۔ اور ہماری عملی و روزانہ زندگی میں ایک مکمل تبدیلی کا متقاضی ہے۔ اسلام چاہتا ہے۔ کہ ہماری عادات اور مناع و اطوار و خوراک جادۂ اعتدال پر آ جائیں تاکہ ہم جسمانی اور روحانی دونوں طریق پر منازل ارتقا طے کریں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسی نے عربوں کی زندگی میں ایک شدید انقلاب پیدا کر دیا۔ جس کی وجہ سے وہ وحشی اور خونخوار اکھڑ عرب دُنیا کے مالک بن گئے۔ آپؐ نے ان اجڈ عربوں کو بد اخلاقی و گمراہی کے اتھاہ گڑھے سے نکال کر تہذیب و اخلاق کے اوج کمال تک حقیقتاً پہنچا دیا۔ شراب جو کہ سوسائٹی کے لئے زمانۂ قدیم سے لعنت چلی آتی تھی۔ اور آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بھی لوگوں کے اخلاق و قوت کو تباہ کر رہی تھی اسلام نے اُسے ناجائز قرار دیا۔ اگرچہ یہ بدی اُن کے رگ و ریشہ میں سرائت کر چکی تھی۔ اور نہ بدوست ہو گئی تھی لیکن اس کے بالمقابل اسلام کا اثر اس سے زیادہ قوی اور شدید تھا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی اور اُس کی منادی کی گئی۔ تو لوگوں نے اُسوقت کہنہ شراب کے مشکوں اور صراحیوں کو مدینہ کی گلیوں میں انڈیل دیا۔ اور راستہ میں کئی روز تک شراب بارش کے پانی کی طرح بہنے لگی۔

موجودہ عالمگیر جنگ عظیم نے اہل مغرب کو شراب کے استعمال کے بڑے نقصانات سے آگاہ کر دیا ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے انسداد شراب کے لئے قانونی قدم بھی اُٹھایا ہے دیگر ممالک کے اہل دانش، متقی اور سلیم الفطرت احباب بھی اخبارات اور دیگر لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ تحریک کی حمایت میں عوام الناس کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اپنی طرف سے حتی الامکان سر توڑ کوشش کر رہے ہیں لیکن نسل انسانی کی تاریخ ہمیشہ سے اس امر کی شاہد ہے کہ اس قسم کے انقلابات فقط مذہب کے اثر سے ہی رونما ہوتے ہیں۔ ... سوال ... پیدا ہوتا ہے۔ کہ دُنیا کے کونسے مذاہب ... کونسا مذہب اس سوشل بدی کا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے ہم فقط ذیل میں ارننگ پوسٹ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۰ء کا ایک اقتباس نقل کئے دیتے ہیں:۔

"بسا اوقات یہ بیہودہ ادعا کیا جاتا ہے۔ اور مشتہر کیا جاتا ہے کہ آجکل شراب کا ہر ایک طرح کا استعمال عیسائیوں کے لئے ناجائز ہے۔ اور جو کوئی شراب کے کاروبار میں مصروف ہے وہ عیسائی کہلانے کا مستحق نہیں۔ نہ صرف مدہوشی ہی بلکہ شراب بذاتہ ایک ملعون چیز بیان کی جاتی ہے"

"لیکن مادی اشیاء کو جنس بدی خیال کرنا عیسائی ... کو استعمال کرنا نہیں ہے بلکہ اسکے برعکس یہ کہنا سراسر غلط ہے۔ جیسا کہ بسا اوقات کہا جاتا ہے کہ شراب کا استعمال ممنوع ہے۔ اور انجیل اسے ملعون گردانتی ہے۔ لیکن انجیل میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں۔ جو شراب کو بدی ہونے کی وجہ سے بُرا کہے۔ ہاں مدہوشی کو ترک کرنے کی بابت سی آیات انجیل میں ملیں گی۔ لیکن شراب کی حرمت کے لئے ایک بھی لفظ نہیں ملتا۔ بعض اوقات انجیل کی شرابوں کو "منشی" اور "غیر منشی" حالتوں میں منقسم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ مؤخر الذکر کی فقط اجازت ہے لیکن بڑے علماء اس لودی منطق کے مؤید نہیں دوسری جگہ پر اور یہ یقیناً عیسائیوں کے لئے حجت ہے کہ ہم اپنے آقائے نامدار جناب مسیح کی مثال کو پیش کریں۔ یہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ جناب مسیح نے نہ تو کبھی شراب سے پرہیز کرنے کی تعلیم کی۔ نہ خود اس پر عامل ہوئے۔ جو لوگ ایسے مذہب کے متلاشی ہیں جو تمام قسم کی منشیات اور شراب کے استعمال سے منع کرے۔ وہ مذہب انہیں مل سکتا ہے لیکن وہ مذہب عیسائیت نہیں۔ بلکہ وہ اسلام ہے۔"

وعدۂ موعودہ خود کُن ادا

مرد آخر بیں مُبارک بندہ ایست
... حق ... افگندہ ایست

ایں سرائے عارضی دُنیائے دُوں
بے ثبات و ہیچ در نظر شہ زبوں

ویں متاع دُنیوی مال و منال
او بداند ایں وجاہت را وبال

نیست ایں ساماں جُز فخر و غرور
زیں غرور بے نیست جُز شور و فتور

اے کہ غرّہ بر زر و دولت مُدام
ایں امارت را مداں ابدی قیام

ایں ہمہ ہیچ است فانی بیقرار
سجّت و تخت و امروزنی و گیر و دار

نیک مال آں ہست کہ در راہ خُدا
صرف کردی از دل و جانت فِدا

اے کہ در سالانہ جلسہ از سر بشر
وعدہ کردی پیش آں حضرت امیر

چندہ دادن خاص در راہِ خُدا
وعدۂ موعودہ خود کُن ادا

ایں تغافل در رہِ حق ناسزا
در رہ دیں مال و جانت کُن فدا

جنّتے تیار کُن زیں مال و زر
الحذر از نار دوزخ الحذر

محاسب دفتر انجمن اشاعت اسلام لاہور

خطبہ نکاح

(بتقریب نکاح عبدالشکور ولد جمال الدین صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

دوسری ضروری بات جو اس موقعہ پر بتلانی ضروری ہے یہ ہے کہ اس موقعہ پر دو شخصوں کے نئے تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ انکے باہم ایک دوسرے پر حقوق ہوتے ہیں۔ اس موقعہ پر ان کا ذکر ضروری ہے۔ مردوں کے عورتوں پر کچھ حقوق ہیں مگر چونکہ عورتیں اس جگہ سننے والی نہیں ہیں۔ اس لئے ان کے ذکر کو چھوڑ کر جو حقوق مردوں پر عورتوں کے حقوق ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے

قرآن کریم کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے بھی کچھ مردوں پر حقوق ہیں چنانچہ فرمایا۔ ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف۔ جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی مردوں پر حقوق ہیں۔ وہ حقوق کیا ہیں اور کس طرح پر عملی زندگی میں چلتے ہیں۔ اس کی نسبت وعاشروهن بالمعروف عورت کی دلداری کے واسطے اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ ان کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرو۔ ایک حدیث میں عورت کو پسلی سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر تم اسکو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے۔ تو اسکو توڑ دو گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ہر معاملہ میں عورت کو اپنے حسب منشاء چلانا چاہتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ ان سے کوئی حرکت ان کے خلاف منشاء سرزد نہ ہو۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ خدا نے اس عورت اور مرد کو اس لئے جوڑا بنایا ہے کہ وہ راحت اور آرام اور سکینت حاصل کریں۔ اور زندگی کے دکھ کم ہوں۔ مگر بہت سے لوگ اس آرام اور راحت کو بگاڑ لیتے ہیں۔ اور اس جنت کو دوزخ بنا لیتے ہیں۔ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے۔ کھانے میں ذرا سا نمک زیادہ پڑ گیا۔ اسی پر بگڑ بیٹھے اور زدوکوب شروع کر دی۔ یہ بہت ہی بری بات ہے۔ ان کے ساتھ معمولی باتوں پر اس قدر برا نہیں سلوک کرنا چاہئے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے اپنی کسی بیوی کی رضامندی کے لئے ایک حلال چیز کو ترک کر دیا تھا۔ یعنی یہ عہد کر لیا تھا۔ کہ میں اب آئندہ شہد نہیں پیوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یا ایها النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم ٥ اے نبی کیوں اس چیز کو حرام ٹھہراتا ہے۔ کہ جسے اللہ تعالے نے تیرے لئے حلال ٹھہرایا ہے کیا تو اپنی بیبیوں کی رضامندی چاہتا ہے۔ اس میں اللہ تعالے نے عورتوں کی رضامندی کی خاطر خدا کی حلال کردہ چیز کو حرام ٹھہرانے سے منع فرمایا ہے۔ اس سے بڑھکر ان کی خاطر حرام کو حلال ٹھہرانا ہے۔ ان سے اگر جہاں تک ہو سکے۔ ان کی رضامندی کی خاطر کرو۔ اپنے نفس پر تکلیف اٹھاؤ۔ زیادتی کی بات کو برداشت کرو۔ مگر اس کی رضامندی کی خاطر حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہ کرو۔ حلال کو حرام ٹھہرانا تو چھوٹی سی بات ہے۔ مگر حرام کو حلال کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ بیوی کی خاطر جھوٹ نہ بولے۔ ناجائز مال کسی سے نہ لے تاکہ اس بیوی کے اچھے کپڑے اور زیور بن جائیں۔ اور بال بچوں کی خوب گزران ہو۔ انکی خاطر رشوت نہ لے۔ چوری نہ کرے۔ اور ناجائز کام نہ کرے۔ ان کی رضامندی کے لئے خدا کی رضامندی کو نہ چھوڑے۔ انکی خاطر نماز نہ چھوڑ دے یا ایسا نہ ہو کہ زکوٰۃ دینی چھوڑ دے۔ غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کی امداد نہ چھوڑ دے۔ ان کے سوا جہاں تک ممکن ہو۔ ان کی رضامندی کے لئے کرنے میں حرج نہیں۔ اللہ تعالے کی رضامندی کے لئے اس کی باتوں کو برداشت کرے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک بیوی کے گھر میں تھے۔ آپ کی ایک دوسری بیوی نے سالن کا ایک پیالہ آپ کے لئے بھیجا۔ دوسری عورت کو یہ دیکھکر غیرت آئی اور اس نے ہاتھ مار کر پیالہ گرا دیا۔ سالن بہ گیا اور پیالہ ٹوٹ گیا۔ ایسے موقعہ پر اگر کوئی اور دنیادار ہوتا۔ تو اسی وقت اس کے ہاتھ پیر توڑ دیتا۔ لیکن آپ نے اسکی اس حرکت کو برداشت کیا۔ اور صرف مسکرایا کہ سوکنوں کی غیرت بڑی ہوتی ہے ؛

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یوں تو کئی ایک بیٹیاں تھیں۔ ایک اس زمانے تک زندہ رہی . . . . . کہ جب آپ بادشاہ کی حیثیت میں تھے۔ جب کبھی وہ آیا کرتی تھیں۔ تو آپ ان کی عزت کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ بیوی کا رتبہ تو بہرحال بیٹی سے زیادہ ہے اس لئے اس کی کس قدر عزت کرنی چاہئے۔ وہ اس سے ظاہر ہے لیکن ان کی خاطر جھوٹ اور حرام باتیں قطعاً جائز نہیں۔ وہ حدیث جس میں بیوی سے جھوٹ بولنا جائز لکھا ہے صحیح نہیں۔ یہ اس طرح کا مقولہ ہے کہ جس طرح کسی نے کہا ہے کہ . . .

ان کی خاطر خدا کے حکم کو مت چھوڑو۔

مردوں کی نسبت قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء۔ مرد عورتوں کے قیام کے باعث ہیں ان کی تربیت انہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اگر وہ خدا کے کسی حکم کے خلاف کریں۔ تو انکو نرمی سے سمجھانا چاہئے۔ اگر خاوند نیک ہوں۔ تو عورتیں بہت جلد نیکی سیکھ جاتی ہیں۔

لوگ چاہتے ہیں کہ پہلے ان کو سیدھا کریں لیکن اگر وہ پہلے اپنے آپ کو سیدھا کریں۔ تو بیوی خود بخود سیدھی ہو جاتی ہے مرد کی نیکی کا اثر عورت بہت جلد قبول کر لیتی ہے۔ یہ چند مختصر سی باتیں میں نے کہدی ہیں کہ جن کا تعلق عورت اور مرد کے باہمی تعلقات سے ہے۔ اس وقت اس مجلس کی غرض ایک نکاح کا اعلان کرنا ہے۔ میاں عبدالشکور صاحب ولد جمال الدین صاحب کا نکاح عبدالرحمٰن صاحب کی بیٹی رحمت بی بی سے قرار پایا ہے ۵۰۰ روپیہ (پانصد) مقرر ہوا ہے ؛

خطبہ نکاح

(فرمودۂ حضرت امیر بتقریب شادی میاں برکت علی صاحب ولد کریم بخش صاحب مورخہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ)

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون به والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا (سورة نسا) یا ایها الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون ٥ (سورة آل عمران) یا ایها الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسوله فقد فاز فوزا عظیما (سورة الاحزاب۔ آیت ۷۰)

قرآن شریف جس کی یہ چند آیتیں میں نے اسوقت پڑھی ہیں۔ کیا چیز ہے۔ وہ پیغام ہے اس سب سے بڑے بادشاہ کیطرف سے جو زمین اور آسمان کا مالک ہے وہ پیغام جو انسانوں کو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پہنچایا۔ وہ ایک عظیم الشان حکمنامہ ہے کہ جو اس سب سے بڑے حاکم احکم الحاکمین کی طرف سے اپنے بندوں کے نام بھیجا گیا۔ آپ لوگ واقف ہیں۔ کہ جب کبھی کوئی حکم کسی حاکم کی طرف سے لوگوں کے نام آتا ہے۔ جو لوگ اس حکم کو نہیں مانتے ان کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ مانتے ہیں۔ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔ جو لوگ حکم کو نہیں مانتے دنیا کا ادنے سے ادنے حاکم بھی ان کو اپنی گرفت میں لاتا ہے پھر جتنی طاقت اسکو ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کو اس کے مطابق سزائیں دیتا ہے۔ گذشتہ سال ہی آپ نے سنا ہوگا۔ کہ جن لوگوں پر گورنمنٹ کے احکام کی خلاف ورزی کا شبہ بھی ہوا۔ انکو کیسی کیسی سخت سزائیں دی گئیں۔ انکو جیلخانے میں ڈالدیا گیا اور طرح طرح کی سزائیں دی گئیں۔ ابھی حال ہی میں سیٹھ یعقوب حسن صاحب نے حاکم ضلع کے حکم کی خلاف ورزی کی پھر باوجود اتنا معزز ہونے کے انکو جیل میں ڈالا گیا۔ تو جہاں تک کسی حاکم کو طاقت ہوتی ہے وہ اپنی خلاف ورزی کرنیوالوں کو سزا دیتا ہے اسیطرح اگر ہمارا یہ ایمان ہو کہ یہ قرآن کریم اس حاکم کا حکم ہے کہ جو تمام بادشاہوں کے اوپر ہے۔ جو تمام دنیا کے لوگوں کو کھانے پینے کے سامان دیتا ہے۔ اور زمین و آسمان سب اسی کی نعمامر کے خزانے ہیں۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ خود کتنا بادشاہ ہوگا اور اس کی کتنی بڑی طاقت ہوگی۔ جو بڑے بڑے بادشاہوں کو ایکدم میں مٹا دیتا ہے۔

قرآن کریم میں بھی کئی ایک قوموں کا ذکر ہے کہ جنکی طاقت اور قوت کا دنیا کو اعتراف تھا۔ پھر ان کی سرکشی اور طغیانی کیوجہ سے خدا تعالے نے انکو ایکدم میں فنا کر دیا۔ ان میں سے ایک عاد کی قوم ہے کہ جنہوں نے بڑے بڑے قلعے اور شہر اور مضبوط عمارات بنائی تھیں انکی جسمانی طاقت بھی بہت زبردست تھی انہوں نے اللہ تعالے کے احکام کی نافرمانی کی تو اللہ تعالے نے انکو تباہ کر دیا۔ چنانچہ اس تباہی کے بعد انکی بابت لکھا ہے کہ کانهم اعجاز نخل خاویة۔ کھجوروں کے کھوکھلے تنوں کی طرح وہ زمین پر گرے پڑے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انسان کی حقیقت ہی اس کے سامنے کیا ہے۔ کل دنیا کی طاقت بھی اسکے سامنے تو کچھ نہیں . . .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۲۱ء نمبر ۷۵۔

یارانِ نجد سے خطاب

مولوی ثناء اللہ سے دو دو باتیں

(۴)

(اس مضمون کا جو حصہ ہم ۲۲ مارچ کے اخبار میں شائع کر چکے ہیں افسوس ہے کہ اس میں کتابت کی بعض فاش غلطیاں رہ گئی ہیں۔ مثلاً "شبانہ روز" کی بجائے "شبا روز" کالم اول میں۔ اور "الحق سباحتہ دیلی" کی بجائے "الحق سباحتہ ذیل" کالم دوم میں۔ اور صحیح مسلم کی حدیث میں لا ینقضی حتیٰ یمضی کی بجائے لا ینفضی حتی یمضی تیسرے کالم میں چھپ گیا ہے)

اخبار پیغام صلح کی اشاعت ماضیہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کی شہادۃ القرآن صفحہ ۴۱ والی عبارت پر کیا ہے ہم نے حضرت صاحب کی عبارت کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا۔

اوّل صحیح بخاری میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے
دوم کسی خاص خلیفہ کی نسبت بخاری میں یہ لکھا ہے کہ آسمان سے اسکے لئے آواز آئے گی کہ "ھذا خلیفۃ اللہ المہدی"

جزءِ اوّل کے متعلق ہم نے صحیح بخاری کی حدیث یکون اثنا عشر امیرًا کی کسی قدر تفصیل کے ساتھ شرح کرتے ہوئے یہ ثابت کیا تھا کہ ان بارہ امراء سے مراد بارہ خلفاء ہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ان ھذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیھم اثنا عشر خلیفۃ۔ ابی ذر کی روایت لا یزال ھذا الدین عزیزًا الی اثنا عشر خلیفۃ۔ ابی داؤد کی لا یزال ھذا الدین قائمًا حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ اور طبرانی کی لا یزال ھذا الدین عزیزًا الی اثنا عشر خلیفۃ اور ابی داؤد کی ایک اور حدیث انہ سئل کم یملک ھذہ الامۃ من خلیفۃ فقال سألنا عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اثنا عشر کعدۃ نقباء بنی اسرائیل وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسکے بعد ہم شراح حدیث کی آراء اور دیگر روایات سے یہ بھی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ یہ بارہ خلفاء آخری زمانہ میں خواہ مہدی سے پہلے اسکے وقت میں یا اسکے بعد ظاہر ہونگے۔ بہرحال مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت مسیح موعود پر اسکے متعلق افتراء کا الزام لگاتے ہوئے شرم آنی چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود جسطرح دن کو دن کہتے تھے مگر مولوی ثناء اللہ کو دن سے شب دیجور کا دھوکا ہوتا تھا۔ اسیطرح آخری زمانہ میں خلفاء کی نسبت حدیث روز روشن کیطرح بخاری میں موجود ہے مگر مسیح موعود کی مخالفت نے اس شخص کو اسقدر بے بصیرت کر رکھا ہے کہ وہ اسکو نظر نہیں آتی اب اسکے بعد ہم انکے اعتراض کے دوسرے جز کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

(۵)

حدیث ھذا خلیفۃ اللہ المہدی کہاں ہے؟ اس اعتراض کا جواب دینے سے پیشتر ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو شہادۃ القرآن سے پیشتر کی ایک کتاب میں سے حضرت صاحب کی ایک تحریر سناتے ہیں ازالہ اوہام حصہ دوم کے صفحہ ۵۱۸ پر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

"ایسا ہی مہدی کے بارہ میں جو بیان کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ پہلے امام محمد مہدی آویں اور بعد اسکے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو۔ یہ خیال قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کیلئے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگوار شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچکر آگے رکھدیا اور حضرت کے طور پر ظاہر ہونے کو کر کے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر کا اسوقت ظہور ہوگا۔ لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی تو نہ لیا"

حضرت صاحب کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں مہدی کا نام تک بھی نہیں اسی طرح حضرت صاحب کی اکثر تصنیفات میں جابجا یہی لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم میں مہدی کا نام تک بھی نہیں آیا اب ایک ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی [illegible] ہو سکتا ہے کہ جب ایک شخص بار بار اپنی کتابوں میں ایک بات لکھتا [illegible] کی ایک کتاب میں ایک لفظ چھپ گیا ہو تو وہ یقیناً سہو کاتب ہوگا۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ دعویٰ ہو کہ انکی کتابوں اور اخباروں میں کبھی اس قسم کی غلطی نہیں ہوئی تو وہ اس کا اعلان کریں پھر ہم انکی کتابوں اور اخباروں میں سے اس قسم کے حوالے پیش کر دینگے۔ ہاں عبدالمجید کی منکوحہ کے ساتھ نکاح کے جواز کا فتویٰ سہو کاتب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسکے سبب جب مولوی صاحب پر چاروں طرف سے لعنتوں کی بوچھاڑ پڑی تو انہوں نے شرمندہ ہو کر رجوع کر لیا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی نے کیا سچ فرمایا تھا۔ کہ تم یہود کے قدم بقدم اتباع کرو گے اگر کسی یہودی نے والدہ سے زناہ کیا ہوگا تو تم میں سے بھی ایسا کرنیوالے ہونگے کیا عبدالمجید کی منکوحہ کے ساتھ جواز نکاح کا فتویٰ دینے میں اس چودھویں صدی کے مکفر مسیح موعود نے مکذبین مسیح اسرائیلی کی قدم بقدم اتباع نہیں کی تاہم دو تر علماء یہود کے ساتھ اپنی اس اشد مشابہت کے ثابت کر دینے سے مولوی صاحب ہم سے خفا تو ضرور ہونگے مگر عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیرٌ لکم

مولوی صاحب! حضرت صاحب کی اس عبارت میں کہ "وہ خلیفہ جسکی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکے لئے آواز آئیگی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المہدی" صرف لفظ بخاری سہو کاتب سے لکھا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب بار بار اپنی تصانیف میں لکھ چکے ہیں کہ بخاری اور مسلم میں مہدی کا نام تک بھی نہیں۔

اب رہا آپ کا اسکو حضرت صاحب کا افتراء قرار دینا اگر ھذا خلیفۃ اللہ المہدی اگر فی الواقعی کوئی حدیث نہیں تو بلا شبہ آپ حضرت صاحب کے افتراء کذب یا جو کچھ بھی آپ کہنا چاہتے کہہ سکتے تھے لیکن اگر یہ حدیث ہے تو پھر صرف حوالہ کی غلطی کو جو یقیناً سہو کاتب ہے افتراء قرار دینا مکذبین مسیح اسرائیلی کے ساتھ مشابہت پیدا کرنا نہیں تو اور کیا ہے

ھذا خلیفۃ اللہ المہدی یقیناً حدیث ہے۔ چنانچہ حجج الکرامہ مؤلفہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے صفحہ ۳۶۲ پر لکھا ہے کہ "در روایتے آمدہ کہ فرشتہ باشد برسرِ وے ندا کند ھذا خلیفۃ اللہ المہدی فاسمعوا واطیعوا – اخرجہ ابونعیم۔ یعنی ایک روایت میں آیا ہے کہ مہدی کے سر پر فرشتہ ہوگا۔ کہ جو ندا کریگا۔ ھذا خلیفۃ اللہ المہدی اسکو قبول کرو۔ اور اسکی اطاعت کرو۔ ابونعیم نے اسکو روایت کیا ہے۔ (باقی آئندہ)

کانٹوں کو مگر چھیڑ ہے چھالوں سے ہمارے

اس عالم آشوبی کے زمانے میں جبکہ مطلعِ اسلام اس قدر تاریک ہو رہا ہے۔ اور مدعیانِ تثلیث و عمرانِ مسلمانوں کو بیدست و پا کر کے اپنی مجبولی ہوئی وحشت و درندگی اور عہدِ ماضیہ کی بربادانہ خونریزی کو تازہ کر رہے ہیں چمنستانِ اسلام کی رونق اور تازگی دشمنانِ اسلام کی جفا کاریوں اور ستم آرائیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو رہی ہے حزب مذاق ابلیس اور وجاجلہ شیطانی نخلِ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ نے پر تلے بیٹھے ہیں۔ کہیں تیغِ لسانی سے اس پر وار کیئے جاتے ہیں اور کہیں قحط اور فاقہ سے نیم جان کر کے خدائے واحد کے پرستاروں کو تثلیث کی دعوت دی جاتی ہے معصوم بچوں اور شریف عورتوں کو اس لئے تلوار کے گھاٹ اتارا جاتا ہے کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں میں شامل ہیں سمرنا کی زمین کو فرزندہ مسلمانوں کے خون سے سینچا گیا ہے قسطنطنیہ کی مسلم آبادی کو بھوک سے [illegible] باترٹ پاکر امریکن مشنریوں کے دھرم کا شکار بنایا جاتا ہے [illegible] حزن آشامی اور اسلام آشوبی کے دنوں میں کیا یہ بہتر نہ تھا کہ مسلمان اپنی اندرونی آویزشوں اور باہمی پیکار کو ایک طرف رکھکر متحدہ اور متفقہ طور پر اپنے بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتے۔ لیکن کس قدر رنج اور درد کی بات ہے۔ کہ مسلمانوں کی جمعیۃ العلماء بجائے اسکے کہ ہندوستان میں جس قدر مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں اور وہ آئے دن مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے طرح طرح کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ انکے خلاف کوئی مظاہرہ کرتی اور اپنی غیرت اسلامی کا جوش دکھلاتی اسے اپنے مظاہرہ کے لئے میدان بھی پسند آیا۔ تو وہ کہ جہاں سے تمام دنیا سے بڑھکر صلیبی فتنوں کو پاش پاش کرنے والی صدائیں بلند ہوئیں صداقتِ اسلام کا سکہ دشمنانِ اسلام کے دل پر بٹھا دینے والی ندائیں اٹھیں دشمنانِ اسلام کی لطافت آرائیوں کے حجاب کو اٹھاکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منور چہرہ کی نمود کی گئی اور ادعیانِ تثلیث کو مسلمانوں کے شکار سے ہمیشہ کے لئے مایوس کر دیا۔ آہ! وہ جمعیۃ العلماء سپہ سالارِ لشکر اسلامیہ دنیا میں کیوں برومند نہ ہوگی۔ کہ جو عیسائیوں کے تیر کمان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں اتری ہاں وہ جمعیۃ العلماء کہ جو منکرانِ ترکِ موالات کو کافر اصلی اور منتی ازلی کے فتوے سنایا کرتی ہے۔ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نہ صرف گورنمنٹ بلکہ عیسائی پادری کی ولایت کو بخوشی خواہش سے قبول کرتی ہے قادیان کی سرزمین میں جلسہ کر کے ہمارے مخالف مولوی صاحبان یہ خیال کرتے ہونگے کہ آج ہم نے قسطنطنیہ اور مقامات مقدسہ کو فتح کر لیا۔ مگر بالحقیقت انہوں نے پولیس کی منت کشی اور عیسائی پادری کی ولایت کو قبول کرنے کے باوجود اسلام کے سب سے بڑے محسن اور تثلیث کے سب سے بڑے دشمن کو چند گالیاں دینے کے سوائے اور کچھ بھی نہیں کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک حد تک علماء کی قادیان پر اس یورش کا داعی ہمارے میاں محمود احمد صاحب کا دستِ جفا پرور بھی ہوا ہے۔ اللہ اللہ کہاں وہ مسیح موعود کا مشن کہ وہ افتراقِ ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک پیغامِ امن اور سکون بن کر آئے ہیں اور دنیا جہان کے مسلمانوں کی تکفیر ان پر سراسر الزام ہے چنانچہ وہ خود ہی فرماتے ہیں کہ "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں کہلا سکتا"

(تریاق القلوب)

اور کہاں سنتیانِ محمودیہ کا یہ فتوے کہ غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ہے"

کلمہ گو مسلمانوں کے ساتھ غالیانِ امتِ محمودیہ کی یہ چیرہ دستی قادیان میں نام نہاد جمعیۃ العلماء کے جلسہ کی داعی ہوئی۔

غلغلہ یہ تھا کہ قادیان میں جمعیۃ العلماء کا ایک بڑا جلسہ ۱۹-۲۰-۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء کو ہونے والا ہے۔ اس موقع کو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے غنیمت سمجھ کر مناسب سمجھا کہ ہماری طرف سے کچھ ان لوگوں کو جو وہاں کثرت سے جمع ہونگے۔ تبلیغ کی جائے۔ مگر تبلیغ کی ایسے مجمع میں سوائے اس کے اور کیا صورت ہو سکتی تھی کہ کچھ ٹریکٹ سلسلہ کی تائید کے ان میں تقسیم کئے جائیں تاکہ نیک دل اُن سے مستفید ہو سکیں۔

اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت امیر نے میرزا خدابخش صاحب اور قاضی سیف الرحمن صاحب کو حکم دیا کہ وہاں جائیں۔ اور اس کام کو سرانجام دیں۔

جو رسائل تقسیم کرنے کے لئے تجویز کئے گئے تھے وہ محض سلسلہ احمدیہ کی تائید میں تھے۔ جب ہر دو صاحبان قادیان پہنچے۔ تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ تمام رستے بند ہیں اور پہرہ لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے رفیق مفتی مولوی نور احمد صاحب بودھی منگلوی کے ہمراہ بڑی مسجد میں گئے۔

نماز صبح کے بعد جب میرزا صاحب قاضی صاحب کو مسجد میں چھوڑ کر اس کوچہ سے جو مسجد مبارک کو جاتا ہے۔ میاں محمد یامین کتب فروش قادیان کو بلانے کے لئے جانے لگے تو انکو روکا گیا کہ ادھر سے نہیں جا سکتے۔ پھر دوسری طرف سے جاکر اس کوچہ سے جو ایک عام پبلک رستہ ہے اور جو نانیوں کے مکان سے شروع ہو کر مطب اور دوکان نور احمد کو جاتا ہے جانے لگے۔ وہاں بھی انکو روکا گیا آخر ایک صاحب سے کہا گیا کہ محمد یامین تاجر سے ملنا ہے یا یہاں بلا دو یا وہاں تک جانے دو۔ غرض ایک آدمی چلا گیا۔ اور اجازت لیکر آ گیا۔ غالباً اس طرف کا افسر گارڈ مولوی شیر علی صاحب تھے۔ انہوں نے اجازت دے دی اور وہ شخص ساتھ لیکر چلا۔ اتنے میں مولوی شیر علی صاحب سامنے سے آتے نظر آئے اور سلام اور مصافحہ کے بعد وہ خود ہی اپنے ہمراہ لے گئے۔ اُن کے مکان جانے کی چنداں دیر بھی نہ ہوئی تھی کہ غالباً دربار خلافت میں اُن کی رپورٹ ہوئی۔ معلوم نہیں کیا حکم صادر ہوا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کچھ عتاب ہوا اسکے کیوں اجازت یہاں آنے کی دی گئی۔ اور غالباً مسجد میں اجازت دینے والوں کو بھی عتاب ہوا۔ کیونکہ ادھر تو میرزا صاحب کو اس بہانہ سے کہ چلو مدرسہ دکھلا لائیں اور ادھر قاضی صاحب کو کہ آپ محمد یامین کو کتابیں دے آئیں واپس آکر اسباب لیجانا میرزا صاحب کے ساتھ مولوی شیر علی صاحب جیسے ہمارے کم انسان نے چالبازی کی اور ادھر مسجد میں شیخ محمد یوسف ایڈیٹر نور نے کھیل کھیلی۔ کہ سامان ضبط کر لیا۔ اور جب قاضی صاحب نے واپس مانگا تو انکار کر دیا۔ اور آخر بہت تکرار کے بعد کہا گیا کہ اس شرط پر واپس ہو سکتا ہے۔ کہ رسالے یہاں تقسیم نہ کئے جائیں۔ اور آخر بڑی حیص بیص کے بعد سامان واپس کیا گیا۔ سامان لیتے ہی قاضی صاحب جلسہ میں گئے۔ (بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۵ پر)

وہ حضرت مرشدنا و مولانا مولوی محمد علی صاحب کی ندا سی مگر بہت معقول بات کو خیال کر لیا کریں کہ جن تغیرات ارضی و سماوی کی وجہ سے غیر مسلم اقوام میں نبی نہیں آ سکتے۔ بالکل اسی وجہ سے امت محمدیہ میں بھی کوئی نبی پیدا نہیں کر سکتی۔ نیز آپ اپنے دلائل کو مقدمات صحیحہ پر منحصر رکھیں۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ جب سے میں اس جماعت میں داخل ہوا ہوں۔ حضرت میاں صاحب کے مریدین وساوس اور ظنیات کو بلا دلیل مان کر اس پر اپنی ایک مطلوبہ دلیل تیار کر لیتے ہیں اور نیز اس بات کو بھی خیال رکھیں کہ باریتعالے نے بحیثیت خالق کل شئی ہونے کے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ہدایت صرف وہی پائیں جو تحقیق حق کے لئے کسی دوستی یا دشمنی کی قطعاً پرواہ نہ کریں۔ ورنہ تعصب حامل ہوگا۔ ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد۔

ضروری التماس

سیکرٹری صاحبان شاخہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور و دیگر احباب احمدی چندہ دہندگان کی خدمت میں التماس ہے کہ مسلم ہائی سکول کے واسطے جو چندہ علاوہ اشاعت اسلام وغیرہ کے بھیجا جاوے۔ منی آرڈر کے کوپن میں اس کی صراحت کر دی جاوے۔ اگر ایسی تصریح نہ ہوگی تو وہ چندہ اشاعت اسلام کا ہی سمجھا جاوے گا۔ انجمن ہا کے سکرٹری صاحبان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس تصریح کے لئے خود ممبران سے دریافت کر کے چندہ کی رقم کو تقسیم کریں اور پھر جس قدر رقم چندہ وصول ہو اسکو تقسیم کرنے میں اس تصریح کو جو چندہ دہندہ نے کی ہو مد نظر رکھیں۔

عزیز بخش سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

اعلان ضروری

جو روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کیواسطے کوئی صاحب بھیجیں۔ خواہ وہ کسی قسم کا ہو سوائے محاسب انجمن کے کسی دوسرے افسر کے نام نہ بھیجا جاوے۔ خواہ ایسا روپیہ چندہ کا ہو یا بک ڈپو کا۔

خاکسار عزیز بخش سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بقیہ مضمون از صفحہ ۲:- اور سب رسالے جمعیۃ العلماء کے جلسہ میں تقسیم کرآئے۔ اور سب نے لطیب خاطر لے لئے اور کسی نے لینے سے انکار نہ کیا۔ یہ تو غیر احمدیوں کا سلوک اور وہ احمدی کہلانے والوں کا حال۔

غرض ہر دو صاحبان کو اس دھوکہ اور چالبازی سے اپنے علاقہ سے باہر کر دیا گیا۔ یہ اخلاق ہیں اس جماعت کے جو دنیا کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو نجران کے وفد کو جو سخت مخالف عیسائی تھے۔ اور جو مباحثہ کے لئے آئے۔ اور آخر جن کے متعلق نوبت مباہلہ تک پہنچی تھی۔ اپنے ہاں عزت کے ساتھ اتارا۔ اور گر جا کر بیکو مسجد حوالہ کر دی۔ ادھر دنیا کے اصلاح کے مدعیان کی یہ حالت کہ اپنے گھر میں تو کجا خانہ خدا سے بھی باہر نکال دیں اور نماز ادا کرنے کے لئے اجازت طلب کرنے پر بھی اجازت نہ دیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تو یہودیوں کو خاص اپنے مکان میں جگہ دیکر مہمان نوازی کریں۔ اور انکے پاخانہ اپنے دست مبارک سے صاف کریں۔ ادھر مصلح آخر الزمان چالبازی سے اپنے کوچہ سے باہر نکالیں۔ .. حضرت مسیح موعود وائٹ برینٹ پادری جیسے سخت دشمن دین کو اپنے ہاں عزت کے ساتھ جگہ دیں۔ اور چاء وغیرہ کی ضیافت فرمائیں اور مدعیان اصلاح دنیا حضرت مسیح کے سچے خادموں سے اس طرح پیش آئیں ؎

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

کیا سعدی مرحوم کا یہ شعر ان کے حال پر صادق نہیں آتا ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

مراسلات

نبوتِ مسیح موعود پر ابطالِ محمود

(از جناب میر نذر علی صاحب پشاوری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

بیشک اگر مسیح موعود علیہ السلام یہ تشریح نہ فرماتے تو میر صاحب یا ان کے ہمخیال حق رکھتے تھے کہ کہتے "الفاظ رسل و نذیر و رسول عام ہیں۔ اور ان آیات سے جیسا کہ محدثین کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ انبیاء و رسل کا آنا بھی تو ثابت ہوتا ہے" اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال معانی متعددہ و مختلفہ سے آپکا استدلال ان آیات سے اپنے مدعا پر باطل ہو گیا۔ ان آیات کی عمومیت کو آیت خاتم النبیین اور آیت اکملت لکم دینکم نے مخصوص بزمانہ ماضی کر دیا ہے۔ اور یہ ہر دو آیتیں ان آیات کو مقید بزمانہ سابق کرتی ہیں۔ اور نیز سوال کا عام وقوع اس کا مؤید ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ حدیث مجدد اور آیت یلقی الروح من امرہ الخ کا استمرار تجدیدی اور مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر رسول، رسل اور نذیر کی محدثیت اور ان کا وجود مسلسل اور مشاہدہ میں ہمارے استدلال کو زبردست اور میر صاحب کے استدلال کو غلط ثابت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

دو امور اور ایسے پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے میر صاحب نے استدلال کیا ہے۔ مگر وہ تحات ہمارے مؤید ہیں۔ اور وہ استدلال ہمارے مدعا کا مثبت ہے نہ میر صاحب کے مدعا کا۔ یتلون علیکم ایات ربکم۔ الم یاتکم نذیر۔ و ینذرونکم لقاء یومکم ھذا وغیرہ آیات یہ امر ظاہر کرتی ہیں۔ کہ تلاوت کرنے والا اکثر اوقات میں موجود ہو۔ ورنہ حجت قوم پر پوری نہ ہوگی۔ اور میر صاحب تیرہ سو سال میں ان انبیاء کا وجود اور تلاوت آیات اور انذار کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ اور بفضل خدا ہم مجددین اور محدثین کے وجود سے مسلسل ان سب کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ یتلون و ینذرون کے الفاظ کا مفہوم ہے۔ دوسرا عذابوں کا آنا اور انبیاء کا موجود نہ ہونا میر صاحب کی یہ دلیل بھی ہمارے مفید ہے اس لئے کہ عذاب ابھی سے تو نہیں شروع ہوئے۔ بلکہ تیرہ سو سال میں کئی قسم کے عذاب نازل ہوتے رہے۔ اگر عذاب اور ارسال رسل لازم ملزوم ہیں۔ تو میر صاحب کے ذمہ اس امر کا ثبوت باقی ہے کہ وہ تیرہ سو سال گذشتہ میں انبیاء و رسل کا وجود زعمی خود ثابت کریں۔ اور ہمارے ہاں بفضل خدا مجددین و محدثین کا وجود جو خدا کے مرسل ہوتے ہیں عذاب کے ہمراہ گذشتہ تیرہ سو سال میں بھی ثابت شدہ صداقت ہے۔ میر صاحب جس قسم کے انبیاء کا آنا مانتے ہیں اور جس سلسلہ رسل کے اجراء کے قائل ہیں وہ ثبوت سے عاری ہے۔

[illegible] ہے کہ بلحاظ مفاسد زمانہ محدث یا مجدد بھی اسی پایہ کا ہوگا۔ مفاسد کی کثرت اور مجدد کی علوشان اسکو نبی نہیں بنا سکتی۔

جب حکم عدل مجدد صدی چہاردہم نے فرمادیا کہ "اس شریعت میں نبی کے قائمقام محدث رکھے گئے ہیں اور بجائے انبیاء کے محدث آئینگے" فماذا بعد الحق الا الضلال۔ محدث، جزوی نبی۔ ظلی نبی۔ بروزی نبی۔ ناقص نبی۔ امتی نبی۔ یہ سب اصطلاح میں ایک ہی امر پر مشعر ہیں جس سے مراد محدثیت ہے۔ لا غیر۔

اب ہم دیگر امور کو علیحدہ علیحدہ ترک کر کے خاتم النبیین کے معنی کے متعلق غور کرتے ہیں۔ جو میر صاحب نے بحث میں لکھے ہیں۔

آیت خاتم النبیین پر تدبر

میر محمد اسحاق صاحب نے اس بحث کو با وجہ طول دے کر لکھا ہے۔ مگر اصل مطلب کی بات میں کمزوری بتلائی ہے۔ سوال اول یہ ہے کہ آیا آیت خاتم النبیین کی تفسیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ یا نہ؟ احادیث میں معمولی مہارت رکھنے والے بھی جانتے ہیں کہ احادیث میں خاتم النبیین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو فرمایا ہے اور جب آیت اور حدیث باہم مطابق ہو گئے تو باقی حالت منتظرہ کونسی باقی رہ گئی سوائے تک بازی کے۔ ملاں آنست کہ خاموش نہ نشیند۔

اجماع تمام مزید برآں ہے۔

سوال دوم۔ لا نبی بعدی کی حدیث صحیح ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکو صحیح سمجھکر ختم نبوت کے متعلق پیش کیا ہے اور فرمایا ہے کہ لا نبی بعدی میں لا نفی عام کے لئے ہے۔

سوال سوئم۔ مسیح موعود علیہ السلام نے خود خاتم النبیین کے معنے "نبیوں کا ختم کرنیوالا جس کے بعد کوئی نبی نہیں" [illegible] گئے ہیں جب تک مسیح موعود علیہ السلام کے وہ معنی بحال قائم ہیں۔ تب تک میر صاحب اور ان کے ہم خیالوں کا کلام عبث اور لغو ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ہر ایک کتاب [illegible] غالب لٹریچر میں آیت خاتم النبیین کو ختم نبوت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ پھر اب اس کے ماننے والوں پر تعجب ہے کہ اس سے ختم نبوت نہیں سمجھتے بلکہ اجراء نبوت سمجھتے [illegible] ایک غیر احمدی مسلمان کے لئے تمہارے مسلمات کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر حضرت عیسے ابن مریم آجاویں تو بدلیل آیت خاتم النبیین ان کی آمد مانع۔ اور اگر جناب مرزا صاحب نبی بنکر آجاویں تو آیت خاتم النبیین ان کی آمد کی مانع نہیں۔ تلک اذا قسمة ضیزی۔

آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے۔ اور [illegible] لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ لیکن وہ لوگ جو حضرت عیسے علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آوینگے۔ اور برابر پینتالیس برس تک ان پر جبرائیل علیہ السلام وحی نبوۃ لیکر نازل ہوتا رہیگا۔ اب بتلاؤ کہ ان کے عقیدہ کے موافق ختم نبوت اور ختم وحی نبوۃ کہاں باقی رہا۔ بلکہ ماننا پڑا کہ خاتم الانبیاء حضرت عیسے ہیں۔ [illegible] دافعہ گورنمنٹ [illegible] (ایک غلطی کا ازالہ) اور کئی کتابوں میں ختم نبوت پر دونوں آیات سے استدلال موجود ہے۔

اگر واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقی نبی اسی قسم کے ہیں جیسے کہ حضرت عیسے علیہ السلام۔ تو وہی اعتراض ان پر بھی وارد ہوتا ہے۔ جیسا کہ وہ غیر احمدیوں پر کرتے ہیں۔ ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ واہ حضور! حضرت عیسے علیہ السلام حقیقی نبی آجاویں۔ تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں رہتے۔ اور آپ جو حقیقی نبوت کے مدعی ہیں۔ تو ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی اور اس صورت میں تو خاتم النبیین آپ ٹھہر جاتے ہیں نہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس کا کیا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دے سکیں۔ اور اب جو انکو حقیقی نبوت کا مدعی سمجھتے ہیں۔ اس اعتراض کا صحیح جواب غیر احمدیوں کو وہ کیا دے سکتے ہیں۔ خدا جواب دیکر ہماری بھی سمجھا دیں تاکہ ہم بھی اس جواب کی معقولیت پر غور کریں۔ بہت افسوس ہے کہ ایسے سلطان القلم کو ایسے بودے استدلال کا مصنف قادیانی احباب ٹھہراتے ہیں۔ اور غور نہیں کرتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ براہین باطل ہو جاتی ہے۔ اس طریق پر تسلیم پر کہ وہ مسیح موعود علیہ السلام حقیقی نبوت کے مدعی تھے یہ ایک افترا ہے جو ان پر کیا جاتا ہے کہ وہ حقیقی نبوت کے مدعی تھے۔ اس صورت میں تو وہ خاتم النبیین ہو گئے نہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

بھلا وہ شخص جو خود اپنی پیش کردہ دلیل مندرجہ [illegible] تحفہ گولڑویہ کے خاتم الانبیاء ٹھہر جاتا ہو۔ وہ کس زبان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہتا [illegible] ذرا ہوش سنبھال کر جواب معقول پیش کرو۔

میر صاحب سے ایک مطالبہ اور ختم مضمون

میر صاحب یہ تو بتلا دیں کہ الکن صرف استدراک کے لئے ہے فقرہ رسول اللہ نے تدارک ما فات تو کر دیا تھا۔ وھو ابوھم اب الروحانی لھم۔ پھر فقرہ خاتم النبیین کی ضرورت ہی کیا باقی رہی تھی۔ جو مثال میر صاحب نے [illegible] زید و عمر کی دی ہے اس سے تو میر صاحب پر ایک بڑا بھاری اعتراض وارد ہوتا ہے مثلاً ما جاء زید کے لئے و عمر تو ایک جدید امر کا انکشاف کرتا ہے یعنی نہ صرف زید آیا بلکہ عمر بھی آیا۔ مگر ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں میر صاحب خاتم النبیین کے حقیقۃ رسول اللہ

مجازی الفاظ اور حقیقت سے انحراف

از قلم چوہدری عبداللہ صاحب

ابتداء سلسلہ وحی سے سنت اللہ چلی آئی ہے کہ اس کی کلام میں جو وہ بذریعہ وحی کے اپنے برگزیدہ بندگان سے کرتا ہے۔ اس میں مجاز اور استعارہ کا رنگ عام ہوتا ہے۔ اور ظواہر پرستوں نے اس سے سخت ٹھوکریں کھائی ہیں۔ خصوصاً حضرت عیسٰے علیہ السلام کی کلام کی سطر سطر میں یہی رنگ نظر آتا ہے۔

انجیل میں عیسٰے علیہ السلام کو ابن اللہ کہا جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی تشریح بھی کر دی جاتی ہے۔ مثلاً لکھا ہے:-

"یسوع نے انہیں جواب دیا کہ تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا۔ کہ میں نے کہا۔ تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا۔ جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کرکے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے۔ اس لئے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں" (یوحنا ۱۰ : ۳۴ تا ۳۶)

یہاں مسیح ان لوگوں کو جن کے ساتھ خدا کلام کرتا ہے۔ خدا کے بیٹے قرار دیتے ہیں۔ پھر لکھا ہے:-

"مبارک ہیں وے جو صلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے" (متی ۵ : ۹)

پھر اسی کتاب کے اسی باب میں حضرت مسیح فرماتے ہیں:-

"اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانیوالوں کے لئے دعا مانگو۔ تاکہ اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو" (متی ۵ : ۲۴-۲۵)

ان تمام حوالجات سے معلوم ہوا۔ کہ راستباز اور نیک انسان خدا کے بیٹے ہوتے ہیں اور حضرت مسیح بھی انہی میں سے ایک ہیں۔ لیکن باوجود اس قدر صراحت کے ہوتے ہوئے عیسائیوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ اور مجاز کو حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں۔

ایک عیسائی مؤرخ اس عقیدہ فاسد کی بنا اس طرح بیان کرتا ہے:-

"منجملہ مباحثات و مناظرات میں سے اہم وہ مناظرہ تھا۔ جو مابین علماء یہود اور علماء نصاریٰ کے رہا ہے اس بارہ میں کہ خدا سے قبولیت اور بخشش حاصل کرنے کے ذرائع کونسے ہیں۔ اور لفظ "Gospel" یعنی خدا میں نجات کا کونسا طریق ٹھہرا ہے۔ در واقع ہوا۔ حواریین مسیح نے جہاں کہیں بھی اظہار دین کیا۔ قبولیت اور نجات کی تمام امیدوں کو سوائے ان کے جن کی بناء یسوع نجات دہندہ اور اس کے باکمال کارناموں پر تھی۔ مغالطہ میں ڈالنے والی قرار دیا۔ خلاف آن علماء یہود اس امر کی حمایت میں تھے۔ کہ ابدی نجات اور راحت قوانین شرعیہ کی پابندی میں ہے۔ مؤخر الذکر عقیدہ نہ صرف عیسائیت میں ہی مضرت رساں بے قاعدگی ڈالتا تھا بلکہ اس کے ربانی بانی کے جلال کے لئے خصوصاً مضر تھا۔ کیونکہ یہ لوگ شریعت کے مطابق رفتار زندگی کو ہی ابدی راحت کے مستحق سمجھتے تھے۔ مسیح کو ابن اللہ اور نسل انسانی کا نجات دہندہ خیال نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ صرف ایک بزرگ پیغمبر یا ربانی رسول اندھیرے میں پڑی ہوئی خلق کو منور کرنے کے لئے۔ پال (پولوس) نے "خط بنام رومیوں" میں اور اپنی دیگر تحریرات میں اس مہلک اور عظیم غلطی کے مٹانے میں دکھائی" (چرچ ہسٹری انگریزی مصنفہ موشیم جلد اول صفحہ ۴۴)

معلوم ہوتا ہے کہ یہی لفظ پولوس کی ٹھوکر کا موجب ہوا ہے۔ اب مؤرخ مذکور خود اعتراف کرتا ہے۔ کہ اگر پولوس یہ نیا عقیدہ ایجاد نہ کرتا۔ تو ممکن تھا۔ کہ پیغمبر اور رسول ماننے کے لئے لوگ تیار تھے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا۔ کہ کفارے اور تثلیث کا عقیدۂ فاسد ان میں اصل الاصول قرار پایا۔ جس کا نتیجہ آج یہ ہے کہ تمام عیسائی دنیا جنہوں نے عقل کو بھی کچھ مذہب میں دخل دیا ہے۔ عیسائیت سے بیزار اور کسی نئے تسلی بخش مذہب کی تلاش میں لگ گئی ہے۔ لیکن اگر ظاہر الفاظ پر ہی جائیں تو عیسٰے خود ابن اللہ بنتے ہیں۔ تو اپنے بعد آنیوالے یعنی فارقلیط کو خود خدا قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو متی ۱۲ : ۳۳ تا ۴۱)

جہاں لکھا ہے کہ "ایک گھر کا مالک ایک باغ انگوروں کا لگاتا ہے اور اسکو باغبان کے سپرد کرکے پردیس گیا۔ فصل کے موسم پر اس نے حصہ بٹائی کے لئے چند نوکر بھیجے۔ جن کو باغبانوں نے قتل کیا اور کسی کو مار اپیٹا۔ اسی طرح دو تین بار نوکر بھیجکر اپنا بیٹا بھیجا۔ کہ اس کا کچھ ادب کریں گے لیکن انہوں نے اسکو بھی قتل کر ڈالا۔ اب مسیح حواریوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ جب پھر باغ کا مالک خود آویگا۔ تو وہ ان سے کیا سلوک کریگا۔ جواب ملتا ہے کہ ان سے چھین کر دوسروں کو دے دیگا۔ اور پہلوں کو قتل کر دیگا۔ تب مسیح فرماتے ہیں:-

"اسی لئے میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک ایک قوم کو جو اسکے میوے لاوے دی جاوے گی" (متی ۲۱ : ۴۳)

کیا کبھی کسی نے غور کیا ہے۔ کہ اگر عیسٰے خود کو ابن اللہ قرار دیتے ہیں تو ان کی تقریر کی رو سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود خدا بنتے ہیں۔ لیکن یہ مجاز اور استعارہ کا رنگ ہے۔ انہی متشابہ الفاظ میں جو حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں اور مجاز اور استعارہ کے طور پر مستعمل ہوئے ہیں۔ ایک جماعت نے سخت دھوکہ کھایا ہے۔ آج ان کی طرف سے بھی یہی جواب دیا جاتا ہے۔ کہ اگر ان الفاظ کو حقیقت پر محمول نہ کریں۔ تو حضرت مسیح موعود کی اس میں توہین ہے۔ حالانکہ اس کے مترادف الفاظ میں، جیسا کہ میں نے اوپر نقل کیا ہے عیسائی حضرت عیسٰی کے جلال کو ظاہر کرنا چاہتے تھے اور صراط مستقیم سے دور جا پڑے تھے۔ اسی طرح آج ہمارے محمودی دوست حقیقت الامر سے دور جا رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو بھٹکی ہوئی قوموں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین! ثم آمین!!

قرآن کریم کے متعلق مشاہیر یورپ کی آراء

قرآن کی حیرت خیز تاثیرات

ریورنڈ سٹیفن عرب کی ذلت اور اس کے عروج کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "محمد صلعم کے زمانے میں جو فسادات نہایت کثرت سے پھیلے ہوئے تھے۔ اور جن کی تردید قرآن نے پرزور الفاظ میں کی اور مطلق طور پر منع فرمایا۔ وہ یہ ہیں۔ شراب خوری کثرت ازدواج، بیحد یاربازی، لڑکیوں کا مار ڈالنا، بر بادکن جوئے بازی، توہم پرستی، فال اور شگون دیکھنا، سحر۔ ان میں سے بعض بد رسومات تو مطلق موقوف ہوگئیں اور بعض کم ہوگئیں۔ یہ عرب کی اخلاقی حالت میں ایک عظیم الشان ترقی تھی اور مصلح کے جوش اور تاثیرات کے ثبوت میں ایک حیرت خیز اور عظیم الشان شہادت ہے۔ آپ کی کوششوں نے جو بڑی نمایاں فتح حاصل کی۔ وہ بُت کشی اور بت پرستی کا کامل انسداد تھا"

قرآن جامع کمالات کبریٰ ہے

مسٹر باسورتھ سمتھ۔ "تاریخ محمد صلے اللہ علیہ وسلم" میں لکھتے ہیں:- "ایک عجیب اتفاق ہے جو تاریخ عالم میں مطلقاً کوئی نظیر نہیں رکھتا۔ محمدؐ تین قسم کا بانی ہوا۔ قوم، سلطنت اور مذہب کا۔ خود ناخواندہ تھے پڑھنے یا لکھنے کی کچھ بھی قابلیت نہ رکھتا تھا۔ باوجود اس کے ایک ایسی کتاب کا مصنف ہو۔ جو نظم بھی ہے مجموعہ قوانین بھی ہے۔ عام دعا کی کتاب بھی ہے اور بائبل بھی ہے۔ اور اسوقت تک دنیا کا چھٹا حصہ اسکو فصاحت اور بلاغت۔ حکمت اور حقیقت کے لحاظ سے معجزہ مانتا ہے۔ یہ ایک معجزہ ہے۔ جس کا دعوٰی محمد صلعم نے کیا۔ آپ نے اس کا نام مستقل معجزہ رکھا۔ اور بے شک یہ ایک معجزہ ہی ہے"

قرآن کا اثر بائبل کی نسبت زیادہ گہرا ہے

ڈین سٹینلے ایسٹرن چرچ کے صفحہ ۲۷۹ پر لکھتے ہیں "ایک محدود دائرہ کے اندر قرآن بلاشبہ زیادہ گہرا اثر کرتا ہے بہ نسبت اس کے جو قانون بائبل نے عیسائیوں پر کیا ہے۔ عجیب و غریب اصلاحیں اور حیرتناک کامیابیں جو اسلام نے حاصل کیں۔ وہ گذشتہ قصہ ہی نہیں بلکہ فی زمانہ افریقہ میں اسکی بدولت ویسا ہی ہو رہا ہے"

قرآن نے حبشیوں سے بھی شراب چھڑوا دی

مسٹر جنگر پارک لکھتے ہیں "کہ بُت پرست حبشیوں کو نوش جان عموماً شراب ہے۔ جو جو یا خمیر سے طیار کی جاتی ہے۔ جسکو وہ حد سے زیادہ پیتے رہتے ہیں۔ مگر مسلمان شدہ حبشیوں کا نوش جان سوائے پانی کے اور کچھ نہیں رہتا"

قرآن صد عجبکی پارسائی اور پرہیزگاری پیدا کرتا ہے

ریورنڈ ٹیلر کینن آف ولچ فیلڈ لکھتے ہیں:- "کہ وہ عیسائی جو نوجوان اسلام کے بدنام کرنے اور الزام لگانے میں کوشش کرتے ہیں [illegible] مغربی افریقہ کے وسط میں سیر کر کے دیکھیں [illegible] ہے۔ تو ان کو معلوم ہو جائے۔ کہ بُت پرست اور اسلامی جماعت میں کس قدر بڑا تفاوت ہو جاتا ہے۔ ایک تو ہمیشہ [illegible] غافل اور روز بروز خراب ہے۔ اور دوسرا جسمانی اور عقلی [illegible] اور ترقی کرنیوالا ہے۔ ایک میں قانون مذہب [illegible] اور وہم کا قانون ہے۔ دوسرا خاص قواعد و ضوابط کا پابند ہے۔ ایک میں تیز شرابوں کی کثرت ہوتی جاتی ہے۔ دوسری میں سخت [illegible] پارسائی اور مستقل پرہیزگاری ہے اگر وہ ایسا کریں۔ تو پھر اسلام کی نسبت یہ نہ کہیں کہ وسط افریقہ میں اسلام ایک قابل علاج فساد ہے"

ترقی اسلام کی کوائف

ڈاکٹر بارتھ۔ ترقی اسلام کی نسبت لکھتے ہیں:- "ایک وقت بیابان کے بربریوں کا اکثر حصہ عیسائی تھا۔ اور بعد وہ [illegible] کرکے مسلمان ہوگئے"

پھر وہ لکھتے ہیں کہ "افریقہ میں مسلمان ہی کوئی حکومت قائم رکھ سکتے ہیں۔ اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ اسلام میں ایک جا مذا[illegible] اصول ہے۔ جس کے قائم کرنے سے ایک مصلح بڑے بڑے کام کر سکتا ہے"

ایک اعلان

بخدمت حضرت امیر قوم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عریضہ نقل [illegible] میں نے جناب صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ اور چونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جناب میاں صاحب اسکو اخبار میں شائع نہیں کریں گے۔ اور میں اپنے اعتقاد [illegible] ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اسواسطے بخدمت عرض کرتا ہوں کہ برائے نوازش اس عریضہ کی نقل بعینہ اسی طرح اخبار پیغام میں شائع کرا کر مشکور فرماویں۔ عین نوازش ہوگی۔ نقل ذیل ہے۔ والسلام۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم و معظم حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرا [illegible] میرے ایک عزیز دوست اپنی تجارت کے کام [illegible] یہاں سیالکوٹ میں وارد ہیں اور شیخ مولا بخش صاحب [illegible] سیالکوٹ کے ساتھ تبادلہ خیالات اچھی طرح کر [illegible] اور حضرت صاحب کی تصانیف کو دیکھنے کے بعد [illegible] نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب محدث اور مجدد [illegible] یا دوسرے لفظوں میں ظلی بروزی نبی ہیں اور بس۔ ایسے نبی ہرگز نہیں ہیں جن کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاوے۔ جیسا کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو [illegible]"

برخلاف اس کے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ہمارا دونوں کا یہ اعتقاد نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حضرت صاحب کے اعتقاد اور فرمودہ کے خلاف ہے۔ بشارت اسمہٗ احمد کے متعلق بھی ہمارا ایمان ہے کہ جیسا حضرت میرزا صاحب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲۴ پر فرمایا کہ "اس پیشگوئی کے مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہی ہیں۔ مگر جناب اس کے برخلاف فرماتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت میرزا صاحب ہیں اسواسطے چونکہ ہمارے اور جناب کے اعتقاد میں بہت فرق ہے۔ ایک اس خط کی نقل اخبار پیغام صلح میں شائع ہونے کیواسطے بھیجدی گئی ہے۔ اور ایک خدمت عالی میں ارسال ہے۔ تاکہ میرا نوازش اسکو اخبار الفضل میں شائع فرمادیں۔ معہ اس کے جواب کے۔

اب سوال یہ ہے کہ ہمارے اعتقادات یہ ہیں جو ہم نے اوپر تحریر کئے ہیں۔

کیا ہم یہ اعتقادات رکھکر جو کہ آپ کے اعتقادات کے خلاف ہیں آپ کی بیعت میں رہ سکتے ہیں یا کہ فسخ بیعت کرنے کی ضرورت ہے۔ میرے دوسرے دوست جو میرے ہمراہ ہیں [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ یکشنبہ مورخہ ۳۔ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۷۷

تحریف کتب نصاریٰ

"میں حکیموں کی حکمت اور عقلمندوں کی عقل کو رد کرونگا"
"خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے"
(اقوال پال نامہ کرنتھیوں)

یہ وہ زرّین اقوال ہیں کہ جو سینٹ پال نے کرنتھیوں کو تبلیغ کرتے ہوئے لکھے۔ جس مذہب کی بنیاد ایسے اقوال پر رکھی گئی ہو۔ اس کے علم و عقل کو اپیل کرنا متکلم اور مخاطب دونوں کے فرائض خود ہی ادا کرتا ہے۔ کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ دنیا کے تمام معاملات میں حکیموں کی حکمت اور عقلمندوں کی عقل کو رد نہیں کیا جاتا لیکن مذہب کہ جس پر انسان کی صرف اس دنیا کی بہبودی اور فلاح کا مدار نہیں۔ بلکہ اس کے اثرات موت کے بعد بھی اپنا اثر رکھتے ہیں جس کا تعلق صرف جسم آرائی اور اسی کی نشوونما سے نہیں۔ بلکہ اس روح سے ہے کہ جو انسان کی اصل اور حقیقت ہے۔ جسم کی آرائش اور اس کے قیام کے لئے یہ لوگ کس قدر چھان بین اور موشگافیوں سے کام لیتے ہیں اس کا اندازہ موجودہ حکمت جسمانی (ڈاکٹری) سے بہ بہتر طور پر ہو سکتا ہے۔ ملبوسات، مکانات، کھانے پینے کی چیزوں اور آرام و راحت کے سامانوں میں کس قدر باریک بینی اور نکات کو مدِنظر رکھا جاتا ہے۔ لیکن اس الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدّنیا وھم یحسبون انّھم یحسنون صنعا کے حقیقی مجسمہ کے سامنے جب روح اور جان کا سوال رکھا جاتا ہے تو اسکے بارے میں متذکرہ صدر سینٹ پال کے دستورِ اساسی کے سوا اور کوئی کلیہ کام میں نہیں لایا جاتا۔ حکیموں کی حکمت اور عقلمندوں کی عقل کو فوراً رد کر دیا جاتا ہے اور توحید فی التثلیث یعنی تین ایک اور ایک تین خدا کی بیوقوفی کو آدمیوں کی حکمت پر کہ تین حقیقی افراد کا مجموعہ کبھی ایک نہیں ہو سکتا زیادہ حکمت والا اور صحیح سمجھا جاتا ہے کاش وہ اس آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی خدا کی بیوقوفی کو دنیوی معاملات میں بھی استعمال کر کے دکھاتے دنیا کے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے علم و عمل میں خدا کی اس بیوقوفی کو رد کر دیا جاتا ہے۔ جب تین برابر ایک کے ہے تو پھر تین روپوں کے بدلے کیوں ایک ہی قبول نہیں کر لیا جاتا۔ میرے خیال میں تو جہاں کہیں عیسائی دوستوں سے کبھی لین دین کا معاملہ ہو تو ان کو تین کے بدلے ایک ہی روپیہ دینا چاہئے۔ اور اگر وہ اس پر معترض ہوں تو انہیں یہ جتا دینا چاہئے۔ کہ "خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے" تین افراد کا مجموعہ تین ہے یہ آدمیوں کی حکمت ہے۔ مگر خدا کی بیوقوفی کہ تین کا مجموعہ ایک ہے اس سے بڑھکر حکمت والی ہے۔ پس آپ کو اس بڑھیا حکمت سے کام لیکر تین کے بدلے ایک ہی قبول کرنا چاہئے۔

(۲)

عقلمندوں کی عقل اور حکیموں کی حکمت یہی کہتی ہے کہ موجودہ اناجیل محرّف اور مبدّل ہیں۔ مگر ہمارے مسیحی دوست اس حقیقت سے برہنہ میں بھی سینٹ پال کے اس کلیہ پر عمل پیرا ہیں۔ اور بقول پولوس جھوٹ بولنے سے اگر خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہو تو اپنے آپکو گنہگار نہیں سمجھتے

اخبار پیغام صلح کی متعدد اشاعتوں میں ہم تحریف کتب نصاریٰ پر بحث کر چکے ہیں آج چند ایک یورپین فضلاء کی اسکے متعلق آراء پیش کئے دیتے ہیں۔

(۱) چیمبرس انسائیکلوپیڈیا مطبوعہ ۱۸۷۵ء کی جلد ۵۔ زیر عنوان لفظ گاسپل لکھا ہے کہ "مسیح کے حالات میں ابتداء میں ایک تحریر تھی جس کی نقلیں متعدد مؤلفین اناجیل کے پاس تھیں اپنی اپنی قول سے انہوں نے یہ اناجیل مرتب کیں اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا۔

(۲) ہارون صاحب کے بائیبل انٹروڈکشن کی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ پر یوں لکھا ہے:-

III. The second hypothesis by which some distinguished critics have attempted to explain the verbal harmony observable in the first three Gospels, is that which derives them from some Common Greek or Hebrew Document or source, which occasioned the evangelists so frequently to adopt the same terms and forms of expression, Le Clerc[1] was the first writer to whom this idea occurred: and after it had lain dormant upwards of sixty years, it was revived and advocated by Koppe[2], and has been modified in various ways by subsequent writers, so that (as it has been severely but not unjustly remarked) "hypothesis has been knocked down by hypothesis, till the Gospels must begin to feel themselves in a very awkward condition."[3]

Of these various modifications the following is a concise outline:-

1. Michaelis, in the fourth German edition of his Introduction[4], abandoning his former opinion that Mark copied from Matthew, "attributes the verbal harmony of all three evangelists to the use of the same documents. But as he assumes that St. Matthew wrote in Hebrew, he supposes, not that Matthew himself, but his Greek translator, had access to the same Greek document or documents which had been used both by St. Mar and St. Luke; and that hence arose the verbal harmony between the Greek Gospel of St. Matthew and the Gospels of St. Mark and St. Luke"[5].

2. Semler[6] in 1783 intimated rather than enunciated the hypothesis of a common Hebrew or Syriac document or documents, whence the three first evangelists derived the principal materials of their Gospels. The hypothesis of Semler was subsequently adopted by Berchtold, who maintained that the verbal conformity in the corresponding passage of our Gospels was produced by the alterations of transcribers[7].

3. In 1784 Lessing asserted the hypothesis of a common Syriac or Chaldee original, which he supposes to be the Gospel according to the Hebrews, or the Gospel according to the twelve Apostles. From this Gospel he imagines that Matthew (who in his opinion wrote only in Greek), Mark, and Luke derived the principal materials of their Gospels, and accordingly translated it more or less fully, more or less closely into Greek.[8] Niemeyer[9], Halfed[10], and Paulus[11] adopted and improved upon Lessing's notion: but their views have been eclipsed.

جس کا ملخص یہ ہے کہ لے کلرک۔ کوپ مکائے لیسنگ اور بشپ مارش جیسے فضلاء دہر اس بات کے قائل ہیں کہ متی لوقا اور مرقس کے پاس ایک کتاب عبری زبان میں تھی۔ جس میں حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے۔ اس میں سے متی نے زیادہ نقل کیا اور لوقا اور مرقس نے کم۔ غالباً اسی عبری زبان کی کتاب کا نام قرآن کریم الہامی انجیل رکھتا ہے کہ جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی تھی۔ اور اس میں مؤلفین اناجیل نے تحریف اور تغیر و تبدیل کر دیا۔

(۳) چنانچہ پروفیسر راڈویل قرآن کریم کے ترجمہ کے صفحہ ۵۲۷ میں لکھتے ہیں:- قرآن میں انجیل کے لفظ سے مجموعہ عہد جدید یا اس کا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہئے۔ بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہئے جو خدا کی طرف سے حضرت عیسےٰ پر بھیجی گئی۔

(۴) بعد زمانہ کے سبب اور مختلف اناجیل جاری ہونے کے سبب اور رات دن عیسائیوں پر مصائب آنے کے سبب روایات متفق علیہ محققین کو نہ ملیں۔ اس لئے سب میں اختلاف واقع ہو گیا۔ (دیکھو عماد الدین کی ہدایت المسلمین صفحہ ۱۶)

(۴) اسا ڈلن لکھتا ہے کہ "انجیل یوحنا بلا ریب اول لغایت کسی طالب علم مدرسہ سکندریہ کی تصنیف ہے (ہر لڈ کی کتاب جلد ۷ مطبوعہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۰۵)

(۵) مارٹین لوتھر مراۃ الصدق جلد ۱۲ سنہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۹۳ پر یوحنا کے سوا باقی تینوں اناجیل کے مؤلفین کو جھوٹا اور نامۂ یعقوب کو خرافات بتلایا گیا ہے۔

تکفیر مسلماناں اور امامت محمودیہ قادیان

غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ

(۲)

نورِ عقل اور میزانِ فراست کی ضلالت و بطالت کے بیشتر علل و اسباب میں سے ایک قوی اور مہلک سبب اختلال جذبات بھی ہے۔ استنباط و استدلال اور تہیج جذبات کی فطرتی ترتیب اس طرح پر واقعہ ہوتی ہے کہ پہلے کسی واقعہ کے علم و اطلاع سے نفس کے اندر ایک کیفیت وقوفی پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اسکے بعد اس کے مفید و مضر ہونے کی احساس کیفیت سے جذبات میں ایک تہیج پیدا ہو کر خوشی اور تنفر وغیرہ کے آثار جسمی کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اختلال جذبات کی صورت میں نفس کے اندر پیشتر سے کسی شے کی نسبت حقارت اور نفرت کے موجود ہونے کیوجہ سے یہ فطری ترتیب بالکل الٹ جاتی ہے اور پیشتر اسکے کہ کسی واقعہ کے درست و راست یا غلط ہونے کی اسکو اطلاع پہنچے نفرت و حقارت یا خوشی و مسرت کے جذبات متہیج ہو جاتے ہیں اور پھر بعد میں اس واقعہ کو ان مرد پیشتر سے پیدا شدہ جذبات کے مطابق بنا لیا جاتا ہے ایسا شخص کہ جس کے دل میں واقعات سے جذبات پیدا نہیں ہوتے بلکہ جذبات کے مطابق واقعات وضع کرنے کی عادت ہو وہ ہمیشہ روایات کو لنگڑا واقعات سے دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ اس کا توازنِ علم و عقل زائل ہو جاتا ہے۔ اور کسی معاملہ میں بھی حق و باطل کی تمیز نہیں کر سکتا۔

عنوان بالا کے زیرِ عنوان ہم اشاعت ماسبق میں مضمون کا ایک حصہ شائع کر چکے ہیں مگر قلت گنجائش کے سبب اس پر وضاحت اور تفصیل سے نہیں لکھا جا سکا۔ اخبار پیغام صلح میں حضرت صاحب کے چہرہ مبارک کا عکس چھپا تھا۔ انکی مزاج پرسی کرتے ہوئے نامہ نگار الفضل رقمطراز ہے:۔

"۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء کے پیام میں ایک کارڈ کا عکس چھپا ہے جو ہمیں یوں دکھایا گیا ہے۔ قابلِ غور ہے کہ عکس ہونے کے اقرار کے ساتھ "دکھایا گیا ہے" کے استعمال نے سے مبالغہ دو باتیں ثابت ہو رہی ہیں گویا وہ محمودی سادہ لوحوں کی آنکھوں میں یوں خاک جھونکنا چاہتا ہے کہ یہ کسی خط کا عکس نہیں یا چھپا ہوا عکس بھی انکو نظر نہیں آتا حتی کہ ان کو چراغ دکھایا جاتا ہے (بقیہ بر صفحہ ۲ ملاحظہ ہو)

ہستی باریتعالیٰ پر قرآن کریم سے دلائل

اللہ تعالیٰ کی ہستی پر جو بیشمار دلائل ہیں۔ اور جن کو قرآن مجید نہایت اکمل اور ابلغ طور پر بیان فرماتا ہے۔ وہ پانچ اقسام پر منقسم کئے جا سکتے ہیں۔ **اول** وہ دلائل جو فطرتاً ہر ایک انسان کے اندر موجود ہیں یعنی جن کو انسان پیدائشی طور پر مانتا ہے۔
دوم: وہ دلائل جو نظام عالم پر غور کرنے سے پیدا ہوتے ہیں
سوم۔ وہ دلائل جو حالات انسان پر نظر ڈالنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ **چہارم**۔ وہ دلائل جو انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے حالات پر نظر کرنے سے حاصل ہوتے ہیں **پنجم** وہ دلائل جو ایمان صحیح اور اعمال صالح کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

اول:۔ وہ دلائل جو فطرتاً ہر ایک انسان کے اندر موجود ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہر ایک انسان خواہ کسی فرقہ یا کسی ملت کا ہو۔ نیکی و بدی کی تمیز اپنے اندر رکھتا ہے۔ نیکی کے وقت خودبخود بشاشت ہوتا اور بدی کے وقت خوف کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص راستباز محسن اور خدا پرست ہو۔ تو جاہل لوگ بھی جنہوں نے کسی جگہ ادب اور اخلاق کی تعلیم نہیں پائی اسکی تعریف کرنے لگ جاتے ہیں۔ برعکس اسکے جو شخص ظالم و غاباز اور بدکار ہو۔ اسکو سب لوگ برا کہتے ہیں۔ اس قدر تمیز ہر ایک انسان میں پائی جاتی ہے۔ خواہ وہ عالم فاضل ہو۔ یا بے علم۔ خواہ شہری ہو یا جنگلی۔ خواہ شریف ہو یا رذیل۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے **ونفس وما سوٰىها فالهمها فجورها وتقوٰىها** قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جس نے نفس کو درست کیا۔ پھر اسکے اندر نیکی اور بدی کا علم ڈالدیا۔

بد تعلیموں۔ بد صحبتوں۔ اور بد فعلیوں سے یہ فطرتی خوف اور حیا رفتہ رفتہ زائل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہر قسم کا اناج اور ہر قسم کا تخم سیلن پہنچنے اور بے طرح پڑے رہنے سے گھن جاتا اور سڑ جاتا ہے۔ اور پھر نشو و نما کے لائق نہیں رہتا۔ اسی طرح یہ فطرتی مادہ بھی خراب ہو کر بیکار پڑ جاتا ہے یا اس طرح کہو کہ جب لوہا زنگ خوردہ ہو کر خراب ہو جاتا ہے تو اسکی اصل آب و تاب ماری جاتی ہے۔ چنانچہ اس فساد کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے **بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون** ان کے عملوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے پھر ایک جگہ اور فرماتا ہے۔ **فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم والله لا يهدي القوم الفاسقين** ۔ پس جب انہوں نے کجروی اختیار کی تب اللہ نے ان کے دلوں کو کج کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ قوم فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

دوسری فطرتی دلیل ہستی باریتعالیٰ کی نسبت یہ ہے کہ سخت مصیبت کے وقت ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر اور غافل کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو ضرور پکارتا ہے۔ یہاں تک جس شخص نے کبھی خدا کا نام نہ لیا ہو۔ اور تمام عمر بدکاری اور ظلم میں گذار دی ہو جب کہ سخت مصیبت واقع ہوتی ہے یا موت سامنے دکھائی دیتی ہے اسکو بھی خدا یاد آ جاتا ہے۔ فرعون جیسے متکبر بادشاہ نے بھی مرتے دم اقرار کیا تھا کہ میں رب پر ایمان لایا۔ وہی رب جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے **امن يجيب المضطر اذا دعاه** ۔ کون ہے جو بیقرار کی پکار کو سنتے جس وقت وہ اسے پکارتا ہے۔ پھر تمثیل کے طور پر ایک اور جگہ فرماتا ہے **فاذا ركبوا في الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجاهم الى البر اذا هم يشركون** ۔ پس جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تب اللہ کو خالص ایمان اور یقین کے ساتھ پکارتے ہیں مگر جب ہم سلامتی کے ساتھ انکو خشکی میں پہنچا دیتے ہیں تو پھر شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔ یعنی اللہ کو بھلا کر خود پرستی میں پڑ جاتے ہیں۔

تیسری فطرتی دلیل یہ ہے۔ کہ ہر ایک صحیح الفطرت اور نیک انسان کامل خدا کو مانتا ہے اور اس کی عبادت کی طرف جھکتا ہے بعض بدکاریوں اور شرکانہ زندگی کی وجہ سے یقین کمزور پڑ جاتا ہے بلکہ بعض اوقات بالکل نابود ہو جاتا ہے۔ مگر عموماً کسی نیک طبع انسان سے سوال کر کے دیکھو کہ کیا اس عالم کا کوئی خالق ہے۔ تو انسان کامل ضرور گواہی دیگا کہ ہاں میرا اور تمام عالم کا ایک خالق ضرور ہے جو رب العلمین ہے چنانچہ اس فطرتی اقرار کی طرف قرآن مجید اس طرح پر ارشاد فرماتا ہے۔ **الست بربكم قالوا بلى** (روحوں سے سوال ہوا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے جواب میں کہا ہاں ہے۔
چوتھی دلیل فطرتی ہستی باریتعالیٰ پر یہ ہے۔ کہ شروع خلقت سے آج تک کوئی قوم ایسی نہیں گذری۔ جس نے کسی نہ کسی صورت میں اپنا کوئی معبود قرار نہ دیا ہو۔ کسی نے خاص اللہ کو اپنا معبود بنایا کسی نے سورج کو۔ کسی نے چاند کو کسی نے پتھر کو۔ کسی نے دریا کو۔ کسی نے پہاڑ کو۔ کسی نے درخت کو۔

پانچویں فطرتی دلیل ہستی باریتعالیٰ پر عبادت و عشق الٰہی کا بے انتہا ترقیات کرنا۔ کلیہ قاعدہ ہے کہ جس زمین میں رائی کا بیج نہ ہو اس میں رائی کا درخت نہیں ہو سکتا جس جگہ جامن کا تخم ہو اسجگہ جامن کا درخت نہیں ہو سکتا اسی طرح اگر روح انسانی کے اندر عبادت و عشق الٰہی کا کوئی تخم نہ ہو۔ تو کسی طرح ممکن نہیں کہ عبادت و عشق الٰہی عابدوں اور عارفوں میں اس قدر ترقی کرے کہ انکو دنیا اور مافیہا سے بے خبر بنا دے اس فطرتی تخم کیطرف قرآن مجید اس طرح پر ارشاد فرماتا ہے **كلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء تؤتي اكلها كل حين باذن ربها** پاک کلمہ درخت پاک کے مشابہ ہے۔ اسکی جڑ ثابت ہے اور شاخ آسمان میں ہے۔ ہر ایک موسم میں اپنے رب کی اجازت سے پھل دیتا ہے۔

دوسرے وہ دلائل جو نظام عالم پر غور کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان دلائل کا خلاصہ دو اسمائے الٰہی ہیں۔ ایک رب العلمین دوسرا رحمٰن ۔ ربوبیت اور رحمانیت کے انتظاموں پر غور کرنے سے عجیب عجیب نشان ملتے ہیں

پہلی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان کے واسطے غذا کا پورا پورا سامان موجود ہے۔ کوئی ادنیٰ حیوان ہو یا اعلیٰ۔ خشکی میں رہتا ہو یا تری میں۔ ویرانہ میں یا آبادی میں۔ زمین پر ہو یا ہوا میں۔ غرض جس جگہ کوئی حیوان ہے اسی جگہ اس کا رزق موجود ہے۔ کروڑہا قسم کے حیوانات زمین پر رہتے ہیں۔ مگر رزق سے کوئی محروم نہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے **وما من دابة في الارض الا على الله رزقها** تمام دابۃ الارض کا رزق اللہ کے ذمہ ہے **وهو رب كل شيء** اور وہ ہر شے کا رب ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ ہر ایک حیوان اپنی اپنی غذا کو پہچانتا ہے۔ چراگاہوں کو دیکھو جس جگہ چرند و پرند آزادانہ چرتے اور چگتے ہیں۔ بیسیوں زہریلی بوٹیاں بھی موجود ہوتی ہیں مگر کوئی جانور زہروں کو نہیں کھاتا۔ غذا اور دوا میں تمیز جانوروں کو کیسے حاصل ہوئی کس مدرسہ میں انہوں نے تعلیم پائی یہ تمام رحمانیت الٰہی کا انتظام ہے **الذي قدر فهدى** ۔ اور جس نے پرورش و بقا، نوع وغیرہ کے طریق مقرر کر دیئے۔ اور ہر ایک مخلوق کی اسکے حسب حال ہدایت کر دی۔

تیسری دلیل یہ ہے۔ کہ ہر ایک حیوان بچے جننے اور اس کے پالنے کا طریق جانتا ہے۔ قبل از وقت اپنی اپنی مناسب تیاریاں شروع کر دیتے ہیں شہد کی مکھی کو دیکھو کہ قبل از وقت کیسا عجیب چھتہ تیار کرتی اور شہد بناتی ہے ابابیل کو دیکھو کیسا عجیب خانہ قبل از وقت تیار کرتا ہے بجو نا سی کیسا عجیب چھوٹا سا گھر تیار کرتی ہے بیا کیسا عجیب گھونسلا قبل از وقت بناتا ہے اسی طرح ہر ایک جانور اپنے مناسب جگہ اختیار کرتا۔ اور پھر اپنے بچوں کے جننے اور طریق پرورش کو کیسے جانتا ہے۔ پرندوں کو دیکھو کہ کس کس احتیاط کے ساتھ اپنے انڈوں کو سیتے ہیں پھر بچوں کو کس طریق سے چگنا سکھاتے ہیں۔

کبھی بچہ جنتے ہیں اور پالتے ہیں	نہیں بے طرح بے جگہ ڈالتے ہیں
غذا کو سبھی اپنی پہچانتے ہیں	مکاں اور رہائش کو سب جانتے ہیں
کہاں سے یہ تعلیم پائی انہوں نے	فراست یہ کیونکر کمائی انہوں نے
نہیں جانور کوئی زہروں کو کھاتا	اگرچہ وہ ہو ظاہرا دل لبھاتا
یہ تعلیم رب پاک رحمان کی ہے	بھلا اس میں کیا تاب حیوان کی ہے

واوحى ربك الى النحل ان اتخذي من الجبال بيوتا ومن الشجر ومما يعرشون ۔ ہم نے شہد کی مکھی کو بتلایا کہ پہاڑ اور درختوں میں گھر بنالے اور جہاں چھتریاں ڈالتے ہیں۔

چوتھی دلیل یہ ہے۔ کہ ہر موسم میں غذاؤں کا نیا ذخیرہ تیار ہو جاتا ہے۔ دیکھو فصل وار بادل آتے اندازہ اندازہ سے پانی برسا جاتے ہیں ابھی تو کل زمین خشک اور برہنہ تھی اور ابھی سرسبز سرسبز ہو جاتی ہے۔ تمام گرد و غبار روئے زمین سے دھویا جاتا اور کوڑا کرکٹ کے میدان سبزہ زار کی طرح باسنظر بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ **وانزلنا من السماء ماء بقدر** ۔ اور ہم نے آسمان سے پانی اندازہ اندازہ سے اتارا ہے

.... (باقی آئندہ)

تحقیق حق

از قلم چوہدری عبداللہ صاحب

صانع حقیقی کے انسان پر بے شمار افضال ہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے انسان کو جملہ مخلوقات سے افضل بنایا ہے۔ موزون و مناسب اعضاء و جوارح عطا کرنے کے علاوہ چند قویٰ ایسے عطا کئے ہیں جن کی وجہ سے یہ دوسرے حیوانات سے ممتاز ہو سکتا ہے۔ انسانی دماغ خدا کے فضل کا ایک پر لطف خزانہ ہے بشرطیکہ اس کا استعمال صحیح طور پر کیا جائے۔ اس کے استعمال کا بہترین ذریعہ علم ہے۔ اس لئے انسان کے لئے لازم ہے۔ کہ علم کی روشنی سے اسکو منور کرے۔ تاکہ یہ اسکے منزل مقصود تک پہنچنے کا باعث ہو سکے۔

صانع مطلق و حقیقی کی معرفت کے متعلق دنیا کو جو غلطی لگی ہے۔ وہ در اصل علم کی کمی کے باعث ہوئی ہے۔ ورنہ کس کی عقل سلیم کسی ایسے شخص کو معبود قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ کہ جو ہماری طرح کمزور اور ضعیف ہو۔ اور جو ہمیشہ کے لئے یا کسی خاص وقت کے لئے معرض فنا میں ہو جیسے ہم ایک خاص وقت تک رحم مادر میں قرار پا کر پیدا ہو۔ اور وہاں سے آخر تک ہماری طرح پرورش پاتا ہو بقا کے لئے ہماری طرح کھانے پینے کا محتاج ہو۔ دشمنوں کا اسے ویسا ہی ڈر ہو۔ جیسا کہ ہمیں ہوتا ہے۔ بلکہ دشمنوں کے قبضے میں آ کر مار کھاتا ہو۔ طعنے سنتا ہو۔ پھر صلیب دیا جاتا ہو۔

کیا ایسا خدا ہمارے لئے کسی صورت میں مفید ہو سکتا ہے؟ یہ مسئلہ کسی قدر معقول و سمجھدار انسان کے غور و فکر کے شایان شان نہیں۔ نہ وہ ہستی ہمارے لئے قابل پرستش ہو سکتی ہے کہ جو سوائے اپنا اکلوتا بیٹا قربان کرنے کے اور کسی طرح اپنی مخلوق کو بخش نہ سکتا ہو۔ اور بیٹا کونسا جو عین قربان کے وقت میں ایلی ایلی لما سبقتانی پکارے

اگر کسی صورت میں بیٹا اس حکم کی نافرمانی کرتا یا اس سے ناراضگی ظاہر کرتا۔ تو بیچاری گنہگار مخلوق کے لئے بخشش کی اور کوئی سبیل ہی نہ ہو سکتی تھی۔

یہ خدا کے متعلق ایک ایسا بہتان ہے کہ جو کسی صورت میں بھی عفو کے قابل نہیں۔

قرآن کریم نے صرف دو تین لفظوں میں اس کی تردید مردی بہر فرمایا۔ **قالوا اتخذ الله ولدا سبحان الله تعالى عما يشركون** ۔ عیسائی کہتے ہیں کہ خدا کا ایک بیٹا ہے۔ یہ سراسر لغو ہے۔ اللہ کی ذات ایسی کمزوریوں سے مبرا اور منزہ ہے۔ اس ذات کا درجہ ان بیہودہ باتوں سے اعلیٰ ہے۔

کیا ایسی ہستیاں ہماری ہدایت کا موجب ہو سکتی ہیں جنکو ہم خود اسی مقصد کے لئے بنا لیتے ہیں۔ اور وہ بےجان ہوتی ہیں۔ ہماری ہدایت کا ایک طرف وہ نہ کچھ ہمارا بگاڑ ہی سکتی ہیں۔ اور نہ کچھ سنوار سکتی ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو بھی سنبھال نہیں سکتیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے۔ **قل اتعبدون من دون الله ما لا يملك لكم ضرا ولا نفعا** ۔ ان سے پوچھ کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو۔ جو تم کو نہ کوئی ضرر پہنچا سکتی ہیں اور نہ کوئی فائدہ ہی دے سکتی ہیں"

پھر فرمایا۔ **انما تعبدون من دون الله اوثانا وتخلقون افكا** ۔ یہ تو نہایت ہی ناعاقبت اندیش ہیں جو اللہ جیسی کامل ہستی کو چھوڑ کر بتوں کی جنکو وہ خود تراش لیتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں"

نہ ہی وہ ہستی ہماری ہدایت کا موجب ہو سکتی ہے کہ جو [illegible] ترکھان کی طرح مصالحہ کی موجودگی کی محتاج ہو۔ جیسا کہ ایک فرقہ مانتا ہے کہ خدا کے ساتھ مادہ اور روح بھی انادی ہیں جیسا کہ وہ خود محتاج ہیں اور پھر باوجود اس ماننے کے کہ ان ہر دو انادی ہستیوں میں قوت اتصال اور قوت انفصال بھی موجود ہے۔ کیا اگر ان میں ایسے قوے موجود ہیں تو وہ کسی اور ہستی کی محتاج ہو سکتی ہیں؟ یہ ایک سخت ہے جو وہ کبھی حل نہیں کر سکتے۔ پھر اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے۔ تو کیا وہ ہستی اس نظام عالم کے سرانجام دینے میں اس سے کوئی نقص واقع تو نہ ہوگا۔ جیسا کہ عام دنیا کے کاریگروں کے ساتھ واقع ہوتا ہے اور نہ ہی وہ ہستی کسی صورت میں ہماری

لئے مفید ہوسکتی ہے۔ جو ایک خاص وقت تک کلام کر اور سن سکتا ہو۔ اور وہ بھی ایک غیر مانوس زبان میں جو آئندہ کسی زمانے میں بھی کسی کی سمجھ میں نہ آسکے۔ پھر وہ ہستی بھی ہماری معبود نہیں ہوسکتی۔ جس میں صرف عادل کی صفت ہی ہو۔ اور جو کسی صورت میں اپنی مخلوق پر رحم نہیں کرسکتا۔ بلکہ ایک ذرہ بھر گناہ کی وجہ سے ہزارہا سال کے آواگون کے چکر میں ڈال دیتا ہے۔

بقیہ مضمون از صفحہ ۳:-

رکھا جاتا ہے۔ تو کم از کم اتنے دنوں تک تو یہ دعا نہیں کی گئی۔ حالانکہ حدیث کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ دلیمسّہ الشیطان حین یولد۔ جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی وقت شیطان اسکو چھوتا ہے۔ تو اس لحاظ سے دعا کرنے کے وقت تک شیطان اسکو کبھی کا چھو چکا ہوگا۔

پس اس بنا پر یہ حدیث اس آیت کے مخالف ہوگی۔ نہ کہ مطابق۔ نہیں تو وہ رحمۃ للعالمین ملا ہے کہ جس نے نطفہ کے رحم میں استقرار پکڑنے سے بھی پہلے ایسی دعا سکھلائی ہے۔ اما لو ان احدکم اذا اراد ان یاتی اھلہ قال بسم اللہ اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔ جب کبھی تم میں سے کوئی اپنے اہل کے ساتھ مخالطت کرے تو وہ بسم اللہ کہے اور یہ دعا مانگے۔ اے میرے اللہ تو ہمیں شیطان سے بچا۔ اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو۔ تو کیا وہ خدا مریم کی ماں کی دعا تو قبول کرلیتا ہے اور امت مسلمہ کے مومنوں اولیاؤں اور متقیوں کی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ حالانکہ اس دعا کے اخیر میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں۔ کہ لثم قدر بینھما فی ذالک فلا یضرہ الشیطان ابدًا۔ پھر اگر اس کی قسمت میں اولاد ہوگی۔ تو شیطان اسکو کبھی ضرر نہ پہنچا سکیگا۔

پس اصل بات یہ ہے کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہرگز نہیں۔ پھر تفسیر کا اصول تو یہ ہونا چاہئے کہ وہ کسی اصل کے خلاف نہ ہو۔

مراسلات

"الیواقیت والجواہر"

(جلد ا۔ صفحہ ۱۲۸)

(از قلم میرزا نذر علی صاحب از پشاور)

اگر کہا جاوے کہ کیا کسی کے لئے سوائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جائز ہے کہ وہ اس دنیا میں اللہ تعالےٰ کو دیکھے اور یہ مقام الطور ارث کسی کو حاصل ہوسکتا ہے۔ پس اس کا جواب وہ ہے۔ جو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے۔ فرمایا انہوں نے کہ سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی بھی ہمارے جلیبوں سے اس مقام کو نہیں پا سکتا۔

پس لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص اس امر کا دعوےٰ کرتا ہے کہ میں نے ان آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو دیکھا ہے۔ پس شیخ صاحب نے آدمی بھیجکر اسکو بلوایا اور اس سے اس کی تصدیق کی۔ اس نے کہا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں۔ پس حضور شیخ نے اسکو جھڑک دیا۔ اور اسکو تنبیہ کی۔ اور اس سے عہد لیا کہ وہ پھر ایسی بات نہیں کرے گا۔ پس حضور شیخ سے لوگوں نے کہا کہ کیا یہ شخص سچا تھا۔ یا شیطان۔ حضور شیخ نے فرمایا کہ یہ سچا تھا مگر اس پر امر مشتبہ ہوگیا ہے۔

اور اس نے اس خالق بدیع السموات والارض کے جمال کا ایک نور دیکھا ہے اور اس کی بصیرت سے ایک سوراخ اس کے بصر ظاہری کی طرف نمایاں ہوا۔ اس نے فقط بصیرت کو دیکھا کہ خدا کا نور بحالت اتصال اس سے شعاعیں دے رہا ہے۔ اس نے خیال کیا۔ کہ میں نے اس آنکھ سے دیکھا ہے۔ حالانکہ اس کی چشم ظاہری نے اسکی بصیرت کی حقیقت کو دیکھا۔ اپنے طریق پر کہ وہ نہیں سمجھ سکا۔

اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان۔ اور اسوقت بہت مشائخ حاضر تھے۔ اور اس جواب پر متعجب ہوگئے۔ اور حضور شیخ کے حسن فصاحت و بیان کی بہت تعریف کی۔

پھر فرمایا حضور شیخ نے اپنا واقعہ کہ ایک دفعہ میرے لئے نور عظیم خلاء افق میں نمودار ہوا پھر اس میں ایک صورت میرے لئے متصور ہوئی اور اس نے مجھکو آواز دی کہ اے عبدالقادر میں ہوں تیرا رب۔ تیرے سے تکالیف شرعی ساقط ہوگئیں۔ اب تیری مرضی خواہ میری عبادت کریا نہ کر۔ پس میں نے کہا دور ہو۔ اے لعین پھر میں نے دیکھا کہ وہ نور ظلمت ہوگیا۔ اور وہ صورت متمثل دھواں بن گئی۔ پس اس نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ اے عبدالقادر تو بوجہ اس علم کے جو اپنے رب کے احکام کے متعلق تو رکھتا ہے اور اپنے منازل حالات کے متعلق جو تفقہ تمکو حاصل ہے۔ تو میرے سے چھوٹ گیا۔ اور میں نے تو اسی قسم کے واقعہ سے ستر اہل اللہ کو گمراہ کیا ہے۔

مؤلف:- ابلیس نے اس میں حضور سید صاحب کو یہ بتلا کر اشارہ کیا ہے کہ تو شریعت اسلامی کے ظاہری علوم سے واقف تھا اس لئے بچ گیا۔ اس لئے ظاہری علوم شریعت کا حصول از بس ضروری ہے۔ اور بیشک کم علم ریاضت اور مجاہدہ کرنے والے دھوکا کھا جاتے ہیں)

اس پر لوگوں نے حضور سید صاحب سے کہا کہ آپ نے کس طرح پہچانا کہ یہ شیطانی طلسم تھا۔ فرمایا انہوں نے کہ میں نے اسکو پہچانا کہ اس نے مجھکو ایسی بات کے حلال ہونے کی دعوت دی جو اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے حرام اور منع کردی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے رسول کی سنت سے کوئی شئے بھی جو وہ قائم کر چکا ہے۔ اسکے ترک کا حکم بعد ازاں نہیں دیتا۔ اور وہ ہرگز کسی اہل اللہ کے لئے اس کے اپنے الہام سے مباح نہیں ہو سکتے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ حضور سید کے اس واقعہ سے اہل حق فائدہ اٹھا دیں گے۔ اہل حق علماء کا ہمیشہ یہ دستور چلا آیا ہے۔ کہ وہ اپنے تمام الہامات کو قرآن اور سنت پر عرض کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ احادیث ظنیہ کے لئے قرآن شریف محک ہے۔ ایسا ہی اقوال و مجتہدات و الہامات و وحی ولایت کے لئے قرآن احادیث صحیحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محک ہے۔ بغیر اس معیار کے ولایت کی کوئی بات احکام حرام۔ حلال۔ مباح۔ وسنت مکروہ وغیرہ شرائع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قابل پذیرائی نہیں

مست عشق ار کند ہزار خطا
چشم پوشد خدائے غفارش

مگر یاد رہے۔ کہ ادب اہل اللہ کا ہر وقت ملحوظ رہے بغیر کسی انکار تحقیر اور تضحیک کے اس کی ایسی بات سے سکوت کرنا چاہئے۔ اور اسکو حوالہ بخدا کرے۔ جو بات سنت صحیحہ سے مؤید ہے۔ قرآن اس پر شاہد ہے۔ وہی معمول بہ ہوگی۔ لاغیر۔ والسلام۔

اقتباسات

جنوبی ہند میں ایک افسوسناک ارتداد

ہمارے مالاباری دوست اس افسوسناک ارتداد کے اسباب سے مطلع ہیں۔ کیا یہ مسلمانوں کو خواب خرگوش سے جگانے کیلئے تازیانۂ عبرت نہیں کہ ان کی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے نوجوانان اسلام ایک ایسے مذہب کی آغوش میں جارہے ہیں جس میں دوسرے مذاہب کے پیشوایان و پیغمبران کو دشنام دہی کے سوائے اور کچھ پایا نہیں جاتا۔ آریہ گزٹ لاہور رقمطراز ہے:-

"میں لاہور سے دو ماہ کے قبل روانہ ہوکر بمبئی پہنچا۔ پھر یہاں سے اپنے خانگی کام کے لئے مالابار بذریعہ جہاز گیا۔ یہاں پر دو تین روز کے بعد یہ دیکھکر مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ کہ یہاں بھی آریہ سماج کے سیوکما اپنی ماتا کی سیوا سے غافل نہیں ہیں۔ چنانچہ یہاں ایک پرچارک آریہ پرتش منموہن سنگھ جی (یو۔پی۔ نواسی) کی کوششوں سے ایک شریف مسلمان بھائی جو بمبئی کے رہنے والے ہیں۔ اور انڈر گریجویٹ ہیں نیز نہایت مالدار ہیں۔

آپ ہی کے ہاتھوں ویدک دھرم کی شرن میں [illegible] کے آئے ہیں۔ آپ کی ہمشیرہ فاطمہ بائی صاحبہ نے جو سیتا دیوی کے نام سے وہاں مشہور ہیں بطیب خاطر خود ویدک دھرم گرہن کیا۔ آپ بمبئی یونیورسٹی کے میٹرک کا امتحان پاس شدہ ہیں۔ آپ کی شادی بعد شدھی ایک آریہ بھائی مسمی پریم سنگھ جی۔بی۔اے۔ کے ساتھ سنسکار کر دی گئی۔ نہایت ستیا پال جی (سابق حاجی اسمٰعیل جی) یہاں ناریل کی تجارت کرتے ہیں۔ آپ نے یہاں شدھی سبھا قائم کرنے کے لئے پانچ ہزار روپیہ [illegible] کیا ہے۔ پرماتما سے ہماری پرارتھنا ہے کہ آپ [illegible] پر دوڑھ رہ کر اپنے فرائض سرانجام دیں۔ اور [illegible] آریہ سماج میں آنا مبارک ہو۔ باقی حالات پھر [illegible]

دردام ناکند پودی [illegible]

خلافت کے لئے سب ایک ہیں

اخبار [illegible] مولوی سید [illegible] تحریک پیش کی ہے کہ گورنمنٹ کو کہکر وزیر [illegible] تار دلایا جائے کہ صوبہ بہار کی شیعی آبادی [illegible] میں سنی مسلمانوں کی ہم زبان ہے۔ اور وہ خلافت [illegible] خیر سگالی و استحکام کے لئے یکساں طور پر دست [illegible] ہندو مسلمان اور نیز انگریز ممبروں کی تائید سے [illegible] ہوگئی۔ اور غالباً گورنمنٹ نے یہ ریزولیوشن وزیر [illegible] پاس بھیجدیا ہوگا۔

شیعہ اور سنی ہمیشہ آپس میں لڑتے رہے ہیں اور اب [illegible] بھی کہیں نہ کہیں خانہ جنگیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن [illegible] خلافت میں وہ سب ایک ہیں کیا حکومت برطانیہ [illegible] اس بات کا کوئی اور ثبوت بھی درکار ہے۔ کہ دنیائے اسلام مطالبۂ خلافت میں متحد الخیال اور متفق القول ہے۔

کمال پاشا ہائی سکول

غازی کمال پاشا ہائی سکول بمبئی حال میں مرکزی خلافت کمیٹی کے زیر سرپرستی قائم کیا گیا ہے اسکی نئی عمارت شاندار ہے۔ اور ڈونگری بازار سنڈہرسٹ روڈ [illegible] ہے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سکول میں طلباء کی [illegible] روز افزوں ترقی پر ہے اور تمام انتظامات مکمل [illegible] تعلیم کی میعاد دس سالی مقرر کی گئی ہے۔ ذریعہ تعلیم [illegible] ہے۔ انگریزی کی تعلیم لازمی۔ اس میں جماعت اول سے [illegible] درجہ (میٹرک) تک تعلیم دی جائیگی۔ جو دینی و دنیوی ہر دو قسم کی تعلیم و تربیت پر مبنی ہوگی۔ ہمکو امید ہے [illegible] بمبئی اس مفید درس گاہ کی ترقی و نشوونما کے لئے [illegible] کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے۔ سکول کا مقصد [illegible] اور نیک ہے اور بمبئی کے مخیر حضرات کا فرض ہے کہ وہ بھی تکمیل میں گرم سعی ہوں۔

شرح محصول ڈاکخانہ میں اضافہ

جیسا کہ [illegible] ہے [illegible] نے پوسٹ کارڈ کی قیمت میں اضافہ کرنا تو مناسب نہیں سمجھا۔ مگر لفافہ اور اخبارات کا محصول بڑھا دیا ہے [illegible] لفافہ ایک آنہ کو ملیگا۔ اور اخبارات جن کا وزن [illegible] سے زیادہ نہ ہوگا دو پیسہ میں جا سکیں گے۔ [illegible] سابقہ محصول ۸ تولہ کے وزن تک ایک پیسہ تھا [illegible] تک ہوگا۔ خوش قسمتی و بد قسمتی سے اردو اخبارات میں سے شاذ و نادر ہی کسی کا وزن پانچ تولہ سے زائد ہوگا اس لئے اس اضافہ سے اردو اخبارات کو کوئی [illegible] نہیں پہنچا۔ البتہ انگریزی اخبارات پر اس سے [illegible] لفافہ کی قیمت میں ایک دم دو پیسہ کا اضافہ [illegible] میں یقینی طور پر غم و غصہ کی آگ پھیلا دیگا۔ [illegible] میں اضافہ ضروری ہی تھا۔ تو زیادہ سے زیادہ [illegible] پیسہ کا اضافہ کافی ہے۔ دگنا اضافہ بالکل نامناسب ہے۔

دیہاتی نمبرداروں کیلئے

دیہاتی نمبرداروں کے لئے یہ ایک [illegible] بات تھی کہ معاملہ ادا کرنے کے لئے انہیں [illegible] کی خدمت میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ اس صورت میں [illegible] معاملہ کے لٹ جانے کا ڈر اور سب سے زیادہ [illegible] رشوت ستانی کا بوجھ یہ سب چیزیں ان کے لئے [illegible]

اب ممبروان اس خبر کو سُن کر خوش ہوں گے کہ پنجاب کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ ممبر دار معاملہ ڈاک کے ذریعہ بھیج سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے اُنہیں منی آرڈر کی فیس بھی نہیں دینا پڑیگی۔

بقیہ مضمون آمدہ از صفحہ ۲ :-

اسی طرح ان کو یہ حضرت صاحب کا نام بھی دکھایا گیا ہے۔ آگے چلکر آپ لکھتے ہیں کہ :-

"اصل تو ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا "کفر گوؤں کی نسبت کیا ارشاد تھا جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں تھے۔ سو ان لوگوں کے بارے میں جو مکذب اور مکفر ہوں۔ فریقین کا اتفاق ہے کہ وہ کافر ہیں۔ اور کافر کا جنازہ کسی مسلمان کے نزدیک بھی جائز نہیں"

اس عجیب و غریب کرشمہ سنجی میں یہ دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ بلاوجہ کسی مومن کی تکفیر کرنے سے کفر کا اس مکفر پر لوٹ پڑنا یہ صرف غیر احمدیوں سے خاص ہے اور سکے مبائعین و غیر مبائعین دونوں قائل ہیں حالانکہ یہ غلط محض ہے۔ کہ بلاوجہ موجب تکفیر کرنے سے کفر صرف غیر احمدیوں پر ہی لوٹتا ہے۔ اور اگر احمدی یا محمودی کسی کی بلاوجہ تکفیر کرے تو اس پر نہیں لوٹتا۔ ہمارے نزدیک تو اسلامی شریعت کسی بے ایمان بنئے کی طرح اوزان مختلف سے کام لینے کی اجازت نہیں دیتی کہ لینے کے اوزان اور ہوں۔ اور دینے کے اور۔ اگر ایک غیر احمدی کسی دوسرے کی بلاوجہ تکفیر سے بطور سزا کفر سے حصہ پاتا ہے۔ تو ایک احمدی بھی اس ترازو سے اپنے کئے کی سزا پائیگا۔ پس اس میں جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں تھے۔) کی آپ نے شرط لگائی ہے۔ یہ نہ صرف غلط بلکہ اغلط ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اس میں حضرت صاحب کی بھی کوئی خصوصیت نہیں۔ کیونکہ جس حدیث سے حضرت صاحب اسکے بارے میں استدلال کرتے ہیں۔ اس کا حکم عام ہے نہ صرف حضرت صاحب کی بلکہ ایک ادنٰے سے ادنٰے مومن کی تکفیر بھی اسی حکم کے ماتحت اپنا اثر رکھتی ہے۔

(۳)

شکر ہے کہ مضمون کے شروع میں غیر احمدیوں کو دو شقوں میں مکفرین، مکذبین اور عام غیر از جماعت مسلمان میں خود ہی تقسیم کر دیا ہے۔ اور بعض کج بحث محمودیوں کی طرح سب کو ایک ڈنڈے سے نہیں ہانک دیا۔ بلکہ مکفرین مکذبین کے بارے میں اپنا اور ہمارا باہم متفق ہونا تسلیم کیا ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے۔ "نہ ماننے والے اور کافر کہنے والے ایک ہی ہیں" کے معنے سمجھنے بہت ہی آسان ہیں۔ یعنی یہ نہ ماننے والے وہی ہیں کہ جن کی نسبت حضرت صاحب نے خود ہی لکھا ہے کہ وہ مجھکو مفتری کہتے ہیں۔ کیونکہ جو لوگ آپ کو مفتری نہیں کہتے اور نہ آپ کی تکفیر کرتے ہیں اُن کے متعلق حضرت صاحب صاف طور پر لکھتے ہیں۔ کہ :-

"ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اپنے حکم ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے کہ وہ آئندہ مجھے دجال اور کافر اور کاذب نہیں کہیگا ...... اب دیکھو کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتا اس کا کہاں گیا جسکو اُس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے تیار کیا تھا۔ اگر وہ اس فتوٰی کے دینے میں راستی پر ہوتا۔ تو اسکو حاکم کے روبرو یہ جواب دینا چاہئے تھا۔ کہ میرے نزدیک یہ بیشک کافر ہے اس لئے میں اسکو کافر کہتا ہوں .... بالخصوص جس حالت میں خدا تعالٰے کے فضل اور کرم سے میں اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقائد پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اُس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کر لیا .... اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی۔ کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا ..... ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں مگر اس دستخط سے اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"

اور اسکے نیچے مزید تشریح کے لئے یہ حاشیہ دیا ہے :-

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالٰے کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلٰے شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"

اب اس تحریر سے یہ امور صاف اور واضح ہیں۔ جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اوّل حضرت مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ دوم جو شخص حضرت صاحب کو کافر یا دجال یا کاذب نہیں کہتا حضرت صاحب بھی اسکو کافر نہیں کہتے۔ (باقی آئندہ)

متفرق خبریں

کلکتہ میں اسوقت یہ گرم افواہ ہے کہ مہاتما گاندھی جلد پکڑے جانے والے ہیں۔ وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ بالشویک کابل سے صلح ہو جانے اور انگریزوں سے صلح نہ ہونے سے ہندوستان میں بولشویک گھسیں گے۔ اس لئے سرکار کو نئے رنگروٹوں کی ضرورت ہے لیکن گاندھی کے ایجیٹیشن کیوجہ سے نئے رنگروٹ ملتے نہیں ہیں۔

اس لئے کمانڈر انچیف نے سرکار کو رائے دی ہے کہ گاندھی جی جلد پکڑ لئے جائیں۔ ورنہ بڑی مشکل ہوگی۔ بھارت سرکار نے گاندھی جی کو گرفتار کرنے کے متعلق وزیر ہند کے پاس تار بھیجا ہے۔

لنڈن۔ ۱۸ مارچ "ٹائمز" کا نامہ نگار برلن سے رقمطراز ہے کہ ایک شخص مسمی تیلیرین نے طلعت بے کو قتل کرنے کے جرم کا اقبال کر لیا ہے اور بتایا ہے کہ میں دُنیا کو اس شخص سے پاک کرنا چاہتا تھا۔ جو آرمینیوں کے قتل عام کا موجب ہوا تھا۔

قاتل کا بیان ہے کہ اس قتل عام میں میرے والدین بھی قتل کر دیئے گئے تھے۔ جب میں نے اپنے ماں باپ کی موت کا حال سُنا۔ تو بے قرار ہو گیا۔ اور قسم کھائی کہ انتقام لیکر چھوڑونگا چنانچہ میں نے ٹرکی میں بھی طلعت کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھی۔ پھر جب وہ جرمنی آیا تو میں بھی اُس کے پیچھے پیچھے چلا آیا یہاں پہنچکر مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ میں جرمنی زبان سے قطعًا نابلد تھا۔ میں نے طلعت کی قیام گاہ کے سامنے ہی مکان لے لیا۔ اس کی حرکات و سکنات اور روزانہ معمولات کو ہفتوں جانچتا رہا۔ آخر موقعہ پاکر روز روشن میں اُسے نشانہ بندوق بنایا۔

"تیلیرین" نے کہا ہے کہ میں اس خیال سے بہت مسرور اور مغرور ہوں کہ میں نے آرمینیا کا کلیجہ ٹھنڈا کیا ہے۔

یہ اطلاع غلط ہے کہ طلعت کی بیوی بھی نشانہ بندوق بنادی گئیں۔ تیلیرین نے صرف ایک گولی چلائی۔ اور وہ ٹھیک نشانہ پر بیٹھی۔ قاتل کے پاس ایک پروانہ راہداری ہے جس پر پیرس اور جنیوا پہنچنے کی یادداشت بھی درج ہے۔

اس نے بچ نکلنے کے لئے جعلی دستاویزات تیار کر رکھی تھیں اور بارہ ہزار مارک اُس کے قبضے میں سے برآمد ہوئے ہیں۔ پولیس قاتل کے اس بیان پر یقین نہیں کرتی۔ کہ اس قتل کی ذمہ داری صرف تنہا تیلیرین پر ہی عاید ہوتی ہے بلکہ اس کا خیال یہ ہے کہ کچھ اور لوگ بھی شریک سازش ہیں۔

اَللہُ اکبر کہنا اب جرم ہو رہا ہے؟ تاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو ایک مسلمان حاکم کی عدالت میں جناب زین الدین صاحب لیکچرار خلافت کمیٹی کارنجہ ضلع آکولہ۔ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مقدمہ کی سماعت ہوئی بعد اختتام گواہان مقدمہ کی تاریخ ۱۲ مارچ ۱۹۲۱ء قرار پائی۔ تمام سامعین کی تعداد اندازاً ۵۰۰۰ ہوگی۔ زین العابدین صاحب جب باہر تشریف لائے۔ تو عدالت کے باہر تمام لوگوں نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور چلے گئے۔ اس اللہ اکبر کے فقرہ پر حاکم عدالت ہذا کے معلوم نہیں کیا سمجھ میں آئی کہ خلافت کمیٹی کے چند کارپردازان کو بلا کر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا کہ اچھا ہم آئندہ کسی کو بھی اندر نہیں آنے دیں گے۔ اور بذریعہ پولیس معقول انتظام رکھینگے (چنانچہ دوسری پیشی کو پولیس کا گارڈ رکھا گیا۔ اور کسی کو بھی سوائے چند فرد اندر جانے کی اجازت نہ ملی)۔ مطلب کی بات تو رہی جاتی ہے۔ ذرا غور فرمایئے۔ اللہ اکبر کی صدا کے جرم میں (جسکو تمام لوگوں نے ملکر بلند کیا تھا) صرف ہمارے خلافت کمیٹی کے معزز جناب محمد یامین خان صاحب پر بتاریخ ۱۱ مارچ ۱۹۲۱ء ایک نوٹس زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ دیوانی و فوجداری بذریعہ پولیس تعمیل کرائی گئی۔ اور سماعت مقدمہ کی تاریخ ۱۲ مارچ ۱۹۲۱ء مقرر ہوئی۔

حدیدہ میں انگریزوں کی شکست۔ اس آخری جنگ میں جو امام یحیٰی صنعائی اور انگریزی فوجوں کے مابین حدیدہ (واقع یمن) کی اطراف میں رونما ہوئی۔ انگریزوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور اب وہ ہزیمت خوردہ فوجیں لحج میں جمع ہوئی ہیں۔

امام یحیٰی کی فوجوں نے انگریزی و ہندی افواج کو شکست دیکر شہر حدیدہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور دریائے احمر کے ساحل کی طرف حرکت کی ہے (شرق ایران)۔

مصطفٰے کمال کا اثر عربوں میں۔ بالعموم عرب کے حالات بظاہر خوب نہیں ہیں چونکہ عرب کے گوشے گوشے میں انقلاب اور جنگ و خونریزی کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ اس لئے عربوں نے سکون و تحمل کو خیرباد کہکر جوش غضب کو اپنا وتیرہ بنا لیا ہے۔ عربوں کے تمام قبیلوں کے امراء و وزراء کے مابین ایسا اتحاد و ارتباط موجود ہے۔ جس کی نظیر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ مصطفٰی کمال پاشا اور بالشویکوں کی شجاعت و مردانگی کا سکہ آزاد عرب کے دلوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ ان حالات کے تحت میں مسلمین عرب و عثمان غیر ممالک کے باشندوں کو نکال کر اپنی آزادی و استقلال کو بحال کریں گے۔ (شرق ایران)

اناطولی سیاسی نمائندے کا ورود ہرات میں عبدالرحمٰن بیگ نمائندہ سیاسی (اناطولیہ) اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خان غازی شہریار دولت خداداد افغانستان کی شرفیابی کے لئے روسی طریق پر سرحد مقابل (کشکے) میں وارد ہو گئے یہاں کے دارالحکومت کے مقام منیج سے اُن کا پورا احترام خیر مقدم کیا گیا۔

آج بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۶ دلو مطابق ۵ فروری ۱۹۲۱ء نمائندہ موصوف ہرات میں تشریف لائے۔ اور عنقریب کابل روانہ ہوں گے۔

اناطولیہ فوج بھیجی جا رہی ہے۔ ایتھنز۔ ۲۰ مارچ۔ یونان نے اپنی ۱۹۱۳ء و ۱۹۱۵ء والی فوج کی بھرتی شروع کر دی ہے تاکہ اناطولیہ بھیجی جائے۔ عوام سڑکوں پر کھڑے یونان کو ترکان احرار کے خلاف جنگ کرنے کے لئے مبارکباد دے رہے تھے شاہ یونان نے اپنی رعایا کے نام اعلان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ترکان احرار اس امر کی کوشش کر رہے ہیں کہ معاہدہ سورے کے بموجب ہماری جو حالت قائم ہو گئی ہے اُسے توڑ دیا جائے۔ اور وہ یونانیوں کے خلاف اپنی فوجیں میدان جنگ میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت کا مذہب

آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
اندریں دین آمدہ از مادریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام
مہر او باشیر شد اندر بدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و الہام بود

مصطفےٰ ما را امام و مقتدا
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
بادہ عرفان ما از جام اوست
دامن پاکش بدست ما مدام
جان شد و با جان بدر خواہد شد
مہر نبوت را بروشد اختتام
روشن شد ہر ایک ہے کہ ہست
آن نہ از خود از ہمان جا بود

ما از و یابیم ہر نور و کمال
اقتدا اقوال او درجان ماست
از ملائک و ز خبرہائے معاد
این ہمہ از حضرت احدیت است
معجزات و ہمہ حق اندر راست
معجزات انبیائے سابقین
برہمہ از جان و دل ایمان ماست
یک قلم دوری از ان دشمن کنا

وصل دلدار ازل بے او محال
ہر چہ ز و ثابت بود ایمان ماست
ہرچہ گفتند آن رسول با الیقین
منکران مستحق لعنت است
منکران سعد دشمن خداست
آنچہ در قرآن بیاید بالیقین
ہر کہ انکارے کند از شقاوت
نزد ما کذاب است و حق دید

اخبار

پیغام صلح

(الصلح خیر)

ہفتہ میں دوبار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع
ہوتا ہے

سالانہ قیمت (لعہ)
ششماہی ۳ سہ ماہی ۲
طلبا سے سالانہ للعہ

جلدہ ۸ | نمبر | بیت المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۶ رجب ۱۳۳۹ھ ہجری المقدس مطابق ۶ اپریل ۱۹۲۱ء

کلام الامام امام الکلام

تکفیر ناشناس

زانکہ تکفیرے کہ از ناحق بود
واپس آید بر سر اہلش فتد

مفسدہ کو غرق در کفر نہاں
مہرزہ نالد بہر کفر دیگراں

گر خبر زاں کفر باطن داشتے
خویشتن را بدترے انگاشتے

تا مرا از قوم خود ببریدہ اند
بہر تکفیرم چہا کوشیدہ اند

افتراہا پیش ہر کس بردہ اند
وز خیانتہا سخن پروردہ اند

تا مگر لغزد کسے زاں افترا
سادہ لوحے کافر انگارد مرا

در رہ ما فتنہا انگیختند
با نصارٰی دلے خود آمیختند

کافرم گفتند از جہل و عناد
این چنیں کورے بدنیا کس مباد

جواہر ریز

عیسائیوں کا فتنہ اُمّ الفتن ہے

یعنی آپ کی ساری کارروائی کو برباد کرنے کے لیئے جو سامان کرتے ہیں۔ اور تدابیر عمل میں لاتے ہیں۔ اُن کے تباہ کرنے کے لیئے اللہ تعالےٰ ان کی ہی تدبیروں کو اور کوششوں کو اُلٹا کر دیتا ہے۔ کسی بڑے سامان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے ہاتھی والوں کو چڑیوں نے تباہ کر دیا۔ ایسا ہی یہ پیشگوئی قیامت تک جاتی ہے۔ جب کبھی کوئی اصحاب الفیل پیدا ہوگا۔ تب ہی اللہ تعالےٰ ان کے تباہ کرنے کے لیئے ان کی کوششوں کو خاک میں ملا دینے کے سامان کر دیتا۔

پادریوں کا اصول یہی ہے۔ ان کی چھاتی پر اسلام ہی پتھر ہے ورنہ باقی تمام مذاہب ان کے نزدیک مردہ ہیں۔ ہندو بھی عیسائی ہوکر اسلام کے ہی رد میں کتابیں لکھتے ہیں راجندر اور ٹھاکر داس نے اسلام کی تردید میں اپنا سارا زور لگا کر کتابیں لکھی ہیں۔ بات یہ ہے کہ ان کا کانشنس کہتا ہے۔ کہ ان کی ہلاکت اسلام ہی سے ہے۔ طبعی طور پر خوف ان کا ہی پڑتا ہے۔ جن کے ذریعہ ہلاکت ہوتی ہے۔ ایک مرغی کا بچہ بلی کو دیکھتے ہی چلانے لگتا ہے۔ اسی طرح پر مختلف مذاہب کے پیرو عموماً اور پادری خصوصاً جو اسلام کی تردید میں زور لگا رہے ہیں۔ یہ اسی لئے ہے۔ کہ ان کو یقین ہے بلکہ اندر ہی اندر ان کا دل ان کو بتاتا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ملل باطلہ کو پیس ڈالیگا۔

اسوقت اصحاب الفیل کی شکل میں اسلام پر حملہ کیا گیا ہے مسلمانوں کی حالت میں بہت کمزوریاں ہیں۔ اسلام غریب ہے۔ اور اصحاب فیل زور میں ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ وہی نمونہ پھر دکھانا چاہتا ہے چڑیوں سے وہی کام لیگا۔ ہماری جماعت ان کے مقابلہ میں کیا ہے۔ ان کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ ان کے اتفاق اور طاقت اور دولت کے سامنے نام بھی نہیں رکھتے۔ لیکن ہم اصحاب الفیل کا واقعہ سامنے دیکھتے ہیں۔ کہ کیسی تسلی کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ مجھے بھی یہی الہام ہوا ہے جس سے صاف صادق پایا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید اپنا کام کرے گی۔ ہاں ہم پر وہی یقین رکھتے ہیں جن کو قرآن سے محبت ہے۔ اگر قرآن سے محبت نہیں اسلام

سے الفت نہیں وہ ان باتوں کی کب پرواہ کر سکتا ہے اسلام اور ایمان یہی ہے کہ خدا کی رائے سے رائے ملائے جو اسلام کی عزت اور غیرت نہیں کرتا۔ خواہ وہ کوئی ہو خدا کو اس کی عزت اور اس کی غیرت کی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ دیندار مسلمان نہیں۔ خدا کی باتوں کو حقیر مت سمجھو اور ان لوگوں کو قابل رحم سمجھو جنہوں نے تعصب کی وجہ سے حق کا انکار کر دیا۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے زمانہ میں کسی کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ افسوس ان پر وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام کس طرح دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا ہے چاروں طرف سے اس پر حملہ پر حملہ ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جاتی ہے۔ پھر بھی کہتے ہیں کہ کسی کی ضرورت نہیں۔

اخبار احمدیہ

چھ اور معزز انگریزوں کا قبول اسلام

اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک خدا کے فضل سے بہت بڑی خوشخبری لائی ہے۔ چھ معزز طبقہ کے انگریزوں نے اسلام قبول کیا۔ مفصل رپورٹ انشاء اللہ تعالےٰ اگلے ہفتہ موصول ہو جائیگی۔ ان میں سے ایک اعلےٰ درجہ کے لیکچرار ہیں انہوں نے اسلام قبول کرتے وقت ترکی وفد کی دوکنگ میں آمد پر ایک نہایت موثر تقریر کی۔ بکر سامی بے صاحب امیر ترکی وفد نے بھی فارسی زبان میں ایک تقریر کی جس کا ترجمہ انگریزی میں سنایا گیا۔ دوسرے ترکی وفد نے بھی مولوی مصطفےٰ خان صاحب کو چاء پر بلایا تھا۔ ان سے بھی اشاعت اسلام کی ضرورت پر بات چیت ہوتی رہی۔ دو قرآن تفسیر دونوں وفود کو پیشکش کئے گئے۔ جن کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔ موجودہ سلطان ٹرکی کے داماد جو اپنے والد وزیر اعظم کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ ان کو اشاعت اسلام سے بہت دلچسپی ہے۔ اور جرمنی میں فوجی تربیت حاصل کرتے وقت انہوں نے ایک گھرانے کو مسلمان بھی کیا تھا۔ ان چھ معززوں میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے ایک سالم خاندان ہے ایک شخص نے از لیور پول سے معہ تصویر کے قبول اسلام کا اعلان بھیجا ہے۔ ایک قابل پروفیسر صاحب تبلیغ میں۔ احباب دعا فرماویں۔ اللہ تعالےٰ نے لنڈن کا سینہ اسلام کے لیئے کھول دیا ہے۔ مولوی مصطفےٰ خان [illegible] درست خواجہ صاحب نہایت فرحت [illegible]

تعالےٰ [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ چہارشنبہ مورخہ ۶ راپریل ۱۹۲۱ء ۷۸

آریوں کا ویدوں سے مضحکہ انگیز سلوک

سوامی دیانندجی کی نسبت لالہ لاجپت رائے صاحب کے خیالات

نوٹ:- اس مضمون کا محرک آریہ گزٹ کا وہ مضمون ہوا ہے جو کسی نام کے مسلمان کی طرف سے شائع کیا گیا ہے - افسوس ہے کہ ہمارے دوست کسی جاہل سے جاہل مسلمان کی خرافات کو بھی مسلمانوں کی دلآزاری کے لئے بڑی اہمیت دے کر شائع کرتے ہیں۔

ویدوں کی سرزمین میں سوامی دیانند جی کی گلکاریاں بھی ہندوستان کی گذشتہ ہزارہا سال کی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتیں - ویدک سنسکرت کے لفظ رلیمبہ میں جہاں ان کو بھارت ورش کے دشوار گذار جنگلوں میں ریل (نہیں دریں) دوڑتی ہوئی نظر آتی تھیں - وہاں تار کا لفظ بھی زمانہ قدیم کے رشیوں کی خبریں تمام دنیا کے ممالک میں پہنچا یا کرتا تھا - افسوس ہے - کہ سوامی جی اپنی عجیب وغریب وید کی تفسیر کو مکمل نہ کر سکے - ورنہ نہ معلوم وید بھنڈار سے اور کیا کیا عجائبات نمودار ہونے والے تھے - اخبار پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہم آریہ سماج کے اتہاس میں سے آریہ سماج کی ایک بہت بڑی درسگاہ کے پرنسپل کی تصنیف ہے - اس قسم کے حوالے پیش کر چکے ہیں - کہ سوامی جی تفسیر وید اور اپنے عقاید کی تعقید میں بھی زمانے کی نیرنگی کے ساتھ ساتھ چلا کرتے تھے - اسکے متعلق لالہ لاجپت رائے صاحب کی رائے بھی قابل ملاحظہ ہے - آپ نہایت شوق کے جیون چرتر میں لکھتے ہیں:

اس کے علاوہ ہم کو خوب اچھی طرح معلوم ہے - کہ سوامی دیانند سرسوتی نے اپنے جیون میں کئی مرتبہ اپنی رائیں تبدیل کی ہیں - ایک وقت تھا کہ وہ شوستر پرتی پادن (جاری وساری) کرتے تھے - رودر اکھش اور کنٹھی مالا رکھتے تھے - پھر ایک وقت آیا تو اس کا کھنڈن (رد) کرنے لگے - ایک وقت تھا کہ وہ موکھش (نجات) کو میعادی مانتے تھے - (دیکھو مباحثہ چاندپور) اور ان کو یقین تھا - کہ نجات یافتہ روح بغیر جسم حاصل نہیں کرتی - پھر ایک وقت آیا - کہ انہوں نے اپنی رائے تبدیل کر دی وغیرہ وغیرہ کسکو معلوم ہے - کہ اگر وہ زندہ رہتے - تو اپنی زندگی میں اور کیا کیا رائیں تبدیل کرتے - جتنی عمر بڑھتی تھی - اتنا ہی وِدیا اور گیان (علم وعقل) ان کا بڑھتا جاتا تھا -

لالہ صاحب کی اس رائے کو پڑھکر ہر شخص سوامی جی کی نسبت اپنی رائے کو قائم کر سکتا ہے - کہ سچائی کی تڑپ ان کے اندر کس زور کے ساتھ کام کر رہی تھی - کہ مذہبی اصول اور عقائد تک کو بھی وہ ہر وقت بدلنے کے لئے تیار رہتے تھے - چاندپور پہنچنے سے بیشتر آپ نجات کو دائمی مانتے تھے - مگر مولوی محمد قاسم صاحب کو خدا غریق رحمت کرے کہ انہوں نے آپ کے ساتھ تناسخ پر مباحثہ کیا - اور سوامی جی کی بتائی ہوئی روحوں کی چار ارب تعداد پر اعتراض کیا - آپ نے سوال کو وزنی دیکھ کر نجات کا میعادی ہونا تسلیم کر لیا - اصل حقیقت یہ ہے - کہ ان کے عقاید کی بنیاد وید نہ تھے وہ تو گاندھی جی مہاراج کیطرح لکھے ہوئے ویدوں کے پابند نہ تھے جس بات کو عقل کی رو سے مضبوط دیکھتے تھے - اس کو مان لیا کرتے تھے - پھر وید کا ان کی مانی ہوئی بات کے مطابق ہو جانا کوئی بڑی بات نہ تھی -

سوامی دیانند جی کی نسبت ایک آریہ پرنسپل کی رائے

چنانچہ آریہ سماج کے اتہاس کے صفحہ پر لکھا ہے کہ سوامی جی کا مقصد کوئی نیا مذہب چلانے کا نہیں تھا - ان کو کوئی ضد نہیں تھی - بھول چوک لینے دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے - اس لئے انہوں نے اپنے پیروؤں کو بھی یہ کہدیا ہے - کہ سچ کو اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے کے لئے ہمیشہ تیار رہو - اس کتاب کے صفحہ ۱۸۹ پر لکھا ہے - کہ سوامی دیانند جی اب تک زندہ رہتے تو یہ سراسر ممکن ہے - کہ آریہ سماج کی یہ موجودہ شکل نہ رہتی بہت سی باتوں میں (اپنی لکھی ہوئی باتوں میں) نہیں معلوم کتنا تغیر وتبدل کر جاتے -

سوامی جی کی وید کی تفسیر کے متعلق یہی فاضل اور سنسکرت کا متبحر عالم لکھتا ہے کہ سائن اچاریہ کی تفسیر وید کے بالمقابل سوامی جی کی تفسیر کوئی حقیقت نہیں رکھتی -

اصل بات یہ ہے - کہ سائن اچاریہ کی قدیم تفسیر وید زمانے کی رو کو مدنظر رکھ کر نہیں لکھوائی گئی تھی - مگر سوامی جی کی تفسیر ضروریات زمانہ کو نگاہ رکھ کر کی گئی تھی -

وید کوئی ایسی کتاب تو تھی نہیں کہ کوئی اسکو معمولی ۶۰ سال کی عمر میں سمجھ جاتا - اس کے لئے تو مترجم ہو سکا کے خیال کے مطابق ایک لمبی عمر کے مطالعہ کی ضرورت تھی - جو افسوس ہے - کہ سوامی جی کو میسر نہ ہوئی ×

تاہم اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ان کی پیدا کردہ ذریت وید کی تفسیر میں وہ وہ گلکاریاں کر رہی ہے - کہ ہم کو کئی دفعہ یہ شبہ گذرتا ہے - کہ یہ لوگ وید کی تفسیر کر رہے ہیں - یا وید کی ہنسی اڑا رہے ہیں -

ویدمیں مساوات کے عنوان سے

آریہ گزٹ میں ایک منتر رگوید منڈل ۵ سوکت ۵۹ کاپش کیا گیا ہے منتر کے الفاظ اور جو ان سے مطلب نکالا گیا ہے - قابل غور ہیں - منتر کے الفاظ اور ترجمہ حسب ذیل ہے

(اسفنے) وے (اجیسٹھاہ) بڑے نہیں - (اکنشٹھاساہ) چھوٹے نہیں - (اُدبھید) پھوڑ پھاڑ کر پیدا ہوئے ہوئے - (ادھیماسہ) (اور) نہ درمیانہ (مہسہ) بڑے زور سے (دوردھو) بڑھتے ہیں - (سجاتاسہ جنوشہ) اچھی پیدائش والے (پرشنی ماترہ) پرشنی جن کی ماں ہے - (دوو مبھہ) نورانی جسم والے - (نہ اچھہ) ہماری طرف آجاتے (آویں) مطلب - وے نہ بڑے ہیں نہ چھوٹے ہیں - اور نہ متوسط درجہ کے ہیں - پھوڑ پھاڑ کر نکلے ہیں - بڑے زور سے بڑھتے ہیں - پیدائش سے اچھے ہیں - ان کی ماں کا نام پرشنی ہے - نورانی جسم والے ہیں - یعنی دیوتا ہیں وہ دیوتا ہمارے پاس آویں ×

اب ہر ایک شخص باد نے خود وید کی اس عبارت سے کہ وے نہ بڑے ہیں نہ چھوٹے ہیں اور نہ متوسط درجے کے ہیں - پھوڑ پھاڑ کر نکلے ہیں - نسل انسانی کی مساوات سمجھیگا یا مرغی کے چوزوں کی -

اگر اس طرح گذشتہ تفاسیر اور ویدک علوم کو بالائے طاق رکھکر ویدوں کی تفسیر کیجیگی - تو اسمیں کوئی شک نہیں کہ ان بھارتوں اور منتروں سے دنیا کی ہر ایک سائنس اور کیمسٹری کے تمام مسائل حل ہو جائینگے - جس طرح مرغی کے چوزوں کی مساوات کا مسئلہ منتر مذکور سے ثابت ہو گیا - ●

سوامی دیانند جی نے تو اس منتر کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر انسانوں میں جیسی چاہیئے تعلیم ہو - تو ادنے متوسط اور اعلےٰ درجہ کے لوگ بیدار ہو کر دنیا کی ایسی کہ چاہیئے - ترقی کر سکیں -

جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی تو اس منتر سے لوگوں کا اعلےٰ ادنےٰ اور متوسط درجے کا ہونا تسلیم کرتے ہیں اور آریہ گزٹ کا ایڈیٹر اس منتر سے لوگوں کا اعلےٰ ادنےٰ اور متوسط نہ ہونا ثابت کرکے مساوات نسل انسانی قائم کرتا ہے -

یہ گروچیلے کا باہم اختلاف اصول تفسیر کو نظرانداز کردینے سے پیدا ہوا ہے - وید کی تفسیر کا اصول یہ ہے - کہ سب سے پہلے - یہ دیکھا جائے - کہ اس منتر کا دیوتا کون ہے - یا کس کی شان میں یہ قصیدہ خوانی کی گئی - لفظ قصیدہ خوانی سے شائد آپ ناراض ہوں - مگر سوکت کے معنی (سُو - اکت) تعریفی گیت یا قصیدہ خوانی کے ہی ہیں - وید کی تفسیر کی یہی کلید ہے - اس کے بعد طرز ادا اور عبارت کا سیاق وسباق خود بتا دیگا - کہ اس کا کیا مطلب ہے -

جس سوکت کا یہ منتر ہے - اس کے دیوتا کے مُرت ہیں - نرکت میں جو وید کی سب سے معتبر لغت ہے اس کے متعلق لکھا ہے - اتھاتو مدھیہ ستھانا دیوگنا ؛ اب منگو درمیانی طبقہ کے دیوتاؤں کے گروہ ہیں تمام مُرت پرتھم آگامینو بھونتی ان میں سے مُرت پہلے قابل ذکر ہیں - مرتو متراوتو دا متر رو چیتو وا مہدو رونتی وا - یکساں آواز کرنے والے - یکساں چمکنے والے اور بڑے دوڑنے والے کے ہیں - اور ان دیوتاؤں کا مقام خلا ہے - جس سے ظاہر ہے کہ یہاں ہوا کے دیوتا مراد ہیں - یا جھکڑ دیوتا سنسکرت کے تمام لغتوں میں اس کے معنے ہوا یا ہوا کے دیوتاؤں کے ہیں - بشہتھ برہمن جو سوامی دیانند اور آریہ سماج کو بھی مسلم ہے - اس کے کانڈ ہوم ۱/۹ ۶ میں بھی اس کے معنے ہوا کے لکھے ہیں - اور اس کی وجہ بھی بتلائی ہے - کہ وہ خلا کو ماپتے ہیں - وغیرہ وغیرہ مُرت پرشنی کے معنے لغت میں آسمان کے لکھے ہیں - کہ جس میں ہوا چلتی ہے خود اس منتر میں اور رگوید ۲۳ ۱۸/۶ ۱۰/۲ ۹/۵ ۱۲۸/۲ اور ۸/۵ وغیرہ وغیرہ میں پرشنی کو مُرتوں کی والدہ ماجدہ کہا گیا ہے اور اسی طرح رگوید کے اور بے شمار منتروں میں رُودر کو مُرتوں کا باپ کہا گیا ہے - پرشنی کے تین معنی ویدوں میں عام طور پر آتے ہیں - سورج زمین اور آسمان کے ہیں - نرکت میں صاف لکھا ہے - پرشنی ادتیو بھولتی ..... اکتو دیوہ سمسپرشا جتو تمیہ پرشنی سورج کو کہتے ہیں - اور آسمان کو کیونکہ وہ ستاروں سے مرصع ہوتا ہے -

عام بنی نوع انسان پر مرتوں کا لفظ کبھی بھی وید میں نہیں بولا گیا پھر اس منتر میں ان کا پرشنی کے فرزند ہونا خواہ وہ پرشنی سورج ہو آسمان ہو یا زمین بیان کیا گیا ہے -

بہرحال یہاں مرتوں کا ذکر ہے - جو پرشنی کے فرزند ہیں لغت میں ان کو ہوائی جھکڑ یا زیادہ اُن کے لحاظ سے جھکڑ دیوتا کہو جو درختوں کا ان کے سامنے نہ ٹھہر سکنا بھی ویدوں میں بیان ہوا ہے - نرکت میں ان کی جائے رہائش مدھیہ ستھان یا خلا کا مقام قرار دیا گیا ہے - ان سے بلند مقام والے دیوتا دیوستھان والے یا آسمانی دیوتا ہیں - اور ان سے نیچے زمین کے مقام والے ہیں - ان دیوتاؤں میں جو اس منتر میں شروع سوکت سے ہی مخاطب ہیں - کوئی چھوٹا بڑا اور درمیانی نہیں چنانچہ اس اصول کو مدنظر رکھکر سائنا چاریہ نے اس منتر کا ترجمہ یوں کیا ہے -

ان میں سے کوئی بوڑھا نہیں نہ نیا جوان یہ دشمنوں کے ہلاک کرنے والے ہیں - اور نہ کوئی متوسط درجے کا ہے - مگر تم طاقت وشہرت میں بہت بڑھتے ہوئے ہو - پیدائش سے معزز ہو پرشنی تمہارے لئے بنزلہ ماں کے ہے - لیا تم اے مرتو جو انسان پر مہربان ہو - ہماری فرود گاہ تک آسمان سے آؤ -

پس اس منتر میں مساوات نسل انسانی کا کوئی ذکر اور شائبہ بھی نہیں - بلکہ رُدر باپ اور پرشنی ماتا کے فرزند مرتوں کا ذکر ہے ایڈیٹر آریہ گزٹ خواہ مخواہ ویدوں کی تحریف معنوی کا مرتکب ہوا ہے - وید اور مساوات نسل انسانی پر انشاء اللہ تعالےٰ ہم کسی فرصت کی صحبت میں روشنی ڈالیں گے - اسی طرح اس اشارہ میں مورا ... کا ذکر ہی وید میں سے کھینچ تان کر نکالنے کی کوشش کی گئی ہے - ویدوں جیسی پوتر کتاب ان علمی اور عقلی مضامین سے بالکل پاک ہے - ہاں دنیا میں ایک کتاب ہے کہ جو مساوات نسل انسانی کی مبشر اول اور داعی اول ہے - سنو وہ اس مساوات نسل انسانی کے بارے میں کس قدر صاف الفاظ میں فرماتی ہے - ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم میں سے بہترین انسان وہ ہے - کہ جو اپنے فرائض کو بوجہ احسن ادا کرتا ہے - ان لیس للانسان الا ما سعیٰ انسان کے لئے بڑائی کی بات صرف اس کی اپنی کوشش ہے ان سعیہ سوف یریٰ صرف اسکے عمل کا ہی لحاظ کیا جائیگا - ذات کی بڑائی کوئی چیز نہیں کان الناس امۃ واحدۃ تمام انسان ایک ہی جماعت ہیں - اسلام کی توحید میں ہی اس مساوات نسل انسانی کو مدنظر رکھا گیا ہے - کہ ذات کی بڑائی صرف ایک ہی ہستی سے خاص ہے - انسان کو جو کچھ دیا گیا ہے - وہ صرف عمل کی بڑائی ہے - جسکے اعمال اچھے ہیں - وہی سب سے بڑھکر اور افضل انسان ہے ●

فہرست نومبائعین

نومبائعین کی فہرست کا درج اخبار کرنا ایک مدت سے بند کر دیا گیا ہوا ہے - اصل بات یہ ہے - کہ ہمارے محمودی دوستوں کو ہماری ان فہرستوں کو دیکھ کر خواہ مخواہ اپنی تعداد کو زیادہ دکھانے کی کوشش کرنی پڑتی تھی - کشمیر کے بل اور یکوں کے ٹھوٹھک بھی مبائعین کی فہرست میں شائع کر دیئے جاتے تھے - ایک دفعہ تو اس کی خاطر بنارس کا ایک نیا محلہ تک فرضی تیار کر لیا گیا -

اور مسلمانوں پر بیان کرنا یہ اس میثاق کے اندر داخل ہے کہ جو مسلمانوں سے لیا گیا ہے۔ اور اس کو چھوڑنا خطرناک ہے۔ حفاظت اسلام تو دونوں طرح ہو سکتی ہے۔ یعنی تلوار کے ذریعہ بھی اور دشمنوں کے حملوں کو روک کر بھی۔ یعنی جو وہ اعتراضات کے رنگ میں مسلمانوں پر کرتے ہیں۔ مگر اشاعت اسلام صرف ایک ہی طرح ہو سکتی ہے۔ حفاظت قتال اور کتاب کو کھول کر بیان کرنے سے ہوتی ہے۔

مگر اشاعت اسلام صرف قرآن کی اشاعت سے ہو سکتی ہے

اس سے اشاعت اسلام بڑا اور اہم فرض ہے۔ اور قتال جو ضرورتوں پر پیش آتا ہے۔ اس کے مقابل پر دوسرے درجہ پر ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم اور حدیث میں اشاعت کو جہاد اکبر اور قتال کو جہاد اصغر کہا گیا ہے۔ ایک شخص تیس سال سے یہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ تمہاری کامیابی صرف اشاعت اسلام پر منحصر ہے۔ جنگ اور قتال اسوقت تمہارے دکھ کی دوا نہیں۔ مگر مسلمان اس پر متوجہ نہیں ہوتے۔ اور الٹا سوال یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے کیا کیا ہے۔ جب تم مسلمان ہو کر اس کی مخالفت کرتے ہو۔ اور اس کے بتائے ہوئے راہ کو اختیار نہیں کرتے۔ پھر اس پر معترض کیوں ہوتے ہو۔ جب کہ تم اس راہ پر نہ خود چلتے ہو۔ اور نہ اوروں کو چلنے دیتے ہو۔ بلکہ الٹا اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو۔ جس دن تمہارے لیڈر اور لیڈر اور سجادہ نشین قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنائیں گے۔ اور ہر معاملے میں اس سے ہدایت طلب کریں گے۔ وہی دن یقیناً کامیابی کا دن ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا۔ لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا نہ گمان کریں وہ لوگ جو اپنے کیے پر اتراتے ہیں۔ اور اس بات کو پسند کرتے ہیں۔ کہ ان کی تعریف بغیر کچھ کیے ہی کی جائے۔ آج اگر ایک طرف دشمنان اسلام کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ یفرحون بما اتوا کے مصداق ہیں۔ کہ جو کچھ ان کو ملا ہے اس پر وہ اتراتے ہیں۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کی بھی یہ حالت ہے۔ کہ تھوڑی سی باتیں کر لیتے ہیں اور یہ ان پر خوش ہو جاتے ہیں۔ یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا میں بھی

مسلمانوں کے لیڈروں کا ہی نقشہ بیان کیا گیا ہے۔ کرتے کراتے تو کچھ ہیں نہیں۔ مگر یہ چاہتے ہیں کہ ان کی بڑی بڑی تعریفیں کی جائیں۔ صحابہ کرامؓ اور قرون اولےٰ کے مسلمانوں کو دیکھو کہ وہ مجلسوں میں اپنی تعریفوں کو نہیں بلکہ اپنے نکتہ چینی کو پسند کرتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مومن دوسرے کے لئے آئینہ کا کام دیتا ہے کہ جو اس کے عیوب سامنے رکھ دیتا ہے۔ تاکہ وہ ان سے اطلاع پا کر ان کی اصلاح کرے۔ مگر آج کل کے مسلمانوں کی حالت کا نقشہ ان یحمدوا بما لم یفعلوا میں ہے۔ خواہش کرتے ہیں کہ اپنی تعریف سنیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خواہش سے حمد سننے والا تو ایک طرف چھوڑا حمد کرنے والے کے بھی منہ میں مٹی پھینکنے کی بددعا کی ہے۔ ایک تو وقت تھا کہ اپنی تعریف کو اس قدر برا سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج پیر سجادہ نشین چاہتے ہیں کہ ان کی تعریفیں کی جائیں۔ اور ان کو قصیدوں کے رنگ میں خواہش سے سنتے ہیں۔ مرید کرتے ہیں اور جھوٹی تعریفوں کی سند تک نہیں پوچھتے۔ ایک حدیث میں شرک کی قسم اخفی من دبیب النمل کہ وہ چیونٹی کے سر سے بھی زیادہ باریک بتائی گئی ہے۔ یہ تعریفیں سننے کا شرک بھی بہت باریک شرک ہے۔ مرید جو چاہتے ہیں کہہ جاتے ہیں۔ کوئی ان کو نہیں پوچھتا کہ یہ تم نے کیوں کہا۔ یحبون ان یحمدوا۔ انہی کے لئے قرآن نے فرمایا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس نے اپنی تعریف سننے کی خواہش کی۔ یا کسی نے یوں ہی بے سروپا ان کی تعریف کر دی۔ اور اس پر انہوں نے منع تک نہ کیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے شخص کا قدم پھر نیکی کی طرف نہیں اٹھتا۔ ہمارے سامنے لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی تقریریں کو سنا۔ پھر کس قدر اثر ان لوگوں پر ہوا۔ مگر کبھی حضرت صاحب نے یوں نہیں کہا کہ ہم نے یوں کیا۔ اور نہ ان تقریروں کی قصیدہ خوانی کی کبھی آپ نے اجازت ہی دی۔ تعریف تو وہ ہوتی ہے کہ جو دوسروں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے اور جو تعریف خواہش سے کراتے اور سنتے ہیں۔ ان کی پھر پیچھے حمد نہیں ہوتی۔ بلکہ ذم ہی ہوتی ہے۔

خطبہ ثانیہ

میں ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو تبلیغ کا حق ہے وہ ہم نے بھی ادا نہیں کیا۔ اور نہ اس وقت ادا کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ایک دنیا اپنے فرض سے غافل ہو۔ تو اس کے بالمقابل چھوٹی سی جماعت کیا کر سکتی ہے۔ تاہم کام کے لحاظ سے ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ تمہارے بالمقابل عیسائیوں کی قوم ہے۔ ۵ کونسی زبان ہے کہ جس میں اس نے اپنی کتاب کو شائع نہیں کیا۔ حیدرآباد کا کام تھا۔ بلکہ ہمیں حکم تھا کہ تم لتبیننہ کے ارشاد کے ماتحت قرآن کریم کو تمام زبانوں میں کھول کر بیان کرتے۔ مگر مسلمانوں نے اس میں غفلت کی۔ ترکوں نے تو اپنی ۵ سو سال کی حکومت کے دوران میں قرآن کریم کا ترجمہ اپنی زبان تک میں نہیں کیا۔ اور نہ اس کتاب سے واقف ہونے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ انہوں نے خدا کے کلام اور ہدایت نامہ سے تغافل کیا۔ اس غلطی کا خمیازہ اٹھا رہے ہیں۔ بلاشبہ انہوں نے مقامات مقدسہ کی حفاظت کی۔ اور اس میں دشمنوں کے مقابل سینہ سپر ہوئے۔ مگر اشاعت اسلام کے لئے کچھ نہیں کیا۔ اگر وہ اشاعت اسلام کرتے۔ تو آج یہ مصیبت ان کو نہ اٹھانی پڑتی۔ اب اگر ہم بھی اس کی اشاعت میں کوشش نہ کریں اور اپنے فرائض کو ادا نہ کریں۔ تو پھر ہمارا صفحہ ہستی پر رہنا مشکل ہے۔ باقی وہی قوم رہے گی جو خدا کے کلام کو دنیا میں پھیلائے گی +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

النبوۃ فی الالہام پر نظر

(از قلم جناب مرزا انذر علی صاحب پشاوری)

مجھ کو ایک رسالہ النبوۃ فی الالہام محبی قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی پشاوری نے جو ان کی اپنی تالیف سے ہے۔ مطالعہ کے واسطے دیا۔ اس میں قاضی صاحب ممدوح نے ان الفاظ سے جو الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں الفاظ نبی اور رسول کے آئے ہیں۔ نبوت حقیقی مسیح موعود علیہ السلام کا اثبات فرمایا ہے۔"

رسالہ مذکور پر سرسری نظر

جناب قاضی صاحب ممدوح فرماتے ہیں۔ کہ جب دیگر انبیا علیہ السلام کو وحی ہوئی۔ اور ان کو یا ایہا النبی کہہ کر خطاب ہوا۔ تو اس خطاب سے نبی بن جاویں۔ مگر جناب مسیح موعود علیہ السلام کو جب یا ایہا النبی کا خطاب وحی ہو تو وہ کیوں نبی نہ بن جاویں؟

فی الحقیقت جناب قاضی صاحب کی اس قسم کے دلائل عدم تدبر سے ناشی ہیں۔ اور ان کو دلائل کے قائم کرنے میں دھوکہ لگا ہے۔ قاضی صاحب یہ کہتے ہیں۔ کہ جب یا ایہا النبی کا خطاب کسی نبی کو ہوتا ہے۔ تب وہ سمجھتا ہے۔ کہ اب میں نبی بن گیا ہوں۔ یا اسی طرح خاتم النبیین کا خطاب جب ہوا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے کہ اب میں خاتم النبیین بن گیا ہوں۔ جب قادیانی احباب کے لٹریچر میں ایسے طفلانہ دلائل میں دیکھتا ہوں۔ تو مجھ کو ہنسی آتی ہے +

ہم قرآن کریم میں بلکہ اکثر مواقعات میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ایہا النبی کے خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اکثر وہ سورتیں مدنی ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مکہ ہی میں نبی تھے۔ اور یا ایہا النبی کے خطاب کے پہلے ہی نبی بن چکے تھے +

اور اقرأ باسم ربک الخ کی وحی جو نزول کی پہلی وحی آنحضرت صلعم کی ہے۔ اس میں کوئی یا ایہا النبی کا خطاب نہیں۔ پس یہ خیال کرنا کہ یا ایہا النبی کا خطاب یا یا ایہا النبی کے وحی کا نزول نبی بناتا ہے۔ خود اصولاً غلط اور واقعات اور شاہدہ کے خلاف ہے +

کوئی نبی یا ایہا النبی کے خطاب اور مخاطبہ سے نبی نہیں بنتا۔ اور نہ بنا ہے۔ پس یہ مخاطبہ مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں بناتا۔ اور یہ پہلی غلطی ہے۔ جو قادیانی احباب میں ان کے مصنف کے ذریعہ ان میں وقوع پذیر ہوئی +

ہاں میری عقل اس امر کے سمجھنے سے بہت قاصر ہے کہ جس شخص کو یا ایہا النبی یا رسول اللہ یا یا ایہا الرسول کے خطابات وحی کے ذریعہ ہوں۔ اور وہ شخص لوگوں کو کہے۔ کہ دیکھو اس سے دھوکہ تم کو نہ لگے۔ یہ خطابات حقیقی نبوت اور رسالت پر مشعر نہیں۔ اور مجھ کو ہرگز حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں۔ اور جب اس امر پر غور کی جائے۔ کہ نبی یا رسول یا محدث کو الہام اور وحی کے ساتھ تفہیم ہوتی ہے۔ تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام نے اسی تفہیم کے ماتحت ایسا فرمایا ہے۔ اور میرے الہام میں متواتر نبی اور رسول کے الفاظ وارد ہیں۔ جیسے ھو الذی ارسل رسولہ۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء دنیا میں ایک نبی آیا الخ ایسے ہی بہت سے الہام جس میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے۔ . . . . .

یہ مجازاً اور استعارہ وغیرہ ہے۔"

وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجازۃ علی وجہ الحقیقۃ (حقیقۃ الوحی)

قاضی صاحب ممدوح کوئی ایسا نبی بتلا سکتے ہیں۔ جن کو ایسے نبی اور رسول کے خطابات ہوئے ہوں۔ اور اس نے کہا ہو کہ میں حقیقی نبی نہیں۔ مجازی نبی ہوں۔ اور یہ خطابات اور مخاطبات وحی حقیقی نبوت نہیں۔ پھر میں حیران ہوں۔ کہ قاضی صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو نبی منواتے ہیں۔ یا خود نبی بننا چاہتے ہیں۔ اور مسیح موعود علیہ السلام پر حکم بننا چاہتے ہیں۔ یہ عجیب منطق ہے۔ مدعی سست اور گواہ چست۔ گویا بزعم قاضی صاحب یہ امر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام اس مطلب کو نہیں سمجھے۔ اور اس کی تفسیر اور تاویل غلط کرتے رہے۔ اور لوگوں میں مشتہر کرتے رہے۔ بلکہ جو کچھ میں اس وحی سے سمجھا ہوں وہ درست اور صحیح ہے۔ الحکم حجاب الاکبر ظلمات بعضہا فوق بعض۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔ میں کہتا ہوں۔ کہ صاحب الوحی تو اس وحی کے مطلب کو نہ سمجھے۔ اور قاضی صاحب اور میاں صاحب سمجھ جاویں۔ مگر ہم ان نادان دوستوں سے کیا گلہ کریں۔ انہوں نے تو وہی تبر حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلایا ہے۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سمجھے۔ مگر ورقہ بن نوفل عیسائی سمجھ گئے۔ کہ یہ نبی ہے۔

قاضی صاحب کہتے ہیں۔ "جب خداوند عالم اس کو خود یا ایہا النبی سے مخاطب کرتا ہے۔ تو جو اس کو غیر نبی قرار دے وہ اپنی انجام کا فکر کرے۔ کیونکہ وہ خدا کے نبی کو غیر نبی کہہ کر منکرین میں داخل ہو چکا (ص۹ رسالہ)

قاضی صاحب اپنے اس فقرہ کو ایک طرف رکھیں۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت کو ایک طرف رکھ کر بعد مقابلہ جواب دیں۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنے میں نبی ہوتا ہے۔ یا کہ محدثیت جزدی نبوت ہے۔ یا یہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنے کے رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اگر ان الفاظ سے ناراض ہیں۔ اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں۔ تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں . . . . اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے"

(مجموعہ اشتہارات حصہ اول ص۹۷)

اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔ کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے الخ (ص۴۲ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ) (حاشیہ اربعین ص۲۵ نمبر۳) (حاشیہ انجام آتھم ص۲۷)

بعض اوقات خداتعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ (نبی اور رسول) استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ الخ (انجام آتھم ص۲۸)

قاضی صاحب اب اپنے رسالہ کے ص۹ کے الفاظ کو دیکھیں اور مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام کو دیکھیں کہ سب سے پہلے خود صاحب الوحی نے جس کو یا ایہا النبی کا خطاب ہوا۔ اپنے آپ کو غیر نبی قرار دیا یا نہیں۔ پس خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر جواب دو کہ تم نے اپنے کلام کا تبر کس پر چلایا۔ کیا تم نے اپنے نبی اللہ پر پوری وار کی یا نہیں۔ اور ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ کہ تیری وار کا زخم کس پر لگا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ جو اس کو غیر نبی قرار دے۔ وہ اپنی انجام کا فکر کرے" الخ (ص۹ رسالہ)

سب سے اول خود مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو غیر نبی قرار دیا۔ نہ ایک جگہ بلکہ اپنی متعدد تحریرات میں کئی مقامات پر انہوں نے ایسا لکھا ہے

حملہ بر خود مے کنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

(باقی دارد)

فیروزپور میں مباحثہ

(از قلم سید عاشر شاہ صاحب گیلانی)

صدر بازار فیروزپور سے ایک اشتہار منجانب حاجی محمد ٹھیکیدار وغیرہ شائع کیا گیا۔ جس میں اشخاص نامبردہ نے جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے اپنے جلسہ میں شریک ہونے کی ان الفاظ میں دعوت دی۔

اشتہار عام

بالخصوص اسکے جماعت پیر مرزا غلام احمد قادیانی مرزا کا (ایمان ثابت کرو)

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے نبی۔ مسیح موعود۔ مہدی یا مجدد ماننے والوں پر لازم ہے۔ کہ پہلے اپنے مقتدا کا مسلمان مومن ہونا ثابت کریں۔ کیونکہ ہر نبی مہدی اور مجدد کا متبعین سے پہلے مومن مسلمان ہونا شرط ہے ۲۸ مارچ ۱۹۲۱ء بروز دوشنبہ دس بجے صبح بمقام احاطہ مشوری (علیم اللہ خان) صدر چھاؤنی فیروزپور میں جناب مولانا احمد مختار صاحب صدیقی فضائل و خصائل اسلام بیان فرمائیں گے۔ جو صاحب مرزا مذکور کو مسلمان سمجھتے ہوں۔ بے تامل آئیں اور ثبوت لائیں۔

الداعین الی الخیر

نذر محمد ٹھیکیدار۔ حاجی محمد ٹھیکیدار۔ حاجی شیخ عبدالرحیم سید فیروز علی شاہ۔ شیخ نظام الدین

اس کا جواب جو جماعت احمدیہ کیطرف سے شائع کیا گیا اسکا (خلاصہ یہ ہے)

"کہ اگرچہ مشتہرین اشتہار نے جماعت احمدیہ کے ایک مقتدا و پیشوا کے ایمان پر ایک بیجا اور خطرناک حملہ کیا ہے۔ اور اس کو کافر اور بے ایمان قرار دیکر اس کے لاکھوں مریدوں کی دل آزاری کی ہے لیکن باوجود اسکے اگر مشتہرین صاحبان اس بات کا عہد کریں۔ کہ جلسہ میں مہذبانہ طریق کو اختیار کیا جائیگا۔ اور صرف امور مابہ النزاع پر نرمی سے تبادلہ خیالات ہوگا۔ تو پھر ہم ان کے جلسہ میں شریک ہو سکتے ہیں"۔ اس کے بعد بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۲۱ء بوقت ۱۰ بجے روز زیر اہتمام مشتہرین اشتہار دفتر احمدیہ انجمن کے بالکل قریب ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ اور مولوی احمد مختار صاحب صدیقی نے اپنا وعظ شروع کر دیا جس میں انہوں نے ہم کو نالائم اور غیر معتدل الفاظ سے یاد کیا۔ اور جو کچھ چاہا سو کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد منتظمین جلسہ کی طرف سے جوق در جوق لوگ ہماری انجمن کے دفتر میں جمع ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ آپ جلسہ میں شریک ہوں۔ ہماری طرف سے ان کو یہ جواب دیا گیا۔ کہ جب تک ذمہ وار اشخاص ہم کو نہ بلائیں۔ اسوقت تک ہم لوگ شریک جلسہ ہونا سراسر خلاف مصلحت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ لوگوں نے ہمارے جذبات اور مذہبی احساسات کا کوئی پاس نہیں کیا۔ اور ہمارے کفر اور بے ایمانی کے متعلق کوچہ و بازار میں اشتہار دیدیا ہے۔ تو اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ حالات حاضرہ اور واقعات پیدا شدہ کی موجودگی میں ہمارا شریک جلسہ ہونا مناسب ہے یا نہیں۔ ان صاحبان نے ہماری جواب کو معقول سمجھا۔ اور منتظمین جلسہ کو اس سے مطلع کیا۔ آخرالامر یہ لوگ منتظمین جلسہ کی جانب سے یہ پیغام لائے۔ کہ جو شرائط چاہیں ہم سے تحریر کرالیں۔ ہماری طرف سے یہ جواب دیا گیا۔ کہ ہم کوئی غیر واجب اور غیر معمولی شرائط نہیں منوانے۔ بلکہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ بحث شائستگی سے صرف امور متنازعہ پر ہو۔ اور کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ چنانچہ بانیان جلسہ نے اس مضمون کی ایک تحریر ہماری طرف بھیج دی۔ اور اس مضمون کی ایک تحریر ہماری طرف سے ان کے حوالے کر دی گئی۔ منظوری شرائط اور اس فیصلے کے بعد ہماری طرف سے تین اشخاص جو کہ اسوقت موجود تھے جلسہ میں چلے گئے۔ تو اس وقت مولوی صاحب کچھ تقریر کر رہے تھے۔ مگر ہمارے پہنچنے پر انہوں نے اپنی تقریر کو روک دیا۔ جس سے ہماری امید بڑھ گئی۔ کہ اب اصل بحث پر گفتگو شروع ہو جائیگی۔ مگر برخلاف فیصلہ و شرائط طے شدہ مولوی صاحب نے دوبارہ شرائط کی عواذیت و عدم جوازیت کو معرض بحث میں لانا شروع کر دیا۔ اور اصل تنازعہ کی طرف رخ تک نہ کیا۔ اعتراض یہ تھا کہ مرزائیوں کی تحریر حفظ امن پر صرف ایک شخص (راقم) کا دستخط ثبت ہے جو ایک کم حیثیت اور مسافر ہے۔ چند ٹکوں کی خاطر یہاں آیا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ اس لئے یہ تحریر نامکمل ہے مگر اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ اگر یہ تحریر نامکمل ہے تو بغرض تکمیل اسکو واپس کرنا چاہیئے تھا۔ اور اپنے پاس نہ رکھنا چاہیئے تھا اصل بات یہ ہے۔ کہ جب تک ہم نہیں گئے تھے۔ اس وقت تک تو وہ تحریر مکمل اور کافی سمجھی گئی۔ لیکن جب ہم جلسہ میں خلاف توقع پہنچ گئے۔ تو اب وہی منظور شدہ تحریر نامکمل اور ناکافی بنگئی۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کا یہ گمان تھا۔ کہ ایسی اشتعال انگیز اشتہاروں اور گرما دینے والی تقریروں کی موجودگی میں چند احمدیوں کا اتنے بڑے مجمع میں شامل ہونا محال ہے۔ لیکن جب خلاف مراد دو تین غریب اور مسافر جلسہ میں چلے گئے۔ تو اب اگر مولوی صاحب شرائط کے متعلق نئے دے کر نئی شروع نہ کر دیتے تو اور کیا کرتے۔ کیونکہ وہ اس بات کا علم رکھتے تھے۔ کہ اگر امور اختلافی پر سلسلہ کلام شروع ہو گیا۔ تو پبلک پر جو پردہ پڑا ہوا ہے۔ وہ اٹھ جائیگا اور حقانیت اپنا اثر دکھلاویگی۔ اس لئے مولوی صاحب نے بحث سے بچنے کے لئے گریز کی راہیں نکالنی شروع کیں۔ جب ہم نے دیکھا۔ کہ مولوی صاحب شرائط ہی پر اڑتے ہیں تو ہماری طرف سے تین اشخاص نے جو کہ موجود الوقت تھے دستخط ثبت کر دئے۔ مگر مولوی صاحب نے پھر یہ حجت پیش کی۔ کہ کم از کم پانچ اشخاص کے دستخط ہونے چاہئیں کیونکہ ہماری طرف سے پانچ اشخاص نے دستخط کئے ہیں ہماری طرف سے یہ جواب دیا گیا۔ کہ جبکہ اسوقت ہمارے صرف تین آدمی موجود ہیں۔ تو ہم پانچ کے دستخط نہیں کرا سکتے۔ مگر مولوی صاحب نے ہمارے عذر کو قبول نہ کیا ہر چند ان کو اس طریق سے بھی سمجھایا گیا۔ کہ آپ لوگ صدہا کی تعداد میں اس جگہ موجود ہیں۔ اور ہم صرف تین چار آدمی ہیں۔ اس لئے آپ کو نقص امن کا کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا مگر مولوی صاحب کب مان سکتے تھے۔ کیونکہ مان لینے کی صورت میں ان کو اصل موضوع پر بحث چھڑ جانے کا خطرہ تھا۔ کہ جس سے بچنے کا تہیہ پہلے ہی سے مولوی صاحب کر چکے تھے۔ گویا مولوی صاحب خطرۂ بحث کو خطرۂ نقص امن کے الفاظ سے تعبیر کرتے تھے۔ الغرض اتمام حجت کے خیال سے اور اس ناگوار بحث کو ختم کر دینے کے ارادے سے ہمارے ایک دوست نے اپنی طرف سے ایک دستخط تو سپنے سگے بھائی احمدی کی طرف سے اور دوسرا اپنے حقیقی فرزند کی طرف سے کر دیا۔

حسے بدراہبا بہا بسیار

اب یہ عذر اٹھا دیا گیا۔ کہ میرزائیوں نے جعلسازی اور دھوکا بازی کی ہے۔ کہ دو غیر حاضر اشخاص کے دستخط کر دیئے ہیں یہ تحریر اگر کورٹ میں پیش کی جاوے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ اور وہ ہوگا۔ اگر ان میں ذرہ بھر ایمان ہوتا تو ایسے بیہودہ فعل کا ارتکاب نہ کرتے۔ جب ان کی بسم اللہ ہی غلط نکلی۔ تو آگے بھی انہوں نے ایسا ہی کرنا ہے۔ جب اسکا جواب دیا گیا۔ تو پھر یہ حجت نکالی کہ اس نوشتہ پر تاریخ نہیں۔ اور ناموں کے سوا بقلم خود کے الفاظ نہیں۔ اس پر ہم نے کہا کہ آپ پرچہ دیدیں۔ کہ تاریخ اور بقلم خود بھی لکھدیں۔ اب مولوی صاحب پرچہ نہیں دیتے پبلک سے انصاف پسند طبائع بہت ناخوش اور بیزار ہو رہی تھیں۔ اور وہ اس غیر متعلق اور غیر ضروری گفتگو سے رنجیدہ ہو رہے تھے۔ اور فی الواقعہ وہ حق بجانب تھے کیونکہ وہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر اس لئے نہیں آئے تھے کہ سارا وقت اس فضول بحث میں صرف ہو جائے۔ بلکہ وہ اصل اختلاف پر بحث سننے کے شوق میں آئے تھے مگر افسوس کہ مولوی صاحب نے نہ انکا شوق پورا ہونے دیا۔ اور نہ ان کے وقت کو کچھ اہمیت دی۔ ہماری طرف سے بہت تھوڑے وقت میں مولوی صاحب کی تمام حجت بازیوں کا جواب نرم اور شائستہ لب و لہجہ میں دیا گیا۔ اور اس پہلو پر خوب روشنی ڈالی گئی۔ کہ مولوی صاحب ان باتوں سے بحث کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ جب دوبارہ مولوی صاحب اٹھے۔ تو کہنے لگے۔ کہ میرزائی گمراہ اور ضال ہیں۔ اور ان کا مقرر جاہل ہے۔ کیونکہ یہ جعلسازی کے لفظ کو صحیح طور سے ادا نہیں کر سکا۔ مولوی صاحب کا فرمانا درست ہے کیونکہ ہمارے مقررین ان کاموں سے واقفی واقفیت نہیں رکھتے۔ اور بالکل جاہل ہیں جب دوبارہ ہماری طرف سے تقریر شروع ہونے لگی۔ تو مولوی صاحب ہمارے مقرر کو تحکمانہ لہجہ میں کہنے لگے۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ ہمارے مقرر نے کہا۔ کہ جب آپ اپنی تقریر کو ختم کر چکے۔ تو اب بولنے کا ہمارا حق ہے۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا۔ کہ میں آپ سے گفتگو ہی نہیں کرتا۔ اور نہ آپ میرے مخاطب ہیں۔ ہماری طرف سے یہ جواب دیا گیا۔ کہ اس مرحلہ تک تو گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک تقریر آپ نے کی۔ اس کا جواب ہمارے مقرر نے دیا۔ لیکن جب دوبارہ آپ نے تقریر کی۔ تو اس کا جواب سوائے ہمارے مقرر کے اور کون دیگا۔ مگر مولوی صاحب انکار پر انکار کرتے رہے۔ اس پر تمام مجمع میں بدنظمی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ تو عظیم اللہ خانصاحب مالک احاطہ نے ہمارے مقرر کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ اب آپ چلے جائیں۔ مگر ان کو کہا گیا۔ کہ آپ ذرا انتظار کریں۔ چند منٹوں کے بعد پھر وہ آئے اور جوش میں کہا کہ اگر آپ لوگ نہیں جاتے تو میں ذمہ داری نہیں لیتا۔ اس پر ہم مجبور ہو گئے۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے تو منتظمین جلسہ کی طرف سے تالیاں بجنی شروع ہو گئیں۔ اگرچہ منتظمین جلسہ اور مولوی صاحب کے نزدیک ہماری ذلت اور شکست بلکہ عزت اور فتح تھی۔ چنانچہ اس کا اثر اسی وقت اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا۔ جبکہ عین جلسہ کے اندر سلک سے بعض نیک ضمیر لوگوں نے کھڑے ہو کر مولوی صاحب کے طریق عمل پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اظہار نفرت کیا۔ اور یہ کہتے ہوئے مولوی صاحب کو ان کی کمزوری پر ملامت کیا۔ کہ جبکہ مرزائی جلسہ میں آگئے تھے۔ تو پھر حجت بازیوں کی کیا ضرورت تھی۔ ان کے ساتھ اصل موضوع پر بحث کر لی چاہیئے تھی۔ بلکہ کئی انصاف پسند لوگ ہمارے پاس آئے۔ اور مولوی صاحب کے اس فعل پر اظہار افسوس کیا۔ اور کھلے الفاظ میں مولوی صاحب کی گریز کو تسلیم کیا۔ بلکہ بعض لوگ آمادہ ہیں۔ کہ وہ ہماری اس تحریر کی صداقت پر اپنے دستخط کریں۔ مگر بعض وجوہ اور مصالح کو مدنظر رکھ کر ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ان لوگوں کی حالت قابل افسوس ہے۔ اگر ان کی دعوت کو مسترد کیا جاوے۔ تو کہتے ہیں کہ میرزائی بھاگتے ہیں۔ اگر قبول کیا جائے۔ تو اصل بحث کو چھوڑ کر بدگوئی پر اتر آتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست نے مولوی صاحب سے کہا تھا۔ کہ آپکی جماعت بے سر ہے۔ تو اس پر مولوی صاحب پُرتہذیب الفاظ میں کہنے لگے۔ کہ ہمارے سر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اس رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے بھی کبھی بمقابلہ مخالفین تالیاں یا سیٹیاں بجائیں۔ یا یہ کہ اس زبون حرکت کے مرتکب کفار ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ خدا کی پاک کلام قرآن شریف اس پر شہادت دیتی ہے۔ وما کان صلاتہم عند البیت الا مکاءً وتصدیۃ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون اور خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا ان کی نماز ہی کیا تھی۔ تو جیسا تم کفر کرتے رہے ہو۔ تو اب اس کے بدلے عذاب کے مزے چکھو۔

(ترجمہ حافظ نذیر احمد مرحوم)

الذی یتخبطہ الشیطان من المس

مسلمانوں کی تکفیر اور امت محمودیہ قادیان
غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ

(۴)

صرف مال کی بڑھی ہوئی محبت ہی انسان کو مخبوط الحواس نہیں بنا دیتی۔ بلکہ حب الشئی یعمی ویصم ہر چیز کی حد اعتدال سے گذری ہوئی محبت انسان کی حقیقت بین نگاہ کے لئے ضلالت و گمراہی کا موجب ہو جاتی ہے۔ محبت کے دیوتا نے جس شخص کو چھو کر مختل الحواس بنا دیا ہو۔ فلسفیانہ نکتہ نگاہ سے اس کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اس سے بالحاظ اختلاف مواقع افعال کا صدور ہوتا ہے۔ وہ اس بات کا پابند نہیں ہوتا۔ کہ موقع اور محل کے مناسب حال عمل کرے۔ ایک صحیح الحواس انسان کے پردۂ سماعت پر گالی اور تعریف کا ایک ہی اثر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اختلال حواس کے شکار کا خاصۂ امتیازی یہ ہے کہ وہ گالی دینے والے اور تعریف کرنیوالے میں امتیاز بہت ہی کم کر سکتا ہے۔ ...

باقی مضمون آمدہ تصفیہ ... بعض دوست نام شائع کرنے کی ممانعت کر دیتے ہیں ... ایک دوست شہباز خان صاحب ... جو ... ہیں ... امام خاں صاحب کی محترمہ اہلیہ کی بیعت کا اعلان اخبار میں کر دیا جائے ان کی اہلیہ صاحبہ نے ... شرائط بیعت کا مطالعہ کر لیا ہے اور بصدق دل ان کی پابندی کا اقرار کرتی ہیں۔

بقیہ مضمون از صفحہ ۲ کالم نمبر ۳: جہاں وہ اپنے دشنام دہندوں کے ساتھ پیار کرتا ہوا دیکھا جاتا ہے۔ وہاں اکثر اچھا سمجھنے والوں پر برافروختہ بھی نظر آتا ہے۔ مختل الحواس کے اس خاصۂ امتیازی کو ذہن میں رکھتے ہوئے میاں محمود احمد صاحب کے اختلال جذبات کا اندازہ لگاؤ۔ جو لوگ حضرت مسیح موعود کو اچھا نیک بلکہ مجدد تک سمجھتے ہیں مگر بیعت میں داخل نہیں۔ وہ بھی کافر اور ان کا کفر بھی بیناق ہے۔ اور وہ لوگ جو حضرت صاحب کو کافر اور مفتری قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی کافر۔ کسی کے حضرت صاحب کو مجدد کہدینے سے ان کے اندر مسرت اور کسی کے کافر کہدینے سے ان کے اندر تنفر پیدا نہیں ہوتا۔ حالانکہ حضرت صاحب کے مقرر کردہ اس اصول پر بھی ان کا ایمان ہے کہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" اور کہتے بھی یہ اس شخص کے بارے میں ہیں۔ کہ جو رئیس المکفرین ہے اور اسی نے علما کو دھوکا دیکر ان سے حضرت صاحب پر کفر کا فتویٰ لگوایا ہے۔ اور اب تک اس نے حضرت صاحب کو مجدد تو کیا مومن بھی کھلم کھلا تسلیم نہیں کیا مگر اس نے کافر اور کاذب نہ کہنے کا اقرار کیا ہے۔ ایسے شخص کے لئے حضرت صاحب عدالت میں کھڑے ہو کر اقرار کرتے ہیں۔ کہ میں اس کو کافر اور کاذب ہرگز نہ کہونگا۔ حضرت صاحب کے اس کھلے کھلے اور بین اقرار کے موجود ہوتے ہوئے میاں صاحب کا مجدد ماننے والوں کو بھی کافر کہنا شغل تکفیر کی حد سے بڑھی ہوئی اشتیاق اندوز خواہش نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ کہنا کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اچھا سمجھنے والے اور برا کہنے والے سب کافر ہیں اسی طرح مسیح موعود کے بھی کافر ہیں۔ یہ بھی قیاس مع الفارق ہے۔ اور اس طرز استدلال کی وجہ بھی اختلال حواس ہی ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان بنیاد اسلام ہے۔ جب کسی کو مسلمان کیا جاتا ہے۔ تو اس کو کلمہ طیبہ پڑھایا جاتا ہے۔ کہ جس کے اندر خدا کی توحید کے ساتھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار موجود ہے۔ مگر کیا حضرت صاحب بھی اپنی بیعت میں کسی کو شامل کرتے وقت اپنی نبوت اور رسالت کا اقرار کرالیتے تھے۔ کہ اس اقرار نبوت و رسالت کو اسلام کی بنیاد سمجھا جائے۔

پشاور کی سنگھ سبھا کیطرف سے یہ اشتہار شائع کرنے کے لئے ہمیں موصول ہوا ہے

پشاور میں کیا ہو رہا ہے

پشاور میں ایک گوردوارہ بھائی جوگا سنگھ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بھائی جوگا سنگھ جی سری گورو گوبند سنگھ جی کے ایک سرفروش صدقی سکھ تھے۔ سکھ اس گوردوارہ کو اپنے تیرتھوں میں سے ایک تصور کرتے ہیں۔ جب ہندو بھائیوں نے اس گوردوارہ میں آکر سکھ دہرم کی بیعزتی شروع کی۔ تو اکالی جتھہ کو گوردوارہ اور سکھ دہرم کی حفاظت کے لئے پشاور میں آنا پڑا۔ تو شہر کے ہندوؤں نے حکام پشاور کو یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ اکالی لوگ باغی ہیں اور ان کو کچلنا گورنمنٹ کا فرض ہے۔ چند قومی غداران سکھوں کے برخلاف دعوے بھی دائر کیا گیا۔ کئی ماہ کے وقفہ قضیہ کے بعد یہ صلح ہوئی۔ کہ گوردوارہ جوگا سنگھ میں سکھ اپنا انتظام رکھیں اور ہندو صاحبان دخل نہ دیں علاوہ ازیں جو ایک دوار دہرم شالہ ہندوؤں کے محلوں میں ہیں۔ سکھ وہاں دخل نہ دیں۔ لیکن گوردوارے سابقہ حالت میں رہیں۔ گو یہ فیصلہ بھی سکھوں کی عام رائے وضمیر کے خلاف تھا۔ مگر اپنے دل پر پتھر رکھ کر سکھوں نے اسے تسلیم کر لیا۔ ہندو جا ... ہو ... کے ... اپنا اکالی جتھہ پنجاب کو واپس کر دیا۔ صرف پانچ سکھ گوردوارہ ... کے لئے مقرر کئے گئے۔

ہندو بھائیوں کا زبردست حملہ

۲۳ مارچ ۱۹۲۱ء دوپہر کو سات آٹھ سو ہندوؤں نے گوردوارہ بھائی جوگا سنگھ پر حملہ بولدیا گوردوارہ میں جاکر سکھوں کے مشہور قومی دشمن بیدی کرتار سنگھ کی جے کا نعرہ بلند کیا۔ (نکانہ صاحب کے خونی زور دادہ سے پیشتر پشاور کے ہندوؤں نے کبھی کرتار سنگھ کی جے کا نعرہ خواب میں نہیں مارا تھا۔ مگر اب سکھوں کے زخمی دلوں پر نمک پاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے) اور قبضہ لینے کی کوشش کرتے ہوئے سکھوں کو پیٹنا شروع کر دیا۔ دو سکھوں نے اپنی اور گوردوارہ کی حفاظت کے لئے ہاتھ اٹھایا بمعمولی فساد ہونیکے بعد ہندو بھائی منتشر ہو گئے۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسی وقت حکام سے شکایت کی اور چالیس سکھوں کو گرفتار کرا کر جو دوسرے دن رہا ہو گئے۔ اب ہندو بھائی اس قسم کے ریزولیوشن پاس کر کے حکام کو بھیج رہے ہیں ان سکھ صدر بازار پشاور میں کرپان پہن کر نہ پھریں۔ ... دو روز سے شہر میں کرپان پہن کر چلنا پھرنا ڈپٹی کمشنر نے بند کیا ہے۔ اور یہ حکم دیا ہوا ہے۔ کہ کوئی سکھ ہندو و مسلمان چاقو کلہاڑی لاٹھی وکرپان لیکر صدر میں نہ پھرے)

(۱) کوئی فوجی سکھ صدر بازار پشاور میں کرپان پہن کر نہ پھرے۔ (۲) پنجابی سکھوں کو پشاور میں آنا قطعی بند کیا جاوے (۳) پشاور کی طرح مردان میں بھی کرپان بند کی جاوے۔ اور وہاں سکھ بھی یہاں آنے سے بند کئے جاویں رائے بہادر کرم چند اس کے اور ہندو ہمراہی اب اس کوشش میں ہیں۔ کہ حکام سے ملکر سکھوں کو تباہ کیا جاوے ناظرین خیال فرماویں۔ کہ ۲۲ مارچ ۱۹۲۱ء کو اکالی جتھہ پنجاب کو چلا جاتا ہے۔ اور ۲۳ مارچ ۱۹۲۱ء کو حملہ ہو جاتا ہے۔ سب سے قابل افسوس امر یہ ہے کہ حملہ کے وقت ہندو بھائیوں نے مکانوں کے چھتوں پر سے بھی اینٹوں اور پتھروں کی بارش گوردوارہ پر کی جس سے ہندو بھائی زخمی ہوئے

ہندو مسلمانوں سے اپیل

اب تمام ملکی بھائیوں سے پرارتھنا ہے کہ وہ پشاور کے ہندوؤں کی اس تباہ کن چال کو اپنے نوٹس میں لاویں۔ اور خیال فرماویں۔ کہ پشاوری ہندو کس طرح سکھوں کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مہاتما گاندھی اور لالہ لاجپت رائے و مولانا محمد علی و شوکت علی و ڈاکٹر کچلو وغیرہ لیڈران کا فرض ہے کہ وہ پشاور کے ہندوان کو سمجھاویں اگر یہاں تشریف نہیں لا سکتے۔ تو اپنی اعلان شائع کریں جب پشاور میں آکر خطرناک حالات دیکھتا ہوں۔ تب مجھے سوراج ایک قسم کا خواب معلوم ہوتا ہے۔ اگر کسی اتحاد ضروری ہے۔ اور سکھوں کی ہستی بھی کچھ وقعت رکھتی ہے سب لیڈران قوم کا فرض ہے۔ کہ وہ پشاور کے ہندوؤں کی اصلاح کریں۔ ڈاکٹر گوسن ایک معزز اور روشن خیال ہندو ہیں۔ مگر ان کی کوئی سنتا نہیں۔

نوٹ ڈپٹی کمشنر نے کرپان کی بندش پشاور شہر میں کھولدی ہے۔ شہر میں کرپان کے آزادی ہونے پر ہندوؤں نے اظہار ناراضگی کا جلسہ کیا ہے۔ اور ہندو بھائی اپنی مکانوں و دوکانوں میں سے برادران سکھوں کو نوٹس دیکر نکال رہے ہیں۔ ان کی یہ کوشش ہے۔ کہ ہر طرح سکھوں کا قافیہ تنگ کیا جاوے۔

(گیانی شیر سنگھ راولپنڈی عالوار و صدر بازار پشاور)

تازہ خبریں

جینوے کے اخبار یکوتو میں جریدۂ مذکور کے قاہرہ کی نامہ نگار نے اقوام ایشیا کی اس عظیم الشان کانگرس کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ جو ماہ گذشتہ میں بولشویکوں نے بمقام باکو منعقد کی تھی۔ کہ اس کانگرس میں تمام اسلامی اور ایشیائی ممالک سے تین ہزار دو سو مندوبین شریک ہوئے تھے۔ جن میں یورپین روس اور سائبیریا کے روسی۔ ترک۔ عرب۔ ہندو۔ افغان ایرانی بخاری۔ قفقازی۔ چینی۔ تبتی۔ کردی۔ تاتاری۔ مصری۔ شامی۔ اور منگولی قوموں کے نمائندے حاضر تھے۔ اور جلسے کی کارروائی۔ روسی۔ ترکی۔ اور فارسی زبانوں میں انجام پائی۔

آپ نے فرمایا۔ آج پہلا موقعہ ہے۔ کہ آپ حضرات ایشیا کے تمام ممالک کی طرف سے ایک مشترک انجمن میں مبادلۂ خیالات کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایشیائی قوموں کی غلامی و محکومی کا سب سے بڑا سبب آپ حضرات کی باہمی بغض اور منافرت میں مضمر ہے۔ لیکن اب وقت آگیا ہے۔ کہ آپ ان تمام افسوسناک اختلافات کو گلدستۂ طاق نسیاں بنا کر حقیقی بھائیوں کی طرح آپس میں مل جائیں۔ اور اپنی مشترکہ حریت و آزادی کے حصول میں ایک دوسرے کی امداد و اعانت کریں۔ روس نے جس کی نیابت کا فرض میں ادا کر رہا ہوں۔ عاجز و درماندہ لوگوں کو اٹھانے کی غرض سے بڑے بڑے خوفناک مسائل حل کر دیئے ہیں۔

بولشویک بننے کی چنداں ضرورت نہیں

بہرحال ہمیں معلوم ہے۔ کہ آپ میں سے اکثر حضرات کیونسٹ یعنی بولشویکی عقاید کو تسلیم نہیں کرتے اور بہت سے مختلف خیالات رکھتے ہیں لیکن اس کی پروا نہیں۔ ہم آپ لوگوں سے یہ نہیں کہتے کہ آپ خواہ مخواہ بھی ہماری کمیونزم کے پابند ہو جائیں۔ پس ہماری تو آپ سے یہ استدعا ہے کہ آپ سرمایہ داروں کی حرص و ہوا کے خلاف جد و جہد کریں۔ اور اغیار و اجانب کی حکومت کے جوئے کو اتار پھینکیں۔

اس کے بعد غازی انور پاشا جو بہت سی ایشیائی انجمنوں کے قائم مقام تھے۔ سٹیج پر تشریف لائے۔ جلسہ گاہ اظہار مسرت کے نعروں سے گونج اٹھی۔ غازی محترم نے ایک طویل تقریر فرمائی جس میں تمام اقوام مشرقی کو اتفاق و اتحاد کی تلقین کی۔ اور کہا کہ جو لوگ آپ حضرات کے ممالک پر جبر و تشدد سے حکومت کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف مشترکہ سعی و کوشش سے کام لیجئے۔

میری زندگی اسی طرح بسر ہو رہی ہے جس طرح خدا تعالےٰ مشیت کا منشا ہے۔ میں طرابلس میں سپاہی بن کر رہا۔ اور اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو ایک ایسے جنگ میں گھسیٹا۔ جس کا نتیجہ ہمارے خلاف ہوا۔ الحمد للہ کہ ہم پر ... کے ہاتھ کا حملہ پڑا ہے۔ اس مسئلہ کا تصفیہ ہنوز نہیں ہوا۔ میں ابھی تو کچھ نہیں کہتا۔ لیکن جب ساری تیاریاں ہو چکیں گی۔ اور سب معاملات میرے اور دیگر رفقا کے مطابق درست ہو چکیں گے۔ اس وقت آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ میری زندگی کے کیا معنی ہیں۔ اگر آپ حضرات اس امر پر متفق ہو جائیں۔ کہ ہم نے آپکا اعتماد غصب کر لیا ہے۔ تو آپ کو اختیار ہے۔ کہ ہمیں موت کے گھاٹ اتار دیں۔ ایک دفعہ بحری سفر کے دوران میں میرا جہاز ٹوٹ گیا۔ اور میں موجوں کے رحم پر چھوڑ دیا گیا۔ ایک دفعہ ہوائی جہاز پر سے گر پڑا۔ پھر کئی مہینے قید خانہ میں بند رہا۔ میں خطرات کا عادی ہو چکا ہوں۔ اور موت کا اندیشہ میری ہمت کو پست نہیں کر سکتا۔ میرے بال بچے اور گھر کے دوسرے لوگ برلن میں ہیں۔ اور میں تن تنہا ہمیشہ جنگ میں مصروف رہتا ہوں۔ جب تک میرے دم میں دم ہے۔ اور جب تک حیات مستعار باقی ہے۔ میں ہمیشہ ملک و قوم کی خدمت پر آمادہ رہوں گا۔ اور میں آپ سے کہدیتا ہوں۔ کہ مستقبل نہایت روشن نظر آ رہا ہے۔

جرمنی کی طرف سے احتجاج

لندن ۳۰ مارچ جرمنی نے جمعیت الاقوام کے نام ایک یادداشت بھیجی ہے جس میں اتحادیوں کی تعزیری کارروائیوں پر احتجاج کیا گیا ہے۔

لکھا ہے کہ اتحادیوں نے قبضے کو وسیع کر کے ... سیلڈورف اور ڈرہانس پر قبضہ جما لیا ہے۔ اور اسے اور بھی وسعت دی جا رہی ہے۔ مگر یہ انصاف وحق سے بعید ہے۔

یاؤنیز کا نامہ نگار متعینہ قاہرہ لکھتا ہے۔ کہ شام میں پھر سرگرمی کا اظہار ہونے لگ گیا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ عربوں نے تین اہم مقامات کی طرف بڑھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حجازی ریلوے کی پٹڑی اڑا دی گئی ہے۔ ایک فساد تو دمشق کے قریب ہوا ہے۔ اور دو دو اس کے ارد گرد اسی اثنا میں یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ امیر عبداللہ معان سے امان کو چلا گیا ہے۔

اول الذکر مقام پر

امیر عبداللہ عرصہ سے گودام جمع کر رہے ہیں۔ اور اپنی فوجوں کو وہاں ترتیب دے رہے ہیں۔ دمشق کے اخراجات سے بہت سے عرب اول الذکر مقام پر امیر عبداللہ کے پاس چلے گئے ہیں۔ اور وہاں انہیں اہل قبائل کو فوجی تعلیم دینے میں مدد دے رہے ہیں۔

انجن لیکر بھاگ گئے۔ فرانسیسیوں کا ریلوں وغیرہ کا سامان بہت کم ہو گیا ہے کیونکہ کئی دیسی ڈرائیور انجن لیکر بھاگ گئے جس ... معان چلے گئے ہیں جہاں ... امیر عبداللہ کے پاس ... ریل کا سامان جمع ہو گیا ہے۔ دیگر اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو ... میں عربوں کے اندر سخت جوش پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ فرانسیسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح

یکشنبہ مورخہ یکم شعبان مطابق ۱۰ر اپریل ۱۹۲۱ء

قد تبین الرشد من الغی

کوتہ آستینوں کی درازدستیاں

تکفیر مسلمانان اور خلافت خالفہ قادیان

(۵)

اسلام کا اعلان ہے۔ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ رشد وہدایت اور گمراہی وضلالت کی تمام راہیں اس نے کھول کر بیان کر دی ہیں۔ لفظ تبین سے ہی ظاہر ہے کہ شریعت کے حکموں میں نہ تو راز اور بھید ہیں۔ اور نہ پیچ و خم کہ جن کے سلجھانے میں لوگوں کی عقلیں درماندہ اور فکریں آشفتہ ہوں۔ بلکہ اس نے کفر و اسلام کو سورج سے بھی زیادہ روشن کھلا ہوا اور بے نقاب کر دیا ہے قرآن کریم جو غسل وضو اور معمولی نماز و روزے تک کے مسائل بھی کھول کر بیان کرتا ہے۔ کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ ایک بنے بنائے مسلمان کو کافر بنا دینے والی باتوں کو نظرانداز کر دے قرآن کریم میں اور کسی حدیث صحیح میں محض مسیح موعود یا مجدد صدی چہاردہم کے نہ ماننے والے کو کافر نہیں کہا گیا۔ پھر حضرت مولوی نورالدین صاحب اس جماعت احمدیہ کے اصول ایک شخص کو لکھتے ہیں۔

اس جماعت کے اصول یہ ہیں

ایک سائل کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے اصول مفصلہ ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالےٰ ایک ہے۔ اپنی ذات میں یکتا۔ اپنی صفات میں بے ہمتا۔ اپنی عبادت میں وحدہ لاشریک

(۲)۔ اللہ تعالےٰ کے فرشتے ہیں۔ جو مختلف کاموں پر مقرر ہیں۔ وہ آدمیوں کو نیک ترغیبیں دیتے رہتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالےٰ کی سب کتابیں برحق ہیں۔ جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۴) اللہ تعالےٰ کے سب رسول جو اس نے بھیجے سب سچے تھے ہم کسی کا ان میں سے انکار نہیں کرتے

(۵) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور جن کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ وہ خاتم النبیین اور ان کی کتاب قرآن کریم جامع کتب الٰہیہ ہے۔

(۶) تقدیر کا مسئلہ صحیح ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک چیز کو قبل اس کے پیدا کرنے کے جانتا۔ نیکی اور بدی دو چیزیں الگ الگ ہیں۔ ہر ایک کو انسان علیحدہ علیحدہ دیکھ لے گا۔

(۷) بعد الموت قبر و حشر و پل صراط۔ دوزخ اور بہشت کے حالات جو اللہ تعالےٰ نے اپنی الکتاب الحمید میں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے۔ سب صحیح ہیں اور مومن کے لیے ضروری ہے۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج نیک اخلاق کے ادا کرنے اور بد اخلاق سے بچنے کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہے۔ مومن کو ہر ایک کام میں اللہ تعالےٰ کی تعظیم نظر آوے۔ اور طرح طرح سے مخلوق الٰہی کو نفع پہنچاوے ہاں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی ہرگز ہرگز نہ کرے۔ کسی مذہب کے کسی بزرگ کو برا نہ کہے صحابہ کرام اور تابعین تبع تابعین کا زمانہ بابرکت تھا۔ ان میں جو لوگ ائمہ اور بزرگ مشہور ہیں۔ ان کو خصوصیت سے برا نہ کہے۔ استغفار۔ لاحول۔ درود شریف۔ اور الحمد وظیفہ رکھو۔ والسلام۔

ان اصولوں میں یہ کہیں بیان نہیں کیا گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول ماننا بھی اصول اسلام میں سے ہے کہ جس کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح صاحبزادی صاحبہ مبارکہ بیگم کے خطبہ نکاح میں آپ صاف طور پر مومن بہ کے ماتحت فرماتے ہیں کہ۔

اور ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ وہ جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ ہے۔ وہ اپنی ذات میں اپنے صفات میں اسماء اور محامد اور افعال میں واحد لاشریک ہے۔ وہ اپنی ذات میں یکتا۔ صفات میں بے ہمتا۔ اور افعال میں لیس کمثلہ شیئ ہے ظاہر ہے اور اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ کہ وہ ہمیشہ اپنی رضامندی اور نارضامندی کی راہوں کو ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور ملائکہ کے ذریعہ اپنا کلام پاک اپنے نبیوں اور رسولوں کو پہنچاتا رہا ہے۔ اور اس کی بھیجی ہوئی کتابوں میں آخری کتاب قرآن شریف ہے جس کا نام فضل اور شفا رحمت اور نور ہے۔ اور آخری نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہو سکتا اس وقت بھی جو آیا آپ کا غلام ہو کر آیا ہے اس کے باوجود الفضل کا یہ کس قدر صریح جھوٹ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے سلسلہ احمدیہ سے باہر رہنے والوں کو کافر قرار دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت الوحی کا جو حوالہ انہوں نے پیش کیا ہے۔ اس کے آخر میں حضرت صاحب خود فرماتے ہیں۔ کہ وہ خود اقرار رکھتے ہیں۔ کہ اگر میں مفتری نہیں۔ اور مومن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے۔ اور مجھے کافر ٹھیرا کر اپنے کفر پر مہر لگا دی یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔

اگر یہ بھی کوئی شریعت کا مسئلہ تھا۔ کہ مسیح موعود اور مجدد صدی چہاردہم کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ تو چاہیے تھا کہ حضرت صاحب اس کی رو سے ان کو کافر ٹھہراتے رہا غیر از جماعت کی نماز جنازہ کا سوال یہ حضرت صاحب کے فتاوے مندرجہ فتاوی احمدیہ اور خطوط بنام جماعت سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت صاحب نے خود پڑھے۔ پڑھنے کے فتوے دیئے حضرت مولوی نورالدین صاحب نے پڑھے۔ اور پڑھوائے۔ پھر ساری جماعت کا عملدرآمد اس پر گواہ ہے محمودیوں میں وہ لوگ زندہ موجود ہیں۔ کہ جنہوں نے منکرین کا نماز جنازہ کا بھی جنازہ پڑھا۔ کیا ترلوکی محمد حسین صاحب سیکرٹری محمودیہ پارٹی لاہور اور ان کے رفقا نے چھجو منکر کا نماز جنازہ کا جنازہ نہیں پڑھا۔

(۶)

مفتی صاحب کے جس خط کا عکس شائع کیا گیا تھا۔ اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ غیر احمدی کا جنازہ تغسیل اور تکفین ورثہ ہے۔ اس کی بابت آپ کا یہ عذر کہ تنا رہے حضرت صاحب سے پوچھ کر نہیں لکھے جاتے تھے نہایت نامعقول ہے۔ اور سوائے اس کے اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ مسیح موعود کے دارالافتا میں اس قدر اندھیر تھا۔ کہ کافروں کے جنازہ پڑھنے کے فتوے بھی دیئے جاتے تھے۔ لوگ حضرت صاحب سے فتوے پوچھتے تھے۔ مگر جواب جس کا جی چاہتا تھا۔ اور جس طرح چاہتا تھا لکھ دیا کرتے تھے۔

ہاں آگے چلکر آپ نے یہ مانا ہے۔ اور اس کی خط کی تحریف میں یہودی فریسیوں کے بھی کان کترے ہیں۔ اس جواز جنازہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ بات صاف ہے۔ راقم خط کی مراد یہ ہے۔ کہ غیر احمدی جب فوت ہو جائے۔ اور یہ فوت ہو جانے کی شرط ہے۔ اس لیے ہو کہ آپ کے ہاں زندوں کا جنازہ بھی ہوا کرتا ہے) تو اس کی تجہیز و تکفین جائز ہے۔ یعنی اس کی نوتید کی پر اس کو نکالنے نگانے کے لیے قبر کھود دانا نہلانا۔ کفن پہنانا قبر تک پہنچانا اور ایسے امور جن کو عام طور پر جنازہ کرنا کہتے ہیں۔ ممنوع نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس محمودی علم و دانش پر آنسو بہائے جائیں۔ آہ اس نشیمن فضل و کمال پر جب ایسے اکمل موجود ہوں۔ تو محمودیوں کی ساری مشکلات بہت جلد حل ہو جائینگی۔ یہ کارڈ اپریل ۱۹۰۲ء کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد مفتی صاحب ۱۹۰۶ء میں ایک اقرار نامہ کی نقل شائع کرتے ہیں اور یہ اقرار نامہ جماعت کھڈ یارکا ہے۔ چنانچہ خود ہی لکھتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت اقدس مئی ۱۹۰۶ء میں لاہور میں تھے۔ تو برادرم منشی موسےٰ صاحب نے جماعت کھڈیار کے مشورہ سے ذیل کا اقرار نامہ لکھوا کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ مسودہ میں نے ہی لکھا تھا۔ چنانچہ اصل مسودہ اور حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب اب تک ان کے پاس ہے اس کی نقل فائدہ عام کے واسطے درج ذیل ہے۔ اس اقرار نامہ کے آخری الفاظ قابل غور ہیں۔ اور میاں اکمل صاحب کی تلمیع اور تحریف کے سخت محتاج امید ہے۔ کہ وہ اس پر بھی اپنے کمال علم کا جھاڑو پھیر کر محمودی جماعت کو ممنون فرما دیں گے۔ وہ الفاظ یہ ہیں

"نہ کسی بدگو مکفر کا جنازہ پڑھینگے۔ ہاں معمولی رنگ میں رہنے والے جو غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے۔ بشرطیکہ اس وقت پیش امام جو ہو۔ وہ احمدی ہو"

کیا میاں اکمل صاحب ہمیں بتائینگے۔ کہ اس "جنازہ پڑھ لیں گے" سے بھی وہی قبر کا کھود دانا اور مردہ کو نہلانے لگانا ہی مراد ہے۔ یا کچھ اور

مولوی ثناء اللہ سے انعام کا مطالبہ

(از مولوی نظام الدین صاحب ملتانی مصنف سلطان الفقہ)

بندہ بذریعہ اشتہار و اعلان ہذا آپ کو چیلنج دیتا ہے۔ کہ میں امرتسر میں مناظرہ کے لیے آپ کے ساتھ تیار ہوں۔ تو آپ اپنے اسی انعام کو تیار رکھیں جو کہ بمقابلہ مولوی قطب الدین صاحب کے آپ نے کیا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جو شخص میری اخبار کے کسی پرچہ میں یہ ثابت کر دے کہ دادی کا نکاح پوتے کے ساتھ میں نے جائز لکھا ہے۔ تو میں اس شخص کو مبلغ دو ہزار روپیہ بطور انعام دونگا۔ سو اب وہ وقت آ گیا۔ کہ آپ کی گرہ سے دو ہزار روپیہ لیا جاوے۔ پس آپ دو ہزار روپیہ مولوی حکیم ابو تراب محمد عبدالحق صاحب کی خدمت میں جمع کرا دیں اور ایک منصف مسلم الطرفین مقرر کریں۔ ہم ثابت کرنے کو تیار ہیں بہت جلد جواب دیں۔

نام نہاد جمعیۃ العلما کا مرثیہ قادیانیں

تحسبہم جمیعا و قلوبہم شتیٰ کا ایک دلکش نظارہ اخبار الفضل قادیان میں جمعیۃ العلما کے جلسہ قادیان کے متعلق بعض دلچسپ نوٹ شائع کیے گئے ہیں۔ جن کا مطالعہ لطف سے خالی نہ ہوگا۔

علما کی شریعت اسلامیہ کیا تکو ستم ظریفانہ حرکات

ایک اور بات جس پر مولوی ابوالوفا ثناء اللہ۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ نے بہت زور دیا۔ وہ یہ تھی کہ حضرت عیسےٰ جس وقت دوبارہ آئیں گے۔ اس وقت تمام مذاہب مٹا دیں گے۔ اور صرف اسلام ہی باقی رہیگا۔ دیگر مذاہب کا کوئی ایک شخص بھی باقی نہیں رہیگا۔ یا تو وہ مسلمان ہو جاویں گے۔ یا قتل کر دیئے جاویں گے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے تو عجیب انداز سے ایک ڈنڈا فرالیسی طرز پر ہلا کے دونوں کندھوں پر رکھا۔ اور اس کے سروں پر اپنے بازو رکھ لیے اور بجگی شان سے یہ شعر پڑھا۔

پیار کتنا بارہ حرفوں آیاں پیچواں آیا ڈنڈا
دیتے ڈنڈے یا پیچوں مجھو نا میں بہار ڈنڈا

اور کہا حضرت عیسےٰ اس کے مصداق ہونگے۔ ان کے پاس ڈنڈا ہوگا۔ جس کی وجہ سے یا تو سب مذاہب والے اسلام قبول کریں گے۔ یا قتل کر دیئے جائینگے ذرا یہ استخفاف شریعت ملاحظہ ہو کہ جس طرح بائبل تورات۔ زبور اور قرآن مجید عرش اعلیٰ سے اترے ہیں اسی طرح ڈنڈے کا آنا بیان کیا۔ کیا ایک دیندار اور پھر مولوی جو اپنے آپ کو ضیاءالدین سمجھتا ہے۔ یہ کر سکتا ہے۔ کہ جیسے قرآن مجید جبرائیل کی معرفت نازل ہوا اسی طرح تو ڈنڈا عرش العالمین سے اترا۔

ایک دوسرے کو کافر قرار دینے والوں کا اجتماع

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی نے اپنے لیکچر میں بیان کیا کہ ہم سب علما جن میں اگرچہ اہل سنت اہل حدیثوں کو کافر کہتے ہیں۔ وہابی دیوبندیوں پر کفر کا فتوے دیتے ہیں۔ اور دیوبندی وہابیوں پر۔ مقلد غیر مقلدوں کو مسجدوں میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ اور غیر مقلد مقلدوں کو اس طرح ہر فرقہ کے علما دوسرے فرقہ کے علما کو کافر کہتے ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کے مقابلہ میں

نکات القرآن

قرآن کریم اور دیگر کتب مقدسہ کی ابتداء

دنیا کے فصیح البیان مقرروں اور طلیق اللسان لکچراروں کے لیکچر اور مذاہب عالم کی کتب مقدسہ کی ابتداء کو دیکھو۔ اور پھر اس کے ساتھ قرآن کریم کی شاندار افتتاح پر بھی غور کرو انسان کی فطری احتیاج اور اس کی روح کی تڑپ اپنے خالق اور اپنی جان کے مالک سے کس قسم کی صفات حسن واحسان کا تقاضا کرتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں جو رشتہ ہے اسکو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کریم کی جان افزا اور روح پرور ابتداء کو دیکھو۔ تو اس سے اندر وہ اسرار وغوامض نظر آئیں گے۔ کہ جو اور کسی کتاب میں نہیں مل سکتے۔ یا فی الجملہ واحدہ یوں کہو۔ کہ انسان کو اپنا منتہائے مقصود حاصل کرنے کے لئے کس قسم کے خدا کی ضرورت ہے اس کا پتہ اور نشان صرف قرآن عظیم ہی بتلاسکتا ہے۔

چاروں ویدوں کی ابتداء

ویدوں کی ابتداء اگنی (آگ) ساوتری۔ اور واچسپتی (کلام) کے دیوتا کی قصیدہ خوانیوں سے شروع ہوتی ہے۔ میں اگنی دیوتا کی جو پیش امام (آگ کے بغیر ان کی عبادت نہیں ہوسکتی۔) اور عبادت کا دیوتا اور دوسرے دیوتاؤں کو انسان کی نذریں پہنچانے والا ہے (آگ میں جو چیزیں ڈالی جاتی ہیں۔ وہ بخارات کی شکل میں اڑ کر دوسرے دیوتاؤں تک پہنچ جاتی ہیں) اور بڑا دولت مند ہے۔ تعریف کرتا ہوں۔ (رگوید) اے اگنی دیوتا نذر کو قبول کرنے کے لئے یا ہماری حفاظت کے لئے آیئے دیوتاؤں کو بلانے والے گھاس کے بچھے ہوئے فرش پر رونق افروز ہوجیئے۔ (سام وید) کھیتے اشیاء خوردنی کے لئے حصول طاقت کے لئے تم چلنے والے ہو۔ سورج دیوتا تمہیں اچھے کاموں کے لئے تیار کرادے اے گایو تم اندر دیوتا کے لئے دودھ کو (یا اپنے بال کو) بڑھاؤ۔ (یجر وید) جو تین سات (۲۱ یا اکیس مرت دیوتا) سب شکلوں کو اختیار کرکے اردگرد گشت کرتے ہیں۔ واچسپتی دیوتا۔ (کلام کا دیوتا) ان کی طاقتوں کو مجھے دیدے (اتھروید)

چاروں ویدوں کی اس ابتداء کو غور سے دیکھو کیا انسان کا منتہائے مقصود یہی ہے۔ کہ وہ اگنی دیوتا کی وساطت سے دیوتاؤں کو اپنی نذر ونیاز کی خوشبو پہنچا کر انکو خوش کرنے یا اس کے اردگرد جس قدر مظاہر قدرت موجود ہیں۔ ان جیسی طاقتوں کو حاصل کرلے؟

بائبل کی ابتداء

سورۃ براشیت (کتاب پیدائش) جو بائبل کا سب سے پہلا صحیفہ ہے۔ اس کی پہلی آیت براء الوہیم شمیم ارص۔ ابتداء میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اس میں براء اگرچہ فعل واحد ہے۔ لیکن اس کے بعد الوہیم میں یم کی علامت آجانے کے سبب سے یہودی اور مسیحی علماء میں ہمیشہ کے لئے بحث ومباحثہ اور باہم آویزی کی طرح ڈالدی ہے۔ یہودی فضلا جو خدا کی توحید کے قائل ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ الوہیم میں یم تعظیم الہی کے لئے ہے۔ اور عیسائی علما کو یہ کد ہے کہ یہ یم جمع کی ہے اور علامت جمع کم از کم تین پر ضرور ہوتی ہے۔ پس بائبل کی آیت اول سے تثلیث کا مسئلہ بلا اختلاف منکشف ہے۔ لیکن اگر یہی دلیل کتاب مقدس میں تثلیث کو ثابت کرتی ہے۔ تو پھر خود حضرت موسے کا ایک ہونا بھی ثابت کرنا مشکل ہوجائیگا۔ کیونکہ یہی لفظ الوہیم اپنی علامت جمع کے ساتھ حضرت موسے علیہ السلام کے لئے بھی کتاب خروج میں آگیا ہے۔ اس بحث کا یہاں کوئی موقعہ نہیں۔ طرف اس قدر مختصر اشارہ سے مقصد یہ ہے۔ کہ مسیحی علما کے سوءِ فہم کو واضح کردیا جائے۔ بہرحال الوہیم سے متعدد الٰہ مراد ہوں۔ یا ایک ہی خالص اور واحد ہستی اصل سوال یہ ہے۔ کہ آیا کلام الہی کا مقصد انسان کو علم الارض یا تکوین خلق کی داستان سنانا۔ یا تاریخ عالم کو بیان کرنا ہے؟ ایک الہامی کتاب کی ابتدائی آیت ہونے کی نسبت بہتر یہ تھا۔ کہ اس کو کسی فزیالوجی کی کتاب کا طغرائے سرورق بنایا جاتا۔

قرآن کریم کا افتتاح

استعاذہ (اعوذ) میں جس طرح تمام قسم کے معاصی منکرات معرفت وعبادت الہی اور استغراق باللہ میں جس قدر باتیں روک ہونے والی تھیں۔ ان سے اللہ تعالے کی پناہ مانگی گئی تھی۔ اب جس قدر حسنات خیرات اور اوامر الہیہ ہیں۔ ان کے ادا کرنے کے لیے اللہ تعالے کی اعانت طلب کی گئی ہے۔ انسانی روح کے حصول ارتقاء کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ وہ ان اعتقادات اعمال اور افعال سے احتراز کرے۔ کہ جو اسکو بواسطہ نقصان پہنچانیوالی ہیں۔ بلکہ اس کے روحانی ارتقاء کے لیے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ ان رشد اور ہدایت کی راہوں کی پابندی کرے۔ کہ جس سے اس کی چھپی ہوئی استعداد اور قوتوں کا نشو ونما ہو۔ جس طرح سے ایک بیج کو اپنا مقدر کمال حاصل کرنے کے لیے ایک رفیع اور عظیم درخت بننے کے لئے پھل اور پھولوں سے بار آور ہوتے کے لیے صرف یہی ضروری نہیں۔ کہ اس بیج اور پودے کو نقصان رساں چیزوں سے بچایا جائے۔ بلکہ اس کے لیے قوت اور طاقت پہنچانے والے مواد کا مہیا کرنا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح انسانی روح کو مہلکات سے بچا کر مقویات بہم پہنچانا بھی لابد ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اللہ تعالے سے حسنات خیرات اور احکام الہیہ کے ادا کرنے کے لیے اعانت طلب کی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے جو وحی ہوئی۔ اسی میں آپ کو بسم اللہ پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ فرمایا۔ اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق ○ اقراء وربک الاکرم ○ الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم اپنے رب کے نام (اللہ) سے پڑھو۔ ہاں اس رب کے نام سے کہ جس نے پیدا کیا ہے۔ اسی نے انسان کو ایک گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب بہت ہی مکرم ہے۔ کہ جس نے علم کو قلم کی مدد سے سکھایا۔ اور انسان کو وہ سب کچھ سکھایا۔ کہ جو وہ نہیں جانتا تھا۔ علم اور معرفت کے بغیر انسان کی حقیقت ایک گوشت کے مردہ لوتھڑے سے بڑھ کر نہیں لیکن جب وہ اللہ تعالے کی اعانت سے علم کو حاصل کرتا ہے۔ تو وہ ایک مکرم اور معظم انسان بن جاتا ہے۔ فرزندان آدم کی فضیلت باقی مخلوق الہی پر صرف علم ومعرفت کی وجہ سے ہے۔ اور یہ علم ومعرفت خدا کی اعانت اور الہام الہی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

(باقی دارد)

اسلام اور سرزمین چین

اسلام کس طرح مشرق اقصےٰ میں داخل ہؤا۔ سرزمین چین میں اسلام نے کس طرح نشو نما پائی اور حکومت چین میں اسلام کی موجودہ حیثیت کیا ہے۔ یہ وہ مسائل پیچیدہ ہیں جن کی عقدہ کشائی ایک محقق کیلئے باعث سرگردانی ہیں۔ سب سے اول مبلغین نے کب سرزمین چین پر قدم رکھا۔ ایک نہایت متنازعہ فیہ مسئلہ ہے۔ آثار قدیمہ۔ کتبے اور اہل الرائے اصحاب اس بارہ میں باہم اس قدر اختلافات رکھتے ہیں۔ کہ ایک منصف مزاج متلاشی حقیقت کو کسی نتیجہ پر پہنچنے سے مایوس ہونا پڑتا ہے۔ اور بالآخر بروم ہال کی اس تحقیق سے اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ ملک چین میں داخلہ اسلام کے متعلق روایا قابل اعتقاد نہیں ہیں۔ کانٹون اور یانگچو میں ایسے خانقاہ آج تک موجود ہیں۔ جن کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ قدیم ترین اسلامی مبلغین کے مزار ہیں۔

اگر ایک طرف اس امر کے متعلق بڑی لے دے رہی ہے کہ اسلام ملک چین میں کب داخل ہؤا تو ساتھ ہی یہ مسئلہ کچھ کم پیچیدگیوں کا موجب نہیں رہا ہے۔ کہ اس وسیع ملک کے طول وعرض میں اشاعت اسلام کے اسباب وذرائع کیا کیا ہیں۔ نقشہ آبادی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شمال وجنوب اور مشرق سے مغرب تک متعدد اسلامی آبادیاں جمہوریت چین پر پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ اسلامی قبضہ بالعموم امن واشتی کے ساتھ ہؤا۔ اور ماسوائے تین چار صوبوں کے شمشیر محمدی کو اس میں کوئی دخل نہیں اہل اسلام کی ان نوآبادیاں کے کیا اسباب ہیں۔ جو بعض صوبجات کے چین کے علاوہ منگولیا اور چین میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ اغلب ہے کہ مسلم تاجر بڑی بڑی تجارتی شاہراہوں سے ان مقامات میں بعینہ اسیطرح بڑھتے رہے۔ جیسے آج کل ان کی عادت ہے۔ اس کے علاوہ قابل وثوق وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ مغرب کی طرف سے مسلمان سپاہی اس ملک میں متعینہ خدمات کی سرانجام دہی کے بعد اسی جگہ آباد ہوگئے۔ اور شاہنشاہی اجازت سے چینی عورتوں سے شادیاں کیں۔ مسلمانوں کا یہ قاعدہ ہے کہ بالعموم غیر مسلم عورتوں کو عقد زوجیت میں لے لیا کرتے ہیں۔ لیکن اپنی بیٹیاں شاذ ونادر ہی غیر مسلموں کی نکاح میں دیتے ہیں۔ چین کے غیر مسلم باشندگان کے ساتھ اہل اسلام نے اس قسم کا تعلق ازدواج رکھا۔ جو بلاشبہ اس ملک میں اشاعت اسلام کے اسباب میں ایک وقیع عنصر ہے۔

(مسلم دہلی) (باقی دارد)

میاں جی کی مسجد

(از ڈاکٹر حسن علی صاحب)

ایک اخبار کے ذریعہ سے ہم کو معلوم ہؤا ہے۔ کہ لنڈن میں ایک مسجد زیر تعمیر ہے۔ مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے پر جناب فتح محمد صاحب نے جو حضور میاں جی خلیفۃ الثانی کی جانب سے اشاعت دین میاں صاحب کرتے ہیں۔ ایک تقریر فرمائی ہے۔ ہم کو صاف طور پر یہ نہیں معلوم ہؤا ہے۔ کہ آیا یہ خبر اسی مجوزہ مسجد کے بارہ میں ہے۔ جس کے بارہ میں میاں جی کی جماعت کے لوگ چندہ جمع کر رہے تھے۔ اور ایک موقعہ پر میاں جی نے بتایا تھا حقیقت میں یہ ایک جعلی مسجد ہوگی۔ جو مسجد کہلوانے کے قابل ہوگی۔ کیونکہ پرانی مسجد تو قبل ازیں نصف سالوں تک بند رہی تھی۔

اگر ہم غلطی نہیں کرتے ہیں۔ تو غالباً میاں صاحب کا اشارہ ووکنگ مسجد کی طرف ہے۔ جو بنیاد ہونے کے بعد کئی سالوں تک بغیر استعمال کے بند رہی تھی۔ مگر ۱۹۱۳ء میں کی سنہ میں پر حضرت حاجی خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری وبہادران جماعت احمدیہ کے سپرد کی گئی تھی۔ اور جس کی تائید اللہ تعالے کے ہاتھ نے یہاں تک کی ہے۔ کہ اس کفرستان میں سے قریباً ہم سفر انسان کفارہ سے بیزاری ظاہر کرکے اسلام جیسے پاک مذہب میں شامل ہوچکے ہیں۔ اللہ تعالے نے ان نومسلم بھائیوں اور بہنوں کو زندہ سلامت رکھے اور استقامت مزید عطا فرمادے۔ آمین۔

قرآن اور حدیث اور تاریخ سے ثابت ہے کعبہ یعنی بیت اللہ شریف پر ایک وقت گذرا ہے۔ کہ وہ ایسے انسانی ہاتھوں میں رہ چکا ہے۔ جو سوءِ تو درکنار بیجے مشرک اور اسلام کے خونخوار دشمن تھے۔ ایک دفعہ حضرت فخر موجودات سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی کلید محافظ سے قبل از فتح مکہ لینی چاہی تھی۔ مگر اس نے انکار کردیا۔ مگر پھر وہ وقت آیا۔ کہ جب فتح مکہ کے وقت اسی محافظ نے ڈر کے مارے بیت اللہ کی کنجی جناب سرکار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں دی۔ مگر حضور نے اسی وقت چابی کو محافظ کے سپرد کردیا۔ اس طرح بیت المقدس پر کئی ایک بار ایسے آڑے وقت گذرے ہیں۔ کہ اس خانہ خدا کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ وہ انسان جو بوجہ کسی سے دشمنی کرتا ہے۔ اور اس کی کامیابیوں کو دیکھ دیکھ کر حسد کرتا ہے۔ اور مارے بغض وکینہ کے اندر ہی اندر جلتا ہے۔ اس کی سینکڑوں مثالیں اس زمانہ میں بدقسمتی سے مسلمانوں میں بھی عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ عام مسلمانوں کا ذکر تو کیا۔ خود احمدی جماعت کے ایک کثیر گروہ کے خلیفہ جی (میاں جی) جن کو اگر ۔۔۔۔ کہا جاوے تو غیبتاً ان کا حرج نہ ہوگا انکی ذات میں حسد وبغض کا بہت مادہ پایا جاتا ہے۔ جو ایک مومن مسلمان اور پھر احمدی کے

واسطے جب سے حضور نے خلافت قادیان کا بیڑا اٹھایا ہے جناب والاشان اسپلے آپ کو بہر فن مولا ثابت کر رہے ہیں لاہور کے پاک ممبران پر ہزار ہا جھوٹے الزام لگائے اور لگوائے۔ ترجمۃ القرآن کو روکنے کے واسطے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر ناکامیاب رہے۔ مقدمات کی دھمکیاں دیں۔ احمدیہ انجمن صدر قادیان کو تہ و بالا کر دیا۔ جنازہ اور نکاح کے مختلف فتاوے جاری کئے۔ اور اپنے کارہائے نامی سے احمدی پبلک کو ایسا خراب کر دیا۔ کہ سادہ ان کے اندھے کی مثل ان کے سب ہی دوستوں کو الہامات۔ رویاء۔ خواب کشوف آنے لگے جن کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پولیٹکل۔ مذہبی دنیا میں کوئی ایسا ... نہیں آتا ہے جس پر آپ نے اپنے خیالات فاسدہ کے گھوڑے کو نہ دوڑایا ہو۔ اس کے شاہد زندہ آپ کے ہاں اخبارات۔ رسائل خطبات فضائل موجود ہیں۔ جو شخص جو رطب و یابس دل میں آکو دا ... ان کے ... بھروا کر فروخت کے واسطے اپنے کارکنوں کے حوالے کر دیا۔ جرمن مانی فتوحات حضرت میاں جی کو ہم علاوہ دوں کے ... حاصل ہوئی ہیں وہ جناب کو ہر وقت مبارک ہوں۔ اگر وہ ... کی سے کام کر رہے ہیں۔ اور غرض اسلام بچا رہے ہیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز ہرگز ضائع نہ کریگا۔ اور اگر وہ ریاکاری سے کام کرکے دنیا کو مبتلا رہے ہیں۔ تو یاد رکھیں۔ ریاکاروں کے واسطے مسیح ناصری اور قرآن اور حدیث اور مسیح محمدی کے فتاوی موجود ہیں۔ ہماری اس تحریر کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ ہم کسی مشنری کی کامیابی پر حسد کریں بلکہ ہماری روز و شب کی دعا ہے۔ کہ اسلام چار دانگ عالم میں پھیلے۔ جھوٹے ادیان مٹ جاویں۔ نور اسلام چمکتا رہے۔ واسطے جو کوششیں دشمنان اسلام کر رہے ہیں۔ وہ بے سود اور ناکارہ ثابت ہوں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ دشمن تباہ ہوں گے۔ اور اسلام کا ماہ جبین جیسا چہرہ ابد تک چمکیگا۔ جیسا کہ قرآن میں وعدہ ہے اے میرے بھائی اور بہنوں۔ اسلام کی نصرت اور کامیابی کے واسطے ہر دم دعا کرتے رہا کرو۔ اگر میاں صاحب جی اور ان کے ہاں کے مشنریوں کو اسلام کی خدمت بجا لانیکا موقعہ نصیب ہو رہا ہے۔ بشرطیکہ وہ ریا سے خالی ہو۔ تو تم بھی خوشی کرو۔ کیونکہ فقط خدا تعالیٰ کی ذات ہی انسان کے اندرونی خیالات کو جانتی ہے اور اگر نری ریا ہی ہے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی آ دیگا۔ کہ سچے مخلصوں کے پاؤں پر ریاکار گرینگے کیونکہ یہ خداوندی قول ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات تمنی ہر ایک انسان کو اس کی راہ میں کچھ نیک کام کی توفیق دیتی ہے۔ خواہ وہ کسی خاص قوم کی بھلائی کے ساتھ وابستہ ہوں یا مخلوق عامہ کے نفع کے متعلق ہوں مثلاً سڑکوں۔ تالابوں۔ شفاخانوں۔ مسجدوں۔ کنوؤں کا آباد کرنا اور بنانا۔ مگر ان مطالب کی اصل غرض جاتی رہتی ہے۔ جب دنیوی نمود کا اظہار شروع ہوتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کرتا ہے۔ کہ یہ مقامات ایسے گروہ کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔ جو کسی حد تک ان کا اہل ہونے کا مادہ رکھتا ہے۔ دیکھو بغداد سے فقط سامرہ تک ۱۹۱۷ء سے قبل ریل تھی۔ جو جرمن تیار کر چکے تھے۔ مگر بعد ازاں ایک ایسا وقت آیا۔ کہ پھر جرمنوں کے ہاتھ سے نکل کر انگریزوں کو مل گئی اور جس سے فائدہ اٹھا کر انگریزوں کو ترک جیسی بہادر نشان قوم کے مقابلے پر ... کرنیکا موقعہ مل گیا۔ اسی طرح دل جمعی رکھیں۔ اور اس وقت کے واسطے دعا کرتے رہا کریں۔ جو احمدی جماعت پر بھی آنے والا ہے۔ جب قادیان کی محترم زمین کو یزیدیوں اور پیر پرستوں سے صاف کرکے اہل اللہ کا قبضہ ہوگا اور وہی وقت ہوگا۔ جب چھوٹے بڑے کئے جاوینگے۔ اور بڑے چھوٹے ہوں گے۔

نوٹ (۱) بغداد سامرہ ریلوے۔ بغداد جرمن ریلوے کا ایک ٹکڑا تھا۔ جس کے مالک جرمن تھے۔

(۲) یزیدی ایک قوم ہے۔ جو موصل کی ولایت میں ملتی ہے۔ یہ لوگ شیطان کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ قادیان کے یزیدیوں سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو اسلام کے پکے دشمن ہیں۔ یا وہ لوگ جو پیر پرستی کے شیدا ہیں۔ اور ان ہی اشخاص کے بارہ میں پیشگوئی ہے۔ جس کا ذکر ازالہ اوہام میں ہے۔ اور وہ وقت ہوگا۔ جب قادیان کی حرمت بوجہ تخت گاہ مسیح موعود علیہ صلوٰۃ چار دانگ عالم میں ہوگی۔ اور خود قادیان ایک بڑا شہر ہوگا جس کا محیط چند میلوں کا ہوگا۔

اقتباسات

فلسفۂ اسلام

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا وہ خطبہ جو انہوں نے ڈاکٹر رودس صاحب پرنسپل رنگون کالج کی زیر صدارت ایڈمنسٹس ہال میں فرمایا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝

ترجمہ اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا ہے۔ پھر ہم ہی نے اس کو حفاظت کی جگہ (یعنی عورت کے رحم میں) نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم ہی نے نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم ہی نے لوتھڑے کی بندھی بوٹی بنائی۔ پھر ہم ہی نے بندھی بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت چڑھا۔ پھر آخر ہم ہی نے اس کو (گویا بالکل) دوسری ہی مخلوق (کی صورت میں) بنا کھڑا کیا۔ تو (سبحان اللہ) خدا بڑا ہی بابرکت ہے۔ جو سب بنانے والوں میں بہتر (بنانیوالا ہے) سورۃ المومنون۔ رکوع آیت ۱۱۔ ۱۲۔

آج کے لیکچر کے مجوزین نے جو مضمون تجویز کیا ہے وہ اتنا بسیط اور اس قدر مختلف پہلو اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس پر کما حقہٗ کچھ کہنے کے لئے یہ وقت جو مجھے دیا گیا ہے کسی صورت میں کافی نہیں۔ اس مضمون کی مختلف شاخیں اور خدا کی کتاب یعنے قرآن نے اپنی ہمہ گیر تعلیم میں کسی کو نہیں چھوڑا۔ بہرحال میں اسلامی نکتہ خیال سے دو تین امور پر برعایت اختصار روشنی ڈالتا ہوں۔ انسان کی ابتدا اور اس کا انجام یعنی معاد کس چیز سے انسان نکلا۔ اور وہ کونسی منازل ارتقا ہے جن میں بلوغت انسانیت کے مقاد تک پہنچنے کے لیئے ہم نے گذرنا ہے۔ آیات بالا میں قرآن نے ان امور پر بحث کی ہے۔ انسان جس سے مراد اس کا جسم ہی نہیں۔ بلکہ روح بھی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ مجموعہ جسم و روح پر عائد ہوتا ہے۔ سلالہ طین سے نکلا یعنے انسان کا جسم اس کی روح اور ان دونوں کے کل قوائ جواہر ارضیہ سے کشید کئے گئے ہیں۔ زمین کی کل مخفی طاقتیں نطفہ انسانی میں آجمع ہوئیں۔ اور اس جوہر حیات انسان نے اپنے نشو و نما کے لیئے رحمی دنیا میں جا قیام کیا۔ یہاں یہ بڑھتا بڑھتا تکمیل جسم تک پہنچ گیا۔ بطن مادر میں جب ہاتھ کان ناک دل دماغ سب بن گئے۔ تو بلوغت یا ارتقا کی ایک نئی منزل پیدا ہوگئی۔ ثم انشانہ خلقاً آخر۔ وہ منزل منزل ادراک ہے۔ یعنی انسان میں نفس مدرکہ پیدا ہوجاتا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ بیرونی چیزوں کا احساس و ادراک کرتا ہے یہی چیز اس کے فہم و علم کی بنیاد ہے۔ انسانیت کی یہ منزل بلوغت ان تمام منازل سے مختلف ہے۔ جو آجکل کے معلومہ نکتہ آغاز سے اس حد تک نفس انسان نے طے کیں۔ ایتھری ذرات کا ملکر برقی ذرات پیدا کرنا۔ برقی ذرات کا نئی ترکیب پر سالمات میں متشکل ہونا سالمات سے عناصر اور عناصر کا ایک تنظیم (آرگینک) ترکیب میں جوہر حیات حاصل کرنا اور اس حالت سے آہستہ آہستہ چند مدارج کے بعد حالہا ئے دماغ کا پیدا ہونا۔

الغرض کرہ ارضی مختلف شکلوں اور استحالوں میں گذرتا ہوا۔ اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ جسم انسانی میں ایک اور خون اور گوشت کے کرہ میں متشکل ہوگیا۔ وہ خون اور گوشت کا کرہ قلب حیوانی ہے۔ مگر ان دو کروں کی کیفیات میں فرق ہے۔ کہ کرۂ ارضی میں جو کچھ بشکل جسمانیات تھا۔ لوہا سونا۔ چاندی اور دیگر معدنیات و فلزات نباتات وغیرہ وہ سب کے سب اس کرہ لحمی یعنی قلب انسانی میں بشکل ادراکیات آجمع ہوئے ہیں۔ یعنی ان ہی چیزوں نے جو کرۂ ارض میں موجود ہیں۔ اپنی مادی کیفیت چھوڑ کر ذہنی۔ علمی۔ ادراکی کیفیت کو کرۂ لحمی میں آحاصل کیا۔ اور یہاں ان کا نام جذبات حیوانیہ ہوائے نفس۔ خیالات ارضیہ ہوگیا جن کو بحیثیت مجموعہ مدرکہ حیوانی کہتے ہیں۔ یہ نفس مدرکہ ہر ایک حیوان اور ایسے ہی انسان میں ہوتا ہے فرق اس قدر ہے۔ کہ مدرکہ حیوانی جس میں کہ جذبات و خواہشات ہی ہوتی ہیں۔ وہ نہ تو کسی تادیب و تہذیب کی اہلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ نہ کوئی اور ترقی اس کے آگے ہے۔ لیکن مدرکہ انسانی جو بوقت پیدائش مدرکہ حیوانی سے ملتا جلتا ہے۔ اور نفس انسانی کی اس حالت کا نام قرآن کریم نے نفس امارہ رکھا ہے۔ اپنے اندر تہذیب تعدیل اور ترقی کی استعداد رکھتا ہے یہی جذبات انسانیہ تربیت پاکر خلق سیرت حسنہ اخلاق فاضلہ خیالات علیہ عقلیہ ذہنیات اور روح بن جاتے ہیں۔

اگر فلسفۂ اسلام میں انسان کو عالم صغیر کہا گیا ہے۔ تو اس لیے نہیں کہ جس طرح اکمل کائنات میں کرۂ ارضی ہے۔ اسی طرح جسم انسانی میں قلب انسانی کرۂ ارضی کی شکل و صورت میں قائم ہے۔ بلکہ اس لیئے بھی کہ زمین کے کل جوہر اور خواص قلب انسانی میں موجود ہیں فرق یہ ہے۔ کہ وہاں ان کی کثیف شکل ہے۔ یعنے وہاں وہ عالم مادیات میں ہیں یہاں جوہروں نے لطیف شکل اختیار کر لی۔ اور وہی جوہر ادراکیات میں آگئے۔ یہ موقع نہیں کہ میں اس امر خاص پر روشنی ڈالوں۔ صرف مثال کے طور پر اپنے ما فی الضمیر کو آپ کے دل تک پہنچانے کے لیئے اس طرح کہتا ہوں۔ کہ انسانی اخلاق میں ایک ہی چیز کا نام ہٹ ہے جو ایک امر مذموم ہے اس کی شکل محمود کا نام استقامت ہے۔ یہ ہٹ اور استقامت عالم ملکوت میں ان دو چیزوں کے قائم مقام ہیں جو عالم مادیات میں چٹانی کنکر اور فولاد کہتے ہیں۔ ایسا ہی کرۂ ارضی میں کا سونا اگر کرۂ لحمی میں آکر علوہمتی بن جاتا ہے۔ تو وہاں کی چاندی قلب انسانی میں ملائمت طبع پیدا کر رہی ہے۔

الغرض اگر مختلف سالمات اور عناصر مثلاً ... کاربن بائیڈروجن آکسیجن۔ فاسفورس۔ کرۂ ارضی میں نباتات۔ معدنیات۔ پھل پھول پیدا کر دیتی ہیں۔ تو یہی چیزیں قلب انسانی میں مختلف جذبات و ہوا و ہوس کا موجب ہوجاتی ہیں۔ جس طرح زمین کے شکم میں مختلف دھاتیں بشکل فلزات ہوتی ہیں جن کو پاک صاف کرکے ہم لوہا۔ سونا۔ چاندی۔ تانبا وغیرہ چیزیں پیدا کر لیتے ہیں۔ اسی طرح قلب انسانی کے فلزات ہمارے جذبات ہوا و ہوس خواہشات نفس ہیں۔ ان کو پاک و صاف کرکے اور تربیت و تعدیل دیکر مکارم اخلاق پیدا کر لیتے ہیں جن سے انسان میں سیرت حسنہ پیدا ہوجاتی ہے۔ کسی کتاب قرابادین کا اگر ہم مطالعہ کریں۔ تو بعض خوراک اور بعض ادویات کا تعلق بعض اخلاق انسان سے نظر آتا ہے۔ انسان کے جگر کو جذبۂ غصہ سے تعلق ہے۔ جگر کے بے اعتدال ہوجانے پر انسانی طبیعت میں رنج تلخی بات بات پر بگڑنا پیدا ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ایک مریض یرقان کی طبیعت میں غصہ بڑھ جاتا ہے اصلاح جگر سے اصلاح مزاج ہوجاتی ہے۔ ادویات تو ہم جگر کو اعتدال پر لانے کے لئے کھاتے ہیں لیکن نتیجتاً جذبۂ غضب بھی کھوئے ہوئے اعتدال کو واپس لے لیتا ہے۔ عربی زبان نے جگر اور غصہ کے لئے ایک ہی لفظ کبد تجویز کرکے ایک اشارہ کیا کہ جگر اور غصہ جوہر میں ایک ہیں۔ ایک مادی شکل میں اور دوسرا ادراکی شکل میں۔ (باقی آئندہ)

مراسلات

النبوۃ فی الالہام پر نظر

(از قلم جناب مرزا نادر علی صاحب پشاوری)

گذشتہ پیوستہ

قاضی صاحب نے اعجاز احمدی کا حوالہ بہت دیا ہے۔ اس لئے ہم بھی ایک آدھ حوالہ اس کتاب سے پیش کرتے ہیں۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جاوے۔ تو امان اٹھ جاتا ہے۔ اور شک بڑھ جاتا ہے۔ کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعوے میں ہی دھوکا کھایا ہو۔ یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں۔ وہ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔ . . . . جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارہ میں بٹھایا جاتا ہے۔ وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ . . . . نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ اور اس میں اسقدر تواتر ہوتا ہے جسمیں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔

(صفحہ [illegible] و [illegible] اعجاز احمدی)

جناب قاضی صاحب بتلا دیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے منصب اور دعوے کے متعلق نزدیک سے بتایا گیا یا دور سے خدا تو کہتا ہے۔ یا الہام الٰہی وہ کہتا ہے۔ اس سے مراد محدث ہے۔ [illegible] سال تک یہ منصب نزدیک سے بتایا گیا کہ العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد [illegible] سال تک وہ اس وقت شک و تاویل میں مبتلا رہے [illegible] نبوت کا لفظ کاٹ کر محدثیت کا لفظ اس کی [illegible] سے حقیقی نبوت نہ سمجھو [illegible] [illegible] الہام میں [illegible] [illegible] لفظ یا ایہا النبی کا خطاب [illegible] یا نبی اور رسول کے الفاظ [illegible] صاحب الوحی [illegible] [illegible] [illegible] الفاظ مجاز اور استعارہ کے طور پر خدا کے الہام میں [illegible] [illegible] انجام آتھم [illegible] حضرت مسیح موعود [illegible] [illegible] (انجام آتھم صفحہ ۲۷)

قاضی صاحب رسالے لکھنے کی بجائے [illegible] علم اور معرفت [illegible] حضرت صاحب کی کتابیں معرفت [illegible] [illegible] ان میں نظر کریں۔ [illegible] [illegible] [illegible] زیادہ درد [illegible] اختصار کیا گیا۔

(خاکسار نادر علی از پشاور)

تحریف القرآن فی القادیان کا ایک نمونہ

(از مولوی محمد یمین صاحب داتوی)

علمائے قادیان نے مل ملا کر زیر نگرانی جناب میاں محمود احمد صاحب قرآن شریف کے پارہ اول کی تفسیر شائع کی ہے۔ اس میں علمائے قادیان نے جو جو حقائق و معارف کے دریا بہائے ہیں۔ ان میں سے ایک بطور نمونہ درج ذیل کر کے اس پر کچھ مختصر سا عرض کر کے محمودی امت سے جواب باصواب کا خواستگار ہوتا ہوں۔ وھو ہذا:

قولہ - والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون پ سورہ اول تفسیر ما انزل الیک میں اس وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور ما انزل من قبلک میں اسی وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو دیگر گذشتہ انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور الآخرۃ میں اس وحی کا کیا گیا ہے۔ جو پیچھے آنے والی ہے گویا یہاں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ توراۃ انجیل وغیرہ صحف انبیائے سابقین اور قرآن شریف اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات کا خلاصہ مطلب توراۃ زبور۔ انجیل وغیرہ اور قرآن شریف اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات بلحاظ کلام اللہ ہونے اور ان پر ایمان لانے کے برابر سمجھے گئے ہیں جس طرح توراۃ انجیل زبور قرآن پر ایمان نہ لانے والا پکا کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے ویسا ہی حضرت مرزا کے اس اخیری وحی پر ایمان نہ لانے والا پکا کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے مختصراً دیکھو ترجمۃ القرآن قادیان کا حاشیہ صفحہ [illegible]۔

ان سطور میں حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو قرآن شریف کا ہمپایہ قرار دیکر قرآن شریف کی جس قدر ہتک اور تذلیل کی گئی ہے۔ اس کی نظیر بڑے سے بڑے دشمن قرآن کی تحریر میں بھی نہیں ملیگی۔

جن لوگوں نے حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کی تالیفات کو نہیں دیکھا۔ اور نہ کبھی ان کے دربار میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ تو شاید یہ ہی یقین کرینگے۔ کہ یہی تعلیم شاید خود حضرت مرزا صاحب نے دی ہو گی۔ لیکن کلا وحاشا ایسے گندے عقائد کی ان کو خبر تک بھی نہیں تھی یہ خرافات اور تک بندیاں ان کی وفات کے چھ سال بعد محض بغرض قیام خلافت محمودیہ مردانہ تراشی جاتی ہیں۔ حضرت اقدس جناب مسیح الزمان و مہدی دوران نے یہی فرمایا ہے کہ میری وحی جو مخالف قرآن و حدیث ہو وہ ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ بلکہ وہ قابل رد ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

یکلمنی فیصف من القرآن او الھمت من الرحمن نقبلت علی شریطۃ الصحت والصواب والسمت . . .

. . . . وان کان الالہام خالف ذالک علی فرض المحال فنبذنا کلہ من ایدینا کالمتاع الردی ومادۃ السعال (کھنگار) وآمنا بمعانی ارادھا اللہ والرسول الکریم (حدیث)

دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱ اور ضمیمۃ النبوۃ فی الاسلام کا صفحہ ۳۴۔

اگر حضرت مرزا صاحب (الآخرۃ) سے مراد اپنے الہامات سمجھتے تو وہ تو کبھی یہ نہ لکھتے۔ کہ میں اپنے الہامات کو قرآن شریف اور حدیث پر عرض کرتا ہوں۔ اور بشرط صحت یعنی موافقت قبول کرتا ہوں۔ ورنہ میں اپنے الہامات کو ایک ردی چیز اور کھنگار کی طرح پھینکدونگا۔ کیونکہ محمودی ترجمہ کی رو سے تو مرزا صاحب کے الہامات قرآن شریف سے مساوی درجہ پر ثابت ہو گئے۔ پس قرآن شریف کا کیا حق ہے کہ وہ اپنے قرآن جیسے صحیح لاریب فیہ وحی کو رد کر سکے بلکہ مرزا صاحب کے اس آخری وحی کا حق ہے کہ وہ اپنے سے پہلے وحی کو ادا کر دے۔ جیسا کہ قدیم سے یہ طریق جاری ہے۔ کہ پیچھے آنے والی وحی پہلی کسی نبی کی وحی کو بصورت اختلاف رد کر دیتی رہی ہے

فتدبروا لاتکونون من الغافلین العمین۔

ایک اور بات بھی قابل غور ہے میاں صاحب اپنی کتاب انوار خلافت میں صفحہ ۶۲ و ۶۵ میں لکھتے ہیں۔ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں۔ ہزاروں نبی ہونگے۔ . . . . دنیا میں جب ضلالت پھیلتی ہے۔ تو نبی کیوں نہیں آ سکتا۔ نبوت رحمت یا زحمت اگر رحمت ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بند کیوں ہو گئی۔ آپ کے بعد تو زیادہ ہونی چاہئے۔ اور رسالۃ النبوۃ فی القرآن، تبلیغ، دانشمند وغیرہ میں عقیدہ ختم نبوۃ کو کفار قدیم فرعون وغیرہ کا عقیدہ قرار دیا گیا ہے۔

اس پر محمودی امت سے یہ سوال ہے کہ آیۃ متذکرہ بالا میں تو صرف تین وحیوں کا ذکر ہے۔ انبیائے سابقین کی وحی اور نبی کریم کی وحی اور جناب مرزا صاحب کی وحی کا۔ پس اب بقول محمودی امت کے یہ ہزاروں ہزار انبیا جو قادیان میں پیدا ہونگے۔ ان کی وحیوں کا ذکر تو اس آیۃ میں ہے نہیں۔ کیونکہ یہ جیسے کہتے ہیں کبھی سینکڑوں ہو کر ان کی تعداد ہزاروں بلکہ لاکھوں تک پہنچتی ہے پس انبیائے جدید کے وحیوں پر ایمان لانا فرض ہوگا یا نہ اگر ہوگا تو کس ثبوت سے اگر نہیں تو پھر ان انبیا کی وحیوں کا کیا کیا جاویگا۔ کیا ہزاروں انبیاء کے وحیوں پر ایمان نہ لا کر محمودی امت مسلمان کہلا سکیگی۔ پھر جب ہزاروں انبیاء اور آنیوالے ہیں۔ تو ان ہزاروں ہزار آنے والوں سے پہلے حضرت مرزا صاحب کی وحی کو کس منطقی قاعدہ سے رو سے آخری وحی کا مصداق قرار دیا جاتا ہے۔ بقول امت محمودیہ حضرت مرزا صاحب تو ہزاروں انبیاء سے پہلے کے نبی ہونگے بلکہ یہ تو ابوالانبیا ہوئے۔ کیونکہ آئندہ جو انبیا ہونگے وہ محمودی امت میں سے ہونگے۔ پس ہزاروں انبیاء سے پہلے نبی کے پہلی وحی کو آخری وحی کیوں اور کس دلیل سے کہا جاتا ہے۔

کیا دنیا کی کسی اور لغت میں بھی اول کے معنے الآخر کے لکھے ہیں۔ یا کہ یہ صرف قادیان کی نئی ڈکشنری کے باب لغات الاضداد ہی میں لکھا ہے۔ الآخرۃ سے اگر اخیری وحی ہی مراد ہے تو یہ وحی اس نبی کی ہوگی۔ جناب سے اخیری دنیا پر آئیگا جس کے بعد دنیا پر پھر اور کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور دنیا کا خاتمہ ہو جاویگا۔ منکرین ختم نبوۃ کے عقیدہ جدید کے مطابق نہ تو حضرت مرزا صاحب اخیری نبی ہوئے اور نہ ہی ان کی وحی اخیری وحی ہو سکتی ہے۔ پس سچ سچ بتاؤ۔ کہ تمہارا یہ ختم نبوۃ کا انکار تمہارا جو ہے اس خود ساختہ نبوۃ کو اڑا دیتا ہے یا نہ سچ ہے۔

دروغ گو را حافظہ نباشد۔ باقی آئندہ

محمودیوں کا دیوانہ محمد یمین داتوی۔ ہزاروی

بقیہ مضمون صفحہ ۲ کالم ۲

سب متفق ہیں۔ اور سب ملکر ان کے خلاف کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں جیسا کہ یہاں ہم لوگ کر رہے ہیں۔

مولویوں میں جوت پیزار

اگرچہ ایک دوسرے کو کافر و مرتد قرار دینے والوں کا حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اکٹھا ہونا الکفر ملۃ واحدہ کے ماتحت کوئی عجیب بات نہ تھی لیکن خدائے تعالےٰ عز اسمہ نے اسی جگہ اور اسی موقعہ پر جہاں یہ دعویٰ کیا گیا اپنی قدرت کاملہ سے دکھا دیا۔ کہ یہ لوگ تحسبہم جمیعا و قلوبہم شتیٰ کے پورے پورے مصداق ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف وہ وہ حرکات کیں۔ کہ جن کو دیکھ کر ہر ایک عقلمند اور شریف انسان ان کی حالت پر افسوس اور ماتم کر رہا تھا۔

بوپڑی کی گت

۹ ارتاریخ رات کو مولوی محمد علی بوپڑی کے لیکچر میں تہذیب و شرافت اور علم و فضل کا جو نمونہ ان لوگوں نے دکھایا۔ اس میں سے کسی قدر ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بوپڑی صاحب نے عجیب و غریب انداز میں جب اپنے لیکچر کو بہت زیادہ لمبا کر دیا۔ تو ایک دوسرے مولوی نے جس کا اس کے بعد لیکچر تھا۔ اپنے آپ کو محروم رہتے دیکھکر لیکچر بند کرانا چاہا۔ بوپڑی صاحب کو کہا گیا کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ لیکچر ختم کر دیں۔

بوپڑی۔ مجھے یہاں کے پریزیڈنٹ اور سیکرٹری نے وعظ کہنے کے لئے کہا ہے۔ میں ابھی ختم نہیں کر سکتا۔ سٹیج پر سے آوازیں اب بھی سیکرٹری اور پریزیڈنٹ ہی آپ کو روک رہے ہیں۔ آپ رک جائیں۔

بوپڑی۔ مجھے مولوی ثناء اللہ نے کہا ہے۔ کہ رات کا وقت تمہارا ہے۔ اور تمہیں اختیار ہے کہ جتنی دیر چاہو بیان کرتے رہو۔ اس لئے میں بند نہیں کرونگا۔ روکنے والے آپ کو جلسہ کے منتظم کہ رہے ہیں۔ کہ آپ لیکچر بند کر دیں۔

بوپڑی۔ میں حضرت عیسےؑ کا حال بیان کر رہا تھا۔ کیا وہ آپ لوگوں کو برا لگا ہے۔ کہ روکتے ہیں۔ اگر کسی کو برا لگا ہے تو بتا دیجئے۔ میں نے کیا غلطی کی ہے اور سنو! یہ کہکر مولوی صاحب نے پھر اپنا لیکچر شروع کر دیا۔ سامعین میں سے مولوی صاحب یہاں دور دور سے علما آئے ہیں۔ اور ہم سب کا مزہ چکھنا چاہتے ہیں۔ آپ لیکچر بند کر دیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۱۴ چہار شنبہ مورخہ ۹ شعبان مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۲۷ء نمبر ۸۰

قرآن کریم اور کلیات وید

قرآن کریم مسئلہ تناسخ کو بیخ و بن سے اکھاڑتا ہے:۔

وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر وما لھم بذلک من علم ان ھم الا یظنون ۝ واذا تتلیٰ علیھم اٰیاتنا بینٰت ما کان حجتھم الا ان قالوا ائتوا باٰبائنا ان کنتم صٰدقین ۝ قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم الیٰ یوم القیامۃ لا ریب فیہ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون ۝ وللہ ملک السمٰوٰت والارض ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یخسر المبطلون ۝ وتریٰ کل امۃ جاثیۃ کل امۃ تدعیٰ الیٰ کتٰبھا الیوم تجزون ما کنتم تعملون ۝

(ترجمہ) اور کافر کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہماری زندگی اسی دنیا کی زندگی ہے۔ ہم مرتے ہیں اور (اسی دنیا میں) زندہ ہوتے ہیں۔ اور ہم کو ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ (کال آجاتا ہے) حالانکہ ان کو اس کا کچھ بھی علم نہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اٹکل بازی سے کام لیتے ہیں۔ اور جب ان پر ہماری کھلی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ تو ان کی حجت بازی اس کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کی شہادت پیش کرو۔ ایسے لوگوں کو یہ جواب دیدو کہ اللہ تعالےٰ تم کو زندہ کرتا ہے۔ اور پھر تم کو مارے گا۔ پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کریگا بلاشبہ کوئی شک کی بات نہیں۔ مگر اکثر لوگ بیوقوفی سے اس کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ ہی کی ملکیت آسمان اور زمین ہیں جس دن وہ قیامت کی ساعت قائم ہوگی۔ اس دن باطل پرست خائب وخاسر ہوں گے۔ تو اس دن ہر ایک قوم کو خدا کے حضور گری ہوئی دیکھے گا۔ ہر ایک قوم کو اس کے اعمال کی کتاب کی طرف بلایا جائے گا۔ یہی وہ دن ہے کہ جس دن تم اپنے کئے کا بدلہ پاؤ گے (قرآن کریم سورہ جاثیہ)

وید مقدس اور اسلام کے دلاویز عنوان کے ماتحت آریہ گزٹ کی اشاعت ماضیہ میں کوئی صاحب مہاشہ آتما نند واچسپتی کہ جنہوں نے (بقول خود اسلام اور ویدک دھرم کا آزادانہ طور پر مطالعہ کیا ہے) ناصح نادان بن کر مسلمانوں کو یہ دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ اسلام مسئلہ تناسخ کو مانتا ہے ہم نہ صرف اس مدعی علم وفضل کو بلکہ آریہ سماج کے کل سنیاسیوں پنڈتوں کالجوں کے پرنسپلوں اور انجمنوں کے پریذیڈنٹوں کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج دیتے ہیں۔ کہ تناسخ جیسے لغو اور بیہودہ مسئلہ کی تردید نہ صرف دنیا جہان کا ذرہ ذرہ زبان حال سے کر رہا ہے۔ بلکہ خود مجموعہ حاضرہ وید کا نصف سے زیادہ حصہ اس مسئلہ کو باطل اور اٹکل بازی ثابت کر رہا ہے۔ چاروں ویدوں کے کسی منتر میں بھی تناسخ کے ذریعہ انسانی اعمال کی جزاء سزا کا ملنا بیان نہیں کیا گیا۔ اگر آریہ سماج کے اندر کوئی مدعی علم موجود ہے۔ تو وہ مرد میدان بن کر اپنی قلم کو جنبش دے۔ اور وید میں سے تناسخ کا دعوےٰ اور دلائل بیان کرے۔ اخبار پیغام صلح کے کالم ایسے شخص کے لئے ہر وقت کھلے ہوئے ہیں ہم بڑی خوشی سے ان کے مضامین کو تمام وکمال اپنے اخبار میں شائع کریں گے۔ وہاں ان کے جواب دیں گے۔

ودیا واچسپتی کا پہلا جھوٹ:۔ پنڈت راجا رام جی کا مرزائیوں سے تعلق اور مرزا بشیر احمد قادیانی سے خصوصاً تناسخ پر ثبوت اور حوالہ مانگنا روز روشن میں چراغ کی تلاش ہے۔ معلوم رہے کہ مرزائی فرقہ اسلام کے ہادی مبارک جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے تئیں مسیح موعود ،، کرشن ثانی ،، اور گورو گوبند سنگھ ثانی ہونے کا دم بھرتے تھے۔ اور اقرار بھی کرتے تھے۔ لیکن یہ اقوالات تب ہی درست ہوسکتے ہیں جبکہ حضرت مسیح موعود یوگیشر کرشن اور کلغی دھر گورو گوبند سنگھ مہاراج کی ارواح بذریعہ تناسخ ان کے قلب مبارک میں عود کرائی ہوں۔ اور یہی تناسخ کا زبردست ثبوت مرزائی ..... بھائیوں کے لئے کافی سے زیادہ ہے ٭

روز روشن میں بدو دیا کا چراغ لیکر تلاش کرنیوالے (ر) مدعی علم کے علم وعقل پر بہت افسوس آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے گورو گوبند سنگھ ثانی ہونے کا کبھی دعوےٰ نہیں کیا۔ اگر انہوں نے جان بوجھ کر آریوں کو دھوکا نہیں دینا چاہا۔ اور اپنے مذہب کے مؤسس اول کی طرح دھرم کی خاطر جھوٹ بولنے کو اچھا نہیں سمجھا۔ تو وہ (ر) کا حوالہ پیش کرے۔ یہ کہنا کہ انہوں نے چونکہ کرشن ثانی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ لفظ ثانی خود پکار کر کہہ رہا ہے کہ کرشن اول اور ہے۔ اور ثانی اور۔ کیا جارج اول۔ دوم سوم۔ چہارم۔ اور پنجم کے یہی معنے ہیں کہ یہ سب ایک ہی روح کی مختلف جونیں ہیں۔ سنو جس طرح کسی کا نام ارجن دیو۔ بھیشم پتامہ۔ دیانند۔ اور رستم زمان رکھدینے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ان کی ارواح ان لوگوں کے اندر آگئی ہیں۔ یا آجائیں۔ بلکہ مقصد صرف اس قدر ہوتا ہے۔ کہ ان جیسے کمال اور صفات اس کے اندر پیدا ہوں۔ اسی طرح جس شخص کے اندر کرشن اور مسیح جیسی خوبو پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ خدا کی درگاہ سے کرشن اور مسیح کا خطاب پاتا ہے۔

ودیا واچسپتی کا دوسرا جھوٹ:۔ ودیا واچسپتی نے دعوےٰ کیا ہے کہ انہوں نے اسلام کا آزادانہ مطالعہ کیا ہے۔ اور یہ مضمون ان کے اپنے نتائج افکار کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ یہ ایسا ہی بیہودہ دعوےٰ ہے کہ جیسا سوامی دیانند کا۔ کہ میں نے جس ترجمۂ قرآن پر اعتراض کئے ہیں وہ مولویوں کا کیا ہوا ہے۔ ہم آریہ سماج کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنے گرو جی کی لاج رکھنے کے لئے مقدور بھر کوشش کرکے بتلائیں کہ ان کا ترجمہ کن ہندوستانی مولویوں کے کئے ہوئے ترجمہ کے مطابق ہے۔ ودیا واچسپتی نے کوئی تحقیقات اسلام کے متعلق نہیں کی اور نہ یہ مضمون ان کا اپنا مضمون ہے۔ بلکہ لیکھرام کی پہلی کے حوالے ہی آگے پیچھے کرکے پیش کئے گئے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والوں کو پتہ نہ لگ جائے کہ یہ نقل ہے۔ دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۰ تا ۸۲

ودیا واچسپتی کا تیسرا جھوٹ:۔ کہ اسلام کے بہت سے فرقے تناسخ کو مانتے ہیں۔ یہ بھی صریح جھوٹ ہے۔ تحقیق ان کتابوں کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ ایران کے پارسی اور زردشتی مذہب میں سے (جو آریوں کے وسط ایشیا میں سگے بھائی تھے) جن لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام کی مکمل تعلیم نہ پہنچنے کے زمانہ تک وہ اپنے سابقہ عقاید پر قائم رہتا۔ جو قوم ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرتی ہے۔ وہ پہلے ہی دن سے نئے مذہب کی کلیات اور جزئیات سے واقف نہیں ہوجاتی وہ اپنے سابقہ عقاید کو آہستہ آہستہ علم حاصل کرکے چھوڑتی رہتی ہے جن شیعہ فرقوں کا نام دیا گیا ہے ان کی نسبت یہ بھی بتایا جائے کہ وہ آجتک فلاں جگہ موجود ہیں۔ اور ان کے عقاید اب بھی وہی ہیں۔ کتاب ملل والنحل شہرستانی کی ہمارے ہاں موجود ہے۔ اس میں ان فرقوں کا ذکر ماضی کے صیغوں میں کیا گیا ہے۔ نہ حال کے صیغوں میں۔ کبھی شروع قبول اسلام میں ایسے کچھ لوگ ہوں گے جو اسلام کی تعلیم سے ناواقف تھے۔ بالفرض اگر اسلام میں کچھ ایسے ہی مجہول لوگ ہوں۔ کہ جو قرآن کریم کی صریح آیات کا انکار کرکے تناسخ جیسے بیہودہ مسئلہ کے قائل ہوں۔ تو اس سے تناسخ کی صداقت کس طرح ثابت ہو جائیگی۔ یہ ایک ایسا غلط اصول ہے کہ اس کو مان کر ہر ایک مذہب کی صداقت معرض خطر میں پڑجائیگی۔ کیا وید ماننے والوں کا اکثر حصہ بت پرست نہیں۔ کیا ہندوؤں میں ترمورتی کے قائل نہیں پائے جاتے؟ اس بنا پر اگر ایک عیسائی آپ کو تثلیث کی دعوت دے کہ چونکہ تمہارے مذہب کا اکثر حصہ ترمورتی کا قائل ہے۔ اس لئے تثلیث کا عقیدہ صحیح اور تم سب کو قبول کرلینا چاہئے کیا روح اور مادہ کو سناتن دھرم اسلام کی طرح خدا کی مخلوق نہیں مانتا؟ تو کیا آریہ سماج اس عقیدہ کو اور نیوگ کو کہ جس پر تمام دنیا لعنت برسا رہی ہے چھوڑنے کو تیار ہے؟

ودیا واچسپتی کا چوتھا جھوٹ:۔ پنڈت صاحب نے سرخی تو وید مقدس اور اسلام جمائی۔ اور دوران مضمون میں حرام ہے جو کہیں سے تناسخ کے بارے میں کوئی ثبوت پیش کیا ہو۔ وید تو رکھے طاق پر اور لوٹ پڑے اسلام پر۔ وہ زمانے چلے گئے۔ جب مسلمان صرف تمہارے حملوں کا جواب دیا کرتے تھے۔ اور تمہارے وید معرض بحث میں نہیں آتے تھے۔ اب خدا کے فضل سے وید کا بھید جاننے والے لوگ مسلمانوں میں موجود ہیں سب سے پہلے ہمارا یہ مطالبہ ہوگا کہ ہمیں اس مسئلہ کے متعلق وید سے کچھ سناؤ۔ اور یہ بھی سناؤ کہ وہ اس مضمون کو کس دیوتا کی تعریف میں اور کس سُر میں گاتا ہے۔ کیونکہ مذہب کے اصول کسی مدھم سُر میں نہیں ہونے چاہئیں۔ بلکہ اونچے سُر اور بیّن الفاظ میں ہونے چاہئیں ٭ (باقی دارد)

ترجمۃ القرآن اردو

انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت پر کثرت سے احباب نے اس بات کی خواہش کی کہ اردو ترجمہ وتفسیر بھی اسی طرز پر شائع کی جائے۔ چنانچہ حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب نے احباب کے اصرار سے اس کام کو شروع کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس وقت تک ایک بڑے حصہ کی تکمیل کرچکے ہیں۔ پہلا ارادہ تھا کہ انگریزی کی طرح اردو ترجمۃ القرآن بھی اکٹھا ایک ہی جلد میں شائع ہو۔ مگر شائقین نے اصرار کیا کہ اس کی اشاعت ایک ایک پارہ کرکے ہوتی رہے۔ اور اس میں یہ بھی فائدہ نظر آیا کہ شائقین کے لئے بھی یہ سہولت رہے گی کہ وہ ساتھ کا ساتھ پڑھتے رہیں گے۔ اور اقساط وار نکلنے کی وجہ سے ادائیگی قیمت میں بھی کم استطاعت احباب کو آسانی ہوگی۔

پہلے خیال تھا کہ جنوری میں پہلا پارہ شائع ہوسکیگا۔ مگر کاتب کی ناسازی اور بعض دوسری دقتوں سے اب تک پہلا پارہ شائع نہ ہوسکا۔ اب چونکہ یہ پارہ مطبع میں جاچکا ہے۔ امید ہے انشاء اللہ ماہ مئی میں شائع ہوجائیگا۔ اور آئندہ ہر ماہ ایک پارہ بالترتیب نکلتا رہے گا۔

کل تفسیر کا اندازہ [illegible] سائز کے ۲۰۰۰ - اور ۲۵۰۰ صفحات کے درمیان ہے۔ اور ہر ایک پارہ کی قیمت اس کے حجم کے لحاظ سے قریباً ایک سو صفحہ فی روپیہ کے حساب سے ہوگی۔ [illegible] اس کے علاوہ جو خریدار ہونگے جن احباب نے اپنے نام رجسٹر کروائے ہیں۔ انکو ایک پارہ تیار ہونے پر فوراً وی پی بھیجا جایا کریگا۔ جو احباب یکمشت پیشگی قیمت ادا کردیں۔ انکی سہولت کیلئے انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ جو صاحب دس روپیہ پیشگی دیں۔ انکا نام باقاعدہ خریداروں میں درج ہوکر اصل قیمت پر ہر ایک پارہ جیسا شائع ہوگا بھیجا جائیگا۔ جب قریب قریب یہ رقم ختم ہوجائیگی۔ تو اسی قدر مزید رقم وصول ہونے پر اسی طرح ہر ایک پارہ ان کو پہنچایا جائے گا۔ علاوہ ازیں جو صاحب بیس روپیہ پیشگی دیں ان کو تمام تفسیر خواہ اس کے صفحات دو ہزار سے زاید ہوں اسی قیمت پر دیجائیگی۔ اور یہ محصول ڈاک بذمہ انجمن ہوگا۔ اگر تفسیر کے صفحات دو ہزار سے کم ہوں۔ تو اس کمی کی قیمت بحساب ایک روپیہ فی سو صفحہ ان کو واپس دیجائیگی۔ شائقین کو چاہئے کہ درخواستیں درج رجسٹر کرالینے میں توقف نہ کریں۔ قرآن کریم نہایت اعلےٰ درجہ کا خوشخط اعلیٰ درجہ کے سفید ولایتی کاغذ پر لفظی مگر بامحاورہ ترجمہ بین السطور نیچے لغت کی پوری تشریح۔ اور ضروری مقامات کی تفسیر مع حوالجات جس کا اندازہ وہ لوگ آسانی سے کرسکتے ہیں جنہوں نے نکات القرآن کو پڑھا ہے۔ مگر نکات القرآن اور انگریزی ترجمۃ القرآن دونوں سے زیادہ بسط وشرح اس تفسیر میں ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ ضروریات حالات زمانہ مخالفین کی مختلف حیثیتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

غرض یہ تفسیر ہمہ صفت موصوف اور مسلمانوں کی ضرورت حقہ کو جو ایک عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی پورا کرنیوالی ہوگی پہلا پارہ ۱۲۰ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ اور اسکی قیمت ۱۲ ہوگی تمام درخواستیں بنام مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور ہونی چاہئیں۔

متفرق خبریں

محصول ڈاک کی نئی شرح قانون مالیات ہند بابت ۱۹۲۱ء کے مطابق محصول ڈاک کی جو نئی شرح مقرر کی گئی ہے۔ اس کا نفاذ ۱۸ اپریل ۱۹۲۱ء سے ہوگا۔ سابقہ شرح میں حسب ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں

خطوط خط جس کا وزن ½ تولہ سے زیادہ نہ ہو (آدھ آنہ)
خط جس کا وزن ½ تولہ سے زیادہ ہو۔ مگر ایک تولہ سے زیادہ نہ ہو (۳ پیسہ)
خط جس کا وزن ایک تولہ سے زیادہ ہو مگر ۲½ تولہ سے زیادہ نہ ہو (ایک آنہ)
ہر زاید ۲½ تولہ یا اس کے لئے (ایک آنہ)

کتاب نمونہ ہر پانچ تولہ یا اس کے جزو کے لئے (آدھ آنہ)

رجسٹرڈ اخبار جسکا وزن ۸ تولہ سے زیادہ نہ ہو (ایک پیسہ)
اخبار جس کا وزن آٹھ تولہ سے زیادہ ہو مگر ۲۰ تولہ سے زیادہ نہ ہو (آدھ آنہ)
ہر زاید ۲۰ تولہ یا اس کے جزو کے لئے (آدھ آنہ)

وی پی رقم جو دس روپیہ سے زیادہ نہ ہو (دو آنہ)
رقم جو دس روپیہ سے زیادہ ہو (چار آنے)
۲۵ روپیہ سے زاید کے لئے (۲۵ روپیہ کی ہر کل رقم کے لئے چار آنہ اور باقی ماندہ کے لئے چار آنہ۔ بشرطیکہ اگر باقی ماندہ دس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ جسکے لئے صرف دو آنہ ہی لئے جاویں گے)

منی آرڈر ہر رقم جو دس روپیہ سے زیادہ نہ ہو (دو آنہ)
ہر رقم جو دس روپیہ سے زیادہ ہو۔ مگر ۲۵ روپیہ سے زیادہ نہ ہو (چار آنہ)
ہر ایسی رقم جو ۲۵ روپیہ سے زیادہ ہو (۲۵ روپیہ کی ہر کل رقم کیلئے۔ چار آنہ۔ بشرطیکہ اگر باقی ماندہ دس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ جس کے لئے صرف دو آنہ ہی لئے جائیں گے)

۱۸ اپریل سے ایک ماہ تک رعایت دی جاتی ہے۔ اگر کسی شئے پر نئی شرح کے لحاظ سے کم محصول لگایا جائیگا۔ تو اس کے لئے صرف کمی وصول کی جائیگی۔ نہ کہ کم محصول کا دگنا۔ تاکہ عوام اس کے بخوبی عادی ہو جائیں

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی شاندار فتح

یونانیوں کو شکست فاش

بروصہ سے پسپائی ۔ لنڈن ۷ اپریل۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار سمرنا سے رقمطراز ہے۔ کہ یونانیوں کو عسکی شہر سے اس لئے پسپا ہونا پڑا کہ ترکوں کی وہاں پر کثیر التعداد فوج تھی۔ اس مقام پر یونانیوں کا شدید نقصان ہوا ہے۔ وہاں کی حالت نہایت خطرناک ہے۔ اور ترک اپنی کثیر التعداد فوج اس محاذ پر لا رہے ہیں۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا بہ نفس نفیس اس جنگ میں شامل ہیں۔ اور یونانیوں پر پے در پے حملے ہو رہے ہیں۔

یونانیوں کے حواس باختہ ہو گئے ۔ لنڈن ۷ اپریل قسطنطنیہ سے اخبار ٹائمز کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے۔ کہ ترکوں نے عسکی شہر کے شمال مغربی جانب قبضہ کر لیا ہے تمام فوج یونانی بدحواسی کے عالم میں پسپا ہو رہی ہے یونانی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اپنی مزید فوج میدان جنگ میں لائیں لیکن پسپائی کا سلسلہ جاری ہے۔ اور مزید کمک اب تک نہیں پہنچی۔

امیر عبداللہ کے خیالات

جورڈن کے خود مختار علاقوں کی مرکزی حکومت لنڈن ۷ اپریل ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قاہرہ رقمطراز ہے کہ فلسطین سے معتبر خبر آئی ہے۔ کہ دریائے جورڈن سے پرے کے علاقے کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ امیر عبداللہ کے ساتھ کچھ انتظام کیا گیا ہے جس سے تمام خود مختار رقبے ایک مرکزی حکومت کے ماتحت ہو جائیں گے۔ عنقریب ایک گورنمنٹ بنائی جائے گی۔ جس میں امیر عبداللہ سے مشورہ لیا جائے گا۔ ایک اعلیٰ برطانی حاکم بطور مشیر کار کے ہوگا۔

فرانسیسی حکمت عملی پر اعتراض یروشلم میں امیر عبداللہ نے ایک ملاقات کے دوران میں شام کے متعلق فرانسیسی حکمت عملی پر سخت نکتہ چینی کی اور کہا کہ اس کے باعث حلب سے لے کر حجاز تک تمام ملک عرب دشمن بن گئے ہیں

امیر عبداللہ نے عراق عرب کے متعلق برطانی ارادوں پر اظہار اطمینان کیا۔ فلسطین میں یہود کی آبادی کے متعلق انہوں نے کہا۔ کہ یہودیوں اور عربوں کی ایک کانفرنس سے مذہبی سیاسی۔ اور اقتصادی تنازع کے خطرات جو یہودی غلبہ کے باعث رونما ہو گئے ہیں رفع ہو جائیں گے

(انگلشمین ۸ اپریل ۱۹۲۱ء)

افغانستان کی جنگی تیاریاں

غازی جمال پاشا کے ارادے

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار مقیم پشاور لکھتا ہے۔ کہ ترکی قاصد جمال پاشا جنہیں ترک احرار کی حکومت نے معاملات مشرقی کے لئے بھیجا۔ اور بعد میں امیر افغانستان نے انہیں کابل میں بلالیا۔ اس وقت کابل میں ان کو پورا پورا اقتدار ہے۔ انہیں افغانستان کے وزیر جنگ کے عہدے پر ممتاز کیا گیا ہے۔ اور انہوں نے جرنیل نادر خان کو بہ افواج افغانستان کا کمانڈر انچیف بنا دیا ہے۔ اناطولیہ اور تاشقند کے بہت سے پناہ گزین ترکوں اور ان روسیوں کو جو انہیں کابل آتے ہوئے راستہ میں ملے فوج میں اعلیٰ اعلیٰ عہدہ دیئے جا رہے ہیں۔

جمال پاشا کی خفیہ چھٹیاں

ایک نیا فوجی کالج کھلنے والا ہے جس میں فوجی ہدایات دینے والے ترکوں اور تجربہ کار فوجی افسروں کو مدعو کیا جائیگا۔ ترک احرار کی حکومت نے انگورا سے پہلی قسط کے طور پر چار افسروں کو بھیجا ہے اور انہوں نے افغانی فوج کو دوبارہ ترتیب دینے کی تیاری شروع کر دی ہے۔ ترکی سفیر متعینہ کابل مصطفےٰ کمال پاشا کے نام بال بال وزیر خارجہ افغانستان اور امیر کابل کی خفیہ چٹھیاں لے کر تاشقند کے راستہ سے انگورا کو واپس چلا گیا ہے۔ اور جمال پاشا کی ہدایات کے مطابق افغان افسروں کا ایک وفد بسر کردگی جرنیل فیض محمد خان کی سرکردگی میں برلن بھیجا جا چکا ہے

سرحد پر افغانی فوجوں کا اجتماع

قابل وثوق ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جمال پاشا نے یہ منظوری حاصل کر لی ہے۔ کہ جلال آباد اور ڈکہ۔ بلکہ لنڈی خانہ تک کی قلعوں کی لائن کو مزید فوجیں اور توپیں بھیجکر مستحکم بنایا جائے۔ جرنیل غلام نبی خان جنہیں عام نگرانی پر متعین ہیں مزار شریف میں بلایا گیا ہے سرحد پر فوجی افسروں کے دستے بھیجے جا رہے ہیں۔ سرحد چترال تک ایک ایسی سڑک بنانے کیلئے جس پر گاڑیاں وغیرہ چل سکیں۔ پیمانہ کرنے کیلئے انجینیروں کی ایک کمیٹی بیٹھنے والی ہے۔

جمال پاشا ڈکہ میں جمال پاشا عنقریب جرنیل نادر خان کے ساتھ جلال آباد سے ڈکہ تک اور دریائے کابل کی حفاظتی لائن کا معائنہ کرینگے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ آپ جلال آباد بامعہ جہاں ملا صاحب کا مقبرہ ہے جسکی اہل قبایل بڑی عزت کرتے ہیں سرحدی قبایل کے ساتھ ایک کانفرنس بھی کرینگے۔ گذشتہ سال میں یہاں اہل قبایل کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں نادر خان نے افغانستان کی حفاظت کے وعدے لئے تھے۔

پھانسی دینے کا نیا طریقہ نیویارک کا ایک تار مظہر ہے کہ دینو کی کونسل نے ایک نیا قانون پاس کیا ہے۔ اور جناب صدر نے بھی اس پر دستخط کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ کہ جن لوگوں کو موت کی سزا دی جائے۔ انہیں ایک کمرہ میں بند کر دیا جائیگا اور کسی رات کے وقت جب کہ وہ سویا ہوگا۔ گیس اس کمرہ میں داخل کر دی جائیگی۔ اور وہ شخص ہمیشہ کی نیند سو جائیگا

سراج گنج کی جیل سے قیدیوں کا فرار ۔ سراج گنج ۔ ۱۱ اپریل۔ یہاں کی جیل سے ابھی ۲۵ قیدی فرار ہو گئے ہیں۔ ۹ اپریل کو سہ پہر کے وقت جب ہیڈ وارڈر نے جیل کا دروازہ کھولا۔ تو یہ قیدی اس پر پل پڑے۔ اور باہر بھاگ نکلے۔ ان میں سے ۸ قیدی فوراً گرفتار کئے گئے۔ باقی ضلع بوگرہ کی طرف فرار ہو گئے ہیں۔ اب تک کوئی مزید گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

مولوی عبداللہ مصری کی گرفتاری ۔ رنگون ۱۱ اپریل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رنگون نے مولوی عبداللہ مصری سے زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری ضمانت طلب کی ہے۔ چونکہ مجسٹریٹ کے خیال میں مولانا نے ایسی تقریریں کی ہیں۔ جو دفعہ ۱۲۴ (الف) تعزیرات ہند کی زد میں آ سکتی ہیں

شراب خوری کے خلاف جہاد

بمبئی ۱۱ مارچ۔ احمد آباد میں ابھی تک شراب کی دوکانوں کی پولیس حفاظت کر رہی ہے۔ پٹھانوں نیز دیگر شہدہ پرواز لوگوں نے گاہکوں سے شراب کی بوتلیں چھین کر توڑنا شروع کر دیا ہے۔ دکانداروں نے اس معاملہ میں حکومت سے التجا کی ہے

حضرو میں ڈاکہ

حضرو ۹ اپریل۔ ۷ اپریل کو ساڑھے دس بجے رات کو تیس یا چالیس مسلح سرحدی پٹھانوں نے حضرو پر ڈاکہ مارا پڑنے کے وقت قصبہ میں ایک جلسہ ہو رہا تھا جس میں تقریباً سات سو آدمی تھے۔ شیخ برکت علی سب انسپکٹر اور راجہ لال خان ہیڈ کنسٹیبل تقریروں کے متعلق یادداشت تیار کر رہے تھے۔ جب ڈاکوؤں نے گولیاں چلانی شروع کیں۔ تو اہل جلسہ منتشر ہو گئے۔ مگر سب انسپکٹر نے اپنے آدمیوں کو اکٹھا کر کے ڈاکوؤں کا مقابلہ شروع کیا جس سے ڈاکوؤں کو پسپا ہونا پڑا

پولیس والے قصبہ کے باہر تک پٹھانوں کا تعاقب کئے چلے گئے جہاں دوبارہ لڑائی شروع ہونے لگی۔ ڈاکوؤں کا ایک آدمی وہیں ہلاک ہو گیا۔ اور باقی بھاگ نکلے

تین لاکھ کی چوری کا سراغ

پولیس کا قابل تعریف کارنامہ

آنریبل نواب ذوالفقار علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی کوٹھی زر افشاں سے چور تین لاکھ روپے کا مال چرا لے گیا تھا۔ یہ خبر یقیناً مسرت کے ساتھ سنی جائیگی کہ جناب خان صاحب احمد خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور اور محکمہ دیگر کی مساعی جمیلہ اس چوری کی سراغرسانی میں نتیجہ خیز ثابت ہوئیں معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ پچیس ہزار کی مالیت کا سامان دستیاب ہو چکا ہے۔ اور امید ہے کہ بہت جلد تمام مسروقہ سامان پولیس برآمد کرا سکیگی

ہندو کانفرنس کی طرف سے سوراجیہ کا مطالبہ

انسداد گاؤکشی قانون سے نہ ہو

۹ اپریل کو روز آل انڈیا ہندو سبھا کا اجلاس ہردوار میں شروع ہوا۔ مہاراجہ قاسم بازار نے ڈیلیگیٹوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں مغربی تعلیم کی طرف سے متنبہ کیا۔ آپ نے ڈاکٹر گوڑ کے مسودہ شادی کی پرزور مخالفت کی۔ اور کہا کہ گاؤکشی اپنی ذاتی کوششوں سے بند کرانی چاہیئے نہ کہ کسی قانون کی مدد سے

نتیجہ پیدا ہونگے ولایتی اخبار ڈیلی نیوز رقمطراز ہے کہ آج کل شہر پیرس کے یونانی محلہ کے لوگوں کی توجہ ایک نوجوان لڑکی کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اس کا بیان ہے۔ کہ ایک سال کے آخیر میں پیرس کے نواحات میں یونیورسٹی کے اندر دوبارہ پیدا ہوگی اور ۱۹۲۲ء میں سینٹ سیورن چرچ کے پیچھے انہیں جام شہادت پلایا جاوے گا

قید یا پھانسی ایم فیض اس بات پر افسوس ظاہر کرتے ہیں قبضہ کی وجہ سے بہت سے عرب ہی جلاوطن یا تکلیف میں ہیں بلکہ بے شمار وہ جنگجو لوگ بھی جو ترکوں کے خلاف اتحادیوں کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر جنگ کرتے رہے آج جنگی عدالتوں سے قید یا موت کی سزا پا چکے ہیں۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول کامل پور

نمبر مقدمہ ۱۶۹ سال ۱۹۲۱ء

چیت رام ولد چندو رام سکنہ رول بازار کامل پور بنام اتم چند ولد جواہر لال گاندھی سکنہ فتح جنگ دعوے ۱۰۳ روپیہ

اشتہار بنام اتم چند ولد جواہر لال کھتری گاندھی سکنہ فتح جنگ مقدمہ بالا میں تعمیل سمنات سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ سمنات سے گریز کرتا ہے۔ اسلئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ آگاہی مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ اگر مدعا علیہ ۲۷ تک حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے۔ اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ مورخہ ۲۷

مہر عدالت   دستخط انگریزی شیخ عبدالرحمن صاحب درجہ اول

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول کامل پور

نمبر مقدمہ ۲۸ سال ۱۹۲۱ء

سید جعفر شاہ ولد سید زمان شاہ سکنہ راولپنڈی بنام عبدالکریم ولد خیر محمد سکنہ حسن ابدال

دعوے مبلغ ۱۵۵ روپیہ

اشتہار بنام عبدالکریم ولد خیر محمد ذات ترکھان سکنہ حسن ابدال مقدمہ بالا میں تعمیل سمنات سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ تعمیل سمنات سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ آگاہی مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ اگر مدعا علیہ ۲۸ تک حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے۔ اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی مورخہ

مہر عدالت   دستخط انگریزی شیخ عبدالرحمن صاحب منصف

آٹھ گورکھے ہلاک بھاگل پور کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں زمینداروں اور کاشتکاروں کے درمیان سخت کشیدگی چلی آتی تھی۔ مسٹر گرانٹ زمیندار نے اپنی حفاظت کے لئے ۹۰ گورکھا سپاہی رکھے۔ اس پر سخت فساد۔ آٹھ گورکھوں کی لاشیں ملی ہیں۔ پولیس نے ۲۰ کاشتکاروں اور مسٹر گرانٹ اور انہوں کا چالان کر دیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قل یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

آزادہ رو ہوں اور مسلک ہے صلح کل ۔ ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

اخبار پیغام صلح

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار یکشنبہ و چہار شنبہ کو شائع ہوتا ہے

چندہ کا سالانہ [illegible] ۔ طلباء سے [illegible]

جلد (۸) احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔ یک شنبہ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۱ء ۸ ماہ شعبان ۔ نمبر ۸۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا ۔ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اندریں دیں آمدہ از مادریم ۔ ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست ۔ بادۂ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام ۔ دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن ۔ جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوت را بروشد اختتام

ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست ۔ زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود ۔ آں نہ از خود از ہماں جائے بود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما از و یابیم ہر نور و کمال ۔ وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست ۔ ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

لا نسلم سوز خیر الرسل سحاب ۔ ہر چہ گفت آں مرسل [illegible]

ایں ہمہ از حضرت احدیت است ۔ منکر آں مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست ۔ منکر آں ہمہ [illegible] است

معجزات انبیائے سابقیں ۔ آنچہ در قرآں بیانش با یقیں

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست ۔ ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یکقدم دوری ازاں روشن کتاب ۔ نزد ما کفر است و خسران و تباب

کلام الامام امام الکلام

جان من قربان آں شمس الکمال

چوں دو چشم کس ندانذ آں جمال

جان من قربان آں شمس الکمال

ہم چنیں عشقم بروئے مصطفےٰ

دل پرد چوں مرغ سوئے مصطفےٰ

تا مرا دادند از حسنش خبر

شد دلم از عشق او زیر و زبر

منکہ می بینم رُخ آں دلبرے

جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

ساقئ من ہست آں جاں پرورے

ہر زماں مستم کند از ساغرے

محو روئے او شد است این روئے من

بوئے او آید ز بام و کوئے من

بسکہ من در عشق او ہستم نہاں

من ہمانم ۔ من ہمانم ۔ من ہماں

جان من از جان او یابد غذا

از گریبانم عیاں شد آں ذکا

احمد اندر جان احمد شد پدید

اسم من گردید آں اسم وحید

جواہر ریزے

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ

کی تشریح

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ اموالکم میں عورتیں داخل ہیں ۔ عورت چونکہ پردہ میں رہتی ہے اس لئے اس کا نام بھی پردہ ہی میں رکھا ہے ۔ اور اس لئے بھی کہ عورتوں کو انسان مال خرچ کرکے لاتا ہے ۔ مال کا لفظ مائل سے لیا گیا ہے ۔ یعنی جس کی طرف طبعاً توجہ اور رغبت کرتا ہے ۔ عورت کی طرف بھی چونکہ طبعاً توجہ کرتا ہے اس لئے اس کو مال میں داخل فرمایا ہے ۔ مال کا لفظ اس لئے رکھا تاکہ عام محبوبات پر حاوی نہ ہو ۔ ورنہ اگر صرف نساء کا لفظ ہوتا تو اولاد اور عورت دو چیزیں قرار دی جاتیں ۔ اور اگر محبوبات کی تفصیل کی جاتی تو پھر دس جزو میں بھی ختم نہ ہوتا ۔ غرض مال سے مراد کلما یمیل الیہ القلب ہے ۔ اولاد کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ انسان اولاد کو جگر کا ٹکڑہ اور اپنا وارث سمجھتا ہے ۔ مختصر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور انسان کے محبوبات میں ضد ہے ۔ دونوں باتیں یکجا جمع نہیں ہو سکتیں ۔

اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو

اس سے یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جائے ۔ نہیں نہیں ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لاھلہ ۔ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو ۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں ۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو ۔ اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو ۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زد و کوب کرے ۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض وقت ایک غصہ میں بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عاشروھن بالمعروف ۔ ہاں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے ۔ انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین اور ملت کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا ۔ اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا ۔

خاوند عورت کے لئے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے ۔ پس مرد میں جلالی اور جمالی دونوں رنگ موجود ہونے چاہئیں ۔ اگر خاوند عورت کو کہے کہ تو اینٹوں کا ڈھیر ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھدے تو اس کا حق نہیں ہے کہ اعتراض کرے ایسا ہی قرآن کریم اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ

مرشد کے ساتھ مرید کا تعلق ایسا ہونا چاہئے جیسا عورت کا تعلق مرد سے ہو ۔ مرشد کے کسی حکم کا انکار نہ کرے اور اس کی دلیل نہ پوچھے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم فرمایا ہے کہ منعم علیہم کی ہدایت کے نقش قدم پر چلو ۔ انسان چونکہ طبعاً آزادی کو چاہتا ہے پس حکم کر دیا کہ اس راہ کو اختیار کرے ۔ تجربہ کار ڈاکٹر اگر غلطی بھی کرے تو جاہل سے بہتر ہے ۔ ایک جاہل کے پاس اگر اعلیٰ درجہ کے تیز اوزار بھی ہیں لیکن اور حاذق ڈاکٹر کا نہ ہو تو وہ اوزار کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں ۔ [illegible]

اگر دست سلیمانی نباشد ۔ چہ خاصیت دہد نقش سلیمانی

پس قرآن کریم ایک تیز ہتھیار ہے ۔ لیکن اس کے استعمال کے لئے اعلیٰ درجہ کے ڈاکٹر کی ضرورت ہے ۔ جو خدا تعالیٰ کی مدد سے فیض یافتہ ہو ۔

یہ ضروری بات ہے کہ دل پاک ہو ۔ لیکن ہرگز یہ صورت میسر نہیں آسکتی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو پیدا کیا ۔ مگر ہر شخص نبی نہیں ہوتا اور ان کی تعداد کم ہے ۔ آدم ہی ایک ہے جو نطفہ کے بغیر پیدا ہوا ہے اسی طرح پر میرا الہام ہے ۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم ۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آدم کو کسی کی بیعت اور مریدی کی ضرورت نہ ہوگی ۔ بلکہ جیسے آدم کو خدا نے اپنے جمالی اور جلالی ہاتھ سے پیدا کیا ہے خلیفۃ اللہ بھی اسی کے ہاتھ کا تربیت یافتہ اور اسی کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالا ہوگا ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سلسلوں سے الگ رکھا جو منہاج نبوت کے خلاف ہیں ۔ اب جب کہ یہ حال ہے کہ دل کی پاکیزگی کا حاصل کرنا ضروری ہے اور یہ حاصل نہیں ہو سکتی جب تک منہاج نبوت پر آئے ہوئے پاک انسان کی صحبت میں نہ بیٹھے ۔ ان کی صحبت کی توفیق نہیں مل سکتی جب تک اول انسان یہ یقین نہ کرلے کہ وہ ایک مرنے والی ہستی ہے ۔ یہی ایک بات ہے جو اس کو صادق کی صحبت کی توفیق عطا فرما دے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے لئے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک واعظ پیدا کرتا ہے ۔ سب سے بڑھ کر واعظ موت ہے کہ وہ کونوا مع الصادقین کی حقیقت کو سمجھا دیتی ہے ۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ و دیگر بزرگان سلسلہ بخیریت ہیں ۔ [illegible]

فیروز پور میں مباحثہ ۔ حضرت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کی مخالفت بھی بہت سے پراگندہ روزی مولویوں کی شکم پروری کا خاصہ پیشہ بنا ہوا ہے ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری تو خود اقراری ہیں کہ مرزا صاحب کی مخالفت میں جس قدر ہمیں ان پر رحم ہے اپنے اس پیشہ رفوگری سے تو شاید سات پشت بھی اس قدر وصول نہ ہو سکتا ۔ مولوی ثناء اللہ کی اس حلیتی [illegible] کو دیکھ کر اب بعض اور علماء بھی [illegible] کے مصداق دیوبندی ۔ سہارنپوری اور میرٹھی مولویوں کے منہ میں بھی پانی بھر آیا ہے ۔ اور وہ مکذب امرتسری کی دوکان کو مات کرنے کے لئے تکذیب تکفیر اور سب و شتم [illegible]

دیکھو صفحہ ۳ کالم ۳

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگز لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پبلشر چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار پیغام صلح لاہور

چہارشنبہ مورخہ شعبان مطابق ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء

"یاران نجد سے خطاب"

افترایات ثنائی

کیا حضرت عیسیٰ کی ۱۲۰ برس عمر والی حدیث کی کوئی سند نہیں؟

اشاعت ماضیہ میں ہم نواب صدیق حسن خانصاحب کی حجج الکرامہ اور متعدد حدیث کی کتابوں سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ان عیسے ابن مریم عاش عشرین ومائتہ سنتہ نتے راوی ثقہ اور یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے کہ جو اس کے صحیح ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ مولوی صاحب کا حجج الکرامہ اور شرح مواہب اللدنیہ سے باقرار خود واقف ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ یہ حدیث بے سند ہے اور روایات ضعیفہ و موضوعہ میں سے ہے۔ کس قدر بے ایمانی اور بددیانتی کا افترا ہے۔ مولوی صاحب اگر آج تک اس کی سند ظاہر ہی نہیں ہوئی۔ تو نواب صدیق حسن خانصاحب پر بھی کذب وافترا کا فتوےٰ لگا دیجئے۔ کہ انہوں نے بے سند حدیث کے رجال کو ثقہ لکھا ہے۔ اور مؤلفین طبرانی و مستدرک پر بھی انا ابوالنجم و شعری شعری کا فقرہ چست کیجئے

اصولی رنگ میں آپ نے اس حدیث پر صرف ایک ہی اعتراض کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ حدیث بے سند ہے علاوہ محدثین کا عام قانون یہ ہے کہ بے سند روایت کو صحیح قابل حجت نہیں جانتے۔ اس کا مختصر جواب گذشتہ صحبت میں ہو چکا ہے۔ اور آج بھی اس کا خلاصہ دیدیا گیا ہے۔ مگر مولوی فاضل صاحب شاید اس بات پر اڑ جائیں کہ اخبار میں سند کیوں نہیں درج کی گئی۔ ہم نہیں جانتے نواب صدیق حسن خانصاحب نے اور طبرانی و حاکم نے کیوں اس کے رجال کو ثقہ لکھا۔ اسلئے آج کی صحبت میں ہم اس حدیث کی سند جو آج تک مولوی صاحب پر باوجود دعوےٰ علم وفضل اور موجودگی اور موجودگی کتب ظاہر نہیں ہوئی ظاہر کرتے ہیں۔ تفسیر ابن جریر میں ہے:-

حدثنی المثنیٰ قال حدثنا ابو الاسود قال حدثنا ابن لہیعہ عن عمارۃ ابن عزیۃ عن محمد بن عبد الرحمٰن بن عمرو بن عثمان ان فاطمۃ بنت حسین بن علی حدثتہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت دخل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما وانا عند عائشۃ فناجانی فبکیت ثم ناجانی فضحکت فسألتنی عائشۃ عن ذالک فقلت لقد عجلت اخبرک بسر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فترکتنی فلما توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سألتہا عائشۃ فقالت نعم ناجانی فقال جبریل کان یعارض القرآن کل عام مرۃ وانہ قد عارض القرآن مرتین وانہ لیس من نبی الا عمر نصف عمر الذی کان قبلہ وان عیسیٰ اخی کان عمر عشرین ومائتہ سنتہ وھذا لی ستون

۱۲۰ برس عمر والی حدیث کی سوا اور احادیث

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس والی حدیث اس قدر صحیح اور شک وشبہ سے پاک ہے۔ کہ اس کے بالمقابل جسقدر احادیث مروی ہیں ان کو محققین نے صریح طور پر ضعیف قرار دیا ہے۔ ایک روایت ۸۰ برس عمر کی ہے اس کی تضعیف تفسیر جلالین کے حاشیہ پر جو کمالین مطبع مجتبائی میں چھپی ہے صفحہ ۵ پر لکھا ہے:-

ومن مرسل ابن المسیب وانہ عاش ثمانین سنتہ فالمکنہ روایتہ علی بن زید وھو ضعیف وفی المستدرک عن ابن عمر ان ان عیسے عاش مائتہ وعشرین سنتہ کذا فی الاصابہ

کہ حدیث مرسل ابن المسیب کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ۸۰ برس کی عمر پائی لیکن یہ علی بن زید کی روایت ہے۔ اور وہ ضعیف ہے۔ غرض ۱۲۰ برس عمر والی حدیث کسی صورت میں وضعی اور ضعیف نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ وضعی حدیث ہے تو بتلایئے راوی نے اس کو کس غرض کے لئے وضع کیا ہے۔ کیونکہ وضعی احادیث ہمیشہ کسی غرض اور فائدہ کے لئے وضع کیجاتی تھیں۔ نہ بغیر کسی غرض کے۔ ۱۲۰ برس عمر والی حدیث عیسائیوں سے لی ہوئی حدیث بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ عیسائیوں کے ہاں کوئی اس قسم کی روایت نہیں پائی جاتی۔ بلا کسی مطلب اور غرض کے کسی کو کیا ضرورت کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف خواہ مخواہ ایک حدیث منسوب کرے۔ بلکہ

۳۳ سال عمر والی حدیث نصاریٰ کی روایت ہے

چنانچہ علامہ ابن القیم زاد المعاد میں فصل فی مبعثہ کے تحت میں لکھتے ہیں۔

واما ما یذکر عن المسیح انہ رفع الی السماء ولہ ثلث وثلثون سنتہ فھذا لا یعرف لہ اثر متصل یجب المصیر الیہ۔

اور یہ جو ذکر کیا جاتا ہے کہ مسیح ۳۳ سال کی عمر میں آسمان کی طرف رفع ہو گیا۔ اس کی سند متصل نہیں ہے کہ جس سے اس کا قبول کرنا واجب ہو۔ علامہ ابن قیم کے اس قول پر شامی میں لکھا ہے کہ ابن قیم کا قول ٹھیک ہے۔ اور وہ روایت (۳۳ سال عمر والی) نصاریٰ کی ہے۔ احادیث نبویہ میں ۱۲۰ سال کا ذکر ہے دیکھو ترجمان القرآن صفحہ ۵۸۷۔

مفسر تفسیر جمل اسکی تضعیف لکھتا ہے ذان ذالک انما یروی عن النصاریٰ والمصرح بہ فی الاحادیث النبویۃ انہ انما رفع وھو ابن مائتہ وعشرین سنتہ۔ دیکھو مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۹۶۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہ اس کے سوا نہیں کہ (۳۳ سال عمر والی روایت) نصاریٰ سے روایت کی گئی ہے۔ اور احادیث نبویہ میں ۱۲۰ سال عمر صراحت سے مروی ہے۔

اس حدیث پر اسقدر تفصیل کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد ہم مولوی ثناء اللہ صاحب سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ اس نے کس بنا پر ان احادیث کو بے سند یا ضعیف یا موضوع لکھا ہے۔ اور ان کے اندر اگر حق پژوہی اور صداقت طلبی کا کوئی قطرہ باقی رہ گیا ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ جد حقیقی کی منکوحہ کے ساتھ جواز نکاح سے رجوع کی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کو غلطی کی وجہ سے وضعی اور ضعیف حدیث کہدینے سے بھی رجوع کرے۔ اخبار میں اعلان کرے۔ اور کثرت سے استغفار پڑھے

(باقی دارد)

*

اسلام اور سرزمین چین

مسلمانوں کو مسیحی بنانے کی سرگرمیاں

دیگر ممالک ایشیاء افریقہ وغیرہ کی طرح مختلف عیسائی فرقوں نے اپنا مذہب پھیلانے کے لئے چین کے قریباً ہر صوبہ میں اپنے مشن قایم کئے ہوئے ہیں۔ بیلوک بذریعہ سکولوں زنانہ ومردانہ ہسپتالوں وغیرہ کے جیسا کہ ہندوستان میں ان کا قاعدہ ہے تبلیغ مذہب کرتے ہیں۔ آجکل ٹرکی ودیگر اسلامی حکومتوں کے کمزور ہو جانے کے باعث انکی خاص توجہ مسلمانان عالم کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کی طرف لگی ہوئی ہے جاہل اور دین اسلام سے ناواقف مسلمانوں کو ان کے خلاف اسلام عقاید ورسومات کی بنا پر عیسویت کی طرف رغبت دلانا انکا خاص شیوہ ہو رہا ہے۔ قرآن وحدیث سے حضرت مسیح کی فرضی فضیلت حضرت نبی کریم پر دکھا کر عوام کو اسلام سے بدظن کرنے پر آجکل ان کا سارا زور صرف ہو رہا ہے

چین میں حفاظت اسلام کی کوششیں

مسلمانان چین جو بفضل خدا چین کے ہر ایک صوبہ میں کم بیش پائے جاتے ہیں حضرت مسیح کی ان پھیرئیوں کے خاص طور پر زیر نظر ہیں۔ مختلف طریقے سوچے جا رہے ہیں۔ کہ کس طرح ان کو اسلام سے نکالا جا سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کا خاص احسان ہے کہ دشمن کی دست درازیوں نے ہندوستان کی طرح چین میں بھی نوجوانوں میں بیداری پیدا کر دی ہے۔ اور وہ کوشاں ہیں کہ اس خطرناک دشمن اسلام کا مقابلہ پوری مستعدی سے کیا جائے۔ مگر ظاہر ہے کہ مخالف اپنی مجموعی طاقت سے اسلام کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اسکے خلاف اول تو مسلمانوں کی کوئی مرکزی طاقت ہی نہیں۔ اور اگر انفرادی طور پر مسلمان ممالک میں مخالف کے مقابلہ کی کوشش ہو بھی رہی ہے گو اس سے اول تو خود اس ملک کے رہنے والے مسلمان ہی ناواقف ہوتے ہیں۔ دوم ان کے وجود سے دیگر ممالک کے پرجوش مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں لگتا۔ کہ ان کے مختلف ممالک کے رہنے والے بھائی اسبارہ میں کن ذرائع سے کام لیتے ہیں۔ اور کن لائنوں پر کام کر رہے ہیں۔ اس وقت مصر چین افریقہ ہندوستان وغیرہ میں ایسی جماعتیں پیدا ہو چکی ہیں جو اس حبیب دشمن اسلام کا اپنی کمزور حیثیت کے مطابق مقابلہ کر رہی ہیں۔ جہانتک مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ اس وقت عیسائی مشنریوں کا مقابلہ صرف تحریر کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھکر کسی ملک کے مسلمان سوائے ہندوستان کے کچھ نہیں کر سکے۔ گویا مصر افریقہ دیگر حصص اور چین کے مسلمان صرف اپنا ڈیفنس (بچاؤ) کر رہے ہیں۔ ابھی تک انمیں اتنی ہمت وجرأت وطاقت نہیں آئی۔ کہ وہ اس مخالف کے مقابل پر آفنس (حملہ) کر سکیں۔ ہندوستان کے ۸ کروڑ مسلمانوں میں سے صرف احمدی جماعت کے محدود آدمی مرکز عیسویت پر حملہ آور ہیں۔ اور ساتھ ہی سپاہ کا مکمل سامان بھی رکھتے ہیں۔ اس لئے ہماری جماعت کا فرض اولیں ہونا چاہیئے کہ دیگر ممالک کی کارکن جماعتوں کے ساتھ بذریعہ وفود وخط وکتابت راہ ورسم شروع کریں۔ ان کو ایک مرکز پر لایا جاوے۔ اور اسطرح اپنے مذہب کے لئے ہر اور جہاد کا سامان مختلف بالوں میں تیار کر کے مجموعی طور پر مخالف کا مقابلہ کیا جاسکے۔

چین میں مسلمانوں کی مذہبی حالت

عیسائی مشنریوں کے خود ساختہ اندازہ کے مطابق چین کے مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ ہے۔ جو قریباً سب کے سب سنی خیال کے ہیں۔ ہندوستان کی طرح چین میں بھی صوفیا کا اثر ہے۔ بڑے بڑے علما جن کو اہونگ کہتے ہیں۔ علاوہ عربی فارسی بھی عام طور پر جانتے ہیں۔ سوائے صوبہ جات سنکیانگ اور کانسو کے ان کے رسوم ورواج مشرق قریب کے مسلمانوں سے کچھ اختلاف رکھتے ہیں۔ غالباً اسکی وجہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے عام میل ملاپ ہے۔ یہانتک کہ جن چینی صوبوں۔ زیکوان۔ سالنسی وغیرہ میں چینی لوگ افیون شراب وغیرہ دیگر بری عادتوں میں بکثرت مبتلا ہیں۔ وہاں مسلمان بھی ان قبیح عادتوں میں گرفتار ہو گئے ہیں چونکہ چینی مسلمان مرکز اسلام سے بہت دور اور دیگر ممالک کے مسلمانوں سے بالکل بے تعلق اور علیحدہ ہیں۔ اسلئے مشنریوں کے نزدیک وہ انکا شکار آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ (باقی دارد)

قرآن کریم پر ایک لمحہ فکریہ

سورہ بنی اسرائیل سے ایک پیشگوئی کا استنباط

(از قلم محمد شیر خان صاحب)

اعوذ کے بعد سبحان الذی اسریٰ بعبدہ تا السمیع البصیر سے سورہ بنی اسرائیل شروع ہوتی ہے۔ اور لفظ سمیع البصیر کے بعد واقعہ موسیٰ علیہ السلام شروع ہو کر فتح شکست بیت المقدس آیتہ وقضینا الی بنی اسرائیل سے تا جعلنا جہنم للکافرین حصیرا۔ بنی اسرائیل کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ قوم موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکل بیت المقدس کی طرف آئی۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے گریز کر کے ۴۰ سال تک جنگل میں پھرتی رہی۔ ازاں بعد حضرت کالب علیہ السلام نے فتح بیت المقدس سے قبضہ بیت المقدس کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو صرف اسریٰ سے وحی ہوا۔ اور ان کے بعد کے جانشین یوشع علیہ السلام نے تیاری شروع کی۔ کہ دوسرے خلیفہ کالب علیہ السلام نے بیت المقدس کو حاصل کیا۔ جیسا کہ عام تواریخ سے ظاہر ہے۔ گویا اس تعالیٰ نے واقعہ موسوی سے تشبیہ دیکر اسریٰ مسجد اقصیٰ کا ذکر فرمایا گیا۔ یعنے پیشگوئی کے طور پر ظاہر کیا۔ چنانچہ اسریٰ نبوی علیہ السلام کے بعد مثیل یوشع علیہ السلام حضرت صدیق الاسلام کا زمانہ گذر کے پھر مثیل کالب علیہ السلام حضرت فاروق الاسلام نے بیت المقدس کا قبضہ حاصل کیا۔ تب سے مسلمانوں کے قبضہ میں مسجد اقصیٰ رہی۔ اور دونوں کا واقعہ قابل غور ہے چنانچہ مسلمانوں کی لاپرواہی اور احکام کی فروگذاشت پر عیسائیوں نے فائدہ اٹھا کر قبضہ مسجد اقصیٰ لے لیا۔ جس کو غازی سلطان صلاح الدین خلد اللہ رحمت اللہ نے پھر صلیبی جنگوں کے باوجود قبضہ کر لیا۔ تب سے اہل اسلام کے قبضہ میں مقام مقدس رہا۔ انتظار تھا۔ دوسرے واقعہ کا جس کی ان الفاظ میں خبر دی گئی تھی:۔

صغیر

فاذا جاء وعد الاخرۃ میں ظاہر ہے

جس کی اعداد بقاعدہ جمع صغیر و کبیر ۱۳۳۵ / ۱۳۳۶ ہوتے ہیں۔

چنانچہ ٹھیک ۱۳۳۵ھ کے بعد فتح بیت المقدس وقوع میں آ چکی ہے۔ اور ان الفاظ میں وعدہ الہی عسیٰ ربکم کا قابل غور ہے۔ جس میں مسلمانوں کو خاص کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے وعدہ رحم فرمایا گیا اور اسکی بعد کی آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ تباہی کیوں آئی ہے۔ جو کچھ ہے وہ ہمارا کیا دھرا ہے۔ بلکہ ہماری بداعمالیوں کے باعث یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ کیونکہ ہم مسلمانوں نے رسول کے احکام کی لاپرواہی کی ہے۔ اور حتیٰ نبعث رسولا کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اب ملک ایسی تباہی موجودہ میں پھنس گئے۔ جس کے آخیری الفاظ فاذا جاء وعد الاخرۃ جئنا بکم لفیفا ہیں۔ اب مسلمانوں کی کوئی جگہ نہ رہی اور کہیں آرام و قرار نہیں ملتا۔ چونکہ مذہب کا کل دارومدار توحید پر ہے۔ اور اعمال صالح کے ساتھ ایمان کا تذکرہ بار بار قرآن شریف میں آیا ہے۔ اور اس جگہ سورۃ بنی اسرائیل الا تتخذوا من دونی وکیلا کا ذکر فرمایا گیا۔ جس کے برخلاف سر پرست و گور پرست پیدا ہو گئے۔ اور اسلام کا دارومدار انہیں پر حصر کیا گیا۔ آخر مبلغ توحید مسیح موعود کی آواز بر کان نہ دہرا۔ اور عذاب الہی نازل ہوا۔ اور ابراہیمی ورثہ خلف نا رشید کی طرح اولاد سے چھین لیا گیا۔ اور اس صورت میں وافعات لغیبیہ کا علم ذکر کر کے فرمایا گیا ہے۔ کہ تمہاری ترقی کا گر نماز ہے وبنیز تہجد جسکی تعیین ہے۔ عام نوافل ہو چکی۔ اب بھی اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس کی طرف مسلمانوں کو توجہ کر کے اور اسپر کامل طور پر اتباع کر کے ترقی ہو سکتی ہے جب تک اس گر پر عمل نہ ہوگا اس تباہی سے نکلنا مشکل ہے۔ گو بڑے بڑے لیڈر کئی قسم کے علاج پیش کر رہے ہیں مگر جب تک علاج فرمودہ الہی پر عمل نہ ہوگا اس وقت تک مقصود کا راستہ دور ہے۔

آخیری الفاظ قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا الایہ پر تدبر سے پایا جاتا ہے کہ ان خیالات پر عمل کیا جاوے۔ اور اپنے صدق اعمال قل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق پر عمل پیرا ہو کر خالص للہ عمل ہونا چاہیئے نمائشی لیڈروں اور ... کا کام درمیان سے اٹھ جاوے۔ میرے خیال ناقص میں یہ جاگزین ہے کہ اس سورت سے تباہی کا حال معلوم کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کی ذات بابرکات کو صدمہ پہونچا جسکی تسلی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی سورۃ الکہف سے فرمائی گئی۔ اور جنگ عظیم کا واقعہ بیان ہو کر تسلی دی گئی ہے۔ کہ مومنان صالحین ہی بیت المقدس میں ٹھہرنے والے ہیں۔ اور زمین اور علیہا ثبت ... ملیا میت اور تباہ ہو جاوے گی صعیدا جرزا ہو جاوے گی۔ گر مسلمانوں کو اپنے اعتقاد اور اعمال کو صحیح کرنا چاہیئے۔

ہائے افسوس کہ اپنی کم علمی سے قاصر ہو کر میں مفصل عرض نہیں کر سکتا۔ ورنہ عبارت وغیرہ کا گلہ ہے ورنہ دل میں تو یہ مضمون ۸ سال سے ہے کہ اس طرح ہو کر رہے گا۔ یہ سب مسیح موعود مجدد وقت کے انکار کا نتیجہ ہے۔ مگر علمائے دنیا بھی اپنی شیخی پر نازاں خر ہے۔ وہ بھی عنقریب صعیدا جرزا ہو جاوے گی۔ اور تمام مقدس مقامات زیر قبضہ اہل اسلام آنے والے ہیں بشرطیکہ ایمان بالاعمال کی پابندی کریں۔ اس تمام سورت پر غور کرنے سے بڑے بڑے نتائج اخذ ہوتے ہیں۔ اور فتح شکست کا تمام معاملہ صاف ہے زیادہ تحریر کی طاقت نہیں

اقتباسات

فلسفۂ اسلام

(از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

جسم انسانی بھی ان ہی اجزا سے بنتا ہے۔ لیکن اختلاف مقدار اجزا اوسنے انسانی گوشت اور اس کے جذبات کو حیوانات سے مختلف پیدا کیا۔ اب اگر خاص مقدار اجزا کسی جانور میں خاص قسم کا گوشت انسانی جسم میں ملا جائے۔ اس جانور کی مخصوص مقدار اجزا کو انسانی جسم میں بڑھا کر اس جانور کے اخلاق کو ساتھ ہی انسانی جسم میں منتقل کر دیگی۔ لہذا ہم غلطی نہیں کرتے۔ اگر لحم خنزیر کو دستر خوان پر نہیں لاتے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ ہم خنزیر کے اخلاق کو اپنے اندر پیدا کر لیں گے۔

اب پھر میں اصلی مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں اگر ہمارے جذبات گوشت و پوست سے نکلتے ہیں تو پھر ان کی تہذیب و تکمیل کا سامان ہونا چاہیئے۔ ہم ان جذبات کو مار نہیں سکتے۔ یہ جسم کے ساتھ زندہ رہینگے۔ لہذا جن مذاہب اور فلسفوں نے جذبات کے کلیتہ ذبح کرنے میں تکمیل نفس سمجھا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ اسلام نے اسی لئے رہبانیت کی اجازت نہیں دی۔ نہ جذبات کشی و نفس کشی کی سفارش کی ہے۔ ہم مسلمانوں کو حکم ہے۔ کہ ہم ان جذبات ردیہ کو دبانے کی بجائے ان کو تہذیب میں لے آئیں۔ اسلام میں جذبات کے مارنے کا نام اصلاح جذبات ہے۔ یہ جذبات انسان کے پیدا کردہ نہیں۔ یہ تو طبیعی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ جذبات ادنے قسم کے ہوتے ہیں۔ اور شان انسانیت کے بھی شایاں نہیں۔ لیکن یہی جذبات حیوانیہ آئندہ تعمیر و ترتیب اخلاق میں مواد و مصالح کا کام دیتے ہیں مثلاً ایک خاص قسم کے جذبہ کا نام تم نے شہوت جسم رکھا ہوا ہے۔ تم بیشک اسے نفرت سے دیکھو۔ لیکن اسکی پاک جذبہ کی کوئی تشریح و تفرید کر لو۔ جس کا نام تم نے پاک محبت رکھا ہوا ہے لیکن ایک ادنے حیوان بھی اپنے بچوں سے محبت ظاہر کرتا ہے۔ بہرحال اس پاک محبت کی جڑہ تک چلے جاؤ۔ کہ یہ کہاں سے آئی۔ تو تمہیں اس کی تہ میں وہی شہوت حیوانیہ نظر آوے گی۔ وہی جذبہ ردیہ آہستہ آہستہ پاک اوصاف ہوتا ہوا محبت الہیہ میں منتقل ہو گیا۔ رسم شادی اس امر کی ایک نہایت عمدہ تشریح ہے کہ کس طریق پر ایک جوش حیوانی آخرکار پاک جذبات پیدا کر دیتا ہے۔ اور ایک ادنے سے ادنے حیوانی چیز روحانیت کے بلند سے بلند مقام پر پہنچ جاتی ہے۔ زوجیت و شادی کی وجہ اول تو تسکین حیوانیت ہوتی ہے۔ لیکن منشا ایزدی جو نکاح سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ یہ تسکین نہیں بلکہ اس سے ان اخلاق فاضلہ مثلاً محبت۔ شفقت۔ رحم وغیرہ کے جذبات کو جگانا اور پرورش کرنا ہے۔ قرآن کریم نے غرض شادی کو کیسے پیارے ذیل کے الفاظ میں لکھا۔ وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔ ہم نے مرد اور عورت باہمی مودت اور رحمت کے لئے پیدا کئے۔ جو لوگ غیر متاہل رہتے ہیں۔ وہ بھی ان جذبات سے خالی نہیں ہوتے۔ لیکن ان اخلاقیات کریمانہ کے طبعی طریق پر پیدا کرنے کے وسایل سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی طبیعت میں عموماً چڑچڑاپن اور تنگ مزاجی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس مزاج کے افراد عموماً یورپ نے صنف ضعیف میں کثرت سے پیدا کئے ہیں۔ یعنی وہی عورتیں جو ساری عمر بے نکاح رہتی ہیں۔ انسان شادی کر کے اپنے اردگرد ایک کنبہ پیدا کر لیتا ہے۔ بی بی۔ بال بچے۔ بہن۔ بھائی۔ ماں۔ باپ یہ سب کے سب مل جلکر ہم میں سیرت حسنہ پیدا کرنے کا موجب ہو جاتے ہیں۔ ہمارے تیز جذبات کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ نرم دلی لطف و کرم محبت۔ مودت۔ مواسات کو عمل میں لانے کے موقعہ پیدا کر دیتے ہیں۔ انسان کسی غیر کے بچے کی لغو حرکت یا بیہودگی پر ناراض ہو سکتا ہے لیکن وہی بیہودگیاں اس کے اردگرد گھر میں ہوتی رہتی ہیں۔ ناراض ہونا درکنار بعض وقت ان پر ہنس دیتا ہے۔ بہت سی خلاف طبع باتوں پر اسے خاموش رہنا پڑتا ہے بہت سی نرم گرم باتیں اسے سننی پڑتی ہیں۔ لیکن ان سب کے مقابل اسے محبت ہی ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ جن باتوں کی عشر عشیر کی برداشت اسے غیر سے نہیں ہوتی۔ اپنے عیال میں وہ ان سب باتوں کو شیر مادر سمجھ لیتا ہے۔ پھر سر کے پسینہ سے کمائے ہوئے روپیہ کو وہ اہل و عیال کے نذر کر دیتا ہے۔ خود غرضی کو چھوڑنے اور ایثار نفس کا پہلا سبق اسے اس طرح دائرہ عیال میں ملتا ہے۔ الغرض انسان کا کنبہ ایک اخلاقی مکتب ہے۔ جہاں جذبات حیوانیہ آہستہ آہستہ نرم ہوتے ہوتے آخرکار انسان کے سینہ میں اس چھوٹے سے ... شعاع محبت الہیہ کو مشتعل کر دیتے ہیں۔ جو ہر انسان میں موجود ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں انسان مظہر الہیہ کا جامہ پہن کر خدا کا اوتار سمجھا جاتا ہے۔ الغرض کنبہ کی چاردیواری میں نہایت آسانی سے انسان کا نفس مدرکہ شخصی کے رنگ کو چھوڑ کر مدرکہ اعلیٰ کا لباس پہن لیتا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آگے چلنے سے پہلے میں ان اصطلاحات کی تشریح کر دوں۔ مدرکہ سے مراد ضروریات کا حفظ کا احساس اور ان کا تہیہ ہے۔ بالفرض انسان کو بھوک لگتی ہے۔ اس بھوک کے دفعیہ کے لئے وہ روٹی کی تلاش میں نکلتا ہے۔ اور ان وسایل پر غور کرتا ہے۔ جس سے روٹی میسر آئیگی۔ پھر ان وسایل کو عمل میں لاتا ہے۔ یہ سب کے سب باتیں نفس مدرکہ کی کیفیات مختلفہ ہیں جس وقت ایک انسان یہ سب کے سب امور محض اپنی ذاتی ضروریات کیلئے کرتا ہے تو اسے اصطلاح میں مدرکہ شخصی کہتے ہیں۔ لیکن جب وہ دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات قرار دیتا ہے۔ تو حسب حالات مدرکہ ... وسیع ہوتے لگتا ہے۔ مثلاً شادی کرنے سے انسان اہل و عیال کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم جانتا ہے تو اس کا نفس مدرکہ مدرکہ شخصی نہیں بلکہ مدرکہ اہلی ہو جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ انسان قومی اور ملکی ضروریات کو اپنی ضروریات کی طرح محسوس کرنے لگتا ہے۔ (باقی دارد)

ترک موالات

مولانا ایوب احمد کی گرفتاری

ضمانت دینے سے انکار

آل انڈیا خلافت کانفرنس میرٹھ کے ڈیلیگیٹوں کی آخری جماعت ۱۰ اپریل کو لکھنؤ روانہ ہوئی۔ دوسری صبح کو مسٹر اشتیاقین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس میرٹھ دفتر خلافت میں آیا۔ اور اس نے مولوی سید ایوب احمد صاحب صابر سابق اسسٹنٹ سکرٹری کا زیر دفعہ ۱۲۴ الف ۱۵۳ تعزیرات ہند وارنٹ دکھایا۔ اس وارنٹ میں افسر مذکور کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر مولوی صاحب پانچسو روپیہ کی ضمانت دیں تو انہیں بیشک ضمانت پر رہا کر دیا جائے۔ مگر مولوی صاحب نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ اور خوشی کے ساتھ اپنے تئیں پولیس کے حوالہ کر دیا۔ آپ نے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی جس کا مطلب یہ تھا کہ سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرو۔ اور اسلام کے لئے جو بھی مصیبت آئے اُسے خوشی کے ساتھ برداشت کرو۔ اس کے بعد ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے خانہ تلاشی کا وارنٹ دکھایا اور اس مکان کی تلاشی لی جہاں مولوی صاحب ایک ماہ کا عرصہ ٹھہرا کرتے تھے۔ لیکن وہاں سے شکریہ انگلینڈ والی نظم کی کوئی کاپی نہ ملی۔ اس کے بعد پراونشل سکرٹری صاحب نے اپنی لینڈو گاڑی تیار کرائی جس پر وہ ماتمی بستہ سے تھے۔ سکرٹری اور دیگر کارکنان خلافت نے مولوی صاحب کی پیشانی کو بوسے دئیے اور لینڈو گاڑی اللہ اکبر کے پرجوش نعروں میں روانہ ہو گئی۔ یہ خبر آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی اور لوگ کچہری میں جانے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ مقدمہ کی پیشی ۱۸ اپریل کو مقرر ہوئی ہے۔

گورنمنٹ کی کچھ اور فضول خرچی

گورنمنٹ نے جو بجٹ آمدنی و خرچ کا تیار کیا ہے اور اس میں آمدنی کا جو گھاٹا بتایا ہے اور اُسے پورا کرنے کے لئے انکم ٹیکس اور محصولات بڑھانے کی تجویزیں کی ہیں وہ غیر مناسب ہیں۔ ہم نے اس مضمون میں بھاری فوجی اخراجات کے کم کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ آج ہمارے ایک دوست نے ہمیں گورنمنٹ کی اس فضول خرچی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو وہ سالہا سال سے کر رہی ہے۔ جس کی تلافی اس نے آج تک نہیں کی۔ ہماری مراد اس خرچ سے ہے جو گورنمنٹ انڈیا ہندوستان کے عیسائیوں کے لئے تیار کرتی ہے۔

ہندوستان کے مختلف گرجوں کے پادریوں کو بھاری تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ گرجوں کی تعمیر اور مرمت پر پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے۔ اور یہ شکایت کی جاتی ہے کہ اخراجات زیادہ ہیں اور آمدنی کم ہے۔ ذیل کے مختصر نقشہ سے معلوم ہو سکیگا کہ ہمارے روپیہ سے کیسے سبد ہاتھی پل رہے ہیں۔

کلکتہ کے بشپ کو	۴۵۶۸۰	ملتے ہیں
مدراس	۲۵۰۰۰	"
بمبئی	۲۵۰۰۰	"
لاہور	۱۲۰۰۰	"
لکھنؤ	۱۲۰۰۰	"
ناگپور	۱۲۰۰۰	"
رنگون	۱۲۰۰۰	"

اسی طرح ۱۳۴ چیپلن اور گیارہ پریسبیٹرین چیپلن ہیں جو باقاعدہ سالانہ تنخواہیں لے رہے ہیں۔ اور پریسبیٹرین فرقہ۔ انگلیکن فرقہ۔ رومن کیتھلک فرقہ۔ نیز ویزلین فرقہ کے گرجے گورنمنٹ کے خرچ سے تعمیر کئے جاتے ہیں اور مرمت کئے جاتے ہیں۔

کیا یہ مذہبی گروی بند نہیں ہو سکتی

ایک مخصوص فرقہ یا مذہب کی یہ سرکاری پرورش اور اس پر بیاسکے لئے آتی ہے اور ہمارا بند مالی قربانی کیا بند نہیں ہو جا سکتی؟ عیسائیوں کا روپیہ اور ہمیں ہی لاندہب عیسائی گرجے کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ آخر یہ اندھیر گردی کب دور ہوگی۔ اصل کیا ہے بعض حضرات کو ان شمار و اعداد کا پتہ نہیں۔ ہندوستان کا بیس لاکھ روپیہ ہر سال اسی طرح صرف ہوتے دیکھنا کون پسند کرے گا۔ اور یقیناً اگر گورنمنٹ پر زور ڈالا جائے تو وہ اس دعویٰ کی صداقت کو مان لے گی کہ آپ نے کسی مذہب کی طرفداری کا حلف اٹھایا ہوا ہے۔ اس لئے اگر یہ بیکار خرچ بند ہو جاتا تو اس بیس لاکھ روپیہ

سالانہ کے خرچ کو بند کر دیا جائے۔ اور اسے کسی بہترین مقصد کے لئے خرچ کیا جائے۔

تازہ ترین خبریں

ایک پراسرار ترک کی کابل میں آمد

ہر روز کابل میں بولشویکی اور ترکی سفیروں کی آمد کی اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں۔ جنرل شاہ ولی خاں فوج کے چند دستوں کے ساتھ ایک پراسرار اجنبی کا خیر مقدم کرنے کے لئے پارش کو روانہ ہوئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اجنبی ایک ترکی جرنیل ہے جسے تاشقند کی بولشویکی حکومت کی طرف سے کابل میں ایک نمائندہ کی حیثیت سے بعض امور کو طے کرنے کے لئے آیا ہے اور وہ اس وقت کوہ قند پہنچ گیا ہے۔

ہند پر حملہ کی بالشویکی تیاریاں

کشک سے گرات تک ایک پکی سڑک باربرداری کی موٹروں کے چلنے کے لئے زیر تعمیر ہے۔ یہ خبر بھی خفیہ طور پر موصول ہوئی ہے کہ یہ سڑک بالشویکوں کے زیر اہتمام تعمیر ہو رہی ہے۔ جو کہ مدت مدید سے ہندوستان سرحد پر پیشقدمی کرنے کی امیدیں ظاہر کر رہے ہیں۔ اس کام پر انجنیئر بھی روسی ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس تمام مصارف کو بھی خود بولشویکوں ہی کو برداشت کرنے ہوں گے۔

جرنیل نادر خاں کی تجاویز

جرنیل عبدالقدوس خاں کو کابل میں واپس بلا لیا گیا ہے۔ اور اس جگہ سردار عبدالعزیز خاں یاور قندھار کے گورنر بن کر جانیوالے ہیں۔ پچھلے دنوں جرنیل نادر فوج کے چند دستوں کے ساتھ چند قبائل کو فہمائش کرنے کے لئے جنہوں نے گورنر کے برخلاف بغاوت کا اعلان کیا تھا جلال آباد گئے تھے۔ انہوں نے فوج کے چند دستوں کو مقام کر کی طرف منتقل کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ افغانی فوج کے بہترین حصہ کو لنڈی کوتل کی سرحد پر متعین کرنا چاہتے تھے۔

برطانیہ کے عظیم نقصانات

لنڈن کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ آئرلینڈ میں برطانیہ کے عظیم نقصانات کے متعلق افواہیں بجلی کی تیزی کے ساتھ مشہور ہو رہی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ زخمیوں کی دو ٹرینیں لنڈن پہنچی ہیں۔ لوگ جوق در جوق اخبارات کے دفتروں میں جمع ہو گئے۔ اور آخر دفتر جنگ نے اعلان کیا کہ یہ افواہیں بولشویکوں نے اس غرض سے پھیلائی ہیں کہ محافظ فوج کے لئے بھرتی میں مشکلات پیش آئیں۔

ایران میں ترکی فوج اور ترکوں کی فتح

گذشتہ ہفتہ میں ۱۵ سو ترک ایرانی آذربائیجان میں گھس گئے ان کا ۷ سو ایرانی کاسکوں سے مقابلہ ہوا۔ کاسکوں کا افسر اعلیٰ بھاگ گیا۔ اور اس کی جگہ نیا افسر مقرر ہوا۔ کاسکوں کے بائیں پہلو کی ترکوں نے بُری طرح گت بنائی۔ باقی کاسک بچ کر تبریز کو چلے گئے۔

اتحادیوں میں پھوٹ

ترکی اور اٹلی کا معاہدہ

اٹلی ترک احرار کی حمایت میں

اخبار ملپٹس میں ترکی اور اطالیہ کے معاہدہ کی شرائط شائع ہوئی ہیں جو لنڈن میں کونٹ سفورزا اور بکر سمیع بے کے درمیان لنڈن میں ہوا تھا۔ اس عہدنامہ کی رو سے خاص خاص علاقوں اور ہیراکلیا کے اضلاع کی کوئلہ کی کانوں میں خاص خاص رعایات دی گئی ہیں۔ اور اٹلی نے اس بات کا ذمہ لیا ہے کہ وہ ترکی عہدنامہ صلح کے معاملہ میں خصوصاً تھریس اور سمرنا کے ترکوں کو واپس کئے جانے کے متعلق وہ ترک احرار کی حمایت کرے گا۔

لارڈ ریڈنگ لاہور میں

وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ حسب اعلان سابق عین ۸ بجے صبح ۱۵ اپریل کو لاہور سٹیشن پر پہنچے۔ گورنر پنجاب اور دیگر اعلیٰ افسروں نے اُن کا استقبال کیا۔ سلامی اُتاری گئی۔ اور آپ موٹر پر گورنر پنجاب کے محل کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں دو رویہ پولیس اور فوج کھڑی تھی۔ جنہوں نے زور سے تالیاں بجائیں۔

مضمون بقیہ صفحہ اوّل

لے کر نکل پڑے ہیں۔ کچھ عرصہ سے فیروزپور میں سلسلہ احمدیہ کی ترقی کو دیکھ کر ان نان شبینہ کے محتاج مولویوں نے فیروزپور کی طرف اپنی توجہ کا منعطف کر دیا۔ عوام کالانعام میں تو انہیں اپنا کام شروع کر دیا۔ اور جابجا جلسے کر کے حضرت مسیح موعود اور آپ کے خدام کو گالیاں دینی اور اپنے ٹکے وصول کرنے شروع کر دیئے۔ شروع شروع میں تو ہمارے دوست میر مدثر شاہ صاحب مبلغ علاقہ فیروزپور کو انہوں نے بالمقابل بحث کرنے کا موقعہ بھی دیا مگر تابکے افمن ینشؤا فی الحلیۃ و ھو فی الخصام غیر مبین۔ مقابلہ کی تاب نہ لا کر صرف عوام کو جوش دلانے اور بھڑکانے کے سوا اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اس پر صدر فیروزپور کے بعض سر برآوردہ لوگوں نے مولویوں کی ان حرکات پر اظہار نفرت کیا اور اُن کو مجبور کیا کہ وہ کسی مسئلہ پر باقاعدہ بحث کریں۔ مولوی احمد مختار کوئی میرٹھ کے مولوی ہیں جو اس مقابلہ کے لئے بھی تیار ہو بیٹھے۔ بالآخر آپس کی مفاہمت سے ۱۳۔۱۴۔۱۵ اپریل مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی۔ میر مدثر شاہ صاحب کی تحریک پر حضرت امیر نے مولانا مولوی احمد صاحب۔ عبدالستار صاحب اور مرزا خدا بخش صاحب اور خاکسار کو اس بحث میں میر صاحب کا ہاتھ بٹانے کے لئے فیروزپور پہنچنے کا حکم دیا ہم سب ۱۳ تاریخ کو ہی وہاں پہنچ گئے۔ فریق مخالف کے بھی بہت سے آدمی اس موقع پر جمع ہو گئے۔ مگر احمد مختار کے دیر سے پہنچنے کی وجہ سے ۱۳ کو بحث نہ ہو سکی۔ دوسرے دن ۱۴ اپریل کو بحث کا اعلان ہوا مگر بجائے اس کے کہ وقت پر کوئی باقاعدہ مناظرہ ہوتا اور دونوں فریقوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جاتا احمد مختار نے یہ چال چلی کہ لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ تاکہ اس طرح شور و شر اور فتنہ برپا ہو کر بحث کا ٹلنا ٹل جائے۔ احمد مختار جب چند دقائق کر کے بیٹھتا تھا تو ایک عجیب بے ہنگم غوغا بلند ہو جاتا تھا۔ اور میر صاحب کا وقت یونہی ضائع ہو جاتا تھا نہ کوئی بحث کا مضمون مقرر تھا نہ کوئی انتظام تھا۔ جو کچھ کسی کے جی میں آتا تھا بول اُٹھتا تھا۔ اور احمد مختار کو گالیوں سے ہی فرصت نہ تھی۔ کسی مضمون پر بحث کیا کرتی تھی اُن کے ترکش علم میں جس قدر گالیاں تھیں وہ انہوں نے مسیح موعود پر ختم کر دیں۔ اس کے بعد مالک مکان نے جو ایک غیر شخص تھا فساد کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر اس بے ہنگم جلسہ کو بند کرنے کا اعلان کیا اور ہمارے دوستوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے مولویوں اور جہال کی ناروا حرکات پر اظہار افسوس کیا۔ اور یوں اس فتنہ و شر کو فرو کیا گیا۔ ان مولوی کہلانے والوں کی حالت کو دیکھ کر ہمیں تو زمانہ مسیح کے فریسیوں کا ہو بہو نقشہ یاد آ گیا انہی چودھویں صدی کے علماء کی شان میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علماءھم شر من تحت ادیم السماء۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان ہنگامہ آرائیوں کی مفصل رپورٹ تو آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔ سر دست صرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور صداقت کے غلبہ کی ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مولویوں کی ان ستم آرائیوں اور غلغلہ اندازیوں کے باوجود ایک قابل قدر بزرگ منشی حبیب اللہ صاحب میر منشی نے اعلان بیعت کیا۔ اور کئی ایک اور دوست عنقریب سلسلہ میں شامل ہونے والے ہیں۔ اللھم زدفزد

عالم اسلام

بغداد میں حریت و آزادی کی لہر

لوگوں کے جوش و خروش

آج کل بغداد میں ایک ایسی جماعت اٹھ کھڑی ہوئی ہے جو لوگوں کو حریت اور آزادی کا وعظ سنا کر ان کے جذبات قومی میں ایک نئی روح پھونک رہی ہے۔ اور لوگوں میں قومی جوش اس قدر بڑھ گیا ہے کہ وہ ہر طرف یہ شعر گاتے پھرتے ہیں۔

بغداد دیار عرب و لی سکونی
ماجو زمن بلدی ۔ لو مشنوا عیونی

یعنی بغداد عربوں کا گھر ہے۔ اے اجنبیو میرے وطن سے نکل جاؤ اگر میری آنکھیں پھوٹ بھی جائیں تو بھی میں تمہیں یہاں نہیں دیکھ سکتا۔ نائٹوں میں بھی قومی مشاعرے کئے جاتے ہیں۔ اور شوق و ذوق کے ساتھ انہیں سنتے ہیں۔ (امان افغان)

مسٹر چنتامنی کی آمد

مسٹر چنتامنی وزیر صوبہ جات متحدہ جب اٹاوہ میں گئے تو وہاں ہڑتال ہو گئی۔ جس راستہ سے وزیر صاحب نے گذرنا تھا تمام دکانیں بند تھیں۔ رضاکاروں کے ہاتھوں میں خلافت کے سیاہ جھنڈے تھے۔ جو مجسٹریٹ کے حکم سے پولیس نے چھین لیے۔

نامہ ووکنگ

ترکی وفد کے رؤسا سے میری ملاقات

اشاعت اسلام کی اہمیت

پچھلے دنوں ترکی قوم کے دو وفد اپنی اپنی حکومتوں کی طرف سے لنڈن کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے آئے تھے۔ ایک وفد قسطنطنیہ سے سلطان المعظم کی گورنمنٹ کی طرف سے تھا۔ دوسرا وفد مصطفےٰ کمال پاشا کے زیر مقیم انگورا کی طرف سے۔ قسطنطنیہ کے وفد کے رئیس ہز ہائنس توفیق پاشا وزیر اعظم ترکی تھے۔ اور انگورا گورنمنٹ کے وفد کی عنان نیابت ہز ایکسیلنسی بکر سامی بے کے ہاتھ میں تھی۔ دونوں وفد لندن کے ایک مشہور ہوٹل میں جو سوائے ہوٹل کے نام سے موسوم ہے فروکش تھے۔

اسلام کے رشتہ اخوت نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو خواہ وہ زمین کے کسی گوشہ کے سکونت پذیر ہوں ایک لڑی میں پرو دیا ہوا ہے۔ اسی رشتہ اخوت کے لحاظ سے میں نے ترکی قوم کے ان برگزیدہ حضرات سے ملاقات کا تہیہ کیا۔ جو ان دونوں اتفاق سے لندن میں اپنے سیاسی مسائل و مطالبات کے تصفیہ کے لئے پہنچ گئے تھے۔

ہز ایکسیلنسی بکر سامی بے سے ملاقات

میں نے دونوں صاحبان کی خدمت میں ایک ہی وقت چٹھیاں لکھیں۔ وفد انگورا کے رئیس ہز ایکسیلنسی بکر سامی کی طرف سے پہلے جواب موصول ہوا۔ اور انہوں نے نہایت خوشی سے ملنے کا وقت دیا۔ ہز ہائنس توفیق پاشا کی طرف سے ملنے میں تاخیر اس لئے ہوئی کہ آپ بدقسمتی سے بیمار ہو گئے۔ چنانچہ کانفرنس میں بھی دونوں فریق کی وکالت و سفارت بکر سامی ہی کرتے رہے۔ کیونکہ توفیق پاشا علالت کی وجہ سے شرکت مجلس سے معذور تھے۔

غرض میں یکم مارچ کو مقررہ وقت پر خواجہ نذیر احمد صاحب خلف خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ سوائے ہوٹل میں پہنچا۔ ہز ایکسیلنسی کا قیام اس وسیع شاندار عمارت کی تیسری منزل پر تھا۔ ہوٹل کے خدام نے ہمیں برقی جھولوں کے ذریعہ تیسری منزل پر پہنچایا۔ اور وہاں ہز ایکسیلنسی کے سکرٹری نے ملاقات کے کمرے کی طرف ہماری رہنمائی کی۔ ہم کمرے میں داخل ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ ہز ایکسیلنسی تشریف لے آئے اندر قدم رکھتے ہی آپ نے ہمیں اس اسلامی طریق خطاب سے مخاطب کیا جو مسلمانوں کا امتیاز خصوصی ہے۔ اور جس کا ارشاد قرآن مجید کی آیت من القی الیکم السلام میں ہوا ہے۔ ہز ایکسیلنسی نہایت وجیہ کشیدہ قامت اور حسین بزرگ ہیں۔ انگریزی لباس پہنے ہوئے تھے۔ فرانسیسی اور فارسی زبان میں بلا تکلف بول سکتے ہیں۔ اس لئے فارسی زبان میں گفتگو شروع ہوئی۔ اور ترجمان کی ضرورت پیش نہ آئی۔ سلام علیکم اور مزاج پرسی کے بعد قریباً آدھ گھنٹہ تک مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ جن میں ہز ایکسیلنسی نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ خواہ وہ کہیں رہتے ہوں بے حد ہمدردی کا اظہار کیا ہز ایکسیلنسی مجھ سے مسلمانان ہند کی تعلیمی حالت دریافت کرتے رہے اور جب میں نے علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے قیام کا ذکر کیا تو آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار نظر آنے لگے۔ اور آپ نے فرمایا:۔

"ہم مسلمان سمجھتے ہیں کہ عیسائی ہمارے دشمن ہیں۔ یہودی ہمارے دشمن ہیں ہندو ہمارے دشمن ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہمارا سب سے بڑا دشمن جہالت ہے۔ مسلمانوں کو قرون اولیٰ میں علم و فن کے ذریعہ سے ہی ترقی ہوئی تھی۔ اب بھی اس سے ہو گی ہم نے پہلے زمانہ میں تلوار سے ترقی حاصل نہیں کی بلکہ علوم سے کی تھی۔ آج ہم اسی سے کر سکتے ہیں ہم نے انگورا میں اس غرض کے لئے ایک مجلس علمی قائم کی ہے جسے سب سیاسیات سے کچھ غرض نہیں۔ بلکہ اس کا مقصد صرف علمی تحقیقات ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ عرب، شام، پنجاب، ہندوستان، چین بلکہ تمام دنیا کے مسلمان اس مجلس علمیہ میں شریک ہوں"

اس کے بعد میں نے ووکنگ مشن کا ذکر کیا جس پر ہز ایکسیلنسی نے نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے رفقا میں جلد دوبارہ ملاقات اور مسجد ووکنگ میں نماز ادا کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ (چنانچہ اس کے بعد آپ اپنے متعدد ہمراہیوں کے ساتھ یہاں تشریف لائے۔ جس کی مفصل کیفیت قبل ازیں بھی چھپ چکی ہے)۔ دوران گفتگو میں میں نے ہز ایکسیلنسی کی خدمت میں ترجمۃ القرآن انگریزی پیش کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ترکوں کو اشاعت اسلام اور خدمت قرآن کرنی چاہئے۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ بیشک ہمارا فرض ہے۔ اور اشاعت اسلام سے بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو غلط فہمیاں اس ملک یا دوسرے ممالک یورپ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ دور ہو جاتی ہیں۔ آپ جو کام یہاں کر رہے ہیں ہم اس کا بہت شکریہ ادا کرتے ہیں اور میں انگورا میں جا کر اس کا ذکر نہایت خوشی سے کروں گا۔

ہز ہائنس توفیق پاشا کا مکرمت نامہ

اور

ہز ایکسیلنسی داماد اسمٰعیل حقی سے ملاقات

دوسرے دن ہز ہائنس توفیق پاشا وزیر اعظم ترکی کی طرف سے جواب موصول ہوا۔ کہ ممدوح خود تو بیمار ہیں اس لئے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ لیکن آپ کی جگہ آپ کے فرزند ارجمند ہز ایکسیلنسی داماد حقی بے جنہیں ہز میجسٹی سلطان المعظم کے ساتھ نسبت فرزندی بھی حاصل ہے بڑی خوشی سے ملیں گے۔ اور اسی غرض سے آپ نے مجھے ۳ مارچ بروز پنجشنبہ شام کے چار بجے چاء پر مدعو کیا۔ چنانچہ میں وقت مقررہ پر خواجہ نذیر احمد کے ساتھ حاضر ہو گیا۔ ہز ایکسیلنسی اپنے والد ماجد کے ساتھ سوائے ہوٹل کی چھٹی منزل پر اقامت پذیر تھے۔ خدام ہوٹل نے آپ کی فرودگاہ کی طرف ہماری رہنمائی کی اور وہاں آپ کے سکرٹری نے استقبال کیا۔

ہز ایکسیلنسی فرنچ بول سکتے تھے مگر میں اس سے نابلد تھا۔ اس لئے ترجمان کی ضرورت پڑی اور اس ضرورت کو ہز ایکسیلنسی کے سکرٹری نے جو انگریزی میں گفتگو کر سکتے تھے پورا کیا۔ ابتدائی مراسم مزاج پرسی کے بعد لنڈن کانفرنس کے متعلق کچھ باتیں ہوتی رہیں۔ اور ہز ایکسیلنسی نے ہمیں سمرنا کی آبادی کے نقشے دکھائے۔ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ خاص سمرنا میں ترکوں کی آبادی یونانیوں سے زیادہ ہے۔

اس کے بعد اشاعت اسلام پر میں نے سلسلہ گفتگو شروع کیا جس میں ہز ایکسیلنسی نے بڑی دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ اور بڑی خوشی سے ان خوش آئند گراں قدر نتائج کو سنا۔ جو ووکنگ مشن کو اس مختصر زمانہ میں حاصل ہوئے ہیں۔ ہز ایکسیلنسی کو اشاعت اسلام میں ایک شغف معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ دوران گفتگو میں آپ نے فرمایا:۔

"جب میں جرمنی میں فوجی تربیت کے لئے تھا تو میں نے بھی ایک خاندان کو حلقہ بگوش اسلام کیا تھا۔ ایک فوجی افسر کے ساتھ میری دوستی ہو گئی تھی۔ آہستہ آہستہ میں نے اسے اسلام کے اصول اور تعلیم بتانی شروع کی۔ کچھ عرصہ میں وہ اس قدر متاثر ہو گیا کہ اس نے قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد اس کے رشتہ داروں نے اس کی مثال کی تقلید کی اور سارا خاندان مسلمان ہو گیا!!"

اس کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں انگریزی ترجمۃ القرآن پیش کیا جس کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے۔ اور خود اپنے والد ماجد ہز ہائنس توفیق پاشا کو جو دوسرے کمرے میں لیٹے ہوئے تھے دکھانے کو لے گئے۔ اور آپ نے والد ماجد کا دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ نے ہدیہ اسلامی کو قبول کیا۔ اور قرآن کریم کو بوسہ دے کر پیشانی سے لگا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اس کے بعد چاء پیش کی گئی جس میں ہز ایکسیلنسی کے دوسرے مختلف رفقا اور ارکین وفد بھی شریک ہوئے۔ چاء نوشی کے وقت بھی مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ غرض تقریباً ایک گھنٹہ کی پر لطف صحبت کے بعد ہم نے اجازت طلب کی۔ ہز ایکسیلنسی نے دوبارہ نہایت موثر الفاظ میں ہمارا شکریہ ادا کیا۔ اور ازراہ محبت برقی جھولے تک مشایعت کے لئے تشریف لائے۔ ہز ایکسیلنسی کے اخلاق نہایت وسیع ہیں۔ اور میرے دل پر ان کا خاص اثر ہے۔

مسلمانوں کے لئے سبق

میں نے یہ تمام کیفیت محض دل لگی کے لئے نہیں لکھی۔ نہ میرا مطلب اس سے خود نمائی ہے بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ مسلمان ان خیالات سے کوئی عملی فائدہ حاصل کریں۔ ترک قوم مسلمانوں میں ایک ممتاز قوم سمجھی جاتی ہے مسلمانان ہند کے دلوں میں بھی ان کی بڑی عزت و محبت ہے۔ کہ زمانہ دراز کی حکومت کرنے والوں کو آئین حکومت کم از کم ہم سے زیادہ آتے ہوں گے۔ اس قوم کے برگزیدہ ممبروں کی رائے میں نے پیش کر دی ہے۔ جسے ہم ہندوستان کے مسلمانوں کو آویزہ گوش بنانا چاہئے۔ ان کے سارے خیالات کا خلاصہ اگر سمجھنا چاہو تو صرف یہی ہے کہ۔

علم کی دولت حاصل کرو۔ اشاعت اسلام کی برکت سے دنیا میں بڑھو۔ یہی دو اصول ہیں جن سے مسلمانوں نے ترقی کی تھی۔ اور ان ہی سے آج وہ اپنی بگڑی بنا سکتے ہیں۔ کاش کالجوں اور سکولوں کی شکست و ریخت کے مدعی اور علما کی تحصیل علوم سے بے بہرہ رکھنے والے بزرگ جنہیں آج تک ترکوں سے ہمدردی کا دعوےٰ بھی ہے ترکوں کی نصیحت پر عمل پیرا ہوں۔ ترکی وفد اپنے اپنے مقامات پر واپس چلے گئے۔ لیکن ان کے خیالات میں مسلمانان ہند کی خدمت میں نصیحت کے لئے پیش کر رہا ہوں۔

مرلو ما نصیحت بود کردیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

مصطفےٰ خان۔ مسجد ووکنگ انگلستان

فلسفہ اسلام

از خواجہ کمال الدین صاحب بی اے

بہشت و دوزخ کا اسلامی مفہوم

گذشتہ سے پیوستہ

اسلامی بہشت و دوزخ کی یہ ایک مجمل کیفیت ہے۔ اس کی اصلی حقیقت و کیفیت کو سمجھنا انسانی دل و دماغ سے باہر ہے۔ عذاب جہنم یا نعماء جنت کو اس جگہ کما حقہ سمجھ لینا یا تعقل و تصور انسانی میں لانا ایک امر مشکل ہے۔ اور ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل صحیح فرمایا۔ کیا ایک نابالغ بچہ ہزار دو ہزار تشریحات سن کر بھی لذت تعلقات زناشوئی سے واقف ہو سکتا ہے۔ ایک شخص جس کے کان تان سُر سے آشنا ہی نہیں وہ موسیقی کی خوبیوں کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ ایک موٹی عقل اور ناتراشیدہ دماغی کیفیات کا انسان کسی شہر کی خوبصورتیوں کی کیا داد دے سکتا ہے۔ اب اگر یہ ساری باتیں محالات سے ہیں تو پھر آنحضرت نے صحیح طور پر فرمایا ہے کہ بہشت میں وہ چیزیں ہیں کہ جسے انسانی آنکھ نے نہ دیکھا نہ انسانی کان نے سنا نہ وہ کسی تعقل تصور میں آ سکتی ہیں۔ قرآن کریم بھی یوں فرماتا ہے۔ وبرزت الجحیم للغاوین۔ اور اس دن خطاکاروں کے آگے دوزخ کھول دی جائے گی۔ جو کچھ مختلف کتب ہائے مقدسہ میں بہشت و دوزخ کے متعلق لکھا ہے وہ دراصل تشبیہات و تمثیلات ہیں جیسے کہ قرآن بھی اشارہ فرماتا ہے۔ واخر متشابہٰت لیکن میں بہ علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ بہشت و دوزخ کی بہتر سے بہتر تشریح جو ادراک انسانی میں آ سکتی ہے وہ قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

الغرض انبساط خوشی راحت آسائش۔ آرام کے خزانے کے خزانے بعد الموت زندگی میں ہمارے لئے موجود ہوں گے۔ اگر ہم قویٰ کی اصلاح کریں لیکن جن لوگوں سے یہاں ہمارے محبت کے تعلقات ہیں مثلاً اہل و عیال۔ ماں باپ۔ بیوی بچے دوست ان اپنے پیاروں کے سوا اگر ان کی زندگی حرام ہو جاتی ہے تو وہاں جس جگہ لحد واور آگ تیز تیز ہوں گے ان کے سوا زندگی اور بھی تلخ ہو جائے گی۔ مگر ہمیں قرآن یقین دلاتا ہے کہ ہم اور ہمارے متعلقین سب کے سب ایک صاف ہو کر بہشت میں داخل ہوں گے۔ ھم و ازواجھم فی ظلٰل علی الارائک متکئون۔ اور ان کی بی بیاں سایہ کے نیچے تختوں پر ہوں گی۔

اس جگہ میں بیہودہ اعتراض کو بھی رفع کر دیتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان عورت میں روح کا ہونا تسلیم نہیں کرتے ان نادانوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ بہشتی زندگی ایک روحانی زندگی ہے اور ایک ترقی یافتہ روح ہی جنت میں داخل ہو گی جب بروئے تعلیم قرآن عورتیں بھی جنت میں جاویں گی تو عورتوں کا روح ہونا مسلم ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اپنا کا مذہب

آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

پیغام صلح

ہفتہ میں دو بار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت
ششماہی سہ ماہی
طلباء سے سالانہ

مدینۃ المسیح لاہور۔ چہارشنبہ مورخہ ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء مطابق ۱۸ شعبان سنہ ۱۳۳۹ھ نمبر ۸۴ جلد ۸

کلام الامام امام الکلام

برگل صدق او فتد چون بلبلے
دل پر از خبث است و باطن پر ز شر
صحبت نیست از ایشان دور تر
صحبت نیست چو باشد در دلے
برگل صدق او فتد چون بلبلے
بر شرارتہا نمی بند د میان
ترسد از دانائے اسرار نہان
لیکن این بیباکی و ترک حیا
افترا بر افترا بر افترا
این نہ کارے مومنان و اتقیاست
این نہ خوئے بندگان باصفاست
ہرکہ او ہردم پرستار ہوا
من چسان دانم کہ ترسد از خدا
خویشتن را نیک اندیشیدہ اند
ہائے این مردم چہ بد فہمیدہ اند
اتباع نفس اعراض از خدا
بس ہمیں باشد نشان اشقیا

جواہر ریزے
حقیقی نفع رساں خدا کی ذات ہے

دنیا میں لوگ حکام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اٹھانے کی ایک خیالی امید پر اُن کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمتگاروں تک خوش کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہو جائے تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقعہ مخصوص پر نفع پہنچنے کی امید ہو سکتی ہے۔ اس خیالی امید پر انسان اس کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامدیں کرتا ہے کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہوں۔ اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے۔ کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے۔ مگر اس معطی حقیقی کی جس نے بدون کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس سے بے انتہا فضل کئے ہیں۔ ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ انسان اس کو نفع پہنچانا بھی چاہے تو کیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالیٰ کے بدوں پہنچا ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ نفع اس کے نفع پہنچانے والا یا خود اس دنیا سے اٹھ جائے۔ یا کسی ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہو جائے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اس سے نہ اٹھا سکے۔ غرض اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم انسان کے شامل حال نہ ہو۔ انسان کسی سے کوئی فائدہ اٹھا ہی نہیں سکتا۔ پھر جب کہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پھر کیسی قدر بے حیائی ہے کہ انسان غیروں کے دروازہ پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خدا ترس مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اس کا حق نہیں ہے۔ متقی کے لئے خود اللہ تعالیٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے اس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا ولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اُن کے ساتھ وہ رأفت و محبت کرتا ہے۔ چنانچہ خود فرماتا ہے واللہ رؤف بالعباد

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہوتے ہیں

یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو

دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں۔ اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مگر جو دنیا کی املاک، و جائداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس للہی وقف کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے من اسلم وجہہ للہ وہو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ اس جگہ اسلم وجہہ للہ کے معنے یہی ہیں۔ کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے۔ اور اپنی جان و مال آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے۔

حصول دنیا میں مقصود بالذات دین ہو

اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم ہوں۔ کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کچھ واسطہ ہی نہ رکھے۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے اور نہ اسلام دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے۔ یہ بزدلوں کا کام ہے مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے۔ (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

لاہور۔ حضرت ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اوائل مئی میں شملہ تشریف لے جائیں گے۔

ٹرینیڈاڈ۔ مولوی فضل کریم خانصاحب (مبلغ احمدیہ) اشاعت اسلام امریکہ اجزیرہ بحرین صداقت اسلام پہنچا رہے ہیں۔ چنانچہ وہاں کا اخبار ایسٹ انڈین ہیرلڈ لکھتا ہے فضل کریم خان صاحب بی اے مقاصد اسلام پر ٹرینیڈاڈ کے مساکن میں لیکچر دے رہے ہیں۔ سامعین ان کے لیکچروں میں شامل ہوتے ہیں۔ چگوانا میں بھی بی حقانی نے بہت سی بہم پہنچانے کے سبب ان کے لئے شکریہ کا ووٹ پاس کیا

مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر پیغام صلح شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸　مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۱ء　نمبر ۸۴

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ
مورخہ ۲۸ رجب ۱۳۳۹ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۲۱ء

انسان حصول ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ○ يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ○ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ○ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ○ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ○ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ○ سورہ نساء رکوع ۵

اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ تمہارے فائدہ کیلئے کچھ بیان کرے اور تمہیں ان راہوں کی ہدایت کرے کہ جن پر تم سے پہلے لوگ چلے اور تم پر رجوع برحمت کرے اور اللہ بہت بڑے علم والا اور حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رجوع تو لوگوں کی بہتری کے لئے ہوتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو بڑے بلندی کے درجات عطا فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے چونکہ وہ سب قسم کا علم اور حکمت رکھتا ہے اس لئے اسکے احکام بھی علم اور حکمت پر مبنی ہونگے اور انکے نیچے [illegible] ہونگے اور ایسی باتیں ہونگی کہ انسان انکو اپنے [illegible] نہیں کر سکتا۔

ويريد ان يتوب عليكم ويريد الذين يتبعون الشهوت ان تميلوا ميلا عظيما ○ اللہ تعالیٰ تو تم پر رجوع برحمت ہوا چاہتا ہے مگر وہ لوگ جو اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم جھک جاؤ بہت ہی بڑا جھکنا

يريد الله ان يخفف عنكم وخلق الانسان ضعيفا اللہ تعالیٰ تمہارے بوجھوں کو ہلکا کرنا چاہتا ہے اس لئے کہ انسان اپنی خلقت سے کمزور اور ضعیف پیدا ہوا ہے اس کو موجودہ راہوں میں ابدی راہوں کی خبر نہیں اسلئے اس کا یہ بوجھ خدا نے ہلکا کر دیا کہ اسپر ہدایت کی راہوں کو ظاہر کر دیا اور ابد الآباد تک اسکو اس کے لئے مفید ہدایات پر اطلاع دے دی اتنے بڑے احسان کے ذکر کے بعد اور بڑی بھاری خوشخبری دینے کے بعد جو حکم دیا وہ یہ ہے

مال کی حرص بہت سے جرائم کا موجب ہے

يا ايها الذين امنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منكم ولا تقتلوا انفسكم ان الله كان بكم رحيما ○ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو آپس میں ایک دوسرے کا مال جھوٹ سے مت کھا جاؤ۔ ہاں آپس کی رضامندی سے جو تجارت ہوتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ اپنے لوگوں کو قتل کرو۔ اللہ تعالیٰ تو تمہارے ساتھ رحم کا سلوک کرتا ہے اتنے بڑے احسان عظیم کے

بعد صرف یہ حکم دیا ہے کہ جو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی بڑی اہم بات نہیں۔ لوگوں کا مال بالباطل مت کھاؤ اور نہ اپنے آدمیوں کو قتل کرو ایسی شاندار تمہید کے بعد یہ چھوٹی سی بات بیان کی اور بظاہر بالکل معمولی سا مسئلہ ہے کون نہیں جانتا کہ مال بالباطل کھانا منع ہے مگر دراصل یہی مال کی حرص ہے کہ جسکی وجہ سے انسان طرح طرح کے جرائم کا مرتکب ہوتا ہے جھوٹ اکل مال بالباطل کے لئے ہی بولتا ہے اور آخر اس سے ترقی کرکے قتل بھی مال باطل کھانے کے لئے ہی کرتا ہے جب دوسرے کا مال کھانا چاہتا ہے تو پہلے چھوٹے چھوٹے برے کام کرتا ہے اور آخر قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے اس جگہ فرمایا لا تاكلوا اموالكم بينكم یعنی اپنے مالوں کو بالباطل مت کھاؤ یعنی اموالکم فرمایا ہے اموال الناس نہیں فرمایا۔ کہ مال جھوٹ اور باطل کے ساتھ کھاتے ہیں ان میں یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ وہ مال جنپر تم بلحاظ رشتہ کے ایک گونہ حق رکھتے ہو۔ وہ بھی بالباطل مت کھاؤ۔ تو جو دوسرے لوگوں کا مال ہوگا وہ تو بدرجہ اولیٰ بالباطل کھانا ناجائز ہوگا۔ یہ سب جانتے ہیں کہ کسی کے مال کا کچھ حصہ کھا جانے سے کچھ نہیں بنتا۔ دنیا کا مال ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے جو دیر تک کسی کے پاس نہیں رہ سکتا مگر اسپر بھی لوگوں نے بہت ٹھوکر کھائی ہے

مسئلہ تناسخ کی تردید

مال و دولت کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس پر انسان بہت کچھ فخر کر سکے تاہم لوگوں نے اسکو بہت بڑا عزت اور خوش قسمتی کی چیز سمجھا ہے ہندوں میں تناسخ کے عقیدہ کی دلیل میں یہی پیش کیا جاتا ہے کہ ایک شخص امیر کے گھر میں پیدا ہوتا ہے اور ایک غریب کے گھر میں کہ جس کو کھانے پینے اور راحت کا کوئی سامان میسر نہیں ہوتا خدا تعالیٰ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا اس لئے ہوتا یہ ہے انسان کے گذشتہ اعمال کی وجہ سے ہی ایسا ہوتا ہے کہ خدا ایک کو امیر کے گھر میں اور ایک کو غریب کے گھر میں پیدا کر دیتا ہے مگر ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ دنیا کے مال میں حقیقی راحت نہیں بلکہ اس مال کی وجہ بہت سے دکھ اور مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور جو شخص امیر کے گھر میں پیدا ہوتا ہے وہ اپنے اندر وہ جوہر نہیں پیدا کر سکتا۔ کہ جو ایک غریب کا لڑکا پیدا کر سکتا ہے۔ قابلیت اور لیاقت صرف محنت سے پیدا ہوتی ہے کہ جس کا موقعہ امیروں کی اولاد کو بہت کم میسر آتا ہے غرض دولت کوئی حقیقی خوشی اور راحت کی چیز نہیں بہت سی برائیاں اور بدعادات اسی سے پیدا ہوتی ہیں

دوسروں کا مال کھانا اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا ہے

قرآن کریم نے اس جگہ اموالکم بینکم اسی لئے کہا ہے کہ انسان باطل سے مال کھانا پہلے اپنوں کا ہی شروع کرتا ہے اس کے بعد لا تقتلوا انفسكم میں بھی اپنا ہی قتل بیان کیا ہے کیونکہ جو شخص ایسا ارادہ کرتا ہے وہ پہلے اپنے نفس کو ہی قتل کرتا ہے ان الله كان بكم رحيما اللہ تعالیٰ کا اس میں کچھ نہیں بگڑتا۔ تمہارے ہی فائدہ کے لئے اور رحم کے جذب بننے کے لئے یہ حکم دیا ہے۔ دنیا میں کس قدر امن اور راحت پیدا ہو جب کہ اگر دنیا یہ سمجھ لے کہ اس دنیاوی مال سے کچھ نہیں بنتا بلکہ دنیوی زندگی کس قدر ناپائدار زندگی ہے اور دولت فی الحقیقت کوئی آرام اور راحت کی چیز نہیں یہی دنیا جنت ہو جائے اگر لوگ مال بالباطل کھانا چھوڑ دیں اسی سے دنیا کی بہت سی مصیبتیں اور دکھ دور ہو جائیں اس کے بعد فرمایا ومن يفعل ذالك عدوانا وظلما فسوف نصليه نارا جو شخص ظلم اور تعدی سے دوسرے کا مال کھاتا ہے وہ اپنے آپکو آگ میں داخل کرتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آگ میں خدا ہی داخل کرتا ہے مگر اس کا سبب انسان خود ہی اپنے ہاتھوں پیدا کرتا ہے اس آگ کو چونکہ وہ خود ہی پیدا کرتا ہے اسلئے یہ گویا خود ہی آگ میں داخل ہوتا ہے وكان ذالك على الله يسيرا اس میں خدا تعالیٰ کی عادت کو بتایا ہے کہ جو شخص مال بالباطل کھاتا ہے وقت آجاتا ہے کہ وہ مال و منال اور اس کے دوست و آشنا کسی کام نہیں آتے اور وہی مال و دولت اس کے لئے آگ کا سامان بن جاتے ہیں ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم وندخلكم مدخلا كريما

کبیرہ گناہ صغیرہ گناہوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں

ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم وندخلكم مدخلا كريما

بظاہر یہ موٹی سی بات معلوم ہوتی ہے کہ اپنے مال بالباطل مت کھاؤ۔ اور اگر تم یہ کہو کہ اس کو چھوڑ بھی دیا جائے۔ تو کیا ہوگا۔ تو فرمایا ہم تمہاری برائیاں تم سے دور کر دینگے اور تمکو عزت کی جگہ میں داخل کریں گے لوگوں نے اس آیت کی بنا پر کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کی تقسیم کی ہے مگر احادیث بتاتی ہیں کہ ایسی تقسیم درست نہیں کسی حدیث میں سات کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے کسی میں تین کا کسی میں ایک گناہ کو کبیرہ لکھا ہے تو دوسرے کو نہیں لکھا۔ اصل بات یہ ہے تمام گناہوں کی ابتدائی حالت صغیرہ اور وہی بڑھتے بڑھتے کبیرہ تک پہنچ جاتی ہے ایک شخص جو ابتدا میں نماز کو غفلت سے چھوڑتا رہتا ہے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کے چھوڑنے سے کچھ بگڑتا تو ہے نہیں اور آخر کار خدا کی ہستی پر سے بھی یقین اٹھ جاتا ہے تو ہر ایک گناہ کی ابتدائی حالت صغیرہ گناہ ہے مگر جب اس میں انسان ترقی کر جاتا ہے تو وہی گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے اس جگہ بھی کبائر کے بعد ما تنهون عنه۔ لا کر بتلا دیا کہ جن باتوں سے روکا گیا ہے وہ سب کبائر ہی ہیں

قرآن کریم نے گناہوں کی فہرست کیوں نہیں بتائی

ہاں قرآن کریم نے گناہوں کی کوئی فہرست نہیں بتائی اسکی وجہ یہ ہے کہ انکی حد بندی ہی نہیں ہو سکتی بلکہ اگر انسان انکو گننا بھی چاہے تو گن نہیں سکتا۔ کیونکہ اکثر اوقات ایک بات اچھی ہوتی ہے مگر بعض حالات میں وہی بری ہو جاتی ہے تلوار کا چلانا اپنے موقعہ اور محل کے لحاظ سے اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی۔ دشمن کے مقابلہ میں کمزوروں ضعیفوں اور عورتوں کی حفاظت کے لئے تلوار چلانا بہت بڑے ثواب کا کام ہے مگر ناحق کسی کو قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے اسی لئے قرآن کریم نے حکم دیا ہے کہ بڑے بڑے گناہوں کو بچو قتل مت کرو چوری مت کرو زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔ وغیرہ وغیرہ جیسے باطل سے روک دیا۔ ان موٹے موٹے گناہوں سے بچ جاؤ۔ تو ہم تمہاری کمزوریوں کو دور کر دینگے

اسلام بھی ایک کفارہ پیش کرتا ہے

نكفر عنكم سيئاتكم کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمہارے اندر سے گناہوں کا میلان دور کر سکے گا جب تم بڑے بڑے گناہوں سے بچو گے تو تمہارے اندر سے ان کا میلان ہی جاتا رہے گا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف انسان کی سرشت کے اندر ہی بدی نہیں بلکہ اس کے اندر اس کا میلان تک بھی دور ہو سکتا ہے اور دنیا میں اس کے نظائر بھی موجود ہیں کہ بہت سے لوگوں کے اندر سے بدی کا میلان بھی دور ہو گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ شیطان انسان کی رگوں کے اندر خون کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس پر صحابہ نے پوچھا کہ کیا آپ کے بھی فرمایا۔ ہاں ولكن الله اعانني عليه فرمایا بے شک وہ ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ دے دیا ہے اور میرا وہ شیطان مسلمان ہو گیا ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپکے اندر سے بدی کا میلان تک بھی دور ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ اس کا نسخہ اور گر بتایا ہے کہ انسان کے اندر سے بدی کا میلان کسطرح مٹ سکتا ہے جب تم موٹی موٹی گناہ کی باتوں سے بچوگے تو تمہارے اندر کی قوت مضبوط ہو کر تمہارے اندر سے بدی کا میلان جاتا رہے گا۔ یہ تو وہ نسخہ ہے یا یوں کہو کہ اسلامی کفارہ ہے کہ جس پر عمل کرنے سے نہ صرف گناہ بلکہ گناہ کا میلان بھی دور ہو جاتا ہے

عیسائیوں کا کفارہ گناہ کا دروازہ کھولتا ہے

اس کے بالمقابل ایک کفارہ عیسائی بھی پیش کرتے ہیں کہ مسیح کے صلیب کے واقعہ پر ایمان لاؤ۔ تو گناہ دور ہو سکتے ہیں مگر یہ کس قدر بیہودہ بات ہے محض ایک واقعہ پر ایمان لانے سے کس طرح بدی کا میلان [illegible]

ہوسکتا ہے میں نے کئی دفعہ پادریوں سے یہ سوال کیا ہے کہ کفارہ پر ایمان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے آیا انسان کے اندر سے بدی کا میلان دور ہو جاتا ہے۔ اور وہ گناہ ہی نہیں کرتا۔ یا گناہ تو اس سے سرزد ہوتے رہتے ہیں مگر صرف کفارہ پر ایمان کی وجہ سے انہیں صاف کرتا چلا ہے۔ اس کا وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کیونکہ واقعات ان پر شاہد ہیں۔ کہ کفارہ پر ایمان لانے والے گناہ تو اسی طرح کرتے ہیں۔ جس طرح دوسرے لوگ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر پس محض کفارہ سے ایمان پر گناہ کا میلان تو دور نہیں ہوتا اب صرف دوسری صورت رہ گئی۔ کہ انسان گناہ کرتا رہے اور کفارہ کی بدولت وہ معاف ہوتے رہیں۔ تو پھر کسی کو گناہ سے بچنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور یہ عقیدہ گناہ کے دروازہ کو کھولنے والا ہے

اسلامی اور مسیحی کفارہ میں فرق

لیکن اللہ نے بھی مسلمانوں کو کفارہ کی قرآن کریم میں تعلیم دی ہے اور وہ یہ کہ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچو گے تو ہم تمہارے گناہوں کو دور کر دیں گے بظاہر یہ بات معقول نظر نہیں آتی کہ بڑی بدیوں سے اگر انسان رک جائے۔ تو چھوٹی بدیوں کا اس کے اندر میلان نہیں ہوتا کیونکہ بظاہر بڑی بدی پر غالب آنا مشکل معلوم ہوتا ہے اور چھوٹی سے بچ جانا آسان نظر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے گویا یہاں جو کام مشکل تھا وہ انسان کے ذمہ ڈال دیا ہے

بڑی بدی کی نسبت چھوٹی سے بچنا مشکل ہے

مگر اصل میں حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ انسان بڑی بدی کی نسبت چھوٹی پر مشکل سے قابو پاسکتا ہے بڑی بدی سے بچنا آسان ہے اور چھوٹی سے بچنا مشکل ہے کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب وہ بڑا نقصان ہوتا دیکھتا ہے تو اس سے بچنے کے لئے اس کی تمام قوتیں ظاہر ہو جاتی ہیں اور انسان اسکے مقابلہ کے لئے پورے جوش اور [illegible] کا نقصان انکا مد نظر [illegible] آسانی سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے مگر جس بدی کا نقصان کم اور پوشیدہ ہو۔ اس سے انسان غافل ہو جاتا ہے اور وہ بدی اس پر غالب آجاتی ہے اسلئے یہ [illegible] ہے کہ [illegible] اور ظاہر نقصان کو دیکھ کر انسان اس بدی سے آسانی سے بچ جاتا ہے۔ مگر جس قدر کسی بدی کا نقصان کم اور پوشیدہ ہوتا ہے اسپر غالب آنا انسان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ بدی سے بچنے کی جو قوت اللہ تعالیٰ نے [illegible] اس کے اندر رکھی ہے اسکے سست ہو [illegible] وہ بدی سے بچ نہیں سکتا۔ جس بدی کا [illegible] سامنے نہ ہو تو اس کا خوف بھی اسکے دل میں کم ہوتا ہے اور اس سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا بعض اوقات تو ایسی بدیوں کے وقت منافقت اختیار کر لیتا ہے کہ مجلس لوگوں میں اسکی بدنامی نہ ہو ورنہ اس کے کرنے میں اسکو کوئی خوف معلوم نہیں ہوتا تمام وہ باتیں کہ جن سے نقصان پہنچنے کا یقین ہو ان سے تو بچنے کی کوشش کرتا ہے مگر چھوٹی چھوٹی بدیوں سے بچنے کی بہت کم کوشش کرتا ہے

انسان بدی پر کیونکر غالب آسکتا ہے

اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بدیاں جنکے نتائج کھلے ہیں ان سے اگر تم بچ جاؤ گے تو تمہارے اندر جو بدی سے بچنے کی قوت ہے وہ طاقت پکڑے گی اور خوب نشوونما پائیگی کیونکہ انسانی قوتیں کام لینے سے طاقت پاتی ہیں جسطرح انسان اپنے پٹھوں سے کام لیتا ہے تو وہ مضبوط ہو جاتے ہیں مگر جو لوگ ان سے کام نہیں لیتے۔ وہ خواہ کیسی طاقتور غذا کیوں نہ کھا دیں ان کے پٹھے کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں اسی طرح جب تک بدی کے خلاف اپنی قوت کو خرچ نہ کیا جائے بدی سے رکنے کی قوت زور نہیں پکڑتی بڑی بڑی بدیوں کا مقابلہ کرنے سے یہ قوت تیز اور طاقتور ہوتی رہتی ہے جس کا نتیجہ آخرکار یہ ہوتا ہے کہ انسان کے اندر سے بدی کا میلان ہی رک جاتا ہے۔ اگر کام لیا جائے۔ اور کوشش کی جائے۔ تو آخر یہ قوت بدی پر غالب آجاتی ہے پس بدی کا میلان انسان کے اندر سے اسی طرح دور جس قدر بچنے کے لئے زور لگاؤ گے۔ اور کوشش کرو گے اسی قدر بدی کی قوتیں ضائع ہونگی اور نیکی طرف رغبت ہوگی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں بدی کا میلان بھی نہیں تھا

یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جسکی نظیر دنیا میں موجود نہ ہو خود صحابہ کرام کی زندگی اس پر شاہد ہے۔ کہ انکے اندر سے بدی کا میلان دور ہو گیا تھا۔ کیونکہ یہ اصول سب میں مسلم ہے۔ کہ کسی صحابی کی نسبت یہ ثابت نہیں کہ انہنے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ محدثین نے اس میں بڑی تحقیق کی ہے وہ روایت جس سے ساری زندگی میں ایک دفعہ بھی جھوٹ بولنا ثابت ہو اسکی روایت کا اعتبار نہیں کرتے۔ مگر صحابہ کی نسبت سب کا اتفاق ہے کہ ان میں سے روایت میں کسی کا بھی جھوٹ بولنا ثابت نہیں اجتہادی غلطی ہو جانا یا سہو ہو جانا اور بات ہے مگر عمداً جھوٹ کسی کا ثابت نہیں کوشش یہی ہونی چاہئے۔ کہ انسان غلطیوں میں پڑنے سے بچے مگر ارادہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ کہ اسکے سامنے بدیاں ضرور آئیں اور وہ ان سے بچے بلکہ جب ایسے موقعہ سامنے آجائیں۔ تو ان سے بچنا چاہئے۔ اور اس کے اندر ارادہ بھی بدی کا نہ ہونا چاہئے۔ اس جگہ اللہ تعالےٰ نے جو کل مال بالباطل کا اہمیت سے ذکر کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر انسان جھوٹ اور فریب سے دوسرے لوگوں کے مال کھانے سے بچ جائے تو وہ بہت سی بدیوں سے بچ جاتا اور ان پر غالب آجاتا ہے جب انسان اس کا مصمم ارادہ کرلے کہ اس نے اپنے بھائی کا مال جھوٹ اور فریب سے نہیں کھانا تو اس سے وہ بہت سی بدیوں سے بچ جائیگا نہ اسکی خاطر جھوٹ بولے گا اور نہ اس کو نقصان پہنچانے کے اور کام کرے گا اور دوسری بات جو ان آیات میں بتلائی ہے وہ یہ ہے کہ جب وہ بڑی بڑی بدیوں سے بچے گا تو یہی بڑی بدیاں اس کے لئے کفارہ ہو جائینگی۔ یعنی اس کے اندر قوت پیدا ہو کر اسکو چھوٹی چھوٹی بدیوں سے بھی بچالے گی

جواب طلب سوال

از مولوی محمد یامین صاحب دستوی

ایک جوان عورت کو اس کے باپ نے ایک نابالغ لڑکے سے جسکی عمر ۴ یا ۵ سال کی ہے۔ نکاح کر دیا ہے اور مدت تک یہ عورت خاموش رہی۔ اب عرصہ کے بعد یہ کہتی ہے کہ یہ لڑکا مجھے پسند نہیں ہے کیا یہ نکاح اب فسخ ہو سکتا ہے یا نہ

الجواب

یہ ایک ناجائز حرکت ہے۔ از روئے شریعت اسلام یہ نکاح۔ نکاح نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نکاح کے لئے شریعت اسلام میں چند شرائط مقرر ہیں

دو عاقل بالغ گواہوں کے روبرو ایجاب و قبول متعاقدین کا عاقل بالغ ہونا وغیرہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۔ سورۃ النساء یعنی یتامیٰ کی اموال کی اسوقت تک حفاظت و نگرانی کرتے رہو کہ وہ نکاح کی عمر تک پہنچ جائیں اور انکی عقل بھی ٹھیک ہو جائے اس سے صریحاً ثابت ہے کہ نکاح تب ہی نکاح کہلاتا ہے جب کہ فریقین نکاح کے قابل ہو جائیں کیونکہ نکاح سے زوجین پر ایک دوسرے کے حقوق فرض ہو جاتے ہیں۔ جیسے مہر وغیرہ اور قبل از بلوغت شریعت کسی کو ملک نہیں کرتی۔ کیونکہ فرائض الٰہی تب ہی فرض ہوتے ہیں جب کہ انسان بالغ ہو جائے۔ لغت میں نکاح کے معنی ہی جماع کے ہیں دیکھو منتہی الارب و مجمع البحار الانوار زیر لفظ نکح اور اصطلاح میں ایجاب و قبول بہ پابند شرائط مذکورہ کو بھی نکاح کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے۔ فقہائے کرام نے نکاح کے لئے بلوغت یعنی جماع کی عمر کو پہنچنا اور عقلمند ہونا شرط قرار دیا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری کے کتاب النکاح میں لکھا ہے و اما شرطہ جب قابلیت جماع اور عقل سلیم جو شارع نے نکاح مقرر کی ہوئی ہیں۔ وہی موجود نہیں کیسا فاذا فات الشرط فات المشروط ایک مسلم بات ہے اگر کوئی جوان شخص یا جوان عورت کسی نابالغ لڑکی [illegible] سے دو گواہوں کے سامنے ایجاب قبول کرے [illegible] کوئی قاضی یا عدالت ایسے ایجاب قبول نکاح [illegible] دے گی۔ ہرگز نہیں کیونکہ احد المتعاقدین نابالغ [illegible] ولی جائز وہی ولی ہو سکتا ہے جو مطابق شریعت [illegible] بہ پابندی شریعت احد المتعاقدین کے مرضی [illegible] اور ان کے لئے مفید اور جائز کام کرے۔ ولی [illegible] یہ ضروری ہے کہ وہ عاقل اور بالغ ہو اور جو کام ان [illegible] کے لئے کرے وہ بہ پابندی شریعت اسلام [illegible] جو ولی عاقل نہیں ہے بیوقوف ہے یا وہ اسلام [illegible] باخبر نہیں ہے یا وہ احکام الٰہی کا پابند نہیں [illegible] امور شرعیہ میں ولی جائز نہیں ہو سکتا۔ حضور [illegible] مانسہرہ کا باشندہ کیونکہ پچھلے بندوبست [illegible] لوگوں نے کاغذات سرکاری میں یہ لکھا دیا [illegible] ہم رواج کے مطابق فیصلے کرینگے نہ شریعت [illegible] جن لوگوں کا یہ اسلام ہو وہ امور شرعیہ میں [illegible] جائز ہو سکتے ہیں۔ شریعت اسلام میں یہ کوئی [illegible] کہ لڑکا یا لڑکی اپنے والدین یا کسی اور ولی کے [illegible] شرع احکام کی ہی تعمیل کر لیا کریں یہ تنازع خود [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کئی بار پیش ہو کر [illegible] فیصل ہو چکا ہے عن ابن عباس قال ان جارية بكرا [illegible] اتت رسول الله صلعم فذكرت ان اباها زوجها [illegible] كارهة فخيرها النبي صلى الله عليه وسلم دیکھو کتاب مشکوٰۃ باب [illegible]

خلاصہ مطلب یہ کہ ایک نوجوان لڑکی نے نبی کریم [illegible] آکر عرض کیا کہ میرے باپ نے میرا نکاح فلاں [illegible] کر دیا ہے مگر مجھے وہ پسند نہیں ہے پس نبی کریم [illegible] جا تیرا اپنا اختیار ہے جس سے چاہے نکاح [illegible] حالانکہ یہ عورت عاقل بالغ اور جسکو دی گئی وہ بھی [illegible] عاقل اور نکاح کر دینے والا بھی اپنا باپ ولی [illegible] مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ولی [illegible] کو فسخ کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

یعنے اے مومنو جو تمہیں پسند ہو۔ اس سے نکاح [illegible] اس اختیار عام میں مرد اور عورتیں دونوں یکساں [illegible] ہیں۔ جیسے کہ آیۃ صوموا شهر رمضان اقيموا الصلوٰۃ وغیرہ میں اگرچہ بظاہر مخاطب مرد ہیں۔ لیکن نماز [illegible] وغیرہ جس طرح عورتوں پر بھی فرض ہے جسطرح [illegible] پر ہے اور اسی واسطے فقہا نے بھی یہ لکھا ہے [illegible] وقت دو گواہ عورت کے پاس بھیج کر اس کی [illegible] بطیب خاطر لینے ضروری ہے۔ یعنے شرط [illegible] حدیث مذکورہ بالا کی شرح میں محدثین نے [illegible] لانه لاخيار للولي على البالغة ولو كانت بكرا [illegible] ابو حنیفہ رح دیکھو مشکوٰۃ حاشیہ حدیث مذکورہ [illegible] امام محمد میں لکھا ہے۔ عن سعيد بن مسيب [illegible] يقول من تزوج امراة فلم يستطع ان يمسها [illegible] يضرب له اجل سنة فان مسها والا [illegible] قال محمد وبهذا ناخذ وهو قول [illegible] دیکھو موطا باب الرجل ينكح ولا يصل اليها

یعنے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا [illegible] ہے وہ اس سے جماع نہ کر سکا۔ پس اس [illegible] تک میعاد ہے کہ اگر ایک سال کے اندر اندر یہ جماع [illegible] قابل ہو گیا تو فهو المراد والا انکو آپس [illegible] دیا جائے۔ یہاں فرق بینھما لکھا ہے [illegible] ہے کہ یہ نکاح شرعاً نکاح ہی نہیں رہتا۔ ورنہ [illegible] لفظ خلع یا باطل وغیرہ استعمال کئے جاتے [illegible] صاف بات ہے کہ جو نکاح مطابق شرائط شریعت [illegible] ہو۔ بصورت اختلاف اور جدائی اس [illegible] عدت۔ مہر خلع کا ذکر لازمی ہوتا ہے [illegible] خلاف شرائط شریعت ہو۔ وہاں [illegible] نہیں ہوتا۔ وہاں بلا کسی قید کے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مباحثہ چھاونی فیروزپور

صدر بازار فیروزپور میں ایک مباحثہ حنفیوں اور احمدیوں کے مابین بتاریخ ۱۳ اپریل ۱۹۲۱ء برمکان جناب عبداللہ جان خانصاحب ٹھیکہ دار پشاوری ہوا۔ حنفیوں کی طرف سے مولوی احمد مختار صاحب صدیقی اور احمدیوں کی طرف سے سید نذیر شاہ صاحب گیلانی بطور مناظر پیش ہوئے۔ مولوی صاحب نے یہ بیان کیا کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں نعوذ باللہ گالیاں دی ہیں۔ اس لئے وہ مسلمان نہیں ہیں (نعوذ باللہ) گالیاں یہ ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور نانیاں بدکار تھیں۔ نعوذ باللہ من ذالک سید صاحب نے یہ جواب دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ باتیں نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمائیں اور نہ اپنی طرف سے بنائی ہیں بلکہ یہ تمام عیسائیوں کی الہامی کتابوں سے نقل کی ہیں۔ مولوی مختار احمد صاحب اپنی جوانی کی ترنگ میں بڑی تحدی سے اُٹھ کر کہنے لگے کہ تم ہرگز بائبل سے ایسا ثبوت نہیں دے سکتے۔ اور قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ مگر شاہ صاحب نے عین جلسہ میں یسوع کا وہ نسب نامہ سنایا جو انجیل متی کے شروع میں لکھا گیا ہے۔ جو حضرت آدم سے شروع ہو کر یسوع تک ختم ہو جاتا ہے۔ اس شجرہ نسب میں چار عورتوں کے نام خصوصیت کے ساتھ درج تھے۔ یعنی (۱) تمر۔ (۲) اوریا کی جورو (بنت سبع) (۳) راحب (۴) روت۔ اس موقعہ پر جناب سید نذیر شاہ صاحب نے نسب نامہ سناتے وقت تمام سامعین کو مخاطب کر کے کہا کہ بھائیو ان چار عورتوں کے نام خوب یاد رکھ لو جو یسوع کے نسب نامہ میں مذکور ہوئی ہیں پھر سید صاحب نے ان چار عورتوں کے متعلق الگ الگ عہد عتیق یعنی تورات سے پڑھ کر سنایا۔ "اور تمر سے یہ کہا گیا کہ دیکھ تیرا خسر اپنی بھیڑوں کی پشم کترنے کے لئے تمنت کو جاتا ہے۔ تب اس نے اپنی بیوگی کے کپڑوں کو اُتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے کو لپیٹا اور عینیم کے مدخل میں جو تمنت کے راستہ پر ہے جا بیٹھی کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ سیلا بڑا ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہوداہ اسے دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کسبی ہے کیونکہ وہ اپنا منہ چھپائے ہوئے تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اُسے کہا کہ چلئے اور مجھے اپنے ساتھ خلوت کرنے دیجئے۔ کہ اس نے نہ جانا کہ یہ میری بہو ہے۔ وہ بولی کہ تو جو میرے ساتھ خلوت کرے گا مجھے کیا دے گا۔ وہ بولا میں گلے میں سے بکری کا ایک بچہ بھیجوں گا۔ اس نے کہا تو مجھے جب تک اسے بھیجے کچھ گرو دیگا۔ وہ بولا کہ میں کیا گرو تجھے دوں وہ بولی اپنی چھاپ اور اپنا بازو بند اور اپنی لاٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے۔ اس نے دیا اور اس کے ساتھ خلوت کی اور وہ اس سے حاملہ ہوئی پھر وہ اُٹھی اور چلی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یوں ہوا کہ قریب تین مہینہ کے بعد یہوداہ سے کہا گیا کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا اور دیکھ اسے چھنالے کا حمل بھی ہے۔ پیدائش $\frac{۳۸}{۱۳ \text{ اور } ۲۵}$ حوالہ بالا سے تمر کا زنا کرنا ثابت ہے۔ اب اوریا کی جورو کے متعلق عیسائیوں کی الہامی کتاب میں یوں لکھا ہے

"اور ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اُٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی۔ اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ انہوں نے کہا کہ کیا وہ الیعام کی بیٹی بنت سبع حتی اوریا کی جورو نہیں۔ اور داؤد نے لوگ بھیجے اس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اس پاس آئی اور وہ اس سے ہم بستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہو گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور داؤد نے یوآب کو کہلا بھیجا کہ حتی اوریا کو میرے پاس بھیج دے سو یوآب نے حتی اوریا کو داؤد پاس بھیجدیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور صبح کو داؤد نے یوآب کے لئے خط لکھا اور اوریا کے ہاتھ میں دے کے اسے بھیجا۔ اور اسے خط میں یہ لکھا کہ اوریا کو سخت لڑائی وقت آگے رکھیو۔ اور اس کے پاس سے پھر آئیو تاکہ وہ مارا جائے۔ اور جاں بحق ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے اوریا کو ایسے مقام پر جہاں اس نے جانا کہ جنگی لوگ وہاں ہیں مقرر کیا۔ اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یوآب سے لڑے ۔ ۔ ۔ ۔ اور حتی اوریا بھی مارا گیا (۲ سموئیل۔ ۱۱: ۲-۲۴)

اس حوالہ سے بنت سبع یعنی اوریا کی جورو کا زنا کرنا ثابت ہے

تب نون کے بیٹے یشوع نے شطیم سے دو مرد بھیجے کہ چھپ کے جاسوسی کریں۔ اور انہیں کہا کہ جاؤ اس سرزمین کو اور یریحو کو دیکھو چنانچہ وہ گئے اور ایک فاحشہ کے گھر میں جس کا نام راحب تھا آئے اور وہیں ٹکے" (یشوع کی کتاب ۲: ۱)

کتاب یشوع کے کئی اور مقامات سے بھی اس راحب کا ایک فاحشہ عورت ہونا ثابت ہوتا ہے پس یہ تینوں عورتیں بروئے نسب نامہ مرتبہ انجیل متی و کتاب عہد عتیق یعنی تورات بدچلن ثابت ہو گئیں۔ علاوہ ازیں بڑے بڑے مسیحی علماء اور فضلاء فخریہ طور سے ان چاروں عورتوں کی بدچلنی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ریورنڈ مولوی عماد الدین لاہز ڈاکٹر آف ڈوینٹی اپنی کتاب موسومہ تواریخ المسیح مطبوعہ امرتسر مشنل پریس سال ۱۸۹۸ء حصہ اول کے صفحہ ۲۲-۲۳ پر یوں رقمطراز ہے۔

(۶) عورتوں کے نام نسب ناموں میں لکھنے کا دستور یہودیوں میں نہ تھا مگر تعجب کی بات ہے کہ متی رسول نے بتحریک روح القدس یوسف کے نسب نامہ میں چار عورتوں کے نام ان کے فرزندوں کے نام کے ساتھ ایسے طور سے لکھے ہیں جس سے ان کے برے تذکروں کی طرف اشارہ کیا ہے اور اپنی انجیل کے شروع ہی میں پڑھنے والے کے خیال کو ان کے تذکروں کی طرف توجہ دلا کے کچھ تعلیم دی ہے۔ تمر راحاب روت اور بنت سبع کا نام لکھا ہے یہ عورتیں ہمارے خداوند مسیح جل شانہٗ کی دادیاں ہوئیں۔ اور ان کے بیٹے یعنی فارض و بوعز اور عوبید و سلیمان اجداد ہوئے بظاہر یہ مقام کوتہ اندیش آدمی کو معیوب معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل کی گہرائی دریافت کرنے کو گویا کھلی ہوئی کھڑکیاں ہیں۔ کہ وہ جو گنہگاروں کے بچانے کو آنے والا تھا اس نے گنہگاروں کے سلسلہ میں آنے سے نفرت نہ کی۔ اس لئے کہ گنہگاروں اور بدکاروں کو اس کی حاجت ہے۔ اگر وہ شروع سے اپنے لئے مقدس اور پاک اور بے عیب لوگوں کا سلسلہ چن لیتا تو ہم بدکاروں گنہگاروں کا کہاں ٹھکانا تھا۔ پھر ان چار میں سے دو عورتیں غیر قوم ہیں جن کا عمدہ بیان (کتاب روت ۱: ۱۶ و ۴: ۱۳ و ۱۷ و یشوع ۲: ۱ و ۱۸ سے ۲۱ و ۶: ۲۳) میں لکھا ہے۔

یعنی روت موابی تھی اور راحاب کنعانی عورت کسبی تھی ۔ ۔ ۔ اور ان کا خون مسیح کے خون میں مل گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تمر یہوداہ کی بہو تھی جس کا قصہ (پیدائش ۳۸) میں ہے اور اس کا حق تھا کہ وہ مسیح کی دادی ہو۔

(ب) اس قسم کی ولادتوں پر جو زمانہ سابق میں ہو گئیں کسی کو اعتراض کرنا جائز نہیں کیونکہ ظہور شرع سے پہلے جو کچھ ہو گیا وہ سب شرع کے فتوؤں سے مستثنیٰ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بنت سبع اور داؤد کا قصہ عین شرع شریف کے زمانہ کا ہے اور طعن کے لائق ہے وہاں زناکاری اور خونریزی دو توجرم ہیں (۲ سموئیل ۱۱) اور اسی لئے خدا کا غضب بھی داؤد پر اور اس کے گھرانہ پر بشدت آیا تھا۔ اور اس نے بڑا دکھ اس گناہ کے عوض اٹھایا تھا۔ اور حرام کا بچہ بھی جو بنت سبع سے پیدا ہوا تھا خدا نے دنیا سے اٹھا لیا۔ (۱۲: ۱۴ و ۱۵) اور داؤد نے بڑے زور و شور سے توبہ کی تھی (زبور ۵۱) داؤد کی توبہ کا احوال توبہت کچھ لکھا ہے۔ مگر بنت سبع پر بڑا فضل ہوا وہ سب بیگمات میں اصل بیگم ٹھہری اور اس کی طرف فضل کا دروازہ وا کیا کھلا کہ موعود مسیح کی وہ دادی ہوئی"

حضرت داؤد کے کئی بیٹے تھے مگر ان کے چار بیٹے بنت سبع کے پیٹ سے پیدا ہوئے یعنی (۱) سموعا۔ (۲) سوباب (۳) ناتن۔ (۴) سلیمان۔ دیکھو (تواریخ ۳: ۵) اور حضرت مریم ناتن کی اولاد سے ہے دیکھو (سلاطین ۱: ۵ و ۷ او ۲۲ و ۲۹ سے ۳۱) پس مذکورہ بالا چار عورتیں ایک لحاظ سے یسوع کی دادیاں ہوئیں۔ اور حضرت مریم کے رشتہ کے لحاظ سے نانیاں ہوئیں۔ پس بروئے بائبل یعنی عہد جدید و عہد عتیق یہ ثابت ہو گیا کہ یسوع کی نانیاں اور دادیاں بدکار عورتیں تھیں۔ اور جب کہ مسیحی علماء خود ان کی بدکاری کو بطیب خاطر قبول کرتے ہیں تب کسی کا کوئی حق نہیں کہ ان واقعات سے انکار کرے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ اپنی طرف سے یہ بات لکھی ہے بلکہ عیسائیوں کے مسلمات سے اس بات کو نقل کیا ہے۔ اور نقل کفر کفر نباشد۔ علاوہ ازیں یہ تمام باتیں یسوع کے متعلق ہیں جس نے خدا کا دعویٰ کیا تھا اور جس نے تمام گذشتہ انبیاء کو ڈاکو اور بٹمار کہا اور جس نے یہ کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے اور یسوع کا نام قرآن شریف میں کہیں نہیں آیا۔

لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ فخر نبوت کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نور القرآن حصہ اول کے ابتدائی صفحہ پر یوں لکھا ہے "ناظرین کیلئے ضروری ہے ہم اس بات کو افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک ایسے شخص کے مقابل پر یہ نمبر نور القرآن کا جاری ہوا ہے جس نے بجائے مہذبانہ کلام کے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے کام لیا۔ اپنی جانب سے اس امام الطیبین و سید المطہرین پر سراسر افترا سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں کہ ایک پاک دل انسان کا ان کے سننے سے بدن کانپ جاتا ہے۔ لہٰذا محض ایسے یاوہ گو لوگوں کے علاج کے لئے جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑا۔ ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے۔ اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بدل و جان سے ایمان لائے تھے۔ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ اسی لئے ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا۔ یعنی کہ وہ بدکاریوں کا مرتکب خیال کرتا تھا۔ جن کی سزا لعنت ہے۔ ایسے شخص کو ہم بھی رحمت الٰہی سے بے نصیب سمجھتے ہیں۔ قرآن نے ہمیں اس گستاخ اور بدزبان یسوع کی خبر نہیں دی۔ اس شخص کے چال چلن پر ہمیں نہایت حیرت ہے۔ جس نے خدا پر مرنا جائز رکھا اور خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور ایسے لوگوں کو جو ہزار درجہ اس سے بہتر تھے گالیاں دیں۔ سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔ اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سن کر اختیار کیا ہے۔ بعض نادان مولوی جن کو اندھے اور نابینا کہنا چاہئے عیسائیوں کو معذور رکھتے ہیں کہ وہ بیچارے کچھ بھی منہ سے نہیں بولتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بے ادبی نہیں کرتے لیکن یاد رہے کہ درحقیقت پادری صاحبان تحقیر توہین اور گالیاں دینے میں اول نمبر پر ہیں۔ ہمارے پاس پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے جنہوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے۔ جس مولوی کی خواہش ہو وہ آکر دیکھ لے۔ اور یاد رہے کہ آئندہ جو پادری صاحب تحقیر توہین اور گالیاں دینے کے طریق کو چھوڑ کر ادب سے کلام کریں گے ہم بھی ان کے ساتھ ادب سے پیش آئینگے۔ اب تو وہ اپنے یسوع پر آپ حملے کر رہے ہیں۔ اور کسی شتم و دشنام سے باز نہیں آتے۔ ہم سنتے سنتے تھک گئے۔ اگر کوئی کسی کے باپ کو گالی دے۔ تو کیا اس مظلوم کا حق نہیں ہے کہ اس کے باپ کو بھی گالی دے۔ اور ہم نے تو جو کچھ کہا واقعی کہا وانما الاعمال بالنیات"

جب یہ حوالہ جات پڑھ کر سنائے گئے تو تمام حاضرین پر عالم محویت طاری تھا۔ اور مولویوں کے حامیوں کے منہ سے ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ اور ان کے دل پکار اُٹھے کہ اب مولوی کے پاس اس کا جواب ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد جناب سید صاحب نے مخاطب کر کے کہا کہ برادران آپ لوگوں نے سن لیا کہ جو مطالبہ مولوی مختار احمد کا تھا وہ پورا ہو گیا۔ ان کا دعوےٰ تھا کہ بائبل سے ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ یسوع کی بعض نانیاں و دادیاں بدکار تھیں۔ اور ہم نے توریت انجیل سے عیسائیوں کے مستند علماء کی کتابوں سے دکھا دیا کہ وہ خود اس بات کے قائل ہیں۔ بلکہ فخر سے لکھتے ہیں کہ یسوع بدکاروں میں سے آنا ضروری تھا۔ اب یہ بھی دکھاتے ہیں کہ عیسائیوں نے ہمارے رسول کریم و فخر المرسلین و خاتم النبیین امام المطہرین کی نسبت کیا کیا گالیاں نکالی ہیں جن کے سننے سے پتھر سے پتھر دل انسان کا دل مارے غیظ و غضب کے بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور کون مسلمان ہے کہ ایسی شرمناک گالیوں کو سنے اور وہ چپ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجبور ہو کر اس بدلگام قوم کے علاج کے لئے یہ نسخہ تجویز کیا جو تم سن چکے ہو۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ حضرت مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر نے بھی حضرت مسیح موعود کے پہلے ان عیسائیوں کی گالیوں اور شرارتوں سے تنگ آکر یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ چنانچہ کتاب ازالۃ الشکوک مصنفہ مولانا ممدوح کے صفحات عربی میں پڑھکر سنائے گئے اور اس کا ترجمہ بھی حضرت مولانا مولوی احمد صاحب پشاوری نے سنا دیا۔

(باقی دارد)

ہندوستان کی برقی خبریں

تیسرے درجہ کے جہازوں کے مسافر

کلکتہ ۲۵ر اپریل۔ حکومت ہند نے جو کمیٹی مسافران عرشہ جہاز کے متعلق یادداشت مرتب کرنے کے لئے مقرر کی تھی اس نے تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے ذیل کی سفارشات حکومت کے سامنے پیش کی ہیں۔

(۱) ہر مسافر کو تختہ جہاز پر بجائے ۶ مربع فٹ کے ۱۰ مربع فٹ جگہ دینی چاہئے۔

(۲) مسافروں کی دیکھ بھال کے لئے انسپکٹر اور زیادہ ڈاکٹروں کا تقرر عمل میں لایا جائے۔

(۳) پانی کے نل کافی تعداد میں اور موزوں جگہ پر ہونے چاہئیں۔

(۴) تمام جہازوں میں کھانے کی دو دکانیں رکھی جائیں۔

قانون مطابع

شملہ ۲۸ر اپریل۔ پریس اور رجسٹریشن آف بکس ایکٹ مجریہ ۱۸۶۷ قانون مطابع مجریہ ۱۹۱۰ء نیز قانون نمبر مجریہ ۱۹۰۸ء متعلقہ اخبارات کی جانچ کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی ہے وہ اپنے اجلاس ۷ر مئی سے بمقام شملہ منعقد کرے گی۔ کمیٹی کے سامنے جو لوگ اپنے خیالات پیش کرنے چاہیں وہ تحریر ارسال فرمائیں۔ کمیٹی جن اخبار نویسوں سے زبانی شہادت لینا پسند کرے گی۔ ان کو ۔۔ کرے گی۔

پریس ایکٹ کمیٹی

شملہ ۲۸ر اپریل۔ پریس ایکٹ کمیٹی (قانون مطابع کمیٹی) کا پہلا اجلاس ۷ مئی کو قرار پایا ہے۔

پنڈت ارجن لعل سیٹھی بھی گرفتار ہو گئے

انجن ڈرائیور نے انجن چلانے سے انکار کر دیا

بیشمار لوگ ریل کی پٹری پر لیٹ گئے

کنور چاند کرن صاحب سارده اجمیر سے تار دیتے ہیں کہ راجپوتانہ کے مشہور قوم پرست بہادر پنڈت ارجن لعل سیٹھی کو ۲۷ر اپریل کی شام کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیون کے حکم سے زیر دفعہ ۱۲۴ الف و ۱۵۳ الف تعزیرات ہند گرفتار کر لیا ہے۔ آپ کانگرس کے دفتر میں کنور چاند کرن و سوامی نرسنگھ دیو صاحب کے ساتھ کانگرس کے قواعد پر بحث کر رہے تھے۔ کہ آپ کے وارنٹ کی تعمیل کی گئی۔ آپ نہایت خندہ پیشانی سے اٹھے اور پولیس کے ساتھ ہو لئے۔ آپ کی گرفتاری کی خبر بجلی کی تیزی کے ساتھ تمام شہر میں پھیل گئی۔ اور سینکڑوں کانگرس کے دفتر کے سامنے جمع ہو گئے۔

پھولوں کی بارش

آپ کے گلے میں ہار پہنائے گئے۔ اور پھولوں کی بارش کی گئی شریمتی گومتی دیوی (مسز گوری شنکر بھارگو) نے قدیم طریقہ کے مطابق پنڈت جی کی آرتی کی۔ کوتوالی تمام خدام راجپوتانہ نے آپ کو بوسے دیئے۔ انسپکٹر پولیس نے لوگوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا کہ سیٹھی جی کو سیونی میں نہیں بھیجا جائے گا۔

سیٹھی جی کو ہتھکڑیاں پہنائی گئیں

سیٹھی جی کو آپ کی گرفتاری پر مبارکباد پیش کرنے کے لئے شام کے وقت عیدگاہ میں ایک جلسہ کیا گیا۔ حاضرین کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی۔ حافظ جی کرم دین اور مولانا معین الدین صاحب نے پرجوش تقریریں کیں۔ پولیس نے جب دیکھا کہ لوگ جلسہ میں مشغول ہیں تو وہ راجپوتانہ کے اس شیر ببر کو ہتھکڑیاں پہنا کر ریلوے سٹیشن پر لے گئی۔ تاکہ آپ کو اس رات سیونی بھیجا جائے۔

لوگ ریل کی پٹری پر لیٹ گئے

یہ خبر کسی طرح جلسہ میں بھی پہنچ گئی۔ اور وہاں سے دس ہزار آدمی اپنے مقدس لیڈر کو الوداع کہنے کے لئے ریلوے سٹیشن کی طرف دوڑے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سیٹھی جی کو ہتھکڑیاں لگی ہوئی ہیں تو ان کے غم و غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی بیشمار لوگ بڑی دور تک یہ کہتے ریل کی پٹری پر لیٹ گئے کہ پیشتر اس کے کہ ہمارے اپنے بزرگ لیڈر کو اس حالت میں جیلخانہ کو جیلخانہ میں بھیجا جائے ہم اپنی جانیں یونہی دیدیں گے۔ انجن کے سامنے لوگوں نے کوئلے کی بہت سی بوریوں کا ایک انبار لگا دیا۔

میں انجن نہیں چلاؤں گا

اس واقعہ سے انجن ڈرائیور بہت پریشان ہو گیا۔ اور اس نے حلف اٹھایا کہ وہ لوگوں کی اجازت کے بغیر انجن ہرگز نہ چلائے گا۔ ۔۔۔ پولیس کے اشتعال دلانے پر حالت قابو سے باہر ہو گئی۔ پولیس مولانا معین الدین صاحب کے پاس گئی اور ان سے کہا کہ وہ لوگوں سے اپیل کریں۔ مولانا کی تقریر نے خاطر خواہ اثر کیا۔

ہتھکڑیاں اتار دی گئیں

لیکن جب تک پنڈت ارجن لعل جی سیٹھی کے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں نہ اتار دی گئیں لوگ مطمئن نہ ہوئے سیٹھی جی نے ٹرین سے باہر نکل کر لوگوں کو درشن دیئے اور پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر تقریر کی جس میں لوگوں پر زور دیا گیا کہ تم سوراجیہ حاصل کرنے میں اپنی تمام کوششیں صرف کر دو۔ اور ٹرین کو چلنے دو۔ لوگوں نے سیٹھی جی کے حکم کی تعمیل کی اور ٹرین رات کے گیارہ بجے چلنے والی تھی صبح کے تین بجے روانہ ہوئی۔

نصیر آباد سٹیشن کا نظارہ

جب یہ ٹرین نصیر آباد سٹیشن پر پہنچی تو وہاں سینکڑوں پہلے سے ہی اپنے پیارے لیڈر کو مبارکباد کہنے کے لئے موجود تھے اور ٹرین صبح تک وہیں رکی رہی۔ تمام ضلع میں سخت سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ اجمیر میں تمام کاروبار بند رہا۔ اور شہر میں ہڑتال رہی۔

ملشی میں ستیہ گرہ کی شاندار فتح

مجسٹریٹ کی دھمکی

دیوالی تک کام بند کر دیا گیا۔

۲۵ر اپریل کے فیصلہ کے مطابق بیشمار موالے اپنے لیڈروں کی سرکردگی میں زیر تعمیر پل کی طرف روانہ ہوئے۔ اور پل کی بنیادوں پر لیٹ گئے۔ ایک اور جماعت بند پر لیٹ گئی پولیس بھی اپنے فوجدار اور سپیشل کے ساتھ موقعہ پر پہنچ گئی۔

مجسٹریٹ کے شرمناک الفاظ

سپیشل مجسٹریٹ مسٹر گرنڈی کار نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے ستیہ اگراہی لیڈر اپنے فرائض کو محسوس نہیں کرتے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ وہ مسٹر کیمراؤن کی واپسی تک خاموش رہیں۔ لیکن وہ میرے اور پولیس کے ہاتھوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔ مسٹر گرنڈی کار نے بڑے ٹھنڈے دل سے کہا کہ موالوں اور لیڈروں نے آپ کی تجاویز پر اچھی طرح غور کر لیا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم ان پر عمل نہیں کر سکتے۔ ہم نے کمپنی کو کافی موقعہ دیدیا ہے۔ اور اب بھی کمپنی ہمیں اس بات کی ضمانت دیدے کہ وہ اکتوبر تک بندوں وغیرہ کا کام بند کر دے گی۔ تو ہمارے آدمی اس وقت بھی واپس جانے کے لئے تیار ہیں اور کمپنی بیوقوف ہو کر پل اور دیگر تعمیرات کو مکمل کرے۔

مزدوروں کا انکار

اس اثنا میں مزدور بھی پہنچ گئے۔ مگر انہوں نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ کئی گھنٹہ تک یہی حالت رہی آخر مزدوروں کو جانے کا حکم دیا گیا۔ اور پل اور بند کا کام بالکل رک گیا ہے۔

موالوں کی بہادری

ابھی تک مسٹر کیمراؤن نہیں آئے۔ البتہ امید ہے کہ آج پہنچ جائینگے۔ موالوں کی بہادری قوت برداشت اور مستقل مزاجی واقعی قابل تعریف ہے۔ ہر روز نواحات کے گاؤں سے مزید ستیہ اگراہی آ رہے ہیں۔ گورنمنٹ کا رویہ سخت قابل اعتراض ہے۔ خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ گورنر پاس ہی جابلی شورے موجود ہیں۔

ہم دیوالی تک کام بند رکھیں گے

۲۷ر اپریل کی صبح کو ستیہ اگراہ کے لیڈروں اور مسٹر کیمراؤن میں بات چیت ہوئی۔ کمپنی نے یہ ذمہ لیا ہے کہ وہ دیوالی تک پرانے پلوں کو پتھروں سے صاف کرنے یا تعمیر شدہ دیوار کی وقت دریا کا رخ پھیرانے اور کوئی کام نہیں کرے گی۔ موالوں نے بھی اس شرط کو منظور کر لیا ہے۔ اور اس اثنا میں موالے اپنی کھیتی باڑی کا کام بھی کر لیں گے۔

مدراس میں مولانا محمد علی کی تقریر

پارلیمنٹ میں سوال

دار العوام میں کرنل ییٹ کے جواب میں مسٹر ونشگٹن نے وعدہ کیا کہ وہ اس امر کی تحقیقات کریں گے کہ مولانا محمد علی نے مدراس میں تقریر کی تھی۔ اس کے متعلق کیا کارروائی کی گئی ہے یا کی جانے والی ہے۔ یہ تقریر ولایتی اخبارات میں ۱۱ر اپریل کو شائع ہوئی تھی۔

ایران

ایک گورنر کی گرفتاری

انگریزی فوجیں ہٹالی گئیں

ایرانی وفد نے اعلان کیا ہے کہ ایران میں حالت تسلی بخش ہے۔ ہر طرف امن و امان ہے گورنمنٹ اصلاحات کا کام بجد آرام کے ساتھ کر رہی ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

فہرست چندہ معرفت شیخ الہ دین صاحب کمپا زیٹر بابت ماہ مارچ ۱۹۲۱ء

(۱) مولوی عبد الرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل رائج وعدہ سالانہ جلسہ

(۲) شیخ عبد العزیز صاحب از کیتھی متصل مسجد

(۳) مولوی عبد الرحمن صاحب ٹوٹی کنڈی شملہ

(۴) مسلم ہائی سکول فنڈ

(۵) شیخ محمد لطیف صاحب از کیتھی متصل مسجد

(۶) منشی عبد اللطیف صاحب کمپا زیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس

(۷) جناب شیخ امیر الدین صاحب از جوتہ شملہ

(۸) بابو تاج الدین صاحب انڈین میڈیکل سوسائٹی

(۹) قاضی احمد علی صاحب پولیس لائن افسر کیجول فنڈ

(۱۰) شیخ الہ دین کمپا زیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس

میزان کل

وضع منی آرڈر فیس

باقی

تفصیل ادویات مع قیمت

نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت
عرق کافور	۲ر	طاعون کی گولیاں چھوٹی	[illegible]
دمہ کی دوا	[illegible]	مسالہ	[illegible]
بخار کی دوا (کلاں)	[illegible]	سینی لاشن	[illegible]
بخار کی دوا (خورد)	۱۰ر	عرق پودینہ	[illegible]
پرانا سوزاک	[illegible]	کلورو ڈائن۔ روغن	[illegible]
گرمی آتشک	[illegible]	لال شربت	[illegible]
کولہ ٹانک	[illegible]	خارشت اکیمی کی دوا	[illegible]
گھینگھے کے کھانے کی دوا	[illegible]	امراض مستورات کی دوا	[illegible]
گھینگھے کے لگانے کی دوا	۲ر	امراض دندان	[illegible]
گھینگھے کا مرہم	۱۰ر	پیپرمنٹ کا ست	[illegible]
پین ہیلر	[illegible]	روغن پیپرمنٹ	[illegible]
کھانسی کی دوا (بڑی)	[illegible]	روغن منیڈی	[illegible]
کھانسی کی دوا (چھوٹی)	۱۰ر	روغن صندل	[illegible]
کان بہنے کی دوا	[illegible]	روغن اجوائن	[illegible]
دلبو کا مرہم	۲ر	روغن سونف یا دزل	[illegible]
زخم کا مرہم	۸ر	روغن سونف	[illegible]
زخم دھونے ٹکیہ	۲ر	روغن دارچینی	[illegible]
مقوی باہ کی گولیاں	[illegible]	روغن لونگ	[illegible]
پرانے ملیریا بخار کی گولیاں	۱۰ر	روغن یہو	[illegible]
بدہضمی و بدہضمی کے دست	[illegible]	روغن الائچی	[illegible]
کونین کی ٹکیہ	[illegible]	لیونڈر	[illegible]
دردسر کی دوا	[illegible]	نمونہ کا بکس	[illegible]
جلاب کی گولیاں	۹ر	تھرما میٹر انگریزی	[illegible]
طاعون کی گولیاں	[illegible]		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ

ازادہ روہوں اور مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

پیغام صلح

الصلح خیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ہفتہ میں دوبار
یک شنبہ و چہار شنبہ
شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت
ششماہی
سہ ماہی

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور | یک شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۳۹ھ مطابق یکم مئی ۱۹۲۱ء | نمبر

کلام الامام امام کلام

ہر کہ زیشاں خبث در جانش بود
کافرم گر بوئے ایمانش بود
من ہمیں مردم بجز اندر ایں کتاب
کاں مسیرہ اوفتاد از ارتیاب
ہم خبرہا پیش کردم زاں رسول
کو صدوق از فضل حق پاک از فضول
لیکن ایناں را بحق روئے نبود
پیش گرگے گریہ بیشے چہ سود
کافرم گفتند و رو ہا تافتند
آں یقیں گویا دلم بشگافتند
اندریناں خوب گفت آں شاہ دیں
کافران دل بروں چوں مومنین
بر زبان قرآن نگر در سینہ ہا
حب دنیا ہست و کبر و کینہ ہا
دانش دیں نیز لاف است و گذاف
پشت بنمودند وقت ہم مصاف
جاہلانے غافل از تازی زباں
ہم ز قرآں ہم ز اسرار نہاں

جواہر زریں
حصول دنیا میں مقصود بالذات دین ہو

(گذشتہ سے پیوستہ)

کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری یا اور زاد راہ کو ساتھ لیتا ہے۔ تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے۔ مگر دین کا خادم سمجھکر۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ۔ اللہ تعالی نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے لیکن کس دنیا کو حسنۃ الدنیا کو جو آخرۃ میں حسنات کی موجب ہو جاوے۔ اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرت کا خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آگیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنے چاہئیں دنیا کو ہر ایک ایسے طریق سے حاصل کرو۔ جسکے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو نہ وہ طریق کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسانی کا موجب ہو نہ ہم جنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث ایسی دنیا بیشک حسنۃ الآخرۃ کا موجب ہو گی پس یاد رکھو جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے سستی اور کسل اسکے پاس نہیں آتا حدیث میں عمارہ بن خزیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ سے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین میں درخت لگانے سے منع کیا تو میرے باپ نے جواب دیا کہ میں بڈھا ہوں کل مر جاؤنگا پس اسکو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تجھ پر ضرور ہے کہ درخت لگا دے پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عجز اور کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے میں پھر کہتا ہوں

کہ سست نہ ہو۔ اللہ حصول دنیا سے منع نہیں فرماتا بلکہ حسنۃ الدنیا کی تعلیم فرماتا ہے۔ اللہ تعالی نہیں چاہتا کہ انسان [illegible] ہو کر بیٹھ رہے۔ بلکہ اس نے صاف فرمایا ہے۔ لیس للانسان الا ما سعی اس لئے مومن کو چاہئے۔ کہ وہ [illegible] کام کرے لیکن جسقدر مرتبہ تک مجھے ہے ممکن کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بنالو۔ دین کو مقصود اور دنیا اسکے لئے بطور خادم اور مرکب [illegible] سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ [illegible] وہ موقعہ نہیں ملتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] میں خلیفہ اول نے جو بڑے مالک التجارت [illegible] کرکے بے نظیر مدد کی اور آپ کو یہ مرتبہ ملا کہ [illegible] اور پہلے رفیق اور خلیفہ اول ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مسلمان [illegible]

لکھا ہے کہ آپ تجارت سے واپس آ [illegible] مکہ میں نہ پہنچے تھے کہ راستہ میں ہی ایک شخص [illegible] پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ اس نے کہا کہ اور [illegible] خبر نہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہارے [illegible] پیغمبری کا دعوے کیا ہے ابوبکرؓ نے وہیں [illegible] کہ اگر اس نے یہ دعوے کیا ہے تو سچا ہے [illegible] میں پہنچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ [illegible] آپ سے دریافت کیا۔ کہ آپ نے [illegible] کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں [illegible] ہوگئے۔

[illegible] اعجاز کی [illegible]

حضرت ابوبکر صدیقؓ [illegible] لئے کسی [illegible] وہ [illegible] [illegible] ہی نہیں [illegible] حضرت ابوبکر [illegible] مانگا۔ کیونکہ [illegible] صلے اللہ علیہ و [illegible] سے خوب واقف [illegible] خوب جانتے تھے کہ وہ [illegible] اور امین ہے جو [illegible] اور مفتری نہیں جبکہ کسی [illegible] کبھی افترا نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالی پر افترا کرنے کی کبھی جرأت نہیں کر سکتا پس یہ بات یاد رکھنی چاہئے [illegible] صرف اسلئے مانگا جاتا ہے کہ اسے شک [illegible] گذرتا ہو کہ شاید جھوٹ ہی بولا ہو۔ مگر جب یہ بات اچھی طرح پر معلوم ہو کہ مدعی صادق اور امین ہے پھر نشان بینی کی کوئی ضرورت نہیں رہتی یہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ [illegible] دیکھنے کے خواہشمند ہوتے ہیں (باقی دارد)

اقتباسات

فلسفہ اسلام

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر قرآن کریم نے موقعہ بموقعہ جہاں اخلاقی روحانی ترقیات کا ذکر کیا ہے وہاں عورت مرد کا یکساں ذکر ہے ازواج مطہرہ یعنے ہم اور ہماری بیبیاں ہر قسم کے جذبات سے پاک صاف ہو کر خدا کے بہشت میں داخل ہونگے ضمنی درختوں کے سایہ تلے ہم اور ہمارے ازواج ہونگے ہماری بیبیاں ہماری حوریں ہمارے بچے ہمارے غلماں ہاں انکے علاوہ بھی جو خدا چاہے عطا کریگا۔ بعض کا خیال ہے جنتی زندگی از قسم جسمانیات ہوگی۔ یہ امر کو مشکل ہے جب جسمی چیزیں ادراکی چیزیں ہو جاتی ہیں اور ان ہی سے امور روحانیات پیدا ہوتے ہیں بعض فلسفیوں کے نزدیک اعصاب دماغی باریک و لطیف ہوتے ہوتے خیالات بن جاتے ہیں یعنی اگر جسم ادراکیات و روحانیات میں منتقل ہو سکتا ہے تو امور روحانی کا لباس جسمی اختیار کر لینا کونسی بڑی بات ہے

بہرحال یہ امر ظاہر ہے کہ بہشت دوزخ دونوں کا ذمہ دار قلب انسانی ہے مقام و حدود جنت کے متعلق کچھ کہنا بھی ضروری نہیں۔ لیکن اگر کرہ ارضی جیسی بڑی بھاری چیز اپنی کل قوتوں کو لئے ہوئے قلب انسانی کے کرہ لحمی میں منتقل ہو سکتی ہے تو کیفیات قلب انسانی کا زمین و آسمان کو اپنے حدود میں لے آنا کونسی بڑی بات ہے قرآن کریم نے صحیح طور پر کہا ہے کہ جنت کے حدود زمین و آسمان تک پھیلے ہوئے ہیں۔ بعض بیہودہ دشمنان اسلام نے جنت قرآن پر نہایت غلیظ حرف گیری کی ہے جس کا بہترین جواب حقارت آمیز خاموشی ہونی چاہیئے۔ یہ پست فطرت لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ جب حیات بعد الموت میں نسل انسانی کی افزائش نہیں ہوتی یعنی اکو لی اور مزید اولاد پیدا نہیں ہوتی تو پھر عورت میں جسمی تعلقات کے معنی کیا ہیں اب یہ امر غور طلب ہے کہ انسان کس طرح اس لازوال راحتی مقام تک پہنچے اسلامی نکتہ خیال سے میں اس سوال کا جواب دیتا ہوں میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ نفس انسانی میں زمین کی کل قوتیں جذبات و خواہشات کی شکل میں آ جمع ہوئے ہیں انہیں نفرت و حقارت سے نہ دیکھنا چاہیئے اسی سے علم و عمل پیدا ہوتے ہیں یہی جذبات ہم میں بعض ضروریات و خواہشات پیدا کر دیتے ہیں جس کے اسباب دفعیہ کی تلاش میں ہمارا علم بڑھ جاتا ہے پھر دریافت اسباب پر انکے حصول کی کوشش، ہماری کل قوتوں کو حرکت میں لاتی ہے ان جذبات از قسم کو ہم دو موٹے عنوان کے نیچے لاتے ہیں۔ غصہ اور شہوات یعنے لوبھ اور کرودھ ہر منتظم جسمانی وجود میں ایک قوت مدبرہ کام کرتی ہے وہ مفید چیزوں کو لے لیتی ہے اور غیر مفید چیزوں سے پرہیز کر لیتی ہے جسم حیوانی میں یہ باتیں ان قوی جذبات سے ہوتی ہیں انکے مشترک عمل سے ہم میں احساس ذاتی پیدا ہوتا ہے جسکے ماتحت ہم بعض چیزوں کو اپنا اور بعض چیزوں کو دوسرے کی ملکیت قرار دیتے ہیں۔ یعنی ہم میں میرے اور تیرے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے جو کچھ اسباب تمدن و راحت ہم اپنے اردگرد دیکھتے ہیں یہ سب چیزوں کو میرا بنانے کی خواہش نے پیدا کیا یہ خواہش گویا خواہش زندگی ہی سے ہم میں خواہش ملکیت پیدا ہو جاتی ہے کوئی شخص اس میرا اور تیرا کی خواہش پر لاکھ موہنہ چڑھائے لیکن جب تک خواہش ملکیت انسانی عمل و حرکت کی موجب ہے اس میرا اور تیرا کو ہم گنوا نہیں سکتے۔ بالشوزم بھی اس خواہش کو نہیں مار سکتا یہ تو عطیہ فطرت ہے اسکو صحیح طور پر استعمال کرنے سے امور عالیہ پیدا ہوتے ہیں کم سن بچوں کو دیکھو ان میں یہ جذبہ میرا کس قدر مضبوط ہوتا ہے بچہ کسی چیز کو دیکھ لے اسے اپنی ہی سمجھتا ہے اسکے پیچھے دوڑتا ہے یہ بات مجھ سے سن رکھو کہ جس بچہ میں یہ جذبہ زبردست ظاہر ہو اگر اسے اچھی تربیت اور عمدہ مواقع مل گئے تو وہ بچہ قوم کا سرگروہ ہو گا۔ الغرض یہ جذبہ میرا عطیہ ربی ہے اور اسی کا ظہور نفس انسانی کی پہلی شکل میں ہوا اسی جذبہ کی تہذیب و تادیب کرنی ہے انسانوں میں بعض افراد بالکل حیوان مزاج ہوتے ہیں جس وقت ان میں کوئی خواہش پیدا ہو یا کوئی جذبہ بھڑک اٹھے تو رفع ضرورت کیلئے جو شئی پہلی چیز انکے راستہ میں آ جائے اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں ایک گائے بھوک کے وقت اسباب کو نہیں سوچتی کہ جس گھاس کیطرف وہ دوڑ رہی ہے اسکے کھانے کا حق اسے حاصل ہے یا نہیں اسے ہم مدرکہ حیوانی کہتے ہیں لیکن جس وقت انسان میں دوسرے کے حقوق کا احساس پیدا ہو جاتا ہے یعنی میری اور تیری میں تمیز کرنے لگ جاتا ہے اسوقت نفس انسانی میں جو احساس پیدا ہو جاتا ہے اسے ہم مدرکہ شخصی کہتے ہیں انسان مدنی بالطبع واقع ہوا ہے وہ ایکدوسرے کا محتاج ہے اس سے سوسائٹی پیدا ہے لیکن کوئی سوشل رشتے انسانوں میں قائم نہیں ہو سکتے جب تک میرے اور تیرے کی عزت نہ کیجائے جسکا نام دنیا نے اخلاق رکھا ہوا ہے اس کی پہلی منزل اس میرے اور تیرے کے لحاظ سے پیدا ہوتی ہے انسانی سوسائٹی اسوقت عمدہ شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جب حقوق غیر کی عزت ہونے لگتی ہے اس عزت و لحاظ کے قائم رکھنے کے لئے کل قوانین بنائے جاتے ہیں جناب موسےٰ کو شریعت بھی اس احکام استخاطر دیئے گئے جیسے نفس انسانی کی بلوغت و ترقی کی یہ دوسری منزل ہے اسوقت وہی جذبات ردیہ اخلاق بنجاتے ہیں جب ہم دوسرے کے مقبوضات و ملکیت کو دوسرے کا سمجھتے ہیں۔ الغرض اس میرے اور تیرے سے جو حقوق پیدا ہوتے ہیں ان ہی کے لحاظ اور قیام کے لئے قوانین کی ضرورت ہوتی ہے جنہیں بعض وقت کوئی انسان یا چند انسان مثلاً بادشاہ وقت یا مجلس واضعان قوانین بناتے ہیں یا بعض وقت یہی قوانین بشکل بعثت مذہب لاتا ہے اسی لئے اسلام نے قوانین نافذ الوقت کی عزت کی خواہ وہ انسان سے ہو یا خدا سے ہو

جواب طلب سوال

از مولوی محمد یمین صاحب داتوی

(گذشتہ سے پیوستہ)

پس حضرت امام اعظم صاحبؒ کے اس فتوے کے روسے نابالغ لڑکے کی یہ فرضی منکوحہ کیونکر سالہا سال تک بے گناہ رہ سکتی ہے کیا چار سال کا نابالغ بچہ سال کے بعد جماع کے قابل ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

بعض لوگ نابالغ کے نکاح کے جواز کیلئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ عائشہ کا نکاح سات سال کی عمر میں نبی کریم سے ہوا تھا مگر اسکے کئی جوابات ہیں اول (۱) یہ کہ یہ نکاح مکہ میں ہوا ہے اور آیت وابتلوا الیتمیٰ حتیٰ اذا بلغوا النکاح مدینہ میں بعد کو نازل ہوئی ہے

(۲) یہ کہ نبی کیلئے بعض امور کی خاص اجازت ہوتی ہے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبي ان اراد النبي ان يستنكحها خالصة لك من دون المؤمنين وغیرہ سورۃ احزاب

(۳) یہ ہے کہ جب کہ امر شرعی میں نبی کا فعل اور قول معارض ہو جاویں تو نبی کے قول کو ترجیح دی جاویگی نہ فعل کو۔ دیکھو حاشیہ بخاری صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ مصر جلد ۳ - عائشہ سے نکاح نبی کا فعل ہے اور تقرر شرائط نکاح نبی کا حکم ہے۔

(۴) یہ ہے کہ یہ ہرگز ثابت نہیں ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے بعد بلوغت کے یہ کہا ہو کہ یہ نکاح مجھے پسند نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نے یہ کہا ہے کہ یہ نکاح آپ کا آپ کے ولی جائز نے کیا ہے اسلئے یہ فسخ نہیں ہو سکتا بلکہ عائشہؓ اس نکاح کو از بس عفت سمجھتی تھیں۔ رضی اللہ عنہا ۔ اسلئے عائشہ رضی اللہ کے نکاح کو اس عورت زیر بحث نکاح سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔

بعض لوگ نابالغہ لڑکی کے نکاح کے جواز کیلئے آیت واللائی لم یحضن پیش کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہاں وہ نابالغہ لڑکیاں مراد ہیں جنہیں حیض نہیں آتا۔ لیکن یہ استدلال خود آیت کے سیاق سباق سے رد ہو سکتا ہے پوری آیت یہ ہے واللائي يئسن من المحيض من نسائكم ان ارتبتم فعدتهن ثلاثة اشهر واللائي لم يحضن واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن ...... سورۃ طلاق

فقرہ زیر لکیر ۱ میں اس بوڑھی عورت کا ذکر ہے کہ جس کے حیض آنے کی عمر تو گذر چکی ہے مگر اس کے فرج سے کچھ مادہ نکلتا ہے جس کے نسبت یہ شک (ان ارتبتم) گذرتا ہے کہ شاید یہ حیض ہو۔ اس کے لئے باوجود مایوس عن المحیض ہونے کے بھی تین ماہ کی عدت ہے۔ جیسے کہ تفسیر ابن جریر میں لکھتا ہے ان ارتبتم مما يظهر منهن من الدم فلم تدروا ادم حيض او دم مستحاضة من كبر كان ذالك او علة

بلفظہ دیکھو۔ تفسیر ابن جریر جلد ۸ صفحہ ۹۲۳ -

اور فقرہ زیر لکیر ۲ میں ان عورتوں کا ذکر ہے کہ باوجود موجود ہونے عمر حیض آنے کے انہیں حیض نہیں آتا ان کے لئے بھی تین ماہ کی عدت ہے۔

اور فقرہ زیر لکیر ۳ میں حاملہ عورتوں کی عدت کا ذکر ہے کہ جس وقت حمل وضع ہو بس عدت ختم۔ تقرر عدت بغرض رفعہ اشتباہ حمل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نابالغ لڑکی سے تو جماع بھی ممکن نہیں ہے، چہ جائیکہ اسکو حمل ہو سکے پس اس کے لئے تین ماہ کی عدت کیسی اور کیوں اس کے فقرہ واللائی لم یحضن کا صغیرہ سے کوئی تعلق ثابت نہیں ہو سکتا وہ ترجمہ جو واقعات عام کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہے وہ مترجم کا اپنا ذاتی اجتہاد ہے۔ جو کسی [illegible] حجت شرعی نہیں بن سکتا

بہرحال ان دلائل کے بعد صغیرہ کے نکاح کے [illegible] نہ ہونے کی یہ مسلم دلیل ہے کہ تمام فقہاء نے صغیرہ کے نکاح کے ساتھ ایک شرط خیار البلوغ کو بھی رکھا ہے یعنے اگر کوئی ولی جائز صغیرہ کا نکاح کر دے اور وہ صغیرہ سن بلوغت کو پہنچ کر اس زمانہ بچپن کے نکاح کو چاہے منظور کرلے چاہے رد کر دے اس کا اختیار ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ زمانہ بچپن کا نکاح قبل از وجود شرائط باندھا گیا ہے اب جب کہ خیار البلوغ کی شرط موجود ہے تو بہر حالت نہ موجود ہونے شرائط مقررہ کے ولی کا نکاح کچھ نکاح نہیں ہے خیار کا لفظ ترجمہ اپنی مرضی ہے۔

البتہ ولی جائز کا اتنا اختیار اور حق ثابت ہے کہ اگر ایک ولی مطابق شرائط مقررہ شریعت کے نکاح کر دے اور وہ عورت اسے منظور کرلے۔ تو دوسرے کسی ولی کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس نکاح میں کچھ دخل دے سکے یا کسی دوسری جگہ نکاح کر سکے کیونکہ ولی جائز کا یہ جائز شرعی فعل کو کوئی اور باطل نہیں کر سکتا اگر ولی جائز خود مختار نہیں بن سکتا ہے پھر نکاح کے وقت عورت کے پاس دو گواہ بغرض حصول اجازت کیوں بھیجے جاتے ہیں اس سے ثابت ہے کہ ولی بجز حصول رضا متعاقدین کے کچھ بھی نہیں کر سکتا اور ولی کا ساختہ پرداختہ تب ہی قابل تسلیم ہو سکتا ہے جب کہ متعاقدین بحالت عقل و بلوغ اسے تسلیم کرلیں۔ الغرض نابالغہ کا نکاح شرعاً نکاح نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ شریعت اسلام میں اس کے جواز کے لئے کوئی دلیل قطعی موجود نہیں ہے اسلئے بلا دلیل وہ فتوے بھی ہیچ ہیں۔ جن میں نابالغوں کے نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے

الراقم

مولوی محمد یمین از مقام داتہ ڈاک خانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

اقتباسات

فلسفہ اسلام

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر قرآن کریم نے موقعہ بموقعہ جہاں اخلاقی روحانی ترقیات کا ذکر کیا ہے وہاں عورت مرد کا یکسان ذکر ہے ازواج مطہرہ یعنے ہم اور ہماری بیبیاں ہر قسم کے جذبات سے پاک صاف ہو کر خدا انکے بہشت میں داخل ہونگے جنتی درختوں کے سایہ تلے ہم اور ہمارے ازواج ہونگے ہماری بیبیاں ہماری حوریں ہمارے بچے ہمارے غلمان ہاں انکے علاوہ بھی جو خدا چاہے عطا کریگا۔ بعض کا خیال ہے جنتی زندگی از قسم جسمانیات ہوگی۔ یہ امر کونسا مشکل ہے جب حسی چیزیں ادراکی چیزیں ہوجاتی ہیں اور ان ہی سے امور روحانیات پیدا ہوتے ہیں بعض فلسفیوں کے نزدیک اعصاب دماغی باریک ولطیف ہوتے ہوتے خیالات بن جاتے ہیں یعنی اگر جسم ادراکیات وروحانیات میں منتقل ہوسکتا ہے تو امور روحانی کا لباس جسمی اختیار کرلینا کونسی بڑی بات ہے

بہرحال یہ امر ظاہر ہے کہ بہشت دوزخ دونوں کا ذمہ دار قلب انسانی ہے مقام وحدود جنت کے متعلق کچھ کہنا بھی ضروری نہیں۔ لیکن اگر کرہ ارضی جیسی بڑی بھاری چیز اپنی کل قوتوں کو لئے ہوئے قلب انسانی کے کرہ لحمی میں منتقل ہو سکتی ہے تو کیفیات قلب انسانی کا زمین وآسمان کو اپنے حدود میں لے آنا کونسی بڑی بات ہے قرآن کریم نے صحیح طور پر کہا ہے کہ جنت کے حدود زمین وآسمان تک پھیلے ہوئے ہیں۔ بعض بیہودہ دشمنان اسلام نے جنت قرآن پر نہایت غلیظ حرف گیری کی ہے جس کا بہترین جواب حقارت آمیز خاموشی ہونی چاہئے۔ یہ پست فطرت لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ جب حیات بعد الموت میں نسل انسانی کی افزائش نہیں ہوتی یعنی اولادی اور مزید اولاد پیدا نہیں ہوتی تو بہر صورت میں جسمی تعلقات کے معنی کیا ہیں اب یہ امر غور طلب ہے کہ انسان کس طرح اس لازوال راحتی مقام تک پہنچے اسلامی نکتہ خیال سے میں اس سوال کا جواب دیتا ہوں میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ نفس انسانی میں زمین کی کل قوتیں جذبات وخواہشات کی شکل میں آ جمع ہوئے ہیں انہیں نفرت وحقارت سے نہ دیکھنا چاہئے اسی سے علم وعمل پیدا ہوتے ہیں یہی جذبات ہم میں بعض ضروریات وخواہشات پیدا کردیتے ہیں جس کے اسباب دفعیہ کی تلاش میں ہمارا علم بڑھ جاتا ہے پھر دریافت اسباب پر انکے حصول کی کوشش ہماری عملی قوتوں کو حرکت میں لاتی ہے ان جذبات ہزصیہ کو ہم دو موٹے عنوان کے نیچے لاتے ہیں۔ غصہ اور شہوات یعنے لوبھ اور کرودھ ہر متنفس جسمانی وجود میں ایک قوت مدبرہ کام کرتی ہے وہ مفید چیزوں کو لے لیتی ہے اور غیر مفید چیز وںسے پرہیز کرلیتی ہے جسم حیوانی میں یہ باتیں ان دو جذبات سے ہوتی ہیں انکے مشترک عمل سے ہم میں احساس ذاتی پیدا ہوتا ہے جسکے ماتحت ہم بعض چیزوں کو اپنا اور بعض چیزوں کو دوسرے کی ملکیت قرار دیتے ہیں۔ یعنی ہم میں میرے اور تیرے کا احساس پیدا ہوجاتا ہے جو کچھ اسباب تمدن وراحت ہم اپنے اردگرد دیکھتے ہیں یہ سب چیزوں کو میرا بنانے کی خواہش نے پیدا کیا یہ خواہش گویا خواہش زندگی اسی سے ہم میں خواہش ملکیت پیدا ہوجاتی ہے کوئی شخص اس میرا اور تیرا کی خواہش پر لاکھ موہنہ چڑھائے لیکن جب تک خواہش ملکیت انسانی عمل وحرکت کی موجب ہے اس میرا اور تیرا کو ہم گنوا نہیں سکتے۔ بالشوزم بھی اس خواہش کو نہیں مار سکتا یہ تو عطیہ فطرت ہے اسکو صحیح طور پر استعمال کرنے سے امور عالیہ پیدا ہوتے ہیں کم سن بچوں کو دیکھو ان میں یہ جذبہ میرا کسقدر مضبوط ہوتا ہے بچہ کسی چیز کو دیکھ لے اسے اپنی ہی سمجھتا ہے اسکے پیچھے دوڑتا ہے یہ بات مجھ سے سن رکھو کہ جس بچہ میں یہ جذبہ زبردست ظاہر ہو اگر اسے اچھی تربیت اور عمدہ مواقعے مل گئے تو وہ بچہ قوم کا سرکردہ ہوگا۔ الغرض یہ جذبہ میرا عطیہ ربانی ہے اور اسی کا ظہور نفس انسانی کی پہلی شکل میں ہوا اسی جذبہ کی تہذیب وتادیب کرنی ہے انسانوں میں بعض افراد بالکل حیوانی مزاج ہوتے ہیں جسوقت ان میں کوئی خواہش پیدا ہو یا کوئی جذبہ بھڑک اٹھے تو رفع ضرورت کیلئے جو بھی پہلی چیز انکے راستہ میں آجائے اسپر قبضہ کرنا چاہتے ہیں ایک گائے بھوک کے وقت اسبات کو نہیں سوچتی کہ جس گھاس کیطرف وہ دوڑ رہی ہے اسکے کھانے کا حق اسے حاصل ہے یا نہیں اسے ہم تمدنی حیوانی کہتے ہیں لیکن جسوقت انسان میں دوسرے کے حقوق کا احساس پیدا ہوجاتا ہے یعنی دوسری اور تیری میں تمیز کرنے لگ جاتا ہے اسوقت نفس انسانی میں جو احساس پیدا ہو جاتا ہے اسے ہم تمدن کہتے ہیں انسان مدنی بالطبع واقع ہوا ہے وہ ایکدوسرے کا محتاج ہے اس سے سوسائٹی پیدا ہے لیکن کوئی سوشل رشتے انسانوں میں قائم نہیں ہو سکتے جب تک میرے اور تیرے کی عزت نہ کیجائے جسکا نام دنیا نے اخلاق رکھا ہوا ہے اس کی پہلی منزل اسی میرا اور تیرے کے لحاظ سے پیدا ہوتی ہے انسانی سوسائٹی اسوقت عمدہ شکل اختیار کرلیتی ہے۔ جب حقوق غیر کی عزت ہونے لگتی ہے اس عزت ولحاظ کے قائم رکھنے کے لئے کل قوانین بنائے جاتے ہیں جناب موسے کو شریعت میں احکام استخاطر دیئے گئے سے نفس انسانی کی بلوغت ترقی کی یہ دوسری منزل ہے اسوقت وہی جذبات رذیہ اخلاق بنجاتے ہیں جب ہم دوسرے کے مقبوضات وملکیت کو دوسرے کا سمجھنے لگتے ہیں الغرض اس میرے اور تیرے سے جو حقوق پیدا ہوتے ہیں ان ہی کے لحاظ اور قیام کے لئے قوانین کی ضرورت ہوتی ہے جنہیں بعض وقت کوئی انسان یا چند انسان مثلاً بادشاہ وقت یا مجلس واضعان قوانین بناتے ہیں یا بعض وقت یہی قوانین بشکل شریعت مذہب لاتا ہے اسی لئے اسلام نے قوانین نافذ الوقت کی عزت کی خواہ وہ انسان سے ہو یا خدا سے ؏

جواب طلب سوال

از مولوی محمد یمین صاحب داتوی

(گذشتہ سے پیوستہ)

پس حضرت امام اعظم صاحبؒ کے اس فتوے کے رو سے نابالغ لڑکے کی یہ فرضی منکوحہ کیونکر سالہا سال تک بے گناہ رہ سکتی ہے کیا چار سال کا نابالغ بچہ سال کے بعد جماع کے قابل ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

بعض لوگ نابالغ کے نکاح کے جواز کیلئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ عائشہؓ کا نکاح سات سال کی عمر میں نبی کریم سے ہوا تھا مگر اسکے کئی جوابات ہیں (۱) اول یہ کہ یہ نکاح مکہ میں ہوا ہے اور آیت وابتلوا الیتمٰی حتیٰ اذا بلغوا النکاح مدینہ میں بعد کو نازل ہوئی ہے

(۲) یہ کہ نبی کیلئے بعض امور کی خاص اجازت ہوتی ہے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وامرأۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المؤمنین وغیرہ سورۃ احزاب

(۳) یہ ہے کہ جب کہ امر شرعی میں نبی کا فعل اور قول معارض ہوجائیں تو نبی کے قول کو ترجیح دی جاویگی نہ فعل کو۔ دیکھو حاشیہ بخاری صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ مصر جلد ۳۔ عائشہؓ سے نکاح نبی کا فعل ہے اور تقرر شرائط نکاح نبی کا حکم ہے۔

(۴) یہ ہے کہ یہ ہرگز ثابت نہیں ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے بعد بلوغت کے یہ کہا ہو کہ یہ نکاح مجھے پسند نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نے یہ کہا ہے کہ یہ نکاح آپ کا آپ کے ولی جائز نے کیا ہے اسلئے یہ فسخ نہیں ہوسکتا بلکہ عائشہؓ اس نکاح کو از بس غنیمت سمجھتی تھیں۔ رضی اللہ عنہا۔ اسلئے عائشہ رضی اللہ کے نکاح کو اس عورت زیر بحث نکاح سے کوئی مناسبت نہیں ہے ؏

بعض لوگ نابالغہ لڑکی کے نکاح کے جواز کیلئے آیت والائی لم یحضن پیش کردیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہاں وہ نابالغہ لڑکیاں مراد ہیں جنہیں حیض نہیں آتا۔ لیکن یہ استدلال خود آیت کے سیاق وسباق سے رد ہو سکتا ہے پوری آیت یہ ہے واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثۃ اشھر واللائی لم یحضن واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن ...... سورۃ طلاق

فقرہ زیر لکیر ۱ میں اس بوڑھی عورت کا ذکر ہے کہ جس کے حیض آنے کی عمر تو گذر چکی ہے مگر اس کے فرج سے کچھ مادہ نکلتا ہے جس کے نسبت یہ شک (ان ارتبتم) گذرتا ہے کہ شاید یہ حیض ہو۔ اس کے لئے باوجود مایوس عن المحیض ہونے کے بھی تین ماہ کی عدت ہے۔ جیسے کہ تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے ان ارتبتم مما یظھر منھن من الدم فلم تدروا دم حیض او دم مستحاضۃ من کبر کان ذالک او علۃ

بلفظہ دیکھو تفسیر ابن جریر جلد ۸ صفحہ ۲۲ ۱

اور فقرہ زیر لکیر ۲ میں ان عورتوں کا ذکر ہے کہ باوجود موجود ہونے عمر حیض آنے کے انہیں حیض نہیں آتا ان کے لئے بھی تین ماہ کی عدت ہے ؏

اور فقرہ زیر لکیر ۳ میں حاملہ عورتوں کی عدت کا ذکر ہے کہ جس وقت حمل وضع ہو بس عدت ختم ہوئی تقرر عدت بغرض رفعہ اشتباہ حمل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نابالغ لڑکی سے تو جماع بھی ممکن نہیں [illegible] کہ اسکو حمل ہو سکے پس اس کے لئے تین ماہ کی عدت کیسی اور کیوں اس کے فقرہ والائی لم یحضن کا صغیرہ سے کوئی تعلق ثابت نہیں ہوسکتا وہ ترجمہ جو واقعات عام کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہے وہ مترجم کا اپنا ذاتی اجتہاد ہے۔ جو کسی اور کے لئے حجت شرعی نہیں بنسکتا

پھر اغلب دلائل کے بعد صغیرہ کے نکاح کے نہ ہونے کی یہ مسلم دلیل ہے کہ تمام فقہاء نے صغیرہ کے نکاح کے ساتھ ایک شرط خیار البلوغ کو بھی لکھا ہے یعنے اگر کوئی ولی جائز صغیرہ کا نکاح کردے اور وہ صغیرہ سن بلوغت کو پہنچ کر اس زمانہ بچپن کے نکاح کو چاہے منظور کرے چاہے رد کردے اس کا اختیار ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ زمانہ بچپن کا نکاح قبل از وجود شرائط باندھا گیا ہے اب جب خیار البلوغ کی شرط موجود ہے تو بہر بحالت نہ موجود ہونے شرائط مقررہ کے ولی کا نکاح کچھ نکاح نہیں ہے خیار کا لفظی ترجمہ اپنی مرضی ہے ؏

البتہ ولی جائز کا اتنا اختیار اور حق ثابت ہے کہ اگر ایک ولی مطابق شرائط مقررہ شریعت کے نکاح کردے اور وہ عورت اسے منظور کرے۔ تو دوسرے کسی ولی کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس نکاح میں کچھ دخل دے سکے یا کسی دوسری جگہ نکاح کرسکے کیونکہ ولی جائز کا یہ جائز شرعی فعل کو کوئی اور باطل نہیں کرسکتا اگر ولی جائز خود مختار نہیں بنسکتا ہے پھر نکاح کے وقت عورت کے پاس دو گواہ بغرض حصول اجازت کیوں بھیجے جاتے ہیں اس سے ثابت ہے کہ ولی بجز حصول رضا متعاقدین کے کچھ بھی نہیں کرسکتا اور ولی کا ساختہ پرداختہ تب ہی قابل تسلیم ہوسکتا ہے جب کہ متعاقدین بحالت عقل وبلوغ اسے تسلیم کرلیں۔ الغرض نابالغ کا نکاح شرعاً نکاح نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ شریعت اسلام میں اس کے جواز کے لئے کوئی دلیل قطعی موجود نہیں ہے اسلئے بلا دلیل وہ فتوے بھی ہیچ ہیں۔ جن میں نابالغوں کے نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے

الراقم

مولوی محمد یمین۔ از مقام دانتہ ڈاک خانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

تازہ ترین خبریں

عدن کا مستقبل

مستقبل عدن کے سوال پر عنقریب ہی پارلیمنٹ برطانیہ اور محکمہ نوآبادیات کے درمیان بحث ہوگی۔ یہ توامید کرنا ممکن ہے کہ ہندوستان عدن کے متعلق تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جائے گا مگر اتنا ضرور ہے کہ اس معاملہ کے متعلق دور رس تجاویز سوچی جا رہی ہیں۔ مشرقی افریقہ کے علاقوں کی آئندہ حکومت اور مشرقی افریقہ میں ہندوستانیوں کے جائز مفاد کی نگہداشت کے سوال پر حکومت ہند نے مجلس وزراء سے ایک شاہی کمیشن کے تقرر کی درخواست کی تھی اس پر مجلس مذکور غور کر رہی ہے۔ مسٹر مانٹیگو نے حکومت ہند کی مراسلت پر موافقت رائے ظاہر کی ہے۔ مگر اس معاملہ میں کچھ مزید تجاویز بھی پیش کی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں ایشیائی آبادی کی حالت پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن بنائی گئی تھی۔ جس نے نٹال میں ہندوستانیوں پر بیع اراضی کے متعلق قیود عائد کرنے کی سفارش کی تھی۔ اس کے خلاف حکومت ہند نے صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ مگر اب وائسرائے ہند نے درخواست کی ہے کہ ان سفارشات کے متعلق مجلس وزراء کے فیصلہ کی موصولی تک کوئی کارروائی نہ کی جائے۔

جرمنی سے تاوان کیونکر وصول کیا جائے

جرمنی تاوان جنگ کے متعلق مزید گفتگو کرنے کے لئے ۳۰ اپریل کو لنڈن میں ایک کانفرس کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بہت سے فرانسیسی نمائندے لنڈن پہنچ چکے ہیں تاکہ برطانی نمائندوں کے ساتھ مل کر جرمنی کو تاوان جنگ ادا کرنے پر مجبور کرنے کے لئے مناسب کارروائی کریں۔

ماؤنٹ ایورسٹ کی مہم

مسٹر ہارولڈ ایسرن ماؤنٹ ایورسٹ کی مہم کے لئے دارجلنگ پہنچ گئے ہیں۔ اور ضروریات اور باربرداری کے متعلق انتظام کر رہے ہیں۔ کرنل ایچ بری اس مہم کے سردار اور میجر جے مورسہیڈ ... پہنچ جائیں گے۔ باقی پارٹی کے مئی کے وسط میں آنے کی توقع کی جاتی ہے۔ تمام جماعت ۱۵ مئی کو دارجلنگ سے روانہ ہوگی۔

ایک میم بھاگ نکلی

کلکتہ کے ایک گورے مسٹر جارج اولیس نے اخبارات میں یہ اعلان شایع کرائی ہے کہ میری میم صاحبہ جوزی خانم ہیلن میرے علم کے بغیر ۱۹ مارچ سے گم ہے۔ اس لئے میں اس کے قرضوں کا ذمہ وار نہیں ہوں گا۔

کوائف مصر

زاغلول پاشا کی شرائط نامنظور

زاغلول پاشا نے ریوٹر کو اطلاع دی ہے کہ عدلی پاشا کی وزارت سے اس کی شرائط ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اور آپ نے اس بات پر بھی زور دیا کہ اگر وزارت کا رویہ یہی رہا تو وہ سرکاری گفت و شنید میں حصہ نہیں لینگے۔

مظاہروں میں حصہ نہ لو

عدلی پاشا نے ریوٹر سے دوران گفتگو میں کہا کہ زاغلول پاشا کے متعلق خبروں کو دبانے کے لئے اس کی وزارت نے سنسرشپ پر عمل کیا ہے اور افسروں کو منع کر دیا ہے کہ وہ ضبط قائم رکھنے کے لئے زاغلول پاشا کی حمایت کے مظاہروں میں حصہ نہ لیں۔

راولپنڈی شہر کے مرکز میں ڈاکہ

ریوالور اور بندوقیں چلیں

۲۵ اپریل کی رات کے ۸ بجے راولپنڈی شہر کے عین مرکزی حصہ صرافہ بازار میں لالہ گنیش داس جوہری کی دوکان پر ڈاکہ پڑا۔ ریوالور اور بندوقیں چلائی گئیں کہا جاتا ہے کہ آٹھ آدمیوں نے دوکان کے اندر داخل ہو کر لوہے کی الماری توڑ دی اور ایک مالک کو بھی خفیف سا زخم پہنچایا۔ دیگر ڈاکو مختلف گلیوں اور راستوں میں کھڑے رہے۔ پولس ڈاکہ پڑنے کے ایک گھنٹہ بعد آئی۔ ابھی تک ڈاکوؤں کا کوئی سراغ نہیں چلا۔ شہر میں سخت سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ لوگ سخت خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ نقصان بہت زیادہ ہوا ہے۔ اگرچہ ابھی ٹھیک اندازہ نہیں کیا گیا۔

قومی کالج لاہور

لاہور میں قومی کالج کا افتتاح ۲ مئی کی بجائے ۱۶ مئی کو ہوگا۔

ایک افواہ کی تردید

شملہ ۲۵ اپریل۔ ذیل کی سرکاری اطلاع شایع ہوئی ہے کہ کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ لندن کے ایک اخبار نے یہ اطلاع شائع کی تھی کہ لیڈی ریڈنگ کے بہت جلد ہندوستان سے انگلستان واپس جانے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

کونٹس ریڈنگ

کچھ مدت ہوئی انگلستان کے کسی اخبار نے لکھا تھا کہ ہزایکسیلنسی کونٹ ریڈنگ ہندوستان میں تھوڑی مدت قیام کرنے کے بعد انگلستان واپس آجائیگی۔ اس افواہ میں قطعاً کوئی صداقت نہیں۔

شراب کی فروخت بند

گذشتہ جمعہ کو بلدیہ لاہور کے جلسہ میں یہ تجویز متفقہ طور پر منظور ہوئی کہ حکومت سے درخواست کی جائے کہ وہ حدود بلدیہ کے اندر شراب کی فروخت قطعاً بند کر دے۔

عالم اسلام

حکومت انگورا کا نیم سرکاری اعلان

عسکی شہر پر عثمانی پھریرا

ترکان احرار کا ایک نیم سرکاری پیام مظہر ہے کہ پانچ دن کی خونریز جنگ کے بعد یونانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ یہ جنگ نہایت خوفناک طریقہ پر جاری تھی۔ ہزار ہا ... اور کرا کوئی پر ہماری فوجوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ علاوہ بریں ہم نے یونانیوں کے کئی ہزار قیدی اسیر کر لئے ہیں۔ نقصان جان بے حد و کثیر ہے۔ ابھی تک یونانیوں کے متعلق مزید کیفیت معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ان کی فوجوں کی پسپائی کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ بہت سے زخمی بروسا آ رہے ہیں۔ یونانیوں میں اب اتنی استطاعت نہیں کہ وہ عسکی شہر کو دوبارہ سر کر سکیں۔ غازی مصطفٰے کمال پاشا نے ایک اعلان شایع کیا ہے اور عوام سے درخواست کی ہے کہ وہ فوج میں بھرتی ہو کر غنیم کا مقابلہ کریں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اگر یونانیوں کو ایک اور شکست ہو گئی تو پھر ایشیائے کوچک میں جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ریوٹر کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ عسکی شہر والی جنگ میں یونان کے سات ہزار آدمی کام آئے۔

ترکان احرار کی عظیم شان فتح

یونانیوں کی بدحواسی اور ان کی پسپائی

ایشیائی کوچک سے جو آخری اطلاع موصول ہوئی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ عسکی شہر کے نزدیک یونانیوں اور ترکوں میں جو خوفناک جنگ جاری تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیوں کو بدحواسی کے عالم میں شہر کو خالی کر کے پسپا ہونا پڑا۔ فتح کی دیوی نے غازی مصطفٰے کمال پاشا کے قدم چومے۔ اور ترک نہایت شان و شوکت سے عسکی شہر میں داخل ہوئے۔ یونانیوں کی پسپائی کا سلسلہ جاری ہے۔ اور وہ دم دبائے ہوئے بھاگ رہے ہیں۔ بروسا میں بہ تعداد کثیر مجروح ہیں۔ یونانیوں کی فوج بجانب شمال ترکوں کے مقابلہ میں خندق زن تھی نہایت بے ترتیبی کے ساتھ پسپا ہو رہی ہے۔ ترکی فوجی رسالہ یونانی فوج کا تعاقب کر رہا ہے۔ (اسلامک نیوز)

ایران

آتشی اسلحہ جات واپس کر دو

ایرانی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ طہران میں حکم دیا گیا ہے کہ سوائے سرکاری افسروں کے تمام لوگ حتیٰ کہ اسلحہ فروش بھی تمام آتشی اسلحہ جات اور گولہ بارود وغیرہ واپس کر کے رسید لے لیں۔

پریس کمیونک نمبر ۱

امسال عازمان حج کے لئے یہی بہتر ہے کہ جتنے بھی کم سونے کے سکے وہ جہاز میں لیجا سکتے ہیں ساتھ لے جائیں کیونکہ ان کی برآمد اس ملک سے بند ہے۔ اور خرچ سے بچے ہوئے سکے وہ واپس نہیں لا سکیں گے۔ انڈین کرنسی نوٹ وہاں بھی کام دے سکتے ہیں۔

پی ڈی کونس سینئر اسسٹنٹ سکریٹری گورنمنٹ پنجاب

پریس کمیونک نمبر ۲

بسلسلہ گورنمنٹ پنجاب پریس کمیونک محررہ ۱۲ اپریل سنہ ۲۱ امسال عازمان حج کی اطلاع کے لئے شایع کیا جاتا ہے کہ مفصلہ ذیل پروگرام میسرز ٹرنر مارسین اینڈ کو کی طرف سے حجاز کی طرف جانے والے جہازات کا شائع ہوا ہے۔

(۱) ہمایوں	روانگی	۲۲ اپریل سنہ ۲۱
(۲) کویت	"	۵ مئی سنہ ۲۱
(۳) جبدہ	"	۱۵ مئی سنہ ۲۱

موسمی حالات کے مطابق جدہ تک سفر ... ایام میں ختم ہوگا۔ بشمولیت ۵ دن کی قرنطین بمقام کمران کرایہ سفر دستور وہی رہے گا۔ جو پریس کمیونک محررہ ۶ اپریل سنہ ۲۱ میں شایع ہو چکا ہے۔

پی ڈی کونس
سینئر اسسٹنٹ سکریٹری گورنمنٹ پنجاب ۱۹ اپریل سنہ ۲۱

سوامی ستیانند پر بغاوت کا مقدمہ

سوامی ستیانند کا مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴ الف ۱۹ اپریل کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اٹاوہ کے سامنے پیش ہوا۔ ملزم نے کہا کہ میں نے سرکار کے خلاف کچھ نہیں کہا۔ اور اپنے تحریری بیان کے آخر میں ... کہ سرکار کی ... ابھی فیصلہ نہیں سنایا گیا۔

تفصیل ادویات مع قیمت

نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت
عرق کافور	۲ر	طاعون کی گولیاں چھوٹی شیشی	۱۲ر
دمہ کی دوائی	[illegible]	سالسا	[illegible]
بخار کی دوا (کلاں)	[illegible]	سینی ٹائن	[illegible]
بخار کی دوا (خورد)	۱۰ر	کلوروڈائن درجن بھر	۸ر
پرانا سوزاک	[illegible]	لال شربت	[illegible]
گرمی آتشک	[illegible]	خارشت (کھجلی کی دوا)	۱۲ر
کولہ ٹانک	[illegible]	امراض مستورات کی دوا	[illegible]
گھیگھہ کے کھانے کی دوا	[illegible]	امراض دندان	۸ر
گھیگھہ کے لگانے کی دوا	۶ر	پیپرمنٹ کا ست	۱۲ر
گھیگھہ کا مرہم	۱۰ر	روغن پیپرمنٹ	[illegible]
پین بیلر	[illegible]	روغن رینڈی	۱۲ر
کھانسی کی دوا بڑی	[illegible]	روغن صندل	۱۴ر
کھانسی کی دوا چھوٹی	۱۰ر	روغن اجوائن	۸ر
کان بہنے کی دوا	۵ر	روغن سونٹھ یا ادرک	۱۲ر
داد کا مرہم	۲ر	روغن سونف	۶ر
زخم کا مرہم	۸ر	عرق پودینہ	۱۲ر
زخم دھونے کی ٹکیہ	۲ر	روغن دارچینی	[illegible]
مقوی باہ گولیاں	[illegible]	روغن لونگ	۸ر
پرانے ملیریا بخار کی گولیاں	۱۰ر	روغن لیمو	۶ر
بدہضمی و بدہضمی کے دست	[illegible]	روغن الائچی	۱۲ر
توتبن کی ٹکیہ	۱۴ر	لیونڈر	۱۴ر
درد سر کی دوا	۱۲ر	نمونہ کا کیس	[illegible]
جلاب کی گولیاں	۹ر	تحفہ بابیلٹر انگریزی	[illegible]
طاعون کی گولیاں	[illegible]	اردو	[illegible]

جلد ۸ مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ ۲۵ شعبان ۱۳۳۹ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۲۱ء نمبر ۸۶

کلام امام الکلام

دیں چوں زین العابدین بیمار وزار

دشمناں دیں چوں شمر نا بکار
دیں چوں زین العابدین بیمار وزار
تن ہمی لرزد دل وجاں نیز ہم
چوں خیانتہائے ایشاں بنگرم
کارہا بسیار کردند و کنند
تا نظام کار را برہم زنند
لیکن آں امر کہ ہست از آسماں
چوں زوال آید بروز حاسداں
من چہ چیزم جنگ شاں با آں خدا ست
کز دو دستش ایں ریاض و ایں نبات است
ہر کہ آویزد بکار و بار حق
او ستادہ از پے پیکار حق
فانی ایم و تیر ما تیر حق است
صید ما در اصل نخچیر حق است
صادقے وارو پناہے آں یگاں
دست حق در آستین او نہاں

جواہر ریزے

اعجاز کی حاجت کیوں ہوتی ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبول اسلام کے لئے کسی اعجاز کی ضرورت نہ پڑی۔ اعجاز بینی کے خواہشمند وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو تعارف ذاتی نہیں ہوتا۔ لیکن جن کو تعارف ذاتی ہو جائے اُسے اعجاز کی ضرورت اور خواہش ہوتی ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے معجزہ نہیں مانگا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے خوب واقف تھے اور خوب جانتے تھے کہ وہ راستباز اور امین ہے۔ جھوٹا اور مفتری نہیں۔ جب کہ کسی انسان پر کبھی افترا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے کی کبھی جرأت نہیں کرسکتا۔ پس یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نشان صرف اس لئے مانگا جاتا ہے کہ اس بات کے امکان کا اندیشہ گذرتا ہے کہ شاید جھوٹ ہی بولا ہو مگر جب یہ اچھی طرح پر معلوم ہو کہ مدعی صادق اور امین ہے پھر نشان بینی کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ یہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں ایسے لوگ راسخ الایمان نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہر وقت خطرہ کے محل میں رہتے ہیں۔ ایمان بالغیب کے ثمرات ان کو نہیں ملتے کیونکہ ایمان بالغیب کے اندر ایک فعل نیکی کا حسن ظن بھی ہے جس سے وہ بلکہ بالکل بے نصیب رہ جاتے ہیں۔ جو نشان دیکھنے کے لئے جلدی کرتا اور زور دیتا ہے۔ مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے نزول مائدہ کے لئے زور دیا تو خدائے تعالیٰ نے ان کو زجر بھی کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تو مائدہ نازل کریں گے۔ لیکن بعد نزول مائدہ جو انکار کرے گا اس پر سخت عذاب نازل ہوگا۔ قرآن شریف میں اس قصہ کے ذکر سے یہ فائدہ ہے کہ تا بتلایا جائے کہ بہترین ایمان کونسا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات یوں تو رحمت ہی کی بارشیں ہوتے ہیں لیکن ان کے ساتھ ایک طرف اتمام حجت منظور ہوتا ہے اور دوسری طرف ابتلا مقصود۔ اس لئے بعض امور ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے ساتھ ایک ابتلا رکھتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ نشان مانگنے والے لوگ متحمل اور حسن ظن سے حصہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان کی طبیعت میں ایک احتمال اور شک پیدا کرنے کا مادہ ہوتا ہے۔ اسی لئے تو وہ نشان مانگتے ہیں۔ اس لئے جب نشان آتے ہیں تو پھر بیہودہ طور پر اس کی تاویلیں کرنے لگتے ہیں۔ اور ان کو کبھی سحر کہتے ہیں۔ کبھی کچھ نام رکھتے ہیں وہ وہم پیدا کرنے والی طبیعت ان کو محروم کر دیتی ہے۔ اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم صدیق اکبر جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کا ایمان پیدا کرو رضی اللہ عنہم۔ کیونکہ اس میں حسن ظن اور صبر ہے۔ بہت سے برکات اور ثمرات کا نتیجہ ہے۔ نشان مانگنا اور ایمان لانا اپنے ایمان کو مشروط بنانا ہے۔ ہوتا ہے اور بہرحال ضرور نہیں ہوتا۔ ہاں جب اللہ ... کے ساتھ ایمان لاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ... وہ نشان دکھاتا ہے جو اس کے ازدیاد ایمان کا موجب اور انشراح صدر کا باعث ہوتے ہیں۔ ... اور آیات اللہ دکھا دیتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ... نشان کسی نبی نے نہیں دکھلائے۔ مومن صادق کو چاہیے کہ کبھی اپنے ایمان کو نشان بینی پر مبنی نہ کرے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ ۲ ماہ رواں کو ... لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کی ضعیفی ... اچھی ہے۔ دین اسلام کے لئے غیرت ... کے اندر ہمیشہ از ہمیشہ معلوم ہوتا ہے۔ اس ... مضمون بھی شاندار ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ ... آئندہ میں طبع ہوگا۔

امتحان میں شامل ہونے والے طلباء کے لئے ... خصوصیت سے دعا کریں۔ محمد مہدی حسن صاحب ... سب اسسٹنٹ سرجن کلاس امرتسر بھی امتحان میں ... کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

مولانا مولوی احمد صاحب بھی اپنے وطن ... تشریف لے گئے ہیں۔

حکیم محمد حسین صاحب المعروف بہ مرہم عیسیٰ مدراس ... کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگز لاہور میں باہتمام ... فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۸۶

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

مورخہ ۱۳ شعبان المعظم مطابق ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء

تشہد اور **تعوذ** کے بعد آپ نے آیات **سیقول السفہاء ما ولٰھم** الیٰ **ان اللہ بالناس لرءوف رحیم** پڑھ کر فرمایا۔ قرآن کریم میں قبلہ کا مضمون بھی بڑا ہی اہم مضمون ہے اور مدتوں سے بعض مخالفین اسلام یہاں تک مسلمانوں پر اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔ کہ یہ لوگ خانہ کعبہ کے پرستار ہیں۔ یا اس پتھر کے کہ جو سیاہ ہے۔ اور خانہ کعبہ میں دھرا ہوا ہے ادہر حدیثوں میں اس قبلہ کو اسقدر اہمیت دی گئی ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد ہی قبلہ پر رکھی ہے اور یہاں تک کہا گیا ہے۔ کہ جو تمہارے قبلہ کی طرف مونہہ کرے۔ اسکو کافر مت کہو۔ اتنی اہمیت دینے کے بعد بھی جب لوگوں نے اسپر اعتراض کیا۔ کہ پہلے مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا اور اب اسی کی طرف پیٹھ کر کے کعبہ کو قبلہ قرار دے لیا ہے۔ تو قرآن کریم نے انکو یوں جواب دیا ہے **قل للہ المشرق والمغرب یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم** مشرق اور مغرب دونوں اللہ تعالیٰ کے ہیں جسکا مطلب صاف ہے کہ کسی سمت کی کوئی خصوصیت نہیں مشرق ہوا تو کیا اور مغرب ہوا تو کیا اور دوسری جگہ صاف الفاظ میں فرمایا **لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر الخ** مشرق اور مغرب کی طرف مونہہ کر لینا یہ تو کوئی نیکی نہیں۔ نیکی کی بات اللہ تعالیٰ اور آخرۃ وغیرہ پر ایمان لانا اور مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے

ایک طرف تو قبلہ کے مضمون کو اس قدر اہمیت دی ہے دوسری طرف اس کو اسقدر ہلکا کر دیا ہے کہ سمتوں میں کچھ نہیں رکھا مونہہ ادہر کر لیا تو کیا اور ادہر کر لیا تو کیا اور آگے چل کر پھر قبلہ کی اس قدر اہمیت بیان کی ہے کہ تین دفعہ **ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام** فرمایا کہ جہاں کہیں بھی تم ہو اسی قبلہ کی طرف مونہہ کرو ایک چیز کو اس قدر اہمیت دے کر پھر اسکو اس قدر ہلکا کر دینا۔ ان دونوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس میں تضاد ہرگز نہیں اور اس کا جواب بھی قرآن کریم نے خود ہی دیا ہے فرمایا **وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا** اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تمہیں ایک اعتدال پسند قوم بنایا ہے تاکہ تم تمام دنیا جہان کے لئے نمونہ اور ان کے پیشرو ہو اور تمہارے لئے پیشرو اور نمونہ سوائے رسول کے اور کوئی نہ ہو۔ بلاشبہ ہم نے تم کو قبلہ کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے مگر محض سمت میں کوئی خاص خوبی نہیں لوگ تو اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمان کعبہ کی پرستش کرتے ہیں مگر ایک وقت اس کی طرف پیٹھ کر کے بھی دکھا دیا کہ نماز اس صورت میں بھی ہو گئی۔ فرمایا ہمارا مقصد تو اس سے صرف اس قدر ہے کہ ہم تم کو ایک میانہ رو اور اعتدال پسند قوم بنانا چاہتے ہیں ایک چیز بلاشبہ اہم ہو سکتی ہے مگر اپنے موقعہ اور محل پر اور خاص شرائط کے ماتحت ان دونوں آیتوں میں بتلایا ہے کہ قبلہ کی طرف مونہہ کرنے کا ہم نے حکم دیا ہے اور قبلہ کو دین و ایمان کا ظاہر نشان بھی قرار دیا ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھ لو کہ اس سمت میں خدا ہے اور اسکے سوا وہ انسان کی آواز سنتا نہیں۔ اس کے حکم کی غرض اور اہمیت کی وجہ کچھ اور ہے اور وہ یہ کہ کسی امر میں تم حد اعتدال سے نہ نکل جاؤ۔ اگر ایک طرف اس حکم کی پوری عزت کرو کہ جہاں پر ہو تمہارا مونہہ قبلہ ہی کی طرف ہو تاکہ تم سب میں ایک اتحاد مقصد کا یہ نشان ہو تو دوسری طرف یہ بھی ایمان رکھو کہ خدا کسی خاص سمت میں نہیں اور صرف ایک سمت میں مونہہ کرنا کوئی بڑا عظیم الشان نیکی کا کام نہیں اگر یہ تعلیم نہ دی جاتی تو ممکن تھا کہ مسلمان قبلہ پرست بن جاتے مگر اس میانہ روی کی تعلیم نے انکو حد اعتدال کے اندر رکھا ہے اس لئے اس کے ساتھ ہی اسکو عام کیا ہے کہ وہ ایک بات ہی نہیں۔ بلکہ ہمارا منشاء ہے تم ہر امر میں حد اعتدال کے اندر رہو تاکہ تم دنیا کے پیشرو بن جاؤ۔ کیونکہ امامت اور پیشروی بغیر اعتدال پر قائم ہونے کے نہیں مل سکتی اعتدال پسندی اور میانہ روی سے ہی تم کو دنیا کی پیشروی کا مقام مل سکتا ہے۔ انسان کا کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف جوش میں نکل جانا بہت آسان ہے مگر اعتدال پر قائم رہنا بہت ہی مشکل امر ہے کسی نے ایک قوم کو حد درجے کی تعلیم دی کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو اسکی طرف دوسری بھی پھیر دو۔ کوئی تمہارا کوٹ اتارے تو اسکو کرتہ بھی اتار دو کوئی ایک کوس بیگار لے جائے تو اس کے ساتھ دو کوس چلے جاؤ اسپر عمل کرنا اس قدر مشکل نہیں اسی تعلیم سے ملتے جلتے خیالات مہاتما گاندہی کے ہیں کہ کسی صورت میں سختی کرنی ہی نہیں چاہئے خواہ کسی قدر ظلم دوسروں کی طرف سے ہو۔ یہاں تک کہ ایک ڈاکو کے مقابلہ میں بھی ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے اسی طرح کسی نے یہ تعلیم دی کہ دشمن کا خوب مقابلہ کرو انکے بال بچوں اور عورتوں کو تہ تیغ کرو انکے گھروں اور کھیتوں کو جلا دو دشمن کا نام و نشان تک دنیا سے مٹا دو اسپر بھی انسان آسانی سے عمل کر سکتا ہے یہ اسلام کی تعلیم نہیں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ سختی اور نرمی کو اکٹھا کیا جائے اگر ایک موقعہ پر سختی ضروری ہے تو دوسرے موقعہ پر نرمی بھی ضروری ہے سختی کے وقت سختی کرو اور نرمی کے وقت نرمی کرو۔ موقعہ اور محل کو دیکھ کر عقل اور فکر سے کام لیکر عمل کرے اور دوسرے کی عقل پر اسقدر بھروسہ نہ کرے کہ اپنی عقل کو چھوڑ دے جو غور اور فکر سے وقت کے تقاضا کو دیکھ کر کام کرتا ہے وہ ہی دوسروں کے لئے نمونہ بن جاتا ہے اور جو دوسرے کی اندھا دھند پیروی کرتا چلا جاتا ہے اور اپنے عقل اور فکر سے کام نہیں لیتا اسکی عقل بیکار ہو کر نکمی ہو جاتی ہے اور وہ کسی معاملہ میں صحیح رائے دینے کے قابل نہیں رہتا جسطرح جسمانی اعضاء کام نہ لینے سے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح باطنی قوائے بھی نکمے ہو جاتے ہیں اسلئے اسلام نے درمیانہ راہ اور اعتدال کی روش پر چلنے کی تعلیم دی ہے تاکہ انسان افراط اور تفریط کی راہوں کو دیکھ کر عقل اور فکر سے کام لے کر موقعہ اور محل کو سوچ کر کام کرے اور اسکی تعلیم قرآن کریم نے سب سے پہلی سورۃ میں ہی دیدی ہے فرمایا **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** ہمیں سیدہی راہ کی ہدایت کر ان لوگوں کی راہ کی کہ جو تیرے انعام کے مورد ہوئے۔ ہمیں ان لوگوں کی راہ نہ چلا کہ جو مغضوب اور ضال ہوئے۔ میانہ روی اور اعتدال پر چلنے کی استدعا کے بعد دو راہوں سے بچنے کی دعا مانگی گئی ہے اور ان دو راہوں کے لئے دو لفظ مغضوب اور ضال کے استعمال کئے ہیں۔ غضب کی تعلیم کو یا کسی کے خلاف سختی اور ظلم کو حد درجے بڑھا دینا انسان کو مغضوب بنا دیتا ہے اور کسی شخص کے ساتھ حد درجے کی محبت اسکو ضال بنا دیتی ہے ضال کے معنی حد درجے کی محبت کے۔ قرآن کریم میں بھی آئے ہیں جب کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق آتا ہے۔ انکے بیٹوں نے کہا **انک لفی ضلالک القدیم** یہاں ضلال کے معنی غلو محبت کے ہی ہیں۔ قرآن کریم نے اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم سکھائی ہے اور اس میں یہ سکھانا منظور ہے کہ کسی کی محبت میں اور نفرت میں حد سے نہ بڑھ جاؤ۔ دنیا میں جتنی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ نفرت اور محبت کو بے محل لگانے سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اگر نفرت کا اظہار اپنے موقعہ اور محل پر کرے تو وہ نفرت بھی نیکی ہے مگر بے موقعہ اور بے محل محبت کرنا بھی بدی ہے نہ تو محبت بذاتہ بری چیز ہے اور نہ نفرت فی نفسہ بری ہے بلکہ دونوں کا جائز استعمال اپنے اپنے محل اور موقعہ پر نیکی ہے نہ تو محبت حد سے بڑہی ہوئی ہونی چاہئے۔ اور نفرت حد سے بڑہی ہوئی۔ جب نفرت کو انسان حد سے بڑھاتا ہے۔ تو مغضوب بن جاتا ہے اور جب محبت کو حد سے بڑھاتا ہے۔ تو ضال بن جاتا ہے۔ یہ میانہ روی اور اعتدال پسندی کی تعلیم ہے۔ جو اسلام نے دی ہے تاکہ مسلمان اس راہ کو اختیار کر کے دنیا کے پیشرو اور امام بنیں پھر یہ محض تعلیم ہی نہیں۔ کہ جو دل کو تو اچھی معلوم ہوتی ہو۔ مگر اسپر عمل پیرا نہ ہو سکتا ہو۔ اگر یہ تعلیم صرف کتاب میں ہی لکھی ہوتی اور اس کا کوئی نمونہ یا اسپر کوئی عمل کر کے دکھانے والا دنیا میں نہ ہوا ہوتا تو یہ تعلیم بے فائدہ ہوتی۔ مگر جن لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا اور جو اس تعلیم کے اولین مخاطب تھے۔ جنکو سب سے پہلے یہ تعلیم دی گئی۔ حقیقتاً انہوں نے انکو اس مقام پر کھڑا کر کے دکھا دیا۔ وہ محبت و نفرت دونوں کو اعتدال پر رکھتے تھے نہ تو غیظ و غضب میں حد سے بڑھتے تھے اور نہ محبت میں افراط سے کام لیتے تھے رحم اور نرم دلی انکے اندر اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ جب جنگل میں ایک کتا انکو پیاسا گیلی مٹی چاٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ تو ایک صحابی اپنے پاؤں سے موزہ اتار کر اور پگڑی میں باندھ کر کوئیں سے پانی نکالکر اسکو پلاتے ہیں کتا ایک قابل نفرت چیز ہے جسکو مسلمان چھونا بھی پسند نہیں کرتے۔ مگر جب اس کے ہمدردی کا موقعہ آتا ہے تو اس کے ساتھ ہمدردی بھی کرتے ہیں۔ اسلام جسطرح نفرت کو حد اعتدال کے اندر رکھنا چاہتا ہے اسی طرح محبت کو بھی اپنی حد سے بڑھانے کی تعلیم نہیں دیتا۔ اگر ایک طرف یہ حکم دیا کہ (لا تقتلوا انفسکم) دیکھو لوگوں کو قتل مت کرو۔ مگر جب موقعہ آتا ہے تو کہتا **وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم**۔ جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں ان سے تم بھی جنگ کرو۔ مگر تمہاری جنگ بھی دنیوی اغراض و مقاصد کے لئے نہیں بلکہ فی سبیل اللہ ہونی چاہئے۔ **واقتلوھم حیث ثقفتموھم** جہاں تم انکو پاؤ قتل کرو اب یہاں جب جنگ کا موقعہ آتا ہے تو کسی کا لحاظ نہیں جو کوئی بالمقابل آئے خواہ اپنا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اسکی بھی پرواہ نہیں۔ حضرت موسے علیہ السلام کی شریعت میں یہ تھا کہ جب جنگ کرو تو دشمن کا لونڈی غلام وغیرہ جو قابو میں آئے مار دو۔ انکے شہروں اور کھیتوں کو جلا دو۔ انکی عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ کرو دوسری طرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم اسکے خلاف اسقدر نرمی کی تھی کہ دشمن کے ساتھ بھی محبت کرو۔ اگرچہ ... موسےٰ علیہ السلام کی تعلیم سخت ہونے کے لحاظ سے معیوب معلوم ہوتی ہے تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم بھی اعتدال سے گئی گذری۔ یہ دونوں وقتی تعلیمیں ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو نہ تو اسقدر سختی کی تعلیم دی اور نہ حد درجے کی نرمی کی بلکہ میانہ روی اور اعتدال کی تعلیم دی ہے **فقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا** جو تم سے جنگ کرتے ہیں ان کے ساتھ جنگ کرو مگر اس جنگ میں بھی اور اپنی جان کے بچانے کے ساتھ ہی اعتدال کا برتاؤ کرو حد سے نہ بڑھو ایک طرف تو یہ عبادت فاقہ کشی اور کسی کو قتل مت کرو۔ کہ زندہ تعلیم اور دوسری طرف اسی کو حکم ہوتا ہے کہ جو تم سے جنگ کرتے ہیں ان سے جنگ کرو۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ جنگ کے وقت بھی تلوار اس طرح استعمال نہیں کرنی کہ جو سامنے آئے اسکو بے دریغ کاٹتے چلے جاؤ۔ جو کوئی اسلام کا اقرار کرے تمہاری پناہ میں آنا چاہے اسکو پناہ دو۔ یہ کسقدر مشکل کام ہے ایک جنگ کے موقعہ پر ایک شخص نے کلمہ پڑھا مگر ایک مسلمان نے یہ سمجھ کر کہ یہ یوں ہی جان بچانے کے لئے ایسا کرتا ہے اس کا سر اڑا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر پہنچی تو اس شخص سے جواب طلب کیا اس نے کہا۔ یا رسول اللہ وہ محض ہی جان بچانے کو کلمہ پڑھتا تھا۔ آپ اس بات پر سخت ناراض ہوئے آپ نے فرمایا **ھل شققت قلبہ** کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا۔ کہ وہ صرف جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھتا تھا۔ انسان کا ہمالہ چوٹی پر یا کسی راہب کی کوٹھڑی میں تسبیح لے کر بیٹھ جانا بہت آسان ہے اور یہ بھی کوئی مشکل نہیں کہ کوئی شخص نہایت سختی کے ساتھ اپنے قوی کو استعمال کرے جو سامنے آئے اسکو کاٹتا چلا جائے یا کوئی طاقتور قوم دنیا کی قوموں کو مغلوب کرتی چلی جائے۔ لیکن مشکل یہ مقام ہے کہ اپنے جذبات پر غیظ و غضب اور رحم و محبت کے موقعہ پر قابو حاصل کر غضب اور رحم کو ایک دل کے اندر اکٹھا کرے غضب اور رحم دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مگر تم ان دونوں ضدوں کو ایک جگہ جمع کرو

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں یہ عجیب رنگ نظر آتا ہے کہ وہ غضب اور رحم کے باتوں کو اپنے موقعہ اور محل پر استعمال کرتے تھے

افغانستان اور ترکوں کا اتحاد

فوجی افسروں و علماء کی آمد

قسطنطنیہ - قوم پرست افغانی فوج کی تنظیم کے لئے افغانستان کو ایک فوجی مشن بھیج رہے ہیں۔ سفارت کے ساتھ بہت سے مسلمان علماء بھی بھیجے جا رہے ہیں۔ اس سفارت کے ساتھ جانے کے لئے مصطفےٰ کمال کے افسر بڑی جدوجہد کر رہے ہیں۔ (اسلامک نیوز)

قیدی بھاگ نکلے

پٹنہ ۲۸ اپریل - ۱۴ قیدی جو کہ زیر مقدمہ تھے اولا پور سے فرار ہو گئے۔ حوالات کے قبضے توڑ کر ۲۷ اء حال کی رات کو بھاگ گئے

فتوائے علماء قادیان

غیر احمدیوں کا کفر مناسب ہے

سنا ہے کہ مغربی افریقہ میں چار ہزار غیر مسلم اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اس حد تک تو بڑی خوشی کی بات ہے لیکن عبدالرحیم صاحب نیر لکھتے ہیں کہ وہ میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اگر فی الواقع ایسا ہو تو کیا مسلمان خیال کریں کہ کلمہ گوؤں کو کافر کہنے والوں کی تعداد میں چار ہزار کا اضافہ ہوا

(ایک مستفسر از خلیفہ قادیان)

مراسلت

النبوت فی الاحادیث

مرزا نور علی صاحب لاہوری

گذشتہ سے پیوستہ

اور دوسری جہت نبوت اس کو شرف فضیلت وکمال سے ہے اور جب سر القدر کی تجلی کمون ہو تو اس حالت میں مقام ولایت قائم رہتا ہے اور مقام نبوت اختصاص سے مضمحل ہو جاتا ہے (شرح جامی ص ۲۸۳)

غرضیکہ اہل اللہ اور صوفیائے کرام میں اصولات افضل من النبوۃ کا مسئلہ پرانا چلا آتا ہے اور اس میں اختلاف ... مباحثہ اس پر اثر کر رہا ہے۔ بہر حال مجدد الف ثانی کے بھی دو مختلف مکتوب اس مسئلہ کے متعلق ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کو کیا کہو گے۔

جو کہ گیا ہے وھو افضل من بعض الانبیاء ــــ میں بھی مسیح علیہ السلام کو نبی ناصری سے افضل مانتا ہوں۔ یہ مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ دلائل پر مبنی نہیں۔ بلکہ علم لدنی پر خود اللہ تعالےٰ سے دیا جائے۔ اگرچہ دلائل بروقت دئے گئے ہیں اور وہ دلائل قریب الفہم بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ دلائل ہندسہ اور ریاضی علوم کی طرح دو اور دو چار کی طرح ثابت نہیں ہو سکتے۔ اور یہ امر فضیلت تمہارے ایمان اور اعتقاد میں داخل ہی نہیں۔ اس لئے اگر اس مسئلہ میں مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب اور مسلک اختیار کیا جائے تو قابل حرج بات نہیں کیونکہ پہلے اولیاء اللہ میں بھی اسی مسلک کے بعض اولیاء اللہ گذر چکے ہیں۔

اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تمام تحریر مندرجہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ تا ص ۱۵۵ دیکھی جائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فضیلت کے مسئلہ میں اپنا مسلک بدل دیا تھا۔ اور یہ ایک فرعی اور اجتہادی مسئلہ تھا۔ مگر افسوس ہے کہ تبدیلی کی وجہ نبوت قرار دیا جاتا ہے یہ صحیح نہیں بلکہ مسیح موعود علیہ السلام نے حاشیہ ص ۱۵۳ میں موسیٰ اور خضر کی مثال دے کر اپنا مسلک واضح کر دیا ہے کہ ایک غیر نبی صاحب شرع نبی سے بھی افضل ہو سکتا ہے اور اگر یہ سمجھا جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کے ملنے کو وجہ فضیلت قرار دیا ہے تو یہ غلط ہے تمام مضمون میں بہت سے وجوہ فضیلت اجتہادی طور پر لکھے ہیں غور سے مطالعہ کرو۔

مسئلہ فضیلت

درمیان حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم اب تک خود درمیان اہل سنت والجماعت متنازع فیہ چلا آتا ہے۔ اور اکثر اوقات سالکین فرق مختلفہ نے دلائل افضلیت کا اظہار اور اعادہ کیا ہے۔ اس لٹریچر سے اوراق کتب متکلمین پر ہیں۔ اور اسی خلفشار سے بعض ایسے اہل دل بھی گذرے ہیں جنہوں نے سکوت اس مسئلہ میں اولیٰ قرار دیا ہے۔

حضرت نور الدین رضی اللہ عنہ

اور بعض نے دوسرا پہلو لے کر حیثیات جسمانی میں انواع کی تبدیلی کو مدنظر رکھ کر مقابلے سے لغو قرار دیا ہے۔ ایک دا ماد دوسرے خسر مقابلہ دو حیثیات مختلفہ میں صحیح نہیں بعض اہل سنت ایسے گذر چکے ہیں کہ وہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ مگر حضرت ذوالنورین کو جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں سمجھتے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے ہیں۔

بعض ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے دو راہ جدید لیکن قرار دی ہیں ایک لائن ظاہری جس میں ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم افضل ہیں۔ دوسرے خلافت باطنی جس میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اس کی اولاد مطہرین رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ وہ اس میں سب سے افضل ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام پھر ایک دوسری لائن ہے۔ جس میں فضائل کی بحث ہے۔ وہ وہ صحابہ اور تابعین کے درمیان فضیلت کی بحث ہے۔

بعض اہل سنت علماء ظواہر سے اور بعض اہل اللہ سے صحابہ کو قیامت تک آنے والی نسلوں سے مومنین تابعین سے بہمہ وجوہ افضل سمجھتے ہیں حتیٰ کہ ایک اہل اللہ اور عارف علوم الٰہی سے سوال ہوا کہ امیر شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت اویس قرنی یمنی رضی اللہ عنہ۔ تو اس نے کہا کہ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی باگ کا غبار بھی اویس قرنی سے افضل ہے۔ اس اہل حق نے جہاد فی سبیل اللہ بمقابلہ کفار اور صحبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا فرمایا۔ میرا بھی یہ مذہب ہے کہ تابعین بالاحسان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ میں باوجود مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ سے افضل ماننے کے ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی مرتضیٰ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے جو السابقون الاولون من المہاجرین والانصار الخ اور لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل الخ کے آیت کریمہ کے مصداق ہیں افضل نہیں مانتا ہوں اور میں خدا کو گواہ کرتا ہوں۔ اس پر کہ یہی میرا مذہب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں سے تھا اور اب تک ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اظہار کر دیا جائے۔ استغنوا علی امورکم بالکتمان ہر ایک کے لئے جدا اور جدا دلائل مستحضرہ ہیں۔ جو وہ ایسا مسلک رکھتا ہے مگر یہ مسئلہ نہ تو ایمانیات اور نہ معتقدات کا مسئلہ ہے اور نہ فہم بالشان بلکہ مدعی کو ایک خاص ضرورت اس کے اظہار پر داعی ہوتی ہے۔ اور مصلحت وقت مشیت الٰہی ایک ارادہ فرماتے ہیں۔ جس کا ظہور لابدی ہوتا ہے اور مدعی کو اختیار کی یہ بات نہیں ہوتی۔ سنت الٰہی کے ظہور کا ایسا ہی مقتضیٰ ہوتا ہے۔ کہ داعی اس وقت اس کی بھی منادی کرے داعی تب شکر ہوتا ہے۔ خواہ فرضی اور اعتقادی تب ہی کیوں نہ ہو میرے ... تدقیہ کے لئے دو قسم کے دلائل میرے اپنے اطمینان کے لئے مختصر ہیں۔ گو دوسری پر وہ حجت نہ ہوں نقل سے قرآن کریم کی دو آیتیں متذکرہ بالا اپنی ظاہر منطق ہیں۔ اور احادیث صحیحہ نبویہ بالقطع۔ اور عقل سے یہ کہ بنیادی پتھر رکھنے والے اور عامل اول افضل ہوتے ہیں۔ تتبع کرنے والوں اور دلالقومہم باحسان کا رنگ رکھنے والوں سے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں یہ امر اسوہ موجود ہے۔ کہ آنحضرت صلعم پر ایک امر ہر نیک کے بنیادی پتھر رکھنے والے تھے۔ گو ان کے عہد میں اس قدر اسلام نہیں پھیلا۔ ایک لاکھ بہتر ہزار صحابہ موجود تھے۔ بعد از خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں تمام دنیا مسلمان ہوئی۔ اور کثرت سے اسلام پھیلا۔ مگر ہر ایک موجد اعلیٰ گنا جاتا ہے۔ منہا یعرف فضل المتقدم علی المتاخر فی کل طبقۃ۔ قال رسول اللہ صلعم من دعا الی الہدیٰ کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ الخ ومن سن سنۃ الخ وقس علی ھذا دلائل کثیرۃ۔ ہم نے اس مضمون کو طول دیدیا ہے اور جملہ معترضہ کے طور پر یہ مضمون حائل ہو گیا۔ تاہم یہ امر واضح ہو گیا کہ فضیلت کا مسئلہ نبوت کے مسئلہ سے مساس نہیں رکھتا۔

جو لوگ اس پر زور دیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کو عمداً موم کی ناک بناتے ہیں۔ اور لسانی دکھاتے ہیں۔

مسیح موعود علیہ السلام خواہ وہ جزئی طور پر افضل ہوں یا کلی فضیلت رکھتے ہوں اس سے ان کی نبوت کا ثبوت محال ہے کیونکہ حقیقۃ الوحی میں قابل بحث اور اثبات امر فضیلت ہے نہ کہ نبوت۔ جیسا کہ سوال کی نوعیت سے ظاہر ہے فضیلت امر خواہ نبوت ہو یا کارگذاری ہو اور قوائے عملیہ کی زیادتی یا بعثت الی الخلق یا اسی اعلیٰ شان والے نبی کا خلیفہ ہونا یا حضرت مسیح ناصری کو خدا بنانے کے بالمقابل اس بت کو توڑنے کے لئے خدا کا مسیح موعود کو فضیلت اس سے دینا تاکہ آنحضرت صلعم کی عظمت کا اظہار ہو۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب امور مضمون زیر بحث میں مقصود بالذات نہیں ہیں اور نہ ایسی بحث کی جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر ایک متکلم اور سلطان القلم دلائل میں بیان کرے کہ چونکہ خدا نے مجھ کو الہام کیا کہ تو میرا بیٹا ہے تو بمنزلہ عرش کے ہے، و انت من ماءنا اور تو ابراہیم ہے اور تو ... ہے اور تو محمد لرسول اللہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے میں مسیح ناصری سے افضل ہوں تو وہ بیشک ان ضمنی امور سے ... تو ملتجی ہو جائے گا مگر نہ خدا کا بیٹا بنیگا اور نہ عرش ... پانی بنے گا اور نہ ابراہیم اور یعقوب بنیگا کیونکہ کوئی عقلمند اہل منطق ضمنی امور مندرجہ دلیل کو حقیقت نہیں سمجھتا اور نہ مقدمات دلیل پر مباحثہ شروع کر لیتا ہے۔ کیونکہ یہ مصادرہ فی المطلوب ہے۔ اس صورت میں کوئی دلیل قائم ہی نہ ہو سکے گی۔ اور دور لازم آ دے گا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عبارت کی بنیاد پر کوئی سوال کرے۔ کہ اول ان سب امور کو جداگانہ دلائل سے ثابت کریں پھر ان دلائل میں جو امور پیش ہوں پھر ان کا ثبوت مانگا جاوے۔ حق علی ہذا تسلسل اور دور لازم آ جاویگا اور ثابت کچھ نہ ہوگا۔

وہاں صرف نبی کا خطاب دیا گیا منجملہ دیگر امورات کے ایک امر یہ بھی لکھا ہے جیسا کہ اس عبارت میں دیگر امورات کا بھی ذکر ہے۔ پس یہ امر مقصود بالذات نہیں۔ وہاں مقصود بالذات مسئلہ فضیلت ہے۔ لاغیر بطور اس کی ظاہری وجوہات مسیح موعود علیہ السلام نے بہت سے لکھے ہیں۔ ص ۱۴۸ سے ص ۱۵۵ تک پڑھو۔ وہاں حرف نبی کا خطاب دیا جاتا ہے ایک وجہ نہیں بلکہ اور بھی وجوہات ہیں۔ پھر غور کرو کہ خطاب کا دیا جانا موجب فضیلت و عزت تو ضرور ہے۔ جیسا کہ دنیا کے خطاب المعزت مگر خطاب سے کوئی نبی نہیں بنتا۔ ...

احادیث

ولکل فن رجال۔ سونے کا کھرا یا کھوٹا ہونا صراف ہی جان سکتا ہے۔ نہ کہ سنار یا گلکار۔ میں احادیث پر بحث کرنا قاضی صاحب کا منصب نہیں۔ کیونکہ علم حدیث کے اصول سے وہ ناواقف ہیں۔ اگر ایک محدث قاضی صاحب کے رسالہ النبوۃ فی الاحادیث کے ٹائٹل ہی کے سرورق کو دیکھے تو سمجھ جاوے گا کہ یہ شخص علم حدیث کے اصولوں سے ناواقف ہے۔ اور بیساختہ اس کو ہنسی آئے گی۔ کہ سب سے پہلے قول نقل کرتا ہے جو حدیث ہی نہیں۔ اور تکملہ مجمع ... ماخذ قرار دیتا ہے۔ حالانکہ تکملہ احادیث کی کتاب نہیں ... لغت کی کتاب ہے۔ اور لغت کسی حدیث کی صحت اور ... ضعیف منکر وغیرہ سے بحث نہیں کرتی جس وقت اہل لغت سند لاتے ہیں کسی امر کو تو وہ ہر قسم کے اقوال کو ... دیتے ہیں۔ جو آثار تواریخ دیگر کتب لغت دواوین ... و اہل زبان و انکی مصطلحات میں وارد ہوں۔ ... تحقیقات محدث کا منصب ہے نہ کہ اہل لغت کا۔ اہل فن محقق قاضی کے کتاب کا سرورق سے دیکھ کر اسکو ... گا۔ کہ یہ شخص کتاب کا نام کیا رکھتا ہے۔ اور ... قاضی صاحب کی ایسی کاروائی سے ان کی عدم لیاقت طشت از بام ہو جاتی ہے ... شہرت تو کیا ہوگی ... بحقیقۃ الحال۔

درمیان احادیث صحاح اور اضعاف وغیرہ ... ہی نہیں کیا ... اضعاف اور شذوذ بمقابلہ صحاح اصولاً قابل ... تو قابل اعتبار ہی نہیں۔ اور یہ تو ایک قول ہے حدیث نہیں تاکہ احادیث اضعاف کے دائرہ میں ... کے اسناد کہاں ہیں۔ حدیث بے سند ... محدثین کا احادیث کے متعلق یہ ہے کہ جب کوئی حدیث بسند متصل مرفوع ثابت ہو مگر کسی دیگر امر سے ضعف کا ... اس میں عائد ہو تو اس کو دیگر احادیث سے تقویت ...

(باقی)

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور یکشنبہ ۲۹ شعبان ۱۳۳۹ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۲۱ء | نمبر ۸۷

کلام الامام امام الکلام

بامن آمد صد نشان لطف یار

آمدم بر وقت چون ابر بہار
بامن آمد صد نشان لطف یار
آسمان از بہر من بارد نشان
ہم زمین الوقت گوید ہر زمان
این دو شاہد بہر من استادہ اند
باز در من ناقصان افتادہ اند
ہائے این مردم عجب کور و کر اند
صد نشان بینند و غافل بگذرند
این چنین ایمان چرا بالا پرند
یا مگر زان ذات بیچون منکر اند
او چو بر کس مہربانی میکند
از زمینی آسمانی میکند
عزتش بخشد ز فضل و لطف و جود
مہر و ماہ را پیشش آرد در سجود
من نہ از خود ادعائے کردہ ام
امتثال شد اقتدائے کردہ ام

جواہر ریزے

۲ مئی ۱۹۰۸ء سوال ہوا کیا آپ دوسرے صوفیا اور مشائخ کی طرح عام طور پر بیعت لیتے ہیں۔ یا بیعت لینے کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے۔ فرمایا:۔

ہم تو امر الٰہی سے بیعت کرتے ہیں جیسا کہ ہم اشتہار میں بھی یہ الہام لکھ چکے ہیں کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔

فرمایا جذبات اور گناہ سے چھوٹ جانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہئے۔ جب سب سے زیادہ خدا کی عظمت اور جبروت دل میں بیٹھ جائے تو گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کا خوف دینے سے بسا اوقات لوگوں کے دل پر اثر ہوتا ہے۔ کہ وہ مرنے لگے ہیں۔ تو پھر خوب ان کا اثر ہو مگر نہ ہو۔ چاہئے کہ اپنی عمر کا حساب کرتے رہیں۔ اُن دوستوں اور رشتہ داروں کو یاد کریں جو ہمیں میں سے نکل کر چلے گئے۔ لوگوں کی صحت کے ایام یونہی غفلت میں گذر جاتے ہیں۔ ایسی کوشش کرنی چاہئے کہ خوف الٰہی دل پر غالب رہے۔ جب تک انسان طول امل کو چھوڑ کر اپنے پر موت وارد نہ کرے تب تک اس سے غفلت دور نہیں ہوتی۔ چاہئے کہ انسان دعا کرتا رہے یہاں تک کہ خدا اپنے فضل سے تو [illegible] کرے۔ جوئندہ یابندہ

فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیح آوے تو میرا سلام کہنا۔ اس حدیث کے مطلب میں غور کرنا چاہئے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود تھے تو خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی ملاقات معراج میں کی تھی اور حضرت جبرائیل وہاں سے آتے تھے کیوں نہ اُن کے ذریعہ سلام پہنچایا۔ اور پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وفات آسمان پر ہی گئے تھے۔ اور وہاں ہی حضرت مسیح بھی ہیں۔ اور حضرت مسیح کو تو خود رسول کریم کے پاس ہو کر زمین پر اُترنا تھا۔ تو پھر اس کے کیا معنی ہوئے کہ زمین والے اُن کو آنحضرت کا سلام پہنچائیں۔ کیا اس صورت میں حضرت عیسیٰ ان کو یہ جواب نہ دیں گے کہ میں تو خود اُن کے پاس سے آتا ہوں۔ تو تم یہ سلام کیسا دیتے ہو۔ یہ تو مثال ہوئی کہ گھر سے میں آؤں اور خبریں تم دو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم اور آپ کے اصحاب کا یہی عقیدہ اور مذہب تھا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے اور دنیا میں واپس نہیں

آسکتے۔ اور آنے والا مسیح اسی امت میں سے بروزی رنگ میں ہوگا۔ اللھم ایّد وانصر واخذل اعدائہ آمین

سوال ہوا کہ خواہشات کی طرف لوگ جلد جھک جاتے ہیں اور اُن سے لذت اٹھاتے ہیں۔ جن سے خیال ہو سکتا ہے کہ ان میں بھی ایک تاثیر ہے۔ فرمایا۔

بعض اشیاء میں نہاں در نہاں ایک ظل اصلی شے کا آجاتا ہے وہ شے طفیلی طور پر کچھ حاصل کر لیتی ہے۔ مثلاً زاگ اور [illegible] لیکن در اصل سچی لذت اللہ تعالےٰ کی محبت کے سوا اور کسی میں نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ دوسری چیزوں سے لذت حاصل کرنے والے آخر اپنی حالت سے توبہ کرتے اور گھبراتے اور اضطراب دکھاتے ہیں۔ مثلاً ہر ایک فاسق اور بدکار اپنی موت کے وقت اور پھانسی کے وقت اپنے فعل پر پشیمانی کا اقرار کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے والوں کو ایسی لذت عطا ہوتی ہے کہ وہ ہزار ایذائیں دیئے جائیں۔ مارے جائیں قتل کئے جائیں۔ وہ ذرا جنبش نہیں کھاتے۔ اگر وہ شے جو انہوں نے حاصل کی ہے اصل نہ ہوتی اور فطرت انسانی کے مناسب حال نہ ہوتی تو کروڑوں موتوں کے سامنے ایسے استقلال کے ساتھ وہ اپنی بات پر قائم نہ رہ سکتے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انسانی نہ کے نہایت ہی قریب یہی بات ہے جو انہوں نے اختیار کی ہے۔ اور کم از کم بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی نے اپنے سوانح سے اس بات کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔

فرمایا کہ آئندہ زندگی میں مومن کے واسطے بڑی راحت اور ساتھ ایک بہشت ہے۔ لیکن اس دنیا میں بھی اُن کو ایک مخفی جنت ملتی ہے یہ جو کہا گیا ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن یعنی قید خانہ ہے۔ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ ابتدائی حالت میں جب کہ انسان اپنے آپ کو شریعت کی حدود کے نیچے ڈال دیتا ہے اور وہ اچھی طرح اس کا عادی نہیں ہوتا تو وقت اس کے لئے تکلیف کا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ لا مذہبی کی بے قیدی سے نکل کر نفس کے مخالف اپنے آپ کو احکام الٰہی کی قید میں ڈال دیتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ وہ اس سے ایسا انس پکڑتا ہے کہ وہی مقام اس کے لئے بہشت ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو قید خانہ میں کسی پر عاشق ہو گیا ہو۔ پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ قید خانہ سے نکلنا چاہتا ہے۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں [illegible]
ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

پیغام صلح

الصلح خیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ہفتہ میں دو بار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو
شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت
ششماہی
سہ ماہی

جلد ۸	مدینۃ المسیح لاہور	چہارشنبہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۲۱ء	نمبر ۸۸

کلام الامام امام الکلام

چوں خودی رفت آمد آں نور خدا
کار حق است ایں نہ از مکر بشر
دشمن ایں دشمن آں داد گر
آں خدا کایں عاجزے را چیدہ است
رحمتش در کار ما بارید است
مردم و جاناں ایں از مردن رسید
گم شدم آخر رخے آمد پدید
میل عشق دلبرے پر زور بود
غالب آمد رخت ما را در ربود
من ندارم مایۂ کردار ہا
عشق جوشید و از و شد کار ہا
بہر من شد نیستی طور خدا
چوں خودی رفت آمد آں نور خدا
رو بدو کردم کہ رو آں روئے اوست
ہر دل فرخندہ مائل سوئے اوست
در دو عالم مثل او روئے کجاست
جز سر کوئش دگر کوئے کجاست

جواہر ریزے

تقدیر

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام **معلق** ہے اور دوسری **مبرم** کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو۔ تو **دعا** اور **صدقات** اس کو ٹلا دیتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ **صدقات** اور **دعا** اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرایہ میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔

قضائے معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ قرآن کریم سے ملتا ہے یہ الفاظ گو نہیں مثلاً قرآن کریم میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم۔ ترجمہ۔ دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو سکتی ہے اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزارہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو۔ مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربہ اور ہزارہا دردمند دلوں کی دعا کے صریح نتیجے بتلاتے ہیں کہ اس کا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ ہم اس کی تہ تک پہنچیں اور اس کی کنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایک شے ہونے والی ہے اس لئے ہم کو جھگڑے اور مباحثے میں پڑنے کی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ انسان کے **قضا و قدر** کو مشروط بھی کر رکھا ہے جو **توبہ خشوع خضوع** سے ٹل سکتی ہیں جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے اپنے اندر ایک **قلق** اور **کرب** محسوس کرتا ہے جو اسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور گناہ سے ہٹاتا ہے جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعے پا لیتے ہیں اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب

خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے۔ اور ربی ربی کہہ کر اس کو پکارتا اور دعائیں مانگتا ہے تو وہ رویائے صالحہ یا الہام صحیحہ کے ذریعہ سے ایک **بشارت** اور **تسلی** پا لیتا ہے حضرت **علی** کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور **صدق** سے دعا انتہا کو پہنچ گئی۔ تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ **دعا صدقہ** اور خیرات سے **عذاب** کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑہا صلحا اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر پر گواہ ہیں

کیا سفر میں روزہ رکھیں

حضرت اقدس سے دریافت کیا گیا۔ کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ:-

قرآن کریم سے تو یہ معلوم ہوتا کہ فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر عدۃ من ایام اخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بغرض تبدیل آب و ہوا شملہ تشریف لے گئے ہیں۔ عبد اللہ خانصاحب جو حضرت امیر کے ہمراہ تشریف لے گئے ہیں ان کی طبیعت کسیقدر ناساز ہے احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرماویں۔

اخبار پیغام صلح کی ادارت کے لئے مولوی محمد ... کا جو دہلی میں سیکنڈ ماسٹر تھے اور ایک قابل اور لائق ... مستقل تقرر ہو گیا ہے اور وہ عنقریب تشریف لانے والے ہیں۔

ہم مولوی صاحب کا اس دینی خدمت کے لئے اپنے تئیں وقف کر دینے پر خیر مقدم کرتے ہیں

حکیم ... صاحب بجزیرت مدراس سے لاہور واپس آ گئے ہیں

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا

تازہ خبریں

بنوں میں جبر و تشدد کا نیا دور

بنوں میں چند سالوں سے قاعدہ ہے کہ سرحدی ڈاکو اندھیری راتوں میں بکثرت فوجی چوکیوں اور دیہات کو لوٹ بھی حملہ کرتے رہے ہیں۔ اب جب دور ترک موالات شروع ہوا تو گورنمنٹ کو یہ بہانہ ملا کہ غریب رعایا پر یہ الزام لگایا جائے کہ وہ ڈاکوؤں کی خفیہ امداد کرتے ہیں۔ جو کہ سراسر بہتان اور ہمارے امن پسند رویہ پر ایک غیر شریفانہ حملہ ہے۔ اور اس طرح گاؤں کے گاؤں تباہ کر دئے جائیں۔ چنانچہ بروز جمعرات بتاریخ ۵ مئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بنوں نے ایک ڈاکٹر غیاثی اعلان علاقہ اسندی کے چلہ پانچ گاؤں کے نام شائع کیا کہ یہ گاؤں چار گھنٹہ کے اندر فوراً خالی ہو جائیں۔ کیونکہ ان لوگوں پر شک کیا جاتا ہے کہ یہ ڈاکوؤں کی امداد کرتے ہیں۔ لوگوں کو اسباب نکالنے کی مہلت ۱۲ بجے دن سے لے کر ۴ بجے شام تک تھی۔ باوجود اس ناجائز حکم کے لوگوں نے صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور نہایت پر امن طریقہ سے اس تحقیر آمیز حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی عورتوں اور بچوں کو پہلے نکالا۔ اس کے بعد ۴ بجے تک جتنا سامان نکال سکتے تھے نکالا۔ فوجوں نے ان گاؤں کو ۲ بجے سے گھیر لینا شروع کیا۔ ہر ایک گاؤں پر توپیں لگائی گئیں۔ اور گورنمنٹ کا ارادہ ان گاؤں کے اڑا دینے کا تھا۔

پھر خدا جانے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بنوں کے دل میں کیا آیا کہ بعد چند منٹ کی گولہ باری کے مزید کارروائی روک دی گئی۔ اور اہالیان دہ کو جو کہ ہزاروں کی تعداد میں بے خانمانی کی حالت میں سرسبز و شاہراؤں پر پڑے ہوئے تھے۔ اور خدا کی اس آزمائش پر شکر ادا کر رہے تھے۔ اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت دی گئی۔ اور بے گناہوں کو دھمکایا گیا۔ کہ آئندہ ایسے فعل کے کبھی مرتکب ہوں۔

اسی دن کا ایک دوسرا واقعہ

غلط اطلاعات کی بنا پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بنوں نے ایسا ہی حملہ ایک اور گاؤں پر کیا۔ اور وہاں کے تمام فصل اور باغات جلا کر خاک سیاہ کر دئیے اور عوام کو ہزاروں روپیہ کا نقصان پہنچایا۔

فرانس کے بہت سے کارخانے بند ہو گئے

بقول اخبار ٹائمز آف انڈیا۔ صرف ہندوستان ہی ایک ایسا ملک نہیں جہاں پانی کی قلت ہے۔ فرانس میں بھی اگرچہ کئی دفعہ بارش ہو چکی ہے پانی کی سخت قلت ہے تازہ ولایتی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ دریاؤں اور نہروں میں پانی بہت کم ہو رہا ہے۔ اور کھیت بالکل خشک اور سوکھے پڑے ہیں۔ وسطی فرانس کی نہروں میں پانی اس قدر کم ہو گیا ہے کہ زمینوں کو پانی دینا بند کر دیا گیا ہے پانی سے چلنے والی ورکشاپوں اور کارخانوں کے بند ہو جانے سے صنعتی اور تجارتی حلقوں میں سخت بےچینی پھیل رہی ہے۔ لی کروساٹ کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ تارسی جہاں تین کروڑ بیس لاکھ میکا میٹر پانی ہوتا تھا اب بالکل خشک پڑا ہے۔ اور مان چین کی جھیلیں جن سے مرکزی نہروں پانی لیا جایا کرتا تھا بھی سوکھ گئی ہیں۔

ارمنی

رائٹر کو ارمنی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ فرانسیسی فوجیں احرار ترکوں اور فرانسیسوں کے معاہدہ کے مطابق سلیشیا کا علاقہ خالی کر رہی ہیں۔ اور چونکہ اب اس علاقہ کے ارمنیوں کے لئے صرف دو راستے کھلے ہیں۔ نمبر (۱) وہ ہجرت کر جائیں۔ (۲) ترکوں کے ہاتھوں سب کے سب قتل ہوں۔ لہٰذا انہوں نے فرانس کے وزیر اعظم سے درخواست کی ہے کہ جب تک اہل ملک کی جانوں کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی عہدنامہ تیار نہ ہوں۔ فرانسیسی فوجیں اس علاقہ کو خالی نہ کریں۔ دریں اثنا ڈیڑھ لاکھ ارمن اپنے گھروں سے نکل ہی چکے ہیں۔ جو لوگ کہا کرتے تھے کہ جنگ کے زمانہ میں سلیشیا کے ارمنیوں کو ترکوں نے تہ تیغ کر دیا وہ ذرا اس تعداد پر غور سے نگاہ ڈالیں۔ اس لئے کہ جنگ سے پہلے سلیشیا میں ارمنوں کی آبادی صرف ۵۰ ہزار تھی۔ گویا زمانہ قبل از جنگ کی ارمن آبادی سلیشیا کی نسبت تین گنا ارمن علاقہ سے ہجرت کرنے کے قابل ہیں۔ اور اس پر بھی متعدد اس علاقہ میں ابھی موجود بھی ہیں۔ جو اپنے فرضی قاتلوں سے بچنے کے لئے بین الاقوامی عہدنامہ کے تقرر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کیا یہ معجزہ نہیں۔

یونان کو برطانی امداد

اخبار ڈیلی ٹیلیگراف لکھتا ہے کہ "مالی لحاظ سے حکومت برطانیہ یونان کو کوئی مدد نہیں دے سکتی۔ مگر حکومت یونان کو اجازت ہوگی۔ کہ وہ اپنے اقتصادی مفاد کی ضمانت پر انگلستان کے ساہوکاروں سے قرض لے۔ اور اس قرض کے لئے گفت و شنید جاری ہے"۔

اسی اخبار کے اسی کالم میں جس سے مندرجہ بالا فقرات لئے گئے ہیں ایتھنز کا ایک تار شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ یونان کو برطانیہ سے اہم قرضہ ملنے والا ہے اور انگلستان سے یونان کو سامان حرب بھی مل گیا ہے

آئرلینڈ اور روس کا خفیہ معاہدہ

ولائت کے اخبار "فلیڈلفیا پبلک لیجر" کو معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ سین فینروں اور بالشویکی حکومت کے مابین دس سال کے لئے ایک معاہدہ تیار کیا گیا ہے افسران آئرلینڈ کو کئی سو دے ملے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ڈی اوکیرا اور دیگر سین فینر لیڈر جمہوری حکومت آئرلینڈ کے تسلیم کئے جانے کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ سین فین روس سے نئی اسلحہ جات اور گولہ بارود حاصل کرنے کے لئے بھی گفت و شنید کر رہے ہیں۔

سرحدی خبریں

افریدیوں نے انگریزوں کے متعلق مخاصمانہ روش اختیار کر رکھی ہے چنانچہ ان کے نومنتخب فرمانروا آفاخیل مالانے انگریزی فوج کو تنگ کرنے کے لئے بھیجے ہیں۔ ان میں سے ایک چھوٹے سے دستہ نے علی مسجد کے بالائی قلعہ کی انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ مگر گرد و نواح کے کیمپوں سے امداد آپہنچی اور حملہ آور پہاڑیوں کو چلے گئے۔

انگریزوں کے مخالف سرحدی اقوام کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہوا۔ اس میں نیرے املی گل انبار دفاور انداز ہندکی قبائل تھے۔ انہوں نے درہ خیبر کے تمام فوجی علاقہ پر باقاعدہ حملہ کا بندوبست کیا۔ انہوں نے بکثرت روانہ کئے اور آتشبازی کی آڑ میں شاہ گئی چھاؤنی کے قریب میکسن ریلوے سٹیشن کی طرف بسرعت بڑھے اور ساتھ ہی انہوں نے ایک فوج خیبر کے قلعہ لنڈی کی طرف روانہ کر دی کہ وہاں سے انگریزی کمک نہ آ سکے۔ مگر سرکار کو اطلاع ہو گئی اور قلعہ باڑے سے لے کر شادی پہاڑی تک کی تمام فوجوں نے مقابلہ کیا۔ کلدار توپیں خوب چلیں۔ دستی بم بھی کہیں کہیں استعمال ہوئے۔ اور اس طرح افریدیوں کو تارکی باڑ کاٹ کر کیمپ پر دھاوا بولنے سے روکا گیا۔ خیال ہے کہ افریدیوں کا سخت نقصان ہوا۔ گورنمنٹ کے نقصان کا حال ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔

افغانوں کی جرمن بیویاں

انگریزی افواج فرانس میں سے جنگ کے زمانے میں بعض افریدی جرمنوں سے جا ملے تھے۔ ان میں سے تین جرمنی بیویوں کو ساتھ لے کر آئے ہیں۔ یہ لوگ تیرہ کے رہنے والے کت خیل قوم سے ہیں۔ یہ لوگ پیٹرو الیگزینڈر دوسک شہر میں چند سے مقیم رہے اور انہوں نے بولشویکیوں کے حملہ ایران میں حصہ لیا تھا۔

اب یہ تینوں نوجوان ترکوں کے پاس مقیم ہیں۔ اور انہیں اپنی قوم میں انگریزوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ تیرہ کی اقوام کا جو وفد کابل میں ہے اس نے ان کو اپنا ممبر بنا لیا۔ اور مشہور کر رکھا ہے کہ ان کو یہ کام سپرد ہوا ہے۔ کہ وہ ان کی حفاظت کریں تاکہ انگریزوں کا چیف ملک جرنیل انہیں گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالہ کر دے

ولیعہد برطانیہ ہندوستان نہ آئیں

الہ آباد کا گوراشاہی اخبار پائونیر لکھتا ہے کہ ولیعہد برطانیہ ایک سال کے لئے اپنا ہندوستان کا دورہ ملتوی کر دیں تاکہ اس عرصہ میں ترک موالات کی تحریک مر جائے۔ ورنہ یقین ہے کہ شہزادہ کے ساتھ یہاں اچھا سلوک نہ ہوگا۔

دارجلنگ میں بازار لوٹے گئے

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ناننکارٹہ اسب ڈویژن سیلگری کا بازار لوٹا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو محصول راہداری کے متعلق چند شکایات تھیں۔ اور منگل کے روز جب بازار لوٹ ہوا تھا۔ کئی سو آدمیوں نے لوٹ شروع کر دی۔ اور کپڑے و دیگر اشیاء کی دوکانیں تباہ کر دیں ۴۰ انسپکٹر آبکاری کو بھی ... شام کے وقت امن بحال ہو گیا۔

تھریس اور سمرنا کا فیصلہ لارڈ ریڈنگ کریں گے

مولوی منظم علی سندھی بازار بمبئی سے تار دیتے ہیں کہ حکیم اجمل خاں صاحب قائمقام صدر مرکزی خلافت کمیٹی کو پیرس سے مسٹر عبدالرحمٰن خاں سندھی کی طرف سے تار موصول ہوا ہے کہ آپ کی طرف سے کوئی خبر موصول نہیں ہوئی خلافت کے متعلق تار دو۔ اٹلی اور انگورا کے درمیان ... دستخط ہو گئے ہیں۔ اور اٹلی نے وعدہ کیا ہے کہ وہ سمرنا ترکی واپس دلانے میں مدد دے گا۔ فرانس بھی ... پر رضامند ہے۔ اگر لارڈ ریڈنگ کو مؤثر طریقہ سے یقین دلایا جائے کہ اسلام کے لئے تھریس [illegible] اور سمرنا کی واپسی ضروری ہے تو ممکن ہے کہ برطانیہ ... میں ترکی کی مدد کرے۔ بشرطیکہ لارڈ ... مدد دیں ...

چندہ از جماعت امرتسر معرفت شیخ محمد ...

(۱) جناب شیخ عبدالرحیم صاحب سٹیشن ماسٹر ...

(۲) جناب بابو ثناء اللہ صاحب پوسٹماسٹر ...

(۳) جناب شیخ احمد الدین صاحب سوداگر چال بازار ...

(۴) جناب بابو فیض الرحمٰن صاحب ہیڈ کلرک خزانہ ...

میزان ...

رسید زر از جماعت جہلم

ماہوار چندہ ...

چندہ اسکول ...

میزان کل ...

وقت پر صلاح

جو دوست ہوتے ہیں وہ خطرہ سے بچنے کے لئے وقت سے نیک صلاح دیتے ہیں

ہیضہ کی مجرب دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بیضلائی ... موسم گرما آگیا ہے۔ ... کھانے پینے رہنے کے باعث ہیضہ ہونے کا خوف رہتا ہے ... سے بچنے کے لئے پہلے ہی ایک شیشی اصلی عرق کافور ... اپنے گھر میں ڈال رکھیں جس سے اپنے یا اپنے پڑوسیوں کی ... پر حفاظت کر سکیں۔ یہ اصلی عرق کافور عرصہ ... تمام ہندوستان میں جاری ہے۔ یہ عرق گرمی کے ... کے درد۔ متلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ایک شیشی سے دو تک ...

روغن پیپرمنٹ

پیٹ کے درد۔ بدہضمی ... کے فساد میں ایک بہت ہی ... ہے۔ یہ پیپرمنٹ کا تیل امریکہ کے ایک نامی کارخانہ ... جاتا ہے۔ اس لئے ولایتی پیپرمنٹ سے کہیں ... مفید ہے۔ سی پیپرمنٹ میں ... کا تیل ملا ... شیشیاں بنا کر لوگ بازار میں ... قیمت آدھ اونس کی شیشی ... محصولڈاک و پیکنگ ایک سے چار تک ...

(نوٹ) ادویات ہر جگہ کے دواخانہ ... سے طلب کیجئے ... کارخانہ سے طلب کیجئے

ڈاکٹر ایس کے برمن منیجر تاراچند دت اسٹریٹ ...

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور | یکشنبہ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ ۱۵ مئی ۱۹۲۱ء | نمبر ۸۹

کلام الامام امام الکلام

صدق می باید براے وصل دوست

آن کسان کز رو صدق غافل اند

از سگان کوچہ با ہم کمتر اند

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند

عاشقان مشرق و جہان دیگر اند

آن جہان زین اند بس ناپدید

از جہان آن گروہ بخت جدید

راہ حق بر صادقان نزد است

ہر کہ جوید از دلش آید بدست

ہر کہ جوید وصلش از صدق و صفا

رہ دہندش سوئے آن رب السما

صادقان را می شناسد چشم یار

کی رود ملعون ازین جا سوئے کار

صدق می باید براے وصل دوست

ہر کہ صدق نقش بجوید چون دوست

صدق ورزی در جناب کبریا

آخر شوی یا ہر آئینہ فنا

جواہر ریزے

رمضان کے معنی

رمض۔ سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش ملکر رمضان ہوا۔ اہل لغت بھی کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا۔ اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں ۔

مذہب کی اول اینٹ خدا شناسی ہے

مذہب کی اول اینٹ خدا شناسی ہے جب تک وہ درست نہو دوسرے اعمال کیونکر پاک ہو سکتے ہیں عیسائی دوسرے کی بابت باحثی پر بڑے اعتراض کرتے ہیں۔ اور کفارہ کا خلاف سوز مسلمان کر اعتراض کرتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب کفارہ کا عقیدہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے مواخذہ کا خوف رہ کیونکر سکتا ہے کیا مسیح نہیں ہے کہ ہمارے گناہوں کے بدلے مسیح پر سب کچھ وارد ہو گیا یہاں تک اسے ملعون قرار دیا ہے اور زمین دن ہاویہ میں رکھا ایسی حالت میں اگر گناہوں کے بدلے سزا ہو تو پھر کفارہ کا کیا فائدہ ہوا اصول کفارہ ہی چاہتا ہے کہ گناہ کیا جاوے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اصول کا اثر بہت پڑتا ہے۔ دیکھو ہندوں کے نزدیک گئے بہت پوتر ور قابل تعظیم ہے اور ان کا شاستر میں اس حد تک ہے کہ [illegible] کا پیشاب اور گوبر بھی پوتر کرنیوالا ان میں قرار دیا ہے اور گائے کے متعلق جو شدید جوش ان میں ہے جس کی کچھ بھی حد نہیں تو وجہ ہے کہ یہ امر ان میں بطور اصول کے تسلیم کیا گیا ہے۔ یا [illegible] اصول بطور ایمان کے ہوتے اور اعمال بطور [illegible] کے جب مسیح کفارہ ہو گیا ہے اور اس نے [illegible] اٹھا لئے پھر کیا وجہ ہے گناہ نہ کئے جاویں تعجب کی بات ہے کہ عیسائی جب کفارہ کا سوال پیش کیا کرتے ہیں۔ تو یہی تقریر جسے انصاف سے [illegible] جسم اور عدل سے [illegible] کرتے ہیں مگر میں پوچھتا ہو

کہ جب زید کے بدلے پھانسی بکر کو ملی۔ تو یہ کونسا انصاف اور رحم ہے جب یہ اصول قرار دے دیا کہ سب گناہ اس نے اٹھا لئے پھر گناہ کرنے کے لئے کونسا امر مانع ہو سکتا ہے۔ اگر یہ بات ہوتی کہ اسوقت کے عیسائیوں کے لئے کفارہ ہوئے ہیں تو یہ بات درحقیقی مگر جب یہ مان لیا گیا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والوں کے گناہوں کی گٹھڑی یسوع اٹھا کر لے گیا اور اسنے سزا بھی اٹھالی۔ پھر گناہگار کو پکڑنا کسقدر ظلم ہے اول ظلم تو بے گناہ کو گنہگار کے بدلے سزا دینا ہی ظلم ہے اور پھر دوسرا ظلم یہ ہے کہ اول گنہگار وں کے گناہوں کی گٹھڑی یسوع کے سر پر رکھ دی اور گنہگاروں کو مژدہ سنا دیا کہ تمہارے گناہ اسنے اٹھا لئے اور پھر وہ گناہ کریں۔ تو پکڑے جاویں۔ تو یہ عجیب دھوکہ ہے جس کا جواب عیسائی کبھی نہیں دے سکیں گے اگر کوئی یہ کہے۔ کہ کفارہ پر ایمان لانے سے انسان گناہ کی زندگی سے نجات پا سکتا ہے اور گناہ کی قوت اس میں نہیں رہتی۔ تو یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اس لئے کہ یہ اصول ہی اپنی جڑھ میں گناہ کو رکھتا ہے گناہ سے بچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے مواخذہ الٰہی کے خوف سے لیکن وہ مواخذہ کا خوف کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ یہ مان لیا جاوے کہ ہمارے گناہ یسوع نے اٹھا لئے اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ایسے اصول کا انسان کبھی متقی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ایک کام جسکی بنا تقویٰ کے اصول پر ہو ضروری نہ سمجھے گا یہ خوف یا در کھو کہ پاک باطنی ہمیشہ اصولوں ہی سے شروع ہو کر تحقیقی باقی [illegible]

اخبار احمدیہ

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رنگون سے واپس تشریف لے آئے ہیں آپ کی صحت گذشتہ کی نسبت بہت اچھی ہے۔ [illegible] کا خطبہ حضرت مولانا سید محمد حسن صاحب نے پڑھا۔ درود شریف کے فضائل آیت شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن الخ کی مختصر تفسیر فرمائی جماعت لاہور کی صداقت اور طائفہ قادیانی کے خروج عن الحق پر ایک حدیث سے بڑا لطیف استدلال فرمایا ۔ مسلم ہائی سکول کا نتیجہ نہایت فضل سے بہت اچھا رہا ۲۲ طلباء میں سے ۱۵ کامیاب ہوئے گویا ۶۸ فی صدی نتیجہ رہا احباب کو سکول کے لئے خاص طور پر کوشش کرنی چاہئے۔ اور اپنے عزیزوں کو اسی قومی سکول میں داخل کرانا چاہئے ایسے متقی اور قابل اساتذہ اور سکولوں میں بہت کم میسر آتے ہیں اگر سکول میں تعلیم کیساتھ دینی اور اخلاقی تعلیم بھی طلباء کو میسر آتی ہے اسکو تمہاری کی سعادت سمجھنا چاہئے احباب [illegible] اسکی ترقی کے لئے حتی الوسع کوشش کریں

مسلم انگلو پرنٹنگ ورکس [illegible] لاہور میں باہتمام [illegible] صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اناجیل کا مجموعہ حاضرہ

اخبار نور افشاں میں انجیل کی صداقت پر ایک سلسلہ مضمون شروع ہوا ہے جس میں اناجیل کا اعتبار قائم کرنے کے لئے کچھ عامیانہ دلائل بھی دئے گئے ہیں۔ ہم اپنے دوست کی اس کوشش پر لبیک کہتے ہوئے اناجیل کے مجموعہ حاضرہ کے متعلق تحقیقات جدیدہ کو اپنے ہمعصر کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ وہ اس سلسلہ میں اس کو بھی پیش نظر رکھے۔

ذوق انتقاد کو خوان سخن پر دعوت دیتے ہوئے اگر نقد و نظر کے اہم فرائض کو شخصی رجحانات اور مذہبی جوش اعتصاب سے متاثر نہ ہونے دیا جائے۔ تو مختلف مذاہب کے تئے دن کے جھگڑے بہت جلد طے ہو سکتے ہیں۔ لیکن عصبیت رائے کو اپنے حد تعلیم سے بڑھا ہوا مرض اچھے اچھے حق پسند اور دلوگروں کو بھی جلتی مکھیاں نگلوا دیا کرتا ہے۔ مسیحی محققین کے نزدیک یہ ایک مسلم امر ہے کہ عہد جدید کے اصلی نسخے سب کے سب معدوم ہیں۔ البتہ ان کی نقلیں جو مختلف زبانوں میں ہوئیں اب تک موجود ہیں۔ اور ایسی نقلیں تعداد میں ۵۰۰ کے قریب ہیں۔ ان میں سے تین نسخے قدیم سمجھے جاتے ہیں لیکن یہ تین نسخے بھی چوتھی صدی عیسوی کے پیشتر کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ تین نسخے جو اس وقت موجود ہیں ان کی مختصر کیفیت یہ ہے۔ پہلا نسخہ اٹلی کے پایہ تخت روما کے کتب خانہ ویٹیکن میں موجود ہے۔ پروفیسر ہیگ اس کو چوتھی کا نشپ ارش پانچویں صدی مسیحی کا اور بعض محققین کے نزدیک چھٹی صدی کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے عہد نامہ جدید میں سینٹ پال کے بہت سے خطوط اور مکاشفات یوحنا نہیں تھے۔ مگر پندرھویں صدی مسیحی میں ان کو لکھ کر ساتھ شامل کر دیا گیا۔ اور انجیل مرقس کے باب ۱۶ کی آیات ۹ لغائت ۲۰ اس میں ندارد ہیں۔

دوسرا نسخہ اسکندریہ کے کتب خانہ میں تھا۔ مگر ۱۶۲۸ء میں قسطنطنیہ کے لاٹ پادری نے چارلس اول شاہ انگلستان کو یہ نسخہ نذر کر دیا۔ جو اب برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ اس میں متی کی انجیل ابتدا سے باب ۲۵ آیت ۶ تک ندارد ہے۔ اور انجیل یوحنا باب ۶ آیت ۵۰ سے باب ۸ آیت ۵۲ تک نہیں ہے۔ اس نسخہ کی تاریخ تحریر میں سخت اختلاف ہے۔ مگر اس قدر اتفاق ہے کہ پانچویں صدی کے پیشتر کا لکھا ہوا نہیں۔

تیسرا نسخہ پیٹرزگریڈ پایہ تخت روس میں ہے یہ چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے۔ اس نسخہ میں مرقس کا آخری باب جس میں مسیح کے آسمان پر چلے جانے کا قصہ مذکور ہے۔ مطلقاً نہیں ہے۔ اس لئے اب بعض نصفت شعار مسیحی علماء کو یہ اقرار کرنا پڑا ہے۔ مرقس کے باب ۱۶ آیت ۹ لغائت ۲۰ الحاقی ہیں کیونکہ نہ تو یہ ویٹیکن کے نسخہ میں اور نہ پیٹرزگراڈ کے نسخہ اناجیل کے قدیم نسخوں میں دس لاکھ اختلافات ہیں۔ علماء مسیحی نے گذشتہ کئی صدیوں سے عہد نامہ جدید کے متن کی تصحیح میں سخت کوشش کی ہے۔ علماء کی اس تحقیق اور تلاش سے امید تھی کہ اناجیل کے ایک متن پر اتفاق ہو جائے گا۔ لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔ مشہور جرمن ڈاکٹر سیل نے عہد جدید کے چند نسخے جمع کر کے مقابلہ کیا تو ان میں تیس ہزار اختلافات عبارت شمار کئے۔

جان جیمس ویٹ سٹین نے مختلف ملکوں میں پھر کر اور اپنے متقدمین محققین کی نسبت بہت زیادہ نسخے بچشم خود دیکھ کر جب خود مقابلہ کیا تو ان میں دس لاکھ اختلافات شمار کئے۔ پادری ہارن صاحب نے اپنی مشہور کتاب انٹرڈوکشن (دیباچہ علوم بائیبل) جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ پر مختلف وجوہ بیان کئے ہیں۔

موجودہ عیسائی مذہب پر ان اختلافات کا اثر

اناجیل کے قدیم نسخوں میں اس قدر اختلافات کو دیکھ کر مسیحیوں کیا اثر ہوا ہے۔ وہ اناجیل کے مختلف سنین کے طبع شدہ نسخوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کس طرح وہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ اناجیل نسخوں میں بھی تحریف اور تبدیل کرتے جاتے ہیں۔ ہمارے مسیحی ہمعصر ایڈیٹر اخبار نور افشاں اناجیل کے نسخوں میں اختلاف کی وجہ مترجمین کا اختلاف قرار دیتا ہے۔ مگر ہم اپنے مسیحی دوست سے یہ پوچھتے ہیں کہ آیا کسی کتاب کے مترجمین کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس کتاب کی آیات واقعات اور عبارتیں بھی حذف و مستزاد ہو جایا کرتی ہیں۔ کسی کتاب کے ترجمہ میں مترجمین کا اختلاف ہو اور سو دفعہ ہو مگر مترجم کو کسی آیت کے حذف اور ایزادی کا ہرگز اختیار نہیں۔ ہمیں اپنے مسیحی دوستوں سے شکایت ہے تو یہ ہے کہ وہ اناجیل میں آئے دن جن آیات کو چاہتے ہیں نکال دیتے ہیں۔ اور جو کچھ چاہتے ہیں شامل کر دیتے ہیں۔ اگر اناجیل مسیح کی شخصیت کا ترجمہ ہیں تو کیا مسیح کی شخصیت کا یا واقعات حیات جو اس زمین پر گذرے ہر سال تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ہمارے سامنے انجیل کے اس وقت صرف دو نسخے ہیں۔ ایک لدھیانہ مشن پریس کی ۱۸۶۸ء کی شائع کردہ ہے اور دوسری پنجاب بائیبل سوسائٹی ۱۹۱۶ء کی انجیل اول الذکر میں مندرجہ ذیل آیات موجود تھیں اور موخرالذکر میں ندارد۔

متی کی انجیل باب ۱۸ آیت ۱۱ اس طرح کے دیو بغیر دعا کے نکالے جاتے ہیں

متی ۱۸ ۱۱ کیونکہ ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھ کے بچادے۔

" ۲۳ ۱۴ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے اور مکر سے لمبی چوڑی نمازیں پڑھتے ہو۔ اس سبب سے تم زیادہ سزا پاؤ گے۔

مرقس کی انجیل ۹ ۱۶ اگر کسی کے کان سننے کے ہوں تو سنے

" ۹ ۴۴ جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی

" ۹ ۴۶ اس آگ میں جو بجھنے کی نہیں جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی۔

" ۱۱ ۲۶ اور اگر تم معاف نہیں کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے قصور معاف نہیں کرے گا

" ۱۵ ۲۸ تب وہ نوشتہ کہ گنہگاروں میں گنا گیا پورا ہوا

لوقا ۱۷ ۳۶ اور دو آدمی جو کھیت میں ہوں گے ایک پکڑا دوسرا چھوڑا جائے گا۔

" ۲۳ ۱۷ اس کو عید کے وقت ان کے لئے ایک قیدی کو چھوڑ دینا پڑتا تھا۔

یوحنا ۵ ۴ کیونکہ بعض اوقات ایک فرشتہ حوض میں اتر کر پانی کو حرکت دیا کرتا تھا۔ پس جو کوئی پانی کی حرکت کے بعد پہلے اس میں اترتا تھا۔ کیسی بیماری میں مبتلا کیوں نہ ہو وہ آپ ہو جاتا تھا۔

اعمال ۸ ۳۷ فلپس نے کہا کہ اگر تو دل و جان سے ایمان لاتا ہے۔ تو جائز ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔

" ۱۵ ۳۴ مگر سیلاس نے وہاں رہنا مناسب جانا

" ۲۴ ۷ مگر لیسیاس سردار لوسیاس آکر بڑی زبردستی کے ساتھ اسے ہمارے ہاتھوں سے چھین لے گیا۔

" ۲۴ ۸ اور اس کے مدعیوں کو حکم دیا کہ تیرے پاس جائیں۔

نیز انگریزی بائیبل جو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لندن سے ۱۸۸۱ء میں شائع ہوئی باب ۱ آیت ۳۷ میں یہ الفاظ ہیں۔ For with God nothing shall be impossible.

جس کا سلیس اردو ترجمہ یہ ہے "کیونکہ خدا کے نزدیک کچھ ناممکن نہ ہوگا۔ مقابلہ کے لئے دیکھو لوقا کا اردو ترجمہ جو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاہور نے ۱۹۱۷ء میں شائع کی میں اسی جگہ یہ الفاظ ہیں: کیونکہ جو قول خدا کی طرف سے ہے وہ ہرگز بے تاثیر نہ ہوگا"

اب کسی باایمان شخص کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ قرآن کریم کے دعوے کو غلط مان کر اسی بائیبل کو غیر محرف مانے۔ بلکہ امید ہے کہ اس سے دست بردار ہو کر خدا کی محفوظ کتاب کو اپنے دین کی بنیاد بنا دیں گے۔ اور ان کے لئے خدا سے دعا مانگیں گے۔ جنہوں نے نادانی سے ایسا کیا ہے۔ جس کے لئے مکاشفات ۲۲ باب ۱۸ و ۱۹ آیت میں یہ فتویٰ درج ہے۔

۱۸ کیونکہ میں ہر ایک شخص کے لئے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے یہ گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی ان باتوں میں کچھ بڑھا دے۔ تو خدا ان آفتوں کو جو اس کتاب میں لکھی ہیں اس پر بڑھا دیگا۔

۱۹۔ اور اگر کوئی اس نبوت کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس کا حصہ کتاب حیات سے اور شہر مقدس سے اور ان باتوں سے جو اس کتاب میں لکھی ہیں نکال ڈالیگا۔

(باقی دارد)

برٹش گائنا
عیسائیت کی اشاعت

(ہمارے اپنے نامہ نگار کے قلم سے)

برٹش گائنا کی کل آبادی ۳۱۰۹۷۲ ہے۔
یورپین ۳۶۹۸ اہل پرتگال اور ان کی اولاد ۹۶۶۵
ہندوستانی ۱۲۶۷۰ و ۳۴ سیاہ فام ۱۱۸۵۹۸
اس ملک کے اصلی باشندے جو کہ جنگلی ہیں جن کو ریڈ انڈین کہتے ہیں ۷۰/۴ ہیں۔
اہل چین اور ان کی اولاد ۲۸۴۷ مخلوط النسل ۳۰۲۴۴ اور دوسری قومیں ۳۱۲

عیسائیوں میں پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگ زیادہ ہیں اور رومن کیتھلک کے بھی ان میں سے Anglican فرقہ جن میں سیاہ فام اور مخلوط النسل شامل ہیں زیادہ زور پر ہے۔ اور Christian فرقہ ہندوستانیوں میں زیادہ ترقی کر رہا ہے۔

ہندوستانیوں میں صرف یہ دو ہی فرقہ تن دہی اور سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ یعنی انگلیکن اور پریسبٹرین۔ مگر یہ [illegible] ہندوؤں میں بغیر محنت و مشقت کامیاب ہو رہا ہے۔ اس ایک ہی مشن نے جو کہ ۱۸۸۰ عیسوی میں قائم ہوا اسی قلیل عرصہ میں مذکورہ بالا ہندوستانیوں کی تعداد میں سے قریباً دس ہزار پر ہاتھ صاف کر دیا ہے۔ اور انگلکن فرقہ جو ۱۸۴۲ء میں قائم ہوا اب تک قریباً تین ہزار کو عیسائی بنا لیا ہے۔ مسلمان عیسائیوں کی تعداد اب تک یعنی جو مرتد ہوگئے ہیں نہایت ہی کم ہے۔ امید ہے کہ پچاس سے زیادہ نہیں ہیں۔

اس ملک میں تمام اسکول مشنریوں کے ہیں۔ چونکہ گورنمنٹ سے سالانہ گرانٹ پاتے ہیں۔ اور ان میں بائیبل کی تعلیم لازمی ہے۔ اسی وجہ سے خاص کر ہندوستانیوں کی اولاد بغیر کسی مخالفت کے اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو طلاق دیتی چلی جاتی ہے۔

مسلمانوں کی حالت

مسلمانوں کی مذہبی حالت کی بابت تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ کیونکہ بوجہ کمی تعلیم یہ ڈانوا ڈول ہیں۔ اس لئے ان کو ایک ہادی کی اشد ضرورت ہے۔ مگر تمدنی حالت نہایت ہی عمدہ ہے۔ تعلیم کا چرچہ انہیں نام کا بھی نہیں۔ اور نہ انہوں نے آج تک کوئی انتظام کیا ہے مگر اب کہیں کہیں اس کے واسطے کر رہے ہیں۔ ہاں مسجدیں ۵۰ سے زیادہ ہیں۔ جن میں گاہ گاہ دو چار نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ مسلمانوں میں شراب خوری کی علانیہ ممانعت ہے۔ اور نہ آج تک کسی مسلمان نے ساقی خانہ ہی بنایا ہے اور امید ہے نہ بنائیگا۔

آپ خود جانتے ہیں کہ جہاں تعلیم نہیں وہاں جھگڑا فساد تو ضرور ہی قرابت داری پیدا کر لیتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہاں کے آدمی سمجھانے سے چند دن کے واسطے مان جاتے ہیں۔ ووکنگ مشن کی بابت یہ عرض ہے اس کے واسطے ایک وسیع میدان صاف پڑا ہے بلا محنت قبضہ ہو سکتا ہے۔

قبول اسلام

	سابق نام	اسلامی نام
(۱)	لدھو ولد سونہا	رحیم بخش
(۲)	گل شیرا	شیر محمد
(۳)	گلو ولد شیرو	گل محمد
(۴)	تابو ولد سونہا	نواب الدین
(۵)	گاہدی ولد سونہا	دین محمد
(۶)	مسمات سبا لو دختر لدھو	فاطمہ
(۷)	مسمات خانو دختر گل شیرا	عائشہ
(۸)	ہری ولد سسو	غلام محمد

خاکسار محمد الدین احمدی واعظ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مراسلات

اسلام کا مستقبل اور اشاعت اسلام

(از مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدرس کٹ راد پاکتن)

سے دیکھا جائے تو عبرت اور نصیحت کا درس دینے کے لئے تاریخ بھی ایک فاضل دکامل استاد کی قائمقام ہے۔ کیونکہ جس قوم یا خاندان نے کمال درجہ کی ترقی حاصل کرنے کے بعد تنزل کی صورت یہ اختیار کی۔ اس کے عروج و زوال کے علیحدہ علیحدہ اسباب روز روشن کی طرح تاریخ دنیا میں ظاہر و باہر ہیں۔ جو چشم بصیرت کے واسطے خواب غفلت سے بیدار ہونے کے لئے ایک سبق کی حیثیت و اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً خاندان مغلیہ نے زمین ہندوستان میں جو شاندار ترقی کی اس کو دنیا اچھی طرح جانتی ہے۔ کہ اکبر و جہانگیر کے عہد معدلت میں کسی کو یہ خیال سے بھی خواب و خیال نہ آتا تھا۔ کہ کسی دن ایسی سلطنت ہندوستان سے مٹے گی۔ مگر آج اس کا ایسا نشان مٹا ہے کہ سارے ملک میں اس قوم کا کوئی نام لیوا بھی نہیں۔ اب اگر آپ صاحبان اس خاندان کے عروج و زوال کے اسباب سے واقف ہونا چاہیں تو تکلیف فرما کر تاریخ ہند کی ورق گردانی کریں۔ جس سے آپ بخوبی واقف ہو سکتے ہیں کہ اکبر و شاہجہاں کی مدبری و دانشمندی سے کس طرح بادشاہی نے ترقی حاصل کی۔ اور محمد شاہ بہادر شاہ کی بدچالیوں نے کس طرح بادشاہی کا ستیاناس کیا۔ یعنی خاندان مغلیہ کی اس سلطنت کو اکھیڑ کر ویران اور برباد کر دیا۔ جس کی بنیاد بابر نے بڑی جان جوکھوں سے رکھی تھی۔ اس طرح آج ہم کو تاریخ اسلام کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ دیکھنا مطلوب ہے کہ ترقی اسلام کے لئے پہلی صدی کے مسلمانوں کا کن کن اسلامی اصولوں پر عمل تھا۔ اور کن کن اسلامی و شرعی زبردست ہتھیاروں سے وہ آراستہ تھے۔ جس کی وجہ سے کوئی قوم اُن کا مقابلہ نہ کر سکی۔ اور ملکوں کے ملک مشرف با اسلام ہوتے چلے گئے۔ اور آفتاب اسلام کی روشنی نے دنیا کی تاریکی و جہالت کو دور کر دیا۔ اور مدت کے تشنہ لبوں کو چشمہ ہدایت سے پیاس بجھانے کا موقعہ ملا۔ اور چند ہی سال میں پھریرا اسلام تمام دنیا پر تن گیا۔ اور دنیا کے بڑے بڑے متکبر بادشاہ حلقہ بگوش اسلام ہو کر غلامان محمد کے کندھوں کے برابر کھڑا ہونے کو اپنا فخر سمجھنے لگے۔ اور سطوت اسلام سے دہشت و ہیبت کا نپنے شروع ہو گئے ہوئے اسلامی بادشاہوں کی قوت و دہشت سے شاہنشاہان عالم کا ان کے آگے کانپنا اور بڑبڑا اٹھنا ایک معمولی سی بات ہو گئی تھی۔ اور سفیر روس جیسے معزز سفیروں نے ان کی ڈیوڑھیوں کے پتھر کو بوسہ دیکر اپنی قسمت پر ناز کرنا شروع کیا۔ کیونکہ اس زمانہ میں علم و فضل جاہ و حشمت اور ملک و حکومت بلکہ سیاست و شجاعت اور ہمت و سخاوت سے جیسی مسلمانوں کی قوم ممتاز تھی دنیا بھر میں کوئی دوسری قوم اس کی نظیر نہ تھی۔ صاحبو! ان مسلمانوں کی اس عظیم الشان فتوحات کی وجوہات اور اس قدر ترقی اسلام کے اسباب معلوم کرنے کے بعد ہمیں یہ نتیجہ نکالنا چاہئے۔ اور اب شرم میں ڈوب مرنا چاہئے۔ کہ چودھویں صدی کے ہم مسلمانوں کو اسلامی اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ اور کن اسلامی و شرعی ہتھیاروں کو اپنے ہاتھوں سے پھینک دیا۔ جس کی وجہ سے ایسے روز ہم کو دیکھنے نصیب ہوئے۔ کہ غیر قومیں ہم پر غالب آئیں اور اسلامی سلطنتیں چھن گئیں۔ اور ہزاروں ہمارے مسلمان بھائی بے سروسامان و بے خانماں ہو گئے۔ سچ پوچھو تو ہماری غفلت اور اعمال بد کا نتیجہ ہی اس صورت میں نمودار ہوا۔ یعنی ہم نے قرآن کو پس پشت ڈال کر اور اپنے مذہبی فرائض سے روگردانی کرتے ہوئے صرف کلمہ شہادت کو زبانی پڑھنا ہی مسلمانی سمجھا۔ علم جیسی نعمت کو ہیچ سمجھا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اخوت و مساوات اور کسر نفسی پر نخوت اور خودپسندی و موجودہ لامرکزی کو ترجیح دی۔ اسی طرح غریب یتیم مسکین کی امداد کرنے کی بجائے ان کا مال کھانا حلال تصور کیا۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا مشغلہ تو تجارت اور ریاضت و عبادت و اشاعت اسلام تھا۔ اور ہم نے اپنا شغل تفرقہ بازی [illegible] مسلمانوں

الغرض ان مسلمانوں کی حیرت انگیز ترقی اسلام کی اصل وجہ یہی تھی کہ انہوں اشاعت اسلام کے فرض کو اپنا فرض اولین خیال کیا جہاں وہ گئے وہاں تبلیغ کے ذریعے سے ہی خدمت اسلام کی کیونکہ ان کے پاس کوئی بندوق توپ ہوائی جہاز تارپیڈو زہریلی گیس وغیرہ بالکل نہ تھی۔ کہ جس سے ڈرا کر وہ لوگوں کو مسلمان کرتے۔ پھر سرور کائنات کا یہ حکم تھا کہ کسی غیر مسلم پہ تعدی و جبر نہ کرنا۔ بلکہ اپنے خلق اور اسلام کی جملہ خوبی اور توحید کی فضیلت کا سبق دے کر مسلمان کرنا۔ چنانچہ جب کوئی ملک مسلمان فتح کرتے تو جبراً کسی کو مسلمان نہ کیا جاتا تبلیغ کے ذریعہ ہی سے اہل ملک کو دعوت اسلام دی جاتی تھی چونکہ اسلام کی عظیم الشان ترقی اور جلیل القدر شان و شوکت تبلیغ کے ذریعہ سے ہی ہوئی۔ کیونکہ وہ کوئی تیغ صمصام کی رہین منت نہیں۔ وہ مسلمان تبلیغ اور برہان زنی کے اس قدر مشاق اور دھنی تھے کہ ان کے بچوں کے سامنے غیر قوموں کے فلاسفر حیران و ششدر رہ جاتے تھے۔ اس زمانہ کے فاضل مسلمانوں کا تو کہنا ہی کیا۔ مباحثہ کرنا ان کے آگے ایک معمولی سی بات تھی۔ اور تبلیغ کرنے سے وہ ڈرا ہی نہ کرتے تھے بلکہ بادشاہوں کے درباروں میں وہ خاص کر مثل رعد گرجتے تھے۔ کسی قسم کا اگر مقدمہ بھی دائر ہوتا اور بیان طلب کیا جاتا تو ان کا بیان بھی تبلیغ کی صورت میں ہوتا جیسا کہ اسلامی کتب کا مطالعہ کرنے والے اصحاب اس بات کو جانتے ہیں کہ کفار مکہ سے تنگ آکر مسلمانوں نے جب افریقہ کی طرف ہجرت کی اور ایک (۸۳ مرد ۱۸ عورتیں) قافلہ جب جنت حبش میں پناہ گزیں ہو چکا تو کفار مکہ بھی تحفے تحائف لے کر شاہ حبش کے پاس جا پہنچے۔ چونکہ عیسائی مذہب تھا تحائف پیش کرنے کے بعد درخواست کی کہ جو مسلمان ہمارے ملک سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں وہ ہمارے ملزم ہیں۔ اور حضور مہربانی فرما کر ہمارے حوالے کر دیں۔ درخواست کا مضمون پڑھ کر بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں بلایا۔ اور اُن سے دریافت کیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی حضرت جعفر نے جو قافلہ کے سردار تھے۔ یوں بیان بصورت دعوت اسلام فرمایا۔ کہ اے بادشاہ ہم گمراہی میں تھے۔ اور اپنے ہاتھوں سے بنا ہوئے بتوں کو خدا سمجھ کر پوجتے تھے۔ اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ اور حلال و حرام کی تمیز نہ تھی۔ ظلم ہمیشہ ہمارا پیشہ تھا۔ اور تمام فسق و فجور ہمارا مشغلہ۔ ایسی حالت میں خدا نے ہم میں سے ایک بزرگ کو مبعوث کیا۔ جس کی نیک ہدایتوں سے ہم نے انسانیت سیکھی۔ اور خدا کو واحدہٗ لاشریک مانا۔ جس کی وجہ سے اب یہ لوگ ہم کو تنگ کرتے اور ستاتے ہیں۔ آخر ہجرت کرکے ہم تیرے ملک میں آئے ہیں کہ بے خوف ہو کر خدا وحدہٗ لاشریک کی پوجا کریں۔ بادشاہ یہ بیان سن کر متاثر ہوا۔ اور کہا کہ مجھے قرآن شریف سناؤ۔ حضرت جعفر طیار نے سورۂ مریم پڑھ کر سنائی۔ جس کو سن کر بادشاہ زار زار رونے لگا۔ اور کہنے لگا کہ محمد تو وہی رسول ہیں جن کی خبر یسوع اور مسیح نے دی تھی۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ اس رسول کا زمانہ مجھے ملا۔ اس کے بعد کفار مکہ کو دربار بلکہ ملک سے نکلوا دیا۔ اور تحائف بھی واپس کر دیئے۔ سو مطلب یہ ہے کہ زمانہ اول کے مسلمانوں کے پاس اشاعت اسلام کا ہتھیار ہی تھا۔ جس سے ملکوں کے ملک مسلمان ہو گئے اور اسلام کی مقناطیسی صداقت نے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور آج بھی تمام دنیا مشرف با اسلام ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ ہم مسلمان وہی ہتھیار لے کر باہر نکلیں یعنی ہمارے مبلغ ہر جگہ پہنچ جائیں۔ کیونکہ اگر ہم یورپ کو لڑ کر مسلمان بنانا چاہیں۔ تو ہرگز نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ صرف برطانیہ کلاں کے ساتھ ہی اگر ہم تمام دنیا کے مسلمان متفق ہو کر لڑائی کریں تو ہم انگریزوں کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انگریزوں کے ساتھ لڑائی کرنا کوہ ہمالہ کو ٹکرانا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ہم تبلیغ کے ذریعہ سے ہی مسلمان بنا سکتے ہیں۔ اور کسی صورت سے نہیں۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ ہمارے چند مبلغ تمام یورپ بلکہ امریکہ کو چند سال میں ہی مسلمان بنا سکتے ہیں۔ اور اسی طرح اشاعت اسلام کے ہتھیار سے ہم تمام دنیا کو دائرہ اسلام کے اندر داخل کر سکتے ہیں جس طرح کہ قرون اولیٰ کے مسلمان نے دعوت اسلام دیدے کر کفار دنیا کو مسلمان بنایا تھا۔ مگر افسوس کہ چودھویں صدی کے ہم مسلمانوں نے تبلیغ کے ہتھیار کو اپنے ہاتھوں سے پھینک دیا۔ کفار کو مسلمان بنانا اور اسلام کی خوبیاں اُن سے منوانا تو درکنار اپنے مسلمان بھائیوں کو ہی کافر بنانا شروع کر دیا۔ ایک غیر احمدی نے احمدی کو کافر ہی سمجھا۔ خواہ وہ یورپ اور افریقہ میں اشاعت اسلام جیسا مقدس فرض ادا کرکے ہی آیا۔ اور ایک محمودی نے غیر احمدی کو کافر ہی سمجھا۔ خواہ وہ کتنا ہی موحد تھا۔ اور مقامات مقدسہ اور خلافت کی حمایت میں سب سے زیادہ سرگرم کیوں ہی نہ ہو۔ اسی طرح ایک شیعہ نے سنی کو خارجی اور سنی نے اہل حدیث کو دائرہ اسلام سے باہر ہی خیال کیا۔ خواہ وہ رسول اللہ کا دل و جان سے اتباع و قربان ہی تھا۔ ایک وہابی نے شیعہ کو رافضی بلکہ مردود اور مرتد ہی سمجھا۔ خواہ وہ پنجتن پاک کا محب صادق اور کربلا کے جانگداز اور سانحہ اندوہناک واقعات کو پڑھ کر یا سن کر اپنے گناہوں کی سیاہی کو آب چشم سے دھو رہا ہوتے تھا۔ غرضیکہ اس قسم کی تحقیر و تکفیر نے ہماری قوم کا ستیاناس کر دیا۔ اور ان خانہ جنگیوں اور فرقہ بندیوں نے ہمارے شیرازہ قومی کو اکھیڑ ہی دیا۔ افسوس صد افسوس

> کم ہوں گے اس بساط پہ ہم سے بھی بدقمار
> جو چال ہم چلے سو نہایت بُری چلے

اے مسلمانوں اگر تم نے زندہ رہنا ہے اور دنیا میں زندہ قوم ہی کہلوانا ہے تو ان بدچالوں کو خدارا چھوڑ دو۔

> ایک دین اور ایک قبلہ ایک رسول اور ایک کتاب
> ہے سمجھ قاصر کہ پھر کیوں ہیں یہ فرقہ بندیاں

کیونکہ جب تک تم ان باتوں کو نہیں چھوڑو گے اور ہم تمام مسلمان متفق ہو کر خدمت اسلام نہیں کر سکیں گے خدا کی قسم کچھ نہیں ہوگا۔ اب وہ وقت ہے کہ ہم سب کو مل کر کام کرنا چاہئے۔ کیونکہ ؂

> وہ دن گئے کہ نازاں تھی قوم سلطنت پر
> اب قوم کو اثبات ہی آسرا ہے (حالی)

برادران اسلام! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دنیا پر اسلامی سلطنتیں قائم ہوں اور کلمہ شہادت سے گنبد آسمان گونج اٹھے اور یورپ و امریکہ کے بادشاہ غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہم مرتبہ خیال کریں۔ اور جرمن جیسا بادشاہ ایک حبشی مسلمان کے بائیں طرف کھڑا ہو کر رکوع یا سجود میں ہو تو آپ پر یہ فرض ہے کہ آپ دین کو دنیا پر مقدم خیال کرکے اشاعت اسلام کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ پھر یہ ناممکن ہے کہ سارا جہان اسلام کے زیر فرمان نہ ہو۔ کیونکہ یہی ہتھیار تھا اور یہی تیغ صمصام تھی۔ جس سے ہمارے آباؤ اجداد نے ترقی کی اور چار دانگ عالم میں اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے پھیل گئے۔ اس لئے نوجوانان قوم کو چاہئے کہ وہ بزرگان دین اور لیڈران ملت کے آگے اس بات کا مطالبہ کریں کہ وہ ترقی اسلام کے لئے اشاعت اسلام کو دیگر امور پر مقدم خیال کرکے مسلمان طلباء کے لئے ایک تبلیغی کالج کی بنیاد رکھیں۔ جس میں کہ مسلمان طلباء کو پوری پوری مذہبی تعلیم دی جائے اور غیر مذاہب کی کتب کا تمام مطالعہ کرا کے اُن کو واقفیت کرائی جائے۔ یعنی مقابلہ مذاہب کرا کر اسلام کو جو دیگر مذاہب پر فضیلت ہے دکھلائی جائے۔ کہ اسلام کے اندر کیا کیا خوبیاں ہیں۔ جن کی وجہ سے کشتی اسلام ہی دریائے گناہ سے کنارہ نجات پر انسان کو لے جا سکتی ہے۔ اور دیگر مذاہب کے اندر کیا کیا برائیاں ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ تسلی بخش اور ذریعہ نجات نہیں۔

> تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد
> کس چہ می داند جمال شاہد گلفام را

اسی طرح غیر مذاہب کے جس قدر اعتراضات اسلام پر ہیں اُن کے جوابات یاد کرائے جائیں۔ بلکہ غیر مذاہب کی کمزوریوں اور علم مناظرہ کے ہر ایک اصول سے خوب آگاہ کیا جائے۔ تاکہ اس کالج کے مبلغ جس قوم میں تبلیغ کریں۔ اور اس قوم کے علماء اسلام پر معترض ہوں۔ اُن کو مدلل اور دندان شکن جواب دے سکیں۔ تاکہ اُن کو اور دنیا کو اسلام کی صداقت اور قرآن شریف کی الہامی اور پیغمبر خدا یعنی رسول عربی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں کوئی شک و شبہ اور اسلام قبول کرنے میں کسی قسم کا عذر و حیلہ نہ رہے۔ پس ایسے تبلیغی کالج کا کھولنا قوم کا سب سے پہلا فرض ہے۔ اور اسلام کا شاندار مستقبل بنانے کے لئے اشاعت اسلام کی طرف مستقل رجحان کرنا عین فرض ہے۔ کیونکہ اسی میں اسلام کی آئندہ بہتری مستتر ہے۔ فقط

تازہ ترین خبریں

جافہ کے جنگجو عرب۔

جافہ (فلسطین) میں گذشتہ دنوں عربوں اور یہودیوں میں سخت فساد ہوا تھا۔ اس کی مزید تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقہ میں یہ ایک ایسا مقام ہے جس کا انتظام کرنا سخت مشکل ہے۔ کیونکہ یہاں کی آبادی ایک عجیب قسم کی ہے۔ شہر میں تو زیادہ تر آبادی یہودیوں کی ہے یونانی بھی یہاں کافی تعداد میں ہیں۔ اور قریب ہی یہودیوں کی دو بستیاں ہیں۔ لیکن گرد کے علاقہ میں جنگجو طبیعت کے عرب آباد ہیں۔ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ فلسطین کی گذشتہ جنگ میں آسٹریلیوں کی فوجوں پر ان اطریوں چھپ چھپ کر خوب گولیاں چلائیں۔ یہ لوگ آسٹریلوی فوجوں کے گھوڑوں کے ڈویژن پر بھی رات کے وقت حملہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے آسٹریلوی فوجیں پہلے ہی سے ان سے میں خبری ہوئی تھیں۔ اور جب اُن کے ایک سنتری کو ایک عرب نے ہلاک کر ڈالا تو اُن کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی اور انہوں نے عربوں کے ایک گاؤں پر حملہ کر کے بہت مال و اسباب جلا دیا۔

پریزیڈنٹ امریکہ کا جعلی بھتیجا

شکاگو کے ایک شخص مسمی ایورٹ ہارڈنگ نے امریکہ کی پنسلوانیا ریلوے کمپنی کو پانصد روپے کا ایک چک دیا کہ میں پریذیڈنٹ امریکہ کا بھتیجا ہوں۔ اور میں اور میرے رشتہ دار جناب صدر کی افتتاحی رسم صدارت میں شامل ہونے کے لئے واشنگٹن کو جا رہے ہیں۔ اس لئے ہمارے واسطے ایک کمرہ گاڑی کے ساتھ لگا دو۔ کمرہ لگا دیا گیا۔ اور ایورٹ اور اس کے تمام رشتہ دار اس میں بیٹھ گئے۔ ساتھ کے کمرہ میں ہملٹن کلب کے اراکین بیٹھے ہوئے تھے۔ (امریکہ کے جمہوریت پسندوں کی سب سے بڑی انجمن ہے) انہوں نے اُن کی شاہی طور پر مہمانی کی۔ اور ایورٹ کو اپنی کلب کا آنریری ممبر بنا لیا۔ جب ایورٹ نے امریکہ کے ایک اعلیٰ افسر سے ہاتھ ملایا تو یہ کہا کہ میں شکاگو کا ایورٹ ہارڈنگ ہوں۔

اس روز سے ایورٹ ہارڈنگ نے بادشاہوں کی طرح رہنا شروع کیا۔ ہر خیال کے سیاست دان آکر ایورٹ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور ایورٹ انہیں کہتا تھا کہ میں عنقریب صدر امریکہ کا نائب سکریٹری مقرر کیا جانے والا ہوں۔ اس نے بہت سے لوگوں کے ساتھ یہ وعدے بھی کئے کہ میں تمہیں اعلیٰ سرکاری ملازمتیں دلاؤں گا۔ اس نے شکاگو میں ایک ہارڈنگ ہوٹل اور ایک ماہواری رسالہ جاری کرنے کی تجویز کی۔ اور کہا کہ رسالہ میں ہر ماہ پریذیڈنٹ امریکہ کا ایک دستخطی مضمون شائع ہوا کرے گا۔

کہا جاتا ہے کہ ایورٹ ہارڈنگ نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ میری ہمشیرہ مسماۃ پرل کو جس کی عمر ... سال کی ہے پریذیڈنٹ امریکہ نے اپنے پاس بلا لیا۔ اور اُسے وہ اپنی بے بی ٹک لڑکی بنانے والا ہے۔ اخبارات میں پرل کی تصویریں کھینچی اور اس کی خوب اشاعت کی اس کے تھوڑی دیر بعد پریذیڈنٹ امریکہ کا ایک افسر شکاگو میں آیا۔ اور اس نے ان تمام حالات کی تردید کی۔ اور اب صدر امریکہ کے فرضی بھتیجا صاحب جیلخانہ کی ہوا کھا رہے ہیں۔ اور عنقریب اُن پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

سین فینروں نے حال ہی میں جو دو قتل کئے ہیں انہوں نے لوگوں کو سخت سراسیمہ کر دیا ہے۔ سر آرتھر وکار کو اس کے مکان پر قتل کیا گیا۔ قاتلوں نے بعد ازاں اس کے مکان کو بھی آگ لگا دی۔ اور وہ عظیم الشان مکان جل کر راکھ ہو گیا سر آرتھر وکار کی لاش پر سین فینروں نے یہ عبارت لکھ کر لگا دی کہ غدارو خبردار ہو جاؤ۔ اس قتل میں قریباً بیس آدمیوں نے حصہ لیا۔

دوسرا قتل میجر بیکنس ایم۔سی۔ڈی۔سی۔ ... فرنیاڈنگ کا ہوا۔ میجر موصوف اپنے ساتھ کے ہمراہ کھیل میں مشغول تھے کہ ایک درخت کے قریب مسلح آدمیوں نے دونوں پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ میجر کے ساتھی نے ... جو ترکی جواب دیا مگر میجر کے سر اور دل پر گولیاں لگیں۔ اور وہ وہیں

گر کر مر گیا۔ دوسرا ساتھی بچ کر بھاگ گیا۔

اخبار لیڈر کے ایک نامہ نگار نے احمد آباد میں مولانا محمد علی سے ملاقات کی۔ جس کا حال ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

سوال۔ آپ نے اخبار انڈیپینڈنٹ کے نامہ نگار سے جو گفتگو کی تھی اس سے یہ صاف نہیں ہوتا کہ آپ کا ان ہندوؤں کے متعلق کیا رویہ ہو گا۔ جو جہاد کے موقعہ پر نہ صرف آپ کی مدد نہ کریں گے بلکہ برعکس اس کے گورنمنٹ کی مدد بھی کریں گے۔ کیا آپ از راہ نوازش اس معاملہ پر روشنی ڈالیں گے۔

جواب۔ میرے رویہ کا دارو مدار ہندوؤں کے رویہ پر انحصار ہو گا۔ اگر وہ میرے گولی ماریں گے تو میں اُن کے گولی ماروں گا۔

تمام لیڈر تیسرے درجہ میں سفر کریں

(از مہاتما گاندھی)

ریلوے سفر کے متعلق میں یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ لوگوں میں ابھی تک خواہش موجود ہے کہ وہ تیسرے درجہ میں سفر کریں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں جسمانی طور پر بہت کمزور ہونے کی وجہ سے تیسرے درجہ میں سفر کرنے کے ناقابل ہوں۔ اور میں تیسرے درجہ کے بیش بہا تجربات سے محروم ہو گیا ہوں۔ یہ سفر ہمیں قومی دل کے ساتھ بھی ملنے کا موقع دیتا ہے۔ جو کسی دوسری طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ہمیں وہ خدمت کرنے کا موقع دیتا ہے جو ہم دوسری طرح سرانجام نہیں دے سکتے۔

اس لئے میں تمام کارکنوں پر زور دوں گا کہ وہ سوائے خاص حالات کے دوسرے درجہ میں سفر کرنے میں احتراز کریں۔ شاید ہی کوئی شخص مجھ سے زیادہ تیسرے درجہ کے سفر کی مصائب سے واقف ہو۔ میں نے کچھ تو ریلوے کی بد انتظامی اور کچھ ان ابری قومی عادت پر محمول سمجھتا ہوں جو لوگوں میں دوسروں کے آرام کی طرف سے بے پروائی کی ہیں۔ اس میں کسی شخص کو بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ عامۃ الناس دوسرے درجہ میں سفر نہیں کر سکتے۔ اس لئے کسی قومی خادم کو ہر چیز سے فائدہ نہ اٹھانا چاہیے۔ جو عامۃ الناس کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

ہندو مسلم اتحاد

مہاتما گاندھی کے قلم سے

گاندھی جی لکھتے ہیں اتفاق طاقت ہے۔ یہ بات صرف زبانی کہنے یا کتاب میں لکھنے کی نہیں۔ بلکہ یہ تو زندگی کا مسلمہ اصول ہے۔ اور اس کی تشریح کسی معاملہ میں بس آسانی کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ ہندو مسلم اتحاد ہے۔ جب تک ہم ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے تیار رہیں گے۔ کوئی تیسری طاقت ہمیں بڑی آسانی کے ساتھ غلام بنا سکتی ہے۔ اتفاق یا اتحاد کا مطلب یہ نہیں کہ صرف ہندوں اور مسلمانوں کا اتفاق ہو۔ بلکہ اتفاق تو بلا لحاظ مذہب و ملت ہر ایک ایسے آدمی کے درمیان جو ہندوستان کو اپنا گھر سمجھتا ہو ہونا چاہیئے۔

مجھے علم ہے کہ ابھی تک ہندوؤں اور مسلمانوں میں بہت زیادہ بد اعتمادی ہے۔ بہت سے ہندو مسلمانوں کی دیانت داری پر شک کرتے ہیں۔ ان کا یقین ہے کہ سوراجیہ کا مطلب مسلمانوں کا راج ہے اور وہ اس دعوے کے ثبوت میں دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر یہاں انگریز نہ رہیں گے تو مسلمان ہندوستان میں ایک اسلامی سلطنت قائم کرنے کے لئے مسلمان طاقتوں کی مدد لیں گے۔ دوسری طرف مسلمانوں کو یہ ڈر ہے کہ ہندوؤں کی تعداد چونکہ بہت زیادہ ہے اس لئے وہ انہیں نکال دیں گے۔ یہ خیالات فریقین کی کج فہمی کا ثبوت ہیں۔

ترکی و یونانی جنگ

دار العوام میں مسٹر ہارمزورتھ نے سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا کہ برطانیہ ترکی اور یونان کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش نہیں کر رہا۔ برخلاف اس کے صورت حالات کا بنظر غائر مطالعہ کر رہا ہے۔ تاکہ مناسب وقت پر مداخلت کر کے معاملات کو سلجھا دیں۔

افغانی انگریزی معاہدہ سے مایوسی

کلکتہ کا ایک انگریزی روزنامہ لکھتا ہے کہ مسٹر ہمگو وزیر ہند نے افغانستان و ہندوستان کے تعلقات کے بارے میں خاموشی سے کام لیا ہے۔ مگر ان کی خاموشی ہمیں اس نتیجہ پر پہنچنے سے نہیں روک سکتی۔ کہ کابل میں برطانی وفد کو کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی۔ اگر افغانستان کی نیت نیک ہوتی تو اب تک دس عہدنامے ہو چکے ہوتے۔ اب ہمیں اگر کوئی خدشہ ہے تو یہ کہ امیر پر بالشویکوں کے اثر کا جادو چل گیا ہے۔ اور دوسری طرف جرنیل نادر خاں افغانی وزیر جنگ کی آتش حرص اور زیادہ بڑھ رہی ہے۔ اور اس سے خطرناک نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ تاہم برطانی وفد کے اس قدر عرصہ تک کابل میں رہنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہاں ابھی تک ایک زبردست جماعت ایسی ہے جو برطانیہ کے ساتھ تعلقات منقطع کرنا نہیں چاہتی۔ اور جو ابھی تک اسی امید میں ہے کہ بالشویکوں کی طاقت عنقریب تباہ ہو جائے گی۔

مہاتما گاندھی کی وائسرے سے ملاقات

شملہ کا تار مظہر ہے کہ ۱۳ مئی کو مہاتما گاندھی بڑی دیر تک وائسرائے سے گفتگو کرتے رہے۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ گفتگو کیا تھی۔ مہاتما جی پیر کے روز تک شملہ میں قیام پذیر رہیں گے۔ اور اتوار کے ایک عام جلسہ میں تقریر بھی کریں گے

سرحدی خبریں

گذشتہ چہار شنبہ کو سرحدی فوجی پولیس نے ہندوستانی فوج کی معیت میں بنوں کے قریب کرم گڑھی کے موضع محمد خیل کو گھیر لیا۔ چھوٹی سی لڑائی ہوئی۔ مشہور مفرور ڈاکو زر گل مارا گیا۔ اور تین آدمی گرفتار ہوئے ... واپس ملی۔ جو حال ہی میں ایک سرکاری فوج سے لوٹ کر لے گئے تھے۔ ایک سرکاری سوار زخمی ہوا۔ بجن بابا نامی پہاڑ کی چوٹی پر جو سرکاری کیمپ سے دو ہزار فٹ بلند ہے محسود جمع ہوئے۔ ایک گورکھا اور ایک دیسی فوج کے دستے ان کی طرف بڑھے۔ حملہ دو طرف سے کیا گیا۔ ایک گھنٹہ اور ۲۸ منٹ میں سپاہی چوٹی پر جا پہنچے محسود حیران رہ گئے۔ اور انہیں پسپا ہونا پڑا۔

دو قافلوں پر محسودی حملہ

مقام جہانا خاں کے قریب تین سو محسودوں نے دو سرکاری قافلوں پر حملہ کیا۔ کہ دونوں قافلے ایک دوسرے کے پاس سے گذر رہے تھے۔ سب سے پہلے محسودوں نے کمین گاہ ... تین افسروں پر گولی بازی کر کے انہیں زخمی کیا۔ اور پھر ہندی اونٹوں پر گولیاں برسائیں۔ اونٹوں پر ان کے نشانے خوب بیٹھے۔ محافظ سرکاری سپاہی تھکے ہوئے تھے تاہم انہوں نے دیسی نولدار کے ماتحت خوب مقابلہ کیا۔

تین سو چھتیس اونٹوں کی تباہی

ان دونوں قافلوں کے ۳۳۶ اونٹ یا تو مر گئے۔ اور یا لاپتہ ہو گئے۔ اونٹوں کے واپس لانے کا کام جاری رہا۔ مگر رات ہونے پر ترک کر دیا گیا۔ مقتولین میں ایک انگریز لفٹنٹ بھی تھا۔

بعدالت جناب سردار غلام رسول خاں صاحب بی اے

منصف درجہ اوّل صدر ڈیرہ غازیخاں

مدعی۔

وشنو رام بالغ مہرچند نابالغ ولدان اودھو داس ذات کرپاٹ ساکنان منگروٹھ غربی تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخاں۔

بنام مدعا علیہ

چاندن مل ولد تارا مل ہوجہ سکنہ منگروٹھ غربی تحصیل ... خاں۔

دعوائے دیوانی مبلغ ۳۔ ۲۵۴ روپے

اشتہار زیر آرڈر ۵۔ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی۔

بمقدمہ مندرجہ بالا عنوان مدعا علیہ گریز کر رہا ہے اسکو بذریعہ اشتہار مطلع کیا جاتا ہے کہ تاریخ ... کو حاضر ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ بصورت دیگر اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی (آج دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۔ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۶۲ء نمبر ۹۰

اناجیل کا مجموعہ حاضرہ

(۲)

اناجیل کے مجموعہ حاضرہ کے متعلق مدیر اخبار نور افشاں لکھتا ہے کہ

(۱) یہ بالکل صاف بات ہے کہ یسوع مسیح نے اپنے دست مبارک سے لکھ کر یہ انجیل اپنے شاگردوں کو نہیں دی۔ تمام انجیل میں یسوع مسیح کے لکھنے کا صرف ایک دفعہ ذکر ہے کہ آپ نے زمین پر کچھ لکھا۔ پر وہ نوشتہ بھی زمین پر پٹ گیا۔ اس کو کبھی کسی نے نقل نہیں کیا تھا جو انجیل مقدس ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ ہرگز خداوند یسوع مسیح کے دست مبارک کی تحریر نہیں

(۲) پر اس کے ہرگز یہ معنے نہیں ہیں کہ یسوع مسیح نے اپنی انجیل بالکل نہیں لکھی ہاں اس نے اپنی انجیل ضرور لکھی اور اپنی عین حیات میں لکھی بلاشک بھر۔ بڑی چمڑے۔ کاغذ پر سیاہی و قلم سے نہیں لکھی پر بنی آدم کے دلوں پر کندہ کی اس نے اپنی انجیل لوگوں کے حافظوں پر نقش کی اور ایسے طور سے نقش کی کہ زمانوں کی مخالفت اور شدت وسختی کبھی اسے مٹا نہ سکے اور وہ انجیل انسانی قلبی الواح پر محفوظ ہو کر انسانی زندگی و فطرت کا عنصر عظیم بن جائے۔ پس یسوع مسیح کی انجیل کوئی بے جان کاغذ پر تحریر شدہ نسخہ نہ تھا جو ضائع ہو سکتا۔

(۳) بلکہ اس کی انجیل زندہ رسول تھے۔ جو ساڑھے تین سال تک شب و روز اس کے ساتھ رہتے تھے اور جن سے اس کا کوئی قول و فعل پوشیدہ نہ تھا۔

ہم بعض اصحاب سمجھتے ہیں کہ یسوع مسیح کی انجیل ان کی دینی کتابوں کی طرح صرف امر و نہی و حکم و احکام کا مجموعہ تھی انجیل کی یہ تعریف ان کی اپنی ہی ایجاد ہے

یسوع مسیح کی انجیل خود اس کی شخصیت تھی اس کا مسیح موعود ہونے کے دعوے کے ساتھ دنیا کے روبرو آنا تھا اپنے زمانہ میں جینا اپنے زمانہ میں کام کرنا تکالیف اٹھانا اور اپنی قوم کو اپنے مسیح موعود ہونے کا یقین دلانا تھا اور ایسی زندگی بسر کرنا تھا۔ جو مسیح موعود کی شان کے شایاں تھی

اس مضمون میں جن الفاظ کو ہم نے زیر خط کر دیا ہے۔ وہ فارغ رہیں

۱) یسوع مسیح نے اپنے دست مبارک سے لکھ کر کبھی انجیل اپنے شاگردوں کو نہیں دی یسوع مسیح کی انجیل کوئی بے جان کاغذ پر تحریر شدہ نسخہ نہ تھا جو ضائع ہو سکتا یا تحریف ہو سکتا۔

۲) انجیل زندہ رسول تھے جو ساڑھے تین سال تک اس کے ساتھ رہے اور جن سے اس کا کوئی قول و فعل پوشیدہ نہ تھا

۳) یسوع مسیح کی انجیل خود اس کی شخصیت تھی

مسلمانوں کی طرح بعض عیسائیوں کو بھی یہ دھوکا لگا ہوا تھا کہ موجودہ انجیل کوئی الہامی یا مقدس کتابیں ہیں اس کی تردید مدیر اخبار نور افشاں ان الفاظ میں کرتا ہے

"بعض اصحاب سمجھتے ہیں کہ یسوع مسیح کی انجیل ان کی دینی کتابوں کی طرح صرف امر و نہی، حکم و احکام کا مجموعہ تھی۔ انجیل کی یہ تعریف اپنی ہی ایجاد ہے"

اس مضمون کا ملخص صرف اسقدر ہے کہ موجودہ عیسائی عقاید کی رو سے انجیل کوئی الہامی کتاب نہیں بلکہ وہ جناب یسوع کے سوانح ہیں کہ جو ان کے حواریوں نے دیکھے اور لکھے انکو کلام الٰہی کہنا غلط محض ہے چنانچہ اسی لئے انہوں نے اخبار نور افشاں کی تازہ اشاعت میں صاف لکھ دیا ہے کہ یہ بات قرین قیاس ہے کہ یسوع مسیح کے اقوال اور زندگی کے سوانح کسی اور نے بھی لکھے ہوں اور وہ دوسری صدی کے مسیحیوں میں مروج ہوں انجیل مقدس کے سوا جو قابل اعتبار تحریر ثابت ہو وہ موجودہ انجیل کے متن میں اضافہ ہو سکتی ہے۔ تعجب ہے کہ ایک طرف تو اناجیل کو ایسی غیر معتبر کتابیں ٹھہرایا جاتا ہے کہ ان میں اضافہ اور تحریف ہو سکتی ہے۔ اور دوسری طرف یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اناجیل تواتر سے ہم تک پہنچی ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ آج تک عیسائیوں کی یہی بحث ہوتی چلی آئی ہے کہ اناجیل میں تحریف اور تغیر و تبدل نہیں ہوا اور ان اناجیل کا اعتبار تواتر سے ثابت ہے۔ دیکھو پادری فنڈر کا رسالہ تیغ و سپر عیسوی

کتاب دین شیریں اور انگریزی میں Abdul Jabbar's renunciation (عماد الدین کی ہدایت المسلمین) شاید ان کتابوں کو حال کی کتابیں سمجھ کر یہ اعتراض کیا جائے کہ الہام کے متعلق یہ عقیدہ نیا عقیدہ ہے اور مسیحی علماء قدیم اس کے قائل نہ تھے اس لئے ہم انجیل کے متعلق تحقیقات عیسائیت کے روز اول سے ہی شروع کرتے ہیں۔

موجودہ اناجیل اور اصلی انجیل

قرآن کریم کا یہ دعوے ہے۔ کہ انجیل حضرت عیسے علیہ السلام پر خدا کی طرف سے الہام ہوئی تھی اور وہ موجودہ مسیحی علماء کی طرح اس کا قائل نہیں کہ انجیل کوئی ایسی کتاب ہے کہ جسکو حواریوں نے خود ہی مسیح کے سوانح کے طور پر لکھا اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا قرآن کریم کے اس دعوے کی تائید موجودہ اناجیل اور تاریخ کلیسا سے بھی ہوتی ہے یا نہیں

۱) انجیل مرقس کے باب اول میں ہے خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ۔

۲) انجیل متی کے باب ۴ میں ہے "یسوع عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور انجیل کی منادی کرتا"

۳) انجیل متی باب ۲۴ میں ہے اس انجیل کی منادی تمام دنیا میں ہوگی

۴) انجیل متی باب ۲۶ میں ہے "تمام دنیا میں جہاں کہیں اس انجیل کی منادی ہوگی"

اب سوال یہ ہے کہ انجیل مرقس کا مذکورہ بالا حوالہ مسیح کی زندگی کا بالکل ابتدائی حوالہ ہے اگر انجیل مسیح کی شخصیت کے ترجمہ یا سوانح کا نام ہے جو حواریوں نے نہیں بلکہ انکے شاگردوں نے لکھے تھے تو خود مسیح کس انجیل پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں ان کے واقعات حیات تو ابھی وقوع پذیر بھی نہیں ہوئے تھے کہ جن پر ایمان لانے کی وہ دعوت دیتے۔ اور انجیل متی کے حوالوں میں کسی خاص انجیل کی طرف اشارہ ہے کہ جو ان مسیح کے ہاتھ میں موجود تھی۔ ان اناجیل کے حوالے ہیں اس کے بعد دیکھئے۔ نامہ پولوس بنام گلتیاں "بعضے ہیں جو تمکو گھبراتے ہیں۔ اور مسیح کی انجیل الٹ دینا چاہتے ہیں لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوا اس انجیل کے جو ہم نے تم کو سنائی۔ دوسری انجیل تمہیں سنا دے سو ملعون ہووے ...

پر اے بھائیو میں تمہیں جتاتا ہوں کہ وہ انجیل جس کی میں نے تمہیں خبر دی انسان کے طور پر نہیں ہے کیونکہ میں نے اسکو کسی آدمی سے نہیں پایا نہ کسی نے مجھے سکھایا۔ پر وہ یسوع کے الہام سے مجھے ملی۔ اس سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پولوس اس انجیل کے سوا جو یسوع مسیح کو الہام سے ملی دوسری کی تردید کرتا ہے اور اس ایک کے سوا دوسری سنانے والوں کو ملعون قرار دیتا ہے

اس طرح ابتدائی زمانہ کے مسیحی مصنفین بھی انجیل کو الہامی ہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۹۰ء میں کلیمنٹ ایک قابل مصنف گزرا ہے وہ انجیل کو روح القدس کی بھی باتیں کہتا ہے اور اسکو الہام سمجھتا ہے جسٹن سنہ ۱۵۰ء میں ہوا ہے وہ لکھتا ہے کہ روح القدس کا اثر ملہم پر ایسا ہوتا ہے جیسے مضراب کا اثر بربط پر یعنی وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا

سنہ ۱۸۰ء میں اتھیناگورس لکھتا ہے کہ اس الہام کی مثال ایسی ہے جیسے نے نواز نے بجاتا ہے

پطرس کہتا ہے کہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ آدمی خدا کی طرف سے روح القدس کی تحریک کے سبب بولتے تھے (پطرس ۲/۱) اگر انجیل کلام الٰہی تھی تو وہ کسی حواری کی تالیف نہیں ہو سکتی وہ ضرور خدا کی طرف سے القا کی گئی ہوگی

چیمبرس انسائیکلوپیڈیا میں بہت سے مسیحی علماء کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابتدا میں ایک کتاب (انجیل) تھی کہ جس کی نقلیں متعدد مولفین اناجیل کے پاس تھیں اسی سے انہوں نے اپنی اناجیل مرتب کیں اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا دیکھو جلد ۵ زیر عنوان لفظ گاسپل

ہارن کے انٹروڈکشن کتب مقدسہ کی جلد ۴ میں۔ مارش لیسنگ۔ مکائیے۔ کوپ۔ بیکلر وغیرہ فضلاء یورپ کی آراء کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابتدا میں ایک انجیل عبرانی موجود تھی کہ جس میں اضافہ اور کمی بیشی کر کے مولفین نے اپنی اناجیل مرتب کر لیں :۔

چنانچہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے سنہ ۱۶۸ء میں مقدس جسٹس سے پیشتر ان موجودہ اربعہ اناجیل کا نام و نشان تک نہیں ملتا اور نہ کسی نے کبھی ان کا حوالہ دیا ہے۔

الوہیت مسیح اور موجودہ اناجیل

مسیحی دوستوں کو انجیل کے متعلق مشکل پیش آئی کہ اگر انجیل کو حضرت مسیح پر نازل شدہ سمجھ لیا جائے تو پھر مسیح بھی باقی انبیاء کی طرح ایک معمولی نبی کی حیثیت ہوگی اور یہ الوہیت مسیح کے راستہ میں ایک بڑی بھاری روک ہوگی لیکن اگر موجودہ انجیل کی رو سے حضرت مسیح کا انسان اور نبی ہونا ثابت ہو جائے تو پھر وہ کلام جو مسیح نے تعلیم کیا خدا کا کلام ہوگا جو مسیح کو بذریعہ الہام دیا گیا۔ سب سے پہلے ہم ان آیات کو دیکھتے ہیں کہ جن کی بنا پر مسیح کو خدا ٹھہرایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خود خداوند مسیح نے اپنے آپ کو خدا کہا ہے چنانچہ مسیح فرماتے ہیں "میں اور باپ ایک ہیں۔ یوحنا ۱۰/۳۰ "جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا" یوحنا ۱۴/۹ "پیشتر اسکے کہ ابراہیم ہو میں ہوں۔ یوحنا ۸/۵۸ "سب بیٹے کی عزت کریں جسطرح باپ کی" یوحنا ۵/۲۳ یہی وہ آیات ہیں جن پر مسیحی دوستوں کے دعوے کا دار و مدار ہے مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ اگر ہمارے برادران انجیل کی صحیح تعلیم اور اسکے محاورات وغیرہ سے واقف ہوتے تو کبھی بھی ان آیات کو الوہیت مسیح میں پیش نہ کرتے۔ مگر خیر اب ہم ..... اسکے تفہیم کے لئے آیات مذکورہ بالا کا صحیح مطلب بالترتیب بیان کرتے ہیں

اس امر میں پہلی آیت یہ ہے۔ کہ مسیح نے کہا کہ "میں اور باپ ایک ہیں" اس آیت میں لفظ ایک ہیں کو دلیل بنایا جاتا ہے مگر کیا اچھا ہوتا کہ اگر مسیحی دوست اول اس آیت کے موقعہ اور محل پر غور کرتے مگر کیا کریں اندھی تقلید انسان کو صداقت پسند نہیں بننے دیتی جس موقعہ پر مسیح نے یہ الفاظ فرمائے ہیں وہ یہ ہے۔ "میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں۔ اور میں انہیں جانتا ہوں۔ اور وہ میرے پیچھے چلتی ہیں اور میں انہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ کبھی ہلاک نہ ہونگی اور کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا میرا باپ جس نے انہیں مجھے دیا ہے سب سے بڑا ہے اور کوئی انہیں میرے باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔ میں اور باپ ایک ہیں تب یہودیوں نے پتھر اٹھائے کہ اسے سنگسار کریں اور کہا اس لئے تجھے پتھراؤ کرتے ہیں کہ تو کفر کہتا ہے اور انسان ہو کر اپنے تئیں خدا بناتا ہے یسوع نے انہیں جواب میں کہا کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا تم خدا ہو۔ جب کہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا۔ اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں ہر ایک منصف جو مسیح کی اس عبارت کو بغور پڑھے گا وہ فوراً معلوم کرے گا۔ کہ اس موقعہ پر مسیح کا یہاں یہ کہنا ذاتی اتحاد پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ ان بھیڑوں کے قبضہ قدرت پر دلالت کرتا ہے جسکا ذکر اس آیت کے اوپر کی آیت میں آیا ہے چنانچہ اسکی تائید تفسیر بشپ پیرس سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ تفسیر مذکور میں لکھا ہے کہ قدرت ان کی (بھیڑوں) محافظت کی باپ کو ہے ویسی مجھ کو بھی ہے کوئی شخص ان کو اس کے یا میرے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا اس لئے ہم نسبت محافظت ان بھیڑوں کے ایک ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح اور باپ کی اس قسم کی یگانگت اس کی الوہیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ انجیل میں کئی مقامات میں اس قسم کی یگانگت شاگردوں کو بھی منسوب کی گئی ہے دیکھو یوحنا باب ۱۷ آیت ۲۱۔۲۲ "وہ سب ایک ہوں جیسا کہ اے باپ تو مجھ میں اور میں تجھ میں وے بھی ہم میں ایک ہوں جسطرح کہ ہم ایک ہیں" ان آیات کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ سب شاگرد بھی باپ اور بیٹے کی عین یگانگت میں شریک ہیں۔ پطرس رسول بھی اپنے دوسرے خط کے پہلے باب اور چوتھی آیت میں کہتا ہے "کہ تم اس گندگی سے جو دنیا میں بری خواہش کے سبب سے ہے چھوٹ کر ذات الٰہی میں شریک ہو جاؤ۔" اب اگر خدا کے ساتھ ایک ہوتا الوہیت کی دلیل ہے۔ تو پھر شاگردوں کو خدا نہ ماننے کی کیا وجہ ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ خود خداوند مسیح نے اپنے ان الفاظ کی تشریح کر دی ہے دیکھو جب اسکو منکر یہودیوں نے مسیح پر کفر کا الزام لگایا اور اس کو پتھراؤ کرنے لگے تو مسیح نے اپنے سے یہ الزام اسطرح سے دور کیا اور کہا کہ "کیا تمہاری شریعت میں نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا کہ تم خدا ہو۔ اس نے انہیں خدا کہا جنکے پاس خدا کا کلام آیا اور کتاب مقدس کو تم بھی سچ مانتے ہو تو تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا ہے

فلسفۂ اسلام

از خواجہ کمال الدین صاحب بی اے

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہی احساس ذاتی در کہ شخصی انسانی سوسائٹی میں بہت سی تکالیف کا موجب ہوا۔ اسی سے دغا فریب چوری ڈکیتی۔ رشوت پیدا ہوتی ہے۔ یہ تمام مذموم افعال اُن ناجائز کوششوں کا نام ہے۔ جن کے ذریعہ ہم دوسروں کی چیز کو بلا کسی استحقاق کے اپنا بنانا چاہتے ہیں۔ یہ عدالتوں کے مقدمات یہ باہمی تنازعات یا لین دین کے جھگڑے سب میرے تیرے کی شکلیں ہیں۔ یعنی وہی میرا اور تیرا جو حسب تشریح بالا علم و عمل اور تدوین اخلاق کا موجب ہوا۔ وہ ہی ان تمام مصائب کو انسانی سوسائٹی میں لے آتا ہے۔ الغرض اس میرے اور تیرے کے امور کو سمجھنا اور اُن کو صحیح مقام دینا ہر مذہب و سوسائٹی کا فرض اولین ہے۔ اس معاملہ میں مشرقی اور مغربی مزاج بالکل مختلف واقع ہوا ہے۔ ایک ہندو یا بدھ مذہب میرے کو تیرے پر قربان کرنے کے لیے آٹھوں پہر تیار رہیگا۔ لیکن ایک مغربی تیرے کی کم پرواہ کرے گا۔ اگر میرا مرض نقصان میں ہے ان دو متضاد مزاجوں نے دو طرح کے حالات۔ خیالات اعمال مختلف پیدا کرکے یورپ اور ایشیا کی تاریخ کو الٹ دیا۔

یہ دو قسم کے مزاج تاہم حسن و قبح سے خالی نہیں۔ میرے کی قربانی دراصل قربانی نفس ہے۔ اس سے نفس کشی یا بے نفسی کے جواہر انسان میں پیدا ہو کر انسان کے اندرونی دوزخ کو بہشت بنا دیتے ہیں۔ لیکن یہی تعلیم کہ سب تیرا ہے اور میرا کچھ نہیں۔ بعض انسانوں کو سخت غافل کاروبار سے لاپرواہ بنا دیتی ہے۔ اس فلسفہ سے آہستہ آہستہ قوت عمل مر کر انسان کو حالت جمود تک لے آتی ہے۔ تمدن انسانی نے اس سے بہت نقصان اٹھایا ہے۔ بالمقابل مغربی طبیعت سے کل قومی تحریک میں آجاتے ہیں۔ قوت عمل تا بحد کمال کام کرنے لگتی ہے۔ ہر ایک طرف انسان جوش و خروش سے ہاتھ مارتا ہے۔ لیکن یہاں اس کا یہ عملی فائدہ ہے وہاں اسی جذبہ میرا نے دنیا کو سخت نقصان پہنچایا۔ یہی نفسانیت اور خود غرضی کو بدترین شکل میں پیدا کر دیتی ہے۔ یہی روح جرمن حکیم نیٹشا کے ظالمانہ فلسفے کا باعث ہے جس نے یہ موجودہ جنگ پیدا کیا۔ الغرض دونوں مشرق و مغرب کے میلان طبع نقص سے خالی نہ تھے۔ اسلام نے آکر ان دونوں کی اصلاح کی جس طرح مشرق اور مغرب کے عین درمیان ملک عرب میں اسلام پیدا ہوا اسی طرح اسلام نے اس میرے اور تیرے کے متضاد خیالات میں درمیانی مقام قائم کیا۔ اسلام کی تعلیم کے ماتحت انسان کا فرض ہے کہ وہ ہر ایک صحیح کوشش اور جائز عمل سے چیزوں کو حاصل کرے۔ اور انہیں اپنا بنائے اسی طرح جب میرے کا مقام طے ہو گیا تو پھر ان اسو یہ چیزوں میں سے صرف اپنی ذاتی ضرورت کے لئے کچھ رکھ کر یعنی اس قدر جس سے وہ زندہ رہ کر کام کر سکے۔ باقی کل کے کل میرے کو تیرا کر دے یعنی اپنی چیزیں دوسروں کے فائدے میں خرچ کر دے بامرکسی قانونی حکم یا جبر کے ماتحت نہ ہو۔ جیسے کہ سوشلزم تجویز کرتا ہے۔ بلکہ یہ باتیں اس سے بشکل خیرات و حسنات سرزد ہوں۔ ایک ہندو یوگی یا بدھ مذہب کا بھکشو میرے لاکھ لعنت سے دیکھے۔ وہ دنیا کو چھوڑ کر اپنے اطمینان قلب کی تلاش کسی راہبانہ خانقاہ یا جنگل میں کرے۔ جہاں بار وہ جذبہ میل تقاضوں سے بچ جائے۔ ان کے بالمقابل ایک مغربی محنت کرتا کرتا مر جائے۔ حتیٰ کہ سب تیرے دمیرا کرلیں۔ لیکن مسلمان کا مقام ان دونوں کے درمیان ہے قرآن و رسول نے یہی تعلیم دی کہ وہ متدیانہ کسب حصول اشیاء میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑے دیسب وہ اس طرح مالک ہو جائے تو پھر یہی مکسوبہ دوسروں کی نذر کر دے۔ لیکن کسی جبر سے نہیں جیسے کہ بالشویک کر رہے ہیں۔ بلکہ رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے۔ اور ابتغاءً لوجہ اللہ۔

فلسفۂ نیٹشا نے تو انسان اکبر کو اس وجود میں دیکھنا چاہا جو اپنی منشاء اور خواہش کو پورا کرکے رہے خواہ اس سے کسی کو نقصان پہنچے۔ اس حکیم جرمنی کے نزدیک مرد وہی ہے جو اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کرے۔ اس کے قول و فعل کا کیا نتیجہ ہو رہا ہے لیکن کتاب حکیم نے جس انسان اعظم کو محمد علیہ الصلوٰۃ کی شکل میں دیکھا اس کی زندگی کا دستور العمل ذیل کے مقدس الفاظ میں بیان کیا۔

ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین یعنی میرا مرنا جینا میری نماز اور میری قربانیاں سب رب العالمین کے لئے ہے یعنی اس اللہ کی منشاء کے پورا کرنے کے لئے ہے۔ جو ہر ایک چیز کا خالق اور پرورش کنندہ ہے۔

یہ مقام تکمیل نفس انسانی کی تیسری منزل ہے یہاں پہنچ کر انسان کی کل سعی و عمل خلق اللہ کے نفع کے لئے ہوتا ہے۔ امور بالا پر غور کرنے سے ایک شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اسلامی نکتہ خیال میں نفسانیت یا جذبہ حیوانیت اخلاق اور روحانیت سے کیا مراد ہے۔ جذبہ میرا کے جو دلدادہ ہیں وہ مقام حیوانیت پر کھڑے ہیں۔ جو میرے اور تیرے میں لحاظ رکھتے ہیں وہ اخلاق کے استانہ پر چلے جاتے ہیں۔ لیکن جو میرے کو تیرے میں منتقل کرنا جانتے ہیں یا بالفاظ دیگر جو اپنے نفس کی خاطر دوسروں کو نقصان دیتا ہے وہ حیوان ہے۔ جو اپنے اور دوسروں کے حقوق کو یکساں دیکھتا ہے وہ صاحب اخلاق ہے۔ لیکن جو دوسروں کے فائدہ کے لئے اپنی ذات کو نقصان پہنچانا جانتا ہے وہ وارث روحانیت ہو سکتا ہے۔ فلسفہ مشرقی اگر دنیا کو تیاگ تو مغربی فلسفہ دنیا کے پیچھے پڑنا سکھاتا ہے۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ ہونا تعلیم اسلام ہے جس کی مرضی ہو پرکھ کر دیکھ لے۔ معراج روحانیت تک پہنچنے کا یہی ایک راستہ ہے آنحضرت کی ذات پاک اس تعلیم کا عملی نمونہ ہے۔ اس مقام پہنچا ہوا انسان یہاں ہی خدا کے بہشت میں جا داخل ہوتا ہے۔ ایسی روحانیت کے مالک انسان اپنے بیگانے میں تمیز نہیں کرتے وہ مروت اور احسان میں کسی استحقاق یا حقوق کے پیچھے نہیں جاتے۔ خدا کی طرح وہ ایک دوسرے انسان میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اُن کی محنت کے ثمرات یکساں طور پر ہر ایک کو پہنچتے ہیں۔ وہ عباد الرحمٰن میں سے ہوتے ہیں کیونکہ فیض رحمانیت بھی بلا امتیاز سب کے لئے ہوتا ہے یہاں ایک انسان متخلق با خلاق اللہ ہوتا جاتا ہے۔ اس پر خدا کا رنگ چڑھتا ہے۔ اس کیفیت کو قرآن نے صبغۃ اللہ سے تعبیر کیا ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ اخلاق اللہ کی یہی تفسیر ہے۔ اس مقام روحانیت کو حاصل کرکے انسان ان کو زندہ کرتا ہے۔ جو دوسروں کی نگاہ میں مردہ ہوتا ہے۔ یہی لوگ اندھوں کو آنکھیں اور بہروں کو کان بخشتے ہیں۔ جسے اصطلاح میں معجزہ کہتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کے کاروبار ہوتے ہیں۔ فطرت کے اسرار ان پر کھل جاتے ہیں۔ جس کو وقتاً فوقتاً یہ بزرگ اپنے مقصد کے حصول میں استعمال کرتے ہیں۔ ان کے فوق العادت کارنامے دیکھ کر معمولی عقل کا انسان حیرت میں چلا جاتا ہے۔ اس کی عقل کچھ کام نہیں دیتی اور اسی عالم تحیر میں پکار اٹھتا ہے کہ یہ تو انسان نہیں یہ تو خدا ہے۔ یہ بھگوان ہے۔ یہ ابن اللہ ہے۔ یہ وشنو کا اوتار ہے۔ نہیں نہیں دوستو تمہیں یہ غلطی لگ گئی تم جسے خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو بشر مثلکم۔ تم جیسا انسان تم جیسے قوٰی۔ تم جیسی استعدادیں اور تمہاری طرح خاص حدود میں محدود ہوکر چلتا ہے۔ فرق یہ ہے اس کی استعدادیں چمک اٹھی ہیں۔ اس کے جوہر مخفیہ نمایاں ہو گئے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر اس نے تکمیل نفس کر لیا ہے یہ عظیم الشان لوگ خود آگ نہیں ہوتے بلکہ بقول کرشن لوہا ہیں۔ جو آگ میں پڑ کر آگ کی صفات حاصل کر لیتے ہیں۔ تمہارے آگے بھی یہ راہ کھلی ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کھیت کی کاشت اور کلید رانی بہت مشکل ہے لیکن فصل بھی بیش بہا ملتا ہے جو انسانی اکتساب میں ہے۔ اسکو ہماری اصطلاح میں ولایت کہتے ہیں۔

اس کو نبوت سے تعلق نہیں۔ نبوت ان راہوں کو دنیا میں تعلیم دیتی آتی ہے۔ جن پر چل کر یہ مقام کسی کو حاصل ہوتا ہے اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے ذریعہ وہ تمام کی تمام راہیں قرآن کی شکل میں تمہارے لئے آچکیں اس لئے نبوت ختم ہو چکیں۔ برادران اگر ان راہوں کو تم لیں اور نہ حاصل کر سکو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ قرآن تمہارے سامنے ہے اس میں سے لے لو۔ وہ سب کے لئے کھلا پڑا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

اس پر لیکچرار ایک لمبی اور زور شور کی تالیوں کی گونج میں بیٹھ گیا۔ اور ڈاکٹر پریزیڈنٹ نے ذیل کے الفاظ کہے۔

میں نے نہایت مسرت کے ساتھ خواجہ کمال الدین صاحب کی باتوں کو سنا۔ ایسے موقعے بہت ہی نادر ہوتے ہیں۔ جب خواجہ صاحب کی سی قابلیت فضیلت اور وسعت معلومات کے لوگ انسان اس فصاحت و بلاغت سے ہمیں اس ہال میں مخاطب کریں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ سب نے اس لیکچر سے لطف اٹھایا ہوگا۔ میں اپنی طرف سے یہ کہتا ہوں کہ میں بہت ہی اس لیکچر سے محظوظ ہوا۔ اگرچہ میں یہ نہیں کہتا کہ میں مسٹر کمال الدین کی ہر ایک بات سے متفق ہوں۔

جو کچھ خواجہ صاحب نے مشرق اور مغرب کی طبیعت میں امتیازی نشان بتایا ہے اس میں میں اختلاف رکھتا ہوں نفس پرستی اور نفس کی قربانی یہ دونوں باتیں دنیا میں ہر جگہ یکساں نظر آتی ہیں۔ ہاں ان کے ماتحت مختلف باتیں مختلف جگہوں میں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ شاید اس طرف خواجہ صاحب اشارہ کر رہے تھے۔

اس کے علاوہ خواجہ صاحب کے لیکچر کا فلسفی حصہ بہت ہی دلچسپ تھا۔ اور اس میں بھی مجھے بہت کچھ دلچسپ معلوم ہوا۔ ان کے لیکچروں میں اسلامی مسئلہ بعثت وارتقاء (ایولیوشن) یعنی ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف ترقی اخلاقیات میں یہ منازل بہت ہی مفید ہیں۔ اور اس کا نام موجودہ علم سیکالوجی نے ڈیفنٹ رکھا۔ اس کے علاوہ مجھے لیکچر میں وہ حصہ بھی نہایت ہی دلچسپ نظر آیا۔ جس میں روح اور جسم کے تعلقات پر لیکچرار نے روشنی ڈالی۔ اور ان تعلقات کو شخصی۔ خاندانی اور سوسائٹی کے تعلقات میں دکھلایا۔ موجودہ فلسفہ مغربی روح اور جسم کو دو الگ الگ چیزیں قرار دیتا ہے۔ لیکن اخلاقیات کو سامنے رکھ کر اگر ہم اس نظر پر غور کریں تو مجھے خواجہ صاحب کے کلام سے کلی اتفاق ہے۔ انہوں نے کس صفائی سے بیان کیا کہ کس طرح آہستہ آہستہ ہماری دلچسپیاں کنبہ کے دائرہ سے نکل کر باہر آجاتی ہیں اور ترقی کر جاتی ہیں۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ اصول اب ہر جگہ دائرہ شائع ہو رہا ہے آپس میں خط و کتابت رسل و رسائل میل جول کے ذریعے بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک چیز عالمگیر ہوتی جاتی ہے۔ اور ہم ایک دوسرے کے منشا سے واقف ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ جس بات کو ہم سمجھانا چاہتے ہیں وہ شخصیت ہی ہوتی ہے۔ . . . . اخیر میں میں اس لیکچر کے لئے خواجہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس مشن میں خواجہ صاحب مصروف ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ نور علم سے آراستہ دنیا کے آگے صحیح اسلامی نکتہ خیال پیش کیا جائے۔ اور ہر ایک شخص کو اس تحریک کو خوشی کے ساتھ دیکھنا چاہیے۔ (ختم)

لطیفہ

اخبار نور افشاں لکھتا ہے کہ ایک پادری صاحب کو ولایت میں ہر اتوار دو تین دیہاتی گرجوں میں وعظ کرنا ہوتا تھا۔ ایک وعظ کئی گرجوں میں کئی ہفتہ کام آجاتی تھی۔ ایک اتوار آپ نے ایک گرجا میں وعظ کیا۔

پطرس کی ساس بڑی اور اُسے بہت چڑھی تھی۔ کوئی چار اتوار پہلے یہی وعظ مختلف گرجوں میں کیا۔ ایک دن بنگلے میں بیٹھے تھے کہ محلہ میں رونے کی آواز آئی۔ نوکر سے کہا کہ دیکھو تو کون مر گیا ہے نوکر بھی حاضر جواب۔ کچھ نہیں پطرس کی ساس مر گئی ہے پادری صاحب نے پوچھا کہ تم کو کس طرح معلوم ہے۔ نوکر نے عرض کی حضور ہفتہ سے یہی تو وعظ کر رہے ہیں۔ کہ پطرس کی بڑی اور اس پر تپ چڑھی تھی آخر مر گئی۔ کیا قریباً قریب ہمارے پاسٹروں کا یہی حال نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مراسلات

عالم کا ہادی اور مسلمان

(از مولوی شاہ دین صاحب)

(۱)

فخر عالم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے دنیا کے شمال و جنوب شرق و مغرب خشکیوں اور تروں بلندیوں اور پستیوں زرخیز میدانوں اور ریگستانوں الغرض اس عالم کے چپہ چپہ پر باد سموم چل رہی تھی۔ عربستان ... کی وہ وہ آندھیاں اور فساد کے وہ وہ بگولے اٹھتے کہ عقل سلیم حیران ہے جہل و نادانی کے پروانے شرب کے نالابوں میں نہا کر ظلم و دغا بازی کے درباروں میں کھیلتے جاتے تھے۔ گھر گھر میں حسد کی آگ جلتی تھی۔ اور دل دل سے تکبر کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ وہ گرچہ جوانمرد تھے مگر ان کی جوانمردی فضول سے فضول نخوت سے معمولی باتوں پر نثار ہوتی تھی۔ غرور کے نشہ میں ایسے سرشار تھے کہ معمولی معمولی باتوں پر جھگڑتے اور بات بات پر بگڑتے تھے۔ جب ان کی آتش غضب بھڑک اٹھتی تھی تو سینکڑوں کو زخمی اور ہزاروں سر تن سے جدا کر دیتی تھی۔ تکبر اور تعصب کا پچاس سال میدان جنگ گرم رکھ کر قبیلوں کے قبیلوں کا صفایا کر دینا کوئی ملک و دولت یا عزت کی خواہش کا باعث نہ تھی بلکہ ان کی جہالت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ تھا ... عرب کی زمین پر لڑائیوں کا زور شور اور شرابیوں کا دور دورہ ہی نہ تھا بلکہ حرامکاری اور زناکاری کی کثرت نے ان کے اخلاق کو اس قدر گرا دیا تھا کہ بس اٹھنا بیٹھنا محال تھا۔ شہر شہر اور قریہ قریہ میں عشق و محبت کے فحش تذکرے ایسے ننگے الفاظ میں پڑھے جاتے تھے کہ قلم بھی ان کو احاطہ تحریر میں لانے سے رکتی ہے۔ ان کی ذلیل ترین حالت کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ یہ قوم کبھی سعادت کے آسمان پر فرقد النجوم ہوگی۔ کون کہہ سکتا تھا کہ عربستان کے دودھ سے نہ صرف الجبرا و لوگارتم کا موجد ... دنیا کے بڑے سے بڑے مورخ اور معلم پیدا ہوں گے جو اپنے علم و تجربہ کے زور سے بغداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیاں ... تھے۔ اور کون کہہ سکتا تھا کہ اس عرب کی ذات سے حضرت ... شام و ... اور افغانستان اور ہندوستان کے بادشاہ ... تھے۔ خصوصاً اس حالت میں جبکہ یہ قوم لڑکیوں کو زندہ درگور کر کے رشتہ نسل کو کاٹتی چلی جاتی تھی۔

(۲)

اس وقت جبکہ عربوں کی جاہلیت اور وحشیانہ حالت کمال کو پہنچ چکی تھی۔ اس وقت جبکہ عربوں کا مطلع ان کے برے اعمال کی کثرت سے ... غبار آلودہ ہو چکا تھا۔ ہاں اس وقت جبکہ عربوں پر بدیوں کی خطرناک اندھیری رات چھائی ہوئی تھی۔

کہ ناگہاں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں سے دنیا کا کامل ہادی ہدایت کا آفتاب عالمتاب چڑھ آیا۔ جس نے پست افعال کو نیک افعال میں بدل کر کے مطلع ایسا صاف کیا کہ دنیا جھلملا اٹھی۔ وہ ایک چشمہ ... تھا کہ جس سے ہدایت و پاکیزگی کے دریا بہ نکلے۔ اور ایسی زبان دیا تھا کہ جس کا حرف حرف اور لفظ لفظ دل پر نشتر کی طرح لگتا تھا۔ اس نے عربوں کو وہ آب تاثیر پلایا کہ ان دلوں میں، جن میں کہ دن رات حسد کی آگ جلتی رہتی تھی محبت و یگانگت جوش مارنے لگے۔ وہ اس کی ہی زبان تھی جس کی معمولی سی جنبش سے مکہ کی گلیوں میں خون بہنے لگی۔ کہ جو اہل عرب کو جان سے زیادہ عزیز تھی وہ بارگاہ الٰہی سے توحید کا پیغام ہو کر آیا تھا۔ کہ جس نے جہل و نادانی سے ... لوں کو اقلیم ... کے آگے لا جھکایا۔ کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس ہونے کو آئے مگر عنصروں نے سر نہیں اٹھایا۔ امن و صلح اور حق و راستی کے لشکر اس کے پہلوؤں میں تھے۔ کہ جنہوں نے آپس کی خانہ جنگیوں سے عربوں کو ہمیشہ کے لئے آزاد کر کے ایک جھنڈے کے نیچے جمع کر دیا۔ غرض ایسا ہوا کہ رنگ بدل دیا کہ وہ زبانیں جو گذرے گندے شعروں سے کھیلنے کی عادی تھیں۔ آسمانوں اور زمینوں کے مالک کی حمد کے راگ گانے لگیں۔ چاہے دشمنان اسلام اپنی بدقسمتی کی وجہ سے اسلام کو قبول نہ کریں مگر اس سے وہ انکار نہیں کر سکتے کہ اس نے دیکھتے دیکھتے عرب جیسی اکھڑ قوم کی اخلاقی و مذہبی حالت کی کایا پلٹ دی۔ اور اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ بانی اسلام نے وہ وہ کام کر دکھائے جو ان میں سے نہ کبھی کوئی کر سکا اور نہ کر سکے گا۔

(۳)

لیکن افسوس دوسری قومیں تو ہمارے رسول کی تعلیم سے سبق حاصل کر کے دنیا میں کامیاب و کامران ہوں مگر ہم مسلمان اپنے اندر تفرقہ کی آگ بھڑکا کر ذلیل و خوار ہوں۔

آہ! آج اپنی قوم قرآن جیسی جامع الصفات کتاب کو چھوڑ کر اپنی اٹکل بازیوں سے کام چلا رہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ جس کام کو اٹھاتی ہے نکما کام رہتی ہے۔ مسلمانو! کیا وہ قرآن نہیں جس نے عرب جیسی اکھڑ قوم کو ضلالت و گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر تہذیب و ترقی کے بلند میناروں پر جا کھڑا کیا۔ کیا وہ قرآن جس نے گڈریوں کو عرب کی تپتی ہوئی دھوپ میں سے لے جا کر ایشیا و یورپ کے شاہی تختوں پر جا بٹھایا آج اس قابل ہی نہیں کہ تمہاری عزت و عظمت کو ہی برقرار رکھ سکے۔ کیا اس کی تعلیم تمہاری اب اس لئے رہنمائی کرنے کے قابل نہیں رہی کہ تم بڑے پالیٹیشن ہو گئے ہو۔ سونے کے حروف سے لکھ رکھو کہ تم کبھی کامیاب نہیں ہوگے۔ جب تک قرآن کو دستور العمل نہیں بناؤ گے۔ آپ کے دن بدن ذلیل ہونے کا سوائے اس کے کوئی سبب نہیں۔ کہ آپ نے قرآن کریم جیسی پرحکمت کتاب سے منہ پھیر لیا ہے۔ آپ نے بحیثیت مجموعی اس نماز کو چھوڑ دیا جس سے کہ آپ ہر روز پانچ دفعہ اپنے مالک حقیقی کے دربار میں جا کر دکھڑے رو سکتے تھے۔ آپ نے زکوٰۃ کا ادا کرنا چھوڑ دیا جس پر قوم کی آئندہ بہبودی کا انحصار ہے۔ کیا آج اگر ہندوستان میں بیت المال ہوتا جس میں کہ باقاعدہ طور پر زکوٰۃ کا روپیہ جمع ہوتا۔ تو پھر تمہارے لیڈروں کو اور تم کو مظلومین سمرنا کی امداد کے لئے اس طرح چیخنا و چلانا پڑتا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پھر بتائیے کہ آپ نے قرآن کے اس حکم کی کہاں تک تعمیل کی کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون۔ اگر کہو کہ احمدی قوم جو کر رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ ان کو تو تم کافر قرار دیتے ہو اور یوں بھی ان کے کام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ اب جبکہ زمانہ معقول باتوں پر سر جھکاتا چلا جا رہا ہے تو آپ پر فرض ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں ہدایت کے چراغ جلائیں۔ اور اگر ایسا کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔ اور تمہاری عزت و عظمت پھر اسی طرح نہ صرف لوٹ آئے گی بلکہ تمہارے پاؤں چومے گی۔ کیا وہ قرآن جس نے بڑے بڑے اکھڑ بادشاہوں سے اپنی پیروی کرا لی تھی۔ آج اس روشنی کے زمانہ میں ان تعلیم یافتہ شہنشاہوں پر کچھ اثر نہیں کر سکتی۔ کر سکتی ہے اور یقیناً کر سکتی ہے۔ مگر کاش آپ اس طرف توجہ کریں۔

قاضی جی روپڑے

(از مولوی ظہیر الدین صاحب اروپی)

۱۳ مئی سنہ ۲۱ء کے الفضل میں قاضی محمد ظہیر الدین صاحب اکمل قادیان ... مطالبہ فرماتے ہیں کہ اب قسم کھائیں کہ ولایت میں جو تجارت میاں محمود احمد کے نام سے چل رہی ہے وہ لاکھوں روپے کی ہے اور اپنے نام کرنے سے یہی مطلب ہے کہ اس کا نفع ذاتی مصارف و تصرف میں لائیں۔

میری سمجھ میں نہیں آیا کہ قاضی صاحب موصوف ایسے مطالبہ میں کیا بہتری سمجھتے ہیں۔ اصل بات جس سے قوم بے خبر تھی وہ صرف یہ تھی کہ اکثر لوگ یہ کہتے تھے کہ میاں محمود احمد صاحب قوم سے روپیہ لے کر اپنے نام پر تجارت نہیں کرتے۔ سو وہ بات غلط نکلی۔ قاضی صاحب نے قسم کا مطالبہ کر کے اس بات کی تو تصدیق کر دی کہ ولایت میں فی الواقع میاں صاحب کے نام پر تجارت ہو رہی ہے۔ اگر وہ لاکھوں روپے کی نہیں تو نہ سہی ۹۹ ہزار کی ہی سہی۔ روپیہ کی کمی بیشی سے اصلیت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ پھر تجارت میں نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی۔ یہ قسم کیسے کھا سکتے ہیں۔ کہ اس تجارت کا نفع میاں صاحب موصوف ذاتی مصارف میں خرچ کریں گے۔ یا دوسرے حصہ داروں یا اپنی خلافت کے حاشیہ نشینوں کی تنخواہوں پر خرچ کر دیں گے۔

انما الاعمال بالنیات۔ ایک طرف انجمن کا مقروض ہونا اور دوسری طرف میاں محمود احمد صاحب کے نام پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے قریب قیمت کی زمین کا رجسٹری ہونا ایسے انسان کے لئے جو میاں صاحب موصوف کو حرص اور حب دنیا سے پاک نہیں سمجھتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم کی زندگی میں جب میاں محمود صاحب کو بطور مصلح موعود کے پیش کرنے یا خلیفۃ المسلمین منوانے کی غرض سے انجمن انصار اللہ نے رسالہ اظہار حقیقت لکھا۔ اس وقت اس اعتراض کے جواب میں کہ میاں محمود احمد کے پاس بارہ سو روپیہ سفر خرچ سے بچ رہا تھا جس سے اخبار پیغام صلح کے مقابلہ میں اخبار الفضل جاری کیا گیا۔ اور انجمن سے جو روپیہ قرض لیا گیا وہ واپس نہ کیا گیا۔ یہ لکھا گیا تھا کہ

"جب تک چھ سال نہ گذر جائیں کسی کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ اس معاملہ کا تذکرہ زبان پر لائے"

کیا اس سے یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ جب انجمن پر مالکانہ قبضہ ہو جائے گا پھر انجمن کا حق نہیں رہے گا۔ کہ وہ میاں محمود احمد صاحب کی شخصیت کو چیک کرے (Check) اللہ رحم کرے میرے خیال میں چونکہ ۶ سال گذر چکے ہیں اس لئے اس معاملہ کو بالکل ناجائز طریق پر رفع دفع کر دیا ہوگا۔

مالی معاملات میں انجمن کا قبضہ ہونے کا صرف یہی مطلب ہوتا ہے کہ انجمن کا ہر ممبر چیک ہو سکتا ہے اور ہر ایک تحقیق جس پر اعتراض ہو پرکھی جا سکتی ہے۔ اور قوم کا مال نہایت عمدگی سے قومی ضروریات پر خرچ ہو سکتا ہے۔ اور نیز قوم میں وحدت بڑھ جاتی ہے۔ اور دنیا دار خود غرض لوگ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اور جماعت کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ فرقے اور امام بن کر نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا پر خوب عمل درآمد ہو سکتا ہے۔ لیکن کسی جماعت میں خاص خاص شخصوں کا مقابلہ کر کے جماعت کو منقسم کر دینا اور فرقہ بندی پیدا کر کے وحدت کو پاش پاش کر دینا یہ یزید پرستی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یزید کی خلافت نے اسلامی جمعیت کا ایسا استیصال کر دیا کہ پھر وہ وحدت قائم نہ ہو سکی۔ اور ممکن نہیں کہ رجعت قہقری ہو۔ یزید کے پاس بڑا ہتھیار یہی تھا کہ وہ اپنے افعال کی تائید میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ اور امیر معاویہؓ اور حضرت عثمانؓ کو پیش کر دیتا تھا حالانکہ وہ حالات اور تھے اور یزید کے حالات اور۔ لیکن دوسروں کی غلطی کا سہارا لیکر اپنی ... پر قائم رہنا بھی ایک بھاری عیب ہے۔

لا تکن کصاحب الحوت۔

مجھے میاں محمود احمد صاحب اور ان کے ساتھیوں قاضی اکمل وغیرہ پر سخت افسوس ہے کیا وہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ

حضرت مسیح موعود نے کہیں یہ لکھا ہوا ہے کہ ان کی نبوت اصلی نبوت ہے نہ ظلی۔ پس ان کا یہ لکھنا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعوےٰ کر دیا اور ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے غیر نبوت کا۔ کس قدر جرات ہے میں اگر کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ تھے اور اس کی بنیاد اپنی رؤیا قرار دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود دوسرے مسلمانوں کی دلجوئی کرنے کے لئے اپنی نبوت سے انکار کر دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ میری نبوت آنحضرت صلعم کی ظل ہے۔ نہ کہ اصلی نبوت۔ اور مجازی ہے نہ کہ حقیقی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۵ مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۶۲ء نمبر ۹۱

خطبہ جمعہ

فرمودہ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء

فضائل صیام شہر رمضان

اللھم ابلغہ منا السلام واردد علینا منہ السلام

خداوندا پہنچا دے انکو ہماری طرف سے سلام اور انکی طرف سے ہمیں سلام پہنچا

اللھم صل علیٰ محمدن النبی عدد من صلے علیہ من خلقک

خداوندا درود بھیج پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم بقدر ان لوگوں کے اپنی خلق سے جنہوں نے درود بھیجا

وصل علیٰ محمدن النبی کما ینبغی لنا ان نصلے علیہ

اور درود بھیج پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ ہمکو چاہئے کہ آپ پر درود بھیجیں

وصل علیٰ محمدن النبی کما امرتنا ان نصلے علیہ

اور درود بھیج پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا تو نے ہمکو حکم دیا کہ ہم انپر درود بھیجیں فضائل خاتم النبیین کے بے شمار ہیں جو اس صیغہ درود شریف سے بھی ثابت ہوتے ہیں جو عدد من صلی علیہ من خلقک سے ثابت ہوتے ہیں اور کما ینبغی لنا ان نصلے علیہ سے ظاہر ہیں اور کما امرتنا ان نصلی علیہ سے واضح ہوتے ہیں قرآن مجید میں جو خاتم النبیین پر نازل ہوئے جسقدر احکام ارشاد فرمائے گئے ہیں انکے اسرار اور مصالح بھی اسقدر ہیں کہ شمار میں نہیں آ سکتے چنانچہ ایک حکم روزہ کا ہے

مفسر نیچر کی خطا

جو کتب علیکم الصیام اور فلیصمہ سے واضح ہے۔ مگر افسوس کہ مفسر نیچر صفحہ ۲۳۱ میں لکھتے ہیں "عرب کے لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کو دیکھتے تھے کہ خدا کو خوش کرنیکے خیال سے اور اپنے پیغمبر کی پیروی کی نظر سے روزہ رکھتے ہیں آنحضرت صلعم نے بھی اس رسم کو جاری رکھنے کی اجازت دی" انتہی ملخصاً اور جملہ بدنی ریاضتوں کی نسبت صفحہ ۲۳۰ میں ہے "غرضیکہ تمام جسمانی ریاضتوں کا اسی غلط خیال پر رواج ہوا ہے۔ وہ یہ کہ انسان کی آسائش سے بسر کرنی خدا کو پسند نہیں اور یہ ایک عجیب خیال تھا" انتہیٰ ملخصاً

جواب

روزہ نوافل اور روزہ فرض کی نسبت جو فضائل کتاب و سنت میں وارد ہوئے ہیں انکا تو شمار ہی اس جلسہ مختصر میں نہیں ہو سکتا لیکن دلائل نقلیہ کے علاوہ براہین عقلیہ بلکہ مادیہ و تجربیہ سے بھی ہیں روزہ کے خواہ رمضان شریف کے فرض ہوں یا نوافل دیگر ماہ کے جیسے ستہ شوال وغیرہ ہر ماہ قمری میں تین روزہ رکھنے آئے ہیں علاوہ ستہ شوال وغیرہ کے انسے بھی بہت بڑے بڑے فضائل روزہ کے ثابت ہوتے ہیں جو کسی قدر ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں اول تنقیہ بدن اور خشک یا تحلیل ہو جانا ان رطوبات فاسدہ کا جو باعث امراض مہلکہ یا غیر مہلکہ کی ہوتی ہیں اطبا و نیز غیر اطبا پر واضح ہے کہ انسان کی ترکیب دو چیزوں سے ہے۔ یک تن کہ جو خاکی و فانی ہے اور دوسری روح جو سماوی ہے اور ابد الآباد کیلئے پیدا کی گئی ہے اور یہ تو واضح ہی ہے کہ ہر ایک شئے کی رجوع اپنی اصل کیطرف ہوا کرتی ہے۔ کل شئی یرجع الی اصلہ۔ بدن انسان چونکہ خاکی ہے اسکی رجوع عنصر خاک اور مادیات کیطرف ہے اور روح انسانکی رجوع جو آسمانی ہے رجوعات آسمانی کی طرف ہے۔ ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ۔ باز جوید روزگار وصل خویش۔ سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق ۔ تا بگویم شرح درد اشتیاق۔ اور یہ کشمکش اور اختلاف بدن خاکی اور روح آسمانی ہمیشہ واقع رہتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً حضرت خاتم النبیین نے نہایت اعتدال کیساتھ اس قدر کشمکش یا اختلاف کو بڑے عمدہ طریقہ عدل سے فیصلہ فرما دیا ہے اور وہ فیصلہ یہی روزہ ہے جو لوگ کہ ماکولات کے استعمال کرنے میں منہمک ہوتے ہیں اور اعتدال نہیں رکھتے اور غذاؤں کا استعمال زیادہ تر کرتے رہتے ہیں اور گوشت وغیرہ بھی زمین کی پیداوار ہی سے حاصل ہوتا ہے انکے اکل و شرب استعمال میں بے اعتدالیاں واقع ہوکر بدن میں اخلاط فاسدہ کے موجب امراض کی پیدا ہو جاتی ہیں ان کے لئے اقل درجہ ہر ماہ میں تین روزہ یا کچھ زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر فرمائے گئے جو سنت ہیں تاکہ بحکم حفظ ماتقدم کے جو طب کا ایک قاعدہ اور اصول ہے امراض ان کے پیدا نہ ہونے پاویں چنانچہ حدیث میں آیا ہے "صوموا تصحوا" یعنی روزہ رکھو تندرست رہو گے۔ اور قرآن مجید میں ارشاد ہوا (کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین) سبحان اللہ اس مختصر آیت میں کل قوانین طبیہ متعلقہ حفظ صحت کو ایک مختصر جملہ میں جمع فرما دیا ہے۔ اور دوسرے روزے فرض ہیں یعنی ایک مہینے کے سال بھر میں جس کی نسبت یہ ارشاد فرمایا (شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن) فضائل رمضان شریف کے بیان فرماکر (فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ) ارشاد کیا اور بصیغہ امر جو اصل میں وجوب کے واسطے ہوتا ہے فرض کر دیا یعنی سال بھر میں صرف ایک ماہ کے روزے رکھو کیونکہ سال بھر میں محتاط لوگوں سے بھی غذا ہائے خاکی میں کچھ نہ کچھ بے اعتدالی ہو ہی جاتی ہے جسکے سبب سے اخلاط فاسدہ پیدا ہوکر باعث امراض مہلکہ یا غیر مہلکہ کے ہو جاتے ہیں وہ ایک ماہ کے صیام میں خشک یا تحلیل ہو جائیں اور انسان امراض بدنی سے محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ

اللہ تعالیٰ کے احکام میں بڑے بڑے اسرار ہوتے ہیں ان میں سے رمضان شریف کا مہینہ اسلئے ریاضت صیام کیلئے معین فرمایا گیا کہ رمضان شریف مشہور ہجری میں سے نواں مہینہ ہے اور رمضان شریف کے روزوں میں ہجرت عالم سفلی سے طرف عالم علوی کے ہوتی ہے جو ایک طرح سے ایک نیا تولد انسان ہوتا ہے اور تولد ظاہری کی تکمیل بھی انسانکی شکم مادر میں نو مہینے میں ہوتی ہے اور قرآن مجید کا نزول بھی لوح محفوظ سے سماء دنیا بیت المعمور میں رمضان شریف ہی کے مہینے میں تدریج طے کرکے ہوا ہے یعنی سبع سموات اور کرسی عرش عظیم تو اسلئے تکمیل روحانی انسانکی بھی ازروئے تناسب کے نویں مہینے میں رکھی گئی جو رمضان شریف کے روزے رکھنے سے حاصل ہوتی ہے جو شب قدر میں رمضان شریف کی ۲۷ یا ۲۹ تاریخ کو اغلباً واقعہ ہوتی ہے اور مزید اسپر لطف یہ ہے کہ تکمیل صحت بدن کی اور اسکے علاوہ ہے جو تنقیہ بدن سے حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ صیام رمضان کی تنزیہ کل ممنوعات اور مناہی شرعیہ سے کیجائے۔ صدق اللہ تعالیٰ تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ہی حتیٰ مطلع الفجر سبحانہ ما اعظم شانہ عارف رومؒ فرماتے ہیں جو قواعد طبیہ میں سرایت اور صواب ہے یا حریص مبطن ہیچ مکن۔ انما المنہاج تبدیل الغذا ۔ یا مریض القلب جملۃ التدبیر تبدیل المزاج بعضے امراض جو مہلک ہوتے ہیں ان میں انسان مر بھی جاتا ہے مثلاً ہیضہ و تخمہ وغیرہ ع ہر کہ کاہ و جو خورد قربان شود ۔ ہر کہ نور حق خورد قرآن شود۔ سورۃ قدر میں تو حق ہی ہے جو فرمایا گیا ہے کہ (تنزل الملئکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ہی حتیٰ مطلع الفجر) جو شب قدر کے فضائل میں یہ سورۃ نازل ہوئی ہے۔

فائدہ دوم مشق و اکسرسائز

کون نہیں جانتا کہ ہر ایک کمال کے حاصل کرنے کے لئے نہایت درجہ کی مشقت اور محنت کرنا ضروری ہوتی ہے دیکھو اسکولوں کالجوں اور مدارس کے طلبا کو کہ امتحانوں کو پاس کریں انکو کسقدر محنت شب و روز کرنی پڑتی ہے اور پھر بھی بعض طلبا اس محنت میں کامیاب نہیں ہوتے اور پھر دوبارہ از سر نو محنت اور جان فشانی کرنی پڑتی ہے تب جاکر کامیاب ہوتے ہیں حالانکہ یہ تمام کامیابیاں فانی اور زائل ہونیوالی اور لاشئ محض ہوتی ہیں کیونکہ بعض طلبا تو پاس ہونے کے بعد ہی فوت ہو جاتے ہیں اور پاس ہونیکا نتیجہ کچھ بھی ان کو نہیں ملتا بخلاف روزہ کے کامیابی کے کہ وہ ابد الآباد کیلئے موجب رحمت و آرام یعنی دخول جنت ہوتا ہے اور دنیا میں بھی سبب صحت و آسائش کا ہے (صوموا تصحوا) عارف رومؒ فرماتے ہیں ع باش در روزہ شکیبا و مصر ۔ دمبدم قوت خدا را منتظر ۔ ایں جہاد و صوم سخت ست و خشن ۔ لیک کی بہتر ز لعب ممتحن ...... اقرض اللہ قرض دہ زیں برگ تن ۔ تا بروید در عوض در دل چمن

تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ہی حتیٰ مطلع الفجر صدق اللہ تعالیٰ والاخرۃ خیر وابقیٰ۔ یہ آئیں جو حضرت اقدس نے بیعت کی شرائط میں سے ایک شرط بھی رکھی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا ہر ایک سال میں ایک ماہ کی مشق اور اکسرسائز سے یہ نتیجہ بھی حاصل کر سکتا ہے کہ تمام منکرات اور مناہی اور اسباب گمراہی سے بھی ۱۱ ماہ تک اجتناب کر سکتا ہے کیونکہ جب تیس یا انتیس دن تک صائم کی یہ عادت دینی کہ امور مباحات سے بھی اجتناب کرنا ہے تو محرمات اور ممنوعات سے باقی ۱۱ ماہ میں پرہیز کرنا اسپر آسان ہو جاویگا اسی نکتہ کیلئے احکام صیام کے بعد (ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل) الآیۃ کلام مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے سبحان اللہ بحمدہ قرآن مجید کی شان بلاغت اس غلطی سے کسقدر بالا تر اور عظیم الشان ہے جس نے حکم اور فلیصمہ کو غلط یا افترا قرار دیا ہے نعوذ باللہ منہ

تنبیہ آں با حضرت تطبیق اختلاف کار فرما

اس کشمکش اور اختلاف کے امت محمدیہ میں طبقات مختلف اور متباین ہیں بعض ارواح اور ابدان خاکی ایسے ہوتے ہیں کہ انکا میلان طبعی تو اغذیہ پیداوار کے علو کیطرف ہوتا ہی نہیں و نعوذ باللہ منہ ولکنہ اخلد الی الارض کے مصداق ہو جاتے ہیں اور بعض کا رجوع الی السموات ہی ہوتا ہے جو روح آسمانی کیلئے ضروری ہے اور میلان الی الارض بھی ہوتا ہے جو بقاء جسم خاکی کیلئے ضروری سمجھا جاتا ہے اور بعض کا میلان سوائے صعود الی السموات کے اسفل کیطرف ہوتا ہی نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ابیت عند ربی ہو یطعمنی و یسقینی جسکا نظارہ عرفاء عظام اور صوفیاء کرام میں مثل شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ دیکھا جاتا ہے عارف رومؒ فرماتے ہیں

اے برادر گر خوری تو نان نور ۔ خاک ریزی بر سر نان تنور

لب فرو بند از طعام و از شراب ۔ سوئے خوان آسمانی کن شتاب

گر ز شیر دیو تن را وا بری ۔ در فطام او بسی نعمت خوری

لیکن حضرت خاتم النبیین نے ان جملہ طبقات و درجات اولیاء کی دین اسلام میں رعایت فرماکر احکام مختلفہ صادر فرمائے ہیں شیخ شیراز نے خوب کہا ہے۔ بلغ العلیٰ بکمالہ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہ ۔ حسنت جمیع خصالہ ۔ صلوا علیہ وآلہ ۔ لیکن روح مطہر اور مقدس آپکے جامع کمالات تو وہ ہے جس کی نسبت کہا گیا ہے کہ ع لا یمکن الثناء کما کان حقہ ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اس امر کو ملحوظ رکھا جاوے تو جسقدر اختلاف احکام ریاضت اور عبادت میں سختی اور آسانی میں امت محمدیہ یا احادیث میں نظر آتا ہے وہ سب رفع ہو جاویگا۔ کہ وہ اختلاف احکام طبائع امت محمدیہ کے اختلاف درجات پر متفرع ہے دوسرے کیونکہ شریعت اسلام تو از روئے زمانہ قیامت تک ہے اور از روئے مکان تمام ممالک یورپ امریکہ و جاپان و فرانس و یونان وغیرہ کو شامل ہے سبحان اللہ دین اسلام کے احکام ابدال اقطاب مجددین عوام و خواص

مومنین وغیرہم سب کو شامل ہے تفسیر اجیب دعوۃ الداع اذا دعان جو آگے اس کے ہے مراد اس سے یہ ہے کسی کو جواب اس طرح پر اللہ کیطرف سے دیا جاتا ہے کہ دعا قبول کیجاتی ہے اور کسی کو حسب درجات کے بالمشافہ سلام و کلام کیساتھ جواب ہوتا ہے عارف رومؒ فرماتے ہیں ع

معدہ را بگذار و سوئے دل خرام ۔ تا کہ بے پردہ ز حق آید سلام

چوں ملک تسبیح حق را کن غذا ۔ تا رہی ہمچوں ملائک از اذیٰ

چونکہ علم ازلی میں یہ امر مقرر ہو چکا تھا کہ امت محمدیہ میں ابدال بھی ہونگے اور غوث و اقطاب بھی اور مجددین بھی اور عوام دراہم مومنین بھی اور ممالک یورپ و امریکہ وغیرہ میں بھی اسلام داخل ہوگا کیونکہ دین اسلام عالمگیر مذہب تھا اس لئے ان سب کے احکام ریاضت و عبادت مختلف بیان فرمائی گئی سبحانہ ما اعظم شانہ۔

فوائد روزہ کے جو ہر ایک کے ہیں

سیری شکم سے جو انواع انواع کے امراض پیدا ہوتے ہیں اور روزہ ان اخلاط فاسدہ کا خشک یا تحلیل کرنیوالا ہے جو اعادہ صحت زائد کا سبب ہو جاتا ہے خاکسار نے بعض دیہات میں مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں کے باشندے علاج امراض واحدہ کا فاقہ سے کیا کرتے ہیں جسکو وہاں کے لوگ لنگھن کہتے ہیں اور روزہ میں امساک بھی عن الطعام والشراب ہی ہوتا ہے اور مزید لطف اسپر یہ ہے کہ صیام میں امساک عن الجماع بھی داخل کر دیا ہے۔ سر اس میں یہ ہے کہ جماع سے ضعف ہو جاتا ہے اسلئے اس سے بھی روک دیا گیا تاکہ روزہ میں ضعف زیادہ نہ بڑھنے پاوے۔ اور ظاہر ہے کہ بموجب حدوث امراض کے مریض کو بحالت تخمہ یا تپ یا ہیضہ وغیرہ جو سیری شکم سے ہوتے ہیں کسقدر دکھ سہنا پڑتا ہے جس کا بیان بھی نہیں ہو سکتا عارف رومؒ فرماتے ہیں ع چوں چہ پا بر گست روز و شب ازاں ۔ شاخ جاں در برگ ریز است خزاں ۔ رنج جوع اولیٰ بود خود زاں علل ۔ ہم بلطف و ہم بخفت ہم عمل۔ اگر قطع نظر بھی کی جاوے ان بیماریوں سے جو شکم سیری سے پیدا ہوتی ہیں۔ سستی اور کاہلی وغیرہ جو سیری شکم سے پیدا ہوتی ہے وہ کیسی بری چیز ہے جس سے حضرت خاتم النبیین نے پناہ مانگی ہے عارف رومؒ فرماتے ہیں ع آدمی القمہ دخورد وہ شد ۔ جوشش فکرت ازاں افسردہ شد۔ پھر انسان کو بعد آجانے دستوں وغیرہ کے بدل ما یتحلل کی جستجو کی فکر ہو جاتی ہے جو اکثر عمر اس کی انہیں تفکرات میں کٹتی ہے ع ہر زماں می درد ایں دلق تنت ۔ پارہ بر دوزے ہمی از خوردنت ۔ اے ز نسل پادشاہ کامگار ۔ باخود آ زیں پارہ دوزی ہوش دار۔ ہمارے مسیح موعود کو ابتدا میں بکلف نو مہینے کے اندر بڑی بڑی ریاضتیں صیام و نہایت کم خوری فرمائی ہیں جنکے سبب آپ کو ایک روحانی و نورانی رؤیا میں دکھلائی گئی تھی جسکا ظہور آپ دیکھ رہے ہیں کہ کسقدر الہامات آپ پر نازل ہوئے جو دیگر اولیاء امت میں کم نظر آتے ہیں۔ اور وہ اکثر پورے بھی ہوگئے اور ہوتے جاتے ہیں اور ہونگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یورپ وغیرہ میں ہمارے احباب نے شاہجہان مسجد نے اسلام کا جھنڈا قائم کر دیا جو صدہا انگلش مین اور بڑے بڑے لارڈ حضرت خواجہ صاحب کے ہاتھ پر دین اسلام میں داخل ہوئے۔ اور نماز جمعہ و عیدین اور نماز پنجوقتہ مسجد ووکنگ میں مع اذان ادا کی جاتی ہے جو حضرت کی عین دعا اور آرزو تھی جو ازالہ وغیرہ میں لکھا ہے اور تحریر کی گئی ہے۔ اور کتب متعددہ حضرت اقدس کی تصنیف حقائق و معارف اسلام کے بیان میں تمام دنیا میں شائع ہو چکیں اور تمام قرآن مجید انگریزی میں معہ تفسیر اور نوٹوں کے مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت مطبوع ہو کر دنیائے یورپ امریکہ وغیرہ میں شائع ہو رہا ہے اور رسائل و کتب خطبات جمعہ و عیدین تائید دین اسلام کیلئے اسپر علاوہ ہیں الحمد للہ غرضیکہ سب کچھ دنیا بھر میں شائع و ذائع ہو رہا ہے یہ انہی ایک روحانی و نورانی کا ظہور ہے عارف رومؒ فرماتے ہیں ع تحفہ بالنور کن مثل البصر ۔ وافق الاملاک یا خیر البشر ۔ چوں ملک تسبیح حق را کن غذا ۔ تا رہی ہمچوں ملائک از اذیٰ ۔ مقابلہ میں ۔ سبحان اللہ روزہ اور بھوک کی ریاضت میں کسقدر اللہ تعالیٰ کے انوار ہیں پھر کسی محروم انوار کا ریاضت روزہ کو تحقیر کرنا کسقدر بدبختی اور محرومی ان انوار سے ہے جو روزہ سے حاصل ہوتی ہے۔ سبحانہ ما اعظم شانہ۔ پھر اسپر لطف یہ کیسا ہے کہ تمام لذات ہر ایک غذا کی تب ہی محسوس و معلوم ہوتی ہیں کہ جب انسان کو بھوک لگی ہو اور بہت لگی ہو اور شکم سیری کی حالت میں کوئی غذا لذیذ نہیں معلوم ہوتی۔ عارف رومؒ فرماتے ہیں ع گفت جوع از صبر چوں دوتا شود ۔ نان جو در پیش از حلوا شود

جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ۔ چونکہ مرض اور سفر میں روزہ نہایت شاق ہو جاتا ہے اور بعض امراض میں روزہ رکھنا مرض میں زیادتی پیدا کر دیتا ہے اس لئے رخصت کیلئے اللہ جل شانہ خود ارشاد فرماتے ہیں اور اجازت افطار کی دیتے ہیں۔ ومن کان منکم مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ ماہ رمضان کا وقوع شدت گرما میں ہو یا کسی اور موسم میں مگر ان روزوں کی ادا اور قضا ایام سرما میں بھی ہو سکتی ہے جو غنیمت بارد ہوتے ہیں سبحان اللہ کسقدر آسانی امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی ہے کہ یہ نہیں فرمایا گیا کہ صیام گرما کے بدلے میں ایام گرما ہی میں ان کی ادا کی جاوے مطلقاً مریضاً فرمایا اور سفر بھی مطلقاً جس میں اجتہاد کو گنجائش ہے اور اسلئے تفریع ارشاد ہوتا ہے کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر

(باقی دیکھو صفحہ ۳)

مراسلات

تکفیر اہل قبلہ

مرزا نذر علی صاحب پشاوری

جناب خلیفہ صاحب قادیان

بعض قادیانی احباب کو دیکھا ہے کہ وہ قرآن کریم
۔ :-
ذو المن الحق الحکیم السلم لست مومنا کے ہمراہ
تے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جوش نفسانیت ۔
ی کی طرف میلان پیدا کر دیا ہے ۔ اس واسطے وہ
سوچنے سمجھنے پر خدا کی آیات پر ٹھٹھا کرتے ہیں ۔ ورنہ
ید ضد اور دشمنی کہ چونکہ مولوی محمد علی صاحب
، آیت کو پیش کیا ہے اس لئے خدا کی جبروت اور
بھی کچھ ادب اور پاس نہ رکھا جائے ۔ یہ عجیب
ہے ۔

بھلا اگر خدا کا پاس نہیں تو کم از کم اپنے نبی اللہ کے
، ادب اور لحاظ تو رکھو۔ اگر مولوی محمد علی صاحب اس
پیش کرنے میں مجرم ہو گئے تو مسیح موعود کو کس الزام
رکھو گے ۔ جس نے خود بھی اس آیت کو اسی موضوع پر
اہے ۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے ۔ کہ جو اسلام علیکم کہے
تا فر مت سمجھو ۔ (انوار الاسلام صفحہ ۳۴)
محمد علی صاحب نے رد تکفیر اہل قبلہ جو کتاب
، ہر ایک احمدی کا فرض ہے اس کو پڑھے اور
احب کے مذہب اور مسیح موعود علیہ السلام کے مذہب
ت ہو ۔ تو ظاہر ہے کہ اس کو ہر ایک احمدی کو ترک
۔ ہم نہیں کہتے کہ مولوی محمد علی صاحب کی کتاب
س کو مان لو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جو حوالے مسیح موعود
ل اور فتاوی سے مولوی محمد علی صاحب نے
، ۔ ان کو مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے خود
در ان کا مقابلہ میاں صاحب کے اقوال سے کرو
مقابلہ جو بات حق ہو اس کو مانو ۔ آخر مسیح موعود علیہ
، مذہب کے خلاف کسی دوسرے کی بات کو تسلیم
، احمدی کو کس طرح شایاں ہے ۔ پھر یہ کوئی معمولی
سئلہ اجتہادی نہیں ۔ بلکہ کفر و اسلام کا مسئلہ ہے ۔
ا مسئلہ ہے ۔ اور بڑا عظیم الشان مسئلہ ہے ۔ آخر
عود علیہ السلام تمام عمر غیر احمدی ۔ بعض علماء سوء
فتوی کفر کی تردید کرتے رہے ۔ اور دلائل و براہین
، کو سمجھاتے رہے ۔ اور وہ دلائل کیا تھے ۔ یہی کہ
، کلمہ گو ہوں ۔ اہل قبلہ ہوں ۔ قرآن کو اپنی کتاب
ں ۔ اور شریعت اسلامی کے حرام حلال کا قائل ہوں
خاتم الکتب اور آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین تسلیم
ں ۔ جزا و سزا و ملائکہ وغیرہ سب ضروریات دین
ا قائل ہوں ۔ جو قرآن اور احادیث صحیحہ نبویہ
بت ہیں ۔ اور بعض غیر احمدی علماء خود دیکھتے تھے
آن پڑھتا ہے ۔ نمازیں پڑھتا ہے اور اسی قبلہ کی
ھتا ہے روزے رکھتا ہے حج زکوٰۃ سب ارکان
قائل ہے مگر پھر بھی کہتے نہیں یہ ظاہر کچھ اور باطن
کھتا ہے ۔ اور کافر ہے ۔ اب تم کیوں اسے احمدیو
بت میں مبتلا ہوتے ہو ۔ جس میں بعض غیر احمدی
مبتلا ہوئے اور خدا کے آگے وہ جواب دہ ہوں گے
دلائل پیش کردہ مسیح موعود سچے ہیں تو وہی دلائل
ول کی طرف سے تمہارے بالمقابل حجت ہیں ۔
ن کو تم کافر بناتے ہو وہ کہیں گے کہ اے لوگو
ملائکہ قرآن رسولوں اور کتابوں وغیرہ سب
عتقادات و ارکان عملی اسلام پر ایمان رکھتے ہیں
تو تم کس طرح کافر بناتے ہو ۔ کیا ہمارا سینہ تم
کر کے دیکھا ہے کہ وہاں کفر لکھا ہوا ہے ۔ یا
م کو بذریعہ الہام و وحی خبر دیدی ہے ۔ کہ ہم
ا بھلا تم اس کا کیا جواب دے سکتے ہو ۔
سیح موعود علیہ السلام نے سر الخلافۃ میں اسی کو
ے پیش کیا ہے کیا تم نے ہمارا سینہ چاک کر کے

دیکھا ہے وہاں کفر لکھا ہوا ہے ۔ پس اگر مسیح موعود علیہ السلام
کی وہ دلیل بالمقابل کفرین صحیح اور درست ہے تو
اگر احمدی اسی دلیل کو تم پر لوٹا کر سوال کریں کہ کیا
تم نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا ہے کہ اس میں کفر
لکھا ہے ۔ تو تم مسیح موعود علیہ السلام کے قائم مقام بن کر
اس کا کیا جواب دے سکتے ہو ۔ اور طرہ یہ کہ اگر وہ
لوگ مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب سر الخلافۃ نکال
کر تمہارے آگے رکھ دیں ۔ کہ آپ کے مسیح موعود صاحب
ہم پر اس دلیل کو حجت الزامی قرار دیتے ہیں ہم
انہیں کی پیش کردہ دلیل تم پر بطور حجت پیش
کرتے ہیں ۔ اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہو سکتا ہے
بھلا اگر تم دوسرے لوگوں کو کافر بناتے ہو
تو انصاف یہ ہے کہ پہلے اپنے اسلام کا سرٹیفکیٹ خدا کی
طرف سے بتلا دو ورنہ جیسا ان کا حال قلب اندھیرے
میں ہے تمہارا حال بھی اندھیرے میں ہے ۔ اور
ظاہری اعمال میں وہ اور تم برابر ہو ۔ یہ تمہارا اپنا
مزعوم ہے ۔ کہ تمہارے اعمال میں اخلاص ہے نہیں
ہرگز نہیں ۔ خدا کی تصدیق اور مہر اس پر پیش کرو
کہ واقعی خدا کے حضور تم مقبول ہو ۔ نرا دعوی لیس
شئی کا مصداق ہے ۔
تمہارا ایمان خود معرض خطر میں ہے ۔ ہم یہود کا دعوی
جس کی خدا تردید فرماتا ہے قرآن میں لکھا ہوا پاتے
ہیں ۔
نحن ابناء اللہ و احباؤہ ۔ لن تمسنا النار الا ایاما
معدودات ۔ قل اتخذتم عند اللہ عہداً فتمنوا
الموت ان کنتم صادقین ۔ پس ہم ان کے بول سے
عبرت پکڑتے ہیں ۔ اور تم ان کے نقش قدم پر چلتے ہو ۔
فای الفریقین احق بالامن ۔ وقالوا لن یدخل الجنۃ
الا من کان ھودا او نصاری ۔ تلک امانیھم
قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " قالت الیہود لیست النصاری
علی شئی وقالت النصاری لیست الیہود علی شئی
وھم یتلون الکتب ۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں تنبیہ فرمائی
ہے کہ جو لوگ ایک کتاب کے پڑھنے والے ہیں وہ
کس طرح ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں ۔ یاد رکھو
اور خوب یاد رکھو کہ کسی الہام سے اجتہاداً استنباط کرنا
کسی کے کفر کو ثابت نہیں کرتا ۔ محمد الرسول اللہ صلعم نے
کسی کو اجتہاداً کافر نہیں کہا ۔ جب تک قرآن کے
صریح وحی نے اس کے کفر کا حکم نہیں دیا تم نے یہ مسئلہ
پڑھ کر کیوں بھلا دیا ۔ المجتہد یخطی و یصیب اور اللہ
تعالیٰ نے خطاء فی الاجتہاد میں اس کے اپنے لئے تو
جواز کا حق رکھا ہے ۔ مگر تمہارے لئے ایک غلط مجتہد فیہ
تتبع کا کہاں حکم دیا ہے ۔ ذرا غور تو کرو تم کو کیا ہو گیا
ہے ۔ تقلید کورانہ کا ۔ اگ ۔ الاتیے الٹا تپے کس گڑھے
میں گر گئے ۔ شرائط بیعت میں ۔ طاعت فی المعروف پر
غور کرو ۔ محمد الرسول اللہ صلعم اور اس کے خلیفہ کے احکام
میں امتیاز قائم رکھو ۔ اور ہوشیار ہو کر اندھے پرست ہو
دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کے مصداق نہ ہو ۔
میں تعجب کرتا ہوں کہ ایک مجدد وقت امام زمان خود
کہتا ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی کافر یا
دجال نہیں ہو سکتا ۔ اور جس نکتے کے یاد رکھنے کی تاکید
وہ اپنی تمام قوم کو کر چکے تھے (یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے)
تریاق القلوب
اس قوم نے بلا وہ نسخہ بھلا دیا ۔ بلکہ سال ۱۹۰۷ء میں
خود بھی وہ نکتہ امام صاحب نے بھلا دیا ۔ اور طرفہ یہ
کہ حقیقۃ الوحی میں تناقض کو بھی قبول نہیں کرتے پھر اگر
تناقض نہیں تو مطابقت کس طرح ہے ۔ اس پر طرہ یہ کہ
وہاں تریاق القلوب میں کہتے ہیں (میں کسی کلمہ گو کا نام
کافر نہیں رکھتا جب تک میری تکذیب و تکفیر کر کے اپنے
تئیں خود کافر نہ بنا لیوے "۔
اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۵ میں لکھتے ہیں (پس میں اب بھی
اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا ۔ لیکن جن میں خود ان ہی کے
ہاتھ سے پیدا ہو گئی ہے ان کو کیوں کر مومن کہہ سکتا ہوں)
پھر اسی موقع پر حقیقۃ الوحی میں صفحہ ۱۶۳ حاشیہ میں لکھتے
ہیں ۔ (سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار
دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے ۔ اس لئے میری تکفیر کی
وجہ سے آپ کافر بنتا ہے) پھر اسی موقع پر حقیقۃ الوحی

صفحہ ۱۶۴ پر لکھتے ہیں (وہ خود اسبات کا اقرار رکھتے ہیں کہ
اگر میں مفتری نہیں تو مومن ہوں تو اس صورت میں
وہ میری تکفیر و تکذیب کے بعد کافر ہوئے ۔ اور مجھے
کافر ٹھہرا کر اپنے کفر پر مہر لگا دی)
اس کے بعد صفحہ ۱۶۵ حقیقۃ الوحی کی تمام عبارت غور سے پڑھو
اس میں مطابقت صاف اور آسان ہے ۔ کوئی مشکل نہیں
بات تو وہی قائم رہی کہ میرے دعوے کے انکار سے
کوئی کافر نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ ۱۶۵ حقیقۃ الوحی پر فرماتے
ہیں کہ اگر دوسرے لوگ ان مولویوں کے نام جنہوں نے
ایک مومن کو یعنی مجھکو کافر ٹھہرایا ایک اشتہار دیدیں
کہ یہ سب مولوی کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک
مسلمان کو کافر بنایا ۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لونگا ۔
اب اپنے ماننے کی کوئی شرط یہاں نہیں رکھی
صرف یہ فرمایا کہ جن مولویوں نے ایک مسلم کو کافر ٹھہرایا
ہے وہ چونکہ ایک مسلم مومن کو کافر قرار دینے سے خود
کافر ہو گئے ہیں (اہی کے مسلمات) تو اشتہار دیدیں اگر
وہ مجھکو واقعی مسلم سمجھتے ہیں اور مولویوں کے فتوی کو
غلط سمجھتے ہیں وہ مسلمان ہوں گے ۔ خواہ مجھکو نہ
مانیں ۔
الغرض اہل اللہ کے کلام کو سمجھنے والے بہت تھوڑے
ہوتے ہیں ۔ اگر واقعی مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب
حقیقۃ الوحی کی تحریر کے زمانہ میں بدل گیا ہوا تھا ۔ تو یہ
صاف فرماتے کہ ہاں تریاق القلوب میں تو میں نے ایسا لکھا
ہے ۔ مگر اب میرا مذہب تبدیل ہو گیا ہے اور میں کہتا
ہوں کہ میرے دعوے کے انکار سے ایک شخص کافر ہو
جاتا ہے ۔ اور اگر واقعی میاں صاحب کا یہ مذہب صحیح ہے
کہ تمام غیر احمدی کافر ہیں تو پھر مسیح موعود کا یہ فقرہ
(میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا) کونسے اہل قبلہ
اشخاص کے متعلق ہے ۔ جب تقسیمیں دو ہیں ۔ احمدی و
غیر احمدی ۔ احمدی مسلمان و غیر احمدی کافر تو مسیح موعود
علیہ السلام کا یہ فقرہ (میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا)
کونسے غیر احمدی لوگوں کے متعلق ہے ۔ میاں صاحب ہمکو
بتلا دیں ۔ ہاں میاں صاحب کا یہ بھی مضحکہ خیز طرز عمل ہے کہ
اس میں اہل قبلہ انکو قرار دیں ۔ اور حقیقی اہل قبلہ مفقود ۔ تو
تو گویا مسیح موعود نے تعلیق بالمحال کے طور پر فرمایا ۔ کہ اگر
حقیقی اہل قبلہ کوئی ہو تو ہم اس کو تو کافر نہیں کہتے ۔ مگر
یہ تو رسمی ہیں ۔ ان کو کہتے ہیں ۔
مگر دلیل میاں صاحب کی پھر بھی ناکمل ہوگی اور یہ کہ
حقیقی اہل قبلہ کا وجود غیر احمدیوں میں قائم کرنا ہوگا ۔ کیونکہ
حقیقی اہل قبلہ احمدی موجود ہیں ۔ مگر مسیح موعود علیہ السلام
ان کے متعلق یہ نہیں فرماتے ۔ بہرحال مخاطب اس کلام کے
غیر احمدی ہیں ۔ لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے انکی
وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے الخ ۔ اگر قادیانی احباب میں ذرا
بھی تعقل اور تدبر کا مادہ ہوتا تو اس عبارت سے سمجھ
جاتے کہ مسیح موعود علیہ السلام ضرور ایک غیر احمدی گروہ
کو مستثنیٰ فرماتے ہیں اور انہیں کو کافر سمجھتے ہیں ۔ جنہوں
نے مسیح علیہ السلام کو کافر اور مفتری قرار دیا (بموجب
مسلمات خود مخالفین) ۔ واقعی اہل اللہ کے کلام کے سمجھنے کے
لئے بھی ایک نور فراست کی اشد ضرورت ہے ۔ حقیقۃ الوحی
کی تمام عبارتوں سے پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام
الزام ہر قسم کا ان مولویوں اور ان کے متبعین پر
دیتے ہیں ۔ اس لئے کہ ان مولویوں اور ان کے متبعین
کے دو امر صادر ہوئے تھے ۔ ایک دعوے مجددیت یا
مہدویت و مسیحیت کا انکار دوم ایسے مدعی کو
کافر اور مفتری اور کذاب کا خطاب دینا اور اس پر
کفر کا فتوی لگانا ۔ اب غور کر کے دیکھو کہ جب تک بات
انکار دعوے تک منحصر تھی اور گو غیر احمدی جناب مرزا
صاحب کو مجدد یا مسیح موعود نہیں مانتے تھے تب تک تو مسیح
موعود علیہ السلام ان کے ہمراہ برابر نمازیں پڑھتے تھے اور
اہل اسلام کا معاملہ سب کے ہمراہ جاری تھا ۔ مگر جب انہوں
نے مسیح موعود علیہ السلام کو کافر اور مفتری علی اللہ کے خطابات
دئیے ۔ اور کفر کے فتوے شائع کئے ۔ تب سے نمازیں جدا
ہو گئیں ۔ پس مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں اسی
علت دوم پر زور دیا ہے ۔ کہ انکار کرنے والا مجھکو کافر
اور مفتری ٹھہراتا ہے ۔ وہ خود کافر ہو جاتا ہے ۔ اور یہ
مسئلہ بھی انہی غیر احمدی علماء کا ہے کہ مسلم کو کافر کہنے والا
کافر ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ مسیح موعود علیہ السلام وہاں تمام الزامی
جوابات پر کفایت کرتے ہیں ۔ (باقی دارد)

تازہ ترین خبریں

مصطفےٰ کمال پاشا کی فوجی طاقت

انگلو ایجنسی کے نامہ نگار روبانہ اطلاع دی ہے کہ بعض موثق ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا کے پاس اس وقت ایک لاکھ مسلح سپاہ ہے۔ اس کے علاوہ کافی تعداد میں احتیاطی فوج بھی ہے جس کو مسلح کیا جا رہا ہے۔ اسی تار میں بیان کیا گیا ہے کہ ترکوں نے ڈوکی شہر میں یونانیوں کو سخت شکست دی ہے۔ اور سات ہزار یونانی اس معرکہ میں مقتول و مجروح ہوئے ہیں۔ (المنتظم)

قفقاز سے ترکی کمکی فوج کی روانگی

آستانہ کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے کہ قرہ کاظم کبیر پاشا افسر اعلیٰ میدان قفقاز نے ۲۵ ہزار امدادی فوج یونانیوں سے لڑنے کے لیے مغربی اناطولیہ کی طرف روانہ کی ہے جو سمرنا کی طرف بڑھ رہی ہے۔

ترکی و یونانی جنگ

شاہ یونان کا بھائی مارا گیا

آستانہ کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ اناطولیہ کی جنگ میں پرنس انڈری شاہ یونان کا بھائی اور جنرل پلاپوبولوس مارے گئے۔ شہر بورجہ کے قریب یہ دونوں جنگ میں مصروف تھے۔ (الشواب تونس)

شامیوں کا حملہ فرانسیسوں پر

مقام لاذقیہ میں ایک اضطراب کی حالت پیدا ہو گئی ہے۔ ایک فرانسیسی افسر نے مقام مریزہ کے ایک ذی اثر شخص قتل کرا دیا تھا۔ رعایا اس پر بگڑ گئی اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر فرانسیسی سپاہ پر حملہ کیا۔ فریقین میں دیر تک تشباری ہوتی رہی۔ اضطراب برابر بڑھ رہا ہے۔ اور فرانسیسی حاکم اس کو دبانے کی تجویزیں کر رہا ہے۔ لیکن بے چینی میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوئی۔ اور حالت بدتر ہوتی جاتی ہے۔

ترکان احرار کے مطالبات

ترکان احرار نوری پاشا کی سرکردگی میں مطالبہ کر رہے ہیں کہ ترکی کو پوری سیاسی اور ملکی آزادی دی جائے انہوں نے اس قدر مزید مطالبات پیش کئے ہیں کہ ان سے وہ عہدنامہ جو کہ بکر سمیع بے نے لندن میں کیا تھا قریباً مسترد ہو جائے گا۔ ترکان احرار برطانیہ سے سخت ناراض ہیں۔ اور اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کرنل الینس ناروڈ الینس کا بھائی جسے اٹھارہ ماہ ہوئے قفقاز میں فوجی مہم پر بھیجا گیا تھا دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور سخت قید میں ہے۔ ترک خوش ہیں کہ اتحادیوں نے قسطنطنیہ۔ درہ دانیال۔ بحرہ مارمورہ وغیرہ کو جنگ ترکی و یونان میں غیر جانبدار قرار دیا ہے۔ فوری کے تقرر کے معنی یہ ہیں کہ انگورا میں احرار کا زور رہیگا۔

عدلی اور زاغلول پاشا کی نوک جھونک

زاغلول پاشا نے اعلان کیا ہے کہ میں نے حکومت مصر سے جو مطالبات احرار مصر کی طرف سے کئے گئے تھے اس کے متعلق وزرائے مصر سے میری گفتگو ہو رہی ہے۔ مگر کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوا۔ اس اعلان کے جواب میں عدلی پاشا وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ جو وفد مصر برطانیہ کو مصر اور برطانیہ کے آئندہ تعلقات پر بحث کرنے کے لئے جانا والا ہے۔ اس کے ممبروں کے تقرر کے سوا باقی تمام باتوں پر ان میں اور زاغلول پاشا میں اتحاد ہو چکا ہے۔ وزارت کوشاں ہے کہ سینسر اور مارشل لا کو اڑا دے۔ مگر اس کا دار و مدار عوام کی امن پسندی پر ہے صرف اختلاف اس امر کا ہے کہ زاغلول پاشا خود صدر وفد بننا چاہتے ہیں۔ اور عدلی پاشا اس کو وزیر اعظم کا حق بتاتے ہیں۔ نیز زاغلول پاشا چاہتے ہیں کہ صدر وفد جب چاہے گفتگو بند کر دے۔ مگر عدلی پاشا یہ حق تمام وفد کو دیتے ہیں۔ آخر میں زاغلول پاشا سے

پیش کی گئی ہے کہ وہ مل جائیں تو بہتر ہے۔ ورنہ انگلستان سے معاہدہ تو ضرور ہو کر ہی رہے گا۔

قبائل سرحد آپس میں لڑ رہے ہیں

سرحد پر خشک سالی کی وجہ سے لوگ سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اور آپس میں لڑ رہے ہیں۔ بونیر کے تمام گروہ ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں۔ آفریدیوں کے دو گروہ مدت سے لڑتے آتے تھے۔ ملاؤں نے اُن کی صلح کرا دی ہے۔ یہ صلح ہمیشہ دائمی ثابت ہوتی ہے۔ مگر اس مرتبہ ایک فریق نے ہفتہ کے اندر اندر دوسرے فریق کے دو آدمی قتل کئے۔ دوسرا فریق ملاؤں کے پاس مقتولین کے خون آلود کپڑے لے گیا۔ ملا غضبناک ہوئے۔ اور لشکر لے کر چلے۔ دوسرے فریق نے مقابلہ کیا۔ فریقین کا نقصان ہوا۔

لنڈی کوتل پر حملہ ہوگا

استاد مشرقی لکھتا ہے کہ انگریز جبراً خیبر ریلوے تیار کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ۶ یا ۷ ہزار آفریدی تیرہ کے قریب جمع ہوئے ہیں کہ لنڈی کوتل پر حملہ کریں

ضروری خبریں

لنڈن میں سین فینروں کی گرفتاریاں

لنڈن کا ایک تار مظہر ہے کہ ہفتہ کے روز لنڈن میں سین فینروں نے جو فتنہ و فساد کیا تھا اس کے سلسلہ میں اب تک ۶ مرد اور تین عورتیں گرفتار ہو چکی ہیں۔

خفیہ پولیس کی بھرمار

لندن میں خفیہ پولیس کے آدمیوں کی ۲۳ موٹریں بھری ہوئی آئی ہیں۔ اور یہ لوگ زیادہ اُن حصوں میں گشت کرتے ہیں جن میں آئرلینڈ والوں کے حامی رہتے ہیں۔ تین آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ سین فینر یہ گلے اس لئے کر رہے ہیں کہ اہل لندن پر دہشت طاری کر دیں۔

آئرلینڈ میں مزید جنگ

گذشتہ ہفتہ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آئرلینڈ کے کئی حصوں میں سخت جنگ ہو گئی ہے جس میں ۷ یا ۸ آدمی صرف کارک میں ہلاک ہوئے۔

اہل شام کا مطالبہ آزادی

اخبار اتحاد کا دمشقی نامہ نگار روبانہ اطلاع دیتا ہے کہ دمشق میں آل عینی کے ہاں ایک شاندار اجتماع ہوا جس میں شہر کے اکابر و اعیان شریک تھے۔ اور بالاتفاق قرار پایا کہ شام پر عثمانی یا حجازی حکمران کو قبول کرنے سے قطعی انکار کر دیا جائے۔ اور اس کا مطالبہ کیا جائے کہ شام کا حکمران شام ہی کے کسی شخص کو مقرر کیا جائے شام کی امارت صرف شام کے فرزندوں کا حق ہے۔ اجنبی کسی طرح امارت شام کے مستحق نہیں ہیں۔ ہمارا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ اس ہفتہ میں جو اہم واقعہ پیش آیا ہے۔ وہ فرانسیسی جنرل اور شامی ولنپ کی رؤسا کی باہمی ملاقات کا واقعہ ہے۔ جس کے نتیجہ کا رعایا بہت بے چینی سے انتظار کر رہی ہے۔ جنرل موصوف نے سب سے پہلے شام کے سابق وزیر اعظم جمیل بک اور موجودہ حاکم شام حقی بک عظیم سے ملاقات کی۔ پھر داؤد بک امامی مقامی انجمن کے رئیس سے گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد خبیب پاشا سعد اور امیر فواد اسلانی سے دے تک شامی معاملات و مسائل پر تبادلہ خیالات ہوا۔ (المنظم)

حلب کے قریب بدامنی

اخبار ارض کا بیان ہے کہ بعض قبائل نے حلب کے جنوب میں بے چینی پھیلا رکھی ہے۔ اور حالت امن کو برباد کر دیا ہے۔ فرانسیسی حاکم نے اس اضطراب اور بدامنی کو رفع کرنے کے لیے تین رجمنٹیں روانہ کی ہیں جن کا کمانیر جنرل جربو ہے۔

شاہزادہ آزاد کو ایک سال قید سخت

سیالکوٹ کا ایک تار مظہر ہے کہ شاہزادہ آزاد گجراتی کو جو کانگرس اور خلافت کے سرگرم کارکن میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ نے زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری نوٹس دیا کہ وہ چار ہزار کی ضمانت داخل کریں۔ یہ مقدمہ ۲۰ مئی کے روز صدر پال میں پیش ہوا۔ مسٹر فارمین نے تین ضلعداروں۔ ایک پنشن یافتہ ذیلدار اور ایک پولیس افسر پر سوال کئے گئے۔ شاہزادہ صاحب نے ایک تحریری بیان داخل کیا۔ انہوں نے ترک موالات کی پیروی کرتے ہوئے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ اور مجسٹریٹ نے ایک سال قید سخت کی سزا دی۔

ہولناک ڈاکہ

برہما کے شہر بوٹانگ میں ایک آدمی کے ہاں پانچ ڈاکو گھس گئے۔ ایک ڈاکو پستول لئے تھا۔ اور باقی چھروں سے مسلح تھے۔ یہ ڈاکہ سر شام یعنی ۹ بجے ڈالا گیا۔ ڈاکوؤں نے مکینوں کو خوب زنگ کیا۔ اور ۷ ہزار ۳ سو روپیہ اڑا لے گئے۔ مالک مکان کے ہاں چار ہی مہمان آئے ہوئے تھے۔ ڈاکوؤں نے انہیں پیٹا اور دکان کی خوب تلاشی لی۔

چوروں میں ترک موالات

الہ آباد میں ایک عجیب قسم کی چوری ہوئی۔ مسٹر بنیڈو جو وہاں کے بعض ممتاز لیڈران ترک موالات کے عزیز ہیں وہ اپنے ایک عزیز کے ہاں تقریب شادی میں گئے۔ اور ولائتی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ جس پر ان کے بعض دوستوں نے سخت اعتراض کیا۔ دو تین روز کے بعد جب ان کے ہاں چوری ہوئی تو چوروں نے ولائتی کپڑوں کے سوا اور کسی کو نہیں چھوا۔ بعد کو یہ معلوم ہوا کہ چوروں نے دوسرے روز صبح کو وہ کپڑے انہیں کے مکان کی پشت پر جلا دیئے۔

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول کامل پور

مقدمہ ۲۳ سال ۱۹۲۱ء

گوردت سنگھ نابالغ ولد سرمدیال سنگھ وراثہ تحصیل چکوال بمقابلہ محمد ولد سلطان راجپوت سکنہ کوڈر تحصیل فتح جنگ

۱/۲ حصہ ایک منزل حویلی

اشتہار بنام محمد ولد سلطان راجپوت سکنہ کوڈر تحصیل فتح جنگ۔

مقدمہ بالا میں درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے اور عدالت کو یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ ہذا بنام مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ ۱۵ جون ۱۹۲۱ء تک حاضر عدالت ہو کر پیروی نہ کرے اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

مہر عدالت

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۹۲۱ء | نمبر ۹۲

کلام الامام امام الکلام

تا نباشد عشق سودا و جنون
تا نباشیم از وجود خود بروں
تا نہ گردد پُر ز مہرش اندروں
تا نہ ہر بار آئی صد ہزار
کے نباشے تازہ بیچم از نگار
تا نہ پیزد ہر پر و بالے کہ ہست
مرغ ایں رہ را پریدن مشکل است
پر نسیبے آنکہ او نفس شد بباد
یار آزردہ دل اغیار شاد
از خردمنداں مرا انکار نیست
لیکن ایں رہ راہ وصل یار نیست
تا نباشد عشق سودا و جنون
جلوہ ننماید نگارے چگون
چوں نہاں است آں عزیز محترم
ہر کسے راہے گزیند لاجرم
آں رہے کہ عاقلاں بگزیدہ اند
از نگاہ روئے حق پوشیدہ اند

جواہر ریزے

ابدال کون لوگ ہوتے ہیں

دیکھو جس قدر تبدیلی کرتا جاتا ہے اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے حقائق قرآنی نہیں کھلتے جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں۔ تبدیلی کی وجہ سے اُن کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں شیطان کی حکومت کا استیصال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا عرش اُن کے دل پر ہوتا ہے پھر روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا وہ ابدال ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دست گیری کرتا ہے یہ سچی بات ہے۔ اور میں سچ بتاتا ہوں کہ چالاکی وعلوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا۔ اصل ذریعہ تقوےٰ ہی ہے۔ متقی کا معلم خدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر اُمیت غالب ہوتی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے اُمی بھیجا کہ باوجودیکہ آپ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا پھر آپ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے۔ جو دنیوی امور کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا۔ قرآن جیسی پاک کامل کتاب آپ کے لبوں پر جاری ہوئی جس کی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقوےٰ ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے۔ جس کے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ آپ کا اُمی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقوےٰ مطلوب ہے نہ دنیوی چالاکیاں۔

غرض قرآن شریف کی اصل غرض اور غایت دنیا کو تقوےٰ کی تعلیم دینا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ہدایت کے منشا کو پورا کر سکے۔ اب اس آیت میں تقوےٰ کے تین مراتب کو بیان کیا ہے الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح سے۔ یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے نہ خود سمجھتا ہے نہ سننے والے کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سیپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سر لگا کر پڑھ لیا۔ اور ق اور ع کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر کرے۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔ اگر یہ لوگ جو قرآن شریف کے قاف اور عین اور ض پر لڑتے جھگڑتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکفیر پر منہ کھولتے ہیں۔ نظام قرآنی کی قدر کرتے تو انی متوفیک ورافعک الیّ میں میرے ساتھ کیوں برسر پرخاش ہوتے۔ جب کہ وہ دیکھتے کہ قرآن شریف ایک ترتیب کے طور پر اُن واقعات کو بیان کرتا ہے جو خارجی طور پر اپنا ایک وجود رکھتے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ سوچنا چاہئے تھا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ قرآن شریف نے کہا کیوں۔ اسکی ضرورت کیا پیش آئی تھی؟

مسلم ہمعصر پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب
پرنٹر و پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا

تکفیر اہل قبلہ (گزشتہ سے پیوستہ)

حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں "اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے۔ تو اپنے مولویوں کا فتویٰ مجھے دکھلا دیں میں قبول کر لوں گا" پھر کہتے ہیں "جب کہ قریباً دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھہرایا اور میرے کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہی کے فتوے سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے الخ) حقیقۃ الوحی ص۱۲۰۔

حضور مسیح موعود علیہ السلام فداہ امی نے ہرگز اپنے اوپر بوجھ نہیں اُٹھایا بلکہ ایسے بوجھ اُٹھانے سے تحاشی کرتے ہیں دیکھو حقیقۃ الوحی ص۱۲۰۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے اس جھوٹ کو تو دیکھو .... گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۲۰) اس امر کی علت انشاء اللہ میں آئندہ چل کر مذہب اکابر اہل سنت جو کفر اور کافر کے متعلق مفصل ثبوت ہے۔

اور علامہ عبد الوہاب شعرانی نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں لکھی ہے۔ اور جس کا ایک ترجمہ حصہ میں نے پیغام صلح کے کسی آرٹیکل میں پہلے بھی لکھا تھا بتلاؤں گا۔

اگر تم ایک محقق ہو کر اس کفر و اسلام کی بحث کو حقیقۃ الوحی میں سے سب موافقات کو ملا کر دیکھو اور اُن الزامی نتیجے اور جوابات کے حقیقت پر نظر دقیق سے غور کرو تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مذہب نہیں کہ غلطی تاویل کی وجہ سے کوئی مسلم کافر ہو جاتا ہے۔ مگر اہل اسلام میں ایک گروہ علماء کا ایسا ہے اور اوّل بھی گذر چکا ہے جن کے بے اعتدال اور لا یعنی فتاویٰ سے اکابر اہل اللہ اور اولیاء عظام بچ نہیں سکے۔ اور اپنے اپنے وقت میں اُن علماء ظواہر اور کٹ ملاؤں نے اپنی زبان اور فتاویٰ کی تلوار ضرور اُن پر چلائی۔ بھلا مسیح موعود علیہ السلام کس طرح بچ سکتے تھے۔ جن کے متعلق بعض سابقہ اولیاء اللہ نے بھی خبر دے رکھی تھی کہ اُن کے زمانہ کے علماء اس پر فتاویٰ کفر لکھیں گے۔ اور بوجہ متبع قرآن ہونے کے اسکو اصحاب سے قرار دیں گے اور امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ سے اس کو اس صورت میں ایک مناسبت ہو گی اب سوال یہ ہے کہ یہ علماء کیوں ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی جو اہل اللہ اور اصحاب معرفت تاویل اور تشریح علم شہود کے حصول پر کرتے ہیں۔ اس وقت کے علماء ظواہر اس کوچہ سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اور ان کی تاویل کو خلاف ظاہر دیکھ کر جھٹ فتویٰ کفر لگاتے ہیں۔ اسی طرح مجدد صدی چہارم کی تاویلات بروزی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت جزئی وظلی کا دعوےٰ .... مہدویت بلا سیف کا منصب اور اُن اخبار وارادہ کی تاویل یہ سب اُن علماء سوء کو خلاف ظاہر معلوم ہوا جس پر فتویٰ کفر دیا پس اس کفر و اسلام کی بحث میں مسیح موعود علیہ السلام کے مخاطب وہی علماء ہیں۔ کیونکہ تمام اہل سنت کا یہ مذہب نہیں کہ تاویل پر کسی کو کافر ٹھہرایا جاوے۔ جیسا کہ آگے چل کر ہم مذہب اکابر اہل سنت سے یہ امر بتلائیں گے اور خود مسیح علیہ السلام کا بھی یہی مذہب ہے۔ کیونکہ وہ اکابر اولیاء اللہ ہیں۔ اور انہوں نے بہت سے آیات قرآنی و احادیث نبوی کو مؤول قرار دیا ہے اور اُن کی کتابیں اس پر شاہد ہیں۔ اور اُن کا قول بالکل حق اور صواب۔ اور اُن کی تاویل عین مغز اور لب قرآنی اور حقیقت احادیث نبویہ تھی۔ مگر علماء سوء جو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر گام زن ہوئے۔ ان سے ایسی ہی توقع تھی۔ اور جناب مرزا صاحب کی صداقت پر یہ بھی ایک زندہ شہادت ہے۔ کہ ان سے وہی معاملہ کیا گیا جو خدا کے برگزیدوں اور اولیاء اللہ سے ہمیشہ سے علماء ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں پس جناب مسیح موعود علیہ السلام جو سلطان القلم اور دلائل و براہین کے زندہ مجسمہ ہیں۔ وہ جو بار بار اسی پر زور دیتے ہیں کہ تم نے خود فتویٰ کفر دیا اور خود ہی اس بات کے بھی قائل ہو گئے کہ ایک مسلم کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ بات نہیں تو اپنے مولویوں کا فتویٰ دکھلا دو۔ کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔ میں اس کو قبول کر لوں گا۔ یہ سب الزام نہیں پر کئے جانے میں اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کا ہرگز یہ مذہب نہیں۔ کہ کوئی مسلم اہل قبلہ ہو کافر ہو سکتا ہو بلکہ جہاں کہا کہ اُن کے ہاتھ سے ان میں وجہ کفر پیدا ہو گئی یہ بھی ان ہی کے مسلمات پر کہا کیونکہ ان ہی کا یہ مسلمہ ہے کہ مسلم کو کافر کہنے والا کافر ہے۔ حالانکہ اہل سنت کا جو حقیقی اور معتدل گروہ ہے وہ ہرگز اس کا قائل نہیں جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہو گا۔

اب میرا خیال ہے کہ الیواقیت والجواہر سے اکابر اہل سنت کا مذہب بیان کر دوں۔ تاکہ معلوم ہو کہ میاں صاحب کا مسلک خلاف مسلک اہل سنت ہے۔ اور وہ انہی علما کے نقش قدم پر جنہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کو کافر ٹھہرایا ببیں تفاوت رہ از کجا تا بکجا۔

علامہ شعرانی الیواقیت والجواہر ص۱۲۴ جلد دوم

چوتھی قسم میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلعم کو سچا رسول تسلیم کیا ہے۔ اور جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ سے ملا ہے وہ اس کو سچ مانتے ہیں۔ لیکن باوجود اہل قبلہ ہونے کے مثل معتزلہ اور نجاریہ اور روافض اور خوارج اور مشبہ اور انہی کے مانند کے بعض ماجاء بہ النبی کی تحویل میں انہوں نے قضا کی ہے۔ پس آئمہ اہل اس امر میں دو فرقوں پر منقسم ہو گئے ہیں۔ اور سوال زیر بحث یہ واقع ہو گیا ہے کہ کیا غلطی تاویل میں مبتلا شخص تکفیر کی حد تک پہنچتا ہے۔ یا نہ۔

ایک گروہ اس طرف مائل ہوا کہ جس نے رسول کریم صلعم کے خلاف کیا۔ کسی چیز میں بھی جس کی آنحضرت صلعم نے خدا کی طرف سے خبر دی ہے۔ وہ آنحضرت صلعم مکذب ہے۔ اور تکذیب میں وہ شخص جو سرے سے منکر ہو گیا۔ صاف طور پر اور وہ شخص جو قال الرسول میں تاویل غلط کر کے مبتلا ہوا۔ دونوں تکذیب میں برابر ہیں۔ اور اسی واسطے یہ گروہ یہ اُن پر تکفیر کا حکم جاری کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اُن علماء نے اُن لوگوں میں جو ان میں سے حد غلو تک پہنچ گئے ہیں۔ اور اُن میں جو میانہ رو اور مقتصد ہیں۔ کوئی امتیاز نہ رکھا بلکہ سب پر یکساں فتویٰ لگا دیا۔ اگر ان علماء کی جنہوں نے ایسا کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور خدا کی اُس وسیع رحمت کو جس نے تمام اشیاء کو احاطہ کر لیا ہوا ہے بہت ہی تنگ کر دیا تھا۔ ورحمتی وسعت کل شیئ۔ جمہور علماء اور خلفاء نے ہرگز تبتع کبھی بھی نہیں کی۔ اور ہرگز اُن کے فتویٰ کے مطابق اس قوم کا خون نہیں بہایا۔ اور کبھی ان کے اموال کو مباح کیا۔ اور نہ اُن کے مطابق اُن کی ازواج کو لونڈی غلام بنایا بلکہ اُن سب پر احکام مسلمین جاری رکھے۔ حتی کہ آج اس زمانہ تک یہی عمل در آمد رہا اور چونکہ مسلمین کا نام ان پر صادق آتا تھا۔ اور اس نام کے مسمیٰ میں وہ داخل تھے اس لئے جمہور علماء اور خلفاء وقت نے اُن پر ان علماء کے فتوے کے مطابق کبھی حدود جاری نہیں کئے۔ اور وہ بیشک امۃ الاجابت سے ہیں۔ اور جو لوگ اُن کو کافر کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اور تعدی اور ظلم کے طرف مائل ہو گئے ہیں۔ ہاں ان کو فاسق اور خاطی اور بدعتی کہتے ہیں۔ اور جو لوگ و لوجر فضا ان کو کافر بھی کہ دیتے ہیں تو وہ اُن کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ان الفاظ سے اُن کے افعال واقوال کی قباحت۔ شدت اور غلظت کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے افعال واقوال میں گویا ایسی حالت میں ہوتے ہیں۔ کہ خطا فاحش اور بدعت شنیعہ کے کھلم کھلا مرتکب ہوتے ہیں گویا وہ اُن امور میں بشابہ بکفر یا اقرب بحل کفر دکھلائی دیتی ہیں۔ پس اُن پر کفر مجاز اً کہہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ قرآن ریا سے پڑھنے والا کافر ہے۔

یا جیسا کہ ایک بندے اور کفر میں حد فاصل ترک صلواۃ ہے۔ من ترک الصلواۃ متعمداً فقد کفر۔ یا جیسا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کہ دیتا ہے اسے کافر۔ تو وہ ایسا کہنے میں کفر کرتا ہے۔ یا جیسا کہ احادیث میں ہے۔ لا یزنی الزانی وھو مومن۔ اور اعلیٰ ہذا یہ سب امور آخر تغلیظ اور تشدید کے طور پر وارد ہوئے ہیں۔ نہ کہ اصلی طور پر۔ اور یہ عام محاورہ اہل کلام وزبان کا ہے۔ کہ ایک چیز کا اطلاق دوسری چیز پر بوجہ فی الجملہ شباہت کر دیتے ہیں۔ اور تفعیس اور تشریح کے وقت یہ کہنا اطلاق حکم حقیقی کا حادی نہیں ہوتا۔ .... اور جیسا کہ ایک شخص دوسرے اجنبی کو کہ دیتا ہے تو میرا بھائی ہے یا تو میرا بیٹا ہے۔ یہ کہنا علی طریق التعریف ہے۔ یا بوجہ اکرام و تعزیز کے ہے۔ اس کہنے کا یہ مقتضی نہیں کہ اس شخص کے مرنے پر وہ بیٹا کہ دینے سے اس کا وارث ہو جائے۔ یا اس کی لڑکیاں اور بہنیں اس پر حرام ہو جاویں۔ یا جیسا کہ ایک شخص دوسرے کو کہ دیتا ہے میں تیرا غلام ہوں یہ اعلیٰ معنی التواضع والطاعت کے ہے۔ اس کا یہ مقتضی نہیں کہ وہ واقعی اس کا غلام بن جاوے اور اس کو بیع و شری کر سکے۔ یا اس کو اپنی ملکیت سمجھے۔ (او ما ملکت ایمانکم)

اب غور کریں کہ یہ خوارج اور معتزلہ اور روافض کو بھی اسم مسلمین سے خارج نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ ایک فرد اہل سنت والجماعت کو بلکہ سردار اولیاء کو بلکہ سردار اولیاء حضور عالی جناب مسیح موعود علیہ السلام کو جو بار بار فرماتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ مراد یہ ہے۔ اور میری تاویل کے فلاں فلاں شواہد قرآن اور بینات اور احادیث اور اقوال سلف صالحین سے موجود ہیں۔ پس یہ ظلم اس وقت کے علما کا دیکھو کہ جب تاویل غلط اور خطا سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ تو جو شخص تاویل صحیح کرتا ہے اور اس کے شواہد اور نظائر کلام اہل عرب اور اہل حدیث اور اہل قرآن سے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔ وہ کس طرح کفر کا مورد ٹھہرایا جاتا ہے پس یہ اُن علماء سوء کا فعل غلط اور غلط تھا۔ اور جب یہ خود محاجین بدعوی تمام نہ رہا اور حاکم کے سامنے لکھ دیا کہ میں اس کو کافر اور دجال نہیں کہوں گا۔ گویا اپنے جھوٹے فتوے پر مہر لگا دی۔ انی مہین من اراد اہانتک۔

پس میں کہتا ہوں کہ کس طرح اس شخص کو کافر کر کے واجب القتل ٹھہرایا جاتا ہے۔ جو کہتا ہے کہ رب میرا اللہ تعالےٰ ہے اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نبی ہے۔ اور وہ جزاء و سزاء اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اقرآن کریم میں مومن آل فرعون کا قول نقول ہے۔ أتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ حضرت ابوبکر صدیق رسول کریم صلعم کی خلاصی کرانے کے وقت کہتے ہیں اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ۔ پس ایک موحد خدا کو ماننے والا کس طرح کافر قرار دیا جاتا ہے۔ جس کا تمام ماجاء بہ النبی پر ایمان ہے۔ پس مسیح موعود نے جہاں کہیں فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہ مسلمان نہیں وہاں یہی مطلب کہ وہ مسلمان نہیں اور متبع رسول نہیں۔ کیونکہ ان میں اعتقادی اور عملی بد یاں بہت پیدا ہو گئی ہیں کہ وہ کامل مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں رہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ چونکہ انہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا وہ کافر ہو گئے۔ اب فرض کرو کہ ایک شخص مسیح موعود کی بیعت کر چکا ہے۔ مگر عملی اور اعتقادی بدیوں میں بدستور مبتلا ہے۔ تو وہ قابل مجرم ہے اس کو مسیح موعود کا ماننا نجات نہیں دلا سکتا۔ دیکھو کشتی نوح

یہ تو پہلے متشددین کے گروہ کا حال ہے۔ البتہ دوسرا گروہ آئمہ کرام کا ہے جو تاویل کرنے والوں کی تکفیر سے سکوت اختیار کرتے ہیں۔ اور کسی کو کافر نہیں کہتے ہیں اور ایسے مؤلین کو ہرگز مکذب رسول نہیں سمجھتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اگر یہ مؤلین مکذب رسل ہوتے تو اُن کو تاویل طرف مائل ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اور وہ کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام کی تاویل میں مشغول ہوتے بلکہ اس سے اعراض کرتے۔ پس تو سمجھ لے کہ ضرور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا۔ اور اُن کو سچا سمجھا۔ تب ہی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی تاویل کی طرف متوجہ ہوئے ہاں یہ امر آخر ہے کہ تفسیر اور تاویل کے کرنے میں امر صواب کو نہ پا سکے۔ بلکہ غلطی میں پڑ گئے۔ پس ان کا حکم یہ ہے کہ وہ کفر سے بچ گئے اور خطاء تاویل سے بدعت میں پڑ گئے۔

فہرست چندہ ماہوار انجمن احمدیہ اشاعت اسلام شملہ بابت ماہ مئی ۱۹۲۱ء

موصولہ شیخ اللہ دین صاحب

(۱) مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے اسسٹنٹ میڈیکل برانچ　　عـه ۱۲ر
(۲) شیخ عبد العزیز صاحب کیمپ　　صہ ر
(۳) محمد لطیف صاحب　　للعہ ۹ر
(۴) محمد مخدوم اشرف صاحب (از زکوٰۃ)　　عـه
(۵) شیخ امیر الدین صاحب ملٹری ورکس　　صہ ر
(۶) مولوی عبد الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ (وعدہ سالانہ جلسہ)　　سہ ر
(۷) قاضی احمد علی صاحب افسر کیتھوجیل　　۱۴ر
(۸) شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ پریس　　للعہ ر
(۹) صوفی شمس الدین صاحب کیپا نیٹر　　عہ ر
(۱۰) شیخ تاج الدین صاحب کلارک انڈین ریڈ کراس سوسائٹی　　للعہ ۸ر
(۱۱) شیخ فضل الرحمٰن صاحب خلف الرشید شیخ رحمت اللہ صاحب　　صہ ر
(۱۲) شیخ امیر علی صاحب کلرک کامرس ڈیپارٹمنٹ　　ﷲ ر
(۱۳) شیخ اللہ دین صاحب کیپا نیٹر　　عہ ر

میزان کل　　عـه ۱۲ ۹ر

ہندوستان کی ہستی خبریں

بنوں ٹوچی کی سڑک پر حملہ

پشاور ۲۰ رمئی۔ ۷ مئی کو وزیریوں کی ایک جماعت نے جو غالباً وزیری لشکر کا ایک حصہ معلوم ہوتی تھی بنوں ٹوچی کی سڑک پر پے در پے تین حملے کئے۔ اور ٹم کے چار گھوڑے اور ۸ بیل پکڑ کر لے گئے۔ بنوں سے زرہ پوش موٹر موقعہ پر پہنچ گئی۔ اور انہوں نے تین حملہ آور زخمی
۷ مئی کی شب کو توری خیل کے وزیریوں اور مجاہدوں نے ایک مشہور رہزن راتی گاگی کی ماتحتی میں موضع عیدک پر جو ٹوچی میں واقعہ ہے چھاپہ مارا۔ جس سے دو مرد اور ایک لڑکی ہلاک ہوئی۔ موضع چھیگاکے باشندوں نے باہر نکل کر حملہ آوروں سے مقابلہ کیا۔ اور راتی گاگی کو مار ڈالا۔ ایک وزیری کو زخمی کر دیا۔ اور ایک تیسرے شخص زندہ پکڑ لیا۔

بخارا میں افغانستان کے خلاف سازش

کابل کے ایک اخبار نے بخارا کی ایک چٹھی چھاپی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخارا میں ایک افغانی انقلاب انگیز انجمن قائم ہوئی ہے۔ جس کا مقصد موجودہ حکومت افغانستان کو تہ و بالا کرنا ہے۔ مفرور ملزم افغان بدمعاش اور بخاری افغان انجمن مذکور میں شریک ہیں۔ جنہیں حکومت بخارا مدد دیتی ہے۔
جریدہ مذکور رقمطراز ہے کہ افغانستان نے آزادی و خود مختاری بخارا کے لئے اپنے فوائد کو اسلام اور اپنے بھائیوں کی خاطر قربان کر دیا۔ اب اگر بخارا خود مختار ہو کر افغانستان کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو کیا افغانان کی خالص دوستداری کا یہی صلہ ملنا چاہئے۔ اگر کوئی اور شخص سازش مذکورہ کا ذمہ دار ہو تو پھر بخارا کی آزادی کے کیا معنی ہوں گے۔

جدید افغانی فوج کے کمانڈار

پشاور ۱۷ رمئی۔ جمال پاشا نے وزیر حرب جناب جرنیل نادر خاں سے مشورہ کرکے افغانی فوج کی فہرست میں ترمیم کر دی ہے۔ اور ذیل کے فوجی افسر جدید تربیت یافتہ فوج کے لئے منتخب کئے ہیں۔
(۱) جرنیل شاہ ولی خاں برادر جرنیل نادر خاں جو جیش کے کمانڈار ہوں گے۔
(۲) جرنیل عبد الوکیل خاں جو افواج غزنی کے کمانڈار ہوں گے
(۳) برگیڈیر غلام نبی خاں جو مزار شریف سے حال ہی میں کابل پہنچے ہیں۔ اور (۴) برگیڈیر غلام جیلانی خاں سابق پولٹیکل افسر ڈکہ ڈویژنل کمانڈار ہوں گے۔

کوہستانی رنگروٹ

حاکم قندہار نے تقریباً چار ہزار رنگروٹوں کا ایک قسط بھیجی ہے۔ یہ لوگ غزنی اور قندھار کے کوہستانی قبائل سے بھرتی کئے گئے۔ جمال پاشا نے کابینہ میں ایک مسودہ قانون بھی پیش کیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ حکومت افغانستان فوج کی تنخواہیں اس طرح سے تقسیم نہ کرے جس طرح سے اب تک دستور چلا آیا ہے۔ کیونکہ فوج ہمیشہ تنخواہ کے بقایا میں پڑے رہنے کی شاکی ہے۔

قحط کا وبال

افغانستان میں امساک باراں کی وجہ سے میدانوں سے اکثر اشخاص اپنے کنبے پہاڑوں پر بھیج رہے ہیں۔ کہ وہاں پانی اور سبز چراگاہ آسانی سے ملنے کی امید ہے۔ حالانکہ حاکم جلال آباد نے ممانعت کر دی ہے۔ مگر پھر بھی خوجیانی اور ننگرہار کے لوگ آ کر خیبر ریلوے پر مزدوری کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افغانستان قحط سالی میں ان کا پیٹ نہیں پال سکتا۔ خوراک کی کمی ہے۔ اعلیحضرت امیر افغانستان نے ایک حکمنامہ جاری کیا ہے کہ صوبوں کے حاکم سامان خوراک کے تمام ذخائر جو متمول لوگوں کے پاس ہیں بحق حکومت ضبط کر لیں اور اُن کی برائے نام قیمت ادا کر دیں۔

خوراک کی پرچیوں کا طریقہ

افواہ ہے کہ بولشویکوں کی تقلید میں ایک تجویز زیر غور ہے۔ جس کے ماتحت لوگوں کو مقررہ خوراک کی پرچیاں ملا کریں گی۔ اس تجویز کو سردالعزیر بنانے کی کارروائی بھی شروع ہو گئی ہے۔ عوام اس سے متنفر ہیں۔ کہ حاکم جلال آباد کو مرعوب بنانے لیے کئی مظاہرے عمل آ چکے ہیں۔ اور غالباً یہ وعدہ بھی لیا جا چکا ہے کہ ننگرہار میں خوراک کی پرچیوں کا طریقہ متروک ہو جائے گا۔

پانی کے لئے لڑائی

سرحد افغانستان کے بعض حصوں پر پانی کی اس قدر قلت ہے کہ اس کے لئے لڑائی جھگڑے ہو جاتے ہیں۔ ابھی ابھی خبر آئی ہے کہ ایک مہمندی موضع میں دنیا فی پانی کی سہم سانی پر لڑ پڑے اور طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

سرکاری اطلاع

شملہ ۲۴ مئی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ وانا کے قریب ۲۱ و ۲۲ مئی کو وزیریوں اور انگریزی فوج کے درمیان چھیڑ گئی۔ غنیم کے تیس آدمی مارے گئے۔ اور بہت گرفتار ہوئے۔ جن میں سے بعد میں چار آدمی زخمی پائے گئے بجز صرف تین سپاہی زخمی ہوئے۔

نئے چیف سکرٹری کا تقرر

شملہ ۲۴ رمئی۔ مسٹر جی ایف ڈی مونٹ بشیری نے مسٹر کنگ سے چیف سکرٹری کے عہدے کا چارج لیا ہے

انڈین پریس ایکٹ کمیٹی

کلکتہ ۲۵ رمئی۔ سکرٹری انڈین ایسوسی ایشن نے مجلس قانون مطابع کے پاس ایک طویل یاد داشت بھیج کر قانون مطابع مجوزہ ۱۹۱۰ء اور قانون اخبارات مجوزہ ۱۹۰۸ء کو منسوخ کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

ٹرکی

یونانی مظالم کے نمونے

لنڈن ۱۸ رمئی۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ رقمطراز ہے کہ اتحادیوں کا ایک کمشن یونانی مظالم کی تحقیقات کر رہا ہے۔ اس نے تحقیقات کے بعد رپورٹ کی ہے کہ ہم نے جلے ہوئے دیہات دیکھے۔ لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور جن میں عورتوں کی لاشیں بھی تھیں۔ یہ تمام دیہات یونان کے ہیڈکوارٹر سے صرف چند میل دور تھے۔ ارزبان یہ کارروائی یونان اور آرمینیا کے بے قاعدہ سپاہیوں کی ہے۔ کمشن نے یونانی ڈویژنل کمانڈر کو تنبیہ کی ہے کہ اگر آئندہ اس قسم کے مظالم دیکھنے میں آئے تو تم ذمہ دار ہو گے۔ یونانی کہتے ہیں کہ ترکوں نے بے قاعدہ فوج استعمال کی ہے۔ لہٰذا ہم بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے بے قاعدہ فوج سے کام لیں گے۔

کرہ ارض کے مقناطیسی طبقے میں فتور

ہندوستان میں کثرت باراں کی توقع

لنڈن ۱۸ رمئی۔ کرہ ارض کے مقناطیسی طبقے میں جو گڑبڑ آج کل ہو رہی ہے اس کے متعلق سر آلیور لاج نے کہا ہے کہ اس مقناطیسی فتور سے سطح ارض سے برقی شعاعیں زیادہ پیدا ہوں گی جن سے تمام دنیا بالخصوص ہندوستان کی فصلوں کو فائدہ پہنچے گا۔ ہندوستان میں موسمی ہواؤں کو تقویت ملے گی۔ سردی بڑھ جائے گی۔ سطح سمندر سے بخارات زیادہ اٹھیں گے اور بارشیں کثرت سے ہوں گی۔

صوبجات متوسط میں خلافت کانفرنس

کھوراتی ۲۳ مئی۔ ڈاکٹر کچلو صدر خلافت کانفرنس صوبجات متوسط و برار بمبئی میل سے تشریف لائے جناب تاج الدین صاحب صدر مجلس استقبالیہ نے خطبہ صدارت پڑھا۔
آپ نے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنے صوبہ کے مختصر حالات اُن کے گوش گذار کئے اور ناگپور میں کانگرس کے انعقاد سے اب تک اہل صوبہ نے سیاسی میدان میں جو جولانیاں دکھائی ہیں اُن پر بھی تبصرہ فرمایا۔ چنانچہ اسی ضمن میں آپ نے اپنی گرفتاری اور اخبار تاج کی ضبطی کا بھی تذکرہ کیا۔ انہیں ان مصیبتوں کا شکار اس واسطے ہونا پڑا۔ کیونکہ انہوں نے لارڈ چیمسفورڈ کی آمد پر سیونی میں ہڑتال کرا دی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت کی اس تشدد آمیز حکمت عملی نے اہل صوبہ میں زندگی کی روح پھونک دی ہے۔ آپ نے ان انجمنوں کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے صوبہ میں سیاسی روح کو مردہ نہ ہونے دیا۔ پنڈت بشن دت کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے آپ نے محبان وطن کو مرحبا کہا جو حال ہی میں میدان عمل میں اُترے ہیں۔

امرتسر

امرتسر ۲۲ رمئی۔ ماد معوکنگی امرتسر کے غیر مسلم حلقہ کی طرف سے لیجسلیٹو اسمبلی کے امیدوار بنے ہیں۔ آج آپ کا نام امیدواری کے لئے قبول کر لیا گیا ہے۔ اہل شہر آپ کی کامیابی کے لئے دل سے آرزو کر رہے ہیں

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول لائل پور

نمبر مقدمہ ۲۲۲ سال ۱۹۲۱ء
سندر مل ولد رنباشی سنگ سکنہ خاص اجنالہ رجال زیر سکنائے ہارونی تحصیل ٹیک ۔۔۔ ۷۹۶
بنام سلطان شاہ نابالغ ولد گلاب شاہ پور نا اہلیہ عدالت سکنہ ہارونی
مقدمہ بالا میں درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمنات سے گریز کرتا ہے اور عدالت کو یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰ آگاہی مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ ۱۳ جون تک حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کرے گا تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جائے گی۔

مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۲۱ء

مہر عدالت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۱ء نمبر ۹۳

دلوں پر مہر لگ جانے سے کیا مراد ہے

اولم یھد للذین یرثون الارض من بعد اھلھا ان لو نشاء اصبنٰھم بذنوبھم ونطبع علٰی قلوبھم فھم لا یسمعون ۝

کیا یہ بات ان لوگوں پر صاف طور سے عیاں نہیں جو زمین پر پہلے باشندوں کے بعد آباد ہوتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں۔ تو ان کی خطاؤں پر ان کو دکھ دیں گے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے۔ پس وہ نہ سنیں گے سورۃ اعراف رکوع ۱۳۔ اللہ تعالیٰ اس آیت شریف میں ایک اٹل قانون کی طرف اشارہ فرماتا ہے جو ہر زمانہ اور ہر ملک کے ہر طبقہ کے انسانوں کے لئے یکساں حکم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی فطرت میں یہ قابلیت رکھی ہے۔ وہ نیکی پر عمل پیرا ہو جاوے اور اپنے نفس کو سنوار سکے۔ اسی واسطے ایک سلسلہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا قائم فرمایا۔ اور مکمل ہدایت سب لوگوں کے واسطے اتاری اب ہر شخص مجاز ہے خواہ نیکی پر چلے خواہ بدی پر چلے۔ اگر وہ نیکی کرتا ہے۔ فلاح پاتا ہے اور اگر گناہوں میں پڑ جاتا ہے۔ تو پھر کیا نتیجہ ہوتا ہے اس کا دل رفتہ رفتہ نیکی کی طرف سے بالکل پھر جاتا ہے اور بطور سزا کے اس کے تمام اعلیٰ جذبات فنا ہو جاتے ہیں۔ یعنی اس کا دل بدی کا اس قدر خوگر ہو جاتا ہے کہ نیکی اس کو اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ یہی قانون ہے جس کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے۔ یہی وہ مہر لگانا ہے۔ جسکا یہاں ذکر کیا گیا ہے "ہم مہر لگا دینگے" یعنی جب انسان اچھی عادتوں کو اختیار نہ کرے گا بدی کی طرف مائل ہوگا اور گناہوں میں زندگی بسر کرنے لگے گا۔ تو ہم نے قانون بنایا ہوا ہے کہ اس کے دل پر مہر لگ جاوے گی اور یہ مہر لگنا اس کے فسق و فجور کا لازمی نتیجہ ہے اس کی تیاری اس نے اپنی ہاتھوں کی ہوئی ہے اس نے خود ان قوتوں سے کام نہیں لیا جو ہم نے اس کو عنایت کیں تھیں۔ جو اس کو اعلیٰ منازل طے کرا کر تزکیہ نفس میں کامیاب کرتیں۔ گناہوں پر جسارت ہی مہر لگ جانے کی علت ہوا کرتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل ہر قسم کی اچھی بات کی طرف سے برگشتہ ہو جائے خدا تعالیٰ نے ہم کو ہاتھ دیئے ہیں اگر ہم بجائے استعمال کرنے کے ان کو اوپر اٹھائے رہیں اور مطلق حرکت نہ دیں۔ تو نتیجہ کیا ہوگا ایک دن ایسا آ جاوے گا۔ کہ ہمارے ہاتھ سوکھ جاویں گے یہی مہر لگنا ہے جو چیز خدا تعالیٰ نے ہم کو استعمال کے واسطے عطا کی تھی۔ ہم نے اس کو استعمال نہ کیا۔ تو بموجب قانون قدرت وہ شے زائل ہو جاوے گی۔ ہاتھ۔ آنکھ کان وغیرہ سب قوائے جسمیہ کا یہی حال ہے سب قوائے عقلیہ کا بھی یہی حال ہے پس اسی طرح خدا تعالیٰ نے ہم کو نیکی کرنے کی قوت عنایت کی تھی اگر ہم اس قوت سے کام نہ لیں گے وہ ضرور جاتی رہے گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر ہمارے دل پر مہر لگ جاوے گی خدا تعالیٰ ظالم نہیں۔ وہ نہیں چاہتا کہ کسی کے دل پر مہر لگ جاوے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی ہلاکت میں پڑے۔

وہ فرماتا ہے کہ قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا ہم خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان کرتے ہیں اور مہر بطور سزا کے ہمارے دل پر لگ جاتی ہے مہر کیا ہے؟ انسان کی اعلیٰ قوتوں کا زائل ہو جانا ان جذبات اور احساسات کا مردہ ہو جانا جو اس

ان کو عطا کئے گئے تھے۔ کہ تزکیہ نفس ہو زوال کی کیا وجہ ہے ان سے کام نہ لینا۔ ان کی بے قدری کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی تھی اب اگر بندہ اپنی حماقت سے ان نعماء کا استعمال نہ کرے ان کو پس پشت ڈال دے تو ضرور ہلاکت میں پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ ہم خواہ مخواہ ان کو دکھوں میں مبتلا کریں گے اصبنٰھم بذنوبھم مصیبت وارد کرینگے بوجہ ان کے گناہوں کے۔ یعنی ہم نے قانون بنایا ہوا ہے کہ جو کوئی ان نعمتوں سے فائدہ نہیں اٹھاوے گا لازمی طور پر ایک دن یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ ان نعمتوں سے محروم ہو جاوے گا۔ اور اس کا دل نیکیوں سے برگشتہ ہو جاوے گا۔ یہی مہر لگنا ہے۔ ان امور سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھی اچھی قوتیں عنایت کی ہیں۔ انسان برائی اپنے ہاتھوں کماتا ہے اور اس کا نتیجہ اس کے سامنے آتا ہے اب جب ایک انسان خدا کی ہدایت اور نیکی کو مرضی سے اپنے تئیں اس قدر دور ڈال دے گا۔ تو برائی اس کی طبیعت میں ایسی راسخ ہو جاوے گی کہ تم لاکھ سمجھاؤ وہ نہ سمجھے گا اس واسطے کہ وہ تو موقعہ ہاتھ سے دے چکا اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ فھم لا یسمعون وے دھیان نہ دیں گے۔ مہر تو لگتی ہی اس وقت ہے جب وہ ایمان ہاتھ سے کھو دیتے ہیں۔ اب یہ مہر فی الحقیقت خود ان کے اس کیفیت کی شناخت ہے کہ وے ان تمام قوتوں کو زائل کر چکے ان کے اس ارادہ کا نشان ہے کہ وے کچھ نہ قبول کرینگے۔ خواہ کیسی ہی نیک بات ان کو بتائی جاوے۔ مہر کا لگانا خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ علت العلل ہے مگر واضح رہے کہ خدا تعالیٰ اس وقت تک مہر نہیں لگاتا جب تک کہ انسان اپنی کو اس ہلاکت ابدی کے قابل نہ بنا دے قرآن پاک نے اس صاف اور صحیح قانون قدرت کو مختلف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے چنانچہ سورہ بقر کے پہلے رکوع میں بھی فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر مہر لگا دی ہے یہاں پر بھی وہی بات اللہ تعالیٰ نے کھول کر سمجھا دی ہے جس طرح آنکھ بند کر لو بلکہ نہ دکھائی دے گا کان بند کر لو۔ کچھ نہ سنائی دے گا۔ اسی طرح دل کی آنکھ بند کر لو کچھ سچائی نہ معلوم ہوگی۔ اگر ہم اپنے دل کو سچائی کی طرف سے پھیر لیں [illegible] جیسا کہ ہم آنکھ بند کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ خواہ ان ظاہری کے افعال پر نتیجہ مترتب ہو اور باطنی پر نہ ہو خدا نے ہم کو آنکھ دیکھنے کے لئے دی ہے ہم اسکو بند کر لیں یہ ہمارا فعل ہے اب اگر ہم اس کو کچھ عرصہ کے لئے بند کر رکھیں تو کیا ہم اس چیز کا غلط استعمال نہیں کر رہے کہ ہم کو وہ چیز اسلئے عنایت ہوئی تھی۔ کہ ہم اسے صحیح استعمال کریں اور فائدہ اٹھائیں۔ اگر غلط استعمال کرینگے کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسی طرح جو لوگ نیکی سے بھاگتے ہیں۔ اگر نیک صلاح دو اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے تو لازمی نتیجہ ہوگا کہ ان کی استعداد مردہ ہو جاوے گی اور ایک حالت ایسی طاری ہو جاوے گی جب دوا بیکار ہوگی۔ یہی مہر لگنا ہے فعل انسان کرتا ہے نتیجہ اس کا قدرت مرتب کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون کیوں کر بتا دیا ہے تاکہ لوگ ہدایت پاویں۔ فلاح پاویں۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو اپنے دلوں پر مہر لگوا چکے ہیں۔ مویشی سے تشبیہ دیتا ہے ان کے دل ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ آنکھیں ہیں پر دیکھتے نہیں کان ہیں پر سنتے نہیں وہ مثل چو پایوں کے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو ان کو انسان پیدا کیا تھا۔ اور وہ قواء محض ان کو عطا کئے تھے۔ کہ ان کو کام میں لا کر وہ ترقی کرتے مگر انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو بہائم کے درجہ پر پہنچا دیا۔

مجھے اس قدر افسوس ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ قرآن کریم کی یہ آیات مقدس بعض کوتاہ بین عیسائیوں کی نظر میں قابل اعتراض ہیں۔ وہ اپنی اس حرکت سے اس مقدس مضمون کے مصداق بن جاتے ہیں اور کچھ نہیں یسوع صاحب کا کہنا اگر انکو یاد ہوتا تو بھی غنیمت تھا۔ ان عقل کے اندھوں کو یہ خیال بھی نہیں آیا کہ ہم دوسرے کی آنکھ میں تنکا دیکھ رہے ہیں جب کہ اس سے بڑا تنکا ہماری آنکھ میں ہے خیر یہ گروہ ہو اور تو اولٰئک کالانعام کے ماتحت اپنی شقاوت قلبی سے حق کے قبول میں قاصر ہے میں ان عیسائی بھائیوں کے نفع کی خاطر جو ابھی عقل سلیم دکھانا چاہتا ہوں، تاکہ وہ دیکھیں اور سمجھیں کہ یہ تعلیم خود ان کی کتب مقدسہ میں موجود ہے اور غلط نہیں قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ قابل توجہ ہے اور محققین و مفسرین یورپ کے آرا اور تفسیر بھی پیش کرونگا۔ مقصد یہ ہے کہ وے لوگ خواہ مخواہ فضول گو بننے سے بچ جاویں گے۔ اور اگر انکو قرآن کی تعلیم غلط معلوم ہوتی ہے تو وہ پہلے ان فقرات کو کتاب مقدس سے نکال دیں۔ پھر اعتراض کریں ہم جواب دیں گے۔ مگر سردست تو الزامی جواب ہی کافی ثابت ہوگا۔ ملاحظہ لوقا کی انجیل باب ۸ درس ۱۰

"وے دیکھتے ہوئے نہ دیکھیں اور سنتے ہوئے نہ سنیں۔ کیمبرج گریک ٹسٹامنٹ مع تفسیر از پادری فرار ڈی۔ ڈی مطبوعہ کیمبرج ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۱۶ سطر ۳ و ۴

"چونکہ وے دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ اسی لئے ان کو یہ سزا دی گئی کہ قوت بصارت ان سے چھن گئی۔ روحانیات سے عدم توجہی کا لازمی نتیجہ بطور سزا یہ ملتا ہے کہ روحانی تاریکی دل پر چھا جاتی ہے" انتہی بلفظہ ملاحظہ ہو۔ ترجمہ تفسیر فرنچ پادری گوڈیٹ۔ مطبوعہ نیویارک ۱۸۸۰ء صفحہ ۲۳۶ و ۲۳۷

"جب کہ روشنی کی پہلی کرن کو قبول نہیں کرتا تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعد کی کرنیں بجائے روشن کرنے کے اندھا کر دیتی ہیں عمدا یہ نتیجہ مرتب کرتا ہے یہ ایک فیصلہ ہے (اس مجرم کے حق میں اس کے جرم کے موافق)" "سچائی ان سے پوشیدہ کی جاتی ہے جو اس کی خواہش نہیں کرتے" "خدائی مہر لگ جاتی ہے اور یہ مہر کیا ہے ایک سزا ہے" انتہی بقدر ضرورت

اور دیکھو خروج ۴: ۲۱ میں فرعون کے دلکو سخت کرونگا ریورنڈر۔ رابرٹ ٹک بی۔ اے یوں تفسیر کرتے ہیں "خدا نے فرعون کے دلکو پہلے پہل سخت نہیں کیا تھا وہ سختی تو اسکی نالائقی اور ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ تھا۔ خدا جانتا ہے کہ فلاں آدمی ہٹ دھرمی سے اپنے کو ہلاکت میں ڈالے گا مگر اس کا علم واقعات کو تبدیل نہیں کیا کرتا۔ محض اسکے جان لینے سے کہ فلاں شخص دوزخی ہے کوئی شخص دوزخی نہیں بنجاتا اپنی اعمال کے باعث انسان جنتی یا دوزخی ہوتا ہے

بشپ ورڈس ورتھ یوں رقمطراز ہے "خدا کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ میرے حکم سے سرتابی کریگا۔ اور میری نعمتوں کو ادا کریگا پس لازماً میں اسے سزا دونگا کہ اپنا فضل اس سے واپس لے لوں

بقول ڈوریٹ کہتا ہے کہ جس طرح آفتاب کی یکساں روشنی موم کو پگھلا دیتی ہے اور مٹی کو سخت کر دیتی ہے اسی طرح خداوند کریم کا فضل بعضوں کو نرم دل اور بعضوں کو سخت بنا دیتا ہے اور موافق انکی قابلیت ذاتی کے اپنا اثر کرتا ہے

غالباً ہمارے عیسائی بھائی اب ان حوالوں کو پڑھ کر کافی تشفی پا جاویں گے۔ ہماری انکی خدمت میں یہ عرض ہے کہ وہ شوق سے قرآن کریم کی اس تعلیم پر اعتراض کریں ہم وہی دلیل کریں گے جو ان پادریوں نے کی ہے سردست وہ ان تفاسیر کو غلط ثابت کر دیں بعدہ ہم اور بھی ثبوت دینے کو تیار ہیں اگر قرآن کی تعلیم قابل اعتراض ہے تو انجیل کی بدرجہ اولیٰ قابل اعتراض ہے جو تم تاویل کرتے ہو وہی ہم کئے دیتے ہیں لیکن عیسائیوں کو ساتھ ہی یہ بھی دوستانہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ پادریوں کے پھندوں سے نکل کر تحقیق شروع کریں۔ کیونکہ یہ وہ گروہ ہے جو خود بھی قعر ضلالت

مراسلات

تکفیر اہل قبلہ

از مرزا نذر علی صاحب پشاوری

جناب خلیفہ صاحب قادیان

نمبر ۳

گذشتہ سے پیوستہ

اور ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب سے اول تفریق اہل سنت میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے وقت میں واقع ہوئی۔ اور یہ وہی مخالف لوگ تھے جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سے خبر دی تھی۔ جیسا کہ فرمایا انہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے اُن کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا یہ لوگ کافر ہیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں یہ لوگ تو کفر سے بھاگتے ہیں۔ پھر کہا گیا کیا یہ لوگ منافق ہیں فرمایا نہیں منافق کی تو یہ شان ہے۔ لا یذکرون اللہ الا قلیلاً اور یہ لوگ تو خدا کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ کہا گیا پھر آخر یہ کس مقام پر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایک قوم ہے جو فتنہ میں مبتلا ہو گئی ہے۔ پس اس فتنہ میں وہ اندھے اور بہرے ہو گئے ہیں۔

خطابی نے کہا اسی واسطے ان کو حضرت علی نے کافر نہیں کہا کہ وہ آیات اور اخبار الرسول میں تاویل پر پنجہ مارتے تھے۔ اور تاویل کو دستاویز اور سند گردانتے تھے۔ اور حدیث یمرقون من الدین میں مراد دین سے اطاعت ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی یہ آیت ہے۔ ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک اے طاعتہ۔

(**نوٹ**) سبحان اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ایک کلمہ گو اور اہل قبلہ کو دائرہ اسلام میں شامل رکھنے کے احادیث کے الفاظ کی بھی تاویل کر دیتے تھے۔ یا اب ہم کس زمانہ میں ہیں کہ اصل محکم سے اغماض نظر کر کے اختلاف آراء اور دلائل مراعات سے ایک دوسرے کو کافر بنا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا)

فرمایا کہ عدم تکفیر متاولین۔ پر دلیل یہ ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور اس کلمہ کے کہنے سے اُن کے اموال اور جانیں اور خون محفوظ ہو گئے۔ اور اعمہ اس اصل صحیح کے جو نص صریحاً پایا جاتا ہے۔ ہمارے لئے بالمقابل اس کے از روئے نص کے یہ امر ثابت نہیں کہ تاویل میں خطا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (بس محکم کو چھوڑ کر متشابہ کو اختیار کرنا احق بالامن ارہیں) اور اگر خطا فی التاویل کفر ہوتا تو ضرور ادلہ شرعیہ نص اجماع اور قیاس صحیح سے اس کے لئے شریعت میں کوئی دلیل مذکور ہوتی۔ اور جب کہ ادلہ شرعیہ سے اس پر کوئی نص موجود نہیں تو بہرحال گروہ متاولین مسلمانوں میں شمار ہوں گے۔ اور ابو المحاسن رویانی وغیرہ علماء بغداد متفقہ طور پر اس امر کے قائل پائے گئے۔ کہ مذاہب اور فرق اسلامیہ سے کسی ایک کو بھی تکفیر نہ کی جاوے۔ اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فلہ مالنا وعلیہ ماعلینا (فتوسلم) اور امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ مسند مقاملہ سے سوال کئے۔ . . . . . .

اور وہ ہمیشہ ایسے لوگوں پر انکار کرتے تھے۔ جو اہل اہوا اور اہل بدعت کی تکفیر کا حکم لگاتے تھے۔ . . . فرماتے تھے کہ تحقیق وہ مسائل جو نظر عقلی سے بدعت معلوم ہوتے ہیں اُن میں پڑھنا ٹھیک نہیں۔ اسی طرح امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ اگر ہمارے میں سے کوئی شخص اس امر پر مصمم ارادہ کر کے طلب کرے کہ کسی قائل کی عبارت سے اس کی تکفیر کا ثبوت مل سکتا ہے۔ تو ہم ضرور اس کو کہیں گے کہ ایک ایسی بات کی خواہش ہے جس کا پورا ہونا محال ہے اس لئے کہ اس کا حصول بعید المدرک اور سخت مذہب ہے توحید کے جتر میں متشاذری کرتا ہے۔ اور جو شخص از روئے علم دقائق الامور کے منتہا تک نہیں پہنچا وہ دلائل تکفیر کو وثوق صحیح کے ساتھ حاصل نہیں کر سکتا۔ میں عبد الوہاب شعرانی کہتا ہوں کہ میں نے ایک سوال دستخطی تحریر شیخ شہاب الدین الاذرعی کا بطلب جواب بنام شیخ الاسلام شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ کو دیکھا ہے کہ کیا فرماتے ہیں ہمارے مولا اور سردار شیخ الاسلام اہل اہوا اور اہل بدعت کے تکفیر کے متعلق۔ انہوں نے جواب میں لکھا اے میرے بھائی مجھ کو اللہ تعالیٰ اس کے سمجھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ خبردار تو کبھی بھی مومنین کی تکفیر پر اقدام نہ کرنا۔ کیونکہ یہ بہت سخت مرحلہ ہے۔ اور ہر وہ شخص جس کے دل میں ایمان ہے وہ تکفیر اہل ہوا اور اہل بدعت کو بڑا عظیم امر سمجھے گا۔ کیونکہ جو شخص کسی انسان کو کافر ٹھہراتا ہے باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہے۔ تو گویا وہ یہ قرار دیتا ہے کہ آخرت میں قیامت کے دن وہ ابد الآبدین کی جہنم اور سزا میں مبتلا رہے گا اور اس دنیا میں اس کا قتل حلال ہے۔ اور اس کا مال لوٹ لینا مباح ہے۔ اور وہ کسی مسلم عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اور اس پر مسلمانوں کے احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ نہ اس کی زندگی میں اور نہ بعد اس کے مرنے کے۔ اور ایک مسلم کا قتل کر کے خاطی ٹھہرانا از روئے گناہ کے ارجح تر ہے۔ اس سے کہ ہزار کافروں کو قتل نہ کیا جائے۔ پھر وہ مسائل جن کی بنا پر مبتدعین اور اہل اہوا کو کافر ٹھہرایا جاوے بہت ہی دقیق اور غموض میں واقع ہوئے ہیں۔ بوجہ کثرت شعب اور دقت مدارک کے اور بوجہ اُن الفاظ کے مختلف القرئت اور مختلف معانی ہونے کے۔ اور پھر اُن الفاظ کے کہنے والوں کے حالات میں بھی تفاوت ہے۔ اور اس امر کا بھی محتاج ہے کہ اس میں حق الامر پر احاطہ ہو جاوے۔ اور وجوہ خطاء کے تمام اقسام کی معرفت حاصل ہو جائے۔ اور تاویل کے تمام شرائط اور حقائق پر اطلاع مل جاوے۔ اس کے ہر موقع اور محل کے لحاظ سے ... اُن الفاظ کی معرفت حاصل ہو جو تاویل یا عدم تاویل کا احتمال رکھتے ہوں۔ اور یہ امر اس بات کو چاہتا ہے کہ لسان عرب میں تمام قبائل عرب کی بولیوں اور اُن کے حقائق اور مجازات اور اصطلاحات پر عبور حاصل ہو جائے۔ اور علم توحید میں اس کے دقیق امورات پر معرفت تام حاصل ہو جائے اور یہ ایسے امور ہیں کہ اکثر ایسے علماء کے لئے بھی ان کا حصول متعذر اور مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ چہ جائیکہ غیر علماء اشخاص کے لئے اور علامہ سبکی رحمۃ اللہ نے اس مسئلہ میں بڑی لمبی تقریر مگر نفیس ذکر کی ہے۔ پھر کہا ہے کہ تم سمجھ لو کہ اہل ہوا اور بدعت کی تکفیر محتاج ہے۔ دو امور پر ایک امر یہ کہ جو معتقد فیہ تحریر میں آ جائے۔ یہ امر ثانی الضمیر اس کا اور یہ بہت صعب اور مشکل امر ہے۔ کہ انسان کسی کے دل کی کیفیات سے پورا پورا مطلع ہو جاوے اور یہ کہ کیفیت قلبی خارجی امور سے اثر پذیر نہ تھی کیونکہ ایک انسان جب حاکم کے پاس پیش ہوتا ہے تو بوجہ اس کے کہ اس پر فتویٰ قتل لگنے والا ہے بمشکل صحیح بیان مطابق اپنی قلبی کیفیت کے پیش کر سکتا ہے۔ اور ایسے ہی وہ دلائل جو اس شخص کے دل میں ایسی حالت میں ہوتے ہیں۔ ان کو پورے قیام کے ساتھ پیش کر سکتا ہے۔ بوجہ خوف اور خارجی اثرات کے جو اس پر وارد ہوتے ہیں۔ پھر دوسرا امر یہ کہ ایسی صورت میں حکم لگانا کہ یہ امور کفر کے ہیں اس سے سخت تر ہے بوجہ صعوبت اور مشکلات علم کلام کے اور اس کے اشتباہ مدارک اور مواطن کے صحیح اور حق امر کی تمیز کرنا اس کے اور غیر کے باوجود اور کسی شخص کے لئے ان سب امور کے حاصل ہونے کے صحت ذہن اور ریاضت نفسی بھی ضروری ہے تاکہ وہ متقی ہو اور تعصب سے بھی بالکلیہ پاک ہو اور معرفت علوم شرعیہ سے بہرہ کامل رکھتا ہو۔ حد درجہ مجتہدین کے اختلافات کا بھی علم رکھتا ہو۔ اور اس زمانہ میں کسی عالم کے لئے ان سب امور کا حاصل ہو جانا بہت ہی مشکل امر ہے۔ اور دیکھو کہ جب ایک انسان کو کہا جاوے کہ تو اپنے نفس اور مافی الضمیر اور مختلف فیہ کا محاسبہ پورا پورا اور صحیح صحیح ظاہر کر دے اور لکھ دے اور اس کا نقشہ کھینچ دے تو ممکن نہیں کہ وہ ایسا کرنے میں خود بھی کامیاب ہو۔ تو پھر ایک غیر شخص مفتی کس طرح ایک شخص کے تمام حالات کو علم صحیح اور یقینی سے احاطہ تحریر میں لانے اور عبارت میں مقید کرنے میں قادر ہو سکتا ہے۔

پس ہر مومن باادب کے لئے مرجحیہ ہے کہ وہ کسی اہل ہوا اور بدعت کو کافر نہ کہے۔ حالانکہ اکثر ایسے بدعتی تحفہ ہوا نفسانی کے بندے وہی لوگ ہوتے ہیں جو عموماً جاہل اور عوام ہوتے ہیں۔ وہ دلیل کو کیا جانتے ہیں کہ وہ اُن کے اعتقاد کے متناقض ہے۔ یا موافق۔ ہاں وہ لوگ جو نصوص صریح کی مخالفت کریں۔ وہ نصوص جو کسی تاویل کی متحمل نہ ہوں۔ اور پھر ایسا شخص ضد عناد اور ہٹ سے اس غلطی پر قائم اور ہٹ کرے اس میں علماء کو تامل ہے۔

اسی طرح امام احمد بن زاہر سرخسی جو شیخ ابی الحسن اشعری کے خاص اصحاب سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب امام ابو الحسن اشعری کی وفات نزدیک ہوئی اور بغداد میں میرے گھر میں تھے تو حکم دیا کہ سب اصحاب کو جمع کیا جاوے۔ پھر وصیت فرمائی کہ اے دوستو تم گواہ رہو اس بات پر کہ میں کسی ذنب کی وجہ سے کسی اہل قبلہ کو ہرگز کافر نہیں کہتا۔ اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں تمام مسلمان اسی معبود واحد سے تمسک کرتے ہیں۔ اور اسلام ان سب کو شامل اور اپنے اندر جمع کرتا ہے۔ شیخ عبد الوہاب فرماتے ہیں کہ اے مخاطب تو دیکھ کہ کس طرح امام موصوف نے سب کو مسلمان کر کے مخاطب کیا۔ خاتمہ پر علامہ عبد الوہاب شعرانی ایک واقعہ نقل کرتے ہیں خبر دی مجھ کو میرے شیخ امام اور محدث شیخ امین الدین امام جامع الغمری مصری نے کہ ایک شخص کی کسی عبارت میں جو مسئلہ توحید کے متعلق تھی ایسی تحریری واقع ہوئی کہ ظاہر میں شریعت اسلامیہ کے مخالف تھی۔ پس بادشاہ کے سامنے ایک مجلس علماء منعقد ہوئی۔ اور وہ شخص پیش کیا گیا۔ اور علماء نے اس کے کفر کا فتویٰ دیدیا ہاں اس مجلس میں شیخ جلال الدین محلی حاضر نہ تھے جب وہ آ گئے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ کس نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا ہے۔ شیخ الاسلام صالح البلقینی اور اس کی جماعت اصحاب نے کہا کہ ہم نے یہ فتویٰ اس پر لکھا ہے۔

جناب شیخ جلال الدین محلی نے کہا تمہارے پاس کیا دلیل ہے اس پر ایسا فتویٰ لگانے میں۔ شیخ صالح بلقینی بولے کہ میرے والد شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی نے اسی قسم معاملہ میں جو پہلے نظر سے گزر چکا ہے ایسا ہی فتویٰ ایک شخص کی نسبت دیا تھا۔ شیخ جلال الدین نے کہا کیا تم اپنے والد کے گذشتہ ایک فتویٰ کی بنا پر ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو مسلم اور موحد ہے۔ اور کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ اور میرا نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پس جناب شیخ نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور مجلس سے اس کو لے کر نیچے اتر آئے۔ اور بوجہ اس رعب تبحر علمی کے جو جناب شیخ کو حاصل تھا۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ جناب شیخ کا تعاقب کرتا۔ (اللہ تعالیٰ جناب شیخ سے راضی ہو جنہوں نے ایک معصوم کی جان بچائی)

شیخ سراج الدین مخزومی نے ملک شام کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کیا۔ کہ میں نے ایک یہودی کے قتل کا فتویٰ دیا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی تھی۔ اس پر شیخ جلال الدین بلقینی نے مجھ پر عتاب فرمایا۔ اور کہا کہ تم کو لازم تھا کہ اس شخص کو مشائخ مالکیہ کے حوالے کرتے۔ اور اپنے اوپر ذمہ واری سے سبکدوشی حاصل کرتے تاکہ وہ اپنے امر میں خود فیصلہ صادر کرتے

مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ الاسلام شہاب الدین زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسے شخص کے قتل کا فتویٰ دیا جس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالی دی تھی اور جب کہ اس کو منع کیا گیا تو متنبہ نہ ہوا۔ پس جب اس کو قتل کرنے کے لئے کھینچ رہے تھے تو اس شخص نے بلند آواز سے کہا کہ اے زہری خدا کے سامنے تو کیا عذر پیش کرے گا۔ کیا تو ایسے شخص کے قتل کا حکم دیتا ہے جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور محمد رسول اللہ میرا نبی ہے۔

اس کے بعد ہمیشہ زہری اس کے قول کو یاد کر کے رو دیتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ مجھ کو سخت افسوس ہے قیامت کے دن اس شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ میرے سے مواخذہ کرے گا تو میں کیا جواب دوں گا۔

سرحدی خبریں

سرحد پر خوفناک ڈاکہ

ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ ۱۸ مئی ۱۹۳۰ء کو پولیس چوکی ٹیلہ ضلع جہلم میں اطلاع موصول ہوئی کہ موضع لوہ والا تھانہ پنڈی گھیب ضلع اٹک میں ایک ڈاکہ پڑا ہے۔ یہ گاؤں دریا کے اس طرف ٹیلہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ سب انسپکٹر کی غیر حاضری میں ہیڈ کانسٹیبل جو تھانہ کا انچارج تھا دو تین اور کانسٹیبلوں اور ٹیلہ کے کئی لوگوں کو ساتھ لے کر موقعہ پر پہنچا۔ قزاقوں کا سراغ لگایا۔ آخرکار انہیں اوبروال کے قریب موہ والہ سے قریباً پونے تین میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں جالیا۔ ڈاکوؤں کے گروہ میں پانچ آدمی تھے۔ جن میں سے چار تو ایک درخت کے سایہ میں سو رہے تھے۔ اور پانچواں پہرہ دے رہا تھا۔ وہ آدمی بندوق اور خود بخود پستول چلنے والے سے مسلح تھے۔ انہوں نے فوراً تعاقب کرنے والی جماعت پر گولیاں چلائیں۔ دونوں جماعتوں کے درمیان خوب گولیاں چلیں اور آخر وہ ڈاکوؤں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور ایک بے چھت کی جھونپڑی میں پناہ لی۔ جہاں سے وہ کچھ عرصہ تک گولیاں چلاتے رہے لیکن آخرکار انہوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور وہ مطیع ہو گئے۔ انہیں گرفتار کیا گیا۔ اور معلوم ہوا کہ ایک علاقہ پنڈی گھیب کا مفرور ہے۔ جس کی ایک قتل اور متعدد ڈکیتیوں کے سلسلہ میں تلاش ہے اس کے ساتھ ایک آدمی کی ضرورت ہے جو ہتھیار اس سے حاصل کئے گئے وہ سرکاری بندوق۔ سنگین اور ایک خود بخود چلنے والا پستول تھا۔ ان دونوں کے ساتھ کارتوس بھی تھے۔ تین غیر مسلح آدمیوں میں سے ایک جو علاقہ پنڈی گھیب کا باشندہ تھا۔ اور جو قید کر دیا گیا تھا وہ بھی ہیڈ کانسٹیبل اور کچھ دیہاتیوں کی امداد سے پکڑ لیا گیا۔ باشندگان ٹیلہ کے علاوہ دو اصحاب مہر دین اور مسکین نے کئی دیہاتیوں کو لیا تھے بھی جن میں زمان خان نمبردار غلام محمد خان حقدار اور جمعدار محمد خان بھی شامل تھے اور انہوں نے بھی ڈاکوؤں کی گرفتاری میں بھی حصہ لیا۔

فرانس اور برطانیہ میں اختلاف

فرانس کی پارلیمنٹ میں جب وزیراعظم برائنڈ تقریر کرنے کے واسطے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے ان پر پھبتیاں اڑانی شروع کیں۔ کہ برطانیہ کی حرکات پر تم بہت زیادہ چشم پوشی سے کام لیتے ہو۔ اس لئے فرانس اور برطانیہ کے درمیان کشیدگی پیدا ہو جانے کا احتمال ہے۔ انگلستان میں خوف ظاہر کیا جاتا ہے کہ اگر اسی طرح پر فرانس پولینڈ کی مدد کرنے پر آمادہ رہا تو ان دونوں سلطنتوں کے تعلقات پر بہت برا اثر پڑے گا۔ برطانیہ کے مدبر اچھی طرح جانتے ہیں کہ فرانس کہتا ہے کہ جرمنی کی حفاظت کرنی چاہئے تاکہ وہ جرمنی کے ساتھ عہد نامہ میں روس کی جگہ رہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ اس عہد نامے کو بھی استوار کریں جنہوں نے عہد نامہ ورسیلز پر دستخط کئے تھے۔ برطانیہ میں عام طور پر یہ خدشہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ کہیں سلیشیا دوسرا الساس لورین نہ بن جائے۔ برخلاف اس کے فرانس کہتا ہے کہ اس کا عہد نامہ توڑنے کا ہرگز ارادہ نہیں مگر پولینڈ کے حقوق کی حفاظت ہونی چاہئے۔ برطانیہ نے فرانس پر الزام لگایا ہے کہ فرانس کرمانی کو مدد دے رہا ہے۔ مگر فرانسیسی اخبار نویسوں نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا۔ فرانس کا بیان ہے جرمنی کو کرمانی پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ ورنہ اگر ایسا ہو گیا تو وہ فرانس [illegible] پر قبضہ کر لے گا۔

قبائل کے نام مہاتما گاندھی کا پیغام

(مہاتما گاندھی کے قلم سے)

سرحد پر جو پنجابی رہتے ہیں وہ تمام ہندوستانی ہمدردی کے مستحق ہیں۔ سرحدی ان پر کیسے حملے کر سکتے ہیں۔ وہ اپنی حفاظت کے ناقابل ہیں اور جو حالات مجھے موصول ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ان کی بالکل کوئی حفاظت نہیں کرتی۔ اور اگر کرتی بھی ہے تو بہت کم اور آج کل تو افسروں نے یہ قاعدہ بنا رکھا ہے کہ جو آدمی شکایت کرنے جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ علی برادران اور گاندھی کے پاس جاؤ۔ اگر سرحد پر سے انتظام ہوتی تو میں جانتا ہوں کہ کیا کرتے۔ ہم یقیناً ان اضلاع کی غیر مسلم آبادی کی حفاظت کرتے ہیں مرجاتے اگر ضرورت دیکھتے تو ان لوگوں کو ہم اپنی حفاظت کے لئے مسلح کر دیتے۔ لیکن سب سے بڑھ کر جو بات ہم کرتے وہ یہ ہوتی کہ ہم ان سرحدیوں کو ڈاکوؤں اور لوٹ مار کرنے والوں کی بجائے معتبر پڑوسی بنا لیتے۔ مگر ہم نے دیکھنا تو یہ ہے کہ اب کیا حالت ہے۔

کوئی مسلمان ڈاکوؤں کی مدد نہیں کرتا

میری رائے ہے کہ صوبہ سرحدی میں مسلمانوں کا پورا پورا اتحاد ہے اور کوئی مسلمان بدذاتی سے اپنے ہندو ساتھیوں کے خلاف ڈاکوؤں کی مدد نہیں کرتا۔ اگرچہ وہ مسلمان آبادی بڑی اچھی طرح قبائل کی امداد کر سکتی ہے۔ لیکن ہمیں قبائل کی طرف سے بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

سرحدیوں کو خدا کا خوف ہے

میری رائے میں سرحدی قبائل میں جو آ رہے ہیں انہیں خدا کا خوف ہے۔ وہ محض خوشی کی خاطر لوٹ مار نہیں کرتے۔ میرا یقین ہے کہ اپنے تئیں پاک بنانے کی جو لہر چل رہی ہے وہ خود اس کے زیر اثر آ رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ قبائل کی اصلاح کا کام سست رفتار اور ٹیڑھا ہے۔ جن لوگوں کو مال و متاع سے محروم کیا جاتا ہے۔ انہیں واقعی سخت تکلیف ہوتی ہے۔

ہم غلام بن گئے ہیں

مشکل یہی ہے کہ ہم انگریزوں سے ڈرتے ہیں اور غلام بن گئے ہیں۔ اسی طرح ہم قبائل سے ڈرتے ہیں۔ اور ہم مطمئن ہیں کہ انگریز ان کے خلاف ہماری حفاظت کرتے ہیں میرے خیال میں ایک خوددار آدمی کے لئے اس سے زیادہ بے عزتی اور کوئی نہیں کہ وہ اپنی اور اپنے عیال کی حفاظت کے لئے دوسروں کا دست نگر ہو۔ اور پھر ان آدمیوں کا جو اس کے خیال میں اسے خوار کرتے ہوں اگر مجھے اپنی انسانیت کے بدلے حفاظت ملے تو میں کم از کم خود اور اپنے اہل و عیال کا تباہ ہو جانا پسند کروں گا۔

ہم دہریہ ہو گئے ہیں

بے بسی کا مادہ ہمارے اندر اس لئے پیدا ہو گیا ہے کہ ہم اپنے تمام معاملات سے خدا کو علیحدہ سمجھتے ہیں اور درحقیقت ہم اپنے روزمرہ کے کاموں میں دہریہ بن گئے ہیں اور اس لئے ہم نے یہ سمجھنا شروع کر دیا ہے کہ ان کی حفاظت کے لئے آخرکار ہمیں قوت بازو کی ضرورت ہو۔ اگر ہمیں خدا پر بھی بھروسہ ہو تو ہمیں قبائل کے ساتھ نپٹنے میں کچھ بھی تکلیف نہ ہو اور صرف اسی ایک بات سے ہم عزت کے مقابلہ میں تمام مال و متاع بلکہ اپنی جانوں تک بھی قربان کر دیں۔ ہمیں ہرگز یہ یقین نہ کرنا چاہئے کہ ہمارے پڑوسی وحشی ہیں اور ان میں انسانیت بالکل نہیں۔

انگریزوں کی گولیوں پر بھروسہ نہ کرو

خوددار ہونے کی حیثیت سے ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم لوٹ مار کے وقت اپنی حفاظت خواہ وہ کیسی ہی کمزور کیوں نہ ہو۔ خود کریں اور دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ ہم قبائل کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیں کوئی تیسرا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہئے جیسی کہ ہمیں یہ خیال کرنا چاہئے کہ انگریزوں کی گولیاں نقصان سے ہماری حفاظت کریں گی۔

قبائل کے نام پیغام

اگر میری یہ تحریر قبائل تک پہنچ سکتی ہے تو میں یقیناً ان پر زور دوں گا۔ کہ وہ اپنی یہ تمام عادتیں ترک کر دیں۔ اگر وہ کسی واحد مرد یا عورت کو لوٹتے ہیں تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنہیں وہ رحم اور انصاف کے خدا کا رسول سمجھتے ہیں، تعلیم کے خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جن آدمیوں یا علماء کا قبائل پر کچھ بھی اثر ہے ان میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ وہ ان سادہ آدمیوں سے کہہ دیں کہ اگر وہ اسلام کو موجودہ خطرے سے نجات دلانا چاہتے ہیں تو وہ کم از کم ان لوگوں کو خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان جو عزت اسلام کو بچانے کے لئے بہترین کوشش کر رہے ہیں، لوٹنا یا تنگ کرنا چھوڑ دیں اور اس طرح وہ اسلام کی بہترین خدمت سرانجام دیں گے۔

مصر میں ہولناک فسادات

زاغلول پاشا نے سلطان مصر کو ایک چٹھی لکھی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ان فسادات کی وجہ وزارت مصر ہے کیونکہ اس کی کارروائی ان وعدوں کے خلاف ہے جو اس نے قوم سے کئے تھے۔ زاغلول پاشا نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کی جائے۔ لوگوں کو مطلع کیا گیا ہے کہ مظاہرے بند کر دئیے گئے ہیں اور اگر کوئی مظاہرہ کیا گیا تو مظاہرین کو پولیس اور فوج کے ساتھ منتشر کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص پولیس یا فوج پر حملہ کرے تو اسے گولی مار دی جائے گی اور تھانوں یا سرکاری عمارتوں پر حملہ کرنے والوں کو آتشی اسلحہ جات سے پیچھے ہٹا دیا جائے گا۔

تمام قانون پسند لوگوں کو مطلع کیا گیا ہے جس وقت کوئی بلوہ ہو وہ فوراً اندر داخل ہو جائیں ورنہ انہیں بھی گولی ماری جائے گی۔

یہاں تک کہ لمبے قیام کی وجہ سے ہم لاٹھیوں پر ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔ اور ہم نماز فجر کے شروع سے پہلے گھروں میں نہیں جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ الفصل الثالث باب قنوت مطبوعہ نظامی دہلی صفحہ ۱۱۳) اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ نے دو قاریوں کو گیارہ گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک ۲۰ رکعت کا کوئی رواج نہ تھا۔ اور تمام جلیل القدر صحابہ ۱۱-۱۱ رکعت ہی پڑھتے تھے۔

البتہ نماز باجماعت کا حکم دینا اس بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّل تین رات باجماعت نماز پڑھائی۔ اور اس پر بعض صحابہ جماعت کے ساتھ اور بعض الگ الگ پڑھنے لگ گئے تھے۔ چنانچہ ایک رات کو حسب معمول حضرت عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں گشت کرتے ہوئے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ ٹولوں کی صورت میں کوئی کہیں کوئی کہیں متفرق طور پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو آپ نے لوگوں کا شوق دیکھ کر ایک نظام قائم کرنے کی غرض سے ایک قاری کو کہ دیا کہ آپ ان سب لوگوں کو نماز باجماعت پڑھا دیا کریں۔ جس کی تصدیق روایت ذیل سے ہوتی ہے۔ عن عبد الرحمن ابن عبد اللہ القاری قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ و یصلی الرجل فیصلی بصلوتہ الرھط فقال عمر انی اری لو جمعت ھؤلاء علی قاری واحد لکان امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی ابن کعب ثم خرجت معہ لیلۃ اخری والناس یصلون بصلوۃ قارئھم قال عمر نعم البدعۃ ھذہ والتی تنامون عنھا افضل من التی تقومون یرید آخر اللیل وکان الناس یقومون اولہ (روایۃ البخاری) ترجمہ۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ قاری سے روایت ہے کہ میں ایک شب حضرت عمر خطاب رضؓ کے ساتھ ماہ رمضان میں مسجد نبوی کی طرف نکلا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ متفرق جماعتوں میں موجود ہیں۔ کوئی تنہا ہی نماز پڑھ رہا ہے کوئی کچھ کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔ تو یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے مل کر نماز پڑھنے کا اہتمام کر دوں تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ آپ نے اس بات کا مصمم ارادہ کر کے اُن کو ابی بن کعب کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے جمع کر دیا پھر وہ روایت کرتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر ایک شب کو نکلے تو کیا دیکھا کہ لوگ مل کر ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ لوگ جو بدیں ارادہ ... سو رہتے ہیں کہ پچھلی رات کو نماز پڑھیں گے اُن لوگوں سے افضل ہیں۔ جو اوّل رات کو قیام کرتے ہیں اور یہ لوگ اوّل حصہ شب میں نماز پڑھتے تھے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے (دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۳ الفصل الثالث باب قنوت) اس روایت سے صاف عیاں ہے کہ صرف ان لوگوں کو جو اوّل حصہ میں رات میں متفرق طور پر نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ایک نظام قائم رکھنے کی غرض سے ایک قاری کے سپرد کر دیا۔ کہ وہ ان کو نماز پڑھا دیا کریں۔ دوم اُن لوگوں کو افضل قرار دیا کہ جو آخری شب میں نماز تنہا پڑھتے ہیں۔ سوم۔ اس سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ لوگوں کو جو متفرق طور پر نماز پڑھا کرتے تھے ایک قاری کے پیچھے پڑھنے کا حکم دے دیا تھا۔ مگر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خود بھی اُن کے ساتھ نماز پڑھی ہو۔ اس میں آپ کے چوتھے سوال کا جواب بھی آگیا۔ کہ احسن طریق کیا ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ احسن طریق وہی ہو سکتا ہے کہ جو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہو۔ بمصداق آیۃ کریمہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن میفزائے بر مصطفےٰ

(۵) اب سوال نمبر پنجم کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تراویح میں قرآن کریم ختم ہوتا تھا۔

عرض ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف ختم فرماتے تھے۔ اور طاقت کے ... جتنا قدر صحابہ کو یاد تھا اپنی اپنی امت نمازوں میں یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ تراویح میں پڑھتے تھے۔ جن کو سارا قرآن کریم یاد ہوتا تھا وہ سارا اور جن کو کچھ حصہ یاد ہوتا تھا وہ اتنا ہی پڑھتے تھے۔ چنانچہ گذشتہ روایات سے ظاہر ہے کہ کس قدر طوال سورتیں پڑھی جاتی تھیں۔ حتیٰ کہ لوگ لاٹھیوں کے سہارے سے نماز میں لیتے تھے۔

ہاں یہ بات واضح رہے کہ احادیث سے لفظ تراویح ثابت نہیں ہوتا۔ حدیثوں میں تو قیام اللیل اور قیام رمضان آتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مؤخرین نے تراویح سے مراد وہی رکھی ہے جو قیام اللیل اور قیام رمضان سے ہے۔ ہاں آخر میں یہ بھی عرض کئے دیتے ہیں کہ ایک روایت میں جو ابن ابی شیبہ۔ طبرانی اور بیہقی میں ابن عباس سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۲۰ رکعت نماز پڑھانا پایا جاتا ہے۔ جو حسب ذیل الفاظ میں ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت نماز اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ مگر امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ہشتم صفحہ ۱۱۷ میں فرماتے ہیں وما رواہ ابن ابی شیبہ فی حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر فاسنادہ ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشۃ ھذا الذی فی الصحیحین مع کونھا اعلم بحال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلا من غیرھا۔ یعنی وہ فرماتے ہیں کہ جو ابن شیبہ نے ابن عباس کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ اور پھر حدیث عائشۃ اس کی معارض ہے جو صحیح بخاری اور مسلم میں وارد ہے باوجود اس کے کہ رات کے وقت عائشہ سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے اور کون علم رکھنے والا ہو سکتا ہے۔

مکرر آنکہ احادیث صحیحہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے یہ امر بوضوح تمام ثابت ہو گیا کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس ۲۰ رکعت نماز تراویح پڑھیں اور نہ خلفائے راشدین نے یہ عمل کیا۔ البتہ یہ سوال یہاں پر ہو سکتا ہے کہ جب نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ جلیل القدر صحابہ رحمہم اللہ اجمعین نے بیس رکعت تراویح پڑھیں تو فقہائے فقہ حنفی میں بیس رکعت کا رواج کیسے ہو گیا۔ جب کہ وہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے خلاف ہے۔ اس کی وجہ ایک ضعیف روایت کی بنا پر ہے جو ابن شیبہ طبرانی اور بیہقی میں بروایت ابن عباس آئی ہے۔ جس کے ضعیف ہونے کا خود شارح بخاری نے ثبوت دیا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن اس عمل سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی حرف نہیں آ سکتا۔ کیونکہ انہوں نے تو فرمایا ہے اذا صح الحدیث فھو مذہبی یعنی جب حدیث صحیح مل جاوے تو وہی میرا مذہب ہے جس کی تصدیق فتاویٰ شامیہ۔ رد المختار و فتح القدیر و ہدایہ سے ہوتی ہے۔ اور مولانا مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کہ جو ایک بڑے جید عالم اور حنفی مذہب کے تھے وہ لکھتے ہیں وھذا عین التقلید فی صورۃ ترک التقلید یعنی عمل بالحدیث الصحیح کی صورت میں جو ظاہر ترک تقلید معلوم ہوتی ہے۔ عین تقلید ہے۔ جیسا کہ حضرت امام اعظم نے اس بات کا فیصلہ مذکورہ بالا قول اذا صح الحدیث فھو مذہبی کر دیا ہے۔ پس جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرما دیا کہ صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ اور جب اُن کے زمانہ کے بعد صحیح حدیث مل گئی اور وہ بھی ایسی صحیح حدیث جس پر صحیحین یعنی بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے تو پھر ضعیف حدیث کی بنا پر عمل کرنا اُن کے قول بلکہ اُن کے مذہب کے خلاف ہے پس جو لوگ صحیح حدیث کی موجودگی میں اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے وہ گویا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں چلتے۔ بلکہ لکیر کے فقیر بنا چاہتے ہیں۔ وھذا خلاف مذہب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فتفکروا یا اولی الالباب۔ اس پر

حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب کا ارشاد

جو کچھ بھی حضرت مرزا صاحب مدّ عمرہٗ نے تحریر فرمایا وہ تو سب کچھ درست اور صحیح ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں خاکسار کا رسالہ (نور الایمان فی لیالی رمضان) اس کے لئے بہت کافی ہے۔ چونکہ علماء حنفیہ مثل ابن ہمام کے ضعیف حدیث پر بھی عمل کرنا جائز رکھا ہے اس لئے اس عشرہ آخرہ میں اس کا غل و شور مچانا مناسب نہیں۔ .... اس سال ۱۹۲۱ء میں اس کا فیصلہ کر لیا جا دے تاکہ ارایت الذی ینھی عبداً اذا صلی کی وعید وارد نہ ہو جائے۔

جناب قاضی ظہور الدین صاحب اکمل سے ایک سوال

اخبار الفضل جلد ۸ نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ مئی میں قاضی صاحب کا تین صفحہ پورا بھرا ہوا مضمون میری نظر سے گذرا۔ جو جناب نے میرے مضمون کے جواب میں شائع کیا ہے۔ مگر افسوس کہ جناب نے میری التماس پر کوئی توجہ نہ کرتے ہوئے ادھر اُدھر کے حوالجات۔ بھرتی کر کے اصل جواب سے پہلو تہی کرتے ہوئے میرے اعتراض کو یوں ہی چھوڑ دیا۔ میں باادب پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ کی حضرت اقدس کی تحریر لکھتا ہوں۔ کہ جس کو ۳۹۱ پر حضرت اقدس نے ختم کیا ہے۔ وہ یہ ہے

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کی رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا۔" آگے صفحہ ۳۹۱ پر اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے حضرت اقدس لکھتے ہیں کہ مجھ سے پہلے جس قدر اولیاء۔ ابدال اور اقطاب اس اُمت میں گذرے ہیں اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا (یعنی مکالمہ مخاطبہ الہیہ) نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ قاضی صاحب صاف صاف جواب دیں کہ میرے دئے ہوئے نمبر ۱ کے مطابق وہ کون لوگ ہیں جن کو حضرت اقدس نادانی کرنے والے بتاتے ہیں نمبر ۲ کے مطابق وہ کون لوگ ہیں جو جاہل لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔

نمبر ۳ کے مطابق وہ کون لوگ ہیں جو حضرت اقدس کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرتے ہیں۔

نمبر ۴ اور وہ کون لوگ ہیں جن کو حضرت اقدس افترا کرنے والے کہتے ہیں۔ اور وہ کون لوگ ہیں۔ جو نمبر ۵ کے مطابق قرآن شریف کی منع کی ہوئی نبوت کا دعوےٰ آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور وہ کون لوگ ہیں جو نمبر ۶ کے مطابق باوجود حضرت اقدس کے اس کہنے کے کہ ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا پھر بھی نہیں مانتے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک سیدھی بات کو نہ ماننے کے لئے ادھر اُدھر کے مضامین لے کر بھرتی کر دینا یہ اُن لوگوں کا کام ہے جو رات دن اس انکار کی پیلوانی کر سکتے ہیں۔ صفحہ ۳۹۰ سے جو مضمون انکار نبوت کا شروع ہوتا ہے اور جس جگہ ۳۹۱ پر ختم ہوتا ہے وہ کبھی تطبیق نہیں پا سکتا ہے۔ جب تک حضرت اقدس زمرہ اولیاء ابدال اقطاب میں شمار نہ کیا جائے۔ باقی رہی بڑائی سو بزرگوں سے فضیلت وہ اور بات ہے۔ فضلنا بعضھم علی بعض تو نبیوں کے لئے بھی خدا وند ہی ارشاد ہے۔ ورنہ یہ کیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میری طرف نبوت کا دعوےٰ منسوب کرنا سراسر افترا ہے۔ اور پھر کہے کہ میں نبی ہوں اور دونوں کلمہ ایک دوسرے سے مخالف ہیں۔ اردو کا مضمون ہے اردو کی کتاب ہے۔ سیدھا صاف معاملہ ہے اس میں کوئی ایچ پیچ نہیں۔

خاکسار اسمٰعیل آدم

بائبل کی مشکلات

(۳)

گذشتہ سے پیوستہ

متی ۵ : ۳۲ "لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے" نیز متی ۱۹ : ۹ بھی ایسا ہی بیان کرتی ہے۔ سردست ہم بحث سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ "زنا کراتا ہے" ٹھیک عبارت ہے یا "زانیہ بناتا ہے" ٹھیک ہے (دیکھو بیک میں نشنڈارڈ اور ٹری ملیس کی آراء) ہم اس مشکل پر غور کریں گے جو ان درس کی وجہ سے عیسائی دنیا کو لاحق ہوئی ہے

یہ درس یعنی ۵ : ۳۲ و نیز ۱۹ : ۹ ہم کو بتاتی ہیں کہ یسوع صاحب کا حکم ہے کہ سوائے زنا کے اور کسی صورت میں طلاق ممکن نہیں ایک سلیم الطبع انسان جب متی ۵ : ۳۲ کو فقرات ماسبق کے شمول میں پڑھتا ہے تو اس کو فی الفور معلوم ہو جاتا ہے کہ یسوع کا تعلیم موسوی تعلیم کے مقابل میں تفریط کی طرف جا رہی ہے شریعت موسوی ہر بات پر طلاق کی اجازت دیتی ہے ایک یہودی ربی کا قول ہے کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو محض اس بنا پر اس کو طلاق دے سکتا ہے منقول از تفسیر متی پادری کارایم۔ اے درحقیقت یہودیوں کے یہاں بات بات پر طلاق جائز ہے یہ افراط کا پہلو ہے اب اس کے مقابل یسوع صاحب نے تفریط کا پہلو اختیار کیا یعنی سوائے زنا کے کسی حالت میں طلاق ہو ہی نہیں سکتی جب یہ امر متحقق ہو گیا کہ ایک طرف افراط ہے دوسری طرف تفریط تو یہ دونوں اصول ناقابل قبول ہیں۔ کیونکہ ہر سلیم الطبع انسان جانتا ہے کہ خیر الامور اوسطہا۔ بین بین راستہ اچھا ہوتا ہے سوا ایسے شخص کے واسطے کسی لمبی چوڑی تحریر کی ضرورت نہیں تاکہ یسوع صاحب کی غلطی اس پر عیاں ہو لیکن ہم عام عیسائی بھائیوں کی خاطر اس کی توضیح کرتے ہیں تاکہ وے دیکھیں کہ یسوع صاحب کا قول کہاں تک قابل قبول ہے اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں کو کھولے یہ صاف ظاہر ہے کہ عیسائیوں میں طلاق کے متعلق اس قدر سختی ہے کہ سوائے زنا کے دوسری صورت میں از روئے شریعت طلاق ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آجکل یورپ میں جو تہذیب و تمدن کا مرکز ہے۔ اس مسئلہ کی وجہ سے سخت ناگوار اور ناگفتہ اور پرفضیحت واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ ہزاروں خاوند اور بیویاں ہیں جن میں حد درجہ کی نااتفاقی اور سوء مزاجی ہے اور اس ناموافقت نے دونوں کی زندگی تلخ کی ہوئی ہے۔ ملنا جلنا بند ہے اور ازدواج کے جو فوائد اور مقاصد ہیں وہ بالکل معدوم ہیں سالہا سال اسی کوفت میں بسر ہوتے ہیں لیکن اس مصیبت سے چھوٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ سوائے اس کے کہ زنا کا واقعہ ثابت کیا جاوے۔ امید ہے کہ ہمارے عیسائی بھائی اس جگہ غور کریں گے کہ طلاق کی ضرورت تو اس وقت پیش آئی۔ کہ آپس میں بوجہ سوء مزاجی اور اختلاف طبائع اتفاق اور حسن معاشرت ناممکن ہے لیکن انقطاع تعلقات کے لئے کیسے شرمناک سبب کو واضح طور سے دکھلانے کی ضرورت پیش آتی ہے علیحدگی تو اس بنا پر مقصود ہو کہ طبائع مخالف ہیں اور دکھلانا یہ پڑتا ہے کہ بیوی زانیہ ہے افسوس صد افسوس

چنانچہ بڑے بڑے اکابر اور اعیان سلطنت عدالتوں میں اپنی بیویوں کی زناکاری اور روسیاہی کا دعوے کرتے ہیں سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں ایک ایسے شرمناک واقعہ کی شہادت پیش کرتے ہیں مدتوں یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس کے متعلق جو کاغذات مرتب ہوتے ہیں وہ ہر قسم کی رسوائی بےشرمی اور بےحیائی کا انبار ہوتے ہیں لیکن یہ سب کس لئے گوارا کرنا پڑتا ہے محض اس وجہ سے کہ ان بےحیائیوں کے بغیر عورت کے پنجہ سے رہائی نہیں ہو سکتی

میں نے یہ توضیح اس لئے نہیں کی کہ مجھے عیسائی بھائیوں کی دل آزاری مقصود ہے ہرگز نہیں میں نے جو کچھ لکھا ہے محض نیک نیتی سے اور اس لئے کہ وہ لوگ خود غور کریں کہ یسوع صاحب نے جو قانون انسانوں کے واسطے بنایا ہے وہ کہاں تک قابل قبول ہے چنانچہ میں عیسائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وے دیکھیں کہ اس قانون کا نتیجہ تو یہ ہے جو میں نے مختصراً مندرجہ بالا الفاظ میں پیش کیا ہے

اب یہ بھی غور کریں کہ عیسائی دنیا نے کہاں تک اس پر عمل کیا ہے

ملاحظہ ہو Hayd'n's Dict: of dates مطبوعہ لنڈن ۱۹۱۴ء مرتبہ مسٹر ونسینٹ سرخی طلاق "یسوع صاحب نے موسوی شریعت میں یہ ترمیم کی۔ کہ طلاق سوائے زنا کے اور کسی صورت میں جائز نہیں۔ دیکھو متی ۱۹ : ۹ و ۵ : ۳۱ لیکن باوجود اس صریح قانون کے انگلستان میں آج سے نہیں۔ بلکہ ۱۵۳۹ء ہی سے اس قسم کی جدوجہد کا سلسلہ جاری ہے کہ طلاق سہل الحصول ہو جاوے۔

امریکہ میں ۱۸۶۷ء سے لے کر ۱۸۸۶ء تک ۳۲۸۷۱۶ طلاقیں واقع ہوئیں۔ فرانس میں بھی قانون طلاق میں ترمیم کی گئی اور ۱۸۹۳ء میں قریب سات ہزار طلاقوں کے واقع ہوئیں سول کوڈ نے ۱۸۱۶ء میں اس سہولت کو دور کر دیا۔ مگر پھر بائبل کی خلاف ورزی کرنا پڑی یعنی پہلا قانون مجریہ ۱۷۹۲ء پھر جاری کرنا پڑا" انتہی بقدر ضرورت واضعان قانون نے بائبل کی کمزوری کو اچھی طرح محسوس کیا اور اس کے ساختہ قوانین سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسانی ضرورتوں اور بائبل کے احکام میں تطابق ناممکن ہے

چنانچہ روس میں علاوہ زنا کے ۳۵ دیگر وجوہ ہیں جن کی بنا پر طلاق ہو سکتی ہے اور کون نہیں جانتا کہ روس ایک عیسائی ملک ہے جہاں کے باشندے بہ نسبت دیگر ممالک کے زیادہ عیسائی ہیں یعنی عیسائی مذہب کے زیادہ پابند ہیں تاہم بائبل کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور کریں بھی کیا مجبور ہیں

اور جن ممالک میں طلاق صرف زنا پر ہے وہاں کی سوشل حالت ناگفتہ بہ ہے باوجودیکہ گورنمنٹ انگلینڈ نے ایک باقاعدہ کمیشن اس لئے مقرر کیا ہے۔ کہ طلاق کے معاملات پر غور کرے۔ اور اس کو سہل الحصول بنا دے تاہم ابھی تک پبلک کی ضرورتوں کے موافق کاروائی نہیں ہو سکی جس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ملک انگلینڈ میں ہزاروں شخص اپنی بیویوں سے علیحدہ زندگی بسر کر رہے ہیں (کیونکہ بغیر زنا طلاق نہیں اور بوجوہ مختلفہ اتفاق نہیں) تو ہمیں صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یسوع صاحب دنیا کو جامع ہدایت نامہ نہ دے سکے (اگرچہ ان کا ایسا نہ کر سکنا ہماری نظر میں ان کے لئے باعث ننگ و عار نہیں کیوں کہ وے اپنے بعد ایک زبردست تسلی دہندے کی آمد کی پیش گوئی کرتے ہیں جس نے سب کچھ کرنا ہے) لیکن جو لوگ یسوع صاحب کو کامل تصور کرتے ہیں ان کو غور کرنا چاہئے کہ یسوع صاحب کی تعلیم سراسر انسانی ضرورتوں کے لئے ناکافی ہے اور ایسی ناقص ہے کہ عیسائی ممالک اس کے خلاف قوانین بنا چکے ہیں اور بنا رہے ہیں) جس وقت ایک عورت اپنے خاوند سے جدا ہو کر ایک بے لطف اور رنج آمیز زندگی بسر کرتی ہے تو وہ طلاق کو اس قانون جدائی سے بدرجہا بہتر یقین کرتی ہے اور نہ صرف عورت ہی بلکہ مرد بھی طلاق کو ترجیح دیتا ہے کیوں کہ قانون جدائی کے بعد اسکو خواہ مخواہ اس عورت کے اخراجات اٹھانے ہونگے جس سے وہ کچھ تعلق نہیں رکھتا درحقیقت یہ کیفیت مرد اور عورت دونوں کے لئے بہت مضرت رساں اور مخرب اخلاق ہے اب اگر وے دونوں گناہ کے مرتکب ہوں تو کون سی بعید از قیاس بات ہے۔ اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے پس یسوع صاحب کی شریعت بجائے اس کے کہ بدی کو دور کرے اور بدی کی موید و محرک ہے ہاں اگر انگلستان میں اسکے ساتھ ہی یہ قانون بھی پاس ہو جاوے کہ جو زن و شو بوجہ اختلاف طبائع علیحدگی کریں۔ وہ اپنے کو گناہ پر قادر ہونے سے بھی دور کر لیں تب تو یہ یقین ہو سکتا ہے کہ یہ علیحدگی زنا کی محرک نہیں ہوئی اگرچہ اس صورت میں بھی یہ الزام عارض ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے جس قوت کو جائز طور سے استعمال کرنے کو دیا تھا۔ اور اس سے بقائے نسل متصور تھی اس بالکل غلط استعمال کیا گیا اور اس طرح کفران نعمت کا ارتکاب کیا گیا۔ عیسائی صاحبان ذرا بشپ میور میکنزی کے قول و خیالات کو بنظر غور پڑھیں جو اس نے ایوننگ اسٹنڈرڈ مطبوعہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۴ء میں شائع کئے ہیں

"اس زمانہ میں جب کہ جنگ جاری ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ سوشل ریفارمس یعنی تمدنی اصلاحات کی طرف خاص توجہ کریں۔ اور خاص کر طلاق کے قوانین میں مناسب حال تبدیلی کرالیں۔ کیونکہ یہ قوانین طلاق ایسے ناکافی اور ناقص ہیں کہ ان کی وجہ سے [illegible] پر بد نما دھبہ لگتا ہے"

حال میں "وومین کواپریٹو گلڈ" کے ممبران نے انگریزی قوانین طلاق میں اصلاحات کا کام بھی اپنے فرائض میں شامل کیا ہوا ہے پادریوں کے روشن خیال گروہ نے ۱۹۱۴ء میں مستورات کی اس جماعت کو دھمکی دی تھی کہ اگر انہوں نے مسئلہ طلاق کے متعلق ترمیم کرانے کی کوشش کی تو چار سو پونڈ سالانہ کی رقم جو ان کو بطور امداد ملتی ہے بند کر دی جاوے گی لیکن اس جماعت نے صاف اعلان کر دیا کہ ہم گروہ پادری کی دھمکیوں میں نہیں آوینگے

بے شک ان مستورات کا خیال ٹھیک ہے۔ اگر پادری لوگ ان کو ایسے اصولوں پر کاربند کرنا چاہتے ہیں جو سوسائٹی کے لئے مضرت رساں اور ناقابل قبول ہیں تو کوئی سلیم الطبع انسان ان پادریوں سے متفق نہیں ہو سکتا

جائے غور ہے کہ اگر عورت زنا کرے تو مرد فوراً طلاق حاصل کرے لیکن مرد ہر قسم کی بے اعتدالیاں کرے اپنا سارا وقت کلب گھر میں گذارے اپنی منکوحہ کی کچھ خبرگیری نہ کرے مگر عورت بیچاری بیٹھی دیکھا کرے اور کچھ نہ کر سکے

یہ بات عیسائی صاحبان کے غور کرنے کے لائق ہے کہ انجیل کی تعلیم نے ان دس لاکھ نفوس کو کس مشکل میں ڈالا ہوا ہے صرف بیوی سے علیحدگی ہوئی ہے۔ مگر بغیر زنا ثابت کئے چھوڑ نہیں سکتے اور دوسری شادی بھی نہیں کر سکتے باوجود شادی شدہ ہونے کے شادی کے اغراض و مقاصد کی تکمیل سے مجبور ہیں

آگے چل کر مسٹر موصوف لکھتے ہیں ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ کلیسیا انگلینڈ ہماری مخالفت کرے گی سوال یہ ہے کہ کیا کلیسیا نے ان مشکلات کا کوئی حل پیش کیا ہے اکثر اوقات جسمانی ناقابلیت اور سیاسی امور علیحدگی کرنے کا باعث ہوتے ہیں اور وے جن کو خدا نے جوڑا دیا تھا۔ علیحدہ ہونے پر مجبور ہوتے ہیں اور بے شک ایک بدمزہ زندگی بسر کرتے ہیں" آج کل بھی طلاقوں کی گرم بازاری ہو رہی ہے۔ ملاحظہ ہو (اخبار سیاست) مورخہ ۲ جون ۱۹۲۰ء صفحہ ۲ کالم ۲:۔

"اس وقت لندن کی عدالتوں میں طلاق کے ۴۸۵۴ مقدمات دائر ہیں گویا امسال گذشتہ سال کی نسبت طلاق کے مقدمات میں دو ہزار کا اضافہ ہوا ہے اور جنگ یورپ کے پہلے ایک سال سے یہ تعداد دوگنی ہے"

ان تمام اقوال اور حوالہ جات سے مطلب یہ ہے کہ آج عیسائی ممالک کا طرز عمل صاف بتا رہا ہے کہ انجیل کی تعلیم نے تمام [illegible] کو ایک عجیب مشکل میں پھانس رکھا ہے اور یہ واقعات بتا رہے ہیں کہ بائبل کی تعلیم ناقص ہے یسوع صاحب کا قانون یورپ میں ناقابل عمل ثابت ہو رہا ہے آج یورپ اس بات کا موید ہے کہ سوائے زنا کے اور وجوہات سے بھی طلاق ضروری ہے ورنہ بڑی خرابیاں لازم آوینگی انتہائی پر اکتفا نہیں بلکہ انجیل کی تعلیم کے خلاف طلاق عمل میں آ رہی ہے

روس میں علاوہ زنا کے ۳۵ اور وجوہ ہیں جن کی بنا پر طلاق ہو سکتی ہے اسکاٹلینڈ میں عورت کو بھی طلاق کا حق حاصل ہے۔ غرض عملی رنگ میں یورپ انجیل کے مسلمات سے اختلاف کر رہا ہے اور کرنا چاہئے کیونکہ جو شخص یہ قانون بناوے کہ سوائے زنا کے اور کسی صورت میں طلاق نہیں ہو وہ نادان ہے اور نہ دنیا کے واقعات کا اس کو علم نہیں۔ اگر وہ شخص بنی نوع آدم کی رہنمائی کا دعوے کرے تو سراسر باطل ہے اس واسطے کہ اگر انجیل کی تعلیم پر پورے طور سے کاربند ہو۔ تو فطرت انسانی سے جنگ و جدل واقع ہوتی ہے اور اگر فطرت کے مطابق کام کیا جاوے تو پھر انجیل کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہوتی ہے کیا یہ دشواری ہمارے عیسائی بھائیوں کے واسطے قابل غور نہیں ہم کو تو یورپ کا طرز عمل صاف بتا رہا ہے کہ۔ انجیل انسان کی رہنمائی نہیں کر سکتی اور اس کے قوانین نہ تو فطرت انسانی کے مطابق ہیں نہ مختلف وقتوں اور موقعوں پر کارآمد ہو سکتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - مورخہ ۱۹ جون ۱۹۲۰ء - نمبر ۹۹

تذکار رمضان اور عید الفطر

عید رمضاں آمد و ماہ رمضاں رفت
صد شکر کہ ایں آمد و صد حیف کہ آں رفت

وہ ماہ رمضان کہ جس کی ایک مبارکہ میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہوا اور کفر و شرک کی انتہائی ظلمتوں کے بعد آفتاب ہدایت آسمان دنیا کے قریب کر دیا گیا اس سے پیشتر دنیا کی تمام متمدن قومیں خداوند عالم کی اطاعت سے منہ پھیر کر سرکشی اور بغاوت کا اعلان کر چکی تھیں۔ اس عصیان اور طغیان عالم کے بعد وہ عزت و منزلت کی ذات تقاضائے عالم پر محیط کر دی گئی کہ جس کی قدر و قیمت ہزار مہینوں سے بڑھ کر تھی وہ مبارک رات تھی جس میں خداوند عالم زمین والوں پر ایک عرصہ کے امساک باراں کے بعد رجوع برحمت ہوا۔ رمضان کی شدت حرارت سے جلتی ہوئی ریت ربانی رحمت کے بادلوں کو کھینچ لائی۔ وہ فرشتوں کی زمین پر آمد کی رات تھی۔ وہ دنیا کے گم شدہ امن و سلامتی کی واپسی کی رات تھی اور وہ غفلت و جہالت کی ایک لمبی تاریکی کے بعد طلوع فجر کی بشارت عظمیٰ کو ساتھ لائی تھی یہ وہ رات تھی کہ جس میں ربانی رحمتوں کا کامل نزول ہوا۔ پس ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس ماہ مقدس اور لیلۃ مبارکہ میں رحمتوں کا طالب ہو اور اس رحمٰن و رحیم خدا کے آگے سربسجود ہو۔ ماہ رمضان حامل قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ اور تذکار کی بہترین یادگار ہے۔ دنیا اپنے رجال عظمیٰ کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے مختلف تیوہار اور طریق اختیار کرتی ہے۔ ان کے مجسمے نصب کئے جاتے ہیں بعض خاص دنوں کی تعیین کر کے جشن منائے جاتے ہیں مگر اس دنیا کے مصلح اعظم اور ہادی اکبر کی یادگار میں خداوند عالم نے اس ماہ مقدس کو مسلمانوں کے لئے بطور تذکار اور یادگار کے مقرر کیا ہے۔ اس کے اندر دوسری قوموں کے دنوں کی طرح عیش و عشرت کے سامانوں کو جمع کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کے اندر داعی اسلام کی پیروی اور اتباع میں امت مسلمہ کو ضروریات مادیہ سے مستغنی رہنے کا سبق دیا۔ پس ان ایام میں ہماری بھوک ہماری پیاس اور لذائذ دنیوی سے اجتناب اس کی یادگار ہیں کہ وہ ان دنوں میں سب سے پہلے بھوکا پیاسا اور لذائذ دنیوی سے مجتنب رہا۔ وہ اپنی زندگی بھر رات کی تاریک گھڑیوں میں جبکہ عالم سنسان اور دنیا کا ذرہ ذرہ خاموش اور محو خواب شیریں ہوتا تھا اپنے آرام اور راحت کے بستر کو خالی کر کے خدا کی یاد میں کھڑا رہتا تھا یہاں تک کہ اس کے پاؤں میں طول قیام کے سبب ورم آ جایا کرتا تھا۔ آج متبعین ملت محمدیہ دن بھر کی بھوک اور پیاس کے بعد قیام لیل کی یاد میں آرام و راحت کے بستروں کو خالی کر کے کتاب عزیز اور حکیم کو شوق اور ذوق سے سنتی ہے +

ماہ صیام ہمارے لئے اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کمر بستہ ہونے کی دعوت ہے وہ خدا کے لئے تمام لذائذ جسمانی اور راحت دنیوی کو ترک کر سکنے کے لئے سبق گویا ہے +

(۲)

رمضان المبارک وہ عید کبریٰ ہے کہ جس کے مبارک ایام میں دنیا کو وہ چیز دی گئی کہ جس کے لئے دنیا کا ذرہ ذرہ بیقرار تھا جس طرح سے زمین امساک باراں سے لبِ بستر مرگ پر پڑ جاتی ہے اور شدت گرمی سے انسان اپنے گھروں میں اور جانور درختوں کی شاخوں میں پانی کے لئے ماتم کرتے ہیں اور ہر ایک کی نگاہ حسرت کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھتی ہے تو اس وقت خدائی رحمت دنیا کے بہت قریب آ جاتی ہے۔ اسی طرح جب رشد و ہدایت کے چشمے دنیا سے نابود ہو جاتے ہیں تو ربانی رحمت لیلۃ القدر کو دنیا کے قریب کر دیتی ہے۔ الہام الٰہی کی بارش تشنگان ہدایت کو سیراب کر دیتی ہے۔ جب رات کی تاریکی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور دن کی روشنی کو گم ہوئے ایک عرصہ گذر جاتا ہے اس وقت روشنی کی شعاعیں افق عالم پر نور کی چادر پھیلا دیتی ہیں اسی طرح دنیا کی انتہائی تاریکیوں اور ضلالتوں کے بعد آفتاب ہدایت کا طلوع ہوتا ہے رمضان المبارک اسی قسم کے ایک طلوع فجر کی یادگار ہے کہ جس میں چھ سو سال کی لمبی تاریکی کے بعد آفتاب صداقت کا طلوع ہوا۔ آہ یہ تذکار نبوی کا مبارک مہینہ سال بھر کے بعد ہم پر آیا اور گذر گیا۔ ان مبارک دنوں کی یاد اور اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع صرف بھوکے اور پیاسے رہنے سے ہی کامل نہیں ہو سکتی اور انقطاع الی اللہ کا ثبوت صرف لذائذ دنیوی کے ترک سے ہی نہیں مل سکتا جبتک کہ انسان اپنی ہر ایک چیز کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ماہ کے اعمال کبریٰ کا ذکر تم کئی دفعہ سن چکے ہو۔ وہ اجود الناس ہستی اس ماہ میں خصوصیت سے جود و سخا کا ایک زندہ مجسمہ ہو جایا کرتی تھی جہاں آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں دنوں کی بھوک اور راتوں کو بیداری کو اختیار کر کے جسمانی لذائذ سے انقطاع کلی کر لیتے ہو وہاں اس اجود الناس کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے خدا کی راہ میں مال کو لٹانا بھی سیکھو لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون محض بھوک اور پیاس کی شدت کو برداشت کر لینا کوئی نیکی نہیں جبتک کہ تم اپنی محبوب ترین اشیاء کو خدا کی راہ میں قربان کرنا نہ سیکھو +

(۳)

اسلام میں سب سے پہلا رمضان المبارک جہاں ایک طرف دنیا کے لئے انتہائی تاریکیوں کے بعد طلوع فجر کی بشارت عظمیٰ تھا وہاں مصائب اور مشکلات کا ابتدائی دن بھی تھا کہ جو داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مقدس پیغام کی تبلیغ میں پیش آنے والی تھیں۔ آج اسلامی دنیا پھر چند در چند دردناک مصائب کے نیچے ہے جس طرح سے اس داعی اول کے لئے بھی مصائب و آلام کے دن دعوت اسلام اور تبلیغ حق میں انتہائی کوششوں کے سبب یوم عید ہو گئے تھے لکل قوم عید فھذا عیدنا ہر ایک قوم کے لئے مسرت اور ابتہاج کا ایک دن ہے مگر امت مسلمہ کیلئے مسرت اور ابتہاج کا دن تبلیغ حق کی وحدت اور اس کی راہ میں پیش آنے والی مصائب کا مقابلہ کرنے کے لئے کمربستگی کا دن ہے۔ رمضان المبارک ان انتہائی کوششوں اور مصائب کی یادگار ہے کہ جو داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا پیغام حق دنیا تک پہنچانے کے لئے اختیار کرنی پڑیں۔ وہ اس راہ پر چل کر کامیاب ہوا اور یہ کامیابی اور فلاح کا نسخہ اپنی متبع آنے والی نسلوں کے لئے کتاب حکیم میں درج کر گیا۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون تم میں سے ایک جماعت لوگوں کو دعوت اسلام دیتی رہے نیکیوں کا حکم دے اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرے (یاد رکھو) کہ کامیاب ہونے والی یہی جماعت ہے۔ مسلمانوں نے اس وقت اپنی کامیابی کی مختلف مساعی اختیار کر رکھی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس وقت جہد و جہاد میں مصروف ہیں مگر اگر ہم دوڑتے ہیں کہ مسافت قطع اور منزل قریب ہو لیکن ہم بھٹک کر دوسرے راستہ پر جا پڑتے ہیں جس سے ہماری منزل دور اور مسافت بعید ہو جاتی ہے تو ہماری سعی لاحاصل اور تگ و دو عبث ہو جاتی ہے ہمیں اپنی منزل کو قطع کر کے کامیابی کے نصب العین پر پہنچنے کے لئے اس راہ کو اختیار کرنا چاہئے کہ جس پر چلنے کا حکم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا اور جس پر چل کر داعی اول کامیاب ہوا +

یہ رمضان المبارک اسی داعی اول کی دعوت اسلام میں جہد و جہاد کی یادگار ہے۔ اگر تم رمضان میں بھوکے رہتے ہو اور رمضان میں اترنے والی دعوت اسلام اور امن و سلامتی کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو تم رمضان کی یادگار کی حقیقت سے بے خبر ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع ورب قائم لیس لہ من قیامہ الا السھر ایک روزہ دار روزہ رکھتا ہے مگر اس کو بجز گرسنگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک رات کو قیام کرنے والا ہے کہ اس کو بیداری کے سوا کچھ فائدہ نہیں۔ یہ وہی روزہ دار اور قائم باللیل لوگ ہیں کہ جو رمضان کے تذکار کی روح اور حقیقت سے بے خبر ہیں وہ روزے رکھتے ہیں مگر ان کے دل نواہی الٰہی کا روزہ نہیں رکھتے وہ راتوں کو قیام کرتے ہیں اور قرآن کریم کو سنتے ہیں مگر اس کی دعوت سے بے خبر ہیں لیس الصیام من الاکل والشرب انما الصیام من اللغو والرفث۔ روزہ کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں روزہ لغو اور عمل شر کے خلاف جہاد کا نام ہے کفر اور شرک سے بڑھ کر اور کیا لغو اور عمل شر ہو گا پس ضرورت ہے اس امر کی کفر اور شرک کے خلاف علم جہاد بلند کیا جائے اور خدا سے بھٹکی ہوئی دنیا کو اسلام اور خدا کی راہ کی طرف بلایا جائے رمضان سال بھر کے بعد آیا اور چلا گیا۔ ان مبارک ایام کو اب تم ایک سال سے پہلے واپس نہیں لا سکتے لیکن وہ سبق جو رمضان نے تمہیں دیا۔ اور وہ عملی میدان جس کی طرف اس نے اشارہ کیا تمہارے سامنے ہے۔ اگر تم چاہو تو اس راہ میں جہاد کر کے دنیا اور دین دونوں میں فلاح حاصل کر سکتے ہو پس مبارک ہے وہ جو رمضان کی حقیقت سے خبردار ہو کر دعوت اسلام کے لئے کمربستہ ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میدان عمل میں بہت سے مصائب اور آلام ہیں مگر حقیقی عید انہیں کے لئے مقدر ہے۔ ضرورت صرف اپنے اندر اس جنون کے پیدا کرنے کی ہے کہ مصائب و آلام کو ہی اپنی عید سمجھیں +

در رہ منزل لیلیٰ خطرہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

مسائل صلوٰۃ العید

صدقہ فطر اور عید فنڈ

رمضان المبارک قریب الاختتام ہے جس کے بعد ہی عید الفطر آنیوالی ہے۔ اس کے متعلق چند مسائل حوالہ قلم ہیں +

صلوٰۃ العید دو رکعت ہوتی ہے پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں قراۃ تکبیروں کے بعد پڑھنی چاہئے دونوں رکعتوں میں سورہ ق والقران المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ عید الفطر میں صبح کے وقت صلوٰۃ عید سے پہلے کھانا کھا کر جانا چاہئے۔ کھجوریں کھانا سنت ہے صلوٰۃ العید سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ عید کے دن عیدگاہ کو راستہ تبدیل کر کے جانا چاہئے یعنی جس راستہ سے جائیں اسی راستہ سے نہ آئیں۔ عیدگاہ کو پیدل جانا چاہئے +

عید کے دن کپڑے اچھے پہنے خوشبو وغیرہ لگائے +

عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں تکبیریں پڑھتا جائے +

ارتفاع شمس سے لیکر زوال تک عید کا وقت ہے امام خطبہ میں صدقہ کے احکام بتلائے۔ اور لوگوں کو وعظ کرے۔ ایک ہی خطبہ ہے۔ بعد میں دعا مسنون نہیں +

عید کے دن عورتیں بھی عید کی نماز پڑھنے کے لئے برعایت پردہ جائیں۔ خطبہ صلوٰۃ عید کے بعد ہوتا ہے۔ عید میں اقامت اور اذان نہیں کہی جاتی +

اس عید کے موقعہ پر صدقۃ الفطر کے نام سے کچھ صدقہ ہر ایک مسلمان کی طرف سے دیا جاتا واجب ہے ہر ایک وہ شخص جو کسی کنبہ کا کفیل اور صاحب نصاب ہے اس پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر کے تمام لوگوں بلکہ چھوٹے بچوں کا بھی صدقہ دے +

صدقہ کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے۔ صاع چار مد کے برابر ہے مد ایک پیمانہ کا نام ہے جس میں ۱۲ چھٹانک گیہوں آتی ہے اس حساب سے نصف صاع ۱½ سیر گیہوں فی کس یا اس کی قیمت بحساب چھ سیر فی روپیہ ۴ آنہ فی کس واجب الادا ہے +

صدقہ فطر کے علاوہ عید کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود نے کچھ بطور عید فنڈ دینے کے لئے بھی کہا ہے جو اشاعت اسلام کی غرض کے لئے بہت کچھ کام آسکتا ہے عید ایک خوشی کا دن ہے جہاں اور بہت سا روپیہ عیش و عشرت کے سامانوں پر مسلمان خرچ کرتے ہیں۔ اگر اشاعت اسلام جیسے اہم مقصد کے لئے دیا جائے تو اس میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے +

ہمارے تمام احباب کو چاہئے کہ صدقہ فطر اور عید فنڈ اپنی اپنی جماعتوں کے سکرٹریوں کے پاس نماز عید کے پہلے جمع کرا دیں نماز عید کے بعد صدقہ فطر نہیں ہوتا جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہاں سے براہ راست محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیج دیں۔ امید ہے کہ احباب ان چند ضروری باتوں کو یاد رکھیں گے اور صدقہ فطر اور عید فنڈ جمع کرنے میں پورے اہتمام سے کام لیں گے +

حضرت سید محمد احسن صاحب کا ارشاد

صدقہ فطر جو اور جو کوئی حنی املج ہو اس سے پورا صاع ہے۔ اور گندم سے آدھا صاع۔ اور مالک نصاب پر فرض اور واجب ہے۔ اگرچہ نصاب میں نہ ہو جیسے کہ زید و عمرو اور تمام اپنے عیال کی طرف سے فرض ہے جس قدر ہوں جیسے کہ ذکا یعنی جس کسی کا نان و نفقہ اس پر واجب ہے۔ مگر حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آسودہ کو گندم سے بھی پورا صاع دینا چاہئے اور صاع چار مد کا ہوتا ہے۔ قاموس میں مد کو ایک رطل لکھا ہے صاع لاہور کے تین سیر کے برابر ہوتا ہے آدھا صاع ڈیڑھ سیر ہوا

سید محمد احسن عفی عنہ

زکوٰۃ اور صدقات کا بہترین مصرف

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم سورۃ توبہ سپارہ [illegible]

آیت مذکورہ [illegible] اور [illegible]

اور خیرات [illegible] نے چاہئے [illegible]

امت مسلمہ کا ایک امتیازی نشان بنوت
اسلام میں مجازی بنوت با تعلق تا اللہ کا بین ثبوت

(۲)

گذشتہ سے پیوستہ

روزنامہ زمانہ (کلکتہ) کی متعدد اشاعتوں میں "احمدی اکابر کے اعلان" کے جواب میں دو مراسلات شائع کئے گئے ہیں ان میں بانی سلسلہ احمدیہ اور اکابر علماء سلسلہ کو جی کھول کر کوسا گیا ہے مسیح موعود کو کفر اور تکذیب مولویصاحبان کی جن ستم آرائیوں کے ہم پیشہ کی رہے ہیں ان میں کا اکثر حصہ دروغ بافی اور بطالت آرائی کے سوا اور کچھ نہیں "احمدی اکابر کے اعلان" کا ملخص صرف اس قدر تھا کہ ہم احمدی جماعت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مدعی بنوت قطعاً نہ تھے بلکہ خود حضرت مرزا صاحب مدعی بنوت پر لعنت بھیجتے تھے اور اپنی نسبت ادعاء بنوت کو افتراء سمجھتے تھے چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں کہ بعزة اللہ وجلالہ انی مؤمن مسلم وادمن باللہ وکتبہ ورسلہ و ملائکتہ والبعث بعد الموت وبان رسولنا محمدن المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل وخاتم النبیین وان ھؤلاء قد افتروا علی وقالوا ان ھذا الرجل یدعی انہ نبی (حمامتہ البشریٰ صفحہ ۸) اللہ تعالیٰ کی عزت اور جلال کی قسم کہ میں مومن مسلمان ہوں اللہ تعالیٰ اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، ملائکہ، بعث بعد الموت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل اور خاتم النبیین ہونے پر ایمان لایا ہوں اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص مدعی بنوت ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷۹ پر فرماتے ہیں ومن اعتراضات المکفرین انہم قالوا ان ھذا الرجل ادعی النبوة وقال انی من النبیین اما الجواب فاعلم یا اخی انی ما ادعیت النبوة وما قلت لہم انی نبی ولکن تعجلوا واخطاؤا فی فہم قولی

ترجمہ۔ مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ شخص بنوت کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اے بھائی تجھے معلوم ہو میں نے بنوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے۔ کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی

حاشیہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں "کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور بنوت کا دعوےٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر بنوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ بنوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے انکو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں اور اصل حقیقت جسکی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا نہ کوئی نیا ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقة والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعة الغراء وھو کافر کذاب" (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بنوت کا دعوےٰ کرنے والا کافر اور کذاب ہے)

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں سے مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا" (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷-۲۸)

"ہر کہ دعوۂ بنوت کند وایں اعتقاد ندارد کہ او از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است وہرچہ یافت از فیضان او یافت و او یک ثمرہ ایست از باغ او ویک قطرہ از بارش او وشعاع تنک از روشنی او پس او لعنتی است ولعنت خدا بر او و بر انصار و اتباع او و بر اعوان او۔"

حضرت صاحب نے لفظ نبی کا استعمال کن معنوں میں کیا

اسقدر حوالجات پیش کر دینے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ ادعاء بنوت کو اپنے پر افتراء قرار دیتے ہیں تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ بعض کتابوں میں اپنی نسبت لفظ نبی کو بھی استعمال کیا ہے اس کے متعلق حضرت مرزا صاحب خود فرماتے ہیں کہ "حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے رسولوں میں داخل ہے بخاری میں وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی قرأت عذر سے پڑھو اور نیز ایک دوسری حدیث میں ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صوفیا نے اپنے مکاشفات سے بھی اس حدیث کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تصحیح کی ہے یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے (ایام الصلح صفحہ ۷۵)

اس مضمون کی پہلی قسط میں ہم قرآن کریم احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صوفیاء کرام کی کتب کے حوالوں سے ثابت کر چکے ہیں کہ لفظ نبی اور رسول کا اطلاق مجازی معنوں میں بھی ہو سکتا ہے مثلاً سورۃ یٰسین میں حواریین مسیح کی نسبت لفظ رسول کا استعمال خود قرآن کریم نے کیا ہے واضرب لہم مثلاً اصحاب القریة اذ جاءھا المرسلون۔ متعدد اور مستند تفاسیر سے یہ امر ثابت ہے کہ یہ تینوں رسول حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد انطاکیہ کی طرف بھیجے گئے تھے اسی طرح حدیث صحیح اور تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد خالد بن سنان عرب میں نبی گذرے ہیں۔ حالانکہ احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں گذرا ان دونوں حدیثوں کی تطبیق صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ خالد بن سنان کی نسبت بنوت کو مجازی سمجھا جاوے

کیا خالد بن سنان کے متعلق لفظ نبی کا استعمال نہیں ہوا۔ خالد بن سنان کے متعلق آج کل محض ہماری مخالفت کی وجہ سے لکھا جا رہا ہے کہ وہ نبی نہیں تھا یا اس نام کا کوئی نبی نہیں گذرا چنانچہ اخبار اہل حدیث میں لکھا ہے کہ "خالد بن سنان صحابہ میں کوئی نہیں لہذا تفسیروں میں ایسے قصوں کا بے سند بیان کرنا جو کہ خلاف قرآن مجید ہیں کوئی دلیل شرعی نہیں اور نہ عقلمند ایسی باتوں کے پیچھے لگتا ہے.... خالد یا اس کے باپ کی بنوت کا پتہ نہ مشرکین عرب کو تھا نہ یہودیوں کو تھا نہ عیسائیوں کو یہ تمام باتیں منگھڑت ہیں.... بالآخر جس طرح حضرت عیسےٰ نے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے درمیان کوئی نبی تشریعی یا غیر تشریعی نہیں ہوا ٹھیک اسی طرح آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی نہیں ہوگا (اخبار اہل حدیث مورخہ ۶ مئی ۱۹۲۱ء)

اخبار اہل حدیث میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مندرجہ بالا مضمون کسی بڑے فاضل اہل حدیث کا لکھا ہوا ہے تعجب ہے کہ احمدیت کی مخالفت نے ان مولانا اور یا الفضل مولانا کے علم و عقل کو خدا تعالیٰ نے کس طرح سلب کر لیا ہے مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ خالد بن سنان کوئی صحابی نہیں محض مغالطہ دینا ہے ہم کب کہتے ہیں کہ خالد بن سنان صحابی تھا۔ باقی رہا یہ کہنا کہ یہ قصہ منگھڑت ہے کہ جس کی کوئی سند نہیں اس پر ہم کسی قدر بسط سے کلام کرینگے یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے خالد بن سنان کی بیٹی آئی تھی چنانچہ حدیث میں ذکر ہے عن ابن عباس قال وردت ابنتہ لہ عجوز علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتلقاھا بخیر واکرمھا وقال لھا مرحباً یا بنتہ نبی ضیعہ قومہ فاسلمت یعنی آپ نے اس کی تعظیم و تکریم کی اور اس کو کہا اے نبی کی بیٹی کہہ خطاب کرکے مرحبا کہا۔ ہاں ایسا نبی کہ جس کو اس کی قوم نے ضائع کر دیا (۲) حضرت ابن عباس کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ خلق طائراً فی الزمن الاول یقال لہ العنقاء فکثر نسلہ فی بلاد الحجاز فکانت تخطف الصبیان فشکوا ذالک الی خالد بن سنان وھو نبی ظہر بعد عیسےٰ من بنی عبس فدعا علیھا ان یقطع نسلھا فبقیت صورتھا فی البسط

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ خالد بن سنان حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں اور وہ بنی عبس قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور انہوں نے عنقا کی نسل کو صفحہ ارض سے مٹا دیا تھا۔

(۳) انہی حضرت کی ایک تیسری روایت میں ہے وکان خالد بن سنان بعث مبشراً لہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما حضرتہ الوفاة قال اذا انا مت فادفنونی فی حقف من حقد الاحقاف فذکر نحو ما تقدم اس حدیث میں یہ صاف ذکر ہے کہ خالد بن سنان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دینے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور اپنی وصیت کے مطابق ایک ریت کے ٹیلے میں دفن کئے گئے۔ حدیث اول کی نسبت اصابہ میں لکھا ہے ورجالہ ثقات الا انہ مرسل

(۴) سماک بن حرب سے روایت ہے کہ خالد بن سنان کی بابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو فقال ذاک نبی ضیعہ قومہ یعنی آپ نے فرمایا۔ وہ نبی تھا۔ مگر قوم نے اس کو ضائع کر دیا حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے

خالد بن سنان کی بنوت کا تاریخی ثبوت

ان صحیح احادیث کے بعد ضرورت معلوم نہیں ہوتی تھی کہ خالد بن سنان کے متعلق کوئی تاریخی ثبوت بھی پیش کیا جائے مگر فاضل اہل حدیث نے چونکہ ان کی تاریخی حیثیت سے انکار کیا ہے اسلئے چند ایک حوالجات پیش کر دیئے جاتے ہیں۔

تاریخ الخمیس میں خالد بن سنان کی نسبت لکھا ہے وکان یدعو الناس الی دین عیسےٰ وکان بارض بنی عبس واطفأ النار التی کانت تخرج من بئر صناک وتحرق من لقیتہ من عابری سبیل او غیرھم

وفی المختصر خالد بن سنان العبسی کان نبیاً من ولد اسمعیل وکان بعد المسیح بثلثمائة سنة وھی الفترة یعنی خالد بن سنان لوگوں کو دین عیسوی کی دعوت دیتے تھے اور وہ بنی عبس قبیلہ کی سرزمین میں تھے اور انہوں نے وہاں کے ایک کنویں میں سے نکلنے والی آگ کو سرد کر دیا تھا کہ جو مسافروں وغیرہ کو جلا دیتی تھی۔ مختصر میں یہ ہے کہ خالد بن سنان ابن عیسیٰ اسمعیل کی اولاد سے نبی تھا۔ اور وہ مسیح سے تین سو برس بعد ہوا ہے حالانکہ وہ فترة کا زمانہ تھا۔ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۲۲۵ و صفحہ ۲۲۶ .... کامل ابن اثیر وغیرہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے

پس ان احادیث اور تاریخی حوالجات سے ثابت ہے کہ خالد بن سنان نبی تھا مگر دوسری طرف ایک حدیث میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد موجود ہے کہ میرے اور حضرت عیسےٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ ان دونوں صحیح حدیثوں کی مطابقت صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ خالد بن سنان کو مجازی نبی سمجھ لیا جاوے صوفیاء کرام کی کتابوں میں بھی خالد بن سنان کو نبی ہی لکھا گیا ہے۔ چنانچہ فص خالدیہ کے نام سے فصوص الحکم وغیرہ میں ان کا ذکر کیا گیا ہے (دیکھو قاشانی صفحہ ۲۶۵ اور شرح فصوص از سید عبد الغنی نابلسی صفحہ ۲۴۹ اور شرح فصوص از ملا جامی صفحہ ۲۲۹)

اطلاع پیغام صلح کا یہ نمبر ڈبل شائع کر دیا جاتا ہے آئندہ بدھ مورخہ ۸ جون کا اخبار عید الفطر کی تعطیل کے سبب شائع نہ ہوگا

ایڈیٹر

جلد ۸ — لاہور یکشنبہ مورخہ ۵ شوال سنہ ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۹۲۱ عیسوی — نمبر ۹۶

کلام الامام امام الکلام

بوئے یار آید ازیں گلزار من

ہر کجا یاں نگارے بود
[illegible] آتش قرارے بود
[illegible] دہر سہمیں دیوانہ وار
تا مگر آید نظر آں روئے یار
ہر کہ عشق دلبری در جان اوست
دل [illegible] وفتد از ہجر دوست
عاشقاں را صبر و آرامے کجا
تو بہ از روئے دلآرامے کجا
ہر کرا عشق رخ یارے بود
روز و شب باآں رخش کارے بود
ز فتنش گر اتفاقے اوفتد
در تن و جانش فراقے اوفتد
یک زمانے زندگی بے روئے یار
[illegible] کند بروے پریشاں روزگار

جواہر ریزے

تعدد ازدواج

مثلاً تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور مرد میدان معترض ہے جو ہم کو یہ دکھلا سکے کہ قرآن کہتا ہے ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہ ایک سچی بات ہے۔ اور بالکل طبعی امر ہے۔ کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آجاتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے۔ مثلاً عورت اندھی ہو گئی۔ یا کسی اور خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہو گئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی۔ اور مرد از راہ ہمدردی یہ بھی نہیں چاہتا کہ اسے علیحدہ کرے یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار [illegible] مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کیا اس سے بدکاری اور بداخلاقی کو ترقی نہ ہوگی؟ پھر اگر کوئی مذہب و شریعت کثرت ازدواج کو روکتی ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بداخلاقی کی مؤید ہے۔ لیکن اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کے نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پس مرگ خاندان میں بہت سے ہنگامے اور کشت و خون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں کرکے اولاد پیدا کرے۔ بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دیدیتی ہیں۔ پس جس قدر غور کرو گے یہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئیگا عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے کیونکہ اس کے مسلّم نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں۔ اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تھے۔ تو پھر ان کو اس بات کا جواب دینا مشکل ہوگا کہ ان کے الہام خدا کے الہام کیونکر ہو سکتے ہیں عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جائز نہیں رکھتے۔ علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کو منع ہی نہیں کیا گیا لندن کی عورتوں نے زور دیا کہ [illegible] باعث ہو گیا

کہ دوسری عورت نہ کریں۔ پھر اس کے نتائج خود دیکھ لو کہ لندن اور پیرس میں عفت اور تقوے کی کیسی قدر ہے۔ ایسا ہی دوسرے مسائل غلامی اور جہاد پر بھی ان کے اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ توریت میں ایک لمبا سلسلہ ایسی جنگوں کا چلتا ہے۔ حالانکہ اسلام کی لڑائیاں ڈیفنسو (دفاعی) تھیں۔ اور وہ صرف دس سال کے اندر ختم ہو گئیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ مسایل ان کی کتابوں میں نکال سکتا ہوں۔ اور ایسے ہی میرا دعوے ہے کہ تمام صداقتیں قرآن کریم میں موجود ہیں اگر کوئی مدعی ایسی صداقت پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں ہے تو اسے نکال کر دکھلانے کو تیار ہوں۔ اسلامی شریعت نے وہ مسائل لئے ہیں جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کے لئے مطلوب ہیں۔ اور جو ہر پہلو سے اس کے قوائے کی ترتیب کرتے ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہاں اسلام کے جو اعتراض غیر مذاہب پر ہیں وہ ان کا جواب نہیں دے سکتے پس میں پھر کہتا ہوں کہ دینی باتوں کو [illegible] دیکھیں استہزا سے کفر کا اندیشہ ہے بلکہ اللہ تعالے کی آیات کا ادب اور خوف ہونا چاہئے۔ ہر ایک عارف ان باتوں کے ہزارہا جواب دے سکتا ہے۔ کیا چہروں میں ایسی علامات نہیں ہوتیں جن کو دیکھ کر ہم ایک سعید اور شقی۔ بدمعاش اور خوش اطوار میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور پہچان لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں۔ اب وہ کونسا نشان تھا جو جھوٹوں میں ہوتا ہے اور آپ میں نہ تھا۔ ایک امتیاز تو تھا جس کو بصیرت والا انسان دیکھ سکتا ہے۔ (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

ناظرین پیغام صلح کو عید مبارک ہو

لاہور میں عید الفطر بروز چہارشنبہ مورخہ ۸ جون سنہ ۱۹۲۱ء کو ہوئی۔ نماز حسب معمول جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے پڑھائی اور خطبہ جناب حضرت خواجہ صاحب مدظلہ نے سلیس اردو میں فرمایا اخبار کے فایدہ کی خاطر پورا خطبہ اگلے اخبار میں شائع ہوگا انشاء اللہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ و حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب شملہ تشریف فرما ہیں۔ اللہ ان کا ناصر و مددگار ہو۔ دیگر بزرگان سلسلہ بھی بخیریت ہیں اور مشاغل دینی میں حسب معمول تندہی سے مصروف رہے ہیں۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ - مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۱ء نمبر ۴۶

حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام

(۱)

اخبار پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں جزیرہ جاوا و فلپائن اور چین وغیرہ میں اسلام کے خلاف مسیحی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے تین اہم خبریں درج کی گئی تھیں:-

(۱) سوڈان میں لوگوں کو مسیحی بنانے کی زبردست کوششیں عیسائیوں کی طرف سے عمل میں آرہی ہیں +

(۲) جزائر چین میں انجیل کی اشاعت زوروں پر ہے۔ ہینگ تیس گاؤں کے ساتھ انجیلی اشاعت کا مرکز بن رہا ہے +

(۳) جنوبی فلپائن میں نوے ہزار مسلمانوں کو عیسائی مشنری مسیحی بنانے میں کامیاب ہو رہے ہیں +

ان خبروں کو درج کرنے کے بعد مسلمانوں کو حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے غیرت دلائی گئی تھی۔ اس پر ہمارے محترم دوست مدیر ”زمیندار“ لکھتے ہیں کہ

”ہم نے معاصر ممدوح کی خبروں اور اس کے لکھے ہوئے نوٹ کو اس لئے نقل کیا ہے کہ قارئین زمیندار بھی ان جگر خراش خبروں اور دل گداز نوٹ سے آگاہ ہو کر اشاعت اسلام کے لئے کوئی کوشش کریں۔“

”لیکن پیغام صلح کی نسبت یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس کو انجمن اشاعت اسلام کے ارکان بھی پڑھتے ہیں یا نہیں۔ اور یہ پرچہ خواجہ کمال الدین صاحب کے ملاحظہ سے بھی گزرتا ہے یا نہیں جو جزائر فلپائن کے قریبی علاقوں تک ہو آئے ہیں لیکن پندرہ لائے ہیں“

ہم اپنے معاصر ممدوح کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے قارئین اخبار زمیندار تک ان جگر خراش خبروں اور ہمارے دل گداز نوٹ کو پہنچا کر ان کو اشاعت اسلام کیلئے توجہ دلائی ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء

(۲)

معاصر ممدوح کے ... سردست ہم صرف اسی قدر کہہ سکتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ارکان حفاظت اسلام کے ان ضروری ... سے بے خبر نہیں آپ کے اس نوٹ لکھنے سے پیشتر ہی حضرت امیر جماعت احمدیہ نے اپنی جزائر میں حفاظت اسلام کے لئے تجاویز کو انجمن میں پیش ہونے کے لئے لکھ دیا ہوا ہے۔ انجمن ایک محدود قوم کے چندہ پر اپنا کام کر رہی ہے۔ اس وقت ٹرینیڈاڈ (امریکہ) اور نڈگا ہند میں اس کے مشن نہایت کامیابی سے کام کر رہے ہیں ہندوستان کے اندر بھی مختلف مراکز میں تبلیغی کام انجمن کی طرف سے ہو رہا ہے +

انجمن کو اپنا دائرہ عمل وسیع کرنے میں دو طرح کی مشکلات در پیش ہیں ایک تو بعض ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی مخالفت انجمن کے کام میں روڑے اٹکا رہی ہے اور دوسرے مسلمانوں کو اس طرف توجہ نہیں ہو رہی اس کے ضمن میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ گذشتہ دو تین سالوں سے مسلمانوں کی توجہ مذہب کی طرف سے کم ہو گئی ہے۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ موجودہ مسلمان پولیٹیکل میدان میں جس جوش و خروش کا اظہار کرتے ہیں مذہبی میدان میں اس کا عشر عشیر بھی ان کے اندر نہیں پایا جاتا اشاعت اسلام کو حصول کامیابی اور فلاح کے لئے ایک دور کی راہ سمجھ لیا گیا ہے اور میدان سیاست میں جہد و جہاد کامیابی کے لئے صراط مستقیم سمجھی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اشاعت اسلام کرنے والی جماعت (اور جماعت بھی ایسی جماعت کہ جس کے خلاف علماء کا طبقہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے) غیر ممالک میں بہت سے مشنوں کا بوجھ اپنی گردن پر اٹھا سکتی ہے تاہم جو کچھ انجمن کر رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اشاعت اسلام کے متعلق لٹریچر بکثرت شائع کر کے تقسیم کیا جاتا ہے مسلمان طلباء کو غیروں کے اثر سے محفوظ رکھنے اور ان میں اسلامی تعلیم کی ترویج کی غرض سے ایک ہائی سکول اور اس کے ماتحت مختلف مقامات میں کئی ایک مڈل و پرائمری اور دینیات کے سکول نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہیں۔ مختلف زبانوں میں اخبار اور رسالے اشاعت اسلام کی غرض سے شائع کئے جاتے ہیں۔ پنجاب میں جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح اور تربیت انجمن کی زیر نگرانی ہو رہی ہے

اور اس میں خدا کے فضل سے دوسری سوسائٹیوں کے بالمقابل سب سے بڑھ کر انجمن کو کامیابی ہوئی ہے کہ جس پر سرکاری رپورٹ بھی شاہد ہے۔ ووکنگ مشن کہ جس کے مبارک ثمرات سے دنیا ناواقف نہیں اسی انجمن کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ ٹرینیڈاڈ (امریکہ) میں بھی ایک مشن کام کر رہا ہے۔ سلسلہ کی ضروریات کے لئے بھی بہت سے مبلغ اطراف اور اکناف میں کام کر رہے ہیں معزز معاصر زمیندار ہندوستان کی نہیں دنیا بھر کی کسی اسلامی انجمن کا نام تو لیں کہ جو اپنوں اور بیگانوں کی اس قدر مخالفت کے باوجود اس قدر کام کامیابی کے ساتھ چلا رہی ہو +

(۳)

انجمن یا اراکین انجمن خدا کے فضل سے اپنے فرائض کو آزادی طور پر سر انجام دیتے ہیں بلکہ اپنی جانوں تک کو اشاعت اسلام میں لگانے کے لئے بقصد تیار ہیں کیا معزز معاصر خود کو ذاتی طور پر ان امور سے اطلاع نہیں۔ اراکین انجمن کے متعلق ان خفت آمیز کلمات نے ہمارے ساتھ کل تشبیلی کا سا سلوک کیا ہے اور کوئی کم معصر جو محرم راز نہیں اس طرح کی تعریض سے کام لیتا تو اس قدر رنج اور افسوس نہ ہوتا۔ ان مقدس ہستیوں کو کہ جنہوں نے اپنے آرام اور راحت کی گھڑیوں کو خدا کے لئے خدمت دین اسلام میں وقف کر کے اپنی جانوں اور مالوں کو فی سبیل اللہ قربان کر دیا ہے اس قسم کی خوردہ گیری سے کس قدر رنج پہنچتا ہوگا اس کا اندازہ ایک اہل دل ہی اچھی طرح کر سکتا ہے۔ ارکان انجمن نے کسی ذاتی اور دنیوی غرض سے اس عظیم الشان مگر نہایت اہم نصب العین کو اپنے سامنے نہیں رکھا مسلمانوں کے کام اسی لئے کسی منڈھے نہیں چڑھتے کہ ان میں نہ صرف خلوص سے کام کرنے والوں کی ہمت بڑھانے کی عادت نہیں بلکہ اس کے برعکس ان کی مساعی جمیلہ کی طعن و تشنیع اور خردہ گیری سے تخفیف اور تحقیر کی جاتی ہے۔ یہ کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ اخبار روزنامہ زمیندار جو خلافت کا آرگن ہے ہمارے اکابر سلسلہ کو بھی کھول کر ہو گیا ہے۔ اور وہ خواجہ کمال الدین کہ جس نے اپنی ہزاروں روپیہ کی چلتی وکالت پر لات مار کر اور اپنا سارا کا سارا اندوختہ خدا کی راہ میں لٹا کر ووکنگ مشن کی بنیاد ڈالی۔ لارڈ ہیڈلے۔ ڈاکٹر ... سکنر بلجیم کپتان سٹیلے مارگریٹ ... روسی شہزادہ اور ... جیسے اکابر رجال کو حلقہ بگوش اسلام بنایا اس کو اور اس کے ساتھ مل کر کام کرنے والوں کو ... بتلایا جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ اشاعت اسلام میں کسی قسم کی امداد دینا پسند نہیں کرتے تو ہمیں اس کا مطلقاً افسوس نہیں کیونکہ اگر یہ خدا کا کام ہے تو اس کے کرنے کے لئے کوئی قوم بھی اللہ تعالیٰ پیدا کر دیگا۔ ہم اپنے معاصرین سے صرف اس قدر سلوک کے خواہاں ہیں کہ اگر وہ اس مقدس کام میں امداد نہیں کر سکتے تو ... اس کی مخالفت پر بھی کمر نہ باندھیں +

حضرت مرزا صاحب کا مذہب انکے اپنے الفاظ میں

آجکل بعض اخبارات میں حضرت مرزا صاحب کے مذہب کے متعلق بہت کچھ اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ آپ کے عقاید کے متعلق انتہا درجہ کی دروغ بانی اور بطالت آرائی سے کام لیا جاتا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کا مذہب ان کے اپنے الفاظ میں شائع کر دیں اور پھر اس پر جس قدر اعتراضات ہوں ان کا جواب دیدیا جائے

حضرت صاحب کا مذہب

ایمان کے متعلق خدائے تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اپنی زبان کو تکفیر سے تھام لو۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں۔ امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت۔ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ فاتقوا اللہ ولا تقولوا لست مسلماً۔ واتقوا الملک الذی الیہ ترجعون ۔

(ازالۃ الاوہام صفحہ ٹائیٹل حصہ اول)

خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق

خدا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک اور باوجود نزدیک ہونے کے دور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھاتا ہے۔ جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق عادات اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۱)

سلسلہ وحی کے متعلق

یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا۔ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مگر روح القدس اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ اس چشمہ کے پیاسے ہو کہ پانی خود بخود آجائے گا۔ اس دودھ کے لئے تم بچہ کی طرح رونا شروع کرو۔ دودھ پستان میں خود بخود اتر آئیگا رحم کے لائق ہو۔ تم پر رحم کیا جائیگا۔ اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ بار بار چلاؤ۔ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے +

(تعلیم المہدی صفحہ ۱۴)

متعلق نزول جبرئیل بپیرایہ وحی رسالت

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور ”باب نزول جبرئیل بپیرایہ وحی رسالت مسدود ہے“

اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو

(ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۶۱)

محمد مصطفیٰ صلعم کی شان کے متعلق

یہ شان فنا فی اللہ کی ... اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہادی نبی امی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی ... خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین ... اول المسلمین ہوں ... دنیا کے ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو ... [illegible]

... منی سے بھی زیادہ ... [illegible]

(... صفحہ ۱۶۱-۱۶۲)

معراج نبوی صلعم کے متعلق

بخاری کتاب التوحید ... صفحہ ... لکھا ہے کہ ... [illegible] ... آنحضرت صلعم ... جو معراج ہوا۔ اسی حدیث میں ... معراج ہوا ... آسمان پر ... جب ... آسمان سے عبور کرنے لگے ... قال ... ان یدوم علی احد ... آخر میں لکھا ہے کہ اس قدر واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی (تمام شد فقط)

(ازالۃ الاوہام)

اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح کے متعلق

اگر یہ کہا جائے کہ مثیل موسیٰ جو یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ سے افضل ہیں تو پھر مثیل مسیح کیوں ایک امتی آیا اس کا جواب یہ ہے کہ مثیل موسیٰ کی شان نبوت ثابت کرنے کے لئے اور خاتم الانبیاء کی عظمت دکھانے کے لئے اگر کوئی نبی آتا تو پھر خاتم الانبیاء صلعم کی شان عظیم میں رخنہ پڑتا۔ اور یہ تو ثابت ہے کہ اس مسیح کو اسرائیلی مسیح پر ایک جزوی فضیلت ہے کیونکہ اس کی دعوت عام ہے اور اس کی دعوت خاص تھی۔ اور اس کو تفصیلی طور پر تمام مخالف فرقوں کے اوہام دور کرنے کے لئے ضروری طور پر صنعت اور معرفت سکھلائی گئی ہے جو مسیح ابن مریم کو نہیں سکھلائی گئی تھی کیونکہ بغیر ضرورت کوئی علم عطا نہیں ہوتا۔ وما ننزلہ الا بقدر معلوم +

(ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴)

قرآن شریف کی اخلاقی تعلیم

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ

اللہ تعالیٰ درحقیقت حکم دیتا ہے (بندوں کو) انصاف کرنے کا دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کا اور اپنے خاندان والوں کے ساتھ حسن سلوک کا۔ اور اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے بے حیائی کی باتوں سے اور برے کاموں سے۔ اور نافرمانی سے۔ وہ نصیحت کرتا ہے تاکہ تم خبردار رہو

اللہ تعالیٰ اپنے کلام معجز نظام میں جو کل زمانوں اور کل مخلوق کے واسطے ایک جامع شریعت اور کامل رہنما ہے۔ مندرجہ بالا آیات شریفہ میں ہمارے سامنے ایک اعلیٰ ترین اخلاقی تعلیم ہماری بہبودی کے واسطے بیان فرماتا ہے قرآن پاک کی ایک خوبی جو اسے اور کتابوں پر فوقیت دیتی ہے۔ اور امتیاز بخشتی ہے وہ [illegible] اور اس کتاب فطرت انسانی کو ملحوظ رکھا [illegible] کا راستہ دکھاتی [illegible] عمل کر سکتے ہیں۔ [illegible] انسان کے واسطے اس کی فطرت کے مطابق [illegible] اس کی زندگی کو [illegible] درجہ پر پہنچا سکے [illegible] دنیا [illegible] قرآن پاک ہم کو [illegible] سکھاتا [illegible] ہمارے خیالات [illegible] تھوڑی دیر [illegible] کتابوں [illegible] معلوم [illegible] انسان کی فطرت سلیمہ کے خلاف [illegible] بلکہ وہ [illegible]

[illegible]

[illegible] آنحضرت صلعم کی اسوۂ حسنہ کی پیروی [illegible] خطبہ جمعہ میں یہ آیت شریفہ تلاوت کی جاتی ہے تاکہ مسلمانوں کے لئے [illegible] ایمان و عمل کا موجب ہو

اس آیت شریفہ میں مسلمانوں کو تین باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تین ہی باتوں سے احتراز کرنے کا حکم دیا گیا ہے

پہلی بات جس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ آپس میں عدل مرعی رکھیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ عادلانہ برتاؤ کریں۔ ہر بات میں انصاف ملحوظ رکھیں

دوسرے یہ کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی اور بھلائی کریں

تیسرے یہ کہ ہم غیروں کے ساتھ بھی وہی سلوک روا رکھیں جو ہم اپنوں کے ساتھ رکھتے ہیں اور نیکی کے ان تین اصولوں کے مقابل ایک مسلمان کو تین باتوں سے احتراز کلی کا حکم دیا گیا ہے

اوّلاً اس کو ہر قسم کی گندی اور فحش اور مخرب اخلاق باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے دوسرے کسی کی حق تلفی یا اسکو نقصان نہیں پہنچانا چاہئے اور جس طرح ہمارے معاشرت میں بہترین اصول یہ ہے کہ ہم اپنی اعزا اور اقربا کے ساتھ حسن سلوک روا رکھیں۔ ویسی ہی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ کوئی شخص تمدن و تہذیب کے قوانین مقررہ کو درہم برہم کر دے اور ان سے سرکشی اختیار کرے۔ ناظرین اگر تمام انسان سچے دل سے صرف ایک آیت پر کاربند ہو جاویں تو تمام تکالیف اور جرائم اور افعال شنیعہ کا سدباب ہو جاوے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر جمعہ کو یہ آیت مسلمانوں کو سنائی جاتی ہے تاکہ وہ اُسے اپنا دستور العمل بنا دیں۔ اور دین و دنیا میں فلاح حاصل کریں

اس آیت کے شروع میں یعنی اول نصف میں وہ پاکیزہ تعلیم تلقین کی گئی ہے جو دنیا میں اسوقت ست جگ قائم کر سکتی ہے بشرطیکہ انسان اسپر کاربند ہو جاویں سبحان اللہ کیا تعلیم ہے ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان و ایتآئ ذی القربی

پہلی نصیحت یہ ہے کہ انسان آپس میں عدل ملحوظ رکھیں یہ اخلاقی ترقی کی پہلی سیڑھی اور ابتدائی منزل ہے۔ کم از کم ہر شخص کو چاہئے کہ وہ انصاف کا برتاؤ دوسروں کے ساتھ کرے اور اس مہربانی کا بدلہ دے جو دوسرا اس کے ساتھ کرتا ہے۔ کیونکہ انصاف کا تقاضا ہے کہ ہم دوسروں کی بھلائی کا بدلہ بھلائی کریں۔ غور کیجئے یہ ایک عمدہ بات ہے مگر ابتدائی منزل ہے اعلیٰ اخلاقی صفات میں اس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی کتاب اسی جگہ پر نہیں رک جاتی وہ ہم کو آگے لے جاتی ہے۔ ہم کو احسان کی تلقین کرتی ہے۔ یعنی ہم اپنی طرف سے دوسروں کے ساتھ بلا معاوضہ مہربانی کریں محسن وہ ہے جو دوسروں کے ساتھ بلامعاوضہ سلوک کرتا ہے لیکن یہ بھی اعلیٰ ترین صفت نہیں ایک شخص جب دوسرے کے ساتھ بھلائی کرتا ہے تو وہ اسکے عوض بھلائی کا متمنی ہوتا ہے اور جس طرح عدل میں ہم ایک مہربانی کا عوض دیتے ہیں۔ یہاں احسان میں ہم از کم محسن کی طرف سے شکرگذاری کے خواہشمند ہیں۔ قرآن پاک اس سے آگے ہماری رہنمائی کرتا ہے جہاں تک انسانی قواء ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک ہماری وہاں تک صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہوتا ہے کہ ایتائ ذی القربی قرآن پاک ہمارے دلوں سے دوسرونکے شکریہ کی تمنا کا خیال بھی دور کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرو اور بدلہ کے آرزومند مت رہو۔ ہمکو دوسروں کے ساتھ محض بھلائی کی صفت حاصل کرنے کی غرض سے بھلائی کرنا چاہئے۔ اور یہ بات ناممکن نہیں یہ تعلیم ہماری فطرت کے خلاف نہیں کیا والدین اپنی اولاد کے ساتھ ویسا ہی نہیں کرتے یک پاکیزہ جذبہ اُن کی رہنمائی کرتا ہے کہ وہ ان ذات کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں جو اُن کے بھلائی کا بدلہ نہیں دے سکتے اور نہ وہ اس کے متمنی ہوتے ہیں کیا نیک بندے اپنے والدین کے ساتھ بھلائی نہیں کرتے۔ جب کہ وہ کسی صلہ کے خواہشمند نہیں ہوتے یہ بھلائی کی اعلیٰ ترین صفت ہے اور اسواسطے اس کو ایتائ ذی القربی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ قرآن پاک نیکی کے تین مراتب بیان فرماتا ہے اور ایک نفیس ترتیب کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔ ہم کو نہ صرف عدل پر اکتفاء کرنا چاہئے۔ نہ صرف اس سے ایک قدم آگے احسان پر رک جانا چاہئے۔ بلکہ ایک دوسرے کو پیار کرنا چاہئے سبحان اللہ کیا نفیس پیرایہ ہے اور کیسا دلکش اور پسندیدہ طرز بیان ہے معمولی صفت عدل ہے متوسط صفت احسان اور اعلیٰ صفت ایتائ ذی القربی بیان فرمائی اور اس اسلوب کے ساتھ کہ ہر شخص بہ آسانی اس پر کاربند ہو سکے اور ایک خوبی حاصل کرنے کی بعد اس قدر اپنے نفس میں صلاحیت پیدا کرے کہ دوسری صفت پر عامل ہو جاوے

جیسے کہ ایک مشہور مثل ہے اور یہ جذبہ ایک غیر ترتیب یافتہ مزاج میں بھی موجود ہے حتیٰ کہ بہائم میں بھی پایا جاتا ہے انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ جیسے کو تیسا۔ ٹھیک اس جگہ سے قرآن شریف شروع ہوتا ہے اور وہی تعلیم آغاز کرتا ہے۔ جو ہر شخص کے نزدیک قابل قبول اور قابل عمل ہے

قرآن پاک بتاتا ہے کہ عدل کرو۔ یہ کہکر وہ ہمارے اس جذبہ کو اپیل کرتا ہے جو قدرت نے شروع سے ودیعت کیا ہوا ہے کیسا قابل قبول حکم ہے انسان اسپر کاربند ہوتا ہے اور جب اس کی مزاولت کرتا ہے تو اسکے اخلاقی قواء میں ترقی ہونے لگتی ہے کیونکہ وہ یہ خیال کرتا رہتا ہے کہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہونے پاوے اس خیال سے اس کی صفات بالقوی جو اس کے نفس میں مضمر ہیں ہیجان میں آتی ہیں اور اسکو اس پہلی صفت پر عمل ہونے کے باعث اس قدر استعداد حاصل ہوتی ہے کہ وہ اب اس تنگ اور ازل دایرہ سے باہر قدم رکھتا ہے اور بجائے اس کے کہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کا بھلائی کرے وہ از خود بھلائی کرنے لگتا ہے تاکہ دنیا میں بھلائی کرنا عام ہو اور لوگ اسکے عوض اس سے بھلائی کریں۔ جب وہ اس صفت پر عامل ہوتا ہے تو اس کے اندر کل بنی نوع آدم کو ایک نظر سے دیکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ نیکی کرنا کسی ایک قوم سے مختص نہیں بلکہ سب سے کرنا چاہئے اور اس طرح اس کے اندر ایک عالمگیر اخوت کا خیال پیدا ہوتا ہے

کدھر ہیں حامیان مذہب اخوت انسانی غور کریں کہ قرآن پاک کیسی خوبصورتی کے ساتھ صرف ایک آیت میں انسانی اخلاق کو قابل بنانے کا طریقہ پیش کر رہا ہے اور وہ طریقہ فطرت انسانی سے موافقت کلی رکھتا ہے یونیورسل برادرہڈ آف مین کا آئیڈیا کس طرح حاصل ہو سکتی ہے قرآن پاک اس کا طریقہ بتاتا ہے اور یہ طریقہ ہی قرآن پاک کے ایک جامع اور عالمگیر الہام ہونے کا ثبوت ہے

غور کیجئے کہ ان صفات پر عمل پیرا ہونے کے لئے قرآن پاک قوم و مذہب کے امتیازات کا لحاظ نہیں رکھتا۔ قرآن پاک یہ نہیں کہتا کہ تم صرف مومنوں کے ساتھ عدل کرو۔ صرف مومنوں کے ساتھ احسان اور صرف مومنوں کے ساتھ ایتائ ذی القربی پر کاربند ہو قرآن پاک فرماتا ہے واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ خبیر بما تعملون۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو شروع سے آخر تک قرآن پاک کی تعلیم و تلقین کا رنگ مثل دیگر کتب کے محدود اور تنگ نہیں جو تعصب پیدا کرے۔ بلکہ سب کے لئے اور سب زبانوں کے لئے ہے کیونکہ قرآن نے خدا ہی ایسا پیش کیا ہے جو نہ صرف بھارت ورش کا اور نہ صرف بنی اسرائیل کا خدا ہے بلکہ الحمد للّٰہ رب العالمین۔ سب تعریفیں اس خدا کے لئے جو سبھوں کا رب ہے اسلام کی پہلی تعلیم اس وسیع اور عالی نقطہ خیال سے ہوتی ہے جو دیگر تعلیمات سے اس کو امتیاز بخشتی ہے چنانچہ [illegible] حکم ہے سب لوگوں کے ساتھ عدل کرو سب کے ساتھ احسان کرو!

اسلام کی تعلیم کی خوبی یہی ہے کہ فرقہ بندی سے آزادی بخشتا ہے اور کالے گورے کی تمیز دور کرتا ہے۔ قومی اور ملکی تعصبات دور کرتا ہے۔ قرآن پاک ان لوگوں کے ساتھ بھی انصاف کا حکم دیتا ہے جو قرآن کے دشمن ہیں اور جب ہم اخلاقی ترقی کرتے کرتے اپنے اندر وسعت اخلاق پیدا کر لیں گے تو پھر بھلائی کرنا ہی ہماری عادت ہو جاوے گی۔ اور العادت طبیعت ثانیہ الغرض مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ بلا امتیاز شخصی و قومی دوسروں کے ساتھ معاملت میں ان مندرجہ بالا اصولوں پہ کاربند ہوں۔ خواہ ایک شخص مسلم ہو۔ یا غیر مسلم۔ ہم کو اس کے ساتھ ان اصولوں کے ماتحت برتاؤ کرنا چاہئے۔ جو قرآن پاک نے اس آیت میں ہم کو تلقین فرمائی۔ اللہ اللہ کیا وسیع اور عالمگیر تعلیم ہے جو قرآن پاک پیش کرتا ہے

اب اس کے مقابل تین باتوں سے بچنے کا حکم ہے اگر ہم کسی ملک کا ضابطہ تعزیرات اٹھا کر دیکھیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ تمام قوانین تین مدات کی تحت میں آتے ہیں۔ اوّلاً وہ قوانین جو ان اخلاقی شعبوں کے متعلق ہیں جن کا تعلق انسان کی ذات سے خاص ہے اور ان قوانین کے بنانے کی علت غائی یہ ہے کہ انسان ایسے جرائم نہ کرے۔

(باقی دارد)

"ضرب خفیف"

صرف ذرا مر گیا ہے

ایک مسخرے کسی نواب کے دربار میں پہنچے اور اپنے کو گھوڑوں کا سوداگر ظاہر کیا۔ نواب کو گھوڑوں سے بہت شغف تھا۔ انہوں نے [illegible] سے پوچھا کہ کہئے کوئی اچھا سا گھوڑا آپ کے پاس موجود ہے؟ مسخرے نے جواب دیا حضور ایک نہایت اعلےٰ درجے کا گھوڑا حضور ہی کے لائق میرے اصطبل میں موجود ہے۔ نواب صاحب [illegible] نایاب رنگ کیا ہے۔ عرض کیا کمیت۔ فرمایا کہ نسل کیسی ہے؟ مسخرے صاحب بولے۔ عربی النسل و نجیب الطرفین۔ پوچھا کہ رفتار کا کیا حال ہے؟ جواب ملا حضور کچھ نہ پوچھئے [illegible] رواں کی طرح جاتا ہے ڈکی۔ پویہ۔ اٹیرن۔ کادا۔ سرپٹ۔ غرض ہر فن مولا ہے +

نواب صاحب نے پوچھا کوئی نقص تو نہیں؟ مسخرے صاحب [illegible] منہ بنا کر کہا۔ حضور نقص تو کوئی نہیں صرف ذرا مر گیا ہے۔ اس پر نواب صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔ مسخرے نے دعا دی۔ نواب [illegible] نے کچھ دے دلا کر رخصت کیا +

اسی قسم کے ایک مسخرے پولیس مجسٹریٹ صاحب سیالدہ میں رہتے ہیں ان کے متعلق معاصر "انگلشمین" اپنی ایک گذشتہ اشاعت میں لکھتا ہے کہ

> ای۔ بی۔ ریلوے کا ایک یورپین فائرمین جوزف میور۔ سیالدہ کے پولیس مجسٹریٹ کی عدالت میں اس جرم کا مرتکب قرار پایا گیا کہ اس نے اپنے مدراسی خانساماں کے گھونسا مار کے اسے جان سے مار ڈالا۔ عدالت نے اسے ضرب خفیف قرار دے کر مجرم پر تین سو روپے جرمانہ کیا جس میں سے ڈھائی سو روپے خانساماں کی دادی کو بطور معاوضہ دیئے جائیں گے +

مجسٹریٹ صاحب نے فیصلہ میں یہی لکھا ہوگا کہ جوزف میور نے متوفی کے گھونسا مارا۔ لیکن اس گھونسے سے کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ خانساماں صرف ذرا مر گیا ہے۔ اس لئے میں اسے ضرب خفیف قرار دیتے ہوئے تین سو روپیہ جرمانہ کرتا ہوں +

یہی وہ برطانی انصاف ہے۔ جس کے راگ دن رات الاپے جا رہے ہیں اور جس کا دعوےٰ کرتے ہوئے لارڈ ریڈنگ کا منہ خشک ہوتا جا رہا ہے اگر کوئی سفید رنگ آدمی کسی ہندوستانی کو جان سے مار ڈالے تو وہ موت "ضرب خفیف" سمجھی جاتی ہے لیکن اگر مولانا نفیس احمد الہ آبادی اشتداد کا خیال بھی دل میں نہ [illegible] اور [illegible] یہ کہیں کہ فلاں حالت میں اشتداد پر مائل ہو [illegible] ظلم کے خلاف جنگ کرنے کا جرم تائید کرکے حبس دوام اور ضبطی جائداد کی سزا دی جاتی ہے ؎

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

اگر کسی کو مار ڈالنا "ضرب خفیف" میں داخل ہے تو خدا جانے ضرب شدید کس غیر معمولی واقعہ کا نام ہے جو موت سے بھی بالاتر سمجھا گیا ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ انگریزی عدالتیں سفید رنگ آدمیوں کو اس امر پر اکسا رہی ہیں کہ وہ ہندوستانیوں کو جان سے مار ڈالا کریں۔ ان کو بالکل کوئی شدید سزا نہیں دی جائے گی۔ یہ قتل و خون کی حوصلہ افزائی نہیں تو کیا ہے؟ اب تو جس انگریز کو کسی ہندوستانی سے پرخاش ہوگی۔ وہ اسے گھونسے مار مار کر جان سے مار ڈالے گا اور اس کے بعد مجسٹریٹ صاحب سیالدہ کے فیصلہ کی سند پیش کرکے ڈھائی سو روپے میں رہا ہو جائے گا۔ ہندوستانیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی جان کی قیمت ڈھائی سو روپے سے زیادہ نہیں +

"زمیندار"

ریوٹر کے برقی پیغامات

ترکان احرار اور انگلستان کی کشمکش

لندن ۳۰ مئی۔ ڈیلی ایکسپریس کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے رقمطراز ہے کہ مصطفیٰ صغیر نامی ایک ہندی کو مخبری کرنے کے جرم میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا +

مصطفیٰ صغیر اناطولیہ میں اس واسطے دورہ کر رہا تھا کہ وہ اپنے آپ کو ہندوستانی مسلمان بتا کر ترکوں کو برطانیہ کا حامی بنا لے اس سے اس کی یہ غرض بھی تھی کہ ترکوں اور انگریزوں کے درمیان عہدنامہ کی جلد طرح پڑ سکے +

بولشویکوں کے ابھارنے پر انتہا پسند ترکوں نے مصطفیٰ صغیر کے ساتھ ہر طرح کی سختیاں روا رکھیں۔ اس لئے مصطفیٰ صغیر کو آخر کار اپنے آپ کو احرار کی تحریک کا موید بتلانا پڑا۔ احرار نے مصطفیٰ کے ساتھ جان بخشی کے وعدے کئے تھے وہ سب توڑ دیئے +

حکومت برطانیہ نے بتیری یاد دہانی کرائی کہ مصطفیٰ صغیر دراصل اناطولیہ میں ایک جنگی قیدی کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا تبادلہ انگریزی عہدنامے کے رو سے جلد عمل میں آنا چاہئے مگر حکومت انگورہ نے اس عرضداشت کی ذرا بھی پروا نہ کی +

بالشویکوں کے ساتھ دوسرا عہدنامہ

یہی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ ترکی احرار اپنے آپ کو انگریزوں کے ساتھ برسرپیکار سمجھ رہے ہیں۔ ان احرار نے انگریزی جہازوں کے ترکی بندرگاہوں میں داخلے کی ممانعت کر دی ہے اور بولشویکوں کے ساتھ دوسرا عہدنامہ کرکے باطوم پر اپنے حقوق سے دستبرداری اختیار کر لی ہے۔ بالشویکوں نے اس کے بدلے ان کو کوہ قاف کے علاقہ میں مزید مراعات دینے کا وعدہ کیا ہے۔ نیز بولشویکوں نے احرار کو روپیہ اور سامان حرب دینے کے علاوہ اناطولیہ میں اشتراکیت کی تبلیغ کو بکقلم موقوف کر دیا ہے۔ ترکی احرار نے بولشویکوں کو یقین دلایا ہے کہ جب کبھی وہ اپنے ملک میں کسی غیر قوم کے افراد کو مراعات دینی چاہیں گے تو وہ بولشویکوں کو ترجیح دیا کریں گے +

مالی امداد

قسطنطنیہ ۳۰ مئی۔ انگورہ سے ایک پیغام برقی وصول ہوا ہے کہ ماسکو سے احرار کو دو کروڑ [illegible] موصول ہوئی ہے۔ اس لئے اب حکومت انگورہ نے [illegible] لیا ہے کہ وہ اپنا [illegible] کروڑ [illegible] ترکی [illegible] کے خریدنے میں صرف کریں گے +

ایک دوسرا ہندوستانی مخبر

لندن ۳۱ مئی۔ قسطنطنیہ کا ایک پیغام برقی مظہر ہے کہ مصطفیٰ صغیر کے ایک ساتھی کو بھی پھانسی کی سزا کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر بعد میں اس سزا کے بدلے عمر قید کی سزا دی گئی +

مصطفیٰ صغیر کے خلاف یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے حکومت برطانیہ کی انگیخت پر حکومت انگورہ کو پاشو [illegible] کرنے کی ٹھانی تھی :

احرار اور اتحادی

لندن ۳۰ مئی۔ ریوٹر کے قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جماعت انگورہ کے خلاف کارروائی کرنے کے متعلق اتحادیوں کی آپس میں گفت و شنید ہو رہی ہے مگر ابھی تک کوئی قطعی فیصلہ قرار نہیں پایا۔ تاکہ یہ معاملہ سپریم کونسل کے سامنے پیش کیا جا سکے +

یہ کہا جاتا ہے کہ اگرچہ حکومت برطانیہ کو احرار کے ساتھ کوئی وجہ مخاصمت نہیں ہے مگر چونکہ موخر الذکر اپنے وعدوں کو ہمیشہ توڑتے رہتے ہیں اس لئے حکومت برطانیہ کو مجبوراً ان کی مخالفت پر کمربستہ ہونا پڑتا ہے۔ اگر اتحادیوں کو کبھی احرار کے خلاف کارروائی کرنی پڑی تو اس کی ذمہ دار خود حکومت انگورہ ہوگی +

یونانی مظالم

پیرس ۳۰ مئی۔ قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ اتحادی کمیشن نے یونانی مظالم کے متعلق اطلاع دی ہے کہ انہوں نے آٹھ گاؤں دیکھے جو بالکل تباہ و برباد کئے ہوئے تھے بہت سے مظلومین ان کی نظر سے گذرے چونتیس گاؤں کا معائنہ نہ ہو سکا مگر وہ بالکل خستہ حالت میں ہیں۔ اتحادی کمشن کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ بیس ہزار مظلومین کو قسطنطنیہ روانہ کیا گیا +

حکومت انگورہ اور انگلستان کی کشیدگی

لندن ۳۱ مئی۔ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار حکومت انگورہ کا سلطنت انگلستان سے کشیدگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ احرار نے بلومیٹا کے انگریزی مسافروں کو زد و کوب کیا ترکی بندرگاہوں میں انگریزی جہازوں کا داخلہ بند کر دیا ہے اور انگریزی رعایا کا ملک ترکی میں گذشتہ جنگ سے پہلے کی اجرتوں کا کام کرنا ممنوع قرار دیا ہے +

اہل یورپ پر اظہار نفرت

نامہ نگار کا بیان ہے کہ مجلس انگورہ کی تقریروں میں یورپ اناطولیہ کے جرائد میں اہل یورپ پر اظہار نفرت کیا جاتا ہے

یہ بلاشبہ درست ہے کہ فلسطین عراق عرب و مصر کی بدامنی کے ذمہ وار مصطفیٰ کمال پاشا اور بولشویک ہیں سلطنت انگورہ نے صرف تبادلہ اسیران میں ہی [illegible] خلاف ورزی وعدہ کا ثبوت نہیں دیا۔ بلکہ انہوں نے ایک ہندوستانی مسلمان کو صرف اس لئے جان سے مار دیا کہ وہ انگریزوں کی وفاداری کا دم بھرتا تھا اور ترکوں اور انگریزوں کے درمیان صلح کی طرح ڈالنا چاہتا تھا +

ناپاک اتحاد

اس اطلاع سے انگریزوں کا غم و غصہ اور بھی بڑھ جائیگا کہ سلطنت انگورہ اور بالشویکوں کے درمیان عہدنامہ ہو گیا ہے اور نوجوان ترک اس امر پر آمادہ ہیں کہ مذہبی اور سیاسی عہدوں پر اپنے ہم خیال لوگوں کو متمکن کریں +

مصطفیٰ کمال کے پیروؤں نے اپنے افعال سے ثابت کر دیا ہے کہ ان کا مذہب اسلام سے کچھ زیادہ تعلق نہیں ہے۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ انگریزوں کو ذلیل کرنے کی کوشش میں وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ شاید وہ اپنی فتح کے نشہ میں جو حال ہی میں انہیں یونانیوں کے خلاف نصیب ہوئی مخمور ہو گئے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ انگلستان کی غیر جانبداری ان کی فتوحات کی اصلی وجہ تھی +

بعدالت خان محمد دلاور خان صاحب منصف درجہ اول [illegible]

مظفر خان ولد خداداد خان پٹھان [illegible] بنام مولا داد [illegible]

[illegible]

جاری کیا گیا

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول گوجرانوالہ

نمبر مقدمہ ۲۴۵ سال ۱۹۲۱ء

مدت رام ولد رام داس سکنہ شہر — بنام محمد دین ولد میراں سبزی فروش اندرون دروازہ ریلوے گوجرانوالہ

دعوےٰ ۲۹۰ روپیہ

اشتہار بنام محمد دین ولد میراں سبزی فروش اندرون دروازہ ریلوے شہر گوجرانوالہ

مقدمہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اور عدالت کو یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰ برائے آگاہی مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ ۲۱/۶ تک حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہ کریگا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ مورخہ ۲۱/۶ (مہر عدالت) دستخط حاکم

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول کامل پور

نمبر مقدمہ ۲۶۴ سال ۱۹۲۱ء

موہن سنگھ ولد نانک چند کھتری — بنام سوداگر ولد حیدر و مسماۃ پیاری بیوہ حیدر باشندہ سکنائے ہوٹی

دعوےٰ ۳۰۰ روپیہ

اشتہار بنام سوداگر ولد حیدر و مسماۃ پیاری بیوہ حیدر ذات باشندہ سکنائے ہوٹی تحصیل فتح جنگ

مقدمہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمنات سے گریز کرتے ہیں۔ اور عدالت کا یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰ آگاہی مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ ۲۱/۶ تک حاضر عدالت نہ آویں تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ مورخہ ۲۱/۶ (مہر عدالت) دستخط حاکم

آزادہ بعد ہوں اور سراسر ہوں صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

اخبار پیغام صلح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن — جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیراب کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبر ہائے معاد — ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
ایں ہمہ از حضرت احدیت آں — منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ اندر دل ماست — منکر آں ہمہ و بے ہمہ است
معجزات انبیائے سابقیں — آنچہ در قرآں بیاید ہمچنیں
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکار کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

ہفتہ میں دو بار
یکشنبہ و چہارشنبہ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت ؎ (۶ روپے)
ششماہی ۳ روپے، سہ ماہی ۲ روپے

جلد ۸ | المسیح لاہور مدینۃ — چہارشنبہ مورخہ ۸ شوال ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۱۵ جون ۱۹۲۱ عیسوی | نمبر ۹۷

کلام الامام امام الکلام

کل بجوید جائے خود چوں بلبلے
یار چوں سینہ کمال روئے او
... بجوئے او

... دامنش دست از جنوں
گر فراغت شد دلم اے یار خوں

... صدق او ... اندر دلے
گل بجوید جائے خود چوں بلبلے

گر توافتی باد و صد درد و نفیر
کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر

تافتن رواز خور تاباں کہ من
خود برآرم روشنی از خویشتن

ایں ہمیں آثار ناکامی بود
بیخ شقوت نخوت و خامی بود

علمے را کور کرداست ایں خیال
سرنگوں افگند در چاہ ضلال

جواہر ریزے

تعدد ازدواج

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب ابلہ اور احمق کون ہے جو نیک و بد کو چہرہ سے دیکھ کر تمیز نہیں کر سکتا۔ مومن کا چہرہ اور ہر عضو اس کو ایک امتیاز بخشتا ہے۔ اور اس کو باخدا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پھر اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت میں ایک خصوصیت ہو تو بتلاؤ اس سے کیا استبعاد لازم آتا ہے۔ سب کچھ ممکن ہے۔ بالآخر یاد رکھو کہ یہ ایک فروعی بات ہے۔ ہم کو ضرورت نہیں کہ ان باتوں میں پڑیں۔ اصول پر بحث ہونی چاہیئے اصول کے اثبات پر فروع خود ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کی کیفیت اور کنہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا ضروری نہیں۔ دشمن اگر گفتگو کرے تو ہم اس کو روک سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات پر ملائکہ اور اللہ تعالےٰ کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام وغیرہ امور ایمانی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان سب باتوں کا ماننا اصول ہے۔ اور باقی امور ان پر متفرع ہیں۔ اور یہ سب صفائی کے ساتھ ثابت شدہ صداقتیں ہیں۔ تعلیم اسلام ایسی صاف ہے۔ کہ ہر قوت کو اعتدال اور معین محل پر رکھتی اور تربیت کرتی ہے۔ اور یہ عظیم الشان معجزہ ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ دوسری تعلیمیں ایسی نہیں کسی کا ناک نہیں تو کسی کے کان نہیں ہیں۔ غرض وہ ناقص اور ادھوری ہیں۔ مکمل خلقت تعلیم اسلام ہی کی ہے۔ توحید صفات باریتعالےٰ نبوت اور اخلاق فاضلہ تکمیل نفس وغیرہ ضروری امور جن کا انسان محتاج ہے۔ وہ ایسے کامل اور روشن طور پر بیان ہوئے ہیں۔ کہ اُن میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں پڑتی۔ باقی امور کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیونکر کھاتے تھے۔ کتنے بڑے نوالے لیتے تھے؟ ان جھگڑوں میں پڑنے کی مومن کو کیا ضرورت ہے؟ مدار نجات ان باتوں پر نہیں ہے۔ ایسی باتیں جواتر کے طور پر لکھی گئی ہیں۔ اگر وہ نبوت حقہ کے خلاف نہیں بلکہ مشابہ ہیں۔ تو ایمان لائیں۔ ورنہ تاویل کریں۔ کچھ ضرورت نہیں کہ اس پر چناں چنیں کرکے لمبی اور فضول بحثوں میں پڑیں۔

ختم نبوت کے متعلق میں پھر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ خاتم النبیین کے بڑے معنے یہ ہیں۔ کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا۔ یہ موٹے اور ظاہر معنی ہیں۔ دوسرے یہ معنے ہیں۔ کہ کمالات نبوت کا دائرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ قرآن نے ناقص باتوں کا کمال کیا۔ اور نبوت ختم ہو گئی۔ اسلئے الیوم اکملت لکم دینکم کا مصداق اسلام ہو گیا۔ غرض یہ نشانات نبوت ہیں۔ اُن کی کیفیت اور کنہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اصول صاف اور روشن ہیں۔ اور وہ ثابت شدہ صداقتیں کہلاتی ہیں۔ ان باتوں میں مومن کو ضروری نہیں ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی مخالف اعتراض کرے تو ہم اُس کو روک سکتے ہیں۔ اگر وہ بند نہ ہو تو ہم کہ سکتے ہیں۔ کہ پہلے اپنے جزئی مسائل کا ثبوت دے۔ الغرض مہر نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نشان نبوت میں سے ایک نشان ہے۔ جس پر ایمان لانا ہر ایک مسلمان مومن کو ضروری ہے۔

پیغام صلح ہفتہ وار

مجلس منتظمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ آیندہ جولائی سے مدراس سے پیغام صلح ہفتہ وار کر دیا جاوے۔ اور بڑی تقطیع کے بجائے چھوٹی تقطیع کے کاغذ پر شائع کیا جاوے لکھائی چھپائی اور کاغذ کے متعلق بھی انشاء اللہ تعالےٰ مفید اور ضروری اصلاحات عمل میں آدینگی۔ موجودہ کاغذ سے بہتر کاغذ لگایا جاویگا اور نئے کاتب کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اخبار کو مفید اور دلچسپ بنانے میں حتی الوسع کوشش کیجاویگی۔ ہم ناظرین سے اُن کی کریمانہ طبائع پر نظر رکھتے ہوئے ملتمس ہیں۔ کہ پیغام صلح کی توسیع اشاعت میں سعی بلیغ فرماکر ہم کو شکریہ کا موقعہ دینگے۔ اس امر کے علاوہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ "پیغام صلح" قوم کا واحد آرگن ہے اور اُس کی موجودہ اشاعت قوم کی عدم توجہی کا ثبوت ہے۔ ہماری جماعت بفضل خدا اس قابل ہے۔ کہ ذرا سی توجہ سے اخبار کی حالت بدل سکتی ہے۔ اور جماعتوں کے ... واخبارات پیغام صلح سے کہیں زیادہ شائع ہوتے ہیں پس ہمیں امید قوی ہے۔ کہ معزز معاونین ہماری معروض پر خاص توجہ مبذول کرینگے۔ اور ہماری اپیل رائیگاں نہ جاوے گی۔ ہم نے یہ اپیل کسی تجارتی اصول کو مد نظر رکھ کر نہیں کی بلکہ محض اس وجہ سے کہ پیغام صلح کی موجودہ اشاعت اس قدر قلیل ہے۔ کہ اُس سے ہماری قومی زندگی پر دھبا لگتا ہے۔ اور اُس کا دور کرنا آپ کا اپنا کام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۲۱ء نمبر ۹

خطبہ عید الفطر فرمودہ حضرت مولانا خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ایدہ اللہ بنصرہ

تشہد و تعوذ کے بعد مندرجہ ذیل آیات شریفہ تلاوت فرمائیں
قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذالک اُمرت و انا اول المسلمین۔
(یعنی) لوگوں کو اطلاع کر دو کہ میرا مرنا جینا۔ چلنا پھرنا کھانا پینا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ نماز روزہ جملہ شعائر مذہبی۔ الغرض میری زندگی کے کل کاروبار کا مقصد رب العالمین کی خدمت ہے۔ یعنی ان مقاصد کے پورا کرنے کے لئے ہے۔ جو ربوبیت عالم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان مقاصد کی بجا آوری میں میں اُسی رب العالمین کے احکام پر چلتا ہوں۔ اور اس معاملہ میں اُس احدیت مآب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ میری زندگی کا یہ نصب العین میرا اپنا تجویز کردہ نہیں ہے۔ یہ راستہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مقرر کر دیا ہے۔ ہاں میں اس کی فرمانبرداری میں سب سے سبقت لے گیا ہوں۔ اس لئے میری زندگی انہیں امور میں خرچ ہوتی ہے۔

ایہا المسلمین! میں نے اس مقدس آیت کا تفصیل کے ساتھ ترجمہ کر دیا ہے جو دنیا کے بڑے سے بڑے انسان کی زبان پر تیرہ سو برس سے زیادہ ہوئے الہاماً جاری ہوئی اگر اس آیت شریفہ کے ان الفاظ کو بنظر تعمق دیکھا جاوے۔ تو یہہ الفاظ درحقیقت کلمہ توحید یا ایمان بالتوحید کی عملی تفسیر ہیں۔ خدا کو ایک جاننا اور اُن شعائر مذہبی میں جن کو عرفاً لوگ عبادات کہتے ہیں۔ کسی کو اُس کا شریک نہ کرنا۔ یا ضرورت پر دفع ضرورت کے لئے اُسی ایک ذات کو مخاطب کرنا۔ اور اُس کے سوا اپنی حاجات کو کسی اور طرف نہ لے جانا۔ یہہ ایک ادنےٰ درجہ کی توحید ہے اگرچہ آنحضرت کی بعثت تک انبیاء کرام آتے رہے۔ یہی پیغام توحید لاتے رہے۔ لیکن کوئی بھی اس موٹے سے موٹے مسئلہ توحید کو نہ سمجھا۔ بحمد اللہ حقیقی معلم توحید آیا اور اس نے کچھ اس طرح پر اس غلیظ اور موٹے شرک کا دنیا سے قلع قمع کیا کہ آج مشرک سے مشرک قومیں بھی اس شرک غلیظ سے من وجہ انکار کر رہی ہیں۔ خود بت پرست بت پرستی کی توجیہیں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نظروں سے غائب خدا کے متعلق بوقت عبادت خیالات جمع کرنے کے واسطے کسی ظاہری شکل کی ضرورت ہے۔ خود مشرکان علیسویت الوہیت مسیح کی تشریح میں مظہریت خدا فی الانسان کا سبق دے رہے ہیں۔ یہہ ساری توجیہات اس طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ کہ حقیقی معلم توحید دنیا میں کامیاب ہو گیا۔ اور اُس نے دنیا کو اس موٹے شرک کی ذلت اور لعنت سے بچا لیا لیکن حقیقی منزل توحید تو بہت دور ہے۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ اس لئے توحید پرستی پر زور نہیں دیتا کہ اس میں اس کا کوئی ذاتی نفع ہے۔ وہ کوئی حاسد خدا نہیں جیسا بائیبل اس کو ظاہر کرتی ہے۔ کہ وہ کسی اور کے خدا بننے سے بگڑ بیٹھے۔ یہہ مسیح یہہ کرشن یہہ رام چندر یہہ دیگر معبودان مخلوقات اُس احدیت مآب کے سامنے خس و خاشاک کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ تم کل کے کل بت پرست ہو جاؤ۔ مشرک بن جاؤ۔ اس کے جلال میں کمی نہیں آسکتی تم سب موحد بن جاؤ۔ اس کی عظمت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ ومن شکر فانما یشکر لنفسہ۔ ومن کفر فان اللہ غنی حمید۔

یعنی جس کسی شخص نے شکر کیا اُس نے اپنا ہی بھلا کیا اور جس نے کفر کیا تو اللہ تعالیٰ غنی ہے اور حمید ہے
آج بت پرست نہیں بلکہ شرک کی موٹی راہوں ہو تو تم ابھی توحید کے دروازہ پر کھڑے ہو

حقیقی توحید تو یہہ ہے کہ تم اور تمہاری زندگی کا مقصد تمہارے بیم و رجا کا موجب تمہارے امید اور خوف کا باعث صرف ایک ذات باری ہو۔ اور یہہ اس لئے کہ جس کا نام سیرت یا کیریکٹر ہے وہ اسی توحید سے پیدا ہوتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ بعض شخصیتوں کا خوف تم سے وہ باتیں کرا گذرتا ہے۔ جو تمہارے نزدیک بھی مکروہ ہیں دنیا میں ہمارے کل اقوال و افعال کا محرک یہی بیم و رجا یہی خوف و طمع ہوتا ہے۔ لیکن اگر تم کامل موحد بن کر اس حکم پر عمل کرو۔ ولا تخشوہم واخشونی (اُن سے مت ڈرو مجھ سے ڈرو) تو کیا کسی کا خوف تم سے تمہاری منشار کے خلاف یا تمہارے قومی اور ملی مفاد کے خلاف کچھ کرا سکتا ہے۔ اسی توحید کا سبق دینے کے واسطے تمکو کہا گیا ہے۔ وللہ خزائن السموات والارض تم جو بعض باتیں اپنی قوم اپنی کانشنس اپنے مذہب اور اپنی ضمیر کے برخلاف اس خیال سے کر گذرتے ہو فلاں شخص سے ہمکو کسی رنگ میں کچھ دولت مل جاوے۔ تو یاد رکھو کہ دنیا کے تمام خزائن اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ تم ان لوگوں کی پرواہ کیوں کرتے ہو جن کو تم صاحب ثروت سمجھتے ہو۔ پھر تمہارے کیریکٹر کو مضبوط کرنے کے واسطے تمہارے جملہ مصائب و شدائد کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے اکثر مصائب و شدائد کا خوف بھی تم سے بعض اخلاق سے گری ہوئی باتیں کرا گذرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف یعنی یہہ خوف اور مصائب جو اکثر تمہیں آتے ہیں۔ ہماری طرف سے آتے ہیں۔ اور اُن کا مقصد تم کو تکلیف دینا نہیں بلکہ دنیا میں سب سے بڑا کامیاب انسان وہی ہوتا ہے۔ جس میں اوروں سے بڑھکر صبر و استقامت کا جوہر ہوتا ہے۔ جب تک یہہ جوہر انسان میں نہ ہو۔ انسان لاکھ سے کسی ادنےٰ سے ادنےٰ فتوحات کا نام لو۔ صبر و استقامت کے سوا وہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہہ دونوں جواہر تم میں استعداداً موجود ہیں۔ لیکن ان کا ظہور مصائب و شدائد کے سوا نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا یہہ خداوند تعالیٰ کا بہت بڑا احسان نہیں کہ وہ تمہارے جوہر کو اسطرح چمکا دے۔ ولنبلونکم میں لفظ بلاء بہت معنی خیز ہے بلاء کے معنی آگ میں ڈالکر سونے کو صاف کرنے کے ہیں اور اسی واسطے عطاء کے معنی بھی آتے ہیں۔ مطلب یہہ ہے کہ آتش بلائیں ڈال کر تم کو کندن بنایا جاتا ہے۔ اس کندن کا جوہر کیا ہے! صبر و استقامت۔ چنانچہ اس کے بعد اس کی طرف ارشاد یہہ ارشاد ہوتا ہے۔ وبشر الصابرین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بشارت اس بات کی کہ ان میں صبر پیدا ہو گیا۔ اگر کیریکٹر فی زمانا ایک عظیم الشان دولت تسلیم ہو چکی ہے۔ تو پھر یاد رکھو کہ یہہ دولت آتش بلا میں ہی گذرنے سے آتی ہے۔ لیکن اس آتش کا مقابلہ وہی انسان کر سکتا ہے۔ جو عملاً انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہہ سکتا ہے۔ جو مصائب کو دیکھ کر یہہ کہنے کی قابلیت رکھتا ہے کہ اگر ہم دنیا میں راحت کے واسطے آئے تھے۔ یا مصائب سے بچنا ہی ہمارا مقصد زندگی ہوتا۔ تو بیشک یہہ مصائب زندگی ہم کو تکلیف دیتے۔ مگر ہم تو اللہ کے ہیں۔ اور اُسی کے لئے جیتے ہیں۔ مصائب کا ہم سے تعلق ہی کیا ہے۔ ایک اور بات بھی دنیا میں کیریکٹر کو تباہ کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ وہ مفروضہ عزتوں کا حصول ہے۔ مثلاً آج کل کے خطابات اور عہدہ جات دنیا کے لوگوں سے بہت کمینہ حرکات کرا دیتی ہیں۔ گویا یہہ لوگ عزت کے بت کے آگے سجدہ کرنے کے لئے اپنی قومی اور ملی مفاد کو تباہ کر دیا کرتے ہیں۔ اور یاد رہے۔ کہ قوم و مذہب پرستی ہی بہت حد تک خدا پرستی ہے۔ اس لئے ان لوگوں کے اس مشرکانہ فعل سے بچانے کیلئے جس کی وجہ سے ان کا کیریکٹر تباہ ہوتا ہے یوں ارشاد باری ہوتا ہے۔ اللہ العزۃ والرسول۔ یہہ عزتیں جن کی طرف تم دوڑ رہے ہو۔ محض بے حقیقت ہیں۔ اصلی اور حقیقی عزتوں کا مالک خدا تعالیٰ اور اس کا رسول ہے۔ تم اُن اصولوں کو مت اختیار کرو۔ جن سے قومی اور ملی عزتیں تباہ ہوں تم خدا اور رسول کی عزت دنیا میں قائم کرو۔ خدا تعالیٰ تمہاری عزت قائم کر دیگا۔ میں اس موقعہ پر کسی فخر و مباہات کی غرض سے نہیں بلکہ محض اپنے مقصد کو روشن کرنے کے واسطے تمہیں ایک ذاتی واقعہ سنا دیتا ہوں۔ سنو! خدا تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے فاذکرونی اذکرکم (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا) میں ان راہوں کو پیدا کر دونگا۔ جن سے دنیا تمہارا ذکر کریگی میں اپنی تازہ سفر میں جاوا۔ ملایا۔ سنگاپور اور دیگر مقامات ملحقہ جزائر ہذا میں گیا۔ ان جزائر کے کونے کونے میں پھرا۔ لیکن جس بات نے نہ صرف مجھے حیران ہی کیا بلکہ قدم قدم پر مجھکو خدا تعالیٰ کے آگے سجدہ شکر ادا کرنے کا موقعہ دیا یہ تھا۔ کہ عموماً جس گھر میں میں گیا۔ وہاں میں نے اپنے فوٹو اپنی کتابیں اپنا ذکر پایا۔ بسا اوقات ناواقفوں نے راہ چلتے مجھے پہچان لیا۔ اکثر یہہ کہتے تھے۔ کہ آپ جس گھر میں آرہے ہیں۔ اُس گھر میں آپ پہلے سے موجود ہیں۔ خیر یہہ بات تو بسبیل تذکرہ اور اس آیت کی تشریح میں آگئی فاذکرونی اذکرکم۔ مقصد تو یہہ تھا کہ تم کل عزتوں کا مالک خدا تعالیٰ کو سمجھو تو پھر تم سیرت و اخلاق سے نہیں گروگے میں نے ابھی کہا کہ کیریکٹر ہی بڑی دولت ہے۔ کیریکٹر ہی سے قوم میں حکومت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کیریکٹر ہی سے انسان دنیا کا لیڈر ہو جاتا ہے۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ یہہ کیریکٹر صرف توحید پرستی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور توحید سکھانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ تمہارے نفس کی تکمیل ہو جاوے تمہارے پوشیدہ جوہر ظاہر ہو جاویں۔ یوں تو کل کا کل قرآن اسی مقصد کی تکمیل کے واسطے بھرا پڑا ہے لیکن میں انہیں چند آیتوں کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں جو میں نے شروع میں تلاوت کیں تم لا الہ الا اللہ کے پرستار ہو اور اس پرستش کا عملی رنگ یہہ ہونا چاہئے۔ کہ سب سے اول تم دنیا میں کسی کا خوف نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کے خوف کو مقابل کسی اور طاقت کا خوف تم کو صحیح راہوں سے الگ نہ کر دے۔ خوف کی تین وجوہ ہو سکتی ہیں۔ مال۔ عزت کے متعلق امید و بیم۔ مصائب کا آنا۔ اب ان تینوں حقائق کو تم نے قرآن پاک کی ان تین آیتوں سے حاصل کر لیا۔
(۱) وللہ خزائن السموات والارض
(۲) العزۃ للہ والرسول
(۳) ولنبلونکم بشیٔ من الخوف .... الی آخرہ

تم توحید کی اس اسپرٹ کو ذرا اپنے اندر پیدا کر لو۔ اور دنیا سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ اور دولت و عزت خدا تعالیٰ سے مانگو مصائب کو خدا تعالیٰ کی رحمت سمجھو کہ وہ تمہارے کیریکٹر کے واسطے ضروری ہے۔ پھر بتلاؤ کہ کون دنیا میں ایسی قوت ہے جو تمہارا بال بیکا کر سکتی ہے۔ جس قدر مصائب تمہیں اس وقت آ رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ تم نے اوروں کو اپنا خدا بنایا ہے۔ اور ان کو قبلۂ حاجات سمجھا ہوا ہے۔ تم یہہ خیال کئے بیٹھے ہو کہ تمہاری عزت اور راحت ان کے ہاتھ میں ہے اور اگر وہ چاہیں۔ تو تم کو تکلیف دے سکتے ہیں۔ ان خیالات سے باز آ جاؤ۔ اور اپنی عزت رفتہ واپس لیلو۔ اسی سبق توحید کے سکھانے کے واسطے تمہیں ایک اور نصیحت کی گئی۔ فرمایا لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون "بر" یعنی کیریکٹر یا اچھی سیرت اسی کو حاصل ہے۔ جو خدا کی راہ میں خدا کے لئے اپنی محبوبات سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ دنیا نے طرح طرح کے فلسفے تلاش کئے کہ لوگوں سے بدی دور ہو مختلف مذاہب اور ملل کی تعلیمات دنیا سے بدی اور فسق و فجور مٹانے کے واسطے آئیں۔ لیکن حقیقی راز سے ناواقف ہونے کی سبب بدی کا علاج نہ کر سکیں۔ قرآن کریم نے ہمیں نہ صرف اُس سچے فلسفہ سے اطلاع دی جس پر عمل پیرا ہونے سے گناہ اور بدی کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہمارے لئے چند ایسے مشقی کورس بھی رکھ دیئے جن کے اختیار کرنے سے ہم اصلی مقاصد کو پالیں۔ کیا آپ لوگوں نے کبھی غور کیا کہ بدی کا ارتکاب کیونکر ہوتا ہے ہم کو چند ضروریات لاحق ہیں۔ ان ضروریات کا دفعیہ چند چیزوں کے حصول سے وابستہ ہے۔ وہی چیزیں ہم کو عزیز ہو جاتی ہیں۔ کسی چیز کے پیارے یا عزیز ہونے کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ چیز کسی نہ کسی ہماری ضرورت کا علاج ہے اسی کا ناجائز حصول بدی کہلاتا ہے۔ بدی سے بچنے کا صحیح علاج یہہ ہوگا کہ ہم اپنے اندر کچھ ایسی عادت ڈالیں۔ کہ جس کے ماتحت جائز طریق پر حاصل شدہ چیزیں جو ہم کو محبوب ہیں۔ اپنے بطیب خاطر جدا کر سکیں۔ جو شخص اپنی چیز کو جس پر اُس کو مالکانہ حقوق حاصل ہیں بہ آسانی کسی اور کو دے سکتا ہے وہ غیر کی چیز پر کیوں نگاہ ڈالے۔ اسی لئے فرمایا لن تنالوا البر تم میں کیریکٹر پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک تم اپنی محبوب چیزوں کو اپنے سے جدا کرنا نہ سیکھو۔ تم مادی دولت کو

کیا خدائی شان ہے۔ کہ ایک طرف خدا کے فعل نے اور دوسری طرف مسلمانوں کے طریق عمل نے ثابت کر دیا۔ کہ اشاعت اسلام صرف مجدد وقت اور اُسکی قوم کے لئے وضع کی گئی ہے۔ میں نہیں یہ نہیں کہتا کہ تم لاہور کی مختلف انجمنوں کا اپنی انجمن سے مقابلہ کرو تم لاہور چھوڑ۔ پنجاب چھوڑ۔ ہندوستان اور ہندوستان سے نکلکر کل دنیا پر نگاہ ڈالو۔ آج اشاعت اسلام کا کام سب کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے۔ آج اُن کا مطمح نظر تبلیغ اسلام نہیں۔ ان کا نصب العین پالیٹکس ہے۔ کل دنیا میں سے اگر اسلام کا کوئی رنگ ہے۔ تو ہندوستان میں اس ملک میں بھی سال بھر مسلمانوں کے مختلف جلسے ہوتے ہیں۔ لیکن تم مجھے کسی جلسہ کا پتہ بتا سکتے ہو۔ جہاں اشاعت اسلام کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے لوگ جمع ہوتے ہوں۔ جہاں غیر اقوام میں تبلیغ کے لئے کچھ چرچا پایا جاتا ہو۔ آج اگر غیر احمدی دنیا سے سوال کیا جاوے۔ کہ قرآن کریم میں جو آیت وَلتکن منکم اُمة یدعون الی آخرہ ہے۔ اس پر بھی عمل ہونا چاہیئے یا نہیں۔ وہ تم کو بھی کہینگے کہ آج کل مقدم پالیٹکس ہے۔ جب پولٹیکل مصائب دور ہو جاوینگے تو دیگر امور کی طرف توجہ کی جاویگی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آتا ہے۔ اس لئے اس آیت کی مصداق جو جماعت بنتی ہے۔ اُسے خدا خود بناتا ہے۔ تاریخ اسلام کو اُٹھا کر دیکھو۔ اشاعت اسلام جب ہوئی مجدد دین یا ان کے متبعین کی معرفت ہوئی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مسلمانوں نے بڑے بڑے رفاہِ عام کے کام کیئے۔ اسپتال۔ سرائے۔ مدرسے۔ کنوئیں یونیورسٹیاں کھولیں۔ بڑے بڑے نام پیدا کیئے۔ لیکن اگر کوئی کام ایسا ہے جو ان سے نہ ہوا وہ اشاعت اسلام ہے۔ آج بھی وہی بات ہے آج بھی اشاعت اسلام مجدد وقت اور اُس کی جماعت ہی کریگی۔ وہی اُس کے اصولوں سے واقف ہے۔ لیکن کیا بدقسمتی ہے کہ اس جماعت کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے۔ اور یہ کوئی عجب نہ تھا۔ کسی بڑے سے بڑے خادم اسلام کی تاریخ کو دیکھ لو۔ اُس کے متبعین میں دو ہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اُس کے قدم پر چل کر اُس کے کام کو پورا کرتے ہیں۔ وہی اُس کے خلیفے ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو آثار پرست ہوتے۔ وہ اُس کی خانقاہ کو۔ اُس کی قبر کو اُسکی اولاد کو پوجتے ہیں۔ اُس کا مقام ایک گدی پرستی کا مقام ہو جاتا [illegible] کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ تم کسی بزرگ کا نام لو۔ کسی مجدد کا [illegible] کے بعد یہ کیفیت ظہور پذیر نہ ہوئی ہو۔ آج بھی [illegible] آثار پرست اسی طرح قادیان میں ہیں۔ جس طرح مکہ مدینہ میں جس طرح اجمیر میں۔ جس طرح بغداد میں لوگ موجود ہیں۔ اور یاد رکھو۔ کہ ان مقدس مقامات میں یہ پوجا ری بہت دیر کے بعد نہیں بلکہ دوسری تیسری نسل ہی میں پیدا ہو گئے تھے۔ ہاں اُن کے سچے خلفاء ان مقامات سے کہیں باہر نکل گئے۔ اور اشاعت اسلام کا موجب ہوئے۔ معین الدین چشتی۔ نظام الدین اولیاء۔ قطب الدین اور دیگر اکابرین اسلام کے حالات پڑھو۔ وہی تاریخی واقعات آج قادیان میں دہرائے جا رہے ہیں۔ تم ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرو جو اُن کے مشن کر رہے ہیں۔ وہ ایک کھیل ہے۔ جو قوم کی توجہ کو اپنی طرف لگائے رکھنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اب اشاعت نہیں بلکہ لندن میں تجارت کی فکر ہے۔ جن مبلغین احمدیت کو کسی نے بچپن میں یہ تعلیم دی تھی۔ کہ تم انگلستان جاؤ کسی عورت سے ہاتھ نہ ملاؤ۔ آج انہیں "مبلغین احمدیت" کی بیویاں دوکانوں کی منیجر ہیں۔ یہ خدا تعالے کی غیرت کا تقاضا ہے۔ کہ یہ امور سرزد ہو رہے ہیں۔ میں پسند نہیں کرتا کہ ان ناخوشگوار امور پر کچھ زیادہ کہوں۔ نہ میں نے ایسی باتوں پر کبھی قلم اُٹھایا ہے۔ ضمناً یہ امور گفتگو میں آ گئے۔ میرا مقصد صرف اسی قدر ہے۔ کہ اشاعت اسلام کا مقدس کام احمدیوں کے سوا کسی کے حصہ میں نہیں آیا اور احمدیوں میں سے بھی ایک حصہ گدی پرستی میں لگ گیا۔ اس لئے یہ اہم فرض ہمارے سر آ پڑا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ اُس نے اس کام کے لئے ہم کو چنا۔ یہ اُس کا کرم ہے۔ کہ اُسنے ہم کو اشاعت اسلام کی راہیں سجھائیں۔ اور ہماری فوق الفوق لغزشیں کہیں۔ جو قدم ہم نے اُٹھایا۔ خدا تعالے نے اُسے بابرکت کیا۔ کل مسلم طبقات میں خواہ کسی وہ کسی فرقہ کے ہوں۔ ہم کو ہر دلعزیز کیا۔ معاملاتِ اشاعت اسلام میں انہوں نے ہم پر اعتماد اور اعتبار کیا۔ لکھوکہا روپے اُنہوں نے خوشی سے ہم کو دئے۔ اور خدا کا احسان ہے۔ کہ اُس نے ہم کو اس اعتبار اور اعتماد کا اہل کیا۔ کیا کل مسلم دنیا ہمیں اس لئے عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ کہ ہم پالٹکس پر اچھا بول سکتے ہیں۔ یا اچھے علامے بنا سکتے ہیں یا طبابت و ڈاکٹری میں ہم ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ ان سب کے سب امور میں ہمارے پاس کوئی امتیازی رنگ نہیں نہ کوئی شخص ان امور کے لئے ہمیں مدد دے سکتا ہے۔ ہم سے بہتر کام اور کر رہے ہیں۔ ہمیں ناز و امتیاز جس بات پر ہے وہ اشاعت اسلام ہے۔

اب اگر خدا تعالے نے اور کل مسلم طبقات نے اس امر کی ڈگری ہمارے حق میں دیدی ہے۔ تو بالمقابل ہمارا بھی یہی فرض ہے۔ کہ اور ہر ایسے کام کو جو دوسری جگہ باحسن اسلوب ہو رہا ہے۔ چھوڑ دیں۔ اور ہمہ تن ایک اشاعت اسلام کے کام میں اسکے عرفی معنوں میں مصروف ہو جاویں اور وہ یہ ہے کہ مسیحی قوموں میں اسلام پھیلائیں۔ اس کے بعد دیگر غیر مسلم اقوام کی طرف متوجہ ہوں۔ مسلم بھائیوں پر مقام احمدیت کو مبرہن کریں۔ جو ہم میں تبلیغ کی طاقت رکھتے ہیں۔ وہ اپنے اوطان کو چھوڑ کر دیگر ممالک میں جاویں۔ جو ہم میں صاحب تصنیف ہیں۔ وہ اپنا قلم اُٹھائیں۔ دیکھو تو خدا تعالے نے قادیان کو اس فیض سے کیسا محروم کیا۔ آج اُن کی قلمیں ٹوٹ گئیں حضرت مسیح موعود کی نبوت پر کتابوں سے اقتباسات کر کے لکھدینا محض پالی کو ملونا ہے۔ پھر اس لٹریچر کو غیر مسلم دنیا سے کیا تعلق۔ دیکھو خدا تعالے نے قرآن کے ترجمہ کی توفیق ان لوگوں کو نہ بخشی اور اس سجادہ نشین قادیان اور اُس کے حوالی موالی سے دریافت کرو کہ آج سلطان القلم کا وارث کون ہے۔ تم یا ہم؟ تو سجادہ نشینوں کی طرح روپیہ بٹور رہا ہے۔ یا ہم۔ وہ لنڈن کی مسجد کیا ہوئی جس کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع ہوا تھا۔ اور یہ رقم کہاں گئی۔ محض قوم کو دھوکا دینے کیواسطے کہدیا کہ ہم بالمقابل تفسیر لکھ سکتے ہیں۔ ہم مباحثہ کرنے کو تیار ہیں۔ یہ ساری کی ساری باتیں گدی پرستوں کو خوش آ سکتی ہیں۔ ہمیں تو اس میں سراسر بچپن نظر آتا ہے۔ اس معاملہ کا بھی اگر فیصلہ کرنا ہو تو سلطان القلم کا ایک اسوہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ جب اسکا مقابل کسی چیلنج پر اس کے مقابل تصنیف کرنے نہ نکلتا تھا۔ تو اس کا شیوہ یہ تھا کہ وہ خود ہی سے گھر میں بیٹھ کر ایک کتاب لکھدیتا تھا اور مخالف دنیا کے سامنے پیش کر کے کہتا تھا۔ کہ تو اس کا جواب لکھویا اس جیسی دوسری کتاب لکھو۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اس نوجوان قادیان کے اس مطالبہ پر نہیں نکلے۔ یا انہوں نے اسکو اپنے شایان شان نہیں سمجھا اور وہ اُس کی نیت سے واقف ہو گئے۔ لیکن یہ کیوں اپنے گھر بیٹھ کر خدمت اسلام کی خاطر کوئی کتاب نہیں لکھتا۔ گدی پرست قادیان کہتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے علوم کا انکشاف حضرت [illegible] پر ہو رہا ہے۔ اس کا علم اب حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین سے بھی بڑھ گیا۔ سہل علاج ہے۔ قلم اُٹھاؤ اور اُن معارف اور حقایق کو دنیا کے آگے پیش کرو اور پھر مولوی محمد علی صاحب سے مطالبہ کرو۔ کہ اُس کا جواب لکھو یا اس کے مثل دوسری تصنیف کرو۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس کی تحریر نہ آنے پائے۔ جس طرح حضرت مرزا صاحب میں جدت طرازی تھی وہی رنگ ان تحریروں میں ہونا چاہیئے۔ اگر اس جدت طرازی کو دیکھنا ہو۔ تو ہم خدا کے فضل سے یہ کہ سکتے ہیں کہ [illegible] میں وہ باتیں تم کو ملینگی جو حضرت صاحب کی تصانیف میں نہیں اگرچہ ان سب باتوں کا تخم حضرت مرزا صاحب ہی کی تصانیف میں۔ لیکن اے برادران [illegible] کا ایک قلم اور ایک [illegible] پورا نہیں کر سکتا۔ اس وقت اشاعت اسلام مختلف شعبوں میں تصانیف کو چاہتی ہے۔ اس میں قابلیت کا سوال نہیں۔ اللہ تعالے نے ہمارے امیر کو ذہن رسا بخشا ہے۔ لیکن کیا اُس کے پاس وقت ہے۔ کہ وہ ان لٹریری مطالبات کو یکہ و تنہا پورا کر سکے ہم میں اور مصنف پیدا ہونے چاہیئیں اور مبلغ پیدا ہونا چاہیئے ایک صدرالدین کیا کیا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالے نے ہم کو توفیق دی اور اس نے خدا کے فضل سے اس تبلیغ کے کام کو اور اس اہم فرض کو باحسن [illegible] انجام دیا۔ [illegible] تعالے آیندہ بھی یہ کام [illegible]۔ ہم [illegible] سکتے ہیں [illegible] اپنی بقیہ عمر اسی اشاعت کے کام میں [illegible] نے اس کو اہل بھی کیا ہے۔ لیکن دو تین آدمی تو اس بڑے عظیم الشان کام کے لئے کافی نہیں۔ جس کو کل دنیا نے اسلام چھوڑ چکی ہے۔ بہت سے مبلغین کی ضرورت ہے۔ مجھے روپیہ کے سوال نے کبھی نہیں گھبرایا۔ جو امر میرے لئے سوہان روح ہو رہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم میں مبلغین کم ہیں۔ تم میں سے بعض کا خیال ہے۔ کہ تبلیغ اسلام کے وہ خود اہل نہیں۔ میں آپ سے اس امر میں متفق نہیں۔ کیا ہم اُن پتھروں سے گئے گزرے جن سے چشمے پھوٹا کرتے تھے۔ وہ کونسا مسئلہ اسلام ہے۔ جس پر حضرت نے نہیں لکھا۔ اور جس کو پڑھ کر تبلیغ کے قابل نہیں ہو سکتے۔ کیا احمدیت کی تبلیغ میں ہم میں سے جاہل اور ناخواندہ بڑے بڑے فضلا دہریت کو نہیں لکھاتے رہے۔

پھر وہی حال معاملات اشاعت اسلام کی ہے۔ الغرض یہ وقت ہے۔ کہ ہم ہر طرح اشاعت اسلام کی طرف متوجہ ہو جاویں۔ بعض ہوائیں اب چل نکلی ہیں کہ انہوں نے فرقی مغایرتا کو دور کرنا شروع کر دیا ہے شاید آج سے پہلے ہمیں اپنی قوم کے واسطے بعض باتیں کرنے کی ضرورت تھی لیکن آج ضرورت نہیں پھر ہماری جماعت کوئی ایسی نہیں باہر کی ہے جو باتیں اور لوگ بھی کر سکتے ہیں۔ ہم اُن سے بلا تکلیف مستفید ہو سکتے ہیں لیکن جو باتیں اور نہیں کر سکتے اور خدا تعالے اُن کے واسطے ہم ہی کو چنتا ہے۔ لازم ہے کہ ہم سب اُس میں لگ جاویں اگر اس معاملہ میں ہم سے ذرا بھی غفلت ہوئی تو یستبدل قوماً غیرکم۔ سے ڈرنا چاہیئے۔ خدا تعالے کوئی اور قوم پیدا کر دیگا۔ جو اُس کا کام کر سکیگی۔ اور جو تم سے غیر ہوگی۔ خود غیر احمدی لوگ معاملات اشاعت اسلام میں ہماری طرف رجوع کرتے ہیں۔ غیر احمدی گریجوئٹ بڑی خوشی سے ہماری ماتحتی میں کام کرنا چاہتے ہیں اور اُن کی خدمات سے فائدہ اُٹھانے میں۔ ہم کو کوئی تامل نہیں۔ ان باتوں کی قدر کرو۔ اور کام میں لگ جاؤ۔ خدا تعالے تمہارے ساتھ ہو۔ فقط

بیفایدہ کلام کرنا

اسلام میں سخت تاکید کی گئی ہے۔ کہ جس وقت آدمی زبان سے کوئی بات نکالے تو اوسکا فرض ہے اور اوسکو چاہیئے کہ پہلے اوسکو یعنی اوس بات کو اپنے دل میں خوب سمجھ سوچ لیوے اور غور کرلے کہ آیا وہ الفاظ جو وہ کہنے والا ہے غیبت چغلی۔ اور خصومت وغیرہ سے پاک ہیں۔ یا نہیں۔ کبھی وہ الفاظ زبان سے نہ نکالنی چاہئیں۔ کہ جو محض بیفایدہ ہوں اور اونکا نتیجہ نہ اپنے لئے ہو اور نہ کسی دوسرے شخص کے واسطے۔ ایسی حالت میں اپنے وقت کا ضائع کرنا ہے۔ ایماندار کا سکوت فکر ہے نطق ذکر ہے۔ دیکھنا عبرت ہے۔ یہ شان اوس پاک نفس کی ہے کہ جو کبھی بیہودہ کلمات زبان سے نہیں نکالتا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ آدمی کا راس المال اوقات ہیں جب اونکو بے ضرورت باتوں میں صرف کرے گا۔ اور ان سے ثواب آخرت کا ذخیرہ نہ حاصل کرے گا۔ تو راس المال میں ٹوٹا پڑیگا۔

یہ حدیث کتنی زبردست حکمت پر مبنی ہے۔ واقعی کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔ بیشک انسان کے راس المال اوقات ہیں جس نے اپنا وقت ایسی فضول باتوں میں صرف کیا کہ جو محض بے ضرورت ہیں ایک تو اپنا وقت کھویا۔ اور دوسرے اوسکی جواب دہی اوسکو خدا کی درگاہ میں کرنا پڑے گی۔ کلام بے ضرورت کرنا اسلام میں سخت گناہ سمجھا گیا ہے۔

جسطرح کلام بے ضرورت کی اسلام میں ممانعت ہے۔ اسیطرح زیادہ گوئی بھی سخت ممنوع ہے۔ بات بھی کسی دوسرے شخص کی کاٹنا برا ہے۔ اس کے بابت حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی کا کسقدر عمدہ اور قیمتی قول ہے۔ آپ فرماتے ہیں "علم تین باتوں کے واسطے نہ سیکھنا چاہیئے۔ اور تین باتوں کی غرض سے اس کی تحصیل سے پہلوتہی نکرنا چاہیئے۔ بحث۔ فخر۔ ریا۔ ان تین باتوں کے واسطے نہ سیکھنا چاہیئے۔ اور حیا و زہد کے باعث اور جہالت پر راضی ہونے کے سبب سے اس سے دست بردار نہ ہونا چاہیئے۔" کبھی بحث کرنی یا جھک جھک کرنی یا کسی کی بات کاٹنی ہرگز پسند نہ کرے۔ شعر گوئی کہ جس میں مدح اور ہجو اور عورتوں کے حسن کا ذکر ہو اور مبالغہ سے پاک نہ ہو۔ اسلام میں سخت ممنوع ہے۔ مگر ایسا شعر اور ایسی شعر گوئی جو مبالغہ سے پاک ہو کچھ حرج نہیں۔

اسلام ہنسی ٹھٹھے کو بھی منع کرتا ہے۔ ہنسی سے وہ ہنسی مراد ہے۔ کہ جس میں کسی کی تحقیر کیجاوے یا کسی کا دل رنجیدہ کیا جاوے اور اگر یہ بات نہ ہو تو ایسی ہنسی مذاق کرنا جس سے متکلم محظوظ ہو اور ان باتوں میں کسی قسم کی بناوٹ اور جھوٹ بھی نہ ہو تو ایسی ہنسی کی بات کا مضائقہ نہیں۔ اسلام میں یہ بڑی بات ہے کہ اس کے جس قدر اصول ہیں سب قانون قدرت کے موافق ہیں۔ اسلام ہر ایک کام کرنے کی اوس حد تک اجازت دیتا ہے جہاں تک فطرت انسان کو اجازت دے سکتی ہے۔

آج کل مہذب یورپ کی یہ بہت بڑی تہذیب خیال کیجاتی ہے کہ جہاں انکو کسی نے کوئی چیز دی اونہوں نے شکریہ ادا کر دیا اسی کو وہ بہت بڑا اخلاق تہذیب و شائستگی جانتے ہیں مگر اسلام نے ان باتوں کو محض ناکارہ اور منافی اخلاق ثابت کر دیا ہے ہر حالت میں خدا کا شکر کرنا واجب ہے۔ اگر ہم کو کوئی چیز دے تو ہمارا یہی ایمان ہے کہ ہم خدا کا شکریہ ادا کریں۔ اور اوسکو دعا دیں۔ کہ خدا تم کو نیک کام کرنے کی اس سے زیادہ توفیق دے۔

قاضی اکمل صاحب قادیانی کے سوال پر ایک نظر

میرا ایک مضمون اخبار پیغام صلح لاہور کے ۵ دسمبر ۱۹۲۰ء... ۸ دسمبر ۱۹۲۰ء و ۳۰ مارچ ۱۹۲۱ء کے پرچوں میں زیر عنوان - نبوت مسیح موعود کی حقیقت شائع ہوا تھا جس میں میں نے میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریرات کی طرف جو ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہیں - دلاکر یہ ثابت کیا تھا کہ آپ نے اپنے دعوے محدثیت میں آخر عمر تک کوئی تبدیلی نہیں کی - بلکہ جہاں جہاں اپنی نسبت لفظ نبی کا استعمال کیا تھا اس سے مراد محدثیت ہی لی تھی - نہ کہ نبوت اور اس کی ایک بڑی لاجواب دلیل یہ پیش کی تھی کہ حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر تحریر فرمایا ہے کہ "بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہینگے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاویں وہ نبی کہلاتا ہے" تو اس عبارت میں جہاں لفظ نبی کے بجائے لفظ محدث نہ رکھیں - حضرت صاحب سچے نہیں ٹھیر سکتے کیونکہ مجدد صاحب کی اصل عبارت میں جس کا حوالہ مطلب حضرت صاحب نے بیان کیا ہے الفاظ ہیں **سمی محدثا** ہیں - جس کے صاف معنے ہیں کہ وہ محدث کہلاتا ہے میں اس بات کا بار بار مطالبہ کرچکا ہوں کہ اگر یہ بات درست نہیں تو بتاؤ کہ حضرت صاحب سچے کیونکر ٹھیر سکتے ہیں لیکن اس کا کوئی جواب آجتک کسی نے نہیں دیا اور تعجب ہے کہ میاں صاحب کے مریدوں کو اس بات کا تو کوئی فکر نہیں کہ حضرت صاحب کے کلام کی ایسے طور پر تعبیر کریں کہ جس سے آپ کی دیانت پر کسی قسم کا حرف نہ آوے بلکہ الٹا حضرت صاحب کے باقی کلام میں بھی تناقض و تناقض ثابت کرنے کا بوجھ اپنی گردن پر اٹھاتے ہیں - مثلاً بجائے میرے مطالبہ کا جواب دینے کے قاضی اکمل صاحب نے اخبار الفضل مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۱ء میں پہلے تو میرے مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۳۰ مارچ کے الفاظ ذیل نقل کئے ہیں

"جہاں جہاں آپ نے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے) اپنی نسبت نبی یا رسول کا لفظ استعمال فرمایا ہے - اگر وہاں محدث کے معنے لیں تو کوئی تناقض واقعہ ہوتا ہے نہ ناسخ و منسوخ کے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں"

اور پھر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۹ - ۱۵۰ کا حوالہ دے کر اس سے نتائج ذیل نکالتے ہیں

اول۔ حضرت مسیح موعود خود تناقض کو تسلیم کرتے ہیں

دوم۔ کسی نبی سے تمام شان میں بڑھ کر ہونا محض نبوت سے مخصوص ہے

سوم۔ تریاق القلوب کی تصنیف کے زمانہ میں حضور اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے - مگر زمانہ حقیقۃ الوحی میں اپنے آپ کو نبی قرار دیتے تھے۔

چہارم - نبی کا مفہوم آپ کے نزدیک غیر نبی کا نہیں

اب میں میاں صاحب کے مریدوں سے ہی حضرت مسیح موعود کی عزت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان حکم کو مدنظر رکھکر کہ جب لوگوں کے مابین اختلافی امور کے متعلق فیصلہ دو تو عدل و انصاف پر کاربند ہو (واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ) فیصلہ کریں کہ آیا قاضی صاحب نے میرے مطالبہ کو پورا کر دیا ہے اور حضرت مسیح موعود کی دیانت پر جو حرف آتا تھا - کہ آپ نے معاذ اللہ اپنا دعوے نبوت ثابت کرنے کے لئے ایک غلط حوالہ پیش کر دیا - کہ مجدد صاحب سرہندی بھی یوں ہی فرماتے ہیں کہ جس شخص کے ساتھ کثرت مکالمہ ہو وہ نبی کہلاتا ہے۔ حالانکہ مجدد صاحب نے کبھی ایسا نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے تو فرمایا ہے کہ جس شخص کے ساتھ کثرت مکالمہ ہو وہ محدث کہلاتا ہے تو اس الزام کا کیا جواب ہے میں نے تو اس کا جواب یہ پیش کیا ہے کہ اس جگہ بجائے نبی کے محدث سمجھ لیں تو اس الزام کا دفعیہ ہو جاتا ہے اور اپنی تائید میں حضرت صاحب کے اپنے اسی اقرار نامہ کے الفاظ کا بھی حوالہ دیا تھا جس میں آپ نے ایک بھری مجلس میں بہ ثبت شہادت آٹھ کس معتبرین مجلس یہ لکھ دیا تھا - کہ جہاں جہاں میں نے اپنی نسبت لفظ نبی کا استعمال کیا ہے اس کو کاٹا ہوا سمجھیں - اور بجائے اس کے لفظ محدث کا میری طرف سے سمجھ لیں - لیکن قاضی صاحب نے اس کا کیا جواب دیا ؟ کیا جو عبارت انہوں نے حقیقۃ الوحی کی پیش کی ہے اس سے یہ سوال حل ہو گیا اور کیا جو نتائج انہوں نے اس سے نکالے ہیں ان سے یہ امر طے ہو گیا - بینوا توجروا

قاضی صاحب اپنے مضمون کے آخر میں مجھے مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ اگر میں ان کے جواب میں لکھوں - تو اصل بحث سے ادھر ادھر نہ جاؤں - اور جو بات انہوں نے لکھی ہے اس پر جرح کروں قاضی صاحب کی یہ بات مجھے منظور ہے اور میں انشاءاللہ ان کے جواب میں کسی وقت لکھوں گا - تو اصل بحث سے ادھر ادھر نہ جاؤں گا - اور جو بات انہوں نے لکھی ہے اسپر ہی جرح کروں گا - لیکن - پہلے قاضی صاحب خود بھی تو اسپر عمل فرما دیں اور بغیر ادھر ادھر جانے کے میرے اس سوال کا جواب دیں - کہ اگر اس حوالہ میں جو حضرت صاحب نے مجدد صاحب سرہندی کی طرف منسوب کیا ہے بجائے لفظ نبی کے محدث کا نہ رکھیں - تو حضرت صاحب کیونکر سچے ٹھیر سکتے ہیں یا تو مجدد صاحب کے کوئی ایسی عبارت پیش کریں - جس میں انہوں نے فرمایا ہو کہ جس شخص کے ساتھ کثرت مکالمہ ہو وہ نبی کہلاتا ہے اور یا میری بات کو تسلیم کریں - کہ واقعی اس جگہ بجائے لفظ نبی کے لفظ محدث رکھنا ضروری ہے

مورخہ ۸ جون ۱۹۲۱ء خاکسار عزیز بخش احمدیہ بلڈنگس لاہور

تکفیر اہل قبلہ

از مرزا نذر علی صاحب پشاوری

گذشتہ سے پیوستہ

مجھ کو ہمیشہ احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا یہاں تک یہ قول پڑھ کر عبرت ہوتی ہے - وہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا وقوعہ ہوا اور صحابہ میں اختلاف رونما ہوا تو وہ کہتے ہم قرآن کریم میں رسول کریم صلعم کے وقت اور اس کے بعد دو خلافتوں میں ہمیشہ یہ آیت قرآن شریف کی پڑھتے تھے - واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ الخ

مگر ہمارے وہم اور گمان میں بھی یہ نہ آتا تھا کہ ہم کسی وقت اس کے مصداق بنینگے

امت قادیان لوگوں کو کفر بازی کے فتوؤں سے باز رکھتے رکھتے خود مبتلا کفر بازی ہو گئی الامان والحفیظ مجھ کو ایک قادیانی بھائی نے کہا - غیر احمدیوں کو ہم کافر کہتے ہیں ان کا بھی فرض ہے کہ ہم کو کافر کہیں اور ہم کو مسلم نہ سمجھیں اور ہم بھی ان کو مسلم نہیں سمجھتے ہیں اور پیغامی لاہوری ہمارے سے مباہلہ کریں - میں نے کہا - اے بھائی میں تو آپ کے گھر کے چوہے کو بھی کافر نہیں کہتا کیا اس پہلی کفر بازی کے نتائج قابل عبرت نہیں اور ہم اگر ان سے سبق حاصل نہ کریں تو وائے ہے ہماری عقل اور دانش پر - رسول کریم صلعم نے اپنی اولاد پر زکوٰۃ حرام کر دی تھی - اس نعمت کے پہلو پر نظر کرو - اور اب دیکھو سادات کا حال اگر رسول کریم صلعم اس وقت دنیا میں تشریف لے آویں اور اپنی اولاد کا حال دیکھیں - تو حیران ہو جاویں کہ یہ کیا معاملہ ہو رہا ہے -

ہمارے قادیانی بھائی نبوت پر یہی اتنی داستانیں زور لگاتے ہیں کہ تمام غیر احمدی کافر ہو جاویں اور خلافت ثابت ہو جاوے تعجب ہے کہ ہمارے دوست کہتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب نبوت کے متعلق تبدیل ہو گیا تھا - دیکھو فروری ۱۹۰۸ء میں مسیح موعود علیہ السلام کی لڑکی کا جب نکاح ہوا اور مولوی نورالدین صاحب نے مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے خطبہ پڑھا - وہاں فرمایا - کتابوں میں آخری کتاب قرآن شریف ہے . . . . . . اور آخری نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہو سکتا اس وقت بھی جو آیا - وہ آپ کا غلام ہو کر آیا ہے (صفحہ ۵ البدر نمبر ۶)

یہ مسیح موعود نبی اللہ کے سامنے اور روبرو کہا جاتا ہے - اور وہ نہیں کہتے کہ مولوی صاحب آپ کیا کہہ رہے ہیں - ہم تو غلطی کے ازالہ میں صاف نبوت کا اعلان کر چکے ہیں اور آپ ہماری نبوت کو ہمارے سامنے مٹا رہے ہیں پھر مولوی صاحب کی صفائے بیان دیکھو یہ بھی نہیں کہتے کہ اب جو نبی ہو کر آیا ہے بلکہ کہتے ہیں اب جو آیا ہے"

حکیم فضلدین حسب الارشاد مولوی نورالدین صاحب لکھتے ہیں - فتوے تکفیر ورثۃ الانبیاء کا کام نہیں بلکہ ایک نفس پرست کا کام ہے - برادران قادیان غور کریں البدر صفحہ نمبر ۲

پھر ایک حدیث لکھتے ہیں من دعا رجلاً بالکفر ولیس کذالک الا حار علیہ (البدر نمبر ۱) ایک دوسرے موقعہ پر مولوی نورالدین صاحب مرحوم فرماتے ہیں

لوگ اور آپ ہم پر کیوں خفا ہیں اس لئے کہ مرزا صاحب نے مکالمہ الہیہ کا دعوےٰ کیا ہے مگر اس دعوے کی بنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں الآن کما کان ہے پس اگر وہ پہلے کسی سے کلام کرتا تھا اور بولتا تھا - تو اب وہ کیوں نہیں بولتا . . . پس اگر ہم مکالمہ کے مدعی ہیں تو کیا کفر کیا بنی اسرائیل کو اس لئے عبادت عجل پر ملامت ہوئی - الم یروا انہ لا یکلمہم ولا یہدیہم سبیلا . . . . پس اس وقت مسلمان کیوں مکالمات الہیہ سے انکار کرتے ہیں . . . . آپ نے بالیقین محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین مانا اور ان کے عشق و محبت میں ہزاروں صفحہ لکھا ہے - بے ریب لکھا ہے کہ میں نبی بمعنے پیش گوئی کرنے والا ہوں مجھے احادیث اور کلام الہی میں نبی کہا گیا ہے - مگر نہ نبی تشریع اور یہی مذہب تمام صوفیاء کرام کا ہے - فتوحات مکیہ باب . . . پھر آپ غور کریں - (البدر صفحہ ۲ نمبر ۳۵)

اگر کوئی ذرہ انصاف سے کام لے تو مولوی صاحب کی اس تقریر کو جناب مرزا صاحب کے اس کلام سے مقابلہ کرے اور ملا دے تو بالکل ایک جیسے کلام ہیں -

مرزا صاحب " یہ الزام کہ میں نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں . . . ان تہمتوں کا جواب بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا دوں - میرا دعوےٰ تو صرف یہ ہے کہ چونکہ دین زندہ ہے اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے - جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اسپر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے - مگر حقیقی نبوت نہیں نبار کا لفظ خود اسپر شاہد ہے انبار کے معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا - میرا یہ ہرگز یہ دعوےٰ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر میں نبی ہوں تم جیسے مکالمہ الہی کہتے ہو ہم اسکے نبوت کہتے ہیں - یہ لفظی نزاع ہے - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں - قولوا انہ خاتم النبیین لا تقولوا لا نبی بعدہٗ اگر اسلام میں نبوت (خدا سے الہام و اعلام پانا) نہیں - تو پھر آپ لوگوں کے پاس کوئی مابہ الامتیاز نہیں اور کوئی نصرت الہی کا نشان نہیں دے سکتے جس باغ میں آبپاشی نہ ہو - وہ آخر ویران ہو گا - جس دین میں وحی نہیں وہ بھی ایک دن تباہ ہو گا - حضرت مجدد سرہندی بھی ایسے مکالمہ کے قائل ہیں -

میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرتا ہے تو اسے عربی میں نبوۃ کے سوا اور کیا کہینگے عجب ہے کہ جب وہی بات پنجابی میں کہی جاوے تو مانتے ہیں اور جب پنجابی کی بجائے عربی لفظ اختیار کیا جاوے تو نہیں مانتے اگر یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے (البدر . . .) بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا کی طرف سے ہے جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہو اسے نبی کہا جاتا ہے خدا کا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہنچانا جاتا ہے

باقی دارد

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول کامل پور

نمبر مقدمہ ۲۷ سال ۱۹۲۱ء

ہیرا لال ولد منی رام سکنہ صول بازار کامل پور

بنام فضل دین ولد محمد شیر زرگر سکنہ شینہ پائیں تحصیل اٹک

دعوےٰ ۲۰۰ روپئے

اشتہار بنام فضلدین ولد محمد شیر زرگر سکنہ شینہ پائیں تحصیل اٹک مقدمہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے اور عدالت کو یقین ہو گیا ہے اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ بنام مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ اگر $\frac{۲}{۲۱}$ - ۶ - ۲۰ تک حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے تو کارروائی اس کے برخلاف یکطرفہ کی جاویگی

مورخہ ۲۱/۵/۳۰

مہر عدالت

دستخط بحروف انگریزی منصف صاحب درجہ اول کامل پور

تازہ ترین خبریں

لندن سے ہندوستان

ہوائی جہاز سے چھ روز کا سفر

مسٹر ڈبلیو-ٹی بلیک اخبار ڈیلی نیوز میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہوائی جہاز "آر ٣٦" اڑنے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ اب وہ مالٹا۔ مصر ہندوستان یا کسی اور دور دراز ملک کا سفر کر سکتا ہے۔ بعض پہلوؤں سے یہ ہوائی جہاز لاثانی ہے اس کی لمبائی ٦٧٢ فٹ ہے اس میں پانچ بڑے طاقتور انجن لگائے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ ٦٥ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ سکتا ہے۔ اس میں ٥٠ مسافروں کے لئے گنجائش ہے ١٨ جہاز ران ان کے علاوہ اس میں بیٹھ سکتے ہیں

یہ جہاز ہندوستان ٦ روز میں پہنچ سکتا ہے۔ بہت تیز بحری جہاز اس سفر کو ١٢ دن میں ختم کر سکتا ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ درجہ اول کے مسافر کو ٥٠ پونڈ کرایہ انگلستان سے ہندوستان تک کے سفر کا ادا کرنا پڑتا ہے۔ بحری سفر میں درجہ اول کا کرایہ ١٢٠ پونڈ ہے (ہنیٹسمین ٩ جون)

حضور وائسرائے کی طرف سے ہدیہ تہنیت

بحضور پرنور اعلیحضرت غازی امیر امان اللہ خان

الہ آباد ١٠ جون وائسرائے نے شہریار غازی افغانستان کو فرزند نرینہ کے تولد پر پیغام مبارکباد بھیجا ہے

کوائف سرحد

شملہ ١٠ جون مندرجہ ذیل سرکاری اعلان شائع ہوا ہے

وزیرستان۔ داناکے وزیری بندوقیں ہمارے سپرد کر رہے ہیں۔ پہلی جون تک ٤٦ سرکاری بندوقیں ٢٠٣ قبائل کی بندوقیں اور چالیس ہزار روپیہ جرمانہ وصول ہو چکا ہے

امسال باراں و قحط سالی کی وجہ سے قبائل اس شدومد سے لڑائی جاری رکھنے کے ناقابل ہیں

باوجود ماہ رمضان محسودوں نے جنگ جیدال جاری رکھی ہے ان کی ایک جماعت نے بلوچی فوج پر کوٹکئی کیمپ پر ٢٧ جون کو حملہ کیا۔ مگر نقصان کے ساتھ انہیں پسپا کر دیا گیا۔ ہمارے پانچ ہندوستانی سپاہی اور ایک افسر ہلاک ہوئے کوٹکئی کیمپ جنڈولہ کے انتہائے شمال مغرب میں واقع ہے ٤ جون کو پیزہ رغزہ کے جنوب مشرق میں ٢٠٠ محسودوں نے ایک پیش رو دستہ فوج پر حملہ کیا۔ مگر انہیں بھی پسپا کر دیا گیا۔ دشمن کے نقصان جان کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری گورکھا فوج کے دو سپاہی ہلاک ہوئے ٤ اور ٥ جون کی درمیانی شب کو محسودوں نے حیدری کچھ کیمپ پر جو جنڈولہ کے مغرب میں بارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے گولیاں چلائیں۔ دشمنوں کی ایک جماعت سے جو ٢٠٠ محسودوں پر مشتمل تھی دست بدستی لڑائی شروع ہو گئی۔ غنیم نے حملہ کی آڑ میں بم بھی استعمال کئے مگر ہماری فوج نے جلد ہی انہیں پسپا کر دیا۔ اس دن ایک فوجی دستہ پر جو جنڈولہ سے حیدری کچھ جا رہا تھا گولیاں چلائی گئیں کمک پہنچ گئی اور غنیم کے چار آدمی مارے گئے ایک برطانی افسر زخمی ہوا ایک خچر اور تین اونٹ مار دیئے گئے

بنوں۔ دریائے ٹوچی میں راجپوتوں کی فوج کی ایک جماعت غسل کر رہی تھی کہ محسودوں نے ان پر گولیاں چلائیں ایک ہندوستانی افسر اور ٣ سپاہی ہلاک ہوئے

٣ جون کو ایک دستہ فوج پر حملہ کیا گیا

ترکی ہوائی جہازوں کی سرگرمیاں

ایک سرنگ اڑا دی گئی

ترک احرار کے ہوائی جہاز برابر اپنے کام کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے مدن سرنا ریلوے پر ایک او سلاک کی سرنگ اڑائی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یونانیوں کے سلسلہ آمدرفت میں خلل پیدا ہو گیا ہے۔ اب یونانی اپنے تمام مویشی کو باربرداری کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ ترکان احرار کے سرکاری اعلانات کرنالا کے محاذ پر ترکی پیش قدمی کی تصدیق کرتے ہیں۔ ڈونزل کے محاذ پر بلی کالیا کے مقام پر ترکوں نے ایک مقامی فتح کا دعوے کیا ہے

ترکوں نے مصری جہاز گرفتار کر لیا

خدیو مصر کے ڈاک کے جہاز پلاطنیا۔ مدلیلے پر مسلح ترک احرار کے افسر جا پڑے انہوں نے بہت سے ترکوں کو پکڑ لیا اور ایک ترک مارا بھی گیا

لاہور اسٹیشن پر ١٢ سکھوں کی گرفتاری

جمعہ کے روز صبح سات بجے ١٢-١١ اکالیوں کا ایک گروہ تھرڈ کلاس اپ ٹرین مسافر خانہ میں ٹکٹ لینے کو تھا۔ کہ پولیس افسر نے سیٹیاں بجا کر بہت سے پولیس کے آدمی اکٹھے کر لئے اور اکالیوں کو گرفتار کر کے ان کو ریلوے کوتوالی میں لے گئے اکالیوں نے ست سری اکال کے نعرے لگائے

حالات چاندپور

قلیوں کو آسام بھیجا جا رہا ہے

١٥ سو کے قریب قلیوں کو بذریعہ جہاز کوہستان گولنڈو بھیجے جانے کا انتظام کیا جا رہا ہے آسان سول تک کے کرایہ میں تخفیف کر دی گئی ہے مسٹر سی آر داس مسٹر ایجیو اور بابو کرشنا کی رمنترا و دیگر لیڈروں نے ایک عظیم الشان جلسہ کر کے تقریریں کیں ہڑتال ابھی تک بدستور جاری ہے

ہیضہ و نمونیا سے اموات

ہڑتالیوں میں ہیضہ کے ساتھ نمونیا بھی پھوٹ پڑا ہے اور اب تک اس سے ١٨٠ اموات ہوئی ہیں۔ مگر اب حالات میں کچھ سکون پیدا ہو رہا ہے اور اموات میں قابل قدر تخفیف واقع ہوئی ہے سوائے چند گورکھوں کے جنہیں اسٹیشن کی نگہبانی کے لئے متعین کیا گیا ہے باقی سب چاندپور سے چلے گئے ہیں

ولی عہد برطانیہ ہندوستان آئیں گے

کہا جاتا ہے۔ کہ ولیعہد برطانیہ نے ہندوستان میں آنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے مگر اب اسٹریلیا کے اخبارات کو معلوم ہوا ہے کہ ولی عہد برطانیہ نے خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ ضرور بالضرور ہندوستان آئیں گے خواہ ہندوستان کی سیاسی حالت کچھ بھی کیوں نہ ہو البتہ اگر وائسرائے اطلاع کرینگے تو وہ یہاں نہیں آئیں گے

پرتگال میں بغاوت

لزبن (دارالصدر پرتگال) میں یہ تحریک شروع ہوئی تھی کہ موجودہ پریزیڈنٹ کو معزول کر دیا جائے اور اس کی جگہ موجودہ وزیراعظم کو پریزیڈنٹ بنایا جائے افواج نے اس تحریک کا زور توڑنے کے لئے ایک زبردست فوجی مظاہرہ کیا۔ اور انہوں نے وزیراعظم کو پیغام بھیجا کہ وہ فوراً کابینہ وزارت کو مستعفی ہونے کے لئے کہیں۔ وزارت نے ملک کی خرابہ کو روکنے کے لئے اسکوڈ اور شاہی حکم کے ذریعہ ختم کر دیا۔ میڈرڈ (دارالصدر اسپین) کا ایک تار مظہر ہے تمام پرتگال وزرا قید کر دیئے گئے ہیں

منصوری میں ڈاکیوں کی ہڑتال

٩ مئی سے منصوری میں ٦٠ کے قریب ڈاکیوں نے ہڑتال کر رکھی ہے جس سے وہاں کے ڈاک میں بہت نقص واقع ہو گیا ہے اور ڈاک دیر سے ملتی ہے ڈاکیوں کی شکایت یہ ہے کہ پوسٹ ماسٹر کا سلوک ان کے ساتھ بہت غیر ہمدردانہ ہے اکثر عرض داشتیں بھیجی گئیں۔ نگران کے ساتھ صدا بصحرا والا معاملہ ہوا۔ تلک ہال میں ہڑتالیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی بھی کیا گیا۔ پوسٹ ماسٹر بھی منصوری آ گیا ہے حالانکہ وجہ اصلاح معلوم ہوتے نظر نہیں آتے ہڑتالی مستقل مزاج ہیں۔

شاعر ٹیگور کا استقبال برلن میں

ایک ولایتی تار مظہر ہے کہ شاعر ٹیگور کا برلن میں یونیورسٹی کی طرف سے شاندار استقبال کیا گیا ہے اور پرجوش جلوس نکالا گیا ہے

مصطفےٰ کمال پیرس کی طرف

پیرس کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا پیرس میں تشریف لے جا رہے ہیں آپ نے وہاں صلح کانفرنس میں بحث و مباحثہ کرنا ہے

کلکتہ میں ایک پشاوری کی گرفتاری

پولیس کے ہاتھوں پشاوری کی موت

بذریعہ تار کلکتہ کی خبر ہے کہ گذشتہ شکروار کو ایک پشاوری مانی رانی ہور اسٹیشن ایسٹ انڈین ریلوے کا بنگال سے پھرتے ہوئے دیکھا گیا اور اسے گرفتار کر کے پیری پولیس چوکی پر لے گئے راستے میں اس نے بھاگنے کی کوشش کی پولیس چوکی پر پہنچنے کے بعد پشاوری مر گیا جب اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے جسم پر ضربات کے نشانات ہیں

ہندوستان میں گندم کی درآمد

اب تک ہندوستان سے دوسرے ممالک کو گندم جایا کرتی تھی مگر اب اخبار انگلش مین کلکتہ سال گذشتہ اور سال حال کے رقبہ زیر کاشت گندم اور پیداوار گندم کا مقابلہ کرتا ہوا رقمطراز ہے کہ اس سال ٢٠ فی صدی کم رقبہ زیر کاشت تھا اور پیداوار گندم میں ٣٥ فی صدی کی کمی واقع ہوئی ہے۔ اس لئے معاصر مذکور گورنمنٹ کو مشورہ دیتا ہے کہ ہندوستان میں ممالک غیر سے گندم کی درآمد کی اجازت عام دیجائے

آئرلینڈ میں کشت و خون کا آگ

پولیس کے کئی آدمی ہلاک ہو گئے

ٹیلیفون کاٹی گئی۔ موٹریں جلا دی گئیں

لندن ٦ جون پچھلی رات وسٹ پورٹ (اپولیس) سیاہیو نیسر آئرلینڈ کے سن فینروں نے حملے کئے۔ ٦ آدمی قتل کئے گئے جن میں ایک انسپکٹر بھی تھا۔ نصف گھنٹہ تک پولیس والوں نے مقابلہ کیا۔ مگر کچھ پیش نہ گئی۔ حملہ آوروں کی تعداد ایک سو تھی۔ انہوں نے پولیس والوں سے ہتھیار اور گولی بارود بھی چھین لیا ہے

لندن ٥ جون بوربول پر بھی کل رات کو سن فینروں نے حملہ کیا۔ ٹیلی فون کی پچاس بڑی تاریں کاٹ دی گئی ہیں۔ آج صبح بارسکو نے ٢٠ پولیس والوں پر ٣ سو سن فینروں نے حملہ کیا۔ اور ٣ موٹریں جلا دیں۔ یہاں ٤ ہلاک اور ١٥ زخمی ہوئے۔ کشت و خون کی ایک سخت اودھم مچا رہی ہے

جلد [illegible] | مدینۃ المسیح لاہور یکشنبہ مورخہ ۱۲ شوال ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۱۹ جون ۱۹۲۱ عیسوی | نمبر ۹۸

کلام الامام امام الکلام

در بے ثباتی دنیا

عیش دنیائے دُوں دمے چند است
آخرش کار با خداوند است

ایں سرائے زوال موت وفنا است
ہر کہ بنشست اندریں برخاست

یک دمے رو بسوئے گورستاں
وز خموشاں آں بپرس نشاں

کہ مآل حیات دنیا چیست
ہر کہ پیدا شد است تا کے زیست

ترک کن کین وکبر و ناز و دلال
تا نہ کارت کشد بسوئے ضلال

چوں ازیں کارگہ بہ بندی بار
باز نائی دریں بلاد و دیار

اے ز دین بیخبر بخور غم دیں
کہ نجاتت معلق است بدیں

ہاں تغافل مکن ازیں غم خویش
کہ ترا کار مشکل است بہ پیش

جواہر ریزے

رُوح کا تعلق قبور سے

اصل بات یہ ہے۔ کہ جو کچھ ارواح کے تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے وہ بالکل سچ اور درست ہے۔ ہاں یہ دوسرا امر ہے کہ اس تعلق کی کیفیت اور کُنہ کیا ہے؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ہمارا فرض ہوسکتا ہے کہ ہم یہ ثابت کردیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھ ارواح کا ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا۔

اور اس کے لئے ہم اللہ تعالےٰ کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں۔ درحقیقت یہ امر اسی قسم کا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض امور کی سچائی اور حقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے اور اس کو ذرا وسیع کرکے ہم یوں کہتے ہیں کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھ کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگاتا ہے۔ اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک سے ان کا سراغ چلتا ہے۔ اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکز قوی یعنے دل سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ نے صداقت کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طریق اور ذریعے رکھے ہیں مثلاً مصری کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اس کا مزہ معلوم نہ کرسکیگے اور نہ اس کے رنگ کو بتلا سکینگے۔ ایسا ہی اگر آنکھ کے سامنے کرینگے تو وہ اس کے ذائقہ کے متعلق کچھ نہ کہہ سکیگی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے مختلف قوےٰ اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہ کہیں گے کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں۔ یا آواز نکلتی ہو۔ اور کان بند کرکے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہے آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہ بڑا دھوکا لگا ہوا ہے۔ کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہ سے کسی صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں روزمرہ کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے۔ کہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا بلکہ جداگانہ خدمتیں مقرر ہیں۔ سقہ پانی لاتا ہے۔ دھوبی کپڑے صاف کرتا ہے۔ باورچی کھانا پکاتا ہے۔ غرضکہ تقسیم محنت کا سلسلہ ہم انسان کے خود ساختہ نظام میں بھی پاتے ہیں۔ پس اس اصل کو یاد رکھو کہ مختلف قوتوں کے مختلف کام ہیں۔ انسان بڑے قولے لے کر آیا ہے اور طرح طرح کی خدمتیں اس کی تکمیل کے لئے ہر ایک قوت سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی عقل خام سے چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط محض ہے۔ تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہونگے۔ اور خواص الاشیاء کا تجربہ بدوں تجربہ صحیح کے کیونکر لگ سکیگا۔ امور قیاسیہ کا پتہ عقل دیگی۔ اسی طرح پر متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں۔ انسان دھوکہ میں مبتلا ہو کر حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے۔ میں اس اصول کی صداقت پر زیادہ کہنا ضروری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ذرا سے فکر سے یہ بات خوب سمجھ میں آجاتی ہے۔ اور روزمرہ ہم ان باتوں کی سچائی کو دیکھتے ہیں۔ پس جب روح جسم سے مفارقت کر کے جاتی ہے یا تعلق پکڑتی ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہوسکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے اسی طرح پر قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے۔ یہ ایک صداقت تو ہے مگر اس کا پتہ دینا اس آنکھ کا کام نہیں۔ یہ کشفی آنکھ کا کام ہے کہ وہ دکھلاتی ہے۔ اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی بتلائے کہ روح کا وجود بھی ہے یا نہیں ہزار اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں۔ اور ہزار ہا فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں۔ اگر نری عقل کا یہ کام تھا تو اختلاف کا کیا کام؟ کیونکہ جب آنکھ کا کام دیکھنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھ تو سفید چیز کو دیکھے اور بکر کی ویسی ہی آنکھ اس سفید چیز کا ذائقہ بتلاسکے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی۔ چہ جائیکہ اس کی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کرسکے۔ فلاسفر تو روح کو ایک سبز لکڑی کی طرح مانتے ہیں۔ اور روح فی الخارج ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ یہ تفاسیر روح کے وجود اور اس کے تعلق وغیرہ کی چشمۂ نبوت سے ملی ہیں۔ اور مجرد عقل والے تو دعوے ہی نہیں کرسکتے۔ اگر کہو کہ بعض فلاسفروں نے کچھ لکھا ہے تو یاد رکھو کہ انہوں نے منقولی طور پر چشمۂ نبوت سے کچھ لیکر کہا ہے۔ پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ روح کے متعلق علوم چشمۂ نبوت سے ملے ہیں تو یہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اسی چشمہ سے دیکھنا چاہئے۔ اور کشفی آنکھ نے بتلایا ہے کہ اس تودہ خاک سے روح کا تعلق ہوتا ہے اور السلام علیکم یا اہل القبور کہنے سے جواب ملتا ہے پس جو آدمی ان قویٰ سے کام لے جن سے کشف قبور ہوسکتا ہے وہ ان تعلقات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۴۸ مورخہ ۱۹ جون سنہ ۱۹۶۱ء نمبر ۹۸

پادری احمد شاہ اور ووکنگ مشن

کرسچین میگزین اگست ۱۹۲۰ء میں پادری احمد شاہ کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس میں پادری موصوف نے کرسچین میگزین کے مینیجر مرزا عبدالغنی صاحب سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انگلینڈ جا کر ضرور ووکنگ کے نومسلموں سے ملیں گے جو بقول اُن کے "کسی نہ کسی وجہ سے محمدی ہو گئے ہیں۔" ہمیں خوشی ہے کہ پادری صاحب ووکنگ کے نومسلموں سے مل کر اس بات کا اچھی طرح اندازہ لگا لیں گے کہ عیسوی مذہب کا جنازہ بڑی شوکت وشان سے اہل یورپ نے نکالا ہوا ہے۔ تثلیث کا گورکھ دھندا اور کفارہ کا مخرب اخلاق فلسفہ اب ان کو دام تزویر میں نہیں پھانس سکتا۔ پس وے جن کو روشنی ملتی جاتی ہے۔ روشنی میں خود بخود بطیب خاطر آتے جاتے ہیں پادری موصوف کہتے ہیں "جو کسی نہ کسی وجہ سے"۔ آخر اب کچھ کہ کر عیسوی دنیا کی اشک شوئی ہی کریں تاہم کرسچین میگزین سے پوچھتے ہیں کہ سوائے عیسوی مذہب کے نامعقولیت کے اور کون سی وجوہ ہو سکتی ہیں بس صرف ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے۔ اور وہ اسلام کا فطرت انسانی کے موافق ہوتا ہے۔ اسلام ٹھیک ان اصولوں کی تعلیم دیتا ہے۔ جن کی طرف خود فطرت انسانیہ انسان کو لیجاتی ہے آخر ہم بھی تو دیکھیں کہ سوائے اس کے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے! صاف ظاہر ہے۔ کہ انگلستان میں مسلمانوں کی اپنی حکومت نہیں کوئی سیاسی اقتدار ان کو وہاں حاصل نہیں جو یہ خیال کیا جاتا کہ لوگ اس لئے مسلمان ہو گئے۔ کہ مسلمان ہوتے ہی دنیاوی ترقیوں کا راستہ کھل جاویگا۔ جیسا ہندوستان کے بہت سے بھنگی چمار اس لئے عیسائی ہو گئے کہ ذات پات کی قیود سے آزاد ہو کر کچھ ابتدائی تعلیم مشن سکولوں میں پا کر نسبتاً اُن کی زندگی بہتر ہو جاوے گی ورنہ کیا وہ بیچارے کوئی صداقت پاتے ہیں۔ صداقت کو تو وہ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ تھیولاجیکل سیمینریز کے پروفیسر خود تفہیم و تفہم سے قاصر ہیں۔ تو وہ بیچارے کیا سمجھیں گے۔

علاوہ بریں مسلمانوں نے وہاں کوئی دولت کی آڑ میں شکار پھانسنا نہیں شروع کیا مسلمان ہو کر اُن لوگوں کے پراس پیکٹس پہلے سے اچھے نہیں ہو گئے۔ نہ وے بہ نسبت سابق کے مالدار ہو گئے۔

پھر مسلمانوں نے ووکنگ میں لڑکیوں کے سکول اور کالج نہیں کھولے ہوئے ہیں۔ جیسا ہمارے یہاں ہندوستان میں عیسوی مشنوں نے انتظام کیا ہے بہت سے ایسے ہیں۔ جو بوجہ ناداری شادی نہیں کر سکتے لیکن بپتسمہ پا کر کچھ روز بعد گرل سکول کی منتظمہ سے اپنی "انتظام" کی درخواست کرتے ہیں۔ اور حسب دلخواہ انتظام ہو جاتا ہے کیونکہ لڑکیاں برابر باقاعدہ باہر نکلتی ہیں۔ اور محتاج نگاہیں اپنے لئے انتخاب سے نہیں چوکتیں۔ علاوہ بریں مسلمانوں کے عبادت گاہوں میں لیڈیاں نغمہ ہائے دلکش سے قلوب سامعین کو مسخر کر لیتی ہیں۔ مساجد میں تو اللہ اکبر کے سوا اور کوئی ذکر ہی نہیں لیکن گرجوں میں تو امریکن یا پیرس ریڈس کے دلفریب تانین اور سپرنٹیو ابسیس کے دل خوش کن اور پُرسوز لہجے اکثر متلاشیوں کو تحقیق میں مدد دیتے ہیں۔ الغرض جہاں تک غور کیجئے۔ کوئی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی سوائے اس صاف اور روشن وجہ کے کہ اسلام اُس شخص کو تسلی بخش سکتا ہے۔ جو انسان پرستی کی ذلیل زندگی سے نکلنا چاہتا ہے اچھی بات ہے پادری صاحب وہاں جا کر اسلام کی بین اور بے نظیر فتح کا مشاہدہ کریں لیکن وہ وجہ جو پادری صاحب وہاں معلوم کریں گے ہم ان کی اور نیز دیگر صاحبان کی خدمت میں جن کو... انگلستان میں مسلم مشن کی کامیابی پر تعجب ہو

عرض کئے دیتے ہیں کہ تثلیث کا جادو باطل ہو گیا اور اب گیا وقتِ خزاں آتے ہیں۔ کل لانے کے دن تا پادری صاحب موصوف کے غور کرنے کی لائق چند امور ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔ انکی وجہ معلوم کریں تو ان کا اپنا بھی فائدہ ہے اور دوسروں کا بھی جو اُن کے ساتھ نکونے جہاز میں بھیجے جا رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو کتاب "Catholic and Protestant Countries compared"

مصنفہ پادری الفریڈ ینگ مطبوعہ نیو یارک ۱۸۹۵ء صفحہ ۵۷۲ بر ریورینڈ سجے۔ بی۔ منٹو یٹ

Vicar of Otterton, Devon رقمطراز ہیں کہ ہماری (یعنی عیسوعیوں کی) یہہ بدنما اور قابل مذموم اخلاقی حالت ہماری رسومات اور مذہبی تعلقات کا صحیح عکس ہے۔ جو باشندوں کی روزمرہ کی زندگی میں ظاہر ہو رہا ہے۔ شہر کی سماجی حالت بازاری زنا کاری۔ بے ایمانی اور عیاشی ہمارے ... جہاں پادری احمد شاہ تشریف لے گئے ہیں باشندوں کی زندگی کا خلاصہ ہے۔ قوانین نکاح کی جو اساس تعریف ہیں ایسی بڑی حرمت بے حرمتی کی جا رہی ہے کہ تاریخ انگلستان میں اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور قانون طلاق ... کلیسائے یسوع مسیح کے احکام کے بالکل خلاف رائج کیا ہے یہ تو قومیت کو برباد کئے ڈالتا ہے۔ اُف! ... پادری صاحب کی اس کس مپرسی پر افسوس ہوتا ہے۔ (ایڈیٹر)

صفحہ ۵۷۳ پر مصنف مذکور یعنی پادری الفریڈ ینگ نے ملک ویلز Wales کی عیسوی لوگوں کی پاکبازی اور نیک چلنی کا ان الفاظ میں کچھ اظہار کیا ہے۔

"مجھے اس صوبہ کی بداخلاقی اور زناکاریوں کا حال لکھتے شرم آتی ہے۔ مگر اظہار حقیقت کی وجہ سے مجبوراً اس صوبہ کے چند پادریوں کے اقوال نقل کرتا ہوں۔"

(۱) پادری جان گیرلفیتھ Vicar of Abedare لکھتے ہیں، کہ زناکاری ایک معمولی بات ہے اور اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتا۔ گویا یہہ بھی یہاں کی تہذیب کا ایک جزو لاینفک ہے"

(۲) پادری جے ہیوز Curate of Llanely لکھتے ہیں کہ ناجائز تعلقات کی گرم بازاری ہے"

(۳) لاٹ پادری Dean of St David لکھتے ہیں کہ سنڈے اسکول کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں نہایت خراب چال چلن رکھتے ہیں۔ اور بہت سی نوجوان ناکتخدا لڑکیوں کی گودیوں میں موٹے تازے بچے کھیل رہے ہیں۔ اور ان کو مطلق غیرت نہیں معلوم ہوتی"

(۴) ریورینڈ ایل۔ ایچ۔ ڈیوڈ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے زناکاری کے روکنے کے لئے منجملہ اور تجاویز کے ایک یہ تجویز بھی کی تھی۔ کہ اُس شادی شدہ عورت کو شادی کی فیس واپس دیجاوے گی جو یہ دکھلا دے کہ اس کا بچہ شادی کے ٹھیک نو ماہ بعد پیدا ہوا ہے۔ مگر افسوس کہ کامل چھ سال میں صرف ایک ہی عورت نے اس کی شادی سے ۹ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا۔ اگرچہ شادیاں سینکڑوں ہوئیں"۔

(۵) ریورنڈ جے ڈبلو ٹریور کہتے ہیں کہ میں یہہ بات بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ویلز کے پراٹسٹنٹ عیسوی لوگ زناکاری کو عیب نہیں سمجھتے۔

(۶) Rev. J. P. Foulkes ...... لکھتے ہیں کہ یہاں کے عیسوی خاندانوں میں کو خاندان ایسا نہیں جس کی نوجوان کنواری اپنی شادی سے پہلے زناکاری سے بچی ہوئی ہو۔ افسوس یہہ ہے کہ یہہ قبیح فعل یہاں کی سوسائٹی میں فیشن کی بات سمجھا جاتا ہے جسے انگریزی میں Bundling کہتے ہیں۔ ان حوالوں سے جو مسٹر الفریڈ ینگ نے عیسوی پادریوں اور کلیسائے یسوع کے علمبرداروں کے اقوال و تحریرات سے پیش کئے ہیں۔ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زناکاری جیسا گناہ کبیرہ عیسوی دنیا میں کیسی بری طرح دال روٹی ہو رہا ہے شاید یہہ عیسوی لوگ جو کبھی کبھی بھولے بھٹکے "آج کی روٹی" مانگتے ہو نگے تو یہی فیشن ایبل روٹی ان کی مراد ہوگی۔ غور کیجئے کہ یہہ اقوال ہمہ شما کے نہیں بلکہ پادریوں کے ہیں اس کے بعد مسٹر الفریڈ ینگ لنڈن کی کیفیت ان لفظوں میں لکھتے ہیں۔

مشہور میڈیکل اخبار Lancet لکھتا ہے کہ لنڈن میں ہر ساٹھ گھر پیچھے ایک گھر چکلہ ہے اور ہر سو عورتوں میں ایک زانیہ ہے۔ مسٹر ٹالبوٹ نے اندازہ لگایا ہے کہ لنڈن میں پانچ ہزار چکلے ہیں اور ایک لاکھ سے زاید فاحشہ عورتیں موجود ہیں۔ رات کئے جو ایک شریف آدمی کو حیرت میں ڈالنے والا نظارہ لنڈن کی مشہور سڑکوں پر نظر آتا ہے۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ ہر طرف عورتوں کا غول مردوں کو سیہ کاری کی جانب راغب کرتا نظر آتا ہے۔ ایک امریکن شریف آدمی اسٹرانڈ نامی سڑک پر رات کو بتاریخ ۲۰ نومبر ۱۸۹۲ء چہل قدمی کرتا ہوا جا رہا تھا۔ اس کا بیان ہے جو نیو یارک کے اخبار Sun میں ۲۱ نومبر ۱۸۹۲ء کو چھپا کہ ڈیڑھ سو قدم کی طے مسافت میں کم و بیش ۲۶ فاحشہ عورتوں نے نہایت اخلاق کے ساتھ اپنی ناچیز خدمات اُس شب کے لئے پیش کیں"

بہتر ہوگا کہ پادری احمد شاہ لکھوائے ...

تعجب ہے ... [illegible] ... مسلمین کی ... اس وقت ... [illegible] ... قبول اسلام معلوم کرنے کے ... [illegible] ... کی وجہ معلوم کر کے کچھ اس کے ... ان کے مذہب کے ... [illegible] ... پادری احمد شاہ ... [illegible] ... پادریوں کی کامل ... سال یعنی ۱۹۱۹ء ... کی تلاش ... اور صرف ایک ... [illegible] ... باشندوں ... کے موافق نیک بخت نہیں بلکہ بڑی بدبخت ... [illegible] ... محروم رہی۔

اس کی کیا وجہ ہے کہ زناکاری یوں عام ہے جس کی بقول پادریان مذہب عیسوی پہلے زمانہ میں نظیر ملنی ناممکن ہے۔ پادری احمد شاہ تحقیق کریں کہ یہاں کے باشندوں کو کوئی قدیم نسخہ تو نہیں دستیاب ہو گیا۔ جس میں کسی نیک اور پاکباز عیسوی نے چند الفاظ اس کے جواز میں لکھ دیئے ہوں۔ کیونکہ چوتھی صدی عیسوی میں یہہ رواج تھا کہ اکثر کاتب یا دیگر لوگ ایجاد بندہ حاشیہ پر لکھ دیتے تھے۔ اور وہ آہستہ آہستہ حاشیہ سے متن میں تبدیل ہو کر آ جاتا تھا۔ بہر حال کچھ تو وجہ ہوگی۔ ... دل کو ... دینے والی اور ایک شریف آدمی کے بدن پر رونگٹے کھڑے کرنے والی بات کیوں اس کثرت سے جاری ہے۔ کہ معلوم ... [illegible]

پادری صاحب ماشاء اللہ ... کا امتحان دیئے ہوئے ہیں۔ خوب جانتے ہونگے۔ کہ معلول کا وجود بغیر علت تامہ محال ہے۔ پادری صاحب ووکنگ کی فکر دل سے نکال دیں۔ ہم اُن کی پریشانی رفع کئے دیتے ہیں۔ جس وجہ سے انگلستان کے لوگ مسلمان ہوئے جاتے ہیں۔ وہ کوئی ماوراء العقل وجہ نہیں خدانخواستہ تثلیث یا تجسم یسوع صاحب کا مسئلہ نہیں جو پاک کھیدا ہو نہیں اس کی وجہ بالکل صاف ہے۔ اسلام اپنے پاکیزہ اصولوں سے ان لوگوں کو گرویدہ کر رہا ہے۔ جنہوں نے عیسوی مذہب میں آنکھ کھول کر اپنے چاروں طرف زنا اور کورٹ شپ اور بنڈلنگ" اور "وار بے بیز" اور "اَن میریڈ مدرس" دیکھیں"۔

جو باتیں پادری احمد شاہ کے غور کرنے کے لائق ہیں وہ وہ ہیں۔ جو ہم نے اُن کی خاطر ایک پادری کی تصنیف سے اقتباس کر کے لکھدی ہیں۔

مناسب ہے کہ عیسوی عورتوں اور مردوں کی اس ناگفتہ بہ حالت کی وجہ معلوم کریں۔

اگر ہماری مانیں تو اس کی وجہ بھی ہم بتائے دیتے ہیں۔ یوحنا کی انجیل ۸: ۱ تا ۱۱۔ پڑھ لیں۔ یہہ عبارت عموماً مروجہ ترجموں میں ۷: ۵۳ کے بعد ملے گی۔ لیکن جن کے پاس بامحاورہ انگریزی ترجمہ کی انجیل ہو وہ وہاں تلاش بے سود نہ کریں اس جگہ نہیں ملے گی۔

یوحنا کے آخر میں چھپاں کی گئی ہے وہاں دیکھ لیں اور بعض میں یوحنا ۷: ۳۶ کے بعد ہے۔

اور بعض میں لوقا باب ۲۱ کے آخر میں ملیگی۔ جن کے پاس دے ٹیکن کا لفظی ترجمہ ہو ان کو اس میں کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ وہ دوسروں سے لیکر دیکھ لیں۔ یہہ ایسی فرضی عبارت ہے کہ عیسوی محرران اناجیل نے لوگوں کے فائدہ اور سہولیت کی خاطر مختلف مقامات پر لکھ دی ہے۔ تاکہ مختلف صفحہ جات کو اس بے نظیر عبارت کی عزت بخشی جاوے اور سچ بھی ہے۔ مشہور کتاب یا اُس چیز کو جس کو ہم مشہور کرنا چاہتے ہیں۔ مختلف ایجنٹوں کے پاس ... رکھتے ہیں

(۱)

بائیبل کی مشکلات

نمبر ۵

یسوع صاحب کی شراب اور موجودہ یسوعی لوگوں کا طرزِ عمل

یوحنا کی انجیل (باب ۲ فقرات ۴-۱۱)

ان فقرات میں یسوع صاحب کے سب سے پہلے معجزہ کا ذکر ہے۔ اور اس کی مختصر حقیقت یہ ہے۔ کہ یسوع صاحب نے ایک شادی کے موقعہ پر "اپنے" باپ کی مرضی کے مطابق اپنی قدرت سے ایک بے ضرر شے یعنی پانی کو شراب خانہ خراب کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ گویا اس مقدس خدا کے برّہ کا پہلا قدم اپنی اظہار قدرت میں بنی نوع آدم کو شراب خوری کی ترغیب میں تھا۔ یسوعی مفسرین اس معجزہ میں بڑی بڑی خوبیاں دیکھتے ہیں۔ اور اسے اس "پاکیزہ" تبدیلی کا ایک ادنےٰ نمونہ تصور کرتے ہیں۔ جو یسوع صاحب نے اس دنیا میں کی چنانچہ Dr C. Geikie D. D اپنی کتاب Hours with the Bible۔ مطبوعہ لندن ۱۸۹۶ء جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ پر یوں رقمطراز ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہمارا خداوند ایسے زاہدانہ اور سخت اصولوں کا زاہد نہیں تھا۔ جو کہ اس زمانہ میں زہد و اتقا کے لئے ضروری خیال کئے جاتے تھے کیونکہ وہ برابر اپنے سر اور داڑھی اور مونچھوں میں تیل ملواتا تھا۔ اور اپنے پیر بھی دھلواتا تھا (چنانچہ مریم نے جو مشہور زانیہ اور فاحشہ تھی۔ یسوع صاحب کے وہ تیل ملا تھا۔ جو اس کی اپنی ناجائز اور حرام کمائی کا تھا) اور کھانے پینے میں بھی وہ محتاط نہ تھا۔ اس کے دسترخوان پر ہر قسم کے کھانے ہوتے تھے۔ اور وہ شراب کباب مچھلی مرغی وغیرہ کا نہ صرف خود ہی استعمال کرتا تھا۔ بلکہ ان چیزوں کی عام طور سے اجازت دی ہوئی تھی۔ اور دعوتوں میں جانے کا جہاں عمدہ شراب اور لذیذ غذا ملے اُسکو نہ صرف شوق ہی تھا۔ بلکہ وہ اسکے لئے تیار رہتا تھا یہی). رندانہ روشِ زندگی تھی جس کی وجہ سے اسپر "کھاؤ پیو" ہونے کا الزام لگا۔ مگر اُسے شراب کباب کے آگے ہیں الزام کی کچھ پرواہ نہ تھی

ڈاکٹر موصوف کی اس تحریر سے جسکا میں نے بامحاورہ ترجمہ کر دیا ہے یہ بات آشکار ہو گئی۔ کہ ہمارے مہربان یسوع صاحب شراب کو کس قدر پسند فرماتے تھے اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ محض میٹھے انگور کا رس ہی پیتے تھے۔ یا وہ شراب ناب استعمال کرتے تھے۔ جو انسان کے متاع عقل و ہوش کو یک قلم برباد کر دیتی ہے۔ اور بقول یسعیاہ نبی ۲۲:۵ بدی کی محرک ہے۔ سو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ یسوع صاحب fermented شراب استعمال فرمایا کرتے تھے چنانچہ مشہور مفسر Dr. L. Abbot D. D. اپنی تفسیر انجیل یوحنا مطبوعہ نیویارک ۱۸۷۹ء صفحہ ۳۲ پر یوں رقمطراز ہیں۔ شراب خانہ کے مضر نتائج کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصہ سے مفسرین اناجیل کا یہ رحجان ہو چلا ہے کہ یسوع صاحب غیر منشی شراب پیتے تھے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ گئی ہے۔ کہ ہمارا پیارا یسوع منشی شراب پیتا تھا

پولوس کے تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولی زمانہ میں منشی شراب استعمال ہوتی تھی۔ یسوع صاحب نے بھی کبھی منشی اور غیر منشی میں کوئی فرق نہیں کیا۔ جو انجیل نویس کسی سے سن سنا کر لکھ بیٹھے۔ اور ان کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع صاحب کو عام طور سے لوگ کھاؤ پیو اور شرابی کہتے تھے۔ اور یسوع صاحب منشی شراب کی تعریف بھی کرتے ہیں۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یسوع صاحب کس قدر پیتے تھے۔ اور اس کا اکثر شغل فرماتے تھے۔ مرقس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع صاحب موصوف آزادی کے ساتھ شراب استعمال کرنے کے عادی تھے

الغرض پادری صاحب موصوف کا منشا ہے۔ کہ ان سب باتوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یسوع صاحب منشی شراب بافراط و بآزادی استعمال کرتے تھے۔ اور یہ وہ رائے ہے جس سے قریباً کل مفسرین و محققین اتفاق کرتے ہیں" پادری صاحب موصوف یسوع صاحب کے شغل شراب نوشی اور اس کے ساتھ ایک غیر متزلزل دلچسپی کا حال یوں لکھتے ہیں۔ یسوع صاحب برابر جلسوں اور تماشوں اور تفریحوں میں آزادی سے شریک ہوا کرتے تھے (شاید مریم کی خاطر منظور ہو)

جہاں شراب مثل پانی کے استعمال کی جاتی تھی یسوع صاحب خود باقاعدہ مے نوش تھے (شاید مریم نے عادی کر دیا ہو) اور انہیں بے اعتدالیوں اور رندانہ حرکات نے اُن کو مخالفین کا تختہ مشق بنا رکھا تھا (بشک کہنے والے چوکتے تھوڑا ہی ہیں ہم نہ معلوم کیا کیا کہتے ہونگے۔ کیونکہ وے لوگ مریم سے بھی واقف تھے شراب خانہ خراب کی بدافعالیوں سے بھی واقف تھے اور یسوع صاحب سے بھی واقف تھے۔ اور یسوع صاحب نے کبھی شراب کے استعمال کو منع نہیں فرمایا۔ بلکہ کلیسا کو نصیحت کی کہ اس کے حسنِ مراعات و احسانات کی دوامی یادگار میں شراب پیا کریں۔ اور اس کو اس محبت کا نشان سمجھیں۔ جو انکو یسوع صاحب کے ساتھ آسمانی بادشاہت میں (جو ابتک) میسر ہوگی

الغرض یسوعی مفسرین کے اقوال و تحریرات سے یہ بات صفائی کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔ کہ یسوع صاحب شراب کو کس قدر پسند فرماتے تھے۔ پہلا معجزہ شراب کا کیا۔ اور تھوڑی نہ بہت اکٹھی ۱۵۰ گیلن بنا ڈالی خوب پی۔ پلائی۔ عام طور سے استعمال فرماتے تھے کلیسا کو اسکے استعمال کا حکم دیا۔ شراب کو اپنی محبت کا نشان تلایا اور یسوع صاحب کے "شاگرد رشید" پولوس صاحب نے اسکو امرت دھارا فرمایا۔ دیکھو ۱ تمطاؤس ۵: ۲۳ لوگوں نے اس معجزہ پر مختلف پہلوؤں سے اعتراضات کئے ہیں چنانچہ Dr A. Plummer D. D. اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ اس معجزہ پر دو اعتراضات وارد ہوتے ہیں "یسوع صاحب نے ضرورت سے زیادہ بنائی اور بادہ نوشی کی ترغیب دی۔ اور بھی بہت سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ مگر ہمیں اسوقت ان اعتراضات سے کوئی سروکار نہیں ہم تو یسوعی صاحبان سے صرف اسقدر دریافت کرتے ہیں کہ "اس عظیم الشان" معجزہ کا یسوعی دنیا کے اخلاق پر کیا اثر پڑا۔ ڈاکٹر ایباٹ موصوف لکھتے ہیں "آج شراب انگوری ہی زیادہ تر اُن تمام برائیوں بداخلاقیوں اور بدیوں کا باعث ہے جو امریکہ میں ہمارے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں" کون ہے جو ڈاکٹر موصوف کے قول کو جھوٹا ثابت کر سکتا ہے؟ شراب کا نام ام الخبائث ہے کیا یہ غلط ہے؟ کیا یسوع صاحب کی اس مرغوب طبع شے نے یسوعی دنیا میں فسق و فجور کا بازار گرم نہیں کیا؟ کیا تجربہ نے یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا دی کہ یسوع صاحب کے اس "قابلِ تقلید نمونہ" نے دنیا میں ابتری پھیلا دی؟ کیوں امریکہ اس "مقدس نشانِ الفت" سے بیزاری کا اظہار کر رہی ہے۔ کیوں اس کے استعمال سے یسوعی لوگوں کو روک رہی ہے جو یسوع صاحب بصد شوق نوش جان فرماتے تھے۔ جو ان کی محبت کا نشان ہے جسکے استعمال سے یسوع صاحب نے کسی کو منع نہیں کیا جسکو پولوس پسند کرتا ہے۔ جو عشائے ربانی کا جزو لاینفک ہے۔

Thomas a Kempis کدھر ہے دیکھئے کہ کس طرح یسوعی دنیا یسوع صاحب کے عمل کو ترک کرنیکی حرکات مذبوحی کر رہی ہے بجائے یسوع صاحب کی تقلید (Imitation) کرنیکے اسلام کے اصولوں کے ماتحت آنیکی کوشش کر رہی ہے! یسوعی دوستو کیا یہ غور کرنیکی بات نہیں کہ جس چیز کے استعمال سے یسوع صاحب نے کسی کو نہ روکا بلکہ اپنی عمل سے اسکا جواز دیدیا۔ آج تم یسوع صاحب کے عمل کی تقلید سے بیزاری ظاہر کر رہے ہو۔ کیونکہ تجربہ نے تمہیں بتا دیا۔ کہ یسوع صاحب کا یہ فعل دانشمندانہ نہ تھا۔ کیا تم اپنے موجود طرز عمل سے یہ ثابت نہیں کرتے کہ یسوع صاحب بحیثیت اخلاقی معلم قطعاً نامراد رہے۔ وہ مرقس ۱۴: ۲۵ میں اس شراب ناب کے استعمال کی کس قدر آرزو ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور امریکہ انکی مرغوبہ محبوبہ کو دھکے دیکر نکالنا چاہتی ہے بعض نیک مزاج یسوعی شاید یہ کہیں کہ ہمارے خدا نے اسقدر پینے کی اجازت تو نہیں دی تھی وہ تو یہ کہ گئے ہیں

کہ روزمرت پینا اگر پینا تو کاہے گا۔ وہ بھی تھوڑی سی مزہ موہنہ کا بدلنے کیلئے تو اسکے جواب میں عرض ہے کہ بندہ نواز یہ سراسر سوفسطری ہے قطعاً مغالطہ دہی ہے یسوع صاحب نے کہاں لکھا ہے۔ کہ دیتے میرے فرمانبردار بھیڑو! اسقدر پینا۔ تو وہ اس کے برعکس اپنے لئے "گلٹن" اور "وائن بیبر" کا لقب حاصل کر رہے ہیں۔ دیکھو متی ۱۱: ۱۹ اگر کوئی نیک نہاد یسوعی کل کوا اپنی ساختہ انجیل میں حسب معمول ایک دو فقرہ بڑھا کر یہ دکھا دے۔ کہ ہماری انجیل میں تو تعداد مقرر ہے۔ سو وہ پادری ایباٹ اور ڈاکٹر گیکی وغیرہ کے اقوال کو کیا کرے گا۔ یہ تو ممکن ہے۔ کہ کوئی انجیل بائیبل سوسائٹی ایسی چھاپ دے جس میں شراب کی تعداد مقرر ہو مگر جو کتابیں کہ یسوع صاحب کو "بلانوش" فرما رہی ہیں۔ وہ کہاں جاویں گی پس قول اور فعل میں تعارض لازم آوے گا

اچھا اسے جانے دیجئے۔ یسوع صاحب کا بحیثیت اخلاقی معلم ہونے کے یہ فرض تھا کہ جسوقت اُنپر الوہیت کا غلبہ نہ ہوتا اور انسانیت کے خانہ میں ہوتے (کیونکہ اکثر اقوال یسوع صاحب بحیثیت انسانیت فرمایا کرتے تھے) تو اس وقت اتنا کہتے کہ شراب ام الخبائث ہے اور یہ نیکیوں کو ایسا ہی زائل کر دیتی ہے جیسا کہ شنڈارف والے کو ڈکس سنائی ٹیکس نے مرقس کی صحت کو۔

یسوع صاحب کا فرض تھا کہ وہ عاقبت اندیشی سے کام لیتے اور اتنا خیال کرتے کہ اگر ہم اپنی طرزِ عمل سے ایک فعل شنیعہ کو جاری کر دیں تو آئندہ نسلیں اپنی فطرتی کمزوری کے باعث اس فعل کے ارتکاب میں بڑھ جاویں گی اور بجائے تھپڑ کھا کر دوسرا رخسار سامنے کرنے کے مارنے والے کا موہنہ نوک پنجوں سے کھسوٹ لیں گے (کیونکہ یسوع صاحب کی تو تعلیم یہی ہے کہ جو تمہیں ایک تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی سامنے کر دو)

اب جبکہ ایسا نہیں ہوا۔ اور یسوع صاحب نے کمال عاقبت اندیشی سے شراب ناب کا استعمال جاری کر دیا تو کیا اے یسوعی دوستو دنیا نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ یسوع صاحب کا نام نامی اخلاقی معلمین کی فہرست سے کاٹ ڈالا جاوے

مجھے افسوس ہے کہ آپ صاحبان کو کس مشکل میں یسوع صاحب کے اس "محبت دوامی کے اظہار" نے ڈالا ہوا ہے اگر یسوع صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور روزمرہ بلاد پیتے ہیں اور اس کو اپنا رفیقِ زندگی بناتے ہیں تو امریکہ منع کر رہی ہے۔ سوسائٹی روکتی ہے۔ جگر یہ پیالہ گراتا ہے عقل کچھ کہتی ہے۔ اور اگر نہیں پیتے۔ تو یسوع صاحب اور انکے "سچے جانشین" پولوس صاحب کے فعل و قول سے روگردانی ہوتی ہے یسوع صاحب خود پیتے ہیں اپنے فعل سے اسکا جواز دیتے ہیں

پولوس اپنے بیٹے کو ہدایت کرتا ہے اپنے قول سے جواز دیتا ہے غرض دوگونہ عذاب است جانِ مجنوں را

بلائے صحبت لیلےٰ و فرقت لیلےٰ

واقعات تو یہی بتا رہے ہیں۔ کہ یسوعی دنیا نے اس مشکل کا حل ڈھونڈ لیا ہے۔ اور پہلا قدم بھی اٹھا لیا ہے یعنی یسوع کی تعلیم کے خلاف چلنا اپنے لئے بہتری کا موجب سمجھتا ہے اور اس جگہ میں یہ عرض کرونگا۔ کہ یسوعی دنیا کا یہ پہلا قدم اسلام کے پیچھے اور عین فطرت انسانی کے موافق اصولوں پر چلنے کے لئے اٹھا ہے

پولوس موجودہ عیسائیت کا بانی اس اجازت دیتا ہے اور خدا کا بیٹا تو ڈیڑھ سو گیلن سے کم بناتا ہی نہ تھا مگر اسلام بتاتا ہے۔ کہ شراب انگوری بری بات ہے اور یسوعی دنیا آج "خدا کے بیٹے" کی تقلید سے روگردان ہو کر دوسری طرف جا رہی ہے اور یہ اچھا نشانہ ہے۔ کاش یسوعی لوگ دیکھیں کہ وے کسے اپنا خدا بنا رہے ہیں۔ جو خالق ہوتا تو درکنار مخلوقات کی ضروریات زندگی کے لئے کوئی مکمل اور جامع اور قابلِ تقلید نصب العین بھی نہ دے سکا۔ جسکے شعائر زندگی پر آج خواص سے عقیبر صاف طور سے نکتہ چینی کر رہے ہیں۔

جس نتیجہ پر عیسائی دنیا آج پہونچی ہے۔ قرآن کریم نے ہمکو سوا تیرہ سو برس پہلے بتا دیا۔ کہ ایسی بات مت اختیار کرو جس میں نفع کم ہو۔ اور نقصان زیادہ ہو۔ انجیلی یسوع صاحب نے اس رمز کو نہ سمجھا جس کا نتیجہ ہے۔ کہ آج ان کے قولی و فعلی نمونہ سے یسوعی دنیا عملاً بیزار ہے

(باقی پھر)

تفسیر سورۃ التوحید

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اے محمد کہدو کہ وہ اللہ ایک ہے (۱) اللہ بے نیاز ہے (۲) نہ اسنے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا (۳) اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے

اسماء

اس سورۃ کے بہت سے نام احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک سے اسکی فضیلت ظاہر ہوتی ہے منجملہ ان کے چند نام جو نہایت مشہور ہیں یہ ہیں

سورۃ الاخلاص اخلاص کے معنی ہیں پاک و صاف کرنا اس سورۃ کو اسوجہ سے سورۃ اخلاص کہتے ہیں کہ یہ اللہ پاک کے سچے صفات حمیدہ سکھا کر اوہام باطلہ سے دل کو پاک وصاف کرتی ہے

سورۃ التوحید اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ذات باری تعالیٰ کی سچی توحید کا ذکر ہے

سورۃ الاساس اساس کے معنی ہیں بنیاد۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں دین کے اساسی اصول یعنی توحید ومعرفت ذات باری تعالیٰ کا بیان ہے

سورۃ التفرید تفرید کے معنی ہیں۔ اظہار یکتائی کرنا۔ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورۃ معبود حقیقی کی یکتائی و یگانگی کا اظہار کر کے دوسرے جھوٹے معبودوں سے بچاتی ہے

سورۃ المعرفۃ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ پاک کی معرفت کا بیان ہے

سورۃ الصمد اس نام کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورۃ اللہ پاک کی صمدیت (بے نیازی) ظاہر کرتی ہے۔ ان کے علاوہ سورۃ النجات سورۃ المحضر سورۃ المنفرۃ سورۃ المذکر سورۃ الامان بھی اس کے نام ہیں

شان نزول

عرب کے کفار یہود اور نصاریٰ نے جب رسول خدا سے سوال کیا کہ آپ کے خدا کے کیا اوصاف ہیں تو یہ سورۃ نازل ہوئی

(۱) ضحاکؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے اسلام کی علانیہ دعوت شروع کی۔ اور کفار عرب کو بت پرستی اور جاہلی کی رسومات سے منع فرمایا تو انہوں نے رسول اللہ سے کہا۔ کہ اے محمد کس لئے تم ہمارے معبودوں کی توہین اور ہمارے دین کی مخالفت کرتے ہو اگر تم مال و دولت کے خواہاں ہو۔ تو ہم تمہیں اس قدر مال دے سکتے ہیں کہ تم قوم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اگر مجنون ہو۔ تو علاج کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی خوبصورت عورت چاہتے ہو۔ تو ہم اس کا بھی انتظام کر سکتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ نہ میں مال کا خواہاں ہوں اور نہ عورت کا۔ اور نہ مجنون ہوں۔ بلکہ میں تو خدا کا رسول ہوں۔ اور اس کے پیغام کو لے کر تمہاری طرف آیا ہوں۔ کہ ہدایت کروں اور جھوٹے معبودوں کی پرستش سے ہٹا کر خدائے واحد کی عبادت کی طرف تمہیں بلاؤں۔ یہ سنکر کفار عرب نے کہا۔ اے محمد فرمائیے تمہارا خدا سونے کا ہے یا چاندی کا۔ وہ کس قسم کا ہے۔ اسپر یہ سورۃ نازل ہوئی

(۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے یہودی رسول خدا کے حضور میں آئے اور دریافت کیا کہ یا ابوالقاسم آپ نے یہ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے اور آدم کو مٹی سے ابلیس کو بھڑکتی ہوئی آگ سے آسمان کو دھوئیں سے اور زمین کو کف آب سے پیدا کیا۔ مگر اس خالق کے اوصاف بھی بیان فرمائیے۔ جسکے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نجران کے عیسائی حضرت رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور دریافت کیا کہ اے محمدؐ آپ کے خدا کے کیا اوصاف ہیں۔ آیا۔ وہ یاقوت و زبرجد کا ہے یا سونے کا۔ حضرت نے فرمایا۔ اللہ پاک ان سے کسی چیز کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب اس کی مخلوق ہیں جنہیں اس نے اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ اور اسوقت یہ سورت نازل ہوئی

مقام نزول

اس سورت کے مقام نزول میں علماء نے اختلاف کیا ہے عطاؒ۔ عکرمہؒ۔ جابرؓ۔ ابن مسعودؓ وغیرہ اس کو مکی بتلاتے ہیں۔ قتادہؒ۔ ابن منذرؒ۔ ضحاکؒ۔ وغیرہ مدنی کہتے ہیں لیکن جمہور کا اتفاق اس کے مکی ہونے پر ہے۔ جرمن کے مستشرق پروفیسر نولڈکی نے جو لیزگ یونیورسٹی کے عربی لکچرار ہیں۔ اپنی کتاب گشتی دس قرآن میں قرآن شریف کی سورتوں کی صحیح ترتیب پر نہایت محققانہ بحث کی ہے اس سورت کی نسبت لکھتے ہیں کہ بعثت نبی کریم کے پانچویں سال یعنی [illegible] اور آخر یا [illegible] کے اوائل میں نازل ہوئی ہے

فضائل

احادیث میں اس سورت کے بہت سے فضائل مذکور ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ یہ سورت ثلث قرآن کی برابر ہے اور اس کی تلاوت کرنے والے کو ثلث قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔ امام بخاری نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورت ثلث قرآن کی برابر ہے امام احمد حنبل و امام نسائی نے روایت کی ہے کہ جس نے یہ سورت پڑھی گویا اس نے ثلث قرآن پڑھا

مضمون سورۃ

قرآن مجید کے نزول سے تین باتوں کا اظہار مقصود ہے (۱) توحید وصفات باری تعالےٰ (۲) کیفیت افعال عباد (۳) قیامت کا حال یعنی کیفیت بعد الموت قرآن مجید کے تینوں مضامین میں اللہ پاک کی توحید وصفات حمیدہ کا مضمون جو سب سے افضل و اعلےٰ ہے اس سورت میں نہایت وضاحت اور صراحت سے مذکور ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ سورت ثلث قرآن کی برابر سمجھی گئی ہے

صفات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ثبوتی و سلبی۔ صفات ثبوتی سے خدا کا زندہ ہونا و قدیم ہونا ہر چیز کو جاننا۔ ہر کام پر قادر ہونا۔ ہر بات کا سننا۔ ہر شے کو دیکھنا۔ کلام کرنا وغیرہ مراد ہیں۔ اور صفات سلبی سے ذات باری تعالیٰ مبترا ہے جیسے جسم کا نہ ہونا۔ جوہر کا نہ ہونا۔ عرض کا نہ ہونا محتاج نہ ہونا۔ وغیرہ۔ پہلی آیت میں توحید وصفات ثبوتی کا ذکر ہے۔ قل ھو اللہ احد آخر کی تینوں آیات۔ اللہ الصمد ۝ لم یلد ولم یولد ۝ ولم یکن لہ کفوا احد میں صفات سلبی کا بیان ہے

ادیان العرب قبل الاسلام

یہ سورت چونکہ کفار عرب اور یہود و نصاریٰ کے جواب میں نازل ہوئی تھی اس لئے ان لوگوں میں اللہ پاک کی ذات وصفات کی نسبت جو اقسام اقسام کے عقاید اور طرح طرح کے اوہام باطلہ رائج تھے اس میں ان سب کی تردید کر کے ذات باری تعالیٰ کی بابت ٹھیک ٹھیک اور سچا اعتقاد ظاہر فرمایا ہے

کفار عرب میں بعض اللہ پاک اور قیامت کے منکر تھے ان کا مقولہ تھا کہ ہم آپ ہی آپ پیدا ہو جاتے ہیں اور آپ ہی آپ مرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس طرح ان کا ذکر آیا ہے وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیاء وقولہ ما یھلکنا الا الدھر بعض بت پرست تھے انہوں نے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بتوں کو اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ رات دن ان کی پرستش میں مشغول رہتے۔ اور اپنی ہر قسم کے حاجات ان سے طلب کرتے تھے۔ ایک گروہ ملائکہ کی پرستش کرتا تھا اور انکا گمان تھا کہ ملائکہ اللہ پاک کی لڑکیاں ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس طرح ان کا ذکر آیا ہے۔ ویجعلون للہ البنات سبحانہ ولھم ما یشتھون۔ دوسرا فرقہ جنہ پرستوں کا تھا یہ لوگ جنوں کی نسبت گمان کرتے تھے۔ کہ وہ اللہ پاک کی بیبیاں ہیں اور کہتے تھے کہ خدا اور جنوں کی مصاہرت سے ملائکہ تولد ہوئے ہیں۔ ان کا ذکر بھی قرآن کریم میں آیا ہے وجعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا ولقد علمت الجنۃ انھم لمحضرون بعض مجوسیت کے پیرو تھے یہ لوگ دو خدا کے قائل تھے انکو یزدان واہرمن کے ناموں سے پکارتے تھے اور ان کا گمان تھا کہ یزدان نیکیوں کا خدا اور اہرمن برائیوں کا خدا ہے اس فرقہ کو اہل تاریخ زندیق یا ثنویہ کہتے ہیں یہودی خدا کو بالکل انسانی اوصاف کے ساتھ ما[نتے] تھے۔ توراۃ میں یہانتک لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ایک رات ایک پہلوان سے کشتی لڑے اور اسکو زیر کیا۔ چنانچہ پہلوان کی ران کو صدمہ بھی پہونچا۔ صبح کو معلوم ہوا کہ وہ پہلوان خود خدا تھا۔ عیسائی تثلیث یعنے باپ بیٹا روح القدس کو مانتے تھے۔ اور ہر ایک کو خدا سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان کے اس عقیدہ کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر آیا ہے۔ یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علے اللہ الا الحق انما المسیح عیسے بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القھا الے مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثہ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا ۝

اے کتاب والوں مبالغہ مت کرو اپنے دین میں۔ اور بلا تحقیق بات اللہ کے حق میں مت بولو۔ مسیح عیسے مریم کا بیٹا اور اللہ کا رسول ہے اور اس کا کلمہ ہے جو ڈال دیا گیا ہے مریم کی طرف اور اس کی روح ہے۔ تاں مانو اللہ کو اس کے رسولوں کو اور مت بتاؤ اسکے تین۔ باز آؤ اس بات سے تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ اللہ ایک معبود ہے اور وہ اس لائق نہیں کہ اسکے اولاد ہو۔ اسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی اللہ بس ہے کام بنانے والا

ذات باری کے منکروں کے تردید کے لئے قل ھو اللہ آیا ہے۔ بت پرستی اور تثلیث کی تردید احد سے کی گئی ہے۔ اللہ الصمد ذات باری کو انسانی اوصاف سے بری کرتا ہے۔ ملائکہ اور جنہ پرستوں اور نیز ابنیت مسیح کے اوہام باطلہ کی تردید کے لئے لم یلد ولم یولد لایا گیا ہے زنادقہ کے یزدان و اہرمن کی تکذیب ولم یکن لہ کفوا احد میں ہے

قل ھو اللہ احد

اے محمد کفار عرب اور یہود و نصاریٰ سے کہدو کہ وہی اللہ جس کی ہستی پر تمہارے دل گواہی دیتے ہیں "ایک ہے" اور اس کی ذات ... مستجمع الصفات ہے جس میں تثلیث وتثنیہ کی گنجائش نہیں

اس آیت میں تین امور کا ذکر ہے۔ اللہ پاک کی (۱) ہستی کا ثبوت (۲) صفات کا بیان (۳) توحید کا تذکرہ

ہستی باری تعالیٰ

قرآنکریم میں خدا پاک کی ہستی پر بیشمار دلائل بیان کئے ہیں جو اپنی حجت کے لحاظ سے نہایت اکمل و ابلغ ہیں منجملہ انکے ایک یہ ہے جو اللہ سے ہستی باری تعالیٰ پر جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں وہ چار قسم کے ہیں (۱) باطنی شہادت (۲) شہادت عامہ (۳) اسباب موجودات (۴) انتظام تدبیر موجودات کی شہادت ھو اللہ میں ان سب کی شہادتوں کا ذکر ہے

باطنی شہادت۔ ہر انسان کے باطن میں فطرتاً خدائے پاک کی ہستی کی شہادت موجود ہے جسکی ہزار امثالیں انسان کی مختلف حالتوں کا مشاہدہ کرنے سے ملتی ہیں۔ ہر انسان کیسا ہی فاجر و فاسق بدکار ہو یہانتک کہ عمر بھر میں کبھی خدا کا نام نہ لیا ہو مصیبت کے وقت اللہ ہی کو پکارتا ہے۔ فرعون جیسا متکبر بادشاہ جسے خود خدائی کا دعوے تھا مرتے وقت اقرار کیا کہ میں رب پر ایمان لایا ہی جو موسیٰ و ہارون کا رب ہے اسی مضمون کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ کون ہے جو بیقرار کی پکار کو سنے جسوقت کہ وہ اسکو پکار رہا ہو

شہادت عامہ۔ کوئی زمانہ خواہ کہیں تک خیال کرو کوئی ملک خواہ کیسا ہی دور کیوں نہ ہو کوئی قوم کیسی ہی وحشی کیوں نہ ہو اپنی زندگی میں ہم کی شہادت دیکھتی ہے کسی طرح کی ہستی ہو کسی نے خاص اللہ کو اپنا معبود بنایا کسی نے سورج کو کسی نے چاند کو کسی نے پتھر کو کسی نے دریا کو کسی نے درخت کو۔ یہ زبردست میلان جس سے کوئی ملک کوئی قوم خالی نہیں یہی ثابت کر رہا ہے کہ معبود کا یقین ہر انسان میں فطرتاً موجود ہے

اسباب موجودات کی شہادت۔ ہم اس دنیا میں علت و معلول کا سلسلہ دیکھتے ہیں اس سلسلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معلول کی کوئی نہ کوئی علت ضرور ہوتی ہے یہ تمام عالم بہیئت مجموعی ایک معلول ہے فوراً دل گواہی دیتا ہے کہ اس معلول کی کوئی نہ کوئی علت ضرور ہے

انتظام ترتیب عالم کی شہادت ہم دیکھتے ہیں کہ موجودات عالم میں ایک کی ترتیب و انتظام پائی جاتی ہے پس دل صاف صاف گواہی دیتا ہے کہ انکا مرتب کرنیوالا اور اس انتظام کا منتظم کوئی نہ کوئی ضرور ہے ذالک تقدیر العزیز الحکیم یہ سب اللہ کا انتظام ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے

اجرام سماوی کو لو اور ان کے انتظام دیکھو آفتاب اپنے وقت پر طلوع ہوتا ہے اور اپنے وقت پر غروب ہوتا ہے ماہتاب اپنے وقت پر طلوع ہوتا اور اپنے وقت پر غروب ہوتا ہے اسی طرح تمام اجرام کیحالت ہے انکی رفتار کے راستے اور اوقات طلوع و غروب معین ہیں جنمیں ذرہ بھر کمی بیشی نہیں ہوتی کون ہے جو ایسے انتظام کر رہا ہے دل صاف صاف گواہی دیتا ہے وہی ہے جو سب سے اعلے قائم بالذات ابدی و ازلی ہے

کوائف الاشیا کو دیکھو ہر شے کی ایک مخصوص کیفیت پر چاول اپنے خوص

کیا مسیح موعود جماعت انبیا میں داخل ہیں

بجواب قاضی اکمل

۲۲ مئی کا الفضل میرے دیکھنے میں آیا ہے جس میں قاضی اکمل نے ایک مضمون بجواب ہمارے مکرم معظم بھائی سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب لکھا ہے۔ جس کا عنوان ہے

"مسیح موعود جماعت انبیا میں داخل ہیں"

چونکہ یہ مضمون سوال دیگر جواب دیگر کا مصداق ہے اور اس میں تمام باتیں نہ صرف برخلاف علم ہیں۔ بلکہ برخلاف تشریحات مسیح موعود بھی ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ اس پر کچھ لکھا جائے

کیا قرآن کریم کے بعد کوئی رسول ظاہر ہونیوالا تھا صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر مسیح موعود حضرت نبی کریم کے بعد ایک رسول اور نبی کے رنگ میں ظاہر ہونیوالے تھے۔ جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔ تو ضرور قرآن کریم انکی نسبت کچھ خبر دیتا۔ خاصکر کے اسوجہ سے تو خبر دینا نہایت ضروری تھا کہ جب کہ مسیح موعود نے برخلاف تمام انبیاء کے ایسی طرح سے نبی بننا تھا۔ جو تمام نبیوں کے نبی بننے کے طریقہ سے بالکل الگ اور نرالا اور نیا طریق تہا۔ کیونکہ ایسا شخص کیونکر نبی سمجھا جا سکتا تھا۔ بجز اسکے کہ خود قرآن مجید کی طرف سے اسکی نسبت کھلی کھلی پیشینگوئی پائی جاتی اور اس میں صاف طور پر درج ہوتا۔ کہ گو سلسلہ نبوت کی ابتداء سے کر حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تک خدا کی محض موہبت سے نبوت کو حاصل کرتے رہے۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ایسا شخص بھی رسول اور نبی ہو جائے گا۔ جو درجہ رسالت پر بذریعہ اکتساب پہنچا ہوا ہوگا۔ تو ایسے نبی کی نسبت چونکہ نفس نبوت کے لحاظ سے تو ویسا ہی نبی ہونا تہا۔ جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت عیسے یا حضرت موسے وغیرہ نبی تھے۔ اور جس سے خلاف سنت ثابتہ الہیہ کے ایک نیا طریقہ نبی بننے کا شروع ہونا تہا۔ ضرور کوئی پیشینگوئی ہونی چاہئے تھی۔ پس جب کہ مسیح موعود کے ایسے عجیب و غریب نبی ہونے کے بارے میں قرآن کریم میں کوئی خصوصیت سے پیش گوئی نہیں

تو انکو کیوں **نبی اور رسول** بنایا گیا ہے اور جماعت انبیاء میں داخل کیا گیا۔ کیا اسپر کوئی دلیل ہے؟ اگر ۹ آم اور ایک آم کی تصویر کا مجموعہ دس آم ہو سکتا ہے۔ تو انبیاء کی جماعت میں ایک ظلی نبی بھی شامل ہو سکتا ہے

پس افسوس ہے۔ ایسی قوم پر جو ایسے اعتقاد پر اڑی بیٹھی ہے کہ نہ تو وہ تعلیم قرآن مجید میں موجود ہے اور نہ حدیث نبوی میں اس کا کوئی نشان پایا جاتا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع میں اور آپ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی بننے کی نسبت کہیں اشارہ تک نہیں اور یہ محض ادعائے باطل ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع میں انسان ترقی کرتے کرتے نبی بنجاتا ہے دراصل یہ مذہب کہ مسیح موعود آنحضرت صلعم کے بعد اس طور سے جو بیان ہوا۔ نبی ہونے والے تھے۔ ایک نیا مذہب ہے۔ جسکو اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے

قرآن کریم میں کئی مقامات پر اصطفائے نبوت کا ذکر آیا ہے۔ اور ان سب میں دو امر ہی بیان ہوئے ہیں اول خدا تعالیٰ کا علم و حکمت دوم انبیا علیہم السلام کا اس منصب کے لائق ہونا۔ چنانچہ ان کفار کے جواب میں جنہوں نے آرزوے نبوت میں کہا تہا فرمایا۔ واذا جاءتہم آیۃ قالوا لن نؤمن حتیٰ نؤتیٰ مثل ما اوتی رسل اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ پ۸ انعام

ترجمہ جب ان کے پاس کوئی نشان آتا ہے تو کہتے ہیں۔ ہم کبھی ایمان نہیں لائینگے۔ حتیٰ کہ ہم بھی دیئے جائیں۔ مثل اس کی جو دیئے گئے۔ اللہ کے رسول (ان سے کہو) اللہ ہی اپنی رسالت کے موقعہ کو خوب جانتا ہے

اس آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ انتخاب رسالت میں کسی کی دعا اور عمل اور خواہش اور التجا اور فنا فی الرسول ہونے کو دخل نہیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل پیروؤں کو کامل اور پوری فرمانبرداری سے آپ کے فیض نبوت کی وجہ سے درجہ نبوت یا پیغمبری مل سکتی تھی۔ یعنے آپ کی امت کے لوگ آپ کی پیروی سے پیغمبر یا نبی بن سکتے تھے۔ تو کیوں خدا نے کفار کو یہ جواب نہ دیا۔ کہ تم اس پیغمبر پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی کامل پیروی کرو۔ تو تم بھی اس کے کامل فیضان اور اتباع کامل کی وجہ سے نبی اور پیغمبر بن سکتے ہو۔ اور ویسے ہی نشان دکھا سکتے ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ تعلیم محض خلاف قرآن ہے۔ کہ آنحضرت کی پیروی یا نبوت کے فیض کی وجہ سے انسان نبی بن سکتا۔ یا پیغمبری کے درجہ کو پہنچ سکتا تھا۔ اور یہ تعلیم نئی بنائی گئی ہے کیونکہ مسیح موعود نے بھی کسی جگہ یہ تعلیم نہیں دی کہ آں حضرت صلعم کی کامل اتباع سے یا فیض نبوت کی وجہ سے انسان درحقیقت نبی بنجاتا ہے اگر ایسا ہوتا۔ تو آپ اپنی نسبت کیوں لکھتے سمیت نبیا من اللہ علے طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ خدا نے میرا نام مجازاً نبی رکھا ہے نہ حقیقتاً

اور فرماتے ہیں۔ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ ضمیمہ ۱۲۲۔ ہم اپنی نبوت کے وہ معنی نہیں لیتے۔ جو صحف اولیٰ میں نبوت کے معنے لئے گئے ہیں

اور کیوں فرماتے النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی نبوت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہے

یا کیوں لکھتے ان رسولنا خاتم النبیین و علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین . . . وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور انہیں پر سلسلہ مرسلین کا ختم ہو چکا ہے . . . اور آپ کے سوائے کثرت مکالمہ کے (نبوت میں سے) کچھ بھی باقی نہیں بلکہ جہاں جہاں مسیح موعود نے اپنے لئے لفظ نبی بولا ہے۔ اس سے جزوی ظلی بروزی اور فنا فی الرسول صورت مراد لی ہے۔ یہ مراد نہیں لی۔ کہ میں فی الواقع نبی ہوں۔ صرف آپ کی عبارتوں سے جن معنوں والی نبوت آپ میں پائی جاتی تھی۔ وہ وہ نبوت ہے۔ جو ولیوں۔ امتیوں اور محدثوں (بالفتح) میں جزوی طور پر پائی جاتی تھی۔ وہ نبوت نہیں۔ جو خدا تعالیٰ اور سب انبیاء اور قرآن مجید اور اسلام کی اصطلاح میں نبوت ہے اور انہی عبارتوں سے ثابت ہے۔ کہ آپ نہ دراصل نبی تھے۔ نہ فی الواقعہ رسول۔ بلکہ محض لغت یا اپنی خاص مقرر کردہ اصطلاح کی رو سے جسکے رو سے ہر ایک کامل ولی اور محدث (بالفتح) یعنے ملہم مکلم من اللہ بھی جس سے اللہ بکثرت ہمکلام اور مخاطب ہو۔ جزوی طور پر نبی کہلا سکتا ہے۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحب نے حقیقی نبی (یعنے جو حقیقی کے معنے ہوتے ہیں۔ کہ فی الواقعہ اور دراصل اور . . . نفس الامر میں نبی ہو) کا لفظ اپنے حق میں کبھی استعمال نہیں کیا۔ اور ایسا ہونے کی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ ظلی۔ بروزی۔ مجازی نبوت کوئی نبوت قرار نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ ظلی نبوت کے معنے ہیں۔ کہ سایہ اور عکس کی طرح درحقیقت کوئی نبوت نہیں۔ اور مجازی اور غیر حقیقی کے بھی معنے یہ ہیں۔ کہ دراصل اور فی الواقع کوئی نبوت نہیں۔ بلکہ کوئی اور چیز ہے۔ یونہی کسی جزوی مشابہت کیوجہ سے اسکو نبوت اور جس میں وہ ہے۔ اس کو نبی کہہ دیا ہے۔ ورنہ دراصل تو وہ نہ نبوت ہے۔ اور نہ وہ شخص دراصل کوئی نبی ہے جس میں وہ مجازی یا غیر حقیقی نبوت پائی جائے۔ کیونکہ مسیح موعود کے اس جملہ سے ہی کہ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶ ثابت ہو رہا ہے۔ کہ حضرت کے نزدیک نبوت کی حقیقت ہی یہ تھی۔ کہ بدوں اتباع کسی نبی اور رسول کے براہ راست خدا سے اس درجہ کو حاصل کیا جائے۔ آپ کے نزدیک یہ حقیقتاً نبوت نہ تھی۔ کہ بالواسطہ رسول کے ذریعہ سے حاصل کی جائے۔ کیونکہ اگر رسول کے واسطہ سے حاصل شدہ چیزیں بھی وہی حقیقت نبوت پائی جاتی۔ جو انبیاء اللہ میں متحقق ہے۔ تو آپ نہ فرماتے ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۱۶

یہ جملہ ایسا فیصلہ کن ہے کہ اس کے بعد کسی اور تشریح کی حاجت نہیں رہتی۔ کیونکہ اسکے معنے یہ ہیں۔ کہ جن معنوں والی نبوت مجھ میں پائی جاتی ہے وہ وہ نبوت نہیں۔ جو خدا کی کتابیں نبوت بیان کرتی ہیں غرض جس نبوت کے مسیح موعود مدعی تھے وہ دراصل اور عند اللہ کوئی نبوت نہیں تھی۔ صرف لفظ نبی کے لغوی معنوں کے لحاظ سے اور اپنی مقرر کردہ اصطلاح کی رو سے اسے (آپ نے) مجازی یا ظلی یا بروزی نبوت کہہ دیا ہے

حضرت صاحب میں کوئی بھی شرط نبوت نہیں پائی جاتی تھی

امر رسالت کے متعلق چار چیزوں کا وجود ضروری ہے۔ اول مرسل، یعنے وہ جس طرف سے پیغام بہیجا جائے۔ دوم مرسل یعنے جسکے ہاتھ بھیجا جاوے سوم مرسل الیہ جس کی طرف پیغام بھیجا جاوے۔ چہارم رسالت جو پیغام ہو۔ یہ چاروں امر قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ چنانچہ امر اول کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے۔ انا کنا مرسلین اور فرمایا لقد ارسلنا نوحا اور امر دوم وسوم کی نسبت فرمایا فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین اور امر چہارم کی نسبت فرمایا ہے۔ ابلغکم رسالات ربی وانا لکم ناصح امین اور یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ پیغام کا دینے والا اللہ تعالے ہے۔ اور پیغام کے پہنچانے والے رسل اللہ ہیں۔ اور جن کی طرف پیغام دیا گیا ہے۔ وہ امت کے لوگ ہیں۔ اور جو پیغام دیا گیا۔ وہ احکام الہی ہیں۔ اسی طرح دوسرے مقامات پر قرآن مجید میں اللہ تعالے نے بہت جگہ رسول اور کتاب کا اکٹھا ذکر کیا۔ لقد ارسلنا رسلنا با[لبینات] وانزلنا [معہم] الکتاب [و]الا هو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا محمد رسول اللہ۔

کوئی نبی بغیر کتاب اور بغیر امت کے نہیں ہوا سارے قرآن مجید میں جہاں نزول کتاب کا لفظ انبیاء پر آیا ہے۔ وہاں انبیاء پر براہ راست کتاب اللہ کے نزول پر ہی آیا ہے۔ کہیں ایک جگہ بھی کسی نبی کو کسی نبی کے واسطہ سے کتاب ملنے یا نازل ہونے کا ذکر نہیں آیا۔ ایسا ہی "آتی" جہاں کہیں کتاب کی طرف منسوب نبیوں کے متعلق ہوا ہے۔ وہاں بھی براہ راست انبیاء اللہ کو کتاب دیئے جانے کا ہی ذکر ہے۔ نہ امتیوں کی طرح بالواسطہ کتاب دیئے جانے کا بیان۔ نبی اور کتاب لازم و ملزوم ہیں۔ اگر بکثرت اظہار رغبت سوائے کتاب اللہ کے بھی تشریعت میں محبت ہوتا۔ اور ایسا شخص بغیر کتاب کے بھی نبی ہوتا تو بہت سے لوگ اپنی کثرت خوابوں اور الہاموں کی بنا پر اپنے آپ کو نبی قرار دے کر دین میں رخنہ پیدا کر دیا کرتے۔ اسی لئے قرآن کریم نے سوائے کتاب اللہ کے کسی کے الہام پر ایمان لانے کے لئے کسی کو مکلف نہیں بنایا اور یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالے قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی جو رسول بھی دنیا میں آتا ہے اس کے آنے کی غرض ہی یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگ اس کا حکم مانیں اور چونکہ اللہ کا رسول اللہ تعالے کی رضامندی اور نارضامندی کی راہیں صرف کتاب اللہ میں ہی بتلاتے ہیں۔ اور صراط مستقیم اس وقت وہی ہوتا ہے۔ جس پر نبی بننے کے بعد خود چلتا ہے اور لوگوں کو بھی چلاتا ہے۔ اس لئے اس کی اطاعت سب انسانوں پر لازم اور فرض ہوتی ہے۔ پس چونکہ تمام امور دینیہ اور امور شرعیہ میں پوری اتباع سوائے انبیاء اللہ کے (کیونکہ وہ محل و مورد نزول کتاب اللہ کا ہوتے ہیں) ایسے ملہموں اور خواب بینوں کی موجب خطرہ و نقصان نظام ایمان و اسلام ہے۔ اسلئے اس انتشار کو روکنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ نبی وہی ہو۔ جس کو

رائٹر کے برقی پیغامات

مشرق قریبہ کا غبار آلودہ مطلع

ایک مہیب جنگ کا آغاز

ایتھنز ۔ ۱۱ جون ۔ یونانی پارلیمنٹ میں وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ شاہ قسطنطین وزیر موصوف کے ساتھ ۱۱ جون کو ایشیا کوچک کی طرف جانے والے ہیں ۔ وزیر اعظم نے کہا ۔ کہ پارلیمنٹ کا اجلاس اس کی واپسی تک ملتوی رہے گا ۔ سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے اپنی تقریر کے دوران میں ایشیا کوچک میں یونانی جدوجہد کو حق بجانب قرار دیا ۔ یونانی فوج کی حوصلہ افزائی کا رزولیوشن بالاتفاق پاس کیا گیا ✦

موسیو دزالیس نے اعلان کیا کہ ۱۱ جون کو یونانی فوج کے لئے دعا مانگی جائے ✦

حالت مشتبہ ہے

لندن ۱۲ جون ۔ مشرق قریبہ کی حالت مشتبہ بتائی جاتی ہے ۔

شاہ یونان سپہ سالار کی حیثیت سے

اس دوران میں شاہ یونان یونانیوں کے نام اس مضمون کا اعلان جاری کرنے کے بعد سمرنا کی طرف روانہ ہوگیا ہے ۔ کہ وہ یونانی فوج کا سپہ سالار ہو کر خدا کی مدد سے فتح حاصل کرے گا ۔ یونانی بیڑہ نے انبولی میں ترک احرار کے بندرگاہ پر گولہ باری کی ہے جو بحیرہ اسود پر واقع ہے ✦

برطانیہ کی فوجی نمائش

معلوم ہوتا ہے کہ ملک معظم کی سالگرہ کی تقریب پر قسطنطنیہ میں برطانوی فوج کی نمائش نے بابعالی پر اثر ڈالا ہے ۔ کیونکہ وزیر اعظم نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو ایک طویل تار میں ان مہیب نتائج سے متنبہ کر دیا ہے ۔ جو انگورا میں غازی موصوف کی پالیسی سے رونما ہونگے ۔ وزیر اعظم نے غازی موصوف کو مشورہ دیا ہے ۔ کہ وہ اتحادیوں کے ساتھ معاملات کے طے کرنے میں اعتدال کو ملحوظ رکھیں ✦

بابعالی کی جانب سے صدائے احتجاج

قسطنطنیہ ۔ ۱۲ جون ۔ بابعالی نے انگلی پر یونانیوں کی گولہ باری کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے ۔ ترکی گورنمنٹ نے یونانیوں کے اس فعل کو قسطنطنیہ اور دردانیال کی غیر جانبداری کی خلاف ورزی قرار دیا ہے ۔ جس کا اعلان پچھلے دنوں اتحادیوں کے ہائی کمشنروں نے کیا تھا ✦

یونانیوں کی جابرانہ روش

اخبارات بیان کرتے ہیں ۔ کہ یونانیوں کے جنگی جہاز بحیرہ اسود میں ترک احرار کے بندرگاہوں کی ناکہ بندی کر رہے ہیں ✦

انگورا مشن امریکہ کو

قسطنطنیہ کے اخبارات راوی ہیں کہ انگورا گورنمنٹ کا ایک مشن اس مقصد کے ساتھ امریکہ کو روانہ ہوا ہے کہ پریذیڈنٹ ہارڈنگ اور اس کی گورنمنٹ کے سامنے ترک احرار کے مطالبات ہونے کا پتہ کا دفتر کھولا جائے ✦

وفد افغانیہ فرانس میں

لندن ۱۱ جون ۔ پیرس سے ایک اطلاع مظہر ہے کہ وفد افغانیہ زیر سرکردگی محمد ولی خاں فرانس پہنچ گیا ہے تاکہ فرانسیسی طرز معاشرت اور علوم و فنون سے بخوبی واقفیت حاصل کر سکے اس کے بعد یہی وفد انگلستان اور سوئٹزرلینڈ جائیگا ✦

وفد افغانستان

لندن ۸ جون ”ڈیلی ٹیلیگراف“ کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ محمد ولی خان کی سرکردگی میں جو افغانی وفد برلن کو بھیجا گیا تھا اس کی حکومت المانیہ کی طرف سے کوئی ہمت افزائی نہیں کی گئی ۔ بلکہ وفد کی طرف سے اعانت طلب کرنے پر حکومت المانیہ نے روکھا جواب دے دیا ✦

وفد آج کل روم میں ہے اور یہاں سے غالباً پیرس میں ہوتا ہوا لندن پہنچے گا ۔ وفد کی سرگرمیوں پر لندن میں نہایت متانت سے [illegible]

سیاست دنیائے عالم پر نظر دوڑائیں ۔ تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ بولشویکوں کے علاوہ بھی ایسی قومیں دنیا میں موجود ہیں جن کے ساتھ ان کا واسطہ پڑتا ہے ✦

مارننگ پوسٹ کی رائے

لندن ۷ جون ”مارننگ پوسٹ“ کا خیال ہے کہ بولشویکوں کی انگیخت پر ترک احرار مخاصمانہ رویہ اختیار کر رہے ہیں ۔ یہ اخبار رقمطراز ہے کہ ہم نے پہلے ہی معاہدہ سیورے کو ترکی مفاد کے خلاف ٹھہرایا تھا کیونکہ سمرنا کو یونان کے حوالہ کر دینے کی شرط نہایت قابل اعتراض تھی اور افسوس کہ لندن کانفرنس میں جن ترمیمات کے لئے سفارش کی گئی تھی وہ قبول نہ کی گئیں ۔ مگر اس اخبار کی رائے میں ترک بولشویکوں کا ساتھ دے کر اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں ۔ انگلستان کو آخر کار یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ ترکی کو الگ تھلگ نہیں چھوڑا جا سکتا ۔ اس لئے انگلستان کو چاہئے کہ ترکی کی بھلائی کے لئے اس کے ساتھ مفاہمت کا طریق اختیار کرے ✦

وزراء کا باہمی مشورہ

لندن ۷ جون ”ڈیلی ٹیلیگراف“ رقمطراز ہے کہ کل وزراء اور ماہرین سیاست نے مشرق قریبہ کے متعلق باہم مشورہ کیا ✦

لارڈ کرزن مسٹر مانٹیگو اور فیلڈ مارشل ولسن آپس میں دیر تک باتیں کرتے رہے بعد کو ایم وینزیلوس اور سر جارج سٹیونڈ نے لارڈ کرزن سے ملاقات کی ۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر لندن میں کوئی فیصلہ جلد قرار نہ پا سکا ۔ تو یونانی اس اثنا میں ترکوں کے خلاف جارحانہ کارروائی شروع کر دینگے ✦

انگریزی اخبارات کی خبریں

لندن ۷ جون ۔ لندن کے بعض اخبارات مشرق قریبہ میں نئی جنگ چھڑ جانے کی خبریں اڑا رہے ہیں ۔ ان کا بیان ہے کہ غالباً انگریزی جنگی جہاز یونانیوں کو ترک احرار کے خلاف مدد دینے کے لئے قسطنطنیہ پہنچنے والے ہیں ۔ مگر اس کے متعلق قابل وثوق خبر ہے کہ انگریزی حکومت کے متعلق ابھی تک کسی آخری فیصلہ پر نہیں پہنچی اور اس نے جنگی جہازوں کو ترک احرار کے خلاف برسرپیکار ہونے کا کوئی حکم نہیں دیا ۔ یہ افواہ بھی کانوں تک پہنچی ہے کہ ابھی تک انگریزی افواج کی نقل و حرکت کا کوئی سوال درپیش نہیں آیا ✦

پیرس ۔ اخبار ”ماطان“ رقمطراز ہے کہ جنرل گورڈن نے حکومت انگورا کے ساتھ گفت و شنید کا سلسلہ منقطع کر دیا ہے ۔ کیونکہ مقابلہ کی شرائط جو ترکوں کی طرف سے پیش کی گئی تھیں وہ ناقابل قبول تھیں ✦

یونان کا رویہ

ایتھنز ۷ جون ۔ یہاں کے جرائد ملکی مشورہ پیش کر رہے ہیں کہ چونکہ ترک احرار قسطنطنیہ پر تاک لگائے بیٹھے ہیں اس لئے یونانیوں کو پیش دستی کرنے کے لئے اتحادیوں سے اجازت طلب کرنی چاہئے کہ یونان اپنی فوجیں قسطنطنیہ بھیجے ✦

السٹر میں پارلیمنٹ کا افتتاح

لندن ۸ جون ۔ بلفاسٹ کے دالان بلدیہ میں شمالی حصہ ملک کی پارلیمنٹ کے افتتاح کے موقع پر صرف یونینسٹ (حامیان اتحاد) ممبر موجود تھے ۔ سن فین اور قوم پرست ارلینڈ ناپھر حاضر رہے ممبروں سے رسمی حلف لینے کے بعد کابینہ بنائی گئی ✦

سر جیمز کریگ نے بعد میں اعلان کیا کہ حضور ملک معظم ۲۲ جون کو پارلیمنٹ کا باقاعدہ افتتاح فرمائیں گے اور آپ کے ہمراہ مقبوضات کے ازراہ علام بھی آئرلینڈ آئیں گے ✦

فہرست چندہ جماعت بمبئی

نام	فطرانہ	عید فنڈ
جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب معہ فرزندان و ملازم وغیرہ	عــہ	صہ
موسن حسین معہ اہل وغیرہ	معہ	۶
میاں احمد صاحب ولد بابا زین الدین صاحب	سے	عاہ
میاں ابراہیم صاحب ولد بابا زین الدین صاحب	عمہ	عمہ
چودہری اللہ دتا صاحب	.	عمہ
عبدالرزاق صاحب	.	۸ر
حیدر علی صاحب	.	۸ر

میزان عــہ

مولوی مصطفےٰ خاں صاحب بی اے

مسلم مشنری

کی نادر تصنیف غزوات نبوی

اس کتاب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات کی تفصیل بتائی گئی ہے ۔ یہ وہ آئینہ ہے جس سے ہر تعلیم یافتہ مسلمان اسلام کی اصلی تصویر دیکھ سکتا ہے ۔ اسلام کے خردہ گیر کہا کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا تھا ۔ لیکن غزوات کے واقعات اس حقیقت کو آشکارا کر رہے ہیں کہ سب لڑائیاں دفاعی تھیں ۔ جو اصحاب اس کتاب کو خرید کر اپنے احباب کو اس کی خریداری پر آمادہ کریں گے وہ گویا حق و صداقت کی اشاعت میں حصہ لینگے قیمت ۸ر

تاریخ خلفائے عرب و اسلام علامہ مصنف نے اس کتاب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کل بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے ہیں ہر ایک بادشاہ کا نام معہ تاریخ ولادت اور سن جلوس ۔ اور سن وفات اور ان کے عہد کے مشہور واقعات درج ہیں ۔ عرب ۔ روم ۔ افریقہ اور ہندوستان اور دیگر بلاد اسلامیہ کے سلاطین کے مکمل حالات بیان کئے گئے ہیں ضخیم ہے ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔

ملنے کا پتہ : ادبی کتب خانہ حلقہ ۲۶ موچی گیٹ لاہور

بدن کے سفید داغ و برص کی اکسیر فقیری جڑی

پیارے خریدارو! ہم دوسروں کی طرح تعریف کرنا نہیں چاہتا ۔ اگر ایک دن کے تین مرتبہ استعمال کرنے سے سفید داغ بالکل نہ جاتا رہے تو حلفیہ بیان آنے پر کل قیمت واپس ۔ اگر اعتبار نہ ہو تو ٹکٹ لگا کر اقرار نامہ لکھا لیویں قیمت بڑا [illegible] چھوٹا [illegible] تین روپیہ آٹھ آنہ ۔ المشتہر ابو الحسن و مولانا حکیم عبدالحفیظ صاحب نمبر ۱۷ لال باغ در بھنگہ

برائے خدا ایک نظر ادھر بھی

سرمہ حفیظ البصر

جان لینا چاہئے کہ جھوٹے اشتہار بازوں نے ناظرین کو بجائے نفع کے نقصان دے رکھا ہے مگر ہم اپنی سچائی پر بڑے زور سے کہتے ہیں کہ ہمارا سرمہ اپنے فضل خداوندی میں شہرت حاصل کر رہا ہے لطف یہ کہ گذری آنکھ کی بینائی کو واپس لا سکتا ہے اور اس میں یہ طاقت بخشتا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی ہر عمر بچے سے لیکر بوڑھے تک کو اس کا استعمال کرنا ضروری ہے اور امراض حسب ذیل پر حکم اکسیر رکھتا ہے مثلاً دھند جالا ۔ پانی کا آنا ۔ خارش ۔ رمد ۔ کیچڑ ۔ سرخی چشم ۔ کمزوری بصر وغیرہ کے دفع کرنے میں لاثانی ثابت ہوا ہے ۔ ضرور ایک دفعہ آزمائیں اور فیض حاصل کریں قیمت فی شیشی ایک تولہ [illegible] محصول ڈاک ۲ آنہ بذمہ خریدار ۱۲ عدد شیشی کے خریدار کو ایک شیشی مفت دی جاتی ہے ۔ پتہ صاف خوشخط تحریر فرمائیں ۔

ملنے کا پتہ

منیجر کارخانہ سرمہ حفیظ البصر نمبر ۲۰ جھنگ پنجاب

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول کامل پور

نمبر مقدمہ ۲۴۵ سال ۱۹۲۱ء

بھگت مہر چند و بوٹا شاہ پسران ببام شیر دین ولد دوست قوم لکھا سکنہ سونانی شاد وغیرہ سکنہ نارہ حال مہول بازار کامل پور تحصیل پنڈی گھیب

دعوے نالش [illegible]

مقدمہ بالا میں حسب بیان و کیل مدعی یہ پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ کا کوئی پتہ نہیں ملتا ۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ آگاہی مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ $\frac{۶}{۲۱}$ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرے ۔ ورنہ اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی ۔ مورخہ ۱۴ $\frac{۶}{۲۱}$ دستخط حاکم مہر عدالت

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ اول کامل پور

نمبر مقدمہ ۴۴۳ سال ۱۹۲۱ء

کاہن چند ولد صاحب چند سکنہ بنام دادو ولد نور محمد سکنہ ڈھوک جہانی داخلی راجڑ تحصیل فتح جنگ

دعوے ضمان روپیہ

مقدمہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے اور عدالت کو یقین ہو گیا ہے اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ برائے آگاہی مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ $\frac{۶}{۲۱}$ ۳۰ کو حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہ کریگا تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی دستخط حاکم مہر عدالت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

پیغام صلح

احمدیہ

سالانہ قیمت (۵)

ششماہی (۳) سہ ماہی (۲)

ہفتہ میں دو بار [illegible] کو شائع ہوتا ہے

جلد [illegible] احمدیہ بلڈنگس لاہور چہارشنبہ مورخہ ۵ شوال سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۲ جون سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۹۹

کلام الامام امام الکلام

در بے ثباتی دنیا

[illegible]

مست [illegible] ہمہ آں یکذات

[illegible] کی از [illegible]

[illegible] ی باز

دولت [illegible] آمدن [illegible]

[illegible] حسین یار

[illegible] کی کارے

[illegible] مردار

[illegible]

[illegible] آں [illegible] مردار

[illegible] آں دادار

[illegible]

[illegible] وآرزو ہوا

[illegible] صرونا بینا

چشم دل [illegible]

[illegible] آدمی [illegible]

جواہر ریزے

روح کا تعلق قبور سے

ہم ایک بات مثال کے طور پیش کرتے ہیں۔ کہ ایک نمک کی ڈلی اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو۔ اب عقل محض ان پر کیا فتوے دے سکے گی۔ ہاں انکو چکھیں گے۔ تو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ نمک ہے۔ اور وہ مصری ہے۔ لیکن اگر حس لسان ہی نہیں۔ تو نمکین اور شیرین کا فیصلہ کوئی کیا کرے گا؟ پس ہمارا کام صرف دلائل سے سمجھا دینا ہے۔ آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب القوۃ کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اٹھانے سے اس کا ابطال نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھ نہیں رکھتا۔ تو وہ اس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے؟ پس اس کے انکار سے محض اس لئے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا۔ اس کا انکار جائز نہیں ہے۔ ایسی باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا۔ اللہ تعالےٰ نے اس لئے انسان کو مختلف قوے دیئے ہیں۔ اگر ایک سب کا کام دیتا۔ تو پھر اسقدر قوٰے کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بعض کا تعلق آنکھ سے ہے اور بعض کا کان سے۔ بعض زبان سے متعلق ہیں اور بعض ناک سے۔ مختلف قسم کی حسیں انسان رکھتا ہے۔ قبور کے ساتھ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لئے کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ تو وہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد کروڑ ہا اولیاء و صلحاء کا سلسلہ دنیا میں گذرا ہے۔ اور مجاہدات کرنے والے بے شمار لوگ ہو گذرے ہیں۔ اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں۔ گو اسکی اصلیت اور تعلقات کیوجہ عقلی طور پر ہم معلوم کر سکیں یا نہ۔ مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا غرض کشفی دلائل ان ساری باتوں کا فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ کان اگر نہ دیکھ سکیں تو انکا کیا قصور وہ اور قوت کا کام ہے۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں۔ کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔

انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے۔ جہاں اس کے لئے ایک مقام ملتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اس کی گواہی موجود ہے۔ یہ مسئلہ عام طور پر مسلمہ مسئلہ ہے بجز اس فرقہ کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے۔ اور یہ امر کہ کس کا تعلق ہے کشفی قوت خود ہی بتلا دے گی۔ جیالوجسٹ (عالم علم طبقات الارض) بتلا دیتے ہیں۔ کہ یہاں فلاں دھات ہے۔ اور وہاں فلاں کان ہے۔ دیکھو ان میں ایک قوت ہوتی ہے۔ جو فی الفور بتلا دیتی ہے پس یہ بات ایک سچی بات ہے کہ (ارواح کا تعلق قبور سے ضرور ہوتا ہے) یہاں تک کہ اہل کشف توجہ سے میت کے ساتھ کلام بھی کر سکتے ہیں۔ اور اوہام اور اعتراضوں کا سلسلہ تو ایسا لمبا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔ از اخبار الحکم ۳۱ جنوری ۱۸۹۹ء

کیا سفر میں روزہ رکھیں

حضرت اقدس سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ:۔

"قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر یعنے مریض اور مسافر روزہ نہ رکھیں۔ اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا۔ کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے۔ جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے۔ اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر عدۃ من ایام اخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔

تقدیر

دو قسم کی ہوتی ہے ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے۔ اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی شان کے خلاف ہے۔ وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرایہ میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ ۔ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۱ء ۔ نمبر ۹۹

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خواجہ صاحب ایداللہ بنصرہ

بتاریخ ۱۷ جون ۱۹۲۱ء

تشہد وتعوذ کے بعد یہ آیت شریف تلاوت فرمائی:- وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (اسمائے حسنیٰ تو صرف اللہ ہی کے ہیں۔ خدا کو انہیں ناموں سے بلاؤ۔ ان لوگوں سے تعلق نہ رکھو جو ان اسماء سے انحراف کرتے ہیں۔ وہ اپنے کئے کی جزا پائینگے)۔

کیا مختصر الفاظ ہیں مگر ہر ایک خیر و برکت کے حصول کی راہ بتلا رہے ہیں اس آیت پر ایمان و عمل کل منازل سلوک کو طے کرا دیتا ہے۔ تمدن ۔ تہذیب ۔ اخلاق ۔ روحانیات فی الجملہ تکمیل نفس کا کل راز اس ایک آیت میں رکھ دیا گیا ہے۔

کسی شخص یا کسی چیز کو کسی مقام پر اسی وقت بلا یا لا سکتے ہو جب وہ مقام اس کے مناسب حال ہو اور اس کے خلاف طبیعت وہاں کوئی چیز نہ ہو۔ سیماب آتشین مقامات پر ٹھہر نہیں سکتا۔ اور قائم الذات اسی وقت ہوگا جب وہ اپنی طبیعت کو بدل ڈالے۔ آگ اور پارہ اسی جگہ جمع ہو سکتے ہیں جہاں دونوں میں سے ایک اپنی بعض طبعی خواص کو چھوڑ دے۔ ایک عطار۔ بدبودار متعفن جگہوں پر ٹھہر نہیں سکتا۔ اگر یہ صحیح نقشہ پایا ہے تو پھر ایک ظالم طبع انسان خدائے رحیم کو اور ایک ناپاک دل خدائے قدوس کو اپنی طرف نہیں بلا سکتا۔ اگر وہ اپنی حالت کی مناسب محل تبدیلی کے بغیر کسی نام کو پکار رہا ہے تو وہ اصل راہ کو گم کئے ہوئے ہے۔ ایسے شخص کے متعلق خود قرآن فرماتا ہے۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔

دعاء بالاسماء الحسنیٰ میں داعی کے پہلے قدم کے لئے اس کی اپنی تبدیلی حالت کا ہونا شرط ہے۔ خدا کو کسی نام سے پکارنے کے وقت اگر انسان کی حالت اس اسم پاک کے مناسب حال ہو یعنی اس اسم پاک کے متقاضی امور اس میں ہوں اور اس کے منافی حالات سے اسے قطعی اجتناب ہو۔ تو ممکن نہیں کہ درِ مقصود اس انسان پر نہ کھل جائے۔ دعاء بالاسماء الحسنیٰ اور الحاد فی اسمائہ کی حقیقت بھی یہی ہے۔ یعنی کسی اسم صفتی کے مطابق حال ہو جانا دعاء بالاسم ہے۔ اس سے انحراف الحاد فی اسم۔ حمد و تسبیح کی غرض بھی یہی تھی۔ اس سے مراد وہ سبحہ شماری نہ تھی جو بعض یہودی و نصاریٰ مسلمان ہو کر ہم میں لے آئے۔ اور وہ بات جو کہ تھلک کلیسوں اور اسرائیلی صومعوں میں بیٹھنے والوں کا آج بھی زیور ہے۔ وہی دانہ شماری ہماری مسجدوں اور خانقاہوں کی زیب و زینت ہو گئی ہے۔ ذکر و فکر اسمائے الٰہیہ تو بہ رنگوں بہ حسب تعلیم قرآن کسی مقصد اعلیٰ کے حاصل کرنے کے لئے تجویز کئے تھے۔ جسے انشاء اللہ ہم آگے چلکر بیان کرینگے۔ وہ مقصد تو جاتا رہا اور ہمارے ہاتھ میں تسبیح کے دانے رہ گئے۔ یہاں اسی قدر اشارہ کر دینا کافی ہے کہ اگر تسبیح سے مراد خدا کی پاکیزگی بیان کرنا اور حمد سے مراد اس کی حمد و ستائش کے الفاظ دہرانے ہیں تو یہ دانہ شماری لاحاصل ہے کیونکہ خدا کا نام ایک طرف حمید ہے اور دوسری طرف وہ سبحان ہے۔ حمد اور پاکیزگی اس کے ذاتی جوہر ہیں۔ اور اگر اس نام شماری سے کوئی یہ سمجھ رہا ہے کہ صرف اتنی دفعہ نام لینے سے بذات خود اس میں کوئی خیر و خوبی پیدا ہو جائیگی تو پھر دانہائے تسبیح کی بجائے اگر ہم مسلمان تبت کے لاموں سے یا چین سے چرخ عبادت منگوا لیں تو بہت وقت بچ جائیگا۔ ان چرخوں کو حسب تعلیم اندر لامہ بعض مقدس نام لکھے ہوتے ہیں۔ ان کے ایک پھیر میں ہزار یا دو ہزار دفعہ اسم مقدس کی گنتی ہو جاتی ہے۔ اس مذہب کا پابند چلتا پھرتا اٹھتا بیٹھتا دن میں کئی دفعہ ان چرخوں کو حرکت دیدیا کرتا ہے۔ اگر حمد و تسبیح سے مراد وہ تفکر و عمل نہیں کہ جن سے ہم میں اسمائے تحمیدہ کا رنگ پیدا ہو جائے اور اسمائے تنزیہیہ ہمیں عیوب متعلقہ سے منزہ کر دیں۔ تو پھر اقتصاد عمل تو اسی بات کی سفارش کرتی ہے کہ ہم اپنی عبادات میں تسبیحوں کی بجائے چینی چرخہ داخل کریں۔ یہ دانہائے تسبیح بھی شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے ہاتھ میں نہیں دیئے۔ جب یہ آلہ اسم شماری ہم نے اوروں یعنی یہود۔ نصاریٰ اور برہمنوں سے لیا ہے تو اب دوسرا آلہ اسم شماری اگر چینیوں سے لے لیں تو کیا مضایقہ ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اب میں پھر اصل بحث کی طرف آتا ہوں۔ قرآن نے صرف ایک ذات خداوندی کو انسان کا نصب العین بنایا ہے۔ وہی اس کا مرجع اور وہی اس کا مطلوب و متبوع ہے چنانچہ لا الٰہ الا اللہ کی تفسیر میں مقدس معلم نے لا مقصود لی ولا متبوع لی الا اللہ فرمایا ہے۔ اس مقام توحید پر قرآن نے انسان کو قائم کرنے کے لئے جیسے کہ اوپر بیان ہوا کل اپنی تعلیم کو ایک اللہ کے لفظ سے وابستہ کر دیا ہے۔ اس اسم ذات کی ننانوے صفات بیان کر کے ان کے تطابق اور تخالف کو حسنات و سیئات کا نام دیا۔ یعنی صفات الٰہیہ کے مطابق حال امور کا نام نیکی اور ان کے منافی شان کا نام بدی تجویز کیا پھر ان ہی اسماء حسنیٰ کے مناسب حال اوامر و نواہی تجویز کئے ہیں۔ یعنی ان احکام پر چلکر ہم میں اسمائے الٰہیہ کا رنگ پیدا ہو جائے وہ اوامر قرآنیہ ہیں اور جن امور سے بچنے پر ہم خدا تعالیٰ کی صفات تنزیہیہ کے سایہ تلے آ جاتے ہیں وہی نواہی یا منہیات قرآنیہ ہیں۔ گویا قرآنی حدود و شرائع دراصل اسمائے الٰہیہ کے ہی مقتضیات ہیں ان ہی حدود و شرائع کے مناسب حال عبادات و اعتقادات تجویز کئے گئے ہیں۔ جنہیں بعض جگہ مناظر کائنات سے سمجھایا گیا ہے یا بعض جگہ ان لوگوں کا ذکر کر دیا گیا ہے جنہوں نے ان اوامر و نواہی کے مطابق چلکر یا بالفاظ دیگر اپنے حالات کو اسمائے الٰہیہ کے مطابق بنا کر انعمت علیہم کا خطاب پایا ہے۔ اور جو ان سے غیر ہیں انہیں مغضوب اور ضال کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ کل کی کل تعلیم قرآنی کا خلاصہ ہے۔ یعنی اللہ۔ اسمائے الٰہیہ۔ ان اسماء کے مطابق عبادات۔ ان کے مطابق حدود و شرائع موسوم بہ صراط مستقیم۔ انعمت علیہم۔ مغضوب۔ ضال۔ گویا جو کچھ ہے وہ اللہ ہی اللہ ہے۔ اسی لئے یہ کہا گیا ہے کل قرآن سورہ فاتحہ میں آ جاتا ہے اور یہ کل کی کل سورت ایک لفظ اللہ کے اندر محصور ہو جاتی ہے۔ اس کی حقیقت بھی یہی ہے۔ یہ سب کچھ ایک ذات پاک اللہ کے جلوے اور کرشمے ہیں۔ خود کل کی کل کائنات بھی اسمائے الٰہیہ کے ہی آثار و اطلاق ہیں۔ اس لئے لا الٰہ الا اللہ کو کہنے والا اگر دونوں جہان میں فلاح پا جائے تو یہ عین حقیقت ہے۔ من قال لا الٰہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ ایک سچی بات ہے ہاں لا الٰہ الا اللہ کہنے سے مراد صرف ان کلمات کا دہرانا نہیں۔

یہ اسماء حسنہ قریباً سب کے سب ان اخلاق کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن کا اکتساب انسانی چاردیواری میں ہمارے لئے ممکن ہے۔ بلکہ یہ اسماء جنہیں بعض نے اسمائے ذات کہا ہے کلی طور سے ان کا ظہور بھی ہم سے ہو سکتا ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ ہم وہی چیز سمجھ سکتے ہیں جس کی کیفیت سے ہم خود بھی آشنا ہوں۔ ذات باری کی کوئی حقیقت ولیکن اس کا وہی پہلو ہماری تعلیم میں آ سکتا ہے جس کا احصار و اندازہ ہم کر سکیں۔ ہم رحیم۔ غفار۔ ستار۔ شکور۔ قہار۔ جبار کی حقیقت سے آشنا ہی نہیں ہو سکتے۔ جبتک رحم۔ غفران۔ عیب پوشی۔ شکرگذاری۔ قہر۔ جبر۔ ہماری فطرت میں مرکوز نہ ہو۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ خود انسان نے خدا کے وہ صفات تجویز کر لئے جو انسان میں موجود تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان صفات اللہ کا انکشاف اور بہت سے لوگوں پر ہوتا۔ کوئی منجھا ہوا دماغ اس کی تہ کو پہنچتا۔ عرب جیسی زمین جہالت میں تھے ایک امی انسان پر یہ رازہائے الوہیت نہ کھلتے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے مطابق حال اپنے آپ کو اسے دکھلایا۔ انسان کی استطاعت کے موافق اپنی جلوہ آرائی کی۔ اور یہ وہ بات ہے جس پر ہماری فطرت خود گواہی دیتی ہے کائنات کی ہر ایک چیز رازہائے سربستہ کا مجموعہ ہے لیکن ہم اپنی استعداد کے ہی مطابق ان رازوں کو سمجھتے ہیں ہمارا کسی چیز کا اندازہ اس چیز کے حقائق کو ختم نہیں کر دیتا۔ وہ اندازہ دراصل ہماری قابلیت و اہلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسمائے الٰہیہ کی بھی یہی حالت ہے۔ ہم خدا کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتے اس کی صفات کو بھی کما حقہ نہیں سمجھ سکتے اس لئے خالق فطرت انسانی نے اول فطرت میں خاص قسم کے جوہر رکھ دیئے اور ان جوہروں کے مطابق حال اپنی ذات کو ظاہر کیا یا یوں کہو کہ اپنی صفات کی بعض کیفیات کے حصول کی استعداد ہم میں رکھکر اپنی ذات کو بطور نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا اور ہماری تکمیل نفس کے لئے ہمارا مطمح نظر اپنے آپ کو بنایا۔ اسی امر کی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ انسان خدائے تعالیٰ کی تصویر پر بنایا گیا ہے۔

اس حقیقت کو سامنے رکھکر ایک انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح ایمان بر توحید باری تکمیل و تہذیب نفس کے لئے ضروری ہے۔ ہم میں صفات الٰہیہ کے مناسب حال استعدادیں موجود ہیں۔ ان استعدادوں کی نشو و نما دیکر ہمیں متنوع اخلاق سے متصف ہونا ہے۔ صفات الٰہیہ گویا ہمارے اخلاق کا معیار ہے۔ لہذا اخلاق فاضلہ ہمارے جذبات کی اس شکل کا نام ہے جس میں صفات الٰہیہ کا رنگ پیدا ہو جائے۔ ایسے ہی اخلاق ذمیمہ جذبات انسانی کی وہ صورت ہے جو ان اسماء کے نقیض [illegible] ہو۔ لہذا توحید کا ماننا یہی ہوگا کہ ہم اپنے اخلاق کو خالصتاً صفات الٰہیہ کے سانچے میں ڈھال لیں ان میں کسی خلق غیر کی ملونی نہ ہو۔ یہ امر بہت مشکل ہے لیکن اگر ہو جائے تو اس تکمیل نفس پر انسان میں ملکوتی صفات پیدا ہو جاتے ہیں۔

ایمان بالتوحید سے سلطنت کا قیام

صفات الٰہیہ مندرجہ قرآن پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسانی سوسائٹی کے مختلف افراد اپنی اپنی جگہ اور اپنے متعلقہ فرائض کی ادائیگی میں اپنے اندر ان صفات کا رنگ پیدا کر لیں تو انسانی [illegible] حد کمال کو پہنچ جائیگی۔ زمین پر آسمان کی بادشاہت آ جائیگی اور جو مرضی خداوندی آسمان پر ہے وہی زمین پر ہوگی۔ یہ کوئی ذہنی اور خوش کن باتیں نہیں بلکہ آنحضرت کے زمانہ [illegible] اور ان کے چند رسالوں نے اس بادشاہت کو [illegible] زمین پر دیکھا۔ مثال کے طور پر ہم اس ایمان بالتوحید کے مسئلہ کو جس طرح ہم بیان کر رہے ہیں امور سلطنت پر حاوی کر سکتے ہیں۔ اگر بادشاہان وقت اس رنگ میں توحید پر ایمان لے آویں تو آج سب پولیٹیکل پیچیدگیاں بند ہو جاتی ہیں۔ مسلمان بادشاہ وقت کو خدا کا ظل سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی بادشاہ وقت یا سلطنت صفات الٰہیہ کا رنگ اپنے طرز عمل میں پیدا کرے تو اس سلطنت کی مداومت یقینی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ سب کی سب صفات الٰہیہ سورہ فاتحہ کے صفات مندرجہ میں جمع ہو جاتی ہیں۔ رب العالمین۔ رحمٰن۔ رحیم مالک یوم الدین۔ اسی لئے ان چار صفات کو ام الصفات کہا گیا ہے۔ رب العالمین کی حکومت میں جیسا کہ ان الفاظ کے معانی سے ظاہر ہوتا ہے کوئی قومی۔ ملکی۔ نسلی۔ لونی تمیز نظر نہیں آتی۔ اس کا فیض ربوبیت ہر ایک تک یکساں پہنچتا ہے۔ وہ اپنے پرستاروں میں اگر ایک ہی نسبت سے پرستش کیا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کی برکات سب کے لئے یکساں کھلی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات انسان کی ذات سے الگ ہے لیکن اس کی بے نظیر [illegible] نے اس کی حکومت کو ہر ایک کی نگاہ میں بلند اور عزیز کر رکھا ہے۔ پھر اس کی حکومت ہمارے ہی فائدہ کے لئے ہے۔ اب ایک انسانی حکومت کے لئے ان اخلاق الٰہیہ کا اپنے میں پیدا کر لینا کونسا مشکل ہے کہنے کو تو ہر ایک سلطنت اپنی محکوم رعایا پر یہی ظاہر کرتی ہے کہ ہماری سلطنت رعایا کے فائدہ کے لئے ہے۔ لیکن یہ ڈپلومیسی ہے۔ لیکن یہ ڈپلومیسی ہے جس کی کوئی حقیقت اب باقی نہیں رہی۔ آج ہوم رول کے جھگڑے ختم ہو جاتے بلکہ ہوم رول کا نام بھی کسی زبان پر نہ ہوتا۔ اگر حاکم قومیں رب العالمین کا رنگ اختیار کر کے اپنی اور محکوم قوم میں تمیز کو اڑا دیتیں۔ اسکے بعد سلطنت میں رحمانیت کا رنگ یہ ہوگا کہ رعایا کی استعدادوں کو نشو و نما دینے کے لئے اور مفوضہ ممالک کے طبعی اور مخفی خزائن کو بارور کرنے کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے بلا طلب و استدعائے رعایا مختلف مدارس۔ اسکول۔ انسٹیٹیوشن بنائی جائیں اس کا الگ بوجھ رعایا پر نہ ڈالا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ کسی گورنمنٹ نے کسی ملک کے فائدہ میں اسی ملک میں سے حاصل کردہ روپیہ خرچ کرنا ہے۔ لیکن پھر بھی ایک طرح سے گورنمنٹ رحمانیت کا رنگ اپنے اندر پیدا کر سکتی ہے۔ رحمانیت سے مراد بلا عوضہ مہربانی کرنا ہوتا ہے اگر گورنمنٹ محاصل تو ایک رنگ میں وصول کرے اور اسے

ایسی الٰہی شیونوں میں صفت خرچ کرے تو شان ربوبیت اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ آجکل کی گورنمنٹیں خواہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتی ہوں خود اپنی قوم کے لئے حکومت کرتی ہیں۔ [illegible] کی توسیع کی طرح آجکل کی سلطنتوں کی فوجیں دوسرے ممالک کو اس لئے فتح نہیں کرتیں کہ وہاں کی رعایا کو ناواجب حکومت سے نکال کر رعایا کے فائدہ کے لئے ملکداری کی جائے۔ آج کسی زمین پر قبضہ ہو تو [illegible] پر کی جاتی ہے۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس ملک سے جو اصل اخراجات حکومت سے بہت زیادہ ہوں۔ اور بجٹ کو بہت سا [illegible] قوم [illegible] اس ملک کی طرف رخ بھی نہیں کیا جاتا جہاں [illegible] محض رعایا کے فائدہ کے لئے [illegible]

[illegible] ایک عمل [illegible] اعلیٰ [illegible] آجکل [illegible] [illegible] مغربی مذاق [illegible] بادشاہ میں خدا کو دیکھتا ہے۔ اس لئے ادفعال بادشاہ [illegible] مستحقین اور غیر مستحقین پر آنکھیں [illegible] مشرقی بادشاہوں [illegible] بالمقابل مغربی اور [illegible] تجارتی اصولوں [illegible] بادشاہ خدا کے ظل ہیں۔ بادشاہ [illegible] وقت کامل انسان [illegible] مغربی [illegible] عالم [illegible] یہ ہے کہ ہر ایک شخص کو [illegible] جزا سزا ملے۔ اس میں بھی [illegible] سزا دی [illegible] انسان [illegible] دوسرے انسان کے حقوق [illegible] اس گناہ کی سزا لازمی [illegible] زیادہ [illegible] اس وقت پیدا ہوگا جب [illegible] گورنمنٹ کشادہ دلی و رحم سے زیادہ کام لے جو [illegible] گورنمنٹ سے تعلق رکھنے ہوں۔ ہاں اس رحم کی [illegible] حد ہو یعنی جب ایسے جرائم حکومت کی [illegible] تو ہر عفو کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

[illegible] آجکل کی گورنمنٹوں میں پہلی [illegible] باتیں بہت ہی حد تک مفقود ہیں۔ اگر کوئی رنگ ہے تو خدا تعالیٰ کی اس چوتھی صفت کا رنگ ضرور ہے۔ لیکن مالکیت کی ایک اور بھی شان ہے جس کا لحاظ اگر حکومتیں کریں تو ان [illegible] اور ہر دلعزیز ہونے کے لئے از حد مفید ہوگا۔ اگر حاکم کا تعلق محکوم سے مالکیت کا ہے تو پھر سزا دہی میں تادیب کا رنگ چاہئے مالک نہیں چاہتا کہ اس کا مملوک سزا کے بوجھ سے [illegible] ہو جائے کیونکہ اس سے اس کی مالکیت میں کمی واقع ہوگی۔ [illegible] ہے کہ مالک یوم الدین کی سزا دہی ایک دشمن کی دشمن کو سزا دہی کی طرح [illegible] ہوتی جس میں انتقام کا رنگ ہوتا ہے۔ بلکہ مالک کی سزا دہی مالک کے اپنے فائدہ کے لئے ہوتی ہے۔ تاکہ مملوک [illegible] مالک کو نفع پہنچائے۔ اگر آجکل کے حکام بھی گورنمنٹ کے خلاف جرائم کی پاداش میں منتقمانہ رنگ اختیار نہ کریں۔ اس قسم کی سزا تجویز کریں جو مجرم کو [illegible] کر دیں بلکہ سزا بغرض اصلاح ہو۔ تاکہ مجرم سزا کے بعد ایک مفید رعایا بن جائے تو اس سے ایک غیر قوم کی حکومت بھی اپنی قوم کی حکومت بن جاتی ہے۔

یہ چند باتیں پہلا سے [illegible] سے تو صرف اسی قدر تعلق رکھتی ہیں [illegible] انسانی سوسائٹی کے ازاد توجہ پر قدم رکھیں [illegible] یہ ہے کہ ہر انسان اپنے [illegible] اخلاق الٰہیہ حسب رجحہ قرآن کا مظہر بننے کی کوشش کرے تو آج دنیا تمام مصائب سے آزاد ہو جاتی ہے۔ حکومت و سلطنت چونکہ انسانی سوسائٹی کے حیات کا ایک ضروری [illegible] ہے [illegible] لوگوں کو بھی جو حکومت سے تعلق رکھتے ہیں [illegible] توحید پر قدم مارنا چاہئے۔ حکام وقت کو ایسے مواقع بہم پہنچنے کی اگر کبھی ضرورت بھی تو آج ہے کیونکہ حاکم و محکوم قوموں میں عموماً مغائرت قومی ہے۔ حکام وقت کا ہر فعل نہایت نکتہ چینی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آج اس ملک ہندوستان میں بھی تحت بے چینی ہے۔ جس ملک میں متعدد مختلف قومیں۔ مختلف زبانیں موجود ہوں۔ وہاں حکومت کی غیر جنبیت قوم نہایت ہی [illegible] کے ساتھ مٹ سکتی ہے۔ اگر حکام وقت میں رب العالمینی۔ رحمانیت اور رحیمیت کا ایک ادنیٰ رنگ بھی پیدا ہو جائے۔

حکام کے بالمقابل رعایا کے طرز عمل کے لئے بھی ایک عمدہ دستور العمل ان ہی اسمائے اللّٰہیہ پر غور کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے جن کے ماتحت مختلف قسم کے اوامر و نواہی قرآن میں پائے جاتے ہیں۔ اس معاملہ میں بھی قرآن ہی کو کل کتب مقدسہ پر ترجیح ہے۔ جہاں اور کتب مقدسہ قریب خاموش ہیں وہاں اگر کوئی حکومت اپنے مسلمان رعایا میں جذبہ اطاعت و انقیاد پیدا کرنا چاہے تو الفاظ قرآنی سے استمداد کرے۔ خلافت ورزی قانون۔ فساد۔ بغاوت۔ غداری۔ حدود سے تجاوز کرنا۔ اتلاف حقوق۔ ان تمام امور سے خدا کی قرآن اپنی نفرت ظاہر کرتا ہے۔ قرآن نے قومی حکومت کو تو ضرور پسند کیا ہے لیکن غیر قوم حاکم کی اطاعت بھی اسی قسم کا فرض مذہبی ہے۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (تم اللہ اور اس کے رسول کی اور اپنے میں کے حکام کی اطاعت کرو) جیسی صریح تعلیم کہیں اور ملنی مشکل ہے۔ اگرچہ اولی الامر منکم کے معنے کرنے میں اس وقت دو رائیں پیدا ہو گئی ہیں۔ بعض منکم کے خطاب کو مسلمانوں تک محدود کرتے ہیں۔ بعض اس سے مراد بنی نوع لیتے ہیں یعنی ایک جماعت کا تو یہ خیال ہے کہ تم ان حکام کی اطاعت کرو جو تم میں سے یعنی مسلمانوں میں سے ہوں۔ دوسروں کے نزدیک منکم کے خطاب سے مراد انسانوں میں سے کوئی حاکم ہے۔ مجھے کو آخر الذکر سے اتفاق ہے۔ علاوہ ازیں کسی قضیہ منطقی کا عکس لازماً صحیح نہیں ہوتا۔ منکم سے اگر مراد مسلمان ہی ہو تو اس سے غیر مسلم حاکم کی اطاعت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ وہ مذہب جو عالمگیر ہونے کا دعوےٰ کرے اور جس کی کتاب آخری کتاب ہونے کی مدعی ہو وہ ایسی تعلیم نہیں کر سکتی جس کے ماتحت غیر قوم کی اطاعت کے ماتحت مسلمان اسلامی فرائض سے باہر ہو جاویں۔ آخر قرآن نے بغاوت اور خلاف ورزی قوانین وقت سے مسلمانوں کو روکا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نواہی صرف مسلم سلطنتوں سے تعلق رکھیں اور غیر مسلم حکومت کے ماتحت یہ قرآنی احکام بے اثر سمجھے جاویں۔ قرآن کسی نے تو کہیں ایسی تحقیق نہیں کی۔ قرآن اس بات پر شاہد ہے کہ قیامت تک مسلم غیر مسلم رہینگے یہود و نصاریٰ کا قیام بھی قرآن اخیر تک بتلاتا ہے۔ ساتھ ہی کسی خاص قوم کی حکومت کی قطعیت بھی کہیں نظر نہیں آتی۔ خدا کے ہاں جہانبانی کی اہلیت کے چند امور مقرر ہیں جنہیں وہ امور پائے جائیں انہیں سلطنت مل جاتی ہے۔ اس کی شاہد سورہ ملک ہے۔ لنبلوکم ایکم احسن عملاً یہی اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بلا تمیز مذہب و ملت جس قوم میں خدا تعالیٰ اہلیت حکومت دیکھتا ہے اسے عطا کر دیتا ہے۔ دراصل اس حد تک وہ قوم مالک الملک کی مومن ہوتی ہے۔ ہاں جب وہ قوم تعیشات و تعصبات میں پڑ کر وہ اصول ہاتھ سے دے بیٹھتی ہے تو پھر تنزع الملک ممن تشاء کی منشاء کے پورا ہونے کے دن آجاتے ہیں جو کتاب یہ اصول تعلیم کرے پھر جس مذہب کی تعلیم کرے اس مذہب کے لفظی معنی امن ہوں کیونکہ اسلام کے معنے امن کے ہیں۔ جس نے امن کی یہاں تک عزت کی ہو کہ اس مذہب کے پیرو کسی اور کو ملتے پر سلام علیکم کہا کریں۔ یعنی تیرا امن ہو اس مذہب کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ غیر قوم کی اطاعت کے خلاف تعلیم کریگا۔ یہ حقیقت اسلام سے صرف ناآشنائی ہی ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ اس قسم کا خیال بھی اسلام پر خود دلائل ہے۔ ہاں واولی الامر منکم والی آیت مسلم اور غیر مسلم پر ایک طرح حاوی بھی ہو سکتی ہے۔ اگر غیر قوم کے حکام غیر جنبیت قوم کو اڑا دیں۔ پھر وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں اغراض جہانبانی کے لئے وہ محکوم قوم میں سے ہو جائینگے۔ جو حکومت ایسی راہیں اختیار کرتی ہے کہ جس سے اس کی قوم اور محکوم قوم میں فرق نظر آئے جیسا محکوم قوم سے جو سلوک ہے وہ اپنی قوم سے نہیں۔ وہ اس اپنے طرز عمل سے لباس غیر جنبیت پیدا کر رہی رعایا کو دکھلا رہی ہے کہ میں منکم سے نہیں۔ میں نے تو اس آیت پر بہت ہی غور کیا۔ مجھے تو یہی سمجھ آتی ہے کہ منکم ایک وسیع لفظ ہے۔ جس میں مذہب ملت کی تمیز نہیں۔ ہاں لیکن تعلیم اسلام جہانبانی کا بھی ایک مذہب ہے جس کی شریعت عدل و انصاف شعاری ہے۔ اس کا جو حاکم پابند نہیں وہ اولی الامر منکم میں سے نہیں۔

الغرض انسان کی بہترین آداب و اخلاق کا معیار اسمائے حسنیٰ ہیں۔ آج مسلمانوں میں سخت اصلاح کی ضرورت ہے۔ جہاں ہم وہ معمولی اخلاق و آداب سوسائٹی سے بھی الگ ہوتے جاتے ہیں روٹی کما لینا اور اپنے بچوں کی پرورش کرنا کون نہیں جانتا مگر ہماری قوم تو اس کے صحیح راہوں سے ناواقف معلوم ہوتی ہے۔ ہم سے وہ باتیں دن بدن مفقود ہوتی جاتی ہیں جن سے ہم من حیث القوم دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ جبل طارق اور مالٹا کے کوچوں میں میں نے مورون کے بچوں کو چلتے پھرتے معمولی سڑی روٹی کماتے دیکھا ہے۔ لیکن آج مورس من حیث القوم دنیا سے مٹ چکے یہی حالت اور جگہ بھی پیدا ہو جائیگی۔ اگر مسلمان نہ سنبھلیں۔ خود اس ملک ہندوستان میں جو پولیٹیکل کمزوری ہمارے حصہ میں آئی ہے اور جو کالاسچے دیگران سے زینت محفل ہو رہی ہے وہ ہمیں فقیر و گداہی بنا کر چھوڑیگی جہاں اسلام و توحید اسلام ہمیں وطن داری اور مشترکہ اغراض وطن میں غیر مسلم کے ساتھ شرکت اور ملکر کام کرنیکا حکم دیتی ہے وہاں شان اسلام و توحید ناظم پہ قوت برادر کو اک شرک قرار دیتی ہے۔ ایک موحد مسلمان کی غیرت کا تقاضہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ جو کچھ کرے اپنے بل پر کرے۔ اس کے اپنے دست و بازو اس کا سہارا ہیں۔ کیا تو مسلمانوں کی تعداد اس ملک میں تھوڑی ہے؟ ہاں ان میں اسلامی سیر اور موحدانہ کیرکٹر نہیں۔ والاتظیم وحدت جو شعار اسلامی ہے وہ مٹھی بھر مسلمانوں سے بہت کچھ کرا سکتا ہے۔ آج کسی سیاسی امر پر کیا ملک کے کل باشندگان ملک ایک رائے رکھتے ہیں۔ کل ہندوستانی چھوڑ کیا کل ہندو بھائی کسی ایک امر میں متفق ہیں۔ ان دونوں باتوں کو چھوڑ کیسے کسی ایسے امر پر جہاں کچھ ہندو اور کچھ مسلمان لگے ہوکر کام کر رہے ہوں۔ اگر ان متفقہ عنصروں کی تعداد گن لی جائے تو یاد رکھو اس تعداد سے کئی ہزار گنا زیادہ زیادہ مسلمان اس ملک میں موجود ہیں۔ اگر تمہارے مطالبات اور تمہاری راہیں اسلام اور قرآن کے مطابق ہیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ تمہارے ساتھ ہو جائیں تم کیوں نظام اسلام کو درست نہیں کرتے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم کسی اس ملک کے غیر مسلم باشندے سے امر حقہ میں اتفاق نہ کرو۔ ایسا کرنے کے لئے تو قرآن خود حکم دیتا ہے۔ جو میں چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان معاملات میں تم خود مسلمانوں پر حصر کرنے کے قابل ہو جاؤ۔ اگر کسی وقت دوسرے تمہارے ساتھ نہ ہوں تو تمہیں کوئی احتیاج نہیں تم دوسروں پر ظاہر کر دو کہ اگر ہم تم سے ملکر کام کرتے ہیں تو نہ صرف اس لئے کہ ہم دونوں کو ایک تیسری قوم سے مخالفت کرنا ہے۔ کیونکہ یہ امر سب سے اول قرآن کے خلاف ہے لا یجرمنکم شنان قوم کا حکم اس کے مخالف ہے کسی کے خلاف اس لئے ہو جانا کہ وہ ہماری قوم سے نہیں۔ یا ان سے ہمیں کوئی مخالف یا عداوت ہے خلاف شان اسلام ہے۔ علاوہ ازیں اگر ایک قوم کی مخالفت نے آج دو الگ قوموں کو جمع کر دیا ہے تو پھر کل ان دو میں رقابت یقینی شروع ہوگی۔ ہماری محبت اور ہمارا بغض صرف اللہ کیلئے ہونا چاہئے۔ اگر حکام وقت سے ہم کوئی امر حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ امر تعلیم قرآن کے خلاف نہیں تو تم برادران وطن کے ساتھ بیشک صرف اس اصول پر ملو کہ وہ ان مطالبات میں تم سے متفق ہیں مگر ساتھ ہی ان کو یقین دلا دو۔ اور اس یقین دلانے کے قابل بھی ہو جاؤ کہ تم امر حقہ بلا شرکت غیری بھی حاصل کر سکتے ہو اور یہ اس لئے کہ تم توحید پرست ہو اور ایک ایسے خدا کو پوجتے ہو جو لا شریک لہ ہے جو غنی ہے اور جسکا نام صمد ہے یعنی جو بے نیاز ہے جو کسی کا محتاج نہیں بلکہ اوروں کی احتیاجیں اس کی طرف ہیں یہ شان توحید تم میں ہونی چاہئے۔ لوگوں کی احتیاجیں تمہاری طرف ہونی چاہئیں نہ یہ کہ تم دریوزہ گری اختیار کرو اور اپنی احتیاجیں ہی لئے پھرو۔ تمہیں جو رسالت مآب کی سرکار سے حکم ملا کہ تم اپنے نام عبد کے کسی اسم کے ماتحت رشتہ عبدیت رکھا کرو اسکا مطلب صرف یہی تھا کہ تم بھی اپنے اندر اس نام کی کیفیات پیدا کرنیکی توجہ ہو جائے جس کا پر نشانہ ہے جو حسب تصریح بالا شان صمدیت کا انسانی رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ تمہاری نمازوں میں تمہیں اگر سورۂ اخلاص کے پڑھنے کی سفارش کی گئی تھی اس کا بھی تو یہی مطلب تھا۔ تم نے اس حکم کو اس لئے تو قبول کر لیا کہ قرآن کی چھوٹی سے چھوٹی سورۃ تمہیں قراءت کے لئے مل گئی۔ لیکن اس سورۃ کا مقصد تمہاری نگاہ سے مٹ گیا۔

پس میں آپ صاحبوں سے آج یہ بات بڑے زور سے لکھتا ہوں کہ اپنے اندر توحید پرستی کی وہ شان پیدا کرو کہ تمہیں ایک امتیاز خصوصی حاصل ہو۔ خدا نے تمکو چن لیا ہے۔ پس اعلائے کلمۃ الحق کے واسطے تیار ہو جاؤ اللہ تعالےٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہو۔

تکفیر اہل قبلہ

از مرزا نذر علی صاحب پشاوری

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسی لئے اولیاء اللہ جانتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے۔ آں نبی وقت باشد [illegible] الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے [illegible] اور یہ سلسلہ نبوۃ قیامت تک قائم رہیگا (البدر [illegible])

پس دیکھو کہ مرزا صاحب اور مولوی صاحب اور دیگر اکابر اہل سنت کے مذہب میں کچھ فرق نہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الہیہ پیشگوئی کرنا [illegible] نبوۃ [illegible] لغتاً کیونکہ نبأ کا لفظ [illegible] مکالمہ مخاطبہ اسی کو [illegible] اور مولوی [illegible] محی الدین ابن عربی [illegible] لوجہ مسیح موعود اور مولوی نور الدین نے لکھے ہیں۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی [illegible] کا لقب ملتا ہے۔ اور حضرت مولوی محمد اسمعیل [illegible] اور عام صوفیہ کا کلام [illegible] نبوت [illegible] کو [illegible] مگر لغوی کے وقت اس کو حقیقی نبوت قرار نہیں دیتے۔ اور مدعی نبوت کا ذب اور کافر کہنے [illegible] حضرت عیسی حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ [illegible] کہ میری طرف نبوت یا وحی [illegible] اور لعنت اللہ علی الکاذبین [illegible] قادیانی احباب [illegible] صدی کا سر کہیں [illegible] اور تفقہ مجدد کے لئے لازم ہے۔ اگر قرآن اور حدیث میں نبی کے لئے صدی کا سر [illegible] لازم قرار دیا گیا ہو تو بتایا جاوے۔ اور جبکہ [illegible] مسلمات اہل [illegible] نبوت جاری ہے۔ اور اگر کوئی نبوت کا مدعی پیدا ہو جاوے یا میاں صاحب اور مولوی [illegible] علیہ السلام نبوت شروع ہو جاوے تو صدی [illegible] یا صدی کے پیر ونکو اس [illegible] کس طرح ہو لی۔ اور اس کو سو سالہ نبوت کہیں گے [illegible]

یہ امر [illegible] سمجھ لینا چاہئے کہ ہمیشہ ایک لفظ جو مختلف اور متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہو اس کو [illegible] استعمال کرنا اصول لیا ہے۔ اسلئے [illegible] لازمی امر ہے۔ دوم لغت کا [illegible] مرکوز رہیگا۔ اب۔۔۔ کفرا۔۔۔ الکفر فی اللغۃ ستر الشئی و صف اللیل بالکافر لستر ۃ الاشخاص والزراع لستر ۃ البذر فی الارض۔ قرآن اور احادیث میں مختلف معانی میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ مگر ہر جگہ [illegible] لغت اس میں مرکوز اور موضوع رہتی [illegible] اسی چیز کا ڈھانپنا اب ہم سب معانی سے [illegible] اس کا استعمال دیکھتے ہیں اور اس پر غور کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کفر ضد ایمان کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ فمنھم من آمن و منھم من کفر و [illegible] الکافر [illegible] باللہ الی آخرہ۔ اب وہ کفر جو ضد ایمان ہے وہ دو شقوں پر مشتمل ہے۔ ایک اصل کا کفر [illegible] کہ خدا اور رسول انبیاء اور ملائکہ اور حشر و نشر جزا و سزا و شریعت وغیرہ کو تو [illegible] اب دیکھو اس کفر کے معنے یہی مرکوز ہیں کہ وہ ان امور اور اشیاء کو ڈھانپتا ہے جن کا اظہار واضح طور پر شریعت اسلام میں آچکا ہے یہ کفر ضد ایمان ہے۔ کیونکہ یہ سب امور مومن لہ ہیں ان کو تسلیم کرنا ہر مسلم کے لئے فرض ہے جب وہ یہ امور تسلیم کرے تو مسلم کہلاتا ہے۔ اور اسلام کی چار دیواری کے اندر وہ آجاتا ہے۔ پھر فروعات میں اسطرح پر کہ نماز فرض ہے جب ایک مسلم کو کہا جاوے کہ نماز فرض ہے وہ کہتا [illegible] فرض ہے مگر پڑھتا نہیں اور اپنی غفلت اور غلطی کا اعتراف کرتا ہے اب یہ کفر ضد ایمان نہیں اگرچہ تمام عمر بھی وہ نماز نہ پڑھے مگر ایک شخص جو ایسا تارک الصلوۃ ہے اسے مجازاً اور اصطلاحاً کافر کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر تفصیل کے وقت اس کو ہرگز کافر نہیں کہینگے اور اسلامی برادری کے تمام حقوق کا وہ مستحق ہوگا۔ البتہ مومن کامل بھی اس کو نہیں کہ سکتے کیونکہ اسلام کی علت غائی ایک طرف تو تمام نسل انسانی کو ایک رشتہ اخوت میں منسلک کرنا ہے اور دوسری طرف اس کو منازل و مدارج معرفت الہی سے گذار کر منزل مقصود پر پہنچانا یا جنت میں داخل کرانا ہے۔ کیونکہ صرف اس برادری میں داخل ہونے سے غرض و غایت اسلام پوری نہیں ہو سکتی۔ مگر اس امر کو بگوش دل سن لو کہ جو شخص اس برادری میں شامل اور اس باغ اسلام کا پودا تصور ہو گیا اس کو اس باغ کا درخت نہ سمجھنا یا اس کو کاٹ دینا یا اس کو پھینکدینا اس خیال کو تصور کرتے ہوئے کہ وہ پھل نہیں لایا یہ بھی ایک بڑا ظلم عظیم ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے ہیں کہ اس باغ کا درخت تھا یا پودے کی حیثیت سے اس باغ میں لگنا لیس بشئی ہے استغفر اللہ استغفر اللہ اس باغ میں پودے اور درخت کی حیثیت میں لگنا ثمر نہ ہو کا رے دارد کیونکہ ابتدائی غرض کو اس نے پورا کر دیا۔ گو منتہی نہایت تک وہ نہیں پہنچا۔ ہاں یہ بھی صحیح ہے کہ جب ایک غیر مثمر درخت اور پودے کی یہ شان ہو تو پھر ایک بار دار درخت کس عظمت کے لائق ہوگا اور پھر بارش کا خادم کس حیثیت سے دیکھا جاوے گا اور طرفہ برائی یہ کہ اس ثمردار درخت اور اس مالی کو کہا جاوے کہ تو باغ سے کچھ تعلق ہی نہیں رکھتا اور کہ تو اس باغ کا درخت ہی نہیں بلکہ باغ کو ویران کرنے والا ہے بیشک یہ بھی سخت کفران نعمت ہے مگر وہ درخت جن کو پھل لگ چکا اور وہ مالی اور خادم باغ کی خدمات دیکھ چکے ان کا یہ حق نہیں کہ وہ پودوں اور باقی درختوں کو باغ سے نکال کر پھینکدیں اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ضرور تعدی کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ اور جیسا وہ پوچھے جاوینگے یہ بھی پوچھے جاوینگے ضرور انہوں نے اپنے فرض سے تجاوز کیا۔ مجدد اور امام وقت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننا بیشک بڑا جرم ہے اور پھر چھوٹا اور بڑی بات اس کو کافر اور دجال سے منسوب کرنا ظلم عظیم اور ذنب عظیم ہے اور ضرور ایسے لوگ خدا کے آگے جوابدہ ہونگے۔ مگر ہمارا فرض نہیں کہ خدا کی بات اپنے ذمہ لیں اور اپنے فرض سے تجاوز کریں اور خود اسی معصیت او فتنہ میں مبتلا ہوں جس میں ہمارے غیر مبتلا ہوئے یا ہیں حضرت عثمان کے قتل پر جب امت اسلامیہ فتنہ میں مبتلا ہوئی تو تقسیم تین گروہ پر ہوئی علی مرتضے علیہ السلام کا گروہ امیر شام رضی اللہ کا گروہ۔ اور قاعد گروہ جو دونوں میں سے کسی کے ہمراہ شامل نہیں ہوئے۔ اہل حق نے اسی گروہ کی تعریف کی ہے بلکہ بیان کیا ہے کہ اس گروہ میں اکثر لوگ اعلےٰ طبقہ کے صحابہ تھے جو فقاہت شریعت تدین وغیرہ میں ممتاز تھے گو تعداد میں قلیل تھے۔ احادیث میں ہے کہ حضرت عثمان ایام محصوریت میں امام فتنہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز برابر ان کے ہمراہ پڑھو تعاونوا علے البر والتقوی الخ غیر احمدیوں نے تو ہمارے امام اور ہم کو کافر کہکر کیا پھل پایا کہ ہم ان کے نقش قدم کی تتبع کریں۔ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کو جب مسئلہ خلق قرآن پر اختلاف علماء سے رکھتے ہوئے دُرے لگائے گئے اور بیہوش جبکہ بدن سے خون روان تھا مکان پر لائے گئے تو نماز کے وقت اسی امام کے پیچھے نماز ادا کی جو دُروں کے فتوے لگانے میں علماء زمن کے متفق الرائے تھا ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ امام ممدوح فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت اس کا گناہ امیر المومنین کو بخشدیا تھا اور اس کی مغفرت کی دعا کی تھی۔ بیشک انہوں نے ہمارے امام اور ہم کو کافر کہنے یا فتوے لگانے میں غلطی کی مگر میں ان کو مسلمان سمجھتا ہوں اور معاملہ ان کا حوالہ بخدا ہے شریعت کا یہ مسئلہ کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اس سے اس امر کی شدت اور غلظت کا اظہار مقصود ہے نہ کہ امر واقعہ اور دیگر احادیث سے مطابقت اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ نہ اور کسی صورت میں مثلاً ما زنا زان وھو مومن وما سرق سارق وھو مومن۔ اور دوسری حدیث متفق علیہ۔ ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علے ذالک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق الخ وقس علے ھذا احادیث صحیحہ ہیں غرض یہ ہے کہ ایسے کافر کہنے والے لوگ کافر معنے دایرۂ اسلام سے خارج ہرگز نہیں ہوسکتے ہاں کسی مومن اور پھر ولی اللہ کو کافر کہنا اور اس پر کفر کا فتوے لگانا گناہ عظیم ضرور ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے اس جرم کی غلظت اور شدت کے اظہار کے لئے ایسے الفاظ استعمال فرمائے تاکہ کوئی مسلم اس پر جرأت نہ کرے اور حد سے دُور جاوے۔ کیونکہ جو شخص ایک اخ فی الدین ہے انما المؤمنون اخوۃ۔ یجب لاخیہ ما یجب لنفسہ کو کافر کہتا ہے گویا وہ اپنے آپ کو کافر کہتا ہے۔ اور کیا کوئی شخص پسند کرتا ہے ایک لمحہ کے لئے بھی کہ وہ کافر کہلائے بس یہ حکمت تھی کافر کے لفظ کے استعمال میں کہ کافر کہنے والا ایک مسلم اور مومن کو غور تو کریگا کہ میں کس قبیح جرم کا مرتکب ہوتا ہوں کہ گویا اپنے آپ کو کافر کہہ رہا ہوں جو ایک جاہل سے جاہل اور نادان سے نادان شخص بھی ایسے فعل کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے موقعہ پر الفاظ کا استعمال بڑے احتیاط سے کیا ہے۔ مثلاً یہ کہتے ہیں۔ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ اس میں ایک لفظ آخر کا یوں رکھدیا جو بڑی حکمت کا فعل ثابت ہوتا اور اس کا مآل اور نتیجہ وہی ثابت ہوتا ہے تو تریاق القلوب میں فرمایا۔ اور یہ سچ ہے کہ ایک نالائق فعل کا ارتکاب پہلے معمولی نظر آتا ہے مگر اس کا مرتکب پیچھے اصرار اور استمرار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بڑے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ عبد الحکیم خاں کا واقعہ ہمارے سامنے ہے پہلے معمولی اختلاف کیا پھر گالیاں اور فحش اور کافر اور دجال بنانے پر بھی نہ شرمایا۔ ہر ایک اقدام بدی کا یہی حال ہے اور یہ بھی سچ ہے من عادیٰ لی ولیا فاذنتہ للحرب

اولیاء اللہ کی دشمنی آخر انسان کو کافر بنا کر چھوڑتی ہے یعنی وہ استمرار و اصرار سے ایسے دیگر جرائم اور آثام کا مرتکب ہوتا رہتا ہے یہانتک کہ اس آخری درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی واسطے فرمایا ولا تکونوا اول کافر بہ ۔

پس میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں بھی ایسے جرم کا اقدام کروں جس میں لوگ مبتلا ہو کر برے نتیجہ پر پہنچے فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید۔ اور آخر میں ملا شیرازی کی اس آخری نصیحت کو مکرر سامعین کو یاد دلا کر خاموش ہو جاتا ہوں ۔

اے میرے بھائی جو کچھ اہل اللہ اور صاحبان معرفت کے کلام سے اس جگہ میں نے تیرے لئے ذکر کیا تو نے ان متدین علماء کے کلام سے سمجھ لیا ہوگا کہ وہ ہرگز کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے تھے اور فتوی تکفیر سے وہ ہمیشہ خاموش رہتے تھے پس اے میرے دوست تو بھی انہی کی نیک ہدایت کی پیروی کر اور تکفیر اہل قبلہ سے خاموش ہو جاؤ واللہ تعالےٰ اعلم مسیح موعود علیہ السلام اور پیر صاحب چاچڑاں والے کا مکالمہ دیکھ اور غور کر والسلام ۔

خاکسار نذر علی از پشاور

پھر میرے بعد اوروں کا ہے انتظار کیا
توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

جس طرح حضرات یہود آجتک چشم براہ ہیں کہ کب حضرت الیاس آسمان سے تشریف لاویں اور کب مسیح پیدا ہو کر اور تخت و تاج عطا کرے۔ اسی طرح آجکل مسلمان لوگ بڑی بے صبری اور اضطراب سے اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب حضرت عیسے نازل ہوں تاکہ حضرت مہدی کے ساتھ ملک پر سلطنت اسلامی قایم ہو۔ چنانچہ ایک صاحب "استدعائے مسلم" کے عنوان سے یوں لکھتے ہیں:۔

گنبد خضرا سے خود تشریف لائیں آپ یا
حکم دیجے حضرت مہدی کو آنے کے لئے
ظلم و استبداد کی باشاہ بس حد ہو چکی
اب تو رہبر کی ضرورت ہے زمانہ کے لئے
حضرت عیسیٰ نہ آئے اب تو پھر کب آئینگے
مذہب اسلام کا سکہ جمانے کے لئے

لیکن جس طرح یہود کا انتظار عبث ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح آئے اور اپنی مدت عمر پوری کرکے رحلت فرما ہوئے اور مثل دیگر انبیاء کرام ان کو رفع الی اللہ نصیب ہوا۔ اسطرح ہمارے مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک مثیل مسیح اور ایک غار نگر مہدی کا آسرا تکنا فضول بات ہے۔ اس مسیح کرانیوالا آیا اور اپنا کام کرکے چلا گیا۔ اور ہم سچ کہتے ہیں کہ اپنا کام کرکے گیا نصرت و کامیابی کی راہ بتا گیا اور اسلام کی شوکت بازرفتہ کو واپس لانیکے لئے ایک کارگر نسخہ اور اشاعت اسلام ہمارے ہاتھوں میں دے گیا۔ کاش ہمارے مسلمان بھائی غور و فکر سے کام لیں اور سوچیں کہ کن ذرائع سے دین کو فروغ حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ایسا گمان کہ مہدی خونی بھی آئیگا اور کافروں کے قتل سے دین کو ترقی دے [illegible] یہ باتیں سراسر دروغ ہیں [illegible] یارو جو مرد آنیکو تھا وہ تو آچکا یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

تازہ ترین خبریں

حکومت انگورا کا ایک نیا قانون

اخبار ڈیلی میل کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ اس خبر کا راوی ہے۔ کہ حکومت انگورہ ایک خاص قانون نافذ کرنے والی ہے۔ جس کی رُو سے ۲۵ سال سے زائد عمر کے آدمی شادی کرنے پر مجبور ہوں گے۔ جو لوگ اس قانون کی خلاف ورزی کریں گے۔ ان سے ان کی آمدنی کا چہارم حصہ بطور جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ یہ رقم ان کسانوں کی امداد کے لئے زراعتی بنکوں میں جمع کی جائے گی۔ جو شادی پر آمادہ ہیں۔ کسی کنوارے شخص کو سرکاری ملازمت نہیں دی جائے گی۔ شادی کرنے والے لوگوں کو نہ صرف حکومت کی جانب سے زمین اور قرضہ دیا جائے گا۔ بلکہ حکومت ان کے بچوں کی تعلیم کا بار بھی خود اٹھائے گی۔ جن ترکوں کی عمر پچاس سال سے کم ہے۔ وہ صاحب استطاعت ہیں انہیں دو بیویاں رکھنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ تاکہ اس طریق سے آبادی کی کمی پوری کی جائے۔

بولشویکوں کے منصوبے

ناروے اور سویڈن پر دھاوا

لنڈن ۱۴ جون۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار سٹاک ہالم سے رقمطراز ہے کہ بولشویکوں کی خفیہ کارروائیوں کا حال ہی میں انکشاف ہوا ہے۔ چھ سن فین اور سوئس اور اہل سوویٹ گرفتار کر لئے گئے۔ اس سازش کا یہ مقصد تھا۔ کہ شمالی سویڈن ناروے اور فن لینڈ میں بغاوت کروا دی جائے۔ ناروے میں عام ہڑتال کرانے کا تعلق بھی اسی خفیہ انجمن سے تھا سویڈن میں خفیہ جاسوس بھیجے گئے۔ تاکہ وہاں کے حالات و واقعات سے معائنہ کریں۔ بہت سی گرفتاریاں اس وقت تک عمل میں آچکی ہیں۔

چاول کی تجارت

رنگون ۱۷ جون۔ آج کل چاول کا بھاؤ اس قدر سرعت سے چڑھ رہا ہے کہ تجار نے کاروبار بند کر دیا ہے۔

گورنر آسام کی تقریر

ڈبرو گڑھ ۱۷ جون۔ گورنر آسام نے یورپین کاشتکاران چاء کے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ چاء کی کاشت نے صوبہ کی ترقی میں بڑا حصہ لیا ہے۔ اور اگر کاشتکار حکام کو وقت پر ان مفسدہ پردازوں کے متعلق اطلاع دیتے رہیں۔ جو قلیوں کے درمیان بددلی پھیلانا چاہتے ہیں تو بہت سی مشکلات کا تدارک کیا جا سکے۔ نیز کاشتکاروں کو چاہئے۔ کہ وہ قلیوں کو خاموش رکھنے کے لئے اپنے تنخواہ دار مبلغین مقرر کریں۔

ایک نئے قانون کی تجویز

شملہ ۱۷ جون حکومت ہند نے کوئلہ کی کانوں کے متعلق قانون بنانے کے لئے مقامی حکومتوں نیز تجارتی انجمنوں سے مشورہ طلب کیا ہے

کلکتہ یونیورسٹی

کلکتہ ۱۷ جون۔ کلکتہ یونیورسٹی نے حکومت بنگال کے روبرو تجویز پیش کی ہے کہ طلبا کی اس فیس بڑھا دیا جائے جو ان کو یونیورسٹی میں نام درج کرانے کے وقت ادا کرنی پڑتی ہے۔

ستی کی واردات

الہ آباد ۱۷ جون۔ کاشی کے قریب ایک موضع سوار اپور میں ۴ جون کو ایک عورت اپنے نوجوان خاوند کی چتا میں جل کر مر گئی۔ عورت کی عمر پچیس سال کی تھی اور میاں بیوی کے تعلقات نہایت اچھے تھے جب لوگ اس کے خاوند کو چتا میں ڈال کر واپس آئے۔ تو یہ عورت گھر سے غائب ہوئی۔ اور جب دیر تک واپس نہ آئی۔ تو گھر والوں کو قدرتاً شبہ پیدا ہوا۔ مرگھٹ میں تلاش کی گئی۔ تو لوگوں نے عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ جلتے ہوئے پایا

میسور میں اصلاحات

میسور ۱۷ جون۔ میسور کی اقتصادی کانفرنس نے حکومت سے سفارش کی ہے۔ کہ ایک مجلس [illegible] کی [illegible] مزید تعلیمی سہولتیں پیدا کرنے کے لئے [illegible] تعلیمی محصول وصول کیا جائے۔ اور چوپایوں کی [illegible] اوقات پر نمائش ہوا کرے

ایک انگریز خائن کی سزا

بمبئی ۱۷ جون۔ مسٹر ہیوج ارنسٹ جو مصنوعی انسانی اعضاء بنانے کا ماہر تھا۔ اس کو گورنمنٹ کے روپے میں سے ساڑھے تین ہزار روپیہ غبن کرنے کے جرم میں چھ ماہ قید کی سزا ملی ہے

ملزم نے عدالت میں بیان کیا۔ کہ میری بیوی کی علالت نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا

شورش آئرلینڈ

بلفاسٹ میں خوفناک فساد

لندن ۱۲ آئرلینڈ کے شمالی حصہ میں گذشتہ ہفتہ میں خوفناک شورش پھیل رہی ہے

بلفاسٹ میں شنبہ کی رات کو پولیس اور لوگوں کے درمیان سخت کشمکش ہوگئی۔ جس سے بہت سے لوگ زخمی ہوئے۔ جن میں سے ۶۰ آدمی اب تک ہسپتال میں داخل ہو چکے ہیں

آخر کار پولیس نے تنگ آکر مجمع پر گولیاں چلائیں بعض لوگوں کو گھر سے نکال کر گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ اور مردہ لاشیں سڑکوں پر پڑی رہیں

بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل سرکاری وردی پہنے ہوئے تھے۔ اور وہ ایسے خوفناک مظالم اس لئے مرتکب ہوئے۔ کہ لوگوں نے تین سپاہی ہلاک کر دیئے تھے۔

ایک پادری کا قتل

کیوں میں پادری جان اینسلے کو ایک مسلح جماعت نے قتل کر ڈالا۔ اور اس کے علاوہ اس کے مکان کو آگ کی نذر کر دیا

ایک اور مجمع نے ڈوپارک کے عظیم الشان عمارت کو آگ لگا دی۔ نقصان کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے

مزید خون ریزی

کل شام کو دوبارہ فساد برپا ہو گیا۔ دو آدمی اور ایک سپیشل کنسٹبل ہلاک اور ۹ آدمی زخمی ہوئے مسلح موٹروں اور فوج نے گولیاں چلا کر لوگوں کو منتشر کر دیا۔

انگریزی اشیا سے مقاطعہ

لندن ۱۳ جون۔ سن فین نے بلفاسٹ کے اسباب اور بعض انگریزی اشیا سے مقاطعہ کر لیا ہے۔ اور فیصلہ قرار پایا ہے۔ کہ السٹر بنک کے ساتھ کسی قسم کا لین دین نہ رکھا جاوے۔ شاید اس مقاطعہ سے سن فین کا مدعا اپنے بنکوں کو ترقی دینا ہو۔ ابھی تک اس نقصان پر نظر نہیں ڈالی گئی۔ جو بلفاسٹ کی مصنوعات کے تباہ ہونے سے سن فین مزدوروں کو پہنچنے والا ہے

دوکانداروں سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ممنوع اشیاء کو ہرگز نہ خریدیں۔ اور جن تجار نے اس حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ ان سے اس کے دوبارہ مرتکب نہ ہونے کے تحریری وعدے لئے جا رہے ہیں

ریوٹر کے برقی پیغامات

لندن ۱۳ جون دار العلوم میں ترکوں اور یونانیوں کی [illegible] برطانیہ کی روش کے متعلق مسٹر چیمبرلین سے سوالات کئے گئے۔ مسٹر موصوف نے کہا کہ گورنمنٹ [illegible] سے اس وقت تک غیر جانبدار رہی ہے۔ ابھی [illegible] امر کی امید کی جاتی ہے کہ اتحادیوں کے بازی [illegible] سے یونانیوں اور ترکوں کے درمیان امن کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ اور گورنمنٹ اس مقصد کی تکمیل کے لئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گی۔ گورنمنٹ نے نہ تو یونانیوں کو فوجی اور نہ ترک احرار کے خلاف یونان کو مالی امداد دی ہے

بولو لینا کے مسافر بچا لئے گئے

ایتھنز ۱۲ جون بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جہاز بولو لینا کو یونانی گورنمنٹ نے اپنی اغراض کے لئے لیا تھا۔ اس کے مسافر صرف پانچ یونانی سپاہی اور [illegible]

امیر البحر سمس کی [illegible]

لندن ۱۲ جون واشنگٹن کا ایک تار مظہر ہے کہ انگلستان میں امیر البحر سمس کی رخصت منسوخ کر دی گئی ہے۔ اور [illegible] حکم دیا گیا ہے۔ کہ فوراً امریکہ پہنچ کر وزیر بحری کے پاس اطلاع پہنچے

امپیریل کانفرنس

مسٹر لائڈ جارج صاحب فراش ہیں

لندن ۱۳ جون۔ دیوان عام میں مسٹر چیمبرلین نے بیان کیا۔ کہ نوآبادیوں کے وزرا کی مجلس کے ایجنڈا پر بحث کرنے کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا گیا تھا جب اس معاملہ میں ہندوستان کے نمائندوں سے مشورہ کیا گیا۔ تو انہوں نے کانفرنس کے التوا کی منظوری دے دی۔ کیونکہ ان کی رائے میں مسٹر لائڈ جارج کی شمولیت نہایت ضروری ہے۔ مسٹر موصوف کے طبی مشیروں نے انہیں اس ہفتہ کام کرنے سے روک دیا ہے۔ امپائر کانفرنس کا افتتاح ۲۰ جون تک ملتوی ہو گیا ہے

انڈیا آفس میں ایک نیا محکمہ

لندن ۱۲ جون۔ انڈیا آفس کی نگرانی میں ایک جدید محکمہ قائم کیا گیا ہے۔ جس میں مزدوری پیشہ جماعت اور صنعت و حرفت کے متعلقہ مسائل کو حل کیا جائے گا مسٹر ایل جے کرسنا۔ اس محکمہ کے سکرٹری ہوں گے۔ یہ محکمہ ہندوستانی مزدوری جماعت اور حرفتی مسائل پر بھی غور کرے گا۔ اس کے علاوہ ہندوستانیوں کا مسئلہ ترک وطن انگریزی نوآبادیوں اور سلطنت کے دوسرے حصوں میں ہندوستانیوں کے حقوق اور حیثیت کے مسائل پیش نظر رہیں گے۔

مجلس اقتصادیات

شملہ ۱۵ جون پنجاب گورنمنٹ نے لالہ شو دیال ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور کو اقتصادیات کی مجلس تحقیقات کا ممبر مقرر کیا ہے

جلد ۸ | لاہور یکشنبہ مورخہ ۱۹ شوال ۱۳۳۹ ہجری مطابق ۲۶ جون ۱۹۲۱ عیسوی | نمبر ۱۰

کلام الامام امام الکلام

در بے ثباتی دنیا

اے رسن ملئے آزکردہ دراز
زیں ہوس ہا چرا نیائی باز

دولت عمر دمبدم بزوال
تو پریشاں بفکر دولت و مال

خویش و قوم و قبیلہ پُر ز دعا
تو بریدہ برائے شان ز خدا

ایں ہمہ را یکشتنت آہنگ
گر بصلحت کشند وگاہ بجنگ

خاک بر رشتۂ کہ پیوندت
بگسلاند ز یار دل بندت

ہست آخر بآں خدا کارت
نہ تو یارے کسے نہ کس یارت

قدمِ خود بنہ بخوفِ اثم
تا رہی از جہاں بصدق قدم

تا خدا ات محب خود سازد
نظر لطف بر تو اندازد

جواہر ریزے

قضائے معلق اور مبرم کا ماخذ اور منبع قرآن کریم سے ملتا ہے۔ یہ الفاظ گو نہیں مثلاً قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ اُدعونی استجب لکم۔ ترجمہ دعا مانگو میں قبول کرونگا اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دعا قبول ہو سکتی ہے۔ اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے۔ اور ہزار ہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اللہ تعالے کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اُس کے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو۔ مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزار ہا دردمندوں کی دعا کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں۔ کہ اُس کا ایک پوشیدہ و مخفی تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے۔ اثبات کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ ہم اس کی تہ تک پہنچنے اور اُس کی کنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ جب کہ اللہ تعالے نے جانتا ہے کہ ایک شے ہونیوالی ہے اس لئے ہم کو جھگڑے اور مباحثے میں پڑنے کی ضرورت نہیں خدا تعالے نے انسان کے **قضاء قدر** کو مشروط بھی کر رکھا ہے۔ جو **توبہ خشوع خضوع** سے ٹل سکتی ہیں جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے۔ تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اپنے اندر ایک **قلق اور کرب** محسوس کرتا ہے۔ جو اُسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے۔ اور گناہ سے ہٹاتا ہے۔ جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعے سے پا لیتے ہیں۔ اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدا تعالے کے آستانہ پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے۔ اور ربی ربی کہہ کر اس کو پکارتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ تو وہ رویائے صالحہ یا الہام صحیحہ کے ذریعہ سے ایک **بشارت** اور **تسلی** پا لیتا ہے۔ حضرت **علی** کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ جب **صبر** اور **صدق** سے دعا انتہا کو پہنچے گی تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دعا۔ صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے۔ جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے۔ اور کروڑہا صلحا اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر پر گواہ ہیں +

نماز کی حقیقت نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالے کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے؟ اس کے غنائے ذاتی کو اسبابت کی کیا حاجت ہے۔ کہ انسان دعا۔ **تسبیح** اور **تہلیل** میں مصروف رہے۔ بلکہ اُس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادت اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے۔ اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالے نے رکھا نہ ہو۔ جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور وہ اُسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے۔ ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جس میں خدا تعالے نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالے نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذت اور سرور تو ہے۔ مگر اس سے حظ اٹھانیوالا بھی تو ہو۔ اللہ تعالے فرماتا ہے **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدات اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیا انسان کے لئے پیدا کئے ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے۔ کیا اس ذائقہ مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیا دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات۔ حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہ ہو۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا۔ اور مرد کو رغبت دی ہے۔ اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا۔ عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں ان کی غیرت قبول نہ کرتی۔ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ مگر اس میں ان کے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذت ہے۔ یہ حظ اور لذت اس درجہ تک پہنچی ہے۔ کہ بعض کوتاہ اندیش انسان اولاد کی بھی پروا اور خیال نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو صرف حظ ہی سے کام اور غرض ہے خدا تعالیٰ کی غرض بندوں کو پیدا کرنا تھا۔ اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور مرد میں قائم کیا۔ اور ضمناً اس میں ایک حظ رکھ دیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہو گیا ہے۔ اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں اس میں بھی ایک لذت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۸ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۱ء نمبر ۱۰۰

اشاعت اسلام اور مسلمان

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون اور تم میں (مسلمانوں میں) ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے۔ جو لوگوں کو نیکی طرف بلائے اور اچھی باتوں کا حکم دے۔ اور بری باتوں سے منع کرے۔ تحقیق وہی لوگ حقیقی فلاح (کامیابی اور سرخروئی) پاوینگے

مسلمانوں کا طرز عمل اور اُن کی معاشرتی زندگی آج کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہر شخص جو واقعات خاص سے خبردار ہے۔ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ آج سے نہیں۔ بلکہ برسوں سے مسلمانوں نے ایک اہم کام کو پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ آج مسلمان لوگ دنیا کی ہر ایک بات میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن اگر بے تعلق ہیں۔ تو ایک بات سے مسلمان لوگ سوراج کے لئے بقائے خلافت کے لئے پوری جد و جہد سے چندے جمع کر رہے ہیں۔ لیکن اگر غافل ہیں تو ایک بات سے۔ مسلمان لوگ صنعتی و حرفتی اسکول جاری کر رہے ہیں۔ مختلف تجارتوں میں شراکت کر رہے ہیں۔ دنیوی فلاح کے بیسیوں طریقہ سوچ رہے ہیں۔ لیکن اگر توجہ نہیں کرتے تو ایک بات کی طرف وہ بات جو قرآن کریم نے اُنپر فرض کی وہ بات جو رسول کریم صلے علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں عملی طور پر کرکے دکھا دی وہ بات جسکی طرف خلفاء راشدین و دیگر بزرگان قرون اولی کی توجہ پوری طور سے مبذول رہی ہاں وہ بات جسپر مسلمانوں کی حقیقی فلاح کا انحصار ہے۔ وہ بات جو انکی شوکت وعزت بازرفتہ کو واپس لاسکتی ہے

الغرض وہ بات جو انکی ہر قسم کی دینی و دنیوی کامیابیوں کی کنجی ہے یعنی اشاعت اسلام یا تبلیغ کلمۃ الحق

کوئی خیال نہ کرے کہ ہم اپنی طرف سے اس بات کو یہ خصوصیت اور اہمیت دے رہے ہیں یا یہ ہمارا اپنا خیال ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی کا راز اشاعت اسلام میں مضمر ہے نہیں ہم اس کتاب سے تمسک کرتے ہیں۔ جسپہ آج کل دنیا سے اسلام کا سر جھکا ہوا ہے ہر مسلمان اس کو خدا تعالےٰ کا کلام یقین کرتا ہے خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو تم میں ایک گروہ ہونا چاہیئے جو اشاعت اسلام کرے اگر وہ گروہ ضرور فلاح یافتہ ہوگا۔ قرآن کریم کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہم سے کورانہ تقلید نہیں چاہتا۔ وہ جبر و تحکم کے انداز سے کسی کام کو کرانا چاہتا۔ بلکہ اسکا نفع نقصان۔ اسکی علت و اسباب اس کے مختلف نتائج اس کے متعلق جملہ امور ضروری کا علم عطا فرماتا ہے کہ جو لوگ سمجھ کر کاربند ہوں۔ یہاں تبلیغ و اشاعت کا حکم فرماتا وہاں یہ بھی بتلا دیا کہ اولٰئک ھم المفلحون یہ گروہ ضرور کامیاب ہوگا فلاح پائے گا۔ یہ مسلّم۔ کہ اللہ تو اشاعت اسلام کو کامیابی کا راز فرماتا ہے اور اسکی اہمیت کو اور ضرورت کو صاف طور سے سمجھاتا ہے۔ تو کیا اسپر لحاظ کرتے ہوئے ہم آج مسلمانوں کا طرز عمل اس کے خلاف نہیں پاتے کیا یہ غلط ہے کہ انہوں نے اشاعت اسلام سے بالکل منہ موڑا ہوا ہے۔ ہاں بجائے اسکے آپس میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ذرا ذرا سی باتپر کافر۔ واکفر۔ بنا رہا ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خلاف عدالتوں میں محض اس باتپر مقدمہ چلا رہا ہے کہ اس نے آمین۔ زور سے کہہ دی تھی۔ حضور اکرمؐ تو غیر مسلم کو صحن مسجد میں جگہ دیں آج ان کے نام لیوا ایک کلمہ گو اہل قبلہ کے مسجد میں داخل ہونیپر صحن مسجد کو پاک کرا دیں۔ پھر اسپر بس نہیں۔ بلکہ اس طرح الٹی گنگا بہے کہ اہل ہنود مسجد کے صحن میں بیٹھیں۔ مگر ایک شخص جو نبی عربی الف الصلوٰۃ پر ایمان رکھتا ہو۔ صحن مسجد میں آنے سے روکا جاوے

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کے واقعات پیش کرکے ناظرین کو افسردہ خاطر کریں۔ مگر اس لئے یہ چند امثال پیش کیں۔ کہ افسوس ہے مسلمانوں کی حالت پر کہ وہ تعلیم قرآن پاک سے ایسے دور جا رہے ہیں۔ کہ بجائے اشاعت و تبلیغ اسلام کے آپس میں ایک دوسرے کا سر پھلنے کو طیار ہیں۔ اور انکو اس کی مطلق پرواہ نہیں۔ کہ غیر اقوام ہمارے ان افعال کو کیسی نگاہ سے دیکھتی ہونگی۔ اور اُنپر کیا اثر پڑتا ہوگا۔ اور ان سب باتوں کے علاوہ جو روپیہ اور قوت اور وقت غیر مسلم دنیا میں تبلیغ اسلام پر خرچ ہونا چاہیئے تھا۔ وہ اس طرح برباد جا رہا ہے۔ کیا مسلمان تبلیغ کا فرض ادا کر چکے؟ کیا انہوں نے قرآن پاک کی تعلیم کو دنیا کے کناروں تک پہونچا دیا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو بھی وہ تبلیغ و اشاعت اسلام جیسے مقدس کام سے سبکدوش نہیں ہو سکتے تھے اسکے متعلق رنگارنگ کی مصروفیات اور... کوشش کی راہیں موجود ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ابھی تو انہوں نے غیر ممالک چھوڑ اپنے ہندوستان کی زبانوں میں بھی قرآن پاک کا ترجمہ نہیں کیا برا ماننے کی بات نہیں۔ موجودہ مصائب کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے خدا کے فرمان کو بھلا دیا یعنی اس کی بے قدری کی۔ ضرور خراب نتائج پیدا ہونے چاہیئے تھے۔ ورنہ کیوں چاہیئے تھا کہ مسلمان پہلی ترک یورپ میں۔ ٹرکی۔ اور ایشائے کوچک پر کم وبیش پانچ سو برس سے حکمران ہیں۔ اگر اس طویل عرصہ میں وہ اشاعت اسلام کا کام بھی جاری رکھتے تو آج انکی آدھی سے زیادہ رعایا مسلمان اور آرمینیہ کے باشندے تین کی بجائے ایک خدا کی پرستش کرتے ہوتے۔ اور اسطرح "مظالم آرمینیہ" کا انگریزی اخبارات میں ذکر ہی نہوتا۔ لیکن افسوس انہوں نے تو بجائے اسکے کہ خود تبلیغ کرتے اپنے ممالک میں عیسائیوں کو تبلیغ کرنے کا موقعہ دیا ہوا ہے۔ خاص قسطنطنیہ میں اکتالیس مشینیں کام کر رہی ہیں۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ ہم مسلمانوں سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا انہوں نے تبلیغ کے فرائض سے سبکدوشی حاصل کر لی؟ ہرگز نہیں تو خدارا سوچو کہ تم کیوں نہ ذلیل ہو۔ تم کیوں نہ غیر اقوام کے آگے ہاتھ پھیلاؤ۔ جب تم نے فلاح کی راہ سے موجہہ موڑا۔ لازمی طور سے فلاح نے تم سے منہ موڑا۔ یہ سب تمہارے طرز عمل کا نتیجہ ہے۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو بیدار کرنیکی خاطر سے ذیل میں اپنے ایک مکرم دوست برادر ممتاز احمد صاحب تاج کے فرستادہ اخبار میں سے جو انہوں نے ہم کو امریکہ سے بھیجا ہے کچھ اقتباسات نقل کرتے ہیں۔ تاکہ انکو معلوم ہو کہ آج امریکہ میں اسلام کے متعلق کیسی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اسلام کیسی بُری شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ فرقہ پادر۔ اسلام کی توہین میں کیسا ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اس اخبار میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تصویر بنائی گئی ہے اور حضور کی ریش مبارک پر پھبتیاں اڑائی گئی ہیں وپیرو استہزا کیا گیا ہے اور محض بے بنیاد باتیں من گھڑت فسانے اسلام کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ "مسلمان لوگ عموماً پیغمبر کی داڑھی کی قسم کہاتے ہیں۔ اور یہ قسم بڑی پکی قسم خیال کی جاتی ہے اس قسم کا توڑنے والا ابدی عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے"......

"نیک اور پاکباز مسلمان یقین کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر کا تابوت معلق ہے درمیان زمین و آسمان کے"

"جس وقت پیغمبر اپنی بیوی فاطمہ سے باتیں کر رہے تھے"...... (یہاں اور نیز دیگر مقامات پر انگریزی عبارت تضحیک کا رنگ رکھتی ہے)

"پیغمبرؐ نے داڑھی کا حکم قرآن میں دیا ہے۔ دیکھو باب مشکوٰۃ ۲۰ : ۴۴"

"پیغمبر کو کالی داڑھی ناپسند تھی"

"مسلمان ہمیشہ اپنے ساتھ کنگھا رکھتے ہیں تاکہ وقتاً فوقتاً داڑھی میں کرتے رہیں"

"پیغمبر کی داڑھی کے چند بال شیطان چرا کر لے گیا۔ اور اس نے گیارہ گرھیں لگاکر انکو ایک دیوار میں گھونس دیا۔ جس سے پیغمبرؐ کا بدن درد کرنے لگا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ مگر پیر فرشتہ جبرئیلؑ نے کچھ قرآن کے فقرات پڑھ کر ان گرہوں کو کھولا۔ تب درد دور ہوا" بطور نمونہ مشتے از خروارے۔ اسی مزخرفات سے ایک پورا صفحہ کا صفحہ بھرا ہوا ہے اور مختلف نفرت انگیز تصاویر بنی ہوئی ہیں۔

مسلمانو! یہ ہیں مہذب دنیا کے معلومات اسلام کے متعلق۔ اور یہ علم ہے۔ جو اسلام کے بانی اور اسلام کی تعلیمات و اعتقادات کے متعلق بڑے زور شور سے وہاں پھیلایا جا رہا ہے اور تم ہو کہ خواب غفلت میں پڑے ہو تم کو متعلق احساس نہیں ہوتا۔ کہ تمہارے پاکیزہ اور سچے مذہب کے متعلق کیا کیا۔ غلط فہمیاں بڑے دعوؤں کیساتھ پھیلائی جا رہی ہیں۔ ہم حیران ہیں۔ کہ آخر وہ کونسا وقت آوے گا جب مسلمان اپنی زندگی اصل غرض کو سمجھیں گے وہ دن کب آوے گا۔ جب مسلمان اپنے اس اہم فرض کی طرف متوجہ ہونگے۔ آپس کی تکفیر و تذلیل سے کیا فائدہ انہوں نے سوچا ہوا ہے۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کسی دلیل کی ضرورت ہے جو مسلمانوں کو اشاعت اسلام پر راغب کرے؟ آخر مسلمان کب تک یوں ہی سوتے رہیں گے اور اپنا فرض بھولے رہیں گے؟ کیا یہ وقت نہیں کہ مسلمان آپس کی جنگ و جدل سے احتراز کرکے اشاعت اسلام جیسے ضروری فریضہ کی ادائیگی میں لگ جاویں مندرجہ بالا اقوال صرف ایک اخبار سے نقل کئے گئے ہیں۔ اور یہ بات سب کو روشن ہے کہ امریکہ میں سینکڑوں ہزاروں اخبار شائع ہوتے ہیں اور اسلام کے متعلق انکے خیالات اور آراء اس سے بہتر یا صحیح تر نہیں ہوتیں۔ آج وہ وقت ہے کہ مسلمان یکجہتی کے ساتھ مقدس اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو جاویں۔ اور قلمے قدمے درمے سخنے اسلام کی خدمت کریں۔ اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ہر طرح سے مدد کریں۔ آج دنیا میں صرف یہی ایک انجمن ہے۔ جو خالصتاً اشاعت اسلام کا کام کر رہی ہے کیا یہ سچ نہیں ہے۔ کہ ہمارے امیر حضرت اقدس مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے ترجمۃ القرآن انگریزی سے پہلے مسلمانوں کو انگریزی میں قرآن کے لئے غیر مسلم دنیا کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑتا تھا اور ان لوگوں کے ترجمے پر قناعت کی جاتی تھی جن کو اسلام سے کچھ بھی مس نہیں۔ صرف یہی ایک کتنا بڑا کام ہے جو اس انجمن نے کیا علاوہ بریں بیرون از ہندوستان مختلف ممالک میں اس انجمن کے مبلغین کام کر رہے ہیں آج اگر سب مسلمان اپنے فرائض اشاعت اسلام سے آگاہ ہوں۔ اور کچھ ایثار کریں۔ تو قلیل عرصہ میں نہ صرف یہ غلط فہمیاں دور ہو جاویں جو مسیحی ممالک میں اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی ہیں۔ بلکہ سینکڑوں روحیں اسلام کی اصلی تصویر دیکھ کر اسکی حلقہ بگوش ہو جاویں کیا ووکنگ کی زندہ مثال مسلمانوں کے سامنے نہیں وہاں کی ہمت افزا کامیابی کسی سے پوشیدہ نہیں اگر ایسے ہی چار مشن انگلستان میں اور چار مشن امریکہ میں قائم ہو جاویں تو جو پردہ متعصب گروہ اسلام پر نے ڈالا ہوا ہے وہ اٹھ جاوے آپس کی جنگ جدل سے سوائے اسکے کوئی نتیجہ نہیں کہ مسلمان آہستہ آہستہ اتفاق و یکجہتی کو کھو کر کمزور ہوتے چلے جاویں۔ اور غیر اقوام کے سامنے ذلیل ہوں ہم پھر کہتے ہیں۔ کہ حقیقی کامیابی کا راز اشاعت اسلام ہے جو خدا اور اُسکے رسولؐ نے صاف طور سے مسلمانوں کو بتا دیا ہے۔ پہلے بھی اسلام کو جو ترقی ہوئی۔ وہ اشاعت اسلام سے اور آئندہ بھی اگر ہوگی۔ تو اسی طریقہ سے۔ کاش مسلمان اپنی زندگی کی اصلی غرض کو سمجھیں اور بجائے خطرہ میں پڑنے کے امن کی راہوں پر قدم ماریں

تفسیر سورۃ توحید

(گذشتہ سے پیوستہ)

صفات باری تعالیٰ

اللہ باری تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ اور اس سے وہ ذات پاک مراد ہے۔ جو تمام خوبیوں اور کمالات کا مجموعہ ہے۔ خالق کا نام محض خالقیت ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح رحیم کا نام رحیمیت قادر کا قدرت۔ رب کا ربوبیت حی قیوم کا دائمی حیات وقیام۔ مالک کا مالکیت۔ صمد کا بے نیازی احد کا یکتائی۔ حکیم کا حکمت وغیرہ وغیرہ لیکن اللہ کا نام تمام صفات کاملہ کا مجموعہ ہے۔ پس اللہ کے معنی یہ ہوئے وہ ذات پاک رب العالمین الرحمن الرحیم الحی القیوم ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اور دوسروں کی زندگی کا اسی سے قیام ہے وہ قدیم ہے۔ غیر فانی ہے۔ وحدہ لاشریک ہے۔ سوا اسکے اور کوئی پرستش کے قابل نہیں۔ نہ اسے کسی نے جنا ہے۔ نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ وہ کٹ سکتا ہے نہ بٹ سکتا ہے۔ وہ غیر متغیر ہے۔ وہ خالق برحق ہر چاہے تو عالم کو ایک دم میں ناپید کر دے۔ اور پھر ایک لحظہ میں از سر نو پیدا کر دے۔ مکھی کا پیدا کرنا۔ ساتوں آسمان کا بنانا اسکے نزدیک سب برابر ہے وہ علیم ہے سب چیزوں کو جانتا ہے خواہ ظاہر ہوں۔ یا پوشیدہ آسمانکے اوپر ہوں۔ یا زمین کے اندر۔ جو کچھ گذر چکا ہے۔ اور جو کچھ گزرے گا۔ سب کا اسے علم ہے۔ کچھ انسان کے دل میں ہے اور کچھ زبان پر جاری ہے۔ سب اسے معلوم ہے۔ وہ عالم الغیب ہے۔

وہ قادر مطلق ہے۔ اگر چاہے۔ مردوں کو زندہ کر دے پتھروں کو گویائی دے۔ درختوں کو رفتار کی طاقت دے۔ آسمان وزمین کو ناپید کر دے اور ایسے ہزاروں آسمان وزمین بنا دے کسی شخص کو دم بھر میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق یا زمین سے ساتوں آسمانوں تک پہنچا دے وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور جو چاہتا ہے۔ وہی کرتا ہے۔ وہ کسی کام پر مجبور نہیں۔ وہ سمیع ہے۔ سب آوازیں سنتا ہے خواہ نیچی ہوں یا اونچی۔ وہ بصیر ہے سب چیزوں کو دیکھتا ہے خواہ ظاہر ہوں۔ یا چھپی ہوئی اسکو اونگھ نہیں۔ خطا ونسیان سے بری ہے۔ وہ کلام کرتا ہے۔ لیکن آدمیوں کی طرح اسکے کلام کو اصوات وحروف نہیں۔ جو کچھ آسمانوں وزمین پر ہے۔ وہ ان سب کا مالک ہے ہر چیز اسکے تابع فرمان ہے اسکی مثل کوئی شئے نہیں۔ وہ نہایت ہی بلند اور عظمت والا ہے اور اسی کی ذات سے تمام جواہر واعراض پائے جاتے ہیں۔

توحید باری تعالےٰ

احد وہ اللہ یکتا ہے اس کا مثل ونظیر کوئی نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں۔ سوا اسکے کوئی معبود قابل پرستش نہیں نہ وہ کٹ سکتا ہے نہ وہ بٹ سکتا ہے۔ نہ مرکب ہے اس کی وحدت حقیقی ہے

وحدانیت باریتعالیٰ کا ثبوت - دنیا کے انتظام کو دیکھو۔ تمام مخلوقات خواہ جمادی ہوں خواہ حیوانات خواہ نباتات وجمادات۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام کے تمام ایک دوسرے کے خادم ہیں۔ اور باہم دیگر ایسے وابستہ ہیں۔ جیسے کہ ایک جسم کے اعضا ہوتے ہیں آفتاب ہم سے کروڑھا میل دُور ہے۔ مگر زمین کے کارخانے اسی سے وابستہ ہیں۔ دن کا نکلنا۔ ہواؤں کا چلنا۔ بادلوں کا آنا۔ مینہ کا برسنا۔ کھیتوں کا پکنا یہ سب اسی کی وجہ سے ہے۔ نباتات حیوانات کی غذا ہیں۔ حیوانی فضلات نباتات کی غذا ہے۔ یہ تعلقات اور وابستگیاں ایسی منتظم حالت میں ہیں۔ کہ ان میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں پڑتا۔ پس یہ اسباب اس کی قطعی دلیل ہیں۔ کہ اس انتظام کا منتظم ایک ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو ضرور مخلوقات کے سلسلے علیحدہ علیحدہ ہوتے اور طرح طرح کے فسادات اور اقسام اقسام کے انقلابات موجودات عالم میں برپا ہوتے رہتے چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر اللہ کے سوا زمین آسمان میں کوئی اور خدا ہوتا۔ تو ضرور دونوں میں فساد ہو جاتے

حکیمانہ تثلیث - امام قرطبی لکھتے ہیں۔ کہ احد اور واحد دونوں خدا کے نام ہیں۔ واحد شرکت عددی کی نفی کے لئے ہے اور احد اجزا کی نفی کے لئے اجزا کے تین اقسام ہیں

(۱) اجزائے عقلی جیسے جنس وفصل انکو اجزائے متحد الوجود کہتے ہیں

حاشیہ متعلق کالم ۱ - سطر ۲ زیرین

۱ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الکلام میں اس موقعہ پر نہایت لطیف پیرائے میں منطقی طور پر یوں استدلال کرتے ہیں کہ (۱) عالم میں گو بظاہر ہزاروں لاکھوں اشیا نظر آتی ہیں لیکن عالم ایک شئے واحد ہے اور یہ تمام اشیا اسکی ذات پات اور اجزا ہیں جسطرح انسان میں باوجود اسکے کہ ہاتھ پاؤں۔ کان آنکھ۔ ناک بہت سے اعضا پائے جاتے ہیں تاہم انسان ایک شئے واحد ہی ہے۔ ایک چیز کی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ علت تامہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے وجود کے ساتھ بلا انتظار کسی اور چیز کے معلول وجود میں آ جائے۔ اسلئے اگر ایک معلوم کے لئے دو علت تامہ ہوں تو ایک بالکل بیکار ہو گی (۳) خدا عالم کی علت تامہ ہے اب استدلال کے مقدمات یہ ہیں عالم ایک شئے واحد ہے اور شئے واحد کی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ خدا عالم کی علت تامہ ہے اور علت تامہ متعدد نہیں ہو سکتی اسلئے خدا متعدد نہیں ہو سکتا

(۲) اجزائے تحلیلی - جیسے آگ - پانی - مٹی -
(۳) اجزائے خارجی جیسے اجزائے لایتجزیٰ جیسے حکمائے ہیولیٰ وصورت کہتے ہیں ان دونوں کا نام متغائر الوجود ہے

اگر باری تعالیٰ کے اجزا مان لئے جائیں۔ تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ وہ یا تو متحد الوجود ہیں یا متغائر الوجود۔ اگر وہ متحد الوجود ہیں تو بعض اجزا مبہم اور بعض معین ہونگے۔ جو مبہم ہونگے۔ وہ جنس ہونگے۔ جو معین ہونگے وہ فصل۔ ایسی صورت میں اللہ پاک بمنزلہ انواع کے ہو جائے گا اور اس کو مکانی احتیاج ضروری ہو جائے گی حالانکہ حقیقت الٰہی احتیاج سے مبرا ہے۔ کیونکہ وہ واجب الوجود ہے۔ اگر متغائر الوجود اجزا مان لئے جائیں۔ تو اجزا کو اللہ پاک کے وجود سے پہلے ماننا پڑے گا۔ کیونکہ اللہ پاک کا وجود ان اجزا کے موجود ہونے پر موقوف ہو گا۔ ایسی حالت میں اللہ پاک کے وجود کو اجزا کے وجود کی احتیاج اور ان سے تاخر لازم ہو جائے گا۔ جو واجب واجب الوجود ہونیکے منافی ہے

مسئلہ ثالوث عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ زندہ اور اکیلے خدا میں تین اقنوم ہیں۔ باپ۔ بیٹا۔ اور روح القدس جنکے وسیلے اور جنکے لئے یہ سب چیزیں ہیں اور ہر ایک اقنوم الوہیت کا کمال اپنی تمام صفات کے ساتھ موجود ہے اور ہر ایک غیر محدود ازلی اور قادر مطلق خدا اور خداوند ہے۔ اس کو اسطرح سمجھو کہ وہ ایک خدا کے تین اجزا کرتے ہیں یا بالفاظ دیگر تین اجزا کے مرکب کو ایک خدا سمجھتے ہیں۔ اور اس کو توحید فی التثلیث یا تثلیث فی التوحید کہتے ہیں یہ عقیدہ مسیحی مذہب کی بنیاد ہے اور اس کے اعتقاد کو مسیحی اپنا ذریعہ نجات چاہتے ہیں اس اعتقاد کی نفی کے لئے احد کا لفظ استعمال ہوا جو خاص اجزا کی نفی کے لئے ہے اس عقیدے کی تغلیط قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر واقع ہوئی ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ وما من الہ الا الہ واحد وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم بیشک کافر ہوئے جنھوں نے کہا اللہ ایک ہے تین کا ایک اور بندگی کسی کو نہیں مگر ایک معبود کو اور اگر نہ چھوڑیں گے جو بات کہتے ہیں البتہ جو ان میں منکر ہیں۔ پاوینگے عذاب کی مار یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا ۰

قرآن مجید پاک خالص توحید پھیلانے کے لئے دنیا میں آیا ہے وہ کیونکر شرک کو جڑ سے اکھاڑیگا جس طرح اسنے بت پرستی کی بیخ وبن اکھاڑی ہے اسی طرح ثالوث کی اصلیت کو بھی مٹایا۔ اور ظاہر کر دیا کہ یہ تعلیم خدا کی طرف نہیں ہے ثالوث کا مسئلہ ایسا بدیہی البطلان ہے کہ کوئی عاقل اور منصف اس کا دعوے نہیں کر سکتا نہ وہ دلائل عقلی سے ثابت ہو سکتا ہے۔ نہ مقدس نوشتوں سے

مسئلہ ثالوث محال عقلی ہے اس مسئلہ کے ثابت کرنے کے لئے مسیحی علما عقلی دلائل بھی قائم کرتے ہیں۔ لیکن ہم ان سے پوچھتے ہیں۔ جب ثالوث کے تینوں اقانیم وجود اور تشخص اور خدائی میں مستقل ہیں تو ہر ایک اقنوم علیحدہ علیحدہ خدا ہوا پھر ثالوث میں وحدت اور وحدت میں ثالوث سے کیا مراد ہے (۲) اگر وہ اقانیم وجود وتشخص وخدائی میں مستقل نہیں تو خدائی کے قابل نہیں۔ اقانیم ثلثہ کا جو مرکب مجموعہ ہے اس کا کیا نام ہے (۱) اگر خدا کا نام ہے تو مستقل دو خدا ہوئے۔ ایک مجموعہ مرکب دوسرا باپ جو اس مجموعہ کا تیسرا جزء ہے

(۲) اگر باپ نام ہے۔ تو صرف دو اقنوم ہوئے۔ ایک بیٹا دوسرا روح القدس بتائیں کہ تیسرا اقنوم کیا ہے۔

مسئلہ ثالوث کتب مقدسہ کے خلاف ہے توراۃ وانجیل میں اس تعلیم کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ بلکہ دونوں کتابیں اس تعلیم سے منزہ اور خدائے پاک کے وحدہ لاشریک ہونے کی صاف صاف تلقین کرتی ہیں

(۱) یہ سب تجھ کو دکھلایا گیا۔ تاکہ تو جانے کہ خداوند وہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں (استثنا ۴ باب ۳۵ آیت)
(۲) دیکھو میں ہاں میں وہی خدا ہوں اور کوئی معبود میرے ساتھ نہیں۔ میں ہی مارتا ہوں۔ میں ہی جلاتا ہوں۔ میں ہی زخمی کرتا ہوں۔ میں ہی چنگا کرتا ہوں اور کوئی نہیں جو میرے ہاتھ سے چھڑائے (استثنا ۳۲ باب ۳۹ آیت)
(۳) تو ہی اکیلا خدا ہے زبور ۸۶/۱۰
(۴) خدا اسرائیل کا بادشاہ اور اسکا نجات دینے والا رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں اول اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ یشعیاہ ۴۴/۶
(۵) وہ خداوند تو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے مرقس ۱۲/۲۹
(۶) اور کوئی خدا نہیں۔ مگر ایک ۱ قرنتھیوں ۸/۴

کتب مقدسہ میں اس قسم کے صدہا حوالے ہیں۔ جہاں اسی طرح خالص توحید کی تعلیم ہے۔ جس میں کسی کو شک وشبہ نہیں ہو سکتا اس امر کا اقرار خود مسیحیوں کو بھی ہے۔ کہ ثالوث میں وحدت کی اور وحدت میں ثالوث کی پرستش کریں۔ کسی جگہ مقدس نوشتوں میں نہیں آیا

۱ دیکھو تفسیر العقاید مصنفہ ریورنڈ جی۔ ایف۔ میکلر ڈی ڈی منیجنگ سینٹ آگسٹن کالج کنٹربری۔ مطبوعہ امپیریل بک ڈپو پریس دہلی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳۷

بعض عیسائیوں نے ثالوث فی الوحدت کے ثبوت میں حسب ذیل آیت کو پیش کیا ہے "تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں" (یوحنا کا خط ۱/۵) یہ جملہ انجیل کا نہیں بلکہ زمانہ مابعد میں زیادہ کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ قدیم نسخوں میں نہیں پایا جاتا ۱۸۷۰ء میں بمقام مرزاپور جو بائیبل چھپی تھی۔ اس میں اس جملہ کی نسبت لکھا ہے "یہ الفاظ کسی قدیم نسخے میں نہیں پائے جاتے"

بائیبل مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۹۷ء کے حاشیہ پر بھی یہی لکھا ہے ۱۹۰۱ء میں بائیبل سوسائٹی نے اس جملہ کی نسبت صاف صاف طے کر دیا کہ یہ جملہ انجیل کا نہیں بلکہ الحاقی ہے۔ چنانچہ اسکے فیصلہ کے بعد جو انجیلیں چھپی ہیں ان میں یہ جملہ خارج کر دیا گیا ہے دیکھو فارسی ترجمہ مطبوعہ لدھیانہ ۱۹۰۲ء اور اردو ترجمہ مطبوعہ لندن ۱۹۰۱ء ان میں یہ فقرہ نہیں ہے

حضرت مسیح اور روح القدس خدا نہیں حضرت مسیح اپنی الوہیت ظاہر کرنیکی بجائے صاف صاف خدا کی خدائی اور اپنی عبدیت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور ایک سردار نے اس سے پوچھا کہ اے نیک استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہو جاؤں یسوع نے اسکو کہا کہ تو کیوں مجھ کو نیک کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک خدا"

(لوقا ۱۸/۱۸-۱۹) (باقی دارد)

کیا مسیح موعود جماعت انبیاء میں داخل ہیں؟

(گذشتہ سے پیوستہ) حکیم مرہم عیسے صاحب

ورنہ صرف ایسے خواب بینوں اور ملہموں کا شریعت میں حکم عدل ہونے کا کوئی کام نہیں۔ اس لئے مجرد ان الہاموں سے جو کتاب اللہ کے سوا ہوں خواہ وہ لاکھوں ہوں اور کتنی بھی ان میں پیشگوئیاں ہوں کوئی بھی شخص آج تک نبی نہیں ہوا۔ نبیوں کی نبوت صرف کتاب اللہ ہوتی ہے۔ خدا تعالے نبی اسی کو ہی قرار دیتا ہے جو کتاب اللہ براہ راست خدا تعالے کی طرف سے لیکر مبعوث ہوتا ہے۔ فقط کثرت سے آیندہ کی نسبت پیشگوئیاں کرنے یا خدا کی طرف سے الہام پانے سے بغیر نزول کتاب کے کوئی بھی شخص نبی نہیں کہلا سکتا یعنی صرف بہت سی خبریں پیش از وقت خدا کی طرف سے دینے والے اخبار کی وجہ سے بغیر کتاب اللہ ہونے کے ہم اس کو نبی نہیں کہہ سکتے۔ پس جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں بالفاظ مسیح موعود

"[illegible] شخص [illegible] دعوے کریگا اس
دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا کی
ہستی کا اقرار کرے اور یہ بھی کہے کہ خدا تعالے
کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی
ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے
جو اس پر خدا تعالے کی طرف سے نازل
ہوا ہے اور ایک امت بنا دے جو اس کو
نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب
اللہ جانتی ہو۔" آئینہ کمالات ص ۳۴۴

قرآن کریم میں جب ہم پڑھتے ہیں تو نبی کی تعریف ہم یہی پڑھتے ہیں کہ [illegible] قرآن مجید نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ کوئی نبی ایسا بھی ہوا کہ کوئی کتاب اس پر نازل نہیں ہوئی اور فقط الہاموں سے ہی جو سوائے کتاب اللہ کے ہوں کوئی شخص نبی کہلا سکتا ہے اور کہیں یہ نہیں فرمایا کہ رسول جو ہم بھیجتے ہیں وہ [illegible] ایک قوم کی [illegible] اور دوسری قوم کی [illegible] [illegible] اور ان خبروں کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اللہ کی کتاب میں ہی ہوں۔ آیت کریمہ و ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین [illegible] کبھی یہ سمجھتے نہیں کہ خدا کے بعض پیغمبر ایسے بھی ہوئے ہیں جو کوئی کتاب ان پر نازل نہیں ہوئی اور وہ صرف بعض افراد اور جماعتوں کو خوشخبریاں دیتے اور بعض کو ڈراتے [illegible] کتاب اللہ کے علاوہ نبی کے پیش در حقیقت کوئی [illegible] [illegible] کے سوا اور کچھ نہیں [illegible] بشارت ہے اور عام [illegible] [illegible] سے احتراز موجب [illegible] [illegible] الا مرادی صرف کتاب اللہ [illegible] اس لئے خود قرآن [illegible] دوسری آیات سے ثابت ہے کہ نبی کتاب اللہ کے ساتھ ہی مبشر و نذیر ہوتے ہیں۔ ایسا کوئی نبی یا رسول نہیں ہوا کہ جس کو کتاب اللہ کی طرف سے مامور ہو اور خدا تعالے نے فقط الہاموں کی وجہ سے اس کو بشیر اور نذیر فرمایا ہو۔ ولی اور نبی کے الہام تو ایک جیسے ہی قریبًا ہوتے ہیں اولیاء اللہ کے اخبار بھی انذار اور تبشیر اپنے اندر رکھتے ہیں اور انبیاء کے بھی اُن میں بھی کثرت سے غیب ہو سکتا ہے اور ان میں بھی۔ پس اللہ کے رسول یا نبی پر نزول کتاب اللہ کا ہونا ہی ایک ایسی شرط ہے جو در حقیقت ایک ہی شرط نبوت ہے جو نبی اور غیر نبی میں فرق کرنیوالی ہوتی ہے باقی بینات آیات۔ محکمات۔ مبشرات۔ منذرات۔ حکم۔ نبوت۔ حکم اللہ۔ امر اللہ۔ بصائر۔ بلاغ۔ بیان۔ بینہ۔ تبیان۔ تذکرہ۔ تنزیل۔ حق۔ حکمت۔ رحمت۔ روح۔ شفاء۔ وحی۔ کلام اللہ وغیرہ اسی کتاب اللہ کی ہی دوسری تشریحیں ہیں اور ایسا ہی آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا میں بھی در حقیقت اسی شرط کا مفہوم آ جاتا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا یعنے نزول کتاب اللہ کا کیونکہ آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا میں قرآن کریم نے اظہار علی الغیب جو خاص رسولوں سے ہی مخصوص کیا ہے۔ اس کے معنے ہی یہ قرار دیتے ہیں کہ جس کی تبلیغ اس پر فرض ہو اور وہ اس میں سے کوئی بات چھپائے نہ رکھے۔ اور آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا اپنے نیچے ہی کا یہ نشان بتا رہی ہے کہ جو کچھ الہام اور غیب کے امور انبیاء پر ظاہر ہوں ان کی اسی وقت تبلیغ کرے اور اس میں سے کسی کو چھپائے نہ رکھے جیسے کہ بقول میاں صاحب گدی نشین قادیان حضرت صاحب نے عمومًا ۲۵ سال تک کئی پیشگوئیوں اور الہامات کو چھپائے رکھا اور ان کو ظاہر نہیں کیا۔ چنانچہ حقیقۃ النبوت صفحہ ۲۹۰ میں میاں صاحب نے لکھا ہے۔

"آپ کے ہزارہا الہامات ہیں جو شائع نہیں ہوئے"

شاید میاں صاحب کے نزدیک نبی کتاب کے شرع اور بے امت نبی اس بات کے لئے مکلف اور مامور ہی نہیں کہ وہ خدا کے تمام اصول کو شائع کرے۔ بلکہ اختیار رکھتا ہے چاہے اُن کو شائع کرے یا نہ کرے۔ (مسیح موعود) اس آیت کے رو سے بھی نبی ثابت نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ حاکم وقت کے سامنے لکھ کر دے آئے کہ میں آیندہ کوئی ایسا الہام شائع نہیں کرونگا جس میں کسی کی موت یا ہلاکت کا ذکر ہو گا، حالانکہ نبی یا خدا کے رسول کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ بعض وحیوں کو چھپائے رکھے یا ان کو شائع نہ کرے اور ان کی تبلیغ نہ کرے پس اسی آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا سے معلوم ہوا کہ نبی کی کوئی وحی بھی خواہ وہ پیشگوئیوں کے متعلق ہو یا حکم احکام کے متعلق کتاب اللہ کے سوا نہیں ہوتی کیونکہ تبلیغ احکام اور کتاب اللہ کے متعلق ہی ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ نبی پر کتاب اللہ کے علاوہ ایسی وحیاں بھی ہوں جن کی اشاعت کے لئے وہ مامور اور مکلف نہ ہو بلکہ اختیار رکھتا ہو چاہے شائع کرے یا نہ کرے خدا کے پیغمبر اور نبی تو امین ہوتے ہیں وہ اس بات کے لئے ہی مامور اور مکلف ہوتے ہیں کہ اُن پر جو بھی وحی اللہ ہو وہ لوگوں میں اسکی تبلیغ کر دیں وہ یہ قصور نہیں کرتے کہ کچھ وحیاں تو وہ ظاہر کریں اور کچھ چھپائے رکھیں اور ان کے فوت ہونے کے بعد معلوم ہو کہ وہ ہزارہا وحیاں چھپائے ہوئے اور بن شائع کئے ہوئے ہی دنیا سے گذر گئے غرض قرآن کریم سے یہ اظہر من الشمس طور پر ثابت ہے کہ کتاب بغیر نبی کے اور نبی بغیر کتاب کے نہیں ہوتا اور کتاب اللہ میں ہی نبی کی نبوت اور رسالت ہوتی ہے لا غیر۔

اب ہم اصل امر کی طرف رجوع کر کے مختصر طور پر بیان کرتے ہیں کہ مسیح موعود کا تو یہ مذہب نہیں تھا کہ کوئی رسول یا نبی قرآن مجید کے بعد ظاہر ہونیوالا ہے۔ لیکن خلیفہ قادیان اور اس کی جماعت نے جزائر ایران کی بابی جماعت کے قالب میں اپنے کو روز بروز ڈھال کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال رہی ہے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں اور جماعت انبیاء میں داخل ہیں اور انجام کار اپنے غلو میں یہانتک بڑھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو آخری رسول اور صاحب شریعت نبی قرار دیدیا۔ چنانچہ الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۱۵ کے صفحہ ۴ کالم اول میں لکھا کہ

"اگر شریعت سے مراد اوامر اور نواہی نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ پہلی شریعت کے ناسخ ہوں تو ان معنوں کی رو سے ہمارے حضرت مسیح موعود بھی صاحب شریعت نبی تھے"

اور پھر الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۱۳ میں لکھا کہ

"یا نبی اللہ کی ذکری میں ہم ظلی بروزی جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے تا اپنے آپ کو خود بخود ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریت کرنے لگ جائیں"

گویا ان کے نزدیک یہ بڑے جرم اور گناہ کی بات ہے کہ لفظ نبی کے ساتھ ظلی اور مجازی یا بروزی کا لفظ لکھا جائے مگر یہ جرم بھی ان کے نبی سے ہی ہوا ایک طرف اس کو نبی ماننا اور دوسری طرف ان الفاظ کے استعمال کرنے کو جرم قرار دیکر اس کو مجرم قرار دینا بھی عیسائیوں کی سی ضلالت اور گمراہی ہے جو ان کے ماتھے کلنک کا ٹیکا لگا چکی ہے۔ پھر تشحیذ فروری ۱۹۱۶ میں لکھا۔

"مسلمانوں میں سے بعض نے بغیر کسی نص شرعی یا نص صریح کے نبی آخر الزمان کے نام کا مستحق حضرت خاتم النبیین کو قرار دیا ہے ..... اس نام کے پورے مستحق مسیح موعود ہیں"

اللہ اللہ مسیح موعود تو یا وجود مسیح موعود اور مہدی معہود اور امام آخر الزمان ہونے کے مسیح موعود کے نزول کے عقیدہ کی نسبت یہ لکھیں کہ

"مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں" ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۰

اور لکھیں:-

"اگر مسیح کے اترنے سے انکار کیا جائے تو یہ امر مستوجب کفر نہیں لیکن اگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے انکار کیا جائے تو بلاشبہ وہ انکار جاودانی جہنم تک پہنچائیگا۔" ازالہ ص ۲

اور میاں صاحب اور ان کی جماعت انکو نبی بنا دیں "ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا"۔ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ وہ کلمات جو مسیح موعود کے وفات پانے کے وقت سے ۲۰ گھنٹے پہلے انکی زبان مبارک سے نکلے اُس سے بھی مندرجہ بالا ہر دو حوالجات کی ہی تصدیق ہوتی ہے اور وہی عقیدہ وفات تک ظاہر ہوتا ہے جو اوپر کے ان دو حوالوں میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت نہایت عاجزی سے فرماتے ہیں:-

"میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا نہ نماز علیحدہ بنائی ہے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی پیروی کو دین ایمان سمجھتا ہوں یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا تعالے کی طرف سے ہے جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر کسی بات کا اظہار ہو اسے نبی کہا جاتا ہے (یعنی عام طور پر ناقل) خدا کا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں مثنوی میں لکھا ہے۔ آں نبی وقت باشد اے مرید۔ محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے پس کیا سب کو کافر کہو گے۔ الخ"

ڈائری ملاحظہ ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء بوقت ظہر

کیا جو شخص اس عاجزی سے اپنے کو اُن لوگوں کی جماعت میں شامل کرتا ہے جو اس سے پہلے امت میں گذر چکے اور اقرار کرتا ہے کہ میرا اپنے کو نبی کہنا اسی رنگ میں ہے جس رنگ میں کہ اولیاء امت نے اپنے کو نبی کہا کہ اس کی نسبت کوئی عقلمند گمان کر سکتا ہے کہ اس نے در حقیقت کبھی بھی نبوت یا رسالت کا دعوے کیا تھا۔

غور کا مقام ہے کہ جب یہ ممکن نہیں کہ نبی کریم کی کامل اتباع سے کسی کو درجہ نبوت مل سکے تو امت محمدیہ کے کسی کامل فرد کو خواہ ایسے کلمے ہزار دفعہ بھی الہام میں آجائیں یا نبی اللہ یا یا ایہا النبی یہ سب کلمات استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہی ہونگے نہ حقیقت کے رنگ میں اور نہ ان معنی میں جو نبیوں کی نبوت کے ہوتے ہیں اسی لئے تو حضرت صاحب نے اپنی آخیر کتاب میں یہی لکھا کہ یہ لفظ استعارہ اور مجاز کے طور پر ہیں اور اولیاء اللہ کے الہام میں ایسے کلمے ان کی نسبت ان کے الہام میں آجاتے ہیں مگر اُن سے اُن کا نبی اور رسول ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ غرض مسیح موعود ایک راستباز انسان تھے وہ تمام باتوں میں قرآن مجید پر عمل کرتے تھے اور عبدہ الواحد لا شریک اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور رو وقت کا نبی اور آخری نبی اور عہد کا نبی یقین کرتے تھے اور مسلمانوں کی طرح نماز قبلہ کی طرف پڑھتے تھے۔ اور کسی کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر نہ جانتے تھے۔ اور جیسا کہ چاہئے تھا وہ اپنے تئیں آنحضرت کا خادم اور غلام مطیع اور امتی سمجھتے تھے اور جیسا کہ ہر ایک مسلمان کا ایمان ہونا چاہئے کہ امنا بکتاب اللہ القرآن الکریم وکفرنا بکل ما یخالف [illegible] کا بھی ایمان تھا۔ پس افسوس اُن لوگوں پر جو ایسے شخص کو ایک نبی خیال کرتے ہیں اور نبی کریم کے ساتھ مخالفت اپنے کو علیحدہ کرتے ہیں۔ خدا تو نبی کریم کو تمام دنیا اور تمام زمانوں کا رسول اور نبی قرار دیتا ہے مگر یہ لوگ ایسے عالیشان نبی کو چھوڑ کر وقت کا نبی اس کو مانتے ہیں جس میں ولایت کے سوا نبوت کا ایک شمہ بھی نہیں ان کے نزدیک نبی کی کائنات یہی تھی کہ کچھ پیشگوئیاں اسکی ذات کے متعلق اور بعض اس کے اہل و عیال کے متعلق اور بعض اُس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے اہل وطن کے متعلق اور بعض حوادث کے متعلق ہوں لیکن اگر ایسے تمام الہام تو اولیاء اللہ کو بھی ہوتے ہیں مگر وہ ان سے نبی نہیں بن جاتے ان کے نزدیک یہ بڑے جرم اور گناہ کی بات ہے بلکہ مثلاً کوئی یہ کہے کہ حضرت صاحب تو اپنے کو محض ظلی یا مجازی نبی

تازہ ترین خبریں

انڈین آرمی سکول آف ایجوکیشن

شملہ ۱۸ جون - انڈین آرمی سکول آف ایجوکیشن کا افتتاح بلگاؤں (صوبہ بمبئی) میں یکم جولائی کو ہوگا

راجہ پرتاب سنگھ کی وفات

شملہ ۲۰ جون - اودھ کے ایک مشہور تعلقہ دار راجہ پرتاب سنگھ ممبر لیجسلیٹو اسمبلی ۱۸ جون کو فوت ہو گئے - آپ پر کل جراحی بھی ہوا تھا

مہاتما گاندھی گواہی نہ دیں گے

بمبئی ۲۰ جون - مہاتما گاندھی نے فوجی ضروریات کی تحقیقاتی کمیٹی کو لکھا ہے کہ چونکہ میں ترک موالات ہوں اس لئے میں کمیٹی کی کسی کاروائی میں حصہ نہیں لیسکتا

مولانا محمد علی کی ضبط تقریر

کالی کٹ ۲۰ جون - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم سے کراہ پراونشل کانگرس کمیٹی کے دفتر کی مولانا محمد علی کی مدراس والی تقریر کی ضبطی کے لئے تلاشی لی گئی -

سفاکانہ قتل کی واردات

ملتان ۱۸ جون - رائے بہادر گنگا رام سشن جج ملتان نے امیر چند طبیب کو زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند موت کی سزا دی ہے کیونکہ اس نے لیڈی ڈاکٹر پریشری دیوی کے کمسن لڑکے رام سروپ کو ایک اندھے کنوئیں میں زندہ گاڑ دیا تھا ملزم کو یہ گمان گذرا تھا - کہ اس کی لڑکی کی موت پریشری دیوی کی غفلت سے واقع ہوئی - (سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲۱ جون)

سرکاری وظائف

شملہ ۱۸ جون - انگلستان میں ومٹرنیٹری تعلیم حاصل کرنے کے لئے جو طلبا سرکاری وظائف حاصل کرنا چاہیں - وہ اپنی درخواستیں ۳۰ جون تک بھیج سکتے ہیں

ریوٹر کے برقی پیغامات

مشرق وسطیٰ کی سیاسی گتھی

مسٹر چرچل کے خیالات

لندن ۱۴ جون - دیوان عام میں مشرق وسطےٰ کے مسئلہ پر مسٹر چرچل نے تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا - کہ میری دلی خواہش ہے کہ عربوں - انگریزوں اور ان کے اتحادیوں کے درمیان ایک خاص تعلق پیدا ہو جائے لیکن اس کوشش میں اسوقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی جبتک ہم ٹرکی کے ساتھ ایک پرامن اور دائمی صلح نہ کریں یہ توقع نہ کیجائے - کہ ایسا تصفیہ برطانیہ اور فرانس کی کامل بے بسی سے عملی صورت اختیار کر سکتا ہے - ہم اپنے اہم اغراض و مقاصد کی حفاظت کے لئے خاص وسائل اختیار کرنے چاہئیں اور ہمیں دکھا دینا چاہئے - کہ ہمارے پاس ایسے وسائل موجود ہیں - اور آخری صورت میں ہم ان وسائل سے کام لے سکتے ہیں ورنہ ہمارے پہلو بچانے والے مگر کمزور دشمن ہمارے فتحیاب اتحادیوں کو ذلیل اور ان کے ساتھ برا سلوک کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے اگر ہم نے اپنے آپ کو کمزور اور ناقابل ظاہر کیا - تو ہم وہ پرامن تصفیہ حاصل نہیں کر سکتے جو ہمارا نصب العین ہے ہمیں ٹرکی کے ساتھ ایک حقیقی اور دائمی صلح حاصل کرنے کی حکمت عملی پر کاربند رہنا چاہئے - اگر مشرق وسطیٰ کے دونوں ممالک کے اخراجات میں معقول کمی کی امید کی جا سکتی ہے تو اس کا انحصار صرف ایسی صلح پر ہے - میں یقین کیساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ نامعلوم مستقبل اس تخفیف اور امن پسندی کی پالیسی کا ممد و معاون ہوگا - لیکن میرا خیال ہے - کہ جو تدابیر ہم اختیار کر رہے ہیں - ان سے ہمارے مقصد کی تکمیل ہوگی - کیونکہ ہمیں اپنے ماہرین اور اعلیٰ حکام پر پورا بھروسہ ہے خاتمہ پر مسٹر چرچل نے پارلیمنٹ کو مشورہ دیا کہ تخفیف اخراجات کے نازک معاملہ میں اپنی منظوری دے اور گورنمنٹ کی تائید کرے

دن دہاڑے ڈاکہ

الہ آباد ۱۸ جون - آج ۳ بجے دن کو ایجن روڈ پر چار ڈاکو ایک چپراسی سے دس ہزار روپے کے نوٹ چھین کر لے گئے پولیس تحقیقات کر رہی ہے

مجلس مشاورت

الہ آباد ۱۸ جون - صوبجات متحدہ کی حکومت نے محکمہ جنگلات کے انتظام کے متعلق مشورہ دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے [illegible] اور چار غیر سرکاری [illegible]

سنٹرل [illegible] کمیٹی

شملہ ۱۸ جون - حکومت ہند نے [illegible] انڈین مرچنٹس [illegible] کا ایک نمائندہ شامل کرنا منظور کر لیا ہے

بمبئی میں بارش

بمبئی ۱۸ جون بروز جمعہ [illegible] بجے دوپہر سے اب تک لگاتار بارش ہو رہی ہے

انبالہ میں بارش

انبالہ ۱۹ جون آج صبح سے بارش شروع ہے ہوائیں پورب سے پچھم کی طرف چل رہی ہیں - مطلع ابر آلود ہے - بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے - کہ ایک عالمگیر بارش کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے

ہڑتالیوں کی امداد

مدراس ۱۸ جون - عزت مآب الحاج [illegible] صاحب صدر نے اعلان فرمایا ہے - کہ اگر بکنگھم ملز کے مزدوروں نے دوشنبہ کو ہڑتال کر دی - تو مدراس کی سیاسی انجمنیں ان کے لئے ہزاروں چرخے اور کھڈیاں مہیا کر دیں گے

مسٹر نراین راؤ کی وفات

بمبئی ۱۷ جون مسٹر نراین راؤ سابق مدیر ایسٹ اینڈ ویسٹ اور انڈین سپکٹیٹر وفات پا گئے -

مے نوشی کے خلاف جہاد

بمبئی ۱۷ جون رضاکاروں نے شراب کی دوکانوں کے قرب و جوار میں مے نوشی کے خلاف تقریریں کرنی شروع کر دی ہیں -

سلسلہ تار برقی

بمبئی ۱۷ جون سپرنٹنڈنٹ آف ٹیلیگراف اطلاع دیتے ہیں - کہ کولمبو کے ساتھ سلسلہ تار برقی اب درست ہو گیا ہے

عراق عرب کی سیاسی گتھی

امیر فیصل کا زبردست رقیب

لندن ۱۵ جون - مسٹر چرچل کی تقریر کا دلچسپ پہلو یہ تھا کہ عرب میں امیر فیصل کے اور رقیب بھی ہیں - مسٹر چرچل نے کہا کہ ہمیں اس بات کو غور سے دیکھنا چاہئے کہ شریف مکہ کے متعلق ہماری پالیسی کا عرب کے دوسرے سرداروں پر کیا اثر پڑتا ہے - مسٹر موصوف نے عرب کے زبردست خانہ بدوش قبیلہ کی نسبت جس کا مشہور سردار ابن سعد ہے بیان کیا کہ وہ شاہ حسین اور ان کے ہمسائیوں کیساتھ ایک عرصہ دراز سے برسر پیکار ہے - یہ قبیلہ خونریزی اور مذہبی دیوانگی کے لئے مشہور ہے حاجیوں کے لئے اس قبیلہ کے افراد کا وجود خطرناک رہ چکا ہے لیکن برطانیہ کے متعلق اس کی سرداری کی رائے بہت اچھی ہے اور سرپرسی کاکس کیساتھ اس کے تعلقات بہت گہرے ہیں گورنمنٹ نے سردار مذکور کو ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ اور بیس ہزار پونڈ یک مشت دینے کا انتظام کر لیا ہے یہ امدادی رقم ہر مہینہ ادا کی جائیگی اور اس سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا - جب بیرونی طور پر امن اور انتظام قائم نہ ہو جائے -

فہرست زر چندہ جماعت پشاور

نام	رقم
شیخ فضل کریم صاحب	اصہ
مرزا رمضان علی صاحب	۱۰
بابو بخش الہ احمد صاحب	عمر
بابو ہدایت اللہ صاحب پوسٹ ماسٹر	عہ
عبدالاحد خانصاحب سکنہ شیخ محمدی	۸
خان ملا خان صاحب	۴
میاں محمد عباس صاحب عرائض نویس	۴
مشال خان صاحب	للعہ
میاں بہادر دین صاحب	صہ
محمد حیات خان صاحب [illegible] آفیسر [illegible]	لعہ
خلیل الرحمان خانصاحب طالب علم	عہ
[illegible] میاں محمود صاحب مکاوی	عہ
ڈاکٹر [illegible] الدین صاحب	عہ
میاں نذیر احمد صاحب	عہ
[illegible] میاں غلام [illegible]	۸
میاں [illegible] محمد صاحب	۴
مستری شاہ زمان صاحب	[illegible]
مولانا مولوی غلام حسن خانصاحب	عہ
شہزادہ صالح محمد خانصاحب [illegible]	لعہ
دلاور خانصاحب	[illegible]
خرچ ڈاک وغیرہ	۴
میزان کل آمدنی	۱۲۶

فدوی دلاور خان سیکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام ولسن روڈ بیرون کابلی دروازہ پشاور مورخہ ۱۴/۶/۲۱

جلد ۸ | مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۲ شوال ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۰۱

کلام الامام امام الکلام
دربے ثباتی دنیا

بادہ نوشی ز شیشۂ یاران دہ
مست باشی و بیخود افتادہ

نیست ایں جائیگہ مقامِ آرام
ترک کن تا نہ بد شود انجام

گر برآید ز شعلہ ہائے دروں
دود حسرت ز تربتِ مجنوں

نے ازیں عشق نے ز پا خبرے
در رہِ دوستاں بخاک سرے

ہر کسے را بخود سر و کارے
کارِ دل دادگاں بدلدارے

ہر کسے را بعزتِ خود کار
فکرِ ایشاں ہمہ بعزتِ یار

تو سر خویش تافتہ از دیں
حاصلِ روزگارِ تو ہمہ کیں

در عناد و فساد افتادہ
داد و دانش ز دستِ خود دادہ

جواہر ریزے
نماز کی حقیقت

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے میں کہتا ہوں حقیقی۔ ابدی اور لذت مجسم جو جوڑہ ہے۔ وہ انسان اور خدا تعالےٰ کا ہے۔ مجھے سخت اضطراب ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے۔ کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی یا کھانے کا مزا نہ آئے طبیب کے پاس جاتا۔ اور کیسی کیسی منتیں اور خوشامدیں کرتا۔ روپیہ خرچ کرتا اور دکھ اٹھاتا ہے۔ کہ وہ مزا حاصل ہو۔ وہ نامراد جو اپنی بیوی سے لذت حاصل نہیں کرسکتا بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا۔ اور اکثر موتیں اس قسم کی ہو جاتی ہیں۔ مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامراد کیوں کوشش نہیں کرتا۔ جسکو عبادت میں لذت نہیں آتی؟ اس کی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہو جاتی۔ دنیا اور اس کی خوشیوں کے لئے کیا کچھ کرتا ہے۔ مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا۔ کسقدر بے نصیب ہے۔ کیسا ہی محروم ہے! عارضی اور فانی لذتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے۔ کیا ہوسکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ مگر تلاش حق میں مستقل اور پویہ قدم درکار ہیں۔ قرآن کریم میں ایک موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے اس میں بھی سِرّ اور بھید ہے۔ ایمان لانے والوں کو مریم اور آسیہ سے مثال دی ہے یعنے خدا تعالےٰ مشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے۔ بہرحال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے یعنے جسطرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے۔ ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے۔ مرد اور جگہ خراب ہوتا ہے۔ صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں۔ آتشک سے مجذوم ہو کر دنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اولاد بھی ہو جاوے تو کئی پشت تک یہ سلسلہ برابر چلا جاتا ہے اور ادھر عورت بیحیائی کرتی پھرتی ہے اور عزت و آبرو کو ڈبو کر بھی سچی راحت حاصل نہیں کر سکتے۔ غرض اس جوڑے سے الگ ہو کر کس قدر بد نتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر انسان روحانی جوڑے سے الگ ہو کر مجذوم اور مخذول ہو جاتا ہے۔ دنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصائب کا نشانہ بنتا ہے۔ جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کے لئے حظ ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا کے لئے حظ موجود ہے۔ صوفی کہتے ہیں جسکو یہ حظ نصیب ہو جاوے۔ وہ دنیا و مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے۔ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسکو معلوم ہو جاوے۔ تو اسی میں ہی فنا ہو جاوے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لئے نمازیں پڑھتے ہیں۔ کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جاویں۔ اور پھر اس نماز سے یہ بات انکو حاصل ہو جاتی ہے یعنے وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں۔ پھر انکو کیوں یہ کہا جانے والا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی کی نماز سے انکو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی۔ اور کیسی عزت ملے گی

غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسلئے ہوتے ہیں کہ انکو اس لذات اور سرور سے اطلاع نہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اسکی یہی ہے پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولےٰ حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ انکو اس لذت کی اطلاع نہیں۔ اور نہ کبھی انہوں نے اس مزے کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور موذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا ان کے دل دکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں۔ کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں۔ مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے پس میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ سے نہایت [illegible] اور

شذرات

دور کی کوڑی

پادری زویمر نے جسکو اسلام اور مسلمانوں کی ہجو کرنے میں یدطولیٰ حاصل ہے۔ اور رات دن ان کا یہی کام ہے کسی نامعلوم المذہب چینی کے حوالہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات زوجیت کے متعلق ایک عجیب و غریب داستان اپنے ناظرین کو سنائی ہے جسکا خلاصہ اور لب لباب حسب ذیل ہے۔ نقل کفر کفر نباشد

(۱) حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد صحابہ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اسوجہ سے کہ کہیں آپ انکو چھوڑ کر بھاگ نہ جائیں۔ باصرار دوسری شادی کے لئے کہا۔ اور اسپر بہت زور دیا۔ انہوں نے بعض امیر و صاحب دولت عورتیں [illegible] نکاح کے لئے پیش کیں۔ لیکن آپ نے کہا۔ کہ میں [illegible] ایک امیر عورت سے شادی کرکے دیکھ لیا ہے [illegible] بہتر ہوگا۔ اور یہ بات تقویٰ [illegible] نہایت غریب عورت سے شادی کرونگا [illegible] سے شادی کی

(۲) [illegible] تاریخ میں آپ کی بہت سی ازواج مطہرات کو [illegible] خوبصورتی اور نیکی سے [illegible]

(۳) آپ کی نو بیویاں اور سات داشتہ لونڈیاں (نعوذ باللہ) تھیں۔

(۴) اگر یہ سوال ہو کہ جب تمام دن لوگ آپ کے پاس آتے رہتے تھے۔ اور رات کو روحوں کے آماجگاہ [illegible] طرح اتنی بیویوں سے آپ تعلقات زناشوئی قائم رکھ سکتے تھے؟ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ آپ تو خود پاک اور مقدس تھے ہی۔ بیویاں بھی نہایت اعلےٰ پاکیزگی کی مالک تھیں۔ اور ان سب نے اپنا یہ فرض [illegible] اصلاح خلق کے کام کی تکمیل کے لئے آپ [illegible] اور تقویٰ سے میں آپ کو مدد دیں۔ پس تعلقات زناشوئی اور خانگی معاملات کا سوال ہی کہاں پیدا ہو سکتا تھا"

(۵) "ایک نہایت اہم بات" یہ ہے کہ "نو بیویاں نو آسمانوں اور سات لونڈیاں سات زمینوں کے لئے بطور نشان تھیں۔ عام آدمی زمین آسمانوں کے درمیان رہتے ہیں اور کون ہے جو زمین اور آسمان کے اندر رہ کر لالچ اور ترغیب میں نہیں آتا۔ آں حضرت چونکہ اعلےٰ شان رکھتے تھے آپ اپنی نو بیویوں اور سات لونڈیوں کے لالچ میں نہیں آ سکتے تھے۔ اور یہ گویا نشان تھا کہ آپ زمین اور آسمان کے لالچ میں کبھی نہ آئیں گے" یہ کلمات بظاہر ایسے رنگ میں لکھے گئے تھے۔ کہ گویا کسی مسلمان کا کلام ہے۔ لیکن انکے اندر جو زہر بھری ہوئی ہے جسکے اثر کو کافی [illegible] کر ڈاکٹر زویمر نے بھی بغیر کسی رائےزنی کے شائع کیا ہے۔ بلکہ خود متکلم کا نام "اسحاق مین" Isaak Miasm بتاتا ہے کہ لکھنے والا کوئی نیا عیسائی ہے وہ ظاہر ہے۔

ان بیانات کا ماخذ کہا جاتا ہے کہ چین کی اسلامی تاریخ ہے جسکے متعلق شروع ہی میں خود ڈاکٹر زویمر کو تسلیم اقرار کرنا پڑا ہے کہ "ہمارے پاس اس بات کی شہادت موجود ہے کہ اصل ریکارڈ میں ان چینیوں کے علم الاخلاق اور الٰہیات سے مطابق کرنے کے لئے ترمیم کی گئی ہے۔ لیکن ہمیں اس میں بھی کلام ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کونسی وہ چین کی اسلامی تاریخ ہے جس میں صحابہؓ کے اس اندیشہ کا ذکر ہے۔ کہ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شادی نہ ہوئی۔ تو آپ انکو چھوڑ کر چلے جائینگے۔ کس جگہ لکھا ہے کہ آپ کے ہاں نعوذ باللہ سات لونڈیاں تھیں اور پھر ان سات لونڈیوں اور نو بیویوں کے متعلق مندرجہ بالا مماثلت کے رنگ میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں۔

یقیناً کوئی واقف مسلمان ایسی باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ ہاں عیسوی صنعت کاریوں میں سے ایک "دور کی کوڑی" اسکو قرار دیا جا سکتا ہے۔ والذین هم یکسبون انهم یحسنون صنعا اسلامی تاریخ اگر ان باتوں سے ملوث ہوتی۔ تو پادری زویمر کے قلم سے اسپر بھی رائی کا پہاڑ بنے ہوئے ایک مدت گذر چکی ہوتی

امریکہ میں مسلمانوں کی آبادی اور عیسوی تگ و دو

"چیکاگو ٹریکٹ سوسائٹی" کی تیسویں رپورٹ کے ذیل کے فقرات ہمارے ناظرین کی خاص دلچسپی کا موجب ہونگے

"سالہائے گذشتہ میں شامی اور ارمنی زبانیں جاننے مشنریوں کے توسط سے بعض مسلمان غریب الوطنوں سے ہمیں ملنے کا اتفاق ہوا ہے ان میں سے بہت سے ٹرکی سے امریکہ آئے ہوئے تھے لیکن بعض عرب میں سے ہیں اور بعض شمالی ہندوستان سے ایک سال ہوا ہماری سوسائٹی نے بڑے بڑے مسلمان گروہوں کو مختلف جگہوں پر آباد کرنے اور ایک قابل وثوق اور پختہ اطلاع اسبارہ میں حاصل کرنے کے لئے کہ امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کی کیا کیفیت ہے خاص جد و جہد سے کام لیا اور بجائیکہ ہمارے پاس اپنے بعض بڑے بڑے شہروں بالخصوص جھیل میچگن کے مغربی کنارہ پر شہر گری اور گرین کی جو جنوباً شمالاً واقعہ ہوئے ہیں درمیانی سرزمین پر۔ اور دور شمالی بوڑے۔ اور لائین۔ اس میں آباد کرنے کی کافی گنجائش تھی ان حالات کا جن کی ہمیں ضرورت ہے پتہ لگانے میں ہمیں سراسر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا"

اس کے بعد لکھا ہے کہ امریکن محکمہ مردم شماری سے خط و کتابت کی گئی۔ جسکے ڈائرکٹر کا حسب ذیل جواب موصول ہوا "ممالک متحدہ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد معلوم کرنے کی بڑی جد و جہد کی گئی ہے مگر تا حال کوئی اطمینان بخش نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ ہمیں کوئی شبہ نہیں کہ شمالی ہندوستان اور شام و ترکی سے آئے ہوئے بہت سے مسلمان یہاں آباد ہیں لفظ "ٹرکش" لازمی طور پر "محمڈن" کا مترادف نہیں کیونکہ بہت سے لوگ جو عیسائی۔ شامی و ارمنی ہیں اور "ٹرکش" کہلاتے ہیں اس چٹھی کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے

"ممالک متحدہ کے البانی مسلمانوں کا ہیڈ کوارٹر "سوائٹر برگ کون" ایک مقام ہے ہمارے ایک خط کے جواب میں جو البانی آرگنائزیشن کے پریذیڈنٹ کو لکھا تھا۔ ذیل کا نہایت نرم لیکن سلسلہ خط و کتابت کو منقطع کرنے والا خط موصول ہوا۔ ہم نے اپنے خط میں مسلمانوں کی تعداد اور ان کی ساجد کی جگہ یا عبادتگاہ ہیں اور ان کی کتب وغیرہ دریافت کیں تھیں۔ اور یہ بھی پوچھا تھا کہ ترکی عرب مصر اور دیگر علاقوں سے یہاں آنے والوں کا تناسب تعداد کیا ہے خط کیسا تھ ہمنے ٹکٹ لگا کر ایک لفافہ بھی جواب کے لئے بھیجا تھا اُس میں جو جواب آیا۔ وہ البانی زبان میں تھا۔ جسکو ہمارے ایک مشنری نے ترجمہ کیا۔ جو حسب ذیل ہے

"مائی ڈیر مسٹر سیکرٹری

"نہایت خوشی اور شکر گذاری کے ساتھ میں آپ کا گرامی نامہ جو آپ نے ازراہ مہربانی میرے نام بھیجا ہے وصول کیا"

"محمڈن البانین سوسائٹی" جسکے ہیڈ ہونے کا مجھے شرف حاصل ہے ان دوسرے اقوام سے جنکا آپ نے ذکر کیا ہے۔ کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ مزید برآں تمام مسلمانوں کی جو امریکن جھنڈے کے نیچے رہتے ہیں۔ تعداد کا پتہ لگانا ناممکن امر ہے اسلئے میں مسلمانوں کی عبادتگاہوں اور ان کی تعداد کے متعلق آپ کو اطلاع بہم پہنچانے معافی چاہتا ہوں۔ ہاں البانی مسلمانوں کی تعداد کے متعلق جو اس ملک میں رہتے ہیں آپ کو بہت محدود اطلاع دے سکتا ہوں۔ دوسرے معاملات کے متعلق بھی جو ہمارے سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں میں بہت کم باتیں آپ کو بتا سکتا ہوں"

"بدقسمتی سے مجھے اس ملک کی شیریں زبان کے سیکھنے کا موقعہ نہیں مل سکا اسوجہ سے میں یہ خط اس زبان میں لکھنے پر مجبور ہوں جسکو میں جانتا ہوں امید ہے آپ معاف فرمادینگے۔ آپ کا..... پریذیڈنٹ صابری دے کورشا"

اس آخری چٹھی کو نقل کرنے کے بعد نہیں بتایا۔ کہ پھر اس تگ و دو کو حضرت پادری نے چھوڑ دیا۔ یا اسکو جاری رکھے لیکن جو کچھ ہوا ہو بہرحال یہ امر موجب مسرت ہے کہ یہ غریب الوطن مسلمان ذریت دجال کے ہتھے نہ چڑھے ورنہ اس کی طرف سے کونسا دقیقہ اٹھا رکھا گیا۔ بلکہ کس قدر نوازش اور مہربانی اظہار کیا گیا کہ زمینیں انکو دینگے تاکہ جس مذہب کو ان کے گھروں میں زبردستی ان سے چھین نہیں سکے جس بے بہا کو وہ اپنے گھروں سے اتنی دور حفاظت کی پوٹلی میں باندھے ہوئے لئے بیٹھے ہیں اس کو زمینوں جیسی حقیر چیز کے بدلے میں خرید لیں الا انما کیدھم شدید

اس سے بھی زیادہ مسرت کی بات یہ ہے کہ شمالی امریکہ میں جہاں اسلام سے سخت تعصب روا رکھا جاتا ہے مسلمانوں کی تعداد ماشاء اللہ کچھ نہ کچھ ہے اور عیسوی اثر سے محفوظ ہے

جنوبی امریکہ میں تو ہندی مسلمان بہت زیادہ ہیں لیکن افسوس ہے کہ جہالت کی تاریکی نے انکو بہت بدنما بنا رکھا ہے۔ خدا کرے۔ شمالی امریکہ کی مسلم مہاجرین کی یہ چھوٹی سی جماعت آہستہ آہستہ وہاں وہ رنگ پیدا کرے۔ جو مہاجرین انگلستان کو آج اپنے اس نئے وطن میں نصیب ہے۔ (آمین)

اسلام اور اتحاد

مذریز نکوانسا باٹو" نامی ایک فرانسیسی ڈاکٹر نے فرانسیسی زبان میں حال ہی میں ایک کتاب "اسلام اور اتحادیین" کے عنوان سے شائع کی ہے اس میں ایک بات جو خاص طور پر قابل ذکر ہے یہ ہے کہ آجتک تمام یورپ مسلمانوں کے جس اتحاد سے لرزاں و ترساں رہا ہے اس کو ڈاکٹر موصوف نے اپنے کلمہ بلیغ کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نشانہ اس کا بے خطا نہیں

ڈاکٹر موصوف نے اسبات پر بہت زور دیا ہے کہ مسلمانوں میں نہ پولیٹکل حیثیت سے اور نہ مذہبی رنگ کوئی اتحاد نہیں۔ بلکہ ہر ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو تیار پایا جاتا ہے۔ اسلام کے ان ابتدائی پچیس تیس سالوں کے متعلق جبکہ زمانہ خلافت پہلے چار خلفاء راشدین کے ہاتھوں میں تھی ڈاکٹر موصوف کو اعتراف ہے کہ ان خلفاء کرامؓ کا اثر و اقتدار عالمگیر تھا۔ اور اسلئے اسلام کا شیرازہ مذہبی رنگ میں بندھا ہوا تھا۔ لیکن اس کے بعد ہی تین صدیوں کے اندر اندر نہ صرف شیعوں کے بڑے گروہ نے ظاہری خلیفہ ماننے سے انکار کر دیا۔ بلکہ بغداد کے علاوہ قرطبہ اور قاہرہ میں بھی علیحدہ علیحدہ خلافتیں قائم ہو گئیں۔ اب بھی قاہرہ کے فاطمی خلفا کی نسل سے فیض اور صنعاء میں موجودہ حکمران ہیں۔ وہ امیرالمؤمنین کہلاتے ہیں۔ اور دوسری طرف شریف مکہ نے اگرچہ ابھی علانیہ خلافت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ تاہم یہ یقین کیا جاتا ہے کہ پبلک کی طرف سے اپنی طرف ان الفاظ کے منسوب کئے جانے کی اجازت اس نے دے دی ہے جو ایک خلیفہ کی ذات کے لئے کبھی ضروری نہیں سمجھے گئے۔ "شہنشاہ حجاز"

خلافت کی اس تقسیم کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر موصوف نے مذہبی اتحاد کو لیا ہے۔ اور خود عرب کے اندر وہابیوں اور زیدیوں کے اختلاف اور شمشیر زنیوں شمالی افریقہ کے فرقہ سنوسی اور ان کے مخالفین اور ان کی باہمی نزاعات کا ذکر کر کے اور ایسا ہی شیعہ سنی کا نام لے کر بتایا ہے کہ ہر ایک اختلافی خیال کو بذریعہ شمشیر منوانے اور بزور حکومت رائج کرنے کی کوششیں ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور آجتک یہ اختلافات چلے جاتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کل اسلامی اتحاد تو ایک طرف صرف اہل عرب کا قومی اتحاد بھی ممکن نہیں اس سے بھی بڑھ کر ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے جسکے باطل ہونے میں کلام نہیں کہ جہاں جہاں یونان کا قدم گیا ہے یہ تفریق و اختلافات ساتھ [illegible] اور آئندہ بھی انہیں خطرہ ہے۔ کہ افریقہ میں [illegible] اسلام کا قدم بڑھ رہا ہے یہی صورت پیدا ہوگی افریقہ میں اسلام کی رفتار کا ذکر کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ کے اندر کیا گیا ہے۔ جسکو قاہرہ کے اخبار "العرفات" کے ایڈیٹر نے لکھا ہے۔ اس میں افریقہ کے اندر اسلام کی اس ترقی اور سرعت رفتار کو جائز طور پر فخریہ رنگ میں بیان کیا گیا ہے اور اسکے بالمقابل مشنری کوششوں کی ناکامی بتائی گئی ہے یہ گویا دلیل ہے اسبات کی کہ مسلمانوں نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور فیصلہ کن ارشادات کو چھوڑا نہیں اور کہ ہی خشک زخم

دد دواج میں بڑھ کر روحانیات کو انہوں نے بھلا دیا۔ بلکہ اس کو سے کر دور دراز ممالک میں اب بھی جاتے اور دوسروں کو اس سے بہرہ ور کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب موصوف کا خیال ہے کہ یہ روحانیات وعملیات کا وعظ جو ممکن ہے کہ آہستہ آہستہ افریقی قبایل میں بھی قومی امتیازات کا احساس پیدا کر دے۔ باہمی سے یورپین حکام کی بے چینی کا موجب ہو رہا ہے "یا" مفلا "ممکن" کی حدبندی تو ہونی مشکل ہے۔ البتہ یورپین حکام کی بے چینی کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ کسی آیندہ منتلاف کے احتمال پر مبنی نہیں۔ بلکہ عیسائیت کا وہ ناجائز رویہ جو افریقن اتحاد کو باہمی نزاعات اور دشمنی وعداوت میں بدل رہا ہے یہ بے چینی کا اصل موجب ہے۔ یا یوں کہئے کہ وہ اس تفریق کا سبب اپنی رنگدار عینک سے اسلام میں دیکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ عیسائیت میں موجود ہے اسلام صلح وامن کی تعلیم ہے اس سے بے چینی پھیلنے کے معنے کیا لیکن یہ خیالات قطع نظر اسبات کے قرآن کریم کی اصل تعلیم کیا ہے۔ اور باہمی نزاعات مسلمانوں میں واقعہ ہوئیں۔ یا ان کا احتمال ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کا جو تمام قومی امتیازات کو مٹا کر صرف تقوے ہی کو مدار اعزاز ٹھہراتی ہے اثر ہرگز نہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مسلمانوں پر ایک بہت بڑے زد مارنے والے ہیں۔ اور ان کی ہوا کو بگاڑنے کا موجب کیا یہ حقیقت نفس الامری نہیں کہ مسلمان اصول دین میں اتحاد ہونے کے باوجود فروعات میں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں جس وقت تلوار ہاتھ میں تھی۔ اس وقت اس کو بھی ایک دوسرے پر چلانے سے دریغ نہ تھا۔ اور اب جب کہ تلوار ہاتھ میں نہیں۔ تو زبانوں اور قلم کے تیر چلاتے اور کافر وملحد ایک دوسرے کو قرار دیتے ہیں۔ ہندوستانی مسلمان بالخصوص اس جگہ مخاطب ہیں۔ جو ایک طرف ہندوؤں تک سے رشتہ اتحاد جوڑ رہے ہیں۔ اور ان کی خاطر گائے کو بھی چھوڑنے پر تیار ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ ہندوؤں کے تلوار و پنیر ان کے رنگوں میں رنگین بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر نہیں مل سکتے۔ تو آپس میں ایک دوسرے کے گلے نہیں مل سکتے۔ بلکہ یہ بھی نہیں۔ کہ آپس کے اختلاف کو صبر اور تحمل سے برداشت کریں۔ یا مہذبانہ رنگ میں تبادلہ خیالات کریں۔ بلکہ اٹھتے ہیں۔ اور کبھی قادیان میں جا کر اور کبھی لاہور اور جہلم اور بعض دوسرے مقامات میں اپنی تمام علمیت کو اس عظیم الشان انسان پر تمسخر و استہزا میں صرف کر دیتے ہیں۔ جس کی پاک کوششوں نے اس مٹتے ہوئے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کیا۔ تم اس کے احسان کو مانو یا نہ مانو۔ لیکن اس پاک انسان کے تم پر بھی احسان تمہارے ہی۔ ہم وطن بلکہ مسلم بھائی ہیں۔ جو اسلام ہی کی خدمت میں مصروف افسوس ہے کہ تمہارے پاس ان خدمات کا اجر یہ ہے کہ ان کے نام پر تم تمسخر و استہزا کرتے۔ اور زبانوں کے تیر ان پر چلاتے ہو۔ پس کیوں غیر قوموں کو ایسی جرأت نہ ہو۔ کہ وہ اسلامی اتحاد کا یوں خاکہ اڑائیں۔ اور اسلام کے پاک نام کو اس سے داغدار کریں

کوئلے کی ہڑتال اور برطانوی تجارت

انگلستان میں کوئلے کی کان کنوں کی ہڑتال کی خبریں ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہونگے۔ اس ہڑتال نے شروع شروع میں جیسی خوفناک صورت اختیار کی تھی۔ اس سے اندیشہ تھا۔ کہ انگلستان میں بھی خانہ جنگی کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ کیونکہ کوئلہ والوں کے ساتھ ریلوے اور دیگر، باب آمد و رفت پر کام کرنے والوں نے بھی ہڑتال کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس لئے ایک دفعہ پھر لندن کے بازاروں میں وہ نظارے دکھائی دینے لگے۔ جو دوران جنگ میں نظر آتے تھے گورنمنٹ نے عام شہری لوگوں کو ملک کی فوجی امداد کے لئے بلایا۔ اور ہزارہا آدمی صبح سے شام تک مختلف جگہوں پر بھرتی ہو ہو کر فوجی وردیوں میں پھرنے لگے۔ بارے خدا نے رحم کیا۔ اور یک لخت ہوا کا رخ پلٹا۔ کان کنوں کے لیڈر نے گورنمنٹ کی پیش کردہ شرائط کو تسلیم کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ جس سے کان کنوں نے اختلاف کیا۔ اسپر ریلوے اور ٹرانسپورٹ والے بگڑے۔ اور مقررہ ہڑتال کو انہوں نے فسخ کیا۔ یہ تو سب کچھ اب پرانی باتیں ہیں۔ اگرچہ کان کنوں کی ہڑتال ابھی چل رہی ہے جسکا اثر بھی کم وبیش ہر جگہ نمایاں ہے بالخصوص جب کہ یہ ملک ہی ایسا ہے۔ کہ کوئلہ پر ہی یہاں کی بہت سی چیزوں کا دار و مدار ہے کوئلہ جس کو بعض اخبارات نے بطور تمسخر کارٹونوں میں ہیرے کی جگہ دی ہے یہاں کسقدر اہمیت رکھتا ہے۔ اور اسکے ملک کی تمام تجارت پر کسقدر اثر پڑسکتا ہے (بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ تجارت کا سارا دار و مدار ہی کوئلہ پر ہے) یہ مسٹر لائڈ جارج کی ایک تازہ تقریر سے ظاہر ہے۔ جو ویسٹ سلوان واقعہ کینٹ میں اسی ہفتہ پانچ ہزار کے مجمع میں انہوں نے کی مسٹر لائڈ جارج نے ان مشکلات کو بیان کیا۔ جو کوئلوں والوں کی بات کو ماننے یا انکو زیادہ شرح اجرت دینے میں حائل ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کوئلہ کی کانیں اسوقت نقصان پر کام کر رہی ہیں اور اگر کوئلہ کی قیمت بیرونی ممالک کے لئے بڑھا دی جائے۔ تو امریکہ کے کوئلے بالمقابل جو اس سے بہت ارزاں اور خاصیت کے لحاظ سے برطانوی کوئلہ سے عمدہ ہے اسکو کوئی نہ لے گا۔ اگر اندرون ملک میں قیمت کا اضافہ کیا جائے۔ تو لازمی طور پر ملک کی دوسری اشیا کی قیمتوں پر اسکا اثر پڑے گا۔ اور ان کی تجارت بیرونجات میں محال ہو جائے گی۔

ایسا ہی بتایا۔ کہ کان کنوں کا یہ اصول کہ جو کانیں نفع پر چل رہی ہیں۔ ان کے منافعہ سے نقصان اٹھانے والی کانوں کے مزدوروں کی شرح اجرت بڑھا دی جائے۔ اگر مان لیا جائے تو اسی اصول کا تمام دوسرے کارخانوں والے بھی مطالبہ کر سکتے۔ اور کہہ سکتے ہیں کہ ایک کارخانہ کے منافعہ دوسرے کے نقصان کو پورا کر دیا جائے۔ جبکہ کوئی کارخانہ والا منظور نہیں کر سکتا۔ اس پر ایک لطیفہ بھی کہہ کر شاید اسی لئے جو نقصان پر چل رہا ہے اس اصول کا حامی ہے۔ اور ڈیلی ہیرلڈ (جس کی اشاعت بارہ لاکھ روزانہ ہے) اس کا مخالف دیکھئے۔ اس کشاکشی کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اور نظام عالم امن کی صورت کب اختیار کرتا ہے۔ والسلام

خاکسار دوست محمد از ووکنگ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۱ء

مراسلات

ان دنوں ایسٹ افریقہ میں بیوپار اور ملازمتوں کی نہایت ردی حالت ہے۔ اس لئے کوئی مسلمان یا ہندو بھائی افریقہ آنے کا ارادہ نہ کرے۔ خواہ ملازمت کے لئے یا خواہ بیوپار کیلئے فی الحقیقت پچھلے دنوں یہاں کی حالت بہت اچھی تھی۔ بیوپار زوروں پر تھا۔ ملازمتیں بہت اور معقول تنخواہ پر مل جاتی تھیں۔ مگر کچھ عرصہ سے یہ حالات بدل گئے ہیں۔ اور بہت سے آدمی بوجہ ناواقفیت یہاں ملازمت کے لئے آگئے تھے۔ مگر افسوس کہ انہیں بہت کوشش کے بعد بھی ملازمت نہ مل سکی۔ اور آخر وہ واپس انڈیا چلے گئے۔

میں نے یہ چند سطور اس لئے عرض کی ہیں۔ کہ میرے مسلمان اور ہندو بھائی جو ان حالات سے ناآشنا ہیں۔ وہ کچھ عرصہ کے لئے جب تک کہ یہاں کی حالت پہلے کی طرح نہ ہو جاوے وہ ہرگز یہاں آنے کا ارادہ نہ کریں۔

نوٹ ہاں البتہ وہ شخص جن نے انڈیا سے ہی ملازمت کا بندوبست کر لیا ہو۔ بخوشی آ سکتے ہیں۔ ورنہ ہرگز نہیں آنا چاہئے۔ والسلام

خادم قوم عبداللہ جہلمی بوسوگہ ریلوے یوگنڈا برٹش ایسٹ افریقہ

مورخہ ۲۲/۵/۲۱

گورنمنٹ پنجاب کا ایک ضروری اعلان

ذیل کا اعلان ہم کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کے دفتر سے بغرض اشاعت موصول ہوا ہے۔ جسکو ناظرین کے فائدہ کی خاطر اس جگہ طبع کیا جاتا ہے عموماً دیکھا گیا ہے کہ حاجی لوگ اپنی واپسی پر برٹش گورنمنٹ سے حجاز گورنمنٹ کے عمال کی غیر منصفانہ اور دل آزارانہ طرز عمل کی شکایت کرتے ہیں۔ اس بناء پر برٹش ایجنٹ متعینہ جدہ نے حجاز گورنمنٹ سے اس امر کے متعلق سلسلہ جنبانی کی لیکن وہاں سے یہ جواب ملا کہ حاجی لوگوں کے سامنے ملک سے باہر جانے کے بعد تلافی مافات حاصل کرنے کے لئے کوئی حق نہیں رہتا۔ کیونکہ ان کی غیر موجودگی میں تفتیش و تحقیق ناممکن ہے۔ پس لازم ہے کہ وہ شاہ حجاز سے بذات خود داد خواہی کریں اس جواب پر گورنمنٹ ہند یہ اعلان کرنا مناسب سمجھتی ہے کہ بموجب منشاء گورنمنٹ حجاز حاجیوں کو لازم ہے کہ اگر دوران قیام میں انکو کوئی تکلیف پہونچے۔ تو وہ خود گورنمنٹ حجاز سے رجوع کریں اور جہاں تک جلد ممکن ہو۔ اپنی کیفیت فرمان بالا کے نوٹس میں لاویں۔ ورنہ حجاز سے واپس آنے پر پھر کوئی شکایت قابل سماعت نہ ہوگی۔

حسب الحکم

پی۔ ڈی کالنس سینئر اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ۔ مورخہ ۴ مئی ۱۹۲۱ء

ریویو

ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے۔ سابق مہر سنگھ اسسٹنٹ ماسٹر ہائی اسکول قادیان نے چند کتابیں ہمارے پاس بغرض ریویو ارسال کی ہیں۔ جنکا مختصر تذکرہ بغرض آگاہی ناظرین اخبار میں درج فرمائی ہے

(۱) وفات عیسیٰؑ از روئے قرآن۔ حدیث تفاسیر و انجیل جیسا کہ اس کتاب کے نام سے آشکار ہے یہ ایک ۲۸ صفحہ کی چھوٹی تقطیع کی کارآمد کتاب ہے جس میں وفات مسیح بڑے اچھے پیرایہ میں ثابت کی گئی ہے مبلغین احمدیت کے ہاتھ میں بڑا اچھا ہتھیار ثابت ہوگی۔ قیمت .... ۲؍ (سوا دو آنے)

(۲) اسلام اور گرنتھ صاحب اس میں گورو نانک صاحب کا مسلمان ہونا بڑے معقول طرز سے اور خود گورو تلنک کے اقوال اور تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے سکھ قوم میں کام کرنے والوں کو ضرور اس کتاب کو اپنے پاس رکھنا چاہئے۔ ۴۶ صفحہ کی کتاب ہے۔ قیمت (سوا چار آنے) ۴؍

(۳) اسکولوں اور کالجوں کے طالب علم۔ اور ان کی حفاظت و صحت پر ہولناک اثر ۴۵ صفحہ کی کتاب ہے اور ۴؍ قیمت ہے

طالب علموں اور استادوں و نیز والدین سب کے لئے اس کا ازبس ضروری اور مفید ہے۔ ہر سہ کتب کے ملنے کا پتہ ماسٹر عبدالرحمن بی اے قادیان ضلع گورداسپور

فہرست چندہ جماعت بمبئی

	فطرانہ	عیدفنڈ
جناب سیٹھ اسمعیل آدم صاحب معہ فرزنداں و ملازم وغیرہ	۱۲؍	۵؍
مومن حسین معہ اہل وغیرہ	۱۰؍	۲؍
میاں احمد صاحب ولد بابا زین الدین صاحب	۷؍	۲؍
میاں ابراہیم صاحب ولد بابا زین الدین صاحب	۱۰؍	۵؍
چوہدری اللہ دتہ صاحب		۱۰؍
عبدالرزاق صاحب		۸؍
حیدر علی.... صاحب		۸؍

میزانکل

مومن حسین صاحب سیکرٹری صاحب بمبئی

چہارشنبہ مورخہ ۹ شوال ۱۳۳۹ھ مطابق ۶ جولائے ۱۹۲۱ء

فاتحۃ السنۃ التاسعۃ
پیغام صلح کا سال نہم

الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

والحمد للّٰہ الذی اکمل لنا دیننا واتم علینا نعمتہ و

رضی لنا الاسلام دینا والحمد للّٰہ الذی جعلنا من خیر

امتہ اخرجت للناس یامرون بالمعروف وینھون

عن المنکر ویومنون باللّٰہ

واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدیٰ و

دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللّٰہ شھیدا

الذی ختم بہ الانبیاء وھدی بہ الاولیاء والاتقیاء

پیکر کائنات کا ذرہ ذرہ ایک عجیب عالم اضطراب میں ہے۔ اجزاء لایتجزے یعنی سالمات سے لے کر بڑے سے بڑے اجرام سماویہ اور عمل تکوین و تبدل برابر جاری ہے۔ جمادات نباتات اور حیوانات اس عملی دوڑ دھوپ میں یکساں طور پر ساعی ہیں۔ قدرت کی ان تمام اشیاء کے اندر یہ حرکت اور تغیر کوئی بے معنی اور خالی از حکمت تغیر نہیں بلکہ ذرات عالم کا یہ اضطراب یا تو کسی چیز کے نشوو ارتقاء کا باعث ہوتا ہے اور یا اُسکے انحطاط اور ادبار کا۔ ایک چیز کو اگر یہ ترقی کے اعلے معراج کی طرف لے جا رہا ہے۔ تو دوسری کو تنزل کے اسفل السافلین کی طرف۔ مادیات کی کوئی چیز حالت سکون میں نہیں۔ ہر ایک چیز جسکو جامہ ہستی عطا کیا گیا ہے۔ اپنی حفظ و بقا کے لئے فطرتاً یا اضطراراً طور پر ایک عجیب قسم کی کشمکش میں ساعی ہے انواع مخلوقات کا ہر فرد باقی افراد پر نہ صرف غالب آنا بلکہ اپنے [illegible] فائدہ کی خاطر اپنے نشوونما اور ارتقاء کی منازل میں آڑے آنے والی اشیا کو صفحہ عالم سے مٹا دینا چاہتا ہے حشرات الارض کی ننھی سے ننھی انواع سے لے کر سمندر کی مچھلیوں اور بڑے سے بڑے حیوانات تک کے روزانہ واقعات حیات کا بنظر امعان مطالعہ کرو۔ کہ کس طرح سے یہ تمام انواع حیوانات باہم گتھم گتھا اور برسرپیکار ہیں پھر انسان جو خلاصہ موجودات کے عنوان سے معنون ہے وہ قدرت کے اس ضروری اور اٹل قانون سے کیونکر مستثنے ہو سکتا ہے اس کے لئے بھی ہی صفا اور مروہ (سب کچھ کھو کر فنا ہو جانے اور ہمیشہ روایت کئے جانے والے یا باقی رہ جانے والے) دو پہاڑوں کے درمیان سعی لازمی ہے اقوام عالم میں سے جو قوم حفظ و

[1] تجزئے کا بھی مرکب ہونا اب مسلمات سائنس ہے چھوٹے سے چھوٹا ذرہ بھی الیکٹران (برقی۔ پاریں) ہوتا ہے۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور باہتمام ماسٹر فقیر اللہ پرنٹر و پبلشر کے چھپکر شائع ہوا

درس قرآن

ذ باللہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
ـ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝
لَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰہَ اِلَّا
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْہُ
تٌ مُّحْکَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِھٰتٌ ؕ فَاَمَّا
یْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَآءَ
لْفِتْنَۃِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِہٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ
سِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ ۙ کُلٌّ مِّنْ
ِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(آل عمران ۳ ۔ آیات ۵ تا ۷)

بنا اللہ تعالیٰ پر نہ زمین میں کوئی چیز چھپی ہے اور نہ آسمان میں، وہی
، جو تمہاری تصویریں رحموں میں بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے ۔
کے سوا کوئی الٰہ نہیں ۔ وہ غالب ہے، حکمت والا ہے ۔ وہی ہے
نے تجھ پر کتاب اتاری اس میں سے (کچھ) محکم آیتیں ہیں جو کتاب
ں (یعنی اصل) ہیں ۔ اور کچھ اور متشابہ ہیں پھر جن لوگوں کے
ں کجی ہے وہ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو متشابہ ہے فتنہ
ـ نے کے لئے اور یہ چاہتے ہوئے کہ اُن کی (من مانی) تاویلیں
، اور اس کی کوئی تاویل نہیں جانتا سوائے اللہ کے، اور ان کے
م میں پختہ ہیں، وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے
کی طرف سے ہے اور عقل والوں کے سوا کوئی نصیحت قبول
کرتا۔"

ۃ آلِ عمران کی ۵ تا ۷ آیات ہیں ۔ ان سے قبل کی آیات ا تا ۴ کی
ے پچھلے درس میں کی تھی ۔ اُن آیات میں ذکر تھا قرآن سے پہلی الہامی
حالانکہ وہ اپنے وقت کے لوگوں کے لئے ہدایت تھیں مگر ان کے
ے آج ہدایت یا سیدھے راستہ پر نہیں رہے (اور اس کا ثبوت یہ ہے
پنے دینوں پر عمل کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کو پا نہیں سکتے
ے کا نشان ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اُن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا مقام پر

کیا بلکہ اختلافات بھی پیدا کئے ۔

مزید تفسیر سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ محکم اور متشابہ آیات سے کیا مُراد ہے ؟ حضرت امام راغب نے محکم کی تعریف کی ہے کہ " محکم وہ ہے جس میں لفظ اور معنی کی حیثیت سے کوئی شبہ وارد نہ ہو "۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی توحید یا اعمال کی جزا و سزا کے بارہ میں قرآن حکیم کی آیات ایسی واضح اور یکساں ہیں کہ اُن کے بارہ میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہو سکتا ۔ اور " متشابہ " آیات ایسی ہیں کہ ان کے ایک سے زیادہ معنی کئے جا سکتے ہوں جو ایک دوسرے کے مشابہ تو ہوتے ہیں مگر ان کی تاویل بجائے محکم آیات کی روشنی میں کرنے کے جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہو وہ من مانی تاویلیں کر کے اختلافات اور حق بات سے پھر جانے یا فتنہ کی صورت پیدا کر دیتے ہیں ۔ مثلاً انجیل میں خدائے واحد کی صاف اور واضح تعلیم اور تاکید ہے ۔ جب حضرت عیسٰیؑ سے پوچھا گیا کہ سب حکموں میں اول حکم کیا ہے تو " یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے ۔ اے اسرائیل سن ! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے "۔ تو پوچھنے والے فقیہہ نے اُس سے کہا " اے استاد ! بہت خوب ! تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں "۔ (مرقس باب ۱۲ ۔ آیات ۲۹ و ۳۲) ۔ مگر چونکہ دُوسری جگہ انہوں نے خدا کو " باپ " کے لفظ سے پکارا یا کہیں اپنے آپ کو " خدا کا بیٹا " کہا تو یہودیوں نے یہ الزام لگا کر کہ یہ خود خدا ہونے کا دعوٰی کرتا ہے انہیں سنگسار کرنا چاہا تو حضرت عیسٰیؑ نے اس کا خود جواب دیا کہ کیا تمہارے بڑے خدا نہ کہلاتے تھے (جیسا کہ تورات کی کتاب زبور میں بطور مجاز نیک لوگوں کے لئے لفظ خدا بلکہ الٰہ آیا ہے " میں نے تو کہا کہ تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو " (۸۲ : ۶) تو میں نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا انہی معنوں میں کہہ دیا تو تم کہتے ہو کہ میں کفر بکتا ہوں ۔ (یوحنا ۱۰ ۔ ۳۴ تا ۳۶) پھر ساری عمر حضرت عیسٰیؑ اپنے آپ کو " ابنِ آدم " کہتے رہے اور دو انجیلوں میں اُن کے شجرہ نسب میں اُن کے ماں اور باپ انسان (یوسف نجار) لکھے ہوئے ہیں ۔ مگر بعد میں پولوس اور دوسروں نے حضرت عیسٰیؑ کو بطور مجاز یا استعارہ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہنے کا یہ فائدہ اٹھایا کہ انہوں نے حضرت عیسٰیؑ کو نہ صرف سچ مچ کا خدا کا بیٹا بلکہ خدا (تین میں سے ایک) بنا ڈالا ۔

بقا کے لئے ختم نہیں کرتی - وہ ضرور ایک دن صفحۂ ہستی سے صاف ہو کر رہیگی - اشیاءِ قدرتکا یہ تنازع للبقاءِ انسان کے درسِ بصیرت کیلئے ایک آئینہ گویا ہے کہ کائنات ہستی کی ہر ایک شے نہ صرف جمادات نباتات اور حیوانات بلکہ تمام معنویات خیالات اور اعتقادات میں بھی یہ قانون عمل جاری و ساری ہے - یہ باہمی کشمکش اور پیکار لازماً بعض خیالات و عقائد کو جو حقیقت سے خالی ہوتے ہیں - فنا کرتی رہتی ہے اور اصول حقہ اور علوم صحیحہ کو باقی رکھتی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جسطرح ظاہر عالم میں بعض اوقات گرد و غبار کی آندھیاں مطلع عالم کو مکدر کر دیتی ہیں اور حقیقت غبار کے پردہ میں مستور ہو جاتی ہے اسی طرح خیالات و عقائد کی سرزمین میں بھی آئے دن بگولے اور آندھیاں برپا ہوتی رہتی ہیں - اور حقیقت حال پر ایک وقت کیلئے پردہ پڑ جاتا ہے لیکن جب مطلع صاف ہو جاتا ہے - تو حقیقت اپنے چہرہ سے نقاب اٹھا دیتی ہے :-

۲) مذاہب مختلفہ اور ملل شتّٰی کی باہمی آویزشوں میں بھی فطرت کا وہی قانون کام کر رہا ہے کہ جو کائنات کی کل انواع کے اندر کر رہا ہے - سمندر کی بڑی مچھلیاں اور خشکی کے زبردست حیوانات کمزور جانوروں کو کھاتے جا رہے ہیں - اور تنازع للبقاء کی اس عظیم الشان جنگ میں بقا صرف اسی کیلئے ہے - کہ جو اپنے اندر زندہ رہنے کی زبردست طاقت رکھتا ہے اور اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کیلئے سب سے بڑھکر جہاد کرتا ہے اسلام اس دنیا کے لئے امن اور سلامتی کا آخری پیغام ایک کامل اور مکمل مذہب ہے جو زندہ رہنے کی اپنے اندر ایک زبردست قوت حیات رکھتا ہے اور اسی لئے خداوند عالم نے اسکی نسبت فرمایا - الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا :-

اب ہم صرف [illegible] ہے کہ دیگر مذاہب مختلفہ [illegible] تبلیغ کی بنا سے

۳) سلسلہ احمدیہ کی تاسیس کا مقصد وحید حضرت مسیح موعود نے اشاعت و تبلیغ اسلام قرار دیا ہے دنیا اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتی کہ اس مخصوص میدانِ عمل میں جو کام احمدیت نے کیا ہے وہ دو ستر کروڑ کا مسلمانوں کی کسی جماعت کو کرنا نصیب نہیں ہوا لیکن سلسلہ احمدیہ کی باہمی مشاجرت و مخالفت نے ایکے اس نصب العین کو بھی سخت صدمہ پہنچایا ہے اور جماعت کے ایک حصہ کثیر نے غلو و اغراق کی راہ اختیار کر کے پیر پرستانہ منقبت سرائی کو اپنا دستور اساسی ٹھیرا لیا ہے تاہم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ خود خداوند عالم کے خطاب کردہ "لاہور کے پاک ممبروں" نے گدی پرستی کے جبس سے علیحدگی اختیار کر کے اس عظیم بالشان نصب العین کو اپنا محورِ عمل قرار دے لیا ہے اور مسیح موعود کی آمد کی علت غائی کو کلیتاً فوت ہو جانے سے بچالیا - اس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے جسقدر کام کرنیکی توفیق دی ہے اسکی تفصیل بڑی ہی طولانی ہے جسکی اس مختصر میں گنجائش نہیں

۴) حضرت مسیح موعود نے اپنے آخری ایام حیات میں ہندوستان کے مختلف ادیان و ملل میں اشاعت اسلام کے لئے رستہ صاف کرنیکی غرض کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مختلف مذاہب کو مخاطب کر کے ایک پیغام لکھا - اور اپنے اس آخری پیغام کو انہی لوگوں میں بیٹھکر لکھا کہ جو اس کو اپنی تمامتر کوششوں کا مرکز عمل بنانے والے تھے حضرت مسیح موعود کے اس آخری پیغام کو بروئے کار لانے کے لئے اسکے اپنے کلام سے پاک قرار دادہ پاک ممبروں نے "اخبار پیغام صلح" کو جاری کیا اسکا نصب العین کسی جعلی مقام محمود کی پرستش اور خلافت خالفہ کا ڈھونگ رچانا نہ تھا - بلکہ یہ وہ اخبار ہے کہ جسکا [illegible] خود حضرت مسیح موعود نے اپنے ہاتھوں پیغام صلح کے نام سے لکھا اور اس کا محورِ عمل اشاعت اسلام قرار دیا - اس ہشت سالہ خادم قوم نے جسقدر خدمات سر انجام دی ہیں - وہ اس کے مستقل خریداروں سے پوشیدہ نہیں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اگر اوقات گرانی کے اکثر حصے سوءِ فہم اور تاویل و تعبیر باطل کی الجھائی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے میں خرچ ہوئے تاہم مجدد الدین حضرت امیر کے خطبات اور روح پرور تقاریر اور حقائق و معارف دینیہ سے پُر ملفوظات اور انگلستان میں اشاعت اسلام کے کارنامے اور دیگر بزرگان سلسلہ کی قیمتی تحاریر کو قوم تک پہنچانے میں قوم کی نہایت قابل قدر خدمت کی ہے - اب اخبار اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال نہم میں نئے انداز سے قدم اٹھاتا ہے - قارئین اخبار سے امید ہے کہ وہ بھی اس پیغام حق و صداقت کی اشاعت میں مقدور بھر کوشش کریں گے - فی زمانہ قوموں کی حیات اور زندگی کا ثبوت صرف انکی قومی انسٹیٹیوشنوں اور صحیفوں کی کثرت اشاعت سے ہی دیا جا سکتا ہے - قوم کے ہر فرد کا فرض ہے کہ اسکے منفعہ مقاصد سے آگاہ ہو - جب تک ساری کی ساری قوم کے افراد ملکر اپنے مقاصد کی تکمیل میں کوشش نہیں کرتے قوم کامیاب نہیں ہو سکتی قوم کا جو فرد قومی مقاصد سے واقفیت حاصل نہیں کرتا وہ قومی مجرم ہے - ایک ایسا بیمار عضو ہے کہ جو قوم کیلئے غیر مفید ہی نہیں - بلکہ ضرر کا موجب ہے - اس کیلئے بہتر ہے کہ یا تو وہ منفعہ مقاصد سے واقفیت حاصل کر کے قوم کیلئے مفید بنے اور یا اس سے قطع تعلق کر کے اس سے علیحدہ ہو جائے جہاں اراکین سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ اخبار کو زیادہ سے زیادہ مفید بنائیں وہاں قارئین کرام کا بھی فرض ہے کہ وہ اخبار کی توسیع اشاعت میں کوشش کریں اور سلسلہ کے ہر فرد اور غیر از جماعت لوگوں تک بھی اس کو پہنچائیں

اخبار کا دائرہ عمل   اخبار کی ادارت اسوقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
اخبار پیغام صلح لاہور
جلد ۹ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۲۱ء نمبر ۱

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت خواجہ صاحب ایدہ اللہ بنصرہ

انا عرضنا الامانۃ علی السموٰت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا۔ ترجمہ۔ ہم نے پیش کی امانت اپنی پہاڑوں کے اور زمین کے اور آسمانوں کے سامنے انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور ڈر گئے اس سے انسان نے اٹھایا اسکو کیونکہ وہ ظالم اور جاہل

یہ ہمارے اعضاء یوں تو ہر ایک ایسی چیز جو اور کسی سے ہمیں ملتی ہے۔ اور جسکے پیدا کرنے ہماری قوتِ عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ وہ اپنے اندر امانت کا رنگ رکھتی ہے۔ مگر اور وہ چیز ہماری ضروریات کے دفعیہ تک ہی محدود ہو۔ اور دینے والے نے انہی ضرورتوں کو سامنے رکھکر ہمیں دیا۔ تو پھر وہ امانت نہیں رہتی۔ ایک بخشش ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ دی ہوئی چیز ہماری ضروریات کے پورا کرنے کے بعد بھی بچ رہے۔ اور اس عطیہ کے دینے والے کے سامنے اس چیز کے اور بھی محتاج ہیں جنکے استفادہ کے وہ کبھی اشارہ [illegible]تے ہیں۔ تو وہ چیز امانت کا رنگ اپنے اختیار کر لیتی ہے امانت کی اس حقیقت کو سامنے رکھکر تم اپنے جوڑا اور استعداد پر غور کرو۔ جو خدا تعالیٰ نے تمہیں بخشے ہیں۔ اور پھر اپنی قوتوں کا اور اپنے اعضاء و جوارح کا مقابلہ نہ دیگر مخلوقات کے اعضاء و جوارح سے کرو۔ تو تیرا ان مقدس الفاظ کی حقیقت فی الفور منکشف ہو جاوے گی۔ کل مخلوقات نشو و نما اور ان کی ہستی جن خوراک کو پر منحصر ہے وہ ان کے ماحول میں موجود ہوتی ہیں لیکن انکو انہیں خود حاصل ہوتی ہیں۔ ایک پہاڑ اور ایک درخت روزانہ اپنی خوراک اپنی اردگرد کی جزو سے حاصل کرتا ہے انہیں قدرت کاملہ نے قوتِ جاذبہ رکھی ہے جس ذریعہ وہ اپنی چیزیں اور خوراک حاصل کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بیسیوں ٹیلوں میں سے ایک ٹیلہ ایک مدت کے بعد ایک پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اگرچہ یہ نشو و نماء اس کو صدیوں میں حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اس کے لئے قوت جاذبہ کو روز ہی کام کرنا پڑتا ہے جن ٹیلوں کی قوت جاذبہ کمزور ہو جاتی ہے۔ یا مر جاتی ہے۔ وہ وہیں کے وہیں رہ جاتے درختوں کا بھی یہی حال ہے کہڑے کے کھڑے ہر روز اپنی مایحتاج کی قدر کرتے رہتے ہیں لیکن ہم جب دیجان اور ذی حرکت جانوروں میں آجاتے ہیں۔ تو وہ اپنی نشو و نما کے لئے جس خوراک کے محتاج ہیں۔ اس کی طرف ہمتی حرکت کرنی پڑتی ہے۔ انہیں خدا کے دیئے ہوئے قوا مشہودا حرکت میں لانے پڑتے ہیں یہی حال انسان کا ہے یہ سب کی سب باتیں جو خدا تعالیٰ نے مخلوقات کو دی ہیں۔ وہ عطیات ربی ہیں وہ موہبت الٰہی ہے۔ لیکن جو انسانی قوا اور باقی کل کی کل مخلوقات کے قوا میں بلحاظ استعمال یا بلحاظِ نتائج مابہ الامتیاز پیدا ہوتا ہے وہ ان عطیات الٰہیہ کو یہاں کل مخلوق کے حق میں ایک بخشش بنا دیتی ہے۔ وہی انسان کے حق میں ان عطیات کو امانت ٹھہراتی ہے

انسان کے سوا کسی مخلوق میں یہ طبیعت ہی نہیں ڈالی گئی۔ یا ان میں یہ استعداد ہی نہیں رکھی گئی۔ کہ وہ اپنے روزانہ مایحتاج سے زیادہ اپنی خوراک یا اپنی ضرورت کی چیزوں کو پیدا کر سکتی اس میں کسی حد تک چیونٹی یا ریچھ یا ایک آدھ اور جانور کی استثناء ضرور ہے۔ لیکن یہ جانور اگر ان روزانہ ضرورت سے زیادہ کم خرچ کرتے ہیں۔ تو وہ صرف آیندہ وقت کے لئے ہوتا ہے جس میں وہ گھر سے باہر نکلنے کے ناقابل ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ اپنے قوا کو استعمال کرکے اپنے مایحتاج کا ذخیرہ کرنے کے لئے ان جانوروں میں استعداد نہیں ہے

ایک انسان نہ صرف اس قابل ہی بنایا گیا ہے کہ وہ اپنی مایحتاج کا آپ ذمہ وار ہو سکے۔ بلکہ اگر وہ اپنے قوا کو صحیح طور پر استعمال کرے۔ تو اس کی اپنی کمائی ہزار در ہزار دوسرے انسانوں کی ضرورتوں کو مکتفی ہو سکتی ہے۔ کیا خدا تعالیٰ نے شیر کو وہ ہاتھ پاؤں نہیں دیئے جو تمکو عطا کئے ہیں۔ کیا وہ اپنی روزی کمانے میں تمہاری طرح ہاتھ پاؤں نہیں مارتا۔ پھر وہ کونسی چیز ہے جو تمہیں اپنی ضرورت سے لاکھ گنا زیادہ چیزیں پیدا کرنے کے قابل کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا۔ تو یہ استعداد تم میں نہ رکھتا اس استعداد کا تم میں موجود ہونا۔ اور اس استعداد کے لئے تمہارے اکتساب کا تمہارے ضروریات سے کئی گنا زیادہ ہوتا۔ اور پھر استعداد کا تم میں تمہارے کسی عمل کا نتیجہ نہ ہوتا۔ دوسری طرف تمہارے اردگرد صدہا ایسی مخلوقات ہیں۔ جو تمہاری کمائی سے مستفید ہو سکتی ہیں یہ اس بات کی طرف ٹھیک اشارہ ہے کہ یہ قوتیں تمکو برنگ امانت دی گئی ہیں۔ مگر کل

مخلوقات کو قوتیں بخشنے والا وہی ایک خداوند وہ جو رب العالمین ہے۔ تو پھر مخلوقات کی ربوبیت میں اس کا محدود استعدادوں والی قوتیں دینا اور تمکو لامحدود استعدادونکی قوا بخشنا جو تمہاری ضروریات سے ہزارہا گنا بالاتر ہیں۔ یہ امانت نہیں تو اور کیا ہے تم اپنی آنکھ کان پاک دماغ الغرض حواس ظاہری اور باطنی کا دیگر مخلوقات کے حواس سے مقابلہ کرلو۔ اپنی ہر ایک قوت میں یہی رنگ پاؤگے۔ جو میں بیان کر رہا ہوں۔ تمہاری آنکھ میں کل مخلوقات کی جو دیکھ سکتی ہے آنکھوں کی استعدادیں موجود ہیں۔ تمہارے کان تمہارے گلے تمہارے ہاتھ تمہارے دیگر کچھ ایسے احسن تقویم کہ کل مخلوقات کی استعدادیں آپ کے اندر آ جمع ہوئیں۔ تم مچھلی کی طرح دریا میں تیر سکتے ہو۔ پرندوں کی طرح ہوا میں پرواز کرسکتے ہو۔ گھوڑے سے بڑھ کر تمہاری تیز رفتار ہے۔ تمہاری آنکھ عقاب سے زیادہ تیز بین ہے اب ان دنیا کی جہان کی استعدادونکو تمہارے اندر جمع کر دینا۔ کیا تمہاری اپنی ذاتی ضروریات کے واسطے فرداً تو تمہیں ان کی ضرورت بھی مثلاً یہ قوا ہر ایک انسان میں بالفعل نہیں ہوتی پھر کیا وہ انسان بہتا نہیں زندہ نہیں رہتا۔ ان استعدادوں کا تم میں پایا جانا اور پھر ان کے نشوونما کے بغیر تمہاری ضروریات زندگی میں کوئی حرج واقع نہوتا۔ اسطرف اشارہ کر رہا ہے کہ خداتعالے نے جسقدر طاقتیں تمہیں بخشی ہیں وہ تمہارے لئے نہیں۔ بلکہ یہ کسی اور کے فائدہ کے واسطے ہیں اس لئے یہ قوا برنگ امانت تمہیں دیئے گئے۔ تم لاکھوں روپیہ کما کر صندوق [illegible] ہو [illegible] سے یہ تو پایا گیا۔ کہ وہ تمہاری [illegible] اگر [illegible] خداتعالے تمہیں

یہ طاقت ہی نہ دیتا۔ تو تم کیسے پیدا کرتے۔ کیا اس سے یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ یہ عطیات برنگ امانت ہیں۔ پھر امانت کا ایک اور رنگ بھی ہے۔ امین ہونا ایک قسم کا مجاہدہ چاہتا ہے۔ اگر کوئی انسان اپنے سے کوئی چیز جدا کرے اور ایسے جدا کرنے میں اس کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ بلکہ اس کی جدائی اس کی سبکدوشی کا موجب ہو۔ تو اس قسم کے چیزوں کو دینا امانت کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے امانت کی شان وہیں جلوہ گر ہوتی ہے۔ جب نفسانی خواہش امانت کو اپنی ضرورت پر استعمال کرنے کو مجبور کرے۔ پھر اپنے نفس کا مقابلہ کرکے امانت کو امانت سمجھے۔ اسی طرف قرآن کی آیت نے اشارہ کیا ہے۔ انه کان ظلوما جهولا۔ انسان میں ایک نفس ہے وہ اس سے خیانت کی طرف لے جانا چاہتا ہے لیکن اس میں اس نفس کی خلاف چلنے اور اپنے پر ظلم کرنے کی بھی استعداد ہے۔ جب وہ نفس کو مارتا ہے تو اس میں امانت کا رنگ پیدا ہوجاتا ہے وہ اس امر کی جانے بوجھ کہ وہ چیز اس کے حق میں مفید ہے پھر اس کے انجان ہوکر چیز کو واپس کر دیتا ہے

الغرض جب تک کسی مخلوق میں اس طرح کا اپنے پر ظلم کرنے کی اور اس رنگ میں انجان بننے کی استعداد نہ ہو۔ تب تک وہ بار امانت کے اٹھانے کی قابلیت نہیں رکھتا اس لئے قرآن نے فرمایا۔ انه کان ظلوما جهولا اب اس رنگ میں بھی انسان کا دیگر کل معلومات سے مقابلہ کرلو ایک بکری یا ایک بھینس اگر ہمیں دودھ دیتی ہے۔ تو یاد رکھو کہ وہ دیتی امانت کو واپس نہیں کرتی اسکے تھنوں سے دودھ کا نکلنا ہی

ان کی زندگی اور راحت کا موجب ہوتے کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ جس دن دودھ کا دوہنے والا نہ آئے۔ یا ایک وقت مویشی کے تھن دودھ سے ہلکے نہ کئے جاویں۔ تو دودھ کا وہاں رہنا ہی اس کی موت کا موجب ہو جاتا ہے یہ خون میں ثمردار درخت نظر آتے ہیں۔ ان کے متعلق تمہیں علم نباتات والے ہی بتلا دیوینگے۔ کہ پھلوں کے پکنے کے بعد ان پھلونکا ٹہنوں پر رہنا درخت کی زندگی کے واسطے نقصان دہ ہے پھلدار درخت کی زندگی اور اس کا آئندہ باردر ہونا اسی بات پر منحصر ہے کہ پھل کے پک جانے پر ان کو ان سے دور کر دیا جاوے تو اب کیا ان مخلوقات کی طرف سے ہمیں ان چیزوں کا ملنا کوئی انکا اپنا عطیہ ہے۔ یا امانت کی واپسی ہے ایسا ہی کسی چیز کے اضطراراً کسی چیز کا خارج ہونا جس سے اور چیزونکو فائدہ پہنچے۔ وہ نہ عطیہ ہے نہ امانت کی واپسی سے روشنی آنا۔ نیز دیگر اقوام ملکی سے اور پہاڑوں سے چشموں کا نکلنا۔ یہ سب سے سب اضطراری امور ہیں اسلئے ان کی طرف سے یہ نہ عطیہ ہے نہ واپسی امان۔ اور نہ ان کے جدا ہونے سے انکو کوئی تکلیف ہے۔ پھر امانت تو اسوقت ہوتی کہ ان جداشدہ چیزونکے فائدے کا انہیں احساس ہوتا۔ اور احساس ہونے پر وہ بحس کیطرح ان چیزونکو اپنے سے جدا کردے الغرض یہ تشریحات تم پر آیت زیر بحث کو حقیقت کو منکشف کرتی ہیں۔ کہ کیوں مخلوقات الٰہیہ میں صرف انسان ہی ظلوم و جہول کیا جا سکتا ہے اور کیوں ظلوم جہول کی صفت سے ہی شان امانت انسان میں پیدا ہوسکتی ہے۔ اور وہ کیا امانت ہے۔ جو انسان میں جو دی

اور دوسری مخلوق ہیں نہیں۔ اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جو کچھ بھی خدا تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے وہ بہ رنگ امانت ہے ہم اگر دنیا میں جیتے ہیں۔ تو دوسروں کے فائدہ کے لئے ہم کو اگر ہاتھ پاؤں دیئے ہیں تو دوسروں کی احتیاج دور کرنے کے واسطے ہم کو اگر روشنیٔ دل ودماغ دی گئی ہے۔ تو اُن اپنے بھائیوں کو ظلمت کدوں سے نکالنے کے واسطے جنمیں وہ سرگردان پھر رہے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو جیسا میں نے پہلے کہا ہم کو ضرورت سے زیادہ چیزیں پیدا کرنے کی استعداد ہی کیوں دی گئی۔ یاد رکھو تم لوگ نفس پرستی کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہو۔ دیکھو اس امانت کی ادائیگی کا راز کس طرح آں حضرت صلعم کی مبارک زبان پر جاری ہوا قل ان صلاتی ... جو پائی یا پیسہ تم اپنی ضرورت حصہ سے زاید خرچتے ہو۔ وہ اسراف ہے۔ لہذا جو کچھ تمہاری کمائیوں میں سے تمہاری ضرورتوں سے زاید رہ جاتا ہے ان میں دوسروں کا حق ہے ومما رزقنٰہم ینفقون کے یہی معنے ہیں۔ اگر یہ شان اتقا جیساکہ قرآن کی پہلی آیت کہتی ہے تو پھر یاد رکھو کہ خدا کی رزق دادہ اشیا کے طرف تم ہی مالک نہیں ہو۔ بلکہ ان میں اوروں کا بھی حصہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم اس امانت کو کسطریق پر استعمال کریں جو اس بار امانت سے حقیقی معنوں میں سبکدوش ہو جاویں۔ ہم اپنے قوا کو نفع انسانی کے لئے کس راستہ پر خرچ کریں خیرات کی صدہا راہیں ہیں۔ خیرات دراصل اپنے قوا کو دوسروں کے نفع میں استعمال کرنے کا نام ہے یا بہ الفاظ دیگر ان خداداد قوتوں کو اور ان کے ذریعہ جو کچھ ہم کماتے ہیں ان سب کو امانت سمجھنا۔ اور امانت کے طریق پر استعمال کرنا۔ الغرض خیرات کے تو بیسیوں راستے کھلے ہیں اور جس راہ پر ہم چلیں۔ ایک نہ ایک رنگ میں ہم نے اس امانت کو ادا کر دیا۔ سرائیں بنا کر۔ یتیم خانے کھولکر۔ دان پن کر کے۔ لنگر خانہ جاری کر کے کوئیں بنا کر۔ شفا خانہ بنا کر۔ مساجد بنا کر۔ مدرسے کھولکر۔ صنعت وحرفت کے راستے لوگوں کو ظاہر کر کے۔ یہ سب امانت گذاری ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ہم میں سے کون یہ نہیں چاہتا کہ ہم اس امانت کو اس طرح ادا کریں۔ جس سے مالک الملک ہم سے از حد خوش ہو جاوے یا بہ الفاظ دیگر۔ ہم وہ کام کریں جس سے امانت کا بوجھ بہترین طریق پر خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہم سے اتر جاوے اس سبق کے حاصل کرنے کے لئے پھر ہم کو علم حقیقی کی طرف ہی توجہ کرنا ہے۔ (اور کیا عجیب بات ہے) کیونکہ وہ انسان ہے اور آیت زیر بحث کا مصداق ہے مثل دیگر انسانوں کے۔ اور کیا مزہ کی بات ہے کہ اسکے اہل وطن نے اسکے دعوے نبوت سے بہت پہلے اسکو لقب بھی آمین کا دے رکھا تھا آؤ زانوئے شاگرد اس آمین کے سامنے نہ کریں۔ اس کی زندگی سے مطالعہ کریں کہ اُس نے اس امانت کو کسطرح ادا کیا۔ اسنے اپنی اس زندگی کے مقصد کو جسکی طرف آیت قل ان صلاۃ ..... اشارہ کر رہی ہے کسطریق پر ادا کیا۔ وہ جو ہمارے لئے قرآن کریم میں اسوہ حسنہ ٹھرایا گیا ہے تو وہ کن باتوں میں ہمارا اسوہ ہے۔ الغرض جن راہوں پر وہ چلا اور جس طریق سے اس نے اپنی زندگی کو خرچ کیا۔ وہی بہتر سے بہتر طریق اور وہی بہتر سے بہتر اسوہ امانت خداوندی کی ادائیگی کا ہے۔ وہ لوگوں کو اس امانت کے وہ شعبے بھی بتلاتا ہے۔ جن کا ماتحت ایک نیک طریق پر یہ حق امانت ادا ہونا چاہیئے۔ وہ ہم کو کہتا ہے کہ دوسروں کی مدد کرو۔ محتاجوں کو کھانا دو۔ یتامے کی پرورش کرو۔ سب علموں کو پڑھاؤ لیکن وہ جس مدرسہ کو کھولتا تھا اس میں محض مدارس کے رنگ نہ ہونے کے وہ روحانیات اور اخلاق کے مدرسہ کا معلم بنتا ہے وہ اعلاء کلمتہ اللہ کی حکمت کا مدرس بنتا ہے آج دنیا میں صدہا مدرسہ ہیں۔ صدہا مکتب ہیں۔ صدہا یتیم خانے ہیں صدہا لنگر خانہ ہیں۔ یہ سب صحیح ہیں۔ یہ سب امانت ربانی کی ادائیگی ہیں لیکن تم اس امانت کو اس طرح ادا کرو جسطرح محمدؐ نے ادا کی۔ تم قوموں کے معلم ہو۔ تم اسلام کا سبق دنیا کو دو۔ ولتکن منکم امۃ الی تم اس آیت شریف مصداق ہو۔ مسلم دنیا اور کام میں لگ گئی۔ وہ معاشرت اور تمدن اور کے سبق دے رہی ہے اگر تم اسی طرح اوروں کے سبق دینکا موجب ہو جاؤگے یا اپنی اوقات ان راہوں پر خرچ کروگے کہ جن جن میں اور دنیا لگی ہوئی ہے اور وہ کسی طرح سے تم سے کم نہیں۔ بلکہ ان کے نتائج کے سامنے تمہاری کوشش ہیچ ہے اور کام جب اور کر رہے ہیں۔ تم کیوں اپنی اوقات ایسی باتوں میں صرف کر رہے ہو۔ تم جس یونیورسٹی ربانی کے درس وتدریس کے واسطے خدا تعالیٰ کی طرف سے چن لئے گئے ہو۔ وہ تبلیغ وتدبیر اسلام ہے۔ وہ دبستان میں اعلاء کلمتہ اللہ کے سبق دینا ہے، یہ وہ سبق ہے جسکے مدرس اور معلم خدا خود کرتا ہے یہ وہ اسکول ہے جسکے قیام میں صدہا صلحا کی

جانیں گنوائیں - اور ہزار ہا اتقیاء کا خون بہا بعثت انبیا کا موجب ہی تھا - خاتم النبیین کے بعد مجدد اسلئے آئے - یاد رکھو - تم نے مجدد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے - مجدد کے ہاتھ تم نے دین کو دنیا پہ مقدم رکھنے کا اقرار کیا ہے - اسلئے میں کہتا ہوں - کہ تمہارا ہر ایک کام جو اور دنیا کے لوگ بھی کرتے ہیں - اور اگر تم کرتے ہو - تو تمہارے کام میں کوئی خاص خصوصیت تو نہیں - تم دین کے کام میں لگ جاؤ - خدارا اسوقت کل عالم اسلام کو دیکھیں - پھر اگر اشاعت اسلام کا کام اور مسلمان بھی کر رہے ہیں - تو پھر تم حق بجانب ہو - کہ اشاعت اسلام بھی کرو اور دیگر اشغال بھی کرو - لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ اشاعت اسلام کی طرف کوئی رُخ ہی نہیں کرتا - ہاں وہ اور کاموں میں لگے ہوئے ہیں تو اگر تمہارے پاس وقت محنت اور روپیہ اسقدر ہے کہ تم اشاعت اسلام کا ہی کام کرو - وہ دوسرے نہیں کرتے اور دیگر کاموں میں بھی حصہ لو - لیکن اگر ہماری محنت ہمارے اوقات - ہمارے دماغ - اور روپیہ تو کوئی چیز نہیں اگر تمکو یہ خیال ہو - کہ اشاعت اسلام کے سوا کسی اور کام میں تو ہمارا خرچ نہ ہو - روپیہ کے لئے ہے - جو بڑی بات ہے وہ تمہارا وقت اور تمہارا دماغ - اور تمہاری قوت ہے - یہ خاص طور پر اگر اشاعت اسلام پر خرچ نہیں ہوتی - اور اس میں اور ایسے حصہ دار ہیں - جو دوسرے ہی کر رہے ہیں اور دوسرے اشاعت اسلام نہیں کرتے تو پھر تم خدا را بتاؤ - کہ کہاں تک ہم امانت کا حق ادا کر رہے ہیں - ہاں اب کا رستہ ایک اور ہی تھا - اشاعت اسلام کے فرض کی ادائیگی کے بعد

ہماری محنت اور وقت اور روپیہ اگر بچ سکتا اور فالتو ہوتا - تو خیر دیگر اشغال بھی حسنات ہیں - لیکن جس صورت میں ہم اشاعت اسلام کی ہی امانت بہ عہدہ نباہ نہیں ہو سکتے تو پھر کس دل و گردے سے ہم فرض اولین کو ادھورا چھوڑ کر دوسری راہوں کو اختیار کر جاتے ہیں - تو میں قنوط کے طور پر کہتا ہوں - کیا تمہارے پاس کافی مبلغین ہیں جو آج کل کی ضروریات کے مطابق تبلیغ اسلام کر سکیں - ہم مٹھی بھر آدمی جنکے سر پر اشاعت اسلام کا بوجھ ہے - ان مٹھی بھر آدمیوں میں بھی گنتی کے آدمی ایسے ہیں جو مغربیت زدوں کے سامنے اسلام کی عزت قائم کر سکتے ہیں اب اگر وہ لوگ بھی اور کاموں میں لگ جا دیں تو خدارا تم ہی انصاف کرو کہ ہم لوگ کہاں تک جا رہے ہیں اور امانت کی عزت کہاں تک کرتے ہیں - اس لئے میں پھر عرض کرتا ہوں کہ تم اس بھروسہ کی عزت کرو - جو خدا تعالےٰ نے تم پر کیا ہے - اور وہ بھروسہ یہ ہے کہ سب سے اول تم کو انسان بنایا - اور اپنی امانت کا حامل بنایا - پھر انسانوں میں سے مسلمان اور مسلمانوں میں سے مجدد وقت کا شناخت کنندہ بنایا - تم اس کے قدموں پر چلو اور اس کے قدموں پر چلنا یہ ہے - کہ اشاعت اسلام کرو - اور اس امانت ربانی کو اس طریق پر ادا کرو جس طریق پر اُسنے ادا کیا - ایک بات آخر میں میں دعوے سے کہتا ہوں - کہ تمہاری کوششیں اشاعت اسلام اور اُس کے مصروف معنوں میں مثمر اور کامیاب ہونگی اور ان میں بے نظری اور بے عدیلی کا رنگ ہی ہوگا - اسطریق پر کسی اور معاملہ میں تمہاری کوششیں کبھی کامیاب نہیں ہونگی

کیونکہ دیگر [illegible] میں تم سے بہتر آدمی کام کرنے والے موجود ہیں الّا یہ کہ تم تنہا رہ سکتے ہو۔

نوٹ

شکاگو (امریکہ) میں ایک بہائی معبد بنانے کی تجویز

شکاگو جو امریکہ کا ایک بہت بڑا شہر ہے ایک بہائی معبد تعمیر کرنے کی تجویز کی گئی ہے - یہ عمارت ایک نئے طرز کی نہایت نو تمیز ہوگی اور اسکا نقشہ مسٹر لوئیس بورجوائز نے طیار کیا ہے اس معبد کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کے دو دروازے کبھی بند نہ ہونگے ہمیشہ بنی نوع آدم کیواسطے کھلے ہی رہینگے اور ہر مذہب و ملت کے انسانوں کو اسمیں عبادت کرنیکی اجازت ہوگی کوئی پادری وغیرہ یہاں مقرر نہ ہوگا - اور اس معبد کے متعلق ایک اور عمارت بھی بنیگی جہاں مذہبی مشاغل

ڈاکٹر زویمر اور اسلامی مستقبل

ڈاکٹر زویمر نے ایک پرچہ میں لکھا ہے کہ اسلامی ممالک میں اب تبلیغ دین عیسوی کے بہت ذرائع پیدا ہوتے جاتے ہیں - اگرچہ یسوع کا کفارہ اور صلیب کا پیغام ابھی تک مسلمانوں سے دور رہے مگر اب وے لوگ یسوع کی شخصیت کی قدر کرنے لگ گئے ہیں - ترکی کی شکست نے ہمارے لئے کام کا موقعہ دیا ہے - اور مجھے ضرورت ہے کہ پوری کوشش سے مسلمانوں میں کام کیا جاوے"

ہم ڈاکٹر زویمر کی تنگدلی تعصبانہ خیالات - اور غلط فہمی سے سرسری اعتراض کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ عیسائی دنیا کی اہم بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کو عیسائی بنایا جاوے - اب کیا ہمارے مسلمان بھائیوں کا فرض نہیں ہے - کہ وہ کمر ہمت چست باندھ کر اعلاء کلمۃ اللہ

مراسلات

نامۂ وڈنگ

شذرات

بائبل کی عزت کوئی نہیں یہ عنوان ہے۔ اس نوٹ کا جو سنڈے ٹائمز نے رومن کیتھولک پادریوں کے ایک تازہ ترین کلیسائی خط کا جواب دیتے ہوئے اپنی ۱۵ مئی ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں لکھا ہے۔ اس خط میں جو قبول ٹائمز کارڈینل بوان اور انگلستان اور ویلز کے تمام آرچ بشپ اور بشپوں کی طرف سے اور جو ۱۵ مئی ۱۹۲۱ء کو تمام رومن کیتھولک کلیساؤں میں پڑھ کر سنایا گیا۔ ایک کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہے جو آیندہ ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ جولائے کو "نیشنل کیتھولک بائبل کانگریس" کے نام کیمبرج میں منعقد ہونے والی ہے

خط کے اصل الفاظ کا کچھ حصہ جو عنوان بالا سے تعلق رکھتا ہے اپنے ناظرین کی واقفیت اور اطلاع کے لئے ذیل میں ہم ترجمہ کئے دیتے ہیں:۔

"اس امر کو اب زیادہ دیر تک بطور ایک طے شدہ حقیقت کے قبول نہیں کیا جا سکتا کہ"۔ ان لوگوں میں سے جو عیسائی ہونے کے مدعی ہیں۔ زیادہ تعداد ایسی ہو۔ جو خداوند کے کلام کی صداقت کو مانتے اور اسکے فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوں۔ برخلاف اسکے اور آج کل ان لوگوں کی طرف سے بھی جو مسیح کے پادری ہونے کے دعوے دار ہیں بائبل کی اس سے بڑھ کر عزت ہوتی ہوئی ہم نہیں دیکھتے۔ جتنی محض انسانی ملفوظات کی عزت روا رکھتے ہیں۔

یہ فتوے ہے معتدبین کلیسائے روما کا خود اپنے پادریوں کے متعلق پراٹسٹنٹ فرقہ تو ویسے ہی نسبتاً بہت سی پابندیوں سے آزاد ہے لیکن رومن کیتھولک جو اپنے معتقدات میں نہایت پختہ ایمان سمجھے جاتے ہیں ان کی یہ حالت بتاتی ہے کہ دراصل تمام آوے کا آوا ہی بگڑ چکا ہے اب اسکو درست کرنے کی لاکھ کوشش کی جائے۔ اور خواہ کتنی ہی کانفرنسوں کے اندر دھواں دھار تقاریر کیجائیں۔ جب دل قائل نہیں تو زبانی اقرار بچہ لئے رزد ؟

باوجود اس کے یہ امر کسقدر موجب حیرت ہے کہ انہی لوگوں میں سے آئے دن ایسے انسان پیدا ہوتے ہیں جو دور دراز ممالک میں جاکر بائبل اشاعت اور تبلیغ کرتے اور اسکے لئے تکالیف بھی برداشت کرتے ہیں

دوسری طرف ہم مسلمان ہیں۔ جو اپنی کتاب کو موہنہ سے چومتے اور آنکھوں پر لگاتے اور نہایت عزت احترام روا رکھتے ہیں۔ لیکن کتنے ہیں۔ جو اسکی عزت کو دنیا میں قائم کرنے یا کم از کم مخالفین کے حملوں سے اسے بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہوں وما لکم الا تنفروا فی سبیل اللہ الخ

امریکن خاوند اور انگلستان کی بیوی۔ امریکہ اور انگلستان دونو کے تمدن اور معاشرت میں بظاہر دیکھنے والے بہت ہی کم فرق کر سکتے ہیں۔ مرد اور عورت کو دونو ہی جگہ قریباً قریباً یکساں حقوق حاصل ہیں۔ البتہ مسئلہ طلاق میں کاقدم انگلستان سے بہت آگے ہے مگر جہانتک عورتوں کی آزادی اور بے طرح آزادی کا تعلق ہے اس میں بھی امریکہ انگلستان سے کسی صورت میں پیچھے نہیں۔ تاہم یہ دیکھنا موجب حیرت ہے کہ جہاں میاں بیوی کی باہمی نزاعات کا سوال پیش آتا ہے دونو مقامات کے نقاط نظر ایک دوسرے سے بالکل مختلف پہلو اختیار کرتے ہیں۔

میرے سامنے اسوقت امریکہ اور انگلستان دونو کی عدالتوں کی رائیں اسبارہ میں ہیں۔ کہ میاں بیوی کی باہمی نزاعات میں قصور کس فریق کا ہوتا ہے اول الذکر عدالت اپنے ہاں کے مردونکو بحیثیت مجموعی قصوروار ٹھیراتی ہیں۔ بلکہ اسنے مرد پر بعض ایسی ذمہ واریاں بھی عاید کر دی ہیں۔ جو تمام نظام معاشرت کو بدل دیتی ہیں اور موخر الذکر عورت ہی کو ذمہ وار سمجھتی اور اسکو لائق سزا بھی سمجھتی ہے

ایک امریکن عدالت کا فیصلہ سن لیجئے۔ جو ٹائمز کے خاص نامہ نگار نے نیو یارک سے ۲۴ مئی ۱۹۲۱ء کو بذریعہ تار لکھ کر بھیجا:۔

لانگ آئیلینڈ سٹی کے مسٹر جسٹس کو چینڈارفر نے گذشتہ ہفتہ یہ اعلان کیا تھا۔ کہ میاں بیوی کی نزاعات یا خاوندوں کی بدسلوکی کے بہت سے مقدمات اسکے سامنے آرہے ہیں۔ اور چونکہ انکی رائے میں $\frac{9}{10}$ مقدمات میں قصور خاوند ہی کا ہوتا ہے اسلئے ایسے ذرائع اور تجاویز پر غور کرنا انہوں نے ضروری سمجھا ہے جو عورتوں کو بہت سے بوجھ سے سبکدوش کر دیں

آج صبح مجسٹریٹ نے تمام ایسے خاوندونکو اطلاع دی ہے کہ آیندہ یا تو انہیں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنا ہو گا۔ ورنہ جیل کا دروازہ ان کے لئے کھلا ہے ہدایات یہ ہیں

۱) ہر روز صبح کا ناشتہ بریک فاسٹ انہیں تیار کرنا ہوگا

۲) شام کیوقت روزانہ برتن صاف کرنے ہونگے

۳) دن میں ایک گھنٹہ بچوں کی نگرانی کرنی ہوگی

۴) ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ شام کو باہر جانا ہوگا

۵) تمام کنبہ کو ہر اتوار کی صبح کو کلیسا میں اور شام کو سیر کے لئے باہر لے جانا ہوگا۔

۶) ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ اپنی بیویوں اور بچوں کے لئے مٹھائی خریدنی ہوگی۔

۷) بیوی کو اجازت دینی ہوگی کہ وہ کنبہ کے مالی معاملات کو خود طے کرے

۸) سیونگ بینک اکونٹ کھولنا ہوگا

۹) بیویوں سے اس بات کی خواہش نہیں کرنی ہوگی کہ وہ انکی خدمت کریں۔ بلکہ خود بیویوں کی خدمت کرنی اور انکی ملازمت بجالانی ہوگی

۱۰) ہر روز ایک مرتبہ اس وعدہ کو دہرانا ہوگا جو شادی کے موقعہ پر بیویوں سے کیا تھا۔ کہ میں تم سے محبت رکھونگا۔ تمہاری عزت کرونگا اور خاطر و مدارات سے پیش آؤنگا۔

ان ہدایات عشرہ کے جنکی بجاآوری کی نگرانی مقامی افسروں کے ذمہ ہوگی۔ حسن و قبیح پر بحث کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ امریکن لانگ آئلینڈ کے قابل رحم خاوند جانیں اور انکی آقائے ولی نعمت بیویاں۔ ہمیں کسی خانگی معاملات سے کیا سروکار۔ لیکن اسکے بالمقابل ذرا انگلستان کے ایک جج کی بھی رائے سن لیجئے جج سائمنز نے ایک علیحدگی کے مقدمہ میں جو اس بنا پر کیا گیا تھا۔ کہ مدعاعلیہ نے اپنی بیوی کو جو مدعیہ تھی مارا تھا۔ یہ بتایا۔ کہ ایسی باتوں میں بلا اختلاف مجھے نظر آیا ہے کہ جہاں کہیں خاوند نے بیوی کو مارا ہے تو اس میں قصور دراصل بیوی ہی کا تھا

جج مذکور کے ذیل کے الفاظ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہیں:۔

"پرانے زمانہ کے اچھے قوانین کی رو سے ایک مرد اپنی بیوی کو انگوٹھے کے برابر موٹی چھڑی سے مار سکتا تھا۔ لیکن اب قانون ایسا الٹ ہوگیا ہے کہ الٹا ہمیں گذارہ دلانا پڑتا ہے اور کوئی خانگی خوشحالی میسر نہیں"۔

یہ صرف ایک جج مذکور کی رائے نہیں۔ آئے دن اخباروں میں اسی امر پر بحث ہوتی ہے کہ بیویوں کو کس طرح قابو میں رکھا جاسکتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ لانگ آئلینڈ کے امریکن مرد اور یہاں کی عورتیں خاصیت میں ایک ہی ہیں۔ چاہئے کہ ان دونو مقامات کے مرد۔ عورتوں رشتہ ازواج قائم کردیا جائے کہ دونو ایک دوسرے سے خوب نبٹ سکینگے

یتامیٰ کی پرورش - یتامیٰ کی پرورش اور ان کی تربیت کا نظام قرآنکریم نے جسطرح سے قائم کیا ہے۔ جو جو احکام اسبارہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے ہیں وہ شاید اسلام ہی کا امتیاز خصوصی ہیں۔ اگرچہ مسلمان آج علی العموم انکو نظر انداز کئے بیٹھے ہیں الاماشاءاللہ

لیکن حیرت ہوتی ہے۔ جب ایک طرف ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مغرب کو مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور دوسری طرف بعض ایسے اصولوں پر ان کا عمل نظر آتا ہے۔ جو انسانی سوسائٹی میں مذہب اور وہ بھی اسلام ہی نے قائم کئے اسلام نے بتایا تھا۔ کہ یتامےٰ کو لوگ اپنے گھروں کے اندر بطور اولاد کے پرورش کریں آج اس اصول کا عمل کہاں ہے۔ نیویارک کی ذیل کی تار کو پڑھو۔ اور اپنے حالات کا اس سے مقابلہ کر کے دیکھو:۔

"امریکن گھروں میں برٹش نیشنل ایڈریشن سوسائٹی کی امریکن شاخکی سکیم سے خاص دلچسپی پیدا ہوگئی ہے اس سکیم کا منشا یہ ہے۔ کہ برطانوی یتیم بچوں کو ممالک متحدہ میں وہاں کے بے اولاد کنبوں کے سپرد کیا جائے۔ اس غرض کے لئے بارہ یتیم بچے جہاز اکوٹانیا میں امریکہ پہنچے ہیں:۔

ان میں سے ایک ۵ برس کی لڑکی جو ابھی اپنے نئے گھر میں جو مڈل ویسٹ میں ہے نہیں پہنچی۔ اور آج کمیٹی کا دفتر سینکڑوں عرضیوں سے بھر گیا۔ جن میں سے ہر ایک باقیماندہ یتیم بچوں میں سے کم از کم ایک کی خواہشمند ہے اس تجربہ کی کامیابی نے کمیٹی کو اس فیصلہ پر مجبور کیا ہے۔ کہ وہ فوراً اور بہت سے یتامیٰ انگلستان سے منگوائے"

یہ ہے طریق دنیا میں ترقی و فلاح حاصل کرنے اور خدائے تعالےٰ کی رحمت کو جذب کرنے کا۔ کیا یہ تمام بچے جو امریکن احمدی ماؤں کی گود میں پرورش پاکر ایک دن امریکن قوم کی ناک نہ بنیں گے۔ اور کیا بالمقابل مسلمانوں کے وہ بچے جو والدین کا سایہ اٹھ جانے کی وجہ کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ قومی نوبت اور تباہ حالی کو ترقی دینے کا موجب نہیں؟ کاش قومی تنزل کے اسباب کے متلاشی اس ضروری سبب پر بھی غور کریں

خاکسار دوست محمدؐ مورخہ ۲ ۵/۲۱

گائے کا معجزہ پرکاش لاہور اپنے ۹ جیٹھ کے اشو میں لکھتا ہے کہ چند روز ہوئے۔ ایک جاٹ گائے کو ذبح کرنے کیلئے باہر لیگیا جب اسنے چھری پیٹ میں چبھوئی۔ اندر سے آگ اٹھی اور اسکی داڑھی مونچھیں جل گئیں یہ واقعہ مازہ میر جو کیمبلپور میں واقعہ ہے۔ ہوا ہے! ور بالکل سیم ہی قاتل تیسرے روز مر گیا۔ یہ واقعہ ایسے اخبار میں شائع ہوا ہے جسکا اڈیٹر بی اے ہے اور ہر ایک بات کو صداقت کی کسوٹی پر پرکھنے کا مدعی ہے تعجب ہے کہ ایڈیٹر پرکاش کسطرح اس خوش عقیدگی پر ایمان لے آیا خوش عقیدگی تو یہ ہے کہ گاؤ واسے ورنہ ہندوستان میں روزانہ ہزاروں گائیں ذبح ہوتی ہیں معلوم نہیں اگر گائیں معجزہ کیوں

نامۂ ٹرینیڈاڈ

نوشتہ مولوی فضل کریم خانصاحب ایم۔ اے

حضرت مولانا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ ماہ اپریل میں لیکچروں کی بھرمار رہی ہے۔ تقریباً بیس لیکچر اسوقت تک ہو چکے ہیں۔ اور آج شام اور کل شام کے لئے بھی لیکچر مقرر ہو چکے ہیں۔ معمولی لیکچر دو گھنٹہ سے کم نہیں ہوتا۔ لیکن گذشتہ ہفتہ کی شب (۲۳ اپریل) کو جو لیکچر ہوا۔ وہ غیر معمولی تہا۔ اس لیکچر کیلئے مجھے ایک صد میل کا سفر کرنا پڑا۔ یہاں کا سفر کوئی آرام دہ چیز نہیں ہے آدھی رات کے وقت کوکو کے گھنے باغوں میں کیچڑ میں چلنا چنداں دلچسپی کا باعث نہیں یہ لیکچر ۸ بجے شام کو شروع ہوا۔ مضمون آں حضرت صلعم کی رسالت اس کی ضرورت اور اُسکے متعلق پہلے نبیوں کی پیش گوئیاں تہا۔ ڈہائی گھنٹے کی تقریر کے بعد پھر مباحثہ شروع ہوا میرے مخالفین کو ایک گھنٹہ سے زیادہ بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ وہ بڑے جوش سے کتابیں وغیرہ لے کر آئے تھے لیکن ان کا جوش تہوڑے ہی عرصہ میں فرو ہوگیا۔ ایک مسلمان کے ہاں کوئی تقریب تھی۔ اُسکے ہاں بہت سے مسلمان جمع ہوئے تھے۔ عیسائیوں نے وہاں وعظ کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ ہم کو معلوم ہوا۔ تو ہم بھی ایک بڑی پارٹی لے کر موٹر کاروں میں پہونچے۔ عیسائیوں کو خیال تہا۔ کہ مقابلہ کے لئے کوئی موجود نہ ہوگا۔ میری تقریر سے انکا حوصلہ جاتا رہا ان کے چہروں سے معلوم ہو رہا تھا۔ کہ ان کی اندرونی کیفیت کیا ہے بلکہ یہاں تک کہ مباحثہ کرنے والوں میں سے ایک کو تو خود اپنے مذہب میں شک معلوم ہونے لگا جلسہ ۳ بجے صبح تک رہا۔ ان آٹھ گھنٹوں میں سے میں نے چھ گھنٹے سے کچھ زیادہ ہی تقریر کی ہوگی۔ رات بالکل نہیں سوئے کیونکہ اسی وقت واپس بھی آنا تہا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ کہ عیسائی لوگ جس شرارت کی غرض سے آئے تھے۔ وہ شرارت نہیں کر سکے۔ میں ان عیسائیوں کے پاس اس رات ایک قرآن شریف دیکھا۔ ترجمہ میں تو کوئی خرابی نہیں تھی لیکن اسکا جو انڈکس ہے وہ نہایت خبیثانہ اور جہوٹ اور افترا سے پُر تہا۔ چنانچہ انڈکس میں لکھا ہے کہ قرآن کریم سورۃ المومنون آیت ۵۲ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اپنے لوگوں کا رب کہا گیا ہے۔ لیکن جب اصل عبارت کو پڑھا گیا۔ تو وہاں کچھ اور ہی تہا پھر انہوں نے کوشش کی۔ کہ ترجمہ آدھا پڑھیں اور لوگوں کو دہوکا دیں۔ ع

چہ دلاور است۔ دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

وہ علانیہ ہماری آنکھوں خاک ڈالنا چاہتے تھے۔ قرآن شریف سے جتنی آیات انہوں نے پیش کیا۔ سب کے ساتھ یہی عمل کرنے کی کوشش کی۔ ہم نے انہی کے ترجمہ سے اُن کے جہوٹ اور افترا کا پردہ چاک کیا۔ یہ تو انکا معاملہ ہمارے ساتھ تہا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں کو قرآن سے واقفیت نہیں۔ انکو وہ لوگ کس طرح سے دہوکہ میں ڈال سکتے ہیں۔ دین عیسوی کے مبلغوں کے ہاتھ میں سوائے جھوٹ اور افترا کے اور اور کوئی ہتھیار نہیں۔ وہ ہتھیار سے بڑے حوصلے اور بڑی شوخ چشمانہ بے حیائی سے کام لیتے ہیں۔ انکی چرب زبانی سے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ لوگوں میں قرآن کا علم پوری طرح سے نہیں اسلئے انکو دھوکا دینے کا پورا موقعہ مل جاتا ہے۔ میں اُنکی قلعی کھولتا جاتا ہوں اسلئے وہ میرے بہت مخالف ہوگئے ہیں۔ اور آپس میں مشورے کر رہے ہیں۔ کہ جس طرح ہو سکے اس کو یہاں سے نکالو۔ لیکن۔ ع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔

اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال ہے۔ اسلام کے خوف سے عیسائیوں میں ایک تہلکہ پڑ گیا ہے۔ اور وہ بڑے بدحواس ہو رہے ہیں۔

میں نے ابتدا میں جناب کی خدمت میں تحریر کیا تہا۔ کہ یہاں غیر اقوام میں تبلیغ اسلام کرنے سے زیادہ ضروری اور فوری کام مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنا ہے۔ مسیحی مبلغین کی پچاس سالہ جد و جہد ان مسلمانوں میں جو عیسائی ملک میں پیدا ہوئے۔ اور عیسائی ملک میں پرورش پائی۔ جنہوں نے مشنری سکولوں میں تعلیم پائی۔ اور جنکو اسلام سے قطعی لاعلمی تھی۔ اُن کے دلوں میں اسلام کیطرف سے بہت شکوک پیدا ہو چکے تھے اور جو مولوی مجھ سے پیشتر یہاں آیا تہا۔ وہ محض خود پرست تہا۔ اس کی خود پسندی۔ خود غرضی۔ خود پرستی اور تنگ نظری نے مسلمان نوجوانوں کو اسلام کی طرف سے اور بہی بد دل کر دیا تہا۔ پس سب سے پہلی کوشش یہ ہونی چاہئے۔ کہ ان کو اسلام پر استوار کیا جائے۔ میں اس کام میں اسوقت تک بہت کامیاب ہو چکا ہوتا۔ مگر بعض نادانوں نے اپنی بے وقوفی اور تنگ نظری کیوجہ سے میری مخالفت کی۔ وہ اب بھی مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔ اور ایڑی چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ اب آنکہ مخالفت بہت کمزور پڑ گئی ہے لوگ میرے کام کی اہمیت کو محسوس کر رہے ہیں

اور جوق در جوق میرے ساتھ ہو رہے ہیں کام خوب زور شور سے چل رہا ہے۔ نوجوانوں میں جوش ہے۔ اور عنقریب ان میں سے ہر ایک مبلغ اسلام ہوگا۔ جن لوگوں کو شکوک تھے انکے شکوک دفع ہو رہے ہیں۔ اور ایمان میں مضبوط ہو رہے ہیں۔

۲۰ اپریل کی شب کو لیکچر کے بعد دو عیسائیوں نے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ ان میں سے ایک شخص تو ۴۰۔۴۵ سال کی عمر کا ہے پہلے مسلمان تھا۔ ایک سال ہوا۔ عیسائی ہوگیا تھا۔ اس نے دو تین لیکچر سنے۔ اللہ تعالےٰ نے اسکا سینہ اسلام نور کے لئے کھول دیا۔ اور وہ پھر اسلام میں داخل ہوا۔

دوسرا نومسلم ایک نوجوان ہے جسکی عمر ۱۸ یا ۲۰ سال ہوگی۔ اصل میں ہندو تھا۔ چند سال ہوئے۔ عیسائی ہوگیا تھا۔ لیکچر کے بعد وہ اٹھا۔ اور اسلام لانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے اس کی نوعمری کو دیکھ کر اور اس خیال سے کہ اس نے ابھی دو ہی لیکچر سنے تھے۔ تامل کیا جس پر اُسنے کہا "I do not want to stay a minute longer in that faith"

یہ نوجوان بڑا صالح جوش رکھتا ہے۔ سرکاری ملازم ہے تعلیم یافتہ ہے۔ اور عنقریب اسلام کے لئے باعث قوت ہوگا۔ بہت تبلیغی جوش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کا اصلی نام.... Samuel Jagindhu تھا۔ اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا۔ کام کیلئے میدان بہت وسیع ہے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ یہاں کم از کم تین آدمیوں کی ضرورت ہے۔ میں اسقدر مصروف ہوں۔ کہ اسلامک ریویو کیلئے مدت سے کوئی آرٹیکل بھی نہیں لکھ سکا کیونکہ مکان پر ٹھہرنے کا موقعہ بہت کم ملتا ہے۔ اور تحریری کام کے لئے فرصت بالکل نہیں میرے خیال میں دو مشنری فوراً یہاں کیلئے تیار کئے جائیں۔ سٹرینڈ اڈ۔ برٹش گیانا اور ڈچ گیانا میں کام بہت ہے۔ والسلام

قبول اسلام

بخدمت جناب صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جناب عالی

تبلیغ کرنے پر جو آج مورخہ ۲۱/۶/۲۸ کو جرائم پیشہ اقوام داخلی ریفارمیٹری سٹلمنٹ امرتسر سے حسب ذیل اشخاص مشرف اسلام احمدیہ ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں۔ لہذا رپورٹ اطلاعاً گذارش ہے

نام بحالت کفر	نام جو بوقت قبولیت اسلام رکھا گیا
آتو ولد بوٹا	حیات محمد
تاجو ولد آتو	نواب محمد
کلو ولد سوہنا	صدر دین
مسماۃ بانو دختر آتو	زینب بی بی
" گابو دختر آتو	مہتاب بی بی
" بھاگو زوجہ حیات محمد	کریم بی بی
" بھٹانی دختر ساہو	حیات بی بی

کیفیت

اصول دین اسلام اور ارکان احکام نماز روزہ۔ وغیرہ وغیرہ روزمرہ تعلیم دیجاتی ہے

مرسلہ

محمد الدین مبلغ احمدیہ از ریفارمیٹری سٹلمنٹ امرتسر

مورخہ ۲۱ / ۶ / ۲۸

رسید مد زر چندہ موصولہ از جماعت مردان

عید فنڈ

نام	روپیہ
مولوی محمد رمضان صاحب	۳/۰/۰
اللہ بخش صاحب	۴/۰/۰
سردار مولوی نصیر اللہ خان آف طورو	۲/۰/۰
جناب والد صاحب	۶/۰/۰
سردار مولوی نصیر اللہ خاں آف طورو	۱/۰/۰

عید فنڈ (فطرانہ)

نام	روپیہ
محمد عجب خانصاحب (ای۔اے۔سی)	۱۴۔۸۔۰
والد صاحب	۳۔۰۔۰
مولوی رمضان صاحب	۱۔۰۔۰
شیخ کریم بخش بی اے	۱۔۰۔۰
اللہ بخش	۲۔۰۔۰
شیخ ایزد بخش	۱۔۰۔۰
	۰۔۸۔۰
میزان کل	۲۹۔۹۔۰

اڈیٹر صاحب آریہ گزٹ لاہور کی خدمت میں التماس

۲۳ جون ۱۹۲۱ء کے آریہ گزٹ میں صفحہ ۶ پر مغربی تہذیب کے کھیل کے عنوان کے ماتحت ناچیز "پیغام صلح" میں سے کچھ اقتباس کیا گیا۔ لیکن نیچے اخبار کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ چونکہ عام طور سے یہ اخباری دنیا میں یہ اصول مستعمل ہے کہ اقتباسات با حوالہ ہونے چاہئیں۔ اس لئے ہم خلوص کے ساتھ ملتجی ہیں۔ کہ اس کا لحاظ رکھنا چاہئیے۔ ہمارا اپنا گمان غالب یہی ہے۔ کہ اڈیٹر صاحب نے ضرور حوالہ دیا ہوگا۔ مگر سہو کاتب ہوگیا۔ امید ہے آیندہ اسکا خیال رکھا جاوے گا۔ و نیز اڈیٹر صاحب آریہ گزٹ ہماری اس تحریر کو بری نظر سے نہ دیکھیں گے۔

انعامی دس روپیہ

الحمد للہ وکفی والصلوۃ علی محمد المصطفٰی والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔

کتاب النبوت فی الالہام۔ جو بغرض اثبات نبوۃ امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام شائع کی گئی ہے اس کا مطالعہ کرنے سے جو اعتراضات اس عاجز کے دل میں پیدا ہوئے ہیں۔ انکو۔ بغرض ازالہ و تشفی قلب جماعت محمودیہ کے سامنے پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ پس مجھے امید ہے کہ میرے شکوک کا براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ کے ساتھ ازالہ کیا جاوے گا۔ فبینوا۔ توجروا۔ یا معشر المحمودیین۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ سب افراد اسکتاب کے خیالات رطبہ ویابسہ کے ساتھ بکلی اتفاق رکھتے ہیں۔ کما ہو سنت اہل الحقائق۔ پس ایسے صاحبان میرے خطاب سے مستثنٰی ہیں

(۱) احادیث کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ ظنیات کے دائرہ میں محدود ہوکر آپ کی نظروں میں خفت پذیر ہو چکی ہیں۔ اسلئے احادیث کو آپ کے سامنے بطور دلیل نقلی پیش کرنا یا آپسے ایسی دلیل طلب کرنا بے سود اور لاطائل ہے پس ضروری ہوا۔ کہ قرآنکریم سے ہی استدلال کیا جاوے۔

بحیثیت مجموعی خلاصہ رسالہ النبوۃ فی الالہام کا یہ نکلتا ہے کہ قرآنی آیات جنکا حضرت مسیح موعود پر الہاماً نزول ہوا مصنف صاحب نے انکو حقیقت پر محمول کرکے واضح اور صاف طور پر یہ دکھلا دیا ہے۔ کہ حضرت صاحب مستقل نبی تھے۔ اور ایک رنگ میں تمام انبیأ سابقین سے آپ رتبہ میں بھی بڑھ کر تھے وبجلیٰ تفصیلہ۔ اور اگر ایک صاحب امعان آپ کے دلائل سے اس نتیجہ پر پہونچے۔ کہ حضرت صاحب شارع نبی تھے خطاء وقد اصاب۔ ولا یفید لرد الجواب

آمدم بر سر مطلب

(۱) مسئلہ مخترعہ کہ الہامات مسیح موعود کو احادیث پر فوقیت ہے اس کے بانی اور موجد سے یہ عاجز ناواقف ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس مسئلہ کا بانی بھی ایک طور سے نبی ہو گیا۔ کیونکہ یہ وہ بات لایا۔ جو اس سے قبل عقلاً و نقلاً کہیں موجود نہ تھی۔ بلکہ ایک رنگ میں شارع ہو گیا۔ کیونکہ اس مسئلہ کے ذریعہ اس نے انقلاب عظیم پیدا کر کے عقائد راسخہ اور فوقیت حدیث کے قائل کو ان عقائد سے پھیر دیا۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ آیا تمام احادیث ظنیات ہیں تو لامحالہ نفی کا جواب ملے گا۔ ۔ الا ماننا پڑیگا کہ دین اسلام میں جن اصول کو عمل کا جامہ پہنایا جاتا ہے وہ سب ظن ہی ظن ہے اور جب ظن ہوا۔ تو پھر اس کے کرنے یا نہ کرنے سے فائدہ و نقصان کیا ہوا۔ ھٰذا خلف۔ فتبصر اور اگر یہ کہا جاوے کہ بعض احادیث ظنیات ہیں۔ تو پھر امتیاز کرنا مشکل ہوگیا (احادیث سے ہماری مراد وہ احادیث ہیں۔ جو خلاف قرآن نہیں ہیں) پس جب امتیاز مشکل ہو گیا۔ تو ان کی بنا ہی جرف ہار کی مصداق ہو گئی پس ان تمام معضلات سے بچنے کیلئے صاف طور پر مان لینا چاہیئے کہ احادیث کا رتبہ الہامات حضرت مسیح موعود سے افضل ہے۔ جیسا کہ خود حضرت اقدس کا ارشاد ہے کہ میں اپنے الہام کو پہلے قرآن و حدیث پر مطابقت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ کیا محکم کی تصدیق کبھی متشابہ سے ہی ہوا کرتی ہے۔ فاین تذھبون ولاتبصرون۔ ایک آیت قرآنی جو پہلے حضرت اقدس رسول اکرم صلی اللہ پر نازل ہوئی۔ اس کا کسی دیگر متبع آنحضرت صلعم پر الہاماً نازل ہونا وہ معانی اور مطالب اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جو معانی اور مقاصد بوقت نزول مرۃ اولٰی پاک وجود سرور کائنات میں مقصود بالذات تھے وتشہد علیہا قلوبکم۔ پس یہ ہی وجہ ہے کہ باوجود حضرت مسیح موعود پر آیت قرآنی نازل ہونیکے ہم انکو شارع نبی نہیں کہہ سکتے اقیموا الصلوۃ ایک امر ہے۔ اسکا حکم ایک شخص کے منہ سے بروے الہام یا غیر الہام نکلنا اسکو نبوت کے رتبہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ مامور اس کی تعمیل پہلے سے ہی بجالا رہا ہے یہ مصنف صاحب کے اس قول کا رد ہے کہ دیگر انبیا کیطرح حضرت صاحب بھی امر اور نہی لائے۔ اسلئے آپ نبی ہیں۔ کیا آپ حضرت صاحب کا ایک بھی ایسا امر یا نہی بتا سکتے ہیں۔ جو قبل ازیں تعلیم نبوی میں موجود نہ تھا۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز یا انکا جنازہ پڑھنے کی ممانعت کے لئے صریح وحی اللہ دکھانی چاہیئے۔ جیسا کہ صریح حکم ہے۔ بینوا توجروا اور اگر اسی طرح آیات قرآنی کو حقیقت پر محمول کیا جاوے تو پھر کونسا امر ہے۔ جو حضرت صاحب کو شارع نبی کہنے کا مانع ہے۔ کیونکہ وہ دلائل جو اثبات نبوت کے لئے ضروری ہیں۔ وہ حضرت صاحب کے لئے مصنف نے اتم و اکمل طور پر درج کر دیئے ہیں۔ اور کیا قصور کیا الہام۔ انت منی بمنزلۃ ولدی نے کہ اسکو مجاز کے رتبہ سے ترقی دے کر بہ پایۂ حقیقت نہیں پہونچایا جاتا۔ اسکے بعد بالخصوص باب ششم کا ذکر کرنا اہم اور ضروری ہوا جسمیں مصنف نے حضرت صاحب کی ایک عربی عبارت پیش کر کے اس سے وہ استدلال کئے ہیں۔ کہ جنکا منبع انکو چشمہ صرف انکا

دماغ ہے۔ ورنہ عبارت مذکورہ ایسے خیالات سے بکلی ساکت ہے۔ ...

وحی اللہ۔ قالوا انی ... جاء نی آئل واختار ... الا وعد اللہ ... (الف) اس عبارت سے مصنف صاحب کا یہ استدلال کہ آپ کے پاس جبرائیل نہ صرف ایک بار آیا۔ بلکہ بار بار آپ کے پاس ... کیا کرتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسا لفظ ہے جس سے یہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔ اسکے جواب میں اگر آپ کی توجہ لفظ جاء نی کیطرف پھرتی ہو تو میں لکھتا ہوں کہ جاء نی آئل ماضی ہے جو کہ گذشتہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ استمرار تجدیدی جس سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ فعل مضارع کہلاتا ہے عالم ماضی میں اس کو تلاش کرنا لاطائل ہے

ب) اگر زاید بکرکے ... پاس ... آیا۔ تو عرف عام میں اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ بکر زید کے پاس بار بار آنے لگ پڑا۔

ج) بلحاظ معنی لفظ آئل (بار بار رجوع کرنے والا) سے اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ ایک دفعہ جاء نی کہنے سے جبرئیل بار بار تشریف لانے لگ پڑے تو پھر لاریب تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ حضرت حکیم الامتہ مولانا نورالدین ایدہ اللہ پر بھی انکا بار بار نزول ہوا۔ کیونکہ آپنے بھی فرمایا ہے۔ کہ میں نے حضرت جبرئیل کو دیکھا ہے۔

د) لفظ آنا اور جانا متناقض ہیں۔ اگر آنے سے مراد وحی لانا ہے۔ تو پھر جانے سے مراد وحی کے حصول کے لئے جانا ہوا۔ کما قال ابراہیم فی القرآن انی ذاہب الی ربی ...... فمعناہ لحصول وحی الترتیب۔ بیضاوی۔ وعاک یدعی العرفان

مصنف صاحب کا قولیکہ قرآنکریم میں نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی صرف حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے واسطے ثابت ہے ... دوسرے انبیا کے واسطے نزول جبرئیل از روئے قرآنکریم ثابت نہیں ... ہے۔ جو کہ کتب سلامیہ ... مشکل ہے اور خود حضرت صاحب کی کتب خلاف ہیں۔

نتیجہ عبارات مذکورہ ... مسیح موعود و دیگر تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی سے مشرف ہوئے جبر سے کہ انبیاء سابقین ... محروم رہے۔ جس ... شاید یہ ذیل رقم کرتے وقت مصنف صاحب کی نظر اس آیت کیطرف متوجہ نہیں ہوئی ... وما ارسلنا من قبلک ... الا رجالا نوحی الیہم ... بخلاف تعلیم قرآنی انکی قلم سے ... نہ نکلتا۔ اور اگر باوجود یہ آیت مدنظر رکھنے کے پھر بھی آپ کا یہ وہم غالب ہوا۔ تو ہمیں امید ہے کہ ہمارے ذیل کے عوارضات کا بھی انکشاف فرما دیں گے۔

منجملہ صفات مختلفہ کے کسی ایک صفت میں۔ جب دو چیزیں ہم رنگ ہو جاتی ہیں۔ تو اس صفت میں تشبیہ پیدا ہو جایا کرتی ہے جسکے اتصال کے لئے عربی زبان میں منجملہ دیگر حروف کے ایک حرف۔ کما مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ آیت مذکورہ سے اسکی تائید ہوتی ہے اب اس آیت میں صاف ظاہر ہے کہ تشبیہ وحی کی دی گئی ہے۔ اور وحی کو قرآنکریم نے تین مختلف طرز و پیرا میں تقسیم کیا ہے۔ کما قال اللہ تعالے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا۔ او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء۔ اب اس کے ماننے کے بغیر چارہ نہیں کہ یہاں پر مشبہ اور مشبہ بہ کیفیت نزول آیات قرآنی سے یعنی وحی کی تیسری قسم کیونکہ اصل وحی اور محض بالشان کہ جو منبع انوار شریعت ہے قرآنکریم ہی ہے۔ والا باقی دو اقسام وحی کی طرف متوجہ کرکے تشبیہ دینا کچھ مفید نہیں ہے کیونکہ دو اقسام وحی کی عام ہیں۔ جن کی کیفیت انبیا اور غیر انبیا دونوں میں پائی جاتی ہے پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہاں پر تشبیہ وحی قرآنی کی دی گئی ہے اور صاف ظاہر ہے کہ یہ وحی اتم واکمل طور پر بذریعہ حضرت جبرئیل ع نازل ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ انبیا سابقین بھی وحی بہ پیرایہ نزول جبرئیل سے مشرف ہوتے رہے۔ فہو المراد:۔

پس خلاصہ ہمارے مضمون کا یہ ہوا کہ (۱) الہام حضرت مرزا صاحب پر احادیث کو فوقیت حاصل ہے (۲) آیات قرآنی ذوات اوامر و نواہی کا حضرت مرزا صاحب پر الہاماً نازل ہونا۔ آپ کو نبوت حقیقیہ کے رتبہ تک نہیں پہنچا سکتا (۳) جاء نی آئل سے یہ مراد نکالنا کہ حضرت مرزا صاحب پر جبرئیل وحی لیکر بار بار آئے۔ خلاف ملت اسلام ہے۔ اور عقلاً و شرعاً ممنوع ہے (۴) تعلیم قرآن کریم سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے۔ کہ حضرت جبرئیل تمام گذشتہ انبیاء پر وحی لے کر آتے اور مصنف صاحب کا یہ ادعا غلط ہے کہ پہلے انبیاء پر نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی نہیں ہوا۔

ہر جو صاحب ان امور کی تردید۔ قال اللہ وقال الرسول سے شافی اور وافی طور پر کریں گے۔ ہم ان کی خدمت میں مبلغ عشر روپیہ بطور انعام پیش کرنے کے لئے تیار ہیں فقط

عبدالسبوح مولوی فاضل
(مقیم ایبٹ آباد)

انگلستان میں اسلام

ابھی ۸ جون کی اشاعت میں لنڈن کے قریب قریب کل مشہور اخباروں نے کم و بیش اختلاف کے ساتھ "ووکنگ میں عید" کا تذکرہ کیا ہے یہ خدا تعالے کا بڑا فضل ہے کہ اس طرح وسیع پیمانہ پر ان اخباروں کے ذریعہ ہماری مسلم ووکنگ مشن کے حالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور مغربی دنیا کو ووکنگ کے متعلق واقفیت ہوتی رہتی ہے۔ ہم اپنے ناظرین اخبار کی ضیافت طبع کیواسطے لنڈن کے ایک مشہور اخبار "دی ڈیلی ٹیلی گراف" مورخہ ۸ جون ۱۹۶۲ء میں عید کے متعلق آرٹیکل کا ترجمہ درج کرتے ہیں:۔

انگلستان میں اسلام

کل اسلامی دنیا میں عید الفطر کا روز تہلیہ ایک خوشی کا اجتماع ہے جو رمضان کے اختتام پر ہمیشہ دنیا اسلامی میں منعقد ہوا کرتا ہے ووکنگ میں انگلستان کے مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت اس عید پر موجود تھی۔ ووکنگ کی خوشنما مسجد کے سامنے سبزہ زار پر نفیس ایرانی و ترکی قالینوں پر ہندوستان - روم - فارس - مصر - سوڈان - افغانستان شمالی لینڈ حیدر آباد کے مسلمان دوش بدوش نماز کے واسطے کھڑے ہوئے - ترکی سفیر رشید پاشا شیخ ایم - ایم قدوائی پرنس عبد المجید اور مرزا ہاشم اصفہانی بھی اس موقعہ پر موجود تھے ۔ بادشاہ انگلینڈ کے ہندوستانی اردلی بھی موجود تھے - اور بہت سی انگریز لیڈیاں اور جنٹلمین - جو اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے ہیں۔ اپنے اسلامی بھائیوں کے ساتھ ملے جلے بیٹھے تھے۔

نماز عید مولوی مصطفےٰ خاں - بی - اے امام مسجد نے پڑھائی - اسکے بعد امام نے ایک دلچسپ خطبہ پڑھا - اور اسلام کی خوبیاں مفصل طور پر بیان کیں - امام موصوف نے فرمایا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور اس میں ایسی صلاحیت موجود ہے - کہ کل بنی نوع آدم کا مذہب ہو سکتا ہے - اسلام ایسے خدا کا تصور پیش کرتا ہے جو آنحضرت محمد رسول اللہ صلعم میں کوئی اختلاف یا افتراق نہیں ہے حضرت عیسیٰ بھی مثل تمام دیگر انبیاء کے اسلام کے پیرو تھے

علاوہ بریں اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عملی طور پر انسان کو فائدہ بخشتا ہے جس وقت ایک بادشاہ ایک فقیر کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو "برادر ہڈ آف مین" کا یعنی اخوتِ انسانی کا صحیح نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور یہ رمضان کے روزے مالدار و نکو غربا کے ساتھ ہمدردی کا اچھا سبق دیتے ہیں جب کہ وہ خود تمام لذائذ و نعماء دنیوی سے عمداً تارک ہو کر ہمارے غریب لوگوں کی دلی کیفیات کا علم حاصل کرتے ہیں : خطبہ کے بعد رسم عید ختم ہوئی - اور لوگ آپس میں ایک دوسرے سے گرمجوشی اور خلوص سے بغلگیر ہوتے تھے اور مبارکباد دیتے تھے - حاضرین کی تعداد جو نماز میں شریک ہوئے دو سو اور تین سو کے درمیان تھی - سب سے فراغت پانے کے بعد - مہمانان ووکنگ دسترخوان پر بیٹھے اور بلا امتیاز قومی و شخصی ایک نے دوسرے کی خاطر و مدارات میں حصہ لیا"

ایک زمانہ وہ تھا - کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ایدہ بنصرہٖ کو اخباروں کی منت کرنا پڑتی ہے - کہ لیکچر کا نوٹس چھاپ دیں اور زر کثیر اپنی گرہ سے صرف کرنا پڑتا تھا ایک زمانہ یہ ہے کہ بفضلِ تعالیٰ "ایک نہیں" بیسیوں اخبار جو روزانہ اور ہفتہ وار ہیں اپنی مرضی سے ہماری مسلم مشن کے حالات اپنے نامہ نگاروں سے منگواتے ہیں جلسوں اور دیگر تقریبوں میں انکے نامہ نگار اور فوٹو گرافر موجود ہوتے ہیں - اور کالم کے کالم ووکنگ کے حالات سے پُر کئے جاتے ہیں :۔

ہمارے سامنے اسوقت کئی لندن کے روزانہ اخبار موجود ہیں جن میں مختلف پیرایوں میں عید کے حالات درج ہیں - اور ساتھ ساتھ تصاویر بھی ہیں نہ صرف یہ اخبارات اور رسالہ جات خواہش کرتے ہیں - کہ ہم انکو کچھ لکھیں - بلکہ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آج جو اسلام کے متعلق ایک انسائیکلو پیڈیا لکھی جا رہی ہے تو ہمارے معزز مولوی مصطفےٰ خاں صاحب کو ایڈیٹران کی طرف سے لکھا جاتا ہے - کہ آپ اسلام پر ایک مبسوط آرٹیکل لکھکر دیں - تاکہ وہ اس کتاب میں شامل کیا جاوے اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت کے دروازے کھول رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب اسلام ہی انگریزوں کے قلوب پر حکمرانی کریگا

ثم آمین ثم آمین

ایک قابل دید بائیسکوپ

انجیل کی تبلیغ کا ایک جدید طرز

پرستاران انجیل کی قابل داد جدت طرازی
جو حال میں رونما ہوئی ہے۔ گو کیسا ہی
دلفریب سین کیوں نہ پیش کرے۔ حقیقتاً
وہ ہم کو اس بات کا پتہ دیتی ہے۔ کہ اب
پولوس کا جادو باطل ہوتا جاتا ہے۔ یہ تو
اظہر من الشمس ہے۔ کہ آج مغربی دنیا میں
انجیل کی وقعت صرف اسقدر ہے۔ کہ
خوشنما جلد ہو کر الماری میں رکھ دی جاوے
اس کے پڑھنے والے صرف وہی لوگ
ہیں جنہوں نے اس بات کا ٹھیکہ لیا ہوا
ہے۔ کہ دوسروں سے وہ بات منوائیں
جو وہ خود نہیں سمجھتے میرا مطلب گروہ پادری
سے ہے۔ باقی لوگ اب اس میں دلچسپی نہیں
لیتے وہ زمانہ گیا۔ جب بائیبل .....
..... Infallible یقین کی جاتی تھی
اب تو لوگ اخلاقی اسباق کے لئے بھی دوسری
کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ
انکو یہ سمجھ پیدا ہو گئی ہے کہ یوحنا ۸: ۳-۱۱
محض لغو اور مخرب اخلاق ہے۔ لہذا اب مقدس
پادریوں نے مجبور ہو کر بائیبل کو بائیسکوپ
بنا دیا (دونوں لفظ "ب" سے شروع ہوتے
ہیں) اور اب آیندہ تبلیغ و اشاعت کا دار
و مدار [illegible] سینوٹوگراف ہو گا
[illegible] اسی طرح بائیبل کا کچھ ذکر فکر ہو لوگ
دلچسپی تو خواہ کسی رنگ میں سہی
[illegible] دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہیں ::::
[illegible] کہوں تو کسی کی نگاہ ہیں ::::

ذیل میں ناظرین اخبار کی ضیافت طبع کے واسطے
ہم پادری پال آمٹھ کے خیالات کا اقتباس
درج کرتے ہیں۔ جو ایسی تحریک کا بانی مبانی
ہے۔ وہ لکھتا ہے
"اگر یسوع آج زندہ ہوتا۔ تو وہ بھی گرجوں
میں وعظ و نصیحت کی بجائے بائیسکوپ کا
تماشہ دکھاتا۔ کیونکہ الفاظ سے زیادہ اثر تصویر
کا ہوا کرتا ہے اور وہ بات جو ہم اپنی آنکھ سے
دیکھتے ہیں زیادہ آسانی اور عجلت سے
دل نشین ہو جاتی ہے"۔ "یسوع نیچ قوموں
میں کام کرتا تھا۔ اور آج ہماری کلیسا بھی
نیچ قوموں میں ہی کام کر رہی ہے۔ پس
ان معمولی سمجھ کے لوگوں کے آگے مذاہب
کے حقائق و معارف بیان کرنا فضول ہے"
"اسوقت امریکہ میں قریب تین ہزار گرجوں
کے ایسے ہیں جہاں پوری بائیبل بذریعہ
تصاویر دکھائی جاسکتی ہے"
ہم اپنے مہربان ناظرین اخبار کی توجہ اس
طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وے لوگ
تھوڑی دیر کے لئے سوچیں۔ کہ یسوعی دنیا
اپنے "مذہب بیمار" کی کیسے کیسے طریقوں سے
نازبرداری اور تیمارداری کرتی ہے
کیا انکا فرض نہیں کہ وے بھی اپنے مذہب
کی اشاعت کے لئے مفید اور کارآمد طریقے
سوچیں۔ اور اپنا وقت۔ اپنا دماغ۔ اپنا روپیہ
اشاعت اسلام پر صرف کریں:۔
ہمارے معزز اور دینی بھائی میاں ممتاز احمد
صاحب جنہوں نے امریکہ سے یہ اخبار بھیجا
بھیجا ہے لکھتے ہیں۔ کہ امریکہ کی دیکھا دیکھی
اٹلی میں بھی فلموں کے ذریعہ بائیبل کو پیش
کرنے کی تجویز ہوئی اور بڑی لاگت لگ
کر "فلم" طیار ہوئے۔ تو پوپ آف روم اور

ان کے ماتحت پادری اس نظارہ کو
دیکھنے تھیٹر میں گئے۔ مگر جب حضرت حوا قطعاً
برہنہ سامنے آئیں۔ تو پاپائے روم کو بہت
شرم آئی۔ اسی طرح جب حضرت لوط اور ان
کی بیٹی خلوت کدہ میں پائے گئے۔ اور حضرت
داؤد اور اوریا کی جورو بالاخانہ پر تنہا دیکھے
گئے تب تو حضرت پوپ مارے غیرت کے
پسینہ آگیا۔ اور پوپ صاحب فرمانے لگے
کہ یہ سین بجائے فائدہ کے الٹا نقصان پہنچاویں
گے ان کو بیچ میں اڑا دینا چاہیئے۔ مگر اٹلی
کی گورنمنٹ اور رعایا ایسا کرنے کو طیار
نہیں"۔

اڈیٹر:۔ بے شک اٹلی کی گورنمنٹ ایسی خلاف
ہونا کیوں پسند کرے گی۔ کہ اپنی آسمانی
کتاب میں سے کچھ کم کر دے۔ جو کچھ کتاب
میں لکھا ہے۔ وہ سب دیکھنا چاہیئے ورنہ
ایسی کتاب کو آسمانی تسلیم کرنا ہی حماقت
ہے۔ جسکے بعض حصے ناقابل دید و شنید
ہوں اور مخرب اخلاق ہوں۔ شاید نور افشاں
ہم سے یہاں اختلاف کر کے یہ رائے دے کہ
نہیں صرف ایسے ایسے گندے اور ناپاک
مضمون کتاب میں سے اڑا دیئے جاویں
باقی کتاب رہنے دی جاوے۔ کیونکہ مضمون
کی ردو بدل۔ تحریف و تبدیل یہ کوئی نئی
بات نہیں سینکڑوں دفعہ ہو چکی ہے
ہر فرقہ نے اپنے مطلب کیخاطر تحریف روا
رکھی تو کیوں نہ اس عجیب و غریب بائیسکوپ
کے تماشہ کی خاطر تھوڑا سا بائیبل کو ہلکا
کر دیا جاوے

[illegible] لوکو ورکشاپ سکھر سے کاریگروں کے ساتھ بدسلوکی کی جسپر ورکشاپ میں بدامنی پیدا ہوگئی۔ اور ۲۸ جون کو ڈسٹرکٹ لوکو سپرنٹنڈنٹ نے ورکشاپ بند کردی ۲۹ جون کو مسٹر خان جنرل سیکریٹری این۔ ڈبلیو ریلوے یونین لاہور سے یہاں پہونچ گئے ہیں اور فوراً گفت وشنید کا سلسلہ شروع ہوگیا کاریگروں نے ۲ جولائے کو کام شروع کردیا امن قائم ہوگیا۔ اور حکام نے معاملہ کی تحقیقات کا وعدہ کیا:۔

برلن سے شائع ہونے والے ایک روسی اخبار کو ماسکو سے یہ تار موصول ہوا ہے۔ کہ ایسے [illegible] جو ... اٹلی۔ یونانی۔ پولینڈ۔ اور سوئٹزرلینڈ کے باشندے تھے انہیں جاسوسی کے الزام میں گرفتار کرکے ماسکو بلایا گیا ہے

سکھر میں کانگرس کا کام

[illegible] گرام کے مطابق ضلع سکھر میں کانگرس کمیٹیوں کے ۱ ہزار ۳ سو ممبر اور ۳ ہزار چرخے ہوجانے چاہیے تھے سنیکڑوں کی تعداد میں چرخے بیکار پڑے تھے۔ مگر اب ۳ ہزار چرخے ازسرنو جاری کردیے گئے ہیں ۴ ہزار ۵ سو [illegible] کانگرس کے ممبر بن چکے ہیں اور ۲۷ ہزار ۵ سو روپیہ تلک سوراج فنڈ میں دیا گیا ہے۔

شراب کی ممانعت پر سزائے قید

راجہ [illegible] پرشاد صاحب چودہری (مظفرپور) [illegible] ترک مسکرات کے متعلق کام کرنے [illegible] میں ۲۵ روز قید محض کی سزا [illegible] آپ [illegible] موتیٹی جیل کیطرف [illegible]

پنجاب میں طاعون

[illegible] پنجاب میں صرف ایک ہی علاقہ یعنی تحصیل تلہ گنگ ضلع اٹک میں طاعون کی مرض ہے:۔

لائڈ جارج لاجواب ہوگئے

نیویارک (امریکہ) میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ جب پیرس میں چار بڑی طاقتوں کے اجلاس میں سارسین میں پندرہ سال کے لئے مجلس اقوام کے تحت ایک پارلیمنٹ بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے مسٹر لائڈ جارج نے مسٹر ولسن کو کہا۔ کہ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تجویز نہایت ہی اعلےٰ ہے جسکے جواب میں مسٹر ولسن نے کہا۔ کہ ایسا بہتر ہوگا۔ اگر آپ یہی انتظامات آئرلینڈ کے بارہ میں بھی کریں

دہار وار میں فساد

گورنمنٹ بمبئی کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ جمعہ کے روز دہار میں خلافت کمیٹی کے دو رضا کاروں کو ڈاکہ کے جرم میں چھ چھ ماہ قید کی سزا دیگئی اس پر سخت فساد ہوگیا۔ ایک جم غفیر جیلخانہ تک ان کے ساتھ گیا۔ اور اسکے بعد انہوں نے شراب کے ٹھیکہ داروں کے مکانات پر پتھر پھینکنے شروع کئے۔ شہر میں ہڑتال کیگئی اسی شام کو ایک جلسہ ہوا۔ اور جلسہ کے بعد شراب کی دو دکانوں پر حملہ کیا گیا اور شراب چرا لیگئی ان دکانوں کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی یہ آگ پولیس نے بجھائی۔ ہجوم نے پولیس پر حملہ کیا۔ اور پولیس نے گولیاں چلائیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ معہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے گولیاں چلنے کے تھوڑی دیر بعد وہاں پہنچ گیا اسوقت ہجوم منتشر ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہجوم کے دو آدمی ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے ایک تھانیدار اور ۹ کانسٹبل پتھروں سے زخمی ہوئے۔ ہفتہ کے روز بالکل امن ہوگیا:۔

فہرست مضامین

ترکی یونانی جنگ

معلوم ہوتا ہے کہ عصمد پر ترک احرار کے قبضہ کی خبر قبل از وقت ہے ترک احرار نے اسوقت بندرگاہ پر حملہ کیا جس وقت یونانی فوجیں روسی فوجوں کو آگے آنے کے لئے پیچھے ہٹ رہی تھیں یونانیوں نے پھر کچھ فوجیں بندرگاہ پر اتاریں اور انہوں نے حالت کو درست کرلیا:۔

انگورا میں ترک احرار اتحاد ترکی کی کمیٹی کے ایجنٹوں میں سخت جدوجہد ہورہی ہے اس کمیٹی کے ایجنٹ غازی انور پاشا کے اشاروں پر کام کررہے ہیں اور بولشویک اور بولشویک بھی ان کی مدد پر ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

اخبار پیغام صلح

چندہ سالانہ — طلباء سے

چندہ ششماہی — سہ ماہی

جلد ۹ | چہارشنبہ مورخہ ۶ ذیقعد ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۲۱ء | نمبر ۲

فہرست مضامین

معذرت

اخبار پیغام صلح کا عہد جدید جن اصلاحات کو مدنظر رکھ کر شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ افسوس ہے۔ کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے اب تک ان پر عمل در آمد نہیں ہو سکا۔ اور پہلے ہی نمبر میں بعض فاش غلطیاں سرزد ہو گئی ہیں۔ محمد یوسف خانصاحب مدیر اخبار مضامین کی صحت میں بہت ہی کوشش فرماتے ہیں۔ مگر آپ کی یکایک روانگی کی وجہ سے اخبار کی بعض کاپیوں کی صحت نہیں ہو سکی خصوصاً حضرت خواجہ صاحب کا خطبہ جمعہ تو ایسا غلط چھپا ہے کہ اس کا غلط نامہ چھاپنے کی بجائے اگر خطبہ کو دوبارہ شائع کر دیا جائے تو شاید بہتر ہوگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خانصاحب موصوف جلدی کی وجہ سے اس کی کاپی کو ملاحظہ نہیں فرما سکے اور جس طرح غلط سلط کاتب صاحب نے لکھ دیا چھپ گیا قرآن کریم کی آیات کو بہت بری طرح بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آیات کو ذبح کر کے اور عجیب بے ہنگم طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے لکھا گیا ہے اور عبادت کا مطلب بعض الفاظ کے رہ جانے کی وجہ سے اکثر جگہ

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور میں باہتمام ... چھپا

ہوگیا ہے

(۲) اس کے علاوہ کاتب صاحب اخبار کی سہل انگاری اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے مضامین کی ترتیب میں بھی بعض فحش غلطیاں ہوگئی ہیں۔ فہرست مضامین جو صفحہ اول پر درج ہونی چاہئے تھی کاتب صاحب نے مکرر سہ کرر تاکید کے باوجود اسکو صفحہ ۶ پر درج کر دیا اور کاپی کسی کو دکھائے بغیر ہی مطبع میں پہنچا دی۔ مضامین کی بعض سرخیاں عبارت کے ساتھ ہی ملا کر اس طرح لکھ دی گئی ہیں کہ عبارت کا مطلب ہی خبط ہوگیا ہے۔ ان سب فروگذاشتوں کے لئے ہم اپنے ناظرین کرام سے معافی کے خواستگار ہیں۔

اخبار احمدیہ

مکرمی میر مدثر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حکیم محمد سیف الدین صاحب فیروزپوری کا ایک اعلان بغرض اشاعت اخبار ارسال کرتا ہوں مہربانی کرکے اس کو درج اخبار فرماویں۔ چونکہ وہ برابر تحقیقات کرتے رہے اور تبادلہ خیالات بھی کوشش کرتے رہے ہے اس لئے آخر کار ان کو میاں صاحب اور انکے مریدوں کے اصلی عقائد کا علم ہوگیا ہے جن کو وہ آہستہ آہستہ پھیلانا چاہتے ہیں۔ والسلام

خاکسار سید مدثر شاہ

حکیم سیف الدین صاحب کا اعلان فسخ بیعت

چونکہ جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے متبعین کی تحریرات اور گفتگو سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ وہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الرحمۃ کو زمرہ انبیا اور رسل میں شامل کرکے حقیقی معنوں میں نبی و رسول مانتے ہیں اور منواتے ہیں۔ حالانکہ یہ امر قرآن و حدیث اور خود مرزا صاحب علیہ الرحیم کی تحریرات کے قطعاً خلاف ہے اس لئے میں بذریعہ اعلان ہذا ان سے اپنے آپ کو الگ کرتا ہوں۔ اور میرا یہ عقیدہ کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو سراج منیر صفحہ ۲ و ۳ کہ جس میں حضرت مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی کو ہی حقیقی نبی کہا ہے اور جناب مسیح اسرائیل کو بھی حقیقی مانا ہے۔ اس لئے میں ان کے عقاید سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں یعنی میرے نزدیک آنحضرت سرور عالم صلعم کے بعد کوئی حقیقی نبی امت محمدیہ میں نہیں ہوسکتا ہے صرف مجدد یعنی خادمان دین ہوئے اور ہونگے۔ فقط بقلم محمد سیف الدین از فیروزپور

ایک اور اعلان فسخ بیعت

میاں محمود احمد صاحب کے عقائد فاسدہ سے بیزاری

صوفی عبدالرحمن صاحب مالیر کوٹلہ سے لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے دعوائے نبوت اور نبی علیہ السلام ماننے میں اس عاجز کو شک ہے جس کے متعلق پہلے کوئی علم نہ تھا۔ اس وجہ سے اس کے متعلق دریافت کرنا ضروری اور جزو ایمان خیال کرکے۔ ہمردیف ہذا ایک کھلی چٹھی بنام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ارسال ہے۔ امید ہے کہ جناب اسے جریدہ پیغام میں ایک ہی نمبر پر درج کرکے شائع فرمائیں گے اس سوال وجواب سے پبلک کو فایدہ پہنچ سکے۔ اور لاہوری جماعت مرزا صاحب مرحوم کے اس دعوئے نبوت کے متعلق پوری پوری کیفیت سے عوام کو آگاہی بخشے۔ عین کار خیر ہے۔ فقط

صوفی عبدالرحمن خاں۔ احمدی مالیر کوٹلہ

(نوٹ) صوفی صاحب کی کھلی چٹھی انشاءاللہ العزیز آیندہ اشاعت میں درج ہوگی

ایڈیٹر

مفتی محمد صادق کا سالانہ تحفہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی نبی تھے

امریکہ سے ہمیں مفتی محمد صادق صاحب کا مطبوعہ سال نو کی مبارکباد کا ایک کارڈ موصول ہوا ہے۔ کہ جس کے مطالعہ سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہوجاتا ہے کہ محمودیوں کے نزدیک اب نبی حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی گذشتہ زمانہ میں نبی تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

I wish you all happiness in the new year.
And may you attain all blessings my dear
Which Allah the Gracious has ordaind to send
Through Ahmad, the Guide, the Prophet, The Friend
and his master & Teacher Mahammad the elect

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۲۱ء نمبر ۴

قرآن کریم مسلمانوں کیلئے شفا اور رحمت

وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین - قرآن کریم کا یہ دعوا ہے کہ وہ مسلمانوں کے تمام دکھوں اور دردوں کے لئے خداوند عالم کی طرف سے شفا اور رحمت کے طور پر نازل کیا گیا ہے

دوسری طرف جب مسلمانوں کی حالت کو دیکھا جاتا ہے۔ تو اس قوم سے بڑھ کر کوئی قوم مریض نظر نہیں آتی - یہ اعتراض بھی قطعاً غلط ہے کہ مسلمان قرآن کریم کو نہیں پڑھتے - یہ ایک مسلمہ امر ہے - کہ مسلمانوں سے بڑھ کر اپنی کتاب کی تلاوت کرنے والی اور کوئی قوم دنیا بھر میں نہیں - ہر روز پانچ وقت کی نمازوں میں اور صبح تلاوت کے وقت اور پھر لیالی رمضان میں خصوصاً اسلامی دنیا کے اندر کس قدر قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے ایک ماہ میں دنیا بھر کی مسجدوں کے اندر کہ جنکی تعداد کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اسقدر قرآن کریم ختم کئے جاتے ہیں - پھر شبینہ کی صرف ایک رات میں دنیا کے اندر کس قدر قرآن پڑھا جاتا ہے - کہ اس کے شمار و اعداد کو خداوند عالم کے سوا کون جانتا ہے - یہ نہایت عجیب اور حیرت انگیز بات ہے - نسخہ ایسا اکسیر نسخہ موجود ہے کہ جسکی نسبت خود یورپین مبصرین اور دشمنان اسلام تک کو اعتراف ہے کہ یہ تعلیم دنیا میں حیرت انگیز نتائج پیدا کرنے والی کتاب ہے اس سے جو لوگ متاثر ہونگے۔ وہ دنیا میں سب سے زیادہ مہذب سب سے زیادہ متمدن لوگ ہونگے اس نسخہ کا استعمال بھی وہ مریض قوم تمام اقوام کے اپنے اپنے نسخوں سے بڑھ کر کرنیوالی ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ مریض موجود ہے اور اکسیر بھی موجود ہے مسموم اور تریاق دونوں موجود مگر مریض کی حالت بہتر ہونے کی بجائے دن بدن بتر سے ابتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے تمام ممالک کے اندر مسلمانوں کی حالت انتہائی پستی کو پہونچ گئی ہے انکی اخلاقی اور روحانی حالت نہایت تیزی کے ساتھ تنزل کیطرف جاری ہے ہماری اس پست حالت کو دیکھ کر آج بعض دشمنان اسلام کو یہ طعنہ کرنے کا موقعہ مل گیا ہے کہ مسلمانوں کی یہ حالت اُن کی مذہبی تعلیم کا نتیجہ ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اعمال ہمیشہ تعلیم ہی سے پیدا ہوا کرتے ہیں جس شخص یا قوم کی تعلیم اور تربیت بہتر نہیں وہ اپنے اعمال کے اندر کبھی بھی بہتری پیدا نہیں کر سکتی -

دشمنان اسلام کی یہ تعریض صحیح ہو یا غلط۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسوقت دنیا بھر کے مسلمانوں کی حالت اپنی انتہائی اخلاقی پستی کو پہنچ گئی ہے اور وہ لوگ کہ جنکی طبائع میں دہریت کا کچھ اثر ہے وہ اس کا ذمہ وار تعلیم اسلام اور قرآن کریم کو ہی ٹھہرا کر اسلام کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگ گئے ہیں اور اس زہر کا مسموم سب سے بڑھ کر قوم کا وہ طبقہ ہے کہ جو موجودہ زمانہ کی روشنی سے مستفیض ہے اور یہ کون نہیں جانتا کہ قوم کے آئندہ قیام اور زندگی کا دارومدار ہمیشہ طلباء اور نوجوانوں پر ہی .... ہوتا ہے - جس قوم کی آئندہ پود اچھی نہیں - وہ قوم بھی دنیا میں زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہ سکتی ہمارے علماء اور مصلحان قوم کو سب سے پہلے انہی کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے قوم کا وہ طبقہ کہ جس پر آیندہ قومیت کی بنیاد رکھی جانے والی ہے۔ اگر قومیت کے جوہر اپنے اندر نہیں رکھتا۔ تو قوم دنیا میں کس طرح سے قائم رہ سکتی ہے

قرآن کریم مسلمانوں کو فائدہ کیوں نہیں دیتا

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم کا یہ دعوے کہ وہ مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے - بالکل بجا اور درست ہے اس کی شہادت نہ صرف مبصرین اور اہل علم لوگ ہی دیتے ہیں - بلکہ اس نسخہ کے مجرب ہونے پر دنیا کی کل قومیں شاہد ہیں - کون نہیں جانتا کہ اس نسخہ کے نزول سے پیشتر اقوام عالم کی حالت کیا تھی - دنیا کس وحشت اور بربریت کے عہد تظلم میں گھری ہوئی تھی - اور پھر اس نسخہ پر عمل کر کے دنیا کے بیشتر حصہ نے تمدن و تہذیب کے جس اعلےٰ مقام تک ترقی کی اسپر بھی تاریخ عالم کے اوراق خود ہی گواہ ہیں عرب کہ جسکے اندر تمام دنیا کی بدیوں کا ایک طوفان بے تمیزی برپا تھا اسی نسخہ کے استعمال سے تمدن و تہذیب کے جس ارتقاء اعلےٰ پر پہنچا۔ اس کا اعتراف کس دوست و دشمن نے نہیں کیا - پھر آج کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی قوم کو کہ جو جاہلیت کے عربوں سے ہزار درجہ بہتر ہے - انکو اس نسخہ

کے اکسیر ہونے کا نہ صرف یقین ہی ہے۔ بلکہ وہ کثرت کے ساتھ اس نسخہ کو استعمال بھی کرتے ہیں۔ مگر قوم کی حالت میں آثار صحت مندی کی بجائے مردگی کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں۔ ہر ایک شخص ان امور پر ادنےٰ غور سے اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا۔ کہ جب نسخہ کے اکسیر ہونے میں ذرا بھر بھی احتمال نہیں۔ بلکہ وہ کئی دفعہ کا مجرب نسخہ ہے اور دنیا بھر کی قوموں نے اسلام کو قبول کرنے کے بعد جسقدر تمدن اور تہذیب کی رفعت تک ترقی کی ہے۔ اسی نسخہ کے استعمال سے کی ہے ایک طرف اللہ کا فرمان ہے کہ یہ نسخہ مسلمانوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ دوسری طرف اقوام عالم کی شہادت موجود ہے تو پھر اگر کوئی قوم اس نسخہ کے استعمال کرنے کے باوجود صحت یاب نہیں ہو سکتی۔ تو اس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اس نسخہ کا طرز استعمال صحیح نہیں بلکہ قوم اسکے صحیح طریق استعمال کو فراموش کر چکی ہے۔ قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے کہ جسکو ایک حکیم اور علیم ہستی نے تمام قسم کے قومی امراض کو دور کرنے کے لئے نازل کیا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ اس نے اس نسخہ کے صحیح طریق استعمال کو بھی خود ہی بیان نہ کیا ہو۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک عالم الغیب ہستی ایک قوم کی صحت کے لئے ایک نسخہ تو نازل کر دے مگر اسکے طریق استعمال کی کلید اپنے ہی دل میں محفوظ رکھے جب معمولی سے معمولی طبیب بھی اس بخل کو جائز نہیں رکھتا۔ کہ وہ نسخہ کے ساتھ اس کے طریق استعمال کو بیان نہ کرے تو پھر خداوند عالم کے لئے یہ کسطرح شایاں ہے کہ وہ نسخہ کے اجزاء تو تمام و کمال بیان کر دے۔ مگر اس کے طریق استعمال سے مریض کو اطلاع نہ دے۔ پھر ایک قوم کا اس نسخہ کے صحیح طریق استعمال کا عمل ہمارے سامنے ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے نزول نسخہ کے ساتھ اس کے استعمال کے لئے ہدایات بھی ساتھ ہی نازل کر دی ہیں کہ جن ہدایات کی پابندی سے وہ قوم کہ جسکا مرض مزمن ہو چکا تھا صحت یاب ہو گئی۔ مگر وہ قوم جو آج اسکو استعمال کر رہی ہے۔ وہ ان ہدایات سے یکسر بے خبر ہے۔ آؤ ہم قرآن کریم کی روشنی میں ہی ان ہدایات کو تلاش کریں کہ جنکی پابندی اس نسخہ کے استعمال کے لئے ضروری ہے:۔

قرآن پڑھنے کے متعلق قرآن کریم کی ہدایات

(۱) قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الذین اتینھم الکتب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ ومن یکفر بہ فاولئک ھم الخاسرون۔ ترجمہ۔ وہ لوگ کہ ہم نے کتاب دی۔ اور وہ اس کو اس طریق پر تلاوت کرتے ہیں کہ جو اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ فی الحقیقت انہی لوگوں کو اس کی صداقت پر ایمان ہے اور وہ جو حق تلاوت کو نگاہ نہیں رکھتا وہ ایسا ہے کہ گویا وہ اسپر ایمان ہی نہیں رکھتا یہی لوگ ہیں۔ کہ جو خسارہ اٹھانے والے ہیں)

کتاب پر ایمان کے معنی یہی ہیں۔ کہ وہ اس کی تلاوت کے حق کو ادا کرے اور جو شخص اس حق تلاوت کو ادا نہیں کرتا۔ وہ ایسا ہی ہے کہ جسکو اس کتاب پر ایمان ہی نہیں:۔

(۲) وقرآنا فرقنہ لتقراہ علے الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا۔ اور قرآن کریم کو تھوڑا تھوڑا اس غرض سے نازل کیا ہے تاکہ تم بھی لوگوں کو مہلت کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) سناؤ اور خود ہم نے اس کو رفتہ رفتہ نازل کیا ہے

(۳) ورتل القرآن ترتیلا۔ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو اس ٹھہر ٹھہر کر اور مہلت کے ساتھ پڑھنے سے کیا مطلب ہے اس مصلحت کو یوں بیان کیا۔

(۴) وکلا نقص علیک من انباء الرسل مانثبت بہ فوادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمؤمنین

مرسلین الٰہی کے جتنے تذکرے ہم تم سے بیان کرتے ہیں انکی غرض یہ ہے کہ ان سے ہم تمہارے دل کی ڈھارس بندھاتے ہیں اور ان تذکروں کے ضمن میں حق کی تعلیم آپ کو پہنچے اور مومنوں کے لئے یہی طرز عمل ایک موعظہ حسنہ اور حق کی تذکار ہے

(۵) وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذالک لنثبت بہ فوادک ورتلنہ ترتیلا ہ

کافر کہتے ہیں کہ قرآن جملہ واحدہ کی طرح ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل ہو گیا۔ یہ سچ ہے کہ جملہ واحدہ کی طرح نازل نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کی غرض کسی بات کا رٹا دینا نہیں۔ بلکہ آہستہ آہستہ غور اور فکر کا موقعہ دیکر تعلیم اور تربیت کے ذریعہ سے دل کو مضبوط بنانا ہے۔ اور ہم نے اسکو ٹھہر ٹھہر کر ہی نازل کیا ہے یہ آیت آجکل کے مسلمانوں کیلئے کہ جو قرآن کریم کو جملہ واحدہ کی طرح ایک رات میں نہایت تیز روی کے ساتھ ختم کرتے ہیں قابل غور ہے:۔

(۶) والذین اذا ذکروا بایت ربھم لم یخروا علیھا صما و

خمیازا مومن تو وہی لوگ ہیں کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھا بہرا ہو کر ان پر نہیں گرتے

کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوالالباب کتاب جسکو ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے۔ یہ ایک مبارک کتاب ہے اسکے نزول کی غرض یہ ہے کہ لوگ اسکی آیات میں تدبر کریں غور اور فکر کریں۔ اور اس غرض کے لئے نازل کی ہے کہ عقل سند نصیحت پکڑیں۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا پھر کیا یہ لوگ قرآن پر تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔
ان تمام آیات سے یہ ثابت ہے۔ کہ قرآن کریم کوئی جادو ٹونے کی کتاب نہیں کہ اسکو جلدی جلدی رٹ لیا جائے بلکہ وہ سمجھ سوچکر ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کی کتاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کس طرح پڑھا کرتے تھے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تمہارے لئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریق عمل ایک بہترین نمونہ ہے
قرآن کریم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے کسطرح پڑھا۔ سمجھا۔ اور فائدہ اٹھایا۔ اسکے متعلق ذیل کی احادیث قابل غور ہیں۔
علامہ ابن قیم زاد المعاد کی جلد اول کے صفحہ ۹۰ پر لکھتے ہیں۔ کہ کان صلی اللہ علیہ وسلم یرتل السورۃ حتی تکون اطول من اطول منھا وقام بایۃ یرددھا حتی الصباح۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے یہانتک کہ ایک معمولی سورۃ بڑی سے بڑی سورۃ ہو جاتی تھی۔ اور بعض دفعہ ایک ہی آیت پر ٹھہر جاتے تھے اور اسی کو بار بار پڑھتے تھے یہانتک کہ صبح ہو جاتی تھی۔ باقی باقی

ماہیت افلاک

ہندو مذہب کا افلاک کے متعلق عقیدہ

ہندو مذہب کا عقیدہ افلاک کے متعلق یہ ہے کہ افلاک ایک سخت جرم ہیں اور ان کی تعداد سات ہی ہے چنانچہ گائتری منتر جو ویدوں کا افضل الذکر کلمہ سمجھا جاتا ہے اس میں اسکے سات طبقات کے نام لے کر دعا کی گئی ہے با ترتیب ان کے نام اس طرح بیان کئے گئے ہیں

بھور بھوہ سوہ مہ جنہ تپہ ستیم
اس کی تشریح شری کرشن دویپائن مہابھارت وید بیاس میں اس طرح کی گئی ہے
پہلا۔ اونچی آسمان سے لے کر میرو پربت (پہاڑ) کی پیٹھ تک ہے
دوسرا آسمان میرو پربت (پہاڑ) کی پیٹھ سے لے کر دھرو ستارہ تک ہے
تیسرا انترکھش سے پرے جو لوک ہے اس کو مہندر لوک کہتے ہیں
چوتھا مہندر لوک سے پرے مہ لوک ہے
پانچواں مہ لوک سے پرے جن لوک ہے
چھٹا جن لوک سے پرے تپ لوک ہے
ساتواں تپ لوک سے پرے ستیہ لوک ہے
جن۔ تپ۔ اور ستیہ لوک کو برہم لوک بھی کہتے ہیں ان سات آسمانوں میں جو جو دیوتا (فرشتے) اور مخلوق رہتی ہے ان سب کا مفصل ذکر بھاشیہ میں اور تیتری اپنشد کی برہم ولی پانچویں انوواک پہلے منتر میں موجود ہے
خود سوامی دیانند جی نے ۱۸۷۵ء کے پہلے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۲۳۲ میں اسکو تسلیم کیا ہے

آسمان سونے کے ہیں

یہ سب کے سب آسمان ویدک سدھانت کی رُو سے مادی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۸ کھنڈ ۵ منتر ۳ ار۱ اور نیادو برہم لوک میں جھیلیں ہیں اس سے تیسرے آسمان پر جھیل ایرم مدیا ہے اور اشو تھا درخت جس سے سوم برستی ہے اور برہمن کا شہر اپراجیتا اور سنہری پربھو متا (محل) ہے پرپاٹھک ۷ کھنڈ ۹ منتر ۶ میں ہے ادیتہ برہم ہے یہ ودیا ہے پہلے یہ نیست تھا پھر ہست ہوا۔ اور یہ بڑا اور پھر بڑے انڈے کی شکل میں تبدیل ہو گیا

زمین و آسمان دو کٹوروں کی طرح ملے ہوئے ہیں

آریہ سماج کی طرف سے غیر مذاہب پر یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ ان کے ہاں آسمان کا وجود کسی نہ کسی طرح کا سمجھا جاتا ہے حالانکہ آسمان

ہز ہولی نیس بارِ دیگر نغمہ سرائی

ناظرین کرام پیغام سے مخفی نہیں کہ ہز ہولی نیس جناب میاں محمود صاحب اتقابہ اور آپ کے پرستاران جن کی تعداد حبرائیم کا فرد احباب لاہور کے خلاف لگاتے ہیں ان میں سے ایک سنگین جرم یہ بھی ہے کہ جماعت لاہور نے قبائے مذہبی اتار کر سیاسیات کا کالا دان زیب تن کر لیا ہے۔ اور یوار بزعم خود اپنا الو دو طرح سیدھا کرتے ہیں۔ ایک طرف جماعت احمدیہ میں انجمن لاہور کے خلاف تنفر پیدا کرنے کی امید رکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف گورنمنٹ کو ان سے بدظن کرنے کی۔ کیا ہز ہولی نیس سے بادب تمام دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ حضور سیاسیات کس جانور کا نام ہے؟ ایک ایسی جماعت کے لئے جسکو خالص مذہبی جماعت ہونے کا صرف ادعا ہی نہ ہو۔ بلکہ دوسروں کے بالمقابل اس دعوے کو اپنی حقانیت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ کہاں تک موزون ہے کہ باینہمہ دعوئے زہد و تقوے سیاسی معاملات میں دخل در معقولات دے۔ کیا حضور یا حضور کا کوئی شیدائی حضرت مسیح موعودؑ یا حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے اسوۂ حسنہ میں اسکی کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں؟

یور ہولی نیس حضور نے اپنے ایڈریس میں جو جواہر ریزے حضور وائسرائے کو آویزہ گوش بنانے کے لئے پیش کئے۔ وہ اپنی آب و تاب سے بزبان حال گواہی دے رہے ہیں۔ کہ وہ حضور ہی کے متوازن مجتمع اور منور دماغی کیفیت کا نتیجہ ہیں۔ میں حضور کو یہ بتلا کر حضور کی دلشکنی نہیں کرنا چاہتا کہ حضور کے ریوٹر کی باڑ سے باہر ان نکاتِ معرفت کو جسکے دریا حضور نے بہانے کی کوشش فرمائی ہے۔ کہاں تک عزت کی نظر سے دیکھا گیا۔ فلسفۂ جنگ جسکا انکشاف آج یور ہولی نیس نے فرمایا ہے سنکر تو حضور وائسرائے نے بھی باینہمہ پیرانہ سالی سر دھنا ہوگا۔ اور ارسطو اور سقراط کی روحوں پر بھی ضرور عالم وجد طاری ہوا ہوگا۔ "ایک قوم دوسری قوم کے خلاف اعلانِ جنگ اسوقت کیا کرتی ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ مخالف قوم کے افراد اپنی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے ہماری امداد پر کمربستہ ہو جاوینگے اور اس واسطے جب حضرت مسیح موعودؑ نے حکومت وقت کی وفاداری کی تعلیم جہان کو دی۔ تو گویا روئے زمین پر جنگ و جدال کا ہمیشہ کے لئے سدباب کر لیا۔ کیونکہ جب ہر ایک قوم حکومت کی وفادار ہوگی تو کسی بیرونی طاقت کو حملہ کرنے کی جرات نہ ہو سکے گی"

یور ہولی نیس کا یہ نرالا فلسفہ گو ہمارے انسانی دماغوں کے لئے اسقدر بار یک ہو۔ کہ اسکے سمجھنے سے قاصر ہوں۔ مگر حضور کی سخن فہمی عالم بالا۔۔۔ کا نمونہ از خروارے تو ضرور ہے۔ حال کے جنگ عظیم کی یہی تو وجہ تھی کہ مخالفین میں سے بعض نے یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ ان کے مخالفین کی رعایا اپنے اپنے ممالک کے خلاف ان کی امداد پر آمادہ ہو جاوے گی۔ مگر سچ ہے لعل کی قدر اپنے زمانہ میں بہت کم ہوتی ہے۔ اکثر حلقوں میں راز بستہ کے انکشاف نے اس کے صحت مخرج کے متعلق چہ میگوئیاں پیدا کیں۔ بہتر ہو گر حضور ان بے بہا موتیوں کو اپنے کنوئیں تک محدود رکھیں۔ جہاں حضور جیسے خضر راہ کو بہت سے قدر دان گواہ مل سکتے ہیں۔

یور ہولی نیس ! مجھے یہ بھی دیکھ کر افسوس ہوا۔ کہ ان کافر مسلمانوں نے حضور کے مطالبات دربارۂ سلطنت ٹرکی و آزادی حجاز کو بھی بنظر اشتباہ دیکھا۔ گو حضور نے نہایت پرزور الفاظ میں گورنمنٹ کو نہایت ہی قیمتی مشورہ دیا ہے کہ سمرنا اور تھریس ٹرکی کو واپس دلائے جاویں اور حجاز کو بھی سلطنت ٹرکی کے زیر اثر رکھا جاوے مگر یہ بدبخت اب بھی حضور کے جوش اسلامی و غیرت دینِ محمدی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ حضور پر حافظہ نہ باشد کا الزام لگاتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ابھی انکو حضور کا یہ فعل فراموش نہیں ہوا۔ جب حضور نے اسی خلافت مسلمہ کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ یعنے سلطنت ٹرکی کی شکست پر گورنمنٹ انگلشیہ کے حضور پانچ ہزار روپے کا گراں بہا تحفہ بطور اظہار خوشنودی پیش کیا تھا۔ اور ارض حرم قادیان کو چراغان سے منور فرمایا تھا۔ اور نیز آپ کے رسالہ مستقبل ٹرکی سے یہ حوالہ پیش کرتے ہوئے کہ "کسی حالت میں حجاز کو سلطنت ٹرکی کے ماتحت نہیں رکھا جا سکتا"۔ نہایت گستاخانہ لہجے میں حضور کو حضور کے اصولوں کے لحاظ سے اس پنجابی ظرف سے تشبیہ دیتے ہیں جس کے پیندے کی بے قراری کی عام زمینداروں کو شکایت رہتی ہے حضور میں نے بہتیری کوشش کی۔ کہ حضور کے اعمال میں اس ظاہری تضاد کو کسطرح مطابقت دے کر ان لوگوں کو سمجھاؤں کیونکہ حضور کے دماغ سے جیسے الٰہی علوم کے دروازے چوپٹ کھول دیئے گئے ہیں۔ اس قسم کے متضاد اقوال و افعال کسطرح سرزد ہوتے ہیں میں نے یور ہولی نیس کے یارِ غارِ طریقت انگریزی اخبار مال روڈ کے دوم جولائی کے پرچے کو بھی اس عقدہ کشائی کے خیال سے دیکھا مگر اس بیچارے کو بھی حضور کے اس زلفِ پیچ و خم کی شانہ پردازی سے قاصر پایا کیا ضرور اس مشکل میں اپنے ہزارہا عشاق کی ہادری فرما کر عنداللہ ماجور ہونگے؟ حضور کی آزاد

مولوی محمد حسین بٹالوی کا رجوع

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جنہوں نے کل ہندوستان کی خاک چھان کر اور علماء زمانہ کو عجیب و غریب ظاہر فریبیاں دکھا کر حضرت مسیح موعود پر فتوے کفر تیار کرایا تھا۔ آخر اپنی موت سے پہلے اس صادق و مصدوق انسان کی صداقت پر شہادت دے گیا۔ وہ دنیا سے نہ اٹھا۔ مگر است وقت کہ جب اسنے اپنے ہاتھ سے اس برگزیدہ خدا کی تکفیر سے تطہیر نہ کر دی کیا قدرت ربی ہے کہ جن ہاتھوں نے سب سے اول فتوے تکفیر کے لئے قلم اٹھائی انہی ہاتھوں سے خداوند عالم نے اسکی تطہیر بھی کرائے چھوڑی اگر مولوی محمد حسین آخر عمر میں حلقہ احمدیت میں شامل ہو جاتا۔ تو مخالفین کو ان کی ایمانداری پر حرف گیری کا موقعہ مل سکتا تھا۔ کہ کسی لالچ سے یہ شخص احمدی ہو گیا ہے۔ مگر یہ شانِ الٰہی ہے کہ اس کو دائرہ مخالفت میں ہی رکھنے کے باوجود اس کی زبان سے حضرت مسیح موعود کی تقدیس اور تطہیر کرا دیجاتی ہے اور جب وہ دنیا سے اٹھتا ہے۔ تو اپنا آخری حربہ حضرت مسیح موعود کے اشد ترین مخالف (ثناء اللہ) پر چلا کر اٹھتا ہے گجرانوالہ کی عدالت میں مولوی صاحب مذکور نے اس شہادت حقہ کو ادا کیا ہے جسکی مکمل نقل بعض دوستوں کے اصرار سے تمام و کمال معہ فیصلہ عدالت اخبار میں شائع کر دیجاتی ہے تاکہ ضرورت مند احباب کو وقت پر کام دے سکے عدالت کے فیصلہ میں مسلمانوں کی تکفیر کرنے والے علماء سوء کے لئے یہ الفاظ ہی کافی سے بڑھ کر شرم دلانے والے ہیں ”ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ والوں کو کافر کہتا چلا آیا ہے دراصل کوئی بھی کافر نہیں“۔

ایک غیر مذہب کا منصف تو علما کے بحث و مباحثہ کے بعد مسلمانوں کی باہمی مشاجرت اور تکفیر بازی کو محض باہم آویزی اور عصبیت رائے کا نتیجہ سمجھ لیتا ہے مگر ان مسلمانوں پر افسوس کہ جو ذرا ذرا سی بات پر کفر کی تلوار سونت کر ایک دوسرے پر پل پڑتے ہیں اللھم اھدِ قومی انھم لا یعلمون

نقل بیان محمد حسین گواہ مدعیہ مسماۃ ساکن بٹالہ مورخہ $\frac{8}{12}$/4 مشمولہ مسل۔ مسماۃ کریم بی بی بنت محمد دین قوم لوہار ساکن نظام آباد پرگنہ و تحصیل وزیرآباد مدعیہ۔ بنام رحمت اللہ ولد عبداللہ قوم لوہار سکنہ نظام آباد تحصیل وزیرآباد مدعا علیہ دعوے تنسیخ نکاح ہمراہ مدعا علیہ بدین [illegible] بوجہ [illegible] تبدیل مذہب و بے ادبی بحق پیغمبر علیہ السلام نکاح [illegible] منسوخ کر دیا جاوے

مقدمہ۔ عدالت دیوانی اجلاس لالہ دیو کی نندن صاحب منصف درجہ اول بمقام [illegible] گوجرانوالہ

تاریخ رجوع	تاریخ فیصلہ	نمبر شمار	نمبر [illegible]	نام پرگنہ	نمبر مقدمہ
$5\frac{6}{..}$	$28\frac{..}{13}$	25/13	73	وزیرآباد	302 بابت [illegible]

نمبر گوشوارہ	مالیت بغرض کورٹ فیس	مالیت بغرض اختیار سماعت
1881	200/-	1000/-

تعداد اسٹامپ	ورق نمبر
15/-	81/82

بیان گواہ

ابو سعید محمد حسین ولد رحیم بخش ذات قانونگو شیخ عمر 75 سال پیشہ تعلیم علم دینوی ساکن بٹالہ باقرار صالح مظہر دین کا عالم سند یافتہ ہے۔ دہلی کا سند یافتہ ضلع مظفر نگر بنارس وغیرہ سے سند حاصل کی ہے۔ مظہر فرقہ اہل سنت جماعت کا پیشوا ہے مظہر مفتی بھی ہے۔ میری اراضیات بھی ہیں۔ فرقہ چکڑالوی اور اہل قرآن ایک ہی فرقہ ہے ہم لوگ ان کو چکڑالوی کہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔ غلام نبی عرف عبداللہ چکڑالہ تحصیل میانوالی کا رہنے والا ہے اور وہی بانی اس مذہب کا ہے یہ فرقہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ حدیث رسول کو یہ نہیں مانتے اور کہتے ہیں۔ کہ حدیث کو ماننا کفر ہے چنانچہ اشاعت القرآن مصنفہ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی مطبوعہ ۱۳۲۰ ہجری کے صفحہ ۴۲ میں یہ درج ہے سطر ۴ سے لیکر سطر ۸ تک میں اس امر کا حوالہ ہے اور نیز براہین القرآن مصنفہ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی اہل قرآن کی صفحہ ۱۶ میں سطر ۱۳ سے صفحہ ۱۷ کی سطر ۸ تک میں بھی ایسا ہی حوالہ ہے جو شخص اہل اسلام سے ہے۔ اسپر قرآن کا ماننا جیسا فرض ہے ویسا ہی اسپر حدیث رسول کو ماننا فرض ہے جو شخص حدیث کو نہ مانے وہ قرآن کے ماننے والا نہیں کہلاتا۔ جو شخص اس فرقہ چکڑالوی میں داخل ہو کر حدیث رسول کو نہ مانے۔ اور اس سے انکار کرے۔ وہ ویسا ہی خارج از اسلام ہے جیسا خود چکڑالوی۔ لیکن جس شخص کو یہ خبر نہ ہو کہ چکڑالوی حدیث سے منکر ہے۔ اور اس بے خبری میں وہ پیروکار چکڑالوی کا ہو جاوے۔ جیسا اکثر جاہل لوگ کسی فرقہ کی مرید بغیر علم عقائد کے ہو جاتے ہیں۔ وہ اس کے حکم میں نہیں ہیں اور وہ خارج از اسلام نہیں ہیں لیکن جو شخص عقیدہ کو بخوبی سمجھ کر چکڑالوی مذہب کا پیرو کار ہو جاوے اس کا نکاح بوجہ مرتد ہونے کے قائم نہیں رہتا ہے

جرح۔ مظہر اہل حدیث ہے۔ سنی فرقہ کی دو شاخیں ہیں۔ ایک اہل حدیث

اور ایک اہل فقہ مقلد اہل فقہ ہیں۔ اہل فقہ کی چار شاخیں ہیں حنفی شافعی حنبلی مالکی۔ مقلد حنفی ہے۔ انکے سوا کئی اہل اسلام کے اور بھی فرقہ ہیں۔ شیعہ۔ خارجی۔ معتزلہ۔ جبری۔ قدری وغیرہ چھوٹے فرقے ہیں اور ہر ایک فرقہ کی بارہ بارہ شاخیں ہیں جنکے سب شاخوں کے نام یاد نہیں ہیں۔ بڑے بڑے فرقوں کے نام بار ترتیب وار درج کر دیئے ہیں۔ جب گورنمنٹ کی طرف سے اہل حدیث کا خطاب ہمکو نہیں ملا تہا۔ اس وقت موحد کہتے تھے اور ہم کو غیر مقلد بھی کہتے تھے ہم اس لفظ کو برا جانتے تھے۔ وہابی بھی ہمکو کہتے تھے لیکن ہم اسکو برا جانتے ہیں۔ اور اسلئے سرکار گورنمنٹ سے ہم نے درخواست کی کہ اس لفظ وہابی سے ہم کو یاد نہ کیا جاوے اور تب سے یہ حکم گورنمنٹ سے ہوگیا کہ سرکاری کاغذات میں وہابی کے لفظ سے اس فرقہ کو نہ لکھا جاوے اور اہل حدیث کا لفظ تب سے گورنمنٹ نے لکھنا شروع کیا چونکہ ایک خدا کو جانتے اور معبود مانتے اور کسی کو معبود نہیں مانتے اس واسطے ہم کو موحد کہتے تھے اہل حدیث اس واسطے ہم کو کہتے تھے کہ حدیث پر عمل کرتے ہیں اور یہ عمل قدیم سے چلا آتا ہے۔

حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی گروہوں نے ہمارے فرقہ اہل حدیث کو غیر مقلد سمجھا اس واسطے انہوں نے ہمارا نام غیر مقلد رکھا۔ ایک شخص عبدالوہاب نامی جو ملک عرب میں گذرا ہے اس نے وہانکی حکومت سے مخالفت کی جنکو محمد علی بادشاہ مصر نے زیر کیا اس عبدالوہاب کی طرف ہمکو یعنی ہمارے فرقہ کو منسوب کر کے گورنمنٹ کو یہ جتلایا کہ وہابی فرقہ باغی ہے اور عبدالوہاب کا پیرو ہے عبدالوہاب کو ہوئے تخمیناً ۱۶۰ یا ۱۷۰ سال ہوئے ہیں۔ ہمارے فرقہ اہل حدیث کا آغاز دوسری یا تیسری صدی ہجری سے ہوا ہے اس سے پہلے اس فرقہ کا نام مسلمان تہا۔ جیسے کہ اور فرقوں کا نام بھی مسلمان تہا۔ پہلے اور کوئی فرقہ ہی نہ تہا سب فرقے بعد ازاں شروع ہوگئے ہیں پہلے سب مسلمان کہلاتے تھے۔ شیعہ فرقہ بھی دو سو برس سنہ ہجری کے بعد میں بنا ہے شیعہ نام اس واسطے ہوا۔ کہ وہ گروہ علی میں سے اپنے آپ کو کہتے تھے اور شیعہ کے معنے گروہ کے ہیں۔ شافعی فرقہ محمد بن ادریس شافعی جو اپنی جد شافع کیطرف منسوب ہے اسکی طرف اس فرقہ کو منسوب کرتے ہیں یہ بھی دوسو سال کے بعد ہوا۔ ٹہیک وقت یاد نہیں ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان میں سے کون فرقہ پہلے ہوا۔ غالباً شافعی سے پہلے شیعہ فرقہ ہوا تہا۔ سب سے اول فرقہ حنفی اس کے بعد تہوڑے عرصہ ہی فرقہ مالکی جو امام مالک کی طرف منسوب ہے اس کے بعد شافعی۔ اس کے بعد فرقہ حنبلی جو امام احمد بن محمد بن حنبل کیطرف منسوب ہوا۔ پہلے تمام اہل اسلام کا ایک ہی مذہب تہا۔ اور ان میں امن کا زمانہ تہا اور کوئی کشمکش ان کی باہمی نہ تھی۔ اور قریب زمانہ رسول اللہ کے سبب اور اصحاب رسول اللہ کے اور تابعین کے سبب امن تہا آپس میں ایسا اختلاف نہ تہا۔ کہ جسکے سبب ایک دوسرے کو برا کہتے یا مخالفت کرے اس کے بعد جب باہمی نفسانیت ہوگئی اور اعتقاد بدعت کے پیدا ہوگئے۔ تو لوگوں نے اپنے اپنے اماموں نے جنسے انکو زیادہ تر محبت و اعتقاد تہا۔ پیشوا اختیار کیا۔ اور فرقہ بندی ہوگئی۔ یہ سب فرقے قرآن مجید کا خدا کا کلام مانتے ہیں اور یہ سب فرقے قرآن کو مانند حدیث کے بھی مانتے ہیں ایک فرقہ احمدی بھی اب تہوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعوے مسیحایت اور مہدیت کا کیا ہے یہ فرقہ بھی قرآن اور حدیث کو یکساں مانتا ہے ایک فرقہ بابی یا بہائی ہے وہ شیعہ میں سے ایک فرقہ ہے وہ بھی قرآن کو خدا کا کلام مانتے ہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ حدیث کو مانتے ہیں یا نہیں کسی فرقہ کو جنکا کہ ذکر اوپر ہو چکا ہے کسی فرقہ کو ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا۔ فرقہ چکڑالوی اہل قرآن جو کہلاتا ہے۔ وہ قرآن کو برائے نام مانتے ہیں۔ حقیقتاً وہ قرآن کو نہیں مانتے ہیں حدیث کے بغیر قرآن مجید کا ماننا اور عمل میں لانا ناممکن اور محال ہے حدیث کے معنے ہیں رسول کا قول اور فعل اور تقریر کے یہ معنے ہیں۔ کہ جو کچھ ان کے سامنے کوئی کہے یا عمل کرے۔ اسکو رسول اللہ سنکر قائم رکھے۔ اور اسپر انکار نہ کرے۔ قرآن مجید جو حضرت کے اوپر نازل ہوا ہے۔ اور جبریل لے کر آئے ہیں۔ وہ حدیث کے علاوہ ہے اسکو وحی متلو کہتے ہیں اور حدیث اسکو غیر متلو وحی کہتے ہیں۔ یہ تقسیم جو میں نے بتلائی ہے۔ جو قرآن مجید کی کسی آیت میں مذکور نہیں ہے واقعات سے نکالی گئی ہے۔ یہ نہیں بتا سکتا۔ کہ کس نے یہ تقسیم کی لیکن شروع صدی سے ہی یہ تقسیم چلی آئی ہے۔ حدیث میں بھی یہ لفظ تقسیم وحی متلو اور وحی غیر متلو کے نہیں۔ لیکن آپ کے الفاظ مبارک سے یہ ہر دو قسیم سمجھے گئے ہیں۔ کتاب مشکواۃ کے صفحہ ۱۲ پر حوالہ درج ہے۔ حدیث کی مشہور چھ کتابیں ہیں۔ علاوہ انکے اور بہت کتابیں حدیث کی ہیں۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ جامع ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ دارقطنی

مسانید میں مسند امام احمد حنبل۔ موطا امام مالک۔ مسند شافعی مسند امام اعظم وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے فرقہ میں اور تمام سنی فرقوں میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی صحت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ باقی کتابوں میں بعض احادیث صحیح ہیں بعض حسن۔ بعض ضعیف ہیں حسن اور ضعیف احادیث موضوع نہیں ہوتی ہیں بعض کتابیں حدیث کی ایسی بھی ہیں جن میں صحیح ضعیف۔ حسن اور موضوع بھی شامل ہیں لیکن مجتہدین نے سب کو چھانٹ کر موضوع حدیثوں کو الگ کر دیا ہے۔ رسالہ غیر دوسرے میں موضوع حدیثیں ہیں حدیث کی کتابیں پہلی صدی میں مرتب ہونی شروع ہوئیں۔ تحریری یادداشتوں اور زبانی یادداشتوں سے یہ کتابیں مرتب کی گئیں جن تحریری یادداشتوں سے یہ کتب حدیث مرتب کی گئی ہیں۔ سوائے موجود نہیں ہیں۔ جیسا کہ قرآن جن یادداشتوں سے مرتب ہوا ہے وہ یادداشتیں بھی موجود نہیں ہیں

شیعہ لوگ اہل سنت کی حدیث کی کتابوں کو حدیث صحیح نہیں مانتے اور ایسے ہی اہل سنت قوم شیعہ و خوارج کی حدیث کی کتابوں کو صحیح نہیں مانتے لیکن ہر ایک فرقہ کوئی نہ کوئی حدیث کی کتاب مانتا ہے بجز فرقہ چکڑالوی میرے خیال میں کوئی ایسی کتاب حدیث کی نہیں ہے جسکو کہ کل فرقہ اسلام کے مانتے ہوں البتہ حدیث ایسی بہت ہیں جنکو کہ سب فرقے مانتے ہیں۔ میری رائے میں حدیثیں وضع کی گئی ہیں لیکن انکی تمیز بھی ہوتی رہی ہے ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔ جنکا موضوع ہونا محدثین نے بیان نہ کر دیا ہو میں نے کسی شیعہ سے نہیں سنا نہ ان کی کسی کتاب میں دیکھا ہے۔ کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں موضوع حدیثیں ہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ شیعہ ان کتب۔ احادیث کو حسن سمجھتے ہیں یا ضعیف سمجھتے ہیں لیکن صحیح نہیں سمجھتے سب احادیث کو صحیح نہیں سمجھتے اور بعض کو وہ صحیح سمجھتے ہیں۔ کوئی شخص بغیر شرح اور رسائل متعلقہ صحت و وضع احادیث کے نہیں پہچان سکتا۔ کہ فلاں حدیث یا فلاں کتاب حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے :۔

بعض احادیث جنکو اہل حدیث نے موضوع قرار دیا ہے۔ ایسی ہیں کہ جو قرآن کی تفسیر سے تعلق رکھتی ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیثیں جو اجماع و اتفاق سے صحیح ہو چکی ہیں ان کا موضوع ہونا ممکن نہیں ہے میری رائے میں حدیث کی صحت میں جو کوشش شروع کی گئی تھی۔ اسپر کوئی انعام تجویز نہیں ہوا تھا۔ عبد الکریم ابن زرق زندیق نے جب اسکی گردن مارنے کا حکم ہوا۔ اسوقت اس امر کا اظہار اسنے کیا کہ میں نے کئی ہزار حدیثیں وضع کی ہیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا ہے۔ لیکن خدا کے فضل سے ان سب حدیثوں کو چھانٹ دیا گیا ہے چنانچہ شرح نخبۃ الفکر میں ہے کوئی صحیح حدیث قرآن مجید کے برخلاف نہیں ہوتی اور جو حدیث قرآن کے موافق نہ ہو سکے۔ وہ صحیح نہیں ہے ایسا آدمی ہیں کوئی نہیں جانتا جنہوں نے حضرت کے وقت جھوٹی باتیں بنا کر حضرت کیطرف منسوب کی ہوں کوئی حدیث قرآن مجید کی کسی آیت کو منسوخ نہیں کر سکتی ہے قرآن مجید کو ہر ایک اہل اسلام مکمل کتاب مانتا ہے سوائے فرقہ چکڑالوی کے جو قرآن کی تکمیل از خود کر رہے ہیں نہ اسلام میں ایسے احکام ہیں۔ جو کہ قرآن مجید میں مذکور نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ احکام فرمائے ہیں۔ خداوند نے ان احکام کو عمداً ترک کیا ہے۔ اور رسول اللہ کے بیان پر انکو چھوڑ دیا ہے۔ اگر کوئی آدمی حدیث کو نہ دیکھے۔ تو بھی اس کے لئے قرآن مجید مکمل ہے کیونکہ قرآن میں خود حکم آیا ہے۔ کہ جو رسول کہے۔ وہ ہماری طرف سے کہتا ہے اسکو لے لو۔ اس شخص کا حدیث کو نہ دیکھنا قرآن کے خلاف کرنا ہے گویا قرآن کو نہ ماننا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر چکڑالوی کا صفحہ ۱۱۲ کوئی شخص عمل سے کافر نہیں ہوتا۔ بلکہ اعتقاد اور ان انکار سے کافر ہوتا ہے میرے نزدیک تمام دنیا میں سچا دین اسلام ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی تب سے اصول اسلام چلے آتے ہیں۔ اور اسلام کی شاخیں یعنی فروعات تب سے ہیں۔ جب سے محمد صاحب ہی ہوئے اور اسلام لوگوں کو سکھایا۔ اسلام کے تین اصول ہیں۔ خدا کا وجود اپنی صفات کمال کیساتھ بغیر شرکت غیر کے ماننا اور اسکے احکام کو جو اس کے انبیا... کا ماننا اور عمل میں لانا اور اعتقاد جزا و سزا ملنے کا دوسری زندگی میں رکھنا ایمان کی صفت قرآن میں یہ بیان ہوئی ہے رسول نے اور مومنوں نے مان لیا۔ اس چیز کو جو ان کو پاس خدا کی طرف سے نازل ہوئی۔ ہر ایک نے خدا کو اور اسکے فرشتوں کو اور اسکی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا اور پچھلے دن کو مان لیا۔ ہر ایک ملک میں اس کی صدر مقاموں میں رسول پہونچے بعضوں کا حال خدا نے بیان کر دیا بعضوں کا بیان نہیں کیا لیکن ایمان کی یہ شرط ہے۔ کہ تمام رسولوں کو گو انکا حال بیان نہ ہوا ہو۔ مان لیوے کسی ایک سے بھی انکار نہ کرے لیکن تمام رسول تسلیم میں مساوی ہیں لیکن درجات میں ان کا فرق ہے۔ اور پہلے نبیوں نے جو احکام بیان کئے وہ سب واجب العمل سمجھے گئے خواہ کتابوں اور صحیفوں میں تھے یا انکی بالوسی سے روے

چونکہ حدیث کہا جاتا ہے کہ … کے الفاظ میں … داخل نہیں
اسلئے … آپ پر … داخل ہے۔ قرآن مجید میں
جس شخص کو جنت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ … گا۔ قرآن
میں خیر البریہ یعنی بہترین مخلوق ان کو کہا گیا ہے جو ایمان لائے
اور اچھے عمل کرے۔ ایمان لانے کی تشریح … ہو چکی ہے۔ قرآن مجید
میں دین کی تعریف اسلام ہے اور اسلام … ایک … ہے جس
کی تعریف اوپر کی جا چکی ہے۔ دین قیم اور اسلام … ہے۔ دین قیم
کی یہ تعریف ہے … اسلام … پیدا کیا اس
خصائص کو شامل … ہے دین قیم۔ قرآن مجید کی … آیت میں اختلاف
نہیں ہے۔ قرآن مجید میں گدھے کی حرمت کا ذکر نہیں ہے۔ صحیح
حدیثوں میں ذکر ہے کہ آں حضرت نے فرمایا کہ میں گدھے کو حرام
کرتا ہوں۔ آیت … کے … میں نہیں پاتا۔ اس وحی میں جو
میری طرف ہوئی ہے۔ کوئی چیز حرام کھانے والے پر بجز اسکے کہ مردار
ہو یا خون جاری یا گوشت خنزیر کا اس سے مراد خداوند کی یہ ہے
کہ جو وحی قرآن میں ہوئی ہے اس میں ان چیزوں کے سوائے حرام
نہیں ہے۔ قرآن کی ایک آیت میں یہ درج ہے کہ اے نبی جو
چیز اللہ نے تجھ پر حلال کی ہے۔ وہ تو اپنے لئے حرام کیوں کرتا ہے
یعنی اسکی قسم کیوں کھاتا ہے اس سے مراد وہ شہد ہے جسکے کھانے
سے نبی نے آیندہ کے لئے ایک بیوی صاحبہ کو کہا تھا۔ کہ میں نہ کھاؤں
گا۔ اس میں نبی صاحب نے کسی حلال چیز کو مطلق حرام نہیں کیا تھا
بلکہ اپنے لئے اس کا نہ کھانا ٹھہرایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ
آئی۔ تو اس سے نبی صاحب کو روکا گیا۔ یہ قصہ قرآن مجید میں درج
بھی ہے اس کا موقع نزول یہی تھا۔ اس سے یہ اخذ کیا گیا ہے
قرآن میں ایک آیت میں حکم ہے۔ کہ صرف اپنی زبان کے بیان مت
کہو۔ کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ تاکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو۔ یہ
آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو بغیر اجازت خدا کی اور رسول
کے اپنی طرف سے حرام حلال کہدیتے ہیں یہ آیت رسول خدا
کے حق میں ہی ہے قرآن مجید میں جو حکم ہے وہ رسولوں کے واسطے
ہی ہے جس میں اور لوگ خاص نہ کئے گئے ہوں۔ صرف گنہگار وہ شخص
ہے جو اپنے فعل بد پر نادم ہو اور اسکو جائز نہ سمجھے اور جو شخص فعل
بد کو جائز سمجھے وہ صرف گنہگار نہیں رہتا۔ بلکہ کافر ہو جاتا ہے یہ تعریف گنہگار
کی قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اس سے سمجھی جاتی ہے۔ اور کافر کی تعریف
قرآن میں مذکور ہے۔ کافر وہ ہے جو کسی حکم شرعی کو نہ مانے اور مرتد وہ ہے
جو مومن ہونے کے بعد کسی حکم شرعی سے انکار کرے۔ حدیث کے جو
الفاظ ہیں۔ وہ پیغمبر صاحب کے اپنے کہے ہوئے الفاظ ہیں جہاں
راوی کو شک ہوتا ہے وہ شک ظاہر کر دیتا ہے پھر فرقہ پر کئے
فرقوں … نے پھر کہا کہ صرف فرقہ احمدی و حنفی نے تہمت قائم کرکے
کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے جس کا جواب بھی شائع ہو گیا کہ تہمت ہے

جواب سوال وکیل مدعیہ پیغمبر صاحب کے بعد کوئی شخص
بغیر تسلیم کرنے نبوت کے اور احکام محمدی کے مسلمان نہیں ہو سکتا ہے
احکام محمدی سے مراد احکام احادیث ہیں۔ ۶/۱۲/۸

دستخط بحروف انگریزی منصف دیوکی نندن مقام وزیرآباد۔ دستخط
ابوسعید محمد حسین بحروف فارسی:

نقل حکم عدالت دیوانی اجلاس لالہ دیوکی نندن صاحب منصف درجہ اول

بمقدمہ گوجرانوالہ

نمبر گوشوارہ	نمبر مقدمہ	نام پرگنہ	نمبر چٹھہ	نمبر شمار	تاریخ فیصلہ	تاریخ رجوع
[illegible]	بابت 1912	وزیرآباد	73	542	26 9/13	5 6/12

مالیت بغرض کورٹ فیس	مالیت بغرض سماعت	تعداد ادا
200/-	1000/-	15/

مسماۃ کریم بی بی بنت محمد الدین قوم لوہار ساکن نظام آباد پرگنہ و تحصیل وزیرآباد
مدعیہ۔ بنام رحمت اللہ ولد عبداللہ قوم لوہار سکنہ نظام آباد پرگنہ و تحصیل وزیرآباد مدعا علیہ
دعوے تنسیخ نکاح ہمراہ مدعا علیہ بدیں مراد کہ بوجہ ارتداد و تبدیل مذہب
و بے ادبی حق پیغمبر علیہ اسلام نکاح اس کا فسخ کر دیا جاوے۔
فیصلہ مولوی عبدالحق و بابو عبدالعزیز وکیل مدعیہ اور مدعا علیہ معہ [illegible] وکیل حاضر۔

مدعیہ نے دعوے تنسیخ نکاح کا کیا ہے۔ خلاصہ اسکے بیان کا یہ ہے۔ کہ
مدعا علیہ سات آٹھ ماہ سے دین اسلام سے منحرف ہو کر چکڑالوی مذہب
میں شامل ہو گیا ہے اور پیغمبر اسلام کے حق میں گستاخی اور بے ادبی کے
الفاظ استعمال کرنے لگا۔ جن کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو گیا چونکہ
مدعا علیہ مرتد ہو گیا ہے۔ اس لئے نکاح مدعیہ قابل تنسیخ ہے مدعا علیہ
کا خلاصہ بیان ہے کہ میں نے مدعیہ کیساتھ کبھی بدسلوکی یا بیرحمی نہیں
کی ہے میں مسلمان ہوں دین اسلام سے کبھی منحرف نہیں ہوا
چکڑالوی کوئی مذہب نہیں ہے میں دین اسلام کا پابند ہوں اور محمد
رسول پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہوں اور کبھی گستاخی نہیں کی ہے میں

مرتد نہیں ہوں۔ دعوٰے مدعیہ قابل اخراج ہے پس عدالت نے
یہ امر تنقیح طلب برآمد کیا کہ کیا مدعا علیہ نے مذہب اسلام ترک کر دیا
ہے۔ اور مرتد ہو گیا ہے۔ اور اس لئے نکاح قابل فسخ ہے۔ بذمہ مدعیہ
مدعیہ نے نو کس گواہان عبدالعزیز۔ محمد حسین۔ عبدالحکیم۔ محمد حمید۔
ابراہیم۔ کریم بخش۔ اللہ دتہ۔ اللہ دتہ۔ محی الدین مدعا علیہ پیش کیے
مدعا علیہ نے پانچ کس گواہان۔ محمد مستقیم۔ محمد فاضل۔ عمر شاہ نبی بخش
مدعا علیہ پیش کئے۔ گو مدعا علیہ اس امر کو تسلیم نہیں کرتا کہ وہ چکڑالوی
فرقہ سے ہے لیکن اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ چکڑالوی فرقے
سے ہے۔ تو دیکھنا یہ ہے۔ کہ آیا چکڑالوی فرقہ والے یا اس فرقہ میں شامل
ہونے سے مدعا علیہ مرتد ہو گیا ہے اور دین اسلام سے منحرف ہو گیا
ہے۔ اور وہ مسلمان نہیں رہا۔ اور اس لئے اس کا نکاح قائم نہیں رہ
سکتا ہے۔ مدعا علیہ کا بیان ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ قرآن مجید کو مانتا
ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جو شخص پیغمبر صاحب کو سچا
نبی مانے اور خدا کو مانے اور قرآن شریف خدا کا کلام مانے۔ اور
اس پر عمل کرے۔ وہ آیا مسلمان ہے یا نہیں ہے۔ اب تفاوت صرف
اس قدر رہ گیا کہ حدیث کو نہ ماننے سے کوئی شخص خارج از اسلام ہو
جاتا ہے یا نہیں۔ مدعیہ کے گواہان مولویصاحبان کا بیان ہے کہ تمام
احادیث صحیح نہیں ہیں بعض صحیح ہیں اور بعض نہیں ہیں بلکہ انکا بیان ہے
کہ بعض احادیث کو ایک فرقہ والے صحیح تسلیم کرتے ہیں اور انہیں
احادیث کو دوسرے فرقہ والے غیر صحیح بیان کرتے ہیں پس احادیث
کا صحیح اور غیر صحیح ہونا ہر ایک فرقہ والے کے اپنے اپنے عقائد کے
بموجب ہوا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ فلاں فلاں احادیث ضرور صحیح ہیں
یا غلط ہیں یہ امر تو ایک فرقہ والے کے اپنے اپنے خیال پر منحصر ہے
اہل شیعہ جن احادیث کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ ان کو سُنی صحیح تسلیم
نہیں کرتے ہیں جنکو سُنی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ انکو شیعہ صحیح تسلیم
نہیں کرتے ہیں۔ گویا احادیث کا نہ ماننے والا اسلام سے خارج نہیں
ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شیعہ بھی اسلام میں شامل ہیں احمدیہ بھی حنفی بھی شامل
ہیں اور ہر ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ والے کو کافر کہتا ہے چنانچہ
مولوی محمد حسین صاحب گواہ مدعیہ اسلام کے حنفی ہیں۔ اور احمدی
فرقہ والوں کے نزدیک وہ کافر ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے
بیان میں خود ذکر کیا ہے اور ایسے ہی مولوی عبدالحکیم صاحب گواہ
شیعہ کے نزدیک [illegible] فرقہ کے لوگ کافر ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب
کے پیرو ہیں۔ حالانکہ مولوی محمد حسین گواہ کے نزدیک وہ کافر نہیں
ہیں [illegible] ہر ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ والے کو
کافر کہتا چلا آیا ہے [illegible] کوئی بھی کافر نہیں ہے مولوی محمد حسین گواہ
کا بیان ہے کہ کوئی حدیث قرآن مجید کے برخلاف نہیں ہے اور
جو حدیث قرآن کے [illegible] کے [illegible] صحیح نہیں ہے اور مدعا علیہ
ان حدیث کو جو قرآن مجید کے مطابق ہیں صحیح تسلیم کرتا ہے وہ حدیث
سے منکر نہیں ہے [illegible] صرف یہ ہے کہ جو صحیح حدیث نہیں
اس کو نہیں مانتا ہوں پس صحیح اور غیر صحیح کی شناخت کرنا ہر ایک فرقہ
نے اپنے اپنے عقائد کے بموجب روا رکھا ہوا ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین
گواہ کا بیان ہے خدا اور رسول کی اطاعت قرآن مجید پر ایمان لانا
ہے اور اپنے اعمال کو اس کے مطابق بنانا ہے۔ اسلام کا اصل مقصود
دنیا میں توحید پھیلانا ہے اور دنیا سے شرک کو مٹانا ہے پس جو
شخص ایک خدا کو مانتا ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں
کرتا۔ اور ایک خدا کی عبادت کرتا ہے۔ جو قرآن مجید کی رُو سے
مسلمان ہے خدا اور رسول اُسے مسلمان کہتے ہیں۔ اور ایسا شخص
اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو سورۃ 3 آل عمران
آیت 57۔ سورۃ 40 مومن آیت 66۔ بلکہ قرآن مجید میں لکھا
ہے کہ مسلمان کیا۔ اگر عیسائی یہودی وغیرہ لوگ خدا کو ایک مان
لیویں۔ تو خدا اور قرآن مجید کے نزدیک وہ کافر نہیں ہو سکتے ملاحظہ
ہو سورۃ 2 بقرہ آیت 62 سورۃ 5 آیت 173۔
خدا کو ماننا اور اس کے کلام پر ایمان لانا مسلمان کے واسطے کافی
ہے اور وہ مسلمان ہے۔ سورۃ 8 انفال آیت 2۔ بلکہ جہاں
تک درج ہے کہ اگر کوئی شخص قبلہ اسلام کو اپنا قبلہ ظاہر کرے
اور ملاقات کے وقت سلام علیکم کہے۔ تو قرآن مجید کی رُو سے
نہیں کہہ سکتے وہ مومن نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ 2 بقرہ
آیت 138 سورۃ 4 نساء آیت 96۔ پس میری رائے میں
مدعا علیہ مسلمان ہے۔ اس کی ایک فرقہ سے نکل کر دوسرے
فرقہ میں شامل ہو جانے سے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا ہے البتہ
اگر وہ عیسائی یا ہندو ہو جاتا تو بے شک نکاح قائم نہیں رہ
سکتا تھا لیکن جبتک کہ وہ مسلمان ہے۔ تب تک نکاح جائز اور درست ہے
لہذا حکم ہوا۔ کہ دعوٰے مدعیہ [illegible] خرچہ [illegible]
دستخط بحروف انگریزی الہ دیو کی نندن صاحب منصف۔

مراسلات

برائے علما فرقہ محمودیہ سے

ایک جواب طلب سوال

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ

اب آپ صاحبان بتادیں کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت اس آیتہ کے ماتحت ہے یا خارج اگر ماتحت ہے تو بتاؤ وہ کتاب آسمانی جو حضرت مرزا صاحب پر نازل ہوئی ہے اور جسپر حضرت مرزا صاحب اپنی امت میں فیصلے اور حکم دیتے رہے۔ کہاں ہے اور کس کے پاس ہے شاید پشاور میں قاضی محمد یوسف صاحب کے پاس تو نہیں ہے جس کا النبوۃ فے الالہام نام رکھا ہے

۲) اگر حضرت مرزا صاحب کی نبوت اسی آیت مندرجہ بالا کے ماتحت ہے تو پھر بتاؤ۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی امت کو یہ حکم کیوں دیا ہے کہ فقہ حنفی پر عمل کرو۔ کیا پہلے بھی کوئی نبی ایسا گذرا ہے کہ اُسنے اپنی امت کو یہ حکم دیا ہو۔ کہ وہ کسی پہلے نبی کی امت کے علماء مجتہدین کی کورانہ تقلید کریں

اگر حضرت مرزا صاحب کی نبوۃ آیتہ مذکورہ بالا کے ماتحت نہیں ہے تو پھر جو لوگ حضرت مرزا صاحب انبیاء سابقین جیسا نبی حقیقی کامل مانتے ہیں یا دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ انکو کذابین کا خطاب دیا جاوے یا جہلا کا

کیا دنیا میں پہلے بھی کوئی اصلی حقیقی کامل نبی ایسا گذرا ہے کہ جسنے اپنے الہامات کو اپنے سے پہلے کے۔ نبی کے روایات ظنیہ (احادیث) کے خلاف پاکر اپنی وحی کو رد کر دیا ہو۔ جیسے کہ حضرت احمد نبی اللہ نے اپنے اس الہام آج ہے تو عید چاہے کرو چاہے نہ کرو۔ اس ظنی حدیث صوموا برؤیتہ الھلال وافطروا برؤیت الھلال مختصراً رد کر دیا ہو۔

یا جیسے کہ اپنے ان تمام الہامات کو جنمیں انکو الفاظ نبی و رسول سے بلا کسی قید کے مخاطب کیا گیا ہے۔ ان احادیث ظنیہ لا نبی بعدی

افا آخر الانبیاء وغیرہ کا معارض یقین کرکے ان کی تاویل کرکے انکے ساتھ الفاظ ظلی۔ مجازی۔ غیر حقیقی۔ غیر اصلی اپنی طرف سے لگا دیئے ہوں۔ دیکھو کتاب حجتہ اللہ۔ سراج منیر۔ حقیقتہ الوحی وغیرہ

پھر ان الہامات میں لفظ نبی و رسول کے آجانے سے یہ وہم گذرتا تھا۔ کہ نبوۃ ابھی ختم نہیں ہے۔ مگر خود حضرت مرزا صاحب نے آیت خاتم النبیین کے وہی معنے مطابق احادیث نبویہ لا نبی بعدی وغیرہ کے انقطعت کے کرکے اپنے ان الہامات کو ان احادیث نبویہ ظنیہ کے مقابلے میں کالعدم قرار دیکر اپنے اس قول کی تصدیق کر دی۔ جو کہ آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے کہ جو الہامات میرا شریعت اسلام کے خلاف ہے میں اُسے کھنگار کیطرح پھینکتا ہوں۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی نبوۃ یا وحی آیت مذکورہ بالا کے ماتحت ہے۔ تو اپنے اس اپنی حقیقی وحی کو روایات ظنیہ کے خلاف پاکر اُسکی تاویل کرکے اس کو ضعیف بلکہ رد کیوں کر دیا ہے میں نے ان احادیث کو ظنیہ آپ کے خیال کیمطابق لکھا ہے۔ ورنہ اس ۱۴۰۰ سو سال کے عرصہ میں کسی نبی کا نہ آنا ان روایات کی صحت پر جنمیں ختم نبوۃ اور لا نبی کا فتویٰ ہے ہی ایک شاہد عادل ہے جس میں شک کی گنجائش ہی نہیں رہی اور یہ سب روایات درجہ حق الیقین تک پہنچ گئیں ہیں۔ فتدبروا راقم محمد یمین احمدی زدانہ مانسہرہ ہزارہ

انبیاء کی ہتک

از قلم حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ

کے عنوان سے ایک آرٹیکل عمر الدین شملوی محمودی کا الفضل ۲۰ جون ۱۹۲۱ء میں چھپا ہے جسکے پڑھنے سے ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اس کے دل میں کسقدر بغض حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی نسبت بھرا ہوا ہے اور اسکی کھوپڑی میں بجز بخارات تعصب اور عناد کے اور کسی قسم کی لیاقت نہیں ہے

اصل بات یہ ہے کہ جب باطل پرست محمودیوں نے دیکھا کہ ایک اللہ کا بندہ فضل ایزدی سے قوت پاکر بد مذہبی اور بد عقیدگی کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہے اور تائید ربانی نے اس کی تقریر اسکی تحریر اسکی زبان اسکے بیان میں کچھ ایسی تاثیر رکھی ہے کہ وہ ایک آگ کی طرح باطل کو بھسم اور نیست نابود کرتی

جاتی ہے تو انکی جانو پر لرزہ پڑا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ حق کا شعلہ ایسی ترقی پکڑ جائے کہ ہمارے ناپاک عقیدوں کو بالکل نیست نابود ہی کر دے اسلئے انہوں نے یہ سوچا کہ کسی طرح اس پیغام صلح الدین اور پیغام صلح ہمارا کا مونہہ بند کیا جائے اور پھر اسپر کوئی اثر مترتب ہوتے نہ دیکھا تو پھر بہتانوں اور بیجا الزاموں سے یہ مطلب نکالیں۔ تا اگر وہ اپنے کام سے باز نہ آئے۔ تو لوگونکو ہی اسپر بد اعتقاد کریں۔ اور اس طرح اس کے کام میں خلل انداز ہو جاویں۔

یہ پرانی سنت ہے۔ جو صلحاء کے مقابل پر ہمیشہ سے عمل میں آتی چلی آئی ہے صدہا صدیق اور راستباز ایسے ہی کور باطنوں کے ہاتھ سے اسی طرح ستائے گئے ہیں۔ لیکن جو کام وہ لے کر اٹھے وہ آخر سر پر پہنچکر ہی رہا۔

اسوقت ہم کو عمر الدین محمودی کے ذاتی عمل پر ہرگز بحث نہیں۔ بلکہ صرف یہ دکھانا منظور ہے کہ کسقدر یہ لوگ جھوٹ سے پیار اور سچ سے نفرت کر رہے ہیں

یوں تو متعصبوں کا تعصب خدا ہی مٹائے تو مٹ سکتا ہے لیکن غور کرنے والی طبیعتیں سمجھ سکتی ہیں کہ آج کل محمودیونکو جو خبط سوجھا ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ہزارہا نبی اور آئیں اس خبط سے انکی حالت ایمانی ایسی مسخ ہو رہی ہے۔ کہ قرآن اور حدیث پر تو انکا ایمان برائے نام ہی تھا۔ حضرت مسیح موعود کی بھی کوئی تحریر انکے لئے حجت نہیں رہی نہ ان کتابوں اور تحریروں کو ملتے ہیں۔ جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہیں۔ اور نہ ۱۹۰۲ء سے بعد کی کتابوں اور تحریروں کو ہی منظور رکھتے ہیں

چونکہ یہ لوگ ایک اہل اللہ یعنی حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دشمنی میں فاسق اور نور ایمان سے بالکل بے نصیب ہو چکے ہیں اس لئے انکو صحیح بات بھی غلط ہی معلوم دیتی ہے اور اب یہانتک حالت پہنچ گئی ہے۔ کہ آں حضرت صلعم پر ختم نبوت کا نام لگانا بھی کفر سمجھتے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود ختم نبوت کے منکر کو ہی سرے سے کافر سمجھتے تھے جیسا کہ لکھا ہے ”میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں“ دین الحق یا ہمارا مذہب صفحہ ۲۹

میاں محمود احمد صاحب نے جب سے اس مسئلہ (ختم نبوۃ) میں خدا بننا لے کے مسیح کی مخالفت شروع کی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ انکا قدم روز بروز اسلام سے دور ہی جا رہا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ میاں صاحب اور انکے مریدین الا ما شاء اللہ دن بدن یا ہیوں کی طرح شدت سے اس بات کی مخالفت کر رہے ہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوۃ نہیں ہوئی ہے اور سرے سے ہی حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے سے ہی منکر ہو چکے ہیں۔ اور ایسے منکر ہیں۔ کہ جو احادیث بھی ختم نبوت کے بارہ میں آئی ہیں۔ وہ سب انکے نزدیک کلمہ کفر ہو گئی ہیں۔ اس طرح وہ اپنی ایمانی عمارت کے غارت اور تباہ ہونے کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ ایک واقعہ سے اس بیان کی تصدیق پیش کرتا ہوں کہ کس قدر خود میاں محمود احمد نے اس مسئلہ میں حضرت مسیح موعود کی ہی مخالفت کی ہے۔ شاید کسی کے لئے موجب عبرت ہو

میاں صاحب لکھتے ہیں

”اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھدی جائے اور مجھے کہا جائے۔ کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے کہونگا تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے“ انوار خلافت صفحہ ۶۵

حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں

”میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا“ نشان آسمانی صفحہ ۱۳

میاں صاحب کا طرز کلام بتلا رہا ہے کہ ان کے دل میں ذرہ بھی عظمت اسلام اور ادب مسیح موعود نہیں ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہ آنے پر تمام امت کا اجماع ہے خاتم النبیین میں لفظ خاتم کے معنے ختم کرنے والے اور روکنے والے یا بند کرنے والے کے خود مسیح موعود نے کئے ہیں۔ جیسا کہ لکھا وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلة المرسلین ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴ اسی لئے حدیث اور الہام میں مسیح موعود کے لئے جو نبی کا لفظ آیا ہے حضرت صاحب نے ہر جگہ ہمیشہ تاویل فرمائی ہے کہ اس سے مراد لغوی یا مجازی نبی ہے۔ پھر یہ کسقدر دلیری بیباکی اور شوخی کے الفاظ ہیں۔ کہ جو ایسا کہے کہ کوئی نبی بعد حضرت خاتم النبیین کے نہیں آئے گا وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ (باقی دارد)

Who was the prophet the most perfect.

وہ سال نویں ہیں آپکی سرت اور صحبت کا خواہشمند ہوں میرے دوست آپ تمام قسم کی برکات سے بہرہ مند ہوں وہ برکات کہ جن کو خدائے رحمٰن نے احمد نبی ہادی، اور دوست کے وسیلہ سے بھیجنے کا اہتمام کیا ہے اور راس کا آقا اور اُستاد محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جو کبھی نبی تھا اور کامل نبی تھا"

یہ الفاظ کسی تشریح اور تاویل کے محتاج نہیں مسیح موعود کو موجودہ وقت کا نبی کہا گیا ہے اور راس کے وسیلے سے برکات کا نزول سال نویں مانا ہے مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی گذشتہ زمانہ کا نبی قرار دیا گیا ہے اور نہ ان کے وسیلہ سے اب برکات کا نزول ہو سکتا ہے اس ایمان اور اعتقاد پر بھی محمودیوں کو اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقت سے کلمہ پڑھتے ہوئے شرمند ہونا چاہئیے اور کسی قریب سے قریب دریا میں ڈوب مرنا چاہئیے +

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب پنجاب سے باہر ہندوستان میں تشریف لے گئے ہیں ان کی صحت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے +

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب منصوری پہاڑ پر تشریف لے گئے ہیں +

سنگھاپور میں احمدی مشن

سنگھاپور جو برہما کے انتہائی جنوب میں ایک مشہور بندرگاہ ہے اور جہاں سے جاوا سماٹرا وغیرہ جزائر سلیبشیا صرف دو دن کی راہ ہیں ان جزائر میں عیسائی مشنوں کے فتنے روز بروز ترقی کر رہے ہیں وہاں احمدی مشن کی ضرورت کو محسوس کر کے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اپنا ایک مشن تجویز کر دیا ہے اور مشن کو چلانے کے لئے مکرمی ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب اور قاضی سیف الرحمٰن صاحب کو روانہ کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان خادمان دین کا حامی و ناصر ہو اور مظفر و منصور بخیریت واپس لاوے احباب سے درخواست ہے کہ وہ ان مبلغین پیغام حق کے لئے دردِ دل سے دعا کریں +

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مدراس

محمد عزیز اللہ صاحب مدراس سے لکھتے ہیں کہ :-

ناظرین پیغام صلح اس فرحت افزا خبر کو سن کر خوش ہونگے کہ جناب مخدوم و مکرم فخر قوم احمد بادشاہ صاحب نے انجمن احمدیہ کو ایک نہایت وسیع اور شاندار سڑک پر تبدیل کر دیا ہے۔ مکان کیا بلحاظ وسعت اور کیا بلحاظ روشنی ایک خاص حیثیت رکھتا ہے جس کو مخالفین آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتے۔ غیر احمدی علماء نے جو ہماری جماعت کی رفتار ترقی کی تاب نہ لاکر رشک و حسد کے انگاروں پر لوٹ جاتے ہیں اگر مالک مکان کو اُکسا بھی دیا ہے ایک مکان سے نکالا تو کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوسرا بہتر مکان دیدیا۔ مکان گذرگاہ عام پر واقع ہونے کے لحاظ سے قوی امید ہے کہ ایک معقول تعداد انجمن میں حاضر ہوتی رہیگی

ہمارے بھائیوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اگر مدراس کبھی تشریف لے آئیں تو وہ انجمن میں ہی سکونت اختیار کریں۔ انجمن بتی روشنی وغیرہ سے آراستہ ہے +

احباب ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں :-

محمد عزیز اللہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نمبر ۲۶ پیکرامنٹس روڈ۔ رائی پیٹھ مدراس +

یاد رہے کہ پتہ ہر حالت میں انگریزی ہو +

خاکسار :- محمد عزیز اللہ

تازہ خبریں

کلکتہ میں بنارسی افیون کی فروخت پر سو صندوقوں میں سے صرف دس فروخت ہوئے۔ افیون کے ساتھ بھی شراب کا سا سلوک ہوگا

بنگال کونسل نے ایک قرارداد پاس کی ہے بنگال پولیس کے انتظامات کے متعلق تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے +

تحقیقات کمیٹی اس امر پر غور کریگی کہ آیا پولیس کے اخراجات میں کچھ تخفیف ہو سکتی ہے۔ نہایت ضروری بات ہے +

دھارواڑ میں سلسلہ فسادات میں پولیس نے کئی قوم پرست گرفتار کئے ہیں جنمیں قوم پرست اخبارات کے ایڈیٹر اور پرنٹر بھی ہیں +

مدراس میں بکنگھم مل کے یورپین فورمین انجنیر پر دو سو آدمیوں نے حملہ کیا اور اسے سخت زدوکوب کیا انجنیر بھاگ کر تھانہ میں جا پہنچا +

مہاتما گاندھی نے ۳۰ جون کے روز بمبئی میں ۱۱ مرتبہ تقریر کی۔ ۱۱ جلسوں میں ایک دن میں تقریریں کرنا کچھ بات رکھتا ہے +

سرکاری اعلان ہے بروز جمعہ دھارواڑ میں سخت فساد ہوا وجہ یہ دو رضاکاروں کو بجرم ڈاکہ چھ چھ قید کی سزا ہو گئی تھی۔ قیدیوں کے ساتھ ایک بڑا ہجوم جیل تک گیا بعد ٹھیکہ داران شراب کے گھروں پر پتھر برسائے گئے اور سٹرتل کی لگنی کی شام کو جلسہ ہوا۔ آخر شراب کی دو دکانوں پر حملہ کیا گیا انہیں توڑا گیا سامان جلا دیا گیا تین مرتبہ دو دکانیں جلانے کی کوشش کی گئی پولیس نے آگ بجھائی۔ ہجوم نے پولیس پر حملہ کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

اخبار پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۸

چندہ
سالانہ صہ
طلباء سے للعہ

چندہ
ششماہی عا
سہ ماہی عہ

نمبر ۳	چہارشنبہ مورخہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۲۱ء	جلد ۹

فہرست مضامین

شذرات

انگلستان میں عید الفطر کی رپورٹ موصول ہو چکی ہے جو تمام و کمال کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اس اسلامی تہوار کے کوائف لندن کے روزانہ اخبارات مارننگ پوسٹ، ڈیلی ٹیلیگراف، ڈیلی نیوز اور ڈیلی میل وغیرہ اخبارات نے بھی شائع کئے ہیں۔ ان اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عید الفطر کے اس نظارہ کا کس قدر اثر ان کے دلوں پر ہوا ہے۔

ایک اور انگریز کا قبول اسلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ہفتہ ایک اور انگریز نے قبول اسلام کا اعلان [illegible] ان کا نام مسٹر اے جے ٹنگ ہے۔ لندن میں رہتے ہیں۔ بہت دنوں سے خط و کتابت ان سے ہو رہی تھی۔ لندن مسلم ہاؤس میں

نوٹ:۔ صفحہ ۶ کے بعد صفحہ ۱۳ کو ملاحظہ فرما دیں۔

نماز جمعہ میں کئی دفعہ آتے ۔ اور اسلام کے متعلق تحقیقات کرتے رہے ۔ ڈاکٹر نعد میر جیسے مخالف اسلام کی کتابوں کو پڑھا لیکن اسلام کی حقانیت آخر غالب آئی ۔ اسلامک ریویو میں مضامین بھی لکھتے ہیں ۔ بہت پرجوش اور قابل آدمی ہیں ۔ اسلامی نام شرف الدین رکھا گیا ۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین کے لئے باعث شرف بنائے ۔ آمین ۔ والسلام خاکسار دستخط ... ووکنگ

ووکنگ مشن کے سال ۱۹۱۸ء و ۱۹۱۹ء کا حساب جو حضرت خواجہ صاحب کی علالت کی وجہ سے ابتک شائع نہیں ہو سکا تھا ۔ انشاء اللہ العزیز اب بہت جلد شائع کر دیا جائیگا ۔ گرانی اشیاء طبع اور کاغذ کی وجہ سے رسالہ اشاعت اسلام کا سالانہ چندہ تین روپیہ سالانہ کی بجائے چار روپیہ اور آٹھ آنہ اور اسلامک ریویو کی قیمت چھ کی بجائے سات روپیہ آٹھ آنہ کر دی گئی ہے ۔ رسالہ اشاعت اسلام کے جولائی کے نمبر میں خواجہ صاحب کا ایک مضمون زیر عنوان "اسلام اور مفہوم اسلام" ایک قابل مطالعہ مضمون ہے ۔

اخبار احمدیہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت شملہ میں اردو ترجمہ القرآن کی تکمیل میں ساعی ہیں ۔ افسوس ہے کہ بہت کوشش کے باوجود ابھی پہلا پارہ شائع نہیں ہو سکا ۔ اور اس تاخیر کی وجہ زیادہ تر اہل مطبع کی سہل انگاری ہے ۔

. . . .

مسلم ہائی اسکول لاہور میں موسمی تعطیلات ۱۵ ماہ رواں سے شروع ہو گئی ہیں ۔ باقی کالجوں کے طلباء کی طرح ہمارے سکول کے طلبا کو بھی سکول کے لئے اور اشاعت اسلام کے لئے چندہ کی کوشش کرنی چاہئے اور اس سکول میں داخل ہونے کے لئے طلبا میں تحریک کرنی چاہئے ۔

میر مدثر شاہ صاحب کو آج کل راولپنڈی اور کامل پور وغیرہ کے علاقہ میں تبلیغ کا کام سپرد ہوا ہے ۔ آپ نے انہی دنوں ختم نبوت پر تعبیر باطل کی الجھائی ہوئی گتھیوں کا تار و پود بکھیرنے کے لئے ایک نہایت معقول اور زبردست رسالہ ختم نبوت شائع کیا ہے ۔ جو غالباً مفت تقسیم کیا جائیگا ۔

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ مظفر گڑھ تبلیغ احمدیت کے لئے تشریف لیگئے

ہیں ۔ مولوی مرزا خدا بخش صاحب علاقہ سرگودھا کے قرب و جوار کو اپنی مساعی کا دائرہ عمل بنا رہے ہیں ۔

درخواست دعا جنازہ میاں مولا بخش صاحب اکمل ٹرانسپورٹ جہلم کی والدہ ایسے قضاء الٰہی سے فوت ہو گئی ہیں ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ احباب سے وہ جنازہ غائب کے لئے درخواست کرتے ہیں ۔

ماسٹر محمد یوسف خان صاحب انشاء اللہ تعالیٰ ۲۰ ماہ رواں کو رخصت سے واپس تشریف لا کر اخبار کی ادارت کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیں گے ۔

راقم سطور مولوی عبد الحق صاحب کے گھر میں فرمایا گئے دو ماہ سے بخار کی شکایت ہے ۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں کے خاص اوقات میں ان کی صحت کیلئے دعا کریں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر قسم کے ابتلاء سے محفوظ رکھے ۔

اردو ترجمۃ القرآن پارہ اول چھپ کر تیار ہو گیا ہے اور احباب کے نام جنہوں نے پیشگی قیمتیں دی ہیں یا نام درج رجسٹر کروائے ہیں بھیجا جا رہا ہے اگر کسی صاحب کو جنہوں نے قبل ازیں اطلاع دی ہوئی ہے ایک ہفتہ کے اندر پارہ نہ ملے تو دفتر کو اطلاع دیں تا تعمیل ارشاد کیجائے ۔ اور جن احباب نے ابتک نام درج رجسٹر نہیں کروائے یا پیشگی قیمت بھیجنے کا ارادہ تھا ۔ اور ابتک نہیں بھیج سکے وہ فوراً بھیجیں کیونکہ صرف ایک خاص تعداد پارہ پارہ شائع ہو گی ۔ اور باقی مکمل قرآن کریم چھپ جانے پر شائع کیا جائیگا ۔ اس لئے اگر اس تعداد کے پورا ہو جانے کے بعد شائقین کی درخواستیں آئیں تو مجبوراً انکار کرنا پڑیگا ۔ خاکسار فقیر اللہ عفی عنہ مہتمم تصنیفات ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۔

پتہ مطلوب ہے ماہ رواں کے شروع میں ایک چک قیمتی مبلغ ایکسو ستائیس روپیہ پندرہ آنہ کا بنام امپیریل بنک آف انڈیا کسی صاحب مسمی سعادت علی خانصاحب پنشنر نے ارسال فرمایا اور ساتھ چٹھی لکھی کہ مبلغ پچاس روپے بمد زکوٰۃ جمع کئے جاویں اور ایک جلد سلسلہ تصنیفات جلد دوم کی قیمت وضع کر کے باقی رقم مجھے واپس بھجوا دے ۔ مگر صاحب موصوف نے اپنا پورا پتہ تحریر نہیں فرمایا ۔ صرف سعادت علی خان پنشنر لکھا ہے بقیہ رقم انکی امانت پڑی ہے پورا پتہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ابتک نہ بھیجی جا سکی ۔ خیال تھا کہ خود مطالبہ کرینگے تو بھیجی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ - چہارشنبہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۲۱ء نمبر ۳

قرآن کریم کس طرح پڑھنا چاہئیے؟

اشاعت ماضیہ میں ہم تلاوت قرآن کریم کے متعلق قرآن کریم کی ہدایات کو بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بتا چکے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر اور اس کے مطالب پر غور اور فکر کر کے پڑھنا اور اس پر عمل کرنا چاہئیے۔ اور تمام پیش آمدہ مشکلات کا حل اس سے تلاش کرنا چاہئیے اور اسی کی روشنی میں ہر کام کے لئے قدم اٹھانا چاہئیے وہ حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کے متعلق درج ہو چکی ہے بڑی ہی قابل غور ہے اور قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اس کو شمع راہ بنانا چاہئیے۔ آپ اکثر قرآن کریم کی ایک سورۃ کو یا آیت کو بار بار پڑھا کرتے تھے تاکہ اسپر کامل غور اور فکر ہو سکے۔ اس کے متعلق زاد المعاد میں لکھا ہے کہ وقد اختلف الناس فی الترتیل وقلۃ القراۃ والسرعۃ مع کثرۃ القراۃ ایہما افضل علی قولین۔ لوگوں نے ٹھہر ٹھہر کر تھوڑے پڑھنے اور جلدی کثرت سے پڑھنے میں اختلاف کیا ہے کہ دونوں میں سے کونسا طریق افضل ہے +

فذھب ابن مسعود وابن عباس رض وغیرھما الی ان الترتیل والتدبر مع قلۃ القراۃ افضل من سرعۃ القراۃ مع کثرتہا۔ حضرت ابن مسعود ابن عباس وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر تدبر کے ساتھ تھوڑی تلاوت افضل ہے جلدی اور کثرت قرأت کی نسبت +

واحتج ارباب ھذا القول بان المقصود من القراۃ فہمہ وتدبرہ والفقہ فیہ والعمل بہ وتلاوتہ وحفظہ وسیلۃ الی معانیہ۔ اور اس عقیدہ کے لوگوں نے اس پر حجت یہ پیش کی ہے کہ قرأت سے قرآن کا فہم اور غور اور فکر کرنا اس میں فقاہت سے کام لینا اور اسپر عمل کرنا ہے۔ اسکی تلاوت اور اسکا حفظ کرنا اس کے مطالب تک پہنچنے کا ذریعہ ہے +

کما قال بعض السلف نزل القرآن لیعمل بہ فاتخذوا تلاوتہ عملاً ولھذا کان اھل القرآن ھم العالمون بہ والعاملون بما فیہ وان لم یحفظوہ عن ظہر قلب واما من حفظہ ولم یفہمہ ولم یعمل بہ فلیس من اھلہ وان اقام حروفہ اقامۃ السہم چنانچہ بعض سلف نے کہا ہے کہ قرآن عمل کی غرض سے نازل ہوا ہے مگر لوگوں نے اس کی تلاوت کو ہی ایک مستقل عمل سمجھ لیا ہے اسی لئے سلف میں اہل قرآن وہی سمجھے جاتے تھے جو اس کو سمجھتے اور اسپر عمل کرتے تھے اور وہ کہ جس نے اس کو حفظ کیا مگر اس کو سمجھا نہیں۔ اور نہ اسپر عمل کیا وہ اہل قرآن میں سے نہیں ۔ اگرچہ اس نے اس کے حروف کو تیر کی طرح سیدھا کر لیا +

شعبہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ میں تیز پڑھنے والا ہوں۔ بعض اوقات ایک رات میں ایک یا دو مرتبہ قرآن شریف ختم کر دیتا ہوں یہ سن کر حضرت ابن عباس نے کہا کہ لان اقرأ سورۃ واحدۃ اعجب الی من ان افعل ذالک الذی تفعل فان کنت فاعلا لا فاقرأ قراءۃ تسمع اذنیک ویعیہ قلبک مجھے ایسے قرآن پڑھنے سے ایک سورۃ پڑھنا بہتر معلوم ہوتی ہے بہرحال اگر تم تیزی سے ہی پڑھنا چاہو تو بھی ایسا پڑھو کہ تمہارے کان سنیں اور تمہارا دل اسے یاد کر سکے +

اسی طرح سے اور بہت سی احادیث ہیں جن میں قرآن کریم کو بے سوچے سمجھے جلدی جلدی پڑھنے کی ممانعت آئی ہے پس قرآن کریم کے پڑھنے کا بہترین اور افضل طریق یہی ہے کہ اس کو ٹھہر ٹھہر کر اور اس کے مطالب کو سوچ سمجھ کر پڑھا جاوے اور پھر اسپر عمل کیا جاوے۔ قرآن کریم کا یہ دعوٰی ہے کہ وہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں اور دکھوں کے لئے شفا اور رحمت ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان اپنے نصب العین اور طریق عمل کو اپنے تمام تر دینی و دنیوی معاملات میں قرآن کریم سے تلاش نہیں کرتے کیا ہمارے لیڈران قوم اس طرف توجہ کرینگے؟

صحابہ کرام قرآن کسطرح پڑھا کرتے تھے

صحابہ کرام قرآن کریم کو کس طرح پڑھا کرتے تھے۔ وہ مندرجہ ذیل روایات سے ظاہر ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں۔ کہ دخلت علی امرأۃ وانا اقرأ سورۃ ھود فقالت یا عبدالرحمٰن ھکذا تقرأ سورۃ ھود واللہ انی فیہا منذ ستۃ اشہر وما فرغت من قراءتہ۔ میں ایک عورت کے ہاں گیا۔ اور میں سورۃ ہود پڑھ رہا تھا اس نے کہا کہ اے عبدالرحمٰن تم اس سورۃ کو یوں پڑھتے ہو۔ خدا کی قسم میں چھ ماہ سے اس سورۃ ہود کو پڑھ رہی ہوں اور اب تک اس سے فارغ نہیں ہوئی +

ابوعبدالرحمن سلمی کہتے ہیں کہ حدثنا الذین کانوا یقرؤننا انہم کانوا یستقرؤن من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا تعلموا عشر آیات لم یخلفوها حتی یعلموا بما فیہا من العمل فتعلمنا القرآن والعمل جمیعا۔ ہم سے ان لوگوں نے بیان کیا ہے جو ہم کو پڑھاتے تھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ جس وقت دس آیتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔ تو ان سے تجاوز نہ کرتے تھے جبتک کہ ان عمل نہ کر لیتے تھے۔ لہذا ہم نے قرآن اور اس پر عمل دونوں اکٹھے سیکھے تھے +

یہ طریق تھا۔ قرآن کریم پڑھنے کا ان لوگوں کا کہ جن کا تزکیہ قرآن کریم نے کیا اور اس کے اثر سے وہ خود تمام دنیا کے مزکی بنے اور ادنےٰ سے اعلےٰ تمدن اور تہذیب کے مقام تک پہنچے۔ اب بھی اگر مسلمان دنیا میں فلاح و بہبود حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمدن و تہذیب کے بلند ترین مقام پر پہنچنا چاہتے ہیں تو ان کے لیئے انہی لوگوں کا طرز عمل مشعل راہ ہونا چاہیئے۔ یہ ایک مجرب نسخہ ہے کہ جس کے سراسر شفا اور رحمت ہونا خود خداوند عالم نے فرمایا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اکسیر ہونے کی شہادت دی۔ آج کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ مسلمانوں کے بڑے سے بڑے لیڈر بھی مسلمانوں کی مشکلات میں رہنمائی کرنے کے لیئے قرآن کریم سے روشنی نہیں طلب کرتے بلکہ نہ اس کو غور اور فکر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے بیش نہاد مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے جس نسخہ کو خود خداوند عالم نے مسلمانوں کے لیئے شفا اور رحمت فرمایا ہے اس کو چھوڑ کر دنیا کے فرزندوں کی دیدہ فریب اشتہار بازیوں کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ قومی سٹیجوں پر بلاشبہ قومی مشکلات کے حل سوچے جاتے ہیں دھواں دھار تقریریں ہوتی ہیں۔ قومی غیرت کا خون بھی رگوں میں جوش مارتا ہے مگر افسوس کہ قوم جہان کے اس نسخہ اکسیر سے یکسر تغافل برتا جاتا ہے۔ قومی جلسوں میں تبرکاً قرآن کریم کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔ کامیابی کے لئے درد دل سے دعائیں بھی کی جاتی ہیں مگر ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ ان سب دعاؤں کے بالمقابل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ایک دعا ہے ومن لم یستشف الخ جو قرآن کریم سے شفا کو طلب نہیں کرتا۔ اللہ تعالے اس کو شفا نہ دے پس جبکہ مسلمان قرآن کریم سے شفا طلب نہیں کرتے اپنے تمام تر دکھوں اور مشکلات میں اس نسخہ اکسیر کو استعمال نہیں کرتے۔ وہ کیونکر شفایاب ہوسکتے ہیں +

دھرم بھکشو کو بھاشا

متلاشی حق کو حق کی تبلیغ

آریہ گزٹ کی اشاعت ماضیہ میں دھرم بھکشو صاحب نامی کسی نامہ نگار نے روح کی حقیقت اور ویدک دھرم پر ایک مضمون لکھا ہے مضمون درازدستئے کوتہ آستینان کا پورا پورا مصداق ہے۔ خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قرآن شریف اور بائیبل میں کوئی روح کی حقیقت نہیں بیان کی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی بہت ہی بیہودہ سرائی بھی کی ہے۔ البتہ وید میں اس کی حقیقت پر ایک جامع اور مانع منتر موجود ہے۔ اور وہ منتر

دواسپرنا سیجا سکھایا سمانم درکھشم پرششو جانے
تیورنیہ پپلیم سوادو اتین انشن انیہ ابھی چاکھشینی

آریہ گزٹ کے سنسکرت سے نابلد نامہ نگار صاحب اس منتر کی بابت یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں۔

"روح غیر متغیر لافانی ازلی اور ابدی مدرک بالذات اور متحرک بالآلات ہے"

واہ سبحان اللہ منتر گڑھنا سے ارتھ گڑھنا یعنی وید منتر کے گڑھنے والوں سے معنی گڑھنے والے ایسے علم و معرفت کا کمال اسی قدر بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر ویدک زمانہ کے قدیم دیہاتی گنوار اور ایک موجودہ زمانہ کے اعلےٰ سائینسدان کا۔ منتر گڑھنا تو یہ فرماتے ہیں کہ دو جانور جو باہم رفیق ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ایک ہی درخت پر بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک اس درخت کے پھل کو کھاتا ہے اور دوسرا نہ کھاتا ہوا دیکھتا ہے +

اور ارتھ گڑھنا اپنی قابلیت کا ملمع اس منتر پر یوں چڑھاتا ہے کہ روح غیر متغیر لافانی ازلی اور ابدی مدرک بالذات اور متحرک بالآلات ہے۔ ع

من چہ سرائم و طنبورہ من چہ سراید

سناتنی علمار کا یہ دعوے بالکل بجا اور درست ہے کہ نہ تو سوامی دیانندجی کو ویدوں پر یقین تھا اور نہ آریہ سماج کو ہے۔ ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ وید منتروں کا ترجمہ ایسا مضحکہ انگیز کرتے ہیں۔ اس کو سنسکرت لغت اور صرف و نحو کے اصولوں سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ روح کے متعلق اگر دھرم بھکشو کو تحقیق کی واقعی ضرورت ہے تو وہ حضرت مسیح موعود کی سرمہ چشم آریہ امام غزالی کی حقیقت الروح روح الانسان کتاب البیان القرآن مولفہ مولوی عبداللہ کا مطالعہ کرے جنمیں قرآن کریم کی آیات سے روح کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور پھر اسکے بالمقابل اپنے بوڑھے بابا وید کو اور اسکے

اور کتاب الروح مصنفہ علامہ ابن قیم ×

ماہیتِ افلاک

(۲)

عیسائی مذہب کا عقیدہ افلاک کے متعلق

آسمان متعدد ہیں

عبرانی زبان میں شمیم (آسمان) جمع کا صیغہ ہے اور اسی صیغہ کے ساتھ متعدد مرتبہ یہ لفظ بائیبل میں آیا ہے مثلاً کتاب پیدائش :-

۱/۱ فی البدء خلق الله السمٰوات والارض ابتدا میں خدا نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا -

کتاب ایوب میں ہے :-

۲۸/۲۴ لانه هو ینظر الی اقاصی الارض تحت کل السمٰوات یری (کیونکہ وہ زمین کی انتہا تک نظر کرتا ہے اور سارے آسمانوں کے نیچے دیکھتا ہے):

۳۷/۳ تحت کل السمٰوات یطلقه (اور وہ اسے کل آسمانوں کے نیچے بھیجتا ہے)۔

۴۱/۱۱ ما تحت کل السمٰوات هو لی (جو کچھ کل آسمانوں کے نیچے ہے وہ میرا ہے)۔

زبور ۱۴۸/۱ سبحوا الرب من السمٰوات سبحوه فی الاعالی سبحوه یا جمیع ملائکته، سبحوه یا کل جنوده، سبحیه یا ایتها الشمس والقمر سبحیه یا جمیع کواکب النور، سبحیه یا سماء السمٰوات، ویا ایتها المیاه التی فوق السمٰوات ..... مجده فوق السمٰوات والارض (خدا کی تعریف آسمانوں سے کرو، بلندیوں سے اس کی تسبیح کرو۔ اے تمام فرشتو اس کی تسبیح کرو۔ اے آسمانوں کے آسمان اور فوق السمٰوات پانیو اس کا جلال آسمانوں اور زمین پر ہے):

اشعیاء ۱/۲ اسمعی ایتها السمٰوات واصغی ایتها الارض (اے آسمانو سنو اور اے زمین کان لگا)

اسی طرح عہد نامہ جدید میں بھی آسمان جمع کے صیغے میں استعمال ہوا ہے دیکھو نامہ پولوس بنام قرنتیاں ۲ باب ۱۲/۲ میں ہے کہ میں مسیح کے ایک شخص کو جانتا ہوں کہ چودہ برس گزرے ہونگے کہ وہ واللہ اعلم بدن کے ساتھ یا بغیر بدن تیسرے آسمان تک یکایک اٹھا لیا گیا:

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح تیسرے آسمان پر اٹھایا گیا جس سے آسمانوں کا متعدد ہونا ثابت ہے ساتویں آسمانوں میں سے ایک آسمان ہے کہ جس میں خدا کا تخت بچھا ہوا ہے جبرئیل اس کے سامنے کھڑا رہتا ہے لوقا ۱۹/۱ اس مقام تک پولوس بھی پہنچا ہوا تھا۔ قرنتیوں ۲ ۱۲/۲ اور اسی جگہ مسیح پہنچا تھا۔ دیکھو لوقا ۲۴/۵۱ نامہ بنام افسیان ۴/۱ بنام عبرانیاں ۹/۱ اور اس جگہ مسیح خدا کے دہنے ہاتھ تخت پر بیٹھا ہے عبرانیوں ۸/۱۲ وہاں خدائے باپ کا گھر ہے کہ جس میں بہت سے محل ہیں کہ جو مسیح کے دوستوں کے لئے تیار کئے گئے ہیں کہ جو قیامت کے بعد ان میں آباد ہونگے۔ (دیکھو بائیبلی کل سائکلوپیڈیا صفحہ ۳۱۷)

آسمان ٹھوس جسم مگر شفاف ہیں

آسمانوں کے متعلق یہودی علماء اور مسیحی فضلاء کا یہ عقیدہ ہے کہ آسمان مثل گنبد کے مجسم ہے اور زمین کے چاروں طرف محیط ہے۔ اور سورج چاند ستارے سب اس میں جڑے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ پھرتے ہیں چنانچہ جوزیفس لکھتا ہے کہ آسمان معلق قائم ہے اور بلوری خانہ کی مانند ہے۔ خروج ۲۴/۹ میں لکھا ہے :-

ثم صعد موسیٰ وهارون وناداب وابیهو وسبعون من شیوخ اسرائیل وراوا اله اسرائیل وتحت رجلیه شبه صنعة من العقیق الازرق الشفاف وکذات السماء فی النقاوة -

بعد ازاں موسیٰ، ہارون، ناداب، ابیہو اور ستر سرداران اسرائیل اوپر پہاڑ پر چڑھے اور انہوں نے اسرائیل کے معبود کو دیکھا اور اس کے قدموں کے نیچے جیسے نیلم کے پتھر کی گچکاری اور اس کی چمک جرم آسمان کی مانند تھی:

زبور ۱۰۴/۲ میں ہے وہ نور کو پوشاک کی مانند پہنتا ہے اور آسمانوں کو پردے کی مانند پھیلاتا ہے:

غرض عیسائی اور یہودی عقیدہ کے بموجب بھی آسمان کسی ٹھوس چیز کے بنے ہوئے ہیں۔ مگر وہ چیز نہایت شفاف اور براق ہے۔ اور یہ امر اس سے بھی ظاہر ہے کہ جب مسیح مع جسم کے آسمان پر چڑھ گئے اور آجتک وہیں بیٹھے ہیں۔ اور اسی طرح حنوک کا جسم سمیت آسمان پر اٹھ جانا آسمانوں کا تجسم ثابت کرتا ہے آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ ہم اسلامی نکتۂ خیال سے اس مبحث پر روشنی ڈالیں گے:

الکمل کی خیانت

قدیم سے سنت اللہ چلی آئی ہے۔ کہ ہر ایک مامور مصلح کے وقت بعض ایسی خبیث ارواح اغراض نفسانی لیکر اس کے سلسلہ میں شامل ہوجاتی ہے۔ جو اس نور کی غیبت میں بڑے بڑے شیطانی کام کرنے سے نہیں ملتیں۔ حضرت موسےٰ کے وقت منافقوں کا گروہ اندرونی طور پر مسلمانوں کو بہت کچھ ضعف پہنچاتا رہا۔ اگر اس قسم کے خبیث طبائع مصلحین کے سلسلوں کے ساتھ جونک کی طرح چمٹی ہوئی نہ ہوں تو یقیناً جو کام سالہا میں سرانجام پاتے ہیں وہ دنوں میں پورے ہوجایا کریں +

اس چودھویں صدی میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو مجدد و زمان بناکر بھیجا۔ سنت اللہ کے مطابق اس کے ساتھ بھی کچھ ایسی ہوئی خبیث روحیں شامل ہوگئیں۔ حضور پر نور نے انہیں زر پرستی اور ضمیر فروشوں کے حالات کا عام انداز دیکھکر شرائط بیعت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد لینا شروع کیا مگر افسوس کہ یہ خبیث طبائع جونک کی طرح اس الٰہی سلسلہ کو اندر ہی اندر چوستی رہیں۔ آخر جب حضرت مسیح موعود نے دیکھا کہ یہ دین فروش اپنی دنیاداری کے لئے قوم کو چوس رہے ہیں۔ اور آپ کی وفات کے بعد زیادہ فتور برپا کرینگے تو اذن الٰہی کے ماتحت آپنے الوصیت کے روسے سلسلہ کی آمدنی کو ایک رجسٹرڈ باڈی کے ماتحت کردیا۔ تاکہ آپکی زندگی اور آپ کے بعد سلسلہ کے اہم کاموں کو ضعف نہ پہنچے مگر جن لوگوں کے ضمیر میں یہ بات رچی ہوئی تھی کہ قوم کا مال جس طرح سے بھی ہوسکے ذاتی مصارف میں بلا حساب کتاب لایا جائے وہ کب ایسی باقاعدگی کو گوارا کرسکتے تھے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کی شکایت حضرت مسیح موعود کے پاس ہونے سے آپکو ذیل کی تحریر انجمن کو دینی پڑی :-

میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہوجائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہوجائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھکو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشا میرے ہرگز نہیں کریگی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو [illegible] کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء +

معلوم ہوتا ہے کہ قومی آمد کے باقاعدہ حساب کی جانچ پڑتال کے ماتحت آنے نے بعض نفس پرست طبائع میں بہت بے چینی پیدا کردی تھی چنانچہ یہ تحریر بھی آپ کو اس وقت لکھنی پڑی جبکہ موجودہ قادیانی گدی نشین کے ایک قریبی رشتہ دار نے انجمن کو اخراجات کا حساب دینے سے لیت و لعل کیا۔ پھر حضرت مسیح موعود کی زندگی میں تو انہوں نے دوبارہ سر نہ نکالا مگر حضرت نورالدین صاحب کے زمانہ میں بھیرہ کے ایک وقف شدہ مکان کی فروختگی کے باعث اراکین انجمن میں اختلاف رائے ہوجانے کے باعث موجودہ گدی نشین کے رشتہ داروں اور حاشیہ برداروں نے پریذیڈنٹ انجمن حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب و دیگر اراکین میں ناچاقی پیدا کروانے کی کوشش کی اور یہ معاملہ دور تک پہنچتا اگر مولانا صاحب موصوف طرفین کے سرکردہ لوگوں سے خاموش رہنے کی بیعت نہ لیتے۔ اس بیعت لینے کے معاملہ کو یہانتک یک طرفہ مشہور کیا گیا۔ کہ عوام کو یہی معلوم ہو۔ کہ بیعت صرف مولوی محمد علی صاحب و خواجہ صاحب سے ہی لی گئی ہے۔ اور دوسرے کسی شخص سے نہیں لی گئی حالانکہ نواب محمد علی صاحب اور یعقوب علی ایڈیٹر بھی اس بیعت میں برابر کے شریک تھے۔ اسی پر بس نہ کی گئی۔ بلکہ جماعت میں مشہور کیا گیا۔ کہ لاہوری لوگ خلافت چاہتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں روک ہیں۔ جس کی تردید حضرت مولوی نورالدین صاحب کو کرنی پڑی۔ اصلی مصیبت جو میاں صاحب اور ان کے رشتہ داروں کو پڑ رہی تھی وہ یہ تھی۔ کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب و اراکین انجمن نے حضرت مسیح موعود کے گھر اور بچوں کے گذارہ کے لئے انجمن کی آمدنی پر غور کر کے صرف دو صد پچاس روپیہ ماہوار مقرر کیا تھا۔ اور یہ رقم ان لوگوں کے لئے جو اپنے تئیں حضرت مسیح موعود کی گدی کا حقدار سمجھے ہوں۔ اور بیکار بیٹھکر قوم کے روپیہ پر گذارہ کرنا چاہتے ہوں نہایت حقیر تھی۔ اس لئے ایسے لوگوں کی یہ پہلی کوشش ہونا چاہیئے تھی کہ رجسٹری شدہ انجمن میں قوم کا روپیہ جانے کی بجائے ان کی نام نہاد انجمن انصار اللہ و انجمن ترقی اسلام میں روپیہ چلا جائے جہاں سے حسب خواہش روپیہ اپنے مصارف میں خرچ کیا جائے۔ ورنہ اڑھائی سو روپیہ ماہوار لینے کی صورت میں شاہانہ گذارے کیسے ہوسکتے تھے۔ میاں صاحب نے دو ہزار روپیہ انجمن سے تعلیم عربی کے لئے مصر جانے کے ارادہ سے قرض لیا۔ تعلیم تو کیا حاصل کرنی تھی مصر سے ہوکر

ایک معزز مبائع کی کھلی چٹھی

بنام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ السلام علیکم
آنحضور کو یاد ہوگا یہ فقیر ناچیز عرض پرداز ہے کہ ماہ اپریل ۱۹۲۱ء میں جو
مباحثہ مابین مولوی ثناء اللہ صاحب و جماعت احمدیہ بمقام مالیر کوٹلہ
ہوا۔ جلسہ گاہ میں جہاں دو تین ہزار کا مجمع تھا۔ یہ فقیر داخل جماعت احمدیہ ہوا تھا
اس وقت اور اس وقت سے پہلے واللہ باللہ اس عاجز کو مطلقاً کوئی واقفیت اور
خیال تک نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعود بلحاظ نفس نبوت و حقوق نبوت جماعت
انبیا میں شامل ہو کر دیگر انبیائے سابق کے برابر اور پورے نبی ہونے کے مدعی
تھے۔ دوم یہ کہ جماعت احمدیہ کا یہ اعتقاد ہے کہ قیامت تک ہمیشہ نبی آتے
رہیں گے۔

بیعت میں داخل ہو کر یہ ہر دو امور بذریعہ اخبار الفضل مورخہ ۲۳ مئی و
۲۰ جون ۱۹۲۱ء و مطالعہ کتاب حقیقۃ النبوۃ معلوم ہوئے۔ گو مخالفین نے بھی
سنایا مگر اعتبار نہیں آتا تھا۔ باقی تمام دعاوی کے متعلق یہ عاجز پہلے ہی کچھ
کم و بیش تصفیہ کر چکا تھا۔ بحیثیت مسلمان تحقیقات کرنی لازمی خیال کر کے ان
ہر دو عقائد کو قرآن و حدیث پر پیش کیا جو تمام اہل اسلام کا ماوا و ملجا ہیں۔
کیونکہ یہ ایسی شے ہیں کہ اگر کوئی ولی اس قدر کامل ہو کہ ہوا تک میں اڑنے کا
ملکہ رکھتا ہو۔ لیکن اعتقاد قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہو تو ہم سب
مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کی تمام خیر و خوبی اور علم و کمال کو ہیچ سمجھ کر
اس کا ساتھ چھوڑ دیں۔ قرآن و حدیث کے مفصلہ ذیل حوالہ جات سے
جہاں تک اس فقیر نے غور کیا۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلعم کے
بعد بہ سبب تکمیل دین اسلام۔ کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا۔ (اس
لفظ نبی میں ہر قسم نبی تشریعی یا غیر تشریعی شامل ہیں کسی مسلمان کو اپنی
طرف سے اس لفظ نبی میں مجال تاویل نہیں) قرآن شریف میں آیا ہے:

(۱) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (سیپارہ ۲۲)
ترجمہ۔ نہیں محمد باپ کسی کا تمہارے سے اور لیکن رسول خدا کا ہے۔ اور
ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا۔ (سیپارہ۔ ۲۲۔ سورہ احزاب)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے حضرت کے بعد آنحضرت
کی کوئی اولاد نرینہ قیامت تک نہیں ہوگی۔ اسی طرح آنحضرت کے بعد کوئی
نبی قیامت تک نہیں آئیگا۔

(۲) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (سیپارہ۔ ۶۔ سورہ مائدہ)
ترجمہ:۔ "آج دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور تمام کی اوپر تمہارے
نعمت اپنی"

اس آیت سے ظاہر ہے کہ تکمیل دین اسلام ہو چکی۔ جب مستقل تکمیل
ہے پھر بے فائدہ۔ عبث غیر تشریعی نبی آئیں گے۔ جیسا کہ حضرت موسے
علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون۔ داؤد۔ یونس۔ الیاس وغیرہ ظلی اور غیر
تشریعی نبی زبور اور دیگر صحائف وغیرہ لے کر آئے تھے۔ لفظ خاتم النبیین
کا صاف اشارہ یہی ہے کہ کوئی نبی کا نام حاصل کر کے ہرگز نہیں آئیگا۔ بلکہ خلیفہ
اور امام اور علما بکثرت آئیں گے۔ جو جزو نبوت کا حصہ لئے ہوئے رسول کریم کی
قائم مقامی کا حق ادا کریں گے۔ جیسا کہ حدیث
(یعنی میری امت کے علما بلحاظ مرتبہ بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہونگے)
سے بخوبی ظاہر ہے۔

(۳) لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم
(سیپارہ۔ ۱۸۔ سورہ نور)
ترجمہ: "البتہ خلیفہ کرے گا۔ ان کو یعنی مومنین کو جیسا خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو جو
پہلے ان سے تھے"

اس آیت کے تحت میں زمانہ کے عملی رویّے سے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ آج مسلسل تیرہ سو برس تک جو ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ بلکہ خلیفے
مجدد۔ اور محدث آتے رہے ہیں۔ تو بعد کے زمانہ قیامت تک کس طرح کوئی
نبی آسکتا ہے۔ تیرہ سو برس کا گذشتہ زمانہ ہم کو بتاتا ہے کہ ضرورت کے
وقت مصلح۔ مشرف مکالمۂ الٰہیہ ہو کر انتظام امت محمدیہ کے لئے خلیفہ
اور مجدد کے نام سے آتے رہے اور یہی طریق انتظام قیامت تک جاری
رہے گا۔ اگر اس طریق انتظام نے آج بدلنا تھا تو ضرور حضرت صلعم
صاف الفاظ میں پیشگوئی فرما جاتے۔ کہ تیرہ سو برس کے بعد بجائے
مجدد اور امام کے قیامت تک غیر تشریعی نبی آیا کریں گے۔

اب تیرہ سو برس بعد جو نبوت کی کھڑکی قیامت تک کے لئے کھلتی
ہے۔ تو اس کی کوئی وجہ اور صریح دلیل تو ہونی چاہیئے۔ صرف من گھڑت
تاویلات سے گذارہ چلنا محالات سے ہے۔ ان مذکورہ بالا آیات کی
تائید میں یہ فقیر چند ایسی احادیث پیش کرتا ہے جن سے ان کی صاف تفسیر
ہو سکتی ہے اور کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

(۱) حضرت ابوہریرہ صحابی رسول کریم روایت کرتے ہیں۔ کہ

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و انہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکثرون (رواہ بخاری) بنی اسرائیل پر بعد موسےٰ انبیاء (غیر تشریعی) حکمرانی کرتے تھے۔ جب ایک نبی وفات پاتا تو دوسرا اس کا جانشین ہوتا اور تحقیق ضرور (امت محمدیہ کے انتظام کے لئے) میرے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔ اور بیشک (نبی کی بجائے) خلیفے کثرت سے آئیں گے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کے انتظام کے لئے رسول کے بعد قیامت تک خلیفے اور امام آتے رہیں گے۔ نبی کسی قسم کا نہیں آئے گا۔

(۲) مشکوٰۃ کتاب الفتن ثوبان صحابی رسول صلعم سے روایت فرماتے ہیں:۔

وانہ سیکون فی امتی ثلثون کذابا کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (رواہ ابو داؤد و ترمذی) ترجمہ: بتحقیق عنقریب میری امت میں جھوٹے دعوے پیدا کرنے والے پیدا ہونگے۔ جو تعداد میں تیس ہونگے۔ روایت کیا اسکو ابو داؤد و ترمذی نے۔

اب جائے غور ہے کہ تیس جھوٹا دعوے کرنے والے حضور صلعم کے بعد نبوت کا دعوے کرینگے۔ مگر حضرت نے صاف فرما دیا ہے۔ کہ وہ مدعیٔ نبوت جھوٹے ہونگے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا۔ اور میں خاتم النبیین ہوں + تشریعی یا غیر تشریعی نبی کی اس حدیث میں کوئی تفصیل نہیں۔ پھر کون مجال رکھتا ہے۔ کہ تشریعی یا غیر تشریعی کی تفصیل اپنے ذہن سے کر سکے۔ ورنہ ہم کو تیس تشریعی نبیوں کا پتہ چلا کر دیں جنہوں نے اس موجودہ شریعت اسلام کے مقابل کوئی نئی مستقل شریعت قائم کی ہو۔

(۳) مشکوٰۃ باب الاسماء النبی جبیر بن مطعم صحابی رسول کریم روایت فرماتے ہیں۔ انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی متفق علیہ ترجمہ میرا نام منجملہ اور ناموں کے عاقب ہے۔ اور عاقب وہ ہے کہ نہ ہو پیچھے اسکے کوئی نبی۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

(۴) مشکوٰۃ باب الفضائل سید المرسلین۔ ابو ہریرہ صحابی رسول کریم سے روایت فرماتے ہیں کہ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان و ختم بی الرسل و انا اللبنۃ و انا خاتم النبیین متفق علیہ

ترجمہ:۔ مثال میری اور مثال گذشتہ انبیا کی جیسے ایک محل ہے کہ اچھی بنائی گئی ہو بنیاد اس کی چھوڑی گئی اس محل میں سے ایک اینٹ کی جگہ۔ پھر گرد پھیرے لینے لگے اس کے نظارہ دیکھنے والے لوگ در حالیکہ تعجب کرتے تھے۔ اس محل کی بنیاد کی خوبی سے سوائے اس اینٹ کی جگہ کے۔ پس میں ہوا کہ بند کیا میں نے اس اینٹ کی جگہ کو۔ جو خالی تھی جس سے اس محل کی دیوار کو مکمل کیا۔ اور میں ہوں ختم کرنیوالا۔ رسولوں اور نبیوں کا۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے +

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت کا گھر رسول کریم سے پہلے نا تمام تھا۔ جو آنحضرت کے وجود سے تکمیل پا چکا ہے۔ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بلکہ آنے والے مسیح موعود کے متعلق بھی رسول کریم منصب امامت عطا کر کے صاف فرمایا:۔

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ کیا حال ہوگا تمہارا جس وقت اتر پڑے گے ابن مریم تمہارے درمیان اور وہ امام تمہارا تم میں سے ہوگا۔ روایت کیا اس کو بخاری مسلم نے۔

ماسوائے ان احادیث مذکورہ بالا کے پچیس تیس اور احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم کے بعد جو انتظام امت محمدیہ کے لئے آئینگے وہ نبی کے نام سے نہیں آئیں گے۔ بلکہ امام۔ مجدد۔ اور خلیفوں کے نام اور حیثیت سے آئیں گے۔ اور حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں صرف بخوف طوالت اس جگہ درج نہیں کی جاسکتیں۔ لیکن ایسی حدیث جس سے مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا ثابت ہوسکے صرف ایک ہی ہے۔ جس کو متعدد راویوں نے نواس بن سمعان صحابی سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کے متعلق فقیر کی اول یہ عرض ہے کہ جن راویوں نے نواس بن سمعان صحابی سے اس حدیث کو روایت کیا ہے ان میں ایک دو ایسے بھی راوی ہیں جو ائمہ حدیث کے نزدیک مشکوک ہیں۔ غیر ثقہ اور منکر الحدیث ہیں۔ جیسے کہ کتاب میزان الاعتدال سے صاف پتہ چلتا ہے۔ پس یہ ایک حدیث اس قابل نہیں ہوسکتی کہ باقی پچیس تیس اصحابیوں کی احادیث پر فوقیت لیجا سکے۔ دوئم یہ کہ اس لمبی حدیث کا تمام مضمون مجاز و استعارات سے لبریز ہے جیسا کہ اسکے پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور اگر حقیقت پر محمول کیا جائے تو جماعت احمدیہ کا تار و پود یقینی طور سے اکھڑ سکتا ہے۔ یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ایک لفظ کے معنی حقیقی لئے جائیں اور

باقی تمام مضمون کو ان استعارات میں بتلایا گیا ہے۔ اسی حدیث میں کامل ساتھ دفعہ مسیح موعود کا نام آیا ہے۔ اول آپ کو حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد زود دفعہ صرف عیسیٰ۔ ایسا ہی چار دفعہ عیسیٰ نبی اللہ کے نام سے ذکر کئے گئے ہیں۔

اب اگر ان ناموں کو محض حقیقت پر ہی محمول کیا جائے۔ تو بنی اسرائیل کے نبی عیسیٰ بن مریم نبی اللہ کا بعینہٖ تشریف لا کر دوبارہ دنیا پر آنا بھی لازمی طور سے ماننا پڑے گا۔ اور اگر مجازاً محمول کیا جائے تو ان ناموں کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ عیسیٰ بن مریم نبی اللہ کا بروز جس کو حضرت رسول مقبول صلعم نے آخری زمانہ کے لئے منصب امامت بموجب حدیث بخاری و مسلم مذکورہ بالا عطا کیا ہوا ہے۔ پس یہ بات مسلمہ طور سے ثابت ہو چکی اور اس کا عملی ثبوت تیرہ سو برس کا زمانہ بخوبی دیکھ چکا ہے کہ رسول کریم کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور جو دعوے کرے وہ سراسر جھوٹا ہے۔ خواہ کتنا ہی عالم غیب دان اور متقی پرہیزگار کیوں نہ ہو۔ اور اگرچہ ہوا میں بغیر کسی ہوائی جہاز کے اڑنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اب رہا یہ امر کہ لفظ نبوت کے متعلق تشریعی اور غیر تشریعی تفصیلات بیان کر کے دعویٰ نبوت کرنا۔ سو اس تفصیل کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث سے اور طرز و روش زمانہ سے تو نہیں ملتا۔ محض من گھڑت تاویلات ہرگز قابل پذیرائی نہیں ہو سکتیں خواہ کسی بڑے سے بڑے بزرگ کا قول کیوں نہ ہو۔

اگر موسیٰ علیہ السلام کی امت کی مماثلت کی وجہ سے آج تیرہ سو برس کے بعد سلسلہ غیر تشریعی نبوت کو عام کر کے مان بھی لیا جائے تو اس مماثلت کو ذرا لمبا کرنے سے یہ بھی ماننا پڑیگا کہ عیسیٰ علیہ السلام مسیح ناصری کے بروز حضرت مرزا صاحب مسیح موعود آ چکے ہیں۔ محض تین چار سو برس بعد قیامت سے پہلے پہل شریعت محمدیہ کو توڑ کر کسی جدید شریعت قائم کرنیوالے مدعی کو بھی کھڑے ہونے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ پس اس صورت میں رسول کریم خاتم النبیین کہاں رہ سکتے ہیں۔ خلاصۂ کلام تمام تاویلات کو چھوڑ کر جملہ قرآنی آیات و احادیث مذکورہ بالا کو یکجا جمع کرنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ الفاظ قرآنی ... خاتم النبیین کے صرف یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی کسی طرح کا تشریعی یا غیر تشریعی نبی نہیں آئیگا۔ اور جو آئیں گے وہ خلیفے اور امام ہونگے۔ جو حسب ضرورت مشرف مکالمات الٰہیہ ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں رسول مقبول نے تو تشریعی اور غیر تشریعی نبیوں کو بلحاظ نبوت ایک مرتبہ میں رکھا ہے۔ جیسے آیۃ لا نفرق بین احد من رسلہ (نہیں فرق کرتے ہم کسی ایک گذشتہ نبیوں کے درمیان) سے صاف عیاں ہے۔

سب جانتے ہیں کہ یونس بن متی غیر تشریعی ظل موسیٰ نبی تھے اور محمد الرسول اللہ تشریعی نبی تھے۔ لیکن جناب سرور کائنات فرماتے ہیں کہ لا اقول ان احدًا افضل من یونس بن متی و لا تخیروا بین الانبیاء متفق علیہ۔ ترجمہ:۔ نہیں کہتا میں کہ کوئی افضل ہے یونس بن متی سے اور نہ بزرگی اور فضیلت دو تم درمیان نبیوں کے (روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے) اسکے سوا ایک اور بخاری مسلم کی حدیث ہے۔ کہ سب انبیا کا تعلق ایک دوسرے سے علاتی بھائیوں کا سا ہوتا ہے۔ پس ان ہر دو احادیث و آیت قرآنی سے معلوم ہوگا کہ اصل نبوت میں سب انبیا مساوی ہیں۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیجا سکتی

بنا بریں جب اصل نبوت میں کوئی فرق ہی نہ تھا۔ تو یہ کہاں سے نکالا گیا کہ تشریعی نبی تو آئیں گے نہیں مگر غیر تشریعی نبی آ سکتے ہیں لفظ نبی تو بہر حال تشریعی اور غیر تشریعی ہر دو قسم کے نبیوں کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ اور حضرت رسول کریم نبی کے آنے کی صاف نفی فرماتے ہیں۔ پھر کونسی وجہ ہے کہ ایک مسلمان صریح قرآن و حدیث کو چھوڑ کر حضرت مرزا صاحب کو نبی علیہ السلام مان کر اپنا عقیدہ لگاڑ بیٹھے؟ حضرت مرزا صاحب کی تحریر یا الہام جو صریح قرآن و حدیث کے خلاف ہوگا۔ اس قابل نہیں کہ قرآن اور حضرت رسول مقبول کی حدیث نعوذ باللہ جھٹلا کر یا غلط تاویل کر کے اس پر عمل کیا جا سکے +

حضرت مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ✧ اس سے بہتر غلام احمد ہے

چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ پر صاف تحریر فرمایا ہے:۔

"اوائل میں میرا یہ عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔"

اس مذکورہ بالا تحریر حضرت صاحب سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے محض اپنے اجتہاد کی وجہ سے کثرت وحی کو دیکھ کر دعویٰ نبوت کر رکھا تھا۔ اور خلاف تعلیم رسول مقبول ایک صاحب کتاب

[1] حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ مطلقاً نہیں کیا۔ مفصل دیکھو النبوۃ فی الاسلام

مسیح ابن مریم ناصری رسول و نبی سے فوقیت کے مدعی تھے۔ پس مذکورہ بالا تمام حالات پر غور کرکے اس احقر العباد فقیر ناچیز کے دل میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے بارے میں پورا پورا شک واقع ہوگیا ہے۔ تاوقتیکہ اس کا تصفیہ نہ ہو اس خاکسار کا لیے عقیدہ پر قائم رہنا نہایت مشکل ہے۔

[illegible] ہے کہ یہ دعوی نبوت حضرت مرزا صاحب مرحوم کی اجتہادی غلطی ہو یا سبقت قلم جیسا کہ اخبار الفضل مورخہ ۲۳۔مئی ۱۹۲۱ء ایک جگہ حضرت صاحب مرحوم کی سبقت قلم تسلیم کرچکا ہے۔

حضور اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں + فقط

رقیمہ نیاز۔ صوفی عبدالرحمن خان احمدی۔ مالیر کوٹلہ۔ ۴۔ جولائی ۱۹۲۱ء

مراسلات

یُلقی الرُّوح من امرہٖ علیٰ من یشاء من عبادہٖ لینذر یوم التلاق (المؤمن)

(از مرزا نذر علی صاحب پشاوری)

پیغام صلح کی کسی سابقہ اشاعت میں تفسیر روح المعانی سے اس کے معانی پر بتائید حدیث مجدد ہم پہلے روشنی ڈال چکے ہیں۔ مگر اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جناب مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ اس امر کا اعادہ فرماتے رہے ہیں کہ مسئلہ نبوت میں میرا مذہب اکابر اہل سنت کے مذہب کے موافق ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اکابر اہل سنت کے مذہب کو پیش کرتے رہیں تاکہ وہ غلط فہمی جو محمد حسین اور اس کے رفقا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادعائے نبوت کے متعلق پھیلائی دور ہو جاوے اور [illegible] اصحاب سمجھ لیویں کہ [illegible] مسئلہ میں حضرت مسیح موعود ہی منفرد نہیں بلکہ اکابر اہل سنت ان کے ہمنوا ہیں۔ پس اس مبحث میں علامہ عبدالوہاب شعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر صفحہ ۲۷ جزو ۲ سے ہم لکھتے ہیں [illegible]

[illegible] روح القا کرنے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے قلوب پر اور اللہ تعالیٰ کا امر جو القا ہوتا ہے۔ [illegible] کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس کلام کے مشابہ ہے۔ [illegible]

ایسی حالت میں روح عین ملک نہیں ہوتا۔ اور ملائکہ بھی اس روح کو شناخت نہیں کرسکتے۔ کیونکہ یہ روح ملائکہ کی جنس سے نہیں ہوتی کیونکہ اذ هو روح غیر مجهول ولیس نورا بہا والملك روح فی نور

اس کے بعد علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ جناب شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ نے فتوحات باب ۲۳۸ میں لکھا ہے۔

وهذہ الرزق لنا ولسائر الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اب واضح ہوگیا کہ اس صورت وحی میں درمیان انبیاء اور ان کے وارثین اہل اللہ کے اشتراک ہے۔ اور اس کا نام زبان شرع میں تحدیث ہے نہ نبوت۔ پھر جناب شیخ فرماتے ہیں کہ جب ایسا القاء روحی کسی بندے پر نازل ہوتا ہے تو اس القاء کو زبان شرع وحی سے موسوم کرتی ہے اور جب ایسی وحی اللہ تعالیٰ کی طرف بحکم اس کی صفات کے منسوب کی جاتی ہے تو اس کو زبان شرع میں۔ قرآن۔ فرقان۔ انجیل۔ توراۃ۔ زبور صحف وغیرہ کہتے ہیں۔ اور جب یہ وحی بحکم فعل اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہے نہ بحکم صفت کے تو وہ مسمی ہوتی ہے حدیث۔ خبر۔ سنت۔ رویا سے۔ اب باب المجاز و استعارات مفتوح ہے اور وہ محل کلام انبیاء و اولیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب تحدیث اور نبوت میں اس قدر اشد مشابہت ہے تو مجازاً ایک کا اطلاق دوسری پر جائز ہے جیسا کہ مسیح موعود نے حمامۃ البشری وغیرہ اپنی کتب میں بڑی لطیف عبارات میں اس کا بیان فرمایا ہے۔ افسوس ہے اور بہت افسوس ہے کہ اگر ایک گروہ نے اس کو نہیں سمجھا۔ اور نا سمجھ بن گئے۔ تو دوسرا گروہ سمجھ بوجھ کر کیوں قعر مذلت میں پھنس گیا۔ اور مولانا جامی اور محمد حسن صاحب شارحین فصوص الحکم اس امر کے معتقد ہیں کہ اس قسم وحی میں انبیاء اور اولیاء کے درمیان اشتراک ہے +

[illegible] الرسول [illegible]

اور اس آیت کی توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذی فضل ذات کو سب منازل پیدا فرمایا ہے۔ جیسا اس کے [illegible] ان کے مستحق الہام کرتا [illegible] اور رسولوں کو رسل اور [illegible] انبیاء اولیا کو اولیا اور مومنین کو مومنین اور منافقین کو منافقین [illegible] کی مخلوق [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان [illegible] [illegible] دوسری نوع [illegible] [illegible] دوسری نوع [illegible] [illegible] مقام پر [illegible] ہو [illegible] کے لئے وہ پیدا نہیں ہوا اور یقین اس امر کا [illegible] ہو [illegible] کہ [illegible] شخص دوسری نوع کے درجہ کو نہیں پا سکتا [illegible] دوسری نوع کے شخص کی جگہ پر [illegible] مقام پر [illegible] کہ [illegible] لئے تو [illegible] ایسی صورت میں [illegible] حاصل ہو سکتی۔ اور ایک [illegible] بھی اس کو حاصل کر لیتا اور یہ امر ظاہر و واضح ہے۔

اور جناب شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ نے فتوحات باب ۱۹ میں فرمایا ہے کہ ہر ایک اہل راہ کے ایک خاص ترقی پر محدود رکھا گیا ہے۔ جو دوسرا شخص ہے درجہ میں ترقی کا قدم نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر ایک نوع اور صنف کا شخص دوسری نوع کے درجہ کو پا لیتا ہے۔ تو اس صورت میں نبوت کسب سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور بات اس کے خلاف ہے۔ پھر علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو جو نبوت کا حصول کسب سے سمجھتے ہیں ایسا شبہ کیوں واقع ہوا۔ پس خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں کہ ان لوگوں پر معاملہ اس لئے مشتبہ ہوا کہ انہوں نے انبیا علیہم السلام کو دیکھا کہ وہ قیام رسالت سے پیشتر دنیا سے انقطاع اختیار کرتے ہیں۔ اور قوت استعداد وحی کے مطابق ذکر اللہ اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاتے ہیں تاکہ وہ اس حالت اصلی کی طرف رجوع کر لیں جس حالت اصلی کے لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے ان کو مخلوق فرمایا ہے۔ پس جب ان لوگوں نے انبیا کی اس حالت پر نظر کی اور ان کے تعبد اور انقطاع کو دیکھا پھر اس کے بعد دعوئے نبوت اور اس کے حصول کو دیکھا تو سمجھے کہ نبوت کا حصول کسب سے ہو سکتا ہے۔ اور یہ ان کا وہم اور گمان بلکہ قصور نظر ہے اور انہوں نے حقیقت کو نہیں سمجھا۔

پس معلوم ہوا کہ ایسا وہم اور گمان اور خدشہ پہلے لوگوں کو بھی ہوا۔ اور ایک گروہ پہلے بھی ایسا گذر چکا ہے جو اس وہمی مصیبت میں بوجہ قصور نظر مبتلا ہوا اور اب گروہ اہل قادیان بوجہ جناب میاں صاحب کے اس مرض میں مبتلا ہوا۔ فافہم

اور ہم دیکھتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام ابتدا ہی سے نبی ہوتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عمر مراہق اور نابالغی ہی میں بغیر کسی دوسرے نبی کی شریعت پر چلنے کے نبی تھے۔ انی عبد اللہ اتانی الکتاب اور اسی طرح حضرت ابراہیم اور حضرت یحییٰ وغیرہ انبیا قبل از ملنے شریعت کے نبی تھے۔ پہلے نبی اور شریعت بعد کو اس کے متصل ہی ان کو ملی۔ اور وہ کبھی دوسرے نبی کی شریعت پر چل کر نبی نہیں بنے۔ اور محدث جو من وجہ نبی مجازاً کہلاتا ہے۔ وہ جب تک شریعت نبی متبوع کی پیروی کمال تک نہ پہنچا دیوے۔ مجازاً بھی نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور وحی اور مکالمہ الٰہیہ اس کا آخری درجہ نتیجہ اتباع کا ہے اور یہ امر کہ یہ دوسرا مطیع شخص گویا پہلے ہی نبی تو بن جاتا ہے۔ اور پھر براہ راست نبوت پا لیتا ہے اور ان میں من حیث النبوة کچھ فرق نہیں ہوتا۔ یہ ایک باریک اور دقیق دھوکا ہے۔ جو غیر مطمئنہ نفوس کو لاحق ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ مجاز اور حقیقت کو ایک بنا دیتے یا سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ جب اصول یہ ہے کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوتی تو پھر مدارج کا طے کرنا مجاہدہ یا کسب سے حصول نبوت کے لئے لازم نہیں ہے۔ جب خدا کسی نبی کو لا لعینی نبی ولو کان فی الطن امہ منصب نبوت پر کھڑا کرتا ہے تو اس کو وحی فرماتا ہے اور وہ اس منصب پر کھڑا ہو کر تعمیل حکم کرتا ہے۔ اگر اسکو ایک فقرہ یا ایک وحی بھی ہو تو وہ وحی نبوت ہے۔ اس کے لئے نہ تعبد کی ضرورت ہے اور مجاہدہ اور کسب اور کثرت و قلت اور نہ دعا کی۔ بھلا غور کریں دعا سے کوئی نبی بن سکتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم کی۔ دعا سے کوئی نبی بن جاتا ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ آنحضرت صلعم نبی پہلے بنے اور یہ دعا تمام عمر کرتے رہے۔

اگر اس دعا سے کوئی نبی بنتا تو یہ دعا اول ہوتی اور نبوت بعد کو ملتی اور پھر بعد حصول نبوت دعا تحصیل حاصل قرار پاتی حالانکہ آنحضرت صلعم مدة العمر یہ دعا کرتے رہے حالانکہ وہ نبی بنے ہوئے تھے۔

ہاں یہ امر درست ہے کہ فیضان نبوت جسکو دوسرے لفظوں میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کہتے ہیں۔ اتباع کسب اور مجاہدہ سے مل جاتا ہے خدا کی ذات بخیل نہیں کہ کسی کی سعی کو ضائع فرما دے اور انبیا علیہم السلام ابتر نہیں ہوتے۔ اور بے وارث دنیا سے نہیں جاتے اور ان کے اظلال بطور آثار باقیہ کے ہمیشہ دنیا میں رہتے ہیں جیسا کہ انسان فطرتاً اور طبعاً جسمانی لاولد ہونے کو ہی معیوب سمجھتا ہے۔ اور اس کی فطرت متقاضی ہوتی ہے۔ کہ اس کے لئے ولد ہو تو انبیا علیہم السلام جو علوم روحانیات کے معلم اور

باپ کے حکم میں ہوتے ہیں۔ ضرور ان کی فطرت کا تقاضا ہوتا ہے کہ روحانی اولاد ان کی ہو۔ پھر کیا درجہ ہے اس شخص کا جو محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی ولد ہو۔ مگر یہ امر سراسر تحکم اور بے انصافی ہے کہ قادیانی احباب تیرہ سو سال میں صرف ایک پیش کرتے ہیں۔ اور شیعہ صاحبان قیامت تک بارہ وہ اخلف (ان اللہ لا یخلف المیعاد) اور یہ امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے موجب فخر نہیں ہو سکتا۔ اس امر کی کثرت البتہ موجب فخر ہے۔

یہ جواب کہ اگرچہ ایک ہے مگر ہزار جیسا ہے۔ بعینہٖ شیعہ کے اس جواب کے مشابہ ہے کہ بارہ کافی ہیں۔ شیعہ کے بارہ اور ان کا ایک گو ... جواب برابر ہیں۔ مگر پھر بھی شیعہ اچھے رہے کہ بارہ تو پیش کرتے ہیں۔ قادیانی احباب اپنی دلیل کو خود کمزور کر دیتے ہیں۔

وہ دلیل کو بمعہ اس کے مقدمات اور اجزا کے اس طرح قائم کرتے ہیں کہ شریعت موسوی اور تورات کے خادم ہزارہا انبیاء بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے اور وہ کتاب اور شریعت مختص الزمان و مختص القوم تھے۔ پھر محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنکی شریعت اور کتاب کا دامن قیامت تک وسیع ہے۔ اس کا کوئی خادم نہ ہو۔ اور کہ بنی اسرائیل کی عورتیں بھی مشرف بالہام تھیں۔ اور یہاں امت محمدیہ میں تمام لوگ فیض وحی والہام سے محروم۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔

پس جب دلیل کا کلیہ یہ ہو تو تیرہ سو سال میں ایک کو پیش کرنا اپنی دلیل کو باطل اور بیہودہ ثابت کرنے کا مترادف نہیں تو اور کیا ہے۔

حملہ بر خود مے کنی اے سادہ مرد
ہمچو آن شیرے کہ بر خود حملہ کرد

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اس میں ہے کہ تم اس شریعت کے خادم ہزارہا کی تعداد میں ہر شعبہ میں پیش کرو۔ تاکہ کوثر اور خیر کثیر کا نظارہ قائم ہو جائے۔ انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل +

اقتباسات

اسلام اور مفہوم اسلام

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

(یہ ایک ... انگلستان ...)

چیز ہمارے ارد گرد نشوونما راہ ترقی پر گامزن نظر آتی ہے۔ ہر ایک چیز میں قوتیں اور استعداد پنہاں چھپی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جن کے اظہار اور نمود کے لئے یہ چیزیں وقت اور حالات کی منتظر رہتی ہیں۔ ہر ایک چیز کا قدم آگے ہی نظر آتا ہے۔ اور یہ سب کچھ ایک مقررہ قانون کی اطاعت میں ہو رہا ہے۔ گویا ہر ایک چیز کے لئے ایک مقررہ کمال ہے۔ جس کے حصول کے لئے اسے ایک مقررہ راہ پر چلنا اور جو راہ دست قدرت نے اسکے لئے پہلے ہی سے مقرر کر رکھا ہے۔ یہ چیزیں بلا تامل اُن مقرر کردہ قوانین اور راہوں پر چل رہی ہیں اور اس طرح حقیقی نشوونما پا رہی ہیں۔ ان بڑے بڑے مظاہر قدرت کو ہی دیکھئے جن سے زمین و آسمان آراستہ ہیں۔ ان کی زندگی ان کا گھٹنا بڑھنا۔ ان کا ایک دوسرے کو فائدہ پہونچانا سب کا سب کارخانہ قوانین کی زنجیروں میں جکڑا ہُوا ہے۔ گویا خدا کی طرف سے بنے بنائے قوانین قدرت کی ہر ایک چیز کے لئے مقرر ہیں۔ جن پر چلنے کیلئے وہ مجبور ہے۔ ان قوانین الٰہیہ کی اطاعت کو عربی زبان میں اسلام کہتے ہیں۔ ان مذکورہ بالا حقائق کو کیسے لطیف پیرایہ میں خدا کی کتاب ذیل کے الفاظ میں بیان کرتی ہے۔ افغیر دین اللہ یبغون وله اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرها والیه یرجعون ط ان الدین عند اللہ الاسلام ۳ ع ۹ ط ترجمہ۔ خدا کے دین کے سوا کیا یہ لوگ کوئی اور دین تلاش کر سکتے ہیں۔ (کیوں اپنے ارد گرد نہیں دیکھتے۔) ہر ایک چیز زمینی و آسمانی طوعاً و کرہاً خدا کی اطاعت میں ہے۔ اور اسی طرف اُس کا رُخ ہے۔ خدا کے نزدیک جو دین ہے وہ اسلام ہے۔ یعنے اسکے قوانین پر چلنا +

ان مقدس الفاظ میں قرآن مذہب کائنات کی تعریف کرتا ہے۔ جس کا ذرّہ ذرّہ مذہب اطاعت قوانین یعنے اسلام پر چل رہا ہے۔ آخر انسان ہے کیا؟ ان ہی ذرات کا ایک مجموعہ ہے۔ وہ ان ذرات کی ترکیب کا ایک بہترین ماحصل ہے۔ اور کائنات کا ایک افضلترین نمونہ ہے۔ وہ اس مذہب سے کب خالی رہ سکتا ہے۔ اس مذہب سے الگ ہونا گویا اپنی فطرت سے الگ ہونا ہے۔ وہ ان چیزوں کے میلان سے جن سے اسکے جسم نے ترقی پائی ہے کب الگ ہو سکتا ہے۔ نیچر کا ذرّہ ذرّہ اسکے جسم میں آ جمع ہوا۔ ہر ذرّہ کا مذہب اسلام یعنے اطاعت قوانین ہے۔ تو مجموعہ ذرات یعنی انسان کس طرح اس مذہب سے جدا ہو سکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

حج کرتے واپس آکر پیغام صلح کے مقابلہ پر اسی سرمایہ سے اخبار الفضل جاری کر دیا۔ یا خلافت کے نذرانہ میں خورد برد ہوگیا۔ بہرصورت قوم کا روپیہ بیدردی سے خرچ کرنے والوں کے لئے انجمن کی موجودگی اور بے غرض انسانوں کا اراکین انجمن ہونا ایک کانٹا تھا۔ جسے جتنی جلدی بھی وہ نکالتے ان کے لئے بہتر تھا۔ کیا اگر انجمن ہوتی تو اڈیٹران الحکم۔ و فاروق و نور کو ہمیں گالیاں نکالنے کے بدلے قومی روپیہ میں سے سینکڑوں روپے انعام ملتے۔ ہرگز نہیں ✦

میاں اکمل کیسے بھولے پن سے کہتے ہیں کہ "یہاں کوئی احمدی ایسی بات نہیں کرتا جسے بدعت بھی کہا جا سکے" غالباً وہ خود حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر پھول رکھنے نہیں گئے۔ یا شاید بند ہو اور غیر احمدی قبر پرست وہاں پھول رکھ جاتے ہونگے اور اب تو کربلا کی مٹی کی طرح کئی پیر پرست محمودی قبر کی مٹی بھی لے آتے ہیں۔ یہ باتیں میاں اکمل کو معلوم ہیں۔ اور ان کا اثر جماعت پر ہوتا جا رہا ہے۔ مگر چونکہ گدی کی حمایت ایسی باتوں کے بغیر نہیں ہو سکتی اس لئے خاموشی ہے ✦

میاں اکمل نے پھر ڈینگ ماری ہے کہ گذشتہ چھ سال میں چودہ پندرہ ہزار لوگ محمودی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اور انگلستان میں دو صد مرد و عورت ان کے مبلغین کے ذریعہ مسلمان ہوا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو بڑی خوشی ہے۔ مگر کیا میاں اکمل اپنے صیغہ اشاعت کے حاکم اعلیٰ کی خدمت میں یہ عرض کرینگے کہ ان چودہ پندرہ ہزار کی اور دو صد انگلستانی مسلمانوں کی فہرستیں معہ پورے پتوں کے شایع کرکے اپنی صداقت کا اظہار کریں ورنہ محض لفاظی سے آپکی باتوں کو کون مان سکتا ہے۔ اسی طرح ماریشیس و سیلون کے کئی سو اور مغربی افریقہ کے چار ہزار اور دس ہزار چھوڑ صرف ایک ایک سو معزز آدمیوں کی فہرست معہ پورے پتوں کے شائع کر دیں پھر اتنی بڑی ڈینگیں ماریں۔ محض اندھے پیر پرست لوگوں کو بہلانے کے لئے چار ہزار اور دس ہزار اور کئی سو کی تعداد بنا کر ان کی آنکھوں میں خاک نہ جھونکیں مفتی غیر صادق کی شائع کردہ فہرستیں بھی گنتے جائیں اور اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ وہ یکہ اور ٹمٹم کی سواری کرتے وقت گھوڑوں کو مسلمان کر جایا کرتے ہیں سفر ریل میں تو وہ کئی چیڑ حی مسلمان کر چکے ہیں یہ تو ہندوستان میں ہمارے سامنے کی باتیں ہیں بھلا کئی ہزار میل پر اگر سبز عمامہ دیکھکر مسٹر براؤن اور مسز وائٹ مسلمان نہ ہوں۔ تو مفتی صاحب کی روحانیت کا قصور نہ ہوگا ✦

میاں اکمل فرماتے ہیں ہمیں پیسے روپے کے لئے در بدر خاک چھاننی پڑتی ہے مگر ان کی ضروریات وہی پیر پرست پوری کر رہے ہیں جو ان کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ہم کو بعض نیک دل مسلمان خادم اسلام سمجھ کر روپیہ دیتے ہیں اور وہ پورا یقین رکھتے ہیں کہ یہ کسی شخص کی ذات پر خرچ نہ ہوگا۔ اور اگر تم پر وہ لوگ اعتبار نہیں کرتے تو محض اس لئے کہ تم نے انجمن کو بے بال و پر کرکے سب روپیہ گدی نشین کا حق سمجھ لیا ہے۔ جس کا نہ کوئی حساب ہے نہ کتاب اگر تم لوگ بھی ذاتیات کو چھوڑ کر خادم اسلام بنتے تو لوگ زیادہ اعتبار کرتے تاہم تمہارے لمبے چوڑے اشاعت اسلام کے دعووں کے باعث اب بھی کئی غیر لوگ تمہیں مدد دیتے ہیں اور تم لوگ حلف نہیں اٹھا سکتے کہ سارا روپیہ جو تمہیں باہر سے آتا ہے محمودیوں کا ہی ہوتا ہے ایک کوڑی غیر کی نہیں ہوتی۔ اب خواہ ایک شخص ایک روپیہ لے اور دوسرا دس۔ اصولاً تو دونوں برابر ہیں ✦

میاں اکمل نے سلطان القلم کی وراثت کا دعوےٰ کیا ہے۔ سبحان اللہ حضرت مسیح موعودؑ کو نادان اور آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے معنے قلت تدبر کے باعث نہ سمجھنے والا (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۵۹) سلطان القلم کے وارث۔ العجب ثم العجب بیشک اگر اس قسم کے وارث ہوا کرتے ہیں تو تمہیں مبارک ✦

ترجمۃ القرآن کا مقابلہ کرکے اور صرف ایک ایک اردو و انگریزی پارہ شایع کرکے اللہ تعالےٰ کی طرف سے توفیق نہ پانے کے باعث میاں اکمل بہت جھنجھلایا ہے ✦

ترجمۃ القرآن کے بارہ میں میاں صاحب نے جو پیچ و تاب کھائے وہ میاں اکمل کو معلوم ہیں۔ پھر ضد میں آکر اپنا ترجمہ شایع کرنے کی کوشش کی مگر ایک پارہ سے آگے نہ بڑھ سکے اگر اصل حقیقت ترجمہ کی معلوم کرنا چاہتے ہو اور لوگوں کو دھوکا دینا نہیں چاہتے جو حضرت مولوی محمد علی صاحب نے جو خط ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو صدر انجمن کے سکرٹری کے نام لکھا تھا وہ اپنے اخبار میں شایع کر دو پھر تمہیں خائن کہنے کا حق پہنچ سکیگا جس میں مولانا صاحب نے لکھا تھا۔ کہ "وہ اس ترجمہ کی ابتدا میری ہی تجویز سے ہوئی تھی اور اس وقت انجمن میری حوصلہ افزائی کرتی یا نہ کرتی میں نے بہرحال اس کام کو کرنا تھا" اس کے بعد مولانا صاحب نے لکھا تھا کہ صدر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام ہر دو دس دس ہزار روپیہ کسی معتبر جگہ جمع کرا دیں اور حصہ رسدی ہر دو تقسیم کر لیں مگر اس وقت آپ لوگوں نے کیوں نہ چھپوانے میں مدد دی۔ صرف اس لئے کہ ضد تھی اور مقابلہ پر دوسرا ترجمہ شایع کرنا تھا۔ آپ لوگوں کو یہ لکھتے شرم نہیں آتی کہ ہم لوگ ترجمہ دبا بیٹھے ہیں سے

تازہ خبریں

حاجی [illegible] صاحب [illegible] سے [illegible] تک [illegible] صلح کو چلے گئے ہیں۔ یہ موضع [illegible] وزیریوں سے کہہ رہے ہیں کہ وہ [illegible] ملاقات [illegible] انہیں بعید فائدہ ہوگا اگر وزیری زیادہ [illegible] کو آتے ہیں۔

مورخہ ۱۶ جون [illegible] نے بندوقیں [illegible] کی کوشش کی [illegible] رہے۔ یہ بندوقیں [illegible] ہوئی تھیں۔ اور گذشتہ صلح پشاور میں [illegible] کے قریب تھانہ [illegible] کی سرحدی پولیس نے ان [illegible] کو گرفتار کر لیا۔ [illegible] اور ایک زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ [illegible] بندوقیں اور بہت سا گولہ بارود اور فالتو پرزے تھے۔

آج [illegible] علیگڈھ میں [illegible] گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ ایک سو کے قریب اور اشخاص کے نام بھی گرفتاری کے وارنٹ جاری کئے گئے ہیں۔ قسمت آگرہ کا کمشنر [illegible] کے متعلق تحقیقات کر رہے ہیں۔ [illegible] ابھی تک علیگڈھ میں موجود ہے۔ اور کلکٹر کے عملہ میں تین اور ڈپٹی کلکٹروں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

علیگڈھ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ شہر کی حالت پرسکون ہے۔ پولیس باضابطہ تحقیقات کر رہی ہے۔ بہت سے عینی شاہدوں نے مسٹر عثمانی کا ذکر کیا تھا۔ اس لئے انہیں دفتر خلافت کمیٹی میں گرفتار کیا گیا۔ بیالیس فتنہ اندازوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ مگر ابتک کافی تعداد مفرور ہے۔

آج آٹھواں دن ہے کہ انگلستان میں مینہ نہیں برسا۔ گرمی پہلے کی نسبت بہت زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا کہ مینہ بھی پہلے سے کم برسا ہے۔ سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ دن کے شروع شروع میں گرمی بہت ہی تیز ہوتی ہے۔ کبھی کبھی بادل نیچے آجاتے ہیں مگر رات کو آسمان پر کوئی بادل نہیں ہوتا اور نہ کہر ہوتا ہے کہ سورج کی گرمی ہی قدرے کم ہو جائے۔ سالہا سال سے کبھی ایسی سخت گرمی انگلستان میں نہیں پڑی۔ گرمی کے سبب اموات بھی ہو رہی ہیں۔ فصلیں لوئی جا رہی ہیں۔

سمرنا کی خبر ہے کہ یونانیوں نے حملہ شروع کر دیا ہے اور وہ تیزی سے بڑھے۔ قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ یونانی اسمد کی طرف بڑھ رہے تھے کہ وہاں کے باشندوں نے ترک احرار کی باقاعدہ فوج کی امداد سے یونانیوں کو اچانک گھیر لیا۔ چار سو یونانی قتل یا زخمی ہوئے۔

پارلیمنٹ میں برطانیہ میں بیان کیا گیا کہ گورنمنٹ برطانیہ ترکی یونانی جنگ میں اب تک غیر جانبدار رہی ہے اور آیندہ سختی سے غیر جانبدار رہیگی۔ ترکان احرار کا قسطنطنیہ کے غیر جانبدار رقبہ کی طرف بڑھنے کا ہرگز ارادہ نہیں اور انگریزی افواج پر جب تک صریح حملہ نہ ہوگا وہ جنگ میں دخل نہ دینگی۔

ولایتی اخبار "ڈیلی میل" بیان کرتا ہے۔ کہ اگلے ہفتہ میں سر چارلس ٹاؤنشینڈ ترکی کی طرف روانہ ہونگے تاکہ ترکی اور یونان کے درمیان آیندہ جنگ روک لینے کی کوشش کریں ان کا یہ سفر سرکاری نہ ہوگا۔ جرنیل ٹاؤنشینڈ وہی صاحب ہیں جو کوط العمارہ میں بدوران جنگ یورپ قید ہو گئے تھے۔

قسطنطنیہ کے برطانوی نمایندے نے غازی مصطفے کمال کو مطلع کیا ہے کہ ترک احرار کی شرائط صلح اس قدر فضول ہیں کہ جرنیل ہیرنگٹن اب آپ کیساتھ مجوزہ ملاقات نہیں کر سکتے۔

ولایتی اخبار "ڈیلی میل" کا بیان ہے کہ سرکاری حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ ترک احرار افواج جمع کر رہے ہیں اور قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے ہیں حقیقت میں یہ حملہ برطانیہ پر ہوگا۔ کیونکہ آبناؤں میں آزادانہ جہاز رانی کے لئے قسطنطنیہ پر برطانوی قبضہ ضروری ہے۔ اور نیز ترکوں کو روکنا ہے۔ کہ وہ اہل بلغاریہ سے نہ مل جائیں جو مغربی تھریس حاصل کرنے کے لئے سازشیں کر رہے ہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ قسطنطنیہ میں دس ہزار برطانوی اور پانچ ہزار فرانسیسی افواج موجود ہیں۔ جرنیل ہیرنگٹن سر ہوریس رمبولڈ ہائی کمشنر کے ساتھ مدافعت کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اٹلی۔ رومانیا۔ یگوسلاویا۔ زیچوسلاوی ممالک نے ایک معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ کہ اگر جنگ اور ہوئی تو بلغاریہ کے خلاف وہ انگریزوں کی مدد کریں گے۔

برطانوی اور فرانسیسی سرکاری حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ ترک احرار قسطنطنیہ پر حملہ نہیں کرینگے۔ یہ بھی یقین کیا جاتا ہے کہ اگرچہ حکومت انگورہ کا ایک فریق زیادہ سرگرم ہے تاہم احرار بجائے جنگ کے صلح کی گفت و شنید کرنا بہتر خیال کرتے ہیں۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ اگر اتحادیوں کو قسطنطنیہ سے زبردستی باہر نکالنے کی کوشش کی گئی تو اتحادی مقابلہ کرینگے۔ قسطنطنیہ کے قریب برطانوی بیڑہ اس لئے موجود ہے کہ بوقت ضرورت اتحادی رعایا کی حفاظت کرے۔

ریوٹر کا بیان ہے کہ یونانی اخبارات خواہش کر رہے ہیں کہ قسطنطنیہ میں مقیم ترکوں کے خلاف مدافعانہ کارروائی کرنے کے لئے اتحادیوں کی مدد سے

پیغام صلح

جلد ۹ | چہارشنبہ مورخہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۲۱ء | نمبر ۴

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن شملہ

احباب سلسلہ سے مخفی نہ رہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ نے تھوڑے عرصہ سے ینگ مین ایسوسی ایشن کے نام سے ایک انجمن قائم کر رکھی ہے اس وقت تک اس کے کئی ایک جلسے ہو چکے ہیں۔ اس انجمن کا مقصد یہ ہے کہ دوستوں کو اظہار خیالات کا موقع دیا جائے۔ تاکہ وہ آزادی سے ہر ایک مسئلہ پر گفتگو کر سکیں نیز ان ناہموار خیالات سے جو سلسلہ محقہ کی نسبت علم برداران محمودیہ نے پھیلانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ پوری واقفیت حاصل کر کے ان کی تردید کے لئے ہر وقت مستعد رہیں۔ ان مجالس میں عام طور پر غیر احمدی اصحاب کو بھی مدعو کیا جاتا ہے اور ان کو موقع دیا جاتا ہے کہ مضمون زیر بحث کے متعلق اپنے شکوک رفع کر لیں چنانچہ آجتک جن اصحاب کو شمولیت کا اتفاق ہوا۔ انھوں نے سلسلہ کی نسبت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ چہارشنبہ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۱ء نمبر ۳

قرآن کریم کس طرح پڑھنا چاہئے؟

(۲)

قرآن کریم جو مسلمانوں کے تمام دکھوں اور پیش آمدہ مشکلات کے لئے بطور شفا اور رحمت نازل کیا گیا ہے۔ اس کے سمجھنے پڑھنے اور عمل میں لانے کے لئے مسلمان کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے نہ صرف مسلمانوں کی عامہ حالت کو ہی دیکھنا ضروری ہے۔ بلکہ ان کے درس و تدریس کے مکاتیب کی سیر بھی لازمی ہے۔ وہ لوگ جن کو قرآن کریم کی صداقت پر ایمان ہے۔ اور وہ اس کی تلاوت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصہ تو وہ ہی کہ جن کی تگ و دو صرف قرآن کریم کے الفاظ تک ہی محدود ہے صبح اٹھ کر تھوڑا سا قرآن کریم بغیر اس کا مطلب سوچنے اور سمجھنے کے پڑھ لینا وہ کافی سمجھتے ہیں۔ اور قرآن مجید کے حق تلاوت کو اسی حد تک ادا ہو جانا ضرور خیال کرتے ہیں۔ بعض تو ان میں سے اس حد سے آگے بڑھنا سوءِ ادبی میں شامل سمجھتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم ایک نہایت ہی مشکل اور مغلق کتاب ہے۔ اس کے مطالب کو سمجھنا صرف بڑے بڑے علماء فضلاء اور اہل اللہ لوگوں کا کام ہے۔ یا یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جو عوام کے حدِ تفہم سے بہت بلند تر ہے۔ گویا ان کو قرآن کریم کی اس آیت پر ایمان ہی نہیں ہے۔ ''ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر'' ہم نے قرآن کو ذکر کی غرض سے آسان بنایا ہے۔ پھر کیا کوئی اس کا ذکر کرنے والا ہے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا فانما یسرناہ بلسانک لعلھم یتذکرون سوائے اس کے نہیں کہ ہم نے اس قرآن کو تیری زبان میں آسان بنایا تاکہ لوگ اس کا ذکر کریں۔ قرآن کریم نہایت آسان عربی زبان میں ہے۔ اور ایسی آسان زبان کہ جو باقی الہامی کتابوں کی زبان کی طرح مردہ زبان نہیں۔ بلکہ ایک زندہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والی زبان ہے گویا زندہ زبان کی زندہ کتاب ہے۔ یہ بات قطعًا غلط ہے کہ قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے اور سادہ طور پر اس کے مطالب پر آگاہی حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے علوم فلسفہ منطق اور دیگر علوم آلیہ میں کمال حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو جاہلوں کو سمجھانے۔ نادانوں کو راہ بتانے اور امیوں کو پڑھانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم ایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ؛ اللہ تعالےٰ نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے رسول کو مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کو پڑھتا ہے۔ ان کو پاک کرتا ہے۔ ان کو کتاب اور فلسفہ سکھاتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پیشتر صریح گمراہی میں تھے۔

قرآن کریم کوئی ایسی کتاب نہیں کہ وہ صرف علماء فضلاء اور فلاسفروں کے لئے ہی نازل کی گئی ہو۔ بلکہ خود اس کے نزول کا مقصد وحید ان پڑھوں کو عالم فاضل اور متقی فلاسفر بنا دینا ہے۔ غرض قرآن کریم اپنے مطالب کے سمجھا دینے میں فلسفہ۔ منطق اور دیگر علوم حکمیہ کا قطعًا محتاج نہیں۔ اسکی آواز کو سمجھنے اور مطلب پر آگاہی حاصل کرنے کے لئے زبان عربی کی معمولی واقفیت کافی ہے۔ پس قرآن فہمی کے لئے سب سے پہلا اصول یہی ہے کہ کسی آیت کا ترجمہ لغت اور محاورہ عرب کے خلاف نہ کیا جائے۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں قرآن کریم کی کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ صرف مطلب کو ذہن نشین کرنے کے لئے تفسیری جملے استعمال ہوتے تھے۔ ورنہ قرآن کو سمجھنے کے لئے ان کی مادری زبان عربی ہی کافی ہو جاتی تھی

طبقۂ علماء

قوم کا دوسرا حصہ جو ہمارے مکاتیب سے علوم عربیہ کی تحصیل کرتا ہے۔ وہ قرآن کریم کے مطالب اور تعلیمات سے سراسر نابلد رہتا ہے۔ موجودہ مکاتیب میں علوم آلیہ کو بقدر ضرورت نہیں بلکہ ایک مستقل اور مقصود بالذات امر سمجھ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اس پر اس قدر قوت اور وقت خرچ کیا جاتا ہے کہ اصل مقصد یعنی تعلیم القرآن کے لئے کچھ باقی نہیں رہتا۔ ان اسلامی مکاتیب میں درس کے قابل تو شاید خداوند عالم نے صرف سورہ بقرہ کو ہی نازل کیا ہے۔ کس قدر رنج اور افسوس کی بات ہے کہ ملا جامی مقامات حریری حماسہ متنبی، شمس بازغہ وغیرہ پر تو اس قدر وقت ضائع کیا جاتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں مگر قرآن کریم جو اصل مقصود بالذات ہے

اس سے اس قدر اعتنا کیا جاتا ہے۔ علما اور مکاتیب کی اس بے راہ روی کا شکوہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی کیا ہے۔ آپ تفہیمات الٰہیہ میں لکھتے ہیں کہ قال للطلبۃ العلم ایہا السفہاء والمسمون انفسکم بالعلماء اشتغلتم بالعلوم الیونانیین وبالصرف والنحو وظننتم ان ھذا ھو العلم طلباء سے میں کہتا ہوں۔ اے بیوقوفو جو خود کو علماء سے موسوم کرتے ہو۔ تم یونانیوں کے علوم میں مشغول ہو گئے ہو اور صرف نحو میں غرق ہو گئے ہو اور تم نے اسی کو علم خیال کر لیا ہے۔ آخر میں نصیحت کرتے ہیں کہ لا تشتغلوا بالعلوم الآلیۃ الا باعتبار انہا آلۃ لا باعتبار انہا امور مستقلۃ علوم آلیہ (صرف نحو منطق وغیرہ) میں غرق نہ ہو جاؤ وہ تو صرف بطور آلہ ہیں نہ بطور امر مستقل کے۔ ضرورت ہے اس امر کی کہ ان مکاتیب کے نصاب تعلیم کی اصلاح کی جاوے۔ علوم آلیہ میں وقت کو حد سے زیادہ ضائع کرنے کی بجائے تعلیم قرآن پر زور دیا جاوے۔ تحصیل بازغہ اور شرح اشارات کو نوک زبان کرنے والوں کی بجائے قرآن پر غور و فکر اور تدبر کرنے والے لوگ پیدا کئے جاویں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے علوم آلیہ کی ضرورت ہے۔ مگر ان علوم کو بقول شاہ ولی اللہ صاحب بقدر ضرورت سیکھا جاوے۔ اور سب سے بڑھ کر وقت تعلیم قرآن پر خرچ کیا جاوے۔

قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے چند اصولی باتیں

قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے۔ کہ کسی آیت کا ترجمہ لغت اور محاورہ عرب کے خلاف نہ ہو۔ جس طرح سے اللہ تعالےٰ کی فعلی کتاب میں کوئی شے لغو اور بے معنی طور پر پیدا نہیں کی گئی۔ جیسا کہ فرمایا وما خلقنا السماء والارض وما بینہما باطلا (آسمان اور زمین اور ان میں کی کوئی بھی چیز محض لغو اور باطل پیدا نہیں کی گئی۔ اسی طرح سے اللہ تعالےٰ کی قولی کتاب قرآن کریم میں بھی کوئی لفظ کوئی کلمہ مطلب اور معنی سے خالی نہیں۔ جیسا کہ فرمایا افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا (کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر ہی ضلالت کے قفل لگے ہوئے ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین (اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین (کھول کھول کر سمجھانے والی کتاب) آ چکی ہے۔ قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس برہان صریح اور حق و باطل کو علیحدہ علیحدہ کرنے والی روشنی آ چکی ہے۔ ان تمام حوالجات سے یہ ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے نزول کی غرض ہی یہ ہے کہ اس کی آیات پر غور اور فکر کیا جاسکے۔ پس قرآن کریم میں کوئی کلمہ مہمل اور بے معنی نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ مقطعات قرآن کو بے معنی اور فضول سمجھتے ہیں وہ صدق و صواب کی راہ سے بہت دور جا رہے ہیں۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا (جامع جمیع صفات کاملہ ایک ہستی ہے اس کے نام بہترین صفات حسنہ پر مشتمل ہیں۔ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کے وقت اس اصول کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ کوئی بری صفت یا فعل اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم میں بظاہر بعض الفاظ اللہ تعالےٰ کے متعلق ایسے بھی وارد ہوئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ میں ان کا اثبات کسی طرح ممکن نہیں مثلاً قال تعالیٰ (۱) اللہ یستہزئ بہم ہنسی کرنا۔ قال تعالیٰ (۲) ومکروا ومکر اللہ (۳) غضب اللہ تعالیٰ کی نسبت وغضب اللہ علیہم (۴) تعجب۔ قال تعالیٰ بل عجبت ویسخرون (۵) تکبر۔ قال تعالیٰ العزیز الجبار المتکبر (۶) حیا ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا۔ ان تمام الفاظ کے متعلق ایک اصول کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان افعال میں بعض آثار ابتدائی ہوتے ہیں اور بعض انتہائی۔ مثلاً غضب کے آثار ابتدائیہ خون میں جوش، چہرہ کی سرخی، آواز کا بدل جانا اور چین بجبیں ہونا وغیرہ وغیرہ مگر اس کی نہایۃ اور نتیجہ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ مغضوب علیہ کو نقصان پہنچایا جائے اللہ تعالیٰ کی طرف غضب کی نسبت صرف نہایۃ اور غایت کے معنی میں ہوگی۔ کہ مجرم کو اس کے افعال کی پاداش میں ضرر پہنچایا جاوے۔

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ایک ایسی ہستی ہے کہ جس میں غضب کے آثار ابتدائیہ کا ظہور ممکن نہیں۔ اسی طرح سے لفظ مکر ہے۔ اس فعل میں بھی داؤ فریب کے متعدد مراحل کے بعد غرض و غایت جو مدنظر ہوتی ہے وہ صرف اسی قدر ہوتی ہے۔ کہ کسی شخص کو ایسے طور پر پکڑ لیا جائے کہ وہ اس سے نکل نہ سکے۔ اس لحاظ سے اس لفظ کے معنی صرف مضبوط تدبیر کے رہ جائیں گے۔ اسی طرح لفظ استہزاء ہے۔ اس کے آثار ابتدائیہ منہ کھولنا ہنسنا۔ دل کے اندر کسی قدر حقارت کے ساتھ ایک انبساط ہوتا ہے مگر اس سے مقصد صرف دوسرے کی تحقیر ہوتی ہے۔ یا ذلیل بنا دینا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جب کبھی اس لفظ کی نسبت ہوگی اس سے اس کے آثار ابتدائیہ مراد نہیں ہوتے بلکہ استہزاء کا جو مقصد اور غرض ہے یعنے دوسرے کو ذلیل اور حقیر بنا دینا ہی اس سے مراد ہوتی ہے۔ اسی طرح حیا کے آثار ابتدائیہ جھینپنا، شرمانا، چہرہ چھپا لینا، دل کے اندر قبض

پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی غرض اور انتہا اور مقصد اصلی صرف کسی بات سے آگاہ ہو جانا ہوتا ہے۔ اسی کی مناسبت سے اس لفظ کا اطلاق جیسا کبھی اللہ تعالےٰ کی نسبت ہوگا اس کے معنی بھی یہی سمجھے جاوینگے۔

اللہ تعالےٰ کی طرف افعال کے ابتدائی آثار کا منسوب نہ ہونا بلکہ اسکی غرض و غایت کا منسوب ہونا یہ ایک ایسی اصل ہے کہ جس سے کسی مذہب و ملت کے شخص کو بھی انکار نہیں۔ اللہ تعالےٰ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ رحم کرتا ہے۔ مگر اسکے سننے دیکھنے اور رحم کرنے میں انسان کے دیکھنے سننے اور رحم کرنے کے آثار ابتدائیہ قطعاً نہیں ہوتے۔ نہ تو وہ انسان کی طرح سننے کے لئے کانوں کا محتاج ہے کہ ہوا اس کے پردۂ گوش کو کھٹکھٹائے اور نہ ہوا کی ضرورت ہے۔ کہ آواز کو اس کے پردۂ گوش تک پہنچائے بلکہ سننے اور دیکھنے کا جو مقصد اصلی اور غرض و غایت ہے۔ وہی خدا کا سننا اور دیکھنا ہے۔

کفارہ والی بادشاہت کا ایک چھاپا

(از مولوی غلام ربانی صاحب مقیم احمدیہ بلڈنگس)

نورافشاں کی تازہ اشاعت میں ایک مضمون بعنوان (ہذیان تشحیذ الاذہان) معنون ہوا۔ مضمون کے دیکھنے سے مترشح ہوتا ہے کہ رسالہ مذکورہ بالا کی معقول گرفت کے باعث اخبار مزبور آتش زیر پا ہے۔ یسوع کی ان بھیڑوں کو چاہیئے تو یہ تھا کہ معقولیت کا جواب معقول دیتے مگر اس نے بزرگان دین کی نسبت وہ زہر اگلا ہے کہ باید و شاید۔ اور تعلّی کی وہ لن ترانیاں ہانکی ہیں گویا زبان حال سے ہمچو ما دیگرے نیست کا مدعی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہے کہ نورافشاں کی طبیعت بے حد ذکی الحس واقع ہوئی ہے۔ اور واہمہ بعید از قیاس ترقی پذیر ہے۔ وجہ یہ کہ بقول نورافشاں تشحیذ الاذہان کی مزمن مرض کا علاج کرتے کرتے خود بھی مالیخولیا کی مہلک بیماری میں مبتلا ہوگیا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ نورافشاں کا انسان خدا جب یہودیوں کے روحانی امراض کا علاج کر رہا تھا۔ یعنی ان کو لعنتوں سے نجات دے رہا تھا۔ اور ان کو ابدی عذاب سے باہر آنے کی خوشخبری سنا رہا تھا۔ تو بیچارہ عاجز خدا آتش ناسوت کے نرغے میں خود آگیا۔ یعنی ان کو ایک لعنت سے بچاتا تھا۔ آپ ہی غیر متناہی ... کا حامل ہوا۔ اگر لعنت سے یہودی ابدی عذاب کے مستحق تھے۔ تو یہ لا متناہی ... سے

کب چھوٹ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب کا قیافہ نورافشاں کے رحم میں رہنے والے اور خون حیض کھانے والے موہومہ خدا کے قیافہ سے کب مقابلہ کر سکتا ہے ....

.... جو بادشاہ وقت کی معمولی شفقت دیکھ کر حواریوں کو تلواریں لے دیتا ہے۔ چہ خوب۔ وزیرے چنیں شہریارے چناں۔ جہاں چوں نہ گیرد قرارے چناں۔ تشحیذ الاذہان بیچارے کی علمی میدان میں نورافشاں (برعکس نہند نام زنگی کافور) کے مقابلہ میں ہستی ہی کیا ہے۔ اس لئے اخبار مذکور کا سنجیدہ دماغی تشحیذ الاذہان کی علمی ضیا سے مخالف رہی ہے اور اس کو نزاع میں رہنا مبارک ہو۔ کسی ہٹ دھرم کو بڑے سے بڑا مدبر بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ چہ جائیکہ نورافشاں کا سالہا سال کا تجربہ اور مشق تشحیذ الاذہان کے زبردست سے زبردست دلائل سے یکلخت محو نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً جب تجربہ کے ساتھ علمیت کی دم بھی لگی ہوئی ہو۔

نورافشاں اپنی علمیت کی ڈینگ مارتے ہوئے تشحیذ الاذہان کے اعتراض کے جواب میں نہیں بلکہ بطور اصلاح یوں گویا ہے۔ جواب نقل کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اعتراض بھی نقل کر دیا جائے۔

اعتراض۔ نورافشاں کے کسی پرچہ میں الوہیت کی عبدنمائی کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اس پر تشحیذ الاذہان نے ایک علمی گرفت کی یعنی الوہیت مصدر ہے اس پر عبدنمائی .... مترتب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ کیفیت صدور فعل کو مستلزم نہیں۔ اور یہ کہ الوہیت صفت ہے۔ اور عبد ذات ترتب ذات صفت پر صحیح نہیں۔

جواب میں نورافشاں یوں درفشاں ہے۔ سیاہی سفیدی وغیرہ از قسم مجردات ہیں۔ مجردات میں جب کوئی لفظ تحریر یا تقریر میں مستعمل ہو تو اس سے مرادی معنے لئے جاتے ہیں اس لئے کہ لفظ مجرد مفرد معنی کا نہیں بلکہ متضاد و کثیر المعانی کا مستعمل ہوتا ہے۔ یعنی بدیں وجہ الوہیت سے اِلٰہ مراد لیا گیا یا عبد سے عبودیت مراد لی گئی۔

نورافشاں غور کرے۔ سیاہی سفیدی وغیرہ از قسم مجردات ہیں یہ کونسی منطق ہے۔ کیا اعراض بھی مجردات میں سے ہو سکتے ہیں (۲) جو چیز مجرد عن المادہ ہو وہ قدیم کہلاتی ہے۔ اور عوارض از قبیلہ حادثات ہیں اسکے علاوہ اگر نورافشاں کی اس سے کچھ اور مراد ہے تو ہمیں بھی مطلع کرے ہم مشکور ہونگے۔

سوال ہی تو صرف یہ ہے کہ جو معانی اسکے لازم حال ہو سکتے ہیں وہ

لئے جاتے ہیں سیاہی سے گھنگھور گھٹا تو مراد لی جاسکتی ہے۔ لیکن سورج کی روشنی مراد نہیں لی جاتی۔ کیونکہ یہ اس کے لازم حال نہیں۔ اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ مرادی معنے حسب منشاء لئے جاتے ہیں غلط ہے۔ بلکہ وہ معانی مقید بقید ہیں۔ لہذا لفظ الوہیت سے جو ایک کیفیت ہے۔ آپ جبراً ایک ذات کا کام نہیں لے سکتے۔ اور بفرض محال کہکر نور افشاں نے جو اپنا الوسید ھا کرنا چاہا ہے وہ صرف سوال کے نہ سمجھنے سے غلطی لگی ہے ورنہ سوال تو تھا ترتب ذات کا اوپر وصف کے صحیح نہیں۔ یا بلفظ دیگر کیفیت صدور فعل کو مستلزم نہیں۔ تو آنجناب لے بیٹھے لازم ملزوم ۔

گر ایں مکتب است و ایں ملّا کار طفلاں تمام خواہد شد

مسیح بڑا یہودی ہے

نور افشاں غصے میں آکر اپنا بیگانہ اور خیر و شر نہیں سوچتا۔ بلکہ اپنے .... کی طرح جھٹ جو کچھ منہ میں آتا ہے کہدیتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ جب خدا کے افعال و اقوال سے ان کو یہی تعلیم حاصل ہوئی تو ان کا کیا قصور۔ کیونکہ وہ بھی فقیہوں اور فریسیوں کو باوجود ان کے علم و فضل و ایمان کے حق ہونے ناشائستہ الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ یہی شیوہ نور افشاں کا بھی ہے۔ یہ حضرت بھی اپنے مسلمہ خدا کو یہودی ٹھیر لیتے ہیں۔

اگر مسیح یہودی تھا تو یہودیوں سے پرخاش کی کیا وجہ حالانکہ ان کی ایمان داری کو بھی مانتا۔ اگر تعلیم میں فرق تھا تو پھر یہودی کیسے یہودی تو وہ کہلائے جو حضرت موسیٰ کی تعلیم پر چلے۔ اور اسپر عملدرآمد کرے۔

سب سے بڑھکر بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی بد زبان کی بد زبانی سے کسی کی عزت اور رتبے میں فرق آسکتا ہے تو مسیح سب سے زیادہ مستحق ہے۔ کیا اس پر یہودیوں نے عیار مفتر الخ و دجال شریر الخ کے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ اور سوچو+

جواب طلب سوال

(از مولوی محمد یمین صاحب داتوی)

جب اللہ تعالےٰ نے خود قرآن شریف میں یہ اجازت دیدی ہے۔ کہ ماہ رمضان میں چاہو روزہ رکھو۔ چاہو روزانہ کسی مسکین کو کھانا کھلا دو۔ تو پھر خواہ مخواہ روزہ رکھنے کی تکلیف اٹھانے سے کیا فائدہ۔

[illegible] قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے کسی جگہ بھی روزہ رمضان کے عوض فدیہ دینے کی اجازت نہیں دی۔ جن آیات سے جواز فدیہ نکالا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں ان میں اس بات کا اشارہ تک بھی نہیں ہے کہ روزہ رمضان [illegible] فدیہ بھی ہو سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ١ع ایاما معدودات ٢ع فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ٣ع وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین ٤ع فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ ٥ع وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ٦ع ترجمہ۔ اے مومنو تم پر بھی اب روزے فرض کئے جاتے ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلی امتوں پر بھی روزے فرض ہوتے رہے ہیں مختصراً۔ ترجمہ آیت ٢۔ پہلی امت پر پورے روزے فرض کئے گئے تھے وہ صرف چند دن کے روزے تھے۔ ترجمہ آیت ٣۔ اب جب کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو کھاؤ پیو۔ جب سفر سے قیام اور مرض سے صحت ہو جائے تو پھر ان ایام معدودات کی قضا رکھ لو۔ ترجمہ آیت ٤۔ اگر کسی کو فدیہ دینے کی طاقت ہے۔ تو فدیہ یعنے ایک مسکین کو کھانا ہی کھلا دے۔ پھر قضا کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ترجمہ آیت ٥۔ اگر کوئی ایک مسکین کے کھانے سے زیادہ اور اچھا بھی دیدے تو پھر نور علےٰ نور ہے۔ ترجمہ آیت ٦۔ اگر روزہ ہی رکھنا ہے تو یہ بھی تمہارے لئے اچھا ہے۔

یہاں یطیقونہٗ کی ضمیر کا مرجع فدیۃٌ ہے اگرچہ عام طور پر ضمیر مقدم مرجع موخر ہوتا ہے۔ بوجوہات خاص کبھی مرجع مقدم ضمیر موخر ہوتی ہے۔ جیسے فی دارہٖ زیدٌ۔ و ضرب غلامہٗ عمرٌ۔ یا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ

اس آیت وعلی الذین یطیقونہ کی تفسیر میں مفسرین کا اسقدر اختلاف ہے کہ تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر کے ان اختلافات پر ٦ صفحات سیاہ کئے گئے ہیں۔ اور ہر ایک روایت دوسری روایت کے رد میں ہے۔ جن کو دیکھکر بے ساختہ زبان سے یہی نکلتا ہے۔ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ما۔ اور اس اختلاف شدید کا سبب اصلی یہی ہے۔ کہ یطیقونہٗ کے ترجمہ کے وقت اسکے ماقبل اور مابعد کی آیات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور دوسری فروگذاشت یہ ہوئی کہ کتب علیکم الصیام میں کتب کے معنے عام محاورہ کے مطابق حال کے کئے گئے ہیں۔ حالانکہ ماضی کا صیغہ بمعنے استقبال بھی آتا ہے۔ جس سے کسی لغوی کو انکار نہیں ہے۔

(باقی آیندہ)

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء

(فرمودہ جناب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب)

اللھم صل علی محمد ملأ الدنیا وملأ الآخرۃ وبارک علی محمد ملأ الدنیا وملأ الآخرۃ وارحم محمدا ملأ الدنیا وملأ الآخرۃ ٭ یعنی خداوندا درود بھیج محمد صلعم پر بقدر پُری دنیا کے اور بقدر پُری آخرت کے اور برکت بھیج محمد صلعم پہ بقدر پُری دنیا اور پُری آخرت کے اور رحم کر محمد صلعم پر بقدر پُری دنیا اور بقدر پُری آخرت کے۔ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلعم ما من عبد مسلم یقول اذا امسی واذا اصبح ثلثا رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا الا کان حقا علی اللہ ان یرضیہ یوم القیامۃ رواہ احمد والترمذی۔ یعنی حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے فرمایا آنحضرت صلعم نے صبح و شام جو شخص یہ شہادت دیگا کہ میں خوش ہو گیا اور راضی ہوں صرف اللہ ہی کے لئے جو میرا رب ہے لا غیر یعنی نہ کوئی میرا مالک ہے اور نہ کوئی پرورش کرنیوالا ہے سوائے اللہ تعالے کے اور خوش ہوں میں اور راضی ہوں میں صرف دین اسلام ہی کے دین ہونے کے لئے کہ سوائے دین اسلام کے کوئی اور دین مجھ کو پسندیدہ نہیں ہے۔ اور راضی اور خوش ہوں میں کہ صرف ایک محمد صلعم کے نبی ہونے پر کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آوے گا۔ اور آپ ہی خاتم النبیین صلعم ہیں اور دوسرا نام آپ کا عاقب بھی جسکی تفسیر خود ہی حدیث میں آگئی ہے کہ "الذی لا نبی بعدہ" اور خاتم النبیین صلعم کی تفسیر دیکھو تاج العروس وغیرہ کتب لغت میں جس میں ثابت کیا ہے کہ بعد آپ کے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور بہت سی حدیثیں اس قسم کی ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رض کے واسطے کہ جنکی رائے کے موافق بارہ یا تیرہ آیات نازل ہوئی ہیں فرمایا کہ "لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن خطاب" یا حضرت علی رض کے واسطے جو باب مدینۃ العلم تھے۔ اُن کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ "انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی" ان تینوں جملوں مذکورۃ فی العنوان کا جو شخص صبح و شام اقرار کریگا تو ایسے بندہ مسلم کے لئے اللہ تعالے پر حق ہو جاویگا کہ قیامت کے روز اس کو بڑے بڑے ثواب دیکر راضی کرے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے ٭

یعنی جیسا کہ ہمارا سوائے اللہ تعالے کے مخلوقات میں سے کوئی رب نہیں ہے اور سوائے دین اسلام کے ہمارا دین نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر سوائے حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہو سکتا ٭ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ الیٰ آخر السورۃ۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ یہ درود شریف اور یہ دعا میں نے اس لئے پڑھی کہ جیسے مشرکین مکہ نے آپ پر درباره تاخیر وحی اعتراضات کئے تھے اسی طرح سے آج کل کے بد باطن لوگ بھی کتاب و سنت پر اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو اب اللہ تعالے نے حضرت خاتم النبیین صلعم کو رخصت کر دیا اور اللہ تعالے آنحضرت صلعم سے ناخوش ہو گیا ہے۔ کیونکہ بہت سی احادیث متفق علیہ مستقبلہ جو آنحضرت صلعم نے فرمائی تھیں وہ ابتک پوری نہیں ہوئیں۔ مثلاً جماعت احمدیہ خروج دجال کی قائل ہے مگر جو حادثات اور مصائب مستقبلہ مثلاً خروج دجال کے بعد ہونے والے تھے بموجب احادیث صحیحہ کے وہ ابتک واقع نہیں ہوئے۔ بدفہم اور کم علم جہلا لوگ اس قسم کے اعتراضات کرتے ہیں۔ چونکہ قیامت تک قرآن مجید باقی ہے اور رہا تک شعشہ تک میں اس کے تغیر و تبدل واقع نہ ہوگا جیسا کہ کتب سابقہ محرف ہو گئی ہیں۔ قال اللہ تعالے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا جبکہ ہمارا ان آیتوں پر ایمان ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ مخبر صادق نے جو اس زمانہ کے لئے خبریں دی ہیں وہ واقع نہ ہوں اور ضائع ہو جاویں۔ ان کے وقوع میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ ان احادیث کے سمجھنے کے لئے بہت سے علوم مثل تاریخ جغرافیہ۔ علم معانی و بیان و دیگر علوم آلیہ وغیرہ درکار ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک لڑکے کی نسبت آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ بڈھا ہوگا الساعۃ قائم ہو جاوے گی۔ اور جو تاریخ شہادت حسین رض اور اہل بیت سے واقف نہ ہو تو وہ اس حدیث کا انکار کر دے گا۔ جیسا کہ بعض کم علموں نے کیا ہے۔ حالانکہ یہ پیشگوئی اہل بیت و حضرت امام حسین رض کی شہادت سے واقع ہو چکی جس کی تاریخ ہے سر دینا بریدے دینے + جو سنہ ۶۱ ہجری ہے۔ یا مثلاً نار حجاز کی حدیث جو متواترات سے ہے اور بڑے بڑے شعرائے عرب نے اس کو معہ کوائف قصائد میں درج کیا ہے۔ اور سنہ ۶۵۴ ہجری میں واقع ہوئی ہے۔ اس میں ہے کہ اس کی روشنی اس قدر ہوگی کہ "اعناق الابل" تک پہونچے گی۔ تو بظاہر اعناق الابل اونٹوں کی گردنوں کو کوئی کج فہم قرار دے گا۔ حالانکہ اعناق الابل ان پہاڑیوں متصلہ کا نام ہے جو بُصریٰ شہر میں واقع ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ احادیث اور پیشگوئی کے سمجھنے کے واسطے بہت سے علوم مذکورہ کی ضرورت ہے۔ پس جو اعتراض خروج دجال کے بعد کج فہم بابت لفظ الساعۃ کے واقع ہونے پر کرتے ہیں۔ وہ ان کی کم فہمی پر دال ہے۔ الساعۃ کا لفظ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا عام ہے کہ سوائے قیامت کبریٰ کے دیگر حادثات ناگاہ پر بھی اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آگیا ہے کہ "من مات فقد قامت قیامتہ" یعنے جو حادثہ ناگاہ کسی شخص پر آ جاوے اور یا اس کو موت آ جاوے تو اس کی قیامت واقع ہو گئی۔

[illegible] کہ ایک نفس کی موت پر قیامت کا لفظ حدیث میں آگیا تو اب میں کہتا ہوں کہ [illegible] وج دجال کے بعد کیا جنگ عالمگیر واقع نہیں ہوئی جو لا یدان لاحد لقتالہم کا مصداق ہے۔ جس میں لاکھوں انفس قتل ہوگئے۔ یا برباد ہوگئے۔ اور پھر میں کہتا ہوں کہ کیا وبائے عالمگیر جو جنگی بخار یا انفلوانزا کے نام سے مشہور ہوگئی تھی کیا عالمگیر واقع نہیں ہوئی جس پر لفظ الساعۃ کا اطلاق آ سکتا ہے۔ کوئی ملک اور شہر اور بستی چھوٹی ہو یا بڑی اس جنگی بخار کے اثر سے خالی نہیں رہی جس میں تمام ڈاکٹر وغیرہ حیران تھے۔ بلکہ اکثر بڑے بڑے ڈاکٹروں کے خیال میں ابھی یہ مرض نہیں آیا۔ کہ کیا تھا الا ماشاء اللہ۔ لیکن مخبر صادق نے اس کی حقیقت تک بیان فرما دی تھی۔ کہ وہ ایک قسم کا کیڑا ہے اور جس کا نام نغف ہے جو گردن اور حلق میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے سبب سے یہ بخار حادث ہو جاتا ہے۔ انگریزی میں اس کو انفلوانزا کہتے ہیں لیکن فی الحقیقت اس کی اصل انف الاعنز ہے جس کے معنے ہیں بھیڑ بکری کی ناک۔ کیونکہ یہ وبا بھیڑ بکریوں میں واقع ہوتی ہے اسلئے اس کو انف الاعنز کہا گیا۔ اور جس کا نام انفلوانزا مشہور ہو گیا۔ سبحانہ ما اعظم شانہ۔ مخبر صادق کی کوئی پیشن گوئی جو اس وقت کے واسطے تھی۔ وہ ممکن نہیں کہ پوری نہ ہوئی ہو۔ اور کیا قحط عالمگیر نہیں ہے۔ جو ہمارے اب مشاہدہ میں ہو رہا ہے۔ کیا مدینہ منورہ جس کا نام حضوری ہوگیا ہے۔ ہزاروں نفوس اس میں تباہ ہوگئے۔ ان نمونوں قیامت سے نہ ہندوستان خالی رہا۔ اور نہ دیگر ممالک مغربیہ و مشرقیہ۔ اور ابھی بتاریخ ۲۵ جون سنہ ۱۹۲۱ء کو ایک حادثہ عظیمہ قریب اسٹیشن امروہہ کے واقع ہوا۔ یعنی ایک چھوٹا سا پل جو امروہہ سے پورب کی طرف واقع ہے بسبب بارش کے ٹوٹ گیا۔ اور اس میں انجن معہ سات سات گاڑیوں کے دھنس گیا۔ بڑے بڑے انجنیر اس حادثہ جانکاہ کے بعد وہاں آئے تھے۔ اور اس خسف کو طرح طرح کی دوربینوں سے ملاحظہ کیا۔ مگر اس کا عمق تین سو فیٹ تک معلوم ہوا۔ باقی کچھ پتہ نہیں چلا کہ اس خسف کی کیا وجہ ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اس خسف ریلوے میں کس قدر نفوس تلف ہوئے ہونگے اور کس قدر اموال سرکاری و غیر سرکاری ضائع ہوا ہوگا۔ جو قیاس اور اندازہ میں بھی نہیں آسکتا اصل بات یہ ہے کہ مقربین الٰہی انبیاء علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسے امور [illegible] کو بھی قیامت فرما دیتے ہیں اور الساعۃ کا لفظ حدیثوں میں وارد ہوگیا ہے [illegible] حوادث عظیمہ کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا جاوے تو وقت اس کی گنجایش [illegible] الحاصل مخبر صادق خاتم النبیین صلعم کی کوئی اخبار مستقبلہ [illegible] نہیں ہے جو [illegible] کی نسبت ہو اور واقع نہ ہوئی ہو اس واسطے میں کہونگا [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلعم کو

رخصت نہیں کیا اور نہ ناخوش ہوا۔ بعض کم فہم یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ کلام اللہ میں بہت سی آیات مکرر سہ کرر بلکہ زیادہ تکرار سے واقع ہوئی ہیں۔ مثلاً ایک بسم اللہ ہے۔ کہ ہر ایک سورۃ کے شروع میں وہی لکھی جاتی ہے جو ۱۱۴ جگہ مکرر آئی ہے۔ مگر یہ وہ نہیں سمجھتے کہ ہر ایک بسم اللہ میں تجلیات الٰہیہ کا ظہور علیحدہ طور پر حسب مضمون سورۃ کے واقع ہوا ہے۔ کیونکہ بسم اللہ میں تین صفات ہیں۔ ایک اسم اعظم اللہ تو نام ہے۔ جو جامع تمام تجلیات کا ہے۔ دوسرا رحمٰن جو وہ بھی مشتمل ہے۔ بہت سی تجلیات الٰہیہ کا۔ تیسرا رحیم جو وہ بھی مشعر ہے طرح طرح کی تجلیوں کا۔ سو یہ تینوں اسماء شریفہ ہر ایک سورۃ کے مضمون پر نئی نئی تجلیات اپنی دکھاتے ہیں۔ اور ہر ایک بسم اللہ پر جدید معنی پیدا ہوتے ہیں۔ مثال اس کی ایسے سمجھ لو کہ سال بھر کے ۳۶۵ دن شمسی اور ۳۶۰ دن قمری تخمیناً ہوتے ہیں۔ بظاہر تو ہمارے نظارے میں ۳۶۵ دن کے روزانہ ایک طرح و صورت کے ہوتے ہیں لیکن ان میں تجلیات الٰہیہ کا جداگانہ اثر ہے۔ جس سے دفتر آب و ہوا کے ملازمین واقف ہیں۔ بلکہ جنگل کے گنواروں کو بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان کو معلوم رہتا ہے کہ فلاں روز اور فلاں تاریخ گندم کے بونے کا دن ہے اور فلاں دن اُڑد وغیرہ دیگر اناج بونے کا وقت ہے۔ کیونکہ اُن میں تجلیات الٰہیہ مختلف ہوتی ہیں۔ جبکہ ظاہر میں ہمارے نظارہ میں تمام ایام ایک طرح کے معلوم ہوتے ہیں باوجودیکہ ہر ایک یوم میں تجلیات مختلفہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح تین اسماء مندرجہ بسم اللہ کی تجلیات ہیں جو ہر ایک سورۃ کے مضمون کے مطابق ہوتی ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہر ایک یوم میں اوقات مختلفہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں تجلیات الٰہیہ کا ظہور علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سورۃ میں اللہ تبارک و تعالیٰ ضحیٰ یعنے چاشت اور لیل یعنے رات کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ الی آخرہ ضحیٰ کی قسم کو اس واسطے اختیار فرمایا تاکہ پڑھنے والے کی سمجھ میں اول ہی سے یہ بات آجاوے کہ جس طرح پر چڑھتے دن کا وقت نہایت روشن اور تاباں اور باعث افاقہ مرض ہوتا ہے۔ بہ نسبت اور اوقات کے اسی طرح حضرت صلعم کی وحی بہ نسبت اور انبیا کی وحی کے نہایت مسرت انگیز اور روشن تر اور باعث صحت و عافیت تھی۔ اور لیل کی جو قسم کھائی ان دونوں قسموں میں ایک اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلعم کی وحی اور بعثت ایسی رحمت عامہ تھی کہ اس میں دین کی اصلاح بھی موجود تھی وہ وحی تو بمنزلہ ضحیٰ کے ہے۔ اور آپ کے وہ اعمال و اقوال جو حدیث قولی یا فعلی ہیں بہ نسبت اصلاح دنیوی کے تو وہ بحکم ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے عین وحی الٰہی ہیں وہ بمنزلہ لیل کے ہیں جس میں دنیا کی

اصلاح آگئی۔ پس آپ کی بعثت جو رحمۃ للعالمین ہیں ہمارے دین و دنیا کے امور و قوانین آپ ہی کی ذات بابرکات سے وابستہ ہیں جیسا کہ گلستان میں فرمایا ہے۔ ع گہے بر طارم اعلےٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم
احتصہ و زیب بر داشتے۔ اور کبھی آپ کا وہ وقت آتا ہے کہ لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ حضرت یعقوب کا تو یہ قول ہے۔ ع

گہے بر طارم اعلےٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

لیکن حضرت صلعم کا جو فعل و قول ہے خواہ دنیا کے واسطے ہو یا دین کے واسطے بحکم ما ینطق عن الھوی کے عین وحی ہے۔ صدق اللہ تعالے ما ودعک ربک وما قلی اللہ اکبر سبحانہ ما اعظم شانہ۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سورۃ کا مضمون اس معراج مندرجہ سورہ النجم میں واقع ہوا تھا جو رہ گیا ہے۔ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی جس کی عظمت شان کو بموجب محاورہ مجمل بیان سے اسی سورہ والضحی کا مضمون تھا۔ اور دنیوی امور کے قوانین و آئین جو شریعت بیضا میں ہیں۔ وہ بمنزلہ لیل کے ہیں جس کا ہونا بھی ضروریات سے ہے اگر رات نہ ہوتی اور فقط دن ہی دن رہتا تو کس قدر انسان کو پریشانی کا موجب ہوتا۔ صدق اللہ تعالی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اگر دنیوی امور کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم ہدایات نہ فرماتے تو ہماری دنیا بھی غارت ہو جاتی جیسا کہ دین کی ہدایات۔ اسی لیے اللہ تعالے نے دو فقرہ ارشاد فرمائے ہیں۔ ایک الیوم اکملت لکم دینکم اور دوسرا جملہ اتممت علیکم نعمتی جو دین و دنیا کو شامل ہے اس لیے اللہ تعالے نے اس سورہ میں ہم کو یاد دلایا ہے کہ جیسے تمہارے واسطے ضحی اور اللیل ضروری ہیں اسی طرح آنحضرت صلعم کا وجود باجود جو رحمۃ للعالمین ہیں تمہارے واسطے ضروری تھا اور ہے۔ سبحانہ ما اعظم شانہ۔ اور وجود باجود تو قیامت تک باقی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ قیامت تک کیونکر باقی رہ سکتا ہے۔ تو یاد رکھو کہ اس کا جواب بھی حضرت نے ارشاد فرمادیا ہے کہ وہ بعثت مجدد دین ہے ہر صدی پر پس اس زمانہ آخری پُر فتن میں حضرت مجدد مسیح موعود کی بعثت ہوئی۔ جو طرح طرح کے شر اور اعتراضات پادر وغیرہم کے پیدا ہوتے تھے۔ ان خس و خاشاک سے شریعت اسلام کو اس طرح سے صاف فرمادیا۔ اور ان کے دفیعہ کا ایسا راستہ بتادیا کہ ادنے مرید بھی آپ کا ان تمام کانٹوں کو دفع کر سکتا ہے۔ قیامت تک . . .

پھر میں کہوں گا ما ودعک ربک وما قلی۔ اللہ اکبر یہ جو میں ہر بار سورۃ الضحی کو پڑھ کر اللہ اکبر کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ والضحی سے لے کر اخیر والناس تک جو قریب ۲۲ سورتیں ہیں قرا اور محدثین کی حدیث مرفوع متصل میں آگیا ہے اللہ اکبر کہنا سنت ہے دیکھو یہ حدیث کتب تفسیر و حدیث میں۔ سبحانہ ما اعظم شانہ۔ حضرت عیسے تو دعا کرتے ہیں بتضرع وزاری کہ

ایلی ایلی لما سبقتانی۔ اور یہاں پر حضرت خاتم النبیین صلعم کے لیے آپ کے وجود باجود کو ضحی اور لیل کے ساتھ تشبیہہ دیکر اور قسم کھا کر اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے ما ودعک ربک وما قلی کجا حضرت عیسے کی دعا بتضرع و زاری جناب الہی میں اور کجا حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں اللہ تعالے و تبارک کا آپکے حالات کو ضحی اور لیل کے ساتھ تشبیہہ دیکر قسم کھانا کہ ما ودعک ربک وما قلی صدق اللہ تعالے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض اس سورۃ میں اللہ تعالے نے کئی اپنے ناموں کا اشتراک آپ کے ناموں کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ایک فاغنی میں آپ کو غنی فرمادیا جو اللہ تعالے کے ناموں میں سے ہے اور دوسرے فہدی فرماکر اشارہ فرمادیا کہ آپ کا ایک نام ہادی بھی ہے اور ہادی آپ کا ہونا سب پر روشن ہے۔ آپ کی غنا کا کیا حال بیان کیا جاوے کہ ایک مرتبہ نوّے ہزار درم آئے اور آپ نے اپنے اس جلسہ کے اٹھنے تک سب تقسیم کر کر ختم کر دیئے۔ ایک چادر آپ کے پاس نہایت عمدہ و بیش قیمت کسی سے تحفۃً آئی وہ آپ نے ایک سائل کو اسی وقت دیدی۔ اگر آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو سائل کو قرض لے کر بھی دیدیتے۔ جب ایک سائل آیا تو آپ کے پاس سوائے کرتہ کے اور کچھ نہ تھا۔ سو آپ نے وہی کرتہ اس سائل کو دیدیا۔ اور نماز جماعت میں بہ سبب برہنگی کے تاخیر ہوئی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ فلا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا آپ کی سخاوت کے لکھنے میں ایک دفتر طویل چاہیئے۔ الحاصل سب اہل اسلام اور خصوصاً احمدی جماعت کو آپ کے ارشادات کی تعمیل کرنے میں دین و دنیا دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ اور بالآخر یہ کہتا ہوں کہ سوائے ان اسرار اور معانی قرآن کے جو مفسرین نے لکھے ہیں۔ قرآن مجید میں اسرار روحانی بھی بہت سے ہیں جیسا کہ یہ تاثیر اس سورۃ کے پڑھنے میں ہے کہ جس شخص کی کوئی شے گم ہو گئی ہو وہ اس سورۃ کو سات بار پڑھے۔ اور یہ الفاظ بھی کہتا جاوے کہ اصبحت فی امان اللہ امسیت فی جوار اللہ وامسیت فی امان اللہ واصبحت فی جوار اللہ۔ اور سات بار ہاتھ کو سر پر پھیرے تو انشاء اللہ وہ شے گم شدہ ملجاوے گی+

خطبہ ثانیہ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ والذی نفسی بیدہ لقد ہممت ان امر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلوۃ فیوذن لہا ثم امر لہا رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال وفی روایۃ لا یشہدون الصلوۃ فاحرق علیہم بیوتہم والذی نفسی بیدہ لو یعلم احدہم انہ یجد عرقا سمینا او مرماتین حسنتین لشہد العشاء رواہ البخاری والمسلم۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ سے روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول اللہ

صلعم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میرا نفس ہے۔ البتہ تحقیق میں نے قصد کیا ہے اس امر کا کہ لکڑیوں کو جمع کروں پھر میں حکم کر دوں کہ اذان دی جاوے پھر اپنے حکم سے نماز کا امام کر جاؤں اور پھر میں اُن لوگوں کے گھروں کو جاؤں جو نماز کے لئے حاضر نہیں ہوتے۔ پس آگ لگا دوں میں ان کے گھروں کو اور قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر کوئی شخص اس بات کو جانے کہ ہڈی پر گوشت اس کو ملے گی یا بکری کا کوئی عمدہ کھر ملیگا تو البتہ عشا کی نماز میں حاضر ہو۔ روایت کیا بخاری و مسلم نے + ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ اسقدر تشدد شریعت اسلام میں جماعت میں حاضر ہونے کے لئے کیوں کیا گیا ہے۔ اس میں کیا سر ہے۔ اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ جبکہ قرآن مجید میں **ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا** بھی وارد ہے اور قرآن مجید میں قریب ۷۰ یا ۸۰ جگہ کے تاکید نماز کی فرمائی گئی ہے اور **وارکعوا مع الراکعین** جو نماز باجماعت کے لئے امر کا صیغہ جو وجوب کے لئے آتا ہے موجود ہے اور حدیثوں کا تو کچھ شمار ہی نہیں جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ اصلی مقصود تو آنحضرت صلعم کا جماعت میں حاضر ہونے سے یہ تعلیم دینا ہے کہ اہل اسلام کو لازم ہے کہ اپنا ایک امام اور امیر عام امور میں گردان کر امر بالمعروف میں اُس کی تابعداری مثل امام نماز کے اختیار کریں۔ تاکہ شوکت دین اسلام اور اہل اسلام کی روز افزوں ترقی پذیر رہے جیسا کہ دوسری احادیث صحاح میں وارد ہے۔ اگرچہ بیابان میں تین ہی آدمی ہوں۔ اُن میں بھی ایک کو امیر کر لینا واجب ہے اور یہ مسئلہ شارع علیہ السلام نے بحکم الٰہی اختیار فرمایا ہے۔ اس میں اسرار تو بڑے بڑے ہیں اور بہت ہیں جن کا شمار بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن مختصر عرض ہے کہ ہم نظام جسمانی کو دیکھتے ہیں کہ کوئی گھر ایسا نہیں جس میں ایک امیر نہ ہو اور اگر کوئی ہے تو وہ بزود ترین اوقات گرداب تباہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جو ہمارے مشاہدات سے ہے۔ خود ہم اپنے جسموں میں جب غور کرتے ہیں تو تمام اعضاء میں دیکھتے ہیں کہ ایک عضو قلب کل اعضاء میں امیر و سردار ہے جسکے ذریعہ سے تمام اعضاء کو حسب رسد غذا پہونچتی ہے۔ اگر قلب میں ہی کوئی آفت یا صدمہ پہونچے اور اس کی امارت میں کسی وجہ سے کوئی فساد برپا ہو جاوے تو تمام جسم فاسد ہو جاویگا۔ تمام محکمہ جات گورنمنٹ میں بھی یہی دستور ہے کہ ہر ایک محکمہ میں ایک سردار ہوتا ہے۔ اگر کسی محکمہ میں امیر نہ ہو تو اس محکمہ کے عمال کے سب احکام ابتر رہیں گے۔ حیوانات میں جب نظر کی جاتی ہے تو اس میں بھی یہی انتظام پاتے ہیں۔ شہد کی مکھیوں کو دیکھو تو اُس میں بھی یہی انتظام پاتے ہیں۔ اور اس میں بھی ایک بڑی مکھی امیر ہوتی ہے۔ اور جتنی فوج شہد کی مکھیوں کی ہوتی ہے وہ اس کے اتباع میں کام کرتی ہے جسکو یعسوب کہتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے یعسوب کے انتظام میں کوئی فرق آجاتا ہے تو باقی تمام مکھیاں تتر بتر ہو جاتی ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ یعسوب کا رخ جدھر کو ہوتا ہے۔ ادھر ہی کو تمام مکھیوں کا رخ ہو جاتا ہے۔ نظام فلکی کو جب دیکھتے ہیں تو اس میں بھی ایک امیر شمس کو پاتے ہیں سچ ہے کہ قمر بھی شمس ہی کا تابع ہے۔ کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس قضیہ مسلمہ مشہور ہے۔ غرضکہ تمام سوسائٹیوں و جماعتوں کا انتظام اسی قاعدہ امارت پر متفرع ہے۔ پس گویا کہ تمام جماعات اور نظام ارضی و سماویہ و جسمانیہ کا نظم و نسق اسی اصول پر متفرع ہے۔ پس اگر شارع علیہ السلام نے جماعت نماز میں حاضر ہونے کا ان تاکیدات کے ساتھ بحکم الٰہی امر و عمل تاکیدی فرمایا تو بالکل عقل کے مطابق اور عقل انسانی کا ماموربہ ہے۔ آگے رہی اوقات کی پابندی سو ظاہر ہے کہ کوئی کام دنیا کا بھی بغیر پابندی اوقات کے باسلوب حسن انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے علم تواریخ سے مشاہدہ ہو چکا ہے کہ نماز کی پابندی باجماعت جب تک سلف صالح میں رہی برابر اور متواتر فتوحات اسلامیہ اہل اسلام کو حاصل ہوتی رہیں۔ اور جب سے ان اوقات نماز کی پابندیوں میں کوتاہی واقع ہوئی۔ جس کو اللہ تعالےٰ **ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا** فرماتا ہے۔ تمام اہل اسلام کی حالت غلامی کی حالت نظر آتی ہے۔ سبحانہ ما اعظم شانہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے احکامات تاکیدی جو جماعت نماز کے لئے "وارکعوا مع الراکعین" وغیرہ سے ثابت ہیں کیسے مبنی بر مصالح و حکم احکام دین و دنیا کے ہیں۔ کیونکہ اسی نماز کی امامت میں تمام جماعت کو اطاعت امام کی ضروری ہو جاتی ہے جو تعلیم فرمائی گئی ہے۔ ہاں البتہ الا ماشاء اللہ اگر امام نماز میں کوئی غلطی کرے یا کوئی سہو اس کو کسی رکن نماز میں واقع ہو تو البتہ مقتدی کو لقمہ دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس تمام امور دنیاوی و دینی میں عملدرآمد کرنا آپ نے تعلیم فرما دیا۔ غرضکہ تمام دین و دنیا کی ترقیاں و خوبیاں اور فتوحات روحانیہ و جسمانیہ کے اصل الاصول کو اس نماز کی جماعت میں ہی تعلیم فرما دیا کیونکہ نماز ایک ایسا فرض دینی ہے کہ جو اول مایحاسب بہ الصلوٰۃ کا مصداق ہے پھر ایسے امر پُر حکم و پُر اسرار و معارف کو جس پر ترقی دارین اہل اسلام کی موقوف ہے کس طرح ایسی تاکیدات سے نہ فرماتے جیسی کہ حدیث مذکورہ بالا میں موجود ہے جب سے کہ اس حکم کی تکمیل میں فرق آیا ہے

اہل اسلام کے امور دنیاوی و دینی سب برباد ہوتے چلے جاتے ہیں [illegible] غور کر کر اس سائل نے بہت پسند کیا۔ بلکہ خود اس پر عامل ہو گیا۔ باوجودیکہ [illegible] غرضکہ رسول کریم صلعم کے احکام میں کوئی سر مو فرق نہیں ہے [illegible] عقلوں [illegible] کا قصور ہے ۔جو ان حکموں میں غور نہیں کیا جاتی۔ پس بد [illegible] اعتراض [illegible]

شریعت اسلام پر خواہ اخبار مستقبلہ ہوں یا احکام اوامر نواہی سے ہوں یا نواہی سے ان پر کوئی اعتراض عقلی بھی نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے پھر تلاوت کرتا ہوں کہ والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ۔ ما ودعک ربک وما قلیٰ۔ الی آخر السورۃ۔ اللہ اکبر وانا [illegible] انشاء اللہ تعالےٰ فی الجمعۃ المستقبلۃ بحولہ وقوتہ الاعلیٰ +

عید الفطر انگلستان میں

وحدت اسلامی کا ایک شاندار نظارہ

اور

اخبارات انگلستان

(از مولوی دوست محمد خان صاحب مسجد ووکنگ)

۱۵ جون ۱۹۲۱ء

توحید الٰہی اور وحدت انسانی کا وہ پیغام جو تیرہ سو سال ہوئے عرب کا ایک امّی انسان (صلے اللہ علیہ وسلم) اسوقت دنیا میں لے کر آیا جب کل نسل انسانی نسلی و قومی امتیازات و تفریقات کے سبب علیٰ شفا حفرۃ من النار کے حکم میں تھی۔ وہ پیغام جس نے ایک بیس سال کے عرصہ میں عرب کے عہد جاہلیت کو نور علم سے ایسا منور کیا۔ وحدت و مساوات کا وہ عظیم الشان سبق پڑھایا۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانًا کا وہ رنگ دکھایا کہ مغربی دنیا آج بھی باایں تہذیب و کمال اس سے معترا اور اسپر محو حیرت و استعجاب ہے اس پیغام وحدت کی عملی شان کو اگر آج بھی ملاحظہ کرنا ہو۔ اگر عالم اسلام کے اندرونی اختلافات کے باوجود شیعہ و سنی۔ حنبلی و مالکی۔ وہابی و احمدی نیچری و غیر نیچری سب کو خدائے واحد کے سامنے دوش بدوش کھڑے اور کالے اور گورے۔ عرب اور عجم۔ ترک اور افریقی اور دیگر جغرافی تفریقات کو ملائے ہوئے دیکھنا ہو تو مغرب کے اس انتہائی گوشہ میں جو موجودہ مہذب دنیا کا دل و جگر کہلانے کا مستحق ہے اسلامی عید کا نظارہ اس کی بہترین مثال ہے۔

عید کا یہ اسلامی تہوار امسال ۷۔ جون ۱۹۲۱ء کو یہاں منایا گیا [illegible] دنیا کے [illegible] ہر طبقہ و فرقہ کے مسلمانوں نے [illegible]

[illegible] انگلستان کی سرزمین میں جمع کر دیا ہے ایک امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ اور ایک دوسرے [illegible] مل کر قد افلح المومنون اخوۃ کا نظارہ دکھایا۔

[illegible] پر لندن کے [illegible] اخبارات انگلستان پوسٹ۔ ڈیلی ٹیلیگراف۔ ڈیلی نیوز [illegible] ڈیلی [illegible] اور بعض مقامی اخبارات کے [illegible] نامہ نگار بھی موجود تھے۔ ان کے دلوں [illegible] نظارہ کا جو کچھ اثر ہوا وہ ذیل کے بیانات سے جو دوسرے ہی دن ان تمام اخبارات میں شائع ہوئے ظاہر ہے:-

۱۔ اسلام انگلستان میں

[illegible] رمضان (از ڈیلی [illegible] مورخہ ۸ جون ۱۹۲۱ء) کل دنیائے اسلام [illegible] یعنی خوشی کا تہوار جو رمضان کے طویل روزوں کے اختتام کا نشان ہے منایا اس تقریب پر انگلستان کی جماعت مسلمین کا ایک بہت بڑا مجمع مسجد ووکنگ میں موجود تھا۔ مسجد کے خوبصورت باغ میں لان (lawns) پر بچھی ہوئی دریوں پر ہندوستان۔ ترکی۔ ایران۔ مصر۔ سوڈان اور افریقہ کے مسلمان سربسجود ہوئے۔ ترکی سفیر رشید پاشا۔ شیخ ایم۔ ایچ قدوائی ممبر انڈین مسلم ڈیلیگیشن۔ مرزا ہاشم اصفہانی اور پرنس عبد الحمید بھی شامل نماز تھے۔ بہت سی سرخ ٹوپیاں۔ رنگدار پگڑیاں اور مطلّا ریشمی کوٹ مجمع کی شان کو بڑھائے ہوئے تھے۔

نمازیوں کی صفوں میں بھی اور ارد گرد بچھی ہوئی کرسیوں پر بھی شائقین تماشا کے طور پر بھی بہت سے انگریز مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ جن میں سے بعض تو حلقہ اسلام ہیں اور بعض نمازیوں کے دوست ہونے کی حیثیت سے آئے ہوئے تھے۔ (مولوی) مصطفےٰ خان (صاحب) نے نماز پڑھائی۔ اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا اور قرأت ایک ہلکی عجیب اور خوش الحان آواز میں پڑھی۔ جس سے مشرق بہت قریب معلوم ہوتا تھا۔ مشرق کی جانب پر جوش سجود کے بعد جب سلام پھیرا گیا۔ اور تم پر سلامتی ہو اور رحمت کی آواز بلند ہوئی۔ جب اللہ تعالےٰ کی عظمت و جلال کا بیان ہو چکا۔ اور نمازی اس حالت میں سے ہو گذرے۔ کہ ان کی آنکھیں اور کان گویا تمام علائق دنیوی سے بند ہو کر ایک خدا کی عبادت میں محو تھے۔ اسوقت امام نے ایک مختصر سا خطبہ پڑھا۔ اور اسمیں بتایا کہ اسلام ۔۔۔۔ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور اس قابل ہے کہ کل دنیا اسکی حلقہ بگوش ہے۔ آپ نے بتایا کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا مفہوم ایسا ہے جو ایک عالم گیر خدا پر صادق آتا ہے۔ اور اسلامی معتقدات کے [illegible] محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور (حضرت) مسیح (علیہ السلام) کے درمیان کوئی کشیدگی اور جنگ نہیں۔ اسلام ایک عملی مذہب ہے۔ اسلامی نماز جو

شاہ [illegible] آ کر [illegible] انسانی برادری کی
صداقت [illegible]
کو غرباء کے [illegible]
یہ تقریب [illegible]
مراسم ایک [illegible]
کھانا کھایا۔"

[illegible] کی تقریب [illegible]

ووکنگ [illegible] | از ڈیلی میل مورخہ [illegible] جون [illegible]
..... [illegible] تمام [illegible] ووکنگ میں
عیدالفطر [illegible]
کے انسان عجیب و غریب لباسوں کے اندر مسجد کو جاتے ہوئے سڑک پر چاروں طرف
نظر آتے تھے۔ ایرانی۔ عرب۔ ہندوستانی۔ حیدرآباد کے مسلمان [illegible]
اور عدن کے باشندے۔ نوبیا اور زنجبار سے آئے ہوئے لوگ اور
بعض ترکی رؤساء سب ایک جگہ آ جمع ہوئے۔

عیدالفطر ماہ رمضان کے جو اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے۔ [illegible]
اس مہینہ میں رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) نے بیمار اور مسافر ..... کے
سوائے باقی سب پر قطعاً ممنوع قرار دیا [illegible] شام کی تاریکی دن کو
رات سے جدا کر دے۔

..... ووکنگ میں نماز کے لئے جب آواز ہوئی تو نمازیوں نے
جوتیاں اتار کر دریوں کے اوپر لمبی لمبی صفیں اس ہیئت کذائی سے بنائیں
کہ ایڑیاں گویا ملی تھیں۔ سیدھے مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے کھڑے ہو گئے۔
انگریز مسلمان عورتیں مردوں کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ امام کی آواز
پر جو تمام جماعت سے آگے کھڑے تھے تمام نمازی جھک گئے۔ دوسری
آواز پر تمام سرخ ٹوپیاں۔ پگڑیاں اور انگریزی عورتوں کی جو سب سے
پیچھے نماز میں تھیں ٹوپیاں زمین سے لگ گئیں۔ چند لمحوں تک خاموشی ہی
خاموشی طاری تھی۔ پھر امام نے خطبہ پڑھا جسکے اختتام پر ایک نمازی کو
"عید مبارک" کہکر اس سے بغل گیر ہو گئے۔ اسکے بعد مہمانوں نے مسجد سے
ملحقہ ہال میں آزادانہ ہندوستانی کھانا کھایا۔

حاضرین میں ترکی سفیر معہ سٹاف۔ نواب کوروائی جو ایک ہندوستانی
ریاست کے مالک ہیں۔ اور شاہی ہندوستانی اردلی بھی موجود
تھے"

اسلامی تقریب عید ووکنگ میں

اسلام ایک باغ میں | (از ڈیلی نیوز مورخہ ۸- جون ۱۹۲۱ء) الصلوٰۃ الصلوٰۃ
[illegible] Woking کے ایک نفیس باغ میں جو
[illegible] پھولوں سے سجا ہوا ہے۔ یہ آواز بلند ہوئی۔ طویل القامت
[illegible] لان پر کھڑے ہو کر ملکی اور میٹھی آواز میں
[illegible] نمازیوں کو بلایا۔

ووکنگ کے گرد و نواح سے زائرین کی بڑی تعداد مسجد ووکنگ
[illegible] مسجد سے باہر باغ میں ..... ایک دری جو رنگا رنگ کے پھولوں سے
منقش [illegible] گھاس کے اوپر بچھائی گئی۔ نماز کے لئے آواز بلند ہوئی اور نمازی
[illegible] صفوں کے اندر کھڑے اور سربسجود ہوئے۔

امام نے اللہ تعالےٰ کی عظمت و جلال کو بیان کرتے ہوئے نماز پڑھائی
..... جس وقت اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا۔ سب نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے۔
اور [illegible] کیا مرد و عورت سب کے سب کئی مرتبہ زمین پر سربسجود ہوئے۔
[illegible] دیگر [illegible] اور خطبہ کے بعد پلاؤ اور قورمہ سے مہمانوں نے روزہ افطار کیا۔"

اس تقریب کے نوٹ بہت سے دوسرے اخبارات نے بھی لکھے۔ جن میں ووکنگ
[illegible] میل۔ ووکنگ ہیرلڈ۔ دی برج کرانیکل اور مارننگ پوسٹ خاص طور پر قابل ذکر ہیں
اور [illegible] بعض فوٹوگرافر بھی پریس ایجنسی کی طرف سے آئے ہوئے تھے۔ جنہوں نے نماز
کے بعد خطبہ کے اور بعد بغلگیر ہونیوالوں کے فوٹو لئے۔ جن میں سے بعض دوسرے
دن روزانہ تصویری اخباروں میں شائع بھی ہوئے۔ گویا اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے
تمام انگلستان میں اسلام کا اشتہار ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ اسے بابرکت کرے اور بہت سے
ثمرات اس سے پیدا ہوں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

زر چندہ معرفت شیخ الہ دین صاحب کاپی نویس بابت ماہ جون ۱۹۲۱ء

۱- مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ - [illegible] ماہوار
۲- ؍؍ ؍؍ زر چندہ سکول مسلم ہائی سکول ۶ - ۷ - ۶ ؍؍
۳- شیخ عبدالحق صاحب سکرٹری انجمن اشاعت اسلام بقایا ۳۰ - ۰ - ۰
۴- ؍؍ ؍؍ بابت زکوٰۃ ۱۳ - ۲ - ۰
۵- ماسٹر نور محمد صاحب کلرک ڈی جی - آئی - ایم - ایس ۳ - ۰ - ۰
۶- شیخ عبدالعزیز صاحب (   ) شملہ ۵ - ۰ - ۰

فسخ بیعت کے چند اعلان

میاں محمود احمد صاحب کے عقاید فاسدہ سے بیزاری

بخدمت حضرت امیر مولوی محمد علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم مندرجہ ذیل آدمی ساکن کوٹلی نختو ملی تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ کے ہیں۔ ہم نے میاں صاحب محمود احمد کی بیعت فسخ کر دی ہے۔ کیونکہ ہم ان کے ساتھ عقیدہ نبوت حضرت مرزا صاحب و مسئلہ تکفیر مسلمانان میں متفق نہ رہ سکے اور وہ ان دونوں مسئلوں میں غلو کر گئے ہیں۔ اور میاں صاحب کے عقاید کو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے برخلاف پاتے ہیں۔ ہم میاں صاحب کے عقاید سے جو قرآن حدیث اور حضرت مرزا صاحب کی کتب کے خلاف ہیں بیزار ہیں۔ اس لئے ہم نے ان کی بیعت چھوڑ دی ہے۔ مہربانی کرکے اسکو اخبار پیغام صلح میں شائع کر دیویں۔ شاید کسی اور کی اصلاح کا موجب ہو جاوے۔

العبد	العبد	العبد
عمر الدین زمیندار	جلال الدین زمیندار	امام الدین زمیندار
نشان انگوٹھا	نشان انگوٹھا	نشان انگوٹھا
العبد	العبد	العبد
تاج الدین زمیندار	نبی بخش زمیندار	غلام رسول زمیندار
نشان انگوٹھا	نشان انگوٹھا	نشان انگوٹھا

العبد

نواب الدین زمیندار۔ نشان انگوٹھا

تازہ خبریں

جرنیل ٹاونشنڈ نے حال ہی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ ترکی یونانی جنگ میں انگلستان کے شامل ہونے کا خطرہ ہے۔ میں مبالغہ نہیں کرتا مگر یہ ضرور کہوں گا کہ برطانوی حکومت یہ نہیں سمجھتی ہے کہ ترکوں کے خلاف لڑنے میں اس کے لئے کس قدر خطرہ ہے۔ انگلستان کسی اور جنگ کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا۔ موصوف نے نومبر کو میں نے برطانوی حکومت سے استدعا کی تھی۔ کہ عہدنامہ ترکی میں ترمیم کیجائے کیونکہ سمرنا اور تھریس کے بغیر ترکی حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ترکوں کو میں نے ہی جنگ سے باز رکھا۔ اس وقت ترک مغلوب نہیں تھے۔ جب میں پیرس گیا۔ تو فرانسیسی وزیر اعظم نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ تمہاری وساطت سے لاکھوں روپیہ اور لاکھوں جانیں بچ گئیں اور ترکی نے صلح کی۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے جرنیل موصوف نے کہا کہ میں نے ترکوں سے کہا تھا کہ تم انگلستان کی فیاضی پر بھروسہ رکھو۔ انگریزوں نے یونانیوں کو دو ترکی صوبے کیوں دیئے ہیں۔ یونانیوں نے تو زمانہ جنگ میں ہمیں کچھ بھی امداد نہیں دی۔ ترکی علاقہ میں جنگ کا خاتمہ ہو جانا چاہئے۔ اور یونانیوں کو حکم دینا چاہئے کہ وہ سمرنا اور تھریس خالی کر دیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہندوستان کی سرحد پر امن ہو جائیگا۔ اسوقت ہندوستان میں بھی بدامنی ہے۔ مشرق قریب میں ہمارا طرز عمل نہایت ہی غلط ہے اور مشرق بعید کا تو ذکر ہی فضول ہے۔ برطانوی حکومت نے بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ اب تازہ غلطیاں کرنے کا وقت نہیں رہا۔ (تازہ ولایتی ڈاک)

ایشیائے کوچک میں یونانیوں نے ترکوں پر جو مظالم کئے ہیں ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے کوناٹ رومز (لندن) میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اور اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ ترکی اور یونان کے مابین صلح کرانے کی کوشش کی جائے۔ لارڈ لیمنگٹن اس جلسہ کے صدر تھے۔ اور مقررین میں لفٹنٹ کرنل ہربرٹ ممبر پارلیمنٹ وائیکونٹ کرزن ممبر پارلیمنٹ۔ جرنیل کونروس سرٹز ممبر پارلیمنٹ اور کپتان ای۔ ایچ گرفن بھی شامل تھے۔ یونان کی حمایت میں چند حضرات نے تقریریں کرنا چاہیں۔ مگر انہیں اجازت نہ دی گئی۔ (ولایتی ڈاک)

رمضان المبارک کی ساتویں تاریخ کو انگورا کی ایک مسجد میں میلاد نبوی کی ایک محفل منعقد ہوئی۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا ترکی قومی پارلیمنٹ کے ممبر۔ فوجی افسر دیگر سلطنتوں کے نمایندے اور خاص کر سلطان احمد خان افغانی سفیر اور ایرانی وفد کے ممبر اور دیگر مرد اور عورتیں شامل تھیں۔ محفل میں نہایت ہی دردناک نعتیں پڑھی گئیں اور اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دعا کی گئی کہ اہل اسلام کو غیروں کے حملے سے محفوظ رکھے۔ میدان میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان موجود تھے۔ جب مفتی اعظم نے دعا مانگی۔ کہ اسلام کے لئے نازک وقت ہے اور خدائی امداد کی ضرورت ہے تو نہایت ہی گہرے اور موثر انداز سے لفظ "آمین" ادا کیا گیا۔ اور تمام میدان آواز سے گونج اٹھا۔

علاقہ ہومز جس شعور۔ جبل آکرہ۔ اور جبلیاں کے عربوں نے فرانسیسیوں کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ فرانسیسیوں نے ان طاقتور قبیلوں کی سرکوبی کے لئے بہت سی افواج روانہ کی ہیں۔ یہ قبیلے فرانسیسی حکمبرداری کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

پیغام صلح

جلد ۹ | چہارشنبہ مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۲۱ء | نمبر [illegible]

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ جنرل کونسل اور مجلس انتظامیہ کے [illegible] ۳۱ جولائی کو بروز اتوار لاہور تشریف لے آئے۔ باہر کے بہت سے دوست [illegible] میاں غلام رسول خانصاحب لائل پور سے شیخ محمد جان صاحب وما[illegible] صاحب وزیر آباد کے شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹ سے شیخ دین محمد [illegible] فیروز پور سے اور بھی بہت سے دوست مختلف مقامات سے تشر[illegible]

حضرت امیر آج مورخہ ۲ اگست کو مولانا مولوی عزیز بخش صاحب کے [illegible] ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے نکاح کی تقریب پر گوجرہ تشریف لے [illegible]

نکاہات

حضرت خواجہ صاحب بھوپال سے بخیریت واپس [illegible] میں بعض محمودی حضرات سے بھی مختلف مسائل پر گفتگو [illegible]

لطیفہ: ایک محمو[illegible]

کی طرف ہی تھا۔ مگر مجھے ایک رویا نے میاں صاحب کی بیعت پر مجبور کر دیا۔ اور وہ رویا یہ تھی۔ کہ میں نے خواب میں لوگوں کو میاں محمود کی بیعت کرتے ہوئے اور مولوی محمد علی صاحب کو ایک طرف کھڑے دیکھا تھا۔ خواجہ صاحب نے اسپر فرمایا کہ اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ میاں کی بیعت حق ہے۔ یہ تو ایک امر واقعہ ہے جو آپ کو دکھایا گیا۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ ان کی بیعت کرنی ضروری ہے۔ آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو ایک طرف کھڑے دیکھا۔ آپ کو تو مولوی محمد علی صاحب کی ہتک ہوتے بھی دیکھنی چاہئے تھی کیونکہ واقعہ میں ایسا ہی ہوا ہے کہ میاں محمود کی بیعت ہوئی اور غالیوں نے مولوی محمد علی صاحب کی ہتک بھی کی۔

ایک اور محمودی کو کہ جو میاں محمود کے مصلح موعود ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب یہ بتلایا گیا کہ اپنے مصلح موعود ہونے کے میاں صاحب خود ہی قائل نہیں ہیں تو وہ حیران ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے اسپر فرمایا کہ ہم نے میاں صاحب سے مطالبہ کیا تھا کہ آیا ان کو الہام ہوا ہے کہ وہ مصلح موعود ہیں تو میاں صاحب نے اسکا جو جواب دیا وہ سننے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں کہ "میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالے نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں"۔ سوال از آسمان جواب از ریسماں کی مثل اپنے موضوع تام کے لحاظ سے شاید اسی کے لئے وضع کی گئی ہے۔ اسپر پھر سوال ہوا کہ چلو وہ الہام بتلاؤ کہ جس میں خدا نے بار بار آپ کو فرمایا کہ آپ خلیفہ ہیں۔ تو اسکا جواب آپ کی ندرت نواز زبان تشحیذ الاذہان نے پہلے سے بھی بڑھکر قہقہہ زا دیا یعنی "یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالے کا بتانا اور اللہ تعالیٰ کی وحی میں بھی عموم و خصوص کی نسبت ہے بتانا یوں ہے کہ مثلاً کسی آیت قرآنی سے آپ کی خلافت کا ثبوت (مثلاً "فتہجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً" یعنی اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تہجد پڑھا کر اسکا فایدہ یہ ہوگا کہ ہم میاں محمود کو مقام محمود پر کھڑا کر دیں گے۔ اس سے بڑھکر میاں صاحب کی خلافت کا اور کیا بین ثبوت ہو سکتا ہے۔ ایڈیٹر) کسی الہام مسیح موعود سے یہ ثابت ہو کہ آپ خلیفہ ہیں، رویا میں آپ پر منکشف کیا جائے کہ آپ خلیفہ ہیں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ سیدنا محمود پر خدا کی وحی نازل ہوئی کہ اے محمود تو خلیفہ ہے"۔ اس جواب کو پڑھکر محمودی جس قدر بھی بغلیں بجائیں اور سر دھنیں بجا ہے۔

شیخ مولا بخش صاحب سوداگر بوٹ سیالکوٹ کو بھی محمودی دوستوں سے ایک خاص شغف ہے۔ آپ بھی ہر وقت ان بیچاروں کے اندھوں کو راہ پر لانیکی سعی میں رہتے ہیں۔ لاہور میں تشریف لائے تو یہاں بھی انہوں نے اپنا شکار تلاش کر ہی لیا۔ حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب کے ایک عزیز مرزا ... قادیان سے بڑا گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اتفاق سے شیخ صاحب موصوف تشریف لائے تو ان کی بیٹھک میں تبلیغ کیلئے ایک محمودی مولوی فاضل بھی موجود تھے۔ نبوت مسیح موعود پر ان سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ مولوی فاضل صاحب اسباط نبوت پر محمودی دلائل سے قطعاً نابلد تھے۔ اس کا اعتراف حضرت مرزا صاحب کے ایک عزیز کو خود ہی کرنا پڑا +

مکرم اخویم ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب کا خط بمبئی بخیریت پہنچ جانے کا موصول ہوا ہے۔ یہاں سے آپ مدراس تشریف لیجانے والے تھے اور وہاں سے بحری راستہ سنگاپور روانہ ہونا تھا۔ اس مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے احباب درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالے اس کو اپنی خدمات کے انجام دینے کی توفیق دے اور بخیریت واپس لاوے۔

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بخیریت منصوری سے واپس تشریف لے آئے ہیں +

یکم اگست سے کھدر پوشی کی تحریک شروع ہے ہمارے بعض احباب نے بھی اسپر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔ مسلمان اور ہندو صاحبان شرفاء اگر سودیشی اشیاء کے استعمال پر استقلال سے قائم ہو جائیں تو لوگوں کے خداوندان دولت کے سر سے غرور کا بھوت اتر جائے۔ آنکھیں کھل جائیں اور لینے کے دینے پڑ جائیں +

میر مدثر شاہ صاحب کو ہمری سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں قرآن مجید کا درس شروع کر دیا گیا ہے۔ بہت سے غیر از جماعت معزز دوست شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالے ان کے کام میں برکت دے +

مولانا مولوی عزیز بخش صاحب اپنے عزیز سعید اللہ بخش کی شادی کی تقریب پر گوجرانوالہ تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالے اس تقریب سعید کو ان کے لئے مبارک کرے +

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ چہار شنبہ مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ نمبر (۵)

قرآن کریم کس طرح پڑھنا چاہئے؟

(۴)

قرآن کریم کو مسلمانوں کے خدا نے اسلام اور ایمان نے ان کا دستور اساسی قرار دیا ہے۔ اسی چشمۂ حیات سے اُن کی رگوں کے لئے زندگی کا خون مہیا کیا گیا ہے۔ ان کے اعمالِ حیات کے تمام رشتے اسی کے ساتھ مربوط کئے گئے ہیں۔ اور وہی اور صرف وہی ان کی امراض اجتماعی کا بہترین چارہ ساز بھی ہے۔ پھر کیا اس چشمۂ صافی اور نسخۂ اکسیر سے مسلمانوں کی چارہ گری ممکن نہیں؟ بساطِ سیاست کے نئے شاطر شاید اس کا جواب کچھ اور دیں۔ لیکن مسلمانوں کی سہ صد سالہ تاریخ کا جواب تو ایک ہے۔ اور صرف ایک ہے۔ کہ مسلمانوں کی زندگی اسی برکۂ حیات سے پیدا کی گئی اور اس کی حفظ و بقا کا دار و مدار صرف اسی پر منحصر ہے۔ خداوند عالم نے خود اس کو شفاء لما فی الصدور اور ما ھو شفاءٌ و رحمۃٌ للمومنین فرمایا ہے۔ حیاتِ انسانی جن افعال کے مجموعہ سے عبارت ہے ان میں سے ان افعال کو چھوڑ کر کہ جن کی تعلیم خود دایۂ فطرت کی گود میں ہوتی ہے۔ اکتساب معیشت کے خواہ کسی شعبہ میں تم کام کرو کسی شغل میں رہو۔ اگر کامیابی اور ایمانداری کی زندگی بسر کرنا ہو خدا اور خلق دونو کے سامنے سرخرو ہونا چاہتے ہو تو اپنے تمام تر پیش آمدہ امور میں اسی ہدًی و رحمۃً للمومنین سے ہدایت اور روشنی طلب کرو۔ اسی عروۃ الوثقیٰ کو مضبوط پکڑو۔ اسی حبل اللہ المتین سے تعلق پیدا کرو۔ اور اسی کی حکومت کو اپنے تمام تر خیالات۔ جذبات۔ حرکات اور سکنات پر مستولی کر لو۔ اگر دنیا کی تمام ظالم اور جابر حکومتوں سے اپنی گردن کو آزاد کرنا چاہتے ہو۔ تو کلیتہً ایک ہی خدا کی حکومت کے نیچے اپنے آپ کو دیدو۔

قرآن کریم کا نزول مخمل اور حریر کے جزدانوں میں لپیٹ کر بلند طاقچوں پر رکھا رہنے کے لئے نہیں ہوا بلکہ اس کی علتِ غائی خود قرآن کریم نے لیدبروا آیاتہ و لیتذکر اولوا الالباب اور قرآناً عربیاً غیر ذی عوج لعلہم یتقون بیان فرمائی ہے۔ تاکہ اس کی آیات پر غور اور تدبر کیا جائے۔ اور اس کو عملی زندگی میں اپنے سامنے رکھا جائے۔ صحابہ کرام قرآن کریم کو کس طرح پڑھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضٖ اس کی نسبت فرماتے ہیں:-

کان الرجل منا اذا تعلم عشر آیات لم یجاوزہن حتیٰ یعرف معانیہن و العمل بہن

ہم لوگوں میں سے (یعنے صحابہ میں سے) جب کوئی قرآن کی دس آیتوں کی تعلیم حاصل کر لیتا تھا۔ تو جب تک اس کے معانی و مطالب پر آگاہی نہ ہو لیتی اور ان پر عمل نہ کر لیتا اسوقت تک آگے نہیں بڑھتا تھا۔

قرآن فہمی کے چند اصول

اشاعت ماضیہ میں ہم نے قرآن فہمی کے لئے سب سے پہلا اصول یہ بتلایا تھا کہ کسی آیت کا ترجمہ لغت اور محاورۂ عرب کے خلاف نہیں ہونا چاہئے اس کی مثال یہ بیان کی جا سکتی ہے۔ کہ قرآن کریم میں یسبح للہ ما فی السموات و ما فی الارض یا از یں قبیل بہت سی آیات میں ملائکہ۔ حیوان۔ اور جمادات کی بابت مذکور ہے کہ وہ خدا کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ محاورۂ عرب سے ایک ناواقف شخص اس سے یہ ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ کہ جس طرح بعض لوگوں نے لکڑی اور پتھر کی تسبیحیں بنا رکھی ہیں اور وہ ان کو اپنے فارغ اوقات میں گردش دیا کرتے ہیں۔ اسی طرح کی تسبیح کے پھیرنے کا ذکر ان آیات میں بھی ہے لیکن ایک محاورۂ عرب سے واقف شخص خوب جانتا ہے۔ کہ عربی زبان میں اللہ کی تسبیح کے معنے التسبیح للہ عند العرب التنزیہ لہ من اضافۃ مالیس من صفاتہ الیہ و التنزیہ لہ من ذالک (ابن جریر)

خدا کے لئے تسبیح کرنے کے معنے کلام عرب میں یہ ہیں کہ جو اوصاف اس کے نہیں ہیں۔ ان کی نسبت و اضافت سے جناب الٰہی کو منزہ و مقدس ٹھیرایا جائے۔ پس اس لحاظ سے یہ امر صاف طور پر سمجھ میں آجاتا ہے کہ آسمان و زمین کی ہر ایک چیز کی تسبیح کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک چیز اپنی صنعت اور حکمت کے لحاظ سے خدا کی تنزیہ کو زبانِ حال سے بیان کر رہی ہے۔

دوسرا اصول اللہ تعالےٰ کے اسماء کے متعلق گذشتہ اشاعت میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

۳۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً اگر قرآن کریم غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پایا جاتا

آیت نے نہ صرف ہمیں یہی بتلایا ہے۔ کہ قرآن کریم کی آیات کا مضمون باہم خلاف نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ناسخ و منسوخ کے جھگڑے پر بھی یہ آیت قطعی فیصلہ کن ہے کیونکہ ناسخ و منسوخ کے عقیدہ کی بنیاد آیات کے باہمی اختلاف پر ہے۔ اگر ایک حکم کو دوسرے کے خلاف نہ سمجھا جائے تو ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ کہنے کی قطعًا کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ پس جہاں آیات کا ترجمہ کرنے میں اس اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ کہ کسی آیت کا ترجمہ دوسری کے خلاف نہ ہو۔ وہاں ناسخ و منسوخ کے فضول جھگڑوں میں بھی نہیں پڑنا چاہیئے۔

۴- ہوالذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشبہت۔ قرآن کریم نے صحت معانی اور مطالب کو حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم نے خود ہی ایک اور محکم اصول بیان فرما دیا ہے۔ کہ قرآن کریم کے اندر بعض آیات یا احکام اصولی رنگ میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور بعض از قسم متشابہات کہ جن سے غلطی لگ جانے کا اندیشہ ہے اس غلطی سے بچانے کے لئے متشابہات کے اتباع سے منع فرمایا۔ اور ان کو محکمات کے ماتحت لاکر سمجھنے کی تلقین کی۔ پس کسی آیت کا ترجمہ اصولی احکام کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

۵- اللہ تعالیٰ کے فعل کے خلاف کسی آیت کا ترجمہ قابل قبول نہیں ہوسکتا۔

۶- قرآن کریم کے اندر ایک خاص نظام اور ترتیب ہے۔ پس معنی کرتے وقت سیاق و سباق کلام کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

۷- ایک آیت کے جو معنی قرآن کریم دوسری جگہ خود بیان کرے وہی معنے سب سے مقدم ہونگے۔ اس کے بعد جو معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوں۔ صحابہ اور تابعین کے کلام کو دوسرے لوگوں کے اقوال اور آرا پر ترجیح دیجائے گی۔

یاران نجد سے خطاب

چشم انتظار عالم بالا کی وسیع نیلگون پہنائیوں کی طلایہ گری کیا کرے۔ مگر مسیح ناصری کی آمد کا وعدہ کسی سراپا ناز کے وعدۂ نیم شبی کی طرح وفا کے نام سے بیگانہ ہو گیا۔ ... چودھویں صدی کے علماء ہم شر من تحت ادیم السماء ... مولوی کسی ... کے نزول من السماء کے لئے لاکھ چشم براہ

ہوں۔ مگر اذا السماء کشطت کے ظہور کے ساتھ ہی اس حقیقت کی نقاب کشائی بھی ہوچکی ہے۔ کہ اس پردۂ زنگاری کے اندر کا نا یا کلان الطعام کی صفت لازمہ سے متصف کہتے ہوتے انسان کے لئے قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔

قرآن کریم کی آیات باہرہ اس عقیدہ اور خیال کو ایک لحہ کے لئے بھی قائم نہیں ہونے دیتیں کہ انسان اس جسم عنصری کے ساتھ فلک نشین ہوسکے اگرچہ ملاؤں کی مشاطگی کے ہم قائل ہیں مگر اس کو کیا کیا جاوے کہ سارے کے سارے ملاؤں کی متفقہ تدلیس و تحریف بھی وفات مسیح کی آیات پر پردہ نہیں ڈال سکی۔ اور کسی کا تو کیا ذکر منکرین مسیح موعود کا رئیس الرئیس ثناء اللہ بھی اس موضوع خاص کے سامنے آتے ہی کچھ ایسی بہکی باتیں شروع کر دیتا ہے کہ جس سے حیات مسیح کی توثیق کی بجائے سرے سے اس کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی ہے۔ ترک اسلام میں حضرت مسیح کی حیات آسمانی سے آپ نے صاف لفظوں میں انکار کیا اس کی نسبت آپ کا یہ عذر کہ میں نے صرف غیر مذہب کے جواب میں ایسا لکھا ہے۔ عذر لنگ نہیں۔ بلکہ بے ایمانی اور بد دیانتی کی ایک بے نظیر مثال ہے۔ اگر غیر مذاہب کے جواب میں حیات آسمانی سے .... انکار کر سکتے ہیں۔ تو ایک وفات مسیح کے قائل سے بحث کرتے ہوئے حیات مسیح کو بے کھٹکے کیوں نہ پیش کریں گے۔

تفسیر ثنائی میں وفات مسیح پر بحث کرتے ہوئے آپ کیا خوب لکھتے ہیں:-

(وانی متوفیک) اِس آیت میں اللہ تعالیٰ اُسی بزرگ (مسیح علیہ السلام) کے متعلق (جس کی تمام زندگی کے حالات کے علاوہ مرنے جینے میں بھی لوگ مختلف ہیں) اس کی وفات کا ذکر فرماتا ہے۔

خیر یہ تو ایک پرانا قصہ ہے حال ہی میں آپ کے اخبار اہل حدیث میں عثمان نام ایک مولوی نامہ نگار نے وفات مسیح کے متعلق کچھ اعتراضات کئے ہیں ان کے جواب میں مولویصاحب سے جو حرکات مذبوحی صادر ہوئی ہیں وہ ہمارے مولانا مولوی عبدالستار صاحب کے مندرجہ ذیل مضمون سے ظاہر ہیں۔ (ایڈیٹر)

مولوی ثناء اللہ اور وفات مسیح

اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۲۲- جولائی سنہ ۱۹۲۱ء میری نظر سے گذرا- ایک شخص عثمان نامی نے منجانب ایک نامعلوم الاسم احمدی زیر عنوان سوالات مرزائیہ چند سوالات پیش کئے ہیں- اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے درخواست کی گئی ہے کہ ان سوالات کے جوابات درج اخبار فرماویں۔ مولویصاحب مذکور نے

صاحب مذکور نے اپنے طرز بیان میں اس سے بھی تاحد استعداد خوب خوب کام لیا ہے۔ لیکن افسوس کہ پھر بھی وہ ساری کوشش ناکام ثابت ہوئی۔ جیسا کہ ناظرین خود ملاحظہ فرمائیں گے۔ عنوان مذکور پانچ سوالات پر حاوی ہے۔

نمبر اول میں سائل نے یہ سوال کیا ہے کہ حضرت عیسٰے جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو کس حیثیت میں آئیں گے۔؟ آیا وہ امامت کی حالت میں آئیں گے یا نبوت کے ساتھ آئیں گے۔ اگر وہ امامت کی حالت میں آئیں گے تو وہ نبوت سے کیوں معزول کئے گئے۔

(۲) اگر وہ نبوت کی حالت میں آئیں گے تو ختم نبوت کی آیت کا کیا ترجمہ کروگے۔؟ اس کے جواب میں مولوی صاحب یوں خامہ فرسا ہیں۔ حضرت عیسٰے کی دوبارہ زندگی مثل حضرت ہارون علیہ السلام کے ہوگی یعنے اسلامی احکام کی تبلیغ اور قرآنی اور حدیثی احکام کی بوحی الٰہی صحیح تفسیر کر کے اختلاف علماء کو دور فرماویں گے۔ نہ نبوت سے معزول ہونگے۔ نہ جدید نبوت سے ممتاز بلکہ وہی سابقہ ہوگی۔ جو قبل نبوت محمدیہ علٰے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ ان کو ملی ہوئی تھی۔ ناظرین غور فرمائیں کہ سائل کے سوال نمبر ا کو دو متضاد مضمونوں میں بند کر دیا ہے۔ یعنی پوچھتا ہے کہ حضرت مسیح بعد النزول نبی (متبوع) ہونگے۔ جس کی اتباع بحیثیت نبوت ضروری ہوگی۔ اور منکر پر کفر کا فتوے مرتب ہوگا۔ یا وہ امام (یعنی تابع امتی) ہونگے۔ بمثل دیگر ائمہ امت جنکی اتباع ضروری نہیں۔ اور نہ منکر ایشاں کافر۔ مولوی صاحب اپنے جواب میں جمع ضدین کا ارتکاب کر کے سائل اور ناظرین کو کمال دجل سے لغزش دینا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ نبوت سابقہ کے رو سے نبی بھی ہونگے۔ اور امام بھی ہونگے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حضرت مسیح حضرت ہارون کی مانند مستقل نبی یا بالفاظ دیگر اپنی سابقہ نبوت کی رو سے مستقل نبی ہونگے۔ تو ختم نبوت نقص سے کیونکر خالی رہ سکتی ہے۔ حالانکہ خداوند تعالٰے علے الاعلان بدون استثناء فرماتا ہے:- ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اور نیز جبکہ وہ قرانی احکام کی تبلیغ فرمائیں گے اور خود بھی ان پر عمل پیرا ہونگے تو اس صورت میں ان کی سابقہ نبوت مستقلہ کہاں تک باقی رہی۔

سوال نمبر ۲ میں سائل دریافت کرتا ہے کہ آیت "یا عیسٰے انی متوفیک و رافعک الی" میں تقدیم و تاخیر مان کر حضرت مسیح کی حیات کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح نزول فرما کر وفات پائیں گے۔ تو اس صورت میں ہوگی۔ وہ ہی چنانچہ آیت "بل رفعہ اللہ الیہ" زمانہ ماضی کے متعلق ہے لیکن بعد وفات مسیح اس آیت کے معنی نہ بطور زمانہ ماضی صحیح ہوتے ہیں اور نہ بصورت مستقبل۔ بلکہ ہر دو صورت میں کذب لازم آتا ہے۔ اور جواب میں جو کہ دو آیت نظیراً پیش کی گئی ہیں۔ وہ ما نحن فیہ میں نہیں ہیں۔ کیونکہ آیت استخلاف کا مدلول استمرار ہے۔ اور آیت غلبت الروم کا مصداق پیشین گوئی ہے۔

سوال نمبر ۳ میں سائل کی مراد یہ ہے۔ کہ رفع کے معنی آیت انی رافعک الی و بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع درجات و تقرب الی اللہ ہیں۔ اور اپنا مدعا بطور دلیل استقرار یوں ثابت کر دیا ہے۔ کہ جہاں اللہ فاعل ہو اور مفعول ذو العقول ہو وہاں جسم کے اٹھانے کے لئے معنی ثابت ہوتے ہیں۔ بجواب نمبر ۳ مولوی صاحب یوں داد قابلیت دیتے ہیں۔ کہ جہاں رفع کے ساتھ حرف الیٰ ملا ہوگا۔ جیسے حضرت عیسٰے کی شان میں آیا ہے۔ و رافعک الی وہاں یہی معنے ہونگے۔ اہ فضیلت ..... تیرا ستیاناس ہو۔ کیا خوب دلیل دی ہے۔ کیا متنازعہ فیہ شے کو بھی بطور دلیل کوئی پیش کر سکتا ہے۔ اور یہ تو دعوے ہے۔ اور دعوے کو بطور دلیل پیش کرنا مصادرہ علے المطلوب ہے۔ اور مولوی صاحب باین ہمہ فضیلت ادعائیہ یہ دعوے کرتے ہیں کہ جہاں کہیں رفع کے ساتھ الیٰ ہوگا وہاں یہی معنی ہونگے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس حدیث کے کیا معنے ہیں۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ۔ باوجودیکہ رفع کا صلہ حرف الیٰ ہے۔ کیا ہر متواضع کو خدا جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھاتا ہے۔ آپ بتائیے۔ کہ دنیا میں کتنے متواضعین آسمان پر اٹھائے گئے ہیں یا دنیا میں کوئی متواضع پیدا ہی نہیں ہوا۔ آیا حضرت رسول اکرم محمد مصطفٰے (ارواحنا و امی فداہ) صلے اللہ علیہ وسلم سے دنیا میں کوئی بڑھ کر متواضع پیدا ہوا ہے۔ کیا وہ بھی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

سوال نمبر ۴ میں سائل دریافت کرتا ہے کہ احادیث میں تو آیا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی عمر طبعی (۱۲۰) سال کی تھی۔ مگر صلیب کے وقت آپ کی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ باقی عمر انہوں نے کہاں گذاری۔ مولوی ثناء اللہ صاحب بجواب نمبر ۴ یوں درفشاں ہیں۔ "ان معنی کی کوئی حدیث صحت کو نہیں پہونچی۔ بلکہ اس کی سند بھی آج تک کسی نے پیش نہیں کی اسکے متعلق ہم آیندہ اشاعت میں مفصل بحث کرینگے مولوی صاحب جواب سے عاجز ہو کر صرف

انکار کر کے بحث کو یوں ٹال دیا کہ کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی - باوجودیکہ ازروئے اصول مناظرہ یہ آپ کا حق نہ تھا - مولوی صاحب! ہم بتا دیتا ہوں حدیث مذکور ماثبت بالسنۃ میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے نقل کی ہے نیز علامہ زرقانی شرح مواہب میں اس پر کافی بحث موجود ہے - بس آپ کی حدیث دانی بھی معلوم ہوئی - مزید براں اخبار پیغام صلح جلد نمبر ۸ نمبر ۸۱ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۱ء زیر عنوان "یاران نجد سے خطاب" اس حدیث پر کافی بحث موجود ہے - اور آپ سے مطالبہ کیا گیا تھا - کہ آپ نے کس بنا پر حدیث مذکور سے انکار کیا ہے مگر آج تک آپ نے کوئی جواب نہیں دیا - سوال نمبر ۵ میں اپنا اعتراض یوں پیش کرتا ہے - کہ بقول قائلین بالحیات حضرت مسیح نے ابتک تو وفات نہیں پائی ہے - (۱) اب یا تو اسکی قوم کا عقیدہ ہی نہیں بگڑا ہو گا بلکہ وفات کے بعد قیامت کے قریب بگڑیگا - (۲) اگر حضرت مسیح کی حیات میں قوم کا عقیدہ بگڑا ہو گا - تو حضرت مسیح کا یہ فرمانا "وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم" خلاف الواقعہ ہے اور خلاف الواقعہ خبر دینا صریح کذب ہے - (۳) اور جبکہ حضرت مسیح نزول فرماویں گے تو وہ ضرور اپنی قوم تثلیث پرست پائیں گے - اور خاص تثلیث پر اسکے ساتھ جہاد کرینگے - تو پھر جبکہ خداوند تعالے قیامت میں ان سے سوال کریگا "انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ" تو اس صورت میں حضرت مسیح کا یہ جواب "ماکنت علیہم شہیدا" ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم" کیونکر صحیح ہو سکتا ہے - کیونکہ بقول مولوی ثناء اللہ مشاہدہ سے انکار کرنا جہالت اور ضلالت ہے تو اس صورت میں مشاہدہ سے انکار ہے - اور خلاف واقع خبر دینا کذب صریح ہے +

مسٹر ساگر چند بیرسٹر ایٹ لا نو مسلم کا ارتداد ثانی

مسٹر ساگر چند وہ ہندو نوجوان بیرسٹر ہیں جو آج سے چند سال قبل حضرۃ خواجہ کمال الدین صاحب کے ہاتھ پر انگلستان میں مشرف با سلام ہوئے تھے - جہانتک ان کے حالات نے پتہ دیا انہیں اسلام کی خوبی سورہ فاتحہ یا سورہ بقر میں نظر نہیں آئی - بلکہ اسلام کی خوبصورتی کو انہوں نے ووکنگ مشن سیف (safe) کے ان سنہری و نقرئی پونڈوں اور روپیوں کی دلربا چمک دمک میں دیکھا - جنسے اپنی بٹوے کی جھنکار کے تصور نے انہیں اسلام کی حقانیت کا یقین دلایا - مگر جنکو حضرت خواجہ صاحب سے واسطہ پڑا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ مشن فنڈز کی فراہمی کیلئے خواجہ صاحب کو جس عرقریزی سے کام لینا پڑتا ہے - اس سے کہیں زیادہ اسکی حفاظت و بکفایت صرف میں کیا کرتے ہیں - خواجہ کی مٹھی کی آہنی مضبوطی نے اسلام کی خوبصورتی آن واحد میں کافور بھی کر دی اور اس طرح آپکا ارتداد اول وقوع پذیر ہوا +

مگر حسن اتفاق سے لمبا زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ تقدس مآب گدی نشین قادیان کے نمایندگان انگلستان سے ملاقات ہوئی - آپ کی چشم باریک بین نے فوراً تاڑ لیا کہ جن خزائن کی جستجو نے انہیں نقل در آتش کر رکھا ہے - ان کی امید اس نئی مرغی سے جو بدرجہا موٹی تازی اور فراخدل ہے - بخوبی ہو سکتی ہے اور کیوں نہ ہو جہاں ہزاروں خوش اعتقاد مریدوں کی کمیانیوں کا منہ کھل کر کہ ان کی عمال ڈاک کی وساطت سے یا بذریعہ دست غیب بلا حساب و کتاب جیب خلافت پر کر رہے ہوں وہاں اگر خرچ کے وقت بھی لمبی چوڑی سردردی کفایت سے کام نہ لیا جاتا ہو تو کونسی تعجب کی بات ہے -

یہ دیکھ کر کہ مسٹر ساگر چند پر فوراً منکشف ہو گیا - کہ احمد رسول قادیان ہی نبی آخر الزمان ہیں اور ان کی زندگی کا مقصد واحد اب صرف یہی ہو گا - کہ دنیا کے گوشہ گوشہ تک اس کا پیغام پہونچا دے -

بدقسمتی سے پرستاران محمود میں ایک خطرناک مرض پیدا ہو گئی ہے جو اندر ہی اندر سے ان کی قوت عمل کو کھوکھلا کئے جا رہی ہے - ایک خادم اسلام کو اپنے اصل مقام سے اٹھا کر اپنے مخدوم کا ہمسر بلکہ اس سے افضل بتایا - تو اس غلو کی پاداش میں اللہ تعالے نے صفت غلو کو ان کی فطرت ثانیہ بنا دیا - اب ان کا کوئی فعل نہیں - کوئی قول نہیں جو غلو کا پہلو نہ لئے ہوئے ہو - کسی کی مذمت کرنے بیٹھیں تو اس کی تمام خوبیوں پر پانی پھیر کر اسفل السافلین تک گرا دینا اور کسی کی مدح میں اس کو عرش معلے تک اٹھا دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گیا ہے - مسٹر ساگر چند کے داخلہ ربوڑ پر انہوں نے جو بغلیں بجائیں الفضل کے کالم اس پر شاہد ہیں - طوق محمودیت گلے میں ڈالنے کی دیر تھی کہ مسٹر ساگر چند کی گویا قلب ماہیت ہو گئی - چہرہ نورانی ہو گیا - رویا و کشوف کا دروازہ کھل گیا - اور ان اکابر میں سے ہو گیا جو وائسرائے کو ایڈریس پیش کرنے کے لئے منتخب کئے گئے - اور ساتھ ہی ان کے سابقہ ارتداد کو خواجہ صاحب پر سے جا نکتہ چینی کا موقع بنا یا گیا - خواجہ صاحب کے وہ الفاظ سامعین کے کانوں میں اب تک گونج رہے ہیں - جو انہوں نے آج سے کئی سال قبل محمودیت ساگر چند پر کہے تھے - کہ اس شخص کی شمولیت پر اس قدر پھولے نہ سمانا بیجا ہے یہ قابل اعتماد ہرگز نہیں اور کسی دن ان کو بھی دھوکا دے گا - چنانچہ افسوس آج وہی منحوس گھڑی آئی جس کا اندیشہ تھا - اور نہایت دلی افسوس سے یہ خبر سنی جاوے گی - کہ مسٹر ساگر چند بہ ادائیگی رسم شدھی دوبارہ ہندو مذہب میں داخل ہوئے - اس نے کیا وجوہات ہوئے معزز ہمعصر الفضل اس پر بہتر روشنی ڈال سکتا ہے +

بقائے مسلم کا راز اشاعتِ اسلام میں

(از ماسٹر [illegible])

عزیزو یہ [illegible] اخبار [illegible] اپنی اشاعت [illegible] میں نوجوانانِ اہلِ انگلستان کی مذہب پرستی [illegible] ہے

[illegible] انگلستان میں مذہب پرستی کا جوش نہیں ہے لیکن ڈاکٹر [illegible] مسلمانان [illegible] اس کی تردید کی [illegible] [illegible] لندن [illegible] کو ہیرپ گیا تو [illegible] اسلام ہے۔ ایسا مذہبی جوش کہیں نہ ہوگا۔ کیمبرج میں پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہاں [illegible] مذہب پرستی ہے کسی حصہ [illegible] کو اس سے کوئی [illegible] نہیں [illegible] کے طلباء میں سے کوئی سول سروس میں شریک ہونے والے [illegible] میں تھا کسی کا کچھ اور کسی کا کچھ۔ چنانچہ وہ مسلمی امتحانات میں [illegible] ہو سکے مگر مجھے تعجب ہوا کہ ان کا ارادہ بدل گیا اور وہ بجائے اس کے کہ سول سروس میں داخل ہوں ان کو پادری بننے کا شوق ہو گیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم سول سروس پاس کر کے لفٹنٹ گورنر تک ہو سکتے ہو۔ تم اگر پادری ہو گئے تو ایک سو سے زیادہ تمہاری تنخواہ نہ ہو سکے گی انہوں نے کہا کہ یہ دنیاوی چیزیں ہیں۔ ہم کو اس کی پرواہ نہیں۔ ہم خدا اور اس کے بیٹے کے احکام کی اشاعت کریں گے“

یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے ہر مسلمان نوجوان کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ان طلبہ کے تبدیل خیال کی نسبت بعد میں دریافت پر معلوم ہوا کہ علمی امتحان سے قبل آرچ بشپ صاحب لندن سے کیمبرج آئے تھے۔ وہ ان طلبا کو کھانے پر بلا کر اس کی تلقین کرتے تھے۔ یہ سب کچھ اسی کا اثر ہے“ کیا ہمارے علمائے دین کو بھی ان باتوں کا خیال ہے؟“

ہائے افسوس! وہ جس کی ہستی کا راز تبلیغ حق و اشاعت صداقت تھا۔ وہ جس نے موت کے منہ میں کلمۂ حق کو اپنی زندگی پر مقدم رکھا۔ وہ جس نے تلوار کے سایہ میں پیغام حق پہنچایا۔ اور پیٹ پر پتھر باندھ باندھ کر پہنچایا۔ وہ جس کا اٹھنا بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ سونا۔ جاگنا۔ کھانا پینا الغرض سب کچھ محض اس غرض کے لئے تھا کہ توحید الٰہی کی شعاعوں سے روئے زمین کا گوشہ گوشہ منور کرے۔ ہر قسم کے رذائل سے جہان کو پاک صاف کرے۔ آج اپنی حقیقی علت غائی سے کوسوں دور پڑا عجیبۂ دنیا بہ ہمہ تن محو کا نظر آتا ہے۔ تاج و تخت کے جاتے رہنے پر کفِ افسوس مل رہا ہے۔ اسکے حصول کے لئے قابلِ رحم حرکات مذبوحی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ ایک ڈوبتے انسان کی طرح ہر حقیر تنکے کو کشتیٔ سلامتی سمجھ کر ہاتھ ڈالتا ہے۔ لیکن افسوس اگر اس کا دستِ کوشش کسی طرف نہیں بڑھتا تو وہ وہی آلہ ہے۔ جس کی مضبوط گرفت نے چند سالوں میں اسے اس مقام عظمت و شوکت پر پہنچا دیا تھا۔ جہاں سے گرتے گرتے بھی کئی صدیاں لگ گئیں۔ اس نے فراموش کر دیا۔ کہ خدمتِ دین کی بدولت وہ مخدوم عالم بنا تھا اور ترک خدمتِ دین اس کی موجودہ رسوائی کا موجب ہوئی۔ اور بالمقابل وہ جس کا مذہب ایک پیچیدہ چیستان اور مجموعۂ اباطیل سے بڑھکر حقیقت نہیں رکھتا۔ وہ جو اپنے دنیاوی عروج کے لئے اپنے باطل مذہب کا مرہون منت نہیں بلکہ اس نے میدان ترقی میں قدم نہ رکھا۔ جبتک اپنے مذہب کو تیر باد نہ کہا۔ وہ جو اوج عروج کو پہنچ چکا ہے۔ بایں ہمہ جاہ و جلال اس امر کی ضرورت محسوس کر رہا ہے کہ دنیا کو اپنا مذہبی ہم خیال بنالے۔ خدا اور اس کے بیٹے کا نام روشن کرے۔

اے مسلم خوابیدہ! مقام عبرت ہے۔ زیادہ غفلت کی مہلت نہیں۔ وہ جو تیرے تاج و تخت کو تاخت و تاراج کر چکا ہے۔ اب تیرے مذہب پر دندان آز تیز کر رہا ہے۔ اسے قصہ کہانی نہ سمجھ۔ خواب خرگوش سے جاگ اور واقعات سے آنکھیں دو چار کر جو پکار پکار کر تجھے بتا رہے ہیں کہ اگر چندے اور یہ غفلت شعاری اور سہل انگاری رہی تو صفحۂ ہستی سے تیرا نام حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جائیگا۔ تیرے ہلال کی جگہ کسی کی صلیب لے لیگی۔ تیرا خانۂ خدا خانۂ تثلیث بن جائے گا۔ کیا تیری رگِ حمیت کو کوئی جنبش نہیں ہوتی کہ اللہ اور محمد کا بول بالا ہو۔ اور یہ بھی نہ سہی۔ کیا تم ایسے ہی ناخلف ہو گئے ہو کہ جہان کے کونے کونے میں تیرے اسلام اور تیرے پیارے نبی کی وہ بدنما اور گھناؤنی تصویر پیش کی جاتی ہے جسے دیکھ کر کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ مگر تم ہو کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اگر تمہاری یہی حالت ہے۔ تو تم ہی بتاؤ دستِ قدرت نے بمناسبت ایدیہم کے اٹل قانون کے مطابق تمہارے ساتھ جو سلوک کیا تم اسی کے مستحق نہیں ہو؟ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کے فرمان الٰہی کو جس میں درحقیقت تمہاری اپنی فلاح و بہبودی کا راز مضمر تھا جس حقارت آمیز بے التفاتی سے تم نے ردی کی ٹوکری کے سپرد کیا تمہارے اعمال اس پر شاہد ہیں۔ اور یاد رکھ جو خدا سے توڑتا ہے تو پھر وہ نہایت ہی ذلیل چیزوں سے جوڑتا ہے۔ اشاعت اسلام کو چھوڑ کر تم نے اس کے عوض کیا اختیار کیا۔ اشاعتِ چرخہ؟ کیا یہ قرآن پاک پر تمہارے عدم ایمان کا کافی ثبوت نہیں ہے۔ چرخہ بجائے خود بلاشبہ مفید ہے مگر اہلِ اسلام کے لئے کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں کہ اپنی بقاء ہستی کے لئے اصول چرخہ

کو تسلیم کرے اور پھر اس کی اشاعت میں وہ سرگرمی دکھائے۔ مگر کلمۂ حق پہنچانے کے لئے نہ ایک قدم اٹھ سکے نہ ایک پیسہ جیب سے نکل سکے۔

اے علمائے دین! تمہاری ذمہ داری اس معاملہ میں دیگر اہل ملت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ خدا نے تمہیں یہ استعداد دی ہے کہ حق و باطل میں تمیز کر سکو۔ قوم کی رہبری کا بوجھ تمہارے ذمہ ہے۔ اور تم اس کی بابت پوچھے جاؤ گے۔ کیا قرآن پاک میں بالصراحت یہ حکم موجود نہیں کہ اسلام کی اشاعت کرو اور اسی میں تمہاری فلاح و بہتری ہے۔ اگر ہے تو خدارا بتلاؤ تم نے اس کی تعمیل میں عملاً اپنی چھوٹی انگلی تک بھی کبھی اٹھائی ہے؟ اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو بُرا نہ مانا۔ الحق مُرٌّ قرآن پاک اس آیت میں آپ ہی نقشہ کھینچتا ہے:-

واذاخذ الله ميثاق الذين اوتوا الكتب لتبيننه للناس ولاتكتمونه فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا فبئس ما يشترون

اور جب اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم (اسے لوگوں کے لئے بیان کرو گے اور اسے نہیں چھپاؤ گے پھر انہوں نے اسے پس پشت پھینک دیا اور اس کے بدلے ناچیز معاوضہ لے لیا۔ اور برا ہے وہ جو عوض میں لیا) قرآن قصہ و کہانی کی کتاب نہیں مسلم کے لئے مکمل ہدایت نامہ ہے۔ یہود کی تاریخ میں مسلمانوں کے لئے عبرت تھی۔ مگر افسوس باوجود تنبیہہ ربانی ان کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ ابھی وقت ہے۔ خدارا سنبھل جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وقت ہاتھ سے جاتا رہے۔ اور ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق بن جاؤ۔ اسلام نے اگر غربا و ضعفاء کے گروہ کو تخت بادشاہت تک پہنچایا تو کیا خلافت اسلامیہ بغداد کی تباہی پر ایک اور کرشمہ نہیں دکھایا جو تمہارے لئے اس یاس کے عالم میں امید کی جھلک رکھتا ہے۔ پھر ترک جن کی وجہ سے تمام اسلامی دنیا بجا طور پر پر نغل در آتش ہے۔ قبل از اسلام خلافت اسلامیہ کے تباہ کرنے والے تھے۔ اسلامی ممالک کے فاتح ہوئے۔ مگر اس کے عوض اسلام نے ان کے قلوب پر قبضہ کیا۔ وہ حلقہ بگوشان اسلام میں داخل ہو کر عروج اسلام کا باعث ہوئے۔ کیا تاریخ اپنے آپ کو دُہرا نہیں سکتی؟

تم نے ہر ممکن کوشش کی۔ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر جس دروازے کو کھٹکھٹایا۔ نامرادی۔ ناکامی۔ مایوسی استقبال کے لئے موجود پائی۔ آستانۂ حکومت پر مدتوں جبیں فرسائی کی۔ اس کا معاوضہ جو کچھ ملا تم خوب جانتے ہو۔ کانفرنس قائم کئے۔ لیگ بنائے۔ وفد بھیجے۔ مگر قدم ایک انچ بھر آگے بڑھتا نظر نہیں آتا۔ جو امید کی صورت کسی وقت نکل آئی وہ موہوم

ثابت ہوئی اور جیسی کہ حقیقت کسی مہدی و مسیح کی انتظار بھی بے سود ہے۔ ظاہر ہے کہ بفرض محال اگر کوئی ایسے نجات دہندہ نے پردۂ غیب سے اسلام کی ڈوبتی ناؤ کے بچاؤ کے لئے نمودار ہونا ہو تو بہرحال اس کے دست راست تو آپ ہی لوگ ہوں گے۔ آپ ہی کی امداد سے وہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرے گا۔ مگر خدارا اپنے اندر غور کرو کونسی ایسی چیز ہے جو تمہارے اندر موجود نہیں۔ کونسا وصف ہے جو ایسے مقاصد کے لئے از بس ضروری ہے۔ اور تمہارے اندر موجود ہے۔ ایثار تم میں نہیں۔ دیانت تم میں نہیں۔ امانت نہیں۔ محبت نہیں۔ عقیدت نہیں۔ اخوت نہیں۔ شجاعت نہیں۔ اور معاف رکھنا امرتسر کے چھ ہزار کا قضیہ تو مشتے از خروارے ہے۔ بنوئی قسمت سے تمام آوے کا آوا ہی بگڑا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ خود اپنے حافظہ سے کام لو۔ تمہاری یاد میں کتنے قومی فنڈ کھلے۔ حجاز ریلوے فنڈ۔ طرابلس فنڈ۔ شہداء مسجد کانپور فنڈ۔ مہاجرین فنڈ۔ مظلومین سمرنا فنڈ اور خلافت فنڈ۔ اور حلفیہ شہادت دو۔ ہر ایک کا کیا حشر ہوا۔ وہ جس کو تم نے مسیح و خضر سمجھ کر اپنے ہمسائیوں کے مُنہ فراخدلی سے اس پر کھول دئے تھے۔ بالآخر ڈاکو و راہزن نکلا۔ یہ تو ہُوا لیڈروں کا حال۔ اس میں شک نہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو ہر طرح سے اس عظیم الشان کام کے اہل ہیں مگر وہ تو ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ النادر کالمعدوم کے حکم میں ہیں۔ جب یہ حالت ہوئی تو بیچارے مہدی و مسیح جن کی انتظار میں تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو۔ تم سے کیا امید رکھ سکینگے۔ کیا تم حضرت موسےٰ کے ہمراہیوں کی طرح صاف جواب نہ دیدو گے۔ کہ جاؤ تم اور تمہارا خدا لڑتے پھرو۔ ہم تو یہاں مزے سے بیٹھے رہیں گے۔ پس غور کرو یہ کام جو درحقیقت مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ ہے صرف اس شخص کے دامن سے وابستگی سے سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ جس کو خود اللہ تعالےٰ نے اس کام کے لئے مامور کیا ہے۔ وہ چودھویں صدی کا مجدد ہے اور فتنۂ دجالیۂ مسیحیہ کے فرو کرنے کے لحاظ سے مسیح موعود۔ لفظ پرستی کو چھوڑ دو۔ کام دیکھو۔ ایک مختصر سی جماعت کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں طبقۂ شرفاء سے انگلستان کے زن و مرد حلقہ بگوشان اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ وہ نومسلمین کس پایہ کے لوگ ہیں اس کا اندازہ تم جناب مارمڈیوک پکتھال جیسے اہل قلم سے کر سکتے ہو۔ جو اسوقت بمبئی کرانیکل کی ادارت کے اہم فرائض کو انجام دے رہے ہیں۔ ایک محدود مشن کی چند سالہ کوششوں کا نتیجہ اگر چند سو انگریز نومسلمین ہوں تو کیا تم نہیں دیکھتے

کہ اگر تم متحدہ دنیا کی کام پر لگا دو۔ اور یورپ و امریکہ میں ایک ہزار مشن قائم کر دو تو تھوڑے ہی عرصہ میں خود انگریز زندہ قوم کے اندر تمہارا وہ عنصر داخل ہو جاوے گا جو تمہارے حقوق کی نگہداشت خود تمہارے بدرجہا بہتر کر سکے گا۔ قابل ہوگا۔ اور ایک نتیجہ درجہ اشاعت مذہب کے ساتھ تمہارے سیاسی اغراض میں بھی تمہیں وہ کامیابی حاصل ہو جاوے گی جو نہ سیر ہستی گورنمنٹ سے نہ ہندو مسلم اتحاد سے نہ چرخے سے اور نہ سوراج سے حاصل ہونے کی امید ہے۔ چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسمان گانا نہیں چاہتا

اشاعت اسلام کے نسخہ کو بھی آزماؤ۔ آخر اشتہاری حکیموں کے نسخوں کو بھی بامید شفا تم استعمال کرتے ہو۔ کیا قرآن پاک کا تجویز کردہ نسخہ تمہارے دل میں اس قدر معتبر بھی نہیں۔ خدارا اسے آزماؤ اور پھر دیکھو الٰہی نصرت کس طرح تمہارے شامل حال ہوتی ہے۔

مولوی ابوبکر صاحب مالاباری

اور

عقاید محمودیہ

مولوی ابوبکر صاحب جو مالابار سے محض تعلیم دینی کی خاطر قادیان تشریف لائے تھے۔ اور جنہوں نے آٹھ سال کا ایک لمبا عرصہ قادیان میں گزارا۔ اور پھر وہاں کے عربی مدرسہ کا سارا کورس مکمل کرکے تبلیغ کے کام پر لگائے جانیوالے تھے۔ عرصہ دو ماہ کا ہوا یہاں شملہ میں تشریف لائے۔ مولویصاحب سے تبادلہ خیالات کرنے پر ہم کو معلوم ہوا کہ سب سے اول جب کہ آپ مدرسہ احمدیہ کی پانچویں یا چھٹی جماعت میں تھے۔ آپ کو النبوۃ فی الاسلام کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور اسی دن سے عقیدۂ نبوۃ مسیح موعود پر شبہات پیدا ہو گئے۔ مگر پھر بھی دل کو یوں تسلی دے لیا کرتے تھے۔ کہ وہ عالم و فاضل نہیں اور قادیان میں بڑے بڑے مولوی ہیں وہ جب اس کتاب کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتے ہیں تو آخر ان کے پاس دلائل تو ہونگے ہی۔ اور دل سے عہد یوں باندھا کہ جب وہ تعلیم سے فارغ التحصیل ہو جائینگے تب وہ ہر دو فریق کے عقاید کا موازنہ کر سکیں گے۔

آخر وہ وقت آن پہنچا۔ جب کہ آپ نے مدرسہ کے مکمل نصاب سے تعلیم حاصل کرنے امتحان کو پاس کر لیا۔ اور آپ نے بپاس خاطر وعدہ حقیقت النبوۃ القول الفصل اور النبوۃ فی الاسلام کا دوبارہ بڑے غور سے مطالعہ شروع کیا۔ اور دوبارہ میاں صاحب کی صحبت میں بیٹھ کر جب اپنے دل کی گرہ کھلتی نہ دیکھی تو آپ کو خواہش پیدا ہوئی کہ وہ خود حضرت امیر سے ملاقی ہوں۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے آپ قادیان سے ہجرت کرکے لاہور تشریف لے آئے مگر۔۔ حضرت امیر چونکہ ان دنوں لاہور کی بجائے شملہ تھے۔ تو ناچار اپنے عزم کو مضبوط کرکے شملہ تشریف لے آئے۔ یہاں پر آپ کو ٹھیرے ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہ گذرا ہوگا۔ کہ ہمارے محمودی بھائی جو کہ متعدی امراض کی طرح سادہ لوح لوگوں کے ساتھ ساتھ لگے رہتے ہیں انہوں نے آپ کی تحقیق کی راہ میں روڑے اٹکانے شروع کر دئے جنکی غرض صرف یہ تھی کہ بات خلط مبحث ہوکر الجھن میں ہی پڑی رہے۔ چنانچہ بابو عمر الدین نے آپ کے پاس آنا شروع کیا۔ اور مسئلہ نبوت پر خود مولوی ابوبکر صاحب سے اس کی بحث ہوئی جس میں وہ ایسا عاجز ہوا کہ اگر کچھ شرم ہوتی تو پھر ان کے پاس اس غرض کے لئے آنے کا نام نہ لیتا یا اس فاسد عقیدہ سے توبہ کرتا۔ مگر باوجود اس درگت کے بھی اس نے آپ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ بالآخر مولوی صاحب نے یوں بھی اس کو سمجھایا کہ وہ خود سارا زمانہ اختلاف کا قادیان میں ہی رہے ہیں۔ خلوت اور جلوت میں آپ نے میاں صاحب کو دیکھا ہے۔ اُن کی باتوں کو بڑی گہری توجہ سے سنا ہے اور آخر مخلی بالطبع ہوکر بھی ان امور کے سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ مگر افسوس وہ ان تمام عقائد کو مثل نبوت و کفر کے جس طرح میاں صاحب پیش کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے تطبیق دینے کے ناقابل ہیں۔ آخر یہ قرار پایا کہ بابو عمر الدین کی راقم الحروف کے ساتھ اس امر پر کہ آیا حضرت صاحب نے اپنے دعویٰ میں تبدیلی کی ہے یا نہیں۔ بربنائے تحریرات حضرت صاحب گفتگو ہو جاوے۔ چنانچہ خاکسار کا بابو صاحب کے ساتھ ایک رات مباحثہ ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ کہ اس کا اثر مولوی صاحب پر بہت اچھا ہوا۔ اور ان تمام بحثوں اور یہاں کی چند روزہ صحبت نے آپ کے تمام تشکوک کا بوجہ احسن ازالہ کر دیا۔ اور انہوں نے بار ہا علی الاعلان مجلس میں میاں صاحب کے ان مسائل میں غلطی کا اظہار کیا۔ چونکہ مولوی ابوبکر صاحب نے جو خود بوجہ ضرورت چند یوم کے لئے مالابار چلے گئے ہیں مجھے ان حالات کے ظاہر کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ اس لئے میں پیغام صلح کے معزز ناظرین کو ان امور سے اطلاع دیتا ہوں +

خاکسار عبدالحق از شملہ ۲۳۔ جولائی ۱۹۲۱ء

فرد واحد اور انجمن

آج کل بعض اخبارات میں ہندوستان کے لئے کسی خاص امیر شریعت یا مسلمہ لیڈر کے تقرر کی تحریک پڑھنے میں آرہی ہے۔ ایڈیٹر الفضل نے اس تحریک کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اخبار مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۲۱ء میں مندرجہ ذیل الفاظ لکھنے کی جرأت کی ہے:-

"اس موقع پر کیا ہم اپنے غیر مبائع بھائیوں سے یہ دریافت کرنے کی جرأت کرسکتے ہیں کہ انہیں تا حال یہ بات سمجھ آئی ہے یا نہیں کہ ترقی کے لئے ایک ہی واجب الاطاعت امام کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ نہ کہ کوئی انجمن اس کام کو سرانجام دے سکتی ہے"

ایڈیٹر الفضل کا اصل مقصد تو صرف یہ ہے کہ ہندوستان کا مسلمہ لیڈر مہاتما گاندھی کو تسلیم نہ کیا جاوے۔ بلکہ ہندوستان کے اندر سے ہی خلیفۃ المسلمین کی تلاش کرلی جاوے۔ اور میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو تمام ہندوستان کا مسلمہ لیڈر مان لیا جاوے۔ اور ایڈیٹر الفضل کے مقرر کردہ واجب الاطاعت امام کو نہ صرف ہندوستان کا ہی لیڈر یقین کرلیا جاوے بلکہ اور بھی ترقی کی جاوے۔ اور میاں صاحب موصوف کو تمام ایشیا بلکہ یورپ اور امریکہ نہیں نہیں اس سے بھی بڑھ کر ایڈیٹر الفضل کے واجب الاطاعت امام کو تمام دنیا کا لیڈر محض اس لئے مان لیا جاوے کہ بغیر ایسے امام کے دنیا ترقی نہ کرسکے گی۔ اور میاں محمود احمد صاحب کی بتلائی ہوئی روحانی اور جسمانی ہدایات کے بغیر اہل دنیا کی روحانی اور جسمانی صحتوں میں فرق آجائیگا۔ بلکہ ایسے واجب الاطاعت امام کی عدم موجودگی میں دنیا ایک غیر منتظم صورت میں رہے گی۔ اور بجائے ترقی کے تنزل کی طرف قدم مارتی رہے گی۔

اور گو لیڈر صاحب ہر وقت کے مریض ہوں اور دائم المریض ہونے کی وجہ سے دنیا کے ادنےٰ ترین طبیبوں اور حکیموں کی ہدایات پر کاربند ہونے کے محتاج ہوں۔ لیکن پھر بھی دنیا کی راہنمائی کے لئے اسی محتاج ترین کو ایک ایسی خیالی چٹان پر جگہ دی جاوے۔ جہاں پر فرضی احکام کے سامنے سب دنیا بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر لیا کرے۔

اس قسم کے توہمات اور تخیلات ایڈیٹر الفضل کے دماغ تک ہی محدود رہتے تب تو البتہ ایک بات تھی۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ بیر بہت لوگ الفضل کے اس قسم کے مضامین پر پھولے نہیں سماتے اور نہ صرف جامے سے باہر ہو رہے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو سنبھالنا بھی انہیں دوبھر ہو رہا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ بس چند روز کی بات ہے ورنہ یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں کہ ہندوستان مجبوراً میاں محمود احمد صاحب کو اپنا مسلمہ لیڈر تسلیم کرلے گا۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کو بیٹھے بٹھائے خلیفۃ المسلمین ملجائیگا۔ نصاریٰ کا محکوم ہونا اور فرضی خلافت اور بادشاہت سے تہی دست ہونا۔ مکہ مدینہ کی محافظت کرنے کے ناقابل ہونا گو یہ سب امور خلیفۃ المسلمین کی شان کے صریح خلاف ہیں تاہم بہت سے جہلا ایڈیٹر الفضل کے مضامین سے یہی نتائج نکال رہے ہیں۔ کہ جونہی اہل ہند یہ سمجھ لیں گے کہ مہاتما گاندھی صاحب اہل ہند کی صحیح رہنمائی نہیں کرسکتے بس پھر یہ ہندوستان کی لیڈری کی آسامی صرف میاں محمود احمد صاحب کو ہی زیبا دے سکے گی۔ اور وہی ہندوستان کے واجب الاطاعت امام تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اور جب تک ایک امام نہیں ہوگا اہل ہند ترقی نہ کرسکیں گے۔ بہتر ہوتا جو ایڈیٹر الفضل بھی میاں محمود احمد صاحب کے ساتھ کشمیر چلے جاتے اور اُن سے اچھی طرح سے مشورہ کرکے پھر اس مضمون پر قلم اٹھاتے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کی تھی کہ ان کے بعد انجمن کا یہ اختیار ہوگا۔ کہ کسی نالایق ممبر کو عہدہ ممبری سے خارج کرے اور عقلاً بھی یہی بات درست ہے کہ بغیر انجمن کے ممکن ہی نہیں کہ ہر ایک شخصیت کا محاسبہ کیا جاسکے مثلاً پیر جماعت علیشاہ صاحب یا پیر مہر علیشاہ صاحب یا دوسرے صدہا پیر اور امام قومی مالوں کو خرچ کرتے رہتے ہیں لیکن کسی انجمن کے ماتحت نہ ہونے کی وجہ سے ان کی شخصیتوں کا محاسبہ نہیں ہوسکتا۔ یہی حال میاں محمود احمد صاحب کا ہے۔ ایڈیٹر الفضل کے مضمون سے جس طرح محمودی لوگ خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح پیر جماعت علیشاہ صاحب کے مرید بھی خوش ہوتے ہیں کیونکہ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ امور معروفہ میں پیر جماعت علیشاہ صاحب ہمارے واجب الاطاعت امام ہیں۔ اور ایڈیٹر الفضل کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جس قدر بھی دلائل وہ ایسے پیش کریں گے جن سے ایک ہی واجب الاطاعت امام کے تقرر کی تائید نکلتی ہوگی۔ وہ دلائل تمام پیروں اور سجادہ نشینوں کی یکساں تائید کرنے والے ہونگے۔ لیکن آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں پیروں اور اماموں کا بھی محاسبہ کیا جاسکے۔ اور یہ ممکن نہیں جب تک کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی وصیت کے ماتحت ایک واجب الاطاعت انجمن کا وجود تسلیم نہ کیا جائے

مثل مشہور ہے۔ کہ ایک اور دو گیارہ۔ جو کام میاں محمود احمد صاحب اکیلے کر سکتے ہیں یا جو تمام گاندھی صاحب جو کچھ اکیلے سمجھ سکتے ہیں۔ اگر یہ ہر دو صاحب باہم مل کر کام کریں اور ان کے ساتھ علی برادران۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے مسٹر مشتری دو کنگ بھی شامل ہو جاویں تو وہ نور علیٰ نور ہو سکتے ہیں۔ پس بجائے فرد واحد کو واجب الاطاعت سمجھنے کے انجمن کو واجب الاطاعت سمجھنے میں اہل ہند کی بلکہ دنیا کی زیادہ بہتری کی امید ہو سکتی ہے۔ اگر ایڈیٹر الفضل اس بارہ میں سوچکر قلم اٹھا دیں تو اچھا ہو گا۔

(خاکسار محمد ظہیر الدین ازاروپ)

ایک جواب طلب سوال

ازمولوی محمد یحییٰ صاحب دانوی

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس آیت کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہاں صرف یہ اطلاع دینا مطلوب ہے کہ اے مومنو تم پر بھی اب روزے فرض کئے جائیں گے اور یہ "ایاماً معدودات" کے جو روزے تم باتباع امت موسویہ رکھتے ہو اب ان کی پابندی تم پر لازم نہیں ہے۔ چاہے یہ روزے رکھو۔ چاہے کسی مسکین کو اس روزہ کے بدلے ایک وقت کھانا کھلا دو ہیں۔ اور یہ روزے نبی کریم محض باتباع امت موسویہ رکھتے تھے جیسے کہ ابن ماجہ میں ابن عباس سے یہ روایت ہے۔ لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فوجد الیھود صیاماً فقال ما ھذا قالوا ھذا یوم انجی اللہ فیہ موسیٰ واغرق فیہ فرعون فصامہ موسیٰ شکراً فقال رسول اللہ صلعم نحن احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ۔ پھر جب فرضیت رمضان کا حکم آ گیا تو نبی کریم نے فرمایا کان یوماً یصومہ اھل الجاھلیۃ فمن احب منکم ان یصومہ فلیصمہ ومن کرہ فلیدعہ......

دیکھو ابن ماجہ باب صیام عاشورا۔ اور تفسیر تبصیر الرحمن میں "ایاماً معدودات" کے نیچے لکھا ہے ایاما معدودات عاشوراء وایام ثلثۃ من کل شھر وھذا فی اول الاسلام اذ لم یتعادوا الصوم ثم اشار الی نسخ صیام تلک بصیام رمضان الخ

اور ایسا ہی تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے۔ دیکھو تفسیر ابن جریر صفحہ ۷۵ جلد ۲ سطر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ جلد ۲۔ اور تفسیر نیشاپوری میں آیت ایاماً معدودات کی تفسیر میں لکھا ہے:۔ ثم ان الائمۃ اختلفوا فی ہذہ الایام علی قولین الاول انھا غیر رمضان فعن عطا ثلاثۃ ایام من کل شھر وعن قتادہ ہی مع صوم عاشورا...... واتفقوا انہ نسخ بصوم رمضان واستدلوا علی قولھم انھا غیر صوم رمضان بما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الصوم رمضان نسخ کل صوم مختصراً۔ اور ان علما نے اپنے اس قول پر دو دلیلیں دی ہیں۔ اول یہ کہ اگر اس آیت میں صوم رمضان کا ذکر ہے تو پھر دوسری آیت میں مسافر اور بیمار کے حکم کا تکرار بے سود اور بے معنی ہے۔

اور دوسری دلیل یہ دی ہے کہ اس پہلی آیت میں مومن کو روزہ اور فدیہ میں اختیار دیا گیا ہے۔ حالانکہ روزہ رمضان فرض قطعی ہے اس میں تو اختیاری نہیں ہے۔ دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۵۔ ایسا ہی تفسیر حسینی میں بھی لکھا ہے۔ کہ یہاں روزہ عاشورا کا ذکر ہے۔

بعض مفسرین لایطیقونہ میں جو لا مقدر نکالتے ہیں اور بعض یطوقونہ اور کوئی یطیقونہ پڑھتے ہیں۔ اور کوئی اسے حاملہ اور مرضعہ اور شیخ فانی کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ان اختلافات کی ایسی تردید کر دی ہے کہ جس کے بعد ان اختلافات اور تراجم کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ جناب شاہ صاحب موطا امام مالک کی شرح مسوّی مصفّٰی کے ۲۲۲ میں فرماتے ہیں۔

وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ ترجمہ۔ و بر آنانکہ نمی توانند روزہ داشتن فدیہ است کہ عبارت از طعام یک مسکین است واین ترجمہ بنا بر آن است کہ لا مقدر باشد یعنی لا یطیقونہ۔

یا و بر آنانکہ میتوانند روزہ داشتن و روزہ نمیدارند فدیہ است کہ عبارت از طعام یک مسکین است واین ترجمہ بنا بر آن است کہ لا مقدر نباشد پس بر وجہ اول آیت در شیخ فانی کہ طاقت روزہ ندارد نازل شدہ است و محکم است و بر وجہ ثانی منسوخ است۔ در اول اسلام اختیار بود در روزہ داشتن و فدیہ دادن بعد از ان منسوخ شد بآیۃ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ اس کے بعد پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ مترجم (خود) گوید ہر دو وجہ از سلف منقول است و تعلق خاطر از ہر دو ضمیر ود زیرا کہ حذف لا جایز در آں جا است کہ معنی مشتبہ نشود واینجا معنی مشتبہ می شود ولہذا جمعے عظیم از سلف قائل شدہ اند بوجہ ثانی

لہ ایک بڑے لغوی نے اس مضمون کو ذیل کے شعر میں ادا کیا ہے ؎

آمدہ ماضی بمعنے مضارع چند جا + عطف ماضی مضارع در مقام ابتدا + خاتمہ بنا

وفرودآوردن آیت باین معنی یاوجوداً بالفظ گیا، ابہام کردن تفسیر آیت است واین از معانی قرآن برخیزد۔

واًنانکہ قائل بوتسخ اند زیادہ از مفہوم آیت قول مستمر ساہیون شد و اطمینان نیست وجوب قول و نسخ درایں صورت اگرچہ از معانی منہوال میشود محل نظر است زیراکہ امراجتہادی است بلفظ ترجمہ مناسبہ مذکور۔

جناب شاہ صاحب مرحوم مغفور کے نزدیک یہاں فدیہ سے مراد صدقہ عیدالفطر ہے۔ مگر جس طرح حضرت شاہ صاحب کو سلف اور خلف کے منقول تراجم پر اطمینان نہیں ہوا اسی طرح مجھے حضرت شاہ صاحب کے اس ترجمہ پر اطمینان نہیں ہوا کیونکہ عیدالفطر کے دن اگر کچھ دینے کا حکم جو احادیث میں آیا ہے اسے صدقہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے نہ کہ فدیہ سے۔ اور فدیہ اور صدقہ میں یہ فرق بیّن ہے کہ صدقہ بلا عوض ہوتا ہے۔ اور فدیہ بالعوض جسے دوسرے لفظوں میں جرمانہ کہدینا چاہیئے۔

دوسری وجہ حضرت شاہ صاحب کے اس ترجمہ پر اطمینان نہ ہونے کی یہ ہے کہ آیۃ زیر بحث میں انسان کو فدیہ اور روزہ رکھنے میں اختیار دیا گیا ہے۔ اور یہ کہیں بھی ثابت نہیں ہے کہ عیدالفطر کے صدقہ کے بدلے روزے رکھے جاویں۔ یہاں تو صاف لکھا ہے کہ یا روزہ رکھو یا فدیہ دیدو۔ پس عیدالفطر سے اسے کیا تعلق۔ ان دو وجوہات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں فدیہ سے مراد صدقہ عیدالفطر نہیں ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس آیت زیر بحث میں نہ تو روزہ ماہ رمضان کا ذکر ہے۔ اور نہ ہی صدقہ عیدالفطر کا ذکر کئی قرآئن ان تراجم کے خلاف موجود ہیں۔

(۱) قرینہ اول یہ ہے کہ شریعت اسلام میں روزہ رمضان کا معاوضہ بامر مجبوری یعنے بیماری یا سفر قضا ہے۔ اور بصورت شرارت دوماہ کے روزے۔ یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ یا غلام آزاد کرنا خواہ اس کی لاکھ روپیہ ہی قیمت کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے۔ ان رجلا افطر فی رمضان فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکفر بعتق رقبۃ او صیام شہرین او اطعام ستین مسکینا............ دیکھو مؤطا امام محمد باب من افطر متعمداً۔ اب جو لوگ عمداً دیدہ دانستہ تیس روزے کھا کر ۳۰ آنے اُن کا فدیہ کافی سمجھتے ہیں۔ وہ اس حدیث پر غور فرماویں۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے ہر ایک فرض کے ادا یا ترک کرنے کے لیئے انسان کو خود مختار نہیں کیا۔ کہ انسان جو چاہے کرے۔ بلکہ ہر ایک امر فرض کو خدا تعالےٰ نے کے نمونہ کے مطابق ادا کرنا پڑتا ہے مگر آیت زیر بحث میں اللہ تعالےٰ نے انسان کو خود مختار کیا ہے۔ چاہے روزہ رکھے چاہے جو، جوار کی ایک پیسہ کی روٹی کسی نابالغ بچہ ہی کو کھلادے۔

(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر روزہ ماہ رمضان کا فدیہ ہوسکتا ہے تو پھر فرضیت صیام رمضان کی علت غائی جو ریاضت اور نفس کشی ہے باطل ہو جاتی ہے۔ جس سے فرضیت صیام رمضان اور عدم فرضیت میں کچھ فرق نہیں رہ جاتا۔ جب ایک آنہ کے خرچ سے انسان فرضیت روزہ رمضان سے بری الذمہ ہوسکتا ہے۔ تو پھر کسی کو کیا ضرورت کہ خواہ نخواہ کی مصیبت برداشت کرتا رہے۔

(۴) چوتھا قرینہ یہ ہے کہ اگر آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ میں صیام رمضان کا ہوتا تو سب سے پہلے خود معلم قرآن نبی آخر الزمان اس پر عمل کرکے دکھاتے۔ یا آپ کے خلفاء الراشدین یا باقی ائمہ مجتہدین میں سے کوئی اس پر عمل کرکے دکھاتے۔ مگر یہ کہیں بھی ثابت نہیں ہوسکتا کہ پیغمبر خدا نے کبھی اپنی عمر بھر میں صوم رمضان کی قیمت ایک آنہ لگا کر صوم رمضان کے کھانے کا ارشاد کیا ہو۔ یا خود کبھی اس پر عمل درآمد کیا ہو۔

(۵) پانچواں قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف کی ہر ایک امر و نہی کی تفصیل احادیث صحیحہ میں مفصل موجود ہے۔ مگر کسی حدیث میں روزہ رمضان کا یہ ایک پیسہ فدیہ یعنی جو، جوار کی ایک پیسہ کی روٹی مذکور نہیں ہے۔

(۶) قرینہ یہ ہے کہ خود ان آیات میں لفظ تطوع آتا ہے جو ہمیشہ کسی نفلی امر کی نسبت استعمال ہوتا ہے۔ جس سے صریحاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہاں کسی نفلی روزے کا ذکر ہے نہ کسی فرض قطعی کا۔

(۷) قرینہ یہ ہے کہ اس آیت میں ایاماً معدودات کے الفاظ آئے ہیں جو عام طور پر محاورہ عرب میں بہت ہی تھوڑے دن اور تعداد پر بولے جاتے ہیں۔ اگر یہاں پر ماہ رمضان کا ذکر ہوتا تو شہر رمضان کے الفاظ بولے جاتے جیسے کہ دوسری آیات میں شہر رمضان کا لفظ آیا ہے۔

(۸) قرینہ یہ ہے جو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی تفسیر القرآن عربی میں لکھتے ہیں: "لا شک ان المریض والمسافر مکلفان بقضاء الصوم مع ان عذرہما قوی فکیف یخیر اللہ الصحیح المزاج بالفدیۃ فافہم" صفحہ ۱۲ یعنی یہ یقینی بات ہے کہ بیمار اور مسافر کے لئے جب فدیہ کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ روزہ رمضان کے عوض روزہ ہی رکھنا ہے۔ تو پھر ایک

تندرست ہیں وسالم اچھا خاصا ہٹا کٹا گھر بیٹھ کر ایک آنہ فدیہ دیکر صوم رمضان کو ادا کر سکتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مختصر فتویٰ ایک دانشمند حق جو کے لئے کافی سے زیادہ مذکر ہے۔ صرف تدبر اور انصاف شرط ہے۔

اور تفسیر القرآن مولفہ شیخ یعقوب علی صاحب مطبوعہ قادیان میں بھی لکھا ہے کہ یہاں ماہ رمضان کا ذکر نہیں ہے۔

(۹) قرینہ یہ ہے کہ آیت فرضیت روزہ رمضان میں فرمایا ہے۔

ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ہداکم ولعلکم تشکرون ؀

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیمار اور مسافر پر روزہ کے قضا کا ہی احسان جتاتا ہے اور اسے اپنی بڑی مہربانی بیان فرماتا ہے اور پہلے "فعدۃ من ایام اخر" فرمایا اور مزید تاکید کے لئے ولتکملوا العدۃ بھی فرما دیا تاکہ کوئی اپنی غلط فہمی سے کسی روایت کی بنا پر ایک آنہ فدیہ دے کر صوم رمضان کا تارک نہ ہو جائے۔

اگر روزہ رمضان کا فدیہ ہو سکتا تو اس کی بھی ساتھ ہی اجازت ہوتی۔ اور سب سے بڑھ کر احسان جتلانے کے لئے یہ فدیہ زیادہ موزوں تھا اور سب سے زیادہ آسان بھی تھا۔

(۱۰) **من شھد منکم الشھر فلیصمہ** روزہ رمضان کی نسبت اللہ تعالیٰ کا حکم ہیں اس حکم قطعی کے بالمقابل روایات متعارضہ متعلق فدیہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ اور اس حکم صریح کے بالمقابل روایات فدیہ کو مقدم کرنا صریح نفس پروری اور گمراہی ہے۔ جو ہرگز کسی مومن کی شان کے شایان نہیں ہے۔ کہ وہ نفس پروری کے لئے الٰہی احکام کی خلاف ورزی کرے۔

زمزمہ شکر

مسلمانان ہند کیلئے ایک پیغام

گوئے توفیق و کرامت درمیان افگندہ اند

از مولوی مصطفیٰ خان صاحب ووکنگ انگلستان

مجھے سرزمین انگلستان میں قدم رکھے ہوئے دو سال ہونے کو آئے ہیں۔ میں جب گھر سے چلا تھا تو اشاعت اسلام کے لئے چلا تھا۔ اسی کام کو میں نے یہاں آکر کیا۔ اور خدا کے فضل سے اس میں کامیابی نصیب ہوئی۔ چنانچہ جو حضرات اسلامک ریویو یا دوسرے اخبارات کو بالالتزام پڑھتے رہے ہوں گے ان کو معلوم ہوگا کہ بہت سے انگریز اور لیڈیاں میرے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہو چکی ہیں۔ "وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء" لیکن عیسائیوں کو مسلمان کرنے کے علاوہ مجھے خدا تعالیٰ نے اشاعت اسلام کے ایک اور شعبہ میں بھی توفیق عنایت فرمائی۔ جس کے لئے میں سجدات شکر بجا لاتا ہوں اور ان سطور کے ذریعہ اپنے دوستوں کو یہ خوشخبری سناتا ہوں۔

جو لوگ انگلستان کو دیکھ چکے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہاں کے اخبارات اور علمی حلقے غیروں کے لئے بند ہیں۔ یہ ملک یوں تو آزاد ہے مگر مجال نہیں کہ کوئی غیر اس کے معزز اخبارات میں اپنی آواز اٹھا سکے۔ زمانہ کے پرانے پرچوں کو دیکھ لو۔ ان میں بھی یہی رونا رویا ہوا ہے کہ مولوی ظفر علی خان صاحب جو مضمون لکھتے ہیں۔ وہ مسترد ہو جاتے ہیں۔ خود میرے مکرم و معظم دوست خواجہ کمال الدین صاحب کو اسی لئے اسلامک ریویو جاری کرنا پڑا۔ کہ اس ڈھب سے وہ اپنی آواز یہاں کے لوگوں تک پہنچا سکیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ پچھلے دنوں جب مولانا سلیمان ندوی یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے ایک محدود الاشاعت انگریزی رسالہ برٹن اینڈ انڈیا میں جو بعد میں بہت جلد بند ہو گیا۔ اپنے کسی مضمون کا ترجمہ چھپوایا تھا۔ اور ہندوستان کے اخبارات میں اس کا ذکر نہایت بلند آہنگی سے کیا گیا تھا۔ غرض یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ یہاں کے معزز اخبارات کسی غیر کا مضمون نہیں چھاپتے لیکن اس حق خاص میں میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ بالکل علیحدہ ہوا۔ میں نے آتے ہی خلافت پر ایک مضمون لکھا اور وہ تمام و کمال ویسٹ منسٹر گزٹ جیسے معزز اور کثیر الاشاعت پرچے میں چھپ گیا۔ حالانکہ انگریزوں کے لئے وہ مضمون بہت کڑوا کسیلا تھا۔

اس سے بھی بڑھ کر خدا کا ایک اور فضل ہوا۔ یہاں آج کل ایک "جامع العلوم" یونیورسل انسائیکلوپیڈیا کے نام سے چھپ رہا ہے۔ جسکے کارپردازوں نے اعلان کیا ہے کہ یہ کتاب تقریباً پچپن حصوں میں ختم ہوگی۔ اس جامع العلوم کے ایڈیٹر نے کچھ عرصہ ہوا۔ ایک مضمون قرآن مجید پر کسی سے لکھوایا۔ اور میرے پاس صحت کے لئے بھیجا۔ یہ مضمون پانچ چھ سطر کا تھا اور اس میں بھی تمسخر کی چٹکی لی ہوئی تھی۔ میں نے جواب میں لکھا کہ یہ مضمون بالکل غلط اور نامکمل ہے۔ اگر کم از کم نصف کالم میرے

لئے وقف کیا جائے۔ تو میں خود مضمون لکھ سکتا ہوں۔ ایڈیٹر نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور لکھا کہ اگر آپ مضمون لکھیں تو رفعت کا نام نہیں سا لم کالم آپ کی نذر ہے۔ چنانچہ میں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر قرآن مجید پر نسبتاً ایک مکمل اور مفصل مضمون لکھا۔ جو تقریباً سارا کالم میں آیا۔ و جس میں قرآن مجید کے نزول کے حالات۔ فصاحت و بلاغت کی کیفیت۔ آخری کتاب ہونے کا امتیاز۔ آں حضرت صلعم کی نبوت اور اسلام کی تعلیم وغیرہ مسائل کو بطریق اختصار بیان کیا۔ ایڈیٹر نے اسے نہایت خوشی سے چھاپا۔ جو معاوضہ مجھے دیا گیا وہ میں نے یہاں کے غریب نومسلموں میں تقسیم کر دیا۔

یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوگی۔ اور آئندہ ہوتی رہے گی۔ میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں۔ کہ اس نے مجھ اپنے فضل سے مجھے اعلائے کلمۃ اللہ کی توفیق عنایت فرمائی اور اغیار کے ہاتھوں سے اس کی اشاعت کرائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؎

اس کے بعد میں نے ایڈیٹر صاحب کو لکھا کہ میں اسلام اور رسول اللہ صلعم پر مضمون لکھ سکتا ہوں۔ لیکن جواب آیا کہ افسوس ہم یہ مضمون دوسری جگہ سے لکھوا چکے ہیں۔ ہاں آپ کے ملاحظہ کے لئے پروف بھیج دیں گے تاکہ آپ اس کو صحیح کر سکیں۔ چنانچہ اس مضمون کے پروف میرے پاس آئے۔ اور ساتھ ہی ایڈیٹر نے لکھا کہ جن باتوں پر آپ کو اعتراض ہو وہ آپ قلمزن کر دیں۔ یہ مضمون ایک عیسائی پروفیسر کا لکھا ہوا تھا۔ اور جیسے کہ امید تھی۔ آنحضرت صلعم کے متعلق غلط بیانیوں سے کام لیا گیا تھا۔ میں نے ایڈیٹر کو مضمون نویس کی غلطیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا۔ کہ اگرچہ سارا مضمون ہی تعصب اور دشمنی کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ لیکن جن فقروں پر میں نے نشان کیا ہے۔ وہ ضرور حذف ہونے چاہئیں۔ کہ خلاف واقعہ اتہامات ہیں۔

اس سے کم از کم یہ فائدہ ہو گیا کہ آں حضرت صلعم کی ذات پر جو غلط الزام تھے۔ ان کی اشاعت رک گئی۔ اور یہ بھی کچھ کم شکر کا مقام نہیں۔

میرے دوستو انگلستان ایک علم دوست ملک ہے۔ یہاں علوم و فنون کے دریا بہتے ہیں۔ علم و حکمت کے چشمے ابلتے ہیں۔ اسی علم دوستی سے فائدہ اٹھا کر اسلام کے بعض دشمنوں نے اسلام کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں۔ تھیئٹروں کو دیکھو تو ان میں اسلامی حکایات و روایات پر تمسخر اڑائے جاتے ہیں۔ کتابوں کو پڑھو۔ تو ان میں اسلام کے خلاف۔۔ زہر اگلا ہوا ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ بعض مصنفین اس حکمت عملی سے زہر ٹپکاتے ہیں کہ ناظرین پر شروع میں یہ اثر ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ یہ شخص بڑا محقق ہے۔ اسلام کے متعلق پوری واقفیت رکھتا ہے۔ اور بلا تعصب لکھتا ہے۔ اخباروں کو دیکھو تو ان میں بھی انہیں خیالات کا عکس ہوتا ہے۔ جو اس قسم کی غلط فہمیوں اور دروغ بافیوں سے قدرتی طور پر پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس پر مشکل یہ کہ یہاں کے علمی حلقوں میں ہماری رسائی ایک کٹھن منزل ہے۔ ہر ایک معزز پرچے کے نامہ نگار خصوصی مقرر ہیں۔ جن کی بات گویا پتھر کی لکیر ہے۔ اگرچہ حکومت کا کوئی مذہب نہیں۔ اور رعایا کی پالیسی غیر متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ ہے۔ لیکن رائے عامہ کے سیلاب کو کون روک سکتا ہے۔

میرے دوستو! ہر چند کہ یہ مشکلات ہیں۔ لیکن بہرحال ہمت کرنی چاہیئے۔ ہمت مرداں مددِ خدا۔ تم میں بھی اہل علم موجود ہیں تم بھی علم سیکھو۔ اپنے بزرگوں کے نام روشن کرو۔ اسلام کے منور چہرے پر جو خاک اغیار نے ڈالی ہے۔ اسے واقفیت اور تاریخ کے پانی سے دھو ڈالو۔ قلم کا مقابلہ قلم سے کرو۔ تلوار کا وقت نہیں۔ اور نہ تلوار کا کام ؎

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ انگلستان کے لوگ اکثر حق پسند ہیں۔ لیکن تم حق پیش کرنے کے لئے ہمت بھی کرو۔ تعصب اور غلط فہمی کے بادل اب چھٹتے جاتے ہیں۔ محقق لوگ تمہاری بات سننا چاہتے ہیں۔ لیکن تم اگر منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے رہو۔ تو قصور تمہارا ہے تم میں سے بہت لوگ انگریزی پڑھتے ہیں۔ لیکن دفتر کی کلرکی یا مدرسہ کی مدرسی کے لئے۔ یا بڑی بہادری کی۔ تو سول سروس کے لئے۔ علم کو علم کے لئے یا قوم و مذہب کی خدمت کے لئے کوئی نہیں سیکھتا۔ حالانکہ زندہ قوموں کی زندگی علوم و فنون سے ہے۔ اگر اسلام کی اشاعت کرنا چاہتے ہو۔ تو علوم سیکھو۔ اور ان کی اشاعت کرو۔ کہ تمہارا مذہب علوم کے گہوارے میں پلا ہے۔ اگر سیاسیات کے میدان میں گھوڑے دوڑانا چاہتے ہو۔ تو تحصیل علوم کی فکر کرو۔ کہ آج دنیا میں علم و حکمت ہی کی حکومت ہے ؎

گوئے توفیق و کرامت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں درنمے آرد سواراں را چہ شد

قرآن کریم کا پہلا پارہ جو اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر نہایت دلفریب کتابت [illegible] چھپ کر تیار ہوگیا ہے۔ مختلف جماعتوں کے احباب اور [illegible] بہت سی تعداد میں منگوا کر اپنے دوستوں میں شائع کرنے [illegible] دوستوں اور انجمنوں کو اس طرف جلد توجہ کرنی چاہئیے اور ہر ایک [illegible] مسلمان تک اس کو پہنچانا چاہئیے۔ تبلیغ حق و صداقت کا [illegible] ذریعہ ہے۔

[illegible] محمود کی نا منت نوازیاں بھی قابل داد ہیں اخبار الفضل کے فائل اس امر کے شاہد ہیں کہ سرزمین انگلستان میں اتنا ک مفتی محمد صادق اور دوسرے علمبرداران محمودیت کے ہاتھوں [illegible] یوروپین میاں محمود کی [illegible] مریدوں میں شامل ہو چکے ہیں۔ مگر اس شمار و اعداد میں آئے دن کے اضافے .... اور جو مدوجزر بحری کی طرح .... اتار چڑھاؤ کا سلسلہ برابر لگا رہتا ہے۔ یہ تعداد جب چڑھتی ہے تو اڑھائی سو تک پہنچتی ہے کچھ مدت کے بعد دو سو تک آ رہتی ہے مگر [illegible] حضور محمود کی باریابی کے وقت اس میں ایک حیرت انگیز جزر رونما ہو گیا۔ یعنی ان کی تعداد صرف ایک سو رہ گئی۔ [illegible]

ماسٹر محمد یوسف خانصاحب مدیر اخبار رخصت کے بعد واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آئندہ [illegible] اگست کا پرچہ انہی کی زیر ادارت شائع ہوگا +

مورخہ یکم اگست بعد از نماز مغرب ملک حیات محمد خان جو ملک فضل الٰہی صاحب ذیلدار تلہ گنگ ضلع اٹک کے بیٹے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ خداوند کریم اس نوجوان بھائی کو استقامت عطا فرمائے۔ آپ تلہ گنگ میں سب سے پہلے احمدی ہیں ہمیں امید ہے کہ آپ اپنے نمونہ سے اپنے دوسرے ہموطنوں کے لئے شمع ہدایت بنیں گے۔ بعد از بیعت حضرت امیر نے ایک مختصر سی تقریر بطور نصیحت فرمائی۔ فرمایا سردست میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نماز پنجگانہ کی سختی سے پابندی اختیار کریں۔ قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں۔ اور اس پر عمل پیرا ہونیکے لئے بھی حتی الامکان کوشش کریں۔ آپ کی عمر ابھی چھوٹی ہے۔ اور جس راہ پر آپ پڑیں گے۔ اس میں کامیاب ہونگے۔ آپ نے آج جو بیعت کی ہے اس کی غرض یہ ہے کہ آپ نیکی اور راستبازی اختیار کریں۔ اور جن گناہوں میں آپ پہلے مبتلا تھے ان کو ترک کر دیں اور خداوند کریم نیکی کی توفیق بخشے۔ قرآن مجید کا پڑھنا نہایت ضروری ہے قرآن [illegible] نازل نہیں ہوا کہ انسان اسے عمدہ عمدہ غلافوں میں لپیٹ کے طاقچوں میں رکھ چھوڑیں۔ بلکہ اس کے نازل ہونے کی غرض یہ ہے کہ انسان اس پر عمل کرے۔ [illegible] اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کریں۔ اگر آپ ان ہی گناہوں میں پھنسے رہے جن میں بیعت سے پہلے تھے۔ تو پھر بیعت سے کیا فائدہ [illegible] آپکو عمل کی توفیق عطا فرمائے +

تازہ خبریں

بانگ ہم ل میں کام کرنیوالے ملازمین کی تعداد ۲۲۳۰ ہے۔ کرناٹک ملزمین بھی اسی قدر آدمی کام کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ہڑتال کر دی ہے۔

ہمالیہ پہاڑ کی چوٹی دریافت کرنیکے واسطے ایک مہم روانہ ہوئی ہے۔

گورنمنٹ برطانیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ آئیندہ کوئی خبر ٹائمز کو اشاعت کے لئے نہیں دی جاوے گی۔ اخبار مذکور نے لارڈ کرزن پر ایک حملہ کیا تھا جسوقت وہ اہم مسائل پر گفتگو کر رہے تھے۔

ڈنمارک کی اطلاع ہے کہ اوکران میں ایک لاکھ کے قریب یہودیوں کا قتل عام ہوا ہے۔

تجویز ہے کہ انگلستان سے مختلف ممالک کو ہوائی سفر کرنیکا انتظام کیا جاوے۔ مصر ۲½ ہندوستان ۵ دن اور اسٹریلیا ۷ روز۔

ترکوں اور فرانسیسیوں کے مابین ایک معاہدے کا مسودہ مرتب ہوا امید ہے کہ اس پر فریقین مطمئن ہو جاوینگے۔

مراکو میں اسپین کی افواج کی حالت بہت نازک ہے۔ ہسپانوی جرنل اور اسکا اسٹاف سب مارے گئے۔

ترکی فوج نے افیون قرہ حصار پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔

لارڈ چیمسفورڈ نے ۲۰ جولائی کو وائی کونٹ کا لقب اختیار کیا۔

برطانیہ نے فرانس کی یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ سلیشیا کے [illegible] واسطے ایک سپریم کونسل کا اجلاس کیا جاوے۔

ولیعہد برطانیہ تفریح کی خاطر اسکاٹ لینڈ جانیوالے ہیں۔

فیروزپور کے علاقہ میں ایک اراضی کے متعلق فساد برپا ہو گیا۔ [illegible] جان و مال کا ہوا +

مسٹر سی ایس رنگا آئر جو انڈی پینڈنٹ کے ایک ایڈیٹر ہیں ان کے چند مضامین کی بنا پر مقدمہ چلایا گیا۔ ملزم نے معافی مانگنے سے انکار کیا۔ ایک سال کی قید ہو گئی +

سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۲۰۔ جولائی کی شب میں بہت سے قیدی مرزا پور جیل سے فرار ہو گئے۔ جن میں سے پانچ پھر گرفتار ہو گئے۔

رنگون سے نسو میل کے فاصلہ پر پیر کی رات کو ڈاک گاڑی مال گاڑی سے ٹکرا گئی۔ دونوں انجن اور چار گاڑیاں ٹوٹ گئیں۔ تیسرے درجہ کے قریباً ۶۰ مسافر زخمی ہوئے۔ طبی امداد پہونچائی گئی۔

پشاور میں اور سرحد پر بارش خوب ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اقتصادی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ اور ہیضہ کی شکایت بھی دور ہو گئی ہے۔

ننکانہ کے گوردوارہ بال سیلا کے مقدمہ میں ایک ملزم کو تین سال اور تین ملزموں کو ایک ایک سال کی قید ہو گئی۔

علی گڈھ میں جو بلوہ ہوا تھا اس کی سماعت ۲۵۔ جولائی ۱۹۲۱ء سے شروع ہو گئی ہے۔ ۳۰ ملزم عدالت میں پیش کئے گئے۔ جنہوں نے مقدمہ کی پیروی کی۔ چار کانسٹبلوں نے گواہی دی۔ اور مسٹر شیروانی کو بلوائیوں کی سرگرمیوں کا مرکز بتایا۔

سوناپور کی پنچائتی عدالت کے متعلق دو تعلقداروں ایک والنٹیر اور ... کو خلاف قانون جلسے کرنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔

لودھیانہ کی میونسپلٹی نے تلک سوراج فنڈ میں ایک ہزار روپیہ دیا۔

بمبئی اور گجرات میں بارش خوب ہو رہی ہے۔

امیر فیصل بغداد پہونچ گئے۔ ان کا استقبال کیا گیا۔

ایک انگریز نے ایک توپ ایجاد کی ہے۔ جو تین سو میل تک گولہ پھینک سکتی ہے +

ملک مصر کے عجائبات کا ایک سکول لندن میں کھولا گیا ہے جہاں ہزاروں برس کی انسانی لاشیں ابتک محفوظ ہیں۔

آیرش لوگ اب جنگ کرتے کرتے تنگ آ گئے ہیں۔ شائد آج کل میں کوئی صورت صلح کی پیدا ہو جاوے۔

مہاجرین رفتہ رفتہ ہندوستان کو واپس آ رہے ہیں۔

سوائے وزیرستان کے سرحد پر امن ہے۔

محسودیوں کا رویہ گورنمنٹ کے مقابل معاندانہ ہے۔ چھپ چھپ کر حملے کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اس کا قرار واقعی انتظام ہو جاوےگا +

منڈی گیدڑباہا ضلع فیروزپور کے تمام بزازوں نے متفقہ رائے سے پنچائتی جلسہ کر کے اس بات کے لئے کہ یکم اگست ۱۹۲۱ء سے کوئی مال ولائتی سوت یا کپڑا فروخت کرنے کے لئے حلفیہ عہد بھی کر لئے۔ اور اس تحریر پر دستخط بھی کر دئے۔ رزولیوشن بھی پاس کر لیا۔ کہ اگر کسی کے ولائتی مال آئیگا تو اس کو دس روپے سینکڑہ کے حساب سے ڈنڈ دینا ہوگا۔ اور اسکا ... کہ فلاں شخص نے بے ایمانی کی +

تحقیقاتی کمیشن جو سنٹرل خلافت کمیٹی کے حکم سے صوبہ سرحدی میں گیا ... داخلہ بند کیا گیا تھا۔ اس حکم کے خلاف فیروزپور گنڈریاہ ... تھانہ۔ ملکی ...

وقت پر اصلاح کرو

جو دوست ہوتے ہیں وہ خطرے سے بچنے کے وقت سے پہلے نیک صلاح دیتے ہیں۔

ہیضہ کی مجرب دوا

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن کی یہ صلاح ہے۔ کہ موسم گرما ہے۔ اس موسم میں کھاتے پیتے رہنے کے باعث ہیضہ ہو جانے کا خوف رہتا ہے اس سے بچنے کے لئے پہلے ہی اصلی عرق کافور منگوا کر اپنے گھر میں ڈال رکھیں۔ جس سے اپنے پڑوسیوں کی وقت پر حفاظت کر سکیں۔ یہ اصلی عرق کافور ... سال سے تمام ہندوستان میں جاری ہے۔ یہ عرق گرمی کے پیٹ کے درد۔ متلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۶ محصول ڈاک ایک سے ۲ تک

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

بدن کے سفید داغ و برص کی اکسیر فقیری

پیارے خریدارو! میں دوسروں کی طرح تعریف کرنا نہیں چاہتا ... کے تین مرتبہ استعمال کرنے سے سفید داغ بالکل نہ جاتا رہے تو ... پر کل قیمت واپس۔ اگر اعتبار نہ ہو تو ٹکٹ لگا کر اقرار نامہ لکھا لیں۔ ... چھ روپے چھوٹا ڈبہ تین روپے آٹھ آنہ +

المشتہر ابو المسعود مولانا ...

پیغام صلح

ہفتہ وار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸

جلد ۹ نمبر ۶

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۳۹ ہجری المقدس مطابق ۱۰ اگست ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

مدراس میں ایک انگریز کا قبول اسلام

ہمارے دوست محمد عزیز اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ "یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ جناب مسٹر اے۔ بی فلپ صاحب جو پریسٹیرین کلیسا کے ایک لائق فرد تھے۔ چہارشنبہ ۲۷۔ مارچ کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مدراس میں صدق دل سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا اسلامی نام محمد صادق حسین رکھا گیا آپ اردو و انگریزی خوب بولتے ہیں۔ اور ہماری نمازوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالٰے انہیں استقامت دے آمین۔

لیکن جس بات کا ہمیں خاص رنج ہے وہ یہ ہے کہ مقامی اسلامی اخبارات کے ایڈیٹروں نے جو ہماری مخالفت میں ادھار کھائے بیٹھے ہیں باوجود ہمارے انہیں معلوم کرانے کے اس خبر نیک اثر کو اپنے اخبارات میں شائع نہیں کیا۔ اور اس قدر

رونے کا مقام ہے۔ کہ اگر ایک صاحب اسلام چھوڑ کر ہندو مذہب قبول کر لیتے ہیں تو یہ مارے خوشی کے جھٹ اخبار میں شائع کر دیتے ہیں کہ ایک احمدی ہندو ہو گیا۔ مگر جب ایک مسیحی جو باوجود صاحب ندر ہونے کے زیور علم سے بھی آراستہ ہے مسیحیت کی پرپیچ زلفوں سے نکل کر اسلام کا والہ و شیدا ہو کر ہمارے ساتھ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اس طرح خاموش ہو جاتے ہیں کہ گویا انہیں سانپ سونگھ گیا۔ ہم "ایک احمدی ہندو ہو گیا" کے بالمقابل اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے یہ نہیں لکھتے کہ "ایک ہندو احمدی ہو گیا" "یا ایک عیسائی احمدی ہو گیا" بلکہ صرف یہ لکھتے ہیں کہ ایک عیسائی صاحب حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ مگر پھر بھی نہیں معلوم کہ یہ کیوں حسد و بغض میں جل رہے ہیں۔ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمیں اسلام و خلافت کے حامی اخباروں سے ہرگز ایسی امید نہ تھی۔

مکرم اخویم ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب نے بمبئی میں قرآن کریم کا درس شروع کیا ہے۔ ایک معزز سوداگر جو سلسلہ احمدیہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں ڈاکٹر صاحب موصوف سے ملنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ کا پتہ شیخ اسمٰعیل آدم صاحب کی معرفت منصوری بلڈنگس پرنسس سٹریٹ بمبئی ہے۔

ڈاکٹر غلام سرور صاحب ہماری جماعت کی طرف سے علاقہ دہلی و قرب و جوار کے لئے مبلغ مقرر ہو گئے ہیں۔ آپ کا موجودہ پتہ یہ ہے۔ دہلی۔ بازار لال کنواں۔ برحصہ بالائی دکان انصاری برادرس۔ اسلئے اس علاقہ کے بھائی ان سے ملکر جماعت بنائے اور ان کے لئے تبلیغ میں آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش فرماویں۔

یہاں سے روانگی کے بعد برادر موصوف کی بٹالہ و امرتسر میں محمودیوں سے گفتگو ہوئی۔ اور گذشتہ اتوار دہلی میں احمد مسیح نابینا عیسائی کے مکان پر محمودی جماعت کے سرغنہ مولوی محمد حسن صاحب سے ختم نبوت پر گفتگو ہوئی۔ غالباً اس اتوار بھی ہوگی۔ جس کی مفصل کیفیت بعد میں لکھی جائے گی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے برادر موصوف کو خدمت دین کی بیش از بیش

توفیق دے اور انہیں ہر قسم کے ابتلاءات سے محفوظ رکھے +

بحرین واقع خلیج فارس سے بابو بشیر الدین صاحب پوسٹ ماسٹر جو ایک صوفی منش اور تبلیغ کا جوش رکھنے والے دوست ہیں لکھتے ہیں کہ اس علاقہ میں احمدیت کے عربی لٹریچر کی بہت ضرورت ہے۔ .... اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھتے ہیں کہ افریقہ کی طرح یہاں بھی بہت سی کامیابی کی امید ہے۔ حضرت مسیح موعود کی نسبت غیر لوگوں نے وہاں یہ غلط فہمی پھیلا رکھی ہے۔ کہ آپ نبوت کے مدعی تھے اسلئے کافر ہیں۔ ان لوگوں تک صحیح علم پہونچانے کے لئے النبوۃ فی الاسلام اور احمدیہ موومنٹ کے عربی ترجمہ کی ضرورت ظاہر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو سکے۔

عید اضحی کی تقریب پر کرنے کے کام

(۱) اشاعت اسلام کی اہمیت اور ضرورت اپنے دوستوں کو سمجھائیں (۲) قربانی کی کھالوں کو ان سے وصول کریں۔ (۳) قیمت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھجوائیں۔ (۴) اسلام کی فتح و نصرت کے لئے۔ خادمان دین کی دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے اللہ تعالے کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کریں +

اللھم انصر من نصر دین محمد واجعلنا منھم

اللھم اخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منھم

ایک مبارک نکاح

اخویم اللہ بخش صاحب خلف الرشید جناب مولوی عزیز بخش صاحب حال سکرٹری انجمن اشاعت اسلام کا نکاح ۲۰- اگست سنہ ۲۱ء بروز بدھ عزیزہ بیگم بنت منشی محمد بخش صاحب ساکن چک نمبر ۳۵۵ ضلع لائلپور کے ساتھ پندرہ سو روپیہ مہر پر منعقد ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے نے پڑھا۔ جس میں دنیا کی ظاہری نعمتوں پر ان دینی نعمتوں کی فوقیت ثابت کی۔ جو انبیائے علیہم السلام خصوصاً حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ اللہ تعالی نے بھیجی ہیں۔ اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے اور رسومات خلاف شرع کے ترک کرنے کی ہدایت فرمائی۔ خدا تعالے کا شکر ہے کہ اس مبارک موقع پر کوئی رسم خلاف شرع عمل میں نہیں آئی۔ ناظرین اخبار دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالی اس اس نکاح کو زوجین کے واسطے بابرکت کرے۔ اس مبارک کام کے اللہ تعالے کے فضل سے بخیر و خوبی سرانجام ہو جانے کے شکریہ میں مولوی عزیز بخش صاحب نے پانچ روپے انجمن کی نذر کئے ہیں۔ اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے۔ اور ہمارے دیگر احباب کو بھی ایسے مبارک موقعوں پر اپنی انجمن کی حتی الوسع خدمت کی توفیق دے + بقیہ کے لئے دیکھو صفحہ نمبر ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ چہار شنبہ مورخہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۳۹ ہجری نمبر ۲

نور افشاں کی صریح دروغ بافی

ناظرین سے امر پوشیدہ نہیں ہے کہ ۲۵- مئی ۱۹۲۱ء کے اخبار پیغام صلح میں ہم نے نور افشاں کی خدمت میں مفصل طور پر یہ عرض کیا تھا کہ آپ کی خفگی بلاوجہ ہے اور مسیحی اقوام کی دل آزاری کا الزام ایک اتہام ہے۔ بخوف طوالت مضمون مذکورہ کا اعادہ نہیں ہو سکتا۔ انصاف پسند طبائع اس موقعہ پر ملاحظہ فرمالیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارا بیان مثل روز روشن آشکارا ہو جاوے گا۔ کہ اس مضمون میں یہ بات پوری وضاحت سے کہہ دی گئی تھی۔ کہ یسوعی علما اس بات کے مقر ہیں کہ انجیل ناقابل اعتبار ہے۔ محرف ہے۔ مبدل ہے۔ پُر از سہو کاتب و اغلاط ہے۔ ہم اس بیان کی وضاحت کرتے تھے کہ ان کے اقوال من و عن لکھ دیتے ہیں۔ اور اس بات کے ثبوت کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ ایک دو نہیں بلکہ درجن بھر یسوعی محققین انجیل کے اقوال پوری صراحت کے ساتھ پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ہم مثل یسوعی لوگوں کے ایجاد بندہ کر کے دل آزاری کمینہ پن خیال کرتے ہیں۔ اور اگر سچی بات سے یسوعی لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ تو ہم معذور ہیں۔ اس پر ۱۰- جون کے نور افشاں میں ایڈیٹر صاحب نے حسب عادت قدیمہ و سنت ..... خدا' خویش ہم کو خوب گالیاں دیں۔ اردو میں بھی فارسی میں بھی۔ اور ساتھ انجیل کی ناقابل عمل تعلیم کی طرح وہ نصائح بھی ہمیں تلقین کی ہیں جن پر نہ صرف ایڈیٹر صاحب بلکہ کل یسوعی امت کبھی کاربند نہ ہوئی۔

گالیاں بھی دیتے جاتے ہیں اور یہ بھی فرماتے جاتے ہیں کہ اگر آپ کو کوئی ایسا کہے تو۔ یہ سب کچھ کس وجہ سے ہے؟ محض اس لئے کہ پیغام صلح انجیل کی قلعی وقتاً فوقتاً کھولتا رہتا ہے اور ایڈیٹر صاحب بھولے بھالے یسوعیوں کو یہ بتلاتے رہتے ہیں کہ بائیبل خدا کا کلام ہے۔ ایڈیٹر صاحب کو یہ بات ناپسند ہے۔ سچی بات کے لکھنے سے ان کی اور دیگر یسوعیوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔

ہم نے محض اس لئے اس تمام ہرزہ سرائی کا کچھ جواب نہ دیا کہ گالیوں کا جواب دینا ہمیں پسند نہیں۔ نہ ہماری تہذیب اس کی مقتضی ہے۔ کہ نور افشاں اگر اپنی عادت سے مجبور ہو کر گالیوں پر اُتر آوے۔ تو ہم بھی تہذیب سے ہاتھ دھولیں۔ جی میں آیا کہ دوستانہ طریقہ پر کچھ سمجھا دیں۔ مگر پھر یسوع کا قول یاد آیا کہ موتی سؤروں کے آگے مت ڈالو۔ لیکن ہماری اس خاموشی سے نور افشاں نے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور "دیا گھی کپڑے میں کھانے لگا منار" پر عمل کرنے لگا۔ لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس کی گالیوں کو چھوڑ کر جو چند دروغ بیانیاں موجود ہیں۔ اُن پر کچھ لکھا جائے۔

ایڈیٹر صاحب یہ مغالطہ دہی میں بڑے طاق معلوم ہوتے ہیں۔ ہم نے تو یہ لکھا تھا کہ "تحریف" کے متعلق جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ یسوعی محققین کے اقوال ہوتے ہیں نہ کہ یہ کہ "ہم جو کچھ بھی مسیحی مذہب پر لکھتے ہیں وہ مسیحیوں کی تصانیف سے لیا ہے" اس دروغ بیانی سے صاف ظاہر ہے کہ ایڈیٹر صاحب کے دل کو ایمان کی ہوا بھی نہیں لگی۔

ہم نے یہ کہاں لکھا ہے کہ "ہم جو کچھ بھی مسیحی مذہب پر لکھتے ہیں سب مسیحی لوگوں کی تصانیف سے لیا گیا ہے۔" ناظرین انصاف کریں کہ ایک باہوش و حواس انسان ایسا کیسے لکھ سکتا ہے۔ اس واسطے کہ ہم تو یہ بھی لکھتے ہیں کہ یسوع خدا نہ تھا۔ لیکن سب تثلیثی یسوعی اس کو خدا ہی گردانتے ہیں۔ بیشک ہم نے یہ لکھا کہ تحریف کے متعلق جو کچھ لیا ہے۔ وہ مسیحی مصنفین سے لیا ہے۔ اور یہ ہمارا قصور نہیں۔ ایڈیٹر صاحب ہم سے بے مقصد ناراض ہیں۔ حالانکہ ان کو گریباخ۔ ایک مین لشنڈارف۔ پامر۔ ڈاڈس۔ میئر۔ لائٹ فٹ۔ ایلفورڈ۔ آل شاسن۔ اور بیسیوں محققین وغیرہم پر ناراض ہونا چاہئے۔ کہ وہ کیوں انجیل کی قلعی کھولتے رہتے ہیں اور غالباً یہی وجہ ہے کہ پادری لوگ ان مصنفین کی تحریرات سے عام یسوعیوں اور طلبار کو واقف نہیں کراتے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر ان لوگوں کی کتابیں مدارس الٰہیات میں عام طلبار کو دکھا دیں تو جس طرح ہمیں بائیبل کا محرف و مبدل ہونا ثابت ہو گیا ان لوگوں کو بھی ہو جاوے۔ جس وقت کہ ہم نے بائیبل کو بنظر تحقیق ہاتھ میں لیا اس وقت ہم کو مطلق پتہ نہ تھا کہ یہ کتاب جس کو عموماً یسوعی لوگ اور ان کے دیسی پادری آسمانی کتاب اور خدا کا کلام سمجھتے ہیں ایسی پُر از اغلاط اور محرف ہوگی کہ اختلافات کی تعداد لاکھوں سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن جس وقت ہم نے تفاسیر کا مطالعہ کیا تو ہر مفسر یہی رونا رویا کہ یہ فقرہ الحاقی ہے۔ یہ سہو کاتب ہے۔ یہ غلط ہے۔ وغیرہ۔ ہم نے بائیبل کی ہتک میں ملحد علما کی کتابوں کی مدد سے نہیں کی۔ بلکہ کل وہ کتب پیش نظر ہیں جو آج کل مدارس الٰہیات میں پروفیسروں کے زیر نظر ہیں۔ پس اس بنا پر ہم ایڈیٹر نور افشاں کو چیلنج کرتے ہیں کہ ہم دس نام ان تثلیثی یسوعی مفسرین کے لکھتے ہیں جو اس بائیبل کے محرف ہونے کے قائل ہیں۔ وہ بھی مہربانی سے دس نام

اُن اسلامی علماء کے لکھیں جو قرآن شریف کے محرف و مبدل ہونے کے قائل ہوں اور جس طرح ڈاکٹر بلومر و دیگر مفسرین بصراحت تمام یہ لکھتے ہیں کہ فلاں فقرہ جعلی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی یہ لکھیں کہ قرآن شریف کی فلاں آیت جعلی ہے اگر اسلامی علماء اس بات کے قائل ہوتے تو آپ یہ لکھتے کچھ اچھے معلوم ہوتے۔ کہ مسیحی مصنفین بھی قرآن و حدیث ہی پیش کرتے ہیں۔

قرآن شریف کی بابت آپ کے ہم مذہب سر ولیم میور کا قول نقل کرتا ہوں "ہم قرآن کو بعینہٖ غیر محرف محمد (صاحبؐ) کا کلام سمجھتے ہیں جیساکہ مسلمان اس کو غیر مبدل خدا کا کلام یقین کرتے ہیں" یہ وہ شہادت ہے جو ایک دشمن اسلام قرآن شریف کے متعلق دیتا ہے۔ ان تثلیثی یسوعی مفسرین کے نام یہ ہیں۔

(۱) ڈاکٹر ایباٹ ڈی۔ڈی مصنف تفاسیر اناجیل اربعہ وغیرہ
(۲) ڈاکٹر بلومر ڈی۔ڈی مصنف تفاسیر اناجیل اربعہ وغیرہ
(۳) ڈاکٹر لیک مین ڈی۔ڈی مصنف تفسیر یوحنا وغیرہ
(۴) ڈاکٹر ڈاڈس ڈی ڈی مصنف تفسیر اناجیل اربعہ
(۵) ڈاکٹر بلیکی ڈی۔ڈی مصنف عہد عتیق
(۷) ڈاکٹر سی۔جے ایلیکاٹ۔ ڈی۔ڈی مفسر انجیل
(۷) ڈاکٹر ڈی ہمتھ ڈی ڈی مصنف ڈیز آف ہز فلیش
(۸) ڈاکٹر این الگزینڈر ڈی۔ڈی مصنف و مفسر اناجیل
(۹) پادری برٹن ایم۔اے مفسر انجیل وغیرہ
(۱۰) پادری جے۔ای۔ایکسل ایم۔اے مفسر انجیل یوحنّا
(۱۱) ڈاکٹر جے جے ادین ڈی۔ڈی مفسر انجیل متی
(۱۲) پادری ایچ۔ڈی۔ایم اسپنس ایم۔اے مفسر اناجیل

یہ تو وہ لوگ ہیں جن کی تفسیریں عموماً امریکن و انگریز پادریوں کے ہاتھوں . . . . میں رہتی ہیں اور ان کے پرائیویٹ کتب خانوں میں رہتی ہیں۔ لیکن تھیولاجیکل سمینیز میں دیگر محققین مثلاً لشنڈارف لایٹ فٹ۔ لیک مین۔ گریسباخ میٹر۔ الفورڈ گوڈیٹ وغیرہ بھی تحریف کے گیت گاتے ہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ شروع زمانہ میں طرٹولیَن بھی تحریف کا قائل ہے۔ پیغام صلح کا صرف یہ کام ہے کہ وہ ان کے اقوال نقل کر دیتا ہے۔ لیکن یسوعی لوگ جو خواہ مخواہ نہ صرف قرآن شریف بلکہ نبی کریم پر زبان طعن وا کرتے ہیں۔ تو کیا وے بھی اپنے اقوال کی بنیاد اسلامی مصنفین کے اقوال پر رکھتے ہیں۔ کیا کسی مسلمان نے لکھا ہے کہ "محمد صاحب ڈاکو تھے" جبکہ انجیل صاف کہتی ہے۔ کہ جس عورت نے یسوع صاحب کے تیل ملا وہ ایک رنڈی تھی۔ دیکھو گریک ٹسٹامنٹ بائی ڈاکٹر فیرار (۷ : ۳۷) یہ لفظ لکھا ہے αγαρτω اور یہ لفظ harlot کے لئے یہودیوں میں مستعمل تھا۔ اب آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ اگر ایک مسلمان پیغام صلح میں یہ لکھے تو کیا گناہ ہوا۔ کیا وہ غلط لکھتا ہے۔ آپ کی کتاب آپ کے مفسر آپ کے معانی۔ پھر بھلا ٹامس ہاول لبنسر نے جو کچھ لکھا وہ جھوٹ لکھا یا نہیں۔ غرض یہ ہے مثال آپ کے اور ہمارے طرز عمل کی۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ اپنی غلطی تسلیم کر لیں گے۔

ایک جگہ آپ نے لکھا ہے کہ "ایڈیٹر پیغام صلح انجیلی عبارت کے سمجھنے میں ویسے ہی ہیں"۔ ہم آپ کی بدتہذیبی کو آپ ہی کے واسطے چھوڑ اتنا عرض کرتے ہیں کہ دیکھئے یہی انجیلی عبارت آپ کے حق میں طوق لعنت ہو جاوے گی۔ آپ اس کو سمجھا دیں۔ بعد کو پہلے یہ تو طے ہو جاوے کہ صحیح کونسی ہے۔ ۱۶۱۱ء والی یا ۱۸۸۴ء والی؟ اس کے بعد پھر ہم دیکھیں گے کہ آپ اس وس میں سے کیا کیا موتی نکالتے ہیں۔ ہم نے آپ کو ۲۵۔ مئی کے پرچہ میں بھی لکھا تھا اور اب بھی لکھتے ہیں کہ تحریف اگر غلط الزام ہے تو پھر متانت کے ساتھ اصولی بحث کر لیجئے۔ مگر آپ کو تو گالیاں دے کر دل ٹھنڈا کرنا مقصود تھا۔ پتہ کی بات کیوں سنتے۔ اور اگر یہ الزام نہیں اٹھ سکتا۔ تو تثلیث ثابت کیجئے یا الوہیت مسیح جو آپ کا مایۂ ناز مسئلہ ہے عیسائیت کی روح رواں ہے اسے ثابت کیجئے تاکہ یسوعیوں پر آشکار ہو کہ کس طرح خداوند خدا نہ ہونے پر بھی خدا رہا۔ (فلپیون ۲: ۶ و ۷)

قابل تذکرہ امر یہ ہے کہ ۱۰ جون کے نور افشاں میں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ دل آزار الفاظ کا استعمال نامعقول ہے لیکن ایک مہینہ بھی نہ گذرا کہ ایڈیٹر صاحب دل آزار الفاظ استعمال کر کے نامعقول بن گئے۔ اور اس طرح ہمیں ثابت ہو گیا کہ یسوعی لوگ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ ان کا خدا نے فانی بھی تو دوسروں کو ہی کہتا تھا۔ . . . .

. . . .

. . . .

پھر ۲۹۔ جولائی ۱۹۲۱ء کے نور افشاں میں بہت کچھ ہرزہ سرائی کی ہے۔ اصل بات کا تو کچھ جواب نہ بن پڑا ناحق غلط بیانیوں پر اُتر آئے۔ ایڈیٹر صاحب ایسی مخرب اخلاق تصاویر کے دکھانے پر تو پوپ کے ساتھ متفق الرائے ہیں۔ لیکن اس کتاب کی بابت کچھ نہ کہا جس میں یہ لغویات بھری ہیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب نور افشاں کے سامنے یسوعی مشاہیر اور فضلاء کی وہ آراء پیش کریں جو انہوں نے بائیبل کے بارہ میں علانیہ طور پر ظاہر کی ہیں (۱) رائٹ آنریبل رچرڈ لیلر شیل صاحب ممبر پارلیمنٹ لکھتے ہیں۔

بائیبل میں بہت سے حصے ایسے زوردار بلکہ ایسے بے پردہ طریقے پر لکھے ہوئے ہیں کہ وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ بے تحاشا پڑھے جاویں۔ عہد عتیق کے بعض حصوں کی ایسی کھلی تصویر کھینچی گئی ہے کہ کوئی نوجوان عورت ان کو پڑھنے

کی تاب نہیں لا سکتی۔ اور نہ کسی عورت کو ان حصوں پر غور و فکر کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ میں جرأت سے کہوں گا کہ کسی غزل میں خیالات فاسد کو اس زور سے ظاہر نہیں کیا گیا۔ نہ ہی شہوت انگیز مضامین کو کہیں ایسے کھلے طریقہ پر بیان کیا گیا جیسا کہ عہد عتیق کے بعض حصوں میں پایا جاتا ہے۔ اس مقدس کتاب میں بعض ایسی حکایات مرقوم ہیں کہ جن کو ایک با عصمت عورت کے سامنے بغیر خوف پیدا کر لینے کے نہیں پڑھا جا سکتا۔ کیا ایک عورت کو اپنے کمرہ میں ایسی کتاب پڑھنے کی اجازت دینا چاہئے۔ جس کو وہ سُن کر کانپ اٹھے۔ کیا وہ ایسی باتوں کو پڑھ سکتی ہے جن کو وہ منہ سے نکالنے کی نسبت مر جانا بہتر سمجھتی ہے؟"

(۲) سُپریم کورٹ آف وکٹوریہ کے جج جسٹس ہِگِنلی ویلس لکھتے ہیں۔

"میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ آج تک کسی انگریز مصنف نے اُس فحش کا دسواں حصہ بھی اپنی کتاب میں نہیں لکھا جو کہ عہد عتیق میں دیکھا جاتا ہے۔ اسکولوں میں جہاں بائبل پڑھائی جاتی ہے یہ ایک مشہور بات ہے کہ نکمے اور آوارہ گرد لڑکے اپنا بہت سا وقت ان نکمے اور گندے مضامین کے پڑھنے میں گذارتے ہیں فقرے کے فقرے اور فصلوں کی فصلیں ایسی ہیں کہ کوئی لڑکی اپنی ماں کے سامنے یا کوئی لڑکا اپنے باپ کے سامنے نہیں پڑھ سکتا۔ مگر جبو قت سے کہ عیسائیت نے بائبل کو لیا ہے اسی وقت سے عہد عتیق اس کا ایک بہت بڑا حصہ چلا آتا ہے۔ اور لڑکوں کو تعلیم دیجاتی ہے کہ اسکو خدا کا کلام سمجھیں۔ حالانکہ اس کے پڑھنے کی ان کو اجازت نہیں۔ اور وہ ان مضامین کو چوری سے پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ عہد عتیق میں ایسے مخرب اخلاق اور فحش مضامین بھرے پڑے ہیں کہ اگر ان کو علیحدہ کیا جاوے تو پھر کتاب کا بہت تھوڑا حصہ باقی رہ جاویگا۔

(۳) امریکہ کے پادری ریورینڈ ایچ۔ ڈبلو بیچر صاحب کی رائے ہے کہ بائبل کو ہرگز ہرگز نوجوان عورتوں کے ہاتھ میں نہ دینا چاہئے۔

(۴) مسٹر پارک گارڈن لکھتے ہیں کہ پادری بیچر صاحب کا بائبل کو اخلاقی تعلیم کے لحاظ سے رد کر دینا بائبل کے ردی ہونے کے بارے میں ایسی ہی سند ہے جیسا کہ ہربرٹ اسپنسر۔ ہکسلے۔ ہیگل کیبل وغیرہ کی جو سب کے سب بائبل کی تعلیم کے خلاف تھے۔

(۵) پادری کینن رچرڈس سمان سی دفعہ ویلز کے اسکول بورڈ کو لکھتے ہیں کہ اگر تم کو اپنے بچوں کے اخلاق درست رکھنے منظور ہیں تو خدا کے واسطے اُن کے ہاتھوں میں عہد عتیق مت دو۔

ایڈیٹر صاحب غور کریں کہ یہ آراء عیسائی لوگوں کی ہیں جو انہوں نے بائبل پر پیش کی ہیں۔ کیا وہ ہمت رکھتے ہیں کہ کسی ایک اسلامی عالم کی رائے اسی طرز کی قرآن شریف کے بارہ میں پیش کریں۔ اور اگر انہیں ان آراء پر وثوق نہ ہو تو وہ گھر بیٹھے اس کا تجربہ کر سکتے ہیں۔ .... کسی لڑکی کو بائبل ہاتھ میں دیکر غزل الغزلات پڑھوا کر سنیں۔ اگر کوئی اور لڑکی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں گرل اسکول سے کسی نوجوان لڑکی کو بلا لیں۔ بائبل پڑھوانے کے لئے کوئی منع نہ کرے گا۔ بلکہ خوشی سے بھیجدیں گے۔ پھر ان کو پتہ لگ جاوے گا۔ کہ بائبل کیسے پاکیزہ مضامین سے پُر ہے۔ ہمارا اپنا تو خیال یہ ہے کہ انہیں مخرب اخلاق مضامین کو دیکھ دیکھ کر عیسائی دنیا میں وہ بے حیائی پھیلی ہے جس کا رونا آج ایک دو نہیں سینکڑوں پادری رو رہے ہیں۔

حوالوں کے لئے پیغام صلح صفحہ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جون دیکھ لیں۔ ایسی شرمناک آراء کا اعادہ فضول ہے۔ ان مضامین کو پڑھ کر اور تو کچھ ہوا نہیں ہاں یہی نوجوان لڑکیوں میں فلرٹیشن خوب آگیا۔ ہینڈ لنگ کا طریقہ خوب رائج ہو گیا۔ یا ہمارے ایک دوست کے الفاظ میں جو سینٹ ڈسٹ مشن میں ہیں کہ ان فحش مضامین کی بدولت عیسائی لڑکے لڑکیوں میں عاشقانہ خط و کتابت کا اچھا چلن پڑ گیا۔ دور جانے کی اور کسی اور کتاب کے مرہون منت ہونے کی ضرورت نہیں یہی خود خدا کی کتاب نے یہ ڈھنگ سکھلا دیا۔

پیدائش ۱۹: ۳۲ اور ۲ سموئیل ۱۱: ۴ پر ذرا ایڈیٹر صاحب پادری ڈبلو۔ جی بلیکی ڈی۔ ڈی۔ ایل ایل۔ ڈی۔ اور ڈاکٹر ڈبلو ایچ۔ جی ٹامس ڈی ڈی کی تفسیر دیکھیں کہ کس طرح یہ لوگ دم بخود اور سرنگون ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ اس ناقابل بیان مقام کی تفسیر کرنا سخت حماقت ہے۔ واہ واہ کیا کتاب ہے جس کی تفسیر کرنے شرم آئے۔ پڑھتے شرم آئے۔ پڑھاتے شرم آئے۔ غرض ناگفتہ بہ حالت ہے۔ ایڈیٹر صاحب غور فرمائیں کہ توریت میں لوط اپنی بیٹیوں سے شراب پی کر زنا کرتا ہے۔ اور ۲ پطرس ۱۱: ۷ میں وہی لوط راستباز بن جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ راستبازی کیسی ہے کیا یسوعی مذہب میں راستبازی کے واسطے زناکاری ضروری ہے؟ شاید اسی یوحنا ۸: ۳-۱۱۔ ابھی تک انجیل میں لگی ہوئی ہے۔ اگرچہ کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ مخرب اخلاق حصہ انجیل سے نکل جاوے۔ نہ صرف لوط بلکہ داؤد بیچارہ بھی زنا کا مرتکب دکھائی دیتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک طرف ان کو نبی کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف ان سے وہ فعل سرزد کرائے جاتے ہیں کہ اگر کوئی عیسائی مشن کمپاؤنڈ میں ایسا کر گزرے تو بڑی دقت کا سامنا ہو (غیر یسوعی کے واسطے تو ایک رعایت ہے ہی) وہ بیچارہ لاکھ کہے کہ میرے گناہ تو یسوع نے اٹھائے مگر اسکو سزا ملیگی۔

نہ صرف یہ دو بلکہ قریب قریب سب انبیاء گنہگار ہیں۔ اگرچہ اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ کہ انبیاء کی کیا شان ہونا چاہئے۔ مگر اتنا ضرور کہیں گے۔

کہ افسوس اگرچہ یسوعی دینداروں نے حتی الوسع کوشش کی کہ سوائے یسوع کے سب کو گنہ گار بتادیں۔ تو بے تحریف کی مگر مطلب حل نہ ہوا۔ یسوع تو بھی پاکباز ثابت نہ ہوا۔ عورت سے پیدا ہوا۔ اور مریم مگدلینی سے دوستی اور اختلاط رہا۔ غالباً ایڈیٹر صاحب کو پتہ لگا ہوگا کہ کیسے گندے اور مخرب اخلاق اور فحش مضامین سے عہد عتیق بھرا پڑا ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب کی رائے ہے کہ ایسے مضامین بذریعہ بائسکوپ نہ دکھائے جاویں۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ وہ کتاب مقدس میں کیوں رہنے دیئے جاویں۔ اور اگر رکھے جاویں تو [illegible] وہ کتاب مقدس کہلا سکتی ہے جس میں ایسے فحش خیالات مندرج ہوں جو ایک غیور لڑکی اپنے باپ کے آگے نہیں پڑھ سکتی۔ مثلاً سانگ آف سالومن ۷ : ۲ و ۳۔ سوال یہ ہے کہ آخر ادھوری بائیبل بذریعہ بائسکوپ کیوں دکھائی جاوے۔ اگر سب رکھنے کے قابل ہے تو سب دکھلانے کے قابل ہے۔ پیدائش ۱۹ : ۳۲ بھی دکھائیے اور ۲ سموئیل ۱۱ : ۴ بھی دکھائیے۔ اور تماشہ بینوں سے داد حاصل کیجئے۔ چاہئے چھپی ہوئی۔ آپ پر آپ کے چیلوں پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ہاں اس صورت میں پوچھنے والے ضرور پوچھیں گے۔ کہ کیا ایسی کتاب جس میں ایسے گندے مضامین ہوں خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ جیسا ہم نے ایک امریکن ڈاکٹر آف ڈیوینٹی سے دریافت کیا تھا۔ اور انہوں نے بڑے اطمینان سے فرمایا تھا۔ کہ داؤد نبی نہ تھا۔ اگر ایڈیٹر صاحب بھی یہی طریقہ اختیار کریں۔ تو پھر بہت اچھا ہے کوئی معترض نہ ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب ہم کو لکھتے ہیں کہ یہ سب باتیں قرآن میں موجود ہیں۔ یہاں ہم کو یہ کہنا پڑا کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ مثل مشہور ہے کہ میں تیرے منہ پر جھوٹ بولوں تو تو مجھے کیا دے گا؟ ہم ایڈیٹر صاحب کو پھر چیلنج کرتے ہیں کہ جو عبارت پیدائش ۱۹ : ۳۰ تا ۳۸ اور ۲ سموئیل ۱۱ : ۴ میں مرقوم ہے بعینہ وہی فحش اور گندی عبارت حضرت لوط حضرت داؤد کے متعلق قرآن شریف میں سے نکال کر دکھاویں۔ اور حوالہ دیں۔ تب باقاعدہ مزاج پرسی کی جاوے گی۔

جناب پوچھتے ہیں کہ کیا مرزائیوں کے یہاں بے حیائی کی کوئی حد نہیں؟ اسکے متعلق یہ عرض ہے کہ ہم غریب مرزائیوں کی کچھ نہ پوچھئے۔ حد تو یسوعیوں کے یہاں ہے۔ جہاں بنڈلنگ کوئی عیب ہی نہیں۔ دوسرے کی بیوی کا بوسہ لینا۔ سینے سے لگانا کوئی عیب ہی نہیں۔ ایسا لباس پہننا جس سے سینہ کھلا رہے کوئی عیب ہی نہیں۔ کیوں ایڈیٹر صاحب حیا اسی کا نام ہے جو ہم نے بچشم خود گرجوں میں دیکھی کہ جب سب لوگ دعا کے لئے جھکے تو چپکے چپکے [illegible] کی کتاب کی آڑ میں نگاہ بازیاں ہوں۔ اشارے کنائے

ہوں یا پیٹ (چھوٹے درجے) تبدیل ہوں۔ اور پھر خداوند یسوع مسیح کا فضل سب کے اوپر نازل ہو۔ کیوں ایڈیٹر صاحب حیا اسی کا نام ہے۔ جو خانقاہوں میں کثرت سے ملتی ہے۔ کیا لندن کے قصے بھول گئے۔ کیا حیا اسی کا نام ہے جسکا نظارہ اکثر شام کو ہائیڈ پارک کے کنجوں اور دریائے ٹیمز کی سطح پر نظر آتا ہے جسکو بیان کرنے بھی شرم آتی ہے۔ کیا حیا اسی کا نام ہے کہ ایک پادری چھ سال تک تجربہ کرتا ہے۔ مگر ہزاروں لڑکیوں میں سے ایک ایسی ہی ہے جسکی شادی کے [illegible] ہوئی۔ ورنہ سب پہلے سے ہی ایک ایک تحفہ لئے موجود تھیں۔ ان لوگوں کو حیا کا کیسا اچھا سبق ملتا ہوگا۔ جو شرلے چلتے دریائے ٹیمز کی کشتیوں پر پیدائش اور سموئیل کے اسباق کی آموختہ بنظر تحیر دیکھتے ہونگے۔ ہم نے تو اپنی زندگی کے گذشتہ آٹھ دس سال یسوعیوں میں صرف کئے اور ایسے ایسے حیا سوز حیا کے نظارے دیکھے کہ اب تک حیرانی ہے۔ کہ وہ واقعات عالم بیداری میں دیکھے تھے۔ یا خواب میں۔

کیوں ایڈیٹر صاحب حیا اسی کا نام ہے کہ میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ آج اتوار ہے میں ذرا سویرے سے گرجے جاؤنگا۔ تاکہ راستہ میں دیدار ہو سکے۔ ہم نے بہت دیکھا مگر افسوس کہ یسوعی دنیا میں کیا کالوں میں اور کیا گوروں میں حیا دیکھنے کو بھی نہ ملی ہم نے جب کبھی یسوعی دنیا میں اس قسم کے واقعات دیکھے تو ان بائیبل کے پڑھنے والوں اور سانگ آف سالومن کے ورد کرنے والوں کو معذور پایا۔ اسلئے کہ یسوعی دنیا نے حیا کو اختیار ہی نہیں کیا۔ نہ اس کی تعلیم دی بلکہ اسکے برعکس یہ حال ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

جب سے یسوعیت نے ہوش سنبھالا۔ حیا سوزی شروع ہوگئی۔ منکس اور ننوں کے فسانے اور شرمناک کارنامے آپ سے پوشیدہ نہیں۔ پھر شیوہ لری کا دور دورہ رہا۔ بنڈلنگ۔ کورٹ شپ۔ مسٹریز وغیرہ وغیرہ ایک سے ایک بڑھ کر حیا کا کام ہوتا رہا۔ چنانچہ پادری مارکس ڈاڈس جہاں کرنتھیوں ۷ باب میں پولوس کی غلطی پر چراغ پا ہو رہے ہیں۔ وہاں لکھتے ہیں کہ پولوس اپنے دقیانوسی نقطۂ خیال سے شادی کا بیان کرتا ہے۔ اب ہمارے زمانہ میں شادی کی بناء عشق ہے۔ (یعنے کورٹ شپ و بنڈلنگ جو یسوعی دنیا میں رائج ہیں) جب عشق کی پیاس بجھ گئی۔ تو برائے نام شادی ہی کر لی۔ پھر سے تیسرے چوتھے مہینے عشق کا ثبوت آ موجود ہوا۔ کیوں ایڈیٹر صاحب یہی حیا ہے؟ قربان جائیے اس حیا کے۔ حیا کا مفصل حال معلوم کرنا ہو تو پادری الفریڈ ٹینگ کی کتاب Catholic + Protestant countries compared

پڑھ لیجئے - بطور نمونہ صفحہ ۵۱۹ ملاحظہ ہو جہاں پادری مذکور لکھتا ہے کہ مسٹر Kan لکھتے ہیں کہ ایک پادری ان سے کہتا تھا کہ ضلع نارفوک و سفوک میں اس کو کبھی شادی دینے کا موقعہ ہی نہیں آیا - پادری جے - بی سویٹ لکھتے ہیں - جو بد اخلاقی آج کل مروج ہے اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی - ایڈیٹر صاحب پہلے اپنے گھر کی خبر لیتے تو اچھا تھا بنڈلنگ کے معنے تو ذرا کسی لغت میں دیکھتے پھر یہ پوچھتے اچھے لگتے کہ مرزائیوں میں بے حیائی کی کوئی حد ہے یا نہیں -

امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب ان باتوں پر غور کریں گے اور اگر ان میں کچھ غیرت ہے تو قرآن شریف کے حوالے لکھینگے - تاکہ پھر ان کو جواب باصواب دیا جا سکے - اور بائیبل کی قلعی اچھی طرح کھولی جاوے +

عید اضحیٰ اور قربانی

اسلام جس کا مقصد وحید احیاء ارواح اور ذہاب الی اللہ کی طرف عالم ایمان کو دعوت دینا ہے - اس نے تحریک قلوب اور ایقاظ امم کے لئے بعض واقعات کبرے کی یادگار کو قائم کیا ہے - یہ عید اضحیٰ بھی اسی قرب الٰہی اور ارتقاء روح انسانی کے ایک بے نظیر واقعہ کی تذکار ہے - جذبات بہیمیہ اور محبت ماسوی اللہ کو قربان کر کے کلیتًا خدائے واحد کے لئے ہو جانا تعلق باللہ اور معرفت الٰہی کا ایک بلند ترین مقام ہے - کالڈیا کی سرزمین میں رہنے والے ایک بوڑھے مصلح وقت نے صنم پرستی کے خوفناک عواقب سے اپنی قوم کو آگاہ کرنے کے بعد جب تبلیغ حق و صداقت کے انتہائی جوش میں شاہی بتوں کو دست یمین کی ایک ہی ضرب سے پاش پاش کر دیا تو قوم کی ستم آرائیوں اور جفا کاریوں سے تنگ آکر اور قوم کو ہدایت و رشد سے منہ موڑے دیکھ کر کہا " انی ذاھبٌ الی ربی سیھدین " میں اپنے رب کیطرف جاتا ہوں - وہی مجھے ہدایت اور کامیابی کی راہ دکھائے گا - یہ کہتے ہوئے اپنے رب سے ملتجی ہوا - رب ھب لی من الصالحین اے میرے رب مجھے صالح اولاد بخش - اللہ تعالےٰ نے اس کی اس دعا کو قبول کیا - اسکو ایک حلیم اور فرمانبردار فرزند عطا کیا - مگر جب وہ جوانی کی حد کو پہونچا تو ایک دن بوڑھے باپ نے اپنے لخت جگر کو خطاب کر کے فرمایا " انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ " اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے - کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں - پس تو غور کر تیری کیا رائے ہے -

بیٹے نے کہا " یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین " اے باپ جو کچھ تجھے حکم دیا گیا ہے تو وہی کر مجھے تو تو انشاء اللہ صبر کرنیوالا ہی دیکھے گا - فلما اسلما وتلہ للجبین ونادینٰہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلٰؤا المبین وفدینٰہ بذبح عظیم "

باپ بیٹا جب دونوں نے خدا کے حکم کے سامنے اپنی گردنوں کو جھکا دیا اور باپ نے اپنے لخت جگر کو پیشانی کے بل لٹا دیا تو ہم نے آواز دی اے ابراہیم تو نے اپنے رؤیا کو یقینًا سچ کر دکھایا ہم تو احسان کرنیوالوں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں - فی الحقیقت یہ تو ایک آزمائش کی بات تھی - اور ہم نے اس کے بدلے میں ایک ذبح عظیم دیدیا -

ان آیات سے یہ ظاہر ہے کہ جب ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے جذبات و محبت ماسوی اللہ کے گلے پر چھری چلا دی اور حضرت اسمٰعیل نے اپنی جان و نفس کی قربانی کر دی تو اسکے عوض میں اللہ تعالےٰ نے رسم قربانی کو ان کے لئے فدیۂ عظیم بنا دیا - اور سچ تو یہ ہے - کہ اس جان و نفس اور محبت لغیر اللہ کی قربانی کے بغیر کوئی ہستی مومن و مسلم نہیں ہو سکتی - اسی لئے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا - " قل ان کان آباؤکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتٰی یاتی اللہ بامرہ - واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین "

اگر تمہارے باپ بیٹے - تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں - تمہارا کنبہ کمائے ہوئے مال اور تجارت جس کی کسادت سے تم ڈرتے ہو اور پسندیدہ مکان اللہ ، اس کے رسول ، اور اشاعت اسلام کی نسبت تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو تم اللہ تعالےٰ کے عذاب کے منتظر رہو اور اللہ تو فاسقوں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا +

پس عید اضحیٰ کی آمد درحقیقت اسی ایثار اور قربانی کی یادگار ہے کہ جس کا ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے جلیل القدر فرزند سے ہوا - باپ نے اپنے جذبات اور محبت ماسوی اللہ کی قربانی کی تو بیٹے نے اپنی جان اور نفس کی + اور آج اسی کی یاد میں امت مسلمہ اس تقریب سعید اور یادگار عظیم کے موقعہ پر قربانی دیتی ہے - مگر اس خون اور گوشت کی نمائش میں خدا کے لئے اور اسلام کے لئے اپنی تمام تر محبوب چیزوں کی قربانی کا اشارہ ہے - اور اسی کے اندر تقوےٰ الٰہی کی حقیقت کا راز مضمر ہے -

قربانی کی تعلیم تمام مذاہب میں موجود ہے

دنیا کا کوئی آسمانی مذہب قربانی کی تعلیم سے خالی نہیں - قربانی کی صداقت اور تعلّم من اللہ ہونے کی یہ ایک زبردست دلیل ہے کہ دنیا کے تمام آسمانی مذاہب کے اندر اس کی تعلیم پائی جاتی ہے اور یہ وہ عظیم الشان دعوے ہے جو خود قرآن کریم نے کیا - اگرچہ اس زمانے کے بعض نازک مزاجوں نے اس حقیقت کا

انکار کیا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ وید نہ صرف اس قسم کی قربانی کی اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ اسکو بہت بڑا گناہ کا فعل سمجھتا ہے۔ یہ دعوے وید کی تعلیمات کے حلقہ بگوشوں میں سے ایک نہایت ہی مختصر سے گروہ نے کیا ہے۔ ورنہ شجر ہندویت کے اس نئے شاخسانہ میں بھی وہ لوگ موجود ہیں کہ جو قربانی کو وید مقدس کا نہایت ضروری حکم سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ وید خود کہتا ہے۔

توم نہ اسی بھارت اگنے وشا بھیہ اُکشا بھیہ اشٹا پدی بھیہ آہوتہ۔

(توم، تودنہ) ہمارا ہی (اسی) ہے (بھارت اگنے) اے بھارت اگنی (وشا بھیہ) گیابھن گائے کے ساتھ (اکشا بھیہ) بیلوں کے ساتھ (اشٹا پدی بھیہ) بچہ سمیت گائے کے ساتھ (آہوتہ) قربانی دیا گیا ہوا۔

مطلب - اے بھارت اگنی تو ہمارا ہی ہے جبکہ تو گیابھن گائے۔ بیل اور بچہ سمیت گائے کی قربانی دیا جاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ گیابھن گائے اور بیاہی ہوئی گائے بڑی ہی قیمتی اور پیاری گائے ہوتی ہے۔ مگر جو لوگ خدا کے عشق میں محبت ماسوی اللہ سے انقطاع کا ثبوت دینا چاہتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں خدا کے بالمقابل ان چیزوں کی جو اگرچہ اشد محبوب ہوتی ہیں کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ "والذین آمنوا اشد حبا للہ" خدا کے عاشق اللہ تعالے کی محبت میں سخت ہوتے ہیں وہ خدا کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ رگوید کے آٹھویں منڈل میں ہے -

۱- اُکھشا انائے وشا انائے سوم پرشٹھائے ویدھسے ستومئور ودھیم اگنے -

۲- یسمن اشواس رکھبھاس اُکشنو وشا میشا اوسرشٹاس آہوتہ۔
اے اگنی بیل کے کھانیوالے، گائے کے کھانیوالے، سوم کو پیٹھ پر اٹھانے والے۔ ہم اپنے تعریفی گیتوں سے تجھے سراہتے ہیں۔"

"وہ جس میں گھوڑے سانڈھ۔ بیل، گائے اور سینڈھے کی با ترتیب علیحدہ قربانی دیجاتی ہے۔

اسی طرح ایتریہ برہمن ۲/۴ اور ۲/۴ ستپتھ برہمن کانڈ ۲ ادھیائے ۵- برہمن ۲ کنڈ کا ۱۵ میں پانچ جانوروں کی قربانی بیان کی گئی ہے۔ جن میں گھوڑا بھینسا بھیڑ بکری بھی شامل ہیں۔

یہ چند منتر مشتے نمونہ از خروارے درج کر دئے گئے ہیں۔ ضرورت پر یجر وید کا ادھیائے چوبیس اور بہت سے اور منتر بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔

غرض قرآن کریم کا یہ دعوے "ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام" جانوروں کی قربانی تو ہم نے تمام مذاہب کے لئے مقرر کر دی ہے۔ تاکہ وہ قربانی دیکر خدا کے نام کو بلند کریں +

گائے کی قربانی اور ہندو مسلم اتحاد

آج [illegible] سیاسی ہیجان اور طغیان کی فراوانی کے دنوں میں مسلمانوں جیسی حلیم اور فہیم قوم نفس انسانی کے ایک عجیب خاصہ سے شکار کی گئی ہے۔ ایک عرصۂ دراز سے ذبح بقر کی بنا پر ہندو مسلم جذبات کی قریبًا ہر سال نمود ہوتی چلی آئی ہے۔ کبھی مباحثات اور مناظروں کے رنگ میں اور کبھی طاقت و قوت کی باہمی پیکار کی صورت میں اس کے متعلق اپنے شدید احساسات کا اظہار کیا گیا۔ ایک طرف اگر خدا کے حکم نے اپنے بندوں کو اس کی قربانی پر آمادہ کر رکھا تھا۔ تو دوسری طرف خود اس جانور کی محبت، عظمت اور پرستش نے اس کی حفاظت کا واسطہ ڈال رکھا تھا۔ مسلمانوں پر نہ تو ہندو دوستوں کی سحر بیانی کا اثر ہوا۔ اور نہ ان کی اعداد کی کثرت ہی مسلمانوں کو اپنے فرض مذہبی باز رکھ سکی۔ ہندوستان کے یہ دونوں فرزند اس کی وجہ سے ہر سال ایک دوسرے کے خون سے آلودہ نظر آتے تھے۔ کہ یکایک اس سرزمین کا مطلع ایک عظیم الشان سیاسی طوفان سے غبار آلود ہو گیا۔ مسلمانوں نے اپنی رہی سہی دنیوی شوکت کو عیسائی سلطنتوں کے ہاتھوں برباد ہوتے دیکھ کر طبعًا ایک المناک صدمہ محسوس کیا۔ اور اس انتہائی بیچارگی کے عالم میں مسلمانوں کو کسی کا نظر بھر کر دیکھ لینا ہی کافی تھا۔ ایسے موقعہ کو ہندو برادران وطن نے غنیمت سمجھا اور مسلمانوں کے اس قومی درد میں ہمدردی کا اظہار کیا۔ لیکن اس اظہار ہمدردی کے ہر ایک موقعہ پر اشاروں ہی اشاروں میں یہ بھی بتلا دیا کہ اگر وہ اس ہمدردی کو مستقل طور پر حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو گائے کی قربانی سے ہاتھ کھینچ لینا چاہیئے۔ زخم خوردہ بھولا بھالا مسلم اظہار ہمدردی کے اس نہایت ہی سادہ فقرے سے شکار ہو گیا اور اس ایک ہی جملہ سے اسکی قلب ماہیت ہو گئی۔ وہ دل جو حقیقت میں صداقت کی آہنی چادر سے مربوط تھا اور جس پر ہندو خطابیات کی موجیں سر ٹکرا کر ہمیشہ نامراد واپس گئی تھیں۔ ایک ہی فقرہ کی برقی رو سے مسخر ہو گیا۔ وہ لوگ جو نفس انسانی کے اس گہرے راز سے واقف ہیں کہ انسانی دل کو مسخر کرنیکے لئے حمایت و ہمدردی کے چند جملے جو کام کرتے ہیں وہ کام بڑی سے بڑی مادی طاقت اور دلائل و براہین کی چمکتی ہوئی تلوار سے قطعًا ناممکن ہے۔ ان کی نگاہ میں مسلمانوں کا اس فقرہ کو قبول کر لینا (کہ وہ اپنے برادران وطن کیخاطر حتی الوسع ذبح بقر پر باقی جانور قربانی کو ترجیح دینگے -) ایک نہایت ہی معمولی بات ہے۔ ہمارے دل میں اس

ہندو مسلم بھائیو کی بڑی ہی قدر ہے لیکن خدا کے لئے ان واقعات پر بھی غور کرو۔ گزشتہ دنوں آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ریاست کشمیر کے قحط زدہ علاقوں کے چشمدید حالات شائع کرتا ہوا کیا لکھتا ہے۔ "دو سارے علاقہ میں سڑکوں کے ادھر ادھر پشو (بہائم) مرے پڑے تھے۔ جنکی بدبو سے چند قدم بھی ناک بند کئے بغیر چلنا محال ہے۔ جو مویشی نظر آتے ہیں ان کے جسموں سے گوشت اڑ چکا ہے۔ ہڈیاں ہیں اور اٹکی ہوئی جان ہے۔ جو نا معلوم کس گھڑی کا انتظار کر رہی ہے۔ ..... مجھے ایک بھائی نے بتلایا کہ ایک مسلمان زمیندار کی چودہ گئوئیں بیل اور بھینسیں تھیں سب کی سب مرگئیں۔ اس نے چودہ مویشیوں کے رسّے لئے ان کو کمر کے ساتھ باندھا اور پھر دریا کے اونچے کنارے پر پہنچ کر چھلانگ لگا دی۔ تباہ کے علاقہ میں سفر کر جاؤ۔ لیکن چند منٹ کے لئے بھی آپ ناک سے کپڑا نہیں اٹھا سکتے۔ اتنی تیز بدبو آتی ہے کہ سر جھکرا جاتا ہے۔ پشوؤں کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان کی بدبو علاقہ میں کونسی وبا پیدا کر دیگی۔ مویشیوں کی موت کی صحیح تعداد بتانی ناممکن ہے۔ لیکن اندازہ بتلایا جا سکتا ہے کہ نوّے فیصدی پشو مر چکے ہیں اور جو باقی دس فیصدی رہ چکے ہیں وہ بھی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ ...... فاقہ کشیوں سے موتیں ہو تی جاتی ہیں۔ ..... فاقہ کشوں نے بھوک کا مقابلہ کرنیکے لئے اور دل کو دھوکا دینے کے واسطے پیٹ کے ساتھ رسی سے سوٹیاں باندھی ہوئی تھیں۔ .. کوٹلی کے علاقہ میں پچاس فیصدی گھر اجڑ چکے ہیں"۔ (آریہ گزٹ)

یہ وہ واقعات ہیں کہ جو ایک آریہ ایڈیٹر نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اے! یہ نرم دل لوگ جانوروں پر رحم کرتے ہیں۔ مگر انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار تے ہیں۔ کشمیر کے علاقہ میں فاقہ کشیوں سے اس قدر مصیبت کیوں ہے۔ کیوں اسقدر جانور مر رہے ہیں اور اپنی موت سے وبا پھیلا کر نسل انسانی کو بھی موت کے منہ میں پہونچا رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف ایک ہے۔ اور وہ یہ کہ اس علاقہ میں انسان اور جانور دونوں فاقہ کشیوں سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں تو مر جائیں مگر کوئی شخص ان جانوروں کے گوشت سے اپنی جان کو نہیں بچا سکتا۔ کیا اس قدر جانور جو بھوکوں مر گئے مدت تک لاکھوں انسانوں کی خوراک نہیں بن سکتے تھے۔ اور کیا ان ہزاروں فاقہ کشیوں سے مرنے والوں کی جان کو اس وقت تک نہیں بچا سکتے تھے کہ خداوند عالم اپنی خلق پر رجوع بہ رحمت ہو۔ اے! وہ غریب مسلمان کہ جس کے چودہ جانور یکے بعد دیگرے اس کی آنکھوں کے سامنے چل بسے اور وہ خود بھی فاقہ کشی سے تنگ آکر دریا میں کود پڑا حکام کے اس ظلم و ستم کی فریاد کس درد دل کے ساتھ خدا کے حضور نہ کرتا ہوگا۔

ایک ادنےٰ سے ادنےٰ انسان بھی سمجھتا ہے کہ ایک قیمتی اور بڑی چیز کے لئے چھوٹی چیزیں ہمیشہ قربان ہوتی ہیں۔ کیا بادشاہوں۔ جرنیلوں اور دیگر فوجی افسروں کے لئے لاکھوں کہا انسان قربان نہیں ہوتے۔ کیا تم قدرت کے اس نظارے کو بھی بھول گئے۔ کہ جنگل اور سمندر کی ہر چھوٹی جان بڑی جان کے لئے قربان ہوتی ہے۔ پھر یہ کس قدر ظلم اور ستم کی بات ہے کہ انسان ... جو اشرف المخلوقات اور ایک اعلےٰ ہستی ہے۔ اس کی جان کو بچانے کے لئے باقی چھوٹی چھوٹی ہستیوں کو قربان نہ کیا جائے۔ ایک جانور دو سو برس تک جی کر بھی اس علو مرتبت کو نہیں پہونچ سکتا۔ کہ جس پر ایک انسان کے دل اور دماغ کا حصہ بن کر پہونچ سکتا ہے۔

دنیا کی ہر نوع کے اندر ایک عمل ارتقاء جاری ہے۔ چھوٹی چیزیں بڑی چیزوں کا جزو حیات بن بن کر ترقی کے مدارج کو طے کرتی رہتی ہیں۔ ایک سیب جو درخت پر پک کر گل سڑ کر ضائع ہو گیا۔ کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ مگر وہ جو انسانی دماغ کا جزو اور اس کی تقویت کا باعث ہو گیا۔ وہ اپنی پیدائش کی علت غائی کو پورا کر گیا۔

کیا وہ غلہ جو کھیتوں میں پک کر گرا اور برباد ہو گیا وہ قیمتی ہے۔ یا وہ جو انسانی جسم و جان کے لئے باعث حیات ہو گیا ہے۔

پس یاد رکھو کہ انسانی جان کی قدر و قیمت صرف اسلام نے قائم کی ہے۔ اور اس کی جان کو بچانے کے لئے ہر چیز کو حلال کر دیا ہے۔ تم اس پر خوش ہوتے ہو کہ ریاست میں... ذبح گاؤ کی کلی ممانعت ہے۔ (اور اسی طرح کل ہندوستان میں ہونی چاہئے) مگر اس پر ماتم نہیں کرتے کہ اس ستم ناروا کی وجہ سے جانور بھی مر گئے۔ اور انسان بھی فاقوں کے مارے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر چل بسے۔ اسلام اصول ارتقاء کا ممد ہے اور وہ قدرت کے اس عمل میں کہ چھوٹی چیزوں کو پستی اور ذلت کی سطح سے بلند کر کے ترقی اور علو کی سند نشین پر لایا جاوے اور یاد رکھو کہ کوئی ہستی علو مرتبت اور ارتقاء اعلےٰ کو حاصل نہیں کر سکتی جبتک کہ وہ اپنی ہستی کو فنا کر کے کسی اعلیٰ ہستی کا جزو بدن نہیں ہو جاتی یہ وہ اصول ہے کہ جو قدرت کے ذرے ذرے میں جاری و ساری ہے الانسان انوع مخلوقات کا گل سرسبد منتہائے کمال ہے جو چیز اسکے اجزائے جسمانی اور قوائے روحانی تک پہنچ جاتی ہے وہ اپنے ارتقاء اعلےٰ کے مقام کو حاصل کر لیتی ہے [illegible]

قربانی کے مسائل

۱- قربانی ایک امر مسنون اور ہر صاحب وسعت پر واجب ہے اور تمام گھر کی طرف سے ایک ہی قربانی دینا مسنون ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر یہی کرتے تھے۔ ہاں حجۃ الوداع میں بیبیوں کی طرف سے علیحدہ بھی قربانی فرمائی ہے۔

۲- قربانی اگر بکری۔ دنبہ۔ مینڈھے اور بھیڑ کی ہو تو ایک شخص کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ اگر گائے اور اونٹ ہو تو ایک سات شخصوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ بکری دو برس سے کم عمر کی نہ ہو اور دنبہ ایک برس سے کم نہ ہو۔ بھیڑ کا نام تک عرب میں نہیں اس لئے اسکو بکری کی ذیل میں ہی شامل کیا جاتا ہے۔

۳- قربانی کا جانور اندھا۔ ایک چشم۔ لنگڑا سخت کمزور اور بہت دبلا۔ کان چرا نہیں ہونا چاہیئے۔

۴- قربانی نماز عید سے پہلے جائز نہیں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے۔ نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے افطار کرے۔ اور بعد میں ۱۲ ذی الحج یعنے عید کے دو دن بعد تک جائز ہے اور اہل حدیث کے نزدیک ۱۳ تک۔

۵- قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت نہ کروائے۔ اور ناخن نہ کٹوائے۔ اس کا ثبوت بھی احادیث سے ملتا ہے۔ مگر اسکو فرض یا واجب یا سنت نہیں کہا جاسکتا۔

۶- قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا جائز ہے۔ حضرت مسیح موعود ؑ فرماتے ہیں کہ صدقہ کے واسطے مسلم یا غیر مسلم کی قید ضروری نہیں۔ کافر محتاج مسکین کو بھی صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ ایسا ہی تالیف قلوب کے لئے غیر مسلم کو اس کی دعوت دینا بھی جائز ہے۔

صلوٰۃ العید کے مسائل

۱- عید کے دن صبح سویرے اٹھنا غسل عمدہ لباس۔ خوشبو۔ آرائش۔ عید گاہ میں اول وقت جانا اور مسنونہ میں سے ہیں۔

۲- ایک راستہ سے جانا۔ اور نماز کے بعد دوسرے راستہ سے واپس آنا چاہیئے۔ جاتے وقت اور واپس آتے وقت تکبیر (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولله الحمد) پڑھنی چاہیئے۔ یہ تکبیریں اشراق کی تکبیریں کہلاتی ہیں۔ اور ذی الحج کی ۹ تاریخ سے شروع ہو کر ۱۳ تاریخ کی عصر تک فرض نمازوں کے بعد پڑھنی واجب ہیں۔

۳- نماز عید کے لئے عورتوں کا جانا بھی مسنون ہے۔ مگر حائضہ عورتوں کو علیحدہ رہنا چاہیئے۔

۴- نماز عید کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔

۵- عید کی نماز میں جو تکبیریں آئی ہیں انمیں علماء کا اختلاف ہے۔ مگر ترجیح اس روایت کو ہے کہ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں۔ اور دوسری رکعت میں قبل از قرأت پانچ تکبیریں اور یہی فقہا محدثین اور مدینہ طیبہ کا عمل درآمد ہے۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قبل از قرأت اور دوسری میں بعد از قرأت تکبیریں کہتے ہیں۔ یہ تابعین سے ثابت ہے مگر حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم پہلی روایت کو ترجیح دیتے تھے۔ ان تکبیروں میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ اور کھلے چھوڑے جاتے ہیں صرف آخری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔

۶- نماز کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں قرأت کے بعد سورۃ الاعلیٰ (سبح اسم ربک الاعلیٰ) یا سورہ ق اور دوسری میں سورۃ الغاشیہ یا اقتربت الساعۃ پڑھنا مسنون ہے۔

۷- خطبہ جمعہ کے دو خطبوں کی طرح ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا حل

ازروئے قرآن کریم صرف اشاعت اسلام پر منحصر ہے۔ عید اضحیٰ کے موقعہ پر اگر احباب ہمت اور جوش سے کام لیں تو اس کیلئے بہت کچھ فراہم ہو سکتا ہے اپنی اور اپنے دوستوں کی قربانی کی کھالوں کی قیمت اشاعت اسلام کیلئے بھجوانیکی کوشش کریں۔ عید فنڈ میں حصہ لینے کے لئے اپنے دوستوں میں تحریک کریں۔ عورتوں اور بچوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنیکی تحریص دلائیں اور ہر قسم کا روپیہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھجوائیں ✦ [ایڈیٹر]

برکات انسان پرستی

پرستش باطل کے بے شمار انواع و اقسام ہیں۔ سب سے انسان پرستی کا طوق غالباً بدترین طوق ہے۔ سورج۔ چاند۔ بادل۔ بجلی۔ پتھر۔ شجر۔ دریا۔ سمندر۔ گائے۔ سانپ وغیرہ قبل ہزار ہا اشیا کو انسان نے معبود بنائے رکھا۔ مگر جوں جوں انسان ہوش سنبھالتا گیا ان معبودین باطل کی حقیقت اس پر منکشف ہوتی گئی اور بتدریج اس مشتی زنجیر کو جس میں وہ مدتوں جکڑ بند رہا توڑ توڑ کر پھینکتا رہا۔ لیکن سب سے آخری کڑی جس کی گرفت سے انسان باوجود ترقی تہذیب و تمدن نکل نہ سکا پرستش انسانی ہے۔ پرستش باطل کی اس نوع میں انسان کو مسحور کرنے کی سب سے زیادہ طاقت ہے۔ انسان اس کی لعنت کو بخوبی محسوس نہیں کر سکتا۔ اور جس طرح وہ بیماری جس کی تشخیص مشکل ہو سب سے زیادہ خطرناک سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ قسم پرستش باطل سب سے بڑھ کر خطرناک ہے یہ دام ہوشیار سے ہوشیار کو گرفتار کر لیتا ہے الغرض انسان پرستی۔ انسان کی بت پرستانہ میلان کی سب سے آخری شکل ہے۔ تاریخ عالم اس پر شاہد ناطق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے جو بہترین دعا ان کو سکھلائی اس میں سب سے انتہائی درجہ پر اسی خطرہ سے بچاؤ کی دعا ہے۔ مغضوب علیہم کی حالت سے نکل کر انعمت علیہم میں سے ہو کر پھر بھی اگر انسان کسی خطرہ کی زد میں رہتا ہے۔ تو وہ یہی خطرہ انسان پرستی ہے۔ جس سے بچنے کے لئے دعا سکھائی کہ اے اللہ باوجود اتنے خطرات سے بچ کر اور اتنے منازل نیکی طے کر کے اگر تیرا فضل شامل حال نہ ہو تو ہم اس گروہ سے ہو جاویں گے جو انسان پرستی کی وجہ سے ضالین کہلائے۔ اے اللہ ہمیں ان سے نہ کیجیو۔ کلمۂ توحید میں محمد الرسول اللہ کو لا الہ الا اللہ کا جزو لاینفک بنانا اسی آخری انسانی کمزوری کے لئے بطور حفظ ماتقدم ہے نصاریٰ نے ایک نبی کو خدا بنایا۔ مگر کامل شریعت نے اس غلطی کے اعادہ کا یوں سدِ باب کیا کہ اسلام کے الف ب میں سے اس اصول کو قرار دیا کہ محمد صلعم محض اللہ تعالےٰ کیطرف سے رسول ہیں۔ حضرت مسیح موعود ؑ کو بعض حالات پیش آمدہ کی وجہ سے اپنے متعلق نبی کا لفظ استعمال کرنا ضروری تھا۔ مگر اس کمزوریٔ فطرت انسانی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بکراۃ و مراۃ اس لفظ کی پول تشریح کی کہ اس سے مراد محض ظلی بروزی اور مجازی نبوت ہے۔ آپ کو بھی یہی خطرہ دامن گیر رہا۔ کہ جذبۂ پیر پرستی آپ کو مسند نبوت پر متمکن نہ کر دے۔

یہی انسان پرستی ہے جو انسان کے دماغی و قلبی آنکھوں پر کورانہ تقلید کی پٹی باندھ کر اسے مضحکہ انگیز افعال و اقوال کا مرتکب کرا دیتی ہے۔ اسی جذبہ کا یہ منشور ہے کہ پیر مغاں کے جنبش مژگان پر سجادہ بمے رنگیں کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس انسان پرستی کی رنگین عینک سے بادۂ ناب حضرت پیر صاحب کے گلو مبارک سے اترتے ہی شراباً طہوراً دکھائی دیتا ہے۔

انسان پرستی کی تازہ ترین مثال اس گروہ کے طرز عمل میں ملتی ہے۔ جس نے اپنی تکمیل جناب صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں پکڑا دی ہے سنہ ۱۹۱۴ء سے آج تک اس گروہ کے ارتقاءِ معتقدات کو مطالعہ کرنے والے سے مخفی نہیں کہ اگر آج صبح ایک ایسی بات جس کا رات کو سوتے وقت کسی کو وہم گمان بھی نہ تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی زبانِ حقیقت ترجمان سے نکلتی ہے۔ تو بمصداق اینکہ دیر دیں معاً قرآن و حدیث و تحریرات حضرت مسیح موعود ؑ سے اس کی تائید میں بزعم خود دلائل کے دلائل صف آرا کر دئے جاتے ہیں۔ اس قابل رحم قلبیٔ ماہیت کی ایک نظیر اجراءِ سلسلۂ انبیاء کی اثبات میں وہ دلائل ہیں جو میر محمد اسحاق صاحب جیسے مدعی علم کی قلم سے نکلے ہیں۔ جو ماشاء اللہ صرف مولوی نہیں بلکہ فاضل بھی ہیں۔ ناظرین کرام کی عبرت کے لئے ہم ان دلائل پر ایک نظر ڈال کر دکھائیں گے۔ کہ وہ کس دل و دماغ کی کیفیت کا نتیجہ ہیں۔ وما توفیقی الّا باللہ۔

دلیل اول - (نبوت کا) ایک سلسلہ جاری ہوا۔ رحمت کا ایک دریا بہایا گیا۔ نعمت کا چشمہ دنیا پر ظاہر کیا گیا۔ پس جبتک کوئی صریح نص اس بارے میں نہ ہو کہ اب وہ دریا بند کیا جاتا ہے یا اب وہ چشمہ خشک کیا جاتا ہے۔ تب تک اس دریا کو بہتا اور اس چشمہ کو جاری مانا جاویگا۔

۱- میر صاحب! نبوت بلاشبہ ایک دریائے رحمت ہے۔ جس کا بند ہو جانا بڑی بدقسمتی ہے۔ مگر آپ نے غور نہیں فرمایا۔ اس چشمہ کے خشک ہو جانے کے قائل خود آپ ہی ہیں۔ کیونکہ نئی نبوت کا قائم کرنیوالا لازماً چشمۂ نبوت ماسبق کو خشک تسلیم کرتا ہے ورنہ نئی نبوت کی کیا ضرورت؟ یہی وہ سنت اللہ ہے جو تاریخ نبوت میں ہم دیکھتے ہیں۔ نیا نبی نہیں آتا جبتک پہلی نبوت کا چشمہ خشک نہ ہو جاوے۔ دارالامان سے ایک نیا چشمہ جاری کرنا بالفاظ دیگر مکی مدنی دریائے نبوت کو خشک قرار دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر وہ جو نبوت محمدی کے بعد کسی جدید نبوت کے روادار نہیں وہ اس دریائے رحمت کو تاقیامت جاری مانتے ہیں۔ اور آن واحد کے لئے بھی اس کا خشک ہو جانا تسلیم نہیں کرتے لہذا چشمۂ نبوت کے خشک ماننے کا الزام نبوت تراشانِ قادیان پر وارد ہوتا ہے۔ خواہ وہ ایک محدود وقت کیلئے ہی کیوں نہ ہو۔

مگر

۲- میر صاحب! خدارا غور کیجئے۔ اگر نبوت دریائے رحمت ہے جسکا بند ماننا ایک لعنت ہے۔ تو کیا آپ کے نزدیک شریعت رحمت نہیں؟ اگر عیسائیوں کی طرح آپ شریعت کو لعنت نہیں سمجھتے اور رحمت الٰہی ملنے

ہیں تو پھر ہمیں سمجھایئے کہ آپ کی منطق کے رو سے چشمۂ شریعت کو بند ماننا کیوں لعنت نہیں؟ اگر آپ نئی نبوت کا آنا ضروری سمجھتے ہیں اس وجہ سے کہ نبوت چشمۂ رحمت ہے۔ تو لازماً آپ کو ماننا پڑے گا کہ نئی شریعت بھی آنی ضروری ہے کیونکہ شریعت کچھ کم چشمۂ رحمت نہیں۔ ورنہ آپ کے اصولوں میں باہم تضاد واقع ہوگا۔ اور اس لحاظ سے ظہیر مولا (مصلح موعود) کا مذہب آپ کے مذہب سے کم غیر معقول ہے کیونکہ وہ نئی نبوت کے ساتھ نئی شریعت کو بھی مانتے ہیں۔ اور نبوت محمدیہ کی تنسیخ کے ساتھ قرآن کریم کو بھی منسوخ سمجھتے ہیں۔

دلیل دوم - اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یعنے خدا تعالے دل سے دعا کرنے والے کی دعا سنا کرتا ہے اور ہمیں وہ سکھائی گئی ہے کہ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ یعنے ہمیں صراط مستقیم دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جو منعمین ہوئے۔ منعمین کون ہیں؟ بروئے قرآن جن کو نبوت ملی جیسے فرمایا" واذ قال موسےٰ لقومہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء"۔ پس نبوت نعمت الٰہی ہے۔ اگر یہ ہمیں ملنی نہ تھی تو اس کے متعلق حکم ہی کیوں دیا کہ مانگو۔ چونکہ حکم دیا کہ نعمت مانگو۔ اور نبوت سب سے بڑی نعمت ہے اس واسطے نبوت مل سکتی ہے۔

۱- میر صاحب! بہت خوب۔ اگر نبوت کے لئے دل سے دعا کی جاوے تو ملجاتی ہے۔ مگر آپ مانتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں کسی کو نبوت نہیں ملی۔ کیا اس کا منطقی نتیجہ اس کے سوا کچھ اور ہے کہ تیرہ سو سال میں کسی نے دل سے دعا نہیں مانگی۔ نہ صحابہ کرام میں سے کسی نے دل سے دعا مانگی نہ تابعین میں سے نہ اولیائے کرام و مجددین و صلحاء میں سے کسی نے صدق دل سے دعا مانگی۔ کیونکہ اگر مانگی ہوتی تو ضرور ایک آدھ ان میں سے بنی ہو جاتا۔ ایسی منطق جس کا نتیجہ یہ ہو سکہ تمام کی تمام امت تیرہ سو سال تک اس سنگین الزام کے نیچے آتی ہو کہ کسی نے صدق دل سے دعا نہیں مانگی آپ کو مبارک ہو۔ حضرت ابوبکرؓ یونہی صدیق کہلائے۔ آج یہ انکشاف ہوا کہ ان میں بھی کوئی صدق نہ تھا۔

۲- میر صاحب! یہ تو فرمایئے۔ بنی کریم خود بھی یہی دعا مانگا کرتے تھے یا نہیں۔ اور مانگتے تھے تو کیا نعوذ باللہ آپ کا یہ فعل بے فائدہ نہیں تھا؟ نبوت تو آپ کو مل چکی تھی۔ پھر تحصیل حاصل کے لئے دعا مانگنا کونسی عقلمندی ہے۔ کیا یہی نتیجہ آپ کی منطق کا نہیں ہے؟۔

۳- میر صاحب! کیا عورتوں کی بھی یہ دعا برائے نبوت قبول ہو سکتی ہے؟ اور اگر نہیں ہو سکتی تو کیوں یہ دعا اللہ تعالے نے ان کو بھی مانگنے کا حکم دیا۔ ان کی صورت میں کم از کم اس قدر استثنٰی کی ضرورت تھی صراط الذین انعمت علیہم ماسوا الانبیاء۔

۴- مگر میر صاحب! تعجب ہے۔ کہ آپ کی منطق کی رو سے میاں صاحب نے بھی ابھی تک صدق دل سے دعا نہیں مانگی۔ کیونکہ ابھی تک بنی نہیں ہوئے۔

۵- جو آیت تشریح نعمت کے لئے آپ نے پیش کی ہے۔ اس میں تو آپ نے لاتقربوا الصلوۃ والی طرز اختیار کی ہے۔ ملاحظہ ہو پوری آیت" واذ قال موسےٰ لقومہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا"۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کی طرح بادشاہت بھی نعمت ہے۔ اور اس واسطے انعمت علیہم میں صرف حصول نبوت کے لئے دعا نہیں سکھائی۔ بلکہ حصول بادشاہت کے لئے بھی۔ کیا آپ لوگ اپنی دعا میں موخر الذکر مفہوم کو بھی آج کل مدنظر رکھتے ہیں یا نہ۔ اور رکھتے ہیں تو کیا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ اے اللہ ہمیں بادشاہت عطا کر۔ اور چونکہ آپ کا مرکز قادیان ہے۔ لازماً اس بادشاہت کا جس کے حصول کے لئے آپ پانچ وقت دست بدعا رہتے ہیں۔ دارالخلافہ بھی قادیان ہی ہوگا۔ اور چونکہ حضرت میاں صاحب خلیفہ ہیں اسواسطے بادشاہ بننے کا حق بھی انہی کا ہوگا۔ تو بتلایئے ایک طرف تو سلطنت برطانیہ سے وفاداری کے جا و بیجا اعلانات اور دوسری طرف اندر ہی اندر یہ دعا مانگنا کہ اے اللہ ان سے بادشاہت چھین کر ہمیں دیدو۔ یہ آپ کو اس الزام کے نیچے تو نہیں لاتا کہ زبان پر کچھ اور ہے اور دل میں کچھ اور۔ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ یہ آپ کی خود تراشیدہ منطق کا نتیجہ ہے (باقی دارد)

یعقوب خاں

نومبائعین

جن کے نام شائع کرنے کی خواہش کی گئی ہے

(۱) عبدالکبیر خانصاحب موضع شیخ محمدی پشاور (۲) شیر باز خانصاحب کلرک راولپنڈی
(۳) نیر خان صاحب پشاور (۴) ملک رحیم بخش صاحب کنجاہ
(۵) میاں محمد سعید صاحب ای۔ اے۔ سی سیالکوٹ

(۶) تاج محمد ولد خیر محمد	علی پور	ضلع مظفرگڈھ
(۷) جیون خاتون	"	"
(۸) صوفی عبدالمجید	"	"
(۹) حاجی احمد صاحب	"	"
(۱۰) کریم بخش صاحب	"	"
(۱۱) یار محمد صاحب	"	"
(۱۲) خان محمد ولد علیم	"	"

فہرست چندہ جماعت احمدیہ چھاؤنی لاہور

بابت ۱۵ اپریل - مئی - جون

(۱) حکیم الطاف علی صاحب	سے	(۸) قاضی محمد عثمان صاحب	عہ
(۲) قاضی ثناءاللہ صاحب	صہ	(۹) بابو محمد حسین صاحب	عہ
(۳) بابو محمد لقمان صاحب	صہ	(۱۰) بابو نبی بخش صاحب	سے
(۴) قاضی منظور علی صاحب	للعہ	(۱۱) میاں نبی بخش صاحب	لعہ
(۵) قاضی عبدالرشید صاحب	سے	(۱۲) میاں جلال الدین صاحب	للعہ
(۶) قاضی عبدالحلیم صاحب	للعہ	(۱۳) قاضی عبدالواحد صاحب	صہ
(۷) قاضی برکت علی صاحب	سے	(۱۴) داروغہ صدرالدین صاحب	سے

محمد قمر عبدالغفور ... کل ۱۲

اکمل کی خباثت

(۲)

گزشتہ نمبر کے مطالعہ سے ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا کہ کس طرح اہل قادیان نے نفسانیت، و خود غرضی کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ نظام انجمن کو درہم برہم کر دیا اور کس طرح خاص خادمان مسیح موعود نے مقدمہ بازی اور دنگا و فساد سے قوم کو بچانے کے لئے سلسلہ کی مشترکہ جائداد اہل قادیان کے ہاتھوں میں چھوڑ کر نئے سرے سے خدمت سلسلہ و اسلام کا بیڑا اٹھایا۔

سابقہ انکشافات کے بعد ناظرین اس بات کے خواہشمند ہونگے۔ کہ میاں اکمل کی بقیہ یاوہ گوئیوں پر بھی نظر کی جانی ضروری ہے۔ ترجمۃ القرآن کے ساتھ میاں اکمل نے ام الالسنہ پر نظر ڈالی ہے اور کہتا ہے کہ "اس کا نام لینے سے بھی آپ کو شرم کرنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود کی کتاب منن الرحمٰن (جو ابھی شائع نہیں ہوئی) کا سرقہ ہے" میاں اکمل اگر اس کے ساتھ یہ بھی کہدیتے کہ موجودہ صورت میں جہانتک منن الرحمٰن قادیان میں موجود ہے اس قابل نہیں کہ وہ شائع کی جاسکے کیونکہ اس میں حضرت مسیح موعود نے صرف عربی کے ام الالسنہ ہونے کے دعاوی قائم کئے ہیں۔ ان کے دلائل حضور کی قلم سے ابھی نہ نکلے تھے۔ صرف دعاوی بلا دلائل کو شائع کر دینا نہایت غیر موزوں تھا۔ اس لئے میاں اکمل کے پیر صاحب موجودہ صورت میں اسے شائع کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ مگر خواجہ صاحب کے "ام الالسنہ" کے اعلان پر نفس پرستی کے جوش میں ناتمام حالت میں ہی اسے رجسٹری کروا کر اخبار الفضل ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں اعلان نکلوا دیا۔ کہ کوئی شخص اُسے کل یا اس کے کسی جزو کو چھاپنے کا مجاز نہیں۔ نیز اس کے تمام مطالب کا ترجمہ ترمیم اقتباس التباس وغیرہ کے بھی جملہ حقوق محفوظ ہیں" اسی پر خود غرضی کا خاتمہ نہ ہوا۔ بلکہ اپنے مہتمم کتب خانہ سے نوٹس دلا دیا۔ حالانکہ اگر ان میں حضرت مسیح موعود کے لئے ذرا بھی غیرت ہوتی تو وہ خدا کا شکر ادا کرتے کہ جس کام کی قابلیت خود ان میں نہ تھی اُسے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک نام لیوا نے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اہل قادیان تو آج حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو رجسٹری کروا کر ان کو ذریعہ تجارت بنا رہے ہیں مگر خود حضرت صاحب نے مدۃ العمر کسی کتاب کی رجسٹری نہ کروائی۔ اگر میاں اکمل کے نزدیک ام الالسنہ حضرت صاحب کی کتاب منن الرحمٰن کا سرقہ ہے تو کیوں باوجود رجسٹری کرانے اور خواجہ صاحب کو نوٹس دینے کے اُسے پبلک میں پیش نہیں کیا جاتا۔ تاکہ سرقہ شدہ امورات کا پتہ لگ جائے۔ یہ امر کہ حضرت مسیح موعودؑ کے تعلیم کردہ مطالب کو آپ کے خادم استعمال کرنے کے مجاز نہیں۔ اور وہ خیانت کے مجرم ہو سکتے ہیں یہ نئی قادیانی اصطلاحات ہیں جنہیں عقل سلیم دھکے دیتی ہے۔ میاں اکمل کے پیر و مرشد اس سے پہلے خواجہ صاحب کو سرقہ کا الزام دے کر باوجود نامکمل کتاب کو رجسٹری کرا دینے اور اپنے مہتمم سے نوٹس دلوانے کے منہ کی کھا چکے ہیں۔ اب اتنے عرصہ کے بعد پھر وہی رونا شروع کر دیا ہے۔ اسلئے بہتر ہے کہ میاں اکمل ہی کوشش کر کے نامکمل رجسٹری شدہ منن الرحمٰن شائع کرا دیں۔ تاکہ خواجہ صاحب کا سرقہ پکڑا جاسکے۔

میاں اکمل دعوے کرتا ہے کہ قرآن شریف کے بالمقابل تفسیر کا چیلنج دیا جا چکا ہے۔ سو عرض ہے کہ وہ چیلنج منظور ہو کر پارہ اول قرآن شریف ہماری طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ قادیان کے جملہ علماء گدی نشین کی طرف سے بھی ایک پارہ نکل چکا ہے۔ میاں اکمل جس عالم کو بشرطیکہ وہ محمودی نہ ہو پسند کریں اُسے ہر دو کی صحت ترجمہ و تفسیر کے متعلق ریویو لکھنے کے لئے کہیں۔ تاکہ بڑے بڑے علوم کی جو اہل قادیان پر منکشف ہو رہے ہیں دنیا کو حقیقت معلوم ہو جائے۔ ورنہ لکچروں کو دوسروں سے لکھوا کر اور درست کر کے شائع کر دینا کونسی بہادری ہے۔ کتاب "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" ایک احمدی مسلمان کے لئے تو قابل فخر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ انہیں اصولوں پر لکھی گئی ہے جو حضرت مسیح موعود نے تعلیم کئے۔ مگر قادیان کا ہاتھی زدرگی۔ لکھنے والوں کو یہ آیت نظر نہیں بھا سکتی۔ کیونکہ ایسی تعلیم کے پھیلنے سے اُن کی بیہودہ تعلیموں کو صدمہ پہونچتا ہے۔

ماشاءاللہ میاں اکمل اور آپ کا پیر سیاست دانی کے بھی مدعی ہیں۔ ہمیں تو آج تک ایسی ہمہ دانی کا کبھی دعویٰ نہیں ہوا۔ ہاں قادیان کے بڑمار زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں۔ تاہم اپنے پیر اور اپنی جماعت کی سیاست دانی کے لئے سول ملٹری گزٹ کے اس ریمارک کو پڑھیں جو اُنہے

تمہارے حال کے میموریل پڑھ گئے اور پھر تمہارے بڑے قانون دان کی تحریر پراس نے صاف لکھدیا کہ تم لوگوں کے پہلے اور حال کے خیالات میں بیّن فرق ہے ہم سیاست دان نہیں۔ اسی لئے کسی سیاسی آدمی کو میموریل نہیں دیتے پھرتے۔ تمہیں ہمہ دانی کا دعوے ہے۔ تم لوگ درباروں میں جوتیاں چٹخاتے پھرو۔ دنیائے احمدیت آپ کے گدی نشین کی باتوں پر عمل کرامن میں نہیں رہی۔ بلکہ یہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ اور یہ بلا تخصیص ہر دو فریق پر حاوی تھا۔

ناظرین ذرا قادیانی مصلح موعود کا لطیفہ بھی سن لیں جو بقول میاں اکمل سیاست و خدادانی کا مرکز ہے۔ اور اسی سے قادیانیوں کی خوش فہمی کا اندازہ لگا لیں۔

قادیانی گدی نشین سے خواجہ صاحب نے مطالبہ کیا۔ کہ آیا ان کو الہام ہوا ہے کہ وہ مصلح موعود ہیں۔؟

اس کا جواب خدادانی اور سخن فہمی کے پتلے یہ دیتے ہیں: "خواجہ صاحب آپ نے لکھا ہے کہ اگر آپ الہام سے مصلح موعود ہونے کا دعوے کریں۔ تو میں کچھ نہ بولوں گا۔ اگر آپ نے یہ بات سچ لکھی ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالے نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں۔"

ناظرین اس سوال و جواب کو دیکھ کر قادیانی فہم کا اندازہ لگا لیں سوال ہوتا ہے مصلح موعود کے بارہ میں جیسے خود جواب میں دوہرایا بھی ہے مگر جواب ملتا ہے کہ آپ خلیفہ ہیں۔

اس پر پھر سوال ہوتا ہے کہ چلو وہ الہام بتلاؤ۔ کہ جس میں خدا نے بار بار آپ کو فرمایا کہ آپ خلیفہ ہیں؟

تو میاں اکمل کی زیر نگرانی تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۵ء کے ذریعہ سے جواب ملتا ہے:۔

"یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالے کا بتانا اور اللہ کی وحی میں بھی عموم و خصوص کی نسبت ہے۔ بتانا یوں ہے کہ مثلاً کسی آیت قرآنی سے آپ کی خلافت کا ثبوت ہو۔ کسی الہام مسیح موعود سے یہ ثابت ہو۔ کہ آپ خلیفہ ہیں۔ رؤیا میں آپ پر منکشف کیا جائے کہ آپ خلیفہ ہیں۔ یہ دعوے نہیں کیا گیا کہ سیدنا محمود پر خدا کی وحی نازل ہوئی کہ اے محمود تو خلیفہ ہے۔"

جہاں ایسے ایسے عقل کے کورے موجود ہوں وہاں عقلی اور نقلی دلائل پیش کرنے لاحاصل ہیں۔

عقائد محمودیہ سے بیزاری

کے

سولہ اعلان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم مندرجہ ذیل اشخاص ساکنان کشمیر سرینگر اپنا نام جماعت احمدیہ میں درج کرانا چاہتے ہیں۔ اور آپ سے درخواست دعا کرتے ہیں اور یہ بھی عرض ہے کہ ہماری درخواست بیعت منظور فرمائی جاوے۔ اس سے پیشتر بھی ہم احمدیت کیطرف حسن ظن رکھتے تھے۔ مگر آج ہم ارادہ کر چکے ہیں کہ اپنا نام ضرور درج کرائیں۔ کیونکہ ہم اس بات پر بعد تحقیق پہنچ چکے ہیں کہ واقعی اصل اصول اسلام اور مرزا صاحب کی تعلیم آپ کے پاس ہے اور قادیانی جماعت ایک دھوکہ بازا ور اسلام سے بہت دور پڑی ہوئی جماعت ہے۔ چنانچہ اس سال قادیانی جماعت کے خلیفہ اور ان کے حوالی و موالی کشمیر میں تشریف لائے ہیں۔ جو کہ عجیب قسم کا مذہب رکھتے ہیں۔ نہ آج تک یہ مذہب کسی کا تھا۔ اور نہ ہے۔ ان کے اتقا اور پرہیزگاری کا شہرہ تھا وہ ہم نے سید محمود اللہ شاہ پرائیویٹ سکرٹری کا دیکھ لیا ہے اور ہم اس کی داد دیتے ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب تو بہت کم گفتگو کرتے ہیں۔ اور اگر کسی شخص سے گفتگو بھی کی تو فوراً خیال فرما لیتے ہیں۔ کہ تشفی بخش جواب دئے گئے ہیں۔ حالانکہ سائل بچارہ خود سمجھتا ہے کہ ابھی کوئی مرحلہ طے ہی نہیں ہوا تو تشفی کیسی۔ خلیفہ صاحب کے مبلغ فاضل اجل حافظ روشن علی صاحب تو روزانہ درس کرتے ہیں۔ سامعین ہم ہیں سے پانچ یا دس آدمی ہوتے ہیں۔ جو کہ ان کے ہم خیال ہی نہیں ہیں۔ ان کا جواب بھی ایسا ہی تشفی بخش ہوتا ہے جیسے کہ ان کے آقا خلیفہ صاحب کا یعنی سائل کو سوال کرنے ہی نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ دو لفظ سن کر فرماتے ہیں کہ ہاں میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ کا سوال یہ ہے اور خود ہی سوال حسب منشا بناتے ہیں۔ اور جواب تو روشن ہی ہے۔ کہ اپنے بنائے ہوئے سوال کا کیا ہوگا۔ ہم حیرت میں ہیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ عیسائیوں کی طرح کبھی باپ بیٹا اور روح القدس کا مسئلہ میرزا صاحب کی نبوت کے لئے پیش کرتے ہیں اور کسی وقت دھوکہ بازی سے بالکل انکار کرتے ہیں۔ حافظ روشن علی صاحب تو بڑے فاضل ہیں مگر ان کو کیا معلوم کہ کشمیر کونسا ملک ہے۔ کیا وہ علیہ جواب دیں گے کہ انہوں نے مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل کے عام لیکچر کا جس میں انہوں نے ختم نبوت پر بحث کی ہے کیا جواب دیا ہے۔ اور کیوں الفضل کے کالم سیاہ کرتے ہیں کہ ان کی کامیابی سرینگر میں اچھی ہوئی ہے۔ ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ بیان کرتے ہیں۔

کہ یہ بالکل دھوکہ بازی سے ختم نبوت کے معنی کرتے ہیں۔ پبلک کو سخت دھوکہ دیتے ہیں۔ چنانچہ یہی دھوکہ دیکر دو آدمیوں کی بیعت انہوں نے لی ہے جو زیر تبلیغ ہیں انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب فسخ بیعت کا اعلان ہوگا۔ مہربانی فرما کر یہ اخبار پیغام صلح میں درج فرما دیں۔ اور ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد وقت تھے۔ اور اللہ کریم کے ایک برگزیدہ انسان تھے۔ بس۔ ہم ہیں خاکساران۔

محمد اکبر صاحب ٹیلر ماسٹر سرینگر۔ غلام نبی صاحب ٹیلر ماسٹر سرینگر۔ [illegible] طالب علم الیف۔ اے کلاس سرینگر۔ بشیر احمد صاحب طالب علم نویں جماعت کلاس سرینگر۔ خواجہ عبد السلام صاحب [illegible] سرینگر۔ خواجہ غلام محی الدین صاحب ہیڈ و تاجر فیروزہ سرینگر۔ خواجہ غلام قادر صاحب [illegible] سرینگر۔ خواجہ نادر شیخ صاحب نواب بازار۔ منشی و حافظ غلام احمد صاحب طالب علم [illegible] ماسٹر محمد رمضان صاحب [illegible] ٹھیکیدار [illegible] محمد ابراہیم صاحب [illegible] سرینگر۔ خواجہ محمد رجب صاحب ساکن [illegible] سرینگر۔ [illegible] صاحب [illegible] سرینگر۔ خواجہ محمد صدیق صاحب [illegible] سرینگر۔ خواجہ محی الدین صاحب [illegible] سرینگر۔ محمد سکندر صاحب مدرس۔

نوٹ! مزید اصحاب زیر تبلیغ ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب ان کے اسمائے گرامی بھی لکھے جائیں گے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ کامیاب کرے۔ محمد ایوب احمدی آنریری [illegible]

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

شیخ نیاز علی صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible] ضلع گجرات کے اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۲ اگست ۱۹۴۰ء کو جناب اہلیہ صاحبہ ملک امر الٰہی صاحب ساکن [illegible] احمدی قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک بچہ اور شیر خوار بچی اپنی یادگار چھوڑ گئی ہیں۔ احباب سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے +

ضرورت نکاح | ایک شریف نوجوان قرآن کریم پڑھی ہوئی اور گھر کے معمولی کاروبار میں ہوشیار لڑکی کیلئے نکاح کی ضرورت ہے لڑکا برسر روزگار شریف اور احمدی ہونا چاہیئے۔ درخواستیں بنام سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible] آنی چاہئیں +

ماسٹر محمد یوسف خانصاحب سابق مدیر اخبار اپنے وطن مالوف کو واپس تشریف لے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ لاہور کی آب و ہوا آپ کی طبیعت کو راس نہیں آئی +

مولوی عبد الستار صاحب اپنی ایک عزیزہ کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب ان کے لئے ضرور دعا کریں +

تازہ خبریں

پچھلے ہفتہ میں کراچی میں زبردست بارش ہوئی ہے۔ جس کے سبب مکانات کو بہت نقصان ہو چکا ہے۔ مقام ملیر میں دریا کے دونوں کناروں تک پانی چڑھ آنے سے ایک میل تک پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ دو سو کے قریب مواشی اور کئی مکانات بھی پانی کے ساتھ بہ گئے ہیں۔

شہادت علی گڑھ کے متعلق کل ۳۴۳ گرفتاریاں عمل میں آئی تھیں جن میں ۳۴ کو تو اس لئے رہا کر دیا گیا ہے کہ ان کے خلاف جرم ثابت نہیں ہو سکا۔ باقی ملزمین میں سے ۳۰۹ کے خلاف تو زیر دفعہ ۱۰۷ مقدمات چلائے گئے ہیں اور باقی ۷۶ پر ڈاکہ مارنے کے الزام میں مقدمات چلائے گئے تھے۔ اس وقت جیل میں ہیں۔ ۱۵ یا ۱۶ ملزمین فرار ہو گئے ہیں۔ جو ابھی تک پکڑے نہیں جا سکے۔ ۶۹ ملزمین میں سے ۲۰ کے خلاف زیر دفعات ۱۴۷ اور ۳۴۲ خلاف قانون مجمع کرنے اور سرکاری ملازمین کے فرائض کی سرانجام دہی میں مخل ہونے کی بنا پر مقدمہ کی سماعت ہو رہی ہے۔ دو کے سوا سب نے اپنے اپنے تحریری بیان داخل کر دئے ہیں۔ تمام ملزمین نے ۱۵ اگست کو عدالت میں حاضر ہونے سے انکار کر دیا ہے اور تمام کے تمام اس بات کے شاکی ہیں کہ مقامی پولیس نے انکے ساتھ انتقامانہ کارروائی کی ہے +

بمبئی یکم اگست۔ نماز جمعہ کے بعد جمعہ مسجد میں مسلمانان بمبئی کا ایک عظیم جلسہ زیر صدارت مولانا ابو الکلام آزاد منعقد ہوا۔ مولانا عبد الماجد بدایونی۔ مولانا فاخر۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا محمد علی۔ سیٹھ یعقوب حسن۔ مسٹر احمد حاجی صدیق کھتری ڈاکٹر سیف الدین کچلو۔ ڈاکٹر محمد عالم۔ حاجی عثمان سیٹھ۔ آغا محمد صفدر۔ مسٹر یکھتا اور دیگر سربر آوردہ مسلمان حضرات جلسہ میں تشریف رکھتے تھے۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے اس جلسہ میں تقریر فرمائی۔

آپ نے فرمایا کہ میں عید اضحیٰ کے موقعہ پر مسلمانان ہند کی توجہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا فرمان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں مسلمانان ہند کے ہاتھوں عراق اور شام میں اپنے مسلمان بھائیوں کا قتل عمل میں آ چکا ہے۔ اس لئے اب ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خدائے غفور الرحیم کی جناب میں نہایت آہ و زاری سے توبہ و استغفار کرے۔ سمرنا کے یتیم بچوں اور

بیواؤں کی امداد کے لئے دل کھول کر چندہ دیں۔ عید الضحیٰ کے دن ہمارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو خدا کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں فرمایا تھا۔

مسلمانان ہند کو چاہیئے کہ وہ عید کے دن گاڑھا زیب تن کئے عید گاہوں میں ادائیگی نماز کے لئے حاضر ہوں اور پختہ عہد کریں کہ آئندہ کبھی ولایتی کپڑا نہ خریدیں گے۔

مولانا آزاد کے بعد مولانا عبد الماجد بدایونی نے سودیشی پر ایک ایسی دل ہلا دینے والی تقریر فرمائی۔ کہ لوگوں نے اپنے بدیشی کپڑے اتار اتار کر مسجد کے صحن میں پھینکنے شروع کر دیئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے اندر ان کپڑوں کا ایک انبار لگ گیا۔ جن کو سمرنا بھیجنے کے لئے مرکزی خلافت کمیٹی کے دفتر میں پہونچا دیا گیا +

بلوچستان اور اڑیسہ میں بارش ہوگئی۔ چھوٹا ناگپور۔ جنوبی راجپوتانہ و زیرین سندھ میں بارش بکثرت ہوئی۔ ۲۹ سے ۳۱ جولائی کو مونٹ آبو میں ۲۱ انچ بارش ہوئی حیدرآباد سندھ میں ۱۰ انچ۔ پنجاب شمال مغربی سرحدی صوبہ میں بھی ۳۰ اور ۳۱ جولائی کو خوب بارش ہوئی۔ گزشتہ ہفتہ موسمی ہوائیں بکثرت بارش برساتی رہیں۔ مگر صوبجات متحدہ اور جنوبی حیدرآباد میں معمول سے بہت کم بارش ہوئی +

اسسٹنٹ کمشنر لاہور ڈویژن اور مظلومین جلیانوالہ باغ کو معاوضہ دلانے والی کمیٹی کے صدر امرتسر پہونچ گئے۔ بہت سے لوگ اطراف و اکناف سے اپنے مطالبات پیش کرنے کے لئے موجود تھے +

فتحپور سیکری کے مقدمہ بلوہ میں فیصلہ سنا دیا گیا۔ ۳۵ ملزمین میں سے ۵ رہا کر دیئے گئے۔ [illegible] بزیر دفعہ ۱۴۷ و ۲۹۵ تعزیرات مجرم قرار دیئے گئے اور انہیں ایک ایک سال قید کی سزا دی گئی +

قسطنطنیہ یکم اگست۔ مشرقی اطلاعات مظہر ہیں کہ ترکوں اور بالشویکوں کے دوستانہ تعلقات میں روزافزوں ترقی ہو رہی ہے۔

جنرل برلیلاف و جنرل نیکلیٹاف انگورہ اور سیواس پہنچ گئے ہیں نیز یہ اطلاع بھی موصول ہوئی ہے کہ بالشویک حکومت اپنی فوج کے مسلمان سپاہیوں کو اس غرض سے اکٹھا کر رہی ہے کہ وہ اناطولیہ میں ترکان احرار کی مدد کے لئے روانہ کئے جائیں۔

قسطنطنیہ ۲ اگست۔ ترکی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ یونانیوں کی پیش قدمی [illegible] کے محاذ پر روک دی گئی ہے اور یونانی فوج عسکی شہر کی طرف پسپا ہو رہی ہے۔ [illegible] پاشا سپہ سالار افواج کوہ قاف۔ رمزی پاشا۔۔ سپہ سالار [illegible] اور صلاح الدین بے سپہ سالار افواج سلیشیا کے

تمام انگورہ پارلیمنٹ [illegible] ہیں کہ وہ [illegible] یونانی [illegible] کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے
انگورہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ [illegible] فتح و ظفر [illegible]
[illegible]
مجلس ملی [illegible] سے مداخلت کی درخواست نہیں کریگی +

لنڈن ۔ ایک خاص نامہ نگار [illegible] نہایت ہی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ترکان احرار کامیابی حاصل کر رہے ہیں [illegible] جن فتوحات کا ذکر تھا وہ ایسی اہم نہیں تھیں +

پیغام صلح

ہفتہ وار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۹ نمبر ۷

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۹ ہجری المقدس مطابق ۱۷ اگست سنہ ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

تصحیح صـ۱۳ سے متعلق حلف کی تحریرات کو احباب صـ۱۴ سطر ۲۷ سے ملاحظہ فرماویں

اخبار احمدیہ

حضرت سید محمد احسن صاحب کی صحت بفضلہ اچھی ہے آپ باوجود اس ضعف شیخوخت اور فالج محمودی غلو کی تردید اور سلسلہ حقہ کی صداقت کے دلائل و براہین کی تلاش کے لئے قرآن کریم اور حدیث کا شبانہ روز شغل رکھتے ہیں اس عمر میں آپ کی یہ ہمت جوش اور کام کے لئے عزم، محمودی اگر غور کریں تو میاں صاحب کے لئے کرایہ کی کشتی[1] اور مکان ملجانے کے نشانوں سے بہت بڑھ

[1] میاں صاحب کی سیاحت کشمیر کے دنوں میں الفضل لکھتا ہے کہ بہت نشان ظاہر ہوئے ہیں ان میں سے دو سب سے بڑے کرایہ کی کشتی اور مکان کا ملجانا ہیں +

چڑھ کر معجزانہ رنگ رکھتا ہے ورنہ بہ لطیفہ وجود کہ جو مثبت مانند وشب دیگر ست مادر کا مصداق وجود ہے باوجود کیونکر زندہ رہ سکتا ہے۔ یہ وعدہ الٰہی اور عہد و میثاق ربانی کی ایک ہی یادگار ہے محمودیو! اگر چشم حقیقت باز اور سامعہ بصیرت وا رکھتے ہو تو اس بزرگ سلسلہ مسیح موعود کے ثانی اثنین معین و مددگار فرستادہ دین کے لئے اس تارک روزگار اور حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے حقیقی مثیل کی معجزانہ زندگی اور جوش صداقت کو بچشم خود آ کر دیکھو اور اپنے ایمان کو تازہ کرو کہ یہ نشان نو دسالہ اللہ تعالیٰ نے صرف تمہاری ہی خاطر اب تک حی اور قائم رکھا ہوا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب بخیریت آج کل لاہور ہی تشریف رکھتے ہیں۔ آپ وسط ستمبر میں واپس ووکنگ تشریف لیجانے کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ یہ مجاہد فی سبیل اللہ کہ جسکو حضرت مسیح موعود کی زبان پر حسن بیان کا خطاب دیا گیا ہے ہم سے جدا ہو کر ضلالت و تاریکی کے فرزندوں کو عالم ایمان کی طرف دعوت دینے کے لئے جاتا ہے۔ اس کا وجود بھی عہد و میثاق خداوندی کا ایک تذکار عظیم ہے کہ جس کے ید بیضا کے اشارے سے طلوع الشمس من مغربہا کا عظیم الشان وعدہ الٰہی پورا ہوا۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ یہ عظیم الشان نشان ذی الحجہ کے مہینہ میں بعد یوم النحر پورا ہوگا۔ کون نہیں جانتا کہ لارڈ ہیڈلے بالقابہ جیسے عالی مرتبت لارڈ کے قبول اسلام (کہ جس نے رویٹر کے تار کے ذریعہ سے تمام اکناف عالم میں ایک غلغلہ بلند کر دیا اور تمام یورپین پریس بالاتفاق چونک اٹھا تھا) کا اعلان ماہ ذی الحجہ میں ہی ہوا تھا۔ پس یہ وہی وقت عظیم ہے کہ جس کی بشارت خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی اور حضرت مسیح موعود کی تعبیر کے مطابق شمس اسلام کا طلوع مغرب سے ہو گیا۔ اور یہی وہ قدسی نفس انسان ہے کہ جس نے سب سے پہلے آفتاب صداقت کا چہرہ یورپ کو دکھایا۔ اور بڑی مقتدر ہستیوں کو حلقہ بگوش اسلام بنایا یہی شخص اب پھر عازم مغرب ہوتا ہے۔ پس چاہیئے کہ حمایت و نصرت کے لئے تمہاری دعائیں اور افضال الٰہی کی بارش اس کے ساتھ جائے۔ اللّٰھم انصر من نصر دین محمد واجعلنا منھم اللّٰھم اخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منھم۔

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسے۔ حکیم صاحب موصوف کا جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے ضلع مظفر گڑھ میں دورہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ مولوی اللہ بخش صاحب فرسٹ اورینٹل ٹیچر کو جزائے خیر دے کہ جن کی تحریک، ہمت اور سعی سے یہ کام بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ ہوا۔ حکیم صاحب موصوف نے شہر اور ضلع میں دورہ کر کے خوب تبلیغ کی۔ گیارہ اشخاص داخل سلسلہ ہوئے۔ مفصل رپورٹ کا خلاصہ انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ درج اخبار کیا جائیگا۔

شیخ غلام سرور صاحب جو دہلی میں تبلیغی خدمات بجا لا رہے ہیں ان کا ایک مباحثہ محمودیوں کے ساتھ ہوا۔ جس میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے انہیں بہت کامیابی ہوئی ہے۔ آپ کی ایک گفتگو پادری احمد مسیح کے ساتھ بھی ہو چکی ہے۔

مکرم خویم ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کا ایک خط اسی ہفتہ موصول ہوا ہے کہ جس میں آپ نے بمبئی کے محمودی ہیڈ کوارٹر میں پہونچ کر ان کے ساتھ ایک فلسفیانہ مکالمہ کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس دلچسپ گفتگو کی رپورٹ آیندہ اشاعت میں شائع کیجائے گی۔

مکرم مرزا خدا بخش صاحب ضلع سرگودھا کے تبلیغی دورہ سے واپس تشریف لائے۔ سید مدثر شاہ صاحب کوہ مری سے واپس لاہور اور یہاں سے فیروزپور تشریف لے گئے ہیں۔ اور عنقریب اپنے تبلیغی ہیڈ کوارٹر راولپنڈی معہ اہل و عیال تشریف لیجانے والے ہیں۔

شیخ محمد یوسف صاحب مبلغ اپنے علاقہ میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ جالندھر میں اتر کر آپ نے اپنا کام شروع کر دیا۔ احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے مبلغین سے فائدہ اٹھاویں اور ان کے کام میں امداد دیں۔ ہوشیارپور میں بھی آپ نے تبلیغ کی ہے۔

خان صاحب میاں غلام رسول خان صاحب اپنے ایک خلف الرشید کے معالجہ کیلئے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ آج اپنے وطن جھنگ گھیانہ میں واپس تشریف لے گئے ہیں احباب ان کے عزیز کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

بابو غلام ربانی صاحب اپنی اہلیہ کی وفات کی اطلاع دیتے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) اور احباب سے جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

افسوس ہے کہ بابو صاحب موصوف کا اس کے متعلق پہلے کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ اسلئے یہ خبر کسیقدر دیر سے شائع ہوتی ہے۔

لہ جہاں مسیح موعود کا ذکر ہے۔ وہیں آپ کے ساتھ دو ملائک قدسی کا بھی ذکر ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود کی تصریح کے مطابق ان میں کا ایک یہ مقدس وجود بھی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ چہار شنبہ مورخہ ۱۲- ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ نمبر ۷

حضرت امیر کا ترجمۃ القرآن انگریزی

اور

اہلحدیث کی حاسدانہ ژاژ خائی

آج سے چند ماہ پیشتر اخبار اہلحدیث میں ماسٹر غلام حیدر صاحب پنشنر نے حضرت امیر کے ترجمۃ القرآن انگریزی پر کچھ اعتراضات شائع کرائے تھے جن کا جواب ان ہی دنوں "اہلحدیث اور علم حدیث" کے زیر عنوان دیدیا گیا تھا۔ اسی کے ضمن میں ثنائی تفسیر اور ان کے علم و عقل کے بخئے بھی ادھیڑ دیئے گئے تھے۔ اس سلسلہ مضامین کو پڑھ کر مولویصاحب کو تو گویا سانپ ہی سونگھ گیا۔ آج تک اس طرف رخ نہیں کیا۔ اس کے بعد الٹی آنتیں گلے پڑتی دیکھ کر خاکش بدہن کذبات مرزا کا بے سرا راگ شروع کر دیا۔ جس کا جواب ترکی بہ ترکی دیا گیا۔ اور آج چھ ماہ تک اس کا قرضہ مولوی صاحب سے اتر نہیں سکا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی ایکسو بیس عمر کے متعلق جو مفصل بحث اخبار میں کی گئی تھی۔ اس نے مولویصاحب کے دانت کچھ ایسے کھٹے کر دئے ہیں کہ چار ماہ کے متواتر وعدوں کے باوجود اس مضمون کا کوئی جواب نہیں بن آیا۔ اور قریباً ہر اشاعت میں ادھر اُدھر کی باتیں بنانے کے بعد لکھدیا جاتا رہا ہے کہ اس کا جواب آیندہ اشاعت میں دیں گے۔ یہ آیندہ اشاعت کوئی قیامت کی اشاعت ہو تو ہو اس دنیا میں تو مولویصاحب جواب دینے سے رہے۔ یہ چند سطور لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے کسی شخص کی ایک مراسلت شائع کی ہے جسکا مفاد صرف اس قدر ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے اعتراضات کے جواب دینے کی ہم احمدیوں میں طاقت نہیں۔ اس مراسلت کو درج کرنے کے بعد ثناء اللہ نے بھی بڑے دون کی لی ہے۔ ان لغویات سے .... اعراض کر کے ہم مراسلہ نگار اور ثناء اللہ کے باقی افترایات اور سب وشتم کو حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم۔

اخبار اہلحدیث مورخہ ۔ اگست میں وہی ماسٹر قریباً سال بھر کی خاموشی کے بعد پھر فغاں سنج ہوا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن مسلمانوں نے چار ہزار کی تعداد میں خریدلیا ہے۔ اور اب آپ نے دس ہزار کا انڈنٹ ولایت میں بھیجا ہوا ہے۔ اس کے جواب میں اس حاطب اللیل کو قل موتوا بغیظکم کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

ترجمہ آیۃ "او کالذی مر علی قریۃ" پر اعتراض کرنے سے پہلے آپنے تمہید یہ اٹھائی ہے۔ کہ احمدی دراصل احادیث کو نہیں مانتے۔ یوں ہی منہ سے دعوے کرتے ہیں کہ وہ حدیث کو مانتے ہیں۔ مگر خود ماسٹر صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک بھی حدیث پیش نہیں کی۔ ہم ماسٹر صاحب اور مولوی ثناء اللہ کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ان دونوں آیتوں کے ترجمہ کے خلاف جو حضرت امیر نے کیا ہے کوئی حدیث پیش کریں۔ ماسٹر صاحب نے تو بقول کھسیانی بلی کھمبا نوچے یہ لکھ کر پیچھا چھوڑانا چاہا ہے کہ بندہ حدیث کے نقل کرنے سے معذور ہے۔ یہ عذر نامعقول قابل قبول نہیں۔ جب آپ نے اعتراض کیا ہے تو اس کا ثبوت بھی لائیے۔

آیت او کالذی مر علی قریۃ الخ کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے بمصداق "چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند" بہت سے قصے نقل کئے ہیں اور پھر ان قصص میں اس قدر اختلاف ہے کہ "شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا" کی مثل اپنے وضع تام کے لحاظ سے گویا اسی پر صادق آتی ہے۔ سب سے پہلے اس امر میں ہی اختلاف ہے۔ کہ اس آیت میں کس شخص کا تذکرہ ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک وہ نبی ہے بعض کے نزدیک بنی اسرائیل کا ایک معمولی فرد۔ اور بعض کے نزدیک وہ معمولی مومن بھی نہیں بلکہ کافر ہے کہ جس کو قیامت اور خدا کی قدرت پر یقین ہی نہیں کہ وہ "انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا" (یعنی اس بستی کو خداتعالیٰ کیسے زندہ کریگا۔) گویا خدا میں موت کے بعد زندہ کر دینے کی طاقت ہی نہیں۔ اور فلما تبین لہ سے بھی ثابت ہے کہ اس کو خدا کی قدرت پر پہلے یقین ہی نہیں تھا۔ اور اعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر سے تو صریحاً ظاہر ہے کہ وہ پہلے خدا کو اس پر قادر نہیں سمجھتا اس کے بعد اس امر میں اختلاف ہے کہ اس کا نام کیا تھا۔ بعض حضرت عزیر بعض ارمیا بعض اشعیا اور بعض حضرت خضر اور بعض حضرت لوط کا ایک غلام بتلاتے ہیں۔ (دیکھو تفسیر کبیر جلد ۲ اور ابن جریر جزو سوم) اس کے بعد اس بستی کی تعیین میں اختلاف ہے کہ وہ کونسی بستی تھی۔ بعض کے نزدیک وہ بیت المقدس اور بعض کے نزدیک وہ بستی ہے کہ جس کی نسبت قرآن کریم میں وارد ہے کہ "الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت" اور بعض اس کا نام دیر سابآباد یا دیر سلما یاد بتلاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک دیر ہرقل اور بعض کے اصحاب موتفکہ کی بستی ہے۔ پھر اس بستی کی حالت میں اختلاف ہے کہ وہ بستی صرف گری ہوئی تھی یا ویسے خالی اور سنسان پڑی ہوئی تھی۔ مکانات موجود تھے اور باغ ہرے بھرے تھے۔ اور بعض کے نزدیک وہ بالکل تباہ ہو کر ایک ٹیلہ سا رہ گیا تھا۔ (تفسیر ابی حیان جلد ۲ صفحہ ۲۹۱)

غرض اس قسم کے بیسیوں اختلافات ہیں کہ جو اس قصہ کی نسبت مفسرین میں موجود ہیں اور کم و بیش ان سب کی بنیاد اسرائیلی روایات پر ہی ہے الا ماشاء اللہ۔

مفسرین کے ان تمام اختلافات سے یہ امر ثابت ہے کہ یہ قصہ کوئی امر واقعہ نہیں اور نہ کوئی تاریخی تواتر رکھتا ہے۔ اتنا بڑا تو واقعہ کہ سو سال کے بعد ایک شخص ایسے معجزانہ طور پر زندہ ہو جائے مگر اس کی تاریخی حیثیت کا یہ حال ہو کہ اس کے نام مقام اور وقت کا بھی پتہ نہ چلے۔ نہ تو یہودیوں کی کتب مقدسہ ہی اس قصہ کو بیان کریں اور نہ کوئی اور معتبر تاریخی شہادت اس کی نسبت موجود ہو۔

حضرت عزیر کا فرضی قصہ

سب سے مشہور قصہ جس کو باختلاف قلیل مفسرین نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ حضرت عزیر جب اس گری ہوئی بستی پر سے گزرا تو اس نے تعجب کے طور پر کہا کہ اللہ کب اس کو زندہ کرے گا۔ تو اللہ نے اس کو مار دیا۔ اور اس کی لاش کو درندوں پرندوں اور لوگوں کی نظروں سے محفوظ کر دیا۔ یہاں تک کہ جب اس کے مرنے کے بعد ستر سال گزر گئے تو خداوند کریم نے فارس کے ایک بادشاہ کو شنک نام کی طرف فرشتہ بھیجا اور اس کو یہ کہا کہ اللہ تعالے تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اپنے لوگ لیجا کر اس شہر اور اس کے ارد گرد کی زمین کو خوب آباد کر۔ تب وہ تین ہزار داروغہ ساتھ لے کر چلا۔ اور ہر ایک داروغہ کے ماتحت ہزار آدمی تھا۔ اور وہاں جا کر اس ملک کو خوب آباد کیا۔ اس طرف وہ ظالم بادشاہ بھی ہلاک ہو گیا۔ کہ جس نے اس شہر کو غیر آباد کیا تھا۔ جس کی وجہ سے بنی اسرائیل جلاوطن ہو گئے تھے۔ تو اس ظالم کے مرنے کے باعث بنی اسرائیل پھر اس ملک اور شہر میں آکر آباد ہو گئے۔ اور جب پہلے ستر سال پر تیس سال اور گزر گئے۔ اور پوری صدی ہو گئی اور اس عرصہ میں بنی اسرائیل بھی بہت سے بڑھ گئے اور بہت اچھی حالت ہو گئی۔ تو پھر خداوند حکیم نے اس شخص کو زندہ کر دیا۔ اور زندہ کر کے سوال کیا کہ تم کتنی مدت پڑے رہے ہو۔ یعنے مرے رہے ہو تو تخمینے کے طور پر یا مدت کی کمی بیان کرنے کے لئے یا اس وجہ سے کہ وہ چاشت کے وقت مرا تھا اور مغرب کے وقت زندہ ہوا تھا اس نے اسی دن کی مغرب یا دوسرے دن کی مغرب خیال کر کے کہا کہ میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھیرا ہوں تو خداوند علیم نے فرمایا نہیں بلکہ تم ایک سو سال ٹھیرے رہے ہو۔ (چونکہ انسان کا سو سال تک اس طور پر بدوں تغیر جسم کے ٹھیرا رہنا بظاہر بعید از فہم تھا۔ اس لئے اس سے بھی بڑھ کر تعجب انگیز امر اس کو بتایا) کہ تم اپنے کھانے (جو کہ انگور اور انجیر تھا) اور پینے (نبیذ یا دودھ تھا) کو دیکھو کہ وہ بالکل نہیں بگڑا اور نہ وہ باسی اور متغیر ہوا ہے۔ (تو اس سے چونکہ مدت میں شک پڑتا تھا اس لئے اس کو کہا) کہ تم اپنے گدھے کی طرف دیکھو کہ وہ کس طرح مر کر بوسیدہ ہڈیاں ہو گیا ہے۔ تب خداوند کریم نے اسکو فرمایا کہ یہ سب کچھ ہم نے اسلئے کیا ہے تاکہ ایک تو تجھے اپنی قدرت دکھائیں۔ اور دوم اسلئے کہ تجھے لوگوں کے لئے ایک عجیب نشان اپنی قدرت کا بنائیں۔ پھر فرمایا کہ اب تو اپنے گدھے کی ہڈیوں کی طرف دیکھ (اور بعض کا خیال ہو کہ بنی اسرائیل کی اور اس شہر کے مردہ لوگوں کی ہڈیوں کو دیکھ) کہ کس طرح ہم ان کو اپنے اپنے محل پر لگاتے ہیں۔ اور پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس خداوند کریم نے فوراً ایسا ہی کر دیا۔ تو جب یہ سب کچھ اس پر کھل گیا تو وہ بولا کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر ایک چاہے ہوئے کام پر قادر ہے۔ اور عزیر کے قائلوں نے اسکے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ پھر اٹھا اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلہ میں آیا۔ تو اس کو وہ مکان اور لوگ سب ناآشنا معلوم ہونے لگے۔ پھر وہ حیران ہو کر اپنے مکان پر گیا۔ تو دیکھا ایک اندھی اپاہج بڑھیا اس مکان میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جو کہ ایکسو بیس سال کی عمر کی ہے۔ اور یہ عزیر کی لونڈی تھی۔ جو اس کی موجودگی میں بیس سال کی تھی۔ تو عزیر نے اس سے دریافت کیا۔ کہ کیا یہ عزیر کا مکان ہے؟ تو اس نے کہا ہاں اور رونے لگی۔ اور کہا کہ سو سال ہو گیا ہے۔ کوئی اس کا نام بھی نہیں لیتا۔ اور لوگ اسے بالکل بھول گئے ہیں۔ تب عزیر نے کہا کہ میں عزیر ہوں۔ بڑھیا نے کہا سبحان اللہ عزیر کو تو کھوئے سو سال گزر گیا ہے اور اب تک اس کا کوئی پتہ نہیں لگا۔ تب عزیر نے کہا۔ عزیر میں ہوں اور خداوند تعالے نے مجھے سو سال مار رکھا تھا اور اب زندہ کیا ہے۔ تب اس نے کہا وہ تو مستجاب الدعوات تھا اور اس کی دعاؤں سے بیمار اچھے ہوا کرتے تھے۔ پس تم میرے لئے دعا کرو۔ تاکہ میں تم کو دیکھوں۔ عزیر نے دعا کی۔ جس سے وہ دیکھنے اور چلنے پھرنے لگی۔ اور اس کو یقین ہو گیا کہ بے شک عزیر ہی ہے تب وہ شہر میں پھر کر لوگوں کو بتانے لگی کہ عزیر آگیا ہے اور عزیر کا ایک بیٹا بھی اس وقت موجود تھا جس کی عمر اسوقت ایکسو اٹھارہ سال کی تھی۔ اس نے کہا میرے باپ کے شانوں پر ایک سیاہ نشان تھا۔ جب دیکھا تو وہ موجود تھا۔ اور بنی اسرائیل نے کہا۔ ہم نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے سوائے عزیر کے اور کسی کو توریت یاد نہیں ہوئی۔ اور بخت نصر نے توریت جلا دی تھی۔ تم اگر عزیر ہو تو ہمیں توریت لکھا دو۔ عزیر نے توریت لکھا دی۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ عزیر کے باپ نے بخت نصر کے زمانہ میں کسی جگہ میں توریت دفن کر دی تھی اور وہ جگہ سوائے عزیر کے اور کسی کو معلوم نہ تھی۔ تب عزیر ان سب کو ساتھ لیکر وہاں پر گیا۔ اور توریت نکال دی اور بعض میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب عزیر توریت لکھا چکے تو ایک شخص آیا اور اس نے بتایا کہ مجھے اس قدر معلوم ہے کہ میرے دادا نے اپنے انگور کے باغ میں توریت دفن کی تھی۔ لیکن مجھے وہ باغ معلوم نہیں۔ اگر تم وہ باغ مجھے بتا دو تو میں وہ تم کو نکال دوں۔ تو لوگوں نے اس کو وہ باغ بتایا اور اس نے وہ نکالی تب عزیر کی لکھائی توریت کا مقابلہ اس کے ساتھ کیا گیا۔ اور حرف بحرف مطابق پائی گئی +

(حاشیہ تفسیر جلالین وغیرہ)

اس فرضی قصہ پر ایک اچٹتی سی نظر

قطع نظر اس سے کہ جس غرض کو مدنظر رکھ کر یہ قصہ تراشا گیا ہے وہ اس سے پوری بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ سائل کا سوال تو یہ تھا کہ کس طرح اس ویران بستی کو اللہ تعالیٰ آباد کرے گا۔ اسکا جواب اس قصے جو بنایا گیا ہے نے کیا دیا۔ اسکا جواب تو صرف اسی قدر کافی تھا۔ کہ ویران شہر کو آباد کر کے دکھا دیا جاتا۔ سو سال تک اسکو مارے رکھنے رات دن فرشتوں کے پہرہ دینے کہ اس لاش کو کوئی درندہ وغیرہ کھا نہ جائے۔ اور لوگوں کی نظروں سے بچانے کے لئے جو شخص اس راہ سے گزرنا چاہتا ہوگا اسکو فرشتے پکڑ کر دوسری راہ پر لگاتے ہونگے۔ اس کے عزیز و رشتہ دار اور خصوصاً وہ بڑھیا عورت خواہ مخواہ اس شعبدہ بازی کی خاطر مصیبت میں سو سال تک مارے مارے پھرتے رہے تین ہزار فرشتہ الگ بیت المقدس کی ارد گرد کی زمین میں منتقل ہو کر اینٹیں وغیرہ جمع کرتا اور شہر آباد کرتا رہا۔ اور یہ سب کام ایسی خاموشی کے ساتھ ہوا کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی۔ مگر اس ساری کی ساری دردسری کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب اس شخص کو سو سال کے بعد زندہ کیا گیا تو پھر بھی اس کو خدا کے مردے زندہ کر دینے کا یقین نہ آیا۔ (بقول ثناء اللہ) اپنے مرنے سے بے خبر ہی رہا اور اس نے برملا ہی کہہ دیا کہ میں ایک یا اسکا کچھ حصہ ہی اس حالت میں رہا ہوں۔ سو سال کے بعد زندہ کرنیکا اس کو پھر بھی یقین نہ ہوا۔ بلکہ خود خدا کو اس کی غلطی ظاہر کرنی پڑی۔ اور نئے سرے سے اسکو احیاء موتے کا یقین دلانے کے لئے گدھے کی ہڈیوں کو جمع کرنے اور اسکے ڈھیر پر گوشت پوست چڑھانے سے دینا پڑا مگر پھر بھی اس بستی کو آباد کر دینے کے بغیر اسکا سوال حل نہ ہوا۔ اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر اس کو احیاء موتے یا اس بستی کی حیات ثانیہ کا ہی یقین دلانا تھا۔ تو اس کو سو سال تک مارے رکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایک دن یا دن کا کوئی حصہ یا زیادہ سے زیادہ ہفتہ بھر اسکو مار کر جلا دینا کیوں کافی نہ ہوا۔ اور سو سال تک ہزاروں فرشتوں کی خدمات کو اس کے لئے وقف کرنا پڑا۔ مگر غور کرو عقل کو جواب دے کر اس سارے قصہ کو قبول کر لینے کے بعد بھی اگر کچھ ثابت ہوا تو کیا ہوا۔ کہ "اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بعض مردوں کی ارواح کو واپس بھیج کر ان کو زندہ کر دیا کرتا ہے۔" جو قرآن کریم.. کے اصول کے صریح خلاف ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے فعل نے اپنے ہی کلام کی تردید کر دی۔ اور قرآن کریم کو (نعوذ باللہ) جھوٹا ثابت کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اس دنیا میں مردوں کو واپس نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورہ زمر کے صریح الفاظ میں ایک اصول قائم کرتا ہے "اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمّی۔ ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون" اللہ تعالیٰ موت اور خواب دونوں وقت قبض ارواح کرتا ہے جن پر موت وارد ہو جاتی ہے ان کی ارواح کو واپس نہیں بھیجتا۔ مگر جو سوئے ہوئے ہوتے ہیں ان کی روح کو واپس کر دیتا ہے۔ یہ اصول ہے جو قرآن کریم نے مقرر کر دیا ہے کہ جس میں کسی قسم کی استثنا بیان نہیں فرمائی۔ روح واپس اسی کی ہوتی ہے کہ جو سویا ہوا ہو جس پر موت وارد ہو گئی اس کی روح واپس نہیں ہو سکتی۔

۲۔ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وحرام علیٰ قریۃ اھلکنٰھا انہم لایرجعون (سورہ انبیاء رکوع ۷) کسی بستی کے رہنے والے جن کو ہم ہلاک کر چکے ہوں ان پر حرام ہے کہ دنیا میں واپس آئیں۔ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ عن عکرمہ قال وحرام علیٰ قریۃ اھلکنٰھا انہم لایرجعون قال لم یکن لیرجع منہم راجع حرام علیہم ذالک۔ جو مر گئے ہیں ان کی رجعت اس دنیا میں حرام ہے یعنی مردے اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتے۔

۳۔ سورہ مومنون میں ہے۔ "حتیٰ اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون" یہانتک کہ جب کسی پر موت آ جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس بھیج تاکہ میں وہ اعمال صالح بجا لاؤں جو میں چھوڑ آیا ہوں۔ یہ تو صرف ایک بات ہے جو وہ کہتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور ان سے ورے تو قیامت تک عالم برزخ ہے۔

۴۔ سورہ یٰس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" الم یروا کم اھلکنا قبلہم من القرون انہم لایرجعون" کیا وہ نہیں غور کرتے کہ ان سے پیشتر کتنی بستیاں تھیں جو ہم نے ہلاک کر دیں۔ ان میں سے کوئی واپس نہیں آیا۔

۵۔ سورہ مومنون رکوع اول انکم بعد ذالک لمیتون۔ ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون عام خلقت انسانی کو بیان کرتے ہوئے کل بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے پھر اس کے بعد تم یقیناً مرنیوالے ہو۔ اور پھر یقیناً قیامت کے دن اٹھائے جانیوالے ہو۔ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی عام قانون چلتا ہے۔ کہ موت کے بعد پھر دنیا میں کوئی واپس نہیں آتا۔ اور نہ قیامت سے پہلے کسی کو بعثت ہوگی۔ غرض قرآن کریم کی صریح آیات سے یہ امر ثابت ہے کہ مردے دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے۔

احادیث کی شہادت

یہ ایک محکم اصول ہے کہ جس کی تائید احادیث صحیحہ سے بھی ہوتی ہے۔
(۱) صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الذی نفسی

بیدہ لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل یعنی رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں - پھر زندہ کیا جاؤں - پھر قتل کیا جاؤں - پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں - اس حدیث پر فتح الباری کتاب الجہاد والسیر میں لکھا ہے - وفیہ جواز تمنی مایمتنع فی العادۃ یعنے اس حدیث سے ثابت ہے کہ محال عادی کے لئے بھی تمنا کرنا جائز ہے یعنی مرکر اس دنیا میں زندہ ہونا محال عادی ہے ۔

۲- صحیح ترمذی میں ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا اخبرک ما قال اللہ لابیک - قال یا عبداللہ تمن علی اعطک قال یا رب تحیینی فیک ثانیۃ قال انہ سبق منی انہم لایرجعون - یہ حدیث باختلاف چند الفاظ ..... ، ترمذی ، مسند امام احمد حنبل ، طبرانی ، حاکم ، وغیرہ سب کتب میں آئی ہے یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ کو فرمایا - کیا میں تجھے خبر دوں کہ تیرے باپ کو اللہ تعالےٰ نے کیا کہا - کہا اے عبداللہ مجھ سے مانگو - تم کو عطا کرونگا - اس نے کہا اے اللہ مجھے دوبارہ زندگی عطا کر تاکہ میں پھر تیری راہ میں شہادت پاؤں - اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ تو میری طرف سے فیصلہ ہو چکا ہے - یا سنت مقرر ہو چکی ہے - کہ مُردوں کو واپس نہیں بھیجا جائیگا - اس مضمون کو اب ہم ایک آخری شہادت پر ختم کرتے ہیں کہ جو سلسلہ احمدیہ کے اشد مخالف **مولوی ثناءاللہ** کی ہے - مولوی صاحب اپنی تفسیر عربی میں "و من وراءہم برزخ الی یوم یبعثون" کی تفسیر ان الفاظ میں کرتے ہیں "و من وراءہم برزخ حاجز مانع من الرجوع الی الدنیا لقولہ تعالےٰ فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمّٰی ط الی یوم یبعثون الی یوم القیامہ" یعنے مردوں کے پیچھے ایک روک ہوتی ہے جو دنیا کی طرف ان کے رجوع کو منع کرتی ہے - کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس پر موت وارد ہوتی ہے اسکی روح کو روکا جاتا ہے - اور جو خواب میں ہو اسکی روح کو واپس کیا جاتا ہے اور یہ امساک روح قیامت تک ہوتا ہے - یعنی قیامت تک مردہ کی روح دنیا میں واپس نہیں کی جاتی - غرض اس دنیا میں عدم رجوع موتےٰ قرآن کریم کی ایک مسلمہ اصل ہے - کہ جس سے کسی کو مجال انکار نہیں +

قرآن کریم کی تفسیر میں ایک ضروری اصول

قرآن کریم کے مطالب کو سمجھنے کے لئے اور صحیح نتیجہ تک پہونچنے کے لئے ایک اصول کا یاد رکھنا نہایت ضروری ہے - اور وہ یہ کہ قرآن کریم جن گذشتہ شخصیتوں کا تذکرہ کرتا ہے ان کے متعلق اس کا عام قاعدہ یہ ہے - کہ جو تذکرے دیگر کتب مقدسہ (توریت اور اناجیل وغیرہ) میں مفصلاً مذکور ہیں - یا جو اہل کتاب کے تواتر سے ثابت ہیں ان کو مجمل طور پر بیان کرتا ہے اور صرف ان کی اغلاط کی تصحیح پر کفایت کرتا ہے مگر جو باتیں ان میں مجمل اور مشتبہ طور پر پائی جاتی ہیں ان کو کھول کر اور تفصیل سے بیان کرتا ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے مفسرین نے اسی اصول کی بنا پر تفسیریں لکھی ہیں - مگر غلطی یہ ہوئی ہے - کہ اکثر کتب مقدسہ کا مطالعہ ہمارے مفسرین نے خود نہیں کیا - بلکہ اہل کتاب کی اکثر زبانی روایت اور قصص باطلہ کو قرآن کریم کی آیات پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے - ان کی نیک نیتی میں شک نہیں - مگر واقعات کی تحقیق کے لئے صرف اسی قدر کافی نہیں کہ جو بھی قصہ ہمارے کان تک پہونچے ہم اسکو بلا تحقیق قبول کرلیں اور قرآن کریم جیسی مقدس اور مطہر کتاب کی آیات کی تعبیر ان کی بنا پر کرنا شروع کر دیں - مگر ہمارے مفسرین کے اس طرز عمل سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم کے گذشتہ شخصیتوں کے تذکروں کو سمجھنے کے لئے اہل کتاب کی کتب مقدسہ سے مدد لینا حرام نہیں بلکہ نہایت ضروری ہے اور حدیث صحیحہ سے ثابت ہے اسی زیر بحث آیت میں اس بستی یا بستی پر گذرنیوالے شخص کا کوئی ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ ہر ایک عن ابن عباس اور عن علی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں - اور محققین کا اس امر میں اتفاق ہے کہ حضرت ابن عباس کی تفسیر سوائے اسکے جو بخاری میں درج ہو چکی ہے - اور کوئی صحیح تفسیر نہیں اور ایک تفسیر جو تفسیر عباسی کے نام سے مشہور ہے وہ قطعاً آپ کی تفسیر نہیں - مجموعہ احادیث موضوعہ مصنفہ امام شوکانی میں لکھا ہے "و من جملۃ التفاسیر التی لایوثق بہا تفسیر ابن عباس فانہ مروی من طریق الکذابین کالکلبی والسدی و مقاتل" تمام تفسیروں میں سے جو نا قابل اعتماد ہیں - تفسیر ابن عباس بھی ہے کیونکہ وہ کلبی اور سدی اور مقاتل جیسے کذابوں کے طریق پر مروی ہے - صاحب مجمع البحار اور تفسیر اتقان کی بھی یہی رائے ہے - پس جہاں تک ہم نے تحقیق کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں - اسی لئے محقق مفسرین نے اہل کتاب کی روایات کو اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے - پس اس آیت کی تفسیر کے لئے ان تین باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے (۱) اس دنیا میں عدم رجوع موتےٰ قرآن کریم کی نصوص صریحہ کے خلاف ہے - (۲) اس کی تفسیر میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں - (۳) قرآن کریم کے گذشتہ شخصیتوں کے تذکروں کے سمجھنے کے لئے کسی حدیث صحیح کے نہ ملنے کی صورت میں اہل کتاب کی کتب مقدسہ سے استصواب ضروری ہے - آیت زیر بحث کے متعلق باقی بحث انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں کی جائے گی +

شذرات

یسوع کوئی بڑا آدمی نہ تھا

ایک انگریز محقق لکھتا ہے کہ تعجب کی بات ہے اگر یسوع کوئی فی الواقعی بڑا آدمی تھا کہ جس کا تذکرہ اس زور شور سے اناجیل نویس کرتے ہیں اور جس کی نسبت لکھا جاتا ہے کہ اس کے پیچھے بڑی بڑی بھیڑ ہوجایا کرتی تھی۔ اور اس نے اپنی زندگی کا معتد بہ حصہ بچپن سے لیکر اسی شہر میں گزارا تھا۔ اور عجیب و غریب معجزات دکھاتا پھرتا تھا۔ اور اس کا شہرہ اور غلغلہ دور دور تک ہوگیا تھا۔ ایسے بڑے اور مشہور آدمی کو جب پکڑنے کا موقعہ آتا ہے تو اس کی شناخت کے لئے اسی کا ایک خاص حواری مقرر کیا جاتا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یسوع اپنے زمانہ میں تادم حیات کوئی ایسا مشہور اور بڑا آدمی نہ تھا۔ بلکہ اس کے حواریوں کے سوا بہت کم لوگ اس کو جانتے پہچانتے تھے۔

اناجیل نویسوں کا دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ جب پطرس کو (کہ جسے بقول یسوع بہشت کی چابیاں دی گئی تھیں اور وہ عیسائی کلیسیا کا بنیادی پتھر ہے۔) کسی نے پہچان لیا کہ یہ بھی مسیح کا حواری ہے تو اس نے اپنی جان بچانے کے لئے یسوع پر لعنت بھیجی۔ اور اس کی نسبت اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا تو لکھا ہے تو اس وقت مرغ بولا یہ کسی نے یسوع کی فرضی پیشگوئی کو پورا کرنیکے لئے لکھدیا ہے۔ ورنہ یہود اپنے مقدس شہر میں مرغ نہیں رکھا کرتے تھے۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ لوگ یسوع اور اس کے حواریوں سے کسقدر ناواقف تھے۔ اور وہ کوئی بڑے اور مشہور آدمی نہ تھے۔

یسوع کے زمانہ کے کسی مورخ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ بعد میں ایک مورخ یوسیفس ہوا ہے۔ اس نے البتہ ذکر کیا ہے مگر اس میں عیسائیوں کا جعل ثابت ہوچکا ہے۔ خود ہی جو کچھ چاہا یسوع کی نسبت لکھدیا۔

یسوع کی خصوصیات میں سے یہ ایک مایۂ ناز خصوصیت سمجھی جاتی ہے کہ انہوں نے عمر بھر شادی نہیں کی تھی۔ مگر ایک فاضل محقق ہانڈ نے ان کی نہ صرف ایک بلکہ متعدد بیویاں ثابت کی ہیں۔ اناجیل سے یہ تو ظاہر ہے کہ بہت سی عورتوں کے ساتھ آپکی بے تکلفانہ مخالطت تھی اور اس قسم کی مخالطت اپنی منکوحہ عورتوں کے سوا کسی شریف آدمی سے ممکن نہیں۔ آپ نے جس مجلس میں شراب کا معجزہ دکھایا پروفیسر موصوف لکھتا ہے کہ وہ خود ان کی اپنی محفل شادی تھی۔ اسی لئے تو اس موقعہ پر آپ کی والدہ شراب کے کم ہو جانے پر گھبرائی ہوئی تھیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسیح کو بھی اس کی اس قدر فکر لاحق ہوئی کہ دعائیں مانگیں۔ چنانچہ صاحب مکان نے بھی انہی کو طلب کرکے کہا کہ تمہارا شراب کم نہیں ہوا۔ جن عورتوں کے ساتھ آپ کو مخالطت تھی وہ عورتیں آپ کو ربی کہا کرتی تھیں۔ اور عبری زبان میں یہ لفظ خاوند کو خطاب کرنے کے لئے آتا ہے۔

اسلام اور ویدک دھرم

(از ماسٹر عبدالرحمن صاحب کوٹ رادھاکشن)

یہ ریل گاڑی جس کو ہم روز چلتی ہوئی دیکھتے اور سوار ہوتے ہیں۔ جب اس کے موجد مسٹر اسٹیفن نے اسکو بنانا چاہا۔ تو سینکڑوں بلکہ ہزاروں تجربات کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ یہ ریل گاڑی تین بڑے اصولوں کے سوا نہ چل سکتی ہے اور نہ چلے گی وہ تین بڑے اصول مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) آگ کا ہونا (۲) پانی کا ہونا (۳) انجن اور اس کے پرزوں کا ہونا۔

اب صاف ظاہر ہے کہ اگر ان تینوں چیزوں میں سے ایک موجود نہ ہو تو یہ بالکل نہیں چل سکتی۔ اب اگر کسی کتاب میں جس میں ریل کے چلنے کی حقیقت درج ہو۔ یہ لکھا ہوا ہو کہ آگ یا پانی کے بغیر ریل کا چلنا ممکن ہے تو ظاہر ہے کہ وہ کتاب مسٹر اسٹیفن کی تصنیف نہیں۔ اگر مسٹر موصوف کی تصنیف ہوتی تو اس میں یہ ضرور لکھا ہوا ہوتا کہ ریل گاڑی مذکورہ بالا ہر سہ اصولوں کے بغیر ایک منٹ کیلئے نہیں چل سکتی۔ جو اظہر من الشمس ہے۔ اسی طرح اگر کسی مذہب کی الہامی کتاب میں کارخانۂ دنیا کے متعلق وہ اصول درج نہ ہوں جن اصولوں پر کارخانۂ دنیا کے چلنے کا انحصار ہے۔ تو ثابت ہوگا کہ وہ کتاب کسی ایسے انسان کی تصنیف ہے۔ جس کو یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ دنیا کے کارخانے کا چلنا کن اصولوں پر منحصر ہے۔ کیونکہ انسان کا علم تو دائرہ محدود کے اندر ہوتا ہے۔ ہاں اگر وہ واقعی الہامی کتاب ہوتی تو ضرور اس میں وہی اصول درج ہوتے جن پر کارخانۂ دنیا کے چلنے کا دارومدار ہے۔ کیونکہ الہامی کتاب اور کارخانۂ دنیا کے چلانیوالا تو ایک ہی خدا ہے اس لئے یہ نہیں ہوسکتا کہ کارخانۂ دنیا کے چلنے کے اصول تو کچھ اور ہوں اور الہامی کتاب کے اصول کچھ اور۔ چونکہ ہمیشہ ہمارے آریہ دوست اسلام کے خلاف زہر اگلا کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سمجھدار مسلمان تو ان کے بیہودہ اعتراضات سے اعراض کیا کرتے ہیں۔ مگر وہ بھولے بھالے مسلمان جو اسلام کی پاکیزہ تعلیم سے محض نابلد اور اسلامی اصولوں سے بے خبر ہوتے ہیں ان کے دام تزویر میں پھنس جاتے ہیں اور جادۂ مستقیم یعنی راہ ہدیٰ و صفا سے لغزش کھاکر گمراہی کے ایسے گڑھے میں

جا گرتے ہیں۔ اس لئے ایسے مسلمانوں کی رہبری کے لئے کہ وہ آیندہ اس گمراہی میں پھنس کر اپنی عاقبت خراب نہ کریں میں ثابت کرتا ہوں کہ وید جن کو آریہ دوست الہامی کتابیں مانتے ہیں ان کے بعض اصول تو ایسے ہیں کہ اُن پر عمل کرنے سے کارخانہ دنیا کا چلانا تو درکنار نظام عالم کا یقیناً درہم برہم ہو جانا ایک معمولی سا انعام و کرشمہ ہے۔ ایسے اصولوں کی تشریح کے لئے تو ایک رسالہ کی ضرورت ہے ...... اس لئے اس مختصر سے مضمون میں صرف ایک دو اصولوں کی تشریح کا ہونا ہی مشتے نمونہ از خروارے والی بات ہو گی۔ سب سے پہلے مسئلہ تناسخ ہی کو لیجئے جو ویدک دھرم کے بڑے بڑے مسئلوں میں سے ہے اور جس کے ثابت کرنے کے لئے بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ چنانچہ سوامی دیانندجی جو آریہ سماج کے بانی مبانی اور ویدک تعلیم کے اعلےٰ درجہ کے عالم تھے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ (۱) سوال۔ انسان کا جیو حیوانات وغیرہ میں۔ حیوانات وغیرہ کا انسان کے جسم میں۔ عورت کا مرد کے اور مرد کا عورت کے جسم میں جاتا آتا ہے یا نہیں۔ (جواب) ہاں جاتا آتا ہے۔ کیونکہ جب بدی بڑھ جاتی ہے۔ اور نیکی کم ہو جاتی ہے تب انسان کا جیو حیوانات وغیرہ ادنیٰ اجسام میں جاتا ہے۔ اور جب نیکی زیادہ اور بدی کم تب دیوتا یعنی عالم کا جسم ملتا ہے۔ اور جب نیکی بدی برابر ہوتی ہے تب عام آدمیوں کا جسم حاصل ہوتا ہے۔ اس میں بھی نیکی بدی کے اعلےٰ متوسط اور ادنےٰ ہونے سے انسان وغیرہ میں بھی اعلےٰ متوسط۔ اور ادنےٰ جسم وغیرہ کے آدمی ہوتے ہیں۔ اور جب زیادہ گناہ کا پھل حیوانات وغیرہ کے جسم میں بھوگ لیا جاتا ہے پھر نیکی بدی کے برابر رہنے سے جیو انسانی جسم میں آتا ہے۔ اور نیکی کا ثمرہ اٹھا کر پھر متوسط انسان کے جسم میں آتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بکرمی ۱۹۶۴ صفحہ ۳۱۸)

(۲) جو شخص اس جنم میں چوری۔ غیر عورت کے نزدیک جانا۔ بھلے لوگوں کو مارنا وغیرہ بُرے کام کرتا ہے۔ اس کو درخت غیر متحرک یعنے ساکن چیز کا جنم ملتا ہے۔ زبان سے کئے ہوئے بُرے کاموں سے پرند۔ چرند وغیرہ اور من سے کئے ہوئے بڑے کاموں سے چنڈال وغیرہ کا جسم ملتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بکرمی ۱۹۶۴ صفحہ ۳۲۳) (۳) کتا۔ سؤر۔ گدھا۔ اونٹ۔ گئو۔ بکرا۔ بھیڑا۔ ہرن۔ پرند چانڈال پکش انہوں کی جون میں برہمن کا مارنے والا جاتا ہے۔ (منوسمرتی شلوک ۵۵)

(۴) چھوٹے بڑے کیڑے پتنگ غلیظ کھانیوالے پرند۔ مارنے کی خصلت رکھنے والے شیر وغیرہ (انہوں کی حالت میں شراب پینے والا برہمن جاتا ہے۔ (منوسمرتی شلوک ۵۶)۔

ان مذکورہ بالا حوالجات کی عبارت سے ایک جاہل گنوار آدمی بھی اس بات کا بخوبی فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ کل کائنات دنیا کا وجود بانی انسانوں کے پاپوں ہی سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ اگر کچھ عرصہ تک تمام انسان ویدک دھرم کے مطابق نیکبخت و پرہیزگار ہو جائیں۔ اور کوئی شخص کسی قسم کا پاپ ہی نہ کرے تو از روئے تناسخ تمام حیوانات و نباتات کا دنیا سے نیست نابود ہو جانا ایک شعبدہ بازی سے کم نہ ہو گا۔ ایسی حالت میں نہ تو انسان کو سواری کے لئے گھوڑا۔ اونٹ وغیرہ۔ ہل جوتنے و گاڑی چلانے کے لئے بیل وغیرہ اور دودھ۔ دہی۔ مکھن۔ چھاچھ کے لئے گائے بھینس وغیرہ اور نہ سالن کے لئے ترکاری ساگ۔ پات۔ دال وغیرہ۔ اور نہ سونگھنے کے لئے خوشنما خوشبودار پھول۔ اور نہ کھانے کے لئے عمدہ عمدہ پھل ملیں گے۔ بلکہ جو ریکی گندم کی روٹی کا منہ دیکھنا بھی حضرت انسان کے لئے ایک خواب ہو جائیگا۔ یعنی کسی قسم کا غلہ کھانے کے لئے نہیں ملیگا۔ کیونکہ انسانوں کی روحیں بوجہ اپنے نیک اعمالی کے حیوانی اور نباتاتی قوالب میں کبھی جائیں گی ہی نہیں۔ اور حیوانی نباتاتی قوالب میں جو روحیں اپنے اپنے پاپوں کی سزا بھگت رہی ہیں وہ اپنی اپنی سزا کا عرصہ پورا کر کے پھر انسانی قالب میں آ جائیں گی۔ اور دنیا پر انسان کے سوا ہر حیوان و ہر قسم کے غلے اور نباتات اور تمام قسم کے درختوں کا ایسا نشان[۵] مٹے گا کہ صدیوں تک ان کا ملنا محالات سے ہو جائے گا۔ اور حضرت انسان کے لئے جسکو پروردگار نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ نہ سونے کو چارپائی نہ بیٹھنے کو کرسی نہ آگ جلانے کے لئے ایندھن۔ نہ پاؤں کو جوتی۔ نہ بدن و تن پوشی کے لئے کپڑا۔ ایسی حالت میں ان شریف اور نیک کردار انسانوں کو جن کو اپنی نیک اعمالی کی وجہ سے ایسے روز بد دیکھنے نصیب ہوئے مجبوراً اپنے ننگے لڑکوں بلکہ اپنی ننگی بہوؤں اور بیٹیوں کے سامنے ننگا ہی بیٹھنا پڑے گا۔ اب آپ ہی بتائیں کہ اس سے زیادہ انسان کے لئے بیشرمی بے غیرتی اور دیوثی کا کوئی دوسرا مقام ہے۔ میری تو یہ دعا ہے کہ خدا ایسا سماں کسی ظالم دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ نیز اشیائے خوردنی کے نہ ملنے کیوجہ سے وہ اپنی معصوم بچیوں اور بچوں کو بھوکا مرتے اور سسک سسک کر جان دیتے دیکھ کر اپنا سر پیٹیں گے۔ اور رو رو کر کہیں گے کہ اگر ہمیں اپنی نیک اعمالی کے اس نتیجہ کا پتہ ہوتا تو خدا کی قسم ہم بھول کر بھی کبھی ویدک تعلیم کے مطابق نیک کام نہ کرتے۔ پاپ ہی کرتے رہتے کہ ویدک دھرم کے مطابق نیکی کرنے سے ہمیں ایسے روز بد دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔ القصہ اشیائے ماکولات کے نہ ہونے کے باعث ان انسانوں کا زندہ رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ کچھ دن تو طاقتور انسان کمزور انسانوں کو کاٹ کاٹ کر کھائیں گے۔ بعد ازاں چند ایک ہفتہ ہی میں کسی قسم کی خوراک نہ ملنے یا یوں سمجھئے کہ ویدک دھرم کی تعلیم پر عمل کرنیکی وجہ سے روئے زمین کے تمام

---

۵ ماسٹر صاحب کے اس حاصل قسمت سے ہمیں اتفاق نہیں کیونکہ آریہ دوست آجکل اس کا جواب دیتے ہیں کہ جب اس زمین میں نیک لوگ زیادہ ہو جائینگے اور باقی آرام و راحت کے سامان جو لوگوں کی بد اعمالیوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے تھے کم ہو جائینگے تو ایشور جی مہاراج دوسرے سیاروں اور ستاروں کے ذریعہ (دی پی) پارسل اس زمین کے نیک لوگوں کے آرام و راحت کیلئے وہاں کی بد اعمال ہستیوں کے علاج کو یہاں بھیج دینگے چونکہ اُن سیاروں اور ستاروں کی تعداد لامحدود ہے اسلئے گائے بیل وغیرہ جانوروں اور گندم چاول وغیرہ اناج غلہ کسی قسم کی کمی نہیں ہو سکتی۔ دیکھیں ماسٹر صاحب اس فلسفہ پر کیا جواب دیتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

انسان نیست و نابود ہو جائیں گے۔ یعنی بیکار زمانہ دنیا چشم زدن میں درہم برہم ہو جائیگا۔ اور دنیا معدوم ہو جائیگی۔ کیونکہ ویدوں کا خدا کوئی قادر مطلق خدا نہیں ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے ایک درخت یا ایک جانور حتیٰ کہ ایک گن ہم کا پوتا بھی پیدا کر دے۔ کیونکہ ایسی قدرت کا مالک اور زبردست طاقت کا مالک تو مقدس اسلام کا خدا ہی ہے۔ مراد ان تمام باتوں کے بتانے سے یہ ہے کہ اس میں کون سا شک ہے کہ ویدک دھرم کی تعلیم کے مطابق کارخانہ دنیا کے چلنے کے لئے پاپی انسانوں کا ہونا ویسا ہی لازمی اور ضروری ہے جیسا کہ ریل کے چلنے کے لئے آگ اور پانی۔ بھلا ہوا ان پاپی اور بداعمال انسانوں کو جن کی طفیل سے یہ نظام عالم درست ہے۔ تو ہم بلکہ ہم برہم ہتیا جیسے بدترین گناہ یا اس کے کرنیوالے انسانوں کی کثرت پیدائش کے لئے دعائیں مانگیں۔ تاکہ ہم کو گائے بکریاں بیل وغیرہ جیسے مفید جانور ملتے رہیں۔ کیونکہ ان کی عدم موجودگی کی صورت میں ہم کو یہ جانور نہیں ملیں گے۔ اور دودھ۔ دہی مکھن وغیرہ جیسی نعمتوں سے محروم ہو جائینگے۔ نیز ہل جوتنے اور گاڑی چلانے کے لئے بڑی مشکل بیش آئیگی۔ پس ثابت ہوا کہ گائے بیل کی نسل کی ترقی کے لئے از روئے تناسخ برہم ہتیا کرنیوالے پاپی انسانوں کا ہمیشہ کے لئے ہونا ضروری امر ہے۔ کیونکہ نظام عالم کی درستی کے لئے ویدک تعلیم کا یہ تقاضا ہی نہیں کہ تمام لوگ نیک ہو جائیں۔ افسوس کہ پچھلے دنوں ہمارے ہندو دوست ایک خطرناک چال چل رہے تھے۔ یعنی وہ انسداد گاؤکشی کا قانون پاس کرا کر عیسائیوں مسلمانوں کے مذہبی مسئلہ کا خون کرکے ان کے جذبات کو بھڑکانا چاہتے تھے۔ کیونکہ یہ دونوں قومیں گوشت خور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی اور مسلمان سپاہیوں کو سرکاری چھاؤنیوں میں بھی گورنمنٹ کی طرف سے گائے کا گوشت ہی دیا جاتا ہے۔ جس کی یہ وجہ ہے کہ گائے کا گوشت بہ نسبت گوشت بکرا کے بہت ارزاں ملتا ہے مذکورہ بالا قانون کے پاس ہو جانے کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ کو مجبوراً بکرے کا گوشت ہی دینا پڑتا۔ جس سے گوشت کا سرکاری خرچ کئی لاکھ روپیہ بڑھ جاتا۔ لہذا میں انسداد گاؤکشی کا قانون پاس کرانیوالے آریوں کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ عیسائیوں اور مسلمانوں پر یہ الزام نہ دھرا کریں۔ کہ ہندوستان میں ان کے یکے بعد دیگرے آنے کی وجہ سے بیل اور گائیں گھٹ گئیں۔ بلکہ از روئے تناسخ یہ خیال کیا کریں۔ کہ عیسائی اور مسلمان ہندوستان میں آئے۔ اور ان کی نیک ہدایتوں سے برہم ہتیا جیسے بدترین فعل کے کرنے والے پاپی انسانوں کی تعداد کم ہو گئی۔ جس کی وجہ سے گائے بیل وغیرہ کی کمی ہو گئی۔ اگر دوبارہ ان کی نسل کی ترقی درکار ہے تو انسداد گاؤکشی کا قانون پاس کرانے کی بجائے از روئے تناسخ برہم ہتیا جیسے بدترین [illegible] انسانوں کی تعداد کثیر کا ہونا لازمی و لابدی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں گائے بیل کی کثرت ہی رہے گی۔ اگر کثرت نہ ہوگی تو مسئلہ تناسخ [illegible] ہی گندم۔ جو۔ مکی۔ نخود۔ چاول وغیرہ اجناس کی کثیر پیداوار کے لئے بدمعاشوں کا ہونا ضروری ہے۔ جو ہمیشہ برے کام ہی کرتے رہیں [illegible] کام ہی نہ ہو۔ اگر ایسے بدچلن گندے انسان نہ ہوں گے تو ہرگز ہم [illegible] نہیں دیکھ سکیں گے۔ اور بیل وغیرہ جانوروں حتیٰ کہ گئو ماتا کے لئے بھی [illegible] دستیاب نہیں ہوگا۔ اگر قائلین تناسخ نے ایسے بداعمال کرنے والوں کی ایک جماعت بنا بھی لی۔ تو تب بھی مذکورہ بالا اجناس کا پیدا ہونا [illegible] نیز آریہ اور جماعت بنانے کا انتظام و انصرام کرنا پڑے گا۔ جن [illegible] مہا پاپ کرنے پڑیں گے جن کی سزا بھگتنے کے لئے ان کی روحیں [illegible] قالبوں میں داخل ہوں۔ کیونکہ کیڑوں مکوڑوں کی ہستی ہی حیوانات [illegible] انسان کی پیدائش کی اصل علت ہے۔ یعنی کیڑوں کی پیدائش کا ہر حال [illegible] ہے۔ کیونکہ فلاسفران یورپ نے سینکڑوں بلکہ ہزاروں تجربات [illegible] کہ قدرت یعنے صانع عالم نے کھیتوں کے پودوں کی خوراک کے [illegible] چھوٹے کیڑے پیدا کئے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو کھیتوں کا [illegible] نہیں۔ اسی طرح بعض حیوانوں کے دماغی کیڑوں کا ہونا ضروری [illegible] ایسا ہی ڈاکٹر ڈلورجی صاحب نے عرصہ دس ماہ اور ڈاکٹر کیس [illegible] اور ڈاکٹر بیرڈ صاحب نے تین سال کے متواتر تجربات سے [illegible] جوان آدمی کی منی میں سپرمیٹوزوا یعنے منی کے کیڑے ہوتے ہیں [illegible] کے اندر داخل نہ ہوں۔ یعنی منی ان کیڑوں کے بغیر داخل ہو تو [illegible] ہی نہیں ہوتا۔ اب صاف ظاہر ہے اور کسی انصاف پسند و عقل [illegible] کہ اگر ویدک تعلیم کے مطابق تمام لوگ نیک ہو جائیں اور کوئی [illegible] ضروریات زندگی کا پیدا ہونا تو درکنار خود حضرت انسان کی [illegible] ختم ہو جائے گا۔ گویا ویدک تعلیم پر عمل کرنا اپنے پاؤں پر کلہاڑی [illegible] شجر تناسخ کے ثمرات تلخ سے روگردانی کرتے ہوئے یہ بتلاتے ہیں کہ [illegible] کیسا گندہ اور بودا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب لڑکی ماں کے پیٹ سے [illegible] تو اس کے ساتھ کوئی ایسی فہرست بھی نہیں ہوتی جس سے یہ معلوم ہو کہ [illegible] میں فلاں فلاں شخص کی ماں تھی۔ اور فلاں فلاں کی خالہ یا پھوپھی۔ بلکہ [illegible] سے اسکی شادی نہ کی جائے۔ جیسا یہ مسئلہ اخلاقی پہلو سے تحت الثریٰ [illegible] ویسا ہی ظلم اور بے انصافی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے [illegible] کہ مطابق قول منوجی قاتل برہمن کی روح سزا کے لئے خنزیر و گئو کی [illegible]

ط افسوس ہے کہ ویدوں میں سانپوں پسوؤں کھٹملوں۔ کنجروں بھانڈوں کی پیدائش کیلئے تو دعائیں تعلیم کیگئیں ہیں۔ مگر برہم ہتیا کرنیوالے کی پیدائش کیلئے دعائیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایشور جی بھول گئے سانپوں وغیرہ حشرات کی پیدائش کی دعائیں کیلئے دیکھو یجروید [illegible] کنجروں بھانڈوں کی پیدائش کے لئے یجروید [illegible] [illegible] وبند [illegible] ترجمہ کے لئے دیکھو دیانند یجروید بھاشیہ بھاش۔ ایڈیٹر

انسان [illegible] ہو جائیں گے۔ یعنی [illegible] میں وہ ہم [illegible] ہو جائیگا۔
اور [illegible] فرماتے ہیں [illegible]
[illegible] قدرت کی [illegible] ایک گناہ [illegible]
کیونکہ [illegible] تو [illegible] اسلام [illegible]
[illegible]
مطابق [illegible] پاپی انسانوں کا ہونا ویسا ہی لازمی اور ضروری ہے
[illegible] آگ اور پانی [illegible] پاپی [illegible]
[illegible] برہم ہتیا جیسے بدترین گناہ [illegible]
[illegible] پیدائش کے لئے دعائیں مانگیں۔ تاکہ ہم کو [illegible]
[illegible] اور [illegible] رہیں۔ کیونکہ ان کی عدم موجودگی کی صورت میں [illegible]
[illegible] مکھن وغیرہ جیسی نعمتوں سے محروم ہو جائیں گے۔
[illegible] پس ثابت ہوا کہ [illegible]
کی ترقی کے لئے از روئے تناسخ برہم ہتیا کرنیوالے پاپی انسانوں کا ہمیشہ [illegible] ہونا
ضروری امر ہے۔ کیونکہ نظام عالم کی درستی کے لئے ویدک تعلیم کا یہ تقاضا ہی نہیں کہ تمام
لوگ نیک ہو جائیں۔ افسوس کہ پچھلے دنوں ہمارے ہندو دوست ایک خطرناک چال چل
رہے تھے یعنی وہ انسداد گاؤکشی کا قانون پاس کرا کر عیسائیوں مسلمانوں کے مذہبی
مسئلہ کا خون کر کے ان کے جذبات کو ٹھکرانا چاہتے تھے۔ کیونکہ یہ دونوں قومیں گوشت
خور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی اور مسلمان سپاہیوں کو سرکاری چھاؤنیوں میں بھی گورنمنٹ
کی طرف سے گائے کا گوشت ہی دیا جاتا ہے۔ جس کی یہ وجہ ہے کہ گائے کا گوشت بہ نسبت
گوشت بکرا کے بہت ارزاں ملتا ہے مذکورہ بالا قانون کے پاس ہو جانے کی وجہ سے
گورنمنٹ عالیہ کو مجبوراً بکرے کا گوشت ہی دینا پڑتا۔ جس سے گوشت کا سرکاری خرچ
کئی لاکھ روپیہ بڑھ جاتا۔ لہذا میں انسداد گاؤکشی کا قانون پاس کرانیوالے آریوں
کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ عیسائیوں اور مسلمانوں
پر یہ الزام نہ دھرا کریں۔ کہ ہندوستان میں ان کے یکے بعد دیگرے آنے کی وجہ سے
بیل اور گائیں گھٹ گئیں۔ بلکہ از روئے تناسخ یہ خیال کیا کریں۔ کہ عیسائی اور
مسلمان ہندوستان میں آئے۔ اور ان کی نیک ہدایتوں سے برہم ہتیا جیسے بدترین
فعل کے کرنے والے پاپی انسانوں کی تعداد کم ہو گئی۔ جس کی وجہ سے گائے بیل
وغیرہ کی کمی ہو گئی۔ اگر دوبارہ ان کی نسل کی ترقی درکار ہے تو انسداد گاؤکشی کا
قانون پاس کرانے کی بجائے از روئے تناسخ برہم ہتیا جیسے بدتر گناہ کرنے والے پاپی
انسانوں کی تعداد کثیر کا ہونا لازمی اور ابدی ہے۔ کیونکہ اس صورت سے تو باوجود گاؤکشی
گائے بیل کی کثرت ہی رہے گی۔ اگر کثرت نہ ہوئی تو مسئلہ تناسخ غلط ٹھیریگا۔ ایسا
ہی گندم۔ جو۔ مکی۔ نخود۔ چاول وغیرہ اجناس کی کثیر پیداوار کے لئے از روئے تناسخ ایسے
بدمعاشوں کا ہونا ضروری ہے۔ جو ہمیشہ برے کام ہی کرتے رہیں۔ انہیں کوئی اچھا
کام ہی نہ ہو۔ اگر ایسے بدچلن گندے انسان نہ ہوں گے تو ہرگز ہم ایک گندم کا پودا
نہیں دیکھ سکیں گے۔ اور بیل وغیرہ جانوروں حتیٰ کہ گئو ماتا کے لئے بھی سبز چارہ کہیں
ڈھونڈے دستیاب نہیں ہوگا۔ اگر قائلین تناسخ نے ایسے بدافعال کرنے والے بدمعاشوں
کی ایک جماعت بنا بھی لی۔ تو تب بھی مذکورہ بالا اجناس کا پیدا ہونا غیر ممکن ہی ٹھیریگا۔
[illegible] جماعت پیدا کرنے کا انتظام والنصرام کرنا پڑے گا۔ جن کے لوگوں سے وہ
جرائم سرزد ہوتے رہیں گے جن کی سزا بھگتنے کے لئے ان کی روحیں کیڑے مکوڑوں کے
قالبوں میں داخل ہوں۔ کیونکہ کیڑوں مکوڑوں کی ہستی ہی حیوانات و نباتات بلکہ
انسان کی پیدائش کی اصل علت ہے۔ یعنی کیڑوں کی پیدائش کا بہرحال ہونا لازم و ملزوم
ہے۔ کیونکہ فلاسفران یورپ نے سینکڑوں بلکہ ہزاروں تجربات کے بعد نتیجہ نکالا ہے
کہ قدرت یعنے صانع عالم نے کھیتوں کے پودوں کی خوراک کے واسطے چھوٹے
چھوٹے کیڑے پیدا کئے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو کھیتوں کا سرسبز ہونا ہی ممکن
نہیں۔ اسی طرح بعض حیوانوں کے دماغی کیڑوں کا ہونا ضروریات سے ہے۔
ایسا ہی ڈاکٹر ڈلورجی صاحب نے عرصہ دس ماہ اور ڈاکٹر کیبر صاحب نے ایک سال
اور ڈاکٹر بیرڈ صاحب نے تین سال کے متواتر تجربات سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ
جوان آدمی کی منی میں سپرمیٹوزوا یعنے منی کے کیڑے ہوتے ہیں اور جبتک یہ رحم
کے اندر داخل نہ ہوں۔ یعنی منی ان کیڑوں کے بغیر داخل ہو تو انسانی قالب بننا شروع
ہی نہیں ہوتا۔ ایسا صاف ظاہر ہے اور کسی انصاف پسند و عقلمند شخص کو انکار نہیں
کہ اگر ویدک تعلیم کے مطابق تمام لوگ نیک ہو جائیں اور کوئی پاپ نہ کرے۔ تو دیگر
ضروریات زندگی کا پیدا ہونا تو درکنار خود حضرت انسان کی پیدائش کا سلسلہ
ختم ہو جائے گا۔ گویا ویدک تعلیم پر عمل کرنا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے۔ اب ہم
شجر تناسخ کے ثمرات تلخ سے روگردانی کرتے ہوئے یہ بتلاتے ہیں کہ بلحاظ پاکیزگی یہ مسئلہ
کیسا گندہ اور بودا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب لڑکی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتی ہے
تو اس کے ساتھ کوئی ایسی فہرست نتھی نہیں ہوتی جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ لڑکی سابقہ جنم
میں فلاں فلاں شخص کی ماں تھی۔ اور فلاں فلاں کی خالہ یا پھوپھی۔ بلکہ ہمشیرہ تاکہ اس شخص
سے اسکی شادی نہ کی جائے۔ جیسا یہ مسئلہ اخلاقی پہلو سے تحت الثریٰ تک گرا ہوا ہے
ویسا ہی ظلم اور بے انصافی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور وہ اس طرح
کہ مطابق قول منوجی قاتل برہمن کی روح سزا کے لئے شیر اور گئو کی جون میں جاتی ہے۔

۵ افسوس ہے کہ ویدوں میں سانپوں پسوؤں کھٹملوں۔ کنجروں بھانڈوں کی پیدائش کیلئے تو دعائیں تعلیم کی گئیں ہیں۔ مگر برہم ہتیا کرنیوالے کی پیدائش کیلئے دعا نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] بھول گئی۔ سانپوں وغیرہ حشرات کی پیدائش کی دعاؤں کیلئے دیکھو یجروید ۳۰/۲ کنجروں بھانڈوں کی پیدائش کے لئے یجروید ۳۰/۲۲ ۳۰/۶ و ۳۰/۲ ترجمہ کے لئے دیکھو دیانند یجروید بھاشیہ بھاشیہ۔ ایڈیٹر

ہم اس کے زیادہ پیچھے نہیں پڑتے صرف دو ہی اعتراضوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر۱ - کیا یہ بے انصافی نہیں کہ ایک برہمن کے قاتل کی روح کو سزا کے لیئے کتے کی جون میں ڈالا جاوے اور وہ مارا مارا دربدر پھرے۔ اور ایک برہمن کے قاتل کی روح کتے کی جون میں ڈالی جاوے۔ اور وہ تمام لوگوں کی نظر میں حقیر معلوم ہو۔ کیا کوئی اس حاکم کو عادل کہیگا۔ جو ایک قاتل کو تو سزا کے پھانسی دے۔ اور دوسرے قاتل کو پھانسی بلکہ سزائے قید کی بجائے جیل کا داروغہ بنا دیوے۔

اعتراض نمبر۲ - گورنمنٹ کسی چور کو اس لیئے سزائے قید دیتی ہے کہ وہ چوریوں سے بچے۔ نہ اس لیئے کہ وہ اور چوریاں کرے۔ شیر کی جون میں قاتل برہمن کی جو روح ڈالی گئی ہے وہ تو اس غرض سے ڈالی گئی تھی کہ اس کو اپنے سابقہ بدفعلیوں کی سزا ملے مگر یہاں دوسروں کو سزا مل رہی ہے۔ وہ اس طرح کہ شیر ہرن کو بلکہ انسان کو بھی مار کر کھا رہا ہے۔ کیا یہ ہرن یا گائے۔ انسان پر ظلم نہیں۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ اس روح کو کیا سزا ملی؟ خاک۔ بلکہ وہ شیر تو تمام جانوروں پر بادشاہی کر رہا ہے۔ غرضیکہ مسئلہ آواگون کو جس پہلو سے دیکھیں۔ اس سے وہ اپنا بدنما چہرہ ہی پیش کریگا۔ کیا یہ مقام حسرت نہیں۔ اور آریوں کی یہ دلیری قابل گرفت نہیں کہ وہ ہم کو کیوں گوشت خوری سے منع کرتے ہیں جبکہ وہ خود ذرات انسانی گوشت کھانے میں مشغول ہیں۔ وہ اس طرح کہ از روئے تناسخ غلہ و نباتات وغیرہ میں بھی بالی انسانوں کی روحیں ایسی ہی مقید ہیں جیسی کہ بھیڑ بکری کی جون میں۔ اب میں بخوف طوالت مضمون مسئلہ تناسخ کی زیادہ تشریح کرنے سے مجبور ہو کر اس مسئلہ کو چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ حیران ہوں کہ میں کن نقائص کو چھوڑوں اور کن نقائص کو لکھوں۔ اور آپ بھی بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ ہر زمانہ میں ہمارے آریہ بھائیوں نے اس مسئلہ کی جو بے سوچے سمجھے اور اندھا دھند تقلید کی ہے وہ کسی طرح بھی بھیڑ چال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اگر وہ ذرا بھی عقل سے کام لیتے اور اس مسئلہ کی اصل حقیقت سے آگاہ ہوتے تو ہرگز ایسی زبردست غلطی کے مرتکب نہ ہوتے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اسلام کی پاکیزہ تعلیم کا مطالعہ اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر بنظر غائر کئے ہوتے۔ تو کبھی بھولے سے بھی ایسی تقلید کا نام نہ لیتے۔ کیونکہ پیارے اسلام کی مقدس تعلیم یہ بتاتی ہے کہ انسان ایک خاص مخلوق ہے۔ اور حیوان ایک علیحدہ مخلوق۔ اسی طرح نباتات کی دوسری مخلوق ہے۔ اور ان کی روحیں ایک دوسرے کے قالبوں میں ہرگز نہ آتی ہیں نہ جاتی ہیں۔ اور انسان خواہ نیکی کرے خواہ بدی۔ پروردگار آفرینندۂ جان و جہان اپنی صفت رحمانیت کے تقاضے سے اسی طرح انسان کے لیئے گندم جو نخود۔ مکی۔ چاول وغیرہ اجناس اور تمام قسم کے پھل وغیرہ۔ بلکہ تمام ضروریات زندگی پیدا کرتا ہی رہے گا۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے اور قاضی حاجات و بے نیاز ہے۔ اور عجب کاریگر ہے جس نے اپنی کمال کاریگری سے ماں کے پیٹ میں انسان کی وہ خوبصورت شکل بنائی جس کی نظیر آج تک اس صانع حقیقی کے سوا کسی نے بنائی اور نہ کوئی آئندہ بنا سکیگا۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

دہد نطفہ را صورتے چوں پری   کہ کرد است بر آب صورتگری

اب ذرا ہون کی نسبت سنئے جو آریوں کی صبح و شام کی عبادت ہے۔ اور صندل گھی وغیرہ آتش میں جلا کر کیجاتی ہے۔ جس کی نسبت سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں مفصل بحث کی ہے۔ فرماتے ہیں:-

سوال اول - کیا اس ہوم کے بغیر گناہ ہوتا ہے؟ **جواب** - ہاں۔ کیونکہ جس آدمی کے جسم سے جتنی بدبو پیدا ہو کر ہوا اور پانی کو بگاڑتی اور بیماری کا باعث ہوتی ہے اور جانداروں کو تکلیف پہونچاتی ہے (اگر وہ ہوم نہ کرے تو) وہ اتنا ہی گنہگار ہے۔

سوال دوم - ہر ایک آدمی کتنی آہوتیاں کرے اور ایک ایک آہوتی کا کیا اندازہ ہے؟ **جواب** - ہر ایک شخص کو سولہ سولہ آہوتی (ڈالنی چاہئیں) اور چھ چھ ماشہ گھی وغیرہ اشیاء ایک ایک آہوتی کی کم از کم مقدار ہونی چاہیئے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بہت اچھا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش باب۳ صفحہ ۵۵ مطبوعہ سنہ ۱۹۶۴ بکرمی) +

صاحبو! آج زمانہ قحط کا دور دورہ ہے۔ جس میں غریب لوگ خاص کر تکلیف میں ہیں۔ کیونکہ جس شخص کی تنخواہ بیس روپیہ ماہوار ہے اس کا بمشکل گذارہ چل رہا ہے۔ صرف گندم کا یہ نرخ ہے کہ چھ سیر فی روپیہ کہیں سے دستیاب نہیں ہوتی دیگر اشیائے پوشیدنی و خوردنی کی گرانی کا ذکر ہی کیا کرنا۔ گھی ہی کو لے لو۔ جو چار پانچ چھٹانک فی روپیہ رہ چکا ہے۔ کم تنخواہ ملازموں کی آئے دن ہڑتالیں ہوتی رہتی ہیں۔ کیونکہ ہر چیز کے گراں ہو جانے اور تنخواہوں کے ویسا ہی کم رہنے کی وجہ سے پیٹ بھر کر کھانا مشکل ہو گیا ہے اور کئی غریب لوگوں نے تو گھی کا کھانا ہی ترک کر دیا ہے۔ غرضیکہ غریب لوگ جس مصیبت قحط میں مبتلا ہیں وہ غریب ہی جانتے ہیں امرا کو کیا خبر بقول حافظ "کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا"۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ ہون کا فرض ادا کرنے کیلئے کیا ایک غریب آدمی ہر روز ۱۶ تولہ گھی وغیرہ کسطرح خرید کر سکتا ہے اور کیا غریب بیچارہ پر ظلم نہیں کہ وہ اپنے بڈھے ماں باپ اور بال بچوں کو بھوکا رکھکر ہون کیلئے گھی خریدے یا مقروض ہو کر۔ ورنہ اسکو گنہگار ہونا پڑیگا۔ واہ جی واہ جس کتاب میں ایسا ظلم و ایسی بے انصافی روا رکھی گئی ہو کیا وہ الہامی کتاب ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب تعلیم اسلام کا مطالعہ کرو۔ زکوٰۃ کا دینا مالدار مسلمانوں کا فرض ہے نہ نادار مسلمانوں کا۔ اسطرح حج کعبہ کے ادا کرنے کا فرض متمول مسلمانوں کے متعلق ہے نہ غریبوں کے۔ اگر یہ فرائض غریبوں اور امیروں کیلئے یکساں ہوتے تو اسلام کا خدا بھی (نعوذ باللہ) ویدوں کے خدا کیطرح ایک ظالم خدا ہوتا۔ غرضیکہ جسطرح اسلام اور وید کے دھرم کی تعلیم کا مطالعہ کرتے جائیں اسطرح حق و باطل کی تمیز ہوتی جائیگی اور ملت بیضا جیسا کوئی دوسرا مذہب نظر نہیں آئیگا امید کہ

عقائد محمودیہ پر مولانا ابوبکر کی نظر

ہر ایک شخص جو کسی فرقہ مذہبی کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے اسی وقت تک کرتا ہے کہ جبتک اس فرقہ کی صداقت کا اسے کسی طرح یقین ہو۔ لیکن جب کسی صاحب دیانت کو جسے خدا کا خوف ہو اس فرقہ کے عقائد میں خرابی نظر آئے تو حق کی جستجو کے لیئے وہ اس فرقہ میں شامل ہوا تھا تلاش کرے اور ایک محققانہ نظر کے ساتھ معاملہ کو سمجھے اور جب اس کے نزدیک یقینی طور پر معاملہ کا انکشاف ہو تو بلا کسی انسان کے خوف کے جرأت کے ساتھ دوسرے کے سامنے رکھے اور اصحاب رسول اللہ کے اخلاق کا نمونہ دکھائے +

جب کبھی دنیا میں کسی مصلح مذہبی کا ظہور ہوا ہے اور ایک دینی جماعت قائم کرنے کی اسے توفیق دیگئی ہے۔ ایک زمانہ کے بعد اس کے متبعین کے عقائد میں خرابیاں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ پس ایسے وقت میں اس فرقہ میں پھر فرقہ بندی شروع ہو جاتی ہے۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے ہی کو حق پر سمجھتا ہے۔ یہی حال جماعت احمدیہ کا ہے۔ اس وقت اس جماعت میں ایک بڑا اختلاف ہے اور اختلاف بھی کسی معمولی امر میں نہیں بلکہ اصولیات دین میں واقع ہے۔ یہاں تک کہ ایک فرقہ دوسرے کو فاسق و کافر تک کہنے کو تیار ہے۔ اگر ایک طرف اہل بیت مصلح اور ایک بڑی جماعت ہے تو دوسری طرف اہل حل و عقد اور جماعت کا ایک سمجھدار حصہ ہے۔

میں ان لوگوں کو جو کہ تقلید کو تقلید نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے ہیں تو اسی کو بہتر بھی سمجھتے ہیں معذور سمجھتا ہوں۔ اور ان کے دلائل کو صرف انہیں تک محدود رکھتا ہوں۔ اور ان لوگوں کی خدمت میں جن کو حق کی تلاش ہے اور اس تلاش میں عقل خداداد سے مدد لیتے ہیں اور ہر امر کا فیصلہ بعد تدبر و نظر عمیق کرتے ہیں یہ عرض کروں گا کہ ضرور اختلاف مابین میں وہ ایک تدبر کی نگاہ ڈالیں اور بعد ازاں جو ان پر بطور حق کے منکشف ہو اس سے جماعت کو مستفید بنائیں۔

میں نے باوجود میاں صاحب کا مرید ہونے کے اس اختلاف مابین میں اپنی وسعت کے مطابق حق معلوم کرنے کو تاہی نہیں کی۔ اور ہر ایک مبایع سے بھی یہی خواہش ہے کہ وہ تقلید کی پٹی کو دور کرے۔ اچھی طرح آنکھیں کھولے اور معاملہ کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کرے +

مبایعین کو میں خوب جانتا ہوں۔ انہیں میں ابتداء بیعت سے اب تک رہا ہوں ان سے مجھے خوب واقفیت ہے اور کامل یقین کے ساتھ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میاں صاحب کی ذاتیات کا ان پر بہت بڑا اثر ہے۔ عوام میں نہیں بلکہ اچھے اچھے سمجھدار بھی اس مصیبت میں مبتلا ہیں جو باتیں میاں صاحب کے کلام پر غور کرنے کے نتیجہ میں مجھے درست معلوم ہوتی ہیں ان کو آج میں پبلک کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہیں اللہ تعالیٰ سب کو حق کی راہ دکھائے۔ اللھم لاتزغ قلوبنا بعداذ ھدیتنا انک انت الوھاب۔

(۱) میاں صاحب نے حضرت صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے نبوۃ کی حقیقت پر اپنی طرف سے خوب روشنی ڈالی ہے۔ میاں صاحب کا مسلک یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کی ایک حقیقت ہے جس شخص میں وہ حقیقت پائی جائے گی وہ ضرور نبی کہلانیکا مستحق ہوگا۔ اگرچہ باوجود اس حقیقت کے پالئے جانے کے وہ خود اپنی نبوت سے منکر ہو۔ اور جس شخص کے اندر وہ حقیقت مفقود ہو وہ ہرگز نبی نہیں کہلا سکتا (الا مجازاً) اگرچہ وہ مدعی بھی ہو۔ چنانچہ میاں صاحب نے اسی بنا پر ایک ضخیم کتاب بھی لکھ ڈالی ہے +

میرے نزدیک نبوت کی حقیقت معلوم کرنا اور اس کی کیفیات سے مطلع ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کی حقیقت درحقیقت وہی جان سکتے ہیں کہ جن پر اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور پھر دوسروں کے لیئے ان کا بیان کرنا ایسا ہی ہے جیسا ایک صاحب بصر اعمی کے لیئے کسی رنگ کی کیفیت بیان کرتا ہے اور اصل غلطی جو میاں صاحب کو لگی ہے یہیں سے لگی ہے۔ یعنی جوں جوں میاں صاحب اپنی حقیقت نبوت کے نزدیک ہوتے گئے ہیں درحقیقت ووں ووں اس کی حقیقت سے دور ہوتے گئے ہیں۔ اور اب میاں صاحب اور نبوت کے درمیان بعد المشرقین واقع ہوگیا ہے۔ میاں صاحب اگر ان آیات پر ہی جو کہ ان کی مزعومہ حقیقت پر ان کے نزدیک دلالت کرتی ہیں غور کرتے اور ان کے الفاظ کے مواضع استعمال پر تدبر کرتے تو یہ غلطی ان کو ہرگز نہ لگتی۔ میاں صاحب نے نہ تو گزشتہ انبیا پر نظر ڈالی کہ آیا وہ بھی اس حقیقت کے وجود سے نبی بنے تھے؟ نہ ہی قواعد معقولات کا انہوں نے کچھ خیال کیا کہ کس چیز کو کیونکر کسی چیز کی حقیقت بنایا جاسکتا ہے۔ جس بات کو انہوں نے مسیح موعود کی نبوت قرار دیا ہے کوئی عقلمند اسے نبوت نہیں کہہ سکتا۔ اور میاں صاحب کو جو غلطی نبوت کے معاملہ میں لگی یہیں سے لگی ہے۔

(۲) میرے نزدیک میاں صاحب کے عدم تدبر کے نتائج میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن شریف میں انبیا کے ذکر کے ساتھ ان کے بعض احوال و اوصاف کا ذکر آیا ہے۔ میاں صاحب نے اس سے غیر مفید فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ (یعنی) میاں صاحب اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں جس کے اندر بھی وہ باتیں پائی جائیں گی۔ وہ ضرور نبی ہوگا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو بھی انسان ہوگا وہ حیوان بھی ضرور ہوگا۔ لیکن اس بات کے کہنے کی جرأت صرف میاں صاحب ہی کر سکتے ہیں۔ کہ جو بھی حیوان ہوگا وہ انسان بھی ضرور ہوگا۔ وھذا مما یتحیر علیہ من لہ دخل فی المعقولات +

(۳) میاں صاحب اور دیگر مبائعین نے ان دلائل میں سے جن سے عوام کو غلطی لگتی ہے ایک یہ ہے کہ قلت تدبر سے بعض چیز کو علت اور بعض کو معلول قرار دیتے ہیں مثلاً ان کے نزدیک عذاب عظیم کسی نبی کی بعثت کا معلول ہے اور معلول کا ظہور بغیر وجود علت محال ہے۔ اور چونکہ اس وقت عذاب عظیم بغیر نبی کے ممکن نہیں۔ اس لئے کسی نبی کی بعثت ضرور ہے جس کی مخالفت سے دنیا پر تباہی آئی ہے۔ مگر عذاب عظیم کو بعثت کا معلول قرار دینا دنیا کو اپنے پر ہنسانا ہے اور آیات قرآنی پر عدم تدبر اور تاریخ سے تجاہل اور واقعات کی حقیقت اور باعث سے ناواقفیت کی وجہ سے ایسی غیر معقول باتیں نکلتی ہیں۔ قرآن کا مقصد وہ ہے جس تک میاں صاحب کی عقل کی رسائی نہیں ہوئی۔

(۴) اگر کوئی شخص حقیقۃ النبوۃ کے دلائل پر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ بعض ایسی باتیں جو تائید الٰہی سے ظہور میں آتی ہیں ان سے مسیح موعود کی نبوت ثابت کی گئی ہے حالانکہ ان سے صرف یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ وہ کاذب نہیں سچا تھا۔

(باقی آئندہ)

ایک مہربان کے نام کھلی چٹھی

از قلم مولوی محمد یمین صاحب تھانوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مثل مشہور ہے کہ "آزمودہ را آزمودن خطا است" ۱۹۱۴ء سے جبکہ احمدی جماعت میں اختلاف پڑا ہے آج ۱۹۲۲ء مورخہ ۳۰- جولائی تک مجھے کئی محمودی علماء سے گفتگو کا موقعہ ملا ہے۔ مگر مجھ کو آج تک مجھے ان میں سے ایک بھی مسیح موعود کا صادق مرید نہیں ملا۔ سب کے سب صرف اپنی خواہشات اور ضروریات کے مرید دیکھے گئے ہیں۔

اگر آپ کے خیال میں جناب حافظ روشن علی صاحب مسیح موعود کے مرید نہیں میاں صاحب کے ہی مرید صادق ہیں تو میں ان کے ساتھ موجودہ مختلف فیہ مسائل میں بحث اور تحقیق کے لئے آپ کی ہمراہی میں جانے کو بالکل تیار رہوں۔ مگر آپ پہلے مجھے یہ یقین کرا دیں کہ آیا حافظ صاحب نے پہلے حضرت مرزا صاحب کو اصلی حقیقی کامل مکمل براہ راست آیۃ اسمہٗ احمد کا مصداق نبی مانا تھا یا اب مانتے ہیں یا جناب میاں صاحب کو واقعی مصلح موعود اور الہام کان اللہ نزل من السماء کا مصداق اور آیت استخلاف کے ماتحت حضرت عمر جیسا خلیفہ راشد مانتے ہیں اور آیت استخلاف وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الخ میں حضرت مسیح کو تعریض کیلئے مانتے ہیں تعیین کے لئے نہیں مانتے۔ یا باقی مبائع صاحب کے عقائد جدیدہ میں میاں صاحب سے ہم عقیدہ ہیں۔ میں اس فرقہ نوزاد کے عقائد کی ایک مختصر فہرست بھیجتا ہوں آپ اس فہرست کو حافظ صاحب کی خدمت میں جلسہ عام میں پیش کر کے ان سے دریافت فرما دیں بلکہ درخواست ہو کہ ان سے دریافت کریں کہ وہ اپنے اس فرقہ کے ان عقائد کی تصدیق مؤکد بعذاب قسم سے اخبار الفضل میں شائع کر دیں اور اگر یہ پرچہ اس اخبار کا بذریعہ رجسٹری میرے نام بھیج دیں میں انشاء اللہ تعالیٰ جہاں حافظ صاحب ہوں گے حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ اور پھر شرائط تحقیق حق وہاں ہی طے ہو جائیں گے۔ جن میں سے یہ شرط مقدم ہوگی اور حافظ صاحب پر اس شرط کی پابندی ضروری ہوگی کہ حافظ صاحب جو دعوے تحریر کریں گے۔ ساتھ ہی ان دعووں کے صحیح اور یقینی ہونے پر مؤکد بعذاب حلف بھی اٹھائیں گے اور پھر اس حلف کو اسی دعوے کے ساتھ تحریر کر دیں گے۔ اور پھر اس دعوے کے اثبات میں جو دلائل پیش کریں گے ہر ایک دلیل کے صحیح اور یقینی ہونے پر مؤکد بعذاب ایسی قسم ساتھ تحریر کریں گے جیسا کہ علامہ ابن قیم اور حضرت مسیح موعود علیہم السلام کے مندرجہ ذیل تحریرات سے ثابت ہے اور میں نے یہاں حافظ صاحب کے لئے مؤکد بعذاب حلف کی شرط اس لئے لگا دی ہے کہ اس فرقہ کے لوگ واللہ باللہ ثم تاللہ کہہ کر جھوٹ کہنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ مثلاً مولانا مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فصل الخطاب کے حصہ دوم صفحہ ۹۴ سے ۱۰۵ تک بڑے پرزور دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ بشارت اسمہٗ احمد کے مصداق صرف حضرت محمد رسول اللہ ہی ہیں اور اپنے اس عقیدہ کی صحت پر واللہ کہہ کر قسم بھی ساتھ لکھ دی ہے۔ اور ایسا ہی کتاب نور الدین میں بھی اسمہٗ احمد نبی کریم کا ہی نام تسلیم کیا ہے۔ بعد کے اور کئی خطوط میں بھی اپنا یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ مگر اب ہر ایک محمودی عالم کہتا ہے۔ واللہ باللہ ثم تاللہ میں نے بارہا سنا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے کہ یہ بشارت مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد مسیح موعود کی ہے اور آپ کا اصل نام احمد ہے۔ گواہ شد محمد سرور۔ قاضی امیر حسین۔ حافظ روشن علی۔ میر محمد اسحاق سید محمود عالم۔ مرزا برکت علی۔ صوفی غلام محمد بی۔ اے وغیرہ۔ دیکھو اخبار الفضل ماہ دسمبر ۱۹۱۶ء ایسا ہی اور کئی مقامات میں ان لوگوں کی خلاف واقعہ قسمیہ تحریریں موجود ہیں۔ چنانچہ خود جناب میاں صاحب نے آیۃ وماکان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو صداقت نبوۃ محمدیہ کے لئے بطور دلیل کے پیش کیا ہے اور خاتم کے معنے اختتام یعنے اتمام نبوۃ کر کے یہ لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت

ہو گیا ہے کہ محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہ تو آج سے پہلے آیا اور نہ ہی آیندہ آئیگا - اور یہ آیت کسی سچے نبی کے نہ آنے کے لئے بطور پیش گوئی کے ہے - اس آیت خاتم النبیین کے نزول کے بعد جو بھی کوئی مدعی نبوت آئیگا - اس کو ہم اس آیت کے ماتحت کذاب ہی سمجھیں گے - خواہ لاکھوں ہی اسکے پیرو کیوں نہ بن جائیں - مختصراً دیکھو تشحیذ الاذہان جلد ۵ نمبر ۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۰ء اور اب اس مصنوعی فرضی خلافت کے بعد حقیقۃ النبوۃ میں کئی جگہ لکھا ہے کہ ختم نبوۃ کا اعتقاد ایک غلط اعتقاد ہے اور خاتم کے معنے اب مہر یا نبی سازی کے کر دئے اور انوار خلافت میں لکھا ہے کہ ہزاروں نبی آئیں گے اور مزید براں اب اس آخری عقیدہ پر یوں قسم اٹھاتے ہیں -

میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اُسوقت (۱۹۱۰ء ماہ اپریل میں اس نمبر تشحیذ کی تحریر کے وقت) بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے اسی طرح کا نبی (اسمہٗ احمد کا حقیقی مصداق براہ راست مستقل رسول) مانتا تھا جس طرح کا اب مانتا ہوں مختصراً" دیکھو لاہوری محمودیوں کا ہینڈ بل ماہواری نمبر ۲۱ و ۲۲ صفحہ ۷ و ۸ - ایسا ہی محمد عثمان لکھنوی کے خط میں لکھا ہے کہ وہ سب احمدی مرزا صاحب کو ظلی نبی مانتے ہیں - (نہ اصلی)

مگر اب انوار خلافت . . . میں بخیال خام بڑے پُر زور دلائل سے بشارت اسمہٗ احمد کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو ثابت کیا ہے دیکھو ضمیمہ الفضل قادیان ۱۲ - اگست ۱۹۱۴ء اور انوار خلافت - یہ تو مشتے نمونہ از خروارے فرقہ محمودیہ ہے - پس کوئی ناواقف اگر کسی محمودی عالم کی زبان پر اعتماد کرے تو کرے مگر میرے جیسے واقف کار ایسے لوگوں کی لفاظیوں پر کہ ہم قوم کا تزکیۂ نفس کرتے ہیں - تبلیغ کرتے ہیں یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں کیا یقین کر سکتا ہے - دوسری بات یہ ہے کہ میرا ایمان ہے کہ اسوقت اسلام اور اہل اسلام کے لئے فرقہ محمودیہ کا وجود سم قاتل یا مار آستین سے کم نہیں ہے اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ایسے گروہ سے ویسی ہی قسم کا مطالبہ کروں جیسا کہ قرآن شریف نے اپنے منکرین سے مطالبہ کیا ہے "فتمنوا الموت ان کنتم صادقین"۔ "قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الخ" خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کو حافظ روشن علی صاحب کی قرآن دانی یا دعوی مریدی میاں صاحب پر کامل یقین ہے تو آپ کسی مجلس عام میں میرا یہ مضمون ان کے سامنے رکھدیں اگر حافظ صاحب نے بلا کسی چون و چرا اپنے ان عقائد کو الفضل میں بلا کم و کاست نمبر وار درج کر کے ان کی صحت پر مؤکد بعذاب حلف شائع کر دی تو میں جہاں حافظ صاحب ہونگے حاضر ہو جاؤنگا - مگر میں یہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ حافظ صاحب کو یا مولوی عبید اللہ صاحب بسمل کو یا قاضی امیر حسین صاحب کو ذبح بھی کر دیں تو بھی وہ ان شرائط میں سے ایک بھی نہ تو مانیں گے اور نہ ہی ان کی صحت پر مؤکد بعذاب قسم کھائیں گے - میں جناب کا از حد مشکور رہوں گا کہ اگر آپ یہ شرائط ان سے منوالیں گے -

اب میں علامہ ابن قیم جوزی اور حضرت مسیح موعود علیہما السلام کی وہ تحریرات نقل کرتا ہوں جن سے ہر ایک مناظر کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے دعوے اور دلیل پر حلف اٹھائے اگر اسوقت مذہبی مناظرات میں اس شرط کی پابندی کیجاوے تو ایک حد تک مناظرات کا سلسلہ کم ہو جائیگا - خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ اکثر متکلم پروہتوں کی طرح جو رطب یابس چاہتے ہیں پیش کرتے چلے جاتے ہیں - اور مذہبی مناظرات میں بجائے فائدہ کے ہر جگہ نقصان ہی ہوتا رہتا ہے - اور بجائے اصلاح کے فساد ہو جاتا ہے - اس لئے ہمارے احباب کو چاہیئے کہ مباحثات میں ہمیشہ اس ایک شرط کی خود بھی پابندی اختیار کریں اور اپنے مدمقابل کو بھی اس شرط کی پابندی پر مجبور کریں - اور جو شخص مذہبی مناظرہ میں اس شرعی شرط کی پابندی سے گریز کرنا چاہے اسکو ایک شریر بے ایمان شیطان یقین کر کے چھوڑ دیں - کیونکہ جو شخص پہلے ہی سے ایک شرعی حکم کی پابندی سے گریز کر رہا ہے تو اس کی نسبت بعد کو یہ کیونکر وہم کیا جا سکتا ہے کہ یہ بھلا مانس بعد کو ایمانداری سے گفتگو کریگا جبکہ وہ پہلے سے ہی اس سنت اللہ اور سنت رسول اللہ سنت صلحاء سے روگرداں ہے وہ تحریرات یہ ہیں - وہو ہذا -

نمبر۱ میرا ایمان ہے کہ میں حضرت میرزا صاحب کو اصلی حقیقی کامل مکمل نبی و رسول سمجھتا ہوں اور پہلے سمجھتا رہا - نمبر۲ میرا ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب صرف اپنے آپ کو ہی بشارت اسمہٗ احمد کے حقیقی اور کامل مصداق سمجھتے تھے - اور وہ جو مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۹۱ طبع اول پر لکھا ہے کہ میرا ذکر قرآن شریف میں اجمالاً ہے یا جو کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ میری نبوت اصلی نہیں ہے غلط ہے - نمبر۳ میرا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مدت تک اپنی نبوۃ و رسالت میں شک رہا جیسا کہ میاں صاحب نے رسالہ حقیقت الامر میں لکھا ہے - نمبر۴ میرا ایمان ہے کہ میاں صاحب نے جو اپنی کتاب حقیقت النبوۃ کے صفحہ ۱۲۱ پر لکھا ہے کہ جہاں کہیں حضرت صاحب نے اپنی نبوت سے انکار کیا ہے وہ سب حوالے اب منسوخ اور ناقابل حجت ہیں نمبر۵ میرا ایمان ہے کہ میاں صاحب نے صدر انجمن قادیان کو کالعدم قرار دیکر انجمن کے سب اختیارات اور املاک کو اپنے قبضہ اور اختیار میں لینے سے خدا تعالے اور اسکے رسول اور حضرت احمد نبی اللہ کے رسالہ الوصیت کی خلاف ورزی نہیں کی - (دیکھو تسلی کیلئے رپورٹ محکمہ نظارت مطبوعہ قادیان مولفہ مولوی شیر علی صاحب) نمبر۶ میرا ایمان ہے کہ آیت وبالآخرۃ ہم یوقنون کا ترجمہ جو مرزا صاحب کی وحی

کہا گیا ہے۔ یہ قرآن شریف کی ایک ملحدانہ تحریف نہیں ہے۔ بلکہ اس لفظ آخرت کا اصلی مطلب یہی ہے۔ ۸ میرا ایمان ہے کہ میاں صاحب واقعی وہی مصلح موعود ہیں جن کا وعدہ یا ذکر الہام کان اللہ نزل من السماء کے مصداق ہیں اور کوئی آنیوالا اسکا مصداق نہیں ہے۔ ۸ میرا ایمان ہے کہ جس قدر روپیہ میاں صاحب نے اشاعت اسلام کے نام سے لیا ہے اس میں سے نہ تو کبھی میاں صاحب نے خود اپنے ذاتی عیش و عشرت پر خرچ کیا ہے اور نہ ہی کسی اپنے معاون کو دیا ہے۔ ۹ میرا ایمان ہے کہ مفتی محمد صادق صاحب اور لندنی مریدین میاں صاحب تجارتی کاروبار میں مصروف نہیں ہیں بلکہ صرف اشاعت اسلام اور تبلیغ ہی میں مصروف رہتے ہیں اور یہ میاں صاحب کے تجارتی ایجنٹ یا ملازم نہیں ہیں۔ ۱۰ میرا ایمان ہے کہ آیت خاتم النبیین (سورہ احزاب) میں جو لفظ خاتم آیا ہے اسکا ترجمہ اختتام نبوت نہیں ہے بلکہ اسکا ترجمہ مہر ہے۔ ۱۱ میرا ایمان ہے کہ یہ آیۃ ابقاء یا اجراء نبوۃ کے لئے دلیل اور ثبوت ہے اس سے اتمام نبوت ہرگز مراد نہیں ہو سکتا۔ جسقدر لوگوں نے اس آیت سے ختم نبوۃ سمجھا ہے وہ غلط بلکہ اغلط سمجھا ہے۔ ۱۲ میرا ایمان ہے کہ میاں صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ اور اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۱۴ نمبر ۱۱ نومبر ۱۹۱۹ء میں عقیدہ ختم نبوۃ کو لعنتی اور آل فرعون کا عقیدہ قرار دیا ہے سچ اور صحیح ہے۔ اور امت محمدیہ میں جس قدر لوگ اس عقیدہ ختم نبوت پر فوت ہوئے ان کا خاتمہ فرعونی عقیدہ پر ہوا۔ اور ختم نبوت کا عقیدہ کفار قدیم کا عقیدہ ہے۔ ۱۳ میرا ایمان ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ جیسا اصلی حقیقی کامل نبی نہیں مانتا وہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے (کلمۃ الفصل تشحیذ مؤلفہ میاں صاحب ۱۹۱۱ء) اور مرزا صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ میرے انکار کیوجہ سے کوئی کافر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ (تریاق القلوب) غلط ہے۔ ۱۴ میرا ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۴ سے ۷۶ تک جو الہام الٰہی لکھا ہے کہ قادیان دمشق ہے اور قادیانی یزیدی ہیں اور یہاں کے علما جو یہود کی طرح نبی کریم کی احادیث کترتے ہیں اور میری عبادتگاہ میں یہ پیٹ کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کی مصداق حقیقی موجودہ قادیانی جماعت نہیں ہے۔ مختصراً من العقائد محمودیہ حلف کے متعلق تحریر ہے

یجوز للمفتی والمناظر ان یحلف علی ثبوت الحکم عندہ وان لم یکن حلفہ موجبا لثبوتہ عند السائل والمناظر لیشعر السائل والمنازع لہ انہ علی ثقۃ ویقین مما قال لہ وانہ غیر شاک فیہ۔

فقد تناظر رجلان فی مسئلۃ فحلف احدہما علی ما یعتقدہ فقال لہ منازعہ [illegible] فقال انی لم احلف لیثبت الحکم عندک ولکن لاعلمک [illegible] قولی وان شبہتک لا تغیر عندی فی وجہ یقینی بما انا جازم

"وقد امر اللہ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یحلف علے ثبوت الحق الذی جاء بہ فی ثلاثۃ مواضع من کتابہ احدہا قولہ تعالے ویستنبؤنک احق ہو قل ای وربی انہ الحق۔ والثانی قولہ تعالے وقال الذین کفروا لا تاتینا الساعۃ قل بلی وربی لتاتینکم عالم الغیب والثالث قولہ تعالے زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا قل بلی وربی لتبعثن۔

وقد کان الصحابۃ رضی اللہ عنہم یحلفون علے الفتاوے والروایۃ و قد حلف الشافعی والاحمد وقد روی احمد عن جماعۃ من الصحابۃ والتابعین انہم حلفوا فی الروایۃ والفتوی وغیرہا تحقیقاً وتاکیداً للخبر لا اثباتاً لہا بالیمین بلفظہ الخ

منقول از اعلام الموقعین جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ و ۲۳۸ -

اپنے ہر ایک قول پر مؤکد بعذاب حلف اٹھانے پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قطعی اور مدلل شرعی فیصلہ

قولہ - یہ امر بالکل غلط ہے کہ اسلام میں قسم کھانا منع ہے۔

تمام نیک انسان مسلمانوں میں سے ضرورتوں کے وقت قسم کھاتے آئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ضرورتوں کے وقت قسم کھائی۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قسمیں کھائیں۔ خود خدا تعالے نے قسمیں کھائیں جن کا قرآن شریف میں مفصلاً ذکر موجود ہے۔ کتب احادیث اور فقہ اور کتب قانون میں قسموں کے باب موجود ہیں۔ ہر ایک عدالت میں روزمرہ ملزموں کو بلکہ مدعیوں کو بھی قسمیں دیجاتی ہیں وغیرہ دیکھو اشتہار مسیح موعود علیہ السلام جس کا عنوان ہے **ایک واقعہ کا اظہار** بمقابلہ مولوی کرم دین مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان مورخہ ۱۴ جون ۱۹۰۱ء +

نوٹ - علامہ ابن قیم کے لفظ یجوز کا ترجمہ فرض ہے اصطلاح فقہا میں یجوز کا لفظ بمعنے فرضیت بھی استعمال ہوتا ہے۔

اور یہاں تو یقیناً بمعنے فرضیت ہے۔ کہ اس کے بعد قد امر اللہ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم الخ موجود ہے۔ اور خود باقی دلائل مندرجہ مضمون بھی اسپر گواہ ہیں کہ یہاں یجوز بمعنے فرض آیا ہے۔ فتدبر۔

فہرست عقائد محمودیہ . . . . صفحہ . . . . ۱۳ پر درج کی جاچکی ہے (جن کی صحت پر حافظ صاحب سے مؤکد بعذاب قسم کا مطالبہ کیا گیا ہے +)

معاونین پیغام صلح کا فرض کیا ہے؟ یہی کہ حضرت مسیح موعود کی مقدس یادگار کو قائم رکھنے اور تبلیغ حقہ کے سلسلہ کو وسیع کرنیکے لئے اسکی وسعت اشاعت میں حتی الامکان بلیغ کوشش فرماکر بہ تعداد کثیر معاونین اخبار پیدا کریں۔ تاکہ خادمان اخبار اسکو زیادہ بہتر و مفید قوم بنانے میں قاصر نہ رہیں۔ ایڈیٹر

ایک صاحب عبدالرؤف نام جو اپنے آپ کو محمودی گھر کا بھیدی بتلاتے ہیں زیر عنوان "حضرات قادیان سے سوال" ایک طویل مراسلت شائع کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ اخبار میں گنجائش نہ ہونیکے سبب اسکا صرف خلاصہ درج کر دیا ہے۔ "مولوی صاحب مرحوم اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنی وصیت چھوڑ جاتے ہیں کہ میرا جانشین عالم باعمل، ہر دلعزیز ہو۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس وصیت پر عمل ہوا؟

اس کے جواب کے لئے وہ محمودیوں کو چیلنج کرتے ہیں۔ دوسرا مطالبہ ان کا صدر انجمن کے متعلق ہے کہ آیا وہ صدر انجمن احمدیہ جس کو ان کے امام نے بنایا تھا کچھ بھی حقیقت رکھتی ہے؟ میاں صاحب کے ذاتی دفاتر اس قدر زیادہ ہیں کہ انجمن کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ اور اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے"

مفتی کاذب اور پشاوری پھکڑ

علوم حاضرہ میں محمودی جدت طرازیاں بھی قابل داد ہیں۔ خدا بھلا کرے میاں محمود کا کہ جنہوں نے غلام احمد کی ایک ہی ترکیب میں علوم نحویہ کا خاکہ اڑا کر دکھا دیا۔ قرآن کریم کے لفظ شوریٰ کو اردو شور (غل غپاڑہ) سے مشتق قرار دے کر فلسفہ لغویہ میں الفاظ کی تنقید کے ایک نئے باب کا افتتاح کر د[یا]۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محمودیوں نے یہ خوب سمجھ لیا ہے۔ کہ علم کلام میں جو لوگ ایسی قدرت نوازیاں دکھلاتے ہیں۔ ہمیشہ میدان انہی کے ہاتھ میں رہتا ہے کیونکہ علوم حاضرہ کے مقررہ اصولوں کی پابندی انسان کو خواہ مخواہ پابزنجیر بنا دیتی ہے۔ اس کے کامیابی کا سہل ترین گر یہ ہے۔ کہ انسان کل علوم عقلیہ اور نقلیہ سے آزاد ہو کر میدان مباحثہ میں اترے۔ میاں صاحب کی اس تیار کردہ منہاج پر ہی محمودی دوران مباحثہ میں اکثر گامزن ہوتے ہیں۔ تازہ واقعہ ہے کہ مفتی کاذب کا ایک خط شائع کیا گیا تھا۔ کہ جس میں اس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گزشتہ زمانہ کا اور حضرت مسیح موعود کو زمانہ حال کا نبی قرار دیا تھا۔ یہ خط ایک مختصر سے نوٹ کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ قادیانی محمودیوں میں ہم مانتے ہیں کہ ایم۔اے بھی ہیں۔ بی۔اے بھی ہیں۔ اور تقدس مآب میاں محمود کی طرح انٹرنس فیلوں کی تو کوئی کمی ہی نہیں۔ محمودی ایم۔اے اور بی۔اے تو اس مضمون کو دیکھ کر دم بخود ہی رہے۔ مگر ایک انٹرنس فیل پشاور سے اپنے علم وعقل کی پردہ دری کے لئے خواہ مخواہ چلا اٹھا۔ کہ "حضرت مفتی صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر لفظ was (یعنی تھا) سے یاد کیا ہے تو یہ محض انگریزی زبان کے محاورہ اور قواعد کا لحاظ ہے اور اگر لفظ is (ہے) لکھا جاتا تو ممالک مغربی کے لوگ اس انگریزی پر تمسخر کرتے۔" ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ کہ ہم محمودیوں کی اس عقل و دانش پر روئیں یا ہنسیں یا روئیں بھی اور ہنسیں بھی۔ اچھا ہوا کہ اس انگریزیت کی ٹانگ توڑنے والے کو ممتحن نے چاروں شانے چت گرا دیا۔ جس بھلے مانس کو اتنی سمجھ نہیں کہ اگر غلام احمد کو is prophet کہنا جائز ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گناہ کیا کہ ان کی نسبت was prophet کا استعمال کیا جائے۔ کس مغربی نیچے نے اسکو یہ بتلایا ہے کہ Mohammad is prophet پر مغربی لوگ تمسخر کرینگے۔ ہاں اپنی اس بیہودہ سرائی پر اس پشاوری پھکڑ نے ایک دلیل بڑی زبردست دی ہے اور اس کا ہمیں بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ "اگر عربی کے الفاظ کَانَ اَکَانَ اور الفاظ؟) کو اردو میں لفظ ہے سے ظاہر کرتے ہیں تو انگریزی کے لفظ was کو کیوں نہ لفظ ہے سے ظاہر کر دیا۔ محمودی دماغ کی یہ دلیل ایسی زبردست ہے کہ اسکا جواب ہم پیغامیوں سے قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ کیا لطیف دلیل ہے۔ کہ جب کَانَ کے معنی ہے ہو سکتے ہیں۔۔۔تو was کے معنی ہے کیوں نہیں ہو سکتے جتنی دفعہ پڑھو اتنی دفعہ اس دلیل سے ایک خاص لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے اس جدت طرازی پر محکمہ نظارت تجدید علوم و حقائق سے کچھ ان کو بھی انعام ملجائے +

تازہ خبریں

خبر ہے لالہ رادھا کشن صدر کانگرس کمیٹی کو ڈپٹی کمشنر پشاور نے دھمکایا کہ یا تو کانگرس کو چھوڑ دو یا دس ہزار کی ضمانت دو۔ لالہ صاحب نے ضمانت داخل کرنیسے انکار کر دیا۔ اور کانگرس کمیٹی سے فوراً علیحدگی اختیار کر لی۔

پولیس نے دفتر جمعیت العلماء دہلی کی تلاشی کی۔ علمائے ہند کے فتوی کی تمام کاپیاں پولیس نے ضبط کر لیں۔

فسادات علیگڈھ کے سلسلہ میں پولیس چوکی اور دروازہ کو جلانیکے الزام میں پانچ اشخاص کے خلاف مقدمہ شروع ہو گیا۔

کلکتہ میں ولایتی کپڑے کے آرڈر مانچسٹر کو دھڑا دھڑ بھیجے جا رہے ہیں لوگوں کو بائیکاٹ کی چنداں پرواہ نہیں ہے۔

ہر ہائینس بیگم صاحب بھاولپور ۷۔اگست کو دار فانی سے رحلت کر گئیں۔ بڑی فیاض دل اور رحم دل تھیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خبر ہے بمبئی میں جو شخص گاندھی ٹوپی پہنے بغیر گذرے اسکی توہین کی جاتی ہے۔ یہاں دو امریکنوں کی انگریز سمجھ کر بے عزتی کی گئی+

باشندگان احمد آباد نے سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء کے لئے میونسپلٹی کو سروس ٹیکس دینے سے انکار کر دیا۔ وجہ یہ کہ میونسپل کمشنروں نے روپیہ کا ناجائز استعمال کیا۔ اکثر باشندگان شہر کے نام میونسپل کمیٹی نے نوٹس جاری کر دئے ہیں۔ موجودہ جد و جہد میں یہ نیا باب ہے+

غیر ملکی کپڑے کے بائیکاٹ کی تحریک کا اثر سوداگران پارچہ دہلی پر کچھ نہیں ہوا۔ ولایتی کپڑے کی تجارت بدستور ہو رہی ہے۔

بیگم صاحبہ مولانا محمد علی نے خلافت اور سمرنا فنڈ کے لئے بمبئی سے ۱۵ ہزار روپیہ جمع کیا ہے کئی مرد لیڈروں سے بڑھ گئیں۔

ایک کروڑ فاقہ مست ماسکو پر چڑھائی کرنیوالے ہیں۔ ان کا داخلہ روکنے کے لئے ماسکو کے گرد فوجیں تعینات کی گئیں ہیں۔

ایتھنز کی خبر۔ یونانی ہوائی جہازوں نے انگورہ پر بم بازی کی۔ یونانی اپنی پسپائی سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ پیشقدمی بتلاتے ہیں۔

قحط زدگان روس کی امداد کے لئے گورنمنٹ فرانس نے صلیب احمر سوسائٹی کی معرفت اشیاء خوراک بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے فرانس کا بولشویک حکومت کی ہستی کو تسلیم کرنے کا مطلب نہیں۔ پولینڈ میں بھی ایک امدادی کمیٹی قائم ہوئی ہے۔

جرمنی چونکہ اشیاء خوراک دینے کے ناقابل ہے اس سے طبی امداد دیجائیگی۔ پانچ ڈاکٹر معہ طبی سامان طلب کئے گئے ہیں۔

ترکی اعلان ہے کہ سیوری حصار کے محاذ پر یونانیوں کو سخت رکاوٹ پیش آئی ہے یونانی عسکی شہر کیطرف پسپا ہو رہے ہیں۔

کاظم مرزا بکر پاشا قفقاز رمزی پاشا و دیگر سپہ سالاران کو حکم دیا گیا ہے کمک لے کر یونانی محاذ پر جائیں۔ لڑائی زوروں پر ہے۔

احرار ترکوں کے اینیا ڈکو جک کے ساحل پر غیر ملکی لوگوں پر حملہ کرنیسے یونان نے بندرگاہوں پر حملہ کر دیا۔

فی الحال طرابزون سمسون اور دیگر بندرگاہوں پر گولہ باری کی گئی ہے نقصان کا اندازہ معلوم نہیں۔

سفیر حکومت افغانستان مقیم انگورہ نے ایک تقریر میں کہا۔ اگر انگریز ترکوں سے لڑے تو افغانستان برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیگا۔ اگر انگریزوں نے یونان کی خفیہ مدد کی تو افغانستان صوبہ سرحدی کے قبائل کو مخفی طور پر بھڑکائے گا+ (سیاست)

ٹینجیر (مراکش) کے برطانوی کونسل جنرل نے مطلع کیا ہے کہ گذشتہ ماہ مراکش فیض اور زراعان کی میونسپل کمیٹیوں نے دو کروڑ ۲ لاکھ فرانک بطور قرض حاصل کئے ہیں۔ تاکہ ان کو بانا شہروں کی سڑکیں۔ نالیاں اور نکاس تیار کئے جائیں۔ (نیر الیسٹ ۰۰ لنڈن)

طہران کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بولشویکی افواج نے رشت پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے اب قسطنطنیہ اور طہران کے درمیان براستہ تبریز و باطوم اندرونی سلسلہ جاری

غازی مصطفٰے کمال پاشا محاذ جنگ کا معائنہ کرتے ہوئے عسکی شہر پر پہونچے ترکی افواج کے روبرو تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ترکان احرار نے اسمد پر قبضہ کر لیا ہے اور عنقریب برصہ اور سمرنا پر ترکی قبضہ ہو جائیگا۔ انہوں نے افواج کو یقین دلایا کہ یقیناً فتح

آخر سید حبیب ایڈیٹر سیاست لاہور کو عدالت نے تین سال قید کا حکم سنا دیا

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الصلح خیر

اخبار

پیغام صلح

ہفتہ دار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۹ نمبر ۸

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک وز خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آن مورد لعن خدا ست
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۳۹ ہجری المقدس مطابق ۲۴ اگست سنہ ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

حضرت سید محمد احسن صاحب کی صحت کسی قدر علیل ہے دو تین دن سے آپ کو پیچش اور ضعف کی شکایت ہے۔ بایں آپ اعجاز المسیح پر غیر احمدی اعتراضوں کے جواب میں رسالہ لکھ رہے ہیں احباب سے استدعا ہے کہ وہ دعا کریں اللہ تعالےٰ اس نافع وجود کو دیر تک سلامت رکھے۔ اذھب الباس رب الناس اشف انت الشافی لاشفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب تبلیغی ضروریات کے اہتمام کے لئے لاہور سے باہر تشریف لیگئے اور مظفر و منصور واپس آئے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ووکنگ مشن کی بنیاد بہت مستحکم ہوگئی ہے۔ باوجود اس سیاسی ہیجان اور طغیان کے اب بھی ہندوستان میں بہت سے ایسے اہل دل موجود ہیں کہ جو صرف اشاعت اسلام ہی پر مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا حل سمجھتے ہیں اور وہ ان میں دامے درمے مدد کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کو جزاء خیر دے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلے علٰے رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ مورخہ ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۹ نمبر ۸

حضرت امیر کا ترجمۃ القرآن انگریزی اور اہلحدیث کی حاسدانہ اتہام خائی

(۲) آیت زیر بحث کی صحیح تفسیر (گذشتہ سے پیوستہ)

اوکالذی مر علٰے قریۃ وھی خاویۃ علٰی عروشھا الخ۔ مفسرین نے اس گزرنے والے شخص کے جو نام لکھے ہیں۔ ان میں ایک نام حزقیل ہے (دیکھو حاشیہ تفسیر جلالین) (۱) پس ہمارا یہ کہنا کہ اس تذکرے کا ہیرو حزقیل ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ؛۔

(۲) اس نام کے اختیار کرنے کی وجہ ترجیح یہ ہے۔ کہ اہل کتاب کی کتب مقدسہ سے اسکی تصدیق ثابت ہے۔ باقی کسی نام اور اس کے متعلق اس قسم کے قصے کی تصدیق ان کتب سے ثابت نہیں

(۳) اس آیت میں جس شخص کا ذکر ہے اس کی تعیین میں مفسرین کا اختلاف ہے پس فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون کے آپ ہی کے ترجمہ اور تفاسیر کے لحاظ سے اہل کتاب کا فیصلہ مسلم ہونا چاہیئے ؛۔

(۴) خود قرآن کریم جن گذشتہ شخصیتوں کا تذکرہ مجملاً کرتا ہے۔ وہ وہی ہوتی ہیں کہ جنکا ذکر سابقہ کتب مقدسہ میں مفصل طور پر موجود ہوتا ہے۔ یا شہود خلایق ہوتی ہیں اگر ایسا نہیں۔ تو بتلایا جائے۔ کہ ان کی تفسیر کا کیا ذریعہ ہے۔ اس تذکرہ کے متعلق جو حدیث بیان کی جاتی ہے۔ اس کا ضعف مجاہد۔ ابن عباس۔ وہب بن منبہ کے اختلاف تفاسیر سے خود ظاہر ہے ؛۔

اس نام کی تعیین ہو جانے کے بعد اب ہم اہل کتاب کی کتب مقدسہ کو دیکھتے ہیں تو حزقیل نبی کی کتاب میں اس تذکرہ کو اسطرح سے لکھا ہوا پاتے ہیں

حزقیل باب ۳۷۔ خدا کا ہاتھ مجھ پر تھا۔ اور اس نے مجھے خداوند کی روح میں اٹھا لیا (یعنی رویا میں) دیکھو۔ اس کتاب کا باب ۱۱ آیت ۲۴۔ اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی۔ مجھے اتار دیا۔ اور مجھے ان کے آس پاس چوگرد پھرایا۔ اور دیکھ وادی کے میدان میں وے بہت تھیں اور دیکھ وے نہایت سوکھی تھیں۔ اور اُسنے مجھے کہا۔ کہ اے آدم زاد کیا یہ ہڈیاں جی سکتی ہیں۔ میں نے جواب میں کہا۔ کہ اے خداوند یہوواہ تو ہی جانتا ہے۔ پھر اُسنے مجھے کہا۔ کہ تو ان ہڈیوں کے اوپر نبوت کر۔ اور ان سے کہو۔ کہ اے سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو۔ خداوند یہوواہ ان ہڈیوں کو یوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میں تمہارے اندر میں روح داخل کروں گا اور تم جیو گے اور تم پر نسیں پھیلاؤں گا۔ اور گوشت چڑھاؤں گا۔ اور تمہیں چمڑے سے مڑھوں گا سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی۔ اور جب میں نبوت کرتا تھا۔ تو ایک شور ہوا اور دیکھ ایک جنبش اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں ہر ایک ہڈی اپنی ہڈی سے اور جو میں نے نگاہ کی۔ تو دیکھ نسیں اور گوشت اُنپر چڑھ آئے۔ اور چمڑے کی اُنپر پوشش ہوگئی۔ پر اُن میں روح نہ تھی۔ تب اس نے مجھے کہا۔ کہ نبوت کر تو ہوا سے نبوت کر اے آدم زاد اور ہوا سے کہو۔ کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے۔ کہ اے سانس تو چاروں ہواؤں میں سے آ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ وے جیئیں سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی اور ان میں روح آئی۔ اور وے جی اٹھے۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے ایک نہایت بڑا لشکر ؛۔

اب غور کیجئے کہ بائبل میں تو حزقیل کہتا ہے۔ کہ مجھے خدا کی روح میں اٹھا لیا اور اس سے مراد رویا لیتا ہے اور قرآنکریم انہی الفاظ کو فاماتہ اللہ سے بیان کرتا ہے۔

پس کتب مقدسہ سابقہ سے یہ امر ثابت ہوگیا۔ اور اس کی صحیح تفسیر معلوم ہوگئی کہ یہ سارا کا سارا واقعہ . . . . رویا کا ہے۔ اب رہا ماسٹر غلام حیدر صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ چونکہ یہاں نوم یا خواب کا ذکر نہیں اس لئے اس سے رویا مراد نہیں۔ لی جا سکتی۔ حضرت امیر نے لکھا ہے کہ رویا کا ذکر کرتے ہوئے نوم یا رویا کا لفظ لانا ضروری نہیں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں۔ انی رأیت احد عشر کوکباً والشمس والقمر رأیتھم لی ساجدین۔ میں نے گیارہ ستاروں سورج اور چاند کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے تو یہاں نوم اور رویا کا کوئی ذکر نہیں۔ ماسٹر صاحب اسپر اپنی سمجھ اور عقل کا یوں ثبوت دیتے ہیں۔ کہ یہ نابالغ کا کلام ہے اب تو ظاہر ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان عربی نہ تھی۔ انہوں نے اپنی شامی زبان میں یہ فقرہ کہا۔ مگر خدا نے بھی اس نابالغ کا کلام بغیر اصلاح ہی درج کر دیا جو ماسٹر صاحب کی سمجھ میں غلط ہے اسی طرح قرآن کریم میں کفار اور دوسرے لوگوں کی زبان سے بہت سا حصہ بیان کیا گیا ہے پس عربی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے وہ حصہ کلام ماسٹر صاحب کی سمجھ میں یقیناً غلط ہوگا۔ جب ایک نبی کا نابالغی کے سبب غلط فقرہ اسی طرح قرآن میں درج ہو سکتا ہے تو کفار کا تو بدرجہ اولےٰ غلط ہوگا۔ اب ماسٹر صاحب براہ مہربانی ہمیں بتلائیں۔ کہ آیا وہ اس نتیجہ کے ماننے کے لئے جو انہی کی مسلمہ اصل سے ثابت ہے تیار ہیں یا نہیں کہ قرآن کریم کا بہت سا حصہ محاورہ عرب کے خلاف ہے۔ دوسری دلیل ماسٹر صاحب نے یہ دی ہے کہ اس کی تشریح تو بعد میں کر دی گئی ہے۔ کہ وہ رویا تھا مگر سید ھے سادے ماسٹر صاحب کو یہ پتہ نہیں۔ کہ اسی سے تو ثابت ہوا کہ بغیر نوم یا رویا کا لفظ لانے کے بھی جہاں کسی اصول مسلمہ اور قرآنکریم کی صریح نص کی مخالفت ہوتی ہو۔ رویا مراد لی جا سکتی ہے اگر یوسف علیہ السلام کے

اس خواب کے متعلق دوسری جگہ ردیاء بالعموم کا استعمال نہ ہوتا۔ تو آپ جیسے بوجھ بجھکڑ اسکے متعلق بھی یہی سمجھ لیتے۔ کہ سچ مچ گیارہ ستارے سورج اور چاند آسمان سے اتر کر انکو سجدہ کرنے آئے تھے۔

غیر احمدی علماء کی شہادت

اس آیت کی تفسیر میں اس واقعہ کو رویاء کا واقعہ سمجھنے میں بھی ہم منفرد نہیں مولوی محمد حسن صاحب امروہی مصنف تفسیر غایۃ البرہان اپنی تاریخ تلخیص التواریخ میں لکھتے ہیں کہ بخت نصر نے یروشلیم کو تباہ کر دیا تھا۔ اور قوم بنی اسرائیل جنگلوں اور بیابانوں میں ماری ماری پھرتی رہی جس کی وجہ سے وہ بالکل تباہ ہو گئی۔ **اور قرآن شریف میں ان کو ہڈیوں سے نامزد کیا گیا ہے** (اور ان کے گوشت و پوست بالکل نہیں رہے تھے۔ صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں) یعنی وہ شریعت سے محروم اور تمدنی زندگی سے بالکل عاری تھے

حضرت محی الدین ابن عربی کی شہادت اگر آپ کو یہ رنج ہے۔ کہ ان معنوں کی رو سے آیت میں معجزہ نہیں رہتا۔ اور آپ نے یہی الزام ہم پر لگایا ہے حالانکہ ہم **حاشا و کلا معجزات کے منکر نہیں**۔ مگر خواہ مخواہ معمولی واقعات کو معجزات بنانے کے شائق بھی نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں ؎

معجزات اولیاء حق اند در است منکر آں مورد لعن خدا است

اگر صرف یہی رنج ہے۔ تو سنو حضرت محی الدین ابن عربی بھی اس جرم کا مجرم ہے ان کی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر یوں کی گئی ہے

جب وہ اس خراب بستی پر گذرا۔ اور اس کی حالت پر متاسف ہو کر۔ انّی یحیی ھٰذہ اللہ بعد موتھا کہا تو فاماتہ اللہ اسے فالبقاء علے موت الجہل کما امتنا اثنتین علے قول دقال وکنتم امواتاً فاحیاکم یعنی اس پر جہالت کی موت سو سال تک طاری کر دی۔ کیونکہ موت درحقیقت ایک ہی دفعہ ہے۔ دوسری موت سے مراد جہالت کی موت ہے۔ جیسا کہ آیات امتنا اثنتین اور وکنتم امواتاً فاحیاکم سے ثابت ہے اور حضرت عزیز کے گدھے کی بابت جو لکھا جاتا ہے کہ اس کی ہڈیاں رہ گئی تھیں۔ اس کا ترجمہ آپ کرتے ہیں وانظر الی حمارک اسے بدنک بحالہ علی الوجہ الاول۔ یعنی حمار سے مراد اس کا اپنا ہی جسم ہے

اس سرتاج اولیا نے بات کس قدر صاف لکھی ہے۔ کہ قرآن کریم سے موت صرف ایک ہی ثابت ہے۔ اور عام طور پر ہر ایک کلمہ گو کی زبان سے بطور ایک قطعی اور یقینی فیصلہ کے یہ الفاظ اکثر نکلا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مار یگا۔ مار کے جلاویگا۔ اور پھر نہیں ماریگا پس جو شخص ایک دفعہ مر چکا۔ اور پھر زندہ ہو چکا۔ اس پر دوسری موت کبھی وارد نہ ہو گی۔ اور اسکو ہمیشہ کیلئے زندہ رہنا چاہئیے۔ تو اللہ تعالیٰ کی سنت اور وعدہ کے خلاف حضرت عزیز پر کسطرح دو موتیں وارد ہو سکتی ہیں

(باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ)

نور افشاں کو ایک کھلا چیلنج

یسوعی اخبار "نور افشاں" جب سے لودیانہ چھوڑ لاہور پہنچا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اُن کے فرضی یسوع کی روح بھی اس کے اندر حلول کر آئی ہے۔ اور اس نے موجودہ زمانہ کی تہذیب اور شائستگی کو خیرباد کہہ کر وہی اپنے خدا کی پرانی سنت ملعونہ (گالی گلوچ) کو اختیار کر لیا ہے۔ شاید اسے یہ خیال ہو کہ اس طرح گالیاں دینے اور منہ زوری دکھانے پر اخبار کی منتظمہ کمیٹی سے کچھ انعام مل جائے گا۔ مگر اس خیال خام کو سر میں جگہ دینے سے پیشتر اس کو پادری ٹامس ہاول بشیر آنجہانی کی مثال کو بھی زیر فکر رکھ لینا چاہئیے تھا۔ کہ احمدیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے پر اسے کیا انعام ملا تھا۔ ہمارے ہاں ایڈیٹر نور افشاں کی خردماغی کا پورا پورا علاج ہے۔ اب جبکہ اس نے متانت اور سنجیدگی کے ساتھ کسی مسئلہ پر بحث کرنے کی بجائے اپنا شیوہ صرف گالیاں دینا اختیار کر لیا ہے۔ تو اس کو جوابات کی تلخی پر بھی چین بجبیں نہیں ہونا چاہئیے۔ اخبار پیغام صلح مطبوعہ ۳۔ اگست میں ایک مضمون زیر عنوان "بقاء مسلم کا راز اشاعت اسلام میں" شائع ہوا تھا۔ اس پر مدیر نور افشاں خدا جانے کیوں سیخ پا ہو گیا ہے۔ اور اپنے خدا کے یسوع کی طرح بیوجہ گالیوں پر اتر آیا ہے۔ چنانچہ ۱۹۔ اگست کی اشاعت میں اپنے اندر روح یسوع کے حلول کا ثبوت اس طرح سے دیتا ہے۔

۱- "چاہیئے تو یہ تھا کہ مسٹر محمد یعقوب۔ خان لنڈن مشن کے منسٹری مسٹر خواجہ کمال الدین کی درگت بناتے جو ہر پرچہ اشاعت اسلام میں اہل انگلینڈ کی لامذہبی اور مسیحیت سے تنفر وغیرہ کے متعلق مضامین شائع کر کے اپنی مشن کی دکان چلاتے ہیں"۔

۲- "میاں محمد یعقوب خان اُلٹا مسیحیت پر زہر اگلتے ہیں۔ اور بزعم خود اپنے مفہوم کے جیفہ خور مسلمانوں پر ناحق نزلہ گراتے ہیں"۔

۳- آپ کی منطق اور **مرزا** اور مرزائیوں کی منطق میں ایک تل برابر فرق نہیں ہے۔"

۴- "مسیحی مذہب کوڑ دماغوں۔ بھدی عقل و فکر والوں یا **مرزا کی عقل و فکر کے لوگوں کی نہ سمجھ کا ہے نہ ایسے لوگ اسے سمجھ سکیں گے خواہ وہ بی۔ اے۔ بی ٹی ہوں یا ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل بی۔"**

۵- مسیحی مذہب تو اعلےٰ عقل و فکر کے لوگوں کے سمجھنے کا ہے مرزائیوں کے پاس وہ اعلےٰ عقل و فکر کہاں۔ اگر ہوتی تو مرزائی کاہے کو بنتے۔ وہ کاہے کو **جو دجال اکبر کے اوصاف** کا تمام قوم میں موصوف مانا گیا ہے مانتے۔"

۶- اگر مرزائیوں میں سمجھ ہوتی تو وہ مرزا **نطفۃ اللہ ولد اللہ** بلکہ خود اللہ کیوں مان لیتے۔

۷- اگر مرزائیوں میں عقل و فکر ہوتی تو وہ مرزا کے عاجی رب کو کیوں سجدہ کرتے"۔

۸۔ ''مرزاجی امرتسر میں سیخی مارنے آئے تھے۔ (اور اس کے بعد ایک سوقیانہ شعر لکھا ہے۔ ایڈیٹر)

یہ ہمارے معصر اور فاضل محمد اسمٰعیل خان صاحب ایم۔ اے کے یسوعی اخلاق کا نمونہ اس تمام سب و شتم اور غلیظ گالیوں کے جوابی حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے سردست ہم مدیر نور افشاں سے مفصلہ ذیل افترایات کا ثبوت چاہتے ہیں۔

۱۔ ہر ایک نمبر میں انگریزوں کے مسلمان بننے کے متعلق سچی جھوٹی خبریں شائع کرنا۔

۲۔ مرزا کو نطفۃ اللہ و لدالله بلکہ خود اللہ کیوں مان لیتے۔؟

۳۔ اور بقول مرزا قرآن وہ ہے جو پھر قادیان میں مرزا پر نازل ہوا اور وہ بھی قرآن مدنی یا متشابہ ہی نازل ہوا۔

۴۔ اور مرزائی وہ ہیں جنہوں نے مرزائی قرآن پڑھا۔

ہم ایڈیٹر نور افشاں کو ان حوالجات کے ثبوت کے لئے کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ اگر اس میں شرم وحیا اور غیرت کا کچھ بھی مادہ رہ گیا ہے اور وہ پولوس کی طرح جھوٹ کو مقدس چیز نہیں سمجھتا تو وہ ان باتوں کے حوالجات پیش کرے۔ اور مفصلہ ذیل دو باتوں کے لئے کسی صحیح حدیث کا حوالہ دے کہ جو سند متصل سے ثابت ہو۔

ا۔ حضرت محمدؐ نے جب خانہ کعبہ کی بتوں سے صفائی کی تھی تو اسی ابن اللہ اور اس کی والدہ کی خانہ کعبہ میں تصویر باقی رکھی تھی۔

۲۔ اللہ کا داہنا ہاتھ سنگ اسود ہے۔

مسیحی مذہب واقعی ایک پیچیدہ اور خلاف عقل مذہب ہے

رہا آپ کا ہمارے محترم فاضل ماسٹر صاحب یعقوب خان صاحب کے فقرہ ''مسیحی مذہب ایک پیچیدہ چیستان ہے'' سے نعل در آتش ہو کر ہماری سمجھ اور عقل کے متعلق سوقیانہ ادائے گستاخ دنیا جانتی ہے۔ اور بائبل گواہ ہے کہ شروع دنیا سے عقل کے پیچھے لٹھ لئے کون پھرتے ہیں۔ آیا وہ لوگ کہ جن کا عقیدہ ہے کہ نیک و بد کی تمیز ہی کے سبب ان کا بڑا باوا بہشت بدر ہوا تھا۔ اور جن کے مذہب کے بانی (پولوس) نے صاف الفاظ میں کہا تھا۔ کہ ''میں حکیموں کی حکمت اور عقلمندوں کی عقل کو رد کر دونگا'' ''خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے'' پس کوڑ دماغ بھدی عقل و فکر والے وہی لوگ ہیں کہ جن کا خدا بھی بیوقوف ہے۔ اور جو دنیا جہان کے عقلمندوں کی عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہیں۔

آؤ ہم تمہیں بتلائیں کہ بیوقوفوں کا مذہب کونسا ہے۔ کس کے مسلمہ علماء اور فضلاء کو خود اقرار ہے کہ ہمارا مذہب احمقوں کا مذہب ہے۔ کس مذہب کو فہم انسانی اور عقلمندوں کی عقل سمجھ نہیں سکتی۔ عیسائی مذہب کی جان اور بنیاد تثلیث کا مسئلہ ہے ملاحظہ ہو تشریح التثلیث کا دیباچہ صفحہ ۶۔

۱۔ اب سنو اس تثلیث کے متعلق تمہارے معتبروں اور عالموں کی رائے۔

۱۔ پادری فانڈر صاحب مفتاح الاسرار کے صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں۔ تثلیث ان مسائل میں سے ہے جن میں عقل کو دخل نہیں۔

۲۔ پادری صفدر علی صاحب اپنے ''نیاز نامہ'' میں لکھتے ہیں ''دلائل عقلی سے تثلیث کا ثبوت و ابطال دونوں ناممکن ہیں۔''

۳۔ پادری عماد الدین صاحب نغمۂ طنبوری میں لکھتے ہیں کہ ''تثلیث پر دلائل عقلی طلب کرنا خلاف عقل ہے۔''

۴۔ ''خلقت کے استدلال دلائل عقلیہ تثلیث کے ثبوت میں نہیں چل سکتے۔'' تشریح التثلیث مصنفہ ڈی ڈی ڈبلیو ٹامس ایم۔ اے۔

۵۔ میزان الحق میں پادری فانڈر صاحب لکھتے ہیں ''اگر کوئی پوچھے کہ خدا کی یکتائی کے سامنے مسیح کی الوہیت کیونکر ٹھہر سکتی ہے۔ تو ہمارا یہ جواب ہے۔ کہ بموجب انجیل مسیح کی الوہیت سے خدا کی توحید میں کچھ فرق نہیں آتا۔ درحقیقت ایک خدائے واحد ہے اور بس۔ لیکن اس امر کی کیفیت ہم سے تشخص نہ کیجاوے گی۔ بلکہ کسی آدمی کی طاقت نہیں کیونکہ یہ ایسی بات ہے جو خدا کے پاک بھیدوں سے علاقہ رکھتی ہے۔''

اخبار ٹروتھ سیکر ۱۰ مارچ ۱۹۲۶ء میں پروفیسر ایل۔ کے۔ ایل ڈبلیو لکھتے ہیں میں تیس سال سے اس حیرانی میں پڑا ہوں کہ کس طرح بعض لوگ جو بظاہر سر میں دماغ اور عقل رکھتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ بائیبل فی الواقعی کوئی قابل اعتبار کتاب ہے۔ ..... یہ ہرگز مناسب نہ ہوگا۔ کہ اس عقل اور روشنی کے زمانہ میں اسکو موجود اور قائم رہنے کی اجازت دیجائے ..... بہتر ہوگا کہ اس قسم کی کتابوں کو جن میں خدا کے تولد اور مر جانے کے قصے درج ہیں اکٹھا کر کے آگ لگا دی جائے۔ دنیا میں کوئی کتاب بائیبل سے بڑھ کر احمقانہ اور خراب نہیں۔

۷۔ اب اس مضمون کو انجیل کے بہت بڑے مفسر کے ایک حوالہ پر ختم کرتے ہیں۔ اور آیندہ اگر نور افشاں نے اس موضوع پر لب کشائی کی۔ تو پھر مفصل لکھا جائیگا۔ اور باقی حوالجات بھی پیش کئے جائیں گے۔

پادری جے۔ ایک کلیمانٹ ڈی۔ ڈی اپنی تفسیر یوحنا میں لکھتا ہے ''مسئلہ تجسم (مسیح) مذہب عیسوی کا اہم ترین راز ہے۔ جس میں عقل کو دخل نہیں۔''

کیا ایڈیٹر نور افشاں کو احمقوں کا مذہب معلوم کرنے میں اب بھی کوئی شبہ باقی رہ گیا ہے۔

ایڈیٹر آریہ گزٹ سے خطاب

آریہ گزٹ مورخہ ۱۸۔ اگست میں ''کیا ویدوں میں گائے کی قربانی ہے'' کے زیر عنوان ایک نوٹ آریوں کی مخصوص طرز عبارت (دشنام دہی) میں لکھا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ''ہم حیران ہیں کہ ایڈیٹر پیغام صلح کس خمیر کا بنا ہوا ہے۔ وہ انہی منتروں کو بار بار اخبار میں پیش کرتا ہے۔

۲- جن کے متعلق بارہا جواب دیا جاچکا ہے۔ کہ تمہارے ارتھ غلط ہیں۔ ۳- اس بھلے آدمی کو یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ ان منتروں کے صحیح ارتھ (معنی) یہ ہیں.... پرماتما اسے بدھی دے تاکہ وہ محسوس کرسکے کہ ایسی حالت میں ایڈیٹر کا ایماندارانہ فرض کیا ہے"

آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب سے ان کے اس ایماندارانہ فرض کا واسطہ ڈال کر ہم پوچھتے ہیں۔
۱- ہم نے اخبار کے کس کس نمبر میں ان ہی منتروں کو بار بار پیش کیا ہے۔ ۲- آپ نے ان منتروں کا جو جواب بارہا دیا ہے وہ آریہ گزٹ کے کس کس نمبر میں شائع ہوا ہے۔
۳- ہمارے ان پیش کردہ منتروں کے معنی آریہ گزٹ کے کس نمبر میں شائع کئے گئے ہیں مہربانی کرکے اسکا حوالہ دیا جائے۔ بس اسی سے ایڈیٹر کے ایماندارانہ فرائض کا اندازہ بھی ہو جائیگا۔

ایڈیٹر آریہ گزٹ کی ایک اور غلطی

ہم نے قربانی کے مضمون پر بحث کرتے ہوئے باقی تمام موجودات کے بالمقابل انسان کو اشرف اور اعلیٰ ہستی قرار دیا تھا اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ باقی تمام مخلوق کسی نہ کسی رنگ میں انسان کے فائدے کیلئے پیدا کی گئی ہے اور اسکی جان ایسی قیمتی چیز ہے کہ اس کو بچانے کیلئے ہر چیز کو حلال کردیا گیا ہے۔ اسکے جواب میں ہمعصر موصوف کیا خوب لکھتا ہے کہ ایک کنبہ میں باپ کی قدر و قیمت بچوں سے زیادہ ہے تو کیا اسلام اجازت دیتا ہے کہ بچوں کو بھون کر کھا جائے"

ہمارے آریہ دوست کو غلطی یہ لگی ہے کہ اس نے بچہ اور بوڑھے کو دو جدا جدا نوعیں سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی نوع انسانی کے افراد ہیں اور بچہ اور بوڑھا ہونا دو نسبتی امور ہیں۔ آج کے بچے کل بوڑھے ہونگے۔ بچوں اور بوڑھوں کی قیمت کی کمی بیشی کا اندازہ آریہ سماج میں ہی ہوتا ہوگا۔ ورنہ یہ کون جانتا ہے کہ جسکو تم کم قیمت سمجھ رہے ہو بڑے ہونے کے وقت پر اسکی جان کسقدر قیمتی ہوگی کہ جسکی وجہ سے اسکے باپ کی عزت و شہرت کو بھی چار چاند لگ جائیں گے۔ میرے دوست انسان اور حیوان میں یہی فرق ہے کہ انسان کے اندر ہر قسم کی ترقی کی استعداد رکھی گئی ہے انسان کا طفل نوزائیدہ بظاہر خواہ کتنا ہی کم قیمت کیوں نظر آئے۔ مگر تعلیم و تربیت کے ذریعہ اس کے ترقی کرنے اور اسکی قیمت کے بڑھ جانے کی ہر وقت امید ہے۔ مگر گائے یا بکرے کو آپ تعلیم و تربیت سے کسی کالج کا پروفیسر نہیں بنا سکتے۔ شروع دنیا سے لیکر اسوقت تک انسان نے کسقدر ترقی کی ہے مگر گائے جیسی ویدک زمانے میں تھی ویسی ہی آج بھی ہے اگر گائے وغیرہ جانور بھی تعلیم کے ذریعہ ترقی کر سکتے اور معرفت الٰہی کو حاصل کر سکتے۔ تو لازماً چاروید انکے لئے بھی الہام ہو کر انکی طرف ہی نازل کئے جاتے۔ پس آپ کا حیوانات کی مثال انسان سے دینا [illegible] جان کی قدر و قیمت نہ سمجھنے کے ہی سبب سے ہے۔ جاؤ کبھی پنجراپول کی سیر کرکے بھی دیکھ لو [illegible] پنجراپول کیلئے وبال جان ہو رہے ہیں۔ اور برسوں پڑے کھاتے ہیں [illegible] ان سے ذرا بھی نہیں۔

انسانی ترقی [illegible] انتہائی مقام [illegible] رہیگا یا معرفت الٰہی کو حاصل کرنا ہے [illegible] حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس انسان مقصود [illegible] مقصود بالغیر یا اسکے آرام اور فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہے

انسان باقی مخلوقات کیلئے نہیں بلکہ انسان کیلئے وہ پیدا کی گئی ہے پس انسانی تہذیب کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو اپنے مفید مطلب بنائے اور اس سے فائدہ اٹھائے نہ کہ ان اشیا کی خاطر اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی کو فضول ضائع کرے انسان کسی حالت اور کسی صورت میں بھی فضول اور بیکار چیز نہیں ہو سکتا۔ معرفت الٰہی میں ترقی کرنیکے دروازے ہر وقت اور ہر حالت میں اسکے لئے کھلے ہوئے ہوتے ہیں پس انسان کی مثال حیوان سے دینا سخت غلطی ہے۔ رہا ہمارا یہ فقرہ کہ "انسان کی جان بچانیکے لئے ہر ایک چیز کو حلال کردیا گیا ہے" یہ ایک ایسا فقرہ کہ جس سے اختلاف کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں ہمارے ہاں جب انسان کی جان پر آبنے تو ہر ایک چیز جس سے اس کی جان بچتی ہو اسکے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں کہ انسان الگ بھوک سے مر جائیں اور حیوان الگ اپنی جان ضائع کر دیں کیا تمہیں ویدوں کے اور منوسمرتی کے اس فقرے سے بھی انکار ہے کہ وام دیو رشی نے بھوک سے تنگ آکر کتے کی انتڑیاں پکالی تھیں +

مسلمانوں کی مشکلات کا حل

اس بات کو تو اب عموماً تمام مسلمان سمجھ گئے ہیں۔ کہ ان کی موجودہ پستی و ذلت کی حالت اسوجہ سے ہے کہ انہوں نے قرآنکریم پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اس حالت سے نکلنے کی راہ بھی اب یہی ہے کہ پھر قرآن شریف کی پاک ہدایتوں کی پیروی کریں تاکہ پہلے جسطرح اسی پاک کلام پر عمل کرنیسے ایک قوم قعر ذلت سے نکل کر اوج اقبال پر پہنچ گئی تھی اسی طرح اب بھی اسی مجرب نسخہ کو استعمال کرکے اپنے موجودہ امراض سے شفا پاویں یہ تو سچ ہے۔ کہ مسلمانوں کے دلوں میں قرآنکریم کی بڑی عزت و عظمت ہے لیکن چونکہ اسکے مطالب پر عبور نہیں۔ اسلئے اسپر عمل کرنیکا شوق نہیں گدگداتا۔ اگر انکو معلوم ہو۔ کہ اس پاک کلام میں کیا کیا بیش بہا خزانے ہیں۔ تو وہ ضرور انکو حاصل کرنیکی کوشش کریں ان خزانوں سے مغربی دنیا ناآشنا تھی۔ بلکہ انکو اس پاک کلام سے نفرت تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو توفیق دی۔ کہ ان جواہرات کے اوپر سے مخالفوں سے کینہ و تعصب کی آلائش دور کرکے اسکی اصلی چمک دمک مغربی دنیا کو دکھلا دے جسکے دیکھتے ہی انکے کینے اور بغض نیس اور محبت سے تبدیل ہوگئے۔ اور زبان انگریزی میں اس کا ترجمہ اور تفسیر ایک عاشق قرآنی کی قلم سے دیکھکر وہ بھی اسپر جان سے عاشق ہوگئے۔ اسی جذبہ خدمت قرآن نے اب اس فدائی ملت اسلام و خیر خواہ قوم کو اسبات پر آمادہ کیا کہ اپنے اہل وطن کے لئے بھی ان بے بہا جواہرات کو سہل الحصول کردے چنانچہ وہ اس خدمت کیلئے از سر نو کمربستہ ہوکر اپنے کام میں لگ گیا ہے اور پارہ اول کا ترجمہ و تفسیر جو اسکی شب و روز کی محنت سے تیار ہوکر ابھی شائع ہوا ہے اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ اب اس بیش بہا خزانہ کا حاصل کرنا کیسا آسان ہوگیا ہے محبان اسلام کیلئے [illegible] غنیمت [illegible] چاہیئے کہ کم از کم پارہ اول تو منگوا کر دیکھیں پھر ممکن نہیں۔ کہ

تعدد ازدواج انگلستان کیلئے سامان نجات ہو

مسلمانان ووکنگ کا خیال

"مشکلات کا حل"

لنڈن کے ہفتہ وار اخبار "لانڈز میل" نے تعدد ازدواج پر مولوی مصطفیٰ خان صاحب کا ایک دلچسپ مکالمہ شائع ہوا ہے جسکا ترجمہ درج ذیل ہے

ووکنگ میں ... کیطرف رہنمائی کرنے والے رستہ پر درختوں کے اوپر سے ایک مسلم طرز عمارت کا گنبد نظر آتا ہے۔ وہ اسلامی مسجد ہے بعض لوگ شاید حیران ہونگے کہ کیا انگلستان میں جنرل ہیچرڈ کا مسکن ہے۔ یہ اسلامی عبادت گاہ ہے۔ موجودہ لانڈز سنڈے اخبار کے شائع کردہ معمہ کا حل امام مسجد مصطفیٰ خان صاحب نے نہایت جرأت کے ساتھ بتایا ہے۔

چنانچہ آپ نے کہا ہے کہ اس دنیا میں ہر ایک مولود اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے گویا یوں کہنا چاہیئے کہ ... قدرت نے اس کی فطرت میں اس مذہب کو ودیعت کیا ہے۔ کہ جو کہتا ہے کہ ایک برتر ہستی موجود ہے۔ کہ جو سرچشمہ حیات ہے اور میں صرف اس کی تعریف کرتا ہوں یہی فطرت کا مذہب ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الہامی صحیفہ قرآن میں اسلام کو دین فطرت بتلایا ہے۔ پس اسلئے اسلام صرف عرب کیلئے ہی مخصوص مذہب نہیں۔ بلکہ اس کی دعوت تمام نسل انسانی کیلئے عام ہے اور ہم اس ملک انگلستان میں لوگوں کو فطرت کی طرف دعوت دیتے اور اس کے فاطر کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں

ہر ایک عورت منکوحہ ہو

ہمارا سب سے بڑا فرض اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے حال ہی میں ہم پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہم مسیح علیہ السلام کے منکر ہیں اور یہ کہ اسلام درحقیقت عیسائیت کا دشمن ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہم مسیح علیہ السلام کو ویسا ہی صادق اور پیغمبر مانتے ہیں۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے کہ جن پر نجات انسانی کے تمام طریق الہام کر دیئے گئے۔ اب اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اگرچہ خدا کے مقرب لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہوگا

ان غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد میں بتلاتا ہوں کہ آپ تعدد ازدواج کے ... خلاف اٹھتے ہوئے جذبات پر کیونکر غالب آسکتے ہیں۔ جذبات ہمیشہ واقعات کے تابع ہوتے ہیں۔

انگلستان کی حالت اس وقت بعینہ وہی حالت ہے کہ جو محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے وقت .. جنگ احد کے بعد تھی۔ اور جنگ کے بربادی کن اثرات کا ازالہ صرف تعدد ازدواج سے ہی ہو سکتا ہے اور یہی وہ اصول ہے کہ جس پر الٰہی اشارہ کے ماتحت کاربند ہو کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں انسانی آبادی کے نقصان کو پورا کر لیا۔

تمہارے ہاں اس وقت ۱۰ لاکھ بے شوہر عورتیں ہیں ہر ایک عورت ایک خاوند اور اولاد کی مستحق ہے تعدد ازدواج کے اجراء کے بغیر تم اس ضرورت کو کیونکر پورا کر سکتے ہو صرف تعدد ازدواج سے ہی انگریزی قوم اپنی کمی کو پورا کر سکتی ہے۔ اور اس کے سوا کسی اور طریق سے اس مقصد کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ فوج کے بغیر تم ترقی نہیں کر سکتے پس لازماً تم رفتہ رفتہ نابود ہو جاؤگے

گھر کا حاکم

اس میں کوئی شک نہیں کہ تعدد ازدواج ایک عملی اصول ہے۔ ہم نے مسلم گھروں میں کہ جن میں دو دو تین تین بیویاں ہوتی ہیں کبھی کوئی بڑا تنازعہ نہیں دیکھا۔ پھر کیا تمہارے ہاں باورچی۔ دھوبن اور اہل خانہ میں جھگڑا نہیں ہوتا۔

اب میرے سامنے اس معمہ کو رکھتے ہوئے میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ میری صرف ایک ہی بیوی جیسا کہ اکثر مسلمان گھروں میں ایک ہی ہوتی ہے مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ یہ اصول تعدد ازدواج ناقابل عمل اصول ہے کیونکہ گھر میں عورتوں کا آپس میں جھگڑا ہونا ہے گا بہرحال یہ معمولی جھگڑے آسانی سے سلجھا جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ خاوند ان عورتوں کو علیحدہ علیحدہ مکانوں میں رکھ سکتا ہے "اب رہ گیا یہ امر کہ ایک عورت کے تین خاوند کیوں نہ ہوں" یہ اصول اس لئے ناقابل عمل ہے کہ مرد کسب معاش کا ذمہ دار اور گھر کا حاکم ہے اور عورت کو قدرت نے بہت سی باتوں میں معذور پیدا کیا ہے"

ــــه ایک مرد ایک سے زیادہ عورتوں کو ایک ہی وقت میں حاملہ کر سکتا ہے مگر ایک عورت ایک سے زیادہ حمل علیحدہ علیحدہ نہیں رکھ سکتی۔ قدرت کی اس حد بندی پر غور کرنے سے بہت سی باتیں سمجھ میں آسکتی ہیں کہ جو آریوں اور عیسائیوں کے اس لغو اعتراض کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہیں (ایڈیٹر)

مسائل حاضرہ پر حضرت امیر کا ایک خط

اخویم قاضی صاحب — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط پہنچا

آپ نے اپنی جماعت کے رویہ کے متعلق سوال کیا ہے اس کا جواب بارہا ہو چکا ہے اور اسی نمبر گذشتہ میں خاص طور پر اس کے متعلق پھر اعلان تازہ ہو چکا ہے کہ ہمارا اصل کام اشاعت اسلام ہے اور کوئی جماعت ایک ہی وقت میں مختلف قسم کے کام اگر کرنے لگے تو اس کے کہ سارے ہی کام ادھورے رہ جائیں گے اور کچھ نتیجہ نہ ہوگا اشاعت اسلام کا کام فی الحقیقت ہی سب کاموں پر مقدم ہے اور اس زمانہ میں اور ان حالات کے ماتحت جن میں ہم ہیں مسلمانوں کی بہتری اور اسلام کی خدمت کا اس سے بہتر کوئی کام نہیں ہم جس حالت میں ہیں اس کام کو کر سکتے ہیں۔ دوسرے راہوں پر چلکر ہماری کامیابی یقینی نہیں۔ مگر اشاعت اسلام کے ذریعے سے یہ کامیابی یقینی ہے۔ حصول بادشاہت کے لئے جد وجہد قومی نقطہ نگاہ سے سب سے بڑی چیز ہے مگر قرآن و حدیث کی رو سے یا اسلامی نقطہ نگاہ سے دعوت الی الاسلام ہی ایک مسلمان کی زندگی کا نصب العین ہونا چاہئے۔ حق اور نیکی کا دنیا میں پھیلانا ہی اصل کام انبیاء علیہم السلام کا تھا جو انکو دوسرے سب انسانوں سے ممتاز کرتا ہے حصول بادشاہت اس کے مقابل میں ایک ادنےٰ چیز ہے۔ گو بجائے خود یہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کی تحقیر کی جائے۔ ہم اگر اس کوشش میں شریک ہونگے تو یہ ظاہر ہے کہ ہماری طاقت بھی اسپر صرف ہوگی۔ اور ایک مٹھی بھر آدمی جو اسوقت دعوت الی الاسلام کے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ انکی توجہ اپنے اصل کام سے ہٹ جائے گی۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اس دوسری جد وجہد میں تو چند افراد کی شرکت سے کوئی تقویت پیدا نہ ہوگی۔ مگر دعوت الی الاسلام کا کام بالکل برباد ہو جائیگا۔ اور عند اللہ اور عند الناس ہم جواب دہ ہونگے۔ کہ ہم نے اس کام کو جسپر اللہ تعالیٰ کے ایک مامور کیساتھ اقرار کر کے ہم لگے تھے۔ اس طرح تباہ کر دیا۔ یہ سچ ہے کہ سیاسی خیالات کی رو بہت تیز ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس کا نفع عاجل ہوتا ہے یعنی اس سے فوری فواید کی امید ہوتی ہے۔ مگر بجائے اسکے کہ ہم اس میں بہ جائیں یہ وقت ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی سمجھائیں کہ۔ اسلام کی کامیابی اس وقت صرف دعوت الی الاسلام کے کام کو زندہ کرنے اور اسپر زور دینے میں ہے۔ جتنی قدر قوت ہندوستان کے مسلمانوں کی گذشتہ سال میں حصول بادشاہت کے لئے صرف ہوئی ہے۔ اگر اس کا دسواں حصہ بھی دعوت الی الاسلام کے کام پر صرف ہوتا۔ تو اس سے دہ چند سے بھی زیادہ مفید نتائج پیدا ہوتے۔ صرف اشاعت اسلام کے ذریعہ سے ہی مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اور یہی آج اسلام کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ [illegible] ایک قوم کی [illegible] دوسری کی آخرکار کسی اچھے نتیجہ پر نہیں پہونچاتی۔ گو یہ راہ سہل ضرور ہوتی ہے۔ مہاتما گاندھی بڑے عظیم الشان انسان ہیں۔ اخلاص سے کام کرتے ہیں سیاسی تحریک میں ان کی رہنمائی سے ملک کو بڑا فائدہ ہوا ہے مگر ہم مسلمانوں کے لئے ایک ایسا رہنما موجود ہے جس کی عظمت کا اعتراف مہاتما گاندھی کو بھی ہے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ کاش مسلمان ہر ایک مسئلہ کو قرآن و حدیث سے لیتے ان کی تمام مشکلات کا حل وہاں موجود ہے اور یوں سیاسی تحریک سب اپنی جگہ کھڑے ہو کر اپنی ہستی کو قائم رکھ کر مہاتما گاندھی کے معاون ہوتے۔ تو بہت سی غلطیوں سے بچ جاتے کیا اسلام یہ نہیں سکھاتا۔ کہ دنیا کے لوگوں سے عزت مت طلب کرو۔ کیا قرآن کریم میں بالوضاحت یہ لفظ موجود نہیں ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ یہ انتہے یعنی کفار سے عزت کے طالب ہوتے ہیں۔ عزت سب اللہ کے لئے ہی ہے تو اس ہدایت کی رہنمائی کے ماتحت ہم خطابات کی خواہش کو اپنے دل سے نکال دیتے۔ ہاں اگر بغیر اس خواہش کے دل میں آنیکے کسی کو مل جائے۔ تو اس کو برا کہنا بھی ہمارا شیوہ نہ ہوتا۔ کیا اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا۔ کہ ہم قرآن و حدیث کے مطابق اپنے فیصلے کریں تو اس تعلیم کے مطابق ہم مسلمانوں کو اسطرف متوجہ کرتے۔ کہ قرآن شریف و حدیث پر وہ عامل ہوں۔ کیا اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ ہم اپنی خوراک میں لباس میں رہائش میں سادگی کا طریق اختیار کریں مگر ساتھ ہی وہ یہ کہکر تفریط سے بھی بچاتا ہے من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ اچھا لباس اچھی خوراک حرام نہیں ہاں مسلمانوں کو سب سے بڑھ کر ضرورت ہے کہ وہ سادگی کو اختیار کر کے اپنی آمدنی سے بچے ہوئے روپے کو اعلائے کلمۃ الحق اور قوم کی بہتری پر خرچ کریں۔ مگر ہدایت قرآن و حدیث سے ہی طلب

کریں۔ نہ تو رسول اللہ صلعم کو ہی سمجھیں جیں وہ لباس کی سادگی بکار نہیں ہیں پہننے سے بادشاہت مل جائے۔ اور پھر ہم اس سے آزاد ہوں۔ بلکہ وہ سادگی بکار ہے تا پھر بادشاہت کی حالت میں بھی ہم قائم رہ سکیں۔ کسی خاص پکھانے کا کھانا یا کسی خاص ہی کپڑے کا پہننا اسلام کی تعلیم میں داخل نہیں لیکن ملکی یا قومی فائدہ کے لیے ہم اگر ملکی کپڑا ہی استعمال کریں۔ تو یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف بھی نہیں اور ملک یا قوم کے فائدہ کا قیام کرنا ہر ایک محب وطن ملک یا فرد قوم کا فرض ہے

باقی یہ حکومت ہے اور ہمارے تعلقات سو ہم اس مسئلہ پر قائم ہیں کہ جب تک اس حکومت کے ماتحت ہیں۔ اس کے قوانین کی فرمانبرداری یا دیوانی پابندی لازم ہے سوائے اس کے کہ کوئی قانون ہمیں قرآن و حدیث کے خلاف عمل کرنے پر مجبور کرے جس کا تعلق ذات سے ہو۔ اور اس صورت میں بھی ہمیں ہجرت کرنی چاہئے۔ مگر وہ حالات اس ملک میں پیدا نہیں ہوئے جن کے پیدا ہونے پر ہجرت ضروری ہو جاتی ہے۔ رہا یہ کہ حکومت کی طرف سے بعض افعال ایسے ہوتے ہیں جو ہمیں ناپسند ہیں سو صحیح ہے مگر یہ ناگزیر ہے۔ والسلام

غیر جماعت احمدی کی اقتداء نماز پر حضرت امیر کا ایک مکتوب

"غیر احمدی" کے استعمال پر اور نماز دوسروں کے پیچھے نہ پڑھنے پر آپ نے ہمارے طریق عمل کو صحیح قرار نہ دیکر اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا عملاً ہم سب کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں اس کے متعلق میں اب کچھ لکھوں۔ تو اس قدر تفصیل بکار ہے کہ لمبا خط ہو جائے گا میں خود کل صبح لاہور پہنچوں گا پیر کے دن آپ کوئی وقت نکال سکیں۔ تو ان معاملات پر گفتگو سے زیادہ روشنی پڑے گی یہ تو آپکو علم ہے کہ "غیر احمدی" لفظ کو ترک کرنے کیلئے کوشش کی گئی تھی۔ یہ بھی آپکو علم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے یہ اصطلاح قائم نہیں کی۔ بلکہ خود بخود قائم ہو گئی۔ لوگ محض سہولت کیلئے اس لفظ کو استعمال کر لیتے ہیں مسلم مسلمان محمدی۔ یہ تین لفظ ہیں۔ جو مسلمانوں یا غیر مسلموں نے بطور نام مسلمانوں کیلئے استعمال کئے ہیں۔ اسلئے غیر مسلم غیر مسلمان غیر محمدی الفاظ سے تو بیشک یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے۔ کہ دوسروں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے۔ مگر "احمدی" نام آجتک کسی مسلمان نے اور نہ ہی کسی غیر مسلم نے مسلمانوں کیلئے استعمال نہیں کیا۔ اسلئے "غیر احمدی" سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ "احمد" آنحضرت صلعم کا ہی اسم مبارک ہے مگر "احمدی" لفظ کبھی بھی اختیار نہیں کیا گیا اور "محمدی" کیطرح یہ "مسلم" کے قائم مقام نہیں سمجھا گیا۔ اسلئے جب حضرت مرزا صاحب نے "احمدی" لفظ کو خصوصیت سے اپنی جماعت کیلئے اختیار کیا تو "غیر احمدی" سے بھی مراد سوائے "غیر جماعت احمدی" اور کچھ نہیں۔ اگر اب بھی مسلمان "احمدی" لفظ کو عام طور پر اپنے لئے استعمال کرنا شروع کر دیں۔ تو بلاشبہ میں کہوں گا۔ کہ کسی احمدی کیلئے "غیر احمدی" کا استعمال غیر جماعت احمدی پر بالکل ناجائز ہوگا پس مغالطہ اور عدم جواز کا سوال تو اٹھ جاتا ہے البتہ میں خود بھی پسند کرتا ہوں کہ "غیر احمدی" کا لفظ ترک کیا جائے۔ دقت یہ ہے کہ عام بول چال میں جب ایک لفظ آجائے۔ تو اس کا ترک آسان نہیں ہوتا

دوسرا سوال نماز کا ہے۔ گو اس بات سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ بعض مسلمان فرقے ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے حالانکہ ایک دوسرے کو کافر یا خارج از اسلام بھی قرار نہیں دیتے۔ تاہم حضرت مسیح موعود نے اس بنا پر نماز کو الگ نہ کیا تھا۔ بلکہ اس کی وجہ علماء کا فتوے کفر پر اصرار تھا۔ اسلئے (اور یہ بات بھی آپ کے علم میں غالباً ہوگی) حضرت مولوی نور الدین صاحب نے ہی یہ فتوے دیا تھا۔ کہ ہندوستان سے باہر چونکہ ہم پر کفر کا فتوے نہیں۔ اسلئے وہاں نماز دوسروں کے پیچھے پڑھ لی جائے اور ہندوستان میں بھی حضرت مسیح موعود کی تحریر موجود ہے ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ لیجائے۔ جو کفر کا فتوے دینے والوں سے علیحدگی کا اعلان کریں۔ اور حضرت مولوی نور الدین صاحب نے اس بنا پر ایسے لوگوں کے پیچھے ہی نماز کے ادا کرنے کی اجازت دی جو سلسلہ سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ اب اصل میں اگر کچھ کمی ہے تو صرف ان لوگوں کی طرف سے جو درمیانی حالت میں ہو کر فتوے کفر کو اٹھوا سکتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ورنہ سارا معاملہ صاف ہو جائے۔

آخر میں میں یہ کہوں گا۔ کہ گو جو شخص مرزا صاحب کے مخالفین مکفرین کو کافر نہیں کہتا۔ اسے کافر کہنا ناجائز ہے تاہم وہ بھی جو مرزا صاحب پر کفر کے فتوے کو نظر استحسان سے دیکھتا ہے۔ اس قابل نہیں کہ ہم اس کے پیچھے نماز ادا کریں۔ یہ غیرت کا سوال ہے۔ والسلام

اختلافی مسائل پر حضرت امیر کا ایک دوست کے نام خط

اخویم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا رجسٹری شدہ خط اور اسکے بعد کارڈ ملا۔ الحمد للہ کہ آپ کا اطمینان ہو گیا۔ اگر یہ جھگڑا محض خلافت کا ہوتا۔ تو اسپر ہماری طرف سے کبھی کوئی اختلاف نہ ہوتا لیکن آں حضرت صلعم کے بعد حقیقی نبی قائم کرنا۔ جیسے میاں صاحب کر رہے ہیں۔ اور جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ساری دنیا کے [illegible] کافر قرار دیتے ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج

دونوں ایسے گھروں سے عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر وہ کلمہ پڑھ کر بھی ... شدہ تھا
ایک عظیم الشان فتنہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے مسلمان دنیا کو فراموش
ہو رہا ہے جو گناہ ہے آج اگر میاں صاحب ان عقائد باطلہ سے
توبہ کر لیں۔ اور حضرت صاحب کی نبوت کو محض ظلی۔ جزوی لغوی
مجازی نبوت مانیں جسکا دوسرا نام محدثیت ہے جسکا اقرار خود حضرت
صاحب نے فرمایا۔ کہ جن لوگوں کو یہ لفظ گراں گزرتے ہیں۔ ان کی
جگہ لفظ محدث سمجھ لیں میری مراد سوا اس کے کچھ نہیں۔ تو سلسلہ کا
اختلاف دور ہو سکتا ہے۔ لیکن میاں صاحب نے صاف الفاظ میں
حقیقی نبوت کو حضرت صاحب کیطرف منسوب کیا ہے اور حضرت صاحب
کے نام سے بیخبر لوگوں کو آپ پر حسن ظن رکھنے والوں کو بھی کافر قرار
دیا ہے۔ گویا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے اب کوئی مسلمان
نہیں ہو سکتا۔ جس کے صاف معنے یہ ہوئے کہ یہ کلمہ آج اسی
.. طرح منسوخ ہے جسطرح حضرت عیسے کا ... کلمہ آنحضرت صلعم کے
ظہور پر منسوخ ہو گیا تھا۔ گویا دین بدل گیا۔

رہا یہ کہ ہم بھی لفظ نبی اور رسول کا لکھتے رہتے ہیں اور حضرت صاحب
خود بھی لکھتے رہے ہیں اس سے ہمیں انکار نہیں۔ انکار ہمیں صرف
یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب اس سے مراد جزوی نبوت یا مجازی
نبوت لیتے تھے۔ جیسا کہ حقیقت الوحی میں بھی موجود ہے سمیت
نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ میرا نام اللہ کیطرف سے
مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقت کے طور پر۔ حضرت صاحب
تو بار بار لکھتے ہیں کہ میری تحریر میں لفظ نبی سے دھوکہ نہ کھانا۔
اس سے مراد محض مجازی معنے ہیں۔ اور اب ببانگ دہل یہ اعلان
ہو رہا ہے کہ حضرت صاحب حقیقی نبی ہیں۔ میری تحریر میں لفظ نبی
اگر آیا ہے تو اس سے وہی مراد لیکر آیا ہے جو حضرت صاحب نے مفہوم
قرار دیا تھا۔ اب انکار اس مفہوم سے ہے جو میاں صاحب قرار دیتے
ہیں جبکے لئے انہیں یہ کہنا پڑا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلی کی تحریریں منسوخ
ہیں۔ کاش۔ انکی ساری جماعت میں سے ایک متنفس اہل علم
قسم کھا کر کہتا کہ حضرت صاحب کی زندگی میں بھی وہ ۱۹۰۲ء سے پہلے
کی تحریروں کو منسوخ سمجھتا تھا۔ تو ایک ادنے سا عذر اس کے ہاتھ
میں ہوتا مگر جب بات پر اتنی شہادت بھی نہیں اسے کون عقلمند
قرار دے سکتا ہے پھر یہ عقیدہ بنانا پڑا کہ حضرت صاحب
اپنے دعوے کو نہیں سمجھے پھر اس سے ترقی کی
کہ آں حضرت صلعم بھی چھ سال تک اپنے دعوے کو نہ سمجھے تھے اور
اپنی نبوت کا انکار کرتے رہا کرتے تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون
باقی رہے تو شاید بلکہ ساری عمر میں نہ سمجھے ہونگے

پھر میں کہتا ہوں۔ لفظ نبی کا استعمال اگر ہماری تحریروں میں ہے۔ تو
دوسری طرف ان لوگوں کی طرف سے نہیں مخالفین کے جواب
دینے پر ... ۱۹۰۶ء تک یہ صاف تحریر بھی تو موجود ہے۔ کہ حضرت
صاحب کا دعوے نبوت کا نہیں۔ بلکہ محدثیت کا ہے۔ اور آپ نے
صرف لغوی معنی میں لفظ نبی کا اطلاق اپنے اوپر کیا یعنی پیشگوئی
کرنے والے کے معنے ہیں۔ مفتی محمد صادق کی ... سنہ ۱۱
کی ... تحریر ہے۔ مولوی سرور شاہ کی اس زمانہ کی ایسی ہی تحریر ہے۔
مولوی محمد سعید حیدر آبادی کی ۱۹۰۴ء کی کتاب انوار اللہ میں صاف
لفظ ہیں۔ کہ حضرت صاحب کا دعوے نبوت کا نہیں محدثیت
کا ہے۔ ایسا ہی جسقدر مصنفین سلسلہ احمدیہ میں ہیں.. ان
سب نے جب مخالفین کے مقابل پر لفظ نبی کی تشریح کی۔ تو
صاف اقرار کیا۔ کہ اس سے مراد محدثیت ہے۔ میں نے ابھی ایک
ٹریکٹ لکھا ہے جس میں چھ ایسے مصنفین کی تحریریں نقل کی
ہیں۔ ایک دو ہفتہ میں وہ بھی آپ دیکھ لیں گے۔ مطبع میں ہے
مجھے اس بات سے قطعاً رنج نہیں ہوتا۔ کہ ہمارے احباب جو
بات سمجھ میں نہ آئے اسے دریافت کر لیں۔ بلکہ اس سے خوشی
ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک شخص اپنے عقیدہ کا ذمہ وار ہے۔
اس لئے اسے خود غور کر نا سمجھ لینا چاہئے۔ ہاں اپنی مشکلات
کو مناسب طور پر پیش کر دینا چاہئے۔ دل میں رکھنا بہت
برا ہے اس لئے اگر دریافت کیا۔ تو اچھا کیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ
کا شکر ہے کہ حکیم صاحب سے گفتگو سے بات صاف بھی
ہو گئی۔ اگر کبھی کوئی دقت پیدا ہو۔ تو بیشک آپ اسے صاف
کر لیا کریں۔ ہم اللہ کے فضل سے وہ بات منواتے ہیں جس
کے کھلے دلائل اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ اور ہمیں اگر افسوس
ہے تو یہ کہ میاں صاحب نے اپنے مریدیں کو ہماری تحریریں
پڑھنے سے روکا ہوا ہے۔ ورنہ یہ مسئلہ کبھی کا صاف ہو گیا
ہوتا۔

احباب اخبار پیغام صلح کی توسیع اشاعت میں سعی بلیغ فرماویں۔ اور
ایک ایک دو خریدار ضرور مہیا کریں

بمبئی میں محمودی دوستوں سے گفتگو

از ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب

میں کل بمعیت اخویم مولوی مومن حسین خان صاحب اور چودھری اللہ دتا صاحب متعلم آرٹ سکول اور ملک تاج الدین صاحب ایم۔ اے احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن (محمودی خانہ) بمبئی میں بعد شام گیا تھا۔ وہ لوگ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اس لئے ہم باہر کھڑے رہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو چکے۔ تو ہم مکان میں داخل ہوئے۔ ہم نے نماز مغرب اسی جگہ ادا کی۔ اس کے بعد ہم سب ادھر ادھر بیٹھ گئے۔ محمودیوں کے سکرٹری کا نام چودھری سردار علی ہے جو سرشتہ میونسپل کمیٹی میں داروغہ صفائی کے کام پر ملازم ہیں۔ ان کے ہمراہ آج کل حافظ محمد اسحاق صاحب حیدرآباد دکن سے آئے ہوئے ہیں۔ وہ مولوی محمد سعید صاحب کشمیری کے داماد ہیں پہلے حیدرآباد میں ملازم تھے۔ وہاں کسی وجہ سے ملازمت چھوڑ کر یہاں آ گئے ہیں۔ اور بھی دو محمودی تھے۔ جن سے میرا تعارف نہیں کرایا گیا۔ شہر بمبئی کے بھی دو ایک شخص موجود تھے۔ جو ہفتہ وار لکچر سننے کے لئے آئے تھے۔

معمولی چاءنوشی کے بعد جناب مومن حسین خان صاحب نے کتاب "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ..." مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب پیش کی۔ جو سکرٹری صاحب نے لے لی۔ اور کہا۔ کہ یہ مفت ہے۔ یا قیمتاً۔ اسپر میں نے کہا کہ آپ سے کیا قیمت لینا ہے۔ اسپر سردار علی صاحب نے کہا۔ کہ انگریزی ترجمۃ القرآن بھی مفت دینا چاہیئے۔ اسپر خانصاحب نے فرمایا کہ نہیں وہ کتاب مفت نہیں ملسکتی اسپر تو بہرحال روپیہ خرچ کرنا پڑیگا۔ صرف چھوٹے رسالے آپ کو مفت نذر ہو سکتے ہیں۔

کتاب ہاتھ میں لیکر ٹائٹل پیج پڑھنے کے بعد چودھری سردار علی نے کہا کہ ہیں۔ یہ کیا کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ کیا فی الواقع اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اسپر ہمارے مومن حسین خان صاحب نے فرمایا کہ درحقیقت یہ تمام کتاب حضرت مسیح موعود کی ایک گفتگو کی تفسیر ہے۔ جو پادری سکاٹ صاحب امریکن مشن اور حضرت موصوف میں وزیرآباد سٹیشن پہ ہوئی تھی۔ جس میں حضرت نے فرمایا تھا۔ کہ جس طرح عیسائیوں میں کئی سو فرقے ہیں۔ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ کیونکہ اصول اسلامی پر سب متفق ہیں۔ اس پر وہ سب خاموش ہو گئے۔ اور خانصاحب نے فرمایا۔ کہ ضرور کتاب کو پڑھنا۔ چنانچہ سردار علی صاحب نے وعدہ کیا اور کہا کہ ہم تو آپ کے رسائل پڑھتے ہیں۔ مگر آپ نہیں پڑھتے۔ میں نے کہا کہ ہم پڑھتے ہیں۔ آپ کوئی کتاب ہمیں دیں۔ ہم انشاءاللہ ضرور پڑھیں گے ... ۱۹۱۹ء کے سالانہ وفد کا مقصد ...

کر دوں۔ جو حضرت مولانا محمد علی صاحب نے آزادی آراء بحال کرنے کے لئے قادیان بھیجا تھا۔ جس میں ایک شخص میں بھی تھا۔ اس وفد کا سب سے بڑا مطالبہ یہی تھا۔ کہ طرفین کو مخالف کی کتب پڑھنے کی نہ صرف اجازت دی جائے بلکہ تحریص دلائی جائے تاکہ محققانہ طور پر ہر ایک شخص مطمئن ہو جائے۔ مگر میاں صاحب نے اپنی جماعت کو قطعاً اجازت نہیں دی۔ مگر چونکہ روئے سخن اور طرف بدل گیا تھا۔ اس لئے کچھ نہیں بولا۔

سردار علی نے کہا۔ کہ ابھی تک فیصلہ کچھ نہیں ہوا۔ اور کچھ مطلب حاصل نہیں ہوا دونوں طرف سے کتابیں لکھی گئیں۔ میں نے کہا کہ نہیں دونوں طرف فیصلہ ہو گیا ہے۔ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ قادیان والوں کو اپنے معیار تحقیق پر اپنی کتب کے دلائل تسلی کر گئے ہیں۔ اور ہم لاہور والوں کو اپنے معیار تحقیق کے بموجب تشفی ہو گئی ہے۔ کیونکہ جب ایک فیصلہ کے لئے دو طرح کی گفتگو ایک مصنف کے سامنے پیش کیجائے تو اپنے معیار صداقت کے بموجب وہ فیصلہ کر دیا کرتا ہے۔ دوسرا مصنف جسکا معیار کچھ الگ ہے وہ اس کے الٹ فیصلہ کرتا ہے۔ اب جھگڑا یہ نہیں ہے کہ کونسا فریق خوب دلائل پیش کرتا ہے۔ بلکہ صرف یہ ہے کہ کون سے فریق کا معیار طبعی ہے اور کونسا فریق صرف الٹکلیں چلا رہا ہے۔ اب جس شخص کا معیار کسی اصول طبعی پر نہ ہو۔ وہی غلطی پر سمجھنا چاہیئے۔

اس پر سردار علی نے کہا کہ پھر کونسا معیار ایسا ہے جسپر فریقین کا اتفاق ہو سکے تاکہ اس کے بموجب فیصلہ آسانی سے ہو سکے۔ اور غلطی کا احتمال نہ رہے۔

میں نے جواب دیا کہ معیار صداقت اور فیصلہ جات کچھ ہمارے اور آپ کے بنائے نہیں بنتے۔ نہ کسی دوسرے مذہب کا کوئی شخص ایسا کرنے کا مجاز ہے بلکہ وہ تو وہی مشہور عالم اور مقبولہ جہاں معیار ہو گا۔ جس پر بنی نوع انسان اپنے اوقات زندگی بسر کرتے ہیں۔ جس میں دہریوں سے لے کر مسلمانوں تک کو چون و چرا کرنے کی مجال نہیں ہے اور جس کے مخالف ضد کرنا صرف وہمیوں اور مجانین کا کام ہے۔ یہ وہی اصول ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے مقدمہ کے آغاز میں ذکر کیا ہے۔ یعنے کوئی اصول ایسا تسلیم نہیں کرنا چاہیئے جس پر دلائل عقلیہ قائم نہ ہوں۔ صرف کسی ایک فرقہ کی کتب میں اس کا آجانا کوئی دلیل صداقت نہیں ہے۔ جب کہ علوم عقلیہ کی کوئی شاخ اس کی صریحاً تکذیب کرتی ہو۔

اسپر سردار علی نے کہا کہ مثلاً ہمارا کونسا اصول عقل انسانی کے خلاف ہے جس کی علوم عقلیہ سے کوئی شاخ صریح تکذیب کر رہی ہے۔

میں نے جواب دیا۔ کہ قطع نظر اس بات کے کہ حضرت صاحب نے دعوے

نبوت کیا ہے یا انکار نبوت کیا۔ مجھے آپ کا ایک جدید علم کلام جس کی آپ ڈال رہے ہیں صریحاً غیر معقول نظر آتا ہے۔ آپ کے علم مناظرہ کی دوسری شاخوں کی بابت میں ابھی کچھ کہنا چاہتا کیونکہ یہ ملاقات اول ہے نیز اسی کی ذیل میں سلسلہ بسلسلہ سب باتیں حل ہو جائیں گی۔ اسلئے میں صرف آپ کی توجہ اس شاخ کیطرف دلانا چاہتا ہوں جس کی اصل یہ ہے کہ نبوت امت محمدیہ میں جاری ہے۔

اس کی ذیل میں آپکے مختلف افراد مختلف کوششیں کر رہے ہیں مثلاً

(۱) بعض اجرائے نبوت کے لئے آیت "یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم" کو بڑی شد و مد سے پیش کر رہے ہیں کہ یہ آیت نبیوں کی آمد کی صریح خبر دیتی ہے۔

(۲) بعض اصحاب آیت خاتم النبیین کی مشہور تفسیر پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور اس آیت کی تفسیری احادیث کو یا تو یہ کہہ کر ٹالتے ہیں۔ کہ احادیث ظنی علم ہے۔

(۳) یا بعض اس کے جواز میں حضرت عائشہ کا قول پیش کرتے ہیں "قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا انہ لا نبی بعدی"۔

(۴) بعض نبوت کو رحمت الٰہی سمجھ کر ختم نبوت (انقطاع نبوت) کو معاذ اللہ لعنت خیال کرتے ہیں۔

غرض اس خیال کے لوگوں کا صرف یہی ظن ہے کہ نبوت جاری ہے اور ہزاروں نبی آسکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب ہم براہین احمدیہ کے لاجواب اور قطب مثال اصول کو دیکھتے ہیں۔ تو وہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے معقولی طور پر اس کی صداقت ظاہر کرنی چاہیئے۔ تو یہ آیت آیت استخلاف و آیت حفاظت قرآن اور آیات بے نظیری قرآن کی طرح انباءِ غیب یا پیشگوئیوں کی ذیل میں آئے گی۔ یعنے جب ان آیات کا نزول حضرت ختمی مآب صلعم پر ہوا تھا۔ تو کوئی مخالف یا موافق رائے ان کی صداقت کے بارے میں نہیں دی جا سکتی تھی۔ مگر امتداد زمانہ اور مرور لیل و نہار نے ہر آن ان کی تصدیق کی اور جبتک یہ زمین اور آسمان قائم رہیں گے۔ تب تک ان کی تصدیق زیادہ سے زیادہ محکم ہوتی جائے گی۔ چنانچہ بہت سے اشخاص نے وقتاً فوقتاً آزمائش کر لی ہے۔ اور تاریخ صاف طور پر حفاظت قرآن اور صداقت آیت استخلاف کی تصدیق کھلے طور پر کر رہی ہے۔ مگر رسل امت محمدیہ کو جس زمانہ میں آپ دیکھنے کے متمنی ہیں وہ بالکل نادر ہیں کسی صدی میں بہت سے تو درکنار تین شخص بھی [illegible] نظر نہیں آتے۔ جن کو اکابر اہل سنت نے قبول کر لیا ہو۔ اب عقل انسانی کی وہ شاخ جس کا نام شہادت واقعات ہے۔ وہ اس آیت کو ظاہر معنوں میں [illegible] نہیں کرتی۔ تو آپ زیادہ سے زیادہ جو کر سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اس آیت کی تصدیق زمانے سے مجازی رنگ میں کرائیں۔ جس کے لئے تمام تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ اور بہت زور کے ساتھ آپ کی تصدیق کرے گی۔ یعنے [illegible] مثیل رسل ان کا مجازی نام کوئی رکھ لو۔ جو ان کے اسشد

تعلق باللہ کو ظاہر کر سکے +

اس پر حافظ محمد اسحاق نے فرمایا۔ کہ قرآن کی آیات کی فعلی تصدیق کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہر۔ تاریخ کی کیا مجال ہے کہ خدا تعالےٰ کے کلام کی تکذیب کر سکے۔ (عصمت اللہ۔ یا تصدیق بھی کر سکے ؟) ہمیں حضرت نبی کریم صلعم کا یہ قول کافی ہے۔ کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"۔ تو یہ تو خدا کا وعدہ کرنا اور اس کے لئے زمانہ کی شہادت لینا کہ وہ پورا بھی ہوا یا نہ ہوا۔ بالکل فضول ہے۔

میں نے کہا۔ کہ یہ آپنے ایک پیش گوئی پر مشتمل آیت کی تائید میں ایک حدیث پیش کر دی۔ جس میں کسی آیندہ زمانہ کے لئے خاص قسم کے امتیوں کے آنے کی خبر ہے۔ یہ بھی ایک پیش گوئی ہے۔ آیندہ زمانہ ظاہر کریگا۔ یعنی وہ زمانہ جو ختمی مآب صلعم کے بعد پیش آئیگا۔ جس کی انتہا قیامت تک ممتد ہے۔ کہ اسکے معنے فاطر السموات والارض نے کیا لئے یا اس کے رسول کا مقصد کیا تھا۔

مگر یہ کبھی بھی نہیں ہوگا کہ آپ کہہ دیں کہ اللہ کا وعدہ تو نبیوں کے بھیجنے کا تھا مگر زمانہ خدا کے مطلب کو نہ سمجھ سکا۔ صرف اسے اب اصل معانی کا کسی نہ کسی طرح پتہ لگ گیا ہے۔ تو اس صورت میں قرآن کے نازل کرنے والے اور خالق ارض و السماء میں غیریت لازم ہوگی۔ یعنے قرآن کا بھیجنے والا کوئی اور ہے۔ اور واقعات عالم کا عدم سے وجود میں لانیوالا کوئی دوسرا ہے۔ جس کو پہلے کے منشا سے خبر نہیں تھی۔

میرے مطالبہ پر کہ مرزا صاحب کے علاوہ آپ کو روشن تاریخی زمانہ میں متعدد مثالیں انبیا کی پیش کرنی ہوں گی۔ ورنہ کلام الٰہی کا وہی مطلب سمجھو جو فعل الٰہی نے بڑی مدت سے ظاہر کیا ہے۔

حافظ صاحب نے پہلے تو یہ کوشش کی۔ کہ کبھی مولانا روم کے شعر پڑھے کہ "آں نبی وقت باشد اے مرید"۔ مگر جب میں نے کہا۔ کہ اچھا ایک مولانا روم کا پیر شمس تبریز نبی۔ کوئی اور کہئے۔ کیونکہ آپ خود فرماتے ہیں کہ یہ آیت جیسی آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے۔ ویسی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔ مگر زمانہ مابعد آدم علیہ السلام تا زمانہ نزول قرآن میں بہت سے نبی آئے ہیں۔ جو نبی کریم کی طرح کے نبی تھے۔ جن کو ہم نام بنام بھی پچیس تک قرآن میں پاتے ہیں۔ اس کے سوائے بہت سے اور انبیاء کا ذکر بھی ہے۔ جن کا نام لینا قرآن کریم نے ضروری نہیں سمجھا۔ مگر مختلف قوموں کے تواترات اس کی کلی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ ضرور ہر قوم میں نبی آتے رہے ہیں۔ مگر نزول قرآن کے بعد نہ کسی دوسری امت میں اور نہ ہی امت محمدیہ میں کسی نبی کا حال ملتا ہے ہاں چند کذابوں کا حال ملیگا۔ جن کو زمانہ کی تلوار نے فوراً فیصلہ کر کے نامراد اٹھا دیا۔

اس پر حافظ صاحب نے فرمایا۔ کہ نہیں ہیں، تو حضرت مسیح موعود کا

بمقابلہ دوسرے گزشتہ انبیاء کے کرنا چاہیئے - نہ کہ ان کی مثل امت محمدیہ میں تلاش کرنی چاہیئے - اور یہ پھر کل یا کسی دوسرے وقت ہونا چاہیئے - اب گفتگو ختم ہے -

اس پر میں نے عرض کی - کہ جب آپ حضرت صاحب کی طرح کوئی نبی امت محمدیہ میں نہیں بتلا سکے تو میرا مطلب حاصل ہو گیا - گویا آپ نے مان لیا - کہ اس وقت تک زمانہ یعنی فعل خدا کسی نبی کو ماسوائے مسیح موعود پیدا نہیں کر سکا تو اس آیت میں چونکہ بہت نبیوں کا ذکر ہے اس لئے آپ کا منشا اجراء نبوت پورا نہیں ہوا اور نہ ہی پورا ہوگا - جبتک کہ بہت سے نبی پیدا ہو کر اس آیت کو آپ کے مفید مطلب نہ بنا دیں - اس کے سوائے جب آپ حضرت مسیح محمدی کو نبیوں میں ملائیں گے تو میں دوسرے وقت آپ سے دریافت کرونگا - کہ دوسرے انبیا اور اس موجودہ نبی کا ظہور اپنے ماقبل انبیا کی شان و عظمت میں کیا تغیر پیدا کرتا ہے - اور نیز یہ بھی کہ حضرت صاحب نے مجددین سے مختلف کونسا کام کیا ہے جس میں دوسرے اولیا امت کسی طرح بھی شریک نہیں ہیں - گر یہ دعاوی بھی معقولی رنگ میں پیش کرنے ہونگے - اور معقولی طور پر ہی ثبوت دینا ہوگا - جیسا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ دلیل سے میرا مطلب عقلی دلیل ہے - جسکو معقولی لوگ ثبوت مدعا میں پیش کرتے ہیں - کوئی قصہ کہانی نہیں یا صرف دعوے ہی دعوے نہیں - غرضیکہ یہ دلچسپ گفتگو بھی ختم ہوئی - کہ رفع نقیضین کے لئے جب کسی صادق کے قول میں دو بظاہر مختلف اقوال کی تطبیق کرنی پڑے - تو جو قول اس کے فعل کے مطابق ہو وہ اسکا منشا اصلی ہے - اور دوسرا مجاز یا استعارہ ہوتا ہے - کیونکہ فعل اور قول کے اصلی معنی تو کبھی بھی مخالف نہیں ہونگے - مگر چونکہ فعل میں مجاز یا استعارہ نہیں ہوتا نیز وہ بینات کی اول قسم میں ہوتا ہے - یعنے اسکا وقوع ہمارے اپنے حواس نے محسوس کیا ہوتا ہے یا ہمارے کسی معتبر کا خود معاینہ ہوتا ہے اس لئے امر کا استحکام حق رکھتا ہے کہ ذو وجہین اقوال میں اپنے مثل کو چن لے اور باقی پر مجاز کا فتوے لگا دے - اگر کچھ قرائن صارفہ نظر آئیں - ورنہ تکذیب کر دے اس اصول میں سب شامل ہونگے - یعنے وعدہائے خداوند کی تصدیق زمانہ کرے - جو خدا کا فعل ہے - انسان کے قول کی تصدیق اس کا فعل کرے ورنہ اگر صرف دعوی کی عظمت پر ہی فیصلہ رکھنا ہے تو دعوے کرنے کے لئے کونسی مشکل ہے صرف منہ سے ایک انسان آن واحد میں بادشاہ بن جائے - بڑی جائداد کا مالک بن بیٹھے - ایک ناواقف شخص بھی طبیب حاذق ہونے کا دعوے کرے - یا فرضی انجنیئر بن جائے - حاصل یہ کہ چونکہ باری تعالے کے علم اور قدرت اور صدق پر نظر رکھتے ہوئے اسکی طرف تکذیب قول خود تو محال ہے - اسلئے دو صورتیں ہونگی - یا تو اللہ تعالے کا منشا ہی شروع سے مجازی کارروائی تھا - جو اصل سے ملتی جلتی مگر کچھ کم ہوتی ہے - مثلاً رسل سے مراد اولیا امت محمدیہ ہو - یا یہ کہ نبی تو بہت ہوئے ہیں مگر تاریخ ان کو محفوظ نہیں رکھ سکی - مگر افسوس کہ یہ عقلی طور پر محال ہے کیونکہ ایک عظیم الشان واقعہ کا ظہور انسانی ذہنوں سے اسقدر زائل نہیں ہو سکتا کہ اسکا پتہ ہی نہ رہے - اور دعوے نبوت تو بہت عظیم الشان ہے - چونکہ میرا مطلب اس سلسلہ کو ایک حد تک پہونچانیکا ہے اسلئے دوسری ملاقات کا حال بھی عرض کرونگا -

خاکسار کا تبلیغی دورہ ضلع مظفر گڈھ میں -

از قلم حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسے

مظفر گڈہ میں ہمارے مکرم معظم بھائی مولوی اللہ بخش صاحب فسٹ اورینٹل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول بڑے ہی مخلص اور خاص جوش تبلیغ کا اپنے اندر رکھتے ہیں آپ نے کوشش فرمائی کہ اس ضلع میں تبلیغ ہو جائے - جب میں مظفر گڈہ پہونچا تو آپ نے کوشش کی کہ شہر میں ایک عام وعظ ہو جائے - مگر اسوقت شہر میں کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی - اس لئے معززین اور رؤسا شہر کی خدمت میں آپ خاکسار کو ہمراہ لیکر تین روز تک برابر تشریف لیجاتے رہے - اس سے ایک تو ہمیں اپنے خیالات ظاہر کرنے کا اچھا موقعہ ملتا رہا - دوسرے ٹریکٹ وغیرہ بھی اچھی طرح ان میں تقسیم ہو گئے -

طلباء کی درخواست پر ایک مجلس میں مختصر وعظ کیا گیا - بچوں نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق مختلف سوالات بھی کئے جن کا جواب دیا گیا - اس کے بعد خاکسار علی پور جو مظفر گڈہ سے ۵۲ کوس کے فاصلہ پر ہے چلا گیا - اور بھائی محمد بخش صاحب چیئر اسی تحصیل مظفر گڈہ جو ایک پرانے احمدی ہیں ان سے بہت دیر تک مسئلہ نبوت مسیح موعود پر گفتگو ہوتی رہی - آپ نے اثنائے گفتگو میں کئی دفعہ مولوی نظام الدین صاحب کا جو اس علاقہ میں ایک بہت بڑے احمدی مولوی ہیں ذکر کیا کہ کاش وہ یہاں تشریف فرما ہوتے تو آپ سے اس مسئلہ پر کافی بحث کر سکتے - لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ صرف مولوی نظام الدین صاحب کے ہی مقلد ہیں -

ان لوگوں کا عقیدہ بھی عجیب گورکھ دھندا ہے کہ حل ہونے میں نہیں آتا - کہتے ہیں غیر تشریعی امتی نبی آئیں گے - تشریعی نبی نہیں آئینگے - اگر کہا جائے کہ غیر تشریعی امتی نبی کے معنے بتاؤ - تو اسکے معنے وہ ایسے کرتے ہیں جو محدث (بفتح دال) پر صادق آتے ہیں - پوچھا جاتا ہے - غیر تشریعی امتی نبی اور محدث میں کوئی فرق مابہ الامتیاز قائم کر کے دکھاؤ تو حضرت مسیح موعود کی عبارتیں پڑھنے بیٹھ جاتے ہیں - لیکن جب ان عبارتوں سے بھی کوئی

فرق محدث اور غیر تشریعی امتی نبی کے معنوں میں ظاہر نہیں ہوتا - تو ناراض ہو جاتے ہیں - اللہ تعالےٰ ان کی حالت پر رحم کرے +

تحصیل علی پور میں دورہ علی پور میں ہمارے ایک مخلص بھائی قاضی عبد الرحمن صاحب سیاہ نویس ہیں - پھر ان کے ساتھ اللہ وسایا بلوچ - پشاوری باغبان احمدی ہوئے - اس کے بعد میرے آنے پر میاں تاج محمد صاحب احمدیت میں داخل ہوئے - اور نیز قاضی عبد الرحمن صاحب کی دوسری بیوی جیون خاتون احمدیت میں داخل ہوئیں - جس دن میں علی پور میں پہونچا اسی روز تین بہت بڑے مولوی - مولوی نور احمد صاحب موضع پھولن سے جو علی پور سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر ہے تشریف لائے - ان کے ہمراہ مولوی نظام الدین صاحب بھی تھے - جو موضع پھولن سے ان کے ہمراہ آئے تھے اور ایک علی پور کے مولوی ان کے ساتھ مل گئے تھے - جن کا نام سید محمد ہے - یہ تین مولوی صاحبان بہت دیر تک حیات وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق گفتگو کرتے رہے - آخر اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بول اٹھے - مسیح کی وفات تو یقیناً ہو چکی ہے - ہمیں اس میں تو کوئی شک نہیں رہا - باقی حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق ہم غور کریں گے - بہرحال نتیجہ خدا کے فضل سے بہت اچھا اور بہت نیک اثر لے کر گئے - پھر ہمارے بھائی قاضی صاحب مجھ کو جامع مسجد میں مولویصاحب . . . . کے پیچھے نماز میں لے گئے - وہاں مسجد میں بڑا مجمع ہوا - جامع مسجد علی پور کے مولویصاحب کا نام مولوی عزیز الدین صاحب ہے - وہ مولویصاحب جب جواب سے لاچار ہوئے - تو بہت جھنجلائے - اور سخت مخالفت کرنے لگے - خدا کے فضل سے وہاں بھی حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا - مولویصاحب کی کمزوری حاضرین پر ظاہر ہو گئی - اور جامع مسجد کے حاضرین کی ایک بڑی تعداد کے سامنے خوب تبلیغ احمدیت ہوئی - اور وہاں اصولی طور پر تمام متنازعہ فیہ مسائل پر وعظ ہو گیا -

پھر جمعہ کے روز وہاں وعظ ہوا - بہت بڑا مجمع تھا - پھر قاضی عبد الرحمن کے ہمراہ ہفتہ کے روز ہم وہاں سے جتوئی پہونچے - رات کو بستی ٹھار خان واقعہ موضع دولت واہی وعظ کیا - جتوئی میں ہمارے آنے کی خبر پہلے ہی ہو چکی تھی - وہاں اسی دن عصر کے بعد وعظ ہوا - ایک بڑا مجمع تھا - وعظ کے بعد ایک آریہ صاحب نے اسلام پر اعتراض کرنے شروع کئے - جن کے کافی وشافی جواب اسی وقت ان کو دئے گئے - جس سے مسلمان پبلک ہماری حامی ہو گئی - اور اس طرح سے ہمیں بہت آزادی کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ کا خوب موقعہ ملا - شام کے قریب ہمارے بھائی قاضی عبد الرحمن صاحب کوٹلہ رحیم شاہ میں لے گئے جو جتوئی سے قریباً آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے وہاں دیوبند کے ایک فارغ التحصیل ایک بہت بڑے مولوی غلام رسول ہیں - اور مولوی سلطان محمود اور مولوی شیر محمد اور کئی ایک مولوی صاحبان کا وہاں مقام ہے - پہلے جب ان کو خبر ہوئی کہ یہاں ایک احمدی مبلغ آیا ہے - اور اس کا یہاں وعظ ہے - تو انہوں نے اپنے شاگردوں کو بھیجا کہ جاؤ وہاں جاکر تم مقابلہ کرو - چنانچہ وعظ کے درمیان میں ہی وہ بولنے لگ گئے - آخر ان کو وقت دیا گیا وہ نوجوان طالب علم صرف و نحو منطق وغیرہ علوم میں ماہر ہونے کے مدعی صرفی نحوی بحث شروع کر بیٹھے - آخر جب اس میں بھی ان کی پیش نہ چلی اور حیات مسیح کا وہ کوئی ثبوت نہ دے سکے تو تمام وہاں کے معزز آدمیوں نے کہا کہ تم ابھی نوجوان ہو جوشیلے مولوی ہو احمدی مبلغ کا مقابلہ نہیں کر سکتے - تم اپنے مولوی صاحبان کو میدان مناظرہ میں لاؤ - قریباً تین بجے رات تک یہ جلسہ رہا -

دوسرے دن صبح کو ہم جتوئی چلے آئے کیونکہ قاضی صاحب نے علی پور میں واپس اپنی نوکری پر جانا تھا - چنانچہ صبح ہوتے ہی جتوئی میں تمام مولوی صاحبان کوٹلہ رحیم شاہ کا مجمع بھی گھوڑوں پر سوار آپہونچا - اور لگے وہ پبلک پر زور ڈالنے کہ اپنے احمدی مبلغ کو ہمارے مقابل پر لاؤ - چنانچہ میدان میں ایک بہت ہی عظیم الشان مجمع میں یہ بحث شروع ہوئی مولویصاحبان نے اول یہ سوال کیا - کہ تم مسیح کی وفات کا ثبوت دو - کچھ دیر تک تو اسی پر گفتگو ہوتی رہی - کہ ثبوت آپ کے ذمہ حیات مسیح کا ہے - آپ حیات ثابت کر دیں - تو وفات کا مسئلہ خود غلط ثابت ہو جائے گا - مگر انہوں نے نہ مانا - آخر خاکسار نے آیت فلما توفیتنی پڑھکر اس سے حضرت مسیح کا وفات پانا ثابت کیا قریباً صبح سے لے کر عصر کے وقت تک یہ بحث رہی - آخر مولویوں کو لاچار ہو کر ماننا پڑا کہ وفات ثابت - اور جلسہ بڑی کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا - تمام قصبہ میں مولویان کوٹلہ رحیم شاہ کی ہزیمت اور شکست اور خاکسار کی فتح کا نقارہ بج گیا - الحمد للہ رب العالمین اور یہاں بھی چار آدمی بیعت احمدیت میں شامل ہوئے - دوسرے دن قاضی عبد الرحمن صاحب علی پور میں یہ شہرت کامیابی کی سن کر تشریف لے آئے - اور مبارکباد دی - اور اپنے ہمراہ دو خط حضرت اخویم مکرم مولوی اللہ بخش صاحب کے بھی لائے - ان میں بھی کامیابی کی مبارکباد اور کام کے متعلق کچھ ہدایات تھیں +

غرض وہاں سے خاکسار قاضی صاحب کی ہمراہی میں علی پور آیا اور پھر وہاں سے شاہ سلطان اور شاہ سلطان سے کلروالی اور کلروالی سے جھنڈووالی پہونچا راستہ میں تمام جگہوں میں ایک ایک دو دو وعظ مسجدوں میں سناتا اور ٹریکٹ ضرورت مجدد اور عیسائیت کا آخری سہارا وغیرہ تقسیم کرتا آیا +

(باقی آیندہ)

[illegible] ترجمہ و تفسیر دیکھنے کے شائق [illegible] مثلاً
[illegible] مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ [illegible]

الفاظ میں [illegible] ذیل ہے

احکم الحاکمین [illegible] اپنے عاجز بندوں کی
[illegible] واقف ہوا [illegible] کا بھلا
[illegible] کو مدنظر رکھتے ہوئے انگریزی میں آپ پاک کلام سے
ترجمہ اور مطالب [illegible] اصرار کیا کہ اردو زبان میں بھی اپنے اصل
ملک [illegible] یہاں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے
[illegible] کام [illegible] پارہ شائع کرنے کا ارادہ ہے وباللہ التوفیق
میری نیت میں [illegible] کہ مسلمان قرآن کریم کو پڑھیں۔ اسطرح کہ اسکے مطالب
پر آگاہ ہو کر اپنی روزمرہ زندگی میں اور مشکلات پیش آمدہ میں اسے اپنا ہادی اور رہنما
بنائیں اس کے سوائے مسلمان دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے۔ اور اللہ تعالے
کی طرف سے بھی اس الزام سے بچتے ہیں کہ اس پاک پیغام کو جو ان کی بہتری
کے لئے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے کوئی قدر نہ کی"

اس ترجمہ و تفسیر میں جس کا نام "**بیان القرآن**" رکھا گیا ہے۔
یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر رکوع کا خلاصہ صرف تفسیری حاشیہ تحتی میں دیدیا
گیا ہے جس سے اس کا تعلق ماقبل و مابعد کے رکوع سے معلوم ہو جاتا ہے۔
اور ایک عجیب ترتیب اس پر حکمت کلام میں نظر آتی ہے پھر سورتوں کی
باہمی ترتیب اور ہر سورت کے مضامین کی اندرونی ترتیب کو سورت کے
شروع میں بطور خلاصہ بیان کر دیا ہے۔ کنارہ کے حاشیہ پر جو مختصر خیال
دی گئی ہیں ان سے بھی صاف عیاں ہوتا ہے کہ کس کس لفظ اور محاورہ کلام
کی تشریح کی گئی ہے۔ اور کیا کیا۔۔ مطالب تفسیری حاشیہ میں بیان کئے گئے ہیں"
مثلاً صفحہ ۳ پر سورۃ فاتحہ کے مطالب کو بیان کرتے ہوئے ایاک نعبد و
ایاک نستعین کی تفسیر کے موقعہ پر حاشیہ پر لکھا ہے۔ **بہترین وظیفہ**۔ اور
نیچے تفسیر میں ہے۔ "ایسا ہی جو تعلق اللہ تعالے اور اس کے عبد میں
ایاک نعبد و ایاک نستعین کے مختصر فقرہ میں قائم کیا گیا ہے۔ وہ بھی بے نظیر ہے
جو لوگ وظائف کے پیچھے بھٹکتے پھرتے ہیں وہ اگر افضل الدعا سے کام
لیں تو بہت جلد اپنے مقاصد کو پا سکتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ سے بڑھ کر
کوئی وظیفہ نہیں اور یہ وہ وظیفہ ہے جو اللہ تعالے نے خود اپنے بندوں
کو سکھایا ہے۔"

باقی تفسیر دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اپنے پاس رکھنے کے
علاوہ یہ تحفہ اس قابل ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو اور عزیزوں کو
اور دوسرے دوستوں کو بلکہ غیر مسلم دوستوں کو بھی پہونچایا جاوے جسکے لئے وہ
آپ کے بہت مشکور ہونگے۔ اسلئے میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ
آپ مجھے پارہ اول جسکی قیمت علاوہ محصولڈاک سوا روپیہ ہے بذریعہ وی پی بھجوانیکی
اجازت دیں۔ امید ہے آپ اسکو دیکھکر بہت خوش ہونگے۔ میرا مطلب یہ ہے
کہ صرف ایکدفعہ آپ کی نظر سے گذر جاوے اور آپ اسکو شروع سے آخر تک
پڑھ جاویں۔ والسلام و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین +

نوٹ:- ایڈیٹر صاحبان اسلامی اخبارات کیخدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے
اخبار کے ذریعہ اس خوشخبری کو اپنے ناظرین تک پہونچاکر ثواب حاصل کریں +

خاکسار عزیز بخش ہیڈ ورنیکولر کلرک ڈیرہ غازیخان حال رخصتی آنریری
جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اب نظارت تالیف و اشاعت کا بستہ کسی اور صاحب کے
سپرد ہو گیا ہے تاہم این خانہ ہمہ آفتاب است کی مثال ان پر بھی حاوی ہے
چنانچہ حال ہی میں آپ نے اپنے تبلیغی سکرٹریوں کی ماہوار کارگذاری کی ایک
رپورٹ شائع کی ہے۔ اس رپورٹ کی چھپی ہوئی فارم میں ایک خانہ غیر مبائعین
کے شمار و اعداد کا بھی رکھا گیا ہے۔ محمودی تبلیغی سکرٹریوں کی ایمانداری
کہئے یا سہل انگاری کہ انہوں نے غیر مبائعین کی تعداد بتلانے میں سخت بخل
کیا ہے۔ تبلیغی سکرٹریوں کی رپورٹ میں ہماری کل تعداد ہندوستان اور پنجاب
میں پندرہ آدمیوں سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔ ہمارے چند کس تو
گورداسپور۔ مردان اور فیروزپور میں ہیں۔ ایک ادھوال ضلع اٹک میں اور
ایک پانی پت میں مگر اسکا عدم وجود برابر ہے۔ باقی اللہ اللہ اور خیر صلا۔
پس اس لحاظ سے گورداسپور۔ مردان۔ فیروزپور کے چند چند کس اور ایک ضلع
اٹک کا کل پندرہ ہی بنتے ہیں۔ اب ناظر تالیف و اشاعت کی سمجھ اور عقل کا
نمونہ بھی قابل داد ہے۔ اس رپورٹ کی بنا پر آپ لکھتے ہیں کہ "دوسرا امر قابل
غور یہ ہے کہ غیر مبائعین کا وجود کالعدم معلوم ہوتا ہے۔"

محمودیو! اس رپورٹ کو پڑھکر خوش تو بہت ہوگے۔ کہ چلو
غیر مبائعین کا وجود کالعدم تو ثابت ہوگیا۔ خواہ اس رپورٹ کے مرتب
کرنے والوں اور اسے زنی کرنے والے کا عقل و ایمان کچھ رہا ہو
یا نہ رہا ہو۔

میں نے مانا کہ آج خنجر امرا گلو بھی نہیں ہیگا
مگر یہ قاتل کے او ستمگر ہمیشہ تو بھی نہیں ہیگا

تازہ خبریں

سناتن دھرم کے حق میں آریہ گزٹ کی پیشگوئی

آریہ گزٹ ایک قریب کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ سناتن دھرم کو اس گھڑی کا انتظار کرنا چاہیئے بلکہ ہندوستانیوں کے مہاتما گاندھی کے پیچھے چلنے سے سناتن دھرم تباہ ہو جائیگا

بمبئی کونسل میں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق ملگیا - اب عورتیں بھی رائے دے سکیں گی - کونسل میں مسٹر پیشٹ عورتوں کے حق ووٹ کی مخالفت کر رہے تھے - اور ان کی بیوی وزیٹروں کی صف میں بیٹھی تھیں گھر جاکر خیر گذری ہو -

لاہور کے ایک سیاسی جلسہ میں مسٹر سٹوکس نے جو سرتاپا کھدر میں ملبوس تھے ایک تقریر کی - کھدر پوشی پر زور دیا - اس کے بعد لالہ لاجپت رائے صاحب نے سودیشی پر تقریر کی - کہا کہ ہندوستانی انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہیں - رینگ کر چلنا انسان کا کام نہیں - یہ بھی کہا کہ امریکہ میں لیگ اقوام میں ہندوستان کا ذکر آئے پر کہا گیا کہ جس ملک کے تیس کروڑ باشندے آزادی سے محروم ہوں اور غیر اقوام کے ماتحت حیوانیت کی زندگی بسر کرتے ہوں انہیں لیگ آف نیشن میں شامل ہونے کا حق حاصل نہیں ہے - بالآخر گاندھی کی تقلید اکی تاکید کی -

لاہور میں غیر ملکی کپڑے جلانے کی تاریخ اب ۲۸ مقرر ہوئی ہے امید کی جاتی ہے کہ مہاتما گاندھی خود آکر انکو آگ لگائیں گے +

بنارس میں طوائفوں کا ایک جلسہ غیر ملکی اشیاء کے استعمال کے خلاف ہوا - صدر مہاتما گاندھی کی تصویر کی - غیر ملکی کپڑے - شراب نوشی فحش گانے سے اجتناب - چرخہ کو رواج دینے کے رزولیوشن پاس کئے گئے -

دہلی میں ایک عیسائی تارکان موالات کو ایک روپیہ کا چار سیر اور موالاتیوں کو آٹھ سیر آٹا دیتا ہے - فیصلہ بذریعہ قسم -

لاہور میں ۲۱ - کو کل مزدوری پیشہ لوگوں کا قحط اور گرانی کی بنا پر ایک جلسہ ہوا کہ گورنمنٹ دس سیر فی روپیہ آٹے کا انتظام کرے ورنہ سب کام بند کر دیئے جائیں گے - ایک جلسہ اس کے متعلق سیاسی لیڈروں کا بھی ہوا - لالہ لاجپت رائے نے تقریر کی ۱۹۱۶ء و ۱۹۱۹ء کے کپڑا اور غلہ کی خرید و فروخت کے شمار و اعداد کو پیش کیا - اور بتلایا کہ جتنے روپیہ کا غلہ باہر جاتا ہے اتنے ہی کا کپڑا ہندوستان آتا ہے - اسی لئے ہم نے غیر ملکی کپڑے کو ترک کیا ہے قحط کا علاج صرف سوراجیہ بتلایا

کلکتہ میں عید اضحےٰ کی تقریب پر مولانا آزاد نے ایک لاکھ کے مجمع میں تقریر کی کہ کھدر پہنو اور سودیشی کو رواج دو تو خیر ہے

راولپنڈی میں بار ایسوسی ایشن نے یہ قرار دیا ہے کہ سب کھدر پہنیں گے (ری آیش)

دہلی میں جمعیۃ العلما کے فتوے کی ۱۸۴ کاپیاں گورنمنٹ نے ضبط کرلیں ہیں ناظم جمعیۃ العلما دہلی نے جسٹس امیر علی کو جنہوں نے علما کے فتوے کی ضبطی کی تار دی ہے ... یہ کہ مذہب میں دخل ہے جس سے برے نتائج پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اس میں اسلام کی توہین ہے -

کس قدر افسوس اور رنج کی بات ہے کہ گورنمنٹ اس شدید قحط اور گرانی کے باوجود غلہ باہر بھجوا رہی ہے - چنانچہ کراچی کا اخبار روزانہ ہیو یار لکھتا ہے کہ آٹے کی بہت بڑی مقدار سمندر پار بھیجی جا رہی ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے اب ہندوستانیوں کو بھوکا مارنیکا ارادہ کر لیا ہے +

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور - باہتمام ماسٹر فقیر اللہ پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہفتہ وار

پیغام صلح

اخبار اصلاح خیر

ٹیلیفون نمبر ۸۳۵

جلد ۹ نمبر ۷

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ ہجری المقدس مطابق ۳۱ اگست ۱۹۲۱ء

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک وز خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آن مرسل ربّ العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آن مورد لعن خدا ست
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

اخبار احمدیہ

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب تاحال بہاولپور سے واپس نہیں آئے پچھلے اخبار میں اُن کی واپسی کی خبر صرف اس امید پر درج ہوگئی تھی کہ اخبار کے ناظرین کے ہاتھوں میں پہونچنے تک واپس آجاویں گے۔

مولوی عبد الحق صاحب ایڈیٹر پیغام صلح چند دن کے لئے اپنے ایک ذاتی کام کے واسطے امرتسر تشریف لے گئے ہیں۔

مسلم ہائی سکول ۱۷ ستمبر کو کھلیگا۔ اور اب سکول اور بورڈنگ ہؤس کے واسطے جدید عمارت لی گئی ہے۔ جو بہت وسیع ہے۔ اور اسلامیہ کالج اور احمدیہ بلڈنگس کے قرب میں واقع ہونیکی وجہ سے طلبا کیواسطے بہت مفید ہے۔ کہ اسلامی تاثرات کے زیر اثر رہنے کا موقعہ ہوگا۔

خوشخبری ووکنگ کے انگریز نومسلموں کی تعداد میں حال ہی میں پانچ اور جلیل القدر اشخاص کا اضافہ ہوا ہے۔ جس کے متعلق مفصل

فہرست مضامین

چٹھی وو کنگ کی آیندہ اخبار میں درج ہوگی۔

ایک اور خوشخبری - حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ - جنہوں نے حق کی خاطر تمام دنیاوی فوائد پر لات مار کر مولد مسیح موعود یعنے قادیان کو اپنا قیامگاہ بنایا - اور پھر حق ہی کی خاطر بنے بنائے کام کو چھوڑ کر وہاں سے مدینۃ المسیح **لاہور** میں اقامت اختیار کی - اور کفر وفسق کے فتووں اور قتل کی دھمکیوں کی کچھ پرواہ نہ کرکے اس فتنہ کے دور کرنے پر کمر باندھ لی - جس نے قادیاں سے عقاید محمودیہ کے رنگ میں سر اوٹھایا - اور ختم نبوت پر تبر چلا کر اسلام کے اتحاد کو پاش پاش کرنے کے علاوہ جماعت احمدیہ کے ایک فریق کے دلوں میں کینہ وبغض اور تعصب وعناد کی آگ کو بھڑکایا - اس برگزیدہ انسان نے جس کی اسلامی خدمات کو دنیا ایک وقت یاد کرے گی - اپنے کام میں ہمت نہیں ہاری اور اگرچہ انگریزی میں قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر کرنے کی محنت شاقہ کے بعد اب اردو میں اس پاک کلام کی تفسیر سے اوسے فرصت بہت کم میسّر ہوتی ہے - لیکن تاہم اپنے غلطی خوردہ احباب سے اوسکو اسقدر ہمدردی ہے - کہ وہ اون کی خاطر کتاب **النبوۃ فی الاسلام** - **رسالہ اسمہ احمد** - **رد تکفیر اہل قبلہ** - **حقیقۃ الامر** - اور دیگر رسل رسائل کے ذریعہ اون کو ہر طرح سے سمجھا کر اور اون کے غلط عقاید کا بطلان ثابت کر کے آپ نے ان پر اتمام حجت کی خاطر چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ایک سلسلہ کے جاری کرنے کا تہیہ کر لیا ہے چنانچہ اس سلسلہ کا پہلا نمبر

یعنی اتمام حجت (۱)

نکل آیا ہے - جس میں **مصنفین سلسلہ احمدیہ کا اصل مذہب** اون کے اپنے اقوال وتحریروں سے پیش کرکے ثابت کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی اون کو جب کبھی کوئی موقعہ پیش آیا تو وہ حضرت مسیح موعود کی نسبت لفظ **نبی** کے استعمال کو بمعنے **محدث** ہی قرار دیتے رہے اور کبھی کسی کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ حضرت مسیح موعود کا دعوے دوسرے محدثین کے دعوے سے اس قسم کا امتیاز رکھتا ہے کہ وہ صرف محدث تھے - نبی نہ تھے - اور آپ یعنے حضرت مسیح موعود صرف محدث ہی نہیں - بلکہ اس سے بڑھ کر نبی بھی ہیں - اس دو ورقہ رسالہ میں اون چھ مصنفوں کے حوالہ درج کئے ہیں - جو آج کل محمودی فرقہ کے سرکردہ اصحاب میں سے ہیں - جن کے نام یہ ہیں -

مولوی سرور شاہ صاحب - مفتی محمد صادق صاحب - میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی - مولوی عمر الدین صاحب شملوی - میر قاسم علی صاحب - مولوی غلام نبی صاحب یہ **رسالہ مفت تقسیم کیا جاویگا** ہماری جماعت کے احباب کو چاہیے کہ وہ ٹکٹ ڈاک محصول کیواسطے بھیجکر جس قدر کاپیاں اپنے محمودی دوستوں میں تقسیم کرنیکی ضرورت ہو **دفتر سکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام لاہور** سے طلب کریں - محمودی صاحبان میں سے بھی جو صاحب چاہیں دفتر سکرٹری سے منگوا سکتے ہیں - دوسرے مسلمان بھی جو اس اختلاف جماعت احمدیہ میں دیکھنا چاہتے ہوں کہ کونسا فریق حق پر ہے - وہ بھی صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجکر طلب کرسکتے ہیں -

چندہ عید الضحی از جماعت احمدیہ - وزیرآباد

نام	رقم	نام	رقم
حافظ غلام رسول صاحب سوداگر	صہ/	شیخ نیاز احمد وبرادران	۱۲
محمد خان	۴	سیٹھ عبد الکریم	۴
شیخ عبد الرحمان صاحب بوٹ مرچنٹ	۴	بابو فضل الٰہی صاحب	۴
چوہدری غلام حیدر صاحب	۴	میاں رکن دین صاحب	۴

عید فنڈ کل ۱۴/

فہرست چندہ انجمن احمدیہ پشاور بابت ماہ جون ۱۹۲۱ء

نام	رقم	نام	رقم
اجاب مولانا مولوی غلام حسین خانصاحب	عہ	(۱۶) عبد الحمید خانصاحب بابت مئی جون جولائی	۱۲
(۲) دلاور خان	للعہ	(۱۷) ڈاکٹر محمد الدین صاحب بابت مئی و جون	۶
(۳) سید امیر صاحب سکنہ بازید خیل	۲/	(۱۸) مستری عبد العزیز صاحب	۶
(۴) زین العابدین صاحب سکنہ گگہ واہ	۴/	(۱۹) بابو کرم بخش صاحب	۶
(۵) بابو محمد مختار احمد صاحب	۶	(۲۰) مرزا فرزند علی صاحب	۴/
(۶) مستری شاہ زمان صاحب بابت مئی و جون ۱۹۲۱ء	۱۲	(۲۱) شیخ محمد حیات خانصاحب سب ڈویژنل آفیسر جمرود	عہ
(۷) میاں بہادر دین صاحب	صہ/	(۲۲) میاں غلام محمد خانصاحب سب ڈویژنل آفیسر علی مسجد	عہ
(۸) مستری محمد مکی صاحب بابت مئی و جون	۶	(۲۳) اہلیہ آغا لعل شاہ صاحب جگر	عہ/
(۹) میاں پیر محمد صاحب	۴/	(۲۴) استاد گل محمد صاحب سکنہ شیخ محمدی	عہ/
(۱۰) عبد الاکبر خاں صاحب	صہ/	(۲۵) نور احمد خانصاحب " " "	عہ/
(۱۱) مستری محمد رمضان صاحب	عہ/	(۲۶) ڈاکٹر نظام دین صاحب	عہ
(۱۲) محمد ایوب خانصاحب سکنہ شیخ محمدی بابت ماہ اپریل مئی جون ۱۹۲۱ء	۱۲/	(۲۷) سیف الرحمن صاحب سوداگر بابت جنوری لغایت جولائی ۱۹۲۱ء	للعہ
(۱۳) محمد ایوب خانصاحب بابت صدقہ	عہ/	میزان کل	ماعہ
(۱۴) شیخ ہدایت اللہ صاحب بوٹ مرچنٹ	عہ	منہائی خرچ مقامی	۱۲
(۱۵) اہلیہ مستری محمد مکی صاحب	۴/	باقی جو لاہور ارسال ہوا	ماعہ

العبد

فدوی دلاور خان سیکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام پشاور و کسٹوڈین عجائب گھر پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ - چہارشنبہ مورخہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ نمبر ۹

حضرت امیر کا ترجمۃ القرآن اور اہلحدیث کی حاشیہ آرائی

آیت او کالذی مر علی قریۃ الخ کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر خازن اور معالم دونوں میں وہب بن منبہ کی روایت کی بنا پر مذکور ہے " والقی اللہ تعالےٰ علیہ النوم فلما نام نزع اللہ منہ الروح فمات مائۃ عام" یعنی اللہ تعالےٰ نے اسپر نیند طاری کردی - پس جبکہ وہ سو گیا تو اس کی روح کو اللہ تعالےٰ نے کھینچ لیا پس وہ سو سال مرا رہا -

اس روایت پر ذرا غور و تامل کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ایک خواب کا واقعہ ہے - اور ماسٹر غلام حیدر صاحب کا یہ کہنا کہ یہاں نوم اور رویا کا کوئی ذکر نہیں اس لئے اس واقعہ کو نیند کا واقعہ نہیں کہا جا سکتا - غلط محض ہے - کیونکہ ان کے مسلمہ مفسرین خود اس واقعہ سے پہلے اسپر نیند کا طاری ہونا تسلیم کرتے ہیں فلما نام نزع اللہ منہ الروح فمات مائۃ عام (معالم اور خازن) یعنی جب سو گیا عالم رویا میں چلا گیا تو اس عالم میں اسپر سو سال کی موت طاری ہوئی ہے - اور یہ کون نہیں جانتا کہ رویا یا خواب میں صدیوں کا عرصہ چند منٹوں میں گزر جایا کرتا ہے -

پس اصل حقیقت صرف اس قدر ہے کہ حضرت حزقیل نے بیت المقدس کی تباہی اور بربادی پر افسوس کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالےٰ اس ویران شدہ اور مردہ ہڈیوں کی بستی کو کب یا کیسے زندہ کریگا -

ایک نکتہ

حضرت حزقیل کے اس سوال یعنی " انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا " میں لفظ انیٰ کے معنے اردو میں کب اور کیسے دونوں ہو سکتے ہیں - ان کی مراد یہ بھی ہو سکتی تھی - کہ اللہ تعالےٰ اس بستی کو کب یعنی کتنے عرصے کے بعد زندہ کرے گا - اور یہ بھی کہ ایسے گئے گزرے لوگوں کو کیسے زندہ کرے گا - (بطور تعجب کے کہا) اللہ تعالےٰ نے ان دونوں باتوں کا جواب دیا اسکو یہ بھی بتا دیا کہ سو سال کے بعد آباد کردیگا - اور اس نیند کے بعد اٹھنے کی طرف اشارہ کرکے عقلی دلیل بھی دیدی کہ نیند فی الحقیقت بعث بعد الموت کے لئے ایک بین دلیل ہے -

نیند اور موت میں اشد مشابہت

نیند موت کے ساتھ ایک اشد مشابہت رکھتی ہے - یہ امر قرآن کریم کی نص صریح " اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا " سے ثابت ہے اور حدیث صحیح " الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا " سے بھی یہی ظاہر ہے - اور اس حدیث نے تو یہ بھی فیصلہ کر دیا کہ لفظ موت نوم کا لفظ لائے بغیر بھی نیند پر دلالت کر سکتا ہے کیا اس دعا میں کہیں نوم و نعاس کا ذکر ہے ؟ تاہم معنے نیند کے ہی ہیں - کیا ماسٹر غلام حیدر صاحب اسکے معنی بھی یہی کرینگے کہ ہر شخص فی الواقعی ہر رات کو مر کر صبح زندہ ہوتا ہے - یا یہ کہ اس دعا میں موت کے معنے نیند ہیں - الغرض نیند اور موت میں باہم ایک مشابہت ہے اور یہ ایسی شدید مشابہت ہے کہ اس نے دونوں لفظوں میں مشارکت معنوی بھی پیدا کر دی ہے - اور یہ امر کہ نیند یا نوم بعث بعد الموت کے لئے ایک عقلی دلیل ہے - اس آیت " اللہ یتوفی الانفس حین موتہا الخ " سے ثابت ہے کیونکہ اس آیت کے آخری الفاظ یہ ہیں " ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون " اس کے ماتحت تفسیر خازن میں لکھا ہے " و ذالک ان توفی النفس النائم و ارسالہا بعد التوفی دلیل علی البعث " روح کا نیند میں قبض ہونا اور جاگنے پر واپس آنا بعث بعد الموت کے لئے بطور دلیل کے ہے - تفسیر کبیر میں علامہ رازی اسی آیت کے ماتحت لکھتے ہیں " ان الموت والنوم من جنس واحد الا ان الموت انقطاع تام کامل والنوم انقطاع ناقص من بعض الوجوہ " موت اور نیند ایک ہی جنس سے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ موت انقطاع تام اور کامل کا نام ہے - اور نوم بعض وجوہات سے انقطاع ناقص کا - اسی لئے عرب النوم اخ الموت یعنی نیند کو موت کا بھائی کہتے ہیں -

یہ ایک عالم رویا کا واقعہ ہے

پس اسلئے یہ کہنا کہ اس شخص پر سو سال کی موت ہی وارد کر دی گئی تھی چنداں مفید مطلب نہیں - خصوصاً اس صورت میں کہ سو سال کی موت کے بعد بھی " وہ اپنے مرنے سے بے خبر ہی رہا - (تفسیر ثنائی) اور اس کا یقین دلانے کے لئے مردہ گدھے کو زندہ کرنا پڑا - اور سچ تو یہ ہے کہ کسی مردہ اور سوئے ہوئے کو اپنی موت اور نیند کا اس حالت میں احساس ہو ہی نہیں سکتا - اور نہ اس حالت سے نکل آنے کے بعد ہی پتہ چل سکتا ہے - کہ آیا وہ سویا ہوا تھا یا مرا ہوا - پس کسی کو مار کر زندہ کر دینا یا سلا کر جگا دینا خود اس شخص کے لئے ایک ہی بات ہے - کیونکہ قوائے شعور یہ دونوں صورتوں

ہیں باطل رہتے ہیں۔ پھر سو سال کی موت اور ایک دن یا دن کے کچھ حصہ کی موت مرنے والے کے لئے دونوں برابر ہیں۔ اس کو تو اپنی موت کے نہ سو سال کا پتہ لگ سکتا ہے اور نہ ایک دن کا جب تک کہ اس کے لئے کوئی اور دلیل نہ دی جاوے۔ کہ وہ فی الواقع سو سال ہی مرا رہا ہے۔

پس ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ کا اپنی سنت جاریہ اور کلام الٰہی کی خلاف ورزی سے فائدہ ہی کیا ہوا۔ پس اصل واقعہ یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس پر نیند طاری کردی۔ اور عالم رویا میں اسپر سو سال بھی گزار دئے۔ خواب میں تو بعض اوقات انسان صدیاں گزرتی ہوئی دیکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد جب اسکو اٹھایا تو اس سے دریافت کیا کہ تو اس عالم رویا میں کتنی دیر رہا۔ اللہ تعالےٰ کا اس سے یہ سوال کرنا ہی بتلاتا ہے کہ اسکو اس حالت میں بھی ایک شعور حاصل تھا۔ اگر وہ مرا ہی رہا تھا۔ کہ جس سے شعور کلی طور پر باطل ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کا اس سے یہ سوال ہی کرنا لغو معلوم ہوتا ہے۔ اس کو تو سرے سے مرنے کی ہی خبر نہیں اور یہاں موت کی میعاد کا سوال ہو رہا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کو معلوم تھا کہ اسے اس حالت میں بھی ایک شعور حاصل رہا ہے۔ تو ہی اس لئے اس کی مدت کا بھی سوال کیا۔ ورنہ یہ ایک لغو بات ہے کہ اس کو اپنی موت کا ہی یقین نہیں اور یہاں موت کی مدت کا سوال ہو رہا ہے۔ غرض اس بحث سے یہ ظاہر ہے کہ وہ ایک ایسی حالت میں رہا ہے کہ جس میں ایک قسم کا شعور حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ یقیناً عالم رویا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اس امر کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ یہ واقعہ عالم رویا کا واقعہ ہے۔ ایک شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس سے پوچھا کہ تو اس حالت میں کتنی دیر رہا۔ تو اس نے جواب دیا "لبثت یوماً او بعض یوم" یعنے میں تو اس حالت میں ایک دن بلکہ دن کا کچھ حصہ ہی رہا ہوں۔ اب اگر یہ عالم رویا کا ہی تذکرہ تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے "بل لبثت مائۃ عام" کیوں فرمایا کہ جس سے بظاہر اس بات کی تردید کر کے اسکی لبث کی میعاد سو سال بتلائی ہے مگر یہ شبہ حرف بل کے معنوں میں غلطی کھا جانے کیوجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بلاشبہ حرف بل حرف اضراب ہے مگر یہ صرف پہلے جملہ کی تردید کے لئے نہیں آتا۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور حرف نفی موجود نہ ہو۔ قرآن کریم میں آتا ہے "ولدینا کتاب ینطق بالحق وھم لا یظلمون۔ بل قلوبھم فی غمرۃ من ھذا" "ہمارے ہاں سچ سچ بتلا دینے والی کتاب ہے۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔ مگر ان کے دل اس سے غفلت میں ہیں۔" ایک دوسری جگہ فرمایا "قد افلح من تزکیٰ وذکر اسم ربہ فصلےٰ۔ بل تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا" "جس نے پاکیزگی اختیار کی وہ فلاح پا گیا۔ اور اپنے رب کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی۔ مگر وہ تو دنیا کی زندگی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں" ان آیات میں حرف بل صرف ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف منتقل ہونیکے لئے آیا ہے۔ بلکہ شرح کافیہ ابن مالک میں یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم میں بل صرف انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور حرف نفی کے بغیر اکثر اس کے معنی حرف عطف کے ہی ہوتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے یہاں بل کے معنی صرف اور کے ہونگے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اس سے مدت لبث کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اسپر اللہ تعالےٰ نے حرف نفی لا کر اس کے قول کی تردید نہیں کی۔ بلکہ حرف بل لا کر یہ بتلایا کہ یہ ٹھیک ہے کہ تو دن یا اسکا کچھ حصہ ہی اس حالت میں رہا ہے۔ مگر ایک حیثیت سے (یعنی عالم رؤیا میں) سو برس بھی تو رہا ہے۔ اور ہمارے پوچھنے کا مطلب یہی ہے کہ تیجے اندر انّٰی یحیی ھٰذہ اللہ بعد موتھا کا جواب ہے۔ یعنی سو سال کے بعد یہ شہر پھر آباد ہو جائے گا۔

صد سالہ موت کے خلاف زبردست دلیل

وانظر الیٰ طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الیٰ حمارک۔ اپنے کھانے پینے کی چیز اور گدھے کو دیکھو ان پر تو کوئی سن وسال گزرا ہی نہیں۔ آیت کے اس ٹکڑے میں ایک لفظ یتسنہ بڑا قابل غور ہے۔ تفسیر کبیر میں اس لفظ کے مادہ اور ماخذ پر بحث کرنیکے بعد آخر کسائی (مشہور قاری) کے معنوں کو ترجیح دی گئی ہے۔ اور لکھا ہے کہ واصل معنی لم یتسنہ اے لم یأت علیہ السنون یعنی اسپر سال نہیں گذرے۔ اب بادنےٰ تامل یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ کہ آیت کا یہ ٹکڑا صد سالہ موت کے فرضی قصہ کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیتا ہے خواہ لم یتسنہ کے معنی چیزوں کے سڑنے اور متغیر ہو جانیکے لئے جاویں۔ یا سال گزرنے کے۔ اب اگر بل لبثت مائۃ عام میں اس کے ایک آدھ دن ہی رہنے کی تردید کی گئی تھی۔ اور سو سال مرے رہنا بیان گیا تھا تو ثبوت سو سال گذرنے کا دینا چاہئے تھا۔ نہ کہ اسکے خلاف ایسی بات کی طرف اشارہ کرنا کہ جس سے الٹی سال گذرنے کی تردید ہوتی ہو۔ اور اسی شخص کے قول کی تائید ہوتی ہو کہ میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ہی اس حالت میں رہا ہوں۔ ان معنوں میں کل مفسرین کا اتفاق ہے اور اسی سے صد سالہ موت کی تردید ہوتی ہے۔ ان چیزوں کیطرف جو ظاہری دنیا کی چیزیں ہیں۔ اشارہ کرنا اور یہ کہنا کہ ان پر سال نہیں گزرا۔ اور ادھر اس کو سو سال کا لبث بتانا صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ ظاہر دنیا میں تو اسپر ایک آدھ دن ہی گذرا ہے۔ مگر اس ظاہری عالم کے علاوہ ایک اور عالم ہے کہ جس کے لحاظ سے سو سال گذرا ہے اور وہ عالم رویا کے سوا اور کوئی عالم ہو نہیں ہو سکتا۔ اور اس کو اس سے

یہ بھی بتلانا مقصود ہے کہ قومی زندگی کا ایک دن ہی سو سال کا دن ہوتا ہے۔ کوئی قوم ایک دن میں ترقی نہیں کر سکتی۔ انکے لئے سو سال کی لگاتار جدوجہد درکار ہوتی ہے۔

گدھے کا قصّہ

اس سارے فرضی قصے کی جان ایک گدھا ہے کہ جس کی ہڈیوں کے اکٹھا ہونے اور اسپر گوشت و پوست چڑھ جانے کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے یعنے حضرت عزیر کو اللہ تعالے نے اسکے مرکر زندہ ہوجانے کی دلیل یہ دی کہ ایک گدھا جو سو سال سے مرا پڑا تھا اور اس کی ہڈیاں امتداد زمانہ کے سبب سفید ہوچکی تھیں۔ ان ہڈیوں کو جمع کرکے اور اسکا ڈھیر یک بناکر اسپر گوشت اور پوست کی پوشش پہنا دی۔ اور یہ گدھا گویا خود کی مرکر جی اٹھنے کا ثبوت ہوگیا۔ اس قصے کی لغویت بادنےٰ غور خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔

یہ تو ہم ثابت کرچکے ہیں کہ اسکو اپنی موت کا اور خصوصاً صد سالہ موت کا احساس کسی صورت سے ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اور نہ وہ اپنی اس حالت میں نیند اور موت کے فرق کو سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ اس حالت سے نکل آنے پر اس نے خود اپنی موت سے لاعلمی ظاہر کی۔ اب مصیبت یہ آپڑی کہ جس بات کو سمجھانے کے لئے یہ صد سالہ شعبدہ دکھایا گیا وہ بات تو اس کی سمجھ میں آنے سے رہی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ خدا نے جب اسکو یہ کہدیا کہ ہم نے تجھ کو سو سال مارے رکھا ہے اور اب زندہ کیا ہے تو وہ نبی ہوکر اسکا انکار کیونکر کرسکتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالی اسکو پہلے ہی کہدیتا کہ وہ اس بستی کو سو سال کے بعد آباد کردے گا۔ تو کیا اس نبی کو یقین نہ آجاتا۔ سو سال تک اس طرح مارے رکھنے سے فائدہ کیا ہوا۔ کہ جس سے اس کو اپنی موت اور بعثت کا علم تک نہ ہوا۔ ثانیاً یہ کہ پہلے تو صرف اس کا ایک سوال تھا۔ یعنے اس بستی کو اللہ تعالے کب یا کیسے آباد کرے گا۔ اب دوسرا سوال اور پیدا ہوگیا۔ کہ آیا میں بھی مرکر اٹھا ہوں یا نہیں یا مجھے اللہ تعالے نے مار کر کس طرح زندہ کیا ہے۔ اب اسپر ایک تیسری بات بنانی پڑی۔ یا اللہ تعالے کو بھی گویا اپنی غلطی معلوم ہوگئی۔ کہ اس کے سوال کا جواب دینے کے لئے اسکو مارنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اسکے سامنے کسی اور کو مارنا اور زندہ کرکے دکھانا چاہیئے تھا۔ تو اسپر خداوند عالم نے اسکے گدھے کی ہڈیوں کو اکٹھا کرکے اسپر گوشت پوست چڑھا دیا۔ اور اس طرح سے اس گدھے کی دوبارہ زندگی گویا اس بستی اور اس شخص کے مرکر زندہ ہوجانے کا ایک ثبوت ہوگیا۔ مگر یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس شخص کو مارنے کی بجائے پہلے ہی گدھے کو مارکر کیوں نہ دکھا دیا تاکہ اس ایک ہی دلیل سے اس بستی کا آباد ہو جانا اور اللہ تعالے کا اس شخص کو مارکر زندہ کرسکنا بھی ثابت ہو جاتا۔ خیر یہ تو معارضات عقلی ہیں جن پر غور کرنا بھی شاید ماشر صاحب پسند نہ کریں۔ اس لئے اب ہم آیت پر ہی غور کرتے ہیں۔ کہ آیا اس سے گدھے کا مرکر زندہ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ آیت زیر بحث میں الفاظ اس طرح پر وارد ہوئے ہیں۔

" وانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ ج وانظر الی حمارک قف ولنجعلک آیۃً للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحماط"

اس ترتیب عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ وانظر الی حمارک کا تعلق لم یتسنہ والے جملہ کے ساتھ ہے کیونکہ حمارک کے آگے وقف پڑا ہوا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ اس کا تعلق کسی اگلے جملے سے نہیں بلکہ ایک بات یہاں ختم ہوگئی ہے۔ اس لئے آیت کے اس ٹکڑے کا . . . . . . ترجمہ سوائے اس کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ نہ تو کھانے اور پینے کی چیز پر سال گذرا ہے اور نہ اسکی سواری کی چیز پر۔ کیونکہ اسپر سال گزرے ہوتے تو نہ کھانے اور پینے کی چیز رہتی اور نہ گدھے کا نام و نشان ہوتا۔ پس وانظر الی حمارک کہنا ہی سو سال کی میعاد کی تردید کرتا ہے۔

۲۔ اور اگر فی الواقعی سو سال اسپر گذر گئے تھے اور گدھے کی ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں (حالانکہ سو سال میں مٹی نے ہڈیوں کو بھی مٹا ڈالا ہوتا) تو آیت کی عبارت یوں ہونی چاہیئے تھی۔ کہ وانظر الی العظام حمارک اپنے گدھے کی ہڈیوں کو دیکھو۔

۳۔ وانظر الی حمارک کا مابعد بھی اس کا تعلق لم یتسنہ والے جملہ سے ہی ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ وانظر الی حمارک کے بعد آتا ہے۔ ولنجعلک آیۃً للناس تاکہ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنادیں۔

پس وانظر الی حمارک کا ماقبل اور مابعد دونوں اس بابت پر دلالت کرتے ہیں کہ گدھا مرکر زندہ نہیں ہوا۔ بلکہ کھانے کی طرح اسپر بھی زمانہ کا کوئی سال نہیں گذرا تھا۔ ولنجعلک آیۃً للناس یوں پورا ہوا۔ کہ اس رویا کی بنا پر آپ کی پیش گوئی کے سو سال بعد بیت المقدس آباد ہوگیا۔ اور بنی اسرائیل جو گویا ہڈیاں رہ گئے تھے دوبارہ ایک زندہ قوم بن گئے۔ اس کے بعد فرمایا وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما اس کی تفسیر بائیبل نے کیا خوب کردی ہے۔ "پھر اس نے مجھے کہا کہ اے آدمزاد کیا یہ ہڈیاں جی سکتی ہیں ... پھر اس نے مجھے کہا کہ تو ان پر نبوت کر اور ان سے کہہ کہ اے سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو۔ خداوند یہوواہ ان ہڈیوں کو یوں فرماتا ہے کہ دیکھو میں تمہارے اندر روح داخل کروں گا تم جیو گے۔ تم پر نسیں بٹھاؤنگا۔ اور گوشت چڑھاؤنگا۔ . . . ." تب اس نے مجھے کہا کہ اے آدمزاد یہ ہڈیاں سارے اہل اسرائیل ہیں دیکھ وے کہتے ہیں کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں اور ہماری امید جاتی رہی ہم تو بالکل فنا ہوگئے۔" گدھے کی

ہڈیوں سے مراد بھی بنی اسرائیل کی ہڈیاں ہی ہو سکتی ہیں کیونکہ سورہ جمعہ میں انہی یہود کو کی مثال گدھے سے دی ہے۔ فرمایا "مثل الذین حملوا التوراۃ کمثل الحمار یحمل اسفارا"

الغرض اللہ تعالےٰ نے اس نبی کی سو سال کی پیش گوئی کے مطابق بنی اسرائیل کی ہڈیوں پر گوشت اور پوست چڑھا کر اس کو زندہ قوم بنا دیا اور ان کی اس بستی کو آباد کر دیا۔ چونکہ اس آیت زیر بحث پر . . . کسی قدر تفصیل کے ساتھ بحث متواتر تین اشاعتوں میں ہو چکی ہے جس کا اکثر حصہ شاید قارئین کرام کو یاد نہ رہا ہو۔ یا بعض نازک طبائع کو طوالت کے سبب پڑھنے کا موقعہ نہ ملا ہو اس لئے اس ساری بحث کا خلاصہ مختصر الفاظ میں درج ذیل ہے۔

۱- اس آیت کی تفسیر میں کس شخص کا تذکرہ ہے۔ وہ بستی کونسی بستی تھی۔ اور اسکی کیا حالت تھی۔ مفسرین کا شدید اختلاف ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ عزیر کے مشہور قصہ کی بنیاد کسی صحیح حدیث اور تواریخی واقعہ پر نہیں۔

۲- اس قصے کے قبول کرنے میں بہت سے معارضات عقلی ہیں۔

۳- قرآن کریم کی آیات (۱) اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمی (۲) حرام علی قریۃ اھلکنہا انہم لا یرجعون (۳) حتیٰ اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا ومن وراءہم برزخ الی یوم یبعثون۔ (۴) الم یروا کم اھلکنہا من القرون انہم لا یرجعون (۵) انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون۔ حدیث جابر اور تفسیر ثنائی سے رجوع موتے اس دنیا میں منع ثابت کیا گیا ہے۔

۴- جس تذکرہ کی تفسیر میں کوئی صحیح حدیث نہ مل سکے اسکی تفسیر اہل کتاب کی کتب کی بنا پر کرنی اولےٰ ہے۔

۵- گذشتہ کتب مقدسہ میں اس تذکرہ کو حزقیل نبی کا واقعہ بتایا ہے۔ دیکھو حزقیل باب ۳۷۔

۶- اس تذکرہ کے متعلق حضرت محی الدین ابن عربی اور فاضل محمد حسن صاحب مفسر تفسیر غایۃ البرہان کی شہادت موجود ہے۔

۷- خدا تعالےٰ کسی پر دو موتیں وارد نہیں کرتا۔ حضرت عزیر پر دوسری موت نہیں آنی چاہیے تھی۔

۸- تفاسیر میں بعض روایات کی بنا پر حضرت عزیر پر نیند کا طاری ہونا ثابت ہے جس سے اس واقعہ کا رویا میں ہونا قرین قیاس ہے۔

۹- قرآن کریم اور حدیث میں موت کے معنی نیند کے بغیر کسی قرینہ کے بھی لئے گئے ہیں۔

۱۰- نیند کے بعد بیداری موت کے بعد زندگی کی دلیل ہے۔

۱۱- کوئی شخص موت اور نیند کا احساس موت اور نیند کی حالت میں نہیں کر سکتا۔ اسلئے اپنی موت اور حیات کا شاہد بھی وہ نہیں ہو سکتا۔ پس کسی کو مار کر زندہ کر دینا خود اس کے لئے دلیل نہیں ہو سکتا چنانچہ خود حضرت عزیر کو اپنی صد سالہ موت کا علم نہ ہوا۔ گویا جس شخص کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ سو سال مرا رہا اسی کی شہادت موجود ہے کہ وہ اس حالت میں صرف ایک آدھ دن رہا ہے۔

۱۲- اللہ تعالےٰ کا بیداری کے بعد مدت لبث کی بابت سوال کرنا بتلاتا ہے کہ اسکو اس حالت میں بھی ایک شعور حاصل تھا۔ ورنہ سوال ہی بے معنی ٹھہرتا ہے۔

۱۳- کھانے اور پینے کی چیز اور گدھے کا صحیح سالم رہنا ثابت کرتا ہے کہ وہ سو سال مرا نہیں رہا۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کی شہادت ہے کہ اسپر سال نہیں گزرے۔

۱۴- آیت کی ترتیب اور الفاظ سے ثابت ہے کہ گدھا صحیح سالم تھا۔

۱۵- ہڈیوں کے نشوز اور ان پر اکساء لحم سے مراد بنی اسرائیل کا زندہ ہونا ہے۔ اسپر حزقیل باب ۳۷ شاہد ہے۔

اب اس آیت پر بحث کو ختم کر کے ہم ماسٹر غلام حیدر کے دوسرے اعتراض پر جو حضرت موسےٰ کی مچھلی کے متعلق ہے انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ بحث کرینگے۔

ملائکہ کا متمثل ہونا

ماسٹر غلام حیدر صاحب نے ایک اعتراض حضرت امیر پر یہ بھی کیا ہے۔ کہ مولوی صاحب ملائکہ کا متمثل ہونا یعنی انسانی جسم وغیرہ میں آجانا نہیں مانتے حالانکہ یہ احادیث سے ثابت ہے۔ ہم اس امر کو تسلیم کرتے کہ بعض احادیث میں حضرت جبرئیل کا دحیہ کلبی یا کسی اور آدمی کی صورت میں آجانے کا ذکر ہے۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فرشتے جن کا مقام آسمان ہے وہ اپنے مکان کو چھوڑ کر زمین پر آجاتے ہیں۔ اس موضوع پر ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ بحث کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ سردست اسکے متعلق چند اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ہمارے نزدیک ملائکہ کا متمثل ہو کر نظر آنا ایک کشفی نظارہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ بعض اوقات یہ مکاشفہ ایسا زبردست ہوتا ہے کہ دوسرے قریب کے لوگ بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بھی گویا بیداری میں ہی اس فرشتے کے وجود کو دیکھ لیتے ہیں۔ اسکے متعلق

امام غزالی علیہ الرحمۃ کا مذہب

امام صاحب اپنی کتاب فیصل التفرقہ میں لکھتے ہیں کہ اشیاء کے وجود کی پانچ قسمیں ہیں (۱) وجود ذاتی (۲) وجود حسی (۳) وجود خیالی (۴) وجود عقلی (۵) وجود شبہی + ان وجود خمسہ میں سے صرف پہلی دو وجوہ سے ہمیں اس وقت بحث ہے۔ پہلی قسم وجود ذاتی ہے اور اس سے مراد ہر ایک چیز کا وجود اصلی ہے

یہاں تک ناآشنائی ظاہر کی کہ اسلام کی رفتارِ ترقی کو نہ صرف گرم ممالک تک ہی محدود قرار دیا بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ پانچسو سال تک اسلام نے انسانی ترقی میں بہت ہی کم بلکہ کوئی بھی مدد نہیں دی۔ ہمارا خیال ہے کہ "پانچسو سال" کے الفاظ زبان سے نکلتے ہوئے پادری صاحب کے دماغ میں عیسائیت کا وہ تاریک ترین زمانہ تھا۔ جب اُسکے شاہانہ اثر و اقتدار اور سیاسی جبر و تشدد نے تہذیب اور آزادی خیالات کے استیصال میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا "انسانی ترقی میں مدد" تو ایک طرف عیسائیت کے عروج کی برکت سے رہی سہی انسانی عزت اور امتیاز بھی خاک میں جا ملا۔ انہی "پانچسو سال" کا آخری حصہ گو یا یوں کہنا چاہیئے کہ لیلۃ القدر کا زمانہ تھا۔ جس کے گذرنے ہی اسلام کا آفتاب عالمتاب طلوع ہوا۔ اور لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغیّ کے نورِ صداقت سے صرف عرب اور اس کے گرد و نواح کے گرم ممالک کو ہی نہیں بلکہ ایک طرف اگر افریقہ کے شمال کا چکر لگاتا ہوا اسپین کے اُن مقامات کو جا منور کیا۔ جہاں کہ عیسائیت کی (رومن سلطنت کے زیرِ سایہ) تشدد آمیز ترقی نے وہ آفت مچا رکھی تھی۔ کہ الامان والحفیظ! تو دوسری طرف روس کے انتہائی شمال میں منطقہ باردہ شمالی کے کناروں سے جا ٹکرایا۔ یہ کوئی فرضی اور پوشیدہ باتیں نہیں تاریخ کی ورق گردانی کرنے والے آج اس حقیقت کا اعتراف کرنے کے لئے موجود ہیں کہ

"قریباً آٹھ صدیوں تک سپین کی سرزمین اپنے مسلمان بادشاہوں کے زیرِ حکومت تمام یورپ کے لئے ایک مہذب اور (علوم و فنون سے) منور کی شاندار مثال کا کام دیتی رہی"۔ لین پول

ایسا ہی روس میں کاسک کا اسلام اور حال ہی میں ایک تاتاری مسلمان کے ذریعہ سے بیس ہزار روسیوں کا قبول اسلام ایک عیاں حقیقت ہے۔ تعجب ہے کہ ان کھلے ہوئے واقعات کے باوجود پادری صاحب نے کیونکر اسلام کو گرم ممالک کے اندر ہی محدود قرار دیا۔ اور کس احسان فراموشی کے ساتھ سپین میں عیسائیت کی آٹھ صد سالہ منت پذیری کو فراموش کرکے پانچسو سال تک نسل انسانی کا ترقیات سے محروم رہنا اسلام کی طرف منسوب کر دیا۔ اسکو بھی چھوڑ کر دیکھنا ہمیں یہ ہے کہ عیسائیت میں وہ کونسے خواص موجود ہیں جو اسکے عالمگیر ہونے پر شاہد ہیں۔ یوں تو پادری صاحب نے دعوے بہت سے کر دیئے ہیں۔ تمام مذاہب عالم کو قومی مذاہب قرار دیتے ہوئے زبان سے یہ دعوے کر لینا بہت آسان ہے کہ

"صرف عیسائیت ہی ایک مذہب ہے۔ جو یہ خاصیت رکھتا ہے۔ کہ تمام اقوام اور سب زبانوں پر محیط ہے۔ اور کبھی بھی یہ کسی خاص مشرک یا قومیت کا خیال رکھنے والے گروہ کا مذہب نہیں ہوا"

لیکن اسکو پرکھنے کے لئے دلایل کی کسوٹی پادری صاحب گھر ہی میں چھوڑ آئے۔ یا شاید دعوے اور دلیل بھی "تین مساوی ایک" کے پادریانہ نقطۂ خیال سے ایک ہی معنے رکھتے ہوں۔ اور اس لئے واقعات عالم سے آنکھیں بند کرکے اور خود اناجیل میں مسیح کے اس فقرہ کو بھی کہ ؟

"میں صرف بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کیطرف بھیجا گیا ہوں"

نظر انداز کرکے جو کچھ پادری صاحب کی زبان سے نکلا اسے الہامی فرض کر لیا جائے۔ ہاں ان کے ایک دعوے کو ہم بھی مانتے ہیں۔ بلکہ عیسائیت کی ساری تاریخ کو ابتدا سے آجتک اگر دیکھا جائے تو اس سے بڑھ کر پختہ بات اور کوئی ہی نہیں کہ

"عیسائیت نے یہ ثابت کر دیکھایا ہے کہ اسکے اندر دنیا کی نت نئی ضروریات کے مطابق اپنے آپ کو (تغیر و تبدل کے سانچے میں) ڈھالنے کی خاصیت موجود ہے"

اس پر اگر پادری صاحب چاہیں تو ہم بھی شہادت دینے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ یہی ایک خاصیت تھی۔ جس نے مسیح کو خدا بنایا۔ کہ یونانی رومن اقوام کے ان عقاید و خیالات کے مطابق ہو۔ جن کی وجہ سے وہ اپنے بڑے بزرگوں کو خدا کہتے اور ان کی پرستش کرتے تھے۔ عیسائیت کے یہ ہر سانچے میں ڈھلنے والی خاصیت ہی تھی۔ جس نے تثلیث اور روح القدس اور تمام خلاف عقل عقاید کو رواج دیا۔ کہ بت پرست قوموں کو مسیح کی بھیڑوں کے گلہ میں شمولیت سے عار نہ ہو۔ ایک امریکن یونیٹیرین (موحد عیسائی) نے بالکل سچ لکھا ہے۔ کہ

"اگر یونانی رومیوں پر انجیل کو فتح حاصل ہو سکتی تھی۔ تو اس طریق سے کہ یہودیوں کی طرز اظہار خیالات کو خیرباد کہکر ان خیالات اور اس زبان کے مطابق اسے بنایا جائے جو یونانی رومیوں میں اسوقت رائج تھی"

یہی حال آج بھی ہے۔ ہر خیالات کے آدمیوں نے اپنا علیحدہ فرقہ بنا رکھا ہے اور وہ عیسائیت کے ساتھ منسوب ہے۔ ہندو مذہب کی طرح عیسائیت کی بھی جامع و مانع تعریف کون ہے۔ جو دنیا میں کر سکے مسیح کو خدا کہنے والے بھی عیسائی۔ اور اس کو خدائی سے اوتار کر محض نبی ماننے والے بھی عیسائی۔ اس سے بھی اتر کر جو لوگ مسیح کو ایک معمولی معلم کی حیثیت دیتے ہیں وہ بھی عیسائی ہی ہیں۔ مریم کی پرستش کرنے والے بھی عیسائی۔ اور نہ کرنے والے بھی عیسائی۔ علیٰ ھذا القیاس بیشمار اصولی معتقدات ہیں۔ جن میں شدید اختلاف موجود ہے اور کیوں نہ ہو جس مذہب کا یہ خاصہ ہو۔ کہ زمانہ اور لوگوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ وہ بھی تبدیل ہوتا رہے۔ اگر ایک وقت زمانہ کے خیالا

کے مطابق طلاق کو زنا کے بغیر جائز نہیں قرار دیا۔ تو دوسرے وقت ضروریات کے پیش آنے اور لوگوں کے خیالات بدلنے پر دوسری جائز [illegible] کے لئے تیار ہے تو فی الحقیقت ایسا مذہب (آراستہ مذہب کہنا [illegible]) [illegible] ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تمام دنیا میں جاری وساری ہے۔ صرف اگر [illegible] تو دنیا کو سپتسمہ دینے کی۔ ہر ایک قوم کی جیسی ضروریات ہوئیں۔ عیسائیت نے وہی رنگ اختیار کیا۔

لیکن پادری صاحب نے ایک اور طرف بھی قدم اٹھایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

"عیسائیت کے اندر وہ تمام اعلےٰ اصول جمع ہیں۔ جو مذاہب عالم میں موجود تھے"

ہمیں بڑی ہی خوشی ہوتی۔ اگر پادری صاحب مذاہب عالم میں کم از کم ان بڑے بڑے مذاہب کے اصولوں کو ہی لیتے۔ جو ان کے نزدیک بھی عالمگیر ہونے کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ وہ ہمیں بتانے کہ کفارہ کے عقیدہ کو مانتے ہوئے دعا اور اعمال حسنہ کا اصول عیسائیت میں کہاں باقی رہ جاتا ہے۔ شریعت کو نعوذ باللہ لعنت سمجھ کر پھر مذاہب عالم کے اصولوں کا اپنے آپ کو جامع بنانا یہ اسی مذہب کا خاصہ ہو سکتا ہے جو ہر رنگ کا جامہ بدلنے کے لئے تیار ہو۔

بالمقابل اسلام کو دیکھو اپنے عالمگیر ہونے کے متعلق اس نے نہ صرف یہ دعویٰ ہی کیا فیہا کتب قیمہ بلکہ وہ جامع کتاب بھی ہمارے ہاتھ میں دی۔ جو ان سب اصولوں کی تعلیم ہمیں دیتی ہے۔ جن پر مذاہب عالم متحد طور پر متفق ہیں۔ توحید کا عقیدہ باوجود تثلیث۔ بت پرستی۔ آتش پرستی اور سب قسم کی ملونیوں کے سب مذاہب میں موجود ہے دعا باوجود کفارہ اور تناسخ کے چکروں کے سب کا رات دن کا وظیفہ ہے۔ علیٰ ھذا القیاس کوئی اصول نہیں جو اسلام میں موجود ہو۔ اور دنیا کے مذاہب بالاتفاق اس پر شہادت نہ دیں۔ اسی لئے فرمایا اور کس زور کے ساتھ دنیا کے مذاہب کو یہ چیلنج دیا تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الخ اس کے ساتھ ہی اس کتاب کا جو دنیا جہان کے لئے آئی۔ یہ خاصہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ دنیا کے راستبازوں کو جھٹلائے۔ پس سب انبیاء کو قبول کرنا اس نے ایک مسلمان کے لئے ضروری شرط قرار دیا۔

کیا انبیاء کو "چور اور بٹمار" قرار دینے والے ایسا کہنے کی جرأت رکھتے ہیں؟

والسلام

خاکسار دوست محمد

بیان القرآن

یعنے اردو تفسیر القرآن مصنفہ حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب کا پہلا پارہ شائع ہوئے تقریباً ایک ماہ ہو گیا ہے اور اب دوسرا پارہ بھی شائع ہو گیا ہے۔ مگر اب تک بہت کم احباب نے مستقل خریدار ہونے کے لئے درخواستیں بھیجی ہیں۔ قرآن کریم کو غور سے پڑھنا اس کے مطالب کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ اس پرآشوب زمانہ میں جبکہ ہر ایک طرف فتنہ وفساد برپا ہے اور تباہی اور بربادی کے گھٹا ٹوپ بادلوں کی تاریکی میں دوسری قوموں کے ساتھ مسلمان بھی صراط مستقیم سے دور جا رہے ہیں اور آنکھیں بند کیئے ہوئے نجات کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ صرف قرآن کریم ہی ہے جو مشعل راہ بن سکتا ہے اور مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلا سکتا ہے۔ **مگر** افسوس کہ مسلمان اس طرف سے بالکل غافل اور لاپرواہ ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم کا فرض ہے کہ خود بھی قرآن کریم پر عامل ہو۔ اور دوسروں کو بھی اسکی ہدایت کرے۔ اور اسکا بہترین طریق یہی ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر کو خود بھی پڑھیں۔ اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دیں۔

حضرت امیر نے قرآن کریم کے تمام مطالب اور ادق مسائل کو ایسی عام فہم عبارت میں بیان کیا ہے کہ ایک معمولی لیاقت کا آدمی جو صرف اسکو پڑھ سکتا ہو ہر ایک امر کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ اور اس پر عامل ہو کر دین و دنیا کی فلاح حاصل کر سکتا ہے پارہ اوّل کا ہدیہ عہ ایک روپیہ چہار آنہ اور پارہ دوم کا ہدیہ عہ ایک روپیہ بلا محصول ڈاک ہے۔

جو صاحب دس روپے پیشگی بھیجیں اُن کو نصف محصول ڈاک معاف اور جو بیس روپے یا اس سے زائد رقم پیشگی دیں۔ اُن کو علاوہ نصف محصول ڈاک معاف ہونے کے کل تفسیر جس کے حجم کا اندازہ اڑھائی ہزار صفحات کے قریب ہے بیس روپے میں دی جائے گی۔ ورنہ ویسے ہر ایک پارہ کا ہدیہ سو صفحہ فی روپیہ کے حساب سے مقرر ہوگا۔

احباب بہت جلد اس نعمت سے فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو مستفید ہونے کی کوشش کریں۔

تمام درخواستیں بنام

مہتمم دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں

کہ جو ہر ایک صاحب بصارت کو نظر آتا ہے - دوسرا وجود حسّی ہے یعنی وہ وجود جو صرف کسی صاحب حس کے ساتھ خاص ہے - مثلاً خواب کے واقعات یا انبیاء علیہم السلام کو ملائکہ کی جو جو صورتیں نظر آتی ہیں - چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ بل قد یتمثل للانبیاء والاولیاء فی الیقظة والصحة صور جمیلة ھی اکیفة لجواھر الملائکة وینبھی الیھم الوحی والالھام بواسطتھا فیتلقون من امر الغیب ما یتلقاہ غیرھم فی النوم وذلک لشدة صفاء باطنھم کما قال اللہ تعالٰے فتمثل لھا بشرا سویا وکما انہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی جبرئیل کثیرا "کبھی انبیاء اور اولیاء کو بیداری اور صحت میں خوبصورت صورتیں نظر آتی ہیں جو جواہر ملائکہ کے مشابہ ہوتی ہیں - اپنی صورتوں کے ذریعہ سے انبیاء اور اولیاء کو وحی اور الہام ہوتا ہے تو غیب کے امور جو اوروں کو خواب میں معلوم ہوتے ہیں انبیاء اور اولیاء کو صفائی باطن کی وجہ سے بیداری میں معلوم ہوتے ہیں - جیسا کہ خدا نے کہا ہے کہ مریم سے فرشتہ ٹھیک آدمی کی صورت بن کر آیا اور جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو اکثر دفعہ دیکھا -

پس اس حوالہ سے امام صاحب کا مذہب صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُس وجود کو جو انبیاء کو فرشتوں کا نظر آتا ہے ان کا وجود ذاتی نہیں سمجھتے تھے بلکہ وجود حسّی سمجھتے تھے کہ جو اوروں کو خواب میں نظر آیا کرتا ہے اور یہ وجود صرف خاص شخص کے حاسہ سے تعلق رکھتا ہے -

اِس طرح سے آپ اپنی ایک دوسری کتاب مضنون بہ علی غیر اھلہ میں لکھتے ہیں ان لسان الحال یصیر مشاھدا محسوسا علی سبیل التمثیل وھذہ خاصة الانبیاء والرسل علیھم الصلٰوة والسلام کما ان لسان الحال یتمثل فی المنام لغیر الانبیاء ویسمعون صوتا وکلاما فالانبیاء علیھم الصلٰوة والسلام یرون ذلک فی الیقظة وتخاطبھم ھذہ الاشیا فی الیقظة "زبان حال بطور تمثیل کے مشاہد اور محسوس بنجاتی ہے اور یہ انبیاء اور رسل کا خاصہ ہے جس طرح کہ خواب کی حالت میں زبان حال عام لوگوں کے لئے متمثل ہوجاتی ہے تو وہ لوگ آوازیں اور باتیں سنتے ہیں تو انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام بیداری میں دیکھتے ہیں - اور یہ چیزیں اُن سے بیداری کی حالت میں خطاب کرتی ہیں" اِس حوالے سے بھی صاف ظاہر ہے کہ امام صاحب ملائکہ کے متمثل وجود کو ان کا وجود ذاتی نہیں سمجھتے بلکہ انبیاء کو یہ وجود صرف مکاشفہ میں نظر آتا ہے -

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا مذہب

شاہ صاحب موصوف اپنی کتاب حجة اللہ البالغہ میں عالم مثال کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا واستفاد فی الحدیث ان جبرئیل ؑ کان یظھر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ویترائے لہ فیکلمہ ولا یراہ سائر الناس وان القبر یفسح سبعین ذراعا فی سبعین الخ والناظر فی ھذہ الاحادیث بین احدی ثلث اما ان یقر بظاھرھا فیضطر الی اثبات عالم ذکرنا شانہ وھذہ ھی التی یقتضیھا قاعدة اھل الحدیث نبہ علی ذلک السیوطی رحمہ اللہ تعالٰی وبھا اقول

اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ ہم نے اسکے پاس اپنی روح کو بھیجا اور وہ مریم کے روبرو بعینہ ایک بشر کی صورت میں ظاہر ہوا - اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ظاہر ہوا کرتے تھے آپ ان کو دیکھتے اور اُن سے گفتگو کرتے - لیکن اور لوگوں کو وہ نظر نہیں آتے تھے - اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبر ستر در ستر گز پھیل کر ایسی سمٹ جاتی ہے کہ مردہ کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں -

(اِس قسم کی بہت سی احادیث لکھنے کے بعد آپ لکھتے ہیں - کہ اِن احادیث پر غور کرنیوالا تین حالتوں میں سے ایک نہ ایک اختیار کرلیتا ہے یا تو وہ ان حدیثوں کے ظاہری معنوں کا اقرار کرتا ہے - تو لا محالہ وہ ایسے عالم (عالم مثال) کے ماننے پر مجبور ہوتا ہے - جس کا ہم نے ذکر کیا - اور اِسی کو اہلحدیث کا قاعدہ مقتضی ہے - اور سیوطی علیہ الرحمۃ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے - میں بھی اسی کا قائل ہوں اور یہی میرا مذہب ہے -

اب اِن دو بزرگوں کے اقوال سے ظاہر ہے کہ فرشتوں کا متمثل ہوکر نظر آنا ایک خاص حاسہ سے تعلق رکھتا ہے اور خارج میں ان کا وجود نہیں ہوتا کیونکہ اگر خارج میں بھی اُس کا وجود موجود ہو تو پھر بعض لوگوں کو نظر آنے اور بعض کو نہ آنے کے کیا معنی جس طرح سے خواب دیکھنے والے کو بعض چیزیں نظر آتی ہیں اور دوسرے لوگ جو اُس کے پاس ہی بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ ان چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے - جس سے معلوم ہوا کہ خارج میں کوئی چیز موجود نہیں ہوتی - صرف اس خاص شخص کی حس میں موجود ہوتی ہے - یہ امام غزالی اور شاہ ولی اللہ صاحب کا مذہب ہے -

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کا مذہب

شیخ صاحب موصوف اپنی تصنیف مدارج النبوۃ کہ صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں "کہ نزول

جبرئیل ؑ جو بعض اوقات دحیہ کلبی کی صورت میں یا کسی اور انسان کی صورت میں ہوتا تھا۔ اس میں اہل نظر کو اشکال ہے اور یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر درحقیقت جبرئیل علیہ السلام ایک نیا جسم اپنے لئے مشابہ جسم دحیہ کلبی حاصل کر کے اُس میں اپنا روح داخل کر دیتے تھے تو پھر وہ اصلی جسم کا جس کے تین سو جناح ہیں کس حالت میں ہوتا تھا کیا وہ جسد بے روح پڑا رہتا تھا اسکے جواب میں لکھتے ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ تمثل نزول ہے نہ حقیقی تا حقیقتاً ایک جسم کو چھوڑنا اور دوسرے جسم میں داخل ہونا لازم آوے۔ پھر لکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جبرئیل ؑ کے ذہن میں جو دحیہ کلبی کی صورت علمیہ تھی۔ تو حضرت جبرئیل ؑ بوجہ قدرت کاملہ و ارادات شاملہ اپنی کے اس صورت پر اپنے وجود کا اضافہ مع جمیع صفات کاملہ اپنی کے کر کے تمثل کے طور پر اُس میں اپنے تئیں ظاہر کر دیتے تھے۔ یعنے دحیہ کلبی کی صورت میں بطور تمثل اپنے تئیں دکھلا دیتے تھے۔ اور اس صورت علمیہ کو اپنی صفات سے متلبس کر کے نبیؐ پر تمثلاً ظاہر کر دیتے تھے۔ یہ نہیں کہ جبرئیل ؑ آپ اپنے اصلی وجود کے ساتھ آسمان سے اترتا تھا۔ بلکہ جبرئیل ؑ اپنے مقام پر آسمان میں ثابت و قایم رہتا تھا۔ اور یہ جبرئیل ؑ اس حقیقی جبرئیل ؑ کی ایک مثال تھی۔ یعنی اُس کا ایک ظل تھا۔ اُس کا عین نہیں تھا۔ کیونکہ عین جبرائیل ؑ تو وہ ہے کہ جو اپنی صفات خاصہ کے ساتھ آسمان پر موجود ہے"

ماسٹر صاحب اگر ان بزرگوں کے اقوال پر غور کریں تو یہی ہمارا مذہب ہے کیا یہ بزرگ بھی یہ عقیدہ رکھنے کے سبب حدیث کے منکر کہلا سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ماسٹر غلام حیدر صاحب سوچ سمجھ کر جواب دیں گے۔

عالمگیر مذہب

(از مولوی دوست محمد خان صاحب ... ووکنگ)

ایک پادری کے خیالات

پادری ایچ ایچ جانسن نے جو عیسائیت کو مذاہب عالم پر فوقیت دینے کیلئے واقعات اور بالخصوص اسلام کے سراج منیر کا دن دہاڑے انکار کرنے میں قابلیت تامہ رکھتے ہیں۔ لندن کے کروس سٹریٹ چیپل میں "عیسائیت اور دیگر مذاہب عالم" کے عنوان سے لیکچروں کا ایک سلسلہ حال ہی میں ختم کیا ہے جس میں بزعم خود عیسائیت کے عالمگیر مذہب ہونے کی تائید میں دلائل کا وہ ذخیرہ جمع کیا ہے کہ جس کا کوئی جواب ہی نہیں ہو سکتا۔

پہلے ان کے دلایل کو ذرا سن لیجئے!

پادری صاحب نے تین شقیں عالمگیر مذہب کے لئے قایم کیں۔

(۱) یا تو وہ بالکل نیا مذہب ہو۔

(۲) یا موجودہ تمام مذاہب کی اعلےٰ تعلیمات کو لے کر ایک جگہ جمع کیا جائے۔ اور اس کو عالمگیر مذہب قرار دیا جائے۔

(۳) یا موجودہ مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کو عالمگیر مان لیا جائے۔ کہ

امر اوّل پادری صاحب کے نزدیک اس وجہ سے قابل قبول نہیں۔ خواہ کوئی نیا مذہب بنایا جائے۔ دنیا کو منانے کے لئے ضرور اسے موجودہ مذاہب سے ہی اچھی تعلیمات کو لینا پڑے گا۔ اور دوسرے نئے مذاہب اور فرقے کوئی لمبی عمر بھی نہیں پا سکتے۔ وہ برساتی کیڑوں کی طرح رات کی "تاریکی میں اٹھتے اور دن کے اجالا میں غائب ہو جاتے ہیں"

دوسری قسم کا مذہب بھی پادری صاحب ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ فرماتے ہیں کہ ایسا مذہب "گویا چوں چو[illegible]ہ ہوگا۔ کچھ حصہ فلسطین سے کچھ عرب سے۔ کچھ فارس اور ایسا ہی کچھ ہندوستان اور چین سے لیکر ایک معجون مرکب گویا تیار ہوگی۔ حالانکہ عالمگیر مذہب کے لئے یہ ضروری ہے کہ دوسروں سے علیحدہ طور پر وہ پیدا ہوا ہو۔ اپنی خاص روایات وہ رکھتا ہے۔ ایسی روایات کہ جن کا سلسلہ اس کی ذاتی اور قومی اور بین الاقوامی تاریخ اور زندگی کی جڑوں تک پہنچتا ہو"

البتہ تیسری شق ایسی ہے۔ کہ پادری صاحب نے آسانی کے ساتھ اس پر "ہاں" کہدی اور فی الحقیقت عیسائیت کو عالمگیر مذہب ٹھیرانے کے لئے اسی ایک رستہ کو اختیار کر سکتے ہیں

لیکن پادری صاحب کی حالت پر رہ رہ کر رحم آتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس رستہ پر بھی مذاہب عالم کے زبردست جتھہ بالخصوص اسلام کی عالمگیر تعلیمات نے ان کا وہ مقابلہ کیا ہے کہ جو دوسرے رستوں کو اختیار کرنے سے شاید پیش نہ آتا۔ عیسائیت کے سوائے باقی سب مذاہب کو مشرکانہ اور قومی قرار دینے کے باوجود اسلام اور یہودیت کو بھی انہیں اس قابل ماننا پڑا۔ کہ "عالمگیر" ہونے کا وہ دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ لیکن مؤخر الذکر کو تو یوں انہوں نے رد کر دیا کہ اسمیں سوائے شرعی ضوابط یہودیت کے خاص رسم و رواجات اور خوراک کے متعلق حرام و حلال کے امتیاز اور ختنہ کی رسم کے اور کچھ نہیں رہ گیا رہا اسلام اگر پادری صاحب اسکی تعلیمات کو لیتے تو مشکلات کا ایک پہاڑ ان کے سامنے کھڑا ہو جاتا۔ اسلئے اسکو نظر انداز کر کے اسلام کی رفتار ترقی پر انہوں نے نظر کی اور عجیب بات ہے کہ عرب کی طرح منطقہ متوسط میں رہتے ہوئے اور سپین جیسے سرد ملک کی ہمسایگی کے باوجود جغرافیہ و تاریخ سے

ضلع مظفر گڈھ میں تبلیغی دورہ

از ...

یہاں جھنڈے والی میں قریب متصل ہی ایک بستی مولری کی بستی کہلاتی ہے اسمیں اہلحدیث ایک بڑے جلیل القدر مولوی خلیل الرحمن صاحب رہتے ہیں اُن کے تین صاحبزادے بھی مولوی فاضل ہیں۔ ہندوستان اور دیو بند وغیرہ مقامات سے تحصیل علم فقہ وحدیث کر کے آئے ہوئے ہیں۔ ان مولوی صاحبان کا وہاں بڑا اثر ہے۔ ہمارے وہاں ایک بھائی مولوی امام دین صاحب رہتے ہیں وہ بیچارے ایک اور ادہر ایک درجن مولوی پہلے تو سخت ان کی مخالفت ہوتی رہی فتوے لگے اور بہت کچھ از تینیں ان مولویوں نے دینی چاہئیں مگر آخر کار مولوی صاحبان تھک کر رہ گئے۔ اِس بھائی کی بڑی خواہش تھی کہ یہاں کوئی احمدی سلسلہ کا مبلّغ آئے اور عام طور پر لوگوں میں احمدیت کی تبلیغ ہو جائے۔ چنانچہ جس وقت یہ خاکسار وہاں (جھنڈے والی) پہونچا تو ہمارے بھائی کے لئے عید کا دِن ہوگیا۔ اُسی وقت تمام مولوی صاحبان کو اطلاع دیگئی۔ عصر کے قریب پھر ہم خود مولوی صاحبانؒ کے ڈیرے پر گئے۔ اُن میں مولوی عبدالرحمن صاحب ایک قابل آدمی ہیں۔ مگر مخالفت احمدیت میں بہت زیادہ حصّہ لیتے رہتے ہیں پہلے تو مختلف قِسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ بعد اُسکے حضرت مسیح موعود کی صداقت پر بہت دیر تک گفتگو رہی۔ لوگ گرد و نواح کے یہ افواہ سُن کر بہت جمع ہو گئے۔

خاکسار نے لو تقول علینا کی آیت پیش کی اور عرض کیا کہ واقعات گذشتہ سے اِس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے ملہم کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہاں تک کہ دنیا میں جھوٹے ملہم کی جماعت کا ثبوت ہمارے مخالف بھی نہیں بتلا سکتے۔

دوسرا ثبوت صداقت یہ پیش کیا گیا کہ جن دلایل سے آپ لوگوں سے تیرہ سو برس میں کسی ولی یا امام یا بزرگ کو سچّا مانا ہے۔ انہی دلایل کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود کی سچائی اور اُن کے دعویٰ کو پرکھ لیں۔

تیسرا ثبوت یہ پیش کیا کہ جو علم اور معرفت دنیا پر یہ ملہم لوگ خدا سے علم پاکر ظاہر کرتے ہیں وہ دوسرا اُن کے مقابل پر غیر ملہم ظاہر نہیں کرسکتا۔

غرض بڑی لطیف بحث ہوتی رہی آخر لوگوں پر ہمارے دلایل کی قوّت ظاہر ہوگئی۔ اسی مجلس میں ہمارے مکرم بھائی مولوی امام دین صاحب احمدی نے اعلان کر دیا کہ کل ہمارے مولویصاحب کا عام وعظ ہے اور تمام گاؤں میں ڈھول بجاکر اطلاع دی گئی اور یہ بھی کہا گیا کہ مولوی صاحبان کو بھی بعد وعظ کے وقت دیا جائے گا۔ وہ جو سوال چاہیں عام مجلس میں کر کے اپنی تسلی کرلیں دوسرے دِن باوجود سخت بارش کے لوگ ایک بڑی مسجد میں اس قدر جمع ہو گئے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہی لوگ بارش میں کھڑے رہے اور کئی آدمی جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس چلے گئے۔ خاکسار نے پہلے عام وعظ اسلام کی خصوصیات اور برکات پر کیا۔ بتایا کہ حیات مسیح کے عقیدہ سے کس قدر ضعف اسلام کو پہنچا ہے اور پھر ثابت کیا کہ قرآن اور حدیث میں کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسےٰؑ اس جسم عنصری کے ساتھ صحیح سالم زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور اب تک مع جسم موجود ہیں۔ اور وفات مسیحؑ پر تیس آیات اور حدیث نبویہ پیش کیں۔ جسکا بہت اچھا اثر تمام پبلک پر ہوا۔ مولوی صاحبان نے وعظ میں شور مچانا شروع کیا کہ اب بس کریں۔ بس کریں۔ وقت بہت ہوگیا ہے۔ اور ہمیں بھی وقت دینا چاہیئے۔ چنانچہ وعظ ختم کیا گیا اور مولوی صاحبان کو وقت دیا گیا۔ مولوی صاحبان بجائے اسکے کہ حیات مسیح ثابت کرتے یا کوئی دلیل قرآن یا حدیث مسیح کی حیات پر پیش کرتے۔ حضرت مسیح موعود کی ذات پر حملے شروع کر دیئے۔ جب ان کا جواب دینے کے لئے کہا گیا کہ اب ہم انکا جواب دیتے ہیں۔ تو انہوں نے بحث کی طرح ڈالی آخر ایک اور مولوی صاحب جو اُسی گاؤں کی جامع مسجد کے امام تھے بیچ میں منصف کے طور پر بیٹھے۔ اور وفات حیات مسیح پر بحث ہونے لگی۔ خدا کی شان دو تین ہی باتوں میں ایسی زک اُن مولویوں کو اِس مسئلہ میں ہوئی کہ خود منصف مولوی صاحب کو بھی کہنا پڑا کہ حیات مسیح کا کوئی ثبوت مولوی صاحبان کے ہاتھ میں نہیں ہے غرض بڑی کامیابی اور خیر و خوبی سے یہ جلسہ اور بحث ختم ہوئی۔ بعد بحث کے اکثر لوگ گاؤں کے آئے۔ اور بڑی تکریم اور تعظیم کر کے یہی کہتے کہ آج یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسےٰؑ زندہ نہیں بلکہ دوسرے نبیوں کیطرح وہ فوت ہوکر زیر زمین دفن ہو چکے۔ اسیطرح خوب موقعہ تبلیغ کا ملا۔ اور راسبات کو بھی محض افترا اور جھوٹ ثابت کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود نے دعوے نبوّت کیا تھا۔ اسکے بعد دوسرے گاؤں میں تبلیغ کے لئے دورہ کیا گیا۔ اِسی طرح یہ دورہ قریبًا ۱۰ اگست ۱۹۲۱ء تک کامل ڈیڑھ مہینہ میں جاکر ختم ہوا۔ ضلع مظفر گڑھ کے مختلف مقامات اور دیہات کے لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ان کے نام یہ ہیں:

(۱)	کریم بخش صاحب	علی پور
(۲)	یار محمد صاحب	بستی ٹھارناں موضع دولت والی تحصیل علی پور
(۳)	خان محمد صاحب	"
(۴)	تاج محمد خاں صاحب	علی پور
(۵)	صوفی غلام حسین صاحب	کلنکول شریف
(۶)	امام بخش صاحب	"

(۷ - ۸) جیون خاتوں مع برادر - زوجہ ثانی قاضی عبدالرحمٰن صاحب

(۹) حاجی احمد صاحب چپراسی - تحصیل علی پور - جتوئی۔

(۱۰) یار احمد صاحب 〃

(۱۱) عبداللطیف صاحب 〃

اور آئندہ بھی بہت سے لوگوں کے سلسلہ میں داخل ہونیکی امید ہے۔ اِن تمام دیہات میں گویا اسبات کا اعلان ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اسرائیلی نبی فوت ہو چکے ہیں - آنیوالا عیسیٰ اسی امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص ہے اور وہ نبی نہیں بلکہ امام ہے - اور وہ ہی مہدی معہود اور مسیح موعود ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مجددِ صدی چہاردہم امامِ وقت مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ وَالسَّلَامُ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

(**نوٹ**) خدا کی شان جس دن میں مظفر گڑھ میں علی پور وغیرہ سے واپس آیا تو مولوی نظام دین سے بھی ملاقات ہو گئی - ان کو میرے ملنے کا اشتیاق اور مجھے اُن کے ملنے کا عشق آخر ایک جگہ جمع ہو گئے - اور یہی مسئلہ نبوت مسیح موعود پر گفتگو ہوئی - پہلے تو حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر گفتگو ہوتی رہی - پھر امکان نبوّت بعد از حضرت خاتم النبیین پر بحث شروع ہو گئی - کامل دو گھنٹے بحث ہوتی رہی - مولوی نظام دین صاحب موصوف نے آخر فرمایا کہ بحث تحریری ہونی چاہیئے - چنانچہ آپ نے ایک پرچہ امکان نبوّت پر آیت من یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین الخ دلیل پکڑ کر لکھا اور اسکے بعد لکھنے کا وعدہ فرمایا - اور اسی وقت مولوی صاحب موصوف نے خاکسار کو بھی اسکا جواب لکھنے کے لئے فرمایا - چنانچہ دونوں تحریریں خاکسار کی اور مولوی نظام الدین صاحب بلا کم و کاست ذیل میں درج کی جاتی ہیں ناظرین اس بے نظیر بحث پر آخر تک ضرور غور فرماویں - مولوی صاحب موصوف نے اسکو الفضل میں شائع فرمانے کا بھی اقرار فرمایا ہے

وھو ھذا

مولوی صاحب کی تحریر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ تعالیٰ - من یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین (ترجمہ) جو کوئی اللہ تعالیٰ اور محمد الرسول اللہ کی اطاعت کریگا پس وہ اُن کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے (وہ کون ہیں) نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین کے گروہ ہیں - اس آیہ میں مع کا لفظ قابل غور ہے - کیونکہ ہمراہیت سے عینیت مراد ہے - یا کچھ اور - سو یہ اظہر من الشمس ہے - امت محمدیہ میں صدیقین اور شہداء اور صالحین کے عینیت مسلمہ ہے - اور یہ ہر سہ معطوف ہیں اور من النبیین معطوف علیہ ہے - معطوف اور معطوف علیہ کلمہ واحد میں ہوتے ہیں - پس نبیین کی عینیت ثابت ہو گئی فہی المطلوبۃ - اگر اسکو امتناع میں ملایا جاوے تو لابدیۃ ثلاثہ صفات خود بخود ممتنع ہو جاویں گی - فہی السفہۃ علی القرآن نعوذ باللہ من ذلك

قولہ تعالیٰ - حسن اولئك رفیقا

ترجمہ - یہ عمدہ ہیں از روئے رفیق ہونیکے اس کلمہ پاک میں خداوند تعالیٰ خیر امۃ کے اراکین کی عمدگی اور حسن کو ظاہر فرماتا ہے - کہ فقط مساوات نہیں بلکہ مدارج میں سابق انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین سے حسن ہیں کیونکہ یہ خیر الانبیاء کی اطاعت سے بارو ہیں اور لابد خیر السابقین ہوں گے -

قولہ تعالیٰ - ذلك الفضل من اللہ

یہ شرف اور حسن فاقت اللہ تعالیٰ کے فضل ہے - کوئی حاسد حسد کی آگ میں جلکر راکھ ہو جائے اللہ تعالیٰ کے فضل کو رد نہیں کر سکتا باوجود مطیع الرسول ہونے کے سابقہ گروہ مذکورہ بالا جو قرآن مجید کی دوسری آیات مجیدہ کے خلاف نہ ہوں - چونکہ قرآن مجید حصر کے کلمہ کے ساتھ فرماتا ہے کہ کوئی رسول ہمنے دنیا میں ایسا نہیں بھیجا کہ اس کی اطاعت خدا کے حکم سے نہ کی جاوے جیسا کہ آیت میں ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے ظاہر ہے اسلئے اس آیت میں من یطع اللہ والرسول کی قید کے ساتھ جو نبیوں کا ہونا خیال کیا گیا ہے وہ باطل ہے وجہ یہ کہ اس آیہ میں مذکورہ نبیین پر نبی بننے کے بعد بھی حضرت نبی کریم کی اطاعت ہر ایک امر میں ایسی ہی فرض ہو گی جیسی کہ امتی پر اور چونکہ امتی اور نبی کا مفہوم متبائن ہے اور امتیت اور نبوت کی دونوں حقیقتیں آپس میں متضاد اور متناقض ہیں اسلئے ہو نہیں سکتا کہ یہ دونوں حقیقتیں کسی شخص میں جمع ہو سکیں کیوں کہ یہ اجتماع ضدین ہے جو بالبداہت باطل ہے - سو یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ امت محمدیہ کے تمام افراد کو تا قیامت صرف حضرت نبی کریم کی ہی اطاعت اللہ کی طرف سے فرض کیگئی ہے جیسا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کی آیۃ بتا رہی ہے کہ تا قیامت اسلام کی تمام باتوں میں صرف رسول اللہ کی اطاعت ہی فرض ہے - اب اگر امت محمدیہ میں صدیقین اور شہداء اور صالحین کی طرح نبیین کا ہونا بھی مان لیا جاوے تو اول آیات مندرجہ بالا

خاکسار کی تحریر

طین

رب اعوذ بك من ھمزات الشیاطین واعوذ بك رب ان یحضرون.

قولہ تعالیٰ - من یطع اللہ و الرسول الخ اس آیت میں مع کے لفظ کے ہم وہی معنے کرینگے

شرف باپ ہونا خدا کا فضل ہے جیسا کہ خیر امۃ ہونا۔

قولہ تعالیٰ - کفی باللہ علیما۔ اللہ تعالیٰ دانا تر کافی ہے - کسی اور کو چون و چرا کی ضرورت نہیں - خدا تعالیٰ اس خیر الرسل کی تنصیص کے ثبوت میں اسکے مطیعین کو مساوات فی النوعیت عطا کر کے حسن مدارج سے سرفراز فرماوے اور اسکو اپنے فضل سے وابستہ کرے اور اسپر اپنی عالمیت کے مہر کفایت ثبت کرے - تو اب کون ہے کہ اسکے آگے سر تسلیم نہ جھکاوے اور جہنم جاوے - خداوند تعالیٰ بلحاظ ختم نبوۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اب ان مدارج کو وابستہ باطاعت رسول مقبول کر دیا ہے تاکہ تنسیخ نبوت پیدا نہ ہو۔ اور یہ شرف خیر الرسل کے منافی نہیں - فلامنافاۃ بین خاتم النبیین والنبوۃ الجاریۃ باطاعۃ اللہ والرسول - مصرعہ

درتناقض ست　　شرط وان الخ۔

اور آیۃ بالا میں خداوند تعالیٰ نے بطور شرط و جزا محاکمہ فرمایا ہے اور جو فیصلہ الٰہی ہوتا ہے وہ سب باذن اللہ ہوتا ہے - حتےٰ کہ لا یسقط من ورقۃ الا باذن اللہ الآیۃ بمضمون پس وہ نبوت جو بارشاد الٰہی مصدر ہو وہ باذنہ ہوگی اور اذن کے معنی علم ہے قرآن شریف میں آیا ہے - پس نبی مطیع اللہ والرسول مطاع باذن اللہ و بعلم اللہ ہے - پس آیۃ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن

کے خلاف نبیین کو بھی مطیعین امتیوں کی طرح ماننا پڑیگا - اور وہ کسی طرح بھی رسول اللہ کی اطاعت کی موجودگی میں مطاع نہ مانے جاوینگے اور یہ اس آیۃ کریمہ کے خلاف ہوگا جو فرمایا ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ دوسری بات ایک اکتسابی امر رہ جائیگا - اور جو کامل پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریگا - اُسکا حق ہو جائیگا کہ اسکو نبوت ملے - اور اس حالت میں ضرورت اور عدم ضرورت نبی کا سوال اٹھ جائیگا - حالانکہ تمام قرآن مجید بھرا پڑا ہے کہ نبوت اکتسابی امر نہیں محض موہبت و بخشش و عطاء الٰہی ہے - پس اس آیہ میں نبیین کے ہمراہیت سے عینیت مراد نہیں ہے اور یہاں پر امت محمدیہ میں سے کسی کے صدیق شہید صالح ہونیکا ذکر بھی نہیں - بلکہ یہ سب صفات نبیین کے ہی یہاں مذکور ہوئے ہیں اور چونکہ قرآن مجید کی دوسری آیہ مجیدہ میں سب مومنوں کو اولئک ھم الصدیقون و الشھداء یعنے اللہ اور انکے نبیوں پر ایمان لانے والوں کو صدیق اور شہید فرمایا گیا ہے اسلئے آیۃ من یطع اللہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت نبی کریم کی اطاعت سے جب آیندہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو ہر کوئی صدیق اور شہید اور صالح بھی نہیں ہو سکتا غلط ہے . قرآن مجید

اللہ کے معانی با توضیح ثابت ہو گئے - کیونکہ نبی مطیع اللہ والرسول حسب ارشاد الٰہی باذن اللہ مطاع ہے - ھذا ما حررتہ بعجالۃ الوقت والتفصیل موقوف علے التاجیل

رقمہ المسکین نظام الدین بقلمہ ریاست بہاولپور ڈاکخانہ گوٹھ چنی

۱۲ راگست ۱۹۳۱ء

کی صریح آیات موجود ہیں کہ صدیق اور شہید اور صالح امت محمدیہ میں ہو سکتے ہیں - مگر اولئک ھم الصدیقون کی طرح اولئک ھم النبیون کی آیت کوئی شخص قرآن مجید سے نکالکر نہیں دکھا سکتا - معلوم ہوا کہ سب کا مسلمہ ہے کہ نبوۃ صدیقیت شہیدیت صالحیت کی طرح ایک اجر نہیں ہے - اور اکتساب کے طور پر نہیں مل سکتی ہے - پھر اس مسئلے کے خلاف کس طرح یہ یقین کیا جائے کہ نبوۃ آیندہ اکتساب اور اجر کے طور پر ملا کریگی - فی الحال اسی پر بس کیجاتی ہے اور آیندہ اس پر تفصیل سے بحث انشاء اللہ کی جاویگی

دستخط خاکسار محمد حسین مرہم عیسیٰ

اکمل کی جہالت

(از بابو منظور الٰہی صاحب سوہدروی)

اکمل نا فرجام نے رسالہ "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" پر بھی اپنی کج فہمی کی نظر ڈالی ہے ہماری طرف سے حضرت مسیح موعود کے اصولوں کی تائید میں کوئی بھی تحریر نکلے - قادیانی عقل کے اندھوں کو اسمیں اپنے خیالات کی موت نظر آتی ہے اور وہ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیتے ہیں حضرت مسیح موعود سے جب پادری سکاٹ نے وزیر آباد کے سٹیشن پر ۱۹۰۸ء میں پوچھا کہ آپ لوگوں میں تو بہت سے فرقے ہیں تو آپ نے بجائے میاں اکمل جیسے نا فہموں کیطرف اشارہ کرنے کے اُسے جواب دیا کہ اصول میں سب ایک ہی ہیں - اختلاف صرف فروعات و جزئیات کا ہے - آپ فروعات و جزئیات کی بنا بر فتوے تکفیر دینے والے یا دوزخی بنانے والے اس سوال و جواب پر غور کریں - کیا سب محمودیوں نے جنتی ہونے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے جو بقول خود ایک گدی نشین کے ماتحت اپنے آپ کو جماعت قرار دیتے ہیں حالانکہ اختلاف عقاید رکھ کر بیعت غیر مصلح کا پھندا گلے میں ڈالنا جماعت کا حکم نہیں رکھتا - فروعی و جزئی اختلاف رکھنے والے جملہ فرقوں میں سے جو لوگ حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چل کر نیک اعمال کرینگے وہ ایک صالحین کی جماعت کہلائے جانے کی مستحق ہے ورنہ ایسا غیر انتھو بدا اعمال خواہ احمدی ہوں یا غیر احمدی صالحین کی جماعت میں نہیں سمجھے جاتے مگر کفارہ جیسے عقاید کے مطابق خیال رکھنے والے محمودیوں کو کون سمجھائے

کہ اسلام میں عمل صالحہ بھی کوئی چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود کے کلام سے ناواقف اور حقیقی معنوں میں اجہل کا نام پانے کے مستحق ہیں۔ لئے خواجہ صاحب نے ایک جگہ ضمیر غائب استعمال کرنے پر اعتراض کیا ہے۔ ذرا وہ ذیل کے کلام سے بتلائیے۔ کہ آیا وہ اسکے متکلم کو بھی انہیں الفاظ سے مخاطب کریگا۔ جن سے اُسے خواجہ صاحب کو ضمیر غائب استعمال کرنے کے باعث کیا ہے۔

"وہ اللہ جس شخص کو خدا نے خاص اس فتنہ کی اصلاح کے لئے
بھیجا ہے اور جو رسول اللہ ص کی عزت اور جلال کے لئے
خاص قسم کی غیرت لے کر آیا ہے۔ اُس کی مخالفت کرتے ہیں
اور اسپر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں"

پھر آگے چل کر اپنے آپ کو پیش فرمایا ہے۔ کیا معاذاللہ سطور بالا کے متکلم کو بھی جولاہے کی پیروی کرنے والا کہوگے۔ شاید جولاہوں کی ہمسائیگی نے آپ میں ایسی تمسخرانہ عادات پیدا کر دی ہیں۔ اور جھوٹ سچ جو آیا گدی پرستوں کے دل بہلانے کے لئے لکھدیا۔ حلفیہ بیان کے معاملہ کو اجہل ایسے ہی چھوڑ گیا ہے۔ الفضل کے گھر میں جو حلفیہ بیان قادیان میں جمع ہو رہے ہیں۔ وہ آج تک کیوں بند پڑے ہیں۔ اُنہیں شائع کر دیا تھا تاکہ خواجہ صاحب کا گلہ تو دور ہوجاتا۔ مگر ہوں تو کوئی شائع کرے۔ تم میں اتنی جرأت نہ مریدوں میں اتنی ہمت کہ مسیح پر حلف اوٹھا سکیں۔ خواجہ صاحب نے جس بارہ میں مریدوں سے حلف طلب کی ہے۔ اور جس امر میں تحریر سے کی ہے۔ کیوں نہیں وہ مطالبہ پورا کر دیا جاتا۔ تاکہ بار بار یہ معاملہ تحریر میں نہ آئے۔ معلوم ہوتا ہے خواجہ صاحب کی باتوں میں بڑا بھاری وزن ہے۔ اسلئے اکمل و اجہل اصل بات کی طرف نہیں آتے اور آئیں بائیں شائیں سے معاملہ ٹالنا چاہتے ہیں۔ عربی دانی کے بارے میں میاں اجہل کو یاد ہوگا۔ کہ بٹالوی اور دیگر مخالف حضرت مسیح موعود کی عربی دانی کے بارہ میں کیا کہا کرتے تھے۔ میں وہ لفظ نہیں لکھنا چاہتا۔ خود عربی کے عالم صاحب وہ الفاظ لکھدیں تو انہیں مخالف کے خیالات کا موازنہ معلوم ہوجائے ہمنے کبھی عربی دانی کا دعوے نہیں کیا۔ اور ہمارا تو عقیدہ حضرت کے نقش قدم پر ہے۔ ع ایں علم تیرہ را بہ پشیزے نمے خرم۔ جس عربی دانی کی طفیل قادیاں سے ایسے ایسے نئے اور زندیقانہ عقاید شایع ہو رہے ہیں جنکا نام و نشان قرآن و حدیث و تعلیم مسیح موعود میں موجود نہیں۔ ایسی عربی دانی کی ہمیں ضرورت نہیں ہاں جس تعلیم قرآن و حدیث و مسیح موعود سے دنیا میں روشنی پھیلے وہ بہ برکت صحبت حضرت مسیح موعود ہمارے پاس کافی ہے۔ مخالف مولویوں کیطرح صرفی نحوی غلطیاں نکالنا آپ کو مبارک ہو۔

مصلحت کی تشریح کے لئے اپنے گدی نشین کا خط بنام محمد عثمان غور سے دیکھ لو۔ یہی مصلحت اب تمہارے لئے مستقل لعنت بن گئی ہے جسکی طرف خواجہ صاحب کا اشارہ ہے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لو۔ اور وہ خط اور اپنا موجودہ عقیدہ مقابل رکھ کر موازنہ کرلو۔ کہ خواجہ صاحب کا کہاں تک اپنے اندر صداقت رکھتا ہے۔

میاں اکمل نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ اپنے گدی نشین کے جھوٹ پر منہ مار کر خواجہ صاحب پر الزام لگایا ہے۔ کہ گویا انہوں نے حضرت مسیح موعود سے یہ کہا کہ ہم خون کے پسینے کی کمائی کر کے لاتے ہیں۔ اور یہاں زیور بن جاتا ہے یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کی لعنت انشاءاللہ اسکے کہنے والوں پر ہمیشہ پڑتی رہیگی۔ اس جھوٹ کا ازالہ پہلے بھی کیا جاچکا ہے۔ اور اب پھر میاں اجہل کو چیلنج ہے کہ اس کا ثبوت پیش کرے۔ ورنہ صرف اتنا لکھدے کہ اگر وہ یہ الزام جھوٹ موٹ لگا رہا ہے تو اسپر لعنت۔ کیا حضرت مسیح موعود اپنے لوگوں کو صدر انجمن کا معتمد بنا کر اور ان کے سپرد قوم کا مال کر کے کسی الزام کے نیچے نہیں آتے۔ حضرت مسیح موعود کا ان لوگوں کو معتمد بنانا اس بات کی کافی شہادت ہے۔ کہ حضور کو ان لوگوں پر ہر طرح کا اعتماد تھا۔ ورنہ جو شخص حضرت صاحب پر اعتماد نہ رکھتا ہو۔ اُس پر آپ کیسے اعتماد کر سکتے تھے۔ حضرت کے خاص احباب پر ایسے الزامات لگانا معترضین کے اندرونے کی سیاہی پر شاہد ہے۔

آپ نے ایک لاکھ روپے کی جائیداد کا ثبوت طلب کیا ہے۔ براہ مہربانی جتنی زمینوں اور جائیدادوں کی داد و ستد گدی سنبھالنے کے وقت سے آج تک آپکے پیر نے کی ہے اور اسمیں سے جو جائیداد صدر انجمن کے نام خریدی گئی ہے۔ اسکی فہرست شائع کریں۔ اور وعدہ کریں کہ جس زمین کی رجسٹری کی نقل ہم مانگیں وہ آپ بلاکم و کاست شائع کر دیں گے۔ توہم ثبوت دینے کو تیار ہیں۔ پھر معلوم ہوجائیگا کہ یہ الزام ہے یا حقیقت۔

نبوت کے بارہ میں میاں اکمل صاحب خواجہ صاحب کا چیلنج بھی منظور کرتے ہیں مگر کیا ہو۔ ان کا گدی نشین دلائل سے عاری ہے کہ خود مقابلہ پر نہیں نکلتا۔ اور حقیقۃ النبوۃ حصہ اول پر ہی دلایل ختم کر بیٹھا ہے۔ تم جیسے محرفوں کو خواجہ صاحب نے پہلے ہی مستثنے کر دیا ہے۔ اگر تمہارے پاس قرآنی دلایل ہیں تو بسم اللہ پیش کیجئے۔ مگر استدلال ایسی آیات سے ہو۔ جن کو خود مدعی نے ثبوت دعوئ نبوت میں پیش کیا ہو۔ بہتر طریق یہ ہوگا۔ کہ پہلے ایک آیت پیش کریں۔ اور اس سے جو استدلال مدعی نے کیا ہے وہ بھی ساتھ ہی لکھا جائے۔ پھر ہم اسی آیت پر حضرت مسیح موعود کے کلام سے روشنی ڈالیں گے۔ فریقین کے جوابات کسی اہل علم کے پاس حکم قرآن

حدیث کو سمجھنا ہو۔ محاکمہ کے لئے بھیجے جائیں۔ اور اس طرح جملہ آیات پر جو مدعی نبوت نے اپنے دعوے میں پیش کی ہیں روشنی ڈالی جائے۔ اگر یہ طریق منظور ہے۔ تو بسم اللہ اپنی ہمت جرأت اور قوت ایمانی پیش کریں۔

تازہ خبریں

روس میں ایک خوبصورت جاسوس، بولشویکوں نے گولی ماردی

لنڈن ۱۶ اگست (انگلشمین کا خاص تار) ڈائنا سے ڈیلی میل کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اڈولیسہ میں بالشویکوں نے بغیر کسی عدالتی کارروائی کے ایک حسین وجمیل جوان عورت کے گولی ماردی۔ آسٹریا میں انقلاب حکومت کے بعد اس حسینہ نے اپنے حسن وجمال کے ذریعہ سے ایک رقم کثیر اس غرض سے فراہم کی تھی کہ وہ اس سے ان آسٹروی قیدیوں کو روس سے واپس لائے گی۔ جو جنگ کے زمانہ میں قید ہوگئے تھے۔ روپیہ جمع کرنے کے بعد وہ اڈیسہ گئی۔ اور وہاں سے وہ ان قیدیوں کی واپسی کے انتظام کر رہی تھی کہ اسکو گرفتار کر لیا گیا۔ اس عورت کے ساتھ بالشویکوں نے چھ آدمیوں کو اور بھی گولی سے مار کر قتل کر دیا۔ (از مدینہ)

یونانی انگورا کے قریب پہونچگئے

لنڈن ۱۷ اگست۔ سرکاری طور پر اس امر کا اعلان کیا گیا ہے کہ یونانی انگورا کی طرف جو عسکی شہر سے ۴۲ میل جانب مشرق واقع ہے بڑھ رہے ہیں

روس، ترکی و افغانستان کا اتحاد

کابل کی تازہ ترین خبریں مظہر ہیں کہ بتاریخ ۲۸ سرطان (۲۱ جولائی) سہ شنبہ کی رات کو وزارت جلیلہ خارجیہ کی طرف سے جدید سفیر روس کو ایک کھانا دعوت دی گئی۔ اس ضیافتی جلسہ میں جلالتمآب حضرت لری جمال پاشا وجناب عبدالرحمن بیگ سفیر اناطولیہ وجناب یوسفزادہ عبدالرحیم خاں سفیر بخارا۔ اور سفیر جدید سفیر روس وسابق سفیر معہ اپنے ارکان وغیرہ کے تشریف رکھتے تھے کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد افخم وزیر صاحب خارجیہ نے کھڑے ہوکر تقریر فرمائی۔ اور حضار مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اعلیحضرت امیر غازی کے وجود مسعود کے بقا اور دولت افغانیہ اور دول سفرائے حاضرہ کے مابین مزید اتحاد ویکجہتی قائم ہونے کی دعا مانگی۔ موسیو سوڑس سفیر سابقہ نے جواب دیتے ہوئے اپنے دوران قیام میں دولت افغانیہ کی عنائیت ومہربانی پر اظہار رضامندی کیا۔ اسکے بعد عالی قدر محترم آزائے عبدالہادی خاں مدیر شعبہ ہندوستان افغانستان اٹھے۔ اور انہوں نے بھی کمیٹی تحقیقات بخارا کی گورنمنٹ روس نے جس طرح پذیرائی کی تھی اس پر اظہار خوشنودی کیا۔

اسکے بعد جناب راسکول نیکوف (سفیر جدید روس) نے شیریں الفاظ میں حکومت افغانستان وروس کے مابین دوستانہ تعلقات پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ سفیر موصوف کی تقریر ... ٹرکی نے تقریر فرمائی جو روس وٹرکی کے دوستانہ تعلقات پر مبنی تھی۔ آخر میں جناب جلالتمآب حضرت لری جمال پاشا نے زبان ترکی میں پر مغز تقریر فرمائی۔ اس تقریر کا ہنوز ترجمہ نہیں ہوا۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ دوران تقریر میں جلالتمآب ممدوح نے اعلیحضرت غازی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ (از مدینہ)

عراق نے اپنا بادشاہ امیر فیصل کو منتخب کرلیا

شملہ ۲۰ اگست ہز اکسلنسی ہائی کمشنر عراق کا مندرجہ ذیل تار گورنمنٹ آف انڈیا کے پاس موصول ہوا ہے۔ عراق کے تخت سلطنت کے لئے امیر فیصل کی امیدواری کی بابت باشندگان عراق سے جو رائیں دریافت کی گئیں تھیں۔ ان کے موصول ہونے پر معلوم ہوتا ہے کہ کثرت رائے امیر ممدوح کے موافق ہے۔ ۱۰ لاکھ رائے دہندگان میں ۹۶ فیصدی رائیں امیر فیصل کی موافقت میں موصول ہوئی ہیں اور ۴ فیصدی ان کی مخالفت میں اُن کے تخت سلطنت پر بیٹھنے کی رسم ۲۳ اگست کو ادا ہوگی۔ (از مدینہ)

یونانی پیشقدمی) لندن ۱۹ اگست۔ ایتھنس کا پیغام مظہر ہے کہ یونانی ۵۵ میل سے ۶۰ میل کے وسیع محاذ پر ترقی کر رہے ہیں۔ رعایا کمال فوج کے عقب میں چلدی ہے یونانی ہوائی جہاز ان پر گولہ باری کر رہا ہے۔ کمال پاشا یونانیوں کی اس تیز پیشقدمی پر متعجب ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ وہ کس جگہ لڑیں گے۔ (از مدینہ)

قوم موپلا کی بغاوت

ریل اکھاڑ دی، تار کاٹ ڈالا

مدراس ۱۲ اگست۔ ڈی۔ ٹی۔ ایس صاحب ایس۔ ای۔ ریلوے کنا نور کالیکٹ سے تار دیتے ہیں کہ کل خبر پہونچی ہے کہ:- پارہ پاتاں گادی اور کڈ لنڈی کے درمیان ریلوے لائن اور تار۔ موپلا کے باغیوں نے اکھاڑ ڈالے۔ کڈ لنڈی اور تیرور کے درمیان ریل گاڑیوں کی آمدورفت رات سے بند ہے آج صبح مزدوروں کی جماعت پولیس کی حفاظت میں موقعہ پر مرمت کیلئے گئی ہے۔ مگر اسکو واپس ہونا پڑا۔ کیونکہ بلوائی لائن کو اور آگے توڑ رہے تھے۔ کالیکٹ اور شرنور کے درمیان ٹرینوں کی آمدورفت بند ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ٹرینوں کی آمدورفت کب تک جاری ہوگی باغیوں نے تنور اور پارہ پاتاں گادی کے ڈاکخانوں کو لوٹ لیا اور تار کو نقصان

پہونچایا - اور نقدی - ٹکٹ اور دوسری ہتھیار ہمراہ لیگئے - کالیکٹ سے فوج اور ریزرو پولیس روانہ ہوگئی ہے - حکام بذریعہ موٹر گئے ہیں - (از مدینہ)

ٹرین پھٹ گئی) چھگاؤں کی خبر مظہر ہے کہ ۱۷ اگست کو پہاڑ تالی اور نوز درہٹ اسٹیشن کے درمیان ایک ٹرین کے پھٹ جانے کا واقعہ ظہور پذیر ہوا - جس کی وجہ سے ایک ہندوستانی مسافر مقتول اور دو مجروح ہوئے -

امیر افغانستان کا دورہ - اخبار ٹائمز میں ایک تار شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرحد پر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ افغانی انگریزی معاہدہ میں دیر کی ایک بھاری وجہ ہے کہ امیر افغانستان یہ نہیں چاہتے کہ جب تک ترکی کے ساتھ کوئی قابل اطمینان سمجھوتہ ہوجانے کی امید نہ ہو - وہ بالکل ہی انگریزوں کی طرف ہو جائیں - (از مدینہ)

شہر کا شہر جلا دیا جاسے

لندن کا خاص تار

اخبار سیونسکا ڈاگ بلاڈٹ کے نامہ نگار متعینہ ہیلسنگفورس نے اطلاع دی ہے کہ استرخان میں بالشویک کیطرف سے جو سفیر آیا ہے اُس نے حکومت اسکو اطلاع دی ہے کہ استرخان میں اسقدر غلاظت جمع ہوگئی ہے - کہ یہاں ہیضہ کی وبا کے تدارک کیلئے کوشش کرنا بالکل بے سود ہے اسنے سفارش کی ہے کہ وہاں کے باشندوں کو چاہیئے کہ وہ سائبیریا چلے آئیں - اور شہر کو سپرد آگ کر دیا جائے - (از سیاست)

ایک غائبانہ انسانی ہستی کی

نیم شبی دوڑ دھوپ

اخبار "سیاست" اِس خبر کا ذمہ وار ہے کہ سال گذشتہ سے ایبٹ آباد میں ایک عجیب غریب انسان جو کسی کو نظر نہیں آتا - آدھی رات کے وقت عورتوں کے کمروں میں گھس گھس کر انہیں ڈرا ڈرا کر بھاگ جاتا ہے - کمرہ میں داخل ہونیکے ساتھ ہی پہلے تو وہ روشنی گل کر دیتا ہے اسکے بعد وہ سوتی عورت کے جسم تک اوپنچے اپنے ہاتھ پہونچا کر اُسے جگا دیتا ہے - اِس پر وہ چیخیں مارنے لگتی ہے اور وہ اندھیرے میں گم ہو جاتا ہے - بعض دفعہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اُسنے عورتوں کے بال بھی کاٹ ڈالے اس سے پہلے وہ صرف عورتوں کے کمرہ میں داخل ہوا کرتا تھا - مگر جب سے اس کام میں امید سے زیادہ کامیابی ہوئی تو اُس نے مردوں کے کمرہ میں بھی داخل ہونیکی کوشش کی چنانچہ حال ہی میں وہ ایک کمرہ میں داخل ہوا - جس میں ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ سو رہی تھی پہلے تو اُس نے عورت کو جگایا اور وہ جب چیخنے لگی تو اُسکا خاوند بھی جاگ اٹھا - جس پر وہ گم ہوگیا - ابھی تک وہ پکڑا نہیں جا سکا بعض [illegible] وہ ہندوستانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ کوئی انگریز ہے جس پر

چاند کا سایہ پڑ گیا ہے - اور اس خیال میں اس سبب سے تقویت ہوگئی ہے کہ چاند کے گھٹنے کے ایام میں، وہ اپنی نیم شبی دوڑ دھوپ میں اور بھی اضافہ کر دیتا ہے اب عورتوں میں اسقدر خوف پیدا ہوگیا ہے کہ وہ اکیلی نہیں سوتیں - (از سیاست)

دو یورپین قتل کر دیئے گئے) تین ہزار سے زیادہ موپلوں نے کرالار بڑا اسٹیٹ میں گھسکر ہسپتال کارخانے اور بنگلوں اور اسٹیٹ کورکی تمام اراضی کو آگ لگا دی - سنا گیا ہے مسٹر ایم براؤن اور کالیرک بھاگ نکلے ہیں - اور صحیح سلامت ہیں - مگر ابھی تک وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس وقت کہاں اور ان کی کیا حالت ہے - موپلے ان ہر دو صاحبان کا تمام مال و اسباب معہ نقدی کے دو صندوقوں کے اٹھا کر چت ہوگئے - اب سے چند ماہ پہلے ایک اور مالک اراضی مسٹر ہنٹ اپنا تمام مال و اسباب چھوڑ کر ولایت چلے گئے - اِن کا بھی تمام مال و اسباب لوٹ لیا گیا ہے - بعد کی اطلاعات مظہر ہیں کہ دو دیگر مالکان اراضی کا مال و اسباب بھی جاتا رہا ہے اور انہیں قتل کر دیا گیا ہے

ہسپانوی افواج کیساتھ آویزش) ملیسیا کا ایک تار مظہر ہے کہ ۱۰ ہزار سپاہیوں کی ایک ہسپانوی پیدل کا جس کے ساتھ توپخانہ اور ہوائی جہاز اور مسلح موٹر کار بھی تھے - قبائل کی ایک ۸ ہزار سپاہیوں کی فوج کیساتھ مقابلہ ہوگیا ہسپانوی فوج نے قبائل کا بہت جانی نقصان کیا - ابھی تک ہسپانوی افواج قبائل کا تعاقب کر رہی ہیں (از سیاست)

نئی چیز　ھیلک　نئی ایجاد

ڈاکٹر - ایس - کے - برمن کی ریسرچ لائبریری کا تیار کردہ

ھیلک - ہر قسم کے گھاؤ - درد - ہاتھ موچ - گانٹھ - گلٹی جھائیں - مہاسہ - چکنے ہاتھ پیروں کا پھٹنا - روکھا پن - بواسیر - آگ سے جلے ہوئے گھاؤ - جلن چوٹ کی وجہ سے درد یا خون کا بہنا وغیرہ وغیرہ کیلئے حکمی دوا ہے - چوہے - بلّی - مکڑی - بھڑ - بچھو وغیرہ کے کاٹے ہوئے جگہ سے زہر دور کرنیکے لئے ھیلک ایک شرطیہ دوا ہے - فوٹ بول - کرکیٹ - جمناسٹک کھلاڑیوں کے لئے "ھیلک" روزانہ استعمال کی چیز ہے اسکے لگانے سے کسی قسم کی جلن نہیں ہوتی فی زمانہ ہر قسم کی تمام دوایوں کے تجربہ کرنے پر ھیلک سب سے مفید ثابت ہوئی ہے - ہر گھر گرہست کو ھیلک ایک ڈبیہ ضرور رکھنا چاہیئے - قیمت فی ڈبیہ ۱۰ محصولڈاک ۶

منہرا　اپنے خوشبو سے لوگوں کو متوالہ بنا دیتا ہے　منہرا

یوں تو خوشبو ہر سنٹ میں ہوتی ہے - مگر اسکی بھینی بھینی خوشبو پائیدار تازہ کھلے ہوئے پھولوں کی سی ہے منہرا میں ایک بات یہ ہے کہ اسکی خوشبو پائیداری کیساتھ دور تک پھیلتی ہے اور چار پانچ روز تک قائم رہتی ہے خوشبو کے شوقینوں کو اسکا ایک بار امتحان ضرور کرنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۱۲

ڈاکٹر ایس کے برمن ۱۲ پوبکٹ ۵۵ کلکتہ　محصولڈاک ۶

مسلم احمدیہ - پرنٹنگ پریس احمدیہ - بلڈنگس لاہور - باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا -

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۰ھ ہجری المقدس مطابق ۷ ستمبر ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

شذرات

عقاید و اعمال کی سرزمین میں خلافت مآب میاں محمود احمد صاحب کا اضطراب اِس مشہور و معروف مگر محیر العقول پنجابی برتن کی طرح کھیکے پینیدے کی بیقراری کا شکوہ سنج ہر کس و ناکس ہمیشہ ہوا کرتا ہے کچھ کم حیرت افزا نہیں ایک دفعہ خلافت مآب کی لاہور تشریف آوری کی تقریب پر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے آپکو اپنے ہاں ماحضر پر دعوت دی تو آپنے اسکے قبول کرنے سے کانوں پر ہاتھ رکھے اور خلافت آرگن میں ہمیں ہندوؤں یہودیوں اور دوسرے مسلمانوں کی نسبت زیادہ خطرناک اور زہر آلود بتلا کر ہمارے ساتھ مواکلت مجالست مکالمت اور موانست کو حرام بتایا - لاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کا فتویٰ سنایا مگر ذہول و نسیان کہئے یا وہی پینیدے کی بیقراری کہ اسکے بعد آپ ڈلہوزی تشریف لے گئے - تو آپنے اپنے اِس فتوے کو طاق نسیان پر رکھ کر ہمارے دوست چودہری محمد اسماعیل صاحب کے ہاں خوب دعوتیں اڑائیں -

محمل خلافت نے بمبئی کی طرف جنبش کی تو ہمارے محترم سیٹھ اسماعیل صاحب جان کے ہاں مواکلت مجالست وغیرہ سب حلال رہی تقدس مآب اب کشمیر میں خیمہ زن

ہوئے تو وہاں حضور خود بنفس نفیس اور اہل بیت بھی مع خلیفہ شیر محمد خان صاحب کے اور دعوت کو قبول فرمایا۔ اب حل طلب معمہ یہ ہے کہ خلافت مآب عقاید و اعمال کی سرزمین میں اسقدر بیقرار کیوں ہیں۔ کیا اونہوں نے اپنے اسی مواکلت و مواخات اور موانست کی حرمت والے فتوے سے رجوع کر لیا ہے؟ اگر نہیں تو علی میدان میں خلافت مآب کی اس لغزش پا کے کیا معنی؟

میاں محمود احمد صاحب کے عقاید سے بیزاری کے سولہ اعلان

کے زیر عنوان کشمیر کے سولہ معتبر اصحاب کا ایک اعلان شائع ہوا تھا جس میں ان اصحاب نے میاں صاحب کے عقاید فاسدہ سے بیزاری کا اعلان اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر ان الفاظ میں کیا تھا۔

"قادیانی جماعت ایک دھوکہ باز اور اسلام سے دور پڑی ہوئی ایک جماعت ہے۔ چنانچہ اس سال قادیانی جماعت کے خلیفہ اور ان کے حوالی و موالی کشمیر میں تشریف لائے تھے جو کہ عجیب قسم کا مذہب رکھتے ہیں۔ نہ آج تک یہ کسی کا مذہب بنتی اور نہ ہے ..... ہم حیرت میں ہیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں عیسائیوں کی طرح کبھی باپ بیٹا روح القدس کا مسئلہ میرزا صاحب کی نبوت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اور کسی وقت دھوکہ بازی سے انکار کرتے ہیں"

کون کہتا ہے کہ یہ اعلان عقاید محمودیہ سے بیزاری کا اعلان نہیں۔ مگر وہی جو مدیر الفضل کیطرح شمع خلافت کی شوخی سے چندھیا یا بیٹھا ہے۔

مکرم اخویم ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب نے بمبئی کے محمودی ٹولہ کیطرف سے ایک اشتہار کی نقل بھیجی ہے۔ وھو ھذا

بخشش بخشش بخشش

عجیب جادوی تعویذ

"اس جادوی تعویذ سے ہر ایک قسم کی جسمانی اور روحانی فتح حاصل ہوتی ہے اتنا ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہر ایک قسم کے دل کے اور جسم کے ہٹیلے دردوں کو رفع کرتی ہے۔ دن کو یا رات کو کسی وقت بھی مع ترکیب استعمال حسب ذیل پتہ پر ملتی ہے۔"

احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن۔ ممن بلڈنگس
پارسی سیٹیچو۔ پوسٹ نمبر 8

(حل طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ تعویذ خود خلافت مآب کی بخشش ہے یا کسی لسوارکش کا نسوار بخشی)

سرمہ چشم آریہ۔ حضرت مسیح موعود کی کفر شکن اور حق نما لاجواب تصنیف سرمہ چشم آریہ زیر اہتمام اشاعت احمدیہ چھپکر تیار ہو گئی ہے کاغذ اعلیٰ طباعت دیدہ زیب ہے۔ قیمت ۱۲ [illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رپورٹ کارگذاری ماہ اگست ۱۹۲۱ء

فیروز پور صدر بازار یکم ستمبر ۱۹۲۱ء

مکرمی جناب دبیر صاحب ثانی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اس مہینہ میں خاکسار نے مری سے راولپنڈی اور راولپنڈی سے فیروز پور اور ریاست جلال آباد واقعہ ضلع فیروز پور کا دورہ کیا۔

بابو مظفر احمد صاحب ایک نوجوان تعلیم یافتہ شخص نے بیعت کی درخواست بخدمت حضرت امیر روانہ کردی ہے۔ عرصہ سے وہ بیعت کے لئے تیار تھا۔ مگر آپس کے اختلافات کی وجہ سے وہ رکا ہوا تھا۔ اور فیصلہ نہ کرسکتا تھا۔ اتفاقاً میں بمقام زیرا واقعہ ضلع فیروز پور گیا۔ اسکی خواہش کے موافق مباحثہ محمودیوں سے ہوا جس میں وہ کامیاب رہے۔ اسکے بعد اونہوں نے مولوی محمد ابراہیم بقاپوری کو قادیان سے طلب کیا۔ چنانچہ اعلان کیا گیا کہ وہ چندراں روز تک زیرا میں قیام کریں گے۔ دوسرے روز میں بھی زیرا چلا گیا۔ مظفر احمد صاحب اور دیگر محمودیوں نے ان کو میری اطلاع دی اور مباحثہ کے متعلق کہا۔ مگر مولوی صاحب دوسرے روز علی الصبح وہاں سے چلے گئے۔ اس امر کو بابو مظفر احمد اور دیگر محمودیوں نے بھی کسی حد تک محسوس کیا۔ بابو صاحب نے تو بیعت کا خط بھیجدیا ہے اور ان ہی کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ چار اور محمودیوں کو بھی اپنے عقاید پر شک پڑ گیا ہے۔

۲ ستمبر کی شام کو یہاں سے روانہ سامانہ ہوں گا۔ آپ لوگوں کی دعا کی ضرورت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرماوے۔ (میر مدثر شاہ بقلم خود)

منارہ میں احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام

آج مورخہ ۶ ۹/۲۱ بعد نماز مغرب صحن مسجد میں احمدیان موضع منارہ نے بموجودگی مولوی عزیز بخش صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام لاہور جمع ہوکر اسبات پر اتفاق کیا کہ موضع ہذا میں شاخ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور قائم کی جاوے۔ چنانچہ اسکے واسطے تجویز منظور ہوکر حسب ذیل عہدہ داران فی الحال ایک سال کے واسطے منتخب ہوئے۔

میر مجلس	سکرٹری و امین	محاسب و محصل
بھائی امیر الدین صاحب	میاں احمد علی صاحب	میاں غلام محمد صاحب نمبردار

(۲) میر مجلس سکرٹری کی تحریک پر جلسہ کا انعقاد کریگا۔ اور ضبط مجلس قائم رکھیگا سکرٹری کارروائی جلسہ کو قلمبند کیا کریگا۔ اور نقل روئیداد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے دفتر میں بھیجدیا کریگا۔

(امین) چندہ وصول شدہ ہر قسم کا خواہ جنسی ہو یا نقد اپنے پاس جمع رکھیگا۔
محاسب۔ حساب آمد و خرچ کا رکھیگا۔ محصل وصولی چندہ کا ذمہ وار ہوگا۔
(۳) ممبران موجودہ نے متفق الرائے ہوکر منظور کیا کہ ہر ایک ممبر انجمن ہذا کا فیصلہ کیا کہ [illegible]

[illegible] سخت بیمار ہے۔ [illegible] دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے عزیزہ کو صحت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ | مورخہ ۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۰ ہجری | نمبر ۱

حضرت امیرؓ کا ترجمۃ القرآن انگریزی اور اہلحدیث کی حاسدانہ ژاژخائی

آیۃ - فلما بلغا مجمع بینہما نسیا حوتہما فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا کی تفسیر حضرت موسیٰ کی بھُنی مچھلی کا قصہ

ماسٹر غلام حیدر نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے ترجمۃ القرآن پر ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ آپ نے حضرت موسیٰ ع کی بھنی مچھلی کے زندہ ہو جانے والے معجزہ سے انکار کیا ہے - اس موضوع کے ذیل میں جو کچھ آپ نے خامہ فرسائی کی ہے اُسکا مفاد صرف اس قدر ہے -

(۱) - مولوی صاحب معہ قادیانی جماعت کے معجزہ کے منکر ہیں-

(۲) - مولوی صاحب نے آیت زیر بحث کے ترجمہ میں تحریف سے کام لیا ہے۔

(۳) - مچھلی کے عجیب طرح سے سمندر کے چلے جانے پر بخاری کا باب ۱۲ شاہد ہے- اُسکا انکار کرنے سے مولوی صاحب کی حدیث دانی پر سخت دھبہ لگتا ہے-

(۴) - بخاری کا حوالہ دینے میں مولوی صاحب نے دیانتداری سے کام نہیں لیا

(۵) - مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ قرآن سے ثابت نہیں کہ یہ مچھلی بھنی ہوئی تھی - سو ناظرین مولوی صاحب کی قرآن فہمی پر ضرور ہنسکر کہیں گے - کہ جب موسیٰ ع نے اپنے رفیق سے ناشتہ طلب کیا تو وہ گم شدہ مچھلی ناشتہ کا کیوں کر ایک جزو نہ تھی - کیا کھانے کے ساتھ زندہ مچھلی رکھ لی؟

(۶) - اور بالفرض محال زندہ رکھ لی تھی - جب بھی اتنا عرصہ بدون پانی کے وہ کیونکر زندہ رہ سکتی تھی؟

(۷) - قرآن شریف سے مچھلی کا زندہ ہو جانا بہر صورت ثابت ہے - اور مولوی صاحب کی تفسیر بالرائے باطل ہے-

نمبر اوّل کے متعلق تو لعنت اللہ علی الکاذبین کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا جب کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت علی الاعلان روز اول سے ہی پکار رہی ہے کہ

معجزات او ہمہ حق اند و راست منکر آں مورد لعن خدا است

نمبر ۲ کے متعلق ہم ماسٹر غلام حیدر اور مولوی ثناء اللہ دونوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ قرآن کریم سے مچھلی کا بھنا ہوا ہونا پھر زندہ ہو جانا اور حضرت مولوی صاحب کے ترجمہ میں تحریف ثابت کریں - ورنہ اس دروغبافی اور بطالت پروری سے شرمائیں -

نمبر ۳ و ۴ نہ صرف بخاری بلکہ صحاح کی کسی صحیح حدیث سے مچھلی کا بھُنی ہوئی ہونا ثابت نہیں - اگر مرد میدان ہو تو اس حدیث کو پیش کرو-

نمبر ۵ مچھلی کھانے کا کوئی جزو نہ تھی - بلکہ اُسکی نسبت اللہ تعالےٰ نے پیشتر سے موسےٰ ع کو بتلایا ہوا تھا - کہ وہ گم ہو جائے گی اور جہاں گم ہو گی وہیں وہ شخص ان کو ملیگا - کہ جس کو ملنے کے لئے حضرت گھر سے نکلے تھے - آپ کی اس قرآن فہمی پر بھی لوگ ہنستے ہی ہوں گے کہ اُن کو تبلایا تو یہ گیا تھا کہ اُس مچھلی کا گم ہونا منزل مقصود کا لازم ہے - مگر آپ اسکو کھانے کا جزو بنا رہے ہیں

نمبر ۶ ہم کب کہتے ہیں کہ وہ مچھلی اتنا عرصہ بغیر پانی کے زندہ رہی کیونکہ اسکا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ انہوں نے مچھلی کو بغیر پانی کے رکھا ہوا تھا

نمبر ۷ کے جواب میں ہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ ثابت کرنے کو تیار ہیں - کہ قرآن کریم اور کسی صحیح حدیث میں مچھلی کا بھُنا ہوا ہونا ثابت نہیں آپ کے سوالات پر اس اجمالی نظر کے بعد ہم اس آیۃ کی تفسیر کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں -

صحیح بخاری کی بنا پر اس آیت کی تفسیر

قرآن کریم کی تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن (یعنے وہ تفسیر جو قرآن کریم خود اپنی ایک آیت کی تفسیر کسی دوسری آیت کے ساتھ کرتا ہے) کے بعد سب سے بہترین تفسیر وہ ہے جو کسی صحیح حدیث کی بنا پر کی جاوے - صحاح کے مجموعہ میں بخاری کا اصح الکتب ہونا اہل سنت والجماعت کے تمام فرقوں کو مسلم ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہم احمدیوں کا بھی یہی مذہب ہے - اس آیت کی تفسیر میں دو احادیث بخاری کی کتاب العلم اور کتاب الانبیاء میں مذکور ہیں ایک حدیث کے الفاظ اس طرح پر ہیں-

سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول بینما موسیٰ فی ملإ من بنی اسرائیل جاءہ رجل فقال ھل تعلم احدًا اعلم منک قال لا فاوحی اللہ الی موسیٰ بلیٰ عبدنا خضر فسال موسی السبیل الیہ فجعل لہ الحوت آیۃ وقیل لہ اذا فقدت الحوت فارجع فانک ستلقاہ فکان یتبع الحوت فی البحر فقال لموسیٰ فتاہ ارأیت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ فقال موسی ذالک ما کنا نبغ فارتدا علےٰ آثارھما قصصا فوجدا خضرا فکان من شانہما الذی

قص اللہ فی کتابہ۔

ابی ابن کعبؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت موسٰی علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا اور کہا کہ تو اپنے سے بڑھکے کسی عالم کو جانتا ہے۔ حضرت موسٰی نے کہا کہ نہیں مجھے معلوم نہیں اس پر اللہ تعالےٰ نے حضرت موسٰیؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہاں ہمارا ایک بندہ خضر ہے موسےٰ علیہ السلام نے اُسکا پتہ پوچھا تو اُن کے لئے ایک مچھلی کا نشان بتا دیا گیا کہ جب وہ مچھلی گم ہو جائے تو سمجھ لو کہ خضر وہیں ملیں گے۔ موسٰیؑ دریا میں مچھلی کے نشان کا انتظار کرتے ہوئے چلتے گئے یہاں تک کہ اُنکے غلام نے ان کو توجہ دلائی کہ جب ہم چٹان پر آرام کر رہے تھے تو میں مچھلی کو وہیں بھول آیا ہوں۔ اور شیطان نے اس امر کا ذکر کرنا بھی مجھے بھلا دیا۔ موسٰیؑ نے کہا یہی تو نشان ہے کہ جس کی ہمیں تلاش تھی وہ اپنے قدموں پر واپس لوٹے۔ پس انہوں نے وہاں خضر کو پا لیا اور وہ معاملہ گذرا جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں کسی بھُنی ہوئی مچھلی کا ذکر نہیں اور نہ کسی مُردہ مچھلی کے زندہ ہونے کا کوئی تذکرہ ہے اگر مردہ مچھلی کا زندہ ہو جانا نشان بتلایا گیا تھا تو حدیث کے الفاظ ففقدت الحوت یعنی مچھلی گم ہو جائے گی۔ نہیں ہونے چاہئے تھے۔ بلکہ فاذا حی الحوت یعنی جب مچھلی زندہ ہو جائے ہونا چاہئے تھا۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث میں مچھلی کے مُردہ ہوکر زندہ ہونے کیطرف کنایہ اور اشارہ تک بھی موجود نہیں۔

دوسری حدیث کے الفاظ اس طرح پر ہیں عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان موسٰی قام خطیبًا فی بنی اسرائیل فسئل ای الناس اعلم فقال انا فعتب اللہ علیہ اذ لم یرد العلم الیہ فقال لہ بلٰی لی عبد بمجمع البحرین ھو اعلم منک قال ای رب ومن لی بہ وربما قال سفیان ای رب وکیف لی بہ قال تاخذ حوتا فتجعلہ فی مکتل حیثما فقدت الحوت فھو ثم وربما قال فھو ثمہ واخذ حوتا فجعلہ فی مکتل ثم انطلق ھو وفتاہ یوشع بن نون حتی اذا اتیا الصخرۃ وضعا رؤسہما فرقد موسٰی واضطرب الحوت فخرج فسقط فی البحر فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا فامسک اللہ عن الحوت جریۃ الماء فصار مثل الطاق واتخذ سبیلہ فی البحر عجبا فکان للحوت سربا ولہما عجبا الخ

یہ حدیث بہت لمبی ہے اسلئے اسکے صرف اس حصّے کے نقل کر دینے پر اکتفاء کیا جاتا ہے کہ جو حصّہ اسوقت زیر بحث ہے۔ اِسکا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موسٰیؑ بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں خطبہ فرما رہے تھے آپ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سے کون سب سے بڑھ کر عالم ہے حضرت موسےٰؑ نے کہا کہ میں اس پر اللہ تعالےٰ نے ان پر عتاب فرمایا کہ انہوں نے واللہ اعلم کیوں نہیں کہا کہ سب سے بڑا علم والا کون ہے اسکو تو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ پس آپ کو بتایا گیا کہ میرا ایک بندہ مجمع بحرین کے مقام میں ہے وہ تجھ سے بڑھ کر علم والا ہے۔ حضرت موسٰیؑ نے کہا اے میرے ربّ اُس تک میری کیسے رسائی ہو۔ فرمایا ایک مچھلی لے لو اور اسکو ایک برتن (زنبیل) میں رکھ لو۔ جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے پس وہی جگہ ہے۔ موسےٰؑ نے مچھلی پکڑی اور اُس کو برتن میں رکھ لیا۔ پھر وہ اور اسکا غلام یوشع بن نون روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ وہ ایک چٹان پر پہونچے۔ اُسکو تکیہ بنا کر دونوں لیٹ گئے۔ موسٰیؑ سو گئے۔ اور مچھلی تڑپ کر برتن سے نکل دریا کے کنارے پر گری مگر اللہ تعالےٰ نے پانی کی رو کو مچھلی سے روک لیا۔ اور وہ اسکے اوپر طاق کیطرح بنکر رہ گئی (یعنے اس مچھلی کو بہا کر نہیں لے گئی) حضرت موسٰی علیہ السلام اور ان کا ساتھی باقی حصہ رات کا چلتے گئے اور کچھ حصّہ دن کا بھی گذر گیا دوسرے دن چاشت کے وقت اُنہوں نے اپنے غلام کو کھانا لانے کے لئے کہا۔ اور یہ بھی کہا کہ ہمیں تو اس سفر سے بہت تکان محسوس ہوئی ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ حضرت موسٰیؑ کو تکان اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ نشان سے تجاوز کر جانے کے بعد ہی محسوس ہوئی غلام نے حضرت موسٰی سے کہا کہ جب ہم اس چٹان پر آرام کر رہے تھے تو میں مچھلی کو وہیں بھول آیا۔ اور اسکا یاد رکھنا شیطان نے مجھے بھلا دیا۔ اُس نے دریا کا رستہ لیا۔ مچھلی تو دریا میں چلی گئی اور وہ دونوں متعجب تھے۔

اس حدیث میں بھی مچھلی کے بھنی ہوئی ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ اس حدیث نے ماسٹر غلام حیدر صاحب کی بڑی مضبوط دلیل کی کمر توڑ دی کہ واتخذ سبیلہ فی البحر عجبا کے معنی یہ ہیں کہ مچھلی نے دریا یا سمندر میں عجیب طور پر رستہ بنا لیا۔ حالانکہ حدیث صاف الفاظ میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کے ترجمہ کی تائید کرتی ہے فکان للحوت سربا ولہما عجبا۔ سرب کے معنے مطلق چلے جانے کے ہیں دوسری جگہ قرآن کریم خود فرماتا ہے وسارب بالنہار (اور جو دن کو چلتا ہے) پس مچھلی نے تو سمندر کی راہ لی۔ مگر موسٰیؑ اور یوشع اس واقعہ سے متعجب تھے کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت ایک بات بتلا دی۔ اور وہ کس طرح پوری ہو گئی۔

حضرت موسٰیؑ کا کھانا طلب کرنا اور یوشع کا مچھلی کا ذکر کرنا یہ ثابت نہیں

کرتا کہ مچھلی کھانے کا جزو تھی یہ ایک بے بنیاد یا داآجانے کی بات ہے۔ اور یہ ایسی بودی دلیل ہے کہ مولوی ثناءاللہ بھی اسکو لغو سمجھتا ہے۔

مولوی ثناءاللہ اور بھُنی مچھلی کا قصّہ

قرآن کریم کی اس آیت پر زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ ہم صرف مولوی ثناءاللہ کی بے ایمانی اور بطالت پروری کی ایک بے نظیر مثال اس موقعہ پر پیش کرکے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

مولوی ثناءاللہ خود اس مچھلی کا بھنی مچھلی ہونا تسلیم نہیں کرتا مگر اس وقت بے حیائی کا آسرا لے کر صداقت کی گواہی دینے سے پہلو تہی کرتا ہے۔ اور صرف ہمارے حسد کی آگ کیوجہ سے اپنے مذہب کے خلاف اس مضمون کو اپنے اخبار میں جگہ دیتا ہے۔ چنانچہ تغلیب الاسلام جلد چہارم کے ص۳۶ پر یہ کذاب امرتسری خود ہی لکھتا ہے کہ "قرآن شریف سے تو مچھلی کا بھنا ہونا ثابت نہیں"

ماسٹر صاحب نے اس مضمون میں مچھلی کے بھنا ہوا ہونے پر جو دلیل دی ہے وہی دلیل ماسٹر دھرم پال نے تہذیب الاسلام میں دی تھی۔ اسکا جواب مولوی ثناءاللہ یہ دیتا ہے۔

"اب ذرا اپنی دلیل کا جواب بھی سنو۔ تمہاری اس دلیل سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس اسی قدر جو کسی خبطی نے کہا تھا کہ "زمین گول ہے۔ کیونکہ چاول سفید ہوتے ہیں" کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت موسیٰؑ نے جب اپنے خادم سے کہا کہ کھانا لاؤ۔ اس نے باتوں باتوں میں یہ تذکرہ بھی کر دیا کہ جس مچھلی کو ہم لے کر چلے تھے اس سے یہ یہ واقع پیش آیا۔ ہم ہر روز اپنے کاروبار کو دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات ہم اپنے کسی خادم کو کہتے ہیں یا ہم کو کوئی شخص کام کہتا ہے تو اس کام کے اثناء میں کوئی واقعہ ہمیں یاد آجاتا ہے تو ہم اسکا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔ ہمنے دیکھا اور غالباً آریہ سماجی ممبران نے بھی تجربہ کیا ہوگا کہ کوئی وکیل صاحب اپنے خادم سے کہتے ہیں کہ حقہ لاؤ۔ تو وہ حقہ لانے سے پہلے یا لاتے ہوئے کہدیتا ہے کہ حضور فلاں شخص آیا تھا۔ سلام کہہ گیا۔

بتلاؤ اس کلام کا کیا مطلب ہے۔ کیا وہ شخص حقہ تھا یا وہ حقہ اٹھا کر لے گیا تھا۔ آخر بات کیا تھی کہ حقہ کے ذکر میں اس نے فلاں شخص کا نام بھی لے دیا؟ یہی بات ہے کہ اسکو یاد آیا اور خوف کیا۔ کہ میں بھی کہیں بھول نہ جاؤں۔ اسی طرح یوشع (خادم موسیٰؑ) کا واقع ہو تو کیا عجب ہے سماجیو۔ دیکھتے ہو تمہارا دہاشہ قرآن کی ضد میں کیسے ہاتھ پیر مار رہا ہے۔ مگر افسوس کہ کامیابی پھر بھی نہیں۔

پیارے پال۔ یہی تمہاری زبردست دلیل تھی نہ؟ باقی باتیں ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ہاں ہم مانتے ہیں کہ بعض روایتوں میں نمکین مچھلی کا لفظ آیا ہے۔ اسی بنا پر بلا کر کے مفسرین نے ایسا لکھا ہے اور حاشیہ افزائی کری ہے۔ مگر تمکو شرم چاہیئے کہ دعویٰ تو یہ کرو کہ قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ مگر جب دکھاؤ تو مفسرین کے اقوال دکھاؤ۔ شیم! شیم!! شیم!!!"

مولوی ثناءاللہ کا یہ جواب ماسٹر غلام حیدر صاحب کے لئے بھی کافی سمجھتے ہیں انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ مولوی ثناءاللہ صاحب ماسٹر غلام حیدر کا مضمون شائع کرنے سے پہلے گھر میں نپٹ لیتے۔ مگر اس امرتسری کذاب کو جن پڑوہی سے کیا مطلب اسنے تو سمجھا ہوگا کہ میری تصنیفات کو پڑھتا ہی کون ہے۔ میرے مذہب کی تردید ہو جائے تو ہو جائے۔ مگر مولوی محمد علی کے ترجمۃ القرآن پر اعتراض ضرور شائع کر دیئے جائیں۔ ایمان بیچکر شراب خریدنے والے چودھویں صدی کے مولویوں کے یہ رئیس الرئیس ہیں۔ اور یہ ان کی دیانت اور امانت کا حال ہے۔ ان ہی کی شان میں کہا گیا ہے۔ ؎

بایدٔ فروخت سبحہ گرکس خرد بہیچ
بایدٔ خرید بادہ گرکس دہد بوام

نور افشاں کی درازدستیاں
خر دجال کی خرمستیاں (دیا)

"پیغام صلح" میں ایک عرصہ سے یسوعی مذہب اور بائیبل کے متعلق تحقیقی مضامین کا ایک سلسلہ شروع ہے۔ عہد عتیق کی تحریف اور اناجیل کے جعلی ہونے کے متعلق مسیحی فضلاء زمانہ کی تحقیقات کا خلاصہ اور نچوڑ مسیحی دوستوں کو ملزم گرداننے کے لئے پیش کیا جا چکا ہے۔ ہمارے یسوعی دوست بجائے اسکے کہ اسکا جواب دیتے الٹا انجیلی یسوع کیطرح گالیوں پر اتر آئے۔ خیر ہم بھی یہ سمجھ کر کہ گدھا خواہ حضرت عیسیٰؑ کا ہی کیوں نہ ہو۔ آخر گدھا ہے وہ لکد پرانید (دولتیاں چلانے) سے کب باز رہ سکتا ہے۔ چنانچہ اس امر کا اقرار خود مدیر "نورافشاں" کو بھی ہے آپ لکھتے ہیں کہ مسیحی بھی اگر چاہیں تو آپ کو اسی طرح (یعنے اردو کی طرح) فارسی زبان میں گالیاں دے سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایک دو گالیاں لکھ کر بھی دکھلائیں"

ہمیں اس امر کا اقرار ہے اگر ضرورت ہو تو ہم سے تحریر کرالیں کہ گالیاں دینے میں نہ آپ کے یسوع کا کوئی مقابلہ کر سکتا تھا نہ آپ کا کوئی کر سکتا ہے اور اردو فارسی پر ہی کیا منحصر ہے آپ چاہیں تو ہمیں ہر زبان میں گالیاں دے سکتے ہیں

آخر پانچ سات سو زبان میں آپ نے جناب یسوع کی انجیلی گالیوں کا ترجمہ کیا ہے کم از کم اتنی زبانوں میں تو گالیاں دینے کی آپ کو مہارت ہو ہی گئی ہو گی۔

اخبار پیغام صلح میں ایک مضمون "اخبار سنڈے ٹائمز" کی ۵ امئی کی اشاعت سے ترجمہ کرکے درج کیا گیا تھا۔ جس کا عنوان تھا: "بائبل کی کوئی عزت نہیں"۔ یہ مضمون ایڈیٹر سنڈے ٹائمز نے رومن کیتھولک پادریوں کے ایک خط کے جواب میں لکھا ہے اور یہ ایک ایسا ضروری اور اہم مضمون ہے کہ جو ۵ ارمئی ۱۹۲۱ء کو ہی تمام رومن کیتھولک کلیساؤں میں پڑھ کر سنایا گیا ہے۔ اس مضمون کا ایک فقرہ یہ بھی ہے "کہ بائبل کی اس سے بڑھ کر عزت ہوتی ہوئی ہم نہیں دیکھتے۔ جتنی محض انسانی ملفوظات کی عزت روا رکھتے ہیں"۔

یہ مضمون ایک نہایت ہی وسیع اور متقدر مسیحی قلم سے نکلا۔ گرجوں میں سنایا گیا۔ ملک نے خاموشی کے ساتھ سنا۔ اور کسی نے اسکی طرف انگشت نمائی نہ کی۔ مگر جب "پیغام صلح" میں اس مضمون کا ترجمہ شائع ہوا۔ تو مدیر نورافشاں خواہ مخواہ پیغام صلح کیطرف دولتیاں چلانے لگ گیا۔ تمہیں اس مضمون پر غصہ ہے تو لنڈن کے سنڈے ٹائمز کو کوسو، ہندوستان کے کل کلیساؤں کا متفقہ ریزولیشن بھیجو، بلکہ سنڈے ٹائمز سے مقاطعہ کرو۔ عقل کے ناخن لو، آنکھوں سے پٹی کھولو کہ مضمون کس کا ہے اور گلے کا ہار کسکے ہو رہے ہو۔ بابا اپنے خداوند کیطرح یوں تو نہ کرو کہ انجیر کے درخت پر پھل نہ دیکھ کر درخت کو کوسنے لگ جاؤ۔ ہاں اسکے خالق اور مالک کی شکایت کرو تو شاید بجا اور درست بھی ہو۔

"نورافشاں" کی ایک اور شکایت

مدیر نورافشاں" کو ہم سے ایک شکوہ یہ بھی ہے کہ ہم نے "پیغام صلح" میں ایک مضمون امریکہ کے ایک اخبار سے نقل کیا تھا۔ کہ جس میں پادری پال سمتھ نے پوری بائبل کو بائیسکوپ یعنی بذریعہ تصاویر دیکھلانے کی تحریک کی تائید کی تھی۔ اسکے ضمن میں کہیں یہ ذکر بھی آگیا تھا کہ امریکہ کی دیکھا دیکھی اٹلی میں بھی فلموں کے ذریعہ بائبل کو پیش کرنے کی تجویز ہوئی۔ اور بڑی لاگت لگ کر فلم تیار ہوئے۔ تو پوپ اوف روم اور ان کے ماتحت پادری اس نظارے کو دیکھنے تھیئٹر میں گئے۔ مگر جب حضرت حوا قطعاً برہنہ سامنے نظر آئیں تو پاپائے روم کو بہت شرم آئی۔ اسی طرح جب حضرت لوط اور ان کی بیٹی خلوتکدہ میں پائے گئے اور حضرت داؤد اور اوریا کی جورو بالاخانہ پر تنہا دیکھے گئے تب تو حضرت پوپ کو مارے غیرت کے پسینہ آگیا اور پوپ صاحب فرمانے لگے کہ یہ سین بجائے فایدہ کے الٹا نقصان پہنچائیں گے اِن کو بیچ میں سے اڑا دینا چاہیئے۔ مگر اٹلی کی گورنمنٹ اور رعایا ایسا کرنے کو تیار نہیں"

یہ ایک امریکن اخبار کا اقتباس ہے۔ ہم نے اسکو بلاکم و کاست ترجمہ کرکے اخبار میں شائع کر دیا۔ اب مدیر نورافشاں اس کی بنا پر خواہ مخواہ پیغام صلح سے گلوگیر ہو رہے ہیں۔ ہم سے الجھنے کی بجائے انہیں پوپ، بائیسکوپ والوں اور مسیحی اخباروں کو کوسنا چاہیئے۔ کہ جو اس قسم کے مضامین کی تصاویر شائع کرتے ہیں۔ اور پھر خود ہی ان کے مخرب اخلاق ہونے کا فتوی دیتے ہیں

البتہ اس جگہ ہم مدیر نورافشاں کے نورعقل کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے آپ نے اس مضمون کے جواب میں لکھا کہ یہ مضامین قرآن میں بھی موجود ہیں۔ ہم نے مطالبہ کیا کہ بائبل جن الفاظ میں اِن واقعات کی تصویر کھینچتی ہے وہ الفاظ قرآن کریم میں دکھلاؤ۔ تو کھسیانے ہوکر کہنے لگے کہ "ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ نے اپنی دانست میں بچاؤ کی یہ اچھی صورت سوچی ہے لیکن اسمیں آپ کو پناہ نہیں مل سکتی۔ بائیسکوپ میں الفاظ نہیں سنانے صرف تصاویر دکھاتے ہیں۔ تصاویر ہی کی بنا پر آپ نے "مخرب اخلاق" کا فتوے لگایا تھا"

نہیں معلوم یہ مضمون لکھنے سے پیشتر مدیر نورافشاں عشا ربانی میں زیادہ چڑھا گئے تھے یا کیا۔ ایم۔ اے ہوکر ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں بابا اتنا تو سوچو کہ بائبل نے جن الفاظ میں ان فرضی واقعات کا نقشہ کھینچا۔ بائیسکوپ والوں نے اُسی کو تصویری زبان میں ادا کر دیا۔ اب اگر وہی مضامین بقول تمہارے قرآن کریم میں موجود ہیں۔ تو ان کی تصویر بھی وہی اتریگی۔ اب تم وہ الفاظ قرآن کریم سے پیش کرو۔ سیدھی سی بات ہے۔ مگر ہمارے یسوعی دوست خدا جانے کیا پی کر بیٹھے ہیں کہ خواہ مخواہ بہکے جا رہے ہیں۔

حضرت آدم ؑ کا تذکرہ بائبل اور قرآن میں یہاں آپنے اب کی بار ایک حوالہ کے لئے حضرت آدم ؑ اور اُن کی بیوی کے متعلق سورۂ اعراف رکوع (۲) کا پتہ بتایا ہے۔ اسکے جواب میں سنو اور کان کھولکر سنو کہ گناہ کا اثر انسان کے ظاہری لباس پر کبھی نہیں پڑا کرتا۔ اگر عیسائی مذہب نے ایسا سمجھا ہے کہ گناہ سے انسان کا ظاہری لباس پھٹ جایا کرتا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی حماقت نہیں ہو سکتی۔ کیا روزمرہ کا مشاہدہ اس حقیقت کو ظاہر نہیں کرتا۔ کہ گناہ سے انسان کا مادی لباس نہیں بلکہ کوئی اور لباس ہے کہ جو پھٹ کر تار تار ہو جایا کرتا ہے۔ بائبل کے ناقص اور نامکمل کتاب ہونے کا یہ بھی ایک زبردست ثبوت ہے کہ وہ نہ صرف اپنی تفسیر خود نہیں بتلاتی بلکہ نسل انسانی کیلئے ایک ٹھوکر کا باعث بن جاتی ہے۔ بائبل نے اپنی تعلیم کی خود تفسیر نہیں کی۔ جسکی وجہ سے آج عیسائی اور یہودی دنیا بھٹکتی پھرتی ہے (باقی اشاعت آیندہ ملاحظہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نامۂ ووکنگ

از مولوی دوست محمد خان صاحب

بلادِ غربیہ میں تبلیغِ اسلام

تین انگریز مردوں، ایک خاتون، ایک امریکن پادری اور ایک افریقن کا قبولِ اسلام

نومسلمین کا اخلاص اور جوشِ اسلامی

اللہ تعالیٰ کا کسقدر فضل اور احسان ہے کہ جہاں ایک طرف اسلام پر ابظاہر مصائب کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ جہاں مسلمانوں کا پولیٹیکل تنزل اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اور تو اور دوستوں کے منہ سے بھی متیٰ نصر اللہ کی آواز بے اختیار نکل رہی ہے۔ وہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی نصرت ایک اور رنگ میں اسلام کی دستگیری کے لئے آتی ہے اور اصول اسلام کی صداقت کو اہلِ مغرب کے دلوں پر منکشف کر کے یہ بتا دیتی ہے کہ اسلام کی زندگی سلطنت یا ملکی اہمیت کے ساتھ وابستہ نہیں اپنے ملکی اقتدار کے زمانہ میں اسلام نے اگر دلوں پر قبضہ پایا ہے تو کسی ظاہری شوکت و غلبہ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اُنہی پاک اصولوں کی بدولت جو ہے ملکی انحطاط کے زمانہ میں بھی ایک حکمران قوم کے سمجھدار افراد کی گردنیں اپنے سامنے جھکا رہے ہیں۔

یہ وہ حقیقت ہے۔ جس کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں کوئی نظری شواہد قایم کرنے کی ضرورت نہیں۔ ووکنگ مُسلم مشن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی بہت سی مثالیں اس زمانہ میں پیش کر چکا ہے اور کر رہا ہے۔

وقت بھی میرے سامنے اس قسم کی چار یا پانچ مثالیں ہیں جن کی تشریح مسلمانوں کی دلچسپی اور خوشی کے لئے میں ذیل میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

مسٹر محمدؐ اور احمدؐ مسٹر خالد شیلڈرک انگلستان کے ان پُرانے نومسلمین میں سے ہیں۔ جن کو اسلام کی تحریری و تقریری خدمات بجالانیکا شرف ہمیشہ حاصل رہا ہے۔ اسلامک ریویو کے ناظرین اِن کے پُر جوش اسلامی مضامین سے واقف ہوں گے۔ اِس شخص کے جوش اور خلوص اسلامی کا یہ حال ہے کہ صرف باہر ہی نہیں۔ گھر میں بھی وہ اسلام کا چرچا عموماً لگائے رکھتا ہے۔ چنانچہ اِسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہم اسکے رشتہ داروں میں سے دو انگریز مردوں اور ایک خاتون کے قبول اسلام کا اعلان کرتے ہیں۔

ان میں سے ایک صاحب جن کا نام مسٹر ہل ہے۔ رائل ایئر فورس میں لفٹنٹ کے عہدہ پر فایز رہ چکے ہیں۔ اور آج کل اپنے والد کے کارخانہ میں سپورٹس کی چیزیں بیچنے کا کام کرتے ہیں۔ مسلمان ہونے سے پیشتر ایک ہی مرتبہ اِس شخص کو مسجد آنے کا اتفاق ہؤا۔ اِسکے بعد مسٹر شیلڈرک ان کے مکان پر مسایل اسلامی پر ان سے تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ اور آخر انہوں نے وہیں اسلام قبول کیا۔ جس کی خبر دوسرے ہی دِن مسٹر خالد شیلڈرک نے ہمیں پہنچائی۔ اِس کے بعد ہی وہ مسٹر شیلڈرک کی معیت میں یہاں پہنچے۔ اور مسجد میں نماز ادا کی۔ جس کا اپنے قلب پر ایک خاص اثر اُنہوں نے بتایا۔ اِس کے بعد بھی چار یا پانچ دفعہ وہ یہاں آ چکے ہیں اور وفور شوق ہر اتوار کو مسجد میں انہیں کھینچ لاتا ہے۔ اِنکا اسلامی نام جو خود اِن کا تجویز کردہ ہے محمدؐ رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اِنہیں اسم بامسمےٰ بنائے اور محمد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دوسرے صاحب جن کا اصل نام مسٹر شارپ ہے۔ قریباً سال بھر سے مسٹر شیلڈرک کے ہمراہ وقتاً فوقتاً مسجد میں آتے رہے ہیں۔ اِس تمام عرصہ میں اِنہیں اسلام پر بہت سی تقاریر سُننے۔ اور تبادلہ خیالات کرنیکا موقعہ ملا۔ آخر اِن کا دل اللہ تعالیٰ نے کھولدیا۔ اور عین اُسی وقت انہوں نے بھی مسٹر خالد شیلڈرک کے مکان پر اعلان اسلام کیا۔ جب مسٹر محمد ہل کے قبول اسلام کا واقعہ پیش آیا۔ اُن کا اسلامی نام احمد رکھا گیا جو واقعہ کی نوعیت کے لحاظ سے بہت ہی موزون ہے۔ کیا ہی خوش نصیبی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی وقت میں دو ایسے انسان عطا فرمائے۔ جو محمدؐ اور احمدؐ جیسے بابرکت ناموں کے حامل ہوئے۔ اِس سے

بڑھ کر اور بھی خوش نصیبی ہوگی - اگر ان دونوں احباب کا وجود مسعود اسلام کے لئے باعث شوکت و رحمت ثابت ہو - دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اس کا اہل بنائے - آمین -

ایک عجیب اتفاق ادیہ ہم مسٹر محمد ہل کے بعد از قبول اسلام بار بار مسجد میں آنے کا ذکر کر چکے ہیں - اِن کو ہر اتوار اس طرح آتا دیکھ کر لندن میں ان کے ایک دوست نے اُن سے پوچھا کہ ہر اتوار آپ کہاں جاتے ہیں - اونہوں نے بتایا کہ برو وکنگ - جاتا ہوں - کیونکہ وہاں مسجد ہے اُسنے سخت حیرانی کے ساتھ کہا - مسجد؟ کیا تم مسلمان ہو - کہ مسجد میں جاتے ہو؟ اُنہوں نے جواب میں جونہی ہاں کہا - اُوسنے فوراً " سلام علیکم " کہتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ پھیلایا - اور بتایا کہ میں بیس برس سے مسلمان ہوں - فوج میں بھرتی ہوکر ہندوستان گیا تھا اور وہیں سے اسلام کو لے کر آیا - آج تک کسی پر اظہار نہیں کیا -

اِس واقعہ کا اثر مسٹر محمد کے دل پر تو جو ہوا ہوگا ظاہر ہے لیکن ہمیں بھی اس قصہ کو سُن کر ایسا حظ اور سرور حاصل ہوا جو بیان سے باہر ہے - یہ کوئی پہلا ہی واقعہ نہیں - اِس سے پیشتر بھی بعض لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں جو اندر ہی اندر مسلمان تھے - لیکن کسی ایک یا دوسری وجہ سے اِنہوں نے اظہار نہیں کیا - لارڈ سٹینلے مرحوم کا واقعہ اسپر ایک کھلی شہادت ہے خدا جانے ابھی اور کسقدر انسان اسلام کا نور سینوں کے اندر چھپائے ہوئے بیٹھے ہیں اور کب انکے باہر نکلنے کی باری آتی ہے -

ایک خاتون - اسی سلسلہ میں ایک نوجوان خاتون کے قبول اسلام کا ذکر بھی ضروری ہے - یہ بھی مسٹر خالد شیلڈرک کے رشتہ داروں میں سے ہے اُسکے قبول اسلام میں جس کا اعلان اس سے گزشتہ سے پیوستہ ہفتہ لکھ کر دیا - مسٹر شیلڈرک کے علاوہ مسٹر محمد ہل کی بھی کوششوں کا بہت بڑا حصّہ ہے - محمد ہل کی یہ خاتون منگیتر ہے اور ان کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ بھی کسی طرح سے اِس صداقت کو جان لے جس سے انہوں نے اپنے سینہ کو روشن کیا ہے - خدا کا شکر ہے کہ اُن کی یہ کوشش بر آئی اور تین چار مرتبہ اُن کے ساتھ مسجد میں آنے کے بعد یہ خاتون بھی داخل حلقۂ اسلام ہوگئی - اِسکا اصل نام مس جے آئی گلبرٹ تھا - اسلامی نام صفیہ رکھا گیا - اللہ تعالےٰ اِسے استقامت بخشے اور محمدؐ اور صفیہ کے گھر کو اپنے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کیطرح دارالرحمت بنائے - آمین

ایک اور قابل انگریز - ان تین نو مسلمین کے علاوہ ایک اور انگریز نے بھی دو تین ہفتے ہوئے لندن ہاؤس میں شریک نماز جمعہ ہوکر اپنے قبول اسلام کی عملی شہادت دی - یہ شخص بہت دیر سے لندن ہاؤس اور ووکنگ میں آرہا تھا - بالخصوص گذشتہ عید کے موقعہ پر وہ بہت ہی متاثر ہوکر گیا آخر اللہ تعالیٰ نے قبول ہدایت کی توفیق اُسے بخشی - جس دن وہ نماز میں شامل ہوا - اُسکا ایک بھتیجا بھی اُسکے ساتھ تھا - جو اٹلی میں Continental Press کا نامہ نگار ہے وہ بھی خطبہ جمعہ کو سُن کر بہت متاثر ہوا - اور قرآن کریم انگریزی ترجمہ کی ایک کاپی اور دیگر اسلامی لٹریچر اِس غرض سے طلب کیا کہ Continental Press میں اسلام پر ایک سلسلہ مضامین لکھے - چنانچہ ضروری لٹریچر اور قرآن کریم دیا گیا ہے اور امید ہے کہ وہ اسکو مطالعہ کرنے کے بعد عنقریب اس پر کچھ لکھیگا - انشاء اللہ -

جس صاحب کے قبول اسلام کا اوپر ہمنے ذکر کیا ہے - وہ ڈاکٹری کی ایک خاص شاخ Therapeutics (علم ایجاد ادویہ اور اُن کے طریق استعمال) میں سویڈن کے ڈپلوما یافتہ ہیں - اور لندن میں اس فن میں اپنا کاروبار کرتے ہیں - اللہ تعالیٰ اِنہیں اپنے ہم قوموں کی روحانی امراض کا بھی معالج بنائے اور اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ایک امریکن پادری - وسطی امریکہ کے علاقہ کینال زون Canal Zone میں - جے - ڈی - ڈبلیو - راس ایک پادری صاحب ہیں - اسلامک ریویو کا کوئی پرچہ گذشتہ سال ان کی نظر سے گذرا جسکو دیکھ کر اسلام کے متعلق اور بھی واقفیت حاصل کرنے کی خواہش اُنہوں نے کی - حسب خواہش لٹریچر انہیں بھیجا جاتا رہا - اور خط و کتابت بھی اُنکے ساتھ ہوتی رہی - ان کا دو جون کا لکھا ہوا آخری خط اِس وقت ہمارے سامنے ہے - اسکے حسب ذیل فقرات اس بات کا پتہ دیتے ہیں - کہ اسلام نے ان کے دل میں کہاں تک گھر کر لیا ہے - جس کی تعلیمات پر عمل بھی کرنا اونہوں نے شروع کر دیا ہے لکھتے ہیں -

" آپ کی کتابوں کے وصول ہونے کے بعد میرے دل میں اسقدر عزت اور خوشی سمائی ہوئی ہے کہ ماہ رمضان کے اندر جو مئی میں نئے چاند سے شروع ہوکر ۶ رجون کو نئے چاند پر ختم ہوا روزوں کے لمبے سفر میں بھی میرا دل اس سے شاد کام رہا - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہاں چند ایک مسلمان بھائیوں کو جو اپنی مراسم مذہبی سے " مجھ سے زیادہ واقف ہیں مجھے شرکت اختیار کرنے کا شرف حاصل ہوا - اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اسبات کی شہادت دے سکتا ہوں کہ میں اس کی بہت ہی عزت اور قدر کرتا

ہوں۔ میں پہیرا ایمان رکھتا ہوں اور اسی کے لئے میں رونگا ہم سب بیں یہ مہینہ نہایت عمدگی کے ساتھ گزرا۔۔۔۔
میں اب گویا مغربی معتقدات سے ایک قدم آگے ہوں اس لحاظ سے کہ مغربی معتقدات کی کتابوں سے میں نے بہت سے ازم (مذاہب) عقائد اور خیالات جمع کئے۔ لیکن ان میں سے کسی کو بھی عمل کیسا تھ کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔
ہمیں بہتر علم کی تلاش کرنی چاہیئے۔ یعنے اسلام کی معقولیت کا علم جس کے اعلان کے لئے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول بن کر آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت نبی کریم کے بعد جن پہ خدا کی رحمت ہو۔ اللہ تعالی نیک کاموں کو دنیا میں رائج کرے۔ لیلۃ القدر کی مقدس رات جو پہلی دفعہ مجھے نظر آئی ایک نہایت شاندار رات تھی۔ ہمیں آئیندہ روشنی کی امید اللہ تعالےٰ سے رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا ہو"

یہ خط اسلام کی تعریف اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے جس قدر بھرا ہوا ہے وہ اسکے الفاظ سے ظاہر ہے کیا ہی خوش قسمت ہے جس نے لیلۃ القدر کی زیارت کا شرف کلیسا کا پادری ہونیکے باوجود نصیب ہوتا ہے۔ ہاں اللہ تعالےٰ کو قلوب سے واسطہ ہے۔ دل پاک ہو تو ظاہر حالات کیا چیز ہے۔ اس خط میں پادری صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ عنقریب اپنے عہدہ بشپ سے استعفا دینے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکے ساتھ ہو اور اسلام کی بیش از بیش محبت و جوش ان کے دل میں بھر دے۔ آمین

ایک افریقن نوجوان ووکنگ مشن کا یہ تبلیغی اثر صرف مغربی ممالک تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ جہاں جہاں اسلامک ریویو پہنچتا ہے اسی قسم کا اثر وہاں پیدا ہوتا ہے۔ بالخصوص افریقہ میں یہ اثر زیادہ غالب ہے جہاں سے کئی نیک قبول اسلام کے اعلان آ چکے ہیں۔ ان میں سے تازہ ترین کیپ ٹون کے ایک مسیحی نوجوان Moses Jhonson (موسےٰ جانسن) کا ۱۷ جولائی کا خط ہے راقم خط لکھتا ہے کہ

"چند ماہ سے ایک دوست آپ کی کتب متواتر مجھے بھیج رہا ہے اور بہت سے تاریک لمحوں میں وہ میرے لئے روشنی اور دلچسپی کا موجب ہوئی ہیں۔ اسلام کو مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ صرف یہی ایک زندہ اور عملی مذہب ہے جو تمام ضروریات انسانی کے لئے مکتفی ہے"

اس نوجوان نے اپنا فوٹو بھی اسلامک ریویو میں شائع کرنے کے لئے بھیجا ہے اور لکھا ہے کہ اپنے کاروبار کا تصفیہ کرنے کے بعد میں انگلستان آنیوالا ہوں اور مسجد کی بھی زیارت کرونگا۔ انشاءاللہ

مسلمانوں کے غور کے قابل یہ چند ایک تازہ ترین مثالیں بیان کی ہیں کہ اسلام کے اصول اس نازک وقت میں بھی قلوب پر ویسا ہی اثر اور تسلط حاصل کرتے چلے جاتے ہیں۔ جیسا کہ شوکت دینی کے زمانہ میں ان کا اثر تھا اور تو اور وہ لوگ بھی جنہیں اسلام کا پتہ تک نہیں۔ چار و ناچار انہی باتوں کو اپنا شعار زندگی بنا رہے ہیں۔ جو اسلام نے تیرہ صد سال ہوئے تلقین کی تھی اور جن کی طرف سے مہذب دنیا کو عام طور پہ نفرت تھی۔ طلاق کا مسئلہ مسیحیت کو چھوڑ کر اس صورت میں ڈھالا جا رہا ہے جو اسلام نے تجویز کی ہے تعدد ازدواج جرمنی اور فرانس میں اگرچہ بُری طریق سے ہے لیکن عملی طور پہ رائج ہی ہو چکی ہے اور کوئی دن جاتا ہے کہ انگلستان کو بھی طوعاً و کرہاً اسے تسلیم کرنا پڑے غرض اسلام کے اصول آہستہ آہستہ غالب آ رہے ہیں۔ یہ امر جہاں ایک طرف ان اصولوں کی صداقت اور معقولیت کو ثابت کرتا۔ اور اس حقیقت کو کہ اسلام بزور شمشیر ہرگز نہیں پھیلا۔ اظہر من الشمس کر رہا ہے۔ وہیں مسلمانوں کو اس صراط مستقیم کا پتہ دیتا ہے۔ جس پر گامزن ہو کر وہ آج بھی فلاح اور کامیابی کو حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت ہے کہ اسلام کا غلبہ اگر آج ہو سکتا ہے تو کسی ملکی طاقت سے نہیں۔ بلکہ اسلامی اصولوں کی تبلیغ اور اشاعت سے۔ اعلائے کلمۃ الحق وہ کام ہے کہ جس کا نتیجہ یقینی طور پر فلاح ہے۔ یہ فتوےٰ ہے اس کتاب حکیم کا جس کے سامنے مسلمانوں کی گردنیں ہمیشہ جھکی رہتی ہیں۔ کاش آج بھی وہ ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے لا تفرقوا کے رستہ کو مستحکم پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے ذریعہ سے دنیا کو فتح کر لیں۔ والسلام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ شملہ
فہرست زرچندہ بابت اگست ۱۹۲۱ء

نام	رقم	نام	رقم
۱۔ مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ ہیڈ کلرک [illegible]	[illegible]	۶۔ شیخ عبدالعزیز صاحب [illegible]	[illegible]
۲۔ مخدوم محمد اشرف صاحب۔ بی اے "	[illegible]	۷۔ قاضی احمد علی صاحب [illegible]	[illegible]
۳۔ شیخ محمد لطیف صاحب کمپنی چھوٹا شملہ	[illegible]	۸۔ بابو اکبر علی صاحب [illegible]	[illegible]
۴۔ بابو امیر الدین صاحب "	[illegible]	۹۔ شیخ الہدین صاحب [illegible]	[illegible]
۵۔ مولوی عبدالرحمن صاحب [illegible] مسلم ہائی سکول فنڈ۔	[illegible]	میزان کل [illegible]	

(معرفت شیخ الہدین صاحب کمپائنڈر [illegible])

[illegible] بانی انجمن

دو فیصدی عیسائی دو سو سال میں

اخوت اسلامی اور اسلام کی شاندار کامیابی

کلیسائے انگلستان کے ایک ہندوستانی پادری کے خیالات

(از دوست محمد صاحب)

عیسائی دنیا کے باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے اس وقت جو جدوجہد [illegible] رہی ہے [illegible] گذشتہ سال لیمبتھ چرچ کانفرنس نے کلیساؤں [illegible] اتحاد [illegible] کے [illegible] جو پیرا ور اپیل عالم مسیحیت سے کی تھی - اس پر ایک ہندوستانی پادری صاحب نے جو چرچ آف انگلینڈ سے تعلق رکھتے ہیں اخبار "چیلنج لنڈن" میں ایک مضمون لکھا ہے - جس کا عنوان ہے "ہندوستان میں کلیسائے مسیحیت کیوں ناکام رہے"

یہ مضمون اپنی نوعیت اور خیالات کے لحاظ سے اس قابل ہے - کہ ہندوستانی اور بالخصوص مسلمان اسے چشم بصیرت کے ساتھ پڑھیں ہم اسی غرض سے ذیل میں اسکا ترجمہ بالکم و کاست ہدیۂ ناظرین کرام کئے دیتے ہیں

"کلیسائے انگلستان نے سنین حاضرہ میں دوبارہ اتحاد و اتفاق قائم کرنے میں بہت ہی قابل تعریف جوش و خروش دکھایا ہے وہ اعلےٰ اور شاندار اصول اور مسیحیت کی وہ روح جو لیمبتھ کی اپیل میں مضمر ہے - اور انگلستانی اور آزاد کلیساؤں میں اتفاق و اتحاد کی خواہش یہ ایسی باتیں ہیں - جن کے اعتراف میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا - لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اپیل اور وہ خواہش جو اس میں ظاہر کی گئی ہے بہت دیر کے بعد اور ایسے وقت میں منصۂ شہود میں آئی ہیں - جب یہ تمام اختلافات عوام مذہبی اشخاص کے نزدیک کسی اہمیت کا موجب نہیں رہے"

"یہ تفریق کہ ایک شخص کلیسائے انگلستان کا مطیع ہے اور دوسرا آزاد کلیسا سے تعلق رکھنے والا ان دونوں کے میل جول اور ان کے علمی بلکہ مذہبی تعلقات اور تبادلہ خیالات اور دوستی میں اب قطعی روک نہیں رہی - ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو پکے عیسائی اور کلیسائی سمجھتے ہیں - اور عوام الناس بھی انہی نظر سے انہیں دیکھتے ہیں - تاہم صبح کے وقت اگر ایک محلہ کے گرجا

نظر آتے ہیں - ہندوستان جیسے ملک میں جہاں اصحاب کلیسا اور انکے مخالفین کے پرانے ناخوشگوار تعلقات بالکل غیر معلوم ہیں - یہ اختلافات چنداں حقیقت نہیں رکھتے - اور ایک غیر عیسائی سرزمین میں اشاعت مسیحیت کی راہ میں کوئی حقیقی اور سخت روک انہیں قرار نہیں دیا جا سکتا - ایک غیر مسیحی کے نزدیک ایک بپتسمہ یافتہ یا کلیسائیت کا معتقد دونوں ایک ہی جماعت کے افراد ہیں"

"ہلال کی فتح"

لیکن کلیسا کے ظاہر وجود میں ایک اور نہایت سخت قسم کا تفرقہ موجود ہے اور یہ تفرقہ اسکے تبلیغی کام میں سب سے زبردست روک بنا ہوا ہے - ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں دو بڑے تبلیغی مذاہب عیسائیت اور اسلام باہر سے لائے گئے ہیں ۱۷۰۷ء میں جبکہ خاندان مغلیہ کے آخری شہنشاہ اورنگ زیب نے اس جہان فانی سے دار آخرت کو رحلت کی - تو مسلمانوں کے پانچصد سالہ تعلقات کی وجہ سے قریبًا ایک تہائی ہندوستان مسلمان ہو چکا تھا - اس کے بالمقابل شمالی ہندوستان میں مسیحی مشنوں کو قائم ہوئے آج دو صدیاں ہو گئی ہیں - اور جنوبی ہندوستان میں تو مسیحیت بہت ابتدائی زمانہ میں آئی - تاہم ہندوستانی مسیحیوں کی تعداد اب تک کل آبادی کی دو فیصدی سے مشکل ہی بڑھ سکی - علاوہ ازیں عیسائی کمیونٹی کا ایک خاصہ حصہ اور عہد حاضرہ کے قریبًا تمام مسیحی بننے والے لوگ ہندوستان کی ان اقوام میں سے ہیں جو بہت ادنےٰ اور اچھوت سمجھی جاتی ہیں - کلیسا کے ساتھ ان لوگوں کے موجودہ تعلقات اور شمولیت ایک سوشل رنگ رکھتی ہے نہ کہ روحانیت کا اس پر کوئی اثر ہے - اور اعلےٰ اور تعلیم یافتہ جماعتوں کے افراد کا عیسائی ہونا کچھ عرصہ سے عملی طور پر موقوف ہو چکا ہے"

"اخوت اسلامی"

"عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ہندوستان میں مسیحیت کی اشاعت قریبًا بالکل ہی اس جبر کا نتیجہ ہے جو مسلمان بادشاہوں نے اسلام کے قبول کرانے میں لوگوں پر روا رکھا - لیکن صداقت کو ہمیں

صداقت کو اس میں پورا دخل نہیں اسلام کی سرعت رفتار کی شاید سب سے بڑی وجہ اس کی حیرت انگیز عملی اخوت ہے - یہ ایک عیاں حقیقت ہے کہ جب کوئی شخص ایک مرتبہ اسلام قبول کر لیتا ہے تو ذاتیات کی اور قومی اور جماعتی تمام تفریقات معدوم ہو جاتی ہیں - ہندوستان میں بھی مثالیں عنقا نہیں کہ جہاں حبشی غلام ترقی کرتے کرتے وزیر اعظم کے عہدہ کو پہنچ گئے - اور اپنے بادشاہ آقاؤں کی لڑکیوں سے انہوں نے شادیاں کیں - اس کے برخلاف ہندوؤں میں اخوت کا دائرہ بہت تنگ تھا اور اب بھی ہے - اور قریباً بالعکس ہی ذاتیات اور جماعتوں کی تفریق در تفریق میں گھرا ہوا ہے اس لئے لوگوں کے عام طور پر قبول اسلام کی وجہ تلوار اس قدر نہیں - جتنی وہ حیرت انگیز اخوت ہے - جو اسلام نے پیش کی ہے

"کلیسا میں ذاتیات کی تفریق"

"صداقت اگر کہنے کی چیز ہے تو ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ عیسائیت یا وہ مذہب جو اپنے اندر اخوت اور مساوات کے نہایت شاندار اصول لئے ہوئے ہے - اسوقت تک ذاتیات کی تفریق مٹانے یا اس پر غلبہ پانے میں بالکل ناکام رہا ہے - کم از کم ہندوستان کے لوگوں کے آگے اسی شکل صورت میں اُسے پیش کیا گیا ہے ایک ظاہری کلیسا کی زندگی اور طاقت کا سب سے زبردست ثبوت اگر مل سکتا ہے تو اس باہمی اخوت میں جو اُسکے ماننے والوں میں درحقیقت موجود ہو ہندوستان میں ایک سچی اخوت ان لوگوں کے اندر جو عیسائی کہلاتے ہیں بالکل موجود نہیں اور اگر ہے تو وہ اسقدر کمزور ہے کہ لوگوں کو اُسکا پتہ تک نہیں لگ سکتا - کلیسائے انگلستان جس کا تعلق اور مالی طور پر دار و مدار حکومت پر ہے - سب سے زیادہ رنگوں کی تفریقات کا آماجگاہ بنا ہوا ہے کلیسا کے انگریز اور ہندوستانی ممبر مختلف گرجاؤں میں عبادت کرتے ہیں اور یہ تفریق یہاں تک ترقی کر چکی ہے کہ انگریزوں کے قبرستان بھی اگرچہ وہ حکومت کے خرچ پر قائم ہیں - ہندوستانی ممبران کلیسا پر قطعی بند ہیں - اور وہ اُن میں دفنائے نہیں جا سکتے"

"کلیسائے انگلستان سے تعلق رکھنے والے چرچ سکول ہندوستانی کلیسائیوں کے بچوں کے داخلہ سے انکاری ہیں - اگرچہ سرکاری قوانین کے رُو سے کل تعداد کے پندرہ فیصدی تک غیر یورپین والدین کے بچوں کو داخل کرنے کی انہیں اجازت حاصل ہے - اصحاب کلیسائے انگلستان جو اپنے بچوں کو اس اعلیٰ تعلیم سے فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں - جو اینگلو انڈین سکولوں میں رائج ہے انہیں رومن کیتھولک اور آزاد چرچ سکولوں میں جن کا اعتقاد در بارۂ اخوت عیسویت ہمارے اپنے کلیسا سے زیادہ وسیع معلوم ہوتا ہے بھیجنے پر مجبور ہیں - حال ہی میں لکھنو کے بشپ کے علاقہ میں کلیسا کے اولین ہندوستانی پادریوں میں سے ایک کے ولایت نژاد بچوں کو اس ایک ہی چرچ سکول سے جو اس مقام پر ہے محض اسلئے خارج کر دیا گیا کہ چند ایک یورپین اور نیم یورپین والدین سکول میں ان کی موجودگی پر معترض ہوئے تھے - اس علاقہ کے بشپ نے جو سکول کا معائنہ کرتا ہے اس افسوسناک فیصلہ کے خلاف انگلی تک اٹھانے سے صاف انکار کر دیا"

(باقی آئندہ) انشاءاللہ تعالیٰ

بمبئی میں محمودیوں سے گفتگو

(از ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب)

(۲)

میں اور اخویم مومن حسین صاحب ایک اور دن محمودیوں کے ہیڈ کوارٹر میں گئے تھے - اس دفعہ مولوی محمد اسحاق صاحب وہ پہلے دن والے مولوی محمد اسحاق نہیں تھے بلکہ اب کے وہ ایک کور مقلد کا مجسمہ بنے بیٹھے تھے تھوڑی سی گفتگو کے بعد یہ کہہ کر کہ میں آپ کے مطلب کو نہیں سمجھا - کہا کہ میں تو مقلد محض ہوں میں نے حضرت کی بیعت کرتے وقت کوئی تحقیق نہیں کی - کہ ما بہ الامتیاز اسلام - اور دوسرے مذاہب متقابلہ میں کیا ہے - بلکہ آج تک مذہب کے بارے میں تحقیق کی ہی نہیں - اور نہ آگے کرنے کی مرضی ہے - میرا مذہب ہے کہ براہین احمدیہ ایسی ہی الہامی کتاب ہے جیسے قرآن مجید (نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات) اور حضرت صاحب ایسے ہی نبی ہیں - جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم - میں نے کہا - کہ پھر آپ اُن کے طرز استدلال کو کیوں مشعل راہ نہیں بناتے - تو کہنے لگے - کہ میرے لئے اِن کا نبی کہنا ہی کافی حجت ہے - میں مناظرہ اور مقابلہ کے اصول کچھ نہیں سمجھتا - میں نے کہا کہ خواہ حضرت صاحب خود زیادہ تر انکار ہی کرتا رہا اور مدعی نبوت کو ملعون ہی سمجھیں - اور لفظ نبی کو قریباً ہر جگہ مجاز قرار دیں؟ کہنے لگے کہ ہاں - بس میں آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتا - میں نے کہا کہ کچھ خدا کا خوف کرو - پہلے سارے احمدی یہی طرز مباحثہ رکھتے تھے کہ پہلے امکان رجوع عیسےٰ علیہ السلام کو باطل ظن قرار دیتے تھے پھر امت محمدیہ میں نبیوں سے اشد مشابہت رکھنے والی ایک

جماعت کا وجود و قوعاً (نہ فرضاً) ثابت کرتے تھے جس میں ایک فرد حضرت مسیح موعود حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو قرار دیتے تھے۔ اب آپ کو چاہیئے کہ پہلے سلسلہ انبیاء کو جاری ثابت کرو۔ کہ خدا کی زمین پر نہ اپنے دماغ میں کیونکہ دماغ تو حق اور باطل دونوں خیال قائم کر سکتا ہے۔ اور بموجب قاعدہ استدلال کے صرف وہی خیال ٹھیک ہوگا۔ جس کی تصدیق بذریعہ مثال خارجی خدا کرے۔

پھر یہ بھی ثابت کرو کہ اگر نبی کریم نبوّت کے جاری کرنیوالے ہیں تو اس کا مطلب کیا ہے۔ کیونکہ ان کے پہلے نبوت بڑی شدت سے ہر ایک قوم میں جاری تھی۔ اور تمام قومیں اس نعمت سے مستفیض ہو رہی تھیں۔ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت مبارکہ سے اس قدر کو سوگنا یا ہزار گنا کر دیا ہے تو واقعات سے ثبوت دینا چاہیئے۔ اگر قدر اور بھی کم کر دی ہے تو جاری اور بند ہم معنے ہو جائیں گے۔

اس پر حافظ صاحب کے غصہ کی کوئی حد تھی۔ بار بار سو قسمیں کھاتے تھے۔ کہ میں ان کو ضرور نبی کہونگا۔ اس پر ایک بنی اسرائیل نے جو وہاں آگیا تھا کہا۔ کہ یہ (حافظ صاحب) کبھی بھی جواب نہیں دے سکیں گے بغرض حافظ صاحب نے یہ کہ کر کہ میں آپ سے بات نہیں کروں گا۔ آپ دہریوں کیطرح مباحثہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ بلکہ مسیح موعود کی طرح اگر ان کا دس ہزار کا اشتہار کچھ حقیقت رکھتا ہے تو میرا طریق فیصلہ بالکل درست ہے۔ اگر صرف لاف و گزاف تھی تو خیر۔ فقط۔

اس کے بعد حافظ صاحب سے میں نہیں ملا۔ کیونکہ میرا یہ کہنا۔ کہ حافظ صاحب کا موجودہ مذہب بالکل ان ہی اصولوں پر ہے۔ کہ جن پر تمام مذاہب باطلہ چل رہے ہیں۔ جن میں سب سے اوپر مادہ پرست اور سب سے اسفل بابی اور میاں صاحب کے مبایعین ہیں۔ یعنے اپنی بات کو خواہ وہ عقل کے صریحاً برخلاف ہو اور واقعات خارجی اس کے الٹ صریح گواہی دیتے ہوں مگر یہ لوگ تاویلات رکیکہ سے اپنی تسلی کر لیتے ہیں۔ ایسے کور مقلدین کو ہدایت کی صراط مستقیم دکھانا اگر ناممکن نہیں تو محال تو ضرور ہے۔

اگر حافظ صاحب کسی احمدی اور دہریہ کی یا احمدی اور عیسائی۔ یا بابی مذہب سے بحث ہوتی دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ سوائے اہل اسلام کے تمام جہان کے مذاہب کا طریق مناظرہ بالکل حافظ صاحب کی طرح سفیہانہ ہے۔ فرق صرف برائے نام ہے۔ کہیں مسیح علیہ السلام کی خدائی ثابت کرنے کے لئے انسانی دماغ اپنی اٹ سلٹ تاویلیں پیش کر رہا ہے۔ کہیں بتوں کی عجیب و غریب قوت پر دلائل کے دریا امنڈتے آ رہے ہیں۔ کہیں مادہ پرست ظالمانہ طور پر انبیاء علیہم السلام پر بدظنی کر رہے ہیں۔ کہیں بابی اور بہائی تنسیخ شریعت اور نبوت پر اپنی فصاحت اور بلاغت کا نچوڑ جو فسطائی اور بہت لمبی مگر مہمل تقریریں ظاہر کر کے اپنے آپ کو حقیقی مذہب کا پیرو ثابت کر رہے ہیں۔ ہاں اگر ان سب کا اتفاق ہے تو اس بات پر ہے کہ معقولات کو دین خدائی میں کیا دخل ہے؟ سبحٰنہ و تعالیٰ عما یشرکون۔

حلّ طلب معمّہ

از مولوی ظہیر الدین صاحب اروپی)

یہودیوں میں بہت سے عیوب بتائے جاتے ہیں۔ لیکن حق اور باطل کو گڈ مڈ کر دینا اور کلمات اللہ میں تحریف کرنا یہ وہ امور ہیں جو خصوصیت سے یہودیوں کیطرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ میں اپنے مخالفین کے لئے اسطرح کے فقرات استعمال کرنا...... کہ وہ یہود طبع ہو گئے ہیں ایک عادت کا رنگ اختیار کر رہا ہے۔ خصوصاً قادیانی پارٹی جس کو دوسرے لفظوں میں محمودی پارٹی سے بھی نامزد کیا جاتا ہے۔ اسکا لٹریچر پڑھنے سے تو یہی نکلتا ہے کہ آج کل وہ مولوی جو حضرت مسیح موعود کے مخالف ہیں بالکل یہودیانہ خصلت رکھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم احمدیوں کے اقوال و افعال بھی اسی طرح کے ہوں۔ جس طرح کے دیگر غیر احمدی علماء کے ہیں تو پھر ہمارا دوسروں کو یہودی قرار دینا در اصل خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت والا معاملہ ہوگا۔ ماہ اگست سنہ ۱۹۲۱ء کا رسالہ تشحیذ الاذہان آج میرے دیکھنے میں آیا۔ مباحثہ سرگودہا کے متعلق آئے دن جو چرچا ہوتا رہتا تھا کہ عنقریب وہ شائع ہوگا۔ اس رسالہ میں وہ مباحثہ شائع ہوا ہے۔ مباحثہ کرنے والے مولویین فاضلین ہیں۔ یعنے سیّد محمد اسحاق صاحب احمدی اور مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اہلحدیث۔ یہ مباحثہ سنہ ۱۹۱۶ء میں ہوا تھا۔ لیکن بعض مصلحتوں کو مدنظر رکھ کر چار پانچ سال تک اسکی اشاعت نہیں ہو سکی۔ سیّد محمد اسحاق صاحب چونکہ ایک ذہین شخص ہیں اور وہ میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کو کہ حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنے دعوے نبوّت میں تبدیلی کر لی تھی سرتاپا غلط قرار دیتے تھے اسلئے مباحثہ سرگودہا کی اشاعت کو قادیان والوں نے معرض التوا میں ڈالے رکھا یہ ایک موٹی بات ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایک جہاندیدہ آدمی ہیں اور اپنے مخالف کو نیچا دکھانے کے لئے ہر جائز و ناجائز طریقہ استعمال کرنا درست سمجھتے ہیں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ میاں محمود احمد صاحب تو یہ

مانتے ہیں - کہ ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء تک حضرت مسیح موعود فی الواقعہ اپنے آپ کو غیر نبی یقین کرتے تھے - صرف ۱۹۰۱ء کے بعد اُنہوں نے اپنے آپ کو نبی سمجھنا شروع کر دیا تھا - تب مولوی ثنار اللہ صاحب نے محض اسلئے کہ حضرت مسیح موعود پر اچھی طرح سے حملہ ہوسکے - یہ مڑھ جالی کہ " خود مرزا صاحب کے اقوال ۱۳۱۱ ہجری تک شاہد عادل ہیں - کہ

نبوّت ختم ہے اور مدعی نبوت کافر ہے "

مولوی ثنار اللہ صاحب یہ سمجھتے ہوں گے کہ سیّد محمد اسحاق صاحب بھی چونکہ قادیانی پارٹی کے ایک خاص رکن ہیں - اسلئے وہ توضرور میاں محمود احمد صاحب کے اِسبارہ میں ہم عقیدہ ہوں گے - لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ سیّد صاحب موصوف ایک لباس میں ان کو نظر آئے - جس نے مولوی ثنار اللہ صاحب کو حیران اور ششدر سا بنا دیا - چنانچہ سیّد صاحب موصوف نے مولوی ثنار اللہ صاحب کے مقابلہ پر یہ جواب تحریر کر دیا -

" مولوی صاحب (ثنار اللہ صاحب) کی یہ بات غلط ہے کہ میرزا صاحب مطلقاً دعوےٰ کفر سمجھتے تھے - میرزا صاحب کا یہ مذہب تھا اور ابتدائے دعوےٰ سے تھا -

کہ تشریعی نبی کا آنا ممنوع ہے اور ایسی نبوّت کا دعویٰ اسلام یا قرآن کے رُو سے جو شخص کرے کفر سمجھتے تھے - چنانچہ میں سامعین کے لئے حضرت میرزا صاحب کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں - جس سے سب حقیقت منکشف ہو جاوے گی -

حضرت میرزا صاحب اپنے رسالہ موسومہ بہ " ایک غلطی کا ازالہ " کے صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں -

" اور جس جس جگہ میں نے نبوّت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف اِن معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں "

اِس حوالہ نے حضرت میرزا صاحب کی تمام تحریریں حل کر دیں - اِس جگہ میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میری کتاب میں جس جگہ انکار ہے وہاں نفس نبوت سے اِنکار نہیں - بلکہ ایسی نبوت سے انکار ہے جس سے اِنسان صاحب شریعت کہلاتا ہے

جناب مولوی صاحب کا یہ دعوےٰ کہ میرزا صاحب ابتدا میں نبوت کے منکر تھے - خود حضرت میرزا صاحب کی عبارت سے رد ہو گیا -

ناظرین پیغام صلح اگر تھوڑی دیر کے لیے سید محمد اسحاق صاحب کے جواب پر غور فرما دیں گے تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سیّد صاحب موصوف نے جہاں مولوی ثنار اللہ صاحب کے دعوے کو رد کر کے ایک اتھاہ گڑھے میں ان کو گرایا ہے - وہاں مولوی ثنار اللہ صاحب کے ساتھ میاں محمود احمد صاحب کو بھی ایسا دھکیلا ہے کہ وہ بیچارے بھی اس گڑھے سے نکلنے کے اسی وقت قابل ہو سکیں گے - جب مولوی ثنار اللہ صاحب کو اپنے سے پہلے اس گڑھے سے نکال لیں گے - موجودہ حالت میں تو سیّد محمد اسحاق صاحب نے میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کے بارہ میں تمام ساز و سامان تیار کردہ کو دریا برد کر دیا - البتہ سیّد محمد اسحاق صاحب نے بھی ایک ایسا کام کیا ہے - جس کو یہودیوں کے ساتھ وہ مخصوص سمجھا کرتے ہیں - اور وہ ہے عمداً تحریف کرنا -

سیّد صاحب موصوف یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت مسیح موعود نبوّت کے مدعی تو ضرور تھے - اور صرف صاحب شریعت ہونے سے انکار کرتے تھے - حضرت مسیح موعود کا جو فقرہ پیش کرتے ہیں وہ نامکمل پیش کرتے ہیں - اور تحریف کرنے میں بڑے بڑے یہودیوں کے کان کترجاتے ہیں - کیونکہ جس فقرہ سے تشریع کی نفی انہیں نظر آئی وہ تو درج کر دیا اور اُسی طرح کا فقرہ جس سے نبوّت کی نفی انہیں نظر آتی تھی اُسکو عمداً درج نہ کیا - حالانکہ وہ فقرہ بھی ساتھ ہی موجود تھا - وہ فقرہ جو اشتہار ایک غلطی کے ازالہ میں درج ہے وہ در اصل یوں ہے

" جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف اِن معنوں سے انکار کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں - نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں "

سیّد محمد اسحاق صاحب آخری فقرہ اسلئے حذف کر جاتے ہیں کہ وہ انکی ہی بنائی عمارت کو گرا دیتا ہے بس **حل طلب معمّہ** یہ ہے کہ جو باتیں یہودیوں اور غیر احمدیوں میں پائی جاتی ہیں - اکثر احمدیوں میں بھی پائی جاتی ہیں - اِسکی وجہ کیا ہے ؟ والسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَنبیاء کی ہتک

بجواب عمر دین محمودی شملوی

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۳ رجولائی ۱۹۲۱ء

(از قلم حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ)

جو بات عمر دین محمودی شملوی کی نگاہ میں بناء اعتراض ہے وہ حضرت مسیح موعود میں بھی ہے } عمر دین محمودی شملوی نے اپنے باطل پیر کے اقرار

کی حمایت میں کہ "ہم میں نبی آیا اور ہزاروں نبی آئیں گے" یہ تو لکھا کہ "اس پر مولوی محمد علی صاحب کو فکر ہوا۔ کہ اگر نبی آتے رہے۔ تو اسلام تباہ ہو جائیگا۔ گویا نبی اسلام کو تباہ کیا کرتے ہیں۔ اور پھر اسپر بھی بس نہ کی۔ بلکہ جملہ انبیاء سابقین کی آمد کے وقت فاسقوں اور منافقوں کو اصل مومنوں سے الگ کیا جاتا رہا۔ اسکو بطور شاہد اسطرح پیش کیا کہ گویا نبی مسلمانوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرادیا کرتے تھے اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بنالیا کرتے تھے الخ

اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی یہ عبارت

"ذرا غور کرو۔ کہ اگر یہ عقیدہ میاں صاحب کا درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے۔ اور ہزاروں نبی آئیں گے۔ جیسا کہ انہوں نے بالصراحت انوار خلافت میں لکھ دیا ہے۔ تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہوں گے یا نہیں۔ اور اسلامی وحدت کہاں ہو گی۔ یہ بھی مان لو کہ وہ سارے نبی احمدی جماعت میں ہوں گے۔ تو پھر احمدی جماعت کے کتنے ٹکڑے ہوں گے آخر گذشتہ سنتوں سے تم ناواقف نہیں ہو۔ کہ کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اُسکے ساتھ اور ایک خلاف ہوتا ہے۔ وہ خدا جو محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کل دنیا کی قوموں کو ایک کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہے کیا اب وہ مسلمانوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ کہ ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں اور آپس میں کوئی تعلقات اخوت اسلامی کے نہ رہ گئے ہوں۔ یاد رکھو کہ اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے۔ تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آ سکتا کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں اور ہزارہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں۔ جن کے پجاری اپنی اپنی جگہ ایمان و نجات کے ٹھیکہ دار بنے ہوئے ہوں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر بے ایمان قرار دے رہے ہوں" (رد تکفیر اہل قبلہ صہ ۴۳)

نقل کر کے اس سے یہ نتیجہ تو اپنی بے وقوفی سے نکال لیا کہ یہ تمام عبارت صراحتاً تمام انبیاء کی ہتک کر رہی ہے۔ مگر آنکھ کھول کر نہ دیکھا کہ جو بنا ء اعتراض ہے وہ حضرت مسیح موعود میں بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"لیکن خدا تعالےٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس اُمت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہرگز روا نہیں رکھیگا کہ ایک رسول کو بھیجکر جسکے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ایک ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی الٹ دیوے" (ازالہ اوہام صہ ۵۸۶)

نہ معلوم یہ محمودی کس فطرت کے انسان ہیں۔ اِن کے نزدیک مسیح موعود بھی خوب سمجھ کے آدمی تھے جو یہ لکھ گئے۔ اور کسی عمر الدین جیسے گستاخ اور بد زبان نے حضرت مسیح موعود سے نہ پوچھا کہ حضرت آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ کیا نبی کا آنا اس امت کے لئے ذلت اور رسوائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور کسر شان کا موجب ہے اور کیا اُسکے یہ معنی نہیں کہ انبیاء اللہ اپنے سے پیشتر نبی کی ہتک اور کسر شان کیا کرتے ہیں۔ پھر اس پر حضرت امام زماں بس نہیں فرماتے بلکہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کے آنے سے اسلام کا تختہ ہی الٹ جاتا۔ جس کو بالفاظ عمر الدین یوں کہنا چاہیئے کہ گویا نبی اسلام کا تختہ ہی الٹایا کرتے ہیں اور اس کو تباہ کیا کرتے ہیں۔

پھر یہی نہیں کہ آپ ازالہ اوہام میں ہی یہ فرماتے ہیں۔ بلکہ مسلسل اسی مضمون کو اپنی کتابوں اور اشتہاروں اور تحریروں میں کئی بار دہرایا ہے مثلاً اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں آپ لکھتے ہیں کہ

(۱) لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخکنی ہو جاتی ہے (۲) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے (۳) اور آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے۔

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ صہ ۳"

پھر حقیقۃ الوحی میں آپ فرماتے ہیں۔

"کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا۔ کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لے گا" (حقیقۃ الوحی صہ ۲۹)

بتاؤ کیا حضرت مسیح موعود کی یہ تمام عبارتیں عمر دین محمودی کی نکتہ چینی کی رُو سے صراحتاً تمام انبیاء کی ہتک نہیں کر رہیں۔ اور کیا حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل نبی کا آنا اسلام کے لئے مصیبت کا دن ہے۔ عمر الدین شملوی کا بناء اعتراض کی رو سے یوں قابل اعتراض نہیں کہ اگر مستقل نبی کا آنا۔ اسلام کے لئے مصیبت کا دن ہے۔ تو یہ مصیبت بنی اسرائیل پر خدا نے کیوں نازل فرمائی۔ کیا

مستقل نبی کی آمد کو اسلام کے لئے مصیبت کا دن قرار دینے کے یہ معنی نہیں کہ مستقل نبیوں کی آمد ایک مصیبت تھی جسے خدا نے ختم نبوت کے ذریعہ دنیا سے دور کر دیا قل اعوذ برب الناس ۔ ملک الناس ۔ الٰہ الناس ۔ من شر الوسواس الخناس ۔ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس ۔ اور اگر مستقل نبی سے شریعت والا یا کتاب والا نبی مراد ہے تو کیا اُسکے یہ معنی نہیں کہ نعوذ باللہ نزول کتاب اللہ و شریعت اسلام کے لئے ایک مصیبت اور لعنت تھی ۔ جس کو خدا نے ختم شریعت اور ختم کتاب کے ذریعہ دنیا سے دُور کر دیا ۔

رب اعوذبک من ھمزات الشیاطین ۔ واعوذبک رب ان یحضرون

اب کوئی طاغوت عمر الدین شملوی سے پوچھے کہ کیا تو اپنی اس نکتہ چینی کے ماتحت حضرت مسیح موعود کو بھی ہتک انبیاء کرنے والا نہیں کہہ رہا اور کیا اب تو مسیح موعود کی نسبت بھی اپنا یہ خیال ظاہر نہیں کر رہا کہ انبیاء کی ہتک مسیح موعود کی قلم سے ہے ۔ ہم اُس ظالم طبع محمودی کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں ۔ ہمارے شکوے خدائے تعالےٰ کے سامنے ہیں اور ہمیں اہانت اور تکذیب کا کچھ رنج بھی نہیں کیونکہ جب محمودی اپنے باطل پیر کی حمایت میں در پردہ مسیح موعود کو بھی **نعوذ باللہ** کذاب اور ہتک انبیاء کرنیوالا ہی قرار دیتے ہیں تو اگر نائب سلطان القلم خلیفۃ المسیح صادق حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی شان بزرگ میں یہ ایسے بے ایمانی کے کلمے کہیں تو ان پر کیا افسوس کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ اور ان کا پیر میاں محمود احمد صاحب بروزباً وبہارا اللہ تو یہاں تک کہتا ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے متعلق یہ لکھ کر جھوٹ بولا کہ

"سمیت نبیًا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ"

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی صہ ۶۴)

یعنے ایسا لکھا جو سراسر جھوٹ تھا ۔ کیونکہ بقول میاں محمود احمد صاحب گدی نشین قادیان

"شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اُسکے معنے سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ۔ بلکہ حقیقی نبی تھے" (حقیقۃ النبوۃ صہ ۱۷۴)

مگر حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو مجازی نبی کہہ کر جھوٹ بولتے ہیں گویا دوسری شریعت اسلام تو حضرت صاحب کو حقیقی نبی (یعنے جس میں حقیقت نبوت پائی جائے اور جو فے الواقع اور در اصل اور نفس الامر میں نبی ہو) کہتی تھی ۔ مگر مسیح موعود نے اپنے آپ کو حقیقی نبی کی بجائے مجازی نبی کہا (یعنے جس میں حقیقت نبوت پائی نہ جائے اور جو الواقع اور در اصل اور نفس الامر میں

نبی نہ ہو) اور شریعت اسلام کا کچھ پاس نہ کیا ۔

اور اپنی وفات تک بار بار یہی لکھا کہ یہ لفظ نبی کا میرے حق میں بطور مجاز و استعارہ کے ہے ۔ پس اس شخص سے زیادہ کون کذاب ہو سکتا ہے جو شریعت اسلام کے معنے سے تو حقیقی نبی ہو اور مخلوق کے سامنے یہ جھوٹ بولے کہ میں اپنے کو حقیقی نبی نہیں کہتا ۔ بلکہ میرے الہام میں خدا بھی میری نسبت لفظ نبی مجازاً ہی بولتا ہے ۔ کیا اس سے بدتر کوئی اور جھوٹ ہوگا کہ وہ شخص ہو تو خدا کی اصطلاح سب انبیاء کی قرآن کی اصطلاح اور اسلام کی اصطلاح میں فے الواقع اور در اصل اور نفس الامر میں نبی اور بیان کرے اپنی ایسی نبوت کہ سایہ اور عکس کی طرح در حقیقت کوئی نبوت نہیں اور مجازی کے بھی یہ معنے کرے کہ در اصل اور فی الواقع اور نفس الامر میں کوئی نبوت نہیں ۔ بلکہ کوئی اور چیز ہے ۔ یونہی کسی جزوی مشابہت کی وجہ سے اس کو نبوت اور جس میں وہ ہے اُسکو نبی کہہ دیا ہے ۔ دیکھو یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے بتاؤ اس طور سے حضرت مسیح موعود بقول میاں محمود کے کذاب ٹھیرتے ہیں یا نہیں

الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی کھولو اور اُسکو آخر تک پڑھ جاؤ اور پھر کہو کہ میاں محمود احمد نے مسیح موعود کو کذاب قرار دیا ہے یا نہیں ؟

محمودی اصحاب کا ہرگز جواب نہیں دے سکتے کہ نبی ہوکر یہ مجازی کا لفظ نبی کے ساتھ مسیح موعود نے کیوں لگا دیا ۔ اگر شریعت لانے کا دعوے نہیں تھا ۔ تو کیا غیر تشریعی نبیوں کو مجازی نبی کہنا جائز ہے ۔ اور کیا حضرت عیسےٰ کو مجازی نبی کہہ کر انسان مسلمان رہ سکتا ہے ؟ مگر تم لوگوں پر ہم کیا افسوس کریں ۔ کیونکہ تمہارے نزدیک تو خدا بھی کاذب ہے جس نے قرآن مجید میں حضرت نبی کریم کا نام خاتم النبیین رکھ دیا ۔ اور اسی آیت کی تفسیر بتصریح فرما دی ۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ جس قدر بھی لوگ امت محمدیہ میں پیدا ہوئے یا تا قیامت پیدا ہوں گے ان سب کے مزکی اور معلم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے سوال یہ ہے کہ اگر ہزاروں نبی اور آجائیں گے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے مزکی اور معلم کیوں کر رہیں گے ۔ بلکہ بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کے مزکی اور معلم وہ رسول اور نبی ہوں گے ۔ جو ہزارہا کی تعداد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئیں گے ۔ اور یہ مسلمان اصلاح اور تزکیہ نفس کے لئے صرف ان نبیوں کے محتاج ہوں گے جو بعد میں آئیں گے ۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ان سے قبل کے نبی ہوں گے ۔ حالانکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ تا قیامت بنی آدم کا مزکی اور معلم حضرت نبی کریم کو ہی قرار دے رہا ہے

باقی آئندہ

تازہ خبریں

اخترعلی خان اور راجہ غلام قادر خان صاحب کا مقدمہ ۲۴ ستمبر کو ساڑھے ۱۲ بجے پیش ہوا - دونوں کے ہاتھ میں ہتھکڑی تھی - عدالت نے فہرست قابل اعتراض مضامین کے کچھ فقرے پڑھکر سناتے - ۱۲۴ اور ۱۵۳ الف کی رو سے فرد جرم لگایا

مسٹر ہیرسن کے ۱۵ روز رخصت جانے پر مسٹر اختر علی خان اور راجہ غلام قادر خان کا مقدمہ ۱۰ ستمبر تک ملتوی ہوگیا

مولانا ابو الکلام آزاد نے دہلی کے ایک جلسہ میں جمعیت العلماء کا ضبط شدہ فتویٰ پڑھ کر سنایا - آپ نے گورنمنٹ کو چیلنج دیا کہ اگر وہ چاہے تو مجھے گرفتار کرلے میں گرفتاری کی پرواہ نہیں کرتا -

پولیس نے خلافت کمیٹی الہ آباد کے دفتر کی تلاشی لی - لیکن کوئی ایسی چیز برآمد نہیں ہوئی - جو پولیس لیجاتی

مسلمانان اجمیر کے ایک جلسہ میں جمعیت العلماء دہلی اور مولانا عبد الرحیم کے صدارتی ایڈریس کی ضبطی پر اظہار ناراضگی کیا گیا - پاس کیا گیا کہ جمعیتہ العلماء ہند و مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی جہاں سے صدارتی ایڈریس ضبط کیا گیا ہے مناسب کارروائی کریں - احکام شریعت کی پیروی کرتے ہوئے بدامنی کی بالکل پروا نہ کریں - بدامنی کی ذمہ وار گورنمنٹ ہوگی

نوبی رکھ راولپنڈی میں ڈاکہ ڈالنے کے جرم میں ۵ فوجی ملزموں کو ۷ - ۷ سال قید سخت کی سزا دی گئی - ملزموں نے ڈاکہ ڈالتے وقت گولیاں بھی چلائیں تھیں - ایک آدمی کو وعدہ معافی دیا گیا جس نے یہ بھنڈا پھوڑ دیا -

ہوڑہ ریلوے سٹیشن پر دو چور انگریز بلا ٹکٹ سفر کرتے پکڑے گئے - دونوں اپنے تئیں ٹکٹ کلکٹر بتا کر لوگوں سے روپیہ وصول کرتے رہے گرفتاری پر دونوں نے ٹالی گنج میں موٹر کے ذریعہ ڈاکہ پڑنے میں اپنی شرکت تسلیم کرلی - پولیس باقی مفرور

ایک روپیہ کا دس سیر غلہ - علیگڈھ کا ایک تار مظہر ہے کہ رضاکاران خلافت حامیان تحریک خلافت کے نام اور پتے لکھ رہے ہیں - اور جو لوگ اپنا نام لکھوا رہے ہیں - انکے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے کہ انہیں دس سیر کے حساب سے غلہ دیا جائیگا -

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

(چندہ بتقریب عید الاضحیٰ)

۱ - شیخ عبد اللہ صاحب ... سیالکوٹ ۵ ر
۲ - مولوی عبد الرحمٰن صاحب ... میڈیکل برانچ ۶
۳ - حضرت ... مولوی محمد علی صاحب ۵ ر
۴ - ماسٹر نور محمد صاحب ... ڈی - جی - آئی - ایم - ایس - ۸ ر
۵ - بابو عبد الرزاق صاحب دفتر " " " عہ ر
۶ - شیخ تاج الدین صاحب کلرک " ڈ کراس سوسائٹی عہ ر
۷ - شیخ عبد الحق صاحب آڈٹ آف ... اکونٹس ملٹری ورکس عہ ر
۸ - مخدوم محمد اشرف صاحب ... میڈیکل برانچ عہ ر
۹ - شیخ محمد لطیف صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ نمبر ۹ عہ ر
۱۰ - شیخ عبد العزیز صاحب کسمپٹی - چھوٹا شملہ) عہ ر
۱۱ - شیخ عبد المجید صاحب " عہ ر
۱۲ - بابو امیر علی صاحب کلرس ڈیپارٹمنٹ ۸ ر
۱۳ - منشی عبد القادر صاحب کاتب - کسمپٹی (شملہ) عہ ر
۱۴ - بابو منظور الحق صاحب - فارسٹر شملہ - عہ ر
۱۵ - مولوی عبد الوہاب صاحب مبلغ احمدیہ اشاعت الاسلام عہ ر
۱۶ - شیخ نصیر الحق صاحب - کسمپٹی (شملہ) عہ ر
۱۷ - شیخ اسلام الدین صاحب - ریڈر - گورنمنٹ سنٹرل پریس عہ ر
۱۸ - منشی عبد اللطیف صاحب - کمپازیٹر " " " عہ ر
۱۹ - شیخ امیر الدین صاحب - رخصتی چھوٹا شملہ) عہ ر
۲۰ - شیخ الہ دین صاحب کمپازیٹر - گورنمنٹ پریس عہ ر
۲۱ - برادر علی محمد صاحب - ملازم حضرت امیر قوم عہ ر
۲۲ - صوفی شمس دین صاحب کمپازیٹر - گورنمنٹ پریس ۸ ر
۲۳ - منشی عبد العزیز خان صاحب ۴ ر
۲۴ - شیخ جلال دین طالب علم مشن سکول لاہور ۳ ر
۲۵ - شیخ نور دین صاحب طالب علم میفیلڈ سکول شملہ ۳ ر
قیمت کھال ہائے بکرا ۱۴ ر
میزان کل Rs 33-12-0

چندہ عید فنڈ احمد آباد چک ۲۷ اوکاڑہ ضلع منٹگمری

(۱) چوہدری غلام حسین صاحب سپرنڈنٹ چک ۲۷ ۱۲ ر
(۲) سید عالم شاہ مدرس چک ۲۷ عہ ر
(۳) وزیرا نمبردار عہ ر (۴) نور الٰہی عہ ر
(۵) غلام علی پارلی عہ ر (۶) گوہر اکھیوار عہ ر
(۷) بوٹا پکھیوارہ عہ ر (۸) چراغدین " عہ ر
(۹) شیرا کمہار عہ ر (۱۰) ہیرا پارلی عہ ر
(۱۱) نواب علی پارلی عہ ر (۱۲) تاجدین ترکھان عہ ر
(۱۳) بھاگا پارلی عہ ر
(۱۴) کھالوں کے روپیہ ۸ ر
میزان الکل ۱۶ روپیہ ۴ آنہ

مدینۃ المسیح لاہور۔ چہارشنبہ مورخہ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۰ھ ہجری المقدس مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

ووکنگ میں عید الضحےٰ کی تقریب بہت پر رونق تھی سیٹھ چھوٹانی صاحبزادہ آفتاب احمد خان۔ مسٹر عارف وفد افغانستان۔ اوران کا رئیس ولی محمد خان۔ فلسطین کا وفد اور اسکا رئیس شامل تھے۔ انگریز نومسلم خواتین کی علیحدہ صف پیچھے تھی مفصل حالات آئندہ درج اخبار ہوں گے

اخبار ڈیلی مرر لندن میں ایک تصویر بارہ نمازیوں کی ڈیڑھ صف اور ایک امام کی چھپی ہے۔ جن میں انگریز نومسلم مرد یا عورت ایک نہیں۔ جس کے نیچے یہ لفظ ہیں

”نمازی جو سوتھ فیلڈ میں مسجد کے باغ میں عید میں شامل تھے“

والفاظ اُسے قادیانی مبلغین کے نماز عید پر چسپاں کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ مگر یہ باور کرنا مشکل ہے اسلئے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ قریب دو کے انگریز نومسلم جو ولیسرائے کے تازہ ایڈریس میں ایک سو سے کچھ اوپر تھے۔ تقریب عید پر وہ سب کے سب یکایک کے غیر حاضر ہوگئے ہوں۔

کے پندرہ ہزار احمدی بھی اس نقصان عظیم کی تلافی نہیں کر سکے۔
امید ہے کہ مدیر الفضل شمع خلافت سے کچھ اقتباس کر کے اس پر روشنی ڈالیں گے۔

مسلم زائرین انگلستان کی مسجد میں

صوبہ سرے کے ایک مرغزار پر ایک عجیب و غریب تیوہار

رو بکہ

زیر عنوانات بالا انگلستان کا ایک بلند پایہ اخبار ڈیلی کرانیکل اپنی پندرہ اگست کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

جزائر برطانیہ کی واحد معبد اسلام میں جو شہر ووکنگ کے کنارے واقع ہے ایک خوبصورت مرغزار پر آج مختلف اقوام کے لوگوں نے عجیب و غریب لباس پہنے ہوئے ایک تیوہار منایا۔ جو مغربی آنکھوں کے لئے انوکھا تھا۔

برطانیہ کے ہر ایک حصے سے مسلمان عید الضحےٰ کا تیوہار منانے کیلئے آئے تھے۔ اس تیوہار کا مقصد اس واقعہ کی یاد کو برقرار رکھنا ہے۔ جبکہ حضرت اسمٰعیل کی جگہ ایک مینڈھے کی قربانی بطور فدیہ دی گئی۔ اور اس طرح انسانی قربانی کی جگہ حیوانی قربانی نے لے لی۔

اَلصَّلٰوۃُ۔ اَلصَّلٰوۃُ۔ یعنے (نماز کے لئے آؤ۔ نماز کے لئے آؤ)
مؤذن نے ملائم دلکش لہجہ میں اذان دی۔ مؤذن قد لمبے والا۔ چہرہ پر پر تقدس ریش ایک عمامہ زیب سر کئے ہوئے ایک قالین پر کھڑا تھا۔ جو درختوں کی جھنڈ کے نیچے گھاس پر بچھی تھی۔ اور ایمان والوں کو عبادت الٰہی کی طرف بلاتا تھا۔

نو مسلمہ انگریز عورتیں

پرستاران خدائے اسلام سرو قد کھڑے ہوئے بوٹ اوتار کر لمبی قطاروں میں قالین پر صف آرائے ہوئے۔ جانب مشرق مکہ کی طرف منہ کئے ہوئے وہ ہمہ تن توجہ تھے۔ پچھلی صف میں انگریز عورتیں تھیں جنہوں نے دین اسلام قبول کیا۔ سید مصطفےٰ نام امام مسجد جو ایک دراز قد گندم رنگ ہندوستانی ہیں مجمع کے آگے بڑھے۔ فراک کوٹ اور سیاہ ترکی ٹوپی میں ملبس تھے۔ اسکی آواز پر سب کے سب نمازیں جھکتے تھے۔

نماز پڑھنے والے اپنے کانوں اور آنکھوں کو چھوتے تھے۔ جس کا منشا یہ ظاہر کرنا تھا کہ انہوں نے اپنے تمام حواس غیر اللہ کی طرف بالکل بند کر دیئے اور ایک اور اشارہ پر ہر ایک ترکی ٹوپی ہر ایک پگڑی اور ہر ایک عورتوں کی ہر ایک ٹوپی پیچھے لٹکتی ہوئی نہایت گرمجوشی کے ساتھ مکہ کیطرف زمین بوس ہوئی۔ اسکے بعد امام نے خطبہ دیا۔ جس میں اللہ کی عظمت بیان کی۔ اسلام کے اصولوں کی تشریح کی۔ اور اس تیوہار کا اصل مفہوم بتلایا۔

نصف گھنٹہ سے کم وقت میں تیوہار ختم ہوا۔ اور زائرین خوشیاں منانے لگے ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے کے بعد چاول اور سالن کی دعوت کا لطف اٹھایا۔

مختلف الاقوام لوگ

اس موقع پر روئے زمین کے تقریباً ہر ایک قوم کا نمائندہ موجود تھا۔ ترک انگریزی اور دیسی لباس کے گوناگون لباسوں میں ملبس تھے مصری رنگ برنگ خوبصورت کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ عرب اور افغان بھی تھے۔ جو سیاہی مائل رنگ کے پست قد تاڑنے والی آنکھیں اور مقدس ڈاڑھیاں رکھتے تھے۔

ہندوستان کا ایک تاجر شہزادہ لمبا چوغہ زیب تن کئے ہوئے وفد سیریا کے ممبروں سے گراونڈ پر گفتگو کرتا پھرتا تھا۔ چند ایک تنومند حبشی۔ امریکن۔ فرانسیسی جزیرہ نمائے ملائے کے باشندے اور بلوچ بھی تھے۔ اور کرۂ ارض کے ہر ایک حصہ سے کوئی نہ کوئی موجود تھا۔

ایک دو دیسی عورتیں بھی تھیں اور بعض انگریز عورتیں مشرقی لباس میں تھیں۔ بعض یورپین فیشن کا فراک کوٹ پہنے ہوئے تھے جنپر مشرقی مذاق کے مطابق زرق برق کام بنا تھا۔ جنرل محمد ولی خان رئیس وفد افغانیہ بمعہ ممبران وفد۔ ترک افسر اعلےٰ۔ ایرانی کونسل جنرل اور لارڈ ہیڈلے پریذیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن برطانیہ بھی اس تیوہار میں شامل ہوئے۔

میر مدثر شاہ صاحب سامانہ

میر مدثر شاہ صاحب سامانہ (ریاست پٹیالہ) سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ "عین جلسہ میں محمودیوں کو اللہ تعالےٰ نے شکست فاش دی ہے۔ تمام سامانہ میں ایک آواز گونج رہی ہے کہ محمودی ناکام رہے۔ ہندو مسلمان سکھ سب متفقہ طور سے خود یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کل میرا وعظ تھا۔ محمودی باوجود طلب کرنیکے شریک نہیں ہوئے۔ وعظ میں مجسٹریٹ مقامی اور وکلاء اور ڈاکٹر وغیرہ ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے۔ محمودیوں میں بھی ایک شور برپا ہو گیا۔ خود چند محمودیوں نے بیان کیا کہ مبلغین کے ساتھ دیر تک ہم لوگ بحث کرتے رہے کہ انکے سوالات کا آپ جواب دیں اور ہمکو سمجھائیں مفصل روئیداد آئندہ انشاءاللہ تعالےٰ (مدثر شاہ سامانہ۔ ۱۰ر ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء)

درخواست دُعا

مولوی محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی کا فرزند فضل الرحمان بعارضہ اسہال الدم بیمار ہے احباب دعا فرماویں کہ عزیز مذکور کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۹ | مورخہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۴۲ ہجری | نمبر ۱۱

مسائل حاضرہ پر چند اعتراضات کے جواب

(از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)

میری ایک چٹھی اخبار پیغام صلح میں مسائل حاضرہ کے عنوان سے چھپی تھی جس پر دو قسم کے اعتراضات میرے پاس آئے ہیں۔ ان کا جواب سب احباب کی اطلاع کے لئے شائع کرنا مناسب ہے۔ گو ان میں سے اکثر باتوں کا جواب رسالہ "خلافت اسلامیہ" میں اور بعد کی تحریروں میں ہو چکا ہے۔ مگر چونکہ قوم کی بدقسمتی سے مسلمانوں میں غور اور فکر کی عادت بہت کم ہے اور افراط و تفریط کی راہیں آسان نظر آتی ہیں اسلئے مجھے کہا جاتا ہے کہ یا تو یہ لکھدو کہ خلافت مذہبی مسئلہ ہی نہیں ورنہ اشاعت اسلام کے کام کو چھوڑ کر پہلے بادشاہت کے حصول کی فکر کرو۔ اور رہا تما گاندھی کی اتباع کرو۔

خلافت مذہبی مسئلہ ہے

پہلا سوال یہ ہے کہ خلافت اسلامیہ ایک مذہبی مسئلہ ہے یا نہیں۔ اس سوال کے کرنیوالے نے اپنے خیالات کو بالفاظ ذیل ظاہر کیا ہے۔

"میرے اپنے خیال میں مذہبی مسئلہ تو اسلئے نہیں ہو سکتا کہ سلطان روم وہ خلیفہ تو نہیں۔ جو اصلاح دین کے لئے آیا کرتا ہے ...... اور نہ ہی وہ سیاسی طور پر جسمانی خلیفہ ہیں۔ کیونکہ اُسکے صادر کردہ احکام ہمارے لئے واجب التعمیل نہیں"

اگر یہ سوال کرنیسے پہلے میرے رسالہ "خلافت اسلامیہ" کو پڑھ لیا ہوتا تو یہ سوال پیدا نہ ہوتا میں نے اس رسالہ میں قرآن اور حدیث سے اس مسئلہ کا مذہبی مسئلہ ہونا ثابت کیا ہے۔ مگر نہ اس وجہ پر کہ میں سلطان روم کو مجدد یا مامور من اللہ مانتا ہوں نہ ہی سلطان روم کو یہ دعویٰ ہے اور نہ ہی اس بنا پر کہ میں سلطان روم کو ہندوستان کا بادشاہ مانتا ہوں اسلئے کہ یہ بھی اسے دعویٰ نہیں۔ ہمارے مذہبی مسایل وہ ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوں۔ میں نے اپنے رسالہ میں یہ دکھایا تھا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے سیادت روحانی کے ساتھ جسمانی طور پر بھی بادشاہت عطا فرمائی تھی۔ اور وہ جسمانی بادشاہت ملک عرب کی تھی جس میں اسلام کے وہ مقامات مقدسہ واقع ہیں۔ جو دونوں حرم کے نام سے موسوم ہیں۔ یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ۔ پس آپ کی جانشینی جسے دوسرے لفظوں میں ہم خلافت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ دونوں رنگ کی ہے یعنی روحانی بھی اور جسمانی بھی اور جسمانی خلافت گو خلفائے راشدین کے ماتحت دنیا کے اندر ایک بڑے حصہ پر پھیل گئی۔ مگر اُسکا مرکز اصلی وہی مقامات مقدسہ اور ملک عرب ہیں۔ قرآن مجید کی آیت لیستخلفنھم فی الارض میں دونوں وعدے شامل ہیں یعنی روحانی اور جسمانی خلافت قرآن مجید کے صریح الفاظ اور احادیث کو جواب دینے کے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت جسمانی سے انکار نہیں ہو سکتا۔ میاں محمود احمد صاحب نے بھی جنہیں بالمقابل خلافت کا دعویٰ ہے۔ آج تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خلافت جسمانی کی تردید نہ کی اور نہ بتایا کہ لیستخلفنھم کے وعدے سے خلافت جسمانی کیونکر خارج ہے؟ ہمارا مذہب زید و بکر کا قول نہیں۔ قرآن و حدیث ہے جس چیز کی قرآن و حدیث میں صراحت موجود ہو اُس کا انکار کرنا مسلمان کا کام نہیں بس میں قرآن و حدیث کی بنیاد پر خلافت کو مذہبی مسئلہ سمجھتا ہوں اور یہی میرا مسلک ابتدا سے ہے۔ چنانچہ خلافت کا مسئلہ چھڑنے سے مدت پیشتر قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ میں اس رکوع کا جس میں استخلاف کا ذکر ہے خلاصہ ہی میں نے "حکومت اسلامی کا قیام" دیا ہے۔ اور اس آیت کے نیچے نوٹ میں صاف بتایا ہے کہ اسکے اندر جسمانی اور روحانی خلافت کے وعدے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ خلافت جسمانی ہمیشہ کے لئے قایم کی گئی ہے اور اسپر یہ دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے کہ

خلافت کا کیا کام ہے

خلافت روحانی کا کام دین پاک کو ہر قسم کے باطل کی آمیزش سے پاک رکھنا ہے اسی کا دوسرا نام تجدید دین ہے۔ جب اندرونی طور پر مذہب میں فساد پیدا ہو یا بیرونی طور پر مذہب اسلام پر کوئی خطرناک حملہ ہو تو اُسکا دفعیہ خلافت روحانی سے ہوگا۔ یعنے محدثین اور مجددین یا ائمہ دین کے ذریعہ سے اور خلافت جسمانی چونکہ بادشاہت اور حکومت کا نام ہے اور وہ بادشاہت اور حکومت قلب اسلام یعنے مکہ اور مدینہ اور عرب پر ہے۔ اسلئے اُس کا کام بھی دین اسلام کی تمکین اور مضبوطی اور دشمنان اسلام کے حملوں سے ان مقامات مقدسہ کو بچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تعلیم اسلام کی عظمت کا یہ ظاہری نشان رکھا ہے کہ اسکے مقامات مقدسہ کبھی اپنے

دشمنوں کے قبضہ میں نہ جائیں گے۔ اور مکہ معظمہ کو تو یہ عزت جب سے دنیا کی تاریخ چلتی ہے اسوقت سے ہے کہ یہ کبھی اپنے دشمنوں کے قبضہ میں نہیں گیا۔ دنیا میں اور کسی مذہبی جائے عبادت کو یہ فخر حاصل نہیں ہوا کہ وہ کبھی اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں نہ گئی ہو صرف ایک مکہ کو یہ عزت حاصل رہی ہے۔ یہاں تک کہ جب اسلام سے پیشتر ایک عیسائی بادشاہ نے خانہ کعبہ کو برباد کرنے کی نیت سے مکہ معظمہ پر حملہ کیا اور اس وقت اس کے محافظ اس بادشاہ کی افواج کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تو اللہ تعالےٰ نے کوئی سبب سماوی ایسا پیدا کر دیا کہ دشمن کامیاب نہ ہوسکا اور تباہ ہو گیا۔ جب اللہ تعالےٰ نے مکہ کو تمام لوگوں کا مرجع بنایا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی وعدہ دیا کہ یہ مقام امن رہیگا واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس و امنا "پس اسی وعدہ دوامی کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وعدہ دیا کہ یہ مقام ہمیشہ مسلمانوں کے پاس رہیگا۔ اسی لئے مسلمانوں کو یہ حکم بھی دیا کہ جزیرہ عرب کو کفار کے دستبرد سے بچائیں اور ان کو اس پاک سرزمین میں نہ آنے دیں تاکہ وہ اپنے ناپاک منصوبوں سے اس ابدی امن کے مقام میں فساد پیدا نہ کریں۔ اسی غرض کے لئے خلافت اسلامیہ کا قیام ضروری ہوا یہ مطلب نہیں کہ دین اسلام بادشاہت کے بغیر ناقص ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ بادشاہت کے ساتھ تمکین دین ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید نے فرمایا و لیمکنن لہم دینھم الذی ارتضی لہم یعنے تاہم خلافت کے ذریعہ سے دین اسلام کی تمکین کریں اور اُسے مضبوط کریں۔ اسی سلسلہ میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ اس ملکی

خلافت کا حقدار کون ہے

اس کا جواب بھی رسالہ "خلافت اسلامیہ" میں موجود ہے کہا جاتا ہے کہ اگر آج عرب اُسکے مالک ہو جاتے ہیں تو اسپر مسلمان کیوں روتے ہیں۔ یہ میں لکھ چکا ہوں کہ اگر عرب اپنی طاقت سے ترکوں کو نکالکر خلافت کے مالک ہو جاتے تو بلاشبہ ترک حقدار خلافت نہ ہوتے لیکن یہ سب کچھ عیسائی طاقتوں کی تجاویز ہیں کہ وہ مسلمانوں کی ملکی طاقت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کمزور کرنا چاہتی ہیں اور مرکز اسلام کو ایک شخص کے ہاتھ میں دیا ہے جس کی حکومت اور بادشاہت برائے نام ہے اور اس کی حیثیت بعض ہمارے ملک کے نوابوں سے بھی کم ہے گو وہ برائے نام آزاد ہے یہ کہنا کہ اگر مکہ معظمہ پر عربوں کا تسلط ہوا تو کیا اور ترکوں کا ہوا تو کیا وافعات کی طرف سے آنکھیں بند کرنا ہے اسلام کو اس سخت کمزوری کی حالت پر پہونچا ہوا دیکھ کر مطمئن ہو جانا اور اسی حالت پر راضی ہو جانا ایمان اور غیرت اسلامی کے خلاف ہے۔ یہ محض اسلامی ہمدردی کا سوال نہیں۔ اگر دوسری سلطنتیں بمنزلہ اعضاء کے ہیں تو خلافت بمنزلہ قلب کے ہے اور اعضا اور قلب کی کمزوری میں جس قدر فرق ہے اسیقدر فرق بخارا افغانستان ایران بہا ایک طرف سلطنت ٹرکی میں دوسری طرف ہے۔ یہ آواز مسلمانوں میں سب سے پہلے میاں محمود احمد صاحب نے اٹھائی تھی۔ کہ حجاز کو ترکوں کے ماتحت نہیں رکھنا چاہیئے اور عربوں کو آزاد کرنا چاہیئے۔ یہ اگر خوشامدانہ الفاظ نہ تھے تو عدم تدبر کا نتیجہ ضرور تھے اور اسلئے آج انہیں خود یہ تجویز۔ پیش کرنی پڑی کہ حجاز پر ترکی سیادت قائم ہو یہ ایک ہی بات ان کے میموریل میں ایسی تھی جو انکی بیان کردہ کسی قدر کفارہ کا کام دے سکتی تھی۔ مگر اسی کا جواب نہ دیا اور اپنی خاموشی سے یہ بتادیا کہ حکومت کی پالیسی مسلمانوں کے احساسات مذہبی کو کیا وزن دیتی ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر ترکوں کے ہاتھ بھی آج پھر حجاز کی سیادت آجائے تو یہ بھی مانگی ہوئی خلافت ہوگی۔ یہ بھی صحیح نہیں اسلئے کہ جو لوگ ترکوں کی حمایت میں آواز اٹھاتے ہیں وہ یہ سمجھ کر اُٹھاتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں کوئی قوم اسوقت اسبات کی اہل ہے کہ دشمنوں کے مقابل پر مقامات مقدسہ کی حفاظت کر سکے تو وہ صرف ترکی قوم ہے اور خلافت ملکی اُسی قوم کا حق ہے جو ملکی طاقت رکھتی ہو۔ شاہ حجاز کو چند ہزار پونڈ سے خریدا جا سکتا ہے یا چند سو سپاہی ہیں اُسکا وہی حشر ہو سکتا ہے جو امیر فیصل کا سیریا میں فرانسیسیوں کے ہاتھوں ہوا تھا۔ مگر ترکی قوم باوجود اپنی اس کمزوری کے جس تک وہ پہونچ چکی ہے اب بھی ایک قوت رکھتی ہے جس کے ساتھ کوئی سلطنت جنگ کرنیکے لئے گھر میں سوچ کر باہر نکلے گی آج بھی مصطفےٰ کمال اپنی ساری بے سروسامانی کے باوجود ایک طاقت ہے جس کے ساتھ بڑی بڑی سلطنتیں معاہدات کرنے کے لئے پیشقدمی کرتی ہیں۔ مگر بیچارے شاہ حجاز کو کون پوچھتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اگر ٹرکی میں کچھ طاقت تھی تو اس جنگ میں کیوں یہ مقامات اسکے ہاتھ سے نکل گئے تو یہ مسلمانوں اور خود عربوں کی ہی غداری کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے چند پیسوں کیلئے ایمان بیچ دیا اور اسلام کی قوت کو مخالفین کے مقابل پر خود پاش پاش کروایا اس بحث پر یہ سوال ہوتا ہے کہ پھر

حصول خلافت کیلئے جد و جہد

پر سارا زور کیوں صرف نہ کیا جائے اور اشاعت اسلام کے کام کے ساتھ ساتھ یا اس کام کو چھوڑ کر کیوں احمدی حصول خلافت کی کوشش میں نہ لگ جائیں اور یہ وہ سوال ہے جو دونوں خیال کے لوگوں کیطرف سے ہوا ہے جب سے مینے مسئلہ خلافت کے متعلق کچھ کہا یا لکھا ہے اُسیوقت سے اور اسکے ساتھ ساتھ ہی یہ بھی کہتا چلا آیا ہوں کہ ہمنے جو کام اشاعت اسلام کا اختیار کیا ہے اُسے ہم کسیطرح کمزور نہیں کر سکتے اور نہ چھوڑ سکتے ہیں۔ آیا یہ دونوں باتیں ایک دوسرے

کے منافی نہیں - [illegible] ایک طرف یہ کہنا کہ "قلب اسلام پر حملہ ہے" اور دوسری طرف یہ کہنا کہ ہم اپنے کام کو چھوڑ کر دوسری طرف توجہ نہیں کریں گے - کیا اسکا یہ مطلب نہیں کہ قلب اسلام پر [illegible] ہوتا ہو تو ہو - وہ کمزور ہوتا ہو تو ہو - ہمیں اسکی کچھ پرواہ نہیں [illegible] اعتراض بارہا ہوا ہے اور میں پھر کہوں گا کہ بدقسمتی سے ہی عدم تدبر کا نتیجہ یہ اعتراض ہے جس میں آج ہماری مسلمان قوم عام طور پر مبتلا ہے - جوش کے [illegible] تدبر اور تفکر کا حکم تھا وہ آج قوم کی زندگی اور موت کے سوال [illegible] تدبر سے کام نہیں لیتے اور آنکھیں بند کرکے ایک یا دوسری طرف کو دوڑنا چاہتے ہیں - حصول خلافت کی جد وجہد کے کونسے پہلو ہیں جنمیں اپنی جماعت کو [illegible] شمولیت سے روکتا ہوں - تاکہ اشاعت اسلام کے کام کو جو ایک چھوٹی سی جماعت کر رہی ہے نقصان نہ پہونچے - اب تک جو کچھ کوشش ہوئی [illegible] کا خلاصہ ذیل کی دو باتوں میں آسکتا ہے -

اول گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ برطانیہ کی اطلاع میں اس امر کا لانا کہ خلافت مسلمانوں کا ایک مذہبی مسئلہ ہے اس میموریل میں ہم بھی شامل تھے -

دوم - جب ہمیں اس میں کوئی کامیابی نہ ہوئی تو دوسرا ذریعہ اسی مقصد کو حاصل کرنے کا مہاتما گاندھی کی لیڈری میں یہ خیال کیا گیا کہ ہمیں اول سوراج کے حاصل کرنے کے لئے پورا زور صرف کرنا چاہئے - جب ہمیں سوراج ملجائیگا تو کھوئی ہوئی خلافت بھی دوبارہ آجائے گی - اور اب جسقدر کوشش ہے وہ حصول خلافت کے لئے نہیں بلکہ حصول سوراج کیلئے ہے اور یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ اس سے خلافت بھی حاصل ہو جائے گی - یہی وہ مسئلہ خلافت کا سیاسی پہلو ہے - جس کی طرف جھکنے سے میں نے اپنے احباب کو روکا ہے اور اسکی میرے پاس وجوہ ہیں جو ذیل میں سب سے پہلے یہ سوال ہمارے سامنے آتا ہے کہ

کیا ہند میں سوراج مسئلہ خلافت کو حل کریگا

افغانستان میں اسوقت مسلمانوں کی حکومت ہے - ایران میں بھی مسلمانوں کی حکومت ہے اور بھی بعض ممالک ہیں مسلمانوں کو کم و بیش سوراج حاصل ہے - اگر یہ سب سوراج مسئلہ خلافت کو حل نہیں کر سکے تو ہندوستان میں سوراج کس طرح مسئلہ خلافت کو حل کردیگا - اور سب سے بڑھکر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ٹرکی جیسی طاقت ور اسلامی حکومت خلافت کو قائم نہ رکھ سکی تو ہندوستان میں سوراج مسئلہ خلافت کس طرح حل کردیگا - کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کی فوجوں کے جانے سے ہی خلافت کو نقصان پہونچا ہے - جب ہندوستان میں سوراج ہوگا تو یہ فوجیں باہر نہ جائیں گی - اسبات کو ایک حد تک میں درست مان کر میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا عرب کی غداری سے کم نقصان خلافت کو پہونچا ہے - اگر ہندوستان کی فوجیں سارا زور لگاتیں مگر عرب خلافت کے خلاف بغاوت نہ کر دیتے تو یقیناً سلطنت ٹرکی اس حالت کو کبھی نہ پہونچتی - اور اگر کچھ طاقت اس کی کمزور ہو بھی جاتی تاہم اسکی سیادت عرب پر قایم رہتی - اگر ادنے تدبر سے بھی کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ خلافت کے اہم سوال کو جس قدر عربوں اور ترکوں کے تعلقات آسانی سے حل کر سکتے ہیں اور کوئی چیز نہیں کر سکتی - اور ہندوستان کے سوراج پر مسئلہ خلافت کا اعتبار رکھنا ایک موہوم امید پر اپنی عمارت کی بنیاد رکھنا ہے - جب اسلامی ممالک میں آزاد حکومت ہی وہ تو کچھ مسئلہ خلافت کے حل کرنے میں مدد نہ دے سکے - ہندوستان کے مسلمان جو سوراج کے بعد نہ صرف تعداد کے لحاظ سے مغلوب فریق کی حیثیت رکھتے ہوں گے بلکہ مال و دولت اور علم کے لحاظ سے اور بھی زیادہ مغلوب ہوں گے اور ایثار اور قربانی کے لحاظ سے جو حکومت کے اصل جوہر ہیں بہت ہی پیچھے ہوں گے - وہ مسئلہ خلافت میں اسیقدر معاون ہو سکیں گے جسقدر آج وہ برٹش امپائر میں ایک مغلوب فریق کی حیثیت میں ہیں - ان سے کام لیا جاتا ہے - مگر ان کی آواز کی بعد میں چنداں پرواہ نہیں رہتی - سوراج کے بعد ان کی ہندوستان میں یہی حالت ہوگی یعنے ان سے کام لے لیا جائیگا - مگر ان کے فوائد کے وقت وہ ایک مغلوب فریق ہوں گے - اور ان سے وہی سلوک ہوگا جو مغلوب فریق سے ہوا ہے کرتا ہے جو قوم اپنی مشکلات کا حل دوسری قوموں کے سہارے کو سمجھتی ہے وہ جسطرح آج ان مشکلات کے حل ہونے میں ناکام ہے - اسیطرح کل کو بھی ہوگی - سارا انحصار دوسروں کی طاقت پر رکھنا اور اپنی کمزوری کا علاج نہ کرنا وہ غلط راہ ہے جس پر قوموں نے ہمیشہ ٹھوکر کھائی ہے اور ہمیشہ کھاتی رہیں گی - پس ہندوستان میں سوراج محض ایک سیاسی مسئلہ رہ جاتا ہے - جس کو مسئلہ خلافت کے حل سے چنداں تعلق نہیں - ہاں بجائے خود حصول سوراج ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے لئے کوشش کرنا قومی بہتری اور بہبودی سے تعلق رکھتا ہے - لیکن اسی جگہ آکر ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم اپنے اصل کام اشاعت اسلام کو حصول سوراج کے لئے جو ایک سیاسی مسئلہ ہے نہ چھوڑ سکتے نہ کمزور کر سکتے ہیں -

دوسرے ذرائع

جنہیں مسئلہ خلافت کے حل کرنے میں معاون سمجھا جا سکتا ہے ان پر بھی ایک نظر ڈال لینا مفید ہوگا - عدم تعاون یا ترک موالات کی تحریک نے اسبات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمان ہتھیار اٹھانے کے خیالات کو ترک کر چکے ہیں اسلئے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں - اور محکوم ہو کر حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھانا یوں بھی قرآن کریم اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے اور ویسے بھی جو شخص کچھ غور و فکر سے کام لیگا وہ دیکھ سکتا ہے کہ کسی شخص کا مسلمانوں کو یہ مشورہ

دینا ان کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے کی تعلیم دینا ہے۔ جس چیز کا سامان ہی بہتیر اور واقعات عالم نے جس سامان سے یہاں مسلمانوں کو محروم کردیا ہے۔ اُن کا نام لینا قومی گناہ بھی ہے۔ کیونکہ اسکا نتیجہ سوائے قوم کی بربادی کے کچھ نہیں۔ ہاں ایک ہی صورت شرعاً تھی کہ یہاں سے ہجرت کی جائے اور اس حکومت کے جوئے کو گلے سے اوتار کر پھر آزادی سے کام کیا جاوے۔ وہی صورت سامان کے میسّر آنیکی بھی تھی۔ مگر سال گذشتہ کا تلخ تجربہ اسباب کے ظاہر کرنیکے لئے بھی کافی ہے کہ ہجرت کے لئے بھی جگہ نہیں۔ اگر ہجرت آج ہماری مشکلات کا علاج ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے لئے وہ سامان بھی زمین میں پیدا کر دیتا۔ جس طرح کہ اُسنے اپنے نبی کے لئے کر دیئے تھے اور اُسکا وعدہ ہمیشہ کے لئے ہے ومن یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغماً کثیراً وسعۃً الخ وہ وعدہ غلط نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہؤا کہ موجودہ حالات عالم ایسے ہیں کہ جن کے اندر قومی طور پر ہجرت کرنا مسلمانوں کے لئے چارہ کار نہیں۔ اور ان لوگوں نے غلطی کی جنہوں نے سال گذشتہ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا کہ اب چارہ کار ہجرت اور صرف ہجرت ہے۔ ہجرت بلا شبہ ایک ایسا فعل ہے کہ جو اگر صحیح حالات کے اندر ہو تو کامیابی کی کنجی بن سکتی ہے اور جن لوگوں نے ہجرت کی واقعی ان کا وہ فعل بھی قابل عزت ہے۔ مگر غلطی ان لوگوں کی ہے جو اس تحریک کے سرپرست تھے۔ جنہوں نے بغیر سوچے سمجھے ہجرت کا فتویٰ دیدیا اور یہ نہ سوچا کہ یہ لوگ کہاں جا کر رہیں گے۔ خلافت کی امداد روپئے سے ایک بہت مفید صورت ہے۔ مگر چونکہ مسلمانوں میں ایثار کی صفت برائے نام رہ گئی ہے اسلئے اسطرف کوئی توجہ نہیں۔ سال گذشتہ بیت المال کا ریزولیشن جمعیۃ العلماء میں پاس ہوگیا۔ مگر ہمارے علماء کے ریزولیشن ہماری کانفرنسوں کے ریزولیشنوں سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتے یعنے وہ نرا لفظوں کا مجموعہ ہوتے ہیں ان پر عملدرآمد کی کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی فکر نہیں کی جاتی۔ بیت المال کا ریزولیشن پاس ہؤا کیا آج تک اس میں ایک پائی بھی جمع ہوئی ہے؟ کیا اُس کے کوئی قواعد بھی بنے کہ جن سے پبلک کو اطمینان ہو کہ ان کا روپیہ محفوظ ہوگا۔ اور ٹھیک موقعہ پر خرچ ہوگا۔ ہماری بیماری تو یہی ہے کہ قوم میں قوت عمل نہیں اور اب تک قوم اور اُسکے رہنماؤں کی توجہ اس بیماری کے علاج کیطرف کوئی نہیں۔ چاہیئے تو تھا کہ مسلمان جس خلافت کے لئے اسقدر جوش دکھلاتے ہیں سمیر کروڑوں روپیہ جمع کرکے فوراً بھیجدیتے اس کے لئے کس نے تحریک کی۔ اور کس کو فکر ہے۔ جو کام کرنے کا ہے اسکی طرف قوم کی توجہ نہیں۔ آج اگر بیت المال کا قیام ہی ہوگیا ہوتا تو کیا اُسمیں ایک کروڑ روپیہ بھی جمع نہ ہوجاتا۔ مسلمانوں میں کہنے والے بہت ہیں کرنے والے نہیں۔ یہی بیماری ہے۔ پھر ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم خلافت کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ اگر ہمارے چند ہزار روپیہ سے جو اسوقت بہترین مصرف پر خرچ ہو رہا ہے۔ خلافت کا کچھ بن سکتا ہے تو ہم تو اسے بھی قربان کردیں۔ مگر نتیجہ کیا ہوگا کہ یہ کام بھی نہ رہیگا۔ جو لوگ ہمیں یہ مشورہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ کہ ہم اشاعت اسلام کے کام کو ترک کردیں۔ اور کسی دوسرے کام میں لگ جائیں۔ وہ جائیں اور پہلے ان لوگوں سے ہی دریافت کریں۔ جو تحریک خلافت کے سرپرہیں کہ کیا وہ ہمیں یہ مشورہ دیتے ہیں یا اسے قوم اور دین کے لئے بجائے مفید ہونے کے نقصان رسان سمجھتے ہیں۔ ترکی قوم کے نمایندے خود ووکنگ میں گئے۔ قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی کو بھی انہوں نے دیکھا اور انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ مفید ترین کام ہے جو اسلام کے لئے ہو سکتا ہے اور اسی کام میں آج مسلمانوں کی کامیابی کا راز ہے اور ہمارے بھولے بھالے بھائی بے سوچے سمجھے ہمیں یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اشاعت اسلام کے کام کو ترک کرکے تحریک خلافت میں شامل ہو جاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ تحریک خلافت کیا چیز ہے۔ اسلام کی کمزوری کو دُور کرنے کا کوئی سامان ہے۔ اصل بات ہمیں یہی خدمت اسلام ہے۔ پھر کیا یہ سچ نہیں کہ کوئی سے بھی حالات ہوں

اشاعت اسلام سے بڑھکر اور کوئی خدمت اسلام نہیں

اگر اشاعت اسلام بھی ایک خدمت اسلام ہوتی تو بھی ایک خدمت کے کام کو جو کامیابی سے ہو رہا ہے چھوڑ کر دوسری طرف ازسرنو کام میں لگنا کوئی مفید بات نہ ہوتی۔ لیکن حق یہ ہے کہ اشاعت اسلام سے بڑھ کر نہ کوئی اسلام کی خدمت کا کام ہے اور نہ تحریک خلافت میں اس سے مفید تر کوئی کام اسوقت ہو رہا ہے اور نہ ہی آئیندہ اس سے مفید تر کام کی امید ہے جسے ہم کرسکتے ہوں۔ قرآن کریم اشاعت اسلام کے کام کو مسلمانوں کی سب سے بڑی ضروریات بتاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو ہی اگر دیکھا جاوے تو جو کام اشاعت اسلام نے کیا وہ تلوار کبھی نہیں کرسکی۔ عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان جنگ کے ختم ہونے پر اور اشاعت اسلام سے ہؤا۔ جب خلافت بغداد اِن ہی ترکوں کے ہاتھ سے کہ اسوقت یہ کافر تھے تباہ ہوگئی۔ اور مسلمانوں کی حالت جہاں تک سوال خلافت ہے آج کی طرح ہی ہوگئی۔ تو کوئی تلوار اس خلافت کو واپس نہ لائی۔ بلکہ انہی ترکوں کی گردنیں اسلام کے آگے جُھک گئیں۔ اور وہ جو اسکے دشمن تھے جنکے ہاتھ سے اسلام تباہ ہؤا تھا وہی اسلام کے خادم ہی بنے۔ بلکہ اسلام کی پہلے سے دوچند شوکت کا موجب بن گئے۔ افسوس کہ ہم میں آج اسقدر ایمان بھی نہیں رہا اور ہم ان لوگوں کو جو اسوقت اسلام کے دشمن نظر آتے ہیں مسلمان کرنے کی ہمت ہار بیٹھے ہیں۔ ہم جنہیں وعدہ دیا گیا تھا لیظہرہ علی الدین کلہ کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کریگا۔ آج ہم دینی غلبہ سے مایوس ہو کر سارا زور دوسرے اسباب پر صرف کرنے کیطرف متوجہ ہیں۔ عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین

عاد بلدہ مزدوم ہو چکا - اسلام کی تاریخ میں بارہا صحیح ثابت ہو چکا ہے - اور آج پھر اسی کی صداقت روشن ہونیوالی ہے - ہم دو طرح دنیا میں معزز ہو سکتے ہیں تلوار کا مقابلہ تلوار سے کر کے اپنی قوم کی عزت بچا لیں - مگر کون دل آج شہادت نہیں دیتا کہ ہم میں اسکی طاقت نہیں - دنیا کے سامان آج اور لوگوں کے ہاتھ میں ہیں - اور اگر ہم ایسا کر بھی لیں تو بھی ہم دوسروں پر غالب نہ ہوں گے - صرف اپنی مغلوبیت کی حالت سے نکل جائیں گے - یہ چھوٹا مقصد ہے - اس سے بلند تر مقصد یہ ہے کہ ہم تلوار کا مقابلہ روحانیت سے کریں اور جو ہم پر زور بازو سے مغلوب کر رہے ہیں ہم انہیں قوت روحانیت سے مغلوب کریں - اسکے سامان ہمارے ہاتھ میں ہیں اور یقیناً ایسے زبردست سامان ہیں کہ ان کے سامنے گردنیں جھک جائیں - مگر ان سامانوں کو ہم استعمال نہیں کر رہے اس سے بڑھ کر قوم کی بدقسمتی کیا ہوگی کہ ہمارے ولولے اس چیز کے لئے ہیں - جس کا سامان ہمارے پاس نہیں - اور جس قسم کا سامان موجود ہے اسکی طرف توجہ نہیں - بلکہ اسے آج ایک حقیر شے سمجھا جاتا ہے - اشاعت اسلام کا کام آج مسلمانوں کے دلوں میں کوئی ولولہ پیدا نہیں کرتا - یہ سب سے پیچھے رکھا ہوا کام ہے - حالانکہ اسلام کو جو حالت پیش آئی ہے - اس میں بھی ایک ذریعہ اب اسلام کی شوکت کو زندہ کرنیکا باقی رہ گیا ہے - ہاں اسے اختیار کرنے کے لئے جس قوت ایمانی کی ضرورت ہے وہ مفقود ہے - وہ قوت ایمانی موجود ہوتی تو ہم اشاعت اسلام کے کرشمہ کو دیکھ لیتے - میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اشاعت اسلام نہ صرف تحریک خلافت کو زندہ کر سکتی ہے نہ صرف مسئلہ خلافت کا حل ثابت ہو سکتی ہے - بلکہ یہ وہ طریق ہے جس پر چل کر

خلافت پہلے سے دوچند شوکت سے قائم ہو سکتی ہے

مگر اسکے لئے قوت ایمانی پہاڑ سے زیادہ مضبوط درکار ہے ہاں پہلے یہ ہو چکا ہے اور دوبارہ یہ ہو کر رہیگا - اسلام کی فتوحات روحانی ہمیشہ اسکی فتوحات ملکی سے زیادہ مفید ثابت ہوئی ہیں - ترکوں کو مسلمان بغداد سے مار کر نکال دیتے اور خلافت کو دوبارہ قایم کر لیتے وہ انکے لئے اتنا مفید نہ ہوتا - جس قدر ترکوں کا بغداد میں رہ جانا اور مسلمانوں سے میل جول مفید ہوا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جو مسلمانوں پر قوت بازو سے غالب آئے تھے مسلمان ان پر قوت روحانیت سے غالب آئے - اور اسلام کی شوکت دوبالا ہو کر چمکی - آج وہی حالات ہیں اور مسلمانوں کی یہ مغلوبیت ایک چھپی ہوئی فتح ہے - یاد رکھو کہ اسلام کی مغلوبیت اسکے غلبہ کا اصلی راز ہے - جب کبھی یہ مغلوب نظر آیا - وہی وقت اسکے غالب آنے کا تھا - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے بھاگنا وہ کسقدر مایوس کن نظارہ تھا کہ داعی اسلام آخر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگتا ہے - مگر مسلمانوں کے دل گواہی دیتے تھے - کہ اسیوقت ہی اسلام کو زندگی ملی - اسلئے اونہوں نے اپنا سنہ ہی اسوقت سے شروع کیا - یہ سب سے پہلی شہادت تھی کہ اسلام کی جسمانی مغلوبیت اسکے اصل غلبہ کا وقت ہے - صلح حدیبیہ میں پھر ایک ایسی ہی شہادت ملی کفار نے شرائط صلح میں مسلمانوں کو خوب دبایا - یہاں تک کہ حضرت عمر رضؓ جیسے انسان کے منہ سے یہ لفظ نکل گئے - یا رسول اللہ صلعم ہمیں دین کے معاملہ میں اسقدر ذلت کے شرائط کیوں قبول کرائے جاتے ہیں - ایک شخص پابزنجیر آتا ہے وہ اپنی پیٹھ پر کوڑوں کے نشان دکھاتا ہے کہ محض مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ مصائب اسپر وارد ہو رہے ہیں - مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم شرائط صلح کے ماتحت تمہیں نہیں چھڑا سکتے - یہ تو آثار مغلوبیت تھے جو زمین پر نظر آ رہے تھے - مگر ایمان کی آوازیوں گویا ہوئی انا فتحنا لك فتحا مبينا یہ مغلوبیت نہیں - یہ عظیم الشان اور کھلی فتح ہے جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہے - اور ایک ڈیڑھ سال کے عرصہ میں تبلیغ اسلام نے وہ کام کر دکھایا جو کسی فتح سے حاصل نہ ہو سکتا تھا خود فتح مکہ جو اسلام کی سب سے زبردست فتح ہے وہ بھی فتح کہلانے کی اسلئے مستحق نہیں کہ اسدن اسلام کی قوت بازو نے کفار کو مغلوب کر لیا بلکہ اسلئے کہ اسدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم نے کفار کے دلوں کو مسخر کر لیا اور وہ دشمنان اسلام شیدائے اسلام بن گئے - اگر انہی لوگوں کو تلوار کے ذریعہ سے مسلمان کیا جاتا تو وہ جان نثاریاں وہ کب دکھلا سکتے تھے جو بعد میں انہوں نے دکھائیں - ہاں خود اسوقت جب اسلام کی حالت سخت ہی بیکسی کی نظر آتی تھی - جب کفار قرآن کریم کی ان پیشگوئیوں پر کہ آخر اسلام کامیاب ہوگا ہنسا کرتے تھے یہی دلیل قرآن کریم نے دی ہے کہ

غلبہ دلوں کے فتح کرنے سے ہے

نہ جسموں کے - جب جسمانی طور پر کفر غالب تھا تو فرمایا اولم یروا انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها یہ اسلام کے غلبہ کی پیشگوئیوں پر اتنا تعجب کیوں کرتے ہیں - ان کو یہ بات بعید کیوں معلوم ہوتی ہے کہ کفر آخر کار مغلوب ہوگا - یہ دیکھتے نہیں کہ زمین تو گھٹتی چلی جا رہی ہے اور ان کے بڑے بڑے لوگ اسلام میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں - ان کا جسمانی غلبہ ان کے حقیقی غلبہ کی دلیل نہیں بلکہ اسلام کا روحانی غلبہ اسکے آخر کار غالب آنے کی دلیل ہے - غلبہ تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو جسمانی طور پر غالب ہیں ان کے دل اسلام کی صداقت سے کھنچے جا رہے ہیں - اسکے بڑے بڑے دشمن اسکے آگے سر جھکاتے [illegible] یہ کیسی پیاری اور سچی دلیل ہے کہ غلبہ [illegible] نہیں بلکہ روحانیت سے غالب آنے کا نشان [illegible] ہے [illegible] وہ بات [illegible] دل کو کھا جائے - ظاہری غلبہ کیا شے ہے

جس کے متعلق ایک جگہ یوں فرمایا وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ کبھی ایک قوم غالب ہوتی ہے تو کبھی دوسری اس سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا جھوٹے ہیں وہ عیسائی جو آج عیسائی قوموں کے غلبہ سے اور مسلمانوں کی مغلوبیت سے عیسائیت کی صداقت اور اسلام کی غلطی کی دلیل لیتے ہیں کیا جب تین سو سال تک عیسائیت رومن امپائر میں مغلوبیت کی حیثیت میں تھی - اسوقت وہ مذہب جھوٹا تھا - اور آج اپنے دنیوی اقتدار سے یہ سچا ہو گیا - صداقت کا نشان یہ ہے کہ اسلام کے خلاف اسقدر زہر پھیلا ہوا ہونے کے باوجود اور مسلمانوں کی موجودہ مغلوبیت کے باوجود قرآن پاک کی صداقت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پاک اور دلکش نقوش دلوں کو کھاتے چلے جا رہے ہیں - اور عیسائیت کے سارے اقتدار کے باوجود اسکی ساری فتوحات ملکی کے باوجود اسکے سارے مال و دولت کے صرف کے باوجود اسکے سارے لٹریچر کی اشاعت کے باوجود دلوں پر اسکا تصرف نہیں ہونے پاتا - ایک اپنی مغلوبیت کے باوجود اپنے فاتحین کے دلوں کو کھاتا چلا جا رہا ہے - اور دوسرا مذہب اپنی فتوحات ظاہری کے باوجود اپنے پیروؤں کے دلوں کے اندر سے بھی اپنی حکومت کو کھو رہا ہے اور مفتوح قوموں کے دلوں پر بھی اسکا اثر نہیں کاش مسلمان تھوڑا سا زور اشاعت اسلام پر لگا کر دیکھتے کہ اس سے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں اگر اسلام فاتحین کے دلوں کو ہاں مخالفین کے دلوں کو کھانا شروع نہ کر دیتا تو پھر اشاعت کیطرف سے مایوس ہو کر اور راہ اختیار کر لیتے - مگر یہ کیسی بدقسمتی ہے کہ نہ صرف خود توجہ نہیں کرتے - بلکہ جب ایک مجدد وقت نے ایک جماعت کو اس کام کے لئے تیار کیا اور اس کام پر لگایا - اور صرف اشاعت اسلام کیلئے ایک جماعت بنائی تو اسکی راہ میں بھی روڑے اٹکائے جا رہے ہیں - مجذوبوں اور مجنونوں کے پیچھے لوگ لگیں کوئی انہیں برا نہیں کہتا - مگر مجدد وقت کے پیچھے لگ کر اشاعت اسلام کو اپنا نصب العین بنانا اتنا بڑا جرم ہے کہ عیسائی ہو جانا بھی اسکے برابر جرم نہیں پھر ایک چھوٹی سی قوم جو اس غرض کے لئے تیار ہوئی - جن کو اللہ تعالی سے اطلاع پا کر ایک شخص نے بتایا کہ اسلام کی کامیابی کا راز صرف اشاعت اسلام میں مضمر ہے - اسمیں ہو کر بھی اگر کوئی شخص اپنی پوری توجہ اسپر صرف نہ کرے اور ادھر ادھر جھانکنا شروع کر دے کہ شائد فلان راہ سے اسلام غالب آئیگا - اور فلان کام کو کر کے ہم بادشاہ بن جائیں گے تو سوائے اسلام کی حالت پر رونے کے اور کیا کیا جائے - ہمیں تو ہر ایک اس کام سے ہمدردی ہے اور یقیناً ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کی کچھ بھی بھلائی نظر آتی ہے - خواہ وہ تھوڑی ہی بھلائی ہو - اسی لئے ہماری انجمن نے جب یہ اعلان کیا کہ ہم اشاعت اسلام کے کام کو ہی مقدم سمجھتے ہیں - اور اسکو کسی دوسرے کام کی خاطر نہ چھوڑ سکتے ہیں - نہ کمزور کر سکتے ہیں - تو یہ بھی ساتھ ہی اعلان تھا کہ ہمیں

ترک موالات کے بعض پہلوؤں سے بھی ہمدردی ہے

اسلئے کہ ان میں اسلام کا فائدہ تھا - اور مسلمان قوم میں کچھ اخلاق فاضلہ کیطرف قدم اٹھتا نظر آتا تھا - مثلاً یہ کہ جھوٹی عزت کی خواہش دل سے نکلجائے جسے ہم حکام کے دروازوں پر جا کر طلب کرتے ہیں - اور اس جھوٹی عزت کی خاطر اپنا دین وایمان تک بیچنے کو تیار ہو جاتے ہیں - ہم نے عزت اسکو سمجھا ہوا ہے جو حکام کے دروازوں پر ذلت اٹھانے سے ملتی ہے - حالانکہ ہماری پاک کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ عزت صرف خدا کے آگے جھکنے سے ملتی ہے - یا مثلاً یہ کہ اگر ہم اپنے مقدمات کا فیصلہ قرآن و حدیث سے کر سکتے تو کسقدر خوشی کا مقام تھا - ہمارا روپیہ بھی برباد ہونے سے بچتا - اور ہم عملاً قرآن و حدیث پر چلنے والے بھی ہوتے یا مثلاً یہ کہ ہم اپنی خوراک میں لباس میں رہایش میں اپنے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے سادگی اختیار کرتے اور ان غیر ملکی اشیاء کو جن کے استعمال نے مسلمان قوم کو اسراف میں ڈال کر تباہ کر دیا ہے ترک کرتے - ہاں ترک موالات کے جو پہلو نقصان دہ نظر آئے ان میں اختلاف بھی کیا اور علے الاعلان کیا مثلاً تعلیم کے معاملہ میں جہاں خود اپنی قوم کو نقصان پہنچتا نظر آتا تھا اور نقصان پہنچا ہے اپنی آواز اٹھائی یا مثلاً اس معاملہ میں کہ ہمسایہ قوم سے تعلق محبت اور اتحاد پیدا کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے ہو لیں - کیونکہ اسی دوسری قوموں کا سہارا تلاش کرنے کی عادت نے ہمیں پہلے بھی تباہ کیا اور پھر بھی تباہ کرے گی ۔ دوسری قوموں سے تعلق محبت پیدا کرنا عین اسلام کی تعلیم ہے یہاں تک کہ ہمارے مذہب کا اصول یہ بنا دیا گیا ہے کہ ہر قوم کے بزرگوں کی عزت کریں - مگر مسلمانوں کی نجات صرف ایک ہی طرح ہے کہ وہ اپنی قوم کو مضبوط کریں - جہاں دوسروں سے محبت پیدا کرتے ہیں - اپنوں میں محبت پیدا کرنے پر اس سے بھی دہ چند زور لگائیں اور اتحاد اسلامی کی بنیاد کو سب سے بڑھ کر مضبوط کریں - ایسا ہی جب ہجرت کی تحریک شروع ہوئی تو ہم نے اسوقت بھی یہی کہا تھا کہ ہجرت خود ایک قابل عزت فعل ہے - مگر حالات موجودہ میں ہجرت کرنیکا فتوے درست نہیں کہ عملاً یہ بات ناممکن ہے ایسی میانہ روی کے اختیار کرنے کی وجہ سے کوئی ہمیں یہ الزام دیتا ہے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے ہم یہ کچھ کر رہے ہیں اور کوئی یہ الزام دیتا ہے کہ ہم گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے فلان راہ اختیار کر رہے ہیں - لوگوں کی زبان سے کوئی بچ نہیں سکتا اپنے بھائیوں کی نیت پر حملہ کرنا مسلمانوں کا کام نہیں ہونا چاہئے - ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مدنظر ہے - جس کام میں ہم اسلام کی بھلائی دیکھتے - اور یقین کرتے ہیں جس طرح اسکی حمایت میں آواز اٹھانے سے گورنمنٹ کا خوف نہیں کرتے ایسا

ہر کام میں اسلام اور مسلمانوں کا نقصان دیکھتے ہیں۔ اُسکے خلاف آواز اٹھاتے ہیں۔ اپنے بھائیوں کی ناراضگی کی پرواہ نہیں۔ ہاں ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ اصل کامیابی اسی راہ میں ہے جو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے مقابلہ پر

بتائی گئی تھی۔ فرعون اور موسےٰ کے حالات کو موجودہ حالات پر چسپاں کرنیوالے تو بہت ہیں۔ مگر ان حالات سے جو سبق ملتا ہے اسکی طرف توجہ نہیں جب فرعون نے حکم دیا قال سنقتل ابناءھم ونستحی نساءھم وانا فوقھم قاھرون۔ ہم بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے۔ اور ہم انپر غالب ہیں تو حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالےٰ نے کیا علاج بتایا۔ کیا یہ کہا تھا کہ فرعون کے ساتھ جنگ کرو۔ یا اس سے بغاوت کرو۔ بلکہ اسوقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ع کو یوں ہدایت فرمائی۔ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ

اِسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا

یعنے تمہارے لئے ایک ہی کامیابی کی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر جھک جاؤ اس سے مدد مانگو اور جو مصائب انہیں آئیں صبر سے برداشت کرو۔ یہی راہ اپنی قوم میں قوت پیدا کرنے کی ہے۔ کیوں آج ہمارے بھائی اس راہ کو دوسری سب راہوں پر مقدم نہیں کرتے۔ کیوں اپنی قوم کی اصلاح کیطرف توجہ نہیں کرتے۔ اور سارا زور دوسری قوم کا سہارا تلاش کرنے پر ہے۔ جب اپنے اندر طاقت پیدا کرنے کی ہی فکر نہیں۔ تو دوسری قوم کے مقابل زور خاک لگا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری تجاویز میں سے اکثر کا انجام ناکامی ہے۔ غیر اللہ کا خوف اور غیر اللہ کی خوشی حاصل کرنیکی کوشش یکساں گناہ ہے خواہ وہ غیر اللہ حکام وقت ہوں اور خواہ اپنے مسلمان بھائی ہوں۔ کلمۂ حق بلا خوف لومۃ لائم کہنا یہ اصل ضرورت ہے۔ مگر ہم ایک بات کے ترک کی طرف قدم اٹھانے کے باوجود دوسری کی طرف قطعًا متوجہ نہیں ہوتے ہم میں سے جس طرح بہت لوگ ایسے ہیں جو عزت کی خاطر حکام وقت کی خوشامد کرتے ہیں۔ اسیطرح بہت ہیں جو صرف پبلک کی خوشامد کو اپنا اصول بنائے ہوئے ہیں۔ میانہ روی سے جو اسلام کی تعلیم ہے یہ دونوں راہیں دور ہیں۔ اپنی قوم سے ہمدردی کا دوسری قوم سے سلوک کا خواہ وہ دشمن قوم ہو۔ کیا اصول قرآن کریم نے سکھایا ولا یجرمنکم شنأن قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کسی قوم کی دشمنی کہ انہوں نے تمہیں خانہ کعبہ سے روکا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے خلاف زیادتی کرو۔ اور نیکی اور تقوےٰ کے کاموں میں ایکدوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی میں ایکدوسرے کی مدد مت کرو۔ اب دیکھو مسلمانوں کی دشمنی میں جو قوم کوئی سخت سے سخت کام کر سکتی ہے وہ خانہ کعبہ سے اُن کا روکنا یا اس پاک گھر کے متعلق انہیں صدمہ پہنچانا ہے۔ مگر ایسی قوم کا ذکر کر کے بھی فرمایا کہ انصاف کو ان کے مقابلہ میں ہاتھ سے نہ دو۔ ان کے خلاف بھی زیادتی مت کرو۔ یہ وہ پاک تعلیم ہے جس پر قرآن مجید چاہتا ہے کہ ہم قائم ہوں۔ مگر ہم جس طرح خوشامد میں ایک وقت حد سے نکلجاتے ہیں دوسرے وقت اعتدار کی طرف مایل ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی اصل غرض چونکہ انسانوں کی اصلاح ہے۔ اسلئے لعلاج کی میانہ روی کا اصول سکھایا ہے۔ یہی وہ اخلاق ہیں جو اگر مسلمانوں سے ظاہر ہوں تو دوسری قوموں کی گردنیں اُن کے اخلاق کے سامنے جھک جائیں۔ مگر ان اخلاق پر قائم ہونا اور دوسروں کو قائم کرنا۔ ایک مشکل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بھائیوں کو ایسی میانہ روی پر چلنے کی توفیق دے۔

بالآخر میں یہ کہوں گا کہ جب خلافت جسمانی اس کمزوری کی حد کو پہنچ گئی تھی تو مسلمانوں کو چاہئے تھا کہ اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ خلافت روحانی کیطرف متوجہ ہوتے۔ مگر انہوں نے اس دوسرے سلسلہ کو ہاں خدا کے قائم کردہ سلسلہ کو لغو قرار دے کر اپنی توجہ کو اس طرف سے ہٹا لیا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے بھی جو انسانوں کے اعمال کے مطابق ان کو پاداش دیتا ہے۔ ان کو اسی حالت میں چھوڑ دیا ہے جس میں وہ خود داخل ہو گئے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

محمد علی از شملہ ہری ولا

مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۱ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ر ستمبر ۱۹۲۱ء

فرمودہ حضرت مولانا احمد بادشاہ صاحب

(آمدہ از مدراس)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

اَمَّا بَعۡد

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اِنَّاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ کَمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ۚ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ وَ عِیۡسٰی وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡنُسَ وَ ہٰرُوۡنَ وَ سُلَیۡمٰنَ ۚ وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ○ وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰہُمۡ عَلَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡہُمۡ عَلَیۡکَ ؕ وَ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوۡسٰی تَکۡلِیۡمًا ○ النساء ۲۲

فرمایا - یہ آیات جو اسوقت تلاوت کی گئی ہیں بتلاتی ہیں کہ نجات کی خواہش کس طرح نسل انسان میں عام ہے اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے عالمگیر وحی کو بطور علاج ہر ایک قوم میں اوتار کر اسکی تربیت کیلئے سامان مہیا کئے ہیں۔ انسان کے تجربہ کے اندر دکھ و سکھ نظر آتے ہیں۔ دنیا میں مذہب کی اشاعت وضرورت کے لئے یہ خواہش ذمہ دار رہی ہے کہ انسان زندگی کے اندر کئی موقع فکر وخوشحالی کے دیکھ کر یہ تجویز کرتا ہے کہ میں کس طرح فکر وغم سے آزاد ہوجاؤں۔ یہی تو مسئلہ تھا جس نے نسل انسانی کو بہت پریشان کر رکھا تھا۔ سمجھدار لوگ اسی ٹوہ میں لگے رہے کہ کیا ذریعہ ہے۔ جس سے ہم ان مشکلات زندگی کو رفع کرسکتے ہیں۔ یہی پہلی خواہش ہے جو مذہب کی بنیاد تھی۔ اسکے بہت تشریحات ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس دنیوی زندگی میں ایسی زندگی کسطرح حاصل کریں جو دکھ کو رفع کرے۔ لوگوں نے اس خواہش کو بڑھا چڑھا کر کہا کہ انسان کو دنیا میں ایسی زندگی حاصل نہیں ہوسکتی۔ دنیا میں ہمیشہ دکھ سے ہی گذارہ کرنا پڑتا ہے۔ خوشی کی زندگی بعد موت ہی حاصل ہوسکتی ہے گویا سکھ بعد موت حاصل ہوتا ہے اور دکھ اس زندگی میں۔ جس خواہش نے مذہب کی ضرورت پیدا کی تھی وہ یہ تھی کہ اس زندگی جو کمزوریاں حاصل ہوتی ہیں۔ انہیں کسطرح دور کریں۔ وہ مذہب کیا ہوگا جو دنیا میں ہدایت کا رستہ نہ دکھائے۔ ایسا مذہب [illegible] ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذمہ واری کو پورا نہیں کرتا۔ اسلئے کہ فطرت انسانی میں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا چیز ہے جو دکھ کو گھٹا کر نسل انسانی کو سکھ [illegible] یاب کرے۔ اس سوال کو ہندوستان کے ایک بہت بڑے

انسان نے حل کرنا چاہا گوتما بدھا نے۔ دیکھئے کہ دنیا میں کئی سکھ ہیں جو انسان کو مجبور کرتے ہیں یہ خیال کیا کہ وہ کیا چیز ہے جو انسان کو اس شیطان سے رہائی دلاسکتی ہے یہی خواہش تھی جو دین کی بنیاد تھی۔ اس سوال کو بدھا نے اپنے آپ پر پیش کیا۔ اور اسکے علاج کے لئے بہت دور گھر چھوڑ کر نکلا۔ اور بعد کہا میں نے ایسا رستہ نکالا ہے جو سارے دکھوں کو نکال دیتا ہے آپ پہلے تشریح کرتے ہیں کہ کیسے حالات میں انسان دکھ محسوس کرتا ہے اور پھر خوشی کے رستوں کی تشریح کرتے ہوئے جو رستہ نجات کا بتاتے ہیں۔ اسکا نام نروان رکھتے ہیں۔ انسان ان خواہشات کو جو فطرت انسان میں رکھی گئی ہیں پورا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ ورنہ دکھ کرتا ہے۔ جناب بدھ فرماتے ہیں۔ ان خواہشات کو مٹا دو۔ جب بغیر کسی ضرورت کے ہوجاؤ گے تو تم کو فکر بھی نہ رہے گی۔ ان قوی کو مار ڈالو۔ ان کی بیخکنی کر ڈالو۔ قوی انسان کی تربیت میں نہیں۔ بلکہ انہیں مار دینے میں فلاح دیکھا۔ ایک صاحب جو بدھ مذہب سے گہرا تعلق رکھتے ہیں فرماتے ہیں۔ ہر ایک شخص نکاح کرنے سے باز رہے تو نسل انسانی اٹھ جائے گی یہ بہتر ہے کہ نسل انسانی دنیا سے مٹ جائے بجائے اسکے کہ ہزارہا لوگ جنگ پلیگ و انفلوئنیزا میں مبتلا رہ کر مریں۔ غرضیکہ جو بات اپنے لئے بطور اصول کے لی تھی اسکا کوئی علاج نہیں کیا بجز اسکے کہ نسل انسانی کو مٹا دے۔ انسان کیا چیز ہے۔ چند فطرتی طاقتوں وخواہشات کا مجموعہ جن کے وجہ وہ مجبور رہیں کہ کوئی کام کرے یا نہ کرے۔ بدھ مذہب کہتا ہے فطرت کے فنا ہونے میں کامیابی ہے۔ اسکے برخلاف اسلام کہتا ہے ان خواہشات کو کاٹ نہیں سکتے وہ ہوکر ہی رہیں گے۔ بلکہ ان کی تربیت کرو۔ خواہشات کو مار ڈالنا علاج نہیں سوال یہ ہے کہ ہم ان خواہشات کے ہوتے ہوئے کس طرح فلاح پائیں۔ فلاح کیا ہے۔ فطرت انسانی ایک بنجر زمین ہے۔ جس میں قوتیں واستعدادیں دبی پڑی ہیں۔ ان قوتوں کو ایسی مکمل صورت میں لے آنا چاہئے کہ وہ سب مل کر ایک ابدی خوشی حاصل کریں۔ خواہشات کے ہونے میں برائی نہیں۔ بلکہ ایک خواہش کے خلاف دوسری خواہش کا ہونا برائی ہے۔ اسلام کہتا ہے تمہارے خواہشات ایسے مقررہ انداز پر بنائے جائیں گے کہ ایک خواہش دوسرے سے ٹکرا نہیں سکے گی۔ یعنے تمام خواہشات مل کر ایک مجموعی حالت پیدا کرلیں گے۔ خدا کو پانا بھی ایک خواہش انسانی ہے بچہ پیدا کرنا بھی ایک خواہش انسانی ہے۔ یہ دونوں خواہشات پیدائش سے انسان میں رکھے گئے ہیں۔ یہ فطرت انسانی پر ظلم نہیں بلکہ احسان ہے کہ تمام خواہشات کا [illegible] ان کی تربیت کے لئے سامان رکھا۔ اسلئے اسکا نام فطرتی [illegible] مذہب کے معنے یہ نہیں کہ پیدا ہوتے ہی خدا ایک

رسول ایک مان لیں۔ اُسکے معنی یہ ہیں کہ فطرت انسانی کے اندر ایمان کی بیج ڈالکر اس اصول کی آبیاری کریں۔ اسلام بھی ایک طرح کا اپنے آپ کو مٹانا ہے مگر کس طرح ایک اور بقا کے لئے۔ ستار اور ہارمونیم کے ماہر جانتے ہیں کہ ہر ایک سُر اپنے اپنے مقام پر ہوتا ہے آوازیں مختلف ہوتی ہیں۔ اگر سب کو دبا یا جائے تو بری آوازیں نکلتی ہیں۔ جو شخص بجانا جانتا ہے وہ ہر ایک سُر کو موقع دیکر چند سروں کو جمع کر کر ایک خوشنما آواز نکالتا ہے۔ اِن خواہشات کو سُروں کے مقام پر رکھو۔ اور تم ہم فطرت انسان پر ایسے کمال کرو کہ سارے خواہشات مِل کر ایک مجموعی آواز نکالیں یہ مذہب سارے خواہشات کو موقعہ دیکر مجموعی طور پر ایک ایسا راگ نکالتا ہے جسکو روحانی زندگی کہتے ہیں۔ ہر ایک مذہب کی یہ خواہش ہے کہ ہم نجات حاصل کریں بلکہ حاصل کریں۔ خواہش کے ساتھ مختلف مذاہب کے مختلف راستے نکلتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو فطرت انسانی کی تربیت کرنے میں ہر ایک مذہب کسی نہ کسی طرح سے۔ فطرت کو مارنے یعنے اپنے آپ کو مارنے کا کسی نہ کسی طرح سے سبق دیتا ہے اپنے آپ کو مٹانے کے یہ معنی ہیں کہ مجموعی طور پر اپنے اندر سارے متضاد جذبات کا اتفاق پیدا کریں۔ اور صحیح اندازہ سے اُن میں اعتدال قائم کریں۔ ہندو مذہب اور مسیحی مذہب میں خواہشات فطرت اور جذبات میں فرق کیا گیا ہے۔ یہ مذہب کہتے ہیں کہ فلاں جذبہ اچھا ہے۔ فلاں برُا۔ رحم اچھا ہے غصہ برُا۔ اسلام کہتا ہے کہ غصہ انسان کے ساتھ کرنا رحم کا ایک پہلو ہے۔ نیکوں کے ساتھ محبت اور مظلوموں کے ساتھ رحم کا نتیجہ ظالموں کے ساتھ غصہ ہے۔ کہتے ہیں غصہ کو مٹا دو۔ بیل بنجاؤ مگر بیل کو بھی آخر غصہ آتا ہے۔ یہ غلط تعلیم تھی۔ اِن لوگوں نے کہا بیوی کرنا بری خواہش ہے۔ مگر یہ فعل فطرت ہیں۔ کیا مقام رکھتا ہے انہوں نے نہیں سمجھا۔ اسلام اس نکتہ کو سمجھایا ہے کہ کوئی فطرتی خواہش اپنے مقام پر بری نہیں۔ بلکہ کسی خواہش کا اچھا و برُا ہونا اسکے صحیح طریق و اندازہ سے مشروط ہے۔ جو چیزیں ہمارے مقصد کے ماتحت ہوتی ہیں۔ وہ ایک طرح سے فنا ہونیوالی ہیں۔ مگر دوسری طرف سے اِس مقصد میں زندہ رہتی ہیں۔ اب دیکھو ان باتوں کی تائید میں آیات قرآنی پیش کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا ہر ایک مذہب میں خواہش یہ رہی ہے کہ ابدی زندگی حاصل کریں۔ دوسرے الفاظ میں یہاں خدا ذکر کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں ہمارے سوائے کوئی بھی جنت میں داخل ہو نہیں سکتا۔ یہ ان کے بیجا خواہشات ہیں۔ کیونکہ اگر وہ سچے ہیں تو پھر کیا دلائل ہیں۔ خدا کہتا ہے کہ وہ جو اپنے آپ کو خدا کا کامل فرمانبردار بنا چکا ہے یعنے کسی مقصد اعلےٰ کے ماتحت کر دیا ہے۔ اور نیک کام کرنے والا ہو چکا ہے۔ اسکے لئے کوئی خوف نہیں یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں۔ جنت ہماری ہے۔ جنت کسی خاص فرقہ کے لئے نہیں مگر وہ جو اپنے آپ کو کامل فرمانبردار بنا چکے ہیں۔ اسی حالت انسانی کو جس میں

خوب نہیں ہم جنت کہتے ہیں۔ فطرت انسانی میں یہ خواہش مرکوز ہے کہ وہ کوشش کرتا ہے کہ بغیر کسی فکر کے رہے اسی حالت کے متعلق قرآن فرماتا ہے وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اسی حالت کو ہم جنتی زندگی کہتے ہیں اسکے معنی کیا ہیں بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ بے شک وہ جو اپنے آپ کو ایک اعلےٰ ذات کے لئے فنا کر چکا ہے۔ اور نیک عمل کرتا ہے اسکے لئے خوف نہیں اسلام اس حالت کو کہتا ہے۔ جس میں وہ ڈر سے محفوظ رہتا ہے ہم اُسکو امن کہتے ہیں اسلام کے لفظ سے یہ وعدہ دیا جاتا ہے کہ تم کو امن دیا جائے گا غرض وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ تمہارا گول (goal) تمہارا ہاربر (harbour) وہ حالت دِل جس میں خوف نہیں کیا ہوتی ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ یعنے اے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کیطرف وہ تجھ سے راضی تو اس سے راضی۔ پس داخل ہو اسکے بندوں میں اور اسکی جنت میں۔ وُہ چاہتا ہے کہ تم اسکے ساتھ راضی ہو جاؤ۔ اسکے معنی کیا ہیں۔ ہم نیک کام کریں تو وہ راضی ہو جاتا ہے۔ مگر وہ تمہاری رضا کو کیوں چاہتا ہے۔ انسان جب خوشی کی زندگی بسر کرتا ہے تو اسکے لئے آسان ہے۔ کہ خدا سے راضی ہو جائے۔ لیکن جب مصائب و آزمائیشوں میں پڑتا ہے تو خدا کے ساتھ راضی ہونا دشوار ہے۔ لوگ دھریا و منکر بنجاتے ہیں۔ مگر وہ چاہتا ہے کہ تم پورے فنا ہو جاؤ۔ ایسا کہ جو کچھ بھی اس کی طرف سے بلا آئے تم اسپر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہو۔ یہ نہیں کہنا چاہئے کہ یہ میٹھا ہے یہ کڑوا کیونکہ ایسی زندگی میں تو ہم میٹھا اور کڑوا سے بالا ہو گئے۔ میٹھا بھی ملا تو اپنے یار سے کڑوا بھی ملا تو اپنے یار سے۔ غرض جو کچھ بھی ملا اپنے یار سے ملا۔ صرف چار رکعت نماز پڑھ لی۔ تو تابعداری نہیں۔ تابعداری یہی ہے کہ اسی کی محبت میں مریں مٹیں خدا کی رضامندی میں ہی تمہاری زندگی ہے۔ کیا اعلیٰ خیال اسلام میں موجود ہے۔ کیسے اعلےٰ اصول جمع کئے گئے ہیں۔ ہمارے ملک دِل میں کوئی خوف نہیں کوئی غم نہیں۔ اس حالت دِل کو ہم نفس مطمئنہ کہتے ہیں اسی حالت کو بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کہا گیا ہے۔ غرض رضائے الٰہی ہمارا نکتہ ہے۔ تو اس کے معنی یہی ہیں کہ پورے پورے طور پر تابعدار ہو کر ساری چیزوں کی محبت سے کٹ کر ایسی ہستی کے سامنے مٹ جانا جس میں اصل بقاء اور سکھ ہے۔ اسی کو ہم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہیں یہ وہ مقام توحید ہے جس کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ

مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ اس رضاء الٰہی کو ہم کس طرح معلوم کریں رضاء الٰہی کو علانیہ طور پر انسان کو معلوم کرانے والے کو ہم نبی کہتے ہیں - یہ دوسرا حصہ مذہب کا ہے یعنے رسالت - خوشی کس طرح حاصل کریں - دُکھ سے کیسے باز رہیں یہ خواہش نسل انسانی کے لئے عام ہے - یہ صرف عربوں کی خواہش تھی تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِن کے لئے کافی تھے - لیکن سب انسانوں کی خواہش یہی ہے اور خدا رب العالمین - اسلئے خدائے پاک نے تمام انسانوں کے لئے ہدایت کے رستے مہیا کئے ہیں - اس عالمگیر اصول کو مانتے ہوئے وسعت دلی سے محمد صلی اللہ علیہ و اصحابہٖ وسلم کی ہی زبان سے یہ وحی ہوئی ہے کہ دیکھو مسلمانوں! کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح یہ نہ سمجھنا کہ نجات ہماری مانوپولی یعنے Monopoly اجارہ ہے دیکھو کہیں تم گھمنڈ میں نہ آجانا - کہ جنت ہمارے باپ کی ملک ہے ہم جنت میں جائیں گے - خدا کی صفت ربوبیت کا یہی تقاضا ہے کہ وہ ہر ایک کو آغوش رحمت میں لائے اس تعلیم کو سمجھانے کے لئے کہ ہر ایک کی تربیت کا بوجھ اپنے ذمہ ہے - یہ آیت اوتاری گئی - جہاں کہیں نیک عمل و کامل اعتقاد ہے وہاں نجات ہے - یہ نہیں کہ نام مسلمان ہونے سے نجات ہے - یہ نہیں کہ ہمارے اندر نبی کے آنے سے نجات کی سرٹیفکیٹ مل گئی - ایسا تو ساری قوموں میں نبی چلے آتے ہیں - فرمایا اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ○ تحقیق ہمنے وحی بھیجی طرف تیرے جیسے وحی بھیجی ہمنے طرف نوح کے اور پیغمبروں کے پیچھے اس کے اور وحی بھیجی ہم نے طرف ابراہیم کے اور اسماعیل کے اور اسحاق کے اور یعقوب کے اور اولاد اس کی کے اور عیسیٰ کے اور ایوب کے اور یونس کے اور ہارون کے اور سلیمان کے اور دی ہمنے داوٗد کو زبور" ایسی وسعت قلبی دنیا کی ساری کتابوں میں کہاں پاؤگے - مذہب عیسوی نے ہر ایک مذہبی کے سو پر ایک گناہ رکھا - ان سب کو گنہگار بنا کر آپ (یسوع) معصوم ٹھیرے - مقابلتاً اسلام کہتا ہے - جس طرح تم پر وحی اوتاری ایک ہی مقام تمام نبیوں کو عہد رسالت میں دے کر کیا غضب کیا "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ" کہہ کر وسعت دلی پر مہر لگا دی - کیا خدا وحی نبیوں کا ذکر کیا جو بنی اسرائیل کے تھے ؟ آپ کہہ سکتے ہیں ساری قوموں پر نظر شفقت کی - دوسروں کا یہاں ذکر نہیں - اِسکے جواب میں یہ آیت کافی ہے وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ○ اور بھیجے ہمنے پیغمبر کہ تحقیق یہ بیان کیا ہمنے ان کو اوپر تیرے پہلے اس سے اور پیغمبر کہ نہیں بیان کیا ہمنے اون کو اوپر تیرے اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے باتیں کرنا" دیکھو فرماتا ہے ہم نے ایسے رسول بھیجے ہیں - جن کا ذکر ہمنے کیا ہے اور ایسے رسولوں کو بھی بھیجا ہے جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا - لیکن ان کے رسول وقت ہونے کا علم ہو چکا ہے گو کسی مصلحت سے اِن کا نام نہیں لیا گیا - قریب کے رسولوں کا نام لے کر بتا دیا کہ کسی اصول کے ماتحت رسول بھیجے جاتے ہیں - دیکھو کونسی بات چھوٹ گئی - کیسی عمدہ تعلیم قرآن میں دی گئی ہے - مگر بدقسمتی سے مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہے جو زیادہ تعصب سے کام لیتی ہے - مسلمان کہتے ہیں ہمارے بزرگ سوچ چکے - ہمارے لئے کچھ نہیں کہ سوچیں - خیال کرو کہ وہ مخالفوں کے خیال کی عزت نہیں کرتے - تو وہ ان کے خیال کی کیسی عزت کریں - سنو اور سناؤ - اور پھر انصاف سے ایک فیصلہ پر پہونچو - مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر دشمن کہتے ہیں کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہے اور آپ فینٹک کا دہبہ لگاتے ہیں کہ آپ متعصب انسان تھے - آپ کے خیالات محدود تھے اور آپ کسی اور کے خیال کو برداشت نہیں کرسکتے تھے - وہ اس طرح کے الزامات لگاتے ہیں - مگر وہ جو یہ آیت پڑھیگا - اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا کیا اُسکو یہ جرات ہوگی کہ وہ یہ کہے کہ محمدؐ فینٹک تھے - یہ آیت پڑھ کر دوسرے رسولوں کی بھی عزت بڑھا دی - میری بھی دلی خواہش ہے کہ آپ جہاں تک ہوسکے نہ صرف قرآن کریم کے الفاظ سے فائدہ پہونچانے کی کوشش کریں بلکہ خود اسکے مغز سے جس سے اسلام کا بول بالا ہوا فائدہ اٹھا کر کامیاب ہوں قرآن کریم میں تدبر کرو - نجات حاصل کرنا آسان نہیں - مسیح فرماتے ہیں نجات کا دروازہ چوڑا ہے مگر رستہ کٹھن - صرف علماء کی باتوں پر نہ جاؤ یعنے اپنی نجات کا ٹھیکہ علماء اور ملا پر لگا کر نہ بیٹھو - بلکہ تمہاری خداداد طاقت سے غور و تدبر سے کام لے کر اس راہ راست پر پہونچو جس کے متعلق کہا جائے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

فرمودۂ ملنگ احمد بادشاہ

خاکسار محمد عزیز اللہ از مدراس مورخہ ۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء

ماہواری چندہ کے متعلق

حضرت مسیح موعود کا ارشاد

" دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ ع - اور حضرت عیسیٰ ع - سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے ہیں - پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے - ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے اسوقت اس سلسلہ کو بہت سی امداد کی ضرورت ہے - انسان اگر بازار جاتا ہے تو بچے کے کھیلنے والی چیزوں پر ہی کئی کئی پیسے خرچ کر دیتا ہے تو پھر یہاں اگر ایک ایک پیسہ دیدیوے تو کیا حرج ہے - خوراک کے لئے خرچ ہوتا ہے - لباس کے لئے خرچ ہوتا ہے - اور ضرورتوں پر خرچ ہوتا ہے - تو کیا دین کیلئے ہی مال خرچ کرنا گران گذرتا ہے - دیکھا گیا ہے کہ ان چند دنوں میں صدہا آدمیوں نے بیعت کی ہے - مگر افسوس ہے کہ کسی نے ان کو کہا بھی نہیں کہ یہاں چندوں کی ضرورت ہے خدمت کرنی بہت مفید ہوتی ہے جس قدر کوئی خدمت کرتا ہے - اسیقدر وہ راسخ الایمان ہو جاتا ہے اور جو کبھی خدمت نہیں کرتے - ہمیں تو اُن کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے -

چاہیئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس عہد کرے کہ میں اتنا چندہ دیا کرونگا کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے رزق میں برکت دیتا ہے - بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اسبات کا علم نہیں ہے کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے - ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہیئے کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو - تو خدا سے عہد لپکا کر لو - کہ اسقدر چندہ ضرور دیا کرونگا - اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جاوے کہ وہ پوری تابعداری کریں - اگر وہ اتنا عہد بھی نہیں کر سکتے تو پھر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ ؟

نہایت درجہ کا بخیل اگر ایک کوڑی بھی روزانہ اپنے مال میں سے چندے کیلئے الگ کرے - تو وہ بھی بہت کچھ دے سکتا ہے - ایک ایک قطرہ سے دریا بنجاتا ہے - اگر کوئی چار روٹی کھاتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ ایک روٹی کی مقدار اس سلسلہ کیلئے بھی الگ کر رکھے اور نفس کو عادت ڈالے کہ ایسے کاموں کے لئے اسطرح سے نکالا کرے - چندے کی ابتدا اس سلسلہ سے ہی نہیں ہے - بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے - ایک وہ زمانہ تھا کہ ذرا چندے کا ارشاد ہوا تو تمام گھر کا مال لاکر سامنے رکھدیا - پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حسب مقدور کچھ دینا چاہیئے - اور آپ کی منشا تھی کہ دیکھیں کہ کون کسقدر لاتا ہے - ابوبکر رض نے سارا مال لاکر سامنے رکھدیا - اور حضرت عمر رض نے نصف مال آپ نے فرمایا کہ یہی فرق تمہارے مدارج میں ہے - اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ کوئی جانتا ہی نہیں کہ مدد دینی بھی ضروری ہے - حالانکہ اپنی گذران عمدہ رکھتے ہیں ان کے برخلاف ہندوؤں وغیرہ کو دیکھو کہ کئی کئی لاکھ چندہ جمع کر کے کارخانہ چلاتے ہیں - اور بڑی بڑی مذہبی عمارات بناتے اور دیگر موقعوں پر صرف کرتے ہیں - حالانکہ یہاں تو بہت ہلکے چندے ہیں - پس اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو اُسے خارج کرنا چاہیئے وہ منافق ہے اور اسکا دل سیاہ ہے - ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ ماہواری روپے ہی ضرور دو - ہم تو یہ کہتے ہیں کہ معاہدہ کر کے دو - جس میں کبھی فرق نہ آوے صحابہ کرام رض کو پہلے ہی سکھایا گیا تھا - لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اس میں چندہ دینے اور مال صرف کرنیکی تاکید اور اشارہ ہے -

یہ معاہدہ اللہ کے ساتھ ہے اور جو معاہدے اللہ تعالے کیساتھ ہوتے ہیں - ان کو نباہنا چاہیئے - اُن کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے - کوئی کیسی ادنےٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اسکے سامنے نہیں ہو سکتا - تو پھر احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح سے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے - ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا - جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے - بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں - فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس لگا کر وصولی کرتی ہیں - اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں - چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے - پس ضرور ہے کہ ہزار در ہزار آدمی جو بیعت کرتے ہیں - ان کو کہا جاوے کہ اپنے نفس پر کچھ مقرر کریں - اور اس میں کچھ غفلت نہ ہو "

البدر ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء (حضرت مسیح موعود)

محمودیوں کی ایمانداری کا نمونہ

(از بابو منظور الٰہی سوھل ساوی)

قرآن شریف میں اللہ تعالے ایمانداروں کو حکم دیتا ہے ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا - اعدلوا - ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی - مگر قادیاں کے پیر کے حلقہ بگوشوں سے جو ایمانداری کے نمونے ظاہر ہو رہے ہیں - وہ نہایت ہی قابل رحم ہیں - ان لوگوں کو جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے - بہتان باندھنے - اور بیہودہ نکتہ چینی کی اسقدر عادت پڑ گئی ہے کہ وہ اب اُن کی طبیعت ثانی

بن گئی ہے۔ جس قادیان سے کسی زمانہ میں نور و ہدایت کی روشنی دنیا جہان میں پھیلی اُسی جگہ سے اب پیر پرستی کی اندھی تقلید کے باعث کفر و ضلالت اور افترا بازی کی اشاعت ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی پاک تعلیم کو خاک میں ملایا جا رہا ہے۔ اور جسقدر ان لوگوں سے ہو سکتا ہے۔ حضور کی تعلیم کی بجائے اپنے خود ساختہ مسائل کی ترویج افضل سمجھتے ہیں حضرت صاحب کی بیس سالہ تصانیف پر ان کے پیر نے دو حرفوں میں پانی پھیر دیا۔ اب جس شخص کو دیکھو اور جسے حضرت صاحب کی تصنیف دکھاؤ۔ وہ منسوخی کی تاریخ کا پہلے مطالبہ کرتا ہے۔ یہیں تک بس نہیں۔ بلکہ انہوں نے اسبات کا ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ جا و بیجا جہاں تک بھی ہو سکے اپنے اندھے مقلدوں کی آنکھوں پر دھول ڈالتے رہیں۔ تاکہ ان کو کسی وقت اصل حقیقت سے اطلاع نہ ہو سکے

ہماری جماعت کی نسبت ان لوگوں نے آج تک جان توڑ کوشش جاری رکھی ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے ہمیں گورنمنٹ کی نظروں میں مفسد و باغی قرار دیا جا سکے اور اپنی مزعومہ وفاداری کے پردہ میں اپنا الو سیدھا کیا جائے مگر گورنمنٹ کا محکمہ راز ان خود پرست لوگوں کی ریشہ دوانیوں کی امداد سے مستغنی ہے ورنہ ان کی دلی خواہشوں کے مطابق گورنمنٹ کب کا ہمیں پھانسی دیدیتی اور ان کے کلیجے ٹھنڈے ہو جاتے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے نقش قدم پر چل کر اسی طرح یہ لوگ بھی اپنی منصوبہ بازیوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ گورنمنٹ نے مولوی محمد حسین کی منصوبہ بازیوں کی طفیل نہ حضرت مسیح موعود کو باغی قرار دیا اور نہ محمودی پیر پرستوں کے لکھنے یا کہنے پر وہ ہمیں باغی قرار دے سکتی ہے۔ گورنمنٹ کے قانون کی جو شخص بھی خلاف ورزی کریگا وہ خواہ محمودی ہے۔ یا احمدی اسکا نتیجہ بھگت لیگا۔ اسلئے ہمیں اس بات سے تو تسلی ہے کہ ان منصوبہ بازوں کی مونہوں کی پھونکوں سے حضرت مسیح موعود کا نور جسے ہم پھیلا رہے ہیں ہرگز نہ بجھ سکیگا۔ اور خدا تعالے کا فضل شامل حال رہا تو یہ دن بدن بڑھیگا۔ اور سنت اللہ کے مطابق آہستہ آہستہ ترقی کریگا۔ ایک تازہ شرارت جو محمودی پرچے الفضل نے کی ہے وہ یہ ہے کہ پیغام صلح ۳ر اگست ۱۹۲۱ء سے مولوی ظہیر الدین صاحب کے ایک مضمون کا نامکمل ٹکڑا لے کر اس پر جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں اور بڑا زور قلم لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ احمدی گروہ مسٹر گاندھی کے پیچھے چل رہا ہے۔ بس اتنی سی بات پر ایک صفحہ سے زیادہ بھر دیا ہے۔ لیکن اگر لکھنے والے میں امانت و دیانت اور ایمانداری کا شمہ بھی ہوتا۔ تو وہ اقتباس کردہ عبارت کی دو چار پہلی سطریں بھی ساتھ ہی لکھ دیتا تاکہ مولوی ظہیر الدین صاحب کا اصل مطلب تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا۔ مگر ایسی دیانت

اور ایمانداری تو وہ دکھائے جسکا ضمیر قلب زندہ ہو۔ لیکن جن لوگوں کا ضمیر ہی مر چکا ہو۔ اُن سے نیکی کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ مولوی ظہیر الدین صاحب نے "فرد واحد و انجمن" کے عنوان سے الفضل ۲ر جولائی ۱۹۲۱ء کے ایک مضمون کی لغویت ثابت کی ہے۔ جس میں اُسنے ہمیں مخاطب کر کے لکھا تھا۔ کہ ترقی صرف ایک واجب الاطاعت امام کی پیروی سے ہو سکتی ہے نہ کہ انجمن کے ذریعہ سے۔ مولوی صاحب نے نہایت مدلل طور پر مضمون لکھا۔ اور آخر پر یہ الفاظ تحریر کئے۔

"لیکن آج ضرورت اسبات کی ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں پیروں اور اماموں کا بھی محاسبہ کیا جا سکے۔ اور یہ ممکن نہیں جب تک کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی وصیت کے ماتحت ایک واجب الاطاعت انجمن کا وجود تسلیم نہ کیا جائے۔ مثل مشہور ہے اِک ایک اور دو گیارہ۔ جو کام میاں محمود احمد صاحب اکیلے کر سکتے ہیں۔ یا مہاتما گاندھی صاحب جو کچھ اکیلے سمجھ رکھتے ہیں۔ اگر یہ ہر دو صاحب باہم ملکر کام کریں۔ اور ان کے ساتھ علی برادران مولانا ابو الکلام آزاد حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے مسلم مشنری ووکنگ بھی شامل ہو جاویں تو وہ نور علے نور ہو سکتے ہیں۔ پس بجائے فرد واحد کو واجب الاطاعت سمجھنے کے انجمن کو واجب الاطاعت سمجھتے ہیں۔ اہل ہند کی بلکہ دنیا کی زیادہ بہتری کی امید ہو سکتی ہے۔ اگر ایڈیٹر الفضل اسبارہ میں سوچکر قلم اٹھاویں تو اچھا ہوگا"

اب اِس اقتباس کو سامنے رکھ کر جو شخص "الفضل" کا مضمون بعنوان "غیر مبایعین مسٹر گاندھی کے پیچھے" پڑھے گا وہ لکھنے والے کی دیانت اور امانت اور ایمانداری پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکیگا۔ مولوی ظہیر الدین صاحب نے خواہ مخواہ الفضل کے ایڈیٹر کو سوچنے سمجھنے کی رائے دی۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی سمجھ پیر پرستی کی نذر کر چکے ہیں اِن سے ایسی ایسی آرزو کرنا ہی غلطی ہے کہ کسی معاملہ میں یہ غور کریں یا سوچیں۔

کہاں تو پیر کی یہ حالت کہ وہ یہ کہے۔ کہ وہ ایک خاص مقصد کو مدنظر رکھ کر سورۃ الفیل کی بکثرت تلاوت کرتا ہے۔ اور پھر حجاز کے بارے میں ترکوں کی ہمدردی کا بھی اپنے وفد کے ذریعہ سے راگ الاپتا ہے جس پر اُسے سول ملٹری گزٹ کے دربار سے جھاڑ بھی پڑ جاتی ہے۔ اور کہاں مریدوں کی حالت کہ ایک وہمی بات کے لئے طومار باندھنا شروع کر دیتے ہیں میاں

محمود احمد و مسٹر گاندھی کے مل کر کام کرنے کا سوال تو بقول الفضل اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں - علی برادران و آزاد مسٹر گاندھی کے ساتھ ہیں - اسکے متعلق کبھی لکھنے کی ضرورت نہیں - ہاں ضرورت ہے تو مولوی محمد علی صاحب و خواجہ صاحب کے بارہ میں مشورہ دینے کی - یہ عجیب بات ہے کہ میاں محمود احمد - مسٹر گاندھی - علی برادران آزاد - مولوی محمد علی صاحب - خواجہ صاحب کی انجمن مزعومہ میں سے سب کو تو لکالدیا جائے اور مؤخر الذکر ہر دو بزرگوں کو لتاڑا جائے - یہ عجیب ایمانداری ہے -

جو قوم اپنے ایڈریس میں حجاز کی آزادی اور ٹرکی کے بارے میں وایسرائے کی خدمت میں وہی باتیں پیش کرے جو مسلمانوں کے وفد نے چند سال پہلے پیش کی تھیں وہ تو سرکار کو دہمکی دینے والی نہ سمجھی جائے - حالانکہ اسکے ایڈریس سے صاف دہمکی پائی جاتی ہے - اور جس وفد میں ہمارا کوئی آدمی جاکر وہی باتیں پیش کرے وہ گردن زدنی ہو -

رہا ہندوؤں کے ساتھ مل کر کام کرنا جو اس بارہ میں آج سے تیرہ سال پیشتر حضرت مسیح موعود خود لکھ گئے ہیں -

"وہ نفاق اور فساد جو ہندو اور مسلمانوں میں آج کل بڑھتا جاتا ہے اسکے وجوہ صرف مذہبی اختلافات تک محدود نہیں ہیں - بلکہ دوسری اغراض اسکی وجوہ ہیں جو دنیا کی خواہشوں اور معاملات سے متعلق ہیں مثلاً ہندوؤں کو ابتدا سے یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ اور ملک کے معاملات میں ان کا دخل ہو - یا کم سے کم یہ کہ ملکداری کے معاملات میں ان کی رائے لیجائے اور گورنمنٹ ان کی ہر ایک شکایت کو توجہ سے سنے - اور بڑے بڑے گورنمنٹ کے عہدے انگریزوں کی طرح انکو بھی ملا کریں - مسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی کہ ہندوؤں کی ان کوششوں میں شریک نہ ہوئے - اور خیال کیا کہ ہم تعداد میں کم ہیں - اور یہ سوچا کہ ان تمام کوششوں کا اگر کچھ فایدہ ہے تو وہ ہندوؤں کے لئے ہے نہ کہ مسلمانوں کے لئے - اسلئے یہ شراکت سے دستکش رہے - بلکہ مخالفت کرکے ہندوؤں کی سدّراہ ہوئے جس سے رنجش بڑھ گئی (پیغام صلح ص ۱۴)

غالب امید ہے - کہ الفضل کے دربار سے حضرت مسیح موعود پر بھی بغاوت پھیلانے اور مسلمانوں کو کانگریس میں شریک ہونے کی ترغیب دینے کا فتوے نکل آئیگا - کانگریس کے ذریعہ ہندو ملکی حکومت چاہتے ہیں - حضرت صاحب فرماتے ہیں - ان سب سے الگ رہنا مسلمانوں کی غلطی ہے - اور اس امر میں سدّراہ ہونے سے رنجش بڑھی ہے - اس سے آگے آپ فرماتے ہیں -

" مسلمان اس بات سے کیوں ڈرتے ہیں کہ اپنے جایز حقوق کے مطالبات میں ہندوؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں - اور کیوں آج تک ان کی کانگریس کی شمولیت سے انکار کرتے رہے اور کیوں آخر کار انکی درستی رائے محسوس کرکے ان کے قدم پر قدم رکھا - مگر الگ ہوکر - اور ان کے مقابل پر ایک مسلم انجمن قایم کردی - مگر ان کی شراکت کو قبول نہ کیا " (ص ۱۴)

اگر ہمارے محمودی دوستوں کے نزدیک جایز حقوق کا مطالبہ اور ہندوؤں کیساتھ پولیٹیکل امور میں شراکت کرنا بغاوت کا مترادف ہے - گویا حضرت صاحب معاذ اللہ نفاق سے کام لیتے رہے اور ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے یہ کلمات لکھ دیئے حالانکہ آپ کا دلی منشا یہ نہ تھا -

کھدّر پوشی یا ملکی مصنوعات کو ترقی دینا بغاوت نہیں - بغاوت یہ ہے کہ ملکی قوانین کے خلاف ورزی کی جائے - یا حکام کے برخلاف سازشیں کی جائیں سو یہ امر کسی احمدی سے جو اشاعت اسلام کی اہمیت کو سمجھتا - اور حضرت مسیح موعود کا پیرو - ہے ناممکن محض ہے خواہ وہ کسی فریق سے تعلق رکھتا ہو -

اعلان فسخ بیعت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد ازیں عرض ہے کہ میں نے جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کی تھی - مگر مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اہل قبلہ کو کافر کہتے ہیں اور حضرت میرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور اِسْمُهٗ اَحْمَدُ کا مصداق جناب مرزا صاحب کو مانتے ہیں - لہذا اب مجھے معلوم ہوگیا ہے - اسلئے میں عقاید مذکورہ سے متنفر ہوکر فسخ بیعت کا اعلان کرتا ہوں آپ مہربانی فرماکر اسکو شائع کردیں مشکور ہونگا - ۲۱/۸/۲۶

اللہ دتا احمدی - پٹواری حال موضع جیونجل

نو مبائعین

جناب سکرٹری صاحب السلام علیکم - جبکہ مولوی حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ - اسجگہ تشریف لائے تھے تو کمترین نے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوکر بیعت قبول کی تھی - جس کی قبولیت کی خوشخبری سے کمترین کو آگاہ نہیں فرمایا گیا - اور نہ درج اخبار کیا گیا ہے - اسلئے نہایت ہی ادب سے التماس ہے کہ براہ مہربانی میرا نام سلسلہ احمدیہ میں درج فرماکر میری بیعت منظور فرمائی جاوے اور مجھے سلسلہ میں داخل ہونے کی خوشخبری سے مطلع فرمایا جاوے - اور اخبار میں درج فرمایا جاوے - (فقیر عبد اللہ امام مسجد جتوئی - تحصیل علی پور - ضلع مظفر گڈھ)

شریف محمد طالب علم ولد مولوی یار محمد ساکن جتوئی ضلع مظفر گڈھ حال علی پور
جمال الدین ورزشش ماسٹر علی پور ولد مولوی نظام الدین مرحوم ساکن جتوئی " "
عبد الرزاق ولد غلام محی الدین صاحب ساکن بادگر ضلع گلبرگہ ریاست حیدر آباد دکن
حیدر علی مشفق ولد فروغ حسین صاحب ملازم کمپنی مولوی حسین خان صاحب مبلغ -
مولوی الٰہ بخش صاحب ولد مولوی الٰہ یار قریشی احمدانی - ضلع ڈیرہ غازیخان - ڈاکخانہ بستی لنڈ

راجہ لعل حسین صاحب تھرڈ میر کلاس کمرہ نمبر ۴۴ سید کورٹ علیگڈھ
راجہ ذوالحسین صاحب سکنڈ پڑل کلاس گوجرخان - موضع ہڑکی کلرال تکیہم پور
نیاز علی ولد میران بخش صاحب ککے زئی ساکن کنجاہ ضلع گوجرانوالہ حال مقیم واگلہ ڈاکخانہ بلران ضلع گیری

تازہ خبریں

دست بدست جنگ

سمرنا - ۲ ستمبر خبر ہے کہ دس روز کی بڑی زبردست جنگ کے بعد انگورا فتح ہوگیا ہے دونوں طرف کا نقصان جان بہت ہوا ہے کمالی فوج کی حالت غیر یقینی ہے

ترک جو تعداد میں زیادہ تھے آخر دم تک مقابلہ کرتے رہے اور انہوں نے یونانیوں کو مقبوضہ چوکیوں سے باہر نکال دینے کی اکثر کوشش کی - دست بدست جنگ بہت ہوئی ہے

(سقوط انگورا کی خبر سمرنا سے آئی ہے - اور اس کے یقین کرنے میں احتیاط چاہیئے - اگر یہ خبر انجام کار صحیح نکلی - تو گمان غالب ہے کہ لڑائی میں اور شدت بھی پیدا ہو جائیگی - اور وہ ترکی عناصر جو اب تک خاموش تھے - حتم ٹھونک کر سامنے آجائیں گے - بہر حال یونانیوں کی یہ پیشقدمی اسکی اپنی ہمت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے - اور حیرت ہوتی ہے کہ وہ کونسی طاقت ہے جس نے اسقدر جلد تسخیر انگورا کے مقصد میں کامیاب بنا دیا ہے) (ایڈیٹر وکیل)

تسخیر انگورا کی خبر غلط تھی

(یونانی پسپا ہو رہے ہیں)

لنڈن ۸ ستمبر - انگورا کی تسخیر کی خبر اب تک تصدیق طلب ہے - رائٹر کا نامہ نگار مقیم ایتھنز اپنے برقی پیغام مورخہ ۵ ستمبر میں اطلاع دیتا ہے کہ یونانی افواج کا دایاں پہلو منفرق جنگ میں مشغول ہے - اور یونانی ہوائی جہازوں نے انگورا ریلوے سٹیشن پر بم گرائے ہیں

لنڈن ۹ ستمبر تسخیر انگورا کی تصدیق طلب خبر قطعاً بے بنیاد ہے - لنڈن میں جو تازہ ترین اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانیوں نے جو دریائے سکاریہ کے مشرق کی طرف جو حملہ کیا تھا وہ بالکل رک گیا ہے

شدید جنگ جاری ہے

پچھلے ہفتہ ازحد شدید جنگ جاری ہے اور آثار و قرائن سے پایا جاتا ہے کہ یونانی پسپا ہو رہے ہیں - یونانی [illegible] انگورا سے چالیس میل جنوب مغرب کی طرف ہیں (سیاست ۱۱ محرم)

ایرانی وزیر تعلیم انگورا میں

پیرس - ۱۰ ستمبر قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ سلطنت ایران کا وزیر تعلیم انگورا میں پہنچ گیا ہے - بیان کیا گیا ہے کہ وزیر [illegible] کو اختیارات کلی عطا کیئے گئے ہیں کہ وہ ترکان احرار کی حکومت کے ساتھ عہد نامہ طے کرے - (سیاست ۱۱ محرم)

میدان جنگ میں آٹھ سو یونانی لاشیں

بقول رائیٹر انگورا سے حسب ذیل سرکاری اطلاع شائع ہوئی ہے کہ علاقہ بروصہ میں ترکی رسالہ میں نمبر ۱۰ یا ۱۱ مقبول سڑک تک پیشقدمی کی ہے علاقہ علاقہ عسکی شہر میں جو یونانیوں نے حال ہی میں فتح کیا تھا زبردست جنگ ہوئی ہے اور اسمیں ترک کامیاب رہے ہیں - یونانی پسپا ہو رہے ہیں - اور ان کا بہت بھاری نقصان جان ہوا ہے - نہ میدان جنگ میں وہ ۸۰۰ مردے چھوڑ گئے ہیں - اس محاذ پر وہ یونانی حملہ آوروں کی پیشقدمی کو بالکل روک دیا ہے - سید غازی کے علاقہ میں بھی زبردست جنگ ہوئی ہے اور اس میں بھی ترک کامیاب رہے ہیں - اشنک کے علاقہ میں ۱۵ سو ترک سوار دکھے ایک دستہ نے کراجا حصار پر حملہ کیا - سامان حرب کی ایک مقدار اور چار سو یونانی قیدی گرفتار کرلئے ہیں - (ایوننگ سٹینڈرڈ ۲۸ جولائی ۱۹۲۱ء) (وکیل امرتسر ۸ محرم)

میونسپل کمیٹی دہلی نے مبلغ بیس ہزار روپیہ کی رقم ولیعہد انگلستان کے خیر مقدم پر صرف کرنے کے لئے منظور کی ہے۔

[illegible] لاہور - باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر زحیب کر شائع ہوا۔

مدینۃ المسیح لاہور یوم چہار شنبہ ۱۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۰ ہجری المقدس مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

(۱) انشاء اللہ تعالیٰ - حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ ۲۹ ستمبر ۲۱ء کو شملہ سے اتر آئیں گے۔ اور دو تین روز کرنال میں ٹھہر کر پھر لاہور تشریف لاویں گے۔

(۲) الحمد للہ جناب قاضی عبدالرحمن صاحب سکرٹری علی پور مظفر گڑھ کے ذریعے بہت اچھی تبلیغ ہو رہی ہے۔ علی پور اور جتوئی سے پانچ کس کے اور بیعت کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

(۳) جزائر ٹرینیڈاڈ میں تبلیغ اسلام

منشی فضل کریم صاحب مبلغ اسلام جزیرہ ٹرینیڈاڈ میں خوب زور شور سے تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں وہاں کے اخبارات میں اسلامی مسائل پر بحث شروع ہو گئی ہے۔ ایک شخص نے گمنام چٹھی لکھی کہ ایک ایشیائی کافر (یہ خطاب اس مبلغ اسلام کو امریکہ کے ایک عیسائی پادری نے دیا ہے) جو ہندوستان کے مرکز سے یہاں آیا ہوا ہے۔ وہ "تعدد ازدواج" کی حمایت کر رہا ہے۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ اسے

بعد کہ یہ قاضی صاحب کے ایک لیکچر کی طرف اشارہ تھا۔ جو اس گمنام چٹھی کے شائع ہونے سے ایک ماہ پیشتر انہوں نے دیا تھا۔ اور جو بہت سے دلوں میں اسلام کا گھر بنا چکا تھا۔ اس گمنام چٹھی کا جب قاضی صاحب موصوف نے جواب دیا۔ تو اس پر ریورنڈ مسٹر فوزبرا بی اے۔ بی۔ ڈی پرنسپل تھیولوجیکل کالج نے ایک لمبی چٹھی شائع کی۔ جس میں اول تو پادری صاحب نے قاضی صاحب کو برا بھلا کہکر اپنے دل کا بخار نکالا۔ پھر اسلام پر بہت سے اعتراض کردیے۔ وہ چٹھی ۲۰ ماہ حال کو شائع ہوئی تھی قاضی صاحب نے ان اقوال دور کیا۔ تھمر وہی وعدہ خلافی۔ گزٹ صبح کو شائع ہوتا ہے۔ آپ دس بجے پھر گئے اب اس نے پھر ۱۳ر کا وعدہ کیا۔ لیکن ان وعدہ خلافیوں سے امید نہیں کہ وہ اسکو شائع کرے۔ ان لوگوں میں انصاف نام کو نہیں۔ مسلمانوں کو سخت اضطراب ہے سب کی آنکھیں قاضی صاحب کیطرف لگی ہوئی ہیں بہرحال گزٹ میں اگر وہ چٹھی شائع نہ ہوئی تو قاضی صاحب خود اپنے خرچ پر چھپا کر مفت تقسیم فرماویں گے۔

(۴) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نہایت افسوس کے ساتھ یہ خبر شائع کی جاتی ہے کہ عالیجناب شیخ خدابخش صاحب پنشنر۔ اے۔ اے۔ سی۔ مردان ضلع پشاور کے فرزند اکبر مسمی کریم بخش (؟) اسسٹنٹ افسر مالی بعمر ۲۰ سال بعارضہ ہیضہ فوت ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجعون تمام احمدیوں کو عموماً اور اراکین احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام لاہور کو خصوصاً حضرت شیخ خدابخش صاحب اور انکے عزیزوں سے اس افسوسناک موت اور جانکاہ حادثہ ... سخت قلق اور دلی ہمدردی ہے۔ شیخ صاحب موصوف کے لیے یہ دوسرا صدمہ ... میں ہے۔ ایک ایسا ہی جوان بیٹا انفلوئنزا میں ۱۹۱۸ء میں فوت ہوگیا ... اس جوان کے . . . . . .

انتقال پر احمدی احباب اور اکابران ملت کو ... سخت رنج اور افسوس ہوا ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور مرحوم کے عزیز اقارب اور غمگین باپ اور دوستوں کو صبر کی توفیق عطا فرمادے۔ مرحوم کا جنازہ غائب گذشتہ جمعہ کو مسجد احمدیہ لاہور میں پڑھا گیا۔ بیرونجات میں بھی ہرجگہ کے احمدی احباب ان کا جنازہ غائب پڑھیں فقط

حضرت مسیح موعود کا ایک وعظ — یاد موت

نے انسان ان موتوں سے عبرت نہیں پکڑتا۔ حالانکہ اس سے بڑھ کر اور کون ناصح ہوسکتا ہے۔ جس قدر انسان مختلف بلاد اور ممالک میں مرتے ہیں۔ اگر یہ سب جمع ہوکر دروازہ سے نکلیں تو کیسا عبرت کا نظارہ ہوتا ہے۔ پھر مختلف امراض اس قسم کے ہیں کہ اس میں انسان کی پیش نہیں جاتی۔ ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے بیان کیا کہ میرے پیٹ میں رسولی پیدا ہوئی ہے۔ اور وہ دن بدن بڑھ کر پاخانہ کے رستہ کو بند کرتی جاتی ہے۔ جس ڈاکٹر کے پاس میں گیا ہوں۔ وہ یہی کہتا ہے کہ اگر یہ مرض ہمیں ہوتی تو ہم بندوق مار کر خودکشی کر لیتے۔ آخر وہ بیچارا اسی مرض سے مرگیا۔ بعض ایسے لوگ مسلول ہوتے ہیں کہ ایک ایک پیالہ پیپ کا اندر سے نکلتا ہے۔ ایک دفعہ ایک مریض آیا۔ اسکی یہی حالت تھی۔ صرف اسکا پوست ہی رہ گیا تھا۔ اور وہ سمجھدار بھی تھا۔ مگر تاہم وہ یہی خیال کرتا تھا اور اگر صبح ہوئی ہے تو شام کی امید نہیں کہ ہم زندہ رہیں گے۔ جب تک انسان کا یہ خیال نہ ہو کہ میں ایک مرنے والا ہوں تب تک وہ غیر اللہ سے دل لگانا چھوڑ نہیں سکتا۔ اور آخر اس قسم کے افکار میں جان دیتا ہے۔ مرنے کے وقت کا کسی کو کیا علم ہوتا ہے۔ موت تو ناگہانی آجاتی ہے۔ اگر کوئی غور کرے تو اسے معلوم ہو کہ یہ دنیا اور اسکا مال و متاع اور حظ سب فانی اور جھوٹے ہیں۔ آخرکار وہ یہاں سے نہیدست جاویگا۔ اور اصل مطلوب جس سے وہ خوش رہ سکتا ہے وہ خدا سے دل لگانا ہے اور گناہ کی دلیری سے آزاد رہنا کہنے کو یہ آسان ہے اور ہر ایک زبان سے کہہ سکتا ہے۔ کہ میرا دل خدا سے لگا ہوا ہے۔ مگر اسکا کرنا مشکل ہے۔ ایک دوکاندار کو دیکھو کہ وہ وزن توکم تولتا ہے۔ مگر زبان سے صوفیانہ کافیئں ایسی گاتا جاویگا۔ کہ دوسرے کو معلوم ہو یہ بڑا خدارسیدہ ہے ایسی حالت میں لفظ اور باتیں توزبان سے نکلتی ہیں۔ مگر دل ان کی تکذیب کرتا ہے۔ سجادہ نشینوں کو ایسے قصے یاد ہوتے ہیں کہ دوسرا انسان سن کر گرویدہ ہوجاتا ہے۔ حالانکہ خود ان کا عملدرآمد ان پر مطلق نہیں ہوتا۔ مگر تاہم ایسے انسان بھی ہوتے ہیں کہ وہ بات کو سمجھ لیتے ہیں۔ اور اس دنیا وما فیہا کو چھوڑنا انپر آسان ہوتا ہے۔ جیسے کہ ابراہیم ادھم وغیرہ بادشاہ ہوئے ہیں۔ کہ انہوں نے سلطنت کو ترک کردیا۔ جب خوف الٰہی ان کے قلب پر ہوا۔ تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب دنیا اور خوف ایک جا جمع نہیں ہوسکتے اسلیے دنیا کو چھوڑ دیا۔

جب ایک شخص ایک ناپائیدار لذت میں مصروف ہو تو جب اسے چھوڑیگا اسی قدر اسے رنج ہوگا۔ دنیا سے دل لگانے سے دل سیاہ ہوجاتا ہے اور آیندہ نیکی کی مناسبت اس سے نہیں رہتی۔ مسلمانوں میں اگرچہ فاسق فاجر بادشاہ بھی گذرے ہیں۔ مگر ایسے بھی بہت ہیں کہ انہوں نے پاکبازی اور راستی اختیار کی۔

(البدر نمبر ۳۸ جلد ۴ - ۹ر اکتوبر ۱۹۰۳ء) حضرت مسیح موعودؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۹ | مورخہ ۱۹ر محرم الحرام ۱۳۴۰ھ | نمبر ۱۲

نور افشاں کی دراز دستیاں (یا) خرد جال کی خرمستیاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

(حضرت آدم ؑ اور اُن کی زوجہ محترمہ کی لغزش)

آدم اور حوا نے شیطان کے بہکانے سے گناہ کیا (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ) تو انہوں نے اپنے کو برہنہ محسوس کیا۔ اور درختوں کے پتوں سے اپنی برہنگی چھپانے لگے" کمبختوں نے ان الفاظ سے ٹھوکر کھا کر اپنے جد امجد اور والدہ ماجدہ کی (نعوذ باللہ) کیا مٹی پلید کی کہ ان کی برہنگی کی تصویریں بنانے لگ گئے۔ آہ کیا کسی نے سچ کہا ہے۔ چوں ندانند حقیقت رہ افسانہ زدند۔

سفر بائبل کی اس کمی کو قرآن کریم پورا کرتا ہے۔ اور قرآن کریم بائبل کے سر پر یہ وہ احسان عظیم ہے کہ جس کے بار گران سے بائبل تا قیامت سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ جناب مسیح کو اپنے حواریوں سے یہی شکایت تھی کہ وہ کلام الٰہی کی تمثیلوں کو سمجھنے کی عقل نہ رکھتے تھے اور آج اسی بصیرت کی کمی نے مسیحی دنیا کو گمراہی کے گڑھے میں گرا رکھا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ انسانی لباس دو قسم کا ہے معاً حضرت آدم ؑ اور ان کی بیوی کے اس تذکرہ کے بعد کہ جس کا حوالہ مدیر نور افشاں نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقویٰ ذلك خیر ذلك من آیات اللہ لعلھم یذکرون۔ ترجمہ۔ اے آدم کے فرزندو ہم نے تمہارے لئے لباس عطا کیا ہے جو تمہارے عیوب کو ڈھانکتا ہے اور زینت کا باعث بھی ہے اسکے علاوہ ہم نے تمہیں ایک اور لباس بھی عطا کیا ہے کہ جو تقویٰ کا لباس ہے (اگر تم سمجھو) تو یہ بہترین لباس ہے (حضرت آدم ؑ اور ان کی زوجہ محترمہ کے متعلق) یہ جس قدر آیات بیان کی گئی ہیں اس کی غرض یہ ہے کہ تم اس تذکار وعظ سے نصیحت حاصل کرو۔

حضرت آدم ؑ اور ان کی زوجہ محترمہ کی ایک ہلکی سی لغزش اور لباس کے چھن جانے کا تذکرہ کر کے اسکے معاً بعد لباس تقویٰ کی طرف اشارہ کر کے صاف بتلا دیا کہ گناہ سے کونسا لباس چھن جایا کرتا ہے۔ گناہ سے چھن جانے والا لباس ہمارا کوٹ پتلون نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تقویٰ کا لباس ہے۔ اس آیت کے یہ معنی کوئی ایجاد بندہ نہیں۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے بل والعورۃ کنایۃ عن سقوط الحرمۃ وزوال الجاہ والمعنی ان غرضہ من القاء تلك الوسوسۃ الی آدم زوال حرمتہ و ذھاب منصبہ۔ پھر حضرت ابن عباس رضؓ جو مفسرین میں گل سرسبد کہلائے جانے کے مستحق ہیں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کانہما قد البسا ثوبا یستر عورتہما فلما عصیا زال عنہما ذلك الثوب گویا تقویٰ کو لباس کے ساتھ جو انسانی عیوب کو چھپاتا ہے تشبیہ دی گئی ہے۔ پس گناہ سے ظاہری جسم کا لباس نہیں بلکہ تقویٰ کا لباس چھن جاتا ہے اور یہ قانون کوئی حضرت آدم ؑ سے ہی خاص نہ تھا۔ بلکہ آج بھی جو شخص گناہ کرتا ہے اگرچہ وہ ظاہری طور پر اعلےٰ درجہ کے لباس میں ہی کیوں نہ ہو۔ مگر لوگوں کی نگاہ میں وہ ننگا ہو جاتا ہے۔

دُور کیوں جاتے ہو لندن کی شب گذشتہ کا ہی ایک واقعہ ہے کہ ایک پادری صاحب نے جو اعلےٰ درجہ کا پاکیزہ اور نظر فریب زاہدانہ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے لندن کے ایک تاجر کی دکان میں سامان تجارت کا ملاحظہ کرتے ہوئے چپکے سے ایک اعلےٰ درجہ کا منی بیگ تاڑ کر زیر دامن کر لیا۔ اور اِدھر اُدھر دزدیدہ نگاہیں دوڑا کر مطمئن ہو پڑا کہ میری اس حرکت کو کسی نے نہیں دیکھا۔ خراماں خراماں دوکان سے ٹکٹ لیا اور خوشی خوشی گاڑی سوار ہو گئے۔ اتنے میں ایک طلایہ گر (جاسوس) نازنین بھی ان کے تعاقب میں ٹکٹ لے پادری صاحب کے پاس آ بیٹھی اور آتے ہی پادری سے سوال کیا کہ کیا یہ منی بیگ آپکا ہے۔ اس سوال کا سُننا تھا کہ پادری صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اور معقول جواب دینے کی بجائے غنغنانے لگ گئے۔ لڑکی نے جب دوبارہ زور سے وہی سوال کیا تو خود ہی بکا دیا کہ میں نے اسکو فلاں دکان سے لیا ہے۔ لڑکی نے ادائیگی قیمت کی رسید کا مطالبہ کیا تو پادری صاحب کی عقل کے طوطے اُڑ گئے۔ اور بآں ریش وفش چپکے چپکے اس لڑکی کو بہلانے لگے۔ اور جیب سے کئی سو کے پونڈ نکال کر لڑکی کی نذر کئے۔ مگر اُس امین اور نجیب لڑکی نے پادری صاحب کے اس نذرانہ اور اُن کی الحاح وزاری کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس موقعہ پر پادری صاحب اگرچہ ایک اعلےٰ درجہ کا لباس پہنے ہوئے تھے تاہم اس نظر فریب لباس کے باوجود بھی تمام لوگوں کی نگاہ میں وہ ننگے ہی نظر آتے تھے۔

یہ ہے وہ عزت وحرمت اور تقویٰ کا لباس کہ جو گناہ سے پھٹ کر تار تار ہو جایا کرتا ہے اگر کسی کے پاس ظاہری لباس نہیں تو وہ عقلمندوں میں قابل ملامت نہیں۔ مگر جسکے پاس تقویٰ کا لباس نہیں اس سے بڑھ کر کوئی ننگ اور ذلیل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم حضرت آدم کی لغزش کے بعد فرماتا ہے ولباس التقویٰ ذلك خیر۔ بائبل نے حضرت آدم ؑ و حوا کا جو قصہ بیان کیا ہے اُسکی تصویر بائسکوپ میں اس طرح دکھائی جا سکتی ہے کہ جس سے جناب پوپ تک شرم

سکتا نہیں۔ مگر قرآن کریم جس حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ اُسکا نقشہ اس شرمناک تصاویر میں نہیں دکھایا جا سکتا بلاشبہ بائیبل کے الفاظ اور ان الفاظ کی تصاویر اخلاق کے لئے تیشہ بہ بنیاد کا کام دیتی ہے۔ مگر قرآن کریم کے الفاظ اور ان کی الفاظ تعبیر جو خود قرآن کریم بیان کرتا ہے تہذیب نفس انسانی اور اخلاق فاضلہ کے لئے ایک تذکار عظیٰ کا کام دیتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم خود اس تذکرہ کو بیان کرنے کے بعد ذلک من ایات اللہ لعلھم یذکرون فرماتا ہے۔

حضرت داؤد ع کے متعلق جو جو حوالہ آپنے پیش کیا ہے۔ اسمیں بائیبل کی تصویر کا شائبہ تک نہیں اگر مرد ہو تو اوریا اور حضرت داؤد ع کا نقشہ جس الفاظ میں بائیبل کھینچتی ہے۔ قرآن کریم میں دکھاؤ۔ اسی طرح حضرت لوط اور اُن کا اپنی بیٹیوں سے اختلاط (نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات) قرآن کریم میں کہیں مذکور نہیں

بائیبل کی تعلیم حیا سوز ہے۔

پس قرآن کریم اس قسم کے حیا سوز قصوں سے سراسر پاک ہے۔ البتہ بائیبل کی نسبت خود مفسرین بائیبل کو اعتراف ہے کہ اسکے بعض حصے مخرب اخلاق اور بےغیرتی کے مجسمے ہیں۔ اسکے متعلق بہت سے حوالے اخبار مورخہ ۱۰ راگست میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ ان کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

عیسویت اور علوم جدیدہ

مدیر اخبار نور افشان موجودہ یورپ کی تمدنی ترقی کا باعث عیسویت قرار دیتا ہے۔ اور بڑے فخر سے مسیحیت کے ان پھلوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لیکن تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ مغربی اقوام نے تمدنی ترقی عیسویت کو اختیار کرنے کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ جسوقت عیسویت کے جوئے سے اپنے کندھوں کو ہلکا کیا۔ تو اُسوقت وہ ترقی کے میدان میں سبک گام ہوئے اور جب تک انہوں نے عیسویت کا حلقہ گلوگیر رکھا ہمیشہ علوم جدیدہ اور حقایق کی مخالفت میں برابر ڈٹے رہے۔

موسیو برونو اور کثرت عالمین } موسیو برونو کثرت عالمین کے قایل ہونے کی وجہ سے قانونی مجرم قرار دیا گیا اور مدتوں کی قید سخت کے بعد [illegible] میں زندہ آگ میں ڈال دیا گیا۔ حالانکہ اسلام اپنے یوم بعثت ہی سے الحمد للہ رب العلمین کی پکار کرتا چلا آتا ہے۔

گردش ارض) گردش ارضی کا مسئلہ مسلمانوں میں تیسری صدی ہجری سے مسلم ہے۔ مگر عیسائی دنیا میں جب اس کا اعلان ہوا تو عیسائیوں کے مذہبی گروہ نے جو جو اس پر ستم ڈھائے انکی تفصیل ایک مستقل کتاب کے سوا بیان نہیں ہو سکتی۔ کولمبس نے ۱۴۹۲ء میں جب اسی مسئلہ کی بنا پر نئی دنیا دریافت کرنے کا تہیہ کیا۔ اس سفر کے جواز کے لئے فادر کریزسٹم، اوگسٹن، جیروم، گریگوری وغیرہ کے اقوال کی تلاش کی گئی۔ عہدنامہ جدید اور عتیق سے استفسار کیا گیا۔ اور بالآخر کلیسا نے اپنا متفقہ فیصلہ سنا دیا کہ مذہبی حیثیت سے اس سفر کی اجازت نہیں مل سکتی۔ افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے کلیسا کے اس مذہبی فتوی کا احترام نہ کرکے کولمبس کو اسکی اجازت دیدی اور اس طرح امریکہ کا خطہ عیسائیت کے خلاف اچانک دریافت ہو گیا۔ کولمبس کو اسکا خیال ایک مشہور مسلم فلاسفر ابن رشد کی تصنیف کی بنا پر پیدا ہوا تھا۔

ستاروں کی حرکت) ستاروں کی حرکت کا مسئلہ جو آج کل عام طور پر مسلم ہے۔ اور قرآن کریم تو روز اول سے ہی کلٌ فی فلک یسبحون کی تعلیم دے رہا ہے۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ پروفیسر گلیلی کو اس دریافت کی بنا پر عیسائی کلیسا کی طرف سے موت کا حکم سنایا گیا تھا۔

ٹیکا لگوانا) ٹیکے کا اصول قسطنطنیہ میں ۱۷۲۱ء سے جاری ہے۔ مگر ایک معزز لیڈی میری مانٹیگو نامی نے اسکو یورپ میں رواج دینا چاہا تو ایک فتنہ برپا ہو گیا۔ اور مسیحی مشنریوں نے بڑے زور وشور سے اس کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ شاہ انگلستان سے مدد مانگنے کی ضرورت پڑی۔

تسہیل ولادت) عورتوں کو بچہ کی پیدایش کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اسکی تخفیف اور سہولت کا طریقہ جب یورپ میں ایجاد ہوا۔ تو عیسائی دنیا میں ایک قیامت برپا ہو گئی۔ کلیسا کا فرمان جاری ہوا کہ عورتوں کو اس تکلیف سے بچانے کی تدبیر کرنا کتاب پیدایش کے تیسرے باب کی آیت کے خلاف ہے۔

کلیسائے ہندوستان کی ناکامی

(از مولوی دوست محمد خانصاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہندوستانی پادریوں کی ناقابلیت

"انگریزی کلیساؤں کے پلپٹ ہندوستانی پادریوں پر بالکل بند ہیں۔ راقم مضمون کو اسکے سارے زمانہ پادریت میں جو کئی سالوں پر پھیلا ہوا ہے کبھی ایک دفعہ بھی اپنے ملک کے ایک بھی انگریزی کلیسا میں وعظ کرنے کے لئے نہیں کہا گیا۔ حالانکہ جب میں انگلستان میں تھا۔ تو بیسیوں گرجوں اور ایک سے زیادہ کیتھیڈرل میں بڑے بڑے آؤ بھگت کے ساتھ میرا وعظ سُنا گیا اور یہ امر کہ بہت سے بڑے بڑے جہازوں پر انگریز عوام مذہبی لوگوں کی علانیہ

دعوت پر میں نے نمازیں پڑھائیں اور یہ کہ ہندوستان میں انگریزی آزاد کلیساؤں میں وعظ کی دعوتوں کا فقدان نہیں بتاتا ہے کہ تفریق کا الزام تمام حامیان کلیسا کی قومی معیت پر عائد نہیں ہو سکتا۔" "در حالیکہ اعلےٰ ترین سرکاری مناسب جن میں گورنر شپ اور والیسرائے کی کونسل کے وائیس پریزیڈنٹ شپ بھی داخل ہیں۔ انفرادی زندگی بسر کرنیوالے ہندوستانیوں پر بند نہیں۔ مگر ایک ہندوستانی پادری ایک نہایت ادنےٰ چیپلین کا منصب یا ہندوستان کے **Established church** میں کوئی ایک بھی امتیازی عہدہ نہیں حاصل کر سکتا۔ خواہ اسکی تعلیم اور قابلیت کتنی ہی اعلےٰ کیوں نہ ہو۔ ہندوستان میں ایک درجن سے زیادہ انگریزی کتھیڈرل ہیں جنہیں مختلف لیشیوں کے کلیساؤں کی ماں کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اور ان کلیساؤں میں ہندوستانی پادریوں کی تعداد یورپینوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ تاہم ان تمام سالوں میں ایک بھی ہندوستانی پادری کو ان کی ملحقہ چیپلینی پر فائز نہیں ہونے دیا گیا ذاتیات کی تفریق سے معمور ہندوستان کی طرف عیسائیت کا پیغام اخوت اور مساوات کا پیغام تھا۔ لیکن ہندوستان میں انگریزی عیسائیت خاص طور پر اس اصول کے استیصال کا موجب ہوئی ہے۔ پھر کیا یہ امر موجب حسرت و تعجب نہیں کہ عیسائیت کی وہ شکل و صورت جو ہندوؤں کی ذاتیات کے سخت ترین شکنجوں سے بھی زیادہ سخت تر ذاتیات سے چشم پوشی کرتی ہے۔ ہندوستان کی اصل روح کو چھونے یا ہلانے میں بھی ناکام رہی ہے ہمارے خداوند نے اس امتیاز خصوصی کو بیان کرتے ہوئے جو اسکے پیروؤں کو باقی دنیا سے ممتاز کر سکتا ہے۔ ان کے متحدہ ایمان یا متحدہ بپتسمہ کا نام نہیں لیا۔ بلکہ ان کی مشترکہ اخوت کا ذکر کیا جب یہ الفاظ کہے۔ کہ" اسی سے تمام لوگ یہ جانیں گے کہ تم میرے پیرو ہو۔ اگر تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو"

بُرائی کی اصل جڑھ

"ازمنہ ماضیہ میں عیسائی مشن ایک قسم کے رحم کے طریق پر سر پرستانہ رنگ میں باہر بھیجے جاتے تھے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ ایسی ماتحت جماعتیں کثرت سے موجود ہیں۔ جن کو ہمیشہ دوسروں کے اقتدار اور جوتے تلے رکھا جاتا ہے۔ اور کلیسا کی آغوش مادرانہ میں اسے جگہ نہیں دی جاتی۔ مختلف معتقدات ہیں جنکو کوئی چنداں اہمیت حاصل نہیں۔ ایک اعتباری اتحاد قایم کرنے سے بہت بڑھ کر اور سب سے زیادہ وہ ضروری ظاہری کلیساؤں سے تعلق رکھنے والوں کے اصل اتحاد اور اخوت باہمی کی ضرورت ہے"

مترجم ہندوستانی پادری صاحب کے **ان بیان کردہ** مصائب میں ہمیں ان سے دلی ہمدردی ہے فی الحقیقت "عالمگیر" باپ کے زیر سایہ عالمگیر اخوت (لائڈ جارج) کا دعوےٰ کرنے والوں کی یہ حالت سخت افسوسناک ہے۔ لیکن جناب مسیح علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ایک طرف عیسائیت کی یہ حالت۔ کہ اسکی اخوت اور مساوات کے اصولوں کو سب سے زیادہ شاندار سمجھتے ہوئے بھی پادری صاحب اسپر "**ناکامی**" کا فتوےٰ صادر کرنے پر مجبور ہیں۔ اور دوسری طرف وہ مذہب جس کو تمام عیسائی دنیا کذب و افترا سے بڑھ کر وقعت نہیں دیتی۔ اس میں "حیرت انگیز عملی اخوت" کی موجودگی کیا یہ ثمرات اپنے اپنے درختوں کی نوعیت کا پتہ نہیں دیتے۔

کہنے کو عیسائیت کے پیغام کو اخوت اور مساوات کا پیغام قرار دو۔ یا جو جی چاہے نام رکھو۔ لیکن جناب مسیح کا وہ کلام جو ایک کنعانی عورت کے ساتھ اناجیل میں موجود ہے۔ اس کا اسرائیلی بچوں کی روٹی غیر اقوام کے آگے ڈالنے سے انکار کرنا اور صاف لفظوں میں یہ فرمانا کہ "میں صرف بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی طرف بھیجا گیا ہوں" یہ وہ حقایق ہیں جو فرضی اخوت و مساوات کے ان دعووں کی پرکاہ جتنی بھی وقعت نہیں رہنے دیتے۔ تعجب ہے۔ ہمارے ہندوستانی مسیحی حضرات اناجیل کے ان کھلے بیانات کے ہوتے ہوئے کیونکر ان سے آنکھیں بند کر لیتے۔ اور انگریز پادریوں کے زبانی دعووں پر آمنا و صدقنا کہدیتے ہیں۔ جسکا عملی رنگ میں بھی کوئی ثبوت نہیں دیا جاتا۔

رومن کیتھولک اور آزاد کلیسا والوں کو اپنے دروازے چار و ناچار کھولنے پڑتے ہیں۔ کہ کلیسائے انگلستان کے بالمقابل ان کی مقبولیت کی یہی ایک راہ ہے ورنہ اس سے اصل مذہب کے اصولوں کو چنداں تعلق نہیں۔ اور نہ ایسی اخوت جو پادری صاحب کا منشا ہے۔ اصل مذہب نے تلقین کی ہے۔

آخر میں مسلمانوں سے بھی ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ غیر مذاہب والوں کا جو کچھ خیال اسلام کے متعلق ہے۔ جس کی زبردست اخوت کو وہ اسلام کا امتیاز خصوصی قرار دیتے ہیں۔ آیا وہ اس وقت ہم میں باقی ہے نہ ذاتیات اور سید اور مغل و پٹھان کی قومی تعریفات کو چھوڑ کر جن کا اثر زیادہ تر جہلا پر ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا فروعی اختلافات نے ہمیں ایک دوسرے سے اس قدر دور نہیں کر دیا کہ ہم بات بات پر اپنے بھائیوں کو کافر کہنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کاش برادران اسلام اس پر غور کریں اور اسلام کو ان تعریفات سے بچالیں۔ والسّلام

النظر

مکتوبات نبوی مولانا مولوی عبداللہ خانصاحب سابق پروفیسر عربی اورنٹیل کالج پٹیالہ نے مکتوبات نبوی کے زیر عنوان آنحضرت م کے مکتوبات مبارکہ کا ایک سرح پرور مجموعہ شائع کیا گیا ہے۔ مکتوبات اور پھر آنحضرت کے مکتوبات کون مسلمان ہے کہ جو ان کو اپنی آنکھوں پر رکھنا نہیں چاہتا۔ یہ مکتوبات شاہان عالم کے نام شاہ دو جہان کی طرف سے دعوت اسلام کے پیغام ہیں ۲۲-۱۸/۸ کے ۴۵ صفحات ضخامت ہے۔ قیمت ۱۲/

ملفوظات احمدیہ

(حضرت مسیح موعود کا ایک ضروری اعلان)

اَلصُّلحُ خَیرٌ

اے علماء قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں۔ یا میری نسبت متذبذب ہیں۔ آج میرے دل میں خیال آیا۔ کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لئے درخواست کروں۔ مصالحت سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں۔ یا اپنے عقیدے کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں۔ جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں (سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد نہ کرے کہ وہ دجال ہے۔ یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے۔ مگر یہ کہنا کہ اسکے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی ہے۔ یا مخطی ہے۔ سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا) اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ یا کنایہ سے کسی فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے۔ فریق ثانی مدارات سے پیش آئیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انجام کار انہیں اصولوں یا مدارات کی طرف لوگ آجاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ایک فریق دنیا میں پھیل گیا ہے جیسا کہ آج کل حنفی شافعی مالکی حنبلی باوجود اِن سب اختلافات کے جن کی وجہ سے مکہ معظمہ کی ارض مقدسہ بھی ان کو ایک مصلہ پر جمع نہیں کر سکی ایک دوسرے سے مخالطت اور ملاقات رکھتے ہیں۔ لیکن بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کی ابتدائی حالت میں ہی اس سے اخلاقی برتاؤ کیا جائے۔ خدا جس کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے وہی نابود ہوتا ہے۔ انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ تباہ ہو جائے گا۔ اور اگر خدا کی طرف سے ہے تو کوئی دشمن اسکو تباہ نہیں کر سکتا۔ اسلئے محض قلیل جماعت خیال کر کے تحقیر کے درپے رہنا طریق تقوے کے برخلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلائیں ورنہ جب یہ احمدی فرقہ دنیا میں چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گا اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے تو اس زمانہ میں تو یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دور ہو جائیگا۔ لیکن اس وقت کی مخالطت اور مدارات خدا کے لئے نہیں ہوگی اور اسوقت علماء کا نرمی کرنا تقوی کی وجہ سے نہیں سمجھا جائیگا۔ تقوے دکھلانے کا آج ہی دن ہے۔ جبکہ یہ فرقہ دنیا میں بجز چند ہزار انسان سے زیادہ نہیں اور میں نے یہ انتظام کر لیا ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کریگا جس میں آپ صاحبوں میں کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو۔ اور اس انتظام پر اسوقت پورا عملدرآمد ہوگا۔ جب آپ صاحبوں کی طرف سے اس مضمون کا ایک اشتہار نکلیگا کہ آیندہ آپ پورے عہد سے ذمہ وار ہو جائیں گے کہ آپ صاحبان اور نیز ایسے لوگ جو آپ کے زیر اثر ہیں یا زیر اثر سمجھے جا سکتے ہیں ہر ایک قسم کی بد زبانی اور ہجو اور سب و شتم سے مجتنب رہیں گے اور اس لئے معاہدہ سے آیندہ اسبات کا تجربہ ہو جائیگا کہ رد لکھیں اور نہ ہم اس طریق سے دستکش ہو سکتے ہیں۔ لیکن دونوں فریق پر واجب ہوگا کہ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدگوئی سے منہ بند کر لیں مجھے بہت خوشی ہوگی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار اور اسی تاریخ سے ان تمام امور پر ہماری طرف سے عملدرآمد شروع ہوگا۔ بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ آیندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہوگا وہ خود غالب ہوتا جائیگا۔ دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اسمیں آرام کرتے ہیں۔

کم سے کم تین برس کے لئے یہ مصالحہ ضروری ہے۔ اور اس خیال سے کہ حساب میں غلطی نہ ہو تاریخ یکم اپریل ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ صاحبوں کیطرف سے باہمی مشورہ کیا سب کے دستخطوں کے ساتھ جو پانچ علماء سے کم نہ ہوں جواب اشتہار نکلیگا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

مطلع اسلام کے اسقدر پُر آشوب اور تاریکیوں میں گھیرے ہوئے ہونے کے باوجود کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان اپنی اندرونی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں۔ اس زمانے کے مجدد اور مصلح کی آواز پر لبیک کہیں۔ اور اپنے دلوں کو کینہ اور بغض سے صاف کر کے آپس میں ہمدردی اور اخوت کے تعلقات کو مضبوط کریں۔ قوم کی مشترکہ مشکلات میں سب مل کر جد و جہد کریں۔ اور ان باتوں کو جو آپس میں نفرت اور فساد پھیلانے والی ہیں دُور کریں۔ یہ ایک حد تک بہت ہی اچھا کام ہے کہ مسلمانوں نے ہندؤں کیطرف صلح کا ڈورا ڈالا ہے لیکن اس بیرونی صلح سے پہلے تمہیں اپنے اندر طاقت اور قوت کو قایم کرنا چاہیئے جب تک تمہاری اپنی قوم کا شیرازہ متحد نہیں ہوتا۔ غیروں سے پنجہ آزمائی بہت سے خطرات کا موجب ہوگی۔ وقت کو غنیمت سمجھو۔ ص

من نگویم کہ این مکن آن کن مصلحت بین وکار آسان کن

محمودیو! اگر چشم حقیقت باز اور دیدۂ بصیرت وا رکھتے ہو۔ تو حضرت مسیح موعود کے ان کلمات طیبات میں تمہارے لئے بھی کئی ایک بصائر ہیں۔ تمہاری کوئی بصارت کا لحاظ کرکے حضرت مسیح موعود کے بعض الفاظ کو تمہاری خاطر موٹا کر دیا گیا ہے اگر دیدۂ بینا رکھتے ہو تو آنکھیں کھولو۔ اور دیکھو کہ مسیح موعود جس کی حیثیت تمہاری نگاہ میں عظیم الشان نبی سے کسی متوز میں کم نہیں وہ جماعت احمدیہ کو حنفی مالکی اور شافعی وغیرہ کی طرح مسلمانوں کا ایک جزو قرار دیتا ہے۔ ان تمام فرقوں کو اسلام کے اندرونی فرقے سمجھتا ہے اور ان میں سے کسی کو فاسق کہنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ پھر ایک تم ہو کہ تمام مسلمانوں کی تکفیر کا بیڑا اٹھائے بیٹھے ہو۔ کیا تمہارا یہ فرض نہیں کہ تم حضرت مسیح موعود کے اس درد دل کو مسلمانوں میں باہم مصالحت ہو اور وہ ایک دوسرے کو بے ایمان اور خارج از دائرہ اسلام ہی نہیں۔ بلکہ فاسق تک کے لفظ سے بھی یاد نہ کریں

اَلنظر **روایات اسلامی** ۔ منشی احمد منصور صاحب نے "روایات اسلامی" کے نام سے قومی نظموں کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے جس میں مولانا شبلی مرحوم، ڈاکٹر اقبال اور ظفر علیخان صاحب کی منظوم اسلامی روایات جمع کردی گئی ہیں۔ شروع میں ان بزرگان قوم کی عکسی تصاویر بھی دیدی گئی ہیں۔ مضامین کی خوبی کے لئے ان اصحاب کے نام ہی کافی ضمانت ہیں چھوٹی تقطیع کا مجموعہ ۴۸ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ طباعت وکتابت دیدہ زیب اور کاغذ عمدہ ہے۔ بااینہمہ قیمت صرف ۶ ر ہے۔ ملنے کا پتہ ہندوستانی کتب خانہ لاہور ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اتمام حجت

(۱)

مصنفین سلسلہ احمدیہ کا اصل مذہب نبی یا محدث

(از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ)

میں چند ٹریکٹوں کے ذریعہ سے میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین پر اس بات کو واضح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ میاں صاحب نے جو نبوت حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کی ہے وہ ان کا اپنا اختراع ہے حضرت مسیح موعود یا جماعت احمد اس مذہب پر قایم نہ تھے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں یہ دکھاؤں گا کہ جو لوگ آج میاں صاحب کی مریدی کی وجہ سے ان کی ہاں میں ہاں ملا کر حضرت مسیح موعود کی نبوت کو محدثیت یا لغوی یا مجازی نبوت سے بالاتر قرار دیتے ہیں وہ میاں صاحب کی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے شائع ہونے سے پہلے کیا لکھتے رہے ہیں۔ اتمام حجت کے لئے صرف ۱۹۱۰ء کے بعد کی تحریروں کا حوالہ دیا جائے گا۔

(۱) سب سے پہلے مولوی سرور شاہ صاحب کو لو۔ جنہوں نے قرآن شریف کی تفسیر بھی سات آٹھ پاروں کی لکھی ہے اور جو تھیولاجیکل کالج (مدرسہ احمدیہ) کے پرنسپل ہیں اور میاں صاحب کے استاد ہیں۔ اور میاں صاحب کی عدم موجودگی میں امامت نماز کراتے ہیں ۱۹۱۱ء میں یعنی حضرت مسیح موعود کی وفات سے تین سال بعد تک ان کا مذہب کیا تھا۔ جب کسی مخالف نے لفظ نبی کے استعمال پر اعتراض کیا تو اس وقت مولوی سرور شاہ صاحب نے ذیل کا جواب دیا۔ جسکو اخبار بدر نے "لفظ نبی یا محدد کا استعمال" کا عنوان قایم کرکے شائع کیا۔

"لفظ نبی کے معنے اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں۔ اول اپنے خدا سے اخبار پانے والا۔ دوئم عالی رتبہ شخص جس شخص کو اللہ تعالےٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ میں میرے نزدیک **تمام مجددین سابق** مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں" بدر مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء

یہاں اول تو عنوان نے ہی فیصلہ کردیا **لفظ نبی یا مجدد کا استعمال** کہ اس وقت جماعت کا مذہب یہ تھا اور یہی اخبار نویسوں کا مذہب تھا کہ لفظ نبی کا استعمال ہم بمعنے مجدد کر رہے ہیں۔ پھر مولوی سرور شاہ صاحب نے تمام مجددین سابق کو مختلف مدارج کے انبیاء قرار دے کر واضح کردیا کہ جس نبوت کو وہ حضرت مسیح موعود میں مانتے ہیں وہ وہی ہے۔ جو محدثین امت میں جاری وساری رہی ہے پس اگر انہوں نے کبھی لفظ نبی کا استعمال کیا۔ تو صرف اسی معنے میں یعنی بمعنے محدثیت اور ایسا ہی اگر دوسرے کسی نے بھی لفظ نبی کا استعمال کیا تو وہ بھی بمعنے مجدد ہی تھا

(۲) دوسرے نمبر پر مفتی محمد صادق صاحب ہیں جو اخبار بدر کے ایڈیٹر تھے۔ اور جو میاں صاحب کی جماعت میں رہنمائے تبلیغ ہیں۔ مفتی صاحب اپنی قلم سے مولوی شبلی مرحوم سے اپنی ملاقات کا قصہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

"شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ میرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ **آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا اور نہ پرانا** ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ سے فیض حاصل کرکے اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا۔ اور آیندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ چونکہ حضرت میرزا صاحب بھی

الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سی آیندہ کی خبریں بطور پیشگوئی کے بتلائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں اسواسطے میرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اسے کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں" (بدر جلد (۹) نمبر ۱۵ و ۱۶)

معلوم ہوا اسوقت تک ابھی خاتم النبیین کے یہ معنی کہ آئندہ نبی آپ کی مہر سے بنا کریں گے تراشے نہ گئے تھے بلکہ اُسکے یہ معنے کئے جاتے تھے کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی۔ اور صرف اصطلاح لغوی میں حضرت صاحب پر نبی کا لفظ استعمال کرتے تھے یعنے اس معنے سے کہ آپ پیشگوئی کرنے والے ہیں جس معنی میں دوسرے محدثین پر بھی اس لفظ کا استعمال جائز ہے۔ کیونکہ پیشگوئیاں وہ بھی کرتے تھے۔

(۳) میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی جو جماعت حیدر آباد دکن کے پیشرو ہیں ان کو مولوی انوار اللہ صاحب حیدر آبادی کے جواب میں کتاب لکھنی پڑی تھی اور جہاں حضرت صاحب کے دعویٰ نبوت پر بحث کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ تو ذیل کا جواب دیا:

"اگر نکتہ چین صاحب کی مراد یہاں دعویٰ نبوت و رسالت تشریعی ہے تو محض افتراء ہے۔ کیونکہ حضرت میرزا صاحب نے توضیح مرام میں لکھا ہے واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لکمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعہا من یوم نزل فیہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ ہاں حضرت میرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور محدث کی تعریف جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے وہ ایک قسم کی جزوی نبوت اور ظلی اور طفیلی رنگ کی ہوتی ہے جو ہر ایک محدث امتی کو عطا ہوتی ہوتی ہے" (انوار اللہ صفحہ ۲۴۳)

"غرض حضرت میرزا صاحب نے **صرف محدث ہونیکا دعویٰ** کیا ہے نہ نبی حقیقی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور لانبی بعدی کے خلاف ہے جس پر استغراق بسبب واقع ہونے نکرہ تحت لائے نفی جنس کے ایک کامل سے ہے ......" (انوار اللہ صفحہ ۲۶۹)

سنہ ۱۹۰۲ء میں وہ توضیح مرام کا حوالہ دے رہے ہیں۔ جو سنہ ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے۔ مگر اب میاں صاحب کے ہمنوا ہو کر یوں کہتے ہیں "سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپنے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱) اور سنہ ۱۹۰۲ء میں لکھتے ہیں۔ "حضرت میرزا صاحب نے صرف محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے" اور اب میاں صاحب کیساتھ دوسرا راگ گاتے ہیں کہ حضرت میرزا صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اعلان کیا کہ "میں محدث نہیں۔ بلکہ نبی ہوں" (انوار اللہ صفحہ ۱۳۰)

(۴) مولوی عمر الدین صاحب شملوی سنہ ۱۹۱۴ء میں کتاب "ختم النبوت کی حقیقت" لکھتے ہیں جس کی اشاعت میاں صاحب کی مریدی اختیار کرنے کے بعد ہوتی ہے۔ اس میں ایک لمبی بحث کا خلاصہ ان الفاظ میں آتا ہے۔

"نبی بالفعل اور نبی بالقوہ میں صرف منصب کا فرق ہے ورنہ دونوں میں کمالات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور محدث کو جب نبی کہیں گے تو بلحاظ کمالات کے ہی کہیں گے اور حضرت میرزا صاحب نے بھی ان ہی معنوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر سد باب نبوت نہ ہوتا تو محدث ویسے ہی نبی ہو جاتے جیسے پہلے تشریعی نبی تھے* اسلئے سد باب نبوت کہہ کر دعویٰ نبوت سے انکار کرنا یہی معنے رکھتا ہے کہ میں تشریعی نبوت کا مدعی نہیں ہوں۔ جو ختم نبوت کے خلاف ہے ہاں محدث ہوں جو بالقوہ نبی ہوتا ہے" (ختم نبوت کی حقیقت صفحہ ۲۱۰)

اور ایک اور رسالہ میں جو وہ بھی سنہ ۱۹۱۴ء کا ہے یوں لکھا ہے۔

"یہ تو سچ ہے کہ امت مرحومہ کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی تشریعی نہ ہوگا۔ مگر یہ تو کسی زمانہ میں بھی اجماع نہیں ہوا کہ بروزی نبوت کا بھی دروازہ بند ہو گیا۔ بلکہ اسکے برخلاف ہر زمانہ میں ایسے لوگ موجود رہے جو بروزی نبوت کے خود مظہر تھے" (تکمیل النجم صفحہ ۸ و ۹)

سنہ ۱۹۱۴ء تک ان مولوی صاحب کا ایمان بھی دوسرے لوگوں کی طرح یہی تھا کہ حضرت صاحب کی نبوت سے مراد محدثیت ہے۔ مگر اب وہ ایمان باقی نہیں رہا۔ انہوں نے خود بھی سنہ ۱۹۱۴ء میں اختلاف کے بعد اس خطرہ کو محسوس کیا تھا اور یوں لکھا تھا:

"جب ہم کھول کھول کر دکھا رہے ہیں کہ حضرت میاں صاحب نصوص قرآن و حدیث کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ تمام اہل قبلہ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی وہ کافر ہیں۔ اور اب تو احمدیوں کو بھی فاسق کا خطاب مل رہا ہے گو ہم تو ہمیں نہیں کہا جاتا کہ تم یہ بات مانو مگر اس میں کیا شک ہے کہ خود میاں صاحب کا عقیدہ یہی ہے جو آپ کو امام مانیں گے۔ لازمی امر ہے کہ وہ ایسے عقیدہ کی طرف جھک پڑیں۔ چنانچہ یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ جن لوگوں نے بیعت کر لی ہے ان میں سے بہت سے لوگ اس طرف رجحان رکھتے ہیں" مگر آخر خود بھی آمد دیکھ ساتھ اسی سرپرستی کا شکار ہوئے اور اسی گڑھے میں گر گئے۔ جس سے دوسروں کو ڈرا رہے تھے۔

(۵) میر قاسم علی صاحب جو بہت سی اخباروں کے ایڈیٹر اور کتابوں کے مصنف ہیں سنہ ۱۹۱۱ء میں کتاب "**دین الحق**" نام سے لکھتے ہیں۔ جس میں حضرت صاحب کی اپنی تحریریں نقل کر کے پبلک کو یہ یقین دلایا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت کا ہرگز نہ تھا۔ چنانچہ ذیل کے الفاظ اس کتاب میں نقل کئے گئے ہیں:

"سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت

* یہی مانتے تھے سب احمدی کرتے تھے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہے اگر نبوت میں سے کچھ باقی ہے وہ صرف محدثیت ہے۔

حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ (دین الحق صہ ۲۸)

"میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قایل ہوں۔ اور جو شخص نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (صہ ۲۹)

"اور اسبات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئیگا **نیا ہو یا پرانا**۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے میں ایک ہوں" (صہ ۳۱)

(۶) یہ لوگ تو ہندوستان میں تشریحات پیش کرتے تھے۔ مگر مولوی غلام نبی صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اہل مصر کو بھی یہی یقین دلایا کہ حضرت صاحب کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا محض دشمنوں کا افترا ہے۔ چنانچہ ان کی کتاب ہدیۃ السعدیہ میں ذیل کی عبارتیں موجود ہیں۔ ولکن لاصلاح السلسلۃ الموسویۃ فی الدین کانوا انبیاء وفی السلسلۃ المحمدیۃ اولیاء وعلماء (صفحہ ۲) اصلاح سلسلہ موسویہ کے لئے انبیاء آتے تھے اور سلسلہ محمدیہ میں اولیاء اور علماء ہیں۔

قال الوھابی اماما مکم یدعی النبوۃ لانہ یقول اوحی الی قال الاحمدی ذلک ظن فاسد لان القرآن جاء بلفظ الایحاء فی مواضع کثیرۃ منہا اذا اوحینا الی امک مایوحیٰ واوحی ربک الی النحل فخرج الی قومہ فاوحی الیہم ان سبحوا بکرۃ وعشیا وغیر ذلک من المواضع فان الایحاء لایختص بالنبوۃ وقولہم انہ یدعی المسیحیۃ والمسیح کان نبیا قیاس فاسد لانک قد سمعت دلائل موتہ ونبینا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء لایاتی بعدہ نبی لامن العرب ولامن الیہود ولامن العجم لا جدید ولا قدیم ولا فدین البابیۃ حق (صفحہ ۱۵) وہابی کہتا ہے کہ تمہارا امام نبوت کا دعوے کرتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میری طرف وحی ہوئی۔ احمدی کہتا ہے کہ یہ ظن فاسد ہے۔ کیونکہ قرآن شریف نے بہت جگہ لفظ وحی استعمال کیا ہے اور آگے مثالیں دی ہیں۔ جن میں غیر انبیاء کے لئے لفظ وحی قرآن شریف میں آیا ہے پس وحی انبیاء سے مخصوص نہیں ہے۔ اور ان کا یہ کہنا کہ وہ مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے اور مسیح نبی تھا قیاس فاسد ہے کیونکہ تو نے اسکی موت کی دلیلیں سن لی ہیں اور ہمارے نبی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نہ عرب سے نہ یہود سے نہ عجم سے نہ نیا اور نہ پرانا اور نہ بابیوں کا مذہب سچا قرار پائیگا ٭٭

یہ صرف میں نے ان چھ مصنفین کے حوالجات دیئے ہیں۔ جو میاں صاحب کے حلقہ مریدی میں اب تک شامل ہیں جو نکل چکے ہیں ان کی تحریروں کے حوالجات میں نے ضروری نہیں سمجھے ان میں سے قابل ذکر مرزا خدا بخش مصنف عسل مصفےٰ ہیں جنہوں نے اول میاں صاحب سے بیعت کرلی۔ مگر جلد ہی بوجہ ان کے عقاید فاسدہ کے ان سے علیحدہ ہو گئے۔ اور مخالفین سلسلہ کا جواب تصنیف کے رنگ میں دینے والوں میں سب سے اوپر حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب ہیں۔ جن کا شغل خاص سنہ ۱۸۹۱ء سے لیکر آج تک یہی رہا ہے جن کی تحریروں میں جا بجا یہ ذکر ہے کہ حضرت صاحب کی نبوت جزوی، نبوت یا محدثیت تھی۔ آپ کو جب میاں صاحب کے جدید مذہب کا علم ہوا تو اول میاں صاحب کو خطوط سے پھر رسالوں سے سمجھانے کی کوشش کی اور جب انہوں نے کوئی بات نہ سنی تو آخر ان سے علیحدہ ہوئے۔

جو لوگ میری تحریر میں لفظ نبی کے استعمال پر اعتراض کرتے ہیں کاش وہ کچھ خدا ترسی کو مدنظر رکھ کر یہ غور کرتے کہ جب ایک دو نہیں نصف درجن مصنف مخالفوں کو اسی لفظ نبی کے استعمال کا جواب دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد محدثیت ہے تو میرے اسی لفظ کے استعمال پر یہ تشریح کیوں حرام ہو گئی۔ کیا یہ مصنفین اسوقت مخالفین کو دہوکہ دے رہے تھے یا دو قسم کی تعلیم تھی۔ مخالفوں کو تو یہ جواب دیا جاتا تھا کہ نبوت کا استعمال لغوی معنے کے لحاظ سے ہے اور اس سے مراد محدثیت ہے اور گھر میں بیٹھ کر کوئی اور ورد کیا جاتا تھا۔ کاش حقیقۃ النبوۃ کی تاریخ سے پہلے ایک تحریر دکھادیں۔ جس میں اس لفظ نبوت کی تشریح یہ کی گئی ہو کہ اس سے مراد حقیقتاً نبوت ہے محدثیت نہیں۔ والسّلام

خاکسار محمد علی یکم اگست ۱۹۲۱ء

انبیاء کی ھتک

(بجواب عمر الدین شملوی)

(از حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ)

گذشتہ سے پیوستہ

اور دوسری بیسیوں جگہ قرآن مجید میں خدا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا ارشاد فرما کر تمام مسلمانوں کو سمجھا رہا ہے کہ تا قیامت تمام مسلمانوں کے اسلام اور ایمان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ ہی وابستہ رکھا گیا ہے اور کسی آپ کے بعد آنیوالے نبی کی نہ تو خبر دی گئی اور نہ اسکی اطاعت پر اسلام اور ایمان کا مدار رکھا گیا۔

تو اب کہو کہ قرآن مجید اگر اسکی سچی اور آخری کتاب ہے اور ضرور ہے تو خدا کیونکر سچا ٹھیر سکتا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک ایک ہی نبی سب دنیا کا قرار دے رہا ہے اور کسی نبی کے آپ کے بعد آنے کا نام تک نہیں لیتا بلکہ فلاو

٭٭ [illegible] صاحب ابی بابی مذہب کے پیرو ہیں۔ جس کو یہاں جھوٹا قرار دے رہے ہیں اور وہ آیات اجرائے نبوت پر پیش کرتے ہیں۔ جو بابی پیش کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود نے پیش نہیں کیں۔

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا" فرما کر آخر دنیا تک تمام جھگڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حکم عدل قرار دے رہا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ہزار نبیوں نے آنا ہوتا تو یہ آیت کیسے آ سکتی تھی۔ کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کے بھی ایسے جھگڑے ہوا کریں گے۔ جن میں حکم اور عدل رسول اللہ ہوا کریں گے۔ ایسا ہی آیت فبای حدیث بعدہ یؤمنون میں اللہ تعالے نے صاف طور پر فرما دیا کہ قرآن مجید کے بعد کوئی ایسی وحی نہیں جو حجت علی الغیر ہو اور اُس پر مدار ایمان و اسلام ہو۔

آہ۔ کچھ عرصہ نہیں گذرا کہ بڑے فخر سے کہا جاتا تھا کہ حضرت میرزا صاحب قرآن مجید کے کسی حکم کو منسوخ کرنے نہیں آئے۔ لیکن اب کہا جاتا ہے کہ نہیں چند احکام منسوخ کرنے بھی آئے تھے۔ مثلاً غیر از جماعت مسلمانوں کے پیچھے نماز کے پڑھنے یا ان کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے یا اُن کا جنازہ پڑھنے وغیرہ وغیرہ امور کو بقول میاں محمود احمد اپنی نبوت اور رسالت سے منسوخ ٹھہرانے اور حرام کرنے آئے بتاؤ قرآن مجید کے وہ حکم کہاں گئے جو لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ماتحت تیرہ سو برس تک مسلمان بھائی بھائی بنا چکے تھے۔ اور اب آکر آپس کے اخوت اسلامی کے تمام رشتے کیوں ٹوٹ گئے۔ اگر ہزارہا نبیوں نے اسی طرح آنحضرت صلعم کے بعد آنا ہے تو اسلام کی خیر کہاں ؟ فانا للہ وانا الیہ راجعون علی مصائب الاسلام۔

خدا تعالیٰ تو قرآن مجید میں دائمی حکم یہ فرمائے امنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاتھم واصلح بالھم اور یہ محمودی اب یہ کہیں کہ فقط محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے قبل نبیوں پر ایمان لانے سے نہ کسی کی بخشش ہو سکتی ہے نہ کسی کو اسلام و ایمان کی دولت مل سکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر مسیح موعود نے نبی اللہ ہونے کی ہی صورت میں ظاہر ہونا تھا۔ تو خدا تعالیٰ نے کیوں امت محمدیہ کی نجات اور فلاح کو کسی آنیوالے نبی کے ساتھ اس طرح مقید نہ فرمایا۔ جس طرح کہ امت موسیٰ اور امت عیسےٰ کو باوجود اقرار ایتاء زکوٰۃ اور مومن بآیات موسیٰ و عیسیٰ ہونیکے اللہ تعالے نے ان کی نجات و فلاح کو "الرسول النبی الامی" پر ایمان لانے۔ اور اطاعت کرنیکے ساتھ مقید فرما دیا تھا۔ پس افسوس اُن لوگوں پر جن کی ضلالت اور گمراہی نے اُن کو اسلام اور نبی اسلام اور قرآن کی بے بہا نعمت سے محروم کر دیا۔ اور غیر الاسلام باتوں کا معتقد بنا دیا۔ جن لوگوں کی یہ قرآن دانی ہے کہ خاتم النبیین کے معنے نبی گر یا ابو الانبیاء کے ہیں اُن سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ نیم ملا خطرۂ ایمان۔

اے [illegible] مانو! کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآن مجید نہیں جانتے تھے۔ جو فرمایا لَا نَبِیَّ بَعْدِی اور کیا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی اسکے معنے نہ سمجھتے تھے۔ جنہوں نے اس آیہ کریمہ کے معنے نبیوں کو ختم کرنیوالا اور آخری نبی بیان کئے اور اپنا یہ ایمان ظاہر فرما گئے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا یہ کیسی ضلالت اور بے علمی کی شامت ہے جو تمام امت کے خلاف لفظ خاتم النبیین کے معنے "نبی گر یا ابو الانبیاء" کے کئے جاتے ہیں۔ افسوس کہ میاں محمود احمد صاحب جیسے نیم ملا جن کی عاقبت خراب ہے۔ اپنی جہالت سے ایسے ایسے معنے اس آیت کے کر لیتے ہیں۔ جن سے اس آیت کا اصل مطلب ہی فوت ہو جاتا ہے۔ ہر ایک بات ان کی سراسر جھوٹ اور شیطانی منصوبہ ہوتی ہے۔ اگر سچے ہیں۔ تو قرآن مجید اور حدیث نبوی سے خاتم النبیین کے یہ معنی نکالکر دکھا دیں کہ "نبی گر" اور "ابو الانبیاء" اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ معنے اس آیت کے ان کے نزدیک صحیح نہیں کہ لا نبی بعدی تو ان کو حضرت نبی کریم کی نبوت سے ہی انکار کرنا پڑے گا اور آخر ان کی موت کفریہ ہو گی۔

افسوس کہ ہمارے مخالفوں کی کچھ ایسی عقل ماری گئی ہے کہ وہ ہر ایک بات کی ایک ٹانگ لے لیتے ہیں اور دوسری چھوڑ دیتے ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کے ذکر کے وقت وہ حضرت مسیح موعود کی تشریحات کا نام تک نہیں لیتے اور حضرت صاحب کا لفظ نبی کو اپنے حق میں بطور مجاز و استعارہ بیان کرنے کا ذکر تک نہیں کرتے۔ اور جن عبارتوں سے اخیر کتاب تک ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اور نبیوں کا سلسلہ منقطع اور بند ہے ان کو زبان پر نہیں لاتے کیا مجال کہ ان عبارتوں کی طرف اشارہ بھی کریں۔ سب کھا جاتے ہیں۔ جب نبوت مسیح موعود کا ذکر کرتے ہیں تو ہرگز لوگوں کو نہیں تبلاتے کہ ظلی نبوت کے معنی یہ ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ یعنے اولیاء اللہ اور کاملین امت محمدیہ کا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور پوری اطاعت سے شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونا۔ اور یہ اسلئے ہے تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے۔ اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔ اور یہ بھی نہیں تبلاتے کہ یہ **نبوت مجازی** ہے یعنے وہ جزوی نبوت ہے جو محدثوں (بالفتح) کو ملا کرتی ہے۔ جیسا کہ الہام حضرت کا انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیۃ اس پر صاف دلالت کر رہا ہے مگر یہ ظالم محمودی ان امور کا کبھی ذکر نہیں کرتے اور عیسائیوں کی طرح ان الفاظ کو ایسے طور پر مسخ کر کے ایسی ایسی تاویلیں کرتے ہیں۔ جس سے جاہلوں کے دلوں میں شبہات ڈالدیں۔ بلکہ ان لوگوں نے تو غلو میں عیسائیوں کے بھی کان کاٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو اُن سے بڑھ کر افترا سے کام لیتے ہیں۔ جیسا کہ میاں محمود احمد نے اپنی تحریرات میں نبوت مجازی سے نبوت حقیقی مراد لیکر اس کا پورا ثبوت دیا ہے۔ (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خط آمدہ از ٹرینیڈاڈ

مکرمی اخویم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام" کے عنوان سے جو مضمون ۱۲ر جون کے پیغام صلح میں شائع ہوا ہے - نہایت قابل غور ہے - اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں مجھے جو ذاتی تجربہ حفاظت و اشاعت کے کام میں ہوا ہے - بیجا نہ ہوگا - اگر جناب کے سامنے پیش کر دوں - حفاظت و اشاعت دو مختلف کام ہیں - اور ان کے میدان بھی مختلف ہیں - سلئے ہتھیار بھی مختلف - جملہ مذاہب کی حالت حاضرہ پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو صرف ایک مذہب کا مقابلہ کرنا ہے - اور وہ مذہب عیسوی ہے - اس مذہب کی بنیاد بالکل کھوکھلی ہے - جرمن - ڈچ - انگریز اور امریکن علماء نے اس مذہب کی دھجیاں اڑا دی ہیں - لیکن ان علماء کا دائرہ اثر بہت محدود ہے - ان کی علمی تحقیق کے نتائج کچھ ایسے انداز سے قلمبند کئے گئے ہیں - کہ ان کے ہم مشرب ہی سمجھ سکتے ہیں - ان کی تصانیف بڑی قیمتی ہیں - عوام نہ تو ان کو خرید سکتے ہیں - اور نہ سمجھ سکتے ہیں - اور ان کی اشاعت کے لئے کافی ذرائع ہیں - ان کے خلاف پادریوں کا لشکر ایڑی چوٹی تک زور لگا رہا ہے - کیونکہ انکا ذریعہ معاش صرف مذہب ہی ہے لیکن اگر عوام تک ان علمی تحقیقاتوں کے نتائج عام فہم زبان پر پہونچا دیئے جائیں - تو مذہب عیسوی کا کہیں ٹھکانا نہیں

مذہب اسلام یعنی وہ مذہب جو قرآن اور حدیث میں ہے وہ اسقدر مستحکم چٹان پر کھڑا ہے - کہ اگر دنیا بھر کی تمام طاقتیں مل جائیں تو بھی اسکو ہلا نہیں سکتیں - اس صورت میں اگر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی جاہل ہو - قرآن کو ہاتھ میں لیکر تمام عیسائی دنیا کو مقابلہ کیلئے للکار دے - تو کچھ تعجب نہیں - وہ سب کو پچھاڑ دیگا - میدان مباحثہ اور مجادلہ میں عیسائی علماء کو زک دینا ایک بچوں کا کھیل ہے - میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں - یہاں عیسائی مشنری نصف صدی سے وعظ کہہ رہے تھے - انہوں نے اسلام کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا - عام تعلیمی درسگاہیں ان کے ہاتھ میں ہیں - سینکڑوں کی تعداد میں وہ کام کر رہے ہیں - ان کا مقابلہ کرنیکے لئے ایک بھی غیر مذہب کا عالم نہیں تھا - میں یہاں پہونچا - چند ماہ ہی کام کیا تھا کہ نقشہ بدل گیا - میں کوئی فصیح مقرر نہیں ہوں - کوئی عالم بھی نہیں ہوں - لیکن ان چند ماہ کے کام کے بعد میں یہ دعوے کرنیکی جرأت کر سکتا ہوں - کہ آئندہ دس سال تک کے لئے عیسائی مذہب کا دروازہ بند ہوگیا ہے - اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام ہمیشہ زندہ رہیگا - یہ کوئی میرا معجزہ نہیں یہ محض ادنےٰ نتیجہ ہے - اسلام کی فوق العادت قوت کا اور مذہب عیسوی کی کمزوری کا - جزائر فلپائن میں نوے ہزار مسلمانوں کو عیسائیوں کے پنجے سے بچانے کا سوال درپیش ہے - اس سے زیادہ آسان کام دنیا میں مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا - میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اگر ایک فرد واحد مسلمان نوجوان ان جزائر میں ایک دورہ لگا دے - مذہب عیسوی کا منہ پھیر جائیگا - اور اسلام ہمیشہ کے لئے ان جزائر میں زندہ رہیگا - اسکا راز صرف اسلام کی فوق العادت قوت اور مذہب عیسوی کی بے حد کمزوری میں ہے -

لیکن اشاعت اسلام کا کام ایک ٹیڑھی کھیر ہے - اور ہندوستان کے مسلمان اسکے قطعی نا قابل ہیں - مجھے یہ الفاظ لکھتے ہوئے افسوس آتا ہے - لیکن یہ امر واقعہ ہے - اور اس سے آنکھیں بند کرنا نادانی ہے - مذہب کی غرض و غایت دنیا میں امن قائم کرنا ہے - اگر مذہب کی یہ غرض نہیں - اگر مذاہب اس غرض سے بنتے ہیں کہ بنی نوع انسان میں دشمنی اور عناد پیدا کریں اور قوموں کو قوموں سے اور قبیلوں کو قبیلوں سے جدا کردیں - تو ہرگز ہرگز کسی مذہب کی ضرورت نہیں - اس حالت میں امن عامہ یہ بات کا متقضی ہوگا کہ تمام مذاہب کو یک قلم دنیا سے ناپید کر دیا جائے - اور تمام مذہبی کتب کو کسی گہرے سمندر میں ڈبو دیا جائے - تاکہ دنیا کو امن نصیب ہو - اسلام سلامتی کا مذہب ہے - لیکن مسلمانوں سے زیادہ فسادی کوئی نہیں - اسلام دنیا میں برادری قائم کرنا چاہتا ہے - لیکن مسلمان ایکدوسرے کی جان کے دشمن ہیں - اسلام چاہتا ہے کہ تمام عالم کو ایک مرکز توحید پر جمع کرکے ان میں یکجہتی اور اتفاق پیدا کر دے - لیکن مسلمانوں نے اپنی ہی جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے - حالانکہ وہ تمام کے تمام جماعت اصول اسلام پر متفق ہے - شارع علیہ السلام نے مومن کی تعریف یہ بتائی تھی کہ جس کی زبان سے اور افعال سے دنیا امن میں ہو - لیکن ہمارے علماء کی زبان سے جو دنیائے اسلام کے ہادی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی کے جانشین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی زبان سے کوئی بھی محفوظ نہیں - قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی جد و جہد غیر اقوام کو اسلام میں لانا تھا - ہمارے علماء نے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا اجارہ لے رکھا ہے - اور بات بات پر کفر کے فتوے لگ جاتے ہیں - جب علماء اسلام کی یہ حالت ہو تو بتاؤ مبلغ اسلام کہاں سے آئیں آج اگر کوئی شخص ذاتی قربانی کرکے اشاعت اسلام کی خاطر نکلتا ہے اسکو طرح طرح کی تکلیفیں ہوتی ہیں - وہ اپنے گھر بار بال بچوں سے دور جا پڑتا ہے - دوسرے مسلمان جہاں اپنا پیٹ پالنے کی فکر میں ہوتے ہیں وہ شخص محض محمد رسول اللہ کے نام کی منادی کرتا پھرتا ہے - اسکو یہ فکر نہیں کہ کل میری اولاد کے گذارہ کا کیا سامان ہوگا - کیا وہ اسبات کا حقدار نہیں کہ مسلمان قوم اسکی مساعی کی قدر کرے - اور اسکے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرے - لیکن قدر افزائی اور ہمدردی تو درکنار - یہاں تو الٹی اسکو اپنی جان کی مصیبت پڑ جاتی ہے - اسکی عزت پر حملے ہوتے ہیں - اور اسکی دیانت و ایمانداری پر رکیک حملے کئے جاتے ہیں - اسکو تمام جہان کی طعن و تشنیع کا مرکز بننا پڑتا ہے - یہ کیفیت مسلمانان ہندوستان کی ہے -

ان حالات سے اندازہ لگاؤ - کہ کیا ہندوستان کے مسلمان اشاعت اسلام کے اہل ہیں

کیا یہ قوم مبلغ اسلام پیدا کرسکتی ہے - خانہ جنگی کے علاوہ اور کئی امراض ہیں جن کا علاج ان لوگوں کو سوچنا چاہیئے - جو ہمیشہ قوم قوم پکارا کرتے ہیں - ان کو معلوم ہونا چاہئے - کہ ان کے سیاسی میدان میں بھی کوئی ترقی نہیں ہوسکتی - جب تک کہ قوم میں اتفاق اور یک جہتی نہ ہو" (باقی آئندہ)

خاکسار فضل کریم خان 1/8/1921

سامانہ میں محمودیوں کو شکست فاش

روئیداد مباحثہ سامانہ سکرٹری سامانہ کی طرف سے

بتاریخ ۷ ستمبر ۱۹۲۱ء بروز چہارشنبہ مسئلہ ختم نبوت پر مباحثہ - درمیان حضرت سید مولانا مولوی مدثر شاہ صاحب اور غلام رسول صاحب راجیکے و محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے ہوا - اس مباحثہ میں قصبہ ہذا (سامانہ) کے معزز و شرفاء ہندو سکھ حنفی اہل شیعہ وغیرہ موجود تھے - اول تقریر مولوی محمد ابراہیم بقاپوری نے ایک گھنٹہ کی - اسکے بعد حضرت سید صاحب موصوف نے تقریر کی - اور حضرت سید مدثر شاہ صاحب نے بیان کیا کہ خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے وہ معنی اور تفسیر پیش کرتا ہوں - جو خود حضرت میرزا صاحبؑ نے کئے ہیں - جناب حضرت سید موصوف نے حضرت میرزا صاحب کی کتابوں سے تیراں حوالجات پڑھ کر سنائے - جن میں حضرت ممدوح نے آیت ختم نبوت اور حدیث لا نبی بعدی کی تشریح اور تفسیر فرمائی تھی - جن سے ثابت ہوتا تھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد ہرگز کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آسکتا - کیونکہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلعم کے بعد بند ہے - صرف مبشرات یعنی مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے اور اس کے بعد جناب شاہ صاحب موصوف نے وہ عبارات سنائیں - جن میں حضرت صاحب نے آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور لعنتی اور کافر قرار دیا ہے - اور جناب موصوف نے اپنی تقریر میں نہایت کھلے الفاظ سے اس بات کو بھی تسلیم کیا - کہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات اور تحریرات میں الفاظ نبی و رسول آئے ہیں اور یہ بھی تسلیم کیا کہ مصنفین سلسلہ ان الفاظ کو استعمال کرتے رہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ بانی سلسلہ اور مصنفین سلسلہ ان الفاظ کو کس مفہوم اور کس معنی سے استعمال کرتے رہے - چنانچہ جناب شاہ صاحب موصوف نے سب سے اول حضرت کی کتابوں سے یہ بتایا کہ خود حضرت میرزا صاحبؓ نے ان الفاظ سے صرف محدثیت مراد لی ہے بلکہ وہ حوالے ایسے پیش کئے گئے جن میں حضرت صاحب نے ظاہر فرمایا ہے کہ نبی کا مفہوم صرف محدثیت ہے - جو کہ خدائے تعالےٰ کے دیئے ہوئے علم اور حکم سے بیان کرتا ہوں - اور مجھ پر اللہ تعالےٰ نے یہ کھول دیا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بالکل بند ہے - ان کے بعد سلسلہ کی کتابیں پیش کی گئیں جن میں یہ تشریح صاف طور پر موجود تھی کہ الفاظ نبی و رسول سے مراد محدثیت ہے - نہ نبوت و رسالت - الغرض تمام معزز حاضرین پر اس وقت ایک قسم سے محویت کا عالم تھا جن کے بشروں سے خوشی کے آثار نمایاں تھے - لیکن طرف ثانی - یعنی محمودیوں کے چہروں پر پژمردگی - اور نحوست کے آثار نمودار تھے - اور دریائے ندامت میں غرق شدہ دکھائی دیتے تھے - اور ان کے مبلغین کے دماغ بھی پریشان اور مختل ہوگئے تھے چنانچہ اثنائے تقریر میں مولوی غلام رسول نے جواباً کہا کہ جو حوالجات پیش کئے گئے ہیں وہ شطحیات ہیں - اور قرآن و حدیث کے برخلاف ہیں - اسلئے ہم ان کو غلط کہتے ہیں

قصبہ ہذا سامانہ کے مسلم اور ہندو احباب بوجہ محمودیوں کے عقائد باطلہ کو نہایت ہی نفرت اور حقارت کی نظر دیکھتے ہیں - جو حیطہ تحریر سے باہر ہے - مجھے بھی محمودیوں کی موجودہ حالت کا نقشہ لکھتے ہوئے شرم مانع ہوتی ہے -

ہم اس پر کچھ فخر نہیں کرتے - محض یہ کرشمہ حق اور مولا کریم کا فضل و کرم ہے ورنہ ہم تو ایک نہایت ہی کمزور اور عاجز انسان ہیں - جب تک اس ذات پاک کا فضل شامل حال نہ ہو - ہماری تمام سعی بیکار رہے -

جناب شاہ صاحب کی تقریر کے بعد پھر دوبارہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکے نے ایک گھنٹہ تقریر کی - مگر یہ تقریر کچھ ایسی بے معنی اور مخبوط الحواسی سے کی گئی - کہ بہت سے لوگ تقریر کے شروع سے چند منٹ بعد ہی اٹھنے شروع ہوگئے - محض بعض معدودے چند عام لوگ اور محمدی باقی رہ گئے -

لیکن جب دوبارہ جناب شاہ صاحب موصوف کا وقت تقریر کا آیا - تو سب کے سب پھر مثل سابق جلسہ گاہ میں پہونچ گئے - اور ہندو احباب نے خود نہایت اصرار کے بعد بجائے ۱۵ منٹ کے آدھ گھنٹہ - جناب شاہ صاحب کو تقریر کے لئے تجویز کرایا - چنانچہ اس مقررہ ٹائم میں جناب شاہ صاحب نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اپنے مضمون پر روشنی ڈالی - اور عام فہم الفاظ میں سمجھا کر تمام لوگوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا - اسکے بعد جب پھر مولوی غلام رسول صاحب جواب کیلئے اٹھے - پھر لوگ مثل سابق جلسہ گاہ میں سے از خود یکے بعد دیگرے اٹھ کر چلے گئے - مبلغین محمودیت اور ان کے حلقہ بگوش احباب چلے جانے والی مخلوق الٰہی کی طرف نہایت حسرت و مایوسی سے دیکھ کر صبر کی گھونٹ پی کر رہ گئے - اور پھر یہ کس قدر اللہ کریم کا فضل و احسان ہے کہ قصبہ ہذا و بیرونجات کے احباب برائے مبارکبادی ہمارے مکان پر کل سے برابر تشریف لا رہے ہیں اور بہت سے ایسے احباب بھی ہمارے مکان پر پہونچے جو فی الواقع مباحثہ میں شریک نہ تھے - مگر چونکہ شہر کے تمام گلی و کوچوں میں اس بحث کا خدا کے فضل و کرم سے چرچا ہوگیا تھا - اسلئے وہ دیکھنے آئے - اور اظہار افسوس کیا - کہ آپ

لوگوں نے ہمکو خبر نہ دی۔ ورنہ ہم بھی شریک جلسہ ہوتے۔
احباب ضرور دعا فرماویں۔ کہ اس سلسلہ کو اللہ کریم کامیاب فرمائے۔ جناب شاہ صاحب چند روز تک اور یہاں قیام فرماویں گے۔ اور کئی ایک جگہ وعظ فرماویں گے۔

والسلام

محمد اکرم سیکرٹری

(قادیانی پارٹی مہاتما گاندھی کے آگے)

(محمد ظہیر الدین صاحب اروپی کی قلم سے)

فرد واحد اور انجمن کے عنوان کے ماتحت مورخہ ۲۱ اگست ۳۱ء کے اخبار پیغام صلح میں ایک مضمون میں نے لکھا تھا۔ اور میاں محمود احمد کے خلیفۃ المسلمین اور اسلامی بادشاہ بننے کے منصوبہ کو محض اسلئے باطل ثابت کیا تھا۔ کہ میرے خیال میں قادیانی پارٹی کی ایسی تمام جد و جہد درحقیقت حضرت مسیح موعود کی وصیت کے صریح خلاف ہے وجہ یہ کہ حضرت مسیح موعود اپنے بعد انجمن کو ہی یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ نالایق ممبر کو خارج کر سکے۔ اور کسی فرد واحد کو یہ اختیار نہیں دیتے کہ وہ کسی فرد واحد یا ممبر انجمن کو انجمن سے خارج کرے۔ پس حضرت مسیح موعود کی وصیت سے بجائے شخصی خلافت کے جمہوری خلافت کا ہی ثبوت ملتا ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن ہمعصر الفضل کا طریق کچھ ایسا نرالا ہے کہ اسکو سیدھی بات بھی الٹی نظر آتی ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ الفضل میاں محمود احمد صاحب کو بحیثیت خلیفۃ المسلمین کے منواتا ہے۔ جس سے کروڑہا مسلمانوں میں منافرت پھیلتی ہے۔ اور احمدی جماعت کے ایک حصہ کو حصول سلطنت کے لئے جد و جہد کرتے رہنے کا شغل ہاتھ میں آ جاتا ہے۔ اسلئے بہتر ہو جو الفضل ایسی الٹی گنگا بہانی چھوڑ دے۔ لیکن کیسی اندھیر نگری ہے کہ الفضل بے لگام ہو کر سرپٹ دوڑنے کی بجائے سیخ پائے ہونا شروع کر دیتا ہے۔ اور بجائے مسیح موعود کی وصیت پر روشنی ڈالنے کے الٹا یہ عنوان قایم کرتا ہے۔ کہ

غیر مبایعین مسٹر گاندھی کے پیچھے

گویا مہاتما گاندھی کے پیچھے پیچھے اگر میں چلوں۔ یا حضرت مولوی محمد علی صاحب چلیں تو اس سے میاں محمود احمد صاحب کی خلافت پر جو اعتراض ہے وہ خود بخود ہی حل ہو جاتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ مہاتما گاندھی اور ان کے ہم خیال سوراج چاہتے ہیں۔ لیکن ان میں سے خلیفۃ المسلمین اور بادشاہ ایک بھی نہیں بنتا۔ لیکن میاں محمود احمد صاحب کا قدم تو حصول سوراجیہ میں مہاتما گاندھی سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ میاں صاحب موصوف "خلیفۃ المسلمین" ہونے کے مدعی ہیں۔ کسر اگر ہے تو صرف یہ ہے کہ اہل اسلام ایسے خلیفۃ المسلمین کو دنیا کے امن و امان کے لئے مضر خیال کرتے ہیں۔ یا غلط عقاید کے پھیلانے والا تبین کرتے ہیں۔ بلحاظ اسکے کہ ہندوستان میں ہندوستانیوں کا راج ہو یا برطانیہ کا۔ میاں محمود احمد صاحب کا قدم مہاتما گاندھی کے قدم سے کسی صورت میں بھی پیچھے نہیں۔ بلکہ آگے ہے۔ اور اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ

"قادیانی پارٹی مہاتما گاندھی کے آگے"

الفضل کا یہ کہنا کہ پیغام والے مہاتما گاندھی کے پیچھے چلتے ہیں چنداں معیوب نہیں ہے۔ یہ کہ "مرگ انبوہ جشن دارد" جس طرف دیکھو تمام کی تمام ہندوستانی رعایا اپنے بادشاہ وقت سے مراعات کی خواستگار ہے۔ اور بادشاہ وقت بھی جو قوانین مقرر کرتا ہے اسکا اثر چونکہ ہندوستان پر پڑتا ہے۔ اسلئے تمام ہندوستانیوں کو مجموعی رنگ میں قدم اٹھانا پڑتا ہے۔ اور تمام رعایا کو ہم آواز ہونا پڑتا ہے۔ لیکن قادیانی پارٹی کا میاں محمود احمد صاحب کو خلیفۃ المسلمین منوانا اور دوسرے مدعی خلافت کو قتل کے فتوے سنانا ایک ایسی ٹیڑھی کھیر ہے جو الفضل آسانی سے نہیں نگل سکیگا الفضل کا بار بار ایک لیڈر ایک لیڈر پکارنا واقعات کے خلاف ہے۔ ہندوستان میں صدہا جماعتیں موجود ہیں۔ اور صدہا امام ہیں۔ او جعلنا للمتقین اماما کی ہم روز دعا بھی مانگتے ہیں۔ اور دنیا میں بغیر امام کے کوئی جماعت نہ کبھی بنی۔ اور نہ بن سکتی ہے۔ اور احمدی جماعت کا بھی ایک ہی امام مسیح موعود ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ کوئی جماعت اپنے امام کی وصیت کے ماتحت اگر شوریٰ اور انجمن کے ماتحت کام کرے۔ تو وہ ناجایز ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی بیوی صاحبہ کو تو تمام احمدی اُمّ المؤمنین (مسیح موعود کی بیوی صاحبہ کا نام ام المؤمنین نہ خدا نے رکھا ہے نہ خود مسیح موعود نے جماعت نے ادب کے طور پر خود بخود یہ نام تجویز کر لیا ہے۔ (ناقل) کا خطاب دیتے ہیں۔ تو کیا مسیح موعود کی جا بجا میاں محمود احمد کو سمجھنے سے میاں محمود احمد صاحب کی بیویاں بھی احمدیوں کی مائیں بن گئی ہیں؟ خدا کے لئے غور کرو۔ اور وصیت مسیح موعود کے ماتحت انجمن قایم کر لو۔ اور انجمن کے ماتحت شخصیتیں رکھو۔

(محمد ظہیر الدین)

خلیفہ قادیان کو اپنا امام ماننے والوں سے ایک سوال

(۱) تمام خطبے جو دنیائے اسلام میں پڑھے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اس زمانہ تک ان سب کی ابتدا کلمۂ شہادت سے ہوتی رہی ہے اور کیوں کلمہ سے ہونی چاہیے۔ کیونکہ کلمۂ شہادت کے تین فوائد ہیں۔ پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ جو شخص باواز بلند اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہتا ہے ہم سب کو مسلمان سمجھتے ہیں دوسرا فائدہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے یہ ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کٹتی ہے۔ اور شرک کے سب سے بڑے دشمن حضرت نبی کریم تھے۔ شرک وہ بری چیز ہے کہ اس کی نسبت خدا نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ‎۔ آپ کے بعد پہلا کلام جو مسلمان کے کان میں بوقت پیدائش و بلوغ ڈالا جاتا ہے وہ شرک کی تردید میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ مولود کے کان میں اذان کہنے کی سنت سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اگر یہ لغو فعل ہوتا تو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مؤکدہ نہ بنتا۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اذان میں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے۔ وہ صرف خدا کی توحید کے ساتھ محمد رسول اللہ کی ہی رسالت کا اعلان کرتا ہے۔ اور اپنا مذہب بتاتا ہے کہ میں اس مذہب کی طرف بلاتا ہوں جو محمد رسول اللہ لائے تھے۔ سوال یہ ہے کہ آپ جو شخص بھی میرزا صاحب کو نبی نہ مانے وہ خواہ آواز بلند ہو کر اس اعلان سے بھی کلمہ شہادت کہے مسلمان نہیں سمجھا جاتا تو وہ کونسا کلمہ ہے جو اب اس نئے نبی کی شہادت کا ہمیں پڑھنا چاہیے۔ تاکہ ہم مسلمان سمجھے جائیں۔ اور وہ کونسا اب کلمہ ہے جس سے شرک کی اب جڑھ کٹتی ہے۔ کیوں کہ اس کلمہ کے بعد نبی تو ابھی نئے آیا کہ شرک کی جڑھ کاٹے۔ تو پھر وہ شرک کی جڑھ کاٹنے والا کلمہ کونسا ہے تاکہ مسلمان یعنے میرزا صاحب کو نبی ماننے والے کے کان میں بوقت پیدائش و بلوغ ڈالا جائے اب میرزا صاحب کی نبوت کا اعلان کس قسم کے لفظوں سے اذان میں کرنا چاہیے۔

کھلی چٹھی
بنام ایڈیٹر صاحب الفضل

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل۔ السلام علیکم۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ کو اور آپ کے پیر جی کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آجاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ حضرت امیر قوم وفد خلافت میں شریک ہوئے۔ تو آپ کو زہر اگلنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آگیا۔ شورش کے ایام کو بھی آپ نے غنیمت جان کر مولانا مولوی صدرالدین صاحب اور ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب پر بہت سے بے بنیاد الزام لگائے۔ مگر کیا شان الٰہی ہے کہ آپ کو ہمیشہ ان باتوں کی اشاعت کر کے شرمندہ ہی ہونا پڑا۔ پھر آپ نے جیسا کیا۔ ویسا پایا۔ مجھے تو اس وقت آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا آپ کے پیر و مرشد جناب محمود کے دیوانے اندر ہی اندر اپنے خلیفہ کے حکموں پر سوراجیہ فنڈ کی مدد تو نہیں کر رہے۔ اگر آپ کہیں۔ کہ ہاں۔ تو کیا میں یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں۔ کہ ان کی ان مالی قربانیوں کا کیوں اعلان نہیں ہوتا۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ بعض دفعہ آپ کی انجمن میں ٹکٹوں تک کے لیے پیسے نہیں تھے۔ پھر بھی یہ خلیفہ کی ہر بات پر آمنا وصدقنا کہنے والے سوراجیہ فنڈ کو آپ کی انجمن کی مالی حالت پر کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ ہاں اور اگر آپ کہیں کہ کسی نے سوراجیہ فنڈ میں چندہ نہیں دیا۔ تو میں مثال کے طور پر شیخ اعجاز حسین صاحب محمودی سکرٹری محمودیہ انجمن دہلی کو پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنے اعجاز بائیسکوپ کی ایک رات کی آمدنی سوراجیہ فنڈ میں پیش کی ہے۔ والسلام

آپکا خیر خواہ شاہدین از دہلی مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۱ء

چندہ فنڈ عید الضحٰے از جماعت احمدیہ اشاعت الاسلام پشاور

نمبر	نام	رقم
(۱)	جناب عبد الاکبر خان صاحب	عہ
(۲)	جناب ملک ننھو صاحب	عہ
(۳)	جناب نذیر احمد خان صاحب	عہ
(۴)	سیف الرحمن صاحب سوداگر	عہ
(۵)	شیخ محمد حیات خان صاحب سب ڈویژنل آفیسر جمرود	عہ
(۶)	بابو غلام محمد خان صاحب علی مسجد	صہ
(۷)	منشی عبد العزیز صاحب	عہ
(۸)	میاں بہادر الدین صاحب	عہ
(۹)	ڈپٹی غلام محمد صاحب	عہ
(۱۰)	سکندر خان صاحب	عہ
(۱۱)	میاں فضل قادر صاحب	۸
(۱۲)	صاحبزادہ شہاب الدین صاحب	عہ
(۱۳)	جناب آغا جگر صاحب	عہ
(۱۴)	میاں پیر محمد صاحب	۸
(۱۵)	شیخ ہدایت اللہ صاحب	عہ

(۱۶) میاں احمد خانصاحب آفیسر منشی ... عہ ر
(۱۷) ڈاکٹر نظام الدین صاحب .... سے ر
(۱۸) مولانا مولوی غلام حسین خانصاحب ... عہ ر
(۱۹) میرزا فرزند علی خان صاحب .... عہ ر
(۲۰) شیخ فضل کریم صاحب ..... عہ ر
(۲۱) بابو کریم بخش صاحب ..... عہ ر
(۲۲) میاں غلام حسین صاحب .... ۸ ر
(۲۳) ڈاکٹر محمد یوسف صاحب .... عار
(۲۴) مستری شاہ زمان صاحب .... عہ ر
(۲۵) عبداللہ خان صاحب ..... عہ ر
(۲۶) مستری محمد رمضان صاحب .... عہ ر
(۲۷) آغا محمد صاحب ریشم گر ..... عہ ر
(۲۸) میاں محمد صاحب سکاری .... عہ ر
(۲۹) خلیل الرحمن صاحب طالب علم ..... عہ ر
(۳۰) ملک عبدالکریم صاحب ..... عہ ر
(۳۱) دلاور خاں صاحب ..... عہ ر
(۳۲) زین العابدین صاحب ..... ۱۲ ر
(۳۳) میرزا رمضان علی صاحب .... عہ ر

میزان کل ....
خرچ مقامی ....
باقی وصول شدہ ....

فہرست چندہ انجمن احمدیہ اشاعۃ الاسلام پشاور بابت ماہ جون و جولائی

(۱) جناب میرزا رمضان علی خان صاحب .... عار
(۲) میاں نذیر احمد خانصاحب بابت جولائی و اگست ...... عار
(۳) شیخ محمد حیات خانصاحب سب ڈویژنل آفیسر جمرود ....
(۴) بابو غلام محمد خانصاحب ڈویژنل آفیسر علی مسجد بابت جولائی و اگست ....
(۵) میاں بہادر الدین صاحب .... صمہ ر
(۶) جناب ڈپٹی غلام محمد خان صاحب ...... ا ر
(۷) صاحبزادہ شہابدین صاحب .... ۸ ر
(۸) میاں پیر محمد صاحب .... ۴ ر
(۹) جناب شیخ ہدایت اللہ صاحب بوٹ مرچنٹ ......
(۱۰) میاں احمد جانصاحب آفیسر منشی (چندہ اتفاقیہ) للعہ ر
(۱۱) جناب بابو کرم بخش صاحب .... عار
(۱۲) جناب آغا محمد صاحب ریشم گر .... عار
(۱۳) خلیل الرحمن صاحب طالب العلم بابت جون و جولائی ..... عار
(۱۴) جناب عبداللہ جان صاحب بابت صدقہ برائے بنگہ صمہ ر
(۱۵) جناب زین العابدین صاحب .... ۴ ر
(۱۶) دلاور خان صاحب .... للعہ ر
(۱۷) جناب مولانا مولوی غلام حسن خانصاحب ....
(۱۸) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب (چندہ اتفاقی) ....

میزان کل ....

دلاور خان سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام پشاور و کسٹوڈین عجائب گھر پشاور

مسئلہ کفر و اسلام و مسئلہ نماز

مرزا محمود احمد گدی نشین قادیان کی امت جو ایران کی بابی جماعت کے قالب میں اپنے کو روز بروز ڈھال کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال رہی ہے۔ حضرت نور الدین اعظم رض کے عہد سعادت مہد میں وہی عقیدہ اس مسئلہ کفر و اسلام و مسئلہ نماز کے متعلق رکھتی تھی جو ہمارا ہے یعنے یہ کہ (۱) حضرت میرزا صاحب کا منکر اسی حکم میں ہے جو دوسرے خلفاء کے منکر کا ہے کافر نہیں (۲) ایسے غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے۔ جو حضرت صاحب اور آپکی جماعت کو مسلمان مانتا ہو اور اسکا اعلان کردے۔

چنانچہ مفتی کاذب جو کسی وقت اخبار بدر کے ایڈیٹر تھے اور آج امت محمودیہ قادنیہ کے ایک بڑے رکن اور بڑے مبلغ بنے ہوئے ہیں اخبار بدر ۲۵ / نومبر ۱۹۰۹ء میں منصوری کے مباحثہ کا حال لکھتے ہوئے (جسمیں حضرت نور الدین اعظم رض امیر جماعت احمدیہ اول نے حضرت علامہ مجدد الدین سیدنا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ حال امیر جماعت احمدیہ کو امیر قافلہ مقرر کرکے منصوری کے مباحثہ میں بھیجا تھا۔ اور جسمیں مفتی کاذب۔ مولوی راجیکے۔ میر قاسم علی حافظ روشن علی۔ شیخ عبدالرحمن قادیانی وغیرہ اور خاکسار (محمد حسین مرہم عیسیٰ) بھی شامل تھا) مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ نماز کے متعلق یوں گویا ہیں :-

"ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ اثنائے تقریر مباحثہ میں مولوی محمد یحییٰ صاحب نے بڑے جوش سے فرمایا تھا۔ کہ دیکھو اے لوگو! احمدی صاحبان ہمیں صرف اسواسطے کہ ہم مرزا صاحب کو نہیں مانتے کافر کہتے ہیں" اور ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اسپر میں نے (یعنے مفتی کاذب نے) کھڑے ہوکر عرض کی "جناب مولوی صاحب ہم آپکو کافر نہیں کہتے۔ بلکہ چونکہ آپ ہمارے امام کو اور ہمیں کافر کہتے ہیں اسواسطے ہم آپکے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو شخص مومن کو کافر کہتا ہے وہ کفر الٹکر کہنے والے پر جا پڑتا ہے پس اگر آپ اسوقت تحریر کردیں کہ مرزا صاحب و ان کی جماعت کافر نہیں ہے تو ابھی ظہر کی نماز ہم آپکے پیچھے بخوشی پڑھ لیں گے"

مولوی صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ "ہم آپکو کافر جانتے ہیں" دیکھو اخبار بدر قادیان یوم پنجشنبہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۶ کالم ۲

یہ ہے مفتی کاذب بلکہ اکذب اور حافظ روشن علی اور میر قاسم علی اور مولوی راجیکے اور شیخ عبدالرحمن قادیانی وغیرہ کذابین کا اُسوقت کا مذہب جبکہ حضرت نور الدین اعظم ان کے سر پر موجود تھے۔ مگر آج ان کذابین اور انکے رئیس الرئیس میاں محمود احمد کا مذہب کیا ہے وہ انہی کے الفاظ میں سُن لیں :-

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" (انوار خلافت صفحہ ۹۰) "جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے کہ جب تک وہ بیعت میں داخل نہ ہو مسیح موعود اور اسکے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے۔ ایسے ایک احمدی کا فرض ہے کہ جو مسیح موعود کی بیعت میں نہیں ہے اسکو مسلمان نہ سمجھے"

فاروق ۱۷ / جنوری ۱۹۱۶ء صفحہ

یہ تو فرض جماعت محمودیہ قادنیہ کے ہیں جو آپنے سُن لئے عقاید یہ ہیں :-

"نہ صرف اسکو جو آپکو یعنے حضرت (میرزا صاحب کو) کافر نہیں کہتا۔ مگر آپکے دعوی کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا گیا ہے"

تشحیذ اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۴۱

بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

خدا ان گم کردہ راہ لوگوں کو صحیح راہ دیکھنے کی توفیق بخشے اور ہدایت کرے۔ (ایڈیٹر)

تازہ خبریں

جبراً مسلمان بنانیکا اتہام

جن لوگوں کو ہندو مسلمانوں کا اتفاق ایک آنکھ نہیں بھاتا اُنہوں نے ان افواہوں کو نہایت تشدد سے مشتہر کیا جو ملیبار میں ہندوؤں کے جبراً مسلمان بنائے جانے کے بارہ میں مشہور کی گئی تھیں۔ لیکن اصلیت کیا ہے۔ کانگریس کمیٹی کلکتہ نے اپنے جلسہ منعقدہ ۲۵ ستمبر میں اعلان کیا ہے کہ صرف تین اشخاص کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہے اور اسکے سوائے اور کسی شخص کو جبراً مسلمان بنانے کی تصدیق نہیں ہوتی ہمیں یقین ہے کہ اگر کامل تحقیقات کی جائیگی۔ تو یہ تین اشخاص کی بھی خبر غلط نکلے گی۔ مفسدہ پرداز اشخاص کانگریس کمیٹی کلکتہ کے اعلان سے ضرور خجل ہونگے۔ اور آئندہ ایسی تفرقہ انداز کوششوں سے باز آجائیں گے

اتہام کی لغویت

اتہام مذکور کی لغویت اسی سے ظاہر ہے کہ باغیوں کے زمرہ میں جن لوگوں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ اِن میں مولویوں کے علاوہ بنئے اور عبودری (دونوں ہندو ذاتیں) بھی ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ان ہندوؤں نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانے کی کوشش کی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے کی خبریں محض خود غرض افراد کے تخیل کا نتیجہ ہیں ورنہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے افراد کو نمایاں اہمیت نہ دیجاتی۔ اور انکے بیانات شائع نہ کئے جاتے۔ یا خود وہ اخباری دنیا میں نمودار ہوکر اس داستان ظلم کو نہ دہراتے۔ کاش! مفسدہ پرداز افراد اس قسم کی بے بنیاد افواہوں کے نتائج بد کو محسوس کریں۔

پولیس نے بعد تحقیقات ان دوکانداروں کو جن پر لوٹنے کا الزام تھا۔ اور جن کی وجہ سے کہ لوٹ کا ہونا بتلایا گیا ہے گرفتار کر لیا ہے۔ اور ضابطہ فوجداری کے تحت اُن کا چالان کیا ہے۔ علاوہ ازیں ۱۰ لیڈروں کو بھی گرفتار کیا ہے۔ جن میں ۵۲ مسلمان اور ۱۳۷ ہندو شرفا ہیں اور باقی دیگر غیر معلوم اشخاص ہیں (از وکیل مورخہ ۲۱ ستمبر)

جنگ یونانی و ترکی

فریقین لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں

دوبارہ فوجی نظام کی ضرورت

لنڈن ۱۳ ستمبر۔ اناطولیہ کی تازہ ترین خبریں مظہر ہیں کہ یونان اور ترک اس قدر لڑے ہیں کہ اب خاموش ہوگئے ہیں۔ یونانی انگورہ کی سرحدوں پر ہیں۔ مگر قبل اسکے کہ دوبارہ شدید جنگ ہو سکے۔ دونوں کی فوجوں کا دوبارہ انتظام کرنا ضروری ہے۔

غازیان اسلام کا شدید حملہ

یونانی کہتے ہیں کہ منتشر کر دیا گیا

لنڈن ۱۳ ستمبر ایتھنز کا تار مظہر ہے کہ سرکاری اعلان مورخہ ۱۰ ستمبر میں بیان کیا گیا ہے کہ ترکوں نے ہماری فوج کے وسطی حصہ اور بائیں بازو پر شدید کیا تھا مگر منتشر کر دیا گیا

یونانی بھاگ رہے ہیں

۱۸ ہزار یونانی مارے گئے

لنڈن ۱۳ ستمبر انگلشمین کا خاص تار قسطنطنیہ سے ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ انگورہ کے لئے جو عظیم معرکہ یونانیوں اور ترکوں کے درمیان ہوا۔ اسمیں آخرکار یونانیوں کو مغرب کی جانب ہٹ جانا پڑا۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ میں ۱۸ ہزار یونانی اور دس ہزار ترک کام آئے۔

سمرنا سے ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ گوردکوس کے مغرب میں اہم پہاڑی بلندیوں پر یونانیوں نے مورچے قایم کر لئے ہیں۔ اور وہ از سر نو انگورہ پر بڑھنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ لیکن ترکوں کے مقابلہ میں وہ نہایت ہی شدید نقصانات اٹھا رہے ہیں۔ غازی مصطفٰے کمال پاشا یونانیوں کے مقابلہ میں نہایت ہی طاقتور مدافعت کر رہے ہیں (از ہمدم ۱۷ ستمبر ۱۹۲۱ء)

افغانستان

افغانستان کی تازہ ترین اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت افغانستان نے بخارا کی جمہوری حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ جیسے کہ پہلے یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ کابل میں بخارا کے سفارتخانہ پر جمہوری علم بلند کیا گیا ہے۔ اب عنقریب دونوں ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات قایم ہو جائینگے

سرحد پر امن ہے۔ سرحد پر بدستور سکون ہے ۱۰ ستمبر کو آفریدیوں کا ایک بہت بڑا جرگہ جیف کمشنر سے ملنے کو آیا ہے۔ وزیرستان میں سرکش افراد کی طرف سے اب مخالفت قریب الاختتام ہے۔

(از روزنامہ ہمدم لکھنؤ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۱ء)

(مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا)

جلد ۹ نمبر ۱۴

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲ رصفر ۱۳۴۰ ہجری مطابق ۵ راکتوبر ۱۹۲۱ عیسوی

فہرست مضامین

الموعظۃ الحسنۃ — کلام مسیح موعود

تکبر سے بچو

اللہ تعالٰے بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے۔ اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مرسلوں کو بھیجتا ہے۔ تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے۔ جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے۔ اسکے لئے روحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھکر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے اسلئے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اسلئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اسمیں تکبر نہ ہو۔ بلکہ انکسار۔ عاجزی۔ فروتنی اسمیں پائی جاوے اور یہ خدا کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے اس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں (اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم) یہ ہے نمونہ اعلٰے اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہ بات بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ اسلئے اگر کسی انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا۔ مثلاً چائے میں نقص

ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کردیں۔ یا تازیانہ لیکر مارنا شروع کردیا۔ اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہو گیا۔ بس بیچارے خدمتگاروں پر آفت آئی۔

دوسرے غرباء کے ساتھ معاملہ تب پڑتا ہے کہ وہ فاقہ مست ہوتے ہیں۔ اور خشک روٹی پر گذارہ کر لیتے ہیں۔ مگر باوجود علم ہونے کے بھی ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ اس کو امتحان میں ڈالتے ہیں جب بصورت سائل آتے ہیں۔ خدا تعالےٰ تو ذرہ ذرہ کا خالق ہے۔ کوئی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ غریبوں کے ساتھ معاملہ کرکے سمجھا جاتا ہے کہ کس قدر ناخدا ترسی یا خدا ترسی سے حصہ لیتا ہے یا لیگا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے فرمائیگا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور میں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں بہت بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں ننگا تھا تم نے کپڑا دیا۔ پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہیں گے یا اللہ تو تو ان باتوں سے پاک ہے۔ تو کب ایسا تھا۔ جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا۔ تب وہ فرمائیگا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تھے۔ تم نے ان کی خبرگیری کی وہ ایسا معاملہ تھا کہ گویا تم نے میرے ساتھ ہی کیا۔ پھر ایک گروہ پیش ہوگا۔ ان سے کہیگا کہ تم نے میرے ساتھ بُرا معاملہ کیا۔ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ پیاسا تھا پانی نہ دیا۔ ننگا تھا مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں بیمار تھا میری عیادت نہ کی۔ تب وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالےٰ تو تو ایسی باتوں سے پاک ہے۔ تو کب ایسا تھا جو ہم نے ایسا کیا۔ اس پر فرمائیگا کہ میرا فلاں فلاں بندہ اس حالت میں تھا اور تم نے ان کے ساتھ کوئی ہمدردی اور سلوک نہ کیا۔ وہ گویا میرے ہی ساتھ کرنا تھا۔

{الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء} از حضرت مسیح موعودؑ

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۷ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو انشاء اللہ لاہور تشریف لے آئیں گے۔ احباب کو اطلاع ہو۔

بیان القرآن کا تیسرا پارہ ایک ہفتہ تک انشاء اللہ شائع ہو جائیگا۔

مولوی عبدالحق صاحب ایڈیٹر پیغام صلح ۶ ستمبر ۱۹۲۱ء سے ڈیڑھ ماہ کی رخصت پر ہیں ایڈیٹر اخبار خاکسار (مریم عیسیٰ) ہے

ماسٹر محمد یعقوب خاں صاحب ۲۴ ستمبر کے جہاز میں ولایت روانہ ہوگئے۔ خدا تعالیٰ ان کا حامی اور ناصر ہو۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جن کو ولایت میں سب سے پہلے تبلیغ اسلام کے کام شروع کرنیکا فخر حاصل ہے۔ عنقریب ولایت جانے والے ہیں۔

منشی احمد دین خان صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پونچھ ریاست کشمیر لکھتے ہیں کہ آج کل ریاست پونچھ میں ہیضہ کی بیماری کا از حد زور ہے۔ اور نہایت سخت تباہی ہو رہی ہے شہر کے کئی لوگ بھاگ گئے ہیں اور باقی لوگ بھی بھاگ رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس بلا سے نجات بخشے۔

نومبایعین

(۱) محبوب خان۔ لنڈی اخوان احمد۔ ضلع پشاور
(۲) حاجی فضل دین معہ کنبہ۔ تاراپور ضلع تھانہ
(۳) محمد صادق حسین ۷ جانی جہاں خاں روڈ رایاپیٹیا مدراس
(۴) پی عبدالوہاب بنگلوری نیو مارکٹ روڈ۔ بنگلور کیمپ
(۵) عبدالسلام صاحب بمبئی معرفت مولوی محمد حسین خان صاحب
(۶) محمد اسمٰعیل ولد محمد یعقوب صاحب ۱۷۔۷ سکینڈ لائن بیچ مدراس
(۷) مظفر احمد صاحب بمقام زیرہ۔ ضلع فیروزپور
(۸) حکیم سید غوث محمد شاہ صاحب چک لکھو کے۔ ضلع گوجرانوالہ
(۹) حاجی محمد بیگ قصبہ جھنجھانہ تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ

محمودیوں کے کذاب ہونے پر انکی اپنی ہی ایک تحریر

حال کی شملہ کی ایک بحث

محمودیوں کا کذاب ہونا تو ہمیشہ مباحثہ سے ہی کھلتا رہا ہے۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ کھلتا رہیگا۔ مگر شملہ کی تازہ بحث نے خود انکے اپنے اقرار سے انکو ... ان کے نزدیک ہیں کہ جب احمدی اصطلاح میں کذاب اور محمودی آپس میں مرادف بکدیگر لکھے پڑھے جاویں گے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راقم الحروف اپنے بھتیجے کے علاج کیلئے دو روز کیلئے شملہ گیا تھا۔ مگر وہاں تبلیغی اغراض کے لئے دس روز اور ٹھیرنا پڑ گیا۔ اس عرصہ میں محمودیوں سے ایک بحث بھی ہوگئی یہ لوگ اب گستاخ اور بدزبان تو اسقدر ہو گئے ہیں کہ حضرت نبی کریم کی شان بزرگی میں بھی سخت سست کلمے کہنے لگ گئے ہیں۔ حضرت میرزا صاحب کو محدث کہا جاتا تو یہ حضرت نبی کریم م کو بھی محدث کہدیتے ہیں۔ مگر چونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ان باطل کا سر کچلنے کے لئے وہ کاری ہتھیار دیا ہے اور آیات بینات اور دلائل اور علم بخشا ہے کہ انکو ہمارے مقابل پر کھڑا ہونے سے ہمیشہ ہی ذلت اور ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ اس بحث میں ایک محمودی ڈاکٹر نے جب حضرت میرزا صاحب کے متعلق یہ لفظ کہنے کہ آپکا دعویٰ محدث ہونیکا تھا نہ نبی ہونیکا تو اُسنے حضرت نبی کریم کی شان بزرگی میں بھی یہ کہنا شروع کیا کہ آنحضرت صلعم بھی محدث تھے جب پوچھا گیا کہ کیا قرآن اور حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت رسول کریم م محدث تھے یا مسیح موعود نے فرمایا تو ڈاکٹر مذکور نے بڑے زور سے کہا کہ ہاں مسیح موعود نے آنحضرت م کو محدث لکھا ہے جب اسپر سخت اصرار کیا تو اُس سے کہا گیا کہ تحریر کردو۔ اور اگر نہ دکھا سکو تو کچھ سزا اسپر آپ ہی مقرر کرکے لکھ دو چنانچہ اس نے یہ تحریر لکھدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم شملہ ۳۰ اگست ۱۹۲۱ء

میں انشاء اللہ حضرت مسیح موعود م کا لکھا ہوا یا فرمایا ہوا دکھلا دونگا کہ آپنے حضرت رسول اکرم م کیلئے محدث کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اگر میں ایسا نہ دکھلا سکوں تو میرا نام کذاب رکھدیا جاوے فقط

گواہ محمد ابراہیم بقلم خود متولی جامع مسجد چھوٹا شملہ — محمد حسین خان بقلم خود۔ دفتر ڈی۔ ایم۔ ایس۔

محمودی ڈاکٹر کا دوسرے دن چھ بجے شام تک حوالہ دکھلانیکا وعدہ تھا چھ بجے شام برابر آٹھ بجے تک اسکا انتظار رہا آخر جب ہم واپس آرہے تھے تو ساڑھے آٹھ بجے کے قریب محمودی ڈاکٹر عمر الدین محمودی کو جو شملہ میں محمودی جماعت میں مولوی کے نام سے مشہور ہے ساتھ لے آیا حوالہ تو کہاں ہونا تھا۔ کج بحث عمر الدین یہ کہکر کہ مسیح موعود کا لکھا ہوا یا فرمایا ہوا کوئی یہ حوالہ نہیں جس میں آپ نے حضرت رسول کریم کیلئے محدث کا لفظ استعمال فرمایا ہو حجت اپنی یہ عبارت پیش کرنی شروع کردی

(باقی بر صفحہ نمبر ۱۵)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیغام صلح لاہور

جلد (۹)　مورخہ ۲ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ　نمبر (۱۴)

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا ترجمۃ القرآن انگریزی اور اہلحدیث کی حاسدانہ ژاژخائی

(گزشتہ سے پیوستہ)

ماسٹر غلام حیدر صاحب اپنے خیالات مخترعہ کی تصدیق کے لئے نہ تو کتاب اللہ قرآن مجید کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اور نہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے بیان وافی کی حاجت باپ دادا کا مذہب ہی ان کا قرآن اور یہی ان کی حدیث ہے۔ جیسا کہ مولوی مسئلہ حیات مسیح میں کبھی تو موضوع اور منکر روایتیں پیش کر دیتے ہیں۔ اور کبھی قرآن مجید کی آیات میں لفظی و معنوی تصرف کر کے اپنی رائے اور ہواء سے لوگوں کو دھوکا دے لیتے ہیں تو ماسٹر صاحب نے تو سُنی سنائی ہی باتیں یاد کی ہوئی ہیں۔ اگر ماسٹر غلام حیدر صاحب اس روایت کو ہی پڑھ لیتے جو کہ استیعاب سے مدارج النبوۃ میں نقل ہوئی ہے۔ کہ بعد نزول سورۃ نساء جس میں آیت ما صلبوہ وارد ہوئی ہے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ (جو بدری صحابہ میں تھے) آنحضرتؐ کے قاصد ہو کر مقوقس والی اسکندریہ کے پاس جو عیسائی تھا۔ نامہ مبارک آنحضرتؐ کو لیکر گئے تو مقوقس نے ان سے یہ اعتراض کیا۔ کہ اگر تمہارا صاحب نبی ہے تو اس نے کیوں خدا سے دُعا نہ کی کہ اسکو مکہ سے ہجرت نہ کرنی پڑتی۔ اس پر حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو نبی تھے انہوں نے کیوں دعا نہ کی۔ کہ دار پر کھینچے نہ جاتے۔

تو یہ کبھی نہ کہتے۔ کہ حضرت علامہ سیدنا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مسیح کے صلیب پر کھینچے جانے میں نصاریٰ کے مقلد ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ دار پر کھینچے ہی نہ گئے تھے۔ بلکہ آپ نے صلیب کی شکل ہی نہ دیکھی تھی۔ تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ جو ایک بدری صحابی تھے اور رسول اللہؐ کے قاصد ہیں۔ ایک عیسائی بادشاہ کے سامنے یہ کیوں فرماتے کہ حضرت عیسیٰ نے کیوں دُعا نہ کی۔ کہ دار پر کھینچے نہ جاتے معلوم ہوا کہ یہی صحیح معنے اس آیت کے ہیں۔ کہ صلیب پر چڑھانے کی یہاں تردید نہیں بلکہ صلیب پر مارنے کی تردید ہے۔

اب ہم ماسٹر صاحب کی تیسری آیت واذ کففت بنی اسرائیل عنک کے استدلال پر نظر کرتے ہیں۔ اور اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھائے نہیں گئے تھے۔ وجہ یہ کہ اولاً کففت۔ اذجئتھم کیساتھ مقید ہے جس سے دوام نہیں ثابت ہوتا۔ یعنے تیرے آنے کے وقت ان کو تجھ سے روکا۔ اس سے ہمیشگی کہاں ثابت ہوتی ہے۔ ثانیاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور مومنین کے متعلق یہی لفظ بعینہ موجود ہیں۔ مگر یہ مطلب ماسٹر غلام حیدر والا وہاں بالکل نہیں بنتا۔ حالانکہ دلیل بجمیع مقدمات جاری ہے۔ اور مدعی متخالف ہے۔ (سورہ فتح پ ۲۶) وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا فعجل لکم ھذہ وکف ایدی الناس عنکم ولتکون اٰیۃ للمؤمنین ہ اللہ نے لوگوں کے ہاتھ تم سے ہٹائے رکھے۔ کیا کسی اصحابی پر لوگوں کے ہاتھ نہ چلے۔ لوگوں کے ہاتھوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا سے سلامت نہیں رکھا۔ ہاں ماسٹر غلام حیدر کا شائد یہی مذہب ہوگا۔ کہ کفار کے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیشک اذیت پہونچے حضور سرور عالم کے دندان مبارک بھی شہید ہوں چہرے پر زخم بھی لگ جاویں۔ مگر حضرت عیسےٰؑ کو صحیح وسالم بغیر کسی اذیت کے خدا آسمان پر اٹھا لے جائے۔ عیسیٰ ہوئے جو خدا کے بیٹے تو بیٹے کو بچانے کیلئے تو یہی تدبیر ہونی چاہیے تھی۔ مگر نبیوں کو بچانے کیلئے کوئی اور طریق ہونا چاہیئے کہ ان کو اذیتیں اور عذاب بھی کفار کیطرف سے پہنچیں اور دفع بھی ہو جائیں

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم چاچڑانوالے بزرگ کے مُریدوں پر اتمام حجت

(مولانا مولوی عزیز بخش صاحب کے قلم سے)

بخدمت شریف جناب میاں قادر بخش صاحب خوجہ سکنہ جتوئی ضلع مظفر گڑھ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مولوی عبداللہ صاحب امام مسجد جتوئی کا کارڈ آیا ہے۔ جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ چند شریروں اور فتنہ پردازوں خصوصاً قادر بخش خوجہ نے جو آپ کا سرگروہ ہے میری لاعلمی سے جناب کی خدمت میں خط لکھا ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب آپکی بیعت قبول کرتے ہیں۔ اُن کو بیعت فرما دیں۔ یہ سراسر اُن کی حرکت ہے۔ اور یہ تماشہ بین لوگ ہیں۔ کیا مجھ کو اگر خیال ہوتا۔ تو میں خود تحریر نہیں کر سکتا تھا۔

بندہ نہ آپ کی بیعت قبول کرتا ہے۔ نہ عقائد آپ کے متفق ہے۔ یہ فقیر سلف صالحین کے عقائد کے متفق ہے۔ آیندہ اگر آنجناب کی خدمت میں کوئی شخص میرے نام سے تحریر کرے تو ہرگز اعتبار نہ فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بندہ کو اپنی استعداد کے بموجب علمیت اور تحریر کرنے کی قابلیت عطا فرمائی ہے۔" پھر کارڈ کے دوسری طرف یہ بھی لکھا ہے کہ "لیکن واضح ہو کہ راقم الحروف جناب حضرت میرزا صاحب کو نہ کافر نہ ملعون نہ دجّال جانتا ہے۔ مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرد متقی اور صالح اور مجدد دین تھے۔ اور مجتہد وقت اجتہاد میں بابت دعویٰ مہدیت و عیسویت ان سے ذرہ خطا ہوئی۔ جیسا کہ حضرت پیر دستگیر و مرشدنا قبلہ خواجہ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز اپنے ملفوظ شریف اشارات فریدی حصہ سوئم صد۴۲ میں فرماتے ہیں اور مشہور و معروف ہے کہ "المجتہد قد یخطی و یصیب" آپ سے دریافت طلب ہے کہ آیا یہ بات سچ ہے کہ آپ نے ان کی لاعلمی سے بیعت کا خط لکھ دیا۔ اگر ایسا ہے تو آپ نے غلطی کی۔ جب تک کوئی شخص خود اپنا منشا ظاہر کرے۔ اور خود درخواست نہ کرے دوسرے کو کیا حق پہونچتا ہے کہ وہ بیعت کا خط لکھ دے۔ ہم نے آپ کے خط پر بھروسہ کر کے وہ کارڈ حضرت امیر کی خدمت میں بھیجدیا جنہوں نے بیعت منظور فرمائی تو ہمنے وہ خط بھی اخبار میں شائع کرا دیا۔ آپکو تقویٰ سے کام لینا چاہیئے۔ ایسا شخص جو حضرت میرزا صاحب کو کافر و دجال نہیں جانتا بلکہ ان کو میرزا صاحب علیہ الرحمۃ لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ ایک مرد متقی اور صالح اور مجدد دین تھے۔ اور مجتہد وقت۔ وہ ایکطرح سے احمدی ہی ہے۔ کیونکہ ہمارا بھی تو یہی عقیدہ حضرت مرزا صاحب کی نسبت ہے۔ ہاں اسکا یہ کہنا کہ میرزا صاحب سے دعویٰ مہدیت و عیسویت میں خطا ہوئی۔ اور کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے بھی انکے دعویٰ کے متعلق ایسا لکھا ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ میرزا صاحب سے اپنے دعوے میں خطا نہیں ہوئی۔ بلکہ اجتہادی خطا کسی کشف یا الہام کی تعبیر سے متعلق ہوتی ہے۔ جسکا وقوع میں آنا انبیاء سے بھی ممکن ہے۔ نہ ہی حضرت خواجہ صاحب مرحوم کا یہ منشا تھا۔ کہ حضرت میرزا صاحب سے دعویٰ میں خطا ہوئی ہے بلکہ دعویٰ کے متعلق صاف صاف الفاظ میں جابجا انہوں نے اپنے ملفوظات میں تصدیق و تائید فرمائی ہے۔ خود اسی وقعہ پر جس کا مولوی عبداللہ صاحب نے حوالہ دیا ہے صد۴۲ پر ساری عبارت یوں ہے "بعد ازاں درباب میرزا صاحب فرمودند کہ میرزا صاحب مردے نیک و صالح است و نزد من کتابے از الہامات خود فرستادہ است۔ کمال او ازیں کتاب ظاہر است۔ اندریں اثنا بعضے از علماء ظواہر کہ حاضر خدمت حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ در جوش فرمودند لیکن وے مردے صادق است مفتری و کاذب نیست۔ ایں معاملہ جعلی و خود ساختہ او نیست۔ غایۃ ما فی الباب او را اندک خطا در اجتہاد و خطا در کشف است۔"

اسمیں کئی باتیں غور طلب ہیں۔ اول جس کتاب الہامات حضرت میرزا صاحب کا کمال خواجہ صاحب بیان فرماتے ہیں وہ وہی اشتہار دعوت مباہلہ ہے جس میں پہلے اپنے دعویٰ کو بتفصیل بیان کیا ہے۔ اور پھر علماء کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ الہامات جو میں پیش کرتا ہوں۔ ان پر میرے دعویٰ کی بنا رہے۔ اگر میں اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہوں تو میرے مقابلہ پر مباہلہ کے واسطے نکلو۔ اسی جواب میں تو خواجہ صاحب مرحوم نے وہ خط عربی میں لکھوا کے حضرت میرزا صاحب کی خدمت میں بھجوایا تھا جو اس کتاب اشارات فریدی کے اس صد۴۲ پر نقل کیا گیا ہے۔ اگر خواجہ صاحب میرزا صاحب کو اپنے دعویٰ میں خطا پر سمجھتے۔ تو خط میں ایسی تعریفیں کیوں لکھتے اور پھر ان الہامات سے جس پر ان کے دعویٰ کی بنا رکھی۔ آپ کے کمال کا ظاہر ہونا کیوں فرماتے۔ علاوہ ازیں جس شخص نے آپکے دعویٰ کا رد و انکار کیا خواجہ صاحب اسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ سچا ہے۔ مفتری اور جھوٹا نہیں ہے۔ یہ معاملہ جعلی اور اسکا اپنا بنایا ہوا نہیں ہے۔ یعنے مطلب یہ کہ اسکا دعویٰ سچا ہے۔ خدا کی طرف سے ہے نہ اپنی طرف سے۔ اگر خواجہ صاحب کا یہ مطلب ہوتا کہ میرزا صاحب کا دعویٰ غلط ہے۔ تو کیا وہ صاف طور پر ایسا نہ فرما سکتے تھے۔ اور جس شخص نے رد و انکار کیا تھا اسکے ساتھ تو انہیں اتفاق کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہ بھی میرزا صاحب کے دعویٰ کو غلط سمجھتا تھا۔ آپنے اس کی تردید کیوں کی۔ اور اسکے جواب میں یہ کیوں فرمایا کہ یہ معاملہ اس کا بناوٹی نہیں ہے۔ اور نہ مفتری اور جھوٹا ہے۔ بلکہ سچا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ خواجہ صاحب کے ان الفاظ سے کہ "او را اندک خطا در اجتہاد و خطا در کشف است" یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خواجہ صاحب کے نزدیک اس تھوڑی خطا سے مراد یہ تھی کہ آپ کا دعوے غلط ہے تو یہ خوب طرز بیان ہے جو خواجہ صاحب کی طرف منسوب کیا جاوے کہ در اصل تو آپ کے نزدیک معاذ اللہ حضرت میرزا صاحب کا دعویٰ ہی سرے سے غلط ہے۔ لیکن آپ اسکو تھوڑی سی خطا فرماتے ہیں۔ کیا خواجہ صاحب جیسے صاف گو انسان سے جو کسی کی رو رعایت نہ رکھتے تھے۔ اور حق بات کہنے میں کسی سے نہ دبتے تھے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ ایسے بڑے عظیم الشان دعویٰ کرنیوالے کو جو کہے کہ میں مہدی و مسیح موعود ہوں یہ کہے کہ ہے تو وہ سچا لیکن صرف تھوڑی سی خطا اسکے اجتہاد میں ہے۔ اور اسکا مطلب یہ ہو کہ در اصل اس دعویٰ کرنے والے کا دعویٰ ہی سرے سے غلط ہے۔ ایسا خیال کرنا خواجہ صاحب کی صاف گوئی پر بھی داغ لگاتا ہے لیکن اگر خواجہ صاحب کو اس داغ سے بچانا ہو تو اسکی یہی صورت ہے۔ کہ آپکے کلام کا یہ مطلب لیا جاوے کہ میرزا صاحب کا دعویٰ تو سچا ہے۔ لیکن بعض وقت کشف و الہام کی تاویل میں اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کے پورا ہونے کی تصدیق خواجہ صاحب نے بایں الفاظ فرمائی ہے۔ کہ "اگرچہ عبداللہ آتھم بادرمی از حد و اندازہ مدت پیشگوئی مرزا غلام احمد قادیانی کہ

پس آنہا ایمان مے آوردند و بعضے کساں حال آن پیغمبر مشتبہ میشد و بعضے کساں ہرگز حال آن پیغمبر مکشوف نے گشت ازیں سبب ہمیں گردد انکار آوردہ کافر شد۔ اگر بر تمام امت ہر پیغمبر حال آن پیغامبر مکشوف شدے ہمہ مسلمان بودندے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اوصاف و علامات آنحضرت صلعم در کتب سماویہ مکتوب و مرقوم بودند چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر شدند و مبعوث گردیدند بعض علامات را مطابق پندار و وہم و فہم خود ہا نیافتند پس بر آن کساں کہ امر آنحضرت مکشوف شد او شاں ایمان آوردند و بر آن گروہ کہ مکشوف نشد انکار کردند۔ ہمچنیں ہست حال مہدی پس اگر میرزا صاحب مہدی باشد کدام امر مانع است"

اور بھی کئی ایک مقامات پر اسی کتاب میں اس قسم کا ذکر ہے۔ بالفعل اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ضرورت ہو تو اصل کتاب دیکھ لی جاوے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے

کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مغفور کے دعویٰ مہدی و مسیح [illegible] کی تصدیق فرمائی اور ان کی تائید میں مختلف موقعوں پر ذکر کیا اور دلائل پیش کرکے ان کے مخالفوں کے اعتراضوں کی تردید کی۔ ان کی تعریف سے خوش ہوئے۔ ان کی مذمت کرنیوالوں کو زجر کیا۔ ان کو حق پر قرار دیکر ان کے غالب ہونیکی پیشگوئی کی۔ انکی دینی خدمات و زہد و عبادت کا ذکر کیا۔ اور ان کے مذہب کو بیان کیا کہ اہل سنت و الجماعت ہیں کسی سچے عقیدہ دین کے منکر نہیں ہیں اور راہ ہدایت دکھاتے ہیں۔ اور آپکا کلام حقایق و معارف سے پر ہے۔ ایک احمدی اس سے بڑھ کر اور کیا کہتا ہے۔

اور مولوی عبداللہ صاحب خود بھی حضرت میرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں اور احمدی بھی آپکو مجدد ہی مانتے ہیں۔ مہدی و مسیح موعود بھی ایک مجدد ہی ہو سکتا ہے نہ کہ نبی۔ کیونکہ اگر یہ مانا جاوے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی فوت نہیں ہوئے اور زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور پھر کسی وقت دنیا میں نازل ہونگے۔ تو اول تو قرآن کریم کی تیس آیات سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور دوبارہ آنیکا کہیں مطلقاً کوئی ذکر نہیں دوئم ان کا آنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کو توڑتا ہے۔ اور یہ کسی مسلمان کا کام نہیں کہ یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی آ سکتا ہے اندریں صورت اگر مولوی عبداللہ صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت میرزا صاحب مجدد تو ہیں۔ لیکن مہدی و مسیح موعود نہیں ہیں تو خود انکے اپنے کلام میں تناقض ہے۔ اور ناحق اس بات کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم کی طرف منسوب کرتے ہیں جنکا ہرگز ہرگز ایسا عقیدہ نہ تھا۔ مولوی عبداللہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ مہدی و مسیح موعود چودھویں صدی کے مجدد کے ہی دو دیگر نام ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب مرحوم کا بھی یہی مذہب ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ [illegible] اشارات فریدی جلد سوئم

"ذکر از حال میرزا صاحب درمیان آمد۔ حضور خواجہ ابقاہ اللہ بقاءہ از مولوی حامد صاحب شنیدانوی کہ حاضر نشستہ بود پرسیدند شنیدہ اید کہ میرزا صاحب دعویٰ عیسویت کردہ وے عرض کرد کہ ہر ولی عیسئ وقت خود ہست۔ حضور خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ بقاءیہ فرمودند آرے ہمہ اولیاء اللہ عیسئ اند و مہدی اند۔ ہمہ بر سر شنند"

اب دیکھئے یہاں حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے تمام اولیاء اللہ کا عیسیٰ و مہدی ہونا صرف اس غرض سے بیان فرمایا ہے کہ یہ حضرت میرزا صاحب کے حال کے متعلق ہو جاوے یعنی یہ معلوم ہو جاوے کہ میرزا صاحب نے جو دعویٰ عیسیٰ یا مسیح و مہدی موعود ہونیکا کیا ہے وہ ٹھیک ہے

غرضیکہ

حضرت غلام فرید صاحب مرحوم نے حضرت میرزا صاحب مغفور کے مہدی و مسیح موعود ہونیکی ایسی تصدیق و تائید فرمائی ہے کہ کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ اب مریدان خواجہ حضرت فرید صاحب مرحوم کا اختیار ہے چاہے اپنے پیر و مرشد کی بات کو مانیں یا رد کریں۔ اسکے جوابدہ خود ہونگے۔ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے اشارات فریدی کے شائع ہونے سے ان پر اتمام حجت ہو گیا ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جو حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے صاحبزادہ خواجہ محمد بخش صاحب مرحوم نے بڑے اہتمام سے عقیدتمندان حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے فائدہ اور ہدایت کیواسطے شائع کرائی ہے۔ ملاحظہ ہو مندرجہ صفحہ ۱۸۰ اشارات فریدی جلد سوئم جس میں یہ الفاظ لکھے ہیں "میگوید فقیر محمد بخش سکنہ چاچڑاں کہ چون کتاب اشارات فریدی از ملفوظات سلطان ملت نبوی خواجہ غلام فرید والد ما جامن رضی اللہ عنہ ... یک نسخہ بود و ہمہ مریدان و معتقدان و جملہ طالبان طریقت و سالکان حقیقت بہر طرف جویان این خزینہ معارف بودند۔ پس بصرف زر کثیر باہتمام خانصاحب والا شان محمد عبدالحلیم خان صاحب بہادر سکنہ ریاست ٹونک طبع کنانیدم تا در اطراف و اکناف عالم شائع گردد و ہر کسے بمطالعہ آن نسخہ متبرکہ برگزیدہ جواہر معارف بدست آرد"

آخر میں حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم و مغفور کے خط کیطرف توجہ دلاتا ہوں جو حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں آپنے بھیجا تھا۔ اور جو میری کتاب اشارات فریدی حصہ سوئم کے صفحہ [illegible] پر اس غرض سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ معارف و حقائق سے پر ہے اور حضرت خواجہ صاحب مرحوم اسکے سننے سے نہایت ہی خوش ہوئے تھے "حتی کہ بر چہرہ مبارک حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقاءیہ از حد زاید آثار بشاشت و مسرت نمایاں بودند" اسمیں آپ یہ بھی فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ در عہدم ز من ماند جدا — میکند بر نفس خود جور و جفا

والسلام

خاکسار [illegible] بخش جالندھری [illegible] احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(امریکہ کے دو پادریوں سے ایک دلچسپ مکالمہ) (گذشتہ سے پیوستہ)

والڈو:- "اچھا اچھا گفتگو جاری رکھئے"

فاروقی:- "اچھا تو جب آپ حضرت عیسٰیؑ کو خدائی صفات دیتے ہیں۔ اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ تو میرے خیال میں وہ انسانوں کا ہادی اور راہنما بننے کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ ایک انسان کا دل اس سے کسی کام کے کرنے پر اسی وقت آمادہ کرتا ہے۔ جب کہ اُسے امید ہو کہ میں اُسے حاصل کر سکتا ہوں جبکہ ایک شخص کسی پیغمبر کو اپنا راہنما بناتا ہے تو اسے علم ہوتا ہے کہ یہ پیغمبر میری طرح انسان تھا۔ اس میں میری طرح کمزوریاں تھیں۔ مگر جب اس نے صراط مستقیم پر چل کر دکھا دیا تو میں کیوں نہیں ایسا کر سکتا۔ مگر ایک شخص کے دل میں حضرت عیسٰیؑ کو اپنا رہنما مان کر اس قسم کا خیال پیدا نہیں ہو سکتا دوسرے انسان کی زندگی کے کئی ایسے پہلو ہیں جن میں حضرت عیسٰیؑ نے اپنے پیروؤں کیلئے کوئی نمونہ پیش نہیں کیا۔ مثلاً حضرت عیسٰیؑ نے شادی نہیں کی۔ اسلئے ایک شادی شدہ شخص کیلئے حضرت عیسٰیؑ کی شخصیت میں کوئی نمونہ نہیں ہے۔ بلکہ اُسکا اثر اُلٹا پڑا ہے یعنی عیسائی مذہب میں رہبانیت آ گئی۔ راہب اور ننیں بہت سی بن گئیں۔ اور عورت اور شادی کے تعلق کی قدر لوگوں کے دلوں سے اُٹھ گئی"

والڈو:- "مگر حضرت عیسٰیؑ نے محبت کا سبق جو سکھایا ہے۔ محبت ہی تمام انسانی زندگی کی بنیاد ہے"

فاروقی:- "جناب محبت پر ہی زندگی کا دارومدار نہیں ہے۔ زندگی کو کامیابی کی نوڑ تک پہنچانے کے لئے ہمیں چند عملی اصولوں کی ضرورت ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کے حقوق کی کس طرح نگہداشت کرنی چاہیئے۔ اور کن کن اصولوں پر چل کر ہم دین و دنیا دونوں میں کامیاب و بامراد ہو سکتے ہیں۔ اگر صرف محبت کو ہی لیں تب بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کوئی اچھا نمونہ نہیں پیش کیا۔ ایک موقع پر جب ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم انہیں ملنے آئیں۔ تو انہوں نے اُن سے بغیر کسی وجہ کے ملنے سے انکار کر دیا"

ینگ۔ (دوسرا پادری بیچ میں بول اُٹھا) "مگر اُس وقت وہ خدا کا کام کر رہے تھے۔ دنیاوی باتوں کی طرف متوجہ ہونا نہ چاہتے تھے"

فاروقی:- "تو کیا ماں باپ کی عزت کرنا اور اُن کا ادب ملحوظ رکھنا اور اُن سے نیک سلوک کرنا۔ خدا کے احکام میں سے نہیں ہے اور اس خاص موقع پر کوئی خاص بات بھی نہیں معلوم ہوتی جس کی وجہ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت مریم سے ملنے سے انکار کر دیتے"

ینگ۔ "یہ باتیں عام لوگوں کو اکھرتی ہیں۔ مگر جو حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ اُنکی قدر کو پہچانتے ہیں"

فاروقی:- "میں اس حقیقت سے بھی بے بہرہ ہی رہوں تو اچھا ہے"

والڈو:- "تم اس بات پر معترض ہو کہ خدا نے اپنے بیٹے کو کیوں دنیا کے لئے رہنما بنا کر بھیجا۔ اسکی مصلحت کو تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر تم اسکے منکر ہو تو گویا تم اپنی ذاتی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے سے بہتر سمجھتے ہو"

فاروقی:- (دل میں کہا کہ پادری صاحب نے سوچ سوچ کر ایک بات تو نکالی ہے) "نہیں جناب میں اپنی رائے کو خدائی کی رائے سے بہتر نہیں سمجھتا۔ مگر ہمیں اس بات کا ثبوت درکار ہے کہ آیا حضرت عیسٰیؑ واقعی خدا کے بیٹے تھے انجیل میں تو ایک جگہ آیا ہے کہ اگر تم نیک کام کرو تو تم بھی خدا کے بیٹے بن سکتے ہو"

والڈو:- "مگر عیسٰیؑ صلیب پر مر کر تمام دنیا کے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے اُنہوں نے اپنی جان بخوشی دوسرے لوگوں کی نجات کی خاطر قربان کر دی"

فاروقی:- "ہاں جناب اب آپ موقع پر آئے ہیں۔ اوّل آپکے پاس ثبوت نہیں ہے کہ حضرت عیسٰیؑ واقعی صلیب پر فوت ہوئے ہیں۔ جب اُن کو صلیب سے اُتارنے لگے ہیں تو ایک رومی سپاہی نے آپ کی پسلیوں میں برچھی چبھوئی تو خون نکلا جو کہ زندگی کی علامت تھی۔ دوسرے میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ وہ آپ مر کر دوسرے لوگوں کے گناہوں کی گٹھڑی کس طرح اٹھا کر لے گئے۔ اگر یہ بات بھی مان لیں تو مذہب کی ایک بڑی غرض فوت ہو جاتی ہے۔ مذہب لوگوں کو خلاق سکھانے اور راستباز بنانے آتا ہے اور سیدھے راستے پر چلانے آتا ہے۔ مگر ایک عیسائی کے دل میں جب یہ خیال جانشین ہے کہ حضرت عیسٰیؑ میرے گناہوں کا کفارہ ہو گئے تو وہ نیک کام کیسے کر سکتا ہے۔ وہ بُرے کام کرنے سے کبھی نہیں ہچکچائیگا شاید یہی وجہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اسقدر زنا کاری ہے۔ تیسرے اگر حضرت عیسٰیؑ تمام دنیا کے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ تو اس سے مراد وہی لوگ ہیں جو کہ آئیندہ زمانے میں ان کے مذہب پر کاربند ہوں۔ جو لوگ ان سے پہلے گذر گئے وہ تو بیچارے سب جہنمی ہو گئے۔ بہتر ہوتا کہ حضرت آدمؑ کی جگہ حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوتے۔ تاکہ تمام دنیا کے انسانوں کی نجات کا باعث ہوتے"

ینگ "مگر پہلے زمانے کے لوگوں کے لئے دوسرے پیغمبر بھیجے گئے۔ جو ان کو نجات کی طرف بلاتے تھے۔ مگر جب کوئی بھی پورے طور پر کامیاب نہیں ہوا۔ تو خدا نے خود اپنے بیٹے کو دنیا میں بھیجا"

فاروقی:- "پہلے تو عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کہ عالم الغیب ہے۔ اُسے پتہ علم تھا۔ کہ انسان پیغمبر اپنے مشن میں پورے طور پر کامیاب نہ ہونگے۔ اسلئے پہلے ہی اپنے بیٹے کو بھیجدیتا۔ دوسرے بیٹے صاحب نے آ کر کوئی چنداں کامیابی تو حاصل کر کے نہ دکھائی۔ بہت کوششوں سے چند حواری بنائے تھے جو کہ عیسٰی

پڑنے پر سب تتر بتر ہو گئے۔ اور ایک نے تیس روپے پر حضرت عیسیٰ ؑ کو ان کے دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ تیسرے اگر حضرت عیسیٰ ؑ پر مصیبت آئی بھی تھی تو انہیں علم ہونا چاہئے کہ وہ دنیا کے لوگوں کے گناہوں کے بھینٹ چڑھنے لگے ہیں انہیں موت کو بخوشی قبول کرنا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جب انہیں صلیب پر چڑھانے لگے تو انہوں نے بحالت اضطرار چلا کر کہا "ایلی - ایلی لما سبقتانی" (اے خدا - اے خدا تو نے کیوں چھوڑ دیا) ایک قاتل اور مجرم جب پھانسی پر لٹکنے لگتا ہے تو اگرچہ اسے علم ہوتا ہے کہ موت کے بعد اسے کسی قسم کی راحت میسر نہیں آنے کی۔ مگر پھر بھی دلیری اور مردانگی کے ساتھ وہ پھندے کو اپنے گلے میں ڈالتا ہے اور بغیر کسی چون و چرا کے جان دے دیتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ تو اپنے باپ کی عین رضا کے حاصل کرنے اور اپنے مشن کو پورا کرنے کی غرض سے جان دینے لگے تھے۔ پھر انہوں نے کیوں نہ استقلال اور مردانگی دکھائی"

والڈو:۔ "بھائی میاں جب مصیبت پڑتی ہے تو انسان کا دل ہلتا ہے وہ کیسا ہی دلیر کیوں نہ ہو۔ دہل جاتا ہے"

فاروقی:۔ "انسان کا دل واقعی دہل جاتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ ؑ تو خدا تھے"

دونوں پادری صاحب لاجواب ہو کر بہت کچھ سٹ پٹائے اور گفتگو کا پہلو بدلا

والڈو:۔ "دیکھو میاں حق بات اور حقیقت کبھی اعتراض کرنے اور تعصب کی عینک سے ہر بات کو دیکھنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ اگر تم ٹھنڈے دل سے انجیل مقدس کو پڑھو تو تمہارا دل اسکی سچائی کا قائل ہو جائیگا اور تم حضرت مسیح کی غلامی کا دم بھرنے لگو گے"

فاروقی:۔ "جناب میں نے انجیل کا کافی مطالعہ کیا ہے۔ جیسا کہ آپکو علم ہو گیا ہو ابھی تک تو اس میں کوئی نرالی بات نظر نہیں آئی۔ ہاں البتہ جس طرح ریت میں کہیں کہیں باریک ذرات چمکتے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح انجیل میں بھی کہیں ایسا معلوم دیتا ہے کہ یہ خاص حصہ الہامی کلام کا ہے۔ ہم اصل انجیل کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانتے ہیں۔ مگر موجودہ انجیل میں پولوس اور دوسرے حواریوں کی بہت سی باتیں آر شامل ہوئی ہیں۔ یہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ جیسا کہ لوقا کی انجیل کی پہلی آیات سے ظاہر ہے۔ لوقا خود اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ان سے دوسرے لوگوں اور پادریوں اور حواریوں سے جو باتیں سنیں۔ وہ اس نے ایک جگہ اکٹھی کر دیں۔ دوسرے عہد نامہ قدیم میں جس جگہ حضرت موسیٰ ؑ کی وفات اور ان کے دفن ہونے کا ذکر ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کم از کم وہ حصہ بعد میں کسی نے شامل کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ پر تو عہد نامہ قدیم نازل ہوا۔ اس میں ان کے مرنے اور دفن ہونے کا ذکر کس طرح ہو سکتا ہے"

والڈو:۔ "مگر حضرت موسیٰ ؑ کو پیغمبری کی وجہ سے خدا نے پہلے ہی مرنے اور انکے دفن ہونے کے مقام کا پتہ بتلا دیا تھا"

فاروقی:۔ "مگر سیاق سباق اور طرز عبارت سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ یہ کسی تیسرے شخص کی عبارت ہے۔ دوسرے میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ خدا نے حضرت موسیٰ ؑ کو ان کے مرنے اور دفن ہونیکا مقام بتا دینے میں کیا مصلحت سمجھی"

والڈو:۔ "کچھ مصلحت آخر ہوگی نہ۔ ہمیں عام انسانوں کو اسکا علم نہیں ہو سکتا۔"

فاروقی:۔ "یہ عجیب طرز کا طریق استدلال ہے۔ اگر ہوگی تو ہونے دو۔ ہم تو ظاہر امور کو لیں گے"

والڈو:۔ "خیر ان امور کو جانے دو۔ دیکھو تو یورپ اور امریکہ نے عیسائی ہونیکی وجہ سے دنیا میں کسقدر ترقی کی ہے۔ اور کیسی تہذیب یافتہ قومیں ہیں"

فاروقی:۔ "معاف فرمایئے۔ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ جب تک یورپ اور امریکہ کی قومیں عیسائیت پر کاربند ہیں۔ تب تک ترقی کا دروازہ مسدود تھا جب انہوں نے عیسائیت کو چھوڑا تب سے اونہوں نے دنیا میں ترقی کرنی شروع کی۔ مگر یہ دنیاوی رنگ میں ترقی کہلا سکتی ہے۔ اخلاقی پہلو نہایت گرا ہوا ہے۔ عورت کا رتبہ عیسائیت نے آدم اور حوا کے جنت سے نکالے جانے کے بعد بہت گرا دیا تھا۔ ایک مدت تک بڑھ کر اس کی قدر نہ تھی۔ چند صدیوں پہلے تو عیسائیوں کے بڑے بڑے پادری اور سینٹ عورتوں کو ایسی کھری کھری سناتے تھے اور ایسا لتاڑتے تھے کہ الامان مگر آخر عورتوں کے سینے میں دل تھا۔ ان کی انسانی فطرت ایسے بے رحمانہ سلوک کو برداشت نہ کر سکی۔ انہوں نے اپنے حقوق بزور حاصل کرنے پر کمر باندھ لی۔ سفرجیٹ عورتوں کا وجود تبھی تو پیدا ہوا ہے۔ آخر انہوں نے مردوں سے زبردستی اپنے حقوق حاصل کر کے نہ صرف حقوق ہی حاصل کر لئے۔ بلکہ الٹے مردوں پر حکمران ہو بیٹھیں۔ انجیل تو عورت کو مخاطب ہو کر کہتی ہے "تیری خواہش تیرا خاوند ہوگا یعنی تو اپنے خاوند کی ہی دست نگر اور محتاج اور خواہاں رہے گی۔ اور وہ تجھ پر حکمران ہوگا" مگر اب تو معاملہ برعکس ہے۔ اب مرد عورتوں کے خوشامد نظر آتے ہیں۔ عورت خود مختار معلوم ہوتی ہے۔ موٹر کار پر جدھر دل چاہے جاتی ہے"

پادری صاحب کچھ گھبرائے گئے۔ اور گفتگو کا تیسرا پہلو بدلا پادری ینگ اس اثناء میں اٹھ کر چلے گئے۔

والڈو:۔ "مگر تمہارا اسلام کامل مذہب نہیں ہے۔ تمہارے پیغمبر کی دس نو بیویاں تھیں"

فاروقی: (ہنس کر) "پادری صاحب آپ تو بچوں کی سی باتیں کرتے ہیں۔ کیا کبھی اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ اگر نہیں تو سنئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچیس برس کی عمر تک مجرد رہے۔ آپ کے چال چلن پر ذرا بھر دھبہ کسی نے نہیں لگایا۔ صادق اور امین کے لقب سے آپ پکارے جاتے تھے۔ پھر پچیس برس کی عمر میں آپنے ایک بیوہ عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ جو کہ چالیس برس کی اور آپ سے عمر میں بڑی تھیں

اپنی زندگی کے اور پچیس برس یعنی پچاس برس کی عمر تک ایک بیوی پر قناعت کی جوانی کا زمانہ گذر گیا۔ جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اسوقت بعض مصلحتوں کے ماتحت آپنے متعدد ازواج مطہرات سے نکاح کیا۔ اُن میں سے بعض آپکے پرانے اصحاب کی بیوہ تھیں جن کا کوئی والی وارث نہ تھا اسلئے آپنے ان کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ بعض ازواج مختلف عرب کے بڑے بڑے ذی اثر و رتبہ قبیلوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کو نکاح میں لانے سے ان قبیلوں کی ہمدردی اسلام کے ساتھ ہو گئی ایک بی بی سے جو کہ آپکے آزاد کردہ غلام زید کی مطلقہ بیوی تھیں۔ صرف آپنے اسلئے شادی کی کہ لوگ زید کو آپ کا متبنےٰ کہتے تھے۔ آپ نے اُن کی مطلقہ بیوی سے شادی کر کے ثابت کر دیا کہ متبنےٰ کچھ چیز نہیں ہے۔ تیسرے ہم دیکھتے ہیں کہ سوائے ایک بیوی کے آپکی سب ازواج معمر بیوہ عورتیں تھیں کیا ایسے شخص کو ہم نعوذ باللہ شہوتی کہہ سکتے ہیں۔ جس نے جوانی کا زمانہ ایک بیوہ کے ساتھ گذار دیا ہو۔ اور بڑھاپے میں اگر متعدد بیویاں نکاح میں آئیں بھی تو بیوہ عورتیں آپ خود ہی انصاف کریں ؟"

پادری صاحب کا آخری خطرناک حملہ سرد پڑ چکا تھا ہنس کر چپ ہو رہے اور کہنے لگے

والڈو:۔ "تمہارے مذہب میں عورتوں کو پردہ کرنیکا حکم ہے یہ کیوں ہے"

فاروقی:۔ "یہ صرف اسلئے ہے کہ ان کو اور مردوں کو ٹھوکر اور ابتلا سے بچائیں مگر پردہ کے یہ معنی نہیں کہ گھر کی چار دیواری میں طوطے کی طرح قید رہو۔ اسلامی ممالک میں عورتیں چہرے پر نقاب ڈالکر بازار میں خرید و فروخت کرتی ہیں [illegible] ہندوستان میں عورتوں کی ایک آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس ہے۔ جسمیں تمام ہندوستان کی مسلمان خواتین جمع ہوتی ہیں۔ [illegible] انتظام عورتوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ تقریریں ہوتی ہیں چندے جمع ہوتے ہیں۔ زنانہ مدارس کھولے جاتے ہیں۔ اور دیگر [illegible] کی اصلاح و بہبودی کی تدابیر سوچی جاتی ہیں"

پادری والڈو:۔ "یہ تو اچھی بات ہے۔ مگر جب تمہارے مذہب [illegible] تاکنا اور دیکھنا جائز نہیں۔ تو امریکہ میں عورتوں سے [illegible] جبکہ ان کا گوڈن [illegible] اور باریک [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] اور یہ کہ ہاتھ ملانا پڑتا ہے"

(ناظرین یہ الفاظ میں نے خود نہیں بڑھا دیئے۔ یہ پادری صاحب کے اپنے الفاظ ہیں۔ جس خوبی اور صفائی اور صاف گوئی سے اُنہوں نے اس مضمون کو ادا کیا۔ ان کو سنکر میں شرما گیا۔ گفتگو ذرا دلچسپ ہو چلی تھی۔ مگر مجھے بھی

مشکل الجھاؤ آن پڑی کہ ان سوالات کا موزوں جواب بھی دینا تھا)

فاروقی:۔ "پادری صاحب ہمارا مذہب ہمیں تلقین کرتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نامحرم عورتوں کو دیکھنے سے احتراز کرو۔ پہلی نظر معاف ہے۔ مگر ایسے مقام پر جہاں پتھر اٹھاؤ تو تین عورتیں نیچے سے نکل آتی ہیں۔ ایسی سختی سے اسپر عمل نہیں ہو سکتا۔ ہمارا مذہب کہتا ہے الاعمال بالنیات عمل کی برائی بھلائی اس نیت پر موقوف ہے۔ جس کے ساتھ وہ عمل کیا گیا ہے۔ جب ہم کو عورتوں کو مجبورًا دیکھنا پڑتا ہے تو اسوقت عمل نیت پر موقوف ہے۔ اگر ہم ایک عورت کو شہوت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو وہ گناہ ہے۔ مگر ویسے عام طور پر بحالت مجبوری دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

پادری صاحب یہ سُنکر اس طرح گویا ہوئے۔

والڈو:۔ "ہاں بات تو ٹھیک ہے۔ مگر دیکھنا ذرا بچکر رہنا۔ یہ لڑکیاں بڑی آفت کی پرکالہ ہیں (اسوقت معًا مجھے ایک ہندوستانی فقرہ یاد آگیا "الوخ گنوار بنتے ہی ہیں آسمان میں تھگلی لگاتی ہیں") مگر ویسے سوسائیٹی میں ضرور اٹھو بیٹھو۔ امریکن طرز زندگی اور عادات اور اخلاق سے اسی طرح تم واقف ہو سکتے ہو۔"

فاروقی:۔ "ہاں پادری صاحب آپنے بجا فرمایا ہے۔ آپکی صلاح و مشورے کے ہم تہ دل سے مشکور ہیں" مگر دل میں کہا خدایا خیر یہ خبر نہیں پادری صاحب کا جو تھا جبہ ہے یہاں پر زبانی جمع خرچ کام نہیں دیتا۔ بلکہ خدائی مدد کام دیتی ہے۔ اسکے بعد پادری صاحب اور اُن کی بیوی صاحبہ اور جان ہم سے ہندوستان کی سیاسیات کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ اسکے بعد عورتوں کی تعلیم اور ہندوؤں کے ذات پات کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ پادری صاحب نے یہ بھی پوچھا کہ ہم عبادت کس طرح کرتے ہیں جب انہیں بتلایا گیا کہ ہم دن میں پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اور ویسے پانچ وقت مسجدوں میں با جماعت نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔ تو وہ ششدر رہ گئے۔ اور یقین نہ کرتے تھے۔ آخر جب انہیں یقین آ گیا۔ تو انہوں نے الحمد شریف کا ترجمہ سننے کی خواہش ظاہر کی۔ خاکسار نے سلیس انگریزی میں الحمد کا ترجمہ جب پادری صاحب اور انکی بیوی اور بیٹے کو سُنایا تو وہ پھڑک اُٹھے۔ کہنے لگے یہ تو بہت عمدہ ہے ہماری دعا بھی اسی قسم کی ہے۔ اسکے بعد خاکسار نے ذرا اور واضح کر کے ان کو نماز وغیرہ کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔ باتوں باتوں میں انگریزی [illegible] اور مسلم ووکنگ مشن کا بھی بیچ میں ذکر کر دیا۔ ووکنگ مشن سے پادری والڈو کا [illegible] ایک موقع پر انگلینڈ جب گیا تھا تو ووکنگ کی مسجد دیکھنے گیا تھا۔ [illegible] اور لائق پادری تصور کیا جاتا ہے۔ تقریر نہایت زبردست اور موثر طریق پر کرتا ہے گفتگو ۴ ½ بجے سے شروع ہو کر ۶ بجے تک جاری رہی۔ نماز عصر کا وقت قریب

آگیا۔ ہم نے گھر جانے کی اجازت چاہی۔ اور وجہ بتلائی۔ تو پادری صاحب نے ہمیں بخوشی اجازت دی کہ ہم اُن کے مکان پر ہی نماز ادا کر لیں۔ اندھے کو کیا چاہئے دو آنکھیں بسم اللہ کر کے ہم نے وضو کر پادری صاحب کے ڈرائنگ روم میں نماز نیت دی۔ اس کفر اور شرک کے گھر میں اللہ تعالیٰ کا نام شاید پہلی دفعہ لیا گیا۔ یعنے خدا کی سچی عبادت ادا کی گئی۔ نماز کے بعد پادری صاحب ہمیں چائے پلانے کے لئے ٹھہرا لیا۔ ان کی بیوی نے چاء بنائی۔ اُن کے فیملی کے ساتھ ہم سب نے چاء پی۔ اس دوران میں ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ چائے پینے کے بعد ان کی بیوی نے ہمیں اپنا گھر دکھلایا۔ اور جیری کے مربے کی بوتلیں دکھلائیں۔ جو کہ اُس نے خود تیار کی تھیں۔ اسکے بعد ہم اُن سے رخصت ہو کر گھر آئے زیادہ بولنے کی وجہ سے سر درد کرنے لگا تھا۔ مگر دل خوش تھا کہ آج ایک معرکہ مارا ہے۔

یہاں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی ایک ہفتہ وار میٹنگ ہوتی ہے۔ اسمیں ہم بھی مدعو کئے جاتے ہیں۔ میں اور میرے ساتھی انشاء اللہ عنقریب اسلام اور ہندوستان کے متعلق لیکچر دیں گے۔ فقط والسلام

خاکسار طالب دعا **ممتاز احمد تاج فاروقی** از امریکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مباحثہ درمیان میر محمد اسحاق و مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

النظر

اگرچہ یہ مباحثہ احباب قادیان کی طرف سے چھپا ہے۔ اور معلوم نہیں اسمیں فریق مخالف کے دلایل کو بعینہ نقل کیا گیا ہے یا اس میں کسقدر کمزوری کی گئی ہے۔ مگر جیساکہ موجودہ صورت میں یک طرفہ چھپا ہوا ہے اسی پر میں نظر کرونگا اور میری نظر ایک مفید نتیجہ کے اظہار پر منحصر ہوگی نہ کہ مباحثین کی جیت ہار غالب مغلوب ہونے پر۔

مولوی ثناء اللہ صاحب انصاف کی رو سے کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں جبکہ ان کے مسلمات اور دلایل خود باہم متناقض ہیں۔ بھلا انصاف کریں جو شخص ختم النبوۃ کا عقیدہ پیش کرتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ خاتم النبیین کو بطور نص ختم نبوۃ پر دلیل لاتا ہے۔ اور اسی طرح بہت سی احادیث صحیحہ کو بطور شواہد ختم نبوت اور تفسیر آیت مذکورہ بیان کرتا ہے وہ یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے یا اسکو ایک اسلامی عقیدہ قرار دے سکتا ہے کہ وہی عیسٰے ابن مریم بنی اسرائیلی آسمان سے نازل ہوگا۔ جو رسول اللہ اور نبی اللہ صاحب کتاب و شریعت والا رسول تھا۔ اور جس پر انجیل نازل ہوئی تھی

اور اسی واسطے جناب میرزا صاحب نے فرمایا لا شك انه من امن بنزول المسيح الذى هو من بنى اسرائيل فقد كفر بخاتم النبيين پھر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔ حضرت عیسٰی ع خاتم النبیین ہوتے جاتے ہیں۔ بھلا مولوی ثناء اللہ اجتماع ضدین و نقیضین پر کس طرح عمل پیرا ہو سکتے ہیں ضرور ایک عقیدہ ان کو ترک کرنا ہوگا۔ اگر آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ تو وہ اسرائیلی عیسٰے نہیں ہو سکتے۔ اگر وہ آسکتے ہیں یا وہی آویں گے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔

اسیطرح میر محمد اسحاق صاحب کا عقیدہ پیش کردہ بھی غلط ہے کہ جناب میرزا صاحب بھی نبی ہیں۔ جیساکہ پہلے انبیاء گذر چکے ہیں۔ بھلا انصاف کریں کہ اگر وہی حضرت عیسٰی ع اسرائیلی آجاویں۔ تو آنحضرت صلعم کی ختم نبوۃ باطل ہوتی ہے۔ اور اگر میرزا صاحب نبی ہو کر آجاویں۔ تو ختم نبوت باطل نہیں ہوتی۔ یہ واقعی بے انصافی کی بات ہے۔ فرق ان دونوں میں کچھ نہیں۔ اگر ثناء اللہ صاحب ایک پرانے نبی کا آنا مانتے ہیں تو میر محمد اسحاق صاحب ایک نئے نبی کا آنا مانتے ہیں جب ختم نبوۃ کا عقیدہ نبی کے آنے کو بند کرتا ہے۔ خواہ پرانا ہو یا نیا ہو نبی نہ ہو۔

اگر نبی ہوگا تو آنحضرت صلعم خاتم النبیین نہیں ٹھہر سکینگے۔ بلکہ ایک پہلو سے میر صاحب کا عقیدہ بمقابلہ ثناء اللہ کمزور تر ہے اسلئے کہ ثناء اللہ صاحب غیبی نبی بنی اسرائیل کی آمد تجویز کرتے ہیں۔ کم از کم اسکی نبوۃ تو فریقین مباحثین کو مسلم ہے بلکہ تمام اہل اسلام کو مسلم ہے۔ قرآن اور محمد رسول اللہ کی شہادت اسکی مصدق ہے۔ مگر میر صاحب جس نبی کو پیش کرتے ہیں۔ اسکی نبوت خود معرض بحث ہے نہ قرآن سے اسکی نبوت ثابت ہے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ اسکے اپنے قطعی الدلالت دعوے سے بلکہ اسکے دعوی میں (بقول میاں صاحب) ایسا تناقض ہے کہ اسکے ماننے والے اسکی دو قسم کے کلام کو دیکھ کر اختلاف میں پڑ گئے ہیں اور چھ سال میں اب تک فیصلہ نہیں کر سکے کہ وہ نبی تھا یا غیر نبی۔

اب ہم دونوں کی تاویلوں پر بحث کرتے ہیں۔ اور ان کے طریقہ تطبیق میں غور کرتے ہیں کہ کس کی تاویل درست ہے۔ اور کس کی تطبیق صحیح اور قابل قبول ہے۔ مولوی ثناءاللہ اور ان کے ہمخیال یہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اسرائیلی آوینگے۔ اور رسول کریم صلعم کی شریعت پر چلیں گے۔ اور بحیثیت امتی ہونے کے کام کریں گے۔

مگر یہ تاویل بہت ہی مفاسد پر مشتمل ہے۔ اور عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ نقل کے اس طرح پر کہ قرآن میں صاف نص موجود ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی رسولا الی بنی اسرائیل ہے رسولا الی محمدیین نہیں ہے۔ دوم نص وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ اور نص۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل صاف موجود ہیں۔ قرآن میں کوئی نص ایسی نہیں کہ وہ مسیح اسرائیلی کبھی امتی ہو کر بھی تشریف لاوینگے اور اسوقت رسالت کو کہاں چھوڑ کر آوینگے۔ اور کیا شریعت اسلامی میں کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ رسول کبھی منصب رسالت سے معزول بھی ہو جاتا ہے۔ درحالیکہ بے گناہ اور بے قصور بھی ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے علم پر سخت حملہ ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ نبوت رسالت اور امتیت باہم متباین ہیں۔ کوئی امتی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی نبی امتی بن جاتا ہے امتی اسکو کہتے ہیں کہ اپنے نبی متبوع کا پورا فرمانبردار ہو۔ اور اسکی اتباع میں انتہائی ڈگری حاصل کر چکا ہو۔ پھر مسیح علیہ السلام اسرائیلی کی نسبت کون ثابت کر سکتا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت رسول کریم صلعم کی کبھی اتباع کی ہو۔ یا آکر کسی مولوی یا ملاں صاحب سے پہلے قرآن شریف پڑھیں گے۔ اور پھر احادیث نبوی کا سبق لیوینگے۔ اور تمام عبادت سیکھیں گے۔ اور پھر امام نبینگے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم الخ

علاوہ براں جب کہ بہت سے دلائل نقلی وعقلی وتاریخی سے جو حد تواتر تک پہونچ گئے ہیں۔ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اسرائیلی مسیح ابن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں۔ اور مردے اس دنیا میں زندہ ہو کر واپس نہیں آتے۔ اور نہ جنت میں داخل ہو کر پھر باہر نکلتے ہیں۔ پس مولوی ثناءاللہ صاحب کی تاویل بہت ہی بودی ہے۔

دوسرے فریق کی تاویل اور تطبیق۔ وہ کہتے ہیں کہ آنیوالا امتی ہوگا امامکم منکم کی صحیح اور متفق علیہ حدیث اس پر شاہد ہے۔ مگر وہ ترقی کرتے کرتے اپنے نبی متبوع میں ایسا فنا ہوگا اور ایسی کامل اتباع کریگا کہ وہ نبی بن جاویگا۔ مگر غیر تشریعی نبی اور ایسا نبی آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا ضد نہیں اور نہ منافی ہے۔ کیونکہ وہ امتی ہے۔ اور ہم خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے نہیں کرتے ہیں بلکہ خاتم کے معنے مہر کے کرتے اور مہر تصدیق کیلئے ہوتی ہے۔ پس خاتم النبیین کے معنے مصدق النبیین کے ہیں۔ اور یہ گروہ تمام ان احادیث کو مثل لا نبی بعدی وغیرہ اور دیگر بہت سی احادیث صحیحہ کو جو بطور تفسیر خاتم النبیین خود حضور علیہ السلام کی زبانی منقول ہیں۔ نظر انداز کر کے ان کو بلا وجہ مؤول قرار دیتے ہیں۔ اور تاویلات رکیکہ کے شکنجہ میں ان کو کستے ہیں۔ جو اہل نظر اور محقق اصحاب کے نزدیک بالکل بے معنی بیہودہ اور غیر مربوط تاویلات ہیں۔ اور کوئی اہل حق ان کو ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں خود مدعی پر جس کی طرف نبوت کے دعوی کو یہ لوگ منسوب کرتے ہیں حکم بنتے ہیں۔ گویا یہ نبی ہیں نہ کہ وہ۔ بھلا جو شخص واقعی نبی بن جاوے۔ وہ کب کہتا ہے کہ میں ظلی۔ بروزی اور امتی نبی۔ محدث اور مجازی نبی ہوں۔ ایک طرف نبوۃ کے دعوی کا صاف الفاظ میں انکار اور دوسری طرف اپنی نبوۃ کو الفاظ بالا سے ظاہر کرنا انہیں اختیار [illegible] طریق یہی ہے کہ وہ نبی نہ سمجھا جاوے۔ ورنہ اپنی نبوۃ کے ہمراہ ان الفاظ کا استعمال کرنا ایک لغو اور بیجا امر ہوگا۔ بیشک الہام میں اسکو نبی کہکر پکارا گیا۔ مگر ضرور ایک تفہیم اسکے ہمراہ ایسی ہوگی۔ جس نے اسکو یہ الفاظ اسکے ہمراہ شامل الہام ذکر کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ورنہ خدا اسکو کہتا ہے اور بار بار کہتا ہے اور ۳۴ سال تک کہتا رہتا ہے یا ایھا النبی۔ مگر جب وہ اپنی نبوت کا اظہار کرتا ہے تو بروزی۔ ظلی۔ امتی نبی۔ مجازی نبی۔ وغیرہ وغیرہ ساتھ لگا دیتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کو قادیانی احباب نہیں سمجھے۔

اور اکابر امت اور خود مسیح موعود علیہ السلام اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ انبیاء اور ملہمین کو تفہیم وحی جداگانہ از الفاظ الہام ضرور ہوتی ہے۔ اجتہاد میں غلطی ممکن ہے۔ مگر ۳۴ سال تک اس غلطی میں مبتلا رہنا۔ اور پھر اپنے دعوے اور منصب نبی میں ۲۴ سال تک غلطی کا لگ جانا کوئی ذی شعور اس کو قبول نہیں کر سکتا۔

ایسے شخص کی پوزیشن ہی کیا ہو سکتی ہے۔ العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد ایسا شخص تو صحیح الدماغ انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ اسکو نبی مانا جائے۔ ساء ما کانوا یحکمون۔

خاتم النبیین کے معنی

اگر ہم خاتم النبیین کے معنے مصدق النبیین بھی قرار دیں۔ تاہم آنحضرت صلعم کو آخر النبیین ماننے سے چارہ ہی نہیں۔ جب مضمون کسی پروانہ یا حکم یا خط کا ختم ہو جاوے۔ تب مہر اُسپر بمراد تصدیق ثبت کرتے ہیں۔ کبھی نامکمل اور ادھورے حکم یا پروانہ پر بھی کسی نے مہر ثبت کی ہے۔ جب تک انبیاء کی کتاب اور خط مکمل اور ختم نہیں ہوا تھا۔ کسی کو اُن میں سے خاتم نہیں بنایا گیا۔ باوجودیکہ وہ پہلے انبیاء کا مصدق بھی ہوتا تھا۔ حضرت عیسیٰ ع ہی کو دیکھ لو۔ وہ مصدق لما بین یدیہ من التورٰۃ ہیں۔ مگر خاتم النبیین نہیں ہیں۔ خاتم وہی ہوگا۔ جبکہ تمام انبیاء کی کتاب اسماء ختم ہو جاوے۔ اور کسی اور نبی کی کتاب انبیاء میں گنجایش باقی نہ رہے۔ اگر ایک نبی بھی باقی رہتا یا (بقول میاں صاحب) اور انبیاء بھی آنے والے ہوتے تو آنحضرت صلعم کبھی تشریف نہ لاتے۔ کیونکہ وہ خاتم النبیین۔ مُصَدِّق النبیین تھے۔ خاتمیت (بدین معنے کیلئے بھی) آخر النبیین ہونا لازم ہے۔ انا خاتم النبیین و آدم بین الماء والطین۔ بھلا ممکن نہ تھا کہ باوجود خاتم النبیین ہونیکے آپ کو سب سے اول اور مقدم ارسال کیا جاتا۔ مگر عملاً یہ حسی شہادۃ آپکے خاتم النبیین ہونیکی تھی کہ وہ سب سے آخر ارسال کئے جاویں۔ یاد رکھو کہ جو آخر النبیین ہوگا وہی خاتم النبیین بھی ہوگا۔ جیسے قرآن خاتم الکتب تب ہی کہلایا۔ جبکہ آخر میں نازل ہوا۔ اور تمام شرائع اور ہدایات تب ہی اسمیں جمع ہو سکتے تھے جبکہ آخر میں نازل کیا جاتا۔ اگر قرآن سب سے آخر میں نازل نہ ہوتا۔ تو وہ خاتم الکتب کسطرح ہو سکتا تھا۔ اسیطرح آنحضرت صلعم خاتم النبیین تب ہی ہو سکتے تھے۔ جب کہ سب سے بعد آتے اور تا کہ انبیاء علیہم السلام کے کمالات اور اسوۂ حسنہ اپنے اندر جمع کر لیتے۔ فبھداھم اقتدہ) اگر تمام ہدایات اول سے موجود تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جامع ہو سکتے تھے۔

اور مجمع البحار صفحہ ۳۲۹ کا حوالہ جو میر صاحب نے دیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حجت اور تصدیق تب وقوع پذیر ہوگی۔ جبکہ پہلی کتب موجود ہوں۔ اور ختم ہو چکی ہوں۔ اب میں قرآن سے چند حوالہ جات تصدیق اور مصدق ہونیکے متعلق نظیراً پیش کرتا ہوں۔ مصدقاً لما بین یدیہ۔ مصدقاً لما معھم۔ مصدق الذی بین یدیہ۔ وآمنوا بما انزلت مصدقاً لما معکم۔ مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب۔ مصدقاً لما بین یدی من التورٰۃ۔ وھذا کتاب مصدق۔ الغرض ان مثالوں سے واضح ہوگا۔ کہ جبتک پہلے کوئی چیز موجود نہ ہو۔ اسکی تصدیق عمل میں نہیں آ سکتی۔ پس مرزا صاحب اور انکے بعد کے انبیاء کے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کسطرح مصدق ہو سکتے ہیں۔ تصدیق کیواسطے متقدم ہونا یا اول ہونا شرط ہے۔ ورنہ تصدیق عمل نہیں آ سکتی۔

نکتۂ معرفت

آیۃ۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ پر غور کریں۔ لکن حرف استدراک ہے۔ اس سے پہلی نفی ابوت جسمانی ہے جس سے آنحضرت صلعم ابتر ٹھہرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان شانئک ھو الابتر پس اسکے بعد فقرہ۔ رسول اللہ نے اسکا تدارک کر دیا۔ اور معاملہ ختم ہو گیا۔ یعنے ھو اب لرجال الآخر۔ اب ذرا سوچ سمجھ کر جواب دو۔ کہ جب مطلب ختم ہو گیا تھا۔ فقرہ "رسول اللہ" پر تو قرآن کے فصیح اور بلیغ قل و دل کلام سے یہ امر بعید تھا۔ کہ اسکے بعد خاتم النبیین کا جملہ اسی مطلب کے لئے لایا جاتا۔ جس مطلب کو فقرہ رسول اللہ نے مکمل اور پورا کر دیا تھا۔ پس آیت کے ہر دو فقروں میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فقرہ رسول اللہ کے بعد "خاتم النبیین" کا جملہ کسی اور مطلب کیلئے لایا گیا ہے۔ میر محمد اسحاق صاحب نے کسی اور بحث میں یہ امر لکھا ہے۔ کہ معطوف اور معطوف علیہ ایک حکم رکھتے ہیں۔ اس میں انہوں نے ایک غلطی دلانے کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً قرآن میں ہے۔ ولکن یضل من یشاء و یھدی من یشاء اور دوسرے موقعہ پر ہے۔ لکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل الکتاب الخ اب دونوں جملے معطوف اور معطوف علیہ جداگانہ نتایج کا اظہار کرتے ہیں۔ اس طرح ولکن رسول اللہ۔ کے فقرہ کے بعد "خاتم النبیین" کا جملہ ایک جداگانہ امر کو ظاہر کرتا ہے۔ ورنہ مطلب تو فقرہ "رسول اللہ" پر ختم ہو گیا تھا۔ اب میں بتلاتا ہوں کہ یہ جملہ کس امر کو ظاہر کرتا ہے سنئے۔ اور غور سے سنئے!

جب فقرہ رسول اللہ صلعم نے جو عام الفاظ میں تھا۔ ابوت روحانی کو قایم کر دیا۔ تو یہ وہم پھر بھی باقی رہتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روحانی باپ امت موجودہ کے ہوئے۔ اور اگر اُن کے بعد کوئی اور رسول آجاوے۔ تو پھر وہ باپ اپنی امت موجودہ وقت کا ہوگا۔ کیونکہ فقرہ "رسول اللہ" نے تو ایک اصول قایم کیا۔ کہ رسول اللہ اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ مگر قرآن نے یہ امر قایم کرنا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم قیامت تک کی آنیوالی نسلوں کا باپ ہے۔ اور اسکی ابوت قیامت تک منقطع ہونیوالی نہیں اور اسکو۔ فقرہ "خاتم النبیین" نے پورا کیا۔ کیونکہ اگر یہ فقرہ نہ ہوتا تو یہ وہم بدستور قایم تھا۔ کہ جب کوئی دوسرا رسول اللہ آگیا تو پھر وہ باپ امت کا ہوگا۔ نہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد صلعم رسول اللہ تب ہی قیامت تک کیلئے باپ ٹھیر سکتے ہیں۔ جبکہ ان کے بعد کوئی رسول اور نبی نہ آوے اور اگر کوئی نبی آجاوے۔ تو پھر آنحضرت صلعم قیامت تک کے لئے باپ نہیں ہو سکتے پس فقرہ خاتم النبیین نے یہ فایدہ دیا کہ اب نبوۃ بند ہے اور ختم ہے

دوسرا باپ کوئی آنیوالا نہیں صرف آنحضرت صلعم ہی باپ ہیں۔ لاغیر۔ ورنہ یہ امر خود اس آیت سے بھی اور عقل سے بھی ممتنع ہے کہ کوئی جدید رسول یا نبی آجاوے اور وہ روحانی باپ نہ ہو مثلاً فرض کرو۔ کہ جناب میرزا صاحب نبی اور رسول اللہ بن کر تشریف لے آئے تو کیا وہ باپ نہ ہونگے۔ کیونکہ اصول قائم کردہ قرآن (فقرہ رسول اللہ سے) یہ ہے کہ رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ مگر قرآن نے یہ ثابت کرنا ہے کہ اب ابوت روحانی کا جدید سلسلہ ختم ہے۔ صرف ایک محمد رسول اللہ صلعم ہی قیامت تک کی آنے والی نسلوں کے باپ ہیں۔ اور کوئی باپ نہیں آ سکتا۔ اور یہ غرض پوری نہیں ہو سکتی تھی جب تک فقرہ "رسول اللہ کے بعد خاتم النبیین" نہ لایا جاتا۔ قادیانی احباب کا یہ جواب کمزور ہے کہ فقرہ رسول اللہ اور خاتم النبیین دونوں ایک مقصد کو ادا کرتے ہیں جیسا کہ میر صاحب کے جواب سے یہ کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے فقرہ رسول اللہ اور فقرہ خاتم النبیین کے معانی جدا جدا بیان نہیں کئے۔ مجھ کو نواب صدیق حسن خان صاحب کے ایک فقرہ سے بھی جو انہوں نے خاتم النبیین کے معنے میں بیان کیا ہے۔ ایک گونہ خوشی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ ای اخرھم الذی ختمہم اوختموا بہ علی قراءۃ عاصم بالفتح وقیل لانبی بعدہ یکون اشفق علی امتہ واھدی لہم اذھو کالوالد لولد لیس لہ غیرہ۔

پس آنحضرت صلعم ایسے اب ہیں اولاد کے لئے کہ سوائے اُن کے اور کوئی باپ قیامت تک نہیں پس یہ امر یاد رکھو کہ ہمارا روحانی باپ اور جناب میرزا صاحب کا روحانی باپ محمد رسول اللہ ہیں۔ میر صاحب نے جناب میرزا صاحب کے کلام سے ایک اور غلط استنباط بھی کیا ہے۔ حالانکہ جناب میرزا صاحب کے اس کلام سے ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً میر صاحب نے ایک غلطی کے ازالہ سے یہ قول نقل کیا ہے ولکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ۔ اب اس سے میر صاحب کا مطلب کسیطرح ثابت نہیں ہوتا۔

بلکہ ہماری بات ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح پر کہ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم اپنی امت کی روحانی اولاد (جن کو رجال الآخرۃ۔ کہا گیا ہے) باپ ہیں۔ کیوں اسلئے کہ وہ آخری نبی ہیں۔ اور خدا تک سوائے اس رسول اللہ صلعم کے واسطہ کے رسائی ممکن ہی نہیں۔ اب اگر دوسرا نبی آجاوے۔ تو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ وہ نبی ہوگا۔ نہ کہ محمد رسول اللہ صلعم اور یہ تو عقلاً و نقلاً بھی غلط ہے کہ نبی یا رسول آوے۔ اور اس سے فیض کوئی نہ پاوے۔ یعنی بالفاظ دیگر کوئی فیض اپنے ہمراہ نہ لاوے۔ یا نبی اور رسول تو وہ ہوا اور فیض پہلے نبی کا جاری ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پس جبکہ بقول جناب میرزا صاحب آپ رسول اکرم صلعم کے بغیر کوئی بھی خدا سے فیض نہیں پا سکتا۔ بلکہ جناب میرزا صاحب نے بھی آنحضرت صلعم کے ذریعہ ہی فیض پایا ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ امت اپنے نبی و رسول وقت کے ذریعہ فیض پاتی ہے۔ تو ضرور آنحضرت صلعم خاتم النبیین بمعنے آخر النبیین ہوئے۔ اور ہمارے اور جناب میرزا صاحب کے وہی روحانی باپ یعنے رسول و نبی اللہ ہیں۔ جیسے تمام جہان کے لئے وہ رسول اللہ اور نبی اللہ ہیں۔ ویسے ہی جناب میرزا صاحب کے لئے وہ رسول اللہ صلعم اور نبی اللہ ہیں۔ ہاں بیشک وہ ان کے وارث اور ولی حقیقی اور سچے معنوں میں الولد سر لابیہ کے مصداق صاحب کمال بیٹے ہیں اور ہم نالائق اور ناخلف بیٹے ہیں۔ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔

پس جناب میرزا صاحب نے اس سے تو یہ نتیجہ نکالا تھا کہ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین یعنے آخر النبیین ہونے کے وجہ سے یہ خدا کا فیض ان ہی کے ذریعہ سے آئندہ ملیگا۔ کیونکہ جناب میرزا صاحب کب ایسی کچی بات کہہ سکتے تھے کہ نبی آوے اور فیض اس سے نہ ملے۔ یا فیض دوسرے سے ملے۔ اگر کوئی نبی آنیوالا ہوتا تو جناب میرزا صاحب یہ فقرہ نہ لکھتے "ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ" (یعنے غیر توسط محمد رسول اللہ۔

اسلئے کہ نبی کی بعثت سے ہی تو مومنین کو فیض الٰہی ملتا ہے۔ پس جب کہ جناب میرزا صاحب نے فیض الٰہی کا حصول محمد رسول اللہ صلعم ہی کی ذات سے قیامت تک کے لئے وابستہ کر دیا۔ اور انہی کے وجود میں اسکو منحصر کر دیا تو ظاہر ہے کہ ان کو آخر النبیین قرار دیدیا وھو المطلوب۔

مولوی ثناء اللہ کے جواب الجواب میں یہ عبارت ضرور صحیح ہے کہ ملا علی قاری اور صاحب مجمع البحار وغیرہ کا منشا ان عبارات اور معانی کے لکھنے سے صرف اسقدر ہے کہ حضرت عیسےٰ ع کے مکرر نزول کا اعتراض جو آیۃ خاتم النبیین کی وجہ سے وارد ہوتا ہے اسکا اندفاع ہو جاوے۔ مگر حقیقی طور پر نہ وہ جواب صحیح اور نہ اعتراض رفع ہوتا ہے۔ اور ملا علی قاری یا اور کوئی یا ثناء اللہ اگر حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی کی وفات تسلیم کر لیتے تو اس اعتراض سے بچ جاتے۔ مگر افسوس نہ وہ سمجھے اور نہ ثناء اللہ سمجھا۔ اور نہ قادیانی صاحب جو سمجھ کر پھر بھول گئے۔

اگر کوئی نبی آجاوے اپنی اصلی اور حقیقی معانی معینہ شرعی کے لحاظ سے تو بیشک خاتم النبیین کی تکذیب لازم آوے گی۔ اور خاتم النبیین قطعی روک ہے نبی کے آنے کی۔ خواہ پرانا نبی ہو یا نیا نبی ہو خواہ پرانا اگر اسی دین کی تتبع ہی کیوں نہ کرے جو ناممکن اور محال ہے۔ اور یہ خلاف نصوص قرآنیہ و احادیث صحیحہ ہے۔ ہاں محدث۔ اور مجدد جو قائم مقام انبیاء و رسل ہیں۔ وہ ضرور آویں گے۔ قرآن و حدیث صحیحہ تعامل اہل اللہ ہیں۔

شاہ ہیں - اُن کو مجازی - بروزی - ظلی نبی کہہ سکتے ہیں - مگر یہ شرعی اصطلاحات نہیں ہیں اور یہ اہل کشف اور صوفیاء کرام کی مصطلحات ہیں - ایک حدیث مسلم میں صرف اس زمانہ کے مجدد کو نبی اللہ امتیازی طور پر خاص وجوہات کے ماتحت کہا گیا ہے اور ترمذی کی ایک قسم حدیث میں نبی اللہ کا لفظ نہیں ہے - حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو نہیں لیا - مسلم اسمیں منفرد ہے حدیث باب الملاحم میں ایک طول طویل عنوان میں ہے - جس کے اکثر الفاظ بلکہ تمام مجاز اور استعارات سے لبریز ہیں - تمام شارحین اس حدیث کے شرح میں غلطان اور پیچان مختلف الرائے ہیں خود مدعی مسیح موعود نے اسکو مجاز اور استعارات سے پر تسلیم کیا ہے اور اسکے الفاظ کو ظاہری معانی پر اوتارنے سے ابا کیا ہے - بلکہ اسکو ضعیف و موضوع تک لکھدیا ہے - آخر میں جب مخالفین نے اسی پر زور دیا جیسا کہ کمزور مباحث کا طریق عمل ہوتا ہے تو مسیح موعود نے حدیث کو تسلیم کرکے جواب دیئے ہیں اور نبی کے معنی لغت کے رو سے نباء کو ملحوظ رکھتے ہوئے کئے ہیں - اور اس جگہ نبی اللہ کے معنے بلحاظ خبر دہندہ کئے ہیں - اسلئے میں مجازاً نبی ہوں - اور آنحضرت صلعم نے بھی اسی مجازی لحاظ سے آنیوالے کو نبی اللہ کہا ہے - جو محدث کے حقیقی معنوں کا مترادف ہے پس ملا علی قاری یا مجمع البحار یا کسی اور اہل سنت کا اسی قسم استدلال میر محمد اسحاق صاحب بطور حجت الزامی فریق مخالف کے سامنے پیش نہیں کرسکتے - اسلئے کہ وہ حقیقی اور تحقیقی استدلال نہیں ہے - بلکہ تاویلی ڈیفنس کے طور پر ایک غلط مطابقت ہے - اور اس تطبیق کو نہ تو مسیح موعود نے قبول فرمایا ہے - بلکہ اس کی تردید کی ہے - اور نہ قادیانی احباب اور لاہوری احباب اسکو قبول کرتے ہیں - اور نہ عقل و نقل صحیح اس تطبیق سے اتفاق رکھتی ہے (کہ وہی مسیح ابن مریم اسرائیلی زندہ ہیں وہ نازل ہوں گے اور محمد رسول اللہ صلعم کے دین اور شریعت پر چلیں گے) اور اسی طرح رسول اللہ بھی ہوں گے - اور یہ خاتم النبیین کی نص صریح سے منافی نہیں ہو سکتا) تو پھر ایسی دلیل کو پیش کرنا لغویت نہیں تو اور کیا ہے - بیشک تاویل ویسی ہی صحیح ہے جو مسیح موعود نے کی ہے - نازل ہونیوالا اسی امت کا ایک شخص پورا متبع رسول مثیل ابن مریم نازل ہوگا جو ہو گیا - بوجہ کثرت مکالمہ الٰہیہ اور پیشگوئیاں کرنے کے اسکو مجازاً نبی کہا گیا ہے اور ہے وہ محدث اور مجدد اس وقت کا اور ایسا محدث جس کو مجازاً نبی کہا گیا ہو خاتم النبیین کا منافی نہیں - کیونکہ وہ امتی نبی ہے اور ہر محدث اور مجدد اس لحاظ سے امتی نبی ہوتا ہے - گو ہمارا امام بلحاظ مفاسد زمانہ اور دجال کے مقابلہ کے خیال سے ایک عظیم الشان مجدد پہلے مجددین سے ممتاز ہے - اور اگر نبی اللہ والی حدیث باوجود اس قدر نقائص کے کہ جو من حیث الروایۃ ودرایۃ ہیں وغیرہ اس میں ہیں - قابل قبول ہو تو اسکے معنے سوائے ظلی اور بروزی نبی کے اور کچھ نہیں جو دیگر مجددین سے ایک امتیاز پیدا کرنے کے لئے حدیث میں کہا گیا ہے - اس جگہ میں ایک اور امر بھی ذکر کرتا ہوں جو بعد غور فائدہ سے خالی نہ ہوگا

مثلاً آیت زیر بحث میں حرف لکن کے بعد دو جملے مذکور ہیں - ایک جملہ رسول اللہ " اور دوسرا جملہ خاتم النبیین " بموجب مسلمات قادیانی احباب ان دونوں جملوں کا ترجمہ یہ ہے -

اللہ کا رسول اور نبیوں کی مُہر " اب اس ترجمہ کو مدنظر رکھ کر میں ایک مثال پیش کرتا ہوں تاکہ ناظرین اس پر غور کریں -

مثلاً ایک مجمع ہے اور وہاں لوگ جمع ہیں - ایک شخص آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں میاں محمود احمد صاحب کا رسول ہوں - تمام لوگ مخاطبین اس جملہ کے کہنے سے کہ میں میاں صاحب کا رسول ہوں - معًا بلا تامل سمجھ جاتے ہیں - کہ کوئی حکم میاں صاحب کی طرف سے یہ شخص لایا ہے - اور سب اس حکم کے سننے کے لئے متوجہ ہو جاتے ہیں - مگر جب اس فقرہ کے بعد وہ شخص کہتا ہے - کہ میں میاں صاحب کی " مہر ہوں " تو سامعین اور مخاطبین کیا سمجھتے ہیں - اور اس فقرہ سے ان کے پلے کیا پڑتا ہے - جب کہ فقرہ رسول اللہ سے معًا بلا تامل متکلم کی مراد اہل مجلس مخاطبین سمجھ جاتے ہیں - تو فقرہ نبیوں کی مُہر " سے مخاطبین کیا سمجھتے ہیں - ذرہ قادیانی احباب انصاف کو مدنظر رکھ کر اسکا جواب دیں کیا اسوقت میر محمد اسحاق صاحب یا حافظ روشن علی صاحب قادیان سے اس رسول میاں صاحب کے ہمراہ آکر اسکے مطلب کو سمجھاوینگے - کہ بھائی " مہر " واسطے تصدیق کے ہوتی ہے اور تصدیق پروانہ کے اوپر ہوتی ہے اور تصدیق کے یہ معنی ہیں کہ آئندہ نبی محمد رسول اللہ صلعم بنایا کریں گے - کیونکہ وہ نبی تراش ہیں پہلے نبی خدا تراشا کرتا تھا - اور اب کام آنحضرت صلعم کے سپرد ہوا ہے - پس نبی وہ ہوگا - جس پر محمد رسول اللہ صلعم کی مہر یعنے تصدیق ہو - وقس علی ہذا اسقدر لمبی تشریح (وہ نبیوں کی مہر) کی کرکے بھی مخاطب کے پلے کچھ نہیں پڑتا جیسا کہ فقرہ " رسول اللہ " سے معًا سمجھ آجاتی ہے - کہ متکلم کا اس فقرہ سے مطلب ہے - مگر فقرہ خاتم النبیین " سے کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا ہے - مگر جو معنے ہم کرتے ہیں - وہ صاف طور پر مخاطب کے سمجھ میں آجاتا ہے - وہ خدا کا رسول ہے - یعنے خدا کے احکام انسانوں کو پہونچانیوالا - اور نبیوں کے ختم کرنیوالا یعنے اسکے بعد کوئی نبی نہیں - تمام عالم کا یہی ایک نبی ہے اب کون عقلمند ایک صاف اور سریع الفہم معنوں کو چھوڑ کر ایک گورکھ دہندہ قبول کرے - جو بعد اسقدر لمبی چوڑی تشریح پر بھی کچھ مطلب اسکا معلوم نہیں ہو سکتا - اور نہ مخاطب کسی نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے - بغیر اسکے کہ کوئی

تازہ خبریں

جنگ ترکی و یونان

پچیس ہزار فنا فی النار

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

۲۸ ستمبر۔ ماہ اگست میں اناطولیہ میں جنگی کارروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے رائٹر نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ اب تو یہ بالکل عیاں ہے کہ یونانیوں کو جارحانہ کارروائی میں ناکامی سے بہت سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ جب یونانیوں نے دریائے سکاریہ کو عبور کیا تو ان کا میمنہ بہت دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ترکوں نے حملے کے جواب میں ایسا حملہ کیا کہ یونانیوں کے دو ڈویژن منتشر ہوگئے۔ اور نہایت بے ترتیبی سے سر پر پاؤں رکھ کر پسپا ہوئے ان میں یونانی توپخانہ بھی تھا۔

ترکوں کی دوسری صف نے یونانیوں کی مکمل ہزیمت کی۔ یونانی تھک چکے تھے ترکوں نے اپنے محفوظ سپاہیوں اور تازہ دم فوج کی مدد سے جارحانہ کارروائی شروع کردی یونانیوں کے جنرل سٹاف نے گھبراہٹ میں جلسہ منعقد کیا اور دریا کے اس طرف چلے جانے کا فیصلہ کیا۔

اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس لڑائی میں یونانیوں کے پچیس ہزار آدمی کام آئے ہیں۔ ترکوں کو بھی بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

فدایان ملک و ملت کا مقدمہ

کراچی ۲۰ ستمبر ۱۵ اکتوبر کو سشن جج کی کچہری میں۔ گرفتار شدہ راہنمایان ملک و ملت کی استدعا اور حکام کی خاموشی پر ان کا مقدمہ بہت جلد سشن جج کی کچہری میں شروع ہوجائیگا۔ غالباً پندرہ اکتوبر کو سماعت شروع ہوگی۔

سانپ کے کاٹے کا علاج

"دی ٹائمز آف انڈیا" کے ایک نامہ نگار نے حیدرآباد دکن سے سانپ کے کاٹے کا ایک علاج لکھ بھیجا ہے۔ نامہ نگار رقمطراز ہے کہ جب کسی شخص کے سانپ کاٹ جائے اسی وقت پانچ تولے تمباکو دس تولے پانی میں خوب اچھی طرح گھول لیں اور پھر اسکو چھان کر اسکا پانی مارگزیدہ کو پلادیں۔ اگر مارگزیدہ بیہوش ہو تو بھی دوا چمچے سے اسکے منہ میں ڈالدیں۔ اگر جبڑے بند ہوگئے ہوں تو بھی گھلا ہوا تمباکو اسکے نتھنوں کے ذریعہ سے داخل کردیا جائے۔ جونہی یہ تلخ و ناگوار تریاق مارگزیدہ کے پیٹ میں پہنچیگا اسیوقت اسے قے شروع ہوگی۔ جتنی زیادہ قے آئیگی اتنا ہی زہر کا اثر کم ہوتا جائیگا۔ اور ایک گھنٹے

[illegible] ہیں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ پرنٹر و پبلشر چھپا۔

مدینۃ المسیح لاہور چہار شنبہ مورخہ ۲ صفر ۱۳۴۰ ہجری مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۲۱ عیسوی

فہرست مضامین

کلام مسیح موعود

از ملفوظات — الحسنات

تکبر سے بچو

"اللہ تعالٰی بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اُسپر رحم کرتا ہے۔ اور اُسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مرسلوں کو بھیجتا ہے۔ تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے۔ جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے۔ اسکے لئے روحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھکر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اسلئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اسمیں تکبر نہ ہو۔ بلکہ انکسار۔ عاجزی۔ فروتنی اسمیں پائی جاوے اور یہ خدا کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ اُن میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے۔ اُس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں (اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم) یہ ہے نمونہ اعلٰی اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہ بات بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ اسلئے اگر کسی انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا۔ مثلاً چائے میں نقص

ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کردیں یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کردیا۔ اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہو گیا۔ بس بیچارے خدمتگاروں پر آفت آئی۔

دوسرے غرباء کے ساتھ معاملہ تب پڑتا ہے کہ وہ فاقہ مست ہوتے ہیں۔ اور خشک روٹی پر گذارہ کر لیتے ہیں۔ مگر باوجود علم ہونے کے بھی ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ ان کو امتحان میں ڈالتے ہیں جب بصورت سائل آتے ہیں۔ خدا تعالے تو ذرہ ذرہ کا خالق ہے۔ کوئی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ غریبوں کے ساتھ معاملہ کرکے سمجھا جاتا ہے کہ کس قدر ناخدا ترسی یا خدا ترسی سے حصہ لیتا ہے یا لے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالی بعض بندوں سے فرمائیگا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور میں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں بہت بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں ننگا تھا تم نے کپڑا دیا۔ پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہیں گے یا اللہ تو تو ان باتوں سے پاک ہے۔ تو کب ایسا تھا۔ جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا۔ تب وہ فرمائیگا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تھے۔ تم نے ان کی خبرگیری کی وہ ایسا معاملہ تھا کہ گویا تم نے میرے ساتھ ہی کیا۔ پھر ایک گروہ پیش ہوگا۔ ان سے کہیگا کہ تم نے میرے ساتھ برا معاملہ کیا۔ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ پیاسا تھا پانی نہ دیا۔ ننگا تھا مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں بیمار تھا میری عیادت نہ کی۔ تب وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالے تو تو ایسی باتوں سے پاک ہے۔ تو کب ایسا تھا جو ہم نے ایسا کیا۔ اسپر فرمائیگا کہ میرا فلاں فلاں بندہ اس حالت میں تھا اور تم نے ان کے ساتھ کوئی ہمدردی اور سلوک نہ کیا۔ وہ گویا میرے ہی ساتھ کرنا تھا۔

(ملفوظات [illegible] ۱۹۰۵ء)

از حضرت مسیح موعود

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۰ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو انشاء اللہ لاہور تشریف لے آئیں گے۔ احباب کو اطلاع ہو۔

بیان القرآن کا تیسرا پارہ ایک ہفتہ تک انشاء اللہ شائع ہو جائیگا۔

مولوی عبد الحق صاحب ایڈیٹر پیغام صلح ۶ ستمبر ۱۹۲۱ء سے ڈیڑھ ماہ کی رخصت پر ہیں۔ ایڈیٹر اخبار خاکسار (مریم علیہا السلام عیسی) ہے۔

ماسٹر محمد یعقوب خاں صاحب ۲۴ ستمبر کے جہاز میں ولایت روانہ ہوگئے۔ خدا تعالی ان کا حامی اور ناصر ہو۔

حضرت خواجہ **کمال الدین صاحب** جن کو ولایت میں سب سے پہلے تبلیغ اسلام کے کام شروع کرنیکا فخر حاصل ہے۔ عنقریب ولایت جانے والے ہیں۔

منشی احمد دین خان صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پونچھ ریاست کشمیر لکھتے ہیں کہ آج کل ریاست پونچھ میں ہیضہ کی بیماری کا از حد زور ہے۔ اور نہایت سخت تباہی ہو رہی ہے۔ شہر کے کئی لوگ بھاگ گئے ہیں اور باقی لوگ بھی بھاگ رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس بلا سے نجات بخشے۔

نومبایعین

(۱) محبوب خان۔ لنڈی اخوان احمد۔ ضلع پشاور
(۲) حاجی فضل دین معہ کنبہ۔ تاراپور ضلع تھانہ
(۳) محمد صادق حسین ۷ جانی جہاں خاں روڈ رایا پیٹھ مدراس
(۴) پی عبد الوہاب بنگلوری نیو مارکٹ روڈ۔ بنگلور کیمپ
(۵) عبد السلام صاحب بمبئی معرفت مولوی مومن حسین خاں صاحب۔
(۶) محمد اسمٰعیل ولد محمد یعقوب صاحب ۱۷۔ اسکینڈ لائین بیچ مدراس
(۷) مظفر احمد صاحب بمقام زیرہ۔ ضلع فیروز پور
(۸) حکیم سید غوث محمد شاہ صاحب چک لکھو کے ضلع گوجرانوالہ
(۹) حاجی محمد سے قصبہ جنبو ئی تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ

محمودیوں کے کذاب ہونے پر انکی اپنی ہی ایک تحریر

حال کی شملہ کی ایک بحث

محمودیوں کا کذاب ہونا تو بہت بحث مباحثہ سے ہی کھلتا رہا ہے۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ کھلتا رہیگا مگر شملہ کی تازہ بحث نے خود انکے اپنے اقرار سے اسکو وہ دن نزدیک کر دیا ہے کہ جب احمدی مصطلحات میں کذاب اور محمودی آپس میں مترادف لکھے پڑھے جاویں گے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راقم الحروف اپنے بھتیجے کے علاج کیلئے دو روز کیلئے شملہ گیا تھا۔ مگر وہاں تبلیغی اغراض کے لئے دس نہ روز روز اور ٹھیرنا پڑ گیا۔ اس عرصہ میں محمودیوں سے ایک بحث بھی ہوگئی یہ لوگ اب گستاخ اور بد زبان تو اسقدر ہو گئے ہیں کہ حضرت نبی کریم کی شان بزرگ میں بھی سخت سست کلمے کہنے لگ گئے ہیں۔ حضرت میرزا صاحب کو محدث کہا جاتا تو یہ حضرت نبی کریم صلعم کو بھی محدث کہدیتے ہیں۔ مگر ہمیشہ اللہ تعالے نے بھی باطل کا سر کچلنے کے لئے وہ کاری ہتھیار دیا ہے اور آیات بینات اور دلایل اور علم بخشا ہے کہ انکو ہمارے مقابل پر کھڑے ہونے سے ہمیشہ ہی زک اور ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ اس بحث میں ایک محمودی ڈاکٹر نے جب حضرت میرزا صاحب کے متعلق یہ لفظ سنے کہ آپکا دعوی محدث ہونیکا تھا نہ نبی ہونیکا تو اسنے حضرت نبی کریم کی شان بزرگ میں بھی یہ کہنا شروع کیا کہ آنحضرت صلعم بھی محدث تھے۔ جب پوچھا گیا کہ کیا قرآن اور حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم محدث تھے یا مسیح موعود نے فرمایا تو ڈاکٹر مذکور نے بڑے زور سے کہا کہ ہاں مسیح موعود نے آنحضرت صلعم کو محدث لکھا ہے جب اسپر سخت اصرار کیا تو اس سے کہا گیا کہ تحریر کردو۔ اور اگر نہ دکھا سکو تو کچھ سزا اسپر آپ ہی مقرر کرکے لکھ دو۔ چنانچہ اس نے یہ تحریر لکھدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم شملہ ۲۸ر اگست ۱۹۲۱ء

میں انشاء اللہ حضرت مسیح موعود کا لکھا ہوا یا فرمایا ہوا دکھلاؤنگا کہ آپ نے حضرت رسول اکرم صلعم کیلئے محدث کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اگر میں ایسا نہ دکھلا سکوں تو میرا نام کذاب رکھدیا جائے فقط

گواہ محمد ابراہیم بقلم خود متولی جامع مسجد چھوٹا شملہ

محمد حسین خان بقلم خود۔ دفتر ڈی۔ ایم۔ ایس۔

محمودی ڈاکٹر کا دوسرے دن چھ بجے شام تک حوالہ دکھانیکا وعدہ تھا چھ بجے شام برابر آٹھ بجے تک اسکا انتظار رہا آخر جب ہم واپس آنے لگے تو ساڑھے آٹھ بجے کے قریب محمودی ڈاکٹر عمر الدین محمودی کو جو شملہ میں محمودی جماعت میں مولوی کے نام سے مشہور ہیں ساتھ لایا حوالہ تو کہاں ملنا تھا۔ کچھ بحث عمر الدین نے یہ کہکر کہ مسیح موعود کا لکھا ہوا یا فرمایا ہوا کوئی یہ حوالہ نہیں جس میں آپ نے حضرت رسول کریم کیلئے محدث کا لفظ استعمال فرمایا ہو حقیقۃ الوحی کی یہ عبارت پڑھنی شروع کردی

(باقی بر صفحہ نمبر ۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد (۹) — مورخہ ۲ صفر ۱۳۴۰ھ — نمبر (۱۴)

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا ترجمۃ القرآن انگریزی اور اہلحدیث کی حاسدانہ ژاژخائی

(گزشتہ سے پیوستہ)

ماسٹر غلام حیدر صاحب اپنے خیالات مخترعہ کی تصدیق کے لئے نہ تو کتاب اللہ قرآن مجید کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان وافی کی حاجت باپ دادا کا مذہب ہی ان کا قرآن اور یہی ان کی حدیث ہے۔ جیسا کہ مولوی مسئلہ حیات مسیح میں کبھی تو موضوع اور منکر روایتیں پیش کر دیتے ہیں۔ اور کبھی قرآن مجید کی آیات میں لفظی و معنوی تصرف کر کے اپنی رائے اور ہواء سے لوگوں کو دھوکا دے لیتے ہیں تو ماسٹر صاحب نے تو سُنی سنائی ہی باتیں یاد کی ہوئی ہیں۔ اگر ماسٹر غلام حیدر صاحب اس روایت کو ہی پڑھ لیتے جو کتاب استیعاب سے مدارج النبوۃ میں نقل ہوئی ہے۔ کہ بعد نزول سورۃ النساء جس میں آیت ما صلبوہ وارد ہوئی ہے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ (جو بدری صحابہ میں سے تھے) آنحضرت صلعم کے نامہ لیکر مقوقس والی اسکندریہ کے پاس جو عیسائی تھا۔ نامہ مبارک آنحضرت کو لیکر گئے تو مقوقس نے ان سے یہ اعتراض کیا۔ کہ اگر تمہارا صاحب نبی ہے تو اس نے کیوں خدا سے دعا نہ کی کہ اسکو مکہ سے ہجرت نہ کرنی پڑتی۔ اس پر حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو نبی تھے انہوں نے کیوں دعا نہ کی۔ کہ دار پر کھینچے نہ جاتے۔

تو یہ کبھی نہ کہتے۔ کہ حضرت علامہ سید محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مسیح کے صلیب پر کھینچے جانے میں نصاریٰ کے مقلد ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ دار پر کھینچے ہی نہ گئے تھے۔ بلکہ آپ نے صلیب کی شکل ہی نہ دیکھی تھی۔ تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ جو ایک بدری صحابی تھے اور رسول اللہ صلعم کے قاصد ہیں۔ ایک عیسائی بادشاہ کے سامنے یہ کیوں فرماتے کہ حضرت عیسیٰ نے کیوں دعا نہ کی۔ کہ دار پر کھینچے نہ جاتے معلوم ہوا کہ یہی صحیح معنے اس آیت کے ہیں۔ کہ صلیب پر چڑھائے جانے کی یہاں تردید نہیں بلکہ صلیب پر مارنے کی تردید ہے۔

اب ہم ماسٹر صاحب کی تیسری آیت واذ کففت بنی اسرائیل عنک کے استدلال پر نظر کرتے ہیں۔ اور اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت مسیح صلیب چڑھائے نہیں گئے تھے۔ وجہ یہ کہ اولاً کففت۔ اذجئتھم کیساتھ مقید ہے جس سے دوام نہیں ثابت ہوتا۔ یعنے تیرے آنے کے وقت ان کو تجھ سے روکا۔ اس ہمیشگی کہاں ثابت ہوتی ہے۔ ثانیاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور مومنین کے متعلق یہی لفظ بعینہ موجود ہیں۔ مگر یہ مطلب ماسٹر غلام حیدر والا وہاں بالکل نہیں بنتا۔ حالانکہ دلیل بجمیع مقدمات جاری ہے۔ اور مدعی متخالف ہے۔ (سورہ فتح پ ۲۶) وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ھذہ وکف ایدی الناس عنکم ولتکون اٰیۃ للمؤمنین ہ اللہ نے لوگوں کے ہاتھ تم سے ہٹائے رکھے۔ کیا کسی اصحابی پر لوگوں کے ہاتھ نہ چلے۔ لوگوں کے ہاتھوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا سے سلامت نہیں رکھا۔ ہاں ماسٹر غلام حیدر کا شاید یہی مذہب ہوگا۔ کہ کفار کے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیشک اذیت پہونچے حضور سرور عالم کے دندان مبارک بھی شہید ہوں۔ چہرے پر زخم بھی لگ جاویں۔ مگر حضرت عیسےٰ ع کو صحیح وسالم بغیر کسی اذیت کے خدا آسمان پر اٹھا لے جاوے۔ عیسےٰ ہوئے جو خدا کے بیٹے تو بیٹے کو بچانے کیلئے تو یہی تدبیر ہونی چاہیے تھی۔ مگر نبیوں کو بچانے کیلئے کوئی اور طریق ہونا چاہیے کہ ان کو اذیتیں اور عذاب بھی کفار کیطرف سے پہنچیں اور وفع بھی ہو جاویں۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم چاچڑاں والے بزرگ کے مریدوں پر اتمام حجت

(مولانا مولوی عزیز بخش صاحب کے قلم سے)

بخدمت شریف جناب میاں قادر بخش صاحب خوجہ سکنہ جتوئی ضلع مظفر گڑھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی عبداللہ صاحب امام مسجد جتوئی کا کارڈ آیا ہے جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ چند مریدوں اور فتنہ پردازوں خصوصاً قادر بخش خوجہ نے جو آپکا سرگروہ ہے میری لاعلمی سے جناب کی خدمت میں خط لکھا ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب آپکی بیعت قبول کرتے ہیں۔ اُن کو بہت فرماویں یہ سراسر اُن کی حرکت ہے۔ اور یہ تماشہ بین لوگ ہیں۔ کیا مجھ کو اگر خیال ہوتا۔ تو میں خود تحریر نہیں کر سکتا تھا۔

بندہ نہ آپ کی بیعت قبول کرتا ہے۔ نہ عقاید آپ کے متفق ہے۔ یہ فقیر سلف صالحین کے عقاید کے متفق ہے۔ آیندہ اگر آنجناب کی خدمت میں کوئی شخص میرے نام سے تحریر کرے تو ہرگز اعتبار نہ فرماویں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بندہ کو اپنی استعداد کے بموجب علمیت اور تحریر کرنے کی قابلیت عطا فرمائی ہے۔" پھر کارڈ کے دوسری طرف یہ بھی لکھا ہے کہ "لیکن واضح ہو کہ راقم الحروف جناب حضرت میرزا صاحب کو نہ کافر نہ ملعون نہ دجّال جانتا ہے۔ مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرد متقی اور صالح اور مجدد دین تھے۔ اور مجتہد وقت اجتہاد میں بابت دعوٰی مہدیت و عیسویت ان سے ذرہ خطا ہوئی۔ جیسا کہ حضرت پیر دستگیر و مرشدنا قبلہ خواجہ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز اپنے ملفوظ شریف اشارات فریدی حصہ سویم صد۴۲ میں فرماتے ہیں اور مشہور و معروف ہے کہ "المجتہد قد یخطی و یصیب"۔ آپ سے دریافت طلب ہے کہ آیا یہ بات سچ ہے کہ آپ نے ان کی لاعلمی سے بیعت کا خط لکھدیا۔ اگر ایسا ہے تو آپ نے غلطی کی۔ جب تک کوئی شخص خود اپنا منشا ء نہ ظاہر کرے۔ اور خود درخواست نہ کرے دوسرے کو کیا حق پہونچتا ہے کہ وہ بیعت کا خط لکھدے۔ ہم نے آپ کے خط پر بھروسہ کرکے وہ کارڈ حضرت امیر کی خدمت میں بھیجدیا جنہوں نے بیعت منظور فرمائی تو ہمنے وہ خط بھی اخبار میں شائع کرادیا۔ آپکو تقویٰ سے کام لینا چاہیئے۔ ایسا شخص جو حضرت میرزا صاحب کو کافر و دجال نہیں جانتا بلکہ ان کو میرزا صاحب علیہ الرحمۃ لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ ایک مرد متقی اور صالح اور مجدد دین تھے۔ اور مجتہد وقت۔ وہ ایک طرح سے احمدی ہی ہے۔ کیونکہ ہمارا بھی تو یہی عقیدہ حضرت مرزا صاحب کی نسبت ہے۔ ہاں اُسکا یہ کہنا کہ میرزا صاحب سے دعوٰی مہدیت و عیسویت میں خطا ہوئی۔ اور کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے بھی انکے دعوٰی کے متعلق ایسا لکھا ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ میرزا صاحب کے اپنے دعوے میں خطا نہیں ہوئی۔ بلکہ اجتہادی خطا کسی کشف یا الہام کی تعبیر کے متعلق ہوتی ہے۔ جسکا وقوع میں آنا انبیاء سے بھی ممکن ہے۔ نہ ہی حضرت خواجہ صاحب مرحوم کا یہ منشا تھا۔ کہ حضرت میرزا صاحب سے دعوٰی میں خطا ہوئی ہے بلکہ دعوٰی کے متعلق صاف صاف الفاظ میں جابجا انہوں نے اپنے ملفوظات میں تصدیق و تائید فرمائی ہے۔ خود اس واقعہ پر جس کا مولوی عبد اللہ صاحب نے حوالہ دیا ہے صد۴۲ پر ساری عبارت یوں ہے "بعدازاں در باب میرزا صاحب فرمودند کہ میرزا صاحب مردے نیک و صالح ہست و نزد من کتابے از ملہمات خود فرستادہ است۔ کمال او ازیں کتاب ظاہر است۔ درین اثناء بعضے از علماء ظواہر کہ حاضر خدمت حضور خواجہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ در جوش فرمودند نے نے مردے صادق ہست مفتری و کاذب نیست۔ ایں معاملہ جعلی و خود ساختہ او نیست۔ غایۃ ما فی الباب اوراندکے خطا در اجتہاد و خطا در کشف ہست۔"

اسمیں کئی باتیں غور طلب ہیں۔ اول جس کتاب الہامات حضرت میرزا صاحب کا کما خواجہ صاحب بیان فرماتے ہیں "وہی اشتہار دعوت مباہلہ ہے جس میں پہلے اپنے دعوٰی کو بتفصیل بیان کیا ہے۔ اور پھر علماء کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ کہ یہ الہامات جو میں پیش کرتا ہوں۔ ان پر میرے دعوٰی کی بنا ہے۔ اگر میں اپنے دعوٰی میں سچا نہیں ہوں تو میرے مقابلہ پر مباہلہ کے واسطے نکلو۔ اسی جواب میں تو خواجہ صاحب مرحوم نے وہ خط عربی میں لکھوا کے حضرت میرزا صاحب کی خدمت میں بھجوایا تھا جو اس کتاب اشارات فریدی کے اسی صد۴۲ پر نقل کیا گیا ہے۔ اگر خواجہ صاحب میرزا صاحب کو اپنے دعوٰی میں خطا پر سمجھتے۔ تو خط میں ایسی تعریفیں کیوں لکھتے اور پھر ان الہامات سے جن پر ان کے دعوٰی کی بنا تھی۔ آپ کے کمال کا ظاہر ہونا کیوں فرماتے۔ علاوہ ازیں جس شخص نے آپکے دعوٰی کا رد و انکار کیا خواجہ صاحب اسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ سچا ہے۔ مفتری اور جھوٹا نہیں ہے۔ یہ معاملہ جعلی اور اُسکا اپنا بنایا ہوا نہیں ہے۔ یعنے مطلب یہ کہ اُسکا دعوٰی سچا ہے۔ خدا کی طرف سے ہے نہ اپنی طرف سے۔ اگر خواجہ صاحب کا یہ مطلب ہوتا کہ میرزا صاحب کا دعوٰی غلط ہے۔ تو کیا وہ صاف طور پر ایسا نہ فرماسکتے تھے۔ اور جس شخص نے رد و انکار کیا تھا اسکے ساتھ تو انہیں اتفاق کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہ بھی میرزا صاحب کے دعوٰی کو غلط سمجھتا تھا۔ آپنے اُس کی تردید کیوں کی۔ اور اسکے جواب میں یہ کیوں فرمایا کہ یہ معاملہ اُس کا بناوٹی نہیں ہے اور نہ وہ مفتری اور جھوٹا ہے۔ بلکہ سچا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ خواجہ صاحب کے ان الفاظ سے کہ "اوراندکے خطا در اجتہاد و خطا در کشف است" یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خواجہ صاحب کے نزدیک اس تھوڑی خطا سے مراد یہ تھی کہ آپ کا دعوے غلط ہے۔ تو یہ خوب طرز بیان ہے۔ جو خواجہ صاحب کی طرف منسوب کیا جاوے کہ در اصل تو آپ کے نزدیک معاذ اللہ حضرت میرزا صاحب کا دعوٰی ہی سرے سے غلط ہے۔ لیکن آپ اُسکو تھوڑی سی خطا فرماتے ہیں۔ کیا خواجہ صاحب جیسے صاف گو انسان سے جو کسی کی رو و رعایت نہ رکھتے تھے۔ اور حق بات کہنے میں کسی سے نہ دبتے تھے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ ایسے بڑے عظیم الشان دعوٰی کرنیوالے کو جو کہے کہ میں مہدی و مسیح موعود ہوں یہ کہے کہ ہے تو وہ سچا لیکن صرف تھوڑی سی خطا اسکے اجتہاد میں ہے۔ اور اسکا مطلب یہ ہو کہ در اصل اُس دعوٰی کرنے والے کا دعوٰی ہی سرے سے غلط ہے۔ ایسا خیال کرنا خواجہ صاحب کی صاف گوئی پر بھی داغ لگاتا ہے پس اگر خواجہ صاحب کو اس داغ سے بچانا ہو تو اس کی یہی صورت ہے۔ کہ آپکے کلام کا یہ مطلب لیا جاوے کہ میرزا صاحب کا دعوٰی تو سچا ہے۔ لیکن بعض وقت کشف والہام کی تاویل میں اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ عبد اللہ اتھم والی پیشگوئی کے پورا ہونے کی تصدیق خواجہ صاحب نے بایں الفاظ فرمائی ہے کہ "مرگ عبد اللہ آتھم پادری از حد و اندازہ مدت پیشگوئی مرزا غلام احمد قادیانی گو

نسبت موت وے کردہ بود بیروں افتادہ است بنابچہ بعد میعاد پیشگوئی توت شدہ - مگر بفضل میرزا صاحب مردہ است (دیکھو صفحہ ۱۵۱ اشارات فریدی جلد سویم)
پھر اسپر بس نہیں بلکہ اسی کتاب اشارات فریدی حصہ سویم کے دیگر مقامات کو دیکھو کہ کس صفائی سے حضرت میرزا صاحب کے دعویٰ مہدی و مسیح موعود ہونیکی تصدیق و تائید فرمائی ہے - مثلاً صفحہ پر فرماتے ہیں کہ " میرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر ازاں میاں دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ نسبت برترو بدرجہ غایت بر دعویٰ مہدویت او گواہ اند" دیکھئے اس جگہ کیسی صفائی سے میرزا صاحب کے دعوے مہدویت کی علامات کا ذکر کیا ہے - اور پھر ان میں سے دو علامتوں کی نسبت لکھا ہے کہ یہ سب سے بڑھ کر اور نہایت درجہ پر اسکے دعویٰ مہدویت کے گواہ ہیں - پھر ان ہر دو علامات کا جو حدیثوں میں مذکور ہیں مفصل طور پر ذکر کرکے ان میں کسوف وخسوف والی علامت کے متعلق علمائے وقت کے اعتراض کا بھی جواب دیا ہے - اور ان کے اعتراض کو جس نظر سے دیکھا ہے وہ خواجہ صاحب کے ان الفاظ سے ہی ظاہر ہے کہ آپ فرماتے ہیں "این مولویاں وقت طفلانہ سوال کردند" اور پھر میرزا صاحب کے جواب کو جو وقعت دی ہے - اسپر بھی آپ کے الفاظ ہی شاہد ہیں کہ آپ فرماتے ہیں " سبحان اللہ بشنوید آنچہ میرزا صاحب معنی حدیث شریف مذکور بیان نمودہ و مولویان منکراں را جواب دادہ است" پھر جواب کا کچھ مفصل ذکر کرکے اخیر پر فیصلہ دیا ہے کہ "تحقیق معنے حدیث شریف این چنیں است کہ میرزا صاحب بیان کردہ" اگر خواجہ صاحب مرحوم میرزا صاحب کے دعوے کو غلط سمجھتے تھے - تو اسکے متعلق علامات کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی اور معترضین کے جواب دینے کی کیا حاجت اس قسم کی عبارتیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب میرزا صاحب کو اپنے دعویٰ مہدی و مسیح موعود ہونے میں حق پر سمجھتے تھے - اس کتاب میں جا بجا پائی جاتی ہیں - جن کا نقل کرنا موجب طوالت ہے - خلاصہ یہ کہ جب کبھی میرزا صاحب کا ذکر آیا - آپ نے ان کی تعریف ہی کی اور جب کبھی مخالفوں کی مخالفت کا ذکر آپ کے سامنے ہوا تو آپ نے میرزا صاحب کی ہی تائید کی - اور مخالفوں کو جھوٹے قرار دیا - مثلاً صفحہ ۶۹ پر ہے " سخن در ذکر میرزا غلام احمد قادیانی و در بیان رد و قدح و ذم منکرین او افتادہ بود دانشمندے حاضر بود وے صفت و ثنائے میرزا صاحب کرد - حضور خواجہ ابقاہ اللہ ببقائہ بدرجہ غایت خوش و مسرور شدند بعد ازاں فرمودند کہ ہمہ اوقات میرزا صاحب بعبادت خداء عزوجل میگذرند یا نماز میخوانند یا تلاوت قرآن شریف میکنند - یا دیگر شغل اشغال مینمایند - و بر حمایت اسلام و دین چناں کمر ہمت بستہ کہ ملکہ زمان لندن را نیز دعوت دین محمدی کردہ است و بادشاہ روس و فرانس وغیرہا راہم دعوت اسلام نمودہ است و ہمہ سعی و کوشش او درین است کہ عقیدہ تثلیث و صلیب را کہ سراسر کفر است بگذارند و بتوحید خداوند تعالیٰ بگروند و علمائے وقت را ببینید کہ دیگر گروہ مذہب باطلہ گذاشتہ مرفتہ دریے این چنیں نیک مرد کہ اہل سنت و جماعت است و بر صراط مستقیم است راہ

ہدایت بنمایند افتادہ اند و بر وے حکم تکفیر میبازند - کلام عربی او ببینید کہ از طاقت بشریہ خارج است و تمام کلام او مملو از معارف و حقایق و ہدایت است و از عقائد اہل سنت وجماعت و ضروریات دین ہرگز منکر نیست" دیکھو صفحہ ۶۹-۷۰ اشارات فریدی - ایسا ہی صفحہ ۵۷ پر ہے - " سخن در حال میرزا صاحب قادیانی افتادہ بود شخصے گفت کہ میرزا صاحب عزم کردہ عقیدہ تثلیث نصاریٰ و اشتہ است علمائے زمان او شاں را مخالف شدہ بر وے حکم تکفیر دادہ اند و قصد جدال دارند - حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ فرمودند کہ حق غالب است طرف حق غالب است" پھر صفحہ ۱۲۹ پر ملاحظہ ہو - " اندریں اثنا از طرف میرزا غلام احمد صاحب قادیانی یک خط و چند اوراق در مضامین فتح اسلام جلسہ اعظم مذاہب لاہور بحضور بابرکت حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ وارد گردید - اندکے ازان خود بدولت ہم دیدند آنگاہ اخویصاحب مولوی غلام احمد را باز دادند و فرمودند کہ بخواں - و مضامین فتح اسلام جلسہ بخواندند در روے عجیب اسرار از معانی قرآن شریف درج بودند کہ عقل حیران میشد - و حضور خواجہ ابقاہ اللہ بکمال توجہ آنرا سماع مے فرمودند - و بسوئے حضرت قطب الموحدین صاحبزادہ صاحب ادام اللہ تعالیٰ بدوامہ نظر فیض اثر کردہ تبسم مینمودند گاہ گاہ نظر آن داشتند کہ نسبت بمیرزا صاحب گونہ انکار داشتند نیز تیز نظر نمودہ نیز تبسم میکردند گویا اشارہ مینمودند - بشنو چگونہ کلامیست پر تاثیر و چگونہ فصاحت و بلاغت است و از اسرار معانی قرآن شریف چہ قدر در سفتہ است - بعد ازاں فرمودند خط را بخواں پس مولوی موصوف آں خط را بخواند - حضور بدرجہ غایت مسرور و خورسند شدند و بر چہرہ مبارک حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ از حد زیادہ آثار بشاشت و مسرت نمایاں بودند"
پھر صفحہ ۱۲۳-۱۲۴ پر مہدی و مسیح کا ایک ہونا - اور علماء کے لوگوں کے خیال کے مطابق پورا نہ ہونیکی وجہ بیان کرکے حضرت میرزا صاحب کے دعوے کی تصدیق فرمائی ہے جس کا ذکر عبارت ذیل میں ہے " اندریں اثنا حافظ گموں سکنہ حدود گہڑی اختیار خاں بہ نسبت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی سقط و ناسزا گفتن آغاز کرد ہمیکہ چہرہ انور حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ متغیر گردید - و بر آن حافظ بانگ زدند و زجر نمودند وے عرض کرد کہ قبلہ چوں حالات و صفات حضرت عیسیٰ بن مریم و اوصاف مہدی موعود در میرزا صاحب یافتہ نمے شوند - چگونہ اعتبار کنیم کہ او مسیح مہدی - حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ فرمودند کہ اوصاف مہدی پوشیدہ پنہاں ہستند - آنچناں نیستند کہ در دل ہائے مردم نشستہ است - چہ عجب کہ ہمیں میرزا صاحب غلام احمد قادیانی مہدی باشد - چہ در حدیث شریف آمدہ کہ دوازدہ دجال اند پس چنداں مہدی باشند - و در حدیث وارد شدہ کہ عیسیٰ و مہدی یکے ہست - بعد ازاں فرمودند کہ شرط نیست کہ ہمہ علامات مہدی موافق خیال و فہم مردم کہ در دل ہائے خود بند کشتہ اند ظاہر شوند - بلکہ حافظ امر دیگر گوئیم است کہ اگر چنیں بودے کہ مردم خیال میکنند - پس او را ہمہ خلق مہدی برحق دانستہ بودی ایمان آوردے چنانکہ پیغمبراں کہ امت ہر نبی چند گروہ شدہ بعضے کہ ازاں کہ حال آن پیغمبر کہ شوق داشتند

پس آنہا ایمان نے آوردند و بعضے کساں حال آں پیغمبر مشتبہ میشد و بعضے کساں ہرگز حال آں پیغمبر مکشوف نے گشت ازیں سبب ہمیں گروہ انکار آوردہ کافر شد۔ اگر بر تمام امت ہر پیغمبر حال آں پیغامبر مکشوف شدے ہمہ مسلمان بودند۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اوصاف و علامات آنحضرت صلعم در کتب سماویہ مکتوب و مرقوم بودند چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر شدند و مبعوث گردیدند بعض علامات را مطابق پندار و فہم و وہم خود ہا نیافتند پس بر آں کساں کہ امر آنحضرت مکشوف شد او شاں ایمان آوردند و بر آں گروہ کہ مکشوف نشد انکار کردند۔ ہمچنیں است حال مہدی پس اگر میرزا صاحب مہدی باشد کدام امر مانع است"

اور بھی کئی ایک مقامات پر اسی کتاب میں اس قسم کا ذکر ہے۔ بالفعل اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ضرورت ہو تو اصل کتاب دیکھ لی جاوے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے

کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مغفور کے دعوے مہدی و مسیح [illegible] کی تصدیق فرمائی اور ان کی تائید میں مختلف موقعوں پر ذکر کیا اور دلائل پیش کئے ان کے مخالفوں کے اعتراضوں کی تردید کی۔ ان کی تعریف سے خوش ہوئے۔ ان کی مذمت کرنیوالوں کو زجر کیا۔ ان کو حق پر قرار دیکر ان کے غالب ہونیکی پیشینگوئی کی۔ انکی دینی خدمات زہد و عبادت کا ذکر کیا۔ اور ان کے مذہب کو بیان کیا کہ اہل سنت والجماعت ہیں کسی سچے عقیدہ دین کے منکر نہیں ہیں اور راہ ہدایت دکھاتے ہیں۔ اور آپکا کلام حقایق و معارف سے پر ہے۔ ایک احمدی اس سے بڑھ کر اور کیا کہتا ہے۔

اور مولوی عبد اللہ صاحب خود بھی حضرت میرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں۔ اور احمدی بھی آپکو مجدد ہی مانتے ہیں۔ مہدی و مسیح موعود بھی ایک مجدد ہی ہو سکتا ہے نہ کہ نبی کیونکہ اگر یہ مانا جاوے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی فوت نہیں ہوئے اور زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور پھر کسی وقت دنیا میں نازل ہونگے۔ تو اول تو قرآن کریم کی تیس آیات سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور دوبارہ آنیکا کہیں مطلقاً کوئی ذکر نہیں دوئم ان کا آنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کو توڑتا ہے۔ اور یہ کسی مسلمان کا کام نہیں کہ یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی آ سکتا ہے اندریں صورت اگر مولوی عبد اللہ صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت میرزا صاحب مجدد تو ہیں۔ لیکن مہدی و مسیح موعود نہیں ہیں تو خود انکے اپنے کلام میں تناقض ہے۔ اور ناحق اسی بات کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم کی طرف منسوب کرتے ہیں جنکا ہرگز ہرگز ایسا عقیدہ نہ تھا۔ مولوی عبد اللہ صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ مہدی و مسیح موعود جو چودھویں صدی کے مجدد کے ہی دوسرے نام ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب مرحوم کا بھی یہی مذہب ہے۔ [illegible] اشارات فریدی جلد سوم

"ذکر از حال میرزا صاحب درمیان آمد۔ حضور خواجہ ابقاہ اللہ بنقائہ از مولوی حامد صاحب خسد انوئی کہ حاضر نشستہ بود پرسیدند شنیدہ اید کہ میرزا صاحب دعویٰ عیسویت کردہ بسے عرض کرد کہ ہر دو [illegible] عیسیٰ و مہدی وقت خود ہست۔ حضور خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالیٰ بر بقایہ فرمودند آرے ہمہ اولیاء اللہ عیسیٰ اند و مہدی اند ہمہ بر [illegible]"

اب دیکھئے یہاں حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے تمام اولیاء اللہ کا عیسیٰ و مہدی ہونا صرف اس غرض سے بیان فرمایا ہے کہ یہ حضرت میرزا صاحب کے حال کے متعلق ہو جاوے یعنی یہ معلوم ہو جاوے۔ کہ میرزا صاحب نے جو دعویٰ عیسیٰ یا مسیح و مہدی موعود ہونیکا کیا ہے وہ درست ہے

غرضیکہ

حضرت غلام فرید صاحب مرحوم نے حضرت میرزا صاحب مغفور کے مہدی و مسیح موعود ہونیکی ایسی تصدیق و تائید فرمائی ہے کہ کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ اب مریدان خواجہ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کا اختیار ہے چاہے اپنے پیر و مرشد کی بات کو مانیں یا رد کریں۔ اسکے جوابدہ خود ہونگے۔ خدا تعالیٰ کی حکمت سے اشارات فریدی کے شائع ہونے سے ان پر اتمام حجت ہو گیا ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جو حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے صاحبزادہ خواجہ محمد بخش صاحب مرحوم نے بڑے اہتمام سے عقیدتمندان حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے فایدہ اور ہدایت کیواسطے شائع کرائی ہے۔ ملاحظہ ہو مندرجہ صفحہ ۱۸۵ اشارات فریدی جلد سوم جس میں یہ الفاظ بھی ہیں "میگوید فقیر محمد بخش سکنہ چاچڑاں کہ چون کتاب اشارات فریدی از ملفوظات سلطان ملت نبوی خواجہ غلام فرید والد ماجدم رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔ یک نسخہ بود و ہمہ مریدان و معتقدان و جملہ طالبان طریقت و سالکان حقیقت بہر طرف دلدادہ جویان ایں خزینہ معارف بودند۔ پس بصرف زر کثیر باہتمام خانصاحب والا شان محمد عبد العلیم خاں صاحب بہادر سکنہ ریاست ٹونک طبع کنانیدم تا در اطراف و اکناف عالم شائع گردد و ہر کسے بمطالعہ آں نسخہ متبرکہ برگ ازد جواہر معارف بدست آرد"

آخر میں حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم و مغفور کے خط کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں آپ نے بھیجا تھا۔ اور جو مع کتاب اشارات فریدی حصہ سوئم کے صفحہ ۹۲ یا صفحہ ۱۰۳ پر اس غرض سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ معارف و حقایق سے پر ہے اور حضرت خواجہ صاحب مرحوم اسکے سننے سے نہایت ہی خوش ہوئے تھے یہ جتنے کہ "چہرۂ مبارک حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقایہ از صد زاید آثار بشاشت و مسرت نمایاں بودند" اسمیں آپ یہ بھی فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ در عہدم ز من ماند جدا ۔۔۔ میکند بر نفس خود جور و جفا

والسلام

خاکسار عزیز بخش جائنٹ سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(امریکہ کے دو پادریوں سے ایک عجیب مکالمہ) (گذشتہ سے پیوستہ)

والڈو:- "اچھا اچھا گفتگو جاری رکھئے"

فاروقی:- "اچھا تو جب آپ حضرت عیسیٰؑ کو خدائی صفات دیتے ہیں - اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں - تو میرے خیال میں وہ انسانوں کا ہادی اور راہنما بننے کے لایق نہیں ہے - کیونکہ ایک انسان کا دل اس سے کسی کام کے کرنے پر اسی وقت آمادہ کرتا ہے - جب کہ اُسے امید ہو کہ میں اُسے حاصل کر سکتا ہوں جبکہ ایک شخص کسی پیغمبر کو اپنا راہنما بناتا ہے - تو اسے علم ہوتا ہے کہ یہ پیغمبر میری طرح انسان تھا - اس میں میری طرح کمزوریاں تھیں - مگر جب اس نے صراط مستقیم پر چل کر دکھا دیا تو میں کیوں نہیں ایسا کر سکتا - مگر ایک شخص کے دل میں حضرت عیسےٰؑ کو اپنا رہنما مان کر اس قسم کا خیال پیدا نہیں ہو سکتا دوسرے انسان کی زندگی کے کئی ایسے پہلو ہیں جن میں حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پیروؤں کیلئے کوئی نمونہ پیش نہیں کیا - مثلاً حضرت عیسیٰؑ نے شادی نہیں کی - اسلئے ایک شادی شدہ شخص کیلئے حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت میں کوئی نمونہ نہیں ہے - بلکہ اُسکا اثر اُلٹا پڑا ہے یعنی عیسائی مذہب میں رہبانیت آگئی - راہب اور ننیں بہت سی بن گئیں - اور عورت اور شادی کے تعلق کی قدر لوگوں کے دلوں سے اُٹھ گئی"

والڈو:- "مگر حضرت عیسیٰؑ نے محبت کا سبق جو سکھایا ہے - محبت ہی تمام انسانی زندگی کی بنیاد ہے"

فاروقی:- "جناب محبت پر ہی زندگی کا دار و مدار نہیں ہے - زندگی کو کامیابی تک پہنچانے کے لئے ہمیں چند عملی اصولوں کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے [illegible] کے حقوق کی کسطرح نگہداشت کرنی چاہئے - اور کون کون [illegible] تاکہ ہم دین و دنیا دونوں میں کامیاب و بامراد ہو سکتے ہیں - اگر صرف محبت کی ہی بات [illegible] بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی اچھا نمونہ نہیں [illegible] - ایک موقع پر جب ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم انہیں ملنے آئیں تو [illegible] بغیر کسی وجہ کے ملنے سے انکار کر دیا"

ینگ - (دوسرا پادری بیچ میں بول اٹھا) "وہ تو اس وقت وہ خدا کا کام کر رہے تھے - دنیاوی باتوں کی طرف توجہ ہونا نہ چاہئے تھی"

فاروقی:- "تو کیا ماں باپ کی عزت کرنا اور اُن کا ادب ملحوظ رکھنا اور اُن سے نیک سلوک [illegible] خدا کا کام نہیں ہے اور اس خاص موقع پر کوئی خاص بات [illegible] معلوم ہوتی جس کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریمؑ سے ملنے سے انکار کر دیتے"

ینگ - "یہ باتیں عام لوگوں کو اکھرتی ہیں - مگر جو حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ اسکی قدر کو پہچانتے ہیں"

فاروقی:- "میں اس حقیقت سے بھی بے بہرہ ہی رہوں تو اچھا ہے"

والڈو:- "تم اس بات پر معترض ہو کہ خدا نے اپنے بیٹے کو کیوں دنیا کے لئے رہنما بنا کر بھیجا - اسکی مصلحت کو تو خدا ہی بہتر جانتا ہے - اگر تم اسکے منکر ہو تو گویا تم اپنی ذاتی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے سے بہتر سمجھتے ہو"

فاروقی:- (دل میں کہا کہ پادری صاحب نے سوچ سوچ کر ایک بات نکالی ہے) "نہیں جناب میں اپنی رائے کو خدائی کی رائے سے بہتر نہیں سمجھتا - مگر ہمیں اس بات کا ثبوت درکار ہے کہ آیا حضرت عیسیٰؑ واقعی خدا کے بیٹے تھے انجیل میں تو ایک جگہ آیا ہے کہ اگر تم نیک کام کرو تو تم بھی خدا کے بیٹے بن سکتے ہو"

والڈو:- "مگر عیسےٰؑ صلیب پر مر کر تمام دنیا کے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے اُنہوں نے اپنی جان بخوشی دوسرے لوگوں کی نجات کی خاطر قربان کر دی"

فاروقی:- "ہاں جناب اب آپ موقع پر آئے ہیں - اوّل آپکے پاس ثبوت نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰؑ واقعی صلیب پر فوت ہوئے ہیں - جب اُن کو صلیب سے اُتارنے لگے ہیں تو ایک رومی سپاہی نے آپ کی پسلیوں میں برچھی چبھوئی تو خون نکلا جو کہ زندگی کی علامت تھی - دوسرے میری سمجھ میں نہیں آتا - کہ وہ آپ مر کر دوسرے لوگوں کے گناہوں کی گٹھڑی کس طرح اٹھا کر لے گئے - اگر یہ بات بھی مان لیں تو مذہب کی ایک بڑی غرض فوت ہو جاتی ہے - مذہب لوگوں کو اخلاق سکھانے اور راستباز بنانے آتا ہے اور سیدھے راستے پر چلانے آتا ہے - مگر ایک عیسائی کے دل میں جب یہ خیال جاگزین ہے کہ حضرت عیسےٰؑ میرے گناہوں کا کفارہ ہو گئے تو وہ نیک کام کیسے کر سکتا ہے - وہ بُرے کام کرنے سے کبھی نہیں ہچکچائیگا شاید یہی وجہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اسقدر زنا کاری ہے - تیسرے اگر حضرت عیسےٰؑ تمام دنیا کے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے - تو اس سے مراد وہی لوگ ہیں جو کہ آئندہ زمانے میں ان کے مذہب پر کاربند ہوں - جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے وہ تو بیچارے سب جہنمی ہوئے - بہتر ہوتا کہ حضرت آدمؑ کی جگہ حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوتے - تاکہ تمام دنیا کے انسانوں کی نجات کا باعث ہوتے"

ینگ - "مگر پہلے زمانے کے لوگوں کے لئے دوسرے پیغمبر بھیجے گئے - جو ان کو نجات کی طرف بلاتے تھے - مگر جب کوئی بھی پورے طور پر کامیاب نہیں ہوا - تو خدا نے خود اپنے بیٹے کو دنیا میں بھیجا"

فاروقی:- "پہلے تو عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کہ عالم الغیب ہے - اُسے پہلے علم نہ تھا - کہ انسان پیغمبر اپنے مشن میں پورے طور پر کامیاب نہ ہو سکیں گے - اسلئے پہلے ہی اپنے بیٹے کو بھیج دیتا - دوسرے بیٹے صاحب نے آنکر کوئی چنداں کامیابی تو حاصل کر کے نہ دکھائی - بہت کوشش سے چند حواری بنائے - تھے جو کہ معیت

اپنی زندگی کے اور پچیس برس یعنی پچاس برس کی عمر تک ایک بیوی پر قناعت کی جوانی کا زمانہ گذر گیا۔ جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اسوقت بعض مصلحتوں کے ماتحت آپ نے متعدد ازواج مطہرات سے نکاح کیا۔ اُن میں سے بعض آپکے پرانے اصحاب کی بیوہ تھیں جن کا کوئی والی وارث نہ تھا۔ اسلئے آپنے ان کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ بعض ازواج مختلف عرب کے بڑے بڑے ذی اثر و رتبہ قبیلوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کو نکاح میں لانے سے ان قبیلوں کی ہمدردی اسلام کے ساتھ ہو گئی ایک بی بی ہے جو کہ آپکے آزاد کردہ غلام زید کی مطلقہ بیوی تھیں۔ صرف آپنے اسلئے شادی کی کہ لوگ زید کو آپ کا "متبنٰے" کہتے تھے۔ آپ نے اُن کی مطلقہ بیوی سے شادی کرکے ثابت کر دیا کہ "متبنٰے" کچھ چیز نہیں ہے۔ تیسرے ہم دیکھتے ہیں کہ سوائے ایک بیوی کے آپکی سب ازواج معمر بیوہ عورتیں تھیں۔ کیا ایسے شخص کو ہم نعوذ باللہ شہوانی کہہ سکتے ہیں۔ جس نے جوانی کا زمانہ ایک بیوہ کے ساتھ گذار دیا ہو۔ اور بڑھاپے میں اگر متعدد بیویاں نکاح میں آئیں بھی تو بیوہ عورتیں۔ آپ خود ہی انصاف کریں ؟"

پادری صاحب کا آخری خطرناک حملہ سرد پڑ چکا تھا۔ ہنس کر چپ ہو رہے اور کہنے لگے

والڈو:۔ "تمہارے مذہب میں عورتوں کو پردہ کرنیکا حکم ہے یہ کیوں ہے؟"

فاروقی:۔ "یہ صرف اسلئے ہے کہ ان کو اور مردوں کو ٹھوکر اور ابتلا سے بچائیں مگر پردہ کے یہ معنی نہیں کہ گھر کی چاردیواری میں طوطے کی طرح قید رہو۔ اسلامی ممالک میں عورتیں چہرے پر نقاب ڈالکر بازار میں خرید و فروخت کرتی ہیں۔ ہندوستان میں عورتوں کی ایک آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس ہے جس میں تمام ہندوستان کی مسلمان خواتین جمع ہوتی ہیں۔ سب انتظام عورتوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ تقریریں ہوتی ہیں چندے جمع ہوتے ہیں۔ زنانہ مدارس کھولے جاتے ہیں۔ اور دیگر [illegible] کی اصلاح و بہبودی کی تدابیر سوچی جاتی ہیں۔"

پادری والڈو:۔ "یہ تو اچھی بات ہے۔ مگر جب تمہارے مذہب میں عورتوں کو تاکنا اور دیکھنا جائز نہیں۔ تو امریکہ میں تو عورتوں سے بچ کے رہنا ہو گا جبکہ ان کا گوؤن گھٹنوں تک [illegible] اونچا اور باریک۔ اور پتلی ریشمی موزے پہنتی ہیں

~~اور گھٹنوں کی خوبصورتی [illegible] کو دو بالا کئے ہوئے ہیں۔ اور [illegible]~~

~~چھاتی اور پیٹھ [illegible] اور [illegible] بھی بلا ریشمی [illegible]~~

~~ہیں تمام [illegible]~~ اور اسپر طرہ یہ کہ ہاتھ ملانا پڑتا ہے"

(ناظرین یہ الفاظ میں نے خود نہیں بڑھا دیئے۔ یہ پادری صاحب کے اپنے الفاظ ہیں۔ جس خوبی اور صفائی اور صاف گوئی سے اُنہوں نے اس مضمون کو ادا کیا۔ ان کو سنکر میں شرما گیا۔ گفتگو ذرا دلچسپ ہو چلی تھی۔ مگر یہاں میری مشکل ایک اور آن پڑی کہ ان سوالات کا موزوں جواب بھی دینا تھا)

فاروقی:۔ "پادری صاحب ہمارا مذہب ہمیں تلقین کرتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نامحرم عورتوں کو دیکھنے سے احتراز کرو۔ پہلی نظر معاف ہے۔ مگر ایسے مقام پر جہاں پتھر اٹھاؤ تو نیچے سے عورتیں نکل آتی ہیں۔ ایسی سختی سے اسپر عمل نہیں ہو سکتا۔ ہمارا مذہب کہتا ہے الاعمال بالنیات عمل کی برائی بھلائی اس نیت پر موقوف ہے۔ جس کے ساتھ وہ عمل کیا گیا ہے۔ جب ہم کو عورتوں کو مجبوراً دیکھنا پڑتا ہے تو اسوقت عمل نیت پر موقوف ہے۔ اگر ہم ایک عورت کو شہوت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو وہ گناہ ہے۔ مگر ویسے عام طور پر بحالت مجبوری دیکھ لینے میں کوئی ہرج نہیں ......"

پادری صاحب یہ سُنکر اس طرح گویا ہوئے۔

والڈو:۔ "ہاں بات تو ٹھیک ہے۔ مگر دیکھنا ذرا بچکر رہنا۔ یہ لڑکیاں بڑی آفت کی پرکالہ ہیں (اسوقت معاً مجھے ایک ہندوستانی فقرہ یاد آ گیا معاذ اللہ۔ کنوار پتے ہی میں آسمان میں تھگلی لگاتی ہیں) مگر ویسے سوسائٹی میں ضرور اٹھو بیٹھو۔ امریکن طرز زندگی اور عادات اور اخلاق سے اسی طرح تم واقف ہو سکتے ہو"

فاروقی:۔ "ہاں پادری صاحب آپنے بجا فرمایا ہے۔ آپکی صلاح و مشورے کے ہم تہ دل سے مشکور ہیں" مگر دل میں کہا خدایا خیر۔ یہ خبر نہیں پادری صاحب کا جو تجربہ ہے یہاں اسپر زبانی جمع خرچ کام نہیں دیتا۔ بلکہ خدائی مدد کام دیتی ہے۔ اسکے بعد پادری صاحب اور اُن کی بیوی صاحبہ اور جان ہم سے ہندوستان کی سیاسیات کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ اسکے بعد عورتوں کی تعلیم اور ہندوؤں کے ذات پات کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ پادری صاحب نے یہ بھی پوچھا کہ ہم عبادت کس طرح کرتے ہیں جب انہیں بتلایا گیا کہ ہم دن میں پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اور وہ بھی پانچ وقت مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔ تو وہ ششدر رہ گئے۔ اور یقین نہ کرتے تھے۔ آخر جب انہیں یقین آ گیا۔ تو اُنہوں نے الحمد شریف کا ترجمہ سننے کی خواہش ظاہر کی۔ خاکسار نے سلیس انگریزی میں الحمد کا ترجمہ جب پادری صاحب اور انکی بیوی اور بیٹے کو سُنایا تو وہ پھڑک اٹھے۔ کہنے لگے یہ تو بہت [illegible] ہے یہ دعا بھی اعلٰی قسم کی ہے۔ اسکے بعد خاکسار نے ذرا اور واضح کرکے ان کو نماز و دیگر متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔ باتوں باتوں میں انگریزی قرآن کریم اور مسلم ووکنگ مشن کا بھی بیچ میں ذکر کر دیا۔ ووکنگ مشن سے پادری والڈو آگاہ ہے۔ [illegible] ایک موقع پر انگلینڈ جب گیا تھا تو ووکنگ کی مسجد دیکھنے گیا تھا۔ ویسے بڑا تجربہ کار اور لائق پادری تصور کیا جاتا ہے۔ تقریر نہایت زبردست اور مؤثر طریق سے کرتا ہے گفتگو ۲ ½ بجے سے شروع ہو کر ۶ بجے تک جاری رہی۔ نماز عصر کا وقت قریب

آگیا - ہم نے گھر جانے کی اجازت چاہی - اور وجہ بتلائی - تو پادری صاحب نے ہمیں بخوشی اجازت دی کہ ہم اُن کے مکان پر ہی نماز ادا کر لیں - اندھے کو کیا چاہیئے دو آنکھیں بسم اللہ کر کے ہم نے وضو کر پادری صاحب کے ڈرائنگ رُوم میں نماز نیت دی - اس کفر اور شرک کے گھر میں اللہ تعالیٰ کا نام شاید پہلی دفعہ لیا گیا - یعنے خدا کی سچی عبادت ادا کی گئی - نماز کے بعد پادری صاحب ہمیں چائے پلانے کے لئے ٹھہرا لیا - ان کی بیوی نے چاء بنائی - اُن کے فیملی کے ساتھ ہم سب نے چاء پی - اس دوران میں اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں - چائے پینے کے بعد ان کی بیوی نے ہمیں اپنا گھر دکھلایا - اور چیری کے مربے کی بوتلیں دکھلائیں - جو کہ اُس نے خود تیار کی تھیں - اسکے بعد ہم اُن سے رخصت ہو کر گھر آئے زیادہ بولنے کی وجہ سے سر درد کرنے لگا تھا - مگر دل خوش تھا کہ آج ایک معرکہ مارا ہے -

یہاں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی ایک ہفتہ وار میٹنگ ہوتی ہے - اسمیں ہم بھی مدعو کئے جاتے ہیں - میں اور میرے ساتھی انشاء اللہ عنقریب اسلام اور ہندوستان کے متعلق لیکچر دیں گے - فقط والسّلام

خاکسار طالب دعا **ممتاز احمد تاج فاروقی** از امریکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مباحثہ درمیان میر محمد اسحاق و مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

النظر

اگرچہ یہ مباحثہ احباب قادیان کی طرف سے چھپا ہے - اور معلوم نہیں اسمیں فریق مخالف کے دلایل کو بعینہٖ نقل کیا گیا ہے یا اس میں کسقدر کمزوری رکھی گئی ہے - مگر جیساکہ موجودہ صورت میں یک طرفہ چھپا ہوا ہے اسی پر میں نظر کرونگا اور میری نظر ایک مفید نتیجہ کے اظہار پر منحصر ہوگی نہ کہ مباحثین کی جیت ہار غالب مغلوب ہونے پر -

مولوی ثناء اللہ صاحب انصاف کی رُو سے کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں جبکہ ان کے مسلمات اور دلائل خود ہم متناقض ہیں - بھلا انصاف کریں جو شخص **ختم النبوۃ** کا عقیدہ پیش کرتا ہے اور آیت **ولٰکن رسول اللہ خاتم النبیین** کو بطور **نص ختم نبوۃ** پر دلیل لاتا ہے - اور اسی طرح بہت سی احادیث صحیحہ کو بطور شواہد ختم نبوت اور تفسیر آیت مذکورہ بیان کرتا ہے وہ یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے یا اسکو ایک اسلامی عقیدہ قرار دے سکتا ہے کہ وہی عیسےٰ ابن مریم بنی اسرائیلی آسمان سے نازل ہوگا - جو رسول اللہ اور نبی اللہ صاحب کتاب و شریعت والا رسول تھا - اور جس پر انجیل نازل ہوئی تھی

اور اسی واسطے جناب میرزا صاحب نے فرمایا لا شک انہ من آمن بنزول المسیح الذی ھو من بنی اسرائیل فقد کفر بخاتم النبیین پھر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہو سکتے - حضرت عیسٰیؑ خاتم النبیین ہوتے جاتے ہیں - بھلا مولوی ثناء اللہ اجتماع ضدین ونقیضین پر کس طرح عمل پیرا ہو سکتے ہیں ضرور ایک عقیدہ ان کو ترک کرنا ہوگا - اگر آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں - تو وہ اسرائیلی عیسےٰ نہیں ہو سکتے - اگر وہ آسکتے ہیں یا وہی آویں گے - تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہو سکتے -

اسیطرح میر محمد اسحاق صاحب کا عقیدہ پیش کردہ بھی غلط ہے کہ جناب میرزا صاحب بھی نبی ہیں - جیساکہ پہلے انبیاء گذر چکے ہیں - بھلا انصاف کریں کہ اگر وہی حضرت عیسٰیؑ اسرائیلی آجاویں - تو آنحضرتؐ کی ختم نبوۃ باطل ہوتی ہے - اور اگر میرزا صاحب نبی ہو کر آجاویں - تو ختم نبوت باطل نہیں ہوتی - یہ واقعی بے انصافی کی بات ہے - فرق ان دونوں میں کچھ نہیں - اگر ثناء اللہ صاحب ایک پرانے نبی کا آنا مانتے ہیں تو میر محمد اسحاق صاحب ایک نئے نبی کا آنا مانتے ہیں جب ختم نبوۃ کا عقیدہ نبی کے آنے کو بند کرتا ہے - خواہ پرانا ہو یا نیا ہو نبی نہ ہو -

اگر نبی ہوگا تو آنحضرت صلعم خاتم النبیین نہیں ٹھیر سکینگے - بلکہ ایک پہلو سے میر صاحب کا عقیدہ بمقابلہ ثناء اللہ کمزور ہے اسلئے کہ ثناء اللہ صاحب غیر نبی بنی اسرائیل کی آمد تجویز کرتے ہیں - کم از کم اسکی نبوۃ تو فریقین مباحثین کو مسلم ہے بلکہ تمام اہل اسلام کو مسلم ہے - قرآن اور محمد رسول اللہ کی شہادت اسکی مصدق ہے - مگر میر صاحب جس نبی کو پیش کرتے ہیں - اسکی نبوت خود معرض بحث میں ہے نہ قرآن سے اسکی نبوت ثابت ہے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ اسکے اپنے قطعی الدلالت دعوے سے بلکہ اسکے دعوی میں (بقول میاں صاحب) ایسا تناقض ہے کہ اسکے ماننے والے اسکی دو قسم کے کلام کو دیکھ کر اختلاف میں پڑ گئے ہیں اور چھ سال میں اب تک فیصلہ نہیں کر سکے کہ وہ نبی تھا یا غیر نبی -

آب ہم دونوں کی تاویلوں پر بحث کرتے ہیں - اور ان کے طریقہ تطبیق میں غور کرتے ہیں کہ کس کی تاویل درست ہے - اور کسکی تطبیق صحیح اور قابل قبول ہے -

مولوی ثناءاللہ اور ان کے ہمخیال یہ تاویل کرتے ہیں - کہ حضرت عیسیٰ ع اسرائیلی آوینگے - اور رسول کریم م کی شریعت پر چلیں گے - اور بحیثیت امتی ہونے کے کام کریں گے -

مگر یہ تاویل بہت ہی مفاسد پر مشتمل ہے - اور عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے - نقل کے اس طرح پر کہ قرآن میں صاف نص موجود ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی رسولا الی بنی اسرائیل ہے رسولا الی محمد یین نہیں ہے - دوم نص وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ - اور نص - ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل صاف موجود ہیں - قرآن میں کوئی نص ایسی نہیں کہ وہ مسیح اسرائیلی کبھی امتی ہو کر بھی تشریف لاوینگے اور اسوقت رسالت کو کہاں چھوڑ کر آدیں گے - اور کیا شریعت اسلامی میں کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ رسول کبھی منصب رسالت سے عزل بھی ہو جاتا ہے - درحالیکہ بے گناہ اور بے قصور بھی ہو - پھر اللہ تعالیٰ کے علم پر سخت حملہ ہے - اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ - نبوت رسالت اور امتیت باہم متباین ہیں - کوئی امتی نبی نہیں ہو سکتا - اور نہ کوئی نبی امتی بن جاتا ہے امتی اسکو کہتے ہیں کہ اپنے نبی متبوع کا پورا فرمانبردار ہو - اور اسکی اتباع میں انتہائی ڈگری حاصل کر چکا ہو - پھر مسیح ع اسرائیلی کی نسبت کون ثابت کر سکتا ہے - کہ اونہوں نے حضرت رسول کریم ص کی کبھی اتباع کی ہو - یا اگر کسی مولوی یا ملاں صاحب سے پہلے قرآن شریف پڑھیں گے - اور پھر احادیث نبوی کا سبق لیویں گے - اور تمام عبادت سیکھیں گے - اور پھر امام نبیں گے - کبرت کلمۃ من افواھھم الخ

علاوہ براں جب کہ بہت سے دلائل نقلی و عقلی و تواریخی سے حد تواتر تک پہونچ گئے ہیں - یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اسرائیلی مسیح ابن مریم ع فوت ہو چکے ہیں - زندہ نہیں ہیں - اور مردے اس دنیا میں زندہ ہو کر واپس نہیں آتے - اور نہ جنت میں داخل ہو کر پھر باہر نکلتے ہیں - پس مولوی ثناء اللہ صاحب کی تاویل بہت ہی بودی ہے -

دوسرے فریق کی تاویل اور تطبیق - وہ کہتے ہیں کہ آنیوالا امتی ہوگا امامکم منکم کی صحیح اور متفق علیہ حدیث اس پر شاہد ہے - مگر وہ ترقی کرتے کرتے اپنے نبی متبوع میں ایسا فنا ہوگا اور ایسی کامل اتباع کریگا کہ وہ نبی بن جاویگا - مگر غیر تشریعی نبی اور ایسا نبی آنحضرت ص کی ختم نبوت کا ضد نہیں اور نہ منافی ہے - کیونکہ وہ امتی ہے - اور ہم خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے نہیں کرتے ہیں بلکہ خاتم کے معنے مہر کے کرتے اور مہر تصدیق کیلئے ہوتی ہے - پس خاتم النبیین کے معنے مصدق النبیین کے ہیں - اور یہ گروہ تمام ان احادیث کو مثل لا نبی بعدی وغیرہ اور دیگر بہت سی احادیث صحیحہ کو جو بطور تفسیر خاتم النبیین خود حضور علیہ السلام کی زبانی منقول ہیں - نظر انداز کر کے ان کو بلا وجہ مؤول قرار دیتے ہیں - اور تاویلات رکیکہ کے شکنجے میں اُن کو کستے ہیں - جو اہل نظر اور محقق اصحاب کے نزدیک بالکل بے معنی بیہودہ اور غیر مربوط تاویلات ہیں - اور کوئی اہل حق ان کو ہرگز قبول نہیں کر سکتا - علاوہ ازیں خود وہ شخص جس کی طرف نبوت کے دعویٰ کو یہ لوگ منسوب کرتے ہیں صحکہ بنتے ہیں گویا وہ نبی ہیں نہ کہ وہ - بھلا جو شخص واقعی نبی بن جاوے - وہ کب کہتا ہے کہ میں ظلی - بروزی اور امتی نبی - محدث اور مجازی نبی ہوں - ایک طرف نبوۃ کے دعوی کا صاف الفاظ میں انکار اور دوسری طرف اپنی نبوۃ کو الفاظ بالا سے ظاہر کرنا اسمیں احسن بالامن طریق یہی ہے کہ وہ نبی نہ سمجھا جاوے - ورنہ اپنی نبوۃ کے ہمراہ ان الفاظ کا استعمال کرنا ایک لغو اور بیجا امر ہوگا - بیشک الہام میں اسکو نبی کہکر پکارا گیا - مگر ضرور ایک تفہیم اسکے ہمراہ ایسی ہوگی - جس نے اسکو یہ الفاظ اسکے ہمراہ شامل التذکر کرنے پر مجبور کر دیا تھا - ورنہ خدا اسکو کہتا ہے اور بار بار کہتا ہے اور ۳۴ سال تک کہتا رہتا ہے یا ایہا النبی - مگر جب وہ اپنی نبوت کا اظہار کرتا ہے تو بروزی ظلی - امتی نبی - مجازی نبی - وغیرہ وغیرہ ساتھ لگا دیتا ہے - یہی وہ بات ہے جسکو قادیانی احباب نہیں سمجھے -

اور اکابر امت اور خود مسیح موعود ع اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں - کہ انبیاء اور ملہمین کو تفہیم وحی جداگانہ از الفاظ الہام ضرور ہوتی ہے - اجتہاد میں غلطی ممکن ہے - مگر ۲۴ سال تک اس غلطی میں مبتلا رہنا - اور پھر اپنے دعوے اور منصب ہی میں ۲۲ سال تک غلطی کا لگ جانا کوئی ذی شعور اُس کو قبول نہیں کر سکتا -

ایسے شخص کی پوزیشن ہی کیا ہو سکتی ہے - العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد ایسا شخص تو صحیح الدماغ انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا - چہ جائیکہ اسکو نبی مانا جائے - ساء ما کانوا یحکمون -

خاتم النبیین کے معنی

اگر ہم خاتم النبیین کے معنے مصدق النبیین بھی قرار دیں۔ تاہم آنحضرت صلعم کو آخر النبیین ماننے سے چارہ ہی نہیں۔ جب مضمون کسی پروانہ یا حکم یا خط کا ختم ہو جاوے۔ تب مہر اُس پر براد تصدیق ثبت کرتے ہیں۔ کبھی نامکمل اور ادہورے حکم یا پروانہ پر بھی کسی نے مہر ثبت کی ہے۔ جب تک انبیاء کی کتاب اور خط مکمل اور ختم نہیں ہوا تھا۔ کسی کو اُن میں سے خاتم نہیں بنایا گیا۔ باوجودیکہ وہ پہلے انبیاء کا مصدق بھی ہوتا تھا۔ حضرت عیسیٰ ع ہی کو دیکھ لو۔ وہ مصدق لما بین یدیہ من التوراۃ ہیں۔ مگر خاتم النبیین نہیں ہیں۔ خاتم وہی ہوگا۔ جبکہ تمام انبیاء کی کتاب اسماء ختم ہو جاوے۔ اور کسی اور نبی کی کتاب انبیاء میں گنجائش باقی نہ رہے۔ اگر ایک نبی بھی باقی رہتا یا (بقول میاں صاحب) اور انبیاء بھی آنے والے ہوتے تو آنحضرت صلعم کبھی تشریف نہ لاتے۔ کیونکہ وہ خاتم النبیین۔ مُصدِّق النبیین تھے۔ خاتمیت (بدین معنے کیلئے بھی) آخر النبیین ہونا لازم ہے۔ انا خاتم النبیین وادم بین الماء والطین۔ بھلا ممکن نہ تھا کہ باوجود خاتم النبیین ہونیکے آپ کو سب سے اول اور مقدم ارسال کیا جاتا۔ مگر چونکہ حسب شہادۃ آپکے خاتم النبیین ہونیکی تھی کہ وہ سب سے آخر ارسال کئے جاویں۔ یاد رکھو کہ جو آخر النبیین ہوگا وہی خاتم النبیین بھی ہوگا۔ جیسے قرآن خاتم الکتب تب ہی کہلایا۔ جبکہ آخر میں نازل ہوا۔ اور تمام شرائع اور ہدایات تب ہی اسمیں جمع ہو سکتے تھے جبکہ آخر میں نازل کیا جاتا اگر قرآن سب سے آخر میں نازل نہ ہوتا۔ تو وہ خاتم الکتب کس طرح ہو سکتا تھا۔ اسیطرح آنحضرت خاتم النبیین تب ہی ہو سکتے تھے۔ جب کہ سب سے بعد آتے اور تا کہ انبیاء علیہم السلام کے کمالات اور اسوہ حسنہ اپنے اندر جمع کر لیتے۔ (فبھداھم اقتدہ) اگر تمام ہدایات اول سے موجود تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جامع کیسے ہو سکتے تھے۔

اور مجمع البحار ص ۳۲۹ کا حوالہ جو میر صاحب نے دیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تحسین اور تصدیق تب ہی وقوع پذیر ہوگی۔ جبکہ پہلی کتب موجود ہوں۔ اور ختم ہو چکی ہوں۔ اب میں قرآن سے چند حوالہ جات تصدیق اور مصدق ہونیکے متعلق نظیراً پیش کرتا ہوں۔ مصدقا لما بین یدیہ۔ مصدقا لما معہم۔ مصدق الذی بین یدیہ۔ وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم۔ مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب۔ مصدقا لما بین یدی من التوراۃ۔ وھذا کتاب مصدق۔ الغرض ان مثالوں سے واضح ہوگا۔ کہ جب تک پہلے کوئی چیز موجود نہ ہو۔ اسکی تصدیق عمل میں نہیں آ سکتی۔ لیکن میرزا صاحب اور انکے بعد کے انبیاء سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کس طرح مصدق ہو سکتے ہیں۔ تصدیق کیواسطے مقدم رہنا یا اول ہونا شرط ہے۔ ورنہ تصدیق عمل نہیں آ سکتی۔

نکتہ معرفت

آیۃ۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ پر غور کریں۔ لکن حرف استدراک ہے اس سے پہلی نفی ابوت جسمانی ہے جس سے آنحضرت صلعم ابتر ٹھہرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان شانئک ھو الابتر پس اسکے بعد فقرہ رسول اللہ نے اسکا تدارک کر دیا۔ اور معاملہ ختم ہو گیا۔ یعنے ھو اب لرجال الآخر۔ اب ذرا سوچ سمجھ کر جواب دو۔ کہ جب مطلب ختم ہو گیا تھا۔ فقرہ "رسول اللہ" پر تو قرآن کے فصیح اور بلیغ فقرہ والے کلام سے یہ امر بعید تھا۔ کہ اسکے بعد خاتم النبیین کا جملہ اسی مطلب کے لئے لایا جاتا جس مطلب کو فقرہ رسول اللہ نے مکمل اور پورا کر دیا تھا۔ پس آیت کے ہر دو فقروں میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فقرہ رسول اللہ کے بعد "خاتم النبیین" کا جملہ کسی اور مطلب کیلئے لایا گیا ہے۔ میر محمد اسحاق صاحب نے کسی اور بحث میں یہ امر لکھا ہے۔ کہ معطوف اور معطوف علیہ ایک حکم رکھتے ہیں۔ اس میں انہوں نے ایک غلطی دلانے کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً قرآن میں ہے۔ ولکن یضل من یشاء ویھدی من یشاء اور دوسرے موقعہ پر ہے۔ لکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل الکتاب الخ اب دونوں جگہ معطوف اور معطوف علیہ جداگانہ نتائج کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح ولکن رسول اللہ۔ کے فقرہ کے بعد "خاتم النبیین" کا جملہ ایک جداگانہ امر کو ظاہر کرتا ہے۔ ورنہ مطلب تو فقرہ "رسول اللہ" پر ختم ہو گیا تھا۔ اب میں بتلاتا ہوں کہ یہ جملہ کس امر کو ظاہر کرتا ہے سنئے۔ اور غور سے سنئے۔

جب فقرہ رسول اللہ صلعم نے جو عام الفاظ میں تھا۔ ابوت روحانی کو قائم کر دیا۔ تو یہ وہم پھر بھی باقی رہتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روحانی باپ امت موجودہ کے ہوئے۔ اور اگر ان کے بعد کوئی اور رسول آجاوے۔ تو پھر وہ باپ اپنی امت موجودہ وقت کا ہوگا۔ کیونکہ فقرہ "رسول اللہ" نے تو ایک اصول قائم کیا۔ کہ رسول ہمیشہ اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ مگر قرآن نے یہ امر قائم کرنا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم قیامت تک کی آنیوالی نسلوں کا باپ ہے۔ اور اسکی ابوت قیامت تک منقطع ہونیوالی نہیں اور اسکو۔ فقرہ "خاتم النبیین" نے پورا کیا۔ کیونکہ اگر یہ فقرہ نہ ہوتا تو یہ وہم بدستور قائم تھا۔ کہ جب کوئی دوسرا رسول اللہ آگیا تو پھر وہ باپ امت کا ہوگا۔ نہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد رسول اللہ تبھی قیامت تک کیلئے باپ ٹھہر سکتے ہیں۔ جبکہ ان کے بعد کوئی رسول اور نبی نہ آوے اور اگر کوئی نبی آجاوے۔ تو پھر آنحضرت صلعم قیامت تک کے لئے باپ نہیں ہو سکتے پس فقرہ خاتم النبیین نے یہ فیصلہ دیا کہ اب نبوۃ بند ہے اور ختم ہے

دوسرا باپ کوئی آنیوالا نہیں صرف آنحضرت صلعم ہی باپ ہیں۔ لا غیر۔ ورنہ یہ امر خود اس آیت سے بھی اور عقل سے بھی ممتنع ہے کہ کوئی جدید رسول یا نبی آجاوے اور وہ روحانی باپ نہ ہو مثلاً فرض کرو۔ کہ جناب میرزا صاحب نبی اور رسول اللہ بنکر تشریف لے آئے تو کیا وہ باپ نہ ہونگے۔ کیونکہ اصول قایم کردہ قرآن (فقرہ رسول اللہ سے) یہ ہے کہ رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ مگر قرآن نے یہ ثابت کرنا ہے کہ اب ابوت روحانی کا جدید سلسلہ ختم ہے۔ صرف ایک محمد رسول اللہ صلعم ہی قیامت تک کی آنے والی نسلوں کے باپ ہیں۔ اور کوئی باپ نہیں آسکتا۔ اور یہ غرض پوری نہیں ہوسکتی تھی جبتک فقرہ "رسول اللہ کے بعد خاتم النبیین" نہ لایا جاتا۔ قادیانی احباب کا یہ جواب کمزور ہے کہ فقرہ رسول اللہ اور خاتم النبیین دونوں ایک مقصد کو ادا کرتے ہیں جیسا کہ میر صاحب کے جواب سے یہ کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے فقرہ رسول اللہ اور فقرہ خاتم النبیین کے معانی جدا جدا بیان نہیں کئے۔ مجھ کو نواب صدیق حسن خاں صاحب کے ایک فقرہ سے بھی جو انہوں نے خاتم النبیین کے معنے میں بیان کیا ہے۔ ایک گونہ خوشی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اے اخرھم الذی ختمھم اوختموا بہ علی قراءۃ عاصم بالفتح وقیل لا نبی بعدہ یکون اشفق علی امتہ واھدی لھم اذ ھو کالوالد لولدہ لیس لہ غیرہ۔

پس آنحضرت صلعم ایسے اب ہیں اولاد کے لئے کہ سوائے اُن کے اور کوئی باپ قیامت تک نہیں پس یہ امر یاد رکھو کہ تمہارا روحانی باپ اور جناب میرزا صاحب کا روحانی باپ محمد رسول اللہ ہیں۔ میر صاحب نے جناب میرزا صاحب کے کلام سے ایک اور غلط استنباط بھی کیا ہے۔ حالانکہ جناب میرزا صاحب کے اس کلام سے ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً میر صاحب نے ایک غلطی کے ازالہ سے یہ قول نقل کیا ہے ولکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ۔ اب اس سے میر صاحب کا مطلب کسطرح ثابت نہیں ہوتا۔

بلکہ ہماری بات ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح پر کہ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم اپنی امت کی روحانی اولاد (جن کو رجال الآخرۃ۔ کہا گیا ہے) باپ ہیں۔ کیوں اسلئے کہ وہ آخری نبی ہیں۔ اور خدا تک سوائے اس رسول اللہ صلعم کے واسطے کے رسائی ممکن ہی نہیں۔ اب اگر دوسرا نبی آجاوے۔ تو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ وہ نبی ہوگا۔ نہ کہ محمد رسول اللہ صلعم اور یہ تو عقلاً و نقلاً بھی غلط ہے کہ نبی یا رسول آوے۔ اور اس سے فیض کوئی نہ پاوے۔ یعنی بالفاظ دیگر کوئی نیض اپنے ہمراہ نہ لاوے۔ یا نبی اور رسول تو وہ ہوا اور فیض پہلے نبی کا جاری ہو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ پس جبکہ بقول جناب میرزا صاحب اب رسول اکرم صلعم کے بغیر کوئی بھی خدا سے فیض نہیں پاسکتا۔ بلکہ جناب میرزا صاحب نے بھی آنحضرت صلعم کے ذریعہ ہی فیض پایا ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ امت اپنے نبی ورسول وقت کے ذریعہ فیض پاتی ہے۔ تو ضرور آنحضرت صلعم خاتم النبیین بمعنے آخر النبیین ہوئے۔ اور ہمارے اور جناب میرزا صاحب کے وہی روحانی باپ یعنے رسول و نبی اللہ ہیں۔ جیسے تمام جہان کے لئے وہ رسول اللہ اور نبی اللہ ہیں۔ ویسے ہی جناب میرزا صاحب کے لئے وہ رسول اللہ صلعم اور نبی اللہ ہیں۔ ہاں بیشک وہ ان کے وارث اور ولی حقیقی اور سچے معنوں میں الولد سر لابیہ کے مصداق صاحب کمال بیٹے ہیں اور ہم نالایق اور ناخلف بیٹے ہیں۔ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔

پس جناب میرزا صاحب نے اس سے تو یہ نتیجہ نکالا تھا کہ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین یعنے اخر النبیین ہونے کی وجہ سے یہ خدا کا فیض ان ہی کے ذریعہ سے آئیندہ ملیگا۔ کیونکہ جناب میرزا صاحب کب ایسی کچی بات کہہ سکتے تھے کہ نبی آوے اور فیض اس سے نہ ملے۔ یا فیض دوسرے سے ملے۔ اگر کوئی نبی آنیوالا ہوتا تو جناب مرزا صاحب یہ فقرہ نہ لکھتے "ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ" (یعنے غیر توسط محمد رسول اللہ۔

اسلئے کہ نبی کی بعثت سے ہی تو مومنین کو فیض الٰہی ملتا ہے۔ پس جب کہ جناب میرزا صاحب نے فیض الٰہی کا حصول محمد رسول اللہ صلعم ہی کی ذات سے قیامت تک کے لئے وابستہ کردیا۔ اور انہی کے وجود میں اسکو منحصر کردیا تو ظاہر ہے کہ ان کو آخر النبیین قرار دیدیا وھو المطلوب۔

مولوی ثناء اللہ کے جواب الجواب میں یہ عبارت ضرور صحیح ہے کہ ملا علی قاری اور صاحب مجمع البحار وغیرہ کا منشا ان عبارات اور معانی کے لکھنے سے صرف اسقدر ہے کہ حضرت عیسٰےؑ کے مکرر نزول کا اعتراض جو آیۃ خاتم النبیین کی وجہ سے وارد ہوتا ہے اسکا اندفاع ہوجاوے۔ مگر حقیقی طور پر نہ وہ جواب صحیح اور کر نہ اعتراض رفع ہوتا ہے۔ اور ملا علی قاری یا اور کوئی یا ثناء اللہ اگر حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی کی وفات تسلیم کر لیتے تو اس اعتراض سے بچ جاتے۔ مگر افسوس نہ وہ سمجھے اور نہ ثناء اللہ سمجھا۔ اور نہ قادیانی صاحب جو سمجھ کر پھر بھول گئے

اگر کوئی نبی آجاوے اپنی اصلی اور حقیقی معانی معینہ شرعی کے لحاظ سے تو بیشک خاتم النبیین کی تکذیب لازم آوے گی۔ اور خاتم النبیین قطعی روک ہے نبی کے آنے کی۔ خواہ پرانا نبی ہو خواہ نیا نبی ہو خواہ پرانا آکر اسی دین کی تتبع ہی کیوں نہ کرے جو ناممکن اور محال ہے۔ اور یہ خلاف نصوص قرآنیہ و احادیث صحیحہ ہے۔ ہاں محدث۔ اور مجدد جو قائمقام انبیاء ورسل ہیں۔ وہ ضرور آویں گے۔ قرآن و حدیث صحیحہ تعامل اھل اللہ ...

شامل ہیں۔ اُن کو مجازی۔ بروزی۔ ظلی نبی کہہ سکتے ہیں۔ مگر یہ شرعی اصطلاحات نہیں ہیں اور یہ اہل کشف اور صوفیاء کرام کی مصطلحات ہیں۔ ایک حدیث مسلم میں صرف اس زمانہ کے مجدد کو نبی اللہ امتیازی طور پر خاص وجوہات کے ماتحت کہا گیا ہے اور ترمذی کی ہیچو تتمہ حدیث میں نبی اللہ کا لفظ نہیں ہے۔ حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو نہیں لیا۔ مسلم اسمیں منفرد ہے حدیث باب الملاحم میں ایک طول طویل عنوان میں ہے۔ جس کے اکثر الفاظ بلکہ تمام مجاز اور استعارات سے لبریز ہیں۔ تمام شارحین اس حدیث کے شرح میں غلطان اور پیچان مختلف الرائے ہیں خود مدعی مسیح موعود نے اُسکو مجاز اور استعارات سے پر تسلیم کیا ہے اور اسکے الفاظ کو ظاہری معانی پر اوتارنے سے انکار کیا ہے۔ بلکہ اُسکو ضعیف و موضوع تک لکھدیا ہے۔ آخر میں جب مخالفین نے اسی پر زور دیا جیسا کہ طرز مباحث کا طریق عمل ہوتا ہے تو مسیح موعود نے حدیث کو تسلیم کرکے جواب دیئے ہیں اور نبی کے معنی لغت کے رُو سے نباء کو ملحوظ رکھتے ہوئے کئے ہیں۔ اور اس جگہ نبی اللہ کے معنے بلحاظ خبر دہندہ کئے ہیں۔ اسلئے میں مجازاً نبی ہوں۔ اور آنحضرت صلعم نے بھی اسی مجازی لحاظ سے آنیوالے کونبی اللہ کہا ہے۔ جو محدث کے حقیقی معنوں کا مترادف ہے پس ملا علی قاری یا مجمع البحار یا کسی اور اہل سنت کا ہیچو تتمہ استدلال میر محمد اسحاق صاحب بطور حجت الزامی فریق مخالف کے سامنے پیش نہیں کرسکتے۔ اسلئے کہ وہ حقیقی اور تحقیقی استدلال نہیں ہے۔ بلکہ تاویلی ڈیفنس کے طور پر ایک غلط مطابقت ہے۔ اور اس تطبیق کو نہ تو مسیح موعود نے قبول فرمایا ہے۔ بلکہ اس کی تردید کی ہے۔ اور نہ قادیانی احباب اور لاہوری احباب اسکو قبول کرتے ہیں۔ اور نہ عقل و نقل صحیح اس تطبیق سے اتفاق رکھتی ہے (کہ وہی مسیح ابن مریم اسرائیلی زندہ ہیں وہ نازل ہوں گے اور محمد رسول اللہ صلعم کے دین اور شریعت پر چلیں گے) اور اسی طرح رسول اللہ بھی ہوں گے۔ اور یہ خاتم النبیین کی نص صریح سے منافی نہیں ہو سکتا) تو پھر ایسی دلیل کو پیش کرنا لغویت نہیں تو اور کیا ہے۔ بیشک تاویل ویسی ہی صحیح ہے جو مسیح موعود نے کی ہے۔ نازل ہونیوالا اسی امت کا ایک شخص پورا متبع رسول مثیل ابن مریم نازل ہوگا جو ہو گیا۔ بوجہ کثرت مکالمہ الٰہی اور پیشگوئیاں کرنے کے اسکو مجازاً نبی کہا گیا ہے اور ہے وہ محدث اور مجدد اس وقت کا اور ایسا محدث جس کو مجازاً نبی کہا گیا ہو خاتم النبیین کا منافی نہیں۔ کیونکہ وہ امتی نبی ہے اور ہر محدث اور مجدد اس لحاظ سے امتی نبی ہوتا ہے۔ گو ہمارا امام بلحاظ مفاسد زمانہ اور دجال کے مقابلہ کے خیال سے ایک عظیم الشان مجدد پہلے مجددین سے ممتاز ہے۔ اور اگر نبی اللہ والی حدیث باوجود اسقدر نقائص کے کہ جو من حیث الروایۃ ودرایۃ ہیں وغیرہ اس میں ہیں۔ قابل قبول ہو تو اسکے معنے سوائے ظلی اور بروزی نبی ہونیکے اور کچھ نہیں جو دیگر مجددین سے ایک امتیاز پیدا کرنے کے لئے حدیث میں کہا گیا ہے۔ اس جگہ میں ایک اور امر بھی ذکر کرتا ہوں جو بعد غور فایدہ سے خالی نہ ہوگا۔

مثلاً آیت زیر بحث میں حرف لکن کے بعد دو جملے مذکور ہیں۔ ایک جملہ "رسول اللہ" اور دوسرا جملہ "خاتم النبیین" بموجب مسلمات قادیانی احباب ان دونوں جملوں کا ترجمہ یہ ہے۔

"اللہ کا رسول" اور "نبیوں کی مُہر" اب اس ترجمہ کو مدنظر رکھ کر میں ایک مثال پیش کرتا ہوں تاکہ ناظرین اس پر غور کریں۔

مثلاً ایک مجمع ہے اور وہاں لوگ جمع ہیں۔ ایک شخص آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں میاں محمود احمد صاحب کا رسول ہوں۔ تمام لوگ مخاطبین اس جملہ کے کہنے سے کہ میں میاں صاحب کا رسول ہوں۔ معاً بلا تامل سمجھ جاتے ہیں۔ کہ کوئی حکم میاں صاحب کی طرف سے یہ شخص لایا ہے۔ اور سب اس حکم کے سننے کے لئے متوجہ ہو جاتے ہیں۔ مگر جب اس فقرہ کے بعد وہ شخص کہتا ہے۔ کہ میں میاں صاحب کی "مہر ہوں" تو سامعین اور مخاطبین کیا سمجھتے ہیں۔ اور اس فقرہ سے اُن کے پلے کیا پڑتا ہے۔ جب کہ فقرہ رسول اللہ سے معاً بلا تامل متکلم کی مراد اہل مجلس مخاطبین سمجھ جاتے ہیں۔ تو فقرہ "نبیوں کی مُہر" سے مخاطبین کیا سمجھتے ہیں۔ ذرہ قادیانی احباب انصاف کو مدنظر رکھ کر اسکا جواب دیں کیا اُسوقت میر محمد اسحاق صاحب یا حافظ روشن علی صاحب قادیان سے اُس رسول میاں صاحب کے ہمراہ آکر اُسکے مطلب کو سمجھاوینگے۔ کہ بھائی "مہر" واسطے تصدیق کے ہوتی ہے اور تصدیق پروانہ کے اوپر ہوتی ہے اور تصدیق کے یہ معنی ہیں کہ آئندہ نبی محمد رسول اللہ صلعم بنایا کریں گے۔ کیونکہ وہ نبی تراش ہیں پہلے نبی خدا تراشا کرتا تھا۔ اور اب کام آنحضرت صلعم کے سپرد ہوا ہے۔ پس نبی وہ ہوگا۔ جس پر محمد رسول اللہ صلعم کی مہر یعنے تصدیق ہو۔ وقس علی ہذا اسقدر لمبی تشریح (وہ نبیوں کی مُہر) کی کرکے بھی مخاطب کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔ جیسا کہ فقرہ "رسول اللہ" سے معاً سمجھ آجاتی ہے۔ کہ متکلم کا اس فقرہ سے مطلب ہے۔ مگر فقرہ "خاتم النبیین" سے کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ مگر جو معنے ہم کرتے ہیں۔ وہ صاف طور پر مخاطب کے سمجھ میں آجاتا ہے۔ وہ خدا کا رسول ہے۔ یعنے خدا کے احکام انسانوں کو پہونچانیوالا۔ اور نبیوں کے ختم کرنیوالا یعنے اسکے بعد کوئی نبی نہیں۔ تمام عالم کا یہی ایک نبی ہے اب کون عقلمند ایک صاف اور سریع الفہم معنوں کو چھوڑ کر ایک گورکھ دہندہ قبول کرے۔ جو بعد اسقدر لمبی چوڑی تشریح پر بھی کچھ مطلب اسکا معلوم نہیں ہوسکتا۔ اور نہ مخاطب کسی نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے۔ بغیر اسکے کہ کوئی

(بقیہ از صفحہ ۳)

"نعم قلت ان اجزاء النبوۃ توجد فی المحدث کلہا ولکن بالقوۃ لا بالفعل فالمحدث نبی بالقوۃ ولو لم یکن سد باب النبوۃ لکان نبیًا بالفعل وجاز علی ان نقول النبی محدث علی وجہ الکمال الخ (صفحہ ۸۰)

اور اس سے اپنے زعم فاسد میں ثابت کرنا شروع کیا کہ چونکہ کل نبی محدث ہوتے ہیں۔ اسلئے اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت میرزا صاحب نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے محدث کا لفظ استعمال فرمایا ہے حالانکہ اس عبارت کو پڑھ کر ہر ایک عاقل معلوم کر سکتا ہے کہ اس عبارت سے یہ ہرگز نہیں نکلتا کہ ہر نبی محدث ہوتا ہے۔

اس سے صرف یہ نکلتا ہے کہ حضرت صاحب نے انبیاء کو محدثوں سے علیحدہ کیا ہے۔ اور بالقوۃ و بالفعل کے لفظوں سے نبی اور محدث کی علیحدہ علیحدہ استعداد دں کو ظاہر کیا ہے اور نبی اور محدث میں ایک بڑا فرق ظاہر فرمایا ہے۔ . . . تو ہمارے موافق تھا نہ کہ مخالف

پھر ہم نے اپنی تائید میں توضیح مرام کا حوالہ پڑھکر بتایا کہ دیکھو یہاں حضرت صاحب محدث ہونیکے مدعی ہیں ایسے محدث جو لغوی نبی کا مرادف اور ہم معنی ہے جسمیں نبی کے عوارض جزئیہ پائے جائیں۔ بلکہ نبی کی ماہیت اور کیفیت جزئیہ بھی اسمیں پائی جائے اور بتایا کہ حضرت صاحب نے ایک خاص قسم کی نبوت اور محدثیت کو مترادف المعنی بیان کیا ہے۔ اس تحریر میں جسطرح محدث کو آپ نے ایک قسم کا نبی قرار دیا ہے۔ اسی طرح ایک قسم کے نبیوں کو یہاں محدث بھی فرمایا ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت میرزا صاحب جس قسم کا نبی محدث کو مانتے ہیں۔ اسی قسم کے نبی کو آپ محدث فرماتے ہیں۔ ان عبارتوں سے خواہ وہ حمامۃ البشریٰ کی ہوں۔ یا آئینہ کمالات اسلام کی یا توضیح مرام کی کل انبیاء کو محدث کہنا نہیں نکل سکتا۔

حضرت صاحب اپنی نسبت بھی محدث کی بجائے لفظ نبی کا استعمال کر جاتے ہیں۔ لیکن جبکہ دوسری جگہوں میں اپنی محدثیت کیساتھ کثرت مکالمہ اور امور غیبیہ کی خصوصیات بیان فرمائی ہیں تو اگر بعض جگہ آپ ان الفاظ کی اس طرح تشریح فرماویں کہ آپ گویا اپنے کو نبی بیان فرما رہے ہیں تو بھی ہمیں ان کا مفہوم یہی سمجھنا پڑیگا کہ آپ اپنی نبوت کو محدثیت کے مفہوم میں بیان کرنیکے لئے ایسا تحریر فرماتے ہیں اور اپنے جیسے ہی مجازاً و استعارۃً نبی کہلانے والوں کو آپ محدث اور محدث کو ہی آپ استعارۃً و مجازاً نبی کہہ رہے ہیں۔ غرض حمامۃ البشریٰ کی عبارت سے کل انبیاء رسل کو محدث کہنے کا مفہوم نہیں نکل سکتا اور اسکی تائید خود محمودیوں کے اس اقرار سے ہوتی ہے کہ حضرت صاحب نے نبی کا محدث نام رکھنے سے انکار کیا ہے۔ چنانچہ وہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سے یہ عبارت پیش کیا کرتے ہیں

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جائے اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہئے۔ تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوۃ کے معنے اظہار امر غیب ہے"

اور کہتے ہیں کہ دیکھو حضرت صاحب نے نبی کو محدث کہنے سے صاف انکار کیا ہے اب اگر حمامۃ البشریٰ وغیرہ عبارتوں سے نبوت کی ایک خاص قسم جو صرف مبشرات سے تعلق رکھتی ہے اور ایک خاص قسم کے نبی جو حضرت صاحب کی اصطلاح میں صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کیا کرتے ہیں۔ محدث بولنا نہ مانا جائے تو یہ تمام مندرجہ ذیل عبارتیں جو حضرت صاحب نے نبوت اور محدثیت کے معنے اور مفہوم کے متعلق لکھی ہیں۔ ایک دوسرے کی تردید کر کے خود باطل اور لغو ہوتی جاتی ہیں کیونکہ حضرت صاحب محدث میں۔ ان شرائط کا پایا جانا ضروری قرار دیتے ہیں (۱) محدث نبی ہو ہی نہیں سکتا رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء (۲) محدث کے لئے نبوۃ تامہ نہیں (۳) محدثیت نبوۃ ناقصہ ہے (۴) محدث میں دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی پائی جانی ضروری ہیں۔ لیکن صاحب نبوۃ تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے . . . محدث کے لئے امتی ہونا لازم ہے) ان ہی تشریحات سے تو ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت صاحب نے جو النبی محدث فرمایا وہ خاص قسم کے نبیوں کے متعلق ہی فرمایا ہے نہ کہ کل نبیوں کے متعلق جیسا کہ پیچھے اسکا بیان آچکا ہے۔ اب اگر ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے تو اسکا منطقی قطعیہ یوں بنیگا۔

ہر ایک نبی محدث ہوتا ہے	
ہر ایک محدث غیر نبی ہوتا ہے	کبریٰ
ہر ایک نبی غیر نبی ہوتا	نتیجہ
ہر ایک نبی محدث ہوتا ہے	صغریٰ
ہر ایک محدث امتی ہوتا ہے	کبریٰ
ہر ایک نبی امتی ہوتا ہے	نتیجہ

(۳) محمودیوں کا اصول تو یہ ہے کہ حضرت میرزا صاحب کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کوئی تحریر جس میں نبی یا محدث کے متعلق تعریف ہو قابل اعتبار نہیں اسلئے ان کو اپنے اصول کے مطابق یہ دکھانا چاہئے کہ حضرت میرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء کے بعد کہاں لکھا ہے کہ النبی محدث کیونکہ انکے اصول کے مطابق تو حضرت میرزا صاحب ۱۹۰۱ء سے پہلے نہ نبی کے معنے جانتے تھے نہ محدث کے۔ پس جو شخص نہ نبی کے معنے جانتا ہو نہ محدث کے اسکی عبارت سے دکھانا جو انکے نزدیک منسوخ اور ساقط الاعتبار ہے۔ کہ نبی محدث ہوتا ہے کس قدر قابل شرم ہے۔

محمودی باطل فرقہ یہ تو نہیں بتا سکتا کہ اس اصول کا ماخذ کیا ہے۔ کیا قرآن مجید میں لکھا ہے۔ کہ ہر ایک نبی محدث ہوتا ہے۔ یا حدیث شریف میں آیا ہے۔ یا آج تک کسی ولی اور امام اور بزرگ کی کسی کلام میں یا کسی لغت کی کتاب میں یا حضرت میرزا صاحب کا کوئی ایسا کلام دکھا سکتے ہیں جس میں حضرت نے کسی نبی کا جو مسلم فریقین نبی ہیں نام لیکر بتایا ہو کہ وہ محدث بھی تھے۔ . . . عمر الدین محمودی پر افسوس آتا ہے۔ کہ بحث تو کرنے بیٹھا اس امر پر کہ ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے اور سند میں عبارتیں وہ پیش کرتا ہے جو میرزا صاحب کی لاعلمی اور عدم فہمی قرآن کے زمانہ کی ہیں

. . . . مگر میاں محمود احمد اور ان کے پیروؤں کی جرأت یہاں تک ہے کہ وہ حضرت نبی کریمؐ کیلئے محدث کا لفظ استعمال کرتے ہوئے نہیں شرماتے

بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے محدث کا لفظ حضرت میرزا صاحب کی زبان سے نکلا ہوا تجویز کر دیتے ہیں۔ جس کا نہ کوئی اشارہ حضرت میرزا صاحب کی تحریروں میں نہ تقریروں میں نہ حدیث میں نہ قرآن میں نہ اولیاء اللہ کے کلام میں اور نہ کسی تفسیر میں نہ دنیائے اسلام میں کسی مسلمان کی زبان میں نہ کہیں نہ کہیں۔ اس طاغوت عمر الدین محمودی نے اتنا نہ سوچا کہ محدث کا مفہوم اگر کچھ ہے تو یہ ہے کہ امتی ہو کر جو شخص کمال کو حاصل کرے وہ محدث ہے تو کیا ہر ایک نبی امتی بھی ہوتا ہے۔ جس نے امتی ہو کر اسطرح کمال حاصل کیا ہو۔ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کہنا جائز ہے کہ آپ محدث بھی تھے لعنۃ اللہ علی الکاذبین . . . .

. . . . دیکھو یہ قاعدہ کلیہ کہ ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ کیسا منطق تال . . . . . ہے

یہ تو عقل و نقل کے خلاف ہے جو لوگ انبیاء اللہ کو محدث کہتے ہیں۔ جن کی نسبت حدیث میں غیر نبی ہونیکی شرط لگی ہوئی ہے وہ آج توبہ کرلیں۔ انبیاء اللہ کی ہتک سے باز آجائیں۔ . . .

جہاں تک توضیح مرام یا حمامۃ البشریٰ یا آئینہ کمالات کی عبارتوں کا سوال ہے ان کے اگر یہ معنے نہ کئے جائیں کہ صرف لغوی مفہوم میں جن پر لفظ نبی بولا جاتا ہے وہ محدث بھی ہوتے ہیں۔ تو پھر حضرت میرزا صاحب کی وہ مسلمہ عبارتیں جو آپ نے نبیوں کی تعریف کے متعلق لکھی ہیں کہ وہ . . . نہیں ہوتے۔ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ ع کے متعلق لکھا ہے کہ ان کو امتی کہنا ایک کفر ہے۔ جو ایک ہی شان نبوت اپنے اندر رکھتے ہیں وہ براہ راست نبوت کا مقام حاصل کرتے ہیں یہ بالکل دریا برد ہوتی ہیں اور سخت تناقض ان میں واقع ہوتا ہے کیونکہ یہ بات تو مسلم ہے کہ محدث پہلے نبیوں کی اتباع سے ہوا کرتے تھے اور کوئی بھی نبی جو آنحضرتؐ تک نبی ہوئے کبھی نبی کی اتباع سے نبی نہیں ہوا۔ اسی لئے حضرت صاحب نے صرف انبیاء کی ہی نسبت لکھا ہے کہ انکو براہ راست نبوت کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ محدثوں کی نسبت کہیں نہیں لکھا ہے کہ ان کو بھی محدثیت براہ راست ملا کرتی تھی۔ پس جو چیز براہ راست مل نہیں سکتی بلکہ کسی نبی کی اتباع سے ہی ملتی ہے۔ اسکی نسبت نبیوں کی طرف کرنی اور یہ کہنا کہ ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے اگر پرلے درجہ کی جہالت اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے یا تو اس دعویٰ کا ثبوت قرآن کریم سے دینا چاہئے کہ ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ یا کم از کم حدیث نبوی سے یا پھر مسیح موعود کے . . کلام سے . . . .

. . . . لیکن تینوں جگہوں سے یہ ثبوت نہیں مل سکتا کہ ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے۔

یہ تقریر تھی جو اس بحث میں کیگئی تھی۔ مگر اس تقریر کے جواب میں جسقدر بدتہذیبی اور بدزبانی سے میاں عمر الدین شملوی نے کام لیا اسکا اندازہ تو وہ احباب ہی جانتے ہیں جو وہاں موجود تھے۔ عمر الدین محمودی کی تمام افترا پردازیوں اور غلط بیانیوں کی بنا اس امر پر تھی کہ وہ پہلے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے سب نبیوں کو محدث لکھا ہے اسلئے حضرت نبی کریم بھی آپکے نزدیک محدث تھے لیکن جب حضرت صاحب کی کسی عبارت سے یہ ثابت نہ ہو سکا تو پھر بدتہذیبی اور بدکلامی پر اتر آیا۔ مجلس میں چونکہ مختلف طبائع کے لوگ موجود تھے بعض . . .

تازہ خبریں

جنگ ترکی و یونان

پچیس ہزار فنا فی النار

(از نامہ نگار) اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

سمرنا ۲۸ ستمبر ۔ ۱۰ اگست میں اناطولیہ میں جنگی کارروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے رائیٹر نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ اب تو یہ بالکل عیاں ہے کہ یونانیوں کو جارحانہ کارروائی میں ناکامی سے بہت سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ جب یونانیوں نے دریائے سکاریہ کو عبور کیا تو ان کا میمنہ بہت دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ترکوں نے حملہ کے جواب میں ایسا حملہ کیا کہ یونانیوں کے دو ڈویژن منتشر ہو گئے۔ اور نہایت بے ترتیبی سے سر پر پاؤں رکھ کر پسپا ہوئے ان میں یونانی توپخانہ بھی تھا۔ ترکوں کی دوسری صف نے یونانیوں کی مکمل مدافعت کی۔ یونانی تھک چکے تھے ترکوں نے اپنے محفوظ سپاہیوں اور تازہ دم فوج کی مدد سے جارحانہ کارروائی شروع کر دی یونانیوں کے جنرل سٹاف نے گھبراہٹ میں جلسہ منعقد کیا اور دریائے کے اس طرف چلے جانے کا فیصلہ کیا۔

اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس لڑائی میں یونانیوں کے پچیس ہزار آدمی کام آئے ہیں۔ ترکوں کو بھی بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

فدایان ملک و ملت کا مقدمہ

(۱۵ اکتوبر کو سشن جج کی کچہری میں)

کراچی ۲۰ ستمبر گرفتار شدہ راہنمایان ملک و ملت کی استدعا اور حکام کی خاموشی پر ان کا مقدمہ بہت جلد سشن جج کی کچہری میں شروع ہو جائیگا۔ غالباً پندرہ اکتوبر کو سماعت شروع ہوگی۔

سانپ کے کاٹے کا علاج

"دی ٹائمز آف انڈیا" کے ایک نامہ نگار نے حیدرآباد دکن سے سانپ کے کاٹے کا ایک علاج لکھ بھیجا ہے۔ نامہ نگار رقمطراز ہے کہ جب کسی شخص کے سانپ کاٹ جائے اسی وقت پانچ تولے تمباکو دس تولے پانی میں خوب اچھی طرح گھولیں اور پھر اسکو چھان کر اسکا پانی مارگزیدہ کو پلا دیں۔ اگر مارگزیدہ بیہوش ہو تو یہی دوا چمچے سے اسکے منہ میں ڈالدیں۔ اگر جبڑے بند ہو گئے ہوں تو یہی گھلا ہوا تمباکو اسکے نتھنوں کے ذریعہ سے داخل کر دیا جائے۔ جونہی یہ تلخ و ناگوار تریاق مارگزیدہ کے پیٹ میں پہنچیگا اسی وقت اسے قے شروع ہوگی۔ جتنی زیادہ قے آئیگی اتنا ہی زہر کا اثر کم ہوتا جائیگا۔ اور ایک گھنٹے

[illegible]

[illegible]

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۹ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ ہجری مطابق ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

الموعظۃ الحسنۃ — کلام مسیح موعود

مکالمات الٰہیہ کا شرف کب حاصل ہو سکتا ہے؟

حضرت مسیح موعود کے قلم سے ایک خط کا جواب

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے یہ تمام خط پڑھ لیا ہے۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ انسان مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بڑا مشکل امر ہے۔ جب تک انسان فنا کی حالت تک نہ پہنچے اور وہ خدا کی سخت آزمائشوں کے وقت صادق نہ ٹھہرے اور کئی موتیں اس پر وارد نہ ہوں اور کئی قسم کی تلخیاں خدا کی راہ میں نہ اٹھاوے اور جب تک کہ ہر ایک قسم کی نفس پرستی اور عجب یا شہرت کی خواہش اس سے دور نہ ہو اور جب تک کہ سچی تبدیلی اس میں پیدا نہ ہو اور جب تک کہ خدا کی رضا جوئی کے نیچے ایسا محو نہ ہو کہ کچھ بھی نہ رہے اور جب تک کہ وہ خدا کو وہ استقامت نہ دکھاوے کہ بارش کی طرح اس پر بلائیں برسیں اور وہ صابر رہے۔ اور جب تک کہ اس کا حقیقی تعلق خدا سے نہ ہو جاوے۔ کہ تمام نفسانی پر و بال جھڑ جائیں۔ اور تمام سفلی خواہشیں جل جاویں اور جب تک کہ نفس لوامہ کا جنگ ختم نہ ہو جاوے۔ اور جب تک یہ آگ اس میں پیدا نہ ہو کہ وہ خدا کی رضا کو اپنی تمام اور کامل مراد بنا لے۔ اور دوسری تمام مرادیں اور حقیقت

معدوم ہو جاویں - اور جب تک ایک تپش اور خلش لازمی طور پر خدا کی محبت میں اسکے سینے میں پیدا نہ ہو جائے - اور جب تک کہ وہ درحقیقت خدا کے لئے ذبح نہ ہو جائے - اور جب تک کہ اسکی ہستی پر ایک بھاری انقلاب نہ آوے - اور جب تک کہ وہ خدا کے مقابل پر صفت انسانوں کے دقت اور اسکے جلال ظاہر کرنے کے لئے ہر ایک لحظہ میں اور ہر ایک حالت میں فدا ہونیکے لئے تیار نہ ہو اور جب تک کہ ریا کی تمام جڑیں اور عجب کی تمام جڑیں اور نفسانی غضب کی تمام جڑیں اور نفسانی حسد کی تمام جڑیں - اور نفسانی خود نمائی کی تمام جڑیں اسکے دل سے بکلی دور نہ ہو جاویں - اور جب تک کہ خدا کی عظمت ایسے زور سے اس پر اثر نہ کرے کہ دوسروں کا تمام وجود ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح محسوس ہوں - نہ ان کی ستائش سے خوش ہو نہ اُن کی مذمت سے رنج پہونچے - اور جب تک کہ ایک سچی اور پاک قربانی اپنے تمام وجود اور تمام قوتوں کی خدا کے سامنے پیش نہ کرے - اور جب تک کہ نہ معمولی طور سے بلکہ اسکے ساتھ زندہ ہو - اور جب تک کہ اسکے لئے ہر ایک تباہی اپنے ہاتھ سے کر لینے کے لئے تیار نہ ہو - اور جب تک سچی اور کامل محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسمیں پیدا نہ ہو - اور جب تک کہ وہ سچے اور کامل طور پر اعلاء کلمۃ الاسلام کا عاشق نہ ہو - تب تک ہرگز ہرگز مکالمات الٰہیہ سے مشرف نہیں ہو سکتا - اسی کی طرف خدا تعالےٰ نے ان دو مختصر لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسٰھا ایسے لوگوں کی دماغی بناوٹ بھی ایک خاص ہوتی ہے جسقدر ان پر غم پڑتے ہیں - اور جسقدر وہ متواتر نہایت سنگین امتحانوں کے ساتھ آزمائے جاتے ہیں اور ایک لمبا سلسلہ ناکامی کا دیکھنا پڑتا ہے اور کسی شخص کا دل و دماغ ایسا نہیں ہوتا - اور اگر ان کے مسلسل غموں میں سے کچھ تھوڑا غم بھی دوسرے پر پڑے تو یا تو وہ مرجاتا ہے اور یا دیوانہ ہو جاتا ہے - پس مکالمات الٰہیہ کی اپنے نفس سے خواہش نہیں ظاہر کرنی چاہیئے - خواہش کرنے کے وقت شیطان کو موقع ملتا ہے اور ہلاک کرنا چاہتا ہے - بلکہ اپنا مدعا اور مقصود یہ ہونا چاہئے - کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق تزکیہ نفس حاصل ہو اور اسکی مرضی کے موافق تقویٰ حاصل ہو - اور کچھ ایسے اعمال حسنہ میسر آجاویں کہ وہ راضی ہو جاوے پس جس وقت وہ راضی ہو گا - تب اس وقت ایسے شخص کو اپنے مکالمات سے مشرف کرنا اگر اسکی حکمت اور مصلحت تقاضا کرے گی تو وہ خود عطا کر دیگا - اصل مقصود اسکو ہرگز نہیں ٹھہرانا چاہیئے یہی ہلاکت کی جڑ ہے - بلکہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق احکام الٰہی کی پابندی نصیب ہو - اور تزکیہ نفس حاصل ہو - اور خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت دل میں بیٹھ جائے اور گناہ سے نفرت ہو - خدا تعالیٰ نے بھی یہی دعا سکھائی ہے - کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پس اس جگہ خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ تم یہ دعا کرو کہ ہمیں الہام ہو - بلکہ یہ فرمایا ہے کہ تم یہ دعا کرو کہ راہ رحمت ہمیں نصیب ہو ان لوگوں کی راہ جو آخر کار خدا تعالیٰ کے انعام سے مشرف ہو گئے - بندہ کو اس سے کیا مطلب کہ وہ الہام کا خواہشمند ہو اور نہ بندہ کی اسمیں کچھ فضیلت ہے - بلکہ یہ تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے نہ بندہ کا عمل تا کہ اس پر اجر کی توقع ہو - اور پھر جبکہ انسان کے ساتھ یہ آفتیں بھی لگی ہوئی ہیں کہ کبھی حدیث النفس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسی کو الہام سمجھنے لگتا ہے پس یہ کسقدر خطرناک راہ ہے بغیر خدا کی زبردست شہادتوں کے ایسے الہام کب قبول کے لائق ہیں سخت بدقسمت وہ لوگ ہیں کہ کبھی اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے کہ کن کن باتوں میں وہ خدا کے نزدیک پاس یافتہ ٹھہر سکتے ہیں اور کن کن آزمائشوں کے بعد ان کا صدق خدا کے نزدیک ثابت ہو سکتا ہے ان سخت گھاٹیوں کے طے کرنے سے پہلے ہی الہام کے خواہشمند ہو جاتے ہیں - اس سے پرہیز کرنا چاہیئے اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہونا چاہیئے الہام بغیر پورے تقویٰ اور پوری جانفشانی اور پوری محویت کے طبل تہی ہے اور سخت خطرناک اور زہر قاتل ہے - انسان جس سے قریب ہوتا ہے اسی کی آواز سنتا ہے - پس پہلے خدا سے قریب ہو جاؤ اور شیطان سے دور - تا خدا کی آواز سنو

خاکسار میرزا غلام احمد

الحکم ۲۴ / نومبر ۱۹۰۷ء

اخبار احمدیہ

حضرت امیر المومنین سیدنا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۷ / اکتوبر بروز جمعہ بمبئی میل میں ٹھیک ۸ بجے ۔ منٹ پر صبح لاہور تشریف لے آئے - اسٹیشن پر استقبال کیلئے اکثر بزرگ اور دوست موجود تھے - حضور نے دو گھنٹے کامل مسجد احمدیہ میں قیام فرمایا - قریباً تمام احباب مسجد میں موجود تھے - مسلمانوں کے تنزل و ادبار پر مختلف پہلوؤں پر گفتگو ہوتی رہی اسکے بعد حضور اپنے مکان پر تشریف لیگئے - جمعہ کا خطبہ نہایت ہی مؤثر اور بے نظیر خطبہ تھا افسوس کہ ضبط نہیں ہو سکا - حضور نے سورۃ النحل کی آیت ۹۲ یعنی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ۰ سے لیکر آیت ۹۹ تک یعنی من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون تک پڑھ کر اسپر ایک ایسی بے نظیر اور پر معارف تفسیر فرمائی کہ کچھ بیان نہیں ہو سکتی انشاءاللہ کوشش کی جائیگی کہ اس تفسیر کو کسی آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے - حضور نے اپنے خطبہ جمعہ میں اسپر مفصل بحث فرمائی کہ قوم کے متفقہ رائے سے جو فیصلہ ہو اسپر تمام قوم کو کاربند ہونا چاہیئے - احباب کو احمدیہ انجمن اور حضور امیر المومنین کے متفقہ فیصلہ کو حالات حاضرہ میں نگاہ رکھنا چاہیئے - خوش نصیب ہے وہ قوم کہ جسکا امیر ہز ہولی نس آف قادیان کی طرح تقدس آب کے چھوٹے خطاب اپنے نام کیساتھ نہیں رکھتا اور میاں محمود احمد گدی نشین کی طرح یہ نہیں منواتا کہ اسلام میں میں ہی خلیفۃ المسلمین اور واجب الاطاعت امام ہوں - میرا منکر خدا اور رسول کا منکر ہے - میرا حکم خدا کا حکم ہے میرا مطیع خدا کا مطیع ہے جو کچھ ہوں اب میں ہی ہوں - میری بیعت میں جو ہے احمدی ہے ورنہ غیر احمدی یا غیر منافق اور کافر ہے - بلکہ قرآن کریم کے حکم وامرھم شوریٰ بینھم پر چلنے کی ہدایت فرماتا - اور قومی مشورہ کی انتہائی قدر کرتا ہوا خود سب سے پہلے اس پر کاربند ہوتا ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۹ ۔ مورخہ ۹ صفر ۱۳۴۰ ہجری ۔ نمبر ۱۵

میاں محمود احمد صاحب کا تیسرا نکاح

اور

مولوی سرور شاہ صاحب کا خطبہ نکاح

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

شرک کی اقسام میں سے انسان پرستی بڑی خطرناک ہے۔ اسی لئے دنیا میں توحید کو قائم کرنیوالے سب سے بڑے عظیم الشان انسان نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کیساتھ اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ کو اس طرح چسپاں کیا کہ کسی وقت بھی الگ نہیں ہوتا۔ اذان میں نماز میں ہر حالت میں دونوں فقرے ایکدوسرے کیساتھ مدغم ہوتے رہتے ہیں اسی لئے کہ قوم میں انسان پرستی نہ پیدا ہوجائے۔ مسیحی دنیا باوجود اس قدر ادعائے تہذیب و دعوئ علم و فضل کے ابھی تک انسان پرستی سے نجات نہ پا سکی۔

دنیا میں ہزار ہزار احسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ انسان پرستی اور شرک کا کامل طریق پر جڑ کاٹی۔ اور کلمہ طیبہ کو مکمل اسی وقت کیا۔ جب انسان پرستی کی جڑ کلمہ پر کارہ رکھ لیا۔ مسیح موعود اس زمانہ کے مجدد نے بڑا زور کسر صلیب پر لگایا دوسرے لفظوں میں انسان پرستی کا ہی قلع قمع کرنا چاہا۔ مگر کیا عجب بات ہے کہ اسی کی جماعت کا ایک حصہ جب غلو کی طرف جاتا ہے۔ تو پھر اسی انسان پرستی کے گڑھے میں گرتا ہے۔ اس کا نمونہ دیکھنا ہو تو میاں محمود احمد صاحب کے تیسرے نکاح کے موقعہ پر مولوی سرور شاہ صاحب کا خطبہ ملاحظہ کر لو۔ جو الفضل میں شائع ہوا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب ایک قوم صراط مستقیم سے گرتی ہے تو اسفل السافلین پر پہونچکر دم لیتی ہے۔ اور غلو کا نتیجہ یہی ہوا کرتا ہے۔ کون مولوی سرور شاہ؟ میاں محمود احمد صاحب فضل عمر خلیفہ ثانی مصلح موعود کا استاد! بڑا علامہ ابن الفضا! میاں صاحب کی عدم موجودگی میں نمازوں کا امام! میاں صاحب کا نکاح خوان!

وہ میاں صاحب کے نکاح کا خطبہ پڑھتے ہیں۔ خطبہ کیا ہے۔ اچھا خاصہ میاں صاحب کے تیسرے نکاح کا معذرت نامہ ہے۔ سارا قصہ سنایا ہے کہ کیا وجہ ہوئی کہ تیسرا نکاح میاں صاحب کو کرنا پڑا۔ خود خلیفہ صاحب دولہا ہوں۔ براتی ان کے مرید ہوں۔ جو جان و دل سے ان کے ہر ایک فعل کو منجانب اللہ سمجھتے ہوں۔ ایسی صورت میں اس افسانہ کو دوہرانے کی کیا ضرورت پیش آئی کہ معذرت کے طور پر وہ تمام مجبوریاں بتائی جائیں جن کے ماتحت یہ نکاح درپیش آیا۔ اور مجبوریاں بھی یہی تھیں۔ کہ وہ خاندان نبوت کے ایک صاحبزادے کی بیوہ تھی باہر نہیں جا سکتی تھی۔ شاید میاں صاحب کو کوئی خواب بھی آ گئی تھی۔ خدا جانے یہ مجبوریاں کس شریعت کے ماتحت تھیں۔ اور کس مذہب کے یہ اصول ہیں کہ جن کے ماتحت انسان کو مجبورًا ایسی صورت میں نکاح کرنا پڑتا ہے شاید مصلح موعود جو نبی ہونیکے امیدوار ہیں۔ یا نبی بن چکے ہیں۔ اور انہیں ابھی پتہ نہ لگا ہو۔ یہ نئی شریعت لائے ہوں۔ اور یہ نئے اصول ابھی بطور تمہید کے ہوں۔ بہرحال جو کچھ بھی تھا سو تھا۔ خلیفہ فضل عمر کا ایک فعل تھا۔ اور وہ بوجہ معصوم عن الخطاء ہونیکے درست تھا۔ ٹھیک تھا۔ پھر مولانا صاحب کو کیا ضرورت پیش آئی۔ کہ وہ خطبہ میں معذرت کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر جو کوئی ان کے پیش کردہ عذرات کو تسلیم نہ کرے۔ اس میں گندگی ہونے کے زجر سے مؤکد فرماتے ہیں۔ ان کے اس طرز کلام سے شبہ پڑتا ہے کہ بعض مرید یا مریدنیاں اندرونی طور پر کچھ چہ میگوئیاں کرتے ہوں گے۔ جس کی وجہ سے مولانا کو حق استادی اور حق نمک ادا کرنے کے لئے یہ خطبہ پڑھنا پڑا۔ جس میں میاں صاحب کی بریت کرنے کی کوشش کی ہے۔

ہم نے تو ایسی افواہوں کو وقعت نہیں دی تھی۔ جو بعض لوگ مشہور کرتے تھے افواہیں خواہ سچ ہوں یا غلط ہمارے لئے کچھ عجیب نہ تھیں۔ اور نہ قابل وقعت تھیں مگر مولانا کے اس خطبہ نے خواہ مخواہ توجہ کو کھینچ لیا۔ کیونکہ انکے خطبہ سے پانی مرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ کیوں میاں صاحب کے اس فعل کی بریت کرنے کھڑے ہو گئے ہیں نکاح کیا تھا۔ اچھا کیا تھا۔ شرعًا جائز تھا۔ بلکہ بقول انکے مومن کامل بننے کے لئے ضروری تھا۔ اور ہم تو یہ خبر سننے کے از حد متمنی ہیں کہ کب چوتھا نکاح ہوتا ہے تا میاں صاحب کامل مومن ہو کر نبی بن جائیں۔ ابھی تو پونے مومن ہیں۔ نبوت کے امیدوار کو ضرور ہے کہ چار نکاح کرے۔ کیونکہ بقول میاں صاحب مومن تب ہی کامل ہوگا۔ اور بغیر مومن کامل ہوئے انسان نبی کس طرح بن سکتا ہے۔ جب میاں صاحب لوگوں کو نبی بننے کی راہیں قرآن مجید سے بتا سکتے ہیں۔ تو وہ خود ان پر کیوں نہ عمل کرتے ہوں گے۔ اور جب عمل کرتے ہوں گے تو وہ خود نبی کیوں نہ بنیں ہاں البتہ ایک کسر رہ گئی ہوئی ہے۔ وہ یہی چوتھا نکاح۔ سو ان شاء اللہ وہ بھی ہو رہیگا۔ مگر آگے دفعہ مولوی سرور شاہ صاحب خدا کے لئے کوئی معذرت نامہ نہ پڑھیں۔ کیونکہ

اس سے خواہ مخواہ شبہ پڑتا ہے۔ نکاح کے وجوہات پر بحث کرنے کی کہاں ضرورت ہے تیرہ سو برس ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر اسوقت تک کوئی خطبہ نکاح کا ایسا نہیں سُناگیا۔ جس میں بجائی تقویٰ کے پرکار بند ہونیکے لئے نصائح اور پند و وعظ کے نکاح کی وجوہات بیان کی گئی ہوں۔ اور پھر لازم ہے کہ کہدیا کہ معذرت نامہ پر جو ایمان نہ لائے اُس کی فطرت میں گندگی ہے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ کسی شریر انسان نے لوگوں میں مشہور کیا کہ میں ایک ایسا وظیفہ جانتا ہوں کہ اگر رات بھر پڑھا جائے تو خدا کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اگر حرامی ہوگا تو نظر نہ آئیگا۔ چنانچہ جس جس نے پڑھا۔ نظر تو کچھ بھی نہ آیا۔ مگر حرامی کہلانیکے خوف سے سب کہتے چلے گئے کہ ہاں خدا کو دیکھ لیا۔ اور اس طرح اس شخص کی پیری خوب چلی۔ یہی جال مولانا نے بچھایا کہ لوگ اسی ڈر سے کہ کہیں ان کی فطرت گندی نہ کہلاوے۔ خواہ معذرت نامہ درست ہو یا نہیں۔ اس طرح اس پر آنکھ بند کرکے ایمان لانے کے لئے مجبور ہو جائیں گے۔ خیر یہ تو باتیں ضمناً درمیان میں آگئیں۔ آمدم بر سر مطلب۔ ایک جدت مولانا نے اپنے خطبہ نکاح میں عجیب و غریب کی ہے وہ یہ کہ معذرت نامہ کے بعد ایک درخواست میاں صاحب کی خدمت میں کی ہے جس میں انسان پرستی کی گندگی کی ایسی بدبو آتی ہے کہ ایک سلیم الفطرت موحد انسان کی روح کانپ اٹھتی ہے۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مولانا بالفضل اولنا جناب سرور شاہ صاحب اپنے خطبہ نکاح کے آخر میں یہ تبلاکر کہ خدا کے پیارے اطفال اللہ یعنے خدا کے بچے ہوتے ہیں یوں گویا ہوتے ہیں وہ اسکا راز یہی ہے کہ وہ جس کا نکاح ہوتا ہے۔ اگر خدا کے اطفال میں سے ہے تو ضرور ہے کہ جس طرح باپ کو بیٹے کی شادی پر بخشش دینے کا خیال ہوتا ہے۔ اور جس طرح خدا نے یہ فطرت رکھی ہے کہ باپ یا جو خاندان کا بڑا آدمی ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر بخشش کے لئے اپنے ہاتھ کھولتا ہے۔ اسی طرح اہل اللہ کے نکاح کے وقت خدا تعالےٰ بھی خاص بخشش کرتا ہے۔ اس اصول کو قایم کرکے مولانا جماعت کو ترغیب دیتے ہیں کہ میاں صاحب جو خدا کے بچے ہیں اور دولھا بنے ہیں۔ عرض کریں کہ وہ اپنے خدا باپ سے جو اسوقت بیٹے کی شادی میں خوش خوش بیٹھا ہوا ہے۔ دعا کریں کہ ان کی خواہشات کو پورا کرے۔ پہلی خواہش تو سلسلہ کی ترقی بتلائی ہے۔ اور دوسری خواہش خود اُن کے الفاظ میں سن لو۔

ہر ایک کا ایک ایک مقصد پورا ہو دوسری دعا دنیاوی مقاصد کے لئے ہو کسی کو شادی کی ضرورت ہے کسی کو اولاد کی ضرورت ہے۔ کسی کو روزگار کی ضرورت ہے۔ کوئی مقروض ہے۔ اسلئے یہ بھی دعا ہو کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں۔ وہ ایک ایک جو مقصد رکھتے ہیں۔ وہ پورا ہو جائے ؎ ذرا دل کی آنکھوں کو کھولو اور مولانا کے خطبہ پر کان لگاؤ اور جو وہ فرما رہے ہیں اُسکا نقشہ تصور کی آنکھ سے دیکھو۔ تمہیں نظر آئیگا۔ کہ خدا باپ آج خوش خوش عرش پر بیٹھا ہوا ہے۔ بیٹا دولہا بنا ہوا ڈولا بیاہ کر لایا ہے بخشش کا دریا موج پر ہے۔ جس طرح دولھا کے باپ سے کمیں لوگ بھنگی۔ سقہ۔ دہولی۔ نائی۔ ڈوم ڈہاری۔ بھانڈ نقال انعام مانگنے آجاتے ہیں۔ اور باپ خوش خوش ہوکر بیٹے کے صدقہ میں انعام دیتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا باپ کے سامنے مولانا سرور شاہ بمعہ اپنی موالی کھڑے ہیں۔ دولھا بیٹے سے عرض ہو رہی ہے کہ خدا باپ سے کہہ کہہ کر ہمیں بھی انعام دلوائیے۔ ہمارے مقاصد بھی پورے ہوں۔ کیونکہ خدا باپ کی خوشی کا وقت ہے۔ یہ وہ معرفت کا دریا ہے جو اس خطبہ میں مولانا نے بہایا ہے۔ مومن کے اپنا خدا پرستی۔ توکل۔ صبر۔ رضا تسلیم شفقت علے خلق اللہ۔ تقوےٰ و طہارت پر خدا کا خوش ہونا۔ تو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ مگر یہ اطفال اللہ کے ڈولا بیاہ لانے پر خدا کا خوش ہونا اور انعام و اکرام دینا کہیں قرآن و حدیث میں لکھا ہے۔ یا مولانا کی جدت طرازی اور نکتہ آفرینی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں خوشامد پرستی اور انسان پرستی نے خدا کا کیا نقشہ کھینچا ہے کہ انسان کو شرم آجاتی ہے۔ اس میں اس اسلام کی ہتک ہے۔ جس نے خدا کی صفات اور معرفت کو ایسے صحیح اور کامل طریق پر بیان کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر نا ممکن ہے۔ اور اسی لئے وہ کامل مذہب کہلایا۔ ایک انسان سے مولانا درخواست کر رہے ہیں کہ وہ ڈولا بیاہ لائے ہیں۔ اسلئے اپنے خدا باپ سے ہر ایک کا ایک ایک مقصد پورا کروا دیں۔ خدا کو بھی نعوذ باللہ جیسا بخیل اور تنگدل سمجھا ہے۔ کہ ایسی خوشی کے موقعہ پر بھی ایک ایک ہی مقصد پورا کرنے کی درخواست کی ہے۔ اگر کسی کے ایک سے زیادہ مقاصد ہوں تو ان کا رکھنے کے ڈر سے انہیں بالفعل نظر انداز کر دیا گیا۔

اب کیا ہے مرید روز دعائیں کیا کریں گے کہ خدا کے بیٹے کی کب شادی ہو۔ جو خدا باپ سے پھر اپنے مقصد پورے کروائیں۔ ان سب باتوں سے بڑھ کر جو رونے کا مقام ہے وہ یہ کہ مولانا تو اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ ایسے خطبے وہ پڑھ دیا کرتے ہیں۔ مگر غضب تو یہ ہے۔ کہ حضرت مصلح موعود میاں محمود نکاح کے جلسہ میں موجود۔ وہ اس لغویت کو روکتے نہیں۔ بلکہ مزہ لے لے کر سنتے ہیں۔ بلکہ دوسرے وقت میں اس خطبہ کے کسی فقرہ پر کچھ ریمارکس بھی کئے جو ان کی خوشنودی پر دلالت کرتے تھے۔ یوں تو اکثر ان کے مرید کہدیا کرتے ہیں کہ جو کچھ اخباروں میں نکلتا ہے۔ میاں صاحب اُن کو قطعاً خبر نہیں ہوتی اور خود میاں صاحب بھی یہی ظاہر کیا کرتے ہیں۔ کہ انہیں علم نہیں ہوتا۔ اور واقعی انہیں علم بھی ہو تو کیوں کر ہو۔ اوّل تو سیر و شکار سے فرصت نہیں۔ دوم وہ کذب زدنی علماً کی حد سے آگے نکل گئے ہوئے ہیں۔ وہ علم لدنی کے مظہر اور عقل کل اور خود معلم و مزکی ہیں۔ انہیں کسی مشورہ اور علم حاصل کرنے کی ضرورت ہی کیا۔ جو کسی اخبار یا کتاب کا مطالعہ کریں۔ مگر قیامت تو یہ ہے کہ اس جلسہ میں حضرت خلافت پناہی بنفس نفیس موجود تھے۔ جس سے انکار نہیں کر سکتے۔ پھر خدا کی صفات

پر۔ عزت الٰہی پر۔ توحید پر۔ اسلام پر یہ حملہ ہو۔ اور وہ چپ سنا کیئے۔ اور خدا کا بیٹا بننے کی خوشی میں مزے لیتے رہے۔ صاحبزادگی کا زمانہ اور تھا۔ اسوقت اگر اپنی تعریف سُن کر خوش ہو لیا کرتے تھے۔ اور اپنی خوشامد کو نظر استحسان سے دیکھتے تھے۔ تو خیر ہرچہ گذشت گذشت۔ اب وہ بزعم خود خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔ ایک قوم کی ذمہ داری کا بوجھ اُن کی گردن پر ہے۔ اب اپنی اس پرانی عادت کو چھوڑیں اور مریدوں کے کہنے کہلانے سے خدا کا بیٹا بننے کے خیال میں مست نہ ہو جائیں۔ بلکہ بندہ بننے پر مدنظر رکھیں۔ اس کمزوری کو دور کریں کہ فخریہ کہدیا کہ انہیں الہام ہوا ہے۔ انّك تهدی من احببت کہ تو جسے چاہے ضرور ضرور ہدایت دے سکتا ہے۔ جو صریح قرآن کی آیت انّك لا تهدی من احببت کے خلاف ہے کہ تو جسے چاہے ہدایت نہیں کر سکتا۔ مگر میاں صاحب نے قرآن کی آیت کی ذرا پرواہ نہ کی اور اس الہام کو ردی کی ٹوکری میں حدیث النفس سمجھ کر نہ پھینکا۔ بلکہ فخریہ لوگوں سے بیان کیا۔ دوسرے لفظوں میں اسکے یہ معنے ہوئے کہ میاں صاحب جسے چاہیں ہدایت دیدیں۔ مگر یہ جو احمدی انکے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے دوسرے مسلمان احمدی نہیں ہونے۔ غیر مسلم مسلمان نہیں ہوتے۔ یہ اسلئے ہے کہ میاں صاحب چاہتے نہیں کہ وہ ہدایت پائیں۔ ورنہ میاں صاحب جسے چاہیں ہدایت دے سکتے ہیں۔ یہ میاں صاحب کے کیرکیٹر پر کتنا بڑا داغ لگتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب انسان اپنی حیثیت سے بڑھکر اپنی شان دکھاتا ہے وہ منہ کے بل گرتا ہے۔ یہی حال خدا کا بیٹا دولھا بننے کا ہے یہ مذاق نہیں ہے۔ بلکہ خطرہ کا مقام ہے۔ میاں صاحب تو دنیا کو نبی بننے کی راہیں سکھانیکے مدعی ہیں۔ مگر مجھے خطرہ ہے کہ اُن کا عمل تعبیل بننے کی راہوں پر بھی نہیں۔ جو ساری ترقیوں کی جڑ ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ایسے شخص کو نبوت کی حقیقت کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ خواہ وہ سو دفعہ اپنی لغویات کا نام حقیقۃ النبوۃ رکھا کرے۔ جناب میاں صاحب آپ کا دوست وہی ہے جو آپکی کمزوریوں کو آپ کو کھول کر بتا دے۔ اِن خوشامدیوں سے پرہیز کریں جو اپنے مطلب کے لئے ملمع سازی اور کاسہ لیسی کرنے کے عادی ہیں۔ ~~ ہ

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے ، خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیارے

قابل توجہ معاونین اخبار

مندرجہ ذیل احباب کی چندہ اخبار پیغام صلح ختم ہو چکا ہے یا عنقریب ختم ہو جائیگا۔ اسلئے گذارش ہے کہ اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکر مشکور فرماویں ورنہ ایک ہفتہ انتظار کرکے وی پی کیا جاویگا۔

نمبر خریدار	اسمائے گرامی	روپیہ	نمبر خریدار	اسمائے گرامی	
۱۸۰۴	چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب	للعہ	۱۸۰۸	منشی میران بخش صاحب	عہ ر
۱۸۱۰	چوہدری محمد خان صاحب	عہ ر	۱۸۲۰	خان مظفر خان صاحب	عہ ر
۱۸۲۷	محمد عبداللہ صاحب	لعہ	۱۸۳۳	بابو عبدالرحیم صاحب	لعہ
۱۸۳۷	شیخ محمد الدین	ے ر	۱۸۴۵	چوہدری اللہ دتا خان صاحب	عہ ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

باز گو از نجد و از یاران نجد
اہلحدیث کی حدیث دانی

اہلحدیث مورخہ ۲۳ ستمبر ۲۱ء "قادیانی امت کی حدیث دانی" عنوان سے جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بطالت آرائی فرمائی ہے اسکے متعلق ہم کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ جن لوگوں نے جھوٹ کو شیر مادر سمجھ رکھا ہے ہم اُن سے کسی صحیح بات کی کب توقع کر سکتے ہیں۔ آپنے اپنے پرچہ میں بڑی تحدی کی ہے کہ احمدی تو حدیث جانتے ہی نہیں۔ مگر احمدیوں کے حدیث دانوں کے سامنے آپ بھی حدیث دانی کا نام نہیں لے سکتے۔ آپ جس کو حدیث فرما رہے ہیں وہ محض ایک موضوع قول ہے۔ آپ ڈینگ تو یوں مارتے ہیں کہ

"سنو ہم تمکو سند کی ایک مثال بتاتے ہیں جس میں اصل مسئلہ میں تمہاری تردید کافی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ

قال ابوبکر بن ابی الدنیا حدثنا القاسم بن هاشم حدثنا صفوان بن صالح حدثنا رواد ابن الجدرح العسقلانی حدثنا الاوزاعی عن هارون بن ذباب عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یدخل اهل الجنة علی طول آدم ستین ذراعا بذراع الملك علی حسن یوسف وعلی میلاد عیسیٰ ثلاث و ثلاثین سنة۔ (تفسیر ابن کثیر مصری جلد ۹ صفحہ ۳۸)

اس عبارت میں ابوبکر سے لے کر انس تک سلسلہ روایت ہے اوس سے آگے الفاظ حدیث ہیں یعنے انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی جنت میں ایسی حالت میں جائینگے۔ کہ قد انکا آدم علیہ السلام کے برابر ہوگا۔ حسن اُن کا حضرت یوسف جیسا ہوگا اور عمر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جتنی یعنے تینتیس سال ہوگی"

مگر جب ہم نے اس حدیث کی تنقید کی تو یہ ایک قول موضوع نکلا۔ سنئے

(۱) ابوبکر بن ابی الدنیا۔ اس نام کا کوئی شخص اسماء الرجال میں نہیں ہے۔

(۲) قاسم بن ہاشم اس نام کا بھی کوئی شخص اسماء الرجال میں نہیں ہے جس نے صفوان بن صالح سے کوئی حدیث روایت کی ہو۔ ایک مجہول المصداق نام ہے۔

(۳) ہارون بن ذباب۔ اس نام کا کوئی شخص اسماء الرجال میں نہیں ہے۔ جس نے اس نے کوئی حدیث انس سے سنی ہو۔

بالجملہ یہ ہر سہ اشخاص ایسے مجہول المصداق اشخاص ہیں جنکا نام اسماء الرجال میں نہیں ہے۔

(۴) صفوان بن صالح مدلسین میں سے ہیں۔

(۵) رواد بن الجراح قال البخاری کان قد اختلط لا یکاد یقوم حدیثہ وقال النسائی لیس بالقوی روی غیر حدیث منکر وقال الدارقطنی متروك وقال الساجی عندہ مناکیر وقال الحفاظ کثیرا ما یخطئ ویتفرد بحدیث ضعفہ الحفاظ فیہ وخطئوہ (تہذیب التہذیب)

یہ تو آپ کے متمسک بہ حدیث کے رواۃ کا حال ہے - ہاں بیشک رواد اور صفوان بن صالح کے توثیق بھی بعض نے کی ہے - لیکن غالباً آپ پر پوشیدہ نہیں ہوگا - الجرح مقدم علی التعدیل

(۶) واہ مولوی صاحب آپ کی حدیث دانی اور عربیت بھی قابل رشک ہے - آپ کی پیش کردہ حدیث میں فقرہ "وعلی میلاد عیسیٰ" کا ترجمہ آپ "اور عمر حضرت عیسیٰ جتنی یعنے تینتیس ۳۳ سال ہوگی فرماتے ہیں - میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ معنی حدیث کے کونسے لفظ سے نکلتے ہیں - آپ نے میلاد کا معنی عمر لئے ہیں - حالانکہ میلاد تو وقت ولادت کو کہتے ہیں - دیکھو تاج العروس جلد ۲ صفحہ ۵۴۲ ومیلاد الرجل اسم الوقت الذی ولد فیہ ومثلہ فی الصحاح وفی المصباح المولد الموضع والوقت والمیلاد الوقت لا غیر

حالانکہ میلاد کا لفظ اپنی لغوی معنی کے رو سے اس مقام میں مناسب نہیں ہے اور نیز فقرہ "علی طول آدم" خلاف محاورہ ہے والصحیح علی قد آدم او علی طول قد آدم اور نیز اس حدیث میں لفظ "علی" تین جگہ مکرر آیا ہے حالانکہ حروف جارہ میں سے حرف واحد جو ایک جملہ میں مکرر ۳ کر آیا ہو - ایک نوع فعل سے اُن کا تعلق درست نہیں

بالجملہ حدیث پیش کردہ مضطرب الالفاظ اور تنفر لفظی اور معنوی سے خالی نہیں اور یہ بھی حدیث مذکور کے وضعی ہونے پر کافی نشان ہے۔

(۷) احادیث مندرجہ تفاسیر کابن جریر وابن کثیر چوتھے طبقہ کے احادیث ہیں جو کہ کسی قسم کے عقیدہ یا عمل کی مثبت نہیں ہو سکتیں (دیکھو عجالہ نافعہ مصنفہ شیخ عبد العزیز الدہلوی)

ابھی اور سنئے! اگر آپ اس حدیث کو صحیح جانتے کہ جنتی جنت میں ایسی حالت میں جائینگے . . . . کہ عمر ان کی حضرت عیسیٰؑ جتنی یعنی ۳۳ سال ہوگی تو کم از کم اس حدیث کی رو سے وفات عیسیٰؑ تو مان لیتے اور شرک فی الصفات سے نجات پاتے اور موحدین میں شامل ہوتے اور اسکے بعد تاریخ وفات پر بحث کرتے کہ ۳۳ ہی صحیح ہے ۱۲۰ برس صحیح نہیں - مگر آپنے تو نفاق کو شعار اور شقاق کو دثار بنایا ہے - اور نواب صدیق حسن خاں کے اس قول سے ۳۳ برس کی عمر میں حضرت عیسیٰؑ کا رفع آسمان پر ہوا - اس حدیث کی تردید کردی - اب نواب صدیق حسن خان کے اس قول کی بابت کہ

"حضرت عیسیٰؑ وقت رفع سی و سہ سالہ تھے جیسی طرح صحیح میں آیا ہے (تفسیر ترجمان زیر آیت ان من اهل الکتاب) اہلحدیث ۲۳ ستمبر سنہ ۲۱ء

ائمہ محققین کی رائیں بھی سُن لیں

اوّل - رفع جسمانی کی پہلی سیڑھی عقیدہ القائے شبہ ہے - یعنی یہ کہ کسی دوست یا دشمن مسیح کا ہمشکل مسیح بن جانا - اور یہود کا اسکو پکڑ کر پھانسی دینا - اور اصل مسیح کا مع جسم رفع آسمان پر ہونا - اس خیال کی سب سے پہلے تردید ابو حیان جیسے گرامی قدر مفسر صد اسلام نے کی ہے - قال ابو حیان لم تعلم کیفیۃ القتل ولا من القی علیہ الشبہ ولم یصح ذلك (دیکھو تفسیر جمل زیر آیت انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۶۵)

حافظ ابن القیم اور اسیطرح نواب صدیق حسن خان مرحوم وغیرہ نے بالاتفاق کہاہے کہ مسیحؑ کا رفع بعمر ۳۳ نہیں ہوا - بلکہ احادیث نبویہ کے رو سے ان کا رفع ایک سو بیس ۱۲۰ برس میں ہوا - ملاحظہ ہوں حوالجات مفصلہ ذیل

واما ما یذکر عن المسیح انہ رفع الی السماء ولہ ثلاث وثلاثون سنۃ فہذا لا یعرف لہ اثر متصل یجب المصیر الیہ - زاد المعاد مطبوعہ نظامی کانپور صفحہ ۹

یہ جو لوگوں میں ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا رفع ۳۳ سال میں ہوا تھا یہ کسی صحابی یا تابعی سے متصل سند صحیح منقول نہیں کہ اسکا اعتبار کیا جائے

(دوم) شامی نے کہا ہے قول ابن القیم کا ٹھیک ہے کہ کسی سے یہ منقول نہیں اور روایت (۳۳ سال) نصاریٰ کی ہے - احادیث نبویہ میں رفع انکا بعمر یکصد و بست سالہ آیا ہے

سوم) صاحب تفسیر جمل فرماتے ہیں بحوالہ زرقانی شرح مواہب زاد المعاد وشامی فان ذلك انما یروی عن النصاری والمصرح بہ فی الاحادیث النبویۃ انہ انما رفع وهو ابن مایۃ وعشرین سنۃ (مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۹۵ ونیز جلد اول صفحہ ۲۸۵ ونیز کمالین حاشیہ جلالین مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۵۰)

چہارم) قال الزرقانی وقع للحافظ جلال الدین سیوطی فی تکملۃ تفسیر المحلی الجزم بان عیسی رفع وهو ابن ثلاث وثلاثین سنۃ فما زلت اتعجب مع مزید حفظہ واتقانہ وجمعہ للمعقول والمنقول حتی رایت فی مرقاۃ الصعود رجع عن ذلك

پنجم) حضرت ابن المسیب کی مرسل حدیث میں ہے ومن مرسل ابن المسیب انہ عاش الی بعد الواقعۃ ثمانین سنۃ (کمالین)

صحیح بات کیا ہے) انما یکون الوصف بالنبوۃ بعد بلوغ الموصوف بہا اربعین سنۃ اذ هو سن الکمال وبها تبعث الرسل ومفاد هذا الحصر الشامل لجمیع الانبیاء حتی یحیی وعیسی هو الصحیح (مواهب لدنیہ)

نبوۃ کا درجہ چالیس برس کی عمر کے بعد ملتا ہے کیونکہ وہی سن کمال ہے اسیلئے سب رسول چالیس سال ہی میں مبعوث ہوئے ہیں اور یہ نتیجہ حصر کا تمام رسولوں کو شامل ہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ بھی سن چالیس میں ہی نبی ہوئے اور مبعوث کئے گئے یہی بات صحیح ہے)

اب امرتسری مکذب خود ہی خیال کرلیں کہ وہ حدیث دانی میں کتنا ماہر ہے (ایڈیٹر)

حضرت مولانا مولوی عبد الستار صاحب فاضل جلیل کے مولوی ثناء اللہ صاحب سے چند سوالات

(۱) مسئلہ حیات حضرت مسیحؑ قرون اولیٰ میں مختلف فیہا رہا ہے - یا حیات پر قطعی فیصلہ تھا - (۲) مقدار عمر طبعی حضرت مسیحؑ از روئے قرآن و حدیث کس قدر ثابت ہے

پر عزت آلہی پر - توحید پر - اسلام پر یہ حملہ ہو - اور وہ چپ سنا کیئے - اور خدا کا بیٹا بننے کی خوشی میں مزے لیتے رہے - صاحبزادگی کا زمانہ اور تھا - اُس وقت اگر اپنی تعریف سُن کر خوش ہو لیا کرتے تھے - اور اپنی خوشامد کو نظر استحسان سے دیکھتے تھے - تو خیر ہر چہ گذشت گذشت - اب وہ بزعم خود خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں - ایک قوم کی ذمہ واری کا بوجھ اُن کی گردن پر ہے - اب اپنی اس پرانی عادت کو چھوڑیں اور مریدوں کے کہنے کہلانے سے خدا کا بیٹا بننے کے خیال میں مست نہ ہو جائیں - بلکہ بندہ بننے کو مدنظر رکھیں - اس کمزوری کو دور کریں کہ فخریہ کہدیا کہ انہیں الہام ہوا ہے - انّك تهدي من احببت کہ تو جسے چاہے ضرور ضرور ہدایت دے سکتا ہے - جو صریح قرآن کی آیت انّك لا تهدي من احببت کے خلاف ہے کہ تو جسے چاہے ہدایت نہیں کر سکتا - مگر میاں صاحب نے قرآن کی آیت کی ذرا پرواہ نہ کی اور اس الہام کو ردی کی ٹوکری میں حدیث النفس سمجھ کر نہ پھینکا - بلکہ فخریہ لوگوں سے بیان کیا - دوسرے لفظوں میں اسکے یہ معنے ہوئے کہ میاں صاحب جسے چاہیں ہدایت دیدیں - مگر یہ جو احمدی انکے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے دوسرے مسلمان احمدی نہیں ہوتے - غیر مسلم مسلمان نہیں ہوتے - یہ اسلئے ہے کہ میاں صاحب چاہتے نہیں کہ وہ ہدایت پائیں - ورنہ میاں صاحب جسے چاہیں ہدایت دے سکتے ہیں - یہ میاں صاحب کے کیرکٹر پر کتنا بڑا داغ لگتا ہے - قاعدہ ہے کہ جب انسان اپنی حیثیت سے بڑھکر اپنی شان دکھاتا ہے وہ منہ کے بل گرتا ہے - یہی حال خدا کا بیٹا دولہا بننے کا ہے یہ مذاق نہیں ہے - بلکہ خطرہ کا مقام ہے - میاں صاحب تو دنیا کو نبی بننے کی راہیں سکھانے کے مدعی ہیں - مگر مجھے خطرہ ہے کہ اُن کا عمل تو عبد بننے کی راہوں پر بھی نہیں - جو ساری ترقیوں کی جڑ ہے - مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ایسے شخص کو نبوت کی حقیقت کی کیا خبر ہو سکتی ہے - خواہ وہ سو دفعہ اپنی لغویات کا نام حقیقۃ النبوۃ رکھا کرے - جناب میاں صاحب آپ کا دوست وہی ہے جو آپکی کمزوریوں کو آپ کو کھول کر بتا دے - اِن خوشامدیوں سے پرہیز کریں جو اپنے مطلب کے لیے ملمع سازی اور کاسہ لیسی کرنے کے عادی ہیں - س

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن یارے ، خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیارے

قابل توجہ معاونین اخبار

مندرجہ ذیل احباب کی چندہ اخبار پیغام صلح ختم ہو چکا ہے یا عنقریب ختم ہو جائیگا - اسلئے گذارش ہے کہ اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشکور فرماویں ورنہ ایک ہفتہ انتظار کرکے وی پی ہوگا

نمبر خریدار	اسمائے گرامی	روپیہ	نمبر خریدار	اسمائے گرامی	روپیہ
۱۸۰۴	چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب	للعہ	۱۸۰۸	منشی میراں بخش صاحب	عہ/
۱۸۱۰	چوہدری محمد خان صاحب	عہ/	۱۸۲۰	خان مظفر خان صاحب	عہ/
۱۸۲۷	محمد عبداللہ صاحب	۸عہ	۱۸۳۳	بابو عبدالرحیم صاحب	۸عہ
۱۸۳۷	شیخ محمد ا[illegible]	سے/	۱۸۴۵	چوہدری اللہ دتا خان صاحب	عہ/

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

باز گو از نجد و از یاران نجد

اہلحدیث کی حدیث دانی

اہلحدیث مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء "قادیانی امت کی حدیث دانی" عنوان سے جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بطالت آرائی فرمائی ہے اسکے متعلق ہم کیا کہیں اور کیا لکھیں - جن لوگوں نے جھوٹ کو شیر مادر سمجھ رکھا ہے ہم اُن سے کسی صحیح بات کی کب توقع کر سکتے ہیں آپ نے اپنے پرچہ میں بڑی تحدی کی ہے کہ احمدی تو حدیث جانتے ہی نہیں - مگر احمدیوں کے حدیث دانوں کے سامنے آپ بھی حدیث دانی کا نام نہیں لے سکتے - آپ جس کو حدیث فرما رہے ہیں وہ محض ایک موضوع قول ہے - آپ ڈینگ تو یوں مارتے ہیں کہ

"سنو ہم تمکو سند کی ایک مثال بتاتے ہیں جس میں اصل مسئلہ میں تمہاری تردید کافی ہوگی - انشاء اللہ تعالٰے

قال ابوبکر بن ابی الدنیا حدثنا القاسم بن هاشم حدثنا صفوان بن صالح حدثنا رواد ابن الجدیح العسقلانی حدثنا الاوزاعی عن هارون بن ذباب عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل اهل الجنة علی طول آدم ستین ذراعا بذراع الملك علی حسن یوسف وعلی میلاد عیسٰی ثلاث و ثلاثین سنة - (تفسیر ابن کثیر مصری جلد ۹ صفحہ ۳۸)

اس عبارت میں ابوبکر سے لے کر انس تک سلسلہ روایت ہے اور اس سے آگے الفاظ حدیث ہیں یعنے انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشتی جنت میں ایسی حالت میں جائیں گے - کہ قد انکا آدم علیہ السلام کے برابر ہوگا - حسن اُن کا حضرت یوسف جیسا ہوگا اور عمر حضرت عیسٰی علیہ السلام جتنی یعنے تینتیس ۳۳ سال ہوگی"

مگر جب ہم نے اس حدیث کی تنقید کی تو یہ ایک قول موضوع نکلا - سنئے

(۱) ابوبکر بن ابی الدنیا - اس نام کا کوئی شخص اسماء الرجال میں نہیں ہے

(۲) قاسم بن ہاشم اس نام کا بھی کوئی شخص اسماء الرجال میں نہیں ہے جس نے صفوان بن صالح سے کوئی حدیث روایت کی ہو - ایک مجہول المصداق نام ہے

(۳) ہارون بن ذباب - اس نام کا کوئی شخص اسماء الرجال میں نہیں ہے - جو کہ اس نے کوئی حدیث انس سے سنی ہو

بالجملہ یہ ہر سہ اشخاص ایسے مجہول المصداق اشخاص ہیں جنکا نام اسمار الرجال میں نہیں ہے۔

(۴) صفوان بن صالح مدلسین میں سے ہیں۔

(۵) رواد بن الجراح قال البخاری کان قد اختلط لا یکاد یقوم حدیثہ وقال النسائی لیس بالقوی روی غیر حدیث منکر وقال الدارقطنی متروک وقال الساجی عندہ مناکیر وقال الحفاظ کثیرا ما یخطی ویتفرد بحدیث ضعفہ الحفاظ فیہ وخطئوہ (تہذیب التہذیب)

یہ تو آپ کے متمسک بہ حدیث کے رواۃ کا حال ہے - ہاں بیشک رواد اور صفوان بن صالح کے توثیق بھی بعض نے کی ہے - لیکن غالبًا آپ پر پوشیدہ نہیں ہوگا - الجرح مقدم علی التعدیل

(۶) واہ مولوی صاحب آپ کی حدیث دانی اور عربیت بھی قابل رشک ہے - آپ کی پیش کردہ حدیث میں فقرہ " وعلی میلاد عیسیٰ " کا ترجمہ آپ " اور عمر حضرت عیسیٰ جتنی یعنے تینتیس ۳۳ سال ہوگی فرماتے ہیں - میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ معنی حدیث کے کونسے لفظ سے نکلتے ہیں - آپ نے میلاد کا معنی عمر لئے ہیں - حالانکہ میلاد تو وقت ولادت کو کہتے ہیں - دیکھو تاج العروس جلد ۲ صفحہ ۵۴۲ ومیلاد الرجل اسم الوقت الذی ولد فیہ ومثلہ فی الصحاح وفی المصباح المولد الموضع والوقت والمیلاد الوقت لا غیر حالانکہ میلاد کا لفظ اپنی لغوی معنی کے رو سے اس مقام میں مناسب نہیں ہے اور نیز فقرہ "علی طول آدم" خلاف محاورہ ہے والصحیح علی قد آدم او علی طول قد آدم اور نیز اس حدیث میں لفظ "علی" سہ جگہ مکرر آیا ہے حالانکہ حروف جارہ میں سے حرف واحد جو ایک جملہ میں مکرر سہ کرر آیا ہو - ایک نوع فعل سے ان کا تعلق درست نہیں

بالجملہ حدیث پیش کردہ مضطرب الالفاظ اور تنفر لفظی اور معنوی سے خالی نہیں - اور یہ بھی حدیث مذکور کے وضعی ہونے پر کافی نشان ہے۔

(۷) احادیث مندرجہ تفاسیر کابن جریر وابن کثیر جو تیسرے طبقہ کے احادیث ہیں جو کہ کسی حکم عقیدہ یا عمل کی مثبت نہیں ہو سکتیں (دیکھو عجالہ نافعہ مصنفہ شیخ عبد العزیز الدہلوی)

ابھی اور سنئے ! اگر آپ اس حدیث کو صحیح جانتے کہ جنتی جنت میں ایسی حالت میں جائینگے . . . . . کہ عمر ان کی حضرت عیسیٰ ؑ جتنی یعنی ۳۳ سال ہوگی تو کم از کم اس حدیث کی رو سے وفات عیسیٰ ؑ تو مان لیتے اور شرک فی الصفات سے نجات پاتے اور موحدین میں شامل ہوتے اور اسکے بعد تاریخ وفات پر بحث کرتے کہ ۳۳ ہی صحیح ہے ۱۲۰ برس صحیح نہیں - مگر آپنے تو نفاق کو شعار اور شقاق کو دثار بنایا ہے - اور نواب صدیق حسن خاں سکے اس قول سے ۳۳ برس کی عمر میں حضرت عیسیٰ ؑ کا رفع آسمان پر ہوا - اس حدیث کی تردید کردی - اب نواب صدیق حسن خان کے اس قول کی بابت کہ

" حضرت عیسیٰ ؑ وقت رفع سی و سہ سالہ تھے جس طرح صحیح میں آیا ہے " (تفسیر ترجمان زیر آیت ان من اہل الکتاب) اہلحدیث ۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء

ائمہ محققین کی رائیں بھی سن لیں

اوّل - رفع جسمانی کی پہلی سیڑھی عقیدہ القائے شبہ ہے - یعنی یہ کہ کسی دوست یا دشمن مسیح کا ہمشکل مسیح بن جانا - اور یہود کا اسکو پکڑ کر پھانسی دینا - اور اصل مسیح کا مع الجسم رفع آسمان پر ہونا - اس خیال کی سب سے پہلے تردید ابو حیان جیسے گرامی قدر مفسر مسلم نے کی ہے - قال ابو حیان لم نعلم کیفیۃ القتل ولا من القی علیہ الشبہ و لم یصح ذلک (دیکھو تفسیر جمل زیر آیت انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ جلد اول صفحہ ۴۷۵)

حافظ ابن القیم اور اسیطرح نواب صدیق حسن خان مرحوم وغیرہ نے بالاتفاق کہا ہے کہ مسیح کا رفع بعمر ۳۳ نہیں ہوا - بلکہ احادیث نبویہ کے رو سے ان کا رفع ایک سو بیس ۱۲۰ برس میں ہوا - ملاحظہ ہو حوالجات مفصلہ ذیل

واما ما یذکر عن المسیح انہ رفع الی السماء ولہ ثلاث وثلاثون سنۃ فہذا لا یعرف لہ اثر متصل یجب المصیر الیہ - زاد المعاد مطبوعہ نظامی کانپور صفحہ ۹

(یہ جو لوگوں میں ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا رفع ۳۳ سال میں ہوا تھا یہ کسی صحابی یا تابعی سے متصل سند منقول نہیں کہ اسکا اعتبار کیا جائے)

دوم، شامی نے کہا ہے قول ابن القیم کا ٹھیک ہے کہ کسی سے یہ منقول نہیں اور روایت ۳۳ سال الہی نصاریٰ کی ہے - احادیث نبویہ میں رفع انکا بعمر یکصد و بست سالہ آیا ہے

سوم، صاحب تفسیر جمل فرماتے ہیں بحوالہ زرقانی شرح مواہب و زاد المعاد و شامی فان ذلک انما یروی عن النصاری والمصرح بہ فی الاحادیث النبویۃ انہ انما رفع وہو ابن مایۃ وعشرین سنۃ (مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۹۵ و نیز جلد اول صفحہ ۲۸۵ و نیز کمالین حاشیہ جلالین مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۵۰)

چہارم، قال الزرقانی وقع للحافظ جلال الدین سیوطی فی تکملۃ تفسیر المحلی الجزم بان عیسیٰ رفع وہو ابن ثلاث وثلاثین سنۃ فمازلت اتعجب مع مزید حفظہ واتقانہ وجمعہ للمعقول والمنقول حتی رایت فی مرقاۃ الصعود رجع عن ذلک

پنجم، حضرت ابن مسیب کی مرسل حدیث میں ہے ومن مرسل ابن المسیب انہ عاش (بعد الواقعۃ) ثمانین سنۃ (کمالین)

صحیح بات کیا ہے) انما یکون الوصف بالنبوۃ بعد بلوغ الموصوف بہا اربعین سنۃ اذ ہو سن الکمال وبہا تبعث الرسل ومفاد ہذا الحصر الشامل لجمیع الانبیاء حتی یحیی وعیسیٰ ہو الصحیح (مواہب لدنیہ)

(نبوۃ کا درجہ چالیس برس کی عمر کے بعد ظاہر ہوتا ہے کیونکہ وہی سن کمال ہے اسلئے سب رسول چالیس سال میں ہی مبعوث ہوئے ہیں اور نتیجہ اس کا تمام رسولوں کو شامل ہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ و یحییٰ بھی سن چالیس میں ہی نبی ہوئے اور مبعوث کئے گئے یہی بات صحیح ہے)

اب امرتسری مکذب خود ہی خیال کرلیں کہ وہ حدیث دانی میں کتنا ماہر ہے (ایڈیٹر)

حضرت مولانا مولوی عبد الستار صاحب فاضل جلیل کے مولوی ثناء اللہ صاحب سے چند سوالات

(۱) مسئلہ حیات حضرت مسیح ؑ قرون اولیٰ میں مختلف فیہا رہا ہے - یا حیات پر قطعی فیصلہ تھا - (۲) مقدار عمر طبعی حضرت مسیح ؑ از روئے قرآن و حدیث کس قدر ثابت ہے

نوٹ:- ہم نے اس مضمون کا عنوان ابطال الوہیت اسلئے رکھا ہے کہ الوہیت مسیح کی دلیل ہے حیات مسیح ہے اور آئندہ ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ اپنے مضامین میں بجائے حیات مسیح کی جگہ "الوہیت مسیح" استعمال کیا کریں شاید اس سے مدعیان حیات مسیح کو کچھ شرم آجائے!

ابطال الوہیت مسیح ابن مریم
نصاریٰ کا یہ عقیدہ یا دعویٰ ہے کہ

(۱) مسیح ابن مریم زندہ ہے - اسلئے وہ خدا ہے -
(۲) مسیح عالم الغیب ہے - یہ دلیل ہے اس کی خدائی کی -
(۳) مسیح خالق ہے - اس لئے وہ اللہ ہے -

ان کے ان تینوں دلایل کی تردید اللہ تعالےٰ نے نجران کے عیسائیوں کے سامنے اس طرح کردی کہ

(۱) اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم - یعنی صرف ایک وہی اللہ ہے جو زندہ ہے اور کوئی (مسیح) نہ تو زندہ نہ خدا ہے -

پھر نصاریٰ کے دوسرے دعوےٰ یا اعتقاد کی تردید میں فرمایا کہ

(۲) ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیئ فی الارض ولا فی السماء) یعنی وہ ایک ہی خدا ہے جو زمین اور آسمان کے سب حالات اور واقعات سے ہر وقت کلی آگاہ ہے - جس پر ان میں کا کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے یعنی مسیح عالم الغیب نہیں ہے - اس لئے وہ خدا بھی نہیں -

(۳) ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء) یعنی خدا وہی ہے جو ہر ایک انسان کو اس کی والدہ کے رحم میں سے جس شکل وصورت پر چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے - اور تم جانتے ہو کہ مسیح بھی اپنی ماں مریم کے رحم میں سے ہی میرا ہی پیدا کردہ ہے - پس وہ کیوں کر خدا ہو سکتا ہے)

یعنے مسیح تو تب خدا کہلائے - جبکہ وہ (حی) زندہ بھی ہو - عالم الغیب بھی ہو خالق بھی ہو - لیکن یہ تینوں صفات جو اثبات الوہیت کے لئے شرط ہیں مسیح میں ایک بھی نہیں ہے -

اس پر نصاریٰ نجران کے عیسائی علماء جو بطور وفد کے مدینہ میں آئے ہوئے تھے - لاجواب ہو کر خاموش رہ گئے - مگر آج محمدی کہلانے والے عیسائیوں کی حمایت کیلئے یا اپنی کم فہمی اور بدقسمتی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے ان مذکورہ بالا یقینی اور قطعی دلایل کو جن میں حیات یعنے الوہیت مسیح ابن مریم کی تردید کی گئی ہے - پس پشت ڈالکر اثبات الوہیت مسیح کے لئے اور کئی آیات بینات کی تحریف کر کے اثبات حیات یعنی مسیح کو خدا بنانے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں - چنانچہ میرزا مظفر بیگ صاحب ایبٹ آباد سے اپنے ایک طویل مضمون میں جو حیات یعنی اثبات الوہیت مسیح پر لکھا ہے - یوں لکھتے ہیں وھو ھذا

لیجئے میں آپکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ایک اور آیۃ سے ثابت کر کے دیتا ہوں - خدا کے واسطے میری محنت کو ضائع نہ کریں - اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ حق کدھر ہے - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ط (آل عمران) رکوع ۹) ترجمہ - اور جب لیا اللہ تعالے نے عہد نبیوں سے البتہ جو کچھ میں دوں تمکو کتاب اور حکمت پھر آوے تمہارے پاس ایک رسول (آنحضرت صلعم) تصدیق کریگا اسکی جو تمہارے پاس ہے البتہ ایمان لانا ساتھ اسکے اور البتہ مدد دینا اسکو -

اب اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ جملہ انبیاء مرگئے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پیشتر ہی کنج لحد میں جا لیٹے تو پھر خدا کا یہ میثاق اور عہد عبث ٹھہرا - جس کا ایفا کسی ایک نبی سے بھی نہ ہو سکا - اسلئے یہ لازمی ہے کہ آنحضرت صلعم کی تصدیق اور امداد کے لئے کم از کم ایک نبی ضرور زندہ موجود ہو جو آپ پر ایمان بھی لاوے اور امداد بھی کرے - سو وہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے - جسکے نسبت قرآن اور حدیث گواہی دے رہے ہیں - بلفظہ الخ

مظفر بیگ - از ایبٹ آباد

الجواب - آپکے اس ترجمہ اور تفسیر جدید پر میرے چند سوالات ہیں - آپ پہلے ان سوالات کا مفصل جواب تحریر فرماویں - تاکہ پھر اس آیت کے نسبت تحقیق شروع ہو -

عـ۱ آپنے آیۃ کے ترجمہ میں البتہ کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے - وہ لفظ تحریر کریں
عـ۲ رَسُوْلٌ کا ترجمہ آپنے ایک کس قانون سے کیا ہے اسکا پتہ دیں -
عـ۳ لفظ حکمت کا ترجمہ آپنے کیوں نہیں لکھا - اسکا ترجمہ ضرور لکھنا چاہیئے بشرطیکہ آتا ہو -
عـ۴ یہ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعم تو آنحضرت صلعم کی بشارت تو انبیاء کو دیتا ہے - کہ جاءکم وہ تمہارے پاس آئیگا - مگر پھر مطابق آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم امیوں کی طرف مبعوث کر دیتا ہے -
عـ۵ پہلے تو اللہ تعالےٰ ... لاکھوں انبیاء علیہم السلام سے یہ پختہ وعدہ لیتا ہے کہ وہ رسول تمہارے پاس آئیگا - اور تمکو ضرور اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنی ہوگی مگر پھر اس رسول کے تولد سے لاکھوں ہزار ملکہ سیکڑوں سال پہلے ان سب انبیاء کا وجود ہی صفحہ ہستی سے نیست ونابود کر دیتا ہے بلکہ اکثر انبیاء کی امتوں کا بھی نام ونشان دنیا سے مٹا دیتا ہے - تاکہ پھر

تاویل سازیہ حیلہ سازی نہ کرے کہ اگرچہ ذکر تو انبیاء علیہ السلام کا ہے۔ مگر مراد اس سے ان کی امتیں ہیں۔

۷۔ آپ کے اس ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اللہ تعالٰے نے ان انبیاء کی عمریں بہت لمبی لمبی لکھدیں ہیں۔ اور یہ مقدر ہو چکا تھا۔ کہ یہ سب انبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے تک زندہ رہیں گے۔ اور ان لڑائیوں میں نبی کریم ص کی امداد کریں گے۔ جو آپ کو بدر۔ حنین۔ جنگ خندق۔ احزاب احد وغیرہ میں پیش آئیں گی۔ مگر بعد کو کسی سخت جرم کی وجہ سے خدا تعالٰی نے ان سب انبیاء کو قبل از وقت ہلاک کر دیا۔ اسکا مفصل مدلل جواب مطلوب ہے۔

۷۔ کیا آپکو خدا تعالٰے کے عالم الغیب والشہادۃ ہونے پر ایمان ہے۔ یا نہ اگر ہے تو آپ بتا دیں کہ اللہ تعالٰے کو اس اخذ میثاق کے وقت یہ معلوم نہ تھا کہ میں نے تو ان سب انبیاء کو نبی کریم ص کے تولد سے لاکھوں ہزاروں سال پہلے ہی کہ فلاں وجہ سے ہلاک کر دینا ہے۔ پھر میں کیوں ان سب انبیاء سے یہ ایک بیفائدہ عہد لیتا ہوں۔

۸۔ کیا وجہ ہے کہ نبی کریم کے تولد سے پہلے تو اللہ تعالٰے نے نبی کریم کی نصرت اور تائید کے لئے لاکھوں انبیاء سے وعدے لئے۔ مگر جب نبی کریم ص پیدا ہوگئے تو آپ کی نصرت کیلئے ایک نبی کو بھی زندہ نہ رکھا۔ اور مسیح ابن مریم جو بقول آپکے آسمان پر زندہ موجود ہے۔ اُسکو بھی نہ اوتارا۔ باوجودیکہ نبی کریم ص بار بار یہ پکارتے رہے یا ایّھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ۔ صف) مگر مگر مسیح نہ تو نبی کریم پر ایمان لائے۔ اور نہ ہی آپکے کوئی نصرت کی ذرہ اس معمہ کی کوئی معقول توجیہ ایجاد فرمانا۔

۹۔ یہ سب دنیا پر ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک مدعی کو اپنے ابتداء دعوٰی کے وقت معاونین کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اگر اس مدعی کو دو چار گواہ بھی اپنے دعوٰی کے مل جاویں تو پھر اُسے اور کسی نبی کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس جب کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں لاکھوں کروڑوں سے بڑھکر علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل مسیح جیسے موجود ہیں۔ تو پھر نبی کریم ص کو مسیح کی امداد یا ایمان لانے کی کیا ضرورت باقی رہ گئی تھی۔

۱۰۔ کیا یہ مرزا مظفر بیگ صاحب کا حضرت عیسٰی نبی اللہ پر ایک ناجائز الزام نہیں ہے کہ پہلے تو خدا سے مسیح ع نے نبی کریم پر ایمان لانے اور جنگوں میں آپ کی نصرت کا پختہ وعدہ کیا۔ مگر جب نبی کریم ص پیدا ہوئے تو نہ آپ پر ایمان لائے اور نہ ہی کسی جنگ میں آپ کی مدد کے لئے آسمان سے اترے۔ اگر نہ آسکتے تھے۔ تو جنگ بدر میں جو پانچہزار فرشتے آسمان سے آئے تھے انہیں کے ساتھ ہی آجاتے۔ ان فرشتوں کے ساتھ مسیح ابن مریم کا نہ آنا دیانت

تالی نہیں ہے۔ یا تو مسیح ابن مریم ایک سو تیس سال کی عمر میں وفات پا چکے ہیں۔ جیسے احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ اور یا دیدہ دانستہ خدا تعالٰے سے وعدہ خلافی کر بیٹھے۔ جو شان نبوۃ کے خلاف ہے۔ کیا حنفی مذہب کی یہی تعلیم ہے کہ آیات قرآن کے ایسے تیز اور ترجمے کرنے چاہیے۔ جن کی زد سے نہ تو خدا بچ سکے اور نہ ہی اُسکا مقدس گروہ انبیاء۔

۱۱۔ آیۂ مذکورہ میں یہ الفاظ قابل غور ہیں۔ جاءکم۔ لتؤمنن بہ لتنصرنہ ان ہر سہ الفاظ سے ظاہراً یہی ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں ایمان لانا اور مدد کرنے کا حکم ہے۔ ان الفاظ میں نبی کریم ص کے زمانہ حیات سے بعد کسی طرف کوئی اشارہ تک ہی نہیں ہے۔ اب انتظار مسیح محض خیال خام اور وہم بے بنیاد نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۲۔ یہ کس نبی کی تعلیم ہے کہ اگر لاکھوں میں سے کوئی ایک بھی کسی نبی پر ایمان لے آئے تو ان سب کیطرف سے ایک کافی ہو سکتا ہے۔ کیا کسی نبی پر ایمان لانا یا آپکی مدد کرنا نماز جنازہ کیطرح فرض کفایہ ہے۔ کہ صرف مسیح کے ایمان لانے سے باقی انبیاء اس وعدہ سے بری ہوگئے۔ یہ آپکو کس نے پڑھایا۔ کہ وہ کام جو پہلے سب انبیاء کو کرنا تھا اوسکے لئے اب صرف مسیح ع کا کافی سمجھا گیا ہے اور ان لاکھوں انبیاء پر الگ الگ خدا نے نبی کریم کی زندگانی میں آپ ایمان لانا۔ اور آپکی مدد کرنا فرض کیا تھا۔ اب وہ منسوخ ہوگیا ہے کیا یہ آیہ منسوخ ہے یا محکم ہے اسکا جواب مفصل چاہیئے۔

۱۳۔ یہ ظاہر ہے کہ نبی کریم کی زندگانی میں باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صدائے عام من انصاری الی اللہ کے مسیح نے نہ تو آپ پر ایمان لایا اور نہ ہی آپ کے کوئی امداد کی ہے۔ پس بتاؤ مطابق عقیدہ و تفسیر آپ کے مسیح ع وعدہ خلافی کے مرتکب ٹھہرے یا نہ۔ کیا یہی حنفی مذہب ہے۔ اور یہی نمونہ قرآن دانی ہے

۱۴۔ کیا اپنے میں وہ حدیث نزول مسیح جو نواس بن سمعان نے بیان کی ہے پڑھی ہے یا نہ جس میں لکھا ہے کہ عیسٰی نبی اللہ معہ اپنے صحابہ کے یاجوج ماجوج یعنی انگریزوں کے مقابلہ سے بھاگ کر کوہ طور کے کسی قلعہ میں محصور ہو جائیگا۔ اور اسقدر تنگدست ہوں گے کہ ایک گائے کا سر بھی انکو کھانے کیلئے میسر نہ ہوگا۔ پس وہ جو خود محصور یعنی قیدی فرنگ اور کھانے کا محتاج ہوگا وہ مسلمانوں کی کیا امداد کریگا۔ اذ اوحی اللہ الی عیسٰی انی قد اخرجت عبادًا لی لا ید ان لاحد بقتالھم فحرز عبادی الی الطور ..... ویحصر نبی اللہ واصحابہ حتی یکون راس الثور لاحدھم خیرا من مائۃ دینار لاحدکم الیوم دیکھو مشکوٰۃ باب علامات بین یدی الساعۃ عن نواس بن سمعان۔ صفحہ ۴۶۵ مطبوعہ مطبع گلزار محمدی لاہور

اس سے ایک سوال کا جواب بھی آپکے ذمہ آگیا ہے کہ آپ لوگ مسیح ابن مریم کی آمد کے لئے انتظار کر رہے ہیں - کہ وہ آکر دنیا میں دوبارہ اسلامی حکومت قایم کردیں گے - اور اسقدر مال و دولت مسلمانوں میں تقسیم کردینگے کہ سب نادار غریب غنی ہوجائیں گے۔

پس اون روایات اور اس روایت میں ذرہ تطبیق کر دکھاویں۔ جواب سے جلدی سرفراز فرماویں - کہ پھر آپکی پیش کردہ دلایل نمبروار بحث شروع ہو اور یہ یاد رکھنا کہ جس طرح میں نے یہاں آپکی ضروری عبارت کو بلفظہ نقل کرکے اس پر کچھ لکھا ہے ایسا ہی آپ بھی میرے اِن سوالات کو بلفظہ جواب لکھیں فقط

المنتظر الجواب - کمترین محمد یمین احمدی دانوی ہزاروی

مسلمان کس طرح ترقی کرسکتے ہیں؟

عمر بست کہ افسانۂ منصور کہن شد
من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

مسلمان جس حال مصیبت میں گرفتار اور جس مہلک مرض میں مبتلا ہیں اس سے نجات و شفا حاصل کرنیکے لئے وہ جو علاج اور نسخہ جات استعمال کررہے ہیں - انکو دیکھ کر بے ساختہ یہ شعر زبان سے نکلتا ہے - ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان ست

افسوس قسمت واژون سے افلاس و ادبار کی گھٹاؤں نے اسلامی مطلع کو کچھ ایسا مکدر کر رکھا ہے کہ وہ صاف ہوتا نظر ہی نہیں آتا - وائے حسرت! چار دانگ عالم سے یہی آواز ہمارے کانوں میں برابر دن رات پہونچ رہی ہے کہ زمانہ حال جیسا کوئی منحوس زمانہ اسلام پر نہیں آیا - میں نے اس آواز پر بہت غور و فکر کیا - مگر کچھ سمجھ نہ آئی - کہ یہ آواز کیوں درست ہے - جب کہ اسلام پر ایسے کئی واقعات بلکہ اس سے بھی بدترین دور آئے - پہلی صدی کو ہی لے لو - جس میں مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ کفار کے خوف سے بلند اذان نہ کہتے - بلکہ نماز بھی پوشیدہ پڑھتے - ان کی قلیل تعداد صرف انگلیوں پر شمار کی جاتی - مالی حالت یہ کہ کئی ہفتے فاقوں ہی میں گذر جاتے - برعکس اسکے موجودہ مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک مسلمان کی ماہوار آمدنی ہزاروں روپے ہے - اور کثرت تعداد کا یہ حال ہے کہ صرف ہندوستان ہی میں سات کروڑ ہیں - پھر کیا وجہ کہ زمانہ حال اپنی منحوسیت کی حیثیت سے سابقہ منحوس زمانوں سے بڑھ گیا - میں اسی کشمکش و پیچ ہی میں تھا - کہ معًا چراغ دماغ روشن ہوا - اور اصل حقیقت معلوم ہوگئی - کہ واقعی زمانہ حال اسلام کے حق میں سابقہ بد زمانوں سے کہیں زیادہ منحوس ثابت ہوا ہے - وہ اسطرح کہ ان زمانوں میں مسلمانوں کی تعداد گو کم اور ان کی مالی طاقت صفر کے برابر ہی تھی - مگر وہ عامل قرآن ہونے کی وجہ سے پستی سے نکلکر بلندی پر پہونچ جایا کرتے تھے - کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کیسا ہی مہلک مرض ہو - اور اسے قرآن حکیم کے نسخوں سے شفا نہ ہو - مگر افسوس اکہ زمانہ حال کے ہم مسلمان نہ عامل قرآن نہ اسلامی و مذہبی اصول و فرائض کے پابند یہی وجہ ہے کہ ترقی اسلام کے لئے ہم جو قدم آگے اٹھاتے ہیں - وہی پیچھے پڑتا ہے مسلمانوں کی بد اعمالیوں و بدکرداریوں کو دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ اسلام پر کوئی زمانہ اس سے بدتر نہیں آیا

میں بحیثیت مسلمان ہونے کے بہ دعوے سے کہتا ہوں - کہ موجودہ مشکلات سے مسلمانوں کا نجات پانا غیر ممکن ہے - تاوقتیکہ وہ عامل قرآن اور مذہبی فرائض کے پابند نہ ہوں - کیونکہ خلافت اسلامیہ اور ترقی اسلام کے لئے جو سوقت جا لیں جو

جارہی ہیں۔ وہ چال ہجرت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ بخدا اگر آج سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا پر تشریف لائیں تو حضور اپنی امت کو بالکل نہیں پہچان سکیں گے۔ کیونکہ آج وہ مسلمان حصول خلافت و ترقی اسلام بوجہ اپنی حماقت کے تبلیغ کی بجائے اشاعت چرخہ میں خیال کئے بیٹھے ہیں۔ جن کی عورتوں نے دین کو دنیا پر مقدم خیال کرکے چرخے چھوڑ دیئے اور اپنی زندگیوں کو تبلیغ حق کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ چرخہ بجائے خود ایک مفید شئے ہے۔ لیکن اشاعت اسلام پر اسکو مقدم خیال کرنا چہ معنی دارد۔ کیا یہ مقام افسوس نہیں۔ کہ اسلامی اخبارات میں اشاعت چرخہ کے مضامین تو سنہری حروف سے لکھے جائیں۔ اور اشاعت اسلام کے مضامین کو ردی کی ٹوکری میں پھینکدیا جاوے۔

صاحبو! اگر ہماری یہی حالت رہی یعنے اگر ہم نے اشاعت اسلام کو اپنی روح نہ سمجھا تو وہ دن دور نہیں۔ جب عیسائیت ہماری مملکت کی طرح اسلامیت کو بھی ہڑپ کر جائیگی۔ اور ہماری ہستی حرف غلط کی طرح مٹ جائیگی۔

افسوس مسلمانوں نے ان اسلامی اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ جن پر قرون اولے کے مسلمان عمل کرتے ہوئے مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے پہنچ گئے۔ اسلامی تاریخ و کتب سے یہ امر الم نشرح ہے کہ اسلام کی جلیل القدر شان و شوکت اور کمال درجہ کی ترقی پر صرف تبلیغ ہی سے ہوئی۔ اسی شمشیر تبلیغ سے عرب کے ریوڑ اور اونٹ چرانے والے بے سر و سامان جنگلی لوگوں نے بڑے بڑے متکبر بادشاہوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا تھا۔ اگر اب بھی مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ دنیا پر ہماری سلطنتیں ہوں اور ہماری بھی وہی حالت ہو جو ہمارے آباؤ اجداد کی تھی۔ تو سب سے پہلا ان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم خیال کرکے اشاعت اسلام کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ پھر دیکھیے ترقی اسلام کی سرسوں ہتھیلی پر جمتی ہے۔ یا نہیں۔ جبکہ ایک مبلغ اسلام کی سعی جمیلہ وہ کام کر سکتی ہے۔ جو دنیا کے تمام بادشاہ بھی مل کر نہیں کر سکتے۔

مسلمانو! بھلا یہ تو بتلاؤ کہ تم دنیا کے تمام مسلمان یورپ و امریکہ کی عیسائی سلطنتوں کو لڑ کر مسلمان بنا سکتے ہو یا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اب دیکھو جو کام تم تمام سے نہیں ہو سکتا۔ وہ مبلغ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ جو بڑی آسانی سے صرف اکیلا ہی سرانجام دے سکتا ہے وہ یوں کہ مبلغ اسلام کی صرف ایک مؤثر وعظ پر ہی سیکڑوں نہیں ہزاروں منکر رحیم باایمان ہو سکتیں ہیں۔ اسوقت جو مبلغین اسلام بلاد غربیہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ اگر ان کے مؤثر وعظوں پر یورپ کے تمام بادشاہ بمعہ وزراء اور رؤساء و امراء بلکہ ممبران پارلیمنٹ کے مشرف باسلام ہو جائیں۔ تو کیا وہ اسلام کے ایک ادنے سے غلام نہ ہونگے کیا یورپ کی ہر سلطنت اسلامی بادشاہت متصور نہ ہوگی؟ ہاں ضرور ہوگی۔

یہی امریکہ افریقہ کی نسبت خیال کرلو۔ غرضیکہ اشاعت اسلام کو جس پہلو سے دیکھیں اسی میں ترقی اسلام کا راز مستتر ہے۔ اسوقت تو مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہی یہ ہوا مسئلہ ہے۔ مگر افسوس ہمارے بعض نیم ملاں اکثر اوقات یہ کہا کرتے ہیں کہ غیر ممالک میں تبلیغ سے کیا فایدہ۔ جبکہ یہاں ہندوستان ہی میں کروڑوں ہمارے ہندو بھائی ابھی تک اسلام کے روحانی دستر خوان پر نہیں بیٹھے۔ اگر وہ اشاعت اسلام کے فلسفہ سے آگاہ ہوتے تو کیا ہرگز فضول اعتراض نہ کرتے۔ لو ہم ان کی آگاہی اور ازالہ غلطی کے لئے اشاعت اسلام کا فلسفہ لکھ دیتے ہیں۔

بزرگان من! یہ امر مسلمہ ہے کہ رات کی تاریکی میں اگر کسی فراخ میدان یا وسیع صحن میں روشنی کی ضرورت ہو تو ایک بتی کام نہیں دے سکتی بلکہ بہت سی بتیاں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر روشن کی جاتی ہیں۔ تاکہ ان تمام بتیوں کی روشنی سارے صحن کو بقعۂ نور بنا دے۔ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارموں پر نہیں دیکھتے کہ یہی اصول برتا جاتا ہے۔ اگر لاہور یا دہلی جیسے پلیٹ فارموں پر صرف ایک دو گیس ہی روشنی کیلئے جائیں تو ان کا وجود محض بے سود ہے۔ جیسا کہ نیر اعظم بھی تمام دنیا کی تاریکی کو دور نہیں کر سکتا۔ اگر ایشیا پر روشنی ہے۔ تو امریکہ پر تاریکی۔ اگر امریکہ پر روشنی ہے تو ایشیا تاریک۔ اسی اصول کے مطابق اگر ہندوستان۔ افغانستان۔ شام و ایران کے ممالک میں شمع اسلام روشن ہے۔ تو اس سے فرانس۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ سویڈن۔ ناروے کے ممالک روشن نہیں ہو سکتے۔ لہذا تمام دنیا کی تاریکی جہالت کا دور ہونا ناممکن ہے تاوقتیکہ ہر ملک میں چراغ اسلام کو روشن نہ کیا جائے۔ پس ضرورت ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں شمع اسلام روشن کیا جائے۔ تاکہ تمام شمعوں کی روشنی مل کر تمام دنیا کو منور کر دے۔ اس فلسفہ کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن امیہ۔ علاء بن الحضرمی۔ عمر بن عاص۔ حاطب بن ابی بلتعہ۔ دحیہ بن خلیفۃ الکلبی۔ عبداللہ بن حزامہ کو (تبلیغی خطوط) دیکر شاہ حبش۔ شاہ بحرین و بادشاہ عمان شاہ اسکندریہ مصر۔ ہرقل شاہ قسطنطنیہ۔ خسرو پرویز۔ کسرئ ایران کے حضور روانہ فرمایا۔ اور غیر ممالک میں بہت سے مبلغین اسلام بھیجکر عوام کو راہ ہدایت کیطرف بلایا گیا۔ حالانکہ اس وقت میں ہزاروں نہیں لاکھوں بت پرست اور غیر مسلم عرب میں آباد تھے۔ یہی فلسفہ حضور نے صحابہ کرام کو بتایا۔ انہوں نے اسی پر عمل کیا۔ کیونکہ انہوں نے یہ اچھی طرح محسوس کر لیا تھا۔ کہ تبلیغ کے بغیر ہم کسی اور طریق سے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کی یہ حالت کہ باوجود مفلس و نادار اور بے ہتھیار ہونے کے بھی شاہانہ دماغ رکھتے اور کہتے کہ وہ دن دور نہیں۔ جبکہ ہم ہی دنیا کے بادشاہ ہوں گے۔ اسلامی تاریخ و کتب کا مطالعہ کرنیوالے اصحاب اس سے خوب آگاہ ہیں۔ کہ برسات کا موسم ہے تین چار نادار مسلمان ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ مکان کچا ہے۔ بارش ہو رہی ہے

چھت سے پانی ٹپک رہا ہے۔ مکان کی چھت کا بوجھ بوسیدہ ہونیکے گر پڑنے کا فکر دامنگیر ہو رہا ہے۔ مکان کا یہ حال اور خوشحالی کی یہ حالت کہ رات کے وقت کا آٹا گھر موجود نہیں۔ لیکن مشورہ اور باتیں یہ ہو رہی ہیں کہ سال آئندہ تک ایران پر ہمارا قبضہ ہو جائیگا۔ اور تمام ملک میں اسلام پھیل جائیگا۔ سبحان اللہ! وہ بے سر و سامان مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمت کے کیسے امیدوار تھے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ ان مسلمانوں کے پاس کونسی ۲۳ من کی توپیں اور ہوائی جہاز تھے جن پر ان کو فخر تھا کہ ہم ایران کو فتح کر لیں گے۔ سچ پوچھو تو ان کے پاس تبلیغ کے ہتھیار کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اسی پر انکو ناز و فخر تھا۔ کہ ہم اسکے ذریعہ تمام دنیا میں پھیل جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگر اب بھی مسلمان اس امر کے متقاضی ہیں کہ ہم وہی ہو جائیں۔ جو ہم پہلے تھے تو چاہئے کہ وہ بھی اپنے آبا و اجداد کی طرح تبلیغ اسلام کے غلام ہی ہو رہیں۔ میں یہ دعوی سے کہتا اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ جب تک مسلمان اس ہتھیار کو لیکر باہر نہیں نکلیں گے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکیں گے خواہ کتنی ہی سوچ و بچار کے بعد چالیں چلیں۔ خلافت کے لئے جو زور لگا یا جا چکا ہے اور لگا یا جا رہا ہے اُسکا عشر عشیر بھی اشاعت اسلام پر لگا یا جائے۔ تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اسلام کا مستقبل و ماضی شاندار بن سکتا ہے۔

پچھلوں دنوں میں جس قدر مسلمان ہجرت کر کے گرفتار بلا مصیبت ہوئے۔ اگر ان کا سواں حصہ بھی تبلیغ اسلام کے لئے طیار ہو جاتا تو یہ ناممکن تھا۔ کہ گوہر مقصود سے دامن مراد نہ بھرتا۔ جن علمائے اسلام نے اپنے علم و فضل کی روشنی سے جیلوں کی کالی کوٹھڑیوں کو روشن کر دیا ہے۔ اگر وہ تبلیغ اسلام کے لئے اپنی اپنی زندگیوں کو وقف کر دیتے۔ تو ضرور فتح و نصرت ان کے قدم چوم لیتی۔ جب کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ہمارے علماء و فضلاء جادو بیان . . . . جیسے شیریں کلام فصحا و بلغا قرآن کریم کی آیات کے نکات فلسفانہ رنگ میں بیان کریں۔ اور اہل یورپ عش عش کرتے ہوئے اسلام کے حلقہ بگوش نہ ہوں۔ آخر میں تمام لیڈران قوم سے عموماً اور علی برادران سے خصوصاً یہ درخواست کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ وہ تمام امورات عامہ و خاصہ پر اشاعت اسلام کو مقدم خیال فرما کر اس طرف مستقل رجحان کریں جس طرح خلافت کمیٹیاں جا بجا قائم کی ہیں اسی طرح اشاعت اسلام کی انجمنیں شہر بہ شہر قصبہ بہ قصبہ بلکہ قریہ بہ قریہ قائم کر دیں تاکہ اشاعت اسلام کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ یورپ اور امریکہ میں مبلغین اسلام بھیجکر ہر کہ و مہ کو خواب غفلت سے بیدار کر کے شراب توحید سے سرشار کیا جائے۔ اس وقت ہم مسلمان جو خلافت اور سلطنت ٹرکی کو رو رہے ہیں۔ پھر دیکھنا ہم کو ایک خلافت کی بجائے سو خلافتیں اور ایک سلطنت ٹرکی کے عوض تمام یورپ کی سلطنتیں ملتی ہیں یا نہیں۔ یہی لائڈ جارج شمع اسلام کا پروانہ بنتا ہے یا نہیں۔ تمام دنیا پر مسلمان ہی مسلمان نظر آتے ہیں یا نہیں۔ اسلامی سطوت و جبروت سے جبل و دشت کانپتے ہیں یا نہیں اور گنبد آسمان بھی کلمہ شہادت سے گونجتا ہے یا نہیں۔ آخر میں علی برادران سے یہ التماس کرتا ہوا اپنے مضمون کو ختم کئے دیتا ہوں۔ کہ وہ جہاں قومی کالج۔ جدید درسگاہیں بنا رہے ہیں وہاں تبلیغی کالج اور مذہبی دارالعلوم بھی قائم کریں۔ بلکہ اسلام کی اشاعت کے لئے اپنی اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ آن مسلمانوں کو جو اس وقت گھر گھر چرخہ کات رہے ہیں مبلغین اسلام بنا کر بغرض تبلیغ بطرف مغرب بھیج دیں۔ تاکہ وہ شہنشاہان یورپ کے درباروں میں جا کر وہ چرخہ کاتیں جو بحکم رسول اللہ دحیہ بن خلیفۃ الکلبی و عبداللہ بن حذافہ مبلغان اسلام نے بادشاہ ہرقل اور خسرو پرویز کسریٰ ایران کے درباروں میں گاتا تھا۔ بعدہٗ اگر ہماری موجودہ مشکلات کا حل نہ ہو۔ اور تمام مرادیں بار آور نہ ہوں تو میں دریں وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ بطور اقرار نامہ لکھ دیتا ہوں۔ کہ بے شک علی برادران مجھے پھانسی پر لٹکا دیں۔

فقط راقم عبدالرحمن افضل آبادی مدرس کوٹ رادھا کشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نامہ مدراس

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نمبر ۲۶۶ پیکرافٹس روڈ۔ رائی پیٹھ۔ مدراس

بخدمت شریف جناب اڈیٹر صاحب پیغام صلح دام عنایتہ

مکرم بندہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جناب ملک التجار فخر قوم احمد بادشاہ صاحب کے نام سے شاید ہی کوئی مدراسی ہوگا۔ جو واقف نہ ہو۔ آپ کا دست فیض اگر مستحق و واجب الاعانت اصحاب کا خواہ وہ عیسائی ہوں یا ہنود سنی ہوں یا شیعہ ہاتھ پھیلاتے ہیں آگے ہی رہتا ہے تو حقائق و معارف کے خزانے لٹانے میں بھی کوتاہی نہیں کرتا۔ آپکا باوجود سخت عدیم الفرصت ہونے کے دیگر قومی و مذہبی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اس کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ زیادہ وقت اشاعت اسلام جیسے اہم کام کے لئے دیں۔ مگر اللہ تعالے آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ کسی نہ کسی طرح وقت نکال ہی لیا کرتے ہیں اور روزانہ تین چار گھنٹہ متواتر انجمن کے لئے صرف کرتے ہیں۔ ہمارا پروگرام ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت ملک احمد بادشاہ صاحب اتنا بڑا دینی فرض ادا کرنے میں

دوشنبہ و چہارشنبہ درس قرآن شام کے پانچ سے سات بجے تک۔

سہ شنبہ و پنجشنبہ تقاریر و تبادلہ خیالات ساحل سمندر پر شام کے پانچ سے آٹھ بجے

جمعہ۔ خطبہ۔ ایک سے اڑہائی بجے تک۔

یکشنبہ۔ مذہبی تقاریر۔ انگریزی۔ اردو و اردو ساڑھے چار سے ساڑھے سات بجے تک۔

باوجود انجمن کے اس مستقل پروگرام کے بادشاہ صاحب اپنے قیام گاہ مبارک منزل میں احباب کو لئے ہوئے ہر روز مسلسل دو تین گھنٹہ۔ اردو۔ انگریزی و اردو میں جیسی ضرورت ہو تقریر کیا کرتے ہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ایک معقول نوجوانوں کی تعداد ضروری حد تک مذہبی مسائل کو عبور کر گئی ہے۔ چونکہ یکشنبہ کو عام طور پر تعطیل ہوا کرتی ہے۔ ایک جم گھٹا مخالف و موافق نوجوانوں کا آپ کے مکان پر یا انجمن میں آ ہی جایا کرتا ہے اور بادشاہ صاحب باوجود استھینا کی شکایت کے جو کبھی کبھی انہیں بجد کام کرنے کی وجہ کہیں کا نہ رکھتا۔ سارا دن ان کے شکوک کے ازالہ کے لئے وقف کئے دیتے ہیں وہ لوگ جو کسی کے تین یا چار گھنٹہ تقریر پر بغلیں بجاتے ہیں۔ یہ سن کر حیرت کرینگے کہ یہاں ایک خدا کا بندہ ایسا بھی ہے جو سات آٹھ گھنٹے اردو۔ اردو و انگریزی میں مسلسل تقریر کرنے سے ایک لمحہ بھی نہیں جھجکتا۔ اور لطف یہ کہ مخالف و موافق بھی عش عش کرنے لگتے ہیں اور اس کو مجدد علی کے ایک شاگرد ہونے کا بجا فخر حاصل ہے۔ جب ہماری مذہبی سرگرمی نے دیگر مذہبی حلقوں میں ایک ہلچل ڈال دی تو راما کرشنا مشن کے چند سربرآوردہ افراد نے راما کرشنا سٹوڈنٹس ہوم میں اسلام پر تقریر کرنے کے لئے اصرار کیا چنانچہ ایک عام لیکچر یکشنبہ ۱۸ ستمبر کو شام کے پانچ بجے ہوا۔ ہندو اور مسلمان کثیر تعداد میں حاضر تھے۔ راما کرشنا مشن نے مدراس میں تبلیغی اغراض کے لئے ایک عالیشان عمارت جس پر کوئی چار لاکھ روپیہ صرف کئے گئے ہیں تعمیر کر کے کئی ایک ہندو لڑکوں کیلئے خورد و نوش کے سامان مہیا کئے ہیں یہ عمارت واقعی قابل دید ہے۔ بادشاہ صاحب کا دل تو اس خوشنما اور نہایت وسیع دار تبلیغ محل کو دیکھ کر ہاتھ سے نکلا جاتا تھا اور آپنے کف افسوس مل کر کہہ ہی دیا کہ باطل خیالات کی اشاعت میں جب اور مذاہب اسقدر جد و جہد کرتے ہیں تو وہ جنہیں خیر امۃ قرار دیکر امر بالمعروف کی تاکید کی تھی۔ کہاں تک اس مقدس و مبارک کام میں کوشاں ہیں۔ عمارت کے حسن ظاہری نے باطنی عیوب پر پردہ ڈالکر کئی ایک نوجوانوں کو شکار کر لیا ہے بادشاہ صاحب کی تقریر جب ہوئی تو کم از کم سارے ممبر حاضر حال تھے سوامی سرودانند نے جو راما کرشنا مشن مدراس کے پریزیڈنٹ ہیں صدارت کی۔ بادشاہ صاحب نے ایک نہایت پر مغز تقریر جو اعلے فلسفیانہ خیالات پر مشتمل تھی کی۔ اور حاضرین پر ایک سکتہ کا عالم طاری تھا۔ آپنے اور مذاہب کیساتھ اسلام کی عالمگیر تعلیم کا مقابلہ کرتے ہوئے بتلایا کہ احمدیت اسلام میں کیا مقام رکھتی ہے۔ آپنے شجر و انسان پرستی کی خوب خبر لی۔ اسکے علاوہ آپنے اس پر بھی سیر کن بحث کی کہ نجات کے لئے عمل کو ایمان سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بالآخر آپنے یہ کہتے ہوئے کہ میں نہایت جوابدار رہونگا۔ اگر میں اس محسن کا ذکر نہ کروں جس کے ذریعہ میں اسلام کی حقیقت سے آشنا ہوا۔ حضرت مسیح موعود کے تمام دعوٰں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ تمام دنیا ایک موعود کی منتظر ہے۔ اگر ہم تمام نشانوں کو پورا ہوتے دیکھ کر اسکو وہی موعود مان لیں تو دیوانہ نہیں ہو سکتے آپ نے حضرت مسیح ناصری کی طبعی موت پر ایک نہایت ہی اچھوتی اور فلسفیانہ بحث کی اور حاضرین ان نئے خیالات سے جو فصاحت و بلاغت کا لباس پہنے ہوئے ایک موزون سرعت کیساتھ آپ کی زبان سے چھلک پڑتے تھے اسقدر متاثر ہوئے جاتے تھے کہ اگر کوئی شخص کھانس پڑتا تو ایک غیر معمولی بےچینی انکے چہروں پر نمودار ہو جاتی تھی اور ایک شخص کو جو دوران تقریر میں ہال کے باہر کسی قدر آواز سے باتیں کرنے لگا کامپونڈ کے باہر ہی نکالدیا تقریر کا اختتام کو پہونچنا ہی تھا۔ کہ کئی ایک ہندوؤں نے اٹھ کر کہا کہ ہم اسلام سے ناآشنائے محض تھے۔ اور ہمنے جو اسلام سمجھا تھا۔ وہ تو اب کوئی اور مذہب معلوم ہوتا ہے۔ تقریر کے بعد کوئی ایک گھنٹہ تک لوگ کثرت سے تبادلۂ خیالات کرتے تھے۔ اور جناب حضرت میرزا صاحب کے بےنظیر الکشاف علوم کی داد دے رہے تھے۔ انہوں نے بادشاہ صاحب سے التجا کی کہ وہ کم از کم ہر ہفتہ وہاں آکر اسلام کی اصل تعلیم سے انہیں بہرہ یاب کریں۔ ایک غیر احمدی صاحب جو وہاں موجود تھے۔ بادشاہ صاحب سے کہنے لگے کہ آپنے ان لوگوں کے دلوں کو موم کر دیا ہے۔ اگر ہمارے عالم ہوتے تو وہ یہاں فساد برپا کر دیتے۔ آپنے ان کی بت پرستی کی مٹی پلید کی پھر بھی وہ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ یہ مسلمان ہونیکے لئے چند اور ملاقاتوں کے محتاج ہیں۔ بادشاہ صاحب کی ساری تقریر میں نے بڑی کوشش سے انگریزی میں قلمبند کر لی ہے اور اسکی نقل بھی راما کرشنا مشن والوں نے اپنے آرگن ویدانتا کیسری میں شائع کرنے کے لئے مجھ سے حاصل کر لی ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس تقریر کو ایک رسالہ کی صورت میں علیحدہ طور پر عنقریب شائع کر کے مفت تقسیم کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(خاکسار محمد عزیز اللہ از احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام مدراس)

ہم اپنے بھائی عزیز اللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو ہمیں وقتاً فوقتاً مدراس کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ لاہور کے تبلیغی حالات سے مطلع کرتے رہتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ خاکسار (ہم عیسٰی) کے آنیکے بعد بھی کئی ایک اصحاب احمدیہ جماعت میں داخل ہوئے اور انجمن میں برابر باقاعدہ کام ہو رہا ہے اور ایک کافی تعداد ہمارے احمدی بھائیوں کی مدراس میں ایسی ہو گئی ہے جو رات دن تبلیغ اسلام میں سرگرم ہے۔ اللہم زد فزد خصوصاً مخدوم و مکرم و محسن عالیجناب حضرت مولوی بادشاہ صاحب جو مرتاج اور روح رواں انجمن ہیں وہ تو اسقدر تبلیغ کے کام میں سرگرم رہتے ہیں۔ گویا ان کے روح کی غذا ہی یہی ہے باوجود سخت عدیم الفرصتی پھر بھی تبلیغ اسلام کے لئے ضرور ہی دن اور رات کی گھڑیوں میں تھوڑی بہت کوئی وقت نکال ہی لیتے ہیں۔ خاکسار کی موجودگی میں بھی حضرت بادشاہ صاحب کی مساعی جمیلہ اور تبلیغی سرگرمی نے جماعت مدراس میں ایک سچا اسلامی جوش اور نئی روح پیدا کر دی تھی اور اب تو [illegible]

معلوم ہوا کہ اصل مبلغ جو ڈیرہ نانک کیلئے مقرر تھے وہ بھی آگئے ہیں۔ یعنی مولوی حافظ جمال احمد صاحب اور مولوی شیخ چراغدین صاحب ہمارے وہاں جانے پر حافظ جمال احمد صاحب خود جا کر مولوی صاحبان کو ہمراہ لائے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نے آتے ہی حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کرنے کیلئے آیات **فلما توفیتنی** اور **ما محمد الا رسول الخ** اور **والذین یدعون من دون اللہ الخ** تلاوت فرما کر ان کے معانی بیان کئے اور ثابت کیا کہ ان ہر سہ آیات کی رو سے حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔ بعد ازاں کہنے لگے کہ اب میں صداقت مسیح موعود کے دلائل بیان کرتا ہوں۔ ہم نے کہا کہ آپ ایک مضمون بیان کر چکے ہیں۔ اب ہمکو موقعہ دیجئے ہم بھی کچھ کہیں۔ چنانچہ ان کی رضامندی سے میں کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مولوی صاحب کا وعدہ تھا کہ میں میرزا صاحب کی نبوت ان کی کتب سے ثابت کروں گا۔ مگر اب بجائے اسکے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر شروع کر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی نسبت مولوی صاحب وفات مسیح کے ثابت کرنے میں زیادہ مشاق ہیں۔ اگر مولوی صاحب کھڑے ہو کر کہدیں کہ وہ مسئلہ نبوت میرزا صاحب پر گفتگو کرنا نہیں چاہتے تو میں بھی اسکو چھوڑ کر وفات مسیح کے مسئلہ کی نسبت کچھ کہوں۔ مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اچھا آپ نبوت کے بارہ میں ہی جو سوال چاہیں کریں۔ چنانچہ میں نے صبح والا حوالہ کتاب حقیقۃ النبوۃ سے پڑھ کر سنایا۔ اور اسکے علاوہ اور بھی ثبوت پیش کئے کہ میرزا صاحب نے نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور اگر بقول جناب میاں صاحب میرزا صاحب کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالجات منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے تو پھر میرا یہ سوال ہے

(۱) میرزا صاحب کو خدا تعالیٰ بار بار کہتا رہا کہ آپ نبی ہیں۔ مگر میرزا صاحب کہتے رہے کہ میں نبی نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو کہا کہ جہاں جہاں میں نے اپنی کتابوں میں لفظ نبی لکھا ہے۔ بجائے اسکے میری طرف سے محدث کا لفظ لکھدیں۔

(۲) کیا نبی کے لئے سب سے پہلے اپنی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ضروری ہے تو پھر میرزا صاحب باوجودیکہ خدا ان کو نبی کہتا رہا تقریباً بیس سال اپنی نبوت کے منکر رہے خواہ وہ اجتہادی غلطی تھی یا خدانخواستہ کم فہمی۔ پس جو شخص بیس سال تک اپنی نبوت پر ایمان نہیں لایا وہ کون ہوا مومن یا . . . .

(۳) اگر میرزا صاحب سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے نبی نہ تھے اور بعد میں نبی ہوئے تو آیت **لو تقول علینا الخ** کے رو سے سنہ ۱۹۰۸ء میں فوت ہو کر جھوٹے ثابت ہوئے۔

(۴) اگر میرزا صاحب نے واقعی سنہ ۱۹۰۱ء میں نبوۃ کا دعوےٰ کیا اور پہلے اجتہادی غلطی میں رہے تو سنہ ۱۹۰۱ء میں سب سے پہلے ان کا فرض تھا کہ وہ یہ اشتہار شائع کرتے کہ مسلمانوں میں پہلے بھی نبی تھا۔ مگر کسی الہام کی وجہ سے مجھے غلطی لگی رہی۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ میں نبی ہوں لہذا میرا وہ اشتہار جس میں میں نے لفظ نبی کو کٹوا کر محدث کا لفظ لکھوایا تھا۔ پھر اس میں بجائے محدث کے نبی کا لفظ لکھدیں وغیرہ وغیرہ

مولوی عبدالرحمن صاحب مصری نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرزا صاحب نے ایسا ہی کیا۔ جبکہ انہوں نے یہ کہدیا کہ کسی لغت میں محدث کے معنی اظہار غیب کے نہیں۔ اور **لو تقول الخ** والی آیت کے نیچے بھی آپ نہیں آسکتے۔ کیونکہ ان کا دعویٰ شروع ہی سے نبی ہونیکا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر میرزا صاحب نے درحقیقت لفظ نبی کا کٹوا دیا تھا اور بجائے اسکے محدث لکھوا دیا تھا تو پھر بعد کی کتابوں میں اپنے لئے کیوں لفظ نبی کا استعمال کیا۔ اور اجتہادی غلطی اکثر پیغمبروں سے ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم میرزا صاحب کے پیرو ہیں۔ ہم ان کی تحریر کے جو معنی کریں وہ آپ کو ماننے پڑیں گے۔ آپکا کوئی حق نہیں کہ ہماری تحریروں کے آپ ہمارے مخالف منشار معنے کریں وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے کہا کہ میرزا صاحب تو خود لکھتے ہیں کہ میں نے سادگی سے لفظ نبی کے لغوی معنوں کے رو سے لکھا ہے یعنی وہ حوالہ جو حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۹۱ پر مندرج ہے پڑھ کر سنایا۔ پس جب میرزا صاحب نے محدث کے لغوی معنے نبی کے کئے ہیں۔ تو پھر لغات میں نہ ہونے کے کیا معنی۔ اگر ان کا دعویٰ شروع سے نبی ہونے کا تھا تو پھر لفظ نبی کو ترمیم کیوں کیا۔ اگر پہلے خدا کے حکم سے نبی کا دعویٰ کیا گیا تھا تو پھر اپنے حکم سے کٹوا دیا گیا جیسا کہ لفظ "میری طرف سے" ظاہر کرتا ہے۔ میرزا صاحب کا لفظ نبی کی بجائے محدث لکھوا کر پھر اپنی کتابوں میں لفظ نبی کے کہنے کا سوال آپ پر ہو سکتا ہے نہ کہ مجھ پر . . . .

. . . .

. . . . اگر کسی نبی نے اپنے اجتہاد سے اپنی نبوت میں شک کیا ہے اور اپنے نبی نہ ہونیکا اعلان لوگوں میں شائع کیا ہے تو آپ بتلاویں۔ غرضیکہ اسیطرح سوال وجواب ہوتے رہے۔ آخر میں ہم نے اٹھ کر پھر اپنے سوالات دھرائے اور کہا کہ اور باتوں کو چھوڑ کر آپ میرے سوالوں کا جواب دیں۔ اور یہ بھی کہا کہ الوصیت میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ امت محمدیہ میں بعض افراد نے باوجود امتی ہونیکے نبی ہونیکا خطاب پایا ہے۔ مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ بعض افراد سے مراد محض میرزا صاحب کی اپنی ذات ہی ہے اور اس کے ثبوت میں ایک اور عبارت پڑھی جس کا مطلب یہ تھا کہ مؤمنوں

کی تشبیہ مریم سے دی گئی ہے۔ اور میں ہی ایک شخص ہوں جو اس آیت کا مصداق ہوں وغیرہ

. . . .

. . . . اور باقی تمام سوالات کو چھوڑ کر پیغمبروں کی اجتہادی غلطیاں نکالنے لگ پڑے۔ اور خدا کے رسولوں کی خوب ہی غلطیاں نکالیں آخر میں جناب خاتم الانبیاء صلعم کو بھی نہ چھوڑا۔ اور بالکل بے تعلق واقعات بیان کئے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رؤیا کی بنا پر حج کو جانا بھی بقول مولوی صاحب غلطی تھی مولوی صاحب گھڑی گھڑی ایک پیالی کو منہ سے لگاتے تھے جس میں شاید دودھ تھا یا چار یا پانی۔ اور رومال سے منہ پونچھتے تھے۔ اور اپنی تقریر میں رک رک جاتے تھے اور ان کے رفیق مولوی صاحبان بار بار ان کو رقعے لکھ کر دیتے تھے۔ اور حوالہ جات نکال نکال کر بتلاتے تھے جب ذرا مولوی صاحب خاموش ہوئے اور بیٹھنے کا ارادہ کیا جھٹ ایک رقعہ انکے سامنے رکھدیا گیا۔ غرضیکہ اسیطرح تقریباً دو گھنٹے تک آپ وعظ کرتے رہے اس اثناء میں میں نے دو دفعہ بیٹھے بیٹھے پکارا کہ میرے سوالوں کا جواب دیجئے یہ باتیں جو آپ بیان کر رہے ہیں ہمارے سوالوں سے ان کا کچھ تعلق نہیں۔ مگر مولوی صاحب نے کہا آپ کے سوالوں کا بھی جواب دیا جائیگا۔ دو تین دفعہ قاضی صاحب نے بھی کہا کہ مولوی صاحب ہمارے سوالوں کا جواب دیجئے۔ مولوی فضل الٰہی صاحب نے بھی کہا۔ مگر مولوی صاحب یہی کہتے رہے کہ سنتے جاؤ۔ سنتے جاؤ۔ معلوم ہوتا ہے جو رقعہ جات انکے سامنے رکھے جاتے تھے ان میں یہی لکھا ہوگا کہ ادہر ادہر کی باتوں میں وقت ٹالدو۔ تا آنکہ شام ہو جائے آخر کار عام لوگ تنگ آگئے۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مولوی صاحب سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے اور یونہی شام کر رہے ہیں۔ میں بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ میرے دوست مسٹر مظفر احمد صاحب احمدی ساکن دھرم کوٹ رندھاوہ مجھے کہنے لگے کہ آپ تو بڑے متحمل ہیں آپ سنتے رہیں۔ میں نے کہا کہ میں سنوں کیا میرے سوالوں کا تو مولوی صاحب جواب ہی نہیں دیتے۔ مظفر احمد صاحب کہنے لگے کہ آپ بیٹھئے تو سہی آپکے سوالوں کا جواب بھی آجائیگا۔ میں نے کہا کہ میں بیٹھتا ہوں مگر آپ وعدہ کریں کہ ایک تو میرے سوالوں کا جواب دیا جائے اور دوئم مجھے انکے جواب دینے کا وقت دیا جائے۔ اسپر مولوی عبدالرحمن صاحب مصری نے کہا کہ آپ تو صبح کہتے تھے میں سائل ہوں پس سائل کو وقت نہیں دیا جاتا وغیرہ وغیرہ۔ مولوی فضل الٰہی صاحب نے کہا کہ ایک شخص ترقی کرتے کرتے نبی بن سکتا ہے مگر دوسرا شخص تمام دن بحث کرتے کرتے سائل سے مناظر نہیں بن سکتا۔ میں نے کہا اگر میں سائل تھا تو پہلے تین چار دفعہ مجھے کیوں موقعہ دیا گیا ہے۔ اس وقت بھی تو سائل ہی تھا۔ پس تمام لوگ کھڑے ہوگئے اور ایک شور سا مچ گیا۔ اور بہت لوگ کہنے لگ پڑے کہ محمودی ہار گئے ہار گئے۔ اس طرح سے اس بحث کا خاتمہ ہوا۔ دوسرے دن صبح معلوم ہوا کہ تمام مولوی صاحبان چلے گئے ہیں بلکہ اصل مبلغین جن کا ۱۳ ستمبر کو یہاں مقام تھا اور ۱۴ کو بکھو کے اور ۱۵ کو ساہدانوالی وہ سب مقامات چھوڑ چھاڑ کر اور پروگرام منسوخ کر کے ڈیرہ نانک اور اسیکے گرد و نواح کو خیرباد کہہ گئے جس سے اُن کی از حد شکست معلوم ہوتی ہے۔ موضع بکھو کے جہاں ۱۴ ستمبر کو ان کا مقام تھا یہاں سے میل ڈیڑھ میل ہے اور موضع ساہدانوالی یہاں سے شاید دو ڈھائی میل ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ قریب کے مقامات اسلئے چھوڑ گئے ہیں کہ شاید شیخ سلطان احمد وہاں بھی چلا جاوے اور ان کو دوبارہ زک اٹھانی پڑے۔ الحمدللہ ۱۴ ستمبر صبح کو دس بجے کے قریب سید مدثر شاہ صاحب بھی تشریف لے آئے۔ سید صاحب میرے پرانے مہربان ہیں آتے ہی مجھے شناخت کرلیا۔ دیر تک باتیں ہوتی رہیں آپ نے فرمایا کہ قادیانی علماء مجھے یہاں سے ۵-۶ میل کے فاصلہ پر ملے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ آؤ اب میں آگیا ہوں۔ آؤ ڈیرہ نانک کو چلیں۔ مگر وہ نہ آئے اور کہا کہ ہم قادیان کو جاتے ہیں۔ سید صاحب چونکہ بہت تھکے ہوئے تھے۔ اسلئے اُسدن تو انہوں نے آرام فرمایا۔ ۱۴ تاریخ صبح کو منادی کرائی گئی اور سید صاحب کا وعظ اسی جگہ مقرر کیا گیا۔ جہاں کہ حضرت میرزا صاحب نے مع اپنے حواریوں کے آرام فرمایا تھا۔ جب کہ چولہ صاحب کی زیارت کے لئے تشریف لائے تھے۔ سید صاحب نے کھڑے ہوتے ہی فرمایا کہ میں مانتا ہوں کہ میرزا صاحب نے اپنی کتب میں اپنے لئے نبی اور رسول کا لفظ لکھا ہے مگر اس لفظ نبی سے مراد ان کی محدث ہے نہ کہ حقیقی نبی جیسے قادیانی گروہ کہتا ہے۔ اور پھر میرزا صاحب کی کتابوں سے بہت سے حوالہ جات پڑھ کر سنائے جس میں میرزا صاحب لفظ نبی سے مراد محدث ہی لیتے ہیں۔ اور نبوت حقیقی سے انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص کے جواب میں جس نے میرزا صاحب کو لکھا تھا کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ نبوت کا نہیں۔ بلکہ محدث ہونیکا دعویٰ کیا ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے جب پڑھ کر سنایا تو عام پبلک کو یہ یقین ہو گیا کہ میرزا صاحب نے نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسکے علاوہ سید صاحب نے اور ایسے ہی بیسیوں تحریریں میرزا صاحب کی اپنی تحریر کردہ پیش کیں اور زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ میرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا ہوتا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رض ہوتے اور حضرت عمر رض ہوتے وغیرہ وغیرہ۔ پھر مولانا نور الدین صاحب کی وہ تحریر پڑھ کر سنائی جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ گذشتہ صدیوں میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی و خواجہ صاحب معین الدین بصری و مجدد الف ثانی صاحب و مولوی عبداللہ صاحب وغیرہ مجدد و محدث تھے۔ اور ہمارے زمانہ میں حضرت میرزا صاحب۔ غرضیکہ سید صاحب نے نہایت عمدہ وعظ فرمایا اور میرزا صاحب کے نبی نہ ہونے کے بڑے زبردست دلائل بیان کئے۔ دو گھنٹے وعظ کا وقت تھا بجائے دو گھنٹہ کے ڈھائی گھنٹہ تک وعظ ہوتا رہا۔ اور لوگ بہت ہی محظوظ ہوئے سید صاحب نے فرمایا صاحبان اگر آپ کو میرا وعظ پسند آیا ہے اور آپ اور سننا چاہتے ہیں تو آج پانچ بجے شام پھر اسی جگہ تشریف لے آویں سب نے کہا ہم ضرور آئینگے۔ چنانچہ ۵ بجے شام پھر خاصی تعداد سامعین کی ہوگئی (باقی آئیندہ)

تازہ خبریں

یونانی پیچھے بھی ہٹ گئے لیکن محاذ وہی ہے

(از زمیندار ۱۳ر اکتوبر ۲۱ء)

لنڈن ۸ر اکتوبر ریوٹر رقمطراز ہے کہ یونانی ذرائع موجودہ حالت جنگ کی نسبت یہ تبار ہے ہیں کہ یونانی محاذ بدستور سابق ہے ترک عسکی شہر شمال میں یونانی میسرہ کی دیکھ بھال کر رہے ہیں لیکن ان کی توجہ زیادہ تر جنوب کی جانب فیوم قرہ حصار کی طرف مبذول ہے اس جگہ انہوں نے ریل کی لائن کو جو کوتاہیہ کی طرف جاتی ہے منقطع کرنے کی کوشش کی معلوم ہوتا ہے کہ یونانی سکاریہ کے مغرب میں دس میل روزانہ کی معمولی رفتار سے پسپا ہو رہے ہیں۔

ایک پیغام قسطنطنیہ آمدہ براہ پیرس سے مظہر ہے کہ ابشباسے کوچک میں دائرہ حرب بالضرب سرد ہو چکا ہے۔ یونانیوں نے اپنی پسپائی کے دوران میں انگورا سے عسکی شہر تک آٹھ میل تک ریلوے لائن تباہ کر ڈالی ہے ترکوں کو فوجی ضروریات کے لئے اس حصّہ کی مرمت کرنی پڑی ہے۔

خراسان مطیع ہو گیا

محمدؐ تقی کی شکست

لنڈن ۲ر اکتوبر حکومت ایران کا سرکاری بیان مظہر ہے کہ محمد تقی نے جس کی سیادت میں صوبۂ خراسان نے دو ماہ ہوئے خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا شکست کھائی اور میدان میں مارا گیا۔ اُسکے رفقا نے حکومت کی افواج کے سامنے ہتھیار ڈالدیئے اور اطاعت قبول کر لی ہے۔

پانچ سال کے بعد اور جنگ ہوگی

لندن ۷ر اکتوبر۔ میجر جرنیل بربنکر نے تقریر کے دوران میں پیشگوئی کی ہے کہ پانچ سال میں ایک اور لڑائی چھڑے گی۔ اس جنگ کا آغاز باضابطہ نہیں کیا جائیگا بلکہ اچانک ہوائی حملہ سے اسکا آغاز ہوگا۔

(سول اینڈ ملٹری گزٹ)

روس میں ہولناک تباہی

(زمیندار ۱۳ر اکتوبر ۲۱ء)

روس کے قحط زدہ علاقہ ضلع سمارا سے ایک امریکن مس جو وہاں امدادی کام کر رہی تھی لنڈن واپس پہونچی ہے اس کا بیان ہے کہ وہاں جو چیز عام دیکھنے میں نظر آتی ہے وہ کوڑے کرکٹ کی گاڑیاں ہیں جن میں بچوں اور جوانوں کی لاشیں لدی ہوئی ہوتی ہیں۔ لوگ کثرت سے بازاروں میں مرتے ہیں مس موصوف نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جو اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود رہا تھا۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ وہ عنقریب مر جائے گا اور اس کی بیوی اور بچے قبر کھودنیکے قابل نہ تھے۔ لوگوں کا گذارہ گھاس اور شوربا پر تھا۔ بچوں کی آہ و زاری کی صدائیں دُور دُور سے سننے میں آتیں تھیں۔

فرانس کے ساتھ عہدنامہ

گذشتہ ۵ر جولائی میں فرانسیسی نمائندہ ایم بولوک ساکھ فرانسیسی اور ترکی قیدیوں کے درمیان ایک عہدنامہ ہوا تھا۔ مگر ابھی تک اسمیں کوئی مزید ترقی نہیں ہوئی کیونکہ غازی مصطفے کمال پاشا نے یونانی افواج پر شاندار کامیابی حاصل کرنے کی بنا پر اپنے مطالبات کو زیادہ سخت کر دیا ہے عہدنامہ مذکور زیادہ اقتصادی ضروریات کو مدنظر رکھ کر ترتیب کیا گیا تھا۔ اور جن میں بغداد ریلوے کی تعمیر اور سمرنا اور تھریس میں فرانسیسوں کیطرف سے ترکی کو امداد دینے کے سوال کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا تھا

ترکی قیدیوں کا تبادلہ

پیرس ۱۹ر اکتوبر۔ قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ ترکی میں جو پچیس برطانوی قیدی نظر بند تھے۔ وہ انوبلی میں پہونچ گئے ہیں۔ برطانوی ہائی کمشنر مقیم قسطنطنیہ کو اطلاع دی گئی کہ مالٹا سے اکادن ترکی قیدی انوبلی کیطرف روانہ کئے گئے ہیں۔

ترکی فتوحات

ترکان احرار کی تازہ پیشقدمی اور عظیم الشان فتوحات کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل مقامات کے متعلق حالات ناظرین کرام کی دلچسپی کا باعث ہوں گے

عسکی شہر قسطنطنیہ سے انگورا کو جانیوالی ریلوے لائن پر ایک مشہور شہر ہے اور انگورا سے ایکسو ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے

عشق بیجی یہ مقام سمرنا سے ۹۳ میل جنوب مشرق کی طرف عائدین کو جانے والی ریلوے لائن پر واقع ہے۔

بولدین یہ شہر عسکی شہر سے ۱۵ میل مغرب کیطرف ہے معلوم ہوتا ہے کہ ترکان احرار ہر طرف سے پیشقدمی کر رہے ہیں

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام مسٹر فقیر اللہ پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۱۷ صفر سنہ ۱۳۴۰ ہجری مطابق ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء

کلام مسیح موعود

ضرورت مسیح موعود

میں کہتا ہوں کہ اگر دوسرے امور پر نظر نہ بھی کریں تو ایک ضرورت موجودہ ہی ایسی ہے جو میری سچائی پر مہر کر دیتی ہے۔ کیا اس طوفان اور جنگ کے وقت جب عیسائیوں نے اسلام کو نابود کرنا چاہا ہے اور ہر طرف سے اور ہر رنگ سے اس پر حملے کر رہے ہیں ہزاروں لاکھوں اخبارات اور رسالے اس کی مخالفت میں شائع کر رہے ہیں اسلئے کہ اسلام ان کی راہ میں ایک روک اور پتھر ہے۔ اسلام ہی ان کی عیش میں تلخ ہے۔ اخبارات اور پبلک پکار پکار کر کہتے۔ اور وہاں کے مدبر اور اہل الرائے اسلام ہی کو اپنی ترقی کی راہ میں روک قرار دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں اسلام کے نیست و نابود کرنے کی جسقدر فکر عیسائیوں کو ہو سکتی ہے۔ اس سے وہ لوگ جو حجروں میں اور بیٹھے ہیں کب آشنا اور واقف ہو سکتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ آئے دن دو چار آدمی مسلمان ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی ترقی ہو رہی ہے۔ انہیں اُن حملوں کی خبر نہیں جو مقدس اسلام پر مختلف رنگوں میں ہو رہے ہیں۔ عیسائیت کی برباد کن آگ اسلام کے گھر تک لگ چکی ہے۔

۲۹ لاکھ تو ایسے ہیں جو اس آگ کی نذر ہو چکے ہیں۔ اور اسلام کے لخت جگر کہلا کر مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کھڑے ہو کر وعظ کہتے ہیں۔ یہ تو علانیہ دشمن ہیں۔ پھر ایک کثیر تعداد ایسے

فہرست مضامین

ایسے لوگوں کی ہے جو گو کھلے طور پر عیسائی تو نہیں ہوئے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ انہیں اسلام کیساتھ کوئی محبت و اُلفت نہیں ہے وہ اسلام کے ارکان اور شعار پر ہنستے ٹھٹھے اور ٹھٹھے کرتے ہیں۔ اور آئے دن اسمیں لگے رہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اور بس چلے اسلام کے احکام نماز روزہ میں ترمیم کریں اور اپنی تجویز اور تدبیر سے ایک ایسا اسلام پیدا کریں جسکے بانی مبانی وہ آپ ہی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ اسلام سے خواہ وہ الگ ہی کیوں نہ ہو۔ ان لوگوں کی حالت کسی صورت میں عیسائیوں سے کم نہیں ہے وہ کھلم کھلا انکی وردی پہنتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ وہ ایک دشمن دین کی وردی کیوں پہنتے ہیں۔ اگر اسلام کے ساتھ انہیں محبت اور پیار ہے۔

اگر کوئی شخص ہماری جماعت سے نفرت کرتا ہے تو کرے۔ لیکن اُسے کم از کم غیرت اسلام کے تقاضا سے اور اسلام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ بھی تو ضرور ہے کہ وہ کسی ایسی جماعت کو تلاش کرے اور اسکا پتہ دے جو سچ ویسا ہی اور ویسا ہی خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات اور روشن آیات سے اسلام کی سربلندی کر رہی ہو۔ مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خواہ مشرق و مغرب یا شمال و جنوب یا کہیں بھی چلے جاؤ اس جماعت کا پتہ بجز میرے نہیں ملیگا۔ اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے اس غرض کیلئے مجھے ہی مبعوث کرکے بھیجا ہے۔ میرے دعوی کو منکر نری بدظنی اور بدلگامی سے کام نہ لو۔ بلکہ تمہیں چاہئیے کہ اسپر غور کرو۔ اور منہاج نبوت کے معیار پر میری صداقت کو آزماؤ۔ انسان ایک پیسہ کا برتن لیتا ہے تو اسکی بھی دیکھ بھال کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری باتوں کو سنتے ہی بغیر فکر کئے گالیاں دینی شروع کرتے ہیں۔ یہ بہت ہی نامناسب امر ہے۔ جو طریق میں نے پیش کیا ہے اس طریق پر میرے دعوی کو آزماؤ۔ اور پھر اگر اس طریق سے تم مجھے کاذب پاؤ۔ تو بیشک افسوس کے ساتھ چھوڑ دو۔ لیکن میں تمہیں دعوی سے کہتا ہوں کہ میں مفتری نہیں ہوں کاذب نہیں ہوں۔ بلکہ

میں وہی ہوں

جس کا وعدہ نبیوں کی زبانی ہوتا چلا آیا ہے۔ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے۔ وہ مسیح موعود ہوں جو چودھویں صدی میں آنیوالا تھا۔ اور جو مہدی بھی ہے۔ مجھے وہی قبول کرتا ہے جسکو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے دیکھنے والی آنکھ عطا کرتا ہے۔ اور یہ جماعت اب دن بدن بڑھ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ بڑھے پس یہ بڑھے گی اور ضرور بڑھے گی۔"

حضرت مسیح موعود

اخبار احمدیہ

قبول اسلام

جناب مولوی مصطفٰی خان صاحب مبلغ اسلام انگلستان اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ پچھلے اتوار لیکچر کے بعد ایک اور خاتون مشرف باسلام ہوئیں۔ اسکا نام سکینہ رکھا گیا۔

اِس جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد میں ... کے پروفیسر کے ہاں جنہوں نے بڑے تقاضا کیساتھ بلایا ہے جا رہا ہوں خدا کرے کہ وہ بھی اعلان اسلام کر دیں۔ ان کی بیوی بھی مائل باسلام ہیں۔ دل خدا کے ہاتھ میں ہیں دُعا فرماویں والسلام احباب کو سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مصطفٰی خان

ولادت) مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب کی صاحبزادی کے ہاں اس جمعرات ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۱ء دختر نیک اختر پیدا ہوئی۔ خدا مبارک کرے۔

تبادلۂ خیالات) بدھ کے روز بعد نماز عصر امرتسر سے مولوی احمد الدین صاحب اہل قرآن و حشمت علی دہلوی مع اپنے متبعین کے تبادلہ خیال کے لئے تشریف لائے حضور امیر المومنین نے جس بےنظیر طریق استدلال سے اہل قرآن کے اباطیل فاسدہ کو از روئے قرآن و حدیث رد فرمایا۔ اسکے بیان سے تحریر عاجز ہے۔ مولوی احمد الدین صاحب اہل القرآن ایسے لاجواب اور ساکت ہوئے کہ کوئی جواب بن نہ آیا اور تمام مجلس میں انکو سخت شرمندہ ہونا پڑا۔

جن مسلمانوں کے دل میں ان کی باتوں سے احادیث نبویہ کے متعلق پر کچھ شبہات پیدا ہو گئے تھے جب حضرت امیر المومنین نے حدیث کے ایسے ہی واجب العمل ہونے جیسا کہ قرآن مجید واجب العمل ہے۔ پوری ہونے پر کما حقہ تقریر فرمائی تو ان کے شبہات زائل ہو گئے۔ اور پوری تشفی ہو گئی اور احادیث نبویہ کی عزت اور حرمت اور ان کے واجب العمل ہونے پر وہ سابقہ عقیدہ پر مضبوط ہو گئے۔ فالحمد للہ علی ذلک

ہمارے قابل اور نوجوان بھائی مولوی عبدالحق صاحب ایڈیٹر پیغام صلح نے اس تمام تقریر کو ضبط فرمایا ہے امید ہے کہ وہ عنقریب جب اپنی جگہ پر رخصت سے واپس آویں گے تو تمام تقریر درج فرما کر ناظرین کو اس بےنظیر تقریر سے خاص طور پر فائدہ اٹھانے کا پورا موقعہ دیں گے۔

روانگی ولائیت

بروز دوشنبہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو مخدوم الملۃ حضرت مخدوم و مکرم معظم خواجہ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام انگلستان ولائت جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر اور بھی برکات اور افضال اور انعام فراوان فرماوے۔

آپ اس میدان کے سب سے پہلے ہیرو ہیں۔ خدا کے برکات اور افضال اور انعام اور تائید اور نصرتیں اور کامیابیاں قدم قدم پر آپ کے شامل حال ہوں۔ آپ اس دنیا میں ایک ایک تاریخی انسان بن گئے ہیں۔ اور خدا نے دکھا دیا ہے کہ جو شخص تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے اس پر یہ افضال و اکرام ہوتے ہیں کہ وہ تمام جہان میں ایک مکرم معظم انسان بن جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی توفیق بخشے کہ ہم بھی تبلیغ اسلام اسی جوش اور اخلاص سے ملک بملک پھر کر کریں جیسا کہ خدا نے جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب پر خدا نے یہ فضل کیا ہے۔

دلائل فضیلت کے متعلق قایم ہوسکتے ہیں - ایک قرب الٰہی کے وجہ سے فضیلت تو اسکا تعلق دل اور معرفت الٰہی سے ہے وہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ ع بلحاظ تقرب الی اللہ مسیح موعود علیہ السلام سے افضل ہیں - یا مسیح موعود علیہ السلام افضل ہیں نہ اسکے متعلق ہمکو علم ہے اور نہ ہمارے ہاتھ میں کوئی میزان ہے جس سے ان دونوں کے لحاظ سے تقرب الی اللہ کو وزن کریں سوائے اسکے کہ مسیح موعود کو خدا نے خبر دی ہے اور ہم اسکو راستباز مانتے ہیں اسلئے ان کے کہنے سے اسکو ہم نے تسلیم کیا ہے - دوم فضیلت بلحاظ کارکردگی کے ہے اور کارگذاری اور خدمت کے ہے - اس پر تاریخ روشنی ڈالتی ہے اور واقعات اور مشاہدہ بتلاتا ہے اسلئے ہم اسمیں ایک حدتک اجتہاد سے کام لے سکتے ہیں اور غور کرسکتے ہیں - اور ضرور ایک نتیجہ پر تمام امورات عقلی و نقلی کو جمع کرنے کے بعد پہونچ جاتے ہیں اور وہ یہ کہ ضرور اس مقابلہ کارگذاری میں مسیح موعود ع مسیح ناصری علیہ السلام سے افضل ہیں اگر نبی کا خطاب پانا یا بقول قادیانی احباب کے محدثیت سے ترقی کرکے نبوۃ کے درجہ تک پہونچ جانے کے سبب فضیلت کلی کا عقیدہ قایم ہو یعنی نبوۃ کے مرتبہ تک پہونچ جانا علت ہے - فضیلت کلیہ کی تو پھر اسقدر راہ دور امور مسیح موعود ع نے کیوں فضیلت کے متعلق ذکر کردیئے - اور موسیٰ اور خضر کی مثال کیوں درمیان لے آئے - اسوقت تو اسقدر لکھنا کافی تھا - کہ اب چونکہ میں نبی بن گیا ہوں - اسلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ لغایت صفحہ ۱۵۵ دیکھو)

(۲) ثالث نے محاکمہ میں اس امر پر غور نہیں کی کہ امتی نبی مسیح موعود علیہ السلام کی اصطلاح میں کسکو کہتے ہیں - اگر مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں امتی نبی کی تعریف موجود ہے تو ضرور اس تعریف کی پابندی ہم پر لازم ہے پچھلی تحریرات میں اکثر جگہ امتی نبی کا استعمال اپنے لئے مسیح موعود ع نے فرمایا ہے اور اسی طرح سال ۱۹۰۱ء سے پہلی تحریرات میں بھی امتی نبی اپنے آپکو قرار دیا ہے اور امتی نبی - کی تعریف - محدّث " سے کی ہے تو ظاہر ہے کہ تبدیلی عقیدہ کچھ واقع نہیں ہوئی - احباب قادیان کہتے ہیں کہ پچھلی تحریرات میں "محدّث" کا لفظ اپنے لئے مسیح موعود ع نے ترک کردیا ہے - اور ایک غلطی کے ازالہ" میں اپنے آپکو محدّث " کہلانے سے انکار کیا ہے - میں اس امر کو مانتا ہوں کہ پچھلی تحریرات میں اپنے اوپر محدّث - کا استعمال مسیح موعود ع نے نہیں کیا ہے - مگر امتی نبی کا استعمال بہت کیا ہے تو اس ترک کی وجہ یہ نہیں - کہ اب چونکہ نبی بن گئے تھے اسلئے محدّث کا استعمال اپنے اوپر ترک کیا - بلکہ بجائے محدّث کے امتی نبی رکھدیا - گویا - امتی نبی اور محدث باہم مترادف ہیں - اگر مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں امتی نبی - کی تعریف "محدّث" سے ہوتی یا امتی نبی کی تعریف سوائے محدّث اللہ کے اور کچھ مذکور ہوتی تب اہل قادیان کی دلیل زبردست اور مضبوط تھی - مگر محض کسی لفظ کے ترک سے جبکہ دوسرا لفظ اسکا ہممعنے یا اسکا مترادف ذکر کردیا گیا ہو تبدیل عقیدہ کا قیاس صحیح قرار نہیں پاسکتا - کیونکہ اسیطرح پہلے تحریرات میں امتی نبی کا استعمال کم ہے - اور محدّث کا استعمال بہت ہے -

(۳) مسیح موعود ع نے اس مشترک نام یعنے - امتی نبی کا استعمال اپنے لئے بہت پسند فرمایا ہے اور یہاں تک بھی لکھ دیا ہے کہ اس مشترک نام سے مجھ کو بہت لذت آتی ہے اور یہ بھی لکھا کہ "وہ کہ اسکا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا - کیونکہ اس میں نبوت محمدیہ کی ہتک ہے امتی اور نبی دونوں لفظ اجماعی حالت میں اسپر صادق آسکتے ہیں" اور یہ بھی لکھا کہ وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور امتی بھی" اور اس حدتک کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں - جبتک اسکو امتی بھی نہ کہا جاوے" اور سب سے بڑھکر یہ بھی لکھا کہ میری مراد جس کو خدا بہتر جانتا ہے اس نبی کے لفظ سے محدّث ہے اگر نبی کا لفظ کسی کو ناگوار ہو تو بجائے لفظ نبی کے " محدّث کا لفظ سمجھ لے" اور جماعت اپنی معمولی بول چال میں ان الفاظ نبی اور رسول کو نہ استعمال کرے اسلام میں اس سے فتنہ کا اندیشہ ہے -

باوجود ان تحریرات کے وہ قوم اور جماعت کیسی گمراہ ہے جو ہوزاد ہر تحریر میں صاف اور کھلے اور موٹے الفاظ میں اس مسیح موعود ع کو جس نے اسقدر منع فرمایا لفظ نبی اللہ بغیر لفظ امتی کے لکھتی ہے اور پکارتی ہے اور اسکی نبوت کو پھیلاتی ہے - اور اسی کا وعظ کرتی ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

الغرض امتی نبی " ہرگز یہ لوگ نہیں کہتے بلکہ نبی - نبی پکارتے ہیں اور اسقدر کوتہ اندیش ہیں کہ اپنے نبی کا حکم نہیں مانتے - تعجب اتنے بدبخت ہیں کہ اسقدر نہیں سوچتے کہ نبی بنانے کا فایدہ کیا ہوا جبکہ تم نے اسکا حکم نہ مانا وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ - لا یؤمنون حتی یحکموک فی ما شجر بینھم - ذرہ اسپر کچھ غور نہیں کرتی کہ جب امتی نبی مسیح موعود لکھتا ہے - تو کوئی شرط یا الفاظ اسکے ہمراہ نہیں ضم کرتا - جب محدّث لکھتا ہے تو بھی کچھ ایزادی نہیں کرتا جب لفظ امتی - لکھتا ہے تب بھی کوئی لفظ اس کے ہمراہ شامل نہیں کرتا - مگر جب اکیلا نبی " کا لفظ استعمال کرتا ہے تو ضرور صدہا جگہ اسکے ہمراہ - مجازی - ظلی - بروزی - ناقص وغیرہ کے الفاظ لگا دیتا ہے - اسکا کیا سبب تھا - جب امتی کے ہمراہ مجازی نہیں لگاتا تو نبی کے ساتھ مجازی کیوں شامل کردیتا ہے - یہ امر ہمکو اور اہل قادیان کو یعنے ہر دو کو مسلم ہے کہ حضرت مسیح موعود ع نے حدیث اماکم منکم سے اپنا امتی ہونا استنباط فرمایا ہے - اور حدیث

مسلم کے نبی اللہ" سے اپنا نبی ہونا استنباط فرمایا ہے - مگر امتی کے ہمراہ مجازی نہیں لکھنا اور نبی کے ہمراہ مجازی لگا دیتا ہے اور اسوقت ایک گھبراہٹ مسیح موعود کے کلام میں محسوس ہوتی ہے - گویا خالص نبی لکھنے اور پکارے جانے سے خوف زدہ جیسے ہو جاتے ہیں کہ مبادا اس سے کوئی اور نتیجہ نہ نکالا جاوے (جیسا کہ اب قادیانی نکال رہے ہیں) ورنہ یہ کیا بات ہے کہ محدّث لکھنے امتی لکھنے سے نہیں گھبراتے مگر نبی کہتے وقت گھبراتے ہیں - جو شخص نبی بنگیا - اور بقول قادیانی احباب وہ نبی تھا - اور اسکا اپنا عقیدہ بھی اپنے متعلق نبوت کا تھا - تو پھر مجازی - ظلی - امّتی نبی چہ معنے دارد - آیا پہلے کسی نبی نے بھی اپنے متعلق ایسا کہا ہے - جب پہلے کسی نبی نے بموجب مسلمات اہل قادیان غیر تشریعی نبی ہوکر بھی اپنے آپ کو مجازی نبی نہیں کہا - حال آنکہ شریعت اور کتاب ان کی تورات تھی - جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو خادم تورات تھے . . . .

. . . . اور شریعت کے تابع تھے - انہوں نے بھی اپنے آپکو مجازی نبی نہیں کہا - اور نہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مجازی نبی کہا ہے اور نہ ان انبیاء بنی اسرائیل کو جو تابع تورات تھے حضرت مسیح موعودؑ نے مجازی نبی کہا ہے . . . .

. . . .

. . . . تو پھر مسیح موعودؑ باوجود حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہونیکے مجازی نبی کیسے کہلاتے ہیں - بھلا اصلی نبی کب مجازی نبی کہلا سکتا ہے - اصلی شیر کو کوئی مجازی یا ظلی شیر نہیں کہتا - ہاں انسان کو مجازاً شیر کہہ دیتے ہیں - شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے -

(۴) ثالث نے محاکمہ میں اس امر پر کوئی روشنی نہیں ڈالی - کہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱ پر جو قولہ اور اقول - کرکے سوال جواب لکھا ہے جس میں محدّث کو نبی کا مترادف تسلیم کیا گیا ہے - اسکا کیا رد ہو سکتا ہے جواب میں مسیح موعود نے تسلیم کر لیا ہے کہ محدث کو ایسا نبی کہہ سکتے ہیں گویا محدّث اور ایسے نبی میں کچھ فرق نہیں - گویا مسیح موعودؑ محدثیت کے مدعی ہیں - جس کی تشریح اسطرح پر کرتے ہیں - کہ من حیث اللغت نبی کے معنے پیشگوئی کرنیوالے کے ہیں جو خدا سے الہام پاکر پیشگوئی کرے اور قرآن شریف کے رو سے ایسی نبوۃ کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو - الخ

پس اس تحریر سے ثابت ہے کہ مسیح موعودؑ نے تبدیلی عقیدہ در مدت نہیں کی ورنہ جواب غلط ہے - بلکہ جواب یہ ہوتا کہ ہم کب محدّث کو نبی کہتے ہیں - اور پہلے تو محدثیت کا دعوی محدثیت چھوڑ کر اب تو نبوۃ کا دعوی کر دیا ہے - اور سال ۱۹۰۱ء سے ہمارا عقیدہ معاملہ نبوت میں تبدیل ہو گیا ہے"

(۵) ثالث نے محاکمہ میں اس امر پر کوئی روشنی نہیں ڈالی کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ میں جو سال ۱۹۰۷ء کی کتاب ہے - اسمیں دعویٰ نبوت کو لوگوں کا اور ملانوں کا افترا قرار دیتے ہیں - اور وہ مجھ پر افترا باندھتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعوی کیا ہے - بلکہ میں مجدد سرہندی صاحب کی طرح اس امر کا قایل ہوں کہ اگرچہ اس امت میں بعض افراد مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک رہیں گے - لیکن جس شخص کو بکثرت مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے مشرف کیا جاوے اور امور غیبیہ اسپر ظاہر کئے جاویں اس کو نبی کہتے ہیں - حال آنکہ مجدد صاحب کے مکتوبات میں نبی کا لفظ نہیں محدّث کا لفظ ہے

پس اسجگہ بھی حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کا لفظ بجائے محدّث لکھ کر یہ ظاہر کر دیا کہ اس قسم نبوت اور محدثیت میں کچھ فرق نہیں ہے - اور میرا دعوی وہی ہے جسکو مجدد صاحب سرہندی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ امت محمدیہ میں محدّث ہوتے رہے ہیں - اور محدّث وہ ہے جس کو شرف مکالمہ مخاطبہ الہیہ بکثرت حاصل ہو

(۶) حاشیہ الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۱ پر لکھتے ہیں وھو مسلم عند اکابر اھل السنۃ فالنزاع لیس الا نزاعاً لفظیاً الخ - اور تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ پر لکھتے ہیں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الہیہ ہے - جو آنحضرتؐ کی اتباع سے حاصل ہے - سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قایل ہیں - پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی - یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں - میں اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں و لکل ان یصطلح -

پس کسی اہلسنت کے اکابر کا یہ مذہب بتلا دو کہ وہ خاتم النبیین کے بعد کسی کے نبی ہونیکا مسلمانوں سے قایل ہو ہاں محدّثیت کے قایل بہت ہیں اور اسی کو غیر تشریعی نبی بیان کرتے رہے ہیں - اگر کسی نے اس کو نبی غیر تشریعی لکھا تو اور کسی نے محدث لکھا تو یہ سب ایک ہی ہے غرضیکہ یہ نبوت - محدثیت کی مترادف ہے - محدثیت سے اوپر نہیں (پچھلی تحریرات میں کثرت مکالمہ مخاطبہ لکھا - اور محدث کے متعلق کثرت کو تسلیم کیا (صفحہ ۹۱۴ ازالہ)

(۷) چشمۂ معرفت صفحہ ۱۸۰/۱۸۱ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں - اور ایسا شخص جسکو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جاویں یعنے اسقدر کہ اسکے زمانہ میں اسکی کوئی نظیر نہ ہو اسکا نام ہم نبی رکھتے ہیں - قرآن شریف مکالمہ مخاطبہ الہیہ کے سلسلہ کو بند نہیں کرتا یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء الخ دیکھو تفسیر روح معانی اس آیت کے نیچے حدیث مجدد کو لکھا ہے اور لفظ یلقی مضارع استمرار تجددی کو بیان کرکے لکھا ہے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا - اور یہی حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے - پس اکابر اہلسنت کے مذہب کے مطابق جناب مسیح موعود کا مذہب ہے -

(۸) سال ۱۹۰۸ء وفات کے نزدیکترین دن کا حوالہ دیکھو- البدر ۲۵ صد ۹ سال ۱۹۰۸ء

میرا دعویٰ تو صرف یہ ہے کہ چونکہ دین زندہ ہے اسلئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے - جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو - اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اسپر ظاہر کرے تو یہ نبوۃ ہے - مگر یہ حقیقی نبوت نہیں - نبیاء کا لفظ خود اسپر شاہد ہے انبیاء کے معنی ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔

میرا ہرگز یہ دعوے نہیں کہ آنحضرت صلعم سے الگ ہوکر میں نبی ہوں - تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو ہم اُسے نبوت کہہ لیتے ہیں - یہ لفظی نزاع ہے .... حضرت مجدد سرہندی بھی ایسے مکالمہ کے قایل ہیں - میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرتا ہے تو اُسے عربی میں نبوت کے سوا اور کیا کہیں گے - تعجب ہے کہ جب وہی بات پنجابی میں کہی جاوے تو مانتے ہیں - اور جب پنجابی کی بجائے عربی لفظ اختیار کیا جاوے تو نہیں مانتے)

پھر البدر ۳۲ ۱۱ رجون ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں - میں آنحضرت صلعم کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں یہ نبوۃ کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا کی طرف سے ہے - جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالےٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہو اُسے نبی کہا جاتا ہے - خدا کا وجود اسکے نشانوں کیساتھ پہچانا جاتا ہے ۔ اسلئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں - مثنوی میں لکھا ہے -

آں نبی وقت باشد اے مرید - محی الدین ابن عربی بھی ایسا لکھا ہے - حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے پس کیا سب کو کافر کہوگے یاد رکھو یہ سلسلہ نبوت قیامت تک قایم رہے گا -

البدر ۱۹/۲ ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء (دعوئے رسالت) ہمنے ان معنوں میں کوئی دعویٰ رسالت نہیں کیا - جیساکہ ملاں لوگ لوگوں بہکاتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دعوئے ملہم اور منذر ہونیکا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا ہے - وہی ہمیشہ سے ہے آج کوئی نئی بات نہیں ۲۴ سال سے یہ الہام ہے الخ -

یہ سب تحریرات جو عموماً آخری اوقات کی ہیں اور ان ہی ایام میں وفات بھی متصل واقع ہوئی ہمارے مناظر کو پیش کرنی لازم تھیں - محدثیت اور ظلی اور بروزی اور مجازی نبوۃ ایک شے ہے ان کی تعریف اور تشریح جہاں حضرت مسیح موعود عم نے فرمائی وہ سب باہم ملتی ہے اور سر مو اسمیں فرق نہیں پچھلی تحریرات میں ظلی اور مجازی اور امتی نبی کا استعمال زیادہ پایا جاتا ہے اور جب ان کی تعریف محدث اور بروزی اور ناقص نبی کے مطابق ہے تو بعض کے ترک سے قادیانی احباب کے دعویٰ کو تقویت نہیں مل سکتی ہے حبک الشیٔ یعمی و یصم - میں تعجب کرتا ہوں کہ ایسا شخص جو خود نبی ہے اور ایسا نبی ہے جیسا کہ قادیانی دوستوں کے مسلمات ہیں - یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ موسیٰ حضرت ابراہیم وغیرہ جیسا - تو پھر وہ کس طرح اور کس زبان سے یہ الفاظ نکال سکتا ہے اور اپنی تحریرات میں ان کو لکھ سکتا ہے - یہ بات میری عقل اور سمجھ میں بالکل نہیں آ سکتی -

(الف) یہ تو ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ اُمر جس کا نام توحید ہے اور جو مدار نجات ہے اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اسکے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلعم پر ایمان لایا جاوے اور ان کی اطاعت کی جاوے میسر نہیں آ سکتا - (حقیقۃ الوحی صد ۱۲۲)

(ب) اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریگا - تمہیں اسپر ایمان لانا ہوگا - ...... توریت استثنا باب ۱۸ میں یہ آیت موجود ہے کہ جو شخص اس آخر الزمان نبی کو نہیں مانے گا ..... (صد ۱۳۰ - ۱۳۱ حقیقۃ الوحی)

(ج) اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے (صد ۱۴۱ حقیقۃ الوحی)

(د) بجز متابعت ہمارے سید و مولےٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہو سکتی (صد ۱۵۱ حقیقۃ الوحی)

(ھ) لیکن ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے انتہا تک پہنچی ہوئی ہے (صد ۱۵۱ - ۱۵۲ حقیقۃ الوحی)

آخر الزمان نبی - خاتم الانبیاء - اسوقت کا نبی - ہمارا نبی - یہ جملے اس شخص کی زبان سے جو خود نبی ہے اور اسکی نبوت کے ماننے کے بغیر کوئی مسلمان اور مومن نہیں ہو سکتا - ہرگز نہیں نکل سکتے - اگر اُسکا خیال بھی ایسا ہی ہو جیسا کہ قادیانی دوستوں کا زعم ہے - جو شخص خود نبی ہے - وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے - ہمارا نبی اسوقت کا نبی - حالانکہ وقت کا نبی وہ خود ہے نبی کا نبی آجتک کسی نے سنا ہے - قادیانی دوستو بتلاؤ - اگر سچے ہو ضرور نظیر اس قسم کلام کے تمہارے پاس ہوگی ہاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین اسمیں شک نہیں کہ جو وحی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ہوئی یا حضرت مریم بتول اور حواریئں اور حضرت خضر کو ہوئی یا اولیاء امت محمدیہ محدثین (بفتح دال) کو ہوتی ہے سب یقینی اور خدا کی طرف سے ہے مگر انبیاء اور ان میں فرق ضرور ہے - وہ اس قسم الہام سے نبی نہیں بن سکتے - حضرت مسیح موعود نزول المسیح صد ۱۴۳ پر لکھتے ہیں کہ تازہ کلام الٰہی خدا کی شریعت کا پشتی بان ہے اور اس کشتی کو جو گناہ کے سبب غرق ہونے لگتی ہے جلد تر کنار امن تک پہنچانیوالا ہے ...... کلام الٰہی سے مراد وہی کلام ہے جو زمانہ کیلئے تازہ طور پر اترتا ہے اور اپنی طبعی خاصیت سے ملہم اور اسکے ہم نشینوں پر ثابت کرتا ہے کہ میں یقینی طور پر خدا کا کلام ہوں اور انبیا ملہم طبعاً اسمیں اور خدا کے دوسرے کلمات میں جو پہلے نبیوں پر نازل ہوکر من حیث الوحی کچھ فرق نہیں سمجھتا گو دوسری وجوہ سے کچھ فرق ہو - لیکن یاد رہے کہ عوام الناس کے ایسے شکی وہمی الہام ہمارے اس بحث سے خارج ہیں (صد ۱۴۳ نزول المسیح)

پس نبی اور اس میں فرق ہے گو نزول وحی کے لحاظ سے فرق نہ ہو - اسقدر کافی ہے -

خاکسار - زند علی از پشاور مورخہ ۱۰ ۱/۲۱

دین اور دینداری کی باتیں

صلوٰۃ علی النبیؐ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود)

اوّل اوقات الصلوٰۃ علے النبی (یعنی کس کس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا چاہئے)

(۱) مسجد میں آنے اور جانے وقت۔
(۲) جہاں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام یا تذکرہ آوے۔
(۳) ہر دعا کے اوّل اور آخر میں۔
(۴) نمازوں میں۔
(۵) جمعرات اور جمعہ کو اکثر وقت۔

دوم معنے الصلوٰۃ (یعنے درود کے معنی۔ صفت کرنا۔ تعظیم کرنا۔ دُعا کرنا۔ رحمت کرنا۔ کامیابی۔ شاباش۔ شفاعت معظم و مکرم ہونا۔

سوم۔ درود شریف پڑھتے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

(الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو یاد کرو کہ آپنے ہماری بہتری کے واسطے کیا کیا تکالیف اٹھائیں اور پھر کس طرح پر دنیا کے اغلال سے ہم کو چھڑایا

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی ترقیوں اور کامیابیوں کو مدنظر رکھو۔

صلوٰۃ اللہ وصلوٰۃ الملائکہ علی النبی (یعنے رسول اللہ پر اللہ تعالےٰ اور فرشتوں کا درود)

یہ ایک مسلم امر ہے کہ نیکی کے بتانے والا اس شخص کے ثواب کا بھی وارث ہوتا ہے جس کی تعلیم کی وجہ سے وہ شخص نیکی کرتا ہے الدال علی الخیر کفاعلہ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا ثواب ہر وقت ملتا ہے۔ کیونکہ کروڑوں انسان ہر وقت آپکے بتانے کی وجہ سے نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ وغیرہ نیکی کے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام نیک اعمال کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں بھی بڑھتا جاوےگا جو آپ کے مدارج عالیہ میں ترقی کا باعث ہے (محمودی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ماننے اور کروڑہا مسلمانوں کو کافر کہنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا فیضان بند اور حضور سرور عالم کے مدارج عالیہ میں ترقی کا رک جانا ماننا پڑتا ہے یا نہیں

(ج) دعا کا مسئلہ بھی مسلم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کروڑہا انسان ترقی مدارج کے واسطے دعا کرتے رہتے ہیں۔ پھر ان دعاؤں کا کچھ نتیجہ نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے (ہاں محمودی جو اپنے سوا سب کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور منافق اور فاسق سمجھتے ہیں وہ اسکے منکر اور کافر ہیں۔ اور کہتے ہیں اب مسلمانوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا لاحاصل ہے۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ (یعنے درود کا ثبوت) از روئے کامیابی بھی آپ پر ہر وقت صلوٰۃ ہونیکا ثبوت ملتا ہے۔ علاوہ بریں کوئی مذہب ایسا نہیں جس کے اصول اور الہامی کتاب بھی اسیطرح قایم رہے ہوں جس طرح کہ قرآن مجید اور اصول اسلام۔ علاوہ بریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی رنگ کے واسطے ہر صدی پر مجدد موجود رہتے ہیں۔

گناہگاروں کے اقسام) اوّل قسم گناہگاروں کی وہ ہے کہ وہ غافل ہوتے انکو خبر ہی نہیں ہوتی کہ وہ گناہ کرتے ہیں۔ **دوم** وہ ہے کہ گناہ کرتے ہیں۔ مگر بعد میں اضطراب تضرع۔ زاری۔ خوف الٰہی رونا چلانا ہوتا ہے۔ ایسے گناہگار تائب ہوتے ہیں۔

سوم گناہگاروں کی وہ قسم ہے کہ وہ غافل بھی نہیں ہوتے۔ گناہ بھی کرتے ہیں کوئی اضطراب اور گھبراہٹ بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ حیلے بناتے ہیں۔ اور بہانہ کرتے ہیں ایسے لوگ محروم ہوتے ہیں۔ پس اپنا مطالعہ کرو۔

اعمال کی کسوٹی) اعمال میں اخلاص اور صواب نہ ہو وہ اعمال اکارت جائیں گے

اخلاص وہ ہے جو صرف اللہ تعالےٰ ہی کی رضا کیلئے ہو۔ کوئی اور خواہش نہ ہو۔ کسی کو دکھانا یا کسی سے کوئی قسم کا طمع یا خوف اس عمل کا محرک نہ ہو۔

صواب۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل اور سنت کے موافق ہو۔ اُن کے نقش قدم پر چلے۔ اگر ان دو میں سے ایک بھی بات نہ ہوگی تو اعمال حبط ہو جائیں گے۔

شیعہ صاحبان غور فرماویں} انت منی بمنزلۃ ھارون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کے متعلق فرمایا۔ پس رسول اکرمؐ کا فرمان کیسا سچا تھا۔ وہ وزارت ہی کے قابل اور مناسب تھے۔ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی وزیر تھے۔ حضرت ابوبکر رضؓ کے بھی وزیر اور حضرت عمر رضؓ کے بھی وزیر تھے۔ اور حضرت عثمان رضؓ کے بھی وزیر بنے رہے اور چونکہ وزارت ہی کے لایق تھے اسواسطے جب تک وزیر رہے کام اچھی طرح چلتا رہا۔ اور جب خلیفہ بنائے گئے تو کام بگڑ گیا۔ جس طرح ہارون علیہ السلام کی تھوڑی دیر کی خلافت میں بھی قوم بگڑ گئی تھی۔ پس جب خدا نے فیصلہ کر دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پورے کر دیئے۔ تو شیعہ صاحبان کیوں گلہ کرتے ہیں۔ اور خلیفہ بلا فصل انکو قرار دیتے ہیں فقط

(حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ)

(۳) شیخ المتصوفین محی الدین ابن عربی۔ دیکھو فتوحات مکیہ و تفسیر عرائس البیان مطبع نولکشور جلد ۱ صفحہ ۲۶۲ "وجب نزولہ بتعلقہ ببدن آخر"
(ترجمہ) مسیح ابن مریم کا نزول آخری زمانے میں کسی دوسرے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کرکے ہوگا۔ یعنی بروزی رنگ میں۔ شرح فصوص الحکم صفحہ ۸۳ میں بطور کشف لکھتے ہیں "وعلی قدم شیث یکون آخر مولود من یولد ھذا النوع الانسانی وھو حامل اسرارہ ولیس بعدہ ولد فی ھذا النوع فھو خاتم الاولاد" (ترجمہ) وہ آخری مولود (مسیح موعود) جو اس قسم کے بنی نوع انسان میں پیدا ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اسرار کا حامل ہوگا اور اسکے بعد ایسا کوئی لڑکا اس قسم میں پیدا نہ ہوگا۔ اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔
اور اسی کتاب کے صفحہ ۴۸ پر اور کتاب عنقائے مغرب میں لکھتے ہیں "ھو الخاتم
- من العجم لامن العرب (ترجمہ) وہ خاتم ولایت عیسیٰ علیہ السلام عجمی النسل ہوگا۔ عربی نہیں ہوگا۔ کتاب عنقائے مغرب اور شرح فصوص الحکم ہر دو شامل ملاحظہ ہوں۔

(۴) حافظ ابن قیم جو ساتویں صدی کے مجدد ہیں سردار کے لقب سے مشہور ہیں کتاب زاد المعاد صفحہ ۱۹ مطبع نظامی میں لکھتے ہیں "واما ما یذکر عن المسیح انہ رفع الی السماء ولہ ثلاثۃ و ثلاثون سنۃ فھذا لایعرف لہ اصل
(ترجمہ) مسیح کی نسبت جو یہ ذکر مشہور ہے کہ وہ آسمان پر زندہ چڑھ گئے اور اسوقت ان کی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ سو اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(۵) امام شعرانی فاضل اجل عارف ربانی۔ کتاب طبقات جلد ۲ صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں ان علی ابن ابی طالب رفع کما رفع عیسیٰ" (ترجمہ) علی ابن ابی طالب بھی اسیطرح اوپر اٹھائے گئے جس طرح حضرت عیسیٰ ؑ اٹھائے گئے تھے

(۶) خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ۔ کتاب فصل الخطاب صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں "ان عیسیٰ وموسیٰ لو ادرکا ہ لزمہا الدخول فی شریعتہ (ترجمہ) اگر عیسےٰ اور موسیٰ رسول خدا کے زمانے میں زندہ ہوتے تو انہیں رسول اللہؐ کی شریعت کے پابند ہونا پڑتا۔

(۷) شیخ المشائخ محمد اکرم صابری۔ کتاب اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں "بعضے برآنند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت ازیں بروز است"
(ترجمہ) بعض کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی روح مہدی علیہ السلام میں بروز کرے گی اور عیسےٰ بن مریم کے نزول سے یہی بروز مراد ہے۔

(۸) گیارھویں صدی کے مجدد یعنی مجدد صاحب الف ثانی کتاب مکتوبات جلد ۲ و ۳ مکتوب ۵۵ میں لکھتے ہیں "نزدیک است کہ علمائے ظواہر او (عیسےٰ علیہ السلام) را از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت

دانند۔۔۔۔۔ تا قصے چند احادیث را یاد گرفتہ اند و احکام شریعت را منحصر در آں ساختہ ماورائے معلوم او را نفی نمایند" (ترجمہ) قریب ہے کہ ظاہر میں علماء عیسےٰ علیہ السلام سے ان کے الفاظ کی گہرائی اور باریکی کی وجہ انکار کردیں اور ان کو کتاب و سنت کا مخالف تصور کریں۔ کیونکہ چند کم علم لوگوں نے بعض احادیث کو یاد کر رکھا ہے اور احکام شریعت کو انہیں پر منحصر کرلیا ہے۔ اور اسکے متعلق جو کچھ ان کے علم سے باہر ہے۔ اس سے انکار کرتے رہتے ہیں۔

(۹) خاقانی صاحب فرماتے ہیں۔

کجا شد عیسیٰ بن مریم کہ مردہ زندہ مے کردے	سلیماں خود کجا رفتہ کجا تخت سلیمانی
چو ختم الانبیاء ہم رفت گو آخر کہ ماند	بجز ذات مقدس قادر قیوم صمدانی"

(۱۰) جناب علمی صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

آدم کہاں۔ حوا کہاں۔ عیسیٰ کہاں۔ مریم کہاں	ہارون کہاں۔ موسیٰ کہاں سب آبا کا ہے سکوں غم

(۱۱) امام جبائی رحمۃ اللہ تفسیر مجمع البیان جلد اول میں زیر آیت فلما توفیتنی فرماتے ہیں "وفی ھذہ الایۃ دلالۃ علی انہ امات عیسیٰ وتوفاہ ثم رفعہ الیہ لانہ بین انہ کان شہیدا علیہم مادام فیہم فلما توفاہ اللہ کان ھو الشہید علیہم لان التوفی لا یستفاد من اطلاقہ الا الموت" یہ آیت شریفہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسےٰ علیہ السلام کو وفات دی اور مار کر اپنی طرف اٹھا لیا کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ جب تک عیسیٰ ؑ اپنی قوم میں رہے ان کے افعال دیکھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی تو پھر اللہ ہی ان کے حال پر نگران تھا۔ کیونکہ لفظ توفی بغیر موت کے اطلاق کے اور کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

(۱۲) علامہ میبندی کتاب غایۃ المقصود صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے کہ "میبندی در شرح دیوان آوردہ کہ روح عیسےٰ علیہ السلام در مہدی علیہ السلام بروز کند۔ و نزول عیسیٰ ؑ ازیں بروز است" ترجمہ میبندی شرح دیوان میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ ؑ کی روح مہدی علیہ السلام میں بروز کرے گی۔ اور نزول عیسیٰ ؑ سے مراد بروزی طور پر تشریف لانا ہے

ان معزز صاحبان موصوفہ بالا کے سوا اور بہت سے اسمائے گرامی ہیں جن کا بخوف طوالت یہاں ذکر نہیں معذور ہیں۔ صرف انہی بارہ معزز صاحبان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ صاحبان مذہب اہلسنت والجماعت کے مشہور و معروف امام و متقتدا ہیں باقی فرقہ ہائے معتزلہ جہمیہ کا تو ذکر نہیں وہ سب کے سب حضرت عیسیٰ ؑ کی موت کے قائل ابتدا سے چلے آئے ہیں امید واثق ہے کہ اس مہدی کے رستگو دیا ستدار علماء قرآنی حکم لایخافون لومۃ لائم کو مد نظر رکھ کر پوری توجہ سے شافی جواب طبع فرما کر بہت جلد ارسال فرمائیں گے۔ ورنہ یہ خاکسار روز محشر میں دامنگیر ہوگا۔

السائل خاکسار صوفی ابو عنایت الرحمٰن خان ریاست مالیر کوٹلہ (پنجاب)

قول فیصل

(محاکمہ شیخ محمد عمر صاحب وکیل)

محاکمہ جو قول فیصل سے موسوم کیا گیا ہے اور جو احباب قادیان نے چھپوایا ہے یہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام پر شیخ محمد عمر صاحب وکیل کا ثالثانہ فیصلہ ہے جو اس مباحثہ پر انہوں نے صادر کیا جو درمیان مولوی عبد الحق صاحب اور مولوی عمر دین صاحب کے واقع ہوا تھا - اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریرات سے انکے دعویٰ کے متعلق انہیں استنباط ہے کہ وہ کسر ختم نبوۃ کے بعد آنحضرت خاتم النبیین کے مدعی نبوت تھے۔ میں نے اس فیصلہ کو اب دیکھا ہے اور اس میں جو غلطیاں اور فروگذاشتیں ثالث یا مناظرین سے واقع ہوئیں فی الجملہ عرض کرتا ہوں - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(۱) ابتداء اختلاف سے اب تک میں اس امر پر بعد تحقیقات و غور قائم ہو چکا ہوں کہ حضرت مسئلہ فضیلت بر ابن مریم کے عقیدے میں جناب مسیح موعود نے تبدیلی کی ہے اور وہ فضیلت تمام شان والی فضیلت ہے جو پہلے اسکو جزئی خیال فرماتے تھے بعد ازاں تمام شان والی فضیلت کے قائل ہوئے اور یہ امر ص۱۴۹ حقیقۃ الوحی - سوال نمبر ۱ - اور اسکے جواب تا ص۱۵۵ اتنک مطالعہ سے روز روشن کیطرح ثابت اور واضح ہے مگر میں اس تبدیلی عقیدہ کی علت نبوت قرار نہیں دیتا - کیونکہ سوال نمبر ۱ کا موضوع نبوت پر مشتمل نہیں - سوال نمبر ۱ پر اچھی طرح غور کرو - وہاں تناقض فی التحریرات مسئلہ فضیلت سے متعلق ہے - نبوت کے متعلق کوئی سوال نہیں - اب جواب جو بہت سے دلایل پر مشتمل ہے اس سے دو نتائج اخذ نہیں کئے جاسکتے - اگر مسیح موعود علیہ السلام جواب میں یہ ذکر کرتے کہ چونکہ پہلے میں اپنی نبوت کو محدثیت تک محدود رکھتا تھا - اسلئے فضیلت کو بھی جزئی قرار دیتا تھا - مگر اب میں اپنی نبوت کو محدثیت قرار نہیں دیتا - بلکہ اصلی نبوت جیسا کہ دیگر انبیاء سابقین کی نبوت ہے قرار دیتا ہوں اسلئے اپنی فضیلت کو بھی کلی فضیلت قرار دیتا ہوں تو بیشک صاف بات تھی اور معاملہ میں کچھ شک و شبہ باقی نہ تھا - مگر جواب ایسا نہیں بلکہ جواب میں مسئلہ فضیلت کے اختلاف کو قبول کیا گیا ہے - اور اس میں صرف نبی کے خطاب پالنے ہی کو وجہ فضیلت کلی قرار نہیں دیا گیا - بلکہ جواب میں اور وجوہات بہت سے مذکور ہیں اور یہ سب وجوہات مل ملا کر فضیلت تمام شان والی کے تئیں کو مستحکم کرتے ہیں نبوت کو ثابت نہیں کرتے چنانچہ لکھا ہے پھر چونکہ خدا نے

اور اسکے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جاوے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو ص۱۵۵) پھر ص۱۵۳ اور اسکے حاشیہ میں موسیٰ اور خضر کی مثال دے کر سمجھا دیا کہ ایک غیر نبی - نبی سے بھی افضل ہو سکتا مگر نبی متبوع سے اسکا امتی کبھی افضل نہیں ہو سکتا - اور اس عقیدہ کی جھلک جناب مسیح موعود کی پہلی کلام میں بھی پائی جاتی ہے اسکو کیا کہو گے جو کہا - ھو افضل من بعض الانبیاء ص۴۴ سراج منیر)

اسیطرح ص۱۵۵ پر ایک اور وجہ (آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے بالمقابل جوش مار رہی ہے الخ ...... پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنے خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں -) پھر ص۱۵۱ لغایت ۱۵۳ پر مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کی خدمت الخ - حضرت عیسےٰ توریت کے وارث اور میں قرآن کا وارث - حضرت عیسیٰ کو ایک قوم یہود کی اصلاح کے لئے وہ روحانی قوتیں دی گئیں اور اس امت کو جامع کمالات انبیاء بننے کا حکم ہے - غرضکہ سب امورات کو دلائل قرار دیا جاوے - اور اسپر فضیلت کا کلیہ قائم کیا جاوے - منجملہ ان تمام دلایل کے نبی کا خطاب ملنا بھی ایک دلیل ہے - قادیانی احباب یہ غلطی کرتے ہیں کہ اور تمام دلائل کو جو حقیقۃ الوحی ص۱۴۸ لغایت ص۱۵۵ میں مذکور ہیں ترک کر کے صرف صریح طور پر نبی کا خطاب الخ اس جملہ کو پکڑ لیتے ہیں اور اس سے نتیجہ غلط اخذ کرتے ہیں کہ بس نبی بن گئے - حالانکہ جناب میرزا صاحب نے اس فقرہ کو نبی بن جانے کی دلیل میں ذکر نہیں کیا - بلکہ یہ جملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کے لئے بطور دلیل استعمال فرمایا - جیسا کہ اور بہت سے دلائل افضلیت کے ذکر کئے - چنانچہ اس فقرہ کے آگے ہی کہتے ہیں "ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے" نبی کا خطاب تو تئیس سال پیشتر کا مل چکا ہے - اگر خطاب سے نبی بن گئے تو بایں اسوقت اسپر حجت لاتے کہ اب نبی کا خطاب مل گیا ہے میں نبی ہوں ۲۳ سال بعد اسکو پیش کرتے ہیں - اور جب خطاب ملا اسوقت محدث کہلاتے ہیں العجب ثم العجب پھر کہتے ہیں "میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں الخ ص۱۵۰"

کوئی معترض کہے حضور آپ نے ۲۳ سال کی وحی کو تو خود رد کیا کہ اسپر پندرہ سال یا بیست سال تک عمل نہ کیا - پس یاد رکھو منصب میں اور دعویٰ میں ۲۰ یا ۱۵ یا ۲۳ سال تک تعطل نہ رہنا - العیاذ باللہ - نبوت کی شان کے بالکل خلاف ہے -

فضیلت کا مسئلہ مامور کی ذات تک محدود ہے - اسکا اثر متعدی نہیں اور نہ ہم پر اس کا ماننا یا نہ ماننا لازم ہے - ہمارے سمجھنے کے لئے دو قسم کے

لیکن تینوں جگہ اس ثبوت کے مہیا کرنے میں ناکامی اور نامرادی ہوگی"

پھر صفحہ ۲۲۲ حقیقۃ النبوۃ پر لکھا ہے۔

"پس اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ پہلے محدث بغیر فیضان انبیائے سابقین کے محدث بن جاتے تھے تو یہ بھی ماننا ہوگا کہ وہ امتی نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ امتی کے یہ معنی ہیں کہ وہ جو کچھ پائے اپنے نبی کے فیضان سے پائے اور جس شخص نے نبوت کی طرح محدثیت بلا اتباع کسی پرانے نبی کے حاصل کی وہ امتی نہیں کہلا سکتا اور نبی تو وہ ہے ہی نہیں کیونکہ محدث درحقیقت نبی نہیں ہوتا"

پھر اسکے آگے لکھا ہے۔

"پس اس صورت میں ماننا پڑیگا کہ نبی اور امتی کے سوا کوئی اور گروہ بھی ہوتا ہے جو نہ نبی ہوتا ہے نہ امتی کیونکہ محدث اگر براہ راست محدث بنے تو نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ امتی۔ لیکن اس گروہ کا ہونا محال ہے۔ ہر ایک گروہ جو اللہ تعالٰے سے تعلق رکھتا ہے وہ دو حالت سے خالی نہیں یا نبی ہے یا امتی یہ نہیں ہو سکتا کہ نہ نبی ہو اور نہ امتی ہو"

پھر اسکے آگے لکھا ہے۔

"پس محدثیت کی نسبت یہ کہہ ہی نہیں سکتے۔ کہ وہ براہ راست ملسکتی ہے"

اب ان تمام عبارتوں کو پڑھ کر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ محدثوں کی نسبت ان شرائط کے بیان کرنے کے باوجود میاں صاحب نے کس طرح لکھدیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی محدث تھے۔ حالانکہ خود ہی محدثوں کی نسبت حدیث میں غیر نبی ہونے کی شرط لگی ہوئی بیان کی اور محدث کے لئے امتی ہونا لازمی قرار دیا۔ مگر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محدث بھی لکھدیا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی امتی تھے۔ یا آپ کے ساتھ بھی محدث ہونیکی وجہ سے غیر نبی ہونے کی شرط لگی ہوئی تھی۔ اگر مدعا اس فقرہ سے کہ

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی محدث تھے"

حقیقۃ النبوۃ

یہ نہیں کہ میاں صاحب اس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ میرزا صاحب سے بڑا نہ ہونا اور نہ ہو سکنا دکھا دیں۔ تو اور کیا ہے۔ افسوس میاں صاحب ایک طرف تو حضرت میرزا صاحب کے اشتہار ایک غلطی کے ازالہ سے نبی کے محدث نام رکھنے کی تردید میں یہ الفاظ دکھاتے ہیں۔

"اگر خدا تعالٰے سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ کس نام سے اسکو پکارا جائے اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ بلکہ نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے"

اور اسکے متعلق لکھتے ہیں۔

"۱۹۰۱ء سے پہلے تو کہتے ہیں کہ نبی سے مراد محدث ہے اور ۱۹۰۱ء کو اعلان کرتے ہیں کہ وہ تو نبی ہی کہلا سکتا ہے۔ محدث تو وہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ محدث کے معنے اظہار غیب کرنیکے نہیں ہیں۔ آپ کو جب معلوم ہوا کہ وہ درجہ نبوت کا ہے (محدثیت کا نہیں۔ ناقل) تو آپ نے اپنے محدث ہونیسے انکار کردیا اور نبی ہونے کا اعلان کیا" (دیکھو صفحہ ۱۲۸ حقیقۃ النبوۃ)۔

یعنے کہتے ہیں کہ نبی کا نام محدث رکھنے سے نبی کے معنی ہی اسمیں متحقق نہیں ہو سکتے لیکن دوسری طرف حضرت نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محدث رکھتے ہیں افسوس میاں صاحب کے منہ سے بہت ہی نامناسب باتیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نکلتی رہتی ہیں۔ وہ اللہ کے دین کی پرواہ نہیں کرتے اور انہوں نے نبوت مسیح موعود کی آڑ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ حملے کئے ہیں کہ ایک مسلمان کا دل ان کو پڑھ کر پھٹ جاتا ہے اور ضلالت کو کمال تک پہنچا دیا ہے اور صرف حضرت میرزا صاحب کا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر قرار دینے کی خاطر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محدث ہونا اور حضور صلعم کا محدث کو بچا ہونیکا دعوٰی کرنا لکھدیا ہے۔ اور یہ محض ہمارے مقابلہ کے لئے کہ چونکہ ہم کہتے ہیں کہ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں صرف محدث ہوں نہ نبی۔ اسلئے یہ حضرت نبی کریم صلعم کو ہی محدث قرار دے رہے ہیں کیا ہمارے مقابلہ کیلئے میاں صاحب نے اپنے دل کو اسقدر سخت کر لیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور اہانت بھی اُنکے لئے شیر مادر ہوگئی ہے کیا ان کے لئے اسقدر کافی نہیں کہ وہ مسیح موعود کی ادھوری ناقص لغوی مجازی وغیرہ نبوات کا ہمیشہ رونا رویا کریں۔ اور اسکو کامل اور اتم اور حقیقی اور مستقل اور کیا کچھ نبوت بنانے کے لئے آسمانی یا شیطانی وحی اپنے اوپر اتارا کریں۔ اور محدث کا لفظ جو مسیح موعود کو محض ایک امتی اور غیر نبی ثابت کر رہا ہے۔ اُنکے الہامات اور کتابوں میں سے ان کی نسبت کاٹ دیں اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے مستثنے کرلیں وہ تو ان کے جعلی بناوٹی اور نقلی نبی (کیونکہ میاں صاحب کی اصطلاح میں ظلی بروزی مجازی نبی جعلی بناوٹی نقلی نبی کا ہم معنے ہے) کا بھی محسن ہے اور اسکے دم قدم کی برکت اور اتباع اور پیروی سے ہی اُسنے صرف محدثیت کا مقام حاصل کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میاں صاحب اور اُنکے تمامی مرید علیہا السلام کیطرح غلو کرتے کرتے میرزا صاحب کو آسمان پر چڑھا دیں۔ میاں صاحب کے الہاموں میں آئے ہوئے الفاظ انت منی بمنزلۃ ولدی کو نبی کے لفظ کی طرح ظاہر پر حمل کرکے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا حقیقی معنوں میں سمجھ لیں۔ لیکن وہ حضرت نبی کریم کی

پاک نبوت اور حقیقی وحی کو محدث کا لفظ کہکر ہیچ اور ناکارہ ثابت نہ کریں جیسا کہ میرزا صاحب کی نبوت کو ان کی محدثیت کا دعویٰ نیست و نابود ثابت کرتا ہے آج میاں صاحب خود ان باتوں کا اقرار کرکے کہ محدث نبی نہیں ہوتا۔ محدث کیلئے امتی ہونا لازمی امر ہے۔ محدثیت براہ راست نہیں مل سکتی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محدث کہکر آنحضرت صلعم کو نبی ہونے جواب دے رہے ہیں۔ اور یہ سب ایک غیر نبی کو نبی ماننے کی شامت اور لعنت ہے۔ اور کل معلوم نہیں یہ خدا کی نسبت کیا کہیں گے۔ اور کیا عجب ہے کہ مسیح موعود کو ہی خدا بنا لیویں۔ مگر کیا اس سے بڑھ کر بھی اور کوئی ہتک اور اہانت اور ذلت ہوگی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو محدث کہا جائے اور نبوت کے درجے سے گرایا جائے۔ کیونکہ کسی نبی کو محدث کہنا اسکے نبی ہونے کی نفی کرنا ہے۔ کیا اگر خدا کا خوف نہ تھا۔ تو اسقدر بھی شرم نہ آئی کہ آخر میں یہ لفظ محدث کس جاہ و جلال والے نبی کی شان میں کہہ رہا ہوں کیا اپنے نبی مسیح موعود کے ہادی اور راہنما اور پیشوا اور رسول برحق اور نبی صادق کے حق میں ؟ کیا حضرت نبی کریم کی نسبت حقارت کے یہ الفاظ کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی محدث تھے" لکھ کر شائع کرنا کسی شرافت کے ماتحت جائز ہو سکتا ہے؟ خدا کے لئے یہ تو خیال کیا ہوتا کہ جس کو آج جھوٹ موٹ کے طور پر نبی اور رسول بنایا گیا ہے اسکے آقا اسکے مولا اسکے مطاع اسکے نبی اسکے رسول کی نسبت یہ ہتک آمیز الفاظ کہ "وہ بھی محدث تھے" اگر جہالت اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر شرم و حیا اور انسانیت باقی ہے تو ذرہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کلام سے کہیں سے یہ نکالکر تو دکھاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"(کہ میرا دعویٰ مجدد اور محدث ہونیکا ہے)" یا کم از کم حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں فرمایا ہو کہ نبی محدث بھی ہوتے ہیں۔

تم بیشک ہمیں کافر کہو جہنمی قرار دو۔ ہم تمہارے ان فتووں کو گوز شتر کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے۔ بلکہ ان پر تھوک دیتے ہیں۔ لیکن اگر تم خدا کو مانتے ہو تو اسکے غضب سے ڈر کر اتنا تو کرو کہ رسول اللہ صلعم کی نسبت محدث کا لفظ استعمال کرنا چھوڑ دو۔ یاد رکھو کہ اگر تم میں سے ہر ایک آنحضرت صلعم کی محبت دل سے نکال چکا ہے تو کروڑوں آدمی آپ پر جان قربان کردینے کے لئے تیار ہیں۔ پس آنحضرت صلعم کی ہتک کرکے ہمارے دلوں کو مت دکھاؤ ہم نے اگر حضرت میرزا صاحب کو مسیح موعود مانا ہے تو خادم دین اور خادم شریعت اسلام اور امتی کرکے ہی مانا ہے نبی رسول مرسل کے کبھی نہیں مانا۔ اور نہ حضرت نبی کریم صلعم کی نسبت ہتک کے الفاظ سننے کے لئے مانا ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ حضرت میرزا صاحب کے کسی عقیدہ کی وجہ جب تک شریعت اسلام سے ثابت نہ ہو جائے اسے ماننے کے لئے ہم مکلف نہیں ہیں خواہ کوئی آسمان پر اڑتا کیوں نہ چلا جائے۔ ہم شریعت اسلام کے سوا ایک حرف اور ایک بات بھی کسی کی ماننے کیلئے حکم نہیں کئے گئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول الخ (رابط پیغ)

حیات مسیح کے قائلین سے ایک استفتاء

(از صوفی عبدالرحمن [illegible])

جمیع علمائے ہند (اہلحدیث و اہل سنت والجماعت) سے ایک ضروری استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین ایسے اشخاص کے بارہ میں جو اس صدی میں یا اس سے پیشتر گذشتہ زمانے میں اسبات کے قایل ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح ناصری دیگر گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرح انتقال فرما چکے ہیں اور وہ زندہ بجسم عنصری آسمان پر نہیں اٹھائے گئے اور نہ آج تک (۱۳۲۱ھ) آسمان پر زندہ بجسم عنصری موجود ہیں۔ اور جب موجود نہیں تو آسمان سے زندہ اس زمین پر فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا باطل ہے اور آنیوالا مسیح موعود اس امت میں سے ایک شخص بطور امام پیدا ہوگا۔ بینوا توجروا۔

ناظرین کرام:۔ چونکہ یہ رائج ہے کہ جس شخص کی نسبت فتویٰ طلب کیا جاتا ہے اسکا نام ظاہر نہیں کیا جاتا۔ لیکن یہ ایک ایسا اعتقادی مسئلہ ہے کہ جو عیسائی مذہب یعنی الوہیت مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی تائید میں یعنی مسیح کی بشریت کیا بلکہ خدائی کا خاصہ منوانے میں معاونت کرتا ہے سب جانتے ہیں کہ اعتقاد ایک ایسی شے ہے کہ جب تک وہ ٹھیک نہ ہو اسوقت تک کوئی عمل بھی درست نہیں ہو سکتے ایسی صورت میں لازمی قرار پایا کہ عقاید مذکورہ بالا رکھنے والے اشخاص کے نام نمبر وار معہ حالات تمام و کمال درج کئے جاویں۔ تاکہ اس صدی کے علمائے کرام ان اشخاص کی حیثیت سے پوری پوری واقفیت حاصل کرکے اس اعتقادی مسئلہ کا جواب شافی دے سکیں۔ اور کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ خاص خاص ان لوگوں کے نام جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مسیح ناصری کی موت کے قایل چلے آئے ہیں اور دوبارہ بجسم عنصری زندہ آسمان سے نازل ہونیکے قایل نہیں حسب ذیل ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین عظام بغور ملاحظہ فرمائیں گے۔

(۱) امام مالک۔ دیکھو کتاب مجمع البحار جلد اول صفحہ ۲۸۶ جس میں لکھا ہے والاکثر علی ان عیسیٰ لم یمت وقال مالک مات (ترجمہ) اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ نہیں مرے۔ لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ عیسیٰ ؑ فوت ہو گئے۔

صحیح مسلم کی شرح اکمال اکمال المعلم جلد اول صفحہ ۲۶۵ میں بھی لکھا ہے فی العتبیۃ قال مالک مات عیسیٰ ابن ثلث و ثلثین (ترجمہ) عتبیہ میں ہے کہ امام مالک نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ ابن مریم مر گئے ہیں۔

(۲) امام ابن حزم۔ دیکھو حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے تمسک ابن حزم بظاہر الآیۃ فقال بموتہ (ترجمہ) ابن حزم نے ظاہر آیت قرآنی پر تمسک پکڑا ہے اور کہا کہ عیسیٰ ؑ فوت ہو گئے۔

حقیقی راہ نجات کی راہ دکھلائے - اور وہ نجات جو صلیب کیطرف منسوب کی گئی ہے اسکا بطلان ثابت کرے - اس مجدد کا کیا نام ہونا چاہئے - کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مجدد کا نام مسیح موعود رکھا ہے - پس جبکہ زمانہ کی حالت موجودہ ہی بتلا رہی ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کا نام مسیح موعود ہونا چاہئے - یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ ایسی صدی کا مسیح موعود ہی مجدد ہوگا جس میں فتنۂ صلیبیہ کا جوش و خروش ہو"

مصلح موعود بھی مسیح موعود ہوگا

چونکہ حدیث کے الفاظ حکم و عدل - ابن مریم محمدی کے اوصاف کو جلالی ظاہر کرتے ہیں اس پر جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں -

"ہاں اسبات سے اسوقت انکار نہیں ہوا اور نہ اب انکار ہے کہ شاید پیشگوئیوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آیندہ کسی وقت پیدا ہو" ازالہ اوہام ص۱۶۱ پرانا - ص۱۰۰ جدید

نیز آئینہ کمالات کے ص۲۴۶ پر فرماتے ہیں" یہ وہ دقیق معرفت ہے کہ جو کشف کے ذریعہ سے اس عاجز پر کھلی ہے - اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ کے گذرنے کے بعد کہ خیر اور اصلاح اور غلبۂ توحید کا زمانہ ہوگا پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کریگا - اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے - اور جاہلیت غلبہ کرے گی - اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائیگی - اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی - اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے - تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہیگی - تب ایک قہری شبیہ میں اسکا نزول ہوکر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا - تب آخر ہوگا - اور دنیا کی صف لپیٹ دیجائیگی"

اسلام میں قابل تعظیم ہستیاں

اول خدائے رحمٰن - دوئم سرور عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - سوئم اُولی الامر سرور عالم آیت استخلاف کی تفسیر میں فرماتے ہیں "عن النبی صلعم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون" سے واضح ہوتا ہے کہ اولی الامر سیاست کرنیوالے خلفاء رہیں

گذارش ہے کہ کسی خاص شخص کے مہدی یا مسیح ہونے نہ ہونے کے اعتقاد کو اسلام کے عقائد سے کیا علاقہ نہ یہ بنا رفسق و تقوی ہے نہ معیار ایمان و کفر ہے

اصل شے جو مطلوب شارع علیہ السلام ہے وہ تو صرف "ایمان باللہ وبما جاء من عند اللہ ہے"

قرآن مجید نے سچے مومنوں کی جو شان بتلائی ہے وہ ان کی اس طلب دعا سے ظاہر ہے ربنا ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم۔

اصل مرکز حق و یقین کتاب اللہ و سنت ہے یہ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا سب کو اسی کی خاطر اپنی جگہ سے ہل جانا پڑے گا - اس چوکھٹ کو کسی کی خاطر نہیں چھوڑا جا سکتا - سب چوکھٹیں اسکی خاطر چھوڑ دینی پڑیں گی - لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ فقط

(محمد سیف الدین از فیروز پور شہر)

نوٹ - قادیانی اخبار الفضل میری سابقہ تحریرات جو مورخہ ۱۳ رجولائی ۱۹۲۱ء سے پہلے کسی وقت اس تک پہونچی ہیں حال میں الفضل میں درج کرکے احباب میں غلطی پھیلاتا ہے - اگرچہ میں نے مورخہ ۱۳ رجولائی ۱۹۲۱ء پیغام صلح میں درج کرا دیا ہے کہ میں جناب میاں محمود احمد صاحب قادیانی کے عقائد سے بیزار ہوں آج میں دوبارہ لکھتا ہوں کہ ان لوگوں کے عقائد سے میں بیزار ہوں اور میں معترف ہوں کہ جناب مکرم و معظم مولوی محمد علی صاحب ایم - اے ایل ایل بی نے بہت خوب خدمت اسلام کی کہ میرے جیسا امی جناب مولانا صاحب کی تعلیم سے فائدہ اٹھا سکا غرضیکہ مولانا صاحب نے بڑی وضاحت سے عقائد جناب میاں صاحب پر روشنی ڈالی - جزاک اللہ فقط محمد سیف الدین حکیم از فیروزپور مورخہ ۸ راکتوبر ۱۹۲۱ء

الفضل کی شرارت

حیرت ہے کہ کیوں محمودی احمدیوں کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے میں لگے رہتے ہیں اور اپنی بے ایمانی سے باز نہیں آتے - گذشتہ باتوں کا ذکر نہیں تازہ واقعہ یہ ہے کہ ۱۳ رجولائی ۱۹۲۱ء کے پیغام صلح میں حکیم سیف الدین صاحب کا اعلان فسخ بیعت شائع ہوا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میاں صاحب کے خلاف اسلام عقائد میں بیزار ہوں اور اعلان فسخ بیعت کرتا ہوں الفضل قادیان نے جب دیکھا کہ ہمارے پاس تو دو تین مضامین حکیم سیف الدین کے قلم کے لکھے ہوئے آئے ہوئے ہیں وہ اسوقت تو ہم نے شائع نہیں کئے چلو اب موقعہ ہے ان کو شائع کرنا شروع کریں جب اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ راکتوبر ۱۹۲۱ء میں "مولوی محمد علی صاحب لاہوری سے خطاب" کے عنوان سے آپکا مضمون پڑھا تو ہمیں حیرت ہوئی کہ یہ کیا بات ہے کہ حکیم سیف الدین صاحب نے تو فسخ بیعت کا اعلان کرایا تھا وہ کیوں اس قسم کی تحریریں الفضل میں دیتے ہیں - ہمیں خیال ہوا کہ شاید آپ پھر محمودیت کیطرف لوٹ گئے ہونگے - مگر آج ان کے اس مضمون سے معلوم ہوا کہ یہ الفضل کی بے ایمانی ہے کہ ان کے فسخ اعلان کے پیچھے ان کی وہ تحریریں چھاپ رہا ہے جو ہوں انہوں نے محمودیت کے خیال کے ماتحت الفضل کو لکھ کر بھیجی تھیں اور یہ صرف اسلئے کہ کسی طرح حکیم سیف صاحب احمدیوں کی نظر سے گر جائیں - کیونکہ جن اصحاب کی نظر سے دونوں اخبار - اخبار الفضل اور پیغام مسلسل گزرتے رہتے ہیں وہ تو ضرور یہ دیکھ کر کہ حکیم سیف الدین صاحب پیغام صلح میں کچھ لکھتے ہیں اور

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محدث تھے؟

میاں محمود احمد صاحب آف قادیان نے اپنے رسالہ القول الفصل صفحہ ۲۵ پر لکھا

"ہم مسیح موعود کو نبی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں ہاں کیا محدث اور مجدد؟ ہاں بے شک یہ بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود محدث اور مجدد بھی تھے۔ لیکن محدث اور مجدد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ لیکن جب کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ پوچھے تو ہم کبھی نہیں کہہ سکتے کہ بس آپکا دعویٰ تو صرف مجدد اور محدث ہونیکا تھا"

اور پھر "حقیقۃ النبوۃ" میں متعدد جگہ لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محدث تھے چنانچہ صفحہ ۳۷۹ پر لکھا ہے۔

"ہم کب کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود محدث نہ تھے۔ آپ بھی اسی طرح محدث تھے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محدث تھے"

پھر حاشیہ صفحہ ۱۲۸ پر لکھا۔

"ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی محدث تھے"

غرضکہ مذکورہ بالا حوالجات سے صاف ثابت ہے کہ میاں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی طرح کا محدث مان رہے ہیں جس طرح کہ محدث میرزا صاحب تھے۔ اس جگہ اگر کوئی شخص کہدے کہ ہمیں کیا حرج ہے جس طرح ہر ایک نبی صدیق شہید اور صالح بھی ہوتا ہے اس طرح ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ محدث کا لفظ شریعت اسلام کی اصطلاح میں صرف غیر نبی ملہم کیلئے موضوع ہوا ہے۔ لیکن صدیق شہید اور صالح کا لفظ غیر نبی ملہم کے لئے شریعت میں مقرر نہیں ہوا۔ اور جس طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک نبی صدیق اور شہید اور صالح بھی ہوتا ہے اس طرح ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہر ایک صدیق اور شہید اور صالح غیر نبی ہی ہوتا ہے۔ لیکن محدث کی نسبت شریعت اسلام کی اصطلاح کے ماتحت یہی کہتے ہیں کہ ہر ایک محدث غیر نبی ہی ہوتا ہے۔ کاش میاں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شوکت اور نبوت پر غور ہی کر لیتے کہ وہ عظمت اور شوکت اور نبوت مانگی ہوئی مستعار اور مجازاً نہ تھی جس طرح کہ حضرت میرزا صاحب کی بلکہ حقیقتاً تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے وہ رتبہ دیا ہے کہ آپ کی غلامی اور اتباع سے بارگاہ الٰہی سے مقرب ہونیوالا انسان [illegible] بھی کرے اور انہوں نے اپنے دوستوں کو بھی [illegible] آپ کی اتباع سے اس درجہ کو پہنچ گیا ہوں کہ میں سب پہلے نبیوں سے افضل ہو گیا ہوں

اور خدا سے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں تو یہ باعث تعجب نہیں (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ نبوت کا اتباع سے ملنا نہ قرآن میں لکھا ہے نہ حدیث میں) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محدث کہنے سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے ہی جواب دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ اصطلاح اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہی مقرر ہو چکی ہے کہ ہر محدث غیر نبی ملہم من اللہ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث کے یہ الفاظ "رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء" محدثوں کی ہی تعریف میں آئے ہیں۔

پھر تعجب یہ ہے کہ خود میاں صاحب نے جہاں محدث کی بحث اپنے رسالہ حقیقۃ النبوۃ میں کی ہے وہاں پہلے یہ بتا کر کہ خود مسیح موعود نے لکھا ہے کہ محدث کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں آگے اسی حدیث کو نقل کیا ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منہم احد فعمر (صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۱ پارہ ۱۴ باب مناقب عمرؓ)

اور اس سے میاں صاحب نے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے ہیں۔

(۱) یہ کہ محدث نبی نہیں ہوتا۔

(۲) یہ کہ محدث صرف مکلم مراد ہے یعنے جس سے خدا تعالیٰ کا کلام ہو نہ کہ نبی۔

(۳) یہ کہ ایسے محدث بنی اسرائیل میں بہت گذرے ہیں

(۴) یہ کہ اس امت میں سے بھی ایسے محدثوں کے ہونے کی امید ہے۔"

(دیکھو صفحہ ۲۲۴ حقیقۃ النبوۃ)

پھر میاں صاحب نے اسی رسالہ حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۲۳ پر لکھا ہے۔

"اگر کوئی شخص کہے کہ یہ بات آپ نے کہاں سے نکال لی کہ محدث پہلے نبیوں کی اتباع سے ہو سکتے تھے حدیث میں تو یہ ہے کہ ایسے لوگ بنی اسرائیل میں ہوا کرتے تھے یہ تو نہیں فرمایا کہ وہ امتی بھی ہوا کرتے تھے۔ پس ہم دونوں حوالوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے تو محدث بھی براہ راست ہوا کرتے تھے لیکن آپ کی امت میں محدث آپکے واسطہ سے ہونے لگے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات تو آپ نے اپنے پاس سے نکالی ہے حضرت مسیح موعود نے تو صرف انبیاء کی نسبت لکھا ہے کہ ان کو براہ راست نبوۃ ملا کرتی تھی محدثوں کی نسبت کہیں نہیں لکھا کہ ان کو بھی محدثیت براہ راست ملا کرتی تھی پس بلا وجہ نئی شرط لگانیکی کوئی وجہ نہیں یا تو اس دعویٰ کا ثبوت قرآن کریم سے دینا چاہیئے یا حدیث سے یا پھر مسیح موعود کے کلام سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
جلد ۹ پیغام صلح لاہور
مورخہ ۱۷ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ ہجری

کیا حضرت میرزا صاحب نے اپنے دعوے نبوت کیساتھ یہ تحدی کی تھی کہ قصیدہ اعجازیہ اور تفسیر سورہ فاتحہ ان کی بے نظیر ہے

تعجب اور حیرت ہے اس قوم پر جو حضرت میرزا صاحب کی ان دو تحریروں کو تحدی بیان کرتے ہیں۔ اول تو مندرجہ بالا تحریر میں حضرت کی کوئی الہامی کلام نہیں دوسرے اگر انسانی کلام کی بھی کوئی مثل نہیں بنا سکتا۔ خواہ وہ بفرض محال کسی پیغمبر کا ہی کلام ہو۔ تو پھر قرآن مجید کی یہ دلیل باطل ہوتی ہے جو فرمایا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ہم مانتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جو دعویٰ کیا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں میں امام الزمان ہوں۔ میں مسیح موعود ہوں وغیرہ۔ عین قرآن مجید اور حدیث کے مطابق اور صحیح دعویٰ تھا۔ اور یہ بھی ہم مانتے ہیں کہ آپ کے صدق دعویٰ پر ہزاروں دلایل ہیں اور حضرت میرزا صاحب کے تمام اقوال اور افعال اور حالات آپ کے دعویٰ کی سچائی ثابت کر رہے ہیں۔ لیکن تفسیر سورہ فاتحہ اور قصیدہ اعجازیہ اس رنگ میں تو سچائی کا نشان ہو سکتے ہیں کہ حضرت نے اسکے متعلق کسی خاص مدت تک پیشگوئی کے طور پر فرمایا ہو کہ اس جیسی کلام دوسرے مولوی نہیں لکھ سکیں گے۔ مگر یہ دونوں تحریریں آپ کی نبوت کے دعویٰ پر دلیل نہیں ہو سکتیں۔ آپ کا پیشگوئیاں کرنا یا پیش از وقت کوئی امر بتانا اور اسکا اسیطرح پورا ہو جانا یہ ثابت تو کرتا ہے کہ آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ضرور ہے۔ مگر آپ کا کوئی بے مثل کلام لکھنا یا کوئی قصیدہ اعجازیہ تحریر فرمانا آپ کے نبی ہونے یا خدا کی طرف سے رسول ہونیکی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ تمام انبیاء کے حالات کو دیکھ جاؤ۔ کہیں بھی خدا تعالےٰ نے مجددین کے کلام کو جو وحی اللہ سے علاوہ ہو۔ اپنا نشان قرار نہیں دیا۔ صرف اپنے ہی پاک کلام کو جو وحی کی صورت میں اپنے نبی پر نازل فرمایا اسی کے متعلق کہا کہ دنیا جہان اس کی مثل لانے سے عاجز ہے اور عجیب بات تو یہ ہے کہ حضرت میرزا فرماتے ہیں کہ فلاں مدت تک میرے جیسا کلام بنا کر پیش نہیں کریگا۔ حضرت میرزا صاحب زمانی تحدید فرماتے ہیں قرآن کریم کی طرح توسیع نہیں کرتے۔ اور آپ کی تفسیر فاتحہ اور قصیدہ اعجازیہ نہ کوئی اعجاز نبوت ہے اور نہ کوئی الہامی کلام انبیاء نے کب دعویٰ کیا کہ ہمارا کلام بھی ایسا ہی بے نظیر ہے جیساکہ کلام الٰہی۔ پس یہ بات بھی صحیح ہے کہ حضرت میرزا صاحب کی یہ تحدی ایک زمانی تحدی تھی۔ اور وہ حقیقت اعجاز اپنے اندر نہ رکھتی تھی جو نبوت کے کلام میں ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ ہر قسم کی پیشگوئیاں کرنے والے حضرت میرزا صاحب کے سوا اور بھی کئی امت محمدیہ میں گذر چکے ہیں۔ اور اپنے کلام کے بے نظیر ہونے کے مدعی ہیں تو کیا ہم ان سب کو نبی مان لیں گے۔ ہرگز نہیں حضرت میرزا صاحب اور اولیاء اللہ کے کلام میں یا الہام میں ہمیں کوئی فرق نظر نہیں آتا کون نہیں جانتا کہ ایسے شخص کئی امت محمدیہ میں گذر چکے ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور پھر پیشگوئیاں بھی کیں اور پھر ان کی پیشگوئیاں پوری بھی ہوئیں اور اسیطرح اپنا بے مثل کلام انہوں نے پیش بھی کیا تو ہم نہ ایسے شخصوں کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ وہ نبی تھے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ رسول تھے۔ صرف اولیاء اللہ یا کاملین امت محمدیہ ہی ان کا نام رکھتے ہیں۔ جسقدر انبیاء علیہم السلام کا ذکر قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں آیا ہے حضرت میرزا صاحب کا ان کے مقابل الہام دیکھا جاوے تو بہت بھی نہیں کیونکہ انبیاء کی نبوتیں اور رسالتیں ثابت ہیں۔ مگر آپ کی ثابت نہیں انبیاء نے جسقدر پیشگوئیاں کیں وہ اسی طرح پوری ہوئیں۔ یہاں جتنی تحدی پیشگوئیوں کے متعلق آپ نے کی انہیں میں ابتلاء پیش آئے۔ حضرت میرزا صاحب کی مساعی جمیلہ بلاشک ایسی ہیں کہ سینکڑوں کفار آپ کی تحریروں کے ذریعہ مسلمان ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور لاکھوں غافل مسلمانوں کو ان کی غفلت سے بیدار کر کے نئے سرے ان میں اسلامی روح پھونک رہی ہے پھر مشرق و مغرب میں اسلام کا ڈنکا بجانے والی جماعت جو دن رات اسلام کی خدمت کیلئے کمربستہ اور اعداء ملت کے لئے سینہ سپر وہ حضرت میرزا صاحب کی ہی تیار کردہ جماعت ہے۔ پھر حضرت میرزا صاحب نے پچاس کے قریب کتابیں لکھیں۔ مسلمانوں کے ہاتھ میں ایسے ہتھیار دے دیئے ہیں کہ ان کو استعمال کر کے ہم ہر ایک مذہب پر فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ان دلایل کو لیکر جو آپنے مذہب حقہ اسلام کی سچائی پر دیئے ہیں کسی مذہب کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتے۔ مگر حضرت میرزا صاحب کی پیشگوئیوں اور تحدیوں پر غور کرنے والے غور کریں۔ اور سوچنے والے خوب سوچ لیں۔ آخر ان کا فیصلہ یہی ہوگا۔ کہ حضرت میرزا صاحب حضرت نبی کریم

کی پیشگوئی مہدی مسیح اور مجدد اور امام کے مصداق ضرور ہیں اور دجالی فتنہ کے پاش پاش کرنیوالے آپ ہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ مگر رسول اور نبی ہرگز نہیں ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ نبی کی بڑی نشانی اور اس کی صداقت کی بڑی دلیل اس کی وحیاں اور الہام ہوتے ہیں اور اُسکا قول و فعل اور حال اسکی نبوت کا گواہ ہوتا ہے۔ جس کی وحیاں جس کا قول جس کا فعل جس کا حال اسکی نبوت کی تصدیق پر مجبور کریں وہ واقعی نبی ہے۔ لیکن ان امور کو پرکھنے کے لئے ایک غالی بیجا محبت کا مبتلا منہاج نبوت کے معیار کو پیش نظر نہ رکھنے والے کی رائے معیار قرار نہیں دی جاسکتی۔ ورنہ کہنے والے تو حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا اور الٰہ اور قادر مطلق اور حیّ قیوم بھی مان رہے ہیں۔ اور اسی خیال کے منوانے پر زور دے رہے ہیں۔ اُن کو کون مجبور کرے کہ تم اس خیال سے باز آجاؤ ہر حال نبی نبی ہی ہے اور غیر نبی غیر نبی ہی۔ ہزاروں چھوڑ لاکھوں پیشگوئیاں بھی حضرت مرزا صاحب کی پوری ہو جائیں۔ تب بھی مجرد پیشگوئیاں ان کو نبی ثابت نہیں کر سکتیں۔

جب کوئی شخص واقعی خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے آتا ہے تو اُسکی صداقت کا ظاہر کرنا خدا کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اسکے لئے وہ دو قسم کے نشانات ظاہر فرماتا ہے یعنی اسکی صداقت کے اظہار کے لئے زمین و آسمان میں نشان ظاہر کئے جاتے ہیں اگر اس قسم کے نشانات نہ ہوں تو عوام محروم رہ جائیں۔ لیکن ہر ایک کامل ولی اور امام مجدد کی تائید میں زمین و آسمان سے اُسکی صداقت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ منجملہ ان نشانوں کے ان کی تحریریں بھی ایک قسم کا نشان ہوتی ہیں۔ قصیدہ اعجازیہ و تفسیر سورہ فاتحہ ان ہی نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ مگر نشان نبوت نہیں۔ پہلے آپ غور کریں کہ آیا حضرت مسیح موعود میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو انبیاء میں پائی جاتی ہیں یا وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو اولیاء اللہ میں پائی جاتی ہیں آپ اگر غور کریں گے تو آپکو صاف پتہ لگ جائیگا کہ حضرت مسیح موعود میں وہ باتیں نہیں جو نبیوں میں پائی جاتی ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود اپنے دعوی کو خوب سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ صرف ایک ولی اللہ یا امام اور مجدد ہیں نبی نہیں ہیں

مسئلہ نبوت مسیح موعود) چونکہ محمودی قصیدہ اعجازیہ اور تفسیر سورہ فاتحہ کو نبوت کی تحدی بیان کرتے ہیں اسلئے ضرور تھا کہ اسپر کچھ بیان کیا جاتا۔ اور چونکہ خدا کے فضل سے حضرت امیر سیدنا محمد علی صاحب ایداللہ بنصرہ نے اس پر وہ کافی بحث النبوۃ فی الاسلام میں کردی ہوئی ہے جس کا جواب اب تک نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ کبھی ہوگا۔ اسلئے ہم پر لازم نہ تھا کہ ہم بار بار اس مسئلہ پر لکھا کریں۔ مگر باوجود اسکے ہمنے جو اس مسئلہ پر لکھنے کو شروع اور جاری رکھا ہے تو اسلئے نہیں کہ جن باتوں کے بار بار جواب آ رہے ہیں۔ ان ہی کو دُہرا کر پھر لکھ دیا کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں بلکہ اسلئے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود ہر ایک بات میں مسیح ناصری کی موت کا ذکر لے آتے تھے ہم*

(از قلم حکیم سیف الدین صاحب احمدی۔ فیروز پوری)

جناب میرزا صاحب علیہ الرحمۃ

مُستقل نبوت سے اِنکار اور ظلی نبوت کا اِقرار

”خدانے میرا نام نبی رکھا × × ظلی طور پر نہ اصلی طور پر × × × تا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا کامل نمونہ ٹھہروں“ (حاشیہ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴ سنہ ۱۹۰۸ء)

”میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں“ (ایک غلطی کا ازالہ سنہ ۱۹۰۲ء)

”مجھ پر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعوٰی کیا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ اُنہوں نے خود شریعت بنائی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں“ (اخبار الحکم ۱۳ر مئی سنہ ۱۹۰۳ء)

”سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اگر کوئی ایسا دعوٰے کرے تو بلاشبہ بیدین اور مردود ہے“ (حاشیہ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴ سنہ ۱۹۰۸ء)

حقیقی احمد سرور عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی دو معنی نہیں رکھتے ہیں (۱) یہ کہ وہ مسیح کیطرح مکہ میں مخالفوں کے حملوں سے بچائے گئے۔ اور مخالف قتل کے ارادہ میں ناکام رہے۔ (۲) دوسرا یہ کہ آپ کی زندگی زاہدانہ تھی اور آپ بکلی خدا کی طرف منقطع تھے اور آپ کی تمام خوشی اور قرۃ عین صلوٰۃ اور عبادت میں تھی اور ان دونوں صفات کی وجہ سے آپ کا نام احمد تھا یعنے خدا کا سچا پرستار اور اسکے فضل اور رحم کا شکر گذار“

”مہدی جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا۔ تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق تھے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہو کر اپنی جمالی تجلّے ظاہر فرمائے گا“

جناب میرزا صاحب کس طرح مسیح موعود بنے

”پس اگر یہ سچ ہے کہ ہر ایک مجدد فتن موجودہ کے مناسب حال آنا چاہئے تو یہ بات بھی سچی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد کسر فتن صلیبیہ کیلئے آنا چاہئے تھا × × تو اب طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس مجدد کا یہ کام ہو کہ وہ صلیبی فتنوں کو توڑے اور کسر صلیب کا منصب اپنے ہاتھوں میں لیکر

*اسلئے اسکو ہم تادم تک کرتے رہینگے انشاء اللہ تعالیٰ

سلسلہ مضامین

مراسلات

بابت ۹ رصفر ۴۰ ہجری

گذشتہ سے پیوستہ

ڈیرہ نانک ۹/۲۱ ۱۷

چنانچہ ۵ بجے شام پھر خاصی تعداد سامعین کی ہوگئی۔ چونکہ اسوقت اس جگہ کچھ دھوپ تھی۔ اسلئے سب کا خیال ہوا کہ اس وقت بجائے یہاں کے مسجد میں وعظ کر دیا جائے جو کہ بالکل پاس ہی تھی۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ وہ مسجد ہے جس میں ایکدفعہ عرصہ ہوا قادیانی علمار نے وعظ کرنے کا انتظام کیا تھا۔ مگر جب مسلمانوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے تمام سامان قادیانی علمار کا مسجد سے اُٹھا دیا۔ اور وعظ کرنے سے بھی روکدیا۔ بلکہ ان کو دھکے دے کر نکالدیا۔ یہ سید صاحب کے صبح کے وعظ کا اثر تھا کہ مسلمانوں نے خود بخود ان کا وعظ مسجد میں کرا دیا۔ اسوقت سید صاحب نے ختم نبوۃ پر وعظ کیا۔ اور بہت سی عبارتیں میرزا صاحب کی پڑھ کر سنائیں جن کا مضمون یہ تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ پُرانا نہ نیا۔ میرزا صاحب کی ایک عبارت یہ بھی تھی "اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور قوم کافرین سے جاکر مل جاؤں اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہوکر نبوت کا دعویٰ کروں" اور فرمایا کہ اگر میرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ اپنے منہ سے کافر ہوگئے پھر سلسلہ احمدیہ کے مصنفین جو وقتاً فوقتاً اپنی کتابوں میں میرزا صاحب کیلئے نبی و رسول کا لفظ لکھتے رہے اُن کا مطلب بیان کیا اور ثابت کیا کہ اس سے مراد ان کی محدث ہی تھی۔ پھر بیان کیا کہ بطور فرض اگر مان لیں کہ میرزا صاحب بقول قادیانی پارٹی کے نبی تھے۔ تو پھر پہلے جو مجددین گذرے ہیں انہوں نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور پھر مجددین سابقہ کی کتب سے اِن کے دعاوے پیش کئے اور کہا کہ اگر قادیانی پارٹی میرزا صاحب کو نبی مانتی ہے تو ان مجددین کو ان کے دعاوے کے رُو سے خدا مان لے۔ اور پھر موجودہ چند ایک محمودی علمار کا ۱۹۱۴ء تک کا مذہب بیان کیا کہ وہ بھی ۱۹۱۴ء تک میرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے تھے۔ پھر حضرت میاں صاحب محمود احمد صاحب کا ایک خط پڑھ کر سُنایا جس کا مضمون اس قسم کا تھا کہ میں بھی میرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا مگر چونکہ لوگ میرزا صاحب کے رتبے کو بہت گھٹا رہے ہیں اسلئے بطور علاج کے میں فی الحال میرزا صاحب کو نبی لکھتا ہوں اور یہ مصلحت وقت ہے وغیرہ وغیرہ۔ اِسکے بعد قادیانی علمار کے خط سنائے جو وقتاً فوقتاً انہوں نے اپنی جماعت کو لکھے۔ کہ اب سابقہ عقیدے کو بدل لو۔ اور میرزا صاحب کو نبی سمجھو وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ سید صاحب کے ہردو وعظ نہایت کامیاب ہوئے اور پبلک پر بہت اثر پڑا۔ صبح کے وعظ کا اثر تو میں بتلا چکا ہوں۔ کہ اس کے سبب سید صاحب کا وعظ مسجد میں کرایا گیا۔ شام کے وعظ کا یہ اثر [illegible] فارغ ہوکر جب سید صاحب واپس آنے لگے تو سب نے کہا کہ حضرت نماز اسی جگہ پڑھئے۔ سید صاحب نے امام مسجد سے دریافت کیا کہ آپ ہمارے حق میں کیا کہتے ہیں۔ امام مسجد صاحب نے کہا کہ میں کچھ نہیں کہتا۔ سید صاحب نے کہا تو پھر میں آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ جو شخص ہمکو اور میرزا صاحب کو کافر کہتا ہے ہم اسکے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ امام مسجد صاحب نے یہ سن کر کہا کہ توبہ توبہ میں کسی کو کافر نہیں کہتا۔ میں کسی کو کافر کہہ کر خود کافر بن جاؤں۔ اس پر شاہ نے فرمایا کہ جو ہم کو کافر نہیں جانتا ہم بھی اُسکو کافر نہیں کہتے۔ بسم اللہ آپ نماز پڑھائیے میں آپ کے پیچھے پڑھنے کو تیار ہوں۔ مگر امام مسجد صاحب نے کہا کہ نہیں آپ مہمان ہیں آپ کا حق زیادہ ہے آپ پڑھائیے چنانچہ سب نے مل کر نماز پڑھی۔ سید صاحب کے وعظ کا یہ اثر تھا کہ اُن کے پیچھے نماز پڑھی گئی۔ دوسرے دن صبح کو سید صاحب نے فرمایا کہ میں آج جاتا ہوں چنانچہ ان کے لئے ٹم ٹم کا انتظام کیا گیا۔ جاتے وقت سید صاحب نے قاضی دین محمد صاحب سے دریافت کیا کہ جب آپ ہمارے خیال کے مؤید ہیں تو اعلان کیوں نہیں کرواتے۔ قاضی صاحب نے کہا آپ کے خیال کے مؤید؟ بلکہ آپ میرے خیال کے مؤید ہوئے ہیں۔ میرے تو بیس سال سے وہی خیالات ہیں جو آج آپ کے ہیں وغیرہ۔ غرضیکہ سید صاحب روانہ ہوگئے۔ والسلام

(بندہ سلطان احمد از ڈیرہ نانک)

تازہ خبریں

(موپلے فسادات)

کالی کٹ ۱۲ اکتوبر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حسب ذیل اعلان شائع کیا ہے کہ الادیش رانیورم تنور میں موپلوں کے فسادات کے حالات حسب ذیل ہیں

۱۶ اکتوبر کی شام کو وہیں الوائی کچھ آدمیوں کو گرفتار کیا تھا اس گلی کے جولاہوں نے پولیس کو مدد دی تھی۔

تین سو مسلح موپلوں نے جولاہوں سے انتقام لینے کے لئے حملہ کیا۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ موپلے موچی کرا اور ننالو سے آئے تھے۔ انہوں نے چھ گھر جلا ڈالے بیسات کو قتل اور دس کو مجروح کیا۔ مجروحین میں سے دو ہسپتال جا کر مر گئے۔ ان لوگوں کے کالی کٹ پہنچنے پر ایک حاملہ عورت اپنی جان بچانے کے لئے بھاگی۔ کالی کٹ پہنچ کر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا ان موپلوں نے صرف دو مردوں سے انتقام لینے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ بچوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ تین بچوں کو مجروح کیا گیا۔ ایک سال کا بچہ بیہوش ملا۔ دماغ پر ضرب آنے سے ہاتھ پاؤں مفلوج سے ہو گئے تھے۔ ایک چار سال کے لڑکے کو بھی عالم بیہوشی میں پایا گیا۔ ایک ننھی سی مجروح بچی بھی ملی ہے ان زخمیوں کے زخم شدید ہیں۔

موپلے فوج کو دیکھ کر بھاگ گئے

کالی کٹ ۱۳ اکتوبر آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اعلان شائع کیا ہے کہ موپلوں کی جمعیتوں کا محاصرہ کرنے کے لئے کالا پاکان چیری کی طرف فوج بھیجی گئی ہے۔ لیکن بہت کم دستے نظر آئے جو فوج کو دیکھ کر بھاگ گئے۔

کالی کٹ ۱۳ اکتوبر۔ آج ایک مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا جس میں ۳۱ موپلوں کو زیر دفعہ ۱۴۳ تعزیرات ہند مجمع خلاف قانون اور لان کی پڑیاں اکھیڑنے کے لئے زیر دفعہ ۱۲۶ قانون ریلوے اور تار کاٹنے کا مجرم قرار دیا گیا ہے۔ ایک ملزم کو شک کا فائدہ دیا گیا اور رہا کر دیا گیا۔ باقی ملزموں کو مجمع خلاف قانون بنانے کیلئے چھ چھ ماہ قید سخت۔ پٹریاں اکھیڑنے کیلئے چھ سرغنوں کو دس سال قید سخت کا حکم دیا گیا۔ صرف تین ملزموں پر تار کاٹنے کا جرم ثابت کیا جا سکا ہے۔ انہیں پانچ پانچ سال قید سخت کا حکم دیا گیا ہے۔

ایک رضا کار خلافت کی جرات

حیدر آباد سندھ ۱۳ اکتوبر محمد بخش رضا کار مجلس خلافت حیدرآباد پر زیر دفعہ ۱۳۱ تعزیرات ہند مقدمہ چلایا گیا۔ مقدمہ ۸ اکتوبر کو پیش ہوا۔ گواہوں نے بیان کیا کہ رضا کار نے ایک مسلمان سپاہی کو ایک اردو رسالہ دیا اور اس سے کہا کہ ملازمت ترک کر دو سپاہی نے وہ رسالہ نہیں لیا۔ اور کہا کہ میں اردو نہیں جانتا اس رضا کار نے ۱۱۲/۲ بلوچی فوج کے ایک مسلمان سپاہی کو وہی کتاب پھر دی اور اس سے کہا کہ تم بھی ملازمت نہ کرو۔ اور اپنے اور بھائیوں سے بھی ملازمت ترک کراؤ۔ اور ملزم نے چھ سرکاری گواہوں پر جرح کرنے سے انکار کیا۔ زبانی بیان میں کہا کہ میں نے فتوی تقسیم کیا ہے۔ خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ کسی خاص سپاہی کا ذکر ہی کیا۔ میں نے کئی سپاہیوں تک یہ پیغام پہنچا دیا ہے۔ کیونکہ اگر میں اسکو پردہ راز میں رکھتا تو مجھ پر خدا کی لعنت اور پھٹکار پڑتی۔

رضا کار مذکور نے تحریری بیان پیش کرنے کی مہلت مانگی مقدمہ ۱۱ اکتوبر کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ ملزم کی درخواست پر صدر کانگرس صدر مجلس خلافت اور دیگر اصحاب نے مجسٹریٹ کی اجازت سے جیل میں جا کر بیان تحریر کرنے میں مدد دی لیکن انہوں نے اس امر کی شکایت کی کہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے ان کی بےعزتی کی ہے چنانچہ وہ بیان کو ادھورا چھوڑ کر چلے آئے ہیں۔

۱۱ اکتوبر کو ملزم نے بیان کیا کہ اسے سپرنٹنڈنٹ جیل نے بیان لکھنے نہیں دیا۔ اسلئے کوئی بیان پیش نہیں کیا جائیگا مجسٹریٹ نے کہا کہ چند دن بعد لکھ دینا۔ لیکن اسنے انکار کیا۔ مجسٹریٹ نے زیر دفعات ۱۳۱ - ۱۳۵ تعزیرات ہند مقدمہ سشن سپرد کر دیا۔

مقدمہ زمیندار کا فیصلہ - ۱۷ اکتوبر کو مولوی اختر علی خاں۔ اور راجہ غلام قادر خاں صاحب کو تین تین سال سزا دی گئی۔

(مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور باہتمام مسٹر فقیر اللہ پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا)

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۴۰ ہجری القدس مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ: بخیریت اردو ترجمہ قرآن کریم کے کام میں مصروف ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب روانگی ولایت کیلئے لاہور سے تشریف لے گئے ۲۹ ماہ رواں سے بمبئی سے بحری مرکب پر سوار ہو جائیں گے۔ حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ میں قرآن کریم کا ایک پر از معارف درس دیتے ہیں۔ آپکے درس کے نوٹ محفوظ کرلئے جاتے ہیں۔ اخبار میں ان کے اندراج کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ (السعی منی والاتمام من اللہ) ایڈیٹر۔

ایک مبارک شادی۔ چوہدری ظہور احمد صاحب ساکن احمدیہ بلڈنگس لاہور کا نکاح جنہوں نے اپنی زندگی دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دی ہوئی ہے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی صاحبزادی صالحہ بیگم کے ساتھ پانچہزار روپیہ مہر بتاریخ ۲۰ ماہ اکتوبر ۱۹۲۱ء بمقام کرنال منعقد ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس احمدیہ بلڈنگس لاہور با ہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے پڑھا۔ آپ نے خطبہ مسنون پڑھ کر حقوق زوجین نہایت ہی لطیف اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے جس کا حاضرین مجلس پر بڑا نیک اثر ہوا۔ ضمناً اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پر اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے کہ ان کی تین صاحبزادیوں کے نکاح ایسی جگہ ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی ہوئی ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اس مبارک موقعہ پر چودہری ظہور احمد صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو مبارکباد دیتی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مبارک نکاح کو بہت سے فضلوں کا موجب بنا دے آمین۔

ضرورت ہے مسلم اینگلو ورنیکلر مڈل سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ کے واسطے ایک ہیڈ ماسٹر کی جو بی۔اے بی۔ٹی ہو یا کم از کم سینئر اینگلو ورنیکلر سرٹیفکیٹڈ ہو تنخواہ ایک سو روپیہ دی جاوے گی درخواست بہت جلد سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام آنی چاہیئے۔

عزیز بخش جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مدراس میں تبلیغی دورہ۔ پچھلے دنوں جناب تاج الدین صاحب بی۔اے تحصیلدار ٹنڈونم کی تحریک پر بادشاہ صاحب مع چند دوستوں کے جن میں عاجز بھی شامل تھا تبلیغی اغراض کے لئے کڈلور تشریف لے گئے۔ جناب تاج الدین صاحب نے اپنے دوستوں کو جمع کیا تاکہ وہ بادشاہ صاحب کی تقاریر سے جو انگریزی۔ اردو۔ وارومی میں کی گئی تھیں۔ محظوظ ہوں ہم کوئی دو دن کڈلور میں رہے۔ وہاں کے ایک ذی اثر شخص نے اپنے صاحبزادہ کی شادی کی تقریب پر بادشاہ صاحب سے درخواست کی کہ وہ کچھ کہیں بادشاہ صاحب نے حالات حاضرہ پر ایک معنی خیز تقریر کی جس سے کڈلور کے پریزیڈنٹ کارپولیشن اور وہاں کے چند معزز وکیل کہہ اٹھے کہ آپ اپنی طرز کے پہلے مسلمان ہیں جن کو دیکھنے کا ہمیں یہ پہلا موقعہ حاصل ہوا ہے۔ کڈلور اولڈ ٹون سے نکل کر ہم کڈلور نیو ٹون گئے۔ جہاں ہمیں ایک بنگلوری حکیم صاحب سے جو ملاں یا طریق استدلال سے نہایت ہی بیزار تھے ملاقات ہوئی۔ آپ سے مقام احمدیت پر کوئی دو گھنٹوں تک بحث ہوتی رہی۔ حکیم صاحب نہایت معقول پسند واقع ہوئے تھے۔ آپ پر اچھا اثر ہوا۔ آپ نے وعدہ کیا ہے کہ بنگلور جاتے ہوئے ضرور مدراس تشریف لایا کریں گے

وہاں سے ہم پھولچری گئے پھولچری یا پانڈچری فرنچ علاقہ ہے جہاں تبلیغ کے لئے ایک وسیع میدان کھلا ہوا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ پھولچری میں تبلیغ کے لئے کوئی سامان شاید ہی ملے گا مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری ملاقات وہاں اس شخص سے ہوئی جنہیں دیکھکر ہم بہت خوش ہوئے۔ جناب عبدالغنی صاحب، جو ایک فرنچ گریجوایٹ ہیں ہمارے سلسلہ سے گہری محبت رکھتے ہیں اور خواجہ صاحب کے شیدا ہیں آپ کی تجارت سنگاپور، نیانگ، سوماٹرا، جاوا وغیرہ پر پھیلی ہوئی ہے۔ آپ نے سخت افسوس ظاہر کیا تھا کہ آپ کی ملاقات خواجہ صاحب سے ہو نہ سکی۔ وہ جب دو تین ماہ پیشتر سنگاپور گئے تھے انہوں نے چند لوگوں کو خواجہ صاحب کے نہایت مخالف پایا۔ وہ خواجہ صاحب کی نماز عقاید وغیرہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے سلسلہ کے خلاف زہر اگل رہے تھے جناب عبدالغنی صاحب نے کہا کہ اگر خواجہ صاحب نماز اور دین نہیں جانتے تو پھر دنیا میں کوئی جانتا ہی نہیں اس پر آپ نے ایک زبردست تقریر کی جس کا یہ اثر ہوا کہ آج کل سنگاپور میں بیسیوں آدمی ایسے ہوگئے ہیں جو احمدیت کے لئے مرمٹنے پر تیار ہیں۔ وہ ایک لطیفہ بیان کرتے تھے کہ جہاز پر ایک پادری صاحب انجیل کے دیگر رسائل تقسیم کر رہے تھے۔ سب کو رسائل دیئے گئے مگر عبدالغنی صاحب محروم رہے لوگوں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ پادری صاحب نے آپکو رسائل نہیں دیئے عبدالغنی صاحب نے جواب میں حقیقت المسیح اور عیسویت کا آخری سہارا اور جہاد کبیر تقسیم کرنا شروع کیا۔ اور لوگوں پر ایک تقریر کے ذریعہ جتا دیا کہ پادری لوگ احمدیوں اور احمدی خیال کے لوگوں سے کس طرح ڈرتے ہیں۔

جناب عبدالغنی صاحب انگریزی، فرنچ۔ اردو۔ اور ارومی میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ فارسی اور عربی سے بھی آپ آشنا ہیں۔ اور چونکہ فرنچ گریجوئٹ ہیں ہماری بہت ساری امیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ آپ لکھتے ہیں "آپکے پھولچری سے مدراس روانہ ہونے کے بعد بندہ نے بھی فوراً چھوٹا سا دورہ کیا یعنی منجاکپم۔ محمود بندر، کلہ سلیمپر، کاریکال۔ ناگور، ناگپٹی میرے دورہ میں حقیقۃ المسیح میرے ہمراہ تھا وہ تو ایک ہتھیار مخالفوں کو بھگانے کے لئے کافی ہے"

جناب عبدالغنی صاحب اور ہم جامع مسجد پھولچری میں گئے۔ کوئی تین گھنٹوں تک تبلیغ ہوتی رہی مسجد کے پیش امام جو وہاں ایک لائق مولوی ہیں اسکو نہایت توجہ سے سنا اور گو وہ عقائد میں آگے ہی سے عبدالغنی صاحب کے ہمخیال تھے ہمارے ملنے سے اور بھی مضبوط ہوگئے۔ مولوی صاحب مذکور ایک مدرسہ کے مدرس بھی ہیں۔

وہاں سے ہم الندور گئے۔ الندور ہم کبھی بھول نہیں سکتے کیونکہ اندھیری رات میں موٹر بغیر الیکٹرک چراغ کے چل نہیں سکتی تھی اتفاقاً ہماری موٹر ایک ایسے مکان پر کھڑی ہوئی جس کا مالک ایک نہایت خوش اخلاق ڈاکٹر نکلا ہم رات بھر ڈاکٹر عبداللہ صاحب کے مہمان رہے اور انہوں نے مہمان نوازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۹	۲۲ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۸ھ	نمبر ۱۷

حضرت مسیح کی انسانیت

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

تاریخ مذاہب عالم کا سب سے توجہ کش پہلو یہ ہے کہ ہر ایک مصلح اور ہادی دین کے معرض شہود میں آتے ہی قدرت کی ہیئت بدلجاتی ہے۔ وہ دنیا کی حقیقی ضرورتوں اور تشنگیوں کے لئے پیام امن و راحت لیکر آتے ہیں مختلف دوائر عالم میں تماشا گاہ جہاں پر لاکھوں مصلح مشعل ہدایت لے کر آئے اور آخر اسرار قدرت الٰہی میں جذب ہو گئے ان کی آمد کا مقصد وحید دنیا میں اصلاح عالم اور امنیت و سکینت حقیقی کی تاسیس اور قیام تھا ایک عرصہ دراز تک تقاضاے حکمت کے لحاظ سے ان مصلحین کی دعوت کا دائرہ صرف اپنی اپنی قوموں تک محدود رہا وہ دنیا میں بلاشبہ پیام امن و ہدایت لیکر آئے اور انکے ذخیرہ تعلیمات میں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے روح انسانی کے تمام تر دکھوں اور دردوں کا علاج تھا انہوں نے اشارات ربانی کے ماتحت ساحل نجات پر پہنچنے کے لئے ایک طریق عمل پیش کیا اور قوم کو اپنے نقش پا پر چلنے کی تعلیم دی وہ دنیا میں اس غرض کے لئے آئے کہ لوگ انکے اعمال صالحہ کی اقتدا کریں اور انکی زندگی خدا سے بھولے بھٹکے لوگوں کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکے انکے اعمال حیات کوئی سربستہ راز اور معمے نہ تھے بلکہ وہ ایک کھلی ہوئی صداقت تھی تاکہ لوگ اس کو سمجھ کر اس پر چل سکیں انسان کو ساحل نجات پر پہنچنے کے لئے ایک صاف اور سیدھی راہ اور ایک چل کر دکھانیوالے کی ضرورت ہے جسکی زندگی خود ایک سربستہ راز اور معما ہو وہ لوگوں کو حیرانی اور ہلاکت کے گڑھوں میں گرانے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے اخبار نور افشاں کی ۱۰ اکتوبر کی اشاعت میں "یسوع مسیح جاننے کے لائق ہے" کے زیر عنوان ایک عجیب مضمون شائع کیا گیا ہے۔

اس طویل مضمون کا استقصا مختصر الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ انسان انسان کو جان سکتا ہے یا انسان انسان کا جانا بوجھا ہوا ہے۔

ب۔ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں گزرا کہ جسکو اس کے زمانے کے لوگوں نے جیسا کہ وہ تھا جان نہ لیا ہو۔

ج۔ یسوع مسیح زمانہ ماضی کی وہ شخصیت ہے کہ جسے اسکے زمانے کی دنیا نے نہیں سمجھا وہ زمانہ ماضی کا ایک کھلا راز ہے اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ خود یسوع مسیح کہتا ہے کہ "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"۔

د۔ انسانیت تذکیر و تانیث دو حصوں میں منقسم ہے دنیا کا کوئی فرد خواہ وہ نبی ہو یا کوئی اور ان دونوں حصوں کے اعلےٰ روحانی و اخلاقی اوصاف کا جامع نہ تھا۔

ہ۔ یسوع مسیح میں تذکیر و تانیث دونوں کے اعلےٰ روحانی اور اخلاقی اوصاف پائے جاتے تھے اس لئے وہی اور صرف وہی کامل انسان کہلانے کا مستحق ہے۔

کیا یسوع کی شخصیت مافوق الفہم ہے

مدیر نور افشاں کا یہ دعوےٰ کہ یسوع کو اسکے معاصرین نے (خواہ وہ حواری تھے یا اس کے مخالف) نہیں سمجھا یہ ایک دعوےٰ ہے کہ جسکی بنیاد انجیل یوحنا ۱۷: ۳ کے اس فقرہ پر رکھی گئی ہے "کہ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"۔ انجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فقرہ یسوع کی آخری دعا کا ایک حصہ ہے کہ جس میں عیسائیت کے تثلیثی عمود کے ٹکڑے اڑا دئے گئے ہیں اس فقرہ میں یسوع کی ہستی کو خدائے واحد و برحق سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اس میں خدا کو خدائے واحد اور برحق کہا گیا ہے جب مسیح خود کہتا ہے کہ وہ خدا کو تو خدائے واحد اور برحق جانیں اور مسیح کو اسکا رسول جانیں تو الوہیت مسیح خود بخود اڑ گئی خدا تو خدائے واحد ہی رہا اور مسیح رسولوں کی صف میں آکھڑا ہوا اور یہی وہ حقیقت ہے کہ جسکا قرآن کریم نے بالتصریح اعلان کیا ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ اگر یسوع مسیح فی الواقعی خدا سے علیحدہ کوئی ہستی نہ تھی تو مسیح کے اس سے دعا مانگنے کے کیا معنے۔

انجیل کے اس فقرہ سے یہ استنباط کرنا کہ مسیح کو کسی نے نہیں جانا یسوعی دماغ کا ہی کام ہے ورنہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح الدماغ انسان اس دعا سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ یہ تو ایک دعا ہے کہ لوگ مجھے رسول جان لیں جس سے یہ نتیجہ نکالنے کی بجائے کہ اسکو لوگوں نے نہیں سمجھا یہ ثابت ہوتا ہے کہ لوگ یقیناً اس کو جان لینگے اگر یسوع ایک راستباز انسان تھا تو یقیناً اس کی یہ دعا بھی خدا نے قبول کر لی ہوگی اور انبیاء کو تو ہمیشہ وہی دعائیں سکھائی جاتی ہیں کہ جن کی قبولیت قطعی اور یقینی ہوتی ہے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ مسیح کی یہ دعا رائیگاں گئی تو اس

دعا کا باقی حصہ بھی قبول نہ ہوا ہوگا ساری دعا اس طرح پر ہے

"یسوع نے یہ باتیں کہیں۔ اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر کہا کہ اے باپ۔ وہ گھڑی آپہنچی۔ اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کرتا کہ بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے۔ چنانچہ تو نے اسے ہر بشر پر اختیار دیا ہے۔ تاکہ جنہیں تو نے اُسے بخشا ہے اُن سب کو وہ ہمیشہ کی زندگی دے۔ اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"۔

پس اس مسیحی منطق کی رو سے کہ جس سے ہمارے ہمعصر مدیر نور افشاں نے کام لیا ہے کام لیا جائے تو نہ بیٹے کا جلال ظاہر ہونے والی چیز ہے اور نہ ظاہر ہوا اسلئے بیٹے نے بھی خدا کے جلال کو ظاہر نہیں کیا اور نہ مسیح نے ہمیشہ کی زندگی ہی کسی کو دی ہے۔

یسوع مذکر ہے یا مونث

یسوع مسیح کا ایک کھلا راز ہونا کسی کا اسکو سمجھ نہ سکنا اور اس میں تذکیر و تانیث کے اوصاف کا ہونا یہ وہ دو خصائص کبرے ہیں کہ جنکی رو سے مدیر نور افشاں کو جناب یسوع مسیح کل مصلحین عالم سے ممتاز و مخصوص نظر آتا ہے یسوع مسیح کی شخصیت کوئی سربستہ راز تھی یا نہیں اسکو معاصرین زمانہ نے سمجھا یا نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیحی دوستوں کی آئے دن کی جدت طرازیوں نے یسوع کو واقعی ایک محیر العقول شخصیت بنا رکھا ہے یسوع مسیح میں تذکیر و تانیث دونوں کے اوصاف موجود تھے یہ واقعی ایک نرالا دعوے ہے کہ جس کو سمجھنے سے عقل انسانی درماندہ ہے یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ کامل طور پر کسی کا مذکر ہونا انثیت کو اس سے علیحدہ کر دیتا ہے جو شخص کامل طور پر مذکر ہے اس میں انثیت کا شائبہ تک بھی نہیں ہو سکتا اور جو کامل طور پر مونث ہے اس میں تذکیر کے اوصاف قطعاً نہیں پائے جا سکتے مذکر اور مونث نسل انسانی کے دو حصے ہیں کہ جو اپنی بعض خصوصیات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے متمیز ہوتے ہیں اگر کسی شخص میں انثیت کی بعض شرائط پائی جاتی ہیں تو یقیناً اس کے بالمقابل وہ تذکیر کے بعض اوصاف سے خالی ہوگا پس یہ کہنا کہ یسوع مسیح میں کامل طور پر تذکیر اور تانیث کے اوصاف پائے جاتے تھے قطعاً غلط ہے ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ مسیح ناقص طور پر مذکر ہو اور اس میں بعض اوصاف انثیت کے پائے جاتے ہوں مگر یہ خنثیت (ہیجڑاپن) کوئی خوبی کی بات نہیں خواہ دیگر مصلحین زمانہ میں سے کوئی شخص ایسا ہوا ہو یا نہ

ناظرین - خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ شکایت خاموشی معاف

یارانِ نجد

مدیر اہل حدیث کا علم و عقل

کم و بیش ۷ ماہ کا عرصہ گزرتا ہے کہ اخبار پیغام صلح میں حضرت عیسٰی کی ۱۲۰ برس عمر کے متعلق متعدد احادیث پیش کی گئی تھیں اس پر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے یہ اعتراض کیا کہ "۱۲۰ برس عمر والی حدیث کی سند ابتک ظاہر نہیں کی گئی اور بے سند حدیث محدثین کے نزدیک حجت نہیں"۔ اس کے جواب میں محدثین کے اقوال اسکی تصدیق میں پیش کئے گئے ہماری طرف سے گو یہ جواب کافی تھا کہ جب محدثین ایک حدیث کے رجال کو ثقہ کہتے ہیں تو سند کا پیش کرنا کوئی ضروری امر نہیں اگر حدیث فی الواقعی بے سند تھی تو محدثین نے کیوں اسکو رد نہیں کیا بلکہ اسکے رجال کو ثقہ بتلایا۔ کیا بے سند حدیث کے رجال اور رجال بھی ثقہ رجال ہوتے ہیں خیر یہ تو مولوی صاحب کی دستار فضیلت اور علم حدیث سے واقفیت کا حال ہے باایں علم حدیث کی سند پر آپکو ناز بھی ہے اب آپکی دیانت داری بھی قابل ملاحظہ ہے۔

افترایات ثنائی

(۱)

متذکرہ صدر حدیث کے متعلق اخبار پیغام صلح میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی تھی اور اس کے جواب کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو للکارا بھی گیا تھا متواتر کئی ماہ تک مولوی صاحب اس کے جواب کا وعدہ کرتے رہے ایک عرصہ کے بعد جب انکو شرم اور غیرت دلائی گئی تو کھسیانے ہو کر کہنے لگے کہ یہ مضمون اس قابل نہ تھا کہ اس کا جواب دیا جاتا اس بھلے مانس کو یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ جب میں کئی ماہ سے متواتر جواب کا وعدہ کر رہا ہوں تو اب اس کو ناقابل جواب کیوں کر قرار دے سکتا ہوں۔

(۲)

مولوی صاحب بار بار شرم و غیرت دلانے پر بولے تو یہ کہ حدیث کی سند نہیں پیش کی گئی یہ بھی مولوی صاحب کا سیاہ جھوٹ ہے حدیث کی سند آج سے ۷ ماہ پیشتر درج کر دیگئی تھی ہماری ڈیڑھ ماہ کی رخصت کی خبر پڑھکر مولوی صاحب کو جواب دینے کا موقعہ مل گیا کہ حدیث کی سند کا مطالبہ تھا اور وہ پیش نہیں کیگئی انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ کون گذشتہ اشاعتوں کی تلاش کر کے اسکی تردید کرے گا۔ اگر مولوی صاحب میں ایمانداری اور شرم و غیرت کا کچھ بھی مادہ رہ گیا ہے تو وہ بتلائیں کہ انہوں نے لعنت اللہ علی الکاذبین کی سند لینے کی کیونکر جرأت کی

انکو معلوم نہیں کہ بانبرہ ملاٹ سورہ ۱۰۰ پیغام صلح میں حدیث کی سند ثابت کی گئی ہے

(۳)

اہل حدیث ۳۰ ستمبر کی اشاعت میں صفحہ پر حضرت مسیح موعود کی کتاب البریہ کے حاشیہ صفحہ کے حوالہ سے یہ عبارت درج کی گئی ہے۔

"اور فقرہ من یجدد لہا جو حدیث میں موجود ہے یہ صاف تبلا رہا ہے کہ ہر ایک صدی پر ایسا مجدد آئے گا جو مفاسد موجودہ کی تجدید کرے گا مفاسد کی تجدید اسی طرح ہو سکتی ہے کہ مرور زمانہ سے جو مفاسد مثلاً شرک بدعت۔ نفاق۔ افترا علی اللہ وغیرہ وغیرہ کہنہ اور کمزور ہو گئے ہوں اُن میں تازہ روح پھونک کر اپنے پیروں پر کھڑا کر دیا جائے"

مولوی ثناء اللہ جسکو یہ دعوے ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی کتب کا حافظ ہے اگر اس میں شرم وحیا کا کچھ بھی حصہ باقی ہے تو وہ ثابت کیسے کہ یہ عبارت کتاب البریہ میں اسطرح موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے درس قرآن مجید کے نوٹ

سورہ مائدہ رکوع ۸

مورخہ ۱۵ صفر المظفر ۱۳۵۱ھ

شروع میں آپ نے مختصر الفاظ میں درس کی اغراض کو بیان فرمایا۔ سب سے پہلی غرض تو یہ ہے کہ ہمارے اندر نیکی پیدا ہو قرآن کے نزول کا مقصد ہی زندگی کو ٹھیک اور نیک بنانا ہے اور دوسری غرض یہ ہے کہ قرآن کریم کے مطالب سے آگاہی ہو یا اسکا پڑھنا ہمیں آجائے مگر قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے سے بھی اگر مقصود یہ نہ ہو کہ اس سے ہماری عملی زندگی کی اصلاح ہو سکے تو پھر اس کا پڑھنا امر بیجا ہی چنداں مفید نہیں پڑھنے کو لو بڑے بڑے معاند ابوجہل اور دیگر مخالف بھی قرآن کو پڑھ سکتے تھے کیونکہ انہی کے محاورہ زبان میں اسکو نازل کیا گیا تھا۔ پھر آجکل بھی بہت سے عربی دان عیسائی موجود ہیں کہ جنکو قرآن کی زبان میں پورا طور سے حاصل ہے مگر قرآن کریم جیسا سند اور ہدایت کا نسخہ انکے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم کا پہلا مقصد دنیا کے اندر قومیت کا پیدا کرنا ہے ایک ہی نصب العین پر لوگوں کو جمع کر کے انکے اندر حقیقی مواخاۃ پیدا کرنا ہے اسلئے محض قرآن کریم کی موجودگی یا اسکا سرسری طور پر پڑھ لینا قومیت اور قوم کے اندر عصبیت کو پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر صرف اسکی موجودگی سے یہ مقصد حاصل ہو جائے تو پھر ایک عالم باعمل اور ایک عام آدمی میں کوئی مابہ الامتیاز نہ ہے۔ سب سے پہلے قومیت کا پیدا ہونا اسلئے ضروری ہے کہ قومیت کے بغیر عمل بھی پیدا نہیں ہو سکتا اگر نماز سے صرف اسقدر مطلوب ہوتا کہ عبادت الٰہی کا فرض ادا ہو جائے اور اس سے لوگوں میں قومیت کی روح پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو ہر ایک شخص اپنے گھر کے کونے میں اس فرض کو بخوبی ادا کر سکتا تھا اسکی کیا ضرورت تھی کہ لوگ پانچ مقررہ اوقات پر پہلے ایک جگہ جمع ہوں اور پھر عبادت الٰہی کے فرض کو ایک جماعت کے رنگ میں ادا کریں اسی طرح زکوٰۃ میں بھی جماعت کے رنگ کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر اس سے محض خدا کی راہ میں خرچ کرنا مد نظر ہوتا تو پھر مسلمانوں کی زکوٰۃ کا مال ایک ہی بیت المال میں جمع ہونا کوئی ضروری امر نہ تھا مگر زکوٰۃ کا بیت المال میں جمع ہونا نہایت ضروری ہے غرض قرآن کریم کی تعلیم کا مقصد اول مسلمانوں کے اندر قومیت کی روح اور باہم مواخاۃ کا پیدا کرنا ہے اور قومیت کے پیدا ہونے کے بغیر اسکی تعلیم پر عمل بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس امر کا ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ درس سے قرآن کریم نہیں آیا کرتا بار بار کے مطالعہ اور تدبر سے آتا ہے اسکی آیات میں غور و خوض نہایت ضروری ہے۔

پھر قرآن کریم کی ہر ایک چیز کے ساتھ ہمیں عشق ہونا چاہیئے اسکی زبان اس کے محاورات اور اسکے علوم کے ساتھ عشق ہونا چاہیے بلکہ اسکی جلد اور اسکے کاغذ کے ساتھ بھی پیار ہونا چاہیئے اسی سے اسکو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اپنے محبوب کی ہر ایک چیز پیاری ہوتی ہے یہ محبت اور عشق ہی اس چیز کی قدر دل میں پیدا کر دیتی ہے اسلئے جو لوگ لکھے پڑھے نہیں انکو بھی درس میں شامل ہونا چاہیئے اس سے انکو قرآن کریم کے مطالب سے آگاہی حاصل ہوتی ہے چھوٹے بچوں کو بھی درس میں ضرور ساتھ آنا چاہیئے اس سے انکے دل پر بہت اثر ہوتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بچہ کو پیدا ہونے کے ساتھ ہی اسکے کان میں اپنی تعلیم کے پہنچا دینے کی تعلیم دی ہے ایسی مجالس میں شامل ہونے سے بچوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ بہت سی باتیں سیکھ لیتے ہیں

نوٹ! اس مختصر سی تمہیدی تقریر کے بعد آپنے درس شروع فرمایا اس سے پیشتر گذشتہ سال آپ سورہ مائدہ قریباً نصف حصہ ختم کر چکے تھے افسوس ہے کہ شروع سے بالالتزام درس کے نوٹ محفوظ نہ کر سکنے کے سبب اخبار میں شائع نہیں ہو سکے اب یہ سلسلہ اس جگہ سے شروع کر دیا جاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ باقاعدہ یہ سلسلہ شروع رہے گا وما توفیقی الا باللہ العظیم۔ سورۂ مائدہ کے رکوع ۸ کی تلاوت کے بعد آپنے یا ایہا الذین آمنوا کی تشریح میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں کو یہ خطاب بڑے محبت اور پیار کا خطاب

سنبھلے وہ لوگو جو ہم کو مان چکے ہو یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ اے ہمارے دوستو اس طرح کے خطاب میں اس امر کی تعلیم دینا مقصود ہے کہ ایک حاکم کو اپنی رعایا اور ماتحت لوگوں سے کس طرح خطاب کرنا چاہیئے گویا یا ایہا الذین آمنوا میں انداز حکومت بتلا دیا ہے کہ ایک حاکم کو اپنے ماتحتوں کیساتھ پیار اور محبت کے الفاظ اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیئے ورنہ اتنے بڑے عظیم الشان حاکم بلکہ خالق اور مالک کا اپنی ایک ادنیٰ سی مخلوق کو اسقدر پیار کے الفاظ سے خطاب کرنا اور کیا مطلب رکھتا ہے کہ وہ ان الفاظ میں ہم کو انداز حکومت اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔

لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء - یہود اور نصاریٰ کو اپنے دوست مت بناؤ یہاں اتحاد باہمی اور دوستی سے مراد عام خاطر و مدارات نہیں یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ تم یہودیوں اور نصرانیوں سے حسن سلوک اور مدارات سے پیش نہ آؤ بلکہ اس اخذ ولایت سے مراد یہ ہے کہ انکو اپنا خیر خواہ مت سمجھو انکی دوستی پر اعتماد اور بھروسہ مت رکھو کیونکہ قرآن کریم انکے ساتھ اہل کتاب ہونے کی حیثیت سے تو نیک سلوک کی تعلیم دیتا ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک والسرائے کو اہل کتاب کی طرف رخصت کرتے ہوئے انکے اہل کتاب ہونے کے تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے انکے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کی قرآن کریم کوئی تعلیم اور حکم بلا دلیل اور بلا وجہ نہیں دیتا اہل کتاب کی دوستی اختیار کرنے سے منع کیا تو اسکے ساتھ ہی اسکی وجہ بھی بتلا دی فرمایا۔

بعضہم اولیاء بعض - یہ یہود اور نصاریٰ قوم پرستی کے شکار ہوئے ہوئے ہیں ان میں قومیت کا مرض اسقدر بڑھا ہوا ہے کہ یہ دوسری کسی قوم کے ساتھ دوستی کر ہی نہیں سکتے آپس میں بھی انکے بعض گروہ بعض سے ہی دوستی کرتے ہیں یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ان قوموں نے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کبھی کسی دوسری قوم کیساتھ دوستی اور خیر خواہی نہیں کی یہ قومیں ہمیشہ سے احسان فراموش بلکہ محسن کش رہی ہیں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کسقدر سلوک کیا انکے خداوند مسیح کو بہت خطرناک الزامات سے بری ٹھہرایا یہود کی رنیا انکی والدہ کو زانیہ اور انکو ولد الزنا ٹھہراتی تھی خود عیسائیوں نے انکی بعض داریوں اور نانیوں کا فاحشہ ہونا تسلیم کیا اگر محمد الرسول اللہ جیسا انسان اور مسلمانوں جیسی عظیم الشان جماعت مسیح کو ان خطرناک الزامات سے بری نہ ٹھہراتی تو تمام دنیا میں کونسی قوم تھی کہ جو انکی پاکیزگی کی شہادت دیتی۔ مگر اس حسن سلوک کے بدلہ میں عیسائیوں نے جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ سلوک کیا وہ ان ہزاروں کتب سے ظاہر ہے کہ جو اسلام اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گندے الزامات لگانے کے لئے لکھی گئی ہیں اس زمانے میں بھی اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے بیت المال یا مسلمانوں کے روپیہ سے عیسائی گرجوں کی سالانہ مرمت ہوتی ہے کیا کسی عیسائی سلطنت میں بھی غیر مذاہب کے [illegible] کی مرمت سرکاری خزانہ سے ہوتی ہے مگر اس حسن سلوک کے باوجود بھی عیسائیوں نے مسلمان سلطنتوں کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے یہ خدا کا کلام بالکل حق اور صداقت پر مبنی ہے کہ یہ قومیں تمہاری کبھی دوست نہیں ہو سکتیں۔

ومن یتولھم منکم فانہ منھم - تم میں سے جو انکو دوست پکڑے وہ انہی میں سے ہے بجز ان لوگوں کو جو بظاہر مسلمان ہیں مگر وہ نصاریٰ کی دوستی کا دم بھرنے لگ جاتے ہیں ان کو انہی میں سے قرار دیدیا گیا ہے مگر اسکا مطلب حضرت ابن عباس کی تفسیر کے بموجب اسطرح سمجھنا چاہیئے کانہ منھم اور تفسیر کشاف میں ہے حکمہ کحکمھم گویا کہ وہ انہی میں کا فرد ہے جو خود بھی ایسے شخص کو He is one of us کہتے ہیں۔ آخر پر فرمایا ایسی ظالم قوم کو جو غیروں کی دوستی پر اعتماد کرتی ہے اللہ تعالیٰ کامیاب نہیں کرتا۔

قرآن کریم بھی کیا پر حکمت کلام ہے اس آیت میں پہلے محبت کے ساتھ یہود اور نصاریٰ کی دوستی اختیار کرنے سے منع کیا پھر اسکی وجہ بتلائی اور نقصان جتایا اور آخر پر نہ ملنے کی صورت میں وعید بھی سنادی اب اس پر بھی اگر یہ لوگ انکی دوستی سے باز نہ آئیں اور کھلم کھلا ان لوگوں سے دوستی رکھیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ایسے لوگوں کو انہی میں سے سمجھیں یا جو سلوک ترک موالات وغیرہ غیر اقوام سے کریں ہی اپنے مسلمانوں کے ساتھ بھی کرنے کی تعلیم دی۔

یسارعون فیھم - جو انکی موالات میں تگ و دو یا سرگرم کوششیں کرتے ہیں ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں۔

یقولون نخشیٰ ان تصیبنا دائرۃ - کہتے ہیں ایسا نہو کہ ہم زمانہ کی لپیٹ میں آجائیں یہی ڈر اور خوف شرک کی جڑ ہے کہ لوگوں سے ڈر کر امر حق کو پوشیدہ کیا جائے یا خدا کے صریح اور صاف احکام کو دنیوی جبابرہ سے ڈر کر پس پشت ڈالا جائے ایسے لوگوں کی قسموں وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ بالآخر خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

من یرتد منکم الخ - جو کوئی مرتد ہو کر ان سے مل جائے تو پرواہ نہ کرو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک قوم دیدے گا یحبھم ویحبونہ جو اللہ تعالیٰ کی محبوب اور اللہ تعالیٰ اس کا محبوب ہوگا۔

یقیمون الصلوٰۃ - نماز کو قائم رکھتے ہیں یعنی باقاعدہ اور پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں ایسا نہیں کہ کبھی پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی بلکہ اس پر مداومت اختیار کرتے ہیں۔

ومن یتول اللہ الخ - جب کفار کے ساتھ ترک موالاۃ کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ہی یہ بتانا بھی ضروری تھا کہ موالات کس کی اختیار کرنی چاہیئے فرمایا یہود اور نصاریٰ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنوں کے ساتھ موالات قائم کرنی چاہیئے۔

فان حزب اللہ ھم الغالبون۔ جب تم اللہ اس کے رسول اور مومنوں کے ساتھ موالاۃ اور مواخاۃ قائم کروگے تو تم حزب اللہ تعالیٰ کی جماعت کہلانے کے مستحق ہوگے۔ جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تم کفار پر غالب آجاؤگے۔

سورہ مائدہ رکوع ۹

مورخہ ۱۶ جون

اسی ترک موالات کے مضمون کو اس رکوع میں پھر دُھرایا ہے فرمایا وہ تمہارے دین کو حقیر سمجھکر اس پر تمسخر اڑاتے ہیں انکی دوستی کو مت اختیار کرو اسجگہ یہ تعلیم نہیں دی کہ چونکہ وہ تمہارے دین کو حقیر سمجھکر اسکی ہنسی اڑاتے ہیں اسلئے تم بھی انکے دین پر تمسخر اڑاؤ بلکہ نہایت مہذبانہ راہ کو اختیار کرنے کی تاکید کی اور فرمایا کہ تم انکی ولایت اور دوستی کو مت اختیار کرو یہ ترک موالاۃ کی تعلیم بھی قرآن کریم سے ہی خاص ہے دوسری کسی مذہبی کتاب نے ان وجوہات کی بنا پر غیر مذاہب سے ترک موالات کرنے کی تعلیم نہیں دی ان لوگوں کا ہمارے دین کی ہنسی اڑانا یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے بائیسکوپ میں تھیٹروں میں اور اپنے ہاں کی مطبوعات میں اسلام اور مسلمانوں کی ہنسی اڑائی جاتی ہے ہمارے ایک دوست کو ایک صاحب بہادر سے ملاقات کا اتفاق ہوا صاحب بہادر نے سوال کیا کہ آپ کا کیا مذہب ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں اس پر صاحب بہادر فوراً چلا اُٹھے You have manywives in your House. کیا تمہارے گھر میں بہت سی بیویاں ہیں پادریوں نے وہاں یہ جھوٹ شائع کر رکھا ہے کہ مسلمان وہ ہوتا ہے کہ جسکی بہت سی بیویاں ہوں اسیطرح ایک ترک کا مصنوعی فوٹو بکثرت شائع کیا گیا ہے کہ جس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ نماز کے بعد مسلمان کی بڑی سے بڑی یہ دعا ہوتی ہے کہ اے اللہ مجھے بہت سی بیویاں عطا کر غرض آئے دن تھیٹروں اخباروں اور بائیسکوپوں میں اسلام کی ہنسی اڑائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل کتاب میں سے ایسے لوگوں سے کہ جو تمہارے دین پر تمسخر اڑاتے ہیں موالات کو ترک کرو ان کو اپنے دوست مت بناؤ انکی دوستی پر کبھی بھی اعتماد مت کرو۔

واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین۔ روح المعانی اور کشاف میں اسکے معنی یہ لکھے ہیں اتقوا اللہ فی موالاۃ الکفار۔ کفار کے ساتھ موالاۃ سے احتراز کرو اسلئے یہ خیال غلط ہے کہ ترک موالات کی اصطلاح کوئی نئی اصطلاح ہے۔

جعل منہم القردۃ والخنازیر۔ محاورۂ عرب میں قردہ بہت بڑے زناکار کو کہتے ہیں چنانچہ وھو ازنی من قردۃ مبالغہ کے طور پر اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو بہت بڑا زناکار ہو۔ بڑے زنا شعار اور بے غیرت لوگ ہیں۔

یسارعون فی الاثم۔ الکھالیہ گناہ میں خوب کوشش کرتے ہیں بعض مفسرین نے اثم کو جھوٹ کے معنوں میں خاص کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں اس کا اطلاق باقی گناہوں پر بھی ہو جاتا ہے۔

اکلہم السحت۔ اسکی ترکیب کو خوب یاد رکھنا چاہیئے بعض لوگوں کو اس کے سمجھنے میں بہت دقت پیش آئی ہے سوال یہ ہوا ہے کہ اکلہم میں اکل مجرور کیوں ہے اصل بات یہ ہے کہ اسکی ترکیب یوں ہے یسارعون فی اکلہم السحت ہے گویا حرامخوری کیلئے دوڑے پھرتے ہیں۔ حرامخوری بھی انسانی روح پر موت وارد کردیتی ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص خاک میں پڑا ہوا ربی اللہ ربی اللہ پکارتا ہے مگر اسکی دعا قبول نہیں ہوتی اسکی وجہ یہ بتلائی کہ مطعمہ حرام وملبسہ حرام اسکا کھانا پینا اور لباس سب کچھ حرام ہوتا ہے ہمارے صوفیا تو حلال کا لقمہ کھانے کیلئے بڑی بڑی ریاضتیں کیا کرتے تھے۔

ربانیون۔ ربانی جو رب کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔

احبار۔ حبر کی جمع ہے علماء

عن قولہم الاثم الخ۔ اس مذہب کے اہل اللہ اور عالم لوگوں نے عوام کو بری باتوں اور حرام خوری سے کیوں منع نہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واعظ کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو حق بات سنائیں اور انکو بری باتوں سے روکتے رہیں خواہ لوگ انکی باتوں سے ناراض ہوں یا نہ ہوں اور خواہ وہ باتیں گورنمنٹ کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں واعظوں کا کام حق بات کا پہنچا دینا ہے اس اظہار حق سے کوئی بلا منائے تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔

ید اللہ مغلولۃ۔ یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے یہ محاورہ بخل اور تنگدستی پر استعمال ہوتا ہے جب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا یا من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسنا وغیرہ آیات نازل ہوئیں تو یہود نے کہا کہ ان کا خدا بھی مفلس ہے جو لوگوں سے قرض مانگتا ہے یا مسلمانوں کی تنگدستی کو دیکھکر اور اپنی ثروت پر فخر کرتے ہوئے کہا کہ ان کا خدا انکو کچھ نہیں دیتا اس کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔

بل یداہ مبسوطتن۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تو کہتے ہیں کہ اس کا ہاتھ بندھا ہوا ہے یہ غلط ہے اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور وہ اپنے بندوں کو خوب دینے والا ہے۔ یہ جواب صرف انکے اعتراض کا جواب ہی نہیں بلکہ اُس کے اندر ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اس کے بعد مسلمانوں کے پاس اسقدر مال آیا کہ جسکا کوئی حد حساب ہی نہیں حضرت ابوبکر رضی ابتدا میں مسلمان غلام آزاد کرایا کرتے تھے۔ اور ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ مال طلب کرنے پر گھر کا سب اندوختہ لا حاضر کیا اور گھر کو مال سے جھاڑو دیکر صاف کردیا پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ

نخلیتہ ہونے ایک موقعہ پر مدینہ کے نشان پر کھڑا ہو کر دیکھا تو مال و دولت کے لدے ہوئے اونٹ چلے آتے تھے۔ ان اونٹوں کی قطار کا ایک سرا تو مدینہ تک پہنچ گیا تھا اور دوسرا کنارہ اس کی قطار کا نظر نہ آتا تھا اس نظارہ کو دیکھکر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمد کرتے ہوئے کہا کہ ابوبکر نے خدا کی راہ میں لٹا دیا اور کیا لیا ہمیں جو کچھ دیا گیا بالمقابل جو کچھ لیا اس کا کوئی حد و حساب ہی نہیں اسیطرح حضرت عمر رضہ ایک دفعہ ایک مظفر و منصور لشکر کے ساتھ چل رہے تھے کہ یکایک ایک درخت کے نیچے پہنچ کر لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا گرمی کا موسم تھا اور خلقت کا اژدہام بے اندازہ لوگ حیران تھے کہ ایسے وقت میں امیر المومنین کو ٹھہر جانے کی کیا سوجھی آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ عمر اسی جگہ اپنے باپ کے ۲ اونٹ چرایا کرتا تھا ایک وقت ایک اونٹ گم ہو گیا تو اس کے والد نے اس جگہ اسکو خوب مارا تھا یا آج وہی عمر ہے کہ جس کے پاس اونٹوں گھوڑوں مال و متاع اور لشکروں کا کوئی اندازہ ہی نہیں۔

یُنفق کیف یشاء۔ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اس طرز کلام کو خوب یاد رکھنا چاہئے یہ ہمیشہ ایک خاص طرف اشارہ کے موقعہ پر آتا ہے مثلاً تعز من تشاء و تذل من تشاء اس کے معنی یہ نہیں کہ نیک آدمیوں کو ذلیل اور بدمعاشوں کو معزز بنا دے گا بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کو جو مستحق عزت ہیں معزز بنا دے گا اور ان لوگوں کو جو مستحق ذلت ہیں ذلیل کر دے گا اسجگہ بھی مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو مالامال کر دے گا۔

لیزیدن منھم الخ۔ ان میں سے بہت لوگوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھا دے گا اس طرز کلام کو بھی خوب یاد رکھنا چاہئے اسجگہ فرمایا ہے کہ ما انزل الیک من ربک یعنی قرآن ان لوگوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھاوے گا حالانکہ قرآن کریم کے نزول کی علت غائی لوگوں کو ہدایت دینا ہے نہ کہ سرکشی اور کفر میں بڑھا دینا ایک مفید چیز سے فائدہ نہ اٹھا کر جب کوئی شخص الٹا نقصان کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو ایسے موقعہ پر اس محاورہ کو استعمال کیا جاتا ہے عام طور پر کہا جاتا ہے میری نیکیوں نے اسکو گمراہ کر دیا۔ میری مہربانیوں نے اسکو شریر بنا دیا حالانکہ نیکی اور مہربانی کسی کو گمراہ اور شریر نہیں بناتی بلکہ مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اپنی کجروی کے سبب اس پر نیکی کا اثر الٹا ہوا قرآن کریم نے اس محاورہ کو بکثرت استعمال کیا ہے حضرت نوح م فرماتے ہیں فلم یزدھم دعائی الا فرارا یعنی میری شبانہ روز دعوت نے انکو صرف فرار میں ہی بڑھایا حالانکہ انکی دعوت کا مقصد یہ نہ تھا مگر کجرو انسان انکی نصیحت سے الٹا گمراہ ہونے لگے۔

القینا بینھم العداوۃ والبغضاء الخ۔ ان قوموں میں مذہب باہم محبت نہیں پیدا کر سکا بلکہ یہ اقوام صرف ملکی حدود میں محدود ہیں ایک ہی مذہب رکھنے کے باوجود ایک ملک ایک قوم دوسرے ملک اور قوم کی خطرناک دشمن ہے تاریخ یورپ اور گذشتہ جنگ قرآن کریم کی اس صداقت پر زبان حال سے شاہد ہے جس طرح سے ایک مغربی اور مشرقی مسلمان محبت سے ملتے ہیں اس طرح سے انکے مختلف مشنوں کے مشنری بھی نہیں مل سکتے۔

کلما اوقدوا نارا۔ وقود نار کے لفظی معنی آگ بھڑکانے کے ہیں مگر یہ محاورہ جنگ کے کیلئے آتا ہے جب کبھی یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف آگ بھڑکا ئیں گے اللہ تعالیٰ اسکو بجھا دے گا یہ لوگ دنیا میں فساد پھیلانے کی سر توڑ کوششیں کرتے ہیں ملک گیری اور دولت کی اشتیاق اور خواہش کے سبب دنیا میں فساد پھیلاتے ہیں اسی وجہ سے ملکوں میں قحط اور گرانی پیدا ہوتی ہے مگر ان کو رعایا کی ان مشکلات کی کوئی پرواہ نہیں حالانکہ مسلمان بادشاہ ایسے وقتوں میں رعایا کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ مدینہ کے مضافات میں سے ایک گاؤں میں حضرت عمر رضہ ایک بدوی کے مہمان تھے جب مہمان اور میزبان کھانا کھانے بیٹھے تو میزبان نے مکھن کی رکابی کو خوب اچھی طرح صاف کرنا شروع کر دیا حضرت عمر رضہ اس شخص کے اس فعل سے تاڑ گئے کہ ہم جمل قحط کی کیا حالت ہے کہ لوگ رکابی کو اندر کے کنارے تک صاف کرنے لگ گئے ہیں یہ دیکھکر آپ کو بہت فکر ہوئی اور فوراً قحط کے انسداد کی تدابیر کی فکر میں لگ گئے۔

استمبول سے ایک مکتوب

(از مولانا ابوسعید عرب صاحب)

حضرت الفاضل حضرت مولوی محمد علی صاحب کثر اللہ امثالکم فی الاسلام السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میں نے اڑھائی برس انگریزی جیل خانوں میں بطور سیاسی قیدی کے گزارے اور چند روز سے آزاد ہوں۔ آج سے تقریباً دو برس پیشتر یہاں کے نہایت معتبر و مدت پروا اخبار تصویر افکار نے آپکے ترجمہ کا کچھ حصہ اسلامک ینوز یا ریویو میں دیکھا اور اسپر دل کھولکر مضمون لکھا اور بتایا کہ اسلامی دنیا کو ایسے علماء کی ضرورت ہے جو یورپ کے سامنے اسلام کا منور چہرہ نہایت خوش اسلوبی سے پیش کر سکیں۔ کیونکہ مادہ پرست یورپ حقائق اسلام سے بالکل بے بہرہ ہے اسکی معلومات صرف وہیں تک ہیں جنکو قسیسوں اور رھبانوں نے اپنے سیاسی اغراض کے ماتحت بری شکل میں پیش کیا ہے اور پھر آپکی فدائے اسلام زندگی اور دینی مجاہدات کا خصوصیت سے ذکر کیا میں نے جیل خانہ کے افسر کپتان مرتی سے اسکا

بلا تمیز مذہب و ملت اتفاق و آشتی کرنا چاہیئے جب منشائے اسلام یہ ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اہل اسلام باہم متحد نہ ہوں اور مختلف فرقوں کی جتھہ بندی میں مصروف رہیں۔ سنی شیعہ اور غیر مقلد علما مشترک قومی پلیٹ فارموں پر بیٹھ کر بھائیوں سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ اور یہ نہایت عمدہ فعل ہے ساتھ ہی کیا یہ اور زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ مسلمان فرقوں کے ساتھ بربنائے اختلاف رائے منافرت کے سامان پیدا کرنے کے عوض انہیں باہم شیر و شکر بنانے کی کوشش کریں۔ اسلامی سلطنتوں کی تباہی پر ہم آنسو بہاتے ہیں۔ اور یہ نہیں خیال کرتے کہ اسی فرقہ بندی و اختلاف نے انہیں خراب کیا اور اگر ہم اب بھی سمجھانہ چاہیں تو مسلمانوں کی فرداً فرداً تباہی کا اندیشہ ہے۔

مسلمان اس فکر میں ہیں کہ شیخ الاسلام ہندوستان میں تجویز کریں۔ اور وہ کسی نہ کسی فرقہ کا ایک فرد ہوگا۔ تاوقتیکہ مسلمان یہ نہ سمجھ لیں کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ معاصر قوموں سے قومی ترقی میں کوئی سبقت نہیں لے جا سکتے جزوی اختلاف میں تو رہا کریں انہیں وجہ منازعہ نہ ٹھہرایا جائے اور نہ وہ وجہ تبرا لعنت و تکفیر بن سکتے ہیں۔ کسی کے اختلاف پر غصہ آئے تو یاد کرلو اس حدیث مبارک اختلاف امتی رحمۃ کو۔ خواجہ صاحب نے موقت بحث چھیڑ دی ہے مناسب ہوگا کہ علمائے کرام اور لیڈران قوم اس پر متوجہ ہوں۔ اقتضائے وقت نے کل قوموں کو اس مسئلہ پر بزور توجہ دلائی ہے اور وہ باوجود اصولی اختلافات کے متحد ہونے کی تدبیروں میں مشغول ہو چکے ہیں۔ ہندوستانی عیسائیوں اور ہندوؤں میں قومی یکجہتی و رواداری کی بڑی طاقت تحریک ہونے لگی اور عیسائیوں میں بڑی حد تک کامیابی ہونے لگی ہے۔ پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک عیسائیوں میں صدیوں کی پولیٹیکل اور اعتقادی مخالفت وخصومت چلی آتی ہے مگر اپنے متضاد فریق متحد ہونے اور باہمی اختلافات مٹا دینے پر آمادہ معلوم ہوتے ہیں اور ان کی کانفرنس پر کانفرنس منعقد ہونے لگی ہو حال ہی میں ایک عظیم الشان کانفرنس مختلف فرقہ ہائے عیسائیاں کی منعقد ہوئی تھی اور ان کی جد و جہد قابل تعریف ہے برہمن لیڈروں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو نیچ اقوام پر مندروں کے دروازے کھول دینے اور باہمی میل جول پر آمادہ معلوم ہوتے ہیں۔ جب یہ جد و جہد ان اقوام میں دیکھی جاتی جو اصولی اختلاف میں مبتلا ہیں۔ تو پھر اہل اسلام اور جزوی اختلاف آرا وجہ منافرت نہ بنانے پر کیوں ارادہ نہیں فرماتے ہنوز محرم کی چھیڑ چھاڑ چلی جاتی ہے۔ ایک دوسرے پر تبرا کرنے میں کمی نہیں کرتا۔ البتہ یہ قدرے حوصلہ افزا امر ہے کہ حضرت بوہرا صوبہ بمبئی محرم کے فضول اخراجات کو ترک کرکے اس رقم کو مفید قومی کاموں پر لگانے کی فکر کرنے لگے ہیں۔ کاش ایسے اصلاحات مفید و سب جگہ ہونے لگیں تو اس سے قوم کو بڑے بڑے فائدے پہنچنے کی امید ہے۔

خواجہ صاحب نے ایک اور ضروری مسئلہ پر حرف زنی کی ہے۔ اور نہایت صفائی سے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ جماعت احمدی قادیانی نے ایک بدعت ناگوار پر عمل پیرا ہو کر اسلام میں ایک فتنہ عظیم برپا کرنے کا ارتکاب کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ قادیانی مرزائی خصوصاً حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کے قائل نہیں اور رسالت مرزا صاحب کے مدعی ہیں۔ اقبال رسالت غیر نبی فتنہ عظیم ہے جس پر خواجہ صاحب کا اظہار افسوس ہی نہیں۔ بلکہ بیزاری ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"بعض احمدیوں کا غلو مرزا صاحب کو چار پانچ سال سے نبی بنا رہا ہے لیکن خواجہ صاحب اس دعویٰ کی بزور تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں میں علی وجہ البصیرت آنحضرت صلعم پر ختم نبوت کا معترف ہوں مجھے زید و بکر کی نبوت کی طرف بلانا بے سود ہے مرزا صاحب کا ایک آدھ نقرہ پیش کرکے یہ کہنا کہ وہ مدعی نبوت تھے قابل القبول نہیں مسئلہ نبوت میں تو صرف قرآن و حدیث نبوت کی ضرورت میں حضرت مرزا صاحب کا اس وقت تک عاشق و دالہ ہوں جب تک وہ میری سمجھ اور ایمان میں احمد نہیں۔ بلکہ غلام احمد ہیں۔ نبی نہیں بلکہ امتی ہیں"

خواجہ صاحب مرزا صاحب کو تو مجدد مانتے ہیں نیز خود کو ایک حنفی المذہب مسلمان بتلاتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ خود مرزا صاحب اپنے آپکو حنفی ظاہر کرتے تھے اور حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے قائل تھے خواجہ صاحب یہ اور کہتے ہیں کہ وہ کسی ایسے مسلمان کو جو اہل کلمہ و کعبہ مسلمان جانتے ہیں۔ اور ان کی تکفیر کو کفر سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جس طرح کسی ولی کا انکار کسی کو کفر تک نہیں پہنچاتا اسی طرح مرزا صاحب یا کسی اور مجدد کا نہ ماننا کسی مسلمان کو کفر تک نہیں پہنچاتا تریاق القلوب میں مرزا صاحب کا مذہب یہی ظاہر کیا گیا ہے۔ جہاں وہ کہتے ہیں کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال ہو نہیں سکتا

خواجہ صاحب کا اس بات پر ایمان ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کنندے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا کی طرف سے شریعت اور احکام لاتے ہیں۔ ان اظہارات کے بعد خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ فی الاصل احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کوئی اصولی اختلاف نہیں اور بنا بر علیہ وہ دعوے کرتے ہیں کہ "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں"

سنی، شیعہ، حنفی، مالکی، شافعی احمدی چشتی، نقشبندی وغیرہ اصولی فرقے نہیں بلکہ انہیں مختلف اسکولز آف تھاٹ سے تعبیر کرنا چاہیے۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ گذشتہ چار پانچ برس سے احمدی جماعت میں ایک نیا گروہ پیدا ہو گیا ہے جس کے معتقدات اسلامی دنیا اور خود احمدی جماعت سے بالکل جداگانہ ہیں وہ حضرت خاتم المرسلین صلعم کے بعد ایک اور نبوت کے قائل ہیں اور مرزا صاحب کو نبی قرار دیتے ہیں۔ اور جو اس کا معترف نہ ہو اس کو کافر سمجھتے ہیں

خواجہ صاحب متعجبانہ کہتے ہیں کہ امتی اور پھر نبی اور لطف یہ کہ ایک حنفی مرزا اور نبی العجب ثم العجب

بالآخر خواجہ صاحب اہل قادیان کو اس طرح متنبہ کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے

مراسلات

اہل بہاء کے نام ایک پیغام

(از ڈاکٹر عصمت احمد صاحب مسلم مشنری مقیم بمبئی)

جناب مرزا محمود صاحب پریذیڈنٹ مشرق الاذکار بہائیاں فورٹ بمبئی۔

السلام علی من تبع الھدیٰ۔ ۲۱۔ اگست کی شام کو جو کچھ میرے بھائی مومن حسین خانصاحب احمدی نے آپ کے مذہب پر اصولی اعتراض کئے تھے وہ اس اصول پر مبنی تھے۔ کہ اگر قرآن مجید آپ کے نزدیک قابل تمسک کتاب ہے۔ تو بعد آنحضرت صلعم اور تکمیل کتاب فرقان مجید کوئی شخص نبی اور کوئی کتاب منجانب خدائے حکیم علیم و قدیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس نے نہ صرف دعوے تکمیل و حفاظت کیا ہے بلکہ دنیائے مذاہب میں اُس وقت سے لیکر اس وقت تک نہ تو کوئی مدعی نبوت ہوا ہے۔ اور نہ ہی زمانہ (۱۳۰۰ سال) کسی ایسی حالت محتاج اصلاح و ہدایت سے دوچار ہوا ہے۔ جس کا علاج قرآن کریم کی ہدایت سے نہ ہو سکتا ہو۔ (۲) اور نہ ہی اس کے بعد کوئی کتاب آسمانی یا غیر آسمانی پیش کی گئی ہے۔ جو انسانی ہدایت (علاج جہالت استغنے انکاسل وغیرہم) میں قرآن سے زیادہ فصیح حکیم مدلل اور معقول اور ساتھ ہی حشو اور زوائد اور لغو سے بری ہو۔

کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدائے حکیم ایک بیفائدہ کام کے لئے یوں ایک کتاب نازل کرے جو اس کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ ہاں اگر آپ اس کے خلاف پیش کر سکیں تو البتہ غور ہو سکتا ہے۔

اس پر آپ نے جو راستہ اختیار کیا۔ وہ اس سوال سے بالکل بے تعلق تھا مثلاً مومن حسین خانصاحب کے آیت تکمیل ہدایت پڑھنے پر صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اس زمانے کے لئے کامل کتاب قرآن ہی ہے۔ مگر ایسا ہی ساری کتابیں ہیں۔ فبای حدیث بعدہ یومنون پر کہہ دیا۔ کہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے۔ ایسا ہر ایک نبی کے ساتھ ہوا ہے کافۃ للناس والی آیت کے بارے میں یہ کہ اس وقت کے لوگ مراد تھے خاتم النبیین کے یہ معنی کہ اُس وقت تک خاتم النبیین تھے۔ اور ہر ایک نبی ایسا ہی ہوتا ہے۔ حدیث لانبی بعدی کے معنے کہ اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کی امت میں کوئی نبی نہیں ہوگا۔ مگر حضرت بہاء اللہ تو باہر کے نبی ہیں۔ وہ اس میں داخل نہیں ہیں۔ کیوں کہ وہ ان کی مثل مستقل نبی ہیں۔

جب میں نے تفصیل تکمیل ہدایت بیان کی تو آپ نے کہا کہ ایسا سب کتابوں کا حال ہے عیسائی اور یہودی آپ کی اصلاح کردہ حالت کو قابل اصلاح نہیں سمجھتے۔ اس لئے حضرت بہاء اللہ کی اصلاح کو آپ صرف تحکم سے انکار کر دیں گے۔ جیسا کہ عیسائی اور یہودی اسلام کی چند مکمل اصلاحات کو صرف غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ غرضیکہ آپکی تمام گفتگو سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام کتب سماوی مساوی الحیثیت ہیں اور تمام نبی اپنی اپنی جگہ خاتم النبیین ہیں۔ اس پر آپ نے کوئی دلیل نہیں دی صرف اتنا کہہ دیا کہ ابدالآباد تک نبی آئیں گے چونکہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کا مذہب اسلام کا کوئی ایک فرقہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک الگ مذہب ہے۔ اس لئے میں آپ کی توجہ مسلمانوں کے مذہب کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اور اس فرق کی طرف خاص کر

(۱) جو دوسری کتابوں اور قرآن میں ہے (۲) اس کے نبی عظیم الشان علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیائے سابقین میں ہے (۳) اور اس حالت واجب الاصلاح زمانہ کے فرق کی جو نبی کریم صلعم اور انبیائے سابقین صلعم میں ہے جو نزول کتب اور ارسال انبیاء کا سبب ہوتا ہے۔

اول۔ سب مذاہب جو اپنے مذہب کو الہامی کہتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ ہماری کتاب خدا کی بھیجی ہوئی ہے تو ان کا مطلب خدا یا اسکے مرادف الفاظ سے یہ ہوتا ہے کہ وہ ہستی جو ہمیں نطفہ بلکہ مٹی سے پیدا کرتی ہے۔ جوان ہونے اور مرنے تک پالتی ہے اور سامان پرورش جمع کرتی ہے اور پھر یہ وہی ہستی ہے جو درختوں اور جانوروں کو ایک خاص حالت سے شروع کر کے ایک خاص مطلب تک لیجاتی ہے وہی ہے جو تغیرات موسم اور تمام جمادی اور مادی اور روحانی چیزوں کی پالنے والی اور سامان ضروری مہیا کرنے والی ہے۔ غرض کہ تمام عالم کی رب ہستی کو وہ اپنے معبود سے تعبیر کرتا ہے۔ اور وہ ذات پاک کوئی ایسا کام بالکل نہیں کرتی جو لغو ہو۔ اور نہ کسی ضرورت انسان یا دوسری مخلوقات کو نہ ہو۔ یعنی تھوڑی حاجت کے لئے تھوڑی اور زیادہ حاجت کے لئے اسی نسبت سے زیادہ اور جوں جوں اس کی حالت بدلتی جاتی ہے۔ سامان پرورش بھی بدلتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ چیز ایک حد تک تکمیل کو پہنچ جاتی ہے۔ جس کے بعد اسے چندے قیام ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ معرض فنا میں چلی جاتی ہے۔ مثلاً ایک نطفہ جس حالت کا محتاج ہے یعنی جس درجہ کی گرمی اور خوراک اور حالت احول کا محتاج ہے۔ وہ صالح کریم اسے مہیا کرتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں کیونکہ نطفہ کی حالت اس سے بڑھ کر غذا کی تحمل نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد علقہ کی حالت آتی ہے۔ تو باری تعالیٰ اس کے حسب حال سامان خوراک اور حفاظت و ہدایت پیدا کرتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں نہ [illegible]

پھر اس کے بعد مضغہ کی حالت بشرح صدر

اس کے بعد جنین کی حالت ہے۔ اس کے بعد طفلی کی شروع میں صرف [illegible]

یاکوئی اور بہت کمزور اور مختصر سی زود ہضم غذا اور اس کا ماحول، اسکی ہدایت وغیرہ طفلی میں مختلف مدارج ہیں جن میں اس کی غذا۔ حفاظت۔ اور ہدایت۔ کے ذرائع مقدار اور قسم میں بڑھتے گھٹتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس میں لباس کا آنا بھی شرط ہے وہ بھی اسی قاعدے کا پابند ہے۔

اس کے بعد بتدریج جوانی آتی ہے۔ یعنی غذا اپنی آخری حد تک پہنچ جاتی ہے ایسا ہی سامان ہدایت اور حفاظت وغیرہ اس میں ایک وقت وہ آتا ہے کہ قد اور اس کی خوراک اور دیگر سامان میں بالکل زیادتی نہیں ہو سکتی۔ وہی سامان چند وقتی اور خاص توجہوں کے ساتھ اسکے لاحق رہتے ہیں۔ یہی درجہ وہ ہے جو انسان بلکہ ہر ایک ذی روح چیز کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔ جس حالت میں اسکی تمام قوتیں ظاہری اور باطنی کمال پر آتی ہیں۔ اور حاجتمند مخلوق پر ظاہر ہوتی ہیں اس کے بعد بڑھاپے میں اسی تدریج سے واپس نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک علامت صرف اس بات کی ہے کہ یہ چیز اپنا مطلب جس کے لئے اس کے صانع نے بنایا تھا پورا کر چکی ہے۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد فنا ہو جائیگی۔

اسی طرح آپ موسموں کو دیکھیں۔ قوموں کے عروج اور کمال کو دیکھیں حتیٰ کہ بقول علم طبقات الارض ہماری زمین کی موجودہ حالت کو دیکھیں۔ ستاروں کی دنیا میں نیو بولا سے لیکر ایک آباد کرہ تک پھر اس کے بعد تباہ ہو جانے تک نظر کریں۔ سب میں یہی اصول صانع ازل حکیم علیم و قدیر کا بلا استثنےٰ جاری ہے۔

اس تمہید سے اتنا تو آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ باری تعالےٰ کے فعل میں تکمیل کا ایک خاص وقت ہوتا ہے۔ اور سامان پرورش میں ظاہری ہو یا باطنی فرق خواہ مقدار میں ہو یا قسم میں صرف ایک وقت تک ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ چیز با کیفیت زور پر ہوتی ہے۔ اب چونکہ یہ فصل ظاہر اور بیّن ہے اور کسی خردمند کو اسکے منجانب اللہ تعالےٰ ہونے میں شک نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے ہمارے معیار کے لئے یہی مقرر ہوگا۔ اور اگر کوئی چیز یا دوسرا عالم جو ہمارے حیات کے دور پڑا ہوا ہے ہم پر کسی مخبر کے ذریعہ ظاہر کیا جائے تو ہم بموجب مسئلہ تصدیق [illegible] اس کو مدنظر رکھ کر منظور کرینگے۔ مثلاً آبادی مریخ وغیرہ یا موجودہ عالم سے پہلے یا بعد کس طرح کا عالم ہوگا۔ تو ہم اسی معیار کو استعمال کریں گے۔ یعنی ایک بین چیز سے دوسری غائب چیز کی طرف توجہ کر کے یقین کرنا جس میں کمی یا مقدار کے سوا کے اور کسی اَن دیکھے اصول کے پابند نہیں ہونگے۔ جسکی مثل ہمارے حیات پیش نہیں کر سکتے

دو ہم ادوار انبیائے گذشتہ:۔ تاریخ کے دیکھنے والوں کو صاف نظر آتا ہے کہ پہلے زمانے میں انسانوں میں تحریر کا کوئی رواج نہ تھا۔ ہر ایک قوم الگ تھلگ معلوم ہوتی وازمائے قدرت اور رنگی مشق ہیجرت بہت مختصر تھے بین الاقوامی تعلقات ندارد تھے۔ تاریخ کا شوق ان میں ندارد تھا۔ اور بوجہ نہ ہونے کافی سامان تحریر حافظہ کہاں تک گذشتہ واقعات کو محفوظ رکھ سکتا۔ اس لئے وہ بھی بہت کمزور تھا اس لئے کہ اس زمانہ کے سب نبی مفصلہ ذیل طریق پر تعلیم کرتے تھے اور یہی ان کے مناسب حال تھا۔

(۱) ہر ایک نبی اپنی اپنی قوم کو مخاطب کرتا تھا۔ چنانچہ اس کی مثال یعنی یہود مجوس ہندو قومیں موجود ہیں۔ بلکہ وہ لوگ تو اپنی کتابیں غیروں کو سنانے بھی نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو تاکید کی تھی کہ سوائے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے اور کسی کے پاس مت جاؤ۔

(۲) مختصر سے حالات کی جو ان کی قوم اور زمانہ کو ضرورت تھی اصلاح کرتے تھے کتب انبیائے سابقین کا مطالعہ کافی گواہ ہے۔

(۳) اپنی تعلیم کے اصول منوانے کے لئے عقلی دلائل استعمال نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی ایک آدھ مثال ہو بھی تو قسم استدلال بالکل انکے روزمرہ کے سرسری مشاہدوں پر مبنی تھی۔ یعنی کسی پہلے مانے ہوئے منقولی اصول پر اپنے دعاوی کو مبنی کر لیتے تھے نہ ان سے کوئی سوال کرتا تھا اور نہ خدائے حکیم بے فائدہ ان کی تعلیم دیتا تھا۔ اور اگر دیتا تو اس کو سمجھنے والا کون تھا۔ لا محالہ غیر ضروری ہونے کے علاوہ ان کی تاثیر کو زائل کر دیتا اور الٹا نفع کے عوض نقصان اٹھانا پڑتا۔

(۴) ان زمانوں میں کسی قوم کی توجہ الہامی کتاب کے حفظ کرنے کی طرف مبذول نہیں ہوئی۔ اور نہ کثرت سے کسی وقت بھی اس کے نسخے شائع ہوئے اسلئے نئے نبی کو علاوہ اصلاح امور تکمیل ہدایت کے عملاً تمام ہدایت کو دوبارہ رائج کرنا پڑتا تھا اور بالفرض اگر وہ اپنے گذشتہ نبی کی کتاب حفظ بھی کرتے تو انکی لگاتار ترقی کو گذشتہ ہدایت نامہ پورا نہیں کر سکتا۔ اس لئے ترقی ہدایت بھی نشو انسانی کے ساتھ ساتھ جاری رہی اور ہر ایک قوم گویا اپنے اپنے دائرہ میں اپنے حسب حالات ہدایت باری تعالےٰ سے پاتی رہی۔

(۵) جیسا کہ اوپر بھی لکھا جا چکا ہے ذرائع کثرت اشاعت تعلیم ربانی بالکل نہیں تھے آپس میں معاشرتی طریقے مفقود تھے اسی نسبت سے انکے اعتراضات بالکل مختصر تھے اور بہت جلد ملنے والی تبلیغ مان جاتی تھیں اور تقلید کے پابند خلق بہت بڑی تعداد ہوتی تھی وہ عموماً کسی نصیحت سے اثر پذیر نہیں ہوتے تھے اپنے علم

یہ ثبوت کہ قرآن مجید نے یہ دلیل اسی دعوے کے لئے پیش کی ہے ہم عند الطلب آیات پیش کر سکتے ہیں مثلاً وہ تمام آیات جس میں انسان کے مختلف حالات کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ بارش کے بعد درختوں کی مختلف حالتیں۔ وغیرہ۔ مگر آپ پر بھی لازم ہے کہ اپنا دعویٰ اپنی کتاب کے لفظوں میں پیش کریں اور دلیل عقلی بھی اسی کتاب سے نکالیں۔ قوانین ابّان کو مدنظر رکھیں۔

میاں صاحب کے رؤیا والہامات

ایک محمودی حالت نماز میں

نقد و نظر اور عقل و انصاف کے اصول و آئین کو اپنے دعاوی کے یکسر خلاف پاکر ہمارے میاں صاحب نے اب حق و باطل کی تحقیق کا نیا معیار یہ مقرر کیا ہے کہ غیر مبائعین کو نماز میں چونکہ لذت حاصل نہیں اس لئے ان کا مسلک جادہ صواب سے بہت دور ہے۔ نماز میں حصول لذت یہ ایک ذہنی امر ہے کہ جس کا کوئی اثر خارج میں نہیں دکھلایا جاسکتا۔ کہ جس کی بنا پر حق و باطل کو روز روشن اور شب تار کی طرح علیحدہ علیحدہ دکھلایا جاسکے اس التباس محبث میں مبائعین کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ کہیں حق و باطل کھل کر ظاہر نہ ہو جائے ہمارے دوست ماسٹر صادق علی صاحب نے "ایک محمودی حالت نماز میں" کے زیر عنوان اس لذت کا احساس کرانے کی کوشش کی ہے جو ایک محمودی کو حالت نماز میں حاصل ہوتی ہے بلاشبہ اس قسم کی لذت نماز میں مبائعین کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اس مضمون کے شروع میں کچھ ابتدائی باتیں ہیں (ایڈیٹر)

افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجے میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کرکے اپنے نادرست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں۔ اور یا یہ نیت رکھتے ہیں کہ ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرکے سچے مذہب کی ان سے تحقیر کریں۔ مسیح موعود (حقیقۃ الوحی صفحہ ایک)

بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام ان کے جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ان کی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲)

جب کبھی الہام قرآن کریم کے مخالف ہو تو وہ جھوٹ اور الحاد اور زندقہ ہے مسیح موعود (حمامۃ البشریٰ)

میاں صاحب جب سے گدی خلافت پر متمکن ہوئے ہیں غیر مبائعین پر ہمیشہ انکی ایک خاص نظر عنایت رہی ہے ابتدائے زمانہ خلافت میں تو میاں صاحب کو چڑھتی جوانی کا زبردست نشہ تھا اس خمار میں آپ نے جماعت احمدیہ لاہور کے برخلاف جنہیں آپ نے پیغامی یا غیر مبائعین کا لقب عطا فرما رکھا ہے ایک دو کتابیں بھی لکھیں۔ لیکن جب آپکو فریق مقابل کی زبردست پوزیشن اور اپنے ہتھیاروں کی کمزوری کا احساس ہوا تو آپ نے فی الفور ایک چالاک آدمی کی طرح وہیں سے پہلو بدل لیا۔ اور اپنی ہی جمعیت کو انتشار سے بچانے کے لئے فکر پڑ گئی۔ دربار خلافت کے سرکاری گزٹ میں فرمان جاری ہوا کہ غیر مبائعین کے ساتھ میل جول ترک کر لیا جائے ان کی مجالس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے یہاں تک کہ انسانیت کا کوئی سلوک، ان سے روا نہ رکھا جائے ان کی کتابیں پمفلٹ اشتہارات اور اخبار غرضیکہ جو کچھ بھی پیغامی تصانیف سے ہاتھ لگے ردمن کینٹھلک گرجا کے عیسائی یعنی پرستاران گدی اسے جلا کر وضو کے لئے پانی گرم کریں۔ ان ہدایات کا جاری ہونا تھا کہ مریدان باصفا نے جن میں کثیر تعداد مجہول العقل لوگوں کی ہے ان پر وفاداری اور مستعدی سے عمل کرنا شروع کر دیا۔ اور ہر کس و ناکس نہایت بیحیائی اور بے شرمی سے اپنی اس بزدلی کی داستانیں فخریہ طور سے اخباروں میں شایع کرانے لگا اگرچہ میں بھی اس وقت میاں صاحب کی بیعت کی زنجیروں میں گرفتار تھا۔ مگر ضمیر اندر سے یہی کہتا تھا کہ الٰہی ہم علم دوست مسلمان اور سلطان القلم مسیح زمان کے مرید ہیں۔ یا تیسری صدی عیسوی کے جاہل اور متعصب عیسائی میاں صاحب اپنی پوزیشن کی نزاکت اور اپنی غیر مسلمانہ اختراعات سے ناواقف نہیں تھے۔ اس لئے جہاں ایک طرف آپ نے اپنے مریدوں کو غیر مبائعین سے ملنے جلنے اور انکی تصانیف پڑھنے سے روک دیا دوسری طرف ان لوگوں کی ذاتیات پر جنہیں خدا کے الہام نے لاہور کے پاک ممبر بتایا تھا۔ رکیک اور دوراز صداقت حملے شروع کر دیئے۔ اور سوڈانی مہدی کے اتباع میں غیر مبائعین کی ہلاکت اور تباہی کے لئے پیشگوئیاں شروع کر دیں۔ چنانچہ اپنا سب سے زبردست الہام یمزقنہم شایع کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ خدا نے یہ الہام کرکے مجھے (خلافت مآب) وعدہ دیا ہے۔ کہ وہ غیر مبائعین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ میاں صاحب کے مریدوں نے جنہیں ہماری اصطلاح میں محمودی کہتے ہیں۔ بڑے عجز و نیاز سے اس ایفائے عہد کے لئے خدا سے دعائیں مانگیں۔ مگر آج چھ سال کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ ان کی دعائیں ایک غلط ہستی سے تھیں۔ انہیں چاہیئے تھا کہ وہ خضدر اور عناد کے دیوتا سے التجائیں کرتے۔ کیونکہ یقیناً یقیناً اس الہام کا سرچشمہ وہ پاک ذات نہیں تھی جس سے کامل انسان الہام پاتے ہیں۔ اور جو اپنی ذات میں بڑا ہی صادق الوعد ہے اور جسے اپنے الفاظ کا بڑا ہی پاس ہے۔ بلکہ یقیناً یقیناً ان الفاظ کو میاں صاحب کے قلب پر القا کرنے والی کوئی سخت ...... حاسد روح تھی جس نے کسی شدید روحانی مناسبت کی وجہ سے خلافت مآب کے اطمینان قلب کے لئے یہ الفاظ ان کے کان میں کہے۔ کیونکہ اس الہام کا شایع ہونا تھا کہ

میاں صاحب کی اپنی جماعت میں انتشار شروع ہوگیا۔ اور وہ ہر معنے اور ہر صورت میں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ جوق درجوق لوگ میاں صاحب کی باطل آرائیوں سے متنفر ہوکر آپ کی بیعت فسخ کرنے لگے یہاں تک کہ وہ عظیم الشان انسان جو نورالدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جماعت میں اپنے ایثار۔ خدمات اسلام وسلسلہ۔ علم وفضل۔ اور زہد و اتقا کی وجہ سے سب سے بزرگ سمجھا جاتا تھا آپکو تخت خلافت سے معزول کرکے بقول میاں صاحب آپکے دشمنوں سے جا ملا گر اللہ تعالےٰ کی غیرت اس خانہ ساز الہام کی وجہ سے سخت جوش میں تھی اس کی غیبت یہ تقاضا کر چکی تھی کہ گروہ محمودیہ محض اسی طرح منتشر ہو بلکہ ایک ظاہری جتھہ ہوتے ہوئے ان کے قلوب اور خیالات بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں چنانچہ ذات باری نے جو دلوں پر تصرف رکھتی ہے۔ میاں صاحب سے ہی یہ اعلان کرادیا۔ کہ اختلاف عقیدہ رکھتے ہوئے بھی لوگ آپ کی بیعت کرسکتے ہیں۔ اس اعلان سے جہاں ایک طرف میاں صاحب نے اپنے عقیدہ کی لغویت اور فریق مخالف کی صحت عقائد کو قبول کرلیا۔ وہاں دوسری طرف محمودی کیمپ کے متعلق نہیں کہہ سکتے کہ اس میں کسقدر لوگ میاں صاحب کے عقائد سے متفق ہیں۔ اور کتنے ایسے بزدل اور دنیا پرست ہیں۔ جو میاں صاحب کو غلطی پر جانتے ہوئے بھی اُنکے حلقہ بیعت میں ہیں۔ قرآن کریم نے اسی کے متعلق فرمایا ہے۔ تحسبھم جمیعا و قلوبھم شتی۔

میری یہ تحریر محض قیاسیات پر مبنی نہیں۔ بلکہ میاں صاحب کے اعلان سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر میں میاں صاحب کے ایسے مریدوں سے ملا ہوں۔ جو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین کو کافر نہیں سمجھتے۔ اسمہٗ احمد کے متعلق تو کئی دفعہ اخبار میں شائع ہوچکا ہے کہ میرے مخدوم ومکرم جناب حافظ روشن علی صاحب نے سالانہ میں اسمہٗ احمد الرحمٰن سے فرمایا۔ کہ میاں صاحب اس مسئلہ میں دھکا زبردستی کرتے ہیں۔ غیر احمدیوں کے نماز جنازہ کی ممانعت کے متعلق میاں صاحب کے فتاوے بڑے پرزور تھے۔ اور ان کی اتباع میں بعض ناخداترس دل چلوں نے اپنے ماں اور باپ کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کردیا۔ بلکہ ان کو بلا کسی نماز جنازہ کے سپرد گور کردیا۔ گر کافر باپ جائداد پر قابض ہونے کیلئے کبھی مسلم وغیرہ مسلم یا احمدی وغیر احمدی کا سوال نہ اٹھا۔ اگر ایکطرف بعض جوشیلے اور شوریدہ سر اس قسم کی مذموم کارروائیوں کو باعث فخر سمجھکر انہیں اخباروں میں شائع کرارہے تھے۔ تو دوسری طرف جماعت سیالکوٹ اور مرحوم میر حامد شاہ صاحب آسانی اور سبک رفتار سے ہر غیر احمدی کی نماز جنازہ پڑھ لیتے تھے یہانتک کہ جناب مولانا بالفضل اولٰنا جناب مولوی فاضل مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پروفیسر احمدیہ کالج نے جنہیں ایک وقت میں نظارت فتاوی کی کرسی کو زیب دینے کا شرف حاصل رہچکا ہے۔ محمودیوں کیلئے یہ سوال آسان کردیا۔ ہم اس فتوے کو بجنسہ درج ذیل کرتے ہیں۔ تاکہ میاں محمود اور آپ کے مریدان باصفا اس فتوے سے استفادہ اُٹھائیں۔ اور تاکہ میاں محمود احمد صاحب کو یہ معلوم ہو۔ کہ ان کے بڑے بڑے فضلا سیدنا مولوی محمد علی صاحب کے ادنے خادموں سے زک کھاکر کس کس قسم کی باتیں لکھکر دینے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ تالیف قلوبہم کی تشریح ہوجائے۔

نقل فتوی جناب میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب

اگر یہ کہا جائے۔ کہ کسی ایسی جگہ جہاں تبلیغ نہیں پہنچی۔ کوئی مرا ہوا ہو۔ اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے۔ تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے۔ اُس کے متعلق یہ ہے۔ کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں چونکہ وہ ایسی حالت مرا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھینگے۔ اگر وہ شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک بخشش کا مستحق ہے۔ تو ہمارے جنازہ پڑھنے سے بھی نہیں بخشا جائیگا۔"

(اگر میاں صاحب کے نماز جنازہ پڑھنے کا فعل ایسا ہی لغو ہے۔ تو پھر اس فتویٰ بازی کے کیا معنے)

نقل فتوی جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب

"کافر کیلئے جو جواز کی صورت آنحضرت صلعم نے رکھی ہے۔ تو اسکی بنا صرف اس حسن ظنی پر ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ اس نے توبہ کرلی ہو۔ گویا ایک کافر کے جنازہ کے جواز کی یہ صورت ہے۔ کہ اسے حسن ظنی کے طور پر مومن تصور کرکے اس مومن کا جنازہ پڑھا جائے۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ایک منافق کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ممکن ہے۔ کہ اُس نے غرغرہ کے وقت توبہ کرلی ہو۔ مومن کا کام ہے۔ کہ حسن ظن رکھے۔ اسی لئے نماز جنازہ کا جواز رکھا ہے۔

پس جس شخص کی نسبت علم ہو کہ وہ مومن تھا اُس کا تو جنازہ فرض ہوگا۔ مگر جس شخص کو محض حسن ظنی کے طور پر مومن تصور کیا جائے۔ اور واقعات ویسے مومن ثابت نہ کرتے ہوں۔ بلکہ اس کے متعلق صرف یہ حسن ظنی پیدا کرتے ہوں۔ کہ کچھ بعید نہیں۔ کہ وہ مومن ہوکر مرا ہو۔ (خط کشیدہ الفاظ مولوی صاحب کی ذات پاک میں نہیں۔ بلکہ ایک محمودی کی تحریک پر مولوی صاحب نے مجھے یہ کھاتے ہوئے بڑھا لیئے۔ راقم) اس کا جنازہ فرض نہیں ہوتا۔ بلکہ محض احسان کے طور پر پڑھنا جائز ہوگا۔ جس کی بنا محض حسن ظنی پر رکھی گئی ہے۔ (میاں صاحب میں حسن ظنی نام کو نہیں اس لئے شاید مولوی صاحب کے خیال میں

میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں چھوڑا۔ ڈاکٹر صاحب نہایت حسن اخلاق اور کشادہ پیشانی سے پیش آئے۔ آپ کو احمدی لٹریچر دیا گیا۔ اور انہیں رات بھر تبلیغ ہوتی رہی۔

بیالا سے ہم ننڈونم گئے جہاں کے پریسیڈنٹ کارپوریشن نے چار رغیبر سے ہماری تواضع کی۔ اشاعت اسلام کی اہمیت اور جماعت کی خدمت اسلام پر روشنی ڈالی گئی۔ پریسیڈنٹ صاحب زیر تبلیغ ہیں

ڈاکٹر صاحب النور کا حسن سلوک کڈلور میں اہل شہر کا لیکچر پر اصرار کرنا اور پھر مدراس گئے تک بادل کا چھائے رہنا۔ اور نہ برسنا گھر پہنچتے ہی بارش کا زور سے ہونا کچھ ایسے واقعات ہیں کہ اور کوئی ہوتے تو کمالات خلافت سمجھتے۔

خاکسار محمد عزیز اللہ

امریکہ میں تبلیغ اسلام

(نامہ ٹرینیڈاڈ)

(از مولوی فضل کریم خاں صاحب بی۔ اے)

لیکچر حسب معمول جاری ہیں۔ پہلے دو مقامات میں متواتر لیکچر ہوا کرتے تھے اب دوسرے دو مقامات میں بھی لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے سان فرنانڈو اور سپاریا میں لیکچروں سے کامیابی ہوئی ہے اس سے اندازہ لگا کر اب سینٹ جوزف میں پندرہ روزہ لیکچروں کا انتظام کیا گیا ہے۔ دو لیکچر اس وقت یہاں پر ہو چکے ہیں۔ سامعین کی تعداد میں پہلے کی نسبت دوسرے لیکچر میں بہت اضافہ تھا۔ دوسرا مقام اریمہ ہے میرے جائے سکونت سے دس میل پر واقعہ ہے اچھا قصبہ ہے ہندوستانی آبادی بھی کافی ہے گو عنصر غالب تو سیاہ فام لوگوں کا ہے اس کو جزیرہ کے مشرقی حصہ کا مرکز سمجھا جاتا ہے یہاں ماہانہ دو لیکچروں کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس وقت تک پانچ لیکچر ہو چکے ہیں ابتدا میں جو غلط فہمی یہاں کے مسلمانوں میں میرے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تھی وہ اللہ تعالٰے کے فضل و احسان سے قطعاً رفع ہو چکی ہے۔ جماعت میں پورا اتفاق ہے ایک فرد بھی ایسا نہیں جس کو کسی قسم کا اختلاف ہو ان نیک حالات سے حوصلہ پا کر ہم نے اس مقام پر بھی سان فرنانڈو کی طرح ایک اسلامی انجمن کی بنیاد رکھ دی ہے۔ جس کا نام Armia Muslim Association تجویز کیا گیا ہے۔ ان چھوٹی چھوٹی مقامی انجمنوں سے بڑے فوائد مرتب ہوتے ہیں۔ تحفظ و اشاعت اسلام میں ان سے بہت مدد ملتی ہے اس انجمن کے سامنے بڑے بلند مقاصد رکھے گئے ہیں جن میں اشاعت اسلام کے علاوہ مسلمانوں میں

ترقی تعلیم اور تمدن اصلاح خاص کر قابل ذکر ہیں۔ جب تک میں اس جزیرہ میں ہوں صدارت میرے سپرد ہی کی گئی ہے۔ ان کوششوں سے امید ہے کہ جس کام کی بنیاد میں نے یہاں ڈالی ہے وہ انشاء اللہ العزیز میرے بعد بھی جاری رہ سکیگا ٭

قابل توجہ معاونین اخبار

مندرجہ ذیل اصحاب کا چندہ اخبار کی میعاد قریب الاختتام ہے یا ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے گذارش ہے کہ اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ ورنہ دوسرے ہفتہ کا اخبار بذریعہ وی۔ پی حاضر خدمت ہوگا۔

نمبر خریداراں	اسمائے گرامی	رقم چندہ مطلوبہ
۱۸۴۹	میاں صالح محمد خاں صاحب	صہ
۱۸۶۴	مولوی اللہ بخش صاحب	صہ
۱۸۶۸	شیخ عبد الرحمٰن صاحب سب اوورسیر	صہ
۱۸۸۳	منشی محمد غیاث صاحب	صہ
۱۸۹۳	شیخ ظفر حسن صاحب	للعہ
۱۶۵۱	غلام محمد خاں صاحب ایم اے	〃
۱۲۰۵	محمد بخش صاحب چک نمبر ۲۵۵	للعہ
۴۸۲	بابو عبد الرشید صاحب انبالہ	[illegible]

بقیہ مضمون آمدہ از صـ کالم عـ اگر کہیں لفظ نبی اپنی نسبت استعمال کیا بھی ہے تو وہ صرف اس معنی میں کہ انہیں خدا سے نسبت مکالمہ حاصل تھی جیسے اور بزرگانِ اسلام کو رہی۔ اس بنا پر اگر مرزا صاحب مورد الزام ہیں۔ تو اوروں پر بھی وہی بات عائد ہوگی۔ غرض خواجہ صاحب نے اچھی طرح اس مسئلہ کو صاف کر دیا ہے۔ کہ وہ انہیں نبی نہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ اور یہ بھی بتلا دیا ہے۔ کہ اگر کوئی اس کا قائل نہ ہو تو وہ اس کی وجہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھا جا سکتا۔ بناءً علیہ وہ اس امر کے مدعی ہیں۔ کہ جماعت احمدی اور جماعت ہائے اسلامی کی طرح اختلاف رائے رکھتی ہے۔ جسکو اصول سے کوئی پرخاش نہیں، اور بدیں وجہ اس کو اصولی فرقہ نہیں کہا جا سکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مخالفین خواجہ صاحب یعنی متبعین میاں محمود صاحب کے پاس تاویلات رکیکہ کا میگزین کچھ کم نہیں۔ اور وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب اُن کے حقیقی بھائی ہیں صرف بوردے تصنع وہ جمہور اہل اسلام کو بہیں دھوکے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ کہ اُن سے روپیہ ملے اور اپنا کام چلے لیکن ایک اور صاحب ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے جو کسی وقت ارشد مریدین مرزا صاحب سمجھے جاتے تھے بعد میں مرزا صاحب پر سخت اعتراضات وارد کئے ہیں

ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اس وقت مسلمانوں کو وہی باتیں مطلوب و مرغوب ہونے چاہئیں۔ جو قومی شیرازہ بندی کے ممد و معاون ہوں۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ صاف الفاظ میں خواجہ صاحب اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ اور دیگر مذاہب اسلامی کی تکفیر سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ تو پھر کسی کو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اُن کی نسبت بدظنی کرے۔ لہذا ہم بھی کہینگے کہ خواجہ صاحب اور بزرگان قوم بھی باہمی منافرت کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کا عزم بالجزم کریں کہ اسلام میں کوئی (اصولی) فرقہ نہیں۔

تازہ خبریں

شاہدان بازاری کا انسداد

یوں تو مدت دراز سے نیک دل لوگ یہ چاہتے تھے کہ رنڈیوں کا انسداد ہو۔ کیونکہ امرتسر میں بازاری عورتوں کی بدقماشی سے بڑے بڑے خاندانوں کے نونہال تباہ و برباد ہو گئے۔ اور کئی جانیں تلف ہو گئیں۔ نوجوان قسم قسم کی بیماریوں کا شکار ہو کر ناکارہ اور نکمے بن گئے۔ جہاں ان ناپاک عورتوں کا بسیرا ہوتا تھا۔ خدا کے بندوں کا گذرنا بھی مشکل ہوتا تھا۔ اس پر بہت سے علماء وعظ و نصیحت کر کے بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ بارہا سرکار سے بھی التجا کی گئی۔ میونسپل کمشنروں کی خدمت میں استدعائیں کی گئیں۔ میموریل بھی دیئے گئے۔ مگر صدائے نہ برخاست۔ بالآخر نوجوانوں کی ایک انجمن اصلاح بدکاراں کے نام سے قائم ہو گئی جس کی ادنیٰ کوشش سے ۹۰ کے قریب بازاری عورتیں مکان اور دکانیں خالی کر کے چلی گئیں ہیں۔ انجمن مذکور کے اراکین ان عورتوں کے مکانوں کے آگے پہرہ دیتے ہیں۔ اور لوگوں کو نرمی سے سمجھاتے ہیں۔

بمقام پانی پت بعد نماز جمعہ مولوی عبدالواحد مبلغ خلافت اور دیگر دو (۲) صاحبان نے زبردست تقریریں کیں۔

ادھر تقریریں ہو رہی تھیں اُدھر لوگ فتویٰ پر انگوٹھے لگا رہے تھے اور دستخط کر رہے تھے۔ اس غرض سے کہ یہ دستخط شدہ فتویٰ طبع کرا کر اُن کی طرف سے شائع کر دیا جائے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہزاروں آدمیوں کا ایک جلوس جامع مسجد سے چلا "فوج اور پولیس کی نوکری حرام ہے" "اللہ اکبر" کے دل ہلا دینے والے نعرے ہر شخص کو از خود رفتہ کر رہے تھے۔ یہ جلوس بازاروں پولیس کی چوکیوں اور تھانہ میں ہوتا ہوا تحصیل پہنچا۔ وہاں سپاہیوں کو خدا اور رسول کا حکم سنایا گیا۔ اور انہیں فتوے کی کاپیاں دی گئیں۔

لنڈن ۔ ۲۳ / اکتوبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار سمرنا سے تار دیتا ہے۔ کہ ترکوں نے سٹوابل کے رقبے میں حملہ کیا۔ اور یونانیوں کی اس جدید مستحفظ فوج کو جو میدان کارزار میں بلائی گئی تھی مار مار کر مشرق اور جنوب کی طرف بھگا دیا۔

آج تک سمرنا سے جتنے برقی پیامات موصول ہوئے وہ سب یونانیوں کی فتح اور نصرت کا قصیدہ خواں ہوا کرتے تھے۔ لیکن تعجب ہے کہ یونانیوں کے زبردست محکمہ احتساب کے باوجود سمرنا سے ترکان احرار کی فتح کا تار لنڈن پہنچ گیا بہر حال ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سمرنا پر بھی یونانیوں کا قبضہ کچھ ڈھیلا پڑ رہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ترک اس پر قابض ہو چکے ہوں۔ کیونکہ پچھلے دنوں ایک اطلاع موصول ہوئی تھی کہ ترک دستے سمرنا کے آس پاس جنگ چھاپوں میں مصروف ہیں۔

رضاکاران خلافت کو سزا

چار رضاکاران خلافت کو قید کی سزا دی گئی

چاروں رضاکار جن کو قید کی سزا ہوئی تھی گاڑیوں پر نکلے اور لوگوں نے قومی نعروں سے اُن کو الوداع کیا۔ اور پھر وہاں سے رضاکار ایک جلوس کی شکل میں زیر کمان ملک لعل دین صاحب قیصر تمام شہر میں گشت لگاتے ہوئے۔ خلافت اور سودیشی کا پرچار کرتے ہوئے۔ ہر قیدی رضاکار کے گھر پر پہنچے۔ وہاں سے اُن کے رشتہ داروں نے رضاکاروں پر پھول برسائے۔ اور گلاب چھڑکا اور بدیشی کپڑے دیئے۔ جلوس کے ساتھ ہزاروں آدمی تھے۔ ملک لعل دین صاحب کے قومی ترانوں سے لوگوں پر اتنا اثر ہوا کہ اکثر لوگوں نے اپنے تمام بدیشی کپڑے دے دیئے۔ اور ۲۰ نوجوان مسلمانوں نے اپنے نام بطور رضاکار پیش کئے۔ ملک لعل دین صاحب قیصر کے پرچار کا اثر لوگوں پر بہت ہوا۔ اور اکثر نے حلفاً وعدہ کیا کہ وہ آئندہ کھدر پہنا کرینگے۔

۲۶۔ اکتوبر بوقت ۸ بجے شام جیش رضاکاران اسلام لاہور کا ایک جلسہ دفتر مجلس خلافت لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مفصلہ ذیل تجویز منظور ہوئی۔

جیش رضاکاران اسلام لاہور کا یہ جلسہ میاں دین محمد صاحب سپہ دار (۲) میاں غلام محمد صاحب سرہنگ (۳) ملک عبدالمجید صاحب (۴) و ملک تاج الدین صاحب جمعدار ان کو اُن کی سزا یابی پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔ میاں فیروز الدین احمد۔ منجانب سپہ دار جیش رضاکاران اسلام۔

قسطنطنیہ ۲۴۔ اکتوبر۔ فرانسیسی کمالی معاہدہ میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ (۱) فرانس تجویز کتا سنی سلوک کے مبادلہ میں تھریس اور سمرنا کے متعلق ترکی مطالبات کی تائید کریگا۔

مدینۃ المسیح لاہور چہار شنبہ مورخہ ۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ ہجری المقدس مطابق ۸، ۹ نومبر ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

حضرت مسیح موعود کا ایک بہت پرانا خط جو حضور نے مولوی امام دین صاحب فاتح الکتاب کے نام لکھا جو براہین احمدیہ جلد اول کے چھپنے سے بھی پہلے کا خط ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے دوست جناب مولوی امام دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ — عنایت نامہ پہونچا۔ افسوس سے لکھتا ہوں کہ بباعث بعض موسمی بیماریوں کے آپکے خط کا جواب لکھنے سے قاصر رہا ہوں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپکو خوش رکھے اور بوجہ ضعف بشریت ایک غلطی جو آپکے خیال پر غالب آرہی ہے اسکو رفع و دفع فرماوے۔ کہ ہر ایک ہدایت اوسی کی طرف سے ہے اور انشاء اللہ میرا ارادہ ہے کہ براہین احمدیہ کے کسی محل پر آپکا جواب الجواب لکھوں نہ بحث کی غرض سے بلکہ اس غرض سے کہ ہادی مطلق اسکے ذریعہ سے آپ کو [illegible]

نوٹ:- چونکہ صفحات کی ترتیب غلط ہوگئی ہے اس لئے صفحہ ۱ کے آگے ۵ ملاحظہ فرمائیے۔ اور صفحہ ۱۸ کے بعد ضمیمہ ۱ ب ج د

کرے۔ مگر میرے نزدیک بہتر یہ ہے پہلے مناسب ہے کہ آپ بائیبل کے ان مقامات کی صاف طور پر تشریح کریں۔ جن سے یہ بات قطعاً معلوم ہوتی ہے کہ وہ مجموعہ احکام خدا تعالیٰ کا کلام نہیں۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی عقلمند و متقی و دیندار کا بھی وہ کلام نہیں ہو سکتا۔ بائیبل میں بعض بیانات عقل و طبعی کے برخلاف ہیں اور بعض خدا تعالیٰ کے تقدس اور اسکی پاک تعلیم کے برخلاف اور بعض اسکے انبیاء کی شان کے برخلاف اور بعض ایسے امور ہیں جو حال کی تحقیقاتوں سے جھوٹے ثابت ہو گئے ہیں مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف اجمالی طور پر تمام امور ضروریہ علمی و عملی کا جامع اور تمام معارف و حقایق پر بطور اعجاز و اجمال مشتمل ہے۔ اور خود خدا تعالیٰ نے تفصیل کا حوالہ اپنے رسول کیطرف کر دیا ہے۔ جہاں فرمایا ہے کہ جو کچھ رسول دے وہ لے لو۔ اور جس چیز سے منع کرے۔ اس سے باز آ جاؤ۔ اور اگر فرض کے طور پر خیال کیا جاوے۔ کہ بغیر بائیبل کے تکمیل قرآن شریف نہیں ہو سکتی۔ اور اگر بائیبل کو قرآن شریف کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر کوئی حکم اور کوئی دینی صداقت باہر نہیں رہے گی۔ تو یہ بھی خیال خام اور گمان باطل ہے۔ اگر آپ کو سیر احادیث نبویہ ہو کہ کسقدر صدہا جزئیات متعلق حقوق عباد و معاملات و حقوق باری عز اسمہ وغیرہ ان میں مندرج ہیں اور پھر کسقدر فقہاء نے اُن جزئیات کی تشریح کرنے کے وقت اجتہاد سے کام لیا ہے اور کسقدر مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ تو آپ کو اقرار کرنا پڑے گا۔ ہاں بڑے زور سے اقرار کرتا ہوں کہ اُن ضروری امور سے تمام بائیبل خالی ہے۔ تو پھر ہم بائیبل کی تہیدستی کا شکوہ کہاں لے جائیں۔ اور کس کے پاس جا کر روویں۔ سچ تو یہ ہے کہ انجیل اور توریت کی حالت کی نسبت یہ آیت نہایت موزون معلوم ہوتی ہے واثمهما اكبر من نفعهما انہوں نے اپنی قوم کو جن کے ہاتھ میں صدہا سال سے یہ کتابیں ہیں کیا فایدہ پہونچایا ہے جو آپکو بھی پہنچائیں گے۔ جن کے گندہ اور غیر مہذب بیانات کے بڑے فاضل انگریز جان ڈیون پورٹ دلایل وغیرہ سے جیسے قایل ہو گئے ہیں۔ آپ نے اُن میں کیا دیکھ لیا کہ آپ قایل نہیں ہوتے۔ خدا رحم کرے۔ رب اغفر رب ارحم ولا تكلني نفسي الا بفضلك ورحمتك وتوفيقك۔ والسلام على من اتبع الهدى

خاکسار غلام احمد مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اردو ترجمۃ القرآن کی تیاری میں مصروف ہیں۔ کاتب صاحب قریباً دس پارے ختم کر چکے ہیں۔ جن میں سے تین پارے شایع ہو چکے ہیں

چوتھا پارہ ۱۲۸۰ صفحہ پر ختم ہوا ہے۔ اور زیر طبع ہے انشا اللہ تعالیٰ عنقریب شایع ہو جائیگا۔ حضرت خواجہ صاحب کسی ضرورت کی وجہ سے ۲۹۔ اکتوبر کو جہاز پر سوار نہیں ہو سکے ۵ر نومبر کو بمبئی سے معاً فقا سوار ہو گئے ہیں۔ ان کے انگلینڈ پہنچنے پر مولوی دوست محمد اور مصطفیٰ خاں صاحب ہندوستان مراجعت فرمائینگے اللہ تعالیٰ ان جانے والوں اور ان آنے والوں کو اپنی حفاظت میں منزل مقصود تک پہنچائے۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب مسجد احمدیہ میں حسب معمول بعد از نماز مغرب بالالتزام روزانہ درس قرآن مجید دیتے ہیں جس میں اکثر اسکولوں اور کالجوں کے طلبا شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک دختر عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ اسے مبارک بنائے۔

مولانا مولوی احمد صاحب اپنے کسی عزیز کی عیادت کے لئے اپنے وطن مالوف کو تشریف لے گئے۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب امین انجمن ۱½ ماہ کی رخصت پر ہیں۔ ان کی غیر حاضری میں امین کے فرائض بھی خاکسار ایڈیٹر کے ہی سپرد ہیں۔ منشی عبد اللطیف صاحب کلرک دفتر محاسب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے دین کی خدمت کے لئے لمبی عمر عطا فرمائے۔

مسلم ہائی سکول لاہور کے احمدیہ بلڈنگس کے قریب آ جانے کے سبب سکول اور مسجد احمدیہ میں خاص رونق ہو گئی ہے شہر کے قریب ہونے کی وجہ سے طلبا بھی بہت داخل ہو رہے ہیں ظہر کی نماز میں ان طلبا کی کثرت کی وجہ سے خوب رونق ہوتی ہے سکول اسلامیہ کالج کے بالکل متصل واقعہ ہے

بابو غلام ربانی صاحب کوہ مری سے اپنی دینی اور دنیاوی مشکلات کے حل کے لئے تمام جماعت سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

میر ماسٹر شاہ صاحب فیروزپور سے لاہور تشریف لائے اور دو دن ٹھیر کر اپنے علاقہ میں کام کرنے کے لئے پشاور روانہ ہو گئے۔

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسے گو آج کل رخصت پر ہیں مگر لاہور میں ہی قیام رکھتے ہیں۔

مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب قادیان میں

مسیح موعود جس کی آمد کا مقصد وحید مسلمانوں کو اسلام کے دشمنوں کے نرغے سے نکال کر بلندترین مقام پر کھڑا کرنا تھا آیا اور اپنے فرض منصبی کو بذات خود کماحقہ ادا کر کے اپنے حقیقی مرجع و مولے کو جا ملا۔ خدا کے فرستادہ اور مامور کسی قوم کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر ترقی کے مقام پر نہیں پہنچا دیا کرتے اصول ارتقا کائنات ہستی کی ہر چیز کے لئے مقرر ہے کوئی چیز اپنے ارتقاء اعلیٰ پر بغیر تدریجی ترقی کے نہیں پہنچ سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت قدسیہ سے بڑھکر کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۹ | بابت یکم و ۷ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ | نمبر ۱۸

ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج

مسٹر سی۔ ایف۔ اینڈریوز کے خیالات

فضائے عالم کا روشن اور منور چہرہ جس طرح اکثر اوقات آندھیاں اور بگولے مکدر کر دیتے ہیں۔ اور تیز و تند ہوا کے تھپیڑے سمندر کی ساکن اور صامت سطح میں خطرناک تموج اور تلاطم پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح عقائد اور خیالات کی سرزمین میں بسا اوقات ایسے لیڈر اور زعیم پیدا ہو جاتے ہیں کہ جو مذہبی امن و سکون اور شرائع کی شرائط اور حدود کو یکسر توڑ کر کفر اور الحاد کا طوفان عظیم بپا کر دیتے ہیں۔ مذہبی حدود میں اس تجدید اور تفسیر سے ان کا مقصد لوگوں کے اندر کوئی مذہبی روح پیدا کرنے کا نہیں ہوتا بلکہ چند ذاتی مفاد ہے اور اغراض ان کو اس تلاطم عظیم پر آمادہ کر دیتے ہیں۔ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں ایک اسی قسم کا تلاطم بانی آریہ سماج کے ہاتھوں بھی برپا ہو چکا ہے۔ ایک دانشمند باغبان کی طرح ہندو مذہب کو زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق چلانے کے لئے سناتن (پرانے) عقاید میں نئے خیالات اور احساسات کا پیوند لگانے میں ان کی کوششیں ایک خیر خواہ قوم کی حیثیت سے اگر کسیقدر جائز بھی قرار دے لیجائیں۔ تو بھی اُن کے اعمال حیات کا وہ حصہ جو انہوں نے غیر مذاہب کے واجب التعظیم شخصیتوں کو مکروہ ترین گالیاں دینے میں صرف کیا کسی حیثیت سے بھی ان کی عزت غیر مذاہب کے دل میں پیدا نہیں ہونے دیتا۔ آریہ سماج کی عمارت میں اس بنیادی اینٹ کی کجی نے ساری عمارت کو ہی بدنما بنا دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان میں اس قدر مذہبی رواداری کے باوجود آریہ سماج غیر مذاہب پر طعن و تعریض کے حصہ کو چھوڑ دینے میں اپنی موت سمجھتا ہے۔

اس سے پیشتر ہم کئی ایک آریہ فاضلوں کی آرا اور آریہ سماج کے غیر مذاہب سے نا رواداری کے متعلق پیش کر چکے ہیں۔ کہ اپنی اس رنجیدہ روش سے خود آریہ سماجی فاضل بھی نالاں ہیں۔ اس لئے آریہ سماج سے جو کچھ ہمیں شکایت ہے۔ وہ خود ان کے نصفت شعار آریہ مصنفین کو بھی ہے۔ مہاتما منشی رام جی نے صاف الفاظ میں ایسے آریہ مناظروں کو بلالگ کا خطاب دیا ہے۔ اس سے پیشتر بھی ستیہ دھرم پرچارک اور اخبار پرکاش میں آریوں کی غیر مہذبانہ طرز تحریر کا اعتراف کیا گیا ہے۔

چنانچہ ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۲ ہاڑ سمت ۱۹۶۳ بکرمی میں (آریہ) سماجوں کے ہفتہ وار جلسوں میں پورانک محمدی یا عیسائی متوں کا کھنڈن کرنے" کا ذکر کر کے لکھتا ہے "نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ آریوں کے جیون میں کوئی بڑی ورتن سماج کے دوارا نہیں ہوتا۔ وتنڈاواد میں آریہ لوگ کمال حاصل کر لیتے ہیں جھگڑا کرنے اور بیجا نکتہ چینی کی سپرٹ اُن کے اندر نشو ونما پاتی رہتی ہے۔ دوسرے مذاہب کے برخلاف لکچر سُن سُن کے اُن کی عادتیں اتنی خراب ہو جاتی ہیں کہ جب وہ دوسروں کا کھنڈن نہیں کر سکتے۔ تو نکتہ چینی کا وار اپنوں پر ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ..... ان تمام باتوں کا پرنیام بڑا ہی افسوسناک ہوتا ہے"

ست دھرم پرچارک ۲۲ جیٹھ سمت ۱۹۶۲ بکرمی میں جالندھر آریہ سکول کا ہیڈ ماسٹر مہاشہ کانشی ناتھ آلی۔ اے لکھتا ہے۔ "اسوقت آریہ سماج اپنی ادیش کو بھول کر ست متانتروں کے جھگڑوں میں پھنس رہی ہے۔ آریہ سماج کے اخباروں کو مطالعہ کرو۔ تمام مذہبوں اور ان کے ہادیوں کے برخلاف حملات اُن میں پائے گئے"

پرکاش لاہور۔ ۳۰ بھادوں سمت ۱۹۶۶ بکرمی ہے۔ خودستائی میں حد سے زیادہ مصروفیت خودپسندی کا مرض پیدا کر دیتی ہے جسکے باعث اپنی کمزوریاں نظر نہیں آتیں۔ ہماری رائے میں یہ قابل اعتراض نقص آریوں کی طبیعت میں سرعت سے جاگزین ہو رہا ہے۔ اور اسکا برا اثر ظاہر بھی ہونے لگ گیا ہے۔ .... ہمیں ڈر ہے۔ کہ اس قسم کے آدمیوں کی تعداد آریہ سماج میں خطرناک سرعت سے ترقی پکڑ رہی ہے ہمارے دشمن تو درکنار ہمارے دوست بھی ہمیں خودبین۔ مغرور۔ تنگدل اور خودرائے کہہ رہے ہیں۔ اپنے مخالفین اور اُن کے مذہب کے واسطے جو الفاظ ہم استعمال کرتے ہیں۔ وہ دل خوش کن نہیں۔ ہم ہر کس و ناکس کیساتھ بحث و جھگڑا کرنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسے شخص بھی ہمارے درمیان ملیں گے۔ جنہوں نے سن بلوغت میں قدم نہیں رکھا جنہوں نے ابھی پرائمری

تعلیم بھی ختم نہیں کی۔ اور جن کو نہ دنیا نہ اُس کے آدمیوں کا تجربہ ہے۔ مگر وہ دنیا کے مکمل علم وعقل کے چمکتے ہوئے شنکر بدھ مسیح جیسے ستاروں کو کوستے اور اُن کے خلاف بکواس کرتے ہیں۔ ہمارے اخبار صرف ان ہی اشخاص کی شہرت کی کفن دوزی کا کام نہیں کر رہے جنکا مذہب ہم سے مختلف ہے بلکہ بہت سے ایسے دوستوں اور ہم مذہبوں کے نیک نام کے بھی ہم [illegible] ہیں جو کہ کڑی سے کڑی مصیبت میں بھی ہمارے ساتھ سینہ سپر رہے ہیں اور جنھوں نے ہمارے واسطے مردانہ وار لڑائی کی ہے۔ دوسروں کی معمولی سے معمولی کمزوریوں کو سخت اخلاقی جرم کی حد تک پہنچا دینا ہمارے واسطے معمولی بات ہے۔ مخالفین کی بھیانک سے بھیانک تصویر کھینچنی اور اُن کے ادنے نقصوں کو خطرناک گناہ کے درجہ تک ظاہر کر دینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ ہمارے لکچرار دیگر مذاہب کے عقاید کی قابل اعتراض الفاظ میں ہجو کرنے کو پسند کرتے ہیں۔ ہمارا وہ لکچرار بڑا زبردست سمجھا جاتا ہے۔ جو کہ دوسروں کے نہایت ہی پاک اور پیارے اصولوں پر ٹھٹھہ اڑا کر حاضرین کے پیٹ میں بل ڈالدے۔ ہماری عقل و دانش اسی بات میں پائی جاتی ہے کہ ہم دوسروں کے عقاید پر تمسخر اُڑائیں۔ اور اُس کا نام ہم نے صاف بیانی رکھا ہوا ہے۔ ہمارے مصنف بھی جن سے ہم کچھ بہتر امید کر سکتے ہیں عوام کے کمینے [illegible] کے پیچھے چلکر خود کو بھی گرا دیتے ہیں۔ وہی شخص جو ہماری تحریک کو بگاڑ رہا ہے۔ وہی ہماری تحریک کا ستیاناس کر رہا ہے۔ آریہ سماج کا کوئی اخبار یا رسالہ اٹھاؤ آپ اڈیٹر اور نامہ نگاروں کو دوسروں کی میل دھونے کے گندے کام میں مشغول پائیں گے۔ جنکا نام ہم نے بھجن رکھا ہوا ہے۔ وہ کیا ہیں۔ محض عیسائیوں محمدیوں ہندوؤں کے مذہبی عقاید و مسائل پر [illegible] حملوں کا گندے الفاظ میں مجموعہ۔ بجائے اس کے کہ وہ راگ کی امداد سے آتما کو پرماتما کی یاد میں محو کر دیں وہ اُسے حقارت اور عناد کی گندی اور [illegible] ہوئی تانیں میں دھکیلتے ہیں۔ اُن کے مصنف علم عروض سے کورے اور محض تک بند ہیں۔ وہ یا تو علم عروض کو جانتے ہی نہیں یا وہ اسقدر مغرور ہیں کہ اُس کی پرواہ ہی نہیں کرتے .... ہمارے کمینہ جذبات کو بھڑکاتے اور غیر از [illegible] دھرمیوں کی ہمدردی کو ہم سے دور کر کے اُن کے دلوں کو دکھاتے ہیں۔

سوامی دیانند کی نسبت مہاتما گاندھی کی رائے

مہاتما گاندھی سے سوامی دیانند کے متعلق رائے پوچھی گئی تو انہوں نے صاف الفاظ میں کہدیا کہ سوامی دیانند جی کے جیون میں بھی جو "ان ٹالریشن" میں آریہ سماج میں دیکھ رہا ہوں۔ اسکا بیج پایا جاتا ہے۔

پرنتو میں گوروؤں کے گُن ہی گرہن کرتا ہوں اور دوسری باتوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔

مسٹر سی۔ ایف اینڈریوز اور ستیارتھ پرکاش

حال ہی میں سوامی دیانند کی برسی کی تقریب پر مشہور اہل قلم مسٹر سی ایف اینڈریوز سے سوامی دیانند کے متعلق اظہار خیالات کی درخواست کی گئی تو آپ نے آریوں کو ناصحانہ طرز میں خطاب کرتے ہوئے لکھا کہ "میں اس امر پر حیران ہو رہا ہوں کہ اسوقت تک کیوں ستیارتھ پرکاش کا دوسرا حصہ چھاپنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے جو کامل طور پر مذہبی بحث کا باب ہے۔ اور اب اسکا چھاپنا مصلحت وقت بھی نہیں رہا۔ اس کے متعلق میں نے کئی آریہ سماج کے لیڈر دوستوں سے ذکر کیا ہے اور اُن کی رائیں شائع بھی کر دی ہیں۔ ...... مجھے کامل یقین ہے اگر سوامی دیانند سرسوتی آج زندہ ہوتے اور دیکھتے کہ آج مذہبی حالات کسقدر تبدیل ہو چکے ہیں ..... تو وہ خود بھی اس امر کے حق ہوتے ...... میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ستیارتھ پرکاش کے دوسرے حصے سے دیگر مذاہب کے لوگوں کی جس میں عیسائی مذہب بھی شامل ہے۔ نہایت رنجیدہ طور پر دلازاری ہوتی ہے۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اس دلازاری کا باعث تلخ صداقت نہیں بلکہ مذہب کے متعلق غلط فہمی ہوا ہے۔ اور بعض حالتوں میں مذاہب پر مضحکہ بھی اڑایا گیا ہے۔ میرے کئی مسلمان دوست ہیں جو اس امر کو مجھ سے بھی زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ تو کیا یہ موقعہ اس بات کے لئے مناسب نہو گا۔ کہ اس شکایت کو ہمیشہ کے لئے ایکدفعہ رفع کر دیا جائے" مسٹر سی۔ ایف اینڈریوز نے بلا شبہ آریہ سماج کو سیدھی سڑک پر لانے کی کوشش کی ہے۔ مگر ان کو کیا خبر کہ آریہ سماج اگر غیر مذاہب پر طعن و تشنیع کرنا چھوڑ دے تو وہ ایک سال کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس امن و سکون اور مذہبی رواداری کے دنوں میں بھی آریہ سماج نے اپنے مخصوص طرز عمل کو نہیں بدلا اور نہ وہ بدلنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۷ر اکتوبر کے آریہ گزٹ میں اس ناصحانہ تحریر پر اس طرح رائے زنی کی گئی ہے "سوال یہ ہے کہ کیا جو کچھ ستیارتھ پرکاش میں لکھا گیا ہے۔ وہ درست ہے یا نہیں اگر درست ہے۔ اور پھر بھی لوگوں کی دلازاری ہوتی ہے۔ تو آریہ سماج کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔

پھر ۳ر نومبر کی اشاعت میں اسی کے متعلق لکھا ہے کہ "لوگوں کو یہ کہنے کی جرأت ہو گئی ہے کہ صلح کل زمانے میں ہمیں ستیارتھ پرکاش کا پچھلا حصہ اڑا دینا چاہئے۔ سوامی دیانند جی جو ہر طرح سے دوسروں کے

محبت رکھتے تھے۔ اور اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار تھے۔ مذہب کے معاملہ میں کسی سے سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ اس امر پر بضد قائم تھے کہ جب تک ویدک کی سچائی دنیا میں نہ پھیلے مذاہب کی زبردست تردید نہ کیجاوے۔ تب تک امن ہونا ناممکن ہے ...... ہم آریہ لوگ مذہب کے معاملہ میں سمجھوتہ کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں"

مدیر آریہ گزٹ کا یہ کہنا کہ ستیارتھ پرکاش میں غیر مذاہب کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی جھوٹ ہے کہ جیسا سوامی جی نے یہ لکھا ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں قرآن کریم پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں وہ مولویوں کے ترجمۂ قرآن کی بنا پر ہیں۔ ہم نے بارہا آریہ سماج کو چیلنج دیا ہے۔ کہ وہ سوامی جی کی اس بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے اس ترجمۂ قرآن کو پیش کرے کہ جس کی بنا پر ستیارتھ پرکاش میں اعتراض کئے گئے ہیں۔ کیا تم لوگ جو ذرا ذرا سی بات پر اٹھے ہو کر زور لگاتے ہو اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ سوامی جی کے سر سے اس الزام کو دور کرنے کے لئے اس ترجمۂ قرآن کو پیش کرو۔ وہ کن مولویوں کا کیا ہوا ہے۔ اور کس مطبع میں چھپا ہے۔ اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے ہم تمہیں ایک آسان راہ بتلاتے ہیں سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ کہ "کافروں کیواسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں" ہندوستان بھر کے قرآن کریم کے ترجموں کو دیکھ جاؤ۔ جس ترجمہ میں اس آیت کا ترجمہ ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہو بس وہی ترجمہ سوامی جی کے پیش نظر ہوگا۔ اگر آریہ سماج میں ہمت ہے۔ اور سوامی جی کی عزت کا پاس ہے تو ایسا ترجمہ پیش کریں۔ ورنہ اس دعوے سے باز آئیں۔ کہ سوامی جی نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے۔ یہ عذر نہایت نامعقول ہے کہ چونکہ سوامی جی نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے۔ اس لئے غیر مذاہب کی دلآزاری ہوتی ہے تو ہمارا یہ دعوے ہے کہ قرآن کریم کے متعلق ستیارتھ پرکاش میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کی بنیاد غلط فہمی اور کذب و بہتان پر ہے اس کے متعلق ہم کسی فرصت کی صحبت میں مفصل لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ناظرین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ شکایت قابل شنوائی نہ ہوگی۔

منیجر

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے درس قرآن مجید کے نوٹ

سورۂ مائدہ رکوع ۴

گذشتہ سے پیوستہ

ولو انھم اقاموا التورٰۃ الخ اور اگر وہ تورات، انجیل اور جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ اسکو قائم کرتے۔ تورات اور انجیل کے قائم کرنے سے مقصد یہ ہے۔ کہ وہ ان پیشگوئیوں اور عہدوں کو جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان کتابوں میں موجود ہیں ان پر کاربند ہو کر محمد رسول اللہ صلعم کو مان لیتے۔ یا یہ کہ اگر وہ ان شرائع اور حدود کو جو ان میں بیان کی گئی ہیں۔ کما حقہٗ نگاہ رکھتے تو ان کو اسلام لانے کی توفیق مل جاتی۔ کیونکہ جو لوگ کفر کی حالت میں نیک ہوتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالےٰ قبول اسلام کی توفیق بھی دیدیتا ہے۔ تورات اور انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ ان میں سے صرف چند ایک کا اسجگہ ذکر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرماتا ہے "میں ان کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا۔ (استثناء ۱۸/۱۸) بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل ہیں۔ کہ جن میں سے ایک موسےٰ کی مانند نبی ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ پیشگوئی حضرت عیسےٰ علیہ السلام یا کسی اور اسرائیلی نبی پر چسپاں نہیں ہو سکتی بلکہ اسمیں صاف طور پر بتلا دیا گیا ہے۔ کہ وہ نبی بنی اسرائیل میں سے ہوگا عیسائی مسلمات کی رو سے تو یہ پیشگوئی قطعاً عیسےٰ کے متعلق ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اول تو ان کو بے باپ مانا جاتا ہے۔ اور سلسلہ نسب ہمیشہ باپ کیطرف سے ہوتا ہے پس حضرت عیسےٰ علیہ السلام بنی اسمٰعیل میں سے نہ تھے۔ انجیل میں کئی جگہ حضرت مسیح کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ مگر اس پیشگوئی کو جناب مسیح پر کہیں چسپاں نہیں کیا گیا۔ خود مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ "وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگا" یوحنا ۱۴/۱۵۔ پھر اس کے بعد فرمایا "اس کے بعد میں تم سے کلام نہ کرونگا۔ اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے۔ مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں" یوحنا ۳۰/۱۴ اور متی ۳۳/۲۱ میں انگورستان کی مثال دے کر سمجھایا ہے "ایک گھر کا ایک مالک تھا جس نے انگورستان لگایا۔ اور اس کی چاروں طرف روندھا اور اس کے بیچ میں زمین کھود کر کولھو لگایا۔ اور برج بنایا اور باغبانوں کو سونپ کے آپ پردیس گیا۔ اور جب میوہ کا موسم قریب آیا اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس بھیجا کہ اسکا پھل لاویں پر اُن باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کے ایک کو پیٹا اور ایک مار ڈالا

اور ایک کو پتھراؤ کیا پھر اس نے اور نوکروں کو جو پہلوں سے بڑھ کر تھے بھیجا
انہوں نے ان کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے کو
ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وے میرے بیٹے سے دبیں گے۔ لیکن جب
باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا آپس میں کہنے لگے وارث یہی ہے۔ آؤ اسے مار
ڈالیں کہ اس کی میراث ہماری ہو جائے۔ اور اسے پکڑ کے اور انگورستان کے
باہر لیجا کر قتل کیا جب انگورستان کا مالک آوے گا۔ تو ان باغبانوں کیساتھ
کیا کریگا۔ وے اسے بولے ان بدوں کو بری طرح مار ڈالیگا۔ اور انگورستان
کو اور باغبانوں کو سونپے گا۔ جو اسے موسم پر میوہ پہنچا دیں"۔ یہ پیشگوئی صاف
الفاظ میں آنحضرت صلعم کی صداقت پر شاہد ہے۔ کہ جس میں دیگر انبیاء کو
خدا کے نوکروں اور مسیح علیہ السلام کو اس کے بیٹے سے تشبیہ دی گئی ہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس باغ کا مالک قرار دیا گیا ہے۔ اور آپ کی
آمد کو خود خدا کی آمد قرار دیا گیا ہے۔ پہلے باغبان بنی اسرائیل ہیں اور دوسرے
باغبان جن کے سپرد انگورستان بعد میں ہوا۔ وہ بنی اسمٰعیل ہیں چنانچہ اس
تمثیل کو ختم کرنیکے بعد خود یسوع مسیح فرماتا ہے "کیا تم نے نوشتوں میں کبھی
نہیں پڑھا۔ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا"۔ یہ خداوند
کیطرف سے ہے۔ اور ہماری نظروں میں عجیب اس لئے میں تم سے کہتا ہوں
کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جاوے گی۔ اور ایک قوم کو جو اس کا
میوہ لاوے دیجاوے گی جو اس پتھر پر گرے گا۔ چور ہو جائیگا۔ پر جس پر
وہ گرے۔ اسے پیس ڈالیگا"۔

یہ معماروں کا رد کیا ہوا پتھر بنی اسمٰعیل ہی ہیں۔ کہ جن کو بنی اسرائیل
سے سلطنت لے کر دیدی گئی۔

"کلوا من فوقھم الخ وہ عالم بالا اور سفلی کے ثمرات حسنہ سے مالا
مال ہوتے دین و دنیا دونوں کے حسنات ان کو دئیے جاتے۔

منھم امة مقتصدة۔ اقتصاد کے معنے ہیں بغیر کسی قسم کی افراط
اور تفریط کے عمل بجا لانا ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ میانہ رو ہے یہ
اسلام کا کمال ہے۔ کہ وہ باوجود ایک قوم کی دشمنی اور ان کے طرح طرح دکھ
پہنچانے کے عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہیں دیتا جہاں اس قوم کے
اسلام کے ساتھ عناد کا ذکر کیا وہیں اس امر کا اعتراف بھی کر لیا۔ کہ وہ
سب کے سب ایسے نہیں ہیں۔ ان میں ایک گروہ میانہ رو بھی ہے۔
جو مخالفت اور عناد میں شدید نہیں۔ مگر ان کے اندر کثرت سے بدکار اور
بدارادہ لوگ ہیں حکم چونکہ کثرت پر ہوتا ہے۔ اس لئے بحیثیت مجموعی تم
ان کو اپنے خیر خواہ مت سمجھو۔

رکوع ۱۰

مورخہ ۱۹ صفر المظفر

یا ایھا الرسول الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے
خطاب میں اللہ تعالے نے فرق مراتب کو ملحوظ رکھا ہے۔ دوسرے کسی نبی
اور رسول کو یا ایھا النبی اور یا ایھا الرسول کے خطاب سے مخاطب نہیں فرمایا
یہ ایک تعظیم کا خطاب ہے اس طرز خطاب سے اس امر کی تعلیم کرنا مقصود ہے کہ
لوگوں کے فرق مراتب کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اسلام میں اور دیگر مذاہب میں
یہ ایک بین فرق ہے کہ دیگر مذاہب یا تو مساوات نسل انسانی کو قطعاً ملیا
میٹ کر دیتے ہیں یا شخصیت پرستی کی خطرناک تعلیم دیتے ہیں۔ بعض نئے مذاہب
مساوات کے اسقدر شیدا ہیں کہ وہ نسل انسانی کے باہمی فرق مراتب کو
بھی سرے سے اڑانا چاہتے ہیں۔ اور بعض ایسے شخصیت پرست ہیں کہ وہ
انسانوں کی پرستش خدا کی طرح کرتے ہیں۔ انگریزی قانون کو اگرچہ اپنی آزادی
اور مساوات پر ناز ہے۔ مگر کوئی شخص بادشاہ کے خلاف سمن نہیں نکلوا سکتا
کہ وہ عدالت میں ہو اگر بادشاہ کسی کو بلا وجہ قتل کر دے تو کوئی عدالت اس کو
سزا نہیں دے سکتی۔ مگر اسلامی قانون جس طرح ایک عامی شخص پر حاوی ہے
اسی طرح وہ بادشاہ وقت پر بھی ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علی جیسے پُر از
سطوت بادشاہوں کو بھی ایک عامی آدمی کے دعوے پر عدالت میں لا حاضر
کرنا یہ اسلامی قانون کی ہی شان ہے۔ پھر عدالت کے کمرہ میں مدعی اور ایسے
عظیم الشان بادشاہ کے اعزاز میں کسی قسم کی تفریق قطعاً جائز نہیں خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن سے بڑھ کر آسمان کی چھت کے نیچے مسلمانوں کیلئے
اور کوئی شخصیت نہیں ہو سکتی۔ آپ نے سرقہ کی حد کو قائم کرتے ہوئے اپنی لخت
جگر کے لئے بھی کوئی تخصیص نہیں رکھی۔ فرمایا انما اھلک الذین من قبلکم
انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم
الضعیف اقاموا علیہ الحد وایم اللہ لو ان فاطمة بنت محمد صلعم
سرقت لقطعت یدھا۔ تم سے پیشتر لوگ اس لئے ہلاک کئے گئے کہ
وہ جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی
ان میں کا غریب چوری کرتا تھا تو اس پر سزا کو قائم کرتے تھے۔ اور قسم ہے اللہ
تعالے کی اگر فاطمہ محمد کی بیٹی بھی چوری کرے تو یقیناً میں اسکا ہاتھ کاٹ
دوں۔ حد اور سزا کے قائم کرنے اور [illegible] اللہ کی یکساں قانونی
پابندی کے عائد کرنے کی تعلیم خود قرآن کریم [illegible] کو دی تھی اور [illegible]
یہ اثر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرماتے ہیں۔ انی اخاف
ان عصیت ربی یوم عظیم۔ اگر میں نافرمانی کروں تو میں بھی اپنے رب

کی سزا کے وقت سے ڈرتا ہوں۔ غرض فرق مراتب اور مساوات نسل انسانی دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ اور ان دونوں کی تعلیم خود خداوند عالم نے قرآن کریم میں دی ہے۔

من ربک۔ جو کچھ تیرے رب کیطرف سے تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسکو لوگوں تک پہنچا دو۔ رب کے معنی ہیں تدریجاً ترقی دینے والا تہذیب اور ترتیب کرنیوالا عربی میں یہ لفظ انگریزی [illegible] کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔ بلغ۔ معاند مخالفین اور ظالم و سرکش لوگوں کی کثرت کی پرواہ مت کرو۔ بلکہ اللہ تعالے کے احکام کو لوگوں تک پہنچا دو انبیاء کا مقام بھی کسقدر نازک مقام ہے کہ اعداء کی کثرت اور ان کے انتہائی ظلم و جبر کے باوجود کہ جس کی وجہ سے ہر وقت جان کا کھٹکا لگا رہتا تھا حکم ہوتا ہے کہ خدائی احکام کو مت چھپاؤ بلکہ علی الاعلان لوگوں تک پہنچا دو ان روح فرسا مصائب کے باوجود اسقدر جرأت اور دلیری کا اظہار کسی مفتری اور بزدل سے انسان سے قطعاً ممکن نہیں جن لوگوں نے آپ کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ۱۳ سال تک متواتر کفار قریش کے ظلم و ستم اٹھانے کے باوجود آپنے الہی احکام کے پہنچانے میں کبھی کوتاہی نہیں کی بلکہ اس انتہائی بیکسی کے عالم میں آپ کو تبلیغ حق کا کمال درجے کا شوق تھا۔ اس الہی حکم کی تعمیل کی شہادت کے لئے آپ نے حجۃ الوداع کے دن مسلمانوں کے ایک مجمع کثیر کے سامنے فرمایا۔ ھل بلغت قالوا نعم قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اللھم اشھد کیا میں نے آپ کو رسالات ربی کو تمہیں نہیں پہنچا دیا صحابہ نے بالاتفاق کہا کہ ہاں آپنے پہنچا دیا لوگوں کی اس شہادت پر آپنے فرمایا اے اللہ تو اس شہادت پر گواہ رہ۔

واللہ یعصمک من الناس۔ یہ بھی حق اور صداقت سے بھرا ہوا جملہ ہے۔ مکہ معظمہ میں کفار قریش کا بچہ بچہ آپ کا دشمن تھا۔ ان کی چیرہ دستیوں سے ہر وقت جان کے لالے پڑے ہوئے تھے ہر روز ایک نہ ایک نئی مصیبت کا سامنا تھا۔ ان انتہائی مصائب کے دنوں میں ان خون کے پیاسوں سے بچے رہنے کا کبھی خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔ چہ جائیکہ ان ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ رہنے کا دعوے کیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تو بڑا زبردست دل تھا۔ اس میں تو الہی ارشادات کے چھپانے کا خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔ مگر اس آیت سے ہمارے لئے یہ تعلیم بنا مقصود ہے۔ کہ حق کی آواز کے پہنچانے میں کبھی کسی جابر سے جابر بادشاہ کی بھی پرواہ نہیں کرنی چاہئیے۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی جسکا وعدہ اللہ تعالے نے اس آیت میں کیا ہے۔ نہایت حیرت انگیز شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی انتہائی بیچارگی کے عالم میں بھی زبردست سے زبردست دشمنوں کے ہاتھ آپ تک نہیں پہنچے۔ جنگوں میں آپ اگرچہ صف اول میں لڑتے تھے۔ اور یہ جنگ صرف آپ کی تبلیغ کیوجہ سے ہی برپا ہوئے تھے۔ مگر عرب کا کوئی جنگجو بہادر بھی آپ کو گزند نہیں پہنچا سکا۔ اگرچہ لشکر اسلام کے بڑے بڑے زبردست بہادر انہی جنگوں میں قتل ہوگئے اور اگرچہ اسلامی شان و شوکت کے دنوں میں دشمنوں نے بڑے بڑے جری خلفاء کو بھی قتل کر دیا آثار میں آتا ہے کہ جسوقت یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپنے اپنے دربانوں کو فرمایا۔ انصرفوا یا ایھا الناس فقد عصمنی اللہ من الناس یہاں سے چلے جاؤ۔ اللہ تعالے نے مجھے لوگوں سے محفوظ کر لیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ کو اللہ تعالے اور اپنی وحی پر کسقدر ایمان تھا۔

الوہیت مسیح سے انگلستان کے معقول پسند پادریوں کا انکار

تثلیث رخصت۔ انجیل ناکافی

۲۸ ستمبر نامہ ووکنگ کے سلسلہ میں

ہمارے مکرم دوست حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویر ہوس لاہور کیخدمت میں اُن کے ایک انگریز دوست ولایت کے ایک اخبار کا وہ حصہ بھیجتے ہیں جس میں دو بڑے فاضل پادریوں نے تثلیث اور الوہیت مسیح کے پرخچے اوڑا ئے ہیں۔ اور ساتھ ہی وہ دوست بڑی خوشی کے لہجہ میں شیخصاحب موصوف کو لکھتے ہیں کہ "آپ اس سے تعجب کریں گے کہ کوئی تعجب نہیں۔ بہت سے ہمارے اعلے سے اعلے درجہ کے پادری اپنے عقاید چھوڑتے جاتے ہیں۔ اور یہ بالکل ہوکر رہنے والی بات نظر آتی ہے خواہ وہ میرے اور آپکے اس جہان سے رخصت ہو جانے کے کچھ عرصہ بعد ہی ہو کہ تثلیث کے عقیدہ کے بجائے ایک پاک شکل کی خداپرستی قائم ہو گی۔ جس کی آپکا شاندار مذہب سب سے زیادہ تلقین کرتا ہے۔" دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اور آخر میں اپنا یقین ظاہر کرتے ہیں کہ "تثلیث پرست کبھی دنیا سے اپنی بات نہیں منوا سکیں گے۔ بلکہ جو خدائے واحد کی پرستش کرتے ہیں۔ غالب آئیں گے۔"

یہ تو ہوئے ایک انگریز کے خیالات اور امیدیں۔ اب اخبار کا مضمون ملاحظہ فرمائیے جسکا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

حال کے پادریوں کے خیالات

عقاید جو اب نہیں مانے جاتے

ڈاکٹر میتھون بیکر نے جو لیڈی مارگرٹ کالج کے پروفیسر علم الہیات ہیں۔ کل گرٹن کالج کیمبرج حال کے پادریوں کے کانگریس کے جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم کو یہ پرانا عقیدہ کہ یسوع شخصیت کے لحاظ سے انسان نہیں تھا۔ بلکہ خدا تھا۔ قطعاً اوڑا دینا چاہیئے۔ موجودہ زمانہ کے خیالات کے مطابق ایسا کہنا گویا کے عقیدہ کا انکار کرنا ہے ہمارے نزدیک ایسی کوئی ہستی نہیں ہوسکتی جس میں شخصیت تو انسان کی ہو لیکن اہمیت انسان کی نہ ہو۔ یہ امتیاز یسوع انسان تھا لیکن دوسروں جیسا انسان نہ تھا۔ اگرچہ مذہبی رنگ میں بڑی قدر والا تھا۔ اب ہرگز نہیں مانا جاتا۔ آخر یسوع کی شخصیت انسانی ہی تھی۔ میں نہیں خیال کرتا کہ انجیلوں کی پادریانہ تاویل کہ یسوع جانتا تھا۔ کہ میں خدا ہوں۔ منقولی رنگ میں کس صحیح بات پر مبنی ہے۔ یا معقولی طور پر کسی کے دماغ میں آسکتی ہے۔ میں ایک لمحہ کے لئے بھی ایسا خیال نہیں کرسکتا کہ یسوع اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا۔ یہ سچ ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو دوسرے انسانوں سے ممتاز سمجھتا تھا۔ لیکن یہ بھی جانتا تھا کہ میں انسان ہی ہوں۔ اسکا کوئی قول یا فعل ایسا نہیں جو اس کے خاندان والے اور اس کے اعتقاد والے کسی انسان کو بعید ہو۔

یسوع کے ازلی ہونے کے خیال کی اس کے خدا ہونیکے عقیدہ پر بنا ہے۔ یعنے بناے غلط بر غلط۔ زمانہ کے اندر جو خبر کہ معرض وجود میں آئی ہو۔ اس کے تو ہم قائل ہوسکتے ہیں لیکن ایک وہمی وجود کے قبول کرنے میں کسی طرح ہم تیار نہیں ہوسکتے۔ یہ ہماری استطاعت سے باہر ہے۔ یہ خیال کہ خدا کبھی آدمی کی صورت میں پیدا ہوسکتا ہے بغیر اسکے کہ اس میں کچھ تغیر واقع ہو۔ ہم کو ایک گورکھ دھندا معلوم ہوتا ہے۔ مانچسٹر کے ریورنڈ آرجی پارسنز نے کہا کہ کوئی عقیدہ بھی خواہ ہم کتنا ہی دلائل سے اسے الہامی ثابت کرسکیں۔ یا کوئی تعلیم خواہ اس کی اشاعت کرنیوالا کوئی بڑا ہی کلیسیا کیوں نہ ہو صرف اس بنا پر کہ وہ الہامی قدیم یا کیتھلک ہے موجودہ زمانہ کے عقلمند لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتا۔ موجودہ زمانے میں کسی ایسی کی ضرورت ہے۔ کہ اس کے مان لینے سے ہمیں اس کائنات کے عقدۂ لاینحل کے سمجھنے میں مدد ملے۔ اور جو ہماری زندگی کو حسن سلوک صدق مقال اور پاکبازی کے صفات حسنہ کے نزدیک تر پہنچانے میں مدد دے۔ نیا عہدنامہ صرف انہی باتوں کو بتلاتا ہے۔ جو حضرت مسیح نے پہلی صدی کے عیسائیوں کو تلقین کیں۔ اس لئے یہ مکمل عیسائی مذہب نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ کوئی ایسا مذہب جو صریحاً نئے عہدنامے کے خلاف ہو عیسائیت نہیں ہوسکتا باایں ہمہ کلیسیا کی یہ کوشش کہ پچھلے لوگ لازمی طور پر اس کو اس طرح پرمانیں کہ ہر ایک ایماندار عیسائی اپنے اعتقادات نئے عہدنامہ کے مطابق پیش کرے ایک ایسی کوشش تھی۔ جسکو کرنے سے حضرت مسیح نے خود احتراز کیا۔ مسیح کامل مکمل مسلم طور پر انسان ۔ اور فلسطین کا ایک یہودی تھا۔ جس نے خود کو زندگی کے تمام شعبوں اور حد بندیوں میں سے گزارا۔ اور جو اپنے وقت میں بہت عجوبہ نظر آتا تھا۔

پیر جماعت علیشاہ صاحب کے متعلق

علماء سے استفتاء

کچھ دن ہوئے ایک بزرگ مشہور صوفی پیر جماعت علیشاہ صاحب نام کیمل پور تشریف لائے۔ اور اپنے ایک معتقد کے مکان پر اترے۔ قریباً دو گھنٹہ وہاں قیام کے بعد جامع مسجد شہر میں آکر نماز عصر ادا کی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بعد نماز عصر انہوں نے تلاوت کے لئے قرآن مجید مانگا۔ جو انہیں ایک لکڑی کے ممبر کے سب سے بالائی خانہ سے جہاں وہ ہمیشہ رکھا رہتا ہے۔ دیا گیا۔ بزرگ موصوف سے استفسار کرنے پر کہا گیا کہ امام صاحب جب کبھی خطبہ پڑھتے ہیں اُن کی پیٹھ قرآن مجید کیطرف ہوجاتی ہے پیر صاحب شام تک مسجد میں رہے۔ امام مسجد نے مغرب کی نماز کے لئے پیر صاحب کو پیش امام کیا۔ فراغ نماز اور دعاء اتحاد و اتفاق مسلمین کے بعد بزرگ صاحب نے فرمایا کہ امام کون ہے۔ امام اٹھا اور کہا کہ جناب میں امام ہوں۔ پیر صاحب نے پوچھا کہ تیرا مذہب کیا ہے۔ امام نے کہا کہ میں حنفی المذہب ہوں۔ اس پر بزرگ موصوف کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور امام کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تو کافر ہے بڑا کافر ہے کہ قرآن کریم تیرے خطبہ پڑھتے وقت تیری پیٹھ کے پیچھے ہوتا ہے خدا کی قسم اگر تو غیر مقلد یا مرزائی ہوتا تو میں تلوار کے ساتھ تیرا سر کاٹتا۔ اے مقتدیان تمہارا امام کافر ہے۔ اس کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ اور جسقدر نمازیں پڑھ چکے ہو۔ اعادہ کرو۔" پھر بزرگ صاحب فرودگاہ پر تشریف لیگئے۔ مقتدیان میں اضطراب اور بے چینی بزرگ موصوف کے خلاف پیدا ہوئی۔ اس پر چند مقتدیان کے ذریعے امام صاحب مجبور بزرگ موصوف

کے سامنے لیجائے گئے اور ایک مرید خاص نے عرض کیا کہ حضور امام صاحب کو معاف کریں۔ اس پر بزرگ موصوف نے شان جلالی میں فرمایا کہ کافر ہے۔ بے دین ہے۔ میرے سامنے سے اسکو لیجاؤ۔ یہ خدا کا گناہ ہے۔ میں کیسے معاف کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد مقتدیان کی ناراضی کو دیکھتے ہوئے بعض مریدوں نے پیر صاحب کو سمجھایا۔ جس پر امام صاحب پیر صاحب کے پاس بعد نماز عشا لیجائے گئے جس پر پیر صاحب نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا اور دعا فرمائی۔ امام صاحب کو کہا جاتا ہے کہ کھانا کھلا کر رخصت کیا۔ دوسرے روز امام صاحب نے زیر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند بر خلاف پیر صاحب استغاثہ دائر کر دیا۔ جو مسلمانوں کے درمیان آجانے پر اور نیز اس شرط پر واپس لیا گیا۔ کہ علماء کرام سے اس بارہ میں استفسار کیا جائیگا۔ یہ حالات ہیں۔ ان پر براہ مہربانی علماء کرام اپنا اخبار مبارک سے مطلع فرما دیں۔ کہ امام صاحب کا کیا قصور ہے اور پیر صاحب کا کیا؟

یہ کہ ایسے حالات میں امام سے بعد دریافت یہ حکم پیر صاحب کہاں تک حق بجانب ہے۔ اور اہل قبلہ کو اس طرح پر کافر کہنے والے کے ذمہ کیا قصور عائد ہوتا ہے۔　　نامہ نگار از کیمبل پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرم بندہ جناب محاسب صاحب انجمن صدر احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مبلغ دو صد پنجاہ روپیہ پانچ آنہ بابت چندہ اشاعت اسلام۔ ماہ اگست و ستمبر وغیرہ بذریعہ چک الائنس بینک پشاور نمبری ۲۱/۸۰۳۰ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۲۱ء بہ تفصیل ذیل ارسال خدمت ہے مہربانی فرما کر رسید سے مطلع کریں اور درج اخبار کر کے مشکور فرماویں۔

اسمائے مخیان	چندہ ماہ اگست	ستمبر	میزان کل
مولانا غلام حسن خاں صاحب	عـــہ	عـــہ	للعہ
دلاور خاں	للعہ	للعہ	ــہ
میاں بہادر دین صاحب	صہ	صہ	عـــہ
شیخ ہدایت اللہ صاحب اوورسیئر	صہ	صہ	عـــہ
ڈاکٹر محمد دین صاحب	عـہ٭/	عـہ٭/	[illegible]
استاد صاحب گل صاحب	عہ	عہ	۶
مستری میاں محمد نبی صاحب	عہ	عہ	۶
زین العابدین صاحب	۴/	۸/	۱۲/
میاں پیر محمد صاحب	۴/	۴/	۸/
مرزا ناظر علی صاحب	ھہ/	عہ/	۶/
ڈاکٹر نظام الدین صاحب	صہ/	صہ/	عـــہ
عبداللہ جان صاحب	صہ/	صہ/	عـــہ
شیخ محمد حیات صاحب ڈویژنل آفیسر	عـــہ	عـــہ	عـــہ
مولوی غلام محمد صاحب از اپریل تا اگست	عـــہ	۰	عـــہ
میاں احمد جی صاحب	عہ/	۰	ھہ/
احمد گل صاحب	۳/	۲/	۵/
مستری عبدالعزیز صاحب	۶	۰	۶
بابو غلام محمد صاحب ڈویژنل آفیسر علی مسجد	عـــہ	۰	عـــہ
سید امیر صاحب	۲/	۲/	۴/
مرزا محمد سلطان صاحب انسپکٹر پولیس چارسدہ	صہ ووکنگ مشن / للعہ دیگر چندے		لعہ/

میاں محمد زمان صاحب سکنہ چارسدہ برائے اشاعت اسلام یکصد روپیہ مار

میزان کل ۲۵۰ روپے ۵ آنے

العبد

دلاور خاں سیکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کلرک ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر پشاور

بیان القرآن

چوتھا پارہ جو ۱۲۸ صفحہ پر ختم ہوا ہے۔ زیر طبع ہے انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ تک شائع ہو سکیگا۔ احباب کو ان پاروں کی اشاعت میں کوشش بلیغ کرنی چاہئے۔ اشاعت اسلام اور اسلام کی تعلیم کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنے کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہئے۔ کہ ہر ایک لکھے پڑھے ہندو مسلمان اور عیسائی کے ہاتھوں تک اس کو پہنچایا جائے۔ اپنے دوستوں کو تحفہ دینے کے لئے یہ ایک ہی بہترین چیز ہے۔ مسیحی مشنری اپنی کتابوں کی کسقدر اشاعت کرتے ہیں۔ ان کے شمار و اعداد بعض اوقات انسان کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں کیا وہ قوم جو خداوند عالم کے ارادہ کے ماتحت اس مشنری صف کے بالمقابل کھڑی کی گئی ہے اس کی ہمتیں اور ارادے ان باطل پرست قوم سے کم بلند ہونے چاہئیں۔ باطل کا سر توڑنے کے لئے قرآن سے بڑھکر دنیا میں کوئی ہتھیار نہیں۔ اس کی موجودگی میں مسلمانوں کو غیر مذاہب یا فلسفہ جدیدہ کی تردید کے لئے کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں۔ اپنے ایمان اور اسلام کی اشاعت کے لئے صرف اسی ایک کتاب

...کی ساعت آئی ہے۔ آئے دن اخباروں میں تم مشنری لٹریچر کی کثرت اشاعت کے شمار و اعداد پڑھتے ہو آج اس کے بالمقابل تمہاری غیرت اور ایمان کا امتحان ہے کہ آیا کفار کے عشق کفر کے بالمقابل تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام، خدا کے کلام اور دنیا میں حق و صداقت کی واحد آواز کے ساتھ کسقدر محبت رکھتے ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اس وحی الٰہی کو دنیا تک جن ظلم و ستم کے انتہائی دکھوں اور روح فرسا مصائب کو برداشت کرنے کے بعد پہنچایا اس کیلئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات کافی سے بڑھ کر شاہد ہیں۔ آہ اس وقت کو یاد کرو کہ جب ایک بے کس اور بے یار و مددگار انسان انتہائی بےچارگی کے دنوں میں اس پیغام حق کو پہنچانے کی وجہ سے وحشیانِ عرب کا تختۂ مشق بنا ہوا تھا چاروں طرف سے اس پر۔ اسی جرم کے سزا میں پتھراؤ کیا جاتا تھا۔ اس کی اپنی قوم کے لوگ اس رسالت ربی کی تبلیغ پر اس کی جان کے لاگو ہوئے تھے شب و روز اسکو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ مگر اس کے عشق تبلیغ میں سرمو فرق نہیں آتا تھا۔ بلکہ اس کا ... درد اور شوق اس کو کسی پہلو قرار نہیں لینے دیتا تھا۔ وہ مار کھاتا تھا۔ پٹتا تھا۔ مگر پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔ بلکہ پہلے سے بڑھکر زور کے ساتھ آگے بڑھتا تھا۔ کلام الٰہی کی تبلیغ کا یہ درد ہمیں کسی اور مصلح ربانی میں نظر نہیں آتا۔ کیا ہندوستان کی تاریخ اس کی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہے۔ یا کیا تمام کے میدان اس کی مثال بتلا سکتے ہیں پھر میدان تبلیغ کے ایسے شاہسوار کے حلقہ بگوش ہونیکا دعوہ کرتے ہوئے تم اپنے اس فرض سے کیسے غافل ہو اسنے حق کی تبلیغ میں اپنی جان تک کی پرواہ نہ کی مگر تم اسکی خاطر اپنے چند پیسوں کو قربان کرنا نہیں چاہتے کیا دنیا کے مال و متاع کی محبت عشق رسول سے بڑھکر تمہارے دلوں میں پیدا ہو گئی ہے۔ وہ اپنی زندگی کی تاریک سے تاریک گھڑیوں میں بھی کلام الٰہی کی تبلیغ سے غافل نہیں رہا مگر تم ہر طرح کے آرام و سہولت کے مہیا ہونے کے باوجود اس کی اشاعت سے اسقدر غافل ہو۔ تمہاری ہمتیں بلند اور تمہارے دل وسیع ہونے چاہئیں کہ ایک مرد خدا نے اپنی شبانہ روز محنتوں اور سرگرمیوں سے اس پیغام حق کی ترجمانی کا حق تمہاری زبان میں ادا کر دیا ہے۔ اگر تم سمجھو تو یہ ایک عظیم الشان فضل الٰہی ہے کہ اشاعتِ اسلام جیسے ضروری فرض کے سنگہائے راہ کو پاش پاش کرنے کیلئے تمہارے کندھوں پر رکھدیا گیا ہے اب تمہارا یہ فرض ہے کہ تم اس نعمتِ الٰہی کی قدر کرو۔ اور اس کو دنیا کے ہر ایک تشنۂ ہدایت تک پہنچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کسقدر احسان ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اپنی سرفروشیوں سے اس فرض کو ادا کیا۔ مگر تم صرف اپنے مالوں کی قربانی سے اس صف میں کھڑے ہو سکتے ہو پھر تم میں سے کون مسلمان ہے جو اپنے مال کی قربانی سے اس روح افزا اعزاز کو حاصل کرنا نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مبلغین قرآن کی صف میں کھڑا ہو سکے۔

علماء اہل حدیث سے چند سوالات

۱۔ اگر حضرت مسیح ناصری آپکے عقیدہ کے موافق دوبارہ تشریف لے آویں تو ان کے مخالفین کے متعلق علماء ظاہر کا کیا حکم ہوگا آیا انکو مسلمان سمجھا جائیگا یا کافر اگر شق اول درست ہے تو ان کا کفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر ہے یا خلیفۃ الرسول کا یا دونوں کا انکار کفر کی مستقل علت ہے۔

۲۔ ماموریۃ کا دعوہ شریعت محمدیہ کی رو سے جائز ہے یا نہیں۔ اگر شق ثانی درست ہے تو مدعی ماموریۃ کی نسبت کیا حکم ہے۔

۳۔ جو شخص ماموریۃ اور خلیفہ رسول اللہ ہونے کا دعوے کرے اور علماء وقت کی ایک معتدبہ جماعت اس کی تصدیق کرے اور ایک جماعت کثیر اس کی تکذیب کرے تو اس صورت میں عام مسلمانوں پر بموجب آیۃ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ (اگر کوئی جھوٹا دعوے کرے۔ تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہے) اور آیہ قل ارایتم ان کان من عند اللہ ثم کفرتم بہ۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہو اور تم اسکا انکار کر رہے ہو۔ اس کی اتباع واجب ہے۔ یا علماء منکرین کی تقلید ان پر لازم ہے۔

۴۔ یہ تو ظاہر ہے کہ آیۃ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ کی رو سے جھوٹے مدعی ماموریۃ اور خلافۃ سے ہی بازپرس ہو گی۔ اور اس کی اتباع کرنیوالوں سے مواخذہ نہو گا۔ مگر اس کے اپنے دعوئے ماموریت میں صادق ہونے پر مقلد علماء منکرین اور علماء کے مقلد عام مسلمانوں کا کیا حال ہو گا۔

۵۔ مامور بالتبلیغ مجدد اور غیر مامور بالتبلیغ کا انکار منکر کے حق میں کیا اثر رکھتا ہے۔

۶۔ مفتری اور صادق میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔

(باقی دارد)

لائل گزٹ اور ختم نبوت

(از میر نادر شاہ صاحب گیلانی)

چند روز ہوتے ہیں کہ سردار صاحب ایڈیٹر لائل گزٹ لاہور کی ایک کتاب موسومہ تکذیب قادیانی میرے دیکھنے میں آئی اس کتاب میں سردار صاحب نے قادیانی جماعت کا شکوہ کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے کہ اس کے بعض افراد نے گرونانک صاحب کے متعلق کچھ بے جا نکتہ چینیاں وغیرہ کی ہیں۔ اگر کوئی ایسی نامناسب تحریریں ان لوگوں کی طرف سے شایع ہوئی ہے تو افسوس سے کہا جاتا ہے کہ ان کو ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن مجھے کچھ کم افسوس نہیں ہوا یہ دیکھ کر کہ سردار صاحب نے بھی جلد بازی سے کام لیا۔ اور جس فعل پر ان کو ملامت کی اسی کا ارتکاب خود بھی کر دیا۔ یہ طریق پسندیدہ نہیں کہ ایک شخص اپنی بریت کا ذریعہ دوسروں کی عیب جوئی ہی سمجھے۔ اور جب تک وہ دوسروں پر الزام نہ لگائے اس وقت تک اپنے الزام کو دور نہ کر سکے۔ اب میں کتاب مذکور سے چند عبارتیں ناظرین کرام کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"اس غلط عقیدہ نے یا غلط فہمی نے کہ پیغمبر عربی حضرت محمد صاحب (صلعم) کے بعد ہدایت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور کوئی نبی یا رسول دنیا پر نہ بھیجا جائیگا۔ مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اب خدا کے احکام کو بھی اس عقیدہ کی روشنی میں دیکھیں۔ اور ہرگز کسی سچے نبی یا رسول پر بھی ایمان نہ لائیں۔ اور نہ ہی اس کی معرفت خدا کے پیغام کو سنیں۔ پہلے ہزارہا نبی رسول پیغمبر اور اوتار دنیا پر آئے لیکن کسی نے یہ نہ کہا کہ اب میرے بعد کوئی نہ آئیگا۔ میرے آنے سے ہدایت کا دروازہ بالکل بند ہو گیا۔ اور یہ صداقت اب صداقت کہلانے کے لایق نہیں رہی۔ کہ "اما یاتینکم رسل منکم" یعنی نوع انسان میں پہلے بھی رسول آتے رہے۔ اور آیندہ بھی رسول آئیں گے۔" ص۱

جو الزام اس عبارت میں سردار صاحب نے اہل اسلام کے برخلاف لگایا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ اہل اسلام آنحضرت صلعم کے بعد ہدایت کے دروازہ کو بند نہیں مانتے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ وہ اس دروازہ کو پہلے سے بھی وسیع اور مکمل صورت میں کھلا ہوا مانتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کے بعد خلفائے راشدین و دیگر کل ائمہ کو اپنے اپنے وقت کا ہادی اور مہدی مانتے ہیں بالخصوص ایک عظیم الشان مہدی کے آنے کا اعتقاد تو شہرۂ آفاق ہے پس اگر آنحضرت صلعم کے بعد دروازہ ہدایت بند تھا تو پھر یہ بزرگواران ہادی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ سردار صاحب کو واضح ہو کہ اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ "کل کامل فی زمانہ مہدی" یعنی ہر کامل شخص اپنے زمانہ کا ہدایت کرنیوالا ہے۔ دنیا میں لکھوکھا مساجد اور ہزارہا سجادہ نشین اور مشایخ ہیں اور اہل اسلام ہر ایک مسجد کے امام اور ہر ایک سجادہ نشین کو اپنے اپنے اعتقاد کے موافق اپنا ہادی اور پیشوا جانتے ہیں۔ پس مسلمان تو لاکھوں ہادیوں کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ مگر سردار صاحب یہ الزام دیتے ہیں کہ مسلمان ہدایت کے دروازہ کو بند سمجھتے ہیں۔ اگر سردار صاحب اسلامی لٹریچر یا کم از کم علم انشا کی اردو یا فارسی کتابوں کی طرف ذرہ بھی توجہ پھیرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ ہر ایک عالم دین اور شیخ طریقت کے لئے اہل اسلام نے یہ سرنامہ مقرر کر رکھا ہے **ہادی دین متین ہادی راہ طریقت۔ مرشد کامل** برخلاف اس کے کہ سردار صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲ و ۳ پر یہ لکھتے ہیں

"مثال کے طور پر ہماری جماعت کے ہادی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو لیجیئے"

سردار صاحب اگر مسلمان ہدایت کے دروازہ کو بقول آپ بالکل بند مانتے ہیں تو پھر جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی جماعت کے ہادی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ سردار صاحب نے ثابت تو یہ کرنا تھا کہ ہدایت کا دروازہ بند ہے۔ مگر الٹا یہ ثابت کیا کہ ہدایت کا دروازہ کھلا ہے۔ سردار صاحب نے اس کتاب کے صفحہ ۴ پر حضرت مرزا صاحب پر بھی یہ الزام لگایا ہے کہ آپ بھی ہدایت کے دروازہ کو بند مانتے ہیں۔ چنانچہ سردار صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

"لیکن جب اس پر (گرونانک صاحب پر) خود ایمان لانے کا سوال در پیش ہوا۔ تو حضرت نے ضمیر کو ایک پرانے اعتقاد کے متعلق جذبہ کے تابع کر دیا۔ اور خود بھی ظلمت ہی میں رہنے کو پسند کیا۔" ص۴

سوال یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب دروازہ ہدایت کو بقول سردار صاحب بند مانتے تھے۔ تو پھر انہوں نے اپنے عقیدہ کے برخلاف خود ہادی اور مہدی ہونے کا کیوں ادعا کیا۔ سردار صاحب کا یہ فرض تھا کہ وہ اس بات کو لکھنے سے پہلے کوئی حوالہ پیش کرتے کہ قرآن و حدیث میں فلاں جگہ یہ لکھا ہے کہ آیندہ کے لئے ہدایت بند ہے ان کو مد نظر تو صرف الزام لگانا تھا۔ اسلئے انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ مجھے تو یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ شکر ہے کہ سردار صاحب بھی مانتے ہیں کہ دنیا میں ہزارہا نبی اور اوتار گذرے ہیں۔ اور آیندہ بھی آتے رہیں گے۔ مگر ماننے کے لئے سردار صاحب نے سوائے گرونانک صاحب کے اور کسی کو پیش نہ کیا۔ سردار صاحب جب آپ نے کشادہ دلی سے

ایک خوشنما جملہ لکھ دیا تھا تو آپ کا فرض تھا کہ آپ یہ بھی لکھ دیتے کہ میں گذشتہ انبیا میں سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پیش کردہ کتاب قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں اور آنحضرت صلعم سے پہلے جس قدر انبیا مثلاً حضرت عیسےٰ و حضرت موسےٰ۔ اور مقدس رشی اور سری کرشن جی مہاراج وغیرہ گذر چکے ہیں اور ان پر جو کچھ خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا ان سب پر ایمان رکھتا ہوں مگر برخلاف اس کے سردار صاحب نے تو ایک عظیم الشان نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے مذہب اور دین پر ناواجب حملے شروع کردئیے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"حضرت محمد صلعم کے لئے بھی میرے دل میں خاص عزت ہے گو میں ان کے اس دین کو جو موجودہ قرآن بتاتا ہے۔ نجات کا ذریعہ تسلیم نہیں کرتا۔"

سردار صاحب نے پھر دو متضاد باتوں کے جمع کرنے کی بے سود کوشش کی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہدیا کہ میں آنحضرت صلعم کی خاص عزت کرتا ہوں۔ دوسری طرف یہ کہ میں ان کے دین کو جو موجودہ قرآن میں ہے ذریعہ نجات نہیں مانتا۔ موجودہ قرآن خواہ وہ ذریعہ نجات ہو یا بقول سردار صاحب نہ ہو لیکن اس میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا کہ یہ یقیناً وہی قرآن ہے جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا بڑے بڑے دشمن بھی اس کے معترف ہیں۔ اور اس پر آنحضرت صلعم نے کامل طور پر عمل کیا۔ بقول سردار صاحب اگر قرآن پر عمل کرنے والا نجات نہیں پاسکتا تو معلوم ہوا تو نعوذ باللہ من ذلک آنحضرت صلعم اور آنحضرت کے کروڑ در کروڑ پیرووں کو نجات نہیں ملی۔ انسان کی عزت قومیت یا دولت سے نہیں بلکہ نیک اعمال سے ہے تو پھر سردار صاحب نے کس طرح لکھدیا کہ میں حضرت صلعم کی خاص عزت کرتا ہوں اس قدر کہنے کے باوجود پھر سردار صاحب یہ بھی لکھتے ہیں

"اور کئی حوالہ جات محض آنحضرت کے ادب اور احترام نیز اس خیال سے درج نہیں کئے کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کی دل شکنی ہوگی۔ صلا"

حوالہ تو آپ نے ایک بھی نہیں دیا۔ کئی حوالے آپ کیا دیں گے مگر مسلمانوں پر مفت احسان دھرنے کے لئے یہ بھی لکھ دیا کہ باتیں تو اور بھی تھیں مگر مسلمانوں کی دل شکنی کے خیال سے ان کو نہیں لکھا گیا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

سردار صاحب نے اپنا عقیدہ تو یہ پیش کیا تھا کہ دنیا میں ہزارہا نبی اور اوتار آچکے ہیں۔ لیکن کیا ماننا اسی کو کہتے ہیں جس طرح آپ نے مانا سردار صاحب لکھتے ہیں

"وہ یہ خوشخبری حضرت محمد صاحب نے ہی سنائی کہ اب کوئی رسول نہ آئے گا" صلا

سردار صاحب اس عقیدہ کو غلط قرار دیتے ہوئے اس کی اصلاح یوں کرتے ہیں۔

"مجھے تو یقین ہے کہ خاتم النبین کا مفہوم یہ نہیں کہ آئیندہ کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور نبوت محمد صاحب پر ختم ہوگئی۔ بلکہ اس کا مفہوم نبیوں کی مہر یعنی نبیوں کی تائید کرنے والا ہے۔ صلا"

گویا آنحضرت صلعم جن کی مادری زبان عربی ہے خاتم النبین کے مفہوم کے سمجھنے سے تو قاصر رہے۔ مگر تیرہ سو صدیوں کے بعد ایک پنجابی سکھ کو ان الفاظ کی سمجھ آگئی۔ اس کی بجنسہ مثال یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہدے کہ گورو گرنتھ صاحب کے فلاں جملہ کا معنے گورو نانک صاحب تو نہیں سمجھے مگر میں سمجھ گیا ہوں تو اس لغو حرکت کو ایڈیٹر صاحب قبول کریں گے۔ ؎

آنچہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

ایڈیٹر صاحب کے ایک ایک فقرہ میں تناقض پایا جاتا ہے۔ مثلاً یہی فقرہ لیجئے جو ابھی میں نے نقل کیا ہے۔ کہ خاتم النبین کا یہ مفہوم نہیں کہ آئیندہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور نبوت حضرت محمد صاحب پر ختم ہوگئی" معلوم ہوا کہ الفاظ "نبوت ختم ہوگئی" کا مفہوم ایڈیٹر صاحب کے نزدیک بھی یہ ہے کہ نبوت بند ہوگئی۔ تو پھر الفاظ خاتم النبیین کا یہ مفہوم کیوں نہیں۔ کہ نبوت بند ہوگئی۔ جب آپ نے لفظ ختم کو خود بندش کے مفہوم پر استعمال کیا تو کیا ہمارے لئے اس لفظ کا اس مفہوم پر استعمال کرنا حرام ہوگیا۔ آگے چلکر آپ فرماتے ہیں۔

"اور خدائے تعالےٰ نے اپنی ہدایت کا خاتمہ قرآن پر کردیا گو قرآن کے لئے خاتم الکتب کہیں نہیں آیا۔ یہ عقیدہ کس قدر خطرناک اور نقصان دہ ہے" صلا

اگر قرآن کریم کے متعلق خاتم الکتب نہیں آیا تو ایڈیٹر صاحب کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ جب ان کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی تعلیم کی تائید کرنے والا ہے۔ تو کیا خاتم الکتب کے یہ معنے نہیں ہوسکتا کہ نبیوں کی کتابوں کی تائید کرنے والا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر پہنچ کر ایڈیٹر صاحب کے ذہن سے نکل گیا کہ وہ پہلے لفظ خاتم کے کیا معنے کر آئے ہیں۔ اور اب کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب کے نزدیک اگر الفاظ خاتم الکتب قرآن شریف کے متعلق ہوتے تو پھر یہ معنے ہوتے کہ قرآن شریف آخری الہامی کتاب ہے مگر جب الفاظ خاتم النبیین آنحضرت صلعم کی نسبت ہوں تو وہاں یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں۔ اس عقیدہ کو ایڈیٹر صاحب خود ہی حل کریں تو کریں۔ ہاں یہ ضروری تھا کہ قرآن شریف کے متعلق الفاظ خاتم الکتب نہ ہوتے کیونکہ آسمانی کتاب زمین سے نہیں اگتی بلکہ اس کا نزول کسی

پڑتا ہے۔ جب بروئے قرآن کریم کوئی نبی نہیں آسکتا تو کتاب کس طرح سے آسکتی ہے۔ قرآن کریم عموماً اصولی امور کو لیتا ہے اس واسطے نبوت کا ختم ہونا کہہ دیا۔ مگر کتاب کا ختم ہونا نہ کہا۔ کیونکہ اس کی ضرورت نہ تھی جب ایک چیز کی جڑھ ہی نہیں تو شلاخ کی تلاش نادانی ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے بھی میاں محمود احمد صاحب قادیانی کی طرح ایک بات کو تو اٹھایا مگر اسکو نباہ نہ سکے۔ دونوں نبوت کے دروازہ کا کھلا رہنا تو کہتے ہیں اور اس کے بند ہونے کو ایک خطرناک اور نقصان دہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن جب دریافت کیا جائے تو آنحضرت صلعم سے لیکر آج تک ساڑھے تیرہ سو سال ہیں کتنے نبی ہوئے تو سردار صاحب تو صرف ایک نبی گورو نانک صاحب کو اور میاں صاحب صرف ایک نبی حضرت میرزا صاحب کو پیش کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ دونو صاحب بھی نبوت کے دروازے کا بند ہونا دراصل مانتے ہیں۔ ہاں سردار صاحب صرف گورو نانک صاحب کو نبی بنانے کی خاطر اور میاں صاحب صرف میرزا صاحب کو نبی بنانے کی خاطر اس دروازہ کو کھولتے ہیں۔ تمام روئے زمین میں تو اس دروازہ کا بند ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ ہاں صرف پنجاب کے لئے شاید یہ دروازہ کھلا ہو ان کے نزدیک تو نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ مگر جینی مت والوں کے نزدیک خدا بننے کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ چنانچہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ کم از کم ۲۴ خدا آچکے ہیں۔ جن کی شہادت تاریخ دیتی ہے۔ جینی کہتے ہیں کہ ہر ایک انسان کے روح میں یہ خاصہ اور ملکہ موجود ہے کہ اگر کامل طور پر نیکی اختیار کی جائے اور ریک سوئی اور تقوے سے کام لیا جائے تو اس طرح ترقی کرتے کرتے انسان اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے جسے خدا کہتے ہیں۔ الغرض ان کے نزدیک خدا بننا ایمان کا ہی ایک اعلےٰ مرتبہ ہے فارسی میں ایک مقولہ مشہور ہے کہ خاک از تودہ کلاں بردار۔ یعنی اگر مٹی بھی تو تو بڑے انبار سے لو۔ تو جب خدائی کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ تو نبوت کو کیا کریں۔ دونوں سے میرا سوال ہے کہ جب نبوت کا دروازہ کھلا ہے تو کیا میاں محمود احمد صاحب تیار ہیں کہ گرو نانک صاحب کی نبوت پر اسی طرح ایمان لائیں جس طرح کہ وہ حضرت میرزا صاحب کی نبوت پر ایمان لائے ہیں۔ اور کیا سردار امر سنگھ صاحب بھی آمادہ ہیں کہ حضرت میرزا صاحب کی نبوت ورسالت پر اسی طرح ایمان لائیں جس طرح وہ حضرت گرو صاحب کی نبوت پر ایمان لائے ہیں۔ میرا قیاس ہے کہ وہ اس پر آمادہ نہیں۔ تو جب آپ خود بھی سودیشی نبیوں پر ایمان لانے پر آمادہ نہیں تو ہم پر اس بوجھ کو کیوں ڈالتے ہیں۔ اب قول کا زمانہ نہیں بلکہ عمل کا زمانہ ہے۔ جس پر عمل کی شہادت نہیں وہ باطل ہے سو پہلے آپ ان نبیوں پر ایمان لے آئیں اس کے بعد ہم کو دعوت دیں۔ انشاءاللہ۔

من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآں در بغل

نبیوں کے آنے کے اقراری بھی آپ اور انکاری بھی آپ خدا کے رسولوں کا انکار ام الجرائم اور مہا پاپ ہے پس آپ ان انبیا کا انکار کرکے اس گناہ کبیرہ کے مرتکب نہ بنیں۔ باقی رہا راقم چونکہ آنحضرت صلعم خود آخری نبی ہونے کے مدعی ہیں جس کی شہادت تمام عالم سے گذر رہی ہے سوائے سرزمین تحصیل بٹالہ کے کہ یہ بقول سردار صاحب ومیاں صاحب خطہ نبی خیز ہے اس لئے کوئی شخص ان دو شخصوں کی خاطر کل عالم کی متفقہ شہادت کو مسترد نہیں کر سکتا چونکہ آنجناب صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے آنجناب کے بعد کوئی کافر بھی نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ احسان عظیم اور رحمت عمیم ہے۔ جو آنحضرت کے قدوم میمنت لزوم کی بدولت دنیا پر ہوئی۔ یہی معنے اس آیت کے ہیں وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین یعنی اے محمد صلعم ہم نے تم کو تمام عالموں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے پس جیسا کہ طلوع آفتاب کے بعد کوئی ظلمت نہیں آسکتی اسی طرح اس روحانی سراج منیر کے بعد کوئی کفر نہیں آسکتا وما یبدئ الباطل وما یعید یعنی نہ تو اب کوئی نیا باطل پیدا ہو سکتا ہے۔ اور نہ عود کر سکتا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

کیا سردار صاحب اور میاں صاحب کو دنیا میں پہلے ہی سے برے آدمی اور پاپی کچھ کم دکھائی دیتے ہیں۔ کہ ان کی تعداد میں اضافہ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اگر غور کی جائے تو پہلے ہی سے ابرار کی تعداد بہ نسبت اشرار کے کم ہے۔ پس ضرورت تو اشرار کے کم کرنی کی تھی۔ مگر میاں صاحب اور سردار صاحب کو اشرار کے بڑھانے کی ضرورت پڑ گئی۔ آنحضرت صلعم نے تو ختم نبوت کا اعلان فرما کر آیندہ پیدا ہونے والے کفر کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ مگر یہ بزرگ پھر ایک نئے کفر کو شروع کرنے کے درپے ہیں اور نادان دوست کی طرح نسل انسانی سے دشمنی کرنا چاہتے ہیں ؎

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

سردار صاحب آنحضرت صلعم کے آخری نبی ہونے پر اعتراض کرتے ہوئے پھر خود ہی لکھتے ہیں

"دھن ہے اس آخری پیغمبر خدا کو جس نے مشرکوں میں پیدا ہو ایک اونکار کا صور پھونکا اور لاکھوں مردوں کو از سر نو زندہ کیا۔ صک"

اگر آنحضرت صلعم کو آخری نبی کہنا قابل اعتراض ہے تو گرو نانک صاحب کو آخری نبی کہنا کیوں قابل اعتراض نہیں؟ میں تسلیم کرتا ہوں کہ گرو صاحب نے واقعی ایک اونکار کا صور پھونکا اور لاکھوں مردوں کو زندہ کیا۔ کیونکہ وہ اپنے زمانہ کے ایک ہادی اور مصلح تھے۔ لیکن کیا سردار صاحب گورو گرنتھ صاحب سے کوئی حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔ کہ گورو صاحب نے خود یہ دعوے کیا تھا۔ کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد ہدایت کا دروازہ بند ہے۔ آنحضرت صلعم کا ایسے دعوے کرنا ناحق سردار جی نے قبول کر لیا ہے۔ انہیں مجھے اب کچھ کہنے کی حاجت نہیں۔ اہل اسلام پر اعتراض کرتے کرتے ایسے اعتراض کے نیچے خود سردار صاحب آ گئے۔ یہی حال میاں صاحب کا ہے کہ دوسروں سے تو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسےٰ نہیں آ سکا بلکہ خود حضرت میرزا صاحب کو حضرت عیسےٰ سے بھی بڑا نبی مان کر لاتے ہیں۔ سردار صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"گورو نانک دیو نہ ہندو تھے نہ مسلمان بلکہ رسول خدا تھے" صلا

لیکن میں نے انہی دنوں میں بڑے بڑے جلسوں میں سکھ برادران وطن کو باآواز بلند کہتے سنا ہے کہ ہم ہندو ہیں ہندو سردار صاحب کو ان سکھوں یا سیاسی لیڈروں پر کچھ بھی رنج نہ ہوا۔ لیکن اگر کسی مسلمان نے یہ کہدیا کہ گرو نانک صاحب ایک مسلمان یعنی خدا تعالےٰ کے فرمانبردار تھے تو اس پر آتش زیر پا ہو کر لکھتے ہیں

"یہ اتہام کہ گرو نانک دیو مسلمان (محمدی) تھے ویسا ہی دل آزار ہے جیسا کہ مسلمانوں کے لئے یہ اتہام کہ حضرت محمد (صلعم) عیسائی اور عیسےٰ کے پیرو تھے" صہ

ایڈیٹر صاحب خاتم النبیین کے یہ معنی کر آئے ہیں کہ نبیوں کی تعلیم کی تائید کرنے والا۔ پس آنحضرت صلعم نہ صرف عیسائی بلکہ موسائی ابراہیمی۔ داؤدی سلیمانی۔ الغرض تمام انبیائے سابقین کی پیروی کرنے والے تھے۔ ایسی حقیقت پر قرآن شریف کی وہ آیت روشنی ڈالتی ہے جہاں حضرت نوح سے لیکر حضرت مسیح تک کل قومی انبیاء کے ذکر کے بعد فرمایا۔ اولئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ (۶: ۹۰) یعنی یہ وہ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی پس (اے محمد) ان کی ہدایات کی پیروی کر یہی ایک عظیم الشان کمال اور ختم نبوت کی دلیل ہے کہ جن الٰہی ہدایات پر کل انبیا نے مل کر عمل کیا ان تمام ہدایات پر اکیلے آنحضرت صلعم نے عمل کر کے دکھلا دیا ہے

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ایڈیٹر صاحب نے اپنی طرف سے تو اس کو کلمہ دل آزار اور قول قبیح سمجھ کر آنحضرت کی طرف منسوب کرنے کی گستاخانہ اور عدوانہ کوشش کی۔ مگر ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اس لئے اہل اسلام کو تو اس سے کچھ رنج نہیں ہوا۔ ہاں ایڈیٹر صاحب نے ایک عظیم الشان نبی کی توہین کر کے ایک سیاہ داغ اپنے ماتھے پر لگا لیا۔ گورو نانک صاحب کو مسلمان کہہ دینے پر ایڈیٹر صاحب بہت ہی غضبناک ہوئے اس سے کم از کم اندازہ لگ سکتا ہے کہ ان کو اسلام اور اہل اسلام سے کس قدر نفرت ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ گورو نانک صاحب مسلمان نہ تھے بلکہ خدا کے ایک رسول تھے۔ حالانکہ مسلمان کا معنی یہ ہے کہ "خدا کا کامل فرمانبردار" اگر گورو نانک صاحب بقول ایڈیٹر صاحب مسلمان نہیں تھے تو پھر وہ خدا کے رسول کیونکر ہو سکتے ہیں خدا کا رسول تو وہی ہو سکتا ہے جس کی فطرت ہی میں اللہ تعالےٰ کی کامل فرمانبرداری مرکوز اور منقوش ہو۔ پس جو مسلم نہیں وہ رسول نہیں۔ آنحضرت صلعم بھی ایک مسلمان بلکہ سب سے بڑے مسلمان تھے قرآن شریف اس پر گواہ ہے اسی طرح کل انبیا کو قرآن شریف مسلمان قرار دیتا ہے۔ اس لئے کوئی باغی اور نافرمان غدار رسول نہیں ہو سکتا۔ حضرت گورو جی کی تعریف میں صدہا صفحات لکھے جائیں۔ لیکن جو اعلیٰ تعریف اور جو اعلیٰ کمال ایک لفظ مسلم میں پایا جاتا ہے۔ وہ کسی لفظ میں نہیں پایا جائیگا۔ پرمیشر کا روپ یا اوتار جس کو ہم ظل کہتے ہیں وہی ہو سکتا ہے۔ جو پرمیشر کی تابعداری میں اپنے تن من دھن کو لگا دے۔ پس میں اپنے عقیدہ کے موافق حضرت گورو صاحب کو اپنے وقت کا ایک مصلح مانتا ہوں۔ اور اس قسم کا مصلح میں حضرت پیران پیر سید عبد القادر جیلانی حضرت معین الدین اجمیری اور حضرت میرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ کو بھی مانتا ہوں بلکہ یہ بھی مانتا ہوں کہ اس قسم کے اوتار قیامت تک آتے رہیں گے۔ جن کو اصطلاح اسلام میں مجدد اور محدث اور لغت میں نبی کہتے ہیں۔ میں میاں صاحب اور ایڈیٹر صاحب کی طرح ان برکات خداوندی کو حضرت میرزا صاحب اور حضرت گورو صاحب تک محدود نہیں کرتا بلکہ خدا تعالےٰ کے افضال کا دروازہ برابر کھلا ہوا ہے جو ڈھونڈے گا سو پائیگا۔ یہ بھی قابل ذکر ہے۔ کہ دین اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا بنایا ہوا دین نہیں ہے۔ قرآن شریف میں کئی مقامات پر اس کو دین اللہ کہا گیا ہے مثلاً

(۱) یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔
(۲) افغیر دین اللہ یبغون۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلعم خود بھی اس دین خدا پر چلنے والے تھے اسی واسطے آنحضرت بھی ایک مسلمان تھے جیسا کہ گذر چکا بلکہ قرآن شریف کی رو سے تمام چیزیں جو آسمانوں اور زمین کے اندر اپنا اپنا کام کر رہی ہیں وہ سب کے سب مسلمان یعنی اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار ہیں۔ جیسا کہ فرمایا و لہ اسلم من فی السموٰت والارض خود لفظ اسلام اس پر روشنی ڈالتا ہے۔ اسلام اللہ تعالےٰ کا ایک نام ہے پس اسلام ایک دین ہے جو خدا کے نام پر ہے نہ کسی انسان کے نام پر پس کسی مسلمان کا گورو نانک صاحب کو مسلمان کہنا کسی بدنیتی یا بے عزتی پر مبنی نہیں لیکن ایڈیٹر صاحب کا آنحضرت صلعم کو عیسائی کہنا ان کے عقیدہ کے بموجب سراسر توہین پر مبنی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو نہ صرف دین اسلام سے نفرت ہے بلکہ عیسائی مذہب اور ہندو مذہب غرضیکہ کل مذاہب عالم سے نفرت ہے۔ خیر اصل بحث تو یہ تھی کہ ایڈیٹر صاحب کہتے ہیں کہ سوائے آنحضرت صلعم کے کسی نبی نے نہیں کہا کہ میں آخری نبی ہوں۔ سو واضح رہے کہ جو آخری تھا اس نے بآواز بلند کہہ دیا کہ میں آخری نبی ہوں اور جو نہ تھے انہوں نے نہیں کہا۔ اگر ایڈیٹر صاحب تناسخ کے قائل نہیں ہیں تو بہرحال کوئی نہ کوئی نبی آخری ہوگا کہ جس کے بعد قیامت برپا ہو جائے گی۔ تو یہی اعتراض اس پر بھی ہو سکیگا کہ پہلے کسی نبی نے نہیں کہا کہ میں آخری ہوں۔ اور تو کہتا ہے کہ میں آخری ہوں۔ ایڈیٹر صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں

"شری گورو نانک دیو اپنے وقت کے کسی پہلے مروجہ مذہب کے پیرو نہ تھے بلکہ خدا کی طرف سے ایک نیا مذہب لیکر مبعوث ہوئے تھے۔ ص۱۳۶"

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ گورو صاحب بھی اپنے زمانہ کے ایک مصلح اور ہادی تھے اور گورو گرنتھ صاحب میں بھی بدیوں سے نجات حاصل کرنے اور نیکیوں کو اختیار کرنے کی تعلیم موجود ہوگی میں ایڈیٹر صاحب کی طرح یہ نہیں کہہ سکتا کہ

"حضرت محمد صلعم کے لئے بھی میرے دل میں خاص عزت ہے گو میں ان کے اس دین کو جو موجودہ قرآن بتاتا ہے نجات کا ذریعہ تسلیم نہیں کرتا" ص۱۲

لیکن باایں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا گورو صاحب نے خود کہیں یہ دعوےٰ فرمایا ہے کہ میں مذہب کا لانے والا نبی ہوں۔ اگر کہیں ایسا دعوےٰ ہے تو اس کو گورو صاحب کے اپنے الفاظ میں پیش کیا جائے اور چونکہ مجرد دعوےٰ قابل قبولیت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کے دلائل بھی خود گورو صاحب کے الفاظ سے پیش کئے جائیں۔ ایڈیٹر صاحب تو ایک نئے مذہب کے پیرو ہیں نہ کہ اس کے وکیل پس وہ اپنی مذہبی کتاب سے دعوےٰ اور ثبوت پیش کریں۔ اگر اس قسم کے اندرونی ثبوت کے پیش کرنے سے ایڈیٹر صاحب عاجز ہوں تو پھر ان کو اختیار ہے کہ وہ دنیا کے موجودہ الہامی مذاہب سے کوئی مذہب پیش کریں جو نبوت اور کتاب سماوی کے ختم کا قابل نہ ہو۔ پارسی۔ اہل ہنود۔ موسائی۔ عیسائی اور بدھ مذہب کے پیرو الغرض سب اہل مذاہب باوجود آپس کے اختلافات کثیرہ کے ایک آخری ختم نبوت پر متفق نظر آتے ہیں۔ اور کوئی نہیں کہتا کہ اب الہامی کتاب نازل ہو سکتی ہے۔ پس تمام مذاہب عالم کا اس ایک امر پر متفق نظر آنا کوئی اتفاقی امر نہیں بلکہ پہلے ہی سے اس کا مقدر ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے جملہ اہل مذاہب اسکو قبول کرنے کے لئے پہلے ہی سے تیار چلے آتے تھے تو اب آخر ختم نبوت قابل بحث نہیں بلکہ قابل بحث یہ ہے کہ ان انبیا میں سے کس نبی نے ختم نبوت کا دعوےٰ کیا سو اس امر کے معترف تو ایڈیٹر صاحب بھی ہیں کہ سوائے حضرت نبی کریم صلعم کے اور کسی نبی نے ایسا دعوےٰ نہیں کیا۔ بلاشبہ یہ صحیح ہے اور سوائے آنجناب کے کسی اور کو ایسا دعوےٰ کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ آنحضرت سے پہلے پے در پے اور سلسلہ وار نبی ہر قوم اور ہر ملک میں مبعوث ہوتے رہے۔ تو اگر کوئی پہلے ایسا دعوےٰ کرتا تو اس کے دعوےٰ کو مابعد کے واقعات غلط ثابت کرتے لیکن جب آنحضرت صلعم نے دعویٰ فرمایا کہ اب تکمیل دین ہو چکی کسی الہامی کتاب کی ضرورت نہیں رہی تو پھر سب دنیا پر مہر سکوت لگ جاتی ہے اور کوئی آواز نہیں اٹھاتا کہ میں نئی کتاب سماوی یا نیا دین لیکر آیا ہوں۔ اس جگہ ذکر انبیا کا ہے نہ کہ مخبوط الحواسوں کا کیونکہ وہ تو خدائی کے دعوے کرنے سے بھی نہیں ملتے۔ میں نے سنا ہے کہ ملک پنجاب میں ایک شخص نے دعوےٰ کیا تھا کہ میں خدا ہوں اور میری بیوی رسول۔ صادقوں کے لئے علامات اور نشانات ہوتے ہیں۔ اور وہ کروڑہا نفوس انسانی کے قلوب پر اپنا تسلط روحانی جما لیتے ہیں۔ اور ان کے اندر حیاتی کی روح اور نیکی کی لہر پیدا کر دیتے ہیں۔ پس اہل اسلام تو اس صداقت پر کہ اب کسی الہامی کتاب کی ضرورت نہیں۔ تمام مذاہب عالم کو بطور گواہ اور ثبوت کے پیش

کرسکتے ہیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب اس عظیم الشان عالم میں بالکل اکیلے اور یتیم نظر آتے ہیں۔ اور اپنے دعوے کی تائید میں کسی مذہبی جماعت کو پیش نہیں کرسکتے۔ لیکن باوجود اس کے میں ایڈیٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ گورو نانک صاحب کونسا نیا مذہب لائے اور اس میں کونسی نئی ہدایات اور جدید صداقتیں ہیں جو پہلے ہی سے قرآن حکیم میں علی وجہ الکمال موجود نہیں ہیں۔ اگر کوئی ایسی جدید صداقتیں اور ہدایتیں ہیں تو ایڈیٹر صاحب نے آج تک ان کو چھپائے کیوں رکھا ہے اب بھی وقت ہے انکو ظاہر کرکے دنیا پر احسان کریں۔ باقی رہا قرآن شریف سو وہ نہ صرف جدید تعلیم اور نئی ہدایات کو پیش کرتا ہے بلکہ وہ اپنے اندر تمام پرانی ہدایات کا جمع ہونا بھی ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے فیہا صحف مطہرہ۔ فیہا کتب قیمۃ یعنی اس قرآن میں تمام صحیفے اور کتابیں تحریفات سے پاک کرکے جمع کر دی گئی ہیں پھر ان سب کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ مصدقاً لما معکم اب رہا یہ امر کہ قرآن کریم میں کونسی ہدایات ہیں۔ کہ جن کا نام و نشان بھی پرانی الہامی کتابوں میں نہیں سو ان کا ایک بڑا ذخیرہ ہے مگر بطور نمونہ کچھ پیش کرتا ہوں۔

(۱) بعثت نبوی سے قبل ہر ایک قوم کا مذہبی رنگ میں یہ عقیدہ چلا آتا تھا بلکہ اب بھی ہے کہ خدا کی کتاب اور خدا کے رسول صرف ہماری قوم اور ملک میں آئے ہیں۔ اور باقی سب محروم اس عقیدہ سے قومی تخصیص اور غیر قومی تحقیر کا خطرناک زہر جسم انسانی میں پیدا ہوگیا تھا کہ اس بحرانی حالت میں ایک امی صلعم نے تمام دنیا کے خیالات کے برخلاف یہ ندا دی ولکل قوم هاد۔ ولکل امۃ رسول۔ یعنی ہر قوم میں ہادی اور رسول آئے ہیں یہ پہلی نئی بات ہے۔

(۲) ہر رسول پر خدا تعالی کی طرف سے ہدایت نامہ یعنی کتاب نازل ہوئی۔ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتب۔ یہ دوسری نئی بات ہے۔

(۳) ہر مسلمان کا فرض قرار دیا کہ نہ صرف اپنے رسول اور اپنی کتاب پر ایمان لائے بلکہ جس قدر مختلف قوموں میں رسول اور ان پر جو کتابیں نازل ہوئیں سب پر ایمان لائے اور ایک کا بھی انکار نہ کرے وما اوتی النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون۔ جب ہم نے دنیا کے سب پیشواؤں کو مان لیا تو نسل انسانی میں عالمگیر صلح اور روحانی برادری کی بنیاد قائم ہوگئی جو کبھی برباد نہیں ہوسکتی۔ یہ تیسری بات

(۴) پھر تمام نسل انسانی میں جسمانی برادری کی بنیاد یوں ڈالی

یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی اے تمام لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور قبیلے اور ذاتیں محض شناخت کے لئے رکھی گئی ہیں (اس سے بڑائی نہ کرو) کیونکہ بڑائی کا معیار اب قومیت نہیں بلکہ تم میں سب سے بڑا وہ ہے جو نیکی کرتا ہے اور بدی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اس آیت کا [illegible] گورے کالے کا فرق اور مشرقی مغربی کا فرق سب ہٹا دیا۔ اور یہ بتلا دیا جب تم ایک ماں باپ سے پیدا ہوئے ہو تو تم تو بھائی بھائی ہو الغرض اگر پہلے انبیاء نے تخصیص کی قیود کو توڑ کر قومی وحدت کی بنیاد رکھی تھی تو خاتم الانبیاء نے قومی قیود کو توڑ کر کل نسل انسانی میں وحدت کی بنیاد ڈالی۔ اگر پہلے انبیاء کی غرض افراد کو اکٹھا کرکے ایک قوم بنانا تھا تو سردار انبیاء کی غرض کل قوموں کو اکٹھا کرکے کل نسل انسانی میں اتحاد پیدا کرنا تھا۔

ہر ایک نبی نے اگر ایک ایک ملک اور خاص خاص قوم میں وحدت پیدا کی تو سرتاج انبیاء نے سارے جہان میں وحدت کی روح پھونک دی سب انبیاء کامل موحد تھے مگر اکمل موحد صرف وہی ہے جس نے کل جہان میں وحدت کی تلقین کی۔ اسی واسطے کسی نبی نے یہ نہ کہا کہ میں کل عالم کی طرف سے مبعوث ہوکر آیا ہوں بلکہ قوم انبیاء کے آخری نبی حضرت مسیح کو بھی یہ کہنا پڑا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ مگر فخر انبیاء کی یہ شان ہے جن کے حق میں آیا تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ ان ھو الا ذکر للعالمین۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ یہ چوتھی نئی بات ہے۔

الغرض کیا روحانی لحاظ سے اور کیا جسمانی لحاظ سے تمام اقوام عالم کو ایک برادری اور اخوت کے شیرازہ میں باندھ دیا۔ پس انسان کے قبول کرنے کے لائق صرف وہی مذہب ہوسکتا ہے جو انسانوں میں انس پیدا کرے اور وہ نہیں ہوسکتا جو ان میں بغض اور چھوت چھات پیدا کرے جو مذہب سانپ کی پوجا اور حشرات کی سیوا پر تو زور دیتا ہے مگر انسان کو انسان سے جدا اور انسان کو انسان سے چھوت کرنا سکھاتا ہے۔ وہ مذہب انسان کے لئے کیونکر ہوسکتا ہے نجات کا آغاز تو اسی عالم سے ہونا چاہئے۔ بعد الموت نجات کا ماننا تو دیکھا جائیگا۔ ہم [illegible] اور [illegible] بھی ضرورت نجات [illegible] شخص خدا تعالی کے فرستادوں کی توہین کرتا ہے اور عام خلق اللہ سے نفرت اور حسد رکھتا ہے وہ تو اس دنیا میں آگ سے [illegible] دل ہے جو ان کی [illegible] کیونکر دیتا ہے

برائے اشتعال پر [illegible] آمیز

ایڈیٹر صاحب تو لکھتے ہیں کہ اور کسی نبی نے نہیں کہا کہ میں آخری نبی ہوں لیکن آنحضرت کے لئے میں کہتا ہوں کہ بہت سی صداقتیں ہیں جو کسی نبی نے نہیں

مراسلات

اہل بہاء کے نام ایک پیغام

(از ڈاکٹر [illegible] اللہ صاحب مسلم مشنری مقیم بمبئی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

[illegible] جلد جلد انبیا کی ضرورت پڑتی تھی اور شریعت درست کی جاتی تھی۔

[illegible] ہر ایک نبی جس قوم میں بھیجا جاتا تھا۔ وہ ضرور تھا کہ اپنی قومی زبان میں ہی [illegible] ورنہ اس کی کتاب کا مطلب سمجھنا ناممکن ہو جاتا مگر بڑی مصیبت یہ تھی کہ [illegible] زمانے کی تمام [illegible] زبانیں معرض تبدیل میں تھیں اور وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت سے کچھ پہلے مر چکی تھیں۔ یعنی جن زبانوں میں پہلے وہ الہامی کتاب لکھی گئی تھیں وہ اس وقت کسی قوم کی رائج الوقت زبان نہیں تھیں۔ اس لئے ان کے معنی کرنے میں بے شمار مشکلات پیش [illegible] جن سے تحریف کے سلسلہ کو بڑی مدد ملی اور تاویل رقیقہ نے ان کتابوں کی معنوی حیثیت [illegible] قومی ہونے کے بالکل ضائع کر دی کیونکہ ان کتابوں کا نہ کوئی سلسلہ حفاظ [illegible] الفاظ الٰہی کو محفوظ رکھتا۔ نہ کثرت اشاعت تھی نہ تواتر تحریر [illegible] [illegible] اجماع ممکن تھا۔ نہ زبان کے لفظوں کی قومی زندہ لغت [illegible] معنوں کی لایعنی تاویل کو روکتی۔ اس کی مثال یہود۔ ہنود۔ پارسی [illegible]

[illegible] پہلے انبیا یا ان کی کتب نے کبھی آخری ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور نہ مکمل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ چنانچہ یہود میں مسیح ایلیا اور ایک نبی کے آنے کا انتظار ہے [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد احمد کے آنے کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی [illegible] کو ناقص ٹھیراتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو پوری تعلیم کا متحمل اور اہل نہیں سمجھتے تھے۔

[illegible] پہلی کتابوں میں کسی نے بے مثل ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ کیونکہ جب سلسلہ انبیا جاری تھا۔ تو ہر ایک نبی مابعد کی کتاب کیفیت یا کمیت میں اپنے ماسبق کتا[ب] سے بڑھ کر گذشتہ اور موجودہ مجموعہ بالعموم زیادہ جامع اور زیادہ مفید ہوتا تھا۔ اس لئے [illegible] سو برس بلکہ اس کے اندر اس کی مثل اور بڑھ کر کوئی نہ کوئی کتاب آ جاتی تھی۔ اس لئے پہلے انبیا کو یہ دلیل پیش کرنے کی نہ کوئی ضرورت تھی۔ اور نہ ان کی کتاب اپنے مابعد نبی کی کتاب سے ٹکر کھا سکتی تھی یہ نشان عظیم الشان صرف قرآن مجید کو دیا گیا ہے۔ جس کے آنے سے پہلے کی تمام کتاب محرف مبدل اور ناکافی ہونے کی وجہ سے منسوخ ہو گئیں۔ اور بعد کوئی اور آنے والی نہیں تھی جس سے مقابلہ کا امکان ہو۔

۹ سب نے اپنے بعد اپنے سے بڑے نبی کا منتظر رہنے کو کہا ہے۔ چنانچہ جب کسی قوم میں کوئی نبی آیا تو اس کی تکذیب اس لئے نہیں ہوئی کہ نبوت بند ہو چکی ہے بلکہ وہ کسی اور سبب سے ہوئی۔ یہ ایک بین ثبوت اس بات کا ہے کہ تمام قوموں کے دلوں میں ختم نبوت کا کبھی خیال نہیں آیا۔ مگر مسلمان صرف نبوت کو سن کر بے کھٹکے کسی کاذب کو رد کر سکتا ہے۔ کیونکہ امکان اجرا نبوت کی صورت میں دعوے خداوندی کی تکذیب نظر آتی ہے جو کسی دلیل سے رفع نہیں ہو سکتی*

اب ہم گذشتہ انبیا علیہم السلام کے زمانہ کی کیفیت بیان کر چکنے کے بعد اس عظیم الشان تمدنی فرق کی طرف آتے ہیں جس کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چند صدیاں بعد شروع ہو گیا تھا۔ زمانہ انتشار انسانی جسمانی ترقی کے اس زمانے سے مناسبت رکھتا ہے۔ جس میں انسانی جسم اپنے موعودہ قد کو حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس کے جسم میں کوئی زیادتی واقعہ نہیں ہو سکتی۔ مثلاً جو بیس پچیس برس کا سن یا جانور اور درختوں کی وہ حالت جن میں وہ زیادہ سے زیادہ اپنے فوائد دے سکتے ہیں۔ ایسے ہی تمام ارضی و سماوی تغیرات جب وہ کسی صوری ازدیاد کو قبول نہیں کرتے۔

تمہید سوم کو آپ تمہید دوم کے مقابل پڑھیں جس میں آپ کو گذشتہ زمانے کے نبیوں اور نبی آخر الزمان کا فرق جو بالکل ظاہر ہے اور موٹی سمجھ والے بھی اس کو معلوم کر سکتے ہیں۔ اس لئے بے شمار دور فرق جو زیادہ باریک ہیں وہ آپ کے سامنے نہیں پیش کئے۔ کیونکہ میں نے اگلے دن کی گفتگو سے دیکھ لیا ہے کہ آپ محققانہ دماغ نہیں رکھتے اور چند سوفسطائی خیالات کو حقائق کا درجہ دے رکھا ہے۔ جن پر اگر عالمانہ اور حکیمانہ بحث کی جائے تو وہ چند ظنون باطلہ ہیں۔ جن کی خارج میں بالکل تصدیق نہیں ہوتی۔ اور یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ آپ کو ان وہموں کا سچ ہونا کس طرح معلوم ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کسی خیال کو حق سمجھ کر اس پر ایک لمبا سلسلہ خیالات کا باندھ لے اور اسے مرتے دم تک یہ خبر بھی نہ ہو کہ میں نے کیا تا [illegible] غلطی کی تھی۔

یہ زمانہ جس کو میں اخیر زمانہ کہتا ہوں اس انسانی ترقی کی آخری منزل کی ابتدا ہے جس کی ابتدا فن تحریر کے عام رواج پانے سے شروع ہوئی ہے جس سے انسانی تجربہ محفوظ رہنے لگا۔ اور قوت حافظہ اور ادراک کو بے انتہا مدد اس عجیب و غریب فن سے ہوئی۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ زمانہ عجائبات سے پر ہے مثلاً فن تحریر کی کثرت

جس نے علم کو عام کر دیا اور اس کی ترقی حیرت انگیز رفتار سے ہونے لگی قومیں ایک دوسری کے ساتھ بہت جلد ملنے والی تھیں علم اور ہنر کی کثرت کی وجہ سے طرز زندگی بہت پیچیدہ اور مرکب ہو گئی تھی۔ باری تعالیٰ جو اس کون و مکان کا خالق اور حافظ ہے انسان کے دماغی اور عقلی قوائے کو انتہائی ترقی کے درجے دینے والا ہے۔ اور انسان کو وہ گر بتاتے جانے والے تھے جن کو اخلاص سے پورا کرنے میں ان کو انتہائی درجہ عقل کا حاصل ہو جاتا ہے۔ آپس کے میل جول کی وجہ سے تقلید کا بیان دن بدن کم ہونے والا تھا اس طرح انسانی دماغ اپنے خاموش حالت کو چھوڑ کر اپنے خیالات کے انتہا کو پہنچنے والا تھا۔ خواہ وہ اچھا پہلو ہو خواہ برا۔ تاریخ صحیح معنوں میں رائج ہو کر ایک مشہور شخص کی زندگی اور ہر ایک زمانہ کی حالت کو بالکل محفوظ کر دینے والی تھی۔

چھاپہ خانہ کی وجہ سے کیا۔ اور کتاب کے عام ہونے کی وجہ سے کیا قوت حافظہ کو بڑا سہارا مل گیا تھا۔ اس لئے خدائے علیم اور حکیم نے جو یہ ترقی انسان کی فطرت میں رکھی تھی۔ یعنی تمام انسان سب مل کر اپنی انتہائی قوتوں کے جوہر دکھائیں اور ہر ایک مضرت سے جو لازماً ہر ایک مفید چیز کی بد استعمالی کے سبب لاحق حال ہوتی ہے بچانا منظور تھا۔ اس لئے اس زمانہ کے نبی میں اور کتاب میں اپنی قدرت کاملہ کا نمونہ دکھانے کے لئے مفصلہ ذیل طریق جاری کیا جس میں کوئی پہلا نبی ان کا شریک نہیں ہے۔ اور کوئی اس سے بڑھ کر اور ذریعہ عند العقل متصور نہیں ہو سکتا۔ جو خداوند کریم کی قدرت علم حکمت کو مدنظر رکھ کر تجویز ہو سکے۔ اور جہان میں نیکی اور آرام ہو۔ اور اس کے مقصد انسانیت پورا ہو کہ چند اوباشوں اور شہدوں کو کلیتہً آزاد کیا جائے۔

غرض کہ یہ زمانہ جس کو علم اور قلم کا زمانہ کہنا چاہئے ابھی ظاہر ہونے والا ہی تھا کہ خدائے علیم و قدیر نے اپنی نعمت جس کا تعلق ہدایت سے ہے اس طرح نازل کی کہ پہلے انبیاء صحف اولی والوں سے بہت ارفع اور اعلیٰ اور اکمل درجہ میں نازل کیا۔ اور ان میں اور نبی آخر الزمان میں ایسے بین فرق رکھ دیئے جو ایک عظیم الشان فرق کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہ نبوت کا ختم کر دینا ہے جسے موٹی سی سمجھ والا بھی معلوم کر لیتا ہے۔ ورنہ اس عظیم الشان فرق کی کوئی وجہ معقول بیان کرنی چاہیئے۔ اب ہم ان موٹے موٹے فرقوں کو لکھتے ہیں جو پہلے نبیوں اور آخر زمانہ کے نبی میں ہیں۔

(۱) جہاں پہلے نبی اپنی اپنی قوم کو مخاطب کرتے تھے نبی آخر زمان تمام جہان کو مخاطب کرتے ہیں اس کے ثبوت کے لئے صرف قرآن مجید کا پڑھنا ہی کافی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں لکھا ہوا موجود ہے

ا۔ قل یا ایها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی له الملك السموٰت والارض۔

ب۔ وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا و نذيرا

ج۔ وما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين

د۔ فبای حدیث بعدہ یومنون۔

ہ۔ بای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یومنون۔

احادیث جن پر تواتر ہے۔ وہ اس کی مختلف طریقوں سے تصدیق کرتی ہیں اس کے علاوہ واقعات خارجی جن پر قبضہ سوائے فاطر السموٰت والارض کے کسی کا نہیں ہو سکتا وہ اسکو ایسا ثابت کر دیتے ہیں کہ سوائے سفسطی کے کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ کہ پہلے ہر قوم میں نبی آتے تھے مگر اس نبی کے بعد کہیں کوئی نبی نظر نہیں آتا۔ نہ دوسری غیر مسلم اقوام میں نہ خود اہل اسلام میں ورنہ نظیر پیش کرنی چاہئے۔ صرف فرضی ضرورت پر انحصار کرنا اور اس کا بدیہی ثبوت نہ دینا صرف اہل باطل کا کام ہے۔ غرضیکہ یہ پہلا فرق ہے جو نبی آخر الزمان اور انبیائے سلف میں ہے۔

(۲) جہان دوسرے انبیا مختصر سی قومی اصلاح کرتے تھے۔ ان کی کتابوں میں دوسری اقوام کی بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ اور لازماً ان کی اصلاح کا طریقہ بھی ان میں مذکور نہیں ہوتا تھا۔ قرآن مجید میں تمام قوموں کی بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کا ذکر بڑی شدومد سے ہے اور ان کا سہل ترین اور قدرتی علاج بھی بے مثل حکیمانہ طرز پر بیان ہوا ہے۔ اب جب تک کوئی شخص نئی بداعمالیاں اور بدعقیدگیاں بیان نہ کرے جن کو قرآن کریم اور نبی رحمۃ للعالمین نے بیان نہیں فرمایا۔ اور ان کا علاج اس سے بہتر طریقہ سے بتائے جس طریقہ سے قرآن نے بتایا۔ یا کوئی نیکی جو کافۃ الناس کے مفید ہو۔ مگر قرآن اس کے بیان کرنے سے بالکل خاموش ہے۔ تو پھر کیوں تحصیل حاصل کر کے باری تعالیٰ کے فعل کو لغو ثابت کرے۔ اور دانشمندوں کی نظر میں سبکی حاصل کرے۔ اگر یہ دعوے ہو کہ پہلی کتابوں میں بھی سب اعمالیوں کا علاج اور نیکیاں حاصل کرنے کا طریقہ مندرج ہے۔ تو وہ پیش کرنی چاہئے۔ صرف فرض کر لینا کافی نہیں ہے۔

(۳) پہلی کتابوں نے کبھی عقلی دلائل کو اپنی تائید میں پیش نہیں کیا صرف منقولی طرز پر دارومدار رکھتے تھے۔ اس لئے حکیمانہ استدلالات سے وہ بالکل کوری ہیں۔ مگر قرآن کریم کا یہ بین امتیاز ہے کہ وہ اپنے دعاوی کے ساتھ ساتھ معقول استدلال پیش کرتا ہے۔ جن کی بنیاد واقعات صحیحہ اور مشہودہ کے سر پر ہوتی ہے۔ نہ کہ ظنیات فاسدہ پر مگر چونکہ عقل انسانی دن بدن ترقی کرنے

والی چیز ہے اس لئے قرآن کریم کے معقولات ہر ایک درجہ کے آدمی کو تسلی دے سکتے ہیں۔ مثلاً تھوڑی سی سمجھ رکھنے والے انسان سے لیکر نہایت محقق ترین فلاسفر کے خیالات کو صحیح کر سکتی ہے۔ اور یہ اس زمانہ تک ثابت ہے اور قانون احساس اور تصدیق کے موجب آئندہ بھی یہی یقین ہے جس طرح ہمیں موت کے آنے کا یقین ہے گو کوئی سفسطی کہہ دے کہ اس کی بنیاد صرف استقراء پر ہے اس لئے ممکن ہے کہ کبھی انسان موت پر فتح پالیں۔ مگر عقلمند اس بات کو محض بکواس سمجھیں گے اور گذشتہ امثال نے ان کو یقین دلا دیا ہے کہ موت لابدی ہے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ قرآن حکیم کے استدلالات اس قدر مختلف تجربوں سے یقینی ثابت ہو چکے ہیں۔ کہ وہ آئندہ بھی ایسے ہی غیر متزلزل رہیں گے جیسا کہ اب تک رہ چکے ہیں۔ بہرحال اس وقت تک یہ بدیہی ہے جس کے خلاف اگر زمانہ کوئی امر پیش کریگا۔ تو دیکھا جائیگا۔ مگر یاد رکھیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوگا۔ گو ہم اور آپ دونو نہیں ہونگے۔ مگر خدا کی سنت جو اس کی مخلوق میں جاری ہے وہ کبھی بدلے نہیں بدلیگی اور نہ ذرہ بھر ٹلے گی۔

ہاں آپ ایک اعتراض کر سکتے ہیں کہ اگر تمام قرآن مجید کے دلائل شروع میں نازل ہو گئے ہیں تو جب تک لوگوں کی ذہنی حالت ان کے سمجھنے کے لایق نہیں بنی۔ اس وقت تک وہ کچھ مفید نہیں ہو سکتے کیونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ دلیل کو سمجھنے کے لئے بھی صاف دماغ اور ایک اچھی خاصی ورزش دماغی اور بہت سے طبعی علوم کی واقفیت ضروری ہے۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ باری تعالےٰ نے جن دلائل سے بنی آدم کو قائل کیا ہے۔ وہ بالکل بین ہیں۔ یعنی وہی دلیل ایک ناواقف شخص کو جو علوم انسانی سے کچھ یوں ہی سی واقفیت رکھتا ہے قایل کر دیتی ہے۔ اور وہی دلیل فلسفی کو ذرا دقیق نظر سے دیکھنے سے قایل کریگی۔ مثلاً ایک عام آدمی کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خداوند کریم نے آنکھ اور کان کیسے مفید مطلب اور موزون بنائے ہیں۔ ویسے ان کی باریک ترکیب سے ایک بڑے فلسفی کو قائل کریں گے۔ کہ خود بخود واقع ہونے والی چیزوں میں اس قدر موزونیت بالکل نہیں ہو سکتی۔ جو ان اعضا کی اندرونی اور بیرونی ترکیب اور خواص میں ہے۔ اگر کوئی اس سے بھی زیادہ دور ہو جائیگا۔ تو اس کے لئے بھی دلائل موجود ہیں۔

ایسے ہی نبوت کے اجرار اور اس کی تکمیل کے لئے بھی دلائل عقلی موجود ہیں جن کی بنا مشہودہ اور محسوسہ علوم پر ہے۔ صرف امکانی اور فرضی نہیں ہے۔

ہاں اگر اعتراض کرنے والا زیادہ چالاک ہو اور قرآن کریم کی حمایت کرنے والا اس کا صحیح جواب نہ دے سکے تو یہ اور بات ہے جس سے طبیعتوں میں بے ایمانی پھیل جاتی ہے۔ اور لوگ اس مغالطہ سے موثر ہو کر ایمان اور اعمال کمزور اور ظاہر پرست ہو جاتے ہیں۔ اور ایک تھوڑے سے عرصہ کے بعد ایک حصہ مخلوق یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ کلام الٰہی کتب فلسفہ اور حکمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ صرف یہی ایک راہ ہے جس سے قرآنی تعلیم بوجہ نہ پیش ہونے صحیح طور کے یا بوجہ استغنائے اشخاص بے اثر رہ سکتی ہے۔ سو اس کے ازالہ کے لئے خداوند کریم کا پیدا کردہ سامان یہ ہے کہ تھوڑے سے تھوڑے عرصہ کے بعد علمائے ربانی ٹھیک طور پر اور محققانہ طور پر قرآن کریم کی حقانیت اور فضیلت ثابت کر دیتے ہیں اور مروجہ خیالات کا ظنی اور بے اثر ہونا قوی دلائل سے مبرہن کر دیتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ علمائے ربانی اس تیرہ سو برس میں اس قدر کثرت سے ثابت ہو چکا ہے اور نظائر اس قدر بے شمار ہیں کہ صرف ملحد اور سفسطی ہی اس کا انکار کریگا۔ مگر پھر اسے تمام ان اصولوں کا انکار کرنا پڑیگا جن سے نوع انسان علم حاصل کرتی ہے اور گذشتہ واقعات کی تصدیق کرتی ہے۔ غرضیکہ یہ کمی اس طرح پوری کی گئی ہے تاکہ پیش از وقت دقیق دلائل سے بھی انسان کو پریشان نہ کیا جائے جن کا فائدہ کچھ نہیں جب اعتراض نہیں ہے تو اس کا جواب دینا کچھ معنے نہیں رکھتا چنانچہ ہر ایک عالم اپنے زمانہ کے اعتراض کو مدنظر رکھ کر اعتراض کا ازالہ کما حقہ کر دیتا ہے۔ اور اس کے بعد والا اپنے زمانہ کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ ہاں اگر اس سلسلہ کے افراد بہت لمبی لمبی میعاد کے بعد آتے۔ تو ضرور دنیا میں بہت سے اشخاص اس تعلیم الٰہی کی عملی برکت سے محروم رہ جاتے۔ مگر خداوند کریم نے اپنے فضل عمیم سے ان کا سلسلہ قریباً لگاتار کر دیا ہے۔ ان کے وجود باجود سے دنیا کبھی خالی نہیں ہوتی۔ یا زیادہ سے زیادہ سو برس میں کوئی نہ کوئی ایسا ممتاز شخص پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کو اسلامی اصطلاح میں قطب یا غوث محدث۔ مجدد وغیرہ نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ شریعت کا درخت ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے۔ اور نبوت کی بالکل ضرورت نہیں پڑتی۔

دوسرا اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ اگر نبی کی آمد بند سمجھی جائے تو اس پر انسانی فطرت ایک دوسری مشکل میں پڑ جائیگی۔ کیونکہ اسے نبوت کے ایک طبعی امر ہونے پر انکار کر دینے کے لئے ایک دلیل مل جائیگی۔ کیونکہ جو شخص امکان نبوت کو ہی محال سمجھتا ہے وہ کسی کو بھی نہیں مانے گا۔ اور امکان کسی امر کا پہلے زمانہ میں صرف موجودہ حاضرہ مثال سے ہی ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ علم یا تو اس چیز کے مشاہدہ سے ہوتا ہے یا اگر وہ موجود نہ ہو۔ اور اس کا سارے جہان میں بھی وجود نہ رہا ہو۔ تو اس کی تصویر یا کسی اور ملتی جلتی چیز سے بھی علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کا مکمل علم آپ کو کتاب

احمدیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ جب نبوت کا وقوع محال ہو جاوے۔ تو اس پر عقلی دلائل بمثل نبی سے پیش کی جاتی ہیں۔ جس کو مجدد۔ محدث وغیرہ نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کا وجود نہ صرف امکان نبوت کو متحقق کرتا ہے۔ بلکہ ضروری دلائل جو کتاب اللہ کی حمایت میں پیش کرنے ہوتے ہیں وہ پیش کر دیتے ہیں۔ جس سے اسلام پھر تازہ حالت پر آجاتا ہے۔ اور مختلف طبائع کے شکوک و اعتراض جو کسی غلط فہمی پر مبنی ہوتے ہیں۔ وہ سب دور ہو کر ان کی جگہ یقین اور ایمان آجاتا ہے۔

آپ اس جگہ پر ضرور کہیں گے۔ جیسا کہ آپکی اگلے دن کی گفتگو سے مترشح ہوتا تھا۔ کہ پہلی کتابوں میں بھی عقلی دلائل اور مختلف طبائع اور حالات کے مطابق عقلی دلائل درج ہونگے۔ (یا ہیں) مگر اس کا ثبوت خارجی طور پر دینا آپ کے ذمہ ہے۔ صرف فرض کر لینا کافی نہیں ہے۔ مثلاً صانع عالم پر عقلی دلائل۔ اس کی توحید پر اس کے خالق ہونے پر دلائل۔ رسالت اور نبوت کے ممکن ہونے پر دلائل۔ پھر اس نبی کے حق ہونے پر دلائل عقلی۔ غرضیکہ تمام اصول نجات کے حق ہونے پر دلائل لازمی ہونگے۔ مگر یہ دلائل مقدمات صحیحہ پر مبنی ہوں صرف پیچ در پیچ اور سوفسطائیانہ تقریریں نہ ہوں۔ بلکہ دعوے کتاب کے الفاظ میں ہو۔ اور دلیل اس کی اپنی پیش کردہ ہو۔ نہ کہ کسی مرید رشید کی۔ اسی ضمن میں اگر آپ چاہیں۔ تو کتاب لقمان کے کلام اللہ ہونے پر بھی دعوے مع دلیل معقول پیش کریں۔ نیز جو اس نے علم و فضل انسانی میں اضافہ کیا ہے۔ وہ بھی ظاہر کر سکتے ہیں تاکہ ارباب علم و حکمت پر نئے نبی کا فیضان معلوم ہو۔ اور مجرموں کی حد بندی کیلئے جو موثر علاج خدائے قرآن نے پیش کیا ہے۔ تا اس کا مقابلہ موجودہ کتاب کی تجاویز سے ہو سکے۔ مثلاً چوروں زانیوں اور قطاع الطریق کے لئے کیا علاج سوچا گیا ہے۔

غرضیکہ قرآن مجید کو تیسرا عظیم الشان امتیاز جو اسے دوسری الہامی کتب پر حاصل ہے۔ وہ اس کا دلائل حکمیہ پر احاطہ کر لینا ہے۔ جس میں سب آدمیوں کے مختلف اوہام و شکوک اور کفریات کا علاج درج کیا گیا ہے۔ اور ایک جتنا غور سے دیکھا جائے دلائل کی انواع جو ایک دوسرے سے زیادہ باریک ہیں۔ نظر آتی جاتی ہیں۔ لیکن کثرت چونکہ ہمیشہ ایسے اشخاص کی ہوگی۔ جو صریح دلیل کے محتاج ہیں۔ اسلئے صاف دلائل کے دریا قرآن میں بہتے نظر آئیں گے اس سے زیادہ تجسس نگاہوں کیلئے زیادہ گہرے دلائل پائے جائیں گے چونکہ یہ مضمون بہت بڑا ہے۔ اور اس پر ایک ضخیم کتاب الگ لکھی جا سکتی ہے اسلئے اگر آپ پسند کریں گے۔ تو اس پر کافی روشنی ڈالی جائیگی۔

(باقی آئندہ)

میاں صاحب کے رؤیا والہامات
ایک محمودی حالت تماز میں

[illegible]

ان فتاوی کو یہاں پیش کرنے سے میرا مدعا ان کی صحت یا عدم صحت پر کوئی تنقیدی نظر ڈالنا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ امر یہاں ہماری بحث سے خارج ہے بلکہ ان فتاوے کے پیش کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ تا مدعی فضیلت پیر اور فی الواقع مولوی فاضل مرید کے خیالات میں جو بعد المشرقین ہے وہ پبلک پر ظاہر ہو جائے اور نیز تا کہ پبلک جان لے کہ محمودی گروہ کے یہ دو مشاہیر کس عقلمندی سے دو متقابل انتہائی نقطوں پر پہنچے ہیں اور یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے ورنہ میاں صاحب کا ہر مرید ایک دوسرے سے معتقدات میں مختلف ہے جس کے لئے محض تجربہ شرط ہے۔ اور میاں صاحب کو اس کا بخوبی علم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۱۵ء میں سیدنا حضرت مولوی محمد علی صاحب نے جب میاں صاحب کو مباحثہ کا چیلنج دیتے ہوئے یہ تجویز فرمایا تھا کہ وہ تین منصف ہماری جماعت میں سے منتخب فرمالیں اور حضرت مولوی صاحب تین منصف جماعت محمودیہ سے چھانٹ لیں تو میاں صاحب کو اس شرط کے قبول کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ کیونکہ میاں صاحب کو اپنی ہی جماعت پر اعتبار نہ تھا۔

میاں صاحب کو ہر غلطی پر سبق ملتا رہا ہے۔ جب لیمز قادیانہم کی تفسیر میاں صاحب کے لئے ایسی خطرناک اور یاس افزا ثابت ہوئی۔ تو آپ نے اپنے الہامات کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ اور جہاں کثرت الہامات کا دعوے تھا وہاں اپنی قلم سے لکھدیا کہ مجھے قلیل الہامات ہوتے ہیں۔ اور فی الحقیقت ایک طویل مدت تک آپ نے الہامات کا نام نہ لیا۔ اور اپنے دیوانوں کے مشغلہ کے لئے مباہلوں کا سلسلہ جاری کر دیا۔ پانچ ہزار روپیہ کسی بنک میں جمع کرا دو۔ اور ہزار آدمی لاکر ہم سے نبرد آزمائی کر لو۔ کے کاغذی گھوڑے چاروں طرف دوڑنے لگے۔ غرض بے کاروں کی توجہ کو یکسو کرنے کے لئے یہ مصلحتی کارروائی کئی سال برابر جاری رہی اور مجھے تو ایسے مجہول الاحوال محمودیوں سے بھی واسطہ پڑا ہے۔ جن کو ہار پانچ منٹ کے بعد مباہلہ کا دستانہ پھینکنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ اب جب کہ ہر طرف سے زک کھا کر مباہلہ کے ڈورے ڈالنے کی کہیں گنجائش نہ رہی اور ادھر سے سیدنا مولوی محمد علی صاحب نے اتمام حجت کے ذریعہ سے محمودی کیمپ پر گولہ باری شروع کر دی۔ تو پھر میاں صاحب کو رؤیا و الہامات کا جال بچھانے کی ضرورت پڑی۔ تاکہ گمراہ امت محمودیہ تقدس کے رعب میں ہی رہ جائے۔ چنانچہ کشمیر کی سرسبز اور صحت افزا وادیوں کی سیر کرتے ہوئے

کبھی جب آپ کی صحت خراب ہی رہی تو خوابوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور رات کو کہیں دو غیر مبایعین خواب میں جا ملے۔ چنانچہ ۲۶ ستمبر کے سرکاری گزٹ الفضل میں شایع ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے ایک رویا میں دیکھا کہ غیر مبایعین میں سے دو بڑے آدمی مجھے ملے ہیں میں ان سے کہتا ہوں دیکھو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ جو شخص تمہاری بیعت سے الگ رہے گا میں (یعنی خدا تعالیٰ) اس سے نمازوں کی لذت چھین لونگا" میاں صاحب کا یہ رویا ہمارے لئے کوئی نئی بات نہیں۔ آخر بیماری کی حالت میں خواب کی سی بات ہے اور خدا تعالےٰ نے میاں صاحب سے کوئی وعدہ نہیں فرمایا ہے حالانکہ میاں صاحب نے کبھی خدا نے یہ نہیں فرمایا (میاں صاحب کی جرات ملاحظہ ہو کہ غیر مبایعین کو ڈرانے کے لئے خواب میں بھی خدا کی طرف وہ بات منسوب کرتے نہیں ڈرتے جو خدا نے انہیں نہیں کہی) میاں صاحب کی یہ دل کی خواہش ہے۔ اور اسی پر کیا بس ہے۔ میاں صاحب تو چاہتے ہیں کہ جو ان کی بیعت نہ کرے اس سے سب کچھ چھین لیا جائے اور اس خواہش میں انہوں نے اور ان کے مریدوں نے بڑی بڑی گریہ وزاری سے ہمارے لئے بددعا کیں فاذا تمنّی القی الشیطان والا معاملہ ہے۔ میاں صاحب کو اگر حق و راستی سے غرض ہوتی تو وہ اپنے اس رویا کو قرآن و حدیث پر پیش کرتے ورنہ یہ کہاں کی دیانت داری ہے کہ اس قسم کے اضغاث احلام ایک جاہل گروہ کو سناتے جو خواہ مخواہ ہمارے سر ہوں کہ تمہیں نمازوں میں لذت نہیں ہوتی۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ میاں صاحب کے پاس دو غیر مبایعین نے خواب میں اقرار کیا ہے اللھم انی اعوذبک من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا خدا نعوذ باللہ ستمہا میاں صاحب کا نازبردار ہے .... پہلے بھی میاں صاحب نے بڑی جسارت اور بڑی بیباکی سے لکھ دیا تھا کہ جب کوئی شخص کسی مصیبت میں ہو تو میاں صاحب کو خط لکھ کر لیٹر بکس میں ڈالدے اور ابھی خط میاں صاحب کے پاس نہیں پہنچا ہوگا کہ اس کی مشکل آسان ہو جائیگی محمودی ضعیف الاعتقادوں نے اس وقت بھی آمنا و صدقنا کہہ دیا تھا بلکہ بڑی خوش اعتقادی اور تکلف سے اس کے لئے مثالیں بھی ہم پہنچا دی تھیں اس حالیہ رویا پر تو ایمان لانے میں انہیں کوئی دقت بھی نہیں۔ کیونکہ یہ پیغامیوں کی قلبی کیفیت پر حملہ ہے جس کا باہر کوئی احساس نہیں۔ محض ہاں لینے اور کہہ دینے کی ہی بات ہے۔ مگر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ میاں صاحب کی بیعت اور نمازوں کی لذت میں کا کونسا زمینی یا آسمانی تعلق ہے ہم نمازوں ہی پڑھتے ہیں جو سرور کونین محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ وہی الفاظ نمازوں میں دہراتے ہیں جو ہمارا آقا پڑھتا تھا۔ اور اس کا وہی مطلب و مفہوم سمجھتے ہیں جو وہ اور اس کے اصحاب سمجھتے تھے۔ اسی طرح رکوع اور سجود کرتے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے پھر ہم نہیں سمجھتے کہ میاں صاحب کی بیعت کا شاخسانہ ہم سے نمازوں کی لذت کس طرح چھین لے گا۔ کیا میاں صاحب کی بیعت کوئی شیطانی وسوسہ ہے جو نمازوں میں آکر اب ہماری پریشانی کا موجب ہونے والا ہے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ قل اعوذ برب الناس کی کثرت سے تلاوت کرے گو میں صحیح یقین اور تجربہ کی بنا پر سمجھتا ہوں کہ لیموقہم کے الہام کی طرح نمازوں میں لذت چھین لئے جانے کا رویا بھی محمودیوں کے لئے خطرناک ہوگا۔ اور اس کا امکان بھی ہے۔ کیونکہ نماز جو مومن کا معراج ہے میاں صاحب کے مریدوں کے لئے ایک کرامت کی چیز بن گئی ہے۔ اگر محمودی اس سے انکار کریں تو پھر دوسری شق ثابت ہے کہ محمودی مطالب سمجھنے کے بغیر نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ان کو نماز میں لذت نہیں آتی ہمیں کوئی رویا بنانے کی ضرورت نہیں۔ میاں محمود کے عقاید کا لازمی نتیجہ ہے کہ محمودیوں سے نماز کی لذت چھین جائے۔

پہلی لذت - کیونکہ نماز کی ابتدائی دعوت اذان کے ذریعے سے ہوتی ہے اذان میں جب میاں صاحب کے مرید اشہد ان محمد رسول اللہ کہتے اور سنتے ہیں تو ان کی بےکسی بیچارگی اور قلبی کدورت کی کیفیت کا اندازہ لگانا عقل انسانی کے لئے محال ہے۔ آہ جس شخص کو وہ اس زمانہ کا نبی و رسول سمجھتے ہیں جس کی نبوت کو منوانے کے لئے وہ اتنی جد و جہد کرتے ہیں جب نبوت کی شہادت ادا کرنے کا وقت آتا ہے تو خواہ مجبوری سے خواہ اتفاق سے محمد رسول اللہ صلعم کی شہادت دینی پڑتی ہے جس سے محمد صلعم کے غیر کی نبوت و رسالت خود بخود نفی ہو جاتی ہے۔ ورنہ کتنے بڑے تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ اس زمانہ کے نبی و رسول تو حضرت اقدس جناب میرزا غلام احمد صاحب کو سمجھا جائے اور شہادت ایک گذشتہ نبی کی دی جائے جس کو بقول میاں صاحب کے نزدیک ایک شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا جب تک وہ میرزا صاحب کو نبی نہ مان لے زبانی تو بہ شور و شوری اور اس کے لئے دنیا سے جنگ و جدل مگر عمل میں یہ بودا پن۔ ہمارے محمودی دوستوں کو شیعہ احباب کی حالت پر رشک آتا ہوگا۔ کہ باوجود حضرت علی کو نبی نہ ماننے کے ان کا نام اذان میں لینا ضروری سمجھتے ہیں اور اس کو چھوڑنے پر رضامند نہیں مگر محمودی گروہ کچھ ایسا کمزور اور بزدل واقع ہوا ہے کہ جس کو نبی مانتا ہے۔ اس کی نبوت کو مسجد میں بلند آواز سے ظاہر کرنے کی جرات نہیں کرتا۔ اور بیمحمد صلے اللہ علیہ

وسلم کی تا قیامت رسالت کا معجزہ ہے۔ کہ اذان ایک محمودی کی زبان سے نکل کر دوسرے محمودی کے دل پر تیر کی طرح جا لگتی ہے۔ اور یہ پہلی لذت اور سرور ہے۔ جو محمودیوں کو نماز کے ابتدائی مرحلہ میں حاصل ہوتا ہے

دوسری لذت - اس کے بعد اصل نماز شروع ہوتی ہے ہر ایک مذہب کے انسان خواہ وہ ہندو ہوں یا عیسائی یا موسائی سب اپنے اپنے نبی کی وحی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور اس طریق سے نماز ادا کرتے ہیں۔ جو ان کے اپنے نبی نے تجویز کیا ہوتا ہے۔ مگر آہ بدقسمت محمودی کہ ان کے مزعومہ نبی کو نہ کوئی وحی نبوت ہوئی۔ جس کو وہ نمازیں پڑھ کر اپنا دل ٹھنڈا کرتے۔ نہ ہی ان کو اس نے کوئی نیا طریقہ نماز تلقین کیا۔ جس کی وہ پیروی کرتے۔ بلکہ انکو وہی رسالات ربی ... تلاوت کرنی پڑتی ہیں۔ جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوئیں۔ اور تکبیر تحریمہ سے لیکر اختتام نماز تک ان ہی ہدایتوں کی اتباع کرنی پڑتی ہے۔ جو محمد صلعم نے تجویز فرمائیں۔ یہ دوسری لذت ہے۔ جو ایک نئے نبی کو ماننے والی امت کو نمازیں حاصل ہوتی ہے۔

تیسری لذت - اگر اس طرح لفظ لفظ پر بحث کی جائے۔ تو جو لذتیں محمودیوں کو نمازیں حاصل ہوتی ہیں۔ ان کی فہرست بہت طویل ہو جائیگی۔ اسلئے چیدہ چیدہ اور اعلیٰ سرور کی باتوں کو ہم اس مضمون میں بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ کہ سورہ فاتحہ کی تلاوت ہر نماز میں ضروری ہے۔ اور اس میں اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم کی دعا نہایت عظیم الشان دعا ہے۔ مگر اس دعا کے پڑھتے ہوئے کیا کیا مایوسیاں اور دل شکنیاں محمودیوں کی کبیدگی خاطر کا موجب ہوتی ہونگی۔ اس دعا میں محمودی نقطۂ خیال سے مسلمانوں کو نبی بننے کی ترغیب و تحریص دلائی گئی ہے۔ اور نبی و رسول بننا ان کا نصب العین مقرر کیا گیا ہے مگر ان کا دل کسقدر ٹوٹ جاتا ہوگا۔ جب یہ خیال کرتے ہونگے۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کس قدر قربانیاں دیں۔ اپنا جان و مال۔ اولاد اور عزت سب کچھ اسلام کیلئے نثار کر دیا۔ مگر پھر بھی وہ نبی نہ بنے۔ محمد صلعم انسان کامل ان کو کتاب و حکمت سکھاتا۔ اور ان کا تزکیہ نفس کرتا رہا۔ مگر انہیں نبی نہ بنا سکا۔ (اور بیچارے اکثر محمودیوں کو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلام کی شکل دیکھنی بھی نصیب نہیں ہوتی۔ تعلیم و تزکیہ کا تو کیا ذکر ہے۔) کبھی امام غزالی۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہم رحمۃ اللہ ایسے بزرگان دین کی علمی خدمات اور ریاضتوں کا خیال آتا ہوگا۔ کہ وہ باوجود صدق دل سے دعائیں مانگنے کے نبی نہ بنے۔ کبھی حکیم الامۃ سیدنا و مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عشق قرآن تبحر علم اور صداقت و پاکیزگیٔ نفس کے باوجود نبی نہ بننے کا خیال ان کو اپنے نبی بننے سے مایوس کرتا ہوگا۔ ہلاک ہو گئے۔ اور سخت بدقسمت ہیں وہ۔ جن کو دعا کرتے ہوئے اس کی عدم قبولیت کا یقین ہو۔ کبھی یہ خیال آتا ہوگا کہ شائد یہ سب بزرگ نبی بن گئے ہوں۔ اور ان کو میرزا صاحب کی طرح اپنی نبوت کا پتہ نہ لگا ہو۔ یا شائد وہ نبی ہوں۔ مگر نبی کی نئی تعریف جو میاں صاحب نے دریافت کی ہے۔ انہیں معلوم نہ ہو۔ اور وہ غلطی سے اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے ہوں۔ اور ہمیں چونکہ صحیح تعریف نبوت کا پتہ لگ گیا ہے۔ اگر ہم نبی بن گئے۔ تو ہمیں یقیناً اپنی نبوت کا پتہ فوراً ہو جائیگا۔ یہ خیال آتا ہی ہوگا۔ کہ معاً دوسرا خیال ستانے لگ جاتا ہوگا۔ کہ اگر ایک وقت میں کئی محمودیوں کی دعا منظور ہو گئی۔ اور ایک دم بہت سے محمودی نبی اور رسول بن گئے تو کون کس کی اطاعت کریگا۔ اور ملک اور سلطنت کے حصے کس طرح تقسیم کئے جائیں گے۔ اور بہت ممکن ہے۔ دعا کے پڑھنے کے ساتھ ہی بجلی کی طرح یہ واہمہ بھی دل و دماغ میں اتر کر جاتا ہوگا۔ کہ شائد کوئی نبی اس وقت ہو ہی نہ گیا ہو۔ اور یہ بیچارے غریب محمودی اس کو نہ ماننے کی وجہ سے نمازیں کھڑے کھڑے کافر ہو گئے ہوں۔ یہ تیسری لذت ہے۔ جو محمودیوں کو نمازیں حاصل ہوتی ہے۔

چوتھی لذت - اس دعا کے مابعد مغضوب علیہم اور ضالین کے گروہ سے بچنے کے لئے دعا مانگی جاتی ہے۔ یہ دعا بھی محمودیوں کے لئے کم مصیبت اور پریشانی کا موجب نہیں۔ کیونکہ اُن کے معتقدات کے مطابق غیر از جماعت مسلمان مسیح موعود کا انکار کر کے مثیل یہود بن گئے۔ اس کے ساتھ ہی فوراً خیال آتا ہوگا۔ کہ اگر مثیل یہود دوسرے مسلمان بن گئے۔ تو ضالین یعنی مثیل نصاریٰ کون ہیں۔ کیونکہ نصاریٰ کا سب سے بڑا جرم یہی ہے۔ کہ اُنہوں نے مجاز کو حقیقت بنا لیا۔ اور اس طرح مسیح ابن مریم کے بارے میں غلو سے کام لیا۔ اب نصرانیوں کا مثیل وہی ہوگا۔ جو مسیح موعود کے مدارج میں غلو کریگا۔ اس شکش پنج میں دل کو سمجھانے کے لئے مولوی محمد ظہیر الدین صاحب اروپی کو اس پیشگوئی کا مصداق ٹھیرانے کیطرف ذہن منتقل ہوتا ہوگا۔ پھر خیال آتا ہوگا۔ کہ مولانا ظہیر الدین تنہا ہیں۔ اور ضالین کا مفہوم ایک گروہ کو چاہتا ہے۔

(باقی آئندہ)

مضمون آمدہ از صفحہ ۷

دنیا میں کوئی قوت کسی شخص کو نہیں دی گئی۔ مگر آپ کے زمانہ مبارک میں بھی افضال الہٰی کی شبانہ روز بارش کے باوجود مسلمانوں نے دفعتہً وا حد ترقی نہیں کی بلکہ اس ترقی کا سلسلہ اس قدر طویل تھا کہ آپ کی زندگی بلکہ خلفاء راشدین کی خلافت کے بعد بھی اس کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کے اندر اعلےٰ جواہر کا پیدا کرنا ایک حد تک اس قوم کے لیڈر اور ریفارمر کی قوت باطنی پر منحصر ہوتا ہے۔ مگر اس کا زیادہ تر انحصار خود قوم کی فطری استعداد اور اس کی مساعی پر ہوتا ہے۔ حضرت نوح اور حضرت موسیٰ کی قوت روحانی کے زبردست ہونے میں ہمیں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ خود قوم ان کے روحانی اثر کو قبول کرنے کے پاس بھی نہ پھٹکی قوم کی اس سنگدلی کا نتیجہ جو کچھ بھی ہوا اس کا الزام ان مقدس ہستیوں پر کچھ بھی نہیں۔ بلکہ قرآن کریم نے جہاں کہیں اس قومی خسران و تباہی کا تذکرہ کیا ہے وہاں اس کا واحد ذمہ دار خود ان کی اقوام کو ٹھیرایا ہے۔ خدا کے مامور اور فرستادے قوم کو ترقی کی شاہراہ پر کھڑا کرنے کے لئے آتے ہیں قوم ان کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد اپنی ذاتی کوششوں اور جانفروشیوں سے بام ترقی پر چڑھتی ہیں اور یہ ایسا کلیہ ہے کہ جس کی استثنا تاریخ عالم کے اوراق میں کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ مسلمانوں اور اسلام پر انتہائی تاریکیوں کے دنوں میں مسیح موعود آیا تو وہ مشکلات اور دین کی ترقی کے موانعات کو درمیان سے اٹھا کر اور راستہ کو صاف کر کے قوم کو ترقی کی شاہراہ پر کھڑا کر کے چلا گیا۔ اب اس راہ کے سوا مسلمانوں کی نجات کا اس دنیا میں اور کوئی ذریعہ نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف دوربین نگاہوں کو آج کرنا پڑا ہے۔ اور موٹی نظر والے چند قدم آگے چل کر کریں گے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں نے اس مصلح وقت کی باتوں پر کان ہی نہ دھرا۔ جن لوگوں نے اس کی شبانہ روز پکار کو سنا اور اس کے ہمراہ کچھ دور ساتھ بھی چلے۔ بہت تھوڑی مدت کے بعد ان کی لغزش پا نے بھی رفتار ترقی کو از حد سست کر دیا۔ جب قوم کی یہ حالت ہے تو تم کس منہ سے اس مجدد وقت کو قومی پستی کی موجودگی پر مطعون کر سکتے ہو۔ آؤ اس کی بتائی ہوئی راہ پر کمر ہمت باندھ کر چلو۔ اور پھر اگر تم اس پستی اور ذلت سے نہ نکلو تو پھر تمہارا اختیار ہے۔ کہ جو کچھ بھی تم اس پر الزام لگاؤ وہ بلاشبہ راست اور درست ہوگا

غیر از جماعت لوگوں سے اس خطاب کے بعد جماعت سے صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ سلسلہ کے اندرونی تفرقہ نے جماعت کو غیروں کی نگاہ میں جس قدر ہلکا کر دیا ہے اس کے نقصانات کسی کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں رہے۔ اگر ہم آئندہ اس کے تلخ ثمرات سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے تو صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ اور وہ وہی راہ ہے کہ جس کی تحریک مشاجرت باہمی کے روز اول سے ہی حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کیطرف سے کی گئی۔ مگر کل امر مرھون باوقاتھا۔

ان ایام میں حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے دل میں بعض خوابوں اور کشوف کی بنا پر تحریک مصالحت پیدا ہوئی۔ چنانچہ ان ایام میں جب میاں صاحب کشمیر میں تھے حضرت مولانا نے اسی غرض کے لئے ایک خط ان کی خدمت میں لکھا جس کے جواب میں میاں صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ کشمیر سے واپسی کے وقت ایک دن کے لئے اس غرض کے واسطے لاہور ٹھیریں گے مگر اس وقت تک حضرت مولانا واپس اپنے وطن امروہہ چلے گئے تھے پھر اسی سلسلہ میں آپ نے اب آخر اکتوبر میں شرائط مصالحت کا ایک خط جناب میاں صاحب کو لکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی شیر علی صاحب کو حضرت مولانا کو قادیان لانے کے لئے بھیجا گیا اور آپ ۳۱ اکتوبر کو باوجود سخت ضعف اور دورہ مرض فالج کے قادیاں کی طرف روانہ ہوئے آپ کی یہ ہمت قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکی اس تکلیف سفر کا نیک نتیجہ پیدا کرے قادیاں میں کئی سو آدمیوں نے جناب میاں صاحب کے حکم سے آپکا استقبال دور باہر نکل کر کیا اور آپکی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے آپکی خواہش تھی کہ احباب لاہور کی طرف سے بھی ان شرائط صلح کے متعلق عندیہ معلوم ہو جائے احباب ذیل کا وفد ۷ نومبر کی صبح کو قادیاں گیا حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مولانا مولوی عبدالستار صاحب ماسٹر فقیر اللہ صاحب مولانا مولوی صدرالدین صاحب بی اے میاں غلام رسول صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جناب شاہ محمد خان صاحب اور شرائط مجوزہ مولانا صاحب پر پورا اظہار رضامندی کر کے ۸ نومبر کو شام کے ۹ بجے یہ احباب واپس لاہور آ پہنچے مفصل حالات کے متعلق آئندہ اطلاع دی جائیگی۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب ابھی تک قادیاں میں ہی ہیں جناب میاں صاحب نے جو خاطر و مدارات ان احباب کی کی اسکے لئے ہم انکے مشکور ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں اللہ تعالےٰ حضرت مولانا کی ان کوششوں کو بار آور کرے اور سلسلے کے ان ہر دو فریق میں ان کے عقاید میں اختلاف کے باوجود محبت اور ارتباط کا رشتہ پیدا کرے۔ تاکہ وہ دونوں خدمت اسلام و اشاعت دین کے کام میں ایک دوسرے کے لئے قوت کا موجب ہوں۔ اور باہم بغض و عناد سے دور ہو کر اسلام کی تعلیم کا سچا نمونہ بنیں۔

تصحیح فہرست چندہ

جو فہرست چندہ انجمن اشاعت شملہ بابت ماہ جولائی ۱۹۲۱ء پیغام صلح مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۱۵ پر شایع ہوئی ہے اس میں غلطی سے ذیل کے دو نام رہ گئے ہیں جن سے چندہ ماہوار جولائی کے نام درج ہی وصول ہو کر [illegible]

محمد لطیف صاحب کشمیری متصل مسجد ۲ روپے
شیخ عبدالعزیز صاحب " " ۱ روپے

معذرت! چونکہ کاتب اخبار رخصت پر ہے اسلئے دوسرے کاتب کے نہ ملنے سے اخبار میں دیری واقعہ ہو گئی جس کی تلافی دو نمبروں میں حجم کی زیادتی سے کی جائیگی۔

تازہ خبریں

سنا گیا ہے۔ کہ ان قیدیوں میں سے جو نکل بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے پندرہ مجروح ہوئے ہیں۔ جن میں سے پانچ کی حالت بہت نازک ہے۔ پولیس پہرہ پر متعین ہے فوج بلا لی گئی ہے۔ سیاسی قیدی اپنے اپنے کمروں میں بیٹھے رہے۔ انہوں نے اس ہڑبونگ میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ گولیاں باہر کے دروازہ کی کھڑکی میں سے چلائی گئی ہیں۔ کیونکہ قیدی سبزی کی گاڑی کے ساتھ باہر نکل آئے تھے۔ البتہ ابھی صدر دروازہ تک نہیں پہنچ سکے تھے۔ انہوں نے صدر دروازہ کی کنجیوں کے نہ ملنے پر کھڑکی میں سے گزرنے کی کوشش

غازیان انگورا کی شمشیر آبدار کی برش

دو لاکھ یونانی مقتول

ڈیلی میل رقمطراز ہے۔ کہ سکاریہ کے میدان رزم میں دو لاکھ یونانی قتل ہوئے ہیں۔ زخمیوں اور بیماریوں کے شکار ہونے والے ان کے علاوہ ہیں۔ (العدل)

حکومت انگورا کا جنگی بیڑہ

یونانی اخبار "گریکس" لکھتا ہے۔ کہ یوز باشی عثمان بک پرنسپل بحری کالج انگورہ چند اور افسروں کی معیت میں اوڈیسا تشریف لے گئے ہیں تاکہ حکومت انگورہ کے جنگی بیڑہ کا جائزہ لے لیں۔ یہ جنگی بیڑہ روسیوں سے خریدا گیا ہے اس میں تین عظیم الشان جنگی جہاز اور تین آبدوز کشتیاں ہیں۔

العدل رقمطراز ہے۔ کہ ہم اس سے پہلے لکھ چکے ہیں کہ ترکان احرار نے جنگی بیڑہ خرید لیا ہے۔ نیز ہم نے یہ بھی بتایا کہ حکومت انگورہ پہلے روسی ... آبدوز کشتیاں خرید چکی ہے۔ اس طرح حکومت انگورہ کی بحری طاقت زیادہ ہو جائے گی اور یونان کو اپنی جرأت کی سمندر میں بھی اچھی طرح سزا مل جائے گی۔ (العدل)

حکومت انگورہ کا سرکاری اعلان

یونانیوں کی حرکات

۱۶ نومبر ہماری افواج نہایت مستعدی اور سرعت سے دشمن کا تعاقب کر رہی ہیں۔ ہزاروں مقتول میدانوں میں پڑے ہیں بے شمار قیدی ہمارے ہاتھ لگے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غنیم کے نقصانات وہم و گمان کی حد سے باہر ہیں ہزیمت خوردہ دشمن منہ کی کھا کر واپس ہو رہا ہے تمام آبادیاں جلاتے رہے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی تمام آبادی کو جس میں عورتیں اور بچے بھی ہیں اپنے ساتھ ہانکے لئے جا رہے ہیں۔ نہ معلوم اب ان اسیران بلا سے کیا سلوک کریں گے۔ (العدل)

مسٹر یعقوب حسین تنجور ۵ نومبر مسٹر یعقوب حسین کا مقدمہ آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تنجور کی عدالت میں پیش ہوا مسٹر یعقوب حسین کو باغیانہ خیالات کے پرچار کا مجرم قرار دیکر دو سال محض قید کی سزا کا حکم سنایا۔

منیجر احمدیہ پرنٹنگ پریس لاہور باہتمام ماسٹر فقیر اللہ پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

مدینۃ المسیح لاہور چہارشنبہ مورخہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت خدمات دین میں مصروف ہیں اس ہفتہ میں آپکے دو لیکچر بارہ وفات کی تقریب پر مشن کالج اور گورنمنٹ کالج کے مسلمان طلباء کی درخواست پر ان کے کالجوں میں ہوئے۔ افسوس ہے کہ ان لیکچروں کی قبل از وقت اطلاع نہ ملنے کے سبب کوئی رپورٹ نہیں لی جا سکی۔

مولانا مولوی صدرالدین صاحب ایک اسلامی جلسہ میں لیکچر دینے کے لئے کانپور تشریف لے گئے۔ کانپور کے نہایت مقتدر تاجر حافظ حلیم صاحب جلسہ کے صدر تھے۔ حافظ حلیم صاحب اور اس جلسہ کے دیگر منتظمان کی نسبت لوگوں میں کچھ غلط فہمی تھی کہ وہ ترک موالات کے خلاف ہیں۔ اس لئے حافظ صاحب اور عام پبلک کی درخواست پر آپ کا ترک موالات کے موضوع پر ایک دلچسپ لیکچر ہوا گو سابقہ غلط فہمی کیوجہ سے سامعین کی حاضری بہت زیادہ نہ تھی۔

مولوی احمد صاحب اپنی رخصت سے واپس لاہور تشریف لے آئے ہیں

مولانا ابو بکر صاحب مالابار سے لاہور پہنچ گئے ہیں۔

مولانا قاضی فضل الرحیم صاحب ایک عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں احباب سے استدعا ہے کہ آپ کی صحت کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کریں۔

ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب بمبئی میں تبلیغی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ گذشتہ دنوں بہائی مذہب کے نمایندوں سے آپ کی نہایت لطیف گفتگو ہوتی رہی جس کی رپورٹ دو ہفتوں سے اخبار میں شائع ہو رہی ہے۔

ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالوی کے مولوی غلام رسول راجیکی کیساتھ مناظرہ کی ایک رپورٹ ہمارے پاس پہنچ چکی ہے جس میں ماسٹر صاحب موصوف اور مولوی راجیکی کے طرف پہلے پہلے پرچے بھیجے گئے ہیں اس گفتگو کو انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ اشاعت میں درج کر دیا جائیگا۔

اخبار کے کاتب کی رخصت اور دوسرے کسی قابل کاتب کے نہ ملنے کیوجہ سے اخبار کی دو تین اشاعتوں میں غیر معمولی تاخیر واقع ہو گئی ہے۔ نیز مختلف کاتبوں سے لکھوانے کیوجہ سے گذشتہ اشاعت میں اخبار کے صفحات کے اعداد و شمار لگانے میں بھی غلطیاں ہو گئی ہیں کوشش ہو رہی ہے کہ اخبار پھر اپنے موقت اشاعت کے اندر شائع ہو سکے اس اخبار میں قرآن شریف کے درس کے نوٹ شائع نہیں ہو سکے انشاءاللہ العزیز آیندہ اشاعت میں شائع کر دئے جائیں گے بعض احباب کے منشاء کے بموجب ان کو اخبار کے دیگر مضامین سے علیحدہ رکھا جایا کرے گا۔ تاکہ جو احباب اسکو جلد کرانا چاہتے ہوں۔ انکے لئے سہولت ہو۔

قادیان کے اخبار فاروق میں ایک محمودی مولوی جلال الدین شمس نے اپنا ایک مکالمہ کئی ماہ کے بعد شائع کیا ہے۔ جو مکرمی شیخ مولا بخش صاحب کے ساتھ حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مکان پر ہوا تھا اس مکالمہ میں بڑے دعوے کے ساتھ اس امر سے انکار کیا گیا ہے کہ اخبار الفضل میں ہم احمدیان لاہور کے متعلق یہ کبھی شائع نہیں ہوا کہ ان کے ساتھ مجالست۔ مکالمت اور مواکلت وغیرہ حرام ہیں شمس صاحب قادیان سے باہر بیٹھ کر اس قسم کا دعوےٰ کرتے تو کسی قدر معذور بھی سمجھے جا سکتے تھے مگر قادیان میں دفتر الفضل کے سایہ تلے بیٹھ کر اس دیدہ دلیری کے ساتھ یہ دعوےٰ کرنا محمودی ایمان کا ہی کام ہے۔ ہم اخبار الفضل کو خلافت کا آرگن سمجھتے ہیں۔ اس لئے ایڈیٹوریل کالموں میں جو کچھ شائع ہوتا ہے۔ وہ میاں صاحب کے ایماء اور اشارہ سے ہی شائع شدہ سمجھتے ہیں اگر ایسا نہیں۔ تو میاں صاحب کو اس سے برأت کا اظہار کرنا چاہئیے۔ ہم اخبار الفضل کے کالموں میں یہ الفاظ دکھا دینے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ ایڈیٹر الفضل بھی مولوی جلال الدین شمس کے اس دعوے کے ساتھ ہمنوا ہو۔

مولوی دوست محمد صاحب کا ایک بیرنگ خط ووکنگ سے موصول ہوا ہے جس میں وہ اس امر کی شکایت کرتے ہیں کہ بعض احباب اپنے خطوط کے لفافوں پر صرف ڈیڑھ آنہ کا ٹکٹ بطور محصول ڈاک لگاتے ہیں۔ حالانکہ ولایت کا محصول ڈاک لفافوں کے لئے اب دو آنہ ہو گیا ہوا ہے۔ احباب کی اس غلطی کیوجہ سے ان کو دو بار محصول بطور جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ آیندہ ولایت خط لکھنے والوں کو احتیاط کرنی چاہئے۔

ایک سوال اور اسکا جواب

(از مولوی محمد یمین صاحب داتوی)

سوال۔ جبکہ حضرت احمد نبی اللہ کی قائم کردہ صدر انجمن قادیان میں ہے۔ اور خدا کے نبی نے قادیان ہی کو صدر انجمن احمدیہ کا مرکز بھی قرار دیدیا ہے تو پھر قادیان کی صدر انجمن احمدیہ سے علیحدہ ہو کر اور اس کے حقیقی مرکز کو چھوڑ کر لاہوری انجمن میں داخل یا شامل ہونا صدر انجمن قادیاں کو کمزور کرنا ہے۔ جو الوصیّت یعنی خدا کے نبی کے حکم کے مخالف ہے۔ اور احمد نبی اللہ کے حکم کی مخالفت ایک کفر صریح ہے۔ پھر ہم کیونکر لاہوری انجمن میں داخل یا شامل ہو سکتے ہیں۔

الجواب۔ اگر آپ کے نزدیک فی الواقعہ الوصیت کی خلاف ورزی کرنے والے کافر ہیں۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کمزور کرنے والے بھی کافر ہیں۔ تو آپ کا فرض ہے کہ آپ فوراً محمودیوں کو گمراہ یقین کر کے اُنسے الگ ہو جائیں۔ کیونکہ قادیانی گروہ نے اُس روز سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بیخ کنی کر دی ہے۔ جس روز کہ میاں محمود احمد صاحب نے اپنے آپ کو انجمن کا مطاع کاغذات انجمن میں درج کرا دیا تھا۔ اور پھر مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۱۹ء کو مولوی شیر علی صاحب نے صدر انجمن قادیان کی بیخ کنی اور اُسے ڈسمس کر دینے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ اور وہ نئے ممبر جو اس فرضی انجمن کے چند روزہ ممبر بننے سے حضرت مسیح موعود کا یہ الہام بے موقعہ بے سمجھے سوچے رٹا دیا کرتے تھے۔ کہ چھوٹے بڑے کئے جائیں گے اور بڑے چھوٹے کئے جائیں گے اور اس کی یہ تفسیر کیا کرتے تھے کہ لاہور کے بڑے بڑے ممبر صدر انجمن قادیاں کی ممبری سے نکالے گئے۔ اور جو چھوٹے تھے وہ اُن کی جگہ ممبر بن کر بڑے بنگئے۔ ان کو اُنکے فرضی حضرت فضل عمر نے اسے سر کے بل گرا دیا۔ کہ اب عمر بھر کبھی صدر انجمن کی ممبری کا نام تک بھی نہ لے سکیں گے۔

چنانچہ مولوی شیر علی صاحب اس فرضی محکمہ نظارت قادیان کے ممبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۹ | بابت ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ | نمبر ۲۰

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ بنصرہ

سنہ ۱۳۴۰ھ

مورخہ ۱۰ ربیع الاول

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے آیات الم تر الی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم و اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ فلما کتب علیھم القتال اذا فریق منھم یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ و قالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب قل متاع الدنیا قلیل والاٰخرۃ خیر لمن اتقی ولا تظلمون فتیلا ؕ

تلاوت کرکے فرمایا "ان لوگوں کی حالت پر غور کرو کہ ان کو اپنے ہاتھ روکنے کے لئے کہا گیا۔ اور یہ کہ وہ نماز ادا کریں۔ اور زکوٰۃ دیا کریں۔ پھر ایک وقت جب ان پر جنگ ضروری ٹھیرا دیا گیا۔ تب ان میں سے ایک گروہ کی حالت ایسی ہوگئی۔ کہ وہ لوگوں سے ایسا ڈرتا تھا۔ کہ جیسا ان کو اللہ تعالےٰ سے ڈرنا چاہئے۔ بلکہ لوگوں کا ڈر ان کو اللہ تعالےٰ کے ڈر سے بھی بڑھ کر تھا۔ وہ کہنے لگے۔ اے ہمارے رب تونے ہم پر جنگ کیوں ضروری قرار دیا کیوں نہ ہم کو کچھ مدت اور ڈھیل دی گئی۔ ایسے لوگوں کو کہدو کہ دنیا کا سامان بہت ہی تھوڑے فائدے کی چیز ہے۔ متقی انسان کے لئے تو آخرۃ ہی بہترین متاع ہے۔ اور لوگوں پر ایک بال برابر بھی ظلم نہیں کیا جائیگا عرب کے لوگ جو ایک جنگجو قوم تھی اور ایک ایسی جماعت تھی کہ جن کا پیشہ ہی جنگ تھا۔ شب وروز ان کا یہی مشغلہ تھا۔ اور ان میں اسقدر لڑائیاں ہوتی تھیں کہ دنیا کی کوئی قوم لڑنے میں ان سے بڑھکر نہ تھی۔ اور یہ ان کے لئے ایک معمولی سی بات تھی پھر ان کی لڑائیاں صدیوں تک متواتر چلتی رہتی تھیں۔ ایسی جنگجو قوم کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اپنے ہاتھوں کو روک رکھو۔

جنگوں سے باز رہو نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو

اس آیت میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ جنگ سے باز رہو اور دوسرے یہ کہ نماز پڑھو۔ ان باتوں کا اکٹھا حکم کیوں دیا گیا۔ اور ان کا آپس میں کیا تعلق ہے قرآن کریم کو غور سے پڑھنے اور اس پر تدبر کرنے سے ایک نہایت ہی عجیب بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ جن باتوں کا وہ ایک ساتھ حکم دیتا ہے۔ ان دونوں باتوں کا باہم بڑا ہی گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اسجگہ بھی بظاہر یہ دو بے جوڑ سی باتیں نظر آتی ہیں۔ کہ جنگ سے روکا۔ نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ کیا نماز اور زکوٰۃ جنگ کی قائم مقام ہوسکتی ہے یا وہ فوائد جو جنگ سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیا وہ نماز اور زکوٰۃ سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ اس امر پر غور کرنے کے لئے سب سے پہلے اس بات کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ کہ جنگ کیوں ضروری ٹھیرائی گئی ہے۔ اس کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ کوئی قوم اپنی سلطنت اور دولت کو بڑھانے کے لئے جنگ کرتی ہے۔ یا یہ کہ کسی قوم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے۔ کوئی دوسری قوم اس کے ملک پر حملہ کرتی ہے۔ اور اس حملہ کو روکنے کے لئے اسکا جنگ کے بغیر گذارہ مشکل ہوتا ہے۔ اور سوائے اس کے اسکا کوئی علاج نہیں ہوتا کہ خون کر دئے جاویں۔ اور کچھ لوگوں کو قتل کر دیا جائے۔

انسانی خون اس قدر قیمتی چیز ہے

کہ اسکا گرانا کوئی مذہب بھی جائز نہیں سمجھتا۔ اور نہ کسی مذہب نے انسانی خون کے گرانے کی تلقین کی ہے۔ اس لئے مجھے اس فرضی سوال پر بڑا ہی تعجب ہوا۔ جو کانگریس کے مقدمہ میں کیا گیا۔ دعوےٰ یہ تھا کہ جو کچھ ہمارا مذہب تلقین کرتا ہے۔ ہم اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں بطور اعتراض یہ سوال کیا گیا ہے کہ کیا کوئی شخص مذہبی حکم کی بنا پر کسی شخص کو بلاوجہ قتل کر دے۔ اور یہ کہے کہ میرا مذہب اس کی تلقین کرتا ہے۔ کہ تم اس کو قتل کر دو۔ تو کیا وہ قاتل بے قصور ٹھیرایا جائیگا۔ اور کیا یہ اسکا عذر معقول سمجھا جائیگا۔؟ اس فرضی سوال کا مفہوم سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ کہ یہ بتایا جائے کہ کامل مذہبی آزادی نہیں دی گئی۔ اور یہ ایسی حکومت کی شان کے خلاف ہے۔ کہ جسکو مذہبی آزادی کے دینے پر بڑا ناز ہو۔ اس مذہب کا نام لینا چاہئے کہ فلاں مذہب کسی کو بلاوجہ قتل کر دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام پر متعصب پادریوں نے اسقدر اتہامات لگائے ہیں۔ کہ جن کی کوئی حد نہیں اسلام کے خلاف ان کتابوں کی کثرت اشاعت کو دیکھکر بعض اوقات یہ غلطی لگ جاتی ہے کہ اسلام غیر مذاہب کے قتل اور ان کو جبراً مسلمان بنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر اس کی غلطی صرف ان چند لوگوں کو لگ سکتی ہے۔ کہ جن کو اصل تعلیم اسلامی سے واقفیت نہیں۔ کیونکہ جہاں چند ایک متعصب پادریوں نے اسلام پر یہ الزام لگایا ہے

بیان اس کی تردید بھی کافی طور پر کر دی گئی ہے۔ کہ

اسلام میں بلا وجہ کسی کا خون بہانا قطعاً جائز نہیں

معض اسلام سے بغض کے سبب اس قسم کی تصویریں شائع کیجاتی ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہاتھ میں قرآن ہے۔ اور دوسرے ہاتھ میں تلوار حالانکہ اس کے جواب میں کئی دفعہ لکھا جا چکا ہے۔ کہ یہ سب ذہنی فسانے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگی میں اس کی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہو اسلام کے خلاف تو گندی باتیں شائع ہو جاتی ہیں اور ان متعصب لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتی ہیں۔ مگر جو کچھ اس کی تردید میں لکھا جاتا ہے۔ اس کو کوئی اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ قرآن کریم میں صاف الفاظ میں موجود ہے۔ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا۔ کہ جس میں کسی شخص کے بلا وجہ قتل کو فساد فی الارض کا مترادف قرار دیا گیا ہے۔ اسلام پر ان الزامات کی تردید میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ چند لوگوں کو اپنے ہی مذہبی مسئلہ کے متعلق غلطی لگ جائے۔ اور وہ کسی آیت کا مفہوم الٹ سمجھ لیں۔ مگر انصاف اور حق پسندی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ چند سنی سنائی باتوں پر یا چند لوگوں کے عمل پر کسی مذہب کا قیاس نہ کیا جائے۔ بلکہ اس مذہب کی اصل تعلیم کی تحقیق کر لی جائے۔ ایک ناواقف مسلمان کا ایک فعل مثلاً کسی غیر مذہب کے آدمی کو قتل کر دینا مذہب اسلام کی صحیح تصویر کہلانے کا مستحق نہیں بلکہ اس کی اصلی تعلیم جو قرآن کریم میں موجود ہے اور وہ یہ ہے

وہ دین میں جبر کو روا نہیں رکھتا

چہ جائیکہ دین کے لئے قتل کرنے کا حکم دیتا ہو۔ یہی قرآن کریم کی تعلیم ہی ہم کو یہ بھی بتاتی ہے۔ کہ اللہ تعالے نے مسلمانوں پر کچھ خاص حقوق بھی رکھے ہیں۔ اور ان میں سے ایک بات جسکو بالصراحت قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر تلوار نہ اٹھائے۔ جیساکہ فرمایا۔ ماکان لمومن ان یقتل مومنا الا خطا۔ یعنی مومن کو ہرگز یہ شایاں نہیں کہ مومن کو قتل کرے۔ مگر یہ کہ اس سے خطا ہو جائے۔ اب خطا دو رنگ کی ہو سکتی ہے ایک یہ کہ مثلاً ایک شخص ایک جانور کو شکار کرنا چاہتا ہے۔ اور گولی اس جانور کی بجائے کسی شخص کو لگ جاتی ہے۔ اس میں اس شخص کی نیت کسیکو مارنے کی نہیں ہوئی مگر غلطی سے ایک شخص مارا جاتا ہے۔ اور خطا کا دوسرا رنگ یہ ہے کہ فتوے یا قیاس میں غلطی لگ جائے۔ اس غلطی کو اجتہادی غلطی کہا جاتا ہے اسی قسم کی اجتہادی غلطی سے ہی صحابہ میں بھی قتال واقع ہوا۔ غرض اسلام نے کسی مسلمان کے قتل کی کھلے لفظوں میں مخالفت

مسلمانوں کی قومیت کے تین ستون

اور حدیث صحیح نے مسلمانوں کے باہمی حقوق کی بنیاد تین باتوں پر رکھی ہے اور یہی تین باتیں ان کی قومیت کے لئے تین ستون ہیں۔ میں نے جب سے لکچر دینے شروع کئے ہیں۔ اسی وقت سے میں نے اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو اپنی قومیت کے ان تینوں ستونوں کی بہت حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور ان کی حفاظت اسقدر ضروری ہے۔ کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اس پر بہت زور دیا ہے۔ فرمایا فان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا۔ تمہارے خون تمہارے اموال اور عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں۔ جیساکہ یہ دن اس مہینہ اور اس شہر میں حرمت والا ہے۔ ان تین چیزوں کی اتنی بڑی حرمت ہے۔ کہ جتنی اس مہینہ کی کہ جس میں جنگ کرنا حرام ہے۔ جیسی یہ تین حرمتیں ہیں۔ ایسے ہی مسلمان کی مسلمان پر تین چیزیں حرام ہیں۔ جو کسی مسلمان کو قتل کرتا ہے۔ اس کے مال کو چھینتا ہے اس کی عزت پر حملہ کرتا ہے۔ وہ ایک نہایت ناجائز کام فعل کا ارتکاب کرتا ہے مسلمانوں نے اپنی قومیت کے اس اصول کو بالکل بھلا رکھا ہے اور ایک مدت سے ایک دوسرے کے ساتھ جنگ۔ ایک دوسرے کے ہی ملک اور مال چھیننے ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے میں لگے رہے ہیں۔ اسی آخری بات میں ایک دوسرے پر کفر کا فتوے بھی آتا ہے جسے آنحضرت صلعم نے قتل کیطرح ٹھیرایا ہے۔ اور فرمایا کہ مسلمان کی تکفیر اس کے قتل کی طرح ہے۔

غرض اسلام نے مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد ان چیزوں کو ٹھیرایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو قتل نہ کریں ان کے مال نہ چھین لیں۔ اور ایکدوسرے کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ تم پر صرف کسی دوسرے مسلمان کا قتل کرنا مال اور عزت کا لینا ہی ناجائز ہے۔ اور دوسرے لوگوں کا بلا وجہ قتل وغیرہ جائز ہے۔ بلکہ اس خصوصیت کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب تم مسلمان ہو گئے ہو اور ایمان لے آئے ہو۔ تو پھر یہ جائز نہیں۔ کہ تم جاہلیت کے زمانے کی ایک دوسرے کی سختیوں کے بدلے لیتے پھرو۔ ایمان لانے کے بعد اب وہ گذشتہ خصومتیں اور کدورتیں تم کو ایکدم چھوڑ دینی چاہیئیں۔ اور ایک دوسرے کے قتل مال اور عزت کو اپنے اوپر حرام سمجھنا چاہیئے۔ اسی لئے اسلام لاتے کے ساتھ ہی یہ حکم دیا۔ کہ ایک دوسرے کے قتل سے اپنے ہاتھوں کو روکو۔

جنگ سے نماز کا کیا تعلق ہے

اس کے بعد یہ حکم دیا کہ نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ جنگ سے روکنے کے بعد نماز کا حکم یہ ایک بے جوڑ سی بات معلوم ہوتی ہے۔ جنگ سے نماز کا کیا تعلق مگر یہ تعلق جنگ کی ضرورت پر غور کرنے سے صاف نظر آجاتا ہے۔ جب کوئی قوم کسی پر حملہ کرتی ہے۔ تو اس کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ وہ اسکا مقابلہ کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو مصیبت سے بچانے کے لئے جنگ شروع کردے۔ قرآن کریم نے اس مصیبت سے نکلنے کے لئے ایک اور راہ بھی بتلائی ہے۔ اور وہ اقامت صلوٰۃ ہے۔ گو یہ بظاہر ایک بعید سی بات معلوم ہوگی۔ مصائب سے بچنے کے لئے اقامت صلوٰۃ اور اداء زکوٰۃ سے کام لیا جائے لیکن قرآن کریم تعلیم حقہ کو پیش کرتا ہے کیونکہ وہ خدائے عالم الغیب کیطرف سے ہے۔ اس کی ہر ایک تعلیم حق اور حقیقت پر مبنی ہے۔ پس یقیناً نماز ایک بھاری ذریعہ ہے مصیبت سے نکلنے کا قرآن کریم میں جہاں کہیں مصائب کا ذکر آتا ہے۔ اسکے ساتھ اقامت صلوٰۃ کی تاکید بھی آتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصائب سے باہر نکلنے کا سب سے بڑا ذریعہ اقامت صلوٰۃ ہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان پر جب مصائب آتے ہیں۔ تو وہ ان سے باہر نکلنے کے لئے سہاروں کو تلاش کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ

جب دنیا کی طاقتیں خلاف ہوں تو خدا کا سہارا تلاش کرو

کیونکہ جب جسمانی طاقتیں مخالف ہو جائیں تو پھر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے روحانی سہارے کی ضرورت ہے۔ روحانی طاقت کے سامنے جسمانی طاقتیں پہاڑوں کی طرح بھی ہوں تو اڑ جاتی ہیں۔ اور یہ روحانی طاقت بغیر نماز کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ گزشتہ خطبہ جمعہ میں میں نے ایثار کی تعلیم پر کچھ کہا تھا کہ اسلام کی قومیت کا دوسرا ستون نماز ہے۔ اور زکوٰۃ اسلام کے دو ستون ہیں کہ جن پر ان کی قومیت کی چھت قائم ہے۔ نماز اور زکوٰۃ دو ہاتھ ہیں کہ جن سے ایک مسلمان کام کرتا ہے۔ دو آنکھیں ہیں کہ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ دو کان ہیں کہ جن سے وہ سنتا ہے۔ دنیا کی طاقتوں کے بالمقابل نماز اور زکوٰۃ انسان کے لئے بمنزلہ دو ڈھالوں کے ہیں۔ کہ جن سے وہ شیطانی حملوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ غرض ان دو ستونوں کے قائم کرنے کے بغیر کبھی مسلمانوں کی قوم نہیں بن سکتی۔ اسلام کا مقصد دنیا میں امن اور سلامتی کو قائم کرنا ہے۔ جہاں یہ مقصد جنگ کے بغیر حاصل ہو جاتا ہے وہاں اسلام مسلمانوں کو جنگ سے ہاتھ روک لینے کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر اسلام کا مقصد دنیا میں ممالک کی فتوحات اور جبراً مسلمان بنانا ہوتا تو قرآن کریم جنگ سے ہاتھ روک لینے کا حکم نہ دیتا مگر اسلام نے جنگ کی بجائے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیکر اپنی صلح پسندی کا ثبوت دیدیا۔ اور مصائب سے نکلنے کا اصل علاج نماز اور زکوٰۃ کو ہی قرار دیا۔

نماز اور زکوٰۃ یہ بھی ایک قسم کا جہاد ہے

مگر یہ جہاد اصلاح نفس کا ہے۔ دوسرا جہاد کہ دشمن کے مقابلے کا جہاد ہے اسکو اسلام نے اصلاح نفس کے جہاد سے موخر کیا ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم میں اصلاح نفس کے جہاد کو مقدم کیا گیا ہے۔ دنیا میں قیام امن کے لئے زیادہ زور اصلاح نفس کے جہاد پر ہونا چاہئے۔ اور اس کے بعد دشمن کے مقابلہ کا جہاد کرنا چاہئے۔ اصلاح نفس کے لئے نماز اور زکوٰۃ کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجدوں میں نمازی بہت نظر آتے ہیں۔ پھر بھی نماز سے اصلاح نفس کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور اسی طرح بدکاریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہ دیکھکر بعض لوگوں میں نماز کی نسبت یہ بدظنی پیدا ہو گئی ہے۔ کہ نماز سے فائدہ کچھ نہیں نماز کا فائدہ خود قرآن کریم نے تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر بتلایا ہے مگر یہ نہی عن المنکر یا اصلاح نفس عام طور آجکل حاصل ہوتی نظر نہیں آتی بلکہ بدیوں کا ارتکاب اسی دلیری کے ساتھ اب بھی ہوتا ہے۔ اب ایک طرف تو خدا کا قول ہے۔ کہ نماز انسان کو بدیوں سے روک دیتی ہے۔ اور دوسری طرف یہ ظاہر ہے کہ نماز پڑھنے والے بدیوں سے نہیں رکتے۔ اللہ تعالےٰ کا کلام جھوٹ نہیں ہو سکتا پھر نماز میں بدیوں کے روکنے کے اثر کے نہ ہونے سے یہ ثابت ہے۔ کہ یہ نماز وہ نماز نہیں کہ جس کی اقامت انسان کو بدیوں سے روک دیتی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے جس نماز کے پڑھنے کا حکم دیا ہے

وہ کوئی اور نماز ہے۔ اور اس نماز کیساتھ بدیاں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں اگر کوئی شخص اپنی نماز میں یہ نقص دیکھتا ہے کہ باوجود اس کے پڑھنے کے اس سے بدیوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ تو اسکو چاہیئے کہ وہ اپنی نماز کی اصلاح کرے گو وہ پانچ وقت مسجد میں جاتا ہو۔ گو وہ قیام رکوع سجدہ کرتا ہو۔ مگر نماز کی اصل روح کوئی اور چیز ہے۔ جو انسان کو بدیوں سے روک دیتی ہے۔ یہ محض نماز کا جسم ہے۔ مگر جسم جان کے بغیر کوئی چیز نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ نماز صرف قیام۔ رکوع۔ سجود کا نام نہیں۔ گو ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی جو شخص یہ نہیں جانتا کہ قیام کیا چیز ہے۔ رکوع کسطرح ہوتا ہے۔ اور سجدہ کسے کہتے ہیں۔ یہ بلاشبہ سچ ہے۔ کہ اس کی نماز نہیں ہوتی۔ نماز کی ادائیگی میں ان ساری چیزوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور یہ کہنا کہ اس کے بغیر نماز کیوں نہیں ہوتی ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص یہ کہے اخلاقی تعلیم کے ساتھ جسمانی صفائی کی کیا ضرورت ہے۔ جسمانی حالت کا اثر روح پر ضرور پڑتا ہے۔ جس طرح کو

شخص گندہ رہ کر اخلاقی صفائی کو حاصل نہیں کر سکتا۔

نماز کے ظاہری ارکان

نماز کے ظاہری ارکان سے ناواقفیت کے سبب نماز کی اصل روح سے بھی ناواقفیت ہو جاتی ہے۔ اسلئے نماز کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ظاہری ارکان کی واقفیت بھی ضروری ہے۔ قیام میں صف سیدھی ہونی چاہیئے صفوں کے بیچ میں خالی جگہ نہ ہو بلکہ لوگوں کے کندھے اور ٹخنے ملے ہوئے ہوں۔ طبائع پر ان باتوں کا بڑا ہی اثر پڑتا ہے۔ تمام جماعت کا ان ارکان کو یکساں طور پر ادا کرنا دلپر ایک گہرا اثر رکھتا ہے۔ قیام صف بندی کے بعد دوسری بات ہاتھوں کا باندھنا ہے۔ بعض لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں۔ بعض کسیقدر اوپر مگر ہماری جماعت کا معمول صدر یا سینہ پر باندھنا ہے۔ ہاتھ باندھنے میں انگلیوں کے سرے کہنیوں کے سروں سے آگے نہیں بڑھنے چاہئیں۔ بعض لوگ کہنیوں کے جوڑ کے اوپر چڑھا کر ہاتھ باندھتے ہیں۔ یہ جائز نہیں۔ ہماری انگلیاں کہنی سے آگے نہیں بڑھنی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود بھی اسی طرح ہاتھ باندھا کرتے تھے رکوع میں اسقدر جھکنا چاہیئے۔ کہ گردن اور پیٹھ کی سطح ہموار ہو جائے۔ اور دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں گھٹنوں پر مضبوط ہوں۔ رکوع سے جلدی اٹھنا منع ہے۔ بلکہ اسقدر دیر لگانی چاہیئے کہ اطمینان کے ساتھ تینوں تسبیحات ادا ہو سکیں۔ رسول اللہ صلعم نے جلدی جلدی نماز پڑھ کر چلے جانے والے ایک شخص کو بلایا۔ اور اُسے دوبارہ نماز کا حکم دیا۔ اور اُسے تعدیل ارکان کی تعلیم دیکر دوبارہ نماز اس سے پڑھوائی اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک ظاہری ارکان ٹھیک طور پر ادا نہ ہوں تو دل کو اطمینان نہیں ہوتا۔ جب تم رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتے ہو تو اگر تمہاری اس حرکت میں سکون نہ ہو گا۔ تو دل میں ان الفاظ کے مطالب کا خیال کیونکر آسکتا ہے۔ اور دل کو اطمینان نہیں تو اللہ تعا کی عظمت کا خیال دلمیں کیونکر آسکتا ہے کیونکہ ظاہری افعال کا اثر دل پر ضرور پڑتا ہے۔ پس تسبیح کا پرتو دل پر ضرور پڑنا چاہیئے۔ جب رکوع کا مطلب یہ ہے۔ کہ تم خدا کے آگے جھکتے اور عاجزی کرتے ہو تو تمہارے دل میں ایک سکون اور اطمینان پیدا ہونا چاہیئے۔ اور تسبیح کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ دعا ذہن میں آنی چاہیئے۔ کہ جسطرح وہ پاک ہے مجھے بھی پاک کرے۔ نماز میں اللہ تعہ کی حمد اور تسبیح کا مقصد یہی ہے۔ کہ جیسی اسکی صفات ہیں وہ ان کا پرتو ہم پر ڈالے۔ رکوع کے بعد اُٹھ کر اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہونا چاہیئے۔ اور اس میں اسقدر وقفہ ہونا چاہیئے۔ کہ سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا ولك الحمد حمداً كثيرا طيباً مباركاً تسلی سے پڑھا جا سکے۔ بعض لوگ ان حرکات میں امام کی پوری اتباع نہیں کرتے۔ امام کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو بعض جھکے رہتے ہیں۔ اور بعض فوراً اُٹھ کر سجدہ کے لئے جھک جاتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں کسی امر میں بھی امام سے آگے پیچھے رہنا ٹھیک نہیں سجدہ میں گرو تو سبکو امام کے بعد ایک وقت میں گرنا چاہیئے۔ گرنے پر ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جسمانی ساخت کی ترتیب پر گرنا چاہیئے۔ پہلے جھک کر گھٹنے زمین پر رکھنے چاہئیں۔ اور پھر ہاتھ اور اس کے بعد پیشانی زمین پر رکھدینی چاہیئے سجدہ میں بھی سب کی ترتیب ایک جیسی ہونی چاہیئے۔ ہاتھوں کی انگلیاں سیدھی سامنے کی طرف ہوں دونوں ہاتھ کانوں کے بالمقابل رکھے ہوئے ہوں کہنیاں زمین پر نہیں بلکہ اس سے کسیقدر بلند رہنی چاہئیں۔ اگر ضرورت ہو تو کہنیوں کے سر گھٹنوں پر ٹیک لئے جائیں سجدہ سے اُٹھنے میں بھی جسمانی ترتیب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ پہلے سر پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے اٹھانے چاہئیں۔ بین السجدتین (دونوں سجدوں کے درمیان) بھی دعا کے لئے وقفہ ہونا ضروری ہے۔ ان ظاہری ارکان کے علاوہ۔

نماز میں اصل چیز توجہ ہے

جب توجہ نہ ہو اور نماز کے مطالب ذہن نشین نہ ہوں تو پھر نماز سے کوئی فائدہ نہیں۔ جس طرح سے بعض بدپرہیزیاں دوا کے اثر کو باطل کر دیتی ہیں اسی طرح توجہ کے بغیر نماز اس کے فائدہ کو دور کر دیتی ہے۔ اسی توجہ کو قائم کرنے کے لئے نماز میں دعائیں رکھی گئی ہیں۔ تاکہ ان پر غور ہو کر توجہ میں یکسوئی پیدا ہو سکے مثلاً سورہ فاتحہ میں ایاك نعبد وایاك نستعين۔ اهدنا الصراط المستقيم ہ اگر غور کیا جائے تو یہ دعائیں بڑی توجہ کش ہیں۔ ان دعاؤں کو پڑھتے ہوئے انسان کی بے بسی اور اللہ تعالےٰ کی طاقت اور قدرت کو اپنے ذہن میں لاؤ اور اپنی ضرورتوں کو خدا کے حضور پیش کرو۔ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم کو پڑھتے ہوئے دل میں یہ دعا کرو کہ ہمارے دل میں دنیا کی چیزوں کی محبت بڑھ گئی ہے۔ پس ان کی محبت کو دور کر کے ہمیں اپنے پیاروں کا رستہ دکھاؤ۔ ہاں ان لوگوں کا رستہ کہ جنہوں نے تیری راہ میں سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ دکھا جسطرح اُنہوں نے خدا کا نام بلند کرنے میں بڑی بڑی مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اور اس کی خاطر اپنا سب کچھ لگا دیا۔ اور جسطرح انہوں نے مخلوق کی ہمدردی میں اپنی کل طاقتوں کو صرف کیا۔ اسی طرح ہمارے دل میں بھی ہمدردی کا عشق پیدا ہو۔ ہم کو ابوبکرؓ اور عمرؓ کی راہ دکھا۔ اور اُن کی نمونہ اور اعمال حیات کی اتباع کی توفیق عطا کر اگر توجہ نہ ہو تو بھر بار بار اهدنا الصراط المستقيم کو دُھرائے۔ اور غور کرے کہ میں کس کے حضور کھڑا ہوں اور کیا دعا مانگ رہا ہوں۔ انسان کو اپنی عاقبت کا سب سے زیادہ فکر کرنا چاہیئے۔ عمر یونہی ضائع ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس اپنی نمازوں کو سنوار کر پڑھو۔ دلی جوش اور توجہ کے ساتھ ادا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبب الی من دنیاکم الطيب والنساء وقرة عيني في الصلوٰة اس دنیوی زندگی میں سے

مجھے محبت ہے خوشبو اور عورتوں سے۔ مگر میری آنکھ کی ٹھنڈک یا حقیقی راحت نماز میں حاصل ہوتی ہے۔ نماز کے ساتھ آپ کے عشق کا پتہ اس سے بھی لگتا ہے۔ کہ آپ جب بلال کو اذان کے لئے حکم دیتے تھے تو ارحنا یا بلال فرمایا کرتے تھے یعنی اے بلال ہمیں راحت پہنچاؤ۔ جب تک نماز کو توجہ اور شوق سے ادا نہ کیا جائے۔ تب تک نماز سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ نماز سے اللہ تعالیٰ کا کچھ فائدہ نہیں۔ اسکو ساری دنیا کے لوگوں کے زمین پر ماتھے رکھ دینے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اگر نماز کا اثر انسان کے افعال پر نہیں پڑتا اور اُن میں تبدیلی پیدا نہیں ہو جاتی تو نماز کا کوئی فائدہ نہیں دنیا میں لوگ کئی کئی رنگوں میں ترک دنیا کرتے ہیں۔ مگر

نماز سے بڑھ کر کوئی ترک دنیا نہیں ہو سکتی

حالانکہ جوگی بن کر ترک دنیا کر کے جا بیٹھنا آسان ہے۔ مگر پانچ وقت اللہ اکبر سُن کر اپنے کاروبار اور مشاغل کو ترک کر کے خدا کی طرف آنا مشکل ہے۔ اسلئے ترک دنیا کا جو سبق نماز سے ملتا ہے۔ وہ اور کسی چیز سے نہیں مل سکتا اسلام اپنے تمام عقائد میں غیر مذاہب سے بڑھ کر کوئی نہ کوئی تعلیم دیتا ہے ترک دنیا کی تعلیم غیر مذاہب میں پائی جاتی ہے۔ مگر اسلام نے جس قسم کی ترک دنیا کی تعلیم دی ہے۔ وہ تمام مذاہب سے بڑھ کر ہے۔ ترک دنیا کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان دنیوی محبتوں سے قطع تعلق کر کے خدا سے تعلق قائم کرے۔ کیونکہ اگر خدا سے نہیں تو پھر ایمان کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ اب غور کرو کہ غیر مذاہب کے ترک دنیا کے بالمقابل اسلام کس قسم کی ترک دنیا کی تعلیم دیتا ہے۔ غیر مذاہب میں ایک دفعہ ترک دنیا کر کے کسی پہاڑ غار یا جنگل میں جا بیٹھتے ہیں۔ مگر اسلام جس ترک دنیا کا سبق دیتا ہے۔ وہ بار بار کرنی پڑتی ہے۔ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ یا دوکان پر اپنے کاموں میں مشغول ہے۔ اُدھر سے حی علی الصّلوٰۃ کی آواز آتی ہے۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کی طرف دوڑا ہوا چلا آتا ہے۔ بس اتنے میں ہی وہ تارک دنیا بن گیا ہے یہ اسلام کی ہی تعلیم ہے۔ کہ وہ ایک دن میں پانچ وقت ترک دنیا کراتی ہے انسان دنیا کے کاموں میں کتنا ہی مصروف کیوں نہ ہو مگر اس آواز کو سُن کر خدا کی طرف دوڑا چلا آتا ہے۔ تو جو خیال اسکو اللہ تعالیٰ کی طرف لاتا ہے۔ وہ اگر ادائیگی نماز کے وقت باقی نہ رہے تو اس کی نماز بے سود ہے۔ اس نے اپنا وقت ضائع کیا اور کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ انسان ایک لذت اور ایک سرور کو نہیں چھوڑ سکتا جبتک اس سے بڑھ کر لذت اور سرور حاصل نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں کو ترک کرا کر

نماز انسان کے اندر ایک اور قسم کی لذت پیدا کرتی ہے

اور وہ سرور سب سروروں سے بالاتر ہے۔ چنانچہ اس کی طرف ایک جگہ نماز کا حکم دیتے ہوئے یوں اشارہ کیا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصّلوٰۃ وانتم سکارٰی حتیٰ تعلموا ما تقولون ولا جنبا الا عابری سبیل حتیٰ تغتسلوا۔ یعنی جب شراب کے نشہ سے مدہوش ہو تو نماز کے قریب بھی نہ آؤ۔ یہانتک کہ تمہیں علم ہو کہ کیا کر رہے ہو۔ اور نہ ہی اسوقت جب حالت جنابت میں ہو یہانتک کہ غسل کر لو۔ اب یہاں حالت سُکر اور حالت جنابت دو کا اکٹھا ذکر کیا۔ کہ اس حالت میں نماز یا مسجد کے قریب بھی نہ آؤ۔ حالانکہ ان میں سے ایک یعنی شراب کا پینا قطعاً ممنوع ہے۔ اور دوسری یعنی حالت جنابت کا تعلق مرد اور عورت کے تعلق سے ہے۔ جو انسان کی ایک فطرتی خواہش ہے۔ اور جس کے بغیر یہ سلسلہ نظام دنیا کا باقی نہیں رہ سکتا۔ ان دونوں باتوں کے اکٹھا بیان کرنے میں بلاشبہ ایک حکمت ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ دونوں حالتیں انسان کے اندر ایک خاص قسم کا سرور پیدا کرتی ہیں۔ اور یہی ان دونوں میں مشابہت ہے۔ جس کی وجہ سے دونوں کو اکٹھا کیا۔ اور دونوں حالتوں میں نماز سے اس لئے روکا کہ وہ سرور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے حاصل ہوتا ہے

وہی حقیقی سرور ہے جس سے انسان کی روح ابدی فائدہ اُٹھاتی ہے

ان عارضی سروروں کو اس حقیقی سرور سے الگ کرنے کی خاطر ان دونوں کا اکٹھا ذکر کیا۔ اور بالآخر ایک کو تو بالکل روک ہی دیا۔ کیونکہ اس سے عقل انسانی پر پردہ پڑتا ہے۔ یعنی شراب جیسا کہ لفظ خمر کے معنے سے ظاہر ہے۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں۔ ڈھانک دینا۔ پس اس چیز کو جو عقل پر پردہ ڈالدیتی ہے بالکل روک دیا۔ لیکن دوسری چیز جسکے بغیر نسل انسانی چل ہی نہیں سکتی۔ یعنی مرد اور عورت کا تعلق۔ اس سے جو سرور حاصل ہوتا ہے اس کو اس دوسرے حقیقی سرور سے الگ کرنے کے لئے جو نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ جنابت یا علیحدگی کی حالت قرار دیا۔ اور ان دونوں میں حد فاصل غسل کو رکھ دیا۔ پس حقیقت یہ ہے۔ کہ جب تک نماز میں سرور حاصل نہ ہو۔ جب تک ایک سچا جوش اور تڑپ نماز کے اندر پیدا نہ ہو۔ جبتک آستانہ بارگاہ پہ سر رکھ کر انسان کے دل میں تمام لذتوں سے بڑھکر لذت اور تمام سروروں سے بڑھ کر سرور پیدا نہ ہو اسوقت تک نماز اپنے صحیح معنوں میں نہیں ہوتی۔ اور یہی نماز ہے جسکا جسم اور جان دونوں پوری صحت کی حالت میں ہوں۔ جو مومن کو اللہ تعالےٰ تک پہنچا دیتی ہے۔ اور اس لئے نماز ہی مومن کا معراج ہے۔

پس نماز کی حقیقت کو سمجھکر نماز ادا کرو

تاکہ اس کے ادا کرنے میں تمہارے دل کے اندر حظ اور لطف حاصل ہو قرآن کریم نے بغیر سوچے سمجھے نماز کی حقیقت سے بے خبر نماز پڑھنے والوں پر ویل کہا ہے۔ فرمایا۔ فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون۔ ان نماز پڑھنے والوں پر ویل اور افسوس ہے۔ کہ جو اپنی نماز کی حقیقت سے

غافل ہیں۔

آجکل مصائب مسلمانوں کو اسطرف کھینچ کر لارہے ہیں۔ کہ وہ نمازوں کو قریب کریں مگر ان کو اپنی نمازوں میں روح پیدا کرنی چاہیئے۔ خالی ٹکریں مارنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ تم سب نمازیں پڑھتے ہو۔ لیکن اگر تمہاری نماز تمہارے اندر خوشی اور لذت نہیں پیدا کرتی اور نماز کے وقت تمہارے اندر بیتابی اور اضطراب پیدا نہیں ہوتا تو یاد رکھو کہ یہ تمہاری نماز بے فائدہ ہے۔ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرو۔ نمازوں میں سستی اچھی نہیں۔ یاد رکھو کہ نماز میں سستی منافقت کی علامت ہے۔ خود قرآن کریم نے اس کے متعلق فرمایا یاتون الصلوٰۃ وھم کسالیٰ۔ سر سے بوجھ اتارنے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔

خدا کے حضور کھڑا ہونا کوئی معمولی بات نہیں

اور اس بات کا خیال رکھو کہ کسی امر میں منافقوں یا کافروں سے مشابہت پیدا نہ ہو۔ قرآن کریم نے جو اسقدر منافقوں اور کافروں کے حالات کو بیان کیا ہے۔ تو وہ اس لئے کہ مومن ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ہر وقت اس بات کی طرف توجہ رہے۔ کہ کافروں یا منافقوں والی کوئی صفت ان کے اندر پیدا نہ ہو۔ پس نماز کو بوجھ سمجھ کر ادا کرنا اور اس کے اندر خوشدلی اور لذت پیدا نہ ہونا منافقت کی علامت ہے۔ اور حدیث میں جو آتا ہے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم۔ تو اس مشابہت سے یہ مراد نہیں کہ کپڑے وغیرہ میں مشابہت نہ ہو۔ بلکہ جس مشابہت کے اختیار کرنے کی ممانعت کی ہے وہ صفات میں مشابہت ہے۔ اور اس ممانعت تشابہ سے یہی مراد ہے۔ کہ انسان ہر وقت خیال رکھے کہ مجھ میں کوئی کافروں اور منافقوں والی صفت تو نہیں۔ اگر کوئی ایسی صفت نظر آئے۔ تو اس کی اصلاح کرو۔ اور جن کے ساتھ تمہیں محبت ہے۔ اپنی بیبیاں اور بچے انہیں بھی اس راحت حقیقی کے سرچشمہ نماز کیطرف توجہ دلاؤ۔

ابطال تناسخ

قالوا وما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر وما لھم بذالک من علم ان ھم الا یظنون ط ”دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہماری زندگی صرف اسی دنیا تک محدود ہے۔ اسی میں ہم مرتے ہیں۔ اور زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور ہمیں صرف ایک زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے پاس کچھ بھی علم نہیں۔ صرف اٹکل بازی سے کام لیتے ہیں“

قرآن کریم کہ جسکا مقصد وحید دنیا کو غلط خیالات اور عقاید سے پاک و صاف کر کے خدا تعالےٰ تک پہنچنے والی صراط مستقیم پہ قائم کرنا ہے۔ اس کے خصائص کبرٰے میں سے یہ بھی ایک اعلیٰ خصوصیت ہے کہ وہ کل مذاہب کے عقاید باطلہ کا ذکر کر کے پھر دلائل قاطعہ سے ان کی تردید کرتا ہے۔ دنیا کی کوئی مذہبی کتاب خواہ وہ وید ہو۔ مہاتما بدھ کی ترپٹکا ہو یا پارسی مذہب کی دساتیر اور یہود و نصارےٰ کے عہد عتیق و جدید ہوں ان کے اندر نہ تو اپنے عقاید کی صداقت کے دلائل دیئے گئے ہیں۔ اور نہ غیر مذاہب کے عقائد فاسدہ کی حجج و براہین کے ساتھ تردید کی گئی ہے مثال کے طور پر ہم نے ہندو اور بدھ مذہب کے بڑے مسئلہ مسئلہ تناسخ کو لیا ہے۔ قرآن کریم اس مسئلہ کی تردید میں کہتا ہے۔ کہ اس عقیدہ کے رکھنے والوں کے پاس کوئی علمی دلیل نہیں۔ علمی دلیل تو کیا ہوگی وہ اسپر کوئی عقلی دلیل بھی نہیں دے سکتے۔ صرف اٹکل بازی سے کام لیتے ہیں۔ مسئلہ تناسخ کی تحقیق کے لئے میں نے وید منتروں کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس لئے میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ ویدوں کے اندر اس مسئلہ کی کوئی اصل قطعاً نہیں بلکہ وید منتروں کا بیشتر حصہ اس مسئلہ کی تردید کرتا ہے۔ میں نے اپنی اس تحقیقات کو آریہ سماج کے ساتھ بڑے بڑے مناظروں میں پیش کیا ہے۔ اور مجھے اس قوم کے قابل سے قابل پنڈتوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے مواقع پیش آئے ہیں۔ لیکن ویدوں میں سے اس مسئلہ کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ جو شخص اس صداقت سے انکار کرتا ہے۔ اسکا ثبوت خود اسی کے ذمہ ہے پس چاہیئے کہ وہ ویدوں میں سے اس کا ثبوت پیش کرے۔ سردست آج ہم اس مسئلہ پر معقولی رنگ میں کسیقدر ذکر کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے آریہ دوست اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔

قانون قدرت اور تناسخ کا مقابلہ

تناسخ کی رو سے یہ بات ماننی پڑتی ہے۔ کہ اگر کسی حالت میں دس بیس شخصوں کے اعمال یکساں ہوں تو ان کو یکساں جزا و سزا بھی ملے۔ قانون قدرت میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کتیا ایک جھول میں آٹھ آٹھ بچے دیدیتی ہے ایک تناسخ کا عقیدہ رکھنے والا شخص فوراً کہدیگا کہ ان آٹھ بچوں کے ایک ہی وقت میں ایک ہی ماں کے پیٹ سے اور ایک ہی جگہ اور حالت میں پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ جو روحیں کتیا کے ان آٹھ بچوں کے اندر آئی ہیں۔ اور ایک ہی وقت جگہ اور حالت میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے اعمال یکساں تھے وہ اپنے انسانی جنم میں ایک ہی طرح کے فعل کیا کرتے تھے اس لئے ان کو سزا اور جزا بھی یکساں دی گئی ہے۔ اسی بناء اور اصول کے بموجب اکثر ایسا بھی ہونا چاہیئے۔ کہ عورتوں کے بھی ایک ساتھ دس دس بچے پیدا ہو جایا کریں کیونکہ جب کتے کی جون میں جانے

والوں کے اعمال کے اندر اسقدر یکسانیت پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ ایک ہی وقت ایک ہی ماں کے پیٹ سے اور ایک ہی جگہ اور حالت میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو انسانی جون میں آنیوالوں کے اعمال میں اسقدر یکسانیت کیوں پیدا نہیں ہو سکتی کہ وہ بھی ایک ہی ماں کے پیٹ سے ایک ہی وقت اور حالت میں پیدا ہوں۔ یہ عذر کہ انسانی جون کے حاصل کرنیوالوں کے اعمال میں کسی نامعلوم وجہ کے سبب یکسانیت پیدا نہیں ہو سکتی قطعًا نامعقول ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی کبھی ایک ہی ماں کے پیٹ سے جفت بچے بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور شاذ طور پر تین اور چار بچے بھی ہو جاتے ہیں۔ پس جس طرح یہ ممکن ہے۔ کہ دو شخصوں کے اعمال میں اسقدر یکسانیت پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ آئندہ جنم میں ایک ہی ماں کے پیٹ سے اور ایک ہی وقت میں پیدا ہوں تو دنیا کے کروڑ ہا انسانوں کے اندر دس بیس شخصوں کے اعمال میں اسقدر یکسانیت کیوں پیدا نہیں ہو سکتی کہ وہ ایک ہی وقت میں ایک ہی ماں کے پیٹ سے ایک ہی باپ کے نطفہ سے اکٹھے پیدا ہوں۔ جسطرح کُتیا کے پیٹ میں پیدا ہونے والے لوگوں کے اعمال میں یکسانیت ہوتی ہے۔ اسی طرح باقی لوگوں کے اعمال میں بھی یکسانیت ممکن ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ امر واقعہ میں ایسا نہیں ہوتا یا واقعات عالم اس امر کی تردید کرتے ہیں۔ نہ صرف واقعات سے اسکا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ امر ممکن الوقوع بھی نہیں۔ کیونکہ طبی اصول سے یہ امر ناممکن ہے کہ عورتوں کے پیٹ میں دس تک بچے سما سکیں۔ ہماری اس مختصر سی بحث کا مفاد صرف اسقدر ہے کہ لوگوں کے اعمال کا یکساں ہونا ممکن ہے۔ اس لئے ایک ہی وقت میں ایک ہی ماں کے پیٹ سے از روئے تناسخ دس بیس بچوں کا ایک وقت میں پیدا ہونا ممکن ہے۔ مگر انسانی افعال الاعضاء اور ان کی قدرتی ساخت اس امر کو ناممکن الوقوع قرار دیتی ہے۔ پس قانون قدرت کی رو سے عقیدہ تناسخ باطل ہے۔ اور دلائل علمیہ اور براہین حکمیہ اس مسئلہ کی تردید کرتے ہیں

(۲)

دنیا میں ہر ایک چیز ایک خاص مقدار معین اور وقتِ خاص میں پیدا ہوتی ہے از روئے قاعدہ تناسخ یہ امر لازمی ہے۔ کہ جس وقت کسی بدکار انسان کی روح اس کے جسم سے علیحدہ ہو اسکو فورًا اس کے اعمال کی سزا میں کوئی نیا جسم دیا جائے۔ مگر دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک چیز اپنے وقت معین پر پیدا ہوتی ہے۔ سبزیاں اناج بلکہ جانوروں تک کے لئے بھی اکثر پیدا ہونے کے اوقات اور موسم مقرر ہیں۔ مثال کے طور پر گندم کو ہی لیلو کہ وہ سردی کے موسم میں پیدا ہوتی ہے۔ برسات کے موسم میں پیدا نہیں ہوتی۔ مگر ایک بدعمل شخص جس کی روح نے اپنی بداعمالی کی سزا میں گندم کے پودے میں جنم لینا ہے۔ برسات کے موسم میں اپنی جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے تو کیا اسکو آئندہ گندم کے موسم تک بقول آریہ مناظرین سسشن سپرد رکھا جائے گا۔

اسیطرح سے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر کسی بیماری کیوجہ سے انواع مخلوقات میں سے کوئی ایک خاص نوع تباہ ہو جائے یا کوشش کر کے اسکو تباہ کر دیا جائے۔ مثلًا جیسا کہ چوہوں کو تباہ کرنے کے لئے کوشش ہو رہی ہے اس کوشش کو بار آور کرنے کے لئے کوئی ایسی دوائی مل جائے کہ جس سے دنیا بھر کے چوہے تباہ ہو سکیں تو کیا چوہوں کی جون میں جانے والی روحیں ہمیشہ کے لئے سسشن سپرد رہیں گی۔ جانوروں کی نسل کو جسقدر بڑھایا جائے اسیقدر اس میں ترقی ہوتی ہے۔ اور جسقدر اُن کو تباہ کرنے کی کوشش کیجائے اُن کی ترقی اسیقدر رُک جاتی ہے مگر از روئے قاعدہ تناسخ ان کی نسل کی ترقی اور کمی کا دار و مدار انسان کے اعمال پر منحصر ہے۔ تو کیا ان جانوروں کے تباہ کر دینے یا ان کی نسل کو ترقی دینے کیوجہ سے انسانی اعمال میں بھی اسی نسبت سے کمی بیشی ہو جاتی ہے اگر ایسا نہیں ہوتا تو جانوروں کی ترقی اور کمی انسانی اعمال پر قطعًا منحصر نہیں ہو سکتی۔ موسم برسات کے بعد انسانی اجسام میں بیکٹیریا اس کثرت سے ایک ایک جسم میں ترقی کر جاتا ہے کہ جس کے شمار و اعداد کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ بیکٹیریا کے ایک کیڑے کی جسامت $\frac{1}{25000}$ انچ ہوتی ہے۔ اور یہ ایک دن میں ایک جسم کے اندر لکھو کھا کی تعداد میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ برسات کے موسم میں ایک ہی شہر کے لوگوں کے اندر جسقدر بیکٹیریا پیدا ہوتا ہے اگر اسکا اندازہ لگایا جائے تو اسقدر انسان شروع دنیا سے لیکر ابتک سطح زمین پر قطعًا پیدا نہیں ہوئے۔ اس لیے اندازہ شمار و اعداد کو ذہن میں لا کر بتلاؤ۔ کہ جب اسقدر انسان شروع دنیا سے لیکر ابتک سطح زمین پر پیدا ہی نہیں ہوئے تو اسقدر بداعمال روحیں کہاں سے آگئیں۔ انسان قدرتًا بہت سی اشیاء کا محتاج ہے۔ جن کے بغیر اسکا گذارہ محال ہے جیسے اناج وغیرہ مگر تناسخ کی رو سے یہ بالکل ممکن امر ہے۔ کہ کسی وقت جانور اور سبزیاں بالکل نہ رہیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ جو چیز بلا گناہ ہوئے پیدا ہوتی ہے وہ لازمی اور ضروری شئے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسکا وجود گناہ کے صدور پر منحصر ہے۔ مگر لازمی شئے کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں موجود ہو جسکا وجود کسی شرط پر موقوف ہو اسکا وجود لازمی نہیں ہو سکتا اگر گناہ نہوں تو نہ جانور ہوں اور نہ سبزیاں ہوں کہ ان چیزوں کی پیدائش انسان کی بداعمالیوں پر منحصر ہے پس جبکہ انسان کی زندگی کے لئے ان چیزوں کا وجود لازمی ہے تو اس لحاظ سے گناہ کا وجود بھی لازمی ہوا۔ کیونکہ اگر گناہ نہوں تو یہ چیزیں بھی نہونگی مگر گناہ کو لازمی قرار دینا مذہب کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دینا ہے۔ اگر گناہ [illegible]

محرّمات طعام

قل لا اجد فی ما اوحی الیّ محرماً علیٰ طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دماً مسفوحاً او لحم خنزیر فانه رجس او فسقاً اهل لغیر اللّٰه به ۔ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور الرحیم ؕ
(الانعام)

اللہ تعالےٰ کے سوا کہ جو انسانی روح کے حقیقی منافع اور مضرات پر ایک ہی علیم اور خبیر ہستی ہے کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچ سکتا کہ وہ اپنی مرضی اور اختیار سے خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو حلال یا حرام قرار دے سکے ۔ اور وہ ظالم انسان کہ جو اللہ تعالےٰ کے اس حق کو غصب کر کے اپنی رائے اور ظن کی بنا پر بعض چیزوں کو حلال یا حرام قرار دیتا ہے ۔ بلاشبہ وہ مفتری علی اللہ اور مقام ربوبیت پر کھڑا ہونے کا مدعی انسان ہے ۔ پھر جو شخص اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور انسان کے قرار دادہ حرام اور حلال پر ایمان لا کر اس پر عمل درآمد کرتا ہے ۔ وہ یقیناً اس مفتری انسان کو اللہ تعالےٰ کا شریک قرار دیتا ہے ۔ اس لئے کہ اپنے بندوں پر کسی چیز کے حرام یا حلال قرار دینے کا حق صرف ان کی ربوبیت کرنے والے رب کو ہی پہنچ سکتا ہے ۔ یہ وہ حقیقت اور صداقت ہے کہ جسکا ذکر قرآن کریم میں متذکرہ صدر آیت سے پیشتر کی آیات میں کیا گیا ہے ۔ اس حق اور صداقت پر اطلاع پانے کے بعد اللہ تعالےٰ اور اس کی کتاب پر ایمان رکھنے والے مومن کے دل میں سب سے پہلے یہ تڑپ پیدا ہو جاتی ہے ۔ کہ وہ جلد سے جلد ان چیزوں کو معلوم کرے کہ جن کو اس کے رب نے اس پر حرام یا حلال قرار دیا ہے : اسی مقصد کو مدِنظر رکھکر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔ قل لا اجد فی ما الخ اے محمد (صلعم) کھانے کی چیزوں میں اعتدار کرنے کی وجہ سے دکھوں اور تکلیفوں میں پڑے ہوئے لوگوں اور مومنوں کو کہدو کہ جو کچھ میری طرف سے وحی کیا گیا ہے ۔ میں تو اسمیں کسی کھانے والے پر کوئی کھانے کی چیز حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو ۔ بہایا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ۔ اس لئے کہ یہ سب چیزیں ایسی گندی ہیں کہ سلیم طبائع ان سے کراہت پکڑتی ہیں ۔ اور یہ صحت کو نقصان پہنچانے والی چیزیں ہیں ۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ کہ جو کچھ مجھ پر وحی کیا گیا ہے ۔ خواہ وہ اخبار انبیاء میں سے ہے یا ان کی شرائع میں سے یا خود میری وحی میں سے اللہ تعالےٰ نے کسی کھانے والے پر سوا ان چار چیزوں کے کوئی چیز حرام نہیں کی ۔ اسجگہ یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے ۔ کہ یہود پر ان چار محرمات الطعام کے سوا اور چیزیں بھی حرام تھیں کہ جن کا ذکر قرآن کریم نے خود ہی کیا ہے ۔ فرمایا علی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیھم شحومھما الخ ہم نے یہود پر ہر ایک ناخن والا جانور حرام کر دیا تھا اور گائے بکری کی چربی بھی ان پر حرام کی گئی تھی سوائے اس کے کہ جو ان کی پشت اور انتڑیوں پر ہو یا ہڈیوں سے لگی ہوئی ہو ۔ مگر اس غلطی کو کہ ان چار چیزوں کے سوا اور بھی چیزیں حرام کی گئی تھیں یہ کہکر دور کر دیا کہ ذالک جزینٰھم ببغیھم وانا لصادقون ۔ کہ یہود پر یہ حرمت صرف وقتی اور بطور سزا کے تھی ۔ ورنہ فی الحقیقت یہ چیزیں حرام نہیں اور نہ کبھی تھیں ۔

پس قرآن کریم کی متذکرہ صدر آیت میں یہ حصر موجود ہے کہ کھانے کی چیزوں میں سے صرف چار ہی چیزیں کہ جن کا اس جگہ ذکر کر دیا گیا ہے ۔ حرام ہیں اور ان کے سوا اور کوئی چیز حرام نہیں ۔ البتہ سورۃ مائدہ میں منخنقۃ موقوذۃ متردیۃ (گلا گھٹ کر مرا ہوا ۔ گر کر مرا ہوا ۔ اور سینگ کی ضرب سے مرا ہوا) اور درندہ کے پھاڑے ہوئے کا حرام ہونا بھی مذکور ہے ۔ مگر فی الحقیقت یہ چاروں میتہ کی ہی صورتیں ہیں ۔ حرام چیزوں کی اقسام میں سے نہیں ہیں اس کے علاوہ باقی خبائث کی حرمت بھی آیت کے اس حصر کو نہیں توڑ سکتی اس لئے کہ خبائث کھانے کی چیزوں میں سے نہیں ہیں ۔ پس قرآن کریم میں اس آیت کو منسوخ کرنے والی کوئی آیت نہیں ۔

احادیث اور آیتہ محرمات الطعام

البتہ بعض احادیث میں پالتو گدھے ۔ نکیلے دانت رکھنے والے درندے اور پنجے رکھنے والے شکاری جانوروں کی حرمت کا ذکر آیا ہے ۔ مگر اس کے خلاف قرآن کریم کی اس آیت محرمات الطعام کی تائید میں اور احادیث بھی بکثرت وارد ہوئی ہیں ۔ درمنثور میں ان احادیث کو اسی آیت کی ذیل میں درج کیا گیا ہے فرمایا اھل الجاھلیۃ کانوا یحرمون اشیاء ویستحلون اشیاء فنزلت (قل لا اجد فی ما اوحی الیّ محرماً الخ الایۃ

عن ابن عباس قال کان اھل الجاھلیۃ یاکلون اشیاء و یترکون اشیاء تقذرا فبعث اللّٰه نبیہ وانزل کتابه واحل حلاله وحرم حرامه فما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنه فھو عفو منه ثم تلا ھذہ الایۃ (قل لا اجد فی ما الخ)

عن ابن عباس انه تلا ھذہ الایۃ (قل لا اجد فی ما الخ) فقال ما خلا ھذا فھو حلال ۔

عن ابن عباس ۔ قال لیس من الدواب شیٔ حرام الا ما حرم اللّٰه فی کتابه (قل لا اجد فی ما اوحی الخ الآیۃ

اسی طرح ابن عمرؓ اور عائشہؓ دونوں کا قول ہے ۔ کہ قال لا بأس بأکل

کل ذی شیٔ الا ما ذکر اللہ فی ھٰذہ الاٰیۃ (قل لا اجد فی ما اوحی الخ
جن کا مفاد صرف اسقدر ہے کہ ان محرمات اربع کے سوا اور کوئی کھانے کی چیز حرام نہیں۔ اور صرف خدا کی حلال قرار دادہ اشیاء کو حلال اور حرام کردہ اشیاء کو حرام قرار دینا چاہیئے۔

پالتو گدھے کے متعلق کہ جس کو بعض احادیث میں حرام قرار دیا گیا ہے بخاری اور ابو داؤد میں صاف وارد ہے کہ عن عمرو ابن دینار قال قلت لجابر بن زید انھم یزعمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لحوم الحمر الاھلیۃ زمن خیبر فقال قد کان یقول ذالک الحکم بن عمرو الغفاری عندنا بالبصرۃ عن رسول اللہ صلعم ولکن ابیٰ ذالک البحر ابن عباس و قرأ (قل لا اجد فی ما الخ
گویا ابن عباس نے اس خبر کے صحیح ہونے سے انکار کیا ہے کہ جس میں پالتو گدھے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے خلاف قرآن کریم کی اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

اور اسی طرح سے نکیلے دانت رکھنے والے درندہ اور پنجہ رکھنے والے پرندہ کے متعلق حضرت عائشہؓ کا قول ہے۔ کہ انھا کانت اذا سئلت عن کل ذی ناب من السباع ومخلب الطیر۔ تلت (قل لا اجد فی ما اوحی الی الخ) الآیۃ جب آپ سے ایسے خاص درندہ اور جانور کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے یہی آیت تلاوت کی کہ ان کے سوا اور کوئی چیز حرام نہیں۔

احمدی و غیر احمدی صاحبان کی خدمت میں عاجزانہ اپیل

(از ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب مدرس کوٹ رادھا کشن)

ہم مسلمانوں کی قوت جن افعال سے منتشر اور حالت دگرگوں ہوئی حتیٰ کہ اسلامی سلطنتیں بھی چھن گئیں۔ ان کو ہم نے ترک نہ کیا بلکہ ان کو اور ترقی دی۔ اسوقت ہماری جو حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اگر اس کی اصل وجہ پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ مسلمان ہر صیغہ میں علم و فضل کسب و ہنر بلکہ ملک و حکومت میں غیر اقوام سے افضل و اعلیٰ اسوقت تک رہے جب تک کہ ان میں اتفاق و اتحاد قائم رہا۔ ادھر نفاق پیدا ہوا۔ ادھر رجعت قہقری بجا نب ترقی کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس حالت کو پہنچ گئے۔ اگر مسلمانوں کے اندر نفاق پیدا نہ ہوتا تو وہ کبھی زینہ معراج سے نہ گرتے۔ اگر اس نفاق کی وجوہات پر غور کیا جاوے۔ تو یہی معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی بدقسمتی نے نامساعد واقعات و انقلابات ہی کچھ ایسے پیدا کئے۔ کہ روز بدن یہ مرض بڑھتا ہی گیا۔ آخر خانہ جنگی نے فرقہ بندی کر دی جس سے اسلامی اجتماعی طاقت نے قوت انفرادی کی حیثیت کا جامہ پہنا۔ جب مستقل فرقہ بندی ہو چکی۔ تو ہر اک فرقہ ایک دوسرے کی تحقیر و تکفیر کو اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد خیال کرنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ ہر مسلمان کے دل کو بغض و عداوت نے اپنا گھر بنا لیا چودھویں صدی میں تو اس بغض و عناد نے یہانتک ترقی کی۔ کہ صحن مساجد ہی رزمگاہ بن گئے۔ فروری ۱۹۲۰ء کو جامع مسجد دہلی میں حنفیوں اور وہابیوں کے درمیان جو مباحثہ ہوا۔ اس کے بدنتائج سے اسلامی دنیا اچھی طرح واقف ہے کہ مسجد ہی میں ایک فرقہ کے لوگوں نے دوسرے فرقہ کے ایک دو مسلمانوں کو جان سے مار دیا۔ اور ایک مسلمان از روئے فیصلہ مقدمہ پھانسی پر لٹکایا گیا۔ غرضیکہ ان فرقہ بندیوں اور خانہ جنگیوں نے تو ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ سے

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب ہمیں چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اپنی فرقہ بندیوں اور خانہ جنگیوں کے بدنتائج سے عبرت پکڑتے ہوئے ان کو چھوڑ دیتے۔ اور تمام مسلمان فی الواقع مسلمان بن جاتے اور اپنی وہی جماعت بنا لیتے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قائم کی تھی مگر افسوس ہم کو کوئی عبرت اور نصیحت حاصل نہ ہوئی۔ فرقہ بندیوں کو توڑنا اور خانہ جنگیوں کو چھوڑنا تو درکنار۔ بلکہ ان کو اور ترقی دی۔ جو ہمارے زخمہائے سینہ کے لئے نمک ثابت ہوئی ہے دل نے زخموں کی ترقی سے عجب پائی بہار

ان فرقوں کے علماء میں اسوقت جو ذاتی کدورت۔ رنجش اور بغض و عناد موجود ہے۔ اس سے یہ بخوبی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ کہ اگر انہوں کی یہی فرقہ بندیاں و خانہ جنگیاں موقوف نہ ہونگی۔ اسوقت تک راہ ترقی پر چلنے کی امید کی بنیاد زیر آب اور قعر ضلالت سے نکلنے کا خیال ایک خواب ہے جس کی تعبیر این خیال است و محال است و جنون ہے۔ خداوند کریم وہ مبارک گھڑی قریب لائے جبکہ احمدی و غیر احمدی ایک ہو جائیں دینی خدمت کے لئے ان کا جو قدم اٹھے وہ اکٹھا ہی اٹھے۔ اب میں احمدی و غیر احمدی صاحبان کی خدمت میں نہایت عاجزانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے اختلافی مسائل کو نظر انداز کر کے آپس میں اتحاد و اتفاق قائم کریں سب ملکر اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ کہ مذہبی وقار و پولٹیکل اقتدار کا انحصار اسی پر ہے۔ ہم اس سے تمام اہل دنیا اور بادشاہوں کو مسلمان بنا سکتے ہیں۔ احمدی مبلغین کی کوششوں سے یورپ امریکہ اور افریقہ میں لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور سینکڑوں کی تعداد

میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے مشن نے جو کام کیا ہے۔ اس کو کون
مسلمان نہیں جانتا۔ لارڈ ہیڈلے اور ایڈیٹر اخبار کرانیکل بمبئی جیسی روشن
دماغ انگریز مسلمان ہو چکے ہیں۔ صبح و مسا بے اختیار دعائیں نکلتی ہیں
کہ خدا اپنے فضل و کرم سے احمدی صاحبان کے نیک ارادوں اور
اُن کی تبلیغ میں ترقی بخشے۔ حق پوچھو۔ تو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب
اور مفتی محمد صادق صاحب بی۔ اے نے یورپ و امریکہ کے سینکڑوں انگریزوں
کو مسلمان بنا کر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ اگر ہندوستان کے مسلمان اشاعت
اسلام کیطرف مجموعی قوت سے توجہ کریں۔ تو اہل یورپ امریکہ تو چشم زدن
ہی میں مسلمان ہو سکتے ہیں۔ جبکہ واقعات یہاں تک پکار پکار کر کہ رہے ہیں
کہ اگر وہ احمدی علماء بھی تبلیغ کے لئے یہاں آجاتے جن کو غیر احمدیوں نے
بحث و مباحثوں میں روک رکھا ہے۔ تو ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں
اہل مغرب مشرف باسلام ہو جاتے۔ اب میں غیر احمدی صاحبان کی خدمت
میں نہایت درد بھرے دل سے یہ شکایت بلکہ عاجزانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ
وہ احمدی صاحبان کو کیوں بُرا خیال کرتے ہیں۔ جبکہ وہ صرف اشاعت اسلام
کی خاطر ہی اپنے گھر بار چھوڑ کر بلاد غربیہ میں پہنچ چکے ہیں۔ میں نہ خود مرزائی
ہوں۔ نہ مرزا صاحب کو نبی ہی مانتا ہوں۔ لیکن اُن کو بُرا بھی نہیں جانتا۔ اس
مختصر سے مضمون میں ان کے نبی بلکہ مسیح موعود ہونے یا نہ ہونے کی بحث کی
گنجائش نہیں۔ کیونکہ وہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔ یہاں صرف یہ دیکھنا ہے کہ
مرزا صاحب کی ہستی سے اسلام کو ترقی ہوئی یا تنزل۔ اگر ترقی ہی ہوئی ہو
تو غیر احمدی صاحبان کس منہ سے ان کو بُرا کہتے ہیں۔ سو عرض یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب
نے مسلمانوں کی بہت کچھ اصلاح کی۔ غیر مذہب کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات
فصاحت سے دئے اور صداقت اسلام کے متعلق جسقدر ضخیم کتب لکھیں۔ وہ
حضرت مرزا صاحب ہی کا کام تھا۔ براہین احمدیہ کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب
بٹالوی نے جو ریویو کیا وہ کوئی پوشیدہ نہیں۔ اللہ اکبر۔ حضرت مرزا صاحب نے
مسلمانوں کو سب سے پہلا یہ پیغام دیا۔ کہ وہ مسلمان ہی فی الواقع مسلمان ہے جو دین
کو دنیا پر مقدم کرتا ہوا اشاعت اسلام پر جان و دل قربان کر دے۔ تبلیغ حق کے
لئے صحابہ کرام کی طرح اپنا گھر بار چھوڑ کر غیر ممالک میں جا کر ہر کہ و مہ کو دعوت اسلام
دے کر خواب غفلت سے بیدار کر دے۔ چنانچہ اسی پر احمدی صاحبان نے عمل کیا۔
جو روز روشن کیطرح ظاہر ہے۔ یورپ افریقہ امریکہ میں پادری صاحبان نے من گھڑت
کہانیاں اسلام کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو اسلام سے متنفر کر چھوڑا تھا۔
وہاں انہوں نے اسلام کا منور چہرہ پیش کیا ہے۔ حق پوچھو۔ تو انہوں نے وہ کام کیا ہے۔ جو
کسی ملک کے مسلمانوں نے نہیں کیا۔ بلکہ موجودہ اسلامی بادشاہوں نے بھی۔

آج احمدی مشنری ہی غیر ممالک میں جا کر صحابہ کرام کیطرح اس قرآن پاک کی تبلیغ کر رہے
ہیں۔ جس کے نزول کے وقت فرشتوں نے یہ راگ گایا تھا۔ کہ مبارک ہونگی وہ زبانیں
جو اس کی تلاوت کریں گی۔ اور خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جو اس کی تبلیغ کیا کریں گے
مگر افسوس کہ غیر احمدیوں کی نظر میں ان کے اس فعل کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ وہ ان
کے آگے کفار کا احمدی مسلمان ہونا نہ ہونا یکساں ہی ہے۔ جو کہ ان کی سراسر غلطی ہے۔
تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ اور عقل و دانش سلب کر لیتا ہے۔ افسوس اگر
غیر احمدیوں کے سر پر تعصب کا بھوت سوار نہ ہوتا۔ اور دیدۂ انصاف بھی ہوتی تو
وہ غیر مسلموں کے احمدی مسلمان ہو کر رسول کریم پر درود بھیج رہے ہیں۔ اور قرآن
شریف کو الہامی کتاب مان رہے ہیں جو کل رسول خدا کو (نعوذ باللہ من ذالک)
ڈاکو مکار زناکار اور کلام الہی کو حضرت محمد صاحب کی معمولی ڈائری خیال کر رہے تھے
اس عظیم الشان تبدیلئ خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے میں سخت حیران ہوں۔ کہ کفار کے
احمدی مسلمان ہونے کی خبر بعض ملاؤں کے حق میں صاعقہ کیوں ثابت ہوتی ہے
جبکہ خواجہ حسن نظامی جیسے مقتدر مسلمان احمدی صاحبان کو ان کی کامیابی پر بذریعہ
تار مبارکباد دے رہے ہیں۔ افسوس وہ نیم ملاں بھی جو غیروں کے اعتراضات
کی تاب نہ لا کر دم دبا کر بھاگا کرتے ہیں۔ ان احمدی مشنریوں کو بھی بنگاہ حقارت
دیکھتے ہیں۔ جو یورپ و امریکہ کے فلاسفر اور سائنس دانوں کے اعتراضات کے
دندان شکن جوابات دے کر ان کو مسلمان بنا رہے ہیں۔

صاحبو! غیر احمدیوں کی اس حالت پر کیوں نہ رنج و محن کے آٹھ آٹھ آنسو
بہائے جائیں۔ کہ وہ اس جماعت کو دائرہ اسلام سے باہر خیال کرتے ہیں۔ جو غیر
اقوام کو احاطۂ اسلام کے اندر داخل کر رہی ہے۔ اور جس کے مبلغ دنیا کے ہر گوشہ
میں پہنچ چکے ہیں۔ محض اشاعت اسلام کی خاطر ہی وہ ہر انواع و اقسام کی تکالیف
و مصائب کو جھیلتے ہوئے افریقہ کے تپتے ہوئے بیابانوں اور ریگستانوں میں
گھوم رہے ہیں۔ برعکس اس کے یہ لوگ اپنے گھر لحاف اوڑھے مست ہو رہے ہیں
غیر ممالک میں جا کر تبلیغ حق کرنا تو درکنار۔ کیا مجال کہ ہندوستان بلکہ اپنے شہر
ہی میں غیر مسلموں کو تبلیغ کریں۔ کتنی دلیری بلکہ بے شرمی کی بات ہے۔ کہ وہ
لوگ بھی احمدی جماعت کے مبلغین اسلام کو کافر سمجھتے ہیں۔ جو دس دس روپیہ
کے عوض اپنے مسلمان ترک بھائیوں اور اُن کے بال بچوں کے سینوں کو گولیوں کا نشانہ
بنا چکے ہیں۔ حالانکہ اسلام کے مبلغ کا مرتبہ بارگاہ الہی میں اُس زاہد سے بھی
ہزار گنا زیادہ ہے۔ جو تارک دنیا ہو کر حجرہ کے گوشۂ تنہائی میں شب و روز عبادت
خدا میں مصروف ہو۔ **بقول سعدی**

گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج + وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را۔

میں غیر احمدی صاحبان کی خدمت میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر وہ

بھی اپنے دلوں میں ترقی اسلام کا سچا درد رکھتے ہیں۔ تو احمدی صاحبان کیطرح اشاعت اسلام کی انجمنیں قائم کریں۔ مبلغین اسلام کو ان ممالک کیطرف بھیجیں۔ جن کی طرف تاہنوز احمدی مشنری نہیں پہنچے۔ یا کم از کم موجودہ اشاعت اسلام کی انجمنوں کو چندہ ہی دیں۔ ورنہ خود ہی انصاف کریں۔ کہ وہ احمدی صاحبان کو کس مُنہ سے بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور کیوں ان کے پہلو بہ پہلو اشاعت اسلام کا کام نہیں کرتے۔ ہاں یہ ان کی ایک شکایت کرتے ہیں۔ جو بالکل بجا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ احمدی جماعت کا قادیانی فرقہ اپنی نادانی سے ان کی تحقیر و تکفیر کرنا ہی اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ بغض و عداوت نے اس فرقہ کو یہانتک اندھا کر رکھا ہے۔ کہ وہ یہ بھی نہیں سمجھتا کہ تکفیر اہل قبلہ سے خود اس کی جڑ کٹے گی وہ یوں کہ مسیح موعود علیہ السلام کی طفیل کفار نے مسلمان ہونا ہے۔ نہ کہ مسلمانان عالم نے کفار۔ نیز خلافت اور مقامات مقدسہ کا وہ حامی نہیں۔ اور اُسے یہ منظور نہیں کہ ان ممالک پر آج مسلمان ہی قابض رہیں۔ جن کو ہمارے آباؤ اجداد نے بڑی قربانیوں سے فتح کیا تھا۔ کیا یہ مقام افسوس نہیں۔ کہ مسلمانوں کے اس درد اسلامی میں ہندو صاحبان تو شریک ہوں۔ مگر ہمارے محمودی بھائی شریک نہ ہوں۔ بلکہ وہ خوشیاں منائیں۔ اور جب کوئی مسلمان لیڈر خلافت کی حمایت سے عتاب میں گرفتار ہو۔ تو وہ مارے خوشی کے بغلیں بجائیں۔ کیا قادیانی جماعت کی یہ حالت ان لوگوں کے مشابہ۔ جو احمدی جماعت کے مبلغین اسلام کی ناکامیوں پر ہنسی اڑا اور خوشی منایا کرتی ہیں۔ مختصر یہ کہ جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس فرقہ کی یہ زیادتیاں ہم مسلمانوں کو ایک نہیں ہونے دیں گی۔ جب ایک ہی نہ ہوئے تو اپنی موجودہ مشکلات سے نجات پانا ناممکنات سے ہے۔ کیونکہ اسلام کی جلیل القدر شان و شوکت کا سب سے اعلے باعث قرون اولے کے مسلمانوں کا باہمی اتحاد و اتفاق ہی تھا۔ ان مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا تھا۔ کہ ہم اتفاق کے بغیر اسلام کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اگر ان میں اندرونی کشیدگی معاملات کی وجوہات سے خانہ جنگیاں بھی شروع ہو جاتیں۔ تو ہم وہ دینی و اسلامی کاموں میں ایک ہو کر مقابلۂ اغیار کے وقت حقیقی بھائیوں سے بڑھکر ایک دوسرے کے معاون و مددگار تھے۔ تاریخ عرب و شام کے اوراق اس امر کے شاہد ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی اور امیر معاویہ کے درمیان جب جنگ و جدال کا بازار گرم تھا۔ اور بدقسمتی سے فرزندان اسلام کی آتش نا اتفاقی مسلمانوں کو جلا کر خاکستر کر رہی تھی۔ تو کسریٰ ایران اور قیصر روم نے جو دشمنان اسلام تھے۔ اپس میں یہ مشورہ کیا۔ کہ مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے اور اسلامی قوت کو قلع قمع کرنے کے لئے اس سے اعلےٰ موقع ہاتھ آنا بہت ہی مشکل ہے۔ چنانچہ کسرےٰ نے امیر المومنین حضرت علی اور قیصر نے امیر معاویہ کو علیحدہ علیحدہ اعلان جنگ دیا اور یورش کی تیاری کی۔ تو امیر المومنین حضرت علی نے قیصر روم کو یہ پیغام بھیجا کہ تم جس خیال سے حملہ آور ہو رہے ہو۔ اس کو اپنے دل سے نکال دو۔ اگر تم نے امیر معاویہ پر حملہ کیا تو امیر معاویہ کیطرف سے سب سے پہلے جو سپاہی میدان جنگ میں سینہ سپر ہوگا وہ علی ہوگا۔ ادھر امیر معاویہ نے کسرےٰ کو لکھا کہ تمہاری بدنیتیں ہم پر منکشف ہو چکی ہیں۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ بالضرور خاک میں ملیں گی تم ہماری خانہ جنگیوں سے کچھ فوائد حاصل نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو۔ کہ اگر تم حضرت علی کیساتھ نبرد آزما ہوئے۔ تو میدان کارزار میں حضرت علی کیطرف سے پہلا جو جو جان نثار سپاہی سینہ سپر ہوگا۔ وہ معاویہ ہوگا۔ کیونکہ ہم مسلمان دشمنان اسلام کے مقابلہ کے وقت اپنی تمام خانہ جنگیوں کو بالائے طاق رکھ دیا کرتے ہیں۔ جب دونو خلفاء اسلام کے مراسلات دشمنان اسلام تک پہنچے۔ تو وہ اپنا سا مُنہ لے کر بیٹھ گئے۔ اور دم بخود ہو گئے۔ غرضیکہ یہی اتحاد و اتفاق تھا جس سے اہل عرب جیسے بے سرو سامان لوگ شاہنشاہان عالم پر غالب آکر دنیا کے بادشاہ بن گئے۔ مگر افسوس آج ہم مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق نہیں ہیں احمدی کا دشمن ہوں۔ اور احمدی میرا دشمن ہے۔ کیا یہ مقام غم نہیں کہ ہندوؤں میں تو مہاتما گاندھی وہ ہندو ہیں جنہوں نے ہندو مسلم کے اس اتحاد و اتفاق کی بنیاد رکھی۔ جو آگ اور پانی خیال کیا جاتا تھا۔ مگر افسوس صد افسوس۔ مسلمانوں میں کوئی ایسا مسلمان نظر نہیں آتا جو دو روٹھے ہوئے مسلمانوں کے درمیان ہی صلح کرا دے۔ رہ رہ کر افسوس و غم پیدا ہوتا ہے کہ آہ آج اُس رسول کریم کی امت میں کوئی ایسا امتی نہیں رہا جو احمدیوں و غیر احمدیوں کو بغلگیر کرا کر ایک دستر خوان پر بٹھلا دے۔ جس نے حسب نسب کی جگہ اخوت و مساوات کا بیج بویا۔ اور مدت کے خون کے پیاسوں کو ہم نوالہ و ہم پیالہ بنا کر انیس و غمگسار بنا دیا۔ اور صدیوں کے بچھڑے ہوؤں کو گلے لگا دیا ؎

اسلام نے ایک کر دیا روم و تتار۔ بچھڑے ہوئے سینے ہوئے گلے کو بہم تو نے کیا

کاش مسلمان اپنی حالت پر غور کریں۔ ع

کون تھے کیا ہو گئے بیدار تھے کیوں سو گئے

مسلمانو۔ تم اپنی فرقہ بندیوں و خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر ایک ہو جاؤ۔ یہ احمدی و غیر احمدی کی بیخ کنی کر دو ممکن ہے۔ کہ اس موقع پر کوئی یہ رائے دے کہ ایک ہونے کے لئے احمدی و غیر احمدی علماء کے درمیان مناظرے کرا کر حق و باطل معلوم کیا جائے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ بجائے فائدہ کے نقصان وہ ہوگا۔ جسکو ہمارے علماء اچھی طرح جانتے ہیں بتاؤ شیعہ۔ سُنی۔ وہابیوں و حنفیوں کے درمیان جو آج تک مناظرے ہوئے

انہوں نے کون سے مفید نتائج پیدا کئے۔ ایکدوسرے کی تحقیر و تکفیر کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ ابھی کل ہی میں نے ایک مُلاں سے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ تہتر فرقوں سے صرف حنفیوں کا فرقہ ہی بہشت میں جائیگا۔ سو عرض ہے۔ کہ ان بحث مباحثوں کو چھوڑ کر مسلمان یوں متفق ہوں۔ غیر احمدی۔ احمدیوں کے اختلافی مسائل کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کو اس لئے سچے مسلمان خیال کریں کہ رسول کریم کو سچا نبی اور قرآن شریف کو الہامی کتاب مانتے ہوئے اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں۔ اور اسلام پر حملہ کرنیوالوں کے دانت توڑ رہے ہیں۔ وہ عیسائیوں کیطرح اسلام کے منکر نہیں۔ اسی طرح احمدی بھی غیر احمدیوں کے اختلافی مسائل کو چھوڑ کر ان کو اپنے مسلمان بھائی خیال کریں۔ کہ وہ اسلام کو حق خیال کرتے ہوئے دن میں پانچ دفعہ نماز پڑھتے اور کئی دفعہ درود شریف رسول اللہ پر بھیجتے ہیں۔ قرآن شریف کو الہامی کتاب مانتے ہیں۔ آریوں کی طرح قرآن کی چھان بین مرتب نہیں کی بلکہ بیشمار تفاسیر بنا کر قرآنی معارف کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

صاحبو۔ یہی ایک طریق اتحاد ہے۔ اور بس۔ خدانخواستہ اگر مسلمان اس طریق کو منظور نہ کریں۔ تو کیا یہ مقام افسوس نہ ہوگا۔ کہ سوراج حاصل کرنے کے لئے تو وہ ان ہندو صاحبان کے ساتھ اتفاق کرکے ان کی پاسداری کے لئے اسلامی مسائل کو نظر انداز کر دیں۔ اور ذبح بقر جیسے مسئلہ سے بھی روگردانی کریں جو اسلام کو باطل خیال کرتے ہیں۔ لیکن اشاعت اسلام اور ترقئے دین کیواسطے ان اسلامی فرقوں کے باہمی معمولی اختلافی مسائل کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ جو تمام اسلام کے خادم اور رسول کریم کے ادنےٰ سے غلام ہیں۔ اب میں احمدی و غیر احمدی صاحبان کی خدمت میں یہ التماس کرکے اپنا مضمون ختم کئے دیتا ہوں کہ یہ مضمون محض بغرض اتحاد مسلم لکھا گیا ہے۔ ورنہ مجھے کسی فرقہ سے عداوت نہیں میں آزادہ رو ہوں اور میرا مسلک ہے صلح کل + ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے۔

علماء اہل حدیث سے چند سوالات

از مولوی عبد الستار صاحب فاضل کشمیری

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۷) کسی مسلمان کے کلام میں جہاں تک ممکن ہو۔ صحیح تاویل کرنا ضروری ہے یا اسکو خواہ مخواہ غلط قرار دینا کہ جو کہنے والے کے کفر کا سبب ہو۔؟

(۸) کسی مسلمان کے کلام کی تغلیط یا اسکو خواہ مخواہ غلط قرار دینے کی صورت میں ایسا وبال کہنے والے مسلمان پر ہوگا۔ یا اسکو غلط قرار دینے والے پر یا اسکی تصحیح کرنے والے پر۔؟

(۹) کیا مسلمان کے کلام کو خواہ مخواہ غلط قرار دینے کی کوشش رضا بالکفر ہے۔ یا نہیں۔؟

(۱۰) یہ مسئلہ کہ اگر کسی شخص میں ۹۹ وجوہ کفر کے پائے جاتے ہوں۔ اور ایک احتمال ایسے کفر کی نفی کرتا ہو تو مفتی کے لئے یہی اولیٰ ہے۔ کہ وہ نفی کرنے والے احتمال کی رعایت کرے اسلئے کہ ہزار کافر کو کفر پر باقی رکھنا زیادہ آسان ہے اسکی نسبت کہ ایک مسلمان کو اسلام سے خارج کر دیا جائے"۔ اس مسئلہ کے عمل میں لانیکا محل کونسا ہے۔؟

(۱۱) کیا کسی شخص معین پر اسکی موت کے بعد کفر کا حکم لگانا جائز ہے؟ اور کیا کفر کا فتوےٰ لگانے میں بھی تقلید جائز ہے۔؟

(۱۲) جبکہ فتویٰ کفر کا استعمال ایسے غیر محل پر کیا جائے یعنی کسی شخص پر بلاوجہ موجب کفر کا فتوےٰ لگا دیا جائے تو کیا کفر کفر کا فتوےٰ لگانے والے پر لوٹ کر پڑیگا۔ یا نہیں۔؟

فہرست زرچندہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

معرفت شیخ الہ دین صاحب کمپازیٹر

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۱ء

نام	رقم
۱۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	[illegible]
۲۔ " " " " امدادی چندہ مسلم ہائی سکول	[illegible]
۳۔ شیخ عبد الحق صاحب اگزیمیزاکونٹس ملٹری ورکس	[illegible]
۴۔ بابو تاجدین صاحب رڈکراس سوسائٹی	[illegible]
۵۔ شیخ عبد العزیز صاحب اوڈٹنس ڈیپارٹمنٹ	[illegible]
۶۔ شیخ محمد لطیف صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	[illegible]
۷۔ شیخ امیر علی صاحب کمرس ڈیپارٹمنٹ	[illegible]
۸۔ ماسٹر نور محمد صاحب ڈائرکٹر جنرل میڈیکل سروس	[illegible]
۹۔ بابو اکبر علی صاحب میڈیکل برانچ	[illegible]
۱۰۔ قاضی احمد علی صاحب۔ سارجنٹ درجہ اول تھانہ بابو گنج شملہ	[illegible]
۱۱۔ شیخ عبد المجید صاحب میڈیکل برانچ	[illegible]
۱۲۔ شیخ الہ دین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس	[illegible]
(میزان کل	۶۲

قربانی کا آغاز اور ترقی

(از قلم جناب محمد صادق ڈڈلے رایٹ نو مسلم)

فارس کی ایک روایت کے مطابق تمام ذی روح مخلوق ایک مقدس بیل کے خون سے پیدا ہوئی جسے متھرا نے قربانی کیا متھرا صرف خالق ہی نہیں۔ بلکہ انسان اور خالق کے درمیان وہ شفیع کا رتبہ بھی رکھتا ہے۔ وہ بدی کو فتح کرنے والا اور روحوں کی حفاظت کرنے والا تھا۔ یونانیوں کے خیال کے مطابق قربانی سے دیوتاؤں کے ساتھ رشتہ قائم ہوجاتا تھا رومن لوگوں کے درمیان بھی قربانی کا یہی مقصد ہوا کرتا تھا۔ وہ ایک بیل کی قربانی کرتے تھے۔ اور اس کے خون کو قربانی دینے والے کے سر پر بہاتے تھے۔ جو ان کے خیال کے مطابق دیوتا ہوجاتا تھا رومن لوگوں کا عقیدہ تھا۔ کہ کفارہ سوائے خون کے نہیں ہوسکتا اور کسی کی قربانی سے ہی دوسروں کو نجات مل سکتی ہے۔ اسی عقیدے سے موجودہ عیسائیت نے کفارے کا مسئلہ تراش لیا ہے۔ حالانکہ یہ مسئلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔ حضرت مسیح کسی نئے مذہب اور عقاید کی بنیاد رکھنے نہیں آئے تھے۔ بلکہ آپ مذہب کو مکمل کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ آپ نے کوئی نئے عقاید نہیں سکھلائے بلکہ آپ اپنے وقت کے مصلح تھے۔ اور آپ کا کام حقوق العباد او حقوق باریتعالےٰ کو لوگوں پر ظاہر کرنا تھا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بھی یہی مقصد تھا۔ اور یہی مقصد تمام انبیا کا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح کے اولین پیرو کرسچین کہلاتے تھے۔ کرائسٹ (Christ) کوئی نام نہیں بلکہ لقب ہے۔ جو ایک روحانی معلم کے لئے موزون ہے۔

پہلے پہل مسئلہ کفارہ کی تعلیم السلم نے دی جسکو اس نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا۔ انسان نے خدا کے خلاف گناہ کیا۔ اور گناہوں کا بوجھ اسقدر زیادہ ہوگیا کہ تمام نیکیاں بھی ان کے اثرات کو دور نہیں کرسکتیں اس لئے خدا کے لئے یہ ضروری ہوگیا وہ انسانی لباس میں نازل ہو۔ اور انسانوں کے گناہ کے عوض قربانی ہوجائے۔ اس شر انگیز مسئلہ نے دہریت پھیلانے میں بہت معاونت کی ہے۔ گریگوری نے بھی یہی عقیدہ اپنے خطبوں میں بیان کیا۔ او اس کی ایک تحریر جو اس نے سینٹ جیروم کو لکھی قابل غور ہے۔

صرف تھوڑی سی لفاظی لوگوں پر اثر ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ وہ جسقدر کم سمجھتے ہیں اسیقدر زیادہ تعریف کرتے ہیں۔ ہمارے باپ دادا اور کلیسیا کے بزرگوں نے اکثر وہ باتیں کہی ہیں جن کو وہ درست نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس لئے کہیں کہ وہ موقعہ و محل کے مطابق تھیں کلیسیا کے پادریوں نے اپنی مطلب براری اور خود غرضی سے موقع اور ضرورت کے مطابق جو چاہا کہ دیا۔ یہ فرقہ ہر ملک میں اسی اصول پر کاربند رہا ہے۔ پادریوں کی یہ تعلیم ہے کہ لوگ ان کے ذریعہ سے ایک انسانی قربانی کے ذریعہ خدا کے احکام اٹل قوانین کو بدل سکتے ہیں۔ ہم مسلم ایسی تعلیم کو ہرگز نہیں مانتے۔ خداوند تعالےٰ بغیر کسی عوض اور بدلے کے اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ انسان خدا کو رشوت نہیں دے سکتا۔ اور نہ ہی وہ خدا کو کسی نعمت کے عوض کچھ بدلے میں دے سکتا ہے۔ خداوند تعالےٰ تو رحمٰن اور رحیم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مطابق نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کیجائے۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائیگا۔ (استثناء باب ۲۵ آیت ۱۶) قرآن کریم بھی اسی عقیدے کو بیان کرتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ (ترجمہ) کوئی شخص بھی کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے والا نہ ہوگا۔ اور انسان کے لئے کچھ نہیں سوائے اس کے کہ جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے۔

من اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا۔

ترجمہ۔ جو کوئی ہدایت پر چلتا ہے۔ اس کے اپنے ہی نفس کے لئے ہے اور جو گمراہ ہوجاتا ہے۔ وہ اپنے اوپر ہی گمراہی لیتا ہے۔

ہم جو مثال اعمال کے ذریعہ پیش کرتے ہیں۔ اسکا اثر دوسروں پر ضرور ہوگا۔ لیکن ہم دوسروں کی کمزوریوں کے ذمہ وار نہیں ہوسکتے۔ کیا یہ نئے عہدنامہ میں درج نہیں۔ کہ یسوع حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت ترقی کرتا گیا۔ (لوقا باب ۲ آیت ۵۲) اور ان کی نجات کے بانی کو دکھوں کے ذریعے سے کامل کرلے (عبرانیوں باب ۲ آیت ۱۰) اگر ہم نئے عہدنامہ میں حضرت مسیح کی زندگی کو بے تعصبانہ نگاہ سے دیکھیں تو ہمیں اسی نتیجہ پر آنا پڑیگا۔ کہ آپ کو اس ذمہ داری کے بوجھ کا جو ایک نبی پر ڈالا جاتا ہے بہت احساس تھا۔ لیکن آپ حضرت آدم کے زمانے سے دنیا کے آخر تک تمام بنی نوع انسان کے گناہوں کے ذمہ وار نہ تھے۔ کوئی انسان بھی اس بار گراں کو اپنے کندھوں پر نہیں اٹھا سکتا۔ کفارہ کا مسئلہ خداوند تعالےٰ کی صفت رحیمیت اور رحمانیت کے خلاف ہے۔ یہ مسئلہ خداوند تعالےٰ کی بخشش اور

فضل کو محدود کر دیتا ہے۔ حالانکہ وہ نامحدود ہیں۔ خداوند تعالےٰ بغیر کسی قربانی کے رحم کر سکتا ہے۔ اور وہ کرتا ہے۔ نبی کریم صلعم کی بعثت اسی وجہ سے ہوئی کہ یہ غلط فہمیاں جو حضرت مسیح اور انبیاءؑ کی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں دور ہو جائیں۔

لوگ یہ اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام نے بھی تو قربانی جائز رکھی ہے۔ یہ صحیح ہے۔ نبی کریم صلعم نے خود بھی قربانی دی۔ اور اب تک بھی تمام مسلمان قربانی دیتے ہیں۔ حج کے موقعہ پر بھی ہر ایک انسان کو ایک جانور کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اس فعل سے مراد کچھ اور ہوتی ہے۔ قربانی انسان کو سکھاتی ہے کہ حق کی خاطر وہ اپنی جان تک بھی قربان کر دے۔ دوسرا سبق رضائے الہٰی کی کامل فرمانبرداری ہے۔ جو ہم قربانی سے سیکھتے ہیں۔ خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے بھی قربانی کی جاتی ہے۔ لیکن کبھی بھی جانور کا گوشت آگ میں نہیں جلایا جاتا۔ بلکہ غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جس سے احکام آلہی کی فرمانبرداری بنی نوع انسان کی خدمت ظاہر ہے۔ گناہوں کا کفارہ یہی ہے۔ ان بد افعال کو ترک کر دیا جائے۔ تاکہ انسان کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو جائے گناہوں کا کفارہ نیکی سے ہو سکتا ہے۔ خون سے نہیں جو صفات الہیٰہ پر ایک افترا ہے۔ کوئی عبادت اور نیک اعمال بغیر قربانی کے مکمل نہیں۔ یہ انسان کی اپنی قربانی کو چاہتے ہیں۔ نہ کسی جانور انسان یا خدا کی۔

امام حسینؑ کے قتل کا معاوضہ

(از مولانا نذیر علی صاحب پشاوری)

مجھکو لاہور سے ایک دوست کا خط ملا ہے۔ جس میں انہوں نے اس امر کا ذکر کیا ہے شیعیان لاہور ایک حوالہ کی صحت سے انکار کرتے ہیں۔ کہ طراز مذہب مظفری میں وہ حوالہ درج نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ حوالہ میں نے منشی خادم حسین صاحب کے ایک مضمون سے درج کیا تھا۔ مگر مجھکو کامل وثوق ہے کہ وہ حوالہ منشی خادم حسین صاحب نے اصل کتاب کو دیکھکر لکھا ہے اور مجھکو انکی عادت کا صحیح علم ہے۔ کہ وہ مطالعہ کتب میں مستغرق رہتے ہیں۔ اور حوالجات دیکھکر نوٹ کر لیتے ہیں۔ وہ عبارت منشی خادم حسین صاحب کی حسب ذیل ہے۔

"یزید نے حرم امام محترم اہلبیت کو تمام لوٹ کا مال ذرہ ذرہ اور تار تار واپس دے دیا بلکہ آنحضرت گنا اور بھی دیا علاوہ ازیں ہدایا و تحائف و رخت و ظروف نقرہ طلائی بیش بہا جڑت کے دسترخوان زر و مال کے ڈھیر لگا کر دے گئے اگلا تاریخ نگار لکھتے آئے ہیں۔ کہ یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کو صرف دو سو دینار بطور خونبہا کے نذر کئے تھے۔ لیکن طراز مذہب مظفری کا مصنف جو خوش نصیبی سے بادشاہ ایران کا وزیر اور آئین سلطنت سے واقف تھا۔ اس پر اس نے سخت تعجب کیا ہے۔ کہ یزید جیسا صاحب ثروت بادشاہ ہو۔ اور امام حسین علیہ السلام جیسے عظیم الشان انسان کے قتل کا معاوضہ صرف دو سو دینار یہ بالکل خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے اس واسطے وہ لکھتے ہیں کہ شائد کاتبوں نے بجائے دو سو ہزار دینار کے صرف دو سو دینار سہواً لکھدیا ہے۔ (طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۵۹)"

پس اس حوالہ اور عبارت کے بنیاد پر میں نے مضمون میں اقتباس لکھا تھا۔ اب عقل بھی یہی تجویز کرتی ہے۔ کہ یہ حوالہ غلط نہیں ہے۔ اور اسکی تائید دیگر حوالجات سے ہوتی ہے۔

(۱) وامر برد الماخوذ و زاد علیہ مائتی دینار انفرقہا زین العابدین علے الفقراء والمساکین ثم امر یزید لعنہ الاساری الی اوطانہم مع نعمان بن بشیر الخ (صـ۵۲ مثیر الاحزان لجعفر بن محمد بن نما ذیل)

(۲) واما ما اخذ منکم فانا اعوضکم عنہ اضعاف قیمتہ . . . فامر برد ذالک وزاد فیہ من عندہ مائتی دینار فاخذہا زین العابدین وفرقہا فی الفقراء والمساکین ثم امر الاساری وسبایا البتول الی اوطانہم الخ (صـ۷۳ کتاب اللہوف علی قتل الطفوف)

(۳) فعدل لہن الحجال وفرشہا بالفرش دیبقی والابریسم وصب الاموال علے الاثکال

وقال (یزید) یا ام کلثوم خذی ہذہ الاموال عوضا عن الحسین والسبی کان قدمات . . . . قال فاعطاہم مالاً کثیراً و حلف علٰی کل واحدۃ منہن ومنہم ان یاخذ ومنہ وزادہم علیہ من الحلی والثیاب والاثاث الخ (صـ۹۳ مقتل ابی مخنف)

(۴) وجعل یلطم حذہ وہو یقول مالی وقتل الحسین وجنزح دو عی بالحرام واعتذر عند ہن وقال لہن ایما احب الیکن المقام عندی والجائزۃ السنیۃ او المسیر الی المدینۃ . . . فامر یزید فاصعد لہن دارا وصیغا لہن کل شئی یحتاج الیہ (صـ۹۴ مقتل ابی مخنف لوط)

(۵) یزید سختے سر فرو داشت وسخن نکرد پس سر بر آورد و گفت قدکنت ارضی من طاعتکم بدون قتل الحسین الا لوکنت صاحب لعفوت عنہ اگر من حاضرے بودم از حسین معفو میداشتم (ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صـ۲۶۹)

(۶) خدا لعنت کند پسر مرجانہ را ابن ابا ذکرا کہ حسین را بکشت و مرا در بہرہ و جہان

وسائل ساخت صـ ۴۵۶ طراز مذہب مظفری)۔

(۷) ہیچ صبح و شام بر خوان طعام نہ نشستی جز این کہ علی ابن الحسین علیہ السلام حاضر شدے (طراز مذہب مظفری صـ ۴۵۵)

(۸) چاشت و شام نہ مے خورد مگر آنکہ جناب سید الساجدین را بر خوان خود حاضر مے نمود (ناسخ التواریخ صـ ۲۷۸ ربیع الاخر ان مطبوعہ ایران صـ ۳۳۶)۔

ہمیشہ اصول یہ ہے کہ تمام روایات پر بحیثیت مجموعی غور کی جاوے اور ان سے ایک صحیح نتیجہ اخذ کیا جاوے پس جو حوالہ طراز مظفری کا ہیں نے دیا تھا وہ منشی خادم حسین صاحب کے عبارت سے ماخوذ ہے جسکی تائید روایات دیگر سے جو ہم نے درج کردی ہیں ہوتی ہے۔ اور یہ آخر بالکل عقلاً یہی درست ہے اس لئے کہ یزید جو کچھ بھی ہو بظاہر ایک مسلمان بادشاہ کے حیثیت میں تھا اور جب تمام ملک میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکے اصحاب کرام کی شہادت کا واقعہ پھیلا تو یہ ایک ایسا امر تھا۔ جسکا تدارک بلحاظ سیاست یزید نکرتا ضرور اس نے تالیف قلوب اور بدنامی اور خطرہ سے بچنے کے لئے مراعات اہلبیت کے ہمراہ کی ہونگی۔ خواہ یزید اندرونی طور دلمیں خوش ہی کیوں نہ ہو مگر بظاہر دار السلطنت کا بھی یہی مقتضے تھا۔ جب کوئی بادشاہ کسی دوسرے بادشاہ کو فتح کرلیتا ہے تو اسکے پس ماندگان کے ہمراہ ضرور مراعات مصلحت ملکی کے لحاظ سے کرتا ہے اور ظالم سے ظالم بادشاہ بھی قیام امن اور مصالح مملکت کے لحاظ سے ایسا کرتے ہیں۔ علاوہ بریں جبکہ وہ بادشاہ مسلم حیثیت میں تھا۔ اور اُن سے اعتراف کرلیا کہ یہ واقعہ قتل غلطی سے واقعہ ہوا تو اس پر ادائے دیت واجب تھی تاکہ ظاہری طور مسئلہ شرعی کی رعایت مدنظر رکھنے اس لئے خواہ یزید نے اپنی سے اور خواہ بیت المال سے دیت شرعی خونبہا ادا کی ہو تاکہ بظاہر اسکے اسلامی حیثیت قائم رہے۔ خواہ اندرونی طور وہ کافر ہی کیوں نہو عقلاً یہی قابل تسلیم و قبول ہے۔ اور پالٹیکس کے اصول سے یزید نے ضرور پس ماندگان حضرت حسین علیہ السلام کے ہمراہ مراعات کیں اور خونبہا ادا کیا جیسا کہ طراز مذہب مظفری والہ جو وزیر بادشاہ اور آئین سلطنت اور اسکے اصولوں سے واقف ہے اس نے ایسا لکھا اور ضرور لکھا۔ ہاں بعض ملاں اس سے انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ لولو والمرجان کا مصنف اس نے ابی مخنف لوط کی بڑی تعریف کی ہے اور اسکو بڑے پایہ کا صحیح واقعہ نگار تسلیم کیا ہے اور کہ وہ واقعہ کربلا میں موجود تھا۔ جو چشم دید واقعات لکھتا ہے۔ پھر بھی یزید خساست اور دیانت اور بخل قبیح کے راگ الاپتا ہے۔ مگر انکے بعض علماء کو اسکے انکار کی ایک خاصی وجہ ہے اور وہ وجہ انکو دلمیں غلجان پیدا کرتی ہے۔ چونکہ اندرونی طور پر مسئلہ کفارہ کے یہ گروہ بھی حامی ہیں اس لئے انکا کلیہ اس سے باطل ہو جاتا ہے کہ اگر وہ تسلیم کرلیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے خونبہا لیلیا تھا کیونکہ جب امام مظلوم کا معاوضہ سید الساجدین علیہ السلام نے لیا۔ تو انکا فرضی کفارہ باطل ہوگیا قصہ

از بہر امتحان ہتبہ روزگار بود   ...

انا الحق گرنتھک توحید ہے

یا بابا نانک رحمتہ اللہ کا اسلام

(از قلم شیخ محمد یوسف صاحب مقیم احمدیہ بلڈنگس لاھور)

لائل گزٹ پورن ماشی نمبر میں ایک عجیب جملہ نظر آیا کہ گرنتھک توحید انا الحق جیسی توحید نہیں۔ کیونکہ وہ اسلامی توحید ہے۔ اور گرنتھک تعلیم الہی توحید سے پاک ہے۔

اب جواباً عرض ہے کہ اول تو انا الحق کا مفہوم انا اللہ نہیں۔ اگر مان لیں کہ کسی پہلو سے اسکا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے تو جواب صاف ہے۔ کہ شریعت والوں نے ایسے لفظ کا سننا گوارا نہ کیا۔ اور فوراً منصور کو دار پر چڑھا دیا جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ انا الحق کی توحید قرآنی توحید کے خلاف ہے لیکن گرنتھک تعلیم بلاشبہ وہی توحید ہے جو انا الحق سے ظاہر ہے۔ اور اس سے زیادہ ایک ذرہ بھی نہیں۔

یہ مسلم الثبوت بات ہے کہ انا الحق کہنے والے نے اس جسم خاکی کی نسبت ہرگز یہ جملہ نہیں بولا۔ بلکہ اس جسم میں جو روح رواں ہے اس کے متعلق کہا ہے۔ یہ ایک الگ سوال ہے کہ آیا قرآن نے روح کو خدا یا خدا کا جزو کہا ہے یا نہیں۔ اسکو علماء دین اچھی طرح جانتے ہیں۔ مگر یہاں جو بحث ہے تو وہ یہ کہ انا الحق نے جو روح کو خدا کہا ہے آیا گرنتھک تعلیم ہے یا نہیں۔ اگر گرنتھ صاحب کی تعلیم سے یہ ثابت ہو جاوے کہ روح خدا یا خدا کا جزو ہے تو ماننا پڑیگا کہ گرنتھک توحید انا الحق توحید ہی ہے۔

گرنتھ صاحب میں لکھا ہے

اچرج کتھا مہا انوپ	ایک عجیب اور انوکھی کہانی ہے
پراتما پار برہم کا روپ	کہ روح خدا کا جزو ہے۔ اور جو اوصاف
مثلاً	ہیں وہی اس کے ہیں۔
نہ یہ بوڑھا نہ یہ بالا	نہ یہ بوڑھا ہوتا ہے نہ جوان۔
نہ اس دُکھ نہیں جم جالا	نہ اسکو دکھ ہے نہ موت۔
نہ یہ بنسے نہ یہ جائے	نہ یہ فنا ہوتا ہے نہ معدوم۔
آد جگادی رہیا سمائے	ابتدا سے ہمیشہ تک موجود ہے۔
نہ اس اوسن نہ اس سیت	نہ اسکو گرمی لگتی ہے نہ سردی
نہ اس دشمن نہ اس میت	نہ اسکا کوئی دشمن ہے نہ دوست۔
نہ اس ہرکھ نہیں اس سوگ	نہ اسکو کوئی خوشی ہے نہ رنج

سب کچھ اسکا یہ کرنے جوگ۔ — سب کچھ اسکا ہے۔ یہ سب کچھ کرسکتا ہے

نہ اس باپ نہیں اس مایا — نہ اسکا کوئی باپ ہے نہ ماں۔

یہ اپرنپر ہوتا آیا — یہ ورا الورا سے ہوتا آیا ہے

پاپ پن کا اس لیپ نہ لاگے۔ — نیک یا بد عملوں کا اسکو کوئی رنج نہیں پہنچتا

گھٹ گھٹ انتر سدھی جاگے — ہر جسم میں ہمیشہ موجود ہے۔

دوسری جگہ گرنتھ صاحب دیکھو

نہ یہ مانس نہ یہ دیو — نہ یہ آدمی ہے نہ جن۔

نہ یہ جتی کہاوے سیو — نہ یہ جتی نہ شیو کہلا سکتا ہے۔

نہ یہ جوگی نہ اودھوتا — نہ یہ جوگی ہے نہ اودھوت (قسم جوگی)

نہ اس مائی نہ کاہو پوتا — نہ اسکا کوئی ماں باپ ہے اور نہ یہ کسی کا پوت (بیٹا) ہے

یا مندر میں کون بسائی — اس مندر (جسم) میں کون مقیم ہے۔

تا کا انت نہ کوئی پائی — اسکا انت (انتہا) کوئی نہیں پا سکتا۔

نہ یہ گرہی نہ اوداسی — نہ یہ عیالدار ہے اور نہ تارک دنیا

نہ یہ راج نہ بھیکھ منگاسی — نہ یہ راجہ ہے نہ فقیر۔

نہ اس پنڈ نہ رکتو راتی — نہ اسکا کوئی جسم ہے نہ خون و منی سے مولود۔

نہ یہ برہمن نہ یہ کھاتی — نہ یہ برہمن ہے نہ کھتری۔

نہ یہ تپا کہاوے شیخ — نہ یہ تپسی نہ شیخ۔

نہ یہ جیوے نہ مرتا دیکھ — نہ یہ حادث ہے نہ فانی۔

اس مرتے کو جو کوئی روے — اسکو فانی سمجھ اگر کوئی روتا ہے تو

جو روے سوئی پت کھووے — وہ اپنی حالت کو خراب کرتا ہے۔

اب قارئین کرام اندازہ لگالیں کہ گرنتھک توحید قرآنی توحید ہے یا کہ انا الحق۔

ایڈیٹر لائل گزٹ چاہتا ہے کہ ہم اس کی طرز تحریر سے متنفر ہوکر گورو نانک صاحب کی عزت کرنا چھوڑ دیں۔ مگر اسکو واضح رہے کہ ہماری یہ عادت عارضی یا بناوٹی نہیں ہم کسی کے لحاظ یا ڈر سے گورو جی کی عزت نہیں کرتے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے۔ کہ ہم گورو صاحب کے ممنون احسان ہیں کہ آپ نے قرآنی تعلیم کو وہ عروج دیا کہ جو آپ کے زمانہ میں شاید ہی کسی اور مسلمان عالم نے دیا ہو۔ توحید کی جو تعلیم شری جی نے دی ہے (جو ایڈیٹر کے خیال میں سوا گورو صاحب کے کسی نے نہیں دی) وہ سب قرآنی تعلیم کا ہی ظہور و بروز ہے۔ ورنہ اگر گرنتھ صاحب کی تعلیم کو ہی توحید کی تشریح کے لئے کافی سمجھ لیں تو توحید کا ذرہ بھر بھی باقی نہیں رہتا جہاں گرنتھ ایک جگہ یہ تعلیم دیتا ہے

(ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے۔
دوجا کاہے سمرئے جو جمے تے مرجائے)

تو وہاں دوسری جگہ یہ تعلیم بھی گرنتھ ہی میں ہے کہ

آپے سوکھم آپے استھولا ۔ لکھی نہ جائے نانک لیلا۔

یعنی لطیف و کثیف جو کچھ دکھائی دیتا ہے یہ سب کچھ وہ خود ہی ہے عقیدہ ہمہ اوست اسی کو کہتے ہیں۔ گورو دسم جی نے اسکو اور بھی واضح کرکے فرما دیا کہ

جیسے ایک آگ تے کنوکا نیک اپجت۔ آگ کے کنوکا سبھی آگ ہی کہائیں گے۔

یعنی جیسے آگ سے صدہا شعلے اور چنگاڑے پیدا ہوتے ہیں۔ مگر وہ سب آگ ہی ہیں۔ اسی طرح یہ دنیا گو بظاہر خدا سے ماسوا معلوم ہوتی ہے۔ مگر فی الحقیقت آب و حباب یا آتش و شعلہ کا سا فرق ہے اور اب کیوں بھائی صاحب یہ سب کیا عقیدہ ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ وہ ہی عقیدہ ہے۔ کہ جس کی بنا پر بھائی منی سنگھ جیسے ودوان ساکھی گورو نانک میں لکھتے ہیں۔ کہ جب گورو نانک دیو جی کا مولود ہوا۔ تو آسمان سے آواز آئی کہ اے کالو یہ میرا روپ ہے۔ میں نے ہی یہ نانک روپ دھارن کیا ہے۔ اس میں اور مجھ میں بھید نہ جانو۔

نوٹ:۔ ایڈیٹر لائل گزٹ نے اسلامی توحید پر جو یہ ناپاک حملہ کیا ہے۔ کہ اس کی رو سے انا الحق کہنا جائز ہے۔ اور ہماری توحید خالص توحید ہے۔ کہ جس کی رو سے یہ کہنا قطعاً جائز نہیں اسکو چاہئیے کہ وہ دسم گرنتھ ساکھی منی سنگھ کے اس حوالہ اور اس قسم کے اور بہت سے حوالوں کو جو گرنتھ صاحب میں موجود ہیں دیکھکر شرمائے۔ (ایڈیٹر)

پھر جس کی بنا پر کرتا گوربلاس پادشاہی چھ۔ یوں رقم طراز ہے۔ کہ

تکیہ چھتر سبھہ گرہ سکھ دائی — کرخن پکھش پرکٹے پربھ آئی

مات اودر تے پون نکسائی۔ — جیتر بھج روپ دیکھ ہرکھائی

مورے اودر پرکٹ اپہ بھیو۔ — جیتر بھج روپ کہاں تے ایو

نیل کمل سم سندر بہا۔ — نین سورن کنج چھب لیہا

پیلے پٹ بھج انگد دھاری۔ — کنڈل کانن سوبھہ اپاری

گدگد ماتا استت کینی۔ — ہے پربھو سب جگ توہ اوپینی

برہم رکھی تم دھیان نہ پائے۔ — میرے اودر کہو کم آئے۔

وغیرہ ۔ وغیرہ

(باقی آئندہ)

مراسلات

اہل بہاء کے نام ایک پیغام

از ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری مقیم بمبئی

گذشتہ سے پیوستہ

مجھے یہ معلوم کر کے بڑا افسوس ہوا۔ جب کہ میرے کانوں میں آپ کی یہ آواز
پڑی۔ کہ کمال صرف خدا کے لئے ہے۔ باقی ہر ایک چیز ہمیشہ ترقی کرتی رہیگی
اس لئے نبوت اور کتاب کا سلسلہ ابدالآباد تک چلا جائیگا۔ حالانکہ اس کہنے
کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ میرا بیان تو یہ تھا۔ کہ کمال مطلق باریتعالیٰ کو حاصل
ہے۔ مخلوق میں سے ہر ایک چیز مختلف مدارج طے کرتی ہوئی ایک حد تک
پہنچ جاتی ہے۔ جو اس کی [illegible] انتہا ہوتی ہے۔ پھر اس سے زیادہ ترقی کے
لئے ناممکن ہو جاتی ہے۔ پھر وہ چیز اپنے وہ جوہر ظاہر کرتی ہے جو اس
سے مخصوص ہیں۔ اس کے بعد وہ فنا ہو جاتی ہے۔ باریتعالیٰ کی نہ ابتدا
ہے نہ انتہا۔ وہ تو صرف ایک حالت کمال پر قائم ہے۔ نہ اسکو ترقی ہو سکتی
ہے نہ تنزل۔ نہ وہ اپنی قیام حالت کے لئے کسی دوسری چیز کا محتاج ہے
مگر مخلوقات اس سے بالکل الگ ہیں۔ ان سب کی ایک ابتدا ہے۔ پھر وہ
رفتہ رفتہ ایک عرصہ تک ترقی کرتے جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنی جوانی پر پہنچکر
اپنے انتہائی جوہر ظاہر کرتے ہیں۔ مگر اب ان میں خارجی طور پر یا باطنی طور
پر کسی مزید چیز کی احتیاج نہیں پڑتی۔ بلکہ ابتدا سے کمال اور انتہائے کمال
میں وہ اسباب جو اس کے قیام کا موجب ہیں۔ کیفیت و کمیت میں نہیں بڑھتے
اس کے بعد وہ چیز فنا ہو جاتی ہے۔ اور عالم شہادت سے اپنے مرجع کو
واپس ہو جاتی ہے۔ اور اس کی تصدیق میں نے خارجی واقعات سے کرائی تھی
مثلاً انسان کے نشو و نما کے مختلف مدارج درختوں اور جانوروں کے مختلف
زمانے۔ موسموں اور روشنیوں کے تغیر و تبدل۔ سورج۔ زمین و چاند کی مختلف
ارتقائی حالتیں ان چیزوں سے استدلال یہ کیا تھا۔ کہ جسطرح ظاہری حالت
ایک حد [illegible] سے نہیں بڑھ سکتی۔ اسی طرح روحانی حالت بھی ایک خاص
وقت سے شروع ہونی چاہیئے۔ پھر اس پر کوئی زیادتی نشو و نما نہیں ہو سکتی
اور اس [illegible] اسباب [illegible] انحصار رکھتی ہے۔ کوئی کمی بیشی
نہیں ہونی چاہیئے۔ جن میں ایک سبب کتاب مکمل کا ہونا ہے۔ افسوس ہے
کہ آپ [illegible] سمجھ نہیں سکتے۔ ورنہ آپ کو اس باغ کی سیر کرائی جاتی۔ روح
کے بقا کے مسئلہ پر اگر آپ پسند کرینگے۔ تو میں کچھ لکھونگا۔ مگر چونکہ یہاں فی الحال
صرف عالم فنا کا تذکرہ ہے۔ اور یہاں روح انسانی اور عقل انسانی نے صرف
ایک خاص درجہ تک ترقی کرلی ہے۔ اس کے بعد یہ عالم کون و فساد نہیں
رہیگا۔ اس لئے تسلسل ثابت کرنے کی آپ کوشش نہ فرمائیں۔ کیونکہ موجودات
عالم میں ایک چیز بھی تسلسل کو ثابت نہیں کرتی اس لئے یہ بحث صرف ظنی ہوگی۔
اور اسکا حاصل کچھ بھی نہیں ہوگا۔

(۴) چوتھا فرق جو اس کتاب میں اور دوسرے صحف مبارکہ میں پایا جاتا ہے
وہ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کو برابر شروع سے لیکر اسوقت تک لفظ بلفظ حفظ
کیا جاتا رہا ہے۔ حالانکہ کوئی دوسری الہامی کتاب کبھی حفظ نہیں کی گئی۔
اور بڑی عجیب بات یہ ہے کہ اس کے حفظ کرنے پر کوئی بڑا انعام بھی نہیں
ملتا۔ جس کو دنیادار انعام کہہ سکیں۔ ورنہ انعام حقیقی تو ظاہر ہے۔ مگر دوسرے
کتب والوں کو کیوں یہ سمجھ نہ آئی۔ فرق صرف مشیت ایزدی کا ہے۔ مگر شہنشاہ
دوجہان کیوقت سے لیکر اسوقت تک بادشاہوں سے لیکر ادنےٰ ادنےٰ
اہل حرفہ تک میں بہت بڑی تعداد میں حفاظ موجود رہے ہیں۔ اور یہ شوق
اُن کے دلوں میں آسمان کے پیدا کرنے والے اور زمین کے خالق نے پیدا کیا ہے
ورنہ کیوں مسلمانوں سے زیادہ متمول اور اہل فرصت دوسری قومیں جن میں
بڑے بڑے ذہین اور زبردست حافظے کے اشخاص موجود رہے ہیں اس
طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ پھر سینکڑوں الہامی کتابوں میں سے چند بھی اس طرح
دلوں کی تختی پر نہیں لکھی گئیں۔ جو لوگ باریتعالےٰ کی مخلوق میں غائر نظر ڈالتے ہیں
وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اتنے آدمیوں کی مسلسل مستعدی اور پھر بغیر کسی صلہ کے اور
پھر اتنے بڑے عظیم الشان کام کے لئے ضرور کسی نہ کسی بڑے مقصد کو انجام
دینے کے لئے ہے۔ آپ خوب غور کر کے اسکا سبب معلوم کریں۔ اتنا بڑا کام عبث
تو ہو نہیں سکتا۔ اب حکمت جو اس میں ہے۔ وہ آپ کیا بتائیں گے۔ اب
ہم سے ہی سنئے۔ آپ تاریخ کو ملاحظہ کیجئے۔ قرآن حکیم کے نزول سے پہلے ہر
قوم میں قومی نبیوں آپ کا وجود نظر آئیگا۔ مگر اس کے بعد زمانہ میں آپ اگر
کسی نبی کا تجسس کرینگے۔ تو بیفائدہ وقت ضائع کرنا پڑیگا۔ اور حاصل کچھ بھی نہیں
ہوگا۔ آپ کو کوئی نبی قومی کافۃ للناس نہیں ملیگا۔ اب دونوں کو یکجائی نظر
سے دیکھو۔ تو آپ کو فوراً سمجھ آجائے گی۔ کہ حفاظت قرآن سفینوں کی جگہ سینے
کوئی دوسرا سبب آپ کو نظر نہیں آئیگا۔ اسکو درجہ تکمیل کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ
نے بہت سے قومی نبیوں کی جگہ ایک کافۃ للناس نبی کو بھیجدیا۔ یہ درجہ زیادتی
فضل کا ہے۔ جو پہلے نبیوں پر ہمارے نبی کریم صلعم کو حاصل ہے۔ یعنی کوئی نبی
تمام جہان کو مخاطب نہیں کرتا تھا۔ صرف قومی کرتے تھے۔ اس کے بعد اگر متواتر

سلسلہ عالمگیر نبیوں کا چلتا۔ تو کہہ سکتے تھے۔ کہ اب دوسرا سلسلہ شروع ہوا ہے جس میں سے ہر ایک نبی تمام جہان والوں کو مخاطب کریگا۔ مگر قرآن مجید کی حفاظت نے آئندہ نبی کی آمد میں یہ آڑ ڈال دی۔ کہ پہلی وحی کو بلفظہٖ محفوظ رکھا۔ تاکہ آئندہ نبی (یعنی کسی کذاب) کی وحی اس موجودہ محفوظ وحی سے مقابلہ کر کے ضروریات زمانہ (اصلاح زمانہ نہ کہ اجازت اباحت وغیرہ) کے لحاظ اپنا زیادہ انسب ہونا ثابت نہ کر سکے۔ تب تو سوچنے کی گنجائش بھی ہو۔ مگر ایک کافی اور مکمل چیز کی موجودگی میں دوسری ویسی چیز کا پیش کرنا ہی باری تعالٰی کی حکمت بالغہ کے منافی ہے۔ یعنی یہ ماننا پڑیگا۔ کہ جب وحی الٰہی اپنی مکمل حالت میں نہیں ہوتی تھی۔ اور اس کی حفاظت کا جو حال ہے۔ وہ ہو ظاہر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ انبیا کو مبعوث کرتا تھا۔ اب جبکہ کتاب بھی مکمل موجود ہے۔ اور ہے بھی ایسی محفوظ کہ گویا آج ہی اتری ہے۔ تب بھی نبی بھیجنا اگر منافی حکمت نہیں ہے۔ تو کیا ہے۔ ہاں اگر یہ سوال ہو۔ کہ جب ایک مدت تک نبی نہیں آئیں گے۔ تو امکان نبوت مشکوک ہو جائیگا۔ جیسا کہ دہریہ کہتے ہیں۔ کہ علم کی روشنی پھیلنے سے پہلے پہل انبیا گذر چکے ہیں۔ اب چونکہ علم کی روشنی میں ایسے لوگوں کی دال نہیں گل سکتی۔ اس لئے اب ... برس سے انکا آنا بند ہے۔ سو اسکا جواب ہم اوپر دے چکے ہیں۔ کہ نہ صرف اس زمانہ میں بلکہ شروع سے ہی اسلام میں ایسے امتی بہت سے رہے ہیں۔ جو نبیوں کی طرح بار بتعالٰے سے مکالمہ مخاطبہ حاصل کرتے رہے ہیں۔ جو نبیوں سے اشد مشابہت رکھتے ہیں۔ لہٰذا حاصل کرنے مصفّٰے کلام الٰہی کے اور بلحاظ حکم فیصل دینے کسی اختلاف امت کے جو عام عالموں کی طاقت سے بڑھ کر ہو مگر دوسری طرف وہ بالکل امتیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نہ انکا اپنا نیا دین ہوتا ہے نہ کوئی کتاب نہ کلمہ نہ قبلہ نہ کوئی اور دوسری چیز جو ان کو امتیوں سے ممتاز کر دے۔ ایسے لوگوں کو حجۃ اللہ۔ قطب۔ مجدد وغیرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

و قصہ مختصر یہ کہ حفاظت قرآن مجید اور وجود اولیائے عظام مل کر ہر زمانہ میں بلحاظ ضرورت کم و بیش عہد نبوت کو تازہ کرتے ہیں۔ اور یہ انسان پر کوئی تکلیف مالایطاق نہیں ہے۔ کیونکہ انسان خصوصاً معقول زندگی میں قدم رکھنے کے بعد ایک مثال یا تصویر یا خاکہ سے۔ یا زیادہ سے زیادہ متحرک تصویر کے ذریعہ اس چیز کا نقشہ ذہن میں جما سکتا ہے جو فی زمانہ اصلی رنگ میں موجود نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص قلعہ اینٹورپ کی لڑائی کو اب دیکھنا چاہے۔ تو اب یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ اس کے لئے پھر وہی شخص زندہ ہو کر ویسے ہی لڑائی شروع کریں۔ جو پہلے سے ذرا بھی مختلف نہ ہو۔ بلکہ لڑائی بھی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں فائدہ کی نسبت نقصان زیادہ ہے۔ اور جو حکمت کے منافی ہے۔ تو اب ہم متحرک تصاویر کے ذریعہ یہ نظارہ دیکھ سکتے ہیں۔ جس کے بعد وہ اصلی واقعات کا تصور خوب کر لیگا۔ اور یہ انسان کی ترقی یافتہ حالت کے مناسب بھی ہے۔ تاکہ اسکے دماغ کی سب قوتیں (جن میں ایک بہت ضروری قوت تصور بھی ہو) کام میں آ جائیں۔ غرضیکہ قرآن کریم اپنی اصلی حالت میں بذریعہ متواتر حفاظت حفاظ اور ثبوت بذریعہ الہامات کثیرہ اولیائے کرام (جو انبیاء سے اشد مشابہت رکھتے ہیں) ہر زمانہ میں حجت قاطعہ رہے ہیں۔ اور ہیں۔ اور تا اختتام زمانہ رہیں گے۔ غرضیکہ مجموعہ حفاظ اور قطب زمانہ دونوں ملکر نبی کے قائم مقام ہیں۔ جو قرآن مجید کی افضلیت اور نبوت مطلقہ کے امکان پر گواہ صادق ہیں۔

اگر آپ یہ کہیں کہ نہیں دوسرے لوگ بھی اپنی کتابیں حفظ کرتے تھے۔ تو آپ ہر ایک کتاب (مثلاً یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس۔ ہنود) وغیرہ کے حفاظ کی مثال پیش کریں نیز اپنے نبی حضرت بہاء اللہ کی کتاب کے بھی حافظ پیش کرنے چاہئیں۔ صرف ہونگے کوئی دلیل نہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ نہیں ہیں۔ یہ آپ کا صرف خیال ہے۔ کہ ہونگے۔ اگر آپ کہیں۔ کہ چونکہ وہ پہلی آسمانی کتابیں چونکہ خدائی تھیں۔ ضرور حفاظ کی جاتی ہوں گی۔ یہ بھی ایک ظن ہے۔ اس پر آپ کو کبھی کوئی خارجی ثبوت نہیں مل سکیگا۔

میاں صاحب کے رویا والہامات

ایک محمودی حالت نماز میں

(از قلم ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالوی)

گذشتہ سے پیوستہ

مگر سب سے زیادہ پریشان کن وہ حالت ہوتی ہوگی جب یہ یاد آتا ہوگا۔ کہ ظہیر مولانا نے تو توبہ کر لی۔ اور محمود میاں نے اس کی جگہ سنبھال لی۔ آہ۔ ندامت و نگونساری کی وہ حالت جس میں ایک محمودی اپنے رب کے حضور دست بستہ کھڑا ہوا اس بات کا دل ہی دل میں اعتراف کر رہا ہوگا۔ کہ وہ نصاریٰ کی پیروی کر رہا ہے۔ اور اس کا گروہ ضالین کا گروہ ہے یہ چوتھی لذت ہے۔ جو میاں صاحب اور آپ کے مریدوں کو نماز میں حاصل ہوتی ہے۔

پانچویں لذت۔ لیہز قلتم کے محیط انتشار کی طرح نماز کا بھی کوئی ایسا رکن نہیں جس میں محمودیوں کے دل پر ایک خاص چرکا نہ لگتا ہو۔ یہانتک کہ التحیات پڑھتے ہوئے جب محمودی اس مقام پر پہنچتے ہیں السلام علیك یاایھا النبی۔ اے ہمارے نبی آپ پر سلامتی ہو۔ تو محمودی پر بیٹھے ہوئے ایک سنسناہٹ طاری ہو جاتی ہوگی وہ سوچتا ہوگا۔ کہ میں کس کی امت ہوں۔ اور یہ کون نبی ہے۔ جس کی سلامتی کے لئے میں دعا کر رہا ہوں۔ کیا یہ النبی۔ خاتم النبیین خیر المرسلین فخر الاولین

والآخرین محمد مصطفے احمد مجتبے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وخلفائہ اجمعین؟ تو نہیں۔ اگر النبی سے مراد آنحضرت ہی ہیں۔ تو پھر میراان سے کیا تعلق ؟ ان کو مان کر تو ایک شخص اب مسلمان بھی نہیں کہلا سکتا۔ اولیا ء اللہ بھی اب حضرت مرزا صاحب کی اتباع سے ہی بنینگے۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی کیا ضرورت ہے مگر اس کے ساتھ ہی ایک اور خرخشہ پیدا ہوتا ہوگا۔ کہ "نئی محمودی تحقیقات" کے مطابق حضرت رسول کریم کی اتباع سے ایک شخص نبی بن جاتا ہے۔ تو اور مایوسی ہوتی ہوگی۔ کہ کہیں غیر احمدی نبی نہ بننے لگ جائیں۔ اور محمودی سارا زور مار کر اور اوج کمال پر پہنچکر بھی ولی ہی رہیں۔ جن کو نبی کی غلامی ہی کرنی پڑے۔ پھر دل کو تسکین دینے کے لیے یہ منطق ایجاد ہوتی ہوگی۔ کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر ایک شخص مسلمان بھی نہیں کہلا سکتا۔ جب تک وہ میرزا صاحب کو نبی نہ مان لے۔ تو آنحضرت کی اطاعت سے نبی بننا کیسا۔ نبی بھی میرزا صاحب کی اتباع سے ہی بنا کریں گے۔ اور اس میں استبعاد بھی کچھ نہیں۔ میرزا صاحب کو اپنی غلطیوں کا پتہ ایک غلطی کے ازالہ میں لگا تھا۔ وہیں یہ بھی لکھا ہے "کہ میں بروزی طور سے نبی خاتم الانبیا ہوں" یا بروزی نبی جب نبی ہی ہوتا ہے۔ تو بروزی خاتم الانبیا بھی خاتم الانبیا (نبی گر) ہی ہوا۔ مگر پھر وہی پہلا جھگڑا۔ کہ یہ النبی کون ہے۔ اگر یہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو اس زمانہ کے نبی پر سلام کن الفاظ میں بھیجا جائے۔ نماز میں نہ اُس کی نبوت ورسالت کی شہادت دی گئی نہ اس کی وحی پڑھی گئی۔ اب اس پر سلام بھی نہ بھیجا جائے۔ یہ بڑا غضب ہے۔ اب ہمارا محمودی دوست بڑی دلیری اور پامردی سے یہ عزم بالجزم کرتا ہوگا۔ کہ خواہ ساری دنیا النبی سے مراد محمد صلعم لے۔ اور خواہ محمودی لٹریچر میں بھی جب نبی کریم کا لفظ آجائے۔ تو آنحضرت ہی مراد ہوں۔ کیونکہ شاید اس کے لکھنے والے میاں صاحب سے مختلف عقاید رکھنے والے مبائعین ہوں۔ مگر میں تو اس سے میرزا صاحب ہی مراد لونگا۔ مگر اس خیال کیساتھ ہی میرزا صاحب کی وصیت کانوں میں گونجتی ہوگی۔ "کہ محمد صلعم کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا" اور بے بس محمودی جھٹ پٹ نماز ختم کر کے کہتا ہوگا۔ کہ آہ میاں صاحب آپ کی غلطیوں اور ہماری بیوقوفیوں اور اندھا دھند تقلید کی وجہ سے ہماری نمازوں کی لذت چھن گئی۔

اب میں کہاں تک ان کیفیتوں کو لکھتا جاؤں۔ جو نمازیں محمودیوں کے لئے سرور کا باعث ہوتی ہیں۔ مختصراً میں نے پانچ لذتوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ باقی جناب میاں صاحب اور آن کے مبائعین اپنے اپنے دلوں میں سوچ لیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا ہر ایک لفظ ختم نبوت پر ایک ھدائی کہتا ہے۔ اور دوسرے نبی کی ضرورت نہیں چھوڑتا۔ یہ محمودیوں کے لئے لذت اور راحت کا موجب ہے یا مصیبت کا۔ اِسکا وہ خود ہی اچھی طرح فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اگر میں نے ان کی قلبی کیفیتوں کے بیان کرنے میں غلطی کھائی ہے۔ تو میاں صاحب رویا سے نہیں بلکہ دلائل سے اسکا رد لکھیں۔ کیونکہ میاں صاحب کا رویا یا الہام کسی پر حجت نہیں۔ یہ کیفیتیں میرے اور اس کثیر گروہ کے تجربہ میں آئی ہوئی ہیں۔ جنہیں خدا نے اپنے رحم اور فضل سے میاں صاحب کی بیعت سے نجات بخشی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ میرے اس مضمون کو جو ایک شہادت کے طور پر ہے۔ جھٹلانے کی کوئی کوشش نہیں کیگا۔ جب تک وہ بھیانک میں اکمل نہ ہو۔ میاں صاحب کے سیدھے سادے مریدو۔ کیوں تاریکی سے پیار کرتے ہو۔ اور اصل حالات کے تحقیق کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہو۔ میرزا صاحب کی نبوت کا جال محض تمہیں پھنسانے کے لئے بچھایا گیا ہے۔ ورنہ اس نبوت میں حقیقت نہیں۔ میں تمہیں ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ ایکدفعہ جماعت نبوڑ۔ ریاست پٹیالہ کی شکایت دربار خلافت میں پہنچی۔ کہ وہ پیغامیوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔ دربار خلافت سے حافظ روشن علی صاحب اور میر قاسم علی صاحب ان کی سرکوبی کے لئے مامور ہوئے۔ میں بھی ان دوستوں کی معیت میں بنوڑ پہنچا۔ جماعت بنوڑ طلب ہوئی۔ میر قاسم علی صاحب نے اخویم مستری اللہ دیا صاحب سے جو ایک نہایت بزرگ اور پاک نفس انسان ہیں۔ سوال کیا۔ کہ تم میرزا صاحب کو نبی کیوں نہیں مانتے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ حاجی محمد امیر خاں صاحب نے تو انہیں یہی بتلایا تھا۔ کہ میرزا صاحب مجددیت کے مدعی ہیں۔ ایسا ہی جب وہ کبھی قادیان گئے۔ انہوں نے حضرت صاحب سے سُنا۔ اب میرزا صاحب کو نبی کیسے مان لیں۔ آخر کچھ بحث شروع ہوئی۔ مگر وہ باایمان انسان ان لچر دلائل سے عقیدہ کب تبدیل کر سکتے تھے۔ بالآخر حافظ صاحب نے سوال کیا۔ کہ کیا آپ لاہوریوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔ حافظ صاحب نے فرمایا۔ ہمیں تو یہی اطلاع ملی تھی۔ اگر آپ لاہوریوں سے نہیں ملے۔ تو پھر کوئی معاملہ نہیں۔ اور بحث سے بھی کوئی غرض نہیں۔ اس قسم کے حالات سے کم وبیش تمام جماعت احمدیہ واقف ہے۔

محمودیوں سے کیا کیا چھن گیا

(۱) غیر مبائعین سے نمازوں میں لذت کا چھن جانا تو ایک خواب کی بات ہے۔ جسکا بظاہر کوئی اثر نہیں۔ مگر محمودی دوستو۔ تم آنکھیں کھول کر دیکھو۔ کہ اس وقت تک تم سے کیا کیا چھن چکا۔ اپنی نماز کی کیفیت تو تم سن ہی چکے۔ میرزا صاحب سے محبت کے تمہیں بڑے دعوے ہیں۔ لیکن اُن کی اٹھارہ سالہ بڑی محنت سے لکھی ہوئی کتابیں جو قرآن حدیث کے زبردست دلائل سے پُر ہیں۔ تم سے چھن گئیں۔ اِسکا تو تمہیں خود اقرار ہی ہے۔ لیکن اگر تم کبھی ہمارے مقابلہ میں میدان میں آنے کی جرأت کرو۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے۔ کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص

ہوں " کی آدھی سطر کے سوا مسیح موعود کی کسی تحریر پر تمہیں اعتماد نہیں بلکہ جب سے تم نے ہزار نبیوں کے آنیکا عقیدہ بنایا ہے۔ تو یہ آدھی سطر بھی تمہارے کام کی نہ رہی۔ کیونکہ جب ہزار نبی اور آنے والے ہیں۔ تو میرزا صاحب اُمت محمدیہ میں مخصوص کسطرح ہوئے۔ چلو چھٹی ہوئی۔ میرزا صاحب کی کسی کتاب سے بھی تمہیں سروکار نہ رہا۔ اسی وجہ سے اب جناب مسیح موعود کی کوئی کتاب قادیاں سے نہیں چھپتی۔

(۲) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمہارے دلوں سے اُٹھ گئی۔ پاکوں کے جس سردار کی مدح بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس جناب مسیح موعود کے ہونٹ سوکھے جاتے تھے۔ آج امت محمودیہ اس کی زندگی کی غلطیاں دریافت کرنے میں لگی رہتی ہے۔ اور اس پاک ذات انسان پر الزام لگاتے ہوئے بھی نہیں ڈرتی۔ جسکی غرض محض یہ ہے۔ کہ آقا تنزل کر کے غلام بن جائے دوستو۔ خدا کی قسم کھا کر اپنے دلوں پر ہاتھ رکھ کر بتلاؤ۔ کہ جن دلوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی۔ آج انہی دلوں میں اس سے کینہ تو پیدا نہیں ہوگیا۔ نیز خدا کی قسم کھا کر یہ بھی بتلاؤ۔ کہ جب عیسائیوں کی طرف سے محمد صلعم پر یہ الزام لگایا جاتا تھا۔ کہ آپ تین سال تک اپنا دعوےٰ نہ سمجھے۔ تو کیا حضرت میرزا صاحب حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ ایڈیٹر الحکم اور تم سب ناراض نہیں ہوتے تھے۔ اور آج جب قادیاں سے وہی الزام آنحضرت پر لگایا جا رہا ہے۔ تو تم خوش نہیں ہوتے۔ فتدبروا!

(۳) سلسلہ احمدیہ کی بنیاد خدمت قرآن کے لئے رکھی گئی تھی۔ تم نے قرآن کے انگریزی اور اُردو تراجم شائع کرنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس خدمت کے لائق نہ سمجھا۔ اور یہ اعزاز تم سے چھین لیا۔ پہلے پارے کی فروخت کے لئے تم نے بہت سی تاجرانہ چالاکیاں بھی کیں جنکو ایک متدین انسان حقارت سے دیکھتا ہے۔ مگر پھر بھی دوسرا پارہ شائع نہ ہو سکا۔ حالانکہ اشتہار بازی اب بھی ہو جاتی ہے۔ کہ ہر مہینہ ایک پارہ شائع ہوا کریگا۔

(۴) اسلام کی خدمت تم سے چھن گئی۔ بلکہ خادمان اسلام سے تمہیں دشمنی پیدا ہوگئی۔ دیکھو۔ خواجہ کمال الدین صاحب اسی طرح خدمت اسلام کرتے ہیں جسطرح کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی زندگی میں کرتے تھے۔ اس وقت تمہیں اُن سے محبت تھی۔ اور ان کا کام تمہارے لئے باعث فخر تھا۔ آج تمہیں اُن سے نفرت ہے۔ اور اُن کے کام کو تم فضول سمجھتے ہو۔ آگے اسلام کے فضائل پر قادیاں سے نت نئی کتابیں نکلتی تھیں۔ لیکن ان چھ سالوں میں ایک کتاب کا نام لو۔ جو تم نے خدمت اسلام کے لئے لکھی ہو۔ جبکہ فریق مقابل جماعت لاہور کیطرف سے بیشمار کتابیں خدمت اسلام کے لئے تصنیف کیجا چکی ہیں۔

(۵) اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی کہا تھا۔ اور آج تک مسلمان اخوت دینی کا بڑا پاس کرتے چلے آئے تھے۔ اگر ایک بر اعظم کے مسلمانوں پر مصیبت آپڑتی تھی۔ تو دوسرے بر اعظم کے مسلمان بے چین ہو جاتے تھے۔ اور ہر طرح سے مال سے۔ جان سے اور دعاؤں سے مدد کرتے تھے۔ لیکن آج اے امت محمودیہ۔ تم مسلمانوں کی ہلاکت اور تباہی پر خوشیاں مناتے اور چراغ جلاتے ہو۔ باغیرت اور صاحبدل انسان کے لئے یہ مرجانیکا مقام ہے۔ اگر تم سے بعض باتوں میں متفق نہیں۔ تو کم از کم محمد صلعم کے نام لیوا تو ضرور ہیں۔ اور خدائے واحد کے پرستار ہیں۔ مگر تمہارے روحانی تنزل پر افسوس۔ کہ تم تو مسیح موعود کے ماننے والوں کی بربادی چاہنے سے بھی درگذر نہیں کرتے۔ کبھی انہیں گورنمنٹ کا باغی قرار دیکر انہیں جیلوں میں بھجوانے کی ترکیبیں کرتے ہو۔ کبھی ان کی ذلت کی پیشگوئیاں کرتے ہو۔ اور کبھی اُن کے لئے بد دعائیں مانگتے ہو۔ اگر چندے تمہاری یہی حالت رہی۔ تو تم مسلمان کہلانا بھی چھوڑ دوگے۔ اور اس کے لئے عبدالرحیم نیر وغیرہ داغ بیل بھی ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ لنڈن میں جب ایک نومسلم نے اُن سے پوچھا۔ کہ میں اپنا مذہب رجسٹر سرکاری میں کیا لکھاؤں۔ تو آپ فرماتے ہیں۔ کہ مسلمان تو ٹھیک نہیں۔ احمدی ایک جامع لفظ ہے۔ یہ لکھاؤ۔ عجیب تر یہ کہ ان باتوں کو تم ٹھنڈے دل سے سنتے اور شیر مادر کی طرح پی جاتے ہو۔ کیا میاں صاحب کی بیعت نے اسلامی حریت۔ شجاعت اور راستبازی بھی تم سے چھین لیا۔ تم میں تو اتنا بھی حوصلہ نہیں۔ جو حضرت فاروق کے سامنے ایک عورت نے ظاہر کیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ ہمیں تم سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ہماری دشمنی کیوجہ سے تم سے سب کچھ چھین لیا گیا۔ بلکہ تمہارے نئے عقائد کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ کہ دین اسلام کی دولت تم سے چھن جائے۔ اور وہ وقت دور نہیں۔ جبکہ لفظ اسلام اور مسلمان بھی تم سے چھن جائیگا۔

اخیر میں میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس کے رحم و کرم نے ہماری نمازوں میں بڑی لذت دی ہے۔ ہماری عاجزانہ دعاؤں کو وہ سنتا اور شرف قبولیت بخشتا ہے۔ ہمارے امیر ایدہ اللہ بنصرہ پر اسکا بڑا فضل ہے۔ کہ اس سے وہ خاص خدمت اسلام لے رہا ہے جہاں تمام زمینی تدابیر بے اثر ثابت ہوتی ہیں۔ تو اُس کی دعاؤں سے وہ ہماری مشکلیں آسان کر دیتا ہے۔ یہ کوئی خیالی تعریف نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ میں سچ لکھ رہا ہوں۔ واللہ علی ما نقول شہید و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ناظرین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

بقیہ صفحہ ۲

اعلیٰ اُس احمد اسمہ نبی اللہ کی بنائی ہوئی انجمن کی دھجیاں اُڑاتے ہوئے اور اس کے ممبروں کو صریح نالائق اور کیا کیا قرار دے کر ان کو صدر انجمن کی ممبری کی کرسی سے سر کے بل گرا کر اور اُن کو اُن کی اس قابل شرم پیر پرستی کی سزا دیتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

قیام محکمہ نظارت کی ضرورت

اسوقت جماعت کی مختلف ضروریات کے پورا کرنے کا کوئی باقاعدہ اور تسلی بخش سامان نہیں تھا صدر انجمن قادیان اور ترقی اسلام قادیان دو انجمنیں بیشک موجود تھیں۔ مگر ان کا کام بہت محدود تھا۔ اور صدر انجمن کا کام تو گویا بالکل ہی مقامی ہے۔ اس لئے انجمنیں کبھی بھی اس انتظام کے لئے کافی نہیں ہوسکتی تھیں جو اللہ تعالےٰ نے ہمارے کندھوں پر ڈالا ہے۔ اور جو آئے دن ترقی کرتا جاتا ہے علاوہ ازیں تجربہ نے ثابت کر دیا تھا کہ ابتدائی اور مقامی کاموں کے لئے تو اس قسم کا انتظام جو انجمن وغیرہ کی صورت میں ہو کچھ چل بھی سکتا ہے۔ لیکن جب کام پھیل جاوے۔ اور زیادہ نازک اور ذمہ دارانہ حیثیت اختیار کرلے اسیوقت انجمنی نظام کارگر نہیں ہوسکتا۔ پس بہر حال ایک نئے انتظام کی ضرورت تھی جو سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لئے کافی ہوسکے۔ چنانچہ اسی ضرورت کو بروقت محسوس کرکے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے محکمۂ نظارت جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی اور سلسلہ کے تمام کاموں کو مختلف شاخوں میں تقسیم فرما کر ان شاخوں پر مختلف اشخاص متعین فرما دئے اور اُن کو اپنے اپنے محکمہ جات کا پورا ذمہ دار قرار دیا یہ منتظمین براہ راست خلیفۂ وقت اپنے اپنے کام کے جواب دہ ہیں گویا یہ اشخاص بطور خلیفۂ وقت کے سکرٹریوں (ملازموں) کے ہیں۔ اور اس کی ہدایات کے ماتحت اور اس کی نگرانی کے نیچے سلسلہ کے تمام کاموں کا انتظام ان کے ہاتھوں میں ہے۔ اُن کا انتخاب تقرر اور برطرفی وغیرہ سب خلیفۂ وقت (یا مرزا محمود احمد رئیس قادیاں) کے ہاتھ میں ہے۔ بلفظہٖ

دیکھو رپورٹ محکمہ نظارت قادیان مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۱۹ء

اب آپ بتائیں کہ وہ مسیح موعود کی قائم کردہ صدر انجمن کہاں ہے۔ اور کیا کام کر رہی ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ پھر الفضل وغیرہ اخبارات میں صدر انجمن قادیان کے وجود کا ذکر کیوں لکھدیا جاتا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ یہ آپ جیسے دانشمندوں کی خاطر کہ بدظن نہ ہوجائیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان محمودیوں منکران احادیث کے درمیان جسکو دفن ہونے کا شوق ہو وہ اپنا اندوختہ ان کے حوالے کردے تعجب ہے۔ کہ یہی مولوی شیر علی صاحب اخبار نسیم ہند وغیرہ میں یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ صدر انجمن قادیاں بحال ہے۔ اور یہی مولوی جی ادھر خدا کے مامور کے قائم کردہ انجمن کو فنا کر دیتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

محمد یمین از داتہ مانسہرہ (ہزارہ)

تازہ خبریں

مارشل لا کے قیدیوں کی رہائی

حضور وائسرائے کا لطف و کرم

دہلی ۱۲ ر نومبر۔ حضور وائسرائے نے ان ۸۶ اشخاص کے مقدمہ کی مسلیں منگوا کر بغور ملاحظہ کی ہیں جو مارشل لا کے ایام میں گرفتار و سزایاب ہوئے تھے۔ ایکہزار سات سو اسی اشخاص میں سے صرف یہی چھیاسی ابھی تک جیل میں بند ہیں۔ تقریباً ان تمام قیدیوں کے مقدمہ کو ہائی کورٹ کے دو ججوں نے ملاحظہ کیا ہے۔ ان کی رائے میں ان میں سے کسی مقدمہ پر بھی نظر ثانی نہیں ہوسکتی ان میں سے چار کے علاوہ سب کی سزائیں حکومت ہند یا حکومت پنجاب نے کم کر دی ہیں۔

حضور وائسرائے نے مسلوں کے ملاحظہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ گو ان میں سے کوئی مقدمہ بھی نظر ثانی کئے جانیکا مستحق نہیں۔ لیکن پھر بھی ہم ملک معظم کی رعایا کی حفاظت کے لئے عام معافی کو وسعت دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان ۸۶ قیدیوں میں سے ۲۰ کو رہا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسبارہ میں احکام بھی جاری کر دئے گئے ہیں۔

کلکتہ میں ترک ملازمت کی قرارداد

کلکتہ ۱۴ ر نومبر۔ حامیانِ ترک موالات کی تبلیغ و اشاعت کا نتیجہ کل پولیس کنسٹبلوں کے جلسۂ عام کی صورت میں رونما ہوا۔ تین سو سے زیادہ کنسٹبل اور بہت سے کشتی بان جو بندر پولیس میں ملازم ہیں۔ جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ میں ترک ملازمت سودیشی کے استعمال اور چرخہ کی ترویج پر زور دیا گیا۔ اختتام جلسہ پر بدیشی کپڑوں کا انبار نذر آتش کیا گیا۔ دو یوروپین انسپکٹروں نے جلسہ کرنے سے روکا۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ اور ایک یوروپین سارجنٹ کی تالیوں وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

شہزادہ ویلز کی آمد پر طلبائے بمبئی کا مقاطعہ

بمبئی ۱۴ ر نومبر۔ شب گذشتہ تحریک ترک موالات کی تائید میں طلبائے بمبئی کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں یونیورسٹی بمبئی کے شہزادہ ویلز کو خوش آمدید پیش کرنے کو رد کرنے کی تجاویز منظور ہوئیں۔ جلسہ میں طلبا سے التجا کی گئی کہ شہزادہ ویلز کی آمد پر کسی تقریب میں شامل ہونے سے محترز رہیں۔

لاہور۔ مورخہ ۱۵ ر نومبر کو موچی دروازہ کے باغ میں پرنس آف ویلز کی نزول بمبئی پر ۱۷ ر نومبر کو مقاطعہ (ہڑتال) کرنے کے لئے عام جلسہ ہوا۔ اور اتفاق رائے سے یہ تجویز پاس ہوگئی۔

مدینۃ المسیح یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ ہجری مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

گذشتہ جمعہ مورخہ ۱۸ نومبر ۲۱ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بعد ضروریات دینی کی وجہ سے وزیر آباد تشریف لے گئے۔ اور اسی روز شام کو لاہور واپس تشریف لے آئے۔

مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی۔ اے مسلم مشنری ووکنگ سے اطلاع دیتے ہیں کہ تین اور معزز انگریزوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور ایک ابھی زیر تبلیغ ہے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی جلد قبول اسلام کا اعلان کر دیں گے مفصل روئیداد موصول ہونے پر شائع کر دی جائے گی

حضرت خواجہ صاحب کا عدن سے لکھا ہوا خط مورخہ ۱۹ نومبر ۲۱ء کو موصول ہو چکا ہے کہ آپ خیریت سے عدن پہونچ گئے ہیں

اعلان فسخ بیعت

۱۸ نومبر ۲۱ء کو جبکہ حضرت امیر سلمہ ربہ وزیر آباد تشریف لے گئے اور نماز جمعہ وہاں

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر احمدیہ بلڈنگ لاہور سے شائع ہوا

پڑھائی - تو بعد نماز جمعہ ایک شخص رکندین ساکن موضع ککہ ضلع گوجرانوالہ نے حضرت امیر کی خدمت میں بیان کیا کہ میں نے میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود کو نبی تسلیم کر کے بیعت کی تھی - مگر اب مجھے اس پر اتفاق نہیں - اور میں اسے فسخ کر کے اب حضرت مسیح موعود کے سلسلہ میں آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل ہوتا ہوں - میری بیعت قبول کی جاوے چنانچہ حضرت امیر کے ہاتھ پر اُسنے بیعت کی - اور ایک روپیہ اشاعت اسلام کی مد میں چندہ دیا - اللہ تعالے اُسے استقامت عطا فرماوے - آمین

ٹرینڈاڈ میں تبلیغ اسلام

(از مولوی فضل کریم خان صاحب)

گذشتہ ماہ کی رپورٹ میں کوئی خاص امر قابل ذکر نہیں - سوائے اسکے کہ لیکچروں کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے اس کی بڑی وجہ جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے گذشتہ کامیاب مباحثہ ہے - میں تو اس مباحثہ کو کھیل سمجھتا تھا مگر اسکے نتائج حیرت افزا ہوئے ہیں - میں نے ابتداء میں لکھا تھا کہ ہندوستانیوں کو اس سرزمین میں بنظر حقارت دیکھا جاتا ہے سفید چمڑے والے مغرب زادوں کی یہ روش تو چنداں باعث حیرت نہیں - گذشتہ ڈیڑھ صدی کی مادی ترقیات نے ان کو اندھا کر رکھا ہے - ان احسان فراموشوں کو یہ معلوم نہیں کہ ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ مسیحی مذہب کے باوجود یہ لوگ درندے بلکہ درندوں سے بھی بدتر تھے اور یہ اسلام کا احسان عام تھا جس نے ان کو انسانیت کا سبق پڑھایا - اور سچ تو یہ ہے کہ اخلاق اور چلن کی پاکیزگی کے لحاظ سے تو یہ لوگ اب بھی ویسے ہی ہیں - تجارتی کامیابیوں اور مال و دولت نے ان کو بالکل اندھا کر رکھا ہے اور اگر یہ لوگ ایشیائیوں کیساتھ حقارت آمیز سلوک کریں تو کوئی حیرت کی بات نہیں - مگر حیرت اسمیں ہے کہ سیاہ فام حبشی لوگ جو ابھی ایک پوری صدی نہیں گذری کہ غلامی کا اور نہایت ظالمانہ - سفاکانہ غلامی کا - اس غلامی کا جسکی مثال مسیحی اقوام کی تاریخ کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی - جوا پہنے ہوئے تھے - وہ بھی ہندوستان کو غیر مہذب گردانتے ہیں - ان کے نزدیک تہذیب سے مراد تحصیل علوم و فنون میں - اخلاقی پاکیزگی نہیں - اطوار کی درستی نہیں بلکہ تہذیب کا معیار ان کے نزدیک یورپین لباس ہے - حقارت کی وجہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ہندوستانی لوگ یہاں کم حیثیت مزدوروں کی طرح آئے - یہاں ان کو قلی کہا جاتا ہے - حقارت کے علاوہ سیاہ فام لوگوں کو ہندوستانیوں سے نفرت بھی ہے - اس نفرت کا باعث سیاہ فام لوگوں کی اپنی تن آسانی - سستی اور استقلال کے ساتھ کام کرنے کی قطعی ناقابلیت اور ان کے خلاف ہندوستانیوں کی جفاکشی - استقلال پاکیزہ طرز رہائش اور کفایت شعاری ہے - ہندوستانی اپنے اس چلن کی بدولت جو صدیوں کی تہذیب نے ہم میں پیدا کر دیا ہے مرفع الحال اور فارغ البال ہو گئے ہیں - ان میں سے بہت ہیں جنہوں نے جائیدادیں بنا لی ہیں - اور امراء میں شمار ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ انہوں نے ستر سال کے عرصہ میں کیا - گو یہ امر قابل افسوس ہے کہ بائیبل کی تعلیم ہے جو تمام سکولوں میں پڑھائی ہے - اور مسیحی تہذیب کے اثرات نے ان ہندوستانیوں میں جو یہاں دوسری تیسری پشت میں پیدا ہوئے ہیں - طرح طرح کی اخلاقی کمزوریاں پیدا کر دی ہیں -

الغرض ان وجوہات کے باعث ہندوستانیوں کو اکثر حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ یورپین اور سیاہ فام لوگ میرے لکچروں میں کم آتے رہے ہیں - اور میرے ہندوستانی لباس کی وجہ سے مجھے بھی حقارت کی نظر سے دیکھتے رہے ہیں - مگر اب وہ حقارت عزت سے بدل گئی ہے - لیکن یہ امر میرے لئے چنداں خوشی کا باعث نہیں - میں تو یہاں چند روز کیلئے ہوں - باعث امتنان امر یہ ہے کہ اس سے ہندوستانی آبادی کی قدر غیر اقوام کی آنکھوں میں بڑھ گئی ہے اور ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہندوستانی علمی و ادبی مباحث میں مغرب والوں کو ہیٹ سکتے ہیں - اور اس سے بھی زیادہ باعث شکر امر یہ ہے کہ اسلام کے نام میں اس جزیرہ میں قوت آ گئی ہے - نعوذ باللہ میری اس سے یہ مراد نہیں کہ اسلام اپنی قوت کے لئے میرے جیسے ناچیز - بیمقدار اور ہیچ میرز کا مرہون منت ہے - بلکہ خلاف اسکے حق یہ ہے کہ مجھے جو کچھ قوت ملی ہے وہ اسلام کی طفیل ہے میری مراد اس سے یہ ہے کہ - اور جب میں اس پہلو پر غور کرتا ہوں تو میرا دل شکر و امتنان سے بھر جاتا ہے - اللہ تعالے کے فضل و احسان سے میں پہلا شخص ہوں جس نے اسلام کی حمایت میں اس بلند آہنگی اور تحکم کے ساتھ آواز اٹھائی ہے -

اس ضمن میں ایکدوسرے صاحب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں - میرے مکرم و معظم بزرگ دوست سید عبد العزیز صاحب کے نام گرامی سے ٹرینیڈاڈ کی آبادی کا کثیر حصہ واقف ہے - گورنمنٹ کے ہاں بھی آپ کی عزت ہوتی ہے - آپ عالم ہیں - اردو کچھ لکھ پڑھ سکتے ہیں - پنجاب ضلع ہزارہ کے رہنے والے ہیں جوانی کے زمانہ میں یہاں محنت مزدوری کے لئے طور پر آئے - اس جزیرے میں پہونچنے سے اسدن تک آپنے ہندوستانیوں کی بہبودی اور اور اسلام کی نظر بنا رکھا ہے - اسلامی تعلیمات اور تاریخ سے واقفیت حاصل کرنے اور کو اپنا مطمح

(باقی ملاحظہ ہو)

جلد ۹ | مورخہ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ ہجری | نمبر ۲۱

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مورخہ ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ ہجری

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے آیات یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۔ مَا کَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً وَّلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً ط فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ

(غزوہ تبوک سے ایک سبق)

یہ ایک رکوع اس سورت میں سے ہے کہ جو کلیۃً جنگ کے مضمون سے بھری ہوئی ہے یعنی سورہ توبہ یا براءت میں ہے۔ اس سورہ میں جنگوں کے اور ذکر کے علاوہ غزوہ تبوک کا ذکر بھی آتا ہے اور یہ آیات غزوہ تبوک کے ذکر کو ختم کرنے کے بعد آتی ہیں۔ غزوہ تبوک کے مضمون کا خاتمہ ان تین شخصوں سے متعلق ہے جن کا ذکر اس طرح پر کیا گیا ہے وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا۔ حتی اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت وضاقت علیہم انفسہم وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ ثم تاب علیہم لیتوبوا ان اللہ ھو التواب الرحیم۔ "تین آدمی جن کا یہاں ذکر ہے۔ صحابہ میں سے تھے اور وہ اس قسم کے لوگ تھے۔ جو سب غزوات میں شامل رہے تھے۔ سوائے غزوہ تبوک کے اور صرف ایک جنگ بدر میں شامل نہ تھا۔ باقی سب جنگوں میں یہ تینوں لوگ شامل رہے تھے۔ قرآن کریم تبلاتا ہے کہ یہ تینوں پیچھے رہ گئے تھے۔ منافق بھی جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ اہل مدینہ میں سے بھی اور اعراب میں سے بھی مگر مسلمانوں میں سے یہ تین ہی ایسے شخص تھے کہ جو پیچھے رہ گئے۔ جب آپ اس غزوہ کے سفر سے واپس آئے تو منافقین نے کئی طرح کے عذر اور حیلے حوالے کئے۔ مگر ان لوگوں نے کوئی معذرت نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص ان کے ساتھ کلام نہ کرے اس حکم کا اثر یہاں تک پہنچا کہ ان کی بیویوں تک نے بھی ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا۔ پورے پچاس دن تک یہ حالت رہی کوئی شخص ان کے ساتھ کلام نہیں کرتا تھا ان تینوں شخصوں کے حالات کا نقشہ ان آیات میں کھینچا ہے علی الثلاثۃ الذین خلفوا تین شخص جو جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے ان کو اسقدر سزا دی گئی کہ زمین ان پر باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی۔ بلکہ وہ خود جان سے بیزار ہو گئے۔

حضرت کعب اور شاہ غسان

ان میں سے ایک کے متعلق یہ لکھا ہے کہ غسان کے بادشاہ نے اپنا ایک قاصد اس صحابی یعنی کعب کے پاس بھیجا کہ جس کو اسقدر سخت سزا دی گئی تھی یہ شخص پتہ پوچھتا پوچھتا کعب کے پاس آیا۔ کعب نے پوچھا کہ کون ہے جو کعب کے ساتھ بولنا پسند کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے فلاں بادشاہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تمہارے آقا نے تمہارے ساتھ بدسلوکی کی ہے اور معمولی سے قصور پر اسقدر سخت سزا دی ہے ہم تمہارے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آئیں گے اور تمہاری عزت و اکرام کریں گے۔ اس بات کو سُن کر کعب نے کہا کہ کیا مجھ میں اس نے ایمان کی کمزوری سمجھی ہے یہ کہہ کر اس بادشاہ کا پروانہ قاصد کے سامنے جلا دیا۔ مگر آخر کار ان تینوں کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اور وہ آیت نازل ہوئی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے وعلی الثلثۃ الذین خلفوا اس آیت کے معًا بعد آتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔

سوال یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں کیا تعلق ہے اور مضمون کا ربط کس طرح ہے پہلی آیت کا مضمون یہ ہے۔ تین آدمیوں کو جنہیں ایک جنگ میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ایسی سخت سزا دی گئی۔ کہ مسلمانوں سے ان کا میل جول اور تعلق منقطع کر دیا گیا توبہ قبول کی جاتی ہے اور دوسری آیت کا مضمون یہ ہے کہ صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ ادنیٰ تدبر سے کام لیجئے تو معلوم ہوگا کہ ان تین مسلمانوں کو جو سزا ملی وہ صرف اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے ایک جنگ میں صادقوں اور راستبازوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیا۔ اس نے جب ان کی سزا اور توبہ کا ذکر کیا تو ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ کوئی شخص اپنی نمازوں اور عبادتوں پر۔ اپنی نیکیوں پر اپنے علم پر فخر نہ کرے یا یہ نہ سمجھے کہ جو کچھ اس نے کرنا ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ نماز پڑھ لی یا روزہ رکھ لئے۔ یا سچ بول لیا۔ یا برے کاموں سے بچتا رہا۔ بلکہ خود صادقین اور صحبت صادق کے بغیر یہ سب باتیں رکھی جاتی ہیں بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں حج کرتے ہیں۔ مگر ان دلوں میں بھی کوئی اور ضرورت

ہوتی ہے کہ جس کے سبب سے ان کی نمازیں۔ روزے۔ زکوٰۃ اور حج لوگوں سے نیک سلوک سخاوت اور فیاضی سب رکھی رہ جاتی ہیں۔ یا جو لوگ اس ضرورت دینی کے وقت خدمت دین کے لئے تیار نہیں ہوتے ان کی نماز اور روزے اور باقی چیزیں کسی کام نہیں آتیں یہ تین آدمی قریباً سب غزوات میں شامل رہے۔ مگر انہوں نے اس تنگی کے وقت کہ جب ان کو مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہیئے تھا ساتھ نہ دیا تو ان کو مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ان کا سب کچھ رکھا رہ گیا نہ ان کی نمازیں کام آئیں اور نہ روزے اور کوئی نیک باتیں۔ لوگ ان چیزوں سے ہی اعمال صالح کا تیار ہونا سمجھتے ہیں حالانکہ جب دین خدا کو کوئی اور ضرورت پیش ہوتی ہے تو ان سب ضرورت اعمال پر اس ضرورت دینی کو ترجیح ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشکلات میں ہوں دین اسلام نرغہ میں ہو تو کسی شخص کا گھر بیٹھکر نمازیں پڑھ لینا اسے کیا کام دے سکتا ہے۔ صحابہ نے اس حقیقت کو خوب سمجھا تھا ان تین کے علاوہ باقی کل کے کل مسلمان ہر قسم کے دکھ اُٹھا کر اس جنگ میں آپ کے ساتھ شامل ہوئے یہاں تک کہ ان میں سے آخری **شخص ابو خیثمہ** تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے تو وہ ابھی اپنے باغیچہ میں پڑا آرام کر رہا تھا۔ معاً اسکے دل میں جوش اٹھا اور وہ خود ہی بول اٹھا کہ میں تو ٹھنڈے سایہ میں پڑا ہوں۔ ... کھجوریں کھانے کو اور ٹھنڈا پانی پینے کو میسر ہے اور خوبصورت بی بی دل خوش کرنے کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرمی اور لو میں سفر کے مصائب کو برداشت کر رہے ہیں۔ یہ کہکر اس آرام و راحت کو قربان کر کے گھوڑے پر سوار ہو فوراً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا ملے جب دور سے گھوڑے پر سوار اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو کہا کہ ابو خیثمہ ہو گا

غرض صحابہ یہ بات برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تکلیف میں پڑے ہوئے ہوں اور وہ آرام و راحت میں لیٹے ہوئے ہوں۔ وہ اپنے آرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ آج بھی جو مصائب اسلام پر آئے ہوئے ہیں۔ وہ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ رہی ہیں۔ جس وقت اسلام کی یہ حالت ہو تو اس نظارہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ کہ وہ کس طرح اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جنگلوں اور حجروں میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے نیک بن سکتے ہیں یہ سب کچھ درست ہے مگر جب کوئی دین کی ضرورت پیش ہوتی ہے تو یہ چیزیں کوئی کام نہیں دیتیں یہ ضرورت خواہ تلوار کے رنگ میں ہو یا اعلاء کلمۃ اللہ کے رنگ میں ایسے وقت میں وہ صوفی جو حجرہ میں بیٹھا ہوا ہو وہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ایسے وقت میں قرب حاصل اسکو ہو گا کہ جو میدان جنگ میں دین کی خاطر لڑتا ہوا جان دیدے۔ غرض دین کی ضرورت کے وقت نماز روزہ وغیرہ سے بڑھ کر وہ کام ہوتا ہے کہ جس سے وہ دین کی ضرورت پوری ہو سکے۔ ایسے وقت میں جو کچھ بھی تھوڑا ہو یا بہت اس ضرورت کے لئے کام کرنا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ قرآن کریم خود فرماتا ہے

ولا ینفقون نفقۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ ولا یقطعون وادیا الا کتب لہم لیجزیہم اللہ احسن ما کانوا یعملون اور وہ تھوڑا یا بہت جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں اور جسقدر بھی خدا کی راہ میں قطع مسافت کرتے ہیں ان کے ان کاموں کی بہترین جزاء اللہ تعالےٰ دیتا ہے ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں تھوڑا خرچ بھی قابل قدر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے وقت میں بعض اشخاص مٹھی بھر جو لاکر بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں میں شامل سمجھے جاتے تھے سارا دن بازار میں جا کر حمال (بوجھ اٹھانے والا) کا کام کرتے اس کی اجرت سے **جو وغیرہ خرید کر چندہ لا دیتے** بعض اوقات ایسے لوگوں پر منافق لوگ ہنستے اور کہہ دیتے کہ یہ بھی انگلی میں لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہوتے ہیں خدا نے کہا خرچ خواہ تھوڑا ہو یا بہت جو کچھ بھی ہو ایسے وقت میں قبول ہو جاتا ہے۔ اسلئے شروع میں فرما دیا گیا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور جس طرح بھی بن پڑے صادقین کے ساتھ ہو جاؤ **لفظ صادق کے دو معنی ہیں** مگر ان میں سے صرف ایک ہی معنے عام طور پر سمجھے جاتے ہیں کہ سچ بولنے والے کو صادق کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں زیادہ تر اسکے دوسرے معنے لئے گئے ہیں۔ یعنی یہ کہ جو دکھوں اور مصیبتوں اور آزمائش کے وقت میں عملاً راستبازی کا ثبوت دے یعنی صادق کے معنے سچ بولنے کے بھی ہیں اور جو منہ سے نکلا ہے اُسے سچ کر دکھاتا ہے دوسری جگہ فرمایا ہے انما المؤمنون الذین امنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصادقون مومن تو وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر اسکی نسبت کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رکھتے اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ یہی لوگ صادق ہیں۔ غرض قرآن کریم کی اصطلاح میں صادق کے معنی گو سچ کہنے والا اور سچ کر دکھانے والا دونوں ہیں۔ مگر اصل صادق وہی ہیں کہ جو سچ کر دکھاتے ہیں۔ اسی لئے اس آیت میں حصر کر دیا ہے کہ اولئک ہم الصادقون وہی اور صرف وہی فی الحقیقت صادق ہیں راستبازی کے اعلےٰ مقام پر ہیں کہ جو اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ یہی وہ صادق لوگ ہیں کہ جن کی معیت کا حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جو مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہونے کے مستحق ہیں جو لوگ عملی طور پر اپنے دعویٰ ایمانی کو سچ نہیں کر دکھلاتے ان کا زبانی دعویٰ کوئی وقعت نہیں رکھتا **ان تینوں شخصوں کے تذکرہ پر غور کرو** کہ باوجود اس کے کہ وہ صحابہ میں شامل تھے مگر ان کی ذراسی لغزش پر کہ انہوں نے ایک تنگی کے وقت صادقوں کی معیت اختیار نہ کی ان کو کسقدر سزا دی گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم بہت ہی برداشت کرنے والے اور سب سے زیادہ حلیم انسان تھے جن لوگوں نے آپ کو برسوں ستایا اور طرح طرح کی تکلیفیں دی تھیں اور جو آپ کی جان تک کے دشمن تھے آپ نے باوجود انتقام لے لینے کی قوت اور طاقت کے۔ جبکہ وہ کلیتاً آپ کے قبضہ میں آچکے تھے آپ نے ان کے قصوروں پر ان کو ملامت بھی کرنا جائز نہ سمجھا اور ان سب کو معاف کردیا اور پھر ایسا رحیم کریم انسان اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر کرسکتا ہے آپ کی کمال نرم دلی پر تو قرآن کریم بھی گواہ ہے فبما رحمۃٍ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک پس یہ کیا ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ تو ان لوگوں پر نہایت ہی مہربان ہے اور اگر تو سخت گو اور سخت دل ہوتا تو یہ سب لوگ تیرے اردگرد سے بھاگ جاتے جنگ کے موقعہ پر بھی اُحد میں جبکہ بعض لوگوں کے آپ کی ہدایات پر کاربند نہ رہنے کے سبب آپکو اور لشکر اسلام کو بہت ہی تکلیف اور نقصان اٹھانا پڑا آپنے انہیں نہ صرف معاف کردیا۔ بلکہ ان کے قصور کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ مگر سوقت جبکہ ان تین شخصوں نے ایک ضرورت دینی میں حصہ لینے میں دیر کی تو پھر ان کا قطعاً کوئی لحاظ نہیں کیا اور ان کو ان کی اس لغزش کی کافی سزا دی گئی۔ غرض کسی ضرورت دینی سے جی چرانا بہت ہی خطرناک فعل ہے۔

آج زمانہ میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے لوگ بڑی بڑی قربانیاں محض سوراج کے لئے کر رہے ہیں۔ کسقدر اوقات گرامی اور روپیہ اور جاگیر اس راہ میں خرچ ہو رہی ہیں۔ ان سب کے عوض میں غلامی سے نکل جانا ہی بڑا کام سمجھ لیا گیا ہے۔ مگر دوسری طرف دین کی خدمت کرنیوالوں کا یہ حال ہے کہ عہد کرنیوالے بھی دین کی بیچارگی کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ دین پر حملے ہو رہے ہیں۔ مگر ان کو کچھ پرواہ نہیں۔ اوّل تو کتنے مُسلمان ہیں کہ جو خدمت دین کا عہد کرتے ہیں۔ مگر ان میں سے بھی کتنے ہیں کہ جو اپنے عہد پر قایم رہتے ہیں قرآن کریم نے مندرجہ صدر آیت میں جو تین کا لفظ اختیار کیا ہے وہ بھی حکمت سے خالی نہیں اس سے یہ ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ صحابہ کی تیتیس ہزار کی جماعت میں صرف تین ہی شخص ایسے تھے کہ جو اُسے وقت پیچھے رہ گئے تھے یعنی دس ہزار میں سے ایک نے کمزوری دکھائی یہ صحابہ کے کمال ایمانی کا نقشہ ہے۔ مگر آج مُسلمانوں کی کروڑوں کی تعداد میں دس ہزار میں سے ایک استقامت دکھلانے والا دین کے لئے دُکھ اٹھانیوالا نظر نہیں آتا۔ اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بدنام ہو رہے ہیں ان پر حملے ہوتے ہیں۔ مگر مسلمان اسکی طرف منہ نہیں کرتے۔ اور دین کی خدمت سے غافل ہیں۔ پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم غفلت کو چھوڑ کر خدمت دین میں لگ جاؤ ورنہ تم بھی ان ہی لوگوں میں شامل ہو۔ جسقدر مسلمان آج دنیا کی نظروں میں برے ہیں۔ اسقدر اور کوئی قوم بری نہیں۔ مگر انہیں سیاست کی پرواہ نہیں۔ تم اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو اسلام کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ اور صحابہ کی زندگی پر غور کرو کہ انہوں نے کس طرح اپنی جان اور مال کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اور اسلام کی عزت کے لئے قربان کردیا۔ اور اپنی جان اور عزت کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جان اور عزت کے بالمقابل کچھ نہ سمجھا۔ اگر تم اس خدمت دین کو نہ کروگے تو اللہ تعالےٰ کسی اور خادم دین قوم کو اٹھا کھڑا کرے گا جس طرح حضرت موسیٰ ع کی قوم نے دین کی خدمت سے انکار کیا تو پھر وہ چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکتے پھرتے رہے ان کو وعدہ کی سرزمین میں داخل ہونا نصیب نہ ہوا۔ اسلام کی زندگی اور شوکت کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے اسکے وعدے سچے اور اٹل ہیں۔ اگر تم اسکے لئے اپنے آپ کو اہل ثابت نہ کروگے اور خدمت دین کا وقت کھو دوگے تو وہ یقیناً کسی دوسری قوم کو اٹھا کھڑا کریگا۔ کہ جو تمہاری طرح خدمت دین میں سُست نہ ہوگی۔

خطبہ ثانیہ

میں پھر آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس زمانہ میں جس شخص نے خدا سے اطلاع پاکر خدمت اسلام کیلئے آواز بلند کی کہ دین کے لئے اسوقت مالوں اور جانوں کی ضرورت ہے اس نے کسی اپنی ذاتی غرض یا مال کو حاصل کرنے کے لئے ایسا نہیں کیا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ مال و دولت سے اسقدر بے تعلق انسان تھا کہ جب اشاعت اسلام کے لئے اسکے پاس روپیہ کثرت سے آنا شروع ہوا تو اُسنے اسکے خلاف جو اکثر پیروں اور سجادہ نشینوں کا شیوہ ہے روپیہ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں سمجھا۔ اور نہ ان کی طرح بڑی بڑی جائدادوں کو بنایا۔ بلکہ غور سے دیکھو کہ اس کثرت مال کو دیکھ کر میرزا صاحب نے کیا کیا وہ بھی اگر چاہتا تو پیروں کی طرح بڑی بڑی جائدادیں بنانے سے اسے کون روک سکتا تھا۔ اُسنے روپیہ کو ہاتھ میں لینا گوارا نہیں کیا۔ قوم کے معزز لوگوں کی ایک انجمن بنائی اور سارا کا سارا مال اسکے سپرد کردیا اور خود اس مالی جھگڑا سے بے تعلق رہا۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس کو روپیہ اکٹھا کرنے سے غرض نہ تھی وہ تو لوگوں کو خدا کے لئے بلاتا تھا۔ اور خدا کے دین کی طرف بلاتا تھا۔ پس جب تک تم اسکے ساتھ نہ ہو جاؤ۔ اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اسکی معیت اختیار نہ کرو تب تک تمہارے اسکے ساتھ ہونے کا کوئی عملی ثبوت نہیں۔ قرآن فرماتا ہے کونوا مع الصادقین کی معیت اختیار کرو مع الصادقین یعنے صادقین کے ساتھ مع لانے سے یہ مقصود ہے۔ کہ اپنی جان اور مالوں کے ساتھ معیت اختیار کرو۔ جو مال اور جان کے ساتھ اسکی معیت اختیار کرتا ہے وہی اُسکے ساتھ ہے۔ پس یاد رکھو کہ زبانی دعوےٰ کوئی چیز نہیں اگر تم اپنی جان و مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اسکے سپرد نہیں کردیتے تو تم میرزا صاحب کے ساتھ

نہیں ہو۔ وہ خدمت دین کا سپہ سالار تھا۔ اور تم کو اسطرف بلاتا تھا۔ جو لوگ اسکی آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ اور خدمت دین سے اپنے مال اور جان کو بچاتے ہیں وہ اسکے ساتھ نہیں ہو سکتے۔ اپنا اسکے ساتھ ہونا عمل کے ساتھ ہونا ثابت کرو۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر مجدد آیا ہے تو اپنا کام کرے۔ ہم نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور قرآن پر عمل کرتے ہیں۔ ہمیں اس مجدد کی کیا ضرورت ہے مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کعب بن مالک جیسا شخص جو صحابہ میں داخل نماز اور دیگر شعار اسلام کا پابند تھا۔ باوجود نمازیں پڑھنے روزے رکھنے اور دیگر شعار اسلام کی پابندی کے ایک خدمت دین سے پیچھے رہنے پر جماعت مسلمین سے سزا کے طور پر علیحدہ کر دیا گیا۔ اور جب تک اسنے توبہ نہیں کی شامل نہ ہو سکا تو یہ لوگ دین کی اشد ضرورت کے وقت صرف نماز روزے کی پابندی سے کیوں کر چھوٹ سکتے ہیں اور ضرورت حقہ کے ماتحت بھیجے ہوئے مجدد سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔ پس نماز روزہ کی پابندی کے باوجود اس مجدد کی معیت نہایت ضروری ہے کیونکہ اشد ضرورت دینی کے بالمقابل نماز روزہ وغیرہ کسی کام نہیں آسکتے

غربا کیلئے گرم کپڑوں کی تحریک

اسکے بعد حضرت نے غریب طلباء نادار یتیموں کیلئے گرم کپڑوں کی تحریک فرمائی۔ فرمایا کہ یہاں بہت سے طلباء ہیں کہ جن کے پاس سردی سے بچنے کیلئے کوئی کپڑے نہیں۔ وہ احباب کو اللہ تعالیٰ نے مقدرت دی ہے وہ اسکے لئے چندہ دیدیں۔ اکثر امیر گھروں میں کوئی نہ کوئی گرم کپڑا لحاف اور کوٹ وغیرہ نا یید ہوتا ہے وہ ایسے غریب طلباء کیلئے بھجوا دیں سردی کے موسم میں ان کے کام آجائیگا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ اسکی جزا دیدیگا

جمعیۃ العلماء کا اجلاس سویم لاہور میں

۱۸ نومبر کو لاہور میں ایک عظیم الشان اجتماع تھا۔ مولانا ابو الکلام صدر اجلاس جمعیت العلماء لاہور تشریف لائے۔ شاہی مسجد میں خطبہ جمعہ پڑھا۔ اور دس گیارہ ہزار مسلمانوں کے مجمع نے آپ کی امامت میں دوگانہ جمعہ میں ادا کیا۔ یہاں سے بریڈلا ہال جا پہونچے۔

خطبہ صدارت سے پہلے مولانا نے احکام و اسلام کے رو سے علماء اسلام کے فرائض پر مبسوط بحث کی اور بتلایا کہ جمعیۃ العلماء اس نازک وقت میں ان فرائض کو کس طرح انجام دے سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں کسی قوم کی تاریخ میں حق پرستی اور راہ حق میں جانفروشی کی۔ ایسی روشن مثالیں نہیں ملتی ہیں۔ علمائے اسلام کی تاریخ ہے جو ان مثالوں سے لبریز ہے علماء اسلام تھے کہ قید خانوں میں گئے۔ ان ہی مقدس ہستیوں نے جلاد کی تلواروں کے نیچے سر رکھدیئے۔ یہ ہی پاک نفس حضرات پھانسی کے تختے پر کھڑے ہوئے لیکن حق و آزادی کے اعلان سے باز نہیں آئے۔

آپنے مسائل حاضرہ پر بحث کی۔ خلافت کے متعلق فرمایا۔ کہ ہمارے مطالبات احکام شرع پر مبنی ہیں۔ جب تک شرع نہ بدل جائے مطالبات بھی گھٹائے نہیں جا سکتے۔ آپ نے صاف اور قطعی الفاظ میں فرما دیا کہ عراق فلسطین شام اور قسطنطنیہ ہر طرح کی مداخلت اور قیود سے پاک نہ ہو جائے اور ہندوستان آزاد نہ کر دیا جائے اسوقت تک نہ کوئی مسلمان حکومت سے صلح کر سکتا ہے اور نہ کوئی سمجھوتا ممکن ہے۔

سوراج کے لئے صاحب صدر نے یہ فرمایا کہ ہمارا اسلامی فرض ہے۔ اگر آج مسئلہ خلافت پیش نہ ہوتا تو بھی مسلمان سوراج کے لئے وہ سب کچھ کرتے جو آج کر رہے ہیں۔

موپلاؤں کے ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے کے متعلق کہا کہ جبر اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ تشدد اور عدم تشدد کی نسبت آپنے فرمایا کہ اسلام میں تشدد کا ہرگز حکم نہیں ہے۔ جمعیت العلماء نے اسلامی شریعت کے ماتحت پرامن رہنے کا حکم دیا ہے۔

مقدمہ کراچی کا ذکر کرتے ہوئے آپنے فرمایا کہ اسلامی قانون کے رو سے آج ہر مسلمان کا سب سے بڑا دینی فرض یہ ہے کہ فوج اور پولیس کی نوکری کے ناجائز ہونے کا اعلان کرے اور پولیس کے ہر ملازم اور فوجی سپاہی تک اس پیغام کو پہنچا دے

مسئلہ نبوت

ماسٹر صادق علی صاحب اور مولوی غلام رسول راجیکی کا مکالمہ

(پہلا پرچہ از ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالوی)

اللّٰھم انی اعوذبک من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

حضرات! ہمارے مقابل جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں۔ کہ میرزا صاحب نے دعوے نبوت میں تبدیلی کی یعنی پہلے محدثیت کا دعویٰ کیا۔ مگر بعد میں کسی زمانہ میں حضرت میرزا صاحب کو اپنی غلطی کا علم ہو گیا اور آپ نے تریاق القلوب کی تصنیف کے بعد کے زمانہ میں محدثیت کا دعوے چھوڑ کر نبوت کا دعوے کر لیا۔ مولوی صاحب نے اس تبدیلئ دعویٰ کے لئے تحریر فرمایا ہے۔ کہ یہ زمانہ ۱۹۰۱ء کے بعد کا ہے۔ اور کہ میرزا صاحب نے اپنی نبوت کا پہلا اعلان ایک غلطی کے ازالہ میں کیا ہے۔ حضرات! اس قسم کے مفتریات مسیح موعود پر کوئی نئی بات نہیں کہنے والوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ قرآن کریم کی بھی چھ سو آیات منسوخ ہیں۔ لیکن ہمارے احباب جانتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات کی تنسیخ کا عقیدہ کیسا بودا اور دور از صداقت ہے۔ تو محض یہ کہہ دینے سے کہ میرزا صاحب نے فلاں سال میں عقیدہ تبدیل کر لیا۔ کوئی بات ثابت نہیں ہو جاتی۔ دیکھو۔ دنیا نظائر سے قائم ہے۔ کئی سو سال گذرے کہ اسی سرزمین ہند میں ایک بزرگ نور محمد صاحب نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ اپنے تئیں وہی مہدی موعود سمجھنے لگے۔ جس کی پیشگوئی حضرت رسول کریم نے خصوصیت سے فرمائی ہے۔ لیکن جب آپ حج کو جا رہے تھے۔ آپ پر انکشاف تام ہوا۔ کہ تو اگرچہ مہدی ہے۔ مگر مہدی موعود نہیں۔ آپ نے اسی وقت یہ عقیدہ اپنے پیروؤں کو بتلایا۔ اگرچہ اس بزرگ کا خدا اس پر رحمت کرے۔ حج کے ایام ہی میں انتقال ہو گیا۔ تاہم وہ اپنی وصیت اپنے مریدوں میں چھوڑ گئے۔ اور آج وہی بات ہم تاریخ ابن خلکان میں دیکھتے ہیں۔ سو مسیح موعود کیطرف تبدیلئ عقیدہ منسوب کرنے سے پہلے مسیح موعود کی اپنی ذاتی حیثیت پر غور کر لینا چاہئے۔ ہر وقت مرید قادیان میں موجود رہتے تھے مخالف اور موافق مہمان کثرت سے آپ کی ملاقات کے لئے وہاں جاتے تھے ایک جماعت مصنفین کی آپ کی مرید تھی۔ اور اخبار آپ کے مرید نکالتے تھے۔ اور کئی رسالے قادیان سے شائع ہوتے تھے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھ کر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف تبدیلئ عقیدہ منسوب کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے تبدیلئ عقیدہ ثابت کرنا لازمی ہے۔

(۱) حضرت مسیح موعود نے کوئی اعلان کیا ہو۔ کہ آج میں اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کرتا ہوں۔ اور پہلی کتابوں کو منسوخ کرتا ہوں۔

(۲) آپ نے کسی تحریر میں یہ لکھا ہو۔ کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔

(۳) آپ کی ہی ڈائری میں یہ مذکور ہو۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔

(۴) کوئی دوست یا دشمن قسم کھا کر کہدے۔ کہ میرزا صاحب نے فلاں وقت میں یہ لفظ کہے۔ کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔ اور اپنی پہلی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

(۵) کسی دوست یا دشمن کو کوئی خط لکھا ہو۔ کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔

اگر ان پانچوں طریقوں میں سے کسی ایک صورت سے بھی آپ میرا اطمینان نہیں کر سکتے۔ تو محض قیاسات کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ اور اس میں آپکو کوئی خصوصیت حاصل نہیں۔ بلکہ اس دریافت میں بھی آپ بہت پیچھے رہے ہوئے لوگوں میں سے ہیں۔ آپ سے بہت پہلے مولوی محمد حسین بٹالوی اور حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری جو مسیح موعود کے سخت مخالفین میں سے تھے۔ اور نہایت افسوس اور درد کا مقام ہے۔ کہ آپ کا قدم ان دونوں مکذبین کے قدم پر پڑا ہے۔ آپ سے بہت پہلے یہی بات کہہ چکے ہیں۔ حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری نے جب مسیح موعود نے ایک غلطی کا ازالہ شائع کیا۔ تو یہی لکھا۔ کہ میرزا صاحب پہلے تو محدثیت کے مدعی تھے۔ لیکن اب آپ نے نبوت کا دعویٰ کر لیا۔ جس کی تردید سید محمد احسن صاحب کے حکم سے اسی وقت اخبار الحکم مجریہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء میں کی۔ کہ ایک غلطی کے ازالہ میں میرزا صاحب نے کوئی نئی بات بیان نہیں کی۔ اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے فتوائے تکفیر میں صفحہ ۹۷ پر لکھا۔ کہ میرزا صاحب اگرچہ دعوے نبوت تو نہیں کرتے۔ مگر محدثیت کی تعریف وہ کرتے ہیں۔ جو نبوت کی تعریف ہے۔ یہی وہ باتیں جو اشد مخالفین اور مکذبین نے کہی تھیں۔ وہی آج افسوس ہم بالفاظ جب اور مسیح موعود کے پیرو مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی زبان سے سنتے ہیں۔ میرزا صاحب اور آپ کے مرید ہمیشہ ان الزامات کو افترا قرار دیتے رہے۔ لیکن آج کچھ مقاصد حاصل کرنے کے لئے افسوس۔ کہ آپ کا فرزند اور آپ کے بعض اتباع دشمنوں کے ہمنوا ہو کر یہی کہنے لگے۔ کہ میرزا صاحب نے تعریف نبوت میں تبدیلی

تواتر سے اور نہایت روشن دلائل سے دعوے نبوت دکھلائے جانے کے بعد بھی نہ سمجھیں۔ تو پھر مولوی صاحبان۔ آپ کیوں روز سفر کی زحمتیں گوارا کرتے ہیں۔ اور انجمن کا زر کثیر کیا صرف کرتے ہیں۔ میرزا صاحب کے بتلانے سے تو اٹھارہ سال میں نہ سمجھے۔ تو میں آپ کے اٹھارہ ہزار سال تک سمجھانے سے سمجھنے کی کیا امید کر سکتا ہوں۔ اور جو غریب سمجھ رہے بھی گزر رہے ہیں۔ وہ تو اٹھارہ لاکھ سال میں بھی نہیں سمجھیں گے۔ اچھا تو یہی ہے۔ کہ ایسے ناقابل فہم عقائد پھیلانے کے لئے کسی مغربی قوم کو منتخب کیجئے کیونکہ جہاں تثلیث ناقابل فہم ہے۔ وہاں میرزا صاحب کی نبوت بھی اس میں شامل ہو جائے گی۔ کیونکہ ایشیائی دماغ تو ان دونوں باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ مگر میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ لاینحل عقدوں میں نہ پڑئیے۔ میرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعوے نہیں کیا۔ نہ وہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ بقول مسیح موعود

"اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا۔ تو ہر محدث نبی ہو جاتا" آپ کہیں گے۔ کہ اے کاش میرزا صاحب باب نبوت کو توڑ لیتے۔ مگر یہ باب نبوت ایسا مضبوط ہے۔ کہ جو اس کو توڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خود ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور دنیا میں اس کا نام ابد الآباد تک کے لئے کذاب اور دجال رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف فسیکون فی امتی ثلاثون کذابون دجالون کلہم یزعم انہ نبی اللہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ سے ظاہر ہے۔ میرزا صاحب بے وجہ دعوے نبوت سے انکار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کافر کذاب ملعون دجال قرار نہیں دیتے رہے۔ بلکہ اس کے لئے آپ نے نہایت زبردست دلائل قرآن وحدیث سے دئے ہیں۔ جن میں سے چند ایک آپ کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔

"جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر باوجود امتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے" ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵۔

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ اسکا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو" ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹۔

"اگر یہ کہو۔ کہ مسیح کو وحی کے ذریعے سے صرف اتنا کہا جائیگا۔ کہ تو قرآن پر عمل کر۔ اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی۔ اور کبھی حضرت جبرائیل ان پر نازل نہیں ہونگے۔ بلکہ وہ بکلی مسلوب النبوت ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے۔ تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کی لائق ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جاوے۔ اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں۔ اور پھر چپ ہو جاویں تو یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ٹوٹ گئی۔ اور وحی رسالت پھر نازل ہونا شروع ہو گئی۔ پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالے صادق الوعد ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے۔ کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔" ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷

"انبیاء علیہم السلام کے بعد نہ مجھے اور نہ کسی اور کو معصوم ہونے کا دعوے ہے۔"

ان حوالہ جات سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ میرزا صاحب کو دعوے نبوت سے انکار بلا وجہ نہیں۔ آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باب نبوت کو زبردست روشن اور قوی دلائل سے بند قرار دیا ہے۔ اور ان سب کا منبع اور ماخذ قرآن وحدیث ہیں۔ خلاصہ کے طور پر یہ دلائل اس طرح ہیں:-

(۱) جو کامل طور پر امتی ہے۔ وہ کامل طور پر رسول نہیں ہو سکتا کیونکہ امتی اور نبی کا مفہوم متبائن ہے۔

(۲) صاحب نبوت تامہ امتی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ اسکو ممتنع قرار دیتے ہیں۔

(۳) ختم نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے سے مانع ہے۔

(۴) نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت نہیں ہو سکتا۔

(۵) خدا کا وعدہ ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کو نہیں بھیجے گا۔

(۶) جب وحی نبوت نازل نہیں ہوگی۔ تو نبی کوئی کیونکر ہو سکیگا۔

(۷) میرزا صاحب کو اپنے معصوم ہونے کا دعوے نہیں۔ اور غیر معصوم ہونے کا اقرار ہے۔

اب یہ چند دلائل ان ہزار ہا دلائل میں سے جو مسیح موعود نے باب نبوت کے مسدود ہونے کے متعلق قرآن اور حدیث سے لکھی ہیں۔ میں نے آپکے پیش کر دیتے ہیں۔ دیکھئے۔ میرزا صاحب تو ایسے محقق اور با انصاف منصف تھے۔ کہ آریوں کو نسیم دعوت میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر ویدوں میں ایک ہی خدا کی

پرستش کا حکم ہے۔ تو کم از کم ہمیں وید وں سے یہ نکال کر دکھاؤ۔ کہ سورج اور چاند کی پرستش نہ کرو۔ ایسا تنقید کرنے والا شخص۔ اس کی طرف آپ الزام منسوب کریں۔ کہ اس نے چپکے سے عقیدہ تبدیل کر لیا۔ مولوی صاحبان اگر آپ مسیح موعود کیطرف یہ بات منسوب کرتے ہیں۔ تو مسیح موعود کی کتابوں میں سے جو اُنہوں نے آپ کے خیال کے مطابق صحیح دعوے کے وقت لکھی تھیں ان دلائل کا رد بھی قرآن اور حدیث سے پیش کریں۔ کیونکہ یہ لغو بات ہو گی کہ ایک شخص ایک وقت میں تو قرآن اور حدیث سے بار بار اور بیشمار دلائل پیش کرنے کا محتاج ہو۔ اور اٹھارہ سال تک ان دلائل کو دنیا کے ذہن نشین کرے لیکن دوسرے وقت میں نہ تو ان پہلی دلائل کا رد لکھے۔ اور نہ ہی ان کے برخلاف نئے دلائل پیش کرنے کی ضرورت سمجھے۔ ہمارے میاں محمود احمد صاحب کہتے ہیں کہ ہم تو خدا کی بات کو بھی بلا دلیل ماننے کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر ہم میرزا صاحب کی بات کیسے بلا دلیل و اصول مان لیں۔ بحالیکہ میرزا صاحب نے ہمیں دلائل دینے اور ماننے کا محتاج بنا دیا ہو۔ پھر اگر میرزا صاحب ان دلائل کو رد نہیں کر سکے۔ تو آپ ہی میرزا صاحب کے ان دلائل کو اس مجمع میں رد کر کے دکھا دیں۔ تاکہ آپ کی علمیت کا سکہ میرزا صاحب سے زیادہ بیٹھ جائے۔

سچی بات یہی ہے۔ کہ میرزا صاحب نے کبھی دعوے نبوت نہیں کیا۔ اور اس کی وجہ ہمارے سید و آقا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا ہے۔ یہ میں آپ کی طرح یا صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود کی طرح اٹکل اور قیاسات سے نہیں کہتا۔ بلکہ میرے مرشد جناب مسیح نے خود ہی لکھا ہے۔ جس کے لئے ایک دو حوالہ پیش کر کے میں آپ کو بتلاؤنگا۔ کہ دراصل میرزا صاحب کا کیا دعوےٰ تھا۔ مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"یہ بات اللہ عزوجل کے اس قول کے مخالف ہے۔ جو آیت ذیل میں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی ایک شخص کے باپ تو نہیں۔ مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدائے کریم و رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں" حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے۔ تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھیر سکتے۔ اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع تصور ہو سکتا ہے۔ اور اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ امتی ہو کر آئیں گے۔ تو شان نبوت تو اُن سے منقطع نہیں ہو گی۔ گو امتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی ہی کریں۔ مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ اسوقت وہ خدا تعالےٰ کے علم میں نبی نہیں ہونگے۔ اور اگر خدا تعالےٰ کے علم میں وہ نبی نہیں ہونگے۔ تو وہی اعتراض لازم آیا۔ کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا۔ اور اس میں آنحضرت صلعم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنیکا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے اور نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے۔ نہ قرآن میں نہ حدیث میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام موجود ہے۔ پس یہ کسقدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے۔ کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ شان نبوت باقی ہے۔ اس کی وحی بلا شبہ وحی نبوت ہو گی" ایام الصلح صفحہ ۱۴۶

"ان رسولنا خاتم النبیین وانقطعت علیہ سلسلۃ المرسلین"

ترجمہ۔ بیشک ہمارا نبی خاتم النبیین ہے۔ اور اس پر تمام مرسلین کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

اب میں نے حضرت مسیح موعود کی ابتدائی اور آخری کتابوں سے ختم نبوت کے معنے آپ کے پیش کر دئیے ہیں۔ دونوں زمانوں میں آپ کا یہی اعتقاد رہا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تجویز کرتا ہے۔ وہ شریر ہے۔ اور ایسا کرنا اس کی جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے۔ کیونکہ وہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً ترک کرتا ہے۔ (بعینہ یہی بات الوصیۃ میں دوسرے الفاظ میں درج ہے) اصل معاملہ تو یہیں ختم ہو جاتا ہے۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو یقیناً میرزا صاحب نبی نہیں۔ اور کسی شخص کی نبوت کو پیش کرنا لاحاصل اور باطل امر ہے۔ اور سوائے باپ اور بھائی احمد کے معتقدات کی پیروی کے اور کچھ نہیں لیکن تاہم آپ کو بعض غلطیاں لگی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ نیک نیتی سے غور کرنے کے بعد بھی قائم رہی ہوں۔ اس لئے میں ان کا ازالہ بھی کرنا چاہتا ہوں دیکھئے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ میرزا صاحب کو کثرت مکالمہ مخاطبہ حاصل ہوا۔ اس لئے وہ نبی تھے۔ مگر آپ نے یہ غور نہیں فرمایا۔ کہ اصولوں میں شخصیتوں پر دار و مدار نہیں ہوتا۔ قرآن و حدیث میں کہاں لکھا ہے۔ کہ جسکو میرزا صاحب جتنا مکالمہ مخاطبہ نصیب ہو گا۔ وہ نبی ہو گا۔ اور پھر تیرہ سو سال میں دیگر اولیاء

کرام کے کہاں منضبط حالت میں موجود ہیں۔ جن سے شمار اور مقابلہ کر لیا جائے۔ ہاں۔ میں آپ کو حضرت مسیح موعود کے اقوال میں سے دکھاتا ہوں۔ کہ آپنے دیگر محدثین اور اولیائے کرام میں بھی کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف مانا ہے۔

"امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر پہلو سے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کر لیتا ہے۔ اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے۔ کہ تا ان کے پاس الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں۔ اور نہ دوسروں پر حجت ہو سکیں"
اب یہاں کس وضاحت سے ہر ایک امام الزمان کو لیظہرہ علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول کا مصداق مانا ہے۔ اور الفاظ بھی وہی آیت قرآنی کے پیش کئے ہیں۔ اور یہیں تک اکتفا نہیں۔ بلکہ امام الزمان کے لفظ میں۔ نبی۔ رسول۔ مجدد۔ محدث سب داخل ہیں"

اب اگر جناب لفظی مغالطوں میں نہ پڑیں۔ تو یہ حوالہ اطمینان قلب کے لئے کافی ہے۔ مگر میں اکثر دیکھتا ہوں۔ کہ آپ کی جماعت لفظی نزاعوں اور الفاظ کی پرستش کی طرف زیادہ مائل ہے۔ اور رکیک اعتراضات کر کے کہہ دیتے ہیں کہ اس میں لفظ "کثرت" نہیں آیا۔ حالانکہ اظہار علی الغیب اگر کثرت نہیں۔ تو پھر کثرت کس شئے کا نام ہے۔ لیکن تاہم آپ کے مطالبات کی رعایت کر کے میں یہ لفظ کثرت بھی دکھاتا ہوں۔

"اب سوچنا چاہئے۔ کہ غیب کا وسیع علم غیر کو ہرگز نہیں دیا جاتا۔ اور گو ممکن ہے۔ کہ غیر کو بھی جس کے تعلقات خدا تعالے سے محکم نہیں ہیں۔ سچی خواب آ جائے یا سچا کشف ہو جائے۔ لیکن ولایت اور قبولیت کے علامات میں لازمی طور پر یہ شرط ہے۔ کہ امور غیبیہ اور پوشیدہ باتیں اسقدر ظاہر ہوں۔ کہ وہ اپنی کثرت میں دنیا کے تمام لوگوں سے بڑھی ہوئی ہوں۔ اور اس کثرت سے ہوں۔ کہ کوئی بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ جب خدا تعالے اپنی فضل عظیم اور کرم عمیم سے کسی شخص کو خلعت ولایت اور مرتبہ کرامت سے مشرف اور سرفراز فرماتا ہے۔ تو چار چیزوں میں اسکو جمیع اس کے ابناء جنس اور تمام ہمعصر لوگوں سے امتیاز کلی بخشتا ہے۔ اور ہر ایک شخص جو وہ امتیاز اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس کی نسبت قطعی اور یقینی طور پر ایمان رکھنا لازم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالے کے ان کامل بندوں اور اعلیٰ درجہ کے اولیاؤں میں سے ہے جن کو اُس نے اپنے ہاتھ سے چُنا ہے۔ اور اپنی نظر کامل سے اُن کی تربیت فرمائی ہے۔ اور وہ چار چیزیں جو کامل اولیاء اللہ مردان خدا کی نشانی ہے۔ چار کمال ہیں۔ جو بطور نشان اور خارق عادت کے ان میں پیدا ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کمال میں دوسروں سے بیّن اور صریح طور پر ممتاز ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ چاروں کمال جو بطور

نشان اور خارق عادت کے ان میں پیدا ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کمال میں دوسروں سے بیّن اور صریح طور پر ممتاز ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ چاروں کمال جو بطور چار نشان یا چار معجزہ کے ہیں۔ جو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی ہے۔ یہ ہیں۔ اوّل یہ کہ امور غیبیہ بعد استجابت یا از طریق پر اس کثرت سے اس پر کھلتے رہیں۔ اور بہت سی پیشگوئیاں الہی صفائی سے ظہور پذیر ہو جائیں۔ کہ اس کثرت مقدار اور صفائی کیفیت کے لحاظ سے کوئی شخص اسکا مقابلہ نہ کر سکے" تریاق القلوب صفحہ ۱۲۲۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ کس فراخدلی اور کس کثرت سے مسیح موعود نے اولیاء اللہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ کا شرف تسلیم فرمایا ہے۔

آپ تو فرماتے ہیں۔ کہ مسیح موعود نے نبوت کی تعریف میں تبدیلی کر لی تھی اور آپ غالبًا اس امر سے ناواقف نہیں ہونگے۔ کہ تعریف کیا چیز ہے۔ "وہ الفاظ جو کسی خاص چیز کے خواص اور کیفیت پر کلی طور سے حاوی ہوں۔ اور ان سے کوئی استثنا بھی نہ ہو سکے۔ ان الفاظ کو اس چیز کی تعریف کہتے ہیں۔ اب آپ نبی کی تعریف فرماتے ہیں۔ گو مسیح موعود تو اسے معنی ہی قرار دیتے ہیں۔ مگر خیر میں آپ کو آپ کے لفظوں پر لونگا۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں "پھر بعد میں براہین حصہ پنجم میں ضمیمہ صفحہ ۱۳۸ میں دوسری تعریف نبوت کے متعلق جو پہلی تعریف نبوت کے مغائر ہے۔ یوں مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اُس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

اب مولانا۔ آپ نے کہنے کو تو یہ بات فرما دی۔ لیکن افسوس۔ آپ نے کسی چیز کی اصطلاحی تعریف اور لغوی حقیقی معنوں میں کوئی تمیز روا نہ رکھی۔ خیر۔ آپ کو اختیار ہے۔ اب آپ یہ فرمائیے۔ کہ آیا نبوت کا یہی مفہوم ہے۔ اور یہی تعریف ہے۔ اگر آپکا جواب اثبات میں ہے۔ اور یقینًا جب آپ نے لکھ دیا ہے۔ تو آپ اس کے ذمہ دار ہیں۔ میں جناب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ اپنی تعریف نبوت کے لحاظ سے مجددین کو۔ محدثین کو۔ اولیائے کرام کو نبیوں سے الگ کر کے دکھائیں۔ آپ تو محض مسیح موعود کو نبی قرار دیتے ہیں۔ مگر لکھو کہا اولیاء اللہ کو جو آپ کی تعریف نبوت کی رُو سے نبی قرار پاتے ہیں۔ بلکہ عظیم الشان نبی۔ کیونکہ ان کو کثرت مکالمہ مخاطبہ کا بھی شرف حاصل رہا ہے۔ اب اُن کو آپ کسطرح دائرہ نبوت سے دھکیلے دیکر نکال سکتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو تو اپنی جگہ پر رہنے دیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایڈیٹر میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بھی کثرت مکالمہ کا دعویٰ کیا تھا۔ [illegible]

وہ اب کثیر سے قلیل ہی رہ گیا ہو۔ ان کے نبی ہونے سے آپ کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ اتنی درجہ یہ کہ آپ اور حضرت مولوی محمد یمین صاحب دانوی اور ہماری جماعت کے اکثر بزرگ مکالمہ مخاطبہ کے مدعی ہیں۔ کیا آپ کا بھی نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور کیا مولوی محمد یمین صاحب اور دیگر بزرگوں کو بھی آپ نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی تعریف نبوت کے لحاظ سے یہ سب نبی ہیں۔ اگر یہ سب نبی ہیں تو یقیناً آپ کی تعریف نبوت غلط ہے۔ اور مسیح موعود پر یہ افترا ہے۔ کہ آپ نے یہ تعریف نبوت کی۔ کیونکہ میرزا صاحب نے وہاں نبی کے محض لغوی معنوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اب نبی کی تعریف میں پیش کرتا ہوں۔ اور اپنے امام صادق جناب مسیح موعود کے اقوال سے ہی بطور خلاصہ پیش کرتا ہوں۔ کہ "نبی وہ ہے جس پر جبرئیل امین بہ پیرایۂ وحی رسالت ہدایت لیکر نازل ہو۔ اس میں کثرت قلت کی کوئی شرط نہیں اگر جبرائیل امین بہ پیرایۂ وحی رسالت ایک فقرہ۔ ایک چھوٹا سا لفظ لیکر ہی کسی انسان پر نازل ہو تو وہ نبی ہے" اب آپ اپنی تعریف کی غلطی سے واقف ہو گئے ہونگے۔ کہ اس تعریف کے لحاظ سے ہر غیر نبی جس کو یونہی سا مکالمہ اور مخاطبہ ہو۔ نبی کہلا سکتا ہے اب آپ اس تعریف نبوت کی رو سے جو میں نے مسیح موعود کے اقوال سے پیش کی کسی غیر نبی کو نبی بنا کر دکھلا دیں۔ یا کوئی ایسا مسلمہ نبی پیش کریں۔ جس پر یہ تعریف صادق نہ آتی ہو مولانا۔ خدا کے خوف سے کام لیں۔ میرزا صاحب یقیناً ایسی غلطی کے مرتکب نہیں ہو سکتے لغوی معنوں کو تعریف قرار نہ دیجئے۔ آخر۔ آپ میرزا صاحب کو سلطان القلم مانتے ہیں کیا سلطان القلم ایسی کچی اور بودی باتیں کہہ سکتا تھا۔ اب اصولی طور سے تقریباً آپ کی باتوں کا جواب میں نے لکھ دیا ہے۔ لیکن آپ کے مزید اطمینان کے لئے میں آپ کی پہلی اور آخری کتاب سے دو حوالے پیش کرتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ سلطان القلم باوجود ہزارہا صفحات کے لکھنے کے ان اصولوں سے کبھی باہر نہیں گیا۔ جو آپ نے پہلے دن باندھے تھے۔ اور آپ کی جماعت کے عقیدہ کے مطابق کبھی کچھ اور کبھی کچھ نہیں کہا۔

"خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جسکو دوسرے لفظوں میں محدث کہتے ہیں اور وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونیکے جناب ختم المرسلین کے وجود میں داخل ہے۔ جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے"

ازالہ اوہام ص ۵۷۵

"اور نبوت ختم ہو چکی ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہاں میرا نام خیر البریہ کی زبان پر نبی رکھا گیا۔ اور یہ امر ظلی ہے جو پیروی کی برکات سے حاصل ہوتا ہے اور ہمارے رسول نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ پس کسی کا حق نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آپکے بعد باقی نہیں رہا۔ مگر کثرت مکالمہ اور وہ پیروی کی شرط سے ہے"

(ترجمہ ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء ص ۶۴)

اب آپ ان دونوں عبارتوں میں جو بالمقابل آپ کے سامنے پیش کر دی گئی ہیں۔ کوئی فرق قائم کر کے دکھلا دیں۔ اور اگر آپ انصاف سے توجہ فرماویں گے۔ تو آپ کو ازالہ اوہام کی عبارت حقیقۃ الوحی کے الفاظ سے زیادہ پرشوکت نظر آئے گی۔

باقی آپ کا یہ فرمانا کہ میرزا صاحب نے جب آپ کو تعریف نبوت کا پتہ لگا۔ اپنے تئیں زمرہ محدثین سے الگ کر لیا۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے کہ "تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں" مولانا۔ میرزا صاحب نے تو سچ لکھا ہے کہ کسی لغت میں تحدیث کے معنے اظہار غیب نہیں۔" مگر کیا میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ محدثین پر غیب ظاہر نہیں کیا جاتا۔ آپ کچھ تو غور فرماویں۔ دینی مسائل میں ایسی باتیں تو نہ پیش کریں۔ جن کو آپ خود بھی صحیح نہ سمجھتے ہوں۔ کیا مسیح موعود کو حکم و عدل ہونے کی وجہ سے یہ بھی اختیار تھا کہ واقعات اور حقیقت نفس الامری کا انکار کر دیں۔ اور اس کے لئے انہیں کوئی شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ آپ کسی اصول کی پابندی فرماویں آپ اس حقیقت کا کس طرح انکار کر سکتے ہیں کہ محدثوں کو غیب کی اطلاعیں دیجاتی رہی ہیں اس امر کا تو خدا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ صادق ہے۔ محض ایک بات کہدینے سے وہ ثابت نہیں ہو جایا کرتی۔ اکثر محدثین اور مجددین کی پیشگوئیاں تو خود مسیح موعود نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں پیش کی ہیں۔ بلکہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم کی پیشگوئی سے بھی آپ نے فائدہ اٹھایا جو نہ محدث تھے نہ مجدد۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ تحدیث کے معنے لغت اظہار غیب نہیں کرتی۔ مگر پھر بھی جیسا کہ میں تریاق القلوب اور امام الزمان کے حوالوں سے دکھلا چکا ہوں۔ مسیح موعود نے محدثین کو جن میں کے ایک پاک بزرگ آپ بھی تھے۔ اظہار علی الغیب سے مشرف مانا ہے۔

جب میں آپ کے تمام سوالوں کا جواب دے چکا ہوں۔ تو میں مسیح موعود کے اصل دعویٰ پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ پہلے محمد حسین صاحب بٹالوی اور دیگر مکذبین میرزا صاحب پر دعویٰ نبوت اسیطرح افترا کرتے تھے۔ جس طرح یہود مسیح اول پر ابن اللہ بننے کا الزام لگاتے تھے۔ اور اب آپ کی جماعت مسیح موعود کو ٹھیک اسیطرح مکفرین کے نقش قدم پر چل کر نبی اللہ ٹھہراتی ہے۔ جس طرح نصاریٰ یہود کے قدم پر چل کر مسیح ابن مریم کو ابن اللہ مانتے ہیں۔ اور ایسا ضروری تھا کہ تا مخبر صادق سرور کائنات خاتم النبیین خیر المرسلین کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جائے کہ میری امت آخری زمانہ یہود و نصاریٰ کی قدم بقدم پیروی کرے گی۔

حضرات اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ مسیح موعود نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور آپ ہمیشہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کذاب و ملعون قرار دیتے تھے۔ کتابوں ہی میں نہیں بلکہ پبلک جلسوں میں بھی۔ اور دہلی کی جامع مسجد میں آپ نے ایک معزز مجمع کے سامنے حلفاً اقرار کیا کہ میں نبوت کا مدعی نہیں۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد مدعی نبوت کو کذاب

جانتا ہوں تو پھر آپکا دعویٰ کیا تھا۔ آپ کا دعویٰ محدث اور مجدد ہونیکا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے اپنی کتابوں میں اپنے تئیں بروزی ظلی۔ مجازی۔ امتی اور جزوی نبی لکھا ہے۔ لیکن حضرات یہ کوئی اصطلاح اسلام نہیں۔ قرآن یا حدیث میں نہ بروزی نہ ظلی۔ مجازی نہ امتی نبی کا کہیں لفظ ہے۔ یہ صوفیائے کرام کی اصطلاحیں ہیں۔ میرزا صاحب نے ان اصطلاحوں کو بغیر بتلائے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ صاف فرمایا ہے کہ ان میں سے میری مراد محدثیت ہے جیسا کہ مفصلہ ذیل حوالہ سے ظاہر ہے۔

"تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت ایک جزوی نبوت ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اسی بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں۔ اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اسکے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ . . . . . . اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں"

حضرات مندرجہ بالا حوالہ سے یہ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ میرزا صاحب ان الفاظ یعنی بروزی۔ مجازی۔ ظلی۔ جزوی اور ناقص نبوت سے مراد محدثیت لیتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو ہمارے مولوی صاحب ان الفاظ کے بالمقابل کوئی اصطلاح قرآن یا حدیث سے پیش کریں۔ اور میں جانتا ہوں اور یقیناً جانتا ہوں کہ مولوی صاحب ایسا نہیں کر سکتے۔ اور محدثیت کے سوائے کوئی اور لفظ ان کے لئے پیش کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ مولوی صاحب میرزا صاحب کا کوئی ایسا قول پیش کریں کہ امتی۔ ظلی۔ بروزی اور مجازی نبوت مطلق نبوت ہوتی ہے یا میرزا صاحب اسکو مطلق نبوت کے معنوں میں لیتے ہیں۔ فی الحال اپنی طرف سے تبلیغ حق کے لئے میں دو حوالے پیش کرتا ہوں

"مگر اس (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اسمیں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اسپر صادق آ سکتے ہیں" (الوصیۃ)

اس حوالے میں میرزا صاحب نے مطلق نبوت اور امتیت والی نبوت میں بیّن فرق کر دیا ایک آپ نہیں کہلا سکتے۔ دوسرے کہلا سکتے ہیں۔ اسکے لئے ریاضی کی شکل جو نہایت صحیح علوم میں سے ایک ہے میں ذیل میں پیش کرتا ہوں:۔

امتی + نبی = امتی + نبی یعنی امتی نبی

اب اگر اس امتیت اور نبوت کی اجتماعی حالت کو نبوت مطلقہ کی حالت میں لایا جائے تو یہ شکل یوں ہو جائیگی۔

امتی + نبی - امتی = نبی

چونکہ میرزا صاحب امتیت سے خارج نہیں ہو سکتے۔ اس لئے مطلق طور سے نبی کبھی نہیں ہو سکتے۔ اوّل تو الفاظ مسیح موعود نے ایک بیّن فرق اور امتیاز قائم کر دیا۔ اور اسکے بعد ایک صحیح علم کے ذریعہ سے اس فرق کو روشن اور بیّن طریق سے ثابت کر دیا۔ پس اسکے بعد محض ایک اور حوالہ دے کر کہ امتی نبی کیا ہوتا ہے۔ میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

"سو یہ بات کہ اسکو امتی کہا اور نبی بھی۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اسمیں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے"

سو حضرات جب تک میرزا صاحب کی کتابوں میں امتی نبی کا لفظ موجود ہے خواہ وہ کسی سال کی کتاب میں ہو۔ وہاں مراد محض محدث لی جائے گی۔ کیونکہ میرزا صاحب نے خود اسکی تشریح فرما دی کہ امتی نبی سے آپ کی کیا مراد ہے اور جب ایک لفظ مقید استعمال ہو گیا تو پھر وہ مطلق استعمال نہیں ہوگا اور اسکے اسکال میں ظاہر کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو مسیح موعود کے صحیح دعاوی سمجھنے کی توفیق بخشے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار صادق علی پٹیالہ

مقام مسیح موعود

بجواب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل قادیان

(از [illegible] آدم صاحب بمبئی)

اخبار فاروق قادیان مورخہ [illegible] و ۲۸ [illegible] میں جو مجھے کل ملا ہے۔ اسمیں ایک مضمون جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا چھپا ہے جس میں انہوں نے میرے ایک سوال جو [illegible] میں [illegible] گیا تھا [illegible] مبائعین کا ایک سوال اور پھر اپنا من گھڑت جواب [illegible] تو مبائعین اور غیر مبائعین کا لفظ اختیار کرنے میں [illegible] غلطی خوردہ بھائی [illegible] کا نام رکھتے ہیں سچی بات تو یہ ہے کہ مبائعین [illegible] کہلا سکتے ہیں جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی کیونکہ اسی کے بارے میں الہام خداوندی حضرت اقدس پر نازل ہوا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم بعد والے خود غیر مبائعین ہیں بالکم حکم ان کو تابع مبائعین کہا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ ہمارے غلطی خوردہ بھائی خدا انپر رحم کرے

برعکس نہند نام زنگی کافور والے معاملہ کی طرح اپنے آپ کو مبایعین اور دوسروں کو غیر مبایعین کہتے چلے جاتے ہیں۔ اب رہا اصل سوال اور اسکا جواب اگر اسکا نام مولویصاحب کی بیوقوفی نہ رکھیں تو بددیانتی ضرور کہہ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید جو خدا تعالیٰ کے آخری نبی سرور دو جہاں سردار الاولین و الآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور جو ہر ایک مسلم کہلانیوالے کے ہاتھ میں بغیر کسی کمی و بیشی کے روز نزول سے آجتک محفوظ چلی آتی ہے۔ اس میں روحانی امور جو غیر مرئی ہوتے ہیں۔ ان کو سمجھانے کے لئے جسمانی امور کی مثال لاکر ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ یعنی ایک روحانی پیشوا ہوتا ہے اسکی مثال ایک جسمانی بادشاہ ہیں۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں جسطرح ایک جسمانی بادشاہ اپنی رعایا کا مطاع ہوتا ہے اسیطرح خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب میں نبی کو مطاع فرمایا ہے۔ جسطرح جسمانی بادشاہ کے ماموروحاکم اصل بادشاہ کے اس خاص حصہ رعایا کے مطاع ہوتے ہیں۔ جن پر ان کو مامور کیا گیا ہو اسیطرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں مجددین بھی ہر صدی کے سر پر مامور ہوا کرتے ہیں۔ اگر جسمانی بادشاہ کے مامور حاکم کو خود بادشاہ کے برابر کا درجہ دینا بیوقوفی ہے۔ تو روحانی بادشاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مامور یا مجدد کو آنحضرت صلعم کے برابر کا سمجھنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ قرآن شریف میں ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء مبعوث ہوتے ہی پہلی آواز یہ دیتے ہیں فاتقوا اللہ واطیعون۔ اب حضرت اقدس مسیح موعود کی پہلی آواز جو طبع شدہ ہر ایک احمدی کے پاس موجود ہے وہ یہی ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول جو دس شرائط بیعت میں ایک اندھا بھی دیکھ سکتا ہے۔ جس طرح جسمانی بادشاہ کے مامور حاکموں کی ذات میں اصل بادشاہ کے واسطہ سے حکومت کا جزو ہوتا ہے اگر وہ اسمیں نہ ہو تو حاکم نہیں کہلا سکتا۔ اسیطرح ہر مجدد و امام کی ذات میں حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا جزو ہونا چاہیئے۔ اگر وہ نہ ہو تو وہ امام اور مجدد نہیں ہو سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود بھی فرماتے ہیں کہ میں اس بزرگ نبی کے واسطہ سے اور اس کا نام پاکر ظلی اور بروزی طور سے نبی ہوں حضرت اقدس اگر کسی دعویٰ میں دوسرے مجددین اور بزرگان دین سے فرد واحد ہیں تو صرف اور صرف مسیح موعود کے دعویٰ میں ہی ہیں۔ کیونکہ اس عہدہ جلیلہ پر ممتاز ہونیوالا شخص امت محمدیہ میں صرف ایک ہی مجدد و امام ہونا تھا۔ ورنہ جو چیز ایک عامی سے ایک خاص فرد امت کو جدا کرتی ہے وہ فیض نبوت محمدیہ ہے۔ جو بذریعہ روح القدس ان خاص افراد امت کو دیجاتی ہے جیسا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اور حضرت مسیح موعود نے اس کو اپنی تصنیفات میں لیکر تصدیق کی ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔ ؎

دمبدم روح القدس اندر معینے میدمد — من نمیگویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ کو باطنی آنکھ سے دکھایا گیا کہ عیسیٰ ع کے نام سے اس امت میں ایکسا ہی شخص آنیوالا ہے۔ فیض نبوت محمدیہ کے واسطہ سے جس روح القدس کا نزول مجھ پر ہوتا ہے آنیوالے عیسیٰ پر بھی اس نبوت کو فیض سے روح القدس کا نزول ہوگا

شاید یہ تو عیسیٰ ہونیکا دعویٰ نہ کر بیٹھے اسی لئے آپکے منہ سے من نمیگویم کا فقرہ نکلا لیکن مثیل عیسیٰ ہونے کا انکار نہ نکلا۔ بلکہ صاف اقرار نکلا کہ من عیسیٰ ثانی شدم مولوی کہلانا اور بات ہے اور سخن شناسی اور چیز ہے۔ ؎ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس کے تمام تصنیفات میں نبوت کا انکار نظر آتا ہے۔ مگر اس فیض نبوت کا اقرار ہی اقرار نظر آتا ہے جو بواسطہ آنحضرت صلعم ہر ایک مجدد۔ مامور۔ امام کو ہوتا رہا۔ اور تا قیامت ہوتا رہیگا۔ حوالجات کتب دنیا اور اخبارں بھرتی کرنا میرا کام نہیں میں تو آپ کی شروع تصنیف براہین احمدیہ سے لیکر اخیر تصنیف چشمہ معرفت تک ایک ہی رنگ انکار دعویٰ نبوت اور اقرار فیض نبوت محمدیہ بالواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاتا ہوں ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

براہین احمدیہ کے نام کے ساتھ ہی اثبات نبوت محمدیہ کا لفظ موجود ہے۔ اگر کہو کہ براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت آپ کو اپنے نبی ہونیکا علم نہیں تھا۔ تو دعویٰ مسیح موعود کی پہلی تصنیف فتح اسلام توضیح مرام سے آخر تصنیف تک دیکھو یا اس مضمون کو دیکھو۔ جو اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لئے خدا سے استعانت طلب کرنے کی درخواست ہی۔ جو اسی اخبار فاروق میں کسی دوسرے صفحہ پر درج کی گئی ہے۔ اسمیں صرف امام۔ مجدد اور مسیح موعود کا دعویٰ ہی رکھا ہے نہ نبی ہونیکا یا دس شرائط بیعت دیکھو جس میں قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرنیکا اقرار لیا ہے اگر خود ہی نبی یا رسول ہیں تو قال الرسول چہ معنی دارد۔ یا کشتی نوح دیکھو جس میں لکھتے ہیں کہ دنیا کے لئے ایک ہی رسول ہے۔ جس کا نام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے یا قرآنی آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی تفسیر آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی دیکھو جس میں صاف الفاظ لکھتے ہیں۔ بشارت دینے والے رسول اور بشارت دیئے گئے رسول احمد کے درمیان کوئی نبی نہیں من بعدی کے لفظ کی مزید تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ بشارت دیا گیا رسول احمد بشارت دینے والے عیسیٰ کے بعد بلا فصل آئیگا یعنے بشارت دینے والے اور بشارت دیئے گئے کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر خود آپکا اپنا مذہب بتانا دیکھو جو فرماتے ہیں کہ محی الدین ابن عربی کا یہ مذہب تھا۔ کہ تشریعی نبوت جائز نہیں دوسرے معنے سے شریعت نبوت جائز ہے۔ لیکن میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوۃ کا دروازہ بند ہے صرف انعکاسی نبوۃ جائز ہے۔

مذکورہ بالا روشن کردہ الفاظ پر غور کرو کہ خود مسیح موعود کا اپنا مذہب کیا تھا۔ عزیزو اس برگزیدہ خدا پر تہمت اور بہتان مت باندھو اسکے الفاظ کو موڑ توڑ کر اپنے مطلب کی باتیں بناکر دنیا کو گمراہ مت کرو۔ یاد رکھو کہ ایک قوم سلسلہ الہامات کے غلط معنے سمجھکر گمراہ ہو چکی ہے اور ضالین کا لقب ام الکتاب میں پا چکی ہے وہ یہی تو ہے انت منی بمنزلۃ ولدی کے الہام کے غلط معنی کرکے مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دے چکی ہے آں خدائے کہ از واہل جہاں بیخبر اند و برمن او جلوہ نمود است اگر اہلی بپذیرد جیسی آواز کی غلط معنی کرکے مسیح کو خدا بنا چکی ہے۔ اگر آیندہ

مذہب عیسوی کا پول کھولتے ہیں تا بجد مقدور آپنے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا میں سچ کہتا ہوں اگر یہ شخص باقاعدہ کسی درگاہ میں بیٹھا ہوتا تو اسلام کے بہترین مبلغوں میں سے ہوتا - آپنے اپنی زندگی اور اپنی آمدنی کا بہترین حصہ مدافعت اسلام میں خرچ کیا ہے - کاش مسلمان قوم میں اس دل گردے اور اس ایثار کے کچھ اور مرد پیدا ہوں - وہ اس قوم کی کایا پلٹ سکتے ہیں۔

خانہ جنگی اور آپس کی شکر رنجیوں نے مسلمانوں کی طاقت کو بالکل پراگندہ کیا ہوا ہے ایک ہندوستانی خود پرست مولوی کے طفیل یہ خانہ جنگی یہاں بھی پہونچ گئی ہے ان مولوی صاحب کی علمیت کی حد یہ تھی کہ آپ اردو کی املا غلط لکھتے تھے - چونکہ اس جزیرہ میں تہذیب کا معیار یورپین لباس ہے ان کی مولویت کا نشان بھی کوئی سند یا یونیورسٹی ڈپلومہ وغیرہ نہ تھا بلکہ ایک خاص قسم کا جبہ تھا - اور ایک موٹا ڈنڈا اور اچھی لبھانے والی آواز - قصے بھی ان کو بہت یاد تھے - بیعت لیتے تھے - اور مریدوں کے سر کے بال کاٹ لیا کرتے تھے - کچھ روپیہ لے کر انہوں نے ہر ایک مرید کو بہشت کا وعدہ کیا ہوا تھا - مجھ عاجز میں یہ خاصیت نہیں - کہ پھونک ماروں اور بہشت میں پہنچا دوں - اسلئے مولوی کے چیلے مجھ سے بہت بدظن تھے - دو ایک مقام تو ان کے خاص تھے - میں دوسرے مقامات میں لیکچر دیتا تھا - خاص ان کے مقامات میں جانے کی کوئی سبیل نہیں ملتی تھی - مسٹر فوربس بیچارے نے بحث کا آغاز کیا اور میری کامیابی پر فریق مخالف کے مسلمانوں کی بھی آنکھیں کھلیں - چنانچہ ان کے ہاں سے بھی دعوت آئی ہوئی ہے - اور ان کے ہاں بھی دو لکچر ہو چکے ہیں - اور ایک دوسرے مقام سے بھی دعوت آئی ہوئی ہے ۲۶ راکتوبر کو وہاں جاؤں گا - لیکن اس کامیابی نے ایک مشکل بھی پیدا کر دی ہے - یہ لوگ میری واپسی کا نام نہیں سننا چاہتے - اور میرے لئے زیادہ عرصہ کے لئے یہاں ٹھہرنا ناممکن ہے اس مسئلہ کا یہی ایک حل ممکن ہوسکتا ہے کہ ہندوستان سے کوئی صاحب یہاں آئیں - اور جس کام کا آغاز میں نے کیا ہے اسکو تکمیل تک پہنچائیں - کیا　　اس طرف توجہ فرمائیں گے -

پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں مسیحی اقوام کی بے حیائی اور بدچلنی اور بائبل کے مخرب اخلاق ہونے پر کچھ لکھا گیا تھا - یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جب تک کوئی شخص دیدہ و دانستہ تعصب کی پٹی آنکھوں پر نہ باندھ لے اس سے انکار نہیں ہوسکتا - سال ماسبق کے شمار و اعداد آج کل اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں - ان سے اس مسیحی جزیرے کی اخلاقی حالت کا پتہ چلتا ہے سال مذکور میں ۱۱۰۰۷ پیدائشیں گورنمنٹ کے کاغذات میں درج ہوئیں ان میں سے ۴۴۳۲ ہندوستانی آبادی میں اور بقیہ ۶۷۷۵ یورپین. سیاہ فام اور مخلوط النسل (سیاہ و سفید) آبادی میں - ان ۶۷۷۵ بچوں میں سے صرف ۲۸۹۵ حلال زادے ہیں اور باقی ۴۳۸۰ حرامزادے - یعنی تقریباً دو تہائی حرامزادے اور صرف ایک تہائی حلال زادے - اور اگر ان سرکاری کاغذات کی آڑ اٹھا کر حقیقت حال پر غور کرو - تو شاید حلال زادے ایک چوتھائی بھی مشکل ملیں کیونکہ جہاں زنا کوئی گناہ ہی تصور نہیں ہوتا - جہاں اخباروں میں آئے دن نوٹس نکلتے رہتے ہیں کہ فلاں کی بیوی بھاگ گئی وغیرہ وغیرہ - جہاں تمام کرایہ کی بگھیاں اور موٹر کاریں ناپاک رہتی ہوں وہاں حلال و حرام کی تمیز کرنا ممکن نہیں تو دشوار تو ضرور ہے - بائبل کی تعلیم اور مسیحی مذہب کی تہذیب کن اثرات کا نتیجہ ہے - شراب خوری اور سور خوری جو مسیحی مذہب کا مایۂ ناز ہیں - ان اقوام میں سوروں کی سی عادات پیدا کر دی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ گزٹ کے ایڈیٹر پر بھی ہماری بحث کا بہت اثر پڑا ہے - چنانچہ اسنے بھی اپنے ۲۳ ستمبر کے لیڈر میں اعداد مذکورہ بالا کو سامنے رکھکر پادریوں پر طعن کی ہے - والسلام　　(خاکسار فضل کریم خان)

تازہ خبریں

جمعیۃ العلماء کے جلسہ میں ۱۹ ر نومبر کو تمام دن مجلس منتظمہ کا اجلاس ہوتا رہا - رات کے جلسہ میں مولانا ابو الکلام آزاد ناسازی طبیعت کے باعث جلسہ میں تشریف نہ لا سکے اسلئے ساڑھے آٹھ بجے کے قریب تجاویز جو پیش ہو کر پاس ہوئیں

چونکہ گورنمنٹ نے مذہب میں دست درازی کی ہے اور گورنمنٹ نے مولانا محمد علی مولانا شوکت علی مولانا نثار احمد - مولانا حسین احمد - پیر غلام مجدد اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو کو خلافت کانفرس منعقدہ کراچی کے جس حصہ کی بنا پر گرفتار کیا ہے اس کی تصدیق کرتا ہے -

(۲) ہندوستان کو موجودہ سلطنت سے آزاد کرانے کی سعی کرنا - ہمارا مذہبی فرض ہے* اس امر کا بھی اعلان کرتاہے کہ آزادی کا نصب العین ہمارے سامنے ہے اسلامی احکام کے مطابق - مسلمان اپنی مذہبی شرعی زندگی میں بالکل آزاد ہوں مسلمانوں کے احکام شرعی میں کوئی چیز مزاحم نہ ہو اور تسلیم کرتا ہے کہ اقوام غیر کے ساتھ شامل ہو کر ہم آزادی حاصل کرسکتے ہیں -

(۳) دہلی کے اجلاس میں متفقہ فتوی کے بارے میں کیا گیا تھا یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ چیف کمشنر دہلی کے اعلان پر جو فتوی ضبط کیا گیا ہے وہ شریعت اسلامیہ کے احکام پر مبذول ہے - علمائے اسلام کسی صورت میں بھی اسکو برداشت نہیں کر سکتے - علماء اس بنا پر مسلمانوں کا فرض قرار دیتے ہیں کہ اسکی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں ہوں اور

جمعیۃ العلماء کو بھی آپ میں کوشش کرنی چاہیئے۔

(۴) یہ اجلاس مسئلہ عدم جواز ملازمت فوجی کی نسبت اعلان کرتا ہے کہ مسلمانوں کا انگریزی گورنمنٹ کی فوج اور پولیس کی ملازمت کرنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ فوج اسلامی حکومتوں کی تباہی کیلئے کام میں لائی جاتی ہے۔

مسلمانوں کا کسی غیر مسلم کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کرنا جس سے اسلامی حکومت کو نقصان پہنچتا ہے قطعاً حرام ہے۔

۲۰ نومبر کی کارروائی

مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں

(۵) جمعیۃ العلماء کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ جلد از جلد تبلیغ کیلئے وفد مرتب کئے جائیں جو اندرون ملک کا دورہ کریں

(۶) جمعیۃ العلماء کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ منتظم جماعت مسلمین کے لئے ضروری ہے کہ امیر الہند کا انتخاب کیا جائے امیر الشریعت کے اختیارات اور فرائض کیلئے ایک سب کمیٹی مقرر کیجاتی ہے یہ خاص اجلاس بدایوں میں جو ۱۵ دسمبر کو منعقد ہوگا اپنی تجاویز پیش کرے گی۔

(۸) جمعیۃ العلماء کا یہ اجلاس مسلمانوں کو یہ حکم شرعی دوبارہ یاد دلاتا ہے کہ بدیشی مال خصوصاً کپڑے کی خرید و فروخت بالکل چھوڑ دیں اور جنکے پاس بدیشی کپڑا ہے وہ سمرنا فنڈ میں دیدیں

(۹) جمعیۃ العلماء کا یہ اجلاس غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی خدمات کا اعتراف کرتا ہے اور علمائے ہند کی طرف سے ہدیہ تہنیت پیش کرتا ہے اور مسلمانان ہند کو آگاہ کرتا ہے کہ وہ اسوقت غازی موصوف کی امداد کریں۔

(۱۰) جمعیۃ العلماء کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ جمعیۃ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے ایک جماعت مقرر کی جائے اور کم از کم ایک لاکھ ممبر بنائے جائیں۔ جن کا کام جمعیۃ کے احکام کو ماننا ہوگا۔ اور ایکروپیہ سالانہ چندہ ہوگا۔

۱۳۔ یہ اجلاس ان افواہوں کی تصدیق کرنے کی جرات نہیں کر سکتا جو کہ موپلوں کے متعلق اخبارات میں شائع ہوئی ہیں کہ انہوں نے اپنے ہمسایوں پر زیادتیاں کی ہیں اور اپنے ہندو ہمسایوں کو جبراً مسلمان بنایا ہے اگر انہوں نے اسطرح زیادتیاں کی ہیں۔ تو ان کا یہ کام شریعت اسلام کے رو سے قابل ملامت ہے۔ **مغرب کے بعد** مولانا ابو الکلام آزاد اسوقت تشریف لے آئے اور انہوں نے موپلوں والے ریزولیشن پر مختصر الفاظ میں تقریر کی اور اسکے تمام پہلوؤں پر واضح طور بیان کیا) اسکے بعد مولانا کے دست مبارک سے پشاور کے رضاکاروں کو تمغات عطا کئے گئے۔ جنہوں نے ہجرت کے دنوں میں مہاجرین کی خدمت کی تھی

ہفتہ وار
پیغام صلح
جلد ۷ نمبر (۲۲)
رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۳۰
مدینۃ المسیح لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۰ ہجری مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۲۱ عیسوی

فہرست مضامین

ہمارا سالانہ اجتماع

ہر ایک جماعت اپنی فلاح و بہبود بلکہ تحفظ و قیام کے لئے ایک جداگانہ نصب العین رکھتی ہے اور پھر اسی اسی نصب العین کو اپنی تمامتر مساعی کا محور عمل قرار دے کر اسکے گردش کرتی ہے - اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کیلئے عزیز سے عزیز اوقات کی قربانی کے علاوہ اس راہ میں جان و مال تک کے دے دینے سے دریغ نہیں کیا جاتا یہ ان جماعتوں کا شیوہ یا طریق عمل ہے - کہ جو آج دنیا میں زندہ اقوام کے نام سے موسوم کیجاتی ہیں سوراجیہ کے سنہری بت اور دولت و حکومت کی سراب آسا جھلک نے آج کتنے لوگوں کو جان اور مال کی قربانی پر آمادہ کر رکھا ہے - ان کی شبانہ روز کاوشوں اور سرفروشیوں کو غور سے دیکھو اور سوچو کہ جب دنیا کے فرزند اپنے دیوتاؤں کے لئے اسقدر قربانیاں کرتے ہیں تو کیا وہ قوم کہ جسکو خداوند عالم نے خود ایک خاص مقصد عظمےٰ اور سعی کرنے کے لئے دنیا میں مبعوث کیا ہے - ان باطل پرستوں کے بالمقابل اپنے ایثار کو بڑھ چڑھ کر نہ دکھائے گی دنیا اور دنیا کی دلچسپیاں صرف چندروزہ ظاہر فریبی کا سامان ہیں - اخروی زندگی کے منکر کے سوا کوئی اہل دین نظر کا شکار نہیں ہوسکتا - پس تم لوگ کہ جن کی نظر صرف اس سراب آسا زندگی تک محدود نہیں - اپنی بہتر حیات کا مطمح دنیا کو کیسے قرار دے سکتے ہو - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اس دین الٰہی کو دنیا تک پہنچانے میں جسقدر درد اور مصائب کے ظلم وستم کو برداشت کیا - اسکے لئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

حیات اور صحابہ کا عہد خود ہی گواہ ہے - آہ! اسوقت کو یاد کرو جبکہ ایک بیکس اور بے یار و مددگار انسان اپنی انتہائی بیمارگی کے دنوں میں اسی تبلیغ اسلام کے جرم میں وحشیان عرب کا تختہ مشق ستم بنا ہوا تھا وہ اپنی زندگی کی تاریک سے تاریک گھڑیوں میں بھی تبلیغ دین الٰہی سے غافل نہیں رہا - دنیا میں آپکی بعثت کی غرض و غایت اور مقصد حیات صرف ترویج و تبلیغ اسلام تھا اور اسی نصب العین کو تمہاری آنکھوں کے سامنے رکھ کر وہ دنیا سے رخصت ہوا - اب اگر تم اس میدان تبلیغ کے شہسوار کی حلقہ بگوشی کا دعویٰ کرتے ہو - اور اسی کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہو تو اپنے اندر اشاعت اسلام کا وہی عشق پیدا کرو اور یاد رکھو کہ مسلمانوں کی تمام تر فلاح و بہبود ترویج و تبلیغ اسلام میں مضمر ہے اسی راہ پر چل کر اسلام پہلے بھی کامیاب ہو چکا ہے - اور اسی طریق عمل کی پیروی اب بھی اس کی کامیابی کے لئے ناگزیر ہے - اللہ تعالےٰ کا یہ کسقدر احسان ہے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اپنی سرفروشیوں سے اس فرض کو ادا کیا - مگر تم صرف اپنے مال کی قربانی سے مجاہدین اسلام کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہو - پھر تم میں سے کون مسلمان ہے جو اپنے مال کی قربانی سے اس عظیم الشان اعزاز کو حاصل کرنا نہیں چاہتا - کہ قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں مبلغین اسلام کی صف میں کھڑا ہو سکے - سوراجیہ کے شیدائیوں کی جان نثاریاں تمہارے سامنے ہیں کہ لوگ سلطنت و حکومت کے سنہری بتا ور دنیا کی چندروزہ آزادی اور حریت کے نظاروں کی خاطر کسقدر اوقات گرامی اور جان و مال کی قربانیاں کر رہے ہیں آج تمہاری غیرت اور ایمان کا امتحان ہے ان دنیا کے فرزندوں کے بالمقابل تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور خدا کے کلام کے ساتھ کسقدر محبت رکھتے ہو - اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام جیسے اہم مقصد کہ جس کے ترک و اختیار پر اسلام کی حیات و ممات کا دار و مدار ہے اسپر غور کرنے اور عملی میدان میں کام کرنیکے لئے دسمبر کے آخری ہفتہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سالانہ اجلاس کی تقریب پر قوم کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوگا - اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام سے دلچسپی رکھنے والے ہمدردان قوم اور بہی خواہان ملت سے التماس ہے کہ وہ اس قومی اجتماع کے موقعہ پر اپنے احساس مذہبی کا ثبوت دیں

سالانہ اجتماع کے متعلق سیکرٹری صاحب کا اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سالانہ جلسہ ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ دسمبر ۱۹۲۱ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہوگا سال بھر میں ایک ہی موقع ہے کہ احباب جمع ہو کر نہ صرف ایکدوسرے کی ملاقات ہی سے بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے کلمات طیبات سے جو حقائق سے لبریز اور ایمان کو تازہ کرنیوالے ہوتے ہیں مستفیض ہو کر اپنے ہوئے کو راضی کر سکتے ہیں علاوہ ازیں اس موقعہ پر آپ کی انجمن نے سال بھر میں جو کام کیا ہے - اس سے بھی اطلاع ہو جاویگی اور جو جو ضروریات اشاعت اسلام کے کام کو وسیع پیمانہ پر چلانیکے لئے پیش آ رہی ہیں اُن کا بھی علم ہو جاویگا لہذا کسی دوست کو یہ موقعہ ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے ورنہ سوائے افسوس کے پھر کچھ حاصل نہ ہوگا دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کرنیوالی قوم کیلئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے کہ نو دن کی صحبت کیلئے ایام میں سے تین دن خدمت کے لئے وقف کر دیں اور جو فرض اُن کے ذمہ دنیا کو تبلیغ اسلام کا ہے - اُسکی ادائیگی کیلئے جس حد تک قدم اٹھانیکی ضرورت ہے اسپر مشورہ کرنیکے لئے جنرل کانفرس کے اجلاس میں شامل ہوں جو اسی موقعہ پر ہوگا - اور جس میں ہر ایک بھائی کو مشورہ دینے کا حق ہے جہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی کوئی شاخ ہے اُسکے سکرٹری صاحبان براہ مہربانی سب احباب کو مطلع کر کے جس قدر زیادہ احباب آ سکتے ہوں اُن کو آنیکے واسطے آمادہ کریں اور آنیوالے احباب کی ایک فہرست بہت جلد تیار کر کے میرے پاس بھیجدیں تاکہ اُنکے لئے رہائش کی جگہ مقرر کر دی جائے -

جس جگہ انجمن کی کوئی شاخ نہ ہو وہاں کے احباب فرداً فرداً اپنے آنیکی بذریعہ پوسٹ کارڈ اطلاع بھیجدیں احباب اپنے دیگر دوستوں کو بھی جو سلسلہ میں داخل نہیں ہمراہ لانے کی کوشش کریں

سب احباب اپنے بستر ہمراہ لاویں جو صاحب جلسہ کے موقعہ پر کوئی تقریر کرنا چاہیں وہ فوراً اطلاع دیں کہ کس مضمون پر اور کتنے وقت کیواسطے تقریر کریں گے - تاکہ پروگرام میں انکی تقریر کیلئے گنجایش رکھی جاوے -

آخر میں یہ بھی التماس ہے کہ اخراجات جلسہ کا زیادہ تر بوجھ تو بعض برگزیدہ احباب نے اپنے ذمہ لے لیا ہے لیکن متفرق اخراجات کیواسطے کسی قدر امداد باہر سے بھی ضروری ہے - لہذا جملہ احباب کم از کم بحساب ایک روپیہ فی کس چندہ جمع کر کے فوراً سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجدیں جلسہ پر ساتھ لانیکی انتظار نہ کریں - والسلام

خاکسار عزیز بخش جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اسلئے آپ کی تحریر کے مطابق میں انشاء اللہ ایک دن کے لئے لاہور ٹھہر سکوں گا مگر میں اس احاطہ میں نہیں آسکتا۔ اگر آپ احمدیہ بلڈنگ کے احاطہ سے باہر کسی اور جگہ پر تشریف رکھتے ہوتے تو میں آنے میں کچھ حرج نہ دیکھتا تھا۔ موجودہ حالات میں میرا وہاں آنا مناسب نہیں ہے۔ پس اگر میری واپسی تک آپکا قیام وہیں ہو تو پھر اس صورت میں جناب کو ہی تکلیف کرنی ہوگی۔ اور یہاں میں اپنے قیام کا انتظام کروں۔ وہاں تک جناب کو تشریف لانا ہوگا۔ میں پہونچنے سے پہلے اپنی آمد کی اطلاع آپ کو کردوں گا۔ اور وہاں پہنچکر گاڑی بھجوا دوں گا۔ اگر ایک دن سے زیادہ گفتگو کی ضرورت ہو تو پھر آپ جب وطن کی واپسی کا ارادہ کریں۔ تو اسوقت قادیان ہوتے چلیں اور اگر وہاں آنے میں تکلیف ہو۔ کیونکہ سڑک خراب ہے۔ تو میں یہ بھی انتظام کرسکتا ہوں کہ بٹالہ میں مکان کا انتظام ہوجائے۔ اور میں وہاں آپ کی ملاقات کے لئے آجاؤں۔ امید ہے کہ آپ اپنے منشاء سے مجھے فوراً اطلاع فرمائینگے جواب اس خط کا اس پتہ پر ہو۔ معرفت پوسٹماسٹر صاحب راولپنڈی۔

خاکسار میرزا محمود احمد۔

صاحبزادہ صاحب کا دوسرا خط بنام مولوی سید محمد احسن صاحب جب وہ امروہہ چلے گئے تھے

۳۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　(۳)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و معظمی مولوی صاحب

السلام علیکم۔ آپ کا نوازشنامہ ملا۔ چونکہ مجھے آپکا پہلا خط نہ مل سکا میں لاہور آتے ہوئے ٹھہرا نہ تھا۔ جب میرا آدمی احمدیہ بلڈنگز خط لیکر گیا تو معلوم ہوا کہ آپ وہاں سے واپس تشریف لیگئے ہیں گو یہ موقعہ تو ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ مگر میں آپ کی تجویز کے مطابق انشاء اللہ بہت جلد مولوی شیر علی صاحب کو آپ کی خدمت میں بھیجدوں گا۔ امید ہے کہ ان کی معرفت گفتگو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مفید نتیجہ پیدا کردے۔ جس کی ہر مخلص احمدی کے دل میں تڑپ ہے۔

مجھے یہ بات کو معلوم کرکے بہت افسوس ہوا کہ آپکی طبیعت کچھ زیادہ ناساز ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو شفا عطا فرمائے۔ میری اپنی طبیعت بھی ابھی پوری طرح صاف نہیں گو یہاں سے جس حالت میں گیا تھا اس سے اچھی حالت ہے میں امید کرتا ہوں کہ اس خط کے پہونچنے کے قریب ہی مولوی شیر علی صاحب وہاں پہنچ جائیں گے۔ سب اہل خانہ کو السلام علیکم

خاکسار میرزا محمود احمد

اسکے بعد مولوی صاحب نے اکتوبر کی کسی تاریخ شرائط صلح صاحبزادہ صاحب کو لکھکر بھیجیں جس کی ایک نقل اپنے ۲۴ اکتوبر کے خط کے ساتھ حضرت امیر کو بھی بھیجی۔ خط اور شرائط حسب ذیل ہیں۔

(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم و مکرم حضرت امیر جماعت احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب من مدت سے جناب کا کوئی عنایت نامہ میرے نام نہیں صادر ہوا حالانکہ متعدد خطوط جناب کو روانہ کرچکا ہوں۔ مو لغش بجز خیر مباد۔ یہ دعاگو آپ کی خیر و عافیت کا طالب اور سب احباب کرام کی عافیت کا طلبگار ہمیشہ دعا کرتا رہتا ہے۔ مجھ کو جو تحریک حضرت اقدس کے الہام کے پورا کرنے کی ہوئی ہے۔ ماہ اگست ۱۹۲۱ء میں اور بمقام لاہور ہی ہوئی تھی۔ موجبات اسکے کسیقدر لکھے گئے ہیں۔ اور دیگر موجبات بھی ہیں۔ اس کی اطلاع احباب کرام کو کیگئی ہے۔ وہ تحریر کر کر آپ کی خدمت والا میں معہ شرائط مصالحت مابین الفریقین روانہ کرتا ہوں منظوری غیر منظوری سے مشرف اطلاع بخشی جائے۔ جواب بہت جلد بمشورہ احباب کرام عنایت ہو۔ اور اگر کوئی شرط ترمیم کے لائق ہو۔ تو اسکو معہ ترمیم کے لکھیں۔ آپ کی اور آپکے متعلقین و برخوردار محمد احمد سلمہ کا طالب خیر ہے

سید محمد احسن امروہہ　　۲۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

موجبات مصالحت

(۲)

حضرت اقدس کا الہام مندرجہ البشریٰ یصالح الناس یعنی اندرونی طور پر مصالحت کرادیگا اور علےٰ مشرب الحسن۔ الہام حضرت اقدس کا ہے اسمیں کے بعض الہام تو پورے ہوگئے اور بعض اب تک پورے نہیں ہوئے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا الہام یصالح الناس علے مشرب الحسن میرے دل میں اس الہام کے پورا ہونیکی تحریک لاہور میں ماہ اگست ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔ تحریک کے اسباب کچھ تو خارجی علوم ہیں اور بعض روحانی۔ اگرچہ مجھ میں ضعف بھی بہت تھا۔ اور مرض فالج کا غلبہ۔ لہذا ایسی تحریک تھی۔ وما یکون لنا ان نعود فیہا الا ان یشاء اللہ ربنا وسع ربنا کل شیء علما علی اللہ توکلنا ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ حتےٰ کہ میں امروہہ بسبب اسباب ضروریہ کے پہنچ گیا۔ یہاں بھی وہ تحریک جاری رہی حتےٰ کہ میں اس تحریک کو روکتا بھی تھا۔ کیونکہ مجھ میں کسیطرح کی قوت ہی نہیں تھی اور بسبب ایک سخت حملہ مرض فالج کے مجھ میں بالکل طاقت نہ رہی احباب لاہور کو اس حالت کا تار دیا گیا۔ حضرت ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے آکر مجھ کو غافل پایا۔ علاج معالجہ کیا۔ مگر یہ تحریک موقوف نہ ہوئی۔ احباب لاہور کو بھی لکھا گیا۔ اور ڈاکٹر صاحب سے بھی اسکا ذکر کیا گیا

چونکہ قوت و طاقت بالکل نہیں تھی اسلئے کچھ نا امیدی بھی ہو گئی اور بحکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کے کچھ امید بھی رہی۔ اسلئے یہ اقرار نامہ رجسٹری شدہ معہ شرائط لکھا جاتا ہے۔

مضمون اقرار نامہ مصالحت ما بین الفریقین لاہور و قادیان

(اوّل) چونکہ اس قسم کے اختلاف میں طرفین سے نوبت توہین و استہزاء وغیرہ کی باہمی کی پہنچ جاتی ہے۔ جو منجر بغیبت ہو جاتی ہے اور غیبت کا حال یہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الغیبۃ اشد من الزنا اور یہ غیبت ایسی درجہ ہو گئی ہے کہ فریقین کے علماء اسمیں ملوث ہیں۔ اسلئے یہ اختلاف فریقین کا ایسا رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ آئمہ اربعہ و مجتہدین اور آئمہ حدیث میں واقع ہے۔ فریقین میں سے کوئی شخص خواہ جماعت میں کا ہو یا امیر اور خلیفہ ہو کلمہ طعن و تشنیع اور ہمز و لمز کا نہ تحریراً اور نہ تقریراً نکالے۔

(دوم) مناظرات بالکل بند۔ جن کا اب تک کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ صدق رسول الکریم ما ضل قوم بعد ھدی کانوا علیہ الا اوتوا الجدال او دواہ ترمذی
ہر ایک فریق کو اپنے اپنے مسلک کا اختیار ہے کہ ادلہ کتاب و سنت سے یا دلائل عقلیہ مطابق کتاب و سنت سے بلا طعن و تشنیع ترجیح دیں۔

(سوم) نمازوں جماعت میں بوقت حضور شرکت۔ تقریبات شادی و غمی میں بلا عذر شرکت۔ کیونکہ بعض احباب کرام کی قادیان میں قرابت بھی ہے۔ جیسا کہ مولانا غلام حسن صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہ۔

(چہارم) معاملات دنیاوی میں جیسا کہ بہارا قبیات بعض احباب نے خرید کی ہیں اُن میں اس اقرار نامہ کو کچھ دخل نہ ہوگا۔ ہاں تبرعات (تطوع و رغبت) اگر کوئی فریق میں کرنا چاہے تو اس کو اختیار ہے۔ علی ہذا جو سامان پاکستہ انجمن کا بتولیت مولانا محمد علی صاحب لاہور میں آ گیا۔ اور جو سامان انجمن کا قادیان میں ہے اسمیں کوئی فریق جماعت میں ہرگز ہرگز کچھ دخل نہ دیگا۔

(پنجم) اگر کوئی فریق جماعت میں کا ان شرائط کے خلاف کریگا۔ تو اس پر جرمانہ حسب حیثیت جرم جرمانہ کیا جاوے گا۔ اور فریق ثانی کے خزانہ میں داخل کیا جاوے گا۔

(ششم) ایک کمیٹی ان سب امور کی نگرانی کریگی۔ اور وہی جرمانہ کرے گی۔

(ہفتم) خلافت و امارت فریقین کو قضائے آسمانی پر چھوڑ دیا گیا۔

(ہشتم) پانچ پانچ اراکین سربرآوردہ لوگوں کے اسپر دستخط ہوں گے۔

معلوم ہوتا ہے جسوقت یہ مذکورہ بالا شرائط کی نقل حضرت امیر کو بھیجی گئی ہے اسوقت مولوی شیر علی صاحب و مولوی سید محمد احسن صاحب کو قادیان لانیکے لئے صاحبزادہ صاحب کیطرف سے امروہہ پہنچ چکے تھے۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف کی زبانی معلوم ہوا کہ مولوی شیر علی صاحب نو دن امروہہ ٹھہر کر مولوی صاحب موصوف کو ۲۰ اکتوبر کو ساتھ لائے ہیں اس طرح وہ ۲۱ یا ۲۲ اکتوبر کو امروہہ پہنچے ہوں گے۔ اور حضرت امیر کو ۲۴ تاریخ کو شرائط صلح کی نقل بھیجی گئی ہے۔

مولوی صاحب کو امروہہ سے روانگی سے پہلے صاحبزادہ صاحب کا مفصلہ ذیل خط ملا

مکرمی و معظمی مولوی صاحب (ر ہ)

السلام علیکم۔ آپکا خط پہنچا۔ آپ کی مشکلات اور بیماری کا حال معلوم کرکے مجھے بہت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بیماری اور آپ کے خاندان کی مشکلات کو اپنے فضل سے اور اپنے احسان سے دُور فرمائے۔ مگر باوجود اس افسوسناک خبر کے معلوم ہونے کے کہ کسی دشمن نے آگ لگا کر عزیزی محمد یعقوب کے اسباب کو جلا دیا اس امر سے دل میں خوشی پیدا ہوئے بغیر نہیں رہی کہ آخر آپ نے قادیان تشریف لانیکا ارادہ پختہ کر دیا ہے۔ مال تو ایک فانی چیز ہے۔ مگر آپ کی تشریف آوری کے اگر نیک نتائج پیدا ہوئے تو وہ انشاء اللہ غیر فانی اور ابدی ہونگے۔

آپ کو اس عسرت کے زمانہ میں سفر کے اخراجات کی فکر نہیں کرنی چاہیئے آپکا یہ سفر تو اصلاح بین الناس کی نسبت سے ہے اور اس لحاظ سے آپ ماموٗ علی الحذ کا درجہ رکھتے ہیں۔ پس آپکے اخراجات سفر بھی مصرف دینی ہی ہیں اور مولوی شیر علی صاحب انشاء اللہ سب اخراجات خود ادا کریں گے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک تو آپ اس ضعیفی اور بیماری میں اصلاح بین الناس کی خاطر اسقدر مشقت برداشت کریں۔ اور پھر اس زمانہ عسرت میں آپ پر اخراجات سفر کا بھی بار ڈالا جاوے۔
میرے نزدیک بجائے سیٹ ریزرو کرانے کے کمرہ ریزرو کرانا زیادہ مناسب ہوگا۔ اس صورت میں آپکے گھر سے بھی آپکے ساتھ بیٹھ سکیں گے۔ اور دوسرے لوگوں کے گاڑی میں آنے سے آپکو تکلیف بھی نہ ہوگی۔ میں نے اسکے متعلق مولوی شیر علی صاحب کو لکھدیا ہے۔

صلح کے متعلق جو تجاویز ہیں ان کا اصل الاصول ایسا ہے کہ کوئی عقلمند خدا کا خوف رکھنے والا بندہ انکار نہیں کر سکتا۔ سید عبدالجبار شاہ صاحب بادشاہ سوات کے سامنے بھی اسی اصل پر کوشش کرنیکے لئے کہا تھا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ خدا کرے آپ کی کوششیں بار آور ہوں ورنہ حجت ملزمہ ہونے میں تو کوئی شبہ نہ رہ جائیگا۔ والوزر علی من انکر۔ خاکسار مرزا محمود احمد

مذکورہ صدر شرائط صلح کے متعلق کوئی جواب حضرت امیر کی طرف سے ملنے سے پہلے مولوی صاحب قادیان روانہ ہو گئے۔ اور وہاں پہنچکر اپنے صاحبزادہ صاحب

[illegible] شکایت تحریرًا پیش کردے - اگر یہ شکایت جماعت احمدیہ کے خلیفہ و امام کی تحقیق سے درست ثابت ہو توجس شخص کے خلاف شکایت ہو - وہ اس شخص سے طلب معافی کا اعلان کروائیں - اگر جماعت مبائعین سے کسی شخص کو شکایت پیدا ہو تو وہ بوساطت افسر صیغہ ڈاک خلیفہ و امام جماعت احمدیہ انجمن اشاعۃ اسلام لاہور کو توجہ دلائے - اگر یہ شکایت انجمن مذکور کی تحقیق سے درست ثابت ہو توجس شخص کے خلاف شکایت ہو - وہ اس شخص سے طلب معافی کا اعلان کروائے - ایسے اعلانات اخبار الفضل اور پیغام صلح ہر دو میں شائع ہونے ضروری ہونگے -

(ب) اگر کسی فریق کو کسی وقت یہ شکایت پیدا ہو - کہ دوسرا فریق شکایات از قسم ضمن (الف) کے تدارک میں کوتاہی کرتا ہے - تو ایسے تین واقعات کے بعد جن میں ان کو شکایت پیدا ہو - وہ اسبات کا مجاز ہوگا کہ یہ اعلان کردے - کہ چونکہ دوسرے فریق نے اپنے اعلان کا پاس نہیں کیا - اسلئے ہم اپنے اعلان کو منسوخ کرتے ہیں

(امر دوم) جبتک فریقین کا عقائد میں اختلاف ہے باہم تبادلہ خیالات اور اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت تحریرًا ہو یا تقریرًا رُک نہیں سکتی - مگر فریقین کی طرف سے یہ اعلان کیا جائے کہ مناظرات و مباحثات کا سلسلہ بند کیا جاتا ہے تاصند دور ہوکر حق کے پہچاننے کی توفیق ملے -

(امر سوم) اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ جس فریق کے ساتھ وہ تعلق رکھتا ہے - وہ فریق اسے اعلان ہذا کے امر اوّل و دوم کی پابندی نہ کراسکے تو اس شخص کے متعلق دوسرا فریق آزاد سمجھا جاویگا -

(امر چہارم) فریقین بہتر ہے جن لوگوں کی آپسمیں قرابت داری ہے انہیں ایکدوسرے کی شادی و غمی کی تقریبات پر باہم شمولیت سے ممانعت نہیں ہے -

(امر پنجم) معاملات دنیاوی ہیں اگر کسی فریق کے کسی فرد کو دوسرے فریق کے کسی فرد کے خلاف کوئی دعویٰ ہو تو وہ اپنا حق جائز طریق سے لے سکتا ہے - لیکن تبرعًا اگر وہ اپنا حق چھوڑ دے تو یہ اور بات ہے -

(امر ششم) اس اعلان کا کوئی حصہ فریقین کے عقائد یا امور مذہبی پر کسیطرح مؤثر نہیں سمجھا جائیگا

(امر ہفتم) اس اعلان کیلئے مبائعین کی طرف سے ان کے خلیفہ و امام کے دستخط کافی ہوں گے - اور غیر مبائعین کیطرف سے[1]

(امر ہشتم) یہ اعلان ایک سال کے لئے تجربتًا نافذ سمجھا جائے اور اسکی میعاد تاریخ اشاعت سے دس دن کے بعد شروع ہوگی -

وفد کے لاہور واپس آجانے پر مولوی صاحب کے مفصلہ ذیل خطوط حضرت امیر کے نام لاہور آئے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محب مکرم جناب مولوی محمد علی صاحب فاضل ایم اے - امیر جماعت احمدیہ لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت میاں صاحب نے اپنے پہلے عنایت نامہ میں تحریر فرمایا تھا کہ "خدا کرے کہ آپ کی کوششیں بارآور ہوں ورنہ حجت ملزمہ ہو ہمیں تو کوئی شبہ نہ رہ جاویگا والوزر علے من انکر" اور اس سے پہلے تحریر فرماتے ہیں - کہ "کوئی عقلمند خدا کا خوف رکھنے والا بندہ ان کا انکار نہیں کر سکتا" چبیر جناب والا کو تکلیف دیگئی - چنانچہ سات احباب کرام یہاں پر تشریف لائے - دوسرا خط میاں صاحب کا وہی ہے - جس کی نقل آپ نے ملاحظہ فرمائی ہوگی - یہ معاملہ ابھی پرائیویٹ ہے ابھی شائع نہ ہو - اور نیز جو کچھ تحریرات احباب کرام اپنے ساتھ لے گئے ہیں - جب تک کہ میں حاضر نہ ہو جاؤں شائع نہ ہوں - دوسرے خط کے مضمون کی بناء پر میں خاموش رہا - آج یا کل میرا ارادہ ہے کہ اس اختلاف مضمون کو پیش کر کر بطور مناسب اتمام حجت کروں - دیدہ باید چہ بظہور آید - الغیب عند اللہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العلمین - الیوم) ان الحکم الا للہ -

(اسکے بعد سید صاحب نے اپنی تصنیفات کے شائع کرنے کے متعلق کچھ لکھا ہے)
(ایڈیٹر)

محررہ ۱۹ ارنومبر ۱۹۲۱ء قادیان ضلع گورداسپور
سید محمد احسن عفی اللہ عنہ بقلم خود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدوم و مکرم حضرت امیر ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ ۔ علیکم السلام - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جناب والا کے ہر دو نوازشنامہ وصول ہو یاد آوری کا مشکور ہوں - جناب ۲ یا ۱۲ کو ماسٹر صاحب کو یا کسی دوسرے شخص کو یہاں بھجوا دیں - مفصل بروقت ملاقات عرض کیا جاویگا - برخوردار محمد یعقوب کو جاڑا بخار آتا ہے اور اسلئے اسکو بہت ضعف ہوگیا ہے - اسلئے اس سے قبل روانگی مشکل ہے - ۱۰ ارنومبر ۱۹۲۱ء سید محمد احسن عفی عنہ بقلم خود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدوم و مکرم حضرت فاضل ایم اے علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازشنامہ نے شرف صدور فرمایا - مضمون مندرجہ سے مطلع ہوا - اگر اسوقت ہو سکے تو جو آپنے لکھا تھا - کہ سب وشتم و توہین و تحقیر باہمی اخبارات میں یا رسالوں میں ہر متنفس تقریرًا و تحریرًا جماعت احمدیہ کی طرف سے بالکل مسدود ہو جاوے اسکی نسبت میں کئی روز سے کوشش کر رہا ہوں - چنانچہ آج ایک مضمون اسی کی

[1] افسوس ... نہیں ... (ایڈیٹر)

نسبت میں نے لکھ کر میاں صاحب کی خدمت میں بھجوا دیا ہے۔ اسکا جواب امروز فردا میں آجاویگا۔ تا آنکہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے یا کسی دوسرے شخص کے انشاء اللہ تعالیٰ میں فارغ ہو جاؤں گا۔ اگر آپ سے ہو سکے تو مضمون مصالحت کا آپ بھی روانہ فرمادیں دستخط وغیرہ کرکے۔ برخوردار یعقوب کی طبیعت اب بفضلہ اچھی ہے

والسلام

سید محمد احسن از قادیان ۱۳ر نومبر ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۲

مخدوم و مکرم حضرت فاضل ایم۔ اے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھکو امید ہے اور ایسی امید پر پہلے بھی لکھا گیا ہے کہ جناب والا عظمت کلام اللہ کو والصلح خیر فرماتا ہے سب خیالات کو ایک طرف رکھ کر اسکو مقدم فرماوینگے اور احضرت الانفس الشح کو جو محل مذمت میں فرمایا گیا ہے اسکو خیال میں نہ لاکر تشریف لے آدیں گے۔ اور میں نے بھی اسی پر عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ کہ باوجود فالج اور دیگر عوارض لاحقہ کے یہاں پر اسی غرض کیواسطے حاضر ہو گیا ہوں۔ کفیٰ باللہ شہیدا اسکا جواب لا و نعم کے ساتھ جو ہو جلد ہو آپکی تشریف آوری کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی آپ کے ہمراہ لاہور کو چلوں گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ میرا صرف ہفتہ عشرہ قیام کرکے انشاء اللہ تعالیٰ امروہہ واپس جاؤں گا۔ مجھکو سخت ضرورتیں امروہہ جانیکی لاحق ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ الضرورۃ تبیح المحظورات دیگر احباب کو تحیۃ وسلام قبول ہو۔ اسکا انتظار آج سے ۲۳ر نومبر تک حد مورخہ ۲۴ر تک ہے۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ خاکسار کیطرف سے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی امر ایسا واقع نہ ہوگا۔ جو احباب کرام کو رنجیدہ ہو۔ والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم من الحاضرین۔ یہ عریضہ بیرنگ کسی خاص ضرورۃ کے لحاظ سے لکھا گیا ہے اور اسوقت لفافہ بھی نہیں ملا تھا۔ ۱۸ر نومبر ۱۹۲۱ء

سید محمد احسن عفے اللہ عنہ بقلم خود

۱۳

۷۸۶ مخدوم و مکرم حضرت فاضل ایم اے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھکو کل پندرہ سولہ دست آگئے۔ میری تحریر کے جواب میں صاحبزادہ صاحب کا جواب آگیا ہے مگر جب تک کہ آپ اسکو ملاحظہ نہ فرمالیں اور کچھ گفتگو جو کچھ ہو نہ کرلیں تب تک اطمینان نہیں ہو سکتا۔ خاکسار اسوقت بسبب ضعف نہیں آسکتا۔ آپ تشریف لے آدیں تو آپکے اعزاز و اکرام میں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی فرق نہ ہوگا۔ اور خاکسار ہی کے پاس آپ ٹھہریں خواہ محبی و مکرمی جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی آپکے ہمراہ ہوں یا کوئی اور دیگر احباب میں سے۔ خاکسار ارادہ رکھتا ہے۔ آپکے ہمراہ انشاء اللہ تعالیٰ لاہور چلیں گے۔

والیٰ الاتی عند التلاقی۔ قادیان ۲۰ر نومبر ۱۹۲۱ء سید محمد احسن عفی اللہ عنہ بقلم خود

اسکے بعد ۲۰ نومبر کو حضرت امیر نے ماسٹر فقیر اللہ صاحب کو ذیل کا خط دیکر مولوی صاحب کے پاس قادیان بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰/۱۱/۱۹۲۱

مخدومی مکرمی حضرت مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں پرسوں باہر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر آپ کا کارڈ اور اسکے بعد ہی آپکا ملفوف بھی مل گیا۔ آپ کے بلانے پر وہاں آنے میں مجھے قطعاً کوئی عذر نہیں لیکن سب احباب یہ عرض کرتے ہیں کہ جس طرح وہاں قیام فرماکر آپنے ایک فریق کے منشاء کو معلوم کرلیا ہے۔ اور جو کچھ وہ کرنا چاہتے ہیں اسکا بھی اب انہوں نے آخری فیصلہ کردیا ہے۔ اسیطرح اب آپ یہاں تشریف لائیں تو آپ کے ساتھ یہاں کے سب احباب مشورہ میں شامل ہو کر ان باتوں کو طے کرسکتے ہیں یوں تو یہ بھی کافی تھا کہ آپ جناب میاں صاحب کے خط کی نقل بھیجدیتے اور ہم سب یہاں مشورہ کرلیتے۔ اور پھر میں خود بھی حاضر ہو جاتا۔ مگر مشورے کیلئے بھی آپکی موجودگی زیادہ مفید ہو سکتی ہے بلکہ آپکے بغیر ان امور کے طے کرنے میں نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے اسلئے سب احباب کی متفقہ رائے یہ ہے کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں۔ تاکہ امور پیش آمدہ آپکی رائے کے ساتھ مشورے میں طے ہو سکیں۔ اسی غرض کیلئے حامل ہذا کو آپکی خدمت میں بھیجا جاتا ہے اگر جناب پسند کریں گے تو دوبارہ میں اور بعض دوسرے دوست آپکے ساتھ پھر قادیان جاسکتے ہیں یا آپ تکلیف نہ بھی کریں تو ہم خود چلے جائیں گے۔ قادیان جانا ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے اسمیں کسی قسم کی قبض یا تنگی ہم میں سے کوئی بھی اپنے نفس میں نہیں پاتا۔

اگر کوئی خاص امر آپکے ابھی تشریف لانے میں مانع ہو تو پھر آپ میاں صاحب کے خط کی نقل حامل ہذا کے ہاتھ بھیجدیں اسکے آنے پر میں اسکے متعلق احباب سے مشورہ کرکے بہت جلد حاضر ہو جاؤنگا میں ابھی آجاتا۔ لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ میں اکیلا بغیر مشورے کے کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا اور پھر یہاں واپس آکر ہی کچھ فیصلہ ہو سکے گا۔ غرض اصل مقصد تو اسیطرح پورا ہو سکتا ہے کہ اب آپ یہاں تشریف لے آئیں اور بصورت کسی خاص مانع کے میاں صاحب کے خط کی نقل بھیجدیں آپنے صلح کے معاملہ میں ارشاد قرآنی کیطرف بھی توجہ دلائی ہے۔ میں نے خود آپکو شروع سے لکھ دیا تھا کہ ہم صلح کیلئے کوئی لمبے چوڑے مباحثات کرنا نہیں چاہتے جو شرطیں پہلے آپنے لکھی تھیں اور جنکے متعلق فرمایا تھا کہ میاں صاحب نے منظور کرلی ہیں ہمنے لفظاً لفظاً منظور کرلی تھیں لیکن چونکہ میاں صاحب نے ان میں ردو بدل کیا ہے اسلئے وہ شرائط رہ گئیں۔ اب بھی آپ ہم میں انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں بخل نہ پائیں گے آپکے منشاء کو پورا کرنیکے لئے ہم تو بغیر کسی شرط کے بھی اعلان کردیتے کہ مباحثات کا سلسلہ بند کردیا گیا ہے اور ذاتی حملوں اور دل آزار کلمات سے آیندہ کیلئے قطعاً اجتناب کیا جائیگا۔ ہاں میل و محبت کے تعلقات پیدا ہونا اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ فریقین کی شادی و غمی میں اور نمازوں میں شرکت ہو۔ اور یہ ہر دو فریق کی تیاری کے بغیر نہیں ہو سکتا ہم ہر طرح تیار ہیں والسلام محمد علی

ماسٹر صاحب کے قادیان پہنچنے سے ایک گھنٹہ پیشتر مولوی صاحب ایک خط مع نقل خط صاحبزادہ صاحب حضرت امیر کے نام لاہور روانہ کرچکے تھے

صاحبزادہ صاحب کے نام مولوی صاحب نے جو خط لکھا اور اسکا جو جواب صاحبزادہ صاحب نے دیا

دیا۔ مولوی صاحب کے ذیل کے خط کیے بعد بالترتیب درج کئے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

؎ تم نہ آئے تو توہی چل نگین ہمیں کیا تیری نشان جانی ہے

مخدوم و مکرم حضرت امیر فاضل۔ ایم۔ اے۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ خاکسار کے دو عریضوں کا جواب آج تک کہ ۱۲ر نومبر ۱۹۲۱ء ہے۔ صادر نہیں ہوا۔ فکر ہے کہ کیا موجب ہوا۔ اسلئے بعد گفتگو، جو عریضہ میں نے خدمت میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی روانہ کیا تہا۔ اسکی نقل اور جو اسکے جواب صاحبزادہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے اس کی بھی نقل بجنسہ خدمت والا میں روانہ کرتا ہوں امید ہے کہ بعد ملاحظہ عالی جو کچھ ارشاد ہو مفصل تحریر فرماکر شرف اطلاع بخشی جاوے۔ خاکسار کی طبیعت میں ضعف بہت ہے۔ تمام احباب کرام کو تحیۃ وسلام قبول ہو۔ اور نیز آپکی اہلیہ اور دادی صاحب یعنی والدہ صاحبہ ڈاکٹر میرزا صاحب کو سلام مسنون۔ محمد یعقوب کی طرف سے سلام سنت الاسلام۔ اگر متین الحفر حصہ اول طبع ہوگیا ہو تو چند کاپیاں روانہ فرمادی جاویں۔ والسلام

سید محمد احسن عفے اللہ عنہ بقلم خود

۱۲ر نومبر قادیان

نقل خط مولنا مولوی سید محمد احسن صاحب

بنام

حضرت صاحبزادہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت حضرت صاحبزادہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ؎

تو برائے وصل کردن آمدی ✤ نے برائے فصل کردن آمدی۔ خاکسار بغرض مصالحت حاضر ہوا تھا۔ اور آپ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ میں بھی ہمیشہ سے مصالحت کو ہی چاہتا رہا ہوں۔ جو جناب کے خطوط حالیہ میں بھی تحریر ہے۔ اس لئے خاکسار اسی مصالحت شرط سوم کے لئے پھر عرض کرتا ہے۔ اس پر مزید غور فرمالیا جاوے اور مجھ کو مطلع کیا جاوے۔ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ فمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الآخرۃ وذکر اللّٰہ کثیراً۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا

تسلیماً۔ چونکہ علم اصول میں یہ قاعدہ بنا ہوا ہے۔ کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب گو شان نزول کچھ بھی ہو اس لئے جو اختلاف مسلمانوں میں واقع ہوا ہے فیصلہ کے لئے یہی آیت کافی ہے۔ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ جو بخاری اور مسلم میں ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم کو جماعت نماز کو بہت ہی بڑا اہتمام تھا ایک حدیث متفق علیہ میں فرماتے ہیں کہ جو مسلمان صحابہ کرام جماعت نماز میں حاضر نہیں ہوتے اُن کے گھروں میں جاکر آگ لگا دوں۔ اور کما قال قرآن پاک میں ہے۔ کہ وارکعوا مع الراکعین اور احادیث میں ہے۔ الصلوٰۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم براً کان او فاجراً اور الصلوٰۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم براً کان او فاجراً اور صحابہ کرام نے حضرت عثمان محصور سے جب دریافت کیا کہ نماز امیر اور امام فتنہ کا پڑھاتا ہے۔ ہم نماز میں شریک ہوں یا نہوں۔ تو آپ نے فتوےٰ دیا کہ نماز افضل الاعمال ہے۔ اور بڑے نیک کاموں میں سے ہے۔ تم نیک کام میں شریک ہو جاؤ فتنہ میں شریک مت ہو کما فی البخاری وغیرہ اور حضرت اقدس نے جو شرکت نماز جماعت سے منع فرمایا ہے وہ غیر احمدیوں کے لئے حضرت اقدس نے کسی تقریر اور تحریر اور اشتہار میں فیما بین احمدیوں کے نہیں لکھا ہے اور نہ فرمایا کہ جو احمدی لوگ مایجوز بہ الصلوٰۃ قرأۃ وغیرہ پڑھ سکتے ہوں۔ ان کے پیچھے نماز مت پڑھو اور نہ کوئی اشتہار دیا ہے۔ تمام کتب اور اشتہارات کو ملاحظہ فرمالیا جاوے اور میں ان حدیثوں کو بھی جانتا ہوں جن میں اس قسم کا مضمون ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ عن ابی مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یؤم القوم اقرأھم لکتاب اللّٰہ تعالیٰ فان کانوا فی القرأۃ سواءً فاعلمھم بالسنۃ فان کانوا فی السنۃ سواءً فاقدمھم ہجرۃ فان کانوا فی الہجرۃ سواءً فاقدمھم سناً ولا یؤم الرجل الرجل فی سلطانہٖ ولا یقعد فی بیتہٖ علی تکرمتہٖ باذنہٖ رواہ مسلم کما قال۔ اور اس مضمون کو بھی میں جانتا ہوں جو حضرت اقدس نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۲۴ شرط ۵ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے الخ اور بعض لوگوں احمدیوں نے اپنی کسی مصلحت سے خلاف اس مضمون شرط کے دوسرا مرکز قائم کیا ہے۔ جیسا کہ جناب کی جماعت نے امریکہ اور یورپ وغیرہ کو۔ تو جماعت قادیان کی نہیں کہہ سکتی ہے۔ کہ ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ گو وہ آپ کے نافرمان ہیں لیکن چونکہ مصالحت کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے خاکسار جفاکشی اختیار کر کر قادیان میں حاضر ہوا ہے۔ اور حضرت اقدس کا الہام بھی ہے۔ کہ کان من اھل البیت علی مشارب الحسن یصالح بین الناس۔ آخر حضرت امام حسن علیہ السلام نے کوئی نمونہ

اور حکمت ہی کچھ ہوگی۔ جو صلح کر لی۔ پس اس مصالحت میں یہ الہام بھی پورا ہو جاوے گا اور جس غرض کے لئے میں حاضر ہوا ہوں وہ بھی پوری ہو جاوے گی۔ پس اول مضمون جس میں اسوہ حسنہ آنحضرت صلعم کا ہے وہ بھی صحیح ہو جاوے گا۔ اور دوسرا مضمون الاقدم فالاقدم بھی پورا ہو جاوے گا۔ جو جناب کا مسلک ہے۔ اور چونکہ درباره دیگر فضائل تقدیم و تاخیر امامت نماز بموجب حدیث مذکور ہوسکتی ہے۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ نماز پنجگانہ وغیرہ ان کے پیچھے ضرور پڑھی جاوے اگر اتفاق واقع ہو اور شرکت ہو جاوے تو پڑھ لینی چاہئے۔ اور نماز کا اعادہ بھی ہوسکتا ہے۔ اور پھر یہ باتیں بھی پوری ہوسکتی ہیں۔ پس اس پر غور فرمایا جاوے۔ اور خاکسار کو مطلع فرمایا جاوے۔

(دستخط مولوی صاحب)

نقل جواب خط حضرت صاحبزادہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی ومعظمی مولوی صاحب السلام علیکم۔ پرسوں ذوالفقار علی خان صاحب نے بیان فرمایا تھا کہ آپ کی طرف سے کوئی رقعہ مجھے بھیجا گیا ہے جس کے جواب کا آپ کو انتظار ہے۔ مگر مجھے آپکا بھیجا ہوا خط کل گیارہ بجے ملا جسکا جواب آج ارسال کرتا ہوں۔

سب سے پہلے میں اس امر پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ اس طریق تبادلہ خیالات سے جو آپ نے اب اختیار فرمایا ہے۔ اس کشمکش کے دور ہونے میں جو جماعت احمدیہ اور مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقاء میں ہو رہی ہے۔ خاص مدد حاصل ہوگی۔ کیونکہ میرے نزدیک صفائی کے لئے اختلاف کے بواعث کا دریافت کرنا اور ان کا دور کرنا ایک نہایت ضروری امر ہوتا ہے۔ جب تک کسی امر کی کنہ دریافت نہ کی جاوے۔ اسوقت تک اُس کے ازالہ میں حقیقی کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اور ایسی صفائی خواہ عارضی ہو خواہ مستقل بجائے فائدہ دینے کے نقصان دہ ہو جاتی ہے صلح خواہ حقیقی ہو جس میں مقابلہ کو بکلی ترک کر دیا جاتا ہے۔ اور خواہ غیر حقیقی صلح ہو جس میں صرف بعض طرق مقابلہ کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ تبھی اپنے مقاصد میں کامیاب ہوسکتی ہے جب اس کے خلاف جو بواعث جمع ہو رہے تھے۔ ان کا تفحص کیا جاوے اور اُن کے ازالہ کی فکر کیجاوے۔ اس کے بعد میں اس امر کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جس کے متعلق جناب نے اپنے خط میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ بات بالکل سچ ہے۔ اور حق ہے۔ کہ رسول کریم صلعم کا طریق عمل ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور آپ کا ہر ایک فرمان ہمارے لئے واجب التعمیل ہے۔ اور یہی اصل ہمارے تمام تنازعات کے تصفیہ کے لئے نقطہ مرکزی ہونا چاہئے۔ وہ جسے خدائے تعالےٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اور ہم ناچیز اور کمزور لوگوں کا ہاتھ جس کے مقدس ہاتھ میں دیا۔ اس کے فیصلہ اور اس کے طریق عمل سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کس کا فیصلہ اور کس کا طریق عمل ہوسکتا ہے۔ میں تو آپ کو نہ صرف نبیوں کا سردار بلکہ نبیوں کا نبی تسلیم کرتا ہوں۔ پس میرے لئے تو آپ کی زبان سے نکلے ہوئے حروف اور آپ کی حرکات اور سکنات تجلیات الٰہیہ سے متغائر نہیں ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول کریم صلعم اہتمام نماز کا خاص تعہد فرماتے تھے۔ اور میں تو قرآن کریم اور رسول کریم صلعم کے طریق عمل اور آپ کے کلمات طیبات پر نظر کرتے ہوئے نماز باجماعت کا ایسا قائل ہوں کہ بارہا اپنے خطبات اور اپنے لیکچروں میں اس امر کا اظہار کر چکا ہوں کہ بلا کسی شرعی یا جسمانی عذر کے نماز باجماعت کا اگر کوئی شخص تارک ہو۔ تو اس کی نماز نماز ہی نہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کے حضور میں نمازوں میں شمار ہی نہیں کیجائے گی۔ میں اب تک اس یقین پر قائم ہوں۔ کہ کوئی شخص خلافت کا بتاویل منکر ہو کر دائرہ احمدیت سے خارج نہیں ہوسکتا اور اسی وجہ سے بطور فتویٰ یہ امر شائع کر چکا ہوں کہ جو لوگ میری بیعت میں شامل نہیں ہیں۔ اور ہم سے اُن کا اختلاف اس سبب سے نہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کے کلام کو رد کرتے ہیں۔ بلکہ اس سبب سے ہے۔ کہ وہ اس کے اور معنی سمجھتے ہیں۔ اور اپنے اختلاف کا باعث حضرت مسیح موعود کی غلطی نہیں بلکہ ہماری غلط فہمی کو قرار دیتے ہیں وہ احمدی ہیں اور بطور فتویٰ ہی ایسے اشخاص کے پیچھے نماز پڑھنے کا جواز شائع کر چکا ہوں۔ باوجود اس کے جناب کا ترک سب وشتم کی تحریک کے ساتھ مذکورہ بالا امر کے متعلق بھی زور دینا کہ اُسے بھی فریقین کے اعلانات میں شامل کیا جاوے۔ دو امروں سے خالی نہیں یا اُسکے یہ معنے ہونگے۔ کہ اُس سے پہلے میرا فتویٰ اُسکے خلاف تھا۔ اور اب میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور اُسکی اصلاح کرتا ہوں لیکن واقعات اسکے خلاف ہیں۔ یا پھر اسکے یہ معنی ہونگے۔ کہ میں مذکورہ بالا فتویٰ سے زائد کسی امر کا اعلان کرتا ہوں اور یہ بات بھی دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو اسکے یہ معنے سمجھے جائینگے۔ کہ میں فتویٰ سے زیادہ اب قضا کے پہلو پر زور دیتا ہوں یعنی چند شخص موجودوں کے متعلق اعلان کرتا ہوں۔ کہ اُنکے پیچھے نماز جائز ہے۔ اور یا یہ کہ میں اپنی جماعت کو جواز کے فتویٰ سے بڑھکر یہ تاکید کرتا ہوں کہ وہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ضرور پڑھ لیا کریں۔ اور یہ دونوں صورتیں نادرست ہیں۔ صورت اول کو میں پیچھے بیان کرونگا صورت دوم کی نسبت پہلے بیان کرتا ہوں۔ کہ یہ اس وجہ سے نادرست ہے۔ کہ یہ انہی حدیث کے خلاف ہے جنکو امامت کے انتخاب کے متعلق آپنے تحریر فرمایا ہے۔ جب ایک شخص کی اپنی جماعت کے لوگ موجود ہوں۔ اور امام حاکم وقت ہیں۔ جیسا کہ بنو امیہ کے وقت میں ہوئے تھے جنکی امامت کے تصفیہ کے لئے وہ روایات جنکا ذکر آپنے فرمایا ہے پیش کیجاتی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ باوجود ایسے امام کی موجودگی کے جو ایک شخص کے نزدیک تمام احکام اسلام کو مانتا ہے۔ دوسرے شخص کے پیچھے نماز ادا کی جائے۔ جو خلاف

کا منکر ہو کر شریعت کے ایک بھاری فتوے کے نیچے آ گیا ہو۔ اور اس وقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی بھی جگہ جہاں تک مجھے علم ہے۔ ایسی نہیں جہاں غیر مبایعین زیادہ تعداد میں موجود ہوں اور ساری صرف ایک ہو جسے اپنی جماعت نصیب نہ ہو سکتی ہو۔ پس اگر ترکِ درو بالا صورت لی جاوے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ میں ایک موہوم امر کے لئے اپنی جماعت کی حیثیت فی النفقہ کو قربان کرتا ہوں۔ جو امر کہ روح اسلام کے خلاف ہے۔ اور اگر صورت اول لی جاوے کہ میں اس اعلان کے ذریعہ سے فتویٰ [illegible] لکر کر موجودہ غیر مبایعین کے متعلق قضاء سے کام لیتا ہوں۔ کہ ان لوگوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اس میں بھی ایک نقص ہے جسے آگے بیان کرونگا [illegible] کہ اس قسم کے اعلان سے یہی صورت عام طور [illegible] اس لئے کہ جبتک کوئی فریق سامنے نہیں رکھا جاتا اس وقت تک فتویٰ کی صورت رہتی ہے۔ لیکن جب خاص آدمی سامنے آ جاتے ہیں۔ تو وہ صورت قضاء کی ہو جاتی ہے۔ اور اب تک اس امر کے متعلق میں جو کچھ شائع کر چکا ہوں چونکہ وہ عام [illegible] کی شکل فتویٰ کی تھی۔ مگر اب جبکہ دونوں فریق کی طرف سے مقابل پر اعلان شائع ہونگے۔ تو یہ فتویٰ نہ رہیگا۔ فتویٰ تو ایک دائمی صداقت ہوتی ہے [illegible] مقابل اعلانات سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ وہ مستفتی کے جواب میں ہوتا ہے۔ نہ کہ بالمقابل اقرار کے طور پر فتویٰ کو شائع کیا جاوے تو اس امر کا مجرم ہوگا۔ کہ وہ احکام شرعیہ کو فروخت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لوگوں سے ڈر کے کسی شرعی حکم کو ترک کر دینا اور ان سے کوئی رعایت حاصل کر کے اسکو جاری کرنا تو خطاء عظیم ہے۔ پس یہ اعلان قضاء سمجھا جائیگا۔ اور قضاء ہی ہوگا۔ اور اسکا یہ مطلب ہوگا۔ کہ خاص حالات والے اشخاص کے پیچھے نماز جواز کا ہم فتویٰ نہیں دیتے۔ بلکہ قضاءً اس امر کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ دوسرے فریق کے لوگوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اور اقوال ہمارے مدنظر نہیں۔ بلکہ اشخاص مدنظر ہیں۔ لیکن اسمیں ایک بہت بڑا نقص ہے۔ اور وہ یہ کہ مولوی محمد علی صاحب کا ایک فتویٰ کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ کہ غیر احمدیوں میں سے اگر کوئی مکفر یا مکذب نہ ہو تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لینی جائز ہے لیکن حضرت مسیح موعود کا یہ فتویٰ ہے۔ کہ جو احمدی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ (دیکھو فتاوی احمدیہ جلد اول صفحہ نمبر ۲۲) اب مشکل یہ پیش آتی ہے۔ کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ان کے ہر فرد کی نسبت یہ تحقیق کرنا کہ وہ غیروں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ چکا ایک تکلیف مالایطاق ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک شخص کی نسبت یہ خطرہ ہے۔ کہ وہ چونکہ نماز غیر احمدیوں کے پیچھے پڑھنا جائز سمجھتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود کے اس فتویٰ کے

اتحت ناقابل امامت ہو چکا ہے۔ یہ کہنا درست نہ ہوگا۔ کہ جب تم نبوت وغیرہ مسائل کے متعلق تاویل کو جائز سمجھتے ہو۔ تو اس امر کے متعلق کی تاویلات کو کیوں جائز نہیں سمجھتے۔ اور کیوں تاویل کی غلطی قرار دیتے کہ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے سو اسکا جواب یہ ہے کہ تاویل کو رعایت مسائل اعتقادیہ میں ملتی ہے نہ کہ عملیہ میں۔ جبکہ حضرت مسیح موعود نے فرما دیا کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے والے احمدی کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں تو جو کوئی شخص نماز ان کے پیچھے پڑھتا ہو۔ خواہ تاویلاً پڑھتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی ہم اسکی تاویل کے سبب سے اسکو احمدیت سے خارج نہیں سمجھیں گے۔ لیکن اس کے عمل کے سبب سے احکام مسیح موعود علیہ السلام کے ماتحت اسکے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ غرض چونکہ مولوی محمد علی صاحب کا فتوے غیر احمدیوں کے پیچھے اقتداء نماز کے جواز کا بصورت قضا شائع کرنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہونے کا احتمال ہے دوسرے یہ بھی بات ہے کہ ان لوگوں میں سے بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صریح ہتک کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہتے ہیں۔ کہ ظل کو تو جوتیاں مارنی بھی جائز ہوتی ہیں۔ یا یہ کہ ہم میرزا صاحب کو کسی قسم کا بھی نبی نہیں مانتے۔ اور یہ قول مؤول کی حد سے اُن کو باہر نکال دیتا ہے۔ پس ان وجوہات سے اعلانات میں اس امر کا اظہار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ صورت اسکو فتوے کی حد سے نکال قضا بنا دیتی ہے۔ اور قضاءً ہم دیکھتے ہیں کہ ان سب لوگوں پر یہ فتوے چسپاں نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان میں سے جو جو لوگ نماز غیر احمدیوں کے پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ اور انہوں نے توبہ نہیں کی ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اور اسی طرح جو لوگ حضرت مسیح موعود کو برا بھلا کہتے ہیں یا نبوت کے مسئلہ میں مؤولین کی حد سے نکل جاتے ہیں۔ اُن کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ ہاں ایک صورت ہے کہ اگر وہ ہو جائے تو پھر اس امر کو اعلانات میں شائع کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقا اس امر کا اعلان کر دیں۔ کہ ہم میں سے اگر کسی نے کبھی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ تو وہ اس پر ندامت کا اظہار کرتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے ہم سب اقرار کرتے ہیں۔ کہ کبھی کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ اور حضرت مسیح موعود کی ہتک نہیں کرینگے۔ اور ان کی نبوت کی مطلق نفی نہیں کرینگے۔ تب بیشک یہ امر اعلانات میں شرعاً شائع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تب یہ قضا بن جائیگا۔ اور اس کا مطلب ہوگا کہ مجھے تسلی ہو گئی ہے۔ کہ غیر مبایعین کے پیچھے نماز پڑھنے کا جو فتوے میں شائع کر چکا ہوں۔ اسکا اطلاق مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا پر بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ان اشخاص معلومہ کے پیچھے بھی نماز [illegible]

جناب نے اپنے خط میں قادیان سے مرکز بدلنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے برخلاف حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے حکم کے قادیان سے مرکز بدل دیا۔ اس کے متعلق تو مجھے کچھ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں مگر جناب کی ایک غلط فہمی کو دور کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میری جماعت کے بعض لوگوں نے بھی مرکز بدل دیا۔ اور یورپ اور امریکہ میں مرکز قائم کر دیا۔ آپ کو شائد معلوم نہیں کہ انگلستان اور امریکہ میں قادیان سے آزاد ہوئے کسی نے مرکز قائم نہیں کیا۔ بلکہ ان دونوں جگہوں پر میری اطاعت اور میرے حکم کے ماتحت کام کیا جاتا ہے۔ اور انگلستان اور امریکہ میں الگ مرکز نہیں بلکہ قادیان کی شاخیں ہیں۔ اور وہاں کے کارکن اپنے آپ کو میرا متبع اور فرمان بردار سمجھتے ہیں۔ اور عملاً اسی رنگ میں کام کرتے ہیں۔ تمام احکام قادیان سے اُن کو ملتے ہیں۔ اور یہ صورت تبدیلی مرکز کی نہیں کہلاتی۔ اور اگر ایسے مرکز کو بدلنا کہا جاوے۔ تو پھر کسی جگہ بھی مبلغ کا مقرر کرنا جائز نہ رہیگا۔

میں آخر میں پھر اس امید کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس طریق سے تبادلہ خیالات سے انشاء اللہ تعالے وہ بواعث دریافت ہو کر جو تفرقہ کا موجب ہیں اصلاح میں ممد ہونگے۔ اور خدا کرے کہ یہ تفرقہ دور ہو کر پھر جماعت ایک رسی میں باندھی جائے اور خدا کے مامور کے حکم کے ماتحت اپنے قدم اٹھائے اور دنیا میں نور اسلام کو پھیلائے۔ اور ان خطابوں کی مستحق بنے۔ جن کے عطا کرنے والی وہ ذات بابرکات ہے۔ کہ بادشاہ اُس کے سامنے سر بسجود ہیں اور جبابرہ اس کے دربار میں ذلیل اور مردود ہیں۔

خاکسار میرزا محمود احمد ۵ ارنومبر ۱۹۲۲ء

ماسٹر صاحب کو مولویصاحب نے باصرار فرمایا۔ کہ حضرت امیر خود تشریف لاویں۔ اُن کو کچھ باتیں زبانی کہنی ہیں۔ اس وقت بوجہ ضعف لاہور نہیں جا سکتا۔ چنانچہ ماسٹر صاحب رات رہ کر اگلے دن واپس آ گئے۔ اُن کے ہاتھ مولوی صاحب نے ذیل کا خط حضرت امیر کے نام بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم و مکرم حضرت امیر فاضل۔ ایم۔ اے۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ سلسل البول کی بیماری فالج کی ترقی بڑھاپا نو دسال دیگر عوارض موسمی اولم یروا انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین۔ جیسے کہ میں لاہور سے امروہہ گیا ہوں۔ تب سے اسہال کی متعدد مرتبہ بیماری ہو چکی ہے۔ چنانچہ محبیّ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب میرے محب خالص امروہہ میں تشریف بھی لائے۔ چونکہ وہ بڑے کامی آدمی ہیں۔ میری غفلت میں واپس بھی تشریف لے گئے۔ وکذا او کذا۔ اُس پر میری یہ حالت ہے۔ کہ فالج چوگنا معلوم ہوتا ہے۔ اور کیا عرض کروں۔ کمربند بھی میرے ہاتھوں سے نہیں بندھ سکتا اہلیہ کا حوائج ضروریہ انسانیہ میں محتاج ہوں۔ وضو وغیرہ بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں اور سخت محتاج ہوں۔ لیکن عظمت کلام اللہ۔ الحمد للہ کہ میرے دل میں ہے۔ والصلح خیر کو سب باتوں پر مقدم سمجھ کر صاحبزادہ صاحب کو جو تحریک صلح کی گئی تھی۔ اس پر انہوں نے مولوی شبیر علی صاحب کو بھیجا۔ وہ بھی ۹ دن ٹھہرے رہے۔ طوعاً و کرہاً چار و ناچار اُن کی رفاقت میں میں یہاں حاضر ہو گیا۔ پس آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ میں اس وقت برسوں ۱۶ یا ۱۷ دست آ چکے ہیں۔ اور روٹی اور گوشت کی بوٹی نہیں کھاتا۔ اس کے سبب سے ضعف نہایت درجہ ہو گیا ہے۔ کھڑے ہونے کا تو ذکر ہی کیا ہے بیٹھنا بھی دشوار فالج کی طرف گر پڑتا ہوں۔ لہذا التماس خدمت والا ہے۔ کہ صرف ایک یوم یا دو یوم کے لئے آپ یہاں تشریف لے آویں۔ شاید آپ کا تشریف لانا موجب برکات ہو۔ پوست کندہ احوال اس واسطے عرض کیا۔ کہ میری معروضات پر آپ کا التفات بخوبی ہو جاوے۔ والسّلام خیر مقام علیٰ من لدیکم من احباب الکرام واصحاب العظام

(سیّد محمد احسن بقلم سیّد محمد یعقوب)

۲۲ نومبر ۱۹۲۲ء

اس کے ساتھ ہی مولوی صاحب نے ایک اور خط اپنے صاحبزادہ سید محمد یوسف کے ہاتھ جو ماسٹر صاحب کے ساتھ ہی قادیان سے روانہ ہوا تھا۔ حضرت امیر کو بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم و مکرم حضرت امیر ایدکم اللہ بنصرہٖ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے کہ جناب بخیریت ہونگے۔ ایک خط معرفت ماسٹر صاحب کی روانہ کرتا ہوں۔ اسکو ملاحظہ فرمالیں۔ کام کا خط ہے۔

جناب ایک دو یوم کے لئے ضرور تشریف لے آویں۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے ہمراہ ہم روانہ ہو جاوینگے۔ کچھ باتیں ہیں۔ جو زبانی عرض کر دوں گا۔

خاکسار سید محمد یعقوب

قادیان۔ ۲۲ نومبر ۱۹۲۲ء

اس پر حضرت امیر نے مولوی صاحب کے نام مفصلہ ذیل چٹھی لکھی اور ۲۳ نومبر کو ذیل کے اس احباب کے ساتھ قادیان روانہ ہو گئے۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ

صاحب ۔ جناب مولانا مولوی صدرالدین صاحب ۔ جناب مولوی عزیز بخش صاحب ۔ جناب ماسٹر فقیراللہ صاحب ۔ جناب بابو محمد منظور الٰہی صاحب ۔ جناب ملک غلام محمد صاحب ۔ جناب مولانا مولوی احمد صاحب ۔ قاضی سیف الرحمٰن صاحب ۔ سید محمود صاحب ۔ تمام احباب رات بٹالہ رہے ۔ اور صبح وہاں سے روانہ ہو کر ۱۰½ بجے کے قریب قادیان پہنچے ۔ حضرت امیر کے ملنے پر پہلے تو مولوی صاحب اُن کے ساتھ ہی لاہور آنے کو تیار ہو گئے تھے ۔ مگر بعد میں کسی وجہ سے رُک گئے ۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ ۳ بجہ کے قریب قادیان سے واپس آ گئے ۔

یہ خط مولوی صاحب کو قادیان دستی دینا تھا مگر جلدی میں ہمارے احباب کے ہاتھ واپس لاہور آ گیا ۔ چنانچہ ۲۶ نومبر کو مولوی صاحب کے نام بصیغہ رجسٹری قادیان کے پتہ پر بھیج دیا گیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی مخدومی مولانا صاحب ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ صاحبزادہ صاحب کے خط کی نقل آپ نے مجھے ارسال فرمائی ہے ۔ میں شرائط مصالحت کے طے کرنے میں ایسی بحثوں کو بے سود سمجھتا ہوں ۔ اور میرے نزدیک ان طویل بحثوں میں پڑنا اصل مقصد سے بہت دور لیجائیگا ۔ بات تو مختصر ہے آپ نے کچھ شرائط مصالحت تجویز فرمائیں ۔ جو بعنوان "مضمون اقرارنامہ مصالحت مابین الفریقین لاہور و قادیان" صاحبزادہ صاحب کو بھی بھیجی گئیں ۔ اور مجھے بھی ۔ صاحبزادہ صاحب نے ان تجاویز کو بالفاظ ذیل منظور کر کے آپ کو قادیان میں بلا بھیجا ۔

"صلح کے متعلق جو تجاویز ہیں ان کا اصل الاصول ایسا ہے ۔ کہ کوئی عقلمند خدا کا خوف رکھنے والا بندہ انکا انکار نہیں کر سکتا "

میری طرف سے بھی معزز احباب کا ایک وفد آپ کے قادیان پہنچ جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان آٹھ شرائط کو لفظ بلفظ منظور کر آیا ۔ اب یہ بحث کہ نماز ہو سکتی ہے یا نہیں ہو سکتی بیفائدہ نظر آتی ہے ۔ اور صاحبزادہ صاحب نے اسی پر سارا زور دیا ہے ۔ کہ ان کی نماز ہمارے پیچھے نہیں ہو سکتی ۔ میں صرف نمونہ کے طور پر عرض کرتا ہوں ۔ کہ وہ دلائل جو صاحبزادہ صاحب نے دئیے ہیں ۔ کیسے کمزور ہیں مثلاً یہ دلیل کہ ۔

"ان میں سے ہر ایک شخص کی نسبت یہ خطرہ ہے ۔ کہ وہ چونکہ نماز غیر احمدیوں کے پیچھے پڑھنا جائز سمجھتا ہے ۔ وہ حضرت مسیح موعود کے اسی فتوے کے ماتحت ناقابل امامت ہو چکا ہے "

اگر یہ دلیل صحیح ہے ۔ تو صاحبزادہ صاحب اور قادیان کی ساری جماعت حضرت مولنا مولوی نورالدین مرحوم کے پیچھے کس طرح چھ سال تک نمازیں پڑھتے رہے اور انہیں قابل امامت سمجھتے رہے ۔ جن کے نہ صرف صریح فتوے بعض غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کے جواز کے موجود ہیں ۔ مثلاً مولوی فضل الدین صاحب ساکن کھاریاں کے خط کے جواب میں جو صاحبزادہ صاحب کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ۔ حضرت مولنا مرحوم نے یہ لکھا ۔

جو لوگ منافق طبع نہیں اور جو لوگ واقعی حسن ظن رکھتے ہیں ۔ وہ کسیقدر معذور ہو سکتے ہیں ۔ آپ بعد الاستخارہ اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیں "

اور خانہ کعبہ میں حج کو جانے والوں کو وہاں دوسرے امام کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا فتوے دیا ۔ جس پر مستری مہر دین (لاہور) چودھری حاکم علی (چک پنیار) میر ناصر نواب (قادیان) نے عمل کیا ۔ بلکہ خود صاحبزادہ صاحب نے بھی ایک نماز اس فتوے کے ماتحت وہاں دوسرے امام کے پیچھے پڑھ لی ۔ گو بعد میں وہ دہرالی ہو ۔ ہندوستان میں ایک شخص کو جسے نماز دوسروں کے پیچھے نہ پڑھنے کی وجہ سے سخت تکلیفیں پہنچی تھیں اجازت دی کہ غیر از جماعت مسلمان کے پیچھے نماز پڑھ لے خواجہ کمال الدین صاحب کو ولایت میں ایسا ہی جواز کا فتوے دیا ۔ بہرحال حضرت مولوی صاحب مرحوم غیر از جماعت مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے تھے اور ایسے فتوے ان کے کئی ایک ہیں ۔ پس اگر ایک شخص جیسا کہ میاں صاحب نے لکھا ہے ۔ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کو جائز سمجھنے کی وجہ سے ناقابل امامت ہو جاتا ہے ۔ تو حضرت مولوی صاحب مرحوم کس طرح چھ سال تک قابل امامت ہی نہیں ۔ بلکہ جماعت کے خلیفہ بھی رہے ؟

ایسا ہی صاحبزادہ صاحب کا یہ اصول کہ مسائل اعتقادیہ میں تاویل ہو سکتی ہے ۔ مگر عملی مسائل میں کسی قول کی تاویل نہیں ہو سکتی ۔ بالکل بے اصل ہے آپ فرماتے ہیں کہ

" یہ کہنا درست نہ ہوگا ۔ کہ جب تم نبوت وغیرہ مسائل کے متعلق تاویل کو جائز سمجھتے ہو ۔ تو اس امر کے متعلق دوسرے فریق کی تاویلات کو کیوں صحیح نہیں سمجھتے اور کیوں ماؤل کی غلطی قرار دے کر ان کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے ہو اُسکا جواب یہ ہے ۔ کہ ماؤل کو رعایت مسائل اعتقادیہ میں ملتی ہے نہ کہ عملیہ میں "

سوال یہ ہے ۔ کہ یہ اصول کہاں سے لیا گیا ہے ۔ اور اس پر قرآن اور حدیث کی کوئی نص ہے ۔ یا کوئی اور ؟ اور اگر یہ اصول صحیح ہے ۔ تو حضرت مسیح موعود کی قلم کا لکھا ہوا فتوے نماز کے متعلق ہی جسب ذیل ہے جو

۱۷ مارچ ۱۹۰۸ء کے ایک خط کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

اور بدر مورخہ ۲۴ و ۳۱ دسمبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا ہے:

"جواب میں لکھا ہے کہ چونکہ عام طور پر اس ملک کے ملاں لوگوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھیرایا ہے اور فتوے لکھے ہیں اور باقی لوگ اُن کے پیرو ہیں۔ پس اگر ایسے لوگ ہوں کہ وہ صفائی پیش کرنے کے لئے اشتہار دیدیں۔ کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں ہیں۔ تو پھر اُن کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔ ورنہ جو شخص مسلمانوں کو کافر کہے وہ آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے نماز کیونکر پڑھیں۔ یہ تو شرع شریف کے روسے جائز نہیں" اب یہ فتوے بھی عمل کے متعلق ہے۔ اس کی تاویل تو ہو سکتی نہیں اور اس کی روسے بھی غیر جماعت مسلمانوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ہم بھی اسی حد تک صحیح سمجھتے ہیں یعنی کافر کہنے والوں کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے۔ اور جو مکفر مولویوں کے پیرو نہیں۔ اُن کے پیچھے جائز سمجھتے ہیں۔ پس کیا وجہ ہے۔ کہ لفظاً لفظاً حضرت صاحب کے فتوے کی تعمیل کی وجہ سے ہماری امامت ناجائز ہے کیا حضرت مسیح موعود خود بھی ناقابل امامت تھے؟ پھر اسی فتوے میں صراحت اسقدر ہے کہ جب یہ فتوے موجودہ تنازعہ سے پہلے اخبار بدر میں شائع ہوا تو اس پر عنوان یہ قائم کیا۔ کہ "کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے" کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہوتا۔ کہ حضرت صاحب کے اس فتوے سے اسوقت بھی یہی سمجھا گیا کہ بعض غیر احمدیوں کے پیچھے حضرت مسیح موعود نے نماز کو جائز قرار دیا ہے۔ آجکل کی تاویل کے مطابق اس سوال کا جواب یوں ہی ہو سکتا ہے۔ کہ ہر احمدی غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے۔ پھر ایک اور فتوے عمل کے متعلق ہی نماز جنازہ کا ہے۔

"سوال ہوا کہ جو آدمی اس سلسلہ میں داخل نہیں اسکا جنازہ جائز ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا اور ہمیں بُرا کہتا تھا اور بُرا سمجھتا تھا تو اُسکا جنازہ نہ پڑھو اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا۔ تو اسکا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم میں سے ہو"

اب یہ عمل کے متعلق فتوے ہے۔ اور اس کی بھی تاویل نہیں ہو سکتی۔ اور اسکی روسے بُرا کہنے والوں کو چھوڑ کر باقی مسلمانوں کا جو سلسلہ میں داخل نہیں جنازہ جائز قرار دیا ہے۔ اس فتوے کو کیوں پس پشت پھینکا جاتا ہے۔ اور کیوں آج ناقابل عمل قرار دیا جاتا ہے۔ پھر دوسرا فتوے مفتی صاحب کے قلم کا لکھا ہوا حسب ذیل ہے۔

"جو مخالف بُرا نہ بولتا ہو اسکا جنازہ جائز ہے" اور تیسرا فتوے حضرت صاحب کے اپنے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ جماعت بھڈیار کے معاہدہ پر ہے۔ جس میں یہ لفظ تھے "ہاں معمولی رنگ میں رہنے والے بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے" اور اس پر حضرت صاحب نے اپنے قلم سے یہ لفظ لکھے "بہت خوب اور مبارک ہے"

اب عمل کے متعلق فتوے ہونے کی وجہ سے ان فتاوے کی تاویل نہیں ہو سکتی اور فی الحقیقت بھی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اس کے خلاف کوئی فتوے حضرت مسیح موعود کا موجود ہی نہیں۔

پھر صاحبزادہ صاحب نے عقائد کی بحث چھیڑ دی ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ حضرت مسیح موعود کی ہتک کرتے ہیں۔ ہمیں بدنام کرنے کا یہ طریق صاحبزادہ صاحب کے لئے موزون نہیں۔ اگر کسی شخص نے ایک غلطی کی ہو تو اسے ساری جماعت کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔ میاں صاحب کی جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو آنحضرت صلعم پر حضرت مسیح موعود کو فضیلت دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک بڑے شخص نے ایک مجمع میں یہ کہا کہ مرزا صاحب آنحضرت صلعم سے ڈبل فورس کے ساتھ آئے ہیں۔ کیونکہ تیرہ سو سال بعد آئے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے چھ سو سال بعد آئے۔ گو یہ صریح ہتک آنحضرت صلعم کی ہے۔ مگر اس کی وجہ سے میں یہ نہیں کہونگا۔ کہ صاحبزادہ صاحب کی ساری جماعت ہی اس کی تحقیر کی ملزم ہے۔ یہ باتیں مصالحت کی تجویز میں لکھنا۔ کہ ہم یہ اقرار کریں کہ آیندہ حضرت مسیح موعود کی ہتک نہیں کریں گے۔ ہم پر گویا یہ حملہ ہے کہ ہم پہلے ہتک کرتے رہے ہیں۔ جب اشتہام کی باتوں کو عین تجویز مصالحت کے اندر بھی خود صاحبزادہ صاحب نہیں چھوڑ سکتے تو آیندہ کیا توقع رکھی جائے۔ پھر ایک یہ اقرار ہم سے چاہا گیا ہے۔ کہ آیندہ ہم حضرت مسیح موعود کی نبوت کی مطلق نفی نہیں کریں گے۔ عقاید کی بحث میں پڑنا ہے۔ جس کا یہ موقع نہ تھا۔ اس کے جواب میں یہ کہدینا ضروری ہے کہ ہم حضرت صاحب کی تشریح کے پابند ہیں۔ صاحبزادہ صاحب کے خیالات کے پابند نہیں ہو سکتے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہے سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ میرا نام اللہ کیطرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا ہے نہ حقیقی طور پر (حقیقۃ الوحی) پس ہم حضرت صاحب کو صرف مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی کہہ سکتے ہیں حضرت صاحب نے بارہا اپنی نبوت کو ظلی نبوت کہا ہے۔ اور ہم نبوت کے ظل میں اسیطرح کی نبوت مان سکتے ہیں۔ جس طرح الوہیت کے ظل میں الوہیت مان سکتے ہیں نہ ظل اللہ اللہ ہے نہ ظل نبی نبی۔ اور ہم حضرت صاحب کی ان صراحتوں کے پابند ہیں اور مطلق لفظ نبی کا استعمال آپ جائز نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے خود لکھا ہے۔

باقی آئندہ

" اسے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا " حقیقۃ الوحی ضمیمہ ۱۵ حاشیہ

" مگر اسکا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا - کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے " الوصیۃ صفحہ ۱۱

" نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے - کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو . . . . . . اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اسکو امتی بھی نہ کہا جاوے " تجلیات الٰہیہ

صاحبزادہ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے قادیان سے مرکز بدل کر حضرت مسیح موعود کے حکم کی مخالفت کی ہے جو الوصیت کی شرط ۱۵ میں ہے کہ یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے " سو بات یہ ہے - کہ ہمنے صرف فتنہ اور فساد سے بچنے کے لئے جس سے سلسلہ کو سخت نقصان پہنچا مرکز دوسری جگہ قائم کیا - اور اسوقت قائم کیا - جب صاحبزادہ صاحب نے خود حضرت صاحب کی اس تصریح کا خلاف کر کے کہ " انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے " (الوصیت شرط ۱۲) اور حضرت صاحب کی دوسری صریح تحریر کی - کہ آپ کے بعد کسی دوسرے شخص کو انجمن کا فیصلہ توڑنے کا حق نہ ہوگا - مخالفت کر کے انجمن کو کالعدم قرار دیا اور اس لئے ہمیں دوسری انجمن انہی اصول پر قائم کرنی پڑی جن اصول پر حضرت مسیح موعود نے صدر انجمن احمدیہ کو قائم کیا تھا -

یہ میں نے مختصر طور پر بعض ان الزامات کا جواب دیدیا ہے جو میاں صاحب نے شرائط مصالحت کی گفتگو میں ہم پر لگائے ہیں - ان امور پر بحث دوسرے وقت ہو سکتی ہے - یہ موقعہ نہیں اب شرائط مصالحت ہی طے ہونی چاہئیں -

تازہ خبریں

لارڈ کرزن کی تقریر

فرانس کی پالیسی پر حملے

لندن ۲۴ نومبر - لندن کے ایک جلسہ دعوت میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ کرزن نے کہا کہ جنگی جہازوں کے تخفیف کرنیکا کچھ فائدہ نہیں ہے - جبکہ بری فوجوں میں اضافہ کرنیکا ارادہ ہو - تمام قوموں کو اپنے حالات اور قابلیت کے مطابق عمل کرنا چاہئے -

کہا کہ برطانیہ قربانی کرنیکے لئے آمادہ نہیں ہو سکتا - جبکہ دوسری طاقتیں کچھ پرواہ نہیں کرتیں جس حال میں کہ برطانیہ جس کی بحری ذمہ واریاں دنیا میں سب سے زیادہ ہیں - اپنی بحری طاقت کم کرنیکو تیار ہے تو دوسری طاقتوں کے حملے دیگر ذرائع تیار کرنے کی کس طرح اجازت دی جا سکتی ہے - خواہ وہ بحری ہوں یا ہوائی - جس سے ہماری قربانی بیسود ہو جائیگی اور ہم خطرہ میں پڑ جائیں گے -

ضرورت یہ ہے کہ جرمنی پر واضح کر دیا جائے کہ شرائط صلحنامہ پر عمل کرنا ہوگا - اور انتظام کی کوئی پالیسی عمل میں لانے کی اجازت نہ دی جائے گی -

فرانس اور کمالیوں کے عہدنامے کے متعلق لارڈ کرزن نے کہا کہ اگر علیحدہ علیحدہ طاقتیں الگ عہدنامے کر لیں گی - تو یونانیوں اور ترکوں کے درمیان کبھی صلح نہ ہو سکے گی - اگر دول عظام نہ کام کریں تو صلح کی زیادہ امید ہے -

عہدنامہ افغانستان اور شہنشاہ معظم

لنڈن - ۲۴ نومبر - شہنشاہ معظم نے امیر صاحب افغانستان کو ایک پیغام بذریعہ تار بھیجا ہے جس میں امیر صاحب کے سابقہ جانشینوں اور برطانیہ کے مابین جو دوستی تھی اسکے ازسرنو بحال ہونے پر اپنی مسرت کا اظہار کیا ہے -

عہدنامہ افغانستان پر ڈیلی ایکسپریس کی رائے

لنڈن ۲۴ نومبر ڈیلی ایکسپریس افغانستان کے ساتھ جدید عہدنامہ کا خیر مقدم کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ ایک آزاد مسلمان سلطنت کیساتھ عہدنامہ ہونیسے یہ خیال قدرے دور ہو جائیگا - جو دور دراز تک پھیلا ہوا ہے - کہ گورنمنٹ برطانیہ کی پالیسی مسلمان سلطنتوں کے معاندانہ ہے

امرتسر - ۲۶ نومبر سردار جسونت سنگھ جھبالیہ تیجا سنگھ (سمندری)، دان سنگھ اور دو راہنمایان پنتھ جو گوردوارہ کی کنجیوں کے معاملہ کے متعلق ڈپٹی کمشنر کی غلط بیانیوں کی تردید کرنیکے لئے اجنالہ ضلع امرتسر گئے تھے گرفتار کر لئے گئے -

شرومنی کمیٹی کا امرتسر میں اجلاس ہو رہا تھا کمیٹی فوراً اجنالہ کی طرف روانہ ہوئی -

راہنمایان خالصہ کی گرفتاریاں

امرتسر ۲۶ رستمبر - سردار کھڑک سنگھ صدر - مہتاب سنگھ سکرٹری - سندر سنگھ لائلپوری اور تین دیگر راہنمایان ملت جو پہلے پانچ بزرگوں کی گرفتاری کے بعد شرومنی کمیٹی کے ساتھ اجنالہ گئے تھے گرفتار کر لئے گئے - مزید گرفتاریوں کی توقع کی جاتی ہے -

(ابن سعود کی کامیابی پر لنڈن میں خطرہ)

(ابن سعود مکہ معظمہ کی طرف بڑھیگا)

لندن ۲۴ نومبر بحرین سے اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ ابن سعود سلطان نجد نے ابن رشید کو شکست دیدی ہے، اور ان کے پائیگاہ پر قبضہ کر لیا ہے - اس اطلاع کے ضمن میں لندن میں یہ بیان کیا جاتا ہے - کہ اگر اس کامیابی کی تصدیق ہو گئی تو اسکے معنی یہ ہوں گے - ابن سعود کے اقتدار و اثر کو تقویت نصیب ہوگی - اور پھر وہ مکہ کی طرف قدم اٹھائیگا -

بلفاسٹ میں قتل و غارت

(حکومت کا ارادہ)

لندن ۲۴ نومبر - پیر کے دن سے آج تک بلفاسٹ میں ۱۵ آدمی مقتول اور ۵۰ سے اسی مجروح ہوئے ہیں

السٹر کابینہ نے رئیس بلدہ اور پولیس سے مشورہ کرنیکے بعد

خواجہ صاحب کا تازہ کلام

ولنبلونکم لبشئ الخ

ہمقریں اگر گلم فتادہ گل ۔ غم مخور ا بوستان شود حاصل
من نیم - از مشیتش بدل ۔ اصطفا - ز ابتلا شود کامل

تو نہ درسوز - دیدہ اعجاز
یافتہ آب - ز آتشے - پرواز

(بیچارگی باعث ترک شرک ذریعہ حصول اخلاق فاضلہ)

تو بہ بیچارگی ام مشو خنداں ۔ ترک شرک آمدہ دریں پنہاں
چوں شدم فارغ از امید کساں ۔ بازوام یار ہمہ تم ساماں

بیکسی ام چو بیکسہ ساخت مرا
شان یکتائی اش - نواخت مرا

ولنبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم
مصیبۃ الخ

دوستو! تمنے چھوڑکر تنہا ۔ مجکو - منزل کا راہ تبلایا
ہوگئی زہر - میرے حق میں دوا ۔ بن گئی تیغ - میرا آئینا

ما منم ظل لاشریک - آمد
ہر کسے ایں مقام کے یابد

عسیٰ ان تکرھوا شئ وھو
خیر لکم

ہے عجیب - اغیر دوستی پالے ۔ دوست سے جان کو پڑے لالے
سخن تلخ تو زبان کھولے ۔ حرف شیریں - ہونٹ سی ڈالے

اے بسا خیر در کراہت شد
ہمہ تکلیف در محبت شد

مورخہ ۲۹ نومبر ۲۱ء ۔ خواجہ کمال الدین
* مضے ما مضے - ۔ از جہاز ڈیلٹا سواحل عرب

حضرت جناب خواجہ صاحب ۲۲ نومبر ۲۱ء کو بخیریت و وکنگ پہنچ گئے ہیں۔ مولوی دوست محمد و مصطفیٰ خان صاحب اواخر دسمبر ۲۱ لندن سے بعزم ہند روانہ ہوں گے۔

مدینۃ المسیح لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۰ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۲۱ء

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر بزرگان سلسلہ اللہ تعالے کے فضل سے بخیریت خدمات دین میں مشغول ہیں۔ سالانہ جلسہ کے انتظامی امور کے لئے احباب لاہور کے فرائض مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ مولانا مولوی صدرالدین صاحب کے بعد از مغرب درس قرآن کے علاوہ بعض احباب کی درخواست پر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ خود بھی قرآن کریم کا ایک درس قبل از نماز عشا مسجد احمدیہ میں دیتے ہیں

مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کی خوشنودی مزاج کے خطوط قادیان سے برابر آتے رہتے ہیں

سنا گیا ہے کہ مولانا نے صاحبزادہ صاحب کو ان کے عقاید کے بارہ میں بھی مفصل لکھا ہے۔ اخبار فاروق نے بمد ۳۵ و بمد ۳۶ میں حضرت امیر اور دیگر بزرگان سلسلہ کے قادیان تشریف لیجانے کی خبر کو جن بازاری الفاظ میں لکھا ہے اس پر ہم انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں کی زبان درازیوں کا جواب دے۔ ایڈیٹر صاحب فاروق نے یہ بھی غلط لکھا ہے کہ وہ امیر پیغام مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو معہ دس دیگر ہمراہیان ...... مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کو لاہور لیجانے کے واسطے آئے اور باوجود

مسلم اہلیہ پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ پرنٹر و پبلشر احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

سبھی تمام امیر پیغام اپنے ارادے میں ناکام ہو کر پھر واپس لاہور چلے گئے - مولوی صاحب ممدوح نے جانے سے انکار کر دیا"

جن لوگوں نے اخبار کی گذشتہ اشاعت کو ملاحظہ فرمایا ہے - ان کو معلوم ہو گیا ہوگا - کہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر بزرگان سلسلہ کس غرض کیلئے قادیان تشریف لیگئے تھے - آیا وہ مولانا مولوی سید محمد احسن کی استدعا پر وہاں گئے تھے یا اپنے طور پر ان کو لاہور لانے کے لئے تشریف لے گئے - افسوس ہے - ان لوگوں نے ہماری مخالفت میں جھوٹ کو بھی روا سمجھ رکھا ہے -

انجیل عمل یا راز حیات پر ایک نظر

حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام ہندوستان میں ایک کتاب راز حیات یا انجیل عمل کے نام سے تالیف فرمائی ہے - خواجہ صاحب موصوف کا نام ہی کتاب کی خوبی کے لئے کافی ضمانت ہے - اس کتاب میں بعض آیات قرآنی کی نہایت لطیف تفسیر کی گئی ہے اور فلسفیانہ انداز میں مسیحی عقیدہ کفارہ اور اسلامی تعلیم ضرورت عمل کا مقابلہ کیا گیا ہے - اس کتاب کے بعض اقتباسات کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا خواجہ صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں -

اس ذلت سے بچنے کے لئے قرآن کریم نے کیا اچھی مثال دی تھی - جسے بدقسمت مسلمان نے طوطے کی طرح رٹا - اسکو زبان پر دھرانا تو اپنے لئے موجب سعادت سمجھا - اور وہ واقعی تھا بھی - لیکن نہ ان لفظوں کی تلاوت بلکہ ان کے معانی کو اپنا دستور العمل بنانا تھا جو اسے شرافت انسانیت عطا کرتا - افمن یمشی مکبا علی وجھہ اھدی امن یمشی سویا علی صراط مستقیم -

ترجمہ - کیا وہ مخلوق جو سر نیچے کئے ہوئے ہے - سیدھا راستہ دیکھنے میں زیادہ ہدایت پر ہے - یا وہ جس کا سر سیدھا ہے - خدا نے تمہیں آنکھ - کان اور دل دیا ہے لیکن تم میں بہت کم ہیں جو ان کی پوری قدر کرتے ہیں ....

کیا سچی حقیقت ان پیارے لفظوں میں کھولدی گئی ہے - یہ ربانی الفاظ صحیفہ قدرت میں کے دو مخلوق کیطرف اشارہ کرتے ہیں - ایک وہ جس کی گردن اور سر زمین کی طرف ہے یعنی چارپائے اور ایک وہ جس کا سر بلند و بالا ہے یعنی انسان قرآن کا پڑھنے والا - اس رمز کو سمجھے کہ قرآن کیا کہہ گیا - وہ اپنی گردن کو دیکھے - اسکی بناوٹ اور لچک پر غور کرے - اپنی آنکھ اور کان کے مقام کو دیکھے پھر ان چیزوں کو حیوانوں میں دیکھے پھر خالق کی منشاء پر غور کرے - حیوان ایک گز یا ڈیڑھ گز سے آگے نہیں دیکھ سکتا - لیکن انسان کی حد نگاہ کا تو اندازہ ہی کچھ نہیں - حیوان کی گردن اسے دائیں بائیں دور تک دیکھنے سے مانع ہے لیکن انسانی گردن کی لچک تو اسکے راست و چپ اسکے نشیب و فراز اسکے آگے پیچھے کے حدود کا کوئی اندازہ ہی نہیں رہنے دیتی - ان کے حدود اسکی اپنی ہمت و حرکت پر حصر رکھتے ہیں - اس ہی لئے رہ راست پر چلنے کے لئے حیوان کی رسی انسان کے ہاتھ میں دی گئی لیکن اس انسان کو ہم کیا کہیں جس نے ان عطیات کے ہوتے ہوئے اپنی رسی دوسروں کے حوالہ کی حیوانوں کی طرح وہ دوسروں کے پیچھے ہو لیا - اخلاق میں اعمال میں سیرت میں - الغرض ہر نقل و حرکت میں مسلمان اپنی چال بھول گئے -

صبغۃ اللہ

کو چھوڑ کر دوسروں کے رنگ میں رنگین ہو گئے تمہارے نزدیک یہ تہذیب ہوگی - لیکن ہماری نگاہ میں تو تم من یمشی مکبا علی وجھہ کے مصداق ہو تم اسدن انسان کہلاؤ گے - جب تمہاری رسی تمہارے ہاتھ میں ہوگی - جب تمہاری گردن سویا کا رنگ اختیار کریگی - اپنے رستہ کی تلاش کیلئے تم اپنی آنکھیں آپ استعمال کرو گے - جب اخبار دنیا پر محاکمہ کرنے کے لئے تم اپنے کان آپ استعمال کرو گے - اور دوسروں کے بتائے ہوئے واقعات کو کیا توجہ نہ سمجھو گے - چنانچہ آیت مذکورہ بالا کا دوسرا حصہ اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے - فرمایا

" ہمنے تمہیں آنکھ دی - کان دیئے - لیکن تمنے بہت کم شکر گذاری کی"

شکر گذاری سے مراد بار بار الحمد للہ کا زبان پر لانا نہیں - بلکہ ان عطیات الٰہی کو صحیح طور پر استعمال کرنا ہے - تم آنکھ کان اور دل کے لئے دن میں لاکھ دفعہ خدا کی حمد و ستائیش کرو - پھر بھی تم سے بڑھکر کوئی اور کافر نعمت نہیں ہو سکتا - اگر تم نے اپنی آنکھ اور کان اور دل کا استعمال اپنے لئے خود آپ نہیں کیا - بلکہ انہیں معطل کر کے دوسرے کی آنکھ کان کو اپنا راہنما بنایا - دیکھو کس خوبصورتی سے اس آیت میں حیوان و انسان کی گردن و سر کیطرف اشارہ کر کے انسان کی آنکھ کان اور دل کا ذکر کر دیا - بات یہ ہے کہ انسان کے حواس خمسہ میں باقی حواس کے مقابل بینائی اور شنوائی ہی حصول علم کا بہترین ذریعہ ہیں - یہی دو اعضاء واقعات عالم جمع کر کے دل کے آگے پیش کرتے ہیں - جن پر دل محاکمہ کر کے انسان کے آئیندہ افعال و اعمال کو مختلف سانچوں میں ڈھال دیتا ہے -

الغرض جو انسان اپنا دل دماغ اپنی آنکھ کان خود استعمال کرنا نہیں جانتا یا نہیں کرتا - وہ اس فیصلہ خداوندی کے ماتحت کالانعام ہے اسکی رسی دوسروں کے ہاتھ میں ہے - خدا تعالے اسے دوسروں کا محکوم کریگا - دوسروں کا بوجھ اسکے سر پر ہوگا وہ رات دن محنت شاقہ کریگا - اسکے سر کا پسینہ پاؤں تک پہنچیگا - لیکن اس محنت شاقہ کے ثمر کا صرف اسقدر حصہ اسے ملیگا - جو قوت لایموت کا کام دے سکے بقیہ کل کا کل اسکی جیب میں جائیگا - جو اپنی آنکھ اور کان کو استعمال کرتا ہے - (باقی دارد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح

جلد ۱۱ | بابت ۶ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ | نمبر ۲۳

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ

تشہد او تعوذ کے بعد وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین۔ آخر رکوع تک سورہ آل عمران کا رکوع ۱۵ تلاوت کے بعد فرمایا ان آیتوں میں پہلی آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض ایک رسول ہی ہیں ان سے پہلے تمام رسول گذر چکے ہیں یا فوت ہو چکے ہیں انہوں نے بھی بالآخر اس دنیا سے گذرنا ہے یا فوت ہو جانا ہے۔ پھر کیا اگر آپ فات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اے مسلمانوں کفر میں واپس چلے جاؤ گے۔ اور جو کوئی تم میں سے کفر کی طرف واپس لوٹ جائے وہ اللہ تعالیٰ کا تو کچھ بگاڑتا نہیں اللہ تعالیٰ تو اپنے شکر گذار بندوں کو جزا دیگا۔ اس آیت کا نزول جنگ احد کے متعلق ہے۔ کہ جب آپ کی وفات یا قتل ہو جانے کی خبر دشمنوں نے مشہور کر دی تھی اسی کے متعلق اس کا نزول ہے۔ اس میں منجملہ اور مضامین کے جو اس آیت سے اخذ ہو سکتے ہیں ایک بات یہ بھی ہے اور یہ ایک بڑی عظیم الشان بات ہے کہ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وفات پا جانا بھی کسی مسلمان کو اس تعلیم اور ان اصولوں سے جو خود ان کی وساطت سے حاصل کر چکا ہے پھیر نہیں سکتا اور نہ ان کی وفات کے سبب ان باتوں کو اختیار کر سکتا ہے۔ کہ جن کو چھوڑ کر وہ آیا ہے اس سے صاف طور پر یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ اسلام میں اتنے بڑے عظیم الشان انسان کی موت یا وفات کا اثر بھی مسلمانوں کی تعلیم اور اصولوں پر کچھ نہیں پہنچنا چاہیئے۔ حالانکہ آپ کی شخصیت اس قدر بلند ہے کہ اگر محض شخصیت کی بنا پر کسی کی پرستش جائز ہوتی تو وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے آپ کی پیدائش سے پہلے اس زمین پر کوئی انسان آپ کی شخصیت کے برابر کا پیدا نہیں ہوا اور نہ آپ کی وفات کے بعد اب تک کوئی ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہوگا۔ آپ کی اس بلندیٔ شخصیت کا نہ صرف مسلمانوں کو ہی بلکہ اسلام کے دشمنوں اور مخالفوں کو بھی اعتراف ہے کہ اس زبردست شخصیت کا انسان دنیا میں اور کوئی نہیں ہوا۔ آپ میں بہت بڑی قوت قدسی تھی اتنی بڑی طاقت اور کسی میں نظر نہیں آتی عرب جیسے اکھڑ لوگوں کے صدیوں کے بد اعتقادات عادات اور رسوم آپکے ایک لفظ کے ساتھ اڑ گئے جنکو دوسرے لوگ اپنی مدت کی کوششوں کے باوجود بھی نہیں دور کر سکے تھے۔ آپ کے اشارہ سے پہاڑوں کی طرح اڑ گئے آج کل اسلام کی راہ میں جو روکاوٹیں نظر آتی ہیں اس سے بڑھ کر بھی روکاوٹیں اس وقت عرب میں موجود تھیں اگر کوئی ان دونوں میں مقابلہ کرنے بیٹھے تو عربوں کے رسم و رواج اور گندے عقائد بہت کچھ ان رسوم اور عقاید سے ملتے ہیں۔ کہ جو آج کل یورپ میں پائے جاتے ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے عرب میں ان باتوں کا نام تک نہیں چھوڑا۔ پہاڑوں کا اڑنا آسان ہے مگر صدیوں کی طبیعت میں راسخ شدہ رسوم اور عادات کا دور کرنا مشکل ہے یہ آپ کی ہی قوت قدسی کا اثر ہے کہ یہ سہل ہیں

عرب کا زمین آسمان تک بدل گیا

پس شخصیت کے لحاظ سے اگر کوئی شخص قابل پرستش ہو سکتا ہے تو وہ مسیح مریم کا بیٹا نہیں ہو سکتا کہ جو کل بنی اسرائیل کو تو کیا چند حواریوں کو بھی پاک نہ کر سکا وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے پس

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بہت ہی بلند ہے۔

اور یہ ممکن ہے کہ جن قوموں نے مسیح جیسے کمزور انسان کو خدا مان لیا جب وہ اپنی توجہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیریں تو آپ کے شاندار کارناموں کو دیکھکر جن کے سامنے مسیح کے کام کوئی چیز نہیں [illegible] یاد رہے کہ ہم انبیاء میں مقابلہ اس غرض سے نہیں کرتے کہ ہم نعوذ باللہ ان کی ہتک کرتے یا ان کو نبی نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ہم ان کو نبی اور رسول مان کر ان کی عزت کرتے ہیں مگر محض ان کے کاموں کے لحاظ سے ان میں سے ایک کو دوسرے سے افضل سمجھتے ہیں [illegible] مسیح میں ان کارناموں کا کوئی نام و نشان تک نہیں اس لئے جب وہ مسیح کے بالمقابل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کاموں کو دیکھیں تو نبی کریم کے متعلق بھی غلو سے کام لیں کیونکہ کسی امر میں غلو کرنے کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی محبت یا دشمنی میں حد سے نکل جائیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک شخص کی خطرناک دشمنی سے نکل کر انسان محبت کی طرف آتا ہے تو محبت میں بھی حد سے بڑھ جاتا ہے۔ مگر اس کا علاج بھی نبی کریم صلعم کی تعلیم میں موجود ہے اعلیٰ

تعلیم اور رشاندار کاموں کے علاوہ آپ میں چشم دور بین بھی تھی لوگ دنیا میں اپنے رسولوں پیغمبروں اور پیروں کے متعلق اکثر غلو سے کام لیتے ہیں۔ آپ نے نہایت دور اندیشی سے اس کلمہ میں جو کسی نو مسلم کو سب سے پہلے پڑھاتے ہیں اور جو ہم خود رات دن پڑھتے ہیں اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ اپنی عبودیت اور انسان ہونے کا اقرار اور اعتراف رکھدیا تاکہ یہ بات مسلمان ہونے کے ساتھ ہی دل میں آجائے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم المرتبہ رسول بھی انسان ہی ہے۔ یہ بڑی عظیم الشان بات ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے۔ کہ جو مسلمانوں کو دی گئی ہے کہ

تعلیم کے بالمقابل شخصیت کوئی چیز نہیں۔

اصل چیز تعلیم و اصول ہیں ان پر شخصیت کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا رسولوں کی شخصیت بھی صرف اس لحاظ تک رکھی ہے کہ وہ اس تعلیم پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہے عمل کر کے دکھاتے ہیں ان کی محبت عزت اور عظمت اس حد تک ہونی چاہیئے کہ جس حد تک وہ دین کے لئے عملی نمونہ بن کر ہادی اور رہنما کا کام دیتے ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو الٰہی تعلیم پر عمل نے ہی اس قدر بلند کر دیا ہے آپ نے جو کچھ کر کے دکھایا اسی سے آپ کی عظمت دلوں پر قائم ہوئی ہے اور ہمارے دلوں میں آپ کی عظمت اور محبت سب دنیا سے بڑھ کر اس لئے ہے کہ آپ نے ایک کامل تعلیم پر کامل طور پر عمل کر کے دکھایا۔ اور دنیا کے لئے ایک کامل نمونہ بن گئے ہر ایک شخص آپ کے کاموں کے سبب سے ہی آپ سے محبت کرتا تھا۔ آپ کے دل میں بھی آپ کی عزت اور عظمت اسی وجہ سے تھی کہ آپ ان کے لئے روشنی اور ہدایت کا کام دیتے تھے۔ اور خود اس تعلیم پر سب سے بڑھ کر عمل کر کے دکھاتے تھے اس کے بعد بھی کسی کی عظمت کا یہی معیار ہے کہ کوئی شخص کس قدر اس تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ الٰہی تعلیم پر عمل سے ہی دل میں کسی کی عظمت پیدا ہونی چاہیئے کسی کو پیر بنا کر یا نمبردار بنا کر بڑا مان لینا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ یہ صرف نظر کے دہوکے ہیں کسی کی بڑائی اور

عظمت کا معیار صرف ایک ہی ہے،

جو قرآن کریم نے بتایا ہے خواہ کوئی محدث ہو مجدد ہو اولیا اللہ میں سے ہو کوئی ہو مگر اس کے متعلق دیکھنا یہی چاہیئے کہ وہ کس حد تک قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر کے دکھاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق کا پتہ صرف اسی سے لگ سکتا ہے ورنہ تعلق باللہ کے مدعی کئی ہیں مگر اس تعلق باللہ کا ثبوت صرف اسی طرح مل سکتا ہے کہ وہ اس تعلق کے سبب قرآن کریم کی تعلیم پر کس قدر عمل کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیم اور اصل معیار عظمت یہی ہے کہ اس کی تعلیم اور عمل کو دیکھا جائے آیا اس سے اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے یا نہیں۔

تمام قسم کے غلو یعنی بیجا محبت اور بے جا دشمنی سے بچنا ہوتا ہے یعنی کسی کی محض شخصیت کی وجہ سے اس کے ساتھ محبت کرنا یا اس کے ساتھ دشمنی کرنا دونوں ناجائز ہیں۔ دیکھنے کے قابل صرف یہ بات ہوتی ہے کہ کسی کی تعلیم یا کسی کے عقاید کیا ہیں۔ اور کس حد تک سچی تعلیم پر عمل ہیں دوسروں کے لئے نمونہ بنتا ہے ہمارے آپس کے اختلافات بھی اسی معیار سے حل ہونے چاہئیں عقائد اور اصول میں ہمیشہ سے انسانوں میں

اختلاف ہوتا چلا آیا ہے۔

ہم میں بھی ایک اختلاف ہوا ہے اس اختلاف پر کتابیں اور رسالوں میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور اس قدر لکھا جا چکا ہے کہ اب اس پر لکھنے کی ضرورت باقی نہیں ہوتی دراصل کتابیں لکھنے سے یہ اختلاف مٹ بھی نہیں سکتے بلکہ ان کتابوں کی بنا پر اختلافات کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے ہر ایک بات پر اس قدر لکھا گیا ہے کہ دونوں طرف کی تحریرات کو پڑھ کر فیصلہ کرنا بہت ہی مشکل ہے بس کس کس کتاب کو پڑھیں ان کتابوں اور اختلافی تحریروں سے دراصل قوت عمل کو نقصان پہنچتا ہے مسلمانوں میں قوت عمل تو پہلے کوئی نہیں اب لفظی جھگڑوں میں پڑ کر وہ اور بھی اس کو ضایع کر رہے ہیں۔ دراصل فیصلہ اسی طرح آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے کہ اس معیار کو سامنے رکھ لیا جائے کہ

اصل عظمت کی وجہ شخصیت نہیں۔

بلکہ تعلیم جو کوئی شخص دیتا ہے اور عمل ہے جو وہ کر دکھاتا ہے اس معیار پر اگر موجودہ زمانہ کو پہچاننے کی کوشش کی جاتی تو کچھ مشکل نہ تھا اور یہ معیار ہر ایک کے ساتھ عام ہے خود وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہوں یا مرزا صاحب کے بیٹے یا کسی اور بزرگ کی اولاد دیر رشتے اور تعلقات کسی شخص کو حقیقی عزت کا مستحق قرار نہیں دیتے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کی بڑائی اگر اس لئے ہے کہ وہ رسول اللہ کے نواسے ہیں تو خود محمد رسول اللہ صلعم کس کے نواسے ہیں۔ اور ان کا نام بھی کتنے آدمیوں کو معلوم ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی عظمت اور عزت اس لئے نہیں کہ وہ ان کا نواسہ ہے بلکہ جو بات اس کو قابل عزت ٹھہراتی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے

تعلیم حقہ پر عمل کا ایک عظیم الشان نمونہ

صبر کے رنگ میں دکھایا اور تلوار گردن پر چلوا لینا آسان سمجھا مگر اس شخص کی بیعت کو مشکل سمجھا جسے وہ بیعت لینے کا اہل نہ سمجھتا تھا۔ بلکہ اس کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور اصول کی حفاظت کے لئے اپنی جان تک دے دینے سے دریغ نہیں کیا پس کسی بزرگ سے تعلق یا رشتہ کی وجہ سے کوئی شخص قابل عزت نہیں ہو سکتا بلکہ عمل اور تعلیم سے ہی قابل عظمت ہوتا ہے۔ پس ہم کسی کی بے جا محبت

[illegible] ہم نے تعلیم دی تھا اور عقیدہ کی وجہ
سے حضرت [illegible] کی [illegible] اور عقیدہ کو معرض
خطر میں [illegible] ... اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا
[illegible] قادیان میں موجود تھی تو قادیان میں آ جانا
کو سکون اور قیام [illegible] مرزا صاحب کا بیٹا تھا اور [illegible] وہاں تھا
قادیان [illegible] مقابل تعلیم اور عقیدہ تھا ہم نے
ان چیزوں سے [illegible] کو قبول نہ کیا۔ ایک ذات حضرت صاحب
کی اولاد [illegible] مگر دوسری طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
اور [illegible] باتوں [illegible]

[illegible] باتوں [illegible] کسی بات کو [illegible] نظر میں رکھ [illegible]
اس بات کو [illegible] ان کو [illegible] ہمارے ساتھ [illegible]
[illegible] ایک آدمی کی [illegible]
عقیدہ [illegible] قائم رہنا چاہیے عقیدہ اور [illegible] حضرت
صاحب [illegible] مولوی [illegible] صاحب
[illegible] دونوں صاحب [illegible] ہم نے عقیدہ کے
بالمقابل [illegible] آخر ان کو جب قادیان سے اس
قسم کی تحریریں [illegible] کتاب میں موجود ہے
ہمارے خلاف [illegible]

آپ اس [illegible] اور اپنے خیالات [illegible] کریں

[illegible] کی قدر
[illegible] آپ کے دل
میں حضرت صاحب کی اولاد کی [illegible] اور اسی [illegible] محبت نے [illegible]
کو ہمارے ساتھ ہونے [illegible] اور [illegible] کو ایک چھوٹی چیز
کے بدلے میں قربان کر دیا۔ آپ کے دل میں بھی حضرت صاحب کی اولاد کی محبت
بہت تھی اور یہ محبت شروع سے تھی مولانا نورالدین صاحب مرحوم کی زندگی میں
ہی آپ میاں صاحب سے بہت محبت کرتے تھے اور اسی محبت نے آپ کو اختلاف
کے وقت میاں صاحب کی طرف رہنے دیا اور غور کرنے کا موقعہ نہ دیا۔ مگر جب آپ کو
قادیان سے اس قسم کی تحریریں پہنچیں تو آپ کو اصل حالات سے اطلاع ہوئی
اور آپ نے فوراً اس خطرہ کو محسوس کیا اور مدت تک میاں صاحب کو ان کے
غلط عقائد کے بارے میں لکھا اور ان کے توجہ نہ کرنے پر آخر تنبیہ بھی کی اور زبردست
کتابیں اور مضامین لکھے اور بڑے زور کے ساتھ ان کے تمام غلط عقائد کی تردید
کی کچھ عرصہ کے بعد آج پھر مولانا قادیان میں ہیں ان کے متعلق ایک نوٹ اخبار

الفضل میں چھپا ہوا بعض لوگوں نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ وہ قادیان میں کچھ تحقیقات
کر رہے ہیں۔ اب اس وقت پچاس برس کی عمر پر عقائد کی تحقیقات کا خیال
بھی ان کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ ان ایک خط
آج ہی مجھے ملا ہے کہ وہ عقیدہ کے متعلق کوئی تحقیقات نہیں کر رہے بلکہ کھلے کارڈ
کے اندر لکھا ہے کہ

میں ان مسائل بنیز کو کہ جن کو میں اختیار کر چکا ہوا ہوں کبھی ترک نہیں کر سکتا۔

یہی (عقائد اور مسائل) وہ چیزیں ہیں کہ جن میں مولانا کو ہم سے اتفاق تھا تو وہ
ہماری طرف آئے۔ اور اب بھی انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ان کو ترک نہیں
کر سکتے ہمیں کسی کی شخصیت سے کیا تعلق میاں صاحب کی شخصیت کو کوئی بُرا سمجھے مگر
وہ عقائد میں ہمارے ساتھ ہے تو ہمارے ہی ساتھ ہے محض کسی بزرگ سے
رشتہ یا تعلق حقیقی عظمت اور عزت کو قائم نہیں کر سکتا شیخ عبدالحق صاحب
شملوی کی زبانی اور بعض ایک ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مولانا نے ایک خط

عقائد کے بارہ میں صاحبزادہ صاحب کو لکھا ہے

جس کا جواب امید ہے میاں صاحب صفائی سے دیں گے۔ مولانا ہرگز اس بات
کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ حضرت مسیح موعود حقیقی اور کامل طور پر نبی تھے اور ان کی
نبوت ایسی ہی تھی جیسی آنحضرت صلعم کی اور وہ نبوت ایسی ہے جس کے انکار
سے عرب و عجم کے کل مسلمان کافر ہو گئے۔ اور یہی ہمارا اختلاف میاں صاحب کے
ساتھ ہے۔ ہماری جنگ کسی کے ساتھ شخصیت کی بنا پر نہیں ہماری جنگ تعلیم
اور عقائد کے ساتھ ہے۔ تمہارے سامنے فیصلہ کے لئے آسان راہ ہے کہ تم یہ دیکھ لو
کہ مرزا صاحب کی تعلیم کیا ہے۔ اور کون اس پر قائم ہے اور یہی ایک فیصلہ کن
بات ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ جب بعض طبائع میں یہ خلش پیدا ہوتی
ہے کہ حضرت صاحب کس طرح آنحضرت صلعم کے بعد باوجود تصریحات کے
کامل نبی ہو سکتے ہیں، تو کبھی یہ کہدیا جاتا ہے کہ ہم بھی حضرت صاحب کو جزوی
نبی مانتے ہیں مگر ان گول مول باتوں کا اثر ہر ایک شخص پر نہیں ہو سکتا بات تو
موٹی ہے

کیا ظلی اور بروزی اور اصل بھی ایک ہو سکتے ہیں۔ کبھی

کیا سایہ اور اصل ایک ہیں شیشہ میں جس چیز کا عکس پڑتا ہے وہ چیز اور وہ عکس بھی
ایک ہو سکتے ہیں۔ تصویر میں گو جسم انسان کے خط و خال اور اعضا سب کچھ نظر
آتے ہیں مگر کوئی شخص اصل اور تصویر کو ایک نہیں کہہ سکتا۔ شیشہ میں آفتاب کا
عکس نظر آتا ہے کیا وہ آفتاب جو شیشہ میں ہے اور وہ آفتاب جو آسمان پر ہے
دونوں برابر ہیں۔ نفس آفتاب کے لحاظ سے ایک ہیں۔ کہہ کوئی عقلمند اس کو نہ

سکتا ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ سلطان عادل ظل اللہ ہے تو کیا بادشاہ اللہ ہو سکتا ہے پس جس طرح ظل اللہ اللہ نہیں ہو سکتا اسی طرح ظل نبی نبی نہیں ہو سکتا ظل میں صرف بعض اوصاف اصل کے پائے جایا کرتے ہیں اولیا اللہ میں بعض صفات الٰہیہ کا بھی انعکاس ہوتا ہے۔ مگر وہ ان صفات کے انعکاس کے سبب اللہ نہیں ہو سکتے اور نہ ان صفات کو کامل طور پر الٰہی صفات کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے ظلی نبی میں بھی بعض صفات نبی کا انعکاس ہوتا ہے وہ نبی نہیں ہو سکتے پس جس طرح ظل اللہ بعض صفات الٰہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح

ظلی نبی میں بھی بعض صفات نبی ہوتی ہیں

حضرت صاحب نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ میں بروزی طور پر خاتم الانبیا بھی ہوں۔ میں ظلی طور پر محمد ہوں کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ آپ فی الحقیقت خاتم الانبیا ہیں اور حقیقی طور پر محمد ہیں۔ بلکہ اس کے صاف معنی یہی تھے کہ ان کی بعض صفات کو لئے ہوئے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کو اپنے اندر لیتا ہے وہ ظل اللہ کہلاتا ہے۔ اور جو نبی کی بعض صفات کو لیتا ہے وہ ظلی نبی کہلاتا ہے۔

پھر یہ کس قدر باطل عقیدہ ہے کہ تیرہ سو سال میں اب تک اسلام کے اندر کسی شخص میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انعکاس ظاہر نہیں ہوا گویا آج تک کسی ولی اللہ کے دل کا شیشہ صاف نہیں ہو سکا۔ کہ جس میں نبوت کا انعکاس پڑتا اور ظلی نبی ہوتا یہ وہ باطل عقاید ہیں کہ جن کی وجہ سے ہم ان لوگوں سے علیحدہ ہوئے اور ان پر بہت کچھ لکھنا پڑا اب ہم ان باتوں کو چھوڑنا چاہتے ہیں اس وقت چونکہ ایک بات پیدا ہو گئی ہے اس لئے مجبوراً مجھے اس پر کہنا پڑا ہے جہاں تک ہو سکے اب ہمیں اس قسم کی بحثوں میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ ہم تو اس وقت بھی

اگر مسلمانوں کو کافر نہ کہا جاتا

تو چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہ کرتے یہ گھنونا اور غلیظ عقیدہ کہ قرآن کو ماننے والے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھنے والے کافر ہیں اس قابل نہ تھا کہ اس پر خاموش رہا جاتا اگر نبوت کے عقیدہ کو بھی وہ مانتے رہتے تو اس پر لفظی بحثیں کرنے کی ضرورت نہ تھی مگر اس کا اثر چونکہ یہ ہے کہ اسلام میں ایک فتنہ عظیم پیدا ہوتا ہے اور روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر قرار دینا پڑتا ہے اس لئے مسئلہ نبوت پر بھی بحث کرنی پڑی۔

حضرت مرزا صاحب قطعاً غیر از جماعت لوگوں کو کافر نہ سمجھتے تھے

ان کے الفاظ سے بڑھ کر ان کا عمل موجود ہے۔ کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے جنازے پڑھتے رہے اور ان کے جواز کے فتوے دیتے رہے۔ انہوں نے عملاً یہ دکھلا دیا ہے کہ وہ ان کو مسلمان سمجھتے تھے لفظی بحثوں میں پڑنے اور بال کی کھال نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ عمل کو دیکھ کر کوئی بات تعلیم سے تلاش کرنے کی بھی ضرورت نہیں

بالفرض محال اگر اس کے الفاظ سے اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے تو بھی اشتباہ کا فائدہ کافر کہنے والے کو مل سکتا ہے نہ کہ کافر کہنے والے کو کیونکہ عدالتوں میں بھی جب کسی شخص کے مجرم ہونے میں اشتباہ واقع ہو جائے کہ آیا وہ مجرم ہے یا نہیں تو اس اشتباہ کا فائدہ ملزم کو دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو کافر کہنا ایک خطرناک امر ہے ہمارے دوست اگلے دن ایک بڑے مولانا صاحب کے پاس گئے تھے اور ان کو یہ بات سمجھائی گئی کہ

مرزا صاحب نے قطعاً نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔

انہوں نے کہا کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ ہم ان کو کافر نہ کہیں اگر کفر کا فتوے بھی ہم کسی پر نہ دیں تو پھر ہماری ضرورت ہی کیا ہے۔ اور یہ بات سچ بھی ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو کافر بنانے کے سوا اور کر ہی کیا سکتے ہیں۔ کافروں کو مسلمان بنانے سے تو یہ رہے مسلمانوں کو کافر نہ بنائیں تو کیا کریں۔ یہ رشتہ اسلام کو برباد کرنے والے لوگ ہیں کہ جو مسلمانوں کو کافر بنانے پھرتے ہیں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ تمہارے منہ سے جو آخری بات نکلے وہ یہی ہو کہ تم کسی مسلمان کو کافر نہ کہو اگر کسی نے کسی مسلمان کی تکفیر بھی جائز لکھی ہو تو اس کو زجر اور تنبیہ پر محمول کر لو مثلاً کسی نے اگر ایسا لکھا ہے جیسا کہ بعض احادیث میں بھی آتا ہے کہ جس شخص نے ایسا کیا وہ کافر ہے۔ تو اس کو یوں سمجھو کہ اس نے کفر کے ساتھ ایک قسم کی مشابہت پیدا کر لی ہے۔ لیکن

مسلمانوں کو کافر قرار دینا

اسلام کو اپنے ہاتھوں سے برباد کرنا ہے۔ اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں گرنا ہے۔ دنیا میں جو عقیدہ تم چاہو رکھو مگر مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا عقیدہ نہ رکھنا یہ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہیں ایسی تعلیم کا دینے والا کبھی سچا نہیں ہو سکتا اور نہ یہ تعلیم سچی تعلیم ہو سکتی ہے۔ وہ صاحب نے کافروں کو مسلمان بنانے کے لئے قرآن بھیجا اور جس کو کلام الٰہی ماننے سے کافر مسلمان ہوتے ہیں اس کو مان کر اور محمد رسول اللہ کے پیرو کہلا کر تعجب ہے کہ مسلمان کافر ہو جائیں۔

فہرست زرچندہ بابت ماہ نومبر ۱۹۲۱ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

معرفت شیخ الٰہ دین صاحب کمپا ئیزیٹر

۱- مولوی عبدالرحمٰن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ ۔۔۔۔۔۔ [illegible]
۲- " " " مسلم ہائی سکول ۔۔۔۔۔۔ [illegible]
۳- شیخ محمد لطیف صاحب ۔ کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل ۔۔۔۔۔۔ [illegible]
۴- شیخ عبدالعزیز صاحب کلرک آرڈننس سٹور ۔۔۔۔۔۔ [illegible]
۵- شیخ عبدالحق صاحب اڈیٹر اگنریز اکونٹس ملٹری ورکس ۔۔۔۔۔۔ [illegible]
۶- شیخ عبدالمجید ۔ کلرک میڈیکل برانچ ۔۔۔۔۔۔ [illegible]
۷- شیخ انوار الحق ولد مولوی عبدالحق صاحب) برائے صدقہ ۔۔۔۔۔۔ [illegible]
۸- شیخ امیر الدین صاحب کلرک ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس ۔۔۔۔۔۔ [illegible]
۹- قاضی احمد علی صاحب رسالدار جنٹ درجہ اول ۔ تھانہ بالوگنج شملہ ۔۔۔۔۔۔ [illegible]
۱۰- شیخ الٰہ دین صاحب کمپا ئیزیٹر گورنمنٹ پریس شملہ ۔۔۔۔۔۔ [illegible]

میزان کل ۔۔۔۔۔۔ [illegible]

میرا قادیان سے لاہور آنا

از شیخ محمد نصیب صاحب سابق ہیڈ کلرک دفتر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

جماعت احمدیہ کے بکثرت احباب مجھ سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور بعض کو تو حد درجہ مجھ سے محبت ہے۔ کیونکہ یہ خاکسار بچپن میں ۱۶ اگست ۱۸۹۹ء کو ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک امرتسر والے مقدمہ کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ اور جبکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ابھی ابتدا تھا۔ اور وہاں نہ کوئی دفتر نہ کوئی باقاعدہ درسگاہ تھی۔ ہاں حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی کا درس قرآن۔ حدیث اور درس طب وغیرہ طالبان حق اور مشتاقان طب کو اپنی طرف کھینچنے والے تھے۔ اور لوگوں کا ایک خاصہ مجمع تحصیل علوم کی خاطر ہر وقت نورالدین اعظم کے اردگرد جمع رہتا اور حضرت مسیح موعود کے خادم اپنا سارا وقت جو انہیں حضرت صاحب سے فیض صحبت حاصل کرنے کے بعد بچتا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی صحبت و مجلس میں صرف کرتے اور عجب قسم کی علمی چہل پہل تھی۔ اور لوگوں کا کام سوائے علمی مشاغل کے کچھ نہ تھا۔ وہ مبارک زمانہ آنکھوں کے سامنے پھرتا ہے۔ پس اسوقت سے قادیان آمدورفت رکھنے والے احباب بعض تو مجھ سے محض آشنا رہے اور بعض کا رابطہ محبت بڑھا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں خاموش رہوں اور اسطرح پر میرے یہاں آنیکے وجوہات مخفی رہ سکتے تھے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال دامنگیر ہوا کہ قادیان جانیوالے احباب علی الخصوص میرے محب جب مجھے وہاں نہ پائیں گے۔ یا وہاں کے لوگ انہیں بتائیں گے تو ضروری ہے کہ یا تو بتانے والے ساتھ ہی اپنے پاس سے کوئی وجہ بتا کر بدظن کریں گے۔ اور یا سننے والا خود دماغ میں کوئی غلط نتیجہ پیدا کرکے سوء ظنی میں مبتلا ہوگا۔ اور تاکہ قرآن کریم کے اس حکم کی رو سے کہ ان بعض الظن اثم کوئی میرا دوست ناحق بدظنی کرکے خدا کے نزدیک گنہگار نہ ہو۔ اور نیز اسوجہ سے بھی کہ جو باتیں مجھے گذشتہ ساڑھے سات سال کے لمبے عرصہ میں تجربہ و مشاہدہ کے بعد ناپسند معلوم ہوئیں اور سلسلہ کو سخت نقصان پہونچانے والی اور قوم کا کثیر حصہ ان سے ناواقف ہے۔ یہاں آنے کے وجوہات ظاہر کرنے پر مجبور ہوا۔ تا شاید کسی سعید روح کو اسکے اظہار سے فائدہ ہو۔

اس خاکسار نے چونکہ حضرت مسیح موعود کے زمانے کا اکثر حصہ پایا پھر حضرت مولوی صاحب کا زمانہ پایا۔ اسلئے دل میں بے چینی اور کرب پاکر ان امور کی اصلاح کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب اور ذمہ دار اشخاص سے بھی کہا گیا۔ مگر ذاتی مفاد اور رائے کے مقابل قومی مفاد کی پرواہ کرنا بڑی ہمت کا کام ہے اور خدا کے فضل پر ہی موقوف ہے۔ کسی نے بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ بعد خلاف رائے کے بعد ہر ایک بڑے چھوٹے کی نظر میں کانٹے کا کام دینے لگا۔ گو میں نے ان سب کو اپنا دشمن بنالیا۔ اور پہلے سے زیادہ مخفی طور پر مجھے طرح طرح کی تکالیف پہونچائی ایک خاص مصلحت و پالیسی کے ماتحت جائز سمجھی گئیں جنکی غیر احمدی پبلک بھی شاہد ہے۔ مگر میں نے حق کے مقابل کسی کی پرواہ نہیں کی اور جس بات کو میرے قلب نے درست اور سلسلہ کے لئے مفید جانا اسکے اظہار میں دریغ نہیں کیا۔ میں دیکھتا تھا کہ جماعت ان کاموں میں پڑ رہی ہے جو سلسلہ کے لئے بجائے مفید ہونے کے مضر ہیں اور جو نہ حضرت مسیح موعود نے کئے اور نہ حضرت مولوی صاحب نے۔ میں خدائے وحدہ لاشریک کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ قادیان کی موجودہ بدامنی و بدانتظامی اور ایکدوسرے پر مظالم کی وجہ سے اور مالی مصیبتوں۔ آئے دن کے دنگے فساد اور ابتر حالت سے ایک طبقہ نالاں ہے اور بے چینی بڑھ رہی ہے مجھے فرداً فرداً آپس میں ذکر کرتے سننے کا موقع ملا ہے میں نام لے کر بھی بتا سکتا ہوں۔ مگر میں کسی کو ابتلا میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہونچا تھا۔ کہ آخر حق پسند طبائع محسوس کر رہی ہیں۔ مگر چونکہ قوی دب گئے ہیں۔ آزادی چھینی ہوئی ہے۔ اظہار رائے کریں تو مارشل لا جاری ہو جاتا ہے۔ اسلئے اندر ہی اندر مواد جمع ہو رہا ہے جو کسی وقت خطرناک طور پر پھوٹیگا علاوہ اسکے اکثر نے پچھلے گھر فروخت کرکے قادیان میں زر کثیر صرف کرکے مکانات تعمیر کرلئے۔ باہم رشتہ داریاں وہاں ہوگئی ہیں۔ اب جائیں تو کہاں جائیں۔ ایسی حالت میں اگر حضرت صاحبزادہ صاحب کے خلاف آواز اٹھائیں تو رہنا مشکل پچھلے گھر بھی گئے اور یہ بھی جاتے ہیں۔ ناچار دبے دبائے زندگی گذار رہے ہیں۔ میرے ساتھ بھی چھ ماہ تک یہ حالت رہی کہ میں وہاں کے بدلتے ہوئے حالات و نفسا نفسی دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ اسکا اظہار کیا تو اپنے آپ کو مشکلات میں ڈالا۔ جب میں نے دیکھا کہ کسیطرح پر بھی کوئی اپنی رائے نہیں چھوڑتا۔ تو پھر ان سے جدا ہونا ضروری جانا۔ مگر چھ ماہ تک بار بار کی تیاری کو وہاں بچپن سے رہنا۔ قادیان اور اسکے باشندوں سے محبت اپنا تعمیر کردہ مکان۔ حضرت مسیح موعود کا مدفن ہونے۔ قادیان کے اردگرد بالکل قریبی رشتہ داریاں۔ حب الوطنی اور قادیان کے تمام محرروں میں میرا ملازمت میں سینیئر ہونا یہ ایسے امور تھے جو بار بار ولولہ محبت پیدا کرکے ملتوی کردیتے۔ مگر جب دیکھا کہ وہاں کے حالات کے ماتحت میری مشکلات و تکالیف اور بھی بڑھ گئیں۔ اور اطمینان قلب حاصل نہیں اور منافق بن کر رہنے کو بیدینی جانا اور میرے دین میری عزت پر اختلاف رکھنے کی وجہ سے برسر بازار حملہ ہونے لگا ہی اور کوئی امیر کوئی افسر میری بات کی سماعت نہیں کرتا۔ اور میں وانت حل

بمصداق البلد کا مصداق ہو رہا ہوں۔ تو تب میں نے خدا کی ذات بابرکات پر توکل و بھروسہ کر کے دعائیں مانگتا ہوا۔ نہایت عجز و انکساری کرتا ہوا۔ گریہ زاری کرتے ہوئے دل کے ساتھ برادران یوسف سے جدا ہو آیا۔ میرا رخ شہر کی طرف تھا اور میں اس قادیان کو جو کبھی دار الامن و الایمان تھا۔ حسرت بھرے دل کے ساتھ جہاں تک کہ نظر پڑتی آتی دیکھتا آیا۔ یہ بات دل کو سخت بے چین کرتی تھی۔ کہ ایک وقت ہم خدا کے مسیح کے پاس اثاث البیت لئے آ رہے تھے اور دنیا کو ترک کیا۔ اور آج ہائے افسوس کہ قادیان والوں کی حالت حضرت مسیح موعود کے منشاء سے دور دور ہوتے جانے کی وجہ سے قادیان سے نکلنا پڑا ہے۔ اے اللہ ہم تو اس حالت میں بھی یہاں رہنے کو تیار تھے۔ مگر یہاں کے ظالم طبع لوگوں نے نہیں رہنے دیا۔

گذشتہ گیارہ ماہ سے مطالعہ کتب بھی رہا۔ جس سے مجھے معلوم ہوا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی حدت طبع کے باعث عقاید میں ایسی سختی و شدت ہے کہ ان پر خود حضرت میاں صاحب کا اور جماعت کا عملدرآمد مشکل ہے۔ جیسا کہ واقعات بتاتے ہیں اور بیرونی جماعتوں میں اسکے خلاف ہو رہا ہے میں نے خود کئی ایک مقامات سے جبکہ گذشتہ سال دورہ پر تھا۔ حضرت میاں صاحب کو لکھا کہ احباب کا عملدرآمد پیش کردہ عقائد کے خلاف ہے۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ حتیٰ کہ قادیان کے اس دفتر کے ایک عہدہ دار نے جو ایسی خلاف ورزیوں پر سزا دینے کیلئے مقرر ہے اور جماعت کے ایسے نظام کیلئے حضرت میاں صاحب نے اس دفتر کے اخراجات کثیر جماعت پر ڈالے ہوئے ہیں۔ اپنی لڑکی گذشتہ سالانہ جلسہ پر ایسے لوگوں کو دی۔ جنہیں میں خوب جانتا ہوں۔ اور وہ میرے ہم قوم ہیں۔ وہ احمدی نہیں ہیں اور نہ ان کو علم ہے کہ اسلام و احمدیت کیا چیز ہے اور لطیفہ یہ کہ یہ خطبہ نکاح حضرت میاں صاحب نے پڑھا۔ اے برادران کرام تعجب تب ہو۔ جب کوئی مسئلہ کسی مذہبی اصل کی بنا پر ہو۔ یہاں تو سیاسی اصل مدنظر رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ قادیان کی پالیسی کل معاملات میں یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب کامل طور پر ہر امور دینی دنیوی میں مطاع سمجھے جاویں اور جو کچھ فرماویں بلا چون و چرا اسپر عمل کیا جاوے اور حتی الوسع کوشش کی جاوے کہ علانیہ طور پر اختلاف رائے کوئی نہ کرے تا دیکھا دیکھی لوگوں میں عقل سے کام لینا جرأت اور دلیری پیدا نہ ہو جاوے اور اگر کوئی شخص بظاہر حکم کے خلاف عمل کرے جس سے دوسروں پر بد اثر پڑتا ہو۔ اسپر کچھ سزا بھی مترتب ہوگی۔ لیکن اگر کوئی شخص بظاہر متفق ہو۔ اور سر تسلیم خم کردے اور درپردہ بے شک اسکے خلاف عمل کرے تو کچھ مضایقہ نہیں۔ کوئی نہیں پوچھتا وہ کامل جان نثار اور فدائی ہے یہ کہنے کی باتیں نہیں۔ میرے پاس ایک دو نہیں۔ کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا۔ لوگ علانیہ کوئی بات خلاف فرمائش حضرت میاں صاحب منہ پر نہیں لا سکتے۔ ہاں جیسا کہ اس امر کا لازمی نتیجہ ہونا چاہیئے اندر ہی اندر نفاق کا مواد جمع ہو رہا ہے۔ اور آخر کار خطرناک صورت میں پھوٹیگا۔ اور سلسلہ کو نقصان پہنچائیگا۔

ہم میں سے اکثر جانتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے ساتھ ایمان لانیوالے مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو کفار مکہ نے تین سال تک شعب ابی طالب میں بند رکھا جہاں خطرناک تکالیف اس لمبے عرصہ میں برداشت کرنی پڑیں۔ ان کا کھانا وغیرہ تک بند کیا گیا۔ مگر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے غربت و اقتدار کی حالت میں ان سے اس قسم کا سلوک نہیں کیا۔ بلکہ اپنے شہر میں اپنے ہموطنوں سے خواہ وہ کوئی مذہب رکھتے ہوں امن سے زندگی بسر کی۔ اگر کبھی عہد شکنی ہوئی تو کفار کیطرف سے حضرت مسیح موعود اور حضرت مولوی صاحب کا زمانہ اپنی آنکھوں دیکھنے والے ہم میں اکثر موجود ہیں۔ کہ باوجود مذہبی مخالفت اور آریوں سکھوں وغیرہ کے خطرناک دشمنی کرنے اور آپ کے خادموں پر بلوہ و مقدمات کرنیکے آپ نے ہموطنوں سے اس قسم کی کبھی تنگدلی سے کام نہیں لیا۔ وہ مذہبی رنگ میں خطرناک دشمن تھے تو دنیوی سلوک کی وجہ سے ہمارے سامنے اپنی گردنیں کبھی جھکا دیتے تھے۔ آپ نے اپنے شہریوں کو ان دنیوی مفاد سے مالا مال کر دیا۔ اگر خدائے ذوالجلال والاقتدار کیطرف سے ان پر کوئی سیل آیا تو بائی کاٹ سے نہیں بلکہ آہ میرا رہے اب معاملہ اسکے برعکس ہے اور بجائے دینی کاموں میں جماعت کا وقت و مال صرف ہونیکے ایسے کاموں میں ہو رہا ہے۔

قادیان کی عام پریشان حالت کے بارہ میں منشی ذوالفقار علیخانصاحب افسر امور عامہ کے الفاظ جن کے پاس احمدیوں کے لڑائی جھگڑے وغیرہ کے معاملات آتے ہیں اور وہ دفتر امور عامہ میں ایک تنخواہ دار مجسٹریٹ ہیں اور جو لوگوں کی اس خطرناک حالت کا اظہار مجمعوں میں عام طور پر کر چکے ہیں کافی ہونگے "احمدیوں کی جو پراگندہ حالت مرکز میں ہے اور لوگ جس طرح دنیاوی جھگڑوں بکھیڑوں میں یہاں مصروف ہیں۔ دوسری جگہ نہیں ہر ایک شخص لڑائی جھگڑے کے وقت اور معاملات میں نہ کسی خلیفہ کی نہ امیر جماعت کی اور نہ کسی دفتر اور اسکے افسر کی پرواہ کرتا ہے"۔ خانصاحب نے خطبہ جمعہ سے قبل مسجد اقصیٰ میں مجمع کثیر کے روبرو ایسے امور سے باز رہنے کی تلقین کی اس سے اگلے خطبہ میں مولوی سرور شاہ صاحب کو ایسے ہی ناگفتہ بہ حالات

پر خطبہ بیان کرنا پڑا۔ اور کہا کہ ایک طرف حضرت مسیح موعود کا فرمان ہے کہ "جو شخص بار بار قادیان نہیں آتا ۔ مجھے اسکے ایمان کا خطرہ ہے" دوسری طرف اب حالات موجودہ ایسے ہیں کہ آنیوالوں کے لئے بجائے فائدہ کے تم لوگ فتنہ و ایمان تباہ کرنیکا باعث ہو رہے ہو۔ اور بعض آنیوالے جو ایمان لیکر آتے ہیں ۔ وہ بھی گنوا کر جاتے ہیں۔

برادران ۔ مجھے کسی لالچ یا کسی طمع نے یہاں آنے پر مجبور نہیں کیا اگر یہ بات ہوتی تو میں خلافت ثانیہ کے شروع میں ہی کرتا۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب کا جن کے ساتھ مدت تک تعلق ملازمت کے علاوہ باہم محبت بھی تھی ۔ وہ میرے محسن بھی تھے ۔ اور عسر یسر میں ہمدردیوں سا تھ نہ دیا بیشک ان کو مجھ سے جدائی ناگوار ہوئی ۔ اور مجھے ان سے ۔ مگر اپنے ایمان کے رو سے خدا کیلئے اس تعلق کو بالکل قطع کر دیا ۔ اگر چہ اب مجھے رنج ہے کہ میں ایسے ہمدرد ۔ خادم دین اور قابل احترام بزرگ سے ۷ سال تک جدا رہا ۔ مگر مصلحت الٰہی اسیطرح پر تھی ۔ اور یہ جدائی اس فنا فی اللہ دوست سے مقدر تھی ۔ جس میں جانبین کو اچھی طرح دیکھا گیا ۔ پھر اگر طمع پر قدم مارنا ہوتا تو میں اس سال کے شروع میں ہی آجاتا ۔ بلکہ تمام دنیاوی مفاد کا خیال چھوڑ کر عجلت سے کام لینا پسند نہ کیا ۔ اور پھر بھی وہیں پڑا رہا ۔ اور چھ ماہ کے عرصہ میں رمضان المبارک کی راتوں کو پیش آمدہ حالات سے مضطر و بیقرار ہوکر بار بار اس سمیع ۔ مجیب ۔ اور بصیر خدا کے حضور سجدہ میں گر جاتا ۔ اپنے خیالات سے پاک ہوکر بالکل خالی الذہن و صاف دل ہو جاتا ۔ اور اپنے مولا کریم کے حضور اپنے آپکو مٹی کی طرح پھینکدیتا ۔ اس حالت میں ہر ایک کی محبت یا بغض سے ہر ایک کی وجاہت وغیرہ سے علیحدہ ہوکر اللہ تعالیٰ کی پاک ذات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود بلکہ تمام راستبازوں خدا کے پیاروں کا واسطہ دیکر عرض کرتا کہ اے مضطر کی دعا سننے والے اے بیکسوں کے دستگیر میں تجھے ناراض کر کے کسی شخص سے تعلق نہیں لگانا چاہتا ۔ نہ مجھے دنیا مطلوب ہے ۔ میں صرف تیری رضا چاہتا ہوں ۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا ۔ اپنے فضل سے صراط مستقیم پر چلا ۔ اور ایسے نازک وقت میں اس بھنور سے نکالکر دستگیری فرما۔ غرض کہ میں اس کے دربار سے سر نہ اٹھاتا ۔ جب تک کہ اضطرار چور نہ ہو جاتے اور مقدور پھر اسکے حضور حسب منشار فریاد نہ کر لیتا ۔ یہ استخارہ ایک بار نہیں دو بار نہیں ۔ بلکہ اس عرصہ میں بار بار قادیان سے چلنے کے وقت تک برابر جاری رہا ۔ کیونکہ یہ فکر کسیوقت ۔ مجھے چین نہ لینے دیتا تھا ۔ لوگ مجھے دیکھتے تھے کہ کام میں مصروف ہے مگر میں اپنے پیارے محسن کے حضور گرا ہوا تھا ۔ نہ مجھے کھانے کا لطف تھا نہ پینے کا نہ پہننے کا ۔ یہاں تک کہ میرا شرح صدر اسی پر ہوا اور خدا کی رضا کے حصول کیلئے مجھے وہاں سے چلنا پڑا ۔

اے دوستو! اتنے پرانے تعلقات ۔ پرانی ملازمت ۔ حضرت مسیح موعود کے مدفن عزیز وطن رشتہ داروں ۔ عزیز مکان کو چھوڑنا آسان بات نہیں دنیا کیلئے بڑا مشکل ہے ۔ ہاں دین کیلئے اور خدا کے لئے آسان ہے ۔ پس جیسے پہلی مرتبہ خدا کیلئے عزیز دوست کو چھوڑا ۔ جسے چھوڑنا ناگوار تھا اب بھی خدا کیلئے جسکے اختیار میں ہے ۔ کہ نعم البدل عطا فرماوے ۔ ان چیزوں کو چھوڑا ۔ عین روانگی کے وقت مجھے ایک امتحان پیش آیا ۔ وہ یہ کہ میرا ایک بچہ جیسا کہ بہت اہل محلہ جانتے ہیں سخت بیمار ہو گیا ۔ بخار اور قے کی شدت تھی ۔ اب ایسے نازک وقت آپ سمجھتے ہیں کہ کیا کچھ دل میں خیال نہیں اٹھتا کہ اگر خدانخواستہ بچے کو تکلیف ہوئی تو میرے دوستوں کو شماتت کا موقعہ ملجاویگا ۔ اور ایک معجزہ بن جاویگا ۔ مگر آخر کار پھر بھی ہم چلتے وقت حاضرین سمیت گھر میں دست بدعا ہوئے ۔ اور خدا کے حضور گرا ۔ جو ہاتھ پکڑنے والا ہے اور والدین سے بھی زیادہ محبت کرنیوالا ہے میں نے اسے ایسا ہی پایا ہے اور اسپر بھروسہ کر کے چل پڑا ۔ پھر تاک تندیہوا نے بھی امتحان میں ڈالا ۔ اور بیمار بچے کے ماں باپ کے دل مٹھی میں آگئے ہوئے تھے معمولی ہوا بھی بخار و قے کے لئے سفر میں سخت مضر تھی ۔ اسوقت بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ الٰہی اس آندھی کو پر امن ہوا بنا دے ۔ چنانچہ خدا کے فضل سے نہایت عمدہ سماں غریب افزا کے لئے بدل گیا ۔ اب مجھے سفر میں اہل و عیال و اسباب کی گاڑی میں سوار کرنیکا فکر تھا ۔ مگر ہر موقع پر خدا کے غیبی ہاتھ نے میری مدد کی ۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کو دیکھ کر حیران ہوتا اور اسکی حمد کرتا تھا ۔ اسطرح پر میں نہایت آرام و اطمینان کے ساتھ لاہور پہونچا ۔ بچہ بھی باوجود رستہ کی کوفت و سردی وغیرہ کے خدا کے فضل سے روبصحت ہوتا گیا ۔ یہاں تک کہ مکان پر پہنچکر بہت جلد اللہ نے اسے شفائے کامل عطا فرمائی ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔

برادران آپ جانتے ہیں کہ ایسے موقع پر جیسا کہ ہونا چاہئے میری نسبت طرح طرح کی باتیں کہی جاوینگی ۔ اور میرے تمام پہلے حالات کو نظر انداز کر دیا جاویگا ۔ اور میں نے بھی اپنے یہاں آنیکے وجوہات لکھنے کا وعدہ کیا ہے ۔ پس ہر شخص کی بات کا وزن کرنیکے لئے اسکی گذشتہ زندگی کو دیکھ لینا چاہئے تاکوئی رائے قائم کرنیمیں سہولت ہو ۔ اور یہ بہت صحیح طریق ہے ۔ نبی کریم ؐ نے اسی لئے فرمایا کہ اے مکہ والو میری بات کا وزن کرنیکے لئے میری گذشتہ زندگی دیکھو کہ میں کس قسم کا انسان ہوں اور تم میں کیسے زندگی بسر کی ہے ۔

پس میں نے بھی آپ لوگوں میں عمر کا بہت سارا حصہ گذارا ہے بچپن اور جوانی بھی ۔ اور اب بڑھاپا بھی شروع ہو چکا تھا ۔ آپ میں مجردانہ زندگی بھی گذاری اور متاہل بھی رہا ہوں ہاں مجھے معصوم ہونیکا دعویٰ نہیں مجھ سے گناہ ہوئے اسنے ستاری فرمائی ۔ قصور ہوئے اسنے عفو کیا اور رحم پر رحم فرمایا کہ وہ ارحم الراحمین ہے ۔ تاہم آپ لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ میں دین کی پرواہ کرنیوالا ہوں ۔ یا نہ ۔ اور آیا میری عادت میں مبالغہ آمیزی اور کذب بیانی ہے ؟ یا راست گوئی ۔ اور میں فتنہ پردازی کو پسند کرتا ہوں یا امن پسند ہوں اور کیا تہذیب شرافت ۔ امن اور نیکی کی زندگی بسر کرنا پسند کرتا ہوں یا نہ ؟ اسی امر کا تقاضا ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ اب قادیان کی حالت دگرگوں ہوتی جا رہی ہے ۔ جسے میں پسند نہیں کرتا

مراسلات

(اہل بہار کے نام ایک پیغام)

(از ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری مقیم بمبئی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۵) پانچویں قابل ذکر بات یہ ہے۔ پہلے کتابیں بوجہ نہ ہونے کافی سامان اشاعت علوم صرف چند اشخاص کے قابو میں رہتی تھیں۔ اور اس لئے ان میں تغیر و تبدل و تحریف کا بڑا موقعہ تھا۔ اور اس کے علاوہ ان کے علوم کی کافی تشہیر بھی نہیں ہوتی تھی۔ مگر قرآن کریم کے نزول کے وقت کتابت جیسی ایجاد کی عملی ترقی نے بالکل رنگ بدل دیا تھا۔ اور اسی زمانہ میں علاوہ حفظ کتاب کے بذریعہ کتابت بھی یہ کلام مبارک عام ہو گئی۔ اور اسقدر عام ہو گئی کہ زنادقہ کا خطرناک وجود بھی قرآن میں کبھی کوئی کمی و بیشی کرنے کا حوصلہ نہیں کرسکا۔ اور نہ ہی اندر دلی سخت ترین مخالفت خیالات کا کوئی رد و بدل کرسکی۔ اور نہ دوسری قوموں میں تو سامریوں کی اور کتاب ہے اسرائیلیوں کی اور۔ حالانکہ دونوں توریت ہیں۔

کیا میں یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہوں۔ کہ آپ کی کتاب اقدس بھی ابھی اندر ہی اندر چند اشخاص میں محدود اور دائر ہے۔ ورنہ اُسے کیوں میدان مقابلہ میں نہیں لایا جاتا۔ جب کہ اسے کلام الٰہی قرآن شریف کا مد مقابل اور بہتر ناسخ کہا جاتا ہے۔ تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ کس امر میں وہ بہتر ہے آیا ظاہر فصاحت و بلاغت میں بہتر ہے یا احاطہ علوم و دلائل عقلی میں۔ یا طریقہ نجات اور گناہ سے بچنے کے بہترین ذرائع ظاہر کرتی ہے۔ یا شیطان سیرت مجرموں کی گوشمالی کا حکم دیتی ہے۔ یا سچائی اور عقل کی تعلیم عام کرنے میں قرآن کریم پر کچھ ایزاد کر رہی ہے۔ اور وہ کونسا علمی مذہبی مسئلہ ہے جسے اُس نے بیان کیا ہے اور جسے قرآن کریم نہیں معلوم کرسکا ہے۔ مجھے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام بہائیوں نے اس کتاب کی ابھی تک زیارت نہیں کی ہوگی۔ تاکہ اس پر کافی عبور حاصل کرکے قرآن کریم سے مقابلہ کرتے۔ اور بہت سے لوگ ایسا کرتے۔ تاکہ دنیا کے عقلا اس پر اپنی آرا ظاہر کردیتے۔ مگر لوگ کیا کریں۔ وہ فیصلہ تو تب کریں جب آپ کی کتاب عام طور پر شائع ہو جائے۔ اور بے تعصب عقلمند ہر دو اپنی قوت فیصلہ کو کام میں لائیں۔ غرضیکہ اس کثرت مطابع اور ضروری سامان کی موجودگی میں آپ کیوں جھجکتے ہیں۔ کیا کسی بات کے پکڑے جانے کا احتمال ہے۔ یا وہ تعلیم عقل کی خطرناک اور [illegible] کسوٹی کی برداشت نہیں کرسکتی۔ آپ میری بات کو خوب سُنیں اور سمجھیں اگر آپ اپنی کتاب کو شائع کردیں تو اگر آپ سچے تو آپ کو سراسر فائدہ ہی ہوگا۔ ہر فرقہ میں عقلمند اور بے تعصب اور خدا کا خوف کرنے والے موجود ہیں۔ وہ آپ کی جماعت کو خوب بڑھائیں گے۔ نیز علمی دنیا پر آپ کا بڑا احسان ہوگا۔ دیکھو قرآن مجید کے اصول تحقیق نے عام ہو کر علم کی ترقی بافتہ شکل اختیار کرلی ہے۔ تو پھر اتقان تو غالباً بقول آپکے اس سے بڑھ کر ہی ہوگی۔ غرضیکہ قرآن مجید کثرت اشاعت کے سخت امتحان میں شروع ہی سے بڑھ گیا تھا۔ اور اب تو وہ مغربی دنیا میں بھی اپنے لئے یہی کڑا امتحان اختیار کر رہا ہے۔ مگر اسے سوائے فایدہ کے اور کوئی نقصان نہیں پہونچا ہے۔ مثلاً ہم تو اس بات پر بھی راضی ہیں کہ آپ کے بابی اور بہائی اپنی جیب سے قرآن مجید سادہ یا اسکا ترجمہ انگریزی ہر ایک انگریز کے گھر پہنچا دیں مگر غالباً آپ تو یہ بلا اندوز جھگڑا خریدنا نہیں چاہیں گے۔

(۶) چھٹا فرق جو دوسری کتابوں کی زبان اور عربی میں ہے۔ وہ یہ ہے کہ زمانے کے مرور سے اسکے معانی میں تغیر نہیں آیا۔ اور ابھی تک ملک عرب میں زبان عربی مادری زبان ہے۔ جو قرآن مجید کی زندہ لغت ہے اور اسکے الفاظ اور محاورات اور استعارات کی مکمل ضامن ہے۔ اگر تمام کتابیں لغت کی بالفرض جل جائیں تو چند دنوں میں پھر تیار ہوسکتی ہیں۔ مگر دوسری کتابوں کا حال بالکل برعکس ہے وہ چونکہ مردہ زبانیں ہیں۔ اسلئے معانی الفاظ کو محکم رکھنے والی کوئی زندہ چیز نہیں ہے اور اگر کتابوں کو جلا دیا جائے یا اگر وہ گم ہو جائیں تو پھر خبر ہے اور ان کے معانی کرنے میں کوئی مستقل زندہ معیار معلوم نہیں ہے۔ اسلئے غلط اور وہ معنے ہوسکتے ہیں جو متکلم اوّل کے منشا کو ظاہر کرنے کا ضامن نہیں قرار دئیے جاسکتے نزول قرآن سے پہلے پہلے تمام الہامی زبانوں کا مرجانا یہ قانون تکوینی بارتعالےٰ کی زبردست شہادت ہے کہ اب ان کے تتبع کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مگر عربی شروع سے اسوقت تک ویسی ہی قایم ہے۔ اور اس میں انشاءاللہ تعالےٰ کبھی بھی کوئی تغیر نہیں ہوگا۔

(۷) ساتواں عظیم الشان فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اپنی اصلی حالت پر قطعاً بروقت نزول قرآن شریف موجود تھیں۔ بلکہ تمام تر ان کا مضمون ایسا ہے۔ جیسے ایک تاریخ کا یا قصہ گو کا ہوتا ہے۔ جو بعد گذر جانے انبیاء سلف اندراج کیا گیا ہے آپ کا ان کو محفوظ کہنے سے صرف یہی مقصد ہے کہ قرآن کریم کی کوئی بھی خصوصیت دوسری کتب الہامی پر تسلیم نہ کی جائے۔ ورنہ ثابت کرو۔ کہ گذشتہ صحف انبیاء کی وحی محفوظ ہے یا یہ کہ ان کو محفوظ ہونا چاہئے۔ یا یہ کہ آپ ان کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ مگر ان کے پیرو تو ان کو محفوظ اور مکمل سمجھتے ہیں۔ یہ واقعات کے صریح خلاف ہے۔ اسلئے صرف سفسطہ ہے قرآن مجید شروع سے محفوظ ہے اُسکا دعویٰ حفاظت الٰہی موجود ہے لاکھوں حافظوں کی شہادت جو ایکدوسرے سے بعض فروعی امور مذہبی میں سخت مخالفت رکھتے ہیں۔ اور ہر وقت ایکدوسرے کی غلطی ظاہر کرنیکو تیار ہیں۔ اور کسی طرح کی اس میں کمی نہیں کرتے۔ ظاہر کرتی ہے کہ قرآن مجید

کا دعویٰ حفاظت اسوقت تک معجزانہ رنگ میں ثابت رہا ہے - اور معجزہ بھی وہ کہ جس میں کسی شخص کو بھی شک نہیں -

(۸) آٹھواں امتیاز یہ ہے کہ کسی نے اپنے بعد انبیاء کا دروازہ قطعاً بند نہیں کیا - سوائے قرآن مجید کے - چنانچہ کسی نے یہ نہیں کہا کہ میرے بعد مدعی نبوت کو قتل کر دو - بلکہ یہی کہا ہے کہ جھوٹے نبی کو یہ پیش آئیگا - اور سچے کو یہ پیش آئیگا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی امت محمدیہ نے کسی نبی کا انتظار نہیں کیا - بلکہ مدعی دعویٰ نبوت کے ساتھ فوراً ہی قتل کر ڈالا ہے - بلکہ کسیطرح کا امتحان نہیں کیا گیا - کیونکہ امکان نبوت ہی نہیں رہا تھا - سچا جھوٹا دیکھنے کی ضرورت ہی نہ تھی - جو مدعی نبوت ہے وہ کذاب ہے - اپنے بعد کسی نبی کے آنے کی انتظار نہیں کرائی - مگر دوسری تمام کتابیں نبیوں کا انتظار کر رہی ہیں - مگر قرآن میں کوئی انتظار نہیں ہے - آپ غافل مسلمانوں کے انتظار کا خیال مت کریں - وہ ان کے قرآن مجید کو کم توجہی کے ساتھ دیکھنے کا نتیجہ ہے اور ایک قسم کی سستی کا حامل ہے جو اپنی توجہ اور ہمت کو تعلیم قرآن میں بہت کم استعمال کرنیکی شکل میں ظاہر ہوئی ہے - مگر اسکا کافی علاج بھی مجدد صدی چہاردہم بلکہ اس سے (ایک طرح سے) پہلے ہی بعض بزرگوں نے کر دیا تھا - چنانچہ مسلمانوں میں حضرت عیسیٰ ع‌م کی نبوت کا سمجھنا ایک مصیبت خیال کیا جاتا رہا ہے اور اسکی بیشمار الٹ پلٹ تاویل کی گئیں ہیں - مگر تاویل رکیکہ امداد کے لئے کبھی بھی خاتم النبیین والی آیت کی عظمت کم نہیں کیگئی - دوسرے قرآن مجید مسلمانوں میں سے خلفاء کی بعثت کا وعدہ کرتا ہے - اگر نبی کا آنا ممکن ہوتا تو ایک بڑی چیز کا ذکر چھوڑ کر چھوٹی چیز کا تذکرہ کرنا فصاحت کے خلاف ہوتا ہے - اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نبی نہیں آ سکتا - غرضیکہ نبی کا آنا خدا کی زمین پر تو ممکن نہیں ہے - البتہ اہل باطل کی کھوپری میں آجائے تو یہ بات بالکل الگ ہے - ایک نبی کی صداقت کا نشان جو آپ مقرر کرتے ہیں کہ باوجود اسبات کے کہ اسکی سخت مخالفت ہو - مگر وہ برابر بڑھتا جائے - پھر صرف اتنے اور زیادہ کرنے کی ضرورت ہے - کہ بموجب افلم یدبروا القول ام جاءھم مالم یات اباءھم الاولین ام لم یعرفوا رسولھم فھم له منکرون پہلے یہ دیکھنا چاہئیے کہ اصلاح زمانہ کے لئے کونسی تعلیم اور عمل کرنے کی ضرورت ہے - یا بصورت انقطاع نبوت مثیل نبی کی تعلیم دنیا کی یہ مطلوبہ اصلاح بوجہ احسن پورا کر سکتی ہے اور یہ بھی کہ کہیں وہ ضروری تعلیم پہلے نبی کی کتاب میں موجود تو نہیں ہے - ورنہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایک عبث کام کرنیکا الزام قائم کرنا ہوگا - کیونکہ جب طبائع عالم کو صرف اس کتاب کی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو جانے سے اصلاح ہو سکتی ہے تو پھر ایک مجدد

کی ضرورت ہوئی نہ کہ ایک نبی کی - پھر جب ایک تھوڑی طاقت خرچ کرنے سے ایک کام بالکل ٹھیک ہو جائے - تو زیادہ خرچ کرنا حکمت اور عقل کے خلاف ہے - چنانچہ آپ دیکھیں گے (اگر واقعات عالم کو ایمانداری سے دیکھیں) کہ جب اصلاح مخلوق صرف عقلا کی اجماعی کوشش سے یا بادشاہوں کے جبروت سے ہو سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کوئی مجدد بھی نامزد نہیں کرتا - اور اگر کامل اور محفوظ پہلی تعلیم الٰہی موجود ہو تو اسکی حکمت بالغہ کبھی نبی مبعوث نہیں کرے گی -

اب اس زمانہ میں جو ظلم اور تشدد کا زور ہو رہا تھا - اور طبائع آبائے اور تن آسانی کیطرف جا رہی تھیں - اور عیش و عشرت فانی کے مقابلہ میں حیات ابدی ایک فرضی کہانی سمجھی جاتی تھی - اب ان کے روکنے کے لئے ایک اصلاح کی ضرورت تھی - سو یہ ظاہر ہے کہ بادشاہ تو اس اصلاح کے انجام دینے سے عاری تھے - بلکہ ان کی کامیابی تو اور استغراق دنیا میں پڑنے سے ہوتی ہے - اب رہے عقلاء جہاں - سو ان کی آنکھیں ان کی مادی علوم کی کامیابی نے چندھیا دی تھیں اور وہ علانیہ یا عملاً یوم آخرہ سے منکر ہو چکے تھے اور یہ خرابی انہی کی ترقی دی ہوئی ہے - اب رہا مجدد ربانی کا آنا - سو ظاہر ہے - کہ وہ آیا - اور اسنے نہایت زور و شور اور بےمثل دلایل سے حق اور انصاف کی برتری کو بحال کیا - مگر چونکہ یہ علم بھی اُسے قرآن مجید سے ہی عطا کیا گیا تھا - اسلئے وہ مجدد ہی کہلا سکا - ہاں اگر وہ کوئی ایسی تعلیم لاتا - جو قرآن مجید میں موجود نہیں تھی تو اسکا حق نبی کہلانے کا تھا - اگر آپ اسکی تمام دلایل کو دیکھ جائیں - جو اسنے امن عالم کی برقراری کے لئے حق اور انصاف کی حمایت میں دیئے ہیں - وہ ساری کی ساری قرآن مجید کی آیات کا عموماً ترجمہ ہیں - شاذ و نادر طور پر کہیں استخراج کرنے کی ضرورت ہوئی - تو وہ بھی ایسا صریح اور صاف کہ اس کے صحیح ہونے میں کسی آدمی کو بھی شک نہیں پڑتا - کوئی رکیک تاویل نہیں ہے - جو زبان عربی کے محاورات کے خلاف ہو -

مثلاً آپ جانتے ہیں کہ نیکی کی تحریک کیلئے وجود صانع عالم - اسکی جبروت و عظمت اسکی حکمت اسکے کلام کا بےمثل ہونا - اسکی مقرر کردہ جزا و سزا کا کامل یقین غرضیکہ کوئی الہیات کا مسئلہ لو - اسپر قرآنی دلیل بےمثل ہوگی - اور اس طریقہ پر ہوگی جس پر انسان کی سرشت قائم ہے عقل اس سے بڑھ کر کوئی دلیل تجویز نہیں کر سکی - اور نہ کر سکے گی -

اگر کوئی اس سے بڑھ کر ہے تو آپ پیش کریں - تاکہ اسکا مقابلہ قرآنی دلائل سے کیا جائے - تو پھر آپ یاد رکھیں کہ وہ صرف ظنی تخیل ہوگا - تاکہ اسکی بنیاد مقدمات قدرتیہ صحیحہ پر آپ خوب غور سے سمجھیں - کہ اگر آدمی کو یہ خیال ہو کہ میرے سب اعمال کی ایک سزا و جزا ہے - جو کسیطرح ٹلنے والی نہیں ہے - تو اسکی

اصلاح میں کوئی دیر نہیں لگے گی۔ ورنہ بغیر کسی ایسی معقول اور مستقل تعلیم کے نبی کا آنا کچھ فائدہ نہیں رکھتا خواہ اپنی تعریف میں وہ کتنے ہی موٹے موٹے فقرات اور مقفٰے عبارتیں پیش کرے۔ آپ خوب یاد رکھیں کہ اصل مطلب تو تعلیم کا پیش کرنا ہے کیا آپ اسکو تو حکمت الٰہی میں نقص نہیں سمجھیں گے کہ ایک نبی کی خدائے حکیم سو نبی بھیجدے۔ جن میں ہر ایک کو کثرت سے بارش کی طرح وحی ہوتی ہو اور نئی شریعت بھی لائیں۔ مگر وہ ایسی ہو۔ کہ اگر نہ بھی آتی تو چنداں ہرج نہیں تھا۔ میرے خیال میں آپ ضرور ایسا سمجھیں گے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ اس زمانہ میں ہزار نبی موجود ہے جن میں صرف ایک بہاء اللہ ہے۔ تو کیا آپ کے نزدیک یہ عبث کام نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نبیوں کو تو ماننے کی ضرورت نہیں گویا یہی اصل نتیجہ نکلا کہ ضرورت سے زیادہ اہتمام کرنا عبث کہلاتا ہے۔ تو آپ اسیطرح دوسری طرف بھی دیکھیں کہ جب زمانے کی اصلاح صرف علیا ﷺ مخلوقہ کو ایک مکمل کتاب کے مضامین کیطرف توجہ دلانے سے ہو سکتی ہے تو اس سے زیادہ مہیا کرنا عبث ہے۔ جب تک آپ یہ نہ بتلائیں کہ دیکھو فلاں صداقت انہیں نہیں پہنچی یا فلاں عقلی دلیل قرآنی دلیل سے بڑھ کر ہے۔ یا نیکی کیطرف جانیکا فلاں فلاں طریق ایسا ہے جس کی قرآن کو کوئی خبر نہیں ہے۔ یا بدیوں سے بچنے کا فلاں طریق زیادہ انسب اور موثر اور آسان ہے۔ غرضیکہ نبی کی تعلیم ضرورت زمانے کو پوری کرنے والی ہو۔ اور بے ضرورت بالکل نہ ہو۔

(۲) مجدد کی تعلیم ایسی ہو کہ پہلے نبی متبوع کی کتاب پر حق الیقین یا کم از کم علم الیقین کرائے۔ اسلئے جب تک آپ نہ فیصلہ کریں کہ زمانے کی اصلاح (نہ کہ اباحت کیلئے) کے لئے اسوقت فلاں فلاں امر کی ضرورت ہے۔ نیز یہ بھی کہ وہ پہلی کتاب میں مکمل موجود نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا علاج یہ ہے جو میں پیش کرتا ہوں تو پھر آپ نبوت وغیرہ کا خیال کر سکتے ہیں۔ ورنہ خدائے حکیم کو کچھ ایسا ویسا نہ سمجھو کہ وہ کوئی کام بیفائدہ بھی کرتا ہے۔

آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ نبی کی تعلیم بالکل صاف اور کھلی کھلی ہونی چاہئے نہ کہ چھپا چھپا کر اور پیچ در پیچ طریقوں سے پیش کی جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نبی کی مخالفت اگرچہ ناواقفی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مگر چونکہ ان کی تعلیم بالکل مفید خلائق اور حق ہوتی ہے۔ اسلئے دن بدن اس کی مخالفت کم ہوتی جاتی ہے۔ نہ کہ ۸۰ برس بعد تک بھی اُسے ظاہر کرنیسے ڈرنا پڑے۔ اور اپنی تمام کارروائی صرف چند سوفسطائی خیالوں پر محدود رکھی جائے۔ اور اباحت کے روکنے اور بیخ کنی کو کم کرنیکی بجائے اور زیادہ رواج دیا جائے۔ مگر پھر بھی چند ایک خاص طبیعتوں کے اشخاص کے سوائے کوئی ان کو معقول نہ سمجھے۔ اب آپ بہائیوں کے عقاید دیکھئے ان میں منکر قرآن اور مفسر قرآن مجید دونوں موجود۔ تناسخ کے قائلین اور منکرین موجود۔ بہائی مذہب کو اسلام کا اعلےٰ نمونہ سمجھنے والے موجود اسے دنیا کے مذاہب میں ایک بالکل علیحدہ مذہب سمجھنے والے موجود۔ اسے ایک سوشیل ریفارم کہنے والے موجود۔ غرضیکہ تمام مختلف عقاید اور اعمال کے بجا لانیوالے موجود ہیں۔ اب کیا سمجھیں اور کس طرح سمجھیں کہ آپنے ان لوگوں کو کیا تلقین کی۔ اور آپ کی بہائی تعلیم کا کیا مطلب ہے۔ آپ کا ایک عجیب جواب جو کتاب طلب کرنے پر دیا جاتا ہے یہ ہے کہ اسکے دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ انجیل و تورات میں چند نقص تھے وہ قرآن مجید نے نکالدیئے اور اسکی تعلیم پوری کردی۔ مگر یہود اور نصاریٰ اس نقص اور کمی کو تسلیم نہیں کرتے ایسا ہی ہر ایک فرقہ اپنی اپنی ہانک رہا ہے۔ ویسے ہی آپ بہاء اللہ کی تعلیم کو غیر ضروری قرار دیں گے۔ غرضیکہ یہ جواب آپ کا صرف تمام مذاہب کو مذبذب قرار دینے والا ہے۔ اسکے سوائے اور کچھ نہیں۔ نہ تو آپ وہ معیار بتاتے جس پر سب مذاہب والے متفق ہو جاتے۔ پھر اپنی برتری ثابت کرتے۔ یا اگر قرآن کریم اور نبی کریم اور دوسرے نبیوں اور کتابوں میں جو فرق بیّن ہے اسپر کوئی غایر نظر ڈالتے۔ اور اس فرق کا سبب دریافت کرتے پھر زبانوں کی حالت اور ان کے بعض ضروری فرق کیطرف توجہ کرتے۔ یہ تو آپنے کیا نہیں اگر کچھ کیا تو یہی کہ چونکہ یہود اور نصاریٰ اسلام کی تکمیل اور فضیلت کو تسلیم نہیں کرتے اسلئے آپ بہاء اللہ کی فضیلت کو تسلیم نہیں کرتے۔ تو آپ کے نزدیک مسلمان بھی سچے۔ یہود بھی انکار پر سچے۔ اسلئے بہاء اللہ بھی سچا بھلے آدمی کچھ ایسا طریقہ تو بتاؤ۔ جس سے علمی طور پر حق اور باطل میں فرق ہو سکے نہ کہ صرف ظنی طور پر ایک بات کو مان لینا۔ یا اٹکل پر انکار کر دینا۔ آپ دیکھیں کہ اٹکل کسی خاص قانون یا طریقے کا نام نہیں ہے۔ جسپر آپ انحصار کر سکتے ہیں۔ اٹکلیں چلانا کس کو نہیں آتا۔ مگر جب پچاس اشخاص ایک چیز کی بابت اٹکلیں چلائیں گے تو نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلیگا۔ سب کا جواب ایکدوسرے سے الگ ہوگا۔ اب ہم آپسے مطالبہ کرتے ہیں کہ حق اور باطل میں کس چیز سے فرق ہو سکتا ہے وہ بالتفصیل لکھیں یا یہ لکھیں کہ انسان کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے۔ جس سے وہ نتیجہ صحیح پر جمع ہو سکیں۔ مثلاً یہود و نصاریٰ۔ مجوس سب کے سب اس قانون کی ٹھیک پیروی کرنے سے ایک ہی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائیں۔

اگر آپ یہ کہیں کہ اس زمانہ میں کسی مجدد کی کیوں ضرورت ہے سو اسکا جواب آپ خود سمجھ لیں کہ اسوقت کوئی قوم حق اور انصاف پر گامزن نہیں ہے الا ماشاء اللہ۔ سائنس والے اپنی تحقیقات کا دائرہ صرف مادیات تک محدود رکھتے ہیں۔ اور باوجودیکہ یہ مانتے کہ ممکن ہے کہ اس عالم کے اختتام پر

ایک دوسرا عالم اسی طرح محکم اور منتظم ظاہر ہو جائے ـ جو یہاں کے اعمال کی جزا و سزا ہو (یا یہاں کے اعمال کا جن کا اثر یہاں ظاہر نہیں ہوا وہ ہو) مگر ایک مخبر صادق کیطرف بالکل توجہ نہیں کرتے با وجودیکہ وہ مانتے ہیں کہ عظیم الشان خبر کیطرف ضرور ہی توجہ کرنی چاہئے ـ مگر از راہ ظلم بالکل توجہ نہیں کرتے ـ نہ اسکا جھوٹ قوانین شہادت کی رو سے ثابت کرتے ہیں ـ نہ اس پر صدق سے یقین اور عمل کرتے ہیں ـ غرضیکہ عقل اور انصاف کے موٹے موٹے اصولوں پر بھی اس عظیم الشان مخبر اور خبر کو پرکھتے نہیں ـ یہ تو اہل علم اور سائنس کا حال ہے ـ جنہوں نے معقولات کو صرف مادیات تک محدود کر دیا ہے ـ اور اسکے سوائے کسی کی پرواہ نہیں ـ اور خبر کی لا پرواہی جگہ جو دنیوی علوم میں ضروری خیال کرتے ہیں اس سے دین میں بلا وجہ معقول اعراض کرتے ہیں ـ باقی رہے ـ اہل مذاہب سو آپ ان سب سے ایک ایک کر کے پوچھ لیں ـ کہ ان کے نزدیک حق اور باطل میں تمیز کرنیکا کونسا آلہ ہے ـ سو آپ کو یہی جواب ملیگا ـ کہ عقل کا دین میں کیا دخل ہے ـ یا یہ کہ عقل دین کی باتوں کو نہیں سمجھ سکتی ـ جب پوچھا جائے ـ تو پھر کس طرح ایک مذہب کی غیر معقول بات دوسرے پر حجت ہو سکتی ہے ـ تو صرف خبر یا اپنے الہام فرضی کو بتائیں گے ـ مگر اسکو عقل کی کسوٹی پر کبھی پرکھنے کی کوشش نہیں کریں گے یہ وہ لوگ ہیں ـ جن کے خیال میں ان کی خبر کو معقول و غیر معقول دیکھ لینے کی کوئی ضرورت نہیں صرف بیان کافی ہے ـ اسلئے ایکدوسرے کے خلاف عقائد رکھتے ہیں اور اپنے مخالفوں کو شرح صدر سے کافر کہتے رہتے ہیں جو سبب پوچھو تو اپنی الہامی کتب کا انکار بتلائیں گے ـ مگر اس طرح تو سب سچے یا سب جھوٹے ہو سکتے ہیں ـ اسلئے ہر ایک الہامی بیان کو عقلی طور پر ممکن ثابت کرنا چاہئے نہ کہ تعصب سے سب کو کافر کہا جائے جبکی کسی کے پاس کوئی حجت بھی نہیں ہے

غرضیکہ تمام دنیا میں حق اور انصاف خصوصاً مذہبی معاملات سلجھاتے وقت یا اپنے مخالف مذہب والے کے درمیان کوئی دنیوی فیصلہ کرتے وقت بھی انصاف اور حق کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا ـ صرف دعوٰں پر زور ہے کہ دیکھو کیسے کیسے موٹے الفاظ ہیں یا یہ کہ بے انصافی کرتے ہیں ہم پر کوئی خدائی سزا عاید نہیں ہو گی ـ کیونکہ اسطرح ہم خدا کے سچے دین کی (جو ہر ایک کے زعم میں ان کا اپنا دین ہے) مدد کرتے ہیں ـ یہ اس زمانے کی عالمگیر مرض ہے ـ جس نے دہریہ اور بہائی سے لیکر محمودیوں تک کو کھا لیا ہے ـ اسلئے اگر اسکا کوئی علاج کر سکے تو وہ اس زمانے کا مصلح ہے ـ کیونکہ بیماری تو یہی ہے جس پر سب ذرا سا سوچ لینے کے بعد اقرار کریں گے ـ اب اسکا علاج خداوند تعالےٰ نے یہ کیا ہے ـ کہ اپنے ایک بندہ کو مقرر کیا ہے ـ تاکہ لوگوں کی توجہ قرآن مجید کیطرف مبذول کرائے ـ اور یہ نہیں ہو سکتا ـ جب تک کہ قوانین عقل اور انصاف کی رو سے اس کتاب کو بالکل معقول ثابت نہ کیا جائے ـ چنانچہ اس شخص نے آکر ایک کتاب تصنیف کی ہے ـ جس کا نام براہین احمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ محمدیہ ہے جس میں معقولی طور پر قرآن مجید کی حقیقت اور افضلیت کو ثابت کیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ تمام دعاوی اور دلائل اسی کتاب (قرآن) سے لئے گئے ہیں ـ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کسی غیر شخص کی دماغی کوشش کا اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے محتاج نہیں ہے ـ اور اسکے اپنے پیش کردہ دلائل سے کوئی ذہن اسوقت تک سبقت نہیں لیگیا

اب آپ یہ بھی اس کتاب میں دیکھ لیں گے کہ یہ دلائل جن کی رو سے قرآن مجید کی حقیقت اور افضلیت حضرت مجدد میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود خدا تعالےٰ کیطرف سے اس امت کے مسیح ہیں ثابت کی ہے ـ وہ ایسے ہیں کہ سوائے سفسطی کے کوئی ان کا انکار نہیں کر سکتا ـ کیونکہ ان کی بنیاد واقعات مشہودہ محسوسہ پر رکھی گئی ہے ـ جس پر تمام جہاں کے لوگ چل رہے ہیں اور اپنے دنیوی کاروبار میں ان کو استعمال کر رہے ہیں ـ اسلئے ان کا انکار وہ قطعاً نہیں کر سکتے ـ ورنہ ان سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہو سکتا ـ جو اپنے دنیوی کاموں کیلئے ایک ترازو استعمال کریں دوسروں کے لئے دوسرا ـ مگر دین کے بارے میں ایک مہمل ترازو استعمال کرتے ہیں ـ حالانکہ ترازو تو وہی کافی ہے جو وہ معاملات دنیا میں استعمال کرتے ہیں ـ مگر چونکہ اسمیں سوائے اہل استعمال سب مذاہب کا صفایا ہو جاتا ہے اسلئے استعمال نہیں کرتے ـ البتہ دوسرے مذہب کی تردید کرنے میں یہ استعمال کرینگے سوائے اسلام کے اور یہ بھی تردید صرف ظنیات سے کریں گے ـ

اب دوسری مصیبت ایک اور ہے جو کبھی غیروں کے سر پر نہیں ٹل سکتی وہ یہ ہے کہ سوائے فرقان حمید کے کوئی دوسری کتاب اسپر پوری نہیں اتر سکتی ـ نہ دوسرے دہریہ منش اس عہدہ برآ ہو سکتے ـ اب دیکھیں کہ تجدید کا کام پورا ہو گیا ـ کیونکہ جس چیز کی زمانے کو ضرورت ہے ـ وہ صرف حق اور انصاف کی بحالی ہے ـ اور قرآن مجید میں بالکل صریح اور صاف اسکی تعلیم اسقدر کثرت سے موجود ہے کہ کوئی بھی آدمی پڑھ کر اس سے انکار نہیں کر سکتا ـ صرف اسکی طرف توجہ کرانا ضروری تھا ـ سو اس مجدد نے کرا دی ـ

اب یہ کتاب کوئی القان کی طرح مخفی چیز نہیں ہے ـ یہ بالکل ظاہر ہے ـ قرآن مجید تو ہر ایک شخص کے گھر میں موجود ہے ـ اور قریباً سب زبانوں میں اسکا تحت اللفظ ترجمہ بھی موجود ہے ـ آپ اسے خود خرید سکتے ہیں ـ سب حیثیت کے اشخاص اسے خرید سکتے ہیں کتاب براہین احمدیہ آپکو درخواست دینے پر فوراً مل سکتی ہے ـ کوئی لیت و لعل نہیں کیا جائیگا ـ صرف چند روپیوں کی ضرورت ہے جن سے آپکو گھر بیٹھے یہ کتاب مقدس مل سکتی ہے ـ اسکی اردو بھی بالکل صاف ہے ـ تمام عبارت حکیمانہ ہے کوئی ایچ پیچ

نہیں ہے - کوئی حکیمانہ طرز نہیں ہے -

اب آپ اپنی کتاب بھی پیش کریں - تاکہ ہم دیکھیں کہ بہاء اللہ صاحب کے نزدیک زمانے کو کس چیز کی ضرورت ہے - اور آیا وہ ضرورت کوئی فرضی تو نہیں ہے - پھر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ان کی کتاب کیا کیا ہدایات لائی ہے - اور آیا یہ ہدایات قرآن مجید میں تو موجود نہیں - پھر دنیا کی عام علمی بہتری اور اصلاح کے لئے کیا کیا دلائل عقلی پیش کئے ہیں - پھر اعمال کو بجا لانے کے لئے کون کون سے ذرائع اور طریقے ایجاد کئے ہیں - اور کیا وہ فرقانی طریقوں سے زیادہ مؤثر اور سہل الحصول ہیں - پھر جرائم کو روکنے کے لئے کیا کیا مؤثر طریقے ایجاد کئے ہیں - پھر لوگوں کے ننگ و ناموس کے بچانے کیلئے کیا کیا اصول مدنظر رکھا گیا ہے - غرضیکہ حکیمانہ طرز بیان میں وہ کہاں تک کامیاب ہوسکا ہے - یہ چند باتیں میں نے صرف آپکی آگاہی کیلئے لکھی ہیں - ورنہ آپکا یہ کہنا کہ مجھے وعظ کی ضرورت نہیں - ایسا لفظ ہے - کہ جس سے کوئی امید نہیں ہے کہ آپ اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا کریں گے - اگرچہ دلائل کیسے ہی قوی اور یقینی کیوں نہ ہوں خصوصاً آپکا حق اور باطل میں کوئی معیار مقرر نہ کرسکنا - جس کو ماخذ بنا کر مختلف الاعتقاد اشخاص ایک ہی نتیجہ پر آجائیں غرضیکہ جب تک آپ سوفسطائی خیالات کو چھوڑ کر اس اعتقاد پر نہیں آجائیں گے - کہ حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے باری تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی مقرر اصول پیدا کیا ہے اور وہ کسی نہ کسی صداقت فطریہ پر مبنی ہے جس پر سب کو قطع کرنا ہی پڑتا ہے - تب تک آپ کسی نتیجہ پر نہیں آئیں گے - اور یہی تحقیق میں اپنا طرز عمل ان خیالی وسوسوں پر رکھیں گے - جن کو دنیا کی زندگی میں نہ آپ استعمال کرتے ہیں - نہ کرسکتے ہیں - نہ کوئی دوسرا کرسکتا ہے - صرف اٹکل کے تیر ہیں - جو کم فہموں کو پریشان کردیں - اور ان کی رغبت مذہب کم ہوجائے - تو ہوجائے - ورنہ کوئی عقلمند کبھی بھی آپکو حق پر نہیں سمجھ سکتا - یعنے اسوقت تک جب تک انسانوں کی یہ آنکھیں - یہی کان اور یہی دماغ رہیں گے - اور جب تک یہی سمجھیگا - کہ دنیا میں ہر ایک چیز ایک مقصد کے پورا کرنے کے لئے پیدا ہوئی ہے - اور اسکی مدت اس دنیائے فانی میں ایک اجل مسمٰی ہے - یعنی جب تک استقرائی طور پر ہر ایک چیز ازلی ابدی نہ سمجھی جائے - آخیر میں میں آپکی توجہ اسطرف دلاتا ہوں - کہ آپ اس قسم کی آیات کو تدبر اور کثرت تلاوت سے یاد کیا کریں - تاکہ اللہ تعالیٰ یہ پردہ دل پر سے اٹھائے -

ما خلقنا السمٰوٰت والارض الا بالحق واجل مسمّٰی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مُصلح موعُود

پیراں نمی پرند مریداں مے پرانند

(از میرزا نذر علی صاحب پشاوری)

پیری مریدی کا رشتہ بھی عجیب ایک فریب دہ رشتہ ہے - جب انسان مرید ہوجاتا ہے تو عقل سمجھ فکر غور تدبر کو بھی ساتھ ہی خیرباد کہدیتا ہے - "رشتہ در گردنم افگندہ دوست می برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست" ہمارے قادیانی دوست جناب میاں صاحب کو مصلح موعود قرار دے رہے ہیں اور جناب میاں صاحب خاموش ہیں گویا خاموشی نیم رضا کا مصداق پورا ہو رہا ہے -

پیر منظور محمد یا ان کے ہم خیال شاید - حبک الشئی یعمی و یصم کے مصداق ہو رہے ہیں کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا - ولا تقف ما لیس لک بہ علم - کیا رجماً بالغیب اسیکو کہتے ہیں ذٰلکم قولکم بافواھکم - جب مسیح موعود کو بھی اجتہادی غلطی ہمیں لگی - اور خود ملہم نے اپنی غلطی اجتہادی کو معذرت میں پڑ گیا تو بڑی جرأت اور تعجب کی بات ان لوگوں سے ہے جو اپنے اجتہادات سے مصلح موعود کی تعیین کرتے ہیں - بھلا جب خود ملہم کا اجتہاد غلطی سے خالی نہیں تو مریدوں کا اور غیر ملہموں کا اجتہاد کس وقعت کے قابل ہوسکتا ہے -

آخر وہ شخص جو اسوقت میاں صاحب کو مصلح موعود قرار دیتا ہے - وہ اجتہاد سے ہی ایسا قرار دیتا ہے یا نہ اس کے صحت اجتہاد پر کیا دلیل ہے - اور پھر قبل از وقت مدعی سست اور گواہ چست - خود ملہم کی تعیین اجتہادی جب غلطی کا احتمال رکھتی ہے تو اس بے بضاعت کی کیا جان ہے (ص۱۴۰ تریاق)

پھر ۱۲ر جولائی ۱۸۸۹ء کا اشتہار مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ ہجری اور اسکا حاشیہ غور سے دیکھو - اسمیں بھی ملہم کا کلام تمام اجتہادی ہے -

جسکا نام بالفعل تفاول کے طور پر .... اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دیجاویگی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو - ورنہ وہ بفضلہ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا .... (تبلیغ رسالت ص۱۴۹ جلد ۱)

پھر موعود تو چاروں لڑکے ہیں - یعنی خدا نے ان کی خبر ان کی پیدائش سے پہلے دیدی ہے - (ص۱۴۱ تریاق القلوب)

اور ایک کو ان میں سے مرد خدا مسیح صفت الہام نے بیان کیا ہے (تریاق ص۱۴۰)

کامل انکشاف ۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء تک نہیں ہوا (تریاق القلوب ص۴۲)

(شاید نور سے مراد پسر موعود ھو) پھر تریاق القلوب ص۴۲ دیکھو حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہر ایک لڑکا موعود ہے - کیونکہ پیدائش سے پیشتر اسکے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے

(باقی دارد)

جلد ۷ نمبر ۲۴

مدینۃ المسیح لاہور چہار شنبہ مورخہ ۱۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ ہجری المقدس مطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارا سالانہ اجتماع

یا ایہا الذین امنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل سورۃ توبہ ۳ **ترجمہ** اے مومنو تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین پر گرے جاتے ہو کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے اور دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑا ہے۔

ان الفاظ کا شان نزول تو ایک عظیم الشان امر کے متعلق ہے یعنی حفاظت خدمت دین اسلام کے لئے اپنی جان خدا کی راہ میں دینے کے لئے نکلنے کی ضرورت تھی جب ایک عظیم الشان عیسائی سلطنت کی طرف سے مٹھی بھر مسلمانوں کو کچل دینے کی تدبیریں ہو رہی تھیں۔ اور اس آواز کی قدر بھی اس قوم نے کی جو سید الاولین والآخرین کی تربیت کے نیچے گویا خدا کے حضور میں زندگی بسر کرتی تھی اور وہ نمونہ دکھایا کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی یعنی چند منافقوں کو چھوڑ کر جو دل سے دشمن اسلام تھے کل کی کل قوم جو جنگ کے

احمدیہ پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام ماسٹر فقیر اللہ پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

فہرست مضامین

قابل تھی نکل پڑی اور تیس ہزار آدمیوں کے مقابل پر صرف تین آدمیوں نے کمزوری دکھائی۔ لیکن آج اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چھوٹے سے کام کے لیے بھی نکلنے کی ضرورت ہو تو وہی حکم خداوندی اور وہی نمونہ ہمارے سامنے ہونا چاہیئے۔ گو اس کام کو اس عظیم الشان کام سے کچھ بھی نسبت نہ ہو۔ ہاں مسلمانوں کی غرض اس وقت جنگوں میں بھی حفاظت قوم اور حفاظت ملک نہ تھی ملک گیری تو کیا ہوتی بلکہ حفاظت دین تھی اور اپنی جانیں انہوں نے اسلیئے دیں کہ خدا کا نام دنیا سے مٹانے کی کوشش کی جاتی تھی اور آج جو غرض ہمارے مدنظر ہے وہ بھی یہی ہے کہ دین اسلام کو جو مٹانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ ان کا مقابلہ کیا جائے اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کا پاک نام پھیلایا جاسکے اسی غرض اشاعت اسلام کے لئے ہماری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام قایم ہے اور اسی غرض کو مدنظر رکھ کر ہم سال میں ایک دفعہ دسمبر کے آخری ایام میں جمع بھی ہوتے ہیں۔

ہم میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنے کاروبار اپنے اہل و اقارب اپنے اعزہ و احباب اپنے وطنوں کو چھوڑ کر نکل گئے ہیں یہ بھی ایک بڑا کام ہے مگر جس خدمت دینی کے لئے وہ نکلے ہیں اس کے سامان جمع کرنا اور اس کا نظم و نسق کرنا ان سب لوگوں کے ذمے ہے جو ہماری اس انجمن سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ فرض ادا کرنے کا جہاں ایک موقعہ ہمیں سال بھر برابر ملتا رہتا ہے کہ ہم اپنے اموال سے اس کام میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ سالانہ اجتماع ایک خاص موقع ہے جو سال بھر میں صرف ایک ہی دفعہ میسر آتا ہے مگر بہت سے احباب ایسے ہیں۔ کہ وہ اپنی سستی یا غفلت سے یا یہ کہ اس اجتماع کو وقعت نہ دیکر اس خدمت دینی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جس قدر اس بات پر غور کرتا ہوں یہ بات روز بروز زیادہ روشن ہوتی جاتی ہے۔ کہ یہ سالانہ اجتماع بہت بڑے برکات کا موجب ہے اور ہماری سال بھر کی ساری کوششیں اس قدر قوت اور عزم خدمت دین کے لیے پیدا نہیں کرسکتیں جس قدر یہ ایک اجتماع پیدا کردیتا ہے مگر اس وجہ سے کہ بہت سے احباب اس میں شامل نہیں ہوتے ہمارے کام میں بہت بڑی کمزوری ہے اس لئے میری اپنے جملہ احباب سے یہ عرض ہے کہ وہ اس تساہل کو آیندہ کے لئے ترک کردیں۔ اور ایک عظیم الشان خدمت دینی میں اپنے آپ کو ہمارا معاون بنائیں جب چند آدمی ایک کام میں شریک ہوتے ہیں تو گو بعض بہت قوت خرچ کریں اور بعض تھوڑی وہ سب کے سب اجر میں شریک ہی ہوتے ہیں لیکن جو لوگ شرکت سے بھی الگ رہتے ہیں وہ جماعت کے لئے عضو معطل کا حکم رکھتے ہیں میں خوب جانتا ہوں کہ سفر میں کسقدر مشکلات ہیں کسقدر آرام اور آسائش کو چھوڑنا پڑتا ہے کسقدر تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ پھر خطرناک سردی کا موسم ہے بیماریوں کے بھی خطرات ہیں مگر آج ہماری ان صعوبتوں کو ان صعوبتوں سے کیا نسبت ہے جو پہلوں نے اٹھائیں ہاں انکے نقش قدم پر چلکر کچھ مماثلت تو ہمیں بھی انکے ساتھ رہے ہماری غرض اس اجتماع میں کوئی میلہ لگانے کی نہیں نہ ہم نے اپنی کثرت سے کسی پر رعب ڈالنا ہے اللہ کے فضل سے ہمارے پاس حق کے دلائل ہیں۔ اس لئے کثرت دکھانا ہماری غرض قطعی نہیں لیکن ہمیں یہ ضرورت ہے کہ ہم تھوڑے سے آدمیوں میں سے ہر ایک شخص کے دل میں آگ کی وہ چنگاری ہو جو اسے خدمت دین کے لئے دیوانہ بنا رکھے اور پھر ہم اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کے لئے قوت کا موجب بنیں اور باہم معاملات قومی پر ایک دوسرے کی رائے حاصل کریں ساری قوم کے مشورے کے بعد جو قدم اٹھانا تجویز ہو اٹھائیں ہماری قوت میں کسقدر ترقی ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدمت دین کی جو تڑپ ہم میں سے ہر ایک کے دل میں ہے وہ اور بھی کتنے دلوں میں ہے ہماری تھوڑی سی تکلیف سے اگر دین کو تقویت پہنچتی ہو تو کیا ہم اپنے آرام اور آسائش اور چند پیسوں کو قربان نہیں کرسکتے میرے احباب خدا کے لئے ان باتوں پر غور کریں اپنی ذمہ واری کو محسوس کریں اور سوائے انکے جو بیماری سے یا اور خاص حالات سے مجبور ہوں سب کے سب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اسکے دین کی خدمت کو مدنظر رکھتے ہوئے نکل پڑیں اور تین دن سالم اس کام کے لئے دیں اسکا نتیجہ خدا چاہے گا تو وہ خود بھی دیکھیں گے کہ کسطرح وہ چنگاری جو انکے دلوں میں بعض وقت خاکستر کے نیچے دب جاتی ہے از سر نو روشن ہو جاتی ہے اور یوں ہر ایک شخص خدمت دین کے اس عظیم الشان کام کو جو حضرت مسیح موعود نے ہمارے سپرد کیا ہے کرنے کے لئے از سر نو اپنے اندر ایک قوت اور عزم پاتا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب احباب کو یہ توفیق دے۔ والسلام۔ محمد علی

نوٹ۔ احباب اس مضمون کو جماعت کے ہر ایک شخص تک پہنچانے کی کوشش کریں خطبہ جمعہ میں بھی اسکو پڑھکر سنادیں اور جو لوگ جمعہ میں شامل نہ ہوسکتے ہوں انکو ویسے ہی اطلاع دیدیجائے اور جہانتک ممکن ہوسکے ہر ایک احمدی فرد جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی کوشش کرے اور دوسرے دوستوں کو شمولیت کی ترغیب دے پروگرام جلسہ عنقریب شائع کردیا جائیگا۔ ایڈیٹر

ایک غلط افواہ کی تردید

جناب میاں محمود احمد صاحب قادیانی کے حلقہ مریدین میں یہ افواہ گشت لگا رہی ہے کہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی نے قادیاں میں جاکر اپنے عقاید تبدیل کرلئے ہیں اور جناب میاں صاحب کے ساتھ عقاید میں متفق ہو کر انکی بیعت کرلی ہے یہ افواہ سراسر غلط ہے مولوی صاحب موصوف کے پے در پے خطوط قادیاں سے آرہے ہیں کہ انکے عقاید میں ایک ذرہ بھر تغیر نہیں آیا اور کہ وہ میاں صاحب کو اب بھی انکے عقاید اسمہ احمد اور تکفیر مسلمین اور نبوت حقیقی مرزا صاحب کے متعلق غلطی پر سمجھتے ہیں چنانچہ انکے سب سے پچھلے خط کے جو مورخہ $\frac{12}{12}$ کو آیا ہے چند الفاظ یہ ہیں "بعض جماعت کے عقاید ٹھیک نہیں۔ درس قرآن پاک بھی ہوتا ہے اور خود میاں صاحب کے عقاید اسمہ احمد اور تکفیر مسلمین اور نبوت ظلی جسکو وہ بمنزلہ تشریعی نبوت کے قرار دیتے ہیں وہ بھی جائز نہیں میرے وہی عقاید ہیں جو حضرت مسیح موعود کے تھے۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد | مورخہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ | نمبر ۲

الرای النجیح علی الجواب الصحیح

(از مولوی شمس الدین صاحب فاضل ٹیری)

صوفی عبدالرحمٰن صاحب ڈالمیر کوٹلہ نے ایک استفتاء مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو قائلین حیات مسیح ناصری علی نبینا و علیہ السلام کے نام اخبار پیغام صلح لاہور میں شائع کیا تھا۔ صوفی صاحب نے اپنے استفتاء میں علماء سے یہ سوال کیا تھا کہ جو لوگ حضرت مسیح ناصری کی وفات کے قائل ہیں شرعاً اُن کا کیا حکم ہے۔ بعدازاں صوفی صاحب نے سوال کے تحقیق طلب پہلو پر بطور شواہد قائلین وفات کے اقوال نقل کئے تھے جن کی تعداد بارہ تھی۔ اس پر ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بذریعہ اخبار اہلحدیث جلد ۶۱ نمبر ۳ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۶۰ء بعنوان الجواب الصحیح اصل مطالبہ کا جواب ترک کرکے اقوال منقولہ پر قلم اٹھائی ہے۔ اور از ۳ تا ۵ پر بزعم خود محققانہ تنقید حوالہ قلم فرمائی ہے۔ حالانکہ مجیب صاحب کا اصلی منصب تھا کہ اولاً اہل استفتاء کا جواب دیتے اور ثانیاً شواہد منقولہ پر تنقید کی نظر ڈالتے۔ لیکن ایک ایسے اہم سوال سے جسے فتوے دہندوں فتویٰ نویسوں کی دیانت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ عمداً اغماض فرمانا خالی از معنے نہیں۔ لہٰذا ہم بھی مجبوراً مجیب صاحب کی تنقید پر ہی تنقیدی نگاہ ڈالتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ مجیب کی تنقید کہاں تک درست ہے۔

اقول و باللہ التوفیق

مستفتی صوفی صاحب نے نمبر اول میں حضرت امام مالک کا قول بحوالہ کتاب مجمع البحار جلد اوّل صفحہ ۹۶ و کتاب شرح صحیح مسلم اکمال اکمال المعلم جلد اول صفحہ ۲۶۵ نقل کیا ہے۔ اس کا جواب مجیب صاحب نے دو طرح پر دیا ہے۔ اوّل یہ کہ کتاب عتبیہ امام مالک کی تصنیف نہیں ہے۔ دوم یہ کہ یہ اسم (مالک) کئی اشخاص کا نام ہے۔ پس یہ کہاں سے ثابت ہوا۔ کہ اس جگہ مالک سے مراد مدینہ کے مشہور معروف امام مالک بن انس ہیں۔

(اقول) جواب اوّل کی بابت عرض ہے۔ کہ صوفی صاحب کے استفتاء میں کس مقام پر تحریر ہے۔ کہ عتبیہ حضرت امام مالکؒ کی تصنیف ہے۔ البتہ اگر مجمع البحار و شرح مسلم میں اقوال منقولہ موجود نہ ہوں۔ یا جو ترجمہ صوفی صاحب نے کیا ہے۔ وہ غلط ہو۔ تو آپ مہربانی فرما کر بتلا دیں۔ اگر اقوال منقولہ کی تصحیح اور نیز صحت ترجمہ آپ کو مسلم ہے۔ تو پھر یہ کونسی دیانت ہے کہ حکیم خدابخش صاحب یا کاپی نویس کی زلۃ قلم کی آڑ میں ایک حق بات پر ناجائز طور پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اور جواب دوم کی نسبت گذارش کہ یہ بالکل درست ہے کہ اس نام (مالک) سے بہت سے اشخاص موسوم ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی حقیقت الامر ہے کہ مسائل اختلافیہ علوم شرعیہ میں جس جگہ پر یہ نام ذکر کیا جاتا ہے۔ مراد اس سے وہی معروف و مشہور حضرت امام مالک بن انس ہی ہوتا ہے۔ والا ابو حنیفہ بھی کئی اشخاص کی کنیت ہے۔ اور ایسا ہی احمد و محمد بھی کئی اشخاص کے اسماء ہیں۔ لیکن روشن ہے کہ مسائل اختلافیہ کے بیان میں ان اسماء کے ذکر کرنے سے وہی حضرات ائمہ مراد ہیں جو خاص طور پر دنیا میں ان اسماء کے ساتھ شہرت رکھتے ہیں۔ اس کے ثبوت کیلئے میں آپ کی محولہ کتاب تہذیب التہذیب کی جانب آپکو توجہ دلاتا ہوں۔ ع

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است

نمبر دوم میں صوفی صاحب نے بحوالہ کمالین ابن حزم کا قول نقل کیا ہے۔ اس پر مجیب صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ صاحب کمالین نے امام ابن حزم کی نسبت جو کچھ لکھا ہے۔ وہ خود دلیل کا محتاج ہے۔ اسلئے کہ صاحب کمالین نے امام ابن حزم کی کسی تصنیف کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

اقول۔ مجیب صاحب کی یہ جرح بھی اصول مناظرہ کے برخلاف ہے۔ کیونکہ ناقل صحیح نقل کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ایسے میں دریافت کرتا ہوں کہ آیا کمالین میں یہ حوالہ موجود ہے یا نہیں اگر جواب نفی میں ہے تو لیے دیجئے آپکا جرح مسلم ہے اور اگر جواب اثبات میں ہے۔ جیسا کہ مجیب صاحب نے خود تسلیم کیا ہے تو یہ اعتراض مصنف کمالین پر ہو سکتا ہے۔ نہ کہ صوفی صاحب پر۔ لیکن ہم

ہم مجیب صاحب کے تقاضا کو پورا کرتے ہیں۔ اور امام ابن حزم کی مشہور تصنیف کتاب الفصل فی الملل والنحل جلد اول صفحہ ۱۹ پر مندرجہ ذیل عبارت کی جانب توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے کہ مجیب صاحب ان الفاظ پر ٹھنڈے دل سے غور فرماویں گے۔

فان خبر الاسراء الذی ذکرہ اللہ عزوجل فی القرآن وھو منقول نقل التواتر واحد اعلام النبوۃ ذکر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ رأی الانبیاء علیہم السلام فی سماء سماء۔۔۔ رای الارواح التی ھی انفسھم ومن کذب بھذا او ببعضہ فقد انسلخ عن الاسلام بلا شک ونعوذ باللہ من الخذلان الخ فتدبر فیہ فان اللہ یہدیک الیقین

وہ خبر اسراء کہ جسکا ذکر اللہ تعالے نے قرآن کریم میں کیا ہے۔ اور وہ تواتر سے منقول اور نبوت کے علامات میں سے ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا ہے۔ کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کو علیحدہ علیحدہ آسمان میں دیکھا ہے۔ پس آپ نے ان کے صرف ارواح کو ہی دیکھا ہے۔ اور جو شخص اسکا سرے سے انکار کرے یا اسکے ایک حصہ کا انکار کرے پس وہ بلاشبہ اسلام سے نکل گیا۔

نمبر سوم میں صوفی صاحب نے شیخ محی الدین ابن عربی کا حوالہ دیا ہے۔ اور ساتھ ہی تفسیر عرائس البیان کا حوالہ دیا ہے۔ گو در حقیقت نمبر سوم دو حوالوں پر مشتمل ہے۔ اسپر مجیب صاحب نے دو طرح پر جرح کی ہے۔

(۱) تفسیر عرائس البیان محی الدین ابن عربی کی تفسیر نہیں ہے۔

(۲) فتوحات کا حوالہ غلط ہے۔ بلکہ فتوحات اسکے برعکس ناطق ہے۔

(اقول) چونکہ صوفی صاحب نے نہ فتوحات کی عبارت نقل کی ہے۔ اور نہ کوئی مفصل حوالہ دیا ہے۔ اسلئے سردست ہم اوسکی جانب سے علی وجہ البصیرۃ جواب نہیں دے سکتے۔ البتہ جرح دوم کی بابت عرض ہے کہ مجیب صاحب نے بھی خود تفسیر عرائس البیان نہیں دیکھی ہے۔ کیونکہ آپ نے عبارت محولہ کی بابت یقیناً و اثباتاً کچھ تحریر نہیں کیا ہے۔ بلکہ ایراد جرح میں بھی آپنے صاحب عسل مصفے کی تقلید کی ہے۔ بہر حال ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ عبارت محولہ صوفی صاحب من اولہ الی آخرہ اس تفسیر میں جو کہ عام طور پر مشہور خلایق ہے کہ وہ تفسیر حضرت محی الدین ابن عربی کی ہے۔ موجود ہے۔ دیکھو مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۸۲

پس مجیب صاحب کا یہ فرمانا۔ (تقلیداً لصاحب عسل مصفے) کہ تفسیر مذکور شیخ عبد الرزاق صاحب قاشانی کی تصنیف ہے۔ فہذا مخالف لما علیہ الجمہور وعلے تقدیر التسلیم مجیب صاحب کا یہ بیان کہ عبد الرزاق قاشانی اہلسنت والجماعت کے اماموں میں سے نہیں ہیں۔ رجما بالغیب ہے۔ براہ مہربانی آپ ذرا اون کی شرح فصوص الحکم ملاحظہ فرماویں۔ یا ان کے حالات سے کسی

واقف کار کے ذریعہ اپنے آپ کو واقف کایں تب آپ پر اونکے منزلت رفیعہ روشن ہوجاینگی

نمبر چہارم میں صوفی صاحب نے حافظ ابن قیم کا حوالہ دیا ہے۔ اسپر مجیب صاحب نے جو جرح کی ہے اسکے ازالہ کے لئے میں مجیب صاحب کی عنان عنایت کو اوس مضمون کی جانب جو کہ اخبار پیغام صلح مجریہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء زیر عنوان

باز گو از نجد و از یاران نجد

اہلحدیث کی حدیث دانی نکلا ہے منعطف کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ وہ مضمون آپ کی تسلی کے لئے بشرط انصاف پسندی معجون کا کام دیگا۔ اور نیز آپ کی ذات سے امید ہے کہ آپ اپنے بزرگ مولوی ثناء اللہ صاحب سے بھی ان سوالات کے حل کے بارہ میں جو کہ اخبار پیغام صلح میں مجریہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ان کے شائع ہو چکے ہیں مطالبہ کریں گے۔

(۵) نمبر پنجم میں صوفی صاحب نے بحوالہ طبقات الکبرے للشعرانی لکھا ہے وان علی ابن ابی طالب رفع کما رفع عیسٰی) یعنی علی ابن ابی طالب بھی اسیطرح اوپر اوٹھائے گئے۔ جس طرح حضرت عیسے علیہ السلام اوٹھائے گئے۔

اسپر ابو حبیب اللہ صاحب مجیب بن کر یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ عبد الوہاب شعرانی رض ایک ایسے شخص کا ذکر کرتے ہیں۔ جس کا اہل تشیع کے فرقہ رجعیہ کیطرح یہی عقیدہ تھا اور صوفی صاحب کی منقولہ عبارت پر حرف یہ فقرہ (وکان یقول) اضافہ کرکے صوفی صاحب کو تحریف کا مورد ٹھہرایا ہے۔

(اقول) مجیب صاحب کا اضافہ کردہ فقرہ بلا ریب مطابق اصل ہے لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو مجیب صاحب کے فہم نے غلطی کھائی ہے۔ اور یا تو آپنے دیدہ دانستہ اصل مطلب پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ کیونکہ مجیب صاحب نے یہ ظاہر نہیں کیا ہے۔ کہ جس شخص کی جانب لفظ کان کی ضمیر عود کرتی ہے وہ کون تھا اور اسکا کیا نام تھا۔ حالانکہ یہ واقعہ امام ربانی شیخ عبد الوہاب شعرانی نے اپنی کتاب درر الخواص میں بالکل صاف طور پر بیان کیا ہے۔ اور طبقات میں بھی واضح فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ کان کے لفظ میں جو ضمیر مستتر ہے وہ شیخ سید علی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ شیخ عبد الوہاب شعرانی کے شیوخ میں داخل ہیں) کے جانب عود کرتی ہے۔ یہاں پر کوئی دوسرے شخص کا ذکر نہیں۔ جیساکہ مجیب صاحب نے تحریف سے کام لیکر حق بات کو پردہ خفا میں رکھنے کی کوشش فرمائی ہے۔

(۶) نمبر ششم میں صوفی صاحب نے خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ کی کتاب مسمی بہ فصل الخطاب کا حوالہ دے کر لکھا ہے۔ (ان موسیٰ وعیسیٰ لو ادرکاہ لزمہما الدخول فی شریعتہ) اسپر مجیب صاحب نے نوٹ دے کر تحریر فرماتے

ہیں۔ کہ عسل مصفیٰ جلد اوّل کے صفحہ ۲۶۸ میں خواجہ محمد پارسا کے اسی کتاب کے صفحہ ہذا پر دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں وقال صلے اللہ علیہ وسلم لوادرکنی موسیٰ وعیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام فما وسعہما الا اتباعی اسپر مجیب صاحب لکھتے ہیں دد کہ مرزائی صاحبان یہ روایت پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا کرتے ہیں۔ پس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مختصراً اسکی بابت کچھ لکھوں۔ سو گذارش ہے۔ کہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام فصل دوم ص۳۰ پر ایک طویل حدیث موجود ہے۔ جس کا اخیری فقرہ یہ ہے۔ (ولو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی) اس روایت میں صرف موسیٰ کا ذکر ہے۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جو روایت احمدی صاحبان بعض کتابوں کے حوالہ سے پیش کرتے ہیں یہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے اور نہ ہی اسکی سند ہے پس معلوم ہوا کہ فصل الخطاب میں اس روایت میں عیسیٰؑ کا لفظ الحاق ہے۔

(اقول) افسوس کہ مجیب صاحب کا فہم المراد میں مشہور ضرب المثل (کیا جوادہ) کا مصداق ہو رہا ہے۔ لہذا افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی مذکورہ بالا تحریر بالکل محض بے سود ہے۔ (۱) یہ کہ صوفی صاحب نے کب دعوے کیا ہے کہ مذکورہ بالا منقولہ الفاظ حدیث ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ خواجہ علیہ الرحمۃ کے یہ الفاظ (وان عیسیٰ وموسیٰ لوادرکا لزمہما الدخول فی شریعتہ) صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ حضرت مسیحؑ فوت شدہ ہیں الفاظ مذکورہ بالا کی بابت حدیث ہونیکا دعویٰ نہ صوفی صاحب نے کیا ہے اور نہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے۔ اور الفاظ مذکورہ بالا کی تصحیح بحیثیت نقل مطابق اصل آپ کو خود مسلم ہے۔ پس جواب طرز استدلال میں قادح نہیں ہے (۲) یہ تو مسلم شدہ امر ہے کہ روایات مکررہ میں ضرور الفاظ کی کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ مس بعلوم الاحادیث۔ پس روایت مشکوٰۃ میں لفظ عیسیٰؑ کا نہ ہونیکی وجہ یہ کیسے لازم آسکتا ہے کہ یہ لفظ عیسےٰ حدیث کا لفظ نہ ہو۔ (۳) باقی آپکا یہ دعویٰ کہ حدیث کسی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ محض نرا دعویٰ ہے۔ اور بیجا تحکم ہے۔ یہ دعویٰ اس شخص کا حق ہے کہ جمیع علوم حدیث کا منتشار ہنا ذ حافظ ہو۔ نہ اس شخص کا کہ محض عربی لغات کے فہم المراد میں بھی اردو ترجمہ کا محتاج ہو۔ پس اس دعویٰ سے سوائے طعما من العوام علو شا نہ اور کیا معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ بالآخر میں اس حدیث کی صحت کیلئے صرف امام ربانی الشیخ عبدالوہاب شعرانی کا قول جن کے امام ومقتدا ہونے پر مجیب صاحب کو بھی اعتراف ہے نقل کرتا ہوں (انما کان صلی اللہ علیہ والہ وسلم سید ولد ادم لان جمیع الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نواب لہ صلے اللہ علیہ وسلم من لدن ادم الی اخر الرسل وھو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ابان عن ذلک حدیث لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعہما الا اتباعی وصدق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی ذلک انتہی بقدر الحاجۃ۔ یواقیت والجواھر جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۲

(۷) نمبر ہفتم میں صوفی صاحب نے حضرت خواجہ محمد اکرم صابری کا قول از کتاب اقتباس الانوار نقل کیا ہے۔ (کہ بعضے برآنند کہ روح عیسےٰؑ در مہدی بروز کند۔ ونزول عبارت ازیں بروز است مطابق حدیث لا مہدی الا عیسےٰ) اسپر مجیب صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ واضح ہو کہ یہ مغالطہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کتاب اقتباس کے ص۵۲ پر لکھا ہوا ہے (وبعضے برآنند کہ روح عیسےٰؑ در مہدی بروز کند ونزول عبارت ازیں بروز است مطابق حدیث لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم حالانکہ اسی کتاب میں اسکے بعد مصنف کہکر کہ ایں مقدمہ ضعیف است۔ بروزی نزول کے خیال کی تردید کرتے ہیں۔ مگر احمدی صاحبان اس عبارت کو چھوڑ جاتے ہیں پس اس عبارت کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت خواجہ محمد اکرم صابری علیہ الرحمۃ رفع ونزول مسیح کے قایل ہیں۔

(اقول) مجیب صاحب کو صوفی صاحب کی عبارت کے فہم میں غلطی لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ صوفی صاحب کی عبارت کا یہ منشا نہیں ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ مذہب ہے۔ بلکہ صوفی صاحب کی عبارت کا صحیح منشا یہ ہے کہ امت مرحومہ میں بعض ایسے اصحاب گذرے ہیں جو کہ وفات اور نزول بروزی کے قایل ہیں۔ جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب اقتباس الانوار میں اس اختلاف کو صراحت سے بیان فرمایا ہے۔ رہا یہ امر کہ قول ضعیف ہے۔ پس یہ محتاج الی الدلیل ہے اصل بات یہ ہے کہ پیشگویوں کے متعلق کوئی شخص وثوق نام سے نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ یہ کسی کا حق ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خاص پیشگوئی کے وقوع کے متعلق کسی خاص نوعیت پر یقین کرے۔ ہاں روایتہً یہ کہنا درست ہوگا کہ من حیث الروائت فلاں پیشگوئی کا فلاں پہلو قوی معلوم ہوتا ہے۔ اور فلاں پہلو ضعیف ہے۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا حدیث لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم کہ جس پر قائلین نزول بروزی کا استدلال ہے۔ واقعی من حیث الروایت ضعیف ہے۔ پس ہم اسپر محدثانہ طور پر مختصراً بحث کرتے ہیں۔ اور دکہاتے ہیں کہ اصحاب الجرح والتعدیل کے نزدیک [illegible]

حدیث کا کیا رتبہ ہے۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ بھی ثابت کر دکھائیں گے کہ اہل تحقیق کا مذہب ہی نزول بروزی ہے۔ جیسا کہ حدیث لا مهدی الا عیسیٰ ابن مریم اس پر شاہد ہے۔

اقول۔ یہ حدیث صحیح ابن ماجہ صفحہ ۳۰۲ میں مذکور ہے۔ اس پر امام حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی شرح مسمی بمصباح الزجاجہ میں سیر کن بحث کیا ہے اور بالآخر یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ (وقال ابن کثیر یونس ابن عبد الاعلیٰ الصدفی من الثقات لا یطعن فیہ بمجرد منام وھذا الحدیث فیما یظہر ببادی الرای مخالف للاحادیث الواردۃ فی اثبات مھدی اخر غیر عیسیٰ ابن مریم وعند التامل لا ینافیھا بل یکون المراد من ذلک ان المھدی حق المھدی ھو عیسیٰ ابن مریم ولا ینفی ذلک ان یکون غیرہ مھدیا ایضاً۔ ترجمہ اور ابن کثیر یونس ابن عبد الاعلیٰ الصدفی، ثقہ ہیں بمجرد خواب طعن کے قابل نہیں اور یہ حدیث کہ جو بظاہر دوسری احادیث کے مخالف نظر آتی ہے کہ جو مہدی آخر الزمان غیر عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکی منافی نہیں۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ مہدی ضرور ہوگا۔ وہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ اور اسکے علاوہ اور کسی کا مہدی ہونا اسکے منافی نہیں۔

علاوہ ازیں رئیس فرقہ غیر احمدیہ پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اہل تحقیق نزول بروزی کے قایل ہیں۔ عبارتہ فی شمس الہدایۃ ھذا۔ کافہ اہل اسلام مسیح بن مریم کو مرفوع الی السماء بجسدہ العنصری مانتے ہیں۔ الا بعض اہل تحقیق کہ جسم برزخی کے قایل ہیں۔ مگر نزول مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہیں صفحہ ۵

پس بوضوح تمام یہ امر ثابت ہوا کہ امت مرحومہ میں ایسے بزرگان گذرے ہیں کہ وفات مسیح اور بروزی نزول کے قایل ہیں۔ اور یہی مذہب اہل تحقیق کا ہے۔ فقط

(۸) نمبر ہشتم میں صوفی صاحب نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا قول استشہاداً نقل کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

(نزدیک است کہ علماء ظواہر اورا (یعنے حضرت عیسیٰؑ) از کمال دقت و غموض ماخذ اجتہاد انکار نمایند۔ و مخالف کتاب و سنت دانند۔ ناقصے چند احادیث را یاد گرفتہ و احکام شریعت را دراں منحصر ساختہ ما ورائے معلوم خود را نفی نمایند۔ دفتر ۲ مکتوب ۵۵

اس پر مجیب صاحب نہایت ہی متعجبانہ لہجہ میں یوں گوہر فشاں ہیں

ناظرین ذرا انصاف کی نظر سے دیکھیے۔ کہ مجدد صاحب کی اس عبارت سے صوفی صاحب کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ صوفی صاحب کا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح انتقال فرما چکے ہیں۔ اور آنے والا مسیح موعود اس امت میں سے ایک شخص بطور امام پیدا ہوگا۔

حالانکہ حضرت مجدد صاحب نزول من السماء کے قایل ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آسمان سے نزول فرمائیں گے حضرت خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کی متابعت کریں گے۔ جلد ۳ مکتوب ۱۷

اقول۔ صوفی صاحب کا استشہاد بالکل صحیح ہے۔ لیکن دقیق المآخذ ہونے کے باعث فکر صائب کا محتاج ہے۔ چونکہ مجیب صاحب نے سرسری نگاہ سے دیکھا ہے چنانچہ مخالفت رائے کا عموماً یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اسلئے آپکو فہم المراد میں غلطی لگی ہے۔ تشریح اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے مکتوب سے تو یہ امر واضح ہو چکا ہے۔ کہ علماء ظواہر حضرت مسیح موعود کے مخالف ہوں گے۔ اور یہ امر مجیب صاحب کو بھی مسلم ہے اب میں دریافت کرتا ہوں کہ جب حضرت مسیح کا نزول جسمانی طور پر آسمان سے منارہ دمشق پر ہوگا۔ تو اس صورت میں علماء کیا لوگ بھی اس کو دیکھیں گے اور سب یقین کر لیں گے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نزول فرما چکے اور سب کافر بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ کما ھو مزعوم القوم۔ اور مشہودات سے تو کوئی بشر بھی انکار ہی نہیں کر سکتا۔ بھلا اس صورت میں علماء کیوں کر ایسے بدین ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح کے برخلاف اٹھیں گے۔ اب ان حالات کے ماتحت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید علماء کا گروہ ہی مغضوب علیہم گروہ ہوگا۔ کہ عوام الناس تو حضرت مسیح موعود کے لواء کے ماتحت آئیں گے لیکن علماء اون سے برسر پیکار ہوں گے۔ العیاذ باللہ۔ اب اگر یہ معنی غیر معقول ہے۔ اور واقعی غیر معقول ہے تو بھلا آپ ذرا آنکھیں کھولکر غور فرمایئے۔ اور یقین کیجیئے کہ یہ نزول جسمانی طور پر نہیں ہے۔ کیونکہ مشہودات سے تو کافر بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور یہی قرینہ قویہ ہے کہ حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ ہرگز عروج جسمانی اور نزول جسمانی کے قایل نہیں ہیں گو حضرت مجدد صاحب کے محولہ عبارت میں جیسا کہ مجیب صاحب نے نقل کیا ہے۔ لفظ آسمان موجود ہے لیکن اسکے ساتھ لفظ جسمانی نہیں ہے۔ اور بدون اس لفظ کے وہ عبارت بحق مجیب صاحب ہرگز مفید نہیں ہے۔ بلکہ وہ باطلاق خود صوفی صاحب کے

ان چار مطالبات کے جواب سے قطعاً عاجز ہیں۔ فقط

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے درس قرآن مجید کے نوٹ

گزشتہ سے پیوستہ

سورہ مائدہ رکوع ۱۰

ولیزیدن کثیرا منہم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا قرآن کے اس محاورہ کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ اس آیۃ کا لفظی ترجمہ اسطرح پر ہے کہ جو کچھ تیرے رب کیطرف سے تیری طرف نازل کیا گیا ہے وہ ضرور ضرور ان میں سے بہت لوگوں کو سرکشی اور انکار میں بڑھا دے گا۔ حالانکہ ما انزل الیک (قرآن کریم) کے نزول کی غرض طغیان اور کفر میں بڑھانا نہیں۔ اور نہ فی الواقع وہ کسیکو سرکشی اور کفر میں بڑھاتا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ کہ جو کسی کی مہربانی سے فایدہ نہیں اٹھاتے۔ بلکہ اسکی نرمی کی وجہ سے یا اپنی طبعی ضد کے سبب کفر اور شرارت میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ تو وہاں اسکو استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ طرز محاورہ بکثرت وارد ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلی مثالوں سے واضح کر چکے ہیں کثیر منہم سے علماء یہود مراد ہیں کہ جو ضد کی وجہ سے انکار میں ترقی کرتے جاتے تھے۔ فلا تاس علی القوم الکفرین ان کے طغیان اور کفر میں بڑھنے پر تم افسوس مت کرو۔ کیونکہ ان کے کیئے کا وبال انہی پر ہوگا کسی مسلمان کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصاری والصابئون من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون اس آیت میں امنوا سے مراد یا تو وہ لوگ ہیں کہ جو صرف منہ سے ایمان لانیکا دعوی کرتے ہیں۔ اور یا وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہوئے ہیں اور اسکے بعد جو من امن آتا ہے اس سے آیندہ ایمان لانیوالے مراد ہیں۔ فرمایا جو لوگ ایمان لا چکے ہوئے ہیں۔ اور وہ جو یہودی اور نصرانی ہیں۔ صابی کو مفسرین نے یہود کا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا یا ستارہ پرست لوگوں کا ایک فرقہ قرار دیا ہے۔ اسکے معنی ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنیوالے کے بھی ہیں۔ ان میں سے جو کوئی بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔ اور اعمال صالحہ بجا لائے۔ پس ایسے لوگوں کو کوئی خوف و حزن نہ ہوگا۔ گذشتہ انبیاء غیر اقوام کو اپنے مذہب کی تلقین نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کو شقی ازلی سمجھکر ہدایت سے محروم رکھتے تھے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ جس کی دعوت تبلیغ سب کے لئے عام ہے۔ اور کسی قوم یا مذہب کی تخصیص نہیں۔ یہودی ہو۔ نصرانی ہو کسی مذہب کا پیرو ہو اسکے لئے اسلام کے دروازے کھلے ہیں۔ ہندو مذہب میں پنڈت لوگ وید کا دایرہ تبلیغ صرف اہل ہنود تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ اور یہود اور نصاری میں بنی اسرائیل نجات کے واحد ٹھیکہ دار سمجھے جاتے تھے۔ وہ مسیح جن کا ذکر انجیل میں مذکور ہے۔ کسی غیر اسرائیلی کو اپنا حلقہ مذہب میں شامل کرنا جایز نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب آپ کے پاس ایک کنعانی عورت طلب ہدایت کے لئے آئی۔ تو آپ نے اسکو یہ کہکر دھتکار دیا۔ کہ بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں پھینکی جاسکتی۔ انجیل میں صاف لکھا ہوا ہے کہ یسوع نے خود کہا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لئے آیا ہوں۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا دایرہ تبلیغ صرف بنی اسرائیل تک محدود تھا۔ مگر اسلام کی تعلیم ان تمام مذاہب کے خلاف تمام دنیا کے لئے عام تھی۔

لقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل وارسلنا الیہم رسلا کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسہم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون بنی اسرائیل سے ہم نے عہد لیا تھا۔ اس عہد سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی بیان فرمائی تھی۔ اور تورات کے احکام اور تعلیمات پر ایمان رکھنے کا ان سے وعدہ لیا گیا تھا۔ پس یہ عہد اسی شکل میں تھا کہ بنی اسرائیل نے تورات پر ایمان لانے کا اقرار کیا تھا۔ اور اسکے اندر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت صاف اور صریح پیشگوئیاں موجود ہیں وارسلنا الیہم رسلا اس پیشگوئی کو بعد کے رسول بھی کسی نہ کسی رنگ میں یاد دلاتے رہے۔ پھر جب کبھی ان کے پاس رسول آئے جو ان کی ہوا و ہوس کے موافق نہ تھے۔ انہوں نے بعض کو صرف جھٹلایا۔ مگر بعض کو قتل بھی کر دیا۔ لوگوں کی ہوا و ہوس کے موافق انبیاء دنیا میں کبھی نہیں آتے۔ لوگوں نے آنیوالوں کے متعلق عجیب عجیب نقشے اپنے ذہن میں بنائے ہوتے ہیں۔ اور ان کی نسبت طرح طرح کی امیدیں ان کے دل میں موجزن ہوتی ہیں۔ مگر ہمیشہ سے ان کی آرزوؤں اور امیدوں کے مطابق کبھی بھی کوئی نبی نہیں آیا۔ مسلمانوں کو اس سنت مستمرہ کی طرف توجہ دلانے سے مقصد یہ ہے کہ انہوں نے بھی بعض آنیوالوں کے نہایت دلفریب سمن اپنے دلوں میں پنہاں رکھے ہیں۔ جیسے ۲ دوبارہ آسمان سے اتریں گے۔ ایک دنیا ان کو آسمان سے اترتا ہوا دیکھے گی ایک بڑا شجاع اور شمشیر بکف مہدی ان کی معیت میں کفار کو قتل کرے گا۔

اور کل دنیا کو فتح کرکے کافروں کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیں گے۔ مسلمانوں میں اسقدر مال و دولت تقسیم کریں گے۔ کہ کسی شخص کو دولت کی ضرورت نہ رہیگی یہ مسلمانوں کی حضرت مسیح ؑ و مہدی ؑ کے متعلق ہوا و ہوس ہے۔ کہ جس کے موافق کبھی مسیح ؑ اور مہدی ؑ نہیں آ سکتا۔ یہ باتیں سنت اللہ کے خلاف ہیں۔ خدا کے انبیاء اور رسل لوگوں کی ہوا و ہوس کے مطابق کبھی بھی دنیا میں نہیں آئے اور نہ آسکتے ہیں۔

وحسبوا الا تکون فتنۃ فعموا وصموا ثم تاب اللہ علیہم ثم عموا وصموا کثیر منہم واللہ بصیر بما تعملون

انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیاری قوم ہونے کے سبب فتنہ میں نہیں پڑیں گے یا ان کی بداعمالیوں کی سزا نہیں دی جاوے گی۔ پس وہ اندھے اور بہرے ہوگئے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر رجوع برحمت ہوا۔ اور ان کی بداعمالیوں سے درگذر کی۔ مگر وہ پھر اندھے اور بہرے ہوگئے۔ اندھے اور بہرے ہوجانے سے مراد یہی ہے کہ وہ حق و صداقت کے بینا اور شنوا نہ رہے۔ تاب اللہ علیہم لفظی معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ کی ان پر۔ توبہ کے معنے لوٹ آنے یا واپس آجانے کے ہیں۔ انسان سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر اپنی رحمت کے ساتھ لوٹ آتا ہے پس تاب اللہ کے معنی دوبارہ فضل و کرم کے دروازے کھولنے کے ہوئے۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی و ربکم انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ و ماواہ النار و ما للظالمین من انصار۔

بلاشبہ ان لوگوں نے کفر کیا ہے کہ جو مسیح ابن مریم کو خدا ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خود مسیح نے اپنی قوم اسرائیل کو مخاطب کرکے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ہاں اس اللہ کی کہ جو میرا اور تمہارا رب ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے جنتی زندگی حرام کردی ہے اسکا ٹھکانا تو آگ ہے اور ظالموں کو کوئی بچانیوالا نہیں

قرآن کریم اس آیت میں ہمیں بتلاتا ہے کہ مسیح جس کو اس زمانہ کے غالی مسیحی خدا کہتے ہیں اس نے خود کبھی خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ اس نے تو صاف کہا کہ تم اپنے خدا کی ہی عبادت کرو۔ اور صرف اسی کی عبادت تمہیں کرنی چاہیئے۔ متی ۴/۱۰ "وے تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جو تیرا رسول ہے جانیں" یوحنا ۱۷/۳ اسیطرح سے جب ان کو کسی نے کہا کہ اے نیک استاد تو آپ نے اسکے جواب میں کہا... "کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے یعنے خدا"

مرقس ۱۲/۲۹-۳۰ میں ہے کہ "یسوع نے اس سے جواب میں کہا کہ سب حکموں میں اول حکم یہ ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے پیار کر اول حکم یہی ہے" اور ایسا ہی لوقا ۱۰/۲۷ میں بھی ہے۔

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لہم الآیات ثم انظر انی یؤفکون

مسیح ابن مریم تو ایک رسول ہے ایسے ایسے کئی رسول اس سے پہلے گذر چکے اور اسکی ماں صدیقہ تھی مسیح اور اسکی ماں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ غور تو کرو کس طرح ہم ان کے فائدہ کے لئے دلایل کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ وہ کس طرف بہکے جارہے ہیں

پہلے تثلیث کو منقولی طور پر رد فرمایا۔ کہ ان کی مسلمہ انجیل میں اس باطل عقیدہ کا کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ اس میں اسکی تردید موجود ہے۔ اب اسکی معقولی رنگ میں تردید فرمائی ہے۔ کہ از روئے عقل بھی یہ عقیدہ کہ مسیح الوہیت کا حصہ دار تھا قطعی باطل ہے۔ فرمایا مسیح تو صرف ایک رسول ہے۔ اور ایسے ایسے کئی رسول پہلے دنیا میں گذر چکے ہیں اس حصہ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح ؑ کوئی انوکھا رسول نہیں۔ اس کی پیدائش اعمال حیات اور اس دنیا سے گذر جانے میں باقی رسولوں سے نرالی کوئی بات نہ تھی۔ پیدائش میں نرالی بات اسلئے نہیں کہ اس کی ماں تھی۔ کہ جس نے اسکو باقی دنیا بھر کی عورتوں کیطرح جنا اور اسکی تربیت کی۔ اگر وہ خود خدا تھا۔ تو اسکو کسی ماں باپ کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ اسنے اپنی پیدائش اور تربیت کے دکھ اور مصائب خواہ مخواہ اپنی ماں پر ڈالے۔ اور انکا محتاج تھا۔ اسکو تو چاہیئے تھا کہ وہ ان باتوں میں سب سے نرالا ہوتا۔ اور یہ باتیں کہ جن سے ایک شخص کی بیچارگی اور بے بسی ثابت ہوتی ہے۔ اسکے بعد فرمایا کانا یاکلان الطعام وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ وہ دونوں انسانی ضروریات کے ویسے ہی محتاج تھے جیسے کہ باقی لوگ ہیں۔ پھر وہ خدا کیسے ہوسکتا ہے۔ جو شخص بھوک کی برداشت نہیں کرسکتا اور انجیر کے درخت پر اپنے کھانے کے لئے کچھ نہ پاکر اسکو لعنت کرنی شروع کردیتا ہے (دیکھو واقعہ خود انجیل نویسوں نے لکھا ہے) پھر ایسا انسان خدا کیونکر کہلا سکتا ہے پھر فرمایا انظر کیف نبین لہم الآیات ثم انظر انی یؤفکون غور کرو کہ ہم کیسے کھلے کھلے موٹے دلایل پیش کرتے ہیں۔ پھر بھی یہ اسکو خدا ہی مانے جاتے ہیں۔ افک کے معنے جھوٹ کے ہیں۔ انی یؤفکون کے معنے ہوئے کس طرح وہ حق سے پھرتے جاتے ہیں

(باقی اشاعۃ آئندہ میں)

انجیل عمل پر نظر

گذشتہ سے پیوستہ

حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں

عیسائی تھیالوجی کا بنیادی مسئلہ دراصل یہی ایک مسئلہ ہے جو عمل کو لاشے قرار دیتا ہے اور یہی مسئلہ اسلام اور عیسائیت میں مابہ الامتیاز ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسان شریعت یا قانون الٰہی پر چلنے کے قابل ہی نہیں۔ اسلیئے وہ گناہ کرتا ہے اور مستوجب سزا ہو جاتا ہے جس سے بچنا ایک کفارہ چاہتا ہے کیونکہ عدل سزا دہندہ انسان کو چھوڑ نہیں سکتا انسان خود سزا پائے یا اس کی جگہ کوئی اور شخص۔ بالمقابل گناہگار انسان کا کفارہ کوئی اور انسان نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود گناہگار ہے عیسائیوں کے نزدیک خدا کے سوا اور کوئی انسان معصوم نہیں ہو سکتا اس لئے خدا ہی کفارہ ہو سکتا ہے جس سے مسیح کی الوہیت کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے یہ عیسائی فسانہ کا خلاصہ ہے۔ الغرض عیسائی مذہب کی ساری بنیاد اس ایک بات پر آرہتی ہے کہ انسان میں شریعت پر چلنے کی استعداد نہیں یعنی اس میں قوت عمل نہیں جو بالبداہت ایک باطل امر ہے اگر ہم میں قوت عمل نہ ہو یعنی ہم میں قانون پر چلنے کی استعداد ہی نہ ہو پھر نہ مقننین کی ضرورت رہتی ہے نہ کوئی حکومت ہی قائم رہ سکتی ہے۔ اس موقع پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عیسائی تھیالوجی میں اگر یہ مانا گیا ہے کہ انسان میں قانون پر چلنے کی طاقت نہیں تو اس سے مراد دنیاوی قانون نہیں بلکہ ربانی قوانین ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کس مقام پر ہم دنیاوی اور ربانی قوانین میں فرق کر سکتے ہیں۔ دنیاوی بہبودی کے لئے کوئی بھی ایسا قانون وضع نہیں ہو سکتا جس کی بنیاد کسی الٰہی قانون پر نہ ہو اور باتوں کو چھوڑ دو کونسا قانون کسی گورنمنٹ کا ہے جس میں موسٰے کے دس احکام شریعت نظر نہیں آتے۔

یہ سب ایام وسطےٰ کی جہالتیں اور توہم پرستیاں ہیں ۔ ۔ ۔ آج جو کچھ یورپ کو حاصل ہوا قوت عمل سے حاصل ہوا اگر یورپین تمدن سائنٹفک انکشافات سے وابستہ ہے تو پھر سائنس تو قوانین فطرت کے دریافت کرنے کا نام ہے جن پر عمل کر کے دنیا کچھ کی کچھ ہو گئی ہے الغرض جس نعمت عظمیٰ کی خبر قرآن کریم نے انسان کو دی یعنی عمل اور اس کی قوت اس پر سب سے اول مسلمان قدم زن ہوئے جس سے انہیں خرق العادت ترقی حاصل ہوئی مگر بعد میں جس کو چھوڑ کر وہ ادبار کے گڑھے میں گرے بالمقابل یورپ نے اس نعمت کو مسلمانوں سے لے لیا۔ یورپ نے انجیل عمل کو قبول کیا اور مادی معاملات میں وہ حاصل کیا جس کا وعدہ قرآن مجید نے مومنوں کے ساتھ اس دنیا میں کیا ہے کیا عجیب بات ہے جس مذہب نے عمل پر زور دیا اور ہر ایک دینی و دنیوی خیر و برکت عمل سے وابستہ کی اس کے پیرو عمل چھوڑ کر دنیا میں ذلیل ہو گئے۔ اور جس قوم کے مذہب نے عمل کو لعنت قرار دیا۔ انہوں نے اس تعلیم کو دنیوی ترقی کے لئے لعنت سمجھ کر اس پر لعنت بھیجی اور اس معاملہ میں تعلیم قرآن کو عملاً قبول کیا۔ اور ان ثمرات کے مالک ہو گئے۔ جن کا وعدہ اس دنیا میں کتاب حمید کرتی ہے۔ مسئلہ عمل میں الغرض مسلمان پولوس کے شاگرد بن گئے۔ اور پولوس کے پیرو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے

عیسائی اپنی کتب مقدسہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں جو کتابیں کتاب پیدائش یا خمس موسٰے سے چل کر ملاکی نبی کی کتاب پر ختم ہوتی ہیں اسے پرانا عہد نامہ کہتے ہیں۔ باقی کتب یعنی انجیل متی سے لیکر مکاشفات تک نئے عہد نامہ کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں۔ اس تقسیم سے مراد بروئے عقیدہ عیسائیت مذہب انسانی کے وہ دو پہلو ہیں جو بروئے تعلیم کلیسیا خدائے تعالےٰ نے انسان کی نجات کے لئے پسند کئے ان کے نزدیک پہلا پہلو شریعت کا تھا۔ یعنی وہ عہد جو جناب موسے کی معرفت نسل انسانی کے ایک حصہ سے ہوا۔ یعنی خدا نے موسے کی معرفت انسان کو قوانین دیئے جن پر عمل پیرا ہونا اسے نجات تک پہنچا سکتا تھا یعنی انسان کی نجات کو خدائے تعالےٰ نے عمل سے وابستہ کیا۔ چند صدیوں کے تجربہ نے خدائے تعالےٰ پر ثابت کر دیا کہ اس سے غلطی ہوئی۔ کیونکہ انسان اس عہد میں پورا نہ اترا اس لئے مسیح کے آنے پر انسانی نجات کے لئے مذہب عمل کو چھوڑ کر انسان کو انجیل و فضل عطا فرمائی۔ انسان کی غلط کاریوں کے عوض میں ایک بڑا بھاری فدیہ لے لیا گیا۔ ایک معصوم کو صلیب پر کھینچا گیا جس کے خون نے انسانی گناہ دھو ڈالے اور اس کفارہ نے انسان اور خدا میں مصالحت کرا دی ہے جس پر خدائے تعالےٰ نے تجدید عہد کی کہ جو اس کفارہ پر ایمان لائے گا وہ نجات پائیگا اس لئے اس کا نام نیا عہد نامہ ٹھیرا۔ یعنی عہد نامہ قدیم تو معاہدہ عمل تھا اور عہد نامہ جدید معاہدہ یا ایمان ٹھیرا جس میں عمل کی ضرورت نہ رہی۔

دراصل اسلام و مذہب کلیسیا کے سوا کل مذاہب دیگرہ میں ایک طرف اور مذہب کلیسیا میں دوسری طرف اگر فرق ہے تو صرف اسی قدر ہے کہ اسلام اور کل مذاہب دیگر تو انسانی نجات کو عمل سے وابستہ کرتے ہیں اور مذہب کلیسیا صرف کفارہ مسیح پر ایمان لانے کو نجات کے لئے کافی سمجھتا ہے ہم نے ارادۃً اس مذہب کا نام مذہب کلیسیا رکھا کیونکہ جناب مسیح مذہب عمل و شریعت کے پابند تھے اپنے خطبہ کوہی میں بھی انہوں نے عمل پر زور دیا ان کے نزدیک خداوند کی بادشاہت میں انسان عمل سے ہی داخل ہو سکتا تھا جب کبھی کوئی ان کے پاس نجات کی راہ پوچھنے آیا انہوں نے شریعت و عمل کی طرف رہنمائی کی انہوں نے اپنے ذاتی کمالات کے حصول کا دروازہ بھی نماز روزہ اور عمل ہی بتلایا۔ اس کتاب کی قیمت [illegible] ہے جو عزیز منزل احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مل سکتی ہے۔

مُصلح موعُود

گذشتہ پیوستہ ... ربوی

موعود کے متعلق انکشافات بتلاؤ - تب تمہارا دعویٰ صحیح - جب تک انکشاف نہ بتلاؤ - تعیین میاں صاحب کی غلط ہے -

تین کو چار کس نے کیا دیکھو تریاق القلوب صنہ؎ وہاں مسیح موعود علیہ السلام تین کو کسے مراد لیتے ہیں - اور چوتھا کسکو ٹھیراتے ہیں جس قول سے پیر منظور محمد تولنا چاہتے ہیں اس میزان سے تو وہ ساتواں قرار پاتا ہے - دیکھو اس عبارت کو دُوسرا الحمد للہ کہ تاریخ ۴ صفر ۱۳۱۴ھ ہجری مطابق ۱۴ جون ۱۸۹۹ء روز چہار شنبہ وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا - جس سے پہلے تین لڑکے اس کے حقیقی بھائی پیدا ہو چکے ہیں جو اب تک موجود ہیں " صنہ؎ تریاق) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ " اسکو بھی بغور پڑھو - میاں صاحب تو پہلے یا دوسرے قرار پاتے ہیں امام کے اجتہاد اور اپنے اجتہاد میں تمیز رکھو - پھر صنہ؎ تریاق القلوب دیکھو چوتھا لڑکا مبارک احمد حضرت فرماتے ہیں - اور منظور محمد کے حساب سے وہ ساتواں ہے - اور پھر حضرت صاحب اسی صنہ؎ پر میاں محمود احمد صاحب کو پہلا قرار دیتے ہیں - اور یہ صحیح ہے کہ جب مبارک احمد چوتھا ہوا - تو میاں صاحب سب سے پہلے ہوئے - صنہ؎ کو بھی دیکھو (یہ چار لڑکے ہیں الخ)

پھر ایک اور بات قابل غور ہے - کہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں - کہ نو برس کے عرصہ تک ایسا لڑکا ضرور پیدا ہوگا - (تبلیغ رسالت صنہ؎)

اگر سال ۱۸۸۶ء سے اسکی ابتداء شروع ہو تو سال ۱۸۹۵ء تک وہ عرصہ نو برس تک قرار پاتا ہے - اور سال ۱۸۹۵ء تک تین لڑکے درمیان آتے ہیں - یعنی شریف احمد صاحب کی پیدائش تک - دیکھو ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء پیدائش شریف احمد - اور مبارک احمد اس نو سال میں شامل نہیں ہو سکتے -

اور صنہ؎ تریاق القلوب پر خط کشیدہ عبارت کو بغور پڑھو اور تین کو چار کرنیکے معنی مسیح موعود نے کیا کئے ہیں - اس کو دیکھو - اور میاں منظور محمد صاحب اپنے اجتہاد کو اپنے نبی کے اجتہاد پر مقدم کر رہے ہیں - کہ پہلی بیوی کی اولاد کو جو موعود ہی نہیں شامل کر کے اپنا اُلو سیدھا کر رہے ہیں - شاباش ایسے ہی نبی صاحب کے حکم کی قدر و منزلت ہوتی ہے - جب نبوت ایسی سستی بکنے لگے تو اس کی قدر و قیمت بھی اسیقدر ہوگی -

صنہ؎ تریاق القلوب حاشیہ متعلق صنہ؎ غور سے پڑھو کہ موعود کی کوئی تعیین نہیں ہوئی ہے - اور مسیح موعود فرماتے ہیں - کہ اس بیوی کے سبب سے اسطرح تو

موعود ہیں - مگر وہ تشریح کام نہیں آسکتی - وہ لڑکا جو تین کو چار کرنیوالا مظہر جلال الٰہی ہے - اسکی تعیین رسالہ اگست ۱۸۸۷ء میں نہیں ہے - اور سال ۱۹۰۲ء تک توضیح - وعود نے تعیین نہیں کی ہے - اگر میاں صاحب وہ موعود ہوتے تو سال ۱۹۰۲ء کی کتاب میں ان کے متعلق پھر ایسی عبارت لکھنا چہ معنی دارد - البتہ پیدائش کی اطلاع کے لحاظ سے سب موعود ہیں جن پر مسیح موعود توجہ نہیں فرماتے اور جنکو اس خاص قسم کے موعود میں شامل نہیں فرماتے -

منظور محمد نے علامات پنجم ششم وغیرہ میں جسقدر قیاسات واہیہ سے کام لیا ہے سب بے معنی ہے - اسکے ابطال کے لئے یہ کافی ہے کہ خود ملہم کے ایسے قیاس اور اجتہاد غلط ثابت ہو چکے ہیں پھر منظور محمد کے قیاس کا کیا پایہ ہے - مسیح موعود کی تحریرات پر غور کرنے اور واقعات کے ملانے سے حسب ذیل صورتیں قائم ہو سکتی ہیں

اوّل) پہلی بیوی کی اولاد کو شامل کرنے سے میاں صاحب چوتھے قرار پاتے ہیں یہ تو قطعاً باطل اور مسیح موعود پر حکومت ہے - اسلئے کہ کسی اشتہار میں پہلی بیوی کی اولاد کو مسیح موعود نے موعود میں شامل نہیں فرمایا - اور تریاق القلوب کی تمام تحریرات اسکی منافی ہیں

دوم) بشیر اول فوت شدہ کو خارج رکھا جاوے - اور پہلی بیوی کی اولاد بھی شامل کی جاوے اس صورت میں میاں صاحب تیسرے اور بشیر احمد چوتھے قرار پاتے ہیں - اور فوت شدہ کو خارج رکھا جاویگا - کہ تین کو چار کرنیوالا فقرہ الہامی اسکا مقتضی ہے کہ تین پہلے زندہ ہوں اور چوتھا آوے - مگر یہ صورت بھی باطل ہے - اسلئے کہ پہلی بیوی کی اولاد موعود میں شامل نہیں ہو سکتی -

تیسری صورت بشیر اول فوت شدہ سے شمار کیا جاوے - تو چوتھے شریف احمد قرار پاتے ہیں - اور میاں صاحب دوسرے

چوتھی صورت فوت شدہ کو خارج کر کے میاں صاحب سے شمار کیا جاوے جو اوّل ہیں اور تریاق القلوب میں حضرت صاحب نے بھی اوسکو اوّل لکھا ہے - تو مبارک احمد صاحب چوتھے قرار پاتے ہیں - مگر وہ فوت ہو گئے ہیں - اسلئے

پانچویں صورت یہ ہے کہ نواسہ چوتھا قرار دیا جاوے -

چھٹی صورت یہ ہے کہ الفاظ - ذات و نسل وغیرہ کے معانی وسیع کئے جاویں اور پھر متبعین وغیرہ کو شامل قرار دیا جاوے - بہرحال کسی صورت میں میاں صاحب چوتھے نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ تین کو چار کرنیوالے قرار پا سکتے ہیں - رجماً بالغیب ہے -

مجھکو ہمیشہ قادیانی احباب کی اس خیانت کی شکایت رہی ہے - کہ وہ اپنے مطلب کے حوالے تو درج کرتے ہیں اور مخالف مطلب کے درج نہیں کرتے - حالانکہ یہ اصول تحقیقات

کنندہ کیلئے بہت مجبوب ہے۔ بلکہ وہ حوالے درج کئے جاویں خواہ انکی تردید ہی کیوں نہ کی جاوے۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۷ کا حوالہ منظور محمد صاحب نے درج کیا۔ اور اسی صفحہ کے دیگر حوالوں سے انماز نظر کیا۔ اسمیں ۲۵۔۲۳ والی نشان دیکھو میاں صاحب کو مسیح موعود پہلا لڑکا قرار دیتے ہیں اسکو چوتھا مسیح موعود نے کہیں قرار نہیں دیا۔ اور تریاق القلوب میں بھی اسیکو پہلا قرار دیتے ہیں۔ (صفحہ ۴۲ تریاق) پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸ پر حضرت مسیح موعود ان چاروں کی تفصیل کرتے ہیں اور ان پر ان کے ناموں کے ہمراہ نمبر بھی دیتے ہیں اور میاں صاحب کو نمبر ۱ و مبارک احمد کو نمبر ۴ دیتے ہیں۔ دیکھو نشان نمبر ۴۱

حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۲ میں میاں صاحب دوسرے قرار پاتے ہیں۔ اور الہام کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں۔

"دوسرا بشیر دیا جاوے گا" پس مصلح موعود دوسرا نہیں ہوسکتا۔ وہ تو تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔

سراج منیر ۹۷ء کی کتاب ہے۔ اور تریاق القلوب ۹۹ء یا ۱۹۰۲ء کی۔ اب بقول منظور محمد صاحب جب ۹۷ء سراج منیر میں تعیین ہوگئے تو پھر سال ۹۹ء یا ۱۹۰۲ء میں اسکے خلاف کیوں کہتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۴۲ تریاق القلوب (شاید نوز سے مراد پسر موعود ہو) یہ شکی عبارت کیسی ہے۔ پھر دیکھو صفحہ ۴۳ خط کشیدہ عبارت)

غرضکہ امام ع نے اشتہار ۸۶ء میں وعدہ کیا تھا۔ کہ انکشاف کے بعد اطلاع دی جاوے گی۔ مگر اطلاع کوئی نہیں۔ صرف قیاسی تعیین کرتے ہیں۔ باقی پیدائش کے متعلق ضرور قبل از وقت اطلاع ہے۔ اس سے مصلح موعود کی تعیین ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ خطوط وحدانی والی عبارت بشیر احمد کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ نہ کہ محمود کے متعلق۔

دو عبارتوں کو بغور دیکھو۔ تتمہ اشتہار آتھم جولائی ۸۸ء تبلیغ رسالت صفحہ ۱۲۰ "سب ضرورتوں کو خدا تعالےٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی۔ اور اسمیں وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا" بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا۔ جس کا نام محمود ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا" فقرہ . . . . دین کا چراغ اور . . . . اپنے کاموں میں اولوالعزم دین کا لفظ ندارد۔ قابل غور ہے۔ جو دین کا چراغ ہے وہ مصلح موعود ہے۔ نہ کہ جو اپنے کاموں میں اولوالعزم۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

الغرض اگر کوئی سمجھدار تریاق القلوب صفحہ ۴۰ لغایت صفحہ ۴۳ اور اسکا حاشیہ متعلق نمبر ۵ بغور پڑھے تو اسکو معلوم ہوجائے گا کہ مصلح موعود کی تعیین مسیح موعود ع نے نہیں فرمائی۔ اور کوئی کامل انکشاف نہیں ہوا۔ اور تمام اجتہادی امورات اشتہارات میں درج ہیں۔

اب ہم اصولی بحث کیطرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اس امر کو بگوش دل یاد رکھو کہ کسی ملہم اور صاحب وحی کا کوئی الہام اور اجتہاد جو خلاف قرآن اور خلاف سنت خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم اور خلاف احادیث صحیحہ نبویہ ہو۔ ہرگز ہرگز قابل پذیرائی نہیں۔ خواہ وہ ملہم حضرت عیسیٰ ع ہو یا حضرت موسیٰ ع ہو۔ یا مسیح موعود ہو۔ یہ سب کو مسلم ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی آویگا وہ خادم دین اسلام اور خادم سنت نبویہ اور اسکے قیام کے لئے آویگا۔ پس اگر وہ کوئی ایسی بات کہے الہاماً خواہ اجتہاداً جسکا وجود سنت نبوی اور احادیث صحیحہ نبوی میں نہیں تو وہ ہرگز قابل پذیرائی نہیں۔ اور نہ ہم اسکے قبول کرنے اور تسلیم کرنے کو مکلف ہیں۔ میرا یہ مذہب ہے اور ابتدا سے یہی مذہب ہے۔ کہ اگر احادیث نبویہ میں مسیح موعود ع کی آمد کی پیشگوئی موجود نہ ہوتی۔ اور احادیث میں مجدد والی حدیث نبوی نہ ہوتی تو میں کبھی اسکو قبول نہ کرتا۔ خواہ وہ آسمان پر پرواز کرتا یا سات زمینوں کو آن واحد میں طے کرتا۔

مسیح موعود ع نے بھی یہی فرمایا کہ جو مجھ کو نہیں مانتا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے آنے کی پیشگوئی فرمائی۔ اور وہ میرا نافرمان نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کا نافرمان ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ اور ہمنے مسیح موعود پر ان احادیث کو منطبق پالیا ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تعمیل حکم میں ہمنے مسیح موعود ع کو قبول کیا ہے اور اسکا حکم تابع سنت نبویہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کی وحی کے سوا کسی ولی کی وحی کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا۔ اور اولیاء اللہ کی وحی خطرہ سے خالی نہیں ہوتی۔ وہ بہت رقیق الماخذ ہوتی ہے۔ اور ایسے امور سے ولی اور امام کی منزلت اور علو شانی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جیسا کہ احادیث کے لئے قرآن محک ہے۔ اولیاء کی وحی کے لئے قرآن سنت اور احادیث صحیحہ محک ہے۔ مسیح موعود نے کہا کہ میں خادم دین اسلام ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوں۔ پس ہمنے اسکو قبول کیا۔ اگر وہ بہاء اللہ یا کسی اور کی طرح جیسا کہ مشہور ہے۔ مثلاً کہتا کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہوکر تمکو دعوت دیتا ہوں۔ ہم کبھی اسکو نہ مانتے جیسا کہ ان کو ہمنے اسیواسطے نہیں مانا کہ وہ بالاستقلال علیحدہ مدعی رسالت ہے ایسا شخص بیشک راستباز اور خدا کا دوست اور ولی ہوتا ہے۔ مگر معصوم نہیں ہوتا۔ خواہ کسی پایہ کا ہو۔ خواہ اجتہاد میں خواہ الہام میں۔

مست عشق ار کند ہزار خطا
چشم پوشد خدائے غفارش

ہمارے احباب مجدد کے مامور ہونے سے گھبراتے ہیں - مگر یہ مجدد کی پوزیشن اور اسکی ڈیوٹی سے غفلت کرتے ہیں - دیکھو دین اور شریعت بالکل اپنے حال پر قایم اور واضح ہے - اور ہم تک بلکہ قیامت تک کی آنے والی نسلوں تک وہی شریعت محمدی پہونچی اور پہونچے گی - اور واضح طریق سے پہونچیگی جس میں کوئی خطرہ یا دبیبا وغیرہ نہیں - الیوم اکملت الخ...... انا نحن نزلنا الذکر الخ...... میں قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خلاصہ طور پر البدر ۲۳ جلد ۷ صفحہ ۵

۱۹۰۸ء سرخی مجدد کی ضرورت کو مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں پڑھ لیں بس اتنی ضرورت کے لئے مجدد آتا ہے وہ تحریر ہمارے لئے کافی ہے پھر تم اس کی پوزیشن ڈیوٹی اسکے الہام وغیرہ کو ٹھیک اپنی وضع اور جگہ پر رکھنے کو سمجھ لوگے -

خاکسار نذر علی از پشاور

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

(از حکیم سیف الدین صاحب)

قرآن اور سنت سے ثابت ہے کہ دین کی تکمیل میں نئے جدیدہ احکام بھی تھے اور بعض سابقہ احکام تورات کو بھی بحال رکھا گیا تھا - اور عرب کے قانون کا بھی لحاظ ہوا تھا - مثلاً

یہودیوں میں خون بہا (دیت) کا قانون نہ تھا - قال اللہ تعالیٰ - وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین الخ مایدہ لیکن عرب میں خون بہا کا قانون تھا - اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا - یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ - سورہ بقر - اگرچہ انسان کی حرمت کا حکم مکہ ہی میں اتر چکا تھا - ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الخ مگر اسلام نے عرب کے قانون خون بہا کو چند اصطلاحات کے ساتھ باقی رکھا - فمن عفی لہ من اخیہ شیء فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان سورہ بقر یعنی اسکے بھائی (یعنی اولیائے مقتول) کیطرف سے کچھ معاف کر دیا جائے تو اسکی پابندی خوبی کے ساتھ کرنا اور بطور احسن اسکو ادا کر دینا چاہئے -

اسلام سے پہلے عرب میں چوروں کے لئے قطع ید کی سزا جاری تھی - اسلام نے بھی اسکو باقی رکھا - السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما -

عربوں میں زنا کی کوئی سزا مقرر نہ تھی یہودیوں میں تورات کے رو سے زانی کو سزائے رجم یعنی سنگسار کرنا مقرر تھی جب آنحضرت مدینہ تشریف لائے - تو یہودیوں نے ایک مجرم کا مقدمہ پیش کیا - ۴ ہجری کا یہ واقعہ ہے - آپ نے تورات منگا کر اسکی رو سے فیصلہ دیا - چنانچہ آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا - اور وہ سنگسار ہو گیا - ۶ ہجری میں سورہ نور نازل ہوئی جس میں زنا کی سزا سو درے قرار دی گئی - مگر تمام کتب حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بن بیاہے کو سو درے اور بیاہوں کے لئے رجم کا حکم ہے - جس سے ثابت ہے کہ رجم کی سزا بھی شریعت نے باقی رکھی تھی وغیرہ وغیرہ -

غرضیکہ پیارے نبی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک مسئلہ پر روشنی ڈالی پس جب یہ صورت دین کی تکمیل کی ہے - تو اب دیکھنا ہے کہ باب نبوت جو یہودیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی کی بعثت سے پہلے کھلا تھا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی نسبت کیا فرمایا ہے - چنانچہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - ایہا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم الا فاعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شہرکم وادوا زکوۃ اموالکم طیبۃ بہا انفسکم وتحجون بیت ربکم واطیعوا ولاۃ امرکم تدخلوا جنۃ ربکم" معدن الاعمال - حدیث ۱۱۰۰ و ۱۱۰۹ عن ابی امامۃ رواہ ابن جریر وابن عساکر - ترجمہ - لوگو نہ تو میرے بعد کوئی اور نبی ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونیوالی ہے - خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو - اور پنجگانہ نماز ادا کرو - سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکوۃ کا نہایت خوشدلی کیساتھ دیا کرو - خانہ خدا کا حج بجا لاؤ اور اپنے اولیائے امور و حکام کی اطاعت کرو - جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کے فردوس بریں میں داخل ہو گے -

دوئم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم آیت استخلاف کی تفسیر میں فرماتے ہیں عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون یعنی بنی اسرائیل میں انبیاء سیاست کرتے تھے تو وہاں نبی کے فوت ہو جانے پر نبی کھڑا ہوتا تھا - اور تحقیق جانو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ میری امت میں میرے بعد خلفاء سیاست کرنیوالے ہونگے -

سوئم - سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم آیۃ خاتم النبیین کی تفسیر یوں فرماتے ہیں لا تقوم الساعۃ × × × × × وانہ سیکون فی امتی ثلاثون

کذا یا کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنی قیامت قایم نہیں ہوگی وغیرہ وغیرہ کہ میری امت میں سے نبوت کا دعویٰ کریں گے " یہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی ہے جو پوری ہوتی دیکھی جاتی ہے " وہ کذاب ہوں گے - اور میں نبیوں کو ختم کرنیوالا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

چہارم - قال اللہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما ۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے کلام و تکلیم پر مہر نہیں لگاتی - البتہ آیت مذکورہ سے یہ ثابت ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے بغیر اب کوئی حکم شرعی نافذ نہیں ہو سکتا ہے - نیز اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ نبوت - احکام شریعت کو کہتے ہیں - اور نبی وہی کہلا سکتا ہے جو حامل شریعت ہو - اور سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پرانی اور نئی شرائع پر مہر ہیں - یعنے آپ کی شریعت کے ہوتے دوسری کوئی شریعت پرانی ہو یا نئی قابل عملدرآمد نہیں - دوسرے لفظوں میں آپ کے بعد پرانا یا نیا کوئی نبی نہیں۔

اسلئے ثابت ہوا کہ باب نبوت جو بنی اسرائیل میں آنحضرت صلعم کی آمد سے پہلے کھلا تھا - وہ آج مسدود ہے اور شریعت کی اصطلاح میں نبی اور رسول کیلئے یہ واجب ہوا کہ وہ کامل شریعت لائے - یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرے اور وہ ساری خلق پر بزرگی دیا گیا ہو - لغت والوں نے بھی قریب قریب ایسا ہی لکھا ہے - چنانچہ وہ لکھتے ہیں - کہ وہ بڑی فایدہ والی عظیم الشان کثرت سے سچی خبر دینے والا اور ساری خلق پر بزرگی دیا گیا پیغمبر صاحب کتاب ہو - مگر لغت میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا - کہ ایک شخص ڈیڑھ صد - دو سو صد کے قریب رویا صالحہ دیکھے تو وہ نبی و رسول کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

ضروری اعلان اور احباب قادیان

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

براہ مہربانی سطور ذیل کو اپنے اخبار میں جگہ دے کر ممنون فرما دیں

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے ضروری اعلان کی جو حال ہی میں شائع ہوا ہے - ایک نقل بغرض اندراج رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بھیجی گئی تھی - جو ایڈیٹر صاحب رسالہ مذکور نے بصیغہ بیرنگ واپس کر دی ہے اور اسپر حسب ذیل جواب لکھا ہے:

مکرم بندہ - وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میں اسوقت نکتہ چینی کی غرض سے آپ کو نہیں لکھتا - مگر محض خلوص نیت سے کہ گو آپ کے اعلان میں زیادہ تر توجہ غیر احمدیوں کی طرف ہے - اور نیز آپ نے ان پر یہ بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کا اور ان کا فروعی مسایل میں اختلاف ہے - میں آپ کی نیت پر بھی حملہ نہیں کرنا چاہتا - کہ اس میں آپ کی کوئی خاص غرض ہے یا نہیں - تاہم چونکہ یہ بھی ایک حد تک اتحاد کی طرف قدم اٹھاتا ہے - اسلئے مجھے اسپر کسیطرح کا بھی اعتراض نہیں ہونا چاہئے - مگر ایک بات ہے کہ جن سے مواصلت کا حکم ہے - ان سے آپ قطع تعلق - اور جن سے قطع تعلق کا حکم ہے ان سے آپ موالات - یہ حکمت میری سمجھ میں نہیں آتا - یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل کی مواعید کی آپ کہاں تک پرواہ کر رہے ہیں - اپنا اگر یہی پرچہ پیغام ہی اٹھا کر دیکھ لیجئے - کہ کس خوبی اور نرمی سے میاں صادق علی صاحب حضرت میاں صاحب کی شان میں لکھ رہے ہیں - حالانکہ حضرت میاں صاحب وہی ہیں - جن کو آپ کم از کم امیر جماعت تسلیم کرنے کے لئے طیار تھے - جن کے تقویٰ اور طہارت اور تقدس پر نہ غالباً آپ کو اعتراض ہے اور نہ ہونا چاہئے - جن علم وفضل کے اگر پہلے قایل نہ تھے تو اب ضرور ہوں گے - پھر ایسا شخص جس کی مسیح موعود ع کی اسقدر بشارات ہوں - اسکی شخصیت پر اس قسم کے اعتراض مولانا آپ تو دوسروں سے صفائی کرنا چاہتے ہیں - پہلے یہ تو دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود سے آپکے اور آپکے ہمنواؤں کا کیا سلوک ہے - ع

تو درون درچہ کردی کہ برون خانہ آئی

میں کس طرح اسکو اپنے اخبار میں جگہ دے سکتا ہوں - جب کہ آپ کا رویہ مسیح موعود کی جماعت کے جم غفیر کو جس میں ان کے اہل بیت سب شامل ہیں اور جن کے متعلق اسقدر تسلسل سے الہامات ہیں - گمراہ ٹھیرا رہے ہیں۔

خاکسار محمد الدین ۲۱/۱۲

چونکہ اعلان ضروری کے ماتحت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ساتھ رشتہ رکھنے والے برادران سلسلہ مباحثات سے منع کر دیئے گئے ہیں - اسلئے اس جواب کے متعلق میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا - کہ جس مضمون کے اخبار پیغام صلح میں ہونیکے ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز شکایت کرتے ہیں - وہ اس سے پہلے شائع ہو چکا تھا - اور جناب میاں صاحب جو جماعت احمدیہ کے [illegible] پر جنہوں نے میاں صاحب کی بیعت نہیں کی - چوٹ کی تھی کہ ان کو نماز میں لذت نہیں آتی - اسکے جواب میں دفاعی رنگ میں تھا - آئندہ [illegible]

سلسلہ بند کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے بھی اپنے اخبار میں اس اعلان کے نیچے نوٹ دے چکے ہیں۔ اور آیت یقطعون ما امر الله به ان یوصل۔۔۔۔ انکے وعید کے نیچے تو وہ لوگ آسکتے ہیں۔ جو پیرو اسلام سے قطع تعلق کر کے مخالفین اسلام کے ساتھ رابطہ اتحاد قایم کرنے کی کوشش کریں۔ ان کو واقعی اس سے ڈرانا چاہئیے۔ اسلئے اس اعلان کی غرض بھی یہی تھی۔ کہ مسلمانوں کا فروعی اختلافات کی وجہ سے جو باہمی تباغض و تحاسد ہے وہ دور ہو کر اون میں اتفاق اور وحدت پیدا ہو۔ تا وہ اپنوں کو بیگانے اور بیگانوں کو اپنے نہ بنا دیں۔

باقی رہا جناب میاں صاحب کا تقوےٰ و طہارت و تقدس اور علم و فضل سو ان چیزوں کی تو آج کل سخت ضرورت ہے۔ لیکن نرے دعوؤں سے کچھ نہیں بنتا۔ اگر واقعی کسی میں ہوں تو اُسے چاہئیے کہ ان تمام کو دین اسلام کی خدمت میں لگاوے۔ اور اسلام کے منور چہرہ پر جو مخالفین نے سیاہ پردہ ڈال رکھا ہے اوسکو دُور کرنے اور دنیا کو خدا تعالےٰ اور اسکے رسول اور اسکے کلام کا عاشق و گرویدہ بنانے کے لئے تالیف و تصنیف میں وہ زور قلم دکھاوے کہ دنیا خود قایل ہو جاوے۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کہ ع مشک آنست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید

اسلئے ہم ایڈیٹر صاحب رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ کوئی بحث نہیں چھیڑتے۔ اگر انہوں نے اس اعلان کو اپنے رسالہ میں درج کرنا گوارا نہیں کیا۔ تو وہ جانیں۔ ہمیں کوئی شکایت نہیں۔ اور نہ ہی اس بات کی شکایت ہے کہ جواب والے لفافہ پر دو پیسہ کا ٹکٹ کیوں نہ لگا دیا۔ والسلام

خاکسار عزیز بخش جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بابا نانک رحمہ اللہ کا اسلام

(از شیخ محمد یوسف صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

کچھ پہر سکھ دینے والی اچھی ساعت میں۔ چاند کے کرشن پکھ میں خدا صاحب آکر ظاہر ہوئے۔ شکم مادر سے ایک قسم کی ہوا نکلی۔ چار بازوؤں والی شکل کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی۔ اور یوں کہا میرے اُدر میں یہ چتر بھج کہاں آ گیا۔ کنول جیسی خوبصورت دیہی (جسم) اور سنہری آنکھیں۔ زرد پوشاک اور انگد دھارن والی بھجا اور کانوں میں کنڈل نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ گد گد کرکے والدہ نے تعریف کی اور سوال کیا کہ اسے خدا تمام دنیا تیرے ادھین ہے۔ برہم رکھی کو بھی تیرا دھیان میسر نہیں۔ آپ میرے شکم میں کیوں ستھت ہوئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب گورو ہرگوبند صاحب کی پیدائش کا حال ہے۔ مصنف نے تسلیم کیا ہے کہ گورو ہرگوبند جو چھٹا گرو ہے۔ وہ خدائے مجسم ہے۔ اور علےٰ ہذا القیاس سارے گرو صاحبان بھی۔ یہ ہے گرنتھ کی تعلیم کا نتیجہ کہ جس سے سچی توحید دنیا میں قایم ہو گئی۔ مگر ہم گورو صاحب شری گورو نانک رحمہ اللہ کے مشکور ہیں کہ آپ نے تعلیم قرآن کو حتے الوسع لوگوں تک پہنچایا۔ گو ما بعد والوں نے اس تعلیم کو بدنما صورت دے دی۔ مگر باوجود اس تحریف و تنقید کے موجودہ تعلیم میں کہیں کہیں جگہ پر صاف صاف اسلامی تعلیم کا چرچا موجود ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے درج ذیل ہے۔

(۱) کسی نے سوال کیا کہ حضور سچے مسلمان کی کیا تعریف ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

مسلمان کہاون مشکل جاں ہووے تاں مسلمان سداوے
اوّل اوّل دین کر مٹھا مستقل مانا مال مساوے
ہووے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے
رب دی رضا منے سر اوپر کرتا منے آپ گواوے
تو نانک سرب جیا مہر مت ہووئے تاں مسلمان سداوے

ترجمہ

مسلمان (مسلم ایمان یا تابع فرمان) کہلانا بڑا مشکل ہے۔ اگر کوئی فی الواقع مسلم ایمان تابع فرمان ہووے۔ تب وہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ اور اسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ اولیا اللہ کے مذہب کا پیرو ہو۔ محبت مال دنیاوی کو دل سے کھو دے۔ بزرگان دین کی راہ پر مسلم ہو جاوے۔ زندگی اور موت کے سوال کو پیچھے ڈال دے۔ یعنے دین کو دنیا پر ایسا مقدم سمجھے۔ کہ اگر دین کی خاطر جان بھی جاوے۔ تو نیک بختی و عین سعادت سمجھے۔ اور سب امور میں رضاء الٰہی کو بسر و چشم قبول کرے۔ اور اسکو فاعل حقیقی سمجھے۔ اپنی عزت اور تکبر کو بالائے طاق رکھدے۔ باوجود ان سب باتوں کے مخلوق خدا سے ہمدردی اور احسان کرنیوالا ہو۔ تب وہ شخص مسلمان کہلانے کے لایق ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی مسلمان کی بڑی تعریف کیگئی ہے فرمایا ومن اسلم وجهه لله وهو محسن۔

(۲) پنج نمازاں وقت پنج پنجا پنجے نام
پہلی حق حلال دوئی۔ تیجی خیر خدا
چوتھا نیت راس من۔ پنجویں صفت ثنا
کرنی کلمہ آکھ کے تاں مسلمان سدا

اس شلوک میں گروصاحب نے نماز کی حقیقت کو نہایت مختصر الفاظ میں بہت واضح کردیا ہے۔

ترجمہ

نمازیں اسلامی پانچ ہیں - ظہر، عصر - مغرب، عشاء اور فجر (گورو صاحب نے پہلی نماز ظہر کو رکھا ہے - جیساکہ مضمون سے آشکارا ہے - اور اسکو پہلی نماز رکھنے کی یہ وجہ ہے - کہ قرآن شریف میں جہاں پانچ نمازوں کا ذکر ہے - ظہر کو ہی اوّل کہا ہے - فرمایا

اقم الصلوة لدلوك الشمس الى غسق اليل وقرآن الفجر

یعنے قایم کر نماز کو سورج ڈھلنے سے لیکر رات کی تاریکی تک اور صبح کی نماز بھی ادا کر - حدیث شریف میں بھی نماز ظہر کو اول لکھا ہے - عوام بھی اپنی بول چال میں اس کو پیشی کی نماز کہتے ہیں)

(۱) ان پانچوں کے پانچ ہی وقت ہیں - ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا - پہلی نماز انسان کو حق یعنے راست گوئی کی تعلیم دیتی ہے - ظہر کا وقت چونکہ دنیوی لین دین کا وقت ہوتا ہے - ہر ایک آدمی اپنے اپنے کاروبار کرتا ہے - سیکڑوں سے معاملہ پڑتا ہے - اسلیئے اسوقت صداقت کو مدنظر رکھے - دوسری حلال مزدوری کی طرف توجہ دلاتی ہے - عصر کا وقت عموماً زیادہ مشغولیت کا وقت ہوتا ہے - اسوقت خرید فروخت نسبتاً زیادہ ہوتی ہے - سو ایسے وقت میں یہ ضرور خیال رکھنا کہ کوئی حرام کا پیسہ نہ کمالو - بلکہ اکل حلال کے عادی بنے رہو - اور یہ تب ہی ہوگا - کہ جب نہایت ضروری کاروبار چھوڑکر نماز عصر میں شریک ہوکر کہو کہ اهدنا الصراط المستقيم قرآن میں نماز عصر کے لئے اسلئے خصوصیت سے تاکید آئی ہے تا انسان اکل حلال کیطرف رجوع کرے - اور بوجہ مشغولیت ترک نماز نہ کر بیٹھے - تیسرے نماز خیر و خیرات کرنا سکھاتی ہے - جب آدمی اپنی دن بھر کی کمائی کو جوڑتا یا حاصل کرتا ہے - اور پھر اسوقت نماز میں بھی جا شریک ہوتا ہے تو معاً اسکے دل میں خیال پیدا ہونا چاہیئے - کہ میں اپنے دن بھر کمائی کچھ راہ مولا بھی دوں - چوتھے نماز یہ سکھاتی ہے کہ طبیعت کو تمام آلائیشوں سے صاف کرکے یک سوئی قلب حاصل کرو - چونکہ اب سوجانا ہے - سویا مویا برابر ہوتا ہے - اسلئے مجھے کچھ خبر نہیں کہ اب ان تاریک گھڑیوں میں میرے ساتھ کیا کچھ پیش آنا ہے - شاید کہ کوئی آفت یا چور مجھ کو سوتے ماردے یا کوئی اور ایسا ناگہانی حادثہ واقعہ ہو کہ جس سے میری زندگی کا خاتمہ ہوجاوے اسلئے میں اے خدا دست بستہ سر بسجود تیرے حضور اپنے دن بھر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں - بایں صورت اپنی طبیعت کو آلائش سے پاک کرکے یک سو قلب ہوکر سوئے - پانچویں نماز خدا کی صفت احیاء کو یاد دلاتی ہے - جب انسان رات بھر کی نیند سے بیدار ہوگا - اور دیکھیگا کہ میں صحیح وسالم ہوں - اللہ تعالے نے مجھے رات کے پہروں میں ہر بلا سے محفوظ رکھا ہے اور مارکر ازسر نو زندہ کیا ہے - تو لامحالہ اسکے منہ سے نکلجاوےگا - کہ الحمد لله رب العلمين یہی نماز فجر کا مقصد ہے۔

۴ - اسی تعلیم کا اثر تھا کہ جس نے بے اختیار گورو ارجن صاحب کے قلم سے لکھوا دیا - جو اب تک گرنتھ صاحب میں موجود ہے - کہ

اٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون منڈرے مول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسول

یعنے انسان شب و روز کیوں حیران سرگردان رہتا ہے اور عذاب الیم کو اٹھاتا ہے - اور کیوں دوزخ میں پڑتا ہے - اسکی یہی وجہ ہے کہ اسکے دل میں محبت رسول نہیں - جب محبت رسول نہیں تو محبت خدا نہیں اس قسم کے ایک دو نہیں بیسیوں ایسے ثبوت گرنتھ صاحب میں موجود ہیں کہ جو بوضاحت گرو صاحب کے مذہب کو آشکارا کرتے ہیں - اور ساکھی میں بھی ایک ضخیم حصّہ اس ذکر خیر سے پُر ہے - مثلاً ایک ہی بات کو لے لیجیئے کہ جب حضور مکّہ کو چلے ہیں تو لباس حاجیوں والا زیب تن کیا تھا جیساکہ واران بھائی گورداس سے ظاہر ہے - کہ

بابا پھر مکّے گیا نیل بستر دھارے بن واری
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلّے دھاری

یعنے جب باباجی مکّہ تشریف لے گئے ہیں تو زمردی لباس زیب تن تھا اور ہاتھ میں عصا بغل میں قرآن شریف اور لوٹا اور جانماز ساتھ تھا اور آپ نے جاکر مسجد میں اذان بھی دی - اگر اب یہ تحریر بھائی گورداس کی صحیح ہے تو بلاشبہ گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے - وہ دین کہ قرآن میں مرقوم ہے کہ مکّہ میں کوئی کافر داخل نہ ہووے - اور اگر نعوذ باللہ باوا صاحب نے مکہ والوں کو دھوکہ دینے کو یہ لباس اختیار کیا تھا - تاکہ لوگ آپکو مسلمان تصوّر کریں تو یہ سکھ صاحبان کا باباجی پر خطرناک حملہ ہے

(باقی آئیندہ)

تازہ خبریں

قسطنطنیہ ۳۰ نومبر - نوروین اوابہ کے ملٹری گورنر نے یہ اعلان کیا ہے کہ حکومت انگورہ عیسائی باشندوں کی جان و مال کی محافظ ہوگی اور آپ کو فوجی خدمت سے مستثنے کردے گی۔

پیرس یکم دسمبر فرانسیسی سیلیشیا کو خالی کر رہے ہیں قسطنطنیہ کا ایک پیغام ظاہر ہے کہ ترکی فوج ادانہ میں ۲۹ نومبر کو داخل ہو گئی تقریباً ۲۰ ہزار عیسائی باشندے خبر پا کر فرار ہو گئے

پیرس یکم دسمبر بیروت سے ایک پیغام برقی موصول ہوا ہے کہ ترکان احرار اور ریپولوشن کے درمیان یہ قرار پایا کہ عیسائی باشندوں کی محافظت کی جائیگی نیز انکی چالیس فیصدی جائیداد ضبط نہ کی جائیگی اور فوجی لانبی خدمت ملتوی کر دیجائیگی معاہدہ کی رو سے فرانسیسیوں اور ترکوں کی ایک کمیٹی بنائی جاویگی جو پناہ گزینوں کی ذمہ وار ہوگی

بندرگاہ اسکندریہ کا عجیب نظارہ

اسکندریہ یکم دسمبر ایک فرانسیسی جہاز ۸۴۴۳ آرمینی پناہ گزین لے کر یہاں پہنچا ان لوگوں کو جہاز سے اترنے کی اجازت نہ دی گئی مگر وہ سیلیشیا جانے پر آمادہ نہ پائے گئے پناہ گزینوں نے ریوالور نکال کر جہاز والوں پر حملہ کر دیا اور انجن والوں کو کام سے روک دیا فرانسیسی اس معاملہ کے متعلق تحقیقات کر رہے ہیں مسافران جہاز نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ وہ کبھی فرانسیسی جہاز میں سوار ہو کر بندرگاہ سے نہ جائینگے

ایتھنز ۳۰ نومبر۔ ایم گوناریس وزیراعظم یونان نے برطانیہ کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ترکوں اور یونانیوں کا تنازعہ طاقتیں ثالثی سے فیصلہ کر دیں لنڈن کے اخبارات نے اس تجویز کو پسند کیا ہے

۶ دسمبر کو۔ ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر گوربخش رائے سیکرٹری سٹی کانگرس کمیٹی گرفتار ہو کر سزایاب ہو گئے انہیں ایک ایک سال قید محض کی سزا دی گئی ۶ دسمبر کی شام کو جلیانوالہ باغ میں سول نافرمانی کے ریزولیوشن کی تعمیل میں پہلا جلسہ ہونا تھا۔ اس جلسہ کے بڑے بڑے اشتہار شہر کے گلی کوچوں میں لگا دیے گئے تھے جن میں جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے ہدایات تھیں سب سے بڑی ہدایت یہ تھی کہ وہ پرامن رہیں اور کسی حالت میں بھی کسی پر ہاتھ نہ اٹھائیں اس اشتہار پر ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر گوربخش رائے کے دستخط تھے معلوم ہوتا ہے کہ اسی اشتہار یا جلسہ کی بنا پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے دونوں ڈاکٹر صاحبان پر زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری مقدمہ چلایا اور اس نے دس ہزار کی ضمانت اور پانچ پانچ ہزار کے دو مچلکے طلب کئے انکار پر ایک ایک سال کے لئے بھیج دیئے گئے

۱۰ دسمبر کی صبح کو لاہور میں کانگرس کمیٹی الیکٹرک پریس ہندوستانی پریس دفتر سٹی کانگرس کمیٹی پراونشل کانگرس کمیٹی و خلافت کمیٹی لالہ دونی چند رام ساہنی لالہ لاجپت رائے اور چودھری رام بھج دت کے مکانات کی تلاشی لیگئی تادم تحریر یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ خانہ تلاشیاں کس سلسلہ میں ہوئیں سردار امر سنگھ، سردار بھگت سنگھ جتھہ دار ماسٹر ارور سنگھ سردار جسمیر سنگھ بھائی ویر رام سنگھ اور لالہ شام لال ایڈیٹر کیسری قانون امتناع مجالس مفویانہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے باولی صاحب میں شدہ دیوانوں میں تقریریں کرنے کی وجہ سے گرفتار کئے گئے ہیں

لدھیانہ میں۔ نیشنل والنٹیروں نے سول نافرمانی شروع کر دی ہے ۷ دسمبر کو گیارہ والنٹیر گرفتار ہو گئے دوسرے دستہ نے اُن کی جگہ لے لی رات کو ایک عام جلسہ کیا گیا جس میں گرفتار شدہ والنٹیروں کو مبارکباد دی گئی ہر ایک کام پر امن اور بلا تشدد طور پر عمل میں آیا ایک فوجی جمعدار الٰہی بخش پر جو ڈیوٹی پر تھا اس نظارہ کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت اپنی وردی اتار پھینکی اور ملازمت چھوڑ دی کہ کانگرس اور خلافت کے دفتر کی تلاشی ہو رہی ہے

اخبار پیغام صلح

ہفتہ وار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۹

جلد ۹ نمبر ۷۹

دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور چہارشنبہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۲۱ء

فرزندان احمدیت سے خطاب

فہرست مضامین

خدا کا وہ برگزیدہ انسان کہ جس کو خداوند عالم نے امت مسلمہ کی بوسیدہ ہڈیوں کے لئے مسیح موعود بنا کر بھیجا۔ اور وہ جو زندگی بھر اسلام کے فکر میں نیند بھر کر نہ سویا۔ اور وہ جو جب تک جیا۔ دشمنان اسلام کے لئے ایک خوفناک کڑک اور بجلی ہو کر جیا۔ وہ جب دنیا سے اٹھا تو کفر و شرک کے تمام مضبوط قلعوں کا قلع قمع کر کے اٹھا۔ گو وہ مقدس وجود آج ہم میں موجود نہیں۔ تاہم اسکے آلات جنگ اسکی بتائی ہوئی فتح و کامیابی کی راہ اور اسکے اپنے ہاتھوں تیار کردہ سپہ سالار ہوتے

کبھی بحمد اللہ موجود ہیں اور انہوں نے اس خدا کے فرستادہ کی نیابت میں اپنی زندگی کا ایک ہی مقصد جہاد فی سبیل اللہ قرار دے رکھا ہے۔ تم اسی خدا کے مسیح کی مقرر کردہ روش پر چلنے کے مدعی ہو۔ اور احمدیت کا حلقہ پہنے ہوئے ہو تو کیا تمہارا یہ فرض نہیں کہ تم اس سپہ سالار کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ اور اسکی معیت میں اپنے غیر متزلزل عزم اور ہمت کے ساتھ کفر کے مقابل صف آرا ہو جاؤ۔ اسلام کی کامیابی اور فلاح بلکہ حیات و ممات تمہاری ہی ہمت مساعی اور جد و جہد سے وابستہ ہے

...پرنٹنگ پریس لاہور باہتمام ماسٹر فقیر اللہ پرنٹر و پبلشر چھپ کر احمدیہ بلڈنگس سے شائع ہوا

اگر تم نے ہر عالم استوبی کے زمانہ میں اشاعت و تبلیغ اسلام میں جانفروشانہ بیشقدمی نہ کی پھر دنیا میں اور کون ہے کہ جو اس جہاد کبیر میں حصہ لے گا۔ تمہارے پاس آلات جنگ مہیا ہیں۔ تمہارے اندر مسیح موعود کے تیار کردہ سپہ سالار ہیں جو دنیا میں اپنی خلافت اور عبادت کے قیام کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلام کی خلافت اور خدا کی عبادت کو دنیا میں قایم کرنے کے لئے اشاعت و ترویج اسلام کیلئے تمہیں بلاتے ہیں۔ ان کا ہشت سالہ طرز عمل ان کی نیتوں پر گواہ ہے۔ انہوں نے اس لمبے عرصہ میں قوم کے روپیہ سے اپنی ذات کے لئے لاکھوں کی جائیداد پیدا نہیں کی۔ وہ تاجر نہ تھے کہ روپیہ کی فراہمی اور جائیدادوں کی خرید و فروخت میں اپنی کامیابی دیکھتے۔ بلکہ وہ داعی تھے۔ کہ جنہوں نے اپنی ہر ایک چیز کو مال کو اور اوقات کو نہایت دیانتداری کے ساتھ خدمت اسلام کی نذر کیا۔ پس وہ تمہیں اسی راہ کی طرف بلاتے ہیں کہ جس پر وہ خود قائم ہیں حضرت مسیح موعود نے اپنی وصیت میں یہ لکھدیا ہے۔ کہ تمہارے لئے وہی نصرت الٰہی ہے کہ جو خدا کے ماموروں کو ملا کرتی ہے۔ اور آپ کی وفات کے بعد وہ نصرت آئے گی۔ مگر اسکے لئے تمہیں یہی طریق بتایا گیا ہے کہ تم مِل کر دعائیں کروگے تو وہ نصرت الٰہی آئیگی خوب یاد رکھو کہ یہ لفظ بڑے پرمعنے ہیں۔ جماعت پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ ایک جگہ جمع ہو کر دعائیں کرنا نصرت الٰہی کو کھینچ لایا کرتا ہے۔ اکیلے اکیلے اپنی اپنی جگہ پر کام کرنے سے وہ مقصد اور مدعا کبھی پورا نہیں ہوتا جن کو اللہ تعالےٰ نے جماعت کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ اور کامیابی اور نصرت کا آنا ان ہی امور میں سے ایک ہے۔ جس کا تعلق جماعتوں سے ہے۔ افراد سے نہیں پس کیا سال میں ایکدفعہ بھی تم ایک جگہ اکٹھا نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نصرتیں دینا چاہتا ہے۔ وہ اسلام کو دنیا میں غالب کرنیکا فیصلہ کر چکا ہے۔ تمہارا ایک قدم اُٹھے تو وہ خود دو قدم اُٹھا کر تمہاری طرف آتا ہے۔ تم چلو تو وہ دوڑ کر آتا ہے۔ پھر خدا کے لئے تم کیوں قدم نہیں اٹھاتے۔ تاکہ اُسکی بیش از بیش نصرت تمہارے شامل حال ہو۔ یقیناً جب تم اکٹھے ہوتے ہو۔ اور تم سب کے دلوں میں دین اسلام کی کامیابی کی ایک ہی تڑپ ہوتی ہے۔ اور تمہارے سینوں میں ایک ہی آگ جلتی ہے۔ تو وہ خدا کی نصرت کو اسی طرح کھینچ لاتی ہے۔ جس طرح سے بہت تیز گرمی بارانِ رحمت کو لے آتی ہے۔ پس دنیا کی محبت کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دو۔ ورنہ تم نے مسیح موعود سے کچھ نہیں سیکھا۔ تمہارا کوئی دوست شادی پر بلاتا ہے تو کس طرح سارے کاروبار کو چھوڑ کر اور تکلیف اٹھا کر بھی چلے جاتے ہو۔ تمہارا کوئی عزیز فوت ہو جاتا ہے۔ تو کس طرح ساری رکاوٹوں کو بالائے طاق رکھ کر پہنچ جاتے ہو۔ تم بیمار ہوتے ہو تو کس طرح شہر بشہر قابل طبیبوں کی تلاش کرتے ہو۔ اگر دوستوں کی خوشی تمہیں بلا سکتی ہے۔ تو خدا کی خوشی کو اس سے بڑھ کر اہمیت دو۔ اگر عزیزوں کا غم تمہارے اندر ایک تڑپ پیدا کر دیتا ہے۔ تو دین کا غم اس سے بڑھ کر تمہیں کیوں نہیں تڑپاتا۔ اگر جسمانی دکھوں کے لئے تم شہر بشہر پھرتے ہو۔ تو روحانی فوائد کا جذبہ اس سے کہیں زبردست ہونا چاہیئے۔

سوراجیہ کے شیدائیوں کی جان نثاریاں تمہارے سامنے ہیں۔ کہ لوگ سلطنت و حکومت کے سُنہری بت اور دنیا کی چند روزہ آزادی کے لئے کس قدر اوقات گرامی اور جان و مال کی قربانیاں کر رہے ہیں۔ آج ان سب کے بالمقابل تمہاری غیرت اور ایمان کا امتحان ہے۔ کہ ان دنیا کے فرزندوں کے بالمقابل تم خدا کے کلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ساتھ کسقدر پیار اور محبت رکھتے ہو۔ اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام جیسے مقصد پر کہ جس پر مسلمانوں کی حیات و ممات کا دار و مدار ہے۔ غور کرنے گذشتہ سال کے کام پر نظر بازگشت ڈالنے اور آئندہ کا نظام عمل سوچنے کے لئے جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ دسمبر کی ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر کو ایک خالص دینی اجتماع کا انعقاد ہوگا۔ ہر ایک احمدی فرد اس اجتماع میں شامل ہو۔ اور اپنے سمجھدار بچوں اور متعلقین کو ساتھ لانے کی کوشش کرے۔

آئندہ چہارشنبہ کا اخبار جلسہ میں مصروفیت کی وجہ سے شائع نہ ہو سکے گا۔ ایڈیٹر

اسی طریق عمل کو بدلنا چاہیئے۔ وہ وقت جو ہم فضول دوسروں کی عیب شماری میں ضائع کرتے ہیں اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے ذکر میں لگانا چاہیئے۔ ان لوگوں کی نیک باتوں کے دہرانے سے قوت ایمانی ملتی ہے۔ دوسروں پر استہزاء اور تحقیر کی بجائے اگر نیک لوگوں کا ذکر کرتے رہیں تو مسلمان تھوڑے عرصہ میں دوسرے لوگوں کے ہادی اور راہنما بن جائیں گے۔ اس سے ہماری اور قوم کی بھلائی کی امید ہو سکتی ہے۔ اور مسلمانوں کی حالت سدھر سکتی ہے۔ قرآن کی تعلیم کو ہمیں شرح صدر سے قبول کرنا چاہیئے۔ اگر دوسرے لوگ اسطرف نہ بھی آئیں تو ہمیں اسکی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے سامنے بہت عظیم الشان کام ہے اعلاء کلمۃ اللہ اور دنیا میں تبلیغ اسلام کوئی چھوٹا سا کام نہیں۔ دوسرے لوگوں کے کام کو دیکھ کر کبھی جلنا نہیں چاہیئے بلکہ دوسروں کو نیکی کے کام کرتے دیکھ کر ہمیشہ یہ خواہش کرنی چاہیئے کہ ہم ان سے بڑھ کر کام کر کے دکھائیں۔ اور دل میں ان سے کسی قسم کا بغض نہ رکھیں۔ ہمارے سامنے جن لوگوں نے کام کر کے دکھایا ہے۔ خواہ وہ ہم سے اختلاف رکھتے ہوں۔ مگر ہم کو ان کے کام کی تحقیر کی بجائے خود ان سے بڑھ کر کام کر کے دکھلانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ہمارے کام کا معیار

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے کام کا معیار بڑی بڑی جائدادیں اور عالیشان مکانات پیدا کرنا نہیں۔ ان چیزوں کو دیکھ کر بعض لوگوں کو غلطی لگ جاتی ہے۔ کل کا ذکر ہے کہ قادیان میں جب ہمارے بعض دوستوں نے پھر کر وہاں کی عمارتوں کو دیکھا۔ تو کسی نے شیخ صاحب (شیخ رحمت اللہ صاحب) سے ان عمارات کی ترقی کے متعلق فخر کے طور پر ذکر کیا۔ تو آپ نے جواب دیا کہ لوگوں کی عمارات اور ذاتی مکانات کو دیکھ کر ہم کیا سمجھیں۔ قابل غور یہ امر ہے۔ کہ قوم نے کتنی ترقی کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اسیطرح لوگوں کی عمارات کو ہی دیکھنا ہے تو لاہور میں بھی احمدیوں کے لاکھوں کے مکانات اور زمینیں ہیں۔ اگر یہی صداقت کا معیار ہے تو بڑے بڑے شہروں میں عیسائیوں کی عمارات کو گننا شروع کر دو۔ البتہ انہوں نے مختلف ممالک میں جو مشن تبلیغ اسلام کے قائم کر دیئے ہیں وہ قابل تعریف کام ہے۔ اسیطرح سے ہماری جماعت نے بھی اعلاء کلمۃ اللہ کر کے ولایت میں ووکنگ مشن بنایا ہے اور اس سے کسی خاص شخص کی ذات کو فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ قوم کو قومی رنگ میں فائدہ ہوا ہے۔ کام کا معیار یہ نہیں کہ تمہارے گھروں میں کیا ہے اور تمہاری جائدادیں کسقدر ہیں۔ بلکہ کام کا معیار یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ خدا کے لئے ہم نے کیا کیا۔ کوئی قرآن کریم کی اشاعت کی۔ کوئی نیا مدرسہ بنایا یہ قومی کام ہیں۔ ان کو دیکھنا چاہیئے۔ پس میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ تم اپنے کاموں کو سمجھو۔ اپنی محفلوں اور مجلسوں کی اصلاح کرو۔ نکتہ چینی سے کوئی سروکار نہ رکھو۔ بلکہ اپنی مجلسوں کا رنگ بدل دو۔ میں تو یوں بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ کسی کی بیجا مدح سرائی کی جائے۔ کہ اسنے یہ کام کیا ہے۔ اور وہ کام کیا ہے۔ جھوٹی مدح سے بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ ایک جھوٹے خوشامدی کی بابت **قطعت عنق اخیک** یعنے تو نے گویا اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی ہے۔ تمہارے سامنے بڑا عظیم الشان کام ہے۔ ان فضول باتوں کو چھوڑ کر تمہیں اسطرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کسی کے متعلق اسکے ذاتی حالات کا تجسس ضروری نہیں بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ وہ کیا کرتا ہے۔ آیا وہ امر بالمعروف کرتا ہے یا نہیں اس میں اگر کوئی کمزوری بھی ہو تو اس سے اسکے کام کے بالمقابل درگذر کرنی چاہیئے۔ حضرت مرزا صاحب نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ کہ میرا اگر کوئی دوست شراب بھی پیئے ہوئے ہو تو میں اسکو بھی اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے آؤں۔ کسی کی کسی کمزوری کی وجہ سے اسکے نیک کام کی بھی تحقیر نہیں کرنی چاہیئے۔ اپنے دلوں سے بغض کا بیج دور کرنا چاہیئے۔

کچھ اپنے اختلاف کے متعلق

ہم میں جو اختلاف ہے وہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے مسئلہ پر ہے۔ اگر یہ صرف شروع ہی سے لفظی نزاع ہوتا۔ تو ہمیں اسکی تردید سے سروکار نہ تھا مگر اسکا نتیجہ چونکہ مسلمانوں کو کافر بنانا ہے۔ اسلئے ہمیں اسکی مخالفت کرنی پڑی۔ مسلمانوں کی تکفیر یہ بہت خطرناک بدی کا بیج ہے کہ جس سے شیرازۂ اسلام بکھر جاتا ہے۔ اسکے دور کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے۔ مسئلہ تکفیر مسلمانان کی تردید کے لئے ہمیشہ سے مسلمانوں میں ایک علماء کا گروہ موجود رہا ہے۔ مسلمانوں میں امن اور آشتی پھیلانے والا مسئلہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ اور جو مسلمانوں میں باہم بغض پھیلاتا ہے وہ کبھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ بس اس اصول کو یاد رکھو اور کبھی کسی مسلمان کی تکفیر مت کرو تمہارے سامنے تو بہت بڑا میدان کام کرنے کے لئے پڑا ہوا ہے۔ ان فضول جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ چین و جاپان امریکہ اور دنیا کے بہت سے حصے تبلیغ اسلام کے لئے کھلے پڑے ہیں۔ ان میں تبلیغ کرو

مسلمانوں کو کافر بنانے کی بجائے کافروں کو مسلمان بناؤ - بلکہ ان عقیدوں کو کہ جن کا اثر اعمال پر بُرا پڑتا ہے - چھوڑ دو - مسلمانوں میں جن عقایدٔ اور اعمال سے امن اور آشتی پیدا ہوتی ہے - اُن کو اختیار کرو اور جن سے باہم بغض اور نفرت بڑھے ان کو چھوڑ دو - اگر کسی کی تردید میں کچھ کہنا بھی پڑے تو بُرا کام کرنیوالے کی بھی برائی مت کرو - بلکہ اسکے کام کو بُرا کہو اور اُسکی تردید کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک لوگوں سے محبت کا تھا

وہ لوگوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی سے پیش آتے تھے - مگر اُن کے کاموں کو ضرور بُرا کہتے تھے - بُرا کہنے والے کی برائی کی تشہیر کی بجائے اُسکے لئے دعا کیجائے تو بہتر ہے - پس کسی کی ذات پر حملہ مت کرو - ہاں ان کے خیالات کی تردید ضروری ہے - گذشتہ سال ہم نے یہ تہیہ کیا تھا کہ ہمارے دوست غیر مذاہب کے عقایدِ باطلہ کی تردید کرنا سیکھیں اور اس غرض کے لئے نوجوانوں کی ایک انجمن بھی بن گئی تھی مگر یہ سلسلہ دیر تک نہیں چلا - اِسکو دوبارہ زندہ کرنا چاہیئے - ہماری جماعت کے نوجوان اسمیں شامل ہوں - اور وہ ہر ہفتہ اس قسم کے مضامین پر لکچر دیا کریں کہ دنیا میں کونسی تعلیم اختیار کرنے کے قابل ہے - اور کونسی ترک کرنیکے تاکہ وہ دنیا میں اشاعت اسلام کے کام کو چلانے کی مشق کرسکیں

خطبہ ثانیہ

میں احباب کی اطلاع کے لئے یہ بتلا دینا چاہتا ہوں - کہ احمدی جماعت کے دونوں فریقوں میں جو مصالحت کی تجویز تھی - اُسکا جو نتیجہ نکل سکتا تھا وہ یہی ہے کہ جو ہماری طرف سے اعلان میں پہلے ہی شایع کردیا گیا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی امید نہیں آتی - اگر وہ ہمارے اس اعلان کے بعد بھی اپنے اُسی پرانے طریق پر رہیں تو تو بھی ہمیں ان کی پیروی نہیں کرنا چاہیئے - عرب میں عنترہ ایک مشہور شاعر گذرا ہے - اسکے مارنے کے لئے ایک شخص نے کئی دفعہ کوشش کی - مگر وہ ہر بار خود عنترہ کے قابو میں آجاتا تھا - اور وہ اُسکو چھوڑ دیتا تھا - کسی نے اُس پر عنترہ کو ملامت کی تو اُنہوں نے کہا کہ جب وہ میرے ساتھ بدی کرنے سے باز نہیں آتا تو عجیب ہوگا مجھ پر کہ میں اسکے ساتھ اپنی نیکی کی عادت کو چھوڑ دوں نیکی پر قایم ہونا بڑی ہی چیز ہے - بدی پر قایم رہنا نیکی نہیں خواہ کچھ ہی [illegible] - ہمیں چاہیئے - کہ ہم اپنی محفلوں کے رنگ کو

بدل دیں - نیک لوگوں کے ذکر کیا کریں - اور لوگوں کی عیب شماری کو ترک کردیں - جہاں ایسا موقعہ ہو کہ کسی کی برائیاں بیان ہو رہی ہوں - وہاں سے الگ ہو جاؤ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آٹھویں سالانہ جلسہ کا پروگرام

پہلا دن - ۲۵ دسمبر - یکشنبہ

صبح ½۹ سے ½۱۰ تک تلاوت قرآن کریم و نعت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
½۱۰ سے ۱۱ تک وعظ میر مدثر شاہ صاحب مبلغ اسلام
۱۱ سے ½۱۱ تک تبلیغ اسلام پر تقریر ڈاکٹر غلام محمد صاحب سابق سول سرجن صوبہ سرحدی
½۱۱ سے ۱۲ تک نظم سید مسعود شاہ صاحب
۱۲ سے ½۱۲ تک تقریر شیخ محمد الدین خاں صاحب وکیل فیروزپور
½۱۲ سے ۱ بجے تک وعظ مولانا مولوی غلام حسن خاں صاحب آنریری مبلغ پشاور
۱ سے ½۱ تک رسول و فنا فی الرسول پر مضمون جناب شاہ محمد خان صاحب انجینیئر
½۱ سے ½۲ بجے تک نماز
½۲ سے ۳ تک اسلامی جنت اور ویدک سورگ (بہشت) پر مضمون مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی
۳ سے ½۴ تک تقریر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مترجم قرآن کریم

دوسرا دن - ۲۶ دسمبر - دوشنبہ

بعد نماز فجر تفسیر اِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسلَام از مولوی محمد بخش صاحب مولوی فاضل
½۹ سے ½۱۰ تک تلاوت قرآن کریم و نعت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
½۱۰ سے ۱۱ تک لکچر ابو عبدالحق صاحب شماوی
۱۱ سے ½۱۱ تک تقریر سید عبدالجبار شاہ صاحب سابق بادشاہ سوات
½۱۱ سے ۱ بجے تک لکچر مولوی صدر الدین صاحب
۱ بجے سے ½۱ تک لکچر مولوی صادق علی صاحب پٹیالوی
½۱ سے ½۲ تک نماز
½۲ سے ¾۲ تک نظم مولوی مبارک علی صاحب
¾۲ سے ½۳ تک حضرت مسیح موعود کا مشن از حافظ محمد حسن صاحب بی اے
½۳ سے ½۴ تک لکچر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب

تیسرا دن - ۲۷ دسمبر

بعد نماز فجر وعظ سید عابد علی شاہ صاحب
½۹ سے ½۱۰ تک تلاوت قرآن کریم و نعت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
½۱۰ سے ۱۱ تک وعظ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی
(باقی پروگرام صفحہ ۸ پر دیکھو)

۱۰½ سے ۱۲ تک تقریر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
۱۲ سے ۱½ تک رپورٹ و تحریک چندہ از سیکرٹری
۱½ سے ۲½ تک نماز
۲½ سے ۳ تک نظم جوگی اللہ یار صاحب
۳ سے ۴½ تک تقریر ثانی حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب مفسر قرآن کریم

المشتہر سید محمد حسین شاہ آنریری جنرل سکرٹری

احباب قادیان کی غلط بیانیوں کا جواب

اخبار الفضل کی ۱۵ دسمبر کی ایک سالم اشاعت میں ہمارے ضروری اعلان (مصالحت) پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالتے ہوئے قادیان کے کسی علامہ نے ہم پر اپنی نگاہ ناز کا ایک جلالی گوشہ مبذول کیا ہے۔ اور ہماری خطایا اور جرائم کو ناقابل عفو قرار دیتے ہوئے صفحہ کے صفحہ کے نلبتوں کا طومار ہی شکوہ سنجی کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اگر ہم نے پیشتر سے یہ اعلان نہ کر دیا ہوتا کہ ہم آیندہ اخبار کے کالموں میں ذاتیات کی بحث کو نہ چھیڑیں گے تو ہم دکھلا دیتے کہ جس بات کا ان کو ہم سے شکوہ ہے یہ خود اس کے مرتکب وہ کس حد تک ہوئے ہیں۔

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

بہر حال ہم اعلان کر چکے ہیں کہ ہم ان کی گالیوں کا جواب نہ دیں گے۔ اب وہ دل کھول کر ہمیں صلواتیں سنائیں۔ اور ساتھ ہی اسکے سخت کلامی کا الزام بھی ہم پر لگاتے جائیں۔ اب تمہارے ظلم و ستم اور ہمارے صبر کی آزمائش ہے۔

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

ہاں اس الزام کو دور کرنا ہمارا فرض ہے۔ کہ جو ہم پر لگایا گیا ہے کہ ہم نے ان کی دلآزاری کی ہے۔ ان کے جگر کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور خدا جانے کیا کیا ہے کہ جس کی شکوہ سنجی اخبار کے طول و عرض میں پورے ایک صفحہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ چنانچہ آپ خود ہی لکھتے ہیں

"مگر افسوس کہ آپ نے اسی پر بھی بس نہیں کی۔ بلکہ کھلم کھلا ذاتی حملوں پر اتر آئے اور اپنے اعلان کو پس پشت ڈالتے ہوئے۔ اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے صریح طور پر ہمارے متعلق سخت رنجیدہ اور دل آزار کلمات کا استعمال کیا"

وہ کھلم کھلا ذاتی حملے اور سخت رنجیدہ اور دل آزار کلمات کونسے ہیں۔ ان کا ثبوت بھی خود ہی آپ نے پیش کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"چنانچہ اسکے ثبوت کیلئے میں آپکی وہ عبارت پیش کرتا ہوں جس میں آپ نے ہم پر مسلمانوں کو کافر بنانے کا الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ یہ رشتہ اسلام کو برباد کرنے والے لوگ ہیں۔ کہ جو مسلمانوں کو کافر بناتے پھرتے ہیں"

مجھے یہ عبارت پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ کہ شاید ہمارے قادیانی دوست دوسرے مسلمانوں کو کافر نہ کہتے ہوں گے۔ اور اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو ان پر یہ الزام دینا کہ وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں بڑا سنگین الزام ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ان کی دلآزاری کے اور کوئی الفاظ ہو ہی نہیں سکتے۔ اور یہ جو کبھی کبھی اخبار الفضل میں مفتیان قادیان کا فتویٰ شائع ہوا کرتا ہے کہ غیر احمدیوں کا کفر بیینات سے ہے یہ یونہی اپریل فول کا مذاق یا غیر ذمہ دار اشخاص کے فتاویٰ ہوں گے۔ مگر سنئے ہمارے قادیانی دوست کس شوخی کے ساتھ اس الزام کو اپنے سر سے دور کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں

"جناب مولوی صاحب! میں آپ ہی کی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں۔ اور آپ ہی سے انصافاً پوچھتا ہوں کہ کیا ایک ایسی جماعت میں جو اسلام پر دل و جان سے قربان ہو اور اس کے رشتہ کو جوڑنے اور اسکی حقیقت پر لوگوں کو لانے کی سچی تڑپ اپنے اندر رکھتی ہو۔ اور اپنی جانوں اور مالوں سے اس جہاد میں مصروف ہو۔ اسکے حق میں یہ کہدینا کہ وہ رشتہ اسلام

عرضی دعوے و تحول دفتر اور آپ نے جو ہمارے واجب الاحترام حضرت امیر کی مثال ایک گندے شخص سے دی ہے۔ اسکی جزاء حوالہ خدا۔

اسکے بعد آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی مخالف بیانیوں کے عنوان سے ان ہی پرانی باتوں کو دھرایا ہے۔ کہ جن کا اخبار کے کالموں میں بارہا جواب دیا جا چکا ہے۔

مثلاً امام ابوحنیفہ کا حوالہ کہ جو شخص لا الہ الا اللہ پڑھ لیتا ہے۔ پھر خواہ اس سے شرک اور کفر بھی صادر ہو تو اسکو کافر کہنا جائز نہیں اس کے حوالہ کے لئے حضرت امیر جوابدہ نہیں۔ اسکا جواب علامہ نور الدین مرحوم سے طلب کرنا چاہئے تھا۔ کہ جنہوں نے خود اپنی زندگی میں لکھ دیا اور حضرت مولانا مرحوم کی بھتیجی کے متعلق آپ تصریح کریں کہ آپ کس قسم کا ثبوت چاہتے ہیں۔ آیا آپ کو یقین ہے۔ کہ وہ احمدی نہیں یا یہ کہ اسکا جنازہ میاں صاحب نے نہیں پڑھا۔ اگر آپ کو اس کے احمدی ہونے کا یقین ہے۔ تو ثبوت آپ پیش کیجئے اور اگر میاں صاحب کے جنازہ پڑھنے سے انکار ہے۔ تو میاں صاحب سے مؤکد بقسم اعلان کرا دیجئے باقی رہا مواہب الرحمٰن کا حوالہ حضرت صاحب اس جگہ اپنے عقائد کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ و نؤمن بانہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہ وعدہ و للہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسو نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فہم القرآن ولا یزیدون علیہ ولا ینقصون منہ ومن زاد او نقص فاولئک من الشیاطین الفجرۃ۔ جو شخص حضرت صاحب کی اس عبارت کو ادنیٰ غور کے ساتھ بھی دیکھے وہ فوراً سمجھ جائیگا کہ حضرت صاحب آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور خاتم الانبیاء کے معنی بھی ہمارے قادیانی دوستوں کیطرح نبی گر نہیں کرتے بلکہ اس کا ترجمہ صاف اور سیدھے الفاظ میں لا نبی بعدہ کرتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں یہ امر ظاہر ہے۔ کہ قرآن کریم نے آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ اور قرآن کریم میں اس کے ساتھ کوئی استثناء نہیں حدیث اس خاتم النبیین کا ترجمہ لا نبی بعدی کرتی ہے۔ اور اس حدیث میں بھی کسیکو مستثنے نہیں ٹھیرایا گیا بلکہ اسکو قطعی الدلالت بنانے کے لئے اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلعم نے نبوت کا دعوے کرنے والوں کو جھوٹے نبی قرار دیا جیسا کہ فرمایا وانہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون دجالون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ اب اگر خاتم النبیین کے معنے اپنی مہر سے نبی بنانے والا ہوتے تو لا نبی بعدی جو اس کا ترجمہ آنحضرت صلعم نے خود فرمایا ہے۔ لازماً اس کے معنے بھی نبی گر ہونے چاہئے تھے مگر ہمارے قادیانی دوستوں کی سخن شناسی کو دیکھئے کہ خاتم النبیین کے معنی تو کچھ اور کرتے ہیں۔ اور لا نبی بعدی جو اسی کا ترجمہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے اس کا ترجمہ کچھ اور کرتے ہیں۔ گویا اصل اور اس کے معنے اور معنے در معنے میں سوکنوں کی طرح تضاد ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کی مثال بالکل ایسی ہے۔ کہ جیسے کوئی تفاح کے معنے پوچھے تو سیب اور سیب کی بابت دریافت کرو تو انگور بتلا دیا جائے۔ بلاشبہ ایسے لوگ سوال مناظرہ میں کبھی اپنی شکست تسلیم نہیں کیا کرتے۔ اب مواہب الرحمٰن کے حوالے پر غور کیجئے کہ قرآن نے خاتم النبیین میں کسی کو مستثنے نہیں کیا۔ حدیث نے نہیں کیا۔ حضرت مرزا صاحب خاتم الانبیاء کا ترجمہ لا نبی بعدہ کرتے ہیں۔ مگر یہاں آکر ہمارے دوست کہتے ہیں کہ یہاں حضرت صاحب مستثنیٰ ہیں۔ اور یہ بعینہ وہی مثال ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں۔ مگر مسیح کی بابت پوچھو تو مسیحی دوست کہتے ہیں کہ وہ اور روح القدس تو اسی میں شامل ہے وہ علیحدہ خدا نہیں۔ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہ وعدہ لا نبی بعدہ کو مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ حدیث ہے۔ اور اصل حدیث میں کوئی مستثنے نہیں۔ اور خود یہ حدیث خاتم النبیین کا ترجمہ ہے۔ اور اس میں بھی کوئی استثنے نہیں۔ پس جب خاتم النبیین کے ساتھ استثنا نہیں اور اس کے ترجمہ لا نبی بعدی میں کوئی مستثنے نہیں تو حضرت صاحب اس عبارت سے کس طرح استثنے نکال سکتے ہیں۔ اس میں استثنا نکالنا گویا قرآن کریم میں کمی بیشی کرنا ہے۔ کہ جس کی نسبت حضرت صاحب خود اسی جگہ فرماتے ہیں ومن زاد او نقص فاولئک من الشیاطین الفجرۃ۔ کیا خاتم النبیین کے ساتھ استثنے لگا کر حضرت صاحب کو اس فتوے کے ماتحت لاتے ہو۔ پس خوب یاد رکھو کہ الذی ربی من فیضہ واظہرہ وعدہ کا تعلق گذشتہ سے نہیں بلکہ آئندہ سے ہے یعنی و للہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ کے ساتھ اور ان اولیا کے نبی نہ ہونے کی وجہ حضرت صاحب لکھتے ہیں۔ تو کیا ان کی نبوت کے لئے فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ مانع نہیں۔ تعجب ہے اور افسوس ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی سمجھ پر کہ اولیاء جو اسی خاتم النبیین کے فیض سے تربیت پاتے ہیں۔ تکمیل شریعت ان کے نبی ہونے کے لئے مانع ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کے لئے مانع نہیں۔ یہ تو ہم نے آپ کے پرانے اعتراضوں کا جواب دیا۔ آپ بھی

(۱) یہ تو فرمائیے بخاری کے کس باب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سال تک اپنی نبوت میں شک رہا۔ جیسا کہ صاحبزادہ صاحب نے بیان کیا ہے۔

(۲) یا دوش بخیر میاں صاحب کے اس نکتہ لغویہ کا بھی کسی کتاب سے ثبوت دیجئے کہ شعور کا اردو لفظ شعور سے نکلا ہے۔

(۳) اور یہ بھی بتائیے کہ غلام احمد کی ترکیب ابھی تک صاحبزادہ صاحب کو معلوم ہوئی ہے یا نہیں۔

(۴) اور میاں صاحب کی اس نئی تھیوری کا بھی ثبوت دیجئے کہ ابتدا میں گیارہ سال تک تمام نبیوں کو اپنا اپنا دعوے سمجھ نہیں آیا

(۵) اور مسیح کو اپنا دعوے صلیب کے وقت سمجھ آیا۔

(۶) وہ الہام پیش کر دیجئے جس میں اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب کو رو در رو کہا ہے کہ تو خلیفہ ہے۔

(۷) یہ کہ بقول میاں صاحب جب خدا نے مسیح موعود کو ظلی اور بروزی نبی کہہ کر کہا تو آپ اسکو ظلی اور بروزی کہکر گنہگار کیوں بنتے ہیں۔ میاں صاحب کے اسکے قول کی آڑ لیتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم میرزا صاحب کو ظلی اور بروزی نبی مانتے ہیں۔ کسقدر غلط بیانی ہے۔

(۸) ہاں یہ بھی بتلائیے کہ میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ ص ۱۵۵ میں کہ

"بعض نادان کہدیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا"، حالانکہ حضرت مسیح موعود نے صاف الفاظ میں آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کی بنا پر صاف لکھا ہے کہ ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ دوسرے کا متبع اور تابع ہو۔ اور یہ کہ صاحب نبوۃ تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے"، ازالہ اوہام حصہ دوم۔

فرمائیے میاں صاحب نے نادان کسکو ٹھیرایا؟

(۹) اور اخبار الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا نور الدین مرحوم پر جو یہ افترا کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے میاں صاحب کو مصلح موعود لکھا ہے اسکا حوالہ دیجئے کہ کہاں لکھا ہے۔

(۱۰) القول الفصل کے صفحہ ۲۴ پر میاں صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود معترض کو یہ جواب دیتے ہیں کہ

"تریاق القلوب کی تحریر تک میرا اور عقیدہ تھا۔ بعد میں متواتر وحی نے اس عقیدہ کو بدل دیا"

حضرت مسیح موعود کی اس عبارت کا حوالہ پیش کیا جائے کہ کہاں حضرت صاحب نے ایسا لکھا ہے۔

یہ مشتے نمونہ از خروارے میاں صاحب کی غلط بیانیوں کا نمونہ پیش کیا گیا ہے اگر ضرورت پڑی تو اس موضوع پر انشاء اللہ تعالیٰ کبھی مفصل لکھا جائے گا۔

اسکے بعد غلط بیانیوں کے ایک نئے عنوان سے آپ لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "عقیدہ [illegible] کے بالمقابل بعض حضرت صاحب کے پرانے دوستوں کو بھی چھوڑنا پڑا۔ مولانا مولوی محمد احسن صاحب انہیں میں سے ہیں۔ مولوی صاحب شروع میں ادھر ہی تھے ہم نے عقیدہ کے بالمقابل اس وقت ان کی بھی پرواہ نہ کی تو بالآخر ان کو جب قادیان سے اس قسم کی تحریریں پہنچیں کہ آپ کا عقیدہ جو فلاں فلاں کتب میں موجود ہے وہ ہمارے خلاف ہے۔ اور مولوی محمد علی کے موافق ہے۔ آپ اس عقیدہ اور اپنے خیالات میں تغیر کریں تو ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ تب ان پر یہ بات کھلی کہ یہ لوگ عقائد میں کسقدر دور نکل گئے ہیں"۔ چنانچہ ہم نے مولوی سید محمد احسن صاحب اور سید محمد یعقوب صاحب دونوں سے دریافت کیا ہے کہ کیا قادیان سے آپ کو کوئی اس قسم کی تحریر پہنچی۔ تو دونوں صاحبوں نے انکار کیا۔ پس یہ مولوی صاحب موصوف کی پہلی غلط بیانی ہے۔ اگر مولوی صاحب اس بیان میں سچا ہیں تو اسکا ثبوت دیں"

اسکے ثبوت کے لئے ہم سید محمد یعقوب صاحب کی تحریری سند پیش کر کے اخبار پیغام صلح ۱۴ جنوری ۱۹۱۷ء صفحہ ۱۰ کے دوسرے کالم کیطرف توجہ دلاتے ہیں کہ جس میں اس خط کا عکس شائع کیا گیا ہے۔

کارڈ قاضی اکمل صاحب کا بابت تبدیلی عقیدہ مولانا صاحب قبلہ آیا تھا جسکا عکس اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۷ء بجے میں چھپ چکا ہے۔ یہ صحیح ہے۔

سید محمد یعقوب بقلم خود

اور خود مولانا سید محمد احسن صاحب اپنے ضروری اعلان مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۶ء میں لکھتے ہیں۔ کہ مجھے قادیان سے ایک خط اکمل صاحب کا آیا جس میں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہمارے قادیانی دوستوں کو ان روشن واقعات پر پردہ ڈالتے ہوئے شرم آنی چاہئے کیا وہ اب بھی اس صریح غلط بیانی کے بعد دنیا کو منہ دکھائیں گے ہم تو اپنے اعلان کی پابندی کرتے ہوئے

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے درس قرآن مجید کے نوٹ

سورۃ مائدہ رکوع (۱۰)

گذشتہ سے پیوستہ

قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا

کیا تم اس کی عبادت کرتے ہو کہ جو نہ صرف اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں اور اپنی ضروریات اور حوائج کی وجہ سے شب وروز طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتا ہے اس کی ماں نے کس بے بسی کی حالت میں اسکو جنا کہ ایسے نازک وقت میں اسکو کسی مکان کی چھت بھی نصیب نہیں ہوئی - اور جانوروں کی چرنی کے سوا اور کوئی جگہ نہ ملی - پھر آپکی پیدایش کے بعد بھی اسی کی وجہ سے اس کی ماں کو اس کی جان کے خوف سے مارے مارے پھرنا پڑا پھر وہ خود بھوک اور پیاس اور دیگر حوائج بشریہ کے مہیا نہ ہونے کی وجہ سے کس طرح مضطرب ہو جایا کرتا تھا - یہ تو خود اس کی جان کو نفع اور نقصان پہنچانے والی باتیں تھیں کہ جن پر وہ تمام مدت العمر میں غالب نہیں آسکا جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہ تھا - جب وہ خود اپنے نفع ونقصان کا مالک نہ تھا - تو دوسرے لوگوں کا نفع ونقصان کا کس طرح مالک ہو سکتا ہے اور جو شخص کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا کیا تم اسکی عبادت کرتے ہو

ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل

تم سے پیشتر جو قومیں گمراہ ہو چکی ہیں اور سیدھے رستہ سے بھٹک چکی ہیں - ان کے نقش قدم پر مت چلو - تثلیث کے ذکر کے ساتھ اس امر کا بیان کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ مسئلہ تثلیث انہوں نے پہلی مشرک قوموں سے سیکھا ہے - چنانچہ تالوثی عیسائیوں سے پیشتر ہندوستان مصر اور یونان میں بھی ترمورتی (تثلیث) کا عقیدہ پایا جاتا تھا - ان ہی تثلیث پرست قوموں کو اپنے اندر ملانے کے لئے یہ عقیدہ اختیار کر لیا گیا -

سورۃ مائدہ رکوع ۱۱

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داود وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون بنی اسرائیل میں سے

نافرمان لوگ حضرت داؤد اور عیسےٰ بن مریم کی زبان پر بددعا دیئے گئے اسلئے کہ وہ نافرمانی میں حد سے گذر جاتے تھے - انبیاء علیہم السلام کے حالات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی طبائع بھی مختلف ہوتی ہیں بعض تو ایسے انبیاء ہیں کہ جو سخت دشمن کے مقابلہ میں سختی سے کام لیتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ جو سخت سے سخت دشمن کا جواب بھی سختی سے نہیں دیتے - حضرت نوح علیہ السلام جب دشمنوں سے ستائے گئے - تو انہوں نے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کی رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ایک حضرت عیسےٰ ہیں - کہ جو نہ صرف دشمن کے مقابلہ کو جائز قرار نہیں دیتے - بلکہ دشمنوں کے ساتھ محبت کرنے کی تعلیم دیتے ہیں - گو موجودہ اناجیل سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے خود بھی مدت العمر میں کبھی اس پر عمل کیا ہو ———— مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ ان سب سے جدا ہے - آپ نے اپنے سخت ترین دشمنوں کو بھی اس بنا پر کبھی سزا نہیں دی کہ وہ آپ کی ذات کے دشمن اور جان کے لاگو تھے مکہ معظمہ میں آپ نے تیرہ سال تک اذیتیں برداشت کیں مگر اسکے جواب میں کسیکو تکلیف نہیں پہنچائی - مدینہ میں آپ کی مشکلات شروع میں بہت بڑھی ہوئی تھیں - مکہ والوں کے حملہ کے خوف کے علاوہ مدینہ کے یہودیوں سے بھی خطرہ رہتا تھا - مگر آپنے کبھی ان کا مقابلہ سختی سے نہیں کیا - اور اپنی ذات کے بدلہ میں کسیکو دکھ نہیں دیا - طایف والوں نے آپ کو دھوکہ سے بلا کر بہت ہی دکھ دیا - اور شدید زدوکوب کی - مگر جب آپکے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بستی کو ہلاک کر دوں - آپنے اسکو جواب دیا کہ نہیں یہ ایک بے سمجھ قوم ہے انہوں نے مجھ کو نہیں سمجھا اسلئے مجھ سے سختی کی ہے - اگر یہ نہیں تو ان کی اولاد ضرور مسلمان ہو جائے گی - ایسے ہی جنگ احد میں جب حضور زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے تھے - اسوقت ایک جانباز کا دل جو حضور کی حالت دیکھ کر پگھل گیا تو اسنے عرض کیا کہ حضور ان پر لعنت و بد دعا کریں - تو فرمایا میں لوگوں پر لعنت بھیجنے کے لئے پیدا نہیں ہوا -

ذلک بما عصو وکانوا یعتدون بنی اسرائیل کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اسلئے بددعا کی کہ وہ الٰہی احکام کی نہ صرف نافرمانی کرتے تھے - بلکہ اس نافرمانی میں بھی حد سے گذر جاتے تھے

وکانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون

اور وہ بری باتوں سے لوگوں کو منع نہیں کرتے تھے - بہت ہی برا ہے جو کچھ کہ وہ کرتے تھے - یتناھون اس جگہ تناہی کے معنے دو ہو سکتے ہیں

ایک تو نہی عن المنکر یعنے بری باتوں سے منع کرنا اور دوسرے معنی تناہی کے انتہا رکے بھی ہیں تناھی عنہ کے معنے ہوئے کف عنہُ کہ وہ برے کام کرنے سے انتہا رنہیں کرتے تھے یعنے رکتے نہیں تھے۔ قوم کی تباہی کا موجب اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ قوم کے علماء قوم کو بری باتوں سے نہ روکیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک باتوں کا وعظ اور بری باتوں سے منع نہ کریں۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ من رضی عمل قوم فھو منھم ومن کثر سواد قوم فھو منھم جو قوم کے کسی عمل بد پر راضی ہوجاتا ہے اسپر خاموش رہتا ہے وہ بھی اُن ہی میں سے ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی ایک یہ بھی وجہ ہوئی ہے۔ کہ مولوی لوگ عوام کے مذاق کے مطابق وعظ کرتے ہیں اور نمبرداروں کی خاطر حق بات کے اظہار سے رک جاتے ہیں۔ کبھی کبھی گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے اُن کے مفید مطلب آیات کی تاویل کر لیتے ہیں۔ جھوٹے فتوے دیدیتے ہیں ایسے لوگ گورنمنٹ کے خیر خواہ نہیں ہوتے۔ بلکہ فی الحقیقت اسکے دشمن ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کے مذہبی جذبات کو ملیا میٹ کر دیتے ہیں اور قوم کی حالت کی صحیح ترجمانی نہیں کرتے۔ ایسے لوگ قوم اور حکومت دونوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ ایک عرصہ تک اسلامی علماء کے لئے یہ امر مایۂ ناز رہا ہے کہ وہ کسی جابر سے جابر بادشاہ کے سامنے بھی امر حق کے کہنے سے نہیں رکتے تھے۔

تری کثیرا منھم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لھم انفسھم ان سخط اللہ علیھم وفی العذاب ھم خالدون

ایسے لوگ جو دنیوی حکام سے ڈر کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے۔ ان میں سے بہت لوگ کفار کی موالات کو قبول کر لیتے ہیں۔ اسمیں خدا تعالےٰ کا تو کچھ بگڑتا نہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں وہ خود ان کے اپنے نفسوں کے لئے ہی برا ہے۔ اس راہ پر چلنے سے اللہ تعالےٰ کا غضب ان پر نازل ہوگا۔ اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اپنے دین اور مذہب کے خلاف فتوے دینے اور حکام کی غلطیوں پر اُن کو متنبہ نہ کرنے اور کفار کے ساتھ دوستی اور موالات کا الگ پالنے سے یہ لوگ خود عذاب اور تکلیف اٹھائیں گے۔

ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منھم فاسقون۔ اگر یہ (بنی اسرائیل) اللہ تعالےٰ اسکے نبی اور جو اسکی طرف سے وحی کیا گیا ہے۔ اسپر ایمان لاتے تو یہ مشرکوں کو دوست نہ بناتے۔ مگر ان میں سے بہت لوگ نافرمان ہیں۔ یہاں النبی سے مراد حضرت موسےٰ علیہ السلام ہیں یعنے اگر یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے۔ اور جو کچھ اسکی طرف وحی کیا گیا ہے اوسکو مانتے تو یہ مشرکین مکہ کو اپنا دوست نہ بناتے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاف پیشگوئی موجود ہے اور آپ کی آمد کے نشان بتائے گئے ہیں۔ اگر ان کو اسپر ایمان ہوتا۔ تو یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرتے۔

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون

مسلمانوں کے ساتھ عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرک لوگ ہیں۔ اور دوستی میں سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض ایسے عالم دین اور درویش لوگ ہیں جو تکبر نہیں کرتے۔ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے کہ وہ غیر مذاہب کی خوبیوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ اور ان کا کشادہ دلی سے اعتراف کرتا ہے۔ ایک معمولی پیر یا عالم اور پنڈت کسی دوسرے پیر مولوی اور پنڈت کی خوبی کا بہت کم اقرار کرتا ہے۔ مگر اسلام نے باوجود اسکے کہ عیسائی بادشاہ اسوقت بھی اسکے مٹا دینے کے لئے کوششیں کرتے تھے۔ ان کے مذہبی لوگوں کی خوبی کا اعتراف کرنے میں بخل نہیں کیا۔ یہ بات یہاں یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہود اگرچہ نصاریٰ کی نسبت بلحاظ عقاید کے زیادہ قریب ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کو تو ایک مانتے ہیں۔ اسکے ساتھ کسیکو شریک نہیں کرتے۔ مگر باوجود اسکے قرآن کریم نے ان کی نسبت نصاریٰ کو مسلمانوں کے قریبی دوست بتایا ہے

اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں تمام کے تمام اخلاق ذمیمہ اور عادات رذیلہ دنیا طلبی سے پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا کے مال ومتاع کی حرص انسان کے اندر ظلم وستم جھوٹ اور فریب و دغا سب کچھ پیدا کر دیتی ہے اور دولت پرستی سے انسانی ہمدردی کا نام ونشان تک باقی نہیں رہتا یہود اور مشرکین کو مومنوں کے ساتھ یہاں عداوۃ میں اشد الناس اسلئے فرمایا کہ خود دوسری جگہ اُن کی نسبت فرمایا ہے۔ ولتجدنھم احرص الناس علےٰ حیوۃ ومن الذین اشرکوا کہ دنیا طلبی کے لئے

ہیں۔ اور مشرک سب سے بڑھ کر حریص ہیں۔ قرآن کریم خواہ مخواہ دھڑا بندی کی وجہ سے بعض کو اچھا اور بعض کو بُرا نہیں کہتا۔ بلکہ کسی کے اچھے اور بُرے ہونیکا معیار اسکے پاس ان کے اچھے اور بُرے اخلاق ہیں۔ یہود اور مشرک چونکہ دنیا طلبی میں زیادہ حریص تھے۔ اور اسی مرض کی وجہ سے وہ دوسری قوموں پر ظلم وستم بھی کرتے تھے۔ نصاریٰ کی دوستی کی وجہ یہ بتلائی کہ ان میں قسیس اور درویش لوگ ہیں۔ اب جبکہ نصاریٰ میں بھی دنیا پرستی اور زرطلبی کی آگ حد سے زیادہ مشتعل ہو چکی ہے۔ تو ان کو مسلمانوں کے دوست سمجھنا خطرناک غلطی ہے۔ یہود اپنی یہودیت کی وجہ سے عداوت میں اشد الناس نہیں۔ اور نصاریٰ بحیثیت نصاریٰ مودۃ میں اقرب نہ تھے۔ بلکہ اپنے قسیس اور رھبانوں کی وجہ سے اب جبکہ ان میں وہ علماء ربانی نہیں رہے۔ تو مودۃ میں اقرب بھی نہیں ہو سکتے۔ زرپرستی کا مرض ان میں خطرناک طور پر بڑھ گیا ہے۔ تو ان کو اقرب فی المودۃ کیسے کہا جا سکتا ہے۔ یہاں الذین آمنوا میں یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ مومن تو وہ ہوتا ہے کہ جو من امنہ الناس کا مصداق ہو جس سے لوگ امن میں رہیں۔ دنیا طلب اور زر پرست انسان سے کبھی لوگ امن میں نہیں رہ سکتے۔ گویا مومنوں میں اور ان میں ضد واقع ہو گئی ہے۔ نصاریٰ میں قسیس اور رھبان ہونیکا ذکر کرنے کے بعد فرمایا وانھم لا یستکبرون محض قسیس اور رھبانوں کا کسی قوم میں ہونا بھی کوئی خوبی کی بات نہیں۔ جب تک کہ غرور اور تکبر سے بھی باز نہ آتے ہوں۔ اب تو نصاریٰ کی یہ حالت ہے کہ وہ غیر قوموں کو انسانیت کا حق دینا بھی پسند نہیں کرتیں۔ اسقدر غرور اور تکبر ان کے دماغوں میں بھرا ہوا ہے۔ سارے کے سارے ایران کو ایک گورے کے قطرہ خون کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔ پس جب کہ ان کے غرور اور تکبر کی یہ حالت ہے۔ اور علماء ربانی اور حقیقی درویشوں کا ان میں اسقدر فقدان ہے۔ تو وہ مسلمانوں کے لئے کیسے دوست اور اقرب فی المودۃ ہو سکتے ہیں۔

واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا امنا فاکتبنا مع الشھدین

ایسے حقیقی علماء نصاریٰ اور درویش صفت لوگ جب قرآن کریم کو سنتے تھے۔ تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ نکلتی تھیں۔ اسلئے کہ وہ حق شناس لوگ تھے۔ اور وہ پکار اٹھتے تھے کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ پس تو بھی ہم کو حق کی شہادت دینے والوں میں لکھ لے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نجاشی شاہ حبش کا واقعہ مشہور ہے کہ جب جعفر طیار نے اسکے سامنے سورۂ مریم کی کچھ آیت تلاوت کیں۔ اس نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ خدا کی قسم اس تنکے کے برابر بھی ان آیات میں غلط نہیں کہا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اب بھی ان لوگوں میں حق پسند لوگ ہیں کہ جو قرآن کو سنتے ہی ایمان لے آتے ہیں۔ مگر حکم ہمیشہ کثرت پر ہوتا ہے۔

سورۃ مائدہ رکوع ۱۲

یا ایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین وکلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مومنون

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ طیب اور پاک چیزوں کو جو اللہ تعالے نے تمہارے لئے حلال ٹھہرائی ہیں ان کو حرام مت ٹھہراؤ۔ زیادتی مت کرو۔ اللہ تعالے حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جو کچھ اللہ تعالے نے تمہیں حلال اور طیب رزق دیا ہے اسکو کھاؤ۔ اور اللہ تعالے کا تقویٰ اختیار کرو کہ جس پر تم ایمان لائے ہو۔ بہت سے لوگ خواہ مخواہ بہت سی باتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ مثلاً عیسائی راہبوں نے نکاح کو حرام ٹھہرا رکھا ہے۔ بعض مذاہب نے گوشت کو حرام ٹھہرا رکھا ہے۔ بعض پیر اور سجادہ نشین خاص خاص چیزوں کو اپنے اوپر حرام ٹھہرا لیتے ہیں۔ بعض کھانے یا دودھ میں ایک چٹکی راکھ کی ڈال لیتے ہیں۔ اور کہتے یہ ہیں کہ اس سے ہم اپنے نفس کو مارتے ہیں۔ بعض دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں۔ اور رات بھر قیام کرتے ہیں اور بعض چارپائی اور بستر پر نہیں سوتے۔ اپنے آپکو خصی اور ہیجڑے بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ انجیل میں بھی لکھا ہے۔ کہ بعض خوجے ایسے ہیں۔ کہ جو ماں کے پیٹ ہی سے ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جنہیں آدمیوں نے خوجہ بنایا اور بعض ایسے کہ جنہوں نے آسمان کی بادشاہت کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا۔ متی ۱۹/۱۲ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر یہ کسقدر احسان ہے۔ کہ اس نے ان تمام نسل انسانی کو برباد کرنیوالی رسوم سے مسلمانوں کو منع کیا اور فرمایا (انی لم اؤمر بذلک ان لانفسکم علیکم حقا فصوموا وافطروا وقوموا وناموا فانی اقوم وانام واصوم وافطر وآکل اللحم والدسم وآتی النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی) مجھے ان بدعات کی بابت کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ دیکھو تمہارے نفسوں کا بھی تم پر حق ہے۔ پس تم روزہ رکھو تو افطار بھی کرو۔ رات خدا کے حضور قیام کرو تو کچھ [illegible] سو بھی رہو کیونکہ

میں خود قیام کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ روزہ رکھتا ہوں۔ تو افطار بھی کرتا ہوں۔ گوشت اور چربی کھاتا ہوں۔ اور بیویوں کے پاس بھی جاتا ہوں۔ پس جو کوئی میری سنت سے اِدھر اُدھر ہوتا ہے۔ پس میں اسکا ذمہ وار نہیں۔

ان قسیسین اور رہبانوں کی تعریف ان کے انقطاع الی اللہ کی وجہ سے کی تھی۔ اب اُن کے نقص کو بھی ساتھ ہی بتا دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو مسلمانوں کو اس کی وجہ سے دھوکا لگ جائے۔ اور وہ ان کی پیروی کرنا شروع کر دیں۔ ان کا دنیا سے انقطاع تو بیشک اچھی چیز ہے۔ مگر اسکے یہ معنے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ لذائذ کو حرام ٹھہرا لیا جائے۔ قرآن کریم کی تعلیم میں یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ وہ تمام معاملات میں افراط اور تفریط سے بچانا چاہتا ہے نہ تو وہ انجیلی یسوع کی طرح کھاؤ پیو بنانا چاہتا ہے اور نہ رہبانوں اور گوشہ نشینوں کیطرح خشک زاہد بنانا چاہتا ہے۔ بلکہ ہر ایک معاملہ میں درمیانی راہ بتلا کر صراط المستقیم پر چلاتا ہے۔ بعض لوگوں نے الفقر فخری کی حدیث کے غلط معنے سمجھ کر ٹھوکر کھائی ہے اسکے معنے یہ نہیں کہ اعلےٰ کھانے اور لباس سب حرام ہیں۔ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اچھے سے اچھا کھانا کھاتے تھے۔ اور عمدہ گوشت تو آپ کو بہت ہی مرغوب تھا۔ اسلئے فرمایا سیّد الطعام اللحم اور آپ کے لباس کی نسبت بھی ایک جگہ جبۃ شامیۃ آیا ہے کہ آپنے ایک دفعہ شامی جبہ پہنا ہوا تھا۔

لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان۔ بعض لوگ فضول قسمیں کھاتے رہتے ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ان پر گرفت نہیں کرتا۔ مگر مومن کو تو ہر ایک لغو کام سے بچنا چاہئے۔ اسکے بعد فرمایا۔ فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلٰثۃ ایام ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم و احفظوا ایمانکم۔ جو قسم تم دلی عزم کے ساتھ کھالو۔ مگر وہ قسم ناجائز ہو تو پھر اسکو توڑ کر اسکا فدیہ ادا کرو۔ دس آدمیوں کو کھانا کھلاؤ۔ کھانا ایسا ہو کہ جو معمولاً تم اپنے اہل کو کھلاتے ہو۔ یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنا دو (ہر ایک کو ایک ایک کپڑا دے دینا بھی جائز ہے) یا کوئی گردن آزاد کر دو یعنی کسی قیدی کو چھڑا دو۔ یا کسی کا قرض ادا کر دو۔ مگر ان معاملات میں موقعہ اور محل دیکھ لینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی شریر اور بدمعاش کو چھوڑا دو کہ جس سے بجائے اصلاح کے نقصان کا اندیشہ ہو۔ جس شخص کو یہ باتیں میسّر نہ آئیں۔ وہ تین دن کے روزے رکھ لے۔ یہ ایک قسم کا جرمانہ ہے کہ جو تمہیں ناجائز قسموں کے عوض میں ادا کرنا چاہئے۔ تاکہ تم آیندہ ان سے بچو۔ واحفظوا ایمانکم کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ قسموں میں احتیاط کرو۔ یعنے بہت کم قسم کھاؤ۔ اور دوسرے یہ کہ جب تم کوئی جائز قسم کھاؤ تو پھر اسکو پورا کرو۔

یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ نشہ آور چیز۔ جوا۔ نصب کئے ہوئے پتھر اور تیر اندازی یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں۔ ان سے بچو۔ تاکہ تم فلاح حاصل کرو۔ اس آیت میں تمام قسم کی منشی اشیاء انواع قمار بازی اور بت پرستی سے منع کیا گیا ہے اور ان کو شیطانی اعمال تبلایا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی مدینہ کی گلیوں میں پکارتا پھرتا تھا۔ کہ لوگو شراب حرام ہو گئی۔ اس خبر کو سن کر مدینہ کے ہر ایک مسلمان نے ہر ایک شراب کے مٹکا جو اسکے گھر میں تھا لڑھا دیا۔ اور شراب اسدن گلیوں میں بہتی پھرتی تھی۔ دنیا کی تاریخ اس قسم کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ کہ کسی ملک میں بھی کبھی کسی بڑے سے بڑے ریفارمر نبی یا رسول نے بھی اس قدر اصلاح کر کے دکھائی ہو۔ اور اسطرح سے کسی معمولی سے معمولی بدی کا بھی ملک سے استیصال کر دیا ہو۔ آج کتنی ٹمپرنس سوسائیٹیاں ہیں۔ جو لوگوں کو شراب سے منع کرتی ہیں۔ شراب کی بندش کے قانون بنائے جاتے ہیں مگر ان سب باتوں کا اثر لوگوں پر اس اثر کے مقابلے میں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک آواز نے کر دکھایا۔ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ امریکہ میں شراب حکماً اور قانوناً بند کی گئی ہے۔ مگر پھر بھی لوگ برابر پیتے ہیں اور پینے کے لئے نئے نئے طریق ایجاد کرتے ہیں مگر یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معجزانہ آواز کا ہی اثر تھا۔ کہ مدینہ کی گلیوں میں شراب ندی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی تھی۔ اور یہ اسقدر عظیم الشان معجزہ ہے کہ جس کا اعتراف چار و ناچار مسیحی مصنفین کو بھی کرنا پڑا ہے۔

خمر کے معنے ڈھانپنے والی چیز کے ہیں۔ خمار اوڑھنے کو بھی کہتے ہیں شراب کو خمر اسلئے کہتے ہیں کہ وہ بھی عقل کو ڈھانپ دیتی ہے۔ ہر ایک نشیلی پینے کی چیز پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ یا ہر ایک ما خامر العقل ایسی چیز کہ جو عقل کو ڈھانک لیتی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ہر ایک نشیلی چیز خمر ہے اور ہر ایک منشی چیز حرام ہے) (باقی پھر انشاء اللہ تعالیٰ)

بقیہ صفحہ ۸ نمبر ۱

انہیں کچھ نہیں کہتے مگر ان کو کیا خدا کا خوف بھی نہیں رہا ہے

دوسرے الزام کا ازالہ

آپ لکھتے ہیں کہ "کیا مولوی محمد علی صاحب ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ مولوی سید محمد احسن صاحب مدت تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو لکھتے رہے کہ آپکے عقاید غلط ہیں ان کو درست کریں" اس کے جواب کے لئے ہم مولانا موصوف کے ضروری اعلان کے صفحہ ۲ اور اظہار النصائح کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ مولانا لکھتے ہیں "اس کے بعد قادیان کے اخباروں میں غلو کی ترقی دیکھکر میں نے اندر ہی اندر اصلاح کی کوشش کی مگر میرے خطوط پر کوئی توجہ نہ ہوئی دوسری طرف کچھ سوالات احباب کیطرف سے بکثرت مجھ پر شروع ہو گئے اور رویائے صادقہ کے ذریعہ بھی مجھے ہدایت ہوئی کہ اب علی الاعلان صاحبزادہ صاحب کو سمجھانا ضروری ہے چنانچہ اس پر میں نے القول الممجد نام ایک رسالہ لکھا" اظہار النصائح کے صفحہ ۳۴ پر آپ فرماتے ہیں "دیگر میں ابھی تک آپکی بیعت سے علیحدہ نہیں ہوا تھا۔ تا ناصحانہ اتمام حجت کر لوں" مولانا موصوف کے ان خطوط کی جو میاں صاحب کے نام لکھے گئے۔ اور جنمیں عقاید کی بحث تھی اگر خود میاں صاحب کی رسید کی ضرورت ہو تو دیکھو اسمہ احمد کا آخری صفحہ بعنوان "مضمون منتخب" کہ جسمیں مولانا موصوف نے میاں صاحب کے ایک اپنے خط کا اقتباس درج کیا ہے چنانچہ میاں صاحب مولوی صاحب کو لکھتے ہیں کہ "جناب کا دوسرا خط جو حضرت مسیح موعود کے درجہ کے متعلق تھا اس نے کسی مزید تحریر کی ضرورت نہیں رکھی کیونکہ اسمیں آپکے اور میرے مقامات (یعنی اختلافات) بالکل تبدیل ہو گئے ہیں" اور اسی خط میں دوسری جگہ میاں صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "اسمہ احمد تو ایک پیشگوئی ہے۔ اور تعین اخبار غیبیہ میں اختلاف ہو ہی جاتا ہے ہی تو میں اتنی عظمت نہیں دیتا" اب مولانا موصوف کا میاں صاحب کو عقاید کے بارے میں لکھنا اگر غلط بیانی ہے۔ تو سوچ سمجھکر جواب دو کہ اس غلط بیانی کا سب سے پہلے کس نے ارتکاب کیا۔ اسی نے کہ جس نے دوسرے خط کی رسید دی یا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے۔

تیسرے الزام کا دفعیہ

(مولانا سید محمد احسن صاحب قادیان میں عقاید کی تحقیقات نہیں کر رہے)

بالکل صحیح ہے۔ کہ مولانا قادیان میں عقاید کی تحقیقات نہیں کر رہے اور آپ کا اس کو غلط بیان کہنا خود غلط ہے چنانچہ مولانا موصوف اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں۔ کہ ہاں البتہ دنیوی ترقی ضرور رہی ہے منارہ مکانات، مقبرہ بہشتی کی توسیع جیسا کہ عیسائیوں کی نسبت احادیث میں آیا ہے کہ سلطنت تمام دنیا میں پھیل جائیگی کیا اس پیشگوئی سے حقیقت انکی ثابت ہو گئی، اور ایک تازہ خط جو مولانا موصوف نے اخبار میں شایع کرنے کے لئے خصوصیت سے بھیجا ہے درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا الرسول اللہ

ایھا الاحباب جماعت احمدیہ خصوصاً جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جناب شیخ رحمت اللہ صاحب جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب و جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ واضح ہو کہ خاکسار کی نسبت طرح طرح کی باتیں طرفین کے لوگوں میں شائع ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ مجھ کو بعض خطوط سے معلوم ہوا ہے اسلئے مجھکو لکھنا واجب ہو گیا۔ میرے اُن عقاید میں جو حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ابتدائے وقت بعثت سے آخر اُن کی وفات شریف تک تھے اُن میں ایک ذرہ بھر تغیر اس حالت قیام قادیان میں نہیں آیا۔ (۱) پیشگوئی اسمہ احمد کی نسبت میرا وہی عقیدہ ہے جو القول الممجد فی تفسیر اسمہ احمد میں بموجب مذہب حضرت مسیح موعود لکھا ہوا ہے اور اسمہ احمد کی نسبت جو براہین احمدیہ میں خاکسار لکھ چکا ہے۔ اسمیں ایک ذرہ بھر تفاوت نہیں ہوا۔ صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ قال صلعم انا محمد و احمد اور اس مسئلہ میں مینے فک الشک و تحذیر المؤمنین و آیات الرحمان میں بھی روشنی ڈالی ہے۔ (۲) مسئلہ نبوت میں میرا وہی عقیدہ ہے جو میری کتاب ستہ ضروریہ میں بموجب مذہب حضرت مسیح موعود لکھا ہوا ہے۔ خاتم النبیین خواہ بفتح تا خاتم ہو یا خواہ بکسر تا دونوں کے معنی وہی ہیں۔ جو العاقب کے ہیں والعاقب لیس بعدہ نبی دیکھو لسان العرب و تاج العروس وغیرہ کو اور اس مسئلہ کو مینے شرح ایک غلطی کے ازالہ میں بھی خوب واضح لکھا ہے۔ (۳) مسئلہ کفر و اسلام کی نسبت میرا وہی عقیدہ ہے۔ جو بموجب مذہب حضرت مسیح موعود و موافق کتاب و سنت کے میری کتاب تحذیر المؤمنین عن اکفار المسلمین میں ہے مصداق ہے حضرت مسیح موعود کے کشف مندرجہ براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۵۳ کی لکھا ہوا ہے۔ اور اُسکے ٹائیٹل پیج پر یہ حدیث متفق علیہ لکھی ہوئی ہے۔ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ اس لئے میں باواز بلند پکار کر کہتا ہوں کہ میرے ان عقاید میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ اور جو مسائل بالاتفاق جامع صحابہ و تابعین مجتہدین و علمائے ربانیین و مجددین تا حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ہیں۔ اُس کے خلاف میں کسی کی ہرگز ہرگز نہیں مان سکتا۔ وان قُتِلْتُ وحُرِّقْتُ۔ یہ چند سطریں بقائمی ہوش و حواس و ثبات عقل میں نے لکھوائی ہیں۔

سید محمد احسن عفا اللہ عنہ بقلم خود

پس مولانا کے ان خطوط سے صاف ظاہر ہے کہ وہ قادیان میں عقاید کی تحقیقات نہیں کر رہے اور یہی وہ حقیقت ہے کہ جسکا ذکر حضرت امیر نے اپنے خطبہ جمعہ میں کیا۔

چوتھے الزام کی حقیقت

قادیانی علامہ لکھتا ہے "کہ چوتھی غلط بیانی مولوی صاحب نے ہمارے متعلق یہ کی ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ صلعم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم رتبہ سمجھتے ہیں اسپر میں سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے کیا کہوں۔ مولوی صاحب کیا آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کوئی تحریر ایسی پڑھی ہے جس میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی کریم صلعم کے برابر قرار دیا ہو اگر کوئی آپ نے دیکھی ہے تو پیش کریں"۔

ہاں صاحب۔ ہم نے آپ کے خلیفۃ المسیح کی تحریروں میں بے شک یہ پڑھا ہوا ہے۔ کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ اور برابر ہیں۔ سنئے ذکر الٰہی کے صہ ۱۹ پر میاں صاحب کیا لکھتے ہیں۔

"وہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ظاہر ہوا تھا وہی مسیح موعود نے ہمیں دکھلا دیا۔ اس لحاظ سے برابر بھی کہا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ البتہ حضرت مسیح موعود آپ کی کامل اتباع اور پوری پیروی سے ایسے صاف ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل کمالات اپنے اندر اخذ کئے۔۔۔۔۔ حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات حاصل کرنے کی وجہ سے عین محمد بھی کہہ سکیں گے"۔

کیا اب بھی آپ لوگوں کو یہ شبہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو میاں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرتبہ اور عین محمد نہیں مانتے ہیں۔

پانچویں تہمت کا دفعیہ

قادیانی علامہ نے پانچویں غلط بیانی کے عنوان کے نیچے یہ لکھا ہے کہ "مولوی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں کا یہ باطل عقیدہ ہے کہ گویا ابتک کسی ولی کے دل کا شیشہ صاف نہیں ہو سکا۔ کہ جس میں نبوت کا انعکاس پڑتا اور ظلی نبی ہوتا"۔ قادیانی علامہ اس کو غلط بیانی قرار دیتا ہے اب اگر یہ فی الواقعی غلط بیانی ہے تو برائے مہربانی ہمارے محمودی دوست بتلائیں کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابتک کتنے اولیاء کو ظلی نبی مانتے ہیں۔ آپ کا صرف یہ کہدینا ہی کافی نہیں کہ یہ ہم پر الزام ہے جب تک آپ صاف الفاظ میں اس امر کا اقرار نہ کریں کہ حضرت مرزا صاحب کے علاوہ ہم فلاں فلاں ولی کو بھی ظلی نبی مانتے ہیں۔

فہرست زرچندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

(معرفت شیخ الہ دین صاحب کمپازیٹر) بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۱ء

ماہوار چندہ — چندہ جلسہ سالانہ

(۱) شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل آفس
(۲) شیخ عبد العزیز صاحب کلرک آرڈنینس ڈیپارٹمنٹ
(۳) " منظور الحق صاحب فارسٹر محکمہ جنگلات شملہ۔ نومبر و دسمبر
(۴) بابو امیر الدین صاحب دفتر ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس
(۵) قاضی احمد علی صاحب سارجنٹ درجہ اول تھانہ کوٹ شملہ
(۶) شیخ اسلام دین صاحب ریڈر گورنمنٹ سنٹرل پریس
(۷) شیخ عبد المجید صاحب کلرک میڈیکل ڈیپارٹمنٹ
(۸) صوفی شمس الدین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس
(۹) منشی محمد لطیف صاحب کمپازیٹر " " "
(۱۰) مخدوم محمد اشرف صاحب بی۔ اے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ
(۱۱) ماسٹر نور محمد صاحب کلرک ڈی جی۔ آئی۔ ایم۔ ایس آفس
(۱۲) شیخ الہ دین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس
(۱۳) محمد عیسٰے ولد صوفی شمس دین صاحب " "
(۱۴) والدہ صاحبہ محمد عیسٰے " " " "

میزان کل ہر دو رقم (للعہ)

کرایہ مکان احمدیہ انجمن کا جن صاحبان نے ادا کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) مولوی عبد الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ
(۲) شیخ عبد العزیز صاحب آرڈننس برانچ
(۳) مولوی عبد الحق صاحب ایڈیٹر اگزیمنر اکونٹس
(۴) شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ
(۵) بابو تاج دین صاحب اسسٹنٹ رڈکراس سوسائٹی
(۶) بابو امیر الدین صاحب دفتر ملٹری ورکس
(۷) شیخ الہ دین کمپازیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس
(۸) شیخ عبد العزیز صاحب میڈیکل برانچ
(۹) شیخ امیر علی صاحب کلرک پبلک ورکس سے
(۱۰) مخدوم محمد اشرف صاحب بی۔ اے

نوٹ مخدوم محمد اشرف صاحب نے مارچ اپنی گرہ سے چندہ ادا کئے۔ آئندہ ۴ ماہ تک بابو تاج دین صاحب الخ

(کل میزان ماصہ روپے)

درخواست دعا

حضرت مولانا غلام حسن خان صاحب پشاوری کی طبیعت کچھ دنوں سے علیل ہے احباب سے استدعا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان کا وجود دیر تک سلامت رکھے۔ جلد صحت بخشے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم برادران سلسلہ السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
سالانہ جلسہ میں شمولیت کے واسطے قبل ازیں حضرت امیر کا ارشاد پہلے پرچہ اخبار پیغام صلح میں آپ کی نظروں سے گذر چکا ہو گا۔ اور اسکے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ اس سالانہ جلسہ پر آنا کیسا ضروری امر ہے اسکے بعد مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جلسہ کا پروگرام جو شایع ہو کر باہر بھیجا جا چکا ہے اور جو اس پرچہ اخبار پیغام صلح میں بھی دیا جاتا ہے۔ آپ کو مع اپنے احباب کے عین موقعہ پر یہاں پہونچنے کے واسطے ایک مزید یاددہانی کا کام دے سکا۔

میں یہاں اون فوایدکو بیان نہیں کر سکتا۔ جو اس جلسہ میں شمولیت سے آپ کو حاصل ہوں گے۔ کیونکہ ہر ایک بھائی جو اس سلسلہ میں داخل ہے۔ وہ مجھ سے بھی بہتر جانتا ہو گا۔ اور ہر ایک دل میں تڑپ ہو گی۔ کہ وہ جلد اس موقعہ پر پہونچکر ان برکتوں اور رحمتوں سے حصہ لے جو دین اسلام کی اشاعت کی خدمت میں حصہ لینے والوں کو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ملتی ہیں۔ بعض وقت ایک ایسا خلوص کا کام پچھلی تمام غفلتوں اور کوتاہیوں کی تلافی کا موجب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص کی عمر فسق وفجور میں گذری۔ آخری دم اسکو خیال آیا کہ کسی صالح انسان کی خدمت میں جاؤں تاکہ اسکی ہدایت پر کاربند ہو کر اپنے مولےٰ کو راضی کر سکوں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ چل پڑا تو ابھی آدھی ہی منزل طے کی تھی۔ کہ اجل آ گئی۔ اور وہ رستہ میں ہی فوت ہو گیا۔ اب رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں بحث ہونے لگی کہ وہ کن کے حصہ میں ہے۔ آخر بات اسپر ٹھیری کہ پیمایش کر کے دیکھا جاوے۔ وہ کس جگہ کے قریب ہے۔ آیا اس جگہ کے جہاں اسنے اپنی عمر غفلت میں گذاری تھی یا اس مکان کے جہاں وہ ہدایت پانے کی نیت سے جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے اس مکان کا فاصلہ جسکی طرف وہ جا رہا تھا ایک بالشت بھر اس فاصلہ سے کم نکلا۔ جو اسکے گھر تک تھا جہاں سے اسنے ہجرت کی تھی۔ اور یہی بات اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لانیوالی ہوئی

کہ ر... سنانے والوں نے حوالہ ہو۔ اس سالانہ جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں بھی اسی اخلاص پر مبنی ہو۔ کہ ہدایت اور دین حق کی اشاعت کی فکر کی جاوے جس کے لئے حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا پرستی کے زمانہ میں عین وقت پر مبعوث کیا۔ جیسا کہ وہ پہلے اس امت میں ضرورت کے وقت مجدد دین کو مبعوث کرتا رہا ہے۔ اسوقت یہی انجمن ہے جو حضرت مسیح موعود کے قائم کردہ سلسلہ اشاعت اسلام کو صحیح راہ پر چلا رہی ہے۔ کیونکہ یہاں پیر پرستی ہے نہ قبر پرستی نہ سرود ہے نہ عرس نہ میلہ ہے نہ منڈی صرف ایسے لوگوں کا مجمع ہے۔ جن کو دین اسلام کی اشاعت کی دھن لگی ہوئی ہے اور اگرچہ صحابہ کرام کا اعلےٰ مقام تو انہی سے مخصوص ہے۔ جن کی شان میں قرآن پاک میں آیا ہے۔ فمنھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر یعنے کئی ایک نے تو خدا کی راہ میں جانیں دیدیں اور کئی منتظر ہیں۔ تاہم اس مجمع میں بھی آپ ایسے بزرگ پالیں گے جو اشاعت اسلام کیلئے اپنے پیارے مال اور اپنی پیاری جایدادیں خدا کی راہ میں قربان کر چکے ہیں۔ اور کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کرنے کی فکر میں ہیں۔ خدا کرے ہم میں سے ہر ایک کو یہ مقام میسر ہو۔ آمین۔

آپ اس جلسہ میں اس عاشق ملت اسلام کی باتیں بھی سنیں گے جسکے حق میں حضرت مسیح موعود کی فراست صحیح نکلی جیسا کہ آپنے فرمایا تھا کہ مجھے یقین ہے۔ کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی۔ کہ جوان موصوف خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کریگا۔ اور یقین ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقوےٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا۔ جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہونگے۔ الاشتہار لانصار ۴ اکتوبر ۹۹ء

اور جو آپ کی اس آرزو کو بھی پورا کرنیوالا ہوا جس کا ذکر ازالہ اوہام میں ان الفاظ میں ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر انکے (امریکہ اور یورپ والوں کے) پاس بھیجی جاوے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رک سکتا کہ یہ ... ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو گا۔ جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ ازالہ اوہام

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

اللہ تعالیٰ کی حکمت نے اسی اپنے بندہ کے ہاتھ میں اپنے قائم کردہ سلسلہ ...